بعون صانع کون و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

انیس شبہای فراق عاشقان جلیس صحبت سخن نگاران داستان امیر حمزہ صاحبقران کی

موسوم بہ

طلسم فتنۂ نور افشان

جلد سوم

جسکو بصرف زر کثیر مطبع سے سرآمد معنی گویان استاد سخنوران منشی احمد حسین صاحب قمر نے بعبارت فصیح تصنیف فرمایا

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں حسن و خوبی چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عندلیب خامۂ مشکین رقم
حمد خالق مین کیے ہی پر نرم
خالق یکتا وحید بے نیاز
عالم دنیا و دین بندہ نواز

ہمکو پیغمبر محمد سا دیا
ہی کرامت مجمع جود و سخا
خاتم پیغمبران محبوب رب
سید عالی نسب اعلی حسب

شکر کر ای بندہ خاکی اس پروردگار کا کہ جسنے ایک کلمۂ کن مین ان عجائب غرائب کو ہویدا کیا تمام عالم
کس تکلف سے پیدا کیا حقیقت مین زمین و آسمان ثوابت و سیارگان شجر و حجر جن و انس حور و مار خزان و بہار
شب و روز بہشت و دوزخ چاند سورج وغیرہ کو کس لطف سے ظاہر کر دیا اپنی صنعت باطنی سے ماہر کر دیا ہر روز کے ملاحظے
سے معلوم ہوا کہ گل ماہتابان غنچہ ہاے سیارگان کس حسن و خوبی سے باغ آسمان مین اپنی بہار دکھاتے ہین دن
کو ذرہ ہاے زمین بصد ترئین از کریمی جہان افرین بہ عکس مہر تابان جلوۂ آفتاب دکھاتے ہین ستارون کی رونق
پاتے ہین انسان ضعیف البنیان کی یہ مجال نہین ہی کہ ایک نکتہ بھی صفت رب اکرمین تحریر کر سکے ہر وقت عذر گناہ
سر عجز جھکانا واجب و لازم ہی حقیقت مین ای رحیم و ای کریم و ای سمیع و علیم تیری یکتائی پر باغ مین گل جنگل مین کانٹے
انگلیان اٹھاتے ہین بحال نرگس سے تماشاے یکتائی کا لطف دکھاتے ہین موافق نظم

کون امکان بود ثنا سایت
جانب خود راہ نمائی ہمہ
محو کن آنرا کہ ہمہ باطل ست
در غم خود یک سر اسمور کن

بستی با بندہ تراست دوس
از کرمت عقدہ دم اکشای
نقش ہوا راندلم بند آ
آمدہ ام بر در تو عذر خواہ

محو ذات تو لطافت ہوس
سوی خودم راہ دہ ای رہنما
تا شود این آئینہ ام حق نما
با دل پر بیم و بروے سیاہ

اے دو جہان شاہد یکتائیت
ای کرم عقدہ کشائی ہمہ
ہر چہ بجز یاد تو ام در دل
ہر غم و رنج از دل من دور کن
بر درت افتادہ شدم یا خدا

سایۂ لطف از سر من بر مدار
یا رب کرم ہمدرخ من باز کن
در کرم خویش سر افراز کن

نعت جناب سرور کائنات

اللہم صل علی محمد و آل محمد درود کا لمہ براے جناب اشرف انبیا حبیب کبریا مشرف بخطاب طٰہٰ و یٰسین
او اعلی حد کوئی ایک مرتبہ درود پڑھے بحکم خالق انس و جان فرشتگان آسمان دس مرتبہ اسکو درود سے سرفراز کرین
مرتبے پر ایسے پیغمبر کے کیون نہ ناز کرین رب اکبر نے اپنے حبیب کو معراج عطا فرمائی سبحان اللہ جب عرش اعلی پر پہونچے

نعلین پاے اقدس سے دور کی آواز آئی ای سراج انبیا نعلین کو کیون پاے اقدس سے دور کیا عرض کی ای رب بے نیاز
وادی مقدس مین حضرت کلیم اللہ کو فاخلع نعلیک یا موسیٰ حکم ہوا یہ عرش اعلے ہی کیون کر نہ ادب کرون آواز آئی ای
حبیب سُن ماجراے عجیب و غریب جب ہمنے عرش اعلیٰ کو خلق کیا متزلزل و متحرک تھا دریافت کیا کہ باعث بیقراری کا
کیا ہی عرش اعظم نے عرض کی ای سمیع و علیم تو نے جس شی کو خلق فرمایا زیور بھی عطا کیا اسی وجہ سے بیقرار ہون زیب
زینت کا امیدوار ہون ہمنے عرش اعظم سے وعدہ کیا کہ اپنے حبیب کو یہان بلاوینگے وہ اسکی شب معراج ہوگی
نقش نعلین اُسکا تیرا سرتاج ہوگا دونون نواسے اُسکے رونق زمان و زمین جوانان بہشت برین زینت کونین حسن
حسین ہونگے فیوض نامتناہی گوشوارہ عرش الٰہی ہین بس میرے وعدہ کو وفا کر مع نعلین قدم رکھدے عرش پر
جب حضوری سے فیضیاب ہوئے کیا کیا کلمات راز و نیاز ہوئے اُدھر سے درود کا ورود ادہر سے عجز و بندگی
و سجود عرض کی ای رب جلیل تو نے جبریل کو ستر ہزار بال و پر عطا فرماے کہ بُعد زمین و آسمان کو چشم زدن مین طی
کیا اسکا بدلا مجکو کیا دیا آواز آئی ای سید نیک خو شرف اُسکے ستر ہزار بال و پر کا تیرا ایک سر مو عرض کی حمل ملایک نے
حضرت آدم کو سجدہ کیا اسکا عوض مجکو کیا دیا آواز آئی تیرے نور کو صلب آدم مین قرار تھا اس وجہ سے اُسکا عز
و وقار تھا اس سے ترک اولیٰ ہوا بہشت سے اسکو باہر کیا تیری اُمت کو باوجود گناہ فردوس برین عطا کرینگے انکا عیش گاہ
کل پیغمبران ماسلف کا اس مقام پر سوال و جواب ہی جس سے ثابت ہو کہ فخر انبیا ہین کل مراتب مین یکتا ہین حدیث
طولانی تھی تصریح مین طول ہوتا شاید سامع ملول ہوتا کیا اُنکے مراتب کو ہم بیان کرین یہی بات بہتر ہی کہ پیغمبر ہمارا
حبیب رب اکبر ہی نظم

والا گہر محیط لولاک	آن مرکز دو رحمت ...	گرداب جبین موج اول	چابک قدم بساط افلاک
سر لشکر کبریا محمد	منشور دو کون رایت او	تفسیر دو حرف آیت او	از آیت کبریا موسم
ای دکتاب خانہ دردل	مصباح سپہر گوہر او	معراج شبانہ بردر او	خاکی و بر اوج عرش منزل
افروختہ شمع آفرینش	ہم مطلع اول رباعی	ہم مصرع آخر رباعی	از طلعت او منور بینش
کو بود فروغ بخش انجم	نہ خان خلیل در میان ...	کش عالم قدس میہمان ...	یعقوب نہ کرد چشم خود گم
کو بود نمک بحر آشام	یوسف نہ فتادہ بود در چاہ	کو داشت حشم بتارک ...	نگرفت بہ حوت یونس آرام
دیدش بصد آفتاب شد ...	نورش چو بر آسمان علم زد	روزش بہزار صبح دم زد	... بخش چو مید عالم افروز
	زان جنبش کہ پا نہد بر فرش ...	جنبو و بگاہوارہ عرش	چون طنطنہ اش بہ عالم افتاد

عالم ہمہ بر سر ہم افتاد | افروخت چو شمع بزم سیلا | گردید دو عالم از فنا با

منقبت جناب حیدر کرار صاحب ذوالفقار کنندہ در خیبر زور بازوے پیغمبر

سبحان اللہ جیسا کہ برحق و بیسار صحیح مطلق مولانا روم نے کیا خوب فرمایا ہی شعر مثنوی مولانا روم
او خیبر انداخت بروی علی ✚ افتخار ہر نبی و ہر ولی ✚ یعنی جتنے نبی و ولی گذرے ہمارے امام علیہ السلام
سب کے فخر ہین صاحب معجز و کرامات فاتح خیبر قاتل عمرو و عنتر شیر بیشہ ہوا اور زوج زہراے اطہر یا نخیبر و
شبیر اگر ذات بابرکات جناب حیدر صفدر پردۂ دنیا مین ظہور نہ پاتی کفو جناب فاطمۂ زہرا کوئی دنیا مین
نہ تھا اُنکے فضائل اور مراتب کون لکھ سکتا ہی اُنکے مرتبے کو خدا خوب جانتا ہی نظم

برسر ہر عاصی عارف امیر	انجمن آرای امامت علی ست	شافع فردای قیامت علی	اوست بفحوای حدیث غدیر
جان و دلم باد بقربان او	بعد رسول از ہمہ اولی علی	باش فقیر در دو سرا علے	جان رسول عربی شان او
			... ای ساقی روشن ضمیر

پیالے شیشہ پاتے خسرو کو اے شیرین دہن ... سب پیو کے فرہاد ہم

قدر دان اب نہ زمانے میں اب کوئی رہا ... اب نہیں ... کا فرا ... آباد ہے میکدہ مرا

پیالے اپنے عہد کے افسوس سودا ... ہے نہیں جاتے ناسخ اس غزل کی داد کو

چہرہ مرحلہ پیمائے شوکت و جلالت و رہ‌نوردان ... سطوت و صولت اس داستان جرأت بیان کو بعد دولت و حشمت یون تحریر فرماتے ہین نغز

سخنی فتانی کہ اے سحبان ... | درین پردہ آواز عالم جو را | ابر احوال جم یا بہ احوال کی

سخن سنج و غواص یاے سخن ... | چنین بہ بخت گوہر دامان | تو دس سخن اندر نور کلام سے یون آراستہ کرتے ہین کہ

صاحبقران زمان ملکہ لالہ عذار و ماہ رخسار کو اس اقلیم کا مالک کرکے طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوئے بعد جانے صاحبقران کے

ملکہ لالہ عذار و ماہ رخسار نے ویران ملک کو ساحرون کا لشکر تیار کیا تخت پر سوار ہوکر ہمرکاب صاحبقران روانہ ہوئین کہ انکا ذکر بھی مقام پر

تحریر ہوگا کہ صاحبقران آٹھ دس منزلین طی کرکے ایک جنگل سبز و خرم مین فروکش ہوئے محیط فیلدر پہلوان نے لشکر کو

بازارین آراستہ کین عاشق جمال صاحبقران زمان ہو بارگاہ مین آکر حاضر ہوا دل پژمردہ ہوا غنچہ گلشن جمال کی کہ ابھی

شیشے سے سرحد طلسم نور افشان شروع ہوئی ہے اونکے بیشہ نشین پہلوان بیانکا حال اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہے جو جرأت

مین مشہور ہے کہ ہرکارون نے خبر پہنچائی کہ صاحبقران زمان بارادہ فتح طلسم نور افشان جاتے ہین اکی سرحد مین

آج فروکش ہوئے ہین یہ سنکر اورنگ جھنجھلا گیا غصے مین پیشانی پر پسینہ آگیا پکار کے آواز دی اے پہلوانان اے جوانان

صف شکن ایک شیر تم مین سے جائے لشکر صاحبقران کو ہماری حوالی سے ہٹا دے ہماری حوالی سے طلسم کشا کا جانا بہتر نہین

ہمارے واسطے باعث بدنامی ہے الوس بن الوند پہلوان زبردست ہے اپنے مقام سے اٹھا کہا اے شہریار ابھی یا کر انکو اٹھا دینا ہون

پس کہا الوس بن الوند کیشہ سے پہلو تنہا جاو دس ہزار سوار کا افسر ہے سبھون نے عرض کی ہم بھی ساتھ چلین کہا کسی کی کیا

احتیاج ہے مین اکیلا کافی ہون ٹہلتا ہوا لشکر صاحبقران مین آیا لشکر صاحبقران زمان کو دیکھتا ہوا در بارگاہ پر پہونچا

دیکھا پہلوان عادی دنگل دربارگاہ سالاری پر بیٹھا ہے حیران تھا کہ یہ دیو کا بچہ کہان سے آیا جھک جھک کے سلام کرنے لگا

بامعلوم کیا صاحبقران زمان سے جاکر کہو کہ ملک اورنگ نے ایلچی بھیجا ہے کچھ عرض کیا چاہتا ہے عادی نے جاکر صاحبقران

سے عرض کی صاحبقران نے فرمایا لاو الوس بن الوند اندر آیا دربار صاحبقران کو دیکھا جھک کر سلام کیا آنکھون سے

دیکھا ماہر کہ ہو بابر گیا صاحبقران نے کرسی دی یہ احمق بیٹھا صاحبقران زمان نے ساقی کو اشارہ کیا جب الوس بن الوند

دو چار جام شراب پیے بلبلا کر عرض کی اے شہریار ہمارے بادشاہ کو سخت ملال ہوا یہ سرحد شہ اورنگ ہے شیر بھی اس بیشہ

مین سرکشی نہین کرتے آپ ابھی وقت لشکر کو اٹھا کر پلٹ جائیے ورنہ بہتر نہوگا محیط فیلدر بیٹھا ہے جلسے مین کانپ کا

کہا او پہلوان آوارہ نا مدار سے کیسی باتین کرتا ہے ہم شب بھر یہان رہین گے کل اس بیشے ہی آگ

لگا دینگے قتل عام کرینگے یہ سنتے ہی الوس نے کہا اے شخص تو کون بولا محیط نے کہا ہم غلام ان جانبازان مین

نہ سنگزاری سے سرفراز ہین مجال ہے کوئی کلمہ سخت کہے ہم سن سکتے ہین الوس نے کہا ابھی لشکر یہان

پڑا گا محیط نے کہا تیری کیا مجال ہے اگر لشکر کا نام لیگا تو ہم زبان تیری کاٹ ڈالین گے الوس

غصہ مین آکر ہاتھ تلوار کا مارا محیط بیخبر غافل بیٹھا تھا شانہ زخمی ہوا زخم کھا کر جھلا کر اٹھا کہا او نامرد تو نے

غفلت مین مجھکو زخمی کیا الوس نے دوسرا ہاتھ مارا محیط نے بڑھکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور ایک

طمانچہ مارا الوس بن الوند چیخ کھا کر زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا محیط بالین پر کھڑا ہے الوس نے

آنکھ کھول کے دیکھا پھر آنکھیں بند کر لین محیط نے کہا اٹھ باہر جا صاحبقران احسان کرتے ہین کہ

محیط ہاسنے دو دستل مشہور ہی ابھی راز دانے نسبت اس سے نہ بولو صاحبقران نے فرمایا ای الوس
اٹھ کوئی اب دخل نہ دیگا یہ سنتے ہی الوس جھاڑ پونچھ کر اٹھا جلدی نکل کے بھاگا باہر آکر گینڈے
سوار ہوا اورنگ منتظر بیٹھا تھا کہ الوس آکر پہونچا اورنگ نے پوچھا کیون الوس کیا ہوا
تم تو کچھ گھبرائے ہوئے ہو کہا حضور مسلمان بڑے فقرے باز ہین دو سو آدمی مجکو لپٹ گئے
مین جان بچا کر بھاگا مگر میدان مین سمجھ لونگا وہ لوگ کہتے ہین ہم لشکر نہ اٹھائینگے اورنگ نے کہا
طبل جنگی سنئے کل میدان مین سمجھ لونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا وزیرون نے عرض کی اگر مناسب ہو
ایک عرضی شاہان طلسم کو لکھیے وہان سے مدد آجاوے اورنگ کو یہ بات پسند آئی اسیوقت طبل جنگی
بھی بجوایا عرضی دیکر شتر سوار کو روانہ کیا کہ جا کر شاہون کے ہاتھ مین اس عرضی کو دینا شتر سوار
چلا علامت پر آکر پہونچا دیکھا آگ روشن ہے طاؤس بالائے قلو بیٹھا ہے منہ سے چنگاریان چھوڑ رہا ہے پکار کر
آواز دی ای طاؤس طلسمی ہم مالک طلسم کی خدمت مین حاضر ہونا چاہتے ہین بھیجا اورنگ سے نامہ
لیکر آئے ہین طاؤس نے کچھ اشارہ کیا آگ مین رستہ پیدا ہوا شتر سوار اونٹ سے اتر کر راستہ طے کر
بارگاہ سحر العجائب مین پہونچا دیکھا دربار جمع ہوا ہے تمام ساحران خرس طینت ہیمون خصلت خرس بادیے
بادیۂ ضلالت دنگلون پر بیٹھے ہین شتر سوار نے نامہ ہاتھ مین سحر العجائب کے دیا سحر العجائب کے پہلو مین ملکہ
مقتول رنگین ادا بیٹھی ہے اسکے ہاتھ مین نامہ دیا مقتول نے پکار کر پڑھا شاہان طلسم دنگ ہوگئے
نام صاحبقران کا جو ذکر ہوا چھینک آئی تاج سر سے سحر العجائب کے گرا سیاح جہان گرد وزیر نے تاج
سر پر رکھا مگر آپس مین خشمگین ہوئے رنگین کہا اٹکا ہی پارہ حمزہ کون شخص ہے کہ اورنگ ایسے پہلوان کا
کہنا نہین مانتا اپنے کو کیا سمجھا ہے یہ کہہ کر غصہ کہ آسمان پر برق چمکی کاہن طلسمی گھبرایا ہوا کتاب بغل مین لیکر
اترا کہا ای شاہان طلسم غضب ہوا یہی جوان فتاح اصلی ہے اسی کا نام بانیان طلسم لکھ گئے ہین علاوہ ازین
صاحب اسم اعظم محرم و محتشم سحر اسپر تاثیر نہین کرتا ساحر اسکا کیا کرینگے مقتول رنگین ادا نے عرض کی ای
کاہن دیوانہ ہوا ہے یہ طلسم نور افشان ہے برسون رستہ نہ لیگا ای شہنشاہ اگر حکم ہو تو کنیز جائے زندہ
گرفتار کر لائے یا حکم ہو جا کر دیوانہ کر دون یا سر کاٹ لاؤن ہزار تدبیرین ہین حکم دیا سحر العجائب نے ای ملکہ مقتول
اگر تمنے جا کر اس جوان کو گرفتار کیا یا قتل کر ڈالا نصف سلطنت نور افشان دونگا مقتول نے کہا لونڈی جاتی ہے
بارہ ہزار کنیزین لیکر تخت پر بیٹھی سحر کرتی ہوئی چلی جب چلنے مقتول کے مشیرون نے عرض کی ایک پہلوان
بھی زبردست جائے کشتی لڑے کیا تعجب ہے گرفتار کرے سحر العجائب نے کہا دہانہ میدان دلفریب قریب
ہے جاروق رعد آواز پہلوان ہے کہ آج تک اسکی پشت زمین سے کسی نے نہین لگائی بڑے بڑے
پہلوانون سے لڑا چالیس کرس اسکی عملداری ہے اورنگ سے اس سے محبت بھی ہے وہ جا کر اسکی مدد
کریگا فرمان بنام جاروق روانہ ہوا جاروق دیکھتے ہی فرمان کے بلبلا گیا بارہ ہزار پہلوان
لیکر برائے مدد اورنگ روانہ ہوا یہان اورنگ نے جو طبل جنگی بجوایا تھا صبح کو میدان مین آیا ادھر سے
صاحبقران لشکر کو لیکے ہوئے صفین آراستہ ہوئین الوس بن اوند گینڈے کو جھپٹ کر سامنے اورنگ کے
آیا کہا ای پہلوان دوران مسلمانون نے مجکو بہت ذلیل کیا تھا اسوقت سمجھ لونگا سبکے سر کاٹ لاؤنگا آج ایک کو
زندہ نہ چھوڑونگا اورنگ نے اجازت دی الوس میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای خدا پرستان سب جسے تمنا

مرگ کی ہو میدان میں نکلے اُس پہلوان کا خواہان ہون جسنے مجکو ذلیل کیا یہ سنتے ہی محیط نے گنبد انکالا سامنے
صاحبقران کے آکر اجازت لی اور طرف میدان کے چلا آکر الوس سے نگاہ دہ زن ہوا آپسمین نیزہ چلا محیط
نے الوس کو دنگ کر دیا ہر گانشکر نیزہ تیز ایسا مارا نیزہ ہاتھ سے الوس کے نکل گیا الوس نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا
خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا محیط نے ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا الوس نے گریبان پر ہاتھ ڈالدیا گنبد دون
سے کود کے کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھتے ہیں الوس چاہتا ہے زیر کرون مگر محیط نے وہ پیچ باندھا ہے
الوس کو تنگ کر دیا ہے پھر الغم الجھکر اُدہر ڈھلتے اِدہر ڈھلتے محیط نے کمر میں ہاتھ ڈالکر الوس کو اٹھا لیا زمین پر پٹکا
چاہون شانہ نصیحت کرا محیط نے کود کر چھاتی پر الوس کی گھٹنا رکھا کہا مسلمان ہو الوس نے کہا یہ تو غیر ممکن ہے
میں کبھی مسلمان نہونگا محیط نے ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا دوسرا ہاتھ ٹھوڑی پر رکھکر جھٹکا مارا گردن سر سے
کھینچکر پھینک دی اور رنگ پر بت شان ہوا گنبد سے کرچھنڈا اٹھا کہ چاروں کہ صحرا سے گرد
اڑی سب دیکھنے لگے جاروق رعد آواز چار ہزار پہلوانون سے پیدا ہوا آسکے اورنگ سے
ملاقات کی رخصت مانگی کہا مین ابھی اسکا سر لاتا ہون ہر چند اورنگ نے روکا جاروق نے نہ مانا میدان
مین آکر محیط سے مقابلہ کیا نیزہ بازی سے مطلب نہ نکلا تلوارین کھینچین جاروق نے دھوکا دیکر ہاتھ مارا
سر محیط کا زخمی ہوا محیط نے زخم کھا کر ہاتھ مارا جاروق لپٹ پڑا زخمداری میں محیط سے کشتی ہونے لگی محیط
کا کولا اترا ہر چند سردارون نے آواز دی جاروق نے نہ مانا مشکین باندھ لین دن کم باقی تھا میدان
سے پلٹ گیا صاحبقران کو ملال ہوا جاروق جو محیط کو لیکر آیا کرا دہلا یا زخم دوزی کرائی حکم دیا
رات کو اسکو کھانا پانی دینا کسی طرح کی اسکو تکلیف نہونے پائے صبح کو دربار سمجھونگا اگر لات و منات کو
سجدہ نہ کریگا قتل کرونگا یہ کہکے قید خانہ میں بھیجدیا یہ خبر صاحبقران کو ہرکارون سے پہونچائی جاروق کا
یہ ارادہ ہے کہ صبح کو محیط کو قتل کرے صاحبقران نے حکم دیا ہمکو دمبدم کی خبر پہونچے ہرکارے جا کر موجود ہوئے صبح کو
جاروق آکر بارگاہ میں بیٹھا کہا اس جوان کو لاؤ محیط کو سلسل کرکے لائے محیط نے آتے ہی مثل اہل اسلام کے
سلام کیا کہا یہ صحبت نامردون کی ہے زخمداری میں میرا کولا اترا اپنے نزدیک بڑا کام کیا کہ مجھکو پکڑ لایا
جاروق نے پکار کر آواز دی ای محیط اپنے لشکر کا سپہ سالار کرونگا محیط نے کہا میں اسکا غلام ہون جسکا
لوائے شوکت از پردۂ دنیا تا بقاف سرفراز ہے جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر جاروق نے غصے میں حکم
دیا اس جوان کو لیجاکر قتل کر دو سر لاکر بامدولت کو دکھاؤ زنجیردار نے سر زنجیر کو پکڑکر کھینچا محیط نے کہا وہان
جانے کی کیا ضرورت ہے یہیں جلاد کو حکم دے کہ سامنے تیرے قتل کرے زنجیردار نے سونٹا اٹھایا کہ او گنہگار
سرکشی کرتا ہے سونٹا جو زنجیردار نے اٹھایا محیط کو غصہ آیا زنجیر کو ٹکے جھٹکا دیا سر پر زنجیردار کے ایک ہتکڑی
ماری کہ سر اُسکا پھٹ گیا خانہ زور میں آکر قید توڑ ڈالی طرف جاروق کے چلا اور پہلوانون نے روکا ایک
کی تلوار چھین لی کئی پہلوان مارے چار جانب سے پہلوانون نے گھیرا ہے محیط شیرانہ لڑ رہا ہے ہرکارون نے یہ خبر
صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران بیقرار ہوگئے فوراً اشقر پر سوار ہوکے مرکب اڑا کر چلے عقب
مین پہر لعمر غیرہ امیر نے فرمایا خواجہ بڑھکر خبر تو لو یہ خبر ہرکارون نے جاروق کو پہونچائی کہ صاحبقران آتے
ہین جاروق اٹھا سپاہیون سے کہا اس جوان کو نہ روکو نکلجانے دو میں پہلے آقائی مشکین باندھکر لاتا ہون
یہ کہکر گنبد سے پر سوار ہوا فوج کو لیکر کہدہ سے پر لشکر کے مقابل محیط آتا ہوا آتا ہے صد ہا پہلوان مار کر وہ ادہیکا

بچاؤن سے کب رکتا ہی جاروق نے دیکھا کہ صاحبقران گھوڑے کو ڈالے ہوئے آتے ہین جاروق نے
گنبد اٹھا پکار کر آواز دی صاحبقران بس اب آگے نہ بڑھنا مین نے محیط کو مہلت دیدی اُسنے بڑی
بے ادبی کی قید مردان عالم کو جسم سے دور کیا خیال مین گذرا کہ اسکو نکل جانے دو ورنہ دیکھیے لڑتا ہوا آتا ہی
مجھے تو آپ سے مطلب ہی صاحبقران نے جاروق کا مقابلہ کیا اُسنے دو تین ہاتھ تلوار کے مارے صاحبقران
روک کر لپٹ پڑے چاہا تلوار چھین لون جاروق نے گریبان مین ہاتھ ڈالا گھوڑون سے کود کے کشتی
ہونے لگی فوجین دیکھ رہی ہین محیط بھی لشکر صاحبقران مین آگیا ٹھہرا جاروق کب مقابلے مین صاحبقران
کے ٹھہر سکتا ہی تیسرے پیچ پر صاحبقران نے پٹکا مارا کولہ جاروق کا اتر گیا جاروق کو غش آیا صاحبقران
نے پکار کر آواز دی اے اورنگ اس صید زبون کو بچاؤ اُسکا کولہ اتر گیا اورنگ نے آکر جاروق
کو ہاتھون ہاتھ لیا ہوا دار پر ڈالکر لیگئے صاحبقران محیط کو ساتھ لیکر داخل لشکر ہوگئے اورنگ نے
آکر جاروق کا علاج کیا جب یہ ہوشیار ہوا کہتا تھا کہ حمزہ مرد مردانہ دلیر فرزانہ ہی اورنگ طبل جنگی
بجوا کل سر میدان حمزہ کو زیر کرونگا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے صبح کو جاروق جوشان خروشان میدان
مین آیا پکارنا شروع کیا صاحبقران میرے مقابلے مین آیئے صاحبقران نے چاہا کہ مقابلے مین جاؤن
سردارون کو رخصت کررہے ہین محیط فیلزور دامن کو پکڑے ہوئے کھڑا ہی کہتا ہی حضور کو اسکے مقابلے
مین نجانے دونگا مین اسکی مشکین باندھکر لاؤنگا صاحبقران فرماتے ہین اے محیط ہمارے قاعدے کے خلاف ہی کسی
بہادر کو مین کمتر نہین جانتا ہر اوہ نام لے رہا ہی محیط کہتا ہی مین تو نہ مانونگا اگر حضور جائینگے گلا کاٹ کر مرجاونگا
صاحبقران نہایت تنگ ہوتے ہین فرماتے ہین اے محیط میرے قاعدے کے خلاف ہی ہمارے واسطے
دعا کرو کہ پروردگار مجکو مظفر و منصور کرے جاروق نے آواز دی آپ نہین آتے تو مین ہی آتا ہون کہ صحرا سے
گرد اُٹھی دیکھا سب نے ایک جوان کمسن پشت پر فوج گران قاسم نے جو دیکھا ایک پہلوان میدان
کارزار مین دادا جان کو پکار رہا ہی وہین سے نعرہ کرکے جا پڑے فوج کو اشارہ کیا صاحبقران کو جا کر
سلام کرو مین ابھی جاتا ہون اس دیو خصال کی مشکین باندھکر لاتا ہون قاسم آگیا دو رزن ہوکے تلوار
چلنے لگی جب ہاتھ قاسم کا چلتا ہی جاروق کو یقین ہوتا ہی کہ اب تلوار نہ پڑے گی خالیان دیتا ہی جب اسکو یقین
ہوا کہ اس جوان کی تلوار سے نہ بچونگا پکار اُٹھا کہ اے نوجوان یہ کیا حرکت ہی تیرے ساتھ پہلوان اور آیا
مجکو تیرا مارا جاتا ہی قاسم نے غصے مین منہ پھیرا جاروق نے اوپر سے ہاتھ مار دیا سر قاسم کا زخمی ہوا
قاسم کو بہت ناگوار ہوا بائین ہاتھ سے زخم تھام کر ہاتھ تلوار کا مارا جاروق نے گیند اٹھا لیا ہاتھ جو خالی گیا
قاسم کو غش آیا جاروق نے چاہا سر کاٹ لون کہ پہلو سے گرد اُٹھی سب نے دیکھا انجم گروہ رستم شکوہ
ملک باختر پہلوان نہفتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن ظاہر ہوئے فوج ظفر موج پشت پر دیکھا ایک پہلوان قاسم
کا سر کاٹا چاہتا ہی گھوڑے کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا وہین سے مرکب کو جولان کیا نعرہ تھا کہ او گبر کیا کرتا ہی عالم
غشی مین شیر بیشۂ رستم پر ہاتھ ڈالتا ہی یہ کہکے گھوڑے کو مہمیز کیا اتنی جلدی پہنچ آگئے کہ جاروق کا ہاتھ اٹھا
تھا وار نہ کرنے پایا تھا بدیع نے قاسم کو ہٹایا سینہ سپر کے سامنے آگئے جاروق نے ہاتھ مارا بدیع الزمان
نے خالی پھیر برق مثال کھینچکر ہاتھ مارا اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار نے سپر کو کاٹا تلوار جو آکر گری بھی
زخمی کرکے طرف جگر گاہ کے چلی جاروق نے سر کو کھینچا گینڈے کی گردن پر تیغ پڑا گینڈے کی گردن قلم ہوگئی تیغ اون

جانا ہمارے افسر کو مار لیا لینا کہکے دوڑ پڑے بدیع الزمان تلوار پکڑ کے جا پڑے فوج بدیع الزمان
بھی آ گئی اورنگ نے بھی فوج کو اشارہ کیا دونون لشکر ملگئے صاحبقران بھی آ پڑے فوجون مین کھلبلی پڑ گئی
بدیع الزمان نے فوج کو تہ و بالا کیا اورنگ نے دیکھا فوج ولد ہی نہین کرتی جادو ق بدیع الزمان
کے ہاتھ سے زخمی ہوا لائق لڑنے کے نہ رہا طبل بازگشت بجوا دیا لشکرون کو لیکر پلٹا پھر ایک طرف سے
طلسم نور افشان کے ابر گلنار اس زور و شور سے اٹھا کہ سب حیران ہو گئے بنگاہ غور دیکھنے لگے دیکھا سبنے
ایک ساحرہ نہایت حسین تخت یاقوت نگار پر سوار پشت پر ساحران غدار بڑے زور و شور سے
آ پہونچی اورنگ نے ملاقات کی احوال بیان کیا کہ نامہ جو تمہارا گیا تھا شاہنشاہ نے مجکو روانہ کیا ہے اگر
تمنے طبل بازگشت نہ بجوایا ہوتا ابھی مین حمزہ کی تدبیر کر لیتی اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاسکینگے اورنگ نے
کہا ابھی طبل جنگی بجواتا ہون مقتول رنگین ادا نے کہا کل ہی کل کا خاتمہ ہے اورنگ نے طبل
جنگی بجوا دیا صاحبقران بارگاہ مین آکر بیٹھے تھے قاسم کی زخم دوزی کرائی ان دونون شیرون نے
سب حال اپنے بیان کیے صاحبقران بہت خوش ہوئے کہ ہرکارون نے آکر خبر سنائی کہ اورنگ نے
پھر طبل جنگی بجوا دیا ساحرہ نے وعدہ کیا ہے کہ مین تدبیر مسلمانان کرونگی صاحبقران نے فرمایا ہمارے یہان بھی
طبل جنگی بجے خواجہ اپنے مقام سے اُٹھے واسطے خبر کے طرف لشکر کفار کے چلے یہان مقتول رنگین ادا
بارگاہ اورنگ سے اُٹھی کنیز اسکی شعلہ رخسار نے کہا واری آپ تکلیف نہ کرین اسم اعظم بند کرنے کا
سحر مجھے بھی آتا ہے مین فوراً اسم اعظم بند کر لونگی ایک بارگاہ کنیز کو دے ہزار دو ہزار ساحر بہت ہین
ہمنے آنکھین شاہان طلسم نور افشان کی دیکھی ہین میان کوکب کا زمانہ بھی دیکھا یہ کہکے شعلہ رخسار الگ
ہوئی ایک خیمہ استادہ کر لیا اسمین آکر ٹھہری گرد ساحر اترے ہوئے ہین بیٹھی باتین کر رہی ہے کہ ایک کنیز
نے خبر دی در دولت پر ایک نامہ دار حاضر ہے عرض کرتا ہے مجھے شاہان نور افشان نے بھیجا ہے شعلہ رخسار نے
کہا بلا لو نامہ دار سامنے آیا جھک کر سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیا شعلہ رخسار نے نامہ پڑھا مرقوم تھا کہ
اے شعلہ رخسار ما بدولت کو معلوم ہوا کہ تمنے قتل مسلمانان پر کمر باندھی ہے لہذا یہ ساحر جاروب کش قبر سامری
کو روانہ کیا ہے یہ وہ شخص ہے کہ سامری جمشید اسکے سامنے آتے ہین کمال علم موسیقی اسکو عطا ہوا
ہے شب کو تمہارا دل بہلائے گا صبح کو میدان کارزار مین ٹھہریگا جس مقام پر یہ ہوگا وہان گنبد
سامری بھی ضرور ہوویگا کل ہی سب مسلمانون کا خاتمہ ہو جائیگا شعلہ رخسار نامہ پڑھکر بہت خوش ہوئی
کہا میان ساحر تمہارا نام کیا ہے ساحر نے کہا مجکو عجائب سامری کہتے ہین مین نے بیس برس برابر قبر سامری
پر جاروب کشی کی تصویر سامری عطا ہوئی اب جہان چاہون رہون سامری سرفراز فرماتے ہین میری
ملاقات کو آتے ہین شعلہ رخسار نے پوچھا تصویر سامری کہان ہے ساحر نے جواب دیا تصویر دکھاؤ
پہلے گانا تو سنیے شعلہ رخسار نے اشارہ کیا کنیزین ساز لائین سازندون نے ساز درست کیے عجائب سامری
سامنے شعلہ رخسار کے آکر بیٹھے گنگنا کر یہ غزل گائی

غزل

کہ پشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہمنے خم پایا
بشر کا ایک صورت پر ارادہ رہ نہین سکتا
تری گھونگھٹ کو اس نے سدا ابر کرم پایا

مکان جو تو مکین ہوتے ہین خود سبب
کبھی کیا دل بسنگ کبھی ابر کرم پایا
نہین ممکن جو ای انسان اور ہون کے تسلی ہین

جہان مین نقش پری سے عشق عالم نے بنایا
کہ چشم مردہ کو بھی تنزل خواب عدم پایا
کبھی کچھی خبر گر اشک ریزی کی ترقی سے
تجمل عاشق و معشوق دونون کو بہم پایا

کھلا اوج زمین کا حال ہمکو بعد مرنے کے
مین دو شانہ سر پہ لینے کو جسے تیرا ستم پایا
ہزارون مشتین کین بر خلاف اسکے نہیں سمجھا
ہمیشہ ولیون کیطرح دو ترون کو سر پایا
نکل جاینگے دلمین حوصلے جو ہو گا نکلے
کہ مین نے جب سے دیکھا ہم آغوش صنم پایا
تصدق جاینگے سو طرح سے تقدیر عاشق کے
کہ ہمکو اجازت لطف بہار صنم پایا

ارے بادے سر کھجا جسے زیر قدم پایا
بشر سے قالب آہن کا زیادہ عمر رکھتا ہی
تمہاری بہشت کو ایک جان کنچنے قسم پایا
جھکا دیتی ہو حاجت بیشتر عالی نژادون کو
اگردش کو پر مضمون نے میدان قلم پایا
فراموشی ہوئی قالب سے اپنی روح کو کہ کل
لی احت خود دنیا مین آرام عدم پایا

رہا ترک ادب کا پاس ہمکو اسقدر باقی
ہمیشہ سینہ شمشیر قاتل کو عدم پایا
جہان سینے مین دل ہو تڑپ دکھاتا ہم ہو
سدا اپنے سر مضمون کو پابوس قلم پایا
تصور مرا ہے جسے ہر طرح قسمت مین سبز رہے
ہر ہم نا خواب بھی جسے سامان عدم پایا
تسلیم اب شکر کی جا ہی لکھا نا لکھا رکھا

عجائب ساحری نے اس لطف سے یہ غزل گائی کہ شعلہ رخسار کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے کنیزین بلائین لینے لگین عجائب ساحری سے کہا ای ملکۂ عالم ساحری نے بڑے بڑے کمال دیکھے ہین یہ تو آپ نے ایک حقیر بات دیکھی اپنے انتظام مین ساحری نے مجکو شریک کر لیا ہی بندے جو مشرق و مغرب مین پیدا ہوتے ہین قدرت اکثر ہمکو بھیج دیتے ہین ہم بھی روح پھونک آتے ہین ہزار ہا بندہ روز پیدا ہوتا ہی ہمکو بھی روز جانا پڑتا ہی ایک کمال ساقی گری کا ہی کہ قدرت کی محفل مین یہ شغل ہوتا ہی کہ سب انسانون کو ہاتھ سے پلاتے ہین قدرت کو سر سے شراب پلاتے ہین پیرون سے ناچتے ہین منہ سے گاتے ہین ہاتھ سے بتاتے ہین سر سے پلاتے ہین آج جی چاہتا ہی تمہارا رتبہ بڑھا مین ساقی گری کرون شعلہ رخسار نے کہا ای عجائب ساحری تمہاری عنایت عجائب نے کہا کبھی میخانے کی عنایت ہو تو مین شراب محفل مین لاؤن آج حضور کو پلاؤن آپ اپنے رتبے سے واقف نہین ہین ساحری آپ پر عاشق ہوئے کل سامرن سے لڑائی ہو رہی تھی ساحری تمہارے خواب مین آئینگے شعلہ رخسار بھول گئی کنجی عجائب ساحری کو دی عجائب جو میخانے مین گئے ہر شے ڈال دیا کہ یارو ہم ساقی ہوے کوئی باقی نہ رہے رنگ بیتلے قرابے اٹھا اٹھا کے بیجانے لگے سو گلابیان الماس کی بہ ارغوانی اسمین بھرکے محفل مین لائے شعلہ رخسار نے کہا دیکھو کس سلیقے اور ہوشیاری سے شراب آئی زاہد صد لاالہ کی بھی آل نک پڑھے عجائب ساحری نے گھنگھرو پیر مین باندھے گت ناچنا شروع کی اس لطف سے گت ناچے اور بھاؤ بتانے کہ اہل محفل کی تجری گت ہوئی ڈرو شاگردون کا چلا جاتا ہی جام بلورین اٹھایا جھک کر شراب بھری جام کو سر پر رکھا اور ٹھوکرین لیتے ہوئے اس غزل کو گانا شروع کر دیا

غزل

وعدہ کرکے شیشہ نظر سے سرنگون کر جام کو
آج کی شب جو جدا منھ سے نہ ہو ساقی شراب
لے ہند انا فقط چلے سر و در ہو کر لینے گھر
غیر ممکن ہی رہے بے شیشہ و ساغر شراب
وعدہ کا دیروز کا کچھ پاس کرنا چاہیے
ساتھ غیر کے تو ای جان پی چکے اکثر شراب
ہم بھی ہین بیشک غلامان علی بیساک ای نسیم

ہمین تا بسی رکھا ہی مستان بیکر شراب
وقت لداز ہی ساقی بہین کیونکر شراب
آرزو کیا بخشا ہی رند ساغر زنخ کی
پی چکے محفل مین تیری لی وہ بھی سیکر شراب
پھر گیا ہی مژدہ آمد کسی مہوش کا
آج دے ساقی ہین جو سب مین ہی بہتر شراب
جھک پڑی جب دل کے ٹکڑے جگر کے مین
ساقی کوثر سے بیٹھے پلائے اک ساغر شراب

جلد لا ساقی بہ رنگ لالہ احمر شراب
ابر ہی اٹھا ہوا گل پر ہے ہین گلشن
یہ تمنا ہی کہ مین قاتل تہ خنجر شراب
بے تعلق ہو نہین سکتے تعلق آشنا
ڈھونڈھتا ہی آج مہر ہر اول مضطر شراب
اسراف بھی آج بلبل مہربانی چاہیے
آسمان کرتی ہی جسے صورت تر شراب
اس دھن مین اس غزل کو گا یا کر

شعلہ رخسار بیقرار ہو گئی جام کو پی گئی ادہر عجائب سامری نے دورہ باندھا قضاے کار باہر رہ گئی
حاجب و دربان نے بھی شراب پی آپس مین جوتی پیزار چلنے لگی سنجاب شب گرد کوتوال لشکر طلایہ پھیرتا
ہوا اس طرف نکلا تو اسکو خبر ہوئی کہ ملکہ شعلہ رخسار نے گرفتاری صاحبقران کی اپنے ذمے لی ہی دروازے
پر دیکھا خادم خدمتگار آپس مین لڑ رہے ہین کوئی ننگا دوڑا جاتا ہی کوئی ٹانگین اٹھاتا ہی عجب رنگ
ہی سنجاب گھوڑے سے اُترا پکار کر آواز دی یارو یہ کیا ہو رہا ہی کسی نے جواب بھی نہ دیا کہ کون پکارتا ہی اندر بارگاہ
کے آیا وہ وقت ہی شعلہ رخسار مع کنیزون کے بیہوش ہوئی خواجہ نے سب کے کپڑے اُتارے اور
اسباب سب کا لوٹتے پھرتے تھے سنجاب نے جو پردہ اٹھا کر دیکھا کہ ایک شخص کنیزون کو برہنہ
کر رہا ہی شعلہ رخسار بیہوش پڑی ہی پکار کر آواز دی ارے تو کون ہی خواجہ کود کر بھاگے سنجاب
اندر آیا پہلے شعلہ رخسار کو ہوشیار کیا اور کہا ملکہ اٹھو دیکھو تو بارگاہ کا کیا رنگ ہی سب کنیزین برہنہ
پڑی ہین شعلہ رخسار آنکھین ملتی ہوئی اٹھی اور بیقرار ہو کر پکاری میان عجائب سامری کہان ہو
سنجاب نے کہا ملکہ ہوشیار ہو تماشا عجائب کا دیکھو کہ صحبت کا کیا حال ہی شعلہ رخسار نے جو اچھی
طرح آنکھین مل کر دیکھا سب کنیزین بیہوش پڑی ہین جو گھڑے چنگیرین ندارد شعلہ رخسار نے کہا
اے سنجاب یہ کیا ہوا سنجاب نے کہا ایک شخص آپ کی کنیزون کو برہنہ کر رہا تھا دروازے کے
حاجب و دربان لڑ رہے ہین کسی کی بات کا جواب نہین دیتے یہی ہنگامہ دیکھکر مین اندر آیا دیکھا
کہ ایک شخص بارگاہ لوٹ رہا ہی مجکو دیکھتے ہی بھاگ گیا مجکو طرینے سے معلوم ہوتا ہی وہ حمزہ کا
عیار تھا مجکو دیکھکر بھاگ گیا شعلہ رخسار چلاتی ہوئی باہر آئی دیکھا تمام ملازم جوتی پیزار لڑ رہے
ہین کچھ ننگے دوڑتے پھرتے ہین بعض منہ کے بل زمین پر گرتے ہین شعلہ رخسار نے سب کو
ہوشیار کرایا ستارہ سحری چمک چکا ہی کنیزین بھی شرمائی ہوئی اٹھین غرض کی طرف لشکر میدان کارزار
مین جاتے ہین ملکہ مقتول رنگین ادا سوار ہو چکین مقتول جب سوار ہوئی کنیزون نے اُسکو
خبر دی کہ ملکہ شعلہ رخسار پر عیاری ہوئی لیکن سنجاب شب گرد نے جا کر بچایا نہین معلوم کون
عیار تھا مقتول رنگین ادا نے طاؤس کو اسی جانب پھیر دیا در خیمہ پر شعلہ رخسار کے آئین
شعلہ رخسار شرمندہ ہو کے خیمے سے نکلی جھک کر سلام کیا مقتول رنگین ادا نے پوچھا کیا
ہوا مین نے سنا کوئی عیار آیا تھا سنجاب نے آکر بچایا شعلہ رخسار نے کہا داری کیا عرض
کرون سامری جمشید کی عنایت ہوئی سامری جمشید نے جان بچالی سنجاب عین وقت
پر آگیا آپ طرف میدان کارزار کے چلیے لونڈی جاتی ہی ازروے نجوم کے مجکو معلوم ہوا کہ
عمرو عیار نے یہ حرکت کی مین لشکر سے اُسکو گرفتار کرکے لاتی ہون ہر چند مقتول نے منع کیا
کہ نہ جاؤ میدان جنگ مین چلکر سمجھ لینگے شعلہ رخسار کو اپنے سحر پر ایسا گھمنڈ ہی کہا جب تک آپ
میدان کارزار مین پہونچین مین اتنے عرصے مین عیار کو لیکر آتی ہون ازروے ستارہ شناسی کے
دریافت کر لیا ہی کہ عمرو لشکر مین موجود ہی یہ کہکے عقاب سے کے چلی خواجہ خدمت مین صاحبقران کے
حاضر ہوکے امیر نے حال پوچھا عمرو نے سب حال بیان کیا کہ کوتوال آگیا مین اسکو دیکھکر بھاگا
شعلہ رخسار بچ گئی امیر نے فرمایا میدان کارزار مین سمجھا جائیگا امیر طرف میدان کارزار کے چلے

خواجہ عمرو بھی جست و خیز کرتے ہوئے چلے آتے ہیں کہ شعلہ رخسار آسمان پر ٹھہرائی عمرو کو جو جاتے دیکھا تو
کہا اسی ظالم نے مجکو بدنام کیا تڑپ کے گری عمرو کی کمر میں پنجہ دیا لے اڑی عمرو نے چیخ ماری آنکھ جو کھولی
ساحرہ لیے جاتی ہے امیر نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحرہ دریاے سحر میں غوطہ مارتے ہوئے عمرو کو لیے جاتی
ہے امیر نے جمیل تمام کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر جگر دوز کمان میں پیوست کیا تاک کر مارا امیر کے
ہاتھ کا تیر کب خطا کرتا ہے بحکم قضا و قدر جگر سے مقام پر جا کے پڑا گدی کو توڑ کر پار گذرا عمرو نیچے سے
شعلہ رخسار کے چھوٹا تمام سردار لینا لینا کہکر دوڑے بہرام نے عمرو کو گود میں لیا لاشہ شعلہ رخسار کا
ایک طرف گرا امیر نے حکم دیا لاشہ کنارے پر لشکر کے پھینکدو ملازموں نے پاؤں میں رسن باندھی کھینچکر
بیرون لشکر ڈالدیا مقتول کو یہ خبر پہونچی کہ شعلہ رخسار قتل ہوئی بڑا ملال ہوا جھلا کر کہا آج ایک مسلمان
کو زندہ نہ چھوڑونگی شعلہ رخسار کا خون بالا بالا نہ جائیگا ایک طرف سے اپنا لشکر لیے ہوئے جاروق
آکر پہونچا اورنگ بیشہ نشین بیل مست پر سوار ہوکے زور و شور سے میدان میں آ پہونچا مقتول
سے کہا بھیا آج تامل کرو بادولت آج میدان میں نکلیں گے کل فرزند حمزہ نے جاروق کو زخمی کیا ہے
کو بڑا خیال ہے آج کیفیت جرأت کھلے گی مقتول نے کہا بھیا آپ نہ تکلیف فرمائیں میں معاوضۂ خون
شعلہ رخسار ہوں گی مقتول کا بھی قصد ہے کہ میں میدان میں نکلوں اورنگ کا قصد ہے کہ میدان
کارزار میں میں جاؤں لشکر آکر میدان کارزار میں پہونچا امیر چالیس قدم آگے بڑھے ہوئے
ایک جانب شاہزادہ بدیع الزمان ایک جانب شاہزادہ خاور سیاہ ایک جانب محیط فیلزور دونوں
لشکر میدان کارزار میں آکر پہونچے صفیں درست ہونے لگیں نقیب نقابت کر رہے ہیں کہ صحرا سے
گرد اُڑی سب نے دیکھا ایک پہلوان سحر کی جھولی بائیں ہاتھ پر پڑی ہوئی اژدر آتش فشان پر
سوار پشت پر چالیس ہزار سوار و پیدل پیچھے ہیں اس پہلوان کو سب نے آتے دیکھا اورنگ نے للکار
کے آواز دی شاہباز شیر شکار پہلوشین سحر الجواب و سحر الغرائب آ پہونچا یہ وہ جوان ہے کہ جس سحر کے
پر گیا پامال کرکے آیا کبھی کوئی اس سے سر نہوا شاہباز نے دور سے اورنگ کو سلام کیا پکار کے آواز
دی اے پہلوان دوران و گرشاسب جہان بادولت بیشۂ تنگ میں مصروف جنگ تھے تنگ کو
گھنڈا کی بہت برف برسی بادولت پر اثر بھی نہوا عین گرمی جنگ میں فرمان شاہنشاہی پہونچا کہ قلعہ
اورنگ پر مسلمان مصروف جنگ ہیں جلد اسکو پہونچاؤ سب کی مشکیں باندھکر لاؤ بس
اب میں میدان میں جاتا ہوں یہ کہکر اژدہا بڑھا کر میدان میں آیا فوج اسکی صف باندھکر ایک طرف ٹھہری
شاہباز شیر شکار نے پکار کر آواز دی اے فرزند خدا پرستان واے زیردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو آکر
مجھسے مقابلہ کرے مجھے ہی اسنے پکارا محیط فیلزور نے گھوڑا بڑھایا صاحبقران سے اجازت طلب ہوا امیر نے
فرمایا اے محیط اس دیو خصال کے مقابلے میں میں جاؤں محیط نے عرض کی اب تو غلام قصد کر چکا غلام کو جانے
دیجیے امیر نے مجبور ہوکر اجازت دی محیط میدان میں آیا شاہباز سے مقابلہ پڑا نیزے اور تلوار سے کام لیا آخر
نوبت کشتی کی پہونچی تیسرے پیچ پر اُٹھاکر زمین پر مارا محیط کی مشکیں باندھکر اورنگ کے لشکر میں بھیجدیا شاہباز
نے پھر مبارز طلبی کی شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن گھوڑا بڑھا کر مقابلے میں شاہباز کے آئے بعد
نیزہ و شمشیر کشتی ہوئی سب جانتے ہیں کہ شاہزادہ بدیع الزمان شہنشاہ کشتی گیر ہیں مگر سب کچھ ہے

ہین کہ الجھ الجھ کر ستیلا کر رہے ہین کوئی پیچ لطف سے نہین ہوتا صاحبقران فرما رہے ہین یہ کیا معرکہ ہی
بدیع الزمان کی کشتی کا عجب ڈھنگ ہی الجھ الجھ کر لڑ رہا ہی قاسم سے منھ پھیر کر کہا یہ کشتی گیر بے دولت
کبھی بھی کسی معرکے مین بے لطف لڑا ہو میرے مین گھبرا رہا ہون اور زیادہ گھبرا رہا ہی بد دولت جا کر اسکی
گردن لپیٹے یہان چار گھڑی کی کشتی مین شاہباز نے بدیع الزمان کو زیر کیا اتنا سب نے دیکھا
کہ بدیع الزمان بیہوش ہوگئے شاہباز نے شکین باندھکر بدیع الزمان کو بھی بھیجدیا پھر مبارز طلبی
کی شاہزادہ خاور سیاہ نے مرکب اڑایا صاحبقران سے نہ پوچھا جوش جرأت مین جا پہونچے
شاہباز نے نیزہ مارا قاسم نے سنان نیزہ کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈالا نیزے کو توڑ کر پھینکا شاہباز
نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم کو جلدی ہی جان دیکر کلائی پہ ہاتھ ڈالا یا قصد تھا تلوار چھین لون کہ زین ہم
ڈال کے اٹھا لون اُس بیجا نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کشاکش کے زور ہونے لگے شاہباز نے
کہا اے جوان کیا قصد ہی قاسم نے کہا ارادہ ہی کہ کشتی مین تیری شکین باندھون شاہباز قہقہہ مار کر ہنسا
کہا اے جوان آجتک سامری جمشید نے کسی کو زیر فلک ایسا نہین پیدا کیا کہ مجکو زیر کرے قاسم نے
کہا او بیحیا پھر بھی مین تیری شکین باندھونگا آجتک کسی بہادر سے تیرا سامنا نہین ہوا آج حال کھل جائیگا
شاہباز کودا ادھر سے قاسم بھی سامنے آئے کشتی شروع ہوئی صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ قاسم
بھی الجھ الجھ کے لڑنے لگے صاحبقران فرماتے ہین اے بہرام معلوم ہوتا ہی شاہباز ساحر ہی کیونکہ قاسم بھی
الجھ الجھ کر لڑ رہے ہین ہر مقام پر کمی کرتے ہین خدا اُسکی آبرو بچائے بدیع الزمان کا زیر ہونا دلیل
ہی کہ یہ دیو خصال ساحر ہی علم پیچ و شعبدہ سے بخوبی ماہر ہی یہان قاسم جان دیے ہوئے شاہباز سے
لڑ رہے ہین جس پیچ کو باندھتے ہین نہین بندھتا وہ پھر ڈھلتے ڈھلتے قاسم کو بھی شاہباز نے زیر کیا
قاسم بیہوش ہوگئے امیر کے منھ سے دھوان نکلنے لگا شاہباز نے پھر آواز دی جسکو دعوی جرأت ہو
میرے مقابلہ مین آئے آج ہی سب کا خاتمہ کرونگا افراسیاب کون صاحب ہین بد دولت کے مقابلے
مین نہین آتے یہ کہنا تھا کہ صاحبقران نے اشقر کو بڑھایا بہرام وغیرہ قدمون سے لپٹ گئے عرض
کی آقاے نامدار آپ مقابلے مین نہ جائین غلامان جانباز مقابلہ کرینگے خواہ جیئن گے خواہ مرینگے
صاحبقران نے فرمایا کسی کا کام نہین مین سمجھ گیا کہ ملعون ساحر غدار ہی بدیع و قاسم کا زیر ہونا ایسی بات
نہی کہ اتنے عرصہ مین زیر ہو جاتے یہ وہ شیر ہین کہ مجنون سے زین پاتر بلادی کنجاب ایسے کو شکست دی
انکا اسقدر جلدی زیر ہونا مقام تعجب ہی یہ کہکر صاحبقران نے اشقر کو بڑھایا شاہباز طبلبار رہا ہی کہ
ابھی خرو ہی آج ہی بد دولت پلٹ جائینگے شام تک سب کا خاتمہ کرونگا لاشون سے میدان کارزار
بھر دونگا کہ صاحبقران سامنے پہونچے آواز دی او زبان دراز کیا بیہودہ بکتا ہی ہماری جرأت و ہمت
سے رستم و اسفندیار کو سکتا ہی یہ کہکر برابر پہونچے شاہباز نے نیزہ مارا امیر نے اسم اعظم پڑھ کر نیزے
نیزے کی سنان پر لیا نیزہ پانی ہونے لگی گیارہوین تن مین شمشیر ادا ماکہ نیزہ ہاتھ سے شاہباز کے نکل گیا
شاہباز نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا امیر نے بار تم بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا آستین
گریبان پر ہاتھ رکھا امیر نے ہلہ مارا کہ اژدر نے اُسکے ایک چیخ ماری شاہباز اژدر سے کودا امیر بھی
زمین پر آئے کشتی ہونے لگی امیر نے خیال کیا کہ اگر اسم اعظم نہین پڑھتا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آتا

ل گھبراتا ہی جب اسم اعظم پڑھتے ہین بہ لطف مقابلہ کرتے ہین شاہباز دنگ ہی اپنی زندگی سے
تنگ ہی جی مین کہتا ہی بڑے بڑے پہلوانوں سے لڑا بڑے بڑے پہلوانون سے معرکہ پڑا ایسا
کبھی حیران نہوا تھا کیا سبب ہی کہ سحر میرا تاثیر نہین کرتا کلوا جیردن ہر سنگہ کو یاد کرتا ہی کبھی سامری جمشید
کو پکارتا ہی کوئی نہین آتا شام کے قریب صاحبقران کو ریل کرے دو ڈھائی سو قدم پر ٹھہرایا پایان جشن
صاحبقران کا چمکا ادبرا کہ شاہباز تھپا یا گرز زنجیر مین ہاتھ ڈالکر کیسے کیسے زور کیے لنگر مین صاحبقران
کے حس وحرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ اٹھا لیا کہا صاحبقران اب آپ کے زور کا مشتاق ہون امیر
ڈپٹ کر اپنے مقام پر سے آگئے دونون مونڈھے شاہباز کے ہتھاسے سر سینے مین اڑا یا ریل کرکے دو تین
چالیس قدم ریل کے لے گئے ہرچند شاہباز چاہتا ہی رکون ممکن نہین چالیس قدم پر آکے صاحبقران
نے ایک مارا دونون گھٹنے شاہباز کے آشنا بہ زمین ہوئے شاہبازنے جانا لنگر یارون حریف زبردست
یا دہ جرات سے مست کب لنگر قایم ہونے دیتا ہی دونون بازو پھتون کیے گرز زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرۂ شیرانہ کیا فرد
سے نعرہ زد میر منزل مصاف * کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف * پہلے ہی زور مین زمین چھڑائی دوسرے زور مین
تا بہ گھٹنا تیسرے زور مین اس کو دو سر کو سر سے بلند کیا کچھ فرق نہوا اس نے قصد کیا بغلون مین بازون
اڑا کر دھڑ اڑا دون امیر نے واہنا پانون آگے بڑھایا پایان تیغ کھا اپنے سے گھرے ہو کر چرخ دیا
کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین آئی مثل طاؤس آتشبازی چرخ کھانے لگا ہاتھ کے دستانین کبھی پانون
کے موزے کبھی زمین پر مارا چاہا سنبھلون امیر نے ٹھوکر ماری چارون شانے چت کند گاز ان
سینہ پر رکھکر فرمایا حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی شاہباز ہونٹون کو ہلاتا ہی اپنے پیرون کی
ندا ہی مگر زہیکل گلے مین صاحبقران کے پڑی ہی اسکا عکس پڑ رہا ہی اسم اعظم ورد زبان کوئی
تدبیر نہین چلتی سحر فراموش دریاے حیرت کا جوش گھبرا کر بول اٹھا مین سامری و جمشید کو برا نہ کہونگا
امیر کو تو انتہا کا غصہ بے الغیظ و معصب تمام نے اٹھ ایک پانون دونون پانون کے نیچے دبایا ایک
کو دونون ہاتھون مین تھام کے جھٹکا مارا تھے مین گردنا مے سے تا بہ ناف دوسرے جھٹکے
مین مثل کرباس کہنہ چیر کر پھینک دیا جست کر کے پشت مرکب پر سوار ہو کے نعرہ کیا ادا اورنگ
اور کبھی کو بھیج تین پہلوان فرداً فرداً انکے دست زبردست صاحبقران سے واصل جہنم ہوئے
اورنگ نے مجبور ہو کر طبل بازگشت بجوایا رنجیدہ کبیدہ بیٹھا سردارون نے صاحبقران کو چمن
لیا زر نثار کرتے ہوئے سب لے صاحبقران ملول و حزین فرماتے ہین ای بہرام بدیع الزمان وقاسم
ومحیط لشکر کنار مین گرفتار ہین اتنا بڑا پہلوان مارا گیا ایسا نہوا سکے بدلے مین وہ انکو قتل کرین
بہرام نے عرض کی دم بدم کی خبر منگاتا رہونگا صاحبقران خاموش ہو رہے مگر انکا ملال ہی یہان
اورنگ جو لمٹ کے آیا کہ بار و آج وہ پہلوان مارا گیا کہ شاہان طلسم کو بڑا ملال ہوگا یہ وہ شخص
تھا کہ جو بادشاہ خراج نہ دیتا تھا یہ جا کر قلعہ فتح کرتا تھا اگر تمنے ارادہ قتل کیا صاحبقران آپسے مگر
کو اپنے ہونہ اگر چھوڑا ابجائینگے کہ بس ہے جیکا مقتول رنگین ادا نے کہا ایک سحر تیار کرتی ہون
اپنے کنارہ لشکر سے تا بہ صحرا ایک دریاے سحر بہا دون کہ انسان دیکھا اگر سامری جمشید قصد کرین
تو اس پار نہ آسکین اورنگ نے کہا ای ملکہ مقتول رنگین ادا اگر ایسا کرو دو اور یہ تینون قتل

ہوجائین تو حمزہ کے قلب پر صدمہ پہونچے یہ تینون شیر جان لشکر اسلام ہین مقتول اسی وقت
اٹھی کنارے پر لشکر کے آئی تین چار کوس تک آگ تیر جمیعی سحر کرنے لگی پانی آسمان سے برسا تھوڑے ہی
عرصہ مین ایک دریاے قہار مواج لطمہ سنج آفت زا بن کے تیار ہوا ہزارہا مچھلیان نہنگان خون آشام
شناوری کر رہے ہین موجہ غراے کے ساتھ تڑ رہا ہے مقتول نے آکر اورنگ سے اطلاع کی کہ دریا
دریا کو ملاحظہ فرمایئے اورنگ نے آکر دیکھا کہا اے مقتول حقیقت مین کیا دریا بنا ہے کس کی مجال ہے
کہ اس پار آسکے اب صبح کو تینون کو قتل کرین گے یہان صاحبقران نے عمرو سے فرمایا خواجہ دم بدم
کی خبر ہمکو پہونچانا عمرو نے عرض کی ایسا ہی ہوگا شاگردون سے کہا بھیا تمنے سنا صاحبقران نے کیا
فرمایا ہرکارون نے کہا استاد لمحہ لمحہ کی خبر پہونچے گی یہ کہکے چار دن ہرکارے چلے جب اپنے لشکر سے
باہر آئے دیکھا ایک دریا جوش مار رہا ہے لشکر اورنگ دریا کے اس پار ہے چار جانب چرخ مارنے
لگے کہ شاید کسی جانب راستہ ملے رات بھر پھرے کسی طرف راستہ نہ پایا ایک درخت پر چڑھکر دیکھا
کہ لشکر اورنگ مین داریں استادہ ہو رہی ہین جلاد خنجر لگا رہے ہین ہرکارے روتے ہوئے
بھاگے صاحبقران نماز پڑھکے دربار مین تشریف لائے ہین سردار آنے جاتے ہین کہ دربار گاہ
پر بلوا ہوا دیکھا تو چارون ہرکارے روتے ہوئے حاضر ہوئے دست بستہ عرض کی آج تو اورنگ
نے عجب سامان کیا ایک دریاے سحر بیچ مین حائل کیا ہے یہ بھی غلامون نے دیکھا کہ اس پار میدان
خونی کی تیاری ہو رہی ہے داریں استادہ ہین جلاد پھر رہے ہین یہ سنکر صاحبقران اٹھے فرمایا
اس مکار کو کیا سوجھی اگر خدانخواستہ بدیع الزمان و قاسم قتل ہوے تو مین کیسی افرد زو گونگا
کو کیا منھ دکھاؤن گا تمام سردار پشت پر صاحبقران بارگاہ سے نکل کر پشت مرکب پر سوار ہوئے
عمرو از حد پریشان ہوا کہ یہ کیا غضب ہوا اگر خدانخواستہ موے جسم بدیع الزمان و قاسم
کم ہوا حمزہ اپنی جان دیگا لاچار ہو کر چلے آتے ہین جب صاحبقران یہ یلغر قریب دریا پہونچے ارادہ
کیا کہ دریا مین اپنے کو گرا دون سردار آمادہ ہین کہ دریا کو جھیل کر اس پار پہونچین جیسے ہی امیر نے
قصد کیا کہ اسم اعظم پڑھکر دریا مین گھوڑے کو ڈال دون ہزارہا مچھلیان دریا سے نکلین امیر
کو گھیر لیا امیر نے تلوار کھینچی نعرہ کیا نعرۂ امیر

کھچے تیغ صمصام انتقام
نکلے تیغ غضب بجلی کوندی
امیر عرب ضیغم رزمگاہ
ہن کافران از جہان پاک کرو
بحکم خدا البتہ شمشیر جان
سر سرکشان جلد در خاک کرد

مچھلیون سے امیر جنگ کرنے لگے گر وہ مچھلیان جھپٹے سینے پر پڑتین توڑ کر پشت کو پار گذر گئین
کئی ہزار آدمی مرگئے ہرچند صاحبقران قصد کرتے ہین مچھلیان بڑھنے نہین دیتین
نہنگان خون آشام بھی نکلے امیر نے انکو بھی قتل کیا یہان تو صاحبقران مچھلیون سے
لڑ رہے ہین وہان اورنگ نے میدان خونی کی تیاری کی مقتول رنگین ادا اپنی کنیزون
کو لیے ہوئے کنارے دریا کے سحر کر رہی ہے جب سحر کرتی ہے دریا مین شور جدا ہوتا ہے نہیون کی
ترقی ہوجاتی ہے اورنگ و جادو سب صف باندھے کھڑے ہین بدیع
قاسم و محیط کو لاؤ داروغہ جیلخانہ لیکر چلا تینون شیر بل کرتے ہوئے آتے ہین خانہ زنجیر
مین غل ہے راہ مین دیکھنے والے کہتے تھے یارو ان شیرون کو خدا بچالے کہ جوان ہین سامنے

اور ملک سے ہوئے اور ملک نے اشارہ کیا لیجا کر ان کو در پر کھینچ دو جلاد کشان کشان
لیے چلے جلاد حکم کے مشتاق ہین کہ جو حاکم حکم دے وہ کرین یہان صاحبقران ہر چند قصد کرتے
ہین کہ دریا مین جاؤن مچھلیان نہین جانے دیتین ہزارون مچھلیان امیر پر گر رہی ہین امیر شیرانہ
نہنگانہ لڑ رہے ہین اُدھر سے مقتول رنگین ادا کا سحر کیا جب ماش کے دانے دریا مین پھینکے
ہزار ہا مچھلیان جوش مار کر صاحبقران پر آپڑتی ہین امیر تو اپنے کو بچاتے ہین اسم اعظم پڑھتے ہین
لیکن ملازمان صاحبقران قتل ہوتے ہین جب مچھلیان قریب کر آئین جسکے سینہ کو پڑین پشت
کو توڑ کر پار گذرین کئی ہزار جوان مر مر کر کنارے دریا کے گرے ہین جہان تک نگاہ جاتی ہے لاشین
ہی لاشین معلوم ہوتی تھین مگر صاحبقران نے سر اُٹھا کر جو دیکھا تو خواجہ عمرو گلیم اوڑھے ہوئے
زیر شکم مرکب چھپے ہین جب مچھلیون کی زیادہ بوچھار دیکھی گھبرا کر عمرو ایک درخت پر چڑھ گیا دیکھا
بدیع و قاسم و محیط سر برہنہ مسلسل و مطوق جلاد گھیرے ہوئے طرف دار کے لیے جاتے ہین عمرو
نے زبان عربی مین آواز دی ای آقاے نامدار مولاے قدرشناس غضب ہوا بدیع الزمان
و قاسم و محیط کو دار پر چڑھانے لیے جاتے ہین صاحبقران یہ سنکر گھبرا گئے بیقرار ہو کر ہاتھ
اُٹھائے ای خالق بے نیاز ای رب کارساز ان شیرون کو اس آفت سے بچا لے کیونکر اُس پار
پہونچون بہت مجبور و لاچار ہون **رباعی** تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک + بر آستان تو
دارند میل دربانی + چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن + کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی + بلکہ
جو صاحبقران نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عز یزے بدل ایک ابر تیرہ و
تار آسمان پر ظاہر ہوا جون جون ابر قریب آتا ہے رعنائی ابر کی بڑھتی جاتی ہے کبھی سبز ہوا کبھی
گلنار ہزار ہا طائران خوش الحان زمزمہ سرائی کرتے ہوئے زیر ابر چلے آتے ہین یکایک ابر قریب
آگیا عمرو نے دیکھا ملکہ لالہ عذار و ماہ رخسار دونون شاہزادیان تخت یاقوت نگار پر سوار
پشت پر ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار بڑے زور و شور سے لشکر آتا ہے مگر ماہ رخسار کی نگاہ جمال
جہان آرای صاحبقران پر پڑی دیکھا خود ہود سر پر زرہ داؤدی زیب جسم آنکھین گردش
کرتی ہین صف مژگان خونریزی پر لیس عارض انور رشک ماہ تابان ہونٹون مین مسیحائی جرأت
و شوکت مین دلربائی سرو قد خورشید خد پیشانی خورشید منور مرکب سہ چشمی پر سوار تیغ عقرب سلیمانی ہاتھ مین جو
بات بات مین اسقدر مچھلیان قتل کین کہ قریب لشکر اسپان دریا کا جادو ہی کئی تنگ مر رہے ہین ماہ رخسار
کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا عمرو نے اپنے کو ظاہر کر کے آواز دی ای ملکہ لالہ عذار یہ دریاے سحر جادوگرنی نے قائم
کیا ہے صاحبقران زبان مچھلیان کر رہی ہین اُس پار نہین جا سکتے یہ سنتے ہی ماہ رخسار نے آواز دی
دریا کو مٹاؤ صاحبقران عالیشان کو اس پار پہونچاؤ لالہ عذار نے کہا لو یہ دریا کیا ہے ابھی مٹاتی ہون یہ
کہکر دونون شاہزادیان تخت سے جدا ہوئین کنیزون کو بھی اشارہ کیا کنیزون نے جھولیون مین ہاتھ ڈالا
اسباب سحر نکالا بارہ ہزار کنیزان خاص ہمدم با اخلاص ہین ماش کے دانے رائی کے دانے سرسون کے
دانے ہاتھون مین لیکر کنیزین پڑھین مگر ماہ رخسار کا حال یہ ہے کہ گل چینی گلشن جمال صاحبقران کی کر رہی ہے ٹھنڈی
سانسین بھر رہی ہے لالہ عذار نے بھی دیکھا کہ رنگ روے ماہ رخسار متغیر ہو گیا ہونٹون پر خشکی آنکھون

دار چوب ستون سست و خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق و بشکنم این حصار رقت جنون نشست
قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینک دیا قاسم نے تو دیکھا بدیع الزمان نے قید توڑی تھا تو غصہ
آیا چہرہ سرخ ہو گیا قید کو توڑ ڈالا جلاد کو تھپڑ مارا تلوار اسکی چھین لی اسی تلوار سے لڑنے لگے محیط نے جو دیکھا
کہ دونوں شیروں نے قید توڑی آواز دی ای شہریار غلام کی ہتھکڑی ٹوٹے تو قید کو توڑ کر پھینکوں بدیع
نے بڑھکر ایک ہاتھ مارا ہتھکڑی کٹی ہتھکڑی کا کٹنا تھا کہ محیط نے بھی جان دیکے قید کو توڑا تینوں شیر مصروف
جنگ ہوئے محیط نے لکڑ اوار کا لے لیا جب اسکو گردش دیتا ہے دس پانچ کے سر پھٹتے ہیں لیٹے ہیں
پیٹے [illegible] اورنگ نے دیکھا تینوں جوان سا ہوئے صاحبقران بھی لڑتے ہوئے آئے اورنگ نے
فوج کو اشارہ کیا ان تینوں جوانوں کو مار لو لالہ عذار و ماہ رخسار کے لشکر مقتول رنگین ادا کو امان کیا
تھا [illegible] مقتول سے جو مقابلہ پڑا قیامت کے سحر چلے ہتھے زمین سے بلے ہزارہا ساحر دونوں جانب کا مارا گیا
مقتول نے کارد سحر جھولی سے نکالی اپنے خون میں رنگین کر کے ماہ رخسار پر پھینکی ماہ رخسار نے ہر چند دفع کی
[illegible] کارد سکی شانے پر آ کے پڑی شانہ قطع نہ ہوا خون بہنے لگا ماہ رخسار نے غصے میں اسی کارد کو اٹھایا
[illegible] خون سے رنگین کیا غصے میں طرف مقتول کے پھینکا مقتول نے دستکین دین پیچھے ہٹی مگر کارد [illegible]
[illegible] دیکھوں کے پڑی [illegible] کو زخمی کیا ادھر سے لالہ عذار نے برق نکالی برق سے زخم سر مقتول جو پایہ
[illegible] زخم کاری جو مقتول [illegible] تھا گھبرا کے پیچھے ہٹی وہان صاحبقران لڑتے ہوئے اس مجمع میں پہنچے
جہان بدیع و محیط و قاسم لڑ رہے ہیں فوج کفار نے چار جانب سے گھیرا ہے خود وزرا [illegible] زخمی ہو رہے ہیں
بدیع الزمان کا سر فوارہ بنا ہوا ہے قاسم نے بہت زخم کھائے [illegible] سایہ میں [illegible]
محیط کا بھی سر زخمی مگر آ کے قاسم کا شانہ ہلا کر کہا ای شیر بیشۂ رستم ہوشیار رہیے کفار آمادہ حرب [illegible]
ہوں ایسا نہ ہو گرفتار کریں غلام نے اپنے کو بمشکل آپ تک پہنچایا آپ کے دادا جان بھی لڑتے ہوئے
آگئے قاسم نے جو آواز محیط کی سنی آنکھوں کو کھول دیا فرمایا ای پہلوان دوران ای عاشق جاں نثار صاحبقران
بسبب خون زیادہ ہونے کے زخمہاے کاری جسم پر کھائے فرط زخمداری سے غش چلا آتا ہے قلب تھم تھم جاتا ہے
ہاتھ دستگیری نہیں کرتے پاؤں میں ثابت قدمی نہیں لڑتے لڑتے تھک گئے محیط نے بڑھکر ایک
سوار کو مارا گھوڑا لیکر خدمت میں قاسم کے آیا کہا حضور سوار ہوں قاسم نے کہا غیرت تقاضا نہیں کرتی
اگر تم پیدل رہو ہم سوار ہوں کہ بدیع الزمان لڑتے ہوئے وہان پہونچے اسپ مرکب سے کود پڑے کام
[illegible] فرمایا ای فرزند [illegible] محیط سے جو مرکب [illegible] بدیع الزمان سوار ہوئے محیط بھی
ایک گبر کو مار کر گھوڑا لایا [illegible] سوار ہوا [illegible] بدیع الزمان مثل پروانہ کے پھرتا ہے جس
گبر نے ارادہ کیا کہ قاسم پر وار کرے جھوک کر سینہ [illegible] زخم کھایا مگر شاہزادوں کو بچایا اسقدر زخمی ہوا
کہ تمام جسم غربال ہوا [illegible] ہو کر آواز دی [illegible] ناموریا صاحبقران عالی وقار۔ غلام خستہ
ہوتا ہے اب ذرہ بھی غلام میں طاقت نہیں آنکھوں میں بصارت نہیں صاحبقران کے کان میں
آواز محیط کی آئی پلٹ کے دیکھا لالہ عذار و ماہ رخسار نے فوج مقتول کو پراگندہ کر دیا مقتول بھاگی اس کے
ساحروں کے بھی پاؤں اکھڑ گئے مقتول ہر چند غل مچاتی ہے ارے ان دونوں کو گھیر کر مار لو کوئی نہیں سنتا تمام
فوج غیر ساحر [illegible] بدیع و قاسم و محیط ہر طرف [illegible] اورنگ و جادو بڑھتے ہوئے آئے میں فوج کو بھی [illegible]

دے رہے ہیں کہ ارے یہ تینون جوان اتنے کے زخمی ہین انکو مارو یہ کہکر سر باتون صاحبقران یہ جنگاسر دیکھ کر
بیقرار ہوگئے وہین سے نعرہ کیا باشید ای کفاران بیحیا واے نابکاران بے وفا نعرہ صاحبقران منم سنگ
لشکر کافران * چشم نگون شد سر کافران * منم اختر برج غرور جلال * منم زہرہ سپہر کمال * منم دوک *
چشم فراری شدہ * ہمہ عفریت از تیغم عاری شدہ * ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف * سلیمان کو حیک لقب
شد بقاف * ہمہ شہر آباد اسلام شد * کہ صاحبقران در جہان نام شد * نعرہ شیر انگن سنکر اورنگ پر جا پڑے
اورنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار پہ تلوار کو روکا بچ گئے ہاتھ تلوار کا مارا اورنگ
نے سپر فولادی کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغ برق تاب جو تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے خود کو کاٹا سر خود سر کا
زخمی ہوا جاروق نے جو دیکھا کہ اورنگ زخمی ہوا گینڈے کو مہمیز کرکے جا پہنچا آواز دی او حمزہ مردان عالم
سے مقابلہ کر اورنگ پر ہاتھ نہ اٹھانا امیر اورنگ کو زخمی بلکہ خود ہی رک گئے تھے جاروق پر جا پڑے
تلوار چلی امیر نے جاروق کو بھی زخمی کیا آپکے رفیق آگئے اپنے مالکونکو بچایا یعنی جاروق و اورنگ کو میدان
میں ڈال لڑتے ہوئے بھاگے ادھر جادوگر بھی بھاگے جاتے ہین غیر ساحرون کو بھی شکست ہوئی کفار کو
شکست فاش ہے بھاگنے کی تلاش ہے دریاے سحر جو مانند سنگان بحر جرأت شاہ صاحبقران سرداران دینشان سب
اس پار آگئے کشتون کے پشتے لگا دیے لاشون کے انبار ہوگئے لشکر کفار کو گھیر لیا سحر سے لاچار تھے اب
جو مہلت پائی سردارون نے ساکھا کیا اورنگ و جاروق کو یقین ہوا اب مسلمانون سے جان نہ بچیگی دو چار
ہمت جو سردار آتا ہے منکانہ شیرانہ لڑتا ہوا تلوارین ہاتھ مین لیے سپر لیے ہوئے بجرأت کے شناور دریاے
ہمت کے بے بہا صاحب جاہ و حشم اس زور و شور سے لڑ رہے ہین لشکر کفار مین ہلکا ڈال رہا ہے بدیع قاسم
زخمون مین چور ہین مگر اس جوش و خروش مین لڑ رہے ہین کہ پرے کے پرے پامال کر دیے جنگل لاشہ ہاے
کفار سے بھر دیے کسی مقام پر کمی نہین کرتے اگر قاسم نے زخم کیا ان کو مارا تو بدیع الزمان نے رسالہ
کو ٹکڑوں کا پلٹنین رسالے بے سردار کر دیے محیط بہادرے بدیع الزمان مین بجانبازی جنگ کر رہا ہے فوجون مین
دھنستا جاتا ہے اورنگ جاروق سے کہ رہا ہے جاروق اب کیا ہوگا فتح کی شکست ہوئی دریاے سحر بنانا
ہمارے واسطے تو زہر ہوگیا جاروق کہتا ہے دیکھیے کیا ہو اگر حمزہ ایسا نہوتا تو ملک کیونکر فتح ہوتے
کبھی سنتا ہے مقام بلیس خود پرست دساوس تخمیدہ جانفدائی کرتے تھے حمزہ نے لڑکر مٹایا بڑے بڑے
کام کیے آخر کو شکستین حاصل ہوئین سنتا ہے کتنے کی موت مارے گئے ان ملکون پر قبضہ کر لیا لقا کی خدائی
وہ سامان اسکو ممکن ہوا تھا کہ سات درجے قیطول کے بتائے مشہور ہے کہ ایک کرور چوبیس لاکھ فوج بلو
جادو کی زیر قیطول فروکش تھی یہی بدیع و قاسم پہونچے شبخون در روز خون مارے لقا اپنی جان سے بیزار
ہوگیا ان شیرون کے نام لیکر راتون کو ڈرتا تھا زیر قیطول نہ آتا تھا بعد سال بھر کے ایک جلسہ ہوتا تھا
کہ اسکو جشن قرار دیا تھا زیر قیطول آنکر اپنے بندون کو روے نجس دکھاتا تھا اس مغرور کو حمزہ نے دربدر
خاک بسر کر دیا ملک بلک مارا مارا پھرتا ہے اب بھاگ کر غرور پر پہونچا ہے دودھ زنگی کو بادشاہ ہو گیا ہے
دامن پناہ دیا ہے مگر صاحبقران نے پیچھا نہین چھوڑا وہان بھی جا کے گھیرا ہے لڑائیان پڑ رہی ہین دودہ زنگی کے کئی
بیٹے مارے گئے وہان بھی مسلمانون کی فتح ہوئی ہے یارو کہ مر بھاگ کر جائین کیونکر جان بچائین کہ آسمان پر لگا ہے
سیمائی پیدا ہوا اسب اس دیکھا کہ ابر کو دیکھنے لگے کس زور و شور سے ابر آیا تھا وہ ابر آکر قلعہ ... تلک پر منتشر ہوا

الغرض ابر پیشا اورنگ نے دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ نہایت حسین و جمیل لباس گوہر نگار پہنے ہوئے
تاج بر سر ساٹھ ہزار کنیزین در در گوش مرصع پوش پشت پر صفین جمائے ہوئے پھولون کی پنکھیان جھلتی
ہوئی وہ نازنین حدت آفتاب سے گھبرائی ہوئی پیشانی سے قطرے پسینے کے ٹپکتے ہوئے گھبرا گھبرا کر
کہتی ہے آج کی گرمی نے ہلاک کر ڈالا کہین سایہ مین بارگاہ استادہ کرو خسخانہ درست ہو اب دم
قالب سے نکلا چاہتی ہو کنیزین کو وہین زمین پر آئین فراشی جمع ہوئے ایک بارگاہ زربفتی استادہ کر دی
ایک جانب خسخانہ درست کیا سقے آبپاشی کرنے لگے سب لوگ تو اس سامان کو دیکھکر حیران ہین
مگر مقبول رنگین ادا نے پہچانا بڑھکر اورنگ سے کہا ملکہ نیسان گہربار از وزیران سلطنت نور افشان
ہے تم بھی چلکر ملاقات کرو سب کیفیت ان سے کہو کہ لشکر ہمارا مسلمانون نے تباہ کر دیا ہو وقت کچھ سحر کی
لائق سے مسلمانون کے ہمین بچا لیجیے مین بھی عرض کرون گی اگر اس نے مان لیا اور سحر کیا تو زمین تھرا جائیگی
مسلمانون کو بھاگتے راہ نہ ملیگی یہ صلاح کر کے دونون چلے نیسان تخت سے اتری گرمی مین اف اف کرتی ہلکان
ہوئی جاتی ہو کنیزین دونون طرف سے پھولون کی پنکھیان جھلتی ہوئی قریب بارگاہ کے پہنچی تھی کہ مقبول اورنگ
نے سلام کیا حیران ہو کر پوچھا یہ کون لوگ ہین مقبول نے بڑھکر عرض کی اورنگ دیو تن شین قلعہ اورنگ آباد
کے شاہ مجھے حضور نے نہین پہچانا مقبول رنگین ادا آپ کی خدمتگزار ہر لیے مدد اورنگ آئی تھی آدم
کے ساحرون کے ہاتھ سے زخمی ہوئی میان اورنگ بھی زخمدار ہین لشکرون کو شکست حاصل ہوئی اب
کیونکر اتفاق ہوا کہاں ہو مقبول مجھے بھی واسطے مدد اورنگ کے بھیجا ہے مین اسی واسطے آئی ہون کہ جلد ملک
اورنگ سے مسلمانون کو ہٹا دون صاحب کو گرفتار کر کے خدمت مین شہنشاہ اورنگ کے بھیجدون لیکن
آج کے دن وہ ہوا ہے گرم چلی کہ راستہ چلنا مشکل ہوا پردہ ابر مین چھپکر آئی لیسنے پسینے ہو رہی ہون ابتک
مجھسے کچھ نہو سکیگا مقبول نے عرض کی اے ملکہ عالم اے محترم و معتظم اگر آپ دخل نہ دینگی اورنگ اس سرحد
مین نہ ٹھہر سکیگا صاحبقران زمان صاحب اسم اعظم ہین ان پر سحر تاثیر نہین کرتا دو جادوگر جہان کامل و اکمل
آئی ہین انھون نے کل قیامت برپا کر دی ہو آپ ضرور مدد کرین نیسان نے کہا ہوا کلام کرنیکی طاقت نہین
سحر کون کرے کل البتہ جب شب مین مزاج درست ہوگا سحر کیا جائیگا ایک امر البتہ ہو سکتا ہو کہ لشکر الگ
کر دون اور کچھ نہین ہو سکتا مقبول نے کہا جو حضور کے نزدیک مناسب ہو وہی کر دیجیے جان تو سب کی بچ
جائے یہ سنکر نیسان مسکرائی جھولی سے کچھ دانے ماش کے نکالکر ہاتھ مین مقبول کے دیے کہا ہمارا نام لیکر
یہ ماش کے دانے بیچ مین لشکر کے پھینک دو کہنا ملکہ نیسان منع کرتی ہین کہ آپس مین لڑائی بہتر نہین مقبول
نے کہا حضور ہی تکلیف کرین یہ سنکر نیسان اٹھی پائچون کو سنبھالتی ہوئی رنگ رو حقیقت ہاتھ ملا دیے کاکل
مشکبو کو جنبش دی ایک آندھی سیاہ اٹھی کہ دونون لشکرون مین تلاطم پڑ گیا ہزار ہا درخت گرے دونون
لشکرون مین اندھیرا ہو گیا اپنا ہاتھ اپنے کو نہ سوجھتا تھا صاحبقران زمان بدیع و قاسم و محیط کو ساتھ لیکر
پیچھے ہٹے اور سردارون سے فرمایا یہ تینون بشر بہت زخمی ہین اکیلا نہ ہو کسی مقام پر گر پڑین سردارون
نے ان تینون شیرون کو جو اور دون پر لیا پیچھے ہٹتے چلے آتے ہین انتہا کا اندھیرا ہو فوج ضلالت سے
لشکر صاحبقران کو گھیرا ہو فرماتے ہین کہ خواجہ اس اندھیرے نے نہایت پریشان کیا ہو ہوا ہے تند چل رہی
ہو زمین کانپتی ہو کس زور سے آندھی اٹھی ہو علمدارون کے ہاتھ سے علم چھوٹے جاتے ہین بندگان خدا

لبدر سے مین بیٹھے کیا انجام ہو عمرو کہتا ہو اتنا سے نادان اسم اعظم پکار کر پڑھیے وہ جو ساحرہ آئی ہو یہ اسیکے سحر
کی تاثیر ہو لشکرون کے ہٹا دینے کی کمیہو صاحبقران بیٹھے ہوئے اسکے تھے مین بیچ مین لشکرون کے ہوا سے
تند نے دیا دور اڑا رہا ہو دکھین کیا ہو جب امیر بہ آواز بلند اسم اعظم پڑھتے ہین تب ذرا روشنی ہوتی ہو مگر
ورا رنگ یہی آفت برپا رہی بعد تھوڑے عرصے کے صاحبقران لے گئے دیکھا دونون لشکر الگ ہو گئے بیچ
مین لشکرون کے ایک دریاے قہار موج مار رہا ہو گھاٹ جابجا بنے ہین ہر گھاٹ پہ شعلے سوالون مین
کمنٹ زن ناقوس نواز معبد مین اپنے لشکر کو صاحبقران نے اپنی سرحد پایا حیران ہوئے کہ یہ کیا نشک
کس نے ہو بچایا عمرو نے کہا یا امیر یہ ساحرہ جو ابھی آئی ہو بڑی مغرور معلوم ہوتی ہو ہرکارون نے مجکو خبر دی
کہ اورنگ و جادوگر مقتول رنگین ادا یہ سب رستے پہ ٹھہرے اسکے سامنے گئے تھے یہی سب کا طلسم
تمہارے سحر کو آنے عذر کیا رگری کی وجہ سے مین پریشان ہون اسوقت سحر نہین ہو سکتا مگر سب کے کہنے
سے آئے یہ کیا لشکرون کو علحدہ کر دیا معلوم ہوتا ہو کہ جب سحر کھلیگی تو قیامت بپا ہوگی صاحبقران نے زبان
خواجہ خداے ما بزرگ است صاحبقران سرداران زخمی کو لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے دشمنیان
ہو نے رنگین ایک بارگاہ رنگ برائے لالہ عذار و ماہ رخسار آراستہ ہوئی یہ بھی آکر اپنی بارگاہ مین مگر
خواجہ بارگاہ صاحبقران سے تھی بارگاہ لالہ عذار و ماہ رخسار مین آئے دونون شاہزادیون نے
استقبال کیا ماہ رخسار نے کہا خواجہ بڑی بادگری آئی ہو خواجہ نے کہا دیکھا جائیگا ماہ رخسار نے مت
کہ خواجہ تمہارے گانے کے مشتاق ہین عمرو نے کہا اسوقت معاف رکھیے ہین پھر حاضر ہونگا خواجہ اپنے
انتظام لشکر مین آئے جب سے یہ ساحرہ آئی ہو برق تڑپتا پھرتا تھا پاس ماہ رخسار کے آیا کہا ملکہ عالم
ہو سکتا ہو کہ آپ مجکو اسپار پہنچا دین اگر بن پڑے تو مین نیسان کے ابر کو چرا لاؤن ماہ رخسار نے کہا
اے برق یہ ساحرہ بڑی ہوشیار ہو اسیر ہماری ہونا دشوار ہو برق نے کہا آپ پار پہنچا دین پھر تماشا
دیکھین لالہ عذار نے کہا برق چلو مین تمکو پار پہنچا دون ایک مقام پر موجود رہونگی جب تم کسی کو پکڑ
لاؤ گے بے تکلف اٹھا لونگی برق نے قبول کیا برق کو لیکر ملکہ لالہ عذار چلین مگر اورنگ جادو مقتول
رنگین ادا شکست خوردہ جو اپنی بارگاہ مین پہونچے بعد غم و زاری صلاح مین ہوئے رنگین اورنگ نے
کہا نیسان کہ ہر بار ہی مغرور ہین اپنے مزاج پر کام کرینگی ہمارا کہنا نہ مانین گی آج کس قدر کہا مگر سنا ہی نہ
ہم کہنا کیا مقتول نے کہا شکر تہ کی کیا حقیقت ہو ہر چند کہ ماہ رخسار کے ہاتھ سے مین زخمی ہوئی مگر بہتے
ہو جین کم نہین ہون ایک حمزہ لشکر مین سنو تمام لشکر کو دیوانہ بنا دون اورنگ کا عیار سحاب تلوار زن
اٹھ کھڑا ہوا کہا ملکہ عالم مجکو پار پہنچا دیجیے مین حمزہ کو چرا لاؤن اورنگ نے کہا اے سحاب اگر تو نے یہ کام کیا
دولت دنیا سے نہال کر دونگا شاہ طلسم بھی خوش ہونگے سحاب نے کہا غلام گیا اور لایا یہ کہکر سحاب
پاجامے عیاری سے آراستہ ہوا مقتول اپنے ساتھ لیکر سحاب کو چلی لالہ عذار چلے برق کو آگے لیکر تھی
دور سے دیکھا بارگاہ نیسان آراستہ ہو جب قریب پہونچی تو بارگاہ نظرون سے مخفی ہو گئی برق نے آنکھین
کھولکر کہا ملکہ لالہ عذار بارگاہ نیسان نہین معلوم ہوتی لالہ عذار نے کہا بھٹک کر صحرا مین آگئے جب پیچھے ہٹے
پھر بارگاہ معلوم ہوتی لالہ عذار نے کہا اے برق اسکے سحر کی تاثیر ہو شاید آتشے ہی سحر کر دیا کہ جو قریب جائے بارگاہ
نہ دکھلائی دے جب قریب پہونچے نگاہون سے مخفی ہو بارگاہ مین اسکی کون جا سکیگا برق نے کہا ملکہ

سحر کرتی ہوتی جاتی تھی ملک اخضر جست کرکے برابر پہونچا للکارا او فاحشہ تجکو بھی یہ دن نصیب ہوا کہ
اہل اسلام پر سحر کرتی ہے مقتول نے گرز مارا اخضر سپر زمین گیر ہاتھ پاؤن مین رعشہ اشیاے طلسمی جسم
پر آراستہ تھے کوسے پر ہاتھ ڈالدیا وہی گرز مقتول پر کھینچ مارا اب کو معلوم ہوا توپ کے منہ سے گرز نکلا کہ
شخص کے سینے کو توڑتا ہوا سر مقتول پر پڑا اب حقیقت مین مقتول ہوئی آندھی سیاہ چلی آواز آئی کشتی
مرا نام مین مقتول جادو بود اور بک کو دیکھا آواز دی تو غیر ساحرہ ہے سحر کرنے کو تیرا دل نہین چاہتا فوج کو
لیکر ہٹ جا بدعت کا اختتام ہوا اس ظلم مین تیرا برا انجام ہوا کہ جنکے ہاتھ پاؤن بیکار تھے انکو قتل کیا
یہ کہکے ایک دو خنجر مارا زمین کانپی آندھی سیاہ اٹھی طائرون نے غل مچایا صاف ظاہر تھا کہ زلزلہ آیا لشکر
اور بک دور ہٹ گیا نیسان نے جو یہ بدعت اخضر کی دیکھی ایک چیخ ماری ارے عفریت جادو جلد
حاضر ہو ایک طرف سے سب نے دیکھا ایک دیو سیہ فام دوڑا ہوا چلا آتا ہے جب وہ دیو قریب نیسان
کے آیا نیسان نے شیشہ اسم اعظم کا جھولی سے نکالا حرز ہیکل کی اسی شیشے پر مہر تھی یہ اس دیو کو شیشہ
نیسان نے دیا کہا اسکو پاس شاہان طلسم کے لیجا دیو شیشہ لیکر بھاگا ملک اخضر نے جو دیکھا کہ
شیشہ اسم اعظم دیو لیے جاتا ہے ایک دستک دی اور پکار کے کہا او سیلان کشتی گیر اس دیو کو لینا یہ
جانے نہ پائے دیکھا سب نے کہ طرف سے نمودار ہوئے ایک جوان حسین خود و زرہ پہنے ہوئے تیغ ہلالی
ہاتھ مین گھوڑے کو ڈالے ہوئے آتا ہے پکارتا ہوا او شہنشاہ مینو سواد کیا ارشاد ہے یہ خیر خواہ دولت حاضر
ہوا کیا حکم ہوتا ہے اخضر نے کہا یہ دیو نہ جانے پائے یہ سنتے ہی وہ جوان پشت سے جدا ہوا بازو پر
پر پیدا ہوگئے اڑتا ہوا طرف دیو کے چلا نیسان نے آواز دی ارے اپنے کو بچا مگر یہ جوان حسین
مثل بلائے ناگہانی پاس اس دیو کے پہونچا جھپٹ کے لپٹ گیا جسم سے آتش کے شعلے اٹھنے پیدا
ہوئے دیو تو جلنے لگا اس جوان نے ہاتھ مروڑ کے شیشہ چھینا دیو تو جلکر خاک ہوا وہ جوان شیشہ
لیکر پاس اخضر کے آیا اخضر نے شیشہ اسم اعظم توڑا ہیکل عمرو کو دی کہ صاحبقران کو پہناؤ عمرو نے
ہیکل لاکر صاحبقران کو پہنائی شیشہ جو ٹوٹا صاحبقران کو ہوش آیا لشکر کی تباہی دیکھی پشت اسپ پر
سوار ہوئے نعرہ کر کے لشکر کفار پر جا پڑے ملک اخضر لپکتا ہوا بڑھا نیسان کو للکارا او چھوکری کہان
جاتی ہے نیسان نے لگا ابر تاریکی اخضر پر گرایا اخضر نے اپنے ابر سبز کو اشارہ کیا دونون ابرون
نے جیسے فیلان مست ٹکراتے ہین ابر تاریکی ٹکڑے ٹکڑے ہوا ملک اخضر کے ابر سے ہزارہا
خنجر گرے کنیزان نیسان مر کر گرین نیسان جھلا جھلا کے سحر کرتی ہے ابر نہین قائم ہوتا ابر پر ابر چڑھا ہوا
اخضر نے آواز دی او چھوکری انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہے خدا آقائے نامدار کو سلامت رکھے
سحر العجائب و سحر الغرائب تمام جواب بادشاہ بنکر بیٹھے ہین ان پر یہ سحر ہون گے ہرچند کہ ان جیسا ان
کے تجربے مرتبے ہین جو عجائب و غرائب نکلے چشمہ مین آئے کسیکو ممکن ہوتے ہین یہ نمک خوار
صاحبقران بھی اپنا لطف دکھائیگا سامنے سے بھاگ جا اپنی جان بچا او صورت تو نے دکھلا دی سکے کھا
کمر بنانی ہے اسکا خیال آتا ہے ملعون ہو جائیگی تیرے چاہنے والے تجھسے بیزار ہون گے کہین سے یہ بڑھیا
نال بیوہ الہان سے آئی نیسان کب مانتی ہے دوسری دستک دی لگا ابر مرواریدی پیدا ہوا اس
ابر سے موتی برسنے لگے جس پر موتی گرا سر پھٹ گیا کئی ہزار ملازمان اخضر مر کر گرے ساحرون کے

۱۸

مرنے کی صدا بلند ہوئی ابر کی گھر باری دیکھکر جست کرکے بلند ہوا ابر ابر کے پہونچا ایک گولہ مارا دیکھا ایک جادوگرنی تخت پر بیٹھی ہوئی موتی برساتی ہے اپنی آبرو بڑھاتی ہے اخضر کو دیکھکر شمشیر کر سوتی پھینک مارے اخضر پر ہزار ہا تلواریں صد ہا خنجر گرے اخضر نے تلواروں کو توڑا خنجروں کو بیدم کیا کرتا ہوا ابر اس ساحرہ کے پہونچا اسنے اٹھکر طمانچہ مارا اخضر نے بلا تکلف ہاتھ بڑھا دیا کلائی اسکی پکڑی داہنے ہاتھ سے طمانچہ مارا کہ سر اسکا اوڑ گیا اس جادوگرنی کو مار کے اخضر نے ابر مروارید کو تخت تخت کیا اس ابر کے ٹکڑوں کو لشکر نیسان پر گرایا کئی ہزار کنیزیں جلیں ایک ٹکڑا بارگاہ زریفتی پر جاکر گرا بارگاہ جلنے لگی خیمہ خانہ جلکر خاک ہوا نیسان نے جو یہ جرأت اخضر کی دیکھی چاہا چمک کر نکل جاوے اخضر نے کہا اب کہاں جاتی ہے میں نے بڑی مشقت کی لکہ ابر مروارید سے بڑی تکلیف پہونچی نیسان نے اخضر پر آگ برسائی جب شعلہ ہائے آتش گرے اخضر ان شعلہ ہائے آتش سے مثل برق چمک کر نکلا کئی ہزار شعلوں کو بجھایا ہاتھوں میں آبلے پڑے ہوئے قریب نیسان کے پہونچا نیسان نے ابروؤں کو جنبش دی ہزار ہا خنجر برہنہ اخضر پر گرے دو پتلے پیدا ہوئے جو خنجر گرا اپنے سر پر لیا پکارتے ہیں ای شہنشاہ ہم جانباز و سرفروش ہیں جان کے نثار کرنے کو طفیل جاتے ہیں سب خنجر ان پتلوں نے دفع کیے نیسان قہقہہ مار کر ہنسنے لگی ابر سیاہ اخضر پر برسنے لگا دو ہزار پتلے پیدا ہوئیں ان پری زادوں نے اپنے پروں کا سر ملک اخضر پر سایہ کیا لشکر ملک اخضر لڑ رہا تھی کنیزان نیسان کو ڈھونڈھکے قتل کرتے ہیں نیسان کیسی کیسی گرجی کیسی کیسی برسی پریزادیں اخضر کو آتی ہیں نیسان نے اسقدر موتی برسائے کہ موتیوں کے پہاڑ بن گئے پری زادوں نے جب اپنا عکس ان پہاڑوں پر ڈالا پانی کے قطرے تھے موتیوں کی آبروشی ملک اخضر ان سب کو دفع کرکے چلا خیمہ نیسان کا جلگیا کنیزیں قتل ہوئیں صاحبقران بھی لڑتے ہوئے چلے آتے ہیں اسم اعظم با آواز بلند پڑھ رہے ہیں جو جو سردار ساکت ہوگئے تھے سب کے ہوش درست ہوگئے لڑنے میں چالاک و چست ہوگئے ہر مرتبہ قصد کرتے ہیں کہ لشکر اورنگ پر جا پڑیں پریزادیں بیچ میں حائل ہوتی ہیں منع کرتی ہیں کہ بھگوڑوں پر نہ جائیے صاحبقران لڑتے ہوئے قریب نیسان کے پہونچے اخضر نے دیکھا صاحبقران نیسان سے مقابلہ کیا چاہتے ہیں پریزادوں کو اشارہ کرکے آواز دی نیسان کی آبرو تو بڑھا دو اسنے اپنا جمال ظاہری دکھا کے سیکڑوں بندگان خدا کو دام زلف میں پھنسایا پریزادوں نے بڑھکر پروں کا سر نیسان کے سایہ کیا ایک شعلہ چمک کر گرا نیسان ہمہ تن شعلہ آتش بن گئی جب صاحبقران قریب پہونچے اسم اعظم جو پکار کر پڑھا وہ شعلہ آتش دفع ہوا اندر سے شعلہ آتش کے ایک ضعیفہ سر بلا کی بوڑھی موتی سی نکلی ہوئی بقول شخصے نہ منہ میں دانت نہ پیٹ میں آنت ایک نیلی چادر سر پر نہ وہ عریانی نہ وہ زیبائی اخضر نے اشارہ کیا پریزادیں غائب ہوئیں ایک زنگی سیاہ رو آئینہ لیے پیدا ہوا نیسان کو آئینہ دکھایا نیسان سر پیٹنے لگی کہا او اخضر تیرا علاج ہوگا شاہان طلسم نور افشان عاجز نہیں ہیں یہ کہکر ایک چیخ ماری ای شاہ طلسم نور افشان وقت فریاد ہے اس جلاد کا سامنا ہوا مجھے بچایئے ایک دیو گرجکر اس ہران زنگی پر گرا کہ دو ٹکڑے ہوئے آئینے کی قلعی کھل گئی ٹکڑے ٹکڑے ہوا القصہ [illegible] معرکہ اب تخت طلسم نور افشان پر ڈھٹے میں مصر ہے بڑے ساحر جمع ہیں ذکر آمد صاحبقران ہونا

سحر العجائب کہتا ہے یہ ایسا طلسم نہیں ہے جسکو کوئی فتح کرے کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا کہ ابن طلسمی
گوہر یار ستارہ شناس آکر پہونچا کتاب بغل میں دابے ہوئے رنگ رو متغیر دونوں شاہوں کو آکر سلام کیا
کہا اے شہنشاہ کچھ آپکو خبر ہے کہ قلعہ اور رنگ پر کیا گذری طلسم کشا نے اصلی آگیا نیسان جادو سے
اسم اعظم پڑھکر حرز ہیکل جیمین کی لالہ عذار و ماہ رخسار کو ایسا بیکار کیا کہ انکو سحر فراموش ہوا عین قلعہ
پر ملک اخضر سبز پوش مالک طلسم مینو سواد نے آکر اسم اعظم پڑھا کر لیا حرز ہیکل جیمین کی اب نیسان قتل
ہوا چاہتی ہے فقط اتنا عرصہ ہے کہ بدیع الزمان قید ہوکر لشکر نیسان میں آئے تھے ان کو رہا کر دیا ہے نیسان
کی تو رہی صورت اصلی اسکی تباہ ہوئی سیٹ رہی ہے اب اخضر انکا بھی علاج کیا چاہتا ہے کچھ شک
کیجیے سحر العجائب نے زانوں پر ہاتھ مارا دیکھا سب نے ایک جوان قفس آہنی لیے ہوئے
سامنے آیا عرض کی کیا حکم ہوتا ہے کہا ملک اخضر کو یعنی نیسان کو بچا لاؤ ہم پھر اسکو آراستہ
کر دینگے وہ جوان قفس آہنی لیکر چلا یہاں ملک اخضر نے بدیع الزمان کو رہا کیا گھوڑے
پر سوار کر کے کہا حضور طرف اپنے لشکر کے جائیں بدیع الزمان طرف اپنے لشکر کے چلے
اب اخضر طرف نیسان کے چلا ایک طرف سے صاحبقران پہونچے ایک طرف سے ملک
اخضر آتا ہے نیسان گھبرائی کبھی صاحبقران پر سحر کرتی ہے کبھی ملک اخضر پر مگر اخضر کب رکتا ہے صاحبقران
بھی نعرے کرتے ہوئے طرف نیسان کے آتے ہیں نیسان گھبرائی کئی مرتبہ چیخی غل مچایا کہ کان
میں آواز آئی کیوں گھبراتی ہے تیرا مددگار آتا ہے صاحبقران چاہتے ہیں نیسان پر جا پہونچیں کہ یک
پنجہ آسمان سے گرا نیسان کو اٹھا لیگیا اخضر نے کئی سحر کیے مگر کسی سحر نے تاثیر نہ کی پنجہ دستگیری کر کے
نیسان کو اٹھا لیگیا اخضر حیران کھڑا تھا حیران ہو کر دیکھ رہا ہے کہ ایک جوان سیہ فام پیدا ہوا آواز
دی او اخضر بڑی بدمتیں کیں تجھکو شہنشاہ نور افشان نے یاد فرمایا ہے اخضر نے سحر کیا مگر وہ جوان
کب مانتا ہے اکڑتا ہوا طرف اخضر کے چلا آتا ہے اس وقت اخضر نے بیقرار ہوکر آواز دی اے شہنشاہ یار
ہو صاحبقران نامدار غلام کو بچائیے یہ جوان مجھکو گرفتار کرنے آیا ہے صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے
اس جوان سیہ فام پر جا پڑے لینے آتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا تلوار کو تلوار پر روکا
عرض میں ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے صاحبقران نعرہ کرکے ٹھٹھکے اخضر نے آواز دی اس
دست زبردست حضور کے نثار ہو جاؤں ایک ادنی پاسبان طلسم نور افشان کا یہ شعبدہ تھا
خدا آپکی مدد کرے یہ کہکے اخضر نے قصد کیا کہ لشکر اور رنگ پر جا پڑے کہ ان انکا بھی خاتمہ کروں کہ پیچھے
سے آواز آئی او اخضر بے ادبی ہو چکی ہوشیار ہو حاضر دربار شہنشاہ نور افشان تجھ ایسے
اگر ہزار ہوں اور تیرے مددگار ہوں تو کیا کر سکتے ہیں دیکھو ہزاروں کی مدد بھی خود نہیں تکلیف فرمائی اگر
خود تشریف لاتے تم غرق زمین ہو جاتے اخضر نے پلٹ کے دیکھا اسی صورت کا جوان قفس آہنی ہاتھ میں
اخضر کے پیچھا یا پیٹ سے آواز دی یار وہ مینا وہی وہ پتلے جو کام کر گئے تھے پھر پیدا ہوئے آتے ہی جاکر
سر اخضر پر سایہ کریں کہ اس جوان نے للکارا اور تالا توڑنے نہ پڑھنا تمہارا طلسم شگفت ہو چکا پتلیاں نے
خنجر کھینچ مارے اس جوان کے دو ٹکڑے ہوئے دونوں ٹکڑوں سے دو پتلے پیدا ہوئے دونوں
پتلے جلکر خاک ہوگئے اخضر نے مایوس ہوکر کہا اب غلام کا بچنا دشوار ہے میرے نگہبان مارے گئے دیکھا

سینے دیکھا تیسرا جوان قفس آہنی لیے پیدا ہوا آواز دیتا ہوا کیون اخضر دو بھائی ہمارے مارے گئے مجکو خوف
نہین آیا مین آتا ہون اخضر نے پھر ایک چیخ ماری وہی دونون پریزادین پیدا ہوئین اُس جوان پر سایہ ڈالا
آپ بھی جلین اُسکو بھی جلایا اخضر نے پھر چیخ ماری اور پکار کر کہا اے شہریار دیکھیے شاہان نور افشان نے
جوانون کا تار باندھ دیا حقیقت مین اس جوان کے جلتے ہی چوتھا جوان قفس لیے پیدا ہوا جو شان [illegible]
ابرو دونون پر بل پڑے ہوئے آنکھون سے آنسو جاری پکارتا ہوا آیا اخضر شاہان طلسم نور افشان سب تجھسے
بیزار ہوئے تجکو یاد فرماتے ہین ملک اخضر نے چاہا جست کر کے نکل جاؤن اُس جوان نے بڑھکر کچھ اسم
پڑھا قفس کی کھڑکی کھولدی ملک اخضر سر جھکا کر قفس مین داخل ہوا لالہ عذار و ماہ رخسار یہ معرکہ دیکھکر
بھاگین دور جا کر چھپین کہ رہی مین یہ ہمہ شہنشاہ نور افشان کا ہے اس سے کون بچ سکتا ہے یہان اخضر
قفس مین داخل ہوا ادھر صاحبقران نے چاہا نعرہ کر کے جا پڑون ملک اخضر کو چھڑاؤن وہ جوان قفس کو
لیکر بلند ہوا ایک چیخ ماری اُسکے چیخ مارتے ہی آندھی سیاہ اُٹھی تمام دنیا مین اندھیرا ہو گیا صاحبقران
اسم اعظم پڑھ رہے ہین ہر ایک کے بدن مین رعشہ کانپ رہے ہین بعد تھوڑے عرصے کے وہ آندھی
موقوف ہوئی سب نے دیکھا قلعہ اور نمک بھی غائب ہو گیا اور زنگ و جاروق مع فوج غائب ہوئے
صاحبقران نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک صحرا ہے ہول خیز وحشت انگیز ہر طرف ویرانہ درخت بڑے بڑے
ہوا خلاف چل رہی ہے بونڈے گرد کے برائے تعظیم صاحبقران اُٹھتے مین چرخ مارتے ہوئے غائب ہو جاتے
ہین زاغ و زغن کی آواز دلکو پریشان کرتی ہے صاحبقران اس صحرا کو دیکھکر گھبرا گئے فرمایا خواجہ شاہان
نور افشان نے اپنے خراج گذار کو بچا لیا اب لشکر کی تیاری کر دو یہ مقام حوالی طلسم تھا یہان تو یہ شعبدے
دکھلائے اصل طلسم مین کیا آفت برپا ہو گی عمرو کے ہوش اڑ گئے صاحبقران نے شب کو اُسی مقام پر
مقام کیا صبح کو لشکر لیکر چلے بدیع و قاسم بھی ساتھ مین قاسم نے اپنے سردارون سے صلاح کی کہ یارو میری
رائے یہ ہے کہ دادا جان کے ساتھ جانا مناسب نہین کشتی گیر ساتھ رہے اس سے کیا ہوتا ہے مین اپنے کو
طلسم نور افشان مین پہونچاؤن اپنے فرزند ایرج کو چھڑاؤن سب نے عرض کی بہت مناسب ہے
الگ ہو کر کار ہائے نمایان کیجیے جب رات کو صاحبقران منزل پر اُترے قاسم نے لشکر کو اشارہ
کر دیا تھا دو پہر رات گئے تیار ہوئے سمک نے قاسم کو بلایا قاسم اُٹھے اُسی اندھیری رات مین سوار
ہوئے لشکر کو لیکر نکل گئے صبحکو جب صاحبقران سوار ہوئے قاسم کو پوچھا میر طلایہ نے خبر دی حضور
دو پہر رات گئے وہ سوار ہو کر چلے گئے امیر تو خاموش مگر بدیع الزمان نے خیال کیا کہ ای بدیع یہ ترک
خاوری ضرور جا کر کار ہائے نمایان کریگا بارگاہ مین بیٹھنا مشکل ہو گا اب اس لشکر مین رہنا مناسب نہین
فضل وغیرہ سے صلاح کی سب نے یہی عرض کی کہ الگ ہی چلنا بہتر ہے دوسرے دن بدیع الزمان
بھی رات کو اپنے لشکر کو لیکر نکل گئے صبحکو صاحبقران کو خبر ہوئی نہایت پریشان ہوئے فرمایا دونون
جوانون کی جہالت نے بہت حیران کیا ہے یہ فرما کر سر منزل چلے تیسری منزل مین دونون شیر دلکا داغ ہے جب
کوئی ذکر کوکب کرتا ہے صاحبقران فرماتے ہین کوکب کہتا ہو گا صاحبقران نے ہماری مدد نہ کی ہم کو
قید سے چھڑانے نہ آئے ہم جسد سے اپنے لشکر سے جدا ہوئے ایک دن آرام نہ پایا معروف جنگ
رہے ابلیس خود پرست نے اسقدر روکا کہ امید فتح نہ تھی خدا نے اپنا فضل کیا کہ وہ جہنم واصل ہوا و اسلامیون

کیا کوئی بات اختیار کی اب حوالی مین پہونچے تو یہ آفتین درپیش ہین انتہا ہے کہ لیس و پیش ہین صاحبقران
گو لالہ عذار و ماہ رخسار رہبری کرتی ہوئی لیے جاتی ہین عجب عجب صحرا ہے ہولناک ملتے ہین کہ آب و آذوقہ
بمشکل ممکن ہوتا ہے ہزارہا ملازم ان منزلون مین ہلاک ہوئے گھوڑے بھی شل ہوجاتے ہین لیکن
سحر العجائب نے یہ نمونہ سحر اپنا برائے گرفتاری اخضر روانہ کیا اخضر قید ہوکر سامنے ہوچکا قفس لاکر
اس جوان نے سامنے رکھدیا کہا اے شہریار کئی بھائی ہمارے قتل ہوئے غلام نے جاکر بشکل اخضر گرفتار
کیا یہ ذکر تھا کہ بیٹے نے لاکر نیسان کو بھی بھیجا یا سب اہالیان دربار نے دیکھا ایک ضعیفہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ
آنکھون سے کچھ سوجھتا ہوا عصا ہاتھ مین قدمون سے شاہ کے لپٹ گئی کہا اے شہریار اخضر نے میرا یہ حال کیا
سحر العجائب نے حکم دیا شاخسار جادو کو بادشاخسار فورًا حاضر ہوئی حکم ہوا اخضر کو لیجاکر قید
کرو اخضر کو جب لیکر شاخسار قید خانے مین آئی کوکب نے اپنے قصر سے نکل کر پوچھا اے بادشاہ لوگون آج
اخضر رو دیا کہا اے شہنشاہ مجکو نہین پہچانتے مین بادشاہ طلسم ہفت سواد ہون کرب غازی نے میرے
طلسم کو فتح کیا مین مدد کو صاحبقران کی آیا تھا اور زنگ پر گرفتار ہوا مگر اے کوکب مبارک ہو صاحبقران
زمان آپہونچے ماشاء اللہ بڑے زور شور سے آتے ہین ہم بھی تمہارے ساتھ قید سے رہائی پائینگے شاخسار
نے جاکر قفس اخضر کا ایک قصر مین رکھدیا کوکب جو بیٹھے ہوئے مکان مین آئے ایران نے پوچھا کیون
قبلہ و کعبہ آج کیا خوشی کا باعث ہے کوکب نے کہا بی بی مبارک ہو صاحبقران زمان حوالی مین پہونچے ایران
نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے والد نامدار بقول شیخ سعدی فرد امید بستہ بر آید ولیکن چہ فائدہ زانکہ
امید نیست کہ عمر گذشتہ باز آید * لیکن تو اب یہ کیفیت ہے ہر وقت جوش حسرت ہے نظم

گر نہ جان سوز غم گیسوئے جانان ہوتا ‖ نہ کبھی یون دم اژدر شرر افشان ہوتا
زندگی کا کوئی دم سبکو مزہ ملتا ‖ میرے زخمون پہ جو قاتل نمک افشان ہوتا
تو وہ بت ہے کہ اگر دیر مین جاتا اک دم ‖ مثل ناقوس ہر اک بت ہے مین نالان ہوتا
ہی بلا سلسلۂ گیسوئے بتان کا یکدل ‖ یہ جہان کیون نہ مسلمانون کو زندان ہوتا
نہ کبھی برگ سے یوسف کو پہونچتا آسیب ‖ پاس اسکے جو ترا سیب زنخدان ہوتا
ہوگیا دامن تر نور حقیقت کو حجاب ‖ کسطرح ابر مین خورشید نہ پنہان ہوتا
سانپ ہے گنج پہ ہوتا ہے کبھی او قاتل ‖ سایۂ زلف سے گنج شہیدان ہوتا
دل سخت اس بت کافر کا ہے کوہ جودی ‖ لالہ گر خاک مرے اشک کا طوفان ہوتا
نخل ماتم کے سوا کچھ بھی نہ ہوتا ہرگز ‖ میرے اشکون سے جو سرسبز گلستان ہوتا
خط شہر تا نہین منھ پہ تری آنکھون کے سبب ‖ سبزہ کیونکر نہ جداگانہ غزالان ہوتا
ہنسنے کتنا ہے وہ گل میرے رلانے کے لیے ‖ لطف تھا سیر گلستان مین جو باران ہوتا
بیکسی مین ہوا اتنی محبت کا شعلہ ‖ کون جز زخم مری لاش پہ گریان ہوتا
پشت خارا سے کف رنگین مین جو رہتا لعل ‖ کیا تعجب ہے اگر تحفۂ مرجان ہوتا
در و یاقوت سے مین درج دہن بھر دیتا ‖ خوف ناسخ سے جو وصف در دندان ہوتا

اسوقت قید خانے مین ایک ہنگامہ ہوگیا ایرج و نور الدہر نے بھی سنا کہ صاحبقران زمان حوالی طلسم

ہین آپہونچے جنگل بیابان ہلانے لگے سب نے آوازین دین اوشاخسار اب ہم قید سے چھوٹینگے شاخسار نے کہا اے ظالمو اس قید سے تا قید حیات رہائی نہ پاؤگے قید خانے مین تو یہ ذکر ہو صاحبقران زمان قلعۂ اورنگ سے کوچ کرکے تین منزلین چلے وہ دو صحرا ویران سے کہ ایک شب آب و دانہ وقت ممکن نہین ہوا چوتھے دن صاحبقران کو سبزہ زار ملا دیکھا صحرا معقول تمام سرسبز و شاداب گلہاے رنگارنگ شگوفہ ہاے بوقلمون طائران صحرائی اچھل کود چشمے پانی کے جابجا بہر سے ہوئے موجود بہار قدرت معبود ہر یان نخل سرو پر سرو بیچ و خوش مین اشعار پڑھ رہی ہین باغ پر جوش بہار ہے **نظم**

بازآی ساقیا کہ ہوا خواہ خدمتم
بیرون شدن نمای زظلمات حیرتم
عیبم مکن برندی و بدنامی ای فقیہ
این موہبت رسید ز دیوان قسمتم
در ابروے تو تیر نظر تا بگوش ہوش
در عشق دیدن تو ہوا خواہ غربتم
بودم بصورت از در دولت سرای تو
مدامن خیال اگر بدیدم ملستم

مشتاق بندگی و دعا گوی دولتم
ہرچند غرق بحر گناہم زشش جہت
این بود مہر تو بخت ز دیوان فطرتم
گردم زنی بطرہ مشکین آن نگار
آوردہ و کشیدہ و موقوف فرصتم
دریا دکوہ در رہ و من خستہ ضعیف
لیکن بجان و دل زمقیمان حضرتم

زانجا کہ فیض جام سعادت فزای تست
تا آشنای عشق شدم زاہل رحمتم
می خور کہ عاشقی نہ بکسب است و اختیار
فکری کن ای صبا زمکافات غیرتم
من کز وطن سفر نگزیدم بعمر خویش
ای خنجر تو خستہ مدکن ہمتم
حافظ بپیش چشم تو خواہد سپرد جان

صاحبقران زمان نے جو بعد کئی دن کے صحرائے سبزہ زار دیکھا شگفتہ ہوکر فرمایا خواجہ آج بعد کئی دن کے یہ صحرائے پر فضا ملا غنچۂ آرزو کھلا کئی دن یہان مقام ہو کہ لشکر کو آرام ملے عمرو نے عرض کی ایسا ہی ہو کا شب کو امیر نے آرام کیا صبح کو جو اٹھے دیکھا لشکر مین ہنگامہ ہے اہالیان لشکر غل مچا رہے ہین صاحبقران باہر نکل دیکھا ہوائے گرم چل رہی ہے درخت جلے ہوئے کھڑے ہین شاخین لعف افسوس پتون سے مل رہی ہین ہر ایک نخل سے چنگاریان نکل رہی ہین چارپائے جانور لشکر کی شدت گرمی سے آب و دانے پر منہ نہین ڈالتے صدہا سوار پیدل ہلاک ہوئے بیتاب ہوکر غل مچا رہے ہین کہ یا صاحبقران زمان ہماری مدد کیجیے شدت گرمی سے ہلاک ہوا چاہتے ہین دیکھیے تو کیا قیامت برپا ہے آسمان سے آگ برس رہی ہے ملازمون نے آپ سے کیا کیا جفا سہی ہے امیر نے عمرو کو بلا کہا خواجہ دیکھا تم نے رنگ صحرا کیسا تبدیل ہو گیا عمرو نے عرض کی اے شہریار مجھکو تو افسانہ سحر کا معلوم ہوتا ہے کہ یک رنگ صحرا تبدیل ہوا کل وہ رعنائی آج یہ خرابی اہالیان لشکر کی بیتابی اسم اعظم پڑھیے گرد لشکر حصار کیجیے صاحبقران نے فوراً مقبل کو طلب کیا دو قرابے پانی کے منگوائے اسم اعظم پڑھکر دم کیا مقبل سے حکم ہوا اس پانی کا گرد لشکر حصار کر دو امیر و عمرو کل اہالیان لشکر دیکھ رہے ہین مقبل اس پانی کو لیکر چلا گرد لشکر چھڑک آیا جب مقبل حصار کر چکا ایک دھماکا ہوا وہ درخت جو صورت ویرانی کی دکھاتے تھے وہ جلا کر سے سبز نخل ظاہر ہوئے طائران صحرا اور لکھون پرندے زمزمہ سرائی کرنے لگے وہی نرگس کے اشارے سوسن کی زبان درازی سنبل پر پیچ و تاب کی غمازی اہالیان لشکر جو گرم ادے تھے اور گرمی سے بیقرار تھے وہ گرمی موقوف ہوئی رعایا عیش و عشرت مین معروف ہوئی مگر خیال کرکے عمرو نے دیکھا ایک جانب ایک کوہ فلک شکوہ ہے اسیر و صعود ان اکثر رہا ہے امیر نے فرمایا دیکھو خواجہ اس پہاڑ پر کوئی سحر کر رہا ہے برق نے کہا مین ابھی جاتا ہون سر اسکا لاتا ہون عمرو نے کہا تجھے کون کہتا ہے ابو الفتح نے کہا مین جاؤن عمرو نے

کہا کوئی صاحب تکلیف نہ کریں یا صاحبقران میں جا کے عیاری کرونگا مگر آپ میرے حال سے
آگاہ ہیں مدارانِ خرچ آپ ضرور کر دیجئے مفلسی میں کچھ بن نہیں پڑتا قرضدار گھیر لینگے مجکو جانے نہ دینگے آپ
تمہارا دین کل لشکر سے چندہ ہو جائے ان سب سے کہیئے کہ تم لوگ ہلاک ہو جاتے عمرو تدبیر کرنے جاتا ہی
بھلا قرضہ تو کیا ادا کرینگے سود کی تو نکاسی ہو امیر نے کہا خواجہ تمنے کوئی بات کہی اور تمنے پانون پھیلانے میں
ایسی مہمل بات کو اپنے لازم ہوئے کہو شرم کی بات ہی عمرو نے کہا آپکی جلالت مشہور ہی خزانے بھرے پڑے
ہین حکم دیدیجے امیر نے فرمایا وہ حق و مال غازیوں کا ہی عمرو نے کہا غازی تمہاں چھنارے ہیں لاکھ روپے
کم ہوئے عمرو نے کہا خیر میں کچھ اپنے پاس سے ملا دونگا جاتا ہوں آپکے حکم کا ماننا سب نہیں یہ کہکے جو
پلٹے دیکھا برق نہیں ہی کہا ہیہی آقا غضب ہوا یہ تجویز پاگیا عیاری تو کیا کریگا اسکو ہوشیار کر دونگا یہ کہکے
جھلاتے ہوئے چلے مگر برق کا احوال سنئے کہ یہاں سے بھاگا قریب دس پہاڑ کے پہونچا دلسے باتیں کرتا
ہوا الہی برق استاد نہ پہونچے پائیں میں جاکر اس ساحرہ کو مار لون ایک درخت پر چڑھا دیکھا ایک
ساحرہ پہاڑ پر ٹہل رہی ہی یک طرف مشتاق نظر لگی ہو اسیر باش کے واسطے مارتی جاتی ہی برق نے صورت
بدلی ایک مسافر کی شکل بن کے طرف پہاڑ کے چلا راہ میں کھنڈر ملا اسپر بیٹھ سوچ رہا ہی کہ ای برق کس
صورت سے سامنے اس ساحرہ کے جاؤں اور جانے ہی کام کروں یہ سوچ رہا تھا کہ دیکھا ایک مہاجن چار
مزدور ہمراہ ہیں ہر ایک مزدور کے کاندھے پر یک یک توڑا روپے کا لدا ہوا سونے کی زنجیر مہاجن پہنے
ہوئے انگوٹھیاں سونے کی ہاتھ میں برق تڑپ گیا جی میں کہتا ہی یہ فرد ہی نہ جانے پائے یہ سوچکر ایک برہمن
کی شکل بنا ٹیلہ میں ایک ڈول پانی کا بھر کے پکارنے لگا جل ٹھنڈا ہی مہاجن کے جو کان میں آواز گئی
آئے سب مزدوروں نے توڑے رکھدیئے برق نے سب کو پانی پلا کے بیہوش کیا برق توڑا کھولنے لگا
مگر اس ساحرہ کا حال تحریر کرتا ہوں کہ جب سحر العجائب اخضر کو قید کو چلے تو شیران سلطنت سے کہا
کوئی ایسا ہی کہ صاحبقران کے لشکر کو تباہ کرے میمون جادو صف سے آگے بڑھ کہتی ہوئی کہ ای شہنشاہ
طلسم نور افشان میں جاکر سب کو تباہ کرونگی وہ وہانسے آئی پہلے اُن ملکوں پر گئی جو صاحبقران نے فتح
کیے تھے وہاں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ ملک عیاروں نے فتح کیے یہ بھی جادوگروں نے سنا کہ عیار ڈھونڈ ڈھونڈ کر
مار ڈالتے ہیں اس وجہ سے پہاڑ پر آکر ٹھہری صحرائے سبزہ زار کو ویران بنا یا ٹہل رہی ہی کہ اسنے پہاڑ پر سے
دیکھا مہاجن آکر کنوئیں پر ٹھہرا برہمن نے پانی پلا کر بیہوش کیا توڑے رومیوں کے دروکوہ میں چھپا آیا اب آکے
سب کے کپڑے اتارنے لگا میمون نے جو یہ معرکہ دیکھا سمجھی کہ یہ برہمن کوئی عیار ہی یہ بھی سن چکی تھی کہ عیار
مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں جب برق نے مہاجن کا توڑا لیا کپڑے اتارنے لگا میمون کو یقین کامل ہوا کہ
بیشک کوئی عیار ہی برق نے خنجر پکڑ کے مہاجن مزدوروں کو قتل کیا جب تو میمون نے سحر کیا اور پکار کر آواز دی
او نا عیار کہاں جاتا ہی مسافروں کو تو نے مار قزاقی کرتا ہی برق کے پانون زمین نے تھام لیے دیکھا وہی
ساحرہ جو پہاڑ پر تھی وہی اترتی ہوئی چلی آتی ہی آگے برق کا ہاتھ پکڑ لیا کہا او نگوڑے تو عمرو کا شاگرد ہی سچ بتا
تیرا نام کیا ہی برق نے کہا میں تو گاؤں کا رہنیوالا ہوں یہ مہاجن میرا اپنی دار تھا میں نے تمہارا پایا میں عیار
تو نہیں جانتا انکو کیا مطلب آپ مجھے کیوں پکڑتی ہیں آپکا اسم مبارک کیا ہی ساحرہ نے کہا میں میمون جادو
نام ہی طرف سے شاہان نور افشان کے آئی ہوں ارادہ ہی کہ لشکر مسلمانوں کو تباہ کروں سحر میں نے کیا ہی اسی

جیسے بتادون جاؤ گرنی بڑھیا کو لیکر چلی بڑھیا نہین برق ہے کرنی ہے برق کو افسوس آتا ہے کہ یہ بڑھیا
حرامزادی کہان سے آئی چار تو ڑ سے کیونکر بتادون بھٹکاتا پھرتا ہے جادوگرنی خفا ہوتی ہے کیون بڑی بی صاحب
تمہارا بیٹا بڑا اچکا چور ہے ٹھیک ٹھیک نہین بتاتا بھٹکاتا پھرتا ہے بڑھیا نے ایک لاٹھی برق کو ماری کہا کمبخت
سات صاف بتا دے یہ رو کر بولا حضور سنو نگے اس نے دیکھ لیا مین تجھے گھر پہ چلے بہت رو پڑو نگی میرے کپڑے
چرائے رکھے مین بچہ انجان جو مانگے گا دونگی جادوگرنی سے جان بچا ہے کیسے بڑھیا بہت ناچی کہا مین سمجھ گئی جہان
تو نے میرا پاندان چرا کے رکھا تھا وہین تو ڑے بھی رکھے ہونگے یہ کہتی ہوئی ایک غار کے پاس آئی جلد
سے دیکھا کہا وہ تو ڑے رکھے ہین میرے بیچ کا ہاتھ چھوڑ تو ڑے اٹھا لے جادوگرنی نے جھک کر دیکھا
کہا بڑی بی اس غار مین تو کچھ بھی نہین ہے بڑھیا نے کہا جھک کر دیکھو ٹٹولو نگے آگے نک سو جھے گیا خاک اچھی
طرح دیکھو تو سوجھے جیسے ہی جادوگرنی جھکی بڑھیا نے حلقے کمند کے گلے مین ساحرہ کے ڈالدیے اور نعرہ
کیا نعرہ خواجہ عمر

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
تماشندہ ریش کفار ہون
سب ٹھوکرین کھاسے ہر قدم
دوندہ جہان گرد و طرار ہون
اڑا دون صبا سے بھی مین ہوش کو
جہان گیر عالم کا عیار ہون
مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
مرا تیز رفتار ہو کر قدم
نہ پائے مری گرد بادیہ کو
لپٹ کے خنجر مارا شکم چاک

نعرہ پاک برق سے جا ہا بھاگون خواجہ نے گریبان پکڑا کہا کیون بے بیٹے تجکو منع کیا تھا مگر جو کچھ
کیا وہ کیا چارون تو ڑے کہان رکھے ہین بتلا دے تجھے بھی کچھ دونگا برق نے لاکھ حیلے حوالے کیے خواجہ
کب مانتے مین برق نے کہا استاد مین نے بہت مشقت کی ہے دو مین لون دو آپ لیجیے عمرو نے کہا بیٹا
چارون تمہین لو مین حفاظت سے رکھونگا جب تمہارے بیٹے کی شادی ہوگی وید ونگا تمہارے
پاس رہینگے چار دشمن پیدا ہونگے ناچار برق نے تو ڑے بتا دے برق کو ساتھ لیکر لشکر مین آئے
امیر نے برق کو بھی خلعت دیا عمرو نے باہر نکل کر کہا بیٹا خلعت اتار و بادشاہ نے بھی دی ہوئی چیز گھر کی گھر کی
نہین پہنچتے ناچار برق نے خلعت بھی اوتار دیا یہان سحر العجائب دمعز الغرائب بارگاہ مین بیٹھے
بیان کر رہے ہین کہ میمون نے جا کر سحر کیا لشکر اسلام گرمی سے ہلاک ہو رہا ہے پھر کہا حمزہ نے اسم اعظم
پڑھا لشکر کی بیقراری موقوف ہوئی یکایک بیٹھے بیٹھے اوچھل پڑی ساحرون نے پوچھا حضور کیا ہوا
کہا عمرو نے میمون کو بڑھیا بنکے مارا کہا غضب کیا عجب عیاری کی دل بیقرار کر دیا ہو بار دو حمزہ چل نکلا
اب برابر علامت کے آجاینگا ملکہ حسرت جادو لپٹے دنگل ہے اسکی عرض کی با دشہنشاہ لونڈی جا کر
روکتی ہے دیکھون تو حمزہ کیونکر آتا ہے اگر جا سکے بھی ہین کل لشکر کا خاتمہ نہ کردیا تو نام اپنا حسرت جادو نہ
کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ غیر ساحر ساحرہ کو مارے اور مین خاموش رہون کہا ہان نور افشان
نے کہا ہے حسرت حمزہ تا بہ علامت نہ آنے پائے اگر آج زور دو کا تو کل برابر علامت کے آجاینگے
ہر چند کہ علامت کے سامنے آکر اور زیادہ گھبرا وینگے ہگی سے مڑ کر ابھینگے ہاوس اتش بار
ایسا ساحر نہین ہے کہ جسکے سحر سے امان پائین حسرت نے کہا مین وہین جا کر روکتی ہون بہ لکھ بارہ
ہزار جادوگر ساتھ لیے قلعہ طلسمی سے نکل کر چلی جس وقت علامت سے نکل چکی پانچ کوس راستہ طے
کیا تھا دیکھا ایک لشکر سا تھ ستر ہزار غیر ساحر کا اترا ہوا ہے مگر وضع انکی مثل لات پرستون کے ہے

حسرت بلا تکلف لشکر میں آئی حال پوچھکر کچھ اطمینان ہوا بارگاہ میں پہونچی اورنگ وجاردوق
مقام صدر پر تھے گرد اور مصاحب بھی تھے حسرت نے پکار کر پوچھا تم سب کون ہو وہ جو افسر تھا اُسنے
کہا اورنگ بیشہ نشین میرا نام ہے مسلمانوں سے متفق ہو کے اتنے میں کانی جادو نے قیامت برپا کی اسم اعظم
بند کیا حمزہ ہیکل جیسی بلی شاہان طلسم سے مدد پہونچی ہم لوگ ملک سے آوارہ گئے تین دن صحرا میں پھر
کے آج اس مقام پر آکر اترے ہیں بہت جستجو کی کہ اپنے ملک میں پہونچیں نہ پہونچ سکے معلوم ہوا وہ دو صحرا ایسے
کہ انکی وحشت دیکھکر ہوش اڑتے تھے خدا نہ کرے کہ انسان کا اُن مقامات پر گذر ہو مگر آپ کون ہیں
کہاں سے آئی ہیں کہاں جائینگی حسرت نے سب حال اپنا بیان کیا کہا میمون جادو کی تھی
عیار حمزہ نے اُسے مار لیا اب شاہان نورافشان نے مجھے بھیجا ہے جاکر مسلمانوں کو روکوں ایک
قدم آگے بڑھنے نہ دوں اورنگ وجاردوق نے کہا ملکہ مجکو بھی ساتھ لیجیے حسرت کو اورنگ نے
مقام صدر پر جگہ دی کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو دی اورنگ سے کہا تم میرے ساتھ چل کے کیا کروگے تم
جاکر شاہان نورافشان سے ملاقات کرو تمہارے ملک پر تمکو پہونچا دینگے راہ راست دکھا دینگے
بھٹکتے نہ پھروگے اپنے ملک میں پہونچ جاؤگے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ طبل سکندری کی آواز کانوں میں آئی
اورنگ نے گھبرا کر کہا حمزہ آپہونچا انہیں کے ساتھ نقارہ ہے کہ جس کی آواز بارہ کوس تک جاتی ہے یارو
اس آواز سے صحت گھبراتی ہے سب آمد لشکر صاحبقران کا تماشا دیکھنے بیرون بارگاہ آکر ٹھہرے کہ یکایک
گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ پہلوان عادی انار بارگاہ کشائی کا لیے ہوئے اپنے طریقہ قدیم سے
آکر پہونچے بارگاہ کشائی کو استادہ کیا ایکطرف خود فروکش ہوئے چالیس بھائی اپنے اپنے مقام پر اترے
چالیس ہزار قزاق صحرا بھی پھرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے پھر گرد بلند ہوئی محیط فیل پیکر بڑے زور شور سے
آکر پہونچا عادی کو سلام کر کے اپنے مقام پر شہراب گرد بن آترے لقین جبار جبار عبد القہار شہزادہ
حلب کے بیس ہزار فوج سے آکر پہونچے شام تک آمد ہی تھی شام کو جس مقام پر تھا رک گیا اورنگ
و حسرت اُٹھ گئے دوسرے دن پھر سویرے آکر بیٹھے آج گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا سب نے خاقان
ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین اسی ہزار جوانان چینی سے آکر پہونچا ساتوں دن الکتارے کی
آواز کان میں آئی سب پر نگاہ حیرت دیکھنے سے منعقد عیاری پر خواجہ عمرو کو دیکھا سترہ سو بیک بچہ
باتماشے عیاری سے آراستہ قمر لیاں چلتی ہوئی جست و خیز کرتے ہوئے آکر خواجہ بھی پہونچے دسویں
گیارھویں دن صاحبقران زمان آکر پہونچے پہرہ دینگا بازارین ساتھ اپنے اپنے مقام پر اترنے
لگے صاحبقران خراماں خراماں بارگاہ میں آئے سب سردار گھیرے ہوئے تھے لشکر کو امیر نے عمرو سے
پوچھا خواجہ یہ لشکر کسکا ہے عمرو نے عرض کی اورنگ بیشہ نشین قلعہ اورنگ آباد سے آوارہ
آیا ہے حسرت جادو بھیجی ہوئی شاہان طلسم کی آکر شریک ہوئی وہی لشکر فروکش ہے ان سب
لشکروں کے بعد لالہ عذار و ماہ رخسار بھی آکر پہونچیں حسرت جادو کا نام سنکر حمزہ لکین کہا
خواجہ برائے خدا لشکر حسرت میں جانیکا ارادہ نہ کرنا بڑے غضب کی ساحرہ ہے اُسکو اپنے سحر
پر بڑا ناز ہے شاہان نورافشان نے کچھ سمجھکر بھیجا ہے عمرو نے کہا خدا مالک ہے میں جانا ضرور ہے نام
ساحرہ کا سنکر قلب ناصبور ہو جاکر دیکھ لینگے لالہ عذار و ماہ رخسار بھی ایک مقام پر اترین

مگر لشکر صاحبقران سے انکا لشکر الگ ہو صاحبقران نے فرمایا تھا کہ ہمارا قانون نہین ہو کہ ساحر لشکر
کے ہمراہ رہے مگر لشکر جدید ہمیشہ تھا ۔ یہ حسرت جادو نے اورنگ سے کہا مین جاکر ایک سحر تو کرون
یہ کہکے بارگاہ سے نکلی لشکر سے باہر اک پہاڑ تھا اُسپر اکر ٹھہری یہان صاحبقران بارگاہ مین ہین
خواجہ عرض کرتے ہین غلام واسطے خبر کے جائے امیر فرمارہے ہین اور ہرکارون کو بھیجو اگر وہ طبل
جنگی بجوائیگا مقابلہ پڑیگا تم ابھی نہ جاؤ امیر باتین کر رہے تھے کہ اک ابر آسمان پر آیا بوندیان پڑنے لگین لشکر
مین تلاطم ہوا خیمے بہنے لگے جانور کھل گئے صاحبقران گھبرا کر نکلے عمرو نے کہا آقائے نامدار اسم اعظم
پڑھیے صاف معلوم ہوتا ہی کہ ساحرہ نے سحر کیا آپ اسم اعظم پڑھین برف برسنا موقوف ہو تو مین جاکر خبر
لاؤن برق اسی مینہ برستے مین نکلا صورت بدلے ہوئے لشکر اورنگ مین آیا ایک جادوگرنی جاتی
تھی اُس سے پوچھا بی حسرت جادو کہان ہین اُس ساحرہ نے کہا سامنے پہاڑ پر سے سحر کر رہی ہین
مین اسباب سحر لینے آئی ہون برق نے باتین کرتے کرتے اُس ساحرہ کو جاب مارا بیہوش کر کے کنارے
ڈالدیا اُسکی شکل بن کے چلا زیر کوہ آیا دیکھا پہاڑ پر سے لکہ ہاے ابر اُٹھتے ہین جاکر اسی ابر مین ملتے
مین برف کو زور ہو جاتا ہی ہوا سے تند چل رہی ہی برق جب زیر کوہ پہونچا حسرت نے اوپر سے آواز
دی ای گلعذار تو نے آنے مین بڑی دیر کی یون ہی پلٹ جا دو چار گھڑی یہان لا رات کٹنا دشوار ہوگی
برق پلٹا تھوڑی دور چلا تھا کہ پہاڑ سے حسرت جادو نے سر سنگ جادو کو بھیجا گلعذار کو بلا کے
شراب ہمارے واسطے نہ لائے ہم یہین سحر تیار کر لیتے سر سنگ نے صحرا مین آکر برق کو پکارا ای
گلعذار ٹھہر جاؤ ملکہ نے پھر فرمایا ہی برق تھا سر سنگ برابر آیا کہا ای گلعذار نہین معلوم ملکہ کو کیا خیال
گذرا مجھسے فرمایا کہ گلعذار کو منع کر دو ہمارے پاس بلالاؤ برق سوچا شاید اسکو سحر نے خبر دی سر سنگ
سے کہا دیکھو خود ملا آتی ہون جیسے ہی سر سنگ پلٹی برق نے جھٹ کمند کے گلے مین ڈالدی گر کے
گرتے جاب مارا یہ بیہوش ہوئی برق خنجر کھینچکر چلا کہ سر کاٹ لون یہان حسرت کو شک تو ہوا تھا
دیر جو ہوئی خود چلی دور سے دیکھا سر سنگ بیہوش پڑی ہی گلعذار خنجر کھینچکر چلی حسرت بیقرار ہو گئی ہین
سے آواز دی خبردار او ناعیار کیا کرتا ہی برق خنجر نہ مار سکا کودکر بھاگا حسرت نے پیچھا کیا یہان صاحبقران
نے اسم اعظم جو پڑھا برف برسنا موقوف ہوئی صاحبقران خواجہ سے باتین کر رہے ہین کہ دیکھا
برق گھبرایا ہوا آتا ہی عمرو نے پکار کر پوچھا ارے بھوڑے خیر تو ہی برق نے پکار کر کہا استاد میرے تعقب
مین ساحرہ آتی ہی جسنے عیاری کی تھی نہ بن پڑی وہ آگاہ ہو گئی برق چاہتا ہی کہ تڑپ کر قریب صاحبقران
کے پہونچا حسرت آسمان پر آکر چلی زمین سے نعرہ کیا او ناعیار وہ اور ساحر تھے جن پر تم لوگون نے عیاری
کی بلا حسرت جادو تڑپ کر گری برق نے چاہا بھاگون حسرت نے کمر مین پنجہ ڈالے اڑی امیر نے
چاہا تیر مارین وہ قندیل فلک ہوئی امیر حیران ہو کر رہ گئے عمرو نے کہا غضب ہوا برق کو لیگئی جانے
ہی قتل کریگی نہین معلوم کیا عیاری کر کے آیا تھا کہ حسرت آگے لے گئی یہ کہکے عمرو چلا لشکر مین
بلڑ ہوا ابو الفتح اصفہانی وغیرہ چلے لیکن حسرت جادو برق کو لیے ہوئے پہاڑ پر آئی منہ پر
ہاتھ پھیرا بالصورت اصلی ہوا حسرت نے کہا ارے میری کنیز کو کیا کیا برق نے کہا مار ڈالا حسرت
جھنجھلا کر آگئی کہ برق کو قتل کرے برق ہاتھ جوڑنے لگا کہا ای ملکہ مین نے آپکی کنیز کو قتل نہین کیا ملکہ ان

مقام پر بیہوش پڑی ہی حسرت تڑپ گئی گلعذار کو اُسی مقام پر برہنہ پایا ہوشیار کر کے پلٹی برق کو
سحر مین مبتلا کر آئی ہی کہ ایک طرف سے صحرا کے دیکھا ایک لڑکا گوری گوری صورت نیلا لباس پہنے ہوے
گنگناتا مثل ستارہ سحری چمکتا ہوا دفلی ہاتھ مین سیماب وشی بات بات مین سر ہلاتا یہ غزل گاتا ہوا جاتا ہی نظم

سیکڑون آہین کرون پر ذکر کیا آواز کا — تیر جو آواز دے ہی نقص تیر انداز کا
نالہ میمون سے کرون کیا ربط مین نازک مزاج — بوجھ اُٹھا سکتا نہین مجھسے کسی کے ناز کا
رشک سے جلتا ہی ایسا روے جانان دیکھکر — طور ہی مہتاب مین مہتاب آتشباز کا
یار سے کرتا ہون نہین باتین جلے جاتے ہین غیر — صاعقہ انکو ہوا شعلہ مری آواز کا
آگے مجہ کامل کے ناقص ہی کمال مدعی — درمیان ہی فرق استدراج اور اعجاز کا
جال اے صیاد اپنی زلف کا تو رد کرے — ہی ارادہ میرے مرغ روح کو پرواز کا
ہو ایسا چاہیے عاشق خیال دوست مین — غیر اگر بوسے یقین ہو یار کی آواز کا
جسقدر جلتا ہی ہوتا ہی سیہ داغ جنون — ہی چراغ اپنا دل روشن مرکب ساز کا
گر کوئی پڑھنے لگے بزم غنا مین میری نظم — کان کا پردہ وہین پھٹ جاے پردہ ساز کا
ضبط آہ شعلہ افشان جب ہوا مجھکو گران — آسمان پھٹ جائے گا طاؤس آتشباز کا
میری نظرون سے جو تو پنہان ہوا رسوا ہوا — بیقراری مین نہین ممکن چھپانا راز کا
کی ہی باران شدت سے برشکال اشک نے — کیون نہ دوران آجاے موسم سبزے کے آغاز کا
چلکے ناسخ گلشن شیراز کو آباد کر — آشیان ویران پڑا ہی بلبل شیراز کا

حسرت جادو سنتے ہی بیقرار ہو گئی پکار کر آواز دی میان گانے والے ذرا ادھر آؤ ہمین بھی اپنا
گانا سناؤ لڑکے نے ٹھہر کر کہا یہ وقت ہمارے چار پیسے پیدا کرنیکا ہی ہم بھی پر جاتے ہین حسرت جادو
کو بڑا افسوس ہوا کہ کیا کمال کی بربادی کا وقت آیا کہ ایسا گانے والا کامل واکمل شہرہ دو ہزار مین ایک ہی سمجھ
یہ تباہی افسوس کرکے کہا میان جو تمکو ٹھہرے گا کیا وہ تمہارے پیٹ کی فکر نہ کرے گا لڑکے نے
کہا ہم حاضر ہین حسرت باتین کرتی ہوئی اپنے ساتھ طرف پہاڑ کے لیچلی جب دامنہ کوہ مین پہونچی لڑکا
ٹھٹک گیا کہا کیون ملکۂ عالم آپ مجکو جنگل مین کہان لیے جاتی ہین حسرت نے کہا بابا اسی پہاڑ پر سکن
ہی عمرو کا شاگرد بھی بامشہور ہی وہ بھی عیاری کرنے آیا تھا اسکو مین نے گرفتار کر لیا سکو قتل کرونگی
تو بھی ایک خنجر مار نا سامری جمشید تم پر رحم کرینگے مین کہ برق کی قضا میرے ہاتھ سے ہی جو مسلمان پر ایک
ضرب لگائے گا قدرت کا پہلو نشین کہلائیگا لڑکے نے کہا میرے سامنے کسی کی فصد کھلتی ہی تو مین
بیہوش ہو جاتا ہون کسی کے مرنے جینے کا حال سنکر گھبراتا ہون حسرت جادو اسکی بھولی بھولی
باتون پر ریجھی جاتی ہی دل مین کہتی ہی یہ تو اس لایق ہی کہ تعویذ بازو بناکر رکھون یا تو لڑکا دوڑا ہوا ساتھ
جاتا تھا یا پہاڑ کو دیکھکر ہاکا کہا ملکہ اف تماشا دیکھیے سانپ اور نیولا لڑ رہا ہی سانپ نے کئی مرتبہ نیولے
کو کاٹا نیولا ایک درخت کی پتی کھاکے چلا آتا ہی اسقدر لڑا کہ اب سانپ کو سست کر دیا حسرت جادو
یہ کیفیت دیکھنے لگی کہ ادھر کہان اس لڑکے نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ سامنے لڑ رہے ہین حسرت جادو اس
طرف دیکھتی لڑکے نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالے نعرہ کیا منم ابو الفتح اصفہانی حسرت جادو

تڑپنے لگی آگ منہ سے نکل گئی شعلہ جو منہ سے بجلی کا کوندا چلی ابوالفتح گرا حسرت جادو نے دو خنجر زمین پر
مارا ابوالفتح کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے حسرت نے منہ پر ہاتھ پھیرا خنجر لیکر چلی کہ قتل کرے ابوالفتح
نے کہا ذرا میری سن لیجیے ای ملکہ عالم مین آپکے قتل کرنے کو نہ آیا تھا منظور یہ ہوا کہ آپ سے ملاقات کر دن
دیکھون کیسی ساحرہ آئی ہو سیکڑون جادوگرنیان مین نے مار ڈالین مگر آپ ایسی چست و چالاک سحر مین بیباک
ساحرہ میری نگاہ سے نہ گزری تھی مین اسی فکر مین تھا کہ کوئی ساحرہ عمدہ ملے تو مین اسکی نوکری کرون حسرت
نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہو شاہان نور افشان نے مجکو سمجھا دیا ہو کہ جو عیار ملے اسکو فورًا قتل کرنا مین نہ
مانونگی خنجر برہنہ لیکر چلی کہ صحرا سے آواز آئی او حسرت کیا کرتی ہو تو بھی حسرت و یاس لیکر پردہ دنیا سے
اُٹھیگی دیکھ شاہ کیا ارشاد فرماتے ہین حسرت نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر شیر صحرائی پر سوار ایک
کاغذ بڑا سا ہاتھ مین شیر کو اڑاتے ہوئے آتا ہو چشم زدن مین برابر حسرت کے پہونچا حسرت نے کہا
میان ساحر صاحب زبان سنبھال کے کلام کرو ساحر نے کہا شاہ ہمارے حکم دیتے ہین کہ جا کر حسرت
کی ناک کاٹ لو تو نے ابھی سمجھ لیون کیا مالک کا حکم نہین اس کاغذ مین سب کچھ لکھا ہو پڑھ لے حسرت نے
کاغذ ہاتھ سے لیا مہر شاہان نور افشان کی لفافے پر پائی جیسے ہی کاغذ کھینچا اسمین سے بیہوشی اڑی اڑ کر
لگی جا بیٹھوں ساحر نے نعرہ کر کے بعندہ مارا نعرہ قران

سریع السیر چون باد بہاری
جہان سر سنگ در خنجر گزاری
بمیدان اژدہ آتش فشانم
منم صاحبقران شیر ژیانم

بعدہ والشاپڑا سر حسرت کے ہزار ٹکڑے ہوئے ابوالفتح چھوٹ کر بھاگا لشکر ساحران جو گرد و پیش
ڈیران ہوئے کانوں مین آواز آئی کشتی مرا نام من حسرت جادو بوڑھے خر گاہ چھوڑکر بھاگے اورنگ
گھبراکر بارگاہ سے نکلا دیکھا لشکر ساحران بھاگا جاتا ہو گھبراکر پوچھا ارے کیا ہوا سب نے کہا ہمارے
مالک کے مرنے کی آواز آئی ہم اپنے شاہون کی خدمت مین جاتے ہین اورنگ نے گرا لاشہ حسرت کا
زیر کوہ پایا ایک عیار کپڑے اتار رہا ہو اورنگ نے للکارا ابرق اسکا زیر جامہ لیکر بھاگا اورنگ
نے لاشہ حسرت کا اٹھوایا لاش کو اسی صحرا مین جلوایا اور صلاح کرنے لگا ای جاروق آج شب کو
ارادہ ہو کہ یہان سے کوچ کر جاؤن شاہون سے جاکر عرض کرون کہ کوئی تدبیر کیجیے سحاب قطرہ زن
عیار نے عرض کی آپ کیون گھبراتے ہین آج شب کو حمزہ کو پکڑ لاؤنگا ساتھ آبرو کے نور افشان چلیے
کہ شاہ بھی خوش ہون سحاب کے کہنے سے اورنگ رکا سحاب دلنے بانہا سے عیاری جسم
پر آراستہ کرکے چلا لشکر صاحبقران مین آکر دیکھا خوشیان ہو رہی ہین صاحبقران بارگاہ مین آکے
ہین سردار سب بیٹھے جاتے ہین عمرو کو دیکھا دعیا۔ ڈنکو ساتھ لیے ہوئے طلایہ مقرر کرنے جاتا ہو جب اُسنے دیکھا
کہ عمرو طرف بازار بزازان کے گیا بات ہو چکی ہو بہ تعجیل اُسنے صورت بدلی عمرو کی صورت بنکے بارگاہ مین آیا
صاحبقران سے عرض کی مجھے کچھ عرض کرنا ہو صاحبقران اُٹھے سحاب قطرہ زن صاحبقران
سے کہتا ہوا چلا ای شہریار اورنگ و جاروق نے ارادہ کیا ہو کہ لشکر حضور پر شبخون ماریں حضور
آمادہ رہین مین وقت پر اطلاع کرونگا اسطرح کی باتین کرتا ہوا صاحبقران کو جنگل مین لایا ڈر بھی
رہا ہو کہ ایسا نہ ہو عمرو آجائے مگر صاحبقران کو تنہا پاکر دل کو مضبوط کیا کہا دیکھیے کچھ سوار میل
آتے ہین صاحبقران نے منہ پھیرا سحاب قطرہ زن نے حلقے کمند کے ڈالا بیہوش کیا

اور امیر بیہوش ہوگئے گر پڑے اُسنے فوراً پشتارہ باندھا لیکے بھاگا عمرو جو پلٹ کر بازار سے آتا
ایک خدمتگار نے خبر دی کہ آپ تو ابھی صاحبقران سے باتیں کر رہے تھے عمرو یہ خبر وحشت اثر سنکے
گھبرایا قریب بارگاہ کے آیا دیکھا خادم خدمتگار کہہ رہے ہیں کہ صاحبقران کہاں گئے عمرو پشت پر خیمے
کے آیا دیکھا وہاں خنجر صاحبقران کا پڑا ہے پشتارہ باندھنے کا نشان پایا جاتا ہے پریشان ہوا [illegible]
بڑا ہو گیا صاحبقران کو کوئی چرا لیگیا ایک طرف سے بہرام دوڑا ہوا آیا کہا خواجہ بڑا غضب ہوا
صاحبقران کو کوئی چرا لیگیا عمرو نے کہا میں جاتا ہوں انشاءاللہ لیکر امیر کو آؤنگا تم لشکر تیار رکھو
بہرام نے لشکر تیار کیا محیط فیلدر جو آیا دیکھا لشکر تیار ہو رہا ہے گھبرا کے پوچھا سب نے حال بیان
کیا اُسنے بھی لشکر آراستہ کیا مگر عمرو جو بھاگا لشکر کفار میں آیا دیکھا جابجا یہی ذکر ہے کہ سحاب قطروزن
صاحبقران کو چرا لایا عمرو خدمتگار بنکے اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا صاحبقران کو مسلسل
کر رہے ہیں اور اورنگ کہہ رہا ہے جس طرح بنے رات ہی رات بالکل چلو جارُوق کہتا ہے اب کیا خوف ہے
صاحبقران ہمارے قبضے میں ہیں اور سرداروں سے کیا ہم کم ہیں ہم کیا کسی سے پایمالی کا رکھتے ہیں
عمرو کھڑا سنا کیا جب صاحبقران کو مسلسل کر چکے امیر کو ہوشیار کیا امیر نے آنکھ کھولی ہاتھ
کھایا خانہ زنجیر میں غل ہوا امیر کو معلوم ہوا کہ میں گرفتار ہو آیا اکڑ کر اُسنے مثل اہل اسلام کے پکارکر
سلام کیا اورنگ نے پکارکر کہا یا صاحبقران اس دن کی خبر نہیں تھی امیر نے فرمایا او نامرد
عیار کے ہاتھوں گرفتار کرا دیا امیر ناز کرتا ہے جو تجھسے ہو سکے سو کر تاہی نکر جارُوق نے کہا اے
اورنگ ہم قید حمزہ کی لیکر جانے نہ پائینگے سردار انکے روکینگے لڑائی پڑیگی بہتر یہ ہے کہ جلاد کو بلاؤ
ابھی حمزہ کو قتل کر ڈالو اورنگ کو بھی یہ بات پسند آئی حکم دیا جلاد کو بلاؤ عمرو جلاد کی صورت
بنکر سامنے اورنگ کے آیا کہا حمزہ کا سر کاٹوں اورنگ نے اشارہ کیا تیغ کف لیا اسے شب
گزرے گذر چکی ہے جس وقت کا یہ ہنگامہ ہے اورنگ نے جا دیا عمرو جھپٹ کر قریب صاحبقران کے
آیا چپکے سے عرض کی صاحبقران ہوشیار ہو جائیے کہ پہلے ہی کلہ میں عمرو نے تیغ مارا امیر نے ہاتھ
اُٹھا دیا ہتھکڑی کٹی خانہ زور میں آکر قید کو توڑ ڈالا ایک کافر کو مار کر تلوار لی نعرہ کر کے لڑنے لگے
بہرام وغیرہ کو ہرکاروں نے خبر دی کہ صاحبقران رہا ہوئے سوار ہو کر چلے مقبل نے لاکر گھوڑا
پہونچایا امیر اشقر پر سوار ہوئے بہرام و محیط و عبدالجبار و عبدالقہار تلواریں کھینچکے
آپڑے گھمسان سے تلوار چلنے لگی لالہ عذار و ماہ رخسار نے قصد کیا کہ ہم بھی جنگ کریں
صاحبقران نے پلٹ کر خواجہ سے فرمایا بڑھکر لالہ عذار و ماہ رخسار سے منع کرو کہ لشکر
غیر ساحران سے جنگ ہے کوئی ساحر آنے کا ارادہ نہ کرے لشکر اورنگ و جارُوق نے بھی
بلوہ کیا قضا سے کار ساونت اژدر گیر پہلوان پایہ تخت سحر العجائب و مصر الغرائب ایک قلعہ
لیئے جاتا تھا یہاں پہاڑ کے پیچھے اترا ہوا تھا جیسے ہی لشکر صاحبقران لشکر اورنگ پر گرا
اورنگ و جارُوق گھبرائے ہوئے تھے بے تحاشا بھاگے ملازمان صاحبقران
مارتے ہوئے چلے ساونت پڑا ہوا سو رہا تھا آواز گیر و دار سے بیدار ہوا خادم جو حسب
تھے اُن سے پوچھا یہ کیسا ہنگامہ ہے خادموں نے عرض کی اورنگ و جارُوق نے ہاتھ سے

صاحبقران کے شکست کھائی بھاگے ہوئے آتے ہیں لشکر مسلمانان تعاقب میں آتا ہے اورنگ
وجاروق بھاگ کر آپ کے لشکر کے قریب آ گئے مسلمان اپنی سرکشی نہیں موقوف کرتے لڑتے
بھڑتے چلے آتے ہیں یہ سنکر ساونت کو غصہ آیا کہا ارے وہ بھاگ کر بادولت کے لشکر میں آئے
مسلمانون نے نام ہمارا نہیں سنا سات لاکھ فوج سمندر کی موج فیروزکش ہم بادولت نے بڑے بڑے
قلعے برباد کیے حوالی طلسم نور افشان میں مشہور ہے جس پہلوان نے خراج نہ دیا اسے غلامون نے
مجکو بھیجا جاتے ہی اسکو پامال کیا سرکار کا خراج لیا مسلمانون نے ہمارا نام نہیں سنا گینڈا لاؤ کشتی
سلاح کی حاضر ہوئی آواز ساونت سنکر چند کیدان رسالدار حاضر ہوئے عرض کی حضور جلد چلیں
لشکر پامال ہو رہا ہے مسلمان گھس آئے حمزہ کی تیغ بیدریغ چمک رہی ہے ہزارہا ملازم سرکار کے
مارے گئے ابھی فوج سرکاری تیار نہیں ہوئی حکم سرکار کا انتظار ہے ساونت یہ سنتے ہی سوار ہوا مسلح و
مکمل ہو کر گینڈے پر سوار ہوا نکلتے ہی نعرہ کیا او ملازمان بادولت مسلمانون کو گھیر کر مار لو زندہ ملیں تو
گرفتار کرو یہ بے ادبی بادولت کے لشکر میں گھس آئے کچھ خوف نہ کیا ساونت نے جو نعرہ کیا سات
لاکھ فوج میں قہر نازل ہوئی فوج تیار ہو چلی سنگر صاحبقران سر حد لشکر ساونت میں آچکا تھا چار
جانب سے فوج ساونت نے حملہ کیا اورنگ وجاروق بھی روتے پیٹتے سامنے ساونت
کے آئے عرض کی اے رستم زمان مسلمانون نے بہت تنگ کیا ہے آپ کی پناہ میں آئے مگر مسلمانون نے
پیچھا نہ چھوڑا ساونت نے حکم دیا اپنی فوج کو آراستہ کر دو مسلمانون کو گھیر لو جانے نہ پائیں اورنگ
وجاروق نے بڑھ کر نقیبون کو اشارہ کیا نقیبون نے بڑھکر آوازیں لگائیں اے ملازمان اورنگ
وجاروق و ساونت اژدر گیر نے مدد کی تمام لشکر تیار ہو گیا ہے لشکر مسلمانان کو گھیر لیا ہے
یا تو ملازمان اورنگ وجاروق بھاگے جاتے تھے یا اب لڑائی پڑی لشکر ساونت نے چار
جانب سے لشکر صاحبقران کو گھیر لیا اب جو صاحبقران نے پلٹ کے دیکھا ہمارے سب
جوان گھر گئے جہان ہمارے [illegible] سو جوانون نے آکر گھیر لیا ملازم لڑ رہے ہیں جانبازی میں مصروف
ہیں صاحبقران جھپٹ کے جاتے ہیں اپنے ملازمون کو بچاتے ہیں مگر ہول سے نکالے نکلتے
دو چار قتل ہو جاتے ہیں صاحبقران بھی زخم کھاتے ہیں محیط سے اور ساونت سے مقابلہ ہوا
ساونت تھا نے [illegible] سر محیط کا زخمی ہوا چاہا ساونت نے سر کاٹ لون بہرام آڑا آگئی ڈھال
تلوار کے مارے ساونت نے روک کر ہاتھ مارا سر بہرام کا بھی زخمی ہوا جو سردار سامنے ساونت
کے گیا زخمی ہوا صاحبقران نے دور سے دیکھا کہ محیط و بہرام و عبدالقہار و عبدالجبار
زخمون میں چور چور لڑائی سے عاجز ایک نخل کے سایے میں کھڑے ہوئے زخم سر باندھ رہے ہیں
کفار کا غلبہ ہے ساونت کا ہاتھ بے پناہ پڑ رہا ہے جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے جس سردار کو
جہان دیکھا ٹوٹ کر جا پڑا حربہ اسکا خطا نہیں کرتا قیامتیں کرتا پھرتا ہے صدہا بندگان خدا
اسکے ہاتھ سے مارے گئے دیو ہے جسپر حملہ کر جا پڑا اسکو زخمی کیا ہزارہا لاشہ لوٹ رہا ہے صاحبقران
یہ دہشت ساونت دیکھکر بڑھے اول تو لشکر بہرام وغیرہ کو بچایا جو زخمدار تھا اسکے واسطے سینہ
سپر کیا کئی سردار ساونت کے مارے ساونت کا بچاؤ آ جنت غیر سوار لڑ رہا تھا محیط کی

زخمی دیکھکر چلاکر سر کاٹ لون قید زبون کو یون چھوڑون محیط نے آواز دی ای آقا سے نامدار رواکی
سولا سے قدر شناس غلام کو بچا لیجے صاحبقران نے پلٹ کے دیکھا احسنت قریب محیط
پہونچ چکی ہے ملازمان محیط سینہ سپر کرکے اپنے آقا کو بچاتے ہین صاحبقران نے اشقر کو بڑھایا
نزدیک او نامردمردان عالم سے پابوس کی گرد زخمی پر کیا ہے ہم سرداران عالم سے آنکھ چار کر ہم پر وار کر
بیشتے ہی احسنت پلٹ پڑا تیغہ چرخ انگیز ... مدار کے ہاتھ مین تھا خبردار خبردار
... پہلوان نے صاحبقران مین حاضر تھا پکار اٹھا آقا سے نامدار ہوشیار ہو جا
... کے اپنے کو بچا صاحبقران زمان نے تیغہ عقرب کو آگے کر دیا
تلوار پر ... ہی وہ تلوار مارکر ملتا امیر نے چاہا وار کرون اس قالب پرست نے دوسرا ہاتھ
مار دیا اب ... امیر نے ... کے کان کی بر ہاتھ ڈالا نعرہ تکبیر کرکے بکمہ مارا تلوار اسکی جبین کر
پیشانی بڑھکر دست حق پرست کمر زیر ... ڈالا زور کیا قدش زمین سے اسکو اٹھا لیا ہاتھ پر بلند
کرکے طرف آسمان کے پھینکا اسقدر بلند ہوا ساونت نے دور سے دیکھا شیر پیٹ لیا آواز
دی یار دعنغب ہوا امیر سے بچاؤ کو حمزہ نے مار لیا عرصے سے میری کمر مین درد تھا اور ننگ
وجاردق جو قریب آئے دونون سے کہا تم جاکر حمزہ کو روکو مقابلہ نہ کرنا مین پشت سے آکر ہاتھ
مارونگا اور ننگ وجاردق چلے صاحبقران نے یہان احسنت کو چور نگ ہوائی کیا
اور ننگ وجاردق نے نعرہ کیا او حمزہ غضب ہوا تو نے بڑے پہلوان کو مارا ساونت
کے کلیجہ پر چھری پھر گئی ایسا پہلوان زبردست بازو قوت سے مکتا پہلوان تھا وہ یون مارا گیا اب کہان
جائیگا یہ دونون چلے صاحبقران نے قصد کیا ... کرون کہ ساونت نے پشت سے
آکر ہاتھ تلوار کا مارا خود ... سر سے گرا امیر کا سر ... زخمی ہوا پلٹ کے قبضہ مارا ساونت کے
... کا سر پھٹا احسنت کے ملازم دوڑ پڑے صاحبقران کو گھیر لیا امیر اس عالم مین ...
... جس کو ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیا چاہتے ہین اتنے ... پاؤن کو زخم سر کو باندھون کافر مہلت نہین
دیتے چار طرف سے گھیرے ہوئے ہین امیر نے جب بڑھکر ہاتھ مارا کسی کا سر اڑ گیا کسی کا سر دست
ہاتھ قلم کیا منہ پر قطرے خون کے بہے چلے آتے ہین رومال سے پونچھ رہے ہین چہار طرف سے فوج ...
بلوہ کیے ہوئے ہے تمام سرداران زخمی اسی مقام پر آ گئے اپنے کو زخمی کہلاتے ہین مگر صاحبقران کو
بچاتے ہین ساونت آواز دے رہا ... حمزہ کو نیم بسمل کر دیا ... ہے مسلمانان ...
جنگل بھر دیا حمزہ زخمدار ہے چہار جانب سے گھیر کے سر کاٹ لو لیکن سرداران حمزہ کیا عاشق صادق
ہین کس حال مین اپنے آقا کو بچا رہے ہین سینہ سپر کرکے زخم کھا رہے ہین ہمارے اہالیان لشکر
جانبازی نہین کرتے جان بچاتے ہین بعض نامرد بھاگے جاتے ہین ... کو ... کوشش کرتا ہوا ...
نہین سنتا ہر طرف ہنگامہ ہے تعینون نے بڑھکر آواز لگائی یارو اسوقت ... حمزہ کو گھیر کر مار لو
دیکھو ابھی جو تمھارے ساتھ ... زمین پر پڑے ہین ... کا ...
... کہار ہے ہین دنیا کا یہ انجام ہے جانبازی کرنے مین نام ہے قدم پیچھے نہ ... صاحبقران
دیکھا فوج کفار نے بلوہ کیا صاحبقران نے ... بندگان خدا ... سے ہر طرف سے ...

لیے ہوئے کافر بلوہ کر کے سامنے آتے ہیں طائران تیر اڑ رہے ہیں امیر نے ہزار ہا تیر قلم کیے گرد اتنے
دیوزادوں کے ہزار ہا تیر لگے ہوئے پڑے ہیں اب یقین کامل ہوا کہ کوئی زندہ نہ بچیگا سب ہلیان فوج کفار گھیر
ہوئے ہیں لاشے لعل و گہر کے گر رہے ہیں بیدل ہیں از عرف جانبازی سوار قدمی ترکتازی اُس وقت
صاحبقران نے طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھے اے معبود حقیقی تو نے بچپن سے میری ناز
برداری کی ہر مقام پر مظفر و منصور کیا اس بلا سے مبرم سے بچا لے دشمنوں کے ہاتھ سے نجات دے
اے خالق لیل و نہار اے میرے پروردگار اے ستار العیوب. یہ عاجز گنہگار تو بہ تجکو سب طرح کا اختیار ہے
بندہ مجبور و لاچار ہے اس بیکسی بے بسی میں کون معین مددگار ہے نظم

دعا سے لکنم من الہم مستجاب	چو عاجز رہا بندہ دائم ترا
تو گوئی ہرآن کس کہ در رنج و تب	درین عاجزی چون نخوانم ترا

اے ستار العیوب اے دافع البلیات تیری صنعت کے قربان شکوہ تابان فوج ہستی تو بے شمار ہے یا
دیکھو مہر درخشان فوج انکی ذرہ ہاے ریگ بیابان نخل ہاے صحرا گل ہاے باغ تیری وحدانیت پر
گواہی دیتے ہیں ہم بھی تیرا نام باعزاز و اکرام لیتے ہیں تمام عالم کو اپنی صنعت سے معمور کیا
صفت و صنعت رزاق مطلق غیر ممکن ہے نظم

اے کہ شد ذات تو در دیر و حرم مسجود ما
مطلب و مقصود ما دشنا بد دشمن ہود ما

شکل دل آتشی بہ پہلوے دل و جانم نہان
مثل جان پوشیدہ کاندر وجود بود ما

سوز غم داریم از چشم بتان درد دل نہان
ہست اندر سینہ مخفی آتش بیدود ما

سرنگون پیش بتان سنگدل ما کے کنیم
در وجود بت نباشی تا نخواہی مسجود ما

رہبری کن رہبری اے رہنماے گمرہان
مینماید در زین جا منزل مقصود ما

در شمار و حد خود ہستند سجدہ شمار
عفو نامحدود تو عصیان نامعدود ما

سرنگون در سجدہ ے گردد بجز ادا در تو
نفس شیطان و شریر و کافر و مردود ما

ز ابتدا پیشت کمر بستیم بہر بندگی
شد بتور روز الست این دعا مسعود ما

حمد حق گوئیم ہندی در زبان پارسی
ہست گرچہ کشور ہندوستان مولود ما

امیر نے بلک کر جو دعا کی تمام سرداروں نے آمین کہی عمرو بھی بیقرار ہو کر دعائیں مانگ رہا ہے امیر
جو زیادہ زخمی ہوئے عمرو دیکھ کر بیقرار ہوا بلک بلک کے پکار رہا ہے اے معبود میرے آقا کو بچا لے ایسا
میں نے کبھی زخمی نہیں دیکھا تھا جیسا آج زخمی ہوئے ہیں تو رحم اپنا شریک کر سبھوں نے جو بیقرار ہو کر
دعا مانگی باب اجابت وا تھا دعا بہدف مراد پر پہونچا سب نے دیکھا آسمان سے نوبت نقارے
کی آواز آئی دیکھا سب نے کہ نقابدار زرین پوش تخت پر جلوہ گر ہے مع سوار تمام دیوزاد برقین ہاتھ
میں لیے ہوئے سرداران نامی کانند صوبیر دیوزادوں سے بھیا لگائے ہوئے خود ہاے زرین
سر پر دیکھے زرے دیوزادوں کی بغلوں میں دبے ہوئے کئی ہزار نقارہ بجتا ہوا عیار نقابدار کی
نگاہ پڑی کہ صاحبقران انتہا کے زخمی بیچ میں کفار کے ہجوم رہے ہیں عیار نے غل مچا کر آواز
دی اے شہریار غضب ہوا صاحبقران قتل ہوا چاہتے ہیں لاکھوں میں اکیلے لڑ رہے ہیں انتہا
کے زخمی ہیں یہ سنتے ہی نقابدار نے جو حال صاحبقران دیکھا خون عروقوں میں جوش

مارنے لگا مرکب سے حبشی طلب کیا پشت مرکب پر سوار ہوا اور دیوزادون سے اشارہ کیا تم سب
صاحب ہٹ جاؤ دیوزاد طرف صحرا کے سرکے لقابداد نہین ہوش البعد جوش و خروش بارہ ہزار جوان
شیر دل کو ساتھ لیکر شریک جنگ ہوا صاحبقران پر اتنا کا عہدہ یکھا کہ ان کی یورش سے
اوتارنی بارہ ہزار کمانین کا نذ جھوٹنے اترین سب جوان نیس ہوئے گوشون سے تا سرکفار وصلہ تا کا باجا
ہزارانہ بیچلے عقاب ہاے تیر پیغام قضا لیکر پایین کفار و غلط پڑے کسی تیر نے خطا نہ کی بارہ ہزار جوان
لشکر کفار سے کے جہنم میں پہونچے سرکر کھور و سنے گورسے خطا سرزد ہوئی گوشہ پناہ نہ ملا تیر بھا کر
چلاتے تھے لقابداد نے کمان پھینکی نیزہ ہاتھ میں لیا بارہ ہزار جوانون نے نیزے اٹھا لیے سو
طرح تیر چلے تھے اسی طرح تیر و نیزے کے وار کیے بارہ ہزار سوار تیر و نیزے کے گرے اب لقابداد تلوار کھینچکر
جا پڑا بارہ ہزار جوان تلوار سے مارے گئے تین گھڑیون میں چھتیس ہزار جوان مارا گیا لشکر کفار میں تہلکہ
پڑا ساونت نے باٹ سے کے دیکھا کہ لقابداد نے قیامت برپا کی ہوش و حواس پراگندہ ہوے
مڑتا ہوا طرف لقابداد کے چلا لقابداد خود افسر اعلی کا مشتاق تھا صاحبقران نے جو لقابداد کی
یہ زبردستیان دیکھین فرمایا خواجہ زبردستیان لقابداد کی دیکھتے ہو کس دھوم سے تا بارہ ہزار
جوانون سے اتنے بڑے لشکر کو پراگندہ کیا کبھی کسی لقابداد کو یہ دن نصیب نہین ہوا حقیقت مین
دعوی صاحبقرانی کرنا بیجا نہین ہے خوب سامان شوکت مہیا ہوا کمال یہ کیا کہ لشکر دیوان کو ہٹا دیا
دیوزاد شریک جنگ نہین ہوے سب قانون ہمارا اختیار کیا ہے حقیقت مین نہایت صاحب
شوکت و لیاقت ہے عمرو بھی تعریفین کر رہا ہے لقابداد نے عفو تقصیر مذنبان کر دیا افسرون کو تاک
تاک کے مارا جدھر جا پڑا ابر سے کے پرے درہم و برہم کر دیے ساونت تلاش مین ہے لقابداد کی تا
صاحبقران جانتے ہین مین جا کر ساونت سے مقابلہ کرون لقابداد میرے حریف کو نہ
قتل کیے کرتے مجرے جاتے ہین جس غول پر صاحبقران جا پڑے افسر کو مارا فوج کو بے سردار
کر دیا جاتے ہین کہ ساونت سے جا کر مقابلہ کرون علم فوج کو بڑھکر صاحبقران نے سرنگون کیا
پلٹ کر لقابداد نے دیکھا صاحبقران نے علم فوج کو سرنگون کیا عیار سے کہا کہ عیار طرار حقیقت
یہ ہے کہ صاحبقران اعظم کا کوئی عدیل و نظیر نہین ہے جو کچھ کہ صاحبقران نے کیا آجتک کسی کے
ہاتھ سے نہ ہوا ہے شہو کا پردۂ قاف مین گیا کیا لڑے صاحبقران اعظم کے سلطے مین عفریت
ایسے دیو کو مارا اسمندہ دل ہزار دست کو للکارا ارجنگ آہن شاخ کو تو ایسا مارا کہ آجتک
ذکر ہوتے ہین بلا آسمان پری صاحبقران زمان پر عاشق تھین امیر لحاظ کرتے تھے کہ ایسا
نہ ہو کوئی اس عشق و عاشقی سے آگاہ ہو دستور پردۂ قاف کا یہ تھا کہ الشان کو [illegible] یاد کرتے تھے
انسان ضعیف البنیان کہتے تھے صاحبقران سمجھے کہ اظہار عشق پر منع کے ہونگے کہنے والے یہ کہینگے کہ جس کی
عدو کو اسنے انگلی مین [illegible] بر عاشق ہوئے انسان [illegible] ہوتے ہین اسی سبب سے صاحبقران اپنے کو
بچاتے تھے آسمان پری سے آنکھ نہ ملاتے تھے ایک دن آسمان پری نے صاحبقران کو
یہان ایک مقام ہے کہ اسکو چشمۂ ماہیان کہتے ہین مقام فرح افزا جگہ دلکشا ہے اسے سیر سے چلو
صاحبقران شہبال سے صلاح کر کے برائے سیر گئے حقیقت مین عجب مقام معتدل دیکھا دیکھتے ہین

آسمان پری پھاندین یا برج آبی مین آفتاب آیا محلیون کو جمال جہان آرا دیکھکر حجاب آیا صاحبقران
بھی چشمے مین کودے نہانے لگے دیو عفریت کو خبر پہونچی کہ آدم زاد چشمہ بامیان پر آیا عفریت
کا چچا ارجنگ آہن شاخ نہایت گستاخ اپنے مقام سے یہ للکارا اٹھا کہ مین اپنی شاخ مین آدم زاد کو
چھید لاؤن یہان لاکے کباب لگاؤن بجوش و خروش قریب چشمہ بامیان پہونچا پریزاد بیار ارجنگ
کو دیکھکر بھاگین غل ہوا کہ ارجنگ پامال کرتا ہوا آتا ہے صاحبقران جیتے تھے ارجنگ نے
سر جھکایا شاخ لگائی بائین شانے کو توڑکر صاحبقران کے شاخ پار گذری آہستہ چاہا کہ اٹھا
لے بھاگون صاحبقران نے بگہ مارا شاخ ٹوٹ کر شانے مین رہی ایک شاخ کو توڑ ڈالا پھر
کمر مین ہاتھ ڈالکر ارجنگ کو اٹھا لیا چرخ دیتے ہوے چلے بلند ہوا شہیال فوج لیکر چلا کہ دیکھ
صاحبقران ارجنگ کو چرخ دیتے ہوے آتے ہین شہیال کو دیکھکر امیر نے ارجنگ کو
زمین پر مارا [illegible] سر کھینچ لیا تمام دیوزاد تحسین و آفرین کہتے تھے اب امیر بارگاہ سلیمانی
مین آئے شہیال دیکھکر گھبرایا کہ بائین ہاتھ مین شاخ پیوست ہے زخم زبردست ہے امیر نے فرمایا یارو
تم مین کوئی ایسا ہے کہ شاخ میرے ہاتھ سے نکالے کسی دیو کا حوصلہ نہ پڑا دستگیری نہ کر سکا پھر
صاحبقران نے اپنے دست حق پرست سے اس شاخ کو نکال لیا فوارہ خون کا نکلا امیر بیہوش
ہو کر گر گئے اسی وجہ سے شفاخانہ سلیمانی مین جانا ہوا آجتک پردہ قاف مین ذکر ہوتا ہے ملکہ آسمان پری
نے لیا کیا دختین کہین بار صاحبقران نے اپنی بات کو رکھا کہ بے مدد پروردگار دنیا مین آسنے بزرگان
دین سے مدد کی [illegible] کھیا یا ہر مقام پر یہی خیال رہا کہ کوئی ہمسر [illegible] ڈالے یہ کہکے پڑھا ساونت
کو ڈھونڈھتا ہوا چلا یہی قصد ہے کہ ساونت کو ڈھونڈھکر مارون ادہر سے صاحبقران بھی آتے
مین اس مقام پر للکارا کہ او نامرد تو نے پشت پر سے آکر زخمی کیا اب مقابلہ مین نہین آتا ہے حرے
لقا دار نے للکارا او ساونت تیری جرأت سے ہم مشتاق ہین ساونت نے جو دیکھا کہ دو
شیر مجھکو للکارتے ہوے آتے ہین طرف صاحبقران زمان کے چلا لقا عیار بیقرار ہوا کہ ایسا
نہو صاحبقران ساونت کے مقابلے مین پہنچ جائین ہم غضنفر جنگ نامی عیار نے
بھی عرض کی کہ حضور اس جنگ مین صاحبقران کمال کر رہے ہین زخمداری [illegible] دم جرأت کا بھرتا ہے
مین کیسے کیسے سرداروں کو مارا ہر صف پر جا کر سرداروں کو للکارا تمام فوج قتل کیا کسی مقام پر جرأت
کو نہ کم کیا صاحبقران منیر کے مرکب کو جانتے تھے کہ جاردق کی جو شناخت آگئی بیچ مین گیندے کو
ڈالدیا آواز دی کہ صاحبقران مین آیا ہے مشتاق جنگ ہون ہر دم خار جرأت کا شنک ہون
یہ کہتے ہاتھ تلوار کا مارا امیر کو نہ پہونچا ساونت تک بہت شاق ہے دل جنگ افسر کلان کا
مشتاق ہی جیسے ہی جاردق نے ہاتھ مارا نیچہ اسپ ابلق کو آگے کر دیا یہ تیغ دو پیکر دست
بدست صاحبقران سے تلوار کو [illegible] غصہ تو زیادہ تھا نیچہ اسپ ابلق کا ہاتھ مار دیا ثابت ہوتا
تھا کہ پہاڑ پر برق گری جاردق نے چاہا اپنے کو بچاؤن سپر فولادی کی تلوار سر پر رکی بجلی کسب
رکتی ہے زمین پر آکر تلوار نے بوسہ دیا جاردق کے مع گیندے چار ٹکڑے ہوے ہمراہیان لقا بد
ضرب دستی یہ دست صاحبقران پر اچھل پڑے نیرے تعظیم کو اٹھے زبان تیر و کلاہ عمود

سے صدائے احسنت و آفرین آنے لگی نعرۂ صاحبقران سے زمین تھرانے لگی اورنگ
کا رنگ اڑ گیا ساتھ والوں سے کہتا تھا یارو اس ضعیفی میں حمزہ جوانوں سے بہتر ہو جب تو لقب
صاحبقران اکبر ہو چاروق ایسے پہلوان کو کس آسانی سے مارا ساونت بھی پہچانتا
معلوم نہیں ہوتا ساونت نے قصد کیا کہ لقابدار پر جا پڑوں اپنی جرأت دکھاؤں لقابدار
بھی چلا صاحبقران نے اشقر کی پشت پر ہاتھ رکھا فرمایا اے مرکب باد رفتار یہ وقت تیز رفتاری کا
حریف کی طرف لقابدار جاتا ہے مرکب نے یہ سنتے ہی طرارہ بھرا سنا سنا ساونت کا سر واگینڈے کے منہ پر
اور ٹھوکر بھی ماری کہ گینڈا ساونت کا پیچھے ہٹا ساونت نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار
کہکے ہاتھ مارا بچہ سہراب یل کو سامنے کر دیا جھنانے کی صدا بلند ہوئی صاحبقران نے الجھا کے
سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مار القابدار بھی جرأت صاحبقران کو دیکھ رہا تو عیار سے
کہتا ہے ہم تا حریف نہ سوچے صاحبقران نے ساونت سے مقابلہ کیا وہ دیکھو دار گرہ پا اس نے جلد ایلین
لاخوف نکلے میدان کو بھر دیا یہاں تلوار صاحبقران کی چلی یا بجلی تڑپ کے گری ساونت
نے سپر فولادی کو اٹھایا سپر کٹی گویا شب وصل غریبان تھی چشم زدن میں کٹ گئی اگر شب ہجر سے
مثال ہوتی نہ کٹتی سر پر اگر گری خود سکا تو معکوس تھا خود کو بھی تلوار نے کاٹا دو بلند کٹ عرق جبین کا
کاٹکر سر اس کے وجبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینہ سے مثل سیماب
شرم گاہ سے بیتاب نکل کو ویران کر کے زین کو کاٹا نمد زین کو دو کیا تو گیر کو کاٹا گینڈے کی پشت
پر گری اگرچہ پشت گینڈے کی درشت تھی بآسانی کاٹا زمین پر آکر بوسہ دیا چھپا زمین میں اتر گیا
ساونت کا مارا جانا کفار کا گھر نہ فرو ہوا بڑے پہلوان کو امیر نے مارا لا فرو کے رنگ لٹ گئے
علمبردار قد تعظیم کو اٹھے لاشا تڑپنے لگا لقابدار نے جو دیکھا کہ صاحبقران نے افسر کو مار لیا
فوج کفار پر گرا سرداروں سے آواز دی یارو صاحبقران اعظم نے ساونت کو مارا علم فوج کو
علم کیا فتح آگے ہاتھ رہی تمہاری کیا بات رہی اب فوج کفار کو شکست دو پیچھا دن پر جا پڑو بڑھ
بڑھ کے لڑو ملازمان لقابدار سرداران جنگ جو تلواریں پکڑ پکڑ کے جا پڑے گھمسان سے
تلوار چلنے لگی پلٹنوں رسالوں کو بھگا دیا گمیدان ور سالداروں کو بڑھکر مارا فوج جیسن
کے قدم اٹھ گئے اورنگ تو چاروق کے مرتے ہی نکل بھاگا ساتھ والوں سے کہتا تھا یارو
بڑا پہلوان مارا گیا سحاب نظرہ زن ہو گا جاتا تھا عمرو کی نگاہ پڑی پکارا اونا عیار
کہاں جاتا ہے سحاب پلٹ پڑا عمرو سے تیغ چلا عمرو نے سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مار القول کھنچے
سحاب کی بدلی ہوئی بہت گرجتا برستا تھا غضب رون نے جو لاشہ استاد کا دیکھا کندین
پھینک کر بھاگے بعض بڑھکر خدمت میں خواجہ کی آنے کئی ہی بلک بیچے مسلمان ہوئے
قدموں پر خواجہ کے گر کے کہتے تھے اے شہنشاہ آج عیاری بڑے عیار کو آپ نے مارا اسکو
اپنی جرأت و عیاری کا بڑا دعوے تھا کہتا تھا میرا کوئی نظیر نہیں آپ نے ایک ہاتھ میں مار لیا
عمرو نے سر جھکایا کہا جا امیدوں تمہاری قدردانی آج آقا نے کام کیا اس زخمداری میں کہ سر سے
خون جاری ہے ساونت ایسے دیو خصال کو مارا اب بھی لڑ رہے ہیں لقابدار نے بڑا د

سا دنت کا لوٹ لیا فوج کو شکست دی جب صاحبقران لشکر کفار کو بھگا کر پلٹے لقابدار
آکر سلام کیا صاحبقران بمحبت بغل گیر ہوئے فرمایا اے لقابدار ماشاء اللہ کیا اسباب شوکت
ولیاقت پیدا کیا جو سامان ہے بے عدیل و بے نظیر مرکب سہ چشمی کیونکر ممکن ہوا لقابدار نے
عرض کی آپ کے اقبال سے یہ چیزیں پائیں ورنہ یہ اشیا کسی کو ممکن ہوتے ہیں آپ نے
اشقر ہی دو جگہ مادیان بحری سے وصل کیا کرہ ابن اشقر ایرج نوجوان نے پایا اسکا
لقب شبدیز بن اشقر ہے غلام کو دستیاب ہوا یہ کہکر لقابدار نے اشارہ کیا بارگاہ زربفت
لقابدار کی استادہ ہوئی لقابدار صاحبقران کو لیکر بارگاہ میں آیا صاحبقران نے دیکھا
سامان بارگاہ بے مثل و بے نظیر ہو گئی ستون مکلل بجواہر ہیں تمام سامان عیش مہیا ہے
صاحبقران کو لاکر مقام صدر پر جا دی سرداران صاحبقران کی زمرد رنگی ہوئی پشیمان جم
ہانی کی چڑھا میں دل سے خود ستگر رہی کرہ ساقی پیکرون کو اشارہ کیا جام کی ارغوانی لیکر
حاضر ہوئے صاحبقران کو جام دیا لقابدار سامنے آکر کھڑا ہوا عرض کی حضور جام نوش فرمائیں
صاحبقران نے جام نوش فرمایا اپنے ہاتھ سے جام لقابدار کو دیا لقابدار نے
بھی جام نوش کیا اٹھ اٹھ کے سلام کرتا ہے صاحبقران بس ادب و قاعدے سے پرورش عیش کرتے
تھے جب دو دو جام چلے دماغ بادہ ناب سے گرم ہوئے لقابدار ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا عرض
کی یا ور عزیزان اگرچہ دو رس یکسان حقیقت میں آپ صاحبقران زمان میں کوئی آپ کا
عدیل و نظیر نہیں فراش زادہ دین اسلام لقب ہے آپکی جرأت کا نہ ماننے والا بڑا بے ادب ہے
میری کیا مجال جو بے ادبی کر سکوں بہ عجز عرض کرتا ہوں کہ بانے صاحبقرانی نے مجکو دیجیے
صاحبقران نے فرمایا بانہائے صاحبقرانی تلوار کی بار میں ہیں جو کوئی مجکو زیر کرے وہ
بانے لے یوں باتوں کا ملنا دشوار ہے میں نے ساٹھ برس میں شمشیر زنی کر کے یہ اشیاے
نادرہ حاصل کیے ہو سکتا ہے کہ ان اشیا کو یوں حوالے کر دوں جبتک مجھسے مقابلہ نہ کروگے
ہرگز یہ بانے نہ ملیں گے ہمیں ان باتوں سے مستحق ایرج و نور الدہر ہیں کہ تمام
دست راست و دست چپ اسکے مطیع و منقاد ہیں حقیقت میں آج جرأت و شوکت میں انکا مثل نہیں
لقابدار نے دست بستہ عرض کی اگر حضور کو یہ ناز ہے کہ ایرج و نور الدہر زور و طاقت میں
بے نظیر ہیں ان دونوں کو مجھسے لڑوا دیجیے اگر وہ دونوں ایک طرف ہوں یہ نیازمند انکا تنہا
دونوں کو زیر کرے تب مجکو بانہائے صاحبقرانی ملیں صاحبقران نے فرمایا یہ مقدمہ
خاص میری ذات پر ہے میں کسی پر گمان نہیں کرتا اگر آپ مجکو زیر کریں بانہائے صاحبقرانی
لیں لقابدار نے سر جھکا لیا عرض کی یہ بے ادبی مجھسے شوخی میں بھی جانتا ہوں کہ کسی
جرأت میں میرا امتحان لیجیے اگر امتحان میں ثابت آؤں یہ اشیائے نادرہ ملیں اگر ثابت
نہ آؤں پھر کبھی نام و لون حضور مجھسے مقابلہ نہ کریں صاحبقران نے کہا یہ غیر ممکن لقابدار نے
سر جھکا لیا کہا میں رخصت ہوتا ہوں خیر جو تقدیر میں لکھا ہے وہی ہوگا لقابدار اسی وقت
سوار ہوا بارگاہ کا خیمہ پھر دیو زادوں نے لے لی اسی شوکت سے لقابدار روانہ ہوا دن بھر

سرداروں نے سلام کیا قاسم مرکب پر سوار ہوئے کل لشکر کو لیکر طرف میدان کارزار کے چلے
ادھر سے خفتان جوشن پوش بصد جوش و خروش مع اپنی فوج نوبت صبح کے میدان میں آیا صفیں
آراستہ ہوئیں نقیبوں نے نقابت کی ترکیب کرکا کمر ہٹے بہادر جھومنے لگے آمادہ رزم و پیکار ہوئے
ہر ایک کا یہی ارادہ تھا کہ دشمن پر جا پڑیں لڑیں بھڑیں دشمن کو بھگائیں خلعت تحسین و آفرین پائیں
کہ خفتان بلبلاتا ہوا میدان میں آیا پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان ای بلا زمان امیر حمزہ جسکو
تمنائے مرگ ہو وہ نکلے سوائے قاسم کے اور کسی کو نہیں چاہتا یہ آواز سنتے ہی قاسم نے مرکب بادرفتار
بڑھایا سامنے خفتان کے ہوئے نگاہ دو چار ہوئے چہرہ قدم اسکی گیند اتین قدم مرکب قاسم کا پیچھے
ہٹا اب خفتان کی نگاہ جمال قاسم پر پڑی حیران جمال دلجوئی دیدار ہوا ہنس کر کہا ای شہر یار حکم
قید بہت سخت ملا مگر آپ میری اطاعت کیجیے خطا معاف کرا دونگا شہنشاہ طلسم مجکو بہت مانتے ہیں
وحید بہادر جانتے ہیں قاسم نے کہا اپنے ہوش میں آ ایسے زیادہ نہ بڑھ اسلیے یہ میدان کارزار ہے زبان
تیغ سے کلام کر یہ سنکر خفتان نے نیزہ مارا او میں افسوس تہ یہ جوان مارا جائے گا میرے ہاتھ سے
کاہشکو زندہ بچیگا نیزہ چلنے لگا دونوں لشکر نگران ہیں کہ دو شیر آپس میں برسر کار ہیں ہنر بہادری کے
دکھا رہے ہیں پہر کامل نیزہ چلا قاسم نے ایک مقام پر گانٹھ کر شمشیر اٹھایا نیزہ ہاتھ سے خفتان
کے نکل گیا خفتان نے تیغ پر ہاتھ ڈالا چوڑا تیغہ کھینچا لنگر دار جوہر دار خبردار خبر دار کہکے ہاتھ مارا
قاسم نے تلوار کو تلوار پر روکا دو بجلیاں آپس میں لپٹ گئیں کبھی اشارے پر کام کر رہے ہیں
مرکب کی قاسم کبھی اسکے پر جا پڑا کبھی یہ اسپر جا پڑا ایک مقام پر قاسم نے نعرہ شیرانہ کسا
یلارک افراسیابی تیغ خفتان کو آئینہ شمشیر میں جلوہ عروس مرگ دکھائی دیا سپر کو سپر کی پناہ کیا
نسیان ولاین کہتا ہے نام اسکا سپر کیوں نہ اگر ایک پر بھی ہوتا اڑ جاتا وار روکتا مگر قاسم نے بقوت ہاتھ مارا
برق شمشیر تڑپکر گری خفتان کے دو ٹکڑے ہوئے فوج والوں نے جو دیکھا کہ افسر مارا گیا تلواریں کھینچکر
آپڑے قاسم نے بھی نعرہ دشیرانہ کیا نعرہ قاسم تصنیف مصنف

منم ابن رستم یل نامور
فریدون حشم رب اسکندری
منم حامل رایت گیر و دار

منم شیر میدان جنگ و جدال
... جنگ من غیرت سامری
منم شیر دل صف شکن ...

منم قاسم نقد فتح و ظفر
منم نکہت خوان جنگ و جدال
نہنگ آلملک جنگ شد اشکار
منم ابن فرزند صاحبقران

بڑھکر علم فوج قلم کیا کچھ مسلمان ہوئے کچھ بھاگے مال اسباب لوٹ لیا بہت کچھ ہاتھ لگا نوبت
نقارے بجاتے لشکر نے پہنچے شب بھر اس مقام پر جشن کیا بوقت سحر بعد کمر دو قمر مع لشکر رہرو
منزل ہوئے ایک مقام پر جا کر لشکر اترا نقارے داخلے کے بجے ایک قلعہ یہاں سے قریب
ہے کہ اس قلعے کا نام عرش پرداز ہے حاکم وہاں کا افلاک چرخ زن اپنے قلعے میں بیٹھا ہے خراج گزار
طلسم نور افشان زور و طاقت میں یکتا اسوقت قلعے پر ٹہل رہا تھا یہ آواز جو کان میں آئی پلٹ کر
ہر کارے سے کہا دیکھ تو صحرا میں نوبت نقارے کیسے بج رہے ہیں فرمان شاہان طلسم کا بدولت آیا ہے
کہ پسران حمزہ جا بجا بدعت کرتے پھرتے ہیں جو کوئی تمہاری طرف آ جائے اسکو گرفتار کر لینا آگے
نہ بڑھنے دینا دریافت تو کر کہ انہیں لوگوں میں سے تو کسی کا گزر نہیں ہوا ہرکارہ گیا چند ساعت

مین خبر لیکر آیا عرض کی ای پہلوان دوران نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ خاور سیاہ داد سے الگ ہوکر بیابان اگر اترا ہی ارادہ ہی کہ طرف طلسم نور افشان کے جائے فوج جنگی ساتھ ہی جا بجا سے فتح کرتے ہوئے آئے ہین یہ سنتے ہی افلاک آتشین غصہ ہو نے لگا کہا یہ لوگ کیا سمجھے ہین میری عملداری سے جاتے مین کیا نام بادولت کا نہ سنا ہوگا لشکر جلد تیار کرو ایسا نہو کہ رات ہی رات بھاگ کر چلے جائین اسیوقت لشکر تیار کیا دو لاکھ جوانون کو ساتھ لیکر گینڈے پر سوار ہوا ابلق کرتا ہوا چلا قاسم کا لشکر اترا رہا ہی قاسم اپنے سردارون سے باتین کر رہے ہین کنارے پر لشکر کے ٹہل رہے ہین کہ سامنے سے گرد اٹھی قاسم دیکھنے لگے جب دامنہ گرد شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان قوی تن قوی من عیار اسکا سہراب تیز بار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر کئی سو پہلوان دو لاکھ سوار ان جنگی اثنا لہ بارگاہ کا لدا ہوا اگر سامنے قاسم کے اترا ایک سوار کی معرفت کہلا بھیجا کہ نبیرۂ حمزہ سے کہنا کہ اگر اپنی جانبری منظور ہی ہمارے پاس چلے آؤ مین شاہون سے خطا معاف کرا دونگا اگر اسکے خلاف کیا صبح تو قیامت برپا کرونگا افلاک چرخ زن میرا نام ہی یقین ہی کہ ذکر سنا ہو سوار نے جو جاکر قاسم سے کہا یہ آتش مجو شعلہ مزاج فرمایا سوار کی گردن مین ہاتھ دو اس مغرور سے کہنا انشاء اللہ صبح کو یہ قلعہ ہمارے قبضے مین ہوگا سوار نے جو جاکر افلاک سے کہا غصے مین کانپنے لگا اور اسیوقت طبل جنگی بجوا دیا سمک نے قاسم کو اطلاع دی [illegible]

بندی کر کر آیا [illegible]

قیلاب چرخ زن [illegible] نہایت مغرور گینڈے کو بڑھا کر سامنے آیا کہا ای برادر آپ اپنے زمانے کے رستم ہین ہر کس وناکس کے مقابلے مین جانا مناسب نہین ہی آپ کا کیسا نام ہی مین میدان مین جاتا ہون اکثر لشکر کی مشکین باندھے لاتا ہون لڑائی کا فیصلہ ہی افلاک نے قبول کیا قیلاب گینڈے کو تیز کرکے میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جو تم مین زبردست ہو وہ میرے مقابلے مین آئے ہر کس وناکس نہ قصد کرے یہ جو قیلاب نے کہا قاسم غصے مین کانپنے لگے مرکب پری پیکر کو بڑھا کر چلے ہر چند پہلوانون نے کہا کہ غلامان جانباز جائین کہا یہ ملعون سب سے زبردست کو بلاتا ہی میرا ہی جانا مناسب ہی اصل مین ہمارا طالب ہی یہ کہکر میدان مین آئے نگار و زن ہوئے چھ قدم گینڈا اسکا تین قدم مرکب قاسم کا پیچھے ہٹا جمال جہان آرائے قاسم دیکھکر دنگ ہوگیا بعد سلامت سلام کیا پوچھا ای شیر بیشۂ جرأت وای تیغ زن میدان جلالت آپکا نام نامی واسم گرامی کیا ہی قاسم نے نعرہ کیا نعرۂ قاسم سہ آفتاب مشرق دین پروری شہسوار لال پوش خاور + نبیرۂ صاحبقران فرزند عالمشاہ نوجوان سر فتنۂ ملک باختر وسنجان پھر قیلاب نے کہا ای جوان مجھے تجھسے مقابلہ کرتے حجاب آتا ہی تو معشوق تو ہی دل چاہتا ہی کہ تجھکو پردۂ چشم مین پنہان کردون سر پر بٹھاؤن شعر گر بیرون چشم من نشینی + نازت بکشم کہ نازنینی ایسا نہو کہ میرے ہاتھ سے تجھکو ضرر پہونچے قاسم نے کہا زیادہ نہ غرور کر قیلاب نے کہا میرا یہ مطلب ہی کہ اگر مین آپ کو زیر گردون میری اطاعت کیجیے اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا تجھ ایسا بادشاہ مجھ ایسا پہلوان اگر تیری مرضی ہوگی طلسم نور افشان پر چڑھ چلونگا قاسم نے خنجر بڑھا دیا

کر حمد واثق کرو شاید ہم غالب آئیں تمکو ردق بارگاہ بنائیں قیلاب خوش ہو گیا ہاتھ پر ہاتھ مارا کہا
آپ حربے تو کر لیجیے نیزہ و تلوار کوئی حربہ باقی نہ رہے میرا تو جو حربہ ہے بادہ غضب لات و منات
ہے قاسم نے کہا اب تو ہمارے تمہارے اقرار مقابلہ کا ہو گا نیزے تلوار سے جان کا ڈر ہے تمکو یا
ہمکو چشم زخم ہو پہنچے کشتی میں امتحان ہو جائے یہ سنکر قیلاب خوش ہو گیا کہا حضور ارادہ تو میرا
بھی یہی تھا دل میں کہتا تھا کہ شاید آپ قبول نہ کریں قاسم نے کہا بسم اللہ گینڈے سے اتر پڑے
قیلاب خوشی خوشی گینڈے سے اترا دل میں کہتا ہے یہ جوان بازی کھا گیا نیزے تلوار میں تو شاید
برابر رہتا زور میں کیا کریگا چپکے سے زمین پر لٹا دونگا پورا زور نہ کرونگا قاسم بھی گھوڑے سے کود
قیلاب نے لنگر تھم ہٹا و سینہ کر اسکو صدمہ نہ پہونچے قاسم دامن گردان کر سامنے آئے داہنا
ہاتھ قیلاب نے گردن پر رکھا قاسم کو معلوم ہوا ایسے پہلوانوں سے اکثر مقابلہ پڑا ہے جب
قاسم نے داہنا ہاتھ گردن پر رکھا معلوم ہوا کہ پہاڑ گردن پر بہت پڑا جی میں کہتا ہے یہ تو فولاد کا پتلا ہے
دیکھے لات و منات کو کیا منظور ہوا اسائنے کے داؤن پیچ ہونے لگے جو اسنے پیچ باندھا قاسم نے
توڑ کیا حیران ہو رہا ہے الحمد اللہ کے زور رہا ہے جہان قاسم نے پڑ لاکے دو دو گھڑی تک نکلنے دیا جہان
قاسم کو پکڑ لاتا ہے مثل برق تڑپ کر نکل جاتے ہیں قیلاب چاہتا ہے رد کون یہ کب رکتے ہیں
[illegible] وقت زوال آفتاب ہوا زوال [illegible] قیلاب ہوا ریل پیل کے زور ہو رہے ہیں چار گھڑی
[illegible] قیلاب نے دونوں موڈھے قاسم کے پکڑے سینے میں سر اڑا یا ریل کر لے دوڑا قاسم
قدم کے [illegible] قدم سے شمار پر نو قدم ہٹ کر آگے قیلاب نے لگ مارا بایاں گھٹنہ قاسم کا جھٹکا
تڑپ کر لنگر مارا ایسفت پالک غرق ہوا قیلاب نے کمربند میں ہاتھ ڈالکر زور کیا لنگر میں حرکت بھی نہ پائی ایسے
زور کیے کہ ہانپنے لگا کہا حضور اب آپکے زور کا مشتاق ہوں قاسم تڑپ کے آگے ریل کر قیلاب
کو لے دوڑے تیس قدم تک قیلاب کو ریل کر لاکے وہاں اکر تکہ مارا قیلاب کے دونوں گھٹنے
آشنا زمین ہو گئے چاہا تڑپ کر لنگر ماروں قاسم نے دونوں ہاتھ ستونوں کے کمربند میں ہاتھ ڈالکر زور
کیا پہلے ہی زور میں تا بہ گھٹنہ دوسرے زور میں تا بہ سینہ تیسرے زور میں سر سے بلند کیا ذرا فرق
نہ ہوا چاہا زمین پر ماروں قیلاب نے آواز دی اے شہریار مروت شعار وہ ہے جسکو سر سے بلند کیا اسکو
زمین ذلت پر نہ گرانا چاہیے میں تابعدار غلام ہوں قاسم نے فوراً ہاتھ سے رکھ دیا قیلاب
قدموں سے لپٹ گیا قاسم نے سر سینے سے لگایا زبان معجز بیان سے کلمہ طیبہ ارشاد فرمایا قیلاب
کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا اگرچہ پہلے تھا یہی عرض تھی کہ آج مجھکو دولت کونین حاصل ہوئی الہی
مذہب دستیاب ہوا آقا ایسا ملا جسکا مشرق و مغرب میں مثل نہیں صورت زیبا طلعت جہان آرا
جرات شوکت قوت پروردگار نے یہ مرحمت فرمائی کہ تمام عالم میں شہرہ ہے قاسم کے بھی مسلمان
ہونے سے قیلاب کے بہت خوش ہیں مجلہ سرداران تہمتن نے آکر گھیر لیا ایک ایک سے بغلگیر ہوا
اہالیان فوج زر نثار کرتے ہوئے پیچھے سرداران نامی کو دیکھ دیکھکر باغ باغ ہوتا ہے
ایک ایک شیر بادہ جرات سے مست سلاح جسم پر آراستہ ساتھ ساتھ اپنے آقا کے چلے آئے
میں بھی خوش ہوں یہی فکر ہے کل اس قلعہ سے نجات پائیں کہ آقا سے نامدار چلکر نور افشان کو فتح کریں لیکن

افلاک چرخ زن نے جو میدان قیلاب کا مسلمان ہونا دیکھا غصہ میں کانپتا ہوا اپنا گنتا تھا کہ
سکو قتل کر دونگا بھائی صاحب کو کیا ہو گیا کہ فوراً مسلمان ہو گئے ایسا جان کا خوف ہوا بعض نے کہا
حضور یہ مسلمان ساحر ہیں غضب کے ہیں آنکھ ملتے ہی ہر شخص انکا دوست بنجاتا ہے نہیں معلوم دل پر
کیا گذرتی ہے افلاک خاموش ہے کچھ جواب نہیں دیتا ہار کا ہے اگر خاموش بیٹھا تقاضائے کا زوجہ اسکی
میخوار گلپوش فنون سپاہ گری کا بڑا شوق ہے تیر و بلانا باگیں اٹھانا و تیار ہو کشتی لڑنا جبتک تعلیم کیا ہے
کیونکہ فنون سپاہ گری میں طاق شہرۂ آفاق ہے تمام شہر میں مشہور ہے کہ زوجہ افلاک نہایت جری دلاور
ہے اُسنے بھی بڑے بڑے معرکے کئے ہیں امیر حمزہ سے جو معرکہ گذرے ہیں سبھی خبر دیتا تھا کہ
عرض کی حضور میاں قیلاب امیر حمزہ سے لڑنے زیر ہوتے ہی مسلمان ہو گئے شاہ کو بڑا ملال ہے
تخت پر چپ بیٹھے ہیں کسی سے کلام نہیں کرتے میخوار کو اپنے زور بازو پر بڑا ناز ہے ناظر سے کہا جاکر
انکو یہاں بلا لا کہنا ملکہ عالم آپ سے ملاقاتی ہیں اگر قیلاب مسلمان ہو گیا اسکا رنج کیا ہے میں نقاب ڈالکر میدان
میں جاؤنگی امیر حمزہ کو مع قیلاب گرفتار کر کے لاؤنگی دختر اسکی ملکہ آفاق حسن آرا آفتاب جمال
پہلو میں ماں کے بیٹھی ہے ہنسکر کہا اماں جان آپ کیوں غصہ کرتی ہیں چچا صاحب اگر مسلمان ہو گئے
تو کیا کر بیٹھے آپ نے مجکو ایسا تعلیم کیا ہے کہ امیر حمزہ کو لوٹ لونگی چچا صاحب کی خطا معاف کر دیجیے
ناظر نے جاکر افلاک سے کہا کہ ملکہ عالم آپکو طلب فرماتی ہیں افلاک زوجہ کو بہت چاہتا ہے اُٹھکر اندر
محل میں آیا دیکھا کہ قیلاب ہی کا ذکر ہو رہا ہے میخوار نے استفسار کیا افلاک اگر بیٹھا میخوار نے
پوچھا کیوں صاحب یہ قیلاب کا کیا معرکہ گذرا افلاک نے [illegible]
یکایک جوش ہوا جاکر امیر حمزہ سے لڑے امیر حمزہ کے حسن و جمال پر فریفتہ [illegible]
آفتاب جمال خورشید مثال محترم و محتشم جرأت میں ثانی رستم میرے نزدیک تو یہ بات ہے کہ بھائی
صاحب ہمیشہ سے حسن پرست تھے امیر حمزہ کو دیکھکر عاشق ہو گئے جلدی سے زیر بھی ہو گئے
کلمہ پڑھنے لگے اب آج میں نے سنا ہے کہ امیر حمزہ نے بڑی دھوم سے دعوت کی ہے ساقی ہے
جمع میں کل سر سبد ان مشکیں باندھکر لاؤنگا میخوار نے کہا صاحب تم کیوں تکلیف کرو
میں جاکر امیر حمزہ سے سمجھ لونگی دختر بھی ذکر قاسم سنکر پسینے پسینے ہو گئی دل مشتاق جمال قاسم
چہرے پر ہوائیاں اڑنے [illegible] ظاہر سیلو بدل رہی ہے کبھی کنکھیوں سے
جانب دیکھتی ہے حیران [illegible]
کہہ اٹھی کیا صاحب تم قاسم کی اسقدر تعریف کرتے ہو کہ گویا [illegible]
[illegible] ہوئی کہ انکا جمال جہان آرا دیکھوں کیا صورت میں تمسے اچھا ہے جرأت و طاقت میں
بھی تمسے زیادہ ہے افلاک نے کہا صاحب کیا پوچھتی ہو حسن و جمال جاہ و جلال فرزندان حمزہ
کے کیا کہنے ملازم میں جب تو تمام عالم میں شہرہ ہے دختر زمرد شاہ باختری کہ اپنے ملک کا بادشاہ
تھا ملکہ گیتی افروز تصویر انکی جوانی کی دیکھکر عاشق ہوئی سامان خدائی کو چھوڑ دیا انکے ساتھ
نکل آئی ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب کہ وہ پیغمبر تھا ساسات کے ملک کا مالک اُسکی بیٹی گوہر ملک
انکے چچا پر عاشق ہوئی وہ سامان جاہ و جلال چھوڑ کر نکل آئی باپ سے لڑی ملک سنجان پر قبضہ

نگاہ پڑی ایک جوان بلند بالا چہرہ آفتاب تمثال جسم پر سگے ہوے اپنے شکار کو ڈھونڈھتا ہوا چلا آتا
ہو سامنے جو آکر ہونچا بیخوار کھڑی ہوگئی سراپا کو قیماس خان کے دیکھ رہی ہی قیماس خان
کی جو نگاہ پڑی ایک نازنین دلجو پری رو سرو قد یاسمن بو خوشخو خوش رو کو دیکھا قیماس خان گھوڑے سے
کود پڑا جمال جہان آرا کو بحسرت دیکھنے لگا حیران جمال و محو وہ عجیب انداز سے وہ نازنین بھی گھوڑی
ہی نگاہ قیماس خان سے چار ہوئی برچھی دل کے پار ہوئی بیخوار تڑپ اٹھی میان جانے والے زور
شہر چار قیماس خان کے کان مین جو وہ آواز سوز و گداز ہوئی بیقرار ہوگئے بیساختہ یہ غزل کہی

مین مرگیا ہون تیرے خریدار دیکھکر
رکھا ذرا زمین پہ قدم یار دیکھکر
اب دیکھین ہمکو خوبی لقد پر کیا دکھا
روتے ہین وہی صورت بیمار دیکھکر
برہم ہوا ہی ایک جہان جس طرح کہ مین
چھپتے ہین اب وہ خواہش دیدار دیکھکر
ہمکو تو ہی خیال جو تمکو نہین خیال
روتے ہین ہمکو اب مرے غمخوار دیکھکر
مژگان کے وصف مین یہ لکھے شعر کہ

کھنچا ہوا ہون گرمی بازار دیکھکر
انجمن برباد وقت گذشتہ کی صحبتین
بیدل دیا ہی یار طرحدار دیکھکر
آئینہ نے سکھایا انہین کج مزاجیان
محشر بپا ہی جلوۂ رخسار دیکھکر
تاب نہین کہ آج ہوئی کونسی خطا
جلتا ہون مین تو صحبت اغیار دیکھکر
ایسا ہجوم شوق نے بیخود بنادیا
رکھا قدم نہ منزل پر خار دیکھکر

افتادگان خاک کو پامال ہی سمجھ
رونے لگا مین جانب گلزار دیکھکر
مرتا ہو گیا ہی جو ہر شخص کو یقین
تیر چڑھے ہوے وہ ابروے خمدار دیکھکر
پردہ کیا انہون نے طلبگار دیکھکر
کیون گھورتے ہین مجھکو [illegible] دیکھکر
آخر کو رنج عشق سے حالت یہ ہوگئی
دیوار ہون مین یار کی دیوار دیکھکر

یہ اشعار قیماس خان پڑھکر چاہتے
تھے کہ قریب پہونچون قدمون پر سر رکھدون مگر رعب حسن نے دور پاس کی آواز دی اٹھکر زمین پر گرے
بیہوش ہوگئے ایڑیان رگڑنے لگے بیخوار نے جو یہ سیر دیکھا اپنے مقام سے چپکی بالین پر اپنے
بیمار کے آئی ایڑیان رگڑتے ہوے جو قیماس خان کو دیکھا دل بیتاب و پامال ہوا بالین پر
اپنے بیمار کے بیٹھ گئی بہ محبت سر اٹھا کر زانو پر رکھ لیا بوے زلف معنبر جو دماغ مین قیماس خان
کے پہونچی اُسنے کام لخلخے کا کیا آنکھ کھول کر دیکھا اُسی آفتاب برج حسن و جمال کو سرہانے پایا
زیر سر تکیہ زانوے محبوب دماغ کو عرش کے اوپر پہونچا یا قیماس خان اٹھ بیٹھے وہ مغرور
حسن و جمال پیٹھ پھیر کر اٹھی رشتۂ محبت بازو مین قیماس خان کے بندھا ہوا پیچھے پیچھے اس
محبوب کے چلے جب وہ اپنے مقام پر آکے بیٹھی قیماس خان سر جھکا کر بیٹھ گئے ایک کنیز نے باشارہ
ملکہ پوچھا اے شیر بیشۂ جرأت آپکا نام نامی کیا ہی قیماس خان نے کہا مین سردار شاہزادہ خاور شاہ
ہون قیماس خان خاوری میرا نام ہی یہ سنکر ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ یہان سے ہمارا
باغ قریب ہی وہان انکو لیچلو دل سے کہتی تھی جس کی متلاشی تھی وہ اب ملا انکو جانے دینا مناسب نہین ہی
یہ سوچکر ملکہ سوار ہوئین قیماس خان ساتھ ہولیے ملکہ نے پلٹ کر کہا بھی کہ صاحب تم کہان آتے
ہو قیماس خان نے ٹھنڈی سانس کھینچکر جواب دیا منظوم

لخت لخت جگرم منفعل آید بیرون
درد چون گشت فزون شد دل [illegible]
اشک از چشم [illegible] منفعل آید بیرون

بس کہ آشفتہ بہ خونست دلم تازہ بہ [illegible]
نالۂ آہ ہم منفعل آید بیرون
خواہ در انجمن شاد بود خواہ گدا

از در [illegible] آید زدل آید بیرون
بر نم گر [illegible] فند گل آید بیرون
[illegible] جہان گشتہ کہ از نہایت [illegible]
بے طلب ہر کہ رود منفعل آید بیرون

مخفیا در چمن از گریۂ بلبل ترسم	جامۂ گل بسر شاخ گل آید بزبان	ملکہ نے یہ اشعار سنکر سر جھکا لیا

کنیزون سے اشارہ کیا کہ ساتھ لیکر آؤ کنیزین قیماس خان کو گھیرے ہوئے باتین کرتی ہوئین لیے چلی
آتی ہین تھوڑی دور چلکر دروازہ باغ کا ملا ملکہ قیماس خان کو لیکر باغ مین آئین باغ بہشت
آئین چہار جانب پھولون کا انبار نہرین آبدار باغ پر بہار عندلیبان خوش نوا مصروف زمزمہ سرائی
پھولون کی رعنائی باغ کی دیبائی سبزۂ نوخیز زمین عنبر بیز قیماس خان نے بڑھکر ہاتھ ملکہ کا تھام لیا
ملکہ خاموش ہورہین بارہ دری مین آکر بیٹھین قیماس خان نے کنیزون سے پوچھا ملکۂ عالم کا کیا نام ہی کنیزون نے
بیان کیا کہ افلاک چرخ زن کی زوجہ ہین ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا شراب و کباب لاکر حاضر کی ملکہ نے
جام بھر کر دیا قیماس خان نے شرما کر ہاتھ رکھا ملکہ نے جھلا کر کہا کیون صاحب کیا کسی نے منع کیا ہی
کہ کسی کے ہاتھ کی شراب نہ پینا قیماس خان نے کہا ای ملکہ یہ بات نہین ہی ہمارے تمھارے مذہب
مین فرق ہی اسوجہ سے ہم شراب نہین پی سکتے بعد تکرار بسیار میخوار نے کلمہ پڑھا جام مے ارغوانی گردش
مین آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ملازمان قیماس خان جنگل مین ڈھونڈھکر پلٹے
لشکر مین آئے قاسم نے گھبرا کر پوچھا ہمون جان کہان ہین سب نے عرض کی ایک آہو کے پیچھے گھوڑا
ڈالکر گئے پھر پتا نہ ملا قاسم نے کہا ای سمک بڑی حیرت ہی معلوم ہوتا ہی ہمون جان کو کوئی چرا لیگیا
اقبال کا غائب ہونا قید خانہ [illegible] آج ہمون جان کا شکارگاہ سے بڑی حیرت کی بات ہی کہ یہ کیا ہوکر
[illegible] یا گذری سمک نے کہا غلام جاتا ہی [illegible] کے واسطے تلاش
[illegible] س خان [illegible] نے کا شرا تردد ہی خود بھی واسطے تلاش کے چلے یہان
قضائے کار افلاک چرخ زن [illegible] نامہ لکھا سرباز صحرائی ایک پہلوان زبردست ہی
کہ اسکے ساتھ اپنی بیٹی آفاق حسن آرا [illegible] سوب کیا ہی مضمون نامے کا یہ تھا کہ ای پہلوان دوران
ای رستم زمان فی الحال مسلمانون سے [illegible] ہی تم آکر اپنی معشوقہ کو لیجاؤ سرباز خود دیدہ
عاشق تھا یہ مژدہ جو پہنچا نہال ہوگیا اسی ہزار فوج لیکر چلا چھکڑے اسباب کے لدے ہوئے قریب باغ ملکہ
آفاق آرا آفاق حسن آرا یا مین قاسم ہے مبہوت لب بہار سکوت سرباز نے جو کہلا بھیجا ملکہ نے سنکر کہا
اس بیچارے کیدھو بیماری طبیعت علیل ہی اور کبھی آتا سرباز رنجیدہ پلٹا جنگل مین آکر شکار کھیلنے لگا ادھر
سے قاسم شکار کھیلتے ہوئے آنکلے دس پانچ قراول چند سوار ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے سرباز
کی چراگاہ بڑی ایک سوار سے کہا دریافت کر یہ کون جوان ہی یہان کیون کھڑا ہی سوار نے آکر قاسم سے پوچھا
قاسم نے تو کچھ جواب نہ دیا ایک سوار نے کہا مثل آفتاب عالمتاب آقائے نامدار کا نام روشن ہی
ذکر تمنے سنا ہوگا نبیرہ صاحبقران قاسم عالیشان فرزند رستم نوجوان یہ سنکر سوار بھاگا سرباز سے
یہی جوان سے آپکے شمر صاحب سے مقابلہ ٹھہرا ہی یہ سنکر سرباز نے کہا خداوند لات و منات کی عنایت ہی اسی خیال
سے ملکۂ عالم نے مجکو نہین بلایا باپ سے لڑائی پڑی ہی بیٹی کو ملال ہوا اسکا سر کاٹ کے سامنے ملکۂ عالم کے
لیجاؤن قدمون پر ڈالدون عرض کرون کہ دشمن کا سر حاضر ہی آپ کیون تردد فرماتی ہین میری اشتیاق مین عجب
کیفیت ہی یہی جی چاہتا ہی کہ دامن تھامون رو رو کر عرض کردون نظم

مرنے کو کہتا ہی کیونکر ترا بیمار سحر	ناخن فکر سے بھی کھل نہین سکتی ہرگز	غیر ممکن ہی کہ ہو ہجر مین ای یار سحر ہو گئی میرے لیے عقدۂ دشوار سحر

کہا صاحب سُن چکے کہ لاکھون کا لشکر ہی اسمین تنہا جانا کیونکر قبول کرون قیماس خان نے کہا صاحب اگر مین مارا
جاؤن تو سبب ہی اسکے سعادت دارین ہی رہا راحت دل یہ چین ہی مہجو ار نے کہا میرے دل کو کیونکر آرام آسکے مین نے
آپ کے واسطے گھر بار چھوڑا شوہر ہوا ان انتظار مین ہوگا آج جو ٹھا دن ہی کہ مین نہین گئی افلاک کیا کرتا ہوگا ع

اپنے دل کو کیونکر سمجھاؤن نظم

اگر تھی دامن جانان کی آرزو ای دل
سبھی بھی آنکھ کا اشک چکیدہ ہوتا تھا
کمال بے ادبی سے یہ عرض کرتی مین
بشکل سبزہ زمین پر رسیدہ ہوتا تھا
نصیب تھا کہ اُسے رحم کچھ نہ مجھ پہ آتا
مرے نصیب مین شاخ بریدہ ہوتا تھا
امید وصل آغوش یار بھی جو مجھے
نہ اسقدر مجھے ہمیشہ کشیدہ ہوتا تھا
وہ آبلہ ہون نہ تھا جسکو نشتر بھی نصیب
و مجھے بھی عشق کا لذت چشیدہ ہوتا تھا

کب اس زمین پہ مجھے آرمیدہ ہوتا تھا
تو چند دم کے لیے آب دیدہ ہوتا تھا
کبھی نہ خدمت دامن سے سرفراز ہوا
ہمین سے ای نہ جانان کشیدہ ہوتا تھا
اگر کبھی مرے دیکھو بہار دامان کو
تری امید سبزہ ابر دیدہ ہوتا تھا
بہانہ موت کا تھا مرے [illegible]
بصورت دل عاشق طپیدہ ہوتا تھا
خدا نخواستہ ٹپکنے لگے آنکھ سے آنسو
درون قلب مین کچھ طپیدہ ہوتا تھا
کمال اب آنکھ تو کیا فائدہ نسیم اشک

ہوا سے خاک کو بر سون پریدہ ہوتا تھا
کسی کے جیب پہ ہوتا کسی کے دامن پہ
وہ ہاتھ ہون کہ جیسے نارسیدہ ہوتا تھا
اگر تھی لذت پامال کی ہوس یہ دل
بشکل ابرو جانان خمیدہ ہوتا تھا
نہ سنگ دل نہ ترسب سے پاک اگر تھی
ہر اک کو اپنی طرح جسپیدہ ہوتا تھا
کمال ربط مین ہوتی ہین سیکڑون باتین
یہ اثر عشق ہی اسکو چکیدہ ہوتا تھا
بہار صحبت رندانہ بھاتی ای واعظ
نہ مجھے زہر لحد آرمیدہ ہوتا تھا

صاحب مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا قیماس نے کہا صاحب اس معرکے مین کچھ دکھو بلکہ مجھکو ترغیب دو
مین سپہ گری دکھانے کے لائق نہ ہون گا میری بہن کا فرزند ہی ملکون مین خدمت مین انکے باپ کی رہا
خدا نے انکو لائق و فائق کیا تب رستم نے کہا اپنے فرزند کے ساتھ رہو خدا انکو سلامت رکھے مثل رستم
کے مجکو جانتے ہین یہ کہکر قیماس خان گھوڑے پر سوار ہوئے ملکہ روتی ہوئی پیچھے پیچھے چلین دوپٹہ ڈھلکا
ہوا پانچے چھوٹے ہوئے کبھی دامن پکڑ لیتی ہی قیماس خان ہر مرتبہ گھوڑے سے اُتر کر ملکہ کو سمجھاتے
ہین کہ برائے خدا صبر کرو مین ضرور جاؤنگا قریب دروازے کے آکر بہ غصہ کہا کہ صاحب جاؤ تمہارا رونا
دل کو بیقرار کرتا ہی ایسا نہو نامردی ظہور مے حسرت شوق ملاقات ہوئے تو سب جرأت ڈوب جائے قیماس خان
باہر نکلے ملکہ بیہوش ہوکے گرین چار سے کنیزون موجود مین اُٹھا کر ملکہ کو لے گئین قیماس خان اُسوقت
بہو نچے کہ قاسم پر زمانہ تنگ ہی کفار ان ہجائے جنگ ہی دو رہے پڑے اور تیر مارتے ہین قاسم کا جسم
چھننا ہوا ہی اعضا فوارہ بنا ہوا قیماس خان نعرہ کرکے گرے آواز دی ای آقا نے نامدار دولاے دشمنان
غلام اپنے مقدمے مین بہت شرمندہ ہی اگر قدم اقدس پر جان دون تو زیبندہ ہی یہ تو نیاز مند خوب سمجھ گیا
کہ حضور غلام کی تلاش مین نکلے ان نامردون مین گھرے قاسم نے جو نعرہ قیماس خان کی آواز سنی
اور دیکھا کہ قیماس خان نے گرتے ہی صفون کو درہم برہم کردیا چھٹے جھپٹ کر ہاتھ مارا سینہ سپر کردیا
کلائی پر اسکے ہاتھ ڈالا تلوار چھین کر پھینکدی کہ مین ہاتھ ڈال کے اٹھا یا چور رنگ ہوا کی ظلم کیا قاسم کو
مہلت نہین ملتی قیماس خان ہر چند چاہتے ہین کہ اپنے کہہ ابر قاسم سے پہونچا کبھی اسقدر فوجون کا گروہ
ہی کہ جس صف مین گھر سے ہین بڑھ نہین سکتے سب نے انکو بھی گھیر لیا قاسم اپنے واسطے تو صبر کرچکے
تھے کہ اب زندہ انہین سے نکلنا بہت دشوار ہی کمر و کاوش بیکار ہی موت لیکر آئی تھی یہان تو یہ رنگ ہی

عجب تماشا ہی مجھکو جان دیدنی ہی عاشق و معشوق دونون تباہ کسی کو چین نہین مثل لیلیٰ مجنون کا حال
مشہور ہی شیرین فرہاد پر کیا گذری کسی عاشق کا بھی حال سنا کہ وصل معشوق بہ لطف
ہوا آرام سے گذری کوئی دب کر مرا کسی نے سنکیا کھائی کوئی تڑپ تڑپ کے مرا ملکہ نے
آنکھون میں آنسو بھر کر فرمایا صاحبو میں خوب سمجھتی ہون لیکن نظم

چرا احتیاج بہ یاران و آشنا ما را
کشیدہ تیغ و تغافل گرفتہ دامانش
کدام وعدہ چہ دل دیدۂ کجا ما را
جہان بجرعہ سر مکشی کہ بنداری
بکوچہ رنگ برآورد گرد فا ما را

اگر شویم نہان ہر غبار سا تکلی
کجا شناختہ آن ترک سبزہ ما را
کسے نہ ہست کہ سر رشتہ را نگہدارد
جریدہ است جنون سر بسر سپہ پا ما را
اگر اسیر دیار فرنگ ہم گردم

جنون نمی کند از خویشتن جدا ما را
سراغ می دہد از رنگ ما حیا یارا
اگرچہ سادہ خیالیم سادہ لوح نہ ایم
گرایہ گرد ز دیوانگی وفا ما را
خجل ز ہمرہی مستی و خمار شدیم
نمی خرد کسی از دولت حیا ما را

کنیزین کشتی مین واری سحر قریب ہی دیکھے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا صدا اسے مرغ سحر آئی موذن
نے اذان بھی دی ملکہ گھبرا کر اٹھی ٹہلتی ہوئی اسی پریشانی مین کوٹھے پر آئی دیکھا ایک مرکب
خون سے بھرا ہوا باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا چرا کر رہا ہی ملکہ نے گھبرا کر کہا اری نرگس
دیکھ تو ایک گھوڑا خون مین بھرا کھڑا ہی نرگس نے جھک کر دیکھا کہا واری سوار بھی تو زیر نخل
پڑا ہی یا ستارۂ سحری چمک رہا ہی تقاضاے جرات دیکھیے اس حال مین بھی قبضہ ہاتھ سے
نہین چھوٹا سلو [illegible]
صاحب لیاقت [illegible] مین پڑے ہین اچھا ہو سے [illegible] جوان ابھی
جان کو رو رہے ہو گئے کف افسوس ملتے ہو گئے ملکہ نے کہا یہ جوان بیہوش پڑا ہی چلکے قریب سے
دیکھین یہ کہکے ملکہ کوٹھے سے اتری پیچھے چالیس کنیزون آگے آگے ملکہ کھڑکی کھول کر باہر نکلی ملکہ آگے بڑھی
کنیزین کشتی مین واری زخمی کے قریب نہ جائیے ملکہ نے کہا خوف کیا ہی آدمی کا زخمی ہو جانا کیا بری بات
ہی یہ کہکے قریب آئی نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی آنکھین بند دل درد مند زرہ ٹکڑے ٹکڑے بر جوشن
کے تار الجھے ہوئے خود سر سے گر گیا زلفین عنبرین چہرۂ زیبا پر لپٹی ہوئین صاف ثابت ہی کہ ناگنیان
چشمۂ خورشید مین لہرا رہی ہین کاکلین اپنا تکلف دکھا رہی ہین قبضہ تلوار کا ہاتھ مین جما ہوا ملکہ جمال
شاہزادہ والا تبار دیکھکر شکل بیکسی جو ذکر آپ سے سنا تھا وہ صورت زیبا دیکھی ہاتھ پاؤن مین
رعشہ آگیا ہر چند چاہا ضبط کرون دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے
ٹوٹا دل پر قابو نہ رہا بیساختہ منہ سے آہ نکل گئی تیر نظر کا بہی نکا سا گئی نظم

ہمچو شمع از خلق پنہان کردہ ام آثار خویش
سرنوشت عالم ناکشودہ بخت و اندر گو ن
عشق میسوزد سپندا رکی باز از خویش

فیض دست آموز دارد ناخن صبح سرشک
گر کنم آزار دشمن میکنم آزار خویش
باغبان گلشن انصاف تا نازم اسیر

تا کسی روشن نہ سازم مغز دیوان کرم
ہر گرہ کز دل کشایم میزنم در کار خویش
گر نگاہ گرم او دارد خریدار نیاز
گر نہ تعجیل کند خود را سر دیوار خویش

ملکہ غش کھا کر گری بیہوش ہو گئی کنیزین دوڑین سر اٹھا کر زانو پر رکھا تلوے سہلانے لگی ملکہ نے آنکھ کھولی
کہا ارے خدا اسکو غارت کرے کیا مین مر گئی تھی وہ شہریار زخمی پڑا ہی اسکی خبر نہ لی مجھے بھی تم لوگون
سے فصد ہو گئی یہ کہکر سرہانے قاسم کے پہونچین سر اٹھا کر زانو پر رکھلیا خون چہرے کا دوپٹے سے پاک کیا

وہان زخم جو لگے تھے اسکو دیکھکر آنکھون سے آنسو جاری ہوئے سینے پر گھونسہ مار کر کہا ارے صاحب
یہ کیا ہی یہ کون جلاد صاحب بیداد تھے اس بیرحمی سے زخمی کیا ارے چارپائی لاؤ باغ مین اٹھا کر
لیچلو کنیزین دوڑ کر پلنگ لائین ملکہ نے سر کے نیچے ہاتھ رکھا سب کنیزین لپٹ گئین قاسم کو اٹھا کر
چارپائی پر ڈالا ملکہ اس بیحواسی مین خود کاندھا دینے لگین کنیزون نے کہا حضور رہنے دین ہم لیے
چلتے ہین ملکہ نے کہا سنو صاحبو مجھے اور کوئی مطلب نہین میرے والد نامدار نے اس ملک سے
قزاقون کا نام مٹا دیا ہزارون کے سر کٹوا کر نخلستان مین لٹکوا دیے اگر شہریار کو ہوش آجائے
تو مین دریافت کرون کہ آپ کہان گھیرے گئے کیونکر معرکہ پڑا جان بچ گئی یہی بڑی بات ہوئی نہین
معلوم کسقدر قزاق تھے کنیزین عرض کرتی ہین کہ حضور بڑی جرأت کی کیونکر جان بچائی ال بھی نہین
دیا چارپائی لاکر باغ مین بہو نچائی حکم دیا جراح کو لاؤ کنیز جراح کو لائی ملکہ نے کئی ہزار روپے اسکے
سامنے رکھدیے کہا اس زخمی کا علاج کرو اگر جلد غسل صحت کرا دیا دولت دنیا سے نہال کر دونگی
واسن مدعا جو ابرات سے بھر دونگی جراح نے دیکھکر عرض کی کوئی رگ پٹھا نہین کٹنے پایا بہت
جلد صحت ہوگی یہ کہکے جراح نے زخم دھوئے ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین جب قاسم کو
آرام پہونچا پہر دن رہے آنکھ کھولی دیکھا ایک شاہزادی آفتاب جمال ماہ تمثال سرہانے بیٹھی ہی
رومال ہاتھ مین مگس رانی کر رہی ہی آفتاب جمال ابرو رشک ہلال آنکھین بعینہ رشک چشم غزال

سینہ ہوا تھا حسن پر پیار خطظم	وہ تھا کہ وہ حور کا سراپا	گویا تھا وہ حور کا سراپا	وہ صبح جبین تھی صبح جنت
ہر بین کی موجہ لطافت	آنکھین استاد ساحری تھین	نشے مین شباب کے بھری تھین	دنیا کے نہین ہے کا تھا
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا	بھنی کے قریب تھے ابرو	شہباز نے وا کیے تھے بازو	سراپا خوب محبوب مرغوب

سیمتن غنچہ دہن خنجر ابرو خال سیہ و چشم جادو **فرد** برخندہ گر لب برا گشاید ✦ نمک بر دل خستگان بیگشاید
شہزادے کو سینہ آگیا بے اختیار پکار اٹھے **فرد** تیر نگاہ مست تو دانی کجا نشست
بر دل نشست و بر دل نشستہ بجا نشست ✦ گھبرا کر اٹھ بیٹھے چند زخمون کے ٹانکے ٹوٹ گئے ملکہ نے کہا
صاحب کیون اٹھتے ہو ایسا نہو کوئی زخم بگڑ جائے قاسم نے نہ مانا اٹھ بیٹھے ملکہ نے شرما کے
سر جھکا لیا ایک کنیز نے بڑھکر پوچھا ہماری ملکہ عالم پوچھتی ہین کہ آپ کہان زخمی ہوئے کیا قزاقون نے
گھیرا تھا آپ ہی کے مال کے واسطے جان دی تھی مگر خدا نے بچا لیا قاسم نے کہا قزاق ہمکو کیا گھیرتے ہم
واسطے شکار کے صحرا مین آئے تھے سرباز نامی پہلوان ساٹھ ستر ہزار فوج سے صحرا مین تھا
اسنے نام پوچھا ہمنے مفصل بتا دیا کہ قاسم نوجوان فرزند رستم عالیشان نبیرۂ صاحبقران اُس
بیحیا کو ناگوار ہوا کل فوج کو حکم دیا سب سے تلوار چلی آخر مین زخمی ہوئے گرا چاہتے از دسپلوے کے
جاتا تھا پر لیکن خدا نے بچا لیا گھوڑا اسطرف نکال لایا آپ نے جان بخشی کی خدا آپکو جزائے خیر دے
ملکہ نے کہا صاحب آپکا ذکر والد نے کیا تھا شکر ہی کہ مرکب اس طرف سے آیا بڑا فضل شریک حال ہوا
آپکا ذکر جرأت اپنے والد سے سنا تھا اشتیاق تھا کہ آپ کو دیکھون لات ومنات نے دکھا دیا قاسم
نے کہا اگر ہمکو اپنے گھر مین بلایا ہی اور مہربانی فرمائی تو لات ومنات کا نام نہ لیجیے ہمین ناگوار
ہوتا ہی لیکن بعد تکرار بسیار ملکہ نے کلمہ پڑھا جمیع کنیزون سمیت مسلمان ہوئین اب قاسم و ملکہ ایک مسند پر بیٹھے

سنیے اگر خاطر ہو سنے رقص ہوسنے لگی گیتی مین پری ... گانے لگی غزل

نقش ہے دل مین مرے صاف وفاداری کا
تار ہر زلف عنبر کا نہ توڑا ہی سلنے
ساحری کشتہ ہے آنکھون کی فسونکاری کا
رخ پہ اس زلف کے چھٹنے سے ہوا دکھو تو
پیدا ہوا ہے نہیں چشم کی بیماری کا
دل نہین آتا ہے گلا اسنے در پر اُسکے
مین تو عاشق ہون غلام اپنی سیہ کاری کا

اثر ... نہیں تیری طرحداری کا
سلسلہ ہے مرے دل کی گرفتاری کا
بگڑی ... کو ہوئے نہ کہیں ... گزند
چار ... ہے بڑا مرتبہ ... داری کا
سبزہ ... سے بہت ...
بوالہوس حوصلہ ... کر ... سنگین باری کا

کشتہ ای یار ہون مین تیری جفا کاری کا
حوصلہ سب کو ہے یوسف کی خریداری کا
لب جان بخش کے اعجاز کا عیسی قائل
کام کرتی ہے مری آہ یہ ... کاری کا
آنکھ کیونکر ہو ... رخ یار سے ... ناصح
مجکو دروازہ تو اس گنبد زنگاری کا
اسنے دکھلائی مجھے صورت ابر رحمت

جیسن گری صحبت مین آفاق حکایت شکایت کرچکی اپنا حال عشق بھی
بیان کیا کہ والدہ سے خواب کا ذکر کیا اور حال عشق گیتی افروز بہ تشریح بیان کیا دل ٹکڑے ہوگیا اُسی دن
سے مین خواہان ہوئی کہ جمال جہان آرا دیکھون شکر کرتی ہون پروردگار کا کہ آپ کو زخمی کرا کے یہان
پہونچایا آپ کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچایا مرکب لیکر یہان بارات سے میری بیقراری کو ترقی تھی قاسم
نے پوچھا ای ملکہ عالم کچھ آپ کو معلوم ہے کہ قیماس خان خاوری کا کہان قیام ہے آپ سے کہین قریب
ہین کہ میری خبر سنکر آئے شریک جنگ ہوئے نہین معلوم میرے بعد اُنپر کیا گذری آفاق نے کہا
او شہریار مجھے اسکا حال نہین معلوم ایک ارعش سے دریافت کیا ہے یہان سے کوس بھر باغ ہے لیکن
وہان والدہ ماجدہ تشریف رکھتی ہین آج پانچوان دن ہے کہ والدہ نے بلا بھیجا انھون نے جواب دیا [illegible]
علیل ہون حاضر نہین ہوسکتی بعد ... چار دن سے آئینگی آج پانچ دن ہوے وہ دولت سرا مین لیکن مین
بھی مین نے سنا کہ دروازہ باغ کا بند رہتا ہے قاسم نے کہا بعد آنے قیماس خان کے ایک لقامدار
ہاں سو لقامدارون سے آیا لشکر دشمن مین ہلکہ ڈالدیا کئی ہزار جوان اسکے ہاتھ سے مارے گئے مین بھی
اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا اسکو بھی زخمی کیا کیا عجب ہے کہ وہ سب لقامدار مع اور نہین اگر قیماس خان
اسکے ساتھ نکل گئے تو جان بچی ورنہ دشمن اُنکے گھر گئے ہونگے جام ارغوانی چل رہا ہے ایک کنیز
جو کباب بنا رہی تھی اُسنے جلدی مین کباب جو بھونے چند کباب جل گئے اُنکو پلیٹ مین رکھکر سامنے قاسم
کے رکھدیے قاسم نے کھا کر ملکہ کو دکھائے کہ دیکھو صاحب جلے ہوئے کباب ہمکو دیے ملٹ کر ملکہ نے
کہا کیون سوسن کیا آنکھون مین چربی چھا گئی اُسنے منہ بچکا کر کہا مین آپ کی کنیز ہون میری آنکھون مین کیا
چربی چھانے کی پڑی ہے آدمیون کی آنکھون مین چربی چھاتی ہے جس دن سے قاسم آئے ہین اسوقت سے
کنیزون کا دماغ اُنچا ہی ہے ہزار ہا روپے بھی دیے کنیزون کا بڑبڑانا موقوف نہین ہوتا غصہ جو آیا
اس خیال پر کہ یہ مجکو تشنیع دیتی ہے دو کوڑے مارے کنیزون سے کہا اس کو نکالدو کھینچا سوسن کو
باغ کے باہر نکالدیا قاسم نے کہا بھی کہ ملکہ یہ تمنے کیا کیا کیا حرامزادی کو جانے دو ہم پر طعن کرتی ہے سوسن
جو باغ کے باہر نکلی طرف قلعہ کے روانہ ہوئی چلی کوس بھر نکلی تھی کہ سامنے سے گرد اُڑی صوفار اژدہا سوار
بھائی ملکہ کا شکارگاہ سے پلٹا ہوا آتا ہے بارہ ہزار جوان ساتھ ہین سوسن کو دیکھکر گھوڑا روکا پوچھا
کیون سوسن مزاج کیسا ہے ہماری ہمشیرہ کیا کرتی ہین حوض کی گیند سے اتریے تو عرض کرون آپ
ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین صوفار آیا سوسن نے کہا ای شہزادے تمھاری ہمشیرہ عصمت پر

بیدم ہم پھر اپنی گیسو کے دکھلانے لگا
ستم لیتے ہین ہر روز ستم جور بتان بالاے سر
شاہد سودا عشق یار ہین مجکو عزیز
لے نہ جائینگے اٹھا کر دوستان بالاے سر
قید ظالم سے ہو حاصل خلصی کیونکر نسیم

ہو ملالا با دل مہربان بالاے سر
کس کی پابوسی کی خاطر یہ بلندی ہی تجھے
سنگ طفلان کے مین کھاتا ہون شاہ بالاے سر
سایہ پرور تمنا ہی دل نادان مرا
دیکھیے کب تک ہے یہ آسمان بالاے سر

سے فلک تیرے ستم کو کیا سمجھتے ہین بھلا
ای فلک ہی کونسا عرش آشیان بالاے سر
صحبت یکدم سے بلبل کو نہ گلچین منع کر
لاکھو آفت نہ کوئی آسمان بالاے سر
کئی مرتبہ ملکہ نے دامن تھاما تھا

نے کہا ای ملکہ عالم ان باتون مین دخل نہ دو دیکھو تو کیا ہوتا ہی قیلاب شاہزادے کے پیچھے پیچھے قاسم گھوڑا اڑاتے ہوے بیرون باغ نکلے چند قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوے قیلاب کہتا ہی آقاے نامدار آپ ٹھہرین غلام دیکھیے کیا کرتا ہی وہان سوفار نے سرباز سے کہا ایسا نہو وہ جوان نکل کر بھاگ جاے فدا بڑھکر دیکھو تو سرباز چلا سوفار پشت پر فوج کو ساتھ لیے ہوے آتا ہی سرباز نے گھوڑا اپنا بڑھایا جب گلستان سے نکلا دیکھا قاسم آگے بڑھے ہوے کھڑے ہین ایک جوان تیغ پکڑے ہوے جھوم رہا ہی سرباز کے ہوش اڑ گئے کہ یہ جوان بڑے کلیجے کا ہی کہ وہ تنہا سینہ سپر کھڑا ہی چاہا پلٹون اسکے ساتھ کے دس بیس سوار آگے اس شرم مین گھوڑے کو بڑھا دیا پکار کر آواز دی او نبیرہ حمزہ اس جنگ سے تو بھاگ آیا اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا قاسم سنتے چاہا گھوڑا بڑھائین ملکہ کوٹھے پر سے دیکھ رہی ہین قیلاب بڑھکر قدمون سے قاسم کے لپٹ گیا عرض کی آقا [illegible]
گینڈ [illegible]

ہو تمنے نبیرہ حمزہ کی اطاعت کی تمھین غیرت نہ آیا قیلاب نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی یہ میدان کارزار ہی نیزہ اور تلوار سے کام لینا چاہیے سرباز نے چاہا پلٹ جاؤن کہ گرد اڑی سوفار مع فوج آ پہونچا اب سرباز کو غیرت آئی نیزہ قیلاب کو مارا قیلاب نے نیزے کو نیزے کی سنان پر رد کا سب تماشا دیکھ رہے ہین کہ قیلاب و سرباز سے نیزہ چل رہا ہی قیلاب نے نیزہ سرباز کا توڑ ڈالا سرباز نے تلوار کھینچی ہاتھ مارا قیلاب نے تلوار کو تلوار پر روکا دو چار وار آپس مین چلے سرباز نے جلدی کرکے ہاتھ مارا سر قیلاب کا زخمی ہوا چاہا سر کاٹ لون قاسم کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا کیا نامرد کرتا ہی صید زبون پر ہاتھ نہ ڈالنا اس جلدی مین گھوڑا اڑا بیچ مین آ پڑے سرباز نے ہاتھ قاسم نے بلارک افراسیابی پر ہاتھ تلوار کا روکا کمر کو بنا کر سر پر ہاتھ مارا سرباز نے سپر اٹھائی تلوار ضرب کر کری سپر کے دو ٹکڑے ہوے اب تو برق تیغ نے خرمن حیات کو سرباز کے جلا دیا لاشہ سرباز کا تڑپا قاسم نے نعرہ کیا آوے جسکو تمنا مرگ کی ہو سوفار نے جھلا کر گھوڑا بڑھایا مین قاسم کے آیا کہا ای جوان اگرچہ تو نے ایسی گستاخی کی کہ ما بدولت کے سامنے سرباز کو مارا اب بھی بھاگ جا مین باوا جان سے کہدونگا کہ وہ جوان نہ ملا قاسم نے کہا ای سوفار تو پہلوان زبردست ہی انصاف کر کہ ناموس کو یہان دشمنون مین چھوڑ دین پہلوانان زبردست کیا کہین سے ہر مقام پر یہی چرچے رہین گے کہ نبیرہ حمزہ نے اپنی جان بچائی ناموس کا خیال نہ کیا مقام غیرت ہی سوفار نے کہا ای جوان تو نے بڑی گستاخی کی یہان تک تو ممکن ہی کہ سرباز کو مارا کیا آخر باوا جان ملکہ کسی کے ساتھ

شادی کرتے تو لیکر نکل جاتیں اس مقام پر تجھسے مقابلہ کرونگا گو تیرا لشکر بھی ہو ہمارا کام مقابلہ پڑے
اس وقت جینت [illegible] قاسم نے کہا تمھاری مہربانی بس اب نیزہ اٹھائیے وار کیجیے میں انشاء اللہ
ملک کو فتح کرکے ملونگا جب تو سوفار رجھایا قاسم کو نیزہ مارا نیزہ آپس میں سے چلنے لگا ہمراہیان سرباز
نشان کھڑے ہیں کہ حمایت آقا کو اس جوان نے مارا گر سوفار حکم دے تو ہمبھی جا پڑیں قاسم
تھوڑے ہی عرصے میں نیزہ سوفار کا کٹا سوفار نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے اوچھا سپر کی نہ دی
تلوار سوفار کی ٹوٹی اور سے قاسم نے ہاتھ مارا سپر ٹکی کمند اڑا کیا سوفار گھبرا کے زمین پر
گرا قاسم نے سپاہ نے چین تلوار کے لیا چاہا ہاتھ مارنے سر آنکا اتر جائے سوفار نے گھبرا کر دونوں
ہاتھ اٹھا دیے سپر ہوائیاں اڑنے میں قاسم نے ہاتھ روک لیا کہا ای سوفار اٹھو اور تلوار لگاؤ سپر
پر سوار ہو ہم حریف کو حقیر کرکے مارنا ہمارا کام نہیں ہے یہ سنکر سوفار [illegible] قدموں سے قاسم کے لپٹ گیا کہا
ای شہریار میں وہ ہاتھ جو آپ پر اٹھے ان میں چھپتے جو نگاہ بد سے دیکھوں آج سے بجان بخشی کی
تابعدار ہوں فوج والوں کو پکار کر آواز دی یارو میں نے اس شیر کی اطاعت کی جسکو حاضر ہونا ہو
آکر حاضر ہو ورنہ اختیار ہے اسکے ہمراہی آکر شریک ہوئے ساتھ والے سردار کے روتے پیٹتے بھاگے
افلاک چرخ زن لشکر قاسم سے جنگ کر رہا تھا چار دن میں تمام [illegible] کو زخمی کیا میدان میں افلاک
للکارہا ہے ہر مرتبہ بھی قول ہے کہ نبیرہ حمزہ کہاں گیا [illegible] ہمراہیان سر کھوٹے کہتے ہیں
ہمارے آقا مارے گئے ہیں پلٹ کر نہیں آتے [illegible] گھوڑا اڑا الاجل
جس وقت تشریف لائیں سے تم سے مقابلہ ہوگا افلاک نہیں [illegible] سے روتے پیٹتے
کی آواز آئی افلاک نے دیکھا چالیس پچاس ہزار سوار پیدل روتے پیٹتے چلے آتے ہیں افلاک
نے کہا ارے تمکو کیا ہوا سب نے کہا حضور ہم ہمراہیان سرباز [illegible] تیغ آفاق حسن آرا بدست قاسم
کے ہاتھ سے وہ مارے گئے آپ کے صاحبزادے مسلمان ہوئے یہ سنکر افلاک جل گیا گینڈے
کو پھیرا سامنے سے ایک ڈولی آتی ہے اسمیں ایک بڑھیا کنیز ہے پکارتی ہوئی ای شہنشاہ مجھے
کچھ عرض کرنا ہے افلاک گینڈا بڑھا کر قریب ڈولی کے آیا کنیز کو [illegible] مہجوار کی کھلائی ہے پوچھا
کیوں کھلائی خیر تو ہے کہا وای غضب ہوگیا آپ کی جورو قبیاس خان سردار قاسم کو لگا کر لائی ہیں
آٹھ دن سے چین کر رہی ہیں مجھے جو بھیجا کہا کھلائی کو نکالدو یہ سنکر افلاک آگ سے باہر ہو گیا
پلٹ کر آواز دی ای سوہان سر سوار تم بارہ ہزار فوج ساتھ لو جا کر سر قبیاس خان لاؤ میں جا کر
میان سوفار کو بچاؤں بچا کو شرم نہ آئی کمبخت عاشق پر غالب نہ آیا اسکا مطیع ہوکر بیٹھا جاکر سر کاٹ
لونگا قاسم کو باندھ کر لاؤنگا باغ کو نذر ادب بنادونگا یہ کہتا ہوا طرف باغ کے چلا سوہان سر سوار طرف
قبیاس کے چلا قبیاس پہلو میں مہجوار کے بیٹھے ہیں کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ آپ کے آقا نے ناحق
پر لشکرکشی کی ہے افلاک چرخ زن لشکر لیے جاتا ہے در باغ پر معرکہ پڑا ہے سنتے ہیں کہ بیٹا افلاک کا
مسلمان ہوا مگر اب فوجیں جا رہی ہیں یہ سنکر قبیاس خان اٹھے زوجہ مہجوار رونے لگی کہا صاحب خدا
کے واسطے تم جلنے کا ارادہ نہ کرو ایسا ہو دشمن گھر جائیں قبیاس خان نے کہا ممکن ہے کہ تم
ہمارا حال سنو [illegible] میں نہ جاؤں سامنے یاران ہمدم کے بدنام ہو جاؤنگا یہ کہکر ہتھیار لگائے

شادی ہو جائیگی اُسنے بیقراری مین مجکو نامہ لکھا تھا اُس نامے نے مجکو بہت بیقرار کیا مین بغیرت ہوکر باپ سے کہا کہ حضور اشجار کو بھی عذر ہو کہ مین سامان مہیا کرلون تو شادی کردون کچھ روپیہ سرکار سے بھیجدیں باپ نے بھی کہا حضور یا نچے کی تیاری تھی مروارید اپنے کوچگے پر اپنی انیسون کے ساتھ مصروف عیش و نشاط تھی طاؤس بابند پرواز اپنے تخت پر سوار جادوگر زیر دست سے اُڑا ہوا جاتا تھا اسکی نگاہ جو ملکہ عالم پر پڑی بیتاب ہو گیا سحر کیا سب بیہوش ہوگئے ملکہ مروارید کو اُٹھا کر لیگیا یہانسے بارہ کوس پر اُسکا قلعہ ہے یہ خبر سنکر مین نے بھی پالکی ملکہ نے اسکو قبول نہین کیا مین غصے مین یہان سے چڑھ گیا ملکہ کو تو اسنے قید کیا ہے ہمارا لشکر فرو کش تھا اسنے قلعے پر سے بیٹھے بیٹھے سحر کیا ہزارون کے سر کٹ گئے گھوڑے چھوٹے سوار و پیدل پامال ہوگئے آخر ہم لوگ سب بھاگے جب اُس جوروش کا خیال آتا ہے قلب تھراتا ہے وہان کسیکا زور نہین چلتا اس وقت بھی یہی خیال ہے اسنے بیقرار کردیا یہ مشکل حل ہونا دشوار ہے قاسم نے کہا ای برادر انشاء اللہ اُسے قتل کرینگے مروارید کے ساتھ شادی ہوگی ایک ساحر کی مشکل بیان کرتے ہو اُن ملکون کو تباہ کیا جہان لاکھون جادوگر تھے کل پہلے انشاء اللہ قلعۂ طاؤس پر چلینگے دیکھنا کیا ہوتا ہے سوفار قدمون پر گر پڑا کہا حضور اسکے شعبدے غضب کے ہین سمک بھی دربار مین حاضر ہے کہا ای سوفار نہ گھبراؤ تمھارے معشوق کو تمسے ملا دینگے رات انھین باتون مین گذری صبح کو قاسم نے کمر باندھی سوفار کو تخت پر سوار کیا تین لاکھ فوج و سرداران بہمتن کو ساتھ لیکر طرف قلعۂ طاؤس کے کوچ کیا سوفار قدم بقدم ہر مقام پر یہی عرض کرتا ہے کہ ای شہریار اب بھی پلٹ چلیے ایسا نہو واسطے سرکار کے باعث خرابی ہو قاسم پانچ کوس بڑھکر ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر اُترے سمک نے کہا ای سوفار مجکو نشان بخوبی بتاؤ اگر جیتا ہے تو مین تمھاری معشوقہ کو لاتا ہون سوفار نے سب پتہ نشان بتایا سمک لباس عیار کا سے آراستہ ہو کر طرف قلعۂ طاؤس کے چلا یہان طاؤس جادو جس دن سے اس معشوق کو لایا ایک باغ نہایت لطف سے آراستہ ہے دن کو تو ملکہ کو ایک قفس مین بند کرتا ہے رات کو جلسہ آراستہ کرکے مغنین خوشنما بین کر [illegible] ہم مروارید نہین مانتی کنیزین رات بھر سمجھاتی ہین سمک قلعۂ طاؤس مین پہونچا قلعہ [illegible] دل شاد دو کانین آراستہ سمک دریافت کرتا ہوا قریب باغ پہونچا پشت [illegible] ملنے لگا باغ مین آیا ایک گوشے سے جھک دیکھا طاؤس تاج پہنے ہوئے مسند پر بیٹھا ہے [illegible] سے کہ رہا ہے ارے اُس قتال عالم کو لاؤ ارے صاحبو سمجھاؤ اب تو میرا یہ حال ہے کہ صبر کرنا محال ہے

نظم

جذبۂ دل سے کمال بہر باجب [illegible] — سبزۂ [illegible] اپنا آشنا ہو جائیگا
جو قناعت کے مزے سے آشنا ہو جائیگا — جبتک کاسہ اُسے دست دعا ہو جائیگا
تیرے کشتون سے جو صورت آشنا ہو جائیگا — زندگی سے دم مسیحا کا خفا ہو جائیگا
حالت اسکی اور میرے استخوان کی ایک ہے — شمع کافوری کا ہر دانہ ہما ہو جائیگا
پیس ڈالا دل کو خاک عنبرین یار نے — کیا سمجھتا تھا مین دانہ آسیا ہو جائیگا

اے کیا کرون دل نہین مانتا جی چاہتا ہی اسی ظالم کے قدمون پر گرون کیونکر راضی کرون ای غنچہ دہن
یہ نہ سمجھا تھا کہ یہ ظالم یون پریشان کریگی ورنہ اسکو لانیکا ارادہ نہ کرتا غنچہ دہن نے کہا خیر ابھی آج مین
راضی کردونگی تیور سے تو اسکے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ پر مرتی ہی کوئی امر اسکے مزاج کے خلاف
گذرا ہی ضد ان بڑی ہی اسی ضد پر اڑی ہی مین پوچھ لونگی حال کھلجائیگا طاؤس نے کہا ای غنچہ دہن
جو مانگیگی وہی دونگا کہا حضور قفس اٹھا لے الگ لیجاؤن تنہائی مین حال دل پوچھون خوب سمجھا دونگی
آپ کے وصل پر راضی کرونگی طاؤس نے کہا اچھا لیجا غنچہ دہن نے قفس مروارید کا لیکر بارہ دری
مین آئی کہا واری آپ نے مجکو پہچانا حال اصلی عرض کرون شاہزادہ خاور سپاہ قلعہ افلاک
پر چڑھ کر آئے بعد کئی لڑائیون کے افلاک مارا گیا سوفار کو بادشاہ کیا سوفار آقا کے سامنے
رو دیا آپ کے عشق کا حال بیان کیا آقا نے لشکر کشی کی یہان سے پانچ کوس پر لشکر فروکش ہی
عاشق صادق آپ کا بہت بیقرار ہی مین انکا عیار کنیز کو بیہوش کرکے آیا ہون فقط آپ اتنا
کہدیجیے کہ مین بھی تجپر عاشق ہون مین ابھی سب کو بیہوش کرون سب کو قتل کرکے آپکو لیچلون انشاء اللہ
مذہب حق اختیار کیجیے اپنے عاشق کے پہلو مین بیٹھیے مروارید یہ حال سنکر خوش ہوگئی کہا ای سمک
تو نے احسان عظیم کیا مگر میرے منہ سے یہ کیونکر نکلیگا کہ مین تجپر عاشق ہون سمک نے کہا کیا
محال ہاتھ لگنے پائے مین باتون مین بہلا لونگا مروارید کو سمجھا کر دوڑا ہوا سامنے طاؤس کے آیا
کہا حضور مین جو سمجھی تھی وہی بات ہی وہ تو خود آپ کے نام پر جان دیتی ہی غصہ یہ ہی کہ قفس مین کیون بند کیا
طاؤس خوش ہو گیا کہا ای غنچہ دہن مین نذر کرونگا قدمون پر سر رکھدونگا سمک قفس لایا ملکہ کو
پہلو مین طاؤس کے بٹھایا کہا آج مین ہی گاؤن شراب بھی آپ کو اپنے ہاتھ سے پلاؤن پیشکر
طاؤس نہایت خوش ہی سمک نے شراب کو درست کیا بیہوشی ملائی جام لبریز کرکے پیالہ اوس
کو دیا گنگنا کے یہ غزل گائی نظم

محو کر دیتا ہی سراپا اے یار
عشق بیخود حسن بے پرواے یار
مصلحت ہی واسطے اپنے وہی
عاشق دل دادہ و شیدا اے یار
ساقی دم شیشہ و ساغر ہین سب
اپنی آنکھون سے لگاؤن ہاے یار
وسعت چشم سرمہ گین کیا کیجیے
بے کلف بے داغ ہی سیماے یار
خود نمی ہو جسے آتش کی نہین

بیت ہین دو ابروے زیباے یار
کیا مناسب تن کے ہین اعضاے یار
آج کل سے کچھ مین دیوانہ نہین
جور رضاے یار ہی جو راے یار
عشق شور انگیز پیدا کیجیے
خالی ہی اوس دن بغیر اک جاے یار
آئینے سے یہ ہمین روشن ہوا
دیکھتے ہی نرگس شہلاے یار
باندھیے مضمون تو مضمون دہن
یہ بھی ہی میری طرح جویاے یار

مصرع برجستہ ہی بالاے یار
دونون ہین اپنے لیے ایذا دہند
سر نہ تھا جب سے کہ ہی سوداے یار
شہر خوبان مین ہی دیر سے خلا
جلوہ گر ہی شوق حسن افزاے یار
میرے گھر مین جو قدم رنجہ کرے
محو حیرت رہتے ہین میناے یار
حسن مین کچھ ماہ کو نسبت نہین
کیجیے پیدا تو ناپید اے یار

سب کنیزون نے شراب پی سمک
نے جو یہ غزل گائی طاؤس نے بھی شراب پی دماغ اونٹ گیا گھبرا کر اٹھا کنیزین بھی اٹھین طاؤس
گر کر بیہوش ہوا سب کنیزین بھی بیہوش ہوگئین سمک خنجر پکڑ کے اٹھا ملکہ نے کہا ای سمک کسی کو
قتل نہ کرو مجھے لیکر نکل چلو سمک نے کہا یہ تو کعبہ دل کا حکم ہی جہانتک پاؤ ساحر کو قتل کردون یہ

فساد برپا کریگا ملکہ خاموش ہوگئی سماک تیغ کھینچا چلا کہ طاؤس کو قتل کر دون قضائے کار یہان سے
پانچ کوس پر قلعہ ہی ملکہ ثریائے ستارہ پیشانی وہانکی حاکم ہی یہ ہمشیرۂ طاؤس ہی اسکو بھی خبر ملی
کہ بھائی صاحب ایک عورت پر عاشق ہوئے ہین مشتاق ہوکر چلی کہ دیکھون وہ عورت کون سی
آسمان پر آکر ٹھہر گئی دیکھا اسنے کہ طاؤس بیہوش پڑا ہی ایک شخص تیغ کھینچے ہوئے قتل کیا چاہتا ہی
وہین سے نعرہ کیا خبردار سماک نے دیکھا کہ ایک ساحرہ آپہونچی چاہا جست کرکے نکلون ثریا
نے کیری کی آواز دی سماک کے پانون زمین نے تھام لیے ثریا باران سحر برساتی ہوئی زمین پر آئی
طاؤس ہوشیار ہوا ثریا نے سب حال کہا اب تو طاؤس بہت بگڑا ہر چند پوچھا تو کون ہی کہان سے
آیا سماک کب بتاتا ہی سماک کو بھی قید کیا ثریا کی طاؤس نے بڑی خاطر کی ملکہ مروارید کو
پھر قفس مین بند کیا ثریا نے کہا بابا اس عورت کو چھوڑ دیجیے باقی رہے صبح کو دربار مین ہم چلا چلین
ہوسکی ہین طاؤس کہتا ہی مین اسکے فراق مین زندہ نہ رہونگا کیونکر جانے فراق سہونگا کہ جب
ساحر دوڑے ہوئے آئے کہا ای شہریار قاسم نوجوان نبیرۂ صاحبقران سوفار کو ساتھ لیکر
سامنے آپ کے قریب آگیا ثریا نے پوچھا قاسم کا کیا مطلب ہی ہرکارون نے عرض کی
سوفار اسکا سردار ہی اصل معشوقہ لینے آیا ہی یہ خیال بھی اسی کا بھیجا ہوا آیا ثریا نے کہا طبل جنگ
بجواؤ ایک ہی سحر مین سب کو غارت کر دونگی ای برادر تم یہ بھی سمجھے کہ قاسم کون شخص ہی اسی جوان
کے دادا کے مقدمے مین کاہن و نجومی جگر لگا گئے ہین اصل مین انھین لوگون کے فرمان
جاری ہو گئے ہین کہ جس مقام پر ملین گرفتار کرکے روانہ کرو اکثر شاہزادے گرفتار بھی ہوئے
یہ جوان خود خانقے سے نکل آیا ہی بڑی تلاش ہی اگر اسکو قید کرکے روانہ کرینگے سحر العجائب در
الغرائب شاہان طلسم نہایت خوش ہونگے یقین ہی انعام و اکرام بھی ملے طاؤس نے
حکم دیا لشکر آراستہ ہو ثریا ملکہ نے کہا ارے لشکر کی کیا ضرورت ہی مین اکیلی جاکر سب کو پکڑ لاؤن
بلکہ گرفتار کرنا واجب و لازم ہی عیار تمہارے پاس قید ہی قاسم و سوفار سبز سوار کو مین
پکڑے لاتی ہون لشکر پر سحر کرونگی سب بیکار ہوجائینگے ہر چند طاؤس نے منع کیا کہ میدان کرینگے زرا
مین تیغ لینگے ثریا نے نہ مانا ایک طاؤس پر سوار ہوکے چلی یہان قاسم داخل بارگاہ ہین
تمام سردار جمع ہین قاسم مقام صدر پر کہ شاگردان سماک نے آکر خبر دی کہ سماک قید کر لیا
گیا ثریائے ستارہ پیشانی آپ کے لشکر کو دیکھتی ہوئی آتی ہی نہین معلوم کیا منظور ہی قاسم
نے کہا آنے دو ثریائے ستارہ پیشانی در دولت پر آکر اتری طاؤس کو دروازے پر چھوڑا
آپ اندر آئی دیکھا اسنے کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و خورشید درخشان چرخ جہانداری
آسمان جلالت کے ماہ شاہزادہ خاور سپاہ خود زرین سر پر تیغۂ ہلال حمائل سپر فولادی پشت
پر حمال موتیون کا اسپر پڑا ہوا ایسے حالت درستی ظاہر ہی پایا تو گرفتار کرنے آئی تھی
یا خود اسیر طرۂ گیسو ہوئی جھک کر سلام کیا قاسم نے جواب دیکر اشارہ کیا کرسی پر آکر بیٹھی
گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہی رعب و داب دیکھکر حوصلہ نہین پڑتا کہ کلام کرے چند ساعت
بیٹھی اتنہ کرسی قاسم نے ساقی بچے کو اشارہ کیا ساقی نے جام دیا اسنے پیا جب دماغ

بادۂ ناب سے گرم ہوا دریاے محبت نے جوش مارا دست بستہ عرض کی ای شیر بیشۂ جرأت و ای رستم میدان جلالت یہان تشریف لانیکا کیا باعث ہوا قاسم نے کہا سوفار ببر سوار ہمارا سردار ہی اسکی معشوقہ کو طاؤس اُٹھا لایا ہی انشاء اللہ اگر بخوشی اُسنے دیدیا تو فبہا ورنہ اس قلعے کو فتح کرنیکے آرزدہ ہی کہ سوفار کے ساتھ مروارید کی شادی ہو یا شاید ہمکو قضا لیکر آئی ہی لفظ آخر پر ثریا نے کہا صاحب خدا نکرے کہ آپ کے دشمنون پر تکلیف پہونچے جو مناسب وقت ہو کنیز رخصت ہوتی ہی اتنا ضرور عرض کرونگی کہ طاؤس ساحر زبردست ہی ایسا نہو سرکار کو تکلیف پہونچے ان سب ساحرون کے نام شاہان طلسم نور افشان کے فرمان پہونچگئے ہین کہ جو اہل اسلام اس طرف آئے اُسکو گرفتار کرکے روانہ کرو قاسم نے کہا سمجھا جائیگا ثریا پلٹی مگر بادۂ عشق قاسم سے سرشار مضطر و بیقرار دربار مین طاؤس کے آئی کہا اے برادر میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی نا راض عورت کو حوالے کردو کیا ضرور ہے کہ فساد بڑھے طاؤس نے کہا اے ہمشیرہ مین مجبور و لاچار ہون اسکا فراق مجھسے نہ اُٹھیگا تڑپ تڑپ کے مر جاؤنگا کیونکر ضبط کرون دل نہین مانتا نہایت حیران و پریشان ہون کیونکر ضبط کرون نظم

همزبان بزم ما غیر از در و دیوار نیست
باده می نوشیم اما نشئه در کار نیست

انتظار گرمی احباب کوه محنت ست
اهل دل را غم نباشد گر غمخوار نیست

راه دارد دل بدل گر راه باشد سالها
راز ما را قاصدے با نامه در کار نیست

گر دو سه بیت به جبین مرد آب گوهر ست
لیک ما را افتخار نامه در کار نیست

در دیا سینه صافی دشمنیها دیده ام
جور بسیار ست اما رنجش بسیار نیست

حسرت بسیار دامنگیر و مطلب بیزبان
هر قدم صد بار در راه تو مردن کار نیست

ذره با خورشید تا جستن تجلی میزند
یک سر مو بر تنم آشفتگی در کار نیست

کاوش غم هم بر دل دست در شستی بگذاشت
جرعه بسیار ست یک پیمانه در کار نیست

ناامیدی در دیار ما مدیا شعار صبر
این سخن جز حلقه گوش اولوالابصار نیست

طاؤس نے اسطرح یہ شعر پڑھے ثریا خود چوٹ کھا کر آئی رونے لگی کہا اے طاؤس اور کسی کے دل کا خیال نہین کسی پر کیا گذرتی ہی تجھسے کیا کہین جنگ کرنا قاسم سے بہتر نہین طاؤس نے کہا آپ اپنے قلعے کو جائیے میرے مقدمے مین دخل نہ دیجیے مین قاسم کو گرفتار کرکے قتل کرونگا یہ لفظ ثریا کو شاق ہوئی کہا تمھین اختیار ہی اُنکا ارادہ یہ ہی کہ تمام طلسم نور افشان جادوین ایسے تلون کی وہ کیا حقیقت جانتے ہین وہ فتح کرلینگے طلسم نور افشان ایسے ملک پر جب اُنکا قصد ہی تو ایسے مقامون کا لے لینا کیا دشوار ہی اقبال کی یہ خوبی ہی کہ قید خانے سے چھوٹے اب ملک فتح کرتے پھرتے ہین ہر چند ثریا نے منع کیا طاؤس نے نہ مانا لشکر لیکر مقابلۂ قاسم مین آیا طبل جنگی بجوایا ثریا ظاہر مین جلیکی مگر دل کب مانتا تھا گرد لشکر قاسم نوجوان پھرا کی جب قاسم کو بارگاہ سے نکلتے دیکھا طپنی کاش جمال کی کی رات کو سوچی کہ اسکے ملبار کو چلکر رہا کرون اسی کے معرفت تقریب بھی ہوا احسان

بھی وہ ماننیگا اس غیر تک بھی ذکر پہونچیگا یہ سوچکر سحر کرتی ہوئی چلی قلعے مین آئی آکر دیکھا جس مکان مین
سماک قید ہی چالیس جادوگر بطور نگہبان کے بیٹھے ہین غل مچا رہے ہین ثریا نے سحر کیا سب جادوگر
سو گئے ثریا در زندانخانے پر آئی سماک نے ایک نازنین کو دیکھا کہ اسنے آکر ہتھکڑیان بیڑیان
کاٹین سماک نے پوچھا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی ثریا رونے لگی کہا مہتر صاحب اپنا
حال کیا کہین بیان کرنے کے لائق نہین ہی چند باتین ظاہر کرتی ہون اسی سے مطلب سمجھ لینا نظم

دیدۂ حیران نے تماشا کیا
حوصلہ کیا کیا نہ کیا کیا کیا
مر گئے اُس کے لب جان بخش پر
مجھکو دم سرد نے ٹھنڈا کیا
اُسنے پر پوش کو نہ دیکھے کوئی
مرگ نے کیا کار مسیحا کیا
مرگ نے ہجران مین چھپایا ہی منھ
مجھ سے مرے نام نے یہ کیا کیا

دیر تلک وہ مجھے دیکھا کیا
آنکھ نہ لگنے سے سب احباب نے
ہمنے علاج آپ ہی اپنا کیا
غیر عیادت سے برا مانتے
مجھکو مری شرم نے اچھا کیا
دعوی تکلیف سے جلا دے
لو منھ اُسی پردہ نشین کا کیا

ضبط فغان گو کہ اثر تھا کیا
آنکھ کے لگ جانیکا چرچا کیا
بجھ گئی اک آہ مین شمع حیات
قتل کیا آنکے اچھا کیا
زندگی ہجر بھی اک موت تھی
روز جزا قتل پھر اپنا کیا
دشمن مومن ہی رہے بت سدا

سماک نے کہا اے ملکہ عالم مین اس مطلب کو نہین سمجھا ثریا نے کہا
اے مہتر والا گہر تمھارے آقاے نامدار پر عاشق ہون طاؤس نے طبل جنگی بجوایا ہی صبح کو ہماری
جانبازی دیکھنا کوئی سحر طاؤس کا تاثیر نہ کریگا سماک نے کہا ایک احسان اور کیجیے مین
بہت ابھی رنج پر آپ کی تقریب کرونگا ملکہ مروارید کو بھی رہا کیجیے قاسم کو بڑی خوشی ہوگی
آپ کو رحم کرنا چاہیے وہ بھی کسی پر عاشق ہی عاشق معشوق سے ملے اسی وجہ سے آپ کا بھی غنچہ آرزو
کھلے ثریا نے کہا بہتر ہی وہ کس قصر مین ہی سماک نے کہا سامنے جو مکان بنا ہی اسمین ملکہ قید مین
چالیس کنیزین نگہبان ہین ثریا نے کہا مین ابھی لائی یہ کہکر گئی کنیزون کو سحر کرکے بیہوش کیا
قفس اٹھا لائی سماک نے کہا ہمکو قلعے سے باہر نکالدو انشاء اللہ مین اسی وقت ذکر آپ کا
شاہزادے سے کرونگا ثریا نے سماک کی کمر مین پنجہ دیا ایک ہاتھ مین قفس لیا لے اُڑی صحرا
مین لاکر اُتار دیا سماک نے ملکہ کو قفس سے نکالا بیہوش کرکے پشتارہ باندھا لشکر میں آیا ایک
خیمے مین ملکہ کو رکھا آپ بھی ایک مقام پر سو رہا جس وقت کہ جمشید ہو محافہ فلک چہارم جھلی
شعاع کی گلے مین ڈالکر اسباب سحر ضیا آستین رکھا سحر کرتا ہوا میدان زبرجدی فلک پر آکر ٹھہرا قاسم
بیدار ہوئے سماک نے آکر سلام کیا قاسم نے پوچھا اے بہادر کیونکر رہائی پائی سماک
نے حال عشق ثریا بیان کیا کہا مین ملکہ مروارید کو بھی لایا فلان خیمے مین رکھا ہی مگر اسی کی
مدد سے یہ کام ہوا قاسم نے کچھ جواب نہ دیا کہا سمجھا جائیگا سماک کو گلے سے لگا لیا کہ سوفار
نے آکر سلام کیا قاسم نے کہا لو مبارک ہو تمھاری معشوقہ آگئی سوفار گرد پھرنے لگا کہا آقا
آپکے تصدق سے یہ مژدہ سُنا خوشی سے پیراہن مین نہ سماتا تھا قاسم سب سردارون
کو ساتھ لیکر میدان کارزار مین آئے وہان طاؤس جو سوکر اُٹھا ساحرون نے خبر دی
عیار چھوٹ گیا قفس بھی ملکہ کا گیا یہ سُنکر طاؤس نے منھ پیٹ لیا کہا یارو بڑا غضب ہوا سماک کو

وہ پہونچا اب ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے طاؤس پر سوار ہوا لشکر ساحران ساتھ لیکر طرف
میدان کارزار کے چلا آسمان سے ژیا سحر کرنے ہر لشکر میں طاؤس کے ساحرون سے تکرار ہونے لگی
کسی نے کسی کو گولہ مارا کسی نے کسی پر پلش کا دانہ مار دیا طاؤس نے پلٹ کر دو چار
کو قتل کیا جھلا کر کہا یارو یہ کیا حرکت ہے چلکر حریف پر سحر کرنا کیون سحر خراب کرتے ہو یہ سنکر سب
خاموش ہو رہے پھر لشکر لیکر چلا راہ میں فساد ہوا سامنے لشکر قاسم کے آیا چار سو ساحر قتل ہو گئے
اسکو نہایت غصہ آیا کہتا تھا یارو یہ کیا غضب ہوا کہ آپسمین لڑکر چار سو ساحر مارے گئے
باپ نے بیٹے کو مارا بھائی نے بھائی کو للکارا اب رو رہے ہین پکارتے ہین کہ بھائی زمین
سے اُٹھو ہماری خطا معاف کرو اور مہینہ دو مہینہ گذر جائے شاید بعد مدت قلب امان پائے قلب کے
سنبھلنا بہت دشوار ہے اس غم نے دیوانہ کر دیا دیکھین کیا انجام ہو طاؤس نے پلٹ کر
آواز دی یارو کیون روتے ہو پہلے سمجھایا ہمارا کہنا نہ مانا اس غم مین عمر بھر روؤ گے یہ
کہتا ہوا میدان مین آیا صفین جمائین قاسم چالیس قدم آگے بڑھے ہوئے کھڑے ہین سمک
کو جو قریب شاہزادہ خاور سیاہ دیکھا جلگیا پکارا اٹھا او ناعیار تو کیونکر رہا ہوا سمک نے
کہا ہمارے خدا نے ہمکو رہا کیا جھلا کر گینڈا اٹھایا میدان کارزار مین آیا کہا یارو جب
مین حکم دون مسلمانون پر چڑھنا چارو طرف سے گھیر لینا یہ کہتا ہوا میدان مین آیا صلح شوری
کرکے آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے سامنے آئے سوائے نبیرہ حمزہ کے اور
نہین چاہتا قاسم نے گھوڑا بڑھایا سامنے طاؤس کے نہ پہونچے تھے کہ طاؤس نے سحر کا
گولہ مارا قاسم کے پاس تک نہ پہونچا چھٹ کر راہ مین گرا طاؤس حیران ہو گیا کہ یہ کیا ہوا سحر
نے تاثیر نہ کی پلش کے دانے مارے وہ بھی بیکار ہو کر زمین پر گرے قاسم نیزہ ہلاتے چلے آتے ہین
ساتھ والے اسکے آپسمین لڑ رہے ہین کئی ہزار کا کھیت ہو چکا طاؤس پلٹ کے جب دیکھتا ہے
اسی کی فوج کے لوگ قتل ہو رہے ہین عزیز روتے ہین دوسرا آکے اسکو بھی اسی جرم پر
قتل کرتا ہے کہتا ہے حرامزادے پہلے قتل کیا جب افسوس نہ آیا اب مثل عورتون کے روتا کیا ہے
کہا اور تلوار کا ہاتھ مار دیا اسکا بھی سر کٹ کے گرا ہنگامہ گیر و دار بلند ہے طاؤس یہ دیکھ کر
بہت بیقرار ہوا کہتا تھا یہ کیا معرکہ ہے یہ جوان کیون آپسمین لڑتے ہین گینڈے کو بڑھا کر طرف
قاسم کے چلا کئی سحر کیے کوئی سحر تا بہ قاسم نہ پہونچا سب بیکار ہو کر زمین پر گرے تیغہ کھینچ کے
کھینچا اسم سحر کا پڑھتا ہوا قریب شاہزادے کے پہونچا قاسم اپنے نزدیک آمادہ مرگ دیکھ
قضا ہین لیکن راضی برضا ہین اسنے جو ہاتھ تیغہ سحر کا مارا قاسم نے تیغہ بلارک افراسیابی
سپر رد کا جھنکار کی صدا بلند ہوئی ہزار ہا شعلہ آتش تلوار سے نکلے ان شعلون نے قاسم کو
کو آزار نہ پہونچایا اول وہ شعلے گرد قاسم چرخ مارا کیے پھر وہ شعلے پلٹ کر طاؤس پر گرے
ہر چند اسنے چاہا دفع کرون لیکن دفع نہ ہوئے گرد گھیرا کیے قاسم تلوار کھینچکر قریب طاؤس
پہونچے بقوت تمام نعرہ تکبیر کرکے ہاتھ مارا طاؤس نے اپنے سحر کے زور مین سپر کو نہ اٹھایا
سر آکے گر دیا شعلے بھی اوپر گرے تیغہ بلارک سے دو ٹکڑے ہوا شعلون نے جسم کو جلا یا سواری

طاؤس بھی جلنے لگا طاؤس آتشبازی بنگیا آندھی سیاہ آگئی ایک ابر سیاہ لشکر پر اسکے چھا گیا ابر سے تلوارین خنجر گرنے لگے یا تو آپسمین لڑ رہے تھے یا جسپر تلوار گری اُسکے دو ٹکڑے ہوگئے ہزارہا جادوگر جلکر خاک ہوگئے اکثر ہوکر زخم باندھتے ہوئے بھاگے قاسم نے پیچھا کیا فوج اسلام بھی آپڑی تلوار چلنے لگی ساحرون کے حربے بیکار اہل اسلام کی تلوارین کس زور و شور سے چل رہی ہین آخر سب نے شکست فاش کھائی پڑاؤ پر پہونچے قاسم نے وہان بھی پیچھا چھوڑا خیمون مین آگ لگادی مال و اسباب لوٹ لیا باقی ہاتھ باندھکر سامنے آئے مطیع اسلام ہوئے قاسم بفتح و فیروزی قلعۂ طاؤسیہ مین آئے سوفار کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل پر بیٹھے انتظام قلعہ کیا شادی سوفار کی ملکہ مروارید کے ساتھ کی عین گرمی صحبت مین ملکہ ثریا بار دو ہزار کنیزون سے حاضر ہوئین قاسم کو نذر فتح دی عرض کی کنیز بھی ساتھ چلیگی مین نے سنا ہے کہ حضور طرف طلسم نور افشان کے جائینگے کنیز کا بھی ساتھ چلنا بہتر ہے قاسم نے قبول کیا بیس ہزار ساحر جنگی انکے ملکہ مروارید سوفار بیر سوار و قیماس خان وغیرہ سرداران غیر ساحر تین لاکھ فوج سے طرف طلسم نور افشان کے کوچ کیا انکو راہ مین چھوڑ گئے

دو کلمہ داستان شوکت بیان پہونچنا شاہزادہ بدیع الزمان کا قلعہ آتشبار پر مقابلہ آتشبار جادو و ذکر مسلمان ہونے آتشبار کا بہ عیاری اُمیہ بن عمرو و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا ساغر امتحان
چلا ابر توسن کلک شیرین رقم

نہ کر کیا کہ تو خوش چالاک ہے
تجھے طبع کتنی کا سیماب ہے

کنوتی جو بدلی ہوا ہو گیا
کیا سبزہ چرخ کو پائمال

کبھی رستم داستان ہے قلم
کبھی ہے یہ فرہاد عاشق [illegible]

کبھی ہے سنان سینۂ عاشقان
کبھی خنجر زر پہ مائل ہوا

کبھی زاہد پارسا بن گیا
اگر امتحان پہ کبھی آگیا

تو دیکھ اب یہ صورت امتحان
طلسمات کے مرحلے طے کرون

کہ تحریر ہو رنگ کی داستان
کہ سامان جنگ و جدل ہو بہم

گسستہ لگام و فرس تنگ ہے
کسی نے کہا آج بیتاب ہے

مرا کلک رشک ہما ہو گیا
عجائب غرائب میں ہے کبک وار

لڑائی کے سامان کریگا رقم
کبھی ہے سر قیس مجنون کا تاج

کبھی تیر دلدوز کا امتحان
کہ شمشیر ابرو کا گھائل ہوا

کبھی ناصح پیر دغا بن گیا
تو یہ قلب عاشق کو برما گیا

کہ ہر رنگ پر داستان ہو بیان
عجائب غرائب جلسے لکھون

ارے ساقیا جام جم کی قسم
مرے توسن کلک سحر آورو

قدم با قدم آج چلنا پڑا
یہ کلک پرپوش اڑا بیدرنگ

فلک پر پہونچے ستارہ بنا
کہیں سامر پوش شتابی زرنگ

کہ کلک ہلال و بہزاد ہے
کبھی لیلی محمل عشق ہے

کبھی سکہ تیغ اجرا کرون
کبھی جام صہبائے ناز و ادا

کبھی ہے یہ شمشیر ابروے یار
کبھی موجۂ بحر دغا ہے

چلا توسن کلک شیرین رقم
یہ سہراب وش رستم دیو خم

مرے کلک جادو رقم کی قسم
طرار دونے دشمن کو گرد برد

کہ باد صبا سے بھی جا کر اڑا
بھلانے لگا رخش سامان جنگ

صبا وش پری رو دوبارہ بنا
[illegible] لگا سحر و سامان جنگ

کہ لکھنا اسے سحر کا یاد ہے
لیے عاشقان پیر دل عشق ہے

کہ بر سنان اڑاتا ہے سر
کبھی مفتی مسند الفت

کبھی تیر دلدوز ہے شکار
کہ دریائے الفت لیے اپنے ظرف

کہ معشوق و عاشق بھی ہر دو کا
کہ شمشیر بران ہے یہ قلم

قلم کے نہ اوصاف کچھ ہو سکے | فقط چند فقرات رنگین لکھے | چہرہ کشایان مسند تحریر • تقریر وزاہدان سجادۂ
تقریر دلپذیر رسالۂ داستان حیرت بیان یون رقم فرماتے ہین اشعار مصنف کجاست
ساقی بیان شکن + کجاست استاد ایجاد فن + درین نظم شد رتبۂ من رفیع + رقم میکنم داستان
بدیع + شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن فرزند حمزۂ تیغزن جو لشکر ظفر اثر جمع کرکے
دن طلسم نور افشان سے چلے تھے تین منزلین طی کی تھین کہ ایک صحراے ہول خیز مین پہونچے نہایت
جنگل ویران تھا سردارون نے صلاح دی کہ حضور دو چار دن اسی صحرا مین اُتریے بدیع الزمان
نے فرمایا صحرا نہایت خراب ہی خود بخود دل بیتاب ہی جی چاہتا ہی اسکو چھوڑ کے چلے جائین
کسی زمین فرحت خیز کو نکلین یہ ٹھہری کہ کل دن یہانپر بسر کرو رات کو سفر ہوگا نوبت
ونقارے جو بجے یہان سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہی وہان کا حاکم آتشبار جادو نام اس قلعے کا
قلعۂ آتش نگار ہی بالاے قلعہ بیٹھا سیر کر رہا ہی کہ اسکے کان مین آواز نوبت ونقارے کی پہونچی
چوب جادو جیلو مین بیٹھا ہی کہا اے چوب جادوگر دریافت تو کر کہ کون بے ادب ہمارے
صحرا مین آکر اُترا ہی بار کچھ گوشمالی بھی کرو کہ وہ آپ یہانسے چلا جاے ٹھہرنے نہ پاے
ایسا پریشان ہو کہ رات ہی کو بھاگے چوب نے کہا مین ابھی جاکر سمجھا دونگا یہ کہکر قلعے
سے اُترا صورت ایک سپاہی کی بنا لشکر مین بدیع الزمان کے ٹہلتا ہوا آیا دریافت کیا
تو معلوم ہوا کہ لشکر پسر حمزہ ہی جی مین سوچا کہ یہ لشکر خاص دشمن کا ہی ان لوگون کو اگر نہ
بھگایا غضب ہوگا بوقت سحر نخل بیابان کے پامال ہو جائینگے یہ سوچتا ہوا لشکر سے نکلا ایک
نخل کے سایے مین آکر کھڑا ہو سحر کرنے لگا ہواے تند چلی خیمے گرنے لگے ہوا کی ترقی ہر شاہزادۂ
بدیع الزمان گھبرا کر نکل آے دیکھا تمام لشکر پریشان خیمے مثل پرکاہ اُڑتے پھرتے ہین کہ
خندقے جل گئے ہین ہر طرف ہنگامہ کھڑا بلند ہی ہر کس وناکس دشمنی بیچارے پکارے پھرتے ہین

دل در قفاے او ز برم رفتہ رفتہ رفت
قسمت ببین کہ تا جگرم رفتہ رفتہ رفت
از بس کہ موے زلف تو ام ساخت منتظر
در گریہ ہاے بے اثرم رفتہ رفتہ رفت

خون جگر ز چشم ترم رفتہ رفتہ رفت
آن نخل سیمین کہ نشاندیم جدید اش
از شام تا بچین خبرم رفتہ رفتہ رفت
واقف نشد کہ در بدیدا الگی مرا

خار بکہ رفت از سر ایش بہاے من
ماند اشک از نظرم رفتہ رفتہ رفت
سر رشتۂ حیات زکف بیش او چو شمع
وزش ز ہواے او ز سرم رفتہ رفتہ رفت

کوئی روتا ہی کوئی پیٹتا ہی امیر ابراہیم کھڑا تھا بدیع الزمان نے کہا اے امیر اسی وقت سے خیمے
اُکھڑا دو اس صحرا سے نکل چلیں بلا کی آندھی اُٹھی ہی سب لشکر تباہ ہو جائیگا کیونکر رات بسر ہوگی
تڑپ تڑپ کے سحر ہوگا امیر گھبرا کر نکل خیال کرکے دیکھا ایک طرف لشکر مین ہواے تند چل رہی ہی
ایک طرف والون کو خبر بھی نہین جدھر سے جھونکے ہوا کے آتے تھے اسی طرف چلا دور سے دیکھا ایک
ساحر درخت کے نیچے کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی جب وہ دستک دیتا ہی تو ہوا زور پکڑتی ہی درخت
اکھڑ کے گرتے ہین سوچا کہ یہ معاملہ ہی ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا پکار کر آواز دی بھائی صاحب
کیا کار نمایان کیا لشکر والے بھاگے جاتے ہین مین سو رہا تھا کہ خدمتگار نے خبر دی کہ بھائی صاحب
اکیلے گئے ہین بھائی صاحب جلد سحر کر دو ایسا نہ ہو کہ کوئی آکے دیکھ لے تو بڑی خرابی ہو مسلمانون نے

بڑھتے بڑھتے سکار میں اسوقت سوتے سوتے اُٹھا ہوں بنگاہ دیکھ میں کرتی نام تمہارا بھول گیا چوب
نے پکار کر کہا بھائی میں ہوں چوب جادو ہاتھ کی لکڑی کو جب لگے آؤ بھو میں تمہارا ابھی نام بھولا
امیہ نے کہا بھائی سر کوب جادو تمہارا پڑوسی کیا آنکھوں میں چربی چھائی ہے دونوں بھائی
ملکر سحر کرینگے یہ لشکر کسکا ہے چوب نے کہا یہ لشکر پسر حمزہ کا ہے ہمارے شاہوں کے ملک کو جاتا ہے
ہم انکو جانے دینگے سب سر ٹکرا ٹکرا کے مرینگے اب پانی بھی برساؤنگا آگ لگا دونگا امیہ قریب
آیا کہا بھائی اپنا اپنا حصہ کر لو ہمارا تمہارے حصے میں امیں کیا قصہ آب و آتش میرا حصہ
یہ کہکے بیچ جنگل کے بیٹھ گئے اسم سحر کا شروع کیا آفتاب نکلنے طلوع کیا چوب نے کہا بھائی کچھ
تاثیر نہیں ہوئی امیہ نے کہا سر اُٹھا کر دیکھو ابر آتش فشاں اُٹھا آگ برسا جاہتی ہے پانی بھی
برسیگا چوب نے سر اُٹھایا امیہ نے حلقے کمند کے ڈالدیے چوب پلٹا جاب مارا چوب
بیہوش ہوکے گرا امیہ نے سر کاٹ لیا لیکر بھاگا یہاں آتشبار نے ہرکارے مقرر رکھے تھے
ہرکارے خبر دے رہے تھے کہ چوب نے جا کر سحر کیا لشکر مسلمانان سے فریاد فریاد کی صدا
آتی ہے کیا خوبصورت سحر کیا ہے آتشبار خوش ہو رہا تھا کہ ہرکاروں نے آکر عرض کی ہوا موقوف
ہوئی نہیں معلوم سحر کرنیوالے کے دل میں کیا ہوا آئی ہوا بگڑی یا ہوا ہے عدم ہوئی پریشانی لشکر
اسلام کی کم ہوئی چند ساحروں کو اسنے بھیجا کہ جا کر دیکھو چوب جادو پر کیا گذری چند ساحر
نے جھکے دیکھا کہ لاشہ چوب جادو کا پڑا ہے روتے پیٹتے گئے اُٹھا کے لائے آتشبار اسکا اپنے
رفیق کا دیکھ کر جلگیا اسی وقت حکم دیا لشکر تیار ہو محل میں آیا یہاں لشکر تیار ہونے لگا محل
میں آکر تاج سر پر رکھا ہتھیار لگا سکتے لگا اسکی دختر بلند اختر نرگس کا کون ہوش حسن میں
بینظیر چہرہ رشک ماہ منیر سحر میں طاق شہرۂ آفاق محل میں چرچا ہوا کہ شہنشاہ ہتھیار لگا رہے ہیں
اسباب سحر بھی جھولی میں رکھا گیا نرگس اپنے کمرے سے دوڑی سامنے باپ کے آئی گلے میں ہاتھ
ڈالدیے کہا بابا جان خیر تو ہے آتشبار نے کہا اے فرزند سحر العجائب و مصر الغرائب سلطنت
کوکب کی نے لی بڑا غضب کیا کہ کسی پہلوان سے وہ شکست کھا کر قریب علامت طلسم آیا
بڑا ابڑا عذر کیا کہ ہمکو بچا لو ہمارے تعاقب میں دشمن آتا ہے ان ظالموں نے نہ مانا قید کر لیا اب
مسلمانوں نے چہار جانب سے بلوہ کیا ہے بہت سے قید ہو چکے مسلمانوں کو بہت ناگوار ہے
کوکب کا قید ہونا اپنے عہد دولت میں کوکب سے انکی شراکت کی اس احسان کا معاوضہ
اہل اسلام یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح بنے کوکب کو رہا کریں فرزند حمزہ شاہزادہ بدیع الزماں
لشکر لیے ہوئے میری حوالی سے جاتا ہے میں نے چاہا اُسنے نہ اُلجھوں مگر وہ لوگ کو آمادہ جنگ
دیکھا یہی واسطے آئے ہیں کہ چاہتے ہیں ملکوں پر قبضہ کریں تا طلسم نور افشاں پہونچیں
میرا رفیق چوب جادو گیا نہیں معلوم کیونکر اُسکا سر کاٹ ڈالا اب میں کیونکر صبر کروں لشکر
تیار کرایا ہے یہ جانتا ہوں کہ وہ غیر ساحر ہیں ایک سحر میں سب کا کام تمام کر دونگا لیکن نہیں معلوم
کیا سبب ہو جاتا ہے کہ ساحران لوگوں کے ہاتھ سے قتل ہوتے ہیں چوب جادو نے جبکہ
ہنگامہ ڈالدیا تھا نہیں معلوم کیا سبب ہوا کہ وہ مارا گیا یہ پسر حمزہ وہ گستاخ ہے کہ دختر

خداوند لقا کو نکال لیگیا لقا نے بڑی بڑی مدد کی دوش کی وہ شاہزادی پلٹ کر نہ آئی اب طرف
طلسم نور افشان کے جاتے ہین دیکھیے وہان کیا گذرے ملکہ نرگس گلگون پوش نے یہ حالات
سُنے مشتاق ہوئی کہ جمال بیمثال اُس نوجوان کا کیونکر دیکھون آتشبار تو باپ تھا نرگس کو کمال
اشتیاق پیدا ہوا ایک کنیز سے کہا بادا جان لشکر کشی کر کے برسر پسر حمزہ گئے ہین تو جا کے
شہر دیکھ تو وہ لوگ کیا کرتے ہین جب سحر وہ نہین جانتے ساحرون سے کیونکر لڑینگے کنیز واسطے
خبر کے روانہ ہوئی عرض کر گئی کہ مفصل خبر لاؤنگی یہان شاہزادہ بدیع الزمان بارگاہ مین
بیٹھے ہین اول امیہ نے آکر سر چوب جادو کا پیش کیا کہا اسی سے سحر کی آندھی تھی یہان کے
بادشاہ کو خبر پہونچی اُسنے اسکو بھیجا تھا مین نے جاتے ہی اسکی گردن لی اب یقین ہے کہ لڑائی ہوگی
بدیع الزمان نے کہا یہ دریافت کرو کہ طلسم نور افشان یہان سے کتنی دور ہے امیہ نے عرض کی
کہ یہ تو مین نے دریافت کیا کہ یہ آتشبار جادو بادشاہ طلسم نور افشان کو خراج دیتا ہے
اگر خدا نے فضل کیا اور یہ ملک فتح ہوا تو راستہ طلسم کا ملیگا اسی ملک کی وجہ
بدیع الزمان نے کہا انشاء اللہ اسکا فتح کرنا واجب و لازم ہوا یہ ذکر تھا
آیا بدیع الزمان نے کچھ اسباب خریدا پوچھا کہان سے آتے ہو عرض کی
سیر کرتا آتا ہون شاہزادہ خاور سپاہ کا وہان گذر ہوا دو ملک فتح کیے
مار چکے پہلوان بھی قتل ہوئے اب بڑے زور و شور سے لشکر ساحر وغیرہ ساتھ
طرف طلسم نور افشان کے جاتے ہین بدیع الزمان نے تاجر کو رخصت کیا امیہ
سُنا اس خاوری نے آفت برپا کر دی ہین کئی ملک فتح کیے اب لشکر گران
طلسم نور افشان کے جاتا ہے اگر کچھ عرصہ ہوا بارگاہ مین پہنچنا مشکل ہے
جلدی کرو ایسا نہ ہو وہ پہونچ جائے بارگاہ مین اسقدر غلغلہ تھا کہ
امیہ نے عرض کی یہ چوب جادو مارا گیا یقین تو یہ ہے کہ بادشاہ لشکر کشی
کرے نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی بدیع الزمان باہر نکل آئے دیکھا
پر سوار کئی سو ساحر خلقت کو گھیرے ہوئے پشت پر ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار
لدا ہوا اس زور و شور سے آتشبار آکر پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی شلنگ
ای شہنشاہ جب سے مین نے سُنا کہ چوب مارا گیا دل کو جوش ہے کہ مسلمانون کو قتل کرون
میرے ساتھ کیا کرتے ہین مین سب طرح ہوشیار رہونگا دھوکا نہ کھاؤنگا آتشبار نے قبول کیا
شلنگ نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا بدیع الزمان کو خبر پہونچی اُنھون نے بھی طبل جنگی
بجوا دیا امیہ بانا ئے عیاری سے آراستہ ہو کر لشکر آتشبار مین آیا دیکھا شلنگ جادو
کئی ہزار ساحرون کو ساتھ لیے ہوئے اپنے دربارگاہ پر بیٹھا ہے ساتھ والون سے
کہہ رہا ہے مین آج رات کو نہ سوؤنگا اگر کوئی نیا آدمی میرے لشکر مین آئے مجھے نہ پوچھنا
اُسکو گرفتار کر کے مار ڈالنا مین تو دیکھون غیر ساحر ہمارے سامنے کیونکر آتا ہے ساحر کا
مار لینا کیا کھیل ہے بیوقوف مارے جاتے ہین ذرا انسان عقل کو دخل دے غیر ساحر کی بھی یہ مجال ہے

کہ ساحر کے سامنے آئے اور عیاری و مکاری کرے امیر دیر تک ٹھہرا رہا کوئی موقع ملاقات کا
نہ پایا پھر جو دیکھا کئی خوانچے والے تھی گھسیارے اسی گمان پر گرفتار ہو کر آئے کہ عیاران لشکر اسلام
ہین وہ بیٹھے ہی کہا انکے سر کاٹ ڈالو امیر کھڑا دیکھ کیا دل سے کہتا ہے یہ بڑا ہوشیار ہے
اسکے مقدمے مین بڑی مشکل پڑیگی رات بھر امیر اسی فکر مین رہا مگر کوئی تدبیر نہ بن پڑی کہ
ستارہ سحری آسمان پر چمکا لشکر میدان کارزار مین جانے لگے شلنگ ہنستا ہوا سامنے
آتشبار کے آیا کہا حضور مین نے رات بھر جاگ کر بسر کی دس بارہ عیار قتل کیے
حضور گھسیارے بنکے آئے خوانچے والے بنے مزا پھر دن مین کتنے پھرتے تھے مین نے جسکو پایا
گرفتار کیا یہ سب وہی تھے جنھون نے حرب کا سر کاٹا اب غلام طرف میدان کارزار کے
جاتا ہے جب رات کو کچھ نہ ہو سکا تو اب دن کو کیا عیاری کرینگے آتشبار نے خوش ہو کر
شلنگ کو خلعت دیا کہا بڑے لطف سے تمنے شب بسر کی شلنگ طرف میدان کارزار کے
چلا گئی ہزار ساحر اسکے بھی ساتھ ہین کنیز ملکہ نرگس کی جو واسطے خبر کے آئی تھی جا کر ملکہ سے
خبر کی کہ داری شلنگ جادو آپ کے باپ کا مصاحب یہ لڑائی اسنے اپنے ذمے لی ہے
رات بھر مین بارہ عیار اسنے مارے اب طرف میدان کارزار کے جاتا ہے بڑا ہی ہوشیار
ساحر ہے آج کوئی مسلمان زندہ نہ بچیگا نرگس بیقرار ہو گئی کہا ہم بھی جا کر تماشا دیکھینگے
اگر بن پڑیگا تو داماد قدرت کو بچا لینگے اگر تصور کیا جائے تو وہ شخص ایسا بزرگ ہے کہ
جاگتی جوت ہے خداوند نے اپنا داماد بنایا اگر قصد کرتے سنگ سیاہ کر دیتے مگر داماد کا
رہنا مناسب جانا اگر اسکی مدد کی تو خداوند پر احسان کیا کیا مضائقہ ہوگا کنیز نے کہا
اری بجا ارشاد کیا نرگس گلگون پوش طاؤس پر سوار ہوئی چند کنیزون کو ساتھ لیکر
ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری دیکھا لشکر میدان کارزار مین آئے آگے ایک جوان آفتاب جمال
خورشید جلال تیغ کمر سے حمائل سپر فولادی پشت پر کمان کیانی اس لطف سے آراستہ ہے
صاف ثابت ہوتا ہے کہ ماہتاباں برج قوس مین آیا جوش پر ایام جوانی حسن مین لاثانی
جمال جہان آرا سے شاہزادہ والا قدر دیکھکر پسینہ آگیا قلب مضطرب ہوا ہر چند چاہا اپنے کو
سنبھالے نہ سنبھلسکی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی کنیزون نے پھولون کی پنکھیان جھلین گھبرا کے
ملکہ نے آنکھ کھول پریشان اس جانب دیکھنے لگی ہوش و حواس اڑے ہوئے آنکھون
مین تری حواس مین ابتری کنیزون نے گھبرا کے پوچھا نزاکت سے حضور کو غش آگیا
ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا تمسے کیا بیان کرون نظم

دارم دل دیوانہ صد داغ ہجران دربغل	چشمی و چندین نسخہ خواب پریشان دربغل
نازم بکافر کیشی زلف سیہ کارش کہ او	ہم راہ ایمان میزند ہم کردہ قرآن دربغل
در سینہ آتش مشتعل زرد دیدہ دریا موج زن	ہر شعلہ دوزخ آفرین ہر موج طوفان دربغل
دارد دلم ہمچون صبا تا کس نغمازی کند	چاک دل خود میکنم چون غنچہ پنہان دربغل
وز مرا صد خلعتے ستہاے تم در آستین	صبح مرا صد خلعتے شام غریبان دربغل

دوشینه من دیدم چون صبا خاک سر کوی بسر — تختے سہ دیدم چون آئنہ تصویر جانان در بغل
از چشم خواب آلودہ ات بر دین و دل این ستم — این ترک خواہد از ستم خنجر ز مژگان در بغل
در دل خیال غمزہ صد نیش در پہلو شکن — در سینہ دل یکقطرہ خون صد لخت پیکان در بغل
چشمت فریبی میکند در کار زاہد کش بود — یکجرعہ پنہان حیف لب یکجام پنہان در بغل
دیدم سحر صہبائے آشفتہ در میخانہ — ساغر بکف شعری بلب اوراق دیوان در بغل

کنیزون نے عرض کی لونڈیان ہین سمجھین ملکہ نے منھ پھیر لیا چپ ہو گئی کہا صاحبو اب میدان
کا تماشا دیکھو کہ شلنگ جادو میدان کارزار مین آیا گھوڑا پھیرتا ہوا کہتا ہے کون صاحب
عیار کیونکر عیاری کرتے ہین ہمارے پاس کوئی صاحب آتے مین بہت مشتاق تھا اسکے
فرقہ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بارہ عیار مین نے قتل کیے لاشے بھی اُنکے
نہ اُٹھائے اب جسکو ہوس ہو وہ آئے یہ جو اسنے نعرہ کیا اسپر کچھ امش رہا جو ساتھ والون
سے کتنا ہی بچایا اپنے لشکر کے گھیا سے قتل کیے ہونگے کہ فضل بن کیا ہور نے
گھوڑا صف سے نکالا بدیع الزمان کو سلام کیا ہرچند بدیع الزمان نے منع کیا فضل نے
نہ مانا گھوڑے کو اُڑا کر طرف میدان کے چلے ملکہ دیکھ رہی ہین جب دس قدم فضل کو باقی رہگیا
شلنگ نے سحر کیا مرکب فضل کا بدلگامی کرنے لگا چاہتا ہے پشت سے گرا دون فضل ہرچند
چاہتے ہین گھوڑے کو روکون قریب شلنگ کے پہونچون مرکب بھاگا جاتا پھرتا ہے شلنگ
قہقہے مار رہا ہے کہتا ہے دیکھو صاحبو ایسون کا قتل کرنا کیا مشکل ہے سب کو دیوانہ کر کے مارونگا مزا
یہ ہے کہ اپنی جان سے خود بیزار ہوا اپنا گلا آپ کاٹے ملکہ نرگس گلگون پوش نے جو دیکھا زانو
پر ہاتھ مار کر کہا کیون صاحبو یہ مسلمان کس بھروسے پر ساحرون سے مقابلہ کرتے ہین شلنگ نے ہلکا
سا سحر کیا ہے اسکو بھی دفعہ نہین کرسکتے بدیع الزمان بھی اپنی صف سے حیران حیران دیکھ رہے
حال پر فضل کے تاسف آتا ہے ہرچند فضل چاہتا ہے کہ قریب شلنگ کے پہونچون گھوڑا اُٹھنے
نہین دیتا ملکہ نے قصد کیا سحر شلنگ کا دفع کر دون کنیزون نے منع کیا کہا حضور آپ کے
والد کے خلاف ہوگا قارن بلند کمان نے جو فضل کا یہ حال دیکھا گھوڑا صف سے نکالا
بدیع الزمان سے اجازت بھی نہ لی کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر شلنگ کو مارا شلنگ
نے اُف کی شعلہ آتش منھ سے نکلا تیر جلگیا کئی تیر قارن نے مارے اُس خداشعار تک تیر نہ
پہونچے شلنگ نے اسپر بھی سحر کر دیا گھوڑے نے جست کی قارن زمین پر گرا فضل کا بھی
گھوڑا الف ہوا فضل بھی گھوڑے سے گرا دونون جوان چاہتے ہین زمین سے اُٹھین ہاتھ
پاؤن مین حس و حرکت نہین ملکہ بہار بہت بیزار ہے مصنف عرض کرتا ہے کہ گیارہ سردار شاہزادہ
بدیع الزمان کے فرداً فرداً نکلے اسی طرح گھوڑون سے گرے زمین پر پڑے لوٹ رہے ہین
چاہتے ہین اُٹھین ہاتھ پاؤن قابو مین نہین گیارہ سردار جو بدیع الزمان کے زمین پر گرے
بدیع الزمان نے چاہا گھوڑا بڑھاؤن اور نعرہ کیا او بچیا یہ کیا حرکت لغو ہے جو تو نے ساتھ
ان بہادرون کے کی مین آتا ہون ملکہ نرگس گلگون پوش نے جو دیکھا کہ اُس شیر بیشہ جرأت

ویکہ تاز میدان جلالت سے بڑھے ہاتھ ڈالا چاہا مرکب کو اُڑا دین ملکہ نے گھبرا کر کہا لو صاحب غضب ہوا افسر صاحب نکلتے ہین وہ بھی سحر سے نا واقف ہین اگر کچھ سحر جانتے ہوتے اپنے سردارون کو بچا سکتے جوش جرأت مین آتے ہین اب مین ضرور سحر کرونگی وہ بھی آکر بلا مین مبتلا ہو جاینگے یہ کہکے جھول پر ہاتھ ڈالا شمشنگ نے جو دیکھا کہ بدیع الزمان نے قصد کیا پکار کر آواز دی مین تو آپ کا مشتاق تھا تشریف لائیے دیوانہ کرکے سب کو قتل کرونگا ایک ہی مرتبہ سحر کرونگا عوض پانی کے تلوارین آسمان سے برسین آپکے ساتھ والے ایک ایک قطرہ آب کو ترسین یہ کہکے جھول پر ہاتھ ڈالا کچھ اسباب سحر نکالا اسمائے سحر پڑھنے لگا کہ طرف سے صحرا کے گرد اُڑی ملکہ نے بھی قصد کیا تھا کہ جب یہ بدیع الزمان پر سحر کرے تو مین ایسا سحر کرون کہ یہ خود تڑپنے لگے صحرا سے گرد جو اُڑی اُس گرد سے آواز آتی تھی او بچیا اسی طرح سحر کرتے ہین وہ سحر کہ مسلمان زندہ نہ بچین شاہان طلسم کو خبر ہو گئی کہ تو میدان کارزار مین سخوا ین کر رہا ہے سب نے دیکھا کہ ایک ساحر مہیب بشکل عجیب ایک بڑا سا کاغذ ہاتھ مین چھپا ہوا آتا ہے کلمات سخت کہتا ہوا برابر شلنگ کے پہونچا ملکہ بھی یہ نگاہ غور دیکھ رہی ہین کہ اس ساحر نے آکر نامہ پھینکا کہا او بچیا ہمارے شاہ ہمہ دان و ہمہ گیر بادشاہ مانند ہیر ہین تو یہان لڑ رہا ہے اُنھون نے مرات افق مین ملاحظہ فرمایا مجکو حکم دیا کہ جا کر اُسے تنبیہ کر دو وہ سحر کرے کہ مسلمانون پر آگ برسے تلوارین گرین سب کے سر کٹین تب لطف ہے یہ کیا مسخراپن کرتا ہے شلنگ نے نامہ اُٹھایا سر نامے پر شاہان طلسم پائی آنکھون سے لگا یا سر پر رکھا نامہ کھولنے لگا جیسے ہی نامہ کھولا دھوان نکلا یہ کہکے لڑکھڑایا ساحر نے پٹ کے خنجر مارا نعرہ کیا منم امیہ بن عمرو کیون بہ بڑے ہوشیار بنتے تھے ہوشیاری جل مار کر شلنگ کو جا گا نخلستان مین غائب ہوا آتشبار نے جو یہ معرکہ دیکھا دون کر رہا طبل امان بجوا کر پلٹا کہتا ہوا کہ یارو یہ کیا معرکہ گذرا میرے رفیق نے بڑی ہوشیاری کی مگر انجام بخیر نہ ہوا اس ذلت سے مارا گیا مگر نہیں سمجھو نگا دیکھون عیار کیا کرتے ہین یہ کہتا ہوا پلٹا ادھر شاہزادہ بدیع الزمان اپنے سردارون کو ساتھ لیکر پلٹے ملکہ نرگس گلگون پوش جب کھڑی ہو کنیزون نے عرض کی اب تو لشکر پلٹے گئے آپ بھی تشریف لیچلیے ملکہ نے طرف بارگاہ شاہزادہ بدیع الزمان کے دیکھکر آہ کی یہ اشعار عبرت آثار زبان سے نکلے نظم

دل بے تیری کا دشمن جینا مجھے دشوار تھا ای مرے درد جگر تو بھی مزاج یار تھا

جب مین بیتابی سے گھبرایا تشفی اپنے کی مونس جان حزین شب ہجر ترا اقرار تھا

دل کی گھبراہٹ سے جب تڑپا شب فرقت مین تیرے در سے متصل اپنے پس دیوار تھا

رات بھر سنتا رہا اب عذر لاعلمی نہ کر بے سبب آہین نہ تھین آخر کوئی بیمار تھا

ہاے مین مٹنے تو بہت چاہا مگر ای جان جان مجکو مرنا بھی شب غم مین ترا دیدار تھا

داستان شوق میری ہر نہ چلتی عمر بھر خاک گنتا وہ اسے اک حشر کا طومار تھا

یہ تو مضمون گذشتہ ہے وفا آمیز کی کیا نصیب دشمنان تو بھی کسی کا یار تھا

اتنی خودسری لو ارہ کی نہ کی لیکن خبر جی دہل جاتا ترا وہ حال بیزار تھا

غیر لے تیر سے سوا پائی نہ آنکھوں میں جگہ
صدقے میں اس سرعت تیر نظر کے ای نسیم

پاسبان خواب راحت دیدۂ بیدار تھا
اُف بھی ہم کہنے نہ پائے وہ جگر کے پار تھا

کنیزوں نے کہا واری ہماری سمجھ میں یہ پہیلی نہیں آئی ملکہ نے کہا تم لوگ جاؤ میرا یہاں سے جانے کو دل نہیں چاہتا مجھے چاہتا ہے اسی مقام پر رہوں کنیزوں نے کہا واری صحرائے وحشت خیز ہول انگیز آپ کے رہنے کے لائق نہیں ہے ملکہ نے کہا میرا دل یہی چاہتا ہے کہ میں اسی مقام پر رہوں کنیزوں نے منت و خوشامد کی شام بھی ہونے لگی تھی زبردستی تخت پر سوار کیا ملکہ پریشان پریشان پلٹ پلٹ کے طرف بارگاہ بدیع الزمان کے دیکھتی ہوئی طرف اپنے مکان کے چلی ارادہ تو یہ تھا کہ باغ میں جاؤں طرف محل کے گذر ہوا ماں نے جو جاتے دیکھا کہا لی لی ابتو دو دو دن باغ ہی میں رہتی ہو آج یہاں آؤ ملکہ نرگس اُتر پڑی کہ ناظر نے آکر عرض کی کہ شاہ تشریف لاتے ہیں سب استقبال کو اُٹھے دیکھا آتش بار جادو پھولا ہوا کہا صاحبو آج عجب معرکہ ہوا شلنگاف جادو نے آفت برپا کر دی تھی اسنے اسقدر ہوشیاری کی کہ رات جاگ کے بسر ہوئی عین میدان کارزار میں عیار بدیع الزمان نے اسکو مار اسقدر جلدی نکلگیا کہ کوئی سحر نہ کرسکا اب ارادہ ہوا کہ میں خود طبل جنگی بجواؤں کہ سالک جادو وزیر اعظم نے یہ عہدہ اپنے ذمے لیا اب وہ طبل جنگی بجوائیگا اسکے سحر سے کوئی زندہ نہ بچیگا ایک ہی شور ایسا کریگا کہ زمین کانپ جائیگی یہ کہکے آتش بار تو باہر گیا سالک کے نام پر [illegible] طبل جنگی بجا یہ خبر بدیع الزمان کو پہونچی یہاں بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا ملکہ نرگس گلگون پوش گھبرا گئی کہا مادر مہربان میرا دل گھبراتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے میں اپنے باغ کو جاؤنگی ہر چند ماں نے روکا نرگس نے نہ مانا اُسی وقت سوار ہو کے اپنے باغ میں آئی باغ کو دیکھکر اور زیادہ طبیعت گھبرائی جب چند رازداروں نے بہت پوچھا کہا صاحبو میں کیا کروں میرا خود بخود دل گھبراتا ہے جی چاہتا ہے کہیں نکلجاؤں گریبان چاک کروں اپنے کو دشت نجد میں پہونچاؤں قبر مجنوں پر جاکر سوال کروں نظم

نہ بر میں دل نہ سینے میں جگر ہے
وہ جیسی صبح ویسی ہی شب ہجر
نہ بازو ہے نہ گردن ہے نہ سر ہے
لگی لو شمع ساں اک شعلہ رو کی
نسیم اپنی خدا ہی پر نظر ہے

مآل عاشقی کیا پوچھتے ہو
غضب کی رات آفت کی سحر ہے
تمھیں کیا ہے جو گذری سو گذری
بلا سے سر گئے اب کسکو ڈر ہے

عجب تیر نگہ میں کچھ اثر ہے
جگر کے پار ہر تیر نظر ہے
قفس چھوڑا عجب صورت سے ہمنے
حساب ای جان ہمارا حشر پر ہے
غرض مطلق نہیں مجھکو کسی سے

شاید استاد والا نژاد کچھ تدبیر بتائیں مجھکو بہلائیں اُنکی عمر عشق میں گذری یہ بھی سنا ہے کہ قبر لیلی پر جاکر آنکھیں چڑھا دیں بہ جوش و خروش آواز دی کیوں صاحب یہ آنکھیں تمھاری مشتاق تھیں انکو نذر گذرانتا ہوں ہمکو بھی اپنے پاس بلا و عدم میں تو چین پائیں دنیا کی کشاکش اُٹھا چکے ابتو وصال ہو دفع ملال ہو سنتے ہیں کہ قبر شق ہوئی مجنوں قبر میں سما گیا بعد مرنے کے وصل ہوا ہر وقت وصال وصل ہوا اسی طرح کی ملکہ بیقرار ہے انتہا کی اشکبار ہے وہ کالی رات نہیں کٹتی گھبرا رہی ہے کبھی شمعہائے [illegible]

نظر پڑی کہا کیون صاحبو بے زبان پروانے کیون جلتے ہین جسم سے جگنو کے شعلہ ہاے آتش نکلتے ہین
کنیزون نے عرض کی شمع بھی تو اشک حسرت بہا رہی ہی اپنا سوز و گداز دکھا رہی ہی صبح کو دود غم
خاتمہ ہی ملکہ نے زانوون پر ہاتھ مارا کہا صاحبو عاشق و معشوق دونون تباہ ملکہ کا تو یہ حال
چار گھڑی رات رہے اسباب سحر جھولی مین بھرا اپنے کو شعلۂ جوالہ بنایا طاؤس پہ سوار ہوکر
طرف اُسی پہاڑ کے چلین کہا صاحبو چلکر تماشا تو دیکھون میان سالک کس راہ پر جاتے ہین
کون سا سحر کرتے ہین مین نے سب سحرون کا ذبہ تجویز کر لیا ہی ملکہ تو طرف پہاڑ کے جاتی ہین جب
سالک نے طبل جنگی بجوایا شاہزادہ بدیع الزمان کو خبر پہونچی ہرکارون نے بھی یہ خبر کہی
کہ سالک نامے ساحر وزیر آتش بار آمادہ ہوا ہی کہ لشکر حضور کے تباہ کرے پچاس ہزار
ساحر اُسکے ملے ہین بارگاہ استادہ ہو رہی ہی تیاری مین مصروف ہی تمام انتظام اُسی کی ذات
پر موقوف ہی یہ خبر سُنکر امیہ چلا کہا میان سالک کی تدبیر کرون شاگردون نے چاہا ساتھ دین
امیہ نے کہا کسی کی احتیاج نہین آپ لوگ لشکر مین ٹھہرین اگر بنتا ہی تو مین اُسکو لاتا ہون
اُسی کی فکر مین جاتا ہون امیہ صورت بدل کے لشکر کفار مین آیا دیکھا بارگاہ استادہ ہو رہی ہی
جو ساحر بڑے ہین اُنکے خیمے استادہ ہو رہے ہین امیہ بصورت سبیل کھڑا ہوا مجمع ساحران
مین ٹھہرا بارگاہ کو دیکھ رہا ہی ترکیبین بتاتا جاتا ہی فراشون مین ملگیا کہتا جاتا ہی اس ستون کو
کج ہی طنابین کھینچ دو کہ اندر سے سالک جادو نکلا امیہ نے جھککر سلام کیا سالک
نے کہا تو کون کہا حضور آپ کا فراش بہت لطف سے فرش کر دونگا امیدوار ہون چند
باتین تخلیے مین کرون مین نے ابھی عیار بدیع الزمان کو دیکھا فقیر بنا ہوا بھیک مانگ رہا ہی
حضور میرے ساتھ چلین تو بتا دون اسی تدبیر مین ہی کہ عیاری کرے مین نے اُس سے باتین
بھی کین پہچان گیا کہ یہ عیار مکار ہی سالک نے کہا کہان ہی اشارہ کیا میرے ساتھ چلیے
وہ سامنے نخل جو معلوم ہوتا ہی اُسی کے سائے مین بیٹھا ہی لنگا پہر بالکل چاہتا ہی عورت
بنکے عیاری کرے جب تو مین نے پہچانا سالک نے کہا مین چلتا ہون ساتھ والون سے کہا تم
بارگاہ استادہ کرو مین ابھی آتا ہون امیہ سالک کو لگا کر لیچلا راہ مین باتین کرتا ہوا لیے
حضور اس مقام پر وہ ٹھہرا تھا دیکھیے روٹی کے ٹکڑے پڑے ہین سالک دیکھتا ہوا ساتھ ساتھ
امیہ کے ایک نخل کے قریب آیا کہا دیکھیے وہ بیٹھا ہی لنگا پہن رہا ہی سالک نے منھ پھیرا
امیہ نے حلقے کمند کے ڈالدیے سالک نے چاہا منتر حباب مارکر بیہوش کیا پشتارہ
باندھکر لے بھاگا اسکے ساتھ والے بارگاہ استادکر کے آپس مین کہنے لگے مالک ہمارے
کسکے ساتھ گئے دو تین خدمتگار دوڑے دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہے
پکارا ارے تو کون ہی امیہ نے پلٹ کر دیکھا وہ جادوگر دوڑے ہوئے آتے ہین امیہ کو
کچھ بن نہ پڑا پشتارہ پھینککر بھاگا اُن جادوگرون نے آکر سالک کو ہوشیار کیا
گھبرا کر پوچھا ارے یہ کیا معرکہ تھا ساحرون نے کہا حضور آپ کو عیار لیے جاتا تھا بچ
رہا کیا رات بہت قلیل باقی تھی جب یہ معرکہ ہوا غصے مین سالک نے کہا ابھی لشکر تیار کرو

جا کر لشکر مسلمانان کو تباہ کرونگا لشکر مین قرنا ہوئی ساحر تیار ہونے لگے اسی وقت شور آیا ت
ہوا ہنگامہ جو ہوا آتش بار جادو بیدار ہوا خدمتگارون سے پوچھا ارے یہ کیا آفت برپا ہے
کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان عیار بدیع الزمان نے آکر
سالک کو فقرہ دیا گرفتار کر لیا لیکن ملازمہ اُسکے پھنسنے سے رہا کر لیا اب سالک کو
غصہ آیا اسنے قرنا گرائی لشکر تیار ہو رہا ہے وہ اسوقت مسلمانون پر جاتا ہے آتش بار نے
کہا عیار بڑے مکار و غدار ہین ایسے ساحر ہوشیار پر عیاری کر گئی بیشک اسکو نہایت
غصہ ہوگا آتش شعلہ وہ آج ایک ہی سحر مین زمین ملا دیگا مسلمانون کا بچنا دشوار ہوگا یہ
کہکے تخت پر سوار ہوا آنکھین ملتا ہوا باہر نکلا مگر سالک سے پیدل آگے بڑھا ہوا لشکر تمام
پشت پر چلا آتا ہے ملکہ جو آکر پہاڑ پر ٹھہرین دیکھا سالک آگے بڑھا ہوا لشکر کو لیے ہوئے
جاتا ہے یہان بدیع الزمان خود دیدبانے پر تھے سب طرف پھرتے کنارے پر لشکر کے
آکر ٹھہرے ہین کہ امیہ گھبرایا ہوا سامنے سے آیا بدیع الزمان نے پوچھا کیا ہے عرض کی
افسوس ہے کہ ناسپاری کی مین نے سالک کو پکڑ لیا تھا ساحر اُسکے چھوڑنے پہنچا دیکھ لیکن عیار کا
وہ اسی وقت لشکر لیکر آتا ہے بدیع الزمان نے کہا قرنا گرا دو امیہ دوڑا بارگاہون پر
سردارون کے آواز دی یارو لشکر کفار آتا ہے آقاے نامدار کنارے پر لشکر کے کھڑے ہین
پانچ چار مشعلچی قریب بدیع الزمان آگئے شاگردان امیہ بھی تیار ہونے لگے ملکہ پہاڑ پر
کھڑی ہین کنیزون سے کہ رہی ہین واہ غضب دیکھو سالک لشکر کو لیے ہوئے آتا ہے
یکایک کنارے پر لشکر کے روشنی ہوئی ملکہ کی نگاہ پڑی شاہزادہ بدیع الزمان مسلح و مکمل
کھڑے ہین مشعلچی گرد آگئے خود زرین سر پر تیغہ ہاتھ مین پکار کر فرما رہے ہین یارو گھبرا کر
اُٹھو مین لشکر کفار کو روکونگا جلدی کرو جانباز سرفروش ہر طرف سے چلے آئے ہین
رات قلیل باقی ہے ستارہ سحری چمکا چاہتا ہے شاہ زرین آفتاب فوج شعاع و ضیا لیکر قلعہ
مغرب سے نکلنے کا مشعل مہر روشن ہو چکی ہے شہنشاہ ماہتابان باحال پریشان فوج ثوابت و
سیارگان کو ساتھ لیکر فرار پر قرار کیا چاہتا ہے رُخ انجم پر اداسی جھلا رہی ہے ہین مہ
فوج مہتابان دیکھکر گھبرا رہے ہین افسران کلان یعنے جو بڑے بڑے تارے تھے وہ
پہلے ہی غائب ہو گئے اب اہلیان فوج انجم بھاگنے کے طالب ہوئے شاہزادہ بدیع الزمان
فوج سالک کو دیکھکر ہوشیار ہوئے مرکب کو مہمیز کیا چاہتے ہین کہ جا پڑین ملکہ نے گھبرا کر دوڑ کر
ہیٹ لیا کہا کیون صاحب یہ کس بھروسے پر جاتے ہین مناسب تو یہ تھا کہ کہین چھپ کر
سامنے لشکر سالک کے نہ آتے آخر اُسکے لشکر کو کیونکر روکینگے اس حال سے بیت ناگاہ دیکھو
کیون نہ مثل زلف پریشانی ہو کیون نہ آئینہ رخسار پر حیرانی ہو اب مجھے صبر نہین ہوتا تم

تیری پابوسی سے اپنی خاک بھی مایوس ہے — نقش پا پر نقش پا تا عالم کف افسوس ہے
ہاے یا مرغ مجنون کی جنون افزائیان — میرے سر کو سایۂ بال ہما منحوس ہے
چشم دریا بار ہے کسکے خیال خط مین جو — قلب ای داغ افزائے پر طاؤس ہے

کیا یہ مطلب ہے کہ برعکس وفا ہو گی جفا | جو تمہارے عہد نامے میں خط معکوس ہے
ہاں جلایا جی حجاب شمع رو نے اور بھی | سوز پروانے کو مانع پردۂ فانوس ہے
بسکہ شام وصل آغاز سحر میں مر گئے | سینہ کوبی اہل غم کی ہم صدائے کوس ہے
غیرت آمد شد دشمن سے تلووں سے لگی | جل بھنے اب کہ حال شعلۂ معکوس ہے
گر نہ ہو شکر جفائے متصل سے درد سر | لب پہ کچھ کچھ التماس جان غم مانوس ہے
نزع میں جی کا نکلنا تیرا آنا ہو گیا | بسکہ مرتے مرتے دل میں حسرت پابوس ہے
شاعری اپنی ہوئی نیرنگی دانشوری | جو سخن ہے سحر طلسم راز بطلیموس ہے
کر چکا ہوں دور اخلاص بتان میں انتہا | میں نہ مانوں گا کہ مومن زاہد سالوس ہے

یہ کہکر ملکہ نے پر پرواز پیدا کیے آسمان پر جاکر مثل ستارۂ سحری چمکی سحر کیا لشکر سالک میں ہنگام
ہوا چلتے چلتے سب رنگ گئے ہر شخص یہی کہتا ہے کہ بڑی دور آئے اب ہم سے چلا نہیں جاتا اپنے
پڑاو پر جاکر ٹھہر جائینگے پھر آئینگے یہ کہکے پلٹے سالک نے جو پلٹ کر دیکھا کہا یارو کہاں جاتے ہو
کہا حضور ہمارے پیر تھک گئے ہم سے چلا نہیں جاتا اپنے پڑاو پر جائیں سامان کرکے آ جائینگے
ملکہ نرگس گلگون پوش ڈر رہی ہے ایسا نہ ہو آتش بار آگاہ ہو جائے آتش بار کا تخت چلا ہے
بارگاہ سے نکلا ہے کہ اسنے دیکھا لشکر سالک پلٹا آتا ہے پکار کر آواز دی یارو کیوں پلٹے آتے ہو
کیا لڑائی فتح ہو گئی سب نے کہا حضور ہم کو پیدل لیگئے اتنی دور کا جانا آخر پلٹ آئے آتشبار
نے کہا ارے کمبختو افسر کو تنہا چھوڑ دیا پلٹ جاؤ افسروں نے بڑھکر عرض کی حضور عجب
معرکہ ہوا جب آموں کے باغ سے نکلے دل یہی چاہتا تھا کہ پلٹ جائیں آپ کے فرمانے سے پھر
جوش آیا جی چاہتا ہے افسر کے پاس جائیں یہاں سالک نے جو دیکھا کہ ساتھ والے سب
پلٹ گئے غصے میں آواز دی کیا میں تم سبھوں کے بھروسے پر آیا تھا یہ کہکے اسم سحر پڑھا
گولہ پھینکا قصد ہوا تھا کہ مسلمانوں پر مارو مگر اپنے لشکر کے پھینک مارا دو ہزار آدمی
جلکر گرے غل بلند ہوا افسر صاحب معاف کیجیے ہم ناحق پٹے حاضر ہوتے ہیں یہ کہکے پہنچے
اب کی مرتبہ سالک نے مارنے کے واسطے نکالے طرف اپنے ہی لشکر کے پھینک مارے اور ہزار جادوگر
جلکر گرے اب تو ساحر آمادہ کرکے سالک پر جا پڑے پکار رہے ہیں کہ ایسے افسر کا زندہ رہنا
مناسب نہیں ہے چہار طرف سے گولے پڑنے لگے سالک بھی طرف اپنی فوج کے پلٹ کر اکیلا
اپنی فوج سے لڑ رہا ہے کئی ہزار جادوگر مارے شاہزادہ بدیع الزمان انتظار کر رہے تھے
کہ یکایک دیکھا تمام ساحروں نے سب کو گھیر لیا گولے ترنج پڑنے لگے ملکہ نرگس آسکی
آسمان سے سحر کر رہی ہیں اب تو بس پڑیں سالک بھی راہ بھولے ساتھ والے ایسے چھوٹے
کہ افسر کے قتل کرنے پر آمادہ رحم کم غصہ زیادہ بدیع الزمان کو ملکہ نے جو دیکھا کہ گھوڑا بڑھا
چلے آتے ہیں طاوس پڑھکر سحر کیا کہ بدیع الزمان نے سر اٹھایا نگاہ پڑی کہ ایک نازنین سرو قد
گردن بہار کی ڈھلکا ہوا دریائے جواہر میں غوطہ زن گل گلزار حسن و جمال ماہ آسمان کمال
غنچہ دہن سیمتن ہر اعضا درست چالاک و چست بدیع الزمان تھرا گئے ملکہ نے جو دیکھا آنکھیں

نرغہ مین آئے چار سو کے سر اُڑ گئے صدہا خود سر مر کر گرے زمین پر تڑپنے لگے بعضے آواز دیتے ہین
اے آقائے نامدار ہماری کیا خطا ہے آنکھین سرخ بیقرار و بیتاب ہی قصد ہے کہ جلوہ کرکے افسر
کو پکڑ لین سالک مثل شعلۂ جوالہ تڑپ رہا ہے کبھی پیدلون پر جا پڑا کبھی سوارون سے لڑا
ایک جادوگر نے بڑھکر نیزہ مارا شانہ اُسکا نشانہ ہوا اُسنے خون اپنا جادوگرون پر چھینکا
کئی سو جادوگر جلگئے ایک ساحر نے بڑھکر ہتھ تلوار کا مارا اُسنے سپر سحر کو اُٹھایا مگر تلوار نے
سپر کو کاٹ دیا کم گنتا سالک نے پکار کر کہا ارے یہ کیا معرکہ ہے کہ میرا سحر نابود ہوتا ہے
یہ کہکے سر جو اُٹھایا اپنے شاہ کی دختر بلند اختر ملکہ نرگس گلگون پوش کو دیکھا کہ طاؤس پر بال
پر سوار اسباب سحر ہاتھ مین آنکھین جل جاتی ہین نگاہ کی گردش سے ساحرون کے سر کٹ
کٹ کے گر رہے ہین جا بجا تھا کہ پکار دن ملکہ نے ہاتھ ہلا دیا ایکبارگی کڑککر برق گری کہ سالک
رہرو راہ عدم و شعلۂ آتش وزنا جسم ہوا دو ٹکڑے ہو کر اُسکے گرے آتشبار نے بھی
دیکھا کہ برق آسمان سے گری سالک کے دو ٹکڑے ہوئے نرگس پرواز پیدا کر کے
تندیل طلاک ہوئی سامنے بدیع الزمان کے پہونچی بدیع الزمان نے دیکھا کہ وہی
نازنین مہ جبین سامنے آکر پہونچی غصے سے چہرہ گلنار ہو رہا ہے انگلیون سے قطرے خون کے
ٹپک رہے ہین سحر کامل ہو گیا چہرہ اداس اشارہ کرکے آواز دی کہ صاحب پلٹ جاؤ سالک
مارا گیا ہمارے لیے دعا کرنا کہ پروردگار ہمارا پردہ رکھے در اندازِ فکر مین ہین دیکھین
کیا گذرے تمہارا اشتیاق ہمارے ساتھ کیا کرتا ہے بدیع الزمان نے بھی جواب دیا
صاحب ہم پر بھی راتین ہجر کی تڑپکر کٹینگی یہ کہکر طاؤس اُڑاتی ہوئی چلی گئین بدیع الزمان
بفتح و فیروزی طرف اپنی بارگاہ کے پھرے راہ مین امیہ سے سب حال کہا امیہ نے عرض کی
انشاء اللہ اس حال کو مین دریافت کرونگا مگر آتشبار پھر بارگاہ مین آیا امیہ بصورت مبدل
پہونچا ایک ساحر کی شکل بنا ہوا حالات سن رہا ہے آتشبار تخت پر آکر بیٹھا حکم دیا ہمارے
عیار مہتر سیار سبکرو کو بلاؤ ساحر گئے تھوڑی دیر مین آواز زنگ کی آئی امیہ نے دیکھا
کہ ایک عیار طرار بانا سے عیاری کے آراستہ ساتھ سو شاگرد پشت پر آکے بادشاہ کو
سلام کیا دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کی کہ آج کوئی بڑا معاملہ درپیش تھا کہ اپنے نمکخوار
قدیم کو سرکار نے تکلیف دی آتشبار نے کہا ای مہتر والا گہر مین نہین چاہتا کہ تمکو تکلیف ہو
نصف ملک تمکو جاگیر مین دیدیا کہ اپنے گھر مین بیٹھکر چین کرو فی الحال ایک نیا معاملہ
درپیش ہوا کہ پسر حمزہ صاحبقران شاہزادہ بدیع الزمان دو لاکھ فوج سے طرف
طلسم نور افشان کے جاتا ہے اول اُس سے کہلا بھیجا کہ ہماری حوالی سے نکل جاؤ یہ دربند
اول طلسم ہے ہم نگہبان خاص ہین نمکخواران با اخلاص ہین اُسنے نہ مانا لشکر کشی کرکے سامنے
قلعے کے آیا چوب جادو نے کہا مین سب کو قتل کرونگا اُسنے طبل جنگی بجوایا میدان مین ہنگامہ
ڈالا یا خوب ثابت ہوا کہ پسر حمزہ کے ساتھ کوئی ساحر نہین ہے یقین تھا کہ فوج بدیع الزمان
کو شکست ہو عیار نے اُسکے سر میدان چوب کو مارا اب میرے سالک وزیر اعظم نے

دعوی کیا میدان مین جا کر آثار سحر ظاہر ہوے کہ اسکے ساتھ والون نے پلٹنا شروع کیا اسنے
بھی اپنی ہی فوج پر سحر کیا جب دو ہزار جوان قتل ہوئے دیکھا مین نے کہ آسمان سے ایک
برق چمکی یا ناگاہ ایسا ساحر بیچارہ عیار تلاش کرو یہ کام کسنے کیا سیار ہنسا کہا اے شہنشاہ
مین تو سمجھ گیا کہ آگ گھر سے لگی مفصل نہین کہ سکتا ہون اب مین سب کو گرفتار کرلا دونگا
اس وزیر کا بھی حال کھولونگا ابھی تلاش کو جاتا ہون سیار تو اسی فکر مین نکلا امیہ یہ سب
حال دیکھکر بارگاہ مین آیا دیکھا بدیع الزمان بیقرار بیٹھے ہین یہی ذکر کر رہے ہین کہ آج ہمارے
معین سنے بہت بڑا احسان کیا سالک کو مارا امیہ نے آکر سب کیفیت بیان کی عرض کی حضور
ہوشیار رہین یہ غمخوار تلاش مین اس محبوب کی جاتا ہے بدیع الزمان نے کہا مین ہوشیار رہونگا
یہ وعدہ کرکے امیہ چلا بدیع الزمان نے سب سردارون سے حال سیار بیان کردیا
امیہ پھرتے پھرتے قریب باغ ملکہ پہونچا کمند مارکے اندر باغ کے آیا دیکھا ایک نازنین مہ جبین سر جھکائے
ہوے تخت پر بیٹھی ہے ہزارون سی کنیزین ہین مگر وہ نازنین سر جھکائے ہوئے بسبب رنج والم کے کچھ
کلام نہین کرتی جب کنیزون نے زیادہ کہا کہ ناچ دیکھیے شراب و کباب کا چرچا ہو ملکہ نے
کہا اقبال ناسخ مطلع پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی ٭ دل بھن رہا ہے کسکو ہوس
ہے کباب کی ٭ دیار کی تصنیف مصنف کی ہنسے کیا خاک کوئی رو سکے ٭ جی ٹھکانے ہو تو سب
کچھ ہو سکے ٭ امیہ سمجھ گیا کہ یہی مہ جبین ہے کئی مرتبہ ملکہ نے یہ بھی کہا کہ ارے اجو خبر لاؤ
دیکھو باد بان نے کیا تدبیر کی انکو انکا خدا نے تادیرہ بچائے سر سے بھی دل کو اعتقاد ہے
امیہ نے ایک کنیز کو بیہوش کیا اسکی شکل بنکر محفل مین آیا کان مین ملکہ کے کہا لونڈی سے حال
دل بیان کیجیے مین اسکی تدبیر عرض کرون ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے حال عشق شاہزادہ
بدیع الزمان بیان کیا رورو کر یہ اشعار پڑھے نظم

بوے آن رخسار دارد جان غم فرسود ما ٭ سینہ چون گل چاک شد از مشک اندود ما
جلوہ بالیدہ نگر این نارسا افتادہ است ٭ گریہ می باید بحال چشم اشک آلود ما
در امید جلوۂ آئینہ از خود میرود ٭ حسرت دل میشناسد درز یا نہا سود ما
خون منصور از رگ ہر سنگ جوشد در گذشت ٭ جادہ از زنار دارد خانۂ معبود ما
عالمی با ظلمت بخت سیاہ ما خوش است ٭ ریشۂ طوبی بود در سایۂ محدود ما
تا ترقیہا بکاشت خانۂ دل دیدہ ایم ٭ حاسد ما می شود ہر کس بود محسود ما

امیہ نے ملکہ کو الگ لیجا کر جتنا ملی بدیع الزمان کا ذکر کیا اپنے کو بھی ظاہر کردیا کہا اے ملکہ
آقا نے جس وقت سے آپ کو دیکھا احسان بھی آپ کا ثابت ہوا آب و دانہ ترک ہے کل
رات کو مین لیکر آؤنگا کسی ویرانہ اور کو صحبت بن جگہ نہ ہو سیار عیار تلاش مین نکلا ہے
اسکا بھی خیال رہے یہ کہکر ملکہ سے رخصت ہوا لشکر مین آیا بدیع الزمان سے عرض کی
آپ بڑے صاحب نصیب ہین آج شب کو چلیے دختر آتش بار جادو ہے سحر مین ہشیل وبے نظیر
حسن مین ماہ منیر حضور کو طلب فرمایا ہے سیار کا حال سنیے جو دو دن سے اسی فکر مین

پھرتا ہی کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو پکڑ لیجاؤن خدمتگار بنا ہوا بارگاہ مین ٹھہرا ہی دیکھ
اسنے کہ یا تو شاہزادہ پریشان بیٹھا تھا یا عیار نے کچھ آکر کہا خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا کبھی
ٹہلنے لگے اب ہیں عرض کی کہ دن گذرنے دیجیے حیران ہی کہ کیا عیار نے مژدہ دیا کہ شاہزادہ
بیتاب ہی دن پہاڑ معلوم ہوتا ہی کبھی اُٹھتے ہیں کبھی بیٹھتے ہیں سرداروں سے فرماتے ہیں
کتنا دن باقی ہی کبھی حیران کبھی پریشان کرتی کہتا ہی پہر دن باقی ہی کوئی کم کہتا ہے
فرماتے ہین آج تو دن پہاڑ ہو گیا مثل مجنون سیر الحکم گشت صحراے نجد کرکے بتلاش لیلی شب
گوشۂ مغرب مین جا کر چھپا سیارہ دیکھ رہا ہی کہ بدیع الزمان نے لباس شب رو جسم پر
پہنا امید کے ساتھ چلے سیار بھی پیچھے پیچھے کلام کرنے سے آتش بار کے یہ پہلے سمجھ گیا تھا
کہ ملکہ نرگس گلگون پوش نے یہ کام کیا مقدمہ نازک تھا یہ کہہ نہ سکا اب پیچھے پیچھے چلا آتا
یہان ملکہ نرگس نے باغ کو آراستہ کیا دن سے روشنی کر دی ہی وسط باغ مین چبوترہ بہ تکلف
آراستہ ہی شامیانہ باسلک ہاے مروارید آراستہ ہی فرش مسنچر بچھا ہوا گلابیان شراب کی
کشتیان کباب کی سب سامان درست ہی جب شام ہو گئی تو دروازے پر آکر قصر مین چشم براہ
دیکھ رہی ہین کبھی گھبرا کر فرماتی ہین کیا وعدہ خلاف ہوگا کنیزین عرض کرتی ہین نہین وہ کبھی وعدہ
خلاف نہ ہوگا ملکہ ٹھنڈی سانس بھر کر فرماتی ہین نظم

زخم کا دل کے ترو تازہ ہی انگور سدا　　جاری رہتا ہی مری چشم کا ناسور سدا
جسکی ہم تیغ نگہ سے ہوئے گھائل یارب　　چشم زخم اُس سے زمانہ کا رہے دور سدا
ہی نہین شوق کسی دل کے لہو پینے کا　　دیکھتا ہون مین تری آنکھونکو مخمور سدا
گو نہ دے شیشۂ گردون مئے گلرنگ مجھے　　خون دل سے تو مرا جام ہی معمور سدا
یار کی دیکھے تجلی جو تو موسیٰ کی طرح　　سنگ رہ سے ترے نکلے شرر طور سدا
ایک شب آکر کوئی دلسوز نہ رویا اسپر　　شمع تک گور ہماری سے جلی دور سدا
دوستو سنتے ہو سودا کا خدا حافظ ہی　　عشق کے ہاتھ سے رہتا ہی یہ رنجور سدا

کنیزین بھی دیکھ رہی ہین سب رازدان حاضر ہین کوئی در انداز نہین ہی دیکھا سامنے سے
بدیع الزمان اپنے عیار سے باتین کرتے ہوئے نمایان ہوئے ملکہ دروازے سے بھاگین
کہتی ہوئین کہ عیار انکو لے آیا مین تو نامحرم کا سامنا نہ کرونگی صاحبو تم بٹھاؤ بیٹھین باغ کا تماشا
دیکھین جب جی چاہے چلے جائین گلرنگ گلابی پوش وزیرزادی اسنے عرض کی کہ دری جب
آپ کو نہ پائینگے کا ہیکو بیٹھینگے فوراً چلے جائینگے ملکہ نے کہا تیری خاطر سے کہو تو ٹھہر جاؤن مگر
سامنا نہ کرونگی تم اُنکی خاطر کرو پہلو مین بیٹھو مین کیا منع کرتی ہون یہ کہکے پیچھے گلرنگ کے
چھپ گئین کہتی جاتی ہین دیکھو گلرنگ ہٹ نہ جانا ہین نہین چپکی کھڑی رہو جب بدیع الزمان
اندر باغ کے آئے فرمایا جن صاحب نے ہمکو یاد فرمایا وہ یہان موجود نہین ہین ہم جاتے ہین
یہ سنکر ملکہ بیقرار ہو کر سامنے آ گئین دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا بولی اُٹھین آپ بیٹھے
تشریف لائیے مین تو موجود ہون بدیع الزمان نے جو قریب سے جمال جہان آرا کو دیکھا

قلب سحر اکسیا پسینہ آگیا ہاتھ تھام لیا معلوم ہوا دولت کونین ہاتھ میں آگئی ملکہ نے شاہزادہ
بدیع الزمان کو لا کر مسند پر بٹھایا لیکن سمار عیار کمند مار کر دیوار پر آیا دیکھا بدیع الزمان
و ملکہ سے حکایت و شکایت ہو رہی ہے دیکھ کر جلا یا جی میں کہتا ہے میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ اسی
گیسو بریدہ کا کام ہے مار آستین و گرگ بغل ہے سلطنت میں ان نوجوانوں نے گھر کے گھر پامال کر دیئے
سلطنت ہفت کشور ملکہ مہر نگار رہنے نہ پائی ملک باختر میں بھی ایسا ہی معرکہ گذر رہا تھا کہ
گیتی افروز و جہان افروز و مہر افروز لقائے گھر سے نکل گئیں چلکر آتشبار سے اطلاع کر دی
یہ دونوں گرفتار ہوئیں اکیلا پسر حمزہ رہ گیا اسکا گرفتار ہونا کیا مشکل ہے یہ سوچکر دل سے
باتیں کرتا ہوا طرف آتشبار کے چلا یہاں بدیع الزمان پاس ملکہ کے بیٹھے باتیں ہو رہی تھیں لیکن
ملکہ نے کہا کیوں صاحب آپ کس بھروسے پر ساحران غدار سے مقابلہ کرتے ہیں اتنا بھی
کوئی ساتھ نہیں کہ حقیر سحر کو رد کرے اگرچہ کنیز نیک بختی خاتمہ تھا نسیم نامے خیر خواہ دولت
[illegible] داری حقیقت میں ان لوگوں کی مدد انکا خدائے نادیدہ کرتا ہے بدیع الزمان
نے کہا ملکہ عالم ہم اپنے خدا کے بھروسے پر سب کام کرتے ہیں غیب سے مدد ہوتی ہے
زبرجد نگار میں جو ہمارا داخلہ ہوا سامنا زبرجد نہاد کا ہوا اسکی صورت میں یہ تاثیر تھی
جو اسکی صورت دیکھتا تھا سجدہ کرتا تھا میں بھی زبرجد پرست ہوا اپنے قبلہ و کعبہ سے
برائے جنگ آمادہ تھا پھر پروردگار نے ایسی مدد کی کیا بیان کریں قصہ طول و طویل ہے
ہر مقدمے میں اسکی ذات کفیل ہے آخر [illegible] یادو کو مارا وہ ملک فتح ہوا ہمیں کسی کی احتیاج
نہیں اگر تم یہ آئین نہ پروردگار اور صورت کرتا نسیم نے کہا اے ملکہ عالم آپ کو یاد ہوگا آپکے
والد جو تشریف لائے اس باغ کی سیر کی تھی باغ میں جو نخل نرگس ہے تم فرمایا تھا کہ اس کی
اسکے قریب کبھی نہ جانا اسکے نیچے میں ہمارے بزرگوں نے ایک تحفہ رکھا ہے اگر کوئی اسکو
پا جائے ہمارا سحر بیکار ہو ملکہ نے کہا ہاں [illegible] تو نے خوب کہا ایک کتاب بھی یہاں رکھی ہے
وہ کتاب کسی بڑے زبردست حکیم نے [illegible] نے کہا تھا کہ اس کتاب کو حفاظت
سے رکھنا کوئی غیر اسکو نہ چھوئے باعث خرابی ہے نسیم کمرے میں وہ کتاب طاق پر رکھی ہے
اٹھا تو لاؤ شاید شہریار پڑھ سکیں میں نے تو [illegible] دیکھا مجھ سے نہیں پڑھی گئی نسیم گئی اور
اس کتاب کو لائی بدیع الزمان نے [illegible] اس میں مرقوم تھا اے فرزند صاحبقران اگر تمہارا
اس باغ میں گذر ہو تو نیچے باغ میں درخت [illegible] کے نیچے [illegible] مدفون ہے جسکے پاس وہ
لوح ہو اسپر سحر تاثیر نہ کرے [illegible] طلسم [illegible] انشان میں جا سکو [illegible] ایسی چیز دوسرا
پاس ہونا واجب و لازم ہے بدیع الزمان [illegible] فرمایا [illegible] غیب سے [illegible] ہوئی کوئی حکیم تھا
ثانی جالینوس اسنے یہ تحفہ تیار کیا ہمارے واسطے بحفاظت رکھا سو برس پیشتر [illegible] ذکر
لکھتا ہے ملکہ نے کہا صاحب جو بڑا کوئی صاحب ہاتف تھا کہ سو برس پیشتر آپکے واسطے یہ تحفہ
تیار کیا بدیع الزمان ملکہ کو لیے ہوئے نیچے باغ میں آئے زیر نخل نرگس کو کھودا ایک صندوق نکلا
اسکو جو کھولا برق چمکی دیکھا تختی الماس کی زرنگار یاقوت احمر کے منقش [illegible] نے حکمی شاہزادہ

بدیع الزمان نے تختی اٹھائی گلے مین ڈالی ملکہ نے کہا صاحب حقیقت مین اسکا عکس جو
مجھپر پڑا مین سحر بھولنے لگی بدیع الزمان ساتھ ملکہ کے آکر بیٹھے امیہ بہت خوش ہی کہتا ہی
ای شہریار پروردگار نے عجب تحفہ مرحمت فرمایا بدیع الزمان نے فرمایا ای عیار وفادار
اگر ایسے تحفے نہ ملینگے تو طلسم نور افشان کیونکر فتح ہوگا مگر اس خاوری نے بڑا علم و نشان
پیدا کیا ہی اس سے قبل پروردگار ہمکو پہونچا لے یہ کہکر پاس ملکہ کے بیٹھے یہان آتشبار
تخت پر بیٹھا تھا ساعر عیار آکر پہونچا عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان جب حضور نے
مجھسے بیان کیا مین سمجھگیا تھا مگر عرض کرنا مناسب نہ تھا آخر وہی بات نکلی ملکہ عالم کے باغ مین
بدیع الزمان بیٹھے مین جاکر گرفتار کیجیے یہ سنکر آتشبار جلکر غصے مین اٹھا کہا اس
گیسو بریدہ نے بڑا غضب کیا اپنے گھر مین دشمن کو جگہ دی ابھی چلکر قیامتین برپا کرونگا فرما
کر او زیر عدالہ کوجا او تیار ہوے اور تمام امرا و وزرا تیار ہو کر سامنے آئے آتشبار
تخت پر سوار ہوا سب سوار ساتھ لیکر چلا کبھی آگے بڑھجاتا ہی کہ جاکر دیکھون ایسا نہ ہو بس
انیز دکھائے بڑھا ہوا چلا آتا ہی امیہ خدمت سے بدیع الزمان کی اٹھا کہ آگے بڑھکر
دیکھون سو قدم آگے بڑھکر ایک نخل کے سایے مین ٹھہرا دیکھا آواز زناگ کی بلند ہوئی
امیہ چھپکر دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک عیار طرار قنطورہ زرنبقی و چنیادہ سقرلاق سے آراستہ
چہار جانب دیکھتا ہوا چلا آتا ہی امیہ حیران ہی کہ یہ کیا سحر کہ یہ اسوقت کہان سے آتا ہے یہ
سوچا حلقے کمند کے بچھا دیے جیسے ہی ساعر قریب حلقہ ہاے کمند پہونچا ویسے ہی پیچ مین
کمندون کے پانون رکھا امیہ نے جھٹکا مارا ساعر گرا مگر مثل برق تڑپنے لگا امیہ نعرہ
کرکے نکلا حباب مارا اسنے ناک پر ہاتھ رکھلیا حباب خالی گیا جب امیہ چاہتا ہی اسکو
گرفتار کرون یہ تڑپ کے لوٹ مارتا ہی امیہ گرفتار نہین کرسکتا کہ صحرا سے گرد اڑی آتشبار
تخت پر سوار لاکھون ساحر گھوڑے اڑاتے ہوے چلے آتے ہین ساحرون نے جو دیکھا کہ
ساعر زمین پر پڑا تڑپ رہا ہے ایک عیار نیچے لیکر چلا ہی کہ سر کاٹ لون ساحرون
نے وہاں سے گھوڑے دوڑائے کہ امیہ کو پکڑ لین امیہ چھوڑکر بھاگا ساعر جلدی سے
اٹھا آتشبار نے پوچھا ارے یہ کیا معرکہ ہوا عرض کی حضور یہ عیار چھپا بیٹھا تھا مجھکو پکڑ لیا
تھا اگر حضور نہ پہونچتے قتل کرڈالتا بدیع الزمان بھی اسی باغ مین ہین آتشبار جادو نے
حکم دیا چہار جانب سے باغ کو گھیر لو یہان امیہ دوڑا ہوا پاس بدیع الزمان کے آیا
عرض کی ای شہریار تمام باغ گھر گیا آتشبار کو آپ کی خبر ہوگئی لاکھ جادوگر آئے ہین ملکہ نے
اسباب سحر سنبھالا بدیع الزمان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا چاہتے ہین کہ اٹھین ہزارہا گولہ
دیوار باغ پر پڑا دیوار باغ گری میدان ہو گیا آتشبار نے اپنی آنکھون سے دیکھا ملکہ سیم
مثل شعلہ جوالہ یہ کہکر اٹھی اے جومال کھلگیا تردد کیا ہی عجب کی لڑائی پڑیگی شہریار آپ ذرا اپنے کو
بچائیے بدیع الزمان نے کہا پروردگار نے پہلے ہی سامان کردیا لوح محفوظ میرے پاس
موجود ہی انشاء اللہ مقابلہ پڑیگا یہ کہکر تلوار کھینچکر ساحرون پر جا پڑے تلوار چلنے لگی ملکہ

جو کوک کرگری گولہ مارا کئی سو ساحر مر کر رہے آتشبار نے جو یہ معرکہ دیکھا جلکیا للکارا او گیسو بریدہ
میرے سامنے سحر کرتی ہے یہ کہکے ہاتھ ہلایا مگر سحر بھی کیا ایک برق کوک کرگری ملکہ کا سر زخمی ہوا سر
زخمی ہوتے ہی ملکہ نے وہ خون اپنا چلو مین لیا ساحرون پر چھینک مارا خون جو ملکہ کا آگ ساحرون پر
گرا چار ہزار ساحر جلکر خاک ہوئے آتشبار نے جو یہ معرکہ دیکھا آواز دی یارو اس گیسو بریدہ نے
بڑا غضب کیا کئی ہزار ساحر مارے اب مین اسکا سحر روکتا ہون یہ کہکے ایک گولہ پھینکا اُس
گولے سے کئی ہزار ستارے چلے وہ جسم پر ملکہ کے پڑے جسم زخمی ہوا اب ملکہ زخمدار نہایت بیقرار
مگر لڑائی مین مصروف ہے اپنا خون جب کھینچ مارا ہزارون ساحر جلے ہر چند آتشبار روکتا ہے
مگر یہ سحر نہین رکتا اُس پریشانی مین آواز دی کہ ای شہریار کنیز زخمی ہوئی آگ بچائیے شاہزادہ
بدیع الزمان ہزارون ساحرون مین اکیلے لڑ رہے ہین صدہا ساحر انکے ہاتھ سے مارے گئے
لڑائی سے نہین رکتے چاہتے ہین کہ برابر آتشبار کے پہونچ جاؤن آتشبار کو جاکر مارون
ساحران غدار روک رہے ہین جب لوح محفوظ کو پھینکا یا سحر اُلٹا پلٹا اُسی ساحر پر جاکر پڑا
سینے کو توڑکر پار گذرا اسی طرح ہزارہا ساحر مارا گیا بدیع الزمان کے کان مین جو آواز ملکہ کی
پہونچی پلٹ کے دیکھا کہ حقیقت مین ملکہ انتہائی زخمی ہے مگر جم رہی ہے گرز ہاتھ چلاتا جاتا ہے جسپر سحر
پھینکا جس ساحر پر پڑا سینے کو توڑکر پار گذرا ہزارہا ساحر کے لاشے گرد ملکہ کے پڑے ہین مگر اسی
زور و شور سے لڑ رہی ہے بدیع الزمان نے گھوڑے کو بڑھایا کہ اپنے کو قریب ملکہ کے پہونچاؤن
ساحر نہین جانے دیتے ہر مقام پر روکے ہین امیہ بن عمرو زیر شکم مرکب بدیع الزمان چھپا ہوا
پشتی بان کر رہا ہے جو پیچھے مرکب کے آیا اسکو خنجر مار دیا وہ ساحر مرکر گرا چاہتا ہے اس مجمع سے
نکلجاؤن جاکر لشکر مین خبر پہونچاؤن لیکن ڈرتا ہے کہ نکلونگا تو ساحر پکڑ لینگے نہایت مجبور و لاچار
ہے کبھی حلقہ ہاے کمند مارتا ہے ساحرون کو للکارتا ہے آتشبار جادو کہتا ہے یارو کیا غضب
ہوگیا کہ پسر حمزہ پر سحر نہین تاثیر کرتا ساحرون نے عرض کی حضور دریافت کرین آتشبار نے
آگ برسائی پکار کر آواز دی ای شعلہ ہاے آتش ای سحر سامری تمھارے سحر مین بابتری ہو
جلد بتلاؤ کہ پسر حمزہ پر سحر کیون نہین تاثیر کرتا ایک شعلہ بھڑکا اُس سے آواز آئی ای آتشبار
تو نے لوح محفوظ باغ مین رکھی تھی وہ تیری بیٹی نے پسر حمزہ کو دیدی ہے گلے مین اسکے لوح محفوظ
پڑی ہے کسی کا سحر تاثیر نہ کریگا سمجھ مقابلہ کرنا اب آتشبار نے ساحرون کو حکم دیا یارو حربہ و گرز
تیغ و تفنگ تلوار سے لڑو جس طرح سے پسر حمزہ کو گرفتار کرلو نرگس گلگون پوش کو مین نے
سنگسار کردیا کنیزین اُسکی قتل ہوئین اکیلی کو گرفتار کرنا کیا بڑی بات ہے تمام ساحرون نے
بلوہ کیا مگر شاہزادہ شیرانہ نہنگانہ لڑ رہا ہے جو کافر قریب آیا اسنے نیزہ مارا شاہزادہ بدیع الزمان
نے سنان نیزے کو پیچھے سے اُڑایا اور پرے ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہوگئے لیکن
غضل بن گیا ہو رخون آشام عاشق جمال شاہزادہ والا قدر ہے آسمان جرأت کا بدر ہے
سب سردار مجمع ہین بارگاہ مین بیٹھا ہے بیٹھے بیٹھے گھبرایا کہا یارو امیہ نے کیا کہ شاہزادہ
اکیلا چلا گیا رات بھر مین تڑپا ہون اس وقت خود بخود دل بیقرار ہے نہین معلوم آفات ناما

کیا گذری یہ سب سرداروں نے کہا ای فضل خدا خیر کرے دل ہمارا بھی گھبرا رہا ہے شاہزادے
نے جاتے وقت کچھ حال نہیں کہا چلو تلاش کریں فضل سوار ہوا سب سردار ساتھ چلے فوج والوں
نے کہا ای بھیا یار کیا ہم نامرد ہیں فضل نے کہا نہیں بھائیو تم ہی سب صاحبوں کی وجہ سے
ہماری بھی شوکت و لیاقت ہے سب فوج بھی تیار ہوئی سب فوج پشت پر آگے آگے
سب افسر تلاش کرتے ہوئے اپنے آقا کو چلے کوس بھر مقام لشکر سے بڑھنے تھے کہ زناٹے
سناٹے کی آواز کان میں آئی سب اُسی آواز کی جانب چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا لاکھوں
جادوگر شاہزادہ بدیع الزمان کو گھیرے ہوئے جاتے ہیں پکڑ لیں مگر ممکن نہیں ہوتا فضل
نے کہا دیکھو یارو یہ پریشانی کا باعث تھا خدا خیر کرے دشمنوں کے ہاتھ سے انکو بچالے
یہ کہکر فضل آگے بڑھے کمان کیانی دوش سے اُتاری سب سرداروں نے تیر کمان
میں پیوست کیے بڑھکر وہ تیر مارے کئی ہزار جادوگر گرے فضل نے کہا یارو ساحروں سے
مقابلہ ہی سمجھکر لڑنا سب سردار نیزے پکڑ کے جا پڑے ایک ایک وار کے نیزے چھوڑ دیے
کئی ہزار ساحر اور مرے اب تلواریں کھینچکر مجمع ساحران میں آگئے انکا بھی سحر چل رہا ہے
جسپر پاش کا دانہ مار دیا بے بس ہو کر گھوڑے سے گرا اہالیان لشکر بدیع الزمان
مردانہ وار لڑ رہے ہیں جسپر جا پڑے اُسکو مار ڈالتے ہیں لڑ بھڑ کر اپنے آقا کے پاس
پہونچیں خلعت جرأت سے مخلع ہوں مگر ملکہ لڑتے لڑتے زخم جز یادہ کھا کے زخموں سے
چور ہو کر ایک نخل کے سائے میں جا کر ٹھہریں بارہ سی کنیزیں ساتھ کی قتل ہوئیں اُنکے لاشے
دیکھ دیکھکر رو رہی ہیں کہ افسوس ان سب نے ہمارا ساتھ چھوڑا مرکے محبت سے منھ
موڑا قضائے کار ایک بادشاہ خراج گذار سحر العجائب و مصر الغرائب مسمی بہ زرنگار جادو
تخت پہ سوار کئی سی مصاحب و رفیق ہمراہ تخت اُڑاتا ہوا جاتا تھا کہ کان میں آواز گیر و دار
کی آئی پلٹ پڑا ساتھ والوں سے کہا کہ کہیں لڑائی سحر کی ہو رہی ہے تخت کو اُڑا کر اسی مقام
پر آیا بہ نگاہ غور دیکھا کہ دنا دنا بلند ہے سحر ہو رہے ہیں برق شمشیر کی چمک نقارہ رزمی
کی مثل رعد گرج سر مثل اولوں کے برس رہے ہیں تیر مثل قطرات باران گر رہے ہیں سیل خون
کی روانی ایک جانب ایک نازنین مہ جبین کو دیکھا زخموں سے چور چور سحر کرنے سے عاجز
ایک نخل کے سائے میں لاچار ہو کر ٹھہری شاخ نخل پر ہاتھ آنکھوں سے آنسو جاری دامن
بدیع الزمان کے بیقراری بھی ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتی ہے عرض کرتی ہے میرا اللہ نا پیغام
قضا تھا ہر چند کہ لشکر انکا آگیا مگر بے بسی سے لڑ رہے ہیں سحر نے جوانان شمشیر زن کو
عاجز کر دیا ہے ساحر کا سحر ہو گیا دو دو سو جوان ہاتھ روک کھڑے ہو جاتے ہیں وہ بھیا
جا پڑے پیر پکڑا کھینچ لیا تلوار سر پر مار کر سر کاٹا مگر دیکھا زرنگار نے کہ ایک شیر بیجرات جنگ
کر رہی ہے بہتے ہیں تو بالا کر دیے شمشیر ہاتھ میں جس غول پر جا گرے افسران فوج
کو مارا سرکشوں کو للکارا زرنگار کو وجد رہا دیر تک دیکھا کیا ملکہ نرگس گلگون پوش کو
دیکھکر مائل ہوا ساتھ والوں سے کہتا تھا یہ جوان کیا خوب لڑ رہا ہے مگر یہ نازنین بھی

سحر میں طاق حسن میں شہرۂ آفاق انتہا کی زخمی ہوئی یہ سوچتے سوچتے سحر کیا کہ پہلے تو ملکہ کو سحر سے بیہوش کردیا پھر تڑپ کر گرا ملکہ نرگس کو اٹھا لیکیا تخت پر ڈال لیا لیکر طرف اپنے ملک کے روانہ ہوا یہاں بدیع الزمان لڑتے بھڑتے آٹھ پہر شمشیر زنی ہوئی سامنے آتشبار کے پہونچے آتشبار نے آگ برسائی بدیع الزمان پر تاثیر نہ ہوئی تجھے میں تلوار پکڑ کے جا پڑا چاہا سر کاٹ لوں بدیع الزمان نے روک کر ہاتھ مارا سر آتشبار کا زخمی ہوا ہاے کرکے اپنے کو تخت سے گرا کر سحر کرکے پرواز پیدا کیے کہا یارو نکلا ملک وہاں ہاتھ سے گیا یہ کہکے اُڑا بارہ ہزار جادوگر بازو بطرین کے اسکے ساتھ ہوئے آتشبار سے ملک وہاں چھوٹا بھاگا ہوا جاتا ہے پانچ چار کوس پر جاکر اترا ساتھ والے بھی پہونچے کہا یارو کہاں جاکر ٹھہروں شکست کی درست کروں شاہان طلسم کو یہاں سے نامہ لکھوں مدد انسے مدد آئے پھر لشکر کشی کروں ساتھ والوں نے کہا یہاں سے قلعۂ زرنگار قریب ہے وہاں تشریف لیچلیے وہ نہایت خاطر کرینگے وہیں سے سب سامان کر لیجیے گا یہ رائے آتشبار کو پسند آئی طرف قلعۂ زرنگار کے چلا یہاں ساحروں نے جب دیکھا کہ بادشاہ ہمارا نکلگیا سب نے امان مانگی ہاتھ باندھکر سامنے بدیع الزمان کے آئے بدیع الزمان نے سب کو امان دی قلعۂ آتشبار میں داخل ہوئے مگر ملکہ کو جو تلاش کرایا امیہ نے تمام باغ چھان ڈالا کہیں ملکہ کا پتہ نہ ملا شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا امیہ فتح کی شکست ہوئی فلک نے کیا کیفیت دکھائی بقول شاعر نظم

ہماری قطرۂ خون جگر شمشیر دشمن پر
تماشا ہے کہ گل پھولا نیا دیوار آہن پر

اذیت دی مرے سوز نہاں نے جلنے والونکو
زبان میں پڑ گئے چھالے قدم رکھا جو مدفن پر

اثر ہے غلبۂ عشق صنم کا خاک میں ابتک
قدم رکھنے سے خندہ آگیا ہر سنگ مدفن پر

وہ پرارمان اٹھا میں اس جہاں سے بعد مردن کیا
ہزاروں آرزوئیں لوٹتی ہیں خاک مدفن پر

شگاف پیرہن سے کثرت شادی ہے ہر اک
گمان ہوتا ہے ہنسنے کا ہمارے چاک دامن پر

رگ گردن نہ کیونکر صورت زنار ہو جائے
طبیعت آگئی ہے اک طفل برہمن پر

کبھی خنجر کبھی شمشیر وہ رکھتے ہیں پاس اپنے
نہ کیونکر تاب پیدا ہو ہمیں تقدیر آہن پر

دکھائی ہے یہ راست جلوہ دیوانے نے چلنے میں
یقین ہے صور کا ہر نالۂ زنجیر آہن پر

بنایا باغ کو بھی دشت آخر بخت طلبانے
نظر آتے ہیں کانٹے ہر طرف دیوار گلشن پر

سیاہی بے سبب کب ہے نہیں خالی یہ دھوکے سے
گمان ہے تربت عاشق کا ہمیں گلہائے سوسن پر

خوشا قسمت کہ ہم غش ہو گئے دم بھرتے رستا ہر
بجا ہے رشک آئے گر مجھے تقدیر دشمن پر

پسند خشم سوزان ہوں اگر میں کیا عجب اسکا
نقاہت سے گمان ہے رشتۂ باریک کا تن پر

گلو سے کر دیا آزاد اسکو میرے ہاتھوں نے
جنوں احسان ہوا ہے انتہا بیت طوق گردن پر

امیہ نے دیکھا شاہزادے کا حال ابتر ہے تمام باغ کو چھانا ساحروں سے پوچھا کہیں پتہ نہ ملا آخر لاچار ہوکے عرض کی عقل سے معلوم ہوتا ہے ملکہ کو آتشبار لیگیا بدیع الزمان نے کہا

جلد جادو تلاش کرو ایسا نہو آتشبار قتل کر ڈالے امیہ بہانے عیاری لگا کر بصورت مبدل لاش مین چلا راہ مین چند ساحر لے وہ بھی سب آتشبار کے ساتھ کے تھے ہمراہ نہ پہونچ سکے لاچار اب پلٹے ہین کہ چلکر اب اپنے قلعے مین بہین امیہ نے اُنسے جو پوچھا اُنھون نے بیان کیا کہ آتشبار طرف قلعۂ زرنگار کے گیا ہم تو نہ جا سکے پلٹ آئے اب قلعے مین جاتے ہین ساحر ادھر چلے امیہ طرف قلعۂ زرنگار کے چلا زرنگار جو لیکر ملکہ کو قلعے مین آیا ملکہ کی زخمہ وزی کرائی خالی لطف تھا کہ یہ ساحرہ زبردست ہی زبان مین سوزن دیا ملکہ کو ہوشیار کیا اب جو ملکہ کی آنکھ کھلی اپنے کو اور مکان مین پایا بیقرار ہو گئی ایک ساحر زبردست کو دیکھا کہ سامنے کھڑا ہوا اور ہاتھ باندھے منت کر رہا ہی کہتا ہی مین غلام ہون تابعدار ہون میری کیا مجال جو سرکشی کر سکون ملکہ نے فرمایا ای شخص تو کون ہی زرنگار نے ہاتھ باندھکر کہا مین اس قلعے کا بادشاہ ہون آپ کو جنگ مین مجبور و لاچار دیکھا اُٹھا لایا امیدوار ہون کہ مجکو قبول فرمائیے ملکہ نے کہا مین کوئی بازاری عورت نہین ہون ایسا خیال نہ کرنا زرنگار نے کہا آپ کے والد سے مجھسے دوستی ہی لاچار ہو کر آپکو وہان بھیجدونگا اگر پیغام دون تو کیا عجب ہی کہ آپ کے باپ بھی شادی کر دین ملکہ نے کہا تو قتل کر ڈال باپ سے مجھے فساد ہی زرنگار جادو نے پوچھا فساد کا کیا باعث ہی ملکہ نے سر جھکا لیا کہا تجھے ہماری باتون کے پوچھنے سے کیا مطلب جو اپنے دل مین آیا وہ کیا یہ سنکر زرنگار جادو کانپنے لگا ملکہ کو ایک مکان مین چھوڑکر بیرون بارگاہ آیا تخت پر بیٹھا ہی ساحرون سے باتین کر رہا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ آتشبار جادو شکست خوردہ آتا ہی زرنگار جادو لاچار ہوا فوراً کو بھیجا کہ استقبال کرکے لاؤ آتشبار جادو شکست خوردہ دربار مین زرنگار جادو کے آیا زرنگار نے حال پوچھا آتشبار نے رو رو کر سب حال لوح محفوظ دبے اعتدالی ملکہ نرگس گلگون پوش بیان کی زرنگار نے کہا بھائی مین ابھی لشکر لیکر تمھارے ساتھ چلون آتشبار نے کہا ای برادر مین تمھاری سلطنت کیون مٹاؤن پسر حمزہ ایسا جری بہادر ہی لاکھون مین اکیلا لڑے سحر اُسپر بسبب لوح محفوظ تاثیر نہین کرتا مین شاہان طلسم کو نامہ لکھو نگا زرنگار نے آتشبار کو اُتارا ساماں دعوت کیا یہ نہین کہا کہ تمھاری بیٹی میرے پاس ہی لیکن اسکے ناراض ہونے سے حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون دل پر ہجوم غم والم مزاج برہم نظم

گردم ز شکوہ منع دل زار خویش را	باندا ختم بدور چشم اکار خویش را
وقت نظارۂ بت پرہیزگار خویش	شویم بگریہ دیدۂ خونبار خویش را
جرم من ست پیش تو گر قدر من کم ست	خود کردہ ام بلند خریدار خویش را
معشوق شرلیست عنبر دلم را چو آفتاب	من گرم میکنم بتو بازار خویش را
ترسم کہ رفتہ رفتہ بہ بیداد خو کنی	بر کین مرا ز طبع ستمگار خویش را
ای دل مجو نجات کہ صیاد و پیشگان	در دام میکشند گرفتار خویش را
عمرت بود کہ دو شن نظیری بیا و تو	آسان نمود مردن دشوار خویش را

آتش بار نے نامہ طرف شاہان طلسم نور افشان کے روانہ کیا یہ بھی لکھ بھیجا کہ لوح محفوظ
پسر حمزہ کو ملگئی سحر اسپر تاثیر نہین کرتا جس کسی کو بھیجے گا سمجھکر بھیجے گا قلعہ زرنگار مین
فروکش ہون اسی مقام پر مدد کو بھیجے گا لیکن زرنگار جادو جو اندر گیا کنیزون سے پوچھا اب
وہ ظالم کیا کہتی ہی سب نے کہا حضور اسکی وحشت دمبدم بڑھتی جاتی ہی لاکھ لاکھ ہمنے
سمجھایا وہ ظالم نہین مانتی باپ سے بھی بیزار ہی پسر حمزہ کی عاشق زار ہی زرنگار بہت
بگڑا کہا جا کر کہو مین قتل کرونگا یہان تو کھانے کی تیاری ہونے لگی لیکن زرنگار جھلایا ہوا
باہر آیا آتش بار کھانا کھا کے بیٹھا ہی رفیقون سے صلاح کر رہا ہی کہ زرنگار نے کہا اے برادر
آتش بار مین کچھ کہونگا مگر اُسے قبول ضرور کرنا جان و مال سے حاضر ہون ترکیب کرکے
پسر حمزہ کو گرفتار کر لاؤنگا تمھارے ملک و مال دلاؤنگا آتش بار نے کہا ای برادر تمکو اب
مہربان جانا جب تو بلا تکلف چلا آیا ہر چند پسر حمزہ کے پاس اب ساحر بھی ہوگئے لیکن ہم تم
دونون ملکر مین ہلا دینگے زرنگار نے کہا مین چاہتا ہون مجکو بفرزندی قبول کرو ورنہ مجکو
بڑا ملال ہوگا تمھاری دختر بانو اختر لڑائی مین مصروف تھین باغ سے بیہوش کرکے اُٹھالایا
اب وہ میرے قبضے مین ہی عشق پسر حمزہ مین بہوت ہو رہی ہین مین نے لاکھ سمجھایا وہ
نہین مانتین اگر آپ مجکو قبول کرین پھر مین سمجھا لونگا زبردستی کرونگا عورت کی بھی یہ مجال ہی
کہ مرد کا کہنا نہ مانے مشکین باندھکے ڈالدونگا یہ سنا تھا کہ آتش بار بگڑ کر کہا بجائے خجالت
ذرا سمجھکے کلام کیجیے میری بیٹی کے مقدمے مین آپ میرے منہ پہ کہتے ہین کہ مشکین باندھکر
ڈالدونگا پاکچھ خیال نہ آیا اگر اسنے پسر حمزہ سے عشق کیا لوح محفوظ دیدی ملک و مال
میرا تباہ ہوا تو وہ میری گنہگار ہی آپ مشکین باندھنے والے کون ہین آپ اپنا منہ
تو دیکھیے آپ کو وہ کیا قبول کرے آپکے بجائے فرزندکے ہی اب نہ کبھی ایسا کلام
کیجیے گا زرنگار نے کہا بس زبان سنبھالو آتش بار تیغہ بگڑکے اُٹھا دونون کے رفقا اُٹھے
تلوار چلنے لگی پہلے قبضے بلکہ چلے آخر مو دارین کھنچین زرنگار کا دربار ہی افسران فوج
دوڑ پڑے آتش بار لڑتا بھڑتا باہر نکلا زرنگار نے ایسے سحر کیے کہ چار ہزار جوان ہمہ
رفیق آتش بار کے مارے گئے زرنگار جادو نے برقین چمکائین بلوہ بھی ساحرون کا ہوا کہ ہر دو
کس کس کے وار کا جواب دے انتہا کا زخمی ہوا زرنگار چار لاکھ فوج کا حاکم ہی سب فوج
تیار ہوکے آگئی آخر آتش بار شکست کھا کر بھاگا طرف چار ہزار ساحر اسکے ساتھ رہے
راہ مین رعایا نے بھی روکا آتش بار انتہا کا خستہ ہی کہ قلعۂ زرنگار سے نکلا زرنگار
تعاقب مین چلا تھا پیچھا تک پر رفقا نے روک لیا کہا حضور جانے دیجیے ایسے صید زبون کے
بھگانے سے کیا فائدہ اگر آپکو یہ دامادی قبول کرتا اسکا ملک و مال ملجاتا اسنے بڑی
حماقت کی آپ ایسا داماد صاحب لیاقت اسکو کہان ملیگا رفقا سمجھا کر پھیر لائے زرنگار
غصے مین بکتا ہوا پلٹا مین اب زبردستی وصل حاصل کرونگا پسر حمزہ پر بھی لشکر کشی کرونگا
جب اُسکے چاہنے والے کا سر سامنے رکھدونگا جب تو قبول کریگی کیسی لوح محفوظ ایسا

سحر کردن کہ دیوانہ ہو کر خود لوح محفوظ مجکو دیدے آتش بار کو سحر مین کیا دخل ہی یہ تو یہان
بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہی صدمۂ عشق سے بیقرار جب تصویر خیال آنکھون کے سامنے آتی ہی کہتا ہی
یار و معشوق پہ بجو پر کیونکر ظلم کردن مصاحب کہتے ہین حضور حقیقت مین بجا ارشاد فرماتے ہین
ہو سکتا ہی کہ وہ کنیزین لپٹ جائین ہاتھ پائون پکڑ لین آپ فیضیاب ہون مگر یہ ظلم
مناسب نہین اب دو چار روز ٹھہر جائیے تامل فرمائیے آہوے وحشی رام ہو بخوشی کام
زرنگار تو جب ہو رہا زانو بدل رہا سبب آتش عشق سے کلیجہ جل رہا ہی آتش بار جو شکست
کھا کے بھاگا ایک صحراے ویران مین آ کر اترا ساتھ والے خیمے لیتے آئے تھے انکو استادہ کیا
آتش بار آکے بیٹھا اپنے حال زار پر رو رہا ہی کہہ رہا ہی کہ یا رب لات و منات نے
کیا خلاف تقدیر کی ہم تو اس امید پر گئے تھے کہ زرنگار دستگیری کریگا وہان یہ فساد
پیدا ہوا ہم تو اس سوچ مین بیٹھا ہی رفیق مصاحب تسکین دے رہے ہین لیکن امید
جو تلاش مین ملکہ نرگس گلگون پوش کی نکلا تھا پھرتے پھرتے ایک پہاڑ پر چڑھ گیا
دیکھا ایک لشکر اترا ہی صورت بدلکر لشکر آتش بار مین آیا جس کسی سے سوال کرتا ہے
وہ کہتا ہی شاہ صاحب جائیے لات و منات کے نام پر ایک کوڑی نہ دینگے وہ بے سمجھے
خدائی کرتے ہین جو جاہل تقدیر کر دی یہ نہ دیکھا کہ کوئی برباد ہوگا اس صحرا مین آکر اترے ہین
نہین معلوم ہمارے آقا کو کیا سوجھی بنا بنایا کھانا ملتا تھا چین سے بیٹھے تھے ناحق کو بگڑ بیٹھے
اگر نہین آتی منظور تھا امروز فردا کرکے ٹالا ہوتا لڑنا کیا ضرور تھا باتون سے ان لوگون
کی امیہ کو دریافت ہوا کہ آتش بار جادو زرنگار سے شکست کھا کے آیا ہی پھرتا پھرتا
قریب بارگاہ کے آیا خدمتگار بنکے ایک مصاحب کو اشارے سے بلایا اسکا نام قیام جادو
ہی امیہ نے کہا بھائی صاحب ذرا کنارے چلیے ایک بات ہمنے ایسی سوچی ہی کہ ملک و مال
ملجائے قیام جادو امیہ کے ساتھ کنارے آیا امیہ نے قیام جادو کو بیہوش کیا اسکی
صورت بنکے پہلو مین آکر آتش بار کے بیٹھا باتین کرتے کرتے کہا کیون حضور اب کیا
منظور ہی زرنگار نے بڑی حماقت کی یہ اسکی مجال نہین ہی کہ ناراض عورت پر دست انداز
ہوا ایک بات مین نے سوچی ہی میان زرنگار کو ایسی جوتیان پڑین کہ بھاگتے راستہ
نہ ملے آخر لاچار ہو کے آپ کے قدمون پر گرینگے ورنہ مارے جائین امان نپائین آتش بار
نے خوش ہو کر کہا ای قیام جادو وہ کیا بات ہی کہا حضور یہی صلاح ہی اسی مین فلاح ہی
دربار شاہزادہ بدیع الزمان کر چلیے انکی اطاعت کیجیے وہ لشکر کشی کرکے میان
زرنگار [illegible] بنکے ملک و مال سے ملے غنچۂ آرزو کھلے ایسا دانا مرد کہ جنون نے
نقاب الٹ کو شکست دی اب نور افشان پر چلے ہین بیشک وہان بھی کھلبلی پڑ جائیگی
کیسا لشکر قہار ہی سر ہتھیلی پر لیے پھرتے ہین اس لشکر کی کون تاب لائیگا مدد انکی غیب
سے ہوتی ہی لوح محفوظ آپکے گھر مین تھی انکو کس لطف سے ملگئی اب انسے کون مقابلہ
کر سکتا ہی خود جری دہادر صف شکن تیغ زن آپ صاحبقران کے مدھی کہلائے کا

بدیع الزمان اس حال میں بیٹھے ہیں کہ امیہ آکر پہونچا دست بستہ ہو کر عرض کی اے شہریار
عجب معزز ہوا آپ کا اقبال یاور طالع مددگار ملکہ عالم کا پتہ ملا باپ انکا برائے قدمبوسی حضور
حاضر ہوا چاہتا ہے فضیل و قارن کو حکم ہوا اسکے استقبال سے چلیں کل کیفیت عرض کر دی کہ
آتشبار کو بڑے لال ہو پہنچے شاہزادہ بدیع الزمان نے فضیل و قارن کو حکم دیا آتشبار
کو استقبال کر کے لاؤ اور کمیدان و رسالدار بھی ساتھ ہوئے آتشبار روانہ تھا آتا تھا قریب
قریب لشکر بدیع الزمان پہونچا ساتھ والوں سے کہا ہے کہ قیام نے شاید وہاں قیام کیا
کو کل ہمارے استقبال کو نہ آیا ہماری بات شاہزادہ کیا بر دگر نگاہ جھنے انکی کیا خیر خواہی کی
کیا تھا لیکر انکے سامنے جائیں بقول شاعر نظم

سپیده دم که بباغ تو با صبا رفتم
برخ تو دیدم و چون بوی گل زجا رفتم

بجوش بردم از رنگ چهره زرد دم
برنگ کاه بهمراه کهربا رفتم

هنوز نکهت عطر از خیال من خیزد
نگر بروضه محبوب کبریا رفتم

خیال موی میانش مرا ز خود دیگر کرد
بجستجو که کجا بودم و کجا رفتم

شدم ز شوق سراپا نگاه در راهش
برنگ قطره شبنم برهنه پا رفتم

برای بوسه آن پای نازنین امروز
تمام خون شده در پرده حنا رفتم

نی بکوی تو از رشک بگذرانکه
دلم چو سایه جدا رفت و من جدا رفتم

خیال زلف چنان بود در دل صد چاک
که شانه گشتم و در طره دوتا رفتم

نگاه گشتم و در کف گرفته کاسه چشم
پی نظاره روی تو چون گدا رفتم

بداغ عشق تو آرام آنقدر جگر خون شد
که رست لاله ز خاکم بهر کجا رفتم

شهید عشق تراگشت عاشق امروز و بت
زراه میکده در خانه خدا رفتم

اس پریشانی میں آتشبار کھڑا تھا کہ طرف سے لشکر بدیع الزمان کے سرداران نامی پہلوانان گرامی
و تاجداران جلیل رہ داری کرتے چلے آتے ہیں آتشبار نہال ہو گیا کہا حقیقت میں
مسلمان بڑے صاف باطن ہیں ابھی لڑائی پڑی ہیں میں نے قتل کا ارادہ کیا کوئی دقیقہ
نہیں اٹھا رکھا مگر واہ کیا عنایت ہے قیام آگے آگے پہونچا کہا چلیے بدیع الزمان آپکے
اشتیاق میں بیقرار ہیں دربارگاہ پر ٹہل رہے ہیں قارن وغیرہ نے آکر ملاقات کی
آتشبار سب سے ملا آتشبار کو ساتھ لیے ہوئے داخل لشکر ہوئے لشکر کی رونق تماشا
دیکھتا ہوا کہتا ہے یارو کیا عمدہ لشکر ہے کیا انتظام ہے سب کمیدان رسالہ صف باندھے
کھڑے ہیں سلامیاں ہو رہی ہیں جدھر سے آتشبار گذرتا ہے سپاہی بہ لطف جھکتے ہیں
اس اعزاز و اکرام سے آتشبار کو لیے ہوئے دربارگاہ شاہزادہ بدیع الزمان
پر پہونچے آتشبار نے دیکھا حقیقت میں بدیع الزمان انتظار میں کھڑے ہیں دوڑ کر
آتشبار سے لپٹ گئے مجلق پوچھا مزاج تو اچھا ہے آتشبار نے دست بستہ عرض کی
دعائے دولت میں مصروف رہتا ہوں بدیع الزمان ہاتھ تھام کر آتشبار کو بارگاہ میں لائے

مقام معقول پر جگہ دی ساقی بچے حاضر ہوئے جام مے ارغوانی گردش میں آیا عین بزم کی
صحبت میں آتش بار نے تمام حال باہنا، وزرا ہی بیٹی کا سامنے بدیع الزمان کے بیان کیا
حال ملکہ سنکر بدیع الزمان کی بیتابی غصے میں فرمایا زرنگار کی قضا آئی ہے اپنے دل میں کیا
سمجھا کہ ایسی حرکت کر گذرا امیہ سے فرمایا صبح کو لشکر تیار ہو ہمارا کوچ طرف زرنگار کے
ہوگا آتش بار نے عرض کی کہ حضور جلدی نہ کریں بدیع الزمان نے فرمایا ایک ایک لمحہ
شاق ہے دل تردد منزل دیدار ملکہ نرگس گلگون پوش کا مشتاق ہے یہان تیاری سفر کی
ہونے لگی وہان زرنگار جو آتش بار سے گرم ہو لیا تخت پر چپکا بیٹھا رہا دل پر پیچ و
الم ہے شام ہوئی اٹھکر محل میں آیا نگہبان کنیزیں حاضر ہوئیں انسے زرنگار نے پوچھا کہو اس
ظالم کا مزاج کیسا ہے کہا حضور جس وقت سے سنا ہے کہ آپ نے شکست کھائی رونا پیٹنا
ترقی پر ہے آپ کو کوستی ہیں کہتی ہیں بڑے غضب کی بات ہے کہ زرنگار نے اپنے مہمان کا
پاس نہ کیا خدا اسکی صورت ہمکو نہ دکھائے لاکھ لاکھ ہم لوگون نے اسکو سمجھایا آپ کی جانب
ترغیب کی مگر وہ تو نام سے نفرت رکھتی ہے اب تو صبح سے یہی قول ہے کہ مجھکو قتل کر ڈالین
یہ سنکر زرنگار جھلاتا ہوا باہر آیا وزرا سے کہا یارو جی چاہتا ہے بدیع الزمان کا سر
کاٹ کر سامنے اس آہوے وحشی کے پیش کرون یہ بڑا اسکو غرور ہے اسی وجہ میں عقل
شعور سے دور ہے میرا قلب ناصبور ہے خوب سمجھتا ہون کہ اس ظالم کو اپنے حسن کا غرور
ہے جب ہی دیکھیگی کہ جب سر بدیع الزمان دیکھیگی سب نے کہا حضور سر بدیع الزمان
کا لانا مشکل ہے زرنگار نے کہا مین خود جاؤنگا رات کو جاکر پہلے ہیکل چھڑا لونگا جب ہیکل
قبضے میں آگئی انکا گرفتار کرنا کسی بڑی بات ہے یہ کہکے ہرکارے مقرر کیے کہ شہزادہ
بدیع الزمان کی خبر لاؤ ہرکارے گئے اور پلٹ کر آئے عرض کی کہ ای شہریار آتش بار
جاکر مسلمان ہوئے مل جاکر ان کمترین حاضر خدمت بدیع الزمان ہیں بدیع الزمان نے
اپنی خاطر سے کوچ کیا ہے بارہ کوس قلعے سے نکل آئے آج کی شب اسی مقام پر رہینگے
یہ خبر سنکر زرنگار طرف لشکر بدیع الزمان کے چلا صورت بدلکر لشکر اسلام میں آیا چہار
جانب پھرا کیا بارگاہ بدیع الزمان کو دیکھا ایک نخل کے نیچے بیٹھ رہا جب دو پہر سے
شب تجاوز کر چلی اٹھکر سحر کرتا ہوا چلا قریب بارگاہ بدیع الزمان آیا پہلے نگہبانون
کو سحر سے بیہوش کیا پردہ اٹھا کر اندر آیا دیکھا شاہزادہ سوتا ہے حرز ہیکل گلے میں
قریب پلنگ آیا جھولی سے مقراض نکال پہلے ڈورا لوح کا کاٹا تختی اپنے قبضے میں کی
رومال میں لپیٹ کر جھولی میں رکھی چند دانے ماش کے مارے بدیع الزمان سوتے
سے بیہوش ہوئے بقچہ کمر میں دیا بارگاہ سے لیکر نکلا سب سحر میں بیہوش پڑے ہیں
کون روکے بارگاہ سے نکلکر پرواز پیدا کیے آتا ہوا چلا قضا سے کار امیہ بن عمرو
طلائے کے ساتھ تھا سامنے بارگاہ کے آیا اسنے آواز دی ارے بچائیو جاگتے ہو
کسی نے جواب نہ دیا امیہ گھبرا کے دوڑا دیکھا نگہبان بیہوش پڑے ہیں اندر سے

ایک سحر پوش نکلا پشتارہ بردوش پر پرواز پیدا کرکے اڑا طرف آسمان کے چلا امیر تو
بیجا کا لشکر والون سے اتنا کہگیا کہ آپ لوگ تیار ہو کر طرف قلعہ زرنگار کے آئی لیکن
انتظار کیجیے گا شاید مجھے کوئی کام بن پڑے فضل وغیرہ نے لشکر تیار کیا جب سے
زیادہ آتشبار بیقرار ہوا جبین ارے زور تا تھا تمنا تھا یار دیہ میری بدنصیبی اُس
شہریار نے میری دستگیری کی یہ افتاد پڑی یہ بھی اسباب سحر لیکر تیار ہوا اسپ سے
پہلے پر پرواز پیدا کرکے چلا زرنگار کنارے پر اپنے لشکر کے یہ سمجھا ہے کہ گیا تھا
تین چار لاکھ ساحر تیار ہو کے قلعے سے نکلیں وہین سے پکار کر آواز دی یارو مین
پسر حمزہ کو مع لوح لایا مگر عیار اُسکا آگاہ ہو گیا لشکر لیکر آتا ہوگا بڑی لڑائی رہگئی
تم سب ہوشیار رہو چاہتا ہے کہ پھر داخل لشکر ہو کہ آسمان سے نعرہ ہوا او ملعون کہان
جاتا ہے منم آتشبار جادو یہ کہکے گولہ مارا زرنگار نے پلٹ کر گولے کو کاٹا دونون
مین سحر چلنے لگا ساحران زرنگار نے آتشبار کو چار جانب سے گھیر لیا اسقدر
سحر کیے کہ یہ مجبوری زمین پر آیا زرنگار نے لوح محفوظ اپنی جھولی مین رہنے دی
شاہزادہ بدیع الزمان کو قید خانے مین بھیجا لڑائی مین مصروف ہوا اُٹھو ہٹو کرتا ہوا
چلا آتشبار گھرا ہوا لڑ رہا ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی فوج ساحران آگئی ہو گئی اپنے آقا کے شریک ہی
آتشبار نے کسی قدر مہلت پائی کئی زخم کھائے تھے اُن زخمون کو باندھا پھر چالاک و
چست ہو کر چلا کہ دوسری گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ آگے آگے فضل وقارن مرکب باد رفتار
پر سوار پشت پر فوج بجوش وخروش چلے آتے ہیں آتے ہی شریک جنگ ہوے رات تو
قلیل باقی تھی شاہ زرین پوش آفتاب بصد رعب وداب قلعہ مغرب سے برآمد ہوا لیلی شب
نے فرار برقرار کیا میدان عالم مین بلند ہواز ہے صنعت باغبان قضا وقدر نظم

علم آفتاب نکلا جب
ہوا میدان چرخ سے کیبار
آئے انجم ہوئی گریزان سب
اسپ انجم سیاہ رو بفرار
تشنہ خاور سپہر گرد ہرا
روز کی تخت لاجوردی ہوا

نسیب شمشیر مردان عالم سے رات کٹی امیر
عمرو صورت بدل کے آیا تھا ایک ساحر کی شکل بنا ہوا سامنے زرنگار کے آیا کہا
اے زرنگار آتشبار لڑتا ہوا طرف خیمہ قید خانے کے جاتا ہے عمر روسیہ میری لڑا
ہے کہ پسر حمزہ کو لیجا کر کسی درے مین چھپا دون عیار بدیع الزمان کہتا پھرتا ہے کہ
حمزہ ہیکل بھینے بیچال اور ہیکل گلے مین بدیع الزمان کے ڈالدی تھی سنتا ہون وہ
لوح آتشبار کو دی وہ چھپاتا ہوا جاتا ہے تو مین نے بھی دیکھا کہ اسپر کسی کا سحر تاثیر
نہین کرتا تختی کو نکالیے دیکھا جاے کہ حقیقت مین آپ نے دھوکا کھایا اور کچھ تدبیر کیجائے
زرنگار گھبرایا ہوا تھا فوج بدیع الزمان بڑے سلیقے سے جنگ کرتی ہے آتشبار بھی
جانبازی مین مصروف ہے یہی ارادہ ہے کہ جا کر آقا کو رہا کر دون مجھ تو احسان نے خون اپنا
کاٹ کاٹ کے سحر کر رہا ہے کئی لشکر سر مین ہارے ساتھ والون کو بھی آواز دی کہا یارو حقیقت
مین بڑی خرابی کی بات ہے کہ آقا قید ہو جاے مین اور ہم کو کچھ نہ ہو سکے یہ وقت جانبازی کا

سر فروشی ہی اسکے کہنے سے ساحر و غیر ساحر نہایت لطف سے مصروف جنگ ہین زرنگار نے
کہنے سے ساحر کے لوح محفوظ جھولی سے نکال ساحر نے ہاتھ مین لی اُلٹ پلٹ کر دیکھنے لگا
سیار بھی پیچھے پیچھے امیہ کے چلا آتا تھا اسنے جو دیکھا کہ امیہ نے فقرہ دیکر لوح محفوظ
زرنگار سے لی اُلٹ پلٹ کے دیکھ رہا ہی چاہتا ہی بھاگ کر نکلون مگر موقع نہین پاتا
سیار ایک ساحر کی شکل بنکر آیا امیہ کو اشارہ کیا کہ اُستاد کیا کہتا امیہ نے بھی اشارہ
کیا کہ ای برادر خوب پہونچے اسکو اپنی جانب متوجہ کرو تو مین بھاگون سیار نے زرنگار سے
کہا ای شہنشاہ زرنگار دیکھیے آتشبار نے جا کر قیدخانے مین آگ لگا دی خیمہ جل رہا ہی
جیسے ہی زرنگار ادھر پلٹا امیہ بھاگا جس ساحر نے قصد کیا پکڑے لوح چپکا دی آہ آہ
کرکے گرا امیہ نے خنجر مارا فضل گھوڑے پر سوار لڑ رہا ہی کہ امیہ نے چلا کر آواز دی ای
فضل مجکو بچانا مین لوح محفوظ لایا فضل سوارون کو لیکر پہونچگیا پچاس سوارون نے
اپنی جان دی امیہ کو اپنے بیچ مین کیا زرنگار ادھر دوڑا سیار ادھر بھاگا زرنگار
سر پیٹنے لگا کہا یار غضب ہوا عیار بدیع الزمان فقرہ دیکر لوح لیگیا تمام ساحر بلوہ کرکے
چلے امیہ نے کہا ای فضل مین اپنے کو قریب آتشبار کے پہونچاؤن فضل نیزہ و شمشیر سے
جنگ کرتا ہوا قریب آتشبار کے پہونچا امیہ نے آتشبار سے سب حال کہا آتشبار
نے کہا مین قیدخانے کے قریب لڑ رہا ہون لوح محفوظ لیکر جاتا ہون پہونچتا ہون لوح محفوظ
مجکو دو آتشبار نے لوح اپنے پاس جھولی مین رکھی چند ساحرون سے کہا تم نگہبانون
سے لڑو مین اپنے کو اندر خیمے کے پہونچاتا ہون ساحران آتشبار نگہبانون سے
لڑنے لگے آتشبار نے پرواز پیدا کیے آسمان پر گیا کوک کے خیمے مین گرا قبہ
توڑ کر زمین پر آیا بدیع الزمان کو دیکھا مسلسل بیٹھے ہین جھٹ سے لوح محفوظ گلے مین
ڈال قید سحر تھی ٹوٹ گئی شاہزادہ بدیع الزمان اُٹھے آتشبار پشت پر نگہبانان
خیمے سے ساحران آتشبار لڑ رہے ہین کہ نعرہ بدیع الزمان کی آواز آئی نعرۂ بدیع الزمان

مہ برج خوبی شہ انجمن
توام کشور آسمان بر زمین

بدیع الزمان کرد لشکر شکن
ز تیغش سپہ ملک اسلام شد

بدیع الزمانم کہ در رزم کین
کہ سر فتنۂ باختر نام شد

زمین پر آئی ساحرون کے ہوش اُڑ گئے نگہبان بھاگے فضل نے بڑھ کر گھوڑا حاضر کیا
مرکب باد رفتار پر سوار ہوکے دور سے زرنگار نے دیکھا کہ آتشبار مثل چاکران کمر بستہ
بدیع الزمان پر داہنے بائین جو ساحر آیا اسکو گولے سے مارا بدیع الزمان کے ہاتھ مین
تیغہ ہلالی دست زبردست جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے پشت پر سرداران لشکر
جوانان صف شکن تیغ زنی کرتے ہوئے امیہ بن عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے لڑتے بھڑتے
چلے آتے ہین پرے کے پرے ساحرون کے بھاگ رہے ہین زرنگار غل مچاتا ہے
کوئی سنتا نہین وزیر و امیر بھاگے جاتے ہین کہتے ہین واہ خوب عشق کیا کس لطف سے
سلطنت کرتے تھے آتشبار بیچارہ شکست کھا کے آیا اسکو مار کے گھر سے نکالا فرزند

صاحبقران کو خبر بھی نہ ہوئی اپنا راز آپ ہی کھولا فسا دبرپا کیا اب جان بچانا دشوار ہے پسر حمزہ سے کون لڑ سکیگا شاہزادہ بدیع الزمان جنگ کرتے ہوئے قریب علمدار کے پہونچے علمدار نے سحر کیے اسپر تاثیر نہ ہوئی بدیع الزمان نے گھوڑے کو اشارہ کیا رانون مین مسلا گھوڑا چپ کر قریب علمدار پہونچا علمدار نے تلوار کا ہاتھ مارا بدیع الزمان نے وار اُسکا تلوار پہ رد کا جھکائی دیکر ہاتھ مارا علمدار کے دو ٹکڑے ہوئے علم فوج زمین پر گرا گویا نشان شکست تھا علم کے گرتے ہی ساحر بھاگنے لگے آتشبار بھی اڑتا ہوا جاتا ہے زرنگار نے جو دیکھا کہ اب کوئی صورت فتح کی نہیں معلوم ہوئی طرف قلعے کے بھاگا افسرون کو اشارہ کر دیا افسر بھی کنارے ہوئے زرنگار کلیجہ پکڑے ہوئے کنارے لشکر کے آیا اپنے کو قلعے مین پہونچکر یا اُس قصر مین پہونچا سامنے ملکہ نرگس گلگون پوش کے آیا چیخین مار کر رونے لگا عرض کی اے ملکۂ عالم مین آپ کے واسطے تباہ و برباد ہوا کس سے اپنا حال کہون اتبو یہ کیفیت ہے نظم

اُس پری کا تمہین دہن میشک
وعدۂ وصل کل ہے آج نہین
کب عدن سے زمین شعر ہے کم
شہر مین بتون کا رواج نہین
نار آگ اشک آب جسم ہے خاک
نشۂ بادہ زرحان نہین

غم نہین ہے فلک جو تاج نہین
ہے اگر دہم تو علاج نہین
ہر طرح رزق ہمکو ملتا ہے
در مضمون سے اخراج نہین
بلبل و گل نہین تو کیون نہ رکون
یا ان عناصر کو امتزاج نہین

ہمکو سسرال بھی احتیاج نہین
کچھ ابھی بیکلی ہے قسمت مین
غم ہے موجود اگر اناج نہین
کل مین خوشہ مگر ہے بیرون
کہ ہنسی کا مرا مزاج نہین
ہم نے دل سے ستم ہین ناسخ

بہت رویا سامنے ملکہ نرگس گلگون پوش کے کہا اے شہنشاہ خرابی ملک و مال سب تباہ ہوا پسر حمزہ نے قیامت برپا کر دی اب لشکر نہین بچتا تمہارے باپ جاکر مسلمان ہوئے پسر حمزہ کو ساتھ لیکر آئے ہین مین نے لوح وغیرہ چھین لی تھی مگر اسکے عیار نے عیاری کرکے لوح لی اب لشکر کو شکست ہوئی لشکر نہین بچتا مین تمپر جان دیتا ہون تمکو لیکر بھاگتا ہون ملکہ نرگس گلگون پوش ہان ہان کرتی رہین زرنگار مبہوت ہو رہا ہے چلا جاتا ہے یہ اشعار پڑھتا ہے نظم

وہ مجنون ہون کہ ہر عالم مین لیلی میری شاہد ہے
نہ ہوگا ذکر اپنا دفتر دیوان محشر مین
دم فکر سخن کیونکر نہ ہو جاد و رقم خامہ
کھنچا جاتا ہے عالم ہر طرف سے تیری جانب کو
مرے محبوب سے آغوش بھی کوئی نہین خالی
ازل سے جانتے ہین ہم نہین مہر و وفا ہرگز
دلیل عقل ہے دار ستگی بند خلائق ہے
کیا ہے مضطرب لیلی کو ایسا جذب مجنون نے
ہما ہی زندگانی ہے فقط شوق شہادت سے

دل نالان جرس ہے سینہ بے کینہ محمل ہے
ہمارا نامۂ اعمال باطل فرد باطل ہے
دوات اپنے قلمدان مین بجائے چاہ بابل ہے
بجائے مرکز عالم ترے رخسار کا تل ہے
وہ بحر حسن ایسا ہے کہ عالم اُسکا ساحل ہے
جہان مین آزمایش خلق کی تحصیل حاصل ہے
کہ سودائی جہان مین تقاضا طوق و سلاسل ہے
کہ نالان دشت وحشت مین جرس کی طرح محمل ہے
دم اپنے جسم مین گویا دم شمشیر قاتل ہے

نہین عشاق کو آرام ممکن بعد مردن بھی — دلا یہ گور راہ عشق مین پہلی ہی منزل ہی
ہمارے مزرع امید کا کچھ حال مت پوچھو — برنگ خوشہ ہین مژگان تر یہ حال حاصل ہی
توقع ہی شب فرقت مین مجکو صبح ہونیکی — معاذ اللہ کتنا موت سے انسان غافل ہی
ہوا آزردہ خاطر اسقدر جو اُسکے سنتے ہی — ہمارا شعر بھی کیا ای لئیم آواز شامل ہی
نکلجانا بدن سے جان کا آسان ہی مجکو — نکلنا کوچۂ قاتل سے لیکن سخت مشکل ہی
نقاب ایسی جھلکتی ہی فروغ روے جانانسے — سمجھتا ہون کہ مجھ مین اُنمین اک خورشید حایل ہی
نکرنا سامنے اُسکے کبھی دعوی فصاحت کا — مرا محبوب ناسخ غیرت سحبان وائل ہی

ایسے ایسے اشعار بہت سے پڑھے چند کنیزون سے اشارہ کیا ملکہ بہت رو دی پیٹی مگر عورت دست و پاشکستہ کیا کرسے کنیزون نے پکڑ کر ایک تخت پر سوار کیا کنیزین بھی اسی پر سوار ہو گئین کئی درج جواہر کے کمر مین رکھے ملکہ نے منہ اپنا چادر سے لپیٹ لیا زرنگار نے پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا تخت کو لیکر اُڑا چند رفیق چند خدمتگار ساتھ ہو لیے رفیقون نے پوچھا ای شہنشاہ کیا قصد ہی زرنگار رو دینے لگا کہا یارو کہان جاؤن ایک بات کا خیال ہی میرے قلعے سے بارہ کوس پر صفوان سبز پوش ایک قزاق رہتا ہی پہاڑ پر اُسنے قلعہ بنایا ہی ساٹھ ہزار جوان ایسے ممکن کیے ہین ہزار جوانون کو ساتھ لیکر دس ہزار کو لوٹ لیتا ہی میرے بھی کئی قریے اُسنے پھونک دیے گاؤن لوٹے مین نے لاچار ہو کر اُس سے معاملہ کر لیا تھا سال مین اُسکو لاکھ دو لاکھ روپے دیتا ہون اکثر تحفہ جات بھی بھیجدیتا ہون اس طرح اسکو راضی رکھا وہ نہایت ہی زبردست ہے کوئی پہلوان اس سے نہین لڑسکتا کوہ دشقاقل اُسکا مقام ہی وہین چلتا ہون اگر اُسنے دستگیری کی تو پسر حمزہ کی کیا حقیقت ہی جیسے پہاڑ کے پھینکدیگا معشوق کو لے لیا ہی مین کیا کرون کچھ بن نہین پڑتا اس ظالم نے مجکو مارا کہین کا نہ رکھا گھر بار چھوٹا پسر حمزہ نے گھر لوٹا اب بھی یہ ظالم مجکو نہین قبول کرتی ایک دن سر کاٹ کے قدمون پر ڈالدونگا غرض

بسکہ آتش زدی بجان من
طرفہ گرم ست داستان من
از فروغ بیان حسن کسے
غیر تو نیست درمیان من
امشب ای شعلہ خو جدا کردی
آتش افتاد بر زبان من

خاک گردید استخوان من
کار داغے گذشت و آتش زد
شعلۂ شمع شد زبان من
نگذارد سگ درت کہ شود
باخس و خار آشیان من

گشت تبخالہ زبان قلم
از سرم تا بمغز جان من
بسکہ جولانگہ خیال تو ام
شانہ زلف استخوان من
ای شہید از بیان تو چون شمع

روسا خاموش زرنگار رہا کا بھاگا تخت کو لیے ہوے چلا جاتا ہی پہونچنا اسکا کوہ شقاقل پر تحریر کرونگا یہان جب زرنگار غائب ہوا آتشبار نے آگ برسا دی ساحرون نے صدائے فریاد والغیاث بلند کی چادر ہاے افسر ہاتھ باندھ کر سامنے آئے شاہزادہ بدیع الزمان نے سب کو امان دی فوج کو اُترنیکا حکم ملا بارگاہین خیمے استادہ ہوئے بدیع الزمان اشتیاق ملاقات مین ملکہ نرگس کے

اندر قلعے کے آئے پہلے اُس قصر میں گئے دیکھا چند کنیزیں حیران و پریشان بیٹھی ہیں اپنے حال زار
پر رو رہی ہیں شاہزادۂ بدیع الزمان نے پوچھا ارے کیوں بیقرار ہو عرض کی خدا حضور کو
سلامت رکھے آپ کے ہاتھ سے شکست کھا کے جو زرنگار آیا کچھ شعر پڑھتا ہوا ملکہ کے
قدموں پر گر گیا سبحان اللہ کیا حضور کی عاشق صادق ہیں یہی کہے گئیں کہ مجھے مار ڈال
سر کاٹ لے مگر ہاتھ نہ لگانا ورنہ مجھکو زندہ نہ پائیگا اُس ہجیا نے دس کنیزوں کو ساتھ لیا
کچھ جواہرات کے صندوقچے نکالے کنیزوں نے زبردستی ملکہ کو تخت پر سوار کیا چند رفیق
چند خدمتگار اُسکے ساتھ ہوے تخت کو خود اُٹھا لیا نہیں معلوم کہاں گیا بدیع الزمان
بیہوش ہو کے گر پڑے کنیزیں پیٹنے لگیں مقبل وفادار و امیہ اندر آئے شاہزادے کو
اُٹھایا گلاب و کیوڑہ چھڑکا تب شاہزادے کو ہوش آیا امیہ نے کہا آقا برا ہے خدا ایسے
ایسا نہ ہو دشمن ہلاک ہوں بدیع الزمان نے کہا امیہ بڑا غضب ہوا زرنگار ملکہ کو
تخت پر ڈالکر لیگیا کنیزوں کو یہ بھی نہیں معلوم کہ کہاں گیا زر و جواہر بہت لیگیا امیہ نے
عرض کی غلام تلاش کریگا جہاں جائیگا ڈھونڈھ نکالونگا آپ زرنگار کو مجھسے لیجیے پریشان
نہ ہوجیے سیار عیار آتش بار بھی حاضر ہوا اُسنے بھی کہا حضور ہم تلاش کرینگے شاہزادۂ
بدیع الزمان لاچار ہوئے سنگ صبر دل پر رکھا قلعے کا انتظام ہوا سیار و امیہ دونوں
تلاش میں نکلے اب حال مصیبت مآل اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ
گیسو ذبیح خنجر ابرو گذارش ہوتا ہے صفوان سپہ سالار کوہ شقاقل پر اپنے قلعے میں بیٹھا ہے
سیاحوں تاجروں کو لوٹ لیا قلعہ بالائے کوہ ساٹھ ہزار سوار سب جوان لڑے بھڑے
پیشۂ قزاقی میں کامل و اکمل صفوان بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا ہے آٹھ پہر مصروف عیش و نشاط
غم و الم کا نام نہیں رنج و ملال سے کام نہیں کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی آپکے دوست دلی
زرنگار جادو تشریف لائے ہیں کنارے آکر ٹھہرے ہیں ایک تخت پر چند عورتیں چند
رفیق و خدمتگار ہمراہ ہیں وہ تخت کنارے رکھا ہے حضور کو بلا رہے ہیں صفوان اُٹھا
باہر آیا آکے زرنگار سے ملاقات کی زرنگار نے رو رو کر سب حال اپنی شکست کا
بیان کیا نام بدیع الزمان سُنکر بہت ہنسا کہا ای شہنشاہ آپ کیوں گھبراتے ہیں کان
پکڑکر پسر حمزہ کو لے آئینگے لاکے تمھارے قدموں پر گرا دینگے آپنے ہمیشہ ہمکو سرفراز کیا
اُسکی مجال ہے جو آپ سے بول سکے یہ سات ہزار ساٹھ لاکھ سے لڑ سکتے ہیں مسلمانوں نے
بہت سر اُٹھایا میرے پاس بھی ایک فرمان شاہان طلسم نور افشان کا آیا تھا کہ اگر حمزہ
اس طرف سے آئے روکنا میں نے جواب لکھدیا کہ ادھر کے آنے پر کیا موقوف ہے یہ نیاز مند
تلاش مسلمانان میں مصروف ہے جس وقت صاحبقران زمان ہماری سرحد میں آئینگے کہاں
بھاگ کر جائینگے نیازمند برابر پہونچیگا میں تو بہت مشتاق ہوں کہ صاحبقران سے
مقابلہ پڑے جس وقت صاحبقران حوالی طلسم میں آئینگے شاہان طلسم نے تحریر فرمایا ہے کہ
تمھارے پاس نامہ پہونچیگا بعنایت لات و منات مشکیں باندھ کے بھیجدونگا اور ای

زرنگار پسر حمزہ میری صورت دیکھکر بھاگیگا وہ بیچارہ کیا مقابلہ کریگا زرنگار نے کہا مین ملکہ عالم کو ساتھ لایا ہون کچھ کنیزین بھی ہمراہ ہین ایک مکان زنانہ خالی کرا دیجیے اُسمین ملکہ عالم مع کنیزون کے بیشہ رہین صفوان پسر سوار نے اُسی وقت ایک مکان زنانہ خالی کرا دیا جسوقت ملکہ نرگس کلگزین پوش کو کنیزین کشان کشان اُس زنانے مکان مین لیچلین چادر چہرہ بنظیر ہٹگئی صفوان کو یہ معلوم ہوا کہ لکہ ابر ہٹ گیا ماہتابان نکل آیا آنکھین جھپک گئین بخوبی جمال نہ دیکھ سکا مگر دل سے مشتاق ہوا یہ سودا پیدا ہوا کہ اس شہنشاہ خوبی دلکش باغ محبوبی کیونکر دیکھون یہ تو شاہر ہوا کہ حسن و جمال مین بنظیر ہے ایسی برق حسن چمکی کہ آنکھین جھپک گئین اچھی طرح جمال نہ دیکھ سکا زرنگار کو لیکر دربار مین آیا ملکہ کو جو کنیزون نے اُس زنانے مکان مین داخل کیا وہی حال دل پر ہجوم غم و ملال اُس مکان کو دیکھ دیکھکر روتی ہین کنیزین عرض کرتی ہین واری اتنا افسوس نہ فرمایئے زرنگار کی سلطنت مٹی گھر بار چھوٹا صفوان کے پاس بامید کفالت آیا صفوان وہ شخص ہے کہ اسکو سال مین لاکھ دو لاکھ روپیے دیتے تھے جب اُسکی بسر اوقات ہوتی تھی آج اُسکے یہان دامن پناہ لیکر آئے کیسی ذلت سے اب بھی آپ نہین قبول فرماتین ملکہ نے ایک آہ کی کہا صاحبو اپنے دل کا کیا حال کہون نظم

قاصدا کو دیکھتا ہی ہر گھڑی راہ سے
کیا کہے پیغام ناسخ کب ہو گفتہ واہ سے

ناتوانی سے کہان چلنے کی طاقت کیا کرین
جانتا ہون آپ چھپکے جاتے ہین جس راہ سے

دھوپ مین ہر چند اُبھی تیزی ہین ایسی گر
چہرہ میلا ہو گیا ہوگا غبار راہ سے

ہو نہین اُس محبوب کو بھی ... تا ہے مجھسے گریز
بھاگتی ہے جسطرح تاثیر میری آہ سے

ہون دل طفلی مین بھی ہنسنے کی جا ہی چلے تیر
عشق ہے اپنا معلم پہلے بسم اللہ سے

ہمسے بھاگا ہے وہ گل دامن پکڑ لیتا ذرا
کہتے ہین ہم ناتوان ہر ایک خار راہ سے

فرقت صیاد مین چل صید گہ دیکھ کر
مرغ معنی صید ... ای دل خدنگ آہ سے

ہے گل کو جھاڑ کر دامن سے دوڑی ہے بسر
گرد یہ اُٹھی ہے کیا اُس گل کی بازیگاہ سے

ہے نہین آغاز خط تیرے ذقن سے ای صنم
اِلہ نکلا ہے بجا سے ماہ نخشب چاہ سے

ہو گئی کیون اسقدر میری شب فرقت دراز
عشق ہے مجکو تو اُسکے گیسوی کوتاہ سے

جرم نظارے پہ گر آنکھین نکالو غم نہین
تستو کیا ہے مین نہین ڈرتا ہون نادر شاہ سے

کیا توقع رکھیے اپنے نے کہ مژگان ہین مگر
آنکھ اگر پھوٹے علاج اُسکا ہے برگ کاہ سے

آجتک مشہور ہے قصہ جو برق طور کا
جا پڑا تھا اک شرر تیری تجلی گاہ سے

داغ فرقت سے جلون کیونکر نہ مثل آفتاب
کر دیا ہے ای فلک تو نے جدا اس ماہ سے

بے محابا ظلم ای ناسخ جو کرتا ہے فلک
کیا نہین ڈرتا ہمارے نالۂ جانکاہ سے

کنیزین جو باتون پر ملکہ کی رونے لگین کہا حضور آپ کے غم و الم سے [illegible] برائے خدا صبر کیجیے ہمارے نزدیک تو یہی بہتر ہے کہ زرنگار جادو [illegible] آتش بار ایسے کو شکست دی ملک و مال چھوٹا صفوان ملک [illegible]

وعدہ کیا ملکہ تو اس حال پر ملال میں ہیں امیہ پھرتا پھراتا قریب اس کوہ کے آیا زمینداروں سے پوچھا
کہ زرنگار جادو تو اس پہاڑ پر نہیں آیا کسی گنوار کی زبانی معلوم ہوا کہ زرنگار جادو وغیرہ
کوہ شقاقل پر آگئے صفوان نے دامن پناہ دیا ہے یہ سنکر امیہ بھاگا آکر بدیع الزمان کو
اطلاع دی بدیع الزمان نے اسی وقت حکم دیا لشکر ہمارا تیار ہو بارہ ہزار سوار تیار ہوئے
سامنے بدیع الزمان کے آئے آتشبار نے کہا غلام بھی چلیگا بدیع الزمان نے حکم دیا
کہ ای آتشبار ہمارا شیوہ نہیں کہ ساحر کو ساتھ رکھیں مگر تمہارا ایسا ہی پاس ہے
عرض کی کہ وہ بھیا زرنگار موجود ہے شاید آپ کے لشکر پہ سحر کرے اور اگر غلام حاضر ہوگا
اس بھیا کو جواب دیگا ورنہ وہ دق کر ڈالیگا ہر چند کہ سرکار کے گلے میں حرز اسمعیل ہے جو دیکھ سکیں وہ
مکار ہے ہزاروں طرح سے مکر کریگا غلام کے حاضر ہونے سے اسکا مکر و فریب
نہ چل سکیگا ناچار بدیع الزمان نے آتشبار کو ساتھ لیا سوار ہوکر طرف کوہ شقاقل کے
چلے یہاں صفوان نیز سوار زرنگار کی خاطر میں تو مصروف ہے مگر بیقرار ہو رہا ہے دل
کیونکر ملکہ نرگس گلگون پوش کو دیکھوں کنیزیں جو ملکہ نرگس کے ساتھ ہیں جو
زرنگار نے برائے خدمت مقرر کیا ہے صفوان زرنگار کو دسترخوان پر بٹھا کے ٹہلتا ہوا اس دروازے
پر آیا ایک کنیز جسکا نام گلچہرہ تھا صفوان نے اسکو اک بلایا موتیوں کا مالا گلے میں ڈالدیا
کنیز موتیوں کا مالا پہنکر نہال ہوگئی کہا ای پہلوان دوران وای رستم زمان کیا ارشاد فرمایئے
صفوان نے کہا ای گلچہرہ کوئی ترکیب ایسی ہو سکتی ہے کہ میں ملکہ نرگس کو دیکھوں گلچہرہ نے
دست بستہ عرض کی بہت آسان ہے اس مکان کو تنہا جا کر صحن خانے میں بلا تکلف بیٹھی ہیں
زبان میں سوزن ہاتھوں میں ہار سیاہ سحر کے بنے ہوئے ہیں گرد و پیش ڈھلکا ہوا چہرہ کھلا ہوا
آپ دوسرے پہلو سے اپنے کو بام پر پہونچائیے بلا تکلف دیکھ لیجیے آپ کی طرف سے
پیغام بھی کرونگی مگر بڑی ظالم اظلم ہے زرنگار نے اپنا گھر بار تباہ و برباد کیا اس ظالم نے
آجتک پہلو میں بھی نہ بٹھایا نام پر بدیع الزمان کے جان دیتی ہے ساحرہ بھی زبردست ہے اگر
زبان میں سوزن نہ ہوتا تو سحر کر کے نکل جاتی میاں زرنگار غفلت میں پکڑ لائے انتہا کی زخمدار
تھیں جس وقت سے ہوش آیا ہے بدیع الزمان ہے جب بدیع الزمان زبان
پر ہے جب بھی کی دھڑکن ہونٹھ سوکھے ہوئے آنکھوں میں نرگسی زرد چہرہ انوری ہر وقت یہی ذکر ہے
یہی فکر ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان پر کیا گذری صفوان نے کہا میں کوٹھے پر آتا ہوں گلچہرہ
اندر گئی کہنے لگی کہ صحن میں بیٹھیے دالانمیں تکلیف ہوتی ہے ملکہ بیتاب و بیقرار صحن میں آکر
بیٹھیں ہاتھوں میں ہار سیاہ لپٹے ہوئے ہیں زبان میں سوزن اپنی جان سے بیزار صحن
میں آکر بیٹھیں صفوان بھی آکر کوٹھے سے دیکھا جمال جہان آرا دیکھا تھر تھر پاؤں میں رعشہ آیا عجب
حسن و جمال سے کانپا اور کھڑا گرا بیہوش ہوگیا وہاں تنہائی میں کون تھا کہ گلاب و کیوڑہ
چھڑکے یہاں زرنگار کھانا کھا چکا کہا بھائی صاحب کہاں گئے خدمتگاروں سے
کہا باہر تشریف لیگئے ہیں زرنگار گھبرا کر باہر نکلا پھرتے پھرتے پشت مکان پر آیا دیکھا

کمند تلی ہوئی ہر گھبرا گیا جست کرکے کوٹھے پر آیا دیکھا سیان صفوان بیہوش پڑے ہین یقین
کامل ہوا کہ اسنے ملکہ کو دیکھا اس ظالم کا حسن عالم کش زہر فریب ہر اسی کی محبت مین
یہ ناشکیب ہو گئے ہین دل مین آیا کہ سر کاٹ لون پھر سوچا کہ ابی زرنگار اسکے ساتھ والے
آفت برپا کرینگے اب یہانسے بھاگ کر کہان جاؤنگا کسکے ہین قرار دون بس اٹھا کر
زیر قصر لایا بارگاہ مین پہونچایا خدمتگار دوڑے زرنگار نے کہا آقا تمہارے
بیہوش ہو گئے ہین اسپر گلاب کیوڑا چھڑکو خدمتگارون نے تلوے سہلائے ہوشیار کیا آنکھ کھلی
چہار جانب گھبرا کے دیکھنے لگا زرنگار کو جو قریب دیکھا چپ ہو گیا زرنگار نے پوچھا
کیون بھائی کیسا مزاج ہے صفوان نے کہا کیا بیان کرون نظم

سے برقیبان نظرے داشتے	یار بدرد تو نمی رسید	یار زمن گر خبرے داشتے
بست بکنم کمر از ناندام	کاش فلک گوش کرے داشتے	درد سخن گر قدرے داشتے
رود دلم گر اثرے داشتے	شہر ز جور تو گشتی خراب	دیدۂ این سنگدلان تر شدے
بائے چہ می شد چو کبوتر اگر	نامۂ من بال و پرے داشتے	دہر اگر دادگرے داشتے
کاش بزلف تو سرے داشتے	کار جہان در ہم و برہم شدے	گشت پریشان دل من بیسبب
آہ کجا شد کہ من پیش ازین	ہم نظرے ہم گذرے داشتے	چہ غم تو جہان گذرے داشتے
روم گرم اثرے داشتے	داغ تو مردانہ بدل سوختے	نرم شدی آہن اگر ہمچو موم
		واقف اگر جگرے داشتے

زرنگار نے گھبرا کر پوچھا بھائی صاحب یہ کیا جواب دیا صفوان بھکر چپ ہو رہا کہا
بھائی کچھ نہین یہ شعر یاد تھے تمہین خوش کرنیکو پڑھدیے زرنگار صفوان کا ہاتھ پکڑ کر
کنارے لایا قدمون پر گر پڑا کہا بھائی سچ کہو تمپر کیا گذری مین تمکو بہت پریشان پاتا ہون
برائے لات و منات میرے حال پر رحم کرنا مین آوارہ ہو کر تمہارے پاس آیا ہون
صفوان نے کہا مین تمہارا ملک و مال دلوا دونگا زرنگار خاموش ہو رہا دل مین
کہتا ہے کہ صفوان ملکہ نرگس پر عاشق ہوا دیکھیے کیا ہو یہ بھی جانتا ہے کہ یہان سے
نکلا اور مارا گیا اس وجہ سے سرنگون بیٹھا ہے صفوان اپنے رفقا سے باتین کر رہا ہے
بالاے کوہ قلعہ سب صحرا معلوم ہوتے ہین کہ دیکھا ہوا سے گرد اڑی کچھ شعلہ ہاے آتش
بھی بھڑکے صفوان دیکھنے لگا سامنے آکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا شاہزادہ بدیع الزمان
پشت مرکب پر سوار پشت پر بارہ ہزار سوار ان جرار ایک طرف آتشبار جادو اژدر
بچہ پر سوار چاروں ساحر شعلے بھڑکتے ہوئے آکر سامنے کوہ شقاقل کے اترے صفوان
نے کہا ای برادر ابتو شام ہو چلی کل صبح کو لشکر لیکر پہاڑ سے اترونگا پسر حمزہ کو
سزا دونگا یہ مزاج مین غرور رہا کہ ہمسر لشکر کشی کی زرنگار کو ایک قصر رہنے کے واسطے دیا
زرنگار اس قصر مین آکر بیٹھا مگر بیتاب کبھی اٹھتا ہے کبھی بیٹھتا ہے کبھی یہ اشعار پڑھتا ہے نظم

شب ہجر تو کے در دیدہ راہ خواب میدادم	دماغ خانہ را از گریہ با سیلاب میدادم
اگر از گلخن عشقم قبا خاکستری میشد	ہزاران عود را پیراہن سنجاب میدادم

اگر می بستی ای بیجان گسل عہد و وفا بامن
سبا د قامتش عمر بیست بیگرم چہ حاصل شد
نمیگردد کم از اظہار درد دل چنین دانم
طپیدن شیوۂ ذاتے بود سیماب را لیکن
محبت رنگ شرکت بر نتابد ورنہ من واقف

سر زلف ترا با رشتۂ جان تاب میدادم
ثمر میداد در وزری گر نخل این آب میدادم
مگر روزی نہ من درد سر احباب میدادم
شب از بیطاقتی پند دل بیتاب میدادم
صلائی گریۂ خونین بشیخ و شاب میدادم

اس پریشانی مین رات کٹ رہی ہی صفوان بہرات رہے اُٹھا کنیز نے کہلا بھیجا تھا گلچہرہ
باہر آئی صفوان سے کہا جا کر میری تقریب کرو مجکو ضرور قبول کریگی زرنگار جادو اگر
جادوگر ہی مین پہلوان ہون گلچہرہ نے جا کر ملکہ سے کہا کہ حضور آپ بڑی صاحب نصیب ہین
صفوان ببر سوار میان زرنگار جسکے پاس وہن پناہ لیکر آئے ہین وہ آپ پر عاشق
ہوا ہی کہتا ہی اگر آپ مجھے قبول کرین ہر مہینے مین صدہا قافلے لوٹ لیتا ہون زر و جواہر
کی بھی کمی نہ ہوگی میان زرنگار کی گردن مین ہاتھ دونگا بدیع الزمان کو قتل کرونگا
یہ خبر تو سن چکی ہین کہ سامنے بدیع الزمان فروکش ہین سمجھین کہ ای نرگس صفوان شاید
لشکر مین پہنچنے کیونکہ پہلوان ہو زبان سے سوزن نکالے گلچہرہ سے کہا اچھا اُسکو بلا لاؤ
ہم تیری خاطر سے کلام کرینگے وہ پہلوان زبردست ہی ہمارے اُسکے خوب بنیگی گلچہرہ
خوشی خوشی باہر آئی کہا میان صفوان تمھارا نام سُنتے ہی ملکہ بیتاب ہوگئین جلو تمکو
بلاتی ہین زرنگار کے مقدمے مین کبھی اتنا بھی نہین فرمایا صفوان خوشی خوشی تنہا
اندر آیا ملکہ نے اپنے کو چادر مین چھپایا صفوان نے کنیزون کو ہٹا دیا قدمون پر سر رکھا
کہا مین غلام ہون قلعہ وغیرہ سب آپ کے نام لکھدونگا ساٹھ ہزار فوج کا حاکم ہون
ملکہ نے اشارہ کیا کہ ہماری زبان سے سوزن تو نکالدے ہمکو بڑی تکلیف ہے یہ یاران سیاہ
جو ہاتھون مین پڑے ہین بہت ستاتے ہین صفوان نے زبان سے ملکہ کی سوزن نکالا
ملکہ نے زبان کو دہن مین لیا اب جو اشارہ کیا یاران سیاہ جلکر گرے کہا او صفوان کیا
کہتا ہی صفوان نے کہا مین غلام ہون ملکہ نے ایک طمانچہ مارا وہ طمانچہ سحر کرکے مارا تھا
صفوان بیہوش ہوکر گرا اور ملکہ نکلکر چلین کنیزین چیختی ہوئی باہر آئین جا کر زرنگار
سے خبر کی حضور بڑا غضب ہوا ملکہ نرگس کا کون پرسش کی زبان سے سوزن نکلگیا
میان صفوان کو تو ایک طمانچے مین بیہوش کیا سحر کرتی ہوئی قلعے سے نکلی ہین کئی سو
ساحر مار ڈالے آپ کے ساحر روک رہے ہین یہ سنکر زرنگار گھبرا گیا کہا صفوان
کہان ہی کنیزون نے آکر خبر دی کہ بیہوش پڑے ہین ملکہ نے ایک طمانچہ مار دیا روتا پیٹتا اس
قصر مین آیا دیکھا حقیقت مین صفوان بیہوش پڑا ہی گھبرا کر اُٹھایا صفوان روتا ہوا اُٹھا
گھبرا کر کہا ملکہ عالم کہان گئین زرنگار نے کہا تجھے بڑا غضب کیا ملکہ نکلگئین اب رعب کئے
جاتا ہون صفوان ہائے وائے کرتا ہوا اُٹھا کہا ای بھائی زرنگار مین زندہ نہ بچونگا وہ
عالم تو قیامت کر گئی زرنگار نے کہا ہم تم دونون رین سامنے لشکر بدیع الزمان ہے

وہ وہاں پہونچ جائیگی ہے پاس جو سحر کائنات سے ہیں انکو کرونگا دیکھیے جو چلچا ہیں وہ تو شعلہ جوالہ ہین یہ کہکے زرنگار نکلا باہر آکر دیکھا مجمع ساحران پر گری ہیں تمام پہاڑ جل رہا ہے نخل جل جلکر رہے قیامت بپا کردی ہے مدھر جاتی ہین ساحر چاہتے ہین روکین سحر کردیا شعلے بھڑک کر گرے دس بیس نخل جلے دس بیس پتھر گرے چار دو گردون کے سر پھٹے ہنگامہ گیر و دار بلند ہے ساحر چاہتے ہین کہ پکڑ لین کوئی قریب نہین آسکتا زرنگار کے دہن سے پکارا کہ ای شہنشاہ اقلیم خوبی وای سرو باغ محبوبی مجکو تباہ کرکے کہان جاتی ہو تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگا نظم

نغمہ ساز خوش آواز محبت
مقام حیثیت کم بازی چہ سازم
نہان در پردہ دل بود رازم
بجز این بازی نمی بازی چہ سازم
سپید از انتظارت گشت چشمم
تو آخر اگر اندازی چہ سازم

بحال من نپردازی چہ سازم
کرم از لطف ننوازی چہ سازم
دل و دین مرا بردی بغارت
سر شکم کرد غمازی چہ سازم
شدم یکسان بخاک رہگذارت
سیہ مست می نازی چہ سازم
چہ سازم چارہ کار تو واقف

انیس زی انیس زی چہ سازم
دل از کف می بری درد ادا دل
ہمان ترکانہ می تازی چہ سازم
ولی باز نیست کارت با حریفان
گذر بر من نیندازی چہ سازم
برایت کردم از دل خانہ سازی
اسیر شوق طنازی چہ سازم

ملکہ نے پکار آوازدی او بےغیرت وہ جو تمہارے بڑے دوست صادق مددگار روانق ہین وہ آگئے تھے ہم دست اندازی کرنے ارادہ ہوا تھا کہ سر انکا کھینچ لون مجھے تیرے حال پر رحم آگیا نہین تو ایک ماش کا دانہ پھینکدیتی وہ جلکر خاک ہوتے عمر بھر ایسی گستاخی پر دیتے ہمکو کوئی بازاری کسبی مقرر کیا ہے زرنگار نے دو چار سحر کیے ملکہ نے وہ سحر اشارون مین دفع کردیے لڑتی بھڑتی پہاڑ سے اترین بڑی سختی جھیلی یہان شاہزادہ بدیع الزمان و آتشبار وقت سحر کہنا ہے پرے لشکر کے کھڑے ہین کو دیکھا سامنے سے برق چمکی آتشبار نے جو بیٹی کو دیکھا خوش ہو گیا کہا ای شہریار آپ کی کنیز آپہونچی خون بھی تمام جسم سے بہ رہا ہے ساحرون کو مارکر آئی ہین آتشبار یہ کہکر دوڑا ملازمون کو اشارہ کیا سب ملازم ملکہ عالم لیکر دوڑے زرنگار تو پلٹ گیا ردتا پیٹتا کو مشغلا قلق پر آیا صفوان سے کہا بھائی تمنے بڑا غضب کیا صفوان نے کہا مین نے کیا کیا کوئی کنیز ملکہ کی اسنے یہ آفت برپا کی مگر کہان جائیگی مین تو گرفتار کرالونگا یہ کہکے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو یہان تو آتشبار نے ملکہ کو ایک خیمے مین داخل کیا بدیع الزمان کا رنج و ملال دفع ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھے آتشبار نے جا کر بیٹی سے سب حال پوچھا ملکہ نے تمام کیفیت اپنے جفاؤن کی بیان کی کہ علاوہ میان زرنگار کے میان صفوان نے بھی ایسا قصد کیا خدا نے آبرو بچائی زبان سے اسنے سوزن نکالا پھر مجھے کون روک سکتا تھا آتشبار نے کہا اب مین جاکر ساتھ شاہزادہ بدیع الزمان کے تمہاری نسبت کرتا ہون ملکہ نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا آتشبار تخت خوشبوی لیکر بارگاہ مین آیا سینے پہ شاہزادہ بدیع الزمان کے لگا یا ندرین گذرنے لگین مشہور ہوا آتشبار نے اپنی دختر ملکہ اخترکو

ساتھ بدیع الزمان کے منسوب کیا بدیع الزمان نے کہا ای آتشبار اب ہمکو تسکین
حاصل ہوئی انشاء اللہ شادی بعد واپس ہونے طلسم نور افشاں کے ہوگی یہ ذکر تھا
کہ امیہ نے آکر خبر دی کہ صفوان ببر سوار ساٹھ ہزار فوج لیکر زیر کوہ آیا زرنگار جادو
اپنے ساحروں کو لیکر آیا ہے طبل جنگی بھی بجوایا ہے بدیع نے کہا ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی
طبل جنگی بجے آتشبار نے کہا انشاء اللہ زرنگار کی قضا لیکر آئی ہے ایکی مقابلہ پڑا
اور اسکو مارا یہ کیا زندہ بچ کے جائیگا اپنے حماقت کی ضرور سزا پائیگا یہاں بھی طبل جنگی
بجا صفوان بھی انتظام جنگ میں مصروف ہے صفوان تو قزاق ہے اسکا عیار طرار ہے یعنی
سرہنگ قطرہ زن خوب خبر لاتا ہے بشیر و شناس و دندہ مبلغ صفوان نے کہا
ای سرہنگ قطرہ زن ہو سکتا ہے کہ تو ملکہ نرگس کو گرفتار لاوے عرض کی کہ غلام جاتا ہے
عیار بدیع الزمان امیہ بن عمرو بڑا منتظم ہے اُسکے سامنے عیاری ہونا نہایت دشوار ہے
وہ بھی ہمارے لشکر میں نہیں آسکتا غلام کو بھی تردد ہے اُسنے آنکھیں خواجہ عمرو
کی دیکھی ہیں جب سے بدیع الزمان اس طرف آئے لڑائی میں اتنا زمانہ گذرا جاتا ہے
لیکے سرہنگ چلا طبل جنگی بج چکے ہیں ملکہ نے ایک خیمے میں سحر خانہ آراستہ کیا ہے
باپ سے سن چکی ہیں کہ زرنگار جادو اپنے ساحروں کو لیکر آیا ہے سحر تیار کر رہی ہیں
کنیزوں سے کہا کل ہم بھی میدان میں جائینگے بدیع الزمان نے آتشبار سے
فرمایا کہ تمھاری صاحبزادی کا کل ارادہ ہے کہ زرنگار سے مقابلہ کریں ہمارے یہاں کا
یہ قاعدہ نہیں عورتوں پر جہاد ساقط ہے کہا حضور یہ تو ہمارے خاندان کا طریقہ ہے
عورتوں کے سحر مردوں سے زیادہ ہوتے ہیں حضور ملاحظہ فرمائیں کہ مجھسے سحر ملکہ
نرگس گلگوں پوش کا زیادہ ہے حقیقت میں اگر وہ لڑیگی تو میان زرنگار جادو کا جینا
دشوار ہوگا شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا منع کردو کہ ملکہ یہ آپکا ارادہ نہ کریں
ہمارے قبلہ و کعبہ اگر سنینگے تو بہت شاق ہوگا آتشبار نے جاکر ملکہ سے کہا ملکہ
نے کچھ جواب نہ دیا خاموش ہو رہیں زرنگار نے رات بھر سحر خانے میں سحر تیار کیا
سرہنگ عیار کہ بصورت مبدل لشکر بدیع الزمان میں آیا پھرتے پھرتے قریب
خیمہ ملکہ نرگس پہونچا باہر سے اسنے دیکھا کہ خیمے سے شعلۂ آتش نکل رہے ہیں گوگل
جلنے کی بو آتی ہے اسنے پشت سے آکے نقب دینا شروع کی رات قلیل باقی تھی کہ بہرہ
نقب کا جاکر اس خیمے میں توڑا کہ جس خیمے میں ملکہ سحر کر رہی ہیں دیکھا کہ جابجا اسباب
سحر رکھا ہے سرہنگ دیکھا کیا کہ سحر کرتے کرتے ملکہ نے تکیے پر سر رکھا سرہنگ
جھپٹ کر قریب آیا بیہوشی دماغ میں دی ملکہ نے ارے کہکر آنکھ کھولی مگر بیہوشی
تاثیر کر چکی تھی اُٹھتے اُٹھتے گریں بیہوش ہو گئیں سرہنگ قریب آیا ملکہ کا پشتارہ
باندھا نقب میں کودا نقب سے نکلکر چلا کنیزیں جو اسباب سحر پہونچا رہی تھیں جب
تھوڑی دیر آواز نہ آئی گلشن نامے ایک لونڈی پکارتی ہوئی اندر پہونچی کہا دلدی

کیا ہو لیکن جب کچھ آواز نہ آئی پردہ اٹھا کے اندر گئی دیکھا ملکہ نہیں ہیں اور چہرہ نقب کا
لگا ہے ایک چیخ ماری کہ یارو شہنشاہ کو خبر کرو کوئی ملکہ کو چرا لے گیا آتش بار نے جو یہ خبر سنی
بدحواس ہو کر دوڑا دیکھا کنیزیں رو رہی ہیں پوچھا ارے کیا ہوا کہا حضور کوئی نقب لگا کر آیا
ملکہ کو چرا لے گیا آتش بار نقب میں کود پڑا نقب کو طے کر کے باہر نکلا صفوان نے زرنگار
سے کہا بدولت کا عیار خالی نہ بیٹھیگا ضرور جا کر کچھ کام کریگا زرنگار بھی رات بھر جاگا
پانچ ہزار جادوگر لیے ہوئے کنارے پر لشکر کے ٹہل رہا ہے آتش بار جو لشکر سے نکلا دیکھا
ایک سیاہ پوش پشتارہ بدوش جاتا ہے للکارا اے تو کون عیار ہے آواز آتش بار سنکر تیز
بھاگا آتش بار سمجھ گیا کہ یہی عیار ہے ملکہ کو لیے جاتا ہے یہ دراز بید لیکے چلا سرہنگ
نے زرنگار کو آواز دی ای زرنگار جلد دوڑو میں پشتارہ تو ملکہ کا لایا مگر ساحر میرے
پیچھے آتے ہیں زرنگار و آتش بار سے سحر چلنے لگا سرہنگ پشتارہ لیکر بھاگا ساحران
آتش بار نے عیار کا پیچھا کیا بدیع الزمان پڑے سو رہے تھے یکایک یہ غلغلہ جو
ہوا خدمتگاروں سے پوچھا کیا معرکہ ہے خدمتگاروں نے عرض کی غلاموں کو ابھی حال
نہیں معلوم بدیع الزمان اٹھ بیٹھے کہ امیہ آکر پہونچا کہا آقا بڑا غضب ہوا سرہنگ
نامی عیار صفوان کا عیاری کر کے آیا ملکہ نرگس کو چرا لے گیا آہ کر کے شاہزادہ بدیع الزمان
اٹھے فرمایا فلک آرام نہیں دیتا ہر وقت نیا رنگ دکھاتا ہے ای امیہ صندوق سلاح لاؤ
امیہ نے عرض کی آتش بار جادو ساحروں کو ساتھ لیکر تلاش کو گئے ہیں یقین ہے کہ جا کر اسکو
گھیر لیں کہ دوسرا شاگرد امیہ کا دوڑا ہوا آیا عرض کی زرنگار جادو رات بھر اسی فکر میں
پھرا کیے سرہنگ عیار صفوان گیا ہے ملکہ کو لا سکیگا وہ بھی دوڑ پڑا ہے جنگل میں جا کر
مقابلہ ہوا آتش بار نے حملہ سحر کیا سرہنگ عیار گرا زرنگار بھی پہونچا دونوں میں
لڑائی ہونے لگی سحر چل رہا ہے یہ سنکر بدیع الزمان آہ کر کے اٹھے فرمایا ای امیہ حقیقت
یہ ہے آٹھ پہر فکر رہتی تھی ملکہ نرگس کے آنے سے دل کو تقویت ہوئی تھی اگر خدانخواستہ
وہ گرفتار ہو کر سامنے زرنگار کے پہونچیں میں نے سنا ہے کہ صفوان بھی سوار ہے بھی
اسپر عاشق ہوا زرنگار جادو سے سوال کیا تھا زرنگار نے جواب صاف دیا اسیوجہ سے
صفوان بگڑا ہوا ہے میں اپنا حال کیا کہوں کہاں تک خاموش رہوں ضبط کا یارا نہیں قطعہ

تا شب خون جگری می خواہم
از پے سیمبری می خواہم
سر بسر منظر نظر نیست مرا
از خدا گوش کرے می خواہم
نازک افتادہ مزاجم در عشق
لائق دام پری می خواہم
در آتش وادی ایمن دارم

آہ آتش اثرے می خواہم
در مزاجم رگ سودائی است
قدر خاک درے می خواہم
تا بہ او لب خشکم برسد
دلبرے موکمرے می خواہم
آرزومند شہادت چو شوم
ہمچو موسیٰ شجری می خواہم

من اگر مشت زرے می خواہم
زان مژہ نیشترے می خواہم
نشنوم تا سخن بیدردان
بد نما چشم ترے می خواہم
نیستم قابل فیض صیاد
در خور تیغ پری می خواہم

امیہ نے عرض کی ای شہریار

ملکہ کو لے نہ جا سکیگا لڑائی پڑ گئی بدیع الزمان نکلکر گھوڑے پر سوار ہوئے دنالے و سنانے
کی آواز کان مین آئی شاہزادہ بدیع الزمان نے بڑھکر دیکھا سر ہنگ عیار بیچ مین
کھڑا ہی اِدھر آتش بار اُدھر زرنگار چاہتا ہی عیار پر قبضہ کرون ملکہ کا سر کاٹ لون ادھر
سے آتش بار سحر کرتا ہی دونون کے سحر چل رہے ہین ملازم بھی دونون کے پہونچے دو دو سو
ساحر مر کر گر چکے ہین بدیع الزمان نے نعرۂ شیرانہ کیا زمین کانپی سحر جو چلے ہوا چلی ملکہ
کو اندر پشتارے کے ہوش آگیا دیکھا مین چادر مین بندھی ہون کسی نے مشکین کس کے
باندھی ہین باپ کے نعرے کی آواز آئی ہی سحر ساحران سے زمین تھرائی ہی تڑپ کر
پشتارے سے نکل ہاتھ چلایا برق گری سر ہنگ کے دو ٹکڑے ہوے سب مر گئے ہی
سر ہنگ کے ملکہ تڑپ کر بلند ہوئین زرنگار کو جو سامنے دیکھا جلکین للکار کر چلائین
زرنگار نے گولہ مارا ملکہ نرگس نے ہاتھ ہلا دیا برق گری گولے کو کاٹا دوسرا سحر
اسنے کیا ملکہ بلند ہوئین ستارہ چھری بنکر سحر اسکے دفع کیے اب جو وہان سے گری
کئی ساحرون کے سر اڑا دیے اُنکے سر کاٹتی ہوئی برابر زرنگار کے پہونچی زرنگار
لے نیچہ کمر سے کھینچا ملکہ نے آواز دی یہ چھری جو ہمارے ہاتھ مین ہی یہ تو لے اور
تلوار ہمین دے یہ کہکے ملکہ نے چھری پھینکی دوڑ کر زرنگار نے چھری اُٹھالی ملکہ نے
تلوار لیلی جب چھری زرنگار نے دیکھی سر پیٹنے لگا کہ ارے مین نے بڑا غضب کیا
کیا ستم کا سحر اس قاتل نے کیا وہی چھری لیکر دوڑا اگر صورت زیبا دیکھکر بیتاب
ہوا جاتا ہی زرنگار انگشتری بیچے ہے ہاتھ ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہے غزل آتش

پردے یہ غفلتوں کے اگر دل سے دور ہون — تا دل سوے سجود سیر پر غرور ہون
تعبیر سمجھے جو سفید و سیاہ مین — ظلمت جو زلفین ہون تو وہ رخسار نور ہون
پہلے ہی دیکھتا ہون مین انکو جواب صاف — سمجھائین اب جو ہار بڑے بے شعور ہون
آنکھین نہین بتان حسینون کے پھر بھی مین فیل مست — ہر چند ناتوانی سے مین پاے مور ہون
بعد فنا بھی خاک رہ یار ہونگے ہم — ممکن نہین رکاب سعادت سے دور ہون
کرتا ہی کیا یہ محتسب سنگدل غضب — شیشون کے ساتھ دل نہ کہین چور چور ہون
قلقل ہاے یار مین آواز صور ہی — بیدار بخت خفتہ اہل قبور ہون
کشتے جو حسن گرم کے نالان ہون زیر خاک — سنگ مزار جلنے لگین کوہ طور ہون
مرتا ہی خیر سلیے کشتا ہے یار کیون — حاضر ہین جان و دل جو کسی کو ضرور ہون
ساقی چمن مین آگ لگائی بہار نے — رنگ شراب سرخ سے جام بلور ہون
ثابت جو یار کرتے ہین عیب خطاے عشق — انصاف ہو تو آپ سراپا قصور ہون
دل مین ان آنسون کے سراسر ہوا ہی رنگ — ہر چند پاک صاف یہ تیرے حضور ہون
رونے کی جا ہی حالت دیوانگان عشق — پھر بہار دیدۂ وحش و طیور ہون
عزم طواف کعبہ ہی اب کچھ غرض نہین — آتش بتان ہند ہی کیا ہون کہ حور ہون

ملکہ نے آواز دی او بیحیا دیکھ تیرے عشق کا علاج ہوا جاتا ہے زرنگار نے چھری ماری ملکہ نے
تلوار سے کاٹ دی لپٹ کے ہاتھ مارا زرنگار کے دو ٹکڑے ہوئے زرنگار کے مرتے ہی
ایک ہنگامہ ہوا آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من زرنگار جادو بود صفوان جس ہوا
زیر کوہ شقاقل تیار ہو کر کھڑا ہوا ہے لشکر بھی آراستہ ہے پوچھ رہا ہے ارے یار کیا ہوا اس کے دن
نے آکر خبر دی کہ آپ کا عیار مارا گیا ملکہ نرگس گلگون پوش نے اپنے عاشق کو قتل کیا
اب ساحروں کو قتل کر رہی ہیں یہ سنتے ہی صفوان نے گینڈا بڑھایا فوج بھی ساتھ
چلی سامنے آکر دیکھا ملکہ نرگس گلگون پوش ساحروں کو قتل کر رہی ہیں بدیع الزمان
سامنے ہتھیار لگائے کھڑے ہیں صفوان نے پکار کر آواز دی ای فرزند صاحبقران میں
سحر و ساحری کے جھگڑے نہیں جانتا میں آپ کے مقابلے کا مشتاق ہوں بدیع الزمان
نے گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی ای صفوان میں خود خواہش رکھتا ہوں کہ تجھ سے
مقابلہ ہو صفوان نے گینڈا بڑھایا ملکہ نرگس چلی تھیں کہ لشکر صفوان پر جا پڑوں
صفوان کو بھی قتل کروں بدیع الزمان نے آواز دی ای ملکہ عالم لیٹ آؤ آپ مجھے اور
صفوان سے مقابلہ ہونے دو ملکہ نرگس نے آواز دی حضور کو تکلیف ہوگی ایک
سحر میں سب کا خاتمہ کر دوں لاشہ اُسے کو یہاں سے میدان میں دوں لاچار ملکہ پلٹیں
بدیع الزمان نے کہا ملکہ میں اپنا گلا کاٹ ڈالونگا ہمارے یہاں کے ضابطے سے یہ
خلاف ہے ساحر غیر ساحر سے نہیں لڑتا ملکہ توسن پر آئیں آتشبار بھی کنارے ہوا
صفوان نے گینڈا میدان میں نکالا ادھر سے شاہزادہ بدیع الزمان نے مرکب
بڑھایا صفوان کی نگاہ جمال جہان آرائے بدیع الزمان پر پڑی حیران جمال محو دیدار ہوا
شاہزادے کو سلام کیا کہا ای شہریار آپ مجھ سے مقابلہ کرینگے مجھے آپ سے محبت ہوگئی
چاہتا ہوں کہ میرے آپ کے مقابلہ نہ ہو ساحروں کا بھروسا نہ کیجیے میں یہ چاہتا ہوں
کہ آپ میری اطاعت کریں آپ کو بادشاہ لشکر کروں مجھ ایسا پہلوان آپ ایسا بادشاہ تمام
دنیا میں عملداری کراؤں گردسکہ آپ کے نام کا جاری کروں بدیع الزمان نے کہا اگر مذہب
اسلام قبول کرو تمکو ردیف بارگاہ اسلام کروں صفوان نے منہ پھیر لیا کہا ای شہریار میں نے
تو یہ چاہا تھا کہ میرے آپ کے مقابلہ نہ ہو آپ نہیں چاہتے بہتر ہے حربہ کیجیے آپ کا حوصلہ
نکل جائے بدیع الزمان نے کہا ہمارا یہ بھی دستور نہیں ہے تمہارے حربے سے جب پر ردہ گا
بچا لیگا تب میں بھی حربہ کرونگا صفوان نے نیزہ مارا بدیع الزمان نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں ملکہ نرگس و آتشبار
ایک جانب صف جمائے کھڑے ہیں صفوان کو اپنے زور بازو کا بڑا گھمنڈ ہے نیزہ بازی
میں یہی کہتا جاتا ہے ای شہریار مجکو ڈر ہے کہ میرے ہاتھ کا کوئی نیزہ نہ پڑ جائے میں بچا
بچا کے نیزہ بازی کرتا ہوں بدیع الزمان نے فرمایا اب تمہارا نیزہ نکلا چاہتا ہے
کہا حضور میرے نیزے کا نکلنا بہت مشکل ہے مشت کبھی سست نہیں ہوتی بدیع نے

چھوڑا بڑھا کر نیزہ صفوان کا کاٹا شمشیر اڑا صفوان نے ہر چند روکا نیزہ بغل سے
نکل گیا اتنے غصہ آیا کہا آپ نے بڑی گستاخی کی اب آپ کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر تیغ
کھینچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا بدیع الزمان نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا صفوان
نے کہا کیا ارادہ ہے بدیع الزمان نے کہا ارادہ ہے کہ لیجیے کشتی لڑیں صفوان خوش ہو گیا
سوچا کہ زور میں سیر کیا کر لینگے تعجیل گھوڑے سے کودا بدیع الزمان بھی کود ے
کشتی ہونے لگی صفوان نے دیکھا کہ یہ جوان کشتی میں طاق ہے حقیقت میں شہرۂ آفاق ہے
ہر چند چاہتا ہوں اپنے کو بچاؤں بدیع الزمان سے وہ وہ پیچ بند ہو رہے ہیں صفوان
دنگ ہے استادان سخنور تحریر کرتے ہیں کہ صفوان شاہزادہ بدیع الزمان سے
دو شبانہ روز لڑا تیسرے دن پہر دن رہے اسنے جھلا کر کہا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی میں
زور آخر کرتا ہوں اپنے کو بچائیے یہ کہکے لے دوڑا بدیع الزمان رستم کے بھروسے پر
قدم کے شمار پر نو قدم تک ہٹ کر آگے صفوان نے کہا مارا ہاں گفتند شاہزادے
کا چہکا صفوان نے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالا ایسے زور کیے چہرہ سرخ ہو گیا انگلیوں
سے خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں تھککر ہاتھ اٹھا لیا عرض کی آپ کے زور کا
مشتاق ہوں بدیع الزمان اٹھے صفوان کو ریل کرتے دو گز پیچھے قدم تک
ریل کر لائے وہاں پر لا کر مارا صفوان کے دونوں گھٹنے آشنا بہ زمین ہوئے شاہزادہ
بدیع الزمان نے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کر نعرۂ کوہ شگاف کیا پہلے ہی زور میں تا بہ کمر
دوسرے زور میں تا بہ سینہ تیسرے زور میں سر سے بلند کیا صفوان کو انتہا کا غصہ
ہے بدیع الزمان نے چرخ دیکر زمین پر مارا مثل مردے کے گر کر بیہوش ہو گیا بدیع الزمان
نے اسی حال میں مشکیں باندھیں امیہ کے حوالے کیا امیہ نے لا کر ایک خیمے میں قید کیا
بدیع الزمان نے پلٹتے پلٹتے اسکی فوج والوں کو آواز دی یارو تمہارا کیا قصہ ہے
بدیع الزمان کی جرأت دیکھکر دو لاکھ آدمی دائرہ اسلام میں آئے صبح کو فرمایا اے امیہ
صفوان کو لاؤ امیہ لایا وہ نکل آہنی پہنے تو بدیع الزمان نے فرمایا اے صفوان
ہم نے تمکو کیونکر زیر کیا صفوان نے غصے میں جواب دیا آپ کے ساتھ لشکر ساحران تھا
میں خوف سے زیر ہوا یہی خیال تھا کہ ساحر سحر کر رہے ہیں ورنہ مجھکو کون زیر کر سکتا
بدیع الزمان نے کہا پھر لڑوگے اسنے جھنجھلا کر جواب دیا پانچ مہینے کی مہلت دے میں
آپ کا مذہب نہیں اختیار کرونگا خواہ قتل کیجیے خواہ بخشیے بدیع الزمان نے غصے
میں حکم دیا اسکو لیجا کر قید کرو جب انکا غرور ختم ہوگا سمجھا جائیگا فضل کو بلا کر حکم دیا
جانے کی تیاری کرو فضل نے لشکر آراستہ کیا آتشبار بھی فوراً اٹھا بدیع الزمان
نے کہا بھی آتشباران سب شہروں پر تم قبضہ کرو انشاء اللہ وہاں سے پلٹ کر
اسی مقام پر آ ملینگے ملکہ سے شادی بھی کرینگے آتشبار نے عرض کی طلسم نور افشاں
پر لشکر کشی کی ایک ساحر وہاں کا بادشاہ ہے جہد مان آفت جہان ہے غلام کا ساتھ ہونا

کہ راہ مین انکو کسی نے نہ روکا طاؤس نے مثل انسان کے آواز دی ای شہنشاہ آپ
نہین جانتے یہ طلسم کشاے اصلی ہی جسنے روکا اسکے ہاتھ سے مارا گیا یا مسلمان ہوا مین نے
رات کو خواب مین دیکھا کہ حمزہ مع لشکر گران برابر کوہ عجائب وغرائب کے فروکش ہی
بہت خونریزی نبرد کا ورش کر رہا ہی یہ بھی مین نے خواب مین دیکھا کہ روح سامری پر
نزا غصہ ہی جو عبادت گزار بڑے ساحران غدار صدہا سال سے پیوند زمین سے
وہ نکلے ہین آپ تیاری کرین ایسا نہ ہو یہ خواب سچا ہو سحر العجائب ومصر الغرائب
نے کہا ای طاؤس طلسمی اب یہ خواب کسی کے سامنے نہ بیان کرنا جو ساحر کہ پیوند زمین
ہوکے وہ خدمت سامری مین رہتے ہونگے مگر مین سختیون کی تدبیر کرتا ہون کیا مجال
کہ جو یہان سے ایک قدم بڑھا سکین سب جل بھنکر خاک ہونگے یہ کہکے دونون قصر سے
اترے دربار مین آکر بیٹھے سب سردار جمع ہین کہا لوہا جو آمادہ جنگ رہو صاحبقران
آگئے ہین مقام بہت خونریز ہی اگر ہزار سال جنگ کرین تو بھی نہ ہو سکین بلکہ شاخسار جادو
کو بلاؤ دروازے باغ ویران کے بند کرے اور جادوگر پھاٹنے لیجاے انتظام کرلے
شاخسار بلائی گئی سحر العجائب نے عرصہ دراز تک سمجھایا کہا قیدیون پر سختی بھی کرنا
اور بہت کچھ کہا کہ سب باتون کا ذکر آجائیگا شاخسار نے بارہ ہزار ساحر اور ساتھ لیے
آکر جا بجا پہرے چوکی مقرر کیے کوکب روشن ضمیر نے پوچھا کیون بی شاخسار جادو
کیا انتظام کر رہی ہو شاخسار نے غصے مین جواب دیا تمھارے معین و مددگار حمایتی
بعد دو برس کے آکر علامت طلسم پر پہونچے ہین کوکب نے خوشی آکے بران سے کہا
شہنشاہ زرین پوش ہنستا ہوا سامنے سکندر کے آیا آمد صاحبقران کا حال بیان کیا
سکندر نے پکارکر ایرج سے کہا ایرج نے نور الدہر سے ذکر کیا نور الدہر نے
تینون شاہزادون سے کہا لاچین نے بھی کہا سب خوشیان کرنے لگے ہر ایک
کا یہی قول ہی کہ اب صاحبقران طلسم توڑینگے تمام مارے جائینگے شاخسار نے
جو قیدیون کو خوشی دیکھا جلبلی کہا ہاے کیا کرون سامری وجمشید کے حکم کو آگ لگے
طلسم بنایا میعاد بھی لگا گئے اسکی کیا ضرورت تھی نہین تو آج ان سبھون کی بوٹیان
کاٹ کے چیل کوون کو دیتی سب بیچارے خاموش ہو رہے سحر العجائب ومصر الغرائب
دربار مین بیٹھے باتین کر رہے ہین کہ سامنے سے لکۂ ابر مرواریدی انکا موتی برستے ہوئے
ابر آکر پھٹا دیکھا ایک شاہزادی تاج شہریاری بر سر لباس بھاری پہنے ہوئے تاج سر پر
کج رکھا ہوا چہرہ آفتاب عالمتاب دریاے جواہر مین غوطہ زن گلعذار غنچہ دہن تنگ چشم
نازک بدن نہایت حسین سحر العجائب نے کہا ملکہ زنار گوہر پوش تشریف لاتی ہین انکے
آنیکا کیا باعث ہوا ساٹھ ہزار ساحر بھی پشت پر کنیزین گھیرے ہوئے وہ تخت آکر اترا ساحر
باہر شہر سے زنار نے آکر سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا دونون بھائیون نے پوچھا اے
شہنشاہ اقلیم حسن وجمال والی ماہ آسمان جاہ وجلال خلاف وقت آنیکا کیا باعث ہی

زنار نے کہا ہم آج رخصت ہونے کو آئے ہین اب ہم طلسم مین نہ رہینگے سحر العجائب نے
کہا کیون خیر تو ہی کہا حضور آج نئی بات ہوئی میان کاہن صاحب نے ہمکو نامہ لکھا مضمون
یہ تھا کہ آج وہ دن ہی کہ بل سامری کو درد زہ شروع ہوئے تھے ہم وعظ کہینگے تشریف لائیے
شیرینی بھی تقسیم ہوگی اس تقریب مین بلا تکلف چلی گئی بیٹھے شیرینی تقسیم کی پھر ممبر پر گئے تعریف
سامری کی کہی پھر پیدائش کا ذکر کیا کہنا شروع کیا آج وہ دن ہی کہ طلسم کشا قریب علامت
آگیا اب اسکو راستہ ملیگا زندانخانہ ٹوٹیگا ہر ایک قیدی چھوٹیگا سردار بڑے بڑے
مارے جائینگے اور مذہب کا چلن ہوگا مذہب سامری کا کوئی نام بھی نہ لیگا جب وہ ممبر
سے اترے تو مین نے کہا ای پیر نابالغ کوئی ایسی باتین بیان کرتا ہی اسپر یہ کمال کیا کہ
کتاب سامری کھولکر دکھاتے ہین ایک ایک سے کہتے ہین دیکھو صاحبو خود سامری
اپنی کتاب مین لکھ گئے ہین طلسم کشا کی تصویر بھی موجود ہی مجھسے اُسنے بہت تکرار ہوئی
وہ تو آپ کو برا جانتے ہین وہ وہ کلمات کہے کہ جو کبھی کوکب وبران نے بھی نہ کہے تھے
اس وقت انھون نے اشتہار جابجا بھیجدیے ہین حضور یہ باتین نسنی جائینگی آپ فرمائیے
یہ بات سچ ہی کہ طلسم کشا قریب علامت آگیا سحر العجائب نے کہا طلسم کشا کون سے
صاحبقران آئے ہین انکی تدبیر ہو جائیگی عمر بھر انکو رستہ نہ ملیگا پڑے پڑے حیران ہوکر
چلے جائینگے ہم انکو زندہ جانے دینگے گرفتار نہ کرینگے اب وہ کہان جلنے پاتے ہین زنار
نے کہا لونڈی رخصت ہوتی ہی بہتر یہ ہی کہ اپنا انتظام کیجیے یا نہ کیجیے آپ کو اختیار ہی
اتنا عرض کرتے ہین کہ یہ کاہن مسلمان ہی ہر وقت مسلمانون کی تعریف کرتا ہی صاحبقران
کی محبت کا دم بھرتا ہی یا تو اسکو سزا ہو یا لونڈی کو رخصت فرمائیے سحر العجائب نے کہا
ملکہ عالم اس وقت مین ساتھ چھوڑتی ہو معرکہ عظیم پڑینگے ہم خود نکلکر لڑینگے زنار نے کہا
آپ کچھ نہ فرمائیے کاہن کے لیے سزا نہ ہوگی تو مین زہر کھا لونگی یا مجکو بتلا دو کہ صاحبقران
کہان ہین مین انکا سر کاٹ کے پاس میان کاہن کے بھیجون اور کہون کہ دیکھو بڑے
بڑے ساحر مارے گئے بڑا فخر آپکے واسطے یہ ہی کہ انپر سحر تاثیر نہین کرتا اسکی اور تدبیر
ہو جائیگی اسم اعظم بند کرینگے ہم کیا کسی بات سے عاجز ہین سب کچھ کر سکتے ہین یہ ذکر
تھا کہ چند ساحر دوڑے ہوئے آئے عرض کی آج صاحبقران مع اپنے سردارون
و ساحرون کے قریب خندق آتش جا کھڑے ہوئے کئی مرتبہ قصد ہوا کہ خندق مین
پھاند پڑون آگ کو طی کر کے قلعے مین جاؤن مگر اسون کو مارون دو جادوگرنیان لالہ عذار
و ماہ رخسار ساتھ ہین وہ قدمون پر گرین عرض کی ای شہریار آج کنیزون نے بطور
کہانت دریافت کیا ثابت ہوا اسی ہفتے مین حضور کو راستہ اصلی دریافت ہوگا یہ راہ
اصلی نہین ہی صاحبقران پلٹ گئے مگر ہر وقت یہی فکر ہی کہ قلعے مین جاؤن بیٹھا
لشکر ساتھ ہی ملکہ زنار نے سنکر کہا ای شہنشاہ مجھے اجازت دیجیے مین جا کر صاحبقران
کو پکڑ لاؤن دیکھون وہ جادوگرنیان نگھرام کون ہین جلا کر خاک کر دون [illegible]

وہ کیا جانیں ہم لوگ جانتے ہیں ہر چند سحر العجائب و مصر الغرائب نے کہا زنار
نے نہ مانا اسی وقت تخت پر سوار ہوئیں سحر العجائب و مصر الغرائب نے دو سردار
مسطور جادو و منظور جادو کہ لاکھ ساحروں کے افسر ہیں ان دونوں کو ساتھ کیا تاکید
کردی کہ خبردار ملکہ کو زبان نہ ہلانے دینا تم جا کر اسم اعظم صاحبقران بند کرو امیر کو
گرفتار کرکے ملکہ زنار کے حوالے کرو انکو اختیار ہے چاہیں قتل کریں چاہیں بخشیں
یہ راز داران طلسم میں سے ہیں راستے معلوم ہیں بت خونریز ہمیشہ ہر سال میں
ایک مرتبہ دعوت کرتا ہے اور کاہن کو میں سزا دونگا ملکہ تم آزردہ نہ ہو اسکی کیا
مجال کہ تمھارے سامنے زبان درازی کرے ہم اسکو عہدے سے معزول کرینگے ہمکو
بھی طریقے سے معلوم ہوا کہ وہ مسلمانوں کا خیر خواہ ہے جب دباؤ پڑیگا شریک مسلمانان
ہو جائیگا ہم اسکو مہلت نہ دینگے پہلے ہی گرفتار کر لینگے ملکہ زنار دو لاکھ ساحر کی
جمعیت سے چلیں حقیقت میں صاحبقران نے قصد کیا تھا کہ اپنے کو خندق میں گرادیں
لالہ عذار و ماہ رخسار نے منع کیا کہ ای شہریار اسی ہفتے عشرے میں ایک سامان
پیدا ہوگا کہ راستہ اصلی آپ کو معلوم ہو جائیگا کوئی پہاڑ ہے جہاں کا حاکم
بت خونریز ہے وہاں سرکار کو پہونچنا چاہیے اس راستے سے مطلب نہ نکلیگا یہ سنکر
صاحبقران زبان خاموش ہو رہے بیرون بارگاہ بیٹھے ہیں کہ دریاے آتش نے
جوش مارا بیچ سے آتش شق ہوئی آمد لشکر ساحران شروع ہوگئی دو چار ہزار ساحر
اسباب سحر ہاتھ میں لیے ہوئے اسی آگ سے نکلے سب کے بعد دو جادوگر کرگدن مست
پر سوار گینڈے اڑاتے ہوئے باہر نکلے ایک تخت زریں پر ایک نازنین مگر حجاب
سحاب گرداں سحاب سے موتی برستے ہوئے ہزارہا نازنینان مہ جبین اس تخت کو
گھیرے ہوئے ایک بارگاہ گوہر نگار اژدروں پر لدی ہوئی آکر آراستہ ہوئی وہ تخت
اسی بارگاہ میں داخل ہوگیا دونوں جادوگر جو گینڈوں پر سوار تھے وہ اس بارگاہ
سے آدھ کوس بڑھکر اترے ایک بارگاہ اور استادہ ہوئی اسکے گرد آکر سب ساحر
اترے وہ دونوں جادوگر ٹہلتے ہوئے کنارے لشکر پر آئے پکار کر آواز دی یا امیر
بہتر یہ ہے کہ ابھی یہاں سے چلے جائیے آج رات کو اسم اعظم بند کرلونگا کل ایک کو بھی زندہ
نہ چھوڑونگا یہاں سے غازیوں نے آواز دی او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہے اس واسطے
ہم لوگ آئے ہیں کہ کوکب کو چھڑائیں نمک حراموں کو ماریں کوئی ساحر زندہ نہ بچے اس طلسم کو
باسلام آباد کریں کفر آباد نہ رہنے پائے دونوں جادوگر جھلاتے ہوئے چلے اپنی بارگاہ میں
آئے حکم کیا طبل جنگی بجے دن سے طبل جنگی بجوا دیا صاحبقران نے خبر سنی امیر نے
بھی طبل جنگی بجوایا عمرو نے دیکھا برق فرنگی کھسکا عمرو نے کہا میاں برق صاحب کہاں
چلے برق نے کہا لشکر میں اپنے جاتا ہوں عمرو نے کہا عیاری کرنے جاتے ہو دو ساحر
ہیں دونوں کی فکر واجب و لازم ہے میں نے خبر سنی دونوں ملکر سحر کرینگے اسم اعظم کی جگہ

فکر ہوئی آپ جائینگے عیاری تو خاک نہ ہو سکیگی بدگمان کر دوگے برق نے تو کچھ جواب نہ دیا
باہر نکلا طرف لشکر مسطور و منظور کے بھاگا جی مین کہتا ہے ان دونون کو دن ہی کو جا کر مارون
اُستاد دیکھین عیاری اسکا نام ہے لشکر مسطور و منظور مین بصورت مبدل آیا خبر دریافت
کی کہ دونون حمامخانے مین ہین کنارے آکر ایک کنیز نوجوان خوبصورت کی شکل بنا دو بچے
خوک ہاتھ مین لیے ٹہلتا ہوا دروازے پر حمامخانے کے آیا خدمتگار بیٹھے ہوئے تھے کہا
عرض کر دو ایک کنیز فرستادہ ملکہ زنار در دولت پر حاضر ہے امیدوار ہون کہ مجکو
اندر بلائیے ملکۂ عالم نے یہ بچے اسے خوک بھیجے ہین اسکا حال عرض کرونگی خدمتگارون نے
جا کر کہا مسطور و منظور نے کہا بلا لو اندر آیا دونون کو جھککر سلام کیا دونون سے اشارے
کرنے لگا وہ بھی دونون ہنسے پوچھا کیون صاحب ملکۂ عالم نے کیا فرمایا ہے کہا حضور یہ دو
بچے آپ کے واسطے بھیجے ہین انگیٹھی آگ کی منگائیے اسمین کوئلے سلگیے گوگل منگائیے
گوگل روشن ہوتے ہی یہ دونون بچے اڑینگے اسم اعظم حمزہ بند ہو جائیگا آسمان سے
آگ برسیگی مسطور و منظور خوش ہو گئے انگیٹھی منگائی اسمین دس سیر کوئلے رکھے
خود ہی بیٹھکر سلگائے کہا گوگل مین لیتی آئی ہون اپنے پاس سے گوگل نکالا آگ پر ڈالا
کہا آپ دونون صاحب آگ کو بہ نگاہ غور دیکھیں اسمین سے ایک پری نکلیگی وہی ان
دونون کو اڑائیگی دونون جھککر بیٹھے خدمتگار بھی دیکھ رہے ہین برق نے گوگل ڈالا دھوان
جو نکلا پیچ و تاب کھاتا ہوا قریب دماغ کے جو پہونچا چھینک مارکر دونون بیہوش ہوئے
خدمتگار ارے کہکر اٹھے وہ بھی بیہوش ہو کر گرے برق خنجر بکر کے جو کاٹا مسطور و منظور
کا سر کاٹا ملکہ زنار کو ہے ہوش اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہے کہ ابھی مسطور و منظور قیامتین
برپا کرینگے مصاحبان شہنشاہ مین یکایک ایک آندھی سیاہ آئی کنیزین سر پیٹنے لگین کہا
لیجیے کسی نے بارگاہ مسطور و منظور مین آگ لگا دی زنار نے سر اٹھا کر دیکھا کان مین
آواز آئی کشتی مرا نام مین مسطور و منظور بود زنار نے کہا ارے بڑھکر خبر لو کنیزون
نے بڑھکر دیکھا بارگاہ آگ جل پڑی ہے لاشے سر کٹے ہوئے پڑے ہین غصے مین کانپنے لگی کہا
ارے دن دہاڑے مار گئے خیر اب جمع کر ان سب سے سمجھونگی میرے نام پر طبل جنگی بجے
گرد خیمے کے آگ روشن کر دو ہمارے پاس کوئی آنے نہ پائے کنیزون نے گرد بارگاہ کے
خندق کھود دی ملکہ نے صرف اشارہ کر دیا شعلہ آتش آسمان پر پہونچے چار اژدہے
بھی بٹھا دیے جس کسی نے آنیکا قصد کیا اژدہے منہ پھیلائے ہین قلابہ آتشین منہ سے
چھوڑ رہے ہین یہان خواجہ کنارے پر لشکر کے کھڑے ہین ابوالفتح کو بلا کہا ای فرزند
ذرا دریافت تو کرو کہ مسطور و منظور کیا کر رہے ہین کہ لشکر کفار مین ہنگامہ ہے ابوالفتح
نے کہا دیکھیے ماموجان اُنھون نے سحر سے آتش روشن کی عمرو حیران تھے
کہ دیکھا سامنے سے برق دو سر رومال مین باندھے ہوئے بدحواس دوڑا ہوا آتا ہے
برق نے آتے ہی سر دونون کے قدمون پر عمرو کے ڈالدیے کہا استاد مین نے دونو کو

مارا عمرو نے کہا اسباب وہان کا کیا ہوا برق نے کہا استاد وہان اسباب کچھ نہ تھا عمرو نے
کہا بچا برکے حرامزادے ہو مجھے منع کیا تم وہان کیون گئے عیاری کو خراب کرتے ہو برق
چھوٹے ہوئے آگے تلاشی دیجیے برق نے چاہا بھاگ جاؤن عمرو نے برق کی کمر پکڑی اب
جو تلاشی لی انگوٹھیان چھلے وغیرہ کمر سے نکلے برق نے کہا استاد یہ سب اسباب مین سے
تھے ہائی خواجہ کب مانتے ہین اچھا اچھا کہکر زنبیل مین رکھ لیا کہا اے مسطور و منظور کیا
مین خود نہ گیا دیوانے ہو چلے تھے اپنے ہاتھ سے انھون نے سر کاٹ لیے تھا ایک کمال ہوا
جب برق بہت رویا پیٹا دو پیسے نکالکر دیے گلے سے لگا کر کہا میان لڑکون کے پاس
یہ چیزین رہنا اچھی بات نہین ہے جو تمھارے پاس ہے وہ میرا ہے جو میرا ہے وہ میرا ہے
ان پیسون کی ریوڑیان کھانا برق نے ہر چند منتین کین عمرو نے کچھ نہ مانا برق تو الگ ہوا
خواجہ تلاش مین زنار کے چلے لشکر مین زنار کے آئے قریب بارگاہ پہونچے دیکھا گرد
آگ جل رہی ہے چار اژدہے آتش فشان منہ کھولے ہوے بیٹھے ہین جو کوئی قصد کرنا
چاہتے ہین نگلجاتین خواجہ نے بڑی کدوکاوش کی مگر اندر نہ جاسکے خواجہ پلٹ کر آتے تھے
راہ مین برق سے ملاقات ہوئی برق نے پوچھا استاد کیا ہوا عمرو نے کہا زنار
نے اپنی بارگاہ کا راستہ بند کردیا ہے چار اژدہے بیٹھے ہین برق نے کہا استاد مین تو
جاؤنگا عمرو نے ہر چند منع کیا برق نے نہ مانا خواجہ طرف لشکر کے چلے برق تڑپتا ہوا
لشکر زنار مین آیا دیکھا ہمراہیان مسطور و منظور بھاگے جاتے ہین برق ساحر کی صورت
بنا ہوا ہے انسے پوچھا یارو کہان جاتے ہو ان سب نے کہا ہمارے افسر مارے گئے ہم
اب نہ ٹھہرینگے کنیزان ملکہ بھاگ رہی ہین برق نے ایک کنیز کو تاکا شعلہ گرمخو اسکا نام
تھا برق نے خدمتگار کی شکل چلے اسکو الگ بلایا کہا دیکھو سب ساحر بھاگے جاتے ہین
وہان جیسے کی آرزو تھی برق نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے شعلے کے ساتھ گرمی کی
سے بیہوش کیا کنارے ڈالدیا اسی کی شکل بنکر کنیزون مین آملا اگر سیان کرتا ہوا انکے
ساتھ چلا جب قریب آگ کے پہونچین کنیزون نے پکار کر آواز دی ملکۂ عالم کنیزین
حاضر ہین زنار کو اسقدر احتیاط ہے کہ خود نکل آئی کنیزون کو بہ نگاہ غور دیکھا آواز دی
اندر آؤ برق بھی سب کے ساتھ اندر آیا دیکھا ملکہ زنار نے بڑا سامان کیا ہے جا بجا
منقل ہاے آتش روشن سنہری پتلیان ہار پھول ہاتھ مین لیے ہوئے ڈھول بجا رہی ہین
ملکہ زنار سے آنکھ ملائی کہا حضور کوئی غزل گاؤن ابھی کنیزان سرکاری باہر گئی تھین
لونڈیون کو کھٹکا ہوتا ہے ملکہ نے کہا اچھا کوئی غزل گاؤ جب شک گذرے مجھکو ضرور
اطلاع کردیو تجھے خبر دی تھی کہ نگوڑا جھوٹا یا جسنے مسطور و منظور کو مارا لشکر مین
پھر رہا ہے کنیزون نے ڈھول بجانا شروع کیا برق بھی انکے شریک ہو تڑپ رہا تھا
کہ پتلیون نے کہا اتین کہین سات پتلیان سنہرے کپڑے پہنے ہوئے یہ غزل گانے لگین نظم

دیکھا ہے سبو کو جو دھرے سر کے تلے ہاتھ	یاد آیا ہے ساقی کا وہ ساغر کے تلے ہاتھ

دامن کا خیال آتا ہے جب جیب دری مین / دیوانون کے ہوجاتے ہین دامن کے تلے ہاتھ
دل دوستیِ بت کا نہ پابند ہو یارب / دشمن کا بھی دبجائے نہ پتھر کے تلے ہاتھ
گرمی نہ تمھاری سی ہو اُن آتش گل سے / گلچین کا نہ رکھا کبھی اخگر کے تلے ہاتھ
یاد آتا ہے وہ قدِ کشیدہ جو چمن مین / ملتا ہون مین جا جا کے صنوبر کے تلے ہاتھ
تبدیل شب وصل سے ہو روزِ جدائی / بالش کے عوض ہو سرِ دلبر کے تلے ہاتھ
عاشق سے نگاہو نہین یہ کہتی ہین وہ آنکھین / مژگان جو چھوئے رکھو بادخنجر کے تلے ہاتھ
مستی مین چلینگے ترے ساقی سے تری مے کا / کالو نگا مین کاہے کا جو ساغر کے تلے ہاتھ
صحرا کو چلو چاک گریبان کرو آتش / لشکر مین نہ ہین پانون نہ پتھر کے تلے ہاتھ

یہ غزل گا کر وہ پتلیان اپنے مقام سے اٹھین برق نے ہاتھ جوڑ کے کہا ملکہ عالم ذرا مین کاہے کی خبر لون ملکہ نے دیکھا شعلہ کانپ رہی ہے کہا بی شعلہ ذرا ٹھہر جاؤ ہماری بتون نے جو غزل گائی اور شک ہمارا بڑھ گیا ہاتھ ردیف ہے تیرا حال کیون کثیف ہے کہا حضور مین شک و شکوک سے بہت گھبراتی ہون کہ ڈھائی پہر جی ہوتی تو مین گڑولا کھا لیتی مین شک سے بہت ہی گھبراتی ہون مجھے آزاد کیجیے میرا ٹھہرنا بہتر نہین پتلی نے جھپٹ کے چلے اسکے مین برق کے ڈالا برق نے ایک چیخ ماری رنگ و روغن عیاری کا چلگیا صورت اصلی نکل آئی دیکھا ایک انگریز چست و تنگ پتلون جاکٹ پہنے کھڑا ہے پتلی نے کہا واری دیکھیے میان برق کھڑے ہین مین نے آپ کو خبر دی تھی کہ برق آپ کے لشکر مین آیا ہے دیکھیے یہان بھی گھس آیا مسطور و منظور کو مارکے اس کم رو کے خون سے منہ کو لال کیا یہان بھی دوڑا آیا زنار نے جو برق کو دیکھا تیغ کھینچکر دوڑی پتلی نے ہاتھ پکڑ لیا کہا واری اسکا قتل کرنا بہتر نہین جب اسکے استاد کو پکڑ لیجیے گا تب اسکو قتل کیجیے گا ملکہ نے آواز دی ارے باہر سے سالار کوتوال کو بلاؤ کنیز نے آواز دی ایک جوان نیل وردی پہنے ہوئے اندر آیا ملکہ نے کہا اے سالار برق کو لیجا کر قید کر صبح کو اسم اعظم حمزہ سرِ میدان بند کرینگے تلمیذ کو بھی پکڑ لائینگے تب انکو بھی قتل کرینگے سالار نے برق کا ہاتھ پکڑ لیا پتلی نے اپنا سحر اتارا سالار نے مشکین باندھ کے برق کو کشان کشان لیچلا جب آگ کے پار آیا خواجہ عمرو بصورت مبدل کھڑے تھے برق کو قید دیکھکر تڑپ گئے سالار نے پیادون کو بھیجا کہ کوتوالی چبوترے پر جاکر لال خان کا لکڑا درست کرو اسمین جکڑ کر اسکو باندھو رات بھر حفاظت کرو تم سب گرجاگنا پڑیگا پیادے ادھر بھاگے سالار برق کو تنہا لیے ہوئے جاتا ہے برق چپکے چپکے کہتا ہے مجھے چھوڑ دیجیے یہ اچھی بات نہین ہے میرے بھائی بند آپ کو مار ڈالینگے خواجہ نے برق کو گرفتار دیکھا سوچے کہ بڑا غضب ہوا میرا مجبور یا پکڑا گیا کیونکر چھڑاؤن ایک بات سوجھکر دوڑے جو منظور ہوا وہ صورت بنالی سالار جاتا ہے کہ اسنے دیکھا ایک سوداگر سر برہنہ دوڑتا ہوا آیا دہائی دیتا ہوا پکار کر کہا کوتوال صاحب غضب ہوا

مین لٹ گیا تین لاکھ کی چوری میری دوکان مین ہوئی تھوڑا مال آپ کے غلام کے پاس نکلا ہی غلام آپ کا نام لیتا ہی کوتوال نے کہا میان سوداگر صاحب ایسی بات نہ کہو مین کوتوال ہون سب کی حفاظت کرتا ہون چوری کرنا کیا سوداگر نے کہا گریبان مین ہاتھ ڈالونگا ملکہ کے پاس چلیے فریاد کرونگا اپنی جان دیدونگا کوتوال نے کہا مین اس قیدی کو کوتوال چبوترے پر پہونچا دون پھر تمھارے ساتھ چلکے تحقیقات کردن سوداگر بولا کیا کہ مین نہ مانونگا پہلے میرے ساتھ چلیے تحقیقات کیجیے ایسا نہ ہو آپ کے غلام کو آپ کے سپاہی بھگادین تو میرا نقصان ہو لاچار ہوکر سالار سوداگر کے ساتھ ہوا جب ایک خیمے کی آڑ مین پہونچے سوداگر نے کہا دیکھیے سپاہی آپ کے غلام کو بھگا رہے ہین سالار یہ سنکے پلٹا کون غلام سوداگر نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے تڑاق سے جباب مارا سالار لڑکھڑاکر گرا عمرو نے خنجر مارا سالار کو مارکر برق فرنگی کو رہا کیا لیکر بھاگے زنار سے پتلی نے کہا دارنگی غضب ہوا کوتوال مارا گیا عمرو نے کوتوال کو مارا زنار نے کنیزون کو بھیجا جادوگر لاش اٹھاکر سامنے زنار کے لائے زنار نے دیکھا کوتوال کے کپڑے تک لیگئے برہنہ لاش آیا زنار تھرا گئی کہا صاحبو عیار بڑے غضب کے ہین کنیزون سے کہا تم بھی اب باہر جاؤ مین اپنی بہنون سے دل بہلاؤنگی لاش کوتوال کا لیجاکر جلاؤ آپ پتلیون کے ساتھ بیٹھی پتلیان تو بیقرار ہین کبھی گاتی ہین کبھی ڈھولک بجاتی زنار نے کہا ارے صاحبو چپ رہو پتلیان کب مانتی ہین کہا دارنگی سحر تیار کیجیے کل تو آپ اور رنگ مین ہونگی اسی وجہ سے یہ غزل آپ کو سناتے ہین یہ کہکے بانازوادا چمک چمک کر یہ اشعار گنگنا کے گانے لگین

نظم

قید ہستی سے ہنوز آزادگی حاصل کہان — روح سے چھوٹا ہی یہ زندان آب وگل کہان
ہچکیان لیتے تھے کوچے مین ترے بسمل کہان — زخم ہنستے تھے کسی کے منھ پہ ای قاتل کہان
قدرت اللہ ہی نیرنگ سازی حسن کی — گورے گورے عارضون پر کالے کالے تل کہان
دسترس کسدن ہوا بند قباے یار پر — واہوے ناخن سے اپنے عقدۂ مشکل کہان
صورت ریگ روان گرم سفر ہون روز و شب — کچھ نہین معلوم جاتا ہون کدھر منزل کہان
جو نہ دے ایذا کوئی ایذا انہین دیتا ہے — سایۂ دیوار کو اندیشۂ حائل کہان
بھیک لیکے حسن کی مقصود مہر و ماہ ہی — دربدر پھرتے ہین مثل کاسۂ سائل کہان
بحر ہستی سا کوئی دریاے بے پایان نہین — آسمان نیلگون سا سبزۂ ساحل کہان
وقت بد مین کون ہوتا ہی مصیبت کا شریک — ہجر کی شب کے اندھیری ہین مہ کامل کہان
کون سا ایسا کیا ہی مجھ سے یارون نے سلوک — یاد آتی ہی عدم مین جاکے یہ محفل کہان
خندہ زن دیکھا نہ اک مردے کو زندے کی طرح — ہوشیاری کے مزے سے آشنا غافل کہان
جنبش ابروے قاتل مین نہ ٹھہریگا رقیب — چہرۂ نامرد زخم تیغ کے قابل کہان
عشق کے صدمے اٹھانے کو جگر بھی چاہیے — خون ہوا میری طرح آتش کسی کا دل کہان

بہ غول کا گر کنیزون نے کہا اری کل آپ اس حال مین ہونگی کہ ہماری فلک بالکل تیرے کا زنار
کہتی ہر ارے کمبخت صاف صاف کہو میری عقل مین تو یہ آتا ہر کہ کل سب کو گرفتار کردیگی
حمزہ کا اسم اعظم بند ہوگا تبلیون نے کہا واری ہم تو بہت دور ہر نہین معلوم کیا کیفیت ہوگی
ہمکو بڑا انتشار ہر ملکہ نے جھلا کر ہاتھ ہلا دیا تبلیان جلکر خاک ہوئین خاک سے آواز آئی مبارک
مبارک سحر کو جمع ہو جائیگی ہم تو جانتے تھے کہ ہم خدمت سامری مین جائینگے زنار جھلائی
اب اکیلی سحر تیار کر رہی ہر کہتی ہر ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی طائر بنا با شیشے تیار کیا وہ دوڑ
آکر پہونچا کہ لشکر ثوابت و سیارگان نے فوج ضیا و شعاع سے شکست کھائی شہنشاہ
زرین آفتاب تیغۂ مہر حمائل کرکے توسن فلک پر سوار ہوا اور میدان کارزار ہوا زنار
اٹھی کنیزین قریب بارگاہ جمع ہین زنار اسپر نکلی تخت حاضر ہوا تخت پر سوار نہ ہوئی
طاؤس زرین بال طلب کیا اسپر سوار ہوئی لشکر کو ساتھ لی کنیزین پشت پر ایک ایک
شوخ دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ اٹھکیلی کرتی ہوئین جو پہلے سحر ہاتھ مین زنار مرزار دیدہ جن
سبکے آگے بڑھی ہوئی ابر مروارید نگار سر پر سایہ فگن اپنے حسن و جمال پر مغرور اپنے
سائے کو دیکھتی ہوئی مانگ مین سیندور بھرا ہوا پردہ ظلمات مین کہکشان کا دخل ہوا
طاؤس کو ملکہ نے روکا صاحبقران نے نماز سحر سے فراغت حاصل کی بیرون بارگاہ
تشریف لائے سردارون نے آکر سلام کیا بہرام نے عرض کی لشکر کفار میدان مین آگیا
حضور سے نزول اجلال کی دیر ہر خواجہ عمرو بھی آکر پہونچے امیر نے پوچھا خواجہ رات کو
کیا گذری عمرو نے سب حال بیان کیا امیر سنکر خاموش ہو رہے تلوار ٹیک کر پشت
مرکب پر آئے گھوڑے کو بڑھایا اس وقت میدان کارزار مین پہونچے کہ ملکہ زنار طاؤس
سے اترکر نخل کے سائے مین ٹھہری ہر آمد لشکر صاحبقران دیکھ رہی ہر کہ ناگاہ دیکھا
چند سردار اہتمام کرتے ہوئے آئے غراٹے کی صدا بلند ہوئی دیکھا علم اژدہا پیکر سے یا
صاحبقران یا صاحبقران کی آواز آتی ہر غراٹے کی آواز سے زمین تھراتی ہر علمدار
لشکر اسلام طوق حران گرد ابوالمعجن گرد نے بڑھکر علم کو زمین پر نصب کیا زنار حیران
ہر کہ یہ کیا اہتمام ہو رہا ہر ایک کنیز نے عرض کی صاحبقران تشریف لاتے ہین ملکہ نگاہ
غور دیکھنے لگین دیکھا کہ بوندا گرد کا اڑا دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا نگاہ پڑی آفتاب آسمان
عربستان پشت مرکب سیہ چشمی پر سوار نیزہ ہاتھ مین اسکو ہلاتے ہوئے چالیس قدم آگے
بڑھکر ٹھہرے ملکہ کی نگاہ لڑی ہوئی ہر جمال جہان آرا کو دیکھ رہی ہین کبھی ایسی صورت زیبا
طلعت جہان آرا نگاہ سے نہ گذری تھی بیقرار ہو گئی ایک جوان رشک پیر کنعان سرتاج
حسینان آفتاب آسمان عربستان رستم زمان صاحب شوکت و شان چہرے سے جرأت
ہویدا و ظاہر پیشانی سے نشان جلالت با سپر فولادی پشت پر مثل قرص قمر پھول
دامن مین لشتی بان اپنے آقا کے بے اختیار آہ نکلی پسینہ آیا دل تھرایا بیقرار ہو کر پکار اٹھی
ب مجھے ضبط نہین ہو سکتا حقیقت مین جرأت و شوکت کی خوبی کیونکر لکھے یہی تو خوبی

تیغہ ہلالی زیب کمر قاتل پہلوانان خود سر جوہر ذاتی خدا نے دیے فتح و ظفر پر قبضہ پایا آقا کے
واہنے پر تکیہ کمان کیانی زیب دوش صاف ثابت ہوتا ہے کہ ماہتابان برج قوس مین آگیا
دوسرے ہاتھ پر ہزار تیر دن کا ترکش مثل دم طاؤس بائین ہاتھ پر لٹک رہا ہے
طائران تیر گوشہ گیر جو کبھی خطا نہ کرین انکا زخمی چلا کے مرے نیزہ وہ جو دل سنگ کو توڑے
دشمن کو زندہ نہ چھوڑے حرز ہیکل مثل ستارۂ سحری گلے مین چمک رہی ہے چونکہ یقین ہے کہ
ساحرون سے مقابلہ ہے اسم اعظم الٰہی پڑھتے ہوئے بڑی لشکر کے پر جمی ہوئی اس ان
بان کو جو ملکہ نے دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا لا کم ضبط کیا نہ ہو سکا آخر
تھرا کر طاؤس سے گرین دانت بیٹھ گئے کنیزین دوڑین آگے ملکہ کو ہاتھون ہاتھ اٹھایا کسی نے
کہا بسبب نزاکت کے دل تھرا گیا اس وجہ سے غش آگیا کسی نے کہا نہین ہوا کوئی آسیب
ہے کسی دیو پری کا گذر ہوا مین نے سنا سناٹا ہوا تھا کوئی دوڑ کے کیوڑا گلاب لائی کسی نے
چھولی مٹی کا ڈھیلا اٹھا لیا اسپر پانی ڈالکر ناک سے لگا دیا کوئی غل مچاتی ہے کوئی دعا
مانگتی ہے کہ لات و منات یہ کیا ہو گیا میری بی بی خیر و عافیت سے اُٹھین پھر سے
باتین کرین کنیزین جو حبشین روئی بیٹھین بعض نے کہا جنگل سے چلو بارگاہ مین بیٹھو لڑائی
بھڑائی مین آگ لگے کل لڑائی ہوجائیگی مسلمان کہین بھاگ جائینگے وہ تو خود آمادہ حرب
و پیکار ہین ملکہ کو ہوا دار پر ڈال سب سارا لشکر پلٹا امیر نے فرمایا خواجہ دریافت تو
کرو یہ کیا باعث ہوا کہ لشکر میدان کارزار مین آیا اور پھر پلٹ گیا خواجہ نے کہا مین ابھی
خبر لاتا ہون یہ کہکے عمرو چلا یہان ملکہ کو کنیزین لیکر بارگاہ مین آئین ملکہ کی آنکھ کھلی
سر اٹھا کر دیکھا سمجھی تھین کہ وہ شہریار سامنے ہوگا اب اپنے کو بارگاہ مین پایا ٹھنڈی
سانس کھینچی بے اختیار منہ سے نکل گیا **نظم**

حسرت شادی نہین جان غم آلود کو	لالہ سمجھتا ہے دل داغ نمک سود کو
داغ غم عشق کو دل مین جگہ دیجیے	ڈھونڈھیے لیکر چراغ شاہد مقصود کو
لعل شکر بار کا بوسہ مین کیونکر نہ لون	کوئی نہین چھوڑتا حلوۂ بے دود کو
پردۂ غفلت اٹھا پیش نظر یار ہے	دیر و حرم مین عبث ڈھونڈھتے موجود کو
سجدے کے انکار سے فوق نہ ہوجائیگا	خاک کی مقبول پر ناری مردود کو
صبح تھی شب ہجر کی نالہ کیا جس گھڑی	ایک شرارہ ہی بس تودۂ بارود کو
سینہ ہے بے معرفت حلقے مین اپنے نہین	رہ نہین اس بزم مین مجمر بے عود کو
صاحب اقبال کو خوب ہے پہچانتا	آنکھ خدا نے ہی دی کوکب مسعود کو
طائر دل ہو گیا بستۂ زلف ایاز	بندہ کیا حسن کا عشق نے محمود کو
خاک سے بھر دے اُسے چاہ جو بے آب ہے	آگ لگا دیجیے مطبخ بے دود کو
جھاڑ دیے سر سے کبر کے کیڑے جھڑ گئے	خاک برابر کیا پشے نے نمرود کو
یاد الٰہی مین جو نعرۂ یا ہو کیا	بھول گئے وحش و طیر نغمۂ داؤد کو

ہجر کی ایذا سے چھٹ دل کو جلا بہر وصل | داغ کے اچھا کر اس زخم نمک سود کو
راہ کی آفات کا کیجیو آتش بیان | سامنے آنے تو دے منزل مقصود کو

کنیزین حیران ہو گئین عرض کی حضور مزاج کیسا ہے یہ کیسے اشعار پڑھے کنیزون کی سمجھ مین نہین آئے ملکہ خاموش ہو گئین کہا باہر جا کر ٹھہرو خود بخود دل گھبراتا ہے جی چاہتا ہے جنگل کو نکل جاؤن کنیزین تو باہر گئین ملکہ نے پردہ چھوڑ دیا دل کو غم سے خالی کرنے لگین طرف لشکر صاحبقران کے منہ پھرایا تڑپ کے پکار اٹھین

نظم

ہمہ بر باد از شانہ سر زلف پریشان را | کمن سر گشتہ وادی تو اینک دردکیشان را
گل دیدم نہ بلبل را ازین بستان سر افتم | دعائی من صبا گوئی اگر بینی تو ایشان را
زبس آہ و فغان کردم زمن بیگانہ شد بختم | زخود بیگانہ من کردم بزور دست خویشان را
تو سیر ای مرا از پیش من چون بید لرزانم | کہ بس نازک دلی باشد گروہ صبر کیشان را
بسیر دشت بیابان لب از گفت و شنود بند | مکن آزار ای مخفی بزہر آلود نیشان را

نہایت بیقرار ہو رہی ہے عمرو ساحرین کے لشکر مین آیا جس سے پوچھتا ہے کہ کیون صاحب لشکر کیون پلٹ آیا مسلمانون سے مقابلہ کیون نہ ہوا کوئی نہین بتاتا عمرو حیران حیران دربارگاہ پر آیا دیکھا سب کنیزین باہر کھڑی ہین آپس مین کھسر پھسر کر رہی ہین عمرو بھی ایک ساحرہ کی شکل بنکر انکے بیچ مین آیا کہا صاحبو مین تو کل سے کام کو گئی تھی آج آ کے نیا معرکہ سنا کہ لشکر میدان مین گیا اور پھر پلٹ آیا چند ساحر مارے گئے انکے خون کا بدلا بھی نہ ہوا ایک نے کہا ہوا مین سمجھ گئی ملکہ ڈر گئے پلٹ آئین کہ حمزہ صاحب اسم اعظم ہے ایسا نہ قتل کر ڈالے دوسری نے کہا بیٹھ خیلا کیا بیہودہ بکتی ہے تو جوان حسین حمزہ کو جو بشوکت و شان دیکھا مر گئین ضبط نہ ہو سکا بیہوش ہو گئین ہم سب اٹھا کے انکو بارگاہ مین لیکے یہان تک تو ہوا کہ شعر عاشقانہ پڑھتی ہین ہماری بات کو لکھ رکھنا ثابت ہو جائیگا طرف حمزہ کے چلی جائینگی اب یہ طلسم مین نہ رہینگی جوش محبت ہے چہرے کو تو دیکھو کیا کیفیت ہے بچپن سے ایسے معاملے بہت دیکھے چہرے سے آثار عشق ظاہر ہین ہم ان باتون سے بخوبی ماہر ہین تنہائی پسند آتی ہے مجمع مین گھبراتی ہے ہمکو نکالدیا آپ تنہا بیٹھی ہین عمرو نے یہ حال سنا سمجھا کہ یہ کنیزین سچ کہتی ہین کہا لو ہم جاتے ہین یہ کہکے عمرو در بارگاہ پر آیا پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم ذرا راستہ کھولدیجیے مین حاضر خدمت ہون کچھ حضور سے عرض کرونگی ملکہ نے جو آواز کنیز رفیق کی سنی راستہ کھولدیا عمرو اندر پہونچا آکر سلام کیا مودب بیٹھا عرض کی حضور مزاج کیسا ہے ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ہو نسرین کچھ نہین مجھسے کیا کہین جو دل پہ گذرتی ہے لائق بیان کے نہین عمرو نے کہا اری ہم تو سمجھ گئے آپ کے ڈر کے مارے کہ نہین سکتی آپ کسی پر مائل ہین جسپر آپ مائل ہین اسکو بھی جان گئی کہیے تو کہدون ملکہ نے کہا کون کہا حضور صاحبقران پر مائل ہین حقیقت مین حمزہ ایسا مرد دنیا مین نہین ملکہ مہر نگار دختر شاہ ہفت کشور

اگر حضور زر نکلتی حمزہ کا ساتھ دیا آخر کو زہر کھا کر جان دی مگر دامن حمزہ نہ چھوڑا شاہزادیان
ایسا ہی کرتی ہین اگر حضور کو محبت ہے تو ہم پیغام کرین حمزہ خود مشتاق ہو کے دوڑا آئیگا
حمزہ خود جوان شوقین ہین بڑی بڑی شاہزادیان اُسکے عقد مین آئین جو دنیا مین خوبصورت
تھین وہ سب انھین نے لشکر مین پہونچین اُسکے بیٹے پوتے بھی سب صاحب ذوق و شوق
ہین اگر حضور کی طبیعت آئی بہت مناسب ہوا اگر کسی کے سامنے ذکر لائے آپ کہ سکتی ہین کہ
ہم ایسے شخص پر مائل ہوئے کہ جسکا دنیا مین مثل نہین پردۂ قاف مین بھی جا کر دختر تہپال
پر مائل ہوئے بڑی سخت مزاج عورت تھی اٹھارہ برس صاحبقران کو تباہ رکھا آخر اپنے
ضد سے دنیا مین آئے اُنکا کسی طرح مثل نہین ملکہ نے کہا بوا نسرین تمھین سب حال
اُنکا معلوم ہے عمرو نے کہا حضور مین نے مدون کتابین دیکھین نوشیروان نامہ کہ
ابتدائے پیدایش صاحبقران سے حال لکھا ہے وہ بھی مین نے دیکھا بطور راستی
پیغام کرونگی بلکہ وعدہ کرتی ہون کہ صاحبقران کو بلا لاؤنگی ملکہ نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے
کہا بوا اگر اس راز کو تمنے چھپایا اور صاحبقران کو مجھ تک لائین دولت دنیا سے نہال کر دونگی
کیا کہون کہ دل کا کیا حال ہے بیت ہے اگر سامنے آجائین تو عرض کرون نظم

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست
بلطف خال و خط از عارفان ربودی دل
لطیفہای عجب زیر دام و دانۂ تست
دلت بوصل گل ای بلبل صبا خوش باد
کہ در چمن ہمہ گلبانگ عاشقانۂ تست
علاج ضعف دل ما بلب حوالت کن
کہ آن مفرح یاقوت در خزانۂ تست
بتن مقصرم از دولت ملازمت
ولی خلاصۂ جان خاک آستانۂ تست
چہ جای من کہ بلرزد سپہر شعبدہ باز
ازین حیل کہ در انبانۂ بہانۂ تست
من آن نیم کہ دہم نقد دل بہر شوخی
در خزانہ بمہر تو و نشانۂ تست
تو خود چہ لعبتی ای شہسوار شیرین کار
کہ توسنی چو فلک رام تازیانۂ تست
سرود مجلست اکنون فلک برقص آرد
کہ شعر حافظ شیرین سخن ترانۂ تست

عمرو نے کہا ملکۂ عالم مین سب سامان درست کرونگا ملکہ نے کہا اے نسرین میرا اشتیاق
نہ ظاہر ہونے پائے کہا واری ایسا اُنسے کہون کہ وہ خود مشتاق ملاقات ہون اور یہان آنیکا
قصد کرین آپ کی طرف ناز اُنکی طرف سے نیاز اُنکی طرف سے خواہش آپ کی طرف سے
کاہش اُدھر سے خوشامد آپ کی طرف سے رد بصد جد و کد ملکہ خوش ہوگئین کہا نسرین اگر تو نے
اس لطف سے اس کام کو کیا عمر بھر احسانمند رہونگی ہائے کیا غضب ہو گیا سنہری پتلیون
مین سے جادو دیا وہ کیسی تھین کہ کل آپ اور رنگ مین ہونگی آخر وہی ہوا اب ایدون تو لشکر
صاحبقران تباہ ہوگا کیون نسرین آخر کیونکر تباہ ہو عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم صاحبقران
تیری خواہش سے ملینگے آپ انکو راستہ طلسم کا بتا دے ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھرکے کہا یہ نہین
ہو سکتا ہمارے سب عزیز و اقارب قتل ہو جائینگے تمام طلسم ساحرون سے بھرا ہوا ہے جا بجا
روکینگے معرکۂ عظیم پڑیگا کیونکر مین قبول کرون عمرو نے کہا خیر مین جاتی ہون یہ کہکے عمرو باہر نکلا
ادھر سے صاحبقران خیمہ مین چلا گرد ساحر جو کہ بھاگے تھے سامنے سحر العجائب کے پہونچے
دونون نے وہ چہار رسے کیا سوا عرض کی حضور کیا گزارش کرین مسطورہ منظورہ نہ کیے سالار نو روز

قتل ہوا ملکہ طبل جنگ بجوا کے لئین میدان کارزار سے بیہوش ہو کے پلٹ آئین ہم لوگ صحرا مین
اتر رہے ہے اس خیال سے کہ جب ملکہ اسم اعظم بند کرینگی لشکر اسلام لٹیگا لوٹ مین ہم بھی
شریک ہونگے مسلمانون کو قتل بھی کرینگے اب کئی دن گذر رہے کہ ملکہ زنار اپنی بارگاہ مین ہین
نہ لڑائی نہ جھگڑا مسلمان عیش کر رہے ہین سحر العجائب اٹھا پشت پر کوٹھری تھی وہ کھول ایک
سنہری پتلی تڑپ کر نکلی دونون بھائیون نے سلام کیا کہا ای ہم شبیہ سامری ملکہ زنار میدان کارزار
سے کیون پلٹ آئین پتلی قہقہہ مار کر ہنسی کہا ای شہنشاہ عاصیان وہ حمزہ پر عاشق ہو گئی ہی
جلد انتظام کرو اب انتقام بدعت ہوگا یہ کہکے بھاگ گئی ایک برق چمکی کہ سب کی آنکھین جھپک گئین
اندر سے تین مرتبہ افسوس کی آواز آئی سردار بھی پریشان ہوئے دونون نے کہا یہ پتلی دیوانی
ہے اسکی بات کا کیا اعتبار یہ کہکے حکم دیا ملکہ زعفران زرد پوش کو بلاؤ سب نے دیکھا کہ ابر
زعفرانی پیدا ہوا تخت پر ایک نازنین زعفران پوش تاج پہنے ہوئے آئی اُنّے آکر سلام کیا
سحر العجائب نے کہا ای زعفران تمنے سنا کہ بی زنار صاحبہ نے جا کر ہمین مشکل کیا تم جا کر اُنسے
تاج و تخت لیلو اُنسے کہدو کہ آپ طلسم مین جائیے اگر تمہارا جی چاہے اسم اعظم حمزہ بند کرکے
سب کو پکڑ لاؤ ورنہ پلٹ آنا زعفران کا چہرہ سرخ ہو گیا کہا مین بی زنار کا بھی سر کاٹ لاؤنگی
کوئی ایسا امر نالائق کرتا ہی انھون نے بہت برا کیا کنیز خاتمہ کرکے آئیگی اُسی وقت تخت پر
سوار ہوئی ڈیڑھ لاکھ ساحرون کو ساتھ لیکر چلی یہان صاحبقران کو عمرو نے مشتاق کیا
صاحبقران نے کہا خواجہ یہانسے قریب ایک باغ ہی وہان تشریف لائین ہم ملاقات کو
چلینگے عمرو یہانسے چلا بلا تکلف بارگاہ زنار مین آیا زنار سے سب حال کہا یہ بھی ظاہر کر دیا
کہ مین عمرو عیار ہون زنار نے شرم سے سر جھکا لیا خواجہ سے کہا اچھا کل مین فلان وقت
باغ مین آؤنگی وقت وعدہ پر عمرو نے صاحبقران کو ساتھ لیا زنار نے اول ہی آکر
باغ مین فرش بچھوایا شرمائی ہوئی ٹہل رہی ہی کنیزون سے کہتی ہی مین اُنسے کیونکر بات کرونگی
پہلے تم اُنسے بات کرنا میرا اشتیاق ظاہر نہ ہو تم خاطر کرنا یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو آ کر پہونچے
ملکہ گھبرا گئین کہا کیون خواجہ اب مین کیا کرون عمرو نے کہا مہمان کی خاطر کیجیے اتنا خیال
رکھیے کہ صاحبقران بھی انتہا کے نازک مزاج ہین ذرا سی بات مین آزردہ ہو جاتے ہین
ملکہ نے کہا خواجہ مین تو بات نہ کر سکونگی تم بات کرو اسباب یہان سب طرح کا موجود ہی
شراب و کباب آئین یہان بیٹھین یہ ذکر تھا کہ صاحبقران مرکب پر سوار باغ مین تشریف لائے
ملکہ تو منہ پھیر کر بیٹھین صاحبقران آگے بڑھے نے فرمایا کیون خواجہ ہم کسکے پاس آئے
ہمارا میزبان کہان ہی تم بیٹھو ہم جاتے ہین ملکہ یا تو کنکھیون سے دیکھ رہی تھین یا گھبرا کے
بول اٹھین بیٹھیے میرا گھر نہین ہی امیر نے ہاتھ پکڑ لیا لا کے مسند پر بٹھایا باتین ہونے لگین ملکہ
ہر مرتبہ فرماتی ہین اب آپ پر بڑی بڑی لشکر کشیان ہونگی مین تو پلٹ جاؤنگی جا کر کہدونگی
کہ ساحر میرے مارے گئے اسم اعظم نہ بند ہوا لیکن یا صاحبقران جس وقت مین جواب دونگی
ایسا کوئی ساحر آئیگا کہ آپ کو یہان ٹھہرنا مشکل پڑیگا یہان کے ساحرون کے نزدیک اسم اعظم

بند کرنا کچھ بات نہیں ہو کچھ اور تدبیر کیجیے اول آپ کو یہ مناسب ہو کہ اپنے کو زندانخانۂ طلسمی تک
پہونچا دیجیے کوکب و لاچین کو چھڑائیے اور سب شاہزادے قید میں بعد اسکے آپ کا گذر
قریب کوہ عجائب وغرائب ہوگا بہت خونریز بڑے مقابلہائے عظیم پڑینگے اگر وہان سے
گذر رہے تب لوح کا پتہ ملیگا اسکی کنجیون کو کیا عرض کرون نہایت مشکل سے ہاتھ لگیگی اسکو حال
کی فکر کیجیے وہانسے کوئی ساحر زبردست آئیگا بہت سخت لڑائی پڑیگی صاحبقران نے
فرمایا پروردگار مالک ہو ملکہ میرا تکیہ پروردگار پر ہو اس علامت پر کیا تدبیر ہو ملکہ نے کہا
جب خدا فضل کرے خندق کی جانب نہ جائیے سامنے نگاہ اٹھا کر دیکھیے ایک نخل سرسبز
شاداب ہو اسپر ہزارہا طائر بیٹھے ہین اس نخل کو بقوت صاحبقرانی اکھیڑ لیے وہ راستہ ہے
لیکن وہ طائر فوراً خبر پہونچا دینگے راہ مین روک ٹوک ہوگی زندانخانۂ طلسمی میں بڑے بڑے
لوگ قید ہین قہار فیلزور جو بران پر عاشق ہوا تھا خبیثہ کو مختار مالکہ ملکہ جات اسپر
عاشق ہو آج تک اسکے دل مین لذت محبت ہو جس وقت سنیگی کہ قیدخانہ کو تا ضرور
اسکی مدد کو آئیگی بن پڑیگا تو بچائیگی وہ بھی ہنگامہ برپا کریگی فتاحی طلسم تو آپ کی ذات پر
موقوف ہو اصلی مقام پر سوائے آپ کے کوئی نہ پہونچیگا کچھ تریاق تباہ کردیگا وہ نوجوان
جو قید ہین سب صاحبان شوکت و طاقت بلکہ تازہ میدان جرأت ہین وہ بھی زمین ہلا دینگے
مراد تو یہ ہو کہ طلسم میں غدر ہوجائے نکراموں کو چین نہ ملے یہ سب مضمون مین نے کتاب باری
میں پڑھا ہو صاحبقران ایک ایک لفظ کو بغور سن رہے ہین خواجہ سے اشارہ ہو کہ یہ سب
مقامات خیال مین رکھو اب صاحبقران نے ملکہ زنار سے اطاعت اسلام کو کہا ملکہ
مطیع اسلام ہوئین امیر نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ کچھ گاؤ عمرو نے زنگال شراب چلنے لگی
عمرو نے نغمہ ست ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کردی نظم

دو ران پلکوں کی کاوش کا شب غم میں رہے
چھیڑ اک لطف کی مجھ میں مرے ہمدم میں رہے

باخدا خوش رہے جبتک وہ مرے غم میں رہے
روئے ہنس ہنسکے جو عہد محرم میں رہے

[illegible] آتے ہیں ناصح سنا کر عاشق
وہ بھی ہوجائے ہمیں سا جو کوئی ہم میں رہے

سر دھرتی مرے داغوں کی دکھائے دو تر
بو محبت کی نہ کافور کے مرہم میں رہے

آدم اپنے رہے جنت سے نکلکر پھر بھی
ہم گلی سے تری نکلے تو جہنم میں رہے

تمان کرنی تھی دعا دونگی نہ میں دل کیطرح
کر گئی کام وہ اپنا ہم اسی دم میں رہے

دیکھنے پیر مغان کی نظر لطف کا فیض
عمر بھر رند جوانی ہی کے عالم میں رہے

تنگ بلبل وہ نہیں جو چمن میں بیقدر
کر گئے رہنے کی روش قطرۂ شبنم میں رہے

ہوش میں مجکو جو پاتا ہو تو کہتا ہو وہ شوخ
جو کبھی آپ میں رہتا ہو وہ ہم میں رہے

گل بنے داغ جگر خواہ وہ بنے انگارا
چاہے جنت میں رہے چاہے جہنم میں رہے

ناخنو نکا مری پڑ جائے کبھی صبر ایسا
زخم بھر لائینگے تا عمر نہ مرہم میں رہے

نزد عشق میں فلک نے کبھی رہنے دیا
کتنی پھرتی ہے خوشی ہم تو اسی غم میں رہے

اسکے قابو سے نکل آئے جو قابو پا جائے
دل سے یہ حال نہ بیتابی پیہم میں رہے

قتل پر میرے اُٹھے ہاتھ جو اُسکا یا رب
پھر وہ کچھ کام نہ آئے مرے ماتم میں رہے

ڈھونڈھتے پھرتے ہیں ہم اُس صنم یکتا کو
سب کے ہمدم جو الگ سب سے دو عالم میں رہے

یا رسو جی ہوں تو صدقے تری جان بخشی پر
لاکھوں دم عشق جانباز کے اک دم میں رہے

ایڑیاں رگڑیں ہمیشہ وہ ملے پاؤں جلا کی
ہاتھ وہ پائے جو برسوں مرے ماتم میں رہے

اس وقت صحبت گرم ہے صاحبقران بھی مست بیٹھے ہیں پہلو میں ملکہ زنار مروارید پوش چند کنیزان ہمراز بھی حاضر ہیں ز خواجہ سے نئے نور سے بجتی ہے دل کو ایک وجد سی دھن میں گیت ہو رہے بجا رہے ہیں اشعار عاشقانہ گا رہے ہیں قہقہے کا رہے ملکہ زعفران زرد پوش بحکم شاہان طلسم جل بھی تخت ہوا پر اُڑا ہوا آتا ہے مصاحبین پہلو میں کہتی چلی آتی ہے اس وقت میں کیسے بڑا کب مجھ سے کیونکر ہو سکیگا کہ میں ملکہ زنار سے کہوں کہ میں نے تمکو معزول کیا مجھسے تو نہ ہو سکیگا تم لوگ حیلے سے کہنا کہ شہنشاہ نے آپ کو بلایا ہے جب وہاں جائیگی وہاں حال کھلجائیگا مصاحبین کہتی ہیں ایسا ہی ہوگا کہ راگ کی آواز کان میں آئی ملکہ زعفران کو علم موسیقی میں نہایت سواد ہے ٹھہر کر کہا ارے سنتی ہو کوئی ظالم بجا رہا ہے کس قیامت کے اشعار گا رہا ہے مصاحبوں نے عرض کی بیشک کوئی کامل ہے زعفران نے کہا اسی جانب کوئی کھینچے لیے جاتا ہے چلو چلکر ہم بھی دیکھیں کہ یہ کون شخص ہے سنگھ تخت اسی جانب پھرا جوں جوں قریب جاتی ہیں دل کی دھڑکن بڑھتی جاتی ہے فرماتی ہیں ارے ظالم کیا میل دے رہا ہے کمبخت نے کلیجے کے ٹکڑے اُڑا دیے آخر اسقدر بیحواس ہوئی کنیزوں سے کہا تم آہستہ آہستہ آؤ میں بڑھتی ہوں دیکھوں تو کون ہے یہ کہکے بڑھی باغ پر آکر اتر آئی اب جو نگاہ اٹھاکے دیکھا ایک جوان غنچہ گردن بلند و بالا خوب رو نیکو سلاح جسے آراستہ چہرۂ آفتاب عالمتاب پہلو میں ملکہ زنار مروارید پوش انکو دھوان دماغ سے نکلگیا مگر خاموش جی میں کہتی ہے کہ یہ کیا غضب ہوا کنارے کھڑے ہو کر سنا کہ ملکہ زنار صاحبقران کو راستہ بتا رہی ہیں دل بھر آگیا ارادہ ہوا کہ اتر کر سر کاٹ لوں پھر سوچی کہ صاحبقران بیٹھے ہیں ضرور دخل دینگے صاحب اسم اعظم ہیں سحر اُنپر تاثیر نہ کریگا اس وقت خاموش ہی رہنا بہتر ہے یہ سوچکر ہٹ آئی کنیزیں راہ میں ملیں پوچھا واری کون گاتا تھا ملکہ نے کہا چپ رہو مقدمہ لائق بیان کرنے کے نہیں ہے دنیا میں آگ لگ گئی وقت زوال طلسم نور افشان ہے دیکھیے کیا ہو طلسم کشا راہ طلسم سے ماہر ہوا کنیزوں نے کہا واری کہنے ظاہر کیا کون جاننے والا ہے ملکہ نے کہا اب کھلجائیگا کسی کے جان پر بنیگی کوئی طلسم سے نکالا جائیگا آبرو میں فرق آئیگا کنیزیں خاموش کہ یہ کسکا ذکر ہے ملکہ کیا فرماتی ہیں کچھ میں نہیں آتا ملکہ زعفران بقہر و غضب تمام طرف بارگاہ زنار کے چلی زنار رنجیدہ ہوتے ہی صاحبقران سے رخصت ہوئی کہا کیوں شہریار اب ملاقات کب ہوگی امیر نے فرمایا تم صاحب اختیار ہو ہم مجبور و لاچار ہیں جب قصد کروگی چلی آؤگی امیر نے فرمایا نہ جاؤ ہمارے لشکر میں چلو انشاء اللہ ہمتو طلسم میں داخل کرینگے تم لشکر کی حفاظت کرنا زندانخانے میں جانا ہمکو واجب و لازم ہے

علاوہ فرزندون کے ایک ہمارا دست صادق ساحر زبردست بادشاہ طلسم مینو سواد ملک اخضر سبز پوش جاکر قید ہو گیا ہی بڑا کار نمایان اُسنے کیا تھا ساحرون کے ہوش اڑا دیے نور افشان واکے بھاگے بھاگے پھرتے تھے عین وقت پر وہ گرفتار ہوا اسکے واسطے دل بیقرار ہی کہا ای شہریار مین رخصت تو ہوتی ہون خود بخود دل گھبراتا ہی سوا ان کنیزون کے کوئی میرے راز سے واقف نہین مگر دل کہتا ہی راز کھلگیا شاہان طلسم کو خبر پہنچی امیر نے فرمایا اگر ایسا ہی تم بلا تکلف ہمارے لشکر مین چلی آنا بادشاہ طلسم تو کیا اگر تمام عالم قصد کرے تو پھر ہاتھ نہ ڈال سکے بلکہ تم نہ جاؤ ہمارے ساتھ لشکر مین چلو مین جاتے ہی طرف زندانخانے کے قصد کرونگا مجھے بھی یقین ہی کہ بڑی لڑائی پڑیگی اگر ان دلیرون کو چھڑا لیا بڑا مطلب نکلیگا ایک ایک اُنمین شیر صولت اسفندیار ہیبت ہی نور الدہر بن بدیع الزمان ایرج نوجوان وہ کا ذبھی قید ہی ملکہ نے کہا حضور وہ تو ضرور چھوٹینگے جنیشہ وجلیسہ دونون اسیر جان دیتی ہین غرض دو ہاتھ پاؤن ہلائینگی ایسی باتین بہت سی رہین چلتے وقت ملکہ زنار نے دامن صاحبقران کا پکڑ لیا رو رو کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگین

نظم

ہمکو بھی تو یون تیر بلا ترچھی نظر سے
برمانا ہوا دل کو نکلجائے جگر سے

واقف نہین ابتک مرے نالونکے اثر سے
ای تو سہی دل پڑے نکل آئے گھر سے

حیران ہین بیمار تری آنکھون کے ہنر سے
دونون نے مجھے مار لیا ایک نظر سے

یہ شعلہ عذار آپ نکل پڑتے ہین گھر سے
کس طرح رہا جاتا ہی پتھر مین شرر سے

وہ پاس مرے آئے یہ کہتے ہوئے گھر سے
ایسا نہ گمان تھا ترے نالونکے اثر سے

آنکھون نے ہمین مار لیا سحر نظر سے
شرمائیے اپنے لب اعجاز اثر سے

گیسون مانع ترغیب ہو وصلت کی لڑائی
اس معرکے مین ضبط تو مشکل ہی بشر سے

واشرم مجھے جان کے بھی پڑگئے لالے
کچھ دل تو سوا ہوگیا سوزش مین جگر سے

منہ بوسے کا مشتاق ہی دیدار کی آنکھین
دیکھون تو مری جان نکلتی ہی کدھر سے

ہم الفت دندان مین پیے جاتے ہین آنسو
ایک اشک کا قطرہ ہوا پنہان نہ گہر سے

ای وعدہ فراموش تری آنکھون کی سوگند
ہمنے جو لگائی ہی پلک چار پہر سے

ہمنے جو تجھے دل مین جگہ دی تو عجب کیا
احباب چھپاتے ہین حسینون کو نظر سے

رومال بھگوتے ہوئے بالین سے پھرتے
دیکھا نہ گیا حال مریض آنکی نظر سے

کیونکر نہ گل افشان ہون مری آہ کی شاخین
اس شکل کو سینچا ہی بہت خون جگر سے

یون ترک محبت سے مری وہ ہوئے بیچین
جیسے کوئی چونک اٹھتا ہی مرنے کی خبر سے

دلسوز جنون کی ہی جو ہو الفت ذاتی
پتھر کا کلیجہ نہین پھٹتا ہی شرر سے

ٹکسال مین ہم بھی ہین صفیر سخن آرا
ناسخ کے مقلد مین تلمذ ہی گہر سے

اس غزل کو ملکہ نے اس سوز و گداز سے ساتھ صاحبقران کے پڑھا صاحبقران زار زار بیقرار ہوگئے امیر نے گلے سے لگا لیا اور ملکہ جان بلب رہین آخر ملکہ بہر نوع رخصت ہوئین

یہان زعفران پہلے سے آکر بارگاہ مین ملکہ زنار کے تعجب سے کنیزون سے پوچھ رہی ہین آپ کی مالک
کہان ہین کنیزین عرض کر رہی ہین سحر تیار کرنے گئی ہین زعفران کنیزون پر بگڑ رہی ہی کہ تم
کیسی رفیق و شفیق ہو مفصل حال مالک کا نہین جانتین کنیزین عرض کرتی ہین ہمنے جو پوچھا بھی تو
فرمایا کہ ہم سحر تیار کرنے جاتے ہین یہ ذکر تھا کہ ابر سامنے سے چمکا زعفران دیکھنے لگین دیکھا
ملکہ زنار بدحواس چلی آتی ہین چند کنیزین پشت پر اُسنے کچھ باتین کرلی ہون آپ ہو چین جیسے ہی
ملکہ زنار آکر اُترین زعفران نے پوچھا کہان تشریف لیگئی تھین ملکہ زنار اس وقت ہوش
مین نہین ہین منھ سے نکلگیا کہین نہین زعفران نے کہا بوا ذرا ہوش مین آؤ زنار کے
منھ سے بے اختیاری مین نکلگیا

بند واسوخت

دوستان سخت بجان آمدہ ام از زاری دل
سوخت شمع وجودم ز پرستاری دل
جان بلب آمدہ از دست جفا کاری دل
بیش ازین چند کشم رنج گرفتاری دل
نتوانم کہ کنم چارۂ بیماری دل
نیست جز مرگ کہ آید پی غمخواری دل
من ازین خانہ برانداز بجان آمدہ ام
زین شرر تیر سینۂ افغان آمدہ ام

گاہ در زلف بتان برد و گرفتارم ساخت
بسمل تیغ نگہ گشتہ و خونبارم ساخت
بلبل نرگس فتان شد و بیمارم ساخت
رو بہجران شدہ دیوانہ و ہشیارم ساخت
شد تیر بلا گشت و دل افگارم ساخت
در شب وصل بخواب آمد و بیدارم ساخت
یاس الفت شدہ صد زخم دو عالم بارد
رخنہ در کار من شیفتہ می اندازد

پیشہ گیری رہ زرین کرے عیاری
ہوش گاہی شوخی و خوش گفتاری
گہ بجادو نظری سیہرے دلداری
رہزنی دشمن جان و جان آزاری
دلبری شیوہ فزا بے صنمی مکاری
گاہ گہی تیغ جمال و جفا کرداری
ناگہان آمدہ دل بردو نہان شد آخر
جان بلب وصفت و روان شد آخر

ملکہ زعفران نے کہا ذرا ہوش مین آؤ کیا بیہودہ بکتی ہو کون آیا دل کر لیگیا اب جان کو نصب کرو
ہمکو سب کچھ معلوم ہی ای زنار افسوس تجھے بزرگون کا بھی پاس نہ کیا طلسم کشا کو راستہ بتا دیا
زنار نے گھبرا کر کہا بوا میرے شعر پڑھنے پر ایسے کلمات کہتی ہو مین نے کلیات شہید کو جو دیکھا
اُسکے واسوخت کے تین بند یاد رہگئے وہ مین نے پڑھ دیے تم کچھ اور سمجھین اور کسی کا بات کا دل مین
خیال نہ کرو مین ایک کام کو گئی تھی زعفران نے کہا بوا زیادہ باتین نہ بناؤ مین نے آنکھون سے اپنی
دیکھا طلسم کشا کے پہلو مین آپ بیٹھی تھین بت خونریز کا بھی نام آیا زندان خانے کا ذکر ہوا لوح طلسمی
کا بھی نام آیا تمکو ذرا غیرت نہ آئی اب بھی انکار کرتی ہو مشکین باندھکر تمہاری لیجاؤنگی سامنے شاہان
طلسم کے انکار و اقبال کرنا شاہان طلسم ہین ان دہمہ گیرین انکو معلوم ہوگیا تمکو معزول کیا حکم ہی
کہ مشکین باندھکر لاؤ بس بہتر اسی مین ہی کہ رومال سے ہاتھ باندھ لو اور چلی چلو ورنہ ہم بذلت تمکو
لیجاینگے وہان جاکر جو مالک کرین زنار نے جو یہ سخت کی باتین سُنین کہا بوا چپ رہو واہیات
باتین نہ بکو وہ کون ہین معزول کرنے والے مین گئی اُنکے باوا کی لونڈی ہون وہ خود ہی کارو
تمکو ام ہین اپنے مالک کو قید کر لیا اسیر بےحمیت زعفران اُٹھ کھڑی ہوئی گولہ مارا زنار نے
گولہ کا ٹالا اُڑتی پھرتی باہر نکلی زنار نے پکار کر آواز دی ای ساحران غدار مین نے تم سبھونکی
جان بچانیکے واسطے یہ فکر کی ہی سامری نامے مین صاف صاف مرقوم ہی آمد طلسم کشا کی دھوم ہی

تمام ساحران غدار کانپ رہے ہین صاف صاف سامری نے لکھدیا کہ جو طلسم کشائی اطاعت و
فرمانبرداری کریگا جان بچیگی ورنہ ذلیل ہوگا مارا جائیگا یہ جو ملکہ نے آواز دی چالیس ہزار
ساحر تیار ہوئے زعفران نے لشکر کو گھیر لیا زعفران بلاے روزگار ہی چیپر کڑک کر گری اُسکے
دو ٹکڑے کیے کئی ہزار ساحر مارے پکار رہی ہے کہ بی زنار تمکو جانے نہ دونگی زنار چاہتی ہے
مین نہ لڑون بچاؤن زعفران نے ہرے کانٹے بچھا دیے لکہاے ابر بنا کے جدھر زنار
گئی اندھیرا معلوم ہوا سحر کرکے ابر کو توڑا دوسرا ابر حائل ہوگیا اس طرح زنار لڑتی پھرتی ہے
صاحبقران جو صبح ہوتے لشکر مین آئے چاہتے ہین کہ اپنی بارگاہ مین جائین کہ دیکھا لشکر حریف
مین ہنگامہ ہوا ساحرون کے مرنیکی بھی آواز آئی لکہاے ابر نمایان ہوئے امیر نے گھبرا کے
فرمایا خواجہ بڑھکر خبر تو لو کیا معرکہ ہے خواجہ نے کہا ہرکارے وہان موجود ہین ابھی آتے ہونگے
کہ نامیان و تومیان دوڑتے ہوئے آئے عرض کی ای شہریار کوئی ساحرہ زعفران زردپوش
آئی اس سے اور ملکہ زنار سے مقابلہ پڑ گیا وہ ساحرہ چاہتی ہے ملکہ زنار کو گرفتار کرون ملکہ زنار
بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہین ارادہ ہے کہ لڑ بھڑ کر نکلجاؤن اسنے بیچ مین سحر حائل کردیے
یہ سنکر صاحبقران گھوڑے پر سوار ہوئے عمرو نے ہرچند کہا مین جا کر خبر لاتا ہون امیر
نے فرمایا ہرکارے صاف صاف بیان کرتے ہین اب خبر کی کیا احتیاج ہے صاحبقران
کا گھوڑا بڑھا تھا کہ چار سو سردار عقب مین چلے طوق حران گرد ابو المعجن گرد سرداران
لشکر اسلام نے علم اژدہ پیکر کا ندھے پر اُٹھایا خواجہ عمرو بھی صورت بدلکر چلے یہان
زعفران نے کئی مرتبہ چاہا کہ ملکہ زنار سے مقابلہ کرون ملکہ زنار تڑپ تڑپ کے ابر
توڑ رہی ہین جتنے ابر زعفران نے حائل کیے زنار نے سب ابر مٹائے کئی ابرون مین
جادوگرنیان تھین انکو بھی مارا کہ انکے مرنے سے زعفران کو غصہ آیا زعفران کا چہرہ
زرد دل مین درد لمڑی سحر کر رہی ہین کہ زمین کانپی جا رنخل سے اُڑے ساحر بھاگنے لگے نعرۂ
صاحبقران کی صدا آئی زمین تھرائی زعفران نے پوچھا ارے یہ کیا ہے کہا حضور صاحبقران
فوج لیکر آگئے زنار نے جو صاحبقران کو دیکھا پکار کر آواز دی آپ نے کیون تکلیف فرمائی
مین لڑ بھڑ کے نکل آتی اور یہ بھی اشارے سے کہا کہ ہمارا حال کھلگیا زعفران نے مجھکو اور
آپ کو ایک جگہ دیکھ لیا اب مین طلسم مین جانے کے لائق نہ رہی اگر جانیکا قصد کرونگی وہ پیچھا
نکو ام یہ بدی پیش آئینگی صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا زعفران نے جو دیکھا کہ صاحبقران
لڑتے ہوئے آتے ہین سحر کرتی ہوئی بڑھی صاحبقران اسم اعظم بآواز بلند پڑھ رہے ہین
جو زعفران نے سحر کیا وہ باطل ہوا زعفران غصے مین تیغ کھینچکر جا پڑی کئی سردارون کو
اسنے مارا صاحبقران نے جو یہ جرأت زعفران کی دیکھی نعرہ کرکے جا پڑے زعفران نے
کئی گولے مارے وہ پھٹ کر گرے اسی کے لشکر کے ساحر مرے زعفران جھلا کر جا پڑی کئی تیغے
مارے امیر روک رہے ہین زنار نے جو دور سے دیکھا جیسی منظور ہوا کہ مین زعفران سے
مقابلہ کرون ایسا نہ ہو امیر کا اسم اعظم بند کر لے ساحرون نے زنار کو روکا مگر صاحبقران

کی وار اسکے دفع کیے ایک مقام پر نعرہ شیرانہ کرکے ہاتھ تلوار کا مارا اسنے گھبرا کے سپر سر پر اٹھا دیا
تیغ عقرب نژاد سپر پر گرا اسم اعظم پڑھ رہے تھے ہیں سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر پر گری تاج کو کاٹ کر مع مرکب
ایک چار ٹکڑے ہوئے زعفران کا مرنا ابر زرد ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا سنگباری و برفباری ہوئی
آواز آئی کشتی مرا نام میں زعفران جادو بود زنار نے بھی سنا اور دیکھا کہ زعفران
قتل ہوئی اب جو زنار ملازموں پر گری برق بنکر ترپی بار وجود وہ ہزار ساحر مارے گئے قدم سب کے
اٹھے جو اسباب ساتھ لائے تھے ملازمان زنار نے لوٹ لیا خیمے بارگاہ میں جلا دیں سیران جادو
زعفران جادو کی بہن کہ سب لشکر کی افسر تھی جب زنار نے جا کر اسکو بھی زخمی کیا زخمی ہو کر
سیران بھاگی لیکن پکار کر آواز دی بھلا اے زنار دیکھو شہنشاہ کو خبر ہو گی تو کیا بلا نازل ہو گی
میری ساحرہ کو مجھے مارا یقین ہے کہ شہنشاہ کو بڑا قلق ہو زنار نے چاہا کہ اسکو نہ جانے دوں
گرفتار کروں وہ خندق آتش میں پھاند پڑی سب ساحر آگ میں گھسکر غائب ہوئے صاحبقران
نے آکر ملکہ زنار کو ساتھ لیا کہا ملکہ اب یہاں ٹھہرنے سے کیا فائدہ زنار نے دست بستہ
عرض کی مجکو دو نون طرح مشکل ہے اگر طلسم میں چلی جاؤں آبرو کا ڈر ہے ایسا نہ ہو وہ مجکو بھی
قید کرلے نہ جاؤں دل کا یہ حال ہے نظم

زندہ رہی ہیں جو کہ ہیں تیر مرے ہوئے — باقی جو ہیں سو قبر میں مر کے بھرے ہوئے
مست الست قلزم ہستی میں آئے ہیں — مثل حباب اپنا پیالہ بھرے ہوئے
[illegible] سے صفائے تن نازنین یار — سوتی ہیں کوٹ کوٹ کے اوپر دھرے ہوئے
[illegible]ون سے ہاتون جو نہیں دیوانے یار نے — بیٹھے ہیں ہاتھ ہاتھ کے اوپر دھرے ہوئے
ان ابروؤں کے حلقے میں وہ انکھڑیاں نہیں — رو طاق پر ہیں دو گل نرگس دھرے ہوئے
بعد فنا بھی آئیگی مجھ مست کو نہ نیند — بے خشت خم لحد میں سرہانے دھرے ہوئے
نکلیں جو اشک بے اثر آنکھوں سے کیا عجب — پیدا ہوئے ہیں طفل ہزاروں مرے ہوئے
لکھے گئے بیاضوں میں اشعار انتخاب — راہ تج رہے ہیں کہ جو سکے کھرے ہوئے
انشا صفون کو تیغ نے ابروئے یار کی — تیر مژہ سے درہم و برہم پرے ہوئے
آتش خدا نے چاہا تو دریائے عشق میں — گرو سے جدا بھی ہم تو ورے سے پرے ہوئے

کیے زنار بہت روئی عمرو نے آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا ملکہ کیوں گھبراتی ہو انشاء اللہ تمنے جو کتاب
سامری میں پڑھا ہے وہی ظہور ہو گا ملکہ لاچار صاحبقران کے ساتھ مع لشکر لالہ عذار و ماہ رخسار
بھی واسطے استقبال کے آئیں لشکر میں آکر داخل ہوئیں تین لاکھ ساحر کا لشکر ایک جانب آکر
فروکش ہوا ملکہ زنار اپنی بارگاہ میں آئیں دل دھڑک رہا ہے کہ دیکھیے شاہان طلسم کیا کریں
ضرور فساد برپا کرینگے یہاں سحر العجائب و مصر الغرائب بارگاہ میں پہنچے کہ سیران جادو
رخسار آکر یہ بھی تمام کیفیت زعفران کے مارے جانیکی بیان کی اور یہ بھی کہا کہ بی زنار نے
راستہ اصل تسلیم کیا یقین ہے کہ صاحبقران داخلہ کریں ساحر گھبرانے لگے سحر الع[illegible] نے
کہا صاحبقران کی کیا حقیقت ہے شاخسار کو بلاؤ اسی وقت شاخسار طلب ہوئی [illegible]

کہا ای شاخسار تمنے سنا بی زنار لشکر صاحبقران مین پہونچ گئین اب وہ راستہ بتا جینکی شاخسار
نے کہا واری کیا مجال بی زنار ایسی دس لاکھ اگر ہون تو کیا جو تار کرین جاکے راستہ روکے دیتی ہون
شاخسار قید خانے مین آئی کچھ اسباب سحر لیکر دو کوس آگے بڑھگئی اور بھی جادوگرنیان ساتھ مین
تقاضاے کار خبیثہ کرمخوار اُس وقت دربار مین بیٹھی تھی کہ جسوقت یہ خبر پہونچی سنکے بہت خوش ہوئی
یہ کہکر اُٹھی کہ لونڈی بھی جاکر شاخسار کی شراکت کرے سحر العجائب نے کہا ای خبیثہ کرمخوار یہ وقت
دستگیری ہی جو کام کرینگی آپ الیان طلسم پر احسان کیا اگر تو جاکر اپنا کوڑہ کرکٹ اور اشیاے نجس
راہ مین طلسم کشا کے پھیلادے یہ مین خوب جانتا ہون کہ مسلمانون کو بہت احتیاط ہی جان دینگے
مگر مقام نجس پر قدم نہ رکھینگے کیا عجب ہی کہ طلسم کشا پھنسجائے خبیثہ نے کہا حضور ملاحظہ کرینگے لیکن
ایک فرمان بنام شاخسار مرحمت ہو کہ بی شاخسار کو ابتک مجھسے ملنا ہی قید خانے مین مجاز
نہین آنے دیتین سحر العجائب نے چند فقرات بخوشامد لکھے ای شاخسار آجتک تمنے ایسا
انتظام کیا کہ کوئی قیدی قید خانے سے نہین نکلنے دیا خبیثہ کرمخوار کہ خیر خواہان دولت
مین سے ہی براے انتظام آتی ہی کسی طرح کا شک نہ کرنا خبیثہ وہ انتظام کریگی کہ طلسم کشا اگر
پلٹ جائیگا یہ فرمان اپنے ہاتھ سے لکھکر خبیثہ کو دیا خبیثہ وہان آئی دیکھا شاخسار نے تین کوس
آگے بڑھکر کچھ پہاڑ بنا لیے ہین اُسپر ساحر مقرر کیے کچھ خارستان کچھ جواے پُر بہار جابجا
ساحرون کو مقرر کر رہی ہی ایک ایک پر یہی تاکید ہی کہ مین تم سبھون کی مدد کو موجود ہون
طلسم کشا کو دام مکر مین پھنسانا کہ خبیثہ کرمخوار آکر پہونچی شاخسار نے پوچھا بی عاشق صادق
کہان چلین میان قہار فیلزور کو نہین دیکھا خبیثہ نے کہا یہ فرمان ملاحظہ فرمائیے شاخسار
چونکہ انتظام مین تھی سحر بھی کر رہی تھی ہر مد بند تیار کیے فرمان کو پڑھکر جھولی مین رکھ لیا
ہنسکر کہا بی خبیثہ مجھے تمہین دیکھکر خوف آتا ہی خبیثہ نے کہا نہین حضور شاہ طلسم نے
بڑی پرورش فرمائی مین نے جو عذر کیا کہ ویرانے مین رہتے رہتے عمر اگلی سینون گزشت گئین
نصیب ہوتا دیہات مین ماش چنے کی روٹیان بڑی جوار کے چانول اور وہان کیا میسر ہی
تو وعدہ کیا ہی کہ تمکو شہر کا حاکم کرینگے آج وہ کوڑہ کرکٹ پھیلادون کہ طلسم کشا گھبرا کے
پلٹجائے شاخسار نے کہا جاؤ خبیثہ وہانسے بھاگی جنگل مین جابجا سحر کرتی ہلی ٹھیک دوپہر کا
وقت ہی دھوپ تمراتی ہری ہر طرف سناٹا قید خانے مین پہونچی قہار فیلزور پڑا ہوا سو رہا ہی
آتے ہی ایک لات ماری کہا او خفتہ بخت جلد اُٹھ مین تیرے چھڑانے کو آئی ہون قہار
زنجیرون ہلاتا ہوا اُٹھا خبیثہ نے قید کاٹ جلدی مین تخت بھی نہ بنا سکی گرمین ہنجر دیکے بھاگی ملکہ
نسیم آتشم معشوقہ سکندر سوچ مین بیٹھی ہوئی رو رہی تھی کہ سناٹا ہوا دیکھا کہ خبیثہ کرمخوار
قہار فیلزور کو پنجے مین دبا کر لیے جاتی ہی سکندر کو جگایا کہا ای شہریار معلوم ہوتا ہی
صاحبقران لڑتے ہوئے آپہونچے دیکھیے خبیثہ کرمخوار قہار کو لیے جاتی ہی دیکھین فلک
ہمکو اور آپ کو کب رہا کرائے سکندر کی بھی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ملکہ نہ گھبراؤ
خداوند بھی سرسبز کرینگے وہ بھی دن آئیگا کہ قید سے رہائی پائینگے تمہارا مرتبہ اعلی ہی

کہتی ہی تیری عہد شکنی سے گھبرائی ہوں یہ کہکر مسکرائی ہوئی قریب آئی ہاتھ پھیلا دیئے کہا ارے
مدت گذری جی چاہتا ہی اسی وقت مقدمہ اصلی کا سامنا ہو قہار نے کہا ارے سب ہالیان فوج
کھڑے ہین خبیثہ نے کہا یہ سب نوکر ہین ان لوگون سے کیا شرمانا قہار نے کہا مین کئی مہینے کے
بعد قید سے چھوٹا ہون کچھ نہ ہوسکیگا جہان قہار کھڑا تھا وہان ایک نخل ہی اسمین کچھ پھل لگے ہین
خبیثہ نے ایک پھل توڑ کر کہا لے یہ کھالے کہ تجھکو خواہش ہو قہار نہ کھاتا تھا خبیثہ نے
زبردستی کھلایا پھل کھاتے ہی مبہوت ہوا گینڈے سے کوداپھل کھانیکا پھل ملا ہاتھ پھیلا کر کہا
ذرا سینہ تو کھول دو خبیثہ نے کہا مجھے کیا تجھسے انکار ہی یہ کہکے ساری کھولکے چینلدی گنوارن
نے منہ پھیر لیے قہار خبیثہ پر جا پڑا مقدمہ اصلی ہونے لگا خبیثہ کے رازونیاز پہ قہار
کے نوچ رہی ہی کبھی کہتی ہی مجھے مار ڈالیگا ارے بس چھوڑ دے قہار کہتا ہی بعد کئی مہینے کے
یہ دن نصیب ہوا جلدی کیا ہی اسی ریت مین خبیثہ قاعدے سے لیٹی ہی قہار مطلب اصلی مین
مصروف ہی جلیبہ جو اڑی ہوئی جاتی تھی گنوارون کا ہنگامہ جو سنا پلٹ پڑی سر جھکا کے
جو یہ معاملہ دیکھا منہ مین پانی بھر آیا پکار کر آواز دی ہمشیرہ یہ میرا فرزند ہی مین سے کبھی
اس سے کسی بات کا انکار نہین کیا بس ہٹجا مین اس وقت ہوش مین نہین ہون تجھکو کم
شرم نہ آئی سر بازار ایسی باتین خبیثہ کہتی ہی ای قہار اسکو بکنے دے قہار بھی بدل مصروف
ہی ہٹنا اسکا خبیثہ کی راے پر موقوف ہی جلیبہ نے اڑتے اڑتے ایک گولہ مارا پکار کر
آواز دی یا سامری یہ دونون جلجائین مین نے یہ معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا مجھسے صبر
نہ ہوسکیگا اب تو خبیثہ اٹھی قہار سے کہا ای فرزند اب اور وقت کا وعدہ رہا حوصلہ
دل کا دل ہی مین رہا اس حرامزادی نے عین وقت پر آکر ستایا تو بھی ہوشیار ہوجا نظم

نظر بر روی او وزدیده بکشا	زخود گم گرد و بر دی دیده بکشا	گل پژمردهٔ با غبان جبیه
صبا گو غنچهٔ ناچیده بکشا	مبادا عالمے را جان برآید	گره از زلف خود خمیده بکشا
بگلشن بگذر و در طعنهٔ گل	زبان بلبل شوریده بکشا	برافشان کاکل شمشاد را گو
شکنج طرهٔ ژولیده بکشا	گره بر جبین ابرو ازچه داری	سر این نافهٔ پیچیده بکشا
زرمز عشق آگاهی نظیری	معما از دل نشنیده بکشا	قہار ہنسنے لگا جلیبہ تو غصہ

مین کانپ رہی ہی کہتی ہی دونون کو مار ڈالونگی او خبیثہ تو نے دل مین آگ لگا دی میرے
سامنے یہ حرکت ناشایستہ کاشکے اندھی پیدا ہوتی یہ معاملہ تو اپنی آنکھون سے نہ دیکھتی قہار
تو الگ کھڑا ہی خبیثہ اسی طرح برہنہ بال سر کے کھلے ہوئے جلیبہ کو سمجھا رہی ہی کہ جا چلی جا
تو نے اس وقت مطلب مین خلل ڈالا صبر کرلی ہون جلیبہ کہتی ہی مین اپنے فرزند کو تیرے
پاس نہ چھوڑونگی میرا ابھی دم مطلب ہوا اگر تو جان تیری چاہتی ہی قہار کو حکم دے کہ میرا بھی دل
خوش کردے یہ کہکے اسنے بھی ساری پھینکدی گل کا ٹکڑا قہار کو دکھاتی ہی کہتی ہی ارے دیکھ تو
خبیثہ کو غنچۂ گل کہان ممکن ہی یہ گوہر ناسفتہ کلی ناگفتہ تیری آبرو بڑھ جائیگا اس ملعونہ سے
کیا ہاتھ آئیگا قہار شرما کر سر جھکا لیتا ہی کہتا ہی اری بےغیرت ساری تو باندھ لے کہتی ہی

بیٹا کیون چھپاؤن اسکی کیا شرم ہی مطلب اصلی پر دل سے گرم ہی دونون برہنہ کودرہی ہین
خبیثہ ہنی تعریف کرتی ہی کہتی ہی ارے یہ شگاف قلم ہی یا شگاف گندم آدم فریب ہی غرض دونون
مین چل رہے ہین نخل صحراے ویران کے جل رہے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند دونون مطلب
اصلی کی خواہش مین در دستہ خبیثہ بہت تیز و طرار ہی مقام اصلی کے بال نوچکر جلیسہ پر
پھینک مارے ہزار ہا اژدہان سیاہ جلیسہ کو لپٹ گئے لاکھ یہ چیختی غل مچاتی رہی اسقدر
کاٹا کہ جلیسہ چٹخ گئی لاشہ اسکا زمین پر گرا خبیثہ نے کہا چل نکھٹو اب ٹھہرنا نامناسب
نہین ہی قہار نے کمند ابڑھایا حوض مین نقارون کے ڈنکے جھانج بجتے ہوے خبیثہ ایک
خوک صحرائی پر سوار کہتی ہی ای ویرانے سے نکل تمام جنگل ویران جدھر قہار کمند ڈالا
بڑھاتا ہی صحراے ویران نظر آتا ہی کہتا ہی ای مادر مہربان اس صحراے ویران سے کیونکر نکلی ہو
خبیثہ کہتی ہی جلیسہ کا مرنا غضب ہوگیا فورًا خبر پہونچیگی سب سے زیادہ ڈر شاخسار
کا لگا ہوا ہی وہ مصروف اہتمام ہی پہاڑ بنا رہی ہی یہ کہتی ہوئی چلی جاتی ہی لیکن شاخسار
ایک صحراے ویران بنا کے بیٹھی ہی کہ ایک طرف سے کچھ زاغ و زغن پیدا ہوے پر دونکے
سر پیٹتے ہوے آواز دیتے ہوے ہاے جلیسہ مردار خوار کا خاتمہ ہوا مردار خواری
مین اب کون ہمارا ساتھ دیگا مردے ڈھونڈ ھکر لاتی تھی آپ بھی کھاتی تھی ہمکو بھی خوب
کھلاتی تھی شاخسار نے جو یہ معرکہ دیکھا اشارہ کیا ایک زاغ آکر اسکے ہاتھ پر بیٹھا پشت
سہلا کر شاخسار نے کہا ارے جلیسہ کو کسنے مارا زاغ نے آواز دی خبیثہ نے
جلیسہ کو مارا آپ کو کچھ خبر بھی ہی خبیثہ زندانخانے سے قہار کو لیگئی یہ سنتے ہی شاخسار نے
زاغ کو تو چھوڑ دیا کہا بیشک اب عمر طلسم تمام ہوئی سامری نامے مین مرقوم ہے
کہ پہلے وہ ساحرہ قتل ہوگی جو بیحجاب بے شرم ہو امورات خلاف پر سرگرم ہو
سب اہالیان طلسم اُس سے جا ملے ہون یہ بھی لکھا ہی کہ جس کو جس قتل کرے یہ کہکر ایک
چیخ ماری آہ سرد بھری او ذلیل جادو لینا خبیثہ کو یہ حرامزادی جانے نہ پائے یہ آواز
دیتے ہی پہاڑ سے ایک ساحر سیہ فام بد انجام چالیس زنگی ساتھ ایک عرق باندھے ہوے
سونٹا ہاتھ مین کہا ملکہ کیا حکم ہوتا ہی شاخسار جادو نے کہا خبیثہ و قہار طرف
صحراے ویران کے جاتے ہین زیر کوہ بوقلمون جاکے روک لے یہ سنتے ہی ذلیل
چلا چالیس زنگی پشت پر اسی حال سے عرقچان باندھے ہوے میلے چادرے بغل مین
سونٹے ہاتھ مین جست و خیز کرتے ہوئے چلے ان سب کا ذکر وقت پر کیا جائیگا اب یہ حقیر
بے تمیز منشی احمد حسین قمر خدمت ناظرین والا مقام مین عرض کرتا ہی ناظرین والا مقام
آگاہ ہون کہ جس روز ملکہ زنار مردار بیہوش آکر شریک ہوئی ہین صاحبقران نے
حکم دیا کہ کل صبح کو ہم طرف طلسم کے جائینگے اُس دن لشکر مین انتشار ہو جس بارگاہ
مین صاحبقران تشریف رکھتے ہین خواجہ عمر و بھی حاضر ہین عشرت فرنگی و مہتر قران جان نثار
خدمت مین ہین خبر مشہور ہوئی کہ کل صاحبقران ضرور جائینگے ملکہ لالہ عذار و ماہ جبین

خبر سنکر آئین ملکہ زنار بھی حاضر ہین امیر زنار سے ہین کہ خواجہ اب لشکر بعد خدا کے تمہارے سپرد ہی عمرو نے عرض کی ای شہریار جہان حضور جانیکے غلام بھی پہونچیگا ملکہ زنار نے بھی عرض کی کہ کنیز ضرور ساتھ چلیگی صاحبقران نے فرمایا تم ہی نے تعلیم کیا کہ تنہا جانا چاہیے اب مین اکیلا جاتا ہون تم لوگ وقتاً فوقتاً آجانا ملکہ زنار رونے لگین کہا ای شہریار کالی راتین ہجر کی مجھے نہ کاٹی جائینگی خاص آپ کی ملازمت سے ہو سبھی عزیز و اقارب سب چھوٹے بتان طلسم کر اپنا دشمن بنایا مجھے کیونکر آرام پڑیگا نظم

ہجر مین کرتا ہون منت ای جنون حداد کی
طوق کے بدلے بنا لا دے چھری فولاد کی

ہی فقیری کا سبب الفت قد آزاد کی
اچھا ہے ہم بیٹھوا رکھین چھری شمشاد کی

پھر گئی جب کوچہ جانان سے بانب کی ہوا
تب ہماری خاک تو نے ای فلک برباد کی

راہ مین نقش قدم تصویر آتے ہین نظر
ہاے جانان مین روش ہی خامۂ بہزاد کی

زادہاے طبع کی کثرت ہوئی ہی اسقدر
ہے نئے خاک بستی زمین شعر مین آباد کی

بت نے مارا ہی جو مجکو تھی یہ تقدیر خدا
حکم حاکم تھا شکایت کیا کرون جلاد کی

زندگی بھر سایہ کے مانند میرے ساتھ ہی
عشق گیسو مین ہی عادت افعی ہمزاد کی

قتل تو کرتا ہی مجکو چھوٹتا ہون رنج سے
یار ہی سفاک خونریزی تجھے فصاد کی

عشق کب محروم رکھتا ہی کسی جانباز کو
کوہ شیرین مین صدا تھی تیشۂ فرہاد کی

ہی الف سا قد تصور مین مجھے آٹھون پہر
دل ہمارا ہی کہ پیشانی کسی آزاد کی

رنج غربت دشت وحشت کین دشمن ہجر دوست
سطح ہو شادمانی خاطر ناشاد کی

بتکدے مین میرے نالون نے جو آ پہناب
اس صنم کے سامنے ناقوس نے فریاد کی

اپنے اپنے بخت یوسف کو زلیخا مول لے
جان شیرین مفت مین جاتی رہی فرہاد کی

نطق عیسی سے زیادہ ہی اثر مین اسکی بات
کھولدیتا ہی زبان وہ گنگ مادرزاد کی

یار کے در تک رقیب آگے ہی مر جائے شتاب
یا الہی موت اسکو بھی ملے شداد کی

کنج غربت مین ہی جز غم خاک [illegible]
خط کری آیا کبھی پڑھکر طبیعت شاد کی

صاحبقران نے فرمایا ای ملکہ زنار ہمارے جانے سے راستہ کھلجائیگا تم لوگ بھی چلے آنا انشاء اللہ ملاقات ہوگی لشکر مین آکر لیجانا اجتو دیکھین کیا سامان ہوتا ہی رات بھر انھین باتون مین گذری صبح کو صاحبقران آگے آگے سب سردار گھیرے ہوئے جب صاحبقران قریب خندق آتش کے پہونچے طاؤس نے قلعے سے آواز دی یا صاحبقران ادھر آیئے یہی راستہ طلسم کا ہی آپ کو راستہ بتاتا ہون صاحبقران نے چاہا شہدون زنار نے کہا ای شہریار اس مکار کیجانب نہ دیکھیے یہ دھوکا دیتا ہی صاحبقران طرف صحرا کے چلے جب قریب اس نخل کے پہونچے اسپر جو جانور بیٹھے تھے غل مچانے لگے سر پر صاحبقران کے چرخ مارتے تھے غل مچا کر آوازین دیتے تھے ان آوازون سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ شعر پڑھ رہے ہین نظم

واللہ نبود عارم گر یار بود یارم
از مومن و ز مسلم کافر و ملحد
من عاشق بدنام دیوانہ و بدکارم
زنا ستی ذ صالح و انستہ کچہ پندارم

دونون کے سر اڑا دیے! اِتنے دونون کے پھینکتے صاحبقران آگے بڑھے شاخسار جادو
انتظام کرکے چاہتی ہی کہ پلٹون کہ ایک زغن اُڑتی ہوئی آئی پر دن سے سر نیچی ہوئی اور آواز
بلند بیگانگی ہوئی ای ملکہ عالم طلسم کشا نے ذلیل و قہار و خبیثہ کو مارا اس طرف آتا ہے
یقین ہی کہ آکر آپ سے مقابلہ کرے یہ کہکر زغن جلد گری ساخسار نے ایک چیخ ماری آواز دی کہ
ای ساکنان صحرا طلسم کشا آگیا اسکو بڑھ کر روکو بارہ ہزار ساحر درہ کوہ سے نکلے افسر انکا
سلطان ارزق چشم آگے بڑھا ہوا شاخسار نے پکار کر آواز دی لینا وہ سب بچے سب
چھپے صاحبقران اُن دونون کو مار کر بڑھے ہین قریب ایک صحرائے ہولخیز و حشت انگیز
کے پہونچے ہین کہ دیکھا بارہ ہزار ساحر آگے آگے ایک ساحر گینڈے پر سوار نعرہ کرتا ہوا
کہ منم سلطان ارزق چشم ساتھ والون سے کہا طلسم کشا کو مار لو بارہ ہزار ساحر صاحبقران
پر جا پڑے امیر نعرہ کرکے ان ساحرون سے لڑنے لگے چاہتے ہین کہ اپنے کو ادھر کر قریب
افسر کے پہونچاوین ممکن نہین ہوتا ساحر جان دیے دیتے ہین ایک کو مارا دس آگئے امیر
نے لاشون کے انبار لگا دیے ہنگامہ گیر و دار بلند ہی دریا سے خون جاری سر مثل اولون
کے برس رہے ہین ساحر بھاگے بھاگے پھرتے ہین لکھا ہی کہ دن بھر گذر گیا ہی صاحبقران
کو ساحرون سے مہلت نہین ملتی صحرائے ہولناک اندھیرا جنگل مین پڑا ہی ساحر سحر کر رہے ہین
امیر کو پریشانی اندھیرے مین صاحبقران زخمی ہونے لگے سلطان ارزق چشم نے نعرہ کیا
کہ یارو طلسم کشا بحر عجز کر نیزہ و تلوار سے مار لو زندہ نہ بچے اگر طلسم کشا مارا گیا سارے طلسم
کی جان بخشی کی صاحبقران تاریکی مین بہت گھبرائے بیقرار ہو کر دعا کرنے لگے کہ پروردگار
اس مدعیر سے نجات دے بڑا افسوس یہ ہی کہ کوکب اپنے دل مین کہیگا صاحبقران
نے مجکو قید سے نہ چھڑایا انصاف یہ ہی کہ ہوشربا اسی کی فکر سے فتح ہوا اگر کوکب شریک
نہ ہوتا فتاحی طلسم ہوشربا دشوار تھی پروردگار مجکو تا بہ زندانخانہ پہونچا دے اگر موت بھی
آئی ہو تو اتنی مہلت ملے کہ مین کوکب کو رہا کر دون بعد اسکے حکم ہو کہ ملک الموت قبض روح
کرے تہ دل سے امیر نے دعا کی ایک شعلہ آکر آنکھون کے سامنے چمکا اُسکی روشنی مین امیر
بڑھتے صاف ثابت ہوتا ہی کہ ہمکو کوئی روشنی دکھا رہا ہی ارزق چشم نے دور سے دیکھا کہ
صاحبقران روشنی مین چلے آتے ہین ساحر اندھیرے مین ٹھوکرین کھا رہے ہین ارزق چشم
نے روشنی پر گولہ مارا روشنی بلند ہو گئی گولے پر عکس پڑا گولہ پلٹ کر ایک ساحر کے سینے پر پڑا
توڑ کر پشت کو پار گذر گیا ساحرون نے پکار کر آواز دی ای سلطان کیا کہنا آپ نے اپنے
ملازم کو مارا طلسم کشا کا کیا نقصان ہوا سلطان نے کہا مین نے تو قصد کیا تھا کہ روشنی کو
بجھا دون دوسری بات ہوئی وہ روشنی پھر صاحبقران کے سامنے آ کر چمکی سلطان کا قصد
ہی کہ سحر کرکے روشنی کو گل کردے ساحر سینہ سپر کیے لڑ رہے ہین شاخسار کا حال سنیے دن بھر
انتظام کرکے جا رہی تھی کہ زندانخانے مین جاؤن کہ ایک ساحر دوڑتا ہوا قریب آیا کہا حضور
سلطان نے جا کر طلسم کشا کو گھیرا طلسم کشا پہ سحر تاثیر نہین کرتا کئی ہزار ساحر مارے گئے مگر گرفتار نہ

طلسم کشا کا دشوار ہی شاخسار نے کہا بڑے تعجب کی بات ہی حمزہ اگر آیا مشہور ہی کہ عمرو حمزہ کا ہمزاد ہی
وہ کیوں نہیں آیا دیکھو مین تدبیر کرتی ہون ارے شیران بادو کہان ہی نام شیران لیکر بولنے
درستاک دی جنگل سے ایک شیر دم ہلاتا ہوا سامنے آیا شاخسار نے کہا ای شیران جہان عمرو ملے
اسکو گرفتار کرکے لاؤ وہ شیر چلا شاخسار پلٹ کر قیدخانے مین آئی دیکھا سب قیدی خوشیان
کر رہے ہین کنیزان نے جو ذکر کیا سب قیدیون نے سُن لیا کہ صاحبقران علامت سے گذر چکے
طرف قیدخانے کے آتے ہین اکیلے سے ایک [illegible] باہر نور الدہر زنجیرین ہلا رہے ہین اور
آواز دیتے ہین ادا تاجزادے کہ پاس فرزند [illegible] ارے [illegible] ہم تو سمجھتے طلسم نور افشان وا ہونیگے
تم یہین قید مین پڑے رہوگے ایرج نے پکار کر [illegible] دی اور کشتی گیر زادے دادا جان مجکو آکر
رہا کرینگے تمہارے تو نام سے بیزار ہین دونون نے زنجیرین ہلائین شاخسار نے جو دیکھا کہ ایرج
و نور الدہر زنجیرین ہلا رہے ہین [illegible] آپس مین ہو رہے ہین سماک جادو اسکا غلام پہلو
مین کھڑا تھا کہا ای سماک ان دونون کو منع کر سماک بڑھا نور الدہر کو جھڑک کر کہا او نبیرہ حمزہ
خاموش رہو ملکہ عالم خفا ہوتی ہین نور الدہر نے [illegible] مین سر جھکا [illegible] ہو رہے آنکھون مین آنسو
بھر آئے جب نور الدہر خاموش ہوئے پھر طرف ایرج کے [illegible] کہا ای جوان اب زنجیرین نہ ہلانا
غل ہوتا ہی ملکہ عالم خفا ہوتی ہین ایرج نوجوان [illegible] مین [illegible] کہا [illegible]
میرے پاس آؤ مین تمہین سمجھادون اس کشتی گیر زادے نے شاہان طلسم کو برا کہا ہم انکا
نمک کھاتے ہین ہمکو ناگوار ہوا ایک بات ایسی ہی اسکو [illegible] سکتے قریب آؤ سمجھادین
سماک قریب ایرج نوجوان گیا ایرج نے کہا پاس آؤ کان مین تمہارے کہینگے جب یہ بالکل
قریب آیا کہا دیکھو ملکہ شاخسار جادو نور الدہر کو مار رہی ہین کیا برا کلمہ کہا شاہون کی بالکل نام
لیا ہی سماک جادو پلٹا جیسے ہی منہ اسکا پھرا ایرج نوجوان نے ہتھکڑی اسکے سر پر ماری پکار کر
کہا اب یہ کہا تھا سماک جادو کا سر پھٹ گیا ساحر غل مچانے لگے ارے سماک جادو کو قیدی نے
مار ڈالا ایرج نے نور الدہر سے نگاہ ملا کر آواز دی ای مردان صف شکن جوانان تیغزن جان جانے
سے نہین ڈرتے ہین شاخسار نے جو مڑ کے دیکھا سماک کا لاشہ پڑا ہوا ہی نور الدہر و ایرج
سے تکرار ہو رہی ہی قید توڑا چاہتے ہین شاخسار سر پیٹتی ہوئی سامنے سحر العجائب کے
آئی کہا ای شہنشاہ پسران حمزہ نے قیدخانے مین ہنگامہ ڈالدیا کیسی لاچاری ہی کہ انکو قتل
نہین کرسکتی انکے واسطے کچھ حکم فرمائیے یا کہیے دونون کو چھوڑدون تلوارین ہاتھ مین دیدون
لڑ بھڑ کر دونون مر جائین ایک کو ایک قتل کریگا سماک جادو ایسا ساحر مارا گیا کہ مین نے کلیجہ
تھام لیا سحر العجائب نے کہا ظلمات سیاہ دل کو بلاؤ دونون کو لیجائے اپنے قصر مین
قید کرے آب و دانہ بند کرے کوکب و برزان کو بھی ملال ہوگا دونون وہان تڑپ تڑپ کر
مر جائینگے اسی وقت خادم گئے ظلمات سیاہ دل کو بلا کر لائے وہ ساحر بہت ہی [illegible]
دیکھکر خوف آتا ہی دربار مین سب دیکھکر کانپنے لگے سحر العجائب نے کہا ای ظلمات سیاہ دل
نور الدہر و ایرج کو اپنے قصر مین لیجا آب و دانہ بالکل موقوف کر تیسرے دن لاشے نکلین

ظلمات نے کہا حضور مین آج ہی ایسے صدمے دون کہ آج ہی تڑپ کے مرجائین یہ کہکے ظلمات چلا یہان ان دونون جوانون نے اسفندرز نجیر ہلائین کہ ساحران غدار گھبرا رہے ہین بران اپنے مکان سے نکل آئین ایرج سے اشارہ کیا ای شہریار یہ کیا ضرور ہی ایرج نے کہا تم اس مقدمے مین نہ بولو برات نے ہاتھ باندھے کہ شہریار برائے خدا قید خانے مین کوئی اور آفت نہ آئے دل دھڑکتا ہی کوکب بھی قصر سے نکل آئے سکندر بھی اپنے قصر سے نکلے ایرج سے دل محبت کرتا ہی پکار کر آواز دی ای شہریار جانے دیجیے کیا ضرور ہی ایسا نہ ہو شاہان طلسم کوئی آفت برپا کرین سب جمال سکندر دیکھنے لگے نسیم وشاہین و گلشن بھی افسوس کر رہی ہین یہ دونون شیر نہین مانتے کہ ظلمات سیاہ دل آکر پہونچا ایک چیخ ماری کہ باغ ویران کی دیوارین ہلنے لگین آتے کے ساتھ ہی نورالدہر وایرج کی کمر مین پنجہ دیا سحر بھی کیا کہ دونون شیرون کے منکے ڈھلکنے لے اڑا قید خانے مین غریو بلند ہوا ملکہ تران نے کلیجہ پکڑ لیا پکار اٹھین ہائے کیونکر ضبط کرون نظم

راز رکھتا ہی نہان جو مر رہی
بے ہوا سرگشتہ ہی میر اغبار
ہاتھ مین ہر دم قلم ہی فسر دہی
بوے گل لاتی نہین ہر دم نسیم
مجھکو نامۂ گنج باد آورد ہی

تصل گل ہی کیون نہ ہو مہر بہار
سامنے آنکھے بگولا گرد ہے
قاصد محبوب کی آمد نہین
آنکھے بازی گاہ کی یہ گرد ہی

یان ہنسی ہی لب پہ دلمین درد ہی
سرخ آنسو ہین تو چہرہ زرد ہی
اسفندر نامون کے لکھنے مین آج صرف
ایلچے ہر شعر مین آورد ہے
نامۂ محبوب جو لائے صبا

منکہ ڈھلنا جو نورالدہر کا سب لوگون نے دیکھا یقین ہوا ظلمات نے مار ڈالا سکندر زرین پوش اسفندر رو یا کہ بیہوش ہوکے گرا نسیم نے جوش محبت مین سر زانو پہ رکھ لیا اشک حسرت چھڑکے سکندر نے آنکھین کھولدین کہا ای ملکہ عالم بڑا غضب ہوا عجب شیرون کو لیگیا دیکھیے کیا کرتا ہی شاہین نے کہا ای شہریار اب طلسم کشائی آمد ہوئی اسی طرح سب کو قتل کرینگے یہان تو سب بلکہ رہے ہین ظلمات ایرج و نورالدہر کو لیے جاتا ہی صاحبقران لشکر سلطان ارزق چشم سے لڑ رہے ہین شیران جادو جو تلاش مین عمرو کی نکلا تھا بعد جلنے امیر کے خواجہ کو تین دن اسی جنگل مین گذرے فراق مین امیر کے رو رہا ہی کہ ہائے میرے آقا اکیلے گئے وہ تو سیدھے سپاہی ہین ساحر بڑے بڑے مکر کرینگے ایسا نہ ہو آقا گرفتار ہو جائین وہ مکر و حیلے تو کیا جانین تیسرے دن اسی جنگل سے تین مسافر نکلے عمرو نے تینون کو بیہوش کیا عمرو نے انکے کپڑے اتارے اسباب لے رہا ہی کہ شیران پہونچا اور دور سے دیکھا کہ عمرو عیار مسافرون کو لوٹ رہا ہی وہین سے تڑپکر شیر بنا ہوا مست جوکی گردن عمرو کی لی خواجہ بول بھی نہ سکے عمرو کی گردن دبا کر پرپرواز پیدا کیے ہوا جاتا ہی جہان صاحبقران لڑ رہے ہین حوالی مین اس پہاڑ کے پہونچا شیران اس پہاڑ پر اترا خیال مین آیا کہ دیکھون یہ شعلۂ آتش کیسے بھڑکتے ہین عمرو کو پہاڑ پر ڈالدیا آپ گردن اٹھا کر دیکھنے لگا دیکھا جنگل مین سحر جل رہے ہین حیران ہوا کہ یہ کون لوگ ہین ہزارہا درخت جلے جنگل تمام آتش بجا رہ ہو رہا ہی شیران حیران کہ یہ کیا معرکہ ہی لیکن

ظلمات سیاہ دل جو ایرج و نورالدہر کو لیکر بلند ہوا اسکی نگاہ جو پڑی کہ شیر کسی جانور کو
اُٹھا لا یا ہے کھانیکا ارادہ ہے ای ظلمات یہ جانور بھی عجب صورت کا ہے لاؤ اسکو پکڑ لین یہ
قصر مین لیجاینگے قفس آہنی مین بند رہیگا مکان مین رونق ہوگی یہ سوچکر بر سر کوہ اترا ایرج
و نورالدہر کو ایک ہاتھ مین لیا جھولی سے نکالکر دست سحر بیچ ماری شیران کے جسم سے
پار گذری شیران مرکر گرا عمرو پر سے سحر اُترا حیران ہوا کہ یہ کسنے احسان کیا اس ساحر کو
مارا لاؤ کپڑے اُتار لین ظلمات سیاہ دل نے دیکھا کہ وہ جانور مثل آدمیون کے شیران
کے کپڑے اُتارنے لگا مرنے سے شیران بصورت اصلی ہوگیا ہے ظلمات سیاہ دل اُتر آیا
عمرو نے جو ایک ساحر کو دیکھا قصد کیا کہ دگر بھاگون ظلمات نے سحر کیا ایک پنجے مین دونون جوان
کو دبائے ہوئے ہی عمرو کی نگاہ پڑی ایک ساحر بصورت کہ خوف آتا ہے صورت دیکھکر قلب تھراتا ہے
ظلمات نے کہا ارے تو کون ہے یہ ساحر تجکو کہان سے لایا عمرو نے کہا آپ کا تابعدار کوتیا ہون
جنگل مین گا رہا تھا یہ شیر پہونچا مجکو پکڑ لیا مین نہین سمجھا کہ یہ ساحر ہے آپ نے احسان کیا یہ دونو
کون ہین جنکو آپ لیے جاتے ہین ظلمات نے کہا یہ پسران حمزہ ہین اپنے قصر مین لیے جاتا ہون
باغ ویران مین قید تھے اب انکو اپنے قصر مین لیے جاتا ہون عمرو نے جو ایرج کو اس حال
مین دیکھا دل تڑپ گیا کہ میرا فرزند کس حال زار مین ہے کہا میان ساحر صاحب میرے پیر کیون
زمین سے نکالے آپ نے احسان کیا مجکو چھوڑ دیجیے ان دشمنون کو قتل کرین اسکے ظلم سے
بستیان کی بستیان ویران ہوگئین انکو قتل کرین کہ ساحرون کی آبادی ہو ظلمات نے کہا
مجھے تجھپر شک ہوتا ہے مین نے اس ساحر شیران کو خدمت مین ملکہ شاخسار کی دیکھا تھا
یہ کہکے ہاتھ زمین پر مارا آواز دی یا سامری مجکو معلوم ہو کہ یہ کون شخص ہے تیر تھرایا اسمین سے
شرارہ نکلا اسنے آواز دی ای ظلمات یہ عمرو عیار ہے کیون دھوکا کھاتا ہے سامری و جمشید نے
بے مشقت تجکو اس ایسے کو دلوایا یہ سُنکر ظلمات خوش ہوگیا اب اسنے شاخین نخل کی توڑ کر تخت بنایا
عمرو بہت تڑپا ظلمات کب مانتا ہے عمرو و ایرج و نورالدہر کو تخت پر ڈالکے اُڑتا ہوا
چلا اس مقام پر پہونچا کہ یہان سلطان ازرق چشم نے صاحبقران کو گھیرا ہے لڑتے لڑتے رات
ہوگئی جب صاحبقران گھبراتے ہین شعلہ جانگداز سامنے آجاتا ہے اسی کی روشنی مین صاحبقران
ساحر کو قتل کرتے ہین سلطان نے کئی گولے اسکی روشنی پر مارے شعلہ بلند ہوجاتا ہے
سلطان نے غصے مین آکر پیشانی پر نشتر مارا خون اپنا لیکر ترنج پر ڈالا وہ گولہ شعلے پر مارا شعلہ
بلند ہوا تھا قطرہ خون کا شعلے پر پڑا شعلہ تھرایا اب سلطان کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین مہ جبین
دریائے جواہر مین غوطہ زن پیشانی انور تختی الماس انکھڑیون مین لال ڈورے کہ رشتۂ
حیات عاشقان کو قلم کرین لب اعجاز نما مسیحا کی محبت کا دم بھرین بوٹا سا قد شکم صاف و شفاف
لوح زبرجدی سلطان بیقرار ہوگیا اتنی تو آواز دی کہ او ظالم او غدار تیرا ہوش تو ہی نے ابتک
حمزہ کو بچایا ورنہ ابتک طلسم کشا کو پکڑ لیا ہوتا یہ کہتا ہوا بلند ہوا اُدھر یا نازنین رعشہ جسم تھرایا ہوا
قلب کو بیقراری تھی خیال آیا کہ اس نازنین پر قبضہ کرون طلسم کشا گرفتار ہو سامنے شاخسار

خوشی خوشی جاؤں زنار نے جو دیکھا کہ میرے تعاقب میں سلطان آتا ہی چاہا کہ نکل جاؤں
اُدھر سے تخت اُڑائے ہوئے ظلمات آتا ہے اسکی نگاہ پڑی ایک نازنین حور پیکر کو دیکھا
بھاگی ہوئی آتی ہے ایک ساحر اسکے تعاقب میں ہے غصے میں آکر گولہ جھولی سے نکالا سلطان
پر کھینچ مارا سینہ پر لگا سلطان پر پڑا تو دو گز پشت کو بار گذرا ظلمات نے تخت کو تو ہوا پر
چھوڑا لاشہ سلطان تو مجمع ساحران میں گرا سب ساحروں کے کان میں آواز آئی کشتی مرا نام من
سلطان ازرق چشم بود ساحر سب حیران گئے مرتے ہی سلطان کے اُس صحرا میں قصر
ظاہر ہوا دروازہ اسکا کھلا ہوا صدہا تہہ شہزادے وزیرزادے معلوم ہوتے ہیں ہتھکڑیاں
بیڑیاں پہنے ہوئے بیٹھے ہیں ظلمات نے ملکہ زنار کو دیکھا ڈالا پکارتا ہوا بڑھا ای جان جہان
مجھے کیوں خائف ہوتی ہو میں نے تیرے دشمن کو مارا میں تیرا عاشق صادق ہوں یہ کلمہ جو
ظلمات نے کہا ملکہ کا قلب ہلگیا خیال میں آیا کہ ای زنار اگر صاحبقران سنینگے فرمائینگے یہ
ساحرہ سفلہ مزاج ہی ٹھہر کر جاپڑی جھولی میں ہاتھ ڈالا ایک سنہری پتلی نکالی اُس سے کہا
اس ساحر سے قائم کر لینا پتلی کو ہاتھ سے چھوڑا پتلی چلی ظلمات نے دیکھا اور نازنین اس سے زیادہ
خوبصورت آتی ہے ظلمات نے اٹھا کر چاہا گولہ ماروں اسنے مسکرا کر کہا او نا سمجھ ہم تو دور
سے تیرے مشتاق ہو کر آئے ہیں تو ہمیں سحر کرتا ہے دیکھ تو تیری کیا اصل ہے اور اندے کونسی فصل ہی نظم

دماغ سیے ہوئے گل سنبل بادہ خوار آیا / خزان چمن سے گئی موسم بہار آیا
کسی طرف سے دل میں گر غبار آیا / ہوا یقین ہے مجھکو وہ شہسوار آیا
شراب کیوں نہ پئے فصل گل ہی ای زاہد / کہ نہریں جاری ہوئیں موسم بہار آیا
وہ بے فلک نے مرے سر کے کتنے ہی گل داغ / گلہ نہیں کوئی پاؤں تلے جو خار آیا
لب اُسکے پستہ ذقن سیب آنکھیں ہیں بادام / کھلے جو دانت ہنسی میں نظر انار آیا
جو گوش گل نہ سنے باغ میں تو کیا چارہ / قفس سے نالۂ بلبل ہزار بار آیا
دکھا کے باغ میں آنکھیں جو مچی ہوتی ای / وہ نشہ دیدۂ نرگس سے آج اُتار آیا

اُس نازنین نے اس دھن میں یہ شعر گائے کہ ظلمات کی آنکھوں میں اندھیرا آیا عشق کا جوش ہوا ہاتھ پاؤں
سنسنائے پکار اٹھا ای زینت محفل عاشقان ای تاجدار اقلیم حسینان کیا آواز سنائی یہ آواز میں کبھی
کان میں نہ پڑی تھی میں تیرا اشتیاق ہوں زنار نے سحر کرکے اپنے کو نظر سے مخفی کر دیا ہے وہ نازنین
ناز و کرشمہ دکھا رہی ہی دوپٹہ سینے سے سرکا دیا نار پستان کا اُبھار دکھا دیا ظلمات نے کلیجہ تھام
کہا صاحب ان سنانوں نے دل کو شک کیا جو حکم ہو بجا لاؤں نازنین نے کہا تلوار کھینچو تو ہم
بتائیں ظلمات نے تلوار کمر سے کھینچی خوش ہوکر کہا تمہارا حکم بجا لائے سر تسلیم یہ ہے اُس نازنین
نے کہا جھوٹ نہ بولو تلوار گلے پر رکھو موت کا مزہ چکھو تب ہم راضی ہوں تمہارے ساتھ شادی
کرینگے بس اب دیر نہ ہوا اسنے تلوار کھینچ کر گلے پر رکھی ملکہ زنار نخل کی آڑ سے دیکھ دیکھ کر سحر کر رہی تھی
چاہتی ہیں او سنگ عشق دیر مگر کیوں ہے مرنا ہوتا ہی ہنستا ہے نام عشق کو ڈبوتا ہے قیس پکار رہا ہے
فرہاد للکار رہا ہے ظلمات نے تلوار گلے پر رکھ کر کھینچی سر کٹ کے دو ٹکڑے لاشہ زمین پر گرا زنار نے

تلاش میں صاحبقران کے چلے صاحبقران اسی مکان میں پہونچے جو بعد مرنے کے سلطان کے
ظاہر ہوا بارہ سو قیدی وہان قید تھے اُن سب کو قید سے رہا کیا اس قفس سے اُن سب کو ساتھ لیکر
نکلے وزرا و امرا اپنے حال کہتے ہوئے ہمراہ صاحبقران باہر آئے ایک بارگاہ بھی اُس مکان میں تھی اسکو
کھلوا کر آراستہ کرایا اُسمین صاحبقران اُن جوانون کو لیکر داخل ہوئے اُن سب نے حال بیان کیا کہ
باغ ویران جو قیدخانہ ہے جب سے آپ کے عزیز قید ہوئے ہمکو سلطان نے لاکر یہان قید کیا
سلطان ہمارا نگہبان تھا مگر یہ کہا کرتا تھا کہ تمکو آکر صاحبقران رہا کرینگے صاحبقران نوجوان ہمراہ
کے ساتھ اس بارگاہ میں بیٹھے ہین زخم وزری جو لگی وہی تاجدار مصروف علاج ہین دل وجان سے
اطاعت کی ہے لیکن جب ظلمات مرا ملکہ زنار تو طرف صاحبقران کے چلین ارادہ ہوا چلکے ملاقات
کرون پھر خیال میں گذرا اُنکے خلاف ہوگا ایک عقاب کی شکل بنکر ایک نخل قریب بارگاہ تھا اسپر آکر
بیٹھی لیکن وہ تخت جو لوٹا اسپر خواجہ و ایرج و نورالدہر تھے عمرو نے آکر قریب لشکر صاحبقران
در نخل گرا دریافت کرکے براے ملاقات صاحبقران چلا نورالدہر ایک باغ میں آکر گرے
شہلاے نازک چشم ایک ساحرہ نہایت حسین وجمیل خراج گذار طلسم نور افشان بھی سیر گلزار
کر رہی تھی اُسنے دیکھا ایک ستارہ آسمان سے گرا کنیزون سے کہا دیکھو تو یہ کیا ہے کنیزین جھپٹکر آئین
شاہزادہ نورالدہر کو دیکھا شاہزادے کی آنکھ کھلی ایک جانب چلے کنیزین دیکھکر بھاگین کنیزون نے
آکر ملکہ سے اطلاع کی کہ ایک جوان آسمان سے گرا ہے طرف چمن کے جاتا ہے ایسا حسن وجمال ہمنے کبھی
نگاہ سے نہین گذرا شہلا اشتیاق میں اُٹھی چمن میں آکر نورالدہر کو آواز دی میان جانیوالے
ذرا ٹھہر جاؤ حیرت کی بات ہے ہمارے باغ میں گرے آسمان پر کیونکر گئے تھے یہان کیونکر پہونچے
آپکے حال پر بڑی حیرت ہے نورالدہر ملے اب جو نگاہین ملین دونون آپسمین فریفتہ ہوئے
شہلا نے آکر ہاتھ تھام لیا شہلا لیے ہوئے نورالدہر کو بارہ دری میں آئی مسند پر آکر بیٹھی شاہزادہ
نورالدہر کو پہلو میں جگہ دی حال پوچھا نورالدہر نے سب حال بیان کیا اور یہ فرمایا کہ ہمکو بر سیر
طلسم نور افشان جانا منظور ہے شہلا ہنسی کہا صاحب آج میں کتاب سامری دیکھ رہی تھی تمھارا
ذکر لکھا تھا بیچ میں کوہ بلا ہے وہان کا حاکم بلاخوار جادو اگر آپ وہان پہونچے اور بلاخوار کو مارا
تو کوہ عجائب وغرائب سے راستہ ملیگا مگر بلاخوار بلاے روزگار ہے کنیز براے جانبازی حاضر ہے میں نے بھی
کتاب میں پڑھا کہ عمر طلسم تمام ہوئی یہ کنیز آپکی ہمیشہ خدمت ملکہ بہاران میں رہی اسی امید پر اس
باغ میں بسی تھی کہ ایک دن اپنے مالک کو رہا کرینگے مگر آپ فتاح طلسم نہین ہین نورالدہر نے کہا
فتاح طلسم ہمارے دادا جان ہین انشاء اللہ انکا ساتھ دینگے شہلا نے نورالدہر کو بخاطر و مدارات
اس باغ میں رکھا روز قصد کرتے ہین کہ طرف کوہ بلا کے جاوین شہلا بخاطر روک لیتی ہے کہ جانا انکا طرف
کوہ بلا کے تحریر ہوگا ایرج نوجوان جو تخت سے گرے ملکہ ریحان گلعذار اختر مہوش خونخوار قزاق کی
اپنے باغ میں مصروف عیش تھی جب ایرج کو دیکھا ایک شعلہ گرا مگر یہی تھی دوڑی آکر شیر بیشہ صاحبقرانی کو
دیکھا جمال بیمثال دیکھکر عاشق ہوئی اپنی صحبت میں شاہزادے کو لائی مطیع اسلام ہوئی مہرجبی کہا کہ باپ میرا
مہوش قزاق پہلوان زبردست ہے شاہان طلسم نور افشان کا ملازم محافظ کوہ سنگین کہ ادھر سے

راستہ طلسم کا ہے جس دن تُن پائیگا قیامت برپا کریگا میں آپ کے ساتھ نکلنے کی ابرج نے کہا اے
ملکہ عالم ہم آمادہ منازل راہ طلسم نور افشاں ہیں تمھارے والد سے مقابلہ کرینگے اگر وہ زیر ہوئے تو
راستہ بتا دینگے ہم طرف سے کوہ سنگین کے جائینگے نہیں معلوم کشتی گیر زادے پر کیا گذری یہ بھی اُنکا غم
ہین انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا جب خواجہ صاحبقران سے ملے صاحبقران نے فرمایا خواجہ اب
کل ہمارا ارادہ ہے کہ لیے کوتا ہے باغ ویران ہو گیا ہین لیکن ہمراہیان ازرق چشم جو بھاگے چند کس
پاس سحر العجائب کے آئے عرض کی نہیں معلوم ہمارے آقا کو کسنے مارا طلسم کشا تا باجزتا قصر زندان
پر پہونچا قیدی وہانکے رہا ہوگئے انھین قیدیوں کے ساتھ اسی صحرا مین فرودکش ہین یہ سنکر سحر العجائب
نے حکم دیا کاہن کو بلاؤ سہیل اختر شمار حاضر ہوا سحر العجائب نے کہا ای سہیل تجھے سُنا ابرج
ولنور الدہر رہا ہوئے نہیں معلوم کہ مرگئے طلسم کشا سلطان کو مار کر اُسی مقام پر فرودکش ہوا ہی
فوج بھی اسکے ساتھ کم ہی یہ بارہ سو جوان سالہا سال سے قید تھے انکا رہا ہونا نہ ہونا برابر ہی کوئی
ساحر جائے اسم اعظم بند کرے وہ بارہ کی کچھ فکر نہیں ہون تو بہت مناسب ہی سہیل نے کہا مین جاؤن
سحر العجائب نے کہا تمھارا جانا مناسب نہیں ہی سحر خیز کو بلایا ہی وہ جاتے ہی آفت برپا کریگا
دس دن کا کام ایک دن مین کریگا یہ ذکر تھا کہ سحر خیز بارہ ہزار جادوگرون سے آکر موجود ہوا
دست بستہ عرض کی آج حکم قضا شیم پہونچا غلام فوراً حاضر ہوا کیا ارشاد ہوتا ہی سحر العجائب
نے کہا طلسم کشا صحرائے کفنہ مین آکر اُترا ہی اگر جاکر گرفتار کر لو تو گویا کل طلسم کی جان بچائی
سحر خیز نے عرض کی آپ کے اقبال سے کتنی بڑی بات ہی حکم ہو سر لاؤن یا زندہ حاضر کرون
سحر العجائب نے کہا وہ صاحب اسم اعظم ہین سحر خیز نے کہا اسم اعظم بند کرنا کیا بات ہی سحر غلام کا
کرامات ہی یہ کہکے وہی بارہ ہزار ساحر لیکر چلا پہلو مین صحرا کے آکر اُترا لشکر کو مخفی رکھا کہ کوئی
ہمارے آنے سے آگاہ نہ ہونے پائے رات کو اسباب سحر سے آراستہ ہو کر لشکر صاحبقران مین
آیا دیکھا جابجا وہی جوان فرودکش ہین مگر لشکر مین کہا گہمی ہی پھرتا ہوا کنارے آکر ٹھہرا یہ بھی دور
سے دیکھا کہ صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین صاحبقران نے پکار کر فرمایا چلمچی پر پانی رکھو خدمتگار
آفتابہ لیکر چلا سحر خیز نے بڑھکر اُسکو بیہوش کیا خدمتگار کی شکل بنکر آفتابہ پانی کا رکھا اسی مقام پر
کھڑا ہو رہا صاحبقران اُٹھکر آئے باہر آکر دیکھا خدمتگار کھڑا ہوا ہی صاحبقران نے پوچھا
خیر تو ہی خدمتگار نے عرض کی ابھی ایک ساحر کہتا ہوا گیا ہی کہ اسم اعظم صاحبقران بند کرلیا
غلام کا قلب اُلٹ گیا اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو ہم لوگ کیونکر زندہ بچینگے صاحبقران نے فرمایا
مجھے اسم اعظم یاد ہی عرض کی حضور پڑھیں تو غلام کو آرام آئے صاحبقران خلق مجسم مین اسم اعظم
پڑھنے لگے نصف اسم اعظم پڑھا تھا کہ خدمتگار نے ایک طائر چھوڑا طائر نے گرد سر صاحبقران کا
چرخ مارا چرخ مار کر سامنے خدمتگار کے آیا خدمتگار نے طائر کو شیشے مین لیا پکار کر آواز دی کہ ہم
سحر خیز دیکھو خیرہ یون اسم اعظم بند کرتے ہین صاحبقران نے بڑھکر ایک طمانچہ مارا دو انگلیاں پڑین سحر خیز
لڑکھڑا کے گرا شیشے کو بچائے ہوئے امیر نے چاہا گرفتار کرون سحر خیز لوٹ مار کر بھاگا امیر نے نعرہ کیا کہ
یارو لینا اسم اعظم لیے جاتا ہی اب وہ وقت ہی کہ سحر خیز نیر اعظم بصد شوکت وحشم ہو مخانہ مغرب

برآمد ہو کر تخت زرجدی پر جلوہ فرما ہوئے کہ ہر صاحبقران کے نعرے سے سب سردار دوڑے عمرو
طلائے لی گشت سے پلٹتا ہی کہ ملہ پڑھتا بڑھ کے آیا دیکھا کہ ایک ساحر بھاگا جاتا ہی گال کو سہلاتا ہوا عارض
پر عارضہ ہر مقام پر جسے کرتا ہی کئی سرداروں نے تیر مارے اسنے سحر کرکے جلا دیے امیر قریب نہین
پہونچ سکے عمرو حیران کہ مین کیا عیاری کرون کنارے سے لشکر کے سحر خیز نکلا کہ اب اسنے راستہ صحرا کا
پکڑا عقب مین سب ملازم غل مچاتے ہوئے یارو اسکو لینا جانے نہ پائے اسم اعظم لیے جاتا ہی صحرا مین
پہونچکے اسنے دیکھا کہ ملازم پیچھا نہین چھوڑتے صاحبقران تو کنارے پر لشکر کے ٹھہر گئے اور ملازم چلے
اسکو کب پا سکتے ہین سحر خیز نے پلٹ کر ایک گولہ مارا پندرہ بیس ملازم جو دوڑے چلے جاتے تھے وہ
بیچارے غش کھا کر گرے عمرو تو پیچھے ہٹا تھا سو اپنے کو بچایا دیکھا کہ سحر جو اسکا آیا گولہ فولادی فضا
شعلہ جوالہ بنکر سب کے گرد پھرا اب شعلۂ آتش دور تک جھڑک رہے ہین مراد یہ ہی کہ سحر خیز نے رستہ
آئینکار روکا کہ جو کوئی ادھر آئے شعلۂ آتش کا عکس پڑے وہین بیہوش ہو کر گرے عمرو تو دور جاکر ٹھہرا
لشکر ہر سردار گرے غلغلہ کر رہے ہین ادھر جو ہوا ملکہ زنار درخت پر بشکل عقاب شاخ پر سر رکھکر سو گئی
تھین اب جو آواز کان مین پہونچی آنکھین کھولکر دیکھا ایک ساحر اپنے ہاتھ سے سحر کر رہا ہی سردار
گرے پڑے ہین امیر کنارے پر لشکر کے کھڑے ہین زنار کو تاب نہ باقی رہی سوتے سوتے اٹھی کی
اپنے کو نعرہ کرکے شاخ نخل سے گرا دیا سحر خیز تو چالاک وچست اسباب سحر درست لینے جو
دیکھا کہ ایک ساحرہ سمنبر پری پیکر نخل سے نعرہ کرکے گری اسنے ماش کے دانے پڑھے پیکان کے کھو
گولے ترنج ونارنج سب پھینک مارے اتنے سحر جو زنار پر پڑے سوتے سوتے گھبرا کر اٹھی لڑکھڑا کر
گری جب ہاتھ چاہا جھولی پر ہاتھ ڈالون جھولی پر ہاتھ نہ پہونچا اسباب سحر ہاتھ نہ آیا لڑکھڑا کے گری
آنکھین پتھرا گئین ہاتھ پاؤن بیکار سحر خیز نے قصد کیا اسکو مار لون مگر دیکھا اسنے بہت سے سردار
مین نے بیہوش کیے جو اپنے قابو مین ہین دور کرکے چلے آتے ہین اس خیال سے کہ ایسا نہو مجھے
گرفتار کرلین زنار پر دست انداز نہ ہوا زنار زیر نخل تڑپتی رہگئی کئی مرتبہ اٹھی لڑکھڑا کر گری
سحر خیز نے پکار کر آواز دی ای ساحر دکل آکہ ملازمان حمزہ میرا پیچھا نہین چھوڑتے بارہ ہزار ساحر
درۂ کوہ سے نکلے غلغلے کرتے ہوئے ای شہنشاہ ہم آگئے اسنے اشارہ کیا لشکر حمزہ کو گھیر لو ساحرون
نے سحر خیز کو بیچ مین لیا گولے ترنج ونارنج لشکر اسلام پر چلنے لگے جو آگے بڑھا لڑکھڑا کے گرا
سردار جوان مصیبت مین صاحبقران کی دوڑے تھے سو سے ساحرون کے گرنے لگے ہمراہیان سحر خیز آکر
ملازمان امیر کو قتل کرنے لگے کچھ قتل ہوئے کچھ بیہوش پڑے ہین اپنے مقام سے اٹھ نہین سکتے امیر نے
جو یہ ہنگامہ دیکھا عمرو سے کہا غضب ہوا یہ پیچھا نہین مانتے ہر چند کہ اسم اعظم بند ہوا عوز ہیکل تو
گلے مین ہی ان بیچارون کو بچاؤن سحر خیز طرف زنار کے چلا ہی وہ بھی قتل ہوا چاہتی ہی عمرو نے
مرکب لاکر پہونچایا صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہوئے تلوار پکڑ کے جا پڑے جس ساحر نے
کسی سردار کے قتل کا ارادہ کیا جھپٹ کے اسکو ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے ہوگئے دس
پانچ ساحرون کو جو امیر نے بڑھ بڑھ کر مارا ساحرون مین شور فریاد بلند ہوا سحر خیز نے پلٹ کے
دیکھا حمزہ شیرانہ ہنگامہ لوٹتا ہوا چلا آتا ہی کئی ساحر نامی مارے گئے ساحرون نے آگ برسادی وہ

آگ صاحبقران پر تاثیر نہین کرتی شعلہ ہاے آتش سے گھوڑا جھپکا کر نکلتے ہین حرز ہیکل تعویذ ساحرون کے قتل کی کوشش یا تو طرف زنار کے چلا تھا کہ یہ ساحرہ کون ہی اسکو مار لون حسن و جمال دیکھکر یہ بھی خیال مین ہی کہ اپنے قبضے مین کرون یہ نازنین مہ جبین قہر بیکر پری صورت کہان سے آئی اس سے صحبت آرا ہونگا شاہان طلسم بھی دیکھکر خوش ہونگے کہ خوب معشوقہ پائی سرداران صحبت کو رشک ہوگا ہنگامہ جو اسنے دیکھا جھولی سے گولہ نکالکر زمین پر مارا آواز دی ای سحر جمشیدی اب حمزہ پر یلن نہین سحر تاثیر کرتا گولہ پھٹا ایک شعلہ بجز کا آواز آئی تو بیوقوف ہی حمزہ ساحر کشی مین مصروف ہے اسم اعظم بندھا ہوا اسکے پاس حرز ہیکل ہی یہ آواز سنکر سحر خیز پلٹا یہ کہتا ہوا یارو سب ملکر لپٹ پڑو حرز ہیکل گلے سے امیر کے اُتار لو آگے آپ بڑھا ساحر بھی نیزے تلوار لیکر بڑھے صاحبقران کو گھیر لیا بارہ ہزار ساحر اسکے ساتھ ہین چند ساحر تو اسنے برائے قتل ہمراہیان صاحبقران مقرر کئے باقی ساحرون کو لیکر امیر پر بلوہ کیا امیر نے دیکھا کہ اب ساحر نیزے تلوارین لیکر آئے جس پر کپ پڑا یہ سوار وہ مارا گیا امیر گھوڑے سے گرے پیدل لڑنے لگے ساحرون مین بھی یہی ہنگامہ ہی کہ حمزہ کو پچھاڑو حرز ہیکل گلے سے اتار لو آٹھ نو ہزار ساحر بیچ مین اُسکے سحر خیز ہر مرتبہ ترغیب دیتا ہی کہ یارو حمزہ اکیلا ہے بلوہ کرکے پکڑ لو سحر نہ کرو سامنے شاہان طلسم کے چلو سب کو انعام دلواؤنگا ایک ایک کا عہدہ بڑھاؤنگا سارے طلسم مین نام ہو کہ سحر خیز نے سب کی جان بچائی صاحبقران نے دیکھا ساحر چاہتے ہین لپٹ پڑین امیر بحواس ہوئے عمرو نے جو صاحبقران پر یہ بلوہ دیکھا گلیم اُتار کر ظاہر ہوا گرد صاحبقران کے پھرنے لگا انتہا کا زخمی ہوا الملک پکارا اُٹھا ای کریم کارساز و ای بندہ نواز میرے آقا کو اس مصیبت سے بچالے صاحبقران بھی برجوع قلب سے پکار اُٹھے نظم

الغیاث ای والی ملک ولایت الغیاث
المدد ای دارو و دردِ دلِ ہر دردمند
ہمدم ہر اہل غم وقتِ مصیبت الغیاث
بندہ پرور سایہ گستر فیض بخش و دادگر
ہمدم و دمساز اندر رنج و رحمت الغیاث
ذوالجلال و قادر و قیوم و رحمان و رحیم

الغیاث ای دادبخش اہل حاجت الغیاث
الغیاث ای چارہ ساز اہل علت الغیاث
منبع لطف و عطا و مظہر جود و سخا
معدن احسان و اکرام و محبت الغیاث
مالک و فرمانروا ای اہل حکم و اہل دور
خوان نعمت ابر رحمت گنج حکمت الغیاث

الغیاث ای حاکم تخت حکومت الغیاث
الغیاث ای حامی وقت مصیبت الغیاث
دافع ہر محنت و غم رافع رنج و الم
مطلع نور صفا کان عنایت الغیاث
دستگیر بندہ بیدست و پا در بیکسی
اہل طاقت اہل قوت اہل قدرت الغیاث

بلک کہ جو صاحبقران نے دعا کی عمرو بھی مصروف دعا ہی قریب ہی کہ سب ملکر صاحبقران کو پکڑ لین کہ آسمان پر ایک لکہ ابر گلنار ماہتابان اسمین چمکتا ہوا آکر سیدھا ابر کو دیکھکر سحر خیز نے یا سمجھا کہ شاہان طلسم نے مدد بھیجی ساتھ والون سے کہتا ہی دیکھو یارو یہ مجکو ناگوار ہی مجھے سب طرح کا اختیار ہی جھپٹ کے لڑو حمزہ کو پکڑ لو کسی کی مدد گوارہ نہ کرو وہ ماہتابان ابر سے چمککر نکلا گرد صاحبقران کے چرخ مارا چاندنی پھیلی معلوم ہوتا تھا کہ وقت سحر ہی چاندنی نے کھیت کیا وہ ماہتابان چرخ مار کر سر پر زنار کے آیا عکس ماہتابان جو زنار پر پڑا پنجہ تاب کر اُٹھی سحر کرنے لگی ساتھ والون نے سحر خیز سے کہا دیکھے زنار اُٹھی اب اسکے سحر مین تاثیر ہی سحر خیز پلٹا یہ کہتا ہوا کہ ابر والے میرے دشمن ہین ابر کی طرف متوجہ ہوا پکار کر آواز دی ارے اس ابر مین ان ہی دشمن کو ہوشیار کر دو یا ابر سے تیر چلا

گئی ساحرون کے سینے توڑ کر نکلگیا اتنے مین سحر خیز نے گولہ مارا گولہ جو ابر سُرخ پر پڑا ابر پھٹا ایک نازنین
گلگون پوش کو دیکھا سحر کر رہی ہے تیر چل رہے ہین گھبرا گیا کہ یہ کون ہے اُس نازنین نے نعرہ کیا منم کنیز
صاحبقران عالیوقار ملکہ لالہ عذار یہ کہکے کڑک کر گری ماہتابان دو ٹکڑے ہوا ماہ رخسار ایک
مرغ زرین پہ سوار سحر کرتی ہوئی زمین پر گری ایک طرف سے لالہ عذار ایک جانب سے ماہ رخسار
ایک طرف ملکہ زنار سحر کرنے لگین زنار کو نہایت غصہ ہی سحر کرتی ہوئی طرف سحر خیز کے بڑھی للکارا او نامرد
ادھر متوجہ ہو ہمارے تیرے سامنا پڑے تو کچھ کیفیت حاصل ہو سحر خیز پلٹا گولہ مارا ملکہ زنار نے گولے
کو گولے پر لیا دونون گولے لڑ کر زمین پر گرے لالہ عذار نے کلاہ زرین پھینک ماری ماہ رخسار نے
چشم نرگسی سے اشارہ کیا تیر چلنے لگے تین طرف سے جو سحر چلا سحر خیز گھبرایا چاہا تڑپ کے نکلجاؤن تڑپکر
بلند ہوا زنار نے نعرہ کیا کہ کہان جاتا ہے سحر خیز پلٹا دو تین سحر آپس مین ہوئے زنار خنجر کھینچکر جا پڑی
لالہ عذار نے تیر مارا شانہ اسکا نشانہ ہوا لالہ عذار نے بڑا داغ دیا ماہ رخسار نے عکس ڈالا
شیشہ ہاتھ سے چھوٹا زنار نے ایک گولہ مار دیا شیشہ ٹوٹا اسم اعظم چھوٹا صاحبقران زمان
یا تو سست لڑ رہے تھے یا چست ہوئے گھوڑا ملازمون نے پہونچایا امیر اپنے مرکب پہ سوار ہوئے
لشکر کفار پہ تلوار کھینچکر جا پڑے ماہ رخسار نے کئی گولے ایسے مارے کہ جو سردار بیہوش پڑے تھے وہ
اپنے مقامسے اُٹھے لڑائی مین مصروف ہوئے جب زنار نے شیشہ توڑا سحر خیز نے قصد کیا
لوٹ کر نکلجاؤن بلند ہوا زنار سحر کے برابر پہونچی گولہ مارا سحر خیز چاہتا ہی نکلجاؤن زنار نے ایک
دستک دی ایک پتھر کئی ہی من کا آسمان سے چرخ مارتا ہوا طرف سحر خیز کے آتا ہی سحر خیز نے دیکھا
سر پہ پڑیگا ہزار ٹکڑے ہونگے زمین پر گرا اُس مقام پر صاحبقران زور سے تھے صاحبقران نے
للکارا تڑپکر اُٹھا صاحبقران جو قریب پہونچے سحر خیز نے ہاتھ تلوار کا مارا کسی طرف سحر خیز نے
تین طرف سے آگ برس رہی ہی کدھر جائے لالہ عذار نے آگ لگادی ماہ رخسار نے سحر کی
چاندنی پھیلی ہوئی ہی دہان زخم کا ذان سے الامان کی صدا آتی ہی زنار نے تلوارین برسائین
یہ ہنگامہ دیکھکر سحر خیز نے سپر اُٹھادی تیغ برقتاب صاحبقران جو تڑپ کر گرا سپر سحر کے
دو ٹکڑے ہوئے دہان سے جو تلوار گری سر پہ سحر خیز کے پڑی اب تمیع ہو گئی چہرہ فق دل مین قلق
سحر خیز کے دو ٹکڑے ہوئے آندھی سیاہ اُٹھی برفباری و سنگباری ہوئی ہنگامہ گیر دار بلند ہوا
پیرون نے آواز دی کچھ تدبیر نہ بن پڑی آخر کو آواز آئی کشتی مرا نام من سحر خیز جادو بود لشکر
حمزہ صاحبقران والے بہرام و مقبل و طوق حران گرد ابوالمعجن گرد وغیرہ جملہ سرداران
نامی و پہلوانان رامی جانے سے صاحبقران عالیشان کے انتشار مین تھے آپس مین سب سردار
صلاح مین کر رہے ہین کہ یارو ایسی سختی پڑی کہ آقا ہمارے اکیلے گئے ہم کیونکر اپنے آقا تک پہونچین
یہان جس وقت سحر خیز مارا گیا جس نخل کو صاحبقران اُکھیڑ لائے تھے اُسپر ایک شعلہ گرا وہ جلکر
خاک ہوا طبقہ زمین کا اُڑ کر آسمان پر گیا سرکارون نے دیکھا صاحبقران زمان کے نعرے کی
آواز آتی ہے درختون پر چڑھ کر دیکھنے لگے دیکھا تین کوس پر صاحبقران لڑ رہے ہین تمام
خوشی خوشی پلٹے سردارون کے سامنے آئے عرض کی یارو چلو صاحبقران مصروف جنگ ہین سب چلے

بہر اسم سوار ہو آواز دی یارو چلو معلوم ہوتا ہے جس ساحر نے راستہ بند کیا تھا وہ مارا گیا سردار فوراً سوار ہوئے
رو در روی کرتے چلے اسوقت آکر پہونچے کہ صاحبقران مصروف جنگ ہین سردار آکر پہونچے مصروف لڑائی
ہوئے ساحر غدار بھاگے افسر کا سر نے لاشہ اوٹھالیا روتے پیٹتے بھاگے یہان صاحبقران جو لڑ رہے تھے
ملکہ زنار و ماہ رخسار نے بڑھکر عرض کی کہ ای شہریار اب حضور نہ ٹھیرین یونہین چلے چلین یہان تک آنے
آنے سے قید خانے مین تہلکہ پڑ گیا آپ کے دو فرزند ایرج و نورالدہر نکل بھی گئے ان دونون صاحبو
نشان بھی نہین جلد چلیے ورنہ وہ فوج روانہ کرین گے صاحبقران نے کل فوج کو ساتھ لیا ماہ رخسار
و لالہ عذار و زنار کو بادہ ابر بنا کر اسمین مخفی ہوئین کنیزین مثل ستارۂ سحری چھپتی ہوئین صاحبقران
سب سے آگے لشکر پشت پر بڑھے ہوئے جاتے ہین تھوڑی دور چلے تھے کہ سواے ویران لاتکل چلے ہوئے
خاک اوڑ رہی ہے آواز چغد و بوم بھی اوس مرزبوم و شوم مین نہین اگر کوئی طائر بھٹک کر گیا منھ کھولکر
زمین پر گرا زبان نکال دی پر پرزے جل گئے ایک جانب دریاے ریگ جوش مار رہا ہے لشکر صاحبقران
مین تشنگی سے ایک تلاطم برپا تھا پیاس کے مارے گر گر پڑے جانور منھ کھولے ہوئے ہانپ رہے
تھے انسان کانپ رہے تھے بو تودے گرد کے بلاے عظیم چھوٹ رہے ہین سمت ویران صحرا و دامن پانی
کا نشان نہین حیوان کوئی معلوم نہین ہوتا شہر کجا مین سرگرداں رہے ہین ابھی لشکر صاحبقران نکلا ملا
تھا جو برکھ خبر لو عمرو فضلو سے پکار کر بڑھ اوکر نگاہ اوٹھا کر دیکھا تینون ابر جو سایہ فگن تھے وہ ابر غائب ہوئے
طلسم ابر کے چیخ مار کر زمین پر گرے عمرو گھبرایا پلٹ کے صاحبقران سے کہا معلوم ہوتا ہے تینون ملکہ گرفتار
ہوگئی لین آپ گھوڑا بڑھائیے اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھیے صاحبقران نے اسم اعظم جو بآواز بلند پڑھا
آگ دیتا ہوا عمرو نے دیکھا کہ ساحر پہاڑ پر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہے لالہ عذار و ماہ رخسار بیہوش سامنے
پڑی ہین وہ ساحر دہاڑ رہا ہے کہ تم طلسم کشا کے کیون ساتھ آئین ہو بنت زنار بادشاہ کا ساتھ چھوڑ کر کیا
مزا پایا ایک ادنی ملازم ہون دیکھو تمہارے ابر کا کیا حال کیا ابھی واسطے بی شاخسار مجھکو چھوڑ نہین حکم تھا
کہ طلسم کشا آنے نہ پائے اب دیکھو لشکر حمزہ کو بھی مٹاتا ہون وہ رنگ دکھاؤن کہ تڑپ تڑپ کے مرین
ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا شاہان طلسم نے عجب فقرہ کہا کہ جسنے طلسم کشا کو مارا اوسنے ساکنان طلسم پر احسان
کیا ہم اپنا نائب کرین گے ایک دن یہ ہے کہ بی شاخسار کا ملازم ہون ایک دن وہ ہوگا کہ جب عمدہ کیا
پاؤن گا بی شاخسار سلام کی مشتاق ہونگی ہم سلام نہ لین گے گل ابایان طلسم پر احسان کرین گے زنار
زمین پر پڑی جھول رہی ہے جواب نہین دے سکتی صاف ثابت ہے کہ سحر فراموش ہوا لالہ عذار و ماہ رخسار
کا بھی یہی حال ہے عمرو نے دور سے یہ سب سانحہ دیکھا کہ صاحبقران نے جو اسم اعظم پڑھا پہاڑ کا سب حال
ظاہر ہوا عمرو نے کنارے آکر یہ تدبیر کی جو صورت منظور ہوئی اس صورت پر چلے سرخاب فراق نصیب
نے دیکھا یہ کیا ہوا کہ پہاڑ مخفی تھا ظاہر کیون ہوا گھبرا کے ہوکر دیکھا صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے
آتے ہین زمین پر ایک دو ہتھڑ مارا آواز دی اے نبرد آزما خوار لینا حمزہ بڑھا آتا ہے اسکو روکو صاحبقران
گھوڑے کو بڑھا کے لشکر سے آگے بڑھ آئے تھے کہ صحرا سے آواز دی چند شیران صحرائی دم اوٹھائے ہوئے
ہو ہو کے مارتے ہوئے صاحبقران پر آپڑے چاہتے ہین صاحبقران کو گھوڑے سے اوتار لین گھوڑا
اشقر دیو نژاد ایسا زیر ران ہے کہ شیرون سے نجت حیران ہے آخر شاہ تشنگی بھولا بدلگامی کرنے لگا چاہتا ہے

کے شریک ہو جائینگے دیکھو بھائی صاحب بھی آتے ہیں سب عزیز روتے ہوئے ساتھ ہیں بھائی صاحب
کا کلیجہ بھی اتار لیا تمری بدبخت نے یہ حال کیا دربار والونکو ملال دیا سرخاب نے پلٹ کے دیکھا
برادر تو ہو بیچ چکے تھے کوکھ پہ خنجر مارا ہائے کیکے سرخاب گرا خواجہ کود کر بھاگے کیڑے چلتے چلتے
اُتار لیے زنار و ماہ رخسار تڑپ کر اور زمین پھاڑ کے ٹکڑے اڑ گئے اور آواز آئی کشتی مرا نام مین
سرخاب فراق نصیب بود شیران صحرا جو امیر کو گھیرے تھے اُن سب کے منہ سے شعلۂ آتش نکلے
جل کر خاک ہوئے سرداران الیان فوج جو شدت گرمی سے بیتاب تھے اُن پر ہوا نے سرد چلی
دیکھا صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا چشمے آب صاف و شفاف سے معمور عندلیبان خوش نوا کو
سرو و نرگس آنکھیں جھپکا رہی ہے شمیم گل کیفیت دکھا رہی ہے صبا کو اپنی چال پر ناز زلف سنبل کا سودا
گداز سردار خوش ہوئے لشکر صاحبقران قریب آیا امیر نے فرمایا عمرو یہ کام تھا اُسنے جاکر شاید
ساحر کو مارا سب سردار خواجہ کو دعائیں دے رہے ہیں دیکھا خواجہ منہ چلاتے ہوئے آئے کہا
آقا سرخاب کو تو مارا مگر دو صندوقچے جواہر کے میرے پاس موجود تھے وہ گر گئے امیر نے فرمایا
یہاں کچھ ملا نہیں کہا میں تو تباہ ہو گیا مہاجن میرے ساتھ فاقہ کرینگے امیر نے فرمایا خواجہ
یہاں میں نہ بناؤ اب کہو کیا ارادہ ہے پوچھے چلیں زندانخانہ طلسمی تک پہونچیں کوکب کی ملاقات کا
اشتیاق ہے عمرو نے کہا چلنا بہتر ہے مگر رب میں آپ کسی کام میں دخل نہ دینگا جس بارے مین
آپ کو نفع ہو اسکا نقصان بھی گوارہ کیجیے امیر نے فرمایا میں نے کچھ مال پایا انکو نہیں دیا اوجہ مین
انکا نہیں دونا عمرو نے کہا انکو بیچنے دو بالنصیب ہوا ہے امیر نے منہ پھیر لیا امیر نے بہرام سے فرمایا لشکر کو
تیار کرو چلنے کی تدبیر ہو اگر خدا نے بخیریت تا بہ زندان خانہ پہونچایا اور کوکب کو رہا کیا بعید ہوگی دہر
مخمور و بہار کا خوف ہے مشتعلین تو دت سے مصیبت پہنچیں بادشہ کے ساتھ سات برس قید میں انکو جار بار ان
کوکب ہماری شکایت کرتے ہونگے زنار و لالہ عذار و ماہ رخسار نے ارشاد کیا اسمین تینون مخفی ہوئین
بہرام لشکر تیار کرکے لائے امیر نے قصد کیا کہ لشکر زرے سحر العجائب و منظر الغرائب دربار مین
بیٹھے مین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ شاخسار نے خوب انتقام کیا کہ اول انسے سلطان آگرہو تھا دونون
بادشاہ پریشان ہوئے بعد اُسکے ہرکارون نے آکر خبر دی کہ سرخاب نے قیامتین بپا کر دین
لشکر حمزہ کے صدہا آدمی ہلاک ہوئے صاحبقران پلٹا جاتے ہیں دونون بادشاہ کہہ رہے مین
کہ سرخاب فراق نصیب بلا ہے روزگار ہے قیامتین برپا کریگا اُسکے سوے کون ہے گا اُسکے
سحر جنتے ہیں خود لکی سامری کے سامنے اُسنے تیار کیے اسنے دعوی بیجا نہیں کیا ہے یہ ذکر تھا کہ یکی
آواز بلند ہوئی گھبرا کے دیکھا آسمان سے لاشہ اوڑا ہوا سرخاب فراق نصیب کا چلا آتا ہے
سرغل مچا رہے ہیں غل ہے کہ آقا ہمارا مارا گیا اب سحر العجائب کے ہوش اوڑ گئے لاشہ آکر بارگاہ مین
گرا باغ زعفران مچ جانے لگے ساحرون کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ایک ایک کا قلب تھرا گیا
بادشاہون نے آواز دی یارو کوئی ایسا ہے کہ جاکر صاحبقران کو روکے تا بہ زندان طلسمی نہ جانے
دے شاخسار لشکر مین اشجار خزان نصیب اپنے مقام سے اٹھی کہا اے شہنشاہ بڑا یہ کام ہے
کہ اسم اعظم حمزہ بند کیا جائے عیارون کے قصور سے کچھ بات نہیں یہ برابر مسلمان ہلاک ہو جائینگے

لشکر جاکر روکتی ہے یہ کہکر اوٹھی ساٹھ ہزار ساحر ساتھ ہوئے بڑی دھوم سے چلی بارگاہ میں اژدرون پر ندی
ہوئیں ساحران غدار بازرط قرقرے پر سوار علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے آپ ایک اژدہے پر
سوار تازیانہ مارا آتشین کا ہاتھ میں صاحبقران کوس بھر راستہ طے کرچکے ہیں قریب ایک درہ کوہ کے پہونچے
دیکھا ایک پہاڑ بیچ میں حائل ہے جنون جادوگر جنون نے پڑھکر سحر کیا پہاڑ ٹھہرا ٹھہر کے رہ گیا امیر نے ان کو
سنا پڑھکر پہاڑ پھونکا تھر تھرا کر اسم اعظم پڑھا یک ناتا ہوا اندھیرا چھا گیا بعد عرصہ دراز دیکھا اوس پہاڑ میں ایک
درہ پیدا ہوا اسی درے میں لشکر لیکر صاحبقران پہاڑ سے گذرے دیکھا صحرائے پر بہار جوانان
چمن کا نکھار دن قلیل باقی ہے طائران زمزمہ سرا گلستان پر بیچ میں زمزمہ سرائی کر رہے ہیں نہریں
آب صاف و شفاف سے مملو گل خود رو کی بھینی بھینی خوشبو کو ڑیالے کی آن بان زرخیز نہروں کے
فوارے دست تمنا اوٹھاتے ہیں بلند ہوکر دور تک جاتے ہیں صاحبقران نے فرمایا لشکر
اسی مقام پر ٹھہراو آج شب کو اسی مقام پر رہیں گے کل سویرے سے کوچ کریں گے انشاءاللہ تاپہ
زندان خانہ طلسمی پہونچیں گے لشکر اترنے لگا صاحبقران پشت مرکب سے اُترے صحرا میں ٹہلتے تھے
خواجہ عمرو ساتھ ہیں ایک جانب جنون جادوگر نیان پشت پر چند سردار کہ صحرا سے گرد اوڑی
نوبت نقارے کی آواز آئی صاحبقران دیکھنے لگے دیکھا ایک ساحرہ بصورت خوار در کو ڑیالے
ہوئے پشت پر لشکر ساحران رنگ روئے کبر و غرور ظاہر علم سحر سے تحویل باہر ہے کروحرستہ
اسباب ہے ہاتھ میں وہ ساحرہ اژدہا دوڑی سامنے لشکر صاحبقران کے فروکش ہوئی ہرکاروں نے
آکر صاحبقران کو خبر دی غلام اسکے لشکر میں حاضر تھے اتجار خان نصیب نام ہے آپ کے روکنے کو
آئی ہے انتظام جنگ ہو رہا ہے صاحبقران نے فرمایا ہم انشاءاللہ کل ضرور چلیں گے اگر لشکر کو عذر ہوگا
اسکے قصد کریں گے برق و مہتر قران سامنے کھڑے تھے برق نے بڑھکر عرض کی حکم ہو تو خبر لوں ابھی
اس فاحشہ کا سر لادوں مگر استاد خفا ہوتے ہیں عمرو نے کہا اے فرزند جانیکا تمہیں اختیار ہے سمجھ کے
عیاری کرو تم ہی تو ڈالدیے ہو برق نے اتنا اشارہ جو استاد کا پایا تڑپ کے جست و خیز کرتا ہوا
چلا مہتر قران بھی کنارے کنارے روانہ ہوئے اتجار لشکر کو اوتر کر جنگل میں جابجا پھر رہی ہے
درختوں پر سحر کرتی پھرتی ہے کہیں ماش کے دانے ڈالدیے کہیں ترنج پھینک دیا کہیں تخم پیکان کے
گاڑ دیے کہ جب مسلمان اس محل کے قریب آئیں تو تیر چلیں زمین میں خنجر دفن کیا کہیں تلوار
توڑ کے ڈالدی ہے سحر کرتی ہوئی کوس بھر بڑھ گئی کسی کو اپنے ساتھ نہیں آنے دیا اکیلی چلی
جاتی ہے ایک محل بڑا سایہ دار دیکھا پلٹ پڑی دیکھا ایک طرف ایک ساحر بڈھا نحیف و ضعیف
منقل آتش آگے روشن ہے ایک جام میں خون بھرا رکھا ہے بیٹھا سحر کر رہا ہے دھونی سے دھواں
نکل رہا ہے نگاہ جو اتجار جادو کی اس ساحر پر پڑی حیران ہوگئی کہ یہ کیا سحر کر رہا ہے کیسے کھلتی
ہوئی سامنے آئی پکار کر آواز دی شاہ صاحب کیا سحر کر رہے ہو اس سحر سے ویرانے میں
کس سے مقابلہ ہے ساحر نے سر اوٹھا کر جواب دیا اے بی بی دشمن سرکش جنون نے مشمس
ایسے کو مارا ملکہ شاخسار مجھکو یہاں بھیجا گئیں فرمایا تھا کہ دشمنوں کو گرفتار کرکے لانا میں نے
سب تدبیر کرلی ہے چل کے منڈا میں دیکھو کن صاحب کی تدبیر ہوگئی سب تصویریں تیار

ورنہ لیجیے یہ کہکر اپنی خورجی سنبھالنے لگے اشجار نے کہا کھجور ہاتھ نہ لگانا میں عمرو کھینچنے آئی ہوں
یہ کہکر اشجار برہنہ جیسے ہی گرز اٹھانے لگی میاں لبدو نے حلقے کمند کے گلے میں ڈالدیے اُسنے
چاہا ہوشیوں لبدو نے حباب مارا اشجار بیہوش ہوئی خنجر نکالکے چاہا کہ قتل کروں اسکی کنیز گل بجار
اپنے مالک کی تلاش میں نکلی تھی اسنے دور سے دیکھا ملکا اندھیرے کمیں دوڑکے اندر آئی دیکھا
ایک عیار قتل کیا چاہتا ہے گل بجار نے للکارا او ناعیار کیا کرتا ہے میں پہلے ہی سمجھی تھی کہ
مالک کو دیر ہوئی عیار کے دام مکر میں پھنسیں برق نے چاہا کہ دوڑکر بھاگوں گل بجار نے
ایک دوہتھڑ مارا برق گرا گل بجار یہ سمجھی کہ دوسری کنیز للکارتی ہوئی آئی ارے اسے قتل
نہ کرنا مالک کو ہوشیار کر شہنشاہ کا بھی نامہ آیا ہے میں اسی نامے کو دیکر دوڑی آ رہی ہوں بھی مر تو سہی
کہ برق نے اشجار کو پھنسایا ایسا شور اسکی شام حیات تمام ہوئی اب عیاروں کا پتہ بھی نہ ملیگا شہنشاہ
نے جڑکی بات بتائی ہے یہ کہکر وہ کنیز قریب آئی آتے ہی لپٹ کے خنجر مارا گل بجار کا گلا جاتے جیا
گرتے گرتے دوچار کھینچا زیر جامہ بھی کھینچلیا برق سے کہا مار ہاتھ اشجار کو قلم کر برق نے اُچھلکے
ایک تیغ کا ہاتھ مارا اشجار کے دو ٹکڑے ہوئے برق نے بھی اسکی انگوٹھیاں لے لیں برق
نے کہا استاد دیکھیے کون آتا ہے فوج والے آئے عمرو دوڑکے برق کو دور بھاگا عمرو نے اشجار
کے کپڑے اتارے لیکر بھاگے ہر چہ باد آواز بلند ہوئی کشتی مرا نام من اشجار و بجار جادو بود کنیزیں
دوڑیں ساحر غل مچاتے ہوئے چلے عمرو نے لختے لختے کئیے اور غل ساحروں نے کہا ابھی ایک
دبلا پتلا خنجر لیے ہوئے جیسے ہے نکلا کہاں غائب ہو گیا زمین میں تڑپنے لگے کنیزوں نے بڑھکر
دیکھا دونوں لاشے تڑپ رہے ہیں مگر برہنہ بیٹھے ملعون کہا ارے نگوڑوں نے مارا لباس بھی
نہ چھوڑا لاشے اٹھائے روتے پیٹتے سب بھاگے عمرو نے جو دیکھا کہ لشکر والے بھاگے جاتے
ہیں عمرو نے سفید مہرہ بجایا اسمیں یہ آواز تھی اے مہرام فوج لیکر آ جادو ساحر بھاگے جاتے ہیں اور
اسباب بھی لیے جاتے ہیں آکے لوٹ لو مہرام دس ہزار فوج لیکر پہنچا ساحروں نے جو فوج کو
آتے دیکھا خیمے چھوڑکے بھاگے عمرو نے لوٹنا شروع کیا خیمہ اکثر اندر خیل کیا خزانہ بھی ہاتھ
لوٹ لیا مہرام نے دیکھا چند خیمے خالی رہے ہیں کہا استاد انھیں کسوا سیلے بلوایا عمرو نے کہا سائیں
تھوڑی دیر کے لیے آئی تھی اسی وجہ سے خزانہ سارا نہیں لائی ہیں تم کو تکلیف ہوئی معاف کرنا
مہرام نے کہا فوج والوں نے کچھ نہ پایا آپ تو صفائی کر دیتے ہیں عمرو نے کہا چپ رہو ذکر تو
نہ کرو سپاہی رہتے آئے تنخواہ نہیں پاتے ہیں مہرام سے باتیں کرتے ہوئے خواجہ کے ڈیرے
کو چلے انگوٹھیاں زرین برق لیکر بھاگا وہ انگوٹھیاں ملکہ مہ جبیں کی ہیں وہ دوری کریگا دھر سے
جا نکلے منزل میں جو کہ انگوٹھیاں حوالے کر دیں یہ ذکر تھا کہ برق سامنے سے آیا برق نے کہا
استاد میں تو فوج دیکھ کر بھاگا تھا لاکھ خواجہ بیچے بیچ برق نے انگوٹھیاں نذر دیں کہ صاحبقران
بارگاہ سے نکل آئے عمرو نے کہا یا امیر میاں برق کو منع کر دیجیے یہ عیاری اسنے نہ جایا کریں
تیتا نہ میں جاتا تو معلوم ہوتا امیر نے زبردستی برق کو چھڑایا فرمایا خواجہ لشکر تیار کرو تا بہ زندانخانہ
مہ جبیں بچاکر گرفتاری کو کب کا بڑا قلق ہے اسی وقت نقارہ کوچ بجا لشکر تیار ہونے لگا صاحبقران نے

سلاح زات پہ آراستہ کیے اشقر سامنے آیا صدمہ کہ سوار ہون کہ صحرا سے گرد اڑی علما سے سیاہ آمد
نشان لشکر کفار ظاہر ہوا امیر بھی دیکھنے لگے دامنہ گرد کا لگا فتق ہوا کئی ہزار علم ہجر ہرے کھلے ہوے
سامنے آکر جمے فوج چلی آتی ہے کئی پلٹنون رسالون کے بعد دیکھا ایک جوان دیو خصال گینڈے
پر سوار چار آئینہ کمر مین سپر فولادی پشت پر ایک کمان کلان شانے پہ پڑی ہوئی تیرون کا ترکش
معلوم ہوتا ہے کہ قصر کلان مین گھنٹا شنک لٹک رہا ہے بڑے بڑے جوان اسکے ساتھ دو لاکھ فوج
ہمراہ اس جوان نے گینڈے کو بڑھاکر آواز دی ای طلسم کشا اب نہ آگے بڑھنا حکم شہنشاہ صادر
ہوا ہے بہتر اسی مین ہے کہ پلٹ جائیے سنو اقران کو وہ پیک بیابان سے غازہ بن نے آواز دی اور پوچھا
کیا بیہودہ بکتا ہے جوان صف شکن و سپاہ دان تیغ زن جاکر سرحد طلسم پہ شہر بنیگے پلٹ جانا کیسا طلسم
شکست کرینگے تمھارے بھی قتل کا بندوبست کرینگے اقران اتر پڑا فوج جا بجا فروکش ہوئی ایک
بڑی بارگاہ استادہ ہوئی امیر اقران داخل ہوا صاحبقران کو بھی اترنا پڑا مصنف عرض کرتا ہے جب
لاشہ اشجاع پہونچا سحر العجائب و مصر الغرائب نے اقران کو نامہ لکھا یہ اسی وقت روانہ ہوا اسوقت
آکر پہونچا چار سو پہلوان زبردست ساتھ مین ایک ایک فیل پیکر دیو صورت شیطان خصلت ٹہلنے
لگے اقران نے اترتے ہی حکم دیا طلسم کشا کے ساتھ والے بڑے سرکش ہین طبل جنگی بج جائے
کل آفت برپا کرونگا اقران نے پہنچکر طبل جنگی بجوا دیا ہرکارہ دن نے آکر صاحبقران کو خبر دی
امیر نے بھی حکم دیا میان یہی طبل جنگی بجے مہردن رہے سے طبل جنگی بج گیا اقران کو وہ پیک طبل جنگی
بجانے کے بعد مرغ عزیز منگوایا خدمتگار ساتھ لیے رنگ داستان حیرت بیان تحریر کرتا ہون
کہ اقران نہایت آراستہ ہوکر باہر نکلا ایک خدمتگار سے کہا ہمارے مہربان مدہوش قران
سے جاکر اطلاع کرو کہ اقران کو وہ پیک تشریف لاتے ہین اس لڑائی کے بعد ہماری منسوبہ کو بھی
رخصت کردین ورنہ ہمین ملال ہوگا خدمتگار گیا تھوڑی دیر مین پلٹ کے آیا عرض کی وہ خود آپ کے
مشتاق ہین لکھا ہے کہ میرا خویش فوج لیکر کہان گیا اب انکو اطمینان ہوا خود تشریف لاتے
تھے مین نے روکا آپ تشریف لیچلیے اقران دو کوس راستہ طے کرکے قریب گو وہ مہمیز پہونچا مدہوش
نے آکر استقبال کیا اقران کو آبرو کے ساتھ بارگاہ مین بٹھایا جام مے ارغوانی گردش مین آیا
اقران نے کہا اے پہلوان دوران مین اسواسطے حاضر ہوا ہون زبان شہنشاہ میرے پاس آیا
مضمون یہ تھا کہ طلسم کشا کو جاکر پھیر دو مین مقابلہ حمزہ مین ہو چکیگا کل خاتمہ کردونگا امیدوار
ہون کہ پس فردا جو حاضر ہون مجھکو سرفراز فرمائیے میری منسوبہ کو رخصت کر دیجیے مدہوش نے
کہا اے پہلوان نامی دار جوان گرامی مین سب سامان کر چکا جہیز وغیرہ مہیا ہے مین خود ایک
نامہ لکھنے والا تھا کہ آپ تکلیف فرمائے برات لیکر آئیے اقران کو وہ پیک خوش ہو گیا
لشکر مین اپنے آیا مگر مدہوش محل مین گیا نوجہ سے پوچھا صاحبزادی کہان ہین نوجہ نے
کہا کئی دن سے باغ مین ہین مدہوش نے کہا بلا لو میان جب ایرج باغ مین ملکہ ریحان کا عقد
کے آئے ایرج ریحان پر عاشق ہوے ریحان جمال جہان آرا نے ایرج کو دیکھ کر شیفتہ
تیغ ابرو ہوئی اس عشق کو مفصل یہین تحریر کیا سامعین پہ باعث ظاہر ہو جائیگا کہ ناگہان سے پہنچا

ملکہ سے کہا آپ کے والد بلاتے ہیں ملکہ نے ایرج کو بتا دیا تھا ملکہ نے ناظر کو رخصت کیا کہا میں ابھی آتی ہوں ملکہ پاس ایرج کے آئیں کہا اے شہریار جہاں چند ساعت باپ کے پاس جاتی ہوں ایرج نے کہا اے ملکۂ عالم مجھکو تو فراق تمہارا شاق ہو گا کیا کروں دل نہیں چاہتا کہ تم دم بھر جدا ہو نظم

رلایا خون اشارہ کرکے انگشت حنائی سے ۔ کیا اندازہ ہوا ہے ترا ساری خدائی سے
دل صد چاک الجھا ہے ترے گیسوے پیچاں میں ۔ رسائی کر نہیں اپنی بھی شانے کی رسائی سے
عبث مجھسے بگڑ آیا دشمنوں نے میرے بہکا کر ۔ رقیبوں کو ملا کیا سوچ دو قالب کی جدائی سے
بہ رنگ مہر روشن ہیں تمہارے عارض تاباں ۔ مجل ہو نظر تھا آئینہ گالوں کی صفائی سے
بھلا وہ گلبدن کسطرح پہنے پھولوں کا گہنا ۔ نہیں اٹھتا ہے بار عکس گل نازک کلائی سے
بنا دیوانہ جب سے ہیں تو گنڈے جمع رہتے ہیں ۔ مجھے رتبہ امیری کا ملا ہے بینوائی سے
تصور رات دن رہتا ہے دل کو نار پستان کا ۔ [illegible] چل بسے اک سرو قد کی آشنائی سے
پھر بھی آخر دعا سے تو ہو میں نے دل لگانے سے ۔ ہوا تنگ [illegible] میں ان بتوں کی بیوفائی سے
[illegible] سیتی میں [illegible] کے دن دل میرا ڈونگا ۔ کیا تھا [illegible] زنجیر طلائی سے
ترے [illegible] لب جان بخش سے ہیں [illegible] ۔ مجل [illegible] مرجان کف دست حنائی سے
ہزاروں انگلیاں اٹھتی ہیں جس کوچے میں جاتا ہوں ۔ [illegible] ابرو کمان کی آشنائی سے

ایرج نوجوان نے جو یہ اشعار سامعون میں انسو بھرے پڑھے ملکہ نے مسکرا کر سر جھکا لیا کہا اے شہریار میں ابھی حاضر ہوتی ہوں میں دیر نہ کرونگی ایرج نوجوان کو بٹھا کر کنیزوں سے کہا دیکھو شاہزادے کو تکلیف نہ پہونچے یہ فرما کر سوار ہو کنیزیں محل میں جا آئیں دیکھا ماں باپ ہیں کچھ باتیں ہو رہی ہیں کنیزیں سبقت جاتی ہیں ملکہ نے آکر باپ کو سلام کیا باپ نے گلے سے لگا لیا کہا بی بی اب باغ میں رہنا موقوف کرو ملکہ نے سر جھکا کر عرض کی ایک ہفتے کی مجھکو مہلت ملے پھر میں کبھی باغ میں نہ جاؤنگی باپ نے کہا کیوں بیٹا ایک ہفتے میں کیا ہے عرض کی میرے سب کھیلنے کا اسباب وہاں جمع ہے وہ سب لے آؤں پھر میرا باغ میں کیا کام ہے آخر ایسی ملکہ مجبور ہوئی دسواے اس کے کوئی حیلہ نہ بن پڑا یہ کہکر باپ سے رخصت ہوئیں باغ میں آئیں جب سے ملکہ گئی تھیں ایرج نوجوان مضطرب ہے ہیں باغ میں غل ہے ہیں کنیزیں خدمتگاری میں معروف ملکہ کو ایرج دیکھ کر مثل گل شگفتہ ہو گئے ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا مگر ایرج نے دیکھا ملکہ کا رنگ سو متغیر نہایت پریشان حیران حیران صورت زیباے ایرج کو دیکھ رہی ہیں کبھی سراپا دیکھا کبھی آہ کرکے کہا ہم آپ سے جدا ہوتے ہیں اب ہمارے آپکے ملاقات مشکل ہے اب ہم سخت مجبور ناچار ہوئے مگر اتنا خیال رکھیے گا کہ ہم آپکے بندۂ بے زر ہیں جب خبر ملے گی اس فراق دیدہ کی جان گئی تو جنازے کا ساتھ دیجیے گا مسیحائی نہ فرمائیے گا ٹھوکر نہ لگائیے گا عدم میں بھی جاکر روح جھٹکی ایرج نے کہا ملکہ خیر تو ہے مفصل حال کہو کیا معرکہ ہوا میں سخت پریشان ہوتا ہوں کیا ہوا گھر سے کیا سنکر آئیں کہ اسقدر پریشان ہو ملکہ نے منہ پھیر لیا کہ کیا عرض کروں کہہ نہیں سکتی ایرج نے کہا ہمارے سر کی قسم مفصل کہو ملکہ رونے لگیں کہا اے شہریار کیا عرض کروں اصل تو یہ کیفیت ہے

اُس منہ سے نہیں نکلتا جب ایرج نے بہت تسکین دلائی ملکہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے کہا اے
شہریار اقران کو دیکھ کہ پہلوان زبردست ہے اُسکے ساتھ میرے والد نے مجھکو منسوب کیا تھا کئی
سال کا زمانہ گذرا اب وہ بچتا کسی حریف سے نہیں گرا یا ہے باپ سے ملاقات کی اُسنے کہا ہے کہ کل حریف کا
خاتمہ کر دونگا پس فردا ملکہ کو لیجاؤنگا والد نے اقرار کر لیا اب کوئی گفتگو کی جگہ نہیں باقی رہی والد نے
بلا کر مجھسے کہا تھا کہ اب باغ میں نہ جاؤ میں نے اس پریشانی میں جواب دیا کہ ایک ہفتے کی مہلت
دیجیے ہفتے سے زیادہ اب یہاں نہیں رہتی یہ کہکر اسطرح بلک کر روئی کہ دامن و گریبان تر ہو گیا
ہچکی بندھ گئی ایرج نے کہا ملکہ وہ کیسا زور کش ہے ملکہ نے کہا یہاں سے دو کوس پر کسی حریف کے
مقابلے میں اترا ہے بڑا زبردست جوان ہے کل حریف کا خاتمہ کر دیگا کیسا ہی جوان ہو گا یہ زیر کر لیگا یا
مار ڈالیگا چار سو پہلوان زیر کردہ اُسکے ساتھ ہیں اے شہریار باپ میرا ہر چند کہ شمشیر زنی کرتا ہے سب
پہلوانوں میں سرگروہ ہے باپ کی میرے یہ شرط تھی کہ جو مجھکو زیر کرے وہ میری بیٹی کے ساتھ شادی
کرے اے شہریار اقران چڑھکر آیا باپ سے میرے مقابلہ کیا دو دن اور دو رات کشتی رہی آخر
وہ غالب آیا تب میرے باپ نے منسوب کیا ایک سال کا وعدہ کیا تھا دو سال گذر گئے اب
اُسنے تقاضا کیا اب کیا عذر ہے ایرج نے کہا اُس سے خود مقابلہ کرونگا ملکہ نے کہا جب اُسنے میرے
باپ کو زیر کیا آپ کس گنتی میں ہیں کیا عرض کروں کچھ فرمائیے نہیں اتنا آپ سے عرض کیے دیتی
ہوں کہ میرا مردہ جائیگا مجھکو زندہ نہ پائیگا آپ سے پہلو میں جبکہ اب کسی کے پہلو میں خدا نہ بٹھائے
اس سے خاطر جمع رکھیے

نظم

خدا جانے ہوا کس کشتۂ دل کی خاک سے پیدا
لحد پر یار مایوسی ہوا افلاک سے پیدا
غضب کی قد میں تیر نگہ نے تیرے کھینچی ہیں
وہ جلوہ ایک ہے دیکھے اگر چشم حقیقت سے
تشتت میں خیال و فہم سب بیکار رہتے ہیں
منقر دل ہوا خون آہ جھڑے اشک گلگوں ہیں
حلاوت ہے کلام تلخ میں شیریں زبانی کی
حجاب اکثر ہے شرم عاشقوں کو کام آتا ہے
وہ کہیں دو چار کو زلفیں تری عالم کی ساکن ہیں
نہیں یہ قوس الفت ہے کسی طفل برہمن کی
ادب آموز ہوں مدت سے طرز بیحجابی میں
اثر تھا گردش چشم کا ایسا میری مستی میں
سخن نا فہم سے تکلیف تحسین نامناسب ہے
عجب دور تسلسل ہے کہ جو میں کچھ نہیں آتا
نسیم اپنے سخن کے حرف سے تا مدد بختے ہیں

کہ خوشے انکے جن سے ہیں نہال تاک سے پیدا
بھلا خم خانہ کیا ہوگا ہماری خاک سے پیدا
کھلا کیونکر جسم میں ہیں شیشہ فتراک سے پیدا
نہیں ہر ذرہ میں کیا ہے نہیں مگر خاک سے پیدا
محبت سے وہ ہر جگہ ہو ادراک سے پیدا
تحیر جا بجا منزل بمنزل ذراک سے پیدا
مزا آیا ہے دشنام بت چالاک سے پیدا
کہ زینت روح کی ہے جسم کی پوشاک سے پیدا
کہاں مجھ سا نہ ایسے شانۂ نمناک سے پیدا
نشان رشتۂ زنار ہے افلاک سے پیدا
مزے کیا کیا نہیں ہیں خاطر بیباک سے پیدا
ہوا اور تماشہ دل کا سے گریبان چاک سے پیدا
نہ ہو یہ مرتبہ بیگانۂ ادراک سے پیدا
کہ پیدا تاک دانے سے ہوا نہ تاک سے پیدا
یہ رتبہ ہے ثنا سے صاحب لولاک سے پیدا

ان اشعار کے مضامین پر عاشق و معشوق خوب روئے کنیزون نے آواز دی بارہ دری مین تشریف
لے چلیے۔ ملکہ شاہزادے کو لیکر بارہ دری مین آئین ایرج نے اس ذکر کو ٹالدیا کنیزون سے اشارہ
کیا صحبت شراب کی آراستہ ہوئی ایرج نے ملکہ کو اور کنیزون کو بہم شراب پلائی ملکہ بھی سو گئین
کنیزین بھی بیہوش ہوئین ایرج نے ایک مرکب کہ موسوم بہ صبا رفتار کو ہی تھا آجتک کوئی اسپر
سوار نہوا تھا ملکہ کے باپ نے لوٹ مین پایا تھا بسبب بدلگامی کے میدان بندھوا دیا سوار کے
نام سے وہ لتیان دولتیان مارتا ہو دولت ہوتا سوار کو گرا دیتا یہ تو اس مرکب کا کام تھا ایرج اسی کے
سامنے گئے گھوڑے کو چمکارا گھوڑا روئے زیبا دیکھتے ہی سر جھکا لیا ایرج جب قریب گئے
اسکے منہ پیٹھ پر رکھدیا ایرج نے اسکو کسا اب جو پشت پر سوار ہوئے حقیقت مین صبا رفتار
نام جاستے تھا اڑے ہوئے لگا ایرج نے راتون رات سیلاد یوار کو ذکر اسوار کیا ایرج بہت
خوش ہوئے طرف لشکر اقران کے چلے جب لشکر مین اسکے داخل ہوئے دیکھا جابجا تیاری
ہو رہی ہو ایک لشکر دوسری طرف جنگی فروکش ہو جا ضر باش و ناظر باش کی آوازین آئی ہین ایرج نے سمجھے
نہ یہ لشکر ہمارے دادا جان کا ہی گھوڑا اڑائے ہوئے دربارگاہ اقران پر آئے دیکھا در پر سالار بیٹھا
ہو ایرج نے گھوڑے سے اتر کر ور گر سالار کو سلام کیا ور گر سالار نے جوان آفتاب تمثال کو دیکھکر
پوچھا کیون اے جوان کیا ہی ایرج نے کہا اپنے آقا سے جا کر کہو کہ ایرج نوجوان آپ کی ملاقات
کے طالب ہو کر آئے ہین کچھ کہنا ہی ورگر سالار نے جا کر اقران سے کہا جاری پہلوان دربار مین
بھیجے ہی اقران مقام صدر پر جیسے ہی ایرج سامنے پہونچے مثل اہل اسلام کے سلام کیا پہلوان
بل کھانے لگے اقران نے کہا ای جوان تو کون ہی جو ہمارے سامنے نام خدائے نادیدہ کا لیتا
ہی ایرج نے کہا ای پہلوان مین تمہاری گوشمالی کرنے آیا ہون اگر اپنی جان کو غنیمت جانتا ہی
دھمکی لشکر کو اٹھا اور یہان سے چلا جا خبردار کبھی دشمن ہوش کا نام زبان پر نہ لانا ورنہ
زبان کھینچ لونگا اقران غصے مین آ گیا پہلوانون نے کہا حضور تامل کرین ایک پہلوان
جمشید طینت جست کر قریب آیا اقران سے کہا آپ بیٹھے اس معشوق کو مین زیر کر کے مجلس
شراب پلایا کرینگا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا سر جمشید کا
اڑ گیا اقران کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا کہا او جوان غضب کیا میرے رفیق کو مارا مجھے
تیری صورت پر رحم آتا ہی اسی مین خیر ہی کہ چلا جا مین معاف کر دونگا ایرج نے کہا مین تیرا سر لینے
آیا ہون تو نے ہمارے معشوق کا نام لیا یہ سنکر اقران جلگیا کہا ای جوان اب زندہ تجھے نہ چھوڑونگا
حربہ کر جسکو تیرے دل مین حوصلہ نہ رہے ایرج نے کہا یہ ہمارا دستور نہین جب تیرے حربے
سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے اقران نے کہا ای جوان باہر چل مین تجھکو گھوڑا
واسطے سواری کے دون اسپر سوار ہو کے مقابلہ کر ایرج نے کہا ہمارا مرکب موجود ہی تو اپنا گینڈا
منگوا ایرج باہر تخت پشت مرکب صبا رفتار پر سوار ہوئے اقران کرگدن مست پر سوار ہوا
اقران بیچ میدان کے آیا ہوا سامنے ایرج کے آیا وقت شب ہی چند کمیدان رسالہ دار جو قریب تھے دو
بلکہ لشکر آگئے ہر ایک حیران ہی کہ کون جوان منچلا ہی کہ اتنے بڑے لشکر کے افسر کو یون آ کے ٹوکا

بعض کہتے ہیں آخر باعث کیا ہے کہ یہ جوان اس طرح جان دینے پر آمادہ ہو کر آیا ہے سر دربار آکر ذرا کچھ
جان کا خوف نہیں ایک نے کہا یہ مقدمہ نازک معلوم ہوتا ہے یہ جوان کہتا ہے اپنی منسوبہ کا نام
نہ لیجیے شاید اس منبر پہ یہ بھی عاشق ہے جب تو یوں جھلا کر آیا ایک نے کہا یہ جوان خود حسین و
جمیل ہے وہ نازنین خود اسپر مائل ہوگی آپس میں تو یہ ذکر ہو رہے ہیں اقران نے نیزہ مارا ایرج
سے نیزہ چلنے لگا تھوڑے ہی عرصے میں ایرج نے نیزہ ہوائی کیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج
نے اوچھی سپر کی لگائی کہ تلوار اقران کی ٹوٹ گئی پہلی شکست یہ تھی ایرج نے دست حق پرست
بڑھا کے کمربند میں ہاتھ ڈالا قاش زین سے اقران کو اٹھا لیا ہاتھ پر تول کے طرف آسمان کے
جھٹکا کہ گز زمین سے بلند ہوا اقران کے جوڑ بند الگ ہوا قلم کیا لشکر میں غل بلند ہوا کافرون کے رنگ
کٹ گئے جو افسر سامنے کھڑے تھے تلواریں کھینچ کر آن پڑے ایرج نے انکے زخم بھی کھائے
سر کاٹ کے اقران کا لنگر بند سے باندھ لیا سر افسر کا تھا شکار بند سے بندھا مرتبہ بلند ہوا پشت
مرکب پر سوار ہوے دو تین افسر قتل کرکے مرکب کو پھیر اڑتے ہوے چلے جب پلٹن یا رسالے میں
پہونچے افسر کو قتل کیا آگے بڑھتے فوج کو چھیلتے ہوے جان بچائے ہوے فوج سے نکلے سرکار
لشکر اسلام کے جو پڑے سو رہے تھے ہنگامہ سنکر اٹھے دوڑے دیکھا پہچان نہ سکے یہ دیکھا
کہ ایک جوان اقران کا سر لیے ہوے جاتا ہے حیران ہو گئے کہ یہ کون شیر نر تھا اتنے بڑے لشکر
کے افسر کو مار نکلگیا فوج والے بھاگنے لگے کوئی طرف جنگل کے بھاگا بعض کہتے ہیں [illegible]
سمرل چلو مدہوش سے چلکر یہ حال بیان کرو ورنہ کچھ تدبیر کیا حمزہ سے یہاں کون زندگی
بدولت سحر صاحبقران نامور مسلح ہو کر نکلے سارے لشکر کا رونہ دیکھا فرمایا خواجہ یہ کیا معرکہ ہے عمرو
نے کہا شب کو ہنگامہ ہوا تھا نہیں معلوم کیا ماجرا ہے ہرکارے آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے
آگئے پھر بعد دعا و ثنا کے عرض کی شب کو کوئی جوان یکہ و تنہا آیا میاں اقران کو وہ پکڑ
قرین مرگ کیا سنتے ہیں سر کاٹ کر لیگیا فوج ساتھ ہی لو بھاگ گئی صاحبقران نے فرمایا
کون ایسا مرد میدان شیر فرزانہ تھا کہ اتنے بڑے لشکر میں آیا افسر کا سر کاٹ کر لیگیا ہرکاروں نے
عرض کی ہم پہچان نہیں سکے وہ جوان دریا سے خون میں نہایا ہوا صحرا میں پہونچ چکا تھا
مجھے تعاقب کیا مگر چھلاوا تھا طرارے بھرتا ہوا نکلگیا امیر نے فرمایا ہم ہر سر منزل میں سب
کو تیار موجود رہتے بارگاہ میں لدوانے کی دیر تھی اشارہ کیا عادی نے بارگاہ میں لدوا کے طرف
زندانخانہ طلسمی سے چلے انکا حال وقت پر تحریر ہوگا مگر وہ سوختہ آتش دوری و افروختہ
نار مہجوری شہنشاہ اقلیم حسن و جمال ماہ آسمان کمال غنچہ عشق کی تاجدار ملکہ ریحان گلعذار
مضطرب بیکس و بے بس ہوگئی صبح ہوئی سر دوپہر چلی ملکہ کی آنکھ کھل گئی دیکھا سب کنیزیں سو رہی
ہیں اپنے محبوب کو قریب نہ پایا گھبرا کے اٹھیں سب کو جگایا کہا صاحبو شہریار کہاں ہیں سب
کنیزوں نے ڈھونڈھا کہیں نشان نہ پایا ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی کہا حضور وہ گھوڑا
جسکا خونی لقب تھا وہ بھی تھان پر نہیں ہے جس کمرے میں زین و لجام رکھا تھا وہ کمرہ بھی خالی پڑا ہے
یہ سنتے ہی ملکہ نے منہ پیٹ لیا کہا صاحبو معلوم ہوتا ہے بڑے ضدی ہیں جو کہتے تھے

وہم کیا بیا ہے مقابلہ اقران کے گئے محبوب رقیب کو تنہا چھوڑا محبت سے منہ موڑا اپنا حال دل کس سے کہوں کیونکر خاموش رہوں نظم

١٩٠

خدا معلوم کسکے دل کو اس الجھی کاکل سے
نہیں ممکن سلامت چھوٹنا موذی کے چنگل سے

شراب سرخ کا ساغر چلے ساقی اب جو پے
چمن سرسبز ہو باران رحمت کے تفضل سے

اگر انجام آوری مقصود ہو نیکون سے صحبت کر
ہوا ہو شہرۂ آفاق تفظ طیب سنبل سے

پری لاتی ہو صندل تکے مجھ دیوانے کی خاطر
جو سوز میں درد ہوتا ہو کبھی زخم کے مل سے

اٹھاؤ آستین چشم دریا بار سے اپنی
بنے گرداب دور دامن اشکون کے تسلسل سے

چمن کی سیر سے نفرت ہمارے دل کو ہوتی ہو
طبیعت کو خفا کرتی ہو صحبت خار کی گل سے

خدا پر رکھ نظر طالب اگر ہو دین و دنیا کا
یقین ہو دولت کونین حاصل ہو توکل سے

ضرر صورت نکالتی ہو معشوق کو بیتابی عاشق
پھنسے ہیں پردہ ہائے گوش گل فریاد بلبل سے

اثر پیدا کیا گردش نے اسکے دور ساغر کا
تری آنکھوں نے کیفیت نہالی ساغر مل سے

منغض کی طبیعت یار بن سامان عشرت نے
دماغ اپنا پریشان ہو گیا مینا کی قلقل سے

شب ہجراں میں جو دنیا کے کنارے جائے بیتابی
سنبل جاتی ہی کشتی یار کر شور سر پل سے

قیامت میں بھی کوئی حال کو اُسکے نہ پوچھیگا
کیا ہی کشتہ تو نے خنجر شمشیر تغافل سے

نہایت دشت خاک دشت [illegible] رحمت ہو
ہمیں دامن تک میرے سمجھا تیرے [illegible] سے

روتی ہوئی ملکہ بارہ دری سے نکلیں کہا صاحبو تلاش کریں اُس ماہ تاباں سے جا کی کنیزوں نے عرض کی حضور وہ کمبخت بہ رسوا ہو کے گئے ہیں اب اُنکو کہاں پائینگی رات کا وقت ہم کیونکر تلاش کریں ملکہ نے کہا صاحبو مجھے آنکھوں سے نہیں سوجھتا دیکھو صاحبو محبت اسے کہتے ہیں یہ کمبخت نے بات کرتے ہی اقران کا ذکر کر دیا مرد مردانہ شیر فرزانہ نے ضبط نہو سکا آخر ہوا سے مقابلہ کے گئے ہیں ہوا کیے وہاں دولاکھ اقران خود زبردست ہیں دشمنوں کو گرفتار کریگا اگر سن پایا کہ میرے رقیب ہیں تو قتل کریگا ہاے کیونکر خبر منگاؤں کہ کیا گذری یقین ہے جا کر بیج گئے ہیں وہ آتش جو شعلہ مزاج ہیں سپاہیوں کے سر کا تاج ہیں وہ دینگے نہیں دروازے پہ آکر رونے لگیں صحرا کی جانب دیکھ رہی ہیں جس شکل کو خشش ہوئی معلوم ہوا کو لیٹا ہے گھبرا کر چاہتی ہیں کہ دروازے سے نکل جاؤں کنیزیں لپٹ جاتی ہیں منت فرماتی ہیں اس مشکل کو پروردگار آسان کر نظم

٥٢

ای کشایندہ حضرت حق پیچ و تاب کائنات
دور میباز و زولیا اضطراب کائنات

گاہ شد و سفر روشن آفتاب کائنات
گاہ دو شب جلوہ گر شد ماہتاب کائنات

گاہ ظاہر گشت از گل رنگ موجودات خویش
کرد نمود از روی سبزہ آب و تاب کائنات

شد عیان از ذرہ تا خورشید تابان در نظر
چون خدا برداشت از چہرہ حجاب کائنات

خلق را از نشۂ جام محبت مست کرد
حق گرشد از شیشۂ قدرت شراب کائنات

محرم اسرار جزو کل خدا ے اکبر است
ہست خالق واقف عیب و صواب کائنات

صبح یا در پارسی تحریر کن حمد خدا
تاکہ دیوان تو باشد انتخاب کائنات

اور نشست پختہ ہو گئی کئی دن کی نامیں کھایا کنیزوں کی زبانی سنا کہ وہ باتیں کرتی تھیں کہ اقران مہرا جنازہ
لے جائیگا معمور نے کہا آج جادو نگاہ مات کو میہرات گئے معمور چلا قریب باغ ملکہ ریحان آیا دیکھا
کہ دروازہ بند ہو گیا تھا اُسکا دل میں خیال آیا یہ تو نئی بات ہے ملکہ کے باغ کا دروازہ کبھی بند نہ رہتا تھا
گلشنی کا مزاج ہر وقت کھیل کود کا سامان تھا پشت پر آیا کان لگا کے سنا گانے کی آواز آتی ہے کمند
مار کر دیوار پر چڑھا وہ رنگ دیکھا کہ قلب اُلٹ گیا ملکہ ریحان بھاری جوڑا پہنے ہوئے دریا سے جواہر
میں غوطہ زن کنیزیں سامنے کھڑی ہیں ایک مہ جبین غزل عاشقانہ گا رہی ہے دل توڑ کے بتا رہی ہے
ایک طرف ایک زوج کو دیکھا صاحب حسن و جمال سپر و شمشیر آگے رکھی ہے دم بدم سکتے کو۔ باہر
اقران سے یوں مخاطب ہیں نئے چہ رنگ ہوا کیا علم گیا افسروں نے دو کا بار دامن پر سے
ہاتھ سے مارے گئے لڑ بھڑ کے نکل آیا سر اسکا درخت میں کیوں لٹکایا سر اُس نے خود سر کا سنی بل میں
پھنکوا دیا ہوتا ملکہ نے کہا صاحب اگر باغ کے قریب پھنکواتی تو ڈر تھا دو پھنکوائی کوئی پا جاتا
لگا تاس اس وجہ سے درخت میں لٹکا دیا وہ جوان کہتا ہے اے ملکہ عالم اب ہمارا رہنا بہتر نہیں ہم زندان
طلسم میں قید ہے پروردگار نے اپنی قدرت سے رہا کیا دادا جان کا طلسم میں داخل ہونے سے
پہلے ہمیں کو جانا چاہیے ملکہ بران قید ہوں اور ہم نہ پہونچیں بڑے شرم کی بات ہے ملکہ کشتی میں جنا
مجھکو بھی لیچلو معمور نے چاہا ہوں مدہوش کر کے گرفتار کروں جی میں کہتا ہے میں خود اسکو قتل کروں جیسے
کیا پہچانیگا بڑے غضب کی بات ہے کہ نبیرہ حمزہ ہمارے مالک کی دختر کے پہلو میں بیٹھے یہ سوچکر
دیوار سے کودا تمام باغ میں روشنی ہو رہی ہے آواز دی او نبیرۂ حمزہ تجھکو کچھ خوف نہ آیا ملکہ کو
آواز دی او لیسو بیا و لیسے نامی گرامی شوہر کو قتل کرایا مسلمان کو پہلو میں بٹھایا جس وقت تمہارے
باپ کو خبر ہو گی کیا آفت برپا کریگا دو دو روز جوان لیکر دس دس ہزار کر لوٹ لیا تجھکو کچھ خیال نہ آیا
ملکہ نے جو معمور عیار کو دیکھا کانپنے لگی کنیزیں چیخیں مار کر بھاگیں ایرج نے قبضے پر ہاتھ ڈالا
کہا ملکہ کیوں گھبرا [illegible] ہو ملکہ نے کہا او شہریار یہ بڑا زبردست عیار ہے [illegible] اللہ کا صدمہ کا ہے کی ہی
خبر پہونچاتا ہے تب وہ [illegible] رہے لوٹنے کو جاتے ہیں [illegible] آپ ملکہ نے چاہا جاؤں مگر
ایرج نے ہاتھ پکڑ کر بٹھایا آپ لوہے کے سامنے [illegible] آئے اسنے پیچھے سے پتھر کھینکا گوپھن
میں رکھکر ایرج پر ایرج نے خالی دیا اُسنے دوسرا پتھر مارا ایرج نے پہلو تہی [illegible] سے خالی دیا
[illegible] خواجہ [illegible] ہمیں مارا تو بڑا اُسکا خالی ہوا سب پتھر یا دیوالی گئے اب جب [illegible] معمور
[illegible] ایرج خانہ بان [illegible] رہے ہیں [illegible] کرتے ہیں ملکہ ریحان گلعذار
کی بیقراری جب وہ دیکھ لگتا ہے ملکہ گھبرا جاتی ہیں یقین ہوتا ہے کہ شاہزادے کا سر اُڑ جائیگا
ایرج اپنے کو بچاتے ہیں ملکہ ریحان گلعذار بیقرار ہو کے دعائیں مانگ رہی ہیں کہ اے کریم
کارساز و اے رب بے نیاز میرے وارث کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے تو بلا سے روزگار
تو پروردگار ہے تیری ذات سے سب امید ہے ہماری زبان نہیں کہ تیری صفت کر سکیں تو
وحدہ لا شریک ہے یہی اعتقاد [illegible] کی نظم

زہے شمع کہ روشن کر روش جملہ محفل را	زہے نوری کہ دلوا زہے نور و روشنی دل را

سے چھپے گر نہ لونگا روپیہ منگا لونگا پھر بھی نہ چھوڑونگا آپکے بیٹے پوتے بھی بڑے بہادر ہین
وہ سن پائینگے کہ ہمارے باپ دادا گرفتار ہین فوراً فرداً سب کو پکڑ لونگا جو ملک تسخیر مسلمانان
ہین ہین اُنپر قبضہ کرونگا شاہان طلسم سے انتقام نہ لونگا اُنکی حوالی مین رہا اُنکی مہربانی کہ کبھی مجھپر
ساحر کو نہ بھیجا آج ایک کام کو حکم دیا ہی تو اسکو انجام ایسے طور سے کرون کہ شاہ ہمارے
خوش ہون اسطرح کے مضمون طولانی ایک کاغذ پہ لکھا شتر سوار کو دیے شتر سوار کو بڑا بھاری
خلعت ملا اسکو تو رخصت کیا قزاقون کو بلا کر حکم دیا کہ بارو تیاری کرو ایک ایک کو صاحب
مال کرونگا اب قزاقی چھوٹ جائیگی ساٹھ ہزار کا لشکر فوراً تیار ہو کے حاضر ہوا مہر دن پچھلا باقی
تھا کوچ کیا قزاقون مین بڑی خوشی ہی کہتے ہین خوب مال لوٹینگے طلسم کشا بڑا روپیہ والا ہی باظفر
ایسا ملک امین کے قبضے مین ہی مشہور ہے کہ ہین مہر آفتاب حوالی باختر مین رہتا ہی مہر مہر مین اور تمام
عالم کی گشت کرتا ہی بارو سنا ہی کہ جب وہ ملک صاحبقران نے فتح کیا ایک ایک سپاہی لکھ
لوٹتا تھا جب خزانہ افریدون کا دیکھا روپیہ پھینکا اشرفیان لوٹین جب جواہر خانے پر پہونچے
اشرفیان پھینکدین جواہر لیا ایک ایک لکھ پتی ہوگیا استعداد یہ کہ اپنے گھر چلے گئے جاکے
حلاوتے خرید [illegible] سلطنت کرتے ہین پھر رات گئے اُسکے قریب باغ ملکہ ریحان گلعذار
اترے مدہوش کا ارادہ ہوا کہ بیٹی سے بھی ملاقات کرلون ساتھ والون سے کہا مین ذرا جاکر
ریحان سے ملاقات کر آؤن اب اُسکی شادی طلسم نور افشان مین ہوگی تصویر دکھادونگا شاہ
کو خواہش طلب کرینگے یہ کہکر طرف باغ کے چلا ملکہ پہلو سے ایرج کے بیٹھی ہین کہ محلدار دوڑی
ہوئی آئی عرض کی آپکے والد آتے ہین ملکہ قدمون پر ایرج کے گر پڑین کہا ارے خدا
کے [illegible] کے واسطے ہٹ جائیے اسباب عیش ونشاط ہٹانا شروع کیا کس کس طرح کو ہٹائے
ملکہ کے کہنے سے ایرج کمرے مین چلے گئے کہ مدہوش آکر پہونچا دیکھا اسنے کہ تیاری باغ کی
[illegible] بہشت معلوم ہوتا ہی روشنی کی آرائش ہر صحن مین رونق قفس ہائے زرین طائران زمزمہ کے
لٹکے ہوئے روش پیشوایان درست کنیزین چالاک وچست ملکہ واسطے استقبال کے آمین
کہا بی بی آجکل باغ تو خوب درست کیا ہم تو ہارے مقابلہ طلسم کشا جاتے ہین اب موجے مین
آتا ہوگا تم پریشان ہونا ملکہ نے شرما کے سر جھکا لیا خوف سے آنکھون سے آنسو جاری ہوئے
مدہوش نے گلے سے لگا لیا کہا بی بی ہم مردون بڑی خوشی کی بات ہی ایسے مقام پر
ہلاک ہوتے ہین کہ ایک ایک سپاہی تمہارا بادشاہ ہو جائیگا ہر چند کہ افراسیاب مارا گیا اب شادی تمکی
کسی [illegible] طلسم کے ساتھ ہوگی بادشاہزادی طلسم نور افشان کی کہلاؤگی ایسی ہی
ایرج اپنے کو بچائے ہین . آیا سب حال صاحبقران کا بیان کیا کہا جا کرو شبخون مارون
کار سازو اے رب بیناز میرے [illegible] جائے دل مین کھٹکا کہ اسقدر تیاری کا کیا باعث ہی مگر تجھ
تو پروردگار ہی تیری ذات ہی تو چلا گیا ایرج جو کمرے سے نکلے کہا لو ملکہ خدا حافظ ملکہ
وعدہ ولایت شہر یارکشان جانیے گا کہا آپکے والد شکر پر دادا جان
[illegible] شمع کے روشن کر دو [illegible] جلہ محفل مشہور ہوئی کشتی [illegible] کریگا یہ کہکر سلام [illegible]

مدہوش نے جو نعرہ صاحبقران کی صدا سنی کہا لو حمزہ نے خود شبخون مارا اس سے بڑھکر بدبختی
بھی سنلیا ہوگا کہ مدہوش ایسا قزاق آتا ہے وہ خود دوڑ پڑے کہ مغرب کی طرف سے صدا بلند
ہوئی منم دارائے صاحب رائے سواد اعظم ملک ہندوستان جانشین صاحبقران نعرہ
لندھور جزیرہ ہائے دریا از فتم تا ہندستان ✤ از نام منیہ انی منم لندھور بن سعدان ✤
مشرق والے مغرب کو گئے آپسمین گوشت خرودندان ساف ہونے لگا ایرج نے طرف جنوب کے
آگے نعرہ کیا نعرہ رستم

علمشاہ رومی شہ فیل زور
ارجمند اولاد امیر عرب
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
لقبیت علمشاہ چو رستم لقب

ادھر سے طرف شمال سے
گھوڑا اڑا یا نعرہ کیا نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پروری ✤ شہسوار لال پوش خاوری ✤
ایک طرف آکر نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان سپہر برج خوش شہ انجمن ✤ بدیع الزمان گرد لشکر شکن ✤
ان سب نے نعرہ کرکے ایک طرف اڑنے لگے خیمون کی طنابین کاٹ دین ہلچل رسالون مین ملک
پڑگیا قزاق آپسمین لڑ رہے ہین رسالہ دار صاحب کہتے ہین جسکو قتل کرو اسکا سر کاٹ لو وقت سحر
ملاحظہ افسر مین گذر لگا گھمسان کے ساتھ تلوار چل رہی ہے ایرج نے چند سردار قتل کیے ایک
طرف گھوڑے کو ڈال کر اڑتے ہوے نکل گئے ملکہ دروازے پر مشتاق کھڑی تھین ایرج کو
جو آتے ہوے دیکھا دریائے خون مین نہائے ہوے خانہ باے زرہ خون سے مملو تھے
خون کے جمے ہوے چلے آتے ہین ملکہ باہر نکل آئین رکاب پر ہاتھ رکھکر اترو ایا کہا اے شہریار
کوئی زخم کاری تو جسم اقدس پر نہین آیا ایرج نے کہا تمھاری پریشانی کے خیال سے بہت جلد
چلا آیا خدا نے بچایا سب جوان لشکر کفار کا ابھی وہ آپسمین لڑ رہے ہین ایرج نے جو حال
بیان کیا ملکہ ہنسنے لگین کہا صاحب عجب کمال کیا کفار کو آپسمین لڑوا دیا کفار لڑ رہے ہین ایرج
نے کپڑے بدلے ایک کنیز کو واسطے خبر کے بھیجا ملکہ نے ایک کنیز کو حکم دیا وہ کنیز مردانے
کپڑے پہنکر لشکر کفار مین آئی صبح کو دیکھا جابجا یہی چرچے ہین کہ حمزہ دس لاکھ فوج سے شبخون
ہم سا تھ ہزار دس لاکھ سے لڑا لیے ہزار ون مسلمان مارے ایک کہتا ہے حمزہ بڈھا تھا ایک کہتا ہے
ابھی جوان ہے ایک کہتا ہے عقل کو دخل دو بیٹے پوتے جوان جوان ہین وہ بڈھا نہو گا تو کیا
جوان ہوگا رسالہ دار کہتے ہین تم دونون جھوٹے ہو مجھسے تو مقابلہ پڑا مین نے تو سر کاٹا چار
تلوارین اٹھنے لگا مین نے ایک وار مین سر کاٹ لیا پھر میان لندھور کو مارا کنیز ہنستی ہوئی
بارگاہ مین پہونچی دیکھا میان مدہوش بیٹھے ہین سر پر پٹی مرہم کی چڑھی ہوئی ایک رسالہ دار
سے کہہ رہا ہے کہ مین حمزہ سے لڑتا تھا تمنے مجھکو زخمی کیا رسالہ دار کہتے ہین حضور اتنے سر کاٹنے
کہ خرجیان بھری ہوئی ہین کمیدان اشتہین چڑھا کر اٹھے کہا چلین ہماری ایسی رزی اتنے سر کاٹنے
کہ چاندنیون مین بندھے ہین ایک کمیدان نے کہا دو چاندنی اٹھا لاؤ جاکر لین والے چاندنی
اٹھا کر لائے چاندنی کو جو کھولا رسالہ دار نے سر پیٹ لیا کہا اے شہنشاہ یہ تو میرے رسالہ کے
سر ہین یہ مین حیران تھا کہ ہزار جوانون کے دو سر کٹے کمیدان نے سر جھکا لیا کہا بھی اندھیرے مین
کچھ نہ سوجھا جو سامنے آیا اسکو قتل کیا آپ خرجیان تو منگائیے خرجیان آئین سر جو انڈیلے

سپیدان رونے لگے کہا حضور یہ سب سربری پلٹنیں نیزہ داروں کے ہیں اب جو مدہوش نے دریافت
کیا بارہ ہزار سوار و پیدل مارے گئے ایک مسلمان کا بھی لاشہ نہ ملا مدہوش حیران ہوگیا کہا
یارو یہ کیا ہوا افسرون نے کہا حضور مسلمان بہت تھے لڑتے بھڑتے نکلے ہمارے بارہ ہزار
قتل ہوئے اُنکے بھی لاکھ جوان سے کم نہیں قتل ہوئے اُنکے ساتھ ڈولیان تھیں جو مارا گیا
اُٹھا لیا مدہوش نے کہا اب تو اُنکے منھ خون لگا اب وہ پھر آئینگے اگر آج آئیں تو کیا تدبیر ہو
مجکو یقین یہ آتا ہو کہ آپ لوگ آپسمین لڑے بھائی نے بھائی کو مارا باپ کے ہاتھ سے بیٹا قتل
ہوا افسرون نے سر جھکا لیا خوب جانتے ہیں کہ ہم آپسمین لڑے مدہوش نے کہا آج شب کو یہ
تدبیر ہو کہ جب نعرۂ حمزہ کی صدا آئے جو اپنے خیمے سے نکلے روشنی لیے ہوئے آئے کہ معلوم
ہو جائے کدھر سے مسلمان آئے انکو گھیر لینگے مدہوش کا بھائی رنجور تیز رو نے عرض کی
صفدر جنگ آزما آپ کے بھائی صاحب میرے ساتھ رہیں جس وقت نعرۂ حمزہ کی صدا بلند ہوگی
میں صفدر کو لیکر مقابلے میں پہونچ جاؤنگا پہلوانوں کو جا بجا سے لاؤنگا یہ صلاح پختہ کرکے
خیمے میں مشغول مقرر ہوئے کنیز یہ خبر لیکر خدمت ایرج میں آئی تمام کیفیت عرض کی ایرج
نے کہا میں آج ضرور جاؤنگا ملکہ رونے لگیں کہا صاحب کیفیت سن چکے آج ٹال جائیے
کل دیکھا جائیگا ایرج نے کہا آج کے نہ جانے میں میرے دادا جان کے واسطے بدنامی ہو
وہ کیا کہیگا کہ حمزہ نہ آیا ملکہ نے کہا اے شہریار لونڈی کو قتل کرکے جائیے مجھسے یہ جانا اچھا نہیں نظم

گھٹتے بڑھتے لاغری سے جان بدن ہو جائیگا　　تن کمان ہوگا کمان آخر کو تن ہو جائیگا
گر یہی ہونا تو اپنی فکر عریانی ہو کیا　　دامن نظارہ تن پر پیرہن ہو جائیگا
ایک چادر خاک کی ہو اسپر دامنِ آسمان　　اس تن عریان کا بے منت کفن ہو جائیگا
لذت تکلیف تازہ سے مہو گی سیر ہم　　زخم کھائینگے جو داغ دل کہن ہو جائیگا
اشک بیدہ میں بھی کیا خانہ ویرانی کی فکر　　گریہ سے جس جا دہن اپنا وطن ہو جائیگا
خار ہوئے نخل گل ہوگا حنا ہر برگ کا　　اشک خونی سے مرے صحرا چمن ہو جائیگا
بسکہ ہو مضمون نازک میں تو کامل اے نسیم　　شہرۂ آفاق تیرا بھی سخن ہو جائیگا

ایرج نے کہا ملکہ آج کے نہ جانے میں واسطے بزرگوں کے بدنامی ہو پہر رات گئے ایرج
نے کمر باندھی پشت مرکب پر سوار ہوئے ملکہ روتی پیٹتی رہگئیں یہاں رنجور صفدر کو ساتھ لیے
ہوئے طلایہ دیتا پھرتا ہو ایرج نے جیسے ہی صاحبقران کے نام کا نعرہ کیا جا بجا ہلڑ ہوا
حمزہ کو لینا رنجور اکیلا چھپا بڑھکر دیکھا ایک جوان آفتاب جمال شمشیر زنی کرتا ہوا آتا ہی
چہار طرف سے اسنے نرغہ کیا یہ خیمے کے دروازے پر یہی کہتا پھرتا ہو کہ یارو ایک جوان ہی
چہار طرف سے گھیرو صفدر گھوڑے کو بڑھا کر چلا رنجور نے جو غل مچایا ہر خیمے سے افسر نکلے
روشنی سب کے ساتھ جو نکلا اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک جوان خورشید جمال تیغ ہلالی ہاتھ میں
جنگ رستمانہ کرتا ہوا آتا ہی صفدر جنگ آزما قریب ایرج کے پہونچا رنجور سمجھا اس جوان
لیے یہی کافی ہو تماشا دیکھنے لگا صفدر نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نوجوان نے تلوار کو تلوار پر

گا تھا جیسے ہی تلوار مار کر دو پلٹا ایرج نوجوان نے ہاتھ تیغۂ سکندری کا مارا تلوار تڑپ سے کے
گری صفدر جنگ آزما کے نہ لیتے دے چار ٹکڑے ہوے رنجور رنجے جو یہ معرکہ دیکھا
جی چھوٹ گئے جی مین کہتا ہے یہ جوان تو بلاے روزگار ہے حسب بہ کے نقیبون سے کہا
بارو کل فوج کو ترغیب دو اس جوان کو گھیر لین ایک پہلوان کے ہاتھ سے یہ جوان
نہین مارا جائیگا ہمراہیان صفدر جنگ آزما نے آکے ایرج نوجوان کو گھیرا تلوار چلنے لگی
نقیبون نے یہ صلاے دلاوری دی نظم

بسا پہلوانان اہل شجاعت
بسا رہبران و آگاہان حقیقت
بسا اہل عزت بسا اہل حرمت
امیران ذیجاہ و ارکان دولت
گذشتند و رفتند آخر ز دنیا
نہ آن زور ماند و نہ قوت نہ طاقت
نیامد نظر اندران نا صبوری
ہویشان نگر داندین رو رفاقت
ہمہ خویش و بیگانہ ہم مال و مردہ
بعیش و نشاط و خوشی و فراغت

بسا تاجداران اہل حکومت
بسا زورمندان پر زور و قوت
بسا اہل حشمت بسا اہل دولت
بسا اہل عصمت بسا اہل عفت
کہ بودند در دار دنیاے فانی
نبردند با خود بجز رنج و حسرت
ازایشان بجز نام باقی نشانی
نہ تاج حکومت نہ تخت امارت
ہمہ دولت و مال و ملک و خزانہ
گشادند ہر چار سو دست غارت
کسی از دست خود مال و فرزند ندیدی

بسا قلندران مقبول صورت
بسا بندگان سالکان طریقت
بسا اہل خلعت بسا اہل شوکت
شہان جہان والیان ولایت
شب و روز سرگرم در عیش و عشرت
نہ آن مال ماند و نہ دولت نہ سامان
دوبارہ نماند اندرین دار حیرت
کس از دوستداران یاران و ہمدم
نیفتاد در دست اہل دیانت
ہمہ جا بہ بردند و بیباک خوردند
دگر نہ بدل زور ماندند مست

نقیبون نے اسطرح یہ اشعار پڑھے کہ لڑنے والے جھوم گئے ہر ہین نقشہ موت کا سامنے آنکھو کے
پھر گیا مزا لطف دنیاے دون کا نگاہون سے گر گیا یہی آرزو تھی کہ بڑھکر لڑین جانبازی
کرین ہمارا ابھی بلمہ مالک کا کام ہو نقیبون نے ایرج نوجوان کو چہار جانب سے گھیر لیا
یہی چاہتے تھے کہ گھوڑے سے اس جوان کو اتار لین مگر وہ شیر بیشۂ شجاعت شہسوار میدان
جلالت ہمہ تن چشم بنا ہوا دشمنون سے لڑ رہا ہے جس پر جا پڑا اسے قتل کیا کسی کے سر پہ
ہاتھ مارا اُسکی کمر تک آ رہا وار کیا مثل خیار تر سے دو ٹکڑے کیے کسی کی بیاض گردن پر
ہاتھ مارا اُسکو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا زنگ شمشیر زنی کا جما دیا بعض مخبر یہ کہتا ہے کہ مدہوش قزاق
بعد سے کھڑا ہوا شمشیر زنی کو ایرج نوجوان کی دیکھ رہا ہے دل بدن کانپ جاتا ہے
کہتا ہے یا اس جوان کا نام و نسب دریافت کرو میرے لشکر سے اسکو بغض کا کیا باعث ہے
قزاق جنگ دیدہ کا سا نمودہ مضمون باندھے ہوے مجمے کو گھیرے ہین ایرج نوجوان
ہر چند کد و کاوش کرتے ہین کہ مین زد سے نکل جاؤن قزاق نہین نکلنے دیتے ایک قتل
ہوا دو اسی مقام پر آکے جم گئے کلفت کشمکش ہر بات سارے دن اسی کشاکش مین گذری
غم مین ایرج نوجوان کے گریبان سحر چاک ہوا نیر اعظم بصد رنج والم منہ چھپائے
مغرب سے نکلا دست شعاع سے سر پیٹتا ہوا دریاے خون مین غرق راحت آرام
مین فرق میدان گاہ جہان مین جلوہ فرما ہوا تماشاے جنگ ایرج نوجوان دیکھنے لگا

اب مدہوش نے بھی شاہزادے کو اچھی طرح دیکھا چند واقف کارون نے پہچانا اور حکم عرض کی
یہ نور نگاہ قاسم عالیشان ہے نام اس شخص کا ایرج ہے مدہوش نے کہا یہ کلیجہ تو دیکھو اکیلا اسقدر بڑے
لشکر پر آیا کچھ خوف نہ کیا لیکن یہ نوجوان میان کیونکر آیا ملازمان اقران جو موجود تھے انھون نے
کہا حضور اسی نے آپکے خویش کو بھی مارا خاص بارگاہ مین جا کر تو کا تلوار چلی آخر وہی مارا گیا
نہین معلوم میان کیونکر آیا مدہوش نے کہا اب تو گھیر کے مارلو چہار جانب سے کفار نے بلوہ کیا
ایرج نے رات کو بھی بہت بہت قصد کیا اسوقت بھی کوشش کرتے ہین کہ جا کر افسر کو مارون
مگر وہان تک نہین پہونچتے ایرج نوجوان مصروف جنگ ہین ایک ٹیلا مل گیا ہے اوپر سے
اتر اتر کے جنگ کرتے ہین جب زیادہ بلوہ ہوا پھر اسی بلندی پر چلے جاتے ہین لیکن جب
مدہوش نے کوچ کیا ہے اسکے مکان سے بارہ کوس پر ایک اور قزاق رہتا ہے اُس قزاق
کو منہنگ شعلہ زن کہتے ہین پہلوان زبردست اسکو بھی مدہوش نے نامہ لکھا تھا کہ بھائی
وقت امتحان ہے طلسم کشا مسلمان ہم پر چڑھ آتے ہین تم بھی آؤ منہنگ شعلہ زن بارہ ہزار قزاقون کو
لیکر چل نکلا کہتا ہوا کہ آیا کو ہم سمجھے کہ عظیم ہے حقیقت مین اگر طلسم نور افشان فتح ہوا ہم سب کو تکلیف
ہوگی ہم لوگ نذر دینے پائینگے طلسم کشا طالب مذہب ہوگا یہ کہتا ہوا چلا آتا ہے ملکہ ریحان گلعذار
غضب بھر تڑپتی رہین رات بھر جاگا کے فراق مین جب گریبان سحر چاک ہوا کہا لو صاحبو صبح ہوگئی
اب تو صبح ہولی دیکھین تقدیر کیا دکھائے ہمارے وارث پہنچیں ذرا خبر تو لو اب تو
میرے کلیجے پر چھریان چل رہی ہین

نظم

خاک اڑوا لی کہ جسمین آوارہ ہے مجھے
چرخ سے جا کر دامن صحرا ہے مجھے

وصل کی شب عیش ہے آرام لیکن غم ہی ہے
آفتاب حشر ہوگا صبح کا تارا ہے مجھے

ساقیا بے یار کیا ساغر لگاؤن منہ سے مین
ہر حباب بادہ ہے پھپھولون کا چھالا مجھے

مثل ماہی پڑ گئے کانٹے زبان مین پیاس سے
پر نہ ہمت نے کیا منت کش دریا مجھے

زیست ہے میری جہان مین گوسفند کی طرح
آسمان نے ذبح کرنے کے لیے پالا ہے مجھے

سرد ہوتا ہون تڑپ کر کوئی دم مین بعد مرگ
وصل کا یاد آگیا ہے موسم سرما ہے مجھے

داخل خلوت سرا ہے بجلی اسکو تاب ہے
دیکھ زنجیر در کو ہے تب سودا مجھے

ہوگیا مانند خورشید آشکارا داغ عشق
صبح سان چاک گریبان نے کیا رسوا مجھے

باندھتا ہون جبکہ مین دست حنائی کا خیال
خواب مین ہوتا دکھائی ید بیضا مجھے

ہجر مین مثل پلنگ اب پھاڑے کھاتا ہے پلنگ
کاٹنے کو دوڑتی ہے صورت دیبا مجھے

پوچھتا ہے باغ نہ کچھ میری اداسی کا سبب
آپ مین دزدات خزان ہون ہوا ہے کیا مجھے

ہرچند کنیزین سمجھا رہی ہین کہ ملکہ عالم خدا آپ کے وارث کو صحیح و سالم ملائے دشمنون کو
رنج و ملال نہ دکھائے جب آفتاب عالمتاب نکل آیا ملکہ اور زیادہ گھبرائین کہا صاحبو ذرا جا کر
خبر تو لو دو کنیزین دوڑانے کپڑے پہنکر دوڑین تھوڑے ہی عرصے کے بعد دونون ہانپتی ہوئی
آئین کہا واری غضب ہوا رات بھر لڑتے ہوئے گذری اب سارا لشکر انکو گھیرے ہوئے ہے

زخمی بھی ہوئے خدا انکو ہاتھ سے دشمنون کے بچائے ملکہ نے یہ سنکر ایک آہ کی اور کر بیہوش ہو گئین
بعد عرصۂ دراز ہوشیار ہوئین کہا کہ اب مجھکو آرام نہ آئیگا نیمچہ ہاتھ مین لیا مادیان مشکین پر سوار
ہوئین کنیزون نے کہا ہم بھی ساتھ چلینگے ملکہ نے کہا صاحبو مین جان دینے جاتی ہون جسکو
جان اپنی بچانا ہو وہ میرے ساتھ نہ چلے چالیس کنیزون نے ساتھ دیا گھوڑیون پر
سوار ہوئین ملکہ اس پریشانی مین باغ سے نکلین کہ نقاب بھی چہرے پہ نہ ڈالی گھوڑیان
اڑاتی ہوئین باغ سے نکلکر چلین صحرا مین حیران مضطر چلی جاتی ہین کبھی کنیزون نے بڑھکر سنا
کہ حضور سنیے تو اتنے نہ سے لشکر مین کیونکر جائیے گا وہان تک پہونچنا دشوار ہوگا اگر دس سوارون
نے بڑھکر روک لیا اسیے تلوار چلیگی ملکہ فرماتی ہین صاحبو مرنے والے کو کوئی نہین روک سکتا
جہان نشان نقش قدم ہوگا وہان تک تو پہونچ جائینگے نشان نقش قدم کو تاج سر بنائینگے
گرد کنیزین بیچ مین وہ ماہ آسمان خوبی گل گلزار محبوبی کہ سامنے سے گرد اڑتی سب نے
دیکھا مہنگ شعلہ زن گھوڑے کو اڑائے ہوئے چلا آتا ہے پشت پر بارہ ہزار قزاق یہ تو
خبر سن چکا تھا کہ مدہوش کوچ کر گیا تھا اس وجہ سے جابجا پوچھتا ہوا آتا ہے کہ ہمارے بھائی
صاحب کہان فروکش ہین چند سوارون نے عرض کی سامنے گلستان مین چند سوار گھوڑے
مین انسے دریافت کیجیے مہنگ شعلہ زن نے گھوڑے کو اڑایا قریب جو پہونچا دیکھا
ایک نازنین مہ جبین غنچہ دہن سیمتن ماہ آسمان کمال پری پیکر حور تمثال سبزرنگ مرکب پہ سوار
گرد کنیزین جیسے ثابت ہے بیچ مین ماہ تابان گرد ہجوم سیارگان مہنگ شعلہ زن کا
یہ حال ہوا کہ ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا پسینے پسینے کنیزون نے آواز دی ای شخص اسطرف
نہ آنا مہنگ شعلہ زن ہاتھ باندھنے لگا کہا مین غلام ہون اپنے مالک سے عرض کرو
کہ بارہ ہزار فوج کا مالک ماہ جرأت کا سالک روپیہ بھی بہت کچھ رکھتا ہون بڑے بڑے
شاہون نے چاہا مجھے گھیرین یا گرفتار کرین ہین کسی شاہ سے دبتا نہین ملکہ عالم کے قدم پہ
جان نثار کرونگا کنیزون نے گالیان دینا شروع کین ای شخص کیا بیہودہ بکتا ہے خبردار قریب
نہ آنا چپلے تو مہنگ شعلہ زن نے منتین کین جب دیکھا ملکہ نہین مانتین کلام ہائے سخت
کرتی ہین ملکہ نے نیمچے اٹھائے جب تو اسنے فوج والون کو آواز دی کہا آگے ان سب کو گھیر لو
ملکہ ریحان نے دیکھا دریا سے فوج مین تلاطم ہوا بارہ ہزار نے آکے چار جانب سے گھیر لیا
مہنگ شعلہ زن نے کہا اب مین نہ جاونگا یہ کہا بزبانی نظم

ہر جو تیرا سوے رنگین ہو گیا گلشن آب مین — جا بسے ساری بلبلون کا ہو نشیمن آب مین
کھول دے زلفین لب دریا کہ لہرین شرم سے — ڈوب جائین صورت زنجیر آہن آب مین
لب دریا گر جائے اندھیری رات کو — کھنچتے سارے حبابون کے ہون روشن آب مین
ہیجو افتادہ نے کیا ضرب دشمن سے گزند — تیر لگنے سے نہین پڑتا ہے روزن آب مین
لعل خندان کا تصور دیدۂ گریان مین ہے — دیکھنا لعل بدخشان کا ہے معدن آب مین
جمع ہوتے ہین منا بیکر ہزارون گلبدن — نظر آتے ہین نظر پھولون کے خرمن آب مین

پاک ہین آلودگی سے جو ہین وارستہ مزاج
تو نے منمود دنیا مین دھویا ہی جو ای رشک چمن
جو ہوا باہر وہ دنیا مین وہ ہی دلفگار
وہ ادھر رخصت ہوا اٹھا ادھر طوفان اشک
ہین بری اہل فنا سیل بلائے دہر سے
دیتی ہی اکثر زبان چوب آفت سے نجات
کیون سر ماہیان پر خار آتی ہین نظر
مستعد با عمال سے خفت اٹھانی ہے مدرک
جو کوئی نکلا وطن سے خون ہوا اسکا جگر
رون جہان مین پہ ہی رزق عالم بالا پہ دھیان
سیکڑون سے ہوئی سوزان ہے نالان ہم مین
گریہ ہی دریا بچون کے غم مین ناسخ جوش اشک

تر نہین ہوتا کبھی مرغ کا دامن آب مین
شاخ گل مرجھین نہین پھولا ہی گلشن آب مین
جیسے پڑتا ہی کسی غنچہ سے روزن آب مین
تیرتا جاتا تھا اس قاتل کا توسن آب مین
غرق ہوتا ہی کوئی کب بعد مردن آب مین
جسطرح ہوتا نہین ہی غرق روغن آب مین
کیا تری پلکین ہوئی ہین سایہ افگن آب مین
کیا عجب تیغ پھرے گر سنگ مدفن آب مین
سبز ہی جبتک کہ ہی مرجانکا مسکن آب مین
ہی صدف محتاج نیسان اور مسکن آب مین
آگ کا معمول ہی کرتی ہی شیون آب مین
کیا تعجب غرق ہو جائے جو لندن آب مین

ساتھ والے سمجھاتے ہین حضور صبر کرین نہین معلوم کسکا ناموس ہی کچھ فساد نہ برپا ہو ہمنک شعلہ زن کہتا ہی مجھسے کون فساد برپا کر سکتا ہی مین کیا کسی سے پایۂ کمی کا رکھتا ہون ہم لٹیرے ہین یہی مال لوٹ لیا ملکہ ان سب کے بیچ مین گرد قزاق گھیرے ہوے منہ دوپٹے سے ملکہ نے چھپا لیا نار زار مثل ابر نو بہار روتی ہین کنیزین بھی پریشان کھڑے ہوے ان سب کو اپنے صحرا مین لایا قزاقون سے کہا ایک بارگاہ استادہ کرو بارگاہ زرنگار استادہ ہوئی گھوڑے سے کود کر قریب ملکہ کے آیا کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان چل ملکہ نے کہا ای شخص میرے پاس نہ آنا ورنہ مجھکو زندہ نہ پائیگا مفت مین اپنا ملال اٹھائیگا نا محرم کو مناسب ہی کہ الگ رہے صاحب عصمت کے قریب نہ آئے یہ تکلیف مجھ کھینچا جاتا کے پر رکھون جان ودیدن ہمنک تمسخر اکر الگ ہوا کہا آپ خود اترکر بارگاہ مین جائین ملکہ مجبور ناچار اندر بارگاہ کے گئین اب ہمنک شعلہ زن قصد کرتا ہی کہ مین بارگاہ مین جاؤن ملکہ رو رو کر غل مچاتی ہین ای شخص اندر نہ آنا ہمارے سیاہ مجھکو نہ دکھانا کنیزین بھی فریاد کر رہی ہین اسوقت دشت مین ایک شور ہی ہمنک شعلہ زن ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ اندر خیمے کے گھس جاؤن ملکہ زمین پر پڑی ہوئی دعائین مانگ رہی ہین پکارتی ہین کہ ای رب بے نیاز اس مصیبت سے بچالے اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے تو سمیع وعلیم رحیم وکریم ہی نظم

روز و شب گردد بحکم ایزد دوار چرخ
عرش بر فرش از اطاعت سرنگون باشد مدام
مینماید جلوۂ حق در جهان هر چار سو
ابر جای آب بارد گر بر از فضل خدا
نیست خاک عجز بر شام و سحر از سرفراز

نیست یکدم طاعت از کار بندگی بیکار چرخ
مهر و مه حلقه بگوش است و غلام زار چرخ
مطلع از فرش زمین و معدن اسرار چرخ
بشگفاند گل بلطف ایزدی از خار چرخ
تا کند صد سجده بر خاک درت هر بار چرخ

دیکھوں آگے اس طرح لڑتے ہیں قاسم نے ثریائے ستارہ پیشانی کو تو اس مقام پر چھوڑ غرضکہ
ابھی سب میں پڑا تا رہے سنا کہ ساٹھ ہزار قزاق نیزہ باز پانچ ہزار جوان لیے سوفار باشتیاق میں آگے
بڑھا ہوا قیماس خان کہتے ہیں ہیں یہ سنتے ہی قاسم نے گھوڑے پر کوڑا کیا تو بلکہ گھوڑا اسپ سے آگے
بڑھا۔ یا اب سوفار و قیماس گرد کو دیکھتے ہوئے چلے جاتے ہیں قاسم دعا کرتے ہوئے چلے کہ الٰہی
پروردگار اپنے فرزند کو صحیح و سالم پاؤں اسوقت پہونچے دو دستہ دیکھا کہ ایرج پیدل معرکہ جنگ
میں گھوڑا مارا گیا اس حال میں بھی کوئی قریب نہیں آتا قزاق نیزے مار مار کر بھاگتے ہیں قاسم کا
کلیجہ منھ کو آگیا وہیں سے نعرہ کیا نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پروری شہسوار لال پوش خاوری کا
نعرہ کر کے جا پڑے ایکطرف سے قیماس خان ایکطرف سے سوفار تلوار پکڑ کر جا پڑے سمک ایرج کو
اس حال میں دیکھ کے بیقرار ہو گیا قزاقوں کو تیر مارتا ہوا قریب ایرج کے پہونچا کئی زخم بھی کھائے
سنبھالا نہ جا کر سنبھالا دیکھا ایرج زخموں سے چور چور فرش خاک پر گرے تھے سمک نے ایک قزاق کو تیر ملا
وہ گھوڑے سے گرا سمک نے ایرج کو مرکب پر سوار کیا ایرج نے تیغ کر جو اپنے والد کو دیکھا چہرہ بحال
ہو گیا نعرہ کر کے قزاقوں پر جا پڑے قاسم نے جو اپنے فرزند کو دریائے سخن میں نہائے ہوئے دیکھا
کہ اس حال میں بھی شمشیر زنی کر رہے ہیں نعرہ کر کے مدہوش پر جا پڑے مدہوش نے کئی ہاتھ تلوار کے
مارے قاسم کو یہ بھی خیال ہے کہ اس آفت رسیدہ کا باپ ہے جہاں تک ہو سکے اسکو گرفتار کر لیں
بارے بچا کر کمر میں ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا آواز دی کہ نا شناخت
میں پروردگار نے کیا کتا ہے تو میرا برادر دینی ہے تیری بیٹی ریحان گلعذار ایرج پر عاشق ہوئی اسکا
منگنا قزاق بیلا تھا میں نے اسکو مارا ریحان کو ایک خیمے میں چھوڑ آیا ہوں مدہوش نے
آواز دی میں غلام تابعدار ہوں چلکر ایرج کے قدموں پر جھک کر اپنی خطا معاف کراؤں قاسم
مدہوش کو ساتھ لیکر سامنے ایرج کے آئے ایرج نے جو قبلہ و کعبہ کو دیکھا گھوڑے سے کود پڑے
قدموں کو بوسہ دیا قاسم نے گلے سے لگا لیا کہا بیٹا اسکی خطا معاف کرو ایرج نے کہا یہ میرے
بزرگ ہیں مدہوش ایرج کے قدموں سے لپٹ گیا گرد پھرنے لگا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا
اہالیان فوج کو پکار کر آواز دی خبردار اب کوئی ہاتھ نہ اٹھائے سب نے دل و جان سے اطاعت کی
دس ہزار قزاق داخل جہنم ہوئے پچاس ہزار قزاقوں سے مسلمان ہوا قاسم وا ایرج کو ساتھ لیے
ہوئے اسی صحرا میں آئے جہاں سمک قزاق کو مارا تھا قاسم آکر اسی جگہ میں اترے ایرج
کی زخمدوزی کی بعد زخمدوزی ایرج کو لیکر خیمے میں ملکہ کے آنے لگا نے شرما کر سر جھکا لیا دوسرے
دن مدہوش نے ترنج خوشبوئی ایرج کے سینے پر لگا یا کہ میں نے اپنی بیٹی کو منسوب کیا ایرج
کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے ہزار ان کی یاد آگئی سر جھکا کر فرمایا کہ شادی ہم بعد فتح طلسم
نور افشان کرینگے قاسم بھی گئے مدہوش سے پختہ وعدہ کیا اب ایرج و سوفار و قیماس خان
و سمک و ثریائے ستارہ پیشانی ان سب کو ساتھ لیکر قاسم چلے ہیں ساعت سعید طرف
طلسم نور افشان کے کوچ کیا قاسم کو بہت جلدی ہے کہ اپنے تئیں طلسم نور افشان میں جلد
پہونچا دوں الٰہی پروردگار بغیر تیرے لطف کسی کا احسان نہ ہونے پائے اسطرح دعائیں کرتے ہوئے تکلیف راہ کا

دیکھ رہے ہیں ملکہ نے کہا واہ صاحب مجھے ناحق آپ ہلکا گار بناتے ہیں اپنا حال مفصل فرمایئے
نورالدہر نے کہا ہم باغ ویران میں قید تھے ایک سنگ ہوا ظلمات سیہ دل ہلاک ہو گیا تھا وہاں
کچھ شعلے بھڑکے کچھ ہنگامہ ہوا اب مجھے اپنے کو یہاں پایا خود اپنے حال میں حیران ہوں کہ یہاں کیونکر
پہونچا نہیں معلوم ہمارے ساتھ کے جوان پر کیا گذری آپ لوگ ہنستے ہیں ہمیں ناگوار ہوتا ہے ملکہ
شعلہ نے ماتھا کوٹ لیا کہا اے شہریار بڑے غضب کی بات ہے آپ باپ میرا غراب شورانگیز جادو
ناظم کشا ہان نورافشان کا اس حوالی کا مالک ہے میں نے یہ باغ اپنا سیرگاہ بنایا ہے آپ آسمان سے
گرکے میرے باغ میں پہونچے اگر باپ کو خبر پہونچیگی کہ نبیرہ صاحبقران کوئی نے باغ میں رکھا ہے
تو باتیں ہزار بنائیگا نورالدہر نے کہا ملکہ ہم تمہاری تکلیف نہیں چاہتے ہمیں جو گذرنی ہے چلینگے اس
افسوس میں یہ فقرہ نورالدہر نے کہا کہ ملکہ کے دل پر چھری چل گئی آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا ابھی آپ
جانے کا قصد نہ کریں جو کچھ پڑیگا ہم کرینگے آپ کو کیا سمجھے یہ کہکر تمنشا دے کہا دروازہ بند
کرو انتظام سب خیر ہو آئے باہر دروازہ باغ کا بند ہوا کنیزیں سر راہ کو دیکھ رہی ہیں ملکہ نے
نورالدہر کو پہلو میں بٹھایا مطلع اسکا معلوم ہو میں صحبت عیش آراستہ ہے غراب شورانگیز اپنے قلعے میں
ہی نہایت ساحر بدمست ہے تیس لاکھ ساحروں کا مالک تخت پر بیٹھا ہو کہ فرمان شاہی پہونچا اے غراب
ہوشیار ہوجا و طلسم کشا اندر علامت کے آگیا اور سب مسلمان جابجا لشکر سے میں لشکر گران لیئے ہو
آتے ہیں آجکل خالی نہ بیٹھے رہو گشت کرو جس مقام پر جو مسلمان ملے یا گرفتار کرو یا قتل کرو یا بخدمت
ما بدولت روانہ کرو جیسا مناسب جانینگے ویسا کیا جائیگا غراب اپنے مقام سے اٹھا فرمان ہاتھ میں
لیا مارے باغ ملکہ کے چلا کہ بیٹی سے بھی اطلاع کردوں جہاں مسلمان کا پتہ ملے فوج روانہ کر دیا خود جا کر
ملکہ بیٹی ہے صحبت عیش آراستہ نورالدہر گلچینی گلشن جمال کر رہے ہیں کہ کنیز نے بڑھکر عرض کی
آپ کے والد تشریف لائے ہیں ملکہ نے نورالدہر کے قدموں پر سر رکھدیا کہا پڑا ہے خدا کیلئے سا
کیواسطے ہٹجایئے ملکہ کے لینے سے نورالدہر ہٹ گئے غراب آیا بارہ دری میں آکر دیکھا کشتیاں
کباب کی گلابیاں شراب کی گلدستے پھولوں کے تکلف سے آراستہ طرفی شیشیوں کے منہ کھلے ہیں
یہ دیکھ کر ملکہ سے مست کچھ بنایا پھر بھی صحبت سامان رکھا غراب نے کہا بی بی آج کیا کوئی تہوار تھا
ملکہ نے سر جھکا کر کہا جی گھبرایا جلسہ آراستہ ہوا کنیزیں سوانگ بنی تھیں آج ٹھیٹھر بنایا تھا ہماری
کنیزیں خوب نقل اتارتی ہیں غراب نے کہا بی بی ایکدن ہم بھی دیکھیں ملکہ نے کہا اب اسوقت تو
سرفراز فرمایئے کسی دن عرض کرونگی غراب اچھا کہکر اٹھا دل میں تاڑ گیا مقدمات کا خیال کرتا ہے
کہ اسی طلسم میں اکثر نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین نے مسلمانوں سے آشنائیاں کرکے
گھرانے بزرگوں کے تباہ کیے یہ سوچکر قلعے میں آیا دہیم تیز پا عیار کو بلاکر کہا اسوقت مجھکو خود بڑا
انتشار ہوا باغ شعلہ سے خبر لاکر کیسا جلسہ آراستہ ہے میرا دل یہی کہتا ہے کسی مسلمان کا اس
باغ میں گذر ہوا نہایت لطف سے جلسہ آراستہ تھا دہیم چلا میاں نورالدہر نے ملکہ سے کہا بار بار ہی
میں دل گھبراتا ہے ملکہ آئیں جو تیرے پیرو فرش ہوا اسباب سامان عیش و عشرت رکھا گیا ملکہ نے جبین
نورالدہر پہلو میں ملکہ نے باتیں کرتے کرتے کہا اے شہزادہ والد نامدار اسی فکر میں تشریف لائے تھے

ای عیار تیرے کہنے سے چلا ہون مگر میرے دل کو یقین نہین آتا وہ صاحب عفت و عصمت ہو گئی سنی ہے اور تصویرین شاہان جہان کی اسکی خواہش مین آئین تب سے پیش کین اُسنے یہی کہا کہ بابا جان مجکو مرد کے نام سے نفرت ہے مین کیونکر کہون کہ اسنے مسلمانون کو پہلو مین بٹھالیا ارے اسنے شمشیر بنایا تھا اسمین کسی کو شاہزادہ قرار دیا ہوگا وسیم کہتا ہے مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا غراب نے کہا مین تو خود چلتا ہون وسیم نے کہا چل کے آنکھون سے دیکھ لیجیے تب میری بات کا یقین آئیگا غراب غصے مین کانپتا ہوا وسیم رکاب سے لپٹا ہوا ملکہ حیران و پریشان باغ مین کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہے مین معشوق کا انتظار دل بیقرار باپ کو جو آتے ہوئے دیکھا کنیزون نے عرض کی کہ آپکے والد نامدار آتے ہین ملکہ باپ کو دیکھکر بھاگی جاکر بارہ دری مین پہونچی اسباب عیش و نشاط چھپنے لگا دل بیٹھا جاتا ہے قلب تھرتھراتا ہے غراب دروازے پر پہونچا وسیم نے کہا مین بھی آپکے ساتھ چلونگا حضور نے دیکھا کہ دروازے پہ کھڑی ہین آپ کو دیکھکر بھاگین غراب نے کہا کہ یہ بھی کچھ خطا ہے اپنے دروازے پر کھڑی تھی مجکو جو آتے دیکھا ہٹ گئی ای وسیم اگر بیرہ حمزہ ہے تو اسکو قتل کرونگا اور شہلائے نازک چشم کی قضا ہے سارے باغ کو اُسکے پامال کرونگا خون سے مسلمان کے سارا باغ رنگین کردونگا اور اگر بہتان ہوگا تو اب تمہاری میرے ہاتھ سے قضا ہے وسیم عرض کرتا ہے کہ حضور مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کانون سے بھی سب یہ حال سنا اب کہین خلاف ہو سکتا ہے غراب نے کہا ای وسیم آج وہ نظر نہین آتی تو نے میرے روبرو کہین کہ قلب اُلٹ گیا دل چاہتا ہے اپنے کو بھی ہلاک کردون مجکو کچھ خیال نہ آیا وسیم کہتا ہے میرا تو اعتقاد ہے کہ بیرہ حمزہ بارہ دری مین بیٹھا ہے آپ کو دیکھ کر بھاگین بیرہ حمزہ کو چھپانے گئی ہین سارے باغ کی تلاشی لیجیے کسی صندوق پٹارے مین چھپا دین گی غراب بپھرا ہوا چلا آتا ہے اندر باغ کے داخل ہوا وسیم بھی ساتھ ساتھ ہے عیار دیکھتا ہوا کنیزین جا بجا کھڑی ہین ذکر ہو رہا ہے ایک سے ایک کہتی ہے کہ بوا کیا غضب ہے کہ عیار بھی ساتھ چلا آتا ہے کسی کے پردے کا خیال نہین چند کنیزین دوڑین کہ جاکر ملکہ سے اطلاع کرین کہ عیار بھی باغ مین چہار جانب دیکھتا ہوا چلا آتا ہے جیسے ہی کنیزین چلین وسیم نے پکارا کہان جاتی ہو اطلاع کرنے جاتی ہو دشمن کو بٹھا رکھا ہے خبردار وہان نہ جاؤ مین خوب سمجھتا ہون کنیزین بڑبڑانے لگین کہا کہ او وسیم کون دشمن ہم نہین جانتے غراب نے کہا ای وسیم سنتا ہے کنیزین کیا کہتی ہین وسیم نے کہا حضور ان سب کو سمجھا دیا ہوگا بھلا یہ قبول لین گی یہ باتین ہوتی ہوئین غراب تلوار تولتا ہوا قریب بارہ دری کے آیا ملکہ نے اُٹھکر سلام کیا وسیم کو دیکھکر پیچھے ہٹین اور پکار کر کہا کہ حضور آج مجھے وسیم کے سامنے کردیا غراب نے کہا کہ بیٹا تم ہمکو دیکھکر کیون بھاگین آج تمپر بڑی تہمت ہے سچ نکلا تو مقام حسرت ہے جھوٹ ہے تو اسے قتل کرونگا بیرہ حمزہ کو باغ مین جگہ دی ملکہ نے تیور کر کہا کہ بیرہ حمزہ مین نہین جانتی وسیم نے کہا حضور کمرون مین دیکھیے ملکہ نے کہا ای وسیم مین اسی مقام پہ کھڑی ہون تم خود جاکر دیکھو مجھے کسی سے کیا کام وسیم سب جگہ ڈھونڈھنے لگا جس کمرے مین جاتا ہے صندوق و پٹارے کھول کھول کر دیکھتا ہے کہین نشان بھی نہین سب کنیزین بھی دوڑ کر چلی آئین عرض کرتی ہین ای شہنشاہ یہ وہ باغ ہے کہ رشک سے لالے کے بھی دل مین داغ ہے ہماری ملکہ نے ہم

پھول بھی باغ مین نہین رکھا کنیزون کو یہان دروازہ پر آنے کا حکم نہین ہی ہم لوگ اپنے اپنے
شوہر کی صورت دیکھنے کو ترس گئے ہین اندر باغ کے مرد کا آنا کیسا یہ کس نے آپکو خبر دی آپ تلوار
لیے کھڑے ہین بی بی آپکے ہول سے مری جاتی ہین رنگ رو متغیر میان دہیم سب کمرون مین گھسے
پھرتے ہین ہماری کٹھیون مین تلاشی لیتے ہین شاید ہمنے چھپایا ہو دہیم حیران ہی سارے باغ کو چھان
ڈالا زمین باغ کو دیکھتا ہی کہ جس مقام پر زمین نرم ہو کھود کر دیکھون ملکہ نے تڑپنا شروع کیا اور کہا
بابا جان آج آپنے میرے باغ کو بے پردہ کرایا آپکی صورت خونخوار دیکھکر میرا تو دم نکل گیا اب تو
غراب تلوار کھینچکر سر پر دہیم کے آیا کہا او حرام زادے دیکھ تو آج چھوکری کا کیا حال ہی جاری
بیٹی کے پاس مرد آئے تو نے یہ بھی خیال نہ کیا کر پردے مین بات کو کہتا بتلا کہ نبیرۂ حمزہ کہان گیا
دہیم خاموش کھڑا ہی کبھی کہتا ہی حضور مین نے جلسہ مین بیٹھے ہوئے دیکھا نہین معلوم کہان چھپا دیا
میری مجال تھی کہ ایسا دروغ بے فروغ ساخت شاہ کے عرض کرتا ملکہ نے پکار کر عرض کی کہ بابا جان
یہ نمک حرام دشمن اپنی ہی کیے جاتا ہی اور آپ سن رہے ہین غراب نے ایک ہاتھ مارا کہ دہیم کے
دو ٹکڑے ہوئے کنیزون سے اشارہ کیا کہ لاش اس نمک حرام کی بیرون باغ پھینکدو کہ پھر کوئی ایسی حرکت
نہ کرے ملکی کو گلے سے لگایا کہا بی بی تمام طلسم مین غدر ہی کہ شاہزادیان ساتھ پسران حمزہ کے نکل
گئین مجبوراً مار پھر دو کنیزون پر بھی تاکید رہے کہ باہر نہ نکلین کوئی غیر مرد نہ آنے پائے ملکہ نے کہا حضور
میرے باغ مین مرد کا نام نہین حضور کیا مجال غراب چلا گیا ملکہ نے سجدۂ شکر پروردگار
کیا کنیزون سے کہا کیون صاحبو اسوقت وہ یہان ہوتے تو کہا قیامت برپا ہوتی سب نے کہا
حضور بڑی خیر ہوئی اب انکو خدا دشمن سے بچائے ملکہ نے کہا صاحبو میرا دل دھڑک رہا
ہی قلب پھڑک رہا ہی استنے بڑے پہلوان پر آفت لیکے گئے ہین اپنے دل کی تو یہ کیفیت ہی **نظم**

بسا ہے اوج جنون مین مجھے کمال ہوا
کہ آفتاب بھی ایک ایک شعلہ جمال ہوا
دکھا کے اپنے مجھے بوسہ اگر لیا تو لیا
حیات بعد ہوئی پہلے انتقال ہوا
تری کمر تو نہ تھا مین جو موت کو نہ ملا
وہی عروج ہی میرا کہ جب زوال ہوا
درازی شب غم کا وہ ایک لمحہ ہی
چڑھا جو سر پہ وہ آخر کو پائمال ہوا
بصورت ورق گل خزان سے ابتر ہو

خراش ناخن دیوانگی ہلال ہوا
ہزار شکر کہ میرا بھی اب وہ حال ہوا
رقیب دلمین سمجھ لو اگر ملال ہوا
خیال زلف اثر ہی تو دل کی خیر نہین
شب فراق مین مرنا ہی کیون محال ہوا
برہنگی کی ندامت رہی یہ تن کے ساتھ
جسے زمانے مین کہتے ہین وہ رسال ہوا
کھلا کھلا کے گوشایاں یہ سوز پنہان نے
نسیم کا چمن دہر مین یہ حال ہوا

عروج حسن مین وہ یار کو کمال ہوا
دعا کو ہاتھ اٹھے آپ کو خیال ہوا
فروغ زیست ہوا سرکشی کے صورت شمع
وہ ٹوٹ جاتا ہی شیشہ کہ جسمین بال ہوا
بسان آخر روز و بشکل اول شام
کہ بعد مرگ بھی زرد و انفعال ہوا
کھلا یہ عقدہ قد مجوش لعت سے بھکو
گلو مین طوق گران بصورت ہلال ہوا
کمر مین سمجھا نہ سمجھا ... داری نہ

پھر اسے انشاء اللہ وہ خیر و عافیت سے آئینگے ملکہ تو اس حال مین ہی مگر نور الدہر کا حال عرض
کیا جاتا ہی کہ دو پہر رات سے گئے نور الدہر بن بدیع الزمان قریب لشکر مغلوب پہونچے لشکر کو دیکھا
کہ طلایہ پھر رہا ہی اعدا ان اژدر پیلوان بارہ ہزار جوانون سے طلایہ دے رہا ہی جاگتے باش و
ناظر باش کی صدا بلند ہی نور الدہر نے مرکب بڑھایا قریب لشکر آکر اپنے باپ کا نعرہ کیا نعرہ

بہ تیغ الوہا نام کرد در روز کین ✤ زلوا ثم کشتم آسمان بر زمین ✤ ز تیغم نبسے ملک اسلام شد ✤ کہ سر فتنۂ باختر نام شد

نعرہ کرتے طرف مشرق سے آئے چند ساعت شمشیر زنی کرکے طرف مشرق سے پہونچے نعرہ بہرام کیا **نعرۂ بہرام** منم گرد بہرام خاقان چین ✤ کہ از ہیبت من بلرزد زمین ✤ ادھر سے طرف جنوب کے آگے ایکی صاحبقران کے نام کا نعرہ کیا **نعرۂ صاحبقران**

بحکم خدا بستہ شمشیر چار ✤ سر سرکشان چار در خاک کرد
کہ تیغ صمصام و قمقام نام ✤ کہ تیغ عقرب بکے ذوالحجام
امیر عرب ضیغم روزگار ✤ ان کافران از جہان پاک کرد

لشکر کفار میں ہنگامہ ہوا حمزہ شبخون آیا چہار طرف سے کافر دوڑے آپس میں گوشت خر و دندان سگ ہونے لگا مگر **نور الدہر** روتے ہوئے طرف شمال کے آئے نعرۂ لندھور کیا **نعرۂ لندھور** منم صاحب عمود و جانشین حمزہ ورگردان شہ ہندوستان شہرزمان لندھور بن سعدان ادھر سے لڑتے ہوئے نکلے آتے تھے کہ **اعدان طلا** بردار اسکے ساتھ دشمن بھی ہو رہے اسنے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال شمشیر زنی کرتا ہوا چلا آتا ہے **اعدان** بھاگ بھی **حمزہ** ہے کفار میں تلوار چل رہی ہے یہ سب کو ہٹاتا ہوا قریب **نور الدہر** کے پہونچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا **نور الدہر** نے شمشیر پر روکا **تیغۂ خارا شگاف** کا ہاتھ مارا کہ **اعدان** کے دو ٹکڑے ہوئے کفار میں غلغلہ ہوا کہ سپہ سالار مارا گیا چند کس دوڑتے ہوئے بارگاہ **مغلوب** پر آئے پکار کر آواز دی ای پہلوان دوران آج تجھے **طلسم کشا** لشکر پر شبخون لایا سپہ سالار مارا گیا **مغلوب** یہ آواز سنکر گھبرایا ہوا باہر آیا دیکھا سارے لشکر میں تلوار چل رہی ہے کچھ بھاگے جاتے ہیں بعض لڑائی میں اُلجھے ہوئے ہیں بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا **مغلوب** کا بھائی **اسلوب گردن** سوار سامنے سے لڑتا ہوا آیا کہا بھائی صاحب چالیس لاکھ فوج مسلمانان نے آپ کے لشکر کو گھیرا ہے آپ کے لشکر والے بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہیں بھائی صاحب **الانصاف** کیجیے میں نے صدہا مسلمان قتل کیے جو کم نہیں ہوتا ہر چند میں نے چاہا اپنی فوج کو الگ کرون مگر فوج کا علیحدہ ہونا دشوار ہے ایک طرف آپ بڑھکر شمشیر زنی کریں ایک طرف میں جاتا ہوں لڑائی فتح کرلیں گے مسلمان جانتے نہ پائیں شبخون مارنے کا مزہ اُٹھائیں اتنا تو یاد ہو مسلمانون پر ایسی بیداد ہو کہ پھر کسی پر شبخون مارنے کا ارادہ نہ کریں ایک طرف **مغلوب** چلا ایک طرف **اسلوب** شب تیرہ و تار میں اپنی فوج کو قتل کر رہے ہیں **سکان صبار فتار غبار** **مغلوب** کا تھا نہایت طرار و فرار ہے جب اسنے دیکھا کہ کئی سو پہلوان مارے گئے اسنے روشنی جابجا درست کرائی جس مقام پر روشنی ہوئی اپنی فوج کو لڑتے ہوئے دیکھا اسنے غل مچایا کہ یارو آپس میں لڑ رہے ہو مسلمان کہاں ہیں ہر مقام پر یہی انتظام دیکھا سپاہیوں کی پلٹنیں سپاہیوں کا رسالہ ہر عیار دوڑا ہوا سامنے **مغلوب** کے آیا عرض کی کہ ای پہلوان دوران تمام سارے لشکر میں پھرا جہان میں نے دیکھا یہی ہنگامہ تھا کہ آپس میں لڑ رہے ہیں [illegible] جدا کیا صاف ظاہر ہے کہ مسلمان شبخون مارکر بھاگ گئے ذرا سمجھکر لڑیے صدہا پہلوان مارا گیا بھائی کے ہاتھ سے بھائی قتل ہوا اب لاشوں پر رو رہے ہیں باپ کہتا ہے کہ میں نے جوان بیٹے کو مارا کیونکر زندگی ہوگی ہر طرف شور گریہ و زاری بلند ہے ہر کس و ناکس دردمند ہے یہ دریافت کیجیے کہ مسلمان

الٰہان ہین **مغلوب** سے کہا کہ ا**سکان صبا رفتار** مین بھی اندھیرے مین جا پہنچا اب خیال کرتا ہون کہ میرے ہی پہلوان میرے ہاتھ سے مارے گئے ابھی تک مین نے کسی مسلمان کو نہین دیکھا اور ا بڑھکر دیکھو تو **سکان** بڑھا تھا کہ ایک طرف بڑھ ہوا دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال ضرغام خصال شمشیر لڑتا ہوا آتا ہے جو سامنے پہونچا اُس دلیر کے ہاتھ سے مارا گیا تیغ برق کے مثال چمک رہا ہے کہ **اسلوب** بھائی **مغلوب** کا گیند ا بڑھا کر جا پڑا **مغلوب** دیکھ رہا ہے کہ **اسلوب** اور اُس جوان سے تلوار چلنے لگی **اسلوب** نے کئی ہاتھ مارے اُس جوان نے روکے روک کر ایک ہاتھ مارا **اسلوب** کے کہ گاہ پر پڑا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے **مغلوب** نے سر پیٹ لیا اور کہا ہائے غضب ہوا **حمزہ** کے ہاتھ سے بھائی صاحب مارے گئے ا**ے سکان** میرا بازو ٹوٹ گیا مگر کیا غضب کی بات ہے کہ اکیلا اتنے بڑے لشکر پر آیا یہ کہکر آواز دی بار دو چار جانب سے **حمزہ** کو گھیر لو اب جو فوج نے **نورالدہر** کو گھیرا نیزہ و تیر تفنگ تلوارین چہار جانب سے شاہزادے پر پڑنے لگین شاہزادہ ہمہ تن چشم بنا ہوا مجمع کفار سے لڑ رہا ہے ناگاہ دیکھا کہ شہنشاہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان فوج ظفر موج شہنشاہ زرین پوش سے شکست کھا کے جانب مغرب بھاگا قلعہ مغرب مین جا کر چھپا شہنشاہ نیر اعظم بصد شوکت و حشم مع فوج ضیا چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا تمام فوج نے **نورالدہر** کو گھیر لیا ا ب چہار جانب سے بلوہ ہوا **نورالدہر** کو یقین کامل ہوا کہ اب نکاسی غیر ممکن ہے ہر چند کد و کاوش کرتے ہین کہ ادھر نکل جاؤن ایک غول سے نکلے دوسرے غول مین پہنچے اب **نورالدہر** پریشان فوج کے ریلے ہر طرف سے چلے آتے ہین جسوقت سے **اسلوب** مارا گیا اسوقت سے خوف غالب ہوا **مغلوب** سامنے نہین جاتا دور سے دیتا لیتا کر رہا ہے **نورالدہر** دیکھ رہے ہین کہ سب طرف سے کفار چلے آتے ہین ہر طرف سے غلغلہ ہے کہ اس جوان کا سر کاٹ لو **نورالدہر** جانبازی کر رہے ہین اُس بیقراری مین شہلائے **نازک چشم** کا خیال آیا کہ نہین معلوم اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق پر کیا گذری ہوگی رات بھر ہمارا انتظار کیا ہوگا اب یقین کامل ہو گیا ہوگا کہ **نورالدہر** وہان پھنس گئے ای کریم کارساز اس بلائے ناگہانی سے نجات دے

نظم

کرم بر بندگان کن بادشاہا	الٰہی چہرۂ مقصود بنما	بہر وسہ داری از فیض بخشا	الٰہی بر غریبان لطف فرما
الٰہی بر من عاصی ببخشا	الٰہی جام اندر ہر دو عالم	من بیکس نجات تو تو را	الٰہی رحمت کن بر گنہگار
تو رزاقی تو خلاقی تو مولا	ترا اندر ہر جا مرد دل را	ترا چند بر سو چشم بینا	تو ستاری تو غفاری تو دادار
کنندہ خلق و خلاق خوغا	تو بیشک وحدہٗ لاشریکی	تو لاثانی و بے مثل و یکتا	ز شفقت و رندانہ شور بر پا
شہا دعکم تو ای خلاق پیدا	ز بے چیز بوئیت میدہد بو	ز رنگ گل شود رنگ آشکارا	زمین و آسمان عرش و کرسی
بیدرگاہت چہ اسکندر چہ دارا	تو دانی و کریمی و رحیمی	بلطف خویش بر بندی ببخشا	غلامی رتبہ دارد ای شہنشاہ

نورالدہر نے دل سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اسوقت سے گردانی شاہزادہ **بدیع الزمان** جو طرف طلسم نور افشان کے چلے تھے اسوقت آکر پہونچے دیکھا ایک مقام پر تلوار چل رہی ہے صدا گیر و دار بلند ہے ایک جوان پر سارا لشکر ٹوٹا ہوا ہے امیر نے فرمایا بڑھکر دیکھو تو لوگون لڑ رہا ہے ایک

جوان کو ہزارون سے گھیرا ہے دور سے دیکھکر دل بیقرار ہوگیا امید گیا دم بھر مین روتا ہوا آیا غرض کی ای شہریار باپ کا نور نظر **نورالدہر** نامور گھرے ہوئے ہین شاہزادہ اکیلا لڑرہا ہے شاید شیخون مارا تھا صبح ہو گئی نکل نہ سکے مگر ماشاء اللہ اتنے بڑے لشکر سے کس لطف سے لڑرہے ہین زخمون مین چور چور ہین مگر اسوقت تک کوئی قریب نہین آسکتا دور سے وار کرکے بھاگتے ہین یہ سنتے ہی ساتھ ہی **بدیع الزمان** کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا مرکب کو اڑایا سرداران **بدیع الزمان** بڑھے دور سے آواز دی ای نور نظر نہ گھبرا اتنا مین آپہونچا **نورالدہر** نے پلٹ کر دیکھا **بدیع الزمان** بصد شوکت و شان مع جوانان تیغزن و سرداران صف شکن شمشیرزنی کرتے ہوئے آپہونچے آتے ہی فوج کفار کو زیر شمشیر رکھ لیا سرداران تہمتن نے زمین ہلادی **مغلوب** نے جو دیکھا کہ فوج آپہونچی **نورالدہر** کو زخمی دیکھ چکا ہے کہ شاہزادہ زخمی ہے خیال مین ہے کہ جاکر مارلون گھنڈے کو بوجانے ہوئے قریب **نورالدہر** کے پہونچا شاہزادے پر برس پڑا اکی ہاتھ تلوار کے مارے **نورالدہر** نے تلوار پر کاٹتے چوتھے وار مین نعرہ کیا اونام دمردان عالم کا ایک وار قبول کر یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا برق شمشیر چمک کر گری **مغلوب** کے دو ٹکڑے ہوئے غلغلہ بلند ہوا ہر طرف سے یہی آواز بلند تھی **مغلوب** پر شاہزادہ غالب ہوا وہ اپنی موت کا خود طالب ہوا علم فوج کو بڑھکر شہزادہ **بدیع الزمان** نے قتل کیا **قتل و تاراج** بڑھکر لڑے تمام کا فرد ہائی دینے لگے افسران فوج نے امان طلب کی افسران فوج ہاتھ باندھکر سامنے آئے **بدیع الزمان** نے سب کو پناہ دی اُسی مقام پر لشکر اترا **نورالدہر** کی زخم دوزی کی شفاخانے مین شاہزادہ داخل ہوا شاہزادے کے جو ٹانکے لگائے گئے پٹیان مرہم کی چڑھین آرام جو ملا آنکھ جو کھلی اُسوقت وہان سناٹا تھا شاہزادے کو شہلائے نازک چشم کی یاد آئی بیقرار ہوکر اُٹھ بیٹھے بیتابی سے یہ اشعار پڑھنے لگے اشعار

خدا گواہ دل مضطر مین اتنا اثر دیگا
خوشی نصیب بھر ہجر کی رنج ہنگام سحر دیگا
رہ تاریک مین کیا کام آئینہ نازک خیالی کا
تغیر مست کا کا مجھے دمدمے بھر دیگا
تمہارا حال پوشیدہ نہین ہے کا عاشق سے
اگر آ ملے کو دیگا داغ تو گل کو وہ درد دیگا
جو کھا کر عارض گلگون چمن مین مست ہو بلبل
خدا الفت بتان سنگ دل کو لمبی عمر دیگا

جنون سے کے دلمین تیر یہ ہے آواز تر
ملا کر منہ سے منہ جو شب کو درد تر
نزاکت بھی ہی دیگا حواس گل کو مردیگا
جہان وہ ہوگا سبزہ وہ دن رنگ پھولے
ہمارا بیکس دل ہر وقت کی بیکو خبر دیگا
کسی پہلو نہین آئیگا جگر مین دل نہین
ہمارا دامن نظارہ پھولنے وہ بھر دیگا
ایسے مین شعر وصف سلک نہ ہین سے

یہ کیا معلوم تھا داغ جدائی وہ قمر دیگا
دعا مین سیکڑون خوش ہوکے عاشق سحر دیگا
خدا کا نام ہنسے وہ ہوگا مسیحا مین دیا بھی
زمرد کے خدا شاخون بچھے جگر دیگا
خدا کے سامنے شادی غم دونون آئینگے
بہت تکلیف ہجر یار مین رو جگر دیگا
خبر کیا تھی ہزارون حسینان جیلہ نگار تھے
کوئی تو قدردان منہ ہے تو سکو دیگا

ہر چند ضبط کیا ضبط نہو سکا آخر کو شاہزادہ سمو لیست مین اُٹھا کر سب کو خبر نہونے پائے مرکب آراستہ کیا یہان سب اپنے بھولے غافل سورہے ہین شاہزادے نے مرکب تیار کیا سوار ہو کر طرف باغ **ملکہ شہلا** کے چلے یہان **ملکہ شہلائے نازک چشم** کو ان بھر تو اس ٹھکانے مین گذرا **کہ عذاب جادو** کا مع **وسیم** جب رآتا باغ کی تلاشی ہونا آخر مین **وسیم** مارا گیا اب شام سے دروازے پر انتظار مین کھڑی ہین کہ شاید شاہزادہ پلٹ کر آئے یہ تو خبر کنیزون نے سنادی ہے کہ

اُنکے باپ لشکر گران سے آئے مغلوب پہلوان مارا گیا سوچ رہی ہین کہ باپ اُنکے کاہیکو
آنے دینگے اُنھون نے ذکر بھی یہان کا نہ کیا ہوگا اپنے باپ کے ساتھ طرف طلسم نور افشان
کے جائینگے یہان اب کاہیکو آینگے ایک کنیز سمن بر نامے بڑی شوخ و شنگ تھی بڑھکر عرض
کی ای ملکہ ہمراہ بارہ دری مین چلیے کہانتک آشنا کا انتظار کیجیے گا اوس پڑی ہے وہ اپنے باپ کے
پاس ہونگے آپکا ذکر بھی نہ کیا ہوگا آپ اسقدر بے مروت ہین ذرا صبر کیجیے پہلی آشنائی مین یہی ہوتا ہے
ملکہ نے پلٹ کر کہا او بدزبان کیا بیہودہ بکتی ہو کنیزون نے بھی کہا کہ او سمن بر یہ تو نے کیا جھک مارا
کوئی ایسی بات ملکہ عالم کو کہتا ہے ملکہ نے کہا اسکے دانت توڑو ایک کنیز نے طمانچہ مارا کلمات سخت
سنکے سمن بر سر جھکا کر چپ ہو رہی جی مین کہتی ہے اگر اسوقت وہ شخص ہوتا تو اسکے باپ
سے جاکر کہتی افسوس ہے وہ چلا گیا دہیم بیہودہ مارا گیا ملکہ نے چاہا کہ بیٹھین کہ نخلستان مین روشنی معلوم
ہوئی دیکھا کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان گھوڑا اڑائے ہوئے چلے آتے ہین ملکہ
بیقرار ہوگئین کہا لو بی سمن بر دیکھو ہمارے آشنا آئے یہ کہکے نکل پڑین نور الدہر کی رکاب پر
ہاتھ رکھ دیا کہا ای شہسوار آپکے انتظار نے مار ڈالا نور الدہر نے فرمایا کہ ملکہ اسوقت بہت بے
بڑا الم کیا والدین وقت پر مدد کو آئے مین شفاخانے سے اٹھکر چلا آیا ہون چاہتا ہون دو دو
باتین کرکے چلا جاؤن ملکہ نے کہا کہ چند ساعت ٹھہریے نور الدہر اندر آئے بارہ دری مین آکر
بیٹھے سمن بر تو جلی ہوئی تھی نکلکر بھاگی کہ جاکر غراب جادو سے اطلاع کرون غراب
اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہے فرمان شاہان طلسم اسکو بھی پہونچ چکا ہے کہ جہان مسلمان ہین انکو روکو ساحرون
کو جمع کر رہا ہے کہ خبر ہوئی سمن بر کنیز ملکہ شہلا کی در دولت پر حاضر ہے غراب نے کہا کہ بلالو
سمن بر تو جلی ہوئی ہے روتی ہوئی سامنے آئی عرض کی کہ ای شاہنشاہ ساحران صاحبزادی نے
تو خوب پیٹ سے پیر نکالے ہین دن کو تو ہم نہ عرض کرسکے دہیم ناحق مارا گیا سچ کہتا تھا کہ
نبیرہ حمزہ دو دن سے باغ مین ہے کوئی پہلوان تھا اسکو مارنے چلے گئے تھے دہیم جھوٹا پڑا
ہم اسوقت نہ عرض کرسکے اب اسوقت پسر حمزہ آیا ہے اُنکے باپ بھی بہت فوج سے آگئے باپ کو دھوکا
دیکر آئے ہین حضور دونون کے دلکی لگی ہے ادھر یہ بیقرار ادھر وہ اشکبار روکو نہ ٹھہرتا تھا انھون نے
منت کرکے ٹھہرایا ہے جلد چلیے ایسا نہو کہ مثل دہیم کے ہم بھی جھوٹی پڑون یہ سنکر غراب جل گیا
کہا ای سمن بر کام تو تو نے قتل کا کیا کہ عیار ہمارا مارا گیا اسوقت تک تو نے ہمسے نہ اطلاع کی اگر جھوٹ نکلا
تو بوٹیان کاٹ کر چیل کوون کو دونگا خطا تمہاری ظاہر ہے وہ عیار ہمارا بڑے کام کا تھا جا بجا سے
خبر لاتا تھا کہتا جھکتا باغ کے قریب آیا کنیزین چند دروازے پر بیٹھی ہین غراب جادو کو دیکھکر گھبرا
ایک بھاگی یہان نور الدہر ملکہ سے کہہ رہے ہین کہ مین شفاخانے سے اٹھکر چلا آیا اگر قبلہ و کعبہ آگاہ
ہونگے کہ نور الدہر نہین ہے تو پریشان ہونگے انشاء اللہ پھر آؤنگا آجکل کسی کو مہلت نہین ہے سب
اسی کے طالب ہین کہ اپنے کو تا بہ طلسم نور افشان پہونچائین یہ باتین تھین کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی
آئی عرض کی کہ آپکے والد آتے ہین سمن بر نے جاکر کہا آتش افروزی کے در باغ کے قریب
آگئے ہین اپنے کو بچائیے شاہزادے کو کہین چھپائیے ملکہ گھبرائین کہا ای شہریار مین کیا کرون

اور تو جلدی میں کچھ نہ بن پڑا شاہزادہ ہان ہان کرتا رہا ملکہ نے اُٹھتے ہی نور الدہر کو بغل میں دبا لیا اُڑین جدھر نور الدہر نے کہا تھا کہ ہمارے قبلہ و کعبہ کا لشکر اُترا ہے اُسی طرف چلیں عزاب جادو دروازے کے اندر آیا ہے کہ اسنے دیکھا کنیزیں بھاگی جاتی ہیں سمن بر نے کہا وہ ری دیکھیے کھلبلی پڑ گئی سر اُٹھا کر دیکھا شہلا اسے نازک چشم نور الدہر کو بغل میں دبائے ہوئے اُڑی جاتی ہے عزاب نے للکارا کہ اے گیسو بریدہ کہاں جاتی ہو یہ کہکے گرز مارا شہلا بھی سحر میں طاق شہرۂ آفاق ہے اسنے بائیں ہاتھ سے اشارہ کیا گرز پھینک گیا عزاب جادو اور زیادہ جھلایا آواز دی کہ میں نے اسیواسطے سحر سیکھا تھا کہ تجھ سے مقابلہ کرے ایک دو پتھر زمین پر مارا یا سامری کی آواز دی زمین تھرائی شہلا زمین پر گری نور الدہر جو بغل سے گرے شہلا بیتاب ہو گئی نور الدہر نے چھوٹتے ہی نعرہ کیا کہ او ملعون عورت پر کیا دباؤ ڈالتا ہے سامنے آکر مقابلہ کر عزاب اس طرف پلٹا شہلا نے چاہا کہ پھر بغل میں دبا کر نور الدہر کو لے بھاگوں عزاب نے سحر کیا کہ زمین نے پاؤں تھام لیے نور الدہر بیکار ہوگئے قدم نہ اُٹھا عزاب جب چلا تھا تو پیچھے اسکے جادوگر بھی چلے تھے اسوقت آ کر پہونچے جتنے جادوگروں کا تانتا لگ گیا کئی ہزار جادوگر آ پہونچے ملکہ سحر سے لڑ رہی ہے یہی قصد ہے کہ نور الدہر کو لیکر نکل جاؤں عزاب سحر کر رہا ہے ملکہ برابر لڑ رہی ہے جب اُسنے سحر کیا ملکہ نے جواب دیا اُس سے جادوگر عزاب کے مر کر گرے مرنے کی ساحروں کے صدا بلند ہوئی ہنگامہ گرم ہو گیا نور الدہر ایک عجب مصیبت میں عزاب کے کھینچے ہوئے کھڑے ہیں چل بھی نہیں سکتے شہلا گرد پھر رہی ہے جس طرح شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہے آنکھوں سے آنسو جاری ہیں بیقراری میں زبان سے نکلتا ہے کہ پروردگار شہر مینا صاحبقرانی کو بچا عزاب بکار رہا ہے کہ اے گنہگار تک قریب نہ جا ملکہ ٹھنڈی سانس بھر کر فرماتی ہے نظم

بلبل نالان کہاں جا گلستان چھوڑ کر	چاہیے وحشت میں جامہ چاک ہونا ہوش کا	جیتے جی جاؤں کہیں کیونکر کوچۂ جانان چھوڑ کر
وصل تا جسمن نظر آیا ہے شعبان سے مجھے	سبزہ کیا دیکھوں خدا جسا رہا جان بہار	جامۂ تن کو لون اپنا گریبان چھوڑ کر
ہمارے جانے میں کوئی سحر کا دامان چھوڑ کر	روح لیلی کا عبث ہے گو مجنون انتظار	کاوش غم دور ہو میرے دل پریشان کی
وصل جانان کس کی قسمت میں ہمیشہ ہے دلا	جاتی ہے ایک روز آخر جسم کو جان چھوڑ کر	ہوئے گل کب جو دکرتی ہے گلستان چھوڑ کر
لعل قیمت کو ہو پہنچتا ہے بدخشان چھوڑ کر	ہوتی ہے غربت میں پروت پردیسی یہ	ہو وطن میں خاک میرے گو ہے مضمون کی تلاش
ہوا کی وصل جنت میں کبھی مجکو بار کا	کب وہ انسان ہے جو جاتا ہو انسان چھوڑ کر	ہے اُٹھائے کسقدر یوسف نے کنعان چھوڑ کر
دن پیسے میں جسم کیا کیا قصر ویران چھوڑ کر	آج تو پوشاک پر ہو ناز تو گل دیکھیو	سر پٹکتی پھرتی ہیں ارمان سنگ و خشت میں
دیکھو لو فرقت دو دیکھی ہے جو برق دلبر کی	خندہ زن جاتا ہے عالم تجکو گریان چھوڑ کر	جانیگا نباش تیری لاش عریان چھوڑ کر
مسجد و حسین بیٹھا پانی کی دوکان چھوڑ کر		لب ناسخ میکش جو ساغر مفروش

اس طرح کے اشعار عاشقانہ بلک بلک کے پڑھتی ہے کہ سننے والوں کے کلیجے پھٹتے ہیں عزاب جھلا جھلا کر سحر کرتا ہے کہ شہلا کو پکڑ لوں شہلا مثل برق تڑپ رہی ہے ایک مقام پر نہیں ٹھہرتی ہے چاہتی ہے کہ نور الدہر کو لیکر نکل جاؤں مگر عزاب کب جانے دیتا ہے قضا نے کار درود وقت آیا کہ ساحر زرہ پوش بصد جوش و خروش چم دم معنبر سے جھولی ضیا کی گلے میں ڈالے ہوئے میدان میں سرخ در بہ جلدی میں آیا احوال بدعوں ہوا ظاہر ہوا لو ہا وو

صبح ہو گئی ملکہ شہلا کا چہرہ فق دل میں قلق بیان شاہزادۂ بدیع الزمان جو سو کر اُٹھے فرمایا کہو
تو نور الدہر کا مزاج کیسا ہی کہ تبراج دوڑتے ہوئے آئے عرض کی ای شہریار نور الدہر شفا خانے میں
نہیں ہیں بدیع الزمان گھبرا گئے امیر سے فرمایا دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہوا سائیس نے عرض کی گھوڑا
بھی نہیں ہی بدیع الزمان نے فرمایا وہ جوان کہیں نکل گیا جب ٹانکے دیے جاتے تھے اسی وقت
وہ بیقرار تھا معلوم ہوتا ہی کسی نازنین پر عاشق ہی رہین وہ گیا امیر بڑھکر دیکھو تو میرا ابھی گھوڑا لاؤ
فضل و قارن ایک جانب دوڑے امیر ایک جانب چلا ہرکارے ہر طرف دوڑے
بدیع الزمان گھوڑے پر سوار ہو چکے ہیں قصد ہی کہ کسی جانب جاؤں کہ ایک ہرکارہ دوڑا ہوا آیا
عرض کی ای شہریار یہان سے کوس بھر پر ساحرون نے نور الدہر کو گھیرا ہی ہنگامۂ سحر گرم ہی ایک
نازنین سحر میں بھی زبردست ہی نہایت حسین شاہزادے کو بچا رہی ہی جان لڑا رہی ہی چاہتی ہی کہ جان
دون نور الدہر کو بچاؤں یہ سنکر بدیع الزمان گھوڑیکو بڑھا کر اُس جانب چلے یہ تو ناظرین
کو یاد ہوگا کہ بدیع الزمان کے گلے میں ایک تختی پڑی ہوئی ہی کہ اُس پر سحر تاثیر نہیں کرتا قبضہ پر ہاتھ ہو لا
فضل و قارن بھی چلے اُس وقت آکر پہنچے کہ دور سے دیکھا عزاب جادو نے ملکہ شہلا
کو زخمی کیا ہی ملکہ نے گھٹنے ٹیک دیے رو رہی ہی مگر سحر ایسا کر رہی ہی کہ اپنے پاس کسی کو نہیں آنے
دیتی ہی کبھی دو تیر زمین پر مارا زیور اپنے پھینک رہی ہی کسی پر بجلی پھینک ماری اُس پر برق گری ٹکڑے
دو ٹکڑے ہوئے کسی پر کڑا پھینک مارا اُس کا سر پھٹ گیا عزاب کہتا ہوا آتا ہی او گیسو بریدہ تو نے
کئی ہزار ساحر مارے میرے رفیق شفیق تھے اُنکے بدلے میں تجکو بھی مٹا دونگا کہ بدیع الزمان نے

نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان
تو الم گشتہ آسمان بر زمین

ہمی خوبی ستہ انجمن — بدیع الزمان گرد لشکر شکن
ز تیغش بے ملک اسلام شد — کہ سر تشنہ ہا حشر ناکس شد

بدیع الزمان گرد در روز جنگ
تلوار کھینچکر آگے بڑھے

آواز دی کہ او عزاب خانہ خراب اُدھر کہان جاتا ہی مردان عالم سے آنکھیں چار کر اُسنے لپک کر گولی
مارا بدیع الزمان نے تختی کو چمکایا سحر باطل ہوا دو چار مرتبہ سحر کیا بدیع الزمان لڑتے بھڑتے ساحر
کو قتل کرتے ہوئے قریب عزاب کے پہونچے عزاب نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان
نے تلوار پر تلوار پر روکا جب اُسکا وار دفع کر چکے ہاتھ تلوار کا مارا عزاب نے سپر سحر کی اُٹھائی
تلوار جھنک کر گری سپر کو کاٹا سر پر گری عزاب کے دو ٹکڑے ہوئے عزاب کام آیا آندھی
سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد عرصے کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من عزاب
جادو بود شہلا جو سحر سے چھوٹی تڑپ کے کف ریز جا پڑی کئی ہزار ساحرون کو مارا صدائے غریو بلند ہوئی
ساحر غل مچانے لگے رومال سے ہاتھ باندھکر اُٹھے ملکہ سب کو لیکر خدمت میں بدیع الزمان
کے آئیں جھک کر سلام کیا بدیع الزمان نے شہلا کو گلے سے لگا لیا شہلا قدمون سے لپٹ گئی
سب سحر مطیع اسلام ہوئے بدیع الزمان ان سب کو ساتھ لیکر قلعۂ عزاب میں آئے ارادہ
یہ ہی کہ نور الدہر کا عقد ساتھ شہلا کے کرون نور الدہر نے قارن سے کہلایا کہ قبلہ و کعبہ سے
عرض کرو ابھی عقد وغیرہ نہو جلد کوچ کیجیے خبر ہوگئی کہ صاحبقران لوٹتے ہوئے جاتے
ہیں ہم اُنسے پیشتر پہونچیں یہ بھی عرض کرتا ہون کہ قاسم داماد جا چکے بدیع الزمان نے

یہ بلند شہلا نے کہا کہ فرزند اب تم اس قلعہ کا انتظام کرو ہم کل جائینگے شہلا قدمون سے لپٹ گئی کہا
کہ لونڈی بھی ساتھ چلے یہان سے تین کوس پر پہاڑ ہے کوہ خاکبار اُسکا نام ہے خاکبار جادو وہان کا
حاکم ہے کہتے ہین راستہ بند کر دیا کنیز وہان کام آئیگی بدیع نے کہا کہ اچھا لشکر تیار کرو چلے کوہ خاکبار پر
معرکہ پڑے شہلا نے کہا کہ لونڈی پہلے پہونچیگی یہ کہکے کنیزونکو حکم دیا سامان سحر تیار کرو صبح کو کوچ ہوگا
خدا نے چاہا تو کوہ خاکبار کو سحر کرکے اوڑا دونگی پہلے ہمارے شہریار کا کوہ خاکبار پر داخلہ ہوا اس
راہ سے کوئی آگاہ نہین ہے بدیع نے سردارونکو حکم دیا کہ سویرے لشکر تیار رہے کل ہی کوہ خاکبار پر
پہونچین اگر خدا نے فضل کیا چلکر کوکب کو رہا کرلین یہ حکم دیکر آرام فرمایا صبح کو نماز پڑھکے باہر آئے
لشکر کو تیار دیکھا قصد کیا سوار ہون کہ چند خادم دوڑکے ہوئے سامنے آئے عرض کی نورالدہر
و شہلا فرش خواب سے غائب ہین بدیع کے ہوش اوڑ گئے کہا اُمیہ سنا کوئی نورالدہر و شہلا کو
لے گیا اُمیہ نے کہا ابھی غلام تلاش کرتا ہے بدیع لاچار آکر پڑے قلعہ غراب پر مقام کیا اُمیہ واسطے
تلاش کے چلا اب حال نورالدہر و شہلا عرض کیا جاتا ہے قیطوس صحرانشین یہان سے پانچ کوس پر
رہتا ہے مدت سے شہلا پر عاشق ہے اسکو ہرکارے نے خبر دی کہ بدیع الزمان نے قلعۂ غراب
تسخیر کیا اپنے فرزند کے ساتھ شہلا کی شادی کرنے کو ہے قیطوس یہ ذکر سنکر گھبرا گیا اپنے عیار اوباش
کو بلایا کہا اے اوباش تو نے سنا مین کئی سال سے عشق شہلا مین بیقرار ہون اکثر غراب کو پیغام
دیا اُسنے یہی کہلا بھیجا کہ مین شادی کرونگا اب غضب ہے کہ نبیرۂ حمزہ کے ساتھ شادی ہوتی ہے مین کیونکر
زندہ رہونگا اب میری تو یہ کیفیت ہے بموجب اسکے

از رشک کرد انچہ بمن روزگار کرد
چون دیدہ کان نماند نہان آشکار کرد
فلک گسستہ مہر و کشتی شکست موج
بند مرا گسستن بند استوار کرد
نامی برغم من فتد از دست من بخاک
نتوان فزون ز حوصلہ جو اختیار کرد
غالب اگر چہ غم نباید نوا و اشتی ریاج

در خشکی نشاط مرا دیدہ خوار کرد
بد کرد چون سپہر گرچہ من بدم
در ناخورد و دریغ کہ نادان چہ کار کرد
عمری بہ تیرگی بسر آوردہ ام کہ مرگ
افراط ذوق دست مرا رعشہ دار کرد
نومیدی از تو کفر و تو راضی کہ بکفر
امشب غزل سرود و مرا بیقرار کرد

ہر دل کہی زنیش من کیند آشت چرخ
با بد بدن حساب ز نیکان شمار کرد
از بسکہ در کشاکش از کار رفت دست
شادم بہ روشنائی شمع مزار کرد
کوتہ نظر ہم کہ گفتے ہر آئینہ
نومیدیم دگر بتو امیدوار کرد

عیار کے سامنے اسقدر رویا کہ دامن
گریبان تر ہو گیا اوباش نے کہا حضور نہ گھبرائیے مین جاکر دونون کو چُرا کر لاتا ہون یہ کہکر چار عیار
ساتھ لیے طرف لشکر بدیع کے چلا رات کو اُنکے دونون خیمون مین نقب لگائی نورالدہر و شہلا کو بیہوش
لاکر سامنے قیطوس کے پہونچایا یہ ساحرہ کبھی گرفتار تو کیا نہ تھا زبان مین شہلا کے سوزن دیا
قیطوس نے کہا آہنگرون کو بلا دو دونون کو مسلسل کیا کہا ہوشیار کرو پہلے نورالدہر کو ہوشیار کیا
نورالدہر کی جو آنکھ کھلی ایک پہلوان کو دیکھا بہ عتاب خطاب کرتا ہے کہ او نبیرۂ حمزہ میری معشوقہ
کے ساتھ نکاح کرتا ہے تجھکو قتل کرونگا عیار سے کہا ذرا ملکۂ عالم کو تو بیدار کر کہ مین اپنا حال دل عرض کرون کئی
سال ہوئے ہجر مین تڑپتے ہوئے اب تو مجھے شاد کرین زمانہ جنگ و جدل قریب ہے شاہان طلسم کا نامہ آگیا
کہ اے قیطوس لشکر تیار رکھو اسطرف طلسم کشا آتے ہین انکو ہم بھی جاکر روکینگے اوباش نے ملکہ کو ہوشیار کیا

آنکھ کھولکر دیکھا نور الدہر قید بیٹھے ہین ایک ساحر بہ قدم غصہ کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ جلاد کو بلاؤ میرے رقیب کو
قتل کرے ملکہ نے بنگاہ قہر طرف اس جلاد کے دیکھا ذرا جو سختی ہے قید آہن ٹوٹ کر گری پھر طرف
نور الدہر کے اشارہ کیا کہ اے شہریار اوٹھیے یہ کہکر نگاہ جو کڑی ڈالی نور الدہر کی قید کٹ کر گری نور الدہر
بھی لا حول کرتے ہوئے اوٹھے ملکہ نے ہاتھ ہلادیا خیمہ جلنے لگا جلاد جو خنجر لیکر آیا تھا اوسکا سر کٹ گیا قیطوس
بھاگا کہتا ہوا کہ اے اوباش یہ کیا کیا اوباش نے چاہا کہ بھاگ کر نکلجاؤن ملکہ نے نگاہ ڈالی جھڑک کر کہا او
ملعون کہان جاتا ہے برق کڑک کر گری اوباش کے دو ٹکڑے ہوے نور الدہر نے ایک جوان کو مار کر
تیغ لیا ملکہ کو منع کیا کہ ہمارے سر کی قسم سحر نکرو یہ سراسر خلاف ہے یہ بات مشہور ہوگی کہ سحر سے نور الدہر
لڑے ہمارے سر کی قسم سحر نکرو ملکہ رک گئین نور الدہر تیغہ لیے ہوئے باہر نکلے قیطوس نے
کل فوج کو تیار کیا حکم کردیا رقیب کو مارو نور الدہر لڑتے ہوئے بڑھے ایک سوار کو مار کے گھوڑا
لیا لڑتے ہوئے سامنے قیطوس کے پہونچے ملکہ دور سے دیکھ رہی ہین جنگ دیکھکر شاہزادے
کے نثار ہو رہی ہین فرماتی ہین ماشاءاللہ ہزارون سے اکیلے لڑ رہے ہین یہی خیال مین ہے
کہ جب یہ جیسا نامرد انکے دشمنون کو گرفتار لینے کا ارادہ کرین تب سحر کرون ابھی تو بڑی جرأت سے لڑ رہے
ہین چند ساعت مین نور الدہر جنگ رستمانہ کرکے قریب قیطوس کے پہونچے قیطوس نے کئی
ہاتھ تلوار کے مارے نور الدہر نے بڑھ کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینک دی کمر بند مین ہاتھ
ڈالکر اوٹھا لیا چاہا زمین پر مارون قیطوس نے فریاد کی اے شہریار غلام مسلمان ہوتا ہے نور الدہر
خوش ہوگئے چھوڑ دیا قیطوس کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا فوج والونکو آواز دی مین نے تو اس
شیر کا مذہب اختیار کیا جسکو مسلمان ہونا ہو آکر حاضر ہو ورنہ میرے صحرا سے نکلجائے سب خوشی خوشی
مسلمان ہوئے شعلہ کو بڑی خوشی ہوئی کہا اے شہریار آپ کے والد تو قلعہ پر آپ کے انتظار مین ہونگے
اب چلکر قلعہ خاکبار لیجیے کہ ہمراہ ساتھ ہے نور الدہر نے قیطوس کو حکم دیا لشکر تیار کرو ملکہ شعلہ نے ایک ابر
گلگون بنایا اسمین مخفی ہو ہین نور الدہر قیطوس کو ساتھ لیکر چلے ابر سرپر سایہ فگن برق کی چمک
رعد کی گرج اس گرد وپیش طرف کوہ خاکبار کے چلے خاکبار جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھا کہ رہا ہے
کہ بادو طلسم کشا اندر علامت کے داخل ہو چکا فرمان میرے نام بھی پہونچا ذرا بیدار رہنا تو کرو طلسم کشا
اسطرف کو نہین آیا یقین تو یہی ہے کہ اس راہ سے کوئی واقف نہین شاخسار کی جانب جائینگے یہ ذکر تھا
کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے عرض کی بندہ صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان نہین معلوم
کسطرح پہونچے قیطوس مسلمان ہوا اسکو ساتھ لیے ہوئے طرف آپ کے آتے ہین خاکبار اٹھا سردار
جادو سپہ سالار سے کہا بڑھکر روکو اسطرف سے کوئی نجانے پائے اگر ادھر کا رستہ کھلا قید خانہ سامنے
ملیگا ایک نامہ خدمت شاخسار مین روانہ کرو کہ وہ بھی آگاہ رہے کہ کوہ خاکبار پر معرکہ پڑ گیا نہین
معلوم یہ رستہ کسنے بتلایا کوئی ناواقف کار شریک ہوا سالار جادو نے نامہ اسی وقت روانہ کیا ایک ساحر
لیکے چلا دس ہزار ساحر ساتھ لیکر سردار جادو چلا دو کوس پہاڑ سے بڑھا تھا کہ طرف سے صبح لگ گئی و امڈی
دیکھا کہ مفہوم کوہ پیکر پہلوان ساٹھ ہزار فوج سے آتا ہے سردار نے بڑھکر ملاقات کی سردار نے پوچھا
آج مفہوم کیا قصد ہے مفہوم نے کہا میرے پاس فرمان شاہی پہونچا کہ جاکر طلسم کشا کو روکو مین بڑے شتابا

صاحبقران جاتا ہون سردار نے کہا کہ ای مغموم نبیرۂ حمزہ آتا ہے تم بڑھکر روکو مغموم نے کہا کہ
مین ابھی جاکر روکتا ہون بلکہ تم جاکر کیا کروگے ملک شکیل باندھکر لاتا ہون تم جلتے ہو کہ میرے
نام کا تمام جہان مین شہرہ ہی سردار کو روک کے مغموم بڑھا نورالدہر بلکہ صحرا سے آ پہونچے ہین کہ
دیکھا صحرا سے گرد اڑی مغموم کوہ میکر نے اکر راستہ روکا رات کو مغموم نے طبل جنگ بجوایا نورالدہر
کو خبر پہونچی انہون نے بھی نوبت شکن جنگ کا حکم دیا رات بھر تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان
مین آئے صفین درست ہو رہی ہین قاسم کا حال تحریر کرتا ہون جب ایرج کو ساتھ قاسم نے لیا
راستہ کو ایرج کے خیال ہوتا ہے کہ ایرج قبلہ وکعبہ کے ساتھ رہنا شوکت ظاہر ہوگی رات کو اٹھکے مرکب
تیار کیا کہ وتنہا طرف صحرا کے نکل گئے یہان مغموم میدان مین نکلا سراپا دکھا رہا ہی نورالدہر کا قصد
ہی کہ نکلون کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ نقشہ برق رودان قاسم عالیشان ایرج نوجوان مرکب دوڑاتے
ہوئے چلے آتے ہین نورالدہر کو دیکھکر نہایت غصہ آیا کہ کشتی گیرزادہ بافوج تا ہے موجود ہی اس
پہلوان کو جاکر مارون انکی گردن پر احسان رکھون یہ سوچ کر مرکب بڑھایا مقابلہ مین مغموم کے آیا
مغموم جمال جہان آرا دیکھکر آئینہ وار حیران ہوگیا سراپا کو دیکھ رہا ہے پوچھا اے جوان تیرا کیا نام
ہے ایرج نے جواب دیا ملک الموت جان کا ہون ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران مغموم نے نیزہ
مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا دونون مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر
دیکھ رہے ہین نورالدہر کو ایرج کا آنا بہت شاق ہوا اپنے مقربون سے کہتے ہین اس کرباس فروش
بزاری کی شامت آئی ہی اپنی شوکت دکھاتا ہے کیا کہون چھوٹے قبلہ وکعبہ کا خیال آتا ہے نہین ابھی
جاکر سزا دیتا ایرج نے چند طعنون میں نیزہ مغموم کا نکلا اپنے تلوار کا وار کیا ایرج جلدی
سے بازو بچا کر سینہ بسینہ پہونچے ہی گریبان مین ہاتھ ڈالا گھوڑون سے کودے کشتی ہونے لگی
چار پہر کامل کشتی ہوئی دو گھڑی دن پچھلا باقی تھا کہ ایرج مغموم کو لیے دوڑے کئی قدم ریلا
لائے بلکہ دونون گھٹنے زمین سے مین جھکے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر مغموم کو اٹھا لیا مغموم مع
فوج بصدق مسلمان ہوا ایرج کو بیار اپنی بارگاہ مین آیا جب صحبت گرم ہوئی ایرج نے کہا
ای برادر ہمکو منظور ہے کہ نام طلسم نورافشان جانے مغموم نے کہا کہ ای شہریار میرے نام جو فرمان
شاہ طلسم پہونچا کہ جاکر طلسم کشا کو روکو مین جاتا تھا قریب کوہ خاکبار پہونچا سردار جادو سپہ سالار
خاکبار نے مقابلہ نورالدہر آتا تھا مین انکو روکنے آگے بڑھا اب جو اسکو خبر ہوگی ضرور
فساد کریگا اس مقام پر دو راستے ہین ایک راست تو طرف سے کوہ خاکبار کے دوسرا راستہ طرف سے
کوہ زنخار کے ہی زنخار جادو وہان کا حاکم ہی میرے آگے بڑی ملاقات ہی آپ اپنے کو مخفی کرکے
مین زنخار سے کہونگا کہ برائے ملازمت شاہ طلسم جاتا ہون وہ ضرور راستہ دیگا اس جلد سے نکل چلیے
ایرج خوش ہوگئے رات ہی کو کوچ کردیا ایرج طرف کوہ زنخار کے چلے نورالدہر جو میدان
کارزار سے پلٹے نہایت غصہ مین فرماتے ہوئے کہ یہ تاجرزادہ ہمیشہ بانکپن کی لیتا ہے رات کو
آرام کیا صبح کو جو نورالدہر اٹھے ہرکارون نے خبر دی ایرج نوجوان مع مغموم کوچ کرگئے
نورالدہر اسی وقت سوار ہوئے طرف کوہ خاکبار کے چلے بعد جانے مغموم کے سردار جادو

بھی پلٹ گیا تھا دربار مین خاکبار کے بیٹھا ہی خاکبار سے کہ رہا ہی کہ مین نے مغموم کو روانہ کر دیا ہی
وہ نورالدہر کو گرفتار کرکے آتا ہوگا خاکبار کہتا ہی کہ تجھے اُنکے جانے پر کیون اعتبار کیا فرزندان حمزہ بہادر
صف شکن ہین مغموم کے روکے نہ رکین گے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے روتے پیٹتے ہوے دوڑے آئے
عرض کی نیر صاحبقران مع لشکر ظفر اثر آب کے پہاڑ کے قریب اُترے ہین ارادہ ہی کہ کل اسی پہاڑ سے
گذر جائین خاکبار نے کہا کہ ای سردار ثنا اسیوقت جاکر عدو کو سرد ابر ارتھا خاکبار نے کہا
جسقدر فوج چاہو ساتھ لو کہا حضور مین اکیلا ہی جاؤنگا وہ سحر کرونگا کہ خود اُٹھکر بھاگے بارے تڑپ کر
سر سے یہ کہکے اکیلا چلا ایک گھاٹی پر جاکر بیٹھا سحر کرنے لگا ایک ابر سیاہ تیار ہوا اس ابر مین چھریان
کٹاریان پیکان تیر تلوارین خنجر بھر کر بلند کیا یہان جب نورالدہر بارگاہ مین داخل ہوے لشکر
اپنے مقام پر اُترا جب تخلیہ ہوا شعلاے نازک جشم ابر سے نکل کر پاس نورالدہر آئین صحبت
عیش ونشاط آراستہ ہوئی شعلا نے کہا کیون ای شہریار کل خاکبار سے مقابلہ ہی اگر خدا نے فضل
کیا اور کوہ خاکبار فتح ہوا قریب شاخسار جادو ہونگے وہ مالک زند اختاخر ہی اس سے مقابلہ
ہوگا نورالدہر نے فرمایا کہ کمند رہ حافظ حقیقی مالک تحقیقی وہ اُنسک ہو جائے اگر کوکب وزران
کو ساتھ کیا تو اس ناچیز زادے پر بڑا احسان ہوگا سب قیدی چھوٹینگے عاشق ومعشوق مسند پر
بیٹھے ہین کہ لشکر مین غلغلہ ہوا وقت وہ ہی کہ سلطان انجم سپاہ نے لشکر سلطان زرین پوش کی آمد
سنکر فرار پر قرار کیا سلطان زرین پوشش فوج نور ہمراہ لیکر چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا لشکر
مین جو گجر ہوا نورالدہر وشعلا باہر نکل آئین دیکھین تو ایک ابر سیاہ لشکر پر محیط ہوا اس ابر سے
تیر تلوارین گر رہی ہین ایک تلوار قریب نورالدہر کے بھی آکر گری ایک خدمتگار کے دو ٹکڑے
ہوے شعلا نے کہا یہ تو سحر کی علامت ہی مین خبر لیتی ہون یہ کہکر بلند ہوئین سر اُٹھا کر
دیکھا جلوے کوہ سے لگے ہوے ابر اُٹھتے ہین ادہر اسکو زور دیتے ہین ملکہ اسی جانب چلی ایک
تخت پر بیٹھکر خیال کیا دیکھا ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی ملکہ نے جھولی سے ایک کارد سحر
نکالی اسم سحر پڑھکر سینہ پر کینہ دشمن تاکا کارد پھینک ماری سردار کے سینہ پر پڑی پشت کو
توڑ کر پار گذری مرتا جادوگر کا وہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہوا ملکہ نے بھی سحر کیا بالکل نشان
ابر کا مٹا شعلا نے شادیا لاش کو اس سردار کی دیکھ رہی ہین وہان خاکبار اپنی بارگاہ مین
بیٹھا تھا دفعتہً بارگاہ سے نکلکر دیکھ رہا تھا کہ میرے سردار کا سحر بڑے زور شور سے گیا ہی
جب یہ کامل ہو کر برسے گا اگر لاکھون کا لشکر ہوگا تو ایک دم مین مٹ جائیگا اب جو آ
نکلکر دیکھا وہ ابر غائب ہوگیا زانوون پہ ہاتھ مار کر کہا کسنے میرے سردار کو مارا غصہ مین چلا
اُسوقت آکر پہونچا کہ شعلا نے اُسکا سر کاٹ لیا چاہتی ہین کہ لیکر چلین کہ نعرہ ہوہو خاکبار جادو
او ساحرہ تو نے غضب کیا میرے سردار کو مارا ملکہ چھین خاکبار پہچان گیا پکار کر کہا او بد سیاہ او
دختر خواب اپنے باپ کے گھر کو برباد کرکے یہان آئی میرے سردار کو مارا اب تیری قضا
لیکر آئی ہی یہ کہکے نارنج مارا ملکہ نے نارنج کاٹا آپسمین سحر چلنے لگے تیغ گرد بلند شعلے بھڑکنے لگے
شعلا ہنسی ایک برق کڑک کر گری شانہ خاکبار کا زخمی ہوا دو چار سحر چلے تھے کہ خاکبار نے

اپنے شانے کا خون ملکہ پر پھینک مارا ہر چند شہلا نے روکا خون جسم پر گرا وہ تھرا کر گری بیہوش ہوئی خاکبار نے آگ زبان میں سوزن دبا شہلا کو گرفتار کرکے طرف لشکر نورالدہر کے چلا یہان نورالدہر نے دیکھا کہ وہ ابر دفع ہوا فرمایا ملکہ نے جاکر اُس ساحر کو مارا سحر دفع ہو گیا کہ دیکھا سامنے سے ایک جادوگر نعرہ کرتا ہوا آتا ہے پشت پر ہزارہا ساحر لینا لینا کا شور ہے نورالدہر پریشان ہوے تلوار کھینچکر بڑھے قیطوس نے عاشق جمال ہے اُسنے کہا اے شہریار طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ گرفتار ہو میں پہلے ملکہ نے جاکر اس ساحر کو مارا تھی اور اسنے آکر ملکہ کو پکڑ لیا جب تو یہ ملعون باطمینان چلا آتا ہے نورالدہر و قیطوس بڑھے خاکبار نے آواز دی کہ اے سحر سامری مسلمان بچنے نپائیں یہ کہکر زمین پر دو ہتھڑ مارا ایک غبار اوٹھا سارے لشکر کو گھیر لیا نورالدہر کا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا ہر چند روکا نہ رُکا نورالدہر و قیطوس گھوڑے سے گر کر بیہوش ہوگئے سارے لشکر کا یہی حال ہوا کہ سب بیہوش ہوگئے سب کو تو اپنے اسی مقام پر چھوڑا نورالدہر و قیطوس کو اوٹھا لیا لشکر پر سحر سخت کر دیا کہ یہ لوگ ہوشیار نہوں قیطوس و نورالدہر کو لیکر اپنے باغ میں آیا شہلا اور نورالدہر و قیطوس کو زمین پر ڈالا باسحر کیا کہ ان تینون کے شعلۂ آتش بھڑکنے لگے شہلا کی زبان میں سوزن تو نورالدہر کو اس حال میں دیکھکر بھڑک رہی ہے آنکھون سے آنسو جاری قلب پھڑک رہا ہے اشارون سے یہ مضمون ادا کر رہی ہے

نظم

آنکھ جب سے پڑ گئی ہوے میان یار پر — رو نکل بار گران ہے میرے جسم زار پر
ہے نگاہ یار ہردم میرے جسم زار پر — بجلیان گرنے لگیں ہیں سیکڑون اک خار پر
جو پری رو ہے وہ دیوانہ ہے چشم یار پر — ہے گریبان چاک ہر گل نرگس بیمار پر
زلف کے سودے سے زیادہ رنج سے ہیں بیمار پر — دن سے افزون رات بھاری ہوتی ہے بیمار پر
ناتوانون کے الم سے اہل غفلت کو ہے ہوش — خوش ہوا ہے ناخن مطرب لگا جب تار پر
لوح تربت کی جگہ شایان ہے تیرا نقش پا — مر گیا ہون اے پری پیکر تری رفتار پر
نقاشین ہے مانع نظارۂ رخسار یار — سیر گلگشت چمن میں نظر پڑتی ہے کسکی خار پر
گھر میں ہے پر میں خریدار اسکے یوسف زیاد — خود فروشی کب بھلا موقوف ہے بازار پر
سر خاک آلودہ مجھ حیران کا ہے دیوار سان — ہے عیان روزن کا عالم دیدۂ بیدار پر
ہو گیا میں قتل فرقت میں تنہا جو دیکھا ماہ عید — خون ثابت ہے مرا اس مفت بے تلوار پر
بس یہی تدبیر اب انکے بھگا دینے کی ہے — جیتے جی ہو جاؤن عاشق چند روز اغیار پر
اپنی قسمت میں جو لکھا تھا ہوا کیون نہو — آگ کھاتا شاق ہے کب مرغ آتشخوار پر
روان وہ انگشت حنائی سے بجاتے ہیں ستار — پان دل پر خون کے ٹکڑے ہیں غمزہ کے تار پر
جب گیا گلگشت کو گلزار میں وہ شرمگین — پتیان بند ہوا کیں چشم نرگس بیمار پر
جم گیا ہے اسقدر میرا لہو جیلت نہیں — شاخ مرجان کا ہے عالم یار کی تلوار پر
جوش سودا سے یہ فقا گیا ہی ناسخ کا لہو — ہر سیہ تاب اُس بت سفاک کی تلوار پر

ملکہ کو بھی یہی خیال ہے کہ شاہزادہ چھوٹ جاوے ہم قید رہیں تو بہتر ہے ایسا حسن و جمال یہ جاہ و

جلال کیونکر نہ گھبرائین قید سحر سے انکو کیا کام نور الدہر ہے تو یہ گذری ایرج کا حال سنیے یہ مغموم گو ساتھ لیے ہوے طرف کوہ زرنگار کے جاتے ہین ایک صحراے سبزہ زار ملا مغموم نے کہا آج یہان فرودگاہ ہو صبح کل برابر کوہ زرنگار کے پہنچ جائینگے مگر حضور زرنگار جادو بڑا ساحر زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی ایرج نے کہا خدا مالک ہی اسکا خیال نکرو کوئی سبب کردیگا کہ ہم اسپر غالب آئینگے چونکہ صحراے سبزہ زار ملا یادمین بُران کے بیقرار رہتے ہین راہ مین تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین کہ دیکھا سامنے سے بونڈلا گرد کا اوٹھا دیکھا شاپور شیر دل عیار ہمارا چلا آتا ہی ایرج نے اسکو گلے سے لگا لیا پوچھا شاپور کیونکر رہائی پائی شاپور نے کہا مین اور شبرنگ ایک ہی مقام پر قید تھا ایک دن یاد مین حضور کے بیقرار ہوا شبرنگ نے کہا کہ کچھ دل بہلاؤ مین گانے لگا آجکل شاخسار کو براے انتظام بہت جادوگر ملے ہین ایک ساحرہ قتیل جادو میرے گانے پر عاشق ہوئی رات کو اوسنے آکر سوال وصل کیا مین نے کہا کہ ہتھکڑیان بیڑیان تو پہنے ہین کیونکر وصل ہو قید خانہ مین کوئی دیکھ لے تو غضب ہوجائے ہم دونون کو چھوڑاکر یہان سے لے چلو ہم دونون حاضر ہین تمھارا دل بھر دینگے وہ خوشی خوشی ہمکو نکال لائی جنگل مین اُسے لاکر مارا وہ ڈھونڈتا ہوا تو ادھر ترک گیا مین آپکی خدمت مین آیا ایرج نے بارگاہ زربفتی آراستہ کرائی آکر مسند پر بیٹھے کہا ای شاپور دل گھبراتا ہی اسوقت کچھ گاؤ شاپور نے باجا ان چھیڑا یہ غزل گانے لگا غزل

کیون ہوگیا دوچار مین اس شہسوار سے
شاخ شکستہ ہون نہین مطلب بہار سے

آتی ہی بوے گل دہن داغدار سے
روشن ہی آفتاب قیامت مزار سے

منہ کھولتا ہی غنچہ کر یاد کوئی شراب
سیکھے ہین طرز رونیکا ہم آبشار سے

جلتے ہین سوز غم سے مرے استخوان ہم
قوس قزح نمود ہوا ابر بہار سے

ناسخ یہ وہ غزل ہی جنون ناک ہے کہ

جاتی رہی عنان شکیب اختیار سے
چشمے رواں ہین مژۂ اشکبار سے

آج اے نسیم آتی ہی کیا کوے یار سے
ہو خیال عارض تابان ہی اسقدر

ہردم جلا ہی جان نہین بیتا خمار سے
نقش وجود محو ہوا مثل نقش پا

پروانہ کیا جلا کوئی شمع مزار سے
وحشت تھی ہین سوختنی زیر آسمان

سودا کفن کو پھاڑ کے نکلے مزار سے

نخل رسیدہ ہون مجھے کیا برگ و بار سے
ستے ہین کام نہین یان کہ بہار سے

برپا ہوا ہی حشر جو رفتار یار سے
آئینہ آفتاب ہو میرے غبار سے

عریانی مین ہی چادر آب اپنے جسم پر
نکلے نہ بعد مرگ بھی ہم کوے یار سے

اک چشم تر تصور ابروے یار بند
کیونکر نہ نکلے آتش حسرت غبار سے

اس لطف سے غزل شاپور نے گائی صحبت تخلیہ لا تکلف بیٹھے ہین گرد بارگاہ کے تمام سردار دل سے غش ہو رہے ہین سرتنگ رہے ہین جانور آشیانون سے گر رہے ہین آہوان صحرا بیتاب و بیقرار پھر رہے ہین کہ ایک برق بجلی صد ہا شعلہ ہاے آتش زمین پر گرے ایرج کی آنکھیں جھپک گئین شاپور گھبرا کر چپ ہوگیا اب جو ایرج نے دیکھا ایک نازنین مہ جبین بیباک چست و چالاک دریاے جوانی مین غوطہ زن معشوق پرفن غنچہ دہن سیمتن گلبدن رشک چمن زلفین رشک مشک ختن دونون عارض آئینہ طلب مسکراتی ہوئی سامنے ایرج کے آئی مسند پر بیٹھ گئی کہا صاحب ہم تمھاری صحبت کے مخل ہوے میان گانے والے صاحب آپ کے گانے کے اشتیاق مین چلے آئے

نار الفت نے سر جھکا لیا کہا ای شہریار آپنے میرا کہا نانا اگر لشکر شاہ بجا نے ایسے ساحرون کو بیکر
آتے کہ جنسے مطلب نکلتا مجھے خوف آتا ہی کہ اگر ایک ساحر آجائیگا تو آپکو مشکل پڑے گی اُسوقت عاشق
معشوق مین راز و نیاز کی باتین ہو رہی ہین ملکہ کی آنکھون سے آنسو جاری ایرج کی بیقراری
شاپور بھی تڑپ رہا ہی کہتا ہی ای شہریار انھین کا کہنا کیجیے دو کوس ہٹ چلیے مین وہان کی خبر
لاؤنگا قضارے کار زنخار جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی جاذب و مجذوب کہہ رہے ہین ہمکو
تبلایے ہم گرفتار کر لائین زنخار نے کہا ہمنے ہمارے بلند پرواز کو بھیجا ہی وہ خبر لیکر آئی ہوگی
جاذب نے کہا ہمکو عرصہ ہوتا ہی شاہان طلسم آجکل وقت پڑا ہی ہم رفیق خاص ہین آجکل خدمت
سے جدا ہونا نہین چاہتے یہ کہکر جاذب اُٹھا کہا مین خود جاکر خبر لاتا ہون گرفتار کرکے لے
آؤن لیکر خدمت شاہ مین جاؤن مجذوب نے منع بھی کیا کہا بھائی ملکہ ہماے بلند پرواز
گئی ہین خبر لیکر آتی ہونگی جاذب نے کہا عورت کا کیا اعتبار فرزندان حمزہ صاحب حسن و جمال
ہین ایسا نہو کہ عاشق ہو کر بیٹھ رہین مین جاکر سمجھ لونگا یہ کہکے جاذب چلا قریب لشکر ایرج پہنچا
لشکر کو دیکھتا ہوا یہی کہتا ہی مین سارے لشکر کو دیکھ لون ایسا سحر کرون کہ سب دیوانے ہو جائین
افسر کو تو دیکھون کہ کہان ہی اُسکو اُٹھا کر لیجاؤن یہ سوچتا ہوا آسمان پر اڑتا ہوا آتا ہی ابھی تحیر مین
کیا کہ اسکی نگاہ پڑی ملکہ ہماے بلند پرواز دامن ایرج کا پکڑے اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہین
ایرج بھی بیقرار ہی جاذب جلگیا جی مین کہتا ہی کہ یہ مین پہلے ہی سمجھا تھا میان زنخار بیٹی کی عصمت داری کی
بہت بیان کرتے تھے اسطرح ان دونون کو گرفتار کرکے لے چلون کہ میان زنخار شرمائین یہ
سوچکر ہین سے نعرہ کیا او گیسو بریدہ تو گشت کو اُٹھی تھی دیگر کا دامن پکڑے رو رہی ہی شاپور
آواز ساحر کی سنتے ہی لوٹ مار کر زیر قنات چھپا ملکہ نے چاہا سحر کرون جاذب تو آراستہ ہوکر
آیا ہی ایک شیشہ پانی کا پھینک مارا ملکہ نے قصد کیا تھا کہ جھولی پر ہاتھ ڈالون قطرہ پانی کا سر پر
گرا بیہوش ہو گئی ایرج بھی اُٹھتے اُٹھتے گرے جاذب کڑک کر زمین پر آیا ایک پنجہ مین دونون
کو دبا یا پر پروانہ پیدا کرکے چلا لشکر والون پر ایک مٹھا ماش کے دانون کا مار دیا جب بیہوش
ہوگئے شاپور گرفتار ہونے ہی جا ایرج دہاکے عل کیا صحرا مین آکر یہ معرکہ دیکھا کہ جاذب نے ایرج و
ملکہ کو پنجہ مین دبا لیے ہوے جاتا ہی لشکر پر بھی سحر کر گیا تمام اہالیان لشکر فریاد کر رہے ہین
سب نابینا ہو گئے شاپور چلا جاذب ایرج و ہما کو لیے ہوے جاتا ہی ابھی کوہ زنخار بیان
سے کئی کوس پرے ہی دونون کو پنجہ مین دبائے ہوے ہی صحرا مین اوسکے خیال مین گذرا ایک
تخت سحر بناؤن اوسپر ان دونون کو بٹھاؤن شاخین سنگل کی کاٹنے لگا چاہتا ہی کہ تخت بناؤن
کہ ایک طرف سے آواز آئی ای ساحر کامل کیا کتنا بڑا کام کیا چلو ہمنے بھی خاتمہ کر دیا طلسم کشا کو پکڑ لیا
اب کوئی جھگڑا فساد نہین ہی شاہان طلسم کو بڑا تردد تھا اسی کنیز بے تمیز نے جاکر اسم اعظم بند کیا
حرز ہیکل کو لے لیا سب گرفتار ہوے اب شاہ کو اطمینان کامل ہوا جاذب نے پلٹا کر دیکھا
ملکہ شاخسار جادو تعریفین کرتی ہوئی چلی آتی ہین جاذب نے جھککر سلام کیا شاخسار نے
کہا ای جاذب یہ عورت کون ہی جاذب نے کہا کہ آپنے نہین سنا میان زنخار کی صاحبزادی

بلی ہما سے بلند پرواز ایرج کو بھاری یعنی کہ یہاں سے چلے جاؤ میں وقت پر پہونچی ہوں جاکر سحر کیا دونوں کو پکڑ لیا لشکر کو آنت میں پھنسا رہا سب نابینا ہوگئے بلی ہما کو سامنے زخار کے بیجا دکھا کمونکا عشق نے بڑا زور کیا ایرج پر جا کر عاشق ہوئیں کہنے لگی یعنی کہ بھاگ جاؤ مجھکو بھائی مجذوب نے بھی منع کیا میں نے نہ مانا اپنا مطلب اپنے ہی ہاتھ سے ہوتا ہے شاخسار نے کہا تمھاری خیر خواہی کی خبر دونوں بھائیوں کو پہونچیگی اب تم کو عہدہ وزارت ملیگا دیکھو دونوں بھائی آتے ہیں وہ سنہرہ ابر جسکا تمھارا استیصال کرنے کو آتے ہیں جاذب ناخوش ہوکر پلٹا شاخسار نقلی نے حلقہ ڈالے کمند گلے میں جاذب کے ڈالدیے اور کمر جاذب پلٹا اُٹھنے چاہا پڑا جاذب بیہوش ہوکے گر شاپور نے خنجر مارا شکم چاک نصف پاک ایرج و ہما کو ہوش آیا اپنے یار وفادار وعیار نامدار کو اپنے قریب پایا گلے سے لگا لیا چاہنے کہا اگر شاپور بڑا کام کیا ورنہ یہ ملعون مجھکو سامنے باپ کے اسطرح لیجاتا بڑی ذلت ہوتی اسکا لاشہ چھپا دو میں آکے لشکر کی آمد کی خبر پہونچی اسکے مرنے کا حال انکو نہ معلوم ہو تو بہتر ہے شاپور نے لاش جاذب جادو کی دفن کر دی ایرج کو ساتھ لیکر طرف لشکر کے پلٹا ادھر کی طرف دیکھئے چلیں ایرج لشکر میں آئے دیکھا سب پریشان کر رہے ہیں ایرج نے سب حال بیان کیا اسی وقت لشکر تیار ہوا طرف کوہ زخار کے چلے یہاں زخار جادو دربار میں اپنے بیٹھا ہے مجذوب کہ رہا ہے بھائی صاحب بہت بدمزاج ہیں جاتے ہی لشکر امیر حمزہ کو غارت کر دینگے یہ ذکر تھا کہ ملکہ ہما آکر پہونچیں زخار نے پوچھا لشکر امیر حمزہ کس مقام پر ہے ملکہ نے کہا لشکر مسلمانان تو پھر گیا زخار گھبرا گیا مجذوب نے کہا آپ کیوں پریشان ہوگئے جب بھائی صاحب پلٹ کر آلیں تو ہم دونوں جا کر لشکر کو تباہ کر دیں زخار نے کہا مقام تعجب ہے جاذب کو بڑا عرصہ ہوا واپس نہیں آئے زخار بالائے قلعہ آیا دیکھا لشکر ایرج نوجوان بڑے زور و شور سے چلا آتا ہے سامنے کوہ زخار کے آکر فروکش ہوا بارگاہ استادہ ہوئی مغموم گردن پر سوار انتظام کر رہا ہے شاپور شیر دل بھی مصروف انتظام ہے زخار نے ساحروں کو حکم دیا جاکر تلاش کرو کہ جاذب کیوں نہیں آئے ساحر گئے چار جانب پھرے کہیں پتہ نہ لگا زخار بہت گھبرایا مجذوب نے کہا بھائی صاحب کے مزاج میں وحشت ہے کہیں سیر کرتے ہوئے چلے گئے میں جاکر انتظام کرتا ہوں یہ کہکر مجذوب چلا زخار دربار میں آیا ملکہ ہما سے بلند پرواز کو بیقراری ہے تصور ایرج نوجوان آنکھوں کے نیچے پھر رہا ہے باپ سے آکر پوچھا کیوں حضور جاذب کا کہیں پتہ ملا زخار نے صاف صاف کہدیا کہ مجذوب لشکر ایرج کو تباہ کرنے گیا ہے جاذب کا پتہ نہیں ملتا ہما یہ خبر سنکر گھبرا گئی کہا میں بھی گشت کر آؤں لیکن زخار نے بیٹی کا چہرہ دیکھا نہایت اداس رنگ رو متغیر دل میں کہتا ہے کہ یہ کیا معرکہ ہے مگر چپ ہو رہا اتنا ضرور خیال میں آیا کہ چلکر دریافت کروں یہ لیلے اپنے مقام اٹھا پہلے سر قلعہ پر آیا سر اوٹھا کر دیکھا مجذوب نے ایک پہاڑ کی گھاٹی پر مشغول سحر ہو کیسا لکۂ ابر سیاہ لشکر ایرج پر چھایا پانی برسانے لگا شاپور ابر کو دیکھتے ہی نکل بھاگا لیکن پانی جو برسا جس قطرہ پڑا بیہوش ہو کر گرا لشکر میں ہلڑ ہوا ایرج گھبرا کے بارگاہ سے نکلے دیکھا کئی بارگاہیں گریں کئی ہزار آدمی بیہوش ہوگئے لشکر میں غلغلہ ہے لوگ بھاگے جاتے ہیں بھاگ کر نکل نہیں سکتے

کوئی دس قدم پر جا کر گرا کوئی بستر پر بیٹھے بیٹھے بیہوش ہو کر گرا عجب طرح کا ہنگامہ ہوا ایرج گھبرا کر
بارگاہ میں چلے آئے چند سردار گھبرائے ہوئے آئے عرض کی لشکر میں بڑا انتشار ہو گیا ابر کیا
برسا لوگ بیہوش ہو رہے ہیں ایرج نے کہا مجھے بھی انتشار ہی ظاہر ہے یہ معلوم ہوتا ہے کسی نے سحر کیا
اب لشکر کو ہٹا بھی نہیں سکتے شاپور ابر کو دیکھتے ہی بھاگا شاید کچھ کام کرے سرداروں نے عرض کی اگر
کوئی شخص بھاگنے کا قصد کرتا ہے دس قدم پر جا کر بیہوش ہوتا ہے گرد لشکر کے دھواں اٹھ رہا ہے سحر کرنیوالے
نے حصار کر دیا ہے یہاں تو لشکر میں یہ انتشار لیکن ملکہ ہمائے بلند پرواز جو دربار سے باپ کے چلیں
اسی فکر میں کہ مجذوب جا کر کیا سحر کرے گا دیکھیے وہ شیر کیونکر بے تام عالم دشمن سحر و ساحری سے [illegible]
بچنے کی کون صورت اصل حقیقت تو یہ ہے دل کو پریشانی آئی گھبرائی نظم

اپنے کوچے میں بچا ہے سحر جاتا رہا
دل ہوا گھبرا کے کیا جانے کدھر جاتا رہا
کشش عشق میں پاتا ہوں یہ معشوق میں
دیدۂ یعقوب سے نور نظر جاتا رہا
ایک اک مونس کی رخصت کا ملک کو ہوا
ہو نہ پچھے تب ز زنجیر ہم جب ثمر جاتا رہا
فاتحہ پڑھنے کو آئے قبر آتش پر نشاں

بے اجل آن ایک دو پہر رات ہر جا مارا
جانب کسار جا نکلا جو میں تو کوہکن
کیا بلا آئی محبت کا اثر جاتا رہا
ٹھٹے ہیں بد میں وا آئی سرکشوں کو رات
دید دل پیدا ہوا درد جگر جاتا رہا
سچ دنیا سے فراغ ایذا وہ ہند
دو ہی دن میں باعث اعتقد جاتا رہا

کوچۂ جاناں میں بھی اب کا پانی جائیں
رہنا تیشہ میرے سر مارکر جاتا رہا
واہ رے اندھیر ہر روشنی شہر مصر
کیا گھر کی قدر جب آپ گھر جاتا رہا
حسن کو آشنا مجھے ہوا وہ نونہال
کب تک شیرازی کسیں در سر جاتا رہا

بلند ہو کر جو دیکھا لشکر ایرج
میں تلاطم ہوا ابر سیہ چھایا ہوا ہے پانی برس رہا ہے ملکہ گھبرائیں سمجھیں مجذوب نے جا کر سحر کیا
اسکے سحر کی یہ تاثیر ہے قتل لشکر ایرج کی تدبیر ہے اس مقام پر آ کر پہنچیں دور سے دیکھا مجذوب ایک
گھاٹی پر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہے ملکہ پشت پر اس کوہ کے چلیں جب قریب پہنچیں اسے مفصل دیکھا کہ
مشعل آتش بھی روشن ہے جام میں پانی بھی موج زن ہے دونوں چیزوں پر سحر کر رہا ہے ملکہ نے کارد
تہہ دل سے نکال اپنے خون سے رنگین کی پشت پر سے آکر نعرہ کیا او ظالم ہوشیار ہو جا میں ہمائے
بلند پرواز مجذوب لپٹا ملکہ نے چھری پھینکی چھری سینہ پر پڑی تو جاکر پشت کے پار گذری
ملکہ گھاٹی پر آئیں آگ بجھائی پانی کو پھینکا منظور ہوا کہ اسکا سر کاٹ لوں شب کو جو جا کے ملاقات
جائینگی سر اس کو دکھلائیں گی دکھائیں گے ملکہ گھاٹی پر کھڑی ہیں رخسار جادو قلعے سے دیکھ رہا تھا کہ
لشکر سلطانان پر ابر سیہ چھایا ہے پانی اس سے برس رہا ہے یکایک دیکھا ناتا ہوا ارغش ہو گیا تختہ کھل
غائب ہوا رخسار نے زانوں پر ہاتھ مارا جادوگر جو پاس کھڑے تھے انہوں نے کہا مجذوب مارا
گیا یہ کہکے اسباب سحر ہاتھ میں لیا اور اڑتا ہوا چلا قریب اس گھاٹی کے پہنچا بنگاہ غور دیکھا ملکہ ہمائے
بلند پرواز مجذوب کا سر کاٹ رہی ہیں رخسار نے جو بیٹی کو دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آ گیا
قلب سحر کیا جانتا ہے کہ یہ سحر میں طاق ہے غصہ میں ماش کے دانہ کئی کرے کئی نارنج اسم سحر پڑھ کر پھینک
مارے ملکہ بھی متعین کر سحر کر دوں از کھڑا کئی بیہوش ہوئی رخسار نے اتر کر زبان میں سوزن دیا
ہوشیار کرکے کہا کہ او کمبخت بریدہ تو نے مجذوب کو کیوں مارا دل نے میرے گواہی دی تھی کہ یہ
ایرج پر عاشق ہوئی میں نے اپنے پیروں سے دریافت کیا جاذب بھی تیری وجہ سے مارا گیا

نہین معلوم کہ لاشہ اسکا کہان پھینکا گیا یہ کنکر پہاڑ پر چڑھا ملکہ کے بدن مین مار سیاہ لپٹا دیے دیکھکر
آواز دی کہ او کمبخت اس عذاب سے تجھکو قتل کرون کہ یہان دریا دمرغان ہوا تیرے حال پر گریہ
زاری کرین مجھکو ترس نہ آیے پہلے ان سبکی خبر لون کہ جنکے واسطے جاذب مجذوب مارے گئے یہ
کہکے کوہ کا لشکر اسلام پر آگ برسانے لگا خنجر چمکنے تلوارین پھینکین جھلی تیر ہاتھ ڈالکر ایک ڈبیہ
نکالی اس ڈبیہ سے بہت سے پیکان نکالے لشکر اسلام پر پھینک مارے لشکر اسلام مین ایک
قیامت برپا ہوگئی کوئی بیہوش ہوکر گرا کسی پر تیر پڑا کسی پر برق گری پانی برسنے لگا جس قطرہ پڑا
تڑپکر گرا ایڑیان رگڑنے لگا ایرج نوجوان اپنے بارگاہ سے گھبرا کر نکلے دیکھا لشکر تباہ ہو رہا ہی
پانی برس رہا ہی شعلہ آتش بھڑک رہے ہین بگلے اژدھے گونج رہے ہین زخار نے جو ایرج نوجوان کی
شان و شوکت دیکھا جلالت و لیاقت دیکھکر جلگیا خود زرین سر پر قبائے زربفتی زیب جسم موتیون کے
مالے گلے مین یاقوت احمر کے زیب گلو جوان خوشرو خوشخو غزال چشم شیر خشم جلد کر وہین سے نعرہ کیا
ہاتھ اور برباد کن خانمان ساحران عالم تو نے غضب کیا وہ صدمہ عظیم پہونچایا کہ قلب ہل گیا ایرج نے
تلوار کھینچی اس ملعون نے اشارہ کیا تلوار نے جوہر دکھائے سر پشت سے گری تیغ پانی ہوگی کمان مین تم
خنجر بیدم مرغ تیر طائر پر بند ترکش مین نظر بند ایک دو ہتھڑ مارا ایرج زمین پر گرے زخار نے
دوڑکر ایرج کی کمر مین پنجہ دیا لے اڑا جس مقام پر ہمارے بلند پرواز تھی دہین پر لیکر ایرج کو جی
آیا ملکہ ہما کو اور ایرج کو پنجے مین دبا کر اپنے باغ مین لایا دونون کو ایک نخل کے سایہ مین بٹھا کر سحر کیا
درختونکے آگ جلنے لگی گرد آگ بیچ مین یہ دونون بیٹھے ہین اس عذاب الیم سے قید کرکے باغ کے
باہر نکلا دیکھا کہ ایک ساحر دوڑا آتا ہی پکارتا ہوا کہ ای شہنشاہ ساحران کیا کہنا شہنشاہ طلسم نے آپکی
بڑی تعریف کی آپکو نامہ بھی لکھا ہی یہ کہکے قریب آیا ہاتھ مین نامہ دیا زخار نے دیکھا سحر العجائب
وصل الغرائب کی مہر ہی زخار جادو نے اسکو کھولا نامہ مین لکھا تھا کہ ای زخار با دولت کو معلوم ہوا کہ
تم نے ایرج کو اور اپنی بیٹی کو قید کیا اسرار سحر بند کہ ہمارا ساحر جنبر ہی اسکی معرفت تمکو نامہ لکھا مناسب
ہو کہ اس نامہ کو پڑھکر اسی کے ہاتھ سے ایک جام شراب پینا سو برس تمھاری عمر بھی بڑھ جائیگی
ہمنے تمکو عہدہ وزارت دیا طلسم کشا کی گرفتاری کو تمھین بھیجینگے یہ بھی تمھارا نام ہوگا زخار نامہ
پڑھکر پھول گیا کہا ای اسرار جادو کو تم نظر کردہ سامری و جمشید ہو جلد مجھکو ایکجام شراب پلاؤ کہ میری عمر
بڑھ جائے تمنے بڑا احسان کیا کہ مجھکو سرفراز فرمایا خوشی خوشی اسرار کو باغ مین لیکر آیا بارہ دری مین
سب سامان عیش و نشاط موجود ہی گلابی اٹھا کر سامنے رکھی کہا مہربانی فرمایئے مجھکو جام پلایئے انجام
بخیر ہو اسرار نقلی نے کہا مین اپنے ہاتھ سے جام سامری و جمشید کر پلاتا ہون صحبت سامری
مین اکثر جاتا ہون زخار نے جب بہت منت کی تب اسرار نے جام بھرا دو چار اشعار پڑھے
زخار جادو بنگاہ حسرت طرف اسرار نقلی کے دیکھ رہا ہی کہتا ہی کہ آپنے بڑی تکلیف فرمائی کہ یہان
تشریف لائے مین ہمیشہ احسان مند رہونگا کہ اسرار نقلی نے یہ اشعار عجیب ردمن مین گانے لگا نظم

راز تو کلامیست کہ تفسیر ندارد	مدح کمال تو کہ تحریر ندارد
ناز تو بیاضیست کہ تقریر ندارد	سجدہ کہ کنم کب شدن یوسف حسنت
شکست خرد خامہ دگر فت دوام	در دشمن شدہ خوابیست کہ تعبیر ندارد

صد سال درین رہ نکند مرحلہ طی
تقدیر الست است کہ تدبیر ندارد
در جنبش بادی کہ ترا خانہ خراب است
چون نقش حبابست کہ تصویر ندارد

گر راہ رہ عشق تو شبگیر ندارد
در مذہب ما دم زدن عشق حرام است
این خانہ خراب است ہمہ تعمیر ندارد

رنجیدن معشوق بغیبہ از گنہ ما
رنجی کہ بجا ے عمل تشہیر ندارد
مصحفی بہ خزان ساز کہ بستان تمنا

زنجار نے خوشی خوشی جام لیا چاہا کہ پی جاؤن شراب جوش مارنے لگی جام ٹوٹا شراب گری زنجار نے کہا کہ اری تو کون ہے میں نے سنا تھا کہ عیار بہت غضب کے ہیں تدبیر کر رکھی ہے کہ جب کوئی بیہوشی ملی ہوئی شراب مجھکو دیگا جام ٹوٹیگا شراب زمین مین گرے شاپور خنجر کھینچکر اُٹھا زنجار نے یک و دو تھپڑ مار دیا آواز دی مگر شاپور کے ہاتھ سے خنجر گرا پاؤن زمین نے تھام لیے زنجار نے اٹھکر منہ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن اڑ گیا ایک عیار دبلا پتلا چھوٹی چھوٹی آنکھیں زنجار نے تلوار گلے پر شاپور کے رکھدی کہا بتلا تو کون ہے شاپور نے کہا شاپور میرا نام ہے فرزند عمرو عیار ایرج نوجوان زنجار شاپور کو کھینچتا ہوا لیچلا جہان ایرج و ہما قید تھے شاپور کو بھی لاکر مقید کیا کہ کل تم تینون کو قتل کرونگا یہ کہکے طرف بارگاہ کے گیا ایرج نے جو شاپور کو دیکھا ہوش اڑ گئے پوچھا ای شاپور یہ کیا ہوا شاپور نے سب حال بیان کیا ایرج نے کہا ای شاپور قضا لیکر آئی تھی زنجار جو دربار مین آیا سب ساحرون نے کہا اسوقت حضور پریشان معلوم ہوتے ہین انہنے سب کیفیت مجذوب و ایرج و شاپور و ملکہ کی سبکے سامنے بیان کی کہا مین نے بیٹی کا پاس نہ کیا نمک کا خیال رہا اب کل انکے سر کاٹ کے خدمت مین شاہان طلسم کے روانہ کرونگا نہایت مجھکو ملال ہے سرخیل جادو اسکا سپہ سالار ہے مدت سے ملکہ ہما پر جان دیتا ہے اکثر معرفت کنیزون کے پیام بھی کیا ملکہ نے جواب سخت دیا دس بارہ برس تھا اُسنے جو یہ حال سنا بیقرار ہو گیا اٹھکر اپنے مقام پر آیا ملکہ کی تصویر آنکھوں کے نیچے پھری بیقرار ہو کے رو یا دلمین کہتا ہے کیونکر اُس محبوب کے پاس جاؤن اپنا حال دل عرض کرون کہ یہ عاشق صادق مر رہا ہے میرا علاج کیجئے

نظم

دلسے الفت مین بہت حسرت و ارمان نکلے
گھر سے دشمن بھی نہ یون ہوکے پشیمان نکلے
ہاے جس ہاتھ مین تھا گیسوے جانان یہ دل
صبح محشر ہے ہم اور پریشان نکلے
تیغ ہو گبر و ہو و نیدار ہو کافر ہو حلال

اور رہ جائے وہ جاتے خراماں نکلے
جستجو اپنے نہ خود رفتہ کی تم آپ کرو
صبح کو دیکھا کہ کچھ تار گریبان نکلے
جلکے انداز سے دم توڑ گئے قابل یہ
اس صنم ہی کے یہ سب بندہ احسان نکلے

جیطرح ڈھونڈنے کی ہے آپ میری نظر
ساحب خانہ کو خود ڈھونڈنے مہمان نکلے
یار کو ہر چند بیان بھی دیکھا
پیر جاؤن مین کیسے دہی پہچان نکلے
دیر تک رویا سوچتا تھا کہ کیا

کرون آخر یہ سوجھی کہ باغ مین چلو اس گل حدیقہ خوبی کو اسوقت مین قید سے چھڑاؤ مجبور ولاچار ہو کر یہی ضرور قبول کریگی ایسے ایسے مطلب سوچکر چلا مگر زنجار سے خوف بھی کرتا ہے جانتا ہے اگر زنجار آگیا بڑی آفت برپا کریگا یہ سوچتا چلا باغ پر آیا دیکھا در باغ پر کئی ساحر بیٹھے ہین زنجار ایسی تاکید کر گیا ہے کہ ہوا سے بیٹھے لڑ رہے ہین اگر کوئی طائر بھی نکلا ماش کا دانہ مارکر گرا دیا اگر کسی مسافر کا اُس طرف گذر ہوا اس حیلے سے لوٹ لیا کہ تو عیار ہے سرخیل پشت باغ پر آیا سحر کرکے دیوار پر چڑھا باغ مین کود انشت دہلیسے ہوشیار سامنے پہونچا دیکھا ایرج و شاپور بیہوش

کھا سر کٹ گیا ایرج کے ہاتھ مین تلوار دی کہا اب نکل چلیے تسا پور کہتا ہے کہ دروازے پر بھی نگہبان
ہین ضرور روکین گے ملکہ نے کہا وہ کیا روک سکتے ہین مجھے ڈر ہے کہ زنخار نہ آجائے یہ ذکر تھا
کہ زنخار آ پہنچا دور سے دیکھا لاشہ سرخیل زمین پر پڑا ہے جل گیا کہ یہ کیا سحر ہوا سرخیل کیونکر
مارا گیا انکو کنے رہا کیا سحر کرتا ہوا چلا جو ہوا اسنے کیا ملکہ نے اُسکو دفع کیا ملکہ نے ایرج کو دیکھا کہ یہ پڑھے
جاتے ہین موتیون کا مالا اپنے گلے سے اُتار شاہزادے کے گلے مین پہنا دیا کہا اب کسیکا سحر اثر نہ
کریگا زنخار نے کئی گولے مارے ایرج پر تاثیر نہوئی جھلا کر آواز دی او خام نوسختہ ایرج کو بھی سحر کھا دیا
ایرج نے نعرہ کیا مردان خدا کا دستور نہین سنکر یہ کہ سحر مین غرور نہین زنخار نے ایک زمین پر تھپڑ
مارا آواز دی یا سامری مجھ پر ظاہر ہو کہ ایرج پر سحر کیون نہین تاثیر کرتا زمین سے ایک طائر نکل
زمزمہ سرائی کرکے آواز دی کہ اے زنخار ایرج کے گلے مین موتیون کا مالا ہے اسی وجہ سے سحر تاثیر نہین
کرتا بی بہار نے اپنی آبرو بڑھائی یہ سنتے ہی زنخار جوش مین آیا چند دانے ناقص کے پھینکے موتیون کا
مالا ٹوٹ کر زمین پر گرا دانے بھی ٹوٹ گئے اب جو اسنے سحر کیا ایرج لڑکھڑا کر گرے زنخار نے
آواز دی ارے اس نوجوان کا سر کاٹ لو یہ زندہ نہ بچے ساحرون نے چار جانب سے بلوہ کیا کہ سر کاٹین
ملکہ بہار نے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے سینہ سپر کر دیا جس کسی نے ایرج پر وار کیا اُسکو بڑھکر مارا۔ ا
شارے آنکھون سے چلے جاتے ہین پیش پا نہیں جا وہ گر بھی فکر کر رہے ہین کہ ایرج کا سر کاٹین ملکہ
کسیکو قریب نہین آنے دیتین نیمچہ ہلالی ہاتھ مین جو بڑھا اُسکو مارا ساحرون نے فریاد کی کہ اے شہنشاہ
ساحران صاحبزادی کے صورت غفلت نہین ملتی ملاحظہ فرمائیے کئی سو ساحر مارے گئے ہم نہین بڑھ سکتے
یہ سنکر زنخار جوشان و خروشان بہ حالت غضب سے بہاری ملکہ نے جو اسکو آتے دیکھا گھبرا گئی دلبر
گھبرا رہی ہے جل رہی ہین لڑ رہی ہین زنخار پر کئی سحر کیے زنخار اُسکے سحر کو غلب ہتا رہا جب اُسنے سحر کیا
دفع کر دیا ملکہ نے زلف عنبرین کو جنبش دی ایک زنجیر طلائی پیدا ہوئی قریب تھا کہ گلے مین زنخار
کے پڑے زنخار نے زنجیر کو سحر کرکے کاٹا ایک دو تمغہ مارا برق گری کہ سر ملکہ بہار زخمی ہوا ملکہ نے
تیغہ غمزہ کھینچکر وار کیا زنخار نے خنجر بھی ترنجی مجمول سے ہاتھ ڈالا اک ایک طائر نکالا طائر کو دیکھکر ہوش اُڑ گئے
طائر نے ایک چیخ ماری منہ سے ایک شعلہ نکلا جلکر خاک ہوا خاک جو اسکی ملکہ کے سر پر گری بیہوش
ہو گئی ایک طرف ایرج پڑے ہین ملکہ کا سر تو زانوئے ایرج کے جوش محبت مین سینہ پر ہاتھ رکھ دیا پکار کر
آواز دی کہ شہریار کنیز رخصت ہوتی ہے کنیز بیکار ہوئی کاٹ گئے مزار پر آئیے گا نا تحریر بیت کا لحاظ

جند یہ خواہم کہ بر قلب پریشانم زند
کو جنون تا کہ دستی در گریبانم زند
کشتی عمرم رود در موجۂ طوفان غم
آتش در خانمان کفر دین مانم زند
ہر زمان مخفی خدنگ غمزہ افگند

آتشے در سینۂ داغ دل و جانم زند
رہ بہر وادی کہ آرم در رہا و رنگ
تا حلال کو کہ مر آن موج طوفانم زند
جان فدائے نرگس مستانہ اش کر وہ کیا
در درون سینۂ دل تیر نہانم زند

سینہ خالی و مال در دو دیدہ لبریز سرشک
از قضا اندیشۂ دستی بدامانم زند
دو چہ خوش باشد لبرق شیشہ دل توحق
ہر جا کہ زیک ناگہ صدمہ بیکانم زند
ایرج نے آنکھ کھول دی جوش دی

جو اس پریشانی مین دیکھا دل ٹھہرا گیا فرمایا اے ملکہ بہار صبر کرو خدا مالک ہے رزاق مطلق سے دعا کرو قریب
بیکسی و بیبسی مین مدد کرتا ہے سب بلاؤن کو دور کرتا ہے ملکہ نے بلبلا کر جو آواز دی کہ خالق کارساز اے بیچارہ

اسوقت سواے تیرے کون مدد کریگا زخار قہقہہ مارکر ہنسا کہا او نادان تیرا خدا سے نادیدہ کہان
ہو اب وقت قضا تیرا آگیا جاذب و مجذوب کا خون رنگ لایا سرخیل نے نمک حرامی کی جلد
سزا پائی ہم سمجھ گئے کہ وہ بھی تجھپر عاشق تھا یہ کہکر تیغہ کھینچکر آگے بڑھا ملکہ و ایرج کے پہلو سے
ایک ساحر نکلا عرض کی کہ اے شہنشاہ ساحران ایرج تو خطاوار ہی اسکو قتل کیجیے ملکہ کو قتل نہ کیجیے
انکی سزا یہ کافی ہی کہ کان پکڑکے دو ڈھائی بچے مار دیجیے بارہ برس کی شفقت آپکی تباہ ہوتی ہی آپنے
کس ناز و نعم سے پالا تلوار نہ جھکائیے حرمزادے زخار نے کہا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی مین نے دلپر پتھر رکھ لیا
مجھے کچھ خیال نہین بادشاہ کا طلسم مٹاتا ہی سب عزیز و اقارب قتل ہونگے اس ننگ خاندان سے
کیسکا پاس نہ کیا مین اسکو ضرور قتل کرونگا ساحر نے قریب آکر کہا دیکھیے ابر آتش فشان اٹھا بادشاہ
آتے ہین زخار پلٹا ساحر نے لپٹ کر خنجر مارا النہو کیا نام شاپور شیر دل زخار کا شکم چاک قصہ پاک
اندھیرا ہوگیا ملکہ جا تھی ساحرون پر جا پڑی تمام ساحر فریاد کرنے لگے عرض کی ہم غلام ہین ملکہ نے
سب کو امان دی سب ساحر مطیع اسلام ہوے دربار مین زخار کے تخت ملکہ نے اپنی کنیزون کو جمع
کیا ایرج نے کہا کہ ہم آج ہی کوچ کرینگے ملکہ نے کہا کہ آج کے دن تامل فرمایئے بعنایت خدا لشکر جمع ہوگیا
بارہ ہزار غیر ساحر بارہ سو جادوگر یہان یہ سب کنیزین میری تعلیم کردہ ہین کسی مقام پر کبھی مدد کرینگی لشکر
کا بھی افسر قرار دون وزیرزادی ماہ منظر انکو کنیزون پر افسر کرون یہ کہکر ماہ منظر کو بلایا کہا اے
ماہ منظر تجھے کنیزون پر افسر کیا چہتا امیر نوجوان کے اس آفت سے بچنے کا بڑا خیال ہوا حکم ہوا
کہ آج روشنی ہو جلسہ آراستہ کیا ملکہ و ایرج مسند پر آکر بیٹھے کا بنو الیان سامنے آئین تمام قلعہ مین
روشنی ہوئی ایرج نے شاپور کو حکم دیا ان زبچہ گاؤ شاپور ساز محفل مین بیٹھا تمام شہر مین روشنی ہی
کنیزون کو نئے نئے جوڑے ملے ہین جلسہ آراستہ ہوا شاپور نے یہ غزل شروع کی عاشق و معشوق
ایک مسند پر جلوہ مہر و ماہ ثابت ہر ناز کنیز جو حور پیکر پری وش ماہ منظر ایک جانب اسوقت
شاپور کی شوخیان غزل کو آتش کے این تکلف سے کہا آگ لگادی

نظم

عشق میں بھی ہین کے ہارون ہین ہم
شعلہ نہ پیرہن ہی شمع وہ کفن مین ہی
دیکھے سے نافہ یار کے سب کا پتا ہی
بسعادہ اللہ شمع شوز اگن مین ہی
حسن جمال کا نہ رہے شہرہ ہر دو ہر دو
خوشبو کتی ہی تو شگفتہ بر سمن مین پہر

یوسف کے سامنے کہ بک بھی ایس ہیں
یا آتش کہ نہ دیکھے صاحب نے جھلکر
خنجر جو ہی پہلو سے زنگ نقش بدن مین ہر
زلفین بنا بیچے رخ دوش پہ مار وار
آب حیات حسرت ماہ ذقن مین ہر
ہر رقت مین دل بے تاب ہر شوق وصال یار

اب جائے ترے معشوق بھاوا ای بہار حسن
الماس ہی جو دانت تمہارے دہن مین ہی
خالی زمانے کو دیکھ حسن و عشق سے
اختر شناس کہتے ہین سہیل کس من مین ہی
ابرو پر ہے کہ شمع کو ہی رشک ہلال عید
آگ آگ ہی لگی ہوئی آتش بدن مین ہی

اس رنگ سے شاپور نے غزل گائی عاشق مزاج تو تڑپ گئے ماہ منظر وزیرزادی نے جو جمال
بہادر آسا ہے ایرج کا دیکھا ملکہ کو پہلو مین دیکھکر رشک ہوا دل مین خیال کرتی ہی یا رب اسس
جوان کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہی کیا صاحب نصیب ہی اپنے شوق کے قریب ہی اے ماہ منظر کیا کرون
مین کیا حسن مین ملکہ سے کم ہون سینہ ابھار ابھار کر سامنے ایرج کے آئی ہی ایرج خاموش بیٹھے
ہین وہ پہر رات گئے محفل برخاست ہوئی ملکہ نے جاکر آرام کیا ماہ منظر فرش خواب پہ کب

جاتی ہی دل بیقرار کلیجہ تڑپ رہا ہی یہ دل چاہتا ہی کہ ایرج کے ساتھ مسند پر بیٹھون یہ معشوق
پہلو مین ہو خوابگاہ مین آئے دیکھا ایرج سو رہے ہین ملکہ بھی نشہ مین شراب کے غافل ہی قریب
ہی شمعہائے موی و کافوری لہرا کر گل ہو گئین جو دو چار باقی ہین انکو ماہ منظر نے گل کیا ایرج کے
کر بین پنجہ دبا کے بھاگی خیال مین گذرا اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین جب اس جوان سے وصل
حاصل ہو جائیگا تو کسی دن تمام پرستان مین کسی قصبہ یا قریہ آباد کرینگے یہ سوچتی ہوئی دل مین جاتی ہی یہان
ملکہ کی جو آنکھ کھلی پہلو مین ایرج کو نہ پایا کنیزونکو آواز دی ارے دیکھو تو شاہزادہ کہان ہی کنیزون
نے عرض کی کہ ہم سب سو گئے تھے ہمین نہین معلوم کسی نے یہ کہا باہر تشریف نہین لائے ایک نے
عرض کی مین نے دیکھا تھا کہ ماہ منظر اندر آئی شاہزادہ کو پنجے مین داب کر نکل گئی یہ سنکر ملکہ اٹھی
جھولی سے ایک پتلی نکالی کہا اے صورت سامری تبلا تو کہ ماہ منظر کدھر گئی پتلی نے انگلی سے
اشارہ کیا ہمائے بلند پرواز اسی جانب چلی دل دھڑک رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی پریشان
پریشان دور سے دیکھا ماہ منظر بھاگی جاتی ہی مگر بہت دور ہی ملکہ نے وہین سے نعرہ کیا او نقل
کہان جاتی ہی آگے نہ بڑھنا پلٹ آ جو خطا کی اسکی سزا نہ دونگی وہی عہدہ ملیگا ماہ منظر تیز ہوکر
بھاگی ایرج کو گلے سے لگائے ہوئے کہ اس جوان کو صدمہ نہ پہونچے اسکے واسطے گھر بار
چھوڑا راحت سے منہ موڑا ماہ منظر آکر کوہ خاکبار پر تڑپی خاکبار جادو ٹہل رہا ہی
دلمین سوچ رہا ہی کہ کل نور الدہر و شہلا کو قتل کرون سر انکے خدمت مین شاہان طلسم کے
روانہ کرون طلسم کشا کی فکر مین جاؤن کہ شدید دیکھا ایک نازنین ایک جوان کو پنجہ مین دبائے
ہوئے بھاگی جاتی ہی خاکبار نے آواز دی اری تو کون ہی یہ جوان تو اسکا ہم شبیہ ہی کہ جو
میرے یہان قید ہی ماہ منظر نے کہا کہ اے شہنشاہ یہ جوان نبیرۂ حمزہ ہی یہان رخشا کی جا خبر لی
ہمائے بلند پرواز باپ کو مار کر اسکو پہلو مین لیکر بیٹھین ہتے جو کہا کہ یہ دشمن شاہ طلسم ہی
دشمن ہو گئین ہمارے قتل پر آمادہ ہو گئین مین بھی اسکو لیکر خدمت مین شاہ طلسم کے جاؤنگی
میرے قتل پر آمادہ ہو کر آتی ہین خاکبار نے کہا کہ کیا مجال جو تجھ سے بول سکین تو ہمارے
پاس اوتر آ ہم اونسے سمجھ لینگے ماہ منظر گھبرائی ہوئی تھی اوتر پڑی ہمائے بلند پرواز
جو آکر پہونچی دیکھا کہ ماہ منظر آبار سے بیٹھی ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہی آبار نے
ماہ منظر کو پسند کیا لگاوٹ کی باتین کر رہا ہی ماہ منظر کہتی ہی کہ ابھی اس جوان کو بھی قتل نہ کیجیے
جینے دیجیے پھر دیکھا جائیگا اس بات پر آبار کھٹکا کہا اے ماہ منظر کیا تم بھی اس جوان پر
عاشق ہو ماہ منظر نے سر جھکا لیا خاکبار نے کہا کہ اے ماہ منظر یہ عزیزداران طلسم کشا ہین
کسی طرح نہ بچینگے ڈھونڈ کر قتل کیے جائینگے انکے ساتھ محبت کرنا سراسر حماقت ہی ماہ منظر نے
کہا کہ اسواسطے تو مین نہ دونگی کہ تم اس آفتاب جمال کو قتل کرو خاکبار نے کہا مین نے اپنی بیٹی کا
پاس نہ کیا اسکو قید کیا اس جوان کا بھائی میرے یہان قید ہی اسی کے ساتھ مین دختر بھی قید کر
چکا ہین اسکو زندہ نہ چھوڑونگا اس بات پر ماہ منظر گھبرا گئی کہا حضور مجھے جانے دیجیے مین نہ ٹھہرونگی
خاکبار نے کہا کہ مین تجھے نہ جانے دونگا انتہائے مہربانی یہ ہی کہ نبیرۂ حمزہ کو چھوڑ دو تم اپنی

کوئی بھی مین نہین کر سکتا ایسی ایسی جادوگر نیان شریک ہین کہ جنسے مقابلہ دشوار ہی زنار رانزد طلسم ہو وہی
لیکر آئی اگر مقابلہ پڑگیا تو اُس سے جان بچانا دشوار ہی ملکہ نے کہا ای شمس دیکھو کتاب سامری مین کیا
لکھا ہی شمس نے کہا مین پڑھ چکا صاف صاف مرقوم ہی کہ سحر العجائب و مصر الغرائب کی قضا
ہاتھ سے صاحبقران کے ہی اور ایک مضمون اور پڑھا کہ جس سے ہوش اوڑ گئے اسی سلسلہ مین بادشاہ
طلسم ہفت پیکر پر بھی زوال ہی کوئی فرزند صاحبقران کا اس طلسم مین قید ہو کر جائیگا اسی سلسلہ
مین کوئی فرزند صاحبقران کا رستم پیلتن نہایت مدت گن ہی اس طلسم کو جا کر فتح کریگا مرکز بائے طلسم
پہنچینگے یہ آپکو بخوبی معلوم ہی کہ طلسم ہفت پیکر کا بادشاہ ساحر بے نظیر صاحب جاہ و توقیر ہی مگر اسکی بھی
قضا رستم ہی کے ہاتھ سے ہی مین سناٹے مین بیٹھا تھا یہی مضمون پڑھ رہا تھا یہی نوشتہ پایا کہ جو ہم
صاحبقران کے شریک ہوگا عزت و آبرو پائیگا ورنہ بحسرت مارا جائیگا مجھکو بڑا تردد ہی ظاہر مین ہم
عجائب وغرائب مقام بہت خونریز ایسا مقام نہین ہی کہ کوئی اسکو فتح کرسکے لیکن صاف صاف مرقوم
ہی طلسم مین بھی دھوم ہی کہ وہین سے لوح کا پتہ ملیگا خداوند سامری کو کیونکر جھوٹا جانون اپنے قلم سے
لکھ گئے ہین کہ لوح ملیگی وہ ہنگامے پڑینگے کہ جو ہوش ربا مین نہین ہوا وہ ہوگا ملکہ فیروزہ نے کہا
مین تو پاس طلسم کشا کے جاتی ہون حفاظت جان واجب لازم ہی علاوہ ازین ستم یہ کیا کہ کوکب ایسے حسین
کو قید کر لیا کوکب بڑا پکا مسلمان ہی چنانچہ قید اُٹھائی تو بہ شکنی نہ کی ورنہ کسی کی مجال تھی کہ کوکب کو
بنگاہ کج دیکھتا طبقہ زمین کو ہلا دیتا زمین کو آسمان پر پہونچا دیتا مگر جو زبان سے کہا وہ کیا بر ان کی
جیش صاحب اولاد انبیا پر ظلم و بیداد فیروزہ نے جو اسطرح کہا شمس نے کتاب رکھدی کہا آپ ملاحظہ
فرمائیے مین تھوڑے عرصہ مین حاضر ہوتا ہون آپکی شراکت طلسم کشا کی بہتر صلاح ہی میرے نزدیک بھی
اسی مین فلاح ہی مین بھی آپکے ساتھ چلونگا یہ کہکے کتاب رکھدی فیروزہ نے سب کنیزون کو جمع کیا افسران
فوج کو بھی بلایا بیٹھے سامنے کتاب سامری کا مضمون پڑھنا شروع کیا کنیزین حاضر جی ہی کہنے جاتے
ہین حضور پاس طلسم کشا کے چلیے دونون شاہ کے تحولم ہین فیروزہ کہتی ہی مین ابھی چلتی ہون لشکر تیار
کرو لشکر تیار ہونے لگا شمس جو کر بجا کا خدمت مین شاہان طلسم کے پہونچا دربار مین سحر العجائب
و مصر الغرائب کے بہت ساحر جمع ہین یہی صلاح ہو رہی ہی کہ کیا تدبیر کرین یکایک خبر پہونچی کہ کوہ زنگار
کوہ خاکستر فتح ہوگیا ابرج و نور الدہر بڑے جادو سے طرف قیدخانے کے آتے ہین سب ساحر گھبرا گئے
سحر العجائب و مصر الغرائب کہتے ہین کہ یارو کیون گھبرائے ہو اگر قیدخانہ فتح ہوا تو ہمارا ایک
نقصان ہی جلالت طلسم کشا کا امتحان ہی یہ ذکر تھا کہ شمس آکر پہونچا گھبرایا ہوا رنگ زرد تھر بیٹھے پسینے
عرض کی ای شہنشاہ نور افشان طلسم کشا برابر کوہ فیروزہ کے پہونچا ہی فیروزہ نے ارادہ کیا ہی کہ جا کر
طلسم کشا کے شریک ہوجاؤن مجھسے بھی کہتی تھین کہ چلو بڑی بڑی منتین کرتی ہین جان بچانے پر ملی ہین
جلد فکر کیجیے ورنہ وہ چلی جائیگی سحر العجائب نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہی جلد جا کر فیروزہ کو گرفتار
کرکے سامنے لشکر طلسم کشا کے قتل کرو پھر کوئی تحولم ایسا ارادہ نکرے ایک کو سزا ہو دس آگاہ ہوجائین
قتال نامے ایک جادوگر یہ کہکے اُٹھا کہ غلام کو فوج ملے ابھی جا کر لاتا فیروزہ کو گرفتار کرونگا طلسم کشا
کو بھی گرفتار کرونگا ہمارے بزرگ ہمیشہ اس طلسم کے کفیل رہے ہم کیونکر تامل کرین ساٹھ ہزار ساحر لونگا اسوقت

بھی ایسے ساحر ہو اسحر العجائب نے چلتے چلتے ایک سحر بھی قتال کو دیدیا کہا جاتے ہی بھیجو کہ تا سب
بیہوش ہو جائینگے یہ بھی سمجھا دیا کہ ای قتال فیروزہ کامل واکمل ساحرہ ہی علاوہ کمال سحر کے راستے بھی
جانتی ہی لوح کا حال مفصل تو نہین جانتی ذکر سن چکی ہی اسکا بڑا خوف ہی بخوبی سمجھا کر قتال کو بارہ ہزار
ساحرون سے روانہ کیا یہان وہ وقت ہی کہ فیروزہ نے سب سردارون کو مضمون کتاب سامری
سنا کر چلنے پر آمادہ کیا چالیس ساحر کہ افسران نامی ہین اسباب سحر سے آراستہ ہو کر بارگاہ مین حاضر ہین لشکر
دس ہزار ساحر رنگا تیار ہو کر حاضر ہوا اب ارادہ یہ ہی کہ خدمت امیر مین چلین کہ آسمان پر ابر سیاہ ظاہر ہوا
فیروزہ نے ابر کو دیکھکر کہا کوئی ساحر آتا ہی ارے ہمس کہان گیا سردارون نے عرض کی حضور وہ
تو آپ کے پاس سے نکلتے ہی طرف طلسم کے بھاگا فیروزہ نے کہا غضب ہوا شاید حال کھل گیا شاہان
طلسم کو خبر پہونچی سب صاحب ہوشیار ہو جائین اتنا کہا تھا کہ قتال جادو ابر سے ظاہر ہوا آواز دی او نمک حرام
تو کہان جاتی ہی شاہان طلسم نے تجھکو طلب کیا ہی مشکین باندھکر لیجاؤنگا اب جان بچاؤ فیروزہ نے
سر اٹھایا قصد کیا کہ سحر کرون کہ [illegible] ہوا شاہان طلسم کا پھینک مارا وہ بیضہ پھٹا اسمین سے دھوان نکلا
فیروزہ کی آنکھ مین دھوان لگا [illegible] گری سردارون نے قصد کیا وہ بھی سب گرے بیہوش ہو گئے
فوج والون نے [illegible] رہ جائین اپنے ناک کو بچائین قتال نے ایک گولہ پھینکا وہ پھٹا سب
بیہوش ہو کے گرے [illegible] تصویر رہ گئے نہ ہاتھ مین حرکت نہ آنکھون مین بصارت جیب گم ہوئے
تن ایک سے ایک کام نہین کرتا بجائی کہ بھائی کی خبر نہین قتال آسمان سے اترا آکر فیروزہ کو
گرفتار کیا بکی زبان مین سوزن دیا لشکر فیروزہ جو سحر مین مبتلا تھا اس سے آگے بڑھ کے بارگاہ
دستاویز کرائی لشکر اتارا قیدیون کو اپنے خیمہ مین لائی ایک کرسی مین جسکو بٹھا دیا کلمات سخت وسست
کہا ہائے او فیروزہ تو نے غضب کیا تیرا باپ ہمس نے کہا آجکل شاہان طلسم کو بڑی احتیاط ہی
جو خبر پہونچی اسکا فوراً انتظام ہی گروہ عجائب وغرائب پر بھی نامہ جاچکا بت خونریز کو لکھا گیا
کہ ایسا انتقام کرو کہ طلسم کشا [illegible] آئے ای فیروزہ یہ صورت جان بچنے کی ہی کہ جب سامنا شاہان طلسم کا ہو
تو منہ پر گر پڑنا عرض کرنا کہ [illegible] شاہان طلسم اس وقت مین مین طلسم کشا کو پکڑنے جاتی تھی
اسوجہ سے لشکر تیار کیا تھا مین بھی سفارش کرونگا فیروزہ کچھ جواب نہین دیتی مگر حال صاحبقران
تحریر ہوتا ہی کہ صاحبقران بارگاہ مین داخل ہین ملکہ زنارہ لالہ عذار وماہ رخسار تینون جادوگرنیان
حاضر ہین جملہ عیار خواجہ عمرو وبرق فرنگی وغیرہ سب موجود ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ اب آج کچھ کیا کیا
زنار عرض کرتی ہی کہ ای شہریار گلشا خسار نے بڑے سامان کیے ہین امیر فرماتے ہین کہ خواجہ تم
پڑھکر خبر لو دیکھو کوئی ساحر آیا یا نہین یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا وثنا کے
عرض کی حضور کا لشکر قریب کوہ فیروزہ فرودس ہوا ہی ملکہ فیروزہ جادو یہان کی حاکم ہی اسنے
کتاب سامری دیکھی یا اور کوئی باعث ہوا کہ یہ اطاعت کا قصد کیا تھا شاہان طلسم کو خبر پہونچ گئی وہان
سے قتال جادو آیا اسنے ملکہ فیروزہ کو پکڑ لیا لشکر والون پر سحر کر دیا وہ سب بیکار ہوے فیروزہ پر
ظلم ہو رہا ہی وہ ثابت قدم کو ہے محبت جواب نہین دیتی بیقرار ہو کر یہ کہا تھا کہ یارو کوئی ہماری خبر
تا بہ صاحبقران پہونچا دے انکو معلوم ہو جائے شاید وہ فکر کرین اتنا دریافت ہو جائے کہ کنیز کی

آئی تھی ملکہ زنار کو لے گئی یہ سنکر صاحبقران اٹھے فرمایا قتال کی شامت آئی ہے کیا سمجھا ہے مین ابھی جاتا ہون
زنار کو لاتا ہون یا جان دونگا یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوے ہر چند عمرو نے روکا امیر نے نہ مانا گھوڑے
کو اٹھا کر چلے میان قتال نے تیلی کو جو بھیجا تیلی بالا زنار کو لے گئی پنجہ مین دبائے ہوے زنار کو لیکر
اڑی سامنے پہونچی کہا حضور یہ گنہگار حاضر ہے ملکہ زنار متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گئی ہے قتال نے زبان
مین سوزن دبا پاس فیروزہ کے جاکر بٹھا دیا ماہو بل فیروزہ یہ تمہاری مددگار آئی ہے پہلے انھون
نے فساد برپا کیا دوبارہ تمکو شوق ہوا اب اسم اعظم حمزہ بھی بند کرتا ہون یہ کہکر شتابا چاہتا ہے کہ اسماے
سحر پڑھے کہ صدا مین گیر و دار کی بلند ہوئی گھبرا کر قتال نے پوچھا یہ کیا ہے کہ ہر چند کنیزین دوڑی ہوئی
آئین عرض کی وہ صاحبقران ہمارے لشکر پر آ پڑے کئی سو ساحران زبردست مارے گئے بڑھتے ہی
چلے آتے ہین سمت بارگاہ قصہ مختصر قتال باہر نکلا دیکھا صاحبقران قلب فوج مین لڑ رہے ہین لالہ عذار
و ماہ رخسار بھی لڑتی ہوئی آئی ہین پرے کے پرے درہم برہم کر دیے قتال نے پڑھا لالہ عذار پر سحر کیا
لالہ عذار لڑکھڑا کر گری ملازمان قتال نے پکڑ لیا ماہ رخسار نے سحر کیا برق چمک کر گری سر قتال پر مگر
ہوا انے غوطہ [illegible] ماہ رخسار نے کھینچ مارا ماہ رخسار بھی گری ساحرون نے پکڑ لیا لالہ عذار و
ماہ رخسار کا گرفتار ہونا تمام ساحرون نے صاحبقران کو گھیر لیا قتال نے آواز دی نیزہ و شمشیر
سے لڑو سحر نکرو ہر طرف سے ساحرون نے نیزہ و تیر لگانا شروع کیا قتال سحر کر رہا ہے ایک طائر بنایا
ایک شیشہ کالا طائر کو چھوڑ دیا طائر اڑتا ہوا گیا گرد سر صاحبقران پہونچا گرد سر امیر کے چونچ مارا
امیر کی زبان مین لکنت آئی طائر بھاگا ہوا قریب قتال آیا قتال نے طائر کو شیشے مین بند کیا شیشہ جیب
مین رکھا مگر دیکھا کہ صاحبقران ویسے ہی لڑ رہے ہین اسنے اپنے سحر سے دریافت کیا حرز ہیکل گلے
مین ہے جب تک حرز ہیکل نہ لی جائیگی صاحبقران بیکار نہونگے یہ سوچ کر پڑھا زنار کی شکل بنکر
قریب صاحبقران آیا کہا اے شہریار میرے کلیجے مین درد ہے مین سحر کرتی تھی کسی نے سحر کر دیا کلیجہ
جل رہا ہے خدا حرز ہیکل مجھے دیجیے امیر نے حرز ہیکل اتاری قتال کے ہاتھ مین دی حرز ہیکل لیتے ہی قتال
نے نعرہ کیا منم قتال جادو صاحبقران لڑکھڑا کر گھوڑے سے گرے قتال نے کمر مین پنجہ دیا صاحبقران
کو لے اڑا جہان سب ساحر قید تھے وہین لاکر امیر کو بھی قید کیا لشکر صاحبقران بھی آپہنچا ابتو قتل
نے [illegible] قیامت برپا کی جب گرز مارا سو دو سو کے سر کٹ کے گرے کوئی بیہوش ہوا ہنگامہ گیر و دار
بلند ہیان جس وقت زنار نے صاحبقران کو بیہوش پایا بیقرار ہو گئی ماہ رخسار و لالہ عذار سے
کہا کیا فلک نے گردش دکھائی صاحبقران بھی پکڑ لیے گئے اسم اعظم بند ہوا حرز ہیکل چھن گئی جب
تو صاحبقران بگڑے [illegible] گے آنکھون سے اشک جاری ماہ رخسار و لالہ عذار بھی بیقرار ہین اس
حسرت و یاس مین یہ اشعار زبان پر جاری

نظم

کیا فرہاد نے جو عشق کامل اسکو کہتے ہین — کو دیدی جان شیرین مفت مین دل اسکو کہتے ہین
جو حیرت سے سرو ے شمع دیکھا ہو [illegible] گئے ہین — کسی آئینہ عارض کا مائل اسکو کہتے ہین
شکم [illegible] زمین مین نرگی پیرے تڑپنے سے — فراق یار مین بیتابی دل اسکو کہتے ہین
ہزارون زخم مین تیغ نگاہ ناز کے تن پر — مگر تک [illegible] نہین سکتا ہے گھائل اسکو کہتے ہین

سوزن نکالا زنار نے لالہ عذار و ماہ رخسار کو بھی رہا کیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا سب
سرداروں کو ہوش آیا امیر نے ملکہ فیروزہ کو بڑی مہربانی سے رہا کیا محبت فرمایا تمنے بڑی تکلیف
اٹھائی فیروزہ نے بڑھکر پوچھا کہ اے شہریار قتال پر کیا گذری امیر نے فرمایا عقل سے معلوم ہوتا ہے
کہ اسکو ہمارے یار وفادار عمرو عیار نے مارا فیروزہ حیران ہوگئی کہا شہریار وہ تو بڑا ہوشیار
ساحر تھا اسے کیونکر مارا سحر العجائب و سحر الغرائب اسکو اپنا قوت بازو جانتے تھے
اسی وجہ سے اسکو بھیجا اسنے آتے ہی مجھکو گرفتار کیا میں زبان نہ ہلا سکی سارے لشکر کا یہ حال
ہوا امیر باتیں کرتے ہوئے بیرون بارگاہ آئے دیکھا سنگ باری و برف باری ہورہی ہے
آواز آئی کشتی مرا نام میں قتال جادو ہوں صاحبقران نے کہا کہ ملکہ سنو ملازمان قتال
نے جو یہ آواز سنی گھبرا گئے ادھر سے فیروزہ و زنار و لالہ عذار و ماہ رخسار نے سحر کیے امیر
سرداروں سے لڑتے ہوئے قلب فوج میں آئے زنار و فیروزہ نے قیامت برپا کردی آگ برسائی
ہزاروں کو جلایا ناریوں کو خاک میں ملایا ہنگامہ ڈالدیا کسی نے دریاے سحر تیار کیا ہزاروں کو
ڈبوکر مارا جب کئی ہزار ساحر واصل جہنم ہوئے گرفتار زندان غم ہوئے فریاد والغیاث کی
صدا بلند ہوئی افسران فوج رومال سے ہاتھ باندھکر پاس صاحبقران کے آئے امیر نے
تلوار کو روکا زنار و فیروزہ نہ مانی تھیں امیر نے جھڑک دیا کہا یہ سب مطیع ہوتے ہیں اب اپنا
سحر کرو فیروزہ نے ہاتھ روکا کہ لٹنے خواجہ آئے خزانہ لوٹا ساحروں کے کپڑے اتارے دل نہیں
بھر آئے تو صاحبقران کے سامنے رونے لگے امیر نے کہا خیر تو ہے خواجہ نے کہا کہ میں لٹ گیا
دو صندوقچے جواہر کے میری کمر میں تھے جب میں نے قتال کو قتل کیا بدحواسی سے بھاگا
دونوں صندوقچے گر گئے اب حامیں کیا کرینگے امیر نے کہا کہ تمہیں ہمیشہ مصیبت ہی رہتی ہے خیر
سمجھا جائیگا خوشی خوشی جب در بارگاہ خشامی پر آگئے ایک بارگاہ زرنفتی استادہ کرادی ملکہ زنار
فیروزہ وغیرہ اسمیں داخل ہوئیں امیر نے بہرام کو حکم دیا کل بعد نماز صبح لشکر تیار رہے ہم اپنے
کو تابہ زندان خانہ پہونچائیں خدا فضل کرے کوکب والا میں کچھ شب میں دوسرے دن
بعد نماز صبح لشکر امیر تیار ہوا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے سامنے آئے بعد دعا کے عرض کی
کہ یہاں سے چار کوس پر ایک کوہ فلک شکوہ حائل ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ راستہ بند کیا
ہے جانا سرکار کا کیونکر ہوگا زنار و فیروزہ اسباب سحر سے آراستہ ہوکر حاضر ہوئیں امیر نے
فرمایا کہ صاحبو تمنے سنا کہ چار کوس پر ایک پہاڑ ہے بہت مقام اجاڑ ہے راستہ اسمیں نہیں
فیروزہ نے کہا کہ سرکار چلیں یہ شاخسار کے شعبدہ ہیں ریگستان جادو ایک ساحرہ ہے
اسکو شاخسار نے میرے سامنے مقرر کیا تھا بڑی ساحرہ زبردست ہے مگر سرکار چلیں اوس
سے مقابلہ بڑھکر زنار نے کہا کہ میں اسے پہچانتی ہوں امیر نے حکم دیا فیروزہ و زنار لشکر ساحر
لیکر آگے بڑھیں عقب میں صاحبقران نے سرداران نامی و پہلوانان گرامی کو روانہ کیا طبل سکندری
پر چوب پڑی دس کروڑ سے امیر نے کوچ کیا طرف زندان طلسم کے چلے کوس بھر راستہ طے کیا تھا
کہ ایک صحراے سبزہ زار ملا کہ عندلیبان خوش الحان شاخ گل پر زمزمہ سرائی کر رہی ہیں گل خود رو سے

مین چھپ گئے زنار و فیروزہ و لالہ عذار و ماہ رخسار سب ملکے سحر کرنے لگین شعلہاے
سحر روشن کین سحر کرتی ہوئی آگے بڑھین صاحبقران کو یہ معلوم ہوا کہ زمین گردش مین ہو کوئی
میرے گرفتار کرنے کی کوشش مین ہی جب زنار و فیروزہ نے ملکر سحر کیا چراغ روشن کر دیے
دیکھا صاحبقران ندارد اشقر دیوزاد مرکب کوتل کھڑا ہی حیران حیران چہار جانب دیکھتا ہی
فیروزہ نے کہا کہ ای زنار غضب ہوا صاحبقران زبان اسم اعظم سے غافل ہوے سحر
ریگستان کا خاک اوڑا کر صاحبقران کو اوٹھا لے گیا ہم بھی چلے تھے یہ کہکر فیروزہ و زنار چلین
لالہ عذار و ماہ رخسار بھی چلین کل لشکر کو لیکر بہرام مع لشکر سبزہ زار مین ٹھہرا عمرو نے جو دیکھا کہ صاحبقران
غائب ہوے ایک جانب بھاگا نہایت متردد و متفکر صورت تو اپنی بدل لی اسی جنگل مین بھاگا
ہوا جاتا ہی ہر طرف نگاہ زبان پر آہ آہ کہ کہین کوئی ساحر ملے تو اسکو قتل کرون ایک طرف سے
دیکھا ایک ساحر پسینے پسینے گھبرایا ہوا چلا آتا ہی عمرو نے جو اسکو آتے ہوے دیکھا ایک مسافر کی
شکل بنکر آواز دی بھائی جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ ہمین تمسے کچھ کہنا ہی وہ ساحر رکا عمرو بصورت مسافر
اسکے پاس پہونچے کہا بھائی کہان سے آتے ہو اسوقت اس صحرا مین بہت گرمی ہی تمکو دیکھکر گھبرا گیا
مین تو خود جنگل مین پھنسا تھا تم کیونکر آگئے یہ صحرا اس لائق نہین ہی اس ساحر نے کہا مجھکو ملکہ شاخسار
نے بھیجا ہی پاس ریگستان کے جاتا ہون اسکو خبر پہونچاؤن کہ طلسم کشا آگیا اُسکی فکر چاہیے
عمرو نے پوچھا کہ ریگستان کہان ہی ساحر نے کہا سامنے پہاڑ پر کسی پتھر کی آڑ مین ہونگی مین
ڈھونڈ لونگا عمرو نے کہا کہ تمہارا کیا نام ہی اُسنے کہا کہ شاخسار کا نوکر نیم روز جادو میرا نام ہی
دو پہر مین دو ہزار کوس طے کرتا ہون بی شاخسار نے نیم روز نام رکھا عمرو نے باتین کرتے کرتے
ساحر کو جاب مارا وہ بیہوش ہوا عمرو نے اسکو اوٹھا کر زنبیل مین رکھا اسکی شکل بنکر چلے قریب کوہ کے
پہونچے پکارتے ہوے ملکہ ریگستان جواب دو کہان ہو مین بھیجا ہوا ملکہ شاخسار کا تمہاری
تلاش مین آیا ہون ریگستان کے کان مین آواز پہونچی اسکی بہن غنچہ جادو ادہر مین مصروف تھی
ریگستان نے کہا کہ عنصر کوئی میرا نام لیکر پکارتا ہی قاعدہ کے خلاف آواز ہی تو میری شکل بنکر
جا دیکھ تو کیا کہتا ہی عنصر بشکل ریگستان پہاڑ سے کودی آواز دی کہ ارے ہمین کون پکارتا ہی
عمرو نے دیکھا ایک ساحرہ پہاڑ سے اوتری کان سے ناک سے ریگ گرتی ہی خاک کا پتلا ہی
عمرو سمجھا یہی ریگستان ہی پکار کر آواز دی ای ملکہ ریگستان مین نیم روز جادو بھیجا ہوا ملکہ شاخسار
کا تمہارے پاس آیا ہون نامہ بھی ملکہ کا لایا ہون یہ کہکے کاغذ ہاتھ مین دیا وہ پڑھنے لگی عمرو نے حلقہ
کمند گلے مین ڈالدیے جاب بھی مارا وہ غش کھا کر گری عنصر کا سر کاٹا ریگستان نے دیکھا
پہاڑ مین جنبش ہوئی سمجھی کہ عنصر قتل ہوئی پہاڑ سے جھککر دیکھا عمرو کپڑے اوتار رہا ہی کنیزون سے
کہا صبا جو مین سمجھی تھی عمرو بشکل نیم روز آیا دیکھو اُسے عنصر کو مارکر کپڑے اوتار رہا ہی تمکو ڈرنے
دھوکا کھایا یہ کہکر پہاڑ سے اوتری نعرہ کیا او سایان نادے اب کہان جائیگا نعرہ ریگستان جادو
عمرو نے جو ریگستان کو دیکھا بیہوش ہو گئے قصد کیا کہ گلیم اوڑھون اُسنے سحر کیا عمرو کے پاؤن
زمین نے پکڑ لیے ریگستان نے عمرو کی کمر مین پنجہ دیا لے اوڑی کنیزون سے آواز دی

بندگا حرف محبت نہ سنیگا دل سے	یہ لوگ حسن نہیں جنکی سمت دیکھو کرتے	خوب سے شہید نہ دیکھیں گے پھر کہ کوثر کو
گئے ہیں آپ لقا سے وہ ترکھو کرتے	کیا ہے خانہ دل میں تصور دلدار	تلاش کس کی ہے ہم جسکو جستجو کرتے
کہ خیال میں کسکے اداس ہو رہنا	کسی سے تم جو نہیں آج گفتگو کرتے	فیروزہ و زنار صاحبقران

کا ہاتھ پکڑ کے اندر بارہ دری کے لے گئیں صاحبقران دونوں معشوقوں کو بہ نظر محبت دیکھ
رہے ہیں ایک طرف سے بکا خواجہ عمرو دست دخیز کرتے ہوے چلے آتے ہیں امیر عمرو کو دیکھکر
بہت خوش ہوے پکارکر آواز دی کہ خواجہ کہاں سے آتے ہو عمرو نے کہا ای آقا ے
نامدار و مولاے تمہد رشناس ری کی فکر میں نکلا تھا ریگستان جادو نے بڑے بڑے
مکر کیے آپ کے اقبال سے اسکو مارا یہ مقام پاک ہوا تھا خسار بڑی کوشش کر رہے ہیں
پر کیکے خواجہ بھی آکر بیٹھے ایک طرف زنار ایک جانب فیروزہ سامنے خواجہ امیر کے گھیر لیا
ہر جنس جنس کے باتین ہو رہی ہیں فیروزہ نے کہا خواجہ کچھ گاؤ چند سیب نکالکے رکھے
کہا شہریار اسے نوش فرمایئے عمرو نے چاقو کالکر دیا جب امیر بانٹتے ہیں کہ سیب کو تراشوں
دل میں کہتا ہے کلیجہ پھٹا جاتا ہے شہد سو ہیں عمرو خسار عبرت سامنے گارہا ہے یہاں تو ان سکار رو رہے
امیر گھبرا کر ریگستان نے جو عمرو کو پکڑا تھا ایک مکان میں لاکر بٹھا دیا پکار کر آواز دی ارے
دیلم جادو حاضر ہو ایک طرف سے ایک ساحرہ دوڑی ہوئی آئی عرض کی میں تو حاضر ہوں تمہارے
کمال کی ناظر ہوں ریگستان چلی گئی دیلم بیٹھی خواجہ رونے لگے دیلم نے کہا کیوں خواجہ
رونے کا کیا باعث ہے عمرو نے کہا ای ملکہ ناز حرف یہ ہے کہ اب جان جائیگی ہمکو بچالو کچھ تمسے
کہینگے اندر آؤ دیلم ہمدردی عمرو نے کمر سے اشرفیاں نکالیں کہا ای دیلم میرے پاس بہت کچھ ہے اگر
آپ لیں تو میں حاضر کر دوں دیلم نے کہا کہ خواجہ اتنا روپیہ کہاں رکھا عمرو نے کہا میرے
پاس زنبیل ہے وہ ہر حال میں کفیل ہے سب کچھ زنبیل میں رکھتا ہوں تم میری مددگار رہو
کہو گی دیلم نے کہا کہ خواجہ میں دل و جان سے حاضر ہوں جو تم کہو وہ کروں عمرو نے دو توڑے
نکالکر دیے کہا اور بہت سے ہیں دیلم حیران ہو گئی کہ یہ تماشا ہوا اسمیں سے کہ توڑے
نکالے کہا میں بھی دیکھوں عمرو نے کہا کہ بے ایمانی نکرنا یہ کہکر زنبیل کھولی دیلم دیکھنے لگی کیا
ایک دریا بہہ رہا ہے اسمیں ہزاروں بجرے بجروں پر ہزاروں نازنینان مہ جبین نور افشا
کھیل رہی ہیں مچھلیوں کا شکار ہو رہا ہے شراب چل رہی ہے ایک جانب تیغ گرم دکھاتا تفسیم
ہو رہا ہے ایک سمت توڑے روپیوں کے ایک جانب اشرفیوں کا انبار ایک طرف تاج رکھے
رکھے ہیں ایک جانب جواہرات ایک جانب صدہا باغ سبزے ہیں ہر طرف جوش بہار ہے بکار
کر ہر عمرو کے نوکر ہیں دیلم کے ہوش اڑ گئے کہا خواجہ بڑا مال ہے ہی عمرو نے کہا کہ ابھی
آپنے کیا دیکھا یہ سب مال بہادروں کا ہے آپ تھوڑی اشرفیاں اور لے لیجیے اور کسی چیز کو ہاتھ
نہ لگایے دیلم نے آدھا دھڑ زنبیل میں ڈالدیا چاہتی ہے کہ جواہرات اٹھا دوں یا ایک نگ لوں
عمرو نے جو زنبیل میں ہاتھ دیکر زنبیل میں گرا دیا جیسی ہی دیلم گری کالی کالی زنگیان دوڑیں کہا
ارے کمبخت اتارو دیلم کا کچھ زور نہ چلا کنیزوں نے کپڑے اتروا لیے کہتی جاتی ہیں ہمکو حساب

سمجھانا ہوگا ویلم کو ایک عرقی بنہ ہوا دی سر پر ٹوکری رکھی دنیا مینٹ کھینچا ہوا لے گیا ویلم تو ٹوکری
ڈھونے لگی سحر فراموش حیران پریشان کہ مین کس بلا مین پھنسی عمرو ویلم کو قید کرکے قید خانہ سے
نکلا ایک جانب چلا گیا ثبت بر باغ تھے پہونچا کمند مار کے دیوار پر پہونچا نگاہ غور جو دیکھا عجب طرح کا
سامان نظر آیا امیر کی شکل کا ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے اور ایک جانب فیروزہ جادو ایک طرف زنار
خوشخو صاحبقران سے باتین کر رہے ہین یہی ترغیب ہے کہ سیب نوش فرمائیے اب عمرو گھبرایا
کہ اگر تین آواز دون تیر اہم شبیہ جھگڑا مکار بتلائے تو مین کیا کرون یہ تو بڑی خرابی ہوئی عمرو ایسی
ایسی باتین سوچکر کنارے آیا ایک مالن حسین پھر رہی ہے دم دیکر اسکو بیہوش کیا اسکی شکل بنکر
ایک ڈالی لگا لی وہ ڈالی لیکر بارہ دری مین آئے صاحبقران کو سلام کیا عمرو نے اشارہ کیا کہ
سیب نہ کھانا امیر سمجھے یہ مالن مجھے لگاوٹ کرتی ہے سارا کر سیب چھیل لے گئے چھیل کے
سیب کو تراشنا چاہا اگر نوش کرین عمرو بیتاب ہوگیا حیران تھا کہ کیا کرون ہر چند اشارہ کرتا ہے
امیر کی سمجھ مین نہین آتا یہی چاہتے ہین کہ سیب کھاؤن مل کاٹ رہا ہے یہی خیال ہے کہ ای
سوداگر آقا نے سیب کھایا تو آسیب سے زہن کے کیونکر امان پائینگے اس خیال مین تھا کہ آسمان
پر برق چمکی ملکہ فیروزہ و زنار رولا اغبار ماہ رخسار پہونچین دیکھتے ہی امیر کو گھبرا گئین خیال
مین تھا کہ یہ کیا غضب ہوا ہماری شکل پر ریگستان کی جادوگرنیان بیٹھی ہین رنگ اپنا جما چکی
ہین امیر سیب کھانے پر آمادہ ہین مگر فیروزہ نے بڑھکر نعرہ کیا صاحبقران زنہار خبردار
سیب نہ کھائیےگا ورنہ مبتلائے بلا ہوجیےگا فیروزہ نقل نے ان چارون کو دیکھکر کہا ای شہریار
ریگستان کی بھیجی ہوئی جادوگرنیان آ پہونچین ہم اصلی ہین یہ نقلی ریگستان نے جدا کر کیا
یہ کہکر فیروزہ نقلی اٹھی کہا ہم ابھی انکو مارے جاتے ہین زنار نقلی بھی اٹھی دونون نے
ان چارون پر سحر کیے چارون لڑکھڑا کر چلین زنار نقلی باہر نکل گئی یہ کہتی ہوئی کہ جا کر سبکو قتل
کرون فیروزہ نقلی چھپکر سحر کرنے لگی عمرو بشکل مالن کھڑا تھا حلقے کمند کے فیروزہ نقلی کے گلے
مین ڈالدیے فیروزہ نقلی ارے کہکر اٹھی عمرو نے خنجر مارا فیروزہ نقلی کا شکم چاک ہوا جو بصورت
عمر بیٹھا تھا اسنے اٹھکر کہا کہ او مالن یہ تو نے کیا کیا عمرو نے اسکو بھی چابک مارا یہ بھی گرا اسکو
خنجر مارکر بھاگا سامنے فیروزہ کے آیا کہا ای ملکہ فیروزہ نہ گھبرانا مین آ پہونچا پھر اپنے نام کا
نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو ہون مین عیار صاحبقران ٭ ہے کرے کانپتا ہے جہان ٭
وہ شند پرشین کعفار ہون ٭ زمانے کا مکار و غدار ہون ٭ مرا تیز رفتار ہو گر قدم
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم ٭ اڑا دون صبا کے بھی ہین ہوش گم ٭ بنائے مری گرد پا پرورش کو
دو دندہ جہانگرد و عیار ہون ٭ جہانگیر عالم کا عیار ہون ٭ زنار و عمرو نقلی بیچے جا کر سحر کرمین
فیروزہ اصلی برق بنکر گری دونون کے چار ٹکڑے ہوے اندھیرا ہوگیا گل باغ کے جلنے
لگے ہر گل و غنچہ سے شعلے نکلنے لگے دیوارین گرین ایک آندھی سیاہ اٹھی بعد عرصہ دراز آواز آئی
کشتہ ہوا نام من ریگستان جادو و حیلہ ساز جادو و شہباز جادو بعد اسکے صاحبقران کے
ہوش درست ہوئے ورنہ مبہوت ہو چکے تھے اسم اعظم فراموش ہوگیا تھا چارون جادوگرنیان

نکالدے دیکھ پھر کیا کرتا ہوں بی شاخسار مجھکو کیا روکین گی بڑ بڑھکر نکل جاؤنگا شامت جو آئے
سرشت جادو نے زبان سے اخضر کے سوزن نکالا سوزن نکلنا اخضر نے سحر کیا ماران سیاہ
جو لپٹے تھے جلکر خاک ہوئے قید آہن توڑی ملک اخضر بل کرکے اٹھا سرشت نے کہا کہ اے
شہنشاہ کہاں چلے اخضر نے کہا خدمت صاحبقران میں جاتے ہیں سامنے ملکہ نسیم آتش نمود و شاہین
بلند پرواز و گلشن سحر طراز و سکندر و شہنشاہ و سکندر کا عیار قید بیٹھا ہی شاہین کے منہ سے
نکلا کہ اے شہنشاہ ہمیں عرصہ گذرا اس مقام پر قید ہیں اگرچہ ہمیں تو فتاحی طلسم کی تدبیر کریں یہ سرشت
جراءت یکتاز میدان جلالت انقلاب فلکی سے پھنس گیا ورنہ انسے کون مقابلہ کرسکتا ہے فلک کو
بھی جراءت پر سکتا ہے اخضر نے پلٹ کر سکندر کو دیکھا نشانی اولاد صاحبقران کی پائی دل بیقرار
ہو گیا زبان سے نسیم کے سوزن نکالا سرشت جادو و اخضر کے پیچھے کہتی ہوئی دوڑی اے شہنشاہ
اس خیر خواہ کا خیال رہے شاخسار مجھکو مار ڈالے گی اخضر نے بلند ہو کر ایک گولا مارا جہاں پر
شاہزادہ ضیغم فرزند اسد قید ہے وہ گولا وہاں پر آکر شاہزادہ ضیغم کے جسم کی قید کٹ گئی ضیغم نے عیار
کو چھڑایا جست کرکے ایک نخل کے پیچھے چھپے ضیغم نے اپنے کو ایک غار میں گرایا عیار چیون بنکر چھپا
ہوا ہے شاخسار کی نگاہ اخضر پر پڑی آواز دی او مکار کہاں جاتا ہے اخضر نے کہا او ملعونہ تیری
بھی یہ مجال ہے کہ ہمکو روکے اتفاق سے پھنس گئے تھے شاخسار طرف اخضر کے چلی تھی
کہ شہنشاہی ہوا آئی نسیم نے اٹھتے اٹھتے ماں باپ کو رہا کیا سکندر و شہنشاہ کو چھڑایا پھر
لیا عیار کو شاہین نے اٹھایا نسیم نے منہ سے شعلہ آتش چھوڑا نعرہ کیا منم نسیم آتشخو شاہین پر
بلند ہوا گلشن بھی اٹھی باغ ویرانی میں تہلکہ ہوا قضا سے کار شہنشاہ کو کوک لگا پران شہر
ہلاتے ہوئے اپنے قصر سے نکلے دیکھا نسیم و شاہین و گلشن و سکندر و شاہنشاہ بلند ہو کر آسمان
اڑن چاہتے کہ سکندر کہتے ہیں کہ ملکہ مجھے چھوڑ دو لاچین بھی اپنے قصر سے نکل آیا ان سب کو جاتے
دیکھ کر وہ فیروزہ نقلی چلا کر دیوانہ وار کبھی طرف اخضر کے جاتی ہے کبھی طرف نسیم کے پلٹتی
ہیں ۔ اللہ بیے فیروزہ نقلی اور وہ سحر کیا کہ شاخسار پیچھے ہٹی کوئی تیر سحر کی پاس نہیں
عمر بیٹھا تھا اسنے اٹھکر کہا کہ او ماہی لاچین کا بہار سے گھبرا کے کہتا ہے کون ہے کہ ہے بہار
خنجر مار کر بھاگا سامنے فیروزہ کے آیا اپنی قدرت سے ہمیں رہا کر گیا رحمین کا باپ کہنا
نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو ہوں میں عیار زمان جوان بخت و شاہزادہ سرو سہی قد بھی بحیرت دیکھ
تر شدہ رشیں کھڑا رہوں ۔ زمانے کا مکار اے شیر دل نہ گھبراؤ تمہارا ابھی وقت بانی قریب ہے
جیسا ٹھوکریں کھائے ہر ہر قدم ۔ اتنا دو دن صبا کی برکت ہے لیکن افسوس ہے کہ ملک اخضر تو
دوندہ جہانگیر و طلسم کشا ہوں ۔ جہانگیر عالم کا عیار ۔ کچھ خیال نہ ہو یہ سب زنجیرت کا کام کر رہے
فیروزہ اصلی برق بنکر گری دونوں کے چار کرکے قید توڑ ڈالوں سرو سہی قد فرمانے لگے ہیں
ہر گل و غنچہ سے شعلے نکلنے لگے دیواریں گر پڑیں انشاء اللہ دادا جان آکر رہا کر لینگے کہ جو مجھے
گشتی ہمارا نام من ریگستان جادو و حیلہ سازی ہے پہلے چھوٹ جائیں اسوقت قید خانہ سے
پر تیش درست ہوئے ورنہ بہوت ہو چکے تھے ابھی اخضر نے شاخسار کی کلائی پکڑ کے ایک

طمانچہ مارا شاخسار ایک گھڑا اگر کی سرپٹخ اور بلانے لگی ارے شاہو ان کو خبر کرو سرشت جادو نے غضب کیا اسی نے اختر کو چھڑایا بادشاہ طلسم ملک اختر اس باغ ویران کے شعبدوں کو کب جانتا ہو جادوگر یا جو قریب ہو پہنچیں نسیم نے بھی ہاتھ بڑھایا ہوا جو کچھ تھی چلی کنیزیں ناچنے لگیں رقص کرتی ہوئی سامنے شاخسار کے آئیں ہر چند شاخسار منع کرتی ہے ناچتی ہیں غزلیں گاتی ہیں

نظم

جز قتل کیا ہی عشق کے بیمار کا علاج
کرتے ہو تم جو عشق کے آزار کا علاج
ہاں جو شخص خون پر ہے کمال گھور
مشکل ہو شخص رشتہ زنار کا علاج
منگوا دو جائے خاک شفا خاک کو سیار
سو اب معذور کر گئے ہیں دو چار کا علاج
جراح جانتا نہیں جلاد کے سوا
کرلے نہ خشکی لب سوفار کا علاج
جز مشت خاک اور نہیں خاک سیکھ
منظور ہے جو ناسخ بیمار کا علاج
ہر انتظار شربت دیدار میں ہو
جز دم تیغ ابروئے خمدار کا علاج
آزار رشتہ جو تو شفا کی امید ہو
زخم دہان و غمزہ سرکار کا علاج

شاخسار نے اٹھکر کئی کنیزوں کو قتل کیا وہ چپ ہو گئیں اختر جو چلا سرشت جادو کو ساتھ لیے ہوئے کہتا ہوا اے سرشت نہ گھبرانا تیری ملاقات صاحبقران سے کرا دونگا صاحبقران تجھکو سرفراز فرمائینگے سرشت کہتی ہے میں بحال تباہ آرہی ہے صاحبقران کی خود مشتاق ہوں اختر نے کہا دیکھنا خلق مجسم کرم بخشش صاحب اسم اعظم ابھی شاخسار کو معلوم ہوگا یہ کہتا ہوا بلند ہوا دور سے بارگاہ حشامی کو دیکھا رشک سے کہا وہ بارگاہ صاحبقران استادہ ہے صاحبقران مع زنارہ فیروزہ و لالہ عذار و ماہ رخسار کنارے پر لشکر کے کھڑے دیکھ رہے ہیں فیروزہ عرض کرتی ہے تھا جنگل سحر سے جادو زمین آلود ہے کہ مسیح کو بلوہ کرکے چلیں قید خانے پر حملہ کرتے جھوٹوں کو کب دلا ہیں کو کرائیں زنار کہتی ہے کل کا دن خالی گیا نکلا اب اور بڑی کوشش ہوئی دیکھا تنے ساحر آگئے ہیں کہ صاحبقران نے دیکھا برق چمکی گھبرا گئے فیروزہ نے کہا کوئی ساحر چمکا اور آپ کو روشنی آئی زنارہ نے کہا یہ سحر نو بہت خوبصورت ہے کہ ملک اختر آ پہنچا وہیں سے صاحبقران کو دیکھے سلام کیا صاحبقران نے فرمایا اے فیروزہ استقبال کرو تمہارا دوست صادق آ پہنچا جادوگر زبان آگئے بڑھیں ملک اختر آکر سامنے آیا سب حال اپنا بیان کیا سرشت قدم بوس ہوگئی اختر نے کہا کہ یہ ہماری جان بخشی ہے امیر نے سرشت کو بہت بھاری خلعت دیا قریب فیروزہ جگہ ملی اختر نے کہا کہ یہ کنیز مجھے مرحمت ہو صاحبقران نے برائے خدمت اختر سرشت کو مقرر کیا بیان شاخسار جادو کے جب کنیز کا سحر اوتار اروتی پیٹتی طرف بارگاہ شاہان طلسم کے چلی سحر العجائب و مصر الغرائب بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ شاخسار روتی پیٹتی آئی پکاری شہنشاہ غضب ہوا ملک اختر ہماری قید سے چھوٹ گیا نسیم و شاہین و گلشن و سانپ و مرغ عیار و شہنشاہی بھی بھاگ گئے لونڈی نے شمار نہیں کیا اور کیسی مجھکو خبر نہیں کہ قید میں بر کیا گذری یہ سنکر سحر العجائب و مصر الغرائب غصے سے کانپنے لگے شاخسار نے کہا اختر مجھکو طمانچہ بھی مار دیگئے مارے بر عارضہ ہے گال سوجا ہوا ہے ایسا ہنگامہ ہوا مجھے کچھ دم نہ پڑا بیان رات و ضیغم شیر شکار مع اپنے عیار جب دیوار پھاند کر نکلے حیران و پریشان و دون طرف ایک صحرا کے چلے عیار نے کہا لشکر صاحبقران میں چلیے ضیغم نے کہا کہ میں اس حال سے تو نہ جاؤنگا

انشاء اللہ آئندہ یہ ہرگز نہ ہوگی وہ لشکر ہمراہ ہو صاحبقران سے مقابلہ کرنے کی بڑی ہوس رکھے ہیں
کہتے ہوئے دونوں ایک صحرا میں آئے ایک نخل کے سائے میں بیٹھے دیکھا سردوں کے
کئی کھیت لہلہا رہے ہیں سردے نہایت عمدہ لگے ہیں کچھ مرجھا گئے ہیں تخم کے انبار ہیں ضیغم نے
اپنے عیار تیز رنگ سبک رفتار فرزند مرغ نام سے کہا اے عیار طرار یہ کیسے کھیت ہیں معلوم ہوتا ہے
کہ ایک پھل بھی توڑے نہیں جاتے ایک پھل توڑ لاؤ تو کھائیں اسی سے دل بہلائیں تیز رنگ
نے جا کر ایک سردہ توڑا چاہتے ہیں کہ کھائیں کہ ایک مرتبہ کان میں زنجیروں کی آواز آئی دیکھا
ایک دیوانہ ژولیدہ مو لنگر پیر میں بندھا ہوا کمر میں زنجیر ضیغم کو یہ دیکھا کہ سردہ کھا رہے ہیں
چیخ مار کر رویا چیخ مار کر آواز دی او جلاد صاحب بیداد تو کون ہے میرے فرزند کا خون کیا تم
جو زمین پر پڑے تھے انکو دیکھکر آواز دی ارے بچوں کو زمین پر ڈالدیا ضیغم حیران ہو گئے
کہ میں نے کس کے بچے کو مارا لیکن دیوانہ چوبدست گران سنگ کو گردش دیتا ہوا قریب پہنچا چاہے
تو کود کر الگ ہوا دیوانے نے چوبدست لگائی ضیغم نے جست کر کے چوبدست کو خالی دیا اس نے
چیخ ماری اور آواز دی ہائے آقائے مرغ مارا گیا افزا خوبصورت تھا مگر میں نے اپنے فرزند
بلالیا ضیغم نے گرد سے نکلکر نعرہ کیا او دیوانہ مجہول بخت برگشتہ نامعقول تو نے کسے مارا میں
موجود ہوں دیوانے نے چوبدست پھینک دی دونوں ہاتھ ضیغم پر مارے ضیغم صرف کرتا
بیٹھے ہوئے ہیں تمام بدن سے خون جاری ہوا لپٹ پڑے دیوانے نے شانے پر ایک جات
ماری ضیغم کا گوشت نوچ لے گیا قریب تھا کہ ضیغم کی زبان سے آہ نکل جائے ضبط کر کے ایک
گھونسا مارا کانپ گیا منہ سے بڑی گوشت کی نکل پڑتی کا دوسرا جو گھونسہ ضیغم کا پڑا دیوانہ تحسین کرنے لگا
کہ آقائے مرغ اب گھونسہ نہ مارنا میں خود اڑنا جانتا ہوں ضیغم نے کہا جو کاٹو گے تو گھونسہ پڑیگا اگر
سر پھٹ جائیگا دیوانے نے ہاتھ باندھکر کہا اب نہ کاٹونگا ضیغم اور دیوانے میں کشتی ہونے لگی نعرہ
سے تمام بدن ضیغم کا پامال کر دیا مگر دیوانے کا جو زور نہیں چلتا تو نعرہ کرتا ہے تم تھا مرد مردود
یہ کیا معرکہ ہے کرتا ہے آقائے مرغ برنا نہیں آتا وہ پھر ضیغم نے دیوانے کو زیر کیا جب بھاگی
سوار ہوئے بندہ زانو بابا دیوانہ تڑپ گیا کہا آقائے مرغ نام تو بتا دو سینہ سے ضیغم دبا کر بیٹھے
ورد ہو ہی ضیغم نے کہا اب شناخت پروردگار عالم ہیں کہا کیا ہی نام ہے میرا ضیغم شیر شکار فرزند
اسد نامدار یہ نام سنتے ہی دیوانہ قدموں سے لپٹ گیا کہا اے آقائے مرغ ایک بزرگ سے آقائے مرغ
خواب میں آئے تھے نام آپکا بتا گئے تھے اور فرمایا تھا کہ انکی اطاعت کرنا میں غلام ہوں ضیغم نے
کہا تم کب سے یہاں ساکن ہو نعمان نے کہا اے شہریار یہاں سے قریب ایک ملک ہے کہ اسکو قلعہ
نعمانیہ کہتے ہیں باپ میرا سلیمان مرحوم وہاں کا بادشاہ ہے جب میں سن تمیز کو پہونچا وحشت
طاری ہوئی ایک دن خواب دیکھا کہ یہاں سے نکل جا صحرائے محیط میں جا کر سکونت اختیار کر شاہزادہ
ضیغم شیر شکار آئیگا اسکی اطاعت کرنا میں نے یہاں آکر اس صحرا میں عمل کیا بارہ ہزار دیوانے کل
اپنے جمع کیے کیا مجال جو شیر بھی اس جنگل میں آسکے آپ میرے ساتھ میرے مقام پر چلیے جہاں مرغ
دیوانہ زبردست سنا وہاں گیا اسکو زیر کر کے لایا بارہ ہزار جوان جمع ہیں یہ کہکر ضیغم کو اپنے ساتھ

رہ گئے مرغ چمن کھو کے لئے نعل و گہر | پاک کر لیوں نا سخ عرق خجلت سے | آتقال اپنا شفاعت ہے گنہگاروں کو

کوکب نے گلے سے لگایا کہا بی بی صبر کرو خدا فضل کریگا صاحبقران آتے ہی ہیں تجھیں چھڑا لینگے
یہ سلطنت بانٹنگے یہاں ملک اخضر ستارہ و فیروزہ و ماہ رخسار کو ساتھ لیے ہوئے تیس لاکھ
ساحر پشت پر لگے بڑھتے ہوے چلے آتے ہیں لشکر صاحبقران پشت پر روا روی کرتے ہوے
آتے ہیں ملک اخضر چاہتا ہو کہ پہلے قید خانہ میں پہونچوں تشنا خسارے سے مقابلہ پڑے کہ دیکھا طرف
سے قید خانہ کے ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا برقیں لوٹ رہی ہیں صدائیں مہیب آ رہی ہیں
اخضر تو رکا ابر قریب آکے پھٹا ایک ساحرہ چار لاکھ ساحروں سے آگے ہو گئی آواز دی او اخضر اب
لشکر آگے نہ بڑھانا سبکو سحر کرکے شادونگی طلسم کشا یہاں ہیں اخضر نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہے بچاو
بار کر قید خانہ پر جا پہنچے تشنکول نے وہیں لشکر اوتارا اخضر بھی ٹھیر گئے صاحبقران کو خبر ملی
کہ تشنکول نے ساحرہ مقابلہ اخضر تن آئی ہے صاحبقران سرداروں کو ساتھ لیکر لشکر اخضر میں آ کر
بارگاہ میں وہیں استادہ کرائی صاحبقران بارگاہ میں آئے جملہ سردار و ساحر آکر بیٹھے ناچ ہو
تشنکول جا کر اپنی بارگاہ میں بیٹھی شراب پینے لگی جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ
طبل جنگ بجے ہرکارے نے امیر کو خبر دی کہ تشنکول نے طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ کی ہے کہ
کل نکلکر مقابلہ کرے صاحبقران نے فرمایا ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی
طبل جنگ بجے یہاں بھی نقارۂ رزمی گرگرایا جب سکندری پر چوب پڑی سبکو معلوم ہوا کہ کل
تشنکول سے مقابلہ ہے خواجہ عمرو و برق فرنگی بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر واسطے مکر
کے نکلے صورتیں بدلکر لشکر تشنکول میں آئے دیکھا بارگاہ استادہ ہے خدمتگاروں سے
دریافت کیا معلوم ہوا کہ تشنکول سحر تیار کر رہی ہے خواجہ کنارے آئے ایک خدمتگار کو
بیہوش کیا اسکی صورت بنکر اندر بارگاہ کے گئے دیکھا ایک ساحرہ بیٹھی سحر تیار کر رہی ہے اسباب
سحر جمع ہے برق فرنگی بھی خدمتگار بنکر آیا اندر پہونچا استاد شاگرد دونوں ملا رہے ہیں برق
چاہتا ہے میں عیاری کروں خواجہ کا قصد ہے کہ میں عیاری کروں برق حیران ہے کہ استاد منع
کر رہے ہیں اگر عیاری کرونگا استاد کے خلاف ہوگا یوں بھی مشکل ہے اس طرح میں دونوں
کھڑے ہیں حوصلہ نہیں پڑتا کہ عیاری کریں تشنکول بھی ہوشیار ہے سحر تیار کرنے میں کہے
جاتی ہے دیکھو صاحبو عیاروں کا خیال رہے عیاروں کے مال سے تو لوگ آگاہ نہیں ہوا آج تک
جتنے جادو گر گئے بعض کو مقابلہ کرنا ہی نصیب نہوا عیاروں نے عیاری کرکے مار لیا اسکا بڑا خیال ہے
یہ کہکر اٹھکر شاہانے لگتی ہے اور یہی کہے جاتی ہے کہ عیاروں کا خیال رہے خواجہ نے کہا یہ تو ہر بار معلوم
عرض کی حضور بہت خوب غیر کی کیا مجال ہے جو آپکی بارگاہ میں آسکے برق بھی لقا جاتا ہے ابھی
سر کی ٹوپی اٹھا کر دیتا ہے کبھی بچہ نوک زنج کرنے لگتا ہے کہ تشنکول حضور چکا تو دیکھے انتا تیرے بہونچ گئے
ابھی خواجہ نے کچھ جادو ر دیئے دو پہر شب تجاوز کر چکی ہے زلف لیلاے شب کمر سے گذری ہے
لیلاے غیب نے چادر سیہ اوڑھی ہے تلاش مجنوں روز اپنے سوز گشت تمام کرتی ہے کا یک
لشکر میں ہنگامہ ہوا آوازہ آئی منم زلزلہ آفت ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان مغفرہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار سپہ دار عقرب بیک نعرہ کار	بچنگ خدا بستہ شمشیر چار بگن کافران از جہان پاک کرد	بیکے تیغ صمصام وصمصام نام سر سرکشان جملہ در خاک کرد

پھر نعرہ ہوا سنو دارا ے بند لندھور بن سعدان نعرہ لندھور بن جزیرہ ہاے دریا اگر قیام تابہ ہندوستان
اگر نام سے وانیم لندھور بن سعدان دپہراز آئی نعرہ مالک ہیتم مالک اژدر خشم آگین
سپہ دار در لشکر اہل دین پھر صدا بلند ہوئی نعرہ بہرام ہیم گرد بہرام خاقان چین کہ از
ہیبت من بلرزد زمین غرض صاحبقران کے سرداروں کی آواز آئی شتکول گھبرا کر کہا کہ
غضب ہوا حمزہ بطور شبخون آیا خرابی یہ ہے کہ حمزہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا لشکر کی خرابی ہوئی عمرو
و برق چلے تھے برق نے کہا استاد یہ صاحبقران نے کیا کیا شبخون مارنے کو تو عیب
جانتے تھے عمرو نے کہا حمزہ نے کبھی ایسا نہ کیا ہوگا یہ کوئی مرشد کامل ہیں کہ جنھوں نے یہ
حرکت کی دیکھو اب چلکر دیکھتے ہیں صاحبقران جب عاجز و لاچار ہوتے ہیں تب تو شبخون کا ارادہ
کرتے ہیں اللہ کی عنایت سے لشکر بے پایاں انکے ساتھ ہے وہ کیا شبخون مارینگے دیکھو تو
اب احوال کھلیگا یہ کہکر ایک نخل کے سائے میں جا کر کھڑے ہوے دیکھا ایک نقابدار برقپوش
چونتیس ہزار جوان ایک جانب کھڑے ہوے تیر اندازی کر رہے ہیں ساحر جو چہار جانب
سے چلے بھائی نے بیابان پر سحر کیا آپ سے جیتے کو مارا لاکھوں جادوگر کشتہ ہوے کام نہ کی
ساحروں کے صدا بلند گرز تیغ و ناوک آپس میں چل رہا ہے جدھر سے جادوگر چلے آپس میں ٹکرا مرنے لگے
عجب ہنگامہ ہے نقابدار برقپوش لڑتا ہوا چلا جاتا ہے ذرا ریتے سے ممنوع ہوتا ہے کہ وہ لڑ بھڑ کے
نکل جاؤں ساتھ والے جست و چالاک جوانان بیباک جس ساحر نے منہ کھولا کہ سحر کروں تاک کر
اسی کے حلق میں تیر مارا کہ اسکی گدی کو توڑ کر پار نکلا دور سے شتکول نے جو یہ معرکہ دیکھا
کہ تمام لشکر میں ہنگامہ گرم ہے کیا قیامت برپا ہے گرز ہاتھ میں بیچتی ہوئی جاتی ہے کہ دشمن کو دیکھیں
تو ایک گرز ایسا ماروں کہ ہزار دو ہزار کا سر پھٹ جائے گر تمام پر دیکھتی ہے کہ چھپتے ہی ساحر
کو بائیں ہاتھ روک لیتی ہے برقپوش نے دور سے دیکھا شتکول گرز ہاتھ میں لیے پھر رہی ہے
آواز دیتی ہے یارو مسلمان کہاں ہیں کتنے دشمن ہیں معلوم نہیں ہوتے جدھر جاتی ہوں اپنے ہی ملازم کو
پاتی ہوں برقپوش نے عیار سے کہا کہ شتکول کو لینا ہے حواس ہو چکی ہے اسی حال میں اسکو
روک لو اگر وہ بھی لوگوں کو دیکھ لیگی ایک ہی سحر میں خاتمہ کر دیگی عیار چلا ایک گوشہ میں اپنی صورت
بدلی ایک ساحر کی صورت بنکر قریب شتکول پہنچا مگر چونکہ کم سن ہے خوف سے کانپ رہا ہے
یہی ڈر ہے کہ پہچان نہ لے برقپوش نے جو دیکھا عیار میر انحالف دلزار مضطر و پریشان ہے
اس سے کام کیونکر بن پڑیگا نقاب اپنے چہرہ سے جدا کی ایک ساحر کی قطع بنکر آواز دی اے
ملکہ عالم سب لشکر تباہ ہوتا ہے جلد آئیے میں نے مسلمانوں کو پہچانا آپ ہی ملکر سحر کریں شتکول
خود گھبرائی ہوئی تھی کہ کہیں کدھر سحر کروں اب جو ساحر نے پکارا اسی طرف دوڑی پکارتی ہوئی
کہ میں آ پہنچی ساحرہ برابر ساحر کے پہنچی نقابدار نے کہا کنارے آئیے میں بتادوں شتکول کنارے
آئی نقابدار نے جلدی میں خنجر مارا شتکول اڑے کہکر ملکی ران زخمی ہوئی حیران ہو کر گری نقابدار

نے چاہا کہ سر کاٹ لون اور کئی ساحر دوڑے عیار نے بھی دل مضبوط کر کے ایک خنجر مارا شانہ بھی شانہ
ہوا شنکول نے ایک چیخ ماری ارے یارو مجھے بچاؤ اب نقابدار نے دیکھا کہ شنکول کو
چند ساحرون نے اٹھا لیا لیکر بھاگے نقابدار نے خیمون مین شنکول کے آگ لگا دی
ایک حملہ تیرون کا اور کیا کئی ہزار ساحر مر کر گرے اندھیرا ہو گیا نقابدار لوٹتا ہوا جتنا لیا
اسباب بھی لوٹا خواجہ عمرو و برق کھڑے دیکھا کیے کہ ایک نقابدار برپوش مع بیس ہزار
جوانون کو لیکر نکل گیا برق و عمرو پلٹے لشکر مین صاحبقران کے آئے صاحبقران بارگاہ
مین بیٹھے ہین ہرکارے خبر دے رہے ہین کہ آپ کے نام سے کسی نے شبخون مارا خوب لشکر
کفار کو قتل کیا یہ بھی سنا کہ شنکول کو زخمی کیا شنکول کو ساحر ساتھ لیکر بھاگے صاحبقران
فرما رہے ہین کہ یہ کون صاحب ہین کہ میرے نام سے شبخون مارا کہ عمرو و برق آکر سوچے سب
حال صاحبقران کے سامنے آکر بیان کیا امیر نے فرمایا کیون خواجہ تمہارے نزدیک یہ کون
صاحب تھے عمرو نے کہا آقا مین نہین سمجھا کہ یہ کون صاحب تھے کیا کام کر گئے گستاخی کر گئی جوان
اسد غازی کے طریقہ کا تھا شنکول کو بھی زخمی کیا اسکے ساتھ والے اسکو لیکر بھاگ گئے تب
غلام اسطرف چلے صاحبقران تو اسی فکر مین ہین ایک ایک سے دریافت فرماتے ہین کہ یہ شبخون
میرے نام سے کسنے مارا ہر شخص عرض کرتا ہے کچھ ثابت نہین ہوا کہ کون صاحب تھے لیکن شنکول
کو جو ساحر لیکر بھاگے اول راہ مین شاخسار ملی شاخسار نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا شنکول
ہوشیار ہوئی رونے لگی کہا اے شاخسار کیا کہون جو سانحہ گذرا حمزہ نے شبخون مارا شاخسار نے
کہا حمزہ کا یہ دستور نہین کہ شبخون مارے حمزہ کے ساتھ لشکر بہت ہے انکو کیا ضرورت ہے کہ
شبخون مارتے لیکن مین دریافت کرتی ہون یہ کہکر شاخسار پلٹی قید خانہ مین آئی انتظام
کرنے لگی لیکن شنکول جادو جو زخمی ہوکر دربار مین سحر العجائب و مصر الغرائب کے پہونچی
عرض کی یہ سحر کہ گندہ لونڈی کا سحر بھی پورا نہ ہونے پایا لونڈی انتہائی زخمی ہوئی سوا اسکے
چلے آنیکے کچھ نہ بن پڑا اب شہنشاہ لونڈی نہایت پشیمان ہے سحر العجائب و مصر الغرائب نے
کہا ہم تمہارے زخمی ہونے سے مجبور نہین ہوئے ہم اوسکو بھیجتے ہین یہ باتین تھین کہ آسمان کی
بجلی چمکی ہزارون برقین لوٹ کر زمین پر گرین ستون بارگاہ کے مثل آتش ہوگئے سحر العجائب
نے پکار کر آواز دی بے ادبی سے نہ آؤ یہان سب دوست ہین کوئی دشمن نہین وہ برقین مثل
ہوئین دیکھا ارے ایک ساحرہ نہایت حسین تاج زرین سر پہ جب مسکرائی ہے برقین چمک کر
گرتی ہین سحر العجائب نے کہا اے برقان برق وش جلد جاؤ لشکر سلیمان قریب زندان خانہ
پہونچا چاہتا ہے ہوشیار ہو کے جانا ایک بات سے اور آگاہ کرتے ہین کہ شنکول کی بھی
غیر شخص نے شبخون مارا راہ مین دیکھتی ہوئی جانا چار جانب خیال رکھنا اگر کوئی شخص ملجائے
گرفتار کر لینا برقان برق وش مع ساٹھ ہزار کنیزون کے چلی تین کوس پر جاکر اتری ٹہلتی ہوئی باہر کو
نکلی تقاضائے کار شاہزادہ ضیغم شیرشکار فرزند اسد نامدار شنکول پر جو شبخون مار کر آئے تھوڑی دور پر
آکر اترے جب لشکر اتر چکا خود ٹہلتے ہوئے ایک نخل کے سایہ مین آکر بیٹھے ویلد کو حکم دیا جاکر

صاحبقران کا لیا دریافت ہو کہ سب تو معلوم ہوا کہ صاحبقران کا یہ طریقہ نہیں ہے شبخون مارنے کو جب جانتے
ہین نہین معلوم وہ کون صاحب تھے کہ شبخون مارا ضیغم نے کہا مین نواسہ ہون صاحبقران کا ابھی قید
سے رہائی پائی لشکر کسی قدر ممکن کیا ساحر کوئی میرے ساتھ نہین ہے میرے دوستان صادق قیدخانہ
مین قید ہین اسقدر شبخون مارون کہ شاخسار جادو تک پہونچون ان شیرون کو چھوڑاؤن تب
میرے دلکو آرام آئے برقان برق وش نے منہ پیٹ لیا کہا اے شہریار بڑا آپنے غضب کیا اگر آپکا
قیدخانے پر جانیکا ارادہ ہے بہت دشوار ہے شاخسار جادو نے بڑا انتظام کیا ہے ایک انتظام یہ ہے کہ
شاخسار جادو نے شاہان طلسم کو اطلاع دی وہان سے ساحرون کا تار بندھا ہوا ہے مجھکو بھی یہی
حکم پہونچا ہے کہ جاکر صاحبقران کو روکو آپ نے کوشش کیجے ایسا نہو کوئی آگاہ ہوجائے تو گرفتار کرے
یہ دونون عاشق و معشوق باتین کر رہے ہین شاہان طلسم اپنی جگہ پر بیٹھے ہین رات کا دربار ہے ایک
وزیر نے کہا اے شہریار دیکھیے تو برقان برق وش نے کیا کیا یقین ہے برق بلا گری ہوگی کاٹ
کے سبکو پھونک دیا ہوگا سحر العجائب اُٹھا دروازہ کوٹھری کا کھولا ایک تیلی سنہری نکالی اس سے
پوچھا اے تصویر سامری ملکہ برقان برق وش نے جاکر کیا کیا مسلمانون کو قتل کیا یا نہین تیلی
ہنسی اور کہا اے شہنشاہ آپ کو کیا معلوم کہ برقان برق وش پر کیا گذری وہ جاکر ضیغم شیرشکار
پر عاشق ہوئی دونون عاشق و معشوق آپس مین باتین کر رہے ہین یہ سنتے ہی سحر العجائب بہم انقلاب
غصہ مین کانپنے لگے پلٹ کر دیکھا سوہان ہیر دندان ایک ساحر زبردست بیٹھا ہے کہا اے سوہان
برقان ضیغم کو لیا اس حرامزادی نے غضب کیا جاکر دشمن کے پاس بیٹھی ہے شکلین باندھ کر لا
سوہان اُٹھا سحر العجائب نے تیلی سے پھر پوچھا کیون اے تصویر سامری ضیغم شیرشکار کے
مشغول ہے شغل کے ساتھ کیا کیا تیلی نے کہا یہ فرزند اسد نامور حسن مین رشک قمر
شیشہ عیاری مین بھی کامل ہے تمام دیوانہ کر بھی زیر کیا ان سبکو تو اسد سکھائی شکل اپنے باپ کے پیش
قزاقی پر کمر باندھی ہے مشغول پر شبخون اسی نے مارا اسی نے زخمی بھی کیا یہ سب باتین سوہان نے
سنین کہا حضور تردد نفرمائین مدام گرفتار کرکے لاؤنگا یہ کہکر سوہان ہیر دندان چلا یہان ضیغم
ملکہ برقان سے باتین کر رہی ہین دونون جوش و خروش مین کبھی ہنستے ہین کبھی اپنے عیب پر
روتے ہین نیرنگ عیار رفتار عیار ڈھونڈتا ہوا شاہزادہ کو آیا اس حال مین دیکھکر سلام کیا
اشارے سے پوچھا آقا یہ کیا معرکہ ہے ضیغم نے اشارہ سے آگاہ کیا کہ مین اسپر عاشق ہوا ہون
نیرنگ نے اشارہ سے کہا یہ ساحرہ ہے بحر و ساحری مین طاق شہرہ آفاق بات کرنے مین منہ
سے شعلہ ہائے آتش نکلتے ہین دندان برق کی طرح سے برقین چمک رہی ہین ضیغم نے اشارہ کیا
مین مجبور و لاچار ہون یا خدمت سے خفت کے بیگانہ ہون دیکھو تو فلک کیا رنگ دکھاتا ہے یہ باتین ہو
رہی ہین برقان برق وش نے پوچھا اے شہریار یہ کون صاحب ہین ضیغم نے کہا یہ ہمارا بھائی فرزند
حسن تمام نامدار نبیرہ خواجہ عمرو عیار ہے کہ آسمان پر ستارا ہو آواز آئی اور برقان نے غضب کیا
کہ دشمن شاہنشاہ کے پاس بیٹھی ہو شوخ سرکار کیا برقان نے سر اُٹھا کر دیکھا سوہان ہیر دندان
گولہ ہاتھ مین غصہ بات بات مین کالا جیسا کتنا ہوا زمین پر گرا گولہ مارا برقان اُٹھی برقان و سوہان

سے سحر چلنے لگا جو سحر سوہان نے کیا برقان نے ہنسکر دفع کر دیا ابھی تک غصہ نہین آیا سوہان نے
جو دیکھا شاہزادہ ضیغم شیر بیشہ جرأت تیغہ لیے کھڑا ہی عیار کود کر الگ ہو گیا ایک غار مین جا کر چھپا
دیکھا سوہان و برقان مین سحر چل رہا ہی برقان برق جندہ جب کڑک کر گری سو دسو نخل
کٹکر گرے زمین تپ رہی ہی پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوے پتھر چٹخنے لگے ہر طرف سے آواز الامان الامان
آتی ہی زمین جنگل کی سحر برقان سے تمتماتی ہی سوہان نے کارد سحر کھینچ ماری اس کارد سے نشانہ
برقان کا نشانہ ہوا قطرات خون زمین پر گرے برقان تڑپی برق بنکر آسمان پر پہونچی اسطرح سے
اڑ کر گری سوہان نے ہر چند روکا برق کب رکتی ہی خرمن حیات پر سوہان کے بجلی گری سوہان
کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی سوہان کے اندھیرا چھا گیا سنگ باری و برف باری ہونے لگی
آواز آئی کشتی مرا نام من سوہان بیر دندان بدوان لاکمرانی بولی لپٹی چہرہ غصہ سے سرخ کہا اری
شہریار غضب ہوا حال ہمارا الغرض کیا ہماری خبر شاہان طلسم تک پہنچ گئی یہ سب میری گرفتاری کو
آیا تھا اے شہریار اب مین لشکر مین جا کر کیا کرونگی ضیغم نے کہا میرے ساتھ چلو اپنے لشکر مین جا کر کیا
کرو گی وہان جو کوئی دیکھیگا سمجھا جائیگا برقان نے سر جھکایا آنکھون سے آنسو جاری ہوے عرض کی
اے شہریار میرا کب دل چاہتا ہی کہ مین آپکے ساتھ سے جاؤن دل کب مانتا ہی دل یہی کہتا ہی کہ تمہارے
ہی پاس رہون مگر شاہان طلسم بڑی کد و کاوش کرینگے کیا عرض کرون جو دل پر گذر رہی ہی ۔ نظم

نکہت زلف جنون خیز ہی کچھ تھوڑی
مچھلی بجھن جائیگی اے بحر کرم بازو کی
ذرے انسان کے جلتے ہین جگر دل کی طرح
آگ جلتی ہی پریشان ہوا گیسو کی
قرب نار رخ شیرین جلتی ہین جو زلفین
تا سحر ٹوٹی نہ آنکھون سے لڑی آنسو کی
طاق محراب حرم مین ہی چڑھائی چلے
مچھلیان چشمہ خورشید مین بھی بازو کی

جوشش ہجران کیے دیتی ہی ہوس گیسو کی
چشم گیسو کا نہین میری طرح سودا ہی
رنگ کی ہی شب ظلمت مین غضب گیسو کی
تازہ مضمون کہو ہاتھ نہین آئیگا
آندھی کیسے ہے باقی ہی سیہ گیسو کی
دل سر نکہت کاکل سے ہوا ہی سیدا
مجھکو ملجائے اگر کوئی کمان ابرو کی
بارش اشک کی کثرت یہ شب ہجر رہی

شعلہ رو رنگ حنائی جو ہوا ہاتھون مین
وحشت انگیز ہو کیون آنکھ مری آہو کی
اے جنون کیون نہو مجموعہ خاطر برہم
دل کو رہتی ہی بغل گیر نئے پہلو کی
شب کو ساکت ڈر دندان کا تصور جو بندھا
عطر گل سے بھی سوا تیز ہی بو گیسو کی
عکس رخسار پڑا نور بین نہین ماتھون کا
اٹھی ناصیہ سحر نور مجری آنسو کی

اس سوز و گداز سے یہ اشعار پڑھے آنکھون سے اشک حسرت نکلے ضیغم شکار بیقرار ہو گئے فرمایا
ہین اے ملکہ عالم تم کیون گھبرائی ہو انشاء اللہ جلد قید خانہ فتح کرینگے یہ باتین کرکے چلے تھے وہان
سحر العجائب کو قتل سوہان بیر دندان کی خبر ہوئی زانو پر ہاتھ مار کر کہا او سوہان مارا گیا
بڑے غضب کی جادوگرنی جا کر شریک ہوئی اب قید ہونا دشوار ہی ارے یارو اسیسے
ایسے جادوگر بیٹھے ہین کہ جنکو کب اپنا قوت بازو جانتا تھا کوئی برقان کو نہین لا سکتا اپنے مقام
سے مغلول بن اغلال کہ نہایت ساحر زبردست ہی عمل کرکے اٹھا کہتا ہوا اے شہنشاہ آپکے حکم کی دیر
ہی غلام جا کر لائیگا یہ کہکے بلند ہوا اڑ کے زور شور سے چلا ملازمون نے ساتھ جانا چاہا ساتھ چلنے اپنے
قبول نہ کیا اکیلا چلا آسمان پر جا کر دیکھا کہ برقان جھپٹ مین ضیغم آگے بڑھا ہوا جاتا ہی زور سے
گرا ضیغم کی کمر مین پنجہ دیا ہاتھ دبا کر شاہزادہ بیہوش ہوا برقان نے چاہا کہ ہو برق بنکر مغلول کو مارون

اُسکے گرد مارا اندھیرا لشکر برقان پر چھا گیا تلواریں گرنے لگیں برقان نے سب تلوار دن کو روکا اتنا عرصہ ہوا مغلول نکل گیا برقان بیتاب ہو کر چلی نیرنگ نے کہا ملازم تم تکلیف نکرو اگر مغلول گیا تو راہ میں لونگا نکل گیا تو مجبوری ہی برقان نے کہا اری نیرنگ تم بناؤ گے میں ہر جگہ تلاش کر ونگی یہ کہکر مثل برق جہندہ چلی آسمان میں ڈوب گئی مگر مغلول چھلاوا ہو جا کر دربار میں حاضر ہوا کیا کہ حضرت سحر الغرائب ہی غرائب جادوگر انتہا کا سنگدل ہی بے آب و دانہ اُسکو مار ڈالیگا ظلم سے مطلب نکالیگا اُسکی بدعت کی پرسش بھی نہیں ہی جلاد طلسمی لقب انتہا کا بے ادب یہ سوچ طرف طلسم غرائب کے متوجہ ہوا ایک مکان بنا ہوا ہیبت ناک دیواریں گری ہوئیں صورت سے ویرانی ظاہر غرائب جادو اپنی صنعی میں چٹان پر بیٹھا ہی کہ مغلول کو آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی کہ صاحب شاہنشاہ کس گنہگار کو لیئے جاتے ہو مغلول نے کہا ای غرائب تمھارے پاس آئے ہیں گنہگار شاہنشاہ کو لائے ہیں ضیغم کو سامنے غرائب کے لا کہا اس شخص گستاخ کو قید کیجیے ایسی بدعت ہو کہ تڑپ تڑپ کے مر جائے غرائب نے کہا میری نظر کا قیدی تمام عمر نہیں چھوٹتا اسکا قبر سے دن لاش لینا یہ کہکر ضیغم کو لیا چہرہ افشاں جمال دیکھکر گھبرا گیا کہا میاں مغلول جاؤ میں اب ہتھکڑیاں بیڑیاں منگاتا ہوں یہ کہکر سحر کیا ضیغم کے ہاتھ پاؤں میں ہتھکڑیاں بیڑیاں طوق آراستہ ہو گیا مغلول نے کہا کہ ذرا ہوشیار تو رہنا غرائب نے اشارہ کیا شاہزادے نے آنکھ کھولی دیکھا دو جادوگر کھڑے ہیں اپنے کو سلسل پایا مکان تاریک کو دیکھکر دل گھبرایا غرائب نے کہا کیوں ای بیرو حمزہ تجھے خوف نہ آیا برقان کو کیا سکھا دیا کہ وہ تیری مطیع ہوئی شاہان طلسم نور افشاں سے باغی ہو کر کہاں ہیگی آخر قید کی جفا سہیگی ضیغم مبہوت لب بہ مہر سکوت کچھ جواب نہ دیا مغلول تو چلا گیا غرائب نگہبانی کر رہا ہی ذرا تارہ کسنا ہی کہ اب یہاں آب و دانہ نہ ملیگا ضیغم نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی ایسے کلام ہو رہے ہیں غرائب تلوار کھینچکر کہا یہ مقام طلسم نہیں ہی ابھی قتل کرونگا سر کاٹ رخصت میں شاہان طلسم کے بھیجونگا ضیغم نے کہا کہ اگر ہماری قضا تیرے ہاتھ سے ہی کیا ہارو اگر قضا نہیں ہی تو کیا مجال کہ تو قتل کر سکے غرائب نہیں مانتا قتل کرنے پر آمادہ شاہزادہ کی آنکھوں کے نیچے تصویر لکہ برقان پھر رہی ہی کبھی آنکھوں سے آنسو ٹپکتے کبھی ٹھنڈی سانس کھینچتے کبھی اپنے معبود سے دعا کی ای خالق بے نیاز رب کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے تو رحیم و کریم ہی سمیع و علیم ہی **نظم**

ذات واحد خالق و رزاق رب العالمین — حاکم و فرمانروا ہے کشور و شب ہی دین
خاک بوس آستان در گہش شام و صباح — سرفرازان زمانہ صاحب تاج و نگین
ابتدا را ابتدا و انتہا را انتہا — کارفرما ہے گروہ اولین و آخرین
خودنمیں ہر صورت ہر صاحب صورت عیان — جلوہ می بخشد بہر یک چہرہ حسن آن حسین
گاہ مالک وہ مالک گنجینہ و گنجینہ دار — گاہ نامی تاجدار و مسند و مسند نشین
گاہ در روم و گہے در روس و گہ اندر عراق — گاہ در ایران و ترکستان و ہند و سند و چین
گاہ در کوہ و بیابان بحر و بر و خشک و تر — گاہ در ملک و ولایت چار اطراف زمین
حاضر و ناظر بہر دہشت خدا آید نظر — ہر روہ لا نور ذات کبریا آید نظر

شاہزادے نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ملکہ برقان برق وش بیقرار بیتاب یاد میں

شاہزادے کے تڑپتی پھرتی تھی قصر غرائب پر آگر تپکی اب جو دیکھا یہ معرکہ کہ غرائب سپر و تیغہ کھینچے ہوے آمادہ قتل ہی زمین سے منہ و گیا اور بجلی کیا کرتا ہی کڑک کے جو گری ہر چند غرائب نے چاہا کہ بچون بجلی سے کب بچ سکتا ہی غرائب کے دو ٹکڑے ہوے ضیغم کی قید ٹوٹ کر گری برقان نے پنجہ کمر مین دبا لیکر اڑی مغلول خدمت مین شاہ طلسم کے پہونچا سب حال بیان کیا کہ مین نے قصر غرائب مین ضیغم کو قید کیا سحر العجائب نے کہا وہان کوئی افتاد ہوگی نیرنگ تم جا کر قیدی کو یہان لے آؤ مین باغ ویران مین بیٹھا ہون ہر چند کہ باغ ویرانے پڑے ہین لیکن شاخسار بڑی کا منتظم ہی یہ سنتے ہی مغلول چلا قصر غرائب پر پہونچا دیکھا قصر گرا پڑا ہی لاشہ غرائب ایک جانب پڑا ہی سر پیٹ لیا تلاش مین برقان کے چلا برقان صحرا نے محیط مین پہونچی ہیچ ہو چکی تھی شاہزادہ کو اتارا نیرنگ بھی پھرتا ہوا آیا برقان کے ہاتھون کو بوسہ دیا کہا جب آپ نے غرائب کو مارا مین بھی سامنے قصر کے پہونچا تھا گر شکر ہی کہ آپ شاہزادہ کو لے آئین یہ باتین کر رہے تھے کہ مغلول آ چکا برقان کو دیکھکر نعرہ کیا طرف ضیغم کے چلا ملکہ برقان بیچ مین آگئی ضیغم تک نہ جانے دیا مقابلہ ہونے لگا برقان نے ایک سحر کیا کہ ایک دیوار قریب ضیغم کے حائل ہو گئی مغلول ضیغم کو نہین دیکھ سکتا اب تک تو اسی دھن مین تھا کہ ضیغم کو لیجاؤن برقان سے نہ بھون اب برقان لڑائی پڑی کیسے کیسے سحر کر رہا ہی کچھ نہین بن پڑتا جب اسکے بہت سحر کیے برقان نے دفع کیے لاچار ہو کر زبان کاٹی برقان پر خون چھینک مارا قطرہ خون برقان پر گرے بانو مثل برق تڑپ رہی تھی بالآخر گری آنکھین بند ہو گئین مغلول نے چہار جانب دیکھا ضیغم کو کہین نہ پایا سوچا کہ کل آکر کہا لیجاؤنگا برقان کی کمر مین پنجہ دبا ٹہلتا ہوا چلا نیرنگ عیار تھا ایک غار مین چھپا ہوا یہ سب معاملہ دیکھ رہا تھا ضیغم نے بھی روزن دیوار سے دیکھا کہ برقان کو مغلول لے چلا نیرنگ بھی پیچھے پیچھے چلا کبھی آگے بڑھ گیا نخلستان کی آڑ پکڑتا ہوا جاتا ہی مغلول کو بس بھر نکلا تھا کہ کان مین اسکے آواز کسی کی نظم

فرش ہی ای یار خاک دوست دشمن زیر پا ہم گریبان چاڑ کے آیا جو دامن زیر پا

رنگ گل سے خون ہمارے آبلوں کا سرخ ہی نقش پا سے ہوتا جاتا ہی گلشن زیر پا

انگلیان کانون مین دیتا ہی دم رفتار یار ہر قدم پر آتی ہی آواز شیون زیر پا

شاہزادہ مستی بوم مین وہ پامال چل اپنی آنکھون کو بچھا دین دوست دشمن زیر پا

رہگذر مین قتل کرنا ای ستمگر تم مجھے شاید آجائے کسیکے میرا مدفن زیر پا

پابرہنہ ہی رہے ہم خاکسار راستے سے گوشۂ زد ہووے تمہارے تا نہ دشمن زیر پا

سرفرازی نگ نوازش خاکساری نے کیا صورت نقش قدم ہی میرا مدفن زیر پا

پلٹ کے مغلول نے دیکھا کہ ایک نازنین پریچہرہ دیوانہ وار وحشی مثال گریبان تار تار شتاب و بیقرار اشعار بجنس آمیز پڑھتی ہوئی چلی آتی ہی مغلول حسن و ادا دیکھکے بیتاب ہو گیا پکار کر آواز دی کہ جانیوالی ذرا ادھر دیکھنا وہ نازنین دیوانہ وار اپنے رنگ مین کب جواب دیتی ہی مغلول نے برقان کو ہاتھ سے رکھدیا دوڑ کر اس نازنین کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان یہ کیا وضع اختیار کی ہی کس گل کی جستجو کس شمع انجمن کی آرزو مین آوارہ ہو رہی کیا سبب ہی کوئی ساتھ نہین

اس صحراے ویران میں تجھ ایسی گلندام کا حال دیکھکر صدمہ ہوتا ہی اُس نازنین نے آہ کی اپنی جان
تباہ کی کہا اے شخص تو ہمارا حال کیوں پوچھتا ہی تجھے کیا ناموافق فلک نے آوارہ کیا ہم گوشہ نشین اس
صحراے ویران سے کیا کام تھا نہیں معلوم کس جستجو میں نکلے ہیں کسی نے ساتھ نہ دیا افسوں طلسم نے
ساتھ چھوڑا سب نے ہماری محبت سے منھ موڑا یہ کہکر ایک تصویر بغل سے نکالی کہا دیکھو اس
عالم نے بیتاب کیا خواب و خور حرام ہوا گرفتۂ عشق میں کیا خوب نام ہوا مشغول ان کلمات حسرت
بیتاب ہوگیا تصویر ہاتھ سے لی بغور دیکھنے لگا یہ تو تصویر دیکھنے میں مشغول ہوا مگر دیکھ رہا ہی کہ
ایک تصویر واہیات اس مرد سیہ فام بد انجام کی تصویر کس نے کھینچی ہی جب یہ غصہ میں تصویر
دیکھنے لگا دل سے کہتا ہی یہ نازنین عجب بیہودہ ہی کہ ایسے سیہ فام پر مائل ہوئی اس سے تو لاکھوں
درجہ یہ خود بہتر ہی کیوں بیتاب و ششدر ہی اس نازنین نے حلقۂ کمند کے گلے میں ڈالدیے جھٹکا مارا گرنے
گرتے خنجر مارا با شکم چاک قصہ پاک اپنے نام کا نعرہ کیا منم برنگ صبا رفتار ضیغم نے عیار کو
گلے سے لگایا ضیغم شیر شکار و برق رفتار برق وش واصل لشکر ضیغم ہوئے ہیں کہ انکا ذکر وقت مناسب
پر تحریر ہوگا لیکن شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم و شہنشاہ زرین پوش و ملکہ نسیم آتشخو و
شاہین بلند پرواز و ملکہ گلشن سحر طراز و جواہر خنجر زن عیار یہ لوگ جو قید خانہ سے چھوٹکر
چلے مگر بے سامان نہ خیمہ نہ بارگاہ ایک صحرا میں آکر پڑے فہیم نے کہا ہماری ہوا بگڑی ہی کیا
انتظام کریں اس سوچ میں کھڑے ہیں کہ آسمان پر لکہ ابر کا پیدا ہوا گرد اڑی نسیم دیکھنے لگی ملکہ
سیلاب جادو سات ہزار ساحروں کی جمعیت سے بحکم شاہان طلسم تلاش طلسم کشا میں نکلی ہی
سیلاب نے جو دیکھا کہ چند کس ایک نخل کے سایہ میں کھڑے ہیں ایک جوان آفتاب جمال
خورشید مثال ایک جانب ایک نازنین ماہ پیکر ایک شخص کوئی چالیس برس کا سن اسکی برابر
ایک عورت ایک مرد ضعیف ایک عیار سر برہنہ لباس پارہ پارہ جلالت چہروں سے ظاہر
بے سامانی صاف ہویدا ہی کہ کہیں سے بھاگ کر آئے ہیں سیلاب نے حیران ہوکر ایک ساحرہ
سے کہا جا کر دریافت تو کر یہ کون لوگ ہیں راہ میں چلتے چلتے یہ بھی سنا تھا کہ کچھ قیدی قیدخانے سے
نکلے وہی لوگ تو نہیں ہیں ساحرہ براے دریافت چلی سامنے سکندر کے پہونچی رعب و داب
دیکھکر سلام کیا سکندر نے کہا کیا ہی ساحرہ نے کہا ہماری مالک سیلاب جادو فرماتی ہیں
کہ آپ لوگ وہ تو نہیں ہیں جو قید خانے سے بھاگے ہیں نسیم نے چاہا کہ
چھپائے سکندر جھلا کر بول اُٹھے کہ بی سیلاب کے باپ کا اجارہ ہی کہدو کہ شاہزادہ سکندر
فرزند سلطان زرین پوش بیشک قید خانہ سے بھاگ کر آئے ہیں جو تمھیں منظور ہو وہ کرو ساحرہ
بھاگی سیلاب سے کہا کہ حضور سکندر نامے جوان مع نسیم آتشخو ساحرہ قید خانہ سے بھاگ کر
آئے ہیں یہ سنتے ہی سیلاب نے تمہارے بھائی کی بیٹی شاخسار جادو اس مقدمہ سے بہت
پریشان ہیں اس کو گرفتار کرو نسیم یہاں سکندر سے کہ رہی ہیں صاحب آپ نے مفصل
کیوں کہدیا چاہیے کہ حال چھپائیں کنارے بیٹھکر سامان سیار کریں یہ فکر تھا کہ دیکھا سیلاب معہ سو جادوگر
ادھر آتے ہیں نسیم نے کہا کہ لیجیے ساحرہ جا رہی ہی اور آپ کی گرفتاری کو آتے ہیں سکندر نے کہا کہ ہو

جو کچھ ہو نسیم و شاہین و گلشن نے درخت سے کچھ پتے کچھ پھول شاخین توڑ کر ہاتھ میں لیں دو سو ساحر پکارتے ہوئے بڑھے تھے کہ چلو ملکہ بلاتی ہیں سکندر نے کہا او ملکہ لڑائی شروع ہو گئی نسیم نے غنچے پھینک مارے غنچے چٹکے شاہین نے بھی سحر کیا تینوں نے جو کیا یک سحر کیا دو سو جادوگر قتل سے سر جھکا یا مبہوت ہو گئے یہ اشعار پڑھنے لگے — نظم

عاشق کے خون کو حلم ہی آب سبیل کا
راہ عدم کو جاتے ہیں خاموش قافلے
رہزن سلوک مجھسے کریگا دلیل کا
یوسف کی جستجو میں روانہ ہیں قافلے
بخود کا انیس ہی ہمدم علیل کا
بندہ ہی کسکا جو چھینے جب سنگر دنیکر
مختار ہی کریم کثیر و قلیل کا
آتش ہی دعا ہی خدا سے کریم سے

خوں گستر جسے ہوئے رہ دشت دیکھیے
ہر جرس ہی سرمہ غبار اس سبیل کا
محتاج خضر راہ نہیں تیری راہ میں
نالان جرس ہیں شور ہی کوس رحیل کا
باغ و بہار آتش نمرود کو کیا
عاشق ہوں میں کہونگا کہ بندہ جمیل کا
آوازہ ہی ترے عدل کا ہر اک سکون
محتاج ای کریم نہ کیجو بخیل کا

کیا داد خواہ ہو کوئی اُسکے نفیل کا
سنگ نشان کا دخل ہی یہیں نہ میل کا
آوارہ ہوں میں کور کی منزل نہ کوئی
کرتا ہے کام شوق جاں دلیل کا
عاجز نواز دوسرا تجھسا کوئی نہیں
مشکل کے وقت حامی ہو آو ذلیل کا
سائل ہوں مجھکو قید کم و بیش کی نہیں
پٹنے سے زور چل نہیں سکتا بخیل کا

یہ سب ساحر جھومتے ہوئے قبضہ شمشیر چومتے ہوئے لشکر شہلا پر جا پڑے ساحروں کو قتل کرنا شروع کیا سیلاب جادو ہر چند سحر کرتی ہی کہ انکو روکوں وہ لوگ نہیں رکتے سیلاب نے دو چار کو قتل بھی کیا مر گئے مگر خون سے نہ باز آئے کوئی پکارتا ہے نسیم کا ہوا خواہ ہوں کوئی پکارتا ہی شاہین کا غلام ہوں کوئی پکارتا ہی گلشن گلزار کا نکتہ چین ہوں جان دونگا انکی محبت سے ہاتھ نہ اٹھاونگا سیلاب گھبرا گئی ایک گھڑی بھر کے عرصے میں دو ہزار ساحر قتل کیے سیلاب گھبرا کر سحر کرنے لگی ملکہ نسیم مسکرا تی جاتی ہی جب مسکراتی ہیں ان ساحروں کو جوش زیادہ ہوتا ہی دو گھڑی کے عرصہ میں جب کئی ہزار جادوگر مارے گئے سیلاب نسیم پر جا پڑی ملکہ نسیم نے ایک نو رستہ غنچہ زمین پر مارا سیلاب چرخ کھا کر زمین پر گری نسیم دوڑ کر اٹھا لیا زبان میں سوزن دیا سامنے سکندر کے لائیں کہا ای شہریار یہ حاضر ہی سکندر نے کہا مذہب شجر پرستی قبول کر سیلاب نے کہا میں کنیز ہوں سکندر نے زبان سے سوزن نکالا سیلاب قدموں پر گری ساحروں کو پکارا آواز دی ہمنے سکندر کی اطاعت قبول کی سب ساحروں نے آواز دی جبکہ حضور نے اطاعت کی ہم بھی تابعدار ہیں ان سب ساحروں کو لیکر بارگاہ زرنگاری آراستہ ہوئی بجاہ و جلال شاہزادہ سکندر اُس بارگاہ میں داخل ہوئے سلاح بزرگ ذات بر آراستہ ہوا سب سامان مہیا ہوا سلطان تخت پر آکر بیٹھے یہ سردار اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے نسیم نے کہا ای سیلاب ہمارے شاہزادہ والا قدر کا یہ ارادہ ہی کہ طلسم نور افشان کو فتح کریں اسی سودے میں نکلے تھے چار گرفتار ہو ایک سال برابر قید رہے اب خداوند شجر نے سرسبزی دکھائی کہ قید سے چھوٹے وہی شاہزادہ کا قصد ہی تمھاری کیا رائے ہی اسمیں کوشش ہو سکتی ہی یا نہ فکر کریں سیلاب نے سر جھکا لیا کہا ای ملکہ عالم ایک تدبیر ہی حضور کا سحر بھی میں نے دیکھا حقیقت میں ساحران نور افشان سے لطف سے مقابلہ پڑیگا اور مناسب یہ ہی کہ طرف کوہ عجائب و غرائب کے چلیے اگر جت خونریز کو مار لیا تو وہاں سے برج کا دہ ملیگا اگر حضور برج پا گئے طلسم کشا علامت میں داخل ہو چکے طرف قید خانے کے جاتے ہیں آپ چلکر [illegible]

بخت خوبرو سے مقابلہ ڈال دیجیے اگر بخت خوبرو پر غالب آئے اور لوح مل گئی تو طلسم فتح کیا صاحبقران یہ سنکر
سکندر مرکب پر سوار ہوئے سلطان تخت پر ملکہ نسیم طاؤس زرین بال پر شاہین عقاب پر ملکہ گلشن
ایک باز بلند پرواز پر جواہر خنجر زن عیار بھاری کمیاری سے آراستہ پشت پر سات ہزار
ساحروں کا لشکر اسی کروفر سے طرف کوہ عجائب و غرائب کے چلے اب صاحبقران کا حال
تحریر ہوتا ہے جب صاحبقران کو خبر پہونچی کہ کسی جوان شیر دل نے لشکر شکول پر شبخون مارا لشکر
ساحران بھاگ گیا صبح کو صاحبقران نے ملک اخضر و زنار و فیروزہ و لالہ عذار و ماہ رخسار افسر
ساحران تین لاکھ ساحر پشت پر ہو لئے ملک اخضر کا قصد ہے میں پہلے قید خانے پر جا پڑوں صاحبقران فرماتے ہیں
ای ملک اخضر لشکر کو روک کر چلو بالکل لشکر پر ہو اخضر کہتا ہے ایسا ہی ہوگا صاحبقران ذرا
ہو غافل ہوئے اخضر نے کہا کہ ای زنار لشکر بڑھاؤ میں یہ چاہتا ہوں کہ قید خانہ پر پہلے ہو کون شہنشاہ
کوکب کو جا کر رہا کروں زنار نے کہا کہ صاحبقران منع کرتے ہیں اخضر نے کہا کہ وہ آقائے تمہارے
ہمارا مولا ہے قدرشناس جو مناسب جانتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم چاہتے ہیں آقا کو تکلیف نہو سکے
اپنا عادس اٹھایا تین لاکھ کا لشکر مل گردون روا روی کرتا ہوا جاتا ہے صاحبقران نے نگاہ اوٹھا کر دیکھا
کہ لشکر اخضر کا نگاہوں سے غائب ہو گیا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ دیکھو اخضر نے اپنا
ہی کہا کیا لشکر بڑھائے گیا تم بڑھ کے خبر لو بلکہ انکو روکو خواجہ بھاگے لیکن شاخسار رعد و
چالیس ساحران نامی چار لاکھ فوج لیے جشمی ہر کارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی
حضور صاحبقران کا لشکر پیچھے رہا اخضر و زنار وغیرہ آگے بڑھ آئے یہاں سے دو کوس پر
لشکر اترا ابھی جو وہ چلینگے تو قید خانے پر آ پڑینگے یہ سنتے ہی شاخسار اٹھی پکار کر آواز دی تم سب
ساحروں کو شاہ طلسم نے کس واسطے تکلیف دی کون ایسا ہے کہ جا کر لشکر ملک اخضر کو پامال کرے
یہ سنتے ہی ان چالیس افسروں میں سے بہمن چار دست بادہ کبر و نخوت سے مست آواز دی کہ ملکہ شاخسار
ابھی جا کر قیامت برپا کرتا ہوں سر رستہ روک دوں یہ کہکر بہمن چار دست چلا ایک صحرائے
ہولناک میں پہونچا بہمن چار دست زمین میں اترا جھولی سے ایک تخم نکالا اسکو زمین میں بویا
ہنکر زمین پر سحر کرنے لگا تھوڑے عرصہ میں شاخیں پھوٹیں وہ شاخ بلند ہونے لگی پھر تھوڑے عرصہ
میں وہ شجر بلند ہو کر لہرایا ہر مقام پر پتوں کے خنجر اور تلواریں چمک رہی ہیں ہزارہا پیکان تیر شاخوں
میں نصب ہیں یہ شجر سحر بنا کر بہمن چار دست بدمست ایک خیمہ استادہ کر کے بیٹھا اسمائے سحر پڑھ رہا ہے
قطع اسکی تحریر کروں ایک ساحر سیہ فام بد انجام توند نکلا ہوا کھاردے کی دھوتی باندھے ہوئے
روسے زنار نکلے ہوئے منڈا ہوا سر اسپر سرخ کلاہ آنکھیں پھوٹی اسمیں کیچڑ بھرا ہوا ناک بہ رہی ہے
زردرو زرد مو کوتاہ گردن تنگ پیشانی پر سیبنت کی نشانی پالتی مارے بیٹھا ہے ایک ڈفلی ہاتھ میں
مسخراپن بات بات میں ڈفلی بجاتا ہے بھجن سامری کے گاتا ہے گویا خفیف اتمارہا ہے نہیں معلوم کیا کیا
شرارتا ہو جوں جوں غل مچاتا ہے شجر کر زور ہوتا جاتا ہے خنجر تلواریں چمک رہی ہیں بجلیاں کڑک رہی
ہیں بہمن بیٹھا ہے کہ اسنے دیکھا سامنے سے گرد اڑی ملک اخضر سبز ورق بادیہ جوش خور دختی مرکب پرند
اڑاتا ہوا پشت پر سردار و ساحران نامدار جنکے نام لکھ چکا ہوں اخضر نے جو شجر کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ او

بہمن چہار دست یہ کیا غضب ہوا کہ بیچارے کہیں جانے والے رہ گئے ہیں یہ کہکر اخضر طرف سرداروں کے
پلٹا کہ آیا اور اس ملعون نے ہمارا راستہ روکا ہے تم لوگ نہ آنا میں ابھی جاکر اس نخل کو کاٹتا ہوں
شاخ بدعت کو جھاڑتا ہوں یہ کہکر مرکب پرند کو اڑا بالندی پر نخل کے آیا اور تلوار اسکے سر سے شعلے نکلے
آتشی سنہری پتلے تلواریں کھینچے ہوئے سامنے اخضر کے آئے کہا کیا حکم ہوتا ہے اخضر نے کہا اس
نخل کو کاٹ کر گرا دو آپ ہوا پر ٹھہرا رہا پتلوں کو حکم دیا سب پتلے کھینچے ہوئے نخل پر
گرے تلواریں زور سے لگیں خنجروں کو سنا یا چند شاخیں کاٹیں بہمن نے ایک چیخ ماری اسکے ایک
چیخ مارتے ہی تلواریں چکیں جب پتے پر پڑیں پتلے کے دو ٹکڑے ہوئے پتلے مر مر کے گرنے لگے
زیر نخل لاشوں کے انبار ہیں پتلے سب بیکار ہیں جان دیتے ہیں تلواریں توڑ رہے ہیں لیکن اخضر
بھی سر نخل سے سحر کر رہا ہے بدن اپنا کاٹ کاٹ کر پھینک رہا ہے جب بدن کاٹ کے پھینکا پتلوں
کا زور ہو جاتا ہے پتلے قتل ہو رہے ہیں ایک پہر بھر کے عرصہ میں سب پتلے کٹ کے گرے اخضر
نے جو دیکھا کہ سب پتلے مارے گئے گردن کو گرا کچھ بہت سے پتے نخل کے ٹوٹ کے اخضر پر
گرے تلواروں نے زخمی کیا پیکان تیر زخم پر پڑے خون میں لپٹ کر اخضر زمین پر گرا
زنار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا اخضر زمین پر بیہوش نظر آیا تاب نہ باقی رہی زنار کڑک کر
گری بہمن چہار دست نے ایک زمین پر دوہتھڑ مارا زنار بھی لڑکھڑا کر گری ایک طرف سے
فیروزہ دو دزدی جھک کر گری یہی حال فیروزنہ کا بھی ہوا ماہ رخسار و لالہ عذار بھی پڑی رہیں جاکر
چینی لشکر جو سنبر پڑنے لگے ہزار ہا ساحر مارے گئے آخر سب کے سب بھاگے جاکر دزدہا سے کوہ
میں چھپے بہمن نے سرمجوہ بر تاؤ پھر اسی طرح بیٹھکر بہمن گانے لگا خواجہ کو جو امیر نے روانہ
کیا تھا خواجہ نے آکر یہ سانحہ دیکھا کہ انکے سرداروں کے زیر نخل پڑے ہیں ساتھ والے سب
بھاگ گئے غم و حیران ہو کر اب میں کیا کروں اس سوچ میں کھڑے ہیں کہ کیا تدبیر ہو کہ صحرا
گرد اڑتی دیکھا صاحبقران زمان آگے بڑھتے ہوئے سب سرداران نامی پشت پر لشکر کی
داروگی کرتا ہوا آتا ہے امیر کو دیکھ کر ہرکاروں نے جانبازی اخضر کی خبر سنائی عرض کی
کہ آخر یہاں تک لڑا کہ بیہوش ہو کر نخل کے تلے پڑا ہے زخم میں چور چور انتہا کے زخم کھائے برداشت
نہو سکی یہ سنکر صاحبقران پکار کر اسم اعظم پڑھنے لگے عمرو نے جو دیکھا کہ اگر صاحبقران
جا پڑے نخل کا سحر بہت سخت ہے ایسا نہو کہ بلا میں پھنس جائیں ایک جانب بھاگا ذرا کوہ
میں آیا تخت زبرجدی زنبیل سے نکالا سحر العجائب کی شکل بنکر تخت پر سوار ہوا یہیں
سے تخت کو اڑایا اڑاتے ہوئے چلے بہمن اپنے مقام پر بیٹھا ہے کہ اسنے دیکھا سحر العجائب
تخت کو اڑاتے ہوئے آتے ہیں انکے سلام کیا پکار کر آواز دی اے بہمن چہار دست
کیا کہنا کیا سحر کیا ہے اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے دیکھا معلوم ہوا کہ تمنے ساحروں کو بیکار کیا بہمن نے کہا اخضر کو
بڑا دعوی تھا کیسا بیکار کیا دیکھیے بیہوش پڑے ہیں سحر العجائب نے کہا ہمکو سب حال معلوم ہے
کنیزان سامری نے سب کچھ کہہ دیا بہمن جھک جھک کے سلام کر رہا ہے تخت آتا ہی بہمن چہار دست
نے پایہ تخت کو بوسہ دیا کہا اگر حضور نے سرفراز فرمایا ایک احسان اور کیجیے کہ چند ساعت تشریف رکھیے

لشکر حمزہ بھی آ پہونچا اُنکی تباہی بھی دیکھ لیجیے بیٹھے نوکسلوں سے اسم اعظم چھینکر تباہ ہون حمزہ کو اپنے
اسم اعظم پر بڑا دعوی ہی سحر العجائب نے کہا ہم اسی واسطے آئے ہین کہ تباہی لشکر حمزہ دیکھین
یہ کہکر سحر العجائب نے کہا یہ تھالی مین کیا رکھا ہی بہمن نے کہا شراب ہر دو سے یہ جام باٹ کے
رکھی ہی بہوگ سامری کا کر رہا ہون سحر العجائب نے گلابی اُٹھالی کہا یہ سچ کی سامری
کی شراب ہم پیلیجے بہمن نے کہا ای شہنشاہ اس شراب کو مین کیونکر عرض کرون کہ آپ اس شراب
کو نوش فرمائیے سحر العجائب نے کہا تصویر سامری نے خبر دی کہ جا کر اس شراب سے
ایک جام بہمن کو پلاؤ ایک تم بھی پیو سو سو برس عمر بڑھے گی یہ سنکر بہمن خوش ہو گیا
سحر العجائب نے کہا مین اسی واسطے آیا کہ بہمن نے کہا بڑا کار نمایان کیا اسکا بدلا ابھی تو
مین کرون سو برس تمھاری عمر بڑھ جائے بہمن خوشی مین آ گرد پھرنے لگا کہا ای شہنشاہ بڑا احسان
کیا غلام بھی خدمتگزاری کو حاضر ہی ابھی لشکر حمزہ کو تباہ کرتا ہون سحر العجائب نقلی نے
جام شراب بھر قصد کیا کہ بہمن جہار دست کو پلاؤن لیکن سحر العجائب دمنیر العزاب
تخت پر بیٹھے ہین ایک ساحرہ حاضر ہوئی سے کر عرضی دی سحر العجائب نے پڑھی بحرف
شاخسار کے مرقوم تھا ای شہنشاہ مبارک ہو بہمن جہار دست کے ساحران طلسم کشا کا خاتمہ
کیا آپ مرآت واقعہ مین ملاحظہ فرمائیے کہ طلسم کشا کا بھی خاتمہ ہوتا ہی اسم اعظم بند ہو گا ترکی چیز لینا
مسلمانون کا ملاحظہ فرمائیے سحر العجائب نے حکم دیا کہ ساحرہ وظلمت رو کو لکھا کھولکر مرآت واقعہ
نکالا ایک آئینہ قد آدم اسپر گرد پوش پڑا ہوا گرد پوش اُٹھا کر سحر العجائب ایک پاؤن سے
کھڑا ہوا آواز دی یا خداوند حال معلوم ہو کہ بہمن کیا کر رہا ہی آئینے مین دیکھا کہ بہمن پالتی مارے بیٹھا ہی
میری شکل کا ایک آدمی شراب پلایا چاہتا ہی کھلکر سحر العجائب نے آواز دی یا خداوند میری
شکل پر کون بیٹھا ہی آئینہ سے آواز آئی عمرو عیار تمھاری شکل پر بیٹھا ہوا بہمن کو شراب پلا کر مارا
چاہتا ہی جلد اُسکی خبر لو یہ دیکھتے ہی سحر العجائب نے ایک چیخ ماری کہ ارے کوئی ایسا ہی کہ جا کر
بہمن کو بچائے مگر بہت جلد پہونچے یہ سنتے ہی صمصام تیغ زن ایک ساحر اٹھا کہا مین ابھی جا کر
بچاتا ہون سحر العجائب نے گرد بغل ڈالدی با انتظار کرنے لگے صمصام چلا یہان وہ وقت ہی
کہ بہمن کے ہاتھ مین جام شراب خواجہ کہ رہے ہین کہ پیو یہ دعا دے رہے ہین کہ آسمان سے آواز
آئی ای بہمن خبردار شراب نہ پینا یہ سنتا ہوا زمین پر گرا عمرو نے کہا ای بہمن دیکھو حمزہ نے کیسکو
بھیجا یہ اس شراب کی صفت کو کیا جانے ناحق منع کرتا ہی بہمن نے اُٹھا کر گرا مارا صمصام جھنجلا
بنایا تھا گود جو پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوے یہان پہنچے سحر العجائب نے کہا تصویر سامری سے پوچھو
سنے تیلی کالی سحر العجائب نے پوچھا صمصام نے کہا کہ تیلی نے لکہ صمصام مارا گیا بہمن نے
مارا پھر عمرو بہمن کو مارا چاہتا ہی سحر العجائب نے کہا یار وہ یہ کیسا غضب ہوا دیر باقت کرنے
مین دیر ہوگی چلے انتظام کرین ارے کوئی ادھر جائے اشتفاق جادو اُٹھا سحر العجائب نے
ایک گولہ دیا اشتفاق جو گیا اُس وقت پہونچا کہ بہمن شراب پیا چاہتا ہی کہ اشتفاق نے آواز دی
خبردار شراب نہ پینا یہ کہکر اُسکو گرا مارا بہمن و عمرو دونون گرے دونون بیہوش ہوگئے

بہمن کی تو زبان مین سوزن دیا عمرو کی کمر مین پنچہ دبا لیکر چلا ہر کارون نے خبر دی کہ اشفاق جادو آیا تھا عمرو و بہمن کو لیے جاتا ہی صاحبقران نے یہ دیکھا نعرہ کرکے چلے جا کر نخل کے قریب پہونچے نخل سے تلوارین برسنے لگین ایک طرف سے برق بھاگا بچتا ہوا جاتا ہی صاحبقران زیر نخل تلوارون سے لڑنے لگے تلوارین خنجر نخل سے گر رہے ہین اسم اعظم پڑھ کے تلوارون کو خنجرون کو دفع کر رہے ہین اشفاق جادو لیے ہوئے بہمن و عمرو کو جاتا ہی تو سس پھر بڑھتا ہی کہ ایک طرف سے گرد اڑی دیکھا ایک جادوگر دوڑا ہوا چلا آتا ہی پکارتا ہوا کہ ای اشفاق ٹھہر جا مجھے کچھ کہنا ہی مجھکو شہنشاہ نے بھیجا ہی اشفاق ٹھہر گیا وہ ساحر قریب پہونچا آنے کے ساتھ ہی اشفاق کو سلام کیا کہا شہنشاہ نے بھیجا ہی فرمایا ہی کہ عمرو کو زندہ ہمارے پاس نہ لاؤ قتل کرکے سر خواجہ کا مانگا ہی کہ اس شخص نے بڑے بڑے ساحر مارے اسکا آنا ہمارے قلعہ مین بہتر نہین اشفاق نے کہا ہم عمرو کو قتل کرینگے یہ کہکر عمرو کو چھین لیا اشفاق بھی بڑھ گیا اُس ساحر نے خنجر کھینچا اشفاق دیکھ رہا ہی ساحر چلا کہ عمرو کو قتل کرے گھبرا کر کہا دیکھیے شہنشاہ بھی آتے ہین اُنکو دیکھین نہ برا جیسے ہی اشفاق پلٹا ساحر نے کوکھ پر خنجر مارا اشفاق کا شکم چاک قصہ پاک عمرو کو ہوش آیا دیکھا برق فرنگی ہی عمرو نے کہا بہمن کا بھی سر کاٹ لے برق نے بہمن کا بھی سر کاٹا دونون کے مرنے کی آواز آئی صاحبقران زیر نخل لڑ رہے تھے کہ وہ نخل گرا تلوارین خنجر سب بیکار ہو رہے تھے جل گئے ملک اخضر و زنار و فیروزہ ہوشیار ہو کر آئے اخضر نے کہا کہ ای آفتاب تامل نہ کیجیے سب لشکر کو ہم نے تیار کیا اسیطرح رہ نوردی کرتا ہوا پھر چلا صاحبقران غیر ساحرون کا لشکر لیکر بڑھے فرماتے ہوے کہ ای اخضر پیچھے پیچھے چلو اخضر کہتا ہی کہ مین حضور کی بات کو نہین مانونگا آرزو ہی کہ جا کر شاخسار کو مارون کوکب کو رہا کرون یہ کہتا ہوا بڑھا صاحبقران بھی اخضر کو منع کیے ہوئے آتے ہین شاخسار جادو باغ ویران مین بیٹھی ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ای ملکہ عالم بہمن جبار دست مارا گیا صاحبقران بڑے زور و شور سے آتے ہین تین لاکھ جادوگرون سے ملک اخضر آگے بڑھتا ہوا آتا ہی یہ سنتے ہی شاخسار گھبرا گئی جو ساحر تیار ہو کر بیٹھے ہوے ہین اُنسے کہا صاحبو کنا اخضر آنے نہ پائے جائین افسر اُٹھے بائیس لاکھ کا لشکر کوکب و بران و راجین و بلقیس و مخمور و بہار و مہ جبین و شاہزادہ سرو سہی قد و مہران جوان بخت ان سب قیدیون نے جو ہنگامہ سنا خوشیان کرنے لگے کہتے تھے آفتاب نامدار آپہونچے سب تو خوشیان کر رہے ہین مگر ملکہ بُران حیران و پریشان ماں سے عرض کرتی ہین کہ ای والدہ ماجدہ ہمین امید نہین کہ زندگی مین آفتاب نامدار کو دیکھین دل کی یہ کیفیت ہی

نظم

جو دلکو زلف صنم کا خیال ہوتا ہی
جواب صاف جمال کمال ہوتا ہی
وصیل و خوار نہ ہو جی یہ حال جدائی
تمھاری باتون سے مجھکو ملال ہوتا ہی

یہ وہم اُٹھتا ہی سووے کا حال کیا ہوگا
جو زلف مین پوشیدہ رُخ کا خیال ہوتا ہی
فراق یار مین آخر یہ حال ہوتا ہی
وہ سرو ناز جو کہتا ہی سیر گلشن کو

کبھی جو وصل کا اُنسے سوال ہوتا ہی
تو انکا لال نزاکت سے گال ہوتا ہی
جو چھیڑتا ہون مین انکو بگڑ کے کہتے ہین
خوشی سے پھول کے غنچہ نہال ہوتا ہی

تمھارے سر کی قسم کھا کے یار کہتا ہوں
مرے پھنسانے کو تیار جال ہوتا ہے
کبھی عیادت بیمار جب وہ آتے ہیں
کلام کا بھی تو کرنا محال ہوتا ہے
لگے ہے چلتی ہر بان فرنگ سے چھری کی طرح

وہ چال چلتے ہو دل پائمال ہوتا ہے
اب اپنا دور ہے آگے تھا دور مجنون کا
مریض عشق کا چہرہ بحال ہوتا ہے
یقین ہوا کہ یہ جھوٹ رنگ ہاتھ کی مہندی کا
کوئی جو خشت نگہ سے حلال ہوتا ہے

بنائے جاتے ہیں پتے سلائی سے دن بھر
ہر ایک ماہ میں ان کی کمال ہوتا ہے
ہر ایک غنچہ سر شبہ مری دہن ان کا
وہ دیکھ جاتے ہیں مجکو ملال ہوتا ہے
ماں نے کہا پی لی پاس کے آئین

نکرو پر دردگار تنے سے دق دکھلا دیا لشکر صاحبقران قریب یا خدا شب کرے دشمن قتل ہون جاانس
افسر گئے ہیں بائیس لاکھ فوج ہے یا سمندر کی موج ہے لشکر ہے جتنے ان کا کم ہے سپہ دیکھی تعداد و مدہے ان
جوان نے جلے شادہ کر رہے ہیں کر جب زند انخانہ ٹوٹے جیت پت کا چلنا یہان ملک اخضر بڑھتا ہوا آتا ہے
کروا افسر ستارہ و قہار آگے بڑھے ہوئے نو لاکھ فوج انکی پشت پر دونون نے بڑھکر غصہ کیے ای
اخضر اب نہ آگے بڑھنا نام ستارہ و قہار جادو ایک طرف سے آواز آئی منم معکوس آئینہ دار
چار لاکھ جادوگر انکے ساتھ ہیں اخضر تو آمادہ تھا ستارہ و قہار کے لشکر پہ جا پڑا ہے نار جلیو کو بلا کر
معکوس پر جا پڑی فیروزہ اسکی مدد کو پہونچی دونون نے جو سحر کیے زمین ہلا دی اخضر نے بال
نوچکر اپنے آسمان پر پھینکے باران سیہ آسمان سے برسنے لگے جسکو کاٹا پانی ہو کر بہگیا ستارہ
قہار نے تلوارین برسائین اخضر نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہے دو کالے کالے جوان
سامنے سے آئے تلوارونکو روکنے لگے تلوارونکو توڑ کر پھینک دیتے ہیں ملک اخضر کو بچا تے
ہیں اپنا سر آگے کر دیا انکے سر پر تلوار تاثیر نہین کرتی جو تلوار گری چمن سے ٹوٹی ستارہ و قہار نے
آگر شیشہ سحر کا وار کیا اخضر نے دونون کی تلوارین پھینکر پھینک دین دونون کو چیر کر پھینکا دونون
کے مرنے کی آواز آئی ستارہ و قہار کے مرتے ہی نو لاکھ ساحرون نے شکست کھائی اخضر انکو
مارتا ہوا جاتا ہے جب گولا مارا سو دو سو کے سر اڑ گئے ہنگامہ برپا کیا ہے لیکن معکوس آئینہ دار
جو تین لاکھ فوج سے مصروف جنگ ہے اسکے کان مین مرنے کی ستارہ و قہار کے آواز آئی کہا
یارو انکو کس نے مارا نو لاکھ فوج کے افسر تھے معکوس آئینہ چمکاتا پھرتا ہے جسپر عکس پڑا حیران ہو کر
جلگیا ایک ہر کارے نے خبر دی ملک اخضر سبز پوش بادشاہ طلسم مینو سواد بڑے زور شور سے
لڑ رہا ہے اسنے ستارہ و قہار کو مارا یہ سنکر معکوس آئینہ دار تلاش کرتا ہوا اخضر کر چلا اخضر نے
فوج کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے ہیں ملکہ زنار و فیروزہ بڑھی ہوئی سامنے چلی آتی ہین معکوس نے
مرآت سکندری کی آئینہ بڑھ کے زنار کو دکھایا جیسے ہی عکس آئینہ کا زنار پہ پڑا شل آئینہ حیران
بشکل زلف پریشان اسباب سحر پھینک دیا معکوس نے زنار کا سر کاٹ لون فیروزہ نے
بڑھکر گرز مارا معکوس نے آئینہ چمکایا گرز الٹا پلٹا یا تو تیر فیروزہ کے پڑا پاؤن فیروزہ کا
زخمی ہوا فیروزہ و زنار عکس آئینہ سے بیکار ہوئین جو لیان دونون نے پھینکین یہی جا بہتی ہین
دم شمشیر پر کھڑا رہین معکوس نے اُس نو لاکھ فوج کو بھی روکا آواز دی یارو آگر تھا سو افسر
مارے گئے میں برائے جانبازی تمھارے ساتھ موجود ہون جگر اڑ دیکھو مین نے فیروزہ و زنار کو
بیکار کیا تمھارے مالک کے قاتل کو ابھی ڈھونڈھ کر مارتا ہون اخضر نے دور سے دیکھا زنار و فیروزہ

عکس ہو جاتی ہیں جیسے ہی سامنے معکوس کے آیا معکوس کی چوٹ نہ سہی ہوئی ہے آئینہ
دکھا دیا آئینہ دیکھتے ہی اخضر گھبرایا شل زنار و فیروزہ کے جیلی تو نہ چیکی مگر سحر کرنا موقوف رہا
ساحروں نے جو دیکھا کہ اخضر ایسا جوانمرد حیران کھڑا ہے سحر کرنا موقوف پریشانی میں معروف
معکوس پڑھتا ہوا چلا آتا ہے کہ ان میں سے انسونکو قتل کریں ملازموں نے بڑھکر سینے اپنے سپر
کر دیے معکوس بجز ان ساحروں کو قتل کر رہا ہے کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ صاحبقران
زمان مع لشکر بے ساحران پیدا ہوئے امیر نے دیکھا لاکھوں لاشہ پڑا ہے فرمایا اخضر نے ہمارا
کھانا مانا کہ معروف جنگ ہوئے ساحروں کے بڑے جادو میں اسم اعظم پڑھتے ہوئے بڑھتے
طرف سے قید خانے کے بھی گرد اڑی رحیل جادو و قتیل جادو سات لاکھ فوج لیکر پہونچے صورت
یہ ہے کہ شاخسار جادو آپ تو قید خانہ میں ہے افسرونکو فرمانا فرمانا بھیج رہی ہے اثنا یہ ایسا ہی
کہ جب ان نوجوں سے کچھ نہو سکے تو قیدیوں کو لیکر دونوں کی سیاہ کے نکالو ان رحیل و قتیل
جو پہونچے معکوس نے آواز دی تم سب بڑھکر صاحبقران کو روکو ذرا بھی غافل ہوں تو لیے ہم
بند کردوں [illegible] بھی مسلون رحیل و قتیل اسم اعظم سے ناواقف رحیل نے بڑھکر صاحبقران
[illegible] سحر کا مارا امیر نے روک کر اسم اعظم پڑھا جیسے عقرب کا ہاتھ مارا رحیل کی رحلت ہوئی قتیل
جا پڑا کئی سحر کیے صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہیں قتیل نے بڑھکر چاہا کہ پنجہ دوں
امیر نے اسپر بھی ہاتھ مارا قتیل بھی مقتول ہوا اور دولت ساحروں کے منہ کی آواز معکوس نے
سنی کتنا ہی یارو یہ کیا سحر کرتے ہیں رحیل و قتیل کے مرتے ہی سات لاکھ ساحر بھاگے کہ پھر گرد
اڑی نعرہ ہوا نام مسحوب و مکتوب جادو پانچ لاکھ فوج سے یہ بھی آئے صاحبقران زبان شیرانہ
جنگ کرتے ہوئے مسحوب و مکتوب جادو پر جا پڑے مکتوب کا نوشتہ قسمت پورا ہوا امیر نے
تاک کر تیر مارا مکتوب کا شیرازہ کھل گیا تیر نے خطا کی [illegible] صاحبقران۔ مکتوب
زمین پر گرا مسحوب بڑھا تھا امیر نے نیزہ مارا سینہ کو توڑ کر پار لگندا مسحوب بھی زمین پر گرا ان
افسروں کے مرنے کی آواز سنکر معکوس آئینہ دار چیختا ہے کتنا ہی بار دیکھا [illegible] افسر کیا مارا گیا
جھنکر بڑھا اخضر و زنار کو بیکار کر دکھا ہے ایک دستک دی آئینہ چمکایا سب نے دیکھا کہ معکوس
غائب ہوا صاحبقران جس مقام پر کھڑے لڑ رہے تھے دیکھا زمین شق ہوئی معکوس نے
سامنے آکر آئینہ چمکایا جیسے ہی عکس آئینے کا صاحبقران پر پڑا اسم اعظم فراموش ہوا اشقر اسی مقام پر
بیٹھ گیا خواجہ عمرو و کلیم اڑتے ہوئے یہ سب معرکہ دیکھ رہے ہیں طرفہ سے معلوم ہوا کہ اسم اعظم
صاحبقران کو فراموش ہو گیا پریشان ہوا یا تو مرد دلیری کر رہے تھے یا ایک جانب چلے
ہوش اڑے ہوئے کہ ای عمرو کیا کروں حمزہ کو اسم اعظم فراموش ہوا اس سوچ میں جاتا ہی معکوس
نے دیکھا اسم اعظم صاحبقران کو یہیں سے بند کیا مگر صاحبقران پر کسی کا سحر تاثیر نہیں کرتا اسلحہ
شیرانہ لڑ رہے ہیں [illegible] اور [illegible] عالم اس اشقر نہیں بڑھتا ساحروں نے ہجوم کیا ایک مقام پر
[illegible] رہے ہیں جو صاحبقران کے قریب آیا سحر کیا امیر نے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے
اور اشقر دشمنوں کا انبوہ یہ معروف جنگ ساحر اپنی جان سے تنگ معکوس نے آئینہ چمکا کر آواز دی

اے آئینۂ سحر حمزہ کی قلعی کھولدے سب حال آئینہ ہو گیا جب برگرد حمزہ اسیطلع اور اہل لشکر کے بند بجے
ہیں ابھی زور شور سے لڑ رہے ہیں اگرچہ زخم کھاتے ہیں ایک ہو رہے جنگ ہر ایک مرجانے
سے تنگ ہو آئینہ سے آواز آئی اے معکوس تو نے اسم اعظم حمزہ کو بھلا دیا انکے پاس حرز ہیکل جو
ہو امیر بفضل معبود ہیں جب تک حرز ہیکل نہ لیگی حمزہ اسیطلع ہو نہ لگا یہ سنکر معکوس پھر غائب ہوا
خواجہ عمرو تو فکا میں معکوس کی نکلے ہیں الا عذار و ماہ رخسار جو بزحکر آ ہیں معکوس نے
آنکھوں پر بند کیا دیا یہ [illegible] دونوں بیکار ہوئیں لشکر ساحران پر آفت غیر ساحروں پر مصیبت
جرار باندہ کان خدا بے بس [illegible] جو کر قتل ہوئے پھر صحرا سے گرد اٹھی نعرہ ہوا منم
ذلال و ملال جادو افسر ساحران دونوں آتے ہی چار لاکھ ساحروں سے حملہ کرنے لگے لشکر
بہرام لے تمام چھینی کھینچی کر رہے تھے تیر اندازی میں معروف، ذلال نے آبرو داری دکھائی گولہ
مارا کسی سو چینی کر رہے تھے بہرام تھے جو دور سے دیکھا ذلال نے شکارہ ڈالدیا بہرام ایک گوشہ میں
آیا تاک کر تیر مارا ذلال بھی مارا گیا ملال کو بڑا رنج ہوا بہرام پر گرز پھینکا بہرام کے ہاتھ سے تلوار
چھٹی سپر پشت سے گری مرکب بدلگامی کرنے لگا مقبل نے جو دور سے دیکھا کہ بہرام سحر میں
ملال کے پھنسا تاک کر تیر وہ سینہ کو توڑ کر پشت پار گذرا ہنگامہ ہوا معکوس فکر میں تھا کہ حرز ہیکل
صاحبقران سے لوں اسم اعظم تو بند کرچکا ہوں ایک جانب چلا کہ پہلو سے آواز آئی کہ اے
دوست صادق محبت ان کیا مزے سے رہے ہو خوب سبکو بیکار کیا پلٹ کر معکوس نے
دیکھا سحر العجائب تخت اڑتے ہوئے چلے آتے ہیں معکوس نے جھک کر سلام کیا کہا حضور نے
کیوں تکلیف فرمائی میں نے سب کا خاتمہ کر دیا اسم اعظم بھی بند کر دیا یہ بتلایئے کہ حرز ہیکل حمزہ سے
کیونکر لوں سحر العجائب نے آواز دی میں آتا ہوں ترکیب لینے حرز ہیکل کی بتاتا ہوں یہ کہکر
سحر العجائب تخت سے کود معکوس سے کہا کہ میرے پاس اب ایک ایسا سحر بنا دیں کہ حرز ہیکل
حمزہ کے گلے سے اتر کر چلی آئے معکوس دوڑ کر قریب سحر العجائب کے آیا کہا اے معکوس آئینہ کو
چھپالے اسکا عکس مجھکو بیقرار کرتا ہے معکوس بھول گیا کہ میرے سحر سے بادشاہ طلسم ہمراہ
ہیں آئینہ بغل میں چھپایا جیسے ہی سحر العجائب کے قریب آیا کہا اے معکوس دیکھو بڑے بھائی صاحب
آئے ہیں تمہاری تعریف کرتے ہیں خلوت میں لائے معکوس خوش ہو کر پلٹا نعرہ ہوا منم مہر سپہر
عیاری، قطب فلک خنجر گذاری یہ کہکر خنجر مارا معکوس کا شکم چاک قصہ پاک معکوس کا مرنا حمزہ
وغیرہ نے مہلت پائی فوج ساحران پر جا پڑے جب کو ل مارا ہزار دو ہزار کے سر کٹے صاحبقران کا
اسم اعظم چلا اشقر کو بڑھایا بارہ لاکھ فوج نے شکست کھائی ہر غول میں یہی غلغلہ تھا کہ زنار و
فیروزہ نے آگ لگا دی اخضر نے تہ و بالا کر دیا لاشہائے ساحران سے میدان کارزار بھر گیا
ملکہ شاہ خسار قید خانہ میں ٹہل رہی تھی افسر دیکھ بیچ چلی گئی تھیں بڑھکر خبر ہو چکی ہیں کہ افسران فوج
سب مارے گئے معکوس نے جنگ کر رکھی تھی یکایک باغ ویران میں اندھیرا ہوا دیکھا سب ساحر
بھاگے ہوئے چلے آتے ہیں پکارتے ہوئے کہ حضور معکوس بھی مارا گیا لشکر صاحبقران زیر
دیوار باغ ویران آ پہونچا شاہ خسار گھبرا کر کوٹھے پر چڑھ گئی دیکھا صاحبقران دریائے خون میں

ستاتے ہوئے شمشیر برہنہ ہاتھ میں ساحروں کو قتل کرتے ہوئے آتے ہیں اخضر و زنار و فیروزہ
و لالہ عذار و ماہ رخسار نے آگ لگا دی پانی برسایا سامنے باغ ویران کے گیارہ لاکھ ساحروں کا
کھیت ہے شاخسار نے جو یہ معاملہ دیکھا سمجھ گئی کہ معکوس ایسا جادوگر مارا گیا اب میں کیا کر سکوں گی
سر پکڑ کے بیٹھ رہے اس کی تخت سحر تیار کیا مہران جوان بخت و سرو سہی قد کو ایک تخت پر
سوار کیا شمیم جادو کو حکم دیا ان کو قید لیکر طرف قصر سیاہ کے چلو شمیم جادو دس ہزار ساحروں کو
لیکر مع قید سرو سہی قد چلی شاخسار نے شہنشاہ لاچین و لقیس و مخمور کو بہار و مہ جبین کو ایک
تخت پر سوار کیا مکمل جادو سے کہا تم لیکر طرف قصر سیاہ کے چلو مکمل جادو ان قیدیوں کو لیکر چلی
کوکب و بران و ناسفہ کو بھی تخت پہ سوار کیا جنجل جادو سے کہا تم لیکر طرف قصر سیاہ کے
چلو یہ سب ساحر قیدیوں کو لیکر روانہ ہوئے شاخسار ان سب کو بھیجکر باغ ویران سے نکلی دیکھا
صاحبقران گرز سلیمانی زمان ہاتھ میں لیکر خندق کے قریب آئے مرکب کو مہمیز کیا خندق کو درآئے
قریب پھاٹک کے پہونچے گرز مارا کر پھاٹک گرا شاخسار سر پیٹنے لگی پر پرواز پیدا کر کے بھاگی
صاحبقران نے کئی تیر مارے تیروں نے خطا کی شاخسار نے سحر کر کے جلا دیے اور آواز دی
کہ حمزہ باغ ویران میں کیا رکھا ہے قیدی سب نکل گئے یہ کہکر مثل ستارہ سحری چمکی آسمان پر جا کر غائب
ہوئی صاحبقران مع اخضر وغیرہ باغ ویران میں آئے دیکھا حقیقت میں باغ ویران ہے خلل
ملے ہوئے رفیق کوئی ہوں صاحبقران آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہیں کہ کوکب کہاں قید ہے
میری بہو ایرج کی زینت پہلو کدھر ہے مکار زکی ہیں تھے سب سے زیادہ عمرو کو ملاقات کوکب کا
اشتیاق ہے کہ اپنے برادر جان برابر کو رہا کر دوں ہر مکان میں دوڑ دوڑ کر جاتے ہیں ہر مکان کو خالی
پاتے ہیں ایک جادوگرنی ضعیفہ بیٹھی تھی اس سے صاحبقران نے پوچھا اری سب قیدی کیا ہوئے
کہتی ہے اے حمزہ تم نے کہا ہی شہریار شاخسار سب قیدیوں کو تخت پر ڈالکر لے گئی صاحبقران نے کہا
اے امیر ساحر بھاگ کر گئی اس نے کہا ای شہریار یہ ثابت نہیں ہوا یہ میں نے سنا دیکھا کہ جب معکوس مرے
کی خبر اڑی تب شاخسار نے سب قیدیوں کو تخت پر سوار کر کے کہیں روانہ کر دیا صاحبقران
بہت روئے فرمایا شاخسار نے بڑا جل دیا یہ فتح نہیں شکست ہوئی روتے ہوئے باغ ویران سے
باہر نکلے پہلو سے باغ ویران میں لشکر اوتارا زنار نے عرض کی اب حضور کو تدبیر طلسم کشائی طرف
کوہ تجلی نشیب و ناسفہ کے چلنا چاہیے خدا نے فضل کیا تو وہیں سے برج کا پتہ ملیگا صاحبقران کو
چہرہ بنی کا کوکب کے تعلق دامنگیر ہے مقدم فتح طلسم کی تدبیر ہے یہ فرما کر اخضر کو بلایا بلا کر حکم دیا کل سویرے
لشکر تیار ہو طرف کوہ تجلی نشیب و غرائب کے کوچ کرینگے امیر تو اس فکر میں مشغول ہیں کہ وقت بہ روز گریہ
ہو یکم شمیم جادو جو شہزادہ مہران جوان بخت و شہزادہ سرو سہی قد کو لیکر چلی تھی رواروی
در پی ہوئی جب پل پر شہزادہ ضیغم شیر شکار مع رفقاء برق وش سالار صحرا میں فروکش ہیں زنگ
اس باغ کا ... ہوا آیا عرض کی ای شہریار باغ ویران فتح ہوا صاحبقران پہونچ گئے ہیں
ہم ہیں ... آدمی کا کھیت ہوا شاخسار جادو نے قیدیوں کو جابجا روانہ کیا شمیم جادو
تا سنہ بارہ ہزار ساحروں سے مہران جوان بخت و سرو سہی قد کو لیے ہوئے طرف قصر سیاہ کے

جاتی ہی یہ سنتے ہی ضیغم نے فرمایا ہمارا مرکب تیار کرو برقان برق وش بولی ٹھہری ہوئی تھا ای
شہریار شمیم جادو بڑی زبردست ساحرہ ہی بارہ ہزار جادوگر ساتھ ہین آپ کے یہان کوئی نام سے بھی
سحر کے واقف نہین سب دیوانے جنگلی وحشی آپنے مار مار کے انکو آدمی بنایا ہی جس وقت ساحرون نے سحر کیا
یہ سب بیکار ہو جاینگے آپ آنکھ سے تماشہ دیکھیں مین جاکر سحر کرتی ہون وہ سب انہین روکینگے آپ
دونون شاہزادون کو رہا کیجیےگا ضیغم نے کہا ای ملکہ علم بڑے شرم کی بات ہی کہ میرا بھائی مہران
جوان بخت دوسرے یہ شاہزادہ سرو سہی قد فرزند بادشاہ ہمجاہ اس مصیبت مین ہون اور مین
بچاؤن کیونکر زندہ رہون یہی آرزو ہی کہ اُٹھ کر جان دون یا ان بھائیون کو چھڑاؤن ٹھہرنا مناسب نہین
ہر چند برقان نے کہا ضیغم نے نہ مانا سوار ہوے برق ترکی کو بجایا سواران و پیلبانان تیر کی کھا زمین
سے فراقون کے تیار ہو کر آئے برقان تڑپ گئی جی مین کہتی ہو دیکھیے انکی محبت مین کیا رنگ ہوتا ہی
عجب دیوانہ کا سا غرور جو کہتے ہین وہی کرتے ہین ضیغم نے پیرنگ سے کہا بڑھکر خبر لاؤ کہ شمیم کدھر
سے آتی ہی عیار چلا تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا شمیم کجادو طاؤس پر سوار مہران جوان بخت
و سرو سہی قد ایک ارابہ پر چہار جانب ساحر گھیرے ہوے نمایان ہوئی ضیغم نے نوبت بجائی ای قزاقان
ہر دو رویہ بیرق بجتے ہی سب مستعد ہوے ضیغم نے لشکر کنارہ جا کر پھر برق بجایا آواز دی ای قزاقان پر تیغ
تلوارین کھینچکر دیوانہ کر سے چلے وار مین دو ہزار ساحر مارے شمیم حیران تھی کہ کیونکر سحر کرون گھوڑے
برق وش نیزہ مارا اور رہا کے کبھی تیر چلتے کبھی نیزے چلے کبھی برق شمشیر چمکی برقان برق وش
جس جنبہ پر گری ہزارون کو کاٹ کر نکلی سحر کرتی ہی کہ ساحر گھبرا جائین ہر طرف سے ماش کے دانے
مارکر بھگاتی ہی کبھی پھینک کر کبھی درس مین کر کاٹ کر نکلی ملکہ برقان بڑھتی ہوئی سامنے شمیم کے پہونچی
للکارا او شمیم بہتر یہ ہی کہ شاہزادہ ضیغم شیر شکار کی اطاعت کر ورنہ زندہ نہ بچیگی برقان جو کو دیکھکر
شمیم نے کہا تمہاری تلاش تو شاہان علم کر رہے ہین مشہور ہی کہ برقان نکلین تم یہان بیٹھی ہو نیا
دھوکا کیا مین مشکین باندھ کر تمہین لیجاؤنگی شاہان طلسم تمکو سزا دینگے برقان معشوق نازک مزاج شاہان
عالم کے سر کا تاج یہ کلمہ سنکر جھلا گئی غصہ مین چہرہ سرخ ہوا جواب دیا مین کیا شاہان طلسم کی لونڈی ہون
جو مجھکو سزا دینگے اپنی تو جان بچائیو ضیغم لڑتے ہوے سامنے پہونچے شمیم کی جو نگاہ پڑی ایک جوان
مقبول آفتاب مثال خورشید جمال یکہ تاز میدان جلادت شہسوار عرصۂ لیاقت نبیرۂ صاحبقران
صاحب شوکت و شان وارث سریر جہانبانی حسن مین یوسف ثانی شمیم دیکھکر مر گئی پسینہ آگیا قلب
ٹھہر گیا کہا ای برقان نگینہ الماس کا چھین لیا غریب معشوق بابکار آواز دی کہ ای جوان میرے پاس آجا جہان
لیجاؤنگی بہلونگی وہ مرتبہ دون کہ عالم عالم رشک کرے برقان نے جو یہ باتین سنین کوک کر گری
شمیم کے دو ٹکڑے کیے سب ساحر فریاد کرنے لگے پکارے کہ ملکہ برقان ہم آپکے تابعدار ہین ضیغم
نے آواز دی چار ہزار جادوگر شریک ہوے ضیغم نے آکر مہران جوان بخت کو قید سے رہا کیا
پشت مرکب پر سوار کیا شہزادہ سرو سہی قد کے واسطے تخت طاؤسی تیار کیا نقارہ پر چوب پڑی
دوس شوکت و شان سے اپنے لشکر مین آئے شہزادہ سرو سہی قد نے فرمایا ای ضیغم اس طرف طلسم نور افشان
کے چار ہزار ساحرون کو برقان نے آراستہ کیا تینون شہزادون کے عیار خبر لائے کہ صاحبقران

زمان طرف کوہ عجائب وغرائب کے گئے ضیغم نے کہا چلو دوسرے دن بڑے کر و فر سے کوچ کیا
برقان برق وش نے ایک سحر ابر تیار کیا اسمین مخفی ہوئی چار ہزار ساحرون کا لشکر اسی ابر مین چھپا ہوا
طرف طلسم نورافشان کے چلے تینون جوانون نے نقابین چہرون پر ڈالین کوچ کرکے چلے ایک کوس آگے جا کر
ایک صحرائے سبزہ زار مین فرودگش ہوئے لشکر اتر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی ضیغم دیکھنے لگے برق تند
بھی کم ہے یہین برقان برق وش نے لشکر اپنا غضب مین اتارا گرد جو اڑی تھی دیکھا ایرج نوجوان
مع سرداران عالیشان بیٹے مفہوم کردن سوار لشکر کو آراستہ کر آتا ہوا ابلق لشکر پر ابر [illegible]
ہمائے بلند پرواز ہے کو چھپائے ہوئے ایرج کا لشکر آ کر اترا ضیغم نے کہا ای شہریار اگر سرکار کے
خلاف منظور ہو تو ان کرایان فروش بازاری کی گردن ہون سرو سہی قد نے فرمایا ای برادر صاحبقران
زمان کوچ کرکے طرف کوہ عجائب کے گئے یہ بھی وہین جاتے ہین لہذا اگر انکو ستایا تو مسلمانان
گھبرایا جنگجو جاتے ہین جانے دو مہران جوان بخت نے کہا حضور کیون مانع ہوتے ہین
انکی گردن بنے دیجیے ہم بھی شکار کھیلین سرو سہی قد چپ ہو رہے ضیغم نے دو پہر رات گئے
نوبت ترکی کو بجایا نعمان بارہ ہزار قزاق لیکر آیا ضیغم جا پڑا ایرج پر شبخون مارا نعرہ کیا منم شیر بیشہ
جرأت یکہ تاز میدان جلالت شاپور نے جا کر ایرج کو خبر دی کہ کسی نے آپکے لشکر پر شبخون مارا ایرج
نوجوان سلاح سے آراستہ ہو کر نکلے دیکھا آج تو مدت کے بعد قزاقون کو دیکھا کہ لڑ رہے ہین
حیران ہو کر ای ایرج کون ہین دور سے دیکھا ایک نقابدار سرپوش شمشیر زنی کر رہا ہی جس پر جا پڑتا
جسکو ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے کیے افسرون کو تاک تاک کر مار رہا ہی خیمون مین آگ لگا رہا ہی
طنابین کاٹ دین خیمے گرائے گئے سوارون کو روند ڈالا ایرج نوجوان جا پڑے پکار کر آواز
دی کہ او نقابدار مغلوک خبردار آگے نہ بڑھنا منم [illegible] روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان
نقابدار نے نیزہ دکھایا ایرج نے اپنا نیزہ اٹھایا نقابدار نے نیزہ گھوڑے کی آنکھ مین مار دیا
گھوڑے نے چرخ مارا ہر چند ایرج نے سنبھالا گھوڑا کیونکر سنبھلے آنکھ مین نیزہ اترا ہوا تھا اوپر سے
نقابدار نے سر ایرج پر ہاتھ مارا ایرج گھوڑے پر سے کودے سر ایرج کا بخوبی زخمی ہوا اس زخم داری
مین ایرج کو یہ خیال ہی کہ یہ گھوڑے نقابدار تو بھگاؤن نقابدار نے گھوڑا بھگایا ایرج نے چاہا کہ
پیچھا کرون نقابدار نے پلٹکر ایک اور نیزہ مارا کہ شانہ بھی ایرج کا زخمی ہوا ایرج لڑکھڑا کر گرا نقابدار نے
نکلتے نکلتے نوبت ترکی کو بجایا ای قزاقان ہدر رو یہ سب قزاق سمٹ کر ایک طرف آئے جمع ہونے پائے
تھے کہ نقابدار قزاقون کو لیکر نکل گیا ایرج کو سپاہیون نے اٹھایا دیکھا سر زخمی شانہ زخمی عجب
پریشانی مین ایرج کو پایا شاپور قریب آیا ایرج نے فرمایا ای شاپور کچھ معلوم ہوا کہ کس
نے آکر شبخون مارا شاپور نے کہا کچھ مین دریافت کرونگا یہ کہکر شاپور واسطے خبر کے چلا یہان جو ضیغم
لشکر مین آیا حکم کیا ابھی لشکر تیار کرو اسی وقت لشکر تیار ہوا سرو سہی قد نے کہا یہان سے آج کوچ
نہ کیجیے ضیغم نے فوراً اسی وقت لشکر تیار کرکے کوچ کر دیا شاپور جو آیا دیکھا لشکر ندارد کوئی ایک
دو بڈھے جو چلنے کے لائق نہ تھے وہ رہ گئے ہین انسے پوچھا کچھ حال نہ ثابت ہوا لاچار پلٹ کر
خدمت ایرج مین آیا عرض کی کچھ ثابت نہین ہوتا ایرج نے اس زخم داری مین کوچ کیا ضیغم پانچ

کرسی پر آکر اترے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا شبتاب کوہ پیکر ساٹھ ہزار فوج سے جاتا تھا مگر ضیغم کو دکھائی
شہر گیا ہرکاروں کو بھیجا کہ جاکر دریافت کرو یہ کسکا لشکر ہے ضیغم کنارے کھڑے تھے ہنسے ہرکاروں نے
پوچھا یہ سنکر کسکا ہے ضیغم نے کہا سرکوب کافران ملک الموت ساحران تمھارا افسر کون پوچھتا ہے
کیا ہم اسکے باپ کے نوکر ہیں ہرکاروں نے جاکر افسر سے یہی فقرہ کہدیا افسر نے غصے میں آکر طبل جنگی بجوایا
کہا ہم جانتے ہیں آجکل سب طرف سے مسلمانوں نے بلوہ کیا ہے یہ نقابدار چھپے ہوئے جاتے ہیں ہم
نہ بڑھنے دینگے یہ کہکر لشکر کو تیاری کا حکم دیا تیاریاں ہونے لگیں ضیغم کو بھی خبر پہونچی کہ شبتاب نے
طبل جنگی بجوایا ضیغم نے بھی حکم دیا کہ یہاں بھی طبل جنگی بجے نعمان نے کہا اگر حکم ہو تو اسپر شبخون ماریں
ضیغم نے کہا کہ ناجزادے کو حیران کرنا منظور تھا ایسوں پر کیا شبخون ماریں صبح کو سمجھا جائیگا شب بھر
تیاری ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں شبتاب میدان میں نکلا اسنے
بھی دیکھا کہ نقابدار اٹھے ہوئے ہیں انکو رڑکے ماریں سر لئے خدمت شاہان طلسم میں پہلوان
یقین ہے کہ شاہ بہت خوش ہوں پکار کر آواز دی جسکو تمنائے مرگ ہو نکلے وہ کون صاحب ہیں جو
ملک الموت جان کافران ہیں مہران جوان بخت نے قصد کیا تھا کہ نکلیں ضیغم نے بڑھکر منع کیا
کہا بھائی صاحب آپ تماشا دیکھیں ابھی اسکا سر لاتا ہوں بادشاہ نے قصد کیا ضیغم قدموں سے
لپٹ گئے عرض کی اے شہریار آپ نور نگاہ بادشاہ جمجاہ ہیں آسمان سلطنت کے ماہ ہیں ہم آپ کو
میدان میں کبھی نکلنے نہ دینگے جانباز کسدن کے واسطے ہیں یہ کہکر دوکا عرض کی غلام کو اجازت دیجیے
بادشاہ نے بمجبوری اجازت دی ضیغم شیر شکار مقابلے میں شبتاب کے پہونچے بعد نگاہ دوزی کے
شبتاب نے پوچھا آپ لوگ کہاں جاتے ہیں یہ طریقے سے ظاہر ہے کہ آپ لوگ مسلمان ہیں اثنائے سفر
میں پھنسے جو آپ اترے ہیں تو کیا قصد ہے ضیغم نے کہا ارادہ ہے کہ بحر العجائب و مصر الغرائب
جو طلسم میں ہیں انکی مار گوشمالی کریں جیسا انہوں نے غضب کیا کہ اپنے بادشاہوں کو قید کر لیا انشاء اللہ
اسکا بدلا ہوگا یہ سنکر شبتاب نے کہا وار کیجیے کہ حوصلہ نہ باقی رہے ضیغم نے کہا ہمارا دستور نہیں
جب تک پہلے حربے سے خدا بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے شبتاب نے نیزہ مارا ضیغم نے نیزہ
اٹھایا ہی کہ جواب دوں صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایرج نوجوان مع اپنی فوج کے چلے آتے ہیں
دور پشت پر ایک ابر سیاہ بجلیاں چمکتی ہوئیں ایرج نے دیکھا وہی نقابدار ایک پہلوان سے
لڑ رہا ہے دونوں میں نیزہ چلنے لگا ایرج نے گھوڑا روک لیا شاپور سے کہا یہ وہی نقابدار ہے
جسنے پہلے شبخون مارا تھا شاپور نے کہا حقیقت میں وہی جوان ہے اسکی جنگ ملاحظہ فرمائیے اب
تماشائے جنگ دیکھنے لگے سارا لشکر آکر ٹھہرا ملکہ ہمائے بلند پرواز جو ایرج کے ساتھ ہیں ایرج نے
اکثر مرتبہ کہا کہ اے ملکہ عالم اب تم چلی جاؤ اگر دادا جان سنینگے تو انکے خلاف ہوگا انکا دستور نہیں کہ
ساحر ساتھ رہیں کھڑے دیکھ رہے ہیں شاپور سے باتیں کرتے جاتے ہیں ملکہ ہمائے بلند پرواز
بھی قریب آگئی ہیں ضیغم نے بھی دیکھا کہ ایرج کے ساتھ ایک ساحرہ زبردست ہے ضیغم و
شبتاب سے نیزہ چل رہا ہے ایرج نوجوان فرماتے ہیں نقابدار جوان کمسن ہے اگر شبتاب غالب آیا
تو میں ضرور دخل دونگا اور اگر نقابدار غالب آیا الحمدللہ مرد مسلمان ہے میرا بیوجہ دشمن ہوا کچھ سمجھ میں نہ آیا

کرانے بجھیر کیوں ستھون نارا یہ ذکر ہو رہا ہی کہ دوسری طرف سے آری سب نے دیکھا کہ شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان لشکر عمدہ ساتھ لیے نیزہ و تار آسمان پر چھایا ہوا گرد اڑاتا ہوا چلا آتا ہی
نور الدہر نے جو دیکھا کہ ایک جانب ایرج لشکر لیے ہوئے کھڑے ہیں میدان کارزار میں نقابدار
ببر پوش یک دو خصال پہلوان سے لڑ رہا ہی ایک طرف آکر نور الدہر ٹھہرے ببر پوش نے جو دیکھا
نور الدہر و ایرج آکر ٹھہرے ہیں جھپٹ چمک کر ہونے لگا نیزہ اڑنے ہونے دو تو نیزہ وہ سینہ تک پہنچے
مارتا ہی ببر پوش نے سینے کی طرف نیزہ اٹھایا شبتاب نے سینے کو بچایا نقابدار نے نیزہ گھوڑے
کی آنکھ میں مار دیا گھوڑے نے چرخ کھایا نقابدار نے نیزہ زمین میں ڈالدیا ایک ہاتھ تلوار کا
گھوڑے کی گردن پر مار دیا گھوڑے کا قتل ہونا شبتاب گرا نقابدار نے اوپر سے ہاتھ تلوار کا مارا سر تک
خود سر کا زخمی ہوا نقابدار برس پڑا آخر کو شبتاب بھاگا فوج والوں کو پکار کر آواز دی کہ ارے تم
دیکھ رہے ہو یہ نقابدار مجکو مارے ڈالتا ہی فوج والے دوڑے ببر پوش نے جو دیکھا کہ لشکر کفر
کی آتی ہی تلوار کھینچکر جا پڑا ادھر سے نقابدار گلگون پوش یعنے مہران جوان بخت و نقابدار بادلہ پوش
یعنے شاہزادہ سرو سہی قد شیرہ تلواریں کھینچکر جا پڑے ملکہ برقان برق وش نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ
ببر پوش کو کفار نے گھیرا ملکہ برقان برق وش نے چاہا کہ میں جا کر سحر کروں ببر پوش نے عیار سے
کہا کہ جا کر ملکہ کو منع کرو کہ یہاں جناب میں شریک ہونیکا ارادہ نہ کریں سامنے تاجزادہ کھڑا ہے
وہ طعن و تشنیع کریگا یہ سنکر ملکہ رونے لگی زبان سے بے اختیاری میں نکلا

نظم

جھکاتے ہیں جو سر قدموں پہ زیادہ بگڑتے ہیں
خدا کی شان ہے ہم ان بتوں کے پاؤں پڑتے ہیں

خراماں ناز سے ہوتا ہے وہ خوش قد جو گلشن میں
زمیں میں سرو و گلبن تاکمر حسرت سے گڑتے ہیں

کلام سخت میں بھی ان لبوں کے لطف حاصل ہے
نہیں یہ گالیاں دیتے ہیں منہ سے پھول جھڑتے ہیں

ارادہ سیر گلشن کا جو فصل گل میں کرتا ہوں
تو خار وادی وحشت مرا دامن پکڑتے ہیں

وہاں اغیار چھیڑ کر رہے ہیں ہائے جاناں میں
یہاں ہم اڑیاں سوز تپ غم سے رگڑتے ہیں

بلا سے جان ہی پھر مرغ دل دام محبت بھی
غضب میں پھنسنے میں جسطرح کے جھگڑے میں پڑتے ہیں

ملکہ برقان برق وش یہ اشعار پڑھکر رو رہی ہیں اور فرماتی ہیں کہ عجب جاہل پر طبیعت آئی جو ہم کہتے ہیں
وہ خلاف معلوم ہوتا ہی لشکر کفار بیحد و بیحصر انکا لشکر کم مزاج شاہزادے کا برہم مگر بادلہ پوش شیرانہ
لڑ رہا ہی نور الدہر گھوڑا بڑھا کر قریب ایرج کے گئے فرمایا ای برادر یہ لوٹتا ہے کہ یہ تینوں شیران
دشت نبرد ہیں نہیں معلوم کون ہیں لیکن ظاہر ہی کہ مرد مسلمان ہیں لشکر انکا شکست کھانے کو ہی انکی
مدد کرنا واجب و لازم ہی ایرج نے کہا بسم اللہ ایرج و نور الدہر تلواریں کھینچکر جا پڑے سردار
بھی انکے جا پڑے چاروں لشکر ملگئے نور الدہر و ایرج نے ہنگامہ ڈالدیا شیران دشت نبرد
ہیں شبتاب نے پلٹ کر دیکھا ان دونوں شیروں نے آتے ہی قیامت برپا کردی ایرج نے بڑھکر
چاہا کہ علم فوج سرنگوں کروں نور الدہر جا پڑے ایرج نے للکارا کہ او کشتی گیر زادے علم فوج کو قلم نکرنا
ورنہ تمھاری شامت آئیگی نور الدہر کب سنتے ہیں سامنے جو علمدار کے پہونچے گھوڑے کو اشارہ کیا
گھوڑے نے دونوں پانوں ہاتھی کی مستک پر رکھدیے علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے

ادھر سپہر کی ماری تلوار اسکے قبضے سے نکلگئی نورالدہر نے ہاتھ مارا مع علم علمدار کے دو ٹکڑے ہوکے
غریو بلند ہوا ایرج نے آواز دی او کشتی گیرزادے تو نے بڑا کیا تماشا شوکت دکھائی یہ کہکر نورالدہر
پر جا پڑے ہاتھ تلوار کا مارا اگر نورالدہر نہ روکتے تو دو ٹکڑے ہوتے نورالدہر نے تلوار پر روکا
اب ہاتھ مارنا پڑا دونون مین تلوار چلنے لگی ایرج نے مکر کو بنا کر سر پہ ہاتھ مارا سر نورالدہر کا زخمی ہوا
نورالدہر نے غصے مین ہاتھ مارا نشانہ ایرج کا نشانہ ہوا دو دو زخم دونون نے کھائے قریب ہے
کہ دونون جوان گھوڑون سے گرین کہ ہوا سے گرد اُڑی داہنی جانب سے شاہزادہ بدیع الزمان مع
سرداران نامی پیدا ہوئے ایک طرف سے قاسم نوجوان مع لشکر ظفر اثر ظاہر ہوئے بدیع الزمان
نے جو دیکھا کہ سر نورالدہر کا زخمی ہے آنکھون مین خون اُتر آیا وہین سے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ بدیع الزمان
مہ برج غربی شہ انجمن + بدیع الزمان گرد لشکر شکن + او کرا بے سروش بازاری ہاتھ تلوار کا نہ اٹھانا ورنہ
زندہ نہ چھوڑونگا دوسری طرف سے نعرہ ہوا باش او کشتی گیر آگے نہ بڑھنا نعرۂ قاسم آفتاب
مشرق دین پروری + شہسوار لال پوش خاوری + خبردار آگے نہ بڑھنا یہ کہکر قاسم بدیع الزمان
پر جا پڑے ہاتھ تلوار کا مارا سر بدیع الزمان کا زخمی ہوا بدیع الزمان نے غصے مین ہاتھ مارا سر قاسم کا
بھی زخمی ہوا دونون نے [illegible] زخم کھائے پشتہاے مرکب دونون جھوم رہے ہین لشکرون مین بھی
تلوار چل رہی ہے [illegible] گیرودار بلند ہے نقابدار سبز پوش نے جو دیکھا کہ ایرج نوجوان
و نورالدہر و بدیع الزمان و قاسم سے تلوار چل رہی ہے دو دو چار چار زخم دونون نے کھائے ہین تمام
صحرا مین برق تلوار چمک رہی ہے سبز پوش نے بڑھکر شبتاب کو ڈانٹا شبتاب سبز پوش سے ایسا
ڈر گیا ہے کہ جیسے [illegible] سبز پوش نے ڈانٹا شبتاب گینڈے کو ہٹا کر بھاگا اسکا بھاگنا کہ فوج بھی اسکی
شکست کھا چکی تھی پیر اکھڑ گئے سبز پوش و گلگون پوش و بادلہ پوش مارتے ہوئے چلے جاتے ہین
ایک دم بھر مین فوج شبتاب بھاگکر صحرا مین پہونچی سبز پوش بھی وہین پہونچا گلگون پوش بادلہ پوش
بھی ساتھ ہین فوج شبتاب صحرا مین جاکر غائب ہوئی مگر چارون شیر اسی طرح میدان مین ہو رہے ہین کہ
آسمان پر نوبت و نقارے کی آواز آئی نقابدار زرین پوش برائے شکار جاتا تھا سترہ لاکھ
ہزار سے دیو ہمراہ کئی سو نقارہ بجتا ہوا عیار نے عرض کی ای شہریار ادرغضب دیکھیے ایرج نوجوان
و نورالدہر و قاسم و بدیع الزمان آپسمین مصروف جنگ ہین ہزار دو ہزار جوان مرکر گرپڑے ہین زرین پوش
نے تخت ٹھہرایا عیار سے کہا کہ یہ جاہل اجہل اسی لائق ہین کہ آپسمین لڑین حوصلہ نکالے دو مین
جاکر انکو ابھی جدا کرسکتا ہون لیکن لڑنے دو انہین جو انھون نے لشکر صاحبقران کو خراب کیا
لقا بھاگتا ہوا تاب غروب پہونچا آجتک اُسکا خاتمہ نہین کرسکے مین بھی تماشا دیکھونگا یہ کہکر تخت
ٹھہرا ہوا دیوون کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا آپ تماشے مین مشغول ہے لقناے کار رشتہ اخسار جادو
تین لاکھ ساحر ساتھ قیدیون کو بھیجکر طرف شہر سیاہ کے چلی ہے منظور ہے کہ مین بھی جاکر وہین سکونت
اختیار کرون سر جھکاکر دیکھا بدیع الزمان و قاسم و نورالدہر و ایرج آپسمین لڑ رہے ہین یہ بھی
چارون قید ہو چلے مین بیچا اشارہ کیا کہ ان سب کو پکڑ لو تین لاکھ جادوگر لینا لینا کہکر گرے سحر جو
کرنے لگے ملازمان بدیع الزمان و قاسم و ایرج و نورالدہر جابجا گرنے لگے ایرج و نورالدہر

جو قیامت دیکھی آسمان اشارے کیے کہ ہم تم پھر کسی مقام پر ملینگے اب ساحرون کا علاج کرو دونون
شیر جدا ہوئے تھلاسے نازک چشم دہماے بلند پرواز بھی آکر زین بدیع الزمان و قاسم نوجوان
بھی مصروف جنگ ہوئے اور ثریا سے ستارہ مینائی زحج اپنی جادو گرنیون کے قاسم کے ساتھ ہے
یہ بھی لشکر شاخسار ریجاہ مین بدیع الزمان کے ساتھ ملکہ اطلس گلگون پوش تھین یہ بھی لڑائی مین
مصروف ہوئین ناظرین کو یاد ہوگا کہ بدیع الزمان کے پاس لوح محفوظ ہے کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا نقابدار
زرین پوش یہ معاملہ کھڑا دیکھ رہا ہے عیار سے کہتا ہے کہ بڑے غضب کی بات ہے کہ لشکر ساحران
بہت ہی عیار سے کہا کہ دریافت تو کرو کہ اس ساحرہ کو ان شیرون سے کیا کد ہے عیار ساحرون سے
دریافت کرکے آیا عرض کی یہ لوگ قیدخانے مین قید تھے اسی کی قید سے چھوٹے اس وجہ سے چارون
شیرون کو بھاتی ہے نقابدار کو تاب نہ آئی گھوڑا بڑھا کر چلا تھا کہ مقدوش کوہ پیکر تین لاکھ فوج سے
آیا تھا نقابدار کو دیکھکر حکم دیا اس نقابدار کو پکڑلو جانے نہ پائے مقدوش کوہ پیکر کی فوج نے
نقابدار کو گھیر لیا چہار جانب سے نقابدار پر تلوار پڑنے لگی نقابدار لشکر دیوون کو رخصت کرچکا ہے
فقط بارہ ہزار جوان ساتھ ہین وہ مصروف جنگ ہوئے مگر گھر گئے تین لاکھ مین بارہ ہزار دال
مین نمک گردش فلک مگر نقابدار کو کچھ ہراس نہین نہنگ نہ ولہنگا نہ لڑ رہا ہے جدھر جا پڑا ہے صفین
پرے خالی کردیے لیکن اپنے ساتھ والون کے گھر جانے سے گھبرایا ہوا ہے جس غول پر جاتا ہے اگر
ایک طرف والون کو بچایا دوسری طرف والے قتل ہوئے اس آمدورفت مین نقابدار زخمی ہونے لگا
نقابدار کا مگر عیار بھی پریشان کہ دیکھیے نقابدار کی کیونکر جان بچتی ہے دعا کر رہا ہے کہ ای خالق بنیان
وای رب کارساز میرے آقاے نامدار کو بچالے عجب آفت مین مبتلا ہین نقابدار زرین پوش پریشانی

مین یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہے اور لڑ رہا ہے نظم

یارا و تسلی بدہ این دل نگران را
بنام مکن سلسلۂ زلف بتان را
سر دوش چو بر فتار درآید لب جو
قربان نکمان تو کنم این دل و جان را
جز اسے دل خویش بتدبیر کنم جست
از ہیچ خبر نیست من تپید ان را

گر گریۂ من ہیم خرابی ست جہان را
از مغل خوبان نتوان کرد بدر دل
رفتار تو فراموش شود آب روان را
پیمان گسل افتادہ ای شوخ دگر نہ
شیرازہ تران بست گر اوراق خزان را

ای دل زازل نام ہو دیوانہ نہادند
در غم من دل سوختہ این لالہ ستان را
کردہ است این غمزدہ ربنادہ تیر
پیوند بزلف تو کنم رشتۂ جان را
واقف زدہان و کمر یار چہ پرسی

اس طرح کی پریشانی مین ہے جاہتا ہے کہ نا ختم تا افسر تک پہونچون
ممکن نہین فوجون کے پرے بندھے ہوئے ہین ایک پرا توڑا دوسرا پرا بندھ گیا ہر طرف ہنگامہ ہے
نقابدار کو گرفتار کرلو لیکن جو افسر نقابدار کے قریب آیا طعمۂ شمشیر نقابدار ہوا صدہا سردار مارے گئے
مگر نقابدار کا نقاب نہین چھوڑتے چہار جانب سے کفار گھیرے ہوئے ہین تلوار نیزہ و تیر ہر طرف سے
پڑ رہے ہین نقابدار ہمہ تن چشم بنا ہوا ہے جب نقابدار بہت پریشان ہو جاتا ہے چاہتا ہے کہ گھوڑا ڈالکر
نکلجاؤن ممکن نہین کہ صحرا سے گرد اڑی طبل سکندری کی آواز کان مین آئی نقابدار نے کہا کہ ای عیار یقین ہے
کہ صاحبقران آتے ہین عیار دیکھنے لگا گرد بہت رہوار دی مین آئی ہے قریب آکر دامن گرد شگافتہ ہوا
دیکھا سب سے آگے شہنشاہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان سب کے آگے ملک اخضر و ملکہ زنارہ و ملکہ قمر وزرہ و ماہ رخسار

دلالہ عذار وغیرہ سب ساتھ مین ساحران نابکار پشت پر ایک طرف سے صاحبقران مع بہرام وغیرہ ادھر ان سے عمرو نے عرض کی دیکھیے کیا قیامت برپا ہے ایرج و نورالدہر و قاسم و بدیع الزمان کو ساحرون نے گھیر لیا ہے نقابدار لشکر ساحران سے لڑ رہا ہے نہ معلوم کسقدر بیقرار ہے حقیقت مین نقابدار کا عاشق زار ہے صاحبقران نے ملک اخضر کو حکم دیا کہ جا کر بدیع و قاسم و ایرج و نورالدہر کو بچاؤ ملک اخضر شاخسار کو دیکھکر مثل شیر غضبناک چلا جاتے ہی گولہ مارا جن ساحرون نے بدیع الزمان و قاسم کو گھیر لیا تھا سر اڑ گئے شیرانِ بیشۂ شجاعت نکل آئے امیر نے عمرو سے کہا اس نقابدار عالیمقدار سے مین ممنون ہون جا بجا سے زخمی ہو رہا ہے اسوقت جا کر اسکو بچاؤن یہ کہکر نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

نعرۂ صاحبقران	امیر عرب شیر روزگار	جلم خدا بستہ شمشیر جبار
کہ تیغ صمصام منتقم نام	کہ تیغ عقرب کے ذوالجام	بن کافران از جہان پاک کرد
سر سرکشان جملہ در خاک کرد		

نعرہ کرکے مشغول قتال ہوئے یہ جا پڑے نقابدار ادھر انکا زخمی ہو چکا تھا عیاروں نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو حالت زخمداری مین حال نقابدار کا کھل جائے فوراً نقابدار کو بیہوش کر ڈالا سردارون کو آواز دی جملہ سردار زخمدار پریشان لڑتے ہوئے قریب ہوا دار کے آئے عیار نے کہا صاحبقران زمان آگئے اب اطمینان ہے کہ ان شیران دشت نبرد کو کون قتل کرسکیگا اب اپنے آقا کو نکال لیچلو سب سردارون نے اپنے آقا کے ہوادار کو گھیر لیا لڑتے بھڑتے ایک طرف نکلے کفار نے چاہا روکین نہ ہو سکا سرداران جانباز نے اپنی جان دی مگر اپنے آقا کو نکال لیگئے صاحبقران لڑتے ہوئے اول قریب قاسم و بدیع پہونچے دونون کو گھر کا فرمایا یہ کیا حرکت ہے اچھین لڑنا کیا دونون شیر جدا ہوئے کہا ارے کمبخت آپسمین لڑکر دشمن کو زور دیتے ہو ان دونون کو الگ کرکے پھر بڑھے قریب ایرج و نورالدہر پہونچے انکو بھی الگ کیا ایرج نے دست بستہ عرض کی حضور جانتے ہین مین ہمیشہ طرح دیتا ہون نورالدہر نے بھی عرض کی غصے مین دونون کی آنکھون سے آنسو جاری ہین صاحبقران کو یا تو غصہ تھا کہ آج ان دونون کو سزا دونگا روتے ہوئے جو دیکھا غصہ اتر گیا شاخسار ساحرون کو ترغیب دے رہی ہے کہ نابکار ملکہ کسنا کو پکڑ لو تمام ساحرون کا صاحبقران پر بلوہ ہوا ایرج و نورالدہر و بدیع و قاسم کے ساتھ جو جادو نشان ہین ان سبھون نے طبقے ہلا دیے صاحبقران دمبدم فرماتے ہین ای فرزندو اپنے ساتھ والون کو منع کرو کیون اسقدر کوشش کرتے ہین مین تو موجود ہون اس ساحرہ کا تو مین متلاشی تھا یہ وہی ساحرہ ہے نہین معلوم اسنے قیدیون کو کیا کیا سب قیدیون پر حاکم ہے اگر اسکو قتل کیا تو کیا تعجب ہے کہ ہمارے یار وفادار کو اب نابکار سے ملاقات کی کوئی صورت نکلے لڑتے بھڑتے قریب شاخسار کے پہونچے شاخسار نے جو صاحبقران کو آتے ہوئے دیکھا آگ برسا دی ہر طرف سے تلوارین گرنے لگین مگر صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین سب سحر دفع ہو گیا سب ساحر اسپر متوجہ ہین کہ جس طرح ہو شاخسار کو مارین ملک اخضر سبز پوش ادھر ادھر دوڑ دوڑ کے ایک ایک سحر مین دو دو سو کو مارا ایک طرف ملکہ زنگار نے بھی خوب سحر کیے ہزارون جادوگرون کو مارا صاحبقران سب سے آگے بڑھے ہوئے قریب شاخسار کے پہونچے شاخسار نے جب امیر کو قریب پایا گھبرا کر تیغہ سحر مار دیا

امیر نے اسم اعظم پڑھ کر تیغۂ عقرب پر دو کا اپنا وار کیا شاخسار نے سپر سحر کو اُٹھایا وار تیغ شمشیر
اگرچہ سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوئے سر شاخسار کا زخمی ہوا اسنے کو گرا دیا تڑپکر اُٹھی بلند ہوئی آواز دی
یار [illegible] طلسم کشا پر سحر [illegible] اثر نہین کرتا تمام جادوگر باز دبط در قرے جنگ اُڑے لاکھون جادوگر مرے
ملک اخضر کی خوب بن پڑی جو ساحر اُڑا اُتیر سحر مارا ہزارون کو چیر کر پھینکدیا تھوڑے ہی عرصے
مین صحرا تمام پاک ہوگیا صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا ایرج و نور الدہر و قاسم و بدیع انتہا
زخمی ہین ان چارون کو اُٹھوایا بارگاہ ہشامی استادہ ہوئی ان سب زخمیون کو لیکر بارگاہ مین آئے
سب کی زخمہ دوزی کی بعد کئی دن کے ان جوانون کو ہوش آیا مزاج درست ہوئے چالاک و
چست ہوئے اب جو لشکر ساحران کا شمار کیا مع ساحران بدیع و قاسم و ایرج و نور الدہر
سات لاکھ کا لشکر جمع ہوا یہ بھی معلوم ہوا کہ بدیع الزمان کے پاس لوح محفوظ ہے اس بات سے امیر کو
بہت خوشی ہوئی ملکہ زنار نے عرض کی اب حضور کو مناسب ہے کہ طرف کوہ عجائب و غرائب کے
چلین کنیز کو اسکی خبر ہے کہ اُس کوہ کا حاکم بت خونریز ہے وہان بڑی لڑائیان پڑینگی تین دن امیر نے
اس صحرا مین مقام کیا چوتھے دن سات لاکھ ساحر تین لاکھ غیر ساحر لیکر اس گرد فرسے طرف کوہ عجائب و
غرائب کے چلے لیکن شاخسار جادو جو شکست کھا کر بھاگی خدمت مین شاہان طلسم کے آئی
یہ دونون بھیا تخت پر بیٹھے ہین یہی صلاح ہورہی ہے کہ نہین معلوم طلسم کشا پر کیا گذری کہ شاخسار آگر
پہنچی سب نے دیکھا زخمدار بیقرار سب ساحر شکست خوردہ زخم کھائے ہوئے انتہا کے گھبرائے ہوئے
شاہان طلسم نے گھبرا کر پوچھا اے شاخسار یہ کیا معرکہ گذرا شاخسار نے سب کیفیت بیان کی
کہ طلسم کشا ایرج و نور الدہر و بدیع و قاسم کو پا گیا اب لشکر بیشمار کے ساتھ ہے مین اُسی کے
ہاتھ سے زخمی ہوئی ایک مین نے کارنمایان کیا کہ کوکب دلاچین کو قید خانے سے نہین نکلنے دیا
قصر سیاہ مین قید پہونچا دی ایوان جادو جسکے پاس بارہ لاکھ فوج ہے قصر سیاہ کا حاکم ہے
اس [illegible] کا بہت بڑا ناظم ہے وہ بڑی حفاظت کریگا اُس قصر تک پہنچنا حمزہ کا بہت دشوار ہے الہٰی ان
کسی بات مین قصور [illegible] کریگا مین بھی مسہین چلی تھی راہ مین طلسم کشا سے مقابلہ پڑ گیا کنیز زخمی ہوکر آئی
[illegible] تھا کہ نہ ساحر آکر پہونچے عرض کی طلسم کشا لشکر گران سے طرف کوہ عجائب و غرائب کے گیا
انھون ساحر ساتھ ہین یہ بھی عرض کرتے ہین کہ چار سردار یعنی فرزندان نامدار حمزہ کے ساتھ ہوگئے
[illegible] الزمان کے پاس لوح محفوظ ہے اُنپر بھی سحر کار گر نہین کرتا جو مناسب ہو وہ انتظام کیجیے یہ سنکر
شاہان طلسم گھبرا گئے سرداروں نے عرض کی حضور کوہ عجائب و غرائب تک پہونچنا بہت دشوار ہے
بہت خونریز قیامت [illegible] بپا کریگا یہ سنکر دونون بادشاہ کھڑے ہوگئے کہا ملکہ مہران آسمان سیر کو
بلاؤ [illegible] تھا کہ ملکہ مہران آسمان سیر تخت پر سوار بارہ لاکھ ساحر پشت پر مہران نے آکر سلام کیا
[illegible] ان آسمان سیر سحر العجائب کی زوجہ ہے یہ ہنگامہ سنکر قصر بلند نعمان سے
کوچ کرکے [illegible] ب لے کہا اے ملکہ عالم سنتے ہین طلسم کشا طرف کوہ عجائب و غرائب
[illegible] کیا لشکر [illegible] ان کا بہت ساتھ ہے تمھارے نام حکم ہوتا ہے کہ جاکر لشکر قصر فیروزہ نگار کے پہلو
مین لشکر [illegible] طرف سے طلسم کشا گذریگا اے شہنشاہ اقلیم حسن و خوبی وادی رنگ بدلے

گل حدیقہ محبوبی جب لشکر صاحبقران کا قریب صحراے فیروزہ نگار پہونچے متصل سے ... شاہان
در ہند کو نامہ لکھو کہ حمزہ دہانے پر حضرت سلیمان بہران آسمان سپر نے عرض کی اے شہنشاہ کیا طلسم کشا
کیا اگر ہزار طلسم کشا ہونگے تو بھی نہ جا سکینگے ہین ابھی جاتی ہون یہ کہکے تخت پر سوار ہوئی لشکر کو بیکار طلبی
شاہان طلسم نے یہ بھی کہدیا کہ لشکر ساحران پل دریا پر پہنچگا ہمین سے بھی شاہان در ہند کو نامے لکھے ہین
ہر ایک کا یہی جواب ہے کہ ہم حاضر ہوتے ہین بہران آسمان سپر بارہ لاکھ ساحرون کا لشکر ساتھ تھا
راہ سے چار لاکھ ساحرون کا لشکر اور لیا جس راہ سے گذری تعلقدار ناظم دراجہ بابو ہر مقام کے ساتھ لیے
برابر قصر فیروزہ نگار کے آکر پہونچی بارگاہ زربفتی استادہ ہوئی لشکر نے انتہا آکر اسی مقام پر اترا
صاحبقران زمان جو کوچ کرکے چلے تین لاکھ غیر ساحر کو لیے ہوئے آگے بڑھے ہوئے آئے تو ہین
ملک اخضر سے کہدیا کہ تم لشکر ساحران عقب سے لیکر آؤ اسکا ہمیشہ خیال رہے کہ اگر کوئی غیر ساحر
ہمارے مقابلے مین آئے تو تم دخل نہ دینا تماشا بھی دیکھنے نہ آنا ملک اخضر لشکر ساحران کو جابجا ہو
کیفیت آتا ہی صاحبقران دو کوس بڑھے ہین کہ صحراے گرد اُڑی لیکن اسقدر گرد اُڑی کہ روے
آفتاب چھپ گیا لشکر مین اندھیرا ہوا صاحبقران اشقر کو بڑھا کر دیکھنے لگے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا
دیکھا ایک پہلوان رستم خصال سہراب جلال گینڈے پر سوار پشت پر چار لاکھ سوار و پیدل فوج کے
دل کے دل نیزہ ہاتھ مین دریاے آہن مین غوطہ زن پہلوان پرفن آگے بڑھا ہوا ایک عیار
باندھے عیاری سے آراستہ لشکر صاحبقران کو وہ پہلوان دیکھکر رُکا عیار سے کہا ای بہتر خبر تو لے
یہ کسکا لشکر ہے عیار گیا خبر لیکر آیا عرض کی کہ یہ لشکر طلسم کشا ہے منہاج گرہ پیشانی نے حکم دیا کہ لشکر
اتارو ہم انہین کی تلاش مین نکلے تھے لشکر اُتر پڑا صاحبقران نے بھی اپنے لشکر کو روکا یہ دونون
لشکر مقابلے مین اُترے منہاج گرہ پیشانی اکڑتا ہوا داخل بارگاہ ہوا سریع السیر یعنی اسکے عیار نے
کہا اے شہنشاہ پہلوانان اگر حکم ہو تو مین عمرو کو پکڑ لاؤن منہاج نے کہا کیا ضرورت ہے مین سب کو
گرفتار کرونگا عیار نے کہا حضور عمرو کو اپنی عیاری پر بڑا دعوی ہے نام اپنا شہنشاہ عیاران رکھا ہے
ذرا اُسکو بھی ثابت ہو کہ عیار ایسے ہوتے ہین منہاج نے ہرچند روکا سریع السیر نے نہ مانا
با نہاے عیاری سے آراستہ ہو کر تلاش عمرو بن امیہ ضمری مین چلا جب لشکر اُتر چکا تو عمرو نے کہا
یہ پہلوان جو آیا ہے موسوم بہ منہاج گرہ پیشانی بڑا مغرور ہے عیار اسکا سریع السیر نہایت
طرار و فرار مکار و غدار پانچ ہزار چیلیون کا حاکم ہے یہ بھی خبر ملی کہ بہت بل کر رہا ہے ذرا جا کر اُنکی
خبر لون بلکہ گرفتار کرون یہ کہکر خواجہ چلے صحرا مین آئے دیکھ رہے ہین کہ طرف سے لشکر منہاج
کے زنگ کی آواز آئی خواجہ نے دیکھا ایک عیار قطورہ ہاے زربفتی سے آراستہ چلا آتا ہے
خواجہ نے طریقے سے پہچانا کہ یہی مہتر سریع السیر ہے کترا کے چھپ گئے سریع السیر تو جا کر لشکر اسیر
مین پھرنے لگا خواجہ عمرو کو ڈھونڈھا کہین نہ پایا دل مین کہتا ہے شرم کی بات ہے خالی ہاتھ پلٹکر جاؤن
صاحبقران کو لیجاؤن یہ سوچ کر اس فکر مین پھرنے لگا کہ رات ہو تو صاحبقران کو چراؤن لیکر خدمت مین
اپنے آقا کے جاؤن مگر خواجہ جو لشکر مین منہاج کے پہونچے یہ تو خوب یقین ہے کہ سریع السیر میرے
لشکر مین گیا ہے اُسکی شکل بنکر لشکر مین آئے بازارون کو دیکھتے بھالتے جاتے ہین جو ساحر لا کہا

ہوشیار رہنا سب کو ہوشیار کرتے ہوئے دربارگاہ منہاج پر پہونچے سب شاگردون کو حکم دیا کہ بازار مین
جاکر مشہور کرو اگر کوئی شخص میری شکل آئے گرفتار کر لینا الگ کھینچے بیٹھے نہ ماننا عمرو میری صورت بنا کر آئیگا مین خبر
پاچکا ہون عیار ادھر گئے آپ اندر بارگاہ کے پہونچے منہاج نے کہا کیون مہتر صاحب کیا کیا خواجہ نے
کہا حضور سب پتہ لگا آیا ہون کل عمرو کو پکڑ لونگا بڑی عیاری عمرو کی یہ ہے کہ علم موسیقی مین بڑا دخل رکھتا ہے
ساقی گری کرنے مین بیہوشی ملا کر سب کو بیہوش کرتے ہین میرا ارادہ ہے کہ مین بھی آپکے سامنے گاؤن ساقی گری
بھی کرون منہاج نے کہا خوشی تمھاری عیار نے کہا آپ آگاہ بھی ہو جائیے کہ جب عمرو ایسی باتین کرے
اسکو پہچان لیجیے کلید میخانہ لی میخانے مین جا کر شراب مین بیہوشی ملائی کئی سو گلابیان لیکر محفل مین آئے
شراب کو حکم دیدیا کہ سب لیجاوین آج ہم ساقی ہوے کوئی باقی نہ رہے ملازم فوج کے شراب اٹھا
اٹھا کر لیجانے لگے کوئی پتلہ لیگیا کسی نے گلابی اٹھائی باہر جا کر پینے لگے ہنگامہ گرم ہو یہان خواجہ نے
کئی سو گلابیان لا کر دربار مین پیش کین منہاج گرہ پیشانی خوش بیٹھا ہے کہ رہا ہے حقیقت مین میرا عیار
نقل کو اصل کرکے دکھا رہا ہے خواجہ عمرو نے اول جام بھر کے گھنگرو پاؤن مین باندھے منہاج سے
آنکھ ملا کر یہ غزل شروع کی

نظم

مشتاق قتل کے ابھی کتنے ہین آہ مین
جلتے ہین ارض وسما ایک آہ مین
کیونکر چھپیگا خرمن صبر اپنا دیکھیے
بجلی ہے کوہ طور کی تجلی نگاہ مین
اک دم کے دم بجاؤ تو کچھ اور لطف ہو
ملجائینگے کبھی نہ کبھی وہ بھی راہ مین
مشکل نہین ہے چاہ ہزار ویسے ہین پڑی

باتین نکالنے لگے خورشید وماہ مین
کتنے سسک رہے ہین پڑے قتل گاہ مین
ہر روز کون کہتا ہے آنے کو واسطے
ہے قہر کی تڑپ تری برق نگاہ مین
قاتل نگاہ بد سے بچالے خدا تجھے
بسمل کا رقص دیکھ تو لو قتل گاہ مین
مین بھی بغل مین بیٹھا ہون ظالم ادھر تو دیکھ
ہے لطف ای مصفر تو اسکے پناہ مین

جچتا نہین ہے کوئی تمھاری نگاہ مین
عالم خدا کے واسطے کیون چھیڑتا ہے تو
ای جان کیا غضب ہے نگہ گاہ گاہ مین
کوٹھے پہ جلوہ گر نہین ای جان دیکھکر
دریا لہو کا بہنے لگا قتل گاہ مین
لازم ہے جستجو سے نشو ہم بھی دست کش
قصہ تمام ہے تری ترچھی نگاہ مین

اس رنگ سے خواجہ یہ غزل گا رہے
منہاج تڑپنے لگا کہتا تھا کہ ای سریع السیر تو نے کمال کیا عمرو کا رنگ دکھا دیا جو مین سنتا تھا وہ آنکھ سے
دیکھا عمرو نے جام دیا منہاج پی گیا اب تو خواجہ نے دورہ باندھا سارے اہلیان محفل کو شراب پلائی
تھوڑی دیر مین ہرتی بیہوش ہونے لگی بھائی کو بھائی جان جہان کہتا ہے باپ کو بیٹا مغرور ہا ہے بعض یہ کہکر
اٹھے ہم اس محفل مین نہ بیٹھینگے دوسرے نے پوچھا کیا خطا ہوئی کہا اس صحبت مین سب پاجی بیٹھے ہین
ہم شریف ہین اپنے گھر جاتے ہین جب محفل مین یہ ہنگامہ ہوا منہاج خفا ہو کر اٹھا کہ تم سب نے میری
صحبت کو بازار بنایا ہے اٹھتے ہی لڑکھڑا کر گرا بارگاہ والے بھی لڑھکے مصاحب رفیق شفیق خدمتگار جب
سب بیہوش ہوگئے خواجہ نے سب بارگاہ کا اسباب لیا منہاج کو بندر والا بنا کر بٹھا دیا منہاج کا
بھائی سیراج کوہ پیکر اسکو بندر بنایا ساری محفل کو اپنے طور سے آراستہ کرکے خواجہ نے سب
مال لیا تھا کاندھے پر رکھکے چلے مہتر سریع السیر جو لشکر صاحبقران مین گیا تھا پھرتے پھرتے
پشت بارگاہ صاحبقران پر پہونچا نقب کھودی بارگاہ مین مہرہ نقب کا توڑا باہر نکلا صاحبقران
کو سوتے ہوئے دیکھا دارو سے بیہوشی نکالی صاحبقران کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کے بھاگا
نقب سے نکل کر طرف صحرا کے چلا جنگل مین پہونچا تھا کہ زنگ کی آواز کان مین آئی خواجہ نے بھی آواز زنگ کی

خواجہ نے آواز دی کون آتا ہی سریع السیر نے پکارا تو کون ہی عمرو نے پکار کر کہا لشکر منہاج مین سے
اسباب لوٹ کر لائے ہمارے آقا کا حکم نہین ورنہ سر بھی کاٹ لیتے سریع السیر نے بھی پکار کے کہا او
ساربان زادے مین صاحبقران کو خبر الا یاد دیکھو کام کیا یہ سنکر عمرو بیقرار ہو گیا کہا او سریع السیر اب
مین بچکو جانے نہ دونگا بہتر اسی مین ہی کہ پشتارہ رکھدے سریع السیر نے کہا یہ پشتارہ سامنے منہاج
کے جائیگا عمرو نے کہا کیا مجال یہ فرما کر بچہ کھینچکر جا پڑے سریع السیر نے پشتارہ زمین پر رکھا خواجہ
مال زنبیل مین رکھ لیا سریع السیر سے لڑنے لگا صحرا کا سناٹا تھا خواجہ چاہتے ہین کہ پشتارہ قبضے
مین کرون سریع السیر چاہتا ہی کہ عمرو کو مار کر نکلجاؤن پشتارہ سامنے منہاج کے پہونچاؤن عمرو نے
خیال کرکے دیکھا سریع السیر بلاے روزگار ہی چوٹ نہین کھاتا جھکر الٹ کا ہاتھ مارا سریع السیر
نے جست کرکے اپنے کو بچایا جواب مین سریع السیر نے بھی اسی طرح جھکا ہاتھ مارا عمرو نے
جست کی شاخ نخل سر پر لگی اسے کہکر گرا سر مین بھی چوٹ لگی سریع السیر نے دوڑکر بیہوشی پھینکی
خواجہ بیہوش ہو گئے سریع السیر نے مشکین باندھین درخت سے باندھ دیا اب خواجہ کو ہوشیار کیا
خواجہ نے آنکھین کھولکر اپنے کو اس حال مین دیکھا نفرین کرنے لگے کہ ای ہنر تجھ ایسا عیار میری
نگاہ سے نہین گذرا سریع السیر خوب ہنسا کہا او ساربان زادے مین ان باتون کو کب مانتا ہون
تیرا سر کاٹ لیجاؤنگا خواجہ ہر چند عذر کرتے ہین کہ ہم شاگرد ہوتے ہین مال بھی لے لے مجھے
چھوڑ دے اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی سریع السیر نے تلوار نیام سے نکالی سنگ چٹانے لگا چاہتا ہی کہ
عمرو کا سر کاٹون عمرو دلمین دعا ہی دعا کرین مانگ رہا ہی ای رب بے نیاز و ای خالق کارساز دقت
مدد کی تیرے علم سے سب بلا رد کی

نظم

فی الحقیقت خانۂ دنیا سرائے محنت است	معدن رنج و غم و آلام دکان آفت است
طالبان ذات حق را فقر و فاقہ دولت است	خاکساران خدا را خاکساری عزت است
حب دنیا دشمن است نخوت است غفلت است	رحمت است و ذلت است و حسرت است و عبرت است
دان غنیمت ہر قدر از مرگ حاصل فرصت است	زانکہ این وقت ست اندک وقت اندک مدت است
بہر استاد است در سرای دون یک اجل	آخرین ام ہر دم و ہر وقت وقت رحلت است
ہر چہ ہست اندر کف امروز حق دیگر است	مال بیگانہ تمام این گنج و مال و دولت است
تو نفس ناقوتی و طاقتش ناطاقتی	فرقتش غمگینی و عزت سراپا ذلت است
بند یا ہرگز منال اندر غم مال و منال	زانکہ در دنیا مآل مال داغ حسرت است

اس طرح بلکر جو عمرو نے دعا کی ستارہ سحری چمک چکا ہی صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک لقادار تاجدار
بادلہ پوش تین لاکھ فوج سے تخت پر سوار بڑے کروفر سے آتا ہی عمرو کو جو بندھے ہوئے دیکھا
گھوڑے پر سوار ہو کر قریب آیا نیزہ سینے پر سریع السیر کے رکھدیا کہا خبردار کیا کرتا ہی یہ شہنشاہ
عیاران ہی تیرے قبضے مین کیونکر آیا خبردار کیون عمرو کو قتل کرتا ہی عمرو نے کیا خطا کی عمرو نے رو رو کر
بیان کیا کہ میرے آقا کو لیے جاتا ہی مین اسکی محفل کا مال لوٹ لایا لقادار نے کہا ہم انصاف کرتے ہین
کہ تم امیر کو لیجاؤ مال تم لیجاؤ عمرو چپکا ہو نا منصفت یہ کیا انصاف کرتا ہی کجا صاحبقران زمان

ابحال بحقیقت نقابدار نے کہا کہ بس چپ رہو سریع السیر سے کہا پشتارہ بیچا عمرو کی مشکین کاٹ دین
کہا اپنے لشکر کو جاؤ عمرو نے قصد کیا کہ سریع السیر کا پیچھا کرون نقابدار نے نہ جانے دیا جب
سریع السیر نظرون سے مخفی ہوا تب نقابدار تخت پر سوار ہوا اُسی زور و شور سے طرف صحرا کے
چلا گیا عمرو دوڑا سریع السیر جا چکا دیکھا وہ اپنے عیارون مین پہونچا عیارون نے اُستاد کو گھیر لیا
عمرو مع تلامیذ اپنے لشکر مین آیا بہرام وغیرہ سب سردار کنارے پر لشکر کے کھڑے ہین ہرکارون کو
حکم دیا ہے کہ جا کر دیکھو صاحبقران کو کون لے گیا کہ دیکھا خواجہ عمرو آگئے ہین بہرام نے کہا خواجہ
غضب ہوا صاحبقران کو کوئی چرا لیگیا عمرو نے کہا کہ مجکو معلوم ہوا لیکن ایک نقابدار مغلوک نے
عجب انصاف کیا اور مرد مسلمان تھا انشاء اللہ صاحبقران کو لاؤنگا اسوقت تو مجھسے کچھ نہ بن پڑا
عمرو نے بدیع الزمان وغیرہ سے کہا لشکر اُتار دو مین صاحبقران کو لے آؤنگا ایرج و نور الدہر
بڑے ہوگئے ہین کہ ہم ابھی جا ئینگے عمرو نے سب کو روکا سب ٹھہر گئے کچھ قلیل دن باقی تھا کہ عمرو
صورت بدلکر چلا لشکر کفار مین آکر دیکھا کہ ایک خیمے مین امیر کو قید کیا ہے کئی سو پہرے گرد بیٹھے ہین
کیا مجال جو کوئی قریب جانے پائے عمرو حیران چہار جانب دیکھ رہا ہے کوئی صورت قریب جانیکی
نہ پائی رات تک عمرو مع اعیارون کے مجمع رہتے جاتے ہین دو پہر رات کے پھر گیا جا کے عجب
ہنگامہ دیکھا کہ چالیس عیار بیہوش پڑے ہین ایک نقابدار سیاہ پوش سب کو قتل کر رہا ہے عمرو
حیران کہ یہ کون بزرگ ہین جو دشمنون کو قتل کر رہے ہین دیکھین انجام کیا ہو عمرو الگ سے دیکھ رہا
وہ سیاہ پوش عیارون کو قتل کر کے پردہ اٹھا کر اندر خیمۂ قید خانے کے گیا صاحبقران زلف
سر زنجیر پر غم کیے بیٹھے ہین ہتھکڑیان بیڑیان بھاری پہنے ہوئے امیر نے جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا ایک
نازنین مہ جبین سراپا خوب معشوق خوش اسلوب دیکھکر بیقرار ہو گئے اُس نازنین نے کہا اے شہریار
مین منہاج کی بیٹی ہون آپ کو دیکھکر مائل ہوئی واسطے رہائی کے آئی لشکر کے عیارون کو قتل کیا آپ
بھی ہاتھ اُٹھائیے مین تیغ سے ہتھکڑی کاٹ دون امیر نے فرمایا اگر وقت رہائی آگیا ہے جاتی رہیگی
اگر وقت رہائی نہین ہے کوئی نہین چھڑا سکتا یہ کہکے ہاتھ مارا قید ٹوٹی نعلون سے خون بہنے لگا یہ حالت
دیکھکر ملکہ آہوے دشت نشین دوپٹے سے خون پونچھنے لگین عمرو الگ سے یہ معرکہ دیکھ رہا ہے کہ
صاحبقران خیمے سے نکلے وہ نقابدار پیچھے پیچھے چہرہ چھپائے ہوئے ناگہان کار سریع السیر
عیارون کو لیے ہوئے پھرتا ہوا آتا ہے اسنے صاحبقران کو جو دیکھا جھٹ کر مینوش کوتوال کو
خبر کی کہ صاحبقران رہا ہوگئے تم روکو مینوش چار سو جوانون سے آ پڑا صاحبقران نے ایک
جوان کو مار کر گھوڑا لیا تلوار بھی لی نازنین کو گھوڑے پر سوار کیا آپ پیدل مینوش سے لڑنے لگے
کئی سو سوار مارے مینوش نے پلٹ کر سریع السیر سے کہا کہ جا کر منہاج گرہ پیشانی سے
خبر کر دو ہمارے تمہارے روکے نہ رکینگے سریع السیر نے لشکر مین غل مچایا ہر طرف سے لوگ دوڑے
صاحبقران کو گھیر لیا سریع السیر نے منہاج گرہ پیشانی سے خبر کی منہاج سوار ہو کر چلا اپنے
جو نعرہ کیا سب فوج تیار ہوئی عمرو نے جو یہ جلوہ صاحبقران پر دیکھا وہ بھاگکر لشکر مین پہونچا
بدیع و قاسم کو خبر کی سنتے ہی یہ دونون شیر فوراً سوار ہوئے نور الدہر و ایرج بھی خبر سنکر

اپنے اپنے خیموں سے نکلے لپشتاسب مرکب پر سوار ہو کر لشکر کفار پر جا پڑے سب سے پہلے بدیع وقاسم کا نعرہ ہوا
پھر ایرج و نیز الدہر پہونچے جس سردار نے شنادہ چلا دیا انہیں قندس اشقر لیکر پہونچا چوبدست
کا نعرے پر یہی کہتا ہوا چلا جو کوئی ہکو روکیگا سمجھا جائیگا چوبدست ہلاتا ہوا قریب صاحبقران کے آیا کہا
یا امیر گھوڑے پر سوار ہو جیسے صاحبقران گھوڑے پر سوار ہوئے تیغ عقرب قبضے میں آیا اب تو
صاحبقران جا پڑے بہرام بھی نعرہ کرتا ہوا پہونچا منہاج گرہ پیشانی نے جوان سرداروں کو دیکھا
کہ ایک جوان شیرانہ لڑتا ہوا آتا ہے جس غول پر گرا صفوں کو درہم و برہم کر دیا کئی سو پہلوان امیر کے
ہاتھ سے مارے گئے حیران ہے کہ صاحبقران خوب جمے ہوئے لڑ رہے ہیں یہ باتیں دل سے کرتا ہوا قریب
صاحبقران کے پہونچا للکارا کہ او حمزہ تو نے سراسر وعدے کے خلاف کیا قید مردان عالم کیوں جبر سے
دور کی امیر نے فرمایا او نامرد تیرا عیار مجکو گرفتار کرکے لایا اگر تو نے مردی زیر کیا ہوتا تو البتہ قید کا
دور کرنا خلاف تھا منہاج نے کہا اب میرے ہاتھ سے کہاں جاؤگے یہ کہکے قریب آیا ساتھ والوں پر
تاکید کی کہ حمزہ کو گھیر کر مار لو چار طرف سے کفار نے گھیرا امیر لڑ رہے ہیں کہ ایک طرف سے شاہزادہ
بدیع الزمان تلوار لیے ہوئے پہونچے منہلج پر جا پڑے جیسے ہی انکا گھوڑا قریب پہونچا منہاج نے
جلدی میں ہاتھ تلوار کا مارا سر بدیع الزمان کا زخمی ہوا چاہا سر کاٹ لوں امیر بیقرار ہو گئے اشقر
کو بڑھا دیا فرمایا او نامرد کیا کرتا ہے زخمی پر ہاتھ نہ اٹھا تا اسنے صاحبقران پر وار کیا امیر نے
تلوار پر روکا جھنانے کی صدا بلند ہوئی امیر نے وار کو رد کرکے نعرہ شیرانہ کیا ہاتھ تلوار کا مارا
منہاج نے سپر کو اٹھایا تلوار جو گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے تلوار سر پر گری خود کو کاٹ کر تلوار تا دوابرو
پہونچی منہاج نے دستانہ مارا تیغ سر سے نکال تڑپ کے وہ تیغ مرکب کی گردن پر پڑا مرکب منہاج
کا مارا گیا منہلج زمین پر گرا اُس وقت امیر نے چاہا منہلج کو پامال کروں یا گھوڑے سے کود کر
مشکیں باندھ لوں منہاج نے ایک چیخ ماری کہ یارو ہمکو آکر بچاؤ فوج والے ٹوٹ پڑے سینے
اپنے سپر کر دیے اپنی جانیں دے رہے ہیں اپنے آقا کو بچاتے ہیں آخر بمشکل منہلج کو بچایا سریع السیر
نے کہا طبل امان بجوادو اسی وقت طبل امان پر چوب پڑی لشکر علحدہ ہوئے منہاج جب اپنی بارگاہ
میں آیا سریع السیر نے پوچھا ای شہریار یہ حال نہ کھلا کہ صاحبقران کو کسنے رہا کیا میں نے صرف
اتنا دیکھا کہ ایک نقابدار سیاہ پوش پشت پر تھا نہیں معلوم وہ کون تھا منہاج نے کہا میں بھی نہیں
سمجھا جب اسکی زخم وزری ہوئی محل میں آیا دیکھا انیس جلیس دائیاں ودائیں آہوے دشت نشین
کی رو رہی ہیں منہاج نے کہا ارے خیر تو ہے سب نے کہا ملکہ آہوے دشت نشین کا پتہ نہیں رات
کو سیاہ کپڑے پہنے یہ کہکر نکلیں کہ اپنے باغ میں جاتی ہوں ہم باغ میں بھی گئے وہاں بھی اُس
گل پرستان شاہی کو نہ پایا منہلج یہ خبر وحشت اثر سنکر باہر آیا چپکے سے سریع السیر کے کان میں
کہا ملکہ آہوے دشت نشین کا پتہ نہیں کنیزیں کہتی ہیں رات کو سیاہ لباس پہنکر نکلیں اُس وقت
سے پلٹکر نہیں آئیں کیوں ای سریع السیر تو نے جو دیکھا کہ ایک نقابدار سیاہ پوش صاحبقران
کی پشت پر تھا کہیں وہ ہی بدنصیب تو نہیں ہے یہی حمزہ کا حسن تو ایسا ہے کہ اکثر شاہزادیاں اُنپر
مائل ہوئیں تیغ ابرو کی گھائل ہوئیں یہ تو میں نے بھی دیکھا کہ حمزہ کو نقابدار سیاہ پوش کا بڑا خیال تھا

اکثر زخم کھائے لیکن نقابدار کو بچاتے تھے جس طرح گرد شمع کے پروانہ پھرتا ہی آپ پیدل رہے نقابدار کو
سوار کر لیا سریع السیر نے کہا حضور نے بہت بڑی بات فرمائی حقیقت مین کچھ تعجب نہین ہی کہ وہ
ملکہ ہو غلام جاکر دریافت کرتا ہی یہ کہکر سریع السیر چلا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر لشکر صاحبقران مین آیا
امیر جب لڑائی سے پلٹے بہرام سے فرمایا ایک بارگاہ الگ استادہ کرو چند چوبداریان زرین کمر حبشین جنید
کنیزین متعین کرو بہرام انتظام کرنے گئے امیر نے ملکہ کو بارگاہ مین داخل کیا اتنے عرصے مین لشکری بھی
پہونچگئیں اب سب کو معلوم ہوا کہ ملکہ آہوے دشت نشین دختر منہاج گرہ پیشانی امیر کے
ساتھ نکل آئین سریع السیر پھرتا ہوا اس طرف آیا نئی بارگاہ دیکھکر ایک بقال سے پوچھا یہ بارگاہ
کسکے واسطے استادہ ہوئی ہی بقال نے کہا ہم نہین جانتے کسکی مجال ہی کہ ناموس صاحبقران زمان
نام لے سریع السیر کھڑا رہا گلاب نامے ایک کنیز کسی کام کو نکلی سریع السیر نے اسکو بیہوش کیا
اسکی شکل بنکر اندر پہونچا ملکہ نے پوچھا ارے گلاب کہان گئی تھی سریع السیر نے عرض کی اے
ملکہ عالم مین باہر گئی تھی خبر سنی میان منہاج جو شکست کھاکے گئے سنا ہی غائب ہوگئی بیٹھے رو رہے ہین
آج صاحبقران زمان سویرے سے تشریف لائینگے آپ نے کچھ سامان نہ کیا مین کچھ عرض کرونگی ذرا
کنارے چلیے مین نے کچھ خبر پائی ہی عرض کرون ہم سب آج رات کو جاگتے رہینگے مین نے خبر سنی ہی
کہ ایک عیار فکر مین نکلا ہی ہوشیار رہنا چاہیے صاحبقران تشریف لائینگے انسے بھی اطلاع کرونگی
ملکہ یہ خبر وحشت اثر سنکر گھبرائی تخلیے مین آئین عیار نے کہا مین نے سریع السیر کو دیکھا تھا ڈھبا
بنا پھر رہا تھا حضور دو انگلیان مسی کی لگائیے گلوری کھائیے آپ کا چہرہ اداس ہو رہا ہی یہ کہکر
گلوری کھلائی گلوری کھاتے ہی ملکہ بیہوش ہوئین سریع السیر نے پشتارہ باندھا پشت پر آکے سراچہ
چاک کیا دیکھا ادھر سناٹا ہی پشتارہ لے بھاگا یہ تو جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی خواجہ عمرو جو خدمت
صاحبقران مین آئے امیر نے کہا خواجہ تمنے سنا کہ برق فرنگی نے خبر دی ہی کہ سریع السیر
براے گرفتاری ملکہ آیا ہی ذرا خبر لینا عمرو یہ سنکر باہر نکلا خیمے کی آڑ مین دیکھا ایک کنیز
بیہوش پڑی ہی عمرو نے کہا غضب ہوا اسکو ہوشیار کیا اب معلوم ہوا کہ گلاب کنیز ملکہ کی ہی پوچھا
ارے گلاب تو یہان کہان آئی گلاب نے کہا حضور مین ایک کام کو نکلی تھی ایک ضعیفہ نے مجکو
بیہوش کیا عمرو نے گھبرا کر کہا غضب ہوا سریع السیر اندر پہونچگیا در خیمے پر آیا وہان بھی بد انتظامی
دیکھی اندر جاکر کنیزون سے پوچھا ملکہ کہان ہین کہا گلاب سے باتین کرتی ہوئی تخلیے مین گئی ہین عمرو
نے وہان آکر پشتارہ باندھنے کا نشان پایا سراچہ چاک دیکھا باہر نکلا آکر صاحبقران سے عرض کی
عیار ملکہ کو لیگیا امیر نے فرمایا بڑے شرم کی بات ہی خاص دربار مین ملکہ کو بلاؤنگا مین ابھی جاتا ہون
جان دونگا یا ناموس کو لاؤنگا عمرو نے کہا جب تک مین پہونچکر نہ آؤن حضور تکلیف نہ کرین ملک اخضر عیار
نے عرض کی غلامان جانباز جائین مقدمہ ناموس ہی کوئی دیکھنے نہ پائیگا امیر نے کہا یہ طریقہ جرات
کے خلاف ہی غیر ساحرون پر ساحر کو بھیجا ہم نہ منظور کرینگے برق سنتے ہی بھاگا عمرو نے پھرکر دیکھا
کہا دیکھیے برق گیا اب یہ جاکر عیاری کو خراب کریگا امیر نے کہا کہ خواجہ برق تو بڑی تیزی کرتا ہی
عمرو نے کہا عیاری کو خراب کرتا ہی مین نے ہزار مرتبہ منع کیا نہین مانتا امیر نے کہا خواجہ تم کیون

رستاب کرتے ہو برق ضرور کام کر گیا خواجہ عمرو بھی بیقرار ہو کر نکلے کنارے پر لشکر کے سریع السیر پہونچا تھا کہ شاگردون نے کہا کیا کام کیا کہا ملکہ کو لایا شاگردون نے چہار جانب سے گھیر لیا تھا ہوا سریع السیر چلا کر سامنے سے دیکھا شعلہ جوالہ اسکا ایک شاگرد ہو دوڑتا ہوا سامنے سے آیا کہا اُستاد کیا کام کیا پشتارہ مجھے دیجیے سپاہ اسلام آ گئے تلوار چلنے لگی ہین ملکہ کو جا کر کہین چھپاؤن شعلہ جوالہ نے ایسی گرما گرم باتین کین کہ سریع السیر نے گھبرا کر پشتارہ دیا جب پشتارہ دیچکا تو پوچھا کیون شعلہ جوالہ پشتارہ کہان لیجائیگا شعلہ جوالہ دور جا کر کھڑا ہوا تڑپ کر جواب دیا شعلہ جوالہ کون اور سو کا ہین تو مہتر برق فرنگی جوان بکر کی ہون یہ کہکر بھاگا سریع السیر نے کہا ارے لینا جانے نہ پائے سب شاگرد دوڑے جب برق فرنگی لشکر سے باہر نکلا شاگردان سریع السیر نے آواز دی ارے یارو لینا جانے نہ پائے برق نے پیچھے کھینچا پیکن پریشان ہو کہ مین پر بار وہ سب سنگبار ہاتھ چلکر نیچے مار رہے ہین برق زخمی ہونے لگا پشتارہ دوش پر جست و خیز نہین کر سکتا کہ خواجہ عمرو آگے پہونچے دوڑے دیکھا کہ برق پر نیچے پڑ رہے ہین نیچہ کھینچا جو آ جی چاہے اب برق و خواجہ دو کس وہان عیارون کا تانا بندھا ہوا ہے کئی سو بیکیون نے آ کر گھیرا ہے عمرو و برق لڑ رہے ہین خواجہ چاہتے ہین ذرا پلک جھپکے مہلت پاؤن پشتارہ ملکہ کا لیکر زمین مین گھسین مہلت نہین ملتی ہنگامہ جو ہوا منہاج گرہ پیشانی بارگاہ کے باہر نکل آیا پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہے خدمتگارون نے عرض کی سریع السیر عیار آپ کا ملکہ عالم کا پشتارہ لایا تھا برق نے آ کر پشتارہ چھین لیا اب عمرو و برق کو عیارون نے گھیرا ہے تلوار چل رہی ہے یہ سُنکر منہاج سوار ہوا گینڈے کو بڑھا کر چلا اسکے پیچھے فوج بھی چلی بارہ ہزار سوار تیار ہو کر اسکے پیچھے ہو لیے خواجہ عمرو و برق عیارون کو برابر دے رہے ہین عمرو نے تیس پینتے قتل کیے دس بارہ کو زخمی کیا کہ سامنے سے نعرہ ہوا منم منہاج او سارہ بان زادے خبردار او برق فرنگی پشتارہ ڈالدے ورنہ نیزے پر اُٹھا لونگا یہ کہا اور نیزہ ہاتھ مین لیکر چلا اب عمرو گھبرایا کہ اس پہلوان سے کیونکر جان بچیگی ایسا نہ ہو یہ آ کر نیزے پر اُٹھا لے ای خالق بے نیاز اس آفت سے بچالے ایسا نہ ہو کہ پشتارہ چھن جائے تو غضب ہوگا ای مالک اسے حاکم ای وارث مدد کر اس بلا کو رد کر بندہ بہت بیقرار ہے مجبور و لاچار ہے تو کریم کارساز بے نیاز ہے نظم

ست دام پابند حرص و آز و غفلت الغیاث	بیکسم درماندہ در زندان حیرت الغیاث
دل شکست از گردش گردون گردان برسرم	تازہ غم تازہ مصیبت تازہ آفت الغیاث
دیدہ میگرید بسوز دود دل شام و سحر	بر جگر خندد ہمیشہ داغ فرقت الغیاث
رفت از جسم نحیفم قوت و تاب و توان	از تن ناعاقبتم طاق است طاقت الغیاث
وقت لطف است اندرین موقع بحالم ای لطیف	مو قوا مداد و انفضال و اعانت [illegible]
میکنند در بارگاہت ہر دم ای فریاد رس	اہل غم اہل مصیبت اہل کلفت الغیاث
دل نہ بندد ہندی اندر بندگی داحسرتا	نفس سستی میکند اندر عبادت الغیاث

عمرو نے جو بیقرار ہو کر دعا کی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان واسطے شکار کے گئے تھے پلٹے ہوئے آتے تھے ہنگامہ جو سُنا پلٹ پڑے دیکھا خواجہ عمرو و برق گھرے ہوئے ہین منہاج نیزہ ہلاتا ہوا طرف خواجہ و برق کے جاتا ہے نور الدہر نے دہن سے نعرہ کیا او بیحیا خبردار

اُدھر نہ جانا مردان عالم سے آنکھ چار کر کے سپر وار کر یہ کہکے اپنے گھوڑے کو بڑھایا فوج منہاج پر جا پہنچے
لنگے ساتھ سرداران تہمتن شبرنگ بن عمرو عیار قریب خواجہ کے پہونچا سریع السیر کو للکارا کہ او
نامرد مجھسے آکر مقابلہ کر سریع السیر شبرنگ پر جا پڑا آپس مین تیغ چلا عمرو نے پشت پر سے سریع السیر کو
تیغ مارا سر سریع السیر کا زخمی ہوا چیخ مارکر بھاگا وہان جب لشکر مین ہلڑ ہوا تھا ایرج نوجوان نے
سُنا کہ ملکہ کو عیار لیگیا دادا جان پریشان کھڑے ہین الگ آکر مرکب پر سوار ہوئے سب کی نگاہ بچا کر
نکلگئے اسوقت آکر پہونچے دیکھا نورالدہر فوج منہاج سے لڑ رہے ہین برق کو بیچ مین لیا آپ
چاہتے ہین کہ جاکر منہاج کو قتل کردن ایرج نے وہین سے نعرہ کیا نعرہ ایرج + ملک ایرج آن آفتاب نیز
کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + اگر تیغ کین بر کشم از غلاف + تزلزل فتد در میان مصاف + و اد کشتی گرزادے
منہاج پر ہاتھ نہ ڈالنا نورالدہر کو اور زیادہ غصہ آیا ہاتھ تلوار کا ماردیا منہاج زخمی ہوکر بھاگا
ایرج نے آواز دی کیون نورالدہر تمنے میرے سامنے بل کی بی شوکت دکھائی منہاج کو تمنے کیون
زخمی کیا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے روکا مگر ہاتھ اوارا شانہ زخمی ہوا ایرج نے زخمی ہوکر نورالدہر
کو بھی زخمی کیا اہالیان فوج منہاج منہاج کو اُٹھا لیگئے فوج کفار نے دباؤ ڈالا عیار تو سب بھاگے
ملازمان نورالدہر نے عمرو و برق کو بیچ مین لیا ایرج و نورالدہر سے تلوار چل رہی ہے لشکر کفار کا
ہر طرف سے بلوہ ہے سرداران نامی نے جو دیکھا کہ ایسا نہو یہ قتل ہو جائین چہار طرف سے کوشش
کر رہے ہین صمدران ماہ منظر نے آواز دی ای شاہزادہ ایرج نوجوان آپس مین جنگ کیا
ضرور ایرج نے جھپٹ کر ایک ہاتھ صمدران کو بھی کو مارا صمدران کا بھی سر زخمی ہوا نورالدہر
نے فرمایا کیون ایرج تمہاری جہالت نہین جاتی لشکر کفار کا زور بڑھتا ہے ایرج زخمی ہین بھی
جھکے نہ رہتے ہین کہ نورالدہر پر ہاتھ مارون سر کاٹ لون نورالدہر سمجھاتے ہین فرماتے ہین کیون ایرج
ایسا نہو کہ تم میرے ہاتھ سے مارے جاؤ ایرج جھلا کر بڑھتا ہے سردار بیچ مین آتے ہین عرض کرتے ہین
ای شہریار غصہ نہ فرمایئے دیکھیے لشکر کفار زور ڈالتا ہے ایرج اُن سردارون کو زخمی کرتا ہے شاہزادہ
نورالدہر کو انتہا کا ناگوار ہے گم کھا لیتے ہین ایرج نوجوان کا غصے سے چہرہ سُرخ ہے یہی ملال ہے کہ
منہاج کو نورالدہر نے کیون زخمی کیا کہ سامنے سے دیکھا صاحبقران آتے ہین امیر نے دونون
جوانون کو زخمی دیکھا وہین سے نعرہ کرکے فرمایا ان نوجوانون کی جنگ نے لشکر مین ولولہ ڈالدیا ہے
امیر کو دیکھکر ایرج طرف صحرا کے بھاگے نورالدہر نے بھی گھوڑا بھگایا امیر آکر فوج منہاج پر گرے
کئی سو جوان قتل کئے آخر لشکر کفار طبل امان بجا کر پلٹا صاحبقران نے عمرو و برق کو ساتھ لیا لشکر مین
داخل ہوئے برق نے ملکہ کا پشتارہ محل مین پہونچایا صاحبقران کو بڑی خوشی حاصل ہوئی مگر منہاج
جو پلٹا روتا ہوا بارگاہ مین آیا سریع السیر بھی پہونچا دیکھا منہاج زخمدار بیٹھا ہے ٹانکے دیے جاتے ہین
منہاج نے کہا ای سریع السیر پسران حمزہ بھی سب بہادر ہین سریع السیر نے کہا حضور اس لڑائی
کے فتح کرنے کی ایک صورت ہے ملکہ مہران آسمان سپر ساٹھ لاکھ لشکر سے برابر قصر فیروزہ نگار پر
اُتری ہین انکو ایک عرضی لکھیے وہان سے کوئی ساحر زبردست آئے تو علاج مسلمانون کا ہو جائے منہاج
اسیوقت ایک عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ ای ملکہ عالم اقبال تمہارا تقاجہ مسلمان مین فرد کش ہے بیٹی میری نکلگئی انتہا کا

زخمی ہوا کسی ساحر کو روانہ کیجیے کہ مسلمانون سے مقابلہ کرے میری جان بچے یہ عرضی شتر سوار کو دیکر روانہ کی
ملکہ مہران آسمان سیر صحرائے فیروزہ نگار مین فرد کش ہین ساٹھ لاکھ فوج ساحرون کی جا بجا اُتری ہے
سحر تیار ہو رہے ہین بار بار ہین اسلئے شاہزادیون کا جماؤ کیسو جادو گرنیان بیٹھی ہین کہ شتر سوار نے آکر عرضی
پیش کی ملکہ مہران نے مسکرا کر کہا ہمارے خراج گزار منہاج گرہ پیشانی نے حمزہ کو روکا لیکن ان جوان
رنگیلون نے سارے طلسم مین ہنگامہ ڈالدیا جس طرف سنتی ہون یہی ذکر ہے دیکھو صاحبو مین حکم دیتی ہون
ایک ساحرہ بہانے جائے جاکر حمزہ کو روکے جو صاحب جائین سمجھ کر جائین کہ اخفے جادو ایسا ساحر وہان
موجود ہے زنار بھی وہین ہین بی فیروزہ بھی ہو چکین نالہ عذار و ماہ رخسار شریک ہین ان صاحبون سے
حسن اور جمال بیمثال فرزندان حمزہ دیکھکر بیقرار ہو جائین عشق زور نہ کرے آفتاب شعلہ مزاج
اپنے مقام سے اُٹھی عرض کی لونڈی جاتی ہے اخفے وغیرہ کو دیکھ لونگی اس ناز سے آفتاب گرجو ساتھ
آئی مہران نے ہنسکر کہا لو آفتاب تمھارا جمال تو قلب سوز ہے ہر ایک عارض ماہ عالم افروز ہے ذرا
حمزہ یا پسران حمزہ پر عاشق نہ ہو جانا اسوقت تم اس طور سے سامنے آئین ہی نئی دلہن بنی ہو جو مرد
دیکھیگا کیونکر عاشق نہ ہوگا پھر پسران حمزہ بانکے ترچھے صف شکن تیغ زن پھسل نہ جانا آفتاب نے کہا
کہ واری آپ سب کو ایسا ہی جانتی ہین ہما ہمیسے کبھی ایسا فعل نہ ہوگا پسران حمزہ کی کیا حقیقت ہے ہمنے کبھی
تصویر یوسف پر بھی نگاہ نہین ڈالی ہے پھر کون کمبخت نگاہ ڈال سکتا ہے ہم انکی کیا حقیقت سمجھتے ہین ملکہ نے کہا
لو ابگڑو نہین تمکو ایسا غصہ آیا ذرا سی بات پر بگڑتی ہو تم تو ہوا سے لڑتی ہو آفتاب نے کہا آپنے
بات ہی ایسی کہی بی آہوئے دشت نشین نکلگئین مرد کے واسطے بیقرار تھین صبر نہ ہو سکا ہم تو مرد کا
نام لینا عیب جانتے ہین آپکے جیٹھ خاص میان مصر الغرائب کیسے کیسے طالب رہے کنیزون کو ہزارون
روپیے دیے میرے رد بدر جب کبھی سوال کیا مین نے یہی جواب دیا کہ اپنا منھ تو بنواؤ جلوہ غرور دلنگا
رہ گئے اب آجتک وہ ہزارون روپیے اسی فکر مین لٹاتے ہین ملکہ مہران نے کہا اگر بھائی صاحب
کو منظور ہوتا اور انکے دل کو خواہش ہوتی تو تمھاری بھی مجال تھی کہ تم قبول نہ کرتین بادشاہ کی جورو
بنا سب چاہتے ہین انکا خیال شرط ہے بی آفتاب ایسی باتین زبان سے نہ نکالو اگر مجھے وہ کہدین
تو مین مشکین باندھکر بھیجدون چھوٹا منھ بڑی بات انکے پاس بڑی چکنی ہے کہ جو بھائی صاحب نے قصد کیا
انھون نے منانا سر دربار اپنی آبرو بڑھاتی ہین بڑی باتین بناتی ہین اُنکے یہان کی لونڈیان ایسے
بہتر ہین آئینہ تو نصیب ہوا ہوگا پانی مین موت کے تو اپنی صورت دیکھی ہوگی بس لو اجاؤ کنارے بیٹھ
مجھے زبان نہ لڑاؤ شاہان طلسم نور افشان ایسے ہین ابھی جو انکے ذرا اشارہ کرین تو بھی لکھو سکے
بچھ جائین سب کے سامنے باتین بناتی ہین ملکہ مہران نے جو غصے مین یہ کلمات کہے ملکہ آفتاب کا چہرہ
زرد ہو گیا کانپنے لگی آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا واری ذرا زبان سنبھالیے مین اُنکے خط دکھاؤن
آپکو یقین نہین آتا میری بات جھوٹ نہ جانیے آپکے سامنے مین کیا آبرو بڑھاؤنگی آپکے میان
نے بھی کئی مرتبہ کہا کہ بھائی صاحب ہمارے تمھارے واسطے بہت بیقرار ہین ملکہ مہران نے کہا
بس لو زبان سنبھالو ایسا نہ ہو کہ سر محفل ذلیل ہو آپسمین تکرار ہونے لگی جب طول کلام ہوا مہران
نے کہا لو آفتاب آج تمھاری شامت آئی ہے مشکین باندھکر خدمت مین بھائی صاحب کے بھیجدونگی

وہ تمہارا دل اُڑوا دینگے تب احوال معلوم ہوگا طلسم سے نکلوا دینگے مکان ضبط کرا لینگے طلسم مین رہنا
دشوار ہوگا آفتاب نے کہا کہ مین کسی کی لونڈی ہون دلگیر نہین رہونگی آج سے اس دربار مین بھی کبھی
اب نہ حاضر ہونگی مہران نے جھلا کر کہا ہمکو معلوم ہوتا ہے یہ مسلمانون سے ملگئی اسکی مشکین باندھ لو
ارے کوئی حاضر ہے مہران آسمان سپر نے جو یہ کہا کئی سو کنیزین کھڑی ہوگئین شہرت نامے ایک
کنیز کھڑی تھی اُسنے جوتی پاؤن سے اُتاری آفتاب نے ایک طمانچہ مارا شہرت کا سر اُڑ گیا اب تو
سب کنیزین بلوہ کرکے چلین آفتاب نے گولہ مارا کئی سو کے سر جھلسے کنیزین جو مرکر گرین آفتاب
نے چاہا کہ تڑپ کر نکلون مہران نے کہا ارے اس خونی کو روکو جو آگے بڑھا آفتاب نے سحر کیا
بارگاہ مین دریاے خون جاری ہوا لاشے پھڑک رہے ہین مہران اپنے مقام سے اُٹھی آفتاب نے
گرمی دکھائی بارگاہ مین اندھیرا ہوا مہران نے سحر کیا کہ آفتاب کی رنگت زرد ہوئی مثل بید کانپی
مگر آفتاب نے جیداری کرکے سحر کو رد کیا ایک سحر ایسا کیا کہ مہران کے دو ٹکڑے ہوگئے وہ دونون
ٹکڑے آفتاب پر گرے ایک نے شانہ زخمی کیا دوسرے نے سر زخمی کیا پھر مہران سالم ہوگئی
ایک دو ہتڑ مارا آفتاب تھرا کے زمین پر گری سب کنیزین ٹوٹ پڑین اور دے بلوے سے
آفتاب کو پکڑ لیا زبان مین سوزن دیا ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق سلسل
سامنے مہران کے لائین مہران نے کہا کیون بی آفتاب اپنے کو کس حال مین پاتی ہو سر شرط
کردار پر کھینچون مجکو یقین کامل ہے کہ تُنے بی فیروزہ و زنار سے میل پیدا کیا ایک کنیز نے کہا دادی
بی زنار کی خانہ زاد یہی ہین انھون نے نامہ لکھا ہو تو عجب نہین آفتاب نے کہا اب ملے سے تجھے
کو ملے ہین اور نہین ملے تھے تو ملے ہین اگر کوئی ہرکارہ لشکر اسلام کا اس دربار مین حاضر ہو تو جا
خواجہ عمرو سے اطلاع کر دے کہ ملکہ آفتاب نامدیدہ آپ کے مذہب کی مطیع ہوئی بےخطا کنیز
قتل ہوتی ہے آکر لونڈی کو بچائیے مہران نے کہا اس نگوڑے ساربان زادے کی کیا مجال ہے
کہ ہمارے لشکر مین قدم رکھے اتنی مدت سے ہمارا لشکر اُترا ہے ساربان زادہ کبھی نہ آیا آتا تو سزا پاتا
لیجاؤ لیجا کر آفتاب کو قید کرو کل اسکو دار پر کھینچینگے سویرے سے میدان خونی کی تیاری ہو
آفتاب کو قیدخانے مین سب کنیزین لیگئین نسیم نامے ایک جادوگرنی اُسکے سپرد کیا اُسنے
آفتاب کو قید کیا خواجہ عمرو اپنے دربار مین بیٹھے ہین کہ ہرکارے آکر پہونچے عرض کی اے شہنشاہ
اوج عیاری غضب ہوگیا مصاحب ملکہ مہران فلک سیر کی آفتاب قید ہوگئی وہ آپ کا
نام لیتی ہے کہ ہمکو آکر خواجہ رہا کرین یہ خبر مشہور ہوئی صاحبقران نے بلا کر فرمایا کہ خواجہ تمنے سُنا
ملکہ آفتاب بلاوجہ ہمارے میل کی تہمت پر گرفتار ہوئی کل صبح کو قتل ہوگی میدان خونی کی تیاری
ہو رہی ہے اگر تمسے کچھ نہ ہوسکے تو ہم وقت پر جا پہنچینگے یا اپنی جان دینگے یا اسکو رہا کرینگے عمرو نے کہا
کہ حضور تکلیف نہ فرمائین مین جاکر تدبیر کرتا ہون اگر مجھسے کچھ نہ ہوسکیگا تو آپ سے عرض کرونگا یہ
کہکر خواجہ عمرو بانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر نکلے برق نے پوچھا اُستاد کہان عمرو نے کہا اے
برق ایک دوست ہمارا قید ہوگیا کہ جس سے ناواقف ہم اُسنے نا آشنا لیکن وہ ہماری محبت کا
دم بھرتی ہے یہی جا بجا ذکر ہے کہ اہل اسلام کی دوستی مین آفتاب قتل ہوتی ہے اے فرزند ہم جاتے ہین

اگر ہوسکے تو جا کر تم بھی تدبیر رہائی کرو یہ سنکر برق نے کہا کہ آپ تکلیف نہ کریں میں جا کر رہا کروں گا عمرو نے کہا
مجھے تمھاری بات کا یقین نہیں آتا جا کر آفت نہ برپا کرو گے وہ تدبیر رہائی کی ہے کہ قتل نہ ہونے پائے برق
نے کہا استاد فکر نہ کیجیے کام ہو گا آئندہ خدا کے اختیار ہے ایک طرف برق چلا ایک جانب سے خواجہ چلے
ان دونوں کا حال تحریر ہوگا مہران آسمان سیر نے ایک نامہ اپنے شوہر کو لکھا قاصد سے کہا یہی سب
کیفیت بیان کر دینا یہاں سحر العجائب و مصر الغرائب تخت پر بیٹھے ہیں دربار جما ہوا ہے صلاحیں
ہو رہی ہیں کہ صاحبقران سوا اسے اقلیم میں اترے ہیں منہاج گرہ پیشانی سے کئی ہوائیاں کہ ہم
کچھ مشغل نہ معلوم ہوا کہ کیا گذری یہ ذکر تھا کہ نامہ دار ملکہ آسمان سیر کا پہونچا آنے عرضی لا کر
دی سحر العجائب نے پڑھی کہا بھائی صاحب آپ نے سنا لی آفتاب شعلہ مزاج نسبت آپ کے کلمات
سخت کہتی تھی آپکی جلوس کے خلاف گذرا لڑائی ہوئی سو جادوگرنیاں قتل ہو گئیں ملکہ نے
لکھا ہے کہ وہ شریک مسلمانان ہے کسی پر عاشق ہے مصر الغرائب نے کہا اے اختیار جادو تم جانتے
ہو اور اب بھی حفاظت کرنا یا وقت بچا سکو قتل سے بچانا بھائی صاحب سے عرض کرنا لیجائے پھر اُنکی
اُسکی قید ہمارے پاس بھیجو اختیار جادو بارہ ہزار ساحروں سے چلا سحر العجائب کے خلاف گذرا
چھوٹے بھائی کا مقدمہ تھا کچھ نہ کہہ سکا اتنا کہا بھائی صاحب آپ نے دیکھی کیا جو مشہور ہوا ہر شخص یہی
کہیگا کہ عاشق نہ تھے تو کیوں بلوایا تمام عالم میں یہی مشہور ہوگا کہ شاہ طلسم آفتاب پر عاشق ہے
قید کرکے مطلب نکالا مصر الغرائب نے کہا بھائی صاحب آپ اس مقدمے میں دخل نہ دیں ہم
جو کچھ مناسب جانینگے وہ کرینگے دونوں ساحروں میں یہی سوء مزاجی ہوئی یہ مضمون بھی طرز غلط
ناظرین والا مقام ہے اختیار جادو لشکر کو لیکر دریائے شیر رنگ سے پار گیا تا شام قریب لشکر
میں آتا آرسی پہاڑ پر تماشا سیر صحرا دیکھنے لگا دیکھا جنگل سے ایک نازنین پری پیکر مشک گیسو
چلی آتی ہے اختیار بیقرار ہو گیا خدمتگاروں سے کہا اس نازنین کو پکڑ لاؤ خدمتگار سیدھے گئے کہ اسکا
ہاتھ پکڑیں ناگہاں ایک چیخ اسکی آواز دی کہ ای بندگان سامری و جمشید اگر میری آبرو بچاؤ خدمتگار دوڑے
پشت پر سے دیکھا سب نے کہ ایک زنگی سیاہ رو مثل بلعت دوڑتا ہوا آتا ہے پکارتا ہوا اور گیسو بیتاج
میرے ہاتھ سے بچ نکلی وہ نازنین حور پیکر شمشیر دوڑ کے جو چلی مثل کی طرح کرکے قریب آکر گری وہ زنگی پاس
پہونچا چاہا کہ اُسکا پانچا سر آتا ہے خدمتگار قریب ہوئے اختیار بھی کھڑا ہو گیا آواز دیتا ہے
خدمتگاروں سے کہ اس زنگی کو پکڑلو جب زنگی نے دیکھا کہ خدمتگار میرے قریب آگئے اختیار بھی
لشکر سے رہا ہے چند ساحر بھی دوڑے آتے ہیں خود اختیار بھی چاہتا ہے کہ سحر کروں زنگی لاچار ہو کر
بھاگا جاتے بھاگتے ایک خنجر بھی مار دیا کہ ران اس محبوب دلفریب کی مجروح ہوئی زنگی تو بھاگ گیا
خون جاری ران سے نکلا وہ محبوب پر جوش بیہوش ہو گئی اختیار قریب اُس معشوق کے پہونچا دیکھا
شکار تھا ہوا آنکھیں بند چہرہ زرد ہے ران پر زخم ہے اختیار بیقرار ہو گیا فوراً ہوادار منگوایا اسپر لٹایا
اور سوار کیا طرف اپنی بارگاہ کے لیکیا اور بارگاہ میں پہونچا کر جراح کو بلایا سب کو ہٹا دیا جلد
جراح نے کھول کر ساق بلوریں دیکھ کر بیقرار ہو گیا سب کو ہٹا دیا کہا صاحب نہ بچا دیجے تو کچھ سمجھ کے
میری جان جاتی ہے اس نازنین کا علاج کرو تمکا خاتون عمل پر جو کہو دونگا میں بڑا اسے مدد ملکہ مہران آسمان سیر

جاتا ہوں خداوند سامری و جمشید نے یہ ہور بے تصور مجکو عطا فرمائی ہے شرماکے دلوا نے تپی مریم کی خبر ملی
افتخار جادو حیران ہے کہ یہ نازنین کون ہے کیونکر آئی یہ زنگی کون تھا کیون خنجر مار کے بھاگا اس اشتیاق مین بیٹھا
مگس پرانی کر رہا ہے دم محبت کا بھر رہا ہے دل بیچ بیقرار ہے کبھی جمال جہان آرا کو دیکھکے وجد کرتا ہے دل سے باتین
کر رہا ہے کبھی شوق وصل مین خوش ہوتا ہے کبھی گھبراتا ہے کہ اس نازنین کی آنکھ کھلی شرماکے سر جھکا لیا
کہا اے شخص تو کون ہے کہ یہ احسان عظیم کیا افتخار جادو نے کہا کہ مین ہر اسے مدد مہران آسمان سے
جاتا ہون مصاحب شہنشاہ طلسم نور افشان ہون زنگی تمکو خنجر مار کر بھاگا ہے سبب اسکے لوگ بھیجے گا وہ
ظالم نکل گیا مین نے تلاش کو لوگ بھیجے ہیں آخر اے ملکہ عالم یہ کہا ہے کہ تھا وہ نازنین چیخین مار کر رونے لگی
کہا اے شہنشاہ ساحران اعظم

چہ گویم از سر و سامان خود کہ ست چون گل
من کیا بتاؤں مجھے کون سستی ہے
سینہ چاک پریشان روزگارم خانہ بر دوشم
غریب بلبل بے یار و بیوطن ہون مین
شہنشاہ تاجران ملک اقلیم بازرگان

اسلی مین بخت دختر مابدا ختر ہوں یہ غلام زنگی سیاہ رو مجھپر مائل ہوا اکثر پیغام دیے مین نے اُسکو جواب
سخت دیا اس روز میرے والد کسی شاہ کی ملاقات کو گئے یہ ملعون خیمے مین گھس آیا سب نوکرون کو اسنے
ملا لیا تھا مین لاکھ چیخی چلائی کوئی میری مدد کو نہ پہنچا آخر پردہ دری اپنی قبول کی خیمے سے نکل بھاگی یہ ملعون
تلاش کرتا ہوا یہان بھی آ پہنچا چاہتا تھا عصمت پر ہاتھ ڈالے آپ کو سامری و جمشید سلامت رکھین
آپ کے لڑکون کو دیکھکر بھاگا آپ اُٹھا لائے مان باپ وہاں بیٹھے ہونگے افتخار نے قدمون پر سر رکھدیا
کہا مین جان و دل سے خدمتگزاری کرونگا نازنین مسکرائی کہا تمہاری تقدیر نے زور کیا سامری و
جمشید نے ہمکو یہانتک بھیجا مین کیا تمہاری خدمتگزاری سے انکار کرونگی تمنے جان بخشی کی افتخار
خوش ہو گیا کہا ملکہ عالم دربار شاہان طلسم نور افشان مین میری بڑی آبرو ہے صحر العجائب کے زوجہ
کی مدد کو جاتا ہوں نازنین نے پوچھا کس سے لڑائی ہے کہا طلسم کشا نے زندان طلسم کو فتح کیا طرف
کوہ عجائب و غرائب کے جاتا ہے راہ مین مقابلہ بھی پڑا ہے ایک پہلوان منہاج کوہ پیشانی ہے شاہ
کو روکے ہوئے ہے اسکی بیٹی ایک دختر نکلی اب ہم یہانسے جاکر مدد روانہ کرینگے نازنین یہ سنکر
خاموش ہو رہی افتخار نے شب کو جلسہ آراستہ کیا جب گوشئہ خلوت مین تنہا رہے نازنین کو لیکر آیا
نازنین نے کہا صاحب ایکجام شراب تو پیلو افتخار دوڑ کر گلابی لایا جام بھر کے دیا افتخار پیتے ہی بیہوش ہو
اس نازنین نے نعرہ کیا منم مہتر برق فرنگی افتخار جادو کی زبان مین سوزن دیا ایک صندوق مین
بند کیا پھر بیہوشی کی دوا دماغ پر چھڑکا دی صبح کو فوج کو حکم دیا طرف صحرائے فیروزہ نگار کے چلو
چلکے پڑاؤ کرو یہ برق فرنگی تو اسطرح سے چلا کہ شکل افتخار جادو کی بنا ہوا ہے منظور یہ ہے کہ
جاکر دربار مین ملکہ مہران آسمان سیر سے جو ملکہ ڈالرون ملکہ آفتاب شعلہ مزاج کو رہا کرون
مگر خواجہ عمرو جو اسی تلاش مین تھے صحرا مین آکر پہونچے دیکھا ایک لشکر جادوگرون کا اُترا ہے
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ سہیل جادو مصاحب صحر العجائب برائے ملاقات زوجہ شہنشاہ
جاتی ہے خواجہ نے ایک کنیز کو بیہوش کیا نام جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ کنیز مقرب ملکہ سہیل ہے
شعلہ مزاج نام ہے بشکل شعلہ لشکر مین ملکہ سہیل کے خواجہ داخل ہوئے طرف فیروزہ کے چلے یہاں امیر کے
علاوہ برق و عمرو کے اور ہر طرف سے بھی روانہ کیے ہیں کہ آفتاب شعلہ مزاج کا حال ہمکو معلوم ہو اگر

وہ قتل ہو گئی تو ہمکو بڑا قلق ہوگا نامیان خیبری وغیرہ حاضر ہین وصبدم کی خبرین دے رہے ہین رات
سے میدان خونی کی تیاری ہوئی چار پہر رات ہنگامہ رہا جبکہ قیدی زندان مغرب سے رہائی پائی زیر
شعاع مین جلوہ ہوا میدان خونی چرخ زبرجدی مین آیا یہان دارین استادہ ہین جلاد خونلگین لگا رہے ہین
ہر طرف یہی ہنگامہ ہے کہ بی آفتاب شعلہ مزاج آج قتل ہونگی مالک سے سخت زبانی کی ملکہ نے کہا
بیجا فرمایا تھا کہو اجاتی ہو پسران حمزہ پر عاشق نہ ہونا بڑی صاحب عصمت بنتین آپ بے باپ ہو کر
مالک سے روٹھنے چلین اب اُسکا انجام ہوا مہران آسمان سپہر تخت پر سوار ہوئی نقارے بجے تین لاکھ
کا لشکر تیار ہوا کہ گرد اُڑی اول افتخار جادو آکر پہونچا دیکھا کہ دارین استادہ ہین برق تڑپ گیا
ابھی مین کہتا ہوں ای برق فرنگی ایسی آسمان سے ملکر کو رہا کر لیتے گر وقت پر نہ پہونچے صبح ہو گئی اب
کیا تدبیر کرین آکر ملکہ کو سلام کیا ایکطرف آکر ٹھہرا ملکہ نے پوچھا ای افتخار جادو کیونکر آنیکا اتفاق
عرض کی حکم شہنشاہ ہوا کہ جاکر حاضر خدمت ہو ہم حاضر ہوئے ملکہ نے کہا اے افتخار جادو عجب
معاملہ گذرا بی آفتاب مجھسے بگڑ گئین ہمکو طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ بی زنار و فیروزہ لشکر ہی مین
موجود ہین اُنکے نامے پہونچے یہ مسلمانون سے ملگئین آخر یہ ہوا کہ مجھسے تکرار کی اب ہم اُنکو قتل کرتے ہین
برق نے دست بستہ عرض کی آج معاف رکھیے آج شب کو ہم سمجھائینگے اُسکو راہ پر لائینگے قدمون
سرکار کے گرا دینگے ملکہ نے کہا ہرگز ایک لمحہ تامل نہ کرینگے یہ ذکر تھا کہ دوسری گرد اُڑی دیکھا
ملکہ سہیل جادو بارہ ہزار ساحرون سے آکر پہونچی افتخار تو الگ ہی ٹھہرا ہوا تھا سہیل مصاحب
خاص ہو پہلو مین آکر بیٹھی کہا اری یہ کیا معرکہ ہے میدان خونی کسکے واسطے تیار ہے کیا طلسم کشا
گرفتار ہو گئے ملکہ مہران آسمان سپہر نے کہا ای سہیل طلسم کشا کو کون گرفتار کر سکتا ہے
سنہلج گرہ پیشانی صاحبقران کو روکا ہے یہانسے مر جا نکلی نامہ اُسکا آیا ہے اُسکی دختر امیر
عاشق ہوئی ہے یعنی بی آفتاب شعلہ مزاج کو سمجھایا وہ بگڑ گئین کہ مین صاحب عصمت ہون مرد کے
نام سے نفرت رکھتی ہون الغرض انکے قتل کا سامان ہے شعلہ مزاج کنیز قدمون پر گر پڑی کہا اری آج
تامل کیجیے ہم سمجھائینگے آپ کے قدمون پر گرا دینگے برق فرنگی جو بشکل افتخار جادو ہے حیران ہے
کہ یہ کنیز کیون اسقدر بیتاب ہے یہ بھی دمبدم یہی کہے جاتی ہے کہ آج کے دن قتل موقوف رکھیے
ہم اقرار کرتے ہین کہ یہ ایسی حرکت نہ کرینگی مالک سے تکرار کرنا خطاے فاحش ہے اب جو برق نے
آنکھ ملائی شعلہ مزاج کو پہچانا کہ ہمارے پیر و مرشد ہین پکار کر آواز دی بی شعلہ مزاج ذرا میرے
پاس تو آئیے شعلہ مزاج نے جو آنکھ ملائی خواجہ بھی خوش ہوے کہ ہمارا ہمدرد آگیا بڑے
گروہ سے ہوکر افتخار شعلہ مزاج نقلی قدمون پر گرے ہے خدمت کی مہران نے کہا کنیزون کو
حکم دیا اس گنہگار کو لاؤ ہم فوراً قتل کرین سر خدمت مین شاہان طلسم کے روانہ کردین نمک حرامون کے
کان ہو جائین اب کوئی ایسی نمک حرامی نہ کرے ای افتخار شعلہ مزاج مین خطا معاف کرتی مگر خطا
معاف کرنے کے لائق نہین خوف زوال سلطنت ہے طلسم کشا بڑے زور و شور سے آتا ہے نمک حرامون کا
حوصلہ بڑھیگا کنیزین دوڑی ہوئی گئین سرکار سے لشکر اسلام کے بھی موجود ہین آپسمین کہہ رہے ہین
یارو یہان تو وقت قتل آگیا جب اسکو بلا کر زیر تیغ بٹھائین صاحبقران سے چلکر اطلاع کرین

نہیں معلوم عمرو و برق پر کیا گذری صاحبقران حضور تشریف لا چکے اس حال میں ہرکارے کھڑے تھے
کہ یکایک ہل ہوا کنیزیں روتی پیٹتی سامنے آئیں نگہبان غل مچاتے ہوئے مہران نے پوچھا ارے کیا ہوا کہا
حضور قید خانے میں نقب لگی بغل پر کوئی آفتاب کو نکال لیگیا قیدی کی کبھی بڑی بات ہو ہرکارے
بھی دل میں خوش ہوئے نامیان و تومیان یہی سمجھے کہ عمرو و برق اسکو اڑا کے لیگئے ہرکارے
تو بھاگے خواجہ عمرو و برق بھی خوش ہو گئے مگر حیران ہیں کہ یہ کیا معرکہ گذرا صاحبقران پوچھینگے تو
ہم کیا عرض کرینگے خواجہ نے برق سے اشارہ کیا کہ اچھو بیانتک آ چلے آج شب کو دو چار گھڑی کا
روزگار کریں برق نے اشارہ کیا بہت خوب غلام سب طرح حاضر ہے مہران آسمان سیر جلالی ہو لی
بلیش ہرکاروں کو حکم دیا کہ اپنے لشکر حمزہ میں پہونچا کو دریافت کرو کہ آفتاب کو کون چرا لیگیا
ملک اخضر سا ساحر وہاں موجود ہے وہی آیا آفتاب کو لیگیا حمزہ نے سب طرح کا سامان ممکن کیا
طلسم نور افشان پر لشکر کشی ہے وہ سامان جمع کیے ہیں مگر ہمارا ایک ساحر انکے سب جادوگروں کو
کافی ہے یہ کہتی ہوئی مہران آسمان سیر بیٹھی بعد تھوڑے عرصے کے ہرکارے جو گئے تھے واپس آئے
عرض کی حضور ہرکارے صاحبقران کے اس لشکر میں موجود تھے عمرو و برق عیار بھی آ گئے ہیں پھر
ہم دربار میں جا کر صاحبقران کے حاضر ہوئے ہرکاروں نے خبر دی کہ آفتاب کو کوئی چرا لیگیا
صاحبقران نے ہمارے سامنے فرمایا کہ دریافت کرو آفتاب کو قید خانے سے کون لیگیا اب
مہران بہت گھبرائی کہا عجب طرح کی بات ہے یہ تو کسی ساحر کی کرامات ہے ہمکو گمان غالب تھا کہ
طلسم کشا نے چرا منگوایا انکو بھی آفتاب کی جستجو ہے ملک اخضر وغیرہ کو بڑی آرزو ہے کہ آفتاب
ہم تک آ جائے تو سہاج کا فیصلہ کریں طرف کوہ عجائب و غرائب کے کوچ ہو مگر ہرکارے چاروں
جانب تلاش کریں افتخار وغیرہ دربار میں حاضر ہو گئے باتیں سن رہے ہیں مہران نے ایک
عرضی اسی حال مصیبت مآل کی بخدمت شاہان طلسم روانہ کی سحر العجائب و مصر الغرائب کو
اس حال کو سنکر دنگ ہو گئے کہتے تھے کہ یارو یہ کیا معرکہ ہے صاحبقران نے بھی بڑی جستجو کی لیکن
آفتاب کو کوئی اور لیگیا یہاں رات کو ملکہ مہران کی بارگاہ میں جلسہ آراستہ ہوا شعلہ مزاج
تڑپتی پھڑکتی ہے سہیل سے کہتی ہے واری شب کو میں نے خواب دیکھا سامری و جمشید میرے خواب
میں آئے میرے گلے پر ہاتھ رکھا فرمایا علم موسیقی ہمنے تجکو دیا ملکہ بھی سامنے بیٹھی ہیں ذرا سازندوں کو
حکم ہو میرا امتحان لیں سہیل کہتی ہے چپ رہو یہ ملکہ عالم کا دربار ہے ملکہ عالم تخت پر بیٹھی ہیں میں گستاخی
کر سکتی ہوں ملکہ مہران نے پوچھا سہیل کیا ہے کہا حضور ایک ایسی بات ہے ہمارے خداوندوں کی
کرامات ہے شعلہ مزاج میری مقرب اسکو کبھی علم موسیقی کا خیال بھی نہیں رہا آج کہتی ہے کہ
رات کو خواب میں سامری و جمشید نے مجکو علم موسیقی کا عالم کر دیا مزاج میں آئے تو سماعت فرمایئے
ملکہ مہران نے کہا کیا مضائقہ ہے شعلہ مزاج پھڑک کے سمت میں آئی سب نے دیکھا ایک نازنین
حسین و جمیل سازندوں سے کہتی ہے ذرا ساز درست کرو سازندوں نے ساز درست کیا
شعلہ مزاج گنگنا کے یہ غزل گانے لگی شعلہ مزاج نام ہے آتش کی غزل شروع کی نظم

روشنی اس طرح کی کر جاتی ہے کار آفتاب	حسن سے پیدا کیا ہے اعتبار آفتاب

سامنا اس آتشین رخسار کا اندھیر ہی ۔ ہم سے رکھتے ہین آگے اغیار آفتاب
ہجر کی شب مین زبس ہی اشتیاق روز وصل ۔ رات بھر رہتی ہی آنکھین انتظار آفتاب
نقش کس دل مین نہین رخسار روشن کا ترے ۔ کونسا گھر ہی نہین جسمین گذار آفتاب
منہ ملاتا ہی تمہارے چہرۂ پُر نور سے ۔ کیجیے اپنے کف پا کو دوچار آفتاب
حسن مخلوقات سے اشرف جمال یار ہی ۔ بیحساب اُن عارضون مین ہی نثار آفتاب
یہ دعا کرتے ہین اُس رُخ کو ترقی خواہ حسن ۔ روشنی طور دے پروردگار آفتاب
کیف ہی سے وُہ رُخ جو وہ چہرۂ روشن ہوا ۔ ہم بہار باغ لوٹے ہم بہار آفتاب
خانۂ دل مین جگہ دیجیے خیال یار کو ۔ کیجیے برج شرف مین اقتدار آفتاب
دم فنا اُس روے روشن کے نظارے نے کیا ۔ طائر جان ہو گیا اپنا شکار آفتاب
روتے روتے ہمکو گل مین گذر جاتی ہی رات ۔ یاد آتا ہے جو شبنم کو کنار آفتاب
صبح محشر کا ہی آنکھون کو آنکھون سے اشتیاق ۔ ہجر کی شب مین ہین ہم امیدوار آفتاب
عور رہنے مین تصور سے سب سرما مین گرم ۔ روے روشن یار کا ہی یادگار آفتاب
مر گئے پر بھی نہ مجکو لیگا رُخ زیبائے یار ۔ ذرے اپنی خاک کے ہونگے نثار آفتاب
پاؤن اپنے اُسمین ای محبوب دہلوایے ۔ ہاتھ آ جائے جو طشت زرنگار آفتاب
روے یار اپنی طرف سے پھیرنے ای آتش نہ دے ۔ ہو رہا ہاتھ اپنے عنان اختیار آفتاب

اس لطف سے خواجہ نے یہ غزل گائی بعد سننے شعلہ مزاج نے آگ لگا دی ملکہ مہران کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہا ای شعلہ مزاج کیا خوب اشعار گائے ہین آفتاب چوری گئی ردیف آفتاب اشعار لاجواب شعلہ مزاج نام آتش کی غزل سے کام ای شعلہ مزاج حقیقت مین تمکو خداوند سامری و جمشید نے کمال دیا شعلہ مزاج نے کہا ایک اور حکم ہوا کہ میان افتخار جادو ساقی گری مین کامل ہین صحبت ملکہ مین ساقی گری کرین افتخار اُستاد عرض کی حضور حقیقت مین شعلہ مزاج سچ کہتی ہی مجکو حکم ہوا کہ تمکو کمال عمرو کا دیا ساقی گری کرنا ہی کہکے افتخار نے کلید میخانے کی لی شراب مین جا کر بیہوشی ملا کر پیالہ گلابیان درست کرکے صحبت مین لایا شعلہ مزاج نے کہا مین رقص کرون تم شراب پلاؤ اُستاد شاگرد شریک ہوے خواجہ نے رقص شروع کیا برق نے جام سر پر رکھا ٹھوکرین لیتا ہوا اشعار عاشقانہ گاتا ہوا سامنے ملکہ مہران کے آیا سر جھکایا تان لگائی نظم

بیمروت ناتوان مین ہنس دے روتا دیکھکر ۔ دل دیا مین نے اُسے کیا جانے کیا کیا دیکھکر
خواب مین کیا عشق ہو یوسف کو زلیخا دیکھکر ۔ کھل گئین آنکھین تجھے ای جلوہ آرا دیکھکر
تھی جہنم وہ نگاہ گرم بھی سوے عدو ۔ سوجھی اپنی عاقبت کی ہمکو دنیا دیکھکر
قیس کی دیوانگی مین عقل کیا حیران ہی ۔ مجکو وحشت ہو گئی تصویر لیلا دیکھکر
چشم نرگس بد نظر ہے اور گل بے اعتبار ۔ ہو فدا سیر گلستان کیا کریگا دیکھکر
خاک مین کیونکر نہ لوٹون بند ہوگیا سودے مین جیا ۔ آسکے صحن خانہ کا ہنستا ہے صحرا دیکھکر
ناش کا ہمدم کفن لانا کہ بس مین مر گیا ۔ چلمنون سے جلوۂ خورشید سیما دیکھکر

یاد آیا سوے دشمن اُسکا جانا گرم گرم — پانی پانی ہو گیا مین موج دریا دیکھکر
اُسکے ہٹتے ہی اندھیرا آگیا ایسا کہ بس — گر پڑا مین روزنِ دیوار کو وا دیکھکر
کیا تماشا تھا جھپکنا آنکھ کا بے اختیار — آئنہ کو ہاتھ سے اُسنے نہ چھوڑا دیکھکر
مین نہ مانونگا کہ چشم آبلہ بے درد ہے — یہ نہ دیکھے روے غیر اپنے کف پا دیکھکر
بھر گئی آنکھونکے آگے اُسکی چشم سرمگین — پھر گئین آنکھین مری نرگس کا جھپکنا دیکھکر
دشمنی دیکھو کہ تا الفت نہ کھل جاے کہین — لے لیا مُنھ پر ڈوپٹہ حال میرا دیکھکر
کیون نہ گھبراے وہ مین گھبرا گیا ہے ہجوم — حسرتین آتی ہین کیا کیا اُسکو تنہا دیکھکر
انتظار ا ہوش مین تو نہ ہون آنکھین سفید — شب یہ وہم آیا ہر سوے چرخ خضرا دیکھکر
کاٹ لینے دو گلا تم شوق سے گھر جائیو — ایک رقص نیم بسمل کا تماشا دیکھکر
کر دیا خاک آپ کو اُس بُت کے در پر آئے گئے — جلگیا جی لاش کو مومن کی جلتا دیکھکر

اس رنگ سے یہ غزل گائی کہ مہران آسمان سپر مبہوت ہوئی جام پی گئی اینو دورہ بندھا کہا حضور یہ بھی خداوند نے کہا تھا کہ تم ساقی ہو ناکسی کو باقی نہ رکھنا باہر بھی شراب بھیج گئی بائیس لاکھ لشکر کئی سو تلہ باہر پہونچا گلابیان محفل مین صرف ہو رہی ہین تمام محفل اور لشکر مین ہنگامہ ہے بڑے چھوٹے سب پی رہے ہین کہتے جاتے ہین مفت کی شراب قاضی نے بھی حلال کی ہے کوئی ایسا نہین ہے جو شراب نہ پیے رنڈیان ننگی پھر رہی ہین تماشہ بین سر پیٹتے پھرتے ہین نائکہ پریشان ہے گھستی پھرتی ہین محفل نکالنی ہر طرف یہی ہنگامے ہین قضاے کا سحر العجائب کی زوجہ مہران آسمان سپر ہارات کو بھی اسکو چین نہ پڑا یہان تو وہ وقت ہے کہ خواجہ نے سب کو بیہوش کیا دربار کو لوٹ رہے ہین برق بر دھولین پڑ رہی ہین کہ اسے کیون زیور اُتارتا ہے برق کھلا کب مانتا ہے مار کھاتا جاتا ہے لوٹ مین مصروف ہے سحر العجائب نے جب دیکھا کہ زلف لیلاے شب کمر سے گذری ابھی ادھر سے شب نے تجاوز کیا سحر العجائب نے بیٹھے بیٹھے کنیز سامری سے پوچھا ہماری زوجہ صاحبہ کیا کر رہی ہین جلی سر پیٹنے لگی کہا ای شہنشاہ کیا عرض کرون عمرو عیار دختر برق فرنگی دربار مین ملکہ عالم کے ہو نکلے سب کو بیہوش کیا قتل و غارت کر رہے ہین یہ سنکر سحر العجائب گھبرا گیا کہا ارے ساربان زادہ وہان کیونکر پہونچا جلی نے کہا پھر تو پوچھیے گا جلد جائیے ایسا نہ ہو وہ ملکہ عالم کو قتل کر ڈالے سحر العجائب کو کا یہان وہ وقت ہے کہ خواجہ نے بارگاہ کو مزبلہ قصابان بنا دیا ہے دریاے خون بہ رہا ہے برق تڑپتا پھرتا ہے ساحرون ... مرنے کی صدا لمبند اندھیرا چھایا ہوا کہ آسمان سے نعرہ ہوا انم شہنشاہ سحر العجائب عمرو نے کہا ابے برق بھاگ خواجہ نے دگلیم اژدہا ل برق چاہتا تھا کہ تڑپکر نکلون سحر العجائب نے سحر کیا برق کے پاؤن زمین سے تھام لیے سحر العجائب نے باران سحر برسایا سب اہل دربار ہوشیار ہو گئے مہران آسمان سپر گھبرا کے اُٹھی کہا ای شہنشاہ یہ کیا سحر کہ ہے سحر العجائب نے کہا اسکا مجھسے پوچھتی ہو کنیز سامری نے خبر دی ہین بیقرار ہو کر آیا ساربان زادہ کیا عمر اردو فرار ہے دیکھتے دیکھتے نظرون سے غائب ہوا برق کو مین نے گرفتار کیا اسے قید کر دو جب لشکر حمزہ تمھارے مقابلے پر آئے اُسکے سامنے اسکو دار پر کھینچنا کہ حمزہ کو رنج عظیم پہونچے مہران نے گھبرا کر کہا

ارے افتخار کہان ہی لشکر والون سے پوچھا وہ سر پر ہاتھ رکھے رو رہے تھے کوئی کہتا ہی بھائی مارا گیا کوئی کہتا ہی بیٹا کنوئین مین گرا کوئی کہتا ہی لڑ مین جورو غائب ہوئی طبیعت جان دینے کی طالب ہوئی سحر العجائب نے اسکی بارگاہ مین جاکر دیکھا ایک صندوق کلان رکھا ہی اسکو جو کھولا افتخار کو اسی صندوق مین پایا افتخار نے کہا مجھے حکم ہی کہ مین جاکر منہاج گرہ پیشانی کی مدد کرون مہران نے حکم دیا افتخار اسی وقت سوار ہوا برائے مدد منہاج گرہ پیشانی چلا گلپوش جادو کو حکم دیا کہ لیجا کر برق کو قید کرو گلپوش نے ایک خیمے مین لاکر برق کو قید کیا خواجہ جو پلٹ کر خدمت مین امیر کے آئے صاحبقران نے پوچھا کہو خواجہ کیا گذری عمرو نے سب حال بیان کیا یہ بھی عرض کی کہ برق قید ہو گیا صاحبقران نے فرمایا بڑے افسوس کی بات ہی اگر خدانخواستہ ان لوگون نے برق کو قتل کیا تو بڑے افسوس کی بات ہی عمرو نے کہا مین برائے رہائی جاتا ہون امیر نے فرمایا کہ بسم اللہ خواجہ عمرو پھر چلے لشکر مین مہران کے آئے دور سے دیکھا کہ گلپوش جادو بطور نگہبان خیمے کے دروازے پر بیٹھی ہی چالیس کنیزین بھی ہمراہ ہین عمرو نے کسی سے پوچھا تو یہ بھی معلوم ہوا کہ اس جگہ برق فرنگی قید ہی خواجہ نے قریب آکر ایک ضعیفہ کی صورت بنائی قریب اُس خیمے کے آئے ایک کنیز موسوم بہ نرگس اسکو دیکھکر رونے لگی گلپوش نے پوچھا کیون بڑی بی صاحبہ خیر تو ہی کیون اسقدر رو رہی ہو کہا میری نواسی نے انتقال کیا آج اسکی صورت دکھائی دی نرگس پر جو اشارہ کیا گلپوش نے کہا ای نرگس بڑی بی کے پاس جاکر بیٹھ اسکی نواسی کی صورت تیری صورت سے ملتی ہی نرگس جو پاس آئی بڑی بی نے اپنے پاس سے نکالکے کچھ روپے دیے کہا بیٹا سامنے میرا گھر ہی اگر وہان چلے تو مین تجکو اُسکے کپڑے پہناؤن زیور بھی اُسکا تجھے دیدون نرگس نے آکر افسر سے کہا ایک تھوڑی دیر کی مجکو مہلت دیجیے مین تھوڑی دیر کے واسطے ہو آؤن بڑی بی کو ذرا صبر آجائیگا افسر نے بھی کہا ہو آؤ بڑھیا نے نرگس کو ساتھ لیا تھوڑی دور آکر کہا بیٹا زیور سب اُس ناشاد کا رکھا ہی اُسکو دیکھ دیکھکر روتی ہون تجھے پہناؤن کہ میرا دل خوش ہو نرگس بہت خوش ہی کہ مفت مین زیور ملیگا باتین کرتے کرتے حباب مارا نرگس بیہوش ہوئی کنارے لاکر اسکے کپڑے اُتار لیے بیہوشی کی دماغ پر چڑھا کر کنارے ڈالدیا اُسی کی صورت بنکر سامنے گلپوش کے آئی سب نے دیکھا بی نرگس کئی ہزار روپے کا زیور پہنکر آئین موتیون کے مالے پہنے ہین سب نے پوچھا نرگس نے کہا بڑی بی نے مجکو بیٹی کیا وعدہ ہو گیا کہ شام کو کھانا یہین کھا جایا کرو اور یہ زیور بھی دیا سب نے کام خدمت کرنا شروع کیا دن جو گذرا رات کو کہا آج سرکار شراب نہین آئی حکم ہو تو جاکر لے آؤن گلپوش نے کہا جاؤ گھر ادب سے کہنا نرگس گئی اور ملکہ مہران سے عرض کی آج کنیزان حضور کو شراب نہین پہونچی حکم ہوا خانے سے پلا دے تو خواجہ نے آکر بدلا لیا راہ مین بیہوشی ملائی خیمے مین آکر پہونچے سب کو وہی شراب پلائی سب کنیزین بیہوش ہو گئین خواجہ اندر خیمے کے آئے برق کو دیکھا مثل مردے کے پڑا ہی سسک رہا ہی پوچھا ارے کیا ہوا کہا حضور گلپوش کا سحر ہی عمرو نے کہا اب تجھے کیونکر لیجاؤن برق نے کہا اُستاد میرا پشتارہ باندھ کر وہان اخضر وغیرہ سحر اُتار لینگے عمرو کو یہ بات پسند آئی برق کا پشتارہ باندھا لیکر قید خانے سے نکلے

خیال مین گذرا گلپوش کا زیور اُتار لین خواجہ نے کہا بیٹا برق دو جیا گوڑی کا روزگار کرلین برق نے کہا آپ کو اختیار ہی آپ مالک ہین خواجہ عمرو گلپوش کا زیور اُتارنے لگے مہران آسمان سیر پڑی ہوئی سو رہی ہی کہ پلنگ کا پایہ ٹوٹا تڑاقا جو ہوا آنکھ کھل دیکھا پائے سے ایک پتلی نکلی گنگنا کے گانے لگی وہ اُنکو لیے جاتے ہین وہ اُنکو لیے جاتے ہین ملکہ نے کہا ارے کون کسکو لیے جاتا ہی کہا حضور ساربان زادہ عمرو دغا باز گلپوش کے کپڑے اُتار رہا ہی مہران یہ سُنکر جھلائی بڑی نازک مزاج ہی سحر العجائب اسکی بہت عزت کرتا ہی خود سحر کرکے چلی ۔ ان سے دیکھا عمرو گلپوش کے کپڑے اُتار رہا ہی برق کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی ۔ سب دم بدم پکارتا ہی اُستاد جلدی کیجیئے خواجہ فرماتے ہین ابے چلتے ہین مرا کیون جاتا آخر آسمان سے نعرہ ہوا باش او ساربان زادے عمرو نے سر اُٹھا کے دیکھا مہران آسمان سیر آتی ہی جا بجا گلیم اوڑھ لون اُسنے دہن سے سحر کیا زمین نے پاؤن خواجہ کے تھام لیے مہران اُترکر نیچے آئی گلپوش کو ہوشیار کیا اپنا زیور جو جسم پر نہ پایا پیٹنے لگی مہران نے کہا بوا خیر گذری مین وقت پر پہونچ گئی ساربان زادہ اسباب لیکر نکلا جاتا ابتر کپڑے اُتار رہا تھا دم بھر مین سر کاٹ کے بھیجتا ای گلپوش برق کو تو ہم یہان قید کرتے ہین اور کنیزین موجود ہین تم ساربان کو لیکر خدمت مین سحر العجائب و مصر الغرائب کے جاؤ گلپوش عمرو کی کمر مین پٹکا ڈالے اُڑی جبکہ دربار سحر العجائب و مصر الغرائب تخت پر بیٹھے ہین سب کا ذکر کر رہے ہین مصر الغرائب کہتا ہی بھائی بڑا کام کیا اب عیارون کی آمد شروع ہو گئی مجھے بڑا کام کیا بلکے برق کو گرفتار کر لیا یہ ذکر تھا کہ گلپوش آ پہونچی عمرو کو دیکھکر دونون شاہ اچھلنے لگے کہا ای گلپوش بڑا کام کیا عمرو کو کیسے پکڑا کہا حضور ملکۂ عالم نے خود گرفتار کیا ہی برق تو میرے سحر مین مبتلا ہی یہ پشتارہ باندھ کے باہر نکلا جاتا تھا میرا زیور اُتار لیا اگر ہو سکے تو میرا زیور دلوا دیجیے گا شاہون نے کہا ارے ہم تمکو موتیون کا زیور دینگے یہ ساربان زادہ ای طلسم کشا کا زور کم ہوا ہے لیکے آواز دی دیکھو تو اختر جادو کہان ہی لوگون نے کہا حضور کہین نہ بیٹھا رہا ہو گا خادم گئے اختر کو تلاش کر کے لائے گرُ اداس و پریشان سحر العجائب و مصر الغرائب نے کہا ای اختر تمکو آج بہت پریشان پاتے ہین عرض کی ای شہنشاہ کیا عرض کرون جو کچھ دل پر گذرتی ہی دل کا عجب حال ہی جی چاہتا ہے ایک ایک حسین کے پاس جاؤن یہ کہون نظم

ای رشک مہ چہرت فروزان نہ بہ گل — از خجل کند این تو بدین شکل و شمائل
پروانہ زبزم آمد و بلبل زگلستان — بر شمع عذار و گل رخسار تو مائل
بر عشق ہوس را کہ زدل رخ نہ نہد — بغل کند این رنگ ازان آئینہ زائل
ہر موے من از مہر تو در وجد و سماع ست — در عشق مرا بہر ز زمین نیست مسائل
یارم چہ کرم میکنی اسے مایۂ احسان — کو در گہ جود تو دستور کم کف سائل
از مہر تو خون در بدن خصم تو زرد — آئی چو تو در معرکہ شمشیر حمائل
ایمن نتوانند شد از بحر ہلاکت — گر اہل یقین از تو بجویند وسائل
در سایۂ مہر تو ظہیر ست کہ از لطف — ایمن کند ش مہر تو زان درجہ ہائل

پہ لگے رونے لگا ہر چند سحر العجائب نے پوچھا اختر نے کوئی وجہ نہ بتائی اور معرکہ یہ گذرا کہ مدت سے
ملکہ آفتاب پر عاشق تھا جب اسنے خبر پائی کہ ملکہ کل قتل ہو جاویگی رات کو پہونچا ملکہ کو چرا لایا ہر چند چاہا
کہ میرے قبضے میں آئے اسنے کہا میں تو مسلمان ہو چکی تمکو نہ قبول کرونگی اختر نے مجبور ہو کر ایک قصر میں
کہ جسکا حسینان فرنگ نام ہے اسمیں ایک مقام پر قید کیا اس قصر کا یہی حاکم ہے سحر العجائب نے
حکم دیا قصر حسینان فرنگ میں لیجا کر اسکو قید کرو جب طلسم کشا مقابلے میں ملکہ مہران کے پہونچیگا
تو اسکو اور برق کو دار پر کھینچیں گے اختر جادو خواجہ کو لیکر چلا کئی کوس اڑا ہوا گیا ایک مقام پر آکے
مائل بہ پستی ہوا عمرو نے دیکھا کہ ایک قصر کلان کئی درجے کا بنا ہے ہر درجہ اجالے پر لا کر اسنے عمرو کو قید کیا
عمرو چیخیں مار کر رونے لگے اختر نے پوچھا کیوں خواجہ کیوں روتے ہو کہا بھائی جس زیور کے واسطے
پکڑے گئے وہ زیور ہم دیویں ہمکو قید سے رہا کر دو حمزہ نے ہمکو مار مار کے بھیجا پیٹ کیواسطے چلے آئے
اختر سمجھا کہ زیور اس سے لوگوں پوچھیگا کہا خواجہ زیور کہاں عمرو نے کہا زنبیل میں رکھا ہے
اختر نے کہا خواجہ اتنا سا بٹوا اسمیں زیور کیونکر سمایا عمرو نے کہا یہ بٹوا کرامات ہے حضرت آدم کے
لیجانے ہمکو لا مکان کے دروازے چہار جانب سے بند ہیں سحر اتار لیں اس حجرے کی سیر کرا دوں
اختر سمجھا حقیقت میں دبلا پتلا تا تمبا کہاں بھاگ کے جائیگا گردن پکڑ کے دبا دونگا سحر اتارا
عمرو کے ہاتھ پاؤں کھولے خواجہ اٹھے کہا میں زنبیل دکھاتا ہوں ای اختر تمکو حیران و پریشان
بہت پاتا ہوں مجسے حال بیان کرو اختر کا دل بھرا ہوا تھا رونے لگا کہا خواجہ کیا کہوں اصل کیفیت یہ ہے نظم

بے مزہ ہو کر نمک کو بیوفا کہنے کو ہیں
کھل گئے زخموں کے منہ کسلئے برا کہنے کو ہیں

سب جفا جو اس ستمگر کے سوا کہنے کو ہیں
جسکو چرخ و مرگ کہتے ہیں سنا کہنے کو ہیں

نالہ ہی نکلے ہے گو ہم مدعا کہنے کو ہیں
لب نہیں کھلتے ہیں اب کیا جانے کیا کہنے کو ہیں

تیری تیغ و دشنہ کیوں لب پہ چھالے پڑ گئے
گرم خونی کا مرے کیا ماجرا کہنے کو ہیں

دوست کرتے ہیں ملامت غیر کرتے ہیں گلہ
کیا قیامت ہے مجھی کو سب برا کہنے کو ہیں

ترجمان التماس شوق ہے تغیر رنگ
جوں زبان شمع عاشق بے صدا کہنے کو ہیں

جلگیا دل تو بھی اٹھتا ہے دھواں سر سے کہ آج
مرثیہ ہم اس چراغ کشتہ کا کہنے کو ہیں

ایک ان کو تو زبان شعلہ دوزخ قرض دے
قصۂ تنہائے غم روز جزا کہنے کو ہیں

شکوہ حرف تلخ کا یا شور بختی کا گلہ
ہم جو کچھ کہنے کو ہیں سو بے مزہ کہنے کو ہیں

ہیں گلہ کرتا ہوں اپنا تو نہ سن غیروں کی بات
ہیں یہی کہنے کو وہ بھی اور کیا کہنے کو ہیں

دم نہیں آتے نہ آویں مرگ ظالم تو تو آ
ہاں لب شوق و تمنا مرحبا کہنے کو ہیں

غیر سے سرگوشیاں کر لیجیے پھر ہم بھی کچھ
آرزو ہائے دل رشک آشنا کہنے کو ہیں

تیغ غمزہ کو لگا لے جلد سنگ سرمہ پہ
حرف مطلب آرزو مند جفا کہنے کو ہیں

دیکھنا کس حال سے کس حال کو پہونچا دیا
بخت تیرے عاشقوں نکلے نارسا کہنے کو ہیں

ہو گئے نام بتاں سنتے ہی مومن بیقرار
ہم نہ کہتے تھے کہ حضرت پارسا کہنے کو ہیں

ای خواجہ کیا عرض کروں ملکہ آفتاب جادو جو بسبب کج بحثی کے قید ہوئیں مدت سے میری جان

اُسکے نام پر جاتی ہو شربت وصل سے محروم ہون کیا عرض کرون آجتک سیراب نہو ہوا تشنۂ زلال
وصال رہا اب خبر سنی کہ اُنکے دشمن قتل ہونگے یعنی پر تیر جانکیا کوشش کرکے مین رات کو یہ عیاقید سے
چھڑا لایا ہر چند منت خوشامد کی وہ آپ سے وحشی رام نہین ہوتی لاچار ہو کر مین نے اُسکو قید کیا
پھر یہان کیسے پہ چل رہی ہین عمرو نے کہا آخر کہان قید کیا ہم تو تمھارے دوست ہین اگر دیکھ پائین
تو راضی کر دین ہمارا تو یہ عمل ہمیشہ ہی بڑی بڑی بیہوشیون کو آوارہ کر دیا جو ساتھ ہے دون مین سیتی ہین ہم
اُن تک پہونچتے ہین وہ باتین کین اور راضی کر لیا اس طرح کی جو عمرو نے تقریر کی یہ دل مین سوچا کہ ایسا ہو
مین سامنا کراؤن یہ عیار ہی کچھ فتور برپا کرے عمرو نے دیکھا اختر کے پھر تیور پھرے عمرو نے باتین
کرتے کرتے کہا ای اختر دیکھو شہنشاہ ساحران آتے ہین جیسے ہی اختر پلٹا عمرو نے ایک خنجر مارا
کہ شکم چاک قصہ پاک ادھر تو اختر مر کر گرا زمین شق ہوئی کسی نے عمرو کو اندر زمین کے کھینچ لیا خواجہ
چیخ مار کے بیہوش ہوگئے عرصہ دراز کے بعد ہوش آیا دیکھا ایک زنگن سیاہ فام خواجہ عمرو کا
ہاتھ پکڑے کھڑی ہوئی کہتی ہے کیون او ساربان زادے تو نے دم دیکر اختر کو مارا اب ہوشیار ہو کہ تجکو
قتل کرون عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا ای ملکۂ عالم مین نے تو اختر کو نہین مارا وہ معشوق کی جدائی کے
رنج مین آپ گلا کاٹ کے مرگئے مین کہتا تھا کہ آپ کے معشوق کو راضی کر دونگا میرا کہنا نہ مانا اپنا
گلا کاٹ لیا مجھے آپ نے ناحق پکڑا زنگن نے کہا مین ان جھگڑون کو نہ مانونگی مجھے کچھ دے تو تیری
جان بچے عمرو نے کہا میرے پاس سب کچھ ہے زنگن نے کہا کہان رکھا ہے عمرو نے کہا میرے پاس
زنبیل ہے وہ ہی ہمہ وقت کفیل ہے آپ ملاحظہ فرمایئے زنگن نے کہا مین دیکھون مال کہان رکھا ہے
عمرو نے زنبیل کی چار گھنڈیان کھولین زنگن نے جھانککر دیکھا لاکھون روپئے کا مال جابجا رکھا ہے
ہزار ہا تاج جواہر اعلیٰ جابجا روپیون کے ڈھیر چار جانب قلعے بنے ہوئے اُن قلعون پر
لڑائیان ہو رہی ہین قلعے پر سے آواز آتی ہے دہائی ہے خواجہ عمرو کی ہم سے خراج نہین ہوسکتا
جو پہلوان پلٹ کیے ہوئے جاتا ہے وہ کہتا ہے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کا خراج دے باغات کے دروازے
جابجا کھلے ہوئے نازنینان مہ جبین باغ مین ٹہل رہی ہین ہر باغ پر جوش بہار عندلیبان خوشنوا
کی پکار چراغ لالہ جابجا روشن رشک بزم خوبان گلشن زنگن نے گھبرا کے کہا خواجہ تمھاری تو
بڑی عملداری ہے مین چار تاج لونگی عمرو نے کہا بے ایمانی نہ کیجیے ایک تاج لیجیے زنگن جھانکک
دیکھنے لگی عمرو نے مع ترددون مین ہاتھ دیکر زنگن کو زنبیل مین ڈال لیا زنگن جو گری چار طرف سے
کالی کالی لونڈیان دوڑ پڑین کہا ارے کپڑے اُتار ہمکو حساب دینا پڑیگا زنگن سحر یاد کرتی ہے
سحر فراموش دریاے حیرت کا جوش ایک طرف سے دیکھا ہزار ہا مزدور چلے آتے ہین ٹوکریان
مٹی کی اُنکے سرون پر ایک بیٹھا تھا ذرا مزدور رکا اور سونٹا اُسکے چوتڑون پر پڑا اتاپ کر گیا
بی زنگن کے بھی سر پر ٹوکری مٹی کی رکھدی زنگن چیختی ہے بیٹھی ہے پیٹنے کہا حرامزادی شام کو
ہمکو حساب دینا پڑیگا دو پہر سے آئی ہے کام دن بھر کا کرنا پڑیگا زنگن حیران و پریشان ہے
خواجہ عمرو زنگن کو زنبیل مین ڈالکر ایک جانب چلے قصر وسیع عمارتین ہر طرف رفیع نظر آئین کہ
کان مین آواز رونے کی آئی آواز آتی ہے ای خالق کارساز و ای بندہ نواز و ای خداے تادیہ

اس کنیز کے حال پر رحم کر اس بلا سے مجھے نجات دے نظم

دیدہ در جوش محبت ہست گریان الغیاث ز آتش پر سوز ہجرت سینہ بریان الغیاث
وحشتم آوارہ میسازد بہر شہر و دیار میکشد دیوانگی سوے بیابان الغیاث
رہزنان در راہ عرفان ہر زمان استادہ اند شہوت و حرص و ہوا و نفس و شیطان الغیاث
دشمن جان است ہر کس اندرین دنیاے دون نیست غیر از ذات تو دیگر نگہبان الغیاث
بہر دنیا ہست لاحق این دل طماع را اضطراب و حیرت و افسوس و ارمان الغیاث
سیر و سیح نفس بگرد ہر زمان از راہ راست الغیاث ای رہنماے راہ عرفان الغیاث
از رہ لطف و کرم ہندی خدا دادش دہد میکند ہر کسکہ بر دربار یزدان الغیاث

عمرو اس صدا پر کئی کوٹھریان طے کر کے گئے صحن میں حیران کھڑے ہیں کہ میں نے اختر کو مار ازغن کو زنبیل میں ڈالا اس قصر وسیع سے کیونکر نکلنا ہوگا اسی پریشانی میں خواجہ جاتے ہیں کہ ایک مقر تاریک و تنگ میں پہونچے عمرو نے فتیلہ عیاری روشن کیا دیکھا ایک نازنین مہ جبین پری پیکر ترشلار تسکین قلب عاشقان لیکن گریان و نالان سر خم لبون پر دم بیٹھی رو رہی ہی اور خداے نادیدہ کا نام لیکر دعائیں مانگتی ہی عمرو نے قریب جا کر کہا ای شہنشاہ اقلیم خوبی و ای رنگ دلربے گلشن محبوبی تو کون ہی آخر دنیا کیا باعث ہی کیون اسقدر پریشان ہی تمھین کس ظالم نے قید کیا تمھارے حال پر رحم نہ آیا وہ نازنین رونے لگی کہا ای شخص کیا حال مجھ بد نصیب کا پوچھتا ہی مجھکو آفتاب شعلہ مزاج کہتے ہین سحر و ساحری خوب حاصل کی لیکن تقدیر کے لکھے کو نہ دیکھا مجھے خواب مین ایک بزرگ نے فرمایا کہ خواجہ عمرو تجکو آکر رہا کرینگے مین حیران ہون کہ ابتک خواجہ مجھ تک نہین آئے عمرو نے کہا ای آفتاب صاحبقران تمھارے واسطے بیقرار ہین دربار ملکہ مہران کا مین نے لوٹ لیا مگر برق فرنگی قید ہوا مین بھی قید ہوا اختر جادو مجھکو لیکر اس قصر مین آیا مین نے اختر کو مار ازغن کو زنبیل مین رکھ لیا اب یہانتک پہونچا جسکو تم یاد کرتی ہو مین وہی غلام ہون تمھاری تلاش مین یہانتک پہونچا ملکہ آفتاب نے کہا خواجہ تمھین خدا سلامت رکھے کہ آپ یہانتک پہونچے عمرو نے زبان سے آفتاب شعلہ مزاج کے دشمن نکالا سوزن نکلتے ہی ملکہ آفتاب اپنے مقام سے اٹھین کہا خواجہ یہ قصر حسینان فرنگ کہلاتا ہی اب آپ الگ الگ چلین جا بجا عورتون سے مقابلے پڑینگے آپ الگ الگ رہیے یہ کہکے آفتاب نے سحر کیا قصر گرا کر سامنے سے دیکھا تین سو عورتین سامنے بیٹھے ہوے گہرین بندھی ہوئین تو بیان بڑی بڑی ہنسین آفتاب کو دیکھ کر دور مین آواز دی تجھے کشتہ رہ گیا خواجہ عمرو گلیم اوڑھکر کنارے ہو لئے آفتاب نے سورج مکھی پھینکا چاہا اس نازنین افسر پر سایہ ڈالون تو نے ایک چیخ ماری اور کہا کہ الٹ حساب لینا ایک شعلہ بھڑک کر گرا آفتاب لڑکھڑا کر گری وہ افسرہ بڑھی کہ آفتاب کا سر کاٹ لون آفتاب لا بیقراری پکار رہی ہو خواجہ کہان گئے جیسے ہی وہ افسرہ بڑھی عمرو نے سر سے گوپھن کھینچ لا سوا پاؤ سیر کا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ کلے گوپھن مین دیکر آواز دی او سمہ ہوشیار ہو جا افسرہ ملٹی عمرو نے پتھر مارا کہ اسکا سر پھٹا آفتاب کوک کر اٹھی آواز دی خواجہ بڑا کام کیا اس ملعون نے قیامت کا

سمجھ گیا تھا مرنے سے اس عورت کے کئی قصر گرے اینٹون کے جابجا انبار زمین سے دھوان نکل رہا ہے
آفتاب نے کہا خواجہ یہان سے بھاگو کوئی آفت آیا چاہتی ہے آفتاب آسمان پر چلتی ہوئی خواجہ
علیم اوڑھے سایہ آفتاب مین جاتے ہین کہ سامنے سے ایک انگریز گٹ پٹ کرتا ہوا آتا ہے للکارتا ہوا
کہ او آفتاب غضب کیا مس جولیٹ کو مارا اب کہان جائیگی یہ کہکے جیب سے ایک ادھا نکالا
آفتاب پر کھینچ مارا قطرے شراب کے جو آفتاب پر پڑے بدن سے شعلے نکلنے لگے ملکہ
لڑکھڑا کر گری پہلو سے نعرہ ہوا منم مس جولیٹ صاحب بہادر کہان جاتی ہے مجھے کون قتل کرسکتا ہے
مین نکل آئی اس میم کو دیکھکر انگریز خوش ہو گیا وہ نازنین قریب پہونچی کہا ارے آفتاب کو کیون جلاتا ہے
یہ باتین کرتی ہوئی قریب پہونچی پیٹ سے خنجر مارا انگریز لڑکھڑا کے گرا آفتاب پر پانی گرا شعلے
آگ کے موقوف ہوئے آفتاب نے کہا خواجہ تمکو تمنے جان بچائی یہ سب ظالم طلسم کے
جھگڑے تھے اس قصر کو عالمان مذہب سامری نے بنایا تھا عجائب و غرائب سے طلسم کو معمور کر دیا
بڑی بڑی بلائین اسمین بھری ہین بچنا بہت مشکل ہے مگر آپ نے بڑا کمال کیا خواجہ نے
کہا ای آفتاب ابھی کوہ عجائب و غرائب پر لشکر کشی باقی ہے آفتاب تھرا گئی کہا خواجہ
کوہ عجائب و غرائب پر بڑے مجمع ہین اس قصر سے نکلے خواجہ زمین کا راستہ طے کرتے ہوئے
جاتے ہین کہ ایک مقام سے زمین شق ہوئی زمین سے فوارہ نکلنے لگا اسقدر پانی برسا کہ زمین
پانی سے معمور ہو گئی آفتاب شعلہ بنکر چلی پانی کو مٹایا پانی کا نکلنا زمین سے موقوف ہوا اب
آفتاب نے خواجہ کی کمر مین پنجہ دیا لیکر بلند ہوئی جابجا اینٹین پڑی ہین جو مکان گرے ہین
انھین سے آواز ہیبتناک آتی ہے یہی غل ہو رہا ہے کہ آفتاب جاتی ہے عمرو لیے جاتا ہے کئی ساحر
مارے گئے ارے اسکو کوئی روکے آفتاب نے آگ برسادی مکان مین آگ لگ گئی جب وہ
مکان جلا تب آوازین مہیب موقوف ہوئین خواجہ کو لیے ہوئے آفتاب ایک صحرا مین آئی
چند قدم چلی تھی دیکھا کہ چند غول غولون کے چلے آتے ہین غولون نے آکر ملکہ آفتاب خواجہ کو
گھیرا آفتاب لڑنے لگی خواجہ نے دیکھا غول پیچھا نہین چھوڑتے ہین زنبیل سے منقے نکالے
پھینکے وہ منقے غولون نے کھائے کھاتے ہی بیہوش ہوئے بیہوش ہو کر گرے عمرو نے سب کے سر کاٹے
آفتاب نے کہا خواجہ یہ تمنے بڑا کام کیا یہ غولان مجہول دور تک پیچھا نہ چھوڑتے مرنے غولان بیابانی
کے چند درخت چلے اب دیکھا سامنے لشکر مہران آسمان سیر معلوم ہوتا ہے آفتاب نے کہا
خواجہ مین جاکر برق کو رہا کرتی ہون وہ سامنے جو خیمہ سیاہ معلوم ہوتا ہے جسکے گرد کنیزین بیٹھی ہین
اسی مین برق فرنگی قید ہے آپ کنارے ہو جیے مین اسے جاکر نکالتی ہون یہ کہکر غرق زمین ہوئی
جہان برق قید تھا وہان جاکر نکلی دیکھا برق بند کا پڑا ہے اپنے حال زار کو دیکھکر تڑپ رہا ہے
پکار رہا ہے ای خالق بے نیاز اس آفت سے نجات دے عجب بلا مین پھنسا ہون نہ ہاتھ مین
طاقت نہ آنکھون مین بصارت ہر وقت تیری اطاعت مین ہون حقیقت مین یہ کیفیت ہے نظم

نباشد غیر ذات حق دگر کس در جہان وارث
بہر زیر و بہ بالا بس بہر ملک و مکان وارث

کہ بعد از نقل ہر اہل مکان گردد ہمان وارث
بہر خانہ مکان دارد بہر یک خاندان وارث

بهر ملک دہر کشور بہر شہر و بہر قصبہ — خدائے انس و جان ملک خداوند جہان وارث
سگے مالک بستی و سگے درختی حاکم — سگے اندر زمین فرماز داؤ در زمان وارث
خدائے بادشاہی ذوالجلال لے حی و قیومی — بدل حاضر نہان ناظر نشان ملک عیان وارث
بدست خویش کن صرف ای غنی گنجینۂ زر را — کند برباد ورنہ بعد تو در یکزمان وارث
نہ شہر ماند با قلیم شہنشاہی نہ شہزادہ — نہ این مالک بود بر مسند دولت نہ آن وارث
بدار آخرت بفرست گنج مال و دولت را — کہ بعد از تو گنجینہ شیابد زان نشان وارث
جواز ملک جہان سعدی و جامی رخت بر بستند — باقلیم سخن شد ہندئی اہل زبان وارث

تڑپ تڑپ کے دعا مین مانگ رہا ہو کہ آفتاب نے برق پر سے سحر اتارا اتھ پاؤن درست ہوگئے ملکہ نے کہا ای برق فرنگی استاد تمھارے ضعیفہ سنے ہوئے باجے بجہ رہے ہین مین تمھین رہا کرنے آئی ہون یہ کہکے برق کی کمر مین پنجہ دیا اول سحر کیا کہ مجکو کوئی نہ دیکھے یہ سوچ کے اڑی برق فرنگی کو لیکر بلند ہوئی صحرا مین لاکر برق کو اتارا خواجہ بھی اُسی مقام پر آئے آفتاب نے کہا خواجہ خدا حافظ و ناصر ہم رخصت ہوتے ہین خواجہ نے کہا ملکہ لشکر مین چلو آفتاب نے کہا خواجہ مین کیا تمھارے لشکر مین جاؤن مجکو شرم آتی ہو جب مجھسے کوئی کارنمایان سرزد ہو گا تو حاضر ہونگی عمرو نے کہا ای ملکہ عالم تجدا جب تمھاری گرفتاری کی خبر پہونچی تھی تو صاحبقران نے بتاکید مجھسے فرمایا تھا کہ خواجہ حسن عرب نے ملکہ کو جاکر رہا کر دو برق فرنگی افتخار جادو بنکر آیا مین بھی پہونچا صبح کو خبر پائی کہ آپ کو کوئی لیگیا خیال مین آیا کہ دربار اسکا لوٹ لین دربار مہران آسمان سیر کا لوٹا اُسی مین گرفتار ہو گئے صاحبقران تمکو طلب فرماتے ہین آپ چلیے آفتاب نے کہا خواجہ ہم کوہ عجائب و غرائب ملاقات کرینگے جب مجھسے کوئی خیر خواہی ہو گی تب حاضر خدمت صاحبقران زمان ہونگے عمرو ملکہ سے باتین کر رہا ہو قضائے کار ملک اخضر و زنار صلاح کرتے ہوئے صحرا مین آ نکلے ہین عمرو کو جو اخضر نے دیکھا دوڑ پڑا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری صاحبقران زمان آپ کے واسطے بہت بیقرار ہین اور یہ بھی فرماتے ہین کہ آفتاب کا غائب ہونا مجپر بہت شاق ہوا عمرو نے کہا ملکہ آفتاب موجود ہین گر دنا جانے مین انکار رکھتی ہین اتنے اخضر نے آواز دی کئی سو ساحر آ گئے ملکہ کو طاؤس پر سوار کر کے باعزاز و اکرام لیکر طرف لشکر صاحبقران کے چلے صاحبقران دربارگاہ پر جلوہ فرما ہین کہ خبر پہنچی ملکہ آفتاب کو لیے ہوئے ملک اخضر آتے ہین صاحبقران سُن چکے ہین کہ آفتاب جادو سلیل ہو دربار مین سحر العجائب کے بڑی آبرو رکھتی ہو خود کنارے تک لشکر کے آئے دیکھا کہ آفتاب جادو کو اخضر و زنار گھیرے ہوئے طاؤس کو دوڑائے لیے ہوئے آتے ہین صاحبقران نے پکار کر آواز دی ای ملکہ ہم تمھارے مشتاق تھے ملکہ طاؤس پر سے کود پڑین صاحبقران کو جھککر سلام کیا امیر نے ایک معشوق پریچہرہ کو دیکھا نہایت پسند فرمایا سر جھکا لیا ملکہ زنار جادو واقف کار ان طلسم سے موجود تھی ملکہ آفتاب بھی رازدار ان شہنشاہ طلسم سے ہو عرض کی کہ ای شہریار حقیقت مین شاہان طلسم نے اہالیان دربند کو طلب کر لیا بت خونریز کو نامہ پہونچیا وہان تیاریان ہو رہی ہین راہ کے تمام ساحر آپ کے انتظار مین ہین اب حضور جلدی کرین ایسا نہو

ہزح ساحران بہت ہو جائے تو حضور کو مشکل پڑیگی اب حضور جلد سفر کرین امیر نے فرمایا منہاج گرہ پیشانی
مقابلے مین فروکش ہی اس سے مقابلہ پڑیگا منہاج اپنی بارگاہ مین اترا ہوا ہی اسکو آمد ملکہ آفتاب
کی خبر پہونچی تردد مین بیٹھا تھا کہ اتنے مین افتخار جادو آکر پہونچا کہا ای منہاج گرہ پیشانی مجکو حکم شہنشاہی
ہی کہ جاکر منہاج گرہ پیشانی کی مدد کر طبل جنگی بجوا دو مین کل میدان مین بجھولونگا امیر اپنی بارگاہ مین
بیٹھے ہین کہ صداے طبل جنگی کان مین پہونچی ہرکارون نے آکر بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ اسکے
مدد منہاج کو افتخار جادو آیا ہی اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی عیارون پر بڑا غصہ کر رہا ہی امیر نے فرمایا
ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے برق فرنگی نے جو سنا کہ وہی افتخار جادو ہے
جسکو مین نے بیہوش کیا تھا اگر اسکو قتل کرڈالتا یہ آفت کاہیکو ہوتی یہ سوچکر نکلا لشکر مین
منہاج کے آیا دیکھا افتخار کی بارگاہ استادہ ہی کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا آفتاب
کی شکل بنکر چلا قریب بارگاہ افتخار کے پہونچا افتخار کو ملازمون نے خبر دی ملکہ آفتاب جادو
آتی ہین افتخار مرتبے سے بخوبی آگاہ ہی جانتا ہی کہ آفتاب چرخ فصاحت کی ماہ ہی واسطے
استقبال کے نکل آیا نگاہ پڑی کہ آفتاب شرمائی ہوئی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے آتی ہے
افتخار نے کہا ای ملکہ عالم کیونکر اتفاق آنیکا ہوا کہا ای افتخار اپنی کج بختی پر شرمندہ ہین کہ بہنے
ملکہ سے کیون تکرار کی جسکا انجام یہ ہوا کہ لشکر صاحبقران مین پہونچے صاحبقران نے میری
آبروشکنی کی مجکو نہایت ناگوار ہوا مین نے کہا افتخار کے ذریعے سے اپنی صفائی کرین اگر ہوسکے
تو ہمکو شاہان طلسم سے ملوا دو اُنکی زوجہ ہماری خطا معاف کرین افتخار نے کہا مین آنکھون سے
ہیلونگا یہ کہکے اپنی بارگاہ مین لایا مسند پر بٹھایا کہ ای ملکہ عالم مین چلکر صفائی کرا دونگا ملکہ نقلی نے
کہا مین بھی صفائی کر دونگی ای افتخار مین کل سے لشکر صاحبقران مین آئی آب و دانہ ترک رکھا
ایک جام شراب تو منگواؤ افتخار نے گلابی اُٹھاکے سامنے رکھی برق فرنگی نے جام بھرکے
کہا لو برادر پیو افتخار جادو تو عاشق ہو رہا ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی جام پی کے جو نشہ ہوا
کہا ای ملکہ عالم ذرا اس گلابی کو ملاحظہ فرمائیے کیا عمدہ شراب ہی بموجب غزل الظم

خم ذرا سے بھرا نہ وہ شراب شیشے مین
یقین ہو ذرون کو ہی آفتاب شیشے مین

ہنوز ہے لبی ساغر شراب شیشے مین
ہنوز باقی ہی اپنا حساب شیشے مین

وہ مہر زا مش آنکے شاید ای ساقی
شراب چیدہ رہے انتخاب شیشے مین

ہمارے گھر مین ہی شب کو بھی روشنی دن کی
کرم سے ساقی کے ہی آفتاب شیشے مین

دران مین مرغ چمن سبکدے کے ساکن ہین
بہار رکھتی ہی گلگون شراب شیشے مین

نہ لال نوش ہون مین مست دور مین سے
رہیگی درد کی مٹی خراب شیشے مین

وہ پیرہن مین ترے رنگ سرخ کو دیکھے
بھرا نہ دیکھا ہو جسنے شہاب شیشے مین

کھلی ہی چاندنی می پیجیے تو موقع ہے
طلوع ماہ ہی اور آفتاب شیشے مین

ہرا یک مست کی ہو حق ہی نالہ بلبل
شراب شیشے مین ہی یا گلاب شیشے مین

نہ جانے رکھتے ہین ساقی اگر دیا چاہے
سوال کا ہی ہمارے جواب شیشے مین

سفید مو ہوئے ترک قدح کشی کیجے	حوض شراب کے ہوئے خضاب شیشے میں
یہ جیسے نشے میں ہو دیگی بیجا حرکت	شراب پیجئے جب تک کباب سینے میں
وہ ترک آئے تو دروازے میں اپنے حاضر ہی	کباب سینے میں آتش شراب شیشے میں

برق فرنگی نے جھپٹ کر جام شراب لیا کہا او صاحب یہ تحسین تو دیوان کے دیوان یاد ہین برق
نے جام افتخار کو پلا یا پیتے ہی افتخار گھبرایا کہا ملکہ عالم میرے کلیجے مین آگ لگ گئی برق نے کہا
ذرا ٹہلیے جیسے ٹہلنے کو اٹھا بیہوشی سے طمانچہ مارا دھم سے گرا برق نے خنجر مارا شکم چاک
قفس پاک خیمہ جلنے لگا آندھی سیاہ اٹھی سنگباری برفباری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام مین
افتخار جادو بود منہاج گرہ پیشانی اپنی بارگاہ مین مہیا بیٹھا تھا یک بیک شور بلند ہوا باہر نکل آیا
دیکھا افتخار جادو کا خیمہ جل رہا ہی آوازین مختلف آرہی ہین لشکر سے ساحران بھاگا جاتا ہے
ہر ایک کی زبان پر یہی ذکر ہی کہ یارو کسی نے افتخار جادو کو قتل کیا جو مسلمانون کے مقابلے
مین آئیگا وہ نہین مارا جائیگا منہاج گرہ پیشانی نے دیکھا اب مجھے مقابلہ پڑیگا مین حمزہ سے
نہ لڑ سکونگا یہ سوچ کر لشکر تیار کیا طرف بھاگ کے جا گا ہیچکہ صاحبقران زمان اُٹھے
برق فرنگی نے آکر سلام کیا عرض کی حضور افتخار جادو مارا گیا اور منہاج گرہ پیشانی سب
بھاگ گیا اب تو میدان پاک ہوا کہ مالک افسر آکر حاضر ہوا عرض کی ای شہریار مبارک ہو
کہ مہتر برق فرنگی نے جاکر افتخار جادو کو مار کیسا کارنمایان کیا اب سرکار تیاری کرین کیا
حضور صاحب اقبال ہین کہ ملکہ آفتاب شعلہ مزاج آپ کی شریک ہو مین اگر یہ شریک نہ ہوتین
تو اُدھر کے راستے تا بہ کوہ عجائب و غرائب سب خراب ہین پہونچنا مشکل ہوتا اب ملکہ آفتاب
رہبری کرینگی پہونچ کوہ عجائب و غرائب لوح کا پتہ ملیگا صاحبقران نے فرمایا لشکر
تیار کرو لشکر ساحران سات لاکھ کا بارہ ہزار ملکہ زنار و ملکہ فیروزہ و آفتاب شعلہ مزاج
دلالہ عذار و ملکہ ماہ رخسار بسبب سرداران فوج ساحران ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
نے صاحبقران زمان سلام کیا عرض کی ای شہریار لشکر ساتھ ہی بد ذکا ساتھ لاکھ کا لشکر ساحران
جمع ہوا اب کوہ عجائب و غرائب پر مقابلہ پڑیگا بہت خونریز دہان کا حاکم ہا ہے روز گار ہے
صاحبقران نے غیر ساحر سپرد بہرام سے کوچ کرکے شتاب نکو راہ مین مقیم ہیے ذکر اسکا
وقت پر تحریر کیا جاویگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ حیرت جادو کہ نعمان ساحرہ کو اسپنے ساتھ لیکر
عقاب ابر سوار سے جدا ہو مین پہونچنا بسر طلسم ہوشربا و مقابلہ وہاں

باقی حالات متعلقہ داستان ہذا - مخمس - سوشن ساقی نامہ

حیرت گل ہی بہ یک دن جنون بانا سر رہا [illegible] | [illegible] | [illegible]
[illegible] رکھو مری مرے [illegible] | [illegible] | جوہر من [illegible] | ہے بہار اپنے سامان [illegible]

لب خورشید عیش جاری دیکھینگے | صاف آب گہر دندان کی تری دیکھینگے | اس طرح سے تری ہم جلوہ گری دیکھینگے
سر جھکا کے تجھے اے رشک پری دیکھینگے | حشر کو ہو نکلے جب دیدۂ انسان سر پر

اے پری دام بلا کاٹتے ہیں عشاق سے | خم ہر مو میں ہیں کاکل کے ہزاروں پھندے | ذرہ ہر جنجال میں کیا الجھیں کہیں پیچ اسکے
دام کاکل میں نہ مچھلی لٹ رنگین کے پھنسے | ہاتھ یوں رکھے نہ بیٹھا کرو جانان سر پر

پیچ میں کاکل پیچان کے جو دل الجھا ہے | روز روشن مری نظروں میں شب یلدا ہے | پیچ در پیچ خدا جانے یہ الفت کیا ہے
بال بال اپنا گرفتار بلا رہتا ہے | روز لاتی ہے بلا زلف پریشان سر پر

رحم کر رحم خدا کے لیے اے ظلم شعار | چار دن کے لیے ہو آنے دے سوے گلزار | پھر یہی کنج قفس پھر وہی ہم آخر کار
آ پہنچنے دے وقت خزان چھوڑ دے آئی ہے بہار | لے لے صیاد ستم رکھ دے گلستان سر پر

سلسلہ گیسو کے پیچان میں پھرا شام و سحر | دل سے قسمت نہ ملی راہ جو نکلے باہر | ہو گئی عمر دو روزہ اسی چکر میں بسر
جا کے دل پھر الجھا راہ نہ آیا پھر کر | کوچہ زلف ہے یا بھول بھلیان سر پر

ملک ہجر کی شب بچ گئی اب جان مری | آ گئی تھی کاکل بلا دور ہوئی دور ہوئی | نقش عامل کی بھی تاثیر نہ ہوگی ایسی
اک پری کے اثر نقش قدم سے جاتی | آ گئی تھی جو بلائے شب ہجران سر پر

ہفت اقلیم جنون اب ہے مرے زیر نگین | کون سی بات میں یاں شوکت شاہانہ نہیں | سر پہ یہ داغ جنون تاج سے بہتر ہے کہیں
غیرت تخت ہے یہ خاک نشینوں کو زمین | صورت چتر ہے یہ گنبد گردان سر پر

رنگ جمنے لے فلک پیر نے کیسے کیسے | گل شگفتہ چمن دہر میں کیا کیا نہ ہوئے | پاؤں پھیلا کے نکلے زندان سے نہ باہر نکلے
مرت قید اسیران گلشن کیا سمجھے | اہل کے سو بار گرے تختہ زندان سر پر

زندگی میں کبھی آرام نہ میں نے پایا | عمر بھر کوہ غم و درد و الم سر پہ رہا | اب عدم کو بھی زمین ہو کے سبکدوش چلا
ہوں وہ مزدور کہ سر گز نہ ہوا ہیچکارا | لے چلا بار غم فرقت یاران سر پر

کون میں احسان کسی کا یہ نہیں میری خو | دور ہو تو ہی کیوں ابر ہمیں آیا کہ دو | دھوپ میں گر نہیں سایہ یہ جو مرے سر پہ نہ ہو
ناتوانی نے کیا ایسا خمیدہ مجھکو | زیر پا چاک گریبان ہے تو دامان سر پر

آتش بھی جا کے زلیخا ہی با درد و بکا | قید میں یوں شوق میرے عرض ادا | تاج سر اپنا بنا دوں جو ہے سر دردا
قید یوسف تھا جہاں جا کے زلیخا نے کہا | اٹھ سکے تو میں اٹھا لوں ابھی زندان سر پر

کیا کہے آپ سے کیوں آج ہو موجد دلگیر | عشق شرکان میں بھی کھاتے تھے ناوک تقدیر | لیس کی تو ہے بدن قتل پہ تھا صورت تیر
یاد ابرو میں ہوا سر گریبان ہو وز | آ گیا کھینچ کے تلوار گریبان سر پر

پھر وہ رہروان منازل ہوشربا و طے کنندگان مراحل لطف و عطا داستان حیرت بیان ملکہ حیرت جادو کو یون زیب گوش سامعان و بہوش کرتے ہیں

اشعار

درین زیر پردۂ آسمان | درین پردہ آواز نام حزین
سخن سنج و دانائے شیرین مقال | چنین میںنگارد ز کلک خیال

معنی فنا سنے کہ آمد بیان باحوال جم یا باحوال کی داستان شوکت بیان ملکہ حیرت جادو کی یہانتک تحریر ہوئی ناظرین کو یاد ہوگا کہ ملکہ نعمان جادو اگر ملکہ حیرت جادو کی شریک ہوئی ہیں عرض کی کنیز وعدہ کرتی ہے کہ طلسم ہوشربا چل کیجیے سرقاتل شہنشاہ افراسیاب مجھے بیجیے اگر صاحبقران زمان کو دیوانہ کرکے نہ مارا تو میرا نام نعمان جادو نہ پایا ملکہ حیرت

چونکہ عقاب ابر سوار سے جدا ہو چکی ہیں لاچار و مجبور تخت پر سوار ہوئین نعمان جادو منتظم لشکر سے
بعید کرد و زوف طلسم ہوشربا کے چلین جب شہنشاہ لاچین جادو قلعۂ ہوشربا کے نکلے
اوہار برفبار جادو اسکو طرف سے اپنے حاکم کیا تھا کہ یہ سحر کرتا ہی بعد جانے شہنشاہ کے یہ بھی آسنے
خبر سُنی کہ شہنشاہ لاچین جا کر طلسم نور افشان مین قید ہوئے اوہار برفبار نے قلعے کو آراستہ و
پیراستہ کیا بیٹھا ہوا ہی کہ دیکھا صحرا سے گرد عظیم اُڑی ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ملکہ حیرت جادو
تین لاکہ ساحرون کی جمعیت سے براے تسخیر قلعۂ ہوشربا آپہونچین یہ سُنتی ہی اوہار برفبار نے
بارہ ہزار ساحران نامدار براے مقابلہ ملکہ حیرت جادو جمع کئے قلعے پر توپین سحر کی لگا دین اور
خندق قلعے کی آتش سحر سے معمور کر دی انتظار کرنے لگا کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ملکہ حیرت جادو
تخت پر نعمان جادو انتظام لشکر کرتی ہوئی تین لاکہ ساحرون سے سامنے قلعے کے اُتری نعمان جادو
نے اوہار جادو کو اُسی وقت نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اوہار جادو آکر خدمت مین ملکہ حیرت جادو
کے حاضر ہو ورنہ کل صبح کو قیامت برپا کر دونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اوہار نے جواب اُس
نامے کا لکھا کہ ہماری جانب سے ملکہ حیرت جادو سے عرض کرو کہ یہ قلعہ بے وارث ہی مین ایک
ادنی ملازم شہنشاہ لاچین ہون اگر شہنشاہ مجکو نامہ لکھین تو مین قلعہ خالی کر دون ورنہ آپ کو
اختیار ہی جیسا مناسب ہو کیجیے ملکہ حیرت جب بارگاہ مین آکر بیٹھین تو ایک کنیز موسوم بہ سنجاب
ہنستی ہوئی سامنے ملکہ حیرت جادو کے آئی کہا واری کنیز کے نزدیک تو یہ بہتر و مناسب ہے
کہ ستے قلعے پر یورش نہ کیجیے صاحبقران عالیشان طرف طلسم نور افشان کے گئے ہین چلکر
صاحبقران اور خواجہ عمرو کو قتل کیجیے یا اُنکا زبان لائیے یہ قلعے کو خالی کر دیگا اُس وقت
اگر سرکشی کرے تو البتہ لائق قتل ہی ملکہ حیرت جادو نے جو نگاہ سے نگاہ لڑائی آنکھون سے
چالاک کو پہچانا کہا آپ مہربانی فرمائیے آپ کچھ اسمین نہ کہیے آپ کو ان مقدمات مین کیا دخل
ہی بس خاموش رہیے یہ سُنکر چالاک کنارے ہوا ملکہ حیرت نے اُسی وقت حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے اوہار جادو کو خبر پہونچائی اوہار
نے کہا صاحبو مین تو عذر کر چکا کہ مین ملکہ حیرت جادو کا مقابلہ نہین کر سکتا اُنھین زبردستی
منظور ہی تو مین مجبور و لاچار ہون چالاک بن عمرو نے جو دیکھا کہ صبح کو سب مسلمان بیگناہ
قتل ہونگے بیتاب ہو گیا رات کو خیمۂ نعمان سیر نگ ساز مین آیا نعمان کو بیہوش کیا پشتارہ
باندھ کر لے بھاگا اپنے کو قلعۂ اوہار مین پہونچایا اوہار جادو سے کہا اول تو اسے لیجیے
کل صبح کو جب یورش ہووے تو اس نعمان کو زیر تیغ بٹھا دیجیے گا اور حکم قتل دیجیے گا اور ملکہ
حیرت جادو سے کہیے گا کہ لوٹ جاؤ ورنہ ہم اسکو قتل کرینگے اپنے سردار کے خوف جان سے فوراً
پلٹ جاینگی اور قصد سرکشی نہ کرینگی اوہار نے نعمان جادو کو لیکر قید کیا حیرت جادو جو صبح کو
بیدار ہوئین خبر پہونچی کہ نعمان کو اہالیان قلعہ نے چھڑا لیا ملکہ حیرت کو یہ سُنکر بڑا غصہ آیا طاؤس پر
سوار ہوئین سامنے قلعے کے آئین بقہر و غضب پکار کر آواز دی کہ اوہار نمک حرام غضب کیا
خوف نہ آیا ہماری مصاحب کو چھڑوا لیا اوہار جادو نے جواب دیا اے ملکۂ عالم میں بیگناہ

طلسم ہوشربا کی زوجہ ساحرہ کیا مین آپ کے مقابلے کے لایق نہین ہون اگر آپ یہان تشریف لاینگی
قصد کرینگی مین نعمان جادو کو قتل کرونگا ملکہ حیرت جادو وہانسے رنجیدہ و کبیدہ اٹھین کنیزون
سے فرمایا کہ ذرا جاکر چالاک کو تو ڈھونڈھو ایک کنیز اٹھی اُسنے عرض کی واری چالاک
آپ کے سامنے آتے ڈرتا ہی جو حکم دیجیے مین اُس سے جا کہدون ملکہ حیرت نے پہچانکر ہاتھ پکڑ لیا
کنیزون سے کہا تم سب ہٹ جاؤ جب کنیزین ہٹگئین حیرت نے کہا کیون چالاک مین جانتی ہون یہ
آفت تمھنے برپا کی او ہار جادو کی کیا لیاقت تھی چالاک قدمون پر گر پڑا کہا ملکہ عالم اس قلعے پر
آپ دست انداز نہون صاحبقران عالیشان طرف طلسم نور افشان کے جاتے ہین اُنکو جاکر
روکیے اور مقابلہ کیجیے مین او ہار سے کہکر نعمان جادو کو دلوا دون یہ کیونکر مجھکو گوارا ہو کہ
صدہا بندگان خدا بیگناہ قتل ہون اور مین اپنی آنکھ سے دیکھون حضور خطا معاف فرمائین
اب طلسم ہوشربا کے عجائب و غرائب سب فتح ہوگئے اب صرف ایک قلعہ باقی ہی اسپر آپ
قبضہ کرکے کیا کیجیے گا یقین ہی کہ جب جاکر تخت پر بیٹھیے گا تو قلب کو بندگان عالی کے صدمہ ہوگا
یا تو وہ سلطنت تھی کہ اٹھارہ سو ملک سے خراج آتا تھا بڑے بڑے شاہان اولوالعزم آپکے
نام سے خائف تھے اب کسی ملک سے خراج نہین آتا ہی کیسا ملال ہوگا اس طرح چالاک نے ملکہ
حیرت کو سمجھایا کہ حیرت جادو نے کہا تم جاکر نعمان کو رہا کرادو ہم قلعے کو چھوڑ دینگے چالاک
نے کہا انشاءاللہ کل مین نعمان جادو کو حاضر کرونگا چالاک کنارے ہوا ملکہ حیرت جادو
تخت پر آکے بیٹھین صبح کا وقت ہی ملکہ حیرت بیٹھی ہین پردے بارگاہ کے اُٹھے ہین کہ دیکھا صحرا
سے گرد اُڑی افغان بلند قامت ایک پہلوان تین لاکھ فوج سے دریاے نیل پر اسنے
شکست کھائی تھی ناظرین والا تمکین کو بخوبی یاد ہوگا اشکال زرین علم کے ساتھ یہ پہلوان تھا
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے ہاتھ سے زخمی ہوکر نکلا تھا فتح کرتا ہوا چلا آتا ہی اب
اسنے تین لاکھ فوج جرار جمع کی ہی تلاش مین مسلمانون کی نکلا ہی اسکو جو خبر معلوم ہوئی کہ ملکہ حیرت
نے قلعۂ ہوشربا کو گھیرا ہی کینہ سے اُترا لشکر کو اُسی مقام پر ٹھہرایا آپ بارگاہ مین ملکہ حیرت
کی آیا قدمون کو بوسہ دیا گرد تخت ملکہ حیرت پھرا دست بستہ ہوکر عرض کی حضور کو بعد عرصۂ دراز
کے دیکھا ملکہ حیرت جادو اپنی حکومت یاد کرکے رونے لگین کہا اے افغان بلند قامت تم
کہانسے آتے ہو اور کہان جاتے ہو افغان بلند قامت نے عرض کی غلام نے جنگ دریاے نیل
مین شکست کھائی تھی ہاتھ سے شاہزادہ نور الدہر کے زخمی ہوا تھا مین نے اُسکے بدلے کئی قلعے
مسلمانون کے فتح کیے ہزارون مسلمان میرے ہاتھ سے مارے گئے حضور نے فتح کرنے مین ہوشربا
کے کیون عرصہ کیا ملکہ حیرت نے کہا ایک بل پڑ گیا نہین تو مین آج اندر قلعے کے ہوتی مگر مجبوری
یہ ہی کہ نعمان جادو میری سپہ سالار کو او ہار برق فنار نے قید کر لیا افغان بلند قامت نے
کہا حضور تامل فرمائین کل صبح کو غلام ایک ایک کو قتل کریگا شاید کہ وہ مجھسے رو کے اسکا خیر
خیال رکھین ملکہ حیرت نے کہا کیا مجال افغان بلند قامت نے آکر طبل جنگی بجوایا یہ خبر
ہرکارون نے او ہار کو پہونچائی او ہار نے کہا آنے دو اسنے بھی طبل جنگی بجوا دیا چالاک کر

بت ناگوار ہوا ایک نامہ پیکان تیر میں باندھ کے پھینکا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے اوہار رجفا کار
افغان بلند قامت نے طبل جنگی بجوایا وقت پر بل نعمان جادو کو زیر تیغ بٹھانا اگر اسیر نہ ہونا ہیں تو
مہلت لینا پھر میں سمجھ لونگا اوہار اُس نامے کو پڑھ کر خاموش ہو رہا چار پہر رات گذری افغان
زرین پوش یعنے آفتاب تابان سلیح خانۂ مغرب سے تیغۂ مہر حمائل کرکے نیزہ خطوط شعاعی ہاتھ میں لیے ہوئے
توسن فلک پر سوار ہو کر میدان چرخ نیلی میں آکر ٹھہرا افغان بلند قامت گینڈے پر سوار ہو کر
بصد کر و فر سامنے قلعے کے آیا اوہار جادو کو دیکھا کہ بالائے قلعہ بیٹھا ہے افغان بلند قامت نے
پکار کر آواز دی اے اوہار بہتر اسی میں ہے کہ قلعے کو خالی کر دو حق سمجھدار خواہر سید حیرت
سامنے موجود ہیں اوہار جادو نے کہا یہ حق شہنشاہ لاچین کا ہے اسمین اور کسی کا حق نہیں ہے وہ
فی الحال مبتلائے بلا ہیں یہ کسی طور ممکن نہیں کہ قلعہ خالی ہو سکے جو ہو سکے اُسمین تقصیر و کوتاہی نکرو
افغان بلند قامت نے اہالیان فوج سے کہا کہ تم سب کا کیا ارادہ ہے سب نے عرض کی کہ حضور
تین لاکھ فوج ہے بستے ہوئے سمندر کی موج ہے ہم سب غل مچائینگے تو مسلمانوں کے کلیجے پھٹ جائینگے
افغان بلند قامت نے کہا لینا اوہار جادو نے جب دیکھا کہ فوج نے بلوہ کیا چہارم میدان
سب طے کر چکے تو اسنے موشک پران یعنے ہوائی کو دوا تھا گولہ اندازون نے دمدمہ توپون
بارین کہ تمام میدان دھوان دھار کر دیا بارہ ہزار ملازمان افغان بلند قامت اُڑ گئے
فوج نے شکست فاش کھائی بھاگی دور جا ٹھہری افغان بلند قامت نے جو یہ معاملہ دیکھا غصے سے
کانپنے لگا ملکہ حیرت جادو بھی اپنے لشکر کو جمائے ہوئے کھڑی ہیں افغان آگے بڑھا پکار کے
فوج والون سے کہا کہ کیا میں تمھارے بھروسے پر آیا تھا میں ابھی جا کر قلعہ لیتا ہوں یہ کہکے
یکہ و تنہا چلا ہر چند اہالیان قلعہ نے گولے مارے اسنے گولون کو نہ مانا طے کرتا ہوا گولون کو قریب
خندق پہونچا آواز دی کیون اوہار اب بہتر یہی ہے کہ قلعے سے نکل آ اسمین تامل نہ کر ورنہ میں
قلعے میں آکر جتنے ذیحیات ہیں سب کو قتل کر دونگا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا اوہار جادو نے نعمان کو
زیر تیغ بٹھا کہا اے افغان بلند قامت بہتر اسی میں ہے کہ پلٹجا ورنہ اسکو میں قتل کرتا ہون اسنے
نہ مانا آگے بڑھا اوہار نے بیقرار ہو کر طرف آسمان کے ہاتھ اُٹھائے بیچارہ بیک رجوع قلب سے پکار اُٹھا
اے خالق بینیاز اس آفت سے بچا لے نظم

اے کہ بر نام تو قربان جسم ما و جان ما — وے بذات تو تصدیق دین ما ایمان ما
تازہ از فیضان حسنت ہر گل بستان ما — روشن از شمع جمالت کلبۂ احزان ما
می طپد در سوز عشقت سینۂ سوزان ما — در غم ہجر تو گردد دیدہ گریان ما
کن نظر یارب بحال بے سر و سامان ما — گوش کن بر صدائے نالہ و افغان ما
وقت تنہائی توئی یار از ہمہ یاران ما — تو مددگاری بس از جملہ مددگاران ما
با وجود قرب ہستم از بساط وصل دور — حیف بر مہجوری ما وائے بر حرمان ما
بس توئی در دین و دنیا اے خبر گیر جہان — مالک ما صاحب ما شاہ ما سلطان ما
ہست عجز و انکسار و عذر تقصیر و بجود — عزت ما حرمت ما عظمت ما شان ما

از زبان خامہ عرض حال داغ دل کنیم — چون زریزد جوش خون کلک گہر افشان ما
گرچہ سرتا پا گنہگاریم یا مولے مگر — صرف بر فضل کمالت ہست اطمینان ما
ہیں ہر مشکل فقط مشکلکشاے ما توئی — وقت درد و رنج و بیماری توئی درمان ما
اشرف المخلوق کردی شکل انسان ساختی — در گروہ بندگان خود فزودی شان ما
خاک پا را رتبہ بخشیدی تو بر افلاکیان — از فلک کردی بلند اندر زمین ایوان ما
جیب ما از دولت علم و ہنر پر ساختے — بستہ نقد زر و گوہر تو در دامان ما
شستہ گردد گر بآب دیدۂ ما نیست دور — نامۂ اعمال ما و دفتر عصیان ما
حمد حق در پارسی کردیم ما ہندی رقم — دفتر توحید ہست اندر سخن دیوان ما

تہ دل سے جواہر جادو نے دعا کی صحرا سے گرد اڑی قضائے کار نقابدار زرین پوش اسی صحرا میں
شکار کھیل رہا تھا کان میں جو توپ کی آواز پہونچی اپنے عیاروں سے کہا دریافت کرو یہ کیا معرکہ ہی
چہار جانب سے ہرکارے دوڑے نقابدار زرین پوش کو خبر دی کہ افغان بلند قامت نے
قلعہ ہوشربا پر دھاوا کیا ہے اہالیان قلعہ حیران و پریشان ہیں یہ سنتے ہی نقابدار زرین پوش پلٹا
اس وقت پہونچا کہ افغان بلند قامت چاہتا تھا کہ خندق کو پھاند کر داخل قلعہ ہو کہ نقابدار
نے نعرۂ شیرانہ کیا او افغان خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ بہت پچھتائیگا اس سرکشی کی سزا پائیگا
پلٹ کے افغان بلند قامت نے دیکھا کہ ایک نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش
بارہ ہزار جوانون سے آتا ہی اسکی نگاہ میں بھی نہ جچا نقابدار کے سنے کو نہ سنا نقابدار زرین پوش
گھوڑے کو اڑا کے قریب آیا فرمایا کہ ملعون ہم تجھکو منع کرتے ہیں تو پلٹتا نہیں ہیبت بیار انچہ داری
زمردی نشان + کمان کیانی و گرز گران + یہ سنکر افغان بلند قامت نے نیزہ مارا نقابدار
نے چند طعن میں نیزہ افغان کا ہوائی کیا افغان بلند قامت نے بقہر و غضب تمام قبضۂ شمشیر
پر ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا نقابدار زرین پوش کو مارا نقابدار نے اسکے وار کو تیغۂ برقتاب پر
روکا تلوار کو اسکی رد کرکے خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا افغان بلند قامت نے
سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ جو تڑپ کے گرا مع سپر مع گینڈے افغان بلند قامت کے چار ٹکڑے کیے
غریو بلند ہوا تین لاکھ سوار و پیدل نقابدار زرین پوش پر جا پڑے ادہر جادو بھی
مع اہالیان قلعہ قلعے سے باہر نکل آیا شریک جنگ نقابدار ہوا خطا یہ کی کہ نعمان جادو کو
بھی اپنے ساتھ لیتا آیا چند کس نعمان جادو کو پکڑے ہوئے کشان کشان لیے لیے پھرتے ہیں
قضائے کار ایک مقام پر جنگ عظیم واقع ہوئی نقابدار زرین پوش تین لاکھ فوج میں ڈوبا ہوا
شمشیر زنی کر رہا ہی ایک شخص نے اگر ٹھو ہٹو کرکے نعمان جادو کی زبان سے سوزن نکالا
نعمان تڑپ کر بلند ہوئی سحر کرنے لگی نقابدار زرین پوش نے بالاے آسمان دیکھا کہ ایک
ساحرہ ٹوک پھونک کر سحر کر رہی ہی کئی سو ملازم نقابدار کے کام آئے نقابدار کو بہت ناگوار ہوا
تاک کر تیر مارا اگر سینے پر پڑے تو خاتمہ تھا ران پر پڑا تا بہ استخوان پہونچا جا کے اسنے آواز دی
اے ملکہ حیرت آپ ہماری شراکت نہیں کرتیں ملکہ حیرت جادو نے بھی لشکر کو حکم دے دیا

نقابدار زرین پوش قتل کرتا ہوا چلا باز سفید قیامتین برپا کر رہا ہے جسپر عکس ڈالدیا وہ جلکر خاک ہوا
ہزارون ساحرون کو باز سفید نے جلا دیا فوج افغان بلند قامت تو شکست کھا کے بھاگی
فوج ملکہ حیرت لڑ رہی ہے ملکہ حیرت جادو نے بڑے بڑے سحر کیے نقابدار زرین پوش پر سحر کسی کا
تاثیر نہین کرتا اسم اعظم الٰہی پڑھ رہا ہے جس کسی نے جھپٹ کر سحر کیا اُسی کو نقابدار نے جھپٹ کر
مارا کوئی ساحر منھ پر نہین چڑھتا آگے نہین بڑھتا خوف جان سے بھاگے بھاگے پھرتے ہین نقابدار
نے لاشون کے انبار لگا دیے ہزارہا ساحر قتل کیے ملکہ حیرت جادو پریشان ہین کہ یہ کیا
معرکہ ہے نقابدار زرین پوش پر سحر کیون نہین تاثیر کرتا نقابدار صدہا ساحرون کو قتل کرکے
قریب تخت ملکہ حیرت پہونچا حیرت جادو نے کئی سحر کیے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی نقابدار زرین پوش
باواز بلند اسم اعظم پڑھتا ہوا جب قریب پہونچ گیا تو ملکہ حیرت نے پنجۂ سحر مارا نقابدار نے سپر
روک کے ہاتھ مار دیا سر ملکہ حیرت کا زخمی ہوا حیرت جادو نے اپنے کو تخت سے گرا دیا مگر
ہزارون جادوگر اُس مقام پر مارے گئے ہر طرف صدائے الامان الامان بلند ہوئی نقابدار نے
قصد قتل ملکہ حیرت نہ کیا تلوار روک لی رحم آگیا کہ عورت کو کیا قتل کرون اپنے عیار کی
زبانی یہ بھی سن چکے ہین کہ چالاک بن عمرو اسیر مائل ہے اسکے نام پر جان دیتا ہے عیار
نقابدار نے بھی کوشش کی کہ حیرت جادو نکل جائے بڑا خیال ہے کہ اگر حیرت قتل ہوئی
تو قلب نازک پر چالاک کے بڑا صدمۂ عظیم ہوگا کیا عجب ہے کہ ہلاک ہو جائے لوگ ملکہ حیرت
کو لیکر بھاگے نقابدار زرین پوش نے پیچھا بھی نہ کیا نعرے کر دیے ابالیان فوج کو اشارہ کیا
خبردار بڑا او نہ لوٹنا صرف ایک دو خیمون مین آگ لگا دو ایک خیمے مین بڑھکر جب رستے
آگ لگائی آگ لگنا تھا کہ بارگاہین الٹ گئے حیرت جادو کے لازم مرے بھاگے نقابدار
تھوڑی دور تک نعرے کرتا ہوا گیا جب حیرت جادو کے لوگ بھاگ گئے تو چالاک نے بھی
اُسی وقت اپنی کمل کتھری سنبھال چلتے چلتے حاکم طلسم ہوشربا یعنی اوار جادو سے اتنا کہدیا
کہ دیکھو خدا نے اپنا فضل کیا اب تم قلعے مین جاکر بیٹھو کسی طرح کی فکر نہ کرو اب ملکہ حیرت
صاحبقران عالیشان پر لشکر کشی کرینگی حیرت جادو مع لشکر شکست خوردہ کے بارہ کوس
ہٹ جاکے اُتری نقابدار زرین پوش بعد گرد فرط صحرا کے روانہ ہوا نعمان جادو
بھی زخمی پہونچی ملکہ حیرت جادو سے کہا حضور نقابدار زرین پوش پر سحر کسی کا تاثیر
نہین کرتا کیا باعث ہے حیرت جادو نے کہا مین نے کیا کوئی دقیقہ اُٹھا رکھا مگر حقیقت مین
یہ نقابدار مثل صاحبقران ہے جس طرح حمزۂ صاحبقران پر سحر تاثیر نہین کرتا اُسی طرح
اسپر بھی کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا کیون نعمان جادو دیکھا ہے ان مسلمانون کی مدد غیب سے پیدا ہوتی ہے
ہمنے کسی مقام پر انکو ہارا ہوتے نہین دیکھا کوئی نہ کوئی انکی مدد کو ضرور پہونچ جاتا ہے
اب کیا کرنا چاہیے نعمان جادو نے کہا اب چلکر لشکر صاحبقران کو گھیرین اگر صاحبقران
کو مار لیا خاتمہ ہو جائیگا پھر کون لڑ سکیگا ملکہ حیرت نے کہا اے نعمان جادو یہ تو بہت
دشوار ہے صاحبقران زمان کو کون قتل کر سکتا ہے کسکی مجال ہے کہ اُنپر دست اندازی کرے

دو صاحب بسم اعظم محترم محتشم ہین جبار اُنکا بلاے روزگار نام اُسکا لیتے دل کانپتا ہے کہ جسنے مشمش
ایسے ساحر کو جا کر دریاے قلزم مین مارا نعمان نے کہا واری آپ دخل نہ دیجیے مین سمجھ لونگی
ہرکارون کو بلا کر حکم دیا کہ جا کر لشکر سے صاحبقران کے خبر تو لاؤ کہ جب صاحبقران تلاش
لوح مین جائینگے لشکر اُنکا خالی رہیگا جا کر لشکر کو سُنٹے خواجہ عمرو کو گرفتار لیے حیرت جادو
نے کہا کسکی مجال ہے کہ جو خواجہ عمرو پر دست انداز ہو نعمان جادو نے کہا حضور کو ناحق کا خوف ہے
ہرکارے جو گئے ہوئے تھے چند عرصے کے بعد پلٹ کے آئے عرض کی ای ملکہ عالم سات لاکھ
ساحرون کا لشکر صاحبقران کے ساتھ ہے تین لاکھ غیر ساحر دس لاکھ کا لشکر چھوڑ کر ایک منزل
پر صاحبقران عالیشان تلاش کوہ عجائب وغرائب مین گئے ہین خواجہ عمرو بھی ہمین ہین
نعمان جادو نے کہا ملکہ عالم کوچ کیجیے ملکہ حیرت نے اُسی وقت لشکر تیار کرایا کوچ کر گئے چلین
یہان وہ دن ہے کہ صاحبقران جب منزل ورقہ پر پہونچے وہان ایک باغ تھا اُسمین گزرے
آفتاب جادو نے عرض کی کہ اب حضور کو تنہا جانا چاہیے ہم لوگ اپنے کو خدمت حضور مین
پہونچائینگے آج حضور شب کو رجوع قلب کرین کہ مین تا بکوہ عجائب وغرائب جانا چاہتا ہون
ملکہ زنار و فیروزہ نے بھی یہی کہا شب کو صاحبقران نے عبادت کی ایک بزرگ خواب
مین آئے فرمایا اسی باغ مین مشرق کی جانب ایک نخل ہے نہایت سرسبز و شاداب رعنائی مین
لاجواب اُسکو اکھیڑنا دہنہ نقب کا پیدا ہوگا وہی راستہ کوہ عجائب وغرائب کا ہے صبح کو صاحبقران
سب سے رخصت ہوئے ملک اخضر نے عرض کی دو تین دن مین غلام بھی اپنے کو فرد فرد خدمت
مین پہونچائینگے صاحبقران عالیشان اُسی طرح بطرز مذکور نقب مین داخل ہوئے اک صحرا سے
سبزہ زار مین پہونچے تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک طرف سے گرد اُڑتی دیکھا ایک بادشاہ جلیل
تخت پر سوار تاج شہریاری بر سر لباس شاہانہ پہنے ہوئے دُر بے بہا موتیون کے مسمے مین چتر ہمائی
کا سر پر گردش کرتا ہوا تین لاکھ فوج جرار پشت پر سب مسلح و مکمل اُس بادشاہ نے آکر ادب سے
صاحبقران زمان کو سلام کیا عرض کی ای شہریار غلام کو مقبول تاجدار کہتے ہین یہ حوالی
غلام کے قبضے مین ہے اور غلام مسلمان صاحب ایمان ہے جناب پیغمبر آخر الزمان آج ہی کے دن پیدا
ہوئے ہین غلام اُس وقت حالت کفر مین تھا دیر مین جو پوجا کرنے گیا دیکھا بت اوندھے پڑے ہین
دیر مین سناٹا برہمن گنگ ہو گئے مین نے کاہنون کو جمع کیا اُنسے پوچھا کہ یہ کیا سبب ہے انھون نے
کہا آج پیغمبر آخر الزمان پیدا ہوئے ہین جلد دین منسوخ ہونگے خانہ کعبہ سے بت نکالے جائینگے ہر
مذہب والے شکست کھائینگے ای شہریار مجکو یہ اعتقاد ہوا کہ مین نے بتون پر لعنت کی دائرہ
اسلام مین آیا شب کو مجکو خواب ہوا کہ کل تیرے یہان جشن مولود مسعود ہے صاحبقران زمان
شوہر ملکہ آسمان پری و شوہر ملکہ مہر نگار ادھر تشریف لائینگے ای مقبول تاجدار فخر کر اُنکو
باعزاز و اکرام استقبال کرکے لانا ہر چند کہ اہالیان طلسم تیرے دشمن ہو جائینگے مگر کچھ مقام
خوف نہین اُنکو بھی بلا تکلف جشن مولود مسعود مین شریک کرنا وہ صاحب شوکت وحشم حضرت کے
عم فراش راہ دین اسلام مشہور خاص و عام ہین حضور مین وہ سب اوصاف پائے جاتے ہین

غلام نے سرکار سے سواری کے لیے حضور کو لینے آیا ہوں مرکب بادرفتار پیش کیا صاحبقران عالیشان
پشت مرکب پر سوار ہوئے مقبول تاجدار تخت پر سوار نہ ہوا رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے نہایت
خوش و خرم گرا ہالیان لشکر افسوس کرتے ہیں کہ ہمارا بادشاہ دیوانہ ہو گیا ایک شخص یک بینی و دو گوش
اُسکا یہ عظم و شان کہ بادشاہ رکاب پر ہاتھ رکھے ہو افسران فوج کے دل میں جو یہ خیال آیا
پہلو سے ایک سناٹے کی آواز ہوئی دیکھا ہمارے طلسمی سر پر صاحبقران عالیشان کے آکر قائم ہوا
جس طرح نقیب آواز دیتے ہیں صاف ظاہر تھا کہ کوئی فصیح و بلیغ بے تکلف کہ رہا ہے کہ ہذا
طلسم کشائے نور افشان جو انکی اطاعت کریگا شرف آخرت پائیگا اور جو گردن تابی کریگا مثل
سگ صحرائی مارا جائیگا ہمارے جو بندہ ہو کر آواز دی تمام طلسم میں یہ آواز پہنچ گئی بت خونریز
کو وہ عجائب و غرائب پر بیٹھا ہو کر اسنے دیکھا ہمارے طلسمی آواز دے رہا ہو کہ ہذا طلسم کشا
گھبرا کر مقام سمادر بزرگان دین پر آیا پکار کر آواز دی ای بزرگان دین وای عالمیان مذہب
سامری تم عابد و زاہد ہو کیا شرف حاصل ہوا کہ سمادی یہ کیا معرکہ ہے ہمارے طلسمی کب
آواز دیتا ہو یہ کیا ہنگامہ ہے اُس مقام سے آواز آئی ای بت خونریز زمانہ انقلاب قریب آگیا
طلسم کشا مقام مقبول تاجدار کے پہونچا ہمارے طلسمی اُسی کے سر پر آواز دے رہا ہے
مقبول تاجدار اپنے یہاں مع جمعیت مولود میں طلسم کشا کو لیگیا یہ جو آواز آئی بت خونریز خاموش
ہو رہا اس حال کی عرضی سحر العجائب و مصر الغرائب کو تحریر کی کہ اے شاہان طلسم نقشۂ نور افشان
ہوشیار ہو جائیے طلسم کشا آ پہونچا مقبول تاجدار کے مکان میں مہمان ہے ہمارے طلسمی نے
سر پر اُسکے آواز دی وہ آواز ہمارے کان میں آئی کہ طلسم کشائے نور افشان نے نزول
اقبال در دو اجلال فرمایا جب میں برائے دریافت حال مقام سمادر بزرگان دین پر گیا دیکھا کہ قبرین
ہل رہی تھیں زمین کو جنبش بزرگان مذہب کو نکلنے کی کوشش میں ہے جو دریافت کیا آواز آئی
کہ وقت انقلاب آگیا ہم سب کو تکلیف پہونچیگی گو میں ہوش سے ہو غفلت کو نکالیے انتظام میں
مصروف ہو جیے انتظام یہ ہے کہ اگر فکر نہ کیجیے گا کف افسوس ملنا ہوگا وقت وہ ہے کہ شاہان
طلسم تخت پر بیٹھے ہیں سب اہالیان دربند جمع ہیں کہ عرضی بت خونریز کی لیکر ایک ساحر پہونچا عرضی
جو پڑھی گئی سب کو سناٹا آگیا سحر العجائب و مصر الغرائب نے کہا یارو غضب ہوا طلسم کشا
مقام پر مقبول تاجدار کے پہونچا بڑا افسوس یہ ہے کہ بموجب قاعدے کے ہم کو بھی جانا پڑیگا ہم کن
آنکھوں سے طلسم کشا کو دیکھینگے ساحروں نے کہا حضور کیوں گھبراتے ہیں عین جشن میں طلسم کشا
کو قتل کرینگے مقبول تاجدار کی شامتیں آئی ہیں یہ تو آپ خوب جانتے ہیں لوح طلسم
مفقود ہے جب کہ وہ عجائب و غرائب فتح ہو تب پتہ لوح کا ملے لوح لینا تو انسان کا کام نہیں
کہ کوئی لوح کو حاصل کر سکے کوکب روشن ضمیر نے ایسے مقام پر لوح کو رکھا ہے کہ اُس حوالی میں
کون جا سکتا ہے جواب لکھیے کہ ای بت خونریز نہ گھبرانا یہ طلسم نور افشان ہے اسکی عمر
بہت ہے کاہنوں کے قول کا کیا اعتبار تم نہ گھبراؤ ہم جشن میں جائینگے تم بھی وہیں آنا طلسم کشا
کو عین جشن میں قتل کرینگے طلسم کشا اپنی خیر منائے میں کیا تردد ہے یہ جواب بت خونریز کو پہونچے

بہت خونریز نے زانو پیٹا کہا یارو پنبۂ غفلت گوش ہوش سے شاہان طلسم کے نہ نکلا طلسم کشادہ شخص
ہی کہ جسکو کوئی قتل نہیں کرسکتا صاف صاف تحریر ہی بہت معقول تقریر ہی سامری و جمشید لکھ گئے
اگر طلسم کشا مقبول تاجدار کا مہمان ہوگا وہ ہی بنائے بربادی طلسم ہی صاحبقران عالیشان
طلسم کشا کا اسم ہی یہاں تو یہ ہنگامے ہیں مگر صاحبقران ساتھ ساتھ مقبول تاجدار کے
قصر عقیق نگار میں آکر پہونچے تخت زبرجدی بچھا تھا مقبول تاجدار نے کہا ای شہریار یہ حضور
کا مقام ہی صاحبقران نے فرمایا میں مرد سپاہی ہوں مجھے تاج و تخت سے کیا کام مقبول تاجدار
نے کہا یہ پہلو میں جو منبر بچھا ہی عین جشن میں اسپر بیٹھکر آپ کو مولود مسعود جناب اشرف انبیا
پڑھنا ہوگا قاعدہ و قانون سے صاحبقران عالیشان لاچار ہوئے تخت یاقوت نگار پر بیٹھے
صاحبقران نے مقابلے میں قصر عقیق نگار کے ایک قصر گوہر نگار دیکھا اُدھر بھی ایک تخت
بچھا ہی صاحبقران نے مقبول تاجدار سے پوچھا کہ یہ کسکا مقام ہی عرض کی حضور پر واضح
ہوگا میری مجال نہیں کہ میں اپنی زبان سے صاحب تخت گوہر نگار کا نام لوں اب اِس
محفل میں تو سامان ہونے لگا آمد شاہان جلیل کی شروع ہوئی جو آیا صاحبقران عالیشان کو ادب
سے سلام کرکے بیٹھا انشاء اللہ آمد شاہان طلسم بوجہ احسن تحریر کرونگا مگر اب لشکر صاحبقران
کا حال لکھنا واجب و لازم ہی کہ جب صاحبقران زمان ادھر تشریف لائے ملک اخضر و ملکہ
زنار و ملکہ ماہ رخسار وغیرہ گھبرا رہے ہیں کہ ہم خدمت صاحبقران میں کیونکر جائیں خواجہ عمرو
نے خواجہ زادوں سے پوچھا فرزندان بزرجمہر نے اپنی کتاب کو ملاحظہ کیا کہا ای خواجہ عمرو
ابھی ان ساعتوں کو منحوس سمجھئے جانے کا قصد نہ کریں بعد تین دن کے وقت روانگی کا قرار دیجئے
فی الحال کچھ پریشانی لشکر کی معلوم ہوتی ہی ملک اخضر و جملہ ساحران مذکور بارگاہ ہمنامی
میں بیٹھے ہیں بہرام کہہ رہا ہی ملک اخضر ہمکو خدمت میں صاحبقران عالیشان کی پہونچادو
ملک اخضر نے کہا اے بہرام خواجہ زادوں نے مجبور کیا ہی جب تک تاریخ و وقت روانگی
قرار نہ پائے کیونکر جائیں ہم سب خود گھبرا رہے ہیں خواجہ عمرو کبھی گھبراکے بیرون بارگاہ جاتے ہیں
کبھی اندر آتے ہیں فراق صاحبقران میں بیقرار پھر رہے ہیں برق فرنگی بھی تڑپ رہا ہی
قران بھی بندہ بے حاضر ہیں ابوالفتح اصفہانی بھانجا عمرو کا کہتا ہی خواجہ زادوں سے
کیوں پوچھا کہ وقت و تاریخ کے پابند ہوئے ہم تو آج ضرور جائینگے اخضر کہتا ہے یارو
راستہ کسی کو نہ ملیگا یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ صحرا سے گرد اُڑی پردے بارگاہ کے اٹھا دیے ہیں
خواجہ دیکھنے لگے یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا ایک لکہ ابر گلنار آسمان پر چھایا ہوا ہی
اس لکہ ابر سے رعد کی گرج برق کی چمک بڑے کروفر سے آکر ابر ٹھہرا ایک تاتا ہوا ابر شق ہوا
دیکھا عمرو نے ملکہ حیرت جادو تخت پر ملکہ نعمان جادو و انتظام لشکر ساحران کرتی ہوئی
تین لاکھ ساحر علم شعبدہ سے ماہر باز و بلا و قرقرے پر سوار اپنے سحر کے جوش میں بیقرار آکر
پہونچی حیرت جادو نے بارگاہ استادگرامی خواجہ عمرو نے جو حیرت جادو کو دیکھا فرمایا
کہ ملک اخضر یہ باعث تھا کہ تاریخ روانگی نہ نکلتی تھی بی حیرت جادو آپہونچیں عمرو نے

سامنے آکر ملکہ حیرت جادو کو سلام کیا ملکہ حیرت نے شرما کر سر جھکا لیا خواجہ عمرو نے کہا ملکہ عالم کیا ارادہ ہی ملکہ حیرت نے ڈرتے ڈرتے کہا جو ارادہ ہی وہ ظاہر ہو جائیگا خون شہنشاہ افراسیاب بالا بالا نہ جائیگا رنگ لائیگا خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ حیرت جادو کیون اپنے کو آفت مین پھنسایا بہتر اسی مین ہی کہ واپس جاؤ ملکہ حیرت نے کہا خواجہ سب حال کھلیگا خواجہ عمرو نے کہا یہ تو فرمایے کہ میان چالاک صاحب کہان ہین حیرت جادو نے کہا میری پاپوش جانے ایک کنیز نے بڑھکر سلام کیا خواجہ نے کہا کیون شامتین آئی ہین ابے کیون اپنی جان کو آفت مین ڈالا ہی کنیز نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آپ ذرا ہوشیار رہیے گا خواجہ عمرو نے پکار کے کہا ای ملکہ حیرت ہم آجکل مبتلاے رنج وغم ہین ہمارے آقاے نامدار براے طلسم کشائی گئے ہین ای ملکہ حیرت جادو تمھارے آنے سے اب ہمکو رکنا پڑیگا دیکھین کیا ہوتا ہی خواجہ عمرو ملکہ حیرت سے یہ باتین کرکے پلٹے حیرت کانپتی ہوئی بارگاہ مین آئی کہا ای نعمان جادو بڑے شکر کی بات ہی کہ صاحبقران یہان نہین ہین مگر ساربان زادے کی باتین سنین ابھی جو کنیز خواجہ عمرو سے باتین کر رہی تھی وہ کہان گئی کہ ایک کنیز ہنستی ہوئی سامنے آئی حیرت نے کہا ای چالاک اب پردہ کیا ضرور ہی جو نقدیر مین لکھا ہی وہ ضرور ہو گا مگر ساربان زادے کی صورت دیکھکر میرا دل کانپتا ہی مین کیا کرون جب گھوڑے کی سکاریان ذہن مین آتی ہین دل کانپ جاتا ہی کیون چالاک اب کیا ہو گا ایسے مکار کا سامنا ہی چالاک نے کہا حضور آپ خاطر جمع رکھین کیا مجال خواجہ کی جو زبان بھی ہلا سکین لیکن آپ سے عرض کرتا ہون کہ آپ بربادی مسلمانان کا قصد نہ کرین اس ارادے سے باز رہین آپ کو لازم ہی کہ ایک گوشۂ عافیت مین بیٹھے شہنشاہ لاچین دوکوب روشن ضمیر اسی مقام پر قید ہین صاحبقران عالیشان اُنکی فکر مین گئے ہین حیرت جادو نے چاہا مین جواب دون کہ نعمان تڑپ کے اُٹھی کہا ای چالاک اگر خواجہ عمرو کو اسی میدان مین قتل نہ کیا تو نام اپنا نعمان جادو نہ پایا مین نے وعدہ بیوجہ نہین کیا ہی یہ سنکر چالاک نے سر جھکا لیا کہا آپ کو اختیار ہی دیکھا چالاک تو غائب ہوا اور صورت پر بارگاہ مین آیا ملکہ حیرت جادو چالاک کو بڑی فکر ہی کہ ای چالاک قبلہ وکعبہ ضرور بیٹھے نعمان نے جو حیرت جادو کو پریشان پایا کہ سر خم کیے خاموش بیٹھی ہین نعمان نے گانے والون کو بلایا حیرت کہتی ہی ارے مجمع نہ کرو ایسا نہ ہو ساربان زادہ چلا آئے سب دکیاب کا بھی چرچا صحبت مین نہ ہو نعمان جادو نے کہا آپ کیون گھبراتی ہین یہ کہکے ایک ناچنے کو اشارہ کیا ایک نازنین نہایت حسین وجمیل گلنار پوش شکر اکر اُٹھی گت ناچنے لگی تڑپ سے ناچی حیرت سے آنکھ ملا کر یہ غزل گانے لگی

نظم

تصور میں جب تیرا کیا ہمیں نظر آیا ۔۔۔ تجھے دیکھا جدھر دیکھا تجھے پایا جدھر پایا

کہان ہمنے نہ اس دردِ نہانی کا اثر پایا ۔۔۔ یہان اُٹھا وہان چمکا ادھر آیا اُدھر پایا

پتا اُسنے دیا تیرا ملا جو عشق مین خود گم ۔۔۔ خبر تیری اُسی سے پائی جسکو بیخبر پایا

کیا ترکش جو خالی میرے عمر اندازنے جھپر ۔۔۔ پکارے سب دہان زخم وسفاک بھر پایا

دل بیتاب سے پہلوے جاتے ہی گیا سب کچھ ‌ ‌ نہ پائین سینے مین ہین نہ آہون مین اثر پایا
وہ چشم منتظر تھی جسکو دیکھا آکے وا اسنے ‌ ‌ وہ طالع تھا ہمارا جسکو سوتے رات بھر پایا
ہمین ہر رنگ و ناتوان پنہان ہا خود آنکھ سے اپنی ‌ ‌ ہمیشہ آپ کو گم صورت تار نظر پایا
اچھالا رات کو یون اضطراب دل نے سوتے مین ‌ ‌ کہ بستر چھوڑ کے نیچے نہ تکیہ زیر سر پایا
سمجھتا ہمکو تمکو کیون نہ یکسان عشق منصب تھا ‌ ‌ ہمین پایا تھا نازک دل تمہین نازک کمر پایا
کسی کو اپنی از خود رفتگی کا حال لکھنا تھا ‌ ‌ اپنا خط کا نہ کچھ اب تک سراغ نامہ بر پایا
نہ سنے کا وہ شاکی ہو اگر ہمسے عجب کیا ہی ‌ ‌ اگر اسنے آپ سے باہر بھی ہمکو بیشتر پایا
ہماری آنکھ اور اک اشک حسرت تک نہین اپنی ‌ ‌ بھرا دیکھا کیے اگرچہ خالی وہ گھر پایا
حبیب اپنا اگر دیکھا تو داغ عشق کو دیکھا ‌ ‌ طبیب اپنا اگر پایا تو اک درد جگر پایا
کیا الم ہمنے دل کو جستجو مین داغ حسرت کے ‌ ‌ کسی کو ہائے کھو بیٹھے کسی کو ڈھونڈھ کر پایا
لے وہ پانون جنسے چھانے خاک اسکے کوچے کی ‌ ‌ نکلے آستان یار پر جسکو وہ سر پایا
تہ و بالا کیا پھر انکو ایسا بیقراری نے ‌ ‌ جگر کی جا پہ دل پایا جہان دل تھا جگر پایا
بہت سے اشک رنگین ہو چلا اس آنکھ سے نکلے ‌ ‌ مگر بس رنگ ہی دیکھا نہ کچھ رنگ اثر پایا

نازنین گلنار پوش نے جو جھک جھک یہ غزل گائی نعمان جادو برابر ملکہ حیرت جادو کے بیٹھی ہی ملکہ حیرت نے نعمان جادو سے کہا کس لطف سے یہ نازنین گا رہی ہی دل بیتاب ہی کہین ساربان زادہ تو نہین آگیا مجھے شک پایا جاتا ہی یہ سنکر نعمان جادو نے ہاتھ جھٹکا دیا ایک برق کوک کر گری نازنین کے دو ٹکڑے ہوئے نعمان نے کہا یہی ساربان زادہ عیار تھا اب اسکی تیزی کہان گئی بڑے عیار تھے ہمارے سامنے مکاری نہ چلی نائکہ بیٹھی ہوئی تھی پیٹتی ہوئی دوڑی کہ ہی ہی بی بی یہ کیا غضب کیا میری چودہ برس کی کمائی لٹ گئی نعمان جادو نے کہا ارے یہ ساربان زادہ تھا چالاک خدمتگار بنا ہوا گھڑا اٹھا کر اسکے اندر بارگاہ کے آیا حیرت جادو نے کہا ارے نعمان یہ تو نے کیا کیا چالاک نے بھی آکے دیکھا خدمتگار بنا ہوا اٹھا کہا واہ بی نعمان یہ تمنے کیا غضب کیا نعمان نے کہا ملکہ حیرت جادو نے کہا شاید یہ ساربان زادہ ہی صاحب جسپر [illegible] ہوگا ہم اسکو ضرور قتل کرینگے مگر ساربان زادے کو اس صحبت مین نہ آنے دیجیے کہ اسنے [illegible] نازنین [illegible] عاشقانہ گاتی ہوئی جام شراب لیکر آئی حیرت کے منہ سے نکل گیا کہیں یہ تو [illegible] نعمان جادو نے پھر بارش کا دانہ مار دیا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوکے ابتو بارگاہ مین [illegible] پڑ گیا ملکہ حیرت جادو نے کہا لو نعمان ذرا سمجھ بوجھ کے سحر کرو مین کیا اپنی زبان کاٹ ڈالون ایک کنیز سر پر کھڑی رومال ہلا رہی ہی اسنے بھی کہا واری ذرا سمجھ کے قتل کیجیے نعمان جادو نے کہا اب مین کسی پر بھی نہ کرونگی مین تو ملکہ کی نگہبان ہون جسپر ذرا بھی گمان کرینگی اسکو زندہ نہ چھوڑونگی دونون لاشے اٹھوائے چالاک بھی حیران و پریشان پھر رہا ہی کہ قبلہ و کعبہ کو کیونکر پہچانون ایک ایک کنیز کو دیکھتا پھرتا ہی جو کنیز رومال سر پر ملکہ حیرت کے ہلا رہی تھی اسنے عرض کی واری نعمان جادو کا در بارگاہ پر پہرا کیجیے حکم دیجیے کسی غیر شخص کو

اندر بارگاہ کے نہ آنے دیں آپ چلکر آرام فرمائیے دو پہر سے زیادہ شب گذر چکی ہی ملکہ حیرت جادو
اُٹھیں مگر گھبرا کے کہنے لگیں مجکو معلوم ہوتا ہی کہ سار بان زادہ میرے ساتھ چلا آتا ہی اس وقت
میرے دل کی عجب کیفیت ہی خود بخود دل گھبراتا ہی نعمان جادو نے کہا واری جسپر گمان کیجیے
اُسکو قتل کروں کنیزیں جو واسطے گنی چڑتی ہیں جسکو ملکہ حیرت جادو بلاتی ہیں وہ ڈرتی ہی
خوف جان سے قریب نہیں آتی کہتی ہی کہ بی نعمان جادو مجھپر سحر نہ کردیں یہ بلاتی ہیں وہ خوف کے
مارے بھاگی جاتی ہی وہ کنیز جو نرگس بن کر آئی کر رہی تھی وہ پھانسیں چھوڑتی چالاکی کئی مرتبہ اُس سے
آنکھ ملائی یہ تو گمان تھا کہ سب چیزیں تبدیل ہونگی جب آنکھ ملائی دیکھا بڑی بڑی آنکھیں میں بھری
آفت کا پرکالہ مسکراتی ہوئی پیچھے پیچھے ملکہ حیرت جادو کے سایہ ساں ساتھ ہی دمبدم کہتی ہی
ای ملکہ نعمان جادو کوئی خفا ہو یا خوش تم اپنے انتظام میں رہنا میں حضور کے ساتھ ہوں
کئی مرتبہ ملکہ حیرت جادو نے کہا بھئی ای نرگس مجکو تیری آنکھوں سے ڈر معلوم ہوتا ہی نرگس
نے کہا واری میں شام سے اسی فکر میں تھی کہ نگوڑا عمرو آئے تو اُسکو مار ڈالوں نعمان نے
در بارگاہ پر کئی کنیزوں کو مارا ملکہ حیرت جادو جو اندر آئیں نرگس ساتھ ساتھ جب ملکہ حیرت
پلنگ پر بیٹھیں نرگس نے کہا واری کوئی جام نوش فرمائیے حیرت نے کہا ہائے کیا کروں
میں نے آج کھانا تک پیٹ بھر کے نہیں کھایا معلوم ہوتا ہی ہر دیوار و در سے عمرو چلا آتا ہی
نرگس نے کہا واری یہ خیال دل سے دور رکھیے یہاں عمرو کہاں بی نعمان جادو در بارگاہ
پر انتظام کر رہی ہیں کئی کنیزیں عمرو کے دھوکے میں دروازے پر قتل ہوئیں اُنمیں تو کوئی
عمرو نہ تھا آپ میرے ہاتھ سے جام نوش کریں کیا مجال ہی کہ کوئی فتور پڑے میں بھی سحر تیار کیے
بیٹھی ہوں اب جو کوئی اندر آئیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا دروازے پر بی نعمان جادو نے
انتظام کیا ہی ملکہ حیرت نے کہا ای نرگس مجھے ایک جام پلا دے مگر جو شراب اندر رکھی ہے
اسی میں سے جام بھر کے واسطے سامری و جمشید کا باہر نہ جانا میرا دل کانپ رہا ہی نرگس نے
فوراً جام لبریز کیا ملکہ حیرت کے دکھانے کو خود بھی پی لی حیرت نے جام لبوں سے لگا لیا کہا
کیا کہوں نرگس بی نعمان مجکو لیکر تو آئیں میرے دل کو آرام نہیں آتا میں ایک تھوڑی دیر کے
واسطے سوتی ہوں مجھے جلدی جگا دینا میں جاگکر بسر کروں تڑپ تڑپ کر سحر کروں نرگس نے کہا
واری آپ آرام فرمائیے میں جاگتی رہونگی کیا مجال جو بے نیند آئے جام حیرت پی گئی جب لیٹی
تو نرگس نے کہا واری آرام فرمائیے آج پہرے والیوں کو بھی نہیں بلایا ملکہ حیرت نے کہا کسی کا آنا
اچھا نہیں مجھے تجھ سے بھی خوف آتا ہی نرگس نے کہا مجھے منہ دھلا کے پہچان لیجیے یہ پیر غلام تو
عرصے سے حاضر خدمت ہی ذرا اچھی طرح پہچانیے منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خونخواری ہزبر
دشت طراری و نہنگ بحر مکاری لونڈا جھک جھک کے مجھے دیکھتا تھا وہ ابھی سفلہ ہی تُسے عیاری
میں کیا دخل اُسکو عمر بھر عیاری نہ آئیگی حیرت جادو یہ کہکے اُٹھی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی عمرو
نے زبان میں سوزن دیا پشتارہ باندھا پشتارہ باندھ کے لے نکلے چالاک پہلو سے بارگاہ پر
بیٹھا ہی اسنے دیکھا سراپچہ چاک ہوا چالاک گھبرا گیا دیکھا اسنے ایک بے ہوش اندر سے بارگاہ کے

پشتارہ بدوش نکلا چالاک حیران ہوا قبلہ وکعبہ کیونکر آگے نعمان نے پانچ چار کنیزون کو مارا مین نے سب کو پہچان لیا یہ کدھر طرف جنگل کے بھاگا۔ اسنے دیکھ لیا کہ خواجہ پشتارہ حیرت کا لیے جاتے ہین کبھی سوچتا ہی جاکے قدمون پر گردن منت کرکے کہون کہ قبلہ وکعبہ ملکہ حیرت کو چھوڑ دیجیے جو مین کہتا ہون وہ مانیگے انکو دھوکا دیجیے برق کی شکل بنکر دوڑا جنگل مین آواز دی ای شہنشاہ اوج عیاری ماشاء اللہ کیا کام کیا غلام بھی وہان حاضر تھا نعمان جادو پر پرواز پیدا کرکے لشکر مین پہونچی ہی آپ کے ملازمون کو قتل کررہی ہی پشتارہ مجھے دیجیے جیسے چالاک بصورت برق قریب آیا خواجہ عمرو نے کہا لونڈے کچھ دیوانہ ہوا ہی خبردار قریب نہ آنا ورنہ خنجر مارونگا سر تیرا پھٹ جائیگا اب چالاک منتین کرنے لگا کہ برائے خدا اسکو چھوڑ دیجیے ورنہ مجکو زندہ نہ پایئے گا میرا دل ٹکڑے ہوا جاتا ہی اس وقت اسکو بیہوش دیکھکر دل کا عجب عالم ہی کہ بیان سے باہر ہی بموجب اشعار کہ کچھ میرے احوال کے موافق ہین

نظم

رحم آجاتا ہے دشمن کی پریشانی پر
زخم خون روتے ہین شمشیر کی عریانی پر

کیون رکھا کاتب قدرت نے فلک پہ خورشید
نقطہ دینا تھا یہ تیری خط پیشانی پر

صاف رکھ قاتل عالم شکن ابرو کو
مورچہ جم نہ رہے تیغ خراسانی پر

آمد فصل بہاری ہی پئے استقبال
گھوڑے ہین شوق مین مرغان گلستانی پر

نالہ زنجیر سے چپ چپ کے نکل جاتا ہے
پاسبان پاتے ہین الزام نگہبانی پر

ہوگئی بے سخنی قفل دہن غنچون کو
تھا شک بے ادبی خندۂ پنہانی پہ

برہمی کرلی ہی مجموعۂ خاطر برہم
صبر کھو دیتے ہین زلفون کی پریشانی پر

نقطۂ حسن ہی تل مصحف رخ پر تیرے
کفر ہی صورت شک آیۂ قرآنی پر

تیرے آگے تو فروغ رخ روشن معلوم
دیجیے نقطۂ شک یوسف کنعانی پر

آسمان صحبت احباب سے کب خالی ہی
نالے رہتے ہین ہمارے فلک ثانی پر

ہم وہ مشتاق اذیت ہین کہ ہر دم قاتل
زخم کھاتے ہین امید نمک افشانی پر

مرگئے ایک ہی جلوے مین پریرویون کے
پانون رکھا بھی نہ تھا تخت سلیمانی پر

راہ برگشتہ نصیبی نظر آئے کیا کیا
خضر کا شک ہی مجھے غول بیابانی پر

مرگئے کتنے ہی سنکے ترے گیسو کا حال
مختصر جھگڑے ہوئے قصۂ طولانی پر

قبر مین جوشش گریہ نے ابھارا ہی نسیم
ہم تہ خاک بھی رہتے ہین سدا پانی پر

عمرو نے کہا اگر تم مر بھی جاؤگے تو مین اسکو نہ چھوڑونگا اگر مین اسکو قید نہ کرونگا تو یہ صبح کو قیامت برپا کریگی یہ بھی خوب جانتا ہون کہ ملک اخضر و ملکہ زنار و ملکہ ماہ رخسار وغیرہ سحر مین اس سے کم نہین یہ زوجۂ افراسیاب خانہ خراب ہی سحر مین بھی لاجواب ہی جادو دور ہو سامنے سے چالاک سوچا یہ یون نہ مانینگے یہ سوچکر ایک جانب بھاگا نظرون سے عمرو کی غائب ہوا عمرو ونتتا ہوا چلا آتا ہی چالاک نے کنارے آکے ایک کھال آہو کی نکالی اپنے جسم پر آراستہ کی آہو بنکر پھاندین بھرتا ہوا چلا جیسے ہی سامنے خواجہ کے آیا عمرو نے

آنکھیں دیکھا ایک تیر گوپھن دیکر مارا اور آواز دی کیون باجی ہمارے سامنے عیاری ہمین سے یہ
الحال ل تھی چالاک پھر بھاگا خواجہ عمرو بھی چوکنے چلے آتے ہین اب چالاک آگے بڑھا صحرا مین
دیکھا کہ مقام گذرگاہ پر ایک پل خالی بنا ہوا ہی وہان جھاڑی بھی تھی جھپٹ کر جھاڑی مین چھپا پل پر
حلقے کمند کے بچھا دیے بنگاہ غور دیکھ رہا ہی کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا خواجہ عمرو آتے ہین
چالاک دل مین خوشی کر رہا ہی جب خواجہ قریب پل کے پہونچے دل دھڑکا پکار کر آواز دی ادھر سے
جھاڑی سے نکل آتے ہین تو ایک تیر مارونگا کہ سر پھٹ جائیگا چالاک نے اور اپنے کو مخفی کیا اپنے
دل مین سمجھ رہا ہی کہ قبلہ و کعبہ تقدم کرتے ہین خواجہ عمرو نے تین آوازین دین سمجھے کہ ناحق کو دل
دھڑکتا ہی خواجہ جب جست کر کے حلقہائے کمند مین آگے چالاک نے شیر کی آواز دی خواجہ عمرو
نے جست نہ کی سمجھ کر جست کی ادھر حلقہائے کمند پاؤن مین پھنسے چالاک جھپٹ کے نکلا دیکھا
خواجہ عمرو کھڑے ہین خوف کے مارے ٹھہر گیا حلقہائے کمند چھوڑ کے بھاگا کہ یہ کہکے بھاگا کہ
قبلہ و کعبہ آپ کو جانے نہ دونگا عمرو نے کہا ابے سفلے کیون بیہودہ بکتا ہی جا دور ہو اب چالاک
جو کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک ساحر کی شکل بنا آنکھون پر اپنے شیشے چڑھائے
پشت سے دوڑا للکارتا ہوا منم مہیات جادو او ساربان زادے تو ملکہ حیرت جادو کو
لیے جاتا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا ٹھہر جا خواجہ عمرو نے پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر سیہ فام
بد انجام گولہ ہاتھ مین لیے ہوئے جھپٹا ہوا آتا ہی اب عمرو گھبرا گیا کہ اگر اسنے گولہ مار دیا تو زمین
پاؤن تھام لیگی خواجہ عمرو نے حقۂ آتشبازی نکالا اور آواز دی اے مہیات جادو کیون تیری
شامتین آئی ہین خواجہ عمرو نے تو حقۂ آتشبازی مارا جادوگر نے گولہ پھینکا عمرو نے ہاتھ مارا
گولہ پھٹا جب پانی نکلا تو خواجہ نے کہا او لونڈے تو نے غضب کیا چھینٹین پانی کی منھ پر خواجہ
کے پڑین خواجہ عمرو گرے بیہوش ہوئے چالاک کانپتا ہوا قریب آیا پشتارہ پشت سے
خواجہ عمرو کے کھولا چاہا گرفتار کر کے خواجہ کو بھی لیتا جاؤن دل کانپا کہ اے چالاک قبلہ و کعبہ
مار ہی ڈالینگے بس اسی کو غنیمت جانو پشتارہ حیرت جادو کا لیا دیر تک سوچا کیا کہ کیا تدبیر کرون
عقل نے یہی کہا کہ انکو پڑا رہنے دو یہ بھی ڈرتا ہی کہ کوئی اور دشمن نہ آجائے سوچا یہ جانین اور انکا
کام جلنے اگر اور کوئی گرفتار کریگا سمجھ لینگے پشتارہ لیکر چالاک تو بھاگا خواجہ بیہوش پڑے ہین
یہان بعد حیرت کے چوری ہونے کے نعمان جادو بارگاہ مین ملکہ حیرت کے آئی دیکھا ملکہ حیرت
ندارد ایک چیخ ماری کہا یارو غضب ہوا انیسین جلیسین دوڑین پوچھا ملکہ کیا ہوا النعمان نے
کہا کوئی ملکہ حیرت جادو کو لیگیا مین تو جاتی ہون اگر حقیقت مین عمرو لیگیا ہی تو جان دونگی
یا ملکہ حیرت کا پشتارہ لاؤنگی یہ کہکر چلی چالاک تو اور راستے آیا النعمان جادو نے آسمان
سے دیکھا کہ کوئی شخص جنگل مین بیہوش پڑا ہی اب جو قریب آئی دیکھا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
بیہوش پڑے ہین خوش ہو گئی جی مین کہتی ہی کہ یہ ساربان زادہ یہان کیونکر پہونچا جھپٹ کے کر
خواجہ عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا پانی کا چھینٹا مار کے ہوشیار کیا خواجہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا نعمان جادو
میرا ہاتھ پکڑے کھڑی ہی پشتارہ حیرت جادو کا ندارد تھا تو خواجہ عمرو گھبرائے نعمان نے

سحر بھی کیا کہا او ساربان زادے ملکہ کی نیند بھڑک جاتی رہی کیا تجھے رنج و ملال اٹھانے ہیں
اب چلکر تمکو سامنے ملکہ حیرت کے قتل کرونگی خواجہ عمرو کی مشکیں باندھیں خواجہ تعریفیں کرتے ہیں
ای ملکۂ عالم آپ ایسی ساحرہ میری نگاہ سے نہیں گذری حقیقت میں آپ نے مجکو گرفتار کیا
خواجہ عمرو حیران ہیں کہ یہ ستارہ کیا ہوا شاید وہ جو ساحر آیا تھا وہ چالاک تھا وہی یہ ستارہ لیگیا
اسی سوچ میں خواجہ ہیں باتیں بھی بناتے جاتے ہیں نعمان جادو کسی فقرے کو نہیں مانتی کشان
کشان لیے جاتی ہے چالاک نے ملکہ حیرت جادو کو لاکر پلنگ پر لٹایا زبان سے سوزن
نکالی یا کنیزوں کو آواز دی چند کنیزیں آئیں چالاک نے کہا ملکہ عالم آرام فرماتی ہیں
حفاظت کرنا میں ایک کار ضروری کو جاتا ہوں یہ کہکے چالاک بھاگا دل سے باتیں کرتا ہوا ایسا نہو
قبلہ و کعبہ کو کوئی گرفتار کرلے یہ کیسی بدنامی ہوگی کہنے والے اپنے مقام پر کہینگے کہ چالاک نے
معشوق کے واسطے باپ کو گرفتار کرا دیا اسی سوچ میں جاتا ہے جنگل میں جو پہونچا بولنے کی
آواز آئی اب جو نخل کی آڑ پکڑ کر دیکھا نعمان جادو خواجہ کو گرفتار کئے ہوئی آتی ہے چالاک
کے ہوش اڑگئے دل سے کہتا ہے ای چالاک غضب ہوا اگر خدانخواستہ ملکہ حیرت کے سامنے لیکر
پہونچی حیرت ایسی جلی ہوئی ہے کہ فوراً قتل کر ڈالیگی ای چالاک اگر خدانخواستہ قبلہ و کعبہ قتل ہوگئے
پھر ہم کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہ رہینگے صاحبقران زمان فرماینگے کہ جوش محبت حیرت
میں باپ کو قتل کرایا کچھ خوف خدا نہ آیا تو میں کیا جواب دونگا کھڑا سوچا کیا تھوڑے عرصے میں
ایک بات سوجھی رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ملکہ حیرت جادو کی شکل بنکر تیار ہوا سامنے
سے دوڑا ہوا آیا پکار کر آواز دی ای نعمان جادو تمنے بڑا کام کیا ہماری جان تو چالاک نے
بچائی حقیقت میں ہمارا عاشق صادق ہے اب میں چالاک کے کہنے سے کسی بات میں انکار کرونگی
اسنے میرے ساتھ بڑے بڑے احسان کیے ہیں کہ لائق بیان کے نہیں اسنے اپنی جان میرے واسطے
کھپائی طلسم میں گھس پڑا طلسم کو توڑا مجھے رہا کیا اس وقت بھی اسی نے جان بچائی ورنہ عمرو
گرفتار کرکے لیجاتا مجھے یہاں سے لیگیا وہاں جاکر ہوشیار کیا اپنے باپ پر عیاری کی کچھ اسکا
بھی خیال نہ کیا کہ بدنام ہو جاؤنگا ای نعمان جادو تمنے اس ساربان زادے کو کہاں پایا
نعمان جادو نے کہا دلداری اب آپ کسی کا خوف نہ کیجیے میں نے خاتمہ کردیا خواجہ عمرو کو
لشکر سے جاکر پکڑلائی حیرت نقلی نے کہا ای نعمان جادو تمنے بڑا کمال کیا ابھی چلکر اسکو
قتل کریں خون شہنشاہ افراسیاب کا بدلا ہوجائے اگر اسکو مارا تو صاحبقران زمان کا
بازو ٹوٹ جائیگا یقین تو یہ ہے کہ سپاہ گھر ہی ترک کریں اور اگر مقابلہ پڑا تو انکا مار لینا
کچھ مشکل نہیں ہے کوئی سردار با عیار مثل خواجہ عمرو لشکر صاحبقران میں نہیں ہے خواجہ
نے بڑے بڑے کارہاے نمایاں کیے یہ کہتی ہوئی حیرت نقلی قریب نعمان آئی نعمان جادو
بل کر رہی ہے کہ حضور میں لشکر میں صاحبقران کے پہونچی تڑپ کر گری خواجہ عمرو کو پکڑ لیا
سب جادوگر دوڑے میں نے سحر کیا کئی ساحروں کے سر پھٹے مہیان اخضر زنار رو ماہ رخسار
وغیرہ سامنے سے بھاگے حیرت نقلی نے کہا ای نعمان جادو تمہارے سامنے کون سحر کرسکتا

میں تو تمہارے بھروسے پر آئی ہوں خواجہ عمرو نے جو آنکھہ ملائی چالاک کو سمجھا نا خوش ہو گئے کہ
میری فکر میں آیا سر ہلا کر کہا ہاں حیرت جادو کیا کہنا میں سمجھ گیا چالاک نے سر جھکا لیا چالاک
باتیں کرتا ہوا بصورت حیرت جادو ساتھ نعمان جادو کے چلا جب کوس بھر راستہ طے کیا ایک مقام
پر ٹھہر کر کہا ای نعمان دیکھو لکہ ابر اٹھا ملک اخضر وغیرہ آتے ہیں ہم بھی چالاک جانتا ہی
کہ قبلہ و کعبہ اسکے سحر میں مبتلا ہیں بے اسکو قتل کیے مطلب نہ نکلیگا جیسے ہی کہا لکہ ابر اٹھا نعمان
اُٹھی چالاک نے خنجر مارا النعمان رہے کہکر گری ساحرہ نہایت زبردست تھی لاشہ جلنے لگا آوازیں
مہیب آنے لگیں آندھی سیاہ چلی بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من
نعمان جادو بود چالاک نعمان جادو کو مار کر بھاگا خواجہ عمرو کے ہاتھہ پاؤں چھوٹے خواجہ نے
پکارا اجی ٹھہر تو جا چالاک نے دور رہ کر عرض کی حضور میری گستاخی کو معاف فرمائیگا اب کبھی
ویسی خطا نہ ہوگی خواجہ عمرو طرف اپنے لشکر کے پلٹے چالاک لشکر حیرت میں آیا ملکہ حیرت جادو
جو صبح کو بیدار ہوئیں چالاک بشکل کنیز آیا ملکہ حیرت نے کہا کیوں گلنار تو نے سنا عمرو مجکو
گرفتار کرکے لیگیا تھا چالاک نے کیا کمال کیا خواجہ عمرو پر عیاری کی مگر نعمان کہاں ہے کنیزوں نے
عرض کی جب ملا ہوا کہ آپ کو گرفتار کرکے عمرو لیگیا نعمان بھی آپ کی تلاش میں گئی ہیں اُس وقت
سے پلٹ کے نہیں آئیں حیرت گھبرا گئی کنیزوں سے کہا جا کے تلاش کرو جنگل میں جا کر دیکھو مجھے
یقین ہے کہ نعمان پر کوئی افتاد پڑی کنیزیں جنگل میں گئیں پھرتے پھرتے ایک مقام پر پہونچیں دیکھا
لاشہ نعمان کا پڑا ہے کنیزیں بہت پریشان ہوئیں لاشہ نعمان کا اُٹھایا ملکہ حیرت جادو
بیرون بارگاہ بیٹھی ہیں چالاک ایک کنیز کی شکل بنا ہوا باتیں بنا رہا ہے کہ حضور رات کو
چالاک نے بڑا کام کیا نعمان جادو کا اب زندہ ملنا مشکل ہے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ رونے
کی صدا بلند ہوئی دیکھا کنیزیں لاشہ نعمان جادو لیے ہوئے آتی ہیں چالاک نے ملکہ حیرت
کے کاندھے پر ہاتھہ رکھدیا کہا دیکھیے حضور مجھے بھی خوف تھا کہ ساربان زادہ بڑا مکار و غدار ہے
نعمان کو مارا کنیزوں نے لا کر لاشہ سامنے رکھا ملکہ حیرت بہت روئیں کہا صاحبو میں تو
اسی کے بھروسے پر خروج کرکے آئی تھی چالاک نے اُس وقت بھی ہنستے ہنستے سینے پر ملکہ کے
ہاتھہ رکھدیا کہا حضور آپ کی لونڈیاں اُس سے بہتر ہیں آپ کیوں اسقدر رنجیدہ ہوتی ہیں ملکہ
حیرت نے کہا عقاب ابر سوار بادشاہ پردۂ ظلمات میرے نام پر جان دیتا تھا وہ بیچارہ
خستہ و شکستہ ہو کر بھاگا اب دیکھیے کیا ہو چالاک نے کئی مرتبہ گلے میں ہاتھہ ڈالدیے کہا حضور
رنج و غم نہ کریں جو آپ کو منظور ہوگا وہی ہوگا خون شہنشاہ افراسیاب بالا بالا نہ جائیگا
ضرور رنگ لائیگا آپ خاطر جمع رکھیے عقاب ابر سوار کا نام نہ لیجیے وہ ملعون گیا جو کچھ
اُس پر گذری ہوگی اخباروں سے حال کھلیگا لاشہ نعمان کا جلا یا گیا ملکہ حیرت جادو لرزاں و
ترساں بیٹھی ہیں کہ ایک لکہ ابر آسمان سے اُٹھا سب اُس ابر کو دیکھنے لگے وہ ابر قریب آکر شق ہوا
دیکھا ایک جادوگر تخت سحر پر سوار تین لاکھہ ساحر پشت پر قریب آکر اترا پوچھتا ہوا چلا کہ ملکہ حیرت
کہاں ہیں ملازموں نے خبر دی کہ وہ سامنے بیٹھی ہیں وہ ساحر دست بستہ قریب آیا تعجب کی

ملکہ حیرت کو سلام کیا عرض کی ای شہنشاہ اقلیم ہوشربا ای صاحب جود و عطا غلام کو آپ نے بھیجا تا
محترم جادو ملازم شہنشاہ ہوشربا جنگ افراسیاب میں شکست کھائی مارا مارا پھرتا تھا
پرچہ اخبار سے معلوم ہوا کہ ملکہ حیرت جادو مقابلے میں مسلمانوں کے پہونچی ہین غلام اس واسطے
حاضر ہوا کہ کچھ خدمتگزاری بن پڑے نوکروں ملکہ حیرت کو محترم جادو کا آنا غنیمت ہو گیا کہا ای
محترم لقمان جادو قتل ہوئی اُسی کے بھروسے پر آئی تھی سامری و جمشید نے اُسکو بلا لیا کچھ
نہ بن پڑا اب تم اتنا کام کرو کہ میری حفاظت میں، ہو عمرو عیار مجھ تک نہ آنے پائے اسکا خیال رہے
تصویر خواجہ عمرو کی نکال کے محترم جادو کو دکھائی محترم نے کہا بس غلام سمجھ گیا اس صورت کا
آدمی نہ آنے پاویگا ملکہ حیرت نے کہا وہ عیار ہے مکار و غدار اسی اس صورت پر نہین آئیگا جانی
کے سامنے بھائی بنکر آوے باپ کے سامنے بیٹا بنکر صورت دکھا دے لقمان جادو اتنی بڑی
ہوشیار ساحرہ تھی اُس سے کچھ زور نہ چلا دم بھر مین قتل ہو گئی جو شخص ذرا بھی تیزی کر کے آئے
اُسکا مُنہ دھلانا نام پوچھنا اگر تمکو ذرا بھی شک ہو اُسکو قتل کرنا محترم جادو نے کہا ایسا ہی ہوگا
آپ خاطر جمع رکھیے یہ ذکر تھا کہ طرف سے کوہ عجائب و غرائب کے گرد اڑی دیکھا کہ ایک ساحر
سیہ فام بد انجام طاؤس سحر پر سوار دو لاکھ ساحر پشت پر آمادہ تباہی لشکر اسلام کہتا ہے
آج کی شب مجکو یہان رہنا پڑیگا ایک دن مین سب کا خاتمہ کر دونگا چالاک حیران حیران کیون ہے
اُس ساحر نے قریب آکر پوچھا کیون صاحبو یہ تمبو لشکر کسکا ہے ایک جادوگر نے عرض کی کہ یہ
لشکر ملکہ حیرت جادو زوجہ افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا کا ہے وہ بھی بربادی مسلمانان
پر آمادہ ہین اخگر جادو نے یہ سنکر کہا کہ ملکہ حیرت کو کیا مطلب ساحرون نے عرض کی وہ اپنے
شوہر کے خون کا معاوضہ لینے آئی ہین اخگر جادو نے کہا انسے بھی مقابلہ پڑیگا یہ کہتا ہوا لشکر سے
نکلا قضائے کار حیرت جادو لشکر محترم جادو کا انتظام کر رہی ہین کہ اخگر جادو آکر سامنے کھڑا ہوا
نگاہ جو پڑی جمال بیمثال حیرت جادو پر دیکھا ایک نازنین دلفریب غارتگر صبر و شکیب غیرت خورشید طلعت
ماہ صورت حسین و جمیل دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے کھڑی ہے اخگر جادو دیکھکر مر گیا یہ
تو سن ہی چکا ہے کہ شوہر نے اسکے انتقال کیا غراتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا جادوگرون کو باہر
بٹھا دیا اور درد کر یہ اشعار پڑھنے لگا نظم بطور خمسہ

رنگت سے اسکی بڑھکر رنگت نہین ہے کوئی | خلقت سے اُسکی افزون طلعت نہین ہے کوئی | نور و پری کی اُس سے نسبت نہین ہے کوئی
صورت سے اسکی بہتر صورت حسین ہے کوئی | دیدار یار میں بھی وحدت نہین ہے کوئی

خلوت مین بیٹھ موقع ہاتھ آئے گلعذر کا | موقوف کر دے پھرنا بیکار چار سو کا | تب بھر خیال کر تو دلدار ماہ رو کا
اُلفت کو کمال کر تو دیدار کا ہے بھوکا | چودہ طبق سے بہتر نعمت نہین ہے کوئی

الفت ہو تو طلب سے نفرت ہزار ہووے | اچھا کیا جو وے ہیں وے ہیں دم سے | کس بات کی حکومت ملتا ہے کیا ستم سے
پر کیا سمجھ کے تو وے ہوتے ہین آپ جیسے | بیجا بیگا کھلکو شہرت نہین ہے کوئی

میزان عقل مین کیا کمال تو نکو کوئی تو لے | اتال کی بیرخی سے دل مین پڑے پھپولے | دفتر شکایتون کا کل راہ مین جو کھولے
مین نے کہا کبھی تو تشریف لا کے بولے | معذور رکھیے وقت فرصت نہین ہے کوئی

وحید

ہچکیاں لیتے تھے کوچے میں ترے بسمل کہاں ۔۔۔ زخم ہنستے تھے کسی کے منھ پہ اے قاتل کہاں
قدرتِ اللہ ہے نیرنگ سازی حُسن کی ۔۔۔ گورے گورے عارضوں پہ کالے کالے تل کہاں
دسترس کس دن ہوا بند قباے یار پر ۔۔۔ وا ہوئے ناخن سے اپنے عقدۂ مشکل کہاں
طوف کوے یار کی حسرت نہیں نکلی ابھی ۔۔۔ طے ہوئی ہے کعبۂ مقصود کی منزل کہاں
صورتِ ریگِ رواں گرمِ سفر ہوں روز و شب ۔۔۔ کچھ نہیں معلوم جاتا ہوں کدھر منزل کہاں
جو نہ دے ایذا کوئی ایذا نہیں دیتا اُسے ۔۔۔ سایۂ دیوار کو اندیشۂ عاقل کہاں
بھیک کیسے حُسن کی مقصود مہر و ماہ ہے ۔۔۔ در بدر پھرتے ہیں مثل کاسۂ سائل کہاں
بحرِ ہستی سا کوئی دریا ہے بے پایاں نہیں ۔۔۔ آسمانِ نیلگوں سا سبزۂ ساحل کہاں
وقتِ صبر میں کون ہوتا ہے مصیبت کا شریک ۔۔۔ ہجر کی شب کے اندھیرے میں مہ کامل کہاں
کونسا ایسا کیا ہے مجھ سے یاروں نے سلوک ۔۔۔ یاد آئی ہے عدم میں جا کے یہ محفل کہاں
خندہ زن دیکھا نہ اک مردے کو زندے کی طرح ۔۔۔ ہوشیاری کے مزے سے آشنا غافل کہاں
جنبشِ ابروے قاتل میں نہ ٹھہرا یگا رقیب ۔۔۔ چہرۂ نامرد زخمِ تیغ کے قابل کہاں
عشق کے صدمے اُٹھانے کو جگر بھی چاہیے ۔۔۔ خون ہوا میری طرح آتش کسی کا دل کہاں

اگر آپ نے سرفراز فرمایا عاشق صادق کی جان جائیگی یقین ہے کہ آپ کو بھی قلق ہو حضور خیال کیجیے کہ ہمارا چاہنے والا مر گیا حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے گیا ملکہ کو خوب خوب سمجھا نا کہہ کر چلا اخگر جادو خیمے میں چپ بیٹھا ہے ملکہ حیرت جادو تخت پر جلوہ فرما ہیں چالاک دربار گاہ پر حاضر ہے نگہبان بنا ہوا ہر وقت دروازے پر بیٹھا رہتا ہے اگر کسی نے پوچھا کیوں میاں فتح دھڑ یم خان آج کچھ پریشان معلوم ہوتے ہو کیسا مزاج ہے چالاک کو سال ہا سال ہو چکے راتیں ہجر کی کاٹیں صدمات فراق اب نہیں اُٹھتے عجب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے بے اختیار کہتا ہے صاحبو کیا کروں کیونکے دلکو بہلاؤں نظم

غماز ترے ہر رنگ میں اے یار ہمیں تھے ۔۔۔ یوسف تھا اگر تو تو خریدار ہمیں تھے
بیدادگر محفل میں سزاوار ہمیں تھے ۔۔۔ تقصیر کسی کی ہو گنہگار ہمیں تھے
وعدہ تھا ہمیں سے لب بام آنے کا ہوتا ۔۔۔ سائے کی طرح سے پسِ دیوار ہمیں تھے
کنگھی تری زلفوں کی ہمیں پہ تھی مقرر ۔۔۔ آئینہ دکھاتے تجھے ہر بار ہمیں تھے
نعمت تھی ترے حسن کی حصے میں ہمارے ۔۔۔ کانِ ملاحت تھا خریدار ہمیں تھے
سودازدہ زلفوں کا نہ تھا اپنے سوا ایک ۔۔۔ آزاد دو عالم تھا گرفتار ہمیں تھے
تو اور ہم اے دوست تھے کیجان و دو قالب ۔۔۔ تھا غیر سوا اپنے جو تھا یار ہمیں تھے
بیمار محبت تھا سوا اپنے نہ کوئی ۔۔۔ اک مستحقِ شربت دیدار ہمیں تھے
بے اپنے بہلتی تھی طبیعت نہ کسی سے ۔۔۔ دلسوز ہمیں تھے ترے غمخوار ہمیں تھے
اک جنبش مژگاں سے غش آتا تھا ہمیں کو ۔۔۔ دو نرگس بیمار کے بیمار ہمیں تھے
جب چاہتے تھے لیتے تھے آغوش میں تمکو ۔۔۔ مجبوری سے رہ جاتے تھے مختار ہمیں تھے
ہمسا نہ کوئی چاہنے والا تھا تمھارا ۔۔۔ مرتے تھے ہمیں جان سے بیزار ہمیں تھے

بدنام محبت نے تری ہمکو کیا تھا — رسوائے سر کوچہ و بازار ہمیں تھے
دل ٹھوکرین کھاتا تھا نہ ہر گام کسی کا — اک خاک میں ملتے دم رفتار ہمیں تھے
بھڑکانے سے آتش کے جلانے لگے یا تو — الطاف و عنایت کے سزاوار ہمیں تھے

چالاک اس حال مین منجھا ہو کہ دیکھا سامنے سے ایک ساحر نامہ لیکر آیا چالاک سے کہا ملکہ عالم سے عرض کر دو کہ اخگر جادو کا نامہ دار در دولت پر حاضر ہو امیدوار باریابی ہو چالاک نے پوچھا ای شخص یہ نامہ کیسا ہو اسنے کہا ملکہ عالم کو حال معلوم ہو جائیگا اور کسی کو ہم حال نہین بتا سکتے چالاک سمجھ گیا جا کر ملکہ حیرت سے کہا کہ در دولت پر نامہ دار اخگر کا حاضر ہو حیرت نے کہا بلا لو ملازم گئے نامہ دار کو اپنے ساتھ لیکر اندر بارگاہ کے آئے نامہ دار نے جو ملکہ حیرت جادو کو دیکھا بہت ادب سے برائے تسلیم خم ہوا دستار سے نامہ نکالا ہاتھون پر رکھکر پیش کیا ملکہ حیرت نے وہ نامہ نامہ بر کے ہاتھ سے لیلیا پڑھنا شروع کیا جون جون نامے کو پڑھتی جاتی ہین رنگ منہ متغیر ہوتا جاتا ہو چہرے سے غصہ ظاہر ہو ابروے خمدار ملنے لگے نامہ پڑھکر ملکہ نے چاک کر کے اگالدان مین ڈالدیا کہا جا کر اس ملعون سے کہدینا کہ کیون تیری شامتین آئی ہین کب کا کوئی خاکی کسبی تصور کیا ہو جو جا ملکہ بیجا شاہان طلسم کے ہم کیا نوکر ہین آیا ہو تو ہمین کیا ملکہ حیرت نے جو غصے سے یہ باتین کین نامہ بر نے عرض کی اے ملکہ عالم آپ اسقدر گرم نہ ہون وہ آپ سے سحر مین علم و شان مین زیادہ ہین لشکر بھی بیحساب ہمراہ ہو آپ کو لازم ہو کہ شہنشاہ اخگر کو بدل و جان قبول فرمائیے ورنہ آپ کے واسطے بڑی خرابی ہوگی انکو سب طرح کا اختیار ہے اگر بخوشی نہ راضی ہوجیے گا تو ایک سحر مین آپ کے لشکر کو مٹا دینگے اور آپ کو ایک منتر ہی پڑھکر راضی کرلینگے آپ کو ایسی محبت ہوگی کہ انپر جان فدا کیجیے گا اگر مناسب ہو تو جواب نامہ براہ راست تحریر کیجیے فساد سے کیا حاصل ہوگا نامہ بر نے جو اس طرح حیرت کو سمجھایا اور عظم و شان اخگر کا سنانے لگا ملکہ نے کہا اس شخص کی گردن مین ہاتھ دو باہر نکالو ظہیر باہر نکالا گیا ہر چند اسنے چالا زبان آوری کردن ملکہ حیرت نے کہا اب بے بات نہ کرنے پائے نامہ دار بہت ذلیل ہو کر نکالا گیا ملکہ کا غصہ کم نہین ہوتا فرماتی ہین مصاحبو ایسے جہل لوگون کو میری بارگاہ مین کیون آنے دیتے ہو جگر بڑا قلق ہوا اس وقت حیرت جادو کو بڑا رنج پہونچا اپنا زمانۂ سلطنت یاد آگیا بے اختیار تصور کر کے رونے لگین کہ ایک روز وہ تھا اٹھارہ سو تاجدار میرے زیر فرمان تھے کوئی ترچھی نگاہ سے نہین دیکھ سکتا تھا مگر فلک نے یہ گردش دکھائی کہ وہ سب سلطنت مٹی اب جنگل جنگل مارے مارے پھرتے ہین جیسا کچھ ہے

عاشق ہوتا ہو اگر دون غدار یہ نیرنگی کبتک دکھائیگا نظم

بیٹھ رہتے نہ ملی ایسی کوئی جا دلچسپ — نہ لگا جی کہ نہ تھا سبزۂ صحرا دلچسپ
بڑھ گئی آہ و فغان اور وہان سے آگے — نظر آیا نہ مگر عرش معلا دلچسپ
جائے آرام زمین کو تو بنایا افسوس — ہان مگر سمجھتے ہین کہ عالم بالا دلچسپ
کچھ تسلی نہ ہوئی گلشن ایجاد سے آہ — ڈھونڈھیے اور ہی مسکن کوئی اچھا دلچسپ
دام گیسو سے تمنا سے رہائی ہو خدا — ہو دل آویز بلا وہ مجھے سودا دلچسپ

جابجا مسکن یاران فنا دوست ملا — نظر آتا ہی قدم کا بھی رستا دلچسپ
کردیا محفل خاموش نے افسردہ مزاج — ساقیا اٹھ کہ ہی دور رحی و مینا دلچسپ
نقش دل مانی بہزاد نے اسکو سمجھا — کسقدر تھا تری تصویر کا نقشا دلچسپ
سرگذشت اپنی سنا روز اسی طرح نسیم — کہ نہیں اس سے زیادہ کوئی قصا دلچسپ

ملکہ کی تو یہ کیفیت ہی چالاک بعد جانے ظہیر کے اپنی صورت تبدیل کرکے بارگاہ مین آیا دست بستہ عرض کی کہ کیون حضور یہ کس مضمون کا نامہ لیکر آیا تھا ملکہ نے کہا دیوانہ ہی اپنا عشق جتاتا ہی بیقراری بیان کرتا ہی خبردار اسطرح کے لوگ ہمارے سامنے نہ آنے پاوین دربارگاہ اور زیادہ جو کی پہرے ہوئے چالاک نے خوب انتظام کیا اخگر نے طبل جنگ بجوایا جب کسی طرح صبر نہ ہوسکا تب اسپر آمادہ ہوا کہ لڑوں یہ خبر خواجہ کو پہونچی خواجہ نے بھی اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا حیرت نے بھی جواب مین طبل جنگی بجوایا صبح کو تینون لشکر میدان مین آئے جب صفین جم چکین ملکہ مرکب پر نمائش کر میدان مین آیا حیرت نے جو دیکھا تخت پر سوار ناز و کرشمہ دست بستہ سامنے تخت کے امیرین جلیسین کھڑے ہوئے لشکر تین لاکھ ساحرون کا پشت پر محترم کے آنے سے بڑی چہل پہل ہوگئی ہی اخگر میدان مین نکلا طرف لشکر حیرت کے رخ کیا پکار کر آواز دی ای ساحران ہوشربا جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے مجکو شاہان طلسم نے براہ گرفتاری مسلمانان روانہ کیا تھا منظور یہ ہی کہ پہلے تمھارا خاتمہ کرین مسلمانون کو تو بہانے آگے نہ بڑھنے دیتے حمزہ و ہان دم اجائیگا آنحضرت یا انکلون عمرو نے روکا کہا ای آنحضرت سے کیا کام وہ تو حیرت سے مقابلہ کرنے آیا ہی دیکھا رنگ چہرے کا اڑا ہوا ہو نتھون پر مسلسل آنکھون مین تری ہوا اس مین اثر ہی مگر خود ساحری مین چالاک چست مرکب پر مدکو مہمیز کرتا ہی محترم کو تاب نہ آئی صف سے گھوڑا نکالا سامنے ملکہ کے آیا عرض کی ای ملکہ عالم اجازت میدان حیرت نے کہا میرا خود ارادہ ہی محترم نے کہا ہم اپنی زندگی مین آپ کو نہ جانے دینگے زبردستی اگر اختیار ہی محترم کو ملکہ نے اجازت دی محترم ویسے ہی سامنے اخگر کے آیا اخگر نے گولہ مارا محترم نے گولہ کاٹا تمام صحرا آتش بہار ہوگیا درخت جلنے لگے ہزارہا طائر کباب ہوکے گرے دو چار سحر آپسمین چلے اخگر نے جلاکر تلوار کھینچ ماری وہ تلوار جا کر گلے پر پڑی محترم کے دو ٹکڑے ہوئے اخگر نے وہی تلوار پھر اٹھالی چمک کر نعرہ کیا ای ملکہ عالم یا تو آپ آئیے یا اور کسی کو بھیجیے بس حیرت کو تاب نہ رہی ہر چند انہون جلیسون نے سمجھایا ملکہ حیرت نے کہا صاحبو اگر تمام دنیا میرے واسطے بیتاب ہوکر مین نہ لڑونگی یہ کہکر میدان کارزار مین طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر مقابلے مین اخگر جادو کے آئین اخگر صورت زیبا دیکھکر دنگ ہوگیا گانٹھ بندھی ہوئی سینہ پر نار پستان کا ابھار معشوق چست و چالاک قاتل عالم بیباک ہاتھ باندھکر قریب آیا کہا ای ملکہ عالم اب تو میری جان جاتی ہی سرفراز فرمائیے اپنا غلام حلقہ بگوش بنائیے میری کیا مجال ہی کہ نگاہ بھرکے حضور کو دیکھ سکون کشیدہ ہاتھ جو تجھ ایسی معشوقہ ہمراہ ہی ای معشوق خود بدولت تیرے میری آنکھون مین دنیا تاریک ہی اپنے وصل سے میری خاطر ناشاد کو شاد فرمائیے آپ کی کیا صفت کرون

نظم

دکھلاتی ہی رنگینی رخسار عجب روپ — لایا ہی ترا جلوۂ دیدار عجب دھوپ
سکتا ہی ترے حسن کا گلزار عجب رنگ — نظارہ یوسف ہی زلیخا کو مبارک
کہتا ہی گل و لالہ کوئی کوئی مہ و مہر — بدلے ہوئے ہی مصر کا بازار عجب ڈھنگ

خواجہ فرماتے ہیں ای بہتی جانتے ہو یہ کنیز کون ہے عرض کی ملکہ حیرت کی لونڈی ہے خواجہ عمرو نے کہا
آپ کے خلیفہ صاحب ہیں مصروف اطاعت ہیں انکے واسطے یہ سامان راحت ہیں اسقدر جانبازی کی
کہ اب ملکہ حیرت کو بھی توجہ ہوئی بلکہ میں تو سنتا ہوں کہ حیرت نے خود وعدہ کیا ہے کہ ای چالاک
چندے تامل کر تمہاری بیتابی کا جواب دیا جائیگا برق نے کہا خلیفہ صاحب خوش نصیب ہیں اپنے
معشوق کے قریب ہیں اخگر رقص کرتا ہوا جھنڈی سا نشین جھومتا ہوا قریب حیرت جادو کے پہونچا
حیرت نے کہا ای اخگر کیا چاہتے ہو اخگر نے سر جھکایا کہا حال دل آپ پر روشن ہے اب تو سرفراز
فرمایئے اپنے چاہنے والے کو نہ ترسایئے حیرت نے کہا تلوار کھینچو اخگر نے تلوار کھینچی حیرت نے کہا
گلے پر رکھو ہم تو دیکھیں کیسے مرتے ہو ہماری یہی خوشی ہے اخگر نے تلوار گلے پر رکھکر کھینچ لی تنہ لگا رہا
سر کٹ گیا مرنا تھا اخگر کا کہ اندھیرا چھایا سنگباری و برفباری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من اخگر جادو
بود لشکر والوں نے جو لاشہ اپنے مالک کا دیکھا لینا کہکر دوڑ پڑے حیرت تخت سے کود کر ایک
طاؤس پر سوار ہوئی اب جو سحر کرنا شروع کیے برق بلند کی ستارہ سحری بلند کی شعلے بھڑکنے کے
گرے ہزاروں کے سر اُڑ گئے صدہا کے خرمن حیات جلے لشکر والے تماشا دیکھ رہے ہیں خواجہ عمرو
اخضر سے کہ رہے ہیں کہ ای اخضر تم نے سحر حیرت کا دیکھا حیرت جادو سے کون مقابلہ کرسکتا ہے حقیقت یہ ہے
کہ وقت زوال آگیا تھا ورنہ ہوشربا پر کون قبضہ کرسکتا تھا جاہ و جلال سے افراسیاب کے
فلک گرفتار کرسکتا تھا حیرت تو لشکر اخگر کے قتل کر رہی ہے ساحر بھاگے بھاگے پھرتے ہیں
ڈر سے حیرت کے سحر کے منہ کے مثل گوسفند ہیں لیکن یہ وہ وقت ہے کہ شاہان طلسم نور افشاں سر پر چڑھ آئی
پر بیٹھے ہیں ساتھ ہی تاجداران جلیل طلسم نور افشاں کے کفیل ولکگنون پر بیٹھے ہیں ذکر امیر صاحبقران
ہو رہا ہے کہ قبیل تاجدار نے غضب کیا صاحبقران کو اپنے قصر یاقوت نگار میں قرکش کیا تاجدار
کم رتبت نے کہا حضور اس قصر سے نکلنا مشکل ہے گو تجش سے نکلنے نہ دینگے اب کیا وہ وہاں سے
زندہ بچکر جانے پاتے ہیں صاحبقران نے اپنے کو بلا میں پھنسایا اور اگر وہاں سے نکل گئے اور
گرہ عجائب و غرائب پر پہونچے بت خونریز وہ شخص ہے کہ ٹکڑے ٹکڑے کے مار لیگا تین سو عالمان مذہب
سامری و جمشید اسی کوہ فلک شکوہ میں ساکن ہیں جسوقت وہ لوگ نکل پڑینگے انکے سحر کو کون روکیگا
اور لوٹ بلا سے روئنگا میں کسی کے منہ سے نکلا کہ ای شہنشاہ یہ تو ملاحظہ فرمائیے کہ اخگر جادو پر
کیا گذری یہ سنتے ہی سحر العجائب و مصر الغرائب نے شبیہ سامری کو بلایا پکار کر آواز دی ای
ہمصورت سامری اخگر جادو پر کیا گذری بتلا ہنسی رقص کرنے لگی سحر العجائب حیران ہے کہ آج
ہمصورت سامری کو کیا ہوا ہے یوں ناچ رہی ہے چند ساعت ناچی بعد اسکے عرض کی ای شہنشاہ
طلسم نور افشاں میان اخگر حیرت جادو پر عاشق ہوے مقابلہ پڑا اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ لیا
حیرت جادو نے لشکر کو انکے تباہ کیا اور تباہ کر رہی ہیں قیامتیں برپا کی ہیں کئی لاکھ جادوگروں کو
مار ڈالا یہ سنتے ہی سحر العجائب و مصر الغرائب غصے میں کانپنے لگے کہا الہی ہوشربا کو بھی یہ دعوی ہوا
کہ انھوں نے ہمارے ملازموں پر ہاتھ ڈالا اخگر جادو کو یوں مٹایا ارے کوئی حاضر ہے کہ پہلوے
بارگاہ سے آواز حاضر حاضر کی آئی سب نے دیکھا ایک زنگی شخص آہنی ہاتھوں میں لیے ہوے سامنے آیا

عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہے کہا جلدی سے حیرت جادو کو گرفتار کر کے قصر سیاہ میں پاس شاخسار جادو کے پہونچا دو یہ سننا تھا کہ وہ زنگی چلا یہان حیرت جادو نے یہی سنا کہ زنگی منہ تکتا سامری اوحیرت تو نے کچھ خوف نہ کیا اگر جادو کو منظور ہے تو زنگی نے کہا اے حیرت تجھے جواب نہ آئے پڑھا یہ سحر خاص سحر العجائب وتحسین الغرائب کا اور زد سیتہ تھا حیرت خاموش ہو گئی سحر کرنا موقوف ہوا گھبرا کر چاروں طرف دیکھنے لگی بیقرار ہو گئی دل سے یہی باتیں کہہ کر پکار اٹھی

نظم

غضب لینا کہیں تو کچھ نہیں دشوار پہلو میں	تڑپ نے شکل ہی کی تھی جھپک کر یار پہلو میں
تڑپ پیری وہی ہی یکو وقت میں تن دے	کسی کی یاد سینے میں دل غمخوار پہلو میں
خیال غیر ہی سے آپ کو باتیں جو کرنی کہیں	جگہ دی ہو بلا کر پھر ہمیں بیکار پہلو میں
کر دے وصل کی شب خوش شاید حسرت دل کا	ادھر ہم ہیں ادھر ہے کبھی ہر اک تلوار پہلو میں
جدائی میں ہوئے ہیں دل جدا یون سو کھلا کانٹا	جو کروٹ لی ہے بستر پر چبھے ہیں خار پہلو میں
شب فرقت میں ہو درد جگر تسکین کا باعث	سمجھتے ہیں کہ بیٹھا ہے وہ دل آزار پہلو میں
سحر تک اٹھتے کہیں بیچ فراق یار سے باتیں	گراں رات ہو گیا کیا دل بیمار پہلو میں
کہیں سر کاٹ لے قاتل کہیں لے لے ہمارا دل	کہ وہ اک بار گران ہے دوش پر اک بار پہلو میں
جلال اس جذب دل نے بھی قریب آخر بٹھایا کو	یکایک ہو گیا دل بیٹھے بیٹھے یار پہلو میں

اسطرح یہ اشعار حیرت جادو نے پڑھے سننے والوں کے دل کانپ گئے وہ زنگی قریب آیا پکار کے آواز دی اے ملکہ عالم شہنشاہ شہر نور افشان نے آپ کو یاد فرمایا ہے آپ کے واسطے قدم قضا شیم بہانہ سمجھا ہو کہ بدبخت ہو ... قصر سیاہ آپ کے واسطے تجویز ہوا ہے شاخسار جادو خدمتگاری کرے گی ہر وقت دست بستہ خدمت میں حاضر رہے گی اب دیر نہ کیجیے جلدی تشریف لیچلیے ورنہ دیر کرنا مناسب نہیں ملکہ حیرت نے بنگاہ حیرت دیکھا کہا اے زنگی میری کیا خطا ہے کیا شاہ طلسم نور افشان نے مجھ پر غصہ کیا زنگی نے عرض کی نہیں بلکہ عالم پناہ نے محبت طلب فرمایا ہے حیرت نے سر جھکایا زنگی نے قفس آگے کیا ملکہ خود قفس میں داخل ہوئی زنگی نے قفل بند کیا پکار کر آواز دی اسے کوئی حاضر ہو ایک ساحر سامنے آیا موسوم بہ اصیل جادو زنگی نے قفس اسکو دیا کہا اے اصیل قفس ملکہ کا قصر سیاہ میں پاس ملکہ شاخسار کے پہونچا دو اصیل نے قفس ملکہ کا لیا طرف قصر سیاہ کے چلا چالاک نے جو یہ معاملہ دیکھا تڑپ گیا آنکھوں میں آنسو بھر کے ہوئے روتا ہوا دیکھا پکار کے یہ اشعار پڑھتا ہے

نظم

گر غبار چشمہ سار دل سحاب من شود	دیدہ دریا گہیں دان حباب من شود
نقطہ سہوی کہ رفت از یاد قاصد و فہرست	مردم چشمے نگاہ انتخاب من شود
میدہم دانستہ آخر اضطراب دل بہار	شور محشر تو تیای چشم خواب من شود
گر کتاب وحشت دل را قران شیرازہ بست	چشم آہو لفظ ہا ز انتخاب من شود
ابر رحمت گر نشود نامہ اعمال من	سنبلستان قیامت پیچ و تاب من شود
آنکہ باغ دیدہ را شبنم غبار آلودہ است	سیر وار دگرد و چار آفتاب من شود

دیدہ اشک شنید آئینہ داغ لالہ را ✦ گر چمن مست شرب دل کباب من شود
با وجود یکہ استاد من فصیحی بود است ✦ مصرعہ صائب تواند یک کتاب من شود

حال چالاک کو دیکھ کر سر رونے لگے چنانچہ چالاک چاہتا ہی کہ آگے بڑھے تو اصیل جادو پر عیاری
کرون جب اصیل شہر مین پہونچا تو دیکھا اسکے سامنے سے ایک ساحر دوڑا ہوا آیا پکار کر آواز دی
ای اصیل شہنشاہ طلسم نور افشان نے یاد فرمایا ہی یہ نامہ بھی تمھارے واسطے لکھا ہی کہ ملکہ حیرت
کو لیکر یہان آؤ ہم ملکہ حیرت کی صورت دیکھنا چاہتے ہین ہمنے جیسی تعریف سنی چاہتے ہین
ملکہ عالم کی زیارت سے مشرف ہون یہ اصیل پڑھا اصیل نے نامے کو دیکھا پڑھ کر کہا ای سرہنگ
جاؤ شاہان طلسم نور افشان بہت ملکہ کے مشتاق ہین سرہنگ نے کہا قید ہو کر دیو قید ہم
لیجا رہے ہین تم جدا کیسے آتا اصیل نے کہا یہ تو خیر مگر ہوا کر سرہنگ مین تمھارے ساتھ چلتا ہون
سرہنگ نے اصیل کو ساتھ لیا جب تک گیا ہو چکے تھوڑی دور جاکر کہا ای اصیل دیکھو خود شہنشاہ
تشریف لاتے ہین بڑے مشتاق تھے اصیل دیکھا سرہنگ تھا نے نعرہ کیا نعرہ چالاک
عیاری منم آنکہ ہیبت چالاک ✦ بچشم دشمن اندازم کف خاک ✦ نماید یاد گر رستم تہمتن ✦
حلیفہ دولہ چالاک نامہ ✦ نعرہ کرکے خنجر مارا اصیل جادو کا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی
اصیل کے طلسم ٹوٹا ملکہ حیرت یا تو مبہوت تھین یا ہوش آیا قفس خود بخود ٹوٹا پکار کر کہا ای چالاک
مین اپنے ہوش مین نہی جب اس زنگی نے [illegible] دی مین اپنے ہوش مین نہ رہی خود قفس مین
جا بیٹھی مگر تو نے اسوقت احسان عظیم کیا چالاک نے کہا مین تو غلام ہون مین نے تو آپکے
آپکے نام پر نثار کیا [illegible] دو چار دن کا ذکر ہی کہ مین نے اپنے واسطے جہنم مول لیا
قبلہ و کعبہ سے مقابلہ کیا تو میرے حال پر رحم [illegible] حیرت نے کہا تو فرزند ہی اپنی جرأت کی
فرزندی کا پیتا ہی [illegible] چالاک سب بڑا غضب ہوا کہ شاہان طلسم نور افشان
دشمن ہوسے تو نے وقت کیا کیا اصیل جادو کو مارا اگر کوئی بلا نازل ہوا چاہتی ہی یہ ذکر تھا
کہ سنائی ہوا ایک آواز ہیبت ناک [illegible] ای چالاک تو بھاگ کے ایک غار مین چھپا ایک زنگی
سیہ رو گرز ہاتھ مین لیے للکارتا ہوا آتا ہی اور کہتا ہی غضب کیا اصیل جادو کو مارا اب کہان جائیگا
اتنی یہ کان مین آواز جو چالاک کے پہونچی [illegible] اتنا حاضر ہوا حیرت نے جو دیکھا کہ
چالاک مبہوت ہو کے آتا ہی اسکی جانبازی کا خیال ہوا دل کو اسکی غربت کا ملال ہوا بجلی کان کی
الاونگ چھپانک ماری برق گری کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہو سکے کہا ای چالاک بھاگ جا شاہان طلسم
بڑی کدہ ہی اور کوئی آیا چاہتا ہی اسکو تو مین نے مارا اب ایسا آئیگا کہ میرا زور نہ چلیگا یہ کلام تمام نہوا تھا
کہ آسمان سے نعرہ ہوا ای حیرت بڑا غضب کیا دیکھا حیرت جادو نے ایک نازنین یہ اشعار عاشقانہ
گاتی ہوئی چلی آتی ہی

نظم

در مضطرب الحال کچھ ایسا شب غم تھا ✦ جب قصد کیا عرش بریں زیر قدم تھا
تا صبح کسی طرح نہ نکلا شب فرقت ✦ یارب کوئی ارمان دلی تھا کہ یہ دم تھا
لطف ایک طرف اس ستم ایجاد کے [illegible] ✦ ہم قابل بیداد نہ تھے طرفہ ستم تھا

تھا تیشۂ نازک کہ کوئی سنگ الٰہی
جو یار سے کمر تھی نگہِ شوق جو اُس یار
پایا بھی جو درد دل میں تو اُس پہلو
رہ سہہ نہ ملا آہ ہمیں کوئے وفا کا
دل دیکھے انھیں جان دی اے قدر کی محبت
پامال جلال آدرہا کوچۂ بتان میں

دل تھا کہ تجلی ہے کہ دل آزار صنم تھا
منظور شب وصل تماشائے عدم تھا
دیکھا تو وہی جلوہ گر دیر و حرم تھا
شانہ جو بناتا وہ ترا نقش قدم تھا
کچھ بھی تو وہ بوسے کہ ترا حوصلہ کم تھا
وہ دل کہ جو پروانۂ صد ناز و نعم تھا

چالاک تو پھر سکا کے ایک درہ کو میں چھپا اُس نازنین کی آواز سنکر حیرت کا چہرہ سرخ ہوا خاموش صاف ظاہر ہو کہ اپنے ہوش میں نہیں اُس نازنین نے آکر سلام کیا کہا کیون ملکۂ عالم آپ کو شاہنشاہ جادو نے بلایا ہی بادشاہ طلسم کا نامہ پہونچ گیا آپ کے واسطے تیاری ہو رہی ہے قصر سجا آراستہ ہو گیا کنیزیں واسطے خدمت کے ہتھکڑیوں کو حسرت دست بوسی بیڑیاں قدموں پہ گرنے طوق گردن پھر نا بلبلیں شہ پر لگا کرتی ہیں آپ کی محبت کا دم بھرتی ہیں آپ کا چلنا واجب و لازم ہے شہنشاہ طلسم آپ کی خاطر کریں گے چالاک یہ گوشہ سے دیکھ رہا ہی کہ ملکہ حیرت کچھ جواب نہیں دیتیں خاموش کھڑی ہیں جب اُس نازنین نے بہت کہا تو ملکہ حیرت نے جواب دیا کہ مجھے کیا حکم ہے شاہ طلسم کے الکار عیار سے حکایت پر مجھکو بھی برا معلوم ہوا میں منع کرتی تھی اُنھوں نے اصیل جادو کو مار ڈالا چالاک دیکھتا ہی کہ ملکہ حیرت قصد کرتی ہیں کہ میں زیور اُتاروں سحر کروں مگر جیسے کوئی مجبور ہوتا ہی کہ جیبوں بالیوں پہ ہاتھ ڈالا اور پھر ہاتھ رک گیا آخر اُس نازنین نے شاخ صاف سے صندل توڑ کر ایک تخت بنایا اُسپر ملکہ کو سوار کیا ملکہ اُس تخت پر بخوشی سوار ہوئیں وہ نازنین میٹھی میٹھی باتیں کرتی ہوئی ملکہ کو بہلاتی ہوئی لیکے ہاتھ لگاتی ہے اور کہتی ہے ملکۂ عالم طلسم فتنہ نور افشان میں سیاہ قدم جب سے بادشاہ گئے ہیں لونڈی کو یاد ہیں سو اس مصرع فرمائیے یہ کہکر بہ آواز نرم یہ اشعار عاشقانہ سنائے نظم

قدرت ہی جو کرون وصف لب رشک چمن میں
معروف ہی دل وصف لب غنچہ دہن میں
کیا دور پہونچتی ہی تری نظروں کی تعریف
لکھتے ہیں ستارے قد موزوں کی صفت ہم
روشن سخنی ختم ہی اِک شمع تجھی پہ
سب حرف نظر آتے ہیں آئینہ رخ سے
کھلتا نہیں منہ تنگ بالی کے سبب سے
انکار ہی اقرار ہی گالی ہی دعا ہی
وصف لب لعل و در دندان سے صغیر آج

پا سنگ دھرون لعل کے میزان سخن میں
مس کی دھڑی تاکی ہی میزان سخن میں
بیٹھے ترے تیروں کے ترے میزان سخن میں
ارکان قیامت کے ہیں میزان سخن میں
ایک شعلۂ آواز ہی خال مس دہن میں
کیا بات چھپاتا ہی شرارت سے دہن میں
سو بالوں کا مخمصہ ہی ترے کنج دہن میں
اب لاکھ زبانیں ہیں ترے اب دہن میں
تلتے ہیں جواہر مری میزان سخن میں

ملکہ حیرت خاموش ساتھ اُس نازنین کے روانہ ہوگئیں چالاک دیکھا کیا کہ ملکہ حیرت کو نازنین لیکے گئی اسی جستجو میں چلا یہ تو سمجھا کہ سحر تھا سحر العجائب و قصر الغرائب کا ورنہ ملکہ حیرت ایسے دیکھنے کے سحر کو نہ مانتی سحر کرنے کا قصد کیا مگر نہ ہو سکا آخر ناچار چلی گئیں اب چالاک کہاں تلاش کروں کدھر جاؤں

ساری میری مشقت خاک مین ملی قبول میان قمر صاحب نظم ناسازی زمانہ مجھے کہان کہان تک + بیزار ہوگئی ہی جسم حزین سے جان تک + رکھا لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا + خویش وعزیز وسار سے بس مجھے نقط بیا کتاب تک + حقیقت مین اے چالاک اب ملنا ملکا بہت دشوار ہی اور اسقدر جانبازی کی کیا پھل پایا شکر مین جاؤنگا تو قبلہ وکعبہ طعن وتشنیع کرینگے میان برق ہمارے حال پر ہنسینگے اور مہربان ملکہ صرصر بیقرار ہوکر حال پوچھینگی اور تو حال کیا بیان کرونگا تصنیف میان قمر صاحب کے اشعار پڑھونگا

ہون خاک بسر غم سے برباد اسے کہتے ہین
راحت سے نہین واقف ناشاد اسے کہتے ہین

کی ایسی کشش دل کو نے وہ تاب چلے آ نے
ای ورد المشو دیکھو صیاد اسے کہتے ہین

تنہے گل وبلبل کے گل چین نے کیے اپنے
بلون مین بسایا بکھا صیاد اسے کہتے ہین

تصویر تصور نے کوچے کی ترے کھینچی
فردوس اٹھا لایا شداد اسے کہتے ہین

تاریخ کے قمر لکھا شہرے مین زمانے مین
قول اہل سخن کا ہی استاد اسے کہتے ہین

اسقدر چالاک بیقرار ہی دمبدم اشکبار ہی کہتا ہوا اسے کیا کہونگا تعجب وحسب حجہ پہ پوچھینگے تو کیا جواب دونگا صاحبقران زمان فرمائینگے کیون چالاک کئی برس سے کہان غائب تھے آقاے نامدار کو کیا جواب دونگا اسی جستجو مین سر پھوڑ پھوڑ کے مرونگا اس حال کثیر الاختلال مین چالاک مبتلا حامل رنج وبلا صحرا مین خاک اڑاتا ہوا تلاش مین قصر سیاہ کے جاتا ہی کہ اسکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا اب داستان کو اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہی

دو کلمہ داستان صاحبقران زمان کہ امیر قصر مین مقبول تاجدار کے جلوہ فرما ہین جشن مولود مسعود ہونیکو ہی عجب داستان جلالت عنوان ہی یقین ہی ناظرین بہت پسند فرمائینگے باقی حالات متعلقہ داستان نہا ساقی نامہ مصنف

چل اے توسن کلک نیرنگ ساز
قدم با قدم پاؤن اپنے نکال
مجھے تیری الفت نے مجنون کیا
تو ہی رستم وقت صحرا نورد
زمین شعر کی آج جنبش مین ہی
نئے رنگ کا آج حسن چڑھا ہوا
ہر اک سطر ہی مائل احسان
کہین زلف پیچان کا سامان عیان
لیا کلک نے خوب سامان درست
کہ سامان موزون مہیم ہوگیا
کسی کی جو توسن کے لب پر دھری

دکھادے جہان کا نشیب وفراز
طراروں مین تو رستم وقت ہی
کہ پانی کو بھی قطرہ خون کب
مرا توسن کلک چالاک ہی
کہ مضمون تو رنگ کو گردش مین ہی
طیوران گلزار کی دھوم ہی
لسان کے مضامین رقم مین بیان
سنان سے تھے جو مضمون عیان ہوگئے
مضامین الفت مین چالاک چست
ہر اک حرف ہی سر و گل کا جواب
صف سرو مین ہی اکیلی کھڑی

پسند آگئی ہی تری چال ڈھال
کریگا منازل کو الفت کی طی
تری چال سے ہوسکینگے گرد برد
یہ پونی ہین بھی چست وچالاک ہی
گل مدعا بھی شگفتہ ہوا
کہ مضمون اوصاف مرقوم ہی
ہر اک حرف ہی عارض مہوشان
کہ فقرات محبوب سب دھو گئے
مرا مدعا بھی رقم ہو سب
نمونہ زلف سنبل کو کیون پیچ وتاب
ہرا سرو پر تسمہ لگن کا خم

اثنا ے میں کیوں گل نے بلبل کے چہچہے
ہوا آراستہ بزم انجم فروز
سر بزم ہیں مائل گیر و دار

چل ای بلبل فکر نغمہ سرا
یہ نوروز سے بڑھکے ہی آج روز
قمریبس فکر ہی نغمہ زن

چمن میں بھی عشرت کا سامان ہوا
امیر ہنر مند والا تبار
شگفتہ ہی مضمون نو کا چمن

چہرہ انجمن افروزان محفل خاص و عالم و مشاطگان آرایش چہرہ زیبائے کلام اس داستان رنگین لعبت تزئین یون تحریر فرماتے ہیں شمع منور بزم رنگین ادا ✚ چنین ہی انگار و لعبد التجا ✚ تحریر کرچکا ہون امیدوار ہون کہ ناظران خجستہ اطوار و سامعان سعادت کردار اس داستان جشن عنوان کو بہر بالی لفظا لفظا ملاحظہ فرمائین یقین ہی کہ لطف تازہ اُٹھائیں صاحبقران زمان داخل قصر یاقوت نگار ہین اور یہ بھی گذارش کرچکا ہون کہ مقبول تاجدار نے امیر با توقیر کو بعد منت و خوشامد تخت جواہر نگار پہ بصد کرامت بٹھایا سامنے قصر یاقوت نگار کے ایک قصر گوہر نگار ہی ایک تخت نہایت تکلف سے آراستہ سامان عیش و نشاط مہیا ہی گرد اس تخت گوہر نگار کے چند نخلہائے گل بعد تجمل اسیر عندلیبان خوشنوا جواہر کے طائر منقار ہین کھولے ہوئے مصروف زمزمہ سرائی گلون کی رعنائی و زیبائی صاحبقران نے مقبول تاجدار سے پوچھا کہ اس تخت پر کون بیٹھیگا مقبول تاجدار نے عرض کی غلام کی مجال نہین کہ نام تخت نشین شاہد رعنا کا زبان پر لائے اگر نام لون زبان لال ہو جائے صاحبقران کی حیرت اور بڑھی یکایک آمد تاجداران جمیل کی ہوئی سلطان تاجدار جالبیس اولاد ساتھ لشکر جرار بیشمار سوار شتر آیا مسیان فوج قصر کو گھیرے ہوئے مشتاق آواز صاحبقران آپس میں چرچے کررہے ہین کہ طلسم کشاے نامور و رشک ماہ منیر رستم خصال سہراب جلال زال ہیبت نریمان سطوت دارا شوکت اسکندر سعادت حقیقت مین اپنے شیر نگاہ سے نہ گذرے تھے قصر یاقوت نگار روشن ہوا آج تو قصر یاقوت رشک روضۂ چمن کا ہی سلطان تاجدار جالبیس اور وزرا کو ساتھ لیے ہوئے امیر یا مہلوے تخت میں کرسی بچھی ہی ہر جگہ ملی گل آرزو کی کھلی ایک اور گروہ آرزی گلزار تاجدار شگفتہ مزاج گلون کے سر کا تاج سات ہزار فوج سے آیا فوج گرد قصر اتری گلزار باغ محفل مین آیا جو شاہ و آتا ہی دعا و ثنا ے بادشاہی بجا لاتا ہی یہ اشعار زبان پر جاری ہوتے ہین قطعہ نوروز سعید عید اکبر گردید ✚ بگہ و سر ساقی کوثر گردید ✚ امیر فتح علی نشستہ بر تخت بہی ✚ زلفست کہ سوز و شب ہمہ بر گردید ✚ صاحبقران جواب دیتے ہین خلق اپنے برابر جگہ دیتے ہین کس کس کے نام تحریر کرون تاجداران جمیل مقبول تاجدار کے کنیز مقبول تاجدار محفل مین ترنم سرا ہو کہتا ہی ای تاجداران عالیوقار وای مشتاقان جمال صاحبقران نامدار کی شہریار والا قدر روا ہی آسمان خوبی کے بدر قطعہ تا مقدم عید حج اکبر باشد ✚ شاہا ملکت مہر کشور باشد ✚ ہر دشمن تو بصورت قربانی ✚ ہموارہ بزیر تیغ و خنجر باشد ✚ اہا ایمان محفل آمین آمین کہہ رہے ہین ہر سمت ہنگامۂ عیش و نشاط محفل انبساط نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین غزلین گا رہی ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم معشوقان پری چہرہ صاحبقران سے آنکھین ملا کے یہ غزل آتش کی لعبت سو نگاہ نہ جیرون کی دھن مین گارہی ہین نظم

عجب تیری ہی ای محبوب صورت
اس آئینے کو ہی مطلوب صورت

نظر سے گر گئے سب خوبصورت
کتاب اشوب دنیا سے ہشت

صفا سے طلب ہی جہان ہی سوتن
نہین بھاتی ہمین مجوب صورت

اب چند ساعتین شاق ہین صاحبقران بھی حیران حیران اسی طرف دیکھ رہے ہین زبان سے کلام نہین نکلتا ہر چند قصد کرتے ہین کہ نثر مولود مسعود جناب اشرف انبیا پڑھون بوجہ جنبش کرکے رہجاتے ہین مقبول تاجدار سا شخص آیا عرض کی وقت مین فرق آتا ہو ساحر گھبرا رہے ہین صاحبقران نے آواز دی سب حاضرین جلسہ گوش بر آواز ہون نثر مولود مسعود جناب اشرف انبیا عرض کرتا ہون شاعر شیرین سخن نثار ناظم مدح سرا شاعر یکتا صاحب فضل و ہنر منشی احمد حسین قمر نے یہ نثر مولود مسعود جناب حبیب خدا تصنیف فرمائی ہو تبرکا تحریر ہوتی ہی

نثر مولود مسعود جناب حبیب خدا من تصنیف منشی احمد حسین قمر مصنف کتاب ہذا

اول چہرہ ملاحظہ ہو۔ مدحت طرازان باعث ایجاد خلق اعنی صاحب خطاب لولاک لما خلقت الافلاک و خلاقان مخلوق مضامین مقدس آئین آفریدہ خرد و ادراک مقتبسان انوار آفتاب عالمتاب ذکر تولد مہر سپہر نبوت و ہادیان جمیل تحریر مہر تنویر دیباچہ کتاب آفرینش سر دفتر رسالت مقرران تقریر لطیف ثنائے حبیب حضرت … ثنا خوانان عالم پناہ و وجہ قیام ارض و سما و مختار کارخانہ اللہ الصمد سامعان فردوس نشین … مَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ و معترفان کلام قدسی نظام وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ۔ موظفان درود مسعود مخاطب بخطاب یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۔ و مبشران بشارت مولود صاحب توصیف یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاہِدًا وَّمُبَشِّرًا … عشرت اشتمال پیدائش پیغمبر آخر الزمان مین یون طوطیان رطب اللسان ہین … پرورش امثال … مولود مسعود خیر البشر یون گہوارہ جنبان ہین کہ جب خلاق زمین و زمان پروردگار انس و جان … بصفت ذوالجلال والاکرام رزاق مطلق خاص و عام … کلام قدسی نظام تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّہَارِ وَتُوْلِجُ النَّہَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ … رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ کی مشیت … متقاضی ہوئی کہ خلقت فرش و عرش و کرسی و لوح و قلم و انبیا و مرسلین و ملائکہ و نار و جنان و ماہ و خورشید … بارگاہ … سے موجود کو کتم عدم سے بجائے ظہور لائے تو اول نور کرامت ظہور خاتم النبیین آدم سر دفتر اولون کن فکان باعث ایجاد کون و مکان شمس الضحی نور الہدی بدر الدجی کہف الوری اعنی جناب احمد مجتبی محمد مصطفے حبیب خدا … انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بفحوائے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ ہوئے پیدا کیا وہ نور … سال تک حمد الٰہی مین پیش خدائے جہان آفرین مصروف رہا نظر رحمت سے … رب ذوالجلال بکمال لطف فرماتا تھا کہ ذات میری معبود خلق ہی نور میرے حبیب کا مقصود خلق ہی پھر اسی نور سے … حجاب خلق فرمائے اول بحکم خدائے جہان آفرین وہ نور … داخل حجاب قدرت ہوا بارہ ہزار سال حجاب قدرت مین تسبیح خوان رہا ہر حجاب مین سالہا سال وہ نور کرامت ظہور پنہان رہا اسی نور کو ہر صدف قلزم نبوت سے بیس دریا سے نور … بحر … خلق فرمائے ہر دم اس نور پر جوش رحمت رب ذوالمنن رہا ہر بحر نور مین وہ نور غوطہ زن رہا جب بحر آخر سے وہ نور برآمد ہوا ارشاد رب صمد ہوا کہ باعث

تسبیح و تقدیس میں مشغول رکھا الغرض وہ نور کرامت ظہور ستر ہزار سال عرش پر اور پانچ ہزار سال تک کرسی پر جلوہ فرما رہا

نظم مسدس

وہ نور جلوہ گر ہوا پہلے فلک پہ جب / خلاق دو جہاں نے کیا آدم کو خلق تب
وہ نور آنکے صلب میں آیا بحکم رب / آدم کو سجدہ کرنے کا ان پہ کھلا سبب
توقیر قدسیوں سے جو کی اُس جناب کی
تعظیم تھی یہ نور رسالت مآب کی

حضرت آدم سے عبد المطلب اور عبد المطلب سے عبد اللہ تک وہ نور بصد تمکین منتقل ہوتا رہا ایک دن عبد اللہ نے عبد المطلب سے کہا کہ جب میں بطحا کی طرف جاتا ہوں ایک نور عظیم الشان میری پشت سے ظاہر ہو کر دو حصے ہو جاتا ہے نصف جانب مشرق اور نصف جانب مغرب منتقل ہوتا ہے پھر وہی نور بصورت پارہ ابر میرے سر پہ سایہ کرتا ہے پھر طرف آسمان کے متوجہ ہوتا ہے در ہائے آسمان بصد عظمت و شان کھل جاتے ہیں جب زمین پر بیٹھتا ہوں آواز آتی ہے کہ نور محمدی تیری پشت میں جلوہ افروز ہے تجھ پر سلام ہو اب راوی شیرین کلام بصد تعظیم و تکریم تحریر فرماتا ہے کہ وہ نور منیر کہ بارھویں تاریخ جمادی الآخر شب جمعہ عبد اللہ سے منتقل ہو کر حضرت کی والدہ آمنہ کو تفویض ہوا

جب آمنہ کو نور نبی سے شرف ملا / شادی کا شور فرش سے تا عرش تھا بپا
ہر ذی حیات دیتا تھا خوش ہو کے یہ صدا / ظاہر جہاں میں ہوئے بس اب ختم انبیا
اب عرش سے فزون طبق خاک ہوئیگا
اب کفر و شرک و شک سے جہان پاک ہوئیگا

قمی نے کتاب فضائل میں روایت کی ہے جبکہ ایک مہینا حمل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذرا آسمان و زمین اور پہاڑ اور درخت آپس میں ایک دوسرے کو بشارت و مبارکباد دیتے تھے اور کہتے تھے مبارک ہو کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نے شکم مادر میں قرار دیا جب دو مہینے گذرے پروردگار نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ ما بین زمین و آسمان ندا دیتا تھا کہ صلوات بھیجو محمد و آل محمد پر ہر مہینے میں عجائب و غرائب کراتیں و خوارق ظہور پذیر ہوتی تھیں جب چھ مہینے گذرے اہل مدینہ اور بابل میں عیدگاہ جاتے تھے ایک درخت عظیم تھا کہ اسکی پرستش کرتے تھے جب قریب اسکے پہونچے تو ایک صدائے عظیم اُس سے آئی کہ اے بت پرستو اے اہل مدینہ آگاہ ہو جاؤ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا یعنی حق آیا اور نیست و نابود ہوا باطل تحقیق کہ باطل مٹنے والا ہے اے گروہ باطل پرست قریب آیا تمہاری ہلاکت کا وقت پس ڈرو اور اپنے [illegible] جب نواں مہینا شروع ہوا پروردگار نے ہفت آسمان کے فرشتوں کو حکم دیا کہ زمین پر جاؤ دس ہزار فرشتے زمین پر آئے ہر فرشتے کے ہاتھ میں قندیل نور روشن نور سے روشن تھی اور ہر قندیل پر لکھا تھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وہ سب فرشتے گرد مکہ معظمہ کھڑے ہوئے ان سب امور کو حضرت عبد المطلب چھپاتے تھے جب نو مہینے تمام ہوئے حضرت آمنہ نے اپنی ماں سے کہا میں چاہتی ہوں کوٹھری میں جا کر تنہا اپنے شوہر کیواسطے روؤں اور کوئی میرے پاس نہ آوے انکی ماں نے اجازت دی پس

حضرت آمنہ داخل حجرہ ہوئیں ایک شمع روشن ہوئی اور مصروف ہوئیں رونے میں اُسی حال میں درد زہ شروع ہوا انھوں نے کہ دروازہ کھولیں دروازہ نہ کھلا حضرت آمنہ اپنی تنہائی سے گھبرائیں ناگاہ چھت حجرے کی شگافتہ ہوئی اور چار حوریں شاہ بصورت دختران عبد مناف پیدا ہوئیں کہ اُنکی نور سے تمام حجرہ روشن ہوگیا اور حضرت آمنہ سے کہا کہ تم نہ گھبراؤ ہم تمھاری خدمت کے واسطے آئے ہیں ایک سامنے ایک پشت پر ایک داہنے ایک بائیں بیٹھیں پس حضرت آمنہ بیہوش ہوگئیں اب قریب وقت ولادت باسعادت جناب حبیب خدا قریب ہے ساقی نامہ [illegible]

ہاں ساقیا زلال شراب طہور دے
بزم طرب ہے مژدۂ عیش و سرور دے
پر ساغر بلور میں صہبائے نور دے
یعنی پیام وصلت غلمان و حور دے
طالب ہوں پاک طیب و طاہر شراب کا
ہر چشم و دل کو نور دکھا آفتاب کا

وہ مے پلا جو شرع نبی میں مباح ہو
شب ہو سرور میں تو فرح میں صباح ہو
وہ مے پلا کہ جس سے جہان میں فلاح ہو
رکھدوں سبو پہ منہ کو جو تیری صلاح ہو
موج شراب کم منہ کو تری موج سے
گردوں کا سر جھکا ہے شیشے کی اوج سے

ساقی شراب ناب کی ہے جستجو مجھے
کرنا ہے آج آب بقا سے وضو مجھے
جان آئے جس سے تن میں دکھا دے وہ جام مجھے
سیر بہار خلد کی ہے آرزو مجھے
دہشت ہوں کہ شیشے کا منہ چومنے لگوں
ایسی پلا شراب کہ میں جھومنے لگوں

ہاں منہ خوشی ہو کہ مسرت کا دن ہے آج
الطاف و شادمانی و بہجت کا دن ہے آج
شب ہے سرور کی تو مسرت کا دن ہے آج
محبوب کبریا کی ولادت کا دن ہے آج
روشن تمام خلق ہے فیض حضور سے
گویا زمین عرش ہے افراط نور سے

سرسبز ہیں چمن تر و تازہ ہیں برگ و بار
غنچے لیے ہیں مٹھیوں میں زر پئے نثار
شاخوں پہ بلبلیں بھی چہکتی ہیں بار بار
گلزار مشک بیز ہے عنبر فشاں بہار
بھونرے نشے میں سماتے ہیں جو حق پرست ہیں
ہر گل میں یہ مہک ہے کہ طاؤس مست ہیں

اک چشم انتظار ہے نرگس کا ہے یہ حال
چہرہ ہر ایک گل کا ہے فرط خوشی سے لال
گردن ہے قمریوں کی ہر ایک سرو پر نہال
مرغان خوشنوا سے چمن شادماں کمال
سوزش نہیں ہے لالۂ احمر کے داغ میں
خود ڈالیاں لگائی ہیں پھولوں نے باغ میں

آراستہ ہے از سر نو گلشن جہان
رونق نئی فزا ہوئی اور نیا سماں

	رضوان ہو شاد کام تو حوریں ہیں شادمان		لہرا رہی ہیں کوثر و تسنیم ہر زمان	

صدمے ہوں نہ کیوں خوشی ہو ارم کی بہار کو
گوہر لیے ہیں خازن جنت نثار کو

	چہرے سے ہر ملک کے ہے سرور آشکار		ہر جا نزول رحمت پروردگار ہے	
	غیرت دہ ارم ہے حسین روزگار ہے		صل علیٰ کی عرش بریں پہ پکار ہے	

تعظیم کو کھڑے ہوئے سب انبیا کے ہیں
مشتاق سب زیارت خیر الوریٰ کے ہیں

	اک دوسرے کو دیتے ہیں خوش ہو کے تہنیت		محبوب ذوالجلال کی ہے سب پہ ہے صفت	
	معبود نے عطا کیا سامان مغفرت		نزدیک ہے ولادت سلطان شش جہت	

کرہ مدینہ رشک دہ کوہ طور ہیں
بالائے کعبہ نصب علم سے نور ہیں

	ہے آمنہ کے گھر میں عجب نور کا حجاب		حجرے کی ہے ضیا سے خجل برج آفتاب	
	وا شوق میں ہے رحمت رب علا کا باب		عشرت کا ہے وفور مسرت ہے بے حساب	

سامان ظہور ختم رسل کے جو پاتے ہیں
گردوں سے فوج فوج ملک آتے جاتے ہیں

	ناگاہ مثل عرش منور ہوئی زمیں		ہنگام شب طلوع ہوا آفتاب دیں	
	آیا نظر جمال رخ ختم مرسلیں		ہاں اب پڑھو درود محل دیر کا نہیں	

محبوب ذوالجلال کی تکبیر سب کو اٹھو
بیدار رسول حق ہوئے تعظیم کو اٹھو

	خلد بریں تمام جہاں ہے پڑھو درود		ہے رحمت حق کا درمیاں ہے پڑھو درود	
	پیدا اثر خوشی کا بیاں ہے پڑھو درود		مولود بادشاہ جہاں ہے پڑھو درود	

خوشبو سے مشک و عود بسی ہے دماغ میں
صل علیٰ کا شور ہے جنت کے باغ میں

	آیا ہے وہ جہان میں جو ہے ختم مرسلیں		محبوب حق سراج ہوا آفتاب دیں	
	نور خدا ضیائے فلک رونق زمیں		سردار خلق خاتم کونین کا نگیں	

مسعود سب جہان ہے سعادت سے آپ کی
اللہ بھی خوشی ہے ولادت سے آپ کی

حضرت آمنہ ارشاد فرماتی ہیں کہ ایک لمحہ پیشتر وضع حمل سے تمامی اعضاے جسمی میرے تھرانے لگے بعد اسکے انتہا کا مکان کو روشن دیکھ ایک خوف مجھپر غالب ہوا ناگاہ ایک مرغ سفید رنگ پیدا ہوا اور پر اپنا شکم سے میرے مس کیا وہ خوف وہم میرا زائل ہوا اور پیاس نے مجھپر غلبہ کیا ایک جام سے شربت کا میرے سامنے آیا اسکو میں نے پیا کہ قلب کو خنکی حاصل ہوئی اور چند زنان بلند بالا قد

پیدا ہوئیں شاہ بصورت دختران عبد مناف گرد و پیش میرے مجھکو گھیرے کھڑی تھیں اور ہزار ہا طائران خوش رنگ کہ منقاریں انکی زمرد کی تھیں اور پر یاقوت احمر کے گرد میرے پرواز کر رہے تھے اور اسقدر روشنی تھی کہ تمام مکان خانۂ کعبہ مجھکو دکھلائی دیتے تھے اور بام کعبہ پر علمہائے رفیع بلند نصب تھے لیکایک دیکھا میں نے جناب محمد مصطفےٰ متولد ہوئے شعر دامن آمنہ روشن چو شد از روے رسول ٭ گفتی از چرخ برین بزمین کرد نزول ٭ شب میلاد نبی کرد کرامت اظہار ٭ مشرکین را ہمہ دل گشت زاندیشہ ملول ٭ نظم مسدس

فرماتی ہیں یہ مادر محبوب کردگار
وان مجھکو میں شخص نظر آئے ایک بار
بعد از ولادت شہ دین شاہ نامدار
چہروں سے جنکے نور الٰہی تھا آشکار
تھی یہ ضیا ہر ایک کے رخ لاجواب کی
شرمائے جسکو دیکھکے ضو آفتاب کی

ابریق زر لیے ہوئے تھا ایک بائیں
وہ طشت چار گوشے کا تھا مین شک نہیں
تھا دوسرے کے ہاتھ میں طشت زمردین
یاقوت جسپہ نصب تھے اور گوہر ثمین
شرمندہ کیوں نہ گنبد فیروزہ رنگ ہو
دیکھے جو آفتابہ خورشید دنگ ہو

تھا تیسرے کے ہاتھ میں پیچیدہ اک حریر
انگشتر ایک اسمین تھی بیمثل و بینظیر
نورانی و سفید برنگ مہ منیر
پڑجائے اسکا عکس تو روشن ہو چرخ پیر
خاتم تھا نام اسکا جواہر نگار تھا
جسپر خراج ملک سلیمان نثار تھا

حضرت کو غسل دیجئے وہ سات بار جب
نقش اسکا پشت پر ہوا بحکم رب
کہتا ہوں کتب آس انگشتری کو تب
اس مہر لگ کرنے کا ہاں اب کھلا سبب
ہیں مصطفےٰ کتاب رسالت کا خاتمہ
حق نے کیا انہیں پہ نبوت کا خاتمہ

جناب آمنہ فرماتی ہیں کہ یہ صدا میرے کان میں آئی تحسین

نظم

یا محمد فی آن کس کہ بہ دیدار و نشان
متصف چون بصفات احدیت شدہ
ہریک از خیل رسل ہست کمال بخصوص
ذات آنست کہ انجا مناسب کردیم
ہر چہ در دہر خدا یہ ہمہ یکجا داری
خواجگی برسر ہر بندہ و مولا داری
تو جنابے کہ کمال ہمہ یکجا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

اور منادی ندا کرتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پاکیزہ عالم میں لیجاؤ اور تمام جن و انس و ملائکہ کو جمال جہان آرا دکھاؤ تاکہ سب پہچانیں کہ جو کمالات اور انبیا کو جدا جدا عنایت ہوئے تھے وہ سب حضرت کو ملے ہیں یعنے خلافت آدم ملک سلیمان حسن یوسف خلت ابراہیم کلام موسی دم عیسی عبادت یونس شکر نوح لحن اسمٰعیل گریہ یعقوب صوت داؤد صبر ایوب زہد یحیی اور علاوہ اسکے یہ اوصاف بھی عطا ہوئے تھے۔

لطف و سخا و مرحمت و ہمت و حسب	صبر و رضا و منزلت و جود و دانشتا
اعجاز و عزت و شرف و ہیبت و عطا	اکرام و عصمت و حشم و طاعت خدا

دل کیون نہ ہو نثار شہ خاص و عام پر
ان سب کا خاتمہ ہوا خیر الانام پر

تمام اہالیان جلسہ گوش بر آواز ہین گہر ریزی ہای معجز بیان کی سن رہے ہین محفل مین غل مچا شور درود و
بلند ہے ہر ایک کا قول ہے کہ یہ فصیحان عرب مین فصاحت و بلاغت انپر ختم ہو لی ہے حقیقت مین کیا نثر
پڑھی کیا کیا فقرات فرمائے ہین ایک ایک کو مبہوت کر دیا صاحبقران منبر سے اترے نگاہ طرف
ملکہ سلماے گوہر پوش کے دل کو بیقراری آنکھون کو شغل اشکباری چاہتے ہین اپنے کو کسیطرح قصر
گوہر نگار مین مہونچاؤن سلماے گوہر پوش کے اشارے دل پر تاثیر کرتے ہین لیاسے غمزین ہو
وزیر زادی کبھی آشتی ہو کبھی بیقرار ہوتی ہے امیر کو اشارون مین تسکین دیتی ہو اسوقت صاحبقران کا
افسوس کہ خواجہ ساتھ نہوے اگر خواجہ ساتھ ہوتے علاج درد دل کرتے کسی طرح جلوہ معشوق
خود پسند تک مہونچاتے مقبول تاجدار نے خوان شیرینی کے لا کر پیش کیے اُن خوانہاے شیرینی پر
امیر نے حضرت کی نذر دی مقبول تاجدار نے اول تاجداران جبیل کو وہ شیرینی تقسیم کی جب اُس
قصر مین لیگئے جہان ساحر بیٹھے ہین سحر العجائب نے کہا ای مقبول تاجدار سو برس سے یہ رسم
چلا آتا ہے کہ ہم لوگ اس جلسے مین شریک ہوتے ہین مگر آج تجھے ہمکو خوب ذلیل کیا خیر اسکا معاوضہ ہوگا
مقبول نے دل کو سنبھال کے کہا ای شاہان طلسم جو امر تمسے سرزد ہوا اسکی حکایت و شکایت
کبھی سے حضور سے کو کب کرینگے ہماری کیا مجال ہے یا طلسم کشا کو اختیار ہے ہتنے اپنا فخر جانا کہ طلسم کشا
سے شرمولود مسعود پڑھوا لی ہم نہ سمجھتے تھے کہ آپ سے اسقدر خلاف ہوگا سحر العجائب و [illegible]
سر پر ہاتھ ڈالتے ہین اپنے کو سربرہنہ پایا اور زیادہ قلق ہوا کل تاجدار اونکے سر برہنہ سے ہوگئے
کہا اب رخصت ہوتے ہین شیرینی کا حصہ کیا لین آپ ہمکو حصہ دیجیے نہایت برہم ہو کر سب ساحر
اُٹھے کاہن طلسم نے پکار کر آواز دی ای شاہان طلسم کیون اسقدر برہم ہوتے ہو کتاب سامری مین دیکھو
صاف صاف مرقوم ہے کہ طلسم کشا داخل قصر یاقوت نگار ہوگا اور تمام مجمع عام مین اوصاف [illegible]
اشرف انبیا بیان ہونگے جسمین ہر ایک خرد و کلان کو آگاہ کرتے ہین حالات صاحبقران کی واضح ہو
کہ جاے طلسم نے سر ہزار کے آواز دی کئی سو برس سے یہ جلسہ علما فضلا نہ سے بڑے شاعر نامی
گرامی اس جلسے مین آتے کبھی کسی کا حوصلہ نہین پڑا کہ اوصاف حضرت زبان پر لاسکے طلسم کشا ہی کی
یہی صفت ہے کسی سے خوف نہین کیا حال حضرت کی پیدائش کا پڑھا اب سب صاحب بگوش ہوش
سنلین جو اُنکی اطاعت کریگا عزت وقار ہمہ دیا نیگا، ورجو انکے ساتھ دشمنی کریگا بذلت قتل ہوگا سحر العجائب
نے بنگاہ قہر و غضب طرف کاہن کے دیکھا کاہن لینے سیارہ ستارہ شناس نے کہا ای شاہان طلسم
اب مجھے تمہارے قہر و غضب سے کچھ ڈر نہین مین اب خدمت مین طلسم کشا کی رہونگا ہر امر کی ہدایت
کرونگا یہ خوب واضح رہے کہ شاہان متعلقہ کو وہ عجائب غرائب بھی موجود ہین سب بدل و جان
سنلین کہ طلسم کشا التماس ہماری ہدایت سے تاکو عجائب و غرائب مہونچیگا شاہان طلسم

و تمام ساحران عذار مجبوب و شہر مسارا اس محل خلد منزل سے نکلے ادھر تو ساحرابہ گئے صاحبقران کرسی پر آکے بیٹھے ہین سیلہ ستارہ شناس سامنے آیا اتنا لفظ کہا کہ حضور جلدی کرین اب حضور کے تامل فرمانے مین سامنا رنج و ملال کا ہی اتنا کہا تھا کہ ایک جھونکا ہوا کا چلا کانون نے آواز دی ای شہریار غلام کو سنبھالیے یہ کہکر گرا زبان بند ہوگئی اس حال مین بھی سیارۂ ستارہ شناس نے قلم دوات طلب کیا کانپتے ہوئے ہاتھون سے مشکل لکھا کہ ای شہریار مین مجبور و ناچار ہوا سب تاجدار آفت آیا چاہتی ہی حضور جلد جائین یہ لکھکر جا ہاتھ کھینچا اور لگے کہ ہاتھون نے دستگیری نہ کی بیہوش ہوگیا اور تاجدارون نے گھبرا کے عرض کی حضور دیکھین کاہے کو کیا نذر ہی ابھی اسنے اطاعت کی آج تک اپنا اسلام مخفی رکھا اب آپ جلد جائین تمام تاجدار تو یہ کہہ رہے ہین صاحبقران حیران حیران چہار جانب دیکھتے ہین ملکہ سلمائے گوہر پوش سوار ہوگئین اب جو صاحبقران نے طرف قصر گوہر نگار کے دیکھا ہے قصر کو اس ماہ تابان سے خالی پایا بے اختیار پکار اٹھے کہ نظم

سالک راہ محبت کو ہوس دیر نہیں ❊ سلطنت مین نہین مین عاقبت اندیش نہین
مصحف رخ کی تلاوت ہی نہایت مشکل ❊ آئین ای قاری و زیر و زبر و پیش نہین
ناخن غم سے ترے چھیلا ہی رشک بہار ❊ دل نہین وہ جو رخ گل کی طرح ریش نہین
خون کو مولمن وکافر کے ہی جائز رکھتا ❊ نیک اعمال تو ہابند وہ کیش نہین
شمع کے واسطے زنبور کا ناز کھلا ❊ نوش چاہے جو زمانے مین تو بے نیش نہین
شہر مین پھرتے ہین وہ کہیل حوادث کی طرح ❊ کر فنا گھر ہی خرابی جسے درپیش نہین
کچھ مذہب کی نہین حسن پرستون کے لیے ❊ کافر عشق ہون مین کوئی بداندیش نہین
عشق مین سر دیے دیتے تھے خسرو حسن ❊ دلبری سے مہرا کوئی درویش نہین
قیس ہاتھ نہ پہنچے ہم آغوشی دل ❊ یار جو چاہے سو دے قید کم و بیش نہین
نکہت گل ہی نہین جانے سے اپنے ہاہر ❊ کون دیوانہ وہ تیرا ہی جو بے خویش نہین
خط رخسار کی تمنا نہین آتش کو ترے ❊ سو سے سادہ کا یہ عاشق ہی بداندیش نہین

مقبول تاجدار نے عرض کی ای شہریار والا قدر حضور اپنے کو سمجھائین اس شاہد رعنا کی شادی حضور کے ساتھ ہوگی آج تک بڑے بڑے تاجداران جلیل شاہان عظیم و جلیل خواہان وصال تھے لیکن اس محبوب مطلوب نے آجتک کسی کو قبول نہین کیا یہی قول رہا کہ جو کچھ میرے جد تحریر فرما گئے ہین وہی میرے واسطے ہوگا اسکو بھی آپ کا اشتیاق ہی زنا ہو حق رس میرے والد تاجدار علیم کاہن زبردست تھے ایک کتاب لکھ گئے ہین انھین حالات یہ سب درج ہین اب حضور انکی قبر پر تشریف لے چلین فاتحہ پڑھین وہ آپ کو ہدایت فرمائینگے چاہتا تھا مقبول تاجدار کچھ اور کہے کہ ایک آواز مہیب آئی کہ او مقبول تاجدار تیری قضا قریب ہی یہ طلسم نورافشان ہی بادشاہ مہیان کا صاحب شوکت و شان ہی ایسے شعبدے سب گذر گئے اپنی خبر لے مقبول تاجدار تو کرکے گرا چہرہ پان رنگ لگا زبان بند دل ورد مند آنکھین بے نور حواس مین فتور سب تاجدار اسی طرح لڑکھڑا کے گرے سب اسی حال مین مبتلا ہوئے صاحبقران نے دیکھا کوئی کلام نہین کرتا ہی ناچار ہو کر حیران و پریشان ادھر سے نکلے

حال ابتر مضطر و ششدر چار جانب دیکھتے ہیں کبھی بیقراری میں فرماتے ہیں ٹھنڈی سانسیں بھرتے ہیں کبھی یہ اشعار پڑھتے ہیں

نظم

نگہ دزدد ز چو بدرم آن آہو را
سیدہ صبح مہر جا کہ صنم مہجور را
در نظر سیر و تماشای چمن دارم
تا نظر کردہ از گرد وش چشمہ بودہ

شہر بہم زنم تا کنم رام او را
دشت را نالہ تا قوت شدہ بخت سیاہ
حیثیں از گریہ وہم آئینہ زانو را
بہ یہ خندی نشود گوش ند غنچہ بہم

گشت عمری کہ نظر کردہ آشوب جنون
چون نگاہ تو قزلی کمند آہو را
چہ غباری کہ پری دیدہ اشولی سیست
با غبان بر کشا باغ گل خود رو را

صاحبقران حیران و پریشان ہیں کہ کس سے پوچھوں مقبرہ زاہد خدارس کس مقام پر ہی اسی سوچ میں چلے ہوئے جاتے ہیں کہ دیکھا سامنے ایک نخل نہایت سرسبز و شاداب ہی ایک طائر سفت رنگ اسپر بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا ہی اور آواز دیتا ہی مقام افسوس ہی کہ طلسم کشا پر بڑی جفا پڑی مقبرہ زاہد خدارس کا ڈھونڈھ رہا ہی اگر دست راست کو جائے تو کیا عجب ہی کہ منزل مقصود کو پہونچے صاحبقران یہ سنکر اسی سمت پلٹے دل میں سمجھے یہ بھی مدد غیبی ہی ہدایت لا ریبی ہی تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک طرف آفتاب چمکتا ہو معلوم ہو صاحبقران حیران کہ کس طرف چل آئے اس مقام پر پہونچے کہ پیر خطر ظہور فرما ہی عجب آراستہ کیا تھا دیکھا خارستان صحرا تسبیح خدا پڑھ رہی ہیں طائر ثنا خوانی میں زبان کھولے رہے ہیں ایک طائر زمزمہ سرا تعریف پروردگار کرتا ہی ہر مرتبہ اسکی زمزمہ سرائی سے یہ آواز آتی ہی

نظم

اجزای کشور زسینہ دلی تنگ دیدہ را
از قطرہ وسے چہ عجب گر سہند ما
چون حکم نیست ما کہ جنبد نمیدہ
ابکہ دید لم ہرت شیرین دامان کشتہ
صد آفرین بزمت پریشان دلبران
دور گیاست انچہ زلیف تو می کشم
تنگ دگر گزید کہ در پیش دلبران
تا کی فراق مژدہ وصلی بیا شد ست
واقف ز حسرت نشد آرسیدہ گان

تسکین وہم زگریہ باین حیلہ دیدہ را
در گریہ اتفاق نماندہ دو دیدہ را
امید روی تو اشک بمژگان رسیدہ را
نشان حاصل این دل مژگان گزیدہ را
نا مدست جمع خاطر ما یک آنسر دیدہ را
از عمر خویش خواب پریشان ندیدہ را
قدری نماندہ خون دل و آب دیدہ را
تا راحتی رسد دل محنت کشیدہ را
آرام نیست این دل از خود رمیدہ را

صاحبقران اس آواز کو سنکر نہایت بیقرار ہیں مگر سامنے دیکھا ایک گنبد مثبت چہل نہایت تکلف آراستہ ایک مرد بزرگ داڑھی سفید در گنبد پر کھڑا ہی صاحبقران کو سلام کیا امیر نے فرمایا کہیے کیسا ہی پیر مرد نے حضور کی تشریف لائے زاہد صاحب نے شب کو خواب میں فرمایا کہ صبح کو طلسم کشا تشریف لائینگے میں منتظر تھا صاحبقران بسم اللہ کہکر مقبرے میں داخل ہوے دیکھا کہ بان سدرش ہی بوے گل سے وہ مقام رشک گلشن ہی ایک قبر نہایت تکلف سے آراستہ مقام تعویذ سنگ سفید نصب ہی اسپر بھی کچھ مرقوم ہی اور زاہد خدارس نام لکھا ہی صاحبقران نے نوشتے کو دیکھا ذہن میں پڑھ لیا یہ لکھا تھا ای احمد ورنہ ہمارے مقبرے میں آنے کا ارادہ نہ کرنا سوا اسکے

طلسم کشا کے کوئی ہمارے غضب میں نہ آئیگا اور اگر آئیگا تو بار رنج و مصیبت اٹھائیگا صاحبقران نے لوح کو پڑھا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا بعد فاتحہ پڑھنے کے تمکو ہدایت ہوگی جبتک شعبدہ باز جادو قتل ہوگی مقبول تاجدار کا مزاج درست ہوگا نسبت ہوگا جلدی کرنا چاہیے اور ای طلسم کشا فراق ملکہ سلطانہ گوہرپوش میں اپنے کو سنبھالنا انشاءاللہ وہ تمہاری زوجہ ای تم آپکے شوہر ہو اسیر جتنی صدمات مثل تمہارے گذرے ہیں آج شب کو خواب میں اسکو بھی سمجھا دینگے والسلام صاحبقران نے یہ دیکھکر ہاتھ قبر پہ رکھا فاتحہ پڑھنا شروع کیا فاتحہ پڑھنے میں صاحبقران کو غنودگی حاصل ہوئی دیدۂ ظاہر بند ہوے دیدۂ باطنی وا تھے میں خواب میں ایک زاہد پاکباز کو دیکھا کہ پاس میرے بیٹھے میں فرماتے ہیں ای طلسم کشا صبح وقت بیدار ہونا طرف جنوب کے جانا کہ شعبدہ باز سے مقابلہ ہو مقبول وغیرہ نہایت تکلیف میں ہیں شاد تکلیف کے تمھیں باعث ہوگے یہ اسم تعلیم کرتے ہیں تعجب سے نکلکر اسکو پڑھنا دیوار قصر شعبدہ باز ظاہر ہوگی یہ خواب دیکھکر صاحبقران بیدار ہوے تعجب سے ہنگام جو رات کے دیکھا منظر نظروں سے نابود ہوا اور زیادہ حیرانی ہوئی تھوڑا راستہ طے کیا تھا خیال کیا کہ اسم تعلیم کردہ یاد ہے اس اسم کو چند بار پڑھا تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک طائر کوہ پیکر آسمان سے پیدا ہوا اتر کر زمین پر گرا چاہا امیر کی کمر میں منقار دے امیر وہ اسم پڑھکر پشت پر اس طائر کی سوار ہوے طائر صاحبقران کو لیکر اڑا بہ پر افلاک سے ہمرکاب ہاتھی پستی رہا ایک صحرا پر بہار میں لاکر صاحبقران کو اتارا مثل انسان کے وہ طائر گویا ہوا کہ ای طلسم کشا یہی صحرا ہے جلدی شعبدہ باز ہزار امیر یہ سنکر آگے بڑھے طائر غائب ہوا دیکھا سامنے سے ایک گرد بلند ہوئی ملک اخضر سبزپوش مع بارہ ہزار فوج کے آیا صاحبقران کو سلام کیا کہا ای شہریار زمن مولود مسعود مبارک ہو غلام نے خبر پائی کہ آپ برائے قتل شعبدہ باز جاتے ہیں دل بیقرار ہوا غلام سے نہ رہا گیا اب حضور کے ساتھ چلونگا امیر کو حیرت ہوئی کہ ملک اخضر کیونکر بچا شعبدہ باز نے سب راستے بند کیے ہیں اخضر نے باتوں میں لگا لیا۔ گاہ واستادگی صاحبقران کو لیکر بارگاہ میں آیا صاحبقران مقام صدر پر بیٹھے اخضر معروض خدمتگزاری وہی کی ای شہریار کل سے حضور نے آب وطعام تک نہ نوش کیا ہوگا میں ایک جام حاضر [illegible] یہ تحفہ طلسم کا ایسا نہ ہو میں کوئی مکر کرنے والا ہوں صاحبقران نے کہا ای اخضر تم ہمارے رفیق قدیم ہو تم سے یہ امید نہیں اخضر نے صیغے کے گلابی منگوائی جام لبریز کرکے صاحبقران کے سامنے لایا صاحبقران کو دیتا تھا پیچھے سے آواز آئی ای طلسم کشا جام نہ پینا انجام بد ہوگا امیر گھبرا کے اخضر نے کہا حضور نوش فرمائیں صاحبقران نے کہا ای اخضر اب ہمکو شک ہوتا ہے یہ کہنا تھا کہ اخضر نقلی نے سحر کیا پیچھے مبکر کو مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا گولہ کہیں کر گرا بارہ ہزار جادوگر چہار طرف سے امیر پہ ٹوٹ پڑے گوشت ترنج نارنج پھٹنے لگے صاحبقران نے تیغ غضب کو کھینچکر جا پڑے جنگ شروع ہوئی جسپر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوے اب جو ملاحظہ فرماتے ہیں ایک ساحر سیہ فام کھڑا ہوا سحر کر رہا ہے ملک اخضر کی صورت کا دھوکا تھا کہ رہا ہے یارو کیسے نامرد ہو تم بارہ ہزار طلسم کشا اکیلا سحر نہ کرو تیر وتفنگ سے مارو چاروں طرف سے ساحر تیر وتلوار لیکر گرے امیر ہر چند کوشش کرتے ہیں کہ اپنے کو تا بہ شعبدہ باز پہنچاؤں ساحر جان دینے پر آمادہ ہیں

جانے نہیں دیتے اگر ایک کو مارا دس اُسی مقام پر جمع ہو گئے صاحبقران شیرانہ ننگا نہ لڑ رہے ہیں
نقابدار زرین پوش بعجب و حشمت تخت زرین پر سوار لشکر دیوان ہمراہ سیر کرتا ہوا جاتا تھا عیار نے عرض کی
اے شہریار صاحبقران زمان ساحروں میں گھرے ہوے ہیں نقابدار نے سحاب کے دیکھا حقیقت میں
صاحبقران نہایت حیران و پریشان جنگ میں مصروف ہیں زخم لگا رہے ہیں ہر طرف سے تلوار و تیر سے
ملکر ساحر بچا لیتے ہیں امیر شیرانہ ننگا نہ رستمانہ لڑ رہے ہیں جسکے کمپٹ کے ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے
کیے ساحر تیر سے مار مار کے بھاگتے ہیں دور سے خطاشعار تیر مارتے ہیں نقابدار کا کلیجہ منہ کو آگیا اشارہ
کیا فوج دیوان الگ ہوئی نقابدار پشت مرکب حبشی پر سوار ہوا میں سے نعرہ کیا منم نقابدار زرین پوش
صاحبقران عمر صاحبقران اس نعرے کو سنکر تھرا جاتے ہیں جاہ و جلال پر نقابدار کے عش عش فرماتے
ہیں تین سو جوانوں کو لیے بارہ ہزار ساحروں پر گھوڑا بڑھایا سفیہ سر بہ سایہ گلن جسپر عکس ڈالدیا وہ جلگیا کسی کو
نقاب مار دی کسی کو پنجہ مارا سر پر گا نقابدار کے گرد [illegible] کر رہا ہے جیسے پروانہ گرد شمع پھرتا ہے لاکھوں لاکھ ساحر
سحر کرتے ہیں مگر نقابدار کا پاس لگنے اسم اعظم پڑھ رہا ہے صاحبقران حیران کہ یہ نقابدار اسم اعظم
سے بھی ماہر ہے حالت جلالت اسم اعظم بھی اسپر ظاہر ہے تھوڑی ہی دیر میں نقابدار نے ستھراؤ کردیا
صاحبقران نے جو ذرا مہلت پائی لڑتے ہوے قریب شعبدہ باز پہونچے شعبدہ باز نے سحر کرنا شروع
کیا ہر چند سحر کیا صاحبقران پر تاثیر نہوئی اسکے قریب پہونچ گئے گھبرا کے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر
نے روک کے ہاتھ مارا کہ سر اسکا زخمی ہوا ہاے کرکے اپنے کو گرا دیا لوٹ مار کے بلند ہوا آواز دی
امیر حمزہ کہاں جائیگا وہ بلا نازل کرونگا اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ کے مرجائے نقابدار نے ہنسکر
آواز دی اے شہریار سبحان اللہ دشمن جان بچائے ہوے جاتا ہے صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا غصے میں
قربان سے کمان ترکش سے تیر لیکر کمان میں پیوست کیا تاک کے تیر مارا سینہ پر کینۂ شعبدہ باز پر تیر
پہاڑ کی طرح پشت کو پار کر گیا شعبدہ باز کا لاشہ زمین پر گرا جسم سے اُسکے شعلہ ہاے آتش لگے تمام
ساحر جلکر خاک ہوے نقابدار نے جو صاحبقران کو زخمی دیکھا گھوڑا اڑاتا ہوا قریب آیا بازو امیر کا
تھام لیا ساتھ والوں سے اشارہ کیا جلد بارگاہ استادہ کرو صاحبقران کو یہ حرکات نقابدار کے
بہت ناگوار ہوے فرماتے ہیں اے بہادر میں بہت اچھی طرح ہوں زخم کا مجھکو صدمہ نہیں جو عرض کی
جب تک موجود ہوں کیوں تکلیف فرمائیے یہ خانہ بے تکلف ہے آپ کیوں ترود فرماتے ہیں
میں تو نیازمند ہوں مجھکو ملازمان قدیم سے جانیئے آپ کے فرزندان نامی نبیرہ ہاے گرامی بڑے
جلیل ہیں اکثر اس طلسم نورافشان میں ملاقات ہوئی صاحبقران نے فرمایا بدیع الزمان و قاسم و
ایرج و نورالدہر میرے ہمراہ ہیں ماشاء اللہ سب مثل ایک طلسم فتح کیا اے فقیر کے ساحروں کو ساتھ لیکر
آئے ہیں نقابدار نے عرض کی ہے گستاخانہ عرض کرتا ہوں کہ دست راست جیب کا مجھکو داشت ہے
ایسا ہوکہ اس فساد میں کفار کا زور بڑھتے ہی [illegible] ہے کہ اب تک لقا نہیں مارا گیا امیر نے فرمایا اے
نقابدار بہادر میں اس معرکے میں خود حیران ہوں سرداروں کا یہ حال ہے ایرج و نورالدہر سے استقدر محبت
ہے کہ سردار انکے نام پر جان دیتے ہیں نقابدار صاحبقران کو بہلاتا ہوا بارگاہ میں لایا زخموں میں
ٹانکے دیے پٹیاں مرہم سلیمانی کی چڑھائیں رات بھر نقابدار نے خدمت کی سب خادم بھی خدمت

کل جا باغ کی سیر کو گئی بلبل ہوا گریان و نالان دیکھا کیا گھڑی رات کس پریشانی میں کٹی یہ کیفیت تھی نظم

الجھا ہی مثل زلف مرا دم تمام شب — تھا صاف اختصار کا عالم تمام شب
گستاخ اُس حسین سے رہے ہم تمام شب — کس لطف سے بسر ہوئی باہم تمام شب
دل کو وصال میں نہ رہا غم تمام شب — آیا ہوئی نہ ہاتھ سے محرم تمام شب
آنکھوں میں رات ہجر کی ای ماہ کٹ گئی — جھپکے نہین ہین دیدۂ پر نم تمام شب
کیا پوچھتے ہو جان پہ فرقت میں بن گئی — دیکھا کیے ہین رنگ مرا دم تمام شب
کسکو شب فراق میں تھی صبح کی امید — آنکھوں مین درد دل سے رہا دم تمام شب
مین نے پلائی یار کو مے یار نے مجھے — بدمستیوں میں کٹ گئی باہم تمام شب
عاشق ہی یہ بھی خندۂ گل پر جوائی نسیم — تھمتا نہین ہی گریۂ شبنم تمام شب
تم رو ٹھکر سحری پہ جاکر جو سو رہے — تڑپے ہین فرش خاک پہ پاکن ہم تمام شب
اُس شعلہ رو کا حیف ہی گھلا نہ دل ذرا — گریان بر رنگ شمع رہے ہم تمام شب
آفت کا سامنا ہی شب ہجر یار میں — آتے ہین یاد گیسوے پر خم تمام شب
مر مر کے صبح کی ہی تمھارے فراق میں — بر پا رہا ہی شیون و ماتم تمام شب
مالا تھا تو شدت درد جگر ہوئی — تب یہ تمھارے ہجر مین عالم تمام شب
بوسہ جو تین نے تو رلیا اُنکی زلف کا — گیسو کی شکل سے رہے برہم تمام شب

اس حال پر ملال میں ملکہ حسین کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی ای ملکہ عالم مبارک ہو صاحبقران نے جاکر شعبدہ باز کو مارا بخیر و خوبی تشریف لائے سب تاجداروں نے صحت پائی اسوقت صاحبقران قصر مین داخل ہین سب تاجدارون کا یہ کیفیت جاؤ ہی آپ کے والد نے بھی صحت پائی ملکہ سنتے گھبرا کے کہا لیلا کوئی حیلہ ایسا ہو تاکہ ہم بھی قصر مرواریدمین جاتے عرض کی کنیز جاتی ہی اگر بن پڑیگا تو کوئی پہلو پیدا کرونگی میان صاحبقران سیارۂ ستارہ شناس سے باتین کر رہے ہین کاہن عرض کر رہا ہی ابھی کسی طور سے راستہ بند ہی اشفاق جادو و مرواق آئینہ داران دونون نے سرکار پر آکے رونے میں پہ منھ سے کاہن کے نکلا ہی کہ آسمان سے برق تجلی کاہن پر گری کاہن بیہوش ہو گیا ملازمان کاہن رونے لگے سب نے عرض کی ای شہر یار شاہان طلسم کاہن کے دشمن ہین یار تو رہبر تھے اب رہزن ہین اب حضور جاکر اشفاق جادو کی فکر کرین تا وقتیکہ ان دونون کی فکر نہوگی راستہ کوہ عجائب و غرائب کا نہ کھلیگا صاحبقران اُسی وقت اُٹھے دروازے سے مقبول تاجدار مثل جاکران کمترین دست بستہ ساتھ ہی کہ لیلا سے عنبرین مو آگرہ ہونچی لیلا نے حسرت اتنا دیکھا کہ صاحبقران قصر زمردنگار سے نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے بموجب ارشاد ہمرہ رکاب مقبول تاجدار طرف شمال کے روانہ ہوے لیلا نے بڑھکر مقبول سے پوچھا ای شہنشاہ گیتی اب صاحبقران کہان گئے مقبول نے کہا ای لیلا صاحبقران پر معرکہ ہاے عظیم در پیش ہین خدا کی جان بچانے کاہن طلسمی کہ پیشتر سے ہر دم مسلمان تھا میان طلسم کو بتا رہا ہے جب تجلی سحر العجائب دمصر النواب نے قصد کیا کہ کوکب ملاحین کو قتل کرے یہ فدا ہو گیا اور مانع ہوا کاندھیا دے کے

کیا خطا کی تھی ہم سب آمادہ ہین آپ چلیے ہر چند کہ اشتغاق دمرواق ساحران زبردست ہین ڈھونڈھ کر
مروا ڈالیے اپنی آنکھون سے اپنی شاہزادی کو گرفتار نہ دیکھین جستجو کو ویرون مین پہلا ایک دن وہ تھا
کہ وہ اسی صحن مین پھرتی تھین ہم لوگ آنکھین بچھاتے تھے کیونکر آنکھون سے دیکھینگے کہ دشمن نشانہ
دار پہ کھینچے جاتین ہین سنکر ملکہ شیدا خوش ہوگئین کہ صاحب امتحان اقبال طلسم کشا اس جانب دیتے
ہین بھی مرزہ ہی گر طلسم کشا ہمکو ملجائے ترغیب آرزو مٹھلیا شیدا اب شعبدہ باز نے کہا طلسم کشا کے
پاس کوئی تحفہ نہین ہے ساحرون سے کم عدد وہ سمجھے گے وہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم ایسا نہوتا تو
ابتک ساحرون نے انکو گھیر کر مار لیا ہوتا قصر زمرد نگار مین سب طرح کے ساحر جمع تھے خود شاہان
طلسم موجود تھے طلسم کشا نے تعریف بندگان دین پہ جہی کسی سے ملاپ نہین جسکی شاہان طلسم مل کرتے
سب مگر انپر ہاتھ نہ ڈال سکے وہان سے آگے یہ انتظام کیا کہ اشتغاق دمرواق کو بھیجا انھون نے
یہ انتظام کیا حضور چلیے ہم سب ساتھ ہین افسرون نے [illegible] ہزار ساحر جمع کیے چالیس کنیزین مغرب
برابھلی سحر رہے درمیان ایک ایک نے اسپ کو آراستہ کیا [illegible] شعبدہ باز کے سر پر تاج رکھا
لباس فاخرہ پہنایا ساتھ ہزار ساحرون کی جمعیت سے [illegible] وقت کہا طرف صحراے گلرنگ
کے چلین اشتغاق دمرواق مرداران مذکور کو گرفتار کرکے بھوت [illegible] اب ہم کو بھونے ہوے
صحراے گلرنگ مین آکر اترے اب اس امید مین ہین ساحرون پر جبکہ دیکھو طلسم کشا کس مقام پر
آکر ساحر جاتے ہین اور پلٹ کے آتے ہین عرض کرتے ہین کہ طلسم کشا کا نشان نہین ملتا صاحبقران
یہ سیر کرتے گذرا کہ بھوت ہوسے قریب ایک قریے کے پہونچے دیکھا ایک مقام پر چالیس زنگی ایک
طفل کو گرفتار کیے لاتے ہین وہ لڑکا نیلو چاندی سونے کا پہنے ہے اس لڑکے کا زیور اتار رہے
ہین صاحبقران نے جو دیکھا ظاہر ہے معلوم ہوا کہ یہ قزاق ہین اس لڑکے کو گرفتار کرکے لاتے
ہین کوئی رئیس زادہ ہے وہ لڑکا بلک بلک کے روتا ہے کہ مجکو چھوڑ دو میرے ماں باپ کے پاس مجکو لیچلو
میرے ماں باپ بہت روپیہ دینگے وہ ظالم نہین مانتے مار مار کے اسکا زیور اتار رہے ہین صاحبقران
تنفر ہوکے جا پہونچے زنگیون سے تلوار چلی امیر نے ان سب کو تہ تیغ کیا اس لڑکے کو اپنی پشت پر لیا
جب کسی نے چاہا کہ لڑکے پر ہاتھ ڈالے صاحبقران نے سینہ سپر کیا لڑکے کو بچایا جب وہ زنگی مارے
جا چکے تو وہ لڑکا قدمون سے لپٹ گیا عرض کی آپ نے میری جان بچا لی ان بھیاون کو مارا قریے کا
حاکم میرا باپ رئیس قریہ دارست آپ کا شکریہ ادا کریگا صاحبقران نے فرمایا صاحبزادے تمھارا
کیا نام ہے عرض کی محبوب شاہزادہ ہون رئیس کہتے ہین صاحبقران اس لڑکے کے ساتھ چلے میان
رئیس مگر یہ وا گھبرایا ہوا پھر رہا ہے اپنے ملازمون سے کہتا ہے میرے لڑکے کو کوئی پکڑ لیگیا اسباب
کے واسطے اس لڑکے کی جان لیگی چار ہزار آدمی اس قریے مین رہتے ہین سب تلاش کرتے پھرتے
ہین دور سے دیکھا صاحبزادہ چلا آتا ہے ساتھ ایک جوان آفتاب جمال خود زرین سر پر تیغ خون آلود
رومال سے پاک کرتے ہوے سب ملازم دوڑے صاحبزادے آپ کہان گئے تھے رئیس نے
دوڑ کر گود مین اٹھا لیا پیشانی پر بوسے دیے اس طفل نے کہا اے شہریار یہ شہریار آتے ہین
یہ باعث میری زندگی کے ہوے زنگی مجکو پکڑ لیگئے تھے اسباب اتار کر قتل کیا چاہتے تھے

اس شیر بیشۂ جرأت نے کیا کام کیا زخم کھائے اُن گیارہ زنگیوں کو قتل کیا اگر یہ نہوتے تو آپ میرالاشہ خاک و
خون میں غلطان پاتے رئیس ودی سے لڑکے کو اُتار کر طرف صاحبقران کے بڑھا آگے قدموں کو بوسہ
دیا گردپھرا کہا ای جان بخش آپ نے بڑا احسان کیا ہے نور نظر کو بچا لیا جو کچھ بچہ آتش اس ذرہ بیمقدار کو
میسر ہو حضرت اُسے نوش فرمائیے دعوت قبول ہوا زبر امیدوار ہوں کہ نام نامی اسم گرامی سے آگاہی پاؤں
طرف سے شاہان نورافشان کے اس قریے کا حاکم ہوں صاحبقران ناچار مع رئیس قریہ دار کے ساتھ
چلے رئیس اپنے مکان پر لایا صاحبقران کے واسطے تکلف آراستہ کیا تھا مکان چھوٹی مٹی سے لیپا ہوا ایک
تخت کا چوکا اسپر فرش بچھا ہوا چار ہزار آدمی رہنے واسطے قریے کے مشتاق ہو کر آئے ہیں جب صاحبقران
بیٹھے رئیس نے طائفہ بلوایا دیکھا تن بی زلفن گوری گوری صورت کا بدن کا پائجامہ طول کی گوٹ
زنگاری دوپٹہ اسپر چنگی کی جھڑیاں لگی ہوئی چاندی کا طوق چاندی کے جوشن بانہوں پر ڈھلے ہوئے
ہنستی ہوئی آئی ڈھیلے بچھیے چاچا ماما ساتھ ہیں بی زلفن پیچ و تاب کرتی ہوئی آئیں تیور بدلے ہوئے
ہوئے قریے بھر سے آشنائی کا ارادہ سلام کر کے بیٹھیں اُسوقت رئیس قریہ دار دست بستہ اُٹھا عرض
کی ای شہریار آپ کی صورت سے لیاقت و جلالت ظاہر ہے امیدوار ہوں کہ نام نامی و اسم گرامی سے
آگاہ فرمائیے اس صحرائے ہولناک میں آنے کا اتفاق کیونکر ہوا یہ سنکر امیر نے فرمایا ای رئیس قریہ دار
میں پہ امید فتح طلسم نورافشان نکلا ہوں شاید تمنے ذکر سنا ہو کہ قصر زمردی میں جشن ہوا اور ستر ہ سو
ساحر جمع تھا بعنایت معبود گانہ مولود مسعود پڑھی ساحروں کو بہت ناگوار ہوا کاہن طلسم لعنایت سب کبر
مسلمان ہوا ہمارے مذہب کا اسکو اعتقاد ہوا اُسکی ہدایت سے جا کر میں نے ایک ساحر کو مارا
سب نے صحت پائی اب تلاش میں اشتعاق و مرواق کی نکلا ہوں تین دن گذرے کہ اسی صحرا میں میں
پریشان پھر رہا ہوں سنتے نہیں ہمارا رئیس قریہ دار نے عرض کی اشتعاق جادو مرواق آئینہ دار
ہلاے ہو نگا میں خدا اُنکی بدولت سے آپ کو یہاں لائے اور یہی آپ نے خبر پائی ہم تو آپ کے غلام تابعدار
ہیں آپ کے مذہب کا بھی اعتقاد ہوا اب ہم آپ کے ساتھ ہیں جیتے دامن دولت نہ چھوڑینگے اشتعاق
مرواق کا لشکر آپ کے لشکر پر گئے ہیں صاحبقران نے کہا ای رئیس احسان کا بدلہ احسان ہے اب
مناسب ہو کہ اپنی ہمکو خبر سناؤ کہ ہمارے لشکر پر کیا گذری ان دونوں نے جا کر کیا کیا دو پاسی رئیس
نے روانہ کیے اور کہا مفصل خبر لا کر سناؤ وہ دونوں پاسی بہت خوب کہکر روانہ ہوئے رئیس نے اشارہ کیا
بی زلفن آئیں بالوں کو بناتی ہوئی صاحبقران کے سامنے ناچنے لگیں نہایت تکلف سے ناچ رہی ہیں
سماں لگ رہا ہے میں یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہیں

نظم

بڑھاپے میں محبت کے مزے کو یاد کرتے ہیں	نہ تم بیداد کرتے ہو نہ ہم فریاد کرتے ہیں
تبسم کو تیرے یک مشک بیداد کرتے ہیں	لڑکپن کی حرکتیں خوبان تو ایجاد کرتے ہیں
نو ایجادوں کے انداز و ادا کو یاد کرتے ہیں	ہم اپنی وحشت میں سیر عالم ایجاد کرتے ہیں
ہماری بت پرستی کا یقین ہے دل میں ناصح کے	خدا کے گھر میں بیٹھے ہم بتوں کو یاد کرتے ہیں
شب فرقت میں گھبرا کر خیال وصل آرزی	سحر ہونے کو ہم تیری تمنا یاد کرتے ہیں
تعلق دونوں عالم سے نہیں رہتا ہے عاشق کو	حسین جسکو پھنساتے ہیں اُسے آزاد کرتے ہیں

نہیں کافر کچھ وفا ہو داس بت پرستی پر
مرید میں ہی قاتل شہادت تیرے ہاتھوں سے
لحد میں گھر کے ماتم کا ہی عالم دفن ہونے پر
دلوں کے صید کرنے کا تجھے ڈھب ایسا آتا ہی
تبسم لوٹتا ہو آنکے لب پر صورت بسمل
مرادیں تیرے ملنے کی ہی رکھتا سینۂ سوزان
بیان سوز دل میں جیسے پڑ جائیگا کھٹکا ہی
خدا آباد رکھے خوش خرامون کے زمانے میں
بیان درد میں حاجت نہیں اسباب کی ہمکو
جگہ اتنی تو مجائے کہیں پر بیٹھ رہنے کی
ہجوم شوق ہی افراط عشرت وصل کی شب ہی
جو کچھ فرماتے ہو منھ سے وہ اپنے دل میں یاد دو
سنبھلنے دے مجھے اے ضعف دل تا بر سجا ہی
پسند خاطر احباب ہو جائے تو ہو جائے

بتوں کے ظلم سہتے ہیں خدا کو یاد کرتے ہیں
جو دم باقی ہی اب صرف سپاس یاد کرتے ہیں
وہ تلقین کر شہر سے جیں اور ہم فریاد کرتے ہیں
کہ صیاد ای بت نگاہوں پر ترسے صیاد کرتے ہیں
وہ جب تم تم کے اہل شوق پر بیداد کرتے ہیں
تمنا آمین کرنے کی لب فریاد کرتے ہیں
زبان کو داب کر ڈ کیطرح فریاد کرتے ہیں
ہماری خاک کو ٹھوکر سے وہ برباد کرتے ہیں
یہاں حلقۂ در بے دہان فریاد کرتے ہیں
بگولے اُٹھتے میں جتنی زمیں آباد کرتے ہیں
تمنا یہیں ہیں کیا کیا یقیں انکو یاد کرتے ہیں
جو اہرے کے یہ تکڑے ان نہیں برباد کرتے ہیں
مری جانب نظر ہی کیا وہ کچھ ارشاد کرتے ہیں
صفیر اپنی غزل پڑھتے نہیں فریاد کرتے ہیں

نہیں تنہا سوز صاحبقران کو میان جشن میں گذرے رئیس ہمہ تکلف سے دعوتیں کر رہا ہی خود بھی خدمتگزاری میں مصروف تیسرے دن صبح کا وقت ہی زلفین بال کھولے ہوئے بھیرویں گا رہی ہیں اہل محفل کا لبجا رہی ہیں کہ دو زن پاسی آکر پہونچے عرض کی ای شہریار اشفاق و مرواق آپ کے لشکر پر پہونچے چالیس سردار نامی گرامی پکڑے لیے انکو لیے ہوے آتے ہیں سارے لشکر کو وہاں بیہوش کر دیا صیاد دوام دار وزیر اعظم یہ اسے استقبال سر حد سے نکلگیا یقین ہی جاکر اشفاق و مرواق کا استقبال کرے یا کچھ اور انتظام منظور ہو یہ سنتے ہی صاحبقران اٹھے سلاح جسم پر آراستہ کیے فرمایا مرکب تیار کرو رئیس نے عرض کی غلام بھی ساتھ چلیگا امیدوار ہوں کہ تا حیات دامن دولت چھوٹ جائے چار ہزار ملازم تیار ہو کر آئے صاحبقران انسبکو ساتھ لیکر چلے صیاد دوام دار وزیر اعظم ساتھ لاکھ لشکر سے صحرائے ویران میں پہونچا یہ واضح رہے کہ سر حد طلسم سے نکلگیا تلاش میں مرواق کی جاتا ہی ہر کاسوں نے عرض کی حضور اسی مقام پر اتریں ہم اشفاق و مرواق کو تلاش کرکے حضور سے اطلاع کرینگے صیاد دوام دار وزیر اسی مقام پر اتر پڑا ایک پہاڑ اسی صحرا میں ہی پہاڑ کے اسپار شاہزادی ضیغم شیر شکار فرزند اسد نامدار فروکش ہیں ہمقدم بمق دمش ساحرہ میلوں میں عیار انکا نیرنگ تیز رفتار بھی خدمت میں حاضر ہی اٹھارہ ہزار دلیرانے قزاق وضع قواعد قزاقی سے ماہر فروکش ہیں کہ نیرنگ کسی کام کو گیا تھا دوڑتا ہوا آیا عرض کی ای شہریار صیاد دوام دار وزیر سحر العجائب اس صحرا میں آکر اترا ہی یہی غلام نے خبر پائی کہ اشفاق و مرواق کوئی ساحر ہیں انھوں نے جاکر لشکر صاحبقران کو مبتلا سحر کیا اُنکے استقبال کو آیا ہی یہ سنکر ضیغم نے سلاح ذات برابر اسم کیے کہا سجلا طلسم تاب تو سہا نہ جانا دشوار ہو مگر میان صیاد دیکھو جال پڑے طائر روح انکا پھڑکے

گولہ مارا اور نعرہ کیا منم صیاد دام دار وزیر شہنشاہ عالیہ تا طلسم گولے سے بارہ ہزار جادوگر جل کے گرے
آتش سحر بھڑکی پچاس ہزار ساحر مرکے گرے لشکر میں فریاد کی صدا بلند ہوئی اب تو دیکھا کہ اپنے ہی
ساتھ والے مارے گئے کہا ارے یا زمستان کہاں ہیں روشنی تو کرو بادشاہ نے جو آواز دی چند مشعلچی
مشعلیں لیکر آئے اب جو روشنی بلند ہوئی دیکھا سب ساحروں کے لاشے پڑے لوٹ رہے ہیں بیقرار
ہو گیا کہا یارو یہ کیا غضب ہو سب میرے ہی ملازم مارے گئے یہ کہتا ہوا ایک جانب چلا ہر مقام پر
دیکھتا ہے ساحر ہی لڑ رہے ہیں سب کو ہٹاتا ہوا ایک مقام پر پہونچا دیکھا چند قزاق لڑ رہے ہیں ایک گولہ
مارا چالیس پچاس گرے ضیغم نے دور سے دیکھا کہ افسر اعلیٰ آگیا گولے مارتا ہے تھوڑی دیر میں کئی ہزار
قزاق گھوڑوں سے گرے ضیغم نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا دل ہلگیا نیرنگ سے کہا ای نیرنگ بڑا
غضب ہوا ہمارے قزاق گھوڑوں سے گرے وہ اسی جانب لڑتا ہوا آتا ہے نیرنگ تڑپ کر چلا ملکہ برقان
نے جو آسمان سے دیکھا کہ ملازمان شاہزادہ ضیغم گھوڑوں سے گرے زمین پر پڑے تڑپ رہے ہیں
برقان نے خون کاٹ کے پھینکا سواروں کے ہاتھ پاؤں میں طاقت آئی اپنے مقام سے
اُٹھے گھوڑوں پر سوار ہوے پھر لشکر کفار پر گرے صیاد دام دار کو غصہ آیا حیران تھا کہ یہ لوگ
اپنے مقام سے کیونکر اُٹھے سر اُٹھا کے دیکھا ایک ساحرہ ماہ پیکر مثل برق چمک رہی ہے صدہا
نے جلادیے صیاد نے پکار کر آواز دی او برقان برق وش میں نے پہچانا دربار میں شہنشاہ کے
ذکر سنا ہے کہ ملکہ برقان غائب ہو گئیں آپ یہاں موجود ہیں یہ کہکر گولہ مارا برقان برق وش نیچا ہاتھ
آئیں گشتیں دم سے زمین پر گریں صیاد چلا کہ سر کاٹ لوں عیار ساحر بنکر دوڑا پکار کر آواز دی ای
شہنشاہ کیا کرتا ہے تلاش تھی جیسے ہی قریب پہونچا قصد کیا حلق بار ے کمند ماروں ایک شعلہ جو
بھڑک کے گرا عیار کا رنگ سپید ہو گیا زمین پر گر کے ایڑیاں رگڑنے لگا صیاد نے جو دیکھا کہ یہ
عیار ہے تو خنجر کھینچکر چلا ضیغم نے گھوڑا اُٹھایا گھوڑے سے کود کے ڈھاتا باندھے ہوئے خنجر بلالی
پہلو میں چھپٹ کر قریب پہونچے عرض کی ای صیاد خوب شکار کیا کیا کس عیار کا کون سامنا کر سکتا ہے
جیسے ہی صیاد نے منہ پھیرا نعرہ ہوا النعرہ ضیغم منم ضیغم شہنشاہ سفندری ✤ بہ آوازمن میشود آتہری ✤ یہ
کہکر ہاتھ مارا صیاد خود شکار ہوا ملعون بیکار ہوا سر کٹ کے زمین پر گرا اک شور ہوا آندھی سیاہی اٹھی بجلی
چمکی آواز آئی کشتی مرا نام من صیاد دام دار بود لشکر میں ملک پڑ گیا جادوگر بھاگنے لگے ہر طرف
یہی ہنگامہ تھا غضب ہوا ہمارا افسر مارا گیا اب نہیں ٹھیرتے برقان برق وش تڑ تڑ بجلی گرنے
لگی ہزاروں کے سر کاٹ کے ڈال دیے زمین لاشوں سے بھر گئی آخر سب کے پیر اُٹھے سب بھاگے
ضیغم نے تمام پڑا ڈیرا لوٹ لیا صیاد کو شکار کر کے بیٹھے اسی صحرا میں فروکش ہوئے برقان نے ہاتھ
چوم کے کہا ای شیر بیشہ صاحبقران ماشاءاللہ کیا کارنمایاں کیا کس لطف سے صیاد کو شکار کیا
آپ کے دام میں پھنسا عیار بھی بیکار ہو چکا تھا مجکو بھی اُسنے سحر میں پھنسایا تھا خوب وقت پر پہونچے
ضیغم نے کہا انشاءاللہ عنقریب کامل ہو کتاب طلسم نور افشان پر زوال آیا برقان نے کہا اس
جنگل سے اسی صحرا میں شہر ہے جب طلسم کشا کے ہاتھ سے جنوبات فتح ہونگے راستہ کھلجائیگا صاحبقران
زمان رئیس قریہ دار کو ساتھ لیکر تلاش اشفاق و مردوان میں نکلے تھے یکایک دیکھا ایک

لشکر بھاگا ہوا یا تو منہ گئے ہوئے لاکھون جادوگر بھاگے ہوئے چلے آتے ہیں صاحبقران نے
کہا ای زمیس دریافت تو کرو یہ کون لوگ ہین دو پاس گئے دریافت کر کے آئے عرض کی صیاد دام دار
وزیر شاہان طلسم کا تلاش ہین اشغاق دمرداق کے چلا تھا لاہین آپ نے شبخون مارا مشہور ہی کہ
حمزہ کے ہاتھ سے صیاد مارا گیا صاحبقران ہنس پڑے اور فرمایا کہ کسی بزرگ نے بڑا کام کیا کہ
ہمارے نام سے شبخون مارا خدا شبخون مارنے والے کو مظفر و منصور کرے رنج و الم اسکے دل سے
دور کرے یہ فرما کر تلاش ہین اشغاق دمرداق کے چلے لیکن ملکہ شیدا سے شعبدہ باز جو ساتھ ہزار ساحر
لیکر نکلی تھین ایک جادوگر سوم بگیر نگ جادو طرف بخوبکرام جب ملکہ کو دیکھا کر کل اسباب گھر کا لدوا کر
اس فکر مین نکلین کہ اشغاق دمرداق کو جلکر مارون اپنی بیٹی کو رہا کروں یہ حال سب سے کہدیا ہے
گیرنگ جادو یہ کہکر بھاگا کہ مین اپنے گھر سے اسباب بھرے آون ملکہ تو چل کھلین یہ بھاگا ہوا خدمت مین
شاہان طلسم کی آیا شاہان طلسم کو سلام کیا عرض کی بی شیدا سے شعبدہ باز بیٹی کے گرفتار ہونے
سبب ملول ہوئین اطاعت اسلام کی کی طلسم کشا کی مشتاق ہوئین ساتھ ہزار ساحر لیکر جاتی ہین یہ سنکر
سحر العجائب و مظہر الغرائب غصے مین کانپنے لگے آواز دی ارے تم مین کوئی ایسا ہی کہ اس مکارہ کو گرفتار
کرکے لائے مطلع جادو ملازم شہنشاہ سات ہزار جادوگرون سے آشنا عرض کی غلام سر لائیگا سرکار سے
خلعت ملا بقہر و غضب تمام چلا ملکہ مین کوس نکلی تھین کہ دیکھا مطلع جادو رہا روی کرتا ہوا آتا ہی اُسنے
وہین سے آواز دی ای ملکہ شیدا سے شعبدہ باز کہان جاتی ہو شاہون نے طلب کیا ہی شیدا غصے بھری
ہوئی پلٹ پڑی سحر چلنے لگا مگر شیدا بلاے روزگار ہی رنگ سے دکہری ایسے دو جادوگر مارے کہ کئی
ساحر مرگئے مطلع جادو جیب کر سامنے آیا آواز دی ای ملکہ شیدا میرے ساتھ سب ملازمان
شاہی ہین انہین سے جو قتل ہوگا اسکا بدلا ہوگا شیدا نے کہا او بیباک ابھی ہوش مین نہین ہین اپنی تو اب

یہ کیفیت ہے

نظم

دیکھتے ہی دوست کو کچھ اور ہی چتون ہو گئی　　آنکھ میری آنکھ سے ملکر میری دشمن ہو گئی
دونوں آنکھوں نے لگا دی اشکباری کی جھڑی　　ایک بھادون دوسری رت مین ساون ہو گئی
وحشت اک برقی ہوا اس سے کیون نہ بچاؤن پیرہن　　کس سے ہر آستین صحرا کا دامن ہو گئی
کیا جھکی پڑتی ہی تیرے روبرو نرگس مست　　بزم مین مے کی صراحی سیہ گردن ہو گئی
دل کو بیتاب کرکے مین یار کی لٹوا دیا　　رہ گیا بنکر نگاہ شوق رہزن ہو گئی
ہجر کی شب کا اندھیرا کچھ نہ سیرا کر سکا　　آہ جب دل سے کھنچی اک شمع روشن ہو گئی
لے اڑی بلبل قفس کو خانہ صیاد سے　　بال و پر تا حشر ہوائے شوق کا مسکن ہو گئی
بنی دنیا بھی جو بعد مرگ اسیر یار تھا　　ایک مٹھی خاک جلکر سینہ دق مین ہو گئی
بزم جانان سے مین ایسا مردہ دل ہو کر اٹھا　　بجھ کے شمع زندگانی شمع مدفن ہو گئی
سارے عالم سے لڑے رو بیٹھے تجھکو ای جلال　　شاید اس بدخو سے کچھ کچھ مشق فن ہو گئی

مطلع ہر چند چاہتا ہی ہین ایسا سحر کرون کہ ملکہ شیدا سے شعبدہ باز بیہوش ہو جو سحر اس نے کیا ملکہ نے
بہ آسانی دفع کیا مطلع نے نشان اپنی کا آگ برسائی خون کا مینہ برسا سب سحرون کو ملکہ شیدا نے دفع کر دیا

بعد مدت یاد اک طفل برہمن آگیا
آج حجت پالی احسان جل بے ای نسیم

اے فلک شاید گمان خندۂ سیری ہوا
فاتحہ پڑھنے لحد پر یار دشمن آگیا

جو رب ہر زخم زیر مشق سوزن آگیا
مرواق آئینہ لا نے آئینہ دکھایا

اتنے میں آئینہ رخسار چمکا یا آئینہ رخسار میں مرواق آئینہ دار کو اپنی صورت جو نظر آئی طبیعت گھبرائی آئینے کو اٹھا کے دے مارا کہا یہ آئینہ کس کام کا ہے آئینۂ رخسار سے مجل ہو دل الغرض جو آئینے کو دے مارا آئینہ ٹوٹا آئینے کا ٹوٹنا تھا کہ آندھی سیاہ چلی وہ نازنین آئینہ رخسار ملکہ سے کہکر رخصت ہوئی میں اپنے قصر مرآۃ میں جاتی ہون کوہ عجائب و غرائب پر حاضر ہونگی مگر آئینہ جو ٹوٹا ایک آندھی سیاہ اٹھی آوازیں مہیب آئین صدا بلند ہوئی آواز آئی آئینہ چینی شکست ہوا ہزار شکر کہ اسباب خودبینی شکست ہوا عجب طرح کا بند و بست ہوا ہوا سے بجھل ہوے ساحر ایک ایک قطرۂ آب کو ترسے ملک اخضر وغیرہ کو ہوش آیا آفتاب تپاں کے اٹھی مادر مہربان کہتی ہوئی چلی مرواق نے جو دیکھا آفتاب جاتی ہے جھپٹ کے سحر کیا آفتاب تھرائی شیدا نے جو دور سے دیکھا کہ آفتاب پے سحر ہوا پکار کر آواز دی ارے اسی دن کے واسطے کہا کہتی تھی مصرع کسب کمال کن کہ عزیز جہان شوی * ایک نا ہنجار مرواق آئینہ ابھی دربار میں تمام مقتول نہ ملا ابھی شاہان طلسم نے اسیر توجہ نہ کی آئینہ پاکر ایسا مغرور ہوا یہ لشکر کہیں آواز دی او مرواق چھوکری پر کیا سحر کرتا ہے ہمسے تو آنکھ ملا مرواق نے گردن مارا شیدا نے اسی کو بے سحر کیا گولہ اتنا چلنا مرواق کے سینے پر پڑا اور کر پشت کو پار گیا ہنگامۂ عظیم بپا ہوا مرواق جو مرگیا بیرون نے آواز دی ہنا شخص مارا گیا آئینہ بھی ٹوٹا صدمہ ہی پہونچا اشغاق نے جو لاش بھائی کا دیکھا پیٹتا ہوا دوڑا ہر بی بیٹ کے دیکھا کہ ملک اخضر وغیرہ نے رہائی پائی اخضر و آفتاب و زنار و فیروزہ چمک چمک کے گرتے کسی نے ہزار مارے کسی نے دو سو قتل کیے ہنگامے ہوئے زمین کانپ رہی تھی ساٹھ لاکھ ساحر اشغاق سے کہتے ہیں اے شہریار آپ کے بھائی صاحب مارے گئے ہمارے نزدیک تو یہی بہتر ہے کہ کل چلیے شیدا سے شعبدہ بازی کے شعبدوں نے ہزاروں کو دیوانہ کر دیا کوئی سرینک رہا ہے کوئی گاتا ہے تاہم تا ہے کوئی منہ کے بل گرتا ہے میدان میں تھراتی ہے ہزار ہا سر کٹا ہوا پڑا ہے آوازیں بھی مہیب آرہی ہیں اشغاق نے چاہا کہ اڑ جاؤں عقاب پنجہ چمکا شیدا نے آواز دی او مردود اپنے بھائی کے پاس نہ جائیگا کہاں بھاگا جاتا ہے وہ عقاب بن کر چلا تھا ملکہ نے آواز دی اے شہباز عقاب کو لینا پیدا ہوا سے ایک باز سفید پیدا ہوا اس نے اڑ کر عقاب کو گھیرا عقاب و باز سے منقار و پنجے چلنے لگا ملکہ شیدا مسکرا کہیں آواز دی او باز باز نہیں آتا کیوں دیر کرتا ہے عقاب کو چیر پھاڑ کر پھینکدے یہ ملعون بچے تو پایا اسنے بڑی بدبختی کیں سرداران اسلام کو گرفتار کرکے لایا باز نے عقاب پر دباؤ ڈالا ایک پنجہ مارا کہ بال اسکے ٹوٹ کر گرے عقاب نے چاہا تڑپ کے نکل جاؤں باز نے دونوں پاؤں تھامے چیر کر پھینک دیا باز بھی غائب ہوا ابھی حیات سے باز نہ آیا ملکہ نے آواز دی وہ مارا مارا ملک اخضر وغیرہ نے چار لاکھ جادوگر قتل کیے تین لاکھ بھاگے اشغاق و مرواق کا مرنا وہاں لشکر اسلام کو بیہوش کرکے لایا تھا فقط چالیس سردار گرفتار کرکے لایا بہرام نے دیکھا کہ ہاتھ پاؤن بیکار زمین پر پڑے لوٹ رہے ہیں تین دن سے بے آب و دانہ تھے یقین مرگ تھا حضرت سبحان یہ دونوں مرے وہاں آندھی سیاہ اٹھی سب کو ہوش آیا کلمے پڑھ پڑھ کے اپنے مقام سے اٹھے کلمہ پڑھنے لگے گویا عید ہوئی

بہرام نے کہا یارو افسران ساحران گرفتار ہو گئے معلوم ہوتا ہی قشناق و مرواق مارے گئے جب تو ہمنے نجات پائی اب یارو چلو لیکن ساحر الگ رہیں سات لاکھ ساحروں کا لشکر پشت پر لیا کہا ہمسے تین کوس الگ رہو اگر کوئی ساحر ہمسے لڑنے آئے تب شرکت کرنا غیر ساحر اگر آئے دخل نہ دینا یہ بھی خدمت میں آقا کی بھیجیں برق و خواجہ تین دن صحرا میں پھرے ساستہ نزلا پٹ کر لشکر کو دیکھا لشکر کوچ کر گیا تھا چند کس جو وہاں باقی رہگئے تھے دریافت ہوا ان شہر سے بھی معلوم ہوا کہ بہرام لشکر کو لیکر گیا خواجہ ایک جانب چلے ایک پہاڑ پر آکے بیٹھے برق زنگی الگ سے دیکھ رہا ہی کہ استاد پہاڑ پر جاکے بیٹھ گئے ازنگالی نئے طور سے بجانے لگے اس لطف سے بجا رہے ہیں کہ خود مست ہیں جھوم رہے ہیں یاد میں اپنے آقا کے اس غزل کو بجا رہے ہیں

غزل نسیم

پریوں کا بس وہیں جو سامان نظر آیا
جو کوئی میاں چاک گریبان نظر آیا
ہر گلشن ایجاد میں ہر نقش حسینہ
گھر اپنا مجھے صحن بیابان نظر آیا
تھا پہلو تہ طفل میں آرام بھی لازم
پہلو میں پریشان سے پریشان نظر آیا
ٹپکا جو مری آنکھ سے خون دل مجروح
کچھ میری طرح وہ بھی پشیمان نظر آیا

تا بمرت مرا کشت سلیمان نظر آیا
بے قید کیا جسم کو احسان جنون نے
میدان دو روزہ یہ گلستان نظر آیا
از آتش وحشت سے سا حال یہ بہشت
ہر اشک تہ سایہ مژگان نظر آیا
کیا سلسلہ و ہر بھی ہے طرہ گیسو
ہم رنگ چمن گوشہ دامان نظر آیا
افسوس نسیم جگر افگار محبت

سمجھا کہیں اُسے عاشق دیوانہ تمہارا
دامن نظر آیا نہ گریبان نظر آیا
دیکھا نہ کہیں وہ نہ کہیں صورت لیلا
جب آنکھ کھلی مجھکو بیابان نظر آیا
پایا دل آشفتہ کو گیسو میں تمہارے
جو دل نظر آیا سو پریشان نظر آیا
انجام محبت کو جو سوچا ستم ایجاد
ہر زلف کی مانند پریشان نظر آیا

برق حیران ہی کہ آج استاد کو کیا ہوا ہی سوچا کہ آقا کا فراق سبب اشتیاق ہی آقا کے دیدار کا یہ حس اشتیاق ہی مگر خواجہ خوب کھینچے ہوے بجا رہے ہیں طائر آشیانون سے گر رہے ہیں زیر کوہ شیر و روباہ سر اُٹھا اُٹھا کے دیکھ رہے ہیں طائرون کا یہ حال ہی کر دیکھ رہے ہیں قضائے کار مشیر جادو اسی کوہ کا حاکم اپنے قصر میں بیٹھا ہی کہ ایک دلچسپ آواز کان میں آئی گھبرا کر کہا یہ کیسی آواز ہی سر اٹھاکے دیکھا کہ صدہا طائر آواز کی جانب جاتے ہیں بعضے زمزمہ سرا بعضے خاموش مشیر اپنے قصر سے نکلا اڑ کے بلند ہوا بلندی پر آکے دیکھا کہ ایک جانور کیا مزے سے زمزمہ سرائی کر رہا ہی کسی جزیرے کا جانور ہی ہزارہا طائر گرد گھیرے ہوے بیٹھے ہیں طاؤس چابجا تعاقب باز عقاب تیہو سب طرح کے طائر اس مقام پر بیٹھے ہیں زمزمہ سرائی کرنے والے کو گھیرے ہیں مشیر حیران ہو گیا یہ سوچا کسی جزیرے کا جانور ہی نہیں معلوم مادہ یا نر ہی شکل ہزار داستان ہی کیا مزے سے گا رہا ہی یہ طائر تو اس لائق ہی کہ اسکو خدمت شاہ میں لیجاؤں ملکہ مہران آسمان سیر بہت خوش ہونگی یہ سوچکر گرا کمر میں خواجہ کی پنجہ دیا سب طائر اڑ گئے عمرو کو مشیر نے اثنائے راہ میں پوچھا ای جانور کس جزیرے کا ہی عمرو نے بھی ڈرانے کو ہاؤ کرکے منہ کھولدیا مشیر کو یقین ہوا کہ یہ جانور ہی قضائے کار صبح کا وقت ہی ملکہ مہران آسمان سیر تخت پر سوار چار پانچ مصاحبین ساتھ ہواے سیر کی ہیں ہوا نے جو مزہ دکھایا اُڑی چلی جاتی ہیں صحرا ہا سبزہ زار کی سیر کر رہی ہیں کہ سامنے سے ایک جادوگر کو دیکھا پنجے میں کچھ دبائے ہوے اُڑتا ہوا اسی طرف آتا ہی ملکہ مہران کو دیکھکر مشیر نے سلام کیا پایۂ تخت تھام کے دعائیں دینے لگا کہا حضور بہار پر آگئی

یہ طائر اس طرح کی زمزمہ سرائی کر رہا تھا کہ ہزارہا طائر حیرت ہو رہے بیٹھے تھے غلام سرکار کے واسطے حضور
حضور اس سے طبیعت بہت خوش ہوئی مہران نے کہا سامنے رباب جو طلسم مہران کی نگاہ پڑی کہ
عشق تو نے بڑا کمال کیا سر صدقہ تجھکو بخشی ودان کی تجھکو سلطنت دی جو تو مانگے وہ دون یہ تو عمرو عیار ہے
اسی نے ہمارے دربار میں آکے قیامت برپا کی تھی اسکو تو نے کیونکر پایا کہا حضور یہ میرے پہاڑ پر بیٹھا
زمزمہ سرائی کر رہا تھا جو نیچے اسکے ہاتھ میں تھی مصاحبوں نے کہا حضور یہ بجاتا ہو گا غرضکہ یہاں سے پایہ تخت
چھوڑ کر عمرو کو گرفتار کیا عمرو دل میں سے ہنس پڑی اسکو خوشی ہوئی برق نے جو دیکھا کہ استاد کو ساحر
اٹھا لیگیا بہت گھبرایا پہاڑ سے اتر کر ایک جانب چلا اس تلاش میں کہ وہ ساحر ملجائے تو استاد کو رہا
کروں تلاش کروں کہاں لیگیا اس فکر میں جاتا تھا برق کا ذکر کیا جائیگا وہ مقام کو بہت بلند ہے
کئی کوس تک دوڑتا ہوا گیا کہیں نشان نہ پایا مہران آسمان سیر خواجہ کو لیکر چلی میان شیدا کے
ہاتھ سے اشفاق و مردان مارے گئے صاحبقران اپنے ساحروں کو ساتھ لیے ہوئے بہ ہدایت
شیدا طرف کوہ گلرنگ کے جاتے ہیں کہ انکا ذکر تحریر ہو گا مہرام جو فوج غیر ساحران ساتھ لیکر دوڑی
کرتا ہوا آتا ہے خیال میں ہے کہ جلدی کروں پاس آقاے نامدار کے پہنچوں دوسرے دن ہو لشکر ساحران پشت
پر کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک پہلوان دیو خصال موسوم بہ سام گرگدن سوا تین لاکھ فوج سے آتا ہے
مہرام کو دیکھ کر کا عیار سے کہا دریافت کرو یہ کسکا لشکر ہے افسر کا اس لشکر کے کیا نام ہے یہ لوگ کہاں
جاتے ہیں عیار نے آکر دریافت کیا سام سے سب کیفیت بیان کی سام نے کہا بڑے تعجب کی بات
ہے کہ ملازمان طلسم کشا کو دیکھوں اور جانے دوں اسی مقام پر اتر پڑا مہرام کو بھی ٹھہرنا واجب ہوا سام نے
طبل جنگی بجوایا مہرام نے بھی جواب میں نقارہ رزمی کو حکم دیا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں
رات بھر تیاریاں ہوئیں صبح کو دونوں لشکر میدان کارزار میں آئے سام میدان میں نکلا پکار کر آواز دی
اے سپہ سالار لشکر طلسم کشا اگر مجھسے مقابلہ کرو یا ہماری اطاعت قبول کرو شاہان طلسم نے ہمکو لکھا تھا
کہ لشکر مسلمانان آتا ہے جاکر انکو گرفتار کر لاؤ یہ کہکر میدان میں آیا مہرام نے گھوڑا بڑھایا مقابلے میں
سام سے آئے نیزہ چلا مطلب نہوا نیزے پھینک کر تلواریں کھینچیں سام کو اپنی کشتی پر بڑا ناز ہے دو چار
ہاتھ تلوار کے چلے آخر مہرام و سام سے کشتی ہوئی شام تک ایک طور پر لڑے شام کو مہرام کا کمر
اٹھا لیا وہ ملعون مہرام کو اسی حال میں باندھ لیگیا سب سرداران لشکر پریشان رات کو آکے لشکر میں کمک
کی رائے ... مہرام کو لیگئے اگر ہم پڑے تو اس سے مقابلہ کریں مہرام کو چھین لیں یہ تو اس فکروں میں تھے
کہ شام کو صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک نقابدار سبز پوش بارہ ہزار اونٹوں سے آکر اسی صحرا میں اترا
عیار سے کہا دریافت کرو یہ دونوں لشکر کیسے ہیں عیار نے خبر دی مہرام غلام صاحبقران کو سام
پکڑ لیگیا ہے مقام انتشار ہے نقابدار اسوقت تو چپکا ہو رہا دو پہر رات گئے پوشی ترکی کر کہا یا آواز دی
اے لشکر ترکان ہوشیار خبردار تیار ہو کر سامنے آئے نقابدار چلا جب سامنے لشکر سام کے آیا
نعرہ تکبیر کر کے شبخون مارا مہرام قید خانے میں تھا قید رہی یہ خبر عبد الجبار و عبد القہار نے سنی
محیط و قلیلہ بھی لشکر میں موجود ہے سب لشکر تیار ہو کر آیا مہرام کو دیکھا سر برہنہ خود و زرہ نہ دار لڑ رہا ہے
سب آکر شریک ہوئے مہرام کو تو یہ سب نکال لیگئے نقابدار لڑتا لڑتا قریب سام کے پہنچا سام نے

لینا چھایا لگا دونوں پر لقا بدار کے لگا وہ خالی دی لقا بدار نے نیزہ والگو میں اسکے لینڈے کے مار دیا لینڈ
نے جست کی سام زد لقا بدار کے پانچ چار ہاتھ ایسے مارے کہ پشت و پہلو سام کا زخمی ہوا سام
زخمی ہو کر سامنے سے لقا بدار کے بھاگا لقا بدار نے پٹا ولوٹ لیا ادھر تمام لشکر سام کا تتر بتر
ہو گیا سام بے سر و سامان اترا بہرام اس کا تعاقب کر کے پہنچا بہرام نے کمند پیچ دار دلوں تو نے
جھٹک کر وا اتر جانے میں گرفتار کر لیا پروردگار نے تیزی سے کی لقا بدار بہروش کو جھجک ہم ہیں
مقابلہ کو آتے ہیں چار لاکھ ساحر بھی ہمارے ساتھ ہیں مگر ہمارا یہ دستور نہیں نہ غیر ساحر سے ساحر
لڑیں ابھی اشارہ کر دیں تو وہ تیرے ذخیرہ میں اڑا دیں مگر اپنا یہ دستور نہیں بندہ دولت میں نا چار
مجبور نہیں یا تو مجھ سے مقابلہ کرو ورنہ کس اطاعت کرو اسنے ایلچی کو جواب معقول نہ دیا یہ کہہ بھیجا کہ ہمارے
پاس کچھ اسباب جنگ نہیں لقا بدار نے بارگاہ میں ہماری جلادیں تھے بیرنگ دیجئے مجھے سامان
منگایا جو سامان جنگ مہیا ہوئے تو تجھ سے مقابلہ کریں بہرام صبح کو مسلح ہو کر یکہ و تنہا گھوڑے پر سوار
ہو کر چلا سرداروں نے کہا بھی کہ آپ اکیلے نہ جائیے بہرام نے نہ مانا اکیلا اسکی بارگاہ میں آیا کے
للکارا کہ او نامرد آ مجھ سے مقابلہ کر سام نے جو بہرام کو تنہا پایا ساحروں سے کہا اس جوان کو مار لو
بہرام نے تلوار کھینچی کاٹنے لگا میں گرمی جنگ ہو کہ صحرا سے گرد اڑی لقا بدار بہروش [illegible] کرتا ہوا آیا کہ
آسمان پہ ایک لکا ابر بھی چھایا ہوا ہوا اس ابر سے چمک بجلی کی مگر بروقت جنگ وہ ابر الگ ہو گیا
بہروش نے جو دیکھا کہ بہرام لشکر ساحر میں لڑ رہا ہے قصد کیا کہ جا پہنچوں کہ صحرا سے گرد اڑی شاہزادہ
سکندر پشت مرکب پر سوار بہروش کو للکارا او لقا بدار یہ کہہ کہ حرکت کی بہروش سکندر پر جا پڑا ابھی
تیرہ چلنے لگا برقان برق وش نے جو دیکھا کہ ضیغم سے ایک جوان کمسن قد اس کا ہم صورت [illegible] ملتا
کرتا ہی چلی تھی کہ سحر کریں ابر سے نسیم آشفتہ نے دیکھا دہن سے نعرہ کیا او ساحرہ میں نے دیکھا آگے
نہ بڑھنا ہٹنے پہچانا برقان برق وش نسیم آشفتہ سے سر چلانے لگا زمین پر سکندر و ضیغم لڑ رہے ہیں ادھر
برقان نے دو تین سحر ایسے کیے کہ سر بلند نسیم کا زخمی ہوا برقان نے چاہا کہ نسیم کو پکڑ لوں کہ شاہین نے
جھپٹ کے گود میں مارا آواز دی او ساحرہ خبردار برقان برق وش شاہین پر سوار کی پشت پر سے
آ کے گلشن نے کمند سحر لگائی برقان کو پکڑ لیا نسیم آشفتہ نے زبان میں سوزن دیا اپنے ابر میں چھپایا
نسیم نے زخم سر باندھا اب جو اشارہ کیا ہاتھ پاؤں ضیغم کے بیکار ہونے لگے سکندر لپٹ پڑے
کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا نمک صبا [illegible] کا بھاگا سکندر ضیغم کو پکڑ لیے لشکر میں
آ کر سپاہان لشکر بہرام میں گرمی جنگ میں آ پہنچا عبد الجبار و عبد القہار ایک جانب سے محیط [illegible]
اب جو لشکر سام پر دباؤ پڑا اس نے چاہا کہ بھاگوں بہرام نے للکارا او مکار کہاں جاتا ہے سام نے
ہاتھ تلوار کا مارا بہرام نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کہ گھوڑے سے دونوں گرے کشتی ہونے
لگی بہرام نے دو پہر میں سام کو زیر کیا لشکر نے اسکے شکست کھائی لشکر طرف ایک دو کوہ کے
بھاگا بہرام سام کو لیے ہوئے اپنے لشکر میں آیا شام ہو چکی تھی کہا کہ اسے قید کرو سام کو قید
کیا آپ اپنی بارگاہ میں آیا جب سام نے پہلے شکست کھائی تھی اور بے سامان ہوا تھا تو اسنے
ایک عرضی خدمت میں شاہان طلسم کے روانہ کی تھی کہ غلام یہاں آیا ایک لقا بدار نے مجھے لوٹ لیا

بارگاہ میں جا دیں غلام بے سامان صحرا میں رہا ہی کچھ سامان روانہ کیجیے شاہان طلسم نے مشہور جادوگر کو
بارہ ہزار ساحروں سے روانہ کیا مشہور تلاش کرتا ہوا صحرا میں پہنچا وہاں لشکر شکست خوردہ سام کا فروکش
تھا اُن سب کو ساتھ لیا بہرام کو خبر پہنچی مشہور جادو طرف سے شاہان طلسم کے سامان لیکر آیا اور لشکر
سام کے ہمراہ لیا ہمارے مقابلے میں آیا ہی بہرام بہت حیران ہوا برق فرنگی پھرتا پھرتا تھا سام کو جو حیران
تھا کہ کہاں ٹھہروں ایک پہاڑ پر چڑھ گیا لشکر بہرام کو دیکھا بخدمت بہرام حاضر ہوا بہرام نے کہا
اے برق یہ تو بتلاؤ کہ استاد کہاں گئے برق ٹپ گپ کہا استاد کو ایک ساحر اُٹھا کے لیگیا انھیں کی
تلاش میں پھرتا ہوں کہا تم نے سنا ہم تلاش میں آقا کی جا رہے تھے سام پہلوان سے مقابلہ پڑا اُسے ہم نے قید
کیا ہی اب مشہور جادو فرستادہ شاہان طلسم ہمارے مقابلے میں آیا ہی جیسی تمھاری صلاح ہو برق نے
کہا میں ابھی جا کر اُنکی خبر لیتا ہوں مشہور نے ارادہ کیا ہی کہ صبح کو سام کو رہا کر لونگا بہرام کو گرفتار کر کے
بھجوا دونگا اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہی برق بارادہ عیاری سے آراستہ ہو کر چالاکی سے لشکر مشہور کے
اگر رنگ و روغن عیاری کا نکالا سام کی شکل بنکر لشکر میں آیا ملازموں نے جو دیکھا پوچھا اے پہلوان ان
ووران کیونکر رہائی پائی کہا بھاگ کر نکلا ہوں شکر ہے کہ اپنے لشکر میں آگیا مشہور جادو کہاں ہی جلد کے
اس سے کہوں کہ اپنی فکر کرے مسلمانوں کا ارادہ ہی کہ شبخون ماریں کہہ ان رسالہ دار سے باتیں کرتا ہوا
بارگاہ مشہور میں آیا مشہور سام کو دیکھکر اُٹھا کہا اے سام کیونکر چھوٹے کہا ضرورات کو بھاگ نکلا وہاں
لشکر سے چلیے میں آپ سے کچھ باتیں کرونگا مشہور نے ہاتھ پکڑ لیا پوچھا کیا خبر ہو کہا سب کے سامنے
کہنے کی بات نہیں ہو خیمے کے پیچھے میں لیکر آیا باتیں کرتے کرتے برق نے کہا دیکھیے باہر کی آواز آتی ہی
مسلمان آپہنچے بساط قیامت کی تلوار چلی مشہور گھبرا کے دیکھنے لگا برق نے حلقے کمند کے گلے میں
ڈالے بے حساب مارے بیہوش کیا پشتارہ باندھ کے بھاگا خادم خدمتگار ہر جا ڈھونڈھا کئے آقا کو نہ پایا ہوا
لشکر میں غلبہ ہوا مشہور کو کوئی لیگیا صلاحیں ہونے لگیں کیا کریں کچھ بن نہیں پڑتا مگر برق لیے ہوئے
مشہور کو جاتا ہی نیرنگ صبا رفتار عیار صنم شیر شکار اس فکر میں نکلا تھا کہ اپنے آقا کو رہا کرے کان میں
زنگ کی آواز آئی جھپک کے جو دیکھا کہ برق فرنگی شاگرد خواجہ عمرو ایک پشتارہ لیے
ہوئے جاتا ہی نیرنگ نے حلقے کمند کے راہ میں لگا دیے ایک درخت میں چھپک بیٹھا برق جب اُس
مقام پر پہنچا دل دھڑکا حیران ہوا کہ اے برق میں تو بہت اُجیت لایا ہوں دل کیوں دھڑکتا ہی سوچا
کہ ساحر کو لایا دل گھبراتا ہی تڑپ کے نکل جائیے ہی جست کی نیرنگ نے شیر کی آواز دی برق رکا
حلقہ ہائے کمند کے بیچ میں تھا نیرنگ نے جھٹکا مارا برق گرا پشتارہ پشت سے الگ ہوا کمند میں
کاٹ کے اُٹھا دیکھا ایک لڑکے نے چاہا تھا گرفتار کرے برق کچھ چپ سامنے آیا پیچ چلنے لگا
برق مہمان وہ عیار کا ساتھ وہ تعلیم کردہ خواجہ عمرو کا دیکھا ہاتھ مار کر میان نیرنگ کا سر زخمی ہوا
نیرنگ تھکرا کے گرا جب برق چاہا کہ سر کاٹ لوں نیرنگ نے تڑپ کر کہا اے برق مجھکو قتل
کرکے تم منسوب ہوگے نام بتانا مناسب نہیں میں بھی تمھارے ناچ کا پھول ہوں برق نے ہاتھ
روک لیا قریب آکر پوچھا مل جاؤ اور تم نے مجھے کیوں ستایا نیرنگ نے کہا ایک دل لگی سوجھی ہی ہمارے
آقا لشکر سکندری میں قید ہو گئے ہیں ملکہ بحقان برق وش کو بھی نسیم نے پکڑ لیا ہی اُنکی تلاش میں نکلا ہوں

نکو جاتے ہوئے دیکھا خیال میں آیا انکا پیچھا کر دیں انجام ہوا برق نے گلے سے لگایا شہور کا پشتارہ ایک
درخت کو میں رکھ دیا کہا چلو ہم چلکر تمہارے آقا کو رہا کر دیں برق فرنگی نیرنگ کو ساتھ لیکر چلا دونوں نے
صورت بدلی خدمتگار بنے ہوئے لشکر سکندر میں آئے دیکھا لشکر سکندر میں بڑی چہل پہل ہے ایک خیمے
کے دروازے پر چالیس پچاس کنیزیں بیٹھی ہیں برق تو نہایت تیز ہے نیرنگ وسوسن عیاری کا نکالا ایک کمیدان
کی صورت بنا نیرنگ کو مزدور بنایا ایک پنڈا اُنکے کاندھے پر رکھکر اس خیمہ قید خانے پر آیا جو کنیزیں
بطور نگہبانی بیٹھی ہیں ایک نے پکار کر کہا ماندی کون آتا ہے برق نے جواب دیا شاہزادے نے شراب بھیجی
ہے پنڈا لیکر آیا ہوں اور نک کنیز نے قریب بلایا برق نے پنڈا رکھوا دیا اور نیرنگ نے اور کنیزوں سے کہا
کہ یہ تم لوگ شراب کی شکایت کر رہے تھے پوچھا کمیدان صاحب یہ شراب کسنے بھیجی کہا اسوقت شاہزادہ
سکندر نے جلسہ کیا تمہارا خیال آیا مجھے ارشاد فرمایا کہ ہماری کنیزوں کے واسطے شراب لیجاؤ میں لیکر حاضر ہوا
برق و نیرنگ کنارے ہو گئے اور نک نے شراب سب کو پلائی پلا پلا کر سب بیہوش ہو گئیں نیرنگ
برق کی عیاری پر بیقرار ہو گیا جی میں کہتا ہے کہ یہ تعلیم کردہ خواجہ عمرو کی تاثیر ہے کیا جھٹ پٹ عیاری کی سب کو
قتل کر کے اندر آیا دیکھا ملکہ برقان برق وش زندان میں سوزن مبتلا ہے دام رنج دمن اپنی گرفتاری کی
قلق یاد میں صنم کے یہ اشعار پڑھ رہی ہیں اشعار

میں اگر آپ سے جاؤں تو قرار آجائے | پر یہ ڈرتا ہوں کہ ایسا نہ ہو یار آجائے
بان صواب چارہ گرو چلے کہ وہ بھی شاید | وصل دشمن کے لیے سوئے مزار آجائے
کر ندا اور بھی ای جوش جنون خوار و ذلیل | کہیں ایسا ہو کہ ناصح کو بھی عار آجائے
نام پہ غنچئی عشاق خزان دیدہ بلبل | تو اگر نکلے چمن سے تو بہار آجائے
جیتے جی خیر کی ہو آتش دوزخ کا عذاب | گرمی نعش پہ وہ شعلہ عذار آجائے
کلفت ہجر کیا روؤں تیرے سامنے میں | دل جو خالی ہو تو آنکھوں میں غبار آجائے
محو ملدار ہوں کس طرح نہ ہوں دشمن جان | عجب جب ناصح بیداد کو پیار آجائے
شہر جا جوش چمن ہو تو تڑپنا لیکن | چارہ سازوں میں ذرا دم دلی زار آجائے
حسن انجام کا مومن مرے بارے ہی خیال | نبنے کہتا ہے وہ کافر کو تو مارا جائے

نیرنگ نے بڑھکر سلام کیا زبان سے سوزن نکالا برقان نے کہا ای نیرنگ کیونکر پہونچے اسنے سب
حال بیان کیا برقان نے کہا اب میں جاکر شاہزادے کو رہا کرتی ہوں تم لوگ ہٹ جاؤ برق و نیرنگ
الگ ہو رہے برقان برق وش بنفسہ چلی دیکھا سامنے ایک خیمہ ہے معاذ سے دراس خیمے کے ایک
کمیدان کئی سو جوان حفاظت کر رہے ہیں جو کوئی اسطرف سے نکلتا ہے حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند برقان
نے سحر کیا کہ سب سو گئے ملکہ برقان برق وش اتری نیرنگ صبا رفتار نے اگر شاہزادے کو دیکھا
حیران و پریشان ہشکر زبان بند پڑے ہیں مگر شاہزادہ مزاج زنجیر طلا ربائی خانہ زنجیر میں قفل ہر مرتبہ
یہی قصد ہے کہ قید توڑ ڈالوں زنجیر نا نکلوں مگر قید میں لڑان ہے قید نہیں ٹوٹتی اسکی وجہ یہ تھا بہ غرض شمشادی
برقان نے اگر سلام کیا شاہزادے نے فرمایا ای ملکہ وای نیرنگ کیونکر پہونچے نیرنگ نے کل احوال بیان
کیا برقان نے کہا ای شہریار چلئے صنم کو نہایت غصہ ہے کہا ملکہ میرا دل نہیں چاہتا کہ میں قید خانے سے

اس لونڈے سے مجبور کا اسکے ساتھ جادوگر نیاں بہی ضیغم نے کہا ہمارے قزاق کیا ہوئے نیرنگ نے
کہا سب درہ کوہ میں موجود ہیں ضیغم نے کہا میں ابھی آزاد ہیں مارونگا نیرنگ کی تو مراد یہ ہی کہ یہان
سے نکل چلیے شاہزادہ کب مانتا ہی نیرنگ نے بہت کہا کہ شاہزادے نے خالہ زور میں آ کے
قبو کو توڑا خار دار لہو تلیون سے پار ہو گئے برقان نے چاہا میں بچہ کمر میں دیکر بے نکلون ضیغم نے
کہا ملکہ یہ ارادہ نہ کرنا میں اپنی جان دیدونگا برقان حیران ضیغم ہی کرتے ہوئے نکلے ایک درکیا کیا
اسپر سوار ہوئے نیرنگ نے رکاب پر ہاتھ رکھا برق زیر چلا گیا ملکہ برقان عقب میں اسکے مرکب کے
قریب طلایہ کے پہونچے نیرنگ نے کہا آقا کنارے سے نکل چلیے کہا ہم تو اسی طرف سے جائینگے
کامگار سنگر دکر توال بارہ سو جوانون سے طلایہ دے رہا تھا اسنے جو دور سے دیکھا ایک جوان
آفتاب جمال گھوڑے پر سوار نہایت بدمزاج گھوڑے کو ڈالے ہوئے آتا ہی کامگار نے آواز دی
کون آتا ہی ضیغم نے کہا دیوانے آپ میں ہم آپ کے باب میں خبردار ہمکو نہ روکنا کوتوال نے ہوا پچھائی
مشعلیں جو سطبیون نے دکھائیں کامگار نے کہا یہ تو بھاگا جاتا ہی گھیر لو جانے نہ پائے تمام ملازم
لینا لینا لیکر چلے اسوقت برقان کی بدحالی ہر مرتبہ بیقرار ہو کر پکارا اٹھتی ہیں ای شہریار رات کو کیا ہے
تیرا کو بہت نہ ستا سہاب تو میری یہ کیفیت ہے

نظم

جب پہنچے نالے مرے افلاک پر
روح عاشق یا حباب آرزو
حسرتیں لوٹا کریں خاک پر
داغ دل بیکار جانے کا نہیں
آج عالم ہی تری فتراک پر
کیا عجب جو رند کا آنسو رہے
رشک ہی اس گوہر چالاک پر

ہاتھ میں خنجر کمر میں تیغ تیز
ہے گمان کیا کیا تری پوشاک پر
تنگ غم کس کس طرح سوز فراق
پھول لائے کا اگا خاک پر
رشک لیتا ہے گلشن جو پیے
دانۂ انگور سبز تاک پر
جان و دل محبت میں نسیم

پھول اڑ آئیں کرینگی خاک پر
یہ ادا ہے ایک مشت خاک پر
چھپ سکیگا مجھ سے کیا میرا مزاج
ناز کرتی ہو دل صد چاک پر
سینہ جو صد چار ہیں لٹتے ہوئے
سنگ ہی ہر ریشۂ مسواک پر
حسرت افزا ہی مری طبع روان
میں فدا ہون صاحب ادراک پر

شاہزادے سے کامگار سے مقابلہ ہوا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا ضیغم نے روک کر ہاتھ مارا کہ مع مرکب
اسکے چار ٹکڑے ہوئے کوتوال چبوترے کے پیادون میں غل ہوا کہ کوتوال صاحب مارے گئے سب نے
چہار جانب سے گھیرا ضیغم نے بڑھکر شمشیر زنی کی دس پانچ پیادے جو مارے گئے غل مچاتے ہوئے
بھاگے دور ہی سے ستقبل ارے ہتھیار پھینکدے ارے ہتھیار پھینکدے جس نے کہا ہتھیار
پھینکدے لپک کے ہاتھ مارا سر اسکا اڑ گیا دوسرا ڈالی دیتا ہوا بھاگا کہ یہ جوان ہتھ چھٹ ہی اس
قیدی سے ڈرنا چاہیے ہنگامہ جو ہوا قزاق اسکے درہ سے کوہ میں چھپے تھے اپنے آقا کی آواز سنکر
دوڑے دیکھا شاہزادہ لڑ رہا ہی قزاق بھی جھپک کے لشکر میں آفت برپا کردی جا بجا ہر سے جال
سکندر کو جگایا کہ آقا تمہیں معلوم کیا باعث ہوا کہ ضیغم قید خانے سے چھوٹ گئے میر طلایہ مارا گیا
سکندر جھلا کے اٹھا کہا اس طفل کی شامت آئی ہی مرتا ہی عالم کی قید جسم سے وہ کسی ابھی متفقین
باندھکر لاتا ہون گھوڑے کو اڑا کر نکلے دیکھا ضیغم مجمع عام میں لڑ رہا ہی کئی سو جوانون کو مار کے گرا دیا
نعرے پر نعرہ بلند ہی منم ضیغم بیشۂ صفدری شیر بیشۂ میدان کلاوری سکندر نے بھی نعرہ کیا نعرۂ سکندر

لانکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا خواجہ عمرو کو جو ملکہ مہران آسمان سیر نے پایا چند جادوگرون نے پہچانا کہ حضور یہ
وہی عیار ہے کہ جسنے آفتاب کو مارا کیا تھا مہران عمرو کو لیکر اپنے لشکر میں آئی رفیق جادو سے کہا مبارکباد اسکو
لیجا کر قید کرو ایک عرضی شہنشاہ طلسم و افراسیاب کو لکھی مضمون یہ تھا کہ سامری و جمشید کی عنایت سے آج ایک
جادوگر عمرو کو جانور جانکر پکڑ لایا میں نے اُسے قید کیا ہے جیسا ارشاد ہو بجا لاؤن سحر العجائب دیو الغرائب نے
جو نامہ عمرو کا سنا کلاہ کو زمین پر پٹک کر کہا صاحبو دیکھو یہ عنایت سامری ہے کہ ملکہ عالم نے عمرو کو پکڑا اگر عمرو مارا گیا
حمزہ کا بازو ٹوٹ جائیگا اسی ظالم کی وجہ سے ساحر مارے جاتے ہیں کیسے کیسے ساحر اسکے ہاتھ سے مارے
گئے جواب میں لکھا اے ملکہ عالم ہمارا اقبال یاور ہے طالع مددگار ہے مناسب یہ ہے کہ عمرو کو قید خدمت میں
مفتی طلسم کے روانہ کر دیجیے مفتی مسئلہ درست کرکے اسکو سزا دیگا بلا سبب جادوگرون کا خون اسکی گردن پر
ملکہ کو جو نامہ پہونچا رفیق جادو کے ساتھ ساٹھ ہزار ساحر کیے کہا تم عمرو کو لیجاؤ رفیق نے عمرو کو لیکر
طرف مفتی طلسم کے چلا مفتی طلسم عالم فاسخ التحصیل جادو مسند مفتی گری پر بیٹھا ہے تمام اہالیان دربار تھے
کہ ہرکارون نے خبر دی رفیق جادو صاحب ملکہ مہران آسمان سیر قید عمرو کو لیے ہوے آتا ہے مفتی نے
زانو پر ہاتھ مارا کہا شاہان طلسم نے بڑا غضب کیا صاف صاف ہماری کتاب میں مرقوم ہے کہ عمرو کی قضا
کسی ساحر کے ہاتھ سے نہیں ہے مگر یہ چھوٹ وہ اگر پہونچے تم لوگ مسئلہ خون ساحران پیش کرتا ہوں علماے
شریعت حکم دیگا کہ عمرو کو قتل کرو فوراً قتل کر ڈالنا میں احکام سامری مشاہدہ کا ہر کتاب میں یہی لکھا ہے
کہ عمرو کا قتل ہونا دشوار اگر عمرو پہ کوئی تکلیف ہوتی ہے روح سامری پر صدمہ ہوتا ہے یہ ذکر تھا کہ
عرض ہوئی کہ قید عمرو کی حاضر ہے کہا جلد لاؤ عمرو زنجیرون میں بندھا ہوا اندر بارگاہ کے آیا مفتی کو
جو مسند قضیات پر دیکھا پکار کر آواز دی کہ سلام میرا اُسپر ہو جو خداوند سامری و جمشید برحق جانتا
ہے خداوند لقا کو ہم خدا مانتا ہو مفتی صاحب کا نائب فضلہ فاضلان گھر سے بھی فاضل اپنے نزدیک
بڑا عاقل و عالم علماء نے مسئلہ لکھا مضمون یہ تھا کہ کیا فرماتے ہیں علماے دین سامری جس شخص نے
ہزارون ساحر قتل کیے ہون اُسکو کیا سزا دیجاے فضلہ نے یہ مسئلہ پیش کیا مفتی صاحب جنے قلم
اُٹھایا تھا کہ لکھیں کہ عمرو نے پکار کر آواز دی جناب مفتی صاحب چند باتین متعلق شریعت میں
دلائل سن لیجیے آپ اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں خدا کی شان میں معترض یعنی سامری و جمشید
کے مقدمے میں کہا جاتا ہے مصرع بے رضاے تو کی برگ نجنبد ز درخت ** یہ جھوٹ ہے یا سچ ہے
یا آپ کو اس مضمون کے ماننے میں کچھ عذر ہے آپ نے بڑا سا پگڑ سر پہ باندھ لیا یہ بارگناہ ہے جلد حکم لگا دیے
مفتی نے کہا سب قدرت سامری ہے کیا ایک تنکا بھی بے اُنکے حکم کے نہیں ہلسکتا ہاتھ پاؤن
آنکھ ناک سامری نے ہر کام کے واسطے بنا دیے کہ انسان امور ضروری میں مصروف ہو ہاتھ دستگیری
کرے قدم با قدم راہ راست سامری پہ چلین آنکھین تماشاے قدرت دیکھین دنیا میں کوئی ذلیل
کوئی جلیل کوئی قاتل کوئی مقتول ہے جو خداوند اپنے مقام سے جنبش نہیں کرتا عمرو نے کہا اسی
علم کے پابند رہیے ساحران نامی مطیعان خداوند گرامی میرے مقابلے میں آئے بیشک میں نے انکو
بیدریغ کیا قتل کرنے چلا تھا قدرت ملک الموت کو حکم دیتے ہیں کیونکر قتل کرتا آپ اسی فضیلی
فرمایے جو کچھ فعل ہوا حکم سامری سے کام کیا پھر کیون بدنام کیا ان سب کا خون گردن پر سامری و جمشید

کے ہین مجھکو ناحق ملعون کیا سامری و جمشید کے نام پر لعنت بھیجیے مجھکو رہا کر دیجیے ورنہ آپ کی بھی گردن لنگا
اس قلعے کو بھی برباد کرونگا شغق صاحب سنائے مین آگئے قلم ہاتھ سے گر پڑا کہا ای نائب من عمرو نے
عجب مسئلہ پیش کیا اگر انکار کرون خدائی باطل ہوتی ہے شاہان طلسم کو جواب لکھو کہ عمرو کو ہم قید کرتے ہین
ازروے شریعت کے قتل عمرو جائز نہین اپنے طور پر آپ کو اختیار ہے ہم نہین حکم دیسکتے عرضی واسطے
روانہ ہوئی نائب صاحب کو حکم ہوا قصر عیش گاہ مین اسکو قید کرو فضلا عمرو کو لیکر قصر عیش گاہ مین آیا عمرو
نے دیکھا سو نازنینان مہ جبین اس قصر مین مصروف عیش ہین ڈھول بج رہا ہے فضلا نے قفس عمرو کا وہین
لٹکا دیا شکیل پری رو دردان سب کی افسر ڈھول آگے لٹکا ہوا ہے گا رہی ہے سو نازنین مہ جبین اُسکے ساتھ
آمین پڑھ رہی ہین غزل نسیم دہلوی کی گا رہی ہین

غزل

سوال طرز سخن سے تمھارے پیدا ہے — ہمارے سر کی قسم تمکو آرزو کیا ہے
امید مرگ مین قطع امید سے تمھے کی — مزاج عاشق افسردہ آج اچھا ہے
خفا ہین جسکے سبب آپ کی سے اسدم تک — ہمین تو آج کی شب بھی وہی تمنا ہے
سیاہیان شب فرقت مین تھین کہان ایسی — گرہ رو دوجگ کا مرے اندھیرا ہے
نہین ہے مجھے گھر مین نہ دشت مین راحت — عجب طرح کا پھر ان روزون حال میرا ہے
غضب طرح کی آ آئی ہین کھٹتین شب و روز — کسی کا عقدہ گیسو پھر آج کھلوا ہے
اداس ہو سبب انفعال کچھ ڈکھو — یکیون عرق ہے جبین پر مزاج کیسا ہے
کہان بسر ہوئی اوقات ہاک بندہ نواز — سبت دنون مین تمہین مجھے آج دیکھا ہے
خوش نصیب چھپاتے ہو یاد دل ہردم — مجھے بھی آپ نے بدخواہ کوئی سمجھا ہے
وہی لحاظ کی ہوتی ہین باتین چلن سے — ابھی تلک آپکو ایمان مجھے پہ دیا ہے
ہزار کوئی کہے کب کسی کی سنتا ہے — نسیم آپ کی باتون پہ دل سے شیدا ہے

خواجہ عمرو نے دیکھا کہ یہ لوگ گانے مین خوب مصروف ہین عمرو نے ایک تان لگائی کہ بجلی چمک گئی
شکیل نے ہاتھ روک کر کہا ارے یہ کسنے تان لگائی کلیجے پر چھری چل گئی سب نے کہا حضور ہمنے تو
تان نہین لگائی ہم تو آپ کے ساتھ گا رہے تھے شکیل پھر گانے لگی عمرو نے پھر تان لگائی اب کی تو شکیل
نے دیکھ لیا کہا ارے قیدی تجھکو گانا بھی آتا ہو عمرو نے کہا حضور گانا سونا سب کو آتا ہے اپنی جان سے
بیزار مجبور رہنا جانا آپ لوگون مین آکر قید ہوا ہون دل بہلاتا ہون شکیل نے کہا جو شعر گاتے تھے ہنسین
شعرون کو پھر گاؤ خواجہ نے کہا ملکہ یہ کون گانے کی صورت ہے آپ ایسی حسین و جمیل میری نگاہ سے
نہین گذری امیدوار ہون کہ مجھکو قید سے رہا کیجیے اس قصر سے نکلکر کہان جاؤنگا عیش خانہ طلسم مین
عمر بھر چین کرونگا آپ لوگون کی خدمتگذاری مین مصروف رہونگا آپ کے ساتھ گاؤنگا بجاؤنگا
ایسے مکان عیش کو چھوڑ کر کہان جاؤنگا شکیل نے ساتھ والیون سے کہا حقیقت مین سچ کہتا ہے
دبلا پتلا ناتوان تھا شکستین موجود ہین ایک طمانچہ ماروگی تو مر جائیگا سب نے کہا حضور بجا ہے اگر
بھاگنے کا ارادہ کرے تو بوٹیان کاٹ کے کھا جائین کنیزون نے اُٹھکر خواجہ کو قفس سے نکالا
کہا او قیدی گا عمرو نے کہا ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان کیا خاک گاؤن طوق گلوگیر نے گلا گھونٹا

آ جاؤ کب تک ملکہ شکیل نے کہا قید بھی کاٹ دو خواجہ کی قید کاٹی گئی اب تو خواجہ قید سے رہا ہو کے بیچ میں بیٹھے شکیل نے دست ہاتھ میں لیا ملکہ شکیل سے آنکھیں ملا کے چونکہ وقت شب ہے عمرو نے یہ غزل بہ سوز و گداز شمع کی غزل

ہجر میں میرے سیہ خانے کی رکھ پروانہ شمع
اے دکھیوں آج کی شب آپ جا پروانہ شمع

جب پڑی زنجیر گریہ پھر کہاں آزادگی
بام میں لا کے گا مجھکو اشک کا پروانہ شمع

دیکھکر محفل میں دشمن جلتے جلتے بجھ گئے
رکھتی پوشیدہ میرے حال کا افسانہ شمع

بات کچھ ہو یا نہ ہو آنسو بہا دینا اسے
رکھتی ہے پیری میں حسن گریۂ طفلانہ شمع

روسیاہی قسمت گلگیر میں لکھی گئی
اشکباری کے لیے پیدا ہوے پروانہ شمع

زندگی تک آتش الفت کی تھیں سب گرمیان
جان پروانے کی قتل ہو گئی بیگانہ شمع

وائے حسرت قتل گریہ ایک بھی اگتا نہیں
ہوتی ہے ناحق لگن میں اشک کا پروانہ شمع

دن کو پنہان رات کو فانوس کے رخ پر نقاب
اسقدر رکھتی ہے پاس فرقت پروانہ شمع

دامن گریہ چھپا دیتا ہے عریانی کا عیب
تن پہ رکھتی ہے ردائے اشک بیتابانہ شمع

کیا غضب ہے ہوکے گل معشوق بلبل بن گئی
کچھ نہ آیا تجھکو پاس الفت پروانہ شمع

صاحب زینت نہیں محتاج زینت غیر سے
حاجت مشاطہ رکھتی ہے نہ کلرشانہ شمع

مہندی زنجیر گریہ کیوں ہے دیوانوں کی شکل
مانگ لے پرواز کینے کو پر پروانہ شمع

بعد مردن عاشقوں کے پاسبان معشوق ہیں
رات بھر کرتی ہے حفظ لاغری پروانہ شمع

خواجہ نے جو یہ غزل گائی شکیل اور تمام کنیزیں کوئی ہنستی ہے کوئی روتی ہے رنگ صحبت دگرگون ملکہ شکیل بے اختیار ہو کے روتی ہے کہتی ہے خواجہ نے آگ لگا دی مضمون شمع سنکر دل روشن ہو گیا رنگ محفل کا نمونہ گلشن ہو گیا کوئی بلائیں لیتی ہے کوئی گرد پھرتی ہے عمرو نے پوچھا کیوں ملکہ شکیل اس طرح منتی صاحب بھی آتے ہیں شکیل یہ سنکر شرمائی اور سر جھکا لیا کہا اس حقیر پر انکو بڑی توجہ ہے نہیں معلوم کہاں سے مجھکو بلوا یا بلا میں پھنسایا ہر روز تشریف لاتے ہیں منت گری دکھاتے ہیں اب تک تو میں نے انکو قبول نہیں کیا یہی میرا جواب ہے کہ مجھکو قتل کیجیے میں بھی اپنی عصمت ہاتھ سے نہ دونگی ایسا مگر شاہد صورت ضعیف ساحر کمال اس قلعے والے انکو بعیدہ منتی گری جانتے ہیں اپنا پیر و مرشد مانتے ہیں بڑی بڑی کتابیں جمع ہیں ہر وقت سے پوچھا جائے کوئی کتاب پڑھ بھی سکتا ہے سب کتابیں گرد رکھتا ہے انکے بیچ میں بیٹھتا ہے کتا ہے صحبت تاثیر کریگی مسئلے پوچھنے والے آتے ہیں اسی کے حکم پر چلتے ہیں عمرو نے جو یہ حال سنا اور زیادہ برائیاں منتی کی بیان کیں شکیل نے کہا اے قیدی جان سے ایسی برائیوں کہاں بچاؤں کیونکر اپنے کو اس ظالم سے بچاؤں اگر نکل جاؤں تو اسکے ذکر جاکر تلاش کرنے کہیں عورت گوشہ نشین کوئی بات نہیں بن پڑتی عمرو نے کہا کہنا سے چلتے میں ایک بات آپ کو تعلیم کروں کہ پھر وہ آپ سے قصد نہ کریں ملکہ شکیل خوش ہو گئیں عمرو کے ساتھ محفل میں آئیں پوچھا کیوں او قیدی کیا کہتا ہے تیری کیا خوشی ہے عمرو نے شکیل کو باتوں میں لگایا باتوں میں لگا کر کہا اے شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی گلوری کھاؤ ایک جام شراب کا پیو طبیعت کو فرحت ہو شکیل رونے لگی

کہا ای قیدی کیا اپنے دل کا حال کہون آٹھ پہر تڑپتی ہون جی چاہتا ہی جان دیدون کچھ بن نہین
پڑتا عمرو نے جھٹ پٹ جام لبریز کیا کمال سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی جام شکیل کو پلاکر بیہوش کیا
شکیل کو تو صندوق زنبیل کیا رنگ وروغن عیاری کا لگاکر شکیل کی شکل بنکر تیار ہوے چلا چلا کے رونا
شروع کیا پکارا کہ کنیزو دوڑو صاحبو دوڑو ارے قیدی بھاگ گیا مجھے دھوکا دیا یہ تو بڑا عیار فرار تھا
ابھی تو کرتے سے کودا آنکھون کے سامنے غائب ہوگیا سب کنیزین دوڑین کہا واری کیا ہوا کہا وہ
قیدی مجھسے باتین کرتے کرتے بھاگ گیا کرتے سے کودا سامنے جاکر غائب ہوا اب مین اُسکو کہان
ڈھونڈھون مین اب مفتی صاحب کو کیا جواب دونگی جو پوچھینگے قیدی کو کیا کیا نہین معلوم اس قیدی سے
کیا خطا ہوئی تھی یہ کہکر سر زمین پر دے مارا اکبڑے پہاڑ ڈالے سر سے قطرے خون کے ٹپکے کنیزون نے
کہا واری قیدی کو آگ لگے کیا کیا اپنے کو کیون آپ ہلاک کرتی ہین ایسا نہو کوئی اعضا بیکار ہوجائے
شکیل کہتی ہی مین اپنی جان دیدونگی بیتجو ہوا مفتی صاحب کو خبر پہونچی کہ آج شکیل کا عجب حال ہی
جان دیدینے پر آمادہ ہی دریاے رنج وغم کی طغیانی زلفون پر پریشانی ہے سنتے ہی مفتی صاحب دوڑے
قصر مین آکر دیکھا سو کنیزین ہر چند ملکہ کو سمجھاتی ہین شکیل کا حال ابتر بیقرار ومضطر ہین کیوان ہی
چاہتی ہین جاکر کنوئین مین گر پڑون کنیزون سے کہتی ہین مجھکو چھوڑدو مین آج اپنی جان دونگی کر مفتی
نے آکر کہا آخر ملکہ حال کیا ہوا شکیل نے منہ چھپالیا کہا مین بدنصیب آپکو صورت دکھانے کے
قابل نہین ہون میرے مقدمے مین دخل نہ دیجے آپنے تو مہربانی صرف فرمائی کہ قصر عیش کا مجکو
افسر کیا مجھسے یہ خطا سرزد ہوئی کہ آپکے قیدی کو چھوڑ دیا آخر یہ قیدی کون تھا مفتی نے کہا ای شہنشاہ
خوبی وای رنگ دلبری گل صد برگ محبوبی یہ وہ شخص تھا کہ اسے ہشتمش کردہا رے قلزم مین جاکر مالا
دمامہ کو سر میدان قتل کیا منظلی آباد مین بڑی دھوم کی عیاری کی نظر سحر آفرین کو مارا بڑے
بڑے کار نمایان کیے ملکہ مہران آسمان سیر نے اسکو قید کرکے بھیجا تھا میرے واسطے بڑی بدنامی
ہوگی بادشاہ پوچھینگے کہ عمرو کی قید کیا کیا تو مین کیا جواب دونگا شکیل نقلی نے کہا حضور مین کیا جانتی
مجھے یہ گمان نہ تھا ایسا دبلا پتلا اسطرح تیز بھاگا کہ جبتک نہ دوڑ سکی مین ارے ارے کہکر رہگئی
مفتی صاحب خاموش ہو رہے کچہری مین آکے کئی سو جادوگرون کو حکم دیا کہ عمرو کو تلاش کرو جادوگر
برائے تلاش نکلے بموجب عادت قدیم رات کو مفتی آئے شکیل کے پاس بیٹھے اختلاط کرنے لگے آج تو
شکیل نے بھی کاندھے پر ہاتھ رکھدیا مفتی ایسے خوش ہوگئے جی مین کہتے ہین کہ آج معشوق نے پھر
بڑا احسان کیا لگاوٹ کی بات کی سب کنیزون سے کہا کہ اسباب عیش ونشاط مہیا کرو یہ سنکر سب دوڑین شراب وکباب
لائین سب سامان مہیا کردیا مفتی نے کہا صاحب آج کچھ لگاوٹ نہین شکیل نقلی نے ہنسکر جواب دیا میرے
سر مین خلل ہی دیکھو سنا چیکا ہی مگر تمہارے کہنے کا خیال ہی سنو صاحب مین نے چاہا تھا کہ تمام پر سوچا
تو معلوم ہوا کہ چاہنے والا نہین ملتا کئی سال تمہین ہو چکے آخر مین کہا تم ہی جانثار ہو تمہاری خوشی ہوگی قبول
کرونگی چھری کلیجے پہ پھرتی ہی ان باتون پر مفتی پھولا جاتا ہی شکیل نقلی نے لگاوٹ بھی پنے بلا لیے کبھی دو چار ہاتھ
کبھی ہنسی کبھی چہل ملاتی ہوتے ہوتے مفتی نے ہاتھ باندھکر کہا ملکہ عالم آج تو سرفراز فرمانے کا وعدہ
کیا ہی کہا تمہاری خوشی بھی کرونگی یہ کہکر وصل لیکر سبھین سامنے مفتی کے مصلی جو بچایا مفتی بیقرار ہوگیا

گاہ روشن ذات حق مانند خود در وحدت است | گاہ شکل ما وتابان جلوہ گر در کثرت است
گاہ اندر خلوت است و گاہ اندر جلوت است | ذات حق بوجود نا اندر کثرت است و قلت است
لب بجنباند بفرمانش کرا این قدرت است | دم زند در حکم تقدیرش کرا این جرات است
حسن روشن افزون ہی جان جہان صبح وصال | گاہ در صورت نمایان گاہ اندر سیرت است
سرکشان دارند سر بر خاک عجزش سرنگون | گردن گردن کشان خم زیر بار منت است
میرساند روزی ہر روز آن روزی رسان | جا بجا گسترده اندر دہر خوان نعمت است
بعد عسرت مینماید چہرۂ عشرت خدا | آب حیوان رخ نہفته درمیان ظلمت است
کی نماید جلوہ نور ذات اندر دیدہ آنکس | بر رخ ہر کس کہ افتادہ حجاب غفلت است
دست و پای خود بجنبان در عبادت روز و شب | زندہ تا کہ میشوی اندرین حرکت سراپا برکت است

تنی جی نے خوب چٹکیاں بجا بجا کے یہ غزل پڑھی کنیزیں دوسرے قصر میں چلی گئیں خواجہ نے اُنکو بھی شراب پلائی مفتی صاحب گاتے گاتے اُلٹے نشے کے جوش میں منہ کے بل سامنے گر گیا بند قبا کھلے ہوئے پائجامہ کھسکا جاتا ہی تو ند پیٹ پہ پہنتا تھا گھٹتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا خواجہ خنجر لیکر جھپٹے کہ مفتی صاحب کو مفت میں قتل کروں جیسے ہی خنجر کھینچکر چلے قصر میں سناٹا ہی کنیزیں دوسرے قصر میں بیہوش پڑی ہیں ایک آواز عمرو کے کان میں آئی کہ او قیدی کیا کرتا ہی دار العلم کو سونا کیے دیتا ہی عمرو دیکھنے لگا کہ یہ کون ہی کسنے آواز دی کوئی معلوم نہ ہوا عمرو پھر چلا پھر آواز آئی کیا کرتا ہی ارے تیرے ہاتھ میں د تنبیہ ہی تجھکو کچھ خدا کا خوف نہیں مفلوکوں کی سبیری کون کریگا ایک ایک اس شہر کا ٹھوکریں کھاتا پھریگا اگر یہ مارا گیا سارے شہر کو افسوس ہوگا عمرو حیران ہی کہ یہ کون آواز دیتا ہی کہ دیوار مکان شق ہوئی دیکھا وہی فضلہ گردوں آتا ہے جھپٹتا ہوا آتا ہی برابر عمرو کے پہونچا عمرو نے اُسپر بھی وار کرکے فضلہ پر حلقہ ہائے کمند مارے فضلہ نے آہ کی منہ سے دھوان نکلا حلقہ ہائے کمند جلگئے جلدی میں تین وار عمرو نے کیے وہ تینوں خالی گئے عیار عمرو نے جست کرکے نکل گیا فضلہ نے دو ڈنڈا مارا عمرو لڑکھڑا کر زمین پر گرا حیلہ لوٹن کبوتر کے رونے لگا فضلہ نے بڑھکر چاہا کہ مفتی صاحب کو ہوشیار کرے عمرو نے کہا بھائی صاحب میں مجبور و ناچار ہوں میرے قتل کرنے سے آپکو کیا ملیگا اگر قدرت سخن ہی تو تیشے کو حکم ہو جائیگا وہ مجھکو بچائیگا تمہاری کیا مجال جو مجھکو قتل کرو فضلہ نے کہا ارے یہ تو بتا کہ شکیل کو کیا کیا عمرو نے کہا بھوکا تھا کھا گیا جب فضلہ مفتی صاحب کو ہوشیار کرنے جاتا ہی عمرو ایسا جملہ لگا دیتا ہی فضلہ پھر باتوں میں مصروف ہو جاتا ہی باتیں کرتے کرتے عمرو نے فضلہ سے کہا میرے قریب آئیے تو میں آپکو دکھادوں کہ شکیل کہاں ہی آپ شکیل کو بلائیے شکیل کہتی تھی میں نائب صاحب سے راضی ہوں مفتی صاحب مجھے ہاتھ نہ لگائیں فضلہ کو گھر سے فاضل تھا کہا کیوں خواجہ کیا وہ میرا نام لیتی تھی عمرو نے کہا تمہارا نام لیکر روتی تھی کہتی تھی ہائے کیا کوئی مفتی صاحب زبردستی مجھے دبا گوئی ہے میں نائب صاحب مجھکو اپنی خدمت میں لیجیے تو بڑا احسان ہوتا کہا خواجہ اُسے کہاں رکھا عمرو نے کہا میرے ہاتھ پاؤں کھولو اچھا تاروں میں تمہیں دکھا دوں اس بجوے کو بیوقوف بنا رہے ہو تم بہ مطلب کر نہیں منھ پھیرے کھڑا رہو نگا مفتی کو مفت میں قتل کرو تم مفتی قلعہ بنکر بیٹھو فضلہ نے

سحر اُتارا عمرو نے زنبیل فضول سے کہا دیکھیے وہ سامنے کنارے دریا کے بیٹھی ہے اب جو اسنے مڑکر
دیکھا حقیقت میں کنارے دریا کے شکیل فرش قالین پر بیٹھی ہے ایک بجرے پر چند نازنینان حبشی آتی
ہیں اور شکیل کو بلا رہی ہیں شکیل کہتی ہے مجھے دریا سے ڈر معلوم ہوتا ہے اب تو نائب صاحب نے پکارا
ارے بی شکیل یہان آؤ آج سناتا ہے شکیل نے جھڑک کر کہا چلو دیوانہ ہوا ہے میں یہان نوارہ کھیلنے آئی
ہون دوسری کشتی آئے تو میں جاؤن اس بجرے میں خوف ہے فضلہ نے کہا صاحب یہان بھی رہو
یہین بجرہ درست کرا دونگا تمھاری کنیز ہون تمھارے ساتھ شکار کھیلینگی وہان تم کیون پریشان ہوتی
ہو میں ہمیشہ سے کشتہ تیغ ابرو تمھارا ہون میرے حال پر رحم کرو جب دیکھا عمرو نے کہ فضلہ خوب تماشے میں
مصروف ہے باتین بھی کر رہا ہے جو تردد میں ہاتھ پکڑ زنبیل میں ڈالدیا کہا پاس جائے باتین کرو گے ہی
انکا علاج ہونے لگا میٹھے کیڑے اتروالیے لکڑی مٹی کی سر پر رکھی ٹرانے تبرانے تو ایک سونٹا
پشت پہ پڑا کہا صاحب میں کس مصیبت میں پھنس گیا نہایت ہی بہتر تھی یہان تو شکیل نہین معلوم
ہوتی مٹی ڈھونا پڑی ہنٹر لے ایسے دو تین سونٹے مارے کہ نائب صاحب چور مسلا رہے ہین عمرو
نے چپکا مفتی صاحب کو بھی زنبیل میں ڈالا انکا بھی اچھی طرح علاج ہوا اب نائب اور مفتی دونون
ٹوکریان ڈھو رہے ہیں لیکن ایک کنیز کو دیکھا تاج پہنے ہوے ایک کرسی پر بیٹھی ہے حیران حیران دیکھ رہے
ہین مگر ڈر کے مارے منھ سے بول نہین سکتے ذرا اشارہ کیا یا کسی طرف دیکھے سونٹا پشت پر پڑا
خواجہ عمرو رنگ روغن عیاری کا لگا کر مفتی صاحب کی شکل بنے ایک پلنگڑی پہ آرام کیا صبح کو کنیزون کو
ہوش آیا اُسے دیکھا مفتی صاحب اکیلے سو رہے ہین کنیز نے جھک کر پاؤن دبائے نکلیف انگڑائی لیتے جاگ اُٹھے
مفتی صاحب اُٹھے ہماری بی بی شکیل کو کیا کیا مفتی لعل گوہر اگلے اُنھے کہا صاحب اسکا ذکر نہ کرو کب
مرتبہ اسکو خدا نے دیا ہے وہ جو ہو گزری ہے افسران فوج کو بلا و ہم لشکر تیار کرکے برائے قتل مسلمانان
جائینگے اور یہ مسلہ دستخط کر دینگے کہ سب مسلمان قتل کیے جائیں ان سب کی گردن پر ساحرون کا
خون ہے کنیزین گئین چند افسر آکر حاضر ہوے مفتی صاحب نے حکم دیا لشکر تیار کرو لشکر فوج ہر سب
عرض کی اسی ہزار ساحر و غیرہ ساحر اس قلعے میں رہتے ہیں کہا سب کو تیار کرو اسی ہزار کا لشکر ہمر تیین
نکلین ساحر طائران سحر پہ سوار ہوے مفتی صاحب کے واسطے ایک منقا تخت آیا خواجہ اس تخت پہ
سوار ہوے مگر شاہان طلسم نے حسب درخواست سرداران تصویر سامری کو بلا یا پوچھا دیکھو تو
مفتی صاحب کیا کر رہے ہیں اُتلی نے سر پیٹ کے کہا وہ تو عمرو کی زنبیل میں ٹوکری ڈھو رہے ہیں
عمرو کی کچھ تدبیر کیجیے عمرو نے مفتی صاحب کو پکڑ لیا لشکر کو لیے ہوے طرف ملکہ مہران اسمان سیر
جاتا ہے یہ سنکر سحر العجائب نے آواز دی یارو غضب ہوا مفتی صاحب پکڑ لیے گئے سحر الجواب نے
کہا کوئی ساحر تم میں ایسا ہے کہ جاکر عمرو کو پکڑ لے یہ سنتے ہی میخوار بدمست نے کہا غلام میں جا کے
علاج کرونگا عمرو کو گرفتار کر لونگا ساٹھ ہزار فوج لیکر کوچ کرکے چلا خواجہ بعد قطع منازل وطی مراحل
مرحلہ پیمائی کرکے قریب لشکر مہران سیر پہنچے مہران کو کنیزون نے خبر دی نہیں معلوم کیا افتاد پڑی ہے
کہ مفتی صاحب مع فوج جنگی تشریف لانے ہین مہران نے اپنی کنیز سوسن صد زبان کو روانہ کیا کہا
سوسن دیانت تو کر مفتی صاحب سے ملاقات کرنا دریافت کرکے آ کہ تشریف لانے کا کیا باعث ہے

خواجہ عمرو تخت پر سوار طلوع احکام سب پر جاری سوسن آگے پہونچی خواجہ لشکر مہران سے دس کوس
بنگلہ یک صحرا میں اترے بارگاہ استادہ ہوئی بارگاہ میں آکر بیٹھے ہیں کہ عرض ہوئی سوسن سعد زبان
کنیز ملکہ مہران آئی ہے مفتی صاحب خیمے میں جا بیٹھے حکم ہوا سوسن کو یہاں بھیجو سوسن نے آکر
پوچھا مفتی صاحب کہاں ہیں سب نے کہا اندر تشریف رکھتے ہیں سوسن اندر آئی دیکھا مفتی صاحب
مسند پر بیٹھے ہیں سوسن نے آکر سلام کیا خواجہ نے کہا بی سوسن ہم تمہارے مشتاق تھے
سوسن نے کہا ملکہ عالم نے پوچھا ہے آپ کے تکلیف کرنے کا کیا باعث ہوا کہا بیٹھو جاؤ بتائے دیتا
ہوں تمکو راضی کرکے بھیجونگا سوسن بیٹھی باتیں کرنے لگی خواجہ نے باتیں کرتے کرتے گلوری کھلا
دی سوسن بیہوش ہوئی سوسن کو بھی نذر زنبیل کیا مصاحبوں کو حکم دیا ہم تنہائی کے خیمے میں ہیں کوئی
ہمارے پاس آنے کا ارادہ نہ کرے ہم کچھ عمل مسخر کر رہے ہیں یہ کہکر تنہائی میں آئے رنگ و روغن
عیاری کا نکالا سوسن کی شکل بنی گلیم اوڑھ کر باہر نکلے کسی نے نہ دیکھا کہ مفتی صاحب کہاں گئے
جانتے ہیں خیمے میں داخل ہیں کوئی دخل نہیں دیتا خواجہ بصورت سوسن لشکر میں مہران کے آئے
مہران آسمان سیر مشتاق بیٹھی ہے سوسن نے آکر سلام کیا مہران نے پوچھا کیوں سوسن مفتی صاحب
کے آنے کا کیا باعث ہے سوسن نے کہا حضور بادشاہوں کی بات ہے علانیہ عرض کروں تنہائی کیجیے
تب عرض کروں مہران [illegible] ہوئی خواجہ مہران کو لیکر باتیں بناتے ہوئے خیمے میں آئے باتیں
کرتے کرتے منہ کی زردی چہرہ آپ کا اداس معلوم ہوتا ہے ایک جام شراب نوش فرمائیے چہرے پر
رونق ہو یہ کہکر جام بھر کے مہران کو دیا مہران جونہی پی گئی پیتے ہی بیہوش ہوئی عمرو نے کپڑے
اسکے اتار لیے زیور بھاری بھاری وہ لیکر آپ مہران کی صورت بنکر بارگاہ میں آئے اور برہنہ
کرکے پلنگ کے نیچے مہران کو ڈالدیا آپ تو آکر تخت پر بیٹھے سرداروں کو بلا کر حکم دیا خیمہ سنہرے تخلیے
استادہ کرایا ہے روپیہ پیسہ کوڑی جواہر لاکر خیمے میں جمع کرو ہمکو معلوم ہوا کہ عیاران اسلام خیمے میں
آ کر عیاری کرکے مال کے واسطے کتنا سی جان بھی لیں میں سب کی حفاظت چاہتی ہوں فرمان
اونٹ ڈھیر مال لاکر جمع کرنے لگے رات کو خواجہ اس خیمے میں تشریف لائے دیکھا نقد و جنس
لاکھوں روپے کا اسباب رکھا ہے گٹھریوں میں مال تمام صاحبان مال کا لکھا ہوا ہے جال مار سب
مال لیا نذر زنبیل کیا صبح کو ارادہ ہے کہ سارے لشکر کو لیکر کوچ کروں حمزہ کے ہاتھ سے سب کو
قتل کراؤں رات بھر اسی بات کے منصوبے ڈھونڈھا کیے صبح کو تخت بچھا کر بیٹھے ارادہ ہے کہ تیاری لشکر کا
حکم دوں وہاں سحر العجائب نے مصر الغرائب سے کہا ملاحظہ فرمائیے کہ عمرو عیار قتل ہوا یا نہیں
دیکھی تختی سنہری آئی زرد پڑ گئی دھلکا ہوا چہرہ اداس عالم یاس گھبرائی ہوئی سحر العجائب نے
پوچھا کیوں اے تصویر سامری عمرو پر کیا گزری تختی قہقہہ مار کر ہنسی کہا اے شہنشاہ عمرو کا حال
نہ پوچھیے طول کلام سے کیا فائدہ ایسا نہو کہ بندگان سامری کہیں کہ تصویر سامری نے
دھوکا دیا کہا میں صاف صاف کہتی ہوں کہ بصورت مہران آسمان سیر عمرو عیار تخت پر
بیٹھا ہے مال سب لے چکا اب جان لینے کی فکر میں ہے ایسا نہو کوئی آفت ڈھائے سحر العجائب نے کلیجہ پکڑ
لیا تڑپ کر چلے خواجہ عمرو تخت پر بیٹھے ہیں حکم جاری کیا چاہتے ہیں کہ آسمان پر ہوا ہے تیرہ و تار چلی

دو ورد و ولہ خشتین کر رہی ہی کہ خواجہ زنگی کے ہاتھ مجبور ہو بیچا یہ گفتگو سنکر ترانہ حیران ہو گئی کہ یہ نازنین عمرو کے
پاس کہان سے آئی جیسے ہی پردہ اٹھا کر اندر خیمے کے گئے آئی عمرو نے جو پاؤن کی آہٹ سنی عورت کو اٹھا کر
گرتنک لا کر غائب کر دیا سر جھکا کر بیٹھے ترانہ نے کہا خواجہ یہ نازنین کون تھی مین حیران ہون کہان غائب ہو گئی
عمرو نے کہا آپ نے بڑا غضب کیا کہ اندر بے وہان پکارے چلی آئین ہم آپ کے قیدی بندے ہین ہمارے
مقدمات مین دخل نہ دیجیے اور جب کبھی اندر آئیے تو اتنا پکار کر کہدیجیے کہ خواجہ ہم آتے ہین ہوشیار ہو جاؤ
ایسا نہو کہ آپ کو جیسے کچھ رنج پہونچے ترانہ نے کہا خواجہ تمکو اپنے آقا کے سر کی قسم سچ بتاؤ کہ یہ نازنین
کون ہی اور کہان گئی عمرو نے کہا آپ ان باتون کو مجھسے نہ پوچھیے یہ مقدمات راز و نیاز ہین یہ مین نہ بتاؤنگا
خواہ قتل کیجیے خواہ بخشیے اول تو یہان قید خانے مین نازنین کہان آپ کی کوئی کنیز آئی ہوگی اسی کو آپ نے
دیکھا ہوگا اور اگر ہوگی تو آپ پوچھیے دل لگی کون ہی یہ بالشتیل مجھے نہ پوچھیے ترانہ نے کہا خواجہ تمکو یہ حیرت
ہرگز نہ عورت آپ کے قدمون پر گری ہوئی کہہ رہی تھی کہ مجھکو زنگی کے ہاتھ فروخت نہ کیجیے گا آپ نے
جواب مین فرمایا تھا کہ مین تو زنگی سے بیعانہ لیچکا ہون آج قید ہو گیا کل رہا ہو کر تمکو بیچونگا عمرو نے کہا
تم اسکا ذکر ہی میری سمجھ مین نہین آتا آپ نے مقام پر جا کے بیٹھیے وہ نہ لگا سکے کہ ملکہ ترانہ مجھسے مسئلہ کرتی
ہین ترانہ نے کہا خواجہ ہم سامنے ملکہ مہران کے تمھاری سفارش کرینگے ہم دمبدم گذارش کرینگے کہ
عمرو بیچارہ ہی اسکو رہا کر دیجیے عمرو نے کہا آپ کی مہربانی مین تو قید سے آج ہی چھوٹ جاؤنگا اب
یہان رہ سکتا ہون آپ سفارش نہ کریں ترانہ ہزار ہا منتین خوشامدین کر رہی ہی کہ اس نازنین کو
مجھے دکھا دو بھلا خواجہ کب قبول تے ہین آخر ترانہ نے کہا اس نازنین کو میرے ہاتھ فروخت کیجیے عمرو نے
کہا اب تم نے راہ کی بات کہی آپ اس نازنین کا کیا دیجیے گا ترانہ نے کہا وہ ملکہ مہران سے بھی زیادہ
خوبصورت ہی مصر الغرائب کی خدمت مین پیش کر دونگی عمرو نے کہا قیمت ذرا کہیے ترانہ نے کہا مین
سب کچھ دیسکتی ہون لاکھ روپیہ حاضر کر دونگی عمرو نے کہا سنو صاحب شرع مین شرم کیا یہ بردہ فروشی
ہم عیارون کا پیشہ ہی سرکار سے حمزہ کی تین روپیہ مہینا ملتا ہی ہم لوگ نشے باز عیاش ہین دس پانچ روپیہ
روز کا خرچ کیونکر نبھے بس یہ ہی کہ جہان کوئی عورت خوبصورت دیکھی اسکو چرا لائے سوداگر دن کے
ہاتھ بیچ لیا مین سب عیارون کا استاد ہون مجھکو دوہرا حصہ ملتا ہی یہ ایک راجہ کی بیٹی ہی اسکے واسطے
بڑی مصیبتین اٹھائین راتون کو جنگلون مین پڑے رہے بیدین یہ شوالے مین پوجا کرنے آئی مین بت کے
پہلو مین بیٹھا تھا فوراً اسکو بیہوش کیا نکال لایا وہ کہتی تھی کہ میرے مان باپ کے پاس مجھے بیچو جو تم
لوگے وہ دلوا دونگی حقیقت مین ایک سوداگر زنگی جوان پیکر تی ہی وہ مدت سے اسپر مائل تھا دس ہزار
اس سے بیعانگی لیچکے ہین اب آپ فرماتی ہین اگر آپ لاکھ دینگی انکے دس ہزار پھیر دینگے لیکن وہ سوداگر
بہت فساد برپا کریگا آپ ایک مرتبہ خریدینگی وہ ہمیشہ کے خریدار ہین ترانہ یہ حال سنکر کانپ گئی کہا خواجہ
تمھارے دینے سے ڈرنا چاہیے پرائی بہو بیٹیون کو چرا لانا اور جسکے ہاتھ چاہا بیچ ڈالا کچھ خوف نہین
عمرو نے کہا حضور ہمارا پیشہ بردہ فروشی ہی سب طرح کی عورتین آجاتی ہین ترانہ نے کہا خواجہ صاحب
میرا دل کانپ رہا ہی تمسے بات کرنے کو دل نہین چاہتا لیکن جس نازنین کا ذکر تم اتنی کر رہے تھے
سب حال تو تم نے بتا دیا یہ نہ بتا دیا کہ اسکو کہان رکھا عمرو نے کہا یہ بڑے راز کی بات ہی

اس مین کرامات ہی یہ خواجہ ہمارے گلے مین پھندا رسی مین رکھ لیتا ہون مگر مہربان تمکو یاد کہدیا اور کسی
اسکا ذکر نہ کرنا ایسا نہو کہ مہران کو خبر ہو جائے یہ اصل مین زنبیل ہی یہ مہم مین میری کفیل ہی بعد
گفتگوے بسیار ترانہ نے کہا کہ خواجہ اب اُس مہ جبین کو نکالو جب مین نے باہر سے دیکھا تھا کہ وہ
بیچاری قدمون پہ سر رکھے ہوے کہہ رہی تھی نہ خواجہ زنگی کے ہاتھ مجھکو نہ بیچنا میرے ماں باپ
کے پاس مجھکو چلو تمھارے نیل مین بالکل ستم نہین تم بہی کیے گئے کہ مین تو بیچا نہ بیچا اُسکی بھولی بھولی
باتون پہ دل دکھ رہا ہی عمرو نے کہا صاحب بیٹھنے ور رحم کرے تو پھر پیٹ کیونکر بھرے کہو صاحب اب مین
نکالتا ہون میری سفارش ملکہ سے کرنا ایسا نہو مجھکو قتل کرین پھر جسکے مین سب رہا ہو جاؤنگا ترانہ نے
کہا خواجہ میری قیمت نکلنا بہت دشوار ہی عمرو نے کہا آپ کی جستجو مین پکار رہی ہی بہر حال گھنڈیان
زنبیل کی کھولین کہا اندر بیٹھی ہو اسکو نکال لیجیے ترانہ خوشی خوشی حجاب کر بیٹھنے لگی دیکھا وہ نازنین
ایک خستہ حال زیست یتی ہوئی گلوریان بنا رہی ہی پھر بہت نازنینان مہ جبین کا جھاوڑ ہی کہین رنگ اُچھل رہا ہی
کہین سازنگی رہا ہی کہین بات بہت لگا ترانہ نے اکار کر آواز دی بی بی وہ جس نے تمکو عمرو کی قید سے چھڑوایا
مین تمکو خرید لوگی آخر آواز دی کچھ دیوانی ہوئی ہی مین تمکو خود خریدا بلی خاخواجہ عمرو کو سلامت رکھے
ہمین کون خرید سکتا ہی اب تو ترانہ نے کمر تک اپنے کو زنبیل مین ڈالدیا جب عمرو نے دیکھا بی ترانہ
تماشا دیکھنے مین مصروف ہوئین ور چلا بہت کچھ بڑی آفت عمرو نے جھٹ دونون ہاتھ دیکر ترانہ کو زنبیل
مین ڈالدیا جیسے ہی ترانہ زنبیل میں گری کالی کالی لونڈیان دوڑین کہتی ہوئی اری کپڑے اُتار دے
چلو حساب سمجھانا ہوگا ترانہ رونے لگی لونڈیان ہنس ہنس کر بی ترانہ سے کپڑے اُتروا لیے ایک غرقی اسکی
باندھنے کو دیدی باورچی خانے مین بکروا کر کہا بیوی میان چیبیان دھو ڈالو کھانا پکایا کریگا ترانہ
بلک بلک کر روتی ہی کہ ہاے یہ کس مصیبت میں پھنسی اُس نازنین کو دیکھا بچاری جوتا پہنے ہوے
کنیزون کے ساتھ پھر رہی ہی بھی کہتی ہی یہ نرگس کہا سوسن آج ذرا کھیلنے نہ چلوگی آج تو دریا بڑے
جوش میں ہی چند نازنینان مہ جبین کو ساتھ لیکر کنارے دریا کے پہونچی بجرا موجود تھا اُسپر سوار ہوئین
ماہجبین قوم کی بنگالنین ڈانڈین ہاتھ مین دیے ہاے ذرا تمامینڈی پڑتی یہ غزل عاشقانہ گا رہی مین غزل

فصل گل آئی ہی گل اور ہی سامان ہونگے
پھیرے دامن مین وہ دست و گریبان ہونگے

سب یہ کافر ہمہ حسینون کی زمین تو ہی دل
چار دن بعد یہی دشمن ایمان ہونگے

رشک ہو جائینگے انجام کو سب شکوے
رنج کے خوف سے ہم اُنکے ثنا خوان ہونگے

لیجیے تیغ تامل ہی یہ کیون بسم اللہ
سر جھکا دینگے جو یہ بندہ احسان ہونگے

کسطرح جانین کہ مانع ہی ہمین خوف مزاج
زلف برہم ہی تو کچھ وہ بھی پریشان ہونگے

تا جدائی ہی گرانی نہو ہی دل بیتاب
پھیر لو منہ سے لب بیان بخشش کے ارمان ہونگے

یان نہین جلوہ جانان سے ذرا جا خالی
اشک آکر مری آنکھون مین پشیمان ہونگے

شوق کتنا ہی کہ لوٹینگے مزے وصال مین
عید کتنا ہی شہر کی شب ہجران ہوتے

شوخیان کرنے جنون آج کہان پھر کل ہم
خاک اُڑا دیگا رہے ہی دشت یہ ویران ہونگے

گر یہ احباب تم مبسم ہی نہ بس او غافل
خون رو لیجیے وہی زخم جو خندان ہونگے

اندرین کار بخت یارم نیست
شفقتے کن گدائے کوے توام
کہ مرا ہیچ اختیارم نیست
غرق دریاے غم شدہ الحمد

غم بجانم نشستہ و رفت تمام
چون مرا جز تو شہریارم نیست
ہیچ دست دلت ہمین ترک شد
چیز یار درکنارم نیست

ای دریغا کہ غمگسارم نیست
بندہ ام خواہ لطف کن یا قہر
بر بدت ہیچ وقت بارم نیست

اختر کی جو نگاہ خواجہ عمرو پر پڑی

آسمان سے آواز دی یا صاحبقران جلد لشکر کو بڑھائیے خواجہ عمرو تیر باران ہوتے ہین ساحرون نے دار پر لٹکا دیا صاحبقران نے مرکب بڑھایا اختر کڑک کے گرا پہلے اختر نے دار کو کاٹا خواجہ کو پنجے مین لیکر جھپکا دار کو اس بیدار مغز نے گرا دیا عمرو کو اڑا لیا مہران آسمان سیر نے جو دیکھا ایک جانور آسمان سے آیا عمرو کو لیے جاتا ہے مہران نے سحر کیا گولہ مارا اختر کی کلائی پر آبلہ پڑ گیا اُف کرکے پنجے سے عمرو کو چھوڑ دیا مہران کے لپک لینا یا رویہ سارا بان زادہ نہ جانے پائے سب جادوگر دوڑے کہ زمین پر گرے تو پکڑ لین مگر عمرو نے ہتوڑا حضرت داؤد کا نکالا ایک ساحر کے سر پر مارا اُسکا سر پھٹا اندھیرا ہوا عمرو نے گلیم اوڑھلی اختر کھڑا ہوا ہی کہ آفتاب آ کے چمکی مہران نے کہا لو نمکحرام بھی آ گئی آفتاب نے پکار کر سنا تو نمکحرام ہی کہ اپنے ولی نعمت کو گرفتار کر لیا طلسم پر قبضہ کیا آج تک وہ جفا مین ہین تم لوگون کو شرم نہین آتی شکر ہی ہم باطل پرستون سے نکلے راہ حق پر پہونچے طلسم کشا کے شریک ہوے مہران نے گولہ مارا آفتاب نے شعاع سے کاٹا گولہ جو پھٹ کر گرا ہزارون ساحر جلنے لگی سر پھٹے غل بلند ہوا کہ زنار اگ میہونچی ملک اختر پر حملہ ہوا پکار کر آواز دی اے آفتاب اختر کو بچاؤ آفتاب جھک کر غول پر گری کئی ہزار ساحرون کے سر پھٹے ہنگامہ گرم ہوا نقارے بجے فیروزہ ہوئی لشکر مہران کا بلوہ ہی پہلو سے نعرۂ شیر کی آواز آئی نعرہ صاحبقران

منم اختر برج عز و جلال
مہ قاف از تمہیدم روشن
بہ شیشہ آبادر اسلام شد

منم ماہتاب سپہر کمال
سلیمان کوکب ہیبت صاحبقران
کہ صاحبقران دہقان نام شد

منسدون پیشیم فرق شدہ
ان کافران زمان پاک کردہ

ہم عمرو ترتیت از اسم جاری شدہ
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر سوار کھیچ لشکر کفار پر جا پڑے تلوار چلنے لگی

زہ آسمان پر بجلی چمکی سب نے دیکھا سیارہ شکار و تشناس کاہن طلسمی قصر زمردین سے چلا تھا اسوقت آکر پہونچا بلند ہوکر آسمان پہ دیکھا ہنگامہ عظیم ہی کھون کے بیچ مین صاحبقران لڑ رہے ہین سدا سپر کا ہاتھ مین ہی تیغہ عقرب کے قبضے پر ہاتھ جسپے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوے سپر جو چار جانب سے گھوڑے ہین بلا امیر اس بلوے کو نہین مانتے مہان اپنے کسی سردار کو بیچنے دیکھا اس غول پر جا پڑے مہران نے دیکھا ایک نیا معاملہ ہی کہ سارے سب ساحر سر پر بیٹھے لڑ رہے ہین غول کے غول ملک اختر نے تباہ کر دیے مگر جب مہران سحر کرتی ہی ملک اختر کانپ جاتا ہی اسکا سحر مہران پر تاثیر نہین کرتا مہران نے کنار پر فیروزہ کو زخمی کیا آفتاب کی حدت سے پریشان ہی جب آفتاب چمکی ہزار دو ہزار کو مارا صاحبقران کا آئینہ لوہاکہ کا لشکر بھی لا کے فوج مین گھس آیا ہی مہر امر وغیرہ سر پر بنے خواجہ عمرو کو بھی آتا جوش ہی برق بھی صورت بدلے ہوے معتر قران بندہ لیے ہوے ان دونون عیارون نے حقہ ہاے آتشبازی کی بوچھار کر دی مہران نے کئی سحر صاحبقران پر کیے بسبب اسم اعظم کے تاثیر نہوئی حیران ہی کہ ای مہران تیرا سحر خالی جائے بڑے افسوس کی بات ہی کہ آخر طلسم کشا مین کیا کرامات ہی امیر نے اپنے کوتاہ دار بھیجا یا عمرو کو نہ پایا دار کو قلم کیا بیقرار ہو کر آواز دی یارو عمرو پر کیا گذری دار خالی پڑی ہی اگر خدا نخواستہ

میرے عیار کو قتل کیا اسقدر روؤنگا کہ جان اپنی دیدونگا میان ست نا بہ نورافشان روتا ہوا جاؤنگا
ایسے یار وفادار کا مارے جانا بسبب بیت پریشان ہوگا امیر نے اُس مقام پر بہت حال اپنا ابتر کیا
عمرو نے دور سے دیکھا کہ میرے غم سے بہت بیقرار ہیں عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا عرض کی ای شہریار
خدا نے مجھکو بچا یا ملک اختر نے رہا کیا تھا صاحبقران پھر لڑائی میں مصروف ہوے ہر طرف ہنگامہ گیرودار
بلند ہوا آفتاب شعلہ مزاج خوب روز دستور سے لڑری میں ہزاروں ساحر مارے مہران آسمان سیر
نے دیکھا لشکر کو شکست ہوا چاہتی ہے اُن دن کو آواز دی یہ شہ کیا ستم ہے حمزہ کے ساتھ بہت کم لوگ
ہیں تم سب زیادہ ہو سنو حمزہ کا گھیر تیر ہی کیر کر قتل کرو زندہ بچکر نہ جانے پائیں سب کو گھیر کر مارو
ادھر فضا سے بلند آواز العبد سوز وگداز یہ اشعار عبرت آثار تصنیف حضرت سعدی پڑھ رہے ہیں نظم

جهان بر آب نهاده است و زندگی بر باد	غلام همت آنم که دل برو ننهاد
جهان نماند و خرم روان آدمی	که باز ماند ازو در جهان به نیکی یاد
سرای دولت باقی نعیم آخرت است	زمین سخت نگر چون همی نهی بنیاد
کدام عیش درین بوستان که باد اجل	همی برآورد از بیخ قامت شمشاد
حیات عاریتی خانه ایست در ره سیل	چراغ عمر نهاده است بر دریچه باد
برآنچه میگذرد دل منه که دجله بسی	پس از خلیفه بخواهد گذشت در بغداد
گرت ز دست برآید چو نخل باش کریم	ورت ز دست نخیزد چو سرو باش آزاد
بسی بدیده حسرت زپس نگاه کنند	کسی که برگ قیامت ز پیش نفرستاد
وجود خلق بدل می کنند در نه زمین	جهان ولایت کیخسرو است ملک قباد
نداشت چشم بصیرت که گرد کرد و نخورد	ببرد گوی سعادت که صرف کرد و بداد
ببین نصیحت من گوش دار و نیکی کن	که دانم از پس مرگم کنی به نیکی یاد
یکی دعا کنمت بر روانت از سر صدق	خدات در نفس آخرین بیامرزاد
تو هم زبان نکنی گر بصدق دل گوئے	که آفرین خدا بر روان سعدی باد

ان اشعار سے ساحروں کو پھر وہنایا صاحبقران پر سحر کرنے لگے امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہیں ملک
اختر جان دینے میں مصروف آفتاب چمک رہی ہے جسطرف جاتے اشارہ کیا شعاع گرمی روشنی ہوئی سو
دو سو جلے سو دو سو کٹکر گرے کسی پر بجلی گری کسی پر شعلہ ہاے آتش گرے جلکر رہے صاحبقران
لڑتے بھڑتے چلے سرداران تہمتن دینے بائیں مثل بہرام گرد بن خاقان چین و محیط اندرور و عبد القہار
و عبد الجبار رو گرئیس سپہ گردان و نعمان بن منذر و منظر شاہ یمنی و عامر شاہ رود باری و
سعیف ذوالیدین و ابو الحسن گرد و طوق خوان گرد و صدران لشکر اسلام یہ دونوں بھائی
علم فوج لیے ہوے جہان پر علم فوج نصب کر دیے اُس مقام پہ لڑائی ہوئی سرداروں نے شمشیر زنی
کی پھریرا علم کا رنگین ہو گیا دونوں بھائی علمدار بھی مصروف جانبازی صاحبقران اس شان و شوکت سے
لڑرہے مہران آسمان سیر کے پہونچے مہران نے آگ برسائی صاحبقران پر تاثیر نہوئی صاحبقران جب
بالکل قریب پہونچے مہران آسمان سیر نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے سپر گرشاسب کو اٹھایا وار اسکا

روک لیا ہزار ہا تیغ وگرز تلواریں خنجر چلے مگر کسی سحر نے صاحبقران پر تاثیر نہ کی صاحبقران نے الجھا دیا
ہاتھ نکالا خبردار خبردار سکا یا تھ مار مہران نے کئی سپریں چہرے پر حائل کیں وہ سپریں تیغ عقرب سے
کٹیں سر پر مہران کے تلوار پڑی جب مہران نے آہ کی صاحبقران کو رحم آیا ہاتھ روک لیا مہران تڑپکر
الگ ہوئی آواز دی بارے نکل چوب کے پاؤں اُٹھے صاحبقران نے دیکھا اخضر وغیرہ نقب لیے
ہوے جاتے ہیں صاحبقران کو زخمی ہونا مہران آسمان سیر کا بہت شاق ہوا ملیٹ پڑے خواجہ سے
فرمایا اخضر وغیرہ کو روکو مجھے عورت کے حال پر رحم آتا ہی جس دن اُن نمکحراموں کا سامنا ہوگا زندہ نہیں ہر
نقب نہ چھوڑونگا جان تک ہوسکیگا قتل ہی کرونگا اُن بیحیاؤں نے اپنے ولی نعمت کو قید کیا کچھ خوف
خدا نہوا ملکہ اخضر وغیرہ رک گئے تمام لشکر رکا مہران آسمان سیر نکلگئی ایسی شکست فاش کھائی
کہ راہ میں بھی نہ رکی طرف طلسم کے روانہ ہوگئی سحر العجائب وسحر الغرائب تخت پر بیٹھے ہیں صاحبقران لقی
فیروزی بھرے سحر العجائب وسحر الغرائب بیٹھے ہوے گھبراسے ہیں بھائی سے بھائی کہتا ہی آج بڑا
تردد ہی خودبخود طبیعت گھبراتی ہی سحر الغرائب کہتا ہی بھائی صاحب سے طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا سحر العجائب
کا قول ہی کہ یہ تو آپ جانتے ہیں ملکہ مہران سحر میں طاق شہرۂ آفاق ہوا کیا اُسنے مقابلہ نہیں کرسکا مگر حمزہ
صاحب اسم اعظم ہی اُسپر سحر تاثیر نہیں کرتا ملکہ کیا کریگی خواہ مخواہ انتشار ہوگا یہ ذکر تھا کہ ہزار ہا جادوگر لیکر
لاکھوں جادوگر خستہ شکستہ پریشان زخمی بیقرار آگرپہونچے گھبرا کے سحر العجائب نے پوچھا ارے کیا ہوا عرض
کی حضور عمرو کو دار پر کھینچا تھا صاحبقران مع لشکر ساحران آگئے جنگ عظیم واقع ہوئی ہم لوگون نے
شکست فاش کھائی ہرچند لشکر اُسکا بہت کم تھا مگر سب جانباز سرفروش ایسا رنگ ہے سب لڑے
ساتھ لاکھ جادوگر مارے گئے آخرکو شکست ہوئی فرار پر قرار کیا ملکہ بھی زخمی ہوکے آئی ہیں کہ مہران
بھی آکے پہونچی دیکھا سر سے خون بہ رہا ہی حیران وپریشان سحر العجائب تخت سے اُٹھ کھڑا ہوا ملکہ
علاوہ لشکر چاہا ملکہ نے ایک دو منتر پڑھکر کہا او بیحیا ظالم جادوگر تو نے مجھکو مقابلہ طلسم کشا میں بھیجا حمزہ پر
سحر تاثیر نہیں کرتا کیسے کیسے سحر کیے لیکن اُنپر تاثیر نہوئی آخر میں زخمی ہوئی لشکر نے شکست کھائی اور یہ
عرض کرتی ہوں کہ اب صاحبقران کوہ عجائب وغرائب پر پہونچ جائینگے تمام لشکر صاحبقران کا لگیا
ساحر وغیرہ ساحر سب موجود ہیں جو قید ہوگئے تھے انھیں صاحبقران نے چھڑا دیا اب تو دس لاکھ کا لشکر
اُنکے ساتھ ہی یہ جو غلام جاکے شریک ہوگئے ہیں آفتاب کا چمکنا زنانہ سو فیروزہ سپہر پہونچے ہوے لڑ رہی
تھیں بہی اُنکے دلوں میں یہ تھا کہ مجھکو قتل کریں لیکن حمزہ کو کوئی صدمہ نہ پہونچے مگر حمزہ نے احسان
کیا میں زخمی ہوئی تو ہاتھ روک لیا اگر طلسم کشا کد کرتا تو میں قتل ہوجاتی حمزہ کا مزاج نہایت غریب
ہی یہی فرماتے تھے کہ تو میرے سامنے سے ہٹ جا اُن نمکحراموں کو بھیج جنہوں نے کوکب کو قید کیا
ہی اصل یہ ہی کہ صاحبقران کو کوکب کا بڑا خیال ہی قاسم وبدیع الزمان وایرج ولاور الدہر بھی
انھیں کے ساتھ ہیں اب تو وہ لشکر طلسم کشا کے ساتھ ہی کہ کاہے کو زمین بار نہیں سنبھال سکتی سحر العجائب
وسحر الغرائب نے معدوم گلپوش کہ ساحرہ ہی اُسکو بلایا کہا اے معدوم لشکر لیجا اور اسم اعظم
حمزہ کا سنکر آؤ فرشتہ کوہ عجائب وغرائب کے نہ جانے پائیں پانچ لاکھ ساحر لیکے معدوم گلپوش
چلی اب ذکر بت خونریز واجب ولازم ہی مصنف عرض کرتا ہی کہ بت خونریز بادشاہ کوہ عجائب وغرائب

اپنے مقام پر پہنچا ہی کہ چند ساحر ہمراہیان ملکہ مہران شکست خوردہ سامنے سے گذرے بت نے پوچھا یارو کیا ہوا
سب حال بیان کیا بت خونریز نے زانوؤں پر ہاتھ مارا کہا یارو غضب ہوا یہی حال کتاب سامری میں بھی
صاف صاف تحریر ہی کہ طلسم کشا بعد جشن قصر زمرد نگار روح شاہ کو شکست دیگا مہرخ گذرا اُنکا کہ عجائب و
غرائب پر ہوگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ملکہ معدوم کاپوش تخت پر سوار پا کو لاکھ ساحر پشت پر
بت خونریز سے آکر ملاقات کی بت خونریز نے پوچھا ملکہ کہاں جاتی ہو کہا اے شہنشاہ شاہان طلسم نے عجب
قیامت کی آخر غنگرا ہی سر چڑھی طلسم کشا آگیا ملکہ مہران شکست کھا کے آئین میں رو رہتے جاتی ہوں میرے
خیال میں آیا کہ آپ سے بھی ملاقات کرلوں شاید تھنا بیے جاتی ہو ملکہ مہران خلق و اطلاق کی طلسم کشا کے
بہت تعریف کرتی ہیں بت خونریز نے کہا مجھے روز جشن آگاہ کیا تھا کہ اس نوجوان میں سب علامتیں طلسم کشائی
کی موجود ہیں بڑے نادان ہیں جو اُسسے لڑتے ہیں جو لڑیگا مارا جائیگا معدوم نے کہا اے بت خونریز پھر کیوں
نہیں شریک طلسم کشا ہو جاتے بت خونریز نے کہا مذہب کا پاس ہی معدوم کے منہ سے نکلا ہمکو یہ مذہب
بھی واہیات معلوم ہوتا ہی کل میں اپنے قصر میں بیٹھی تھی ایک دو ورق کتاب مسلمانوں کے دیکھے انہیں صاف
صاف مرقوم تھا کہ لات و منات پتھر کے بنے تھے سامری و جمشید مثل ہمارے تمہارے انسان تھے
ابھی ابلیس خود پرست کو مارا سالوس کو قتل کیا مذہب ساحران کی یہ حقیقت ہی میں نے تو آج تک
کوئی اُسکا جواب نہیں تجویز کیا اور بیٹھ سوچتی ہوں حقیقت میں اس بات کا کیا جواب ہی سوال اُنکا انتخاب
ہی میان کے علمانے اپنی کتاب میں جو لکھی ہیں اُنمیں کچھ جواب و سوال نہیں لکھے تعریفیں جا بجا لکھی ہیں یہ کونسی
خدائی ہی بت خونریز نے کہا اے معدوم تیرا اعتقاد پلٹ گیا تو تو سزا کے لائق ہی عجب اوہام تیرے
ذہن میں آگئے ہیں جیا بتا ہی تیری مشکیں باندھ کے بھیجدوں معدوم نے کہا آپ اسکے مجاز نہیں کیا میں آپکی
بابیہ کی کارکشی ہوں آپ کو کیا کوئی بڑا مرتبہ ہی اپنا اپنا دل اپنا اپنا مزاج آپ ہی جواب دیجیے کہ سامری
و جمشید مثل ہمارے تمہارے تھے اُنکی پیدایش کا مقام مشہور ہی ماں اُنکی پی سنگر یا باپ اُنکے میان
پہلاد و دادا اُنکے ماچپس ظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ معبودیت پیسے کون اُنکو کہتا ہی کہ سعید تھے سامری و
جمشید کے باپ میان پہلاد خدا پرست کامل و اکمل باپ پہلاد کے ہمیشہ منع کرتے تھے کہ نام خدا سے پہلاد
نہ مانتا تھا ماچپس نے پہلاد کو پہاڑ سے گرایا خداے نادیدہ نے اُسکو بچایا کمہار کے آوے میں اُسکو
ناری نے چاہا جلادوں خداے نادیدہ نے وہاں بھی اُسکو بچایا پوتھیوں میں دیکھو لوکہ آوے میں بلی نے
بچے دیے تھے کمہار بے نکالنے گیا وہاں پہلاد کو پایا اے بت خونریز خداے حقیقی کو اُسکو بچانا منظور تھا
کس کس طور سے بچایا آخر میں ماچپس نے پہلاد کو ایک ستون سے باندھا کہا آج اپنے خدا کو بلا پہلاد
دیا کامل خدا پرست تھا نہ اعتقاد سے سست تھا یہی کہے گیا کہ میں نام لیتا اپنے پیدا کرنے والے کا نہ چھوڑونگا
ماچپس نے چاہا کہ ہاتھ تلوار کا ماروں سر اُس خدا پرست کا جدا کروں اُسنے تہ دل سے نام خداے نادیدہ
کا لیا پکارا اُٹھا اے پیدا کرنے والے تیری قدرت کا قائل ہوں یہ جیا مجھکو بے خطا قتل کرتا ہی تیری انوار
قدرت کو بدل دیکھتا ہوں آنکھیں

نظم

ہر کجا اندر گلستان عندلیب آرد پدید	ہمسر گل در چمن استادہ لوک خار دید	فی الحقیقت اندرین دنیا چو بنیاد دید
در دو رنج وحشت مانند شیدا آرد پدید	برخ شمس و قمر اول نظر یکبار دید	جلوہ گر از چہرہ ہر دو جہاں یار دید

در دیار معرفت سوداگری ہر کس کہ کرد	او ز سودائے محبت گرم ہر بازار دید	نیک شد آنجا مرا آن مرد عطار در جہان
ہر کہ اندر ابتدا پر انتہائے کار دید	عارف آن بہ کہ بنشیند گوشۂ توحید را	گاہ اندر خلوت و گہ بر سر بازار دید
گفتگو نا گفتنی آورد ہر کس بے زبان	حالت نا دیدنی اندیدہ آخر کار دید	گر دہ یاران گہ در نظم این دیوان نثار
سینۂ خود را چو منصوری معدن اسرار دید		

اسطرح ہلاک کے دعائی اعتقاد کامل تھا اپنی پوتھی میں دیکھیے سوتن
شق ہوا ایک شیر بر انسان پیدا ہوا کہ اُسکی قطع لکھنا مورخین کو نہین زیبا ہے قہر خدا تھا ابلیس کو قہر خداوند
قہار نے ہلاک کیا افسوس ای بت خونریز ایسے معتقد کے فرزند دعوی خدائی کرین سب کو برگشتہ کر کے
یکتائی پھر بھی جون جون زیادہ کتا ہین دیکھین شکوک بڑھگئے بت خونریز نے کہا ای معدوم گلپوش تو تو
پکی مسلمان ہے لشکر حمزہ مین تیرا اشتباہ ہوگا علوگون مین کیون رہتی ہے اب مین تجھکو جانے نہ دونگا معدوم
ہل کرکے اُٹھی اور کہا ای بت خونریز تمہاری کیا طاقت ہے کیا مین تمسے سحر مین کم ہون جسطرح تمہارا جی چاہے
مجبور مین مقابلہ حمزہ مین جاتی ہون دو چار سوال اُنسے کرونگی وہ فصیحان عرب ہین بیشک جواب
باصواب دینگے مین مسلمان ہو جاؤنگی رہبری کرونگی حمزہ کا مین ضرور ساتھ دونگی نمکحرامون کو مٹاؤنگی یہ
کلام دلیرانہ معدوم گلپوش سے سنکر بت خونریز کانپنے لگا کہا کیون ای معدوم یہ باتین تمہارے دل مین
بھری ہین تمتو کھلی ہوئی شاہان طلسم کی دشمن ہو اب مین تمکو مقابلۂ طلسم کشا مین جانے دونگا کروہان
جاکے یہ فساد برپا کرو معدوم نے کہا ای بت خونریز تمہاری کیا مجال ہے مقدمۂ مذہب نہایت محال ہے
انسان کو مناسب ہے کہ تحقیقات مذہب کرے ہمنے جو تمسے سوال کیے اُسکا جواب نہ دیا اُلٹا غصہ کرتے ہو ہم کسی کے
لونڈی غلام نہین ہین حقیقت مین افعال سحر العجائب و مصر الغرائب تم ایسے نمکحرامون کو پسند آئے ہونگے
ہمکو دست ناگوار ہوا کہ اپنے ولی نعمت کو قید کیا دامن پناہ نہ دیا ابتک اُنکی رہائی کی کوئی صورت نہین
شاہان طلسم کو یہ مناسب تھا کہ کوکب کے قدمون پر گرتے خطا معاف کرا کے رہا کردیتے وہ جا کر امیر کو
سمجھاتے شکست طلسم کے طور منوتے یہی سلطنت قائم رہتی بت خونریز نے کہا سحر العجائب و مصر الغرائب
کو کیا ضرورت تھی کہ خطا معاف کراتے وہ تو غضب سامری مین مبتلا ہین مغضوب درگاہ خداوند ہین کون
خدمت کرے معدوم نے کہا خداوند سامری کہان ہین جہنم مین جل رہے ہین اب تو بت خونریز اُٹھا کہا او
معدوم تیری زبان قلم کرونگا تو نے خداوند کو ایسے کلمات کہے کہ جہنم مین ہونگے یہ کہکر گولہ مارا معدوم کا قلب
تھرایا پیشانی پر پسینہ موت کا آیا معدوم نے زبان اپنی کاٹ کے خون بت خونریز پر پھینک مارا وہ خون
جو جسم پر بت خونریز کے پڑا بر سر مو و ہر بن مو سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے بت خونریز نے ایک چیخ ماری
آواز دی ای حامیان مذہب سامری میری مدد کرو اس ظالم نے مجھکو بیکار کر دیا خانۂ دل غم و الم سے
بھر دیا اُسی مقام پر ایک چھوٹا سا گنبد سنگین بنا تھا اُسمین سے ایک آواز مہیب آئی کہ ای فرزند ہمین ہوا سے
دنیا کی تکلیف دی بت خونریز نے آواز دی اگر آپ تشریف نہ لائینگے اپنے خدمتگار کو زندہ نہ پائینگے
اعضا جل رہے ہین اور رگ ریشے سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین اُس گنبد سے آواز آئی کہ زمین تھرائی وہ یہ
آواز تھی کہ ای فرزند برف برس رہی ہے خیال کر کے دیکھو ایک ابر سا سامان پیدا ہوا اُس سے برف برسنے لگی
بت خونریز نے اُس برف کو اپنے اوپر لیا سب شعلہ ہاے آتش گل ہونے لگے تمام جسم صاف ہوا معدوم
نے کہا او ملعون تو نے اپنے بزرگون کو بے مدد بلایا اُنہین کے بھروسے پہ بت خونریز بنا ہے کہ کیا

گرز گنبد پر مارا اور آواز دی ای شیطان مجسم باہر تو نکل وہ گنبد پھٹا اندر سے ایک ساحر سیہ فام برہنہ اندام نکلا
پوست جسم کا گلا ہوا ہڈیوں کا مالا پہنا ہوا دھواں کا جو ناک سے نکلا استخوان جنبش میں ہوئے منہ جو کھولا دھواں ہوئے بو
آئی کہ دماغ اُلٹ گیا معدوم نے ایک چیخ ماری منہ سے شعلہ ہائے آتش نکلے اسی ساحر پر وہ شعلے پہونچے
اُس ساحر نے قہقہہ مارا کہا بحکم سامری تم بھی اس لائق ہو کہ ہم عاملان مذہب سامری پر سحر کرو ہم نے
اپنی عمر کو عبادت سامری میں بسر کیا اپنے کو گھٹایا عیش دنیا کا ترک کیا یا سامری اسکو لیجا ہمارے
ساتھ یہ گستاخی اسکی زبان بند ہو جاتے یہ جو ساحر نے چیخ مارکے کہا معدوم چپ ہوئی زبان بند ہو گئی
تھر تھر کانپی زمین پر لہرا کر گری ساتھ والوں نے جو یہ معاملہ دیکھا اپنے افسر کا خیال کر کے اپنے اپنے
مقام سے دوڑے آواز دی ہمارے افسر کو کیا کیا اُس ساحر نے آواز دی کہ تم سب کی شامت آئی ہوا پنے
اپنے مقام پر جاؤ غنیمت جانو کہ میں نے تمکو سزا نہیں دی مگر وہ سب بلوہ کر کے چلے سحر کرنے لگے گولے
ترنج نارنج مارے وہ ساحر ہنسا کہا ای بت خونریزہ مجھے افسوس ہوتا ہی کہ بندگان سامری ہمارے ہاتھ
سے مارے جائیں ان سب کو منع کرو ایک اشارے میں سب کا خاتمہ ہی بت خونریزنے کو پر سے آواز دی تم
لوگ کیوں ملال کرتے ہو تمہارا افسر مسلمان ہو گیا اس وجہ سے گرفتار کیا جناب میں سامری کی ایسے کلمات
کہے کہ جیسے صبر ہو سکا پہلوے سامری چھوڑ کر چلے آئے اب ہوا دنیا کہاں الطف ملا غنچہ آرزو کھلا
یہ ہم خوب جانتے ہیں وقت انقلاب ہی لیکن جنکے شریک ہیں اُسکا ساتھ دینگے مذہب سامری کو روشن
کرتے ہیں فوج والوں نے نہ مانا سحر کیا گولے جو پہاڑ پر مارے پہاڑ تھرایا اس ساحر نے ایک چیخ ماری
یا سامری کہکر دستک دی جھونکا ہوا کا چلا وہ سب ساحر بیہوش ہو گئے پھر اسنے دستک دی سب
ہوشیار ہوے کہا کیوں صاحبو تمنے اپنی حقیقت کو دیکھا ہم صاحبان شریعت ہیں جو سب کا خیال ہی اگر ایک
ہاتھ ہلا دوں تو سب کے سر اُڑا دوں اب ہم اپنے مقام خاص سے نکل آئے اب ہمکو کیا خوف ہی یہ جو للکار کر
اسنے کہا وہ سب ساحر ہوشیار ہوے سمجھے کہ سچ کہتا ہی بھاگے کئی کوس پر جاکے شہر سے املاق جادو
کی طرف سے معدوم کے سپہ سالار تھا دل اسکا دکھا شمس خاک بسر نے ملکہ معدوم کو قید کیا جس گنبد سے
نکلا تھا اُس گنبد کی جانب اشارہ کیا ایک سنہرہ پنجہ پیدا ہوا معدوم کو کھینچ لیگیا معدوم غرق زمین ہو گئی
ملکہ املاق جادو جب سارے لشکر کو لیے ہوے صحرا میں آکر اُترا اسنے کہا یاروں بڑے تاسف کی بات ہی کہ ہمارے
افسر کا حال محبت صاحبقران میں یہ ہوا کہ اپنی آبرو گنوائی شمس خاک بسر زمین سے نکل آیا ان لوگوں کا
کیا کہنا ہموں اپنی سحر و ساحری میں کامل ہیں اور لیکر بیٹھے تھے اب نکل آئے اب اُنکا سحر کون روک سکے صاحبقران
کو اطلاع کرنا واجب ولازم ہی لشکر والوں نے کہا ای املاق ہم تمہارے ساتھ ہیں جہاں کہو وہاں چلیں اور
صاحبقران کی خدمت میں چلنا تو واجب ولازم ہی املاق جادو نے سب کو ساتھ لیا جو خام اعتقاد
تھے وہ نکل گئے ڈیڑھ لاکھ ساحروں کو ساتھ لیکر املاق جادو چلا صاحبقران زمان ملکہ مہرخ آسمانسیر
کو سجاکر جشن کر رہے ہیں آفتاب دستیم عرض کرتی ہی اب حضور دیر نہ کریں جلد تشریف لے چلیں سب
غلامان جانثار ہیں لشکر آراستہ ہی صاحبقران فرماتے ہیں اس جشن سے فراغت حاصل کر لوں تو میں
کوچ کرونگا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان املاق جادو ڈیڑھ لاکھ
ساحروں سے قریب لشکر حضور آتا ہی نہیں معلوم کیا ارادہ ہی صاحبقران نے فرمایا دریافت کرو

ہرکارے نے جاکر املاق سے پوچھا املاق نے کہا صاحبقران زمان سے عرض کرو ہم فریادی آئے
ہیں صاحبقران نے کہا بلاؤ لشکر کو کنارے پر ٹھہراؤ انکی حفاظت کرو آفتاب شعلہ مزاج واسطے استقبال
کے گئیں املاق کو لیکر سامنے آئیں املاق نے جو دربار صاحبقران دیکھا ملا تاب خضر سبز پوش
بادشاہ طلسم مینوسواد ایک جانب ملکہ شیدائے شعبدہ باز مادر ملکہ آفتاب شعلہ مزاج بڑی آبرو سے
کرسی جواہر نگار پر بنہایت تکلف سے بیٹھی ہیں ایک جانب ملکہ زنار ایک طرف ملکہ فیروزہ چارسو سرداران
نامی نئی سو پہلوانان گرامی دربار زرنگار بنہایت تکلف سے آراستہ ملکہ شیدائے شعبدہ باز نے املاق
کو پہچانا املاق نے وہیں صاحبقران کو بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجالایا ملکہ شیدا نے
کہا اے شہریار یہ ساحر آبرودار ڈیڑھ لاکھ ساحروں کا افسر ہے حضور سماعت فرمائیں خواجہ عمرو بھی کرسی
پر بیٹھے ہیں برق فرنگی بھی حاضر خدمت ہے کہ املاق نے تمام کیفیت ملکہ معدوم گلپوش کی بیان کی
عرض کی حضور کے مذہب کی عزت میں اسنے تکرار بڑھی آخر مقابلہ ہوا ایک ساحر زمین سے نکلا اسکا نام تھا
ششمش خاک بسر بہت قتل کے گرگیا خاصہ پون کا مارا کرنا چاہیے اسنے ملکہ کو گرفتار کیا زبان بند کردی آخر
گرفتار ہوئیں کیا تعجب ہو کہ انکو قتل کرنے کا ارادہ کرے اب وہی بخدمت سحرالعجائب و مصرالغرائب جائیگی
جو حکم وہاں سے آئے ملکہ شہریار نے عالمانہ سوال کیا کہ بت خونریز اسکا جواب نہ دیگا اور حضور سے
بھی اگر زندہ بچیں تو چند سوال کرینگی صاحبقران نے فرمایا جو پوچھینگی اسکا جواب دیا جائیگا یہ فرما کر حضرت
خواجہ سے پوچھا فرمایا خواجہ کوئی صورت رہائی معدوم کی کرو عمرو نے عرض کی میں محتاج مفلوک
میرے سے کیا ہو سکتا ہے قرضداروں نے گھیرا ہے انکا پڑا گیا اس وجہ سے لشکر سے نہیں نکل سکتا امیر
نے فرمایا خواجہ جب تم سے کوئی بات کی تم نے ایسا ہی ایک جھگڑا پیش کیا آفتاب یہ کہکر اٹھی کہ کنیز جاکر چھڑائیگی
ملکہ شیدا نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بی بی وہ ملعون عالم مذہب سامری کا جیسے ہر اعضا میں کیفیت سحر و ساحری
بھری ہو جتنے ساحر دربار میں صاحبقران کے حاضر ہیں یہ کوئی اسپر غالب نہ آئیگا آئندہ سرکار کو اختیار ہے
یا تو یہ مرحلہ سخت بسبب دست زبردست شہنشاہی نے انجام پائیگا یا شہنشاہ روح عیاری کی فکر کریں تو
کوئی صورت فتح ہو ششمش بلائے روزگار ہے ثانی ششمش ہے ایک ایک سحر میں قیامت برپا کریگا لیکن اب
حضور جلدی کریں املاق نے کہا میں بہت جانبازی حاضر ہوں ہم لوگوں نے سحر کیا ایک سحر میں اسنے
سب کو بیہوش کر دیا اور ہوشیار کرکے کہا آپ لوگ چلے جائیں ہم لوگ جان بچا کے بھاگے ملکہ شیدا
نے کہا کنیز جاتی ہے اگر پروردگار نے اپنا فضل شریک حال کیا تو معدوم کو لیکر آتی ہوں اور یا جان
دینے جاتی ہوں مہرلم نے دو ہزار روپے سامنے خواجہ کے رکھے کہا خواجہ یہ تو حاضر ہے آپ بھی تکلیف
فرمائیں عمرو نے کہا آپ سب صاحب کچھ دیں سب ساحروں اور غیر ساحروں نے موافق اپنی اپنی
حیثیت کے حاضر کیا مبلغ خطیر جمع ہوئے خواجہ نے نذر قبول کیے شیدائے شعبدہ باز اٹھ کھڑی ہوئیں شیدا
کے بعد خواجہ خواجہ کے بعد بہمن فرنگی برق کے بعد مہتر قران یہ سب فرنگی چلے آفتاب نے
عرض کی یا صاحبقران زمان آپ بھی چلیے بے حضور کے جائے کچھ نہ ہوگا صاحبقران بھی اپنے مقام سے
اٹھے پشت اشقر پر سوار ہوئے اسی جانب چلے بت خونریز ششمش خاک بسر مہا نے پہنچے میں طلسم
نے جاتے ہوئے ابتر و تار دیکھا اٹھ کھڑا ہوا کہا آ اے بت خونریز کوئی آتا ہے طلسم گرگشا کو خبر ہوگئی ہم ہاتھ کے

میرے پاس رکھو اسباب سحر و ساحری قریب رکھدیا شمس دیکھ رہا تھا کہ ایک پنجہ ملا شیدا نے شعبدہ باز
اور کچھ ملکارا اور و در انل وا ہی تو نے صمدوم کو قید کیا ہے کسکرکوں کے گریں پہاڑ کے کئی پتھر ٹوٹے
اپنے مقام سے شمس خاک پسر اٹھا ایک نعرہ کیا کہ او شید اخیر دار ہے اس کو وہ بزنگ ہے ہے اولی
یکو مقام نزول ساحری ہو شیدا نے ترتیب کر چاہا اس گنبد میں شمس جاوں شمس نے پڑھکر رو کا اندر گنبد کے
نہ جانے دیا شیدا نے آواز دی صمدوم گلپوش بی بی نکل آؤ دیکھا زمین شق ہوئی لڑکیاں پھولوں کی آئیں دوڑ کر
شمس نے ایک دو پتھر مارا یہ صمدوم غرق زمین ہو گئی شیدا نے تین مرتبہ نکالا اور اُسنے تینوں مرتبہ غرق زمین
کیا اب شیدا سے اور شمس سے سحر چلنے لگا شمس ہنس ہنسکر سحر کرتا ہو مقابلے کو ہنسی کہتا ہو شیدا نے برق
چمکائی اور کبھی کبھی تیغ ماری برق تڑپکر گری وہ زخمی کیا ہوتا ہو یہاں ہلکر کہیں کھڑ کھڑ آواز آئی جواب دیا
اور شیدا کیوں شامتیں آئی ہیں ایسا نہ ہو مجھکو قتل کر ڈالوں میں اپنے کو گتاوے سے بچاتا ہوں کیا مجھکو گنا وہیں
چھینا ایک شیدا نے دو سہارا کو مارا اس کوے نے بڑیوں کھڑ کھڑا دیا کی تو شمس نے اپنے کو زمین گرا دیا ایک
تیغ ماری سجا ہوا اس ظالم کو لیا زمین کانپی پتھر آپس میں لڑنے لگے ایک پتھر ایسا گرا شیدا کے شانے پہ لگا شیدا
اوکڑا کے گری شمس بڑھا کہ پکڑلوں کہ آسمان سے آواز آئی کیا کرتا ہو شمس نے دیکھا تخت اڑتا ہوا آتا ہے
سحر العجائب آتا ہو تخت کو دیکھتے ہی ہنسا کہا ای بت خونریز بچانا یہ کون آتا ہو اسنے کہا ہمارے شہنشاہ
ہیں کہا یہ ساحران زادہ ہیں یہ سب فرزند ہیں میں اسکے کہ کب مانتا ہوں آج اسکی بھی گردن لیتا ہوں
عمرو نے بھی وہاں سے تیور شمس کے بد دیکھے پریشان ہو گئے دل سے کہتے ہیں خواجہ غضب ہو گیا اس
ملعون نے پہچانا بت خونریز بڑھا تقاضا ے کار سنگین جادو وند جو بت خونریز کی ہوئی الامان الامان
کہے ہی جا کہتی ہوں ای مقبول بارگاہ سامری تنے کمال کیا اشارے کرتا ہو تم لوگ کچھ دخل نہ دو بت خونریز
وا شاہ شمس سمجھ گیا سنگین جادو حیران ہو کہ شہنشاہ تھے آنے پر کیوں کان کھڑے ہوے ہیں یہ جا بجا بکے
سلام کر رہی ہو خواجہ نے اسی جانب تخت اتارا تخت تو رکھتے رکھتے تنزل کیا منہ سے آواز دی ای
سامری غائب ہو جا شمس نے کہا ای شہنشاہ آئیے یہ چاہتا ہو میرے قریب آئیں و گرفتار کرلوں خواجہ
اسکے تیور پہچان گئے ہیں کب قریب جاتے ہیں دور سے حاضر حاضر کرتے ہیں جیسے ہی سنگین کے قریب
ہوے سنگین نے کہا ای شہنشاہ آپ نے عمرو نے سنگین پہ حلقہ کمند کا مارا ویسے ہی یہ گری اتنا جلد تنزل
کیا کہ بت خونریز کو ملک جھپکانا مشکل پڑ گیا ایک چیخ ماری کہ استاد غضب ہوا میری نندھ کو عمرو نے لیا
شمس نے چاہا دو پتھر مارو خواجہ نے گلیم اوڑھ لی شمس کے ہوش اڑ گئے بت خونریز سر پیٹ رہا
ہو کہتا ہوا ای استاد میں تو کہیں کا نہ رہا شمس نے کہا او نادان ہو قوت ہمارے اشارے کو نہ سمجھی ہم نے
تو پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ یہ سحر العجائب نہیں ہو عمرو عیار ہو اب اُسنے گلیم اوڑھ لی اب نہیں دکھائی دیگا
چاروں طرف دوڑتا پھرتا ہو تقاضا ے کار بہت فرنگی ہو چلا تھا اسنے دور سے دیکھا استاد کا تو پتہ نہیں ہو
بت خونریز ہاے بی بی ہاے بی بی کہکر رو رہا ہو شمس دوڑتا ڈھونڈتا پھر رہا ہو کہتا ہو میں عمرو کو دیکھوں تو
پکڑلوں میری نگاہوں سے غائب ہو گیا اسے سنگین نے بڑی غفلت کی برے طریقے سے پکڑا کہ استاد نے
کسی جادوگرنی کو پکڑ لیا اسی کا سنگین نام ہوگا یہ وقت ہو کہ عیاری کرو ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑتا قریب
شمس کے آیا پکارکر آواز دی ای شہنشاہ ہمارے شاہ دربار میں بیٹھے ہیں تمھاری جانبازی دیکھ رہے ہیں

اڑاتا ہوں کفار کے میں دھوئیں
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا نیزہ ذیشم نابکار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

جھکاتا ہوں دشمن کو ہر دم کہ میں
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا غل ہی گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

کسی کو پتھر مارا کسی پر حلقے کمند کے مار دیے کسی پر حباب مارا لوٹ

حیران ہے کہ یہ دبلا پتلا تماشیا کیا قیامت کرتا پھرتا ہی شیدائے شعبدہ باز اس حال میں دیکھ رہی ہیں دل میں اپنے کہتی ہیں کہ صاحبقران کو اپنے لونڈی غلاموں کا بڑا پاس ہی خود بھی تشریف لائے ہیں پروردگار انکو بچائے ای معبود ایسا ہو انکے دشمنوں پر کوئی زوال ہو خاص ہمارے واسطے صاحبقران نے اپنے گھر و تماشیان بہم پہنچایا پروردگار انکو صحیح و سالم رکھے زمانہ انقلاب ہی دنیا کی کیا حقیقت ہی ہمارے واسطے یہ کد و کاوش کر رہے ہیں اگر مع لشکر تشریف لاتے لطف ہے سرکہ پیشوا ای کریم رحم کر میں نے تیرا مذہب اختیار کیا سامری و جمشید پر لعنت کی تو عنایت کر ہر طرح تو اپنا فضل و کرم شریک کر سکتا ہی نظم

گہ از خاک کرد پیدا نہال قدرت
گہ از نہر گشود اسرار قدرت
خداوند زمین و دنیا زشت است
بہر گلشن ابر گہربار قدرت

گہ از گل کشیدہ گلزار قدرت
بہر خطہ شد حکم تقدیر جاری
خدا گر دہد یہ طومار قدرت

گہ از ماہ و بہو دانی ز قدرت
بہر شہر شد گرم بازار قدرت
یہی گشتہ از فیض خورشید و تابے

اسطرح ملک ملک کے شیدائے شعبدہ باز دعائیں مانگ رہی ہیں برق بھی تڑپ رہی ہی دیکھ رہا ہی کہ استاد کس رنگ سے لڑ رہے ہیں صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہیں بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہیں جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے بت خونریز نے کہا ای شمس یہ کیا باعث ہی کہ آگ برس رہی ہی اور حمزہ پر کوئی سحر تاثیر نہیں کرتا شمس نے کہا اس کو کیا پوچھتا ہی اگر یہ شخص ایسا نہ ہوتا تو بانی فنائی طلسم نور افشان کیوں قصد کرتا صاحب اسم اعظم محترم و محتشم ہی دیکھو اسم اعظم بند کرتا ہوں یہ کہکر پڑھا ایک شیشہ جیب دلی سے نکالا ایک دستک دی ایک طائر پیدا ہوا طائر نے گرد سر صاحبقران چرخ مارا اگرچہ نکل گلے میں ضرب تو بیہوش ہوئے گئے زبان میں لکنت آگئی مطلب خبر آگیا وہ طائر اڑتا ہوا قریب شمس کے آیا شمس نے شیشہ کھولا لا کو بند کیا ہاتھ بڑھا کر آواز دی ای بت خونریز میں نے اسم اعظم بند کرلیا اب حمزہ میرے ہاتھ سے کہاں جاتا ہی شیشے کا ہاتھ جو شمس نے اٹھایا عمرو نے سر سنگ چین کھولا پتھر مارا کہ شیشے کے ہزار ٹکڑے ہوئے طائر مر گیا صاحبقران کا اسم اعظم کھل گیا شمس تڑپ گیا عمرو نے پھر گلیم اوڑھ لی سنف کرتا ہی تین مرتبہ اسی طرح شمس نے اسم اعظم صاحبقران بند کیا عمرو نے پتھر مار کے ہر مرتبہ شیشے کو توڑا چوتھی مرتبہ شمس نے آواز دی اور ساحران زادے دیکھو اسم اعظم یوں بند کرتے ہیں کیا مجال کہ جو بہرام فلک بھی ہاتھ ڈال سکے اگر سامری و جمشید ہوتے تو وہ بھی ہاتھ کو مہ لیتے پتھر سے سر ٹکرایا رجب یہ طائر پھنسا دس شیشے میں بند کیا اور عمرو نے پتھر مارا اب کی مرتبہ آواز دی ارے کوئی حاضر ہو میلوے کہ وہ ایک زنگی سیاہ و تیرہ درون حاضر کرتا ہوا سامنے آیا شمس نے آواز دی ای سیہ پوش سامری اسم اعظم لیا اب ساری چالاکی تیرے ہاتھ کی اسم اعظم لیکر دیں چلا جا زنگی تیغہ برہنہ لیے ہوے بہت خوب بہت خوب کہتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا

لاژردی یا امیر فرما مجھ سے مقابلہ کیجیے تو آپ کو مزا ملے میں آپ کی جرأت ولیاقت کا مشتاق ہوں یہ کہکر تیغ
کا مارا امیر نے تیغ کو سپر پہ لگا تھا جیسے ہی وہ تیغ مار کر پلٹا امیر نے ہاتھ مارا زنگی نے سر آگے کر دیا اس سر سے
کوئی آگاہ نہ تھا امیر سر کٹ گیا اس خود سر کے سینے تک تلوار پہونچی صندوق سینہ کھلا ایک طائر تڑپ کر نکل
اس طائر نے گرد سر امیر چیخ مارا اگر شرم کر چکا ہوں کہ اسم اعظم بند ہونا یہ چیز ہے کہ زبان میں لکنت آجاتی ہے
طبیعت گھبراتی ہے الفاظ کامل زبان سے نہیں نکلتے سحر کرنے والا زبان پر قبضہ کرتا ہے صاحبقران خاموش
ہوئے وہ چیخ مار کر زمین میں گر کر غائب ہوا زنگی نے دونوں پاؤں زمین پر مارے غرق زمین ہو گیا اب
عمرو حیران کہ کیا کروں شمس سحر کرتا ہے بڑھا خواجہ تو ہر مرتبہ گلیم اوڑھتے ہیں جادوگروں کا بلوہ ہے ہوا سے
ساحر اترتے چلے آتے ہیں ایک ناگہاں آگیا سو گلے صاحبقران کے ستر اڑ کر دیا دامن صحرا لاشوں سے بھر دیا
نہیں اعجاب عالم انبوہ خلائق جنہے جہان سنا کہ طلسم کشا سے مقابلہ ہوا ہے زریکہ و عجائب و غرائب نذرانہ
دمیانی قربانی تحفہ کرتے ہوئے چلے آتے ہیں کوئی کمان لیکر یا کسی نے ترکش کی کی سنان نیزہ مکانی کسی نے
ہاتھ تلوار کا مارا چاروں طرف سے صاحبقران پر وار پڑ رہے ہیں صاحبقران بھی شیر نر بڑھتے ہیں شمس تو
کھڑے کھڑے غائب ہوا امیر ہٹتے ہوئے قریب ایک نخل کے پہونچے پہلو سے دنداں قفلچے بیچ پائے امیر
نے دیکھا خواجہ عمرو نخل کے سائے میں کھڑے رو رہے ہیں سارے بدن پہ آبٹ چہرہ اداس عالم یاس
خواجہ سے امیر نے کہا اسم اعظم بند ہو گیا منھ سے لفظ پورے نہیں نکلتے دل پر ہجوم غم والم ہے اسم اعظم کے بند ہونیکا
بڑا غم ہے تمہارا کیا حال ہے عمرو نے عرض کی بت خونریز نے سحر کیا میرے سینے تک سند ہے میں بہ آپکے پنگے
برائے خدا حزقیل مجھے دیجیے میں اپنے پیچھے پہ رکھوں ورنہ جلد خاک ہو جاؤنگا دیکھیے ہر سر موسے چنگاریاں
نکل رہی ہیں رگین تک جسم کی جل رہی ہیں امیر گھبرائے عمرو گلیم اوڑھے ایک تخت کھڑا ہے جو نگاہ اٹھا کر
دیکھا صاحبقران میرے ہمشیرے باتیں کر رہے ہیں لاژردی آقا ہوشیار ہو جانے حزقیل نہ دیجیے گا
ورنہ پچھتائے گا صاحبقران حزقیل اتار چکے تھے عمرو کی آواز گوش زد ہوئی حزقیل ہاتھ میں عمرو نخل
کے دیدی دیتے ہی اسنے لاژردی سنم شمس خاک بسر صاحبقران کے ظلم سے گرے شمس نے چاہا صاحبقران
کو اٹھالوں کہ آسمان سے نعرہ ہوا دیکھا کیا کرتا ہے سنم ملکہ زنار بزنار رنگ کہ گری صاحبقران پہ سینہ سپر
کر دیا دوسری طرف سے نعرہ ہوا سنم ملکہ فیروزہ جادو خورد کا ایک ابلہ پیلو سے کہ وہ سے اٹھا کر پرپرزہ
لڑکتا ہوا ناظرین کو یاد ہوگا ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش دختر عقاب جادو صاحبقران پر عاشق ہو کر
تھی چالاک سے وعدہ کرکے چلی تھی اسوقت آگ بھبھوکا ہو گئی شمس برابر برابر شمس نا مدا کیے بنا ہوا
فیروزہ فیروزہ پوش نے دوڑ کر صاحبقران کو اٹھایا صاحبقران آہ آہ کر رہے ہیں فرماتے ہیں اے میرا
سرکاٹ لو مجھے صدمہ نہیں کہ ستاکلام کرنا ناگوار ہے دل سست ہوا ہے فیروزہ فیروزہ پوش سہو اداس
پہ ہاتھ رکھے ہوئے چلی آتی ہے ایک طرف سے نعرہ ہوا سنم ملکہ گلشن سحر طراز زوجہ سالوس دوسری
طرف سے نعرہ ہوا سنم ملکہ ناہید قمر طلعت دختر سالوس دیو بوٹ عاشق صاحبقران ایک طرف سے
نعرہ ہوا سنم ملکہ یاسمن گلگون پوش دختر ہیموں عاشق خواجہ عمرو تحریر کرتا ہوں کہ آج چالیس جادوگر
نامی و گرامی اس زور و شور سے آگرے کہ شمس خاک بسر کو دیو نہ کر دیا میدان کا نشان لاشوں سے پاٹ
بھر دیا چار سو سردار نامی و گرامی ہوا اسکو صاحبقران کے گھیرے ہوئے مصروف جنگ و جدال ہیں

صاحبقران جب آہ کرتے ہیں سب ساحر بیقرار ہو جاتے ہیں ملکہ فیروزہ فیروزہ بلوتن جمال صاحبقران دیکھکر اسقدر بیقرار ہو گئی ہو رہی ہیں ایسی خوب ہی مضمون کا راستہ طے کیا صاحبقران کو اس حال میں پایا کانٹے نا بینا پیدا ہو گئی اس حال پر ملال میں صاحبقران زمان والی جانشین دنیا کو نہ دیکھتی

نظم

وا ہوے ہرگز نہ وہ عقدے جو تیغ تقدیر کے
سی کیسے کرتے ناخن کو پیکانے تدبیر کے

ہر کمان داری ہو دم تک عاشق دلگیر کے
اس نشانے کو اڑا کر پیستیا تیر کے

لیکہ قامت سے ہو آثار قیامت آشنا
زندہ ہوتے ہیں مرید اس کا فریب پیر کے

آشنا معنی سے بھی ہو جائینگے صورت پرست
دیکھ لیگا تجھکو بھی عاشق تری تصویر کے

ایک میرے قتل سے دو لطف ای قاتل ہوے
زنگار دل تیرا سنا جوہر کھلے شمشیر کے

کھائے ہیں وہ چار گل خوبان گل رخسار یہ
داغ جنون اس عشق میں تجھے اپنی ہی تقدیر کے

بوسہ لیتا ہوں تو کہتا ہی ملنا تجھے مار کر
زیب تم بہانے سے قابل جو ہو تقریر کے

گفتگو تو نے غرور حسن سے ای بت نہ کی
رہ گئے مشتاق گوش اپنے تری تقریر کے

شہرہ ہو گیسوے پیچان کا تمھارے ہر طرف
ملتے ہیں چار سو اس بے صدا زنجیر کے

جنبش ابروے مژگان سے وہ خونخوار کھیلیگا شکار
سینہ کے تو نے لگا دیکھے پیوستے تیر کے

اپنے دیوانوں کو صحرا سے عدم پہونچا دیا
چیر ڈالا آرے سے مانگ اوس پری نے چیر کے

انجل سے حسن پر دہ نازنین نازان نشین
عاشقوں پر پیکر تر سے ہیں دہان تیر کے

قہقہے کرتے ہیں مثل کبک نالوں کے عوض
عاشق شیدا تمھاری چاند سی تصویر کے

دولت دنیا سے آتش بخشے جب ہی نگاہ
جسطرف آنکھ اٹھ گئی تو دے لگے اکسیر کے

غرض بیقراری بڑا ناہید کا بنگاہ حسرت دیکھنا کہتا کیوں فیروزہ بلوکن کو کس وقت خدا نے پہونچایا لیکن شمس ملعون جیسے جا بڑا زخمی کیا فیروزہ و آفتاب نے دو دو گولے مارے کہ طبقات زمین ہلا دیے عمرو نے دیکھا جادوگروں نے زمین ہلا دی لاشوں کے انبار لگا دیے کوہ عجائب و غرائب کانپ رہا ہی بت خونریز گھبرا کے ساتھ والوں سے کہتا ہی یارو میں حمزہ کے اسباب تو ایسا معرکہ سمجھا تھا شکل نوج طلسم نور افشان حمزہ کے ساتھ ساحروں کا جانا ہی کل فوج بھی آ پڑی مگر عمرو سبب بیقرار و پریشان ہی کیا تدبیر کروں اس ملعون کے سامنے جس صورت سے جاتا ہوں نگاہ ملتے ہی پہچانتا ہی دیکھیے اس پہاڑ پر کیا ہوتا ہی مصدوم کی کیونکر رہائی ہوگی اگر صاحبقران کو ڈرتے جھڑتے نکال لیجاؤں تو کیا نفع ہر حال صاحبقران کا یہ ہی کہ حمزہ کل بھی گئی اسم اعظم بند ہوا کیا تدبیر کروں سو سو تدبیریں عمرو سوچ رہا ہی کوئی عیاری دل میں نہیں آتی بت خونریز تو سر پیٹتا پھرتا ہی افسران فوج نے پوچھا کہ کیوں ای شہنشاہ کوہ عجائب و غرائب آپ کیوں اسقدر بیقرار ہیں کہتا ہی یارو میں لٹ گیا عمرو نے میری زوجہ کو پکڑ لیا عمرو نے فیروزہ کو اٹھا کر چلا گیا مجھکو ایک طاؤس سحر بنا دیجیے اگر خدا چاہتا ہی تو میں اس شمس کو مارتا ہوں میں نے کیا معقول تدبیر کی جب اسنے اسم اعظم بند کیا میں نے پتھر مارکر شیشہ توڑا نئے طور سے اسنے اسم اعظم بند کیا اب بدون قتل شمس کچھ نہ ہوگا فیروزہ و آفتاب نے بموجب کہنے عمرو کے جنس بنا دیا عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا نگا کے شکل بران شمشیر زن جادو مال سے ہاتھ باندھے

بار و غضب ہو گیا جسوقت عاملان مذہب جمع ہوے اور یہ صلاح ہوئی کہ سب ملکر مادرین جب گرزشتہ
نقد کر تیار ہوے تو سب ڈرتے تھے پہلے سب سے گرچہ بینی ہی کو داسمیلہ نشین سامری یہی تھا افسران
نے صلاح دی سارا دن لڑتے لڑتے گذرا اب طبل بازگشت بجوا کے پلٹ چلے بہت خونریز مجبور ہو کر
صحرا میں کسی سے کمتر نہیں ہے یہ نئے سردار جو آئے تھے انکو بھی سحر کر کے زخمی کیا فقط مارے جانے سے
شمس کے کمر اگیا جو۔ ولو بھی اپنی سجوا حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے طبل بازگشت پر چوب پڑی سرداران
صاحبقران بھی زخمدار بیقرار و حیران ہو رہے تھے طبل بازگشت کا بجنا غنیمت ہوا سب سردار۔ دن کو
لیکر صاحبقران چلے کہ وہ عجائب وغرائب سے نکلا ایک صحرائے سبزہ زار تھا اسمیں لشکر آ کے
اترا بارگاہ استادہ ہوئی معدوم گلپوش بھی آ پہونچی ملکہ شیدا نے معدوم کو پہونچایا جاہ و جلال
صاحبقران دیکھا دنگ ہو گئی عرض کی بتصدق حضور کنیز مطیع اسلام ہوئی سامری و جمشید پر
لعنت کی زمرہ سرداران عالی میں ملکہ معدوم گلپوش کو بھی کرسی ملی امیر تو بارگاہ میں اگر مصروف
عیش و نشاط ہوے خواجہ عمرو کو بڑا سجاری خلعت ملا سرداروں نے بھی خدمتگاری کی ملکہ یاسمن
کی ملازمت کرائی صاحبقران سب ساحروں سے فرما رہے ہیں آپ لوگوں نے بڑی تکلیف فرمائی
اپنے اپنے ملک پر جائیے ملک سالوس ما ابلیس خود پرست کے ملک آپ سب صاحبوں کے
قبضے میں ہیں انکو آباد کیجیے عدل و انصاف کے ساتھ بسر ہو سب ساحروں نے لپیٹ کے عرض کی
لونڈیاں غلام اس واسطے نہیں آئے ہیں کہ پلٹ جائیں چاہتے ہیں کہ تا بہ فتح طلسم نور افشاں زیر
سایہ دامن دولت رہیں ملک اخضر نے بھی عرض کی ابھی ان ساحروں کا جانا مناسب نہیں ہے معدوم
بحری لایق ساحرہ ہے معدوم کو کل سرداروں کا افسر کیا معدوم عرض کرتی ہے وہ ہمکلام تدبیر سے غافل
ہونگے حضور بھی دیر نہ کریں بخوبی سب سمجھانے سب کے صاحبقران زبان بھی آمادہ ہیں کہ انشاءاللہ
کو عجائب وغرائب کو بہت جلد فتح کر کے چلتے ہیں کیوں ملکہ معدوم گلپوش لوح طلسم نور افشاں
کیونکر دستیاب ہو معدوم گلپوش نے عرض کی اس بات سے لونڈی بخوبی آگاہ نہیں ہے اتنا تو سنا ہے
کہ کوئی باغ ہے کہ اسکو باغ گلرنگ کہتے ہیں وہاں لوح ہے نہیں معلوم کس پھول میں ہے یا کسی غنچے میں
پنہاں ہے یہ بھی نہیں واقف کہ باغ گلرنگ کہاں ہے صاحبقران نے فرمایا عنایت پروردگار سے
سب مقام ثابت ہو جائینگے لوح نہ پائینگے تو طلسم کیونکر فتح ہو گا ضرور بالضرور لوح کا پتہ ملیگا یہاں تو یہ
کیفیت ہے بہت خونریز جو ملکر آیا اسی وقت ایک نامہ بخدمت سحر العجائب و مسطر الغرائب
لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شاہان نور افشاں ملکہ معدوم کا تشریف لانا تو باعث فتور و فساد ہوا
وہ تو کلمی مسلمان ہے اسکو جو قید کیا قیامت برپا ہو گئی ایک لڑائی پڑی شمس خاک بسر اپنے جریب
نکلا عمرو کے ہاتھ سے مارا گیا جو مناسب ہو وہ کیا جائے صاحبقران صحرائے زرکستان میں فروکش
ہیں میں نے جو سامان لشکر کشی کیا تھا [illegible] کہ ساحر سپاہ سے اتر چکے ہیں اب پھر جا کر جل جنگل بجوا دونگا
وہاں سحر العجائب مہران آسمان سیر سے کہہ رہا ہے کیوں صاحب کیا اب تم سمجھتے کہ طلسم کشا کے نجات کی
مہران کے خود جی چھوٹے ہوے ہیں کچھ جواب نہ دے پائے عرض کی نامہ دار بہت خونریز آیا ہے لوگوں سے
کمان کھو بیٹھے ہوے حکم دیا بلالو نامہ دار نے آکے ہاتھ میں نامہ دیا وزیر طلسم کاؤس تیر تک ساز

کچھ افتاد پڑی بروے ستارہ شناسی ثابت ہوتا ہے کہ لشکر عمرو تک بھی نہ پہونچ سکا سب جیب ہو رہے ناگہانی
لشکر میں بلڑ ہوا ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی حضور جب عمرو کو پکڑ لائے کاؤس نے ہمارا
کام کیا عمرو کو جن جن بیٹھا تھا جو اسکے ہاتھ لگ گیا یہ کہکر پھر ورق دیکھا ورق تو جیب میں رکھ لیا اسکے اتار کر
لوگوں نے پوچھا کیوں حضور خیر تو ہے کہا برق فرنگی شاگرد عمرو کا میرے عیار مسطور کو عمرو بنائے ہوئے
آتا ہے مجھکو معلوم ہو گیا اس بات کا چرچا ہوا چوبداروں نے جو سنا باہر آئے ایک مرد با منش نے برق
کو دیکھنے لگا برق نے پکارا مرد ہے صاحب ذرا ادہر تو آئیے جب وہ مرد پاس قریب آیا برق نے پوچھا
مرد بے صاحب تم کیا ہنستے تھے مجھکو گھور گھور کے بہت دیکھتے ہو اسنے کہا حضور میں آپکے سراپا کو دیکھتا
تھا کہ کسی اعضا میں فرق نہیں ہمارے استاد بھی اپنے کمال کا زور رکھتے ہیں فرماتے ہیں کہ ہمارے
عیار کو برق نے پکڑ لیا برق نے کہا وہ مالک ہیں میرا انکو دعا دینے لگے حال کھل جائیگا اب برق کھٹکا ہوا چلا
اتنا سمجھ گیا کہ اے برق یہ تو اسکو حال معلوم ہو گیا شبرنگ خلیفہ عیار دکھائی دیا اسکو کنارے بلایا کہا بیٹا ایک کام
کر دو دم بھر کے واسطے میری شکل بنا لو میں نے عمرو کو جو پکڑا کئی سو عیار میری تلاش میں نکلے ہیں میں انکی
فکر کروں خبردار یہ نہ ہو سنا ہی اسنا کہ میں مسطور عیار صاحب دم ہوں تم خوب دل بھر کے لینا لاکھ دو لاکھ
پیدا ابھی ہو جاتا اسنے کہا بہت خوب شبرنگ خوشی خوشی استاد کی شکل بنا مسطور کی شکل عمرو بنا تھا
اپنے پشت پر لگایا ٹہلتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا کاؤس ہنسا کہا مسٹر صاحب آئیے میں تو آپکا مشتاق
تھا عمرو کو پکڑ لائے بڑا کمال کیا شبرنگ سنتا ہے اور کہتا ہے حضور خوب طوا چپکی لپک بیچ میں نے قتل
کیجیے عمرو کو بہت زور و شور سے گرفتار کیا عمرو بڑے رونگا ہے آپ کا اقبال شریک تھا جو جو شبرنگ
یہ باتیں کرتا ہے کاؤس ہنس رہا ہے کہتا ہے میرے پاس تو آئیے موتیوں کا مالا گلے سے اتار شبرنگ نے
کہا حضور پانچ لاکھ روپیہ لونگا کاؤس نے کہا جو مانگے گا وہی دونگا میرے قریب تو آئیے شبرنگ
سلام کرتا ہوا قریب آیا تشار عمرو کا ڈال دیا پایہ تخت کو بوسہ دینے کو جھکا تھا کہ کاؤس نے ایک ہاتھ مارا
اور لغو کیا منہ کاؤس نیرنگ ساز ہمارے سامنے مکاری وہ بہت فرنگی انگریز بڑے تیز تھے شبرنگ کے
دو ٹکڑے ہو گئے بارگاہ والے کانپنے لگے کہا حضور آپ نے اپنے عیار کو مار ڈالا کاؤس نے کہا تم کیا جانو یہ
مکار برق فرنگی عیار تھا اب جو شبرنگ مر گئے کہ مسطور کی آنکھ کھل گئے میں گینڈ عیاری کا ہنسا ہوا ہے بات نہیں
کر سکتا غین غین کر رہا ہے کاؤس نے کہا یہ میرا عیار ہے اسکے گلے سے گینڈ عیاری کا نکالو شبرنگ کا ہو خون بہا
عیاروں سے کہا اسکا منہ دھلاؤ منہ جو دھلایا دیکھا شبرنگ خلیفہ مسطور کا ہے میاں برق خدمتگار بنے
ہوئے کونے میں ہنس ہنس کر تعریفیں کر رہے ہیں حضور نے کیا ہاتھ مارا مسطور کے گلے سے گینڈ نکالا
یہ سر پیٹنے لگا کہا حضور میرے خلیفہ کو کیوں مار ڈالا اب تو میاں کاؤس کو سناٹا گیا برق تو باہر نکلا پھر
کاؤس نے اٹھا کر زمین دیکھا کہا یار برق خدمتگار بنا ہوا باہر کھڑا ہے مسطور روتا برق جو باہر نکل
کھڑا ہو گیا دیکھا اندر سے کئی سو سپاہی بچے نکلے خدمتگار پٹنے لگے کسی پر جوتی کسی پر لات خدمتگار چیختے ہیں
غل مچاتے ہیں بیرون بارگاہ ہنگامہ ہے سب خدمتگار گرفتار ہو کے سامنے کاؤس کے آئے کاؤس
نے کہا ان خدمتگاروں میں تو برق فرنگی عیار نہیں ہے سب نے کہا حضور پھر کہاں گیا خدمتگار نے ادھر دیکھا
ہیں کہ ہم مفت میں ذلیل ہوئے کاؤس نے کہا باہر چوبدار بنا ہوا برق فرنگی کھڑا ہے برق فرنگی تو

تمنے آج خاتمہ کر دیا ایسے شخص کو گرفتار کیا اگر یہ مارا گیا تو خاتمہ ہی کاؤس نے کہا ایسے مقام پر لیے جاتا ہوں
کہ تا قید حیات رہائی غیر ممکن ہی یہ کہکر عمرو کو دبا لیا اڑا خواجہ بیہوش تھے کاؤس باغ کافور سیہ میں
آکر پہونچا اُس باغ میں عمرو کو کوٹھری میں بند کر دیا جو انتظام بیان کا ہی ناظرین پر واضح ہوگا اب
کاؤس وہاں سے پلٹا دربار میں سحر العجائب کے آیا سب حال بیان کیا سحر العجائب نے کہا اے
کاؤس تمنے غضب کیا ساز بان زادے کو اُس مقام پر قید کیا جہاں وہ تا عالم قید ہی اگر کسی وجہ
سے وہ رہا ہوگئی تو زمین ہلا دیگی زمین و آسمان متزلزل و متحرک ہونگے کاؤس نے کہا حضور غلام نے
یہ ترکیب کی ہی کہ عمرو تڑپ تڑپ کے مریگا قتل کرنا مناسب نہ تھا صاحبقران انہیں طلسم کے کر چکے
ہیں کوہ عجائب و غرائب پر سامنا ہی یا معدوم کلپوش سے مقابلہ ہی دربار میں صاحبقران کے
عہد و جلیل ملا ہی افسر بنی ہوئی بیٹھی ہیں قدرت سامری و جمشید کی آپ کے غلام کو روکتی تھیں مجھے
گرفتاری عمرو کی فکر تھی اس وجہ سے میں نہیں الجھا اب جاتا ہوں طبل جنگی بجوا کے سب کو گرفتار کر کے
زندان طلسمی میں پہونچا دونگا بڑے عرصے تک ٹھہرا کیا کہ اے شہنشاہ آپ تحریر کتب کا خیال فرمائیں
سامری و جمشید نے جو چاہا لکھدیا طلسم نور افشان نہیں فتح ہو سکتا یہ کہکر کاؤس شاہان طلسم سے
رخصت ہو کے اپنے لشکر میں آیا مسطور حیران تھا کہ وزیر اعظم کہاں چلے گئے اسنے آکے سب سے حال
بیان کیا کل سے خاتمہ کرنے پر لشکر اسلام کے کمر باندھتا ہوں یہ کہکر شام کو طبل جنگی بجوایا ہرکارے
لشکر اسلام سے جو حاضر تھے خبریں لیکر چلے دربار صاحبقران میں آکے حاضر ہوئے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے
بادشاہی بجا لائے قطعہ گل ریاض جاہ تت ہمیشہ خندان باد * نسیم لطف تو آرام دردمندان باد * ہزار
نفس و دولت نصیب فدایان تو * بکام خاطر ما سرفراز تو چنان باد * عرض کی اے شہریار کاؤس نے طبل جنگی
بجوایا کل اُسکا ارادہ ہی کہ لشکر معرکہ آرا سے نبرد ہو آتش کینہ و فساد کو دبا الرسے خواجہ عمرو کو کہیں
قید کر آیا خواجہ عمرو کا حال سنکر صاحبقران و وزیر افسوس ہوا فرمایا خدا اُنکا حافظ ہی ہمارے یہاں کی
الکسد و طبل جنگی بینواے رب اکبر بجے یہاں بھی طبل جنگ پر چوب پڑی برق نے آکر قران سے کہا اے
خلیفہ صاحب تمنے سنا استاد کو اس کاؤس ملعون نے نہیں معلوم کہاں جاکے قید کیا ہی قران نے
کہا انشاءاللہ فکر کرینگے مگر تم نے خبر پائی کہ بیچ میں دو مقام دو ہیں کہ جہاں سے گذر ہونا بہت دشوار
ہی لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں برق مہرات کے لشکر میں کاؤس کے ایک بڑھیا کی شکل بنکر
جا بجا پھرنے لگا در دولت پر کاؤس کے پہونچا دیکھا ہزار ہا ساحر دروازے پر کافروں کے جمع
ہیں یہی ذکر ہو رہا ہی کہ بارو کوئی عیار نہ آنے پائے وزیر اعظم نے آرام فرمایا ہی برق فرنگی تو بڑھیا کی
شکل بنا ہی ہوا ہی اسنے بڑھکر اُن ساحروں سے سوال کیا وہ سب ساحر لینا لینا کہکر دوڑے یہی
کہتے ہوئے کہ عیار آیا عیار آیا برق فرنگی تڑپ کے بھاگا الگ آکے ٹھہرا حیران کہ کیا تدبیر کروں یہ
ملعون دیکھتے ہی پکارتے ہیں ایسا خوف دل میں سمایا ہوا ہی تھوڑی دور بڑھا ہی کہ ایک طرف سے
گانے کی آواز کان میں آئی برق فرنگی نے پلٹ کے دیکھا ایک خیمہ ہی اُسکا پردہ اُٹھا ہی ایک نازنین
بیٹھی ہوئی یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی غزل

د	ہولا یا یا دل سب اُسنے جو تیری ساق سیمیں کو		اجالا یا صبح تک جس جس نے دیں سے سمع بالیں کو	

خزان نے پیشتر کار گل و بلبل کیا آخر
جزائے خیر دے اللہ صیاد و گلچین کو

ہزار افسوس ہی ای بیمروت تو نہین آیا
غش آجاتا ہی اکثر تیرے بیتابون کی تسکین کو

تماشا دیکھتا ہون گھر مین بیٹھے مفت کشور کو
بنایا ہی مرا دل تو نے جام جہان بین کو

تکلف سے سوا ہی مزاج عاشق شیدا
نہ دیکھ قمریون کی گردنون مین طوق زرین کو

ہوئے ہر سال سرکار جنون سے داغ تحفے ہین
بہار گل کیا کرتی ہی جاری تازہ آئین کو

نہ گھبرا اسقدر شام شب فرقت سحر ہوگی
دعا تو مانگ غافل مستعد اثر ہی آمین کو

عدم پہونچائیگا شوق اُس کمر کا مجھکو ہستی سے
سمجھتا ہون گڑھے مین گور کے گام نخستین کو

سوار اسپ ہو گلگون قبا مجھکو اگر وہ مہجبین
شبنم سنبل مرصع سمجھین حنائے زین کو

پری سے چہرے پر لہرا کے سو سو بار آتی ہی
ہوا ہی آج کل سودا تمھاری زلف مشکین کو

حسین دیکھے تو مجنون سے سوا لیلی ہو دیوانی
تمھاری دلفریبی چھین لے خسرو سے شیرین کو

سواری مین دکھائی دیگی میری خاک ذرے
ہوا ہون دیکھکر اک آفتاب خانہ زین کو

حسینون کو ہی لازم رحم اپنے عشقبازون پر
رعیت پر رعایت چاہیے کرنی سلاطین کو

ہماری قبر ہو مشق خرام ناز کی تختی
قلم کی چال ادا جلوائے اُن پائے نگارین کو

بشر کو بعد لغت کے ہی ہوتی شدید لغت کی
غنیمت جانتا ہی لنگ اپنے پائے چوبین کو

ہمارے یار کی رہتی ہی جنگ زرگری آتش
نہین کچھ دخل اس قضیے مین عقل مصلحت بین کو

قدردان جمع ہین تحسین کر رہے ہین نالہ کر رہی ہی آج شہنشاہ نے یہ فرمایا نہین برق فرنگی کنارے یا
عقل سے سمجھ گیا کہ یہ کاؤس کی معشوقہ ہی چوبدار بنکر سامنے آیا کہا ملکۂ عالم چلیے شہنشاہ نے آپ کو یاد فرمایا
ہی منظور یہ ہی کہ آج شب بھر جاگین صبح کو مسلمانون سے مقابلہ ہونا ملے کہا جنیا جلد ہی گردوارے گلعذار
تو ہمیشہ جانے مین دیر کرتی ہی چوبدار نے کہا بی گلعذار مین کچھ عرض کرونگا آج کل مسلمانون سے مقابلہ ہی
عیارون کا ڈر لگا ہوا ہی مین تمکو بھی طریقے تعلیم کرون بی گلعذار ساتھ مرد ہے تنہائی کے خیمے مین نہین
چوبدار نے کہا بی گلعذار آج کل بڑا احتمال چاہیے باتین کرتے کرتے گلعذار کو گلوری کھلائے بیہوش کیا
کپڑے اسکے اتار لیے زیور بھی اُسکا لیا اسی کی شکل بنکر باہر نکلے گلعذار کو زیر پلنگ ڈالدیا باہر آکے کہا
امی جان چلو بیلی پر سوار ہوئے چلے جب دروازے پر بارگاہ کاؤس کے پہونچے ملازمون نے آواز دی
کون آتا ہی گلعذار نقلی کو دیکھ کہا ارے جمعدار کچھ دیوانہ ہوا ہی ہم ہین وزیر اعظم سوتے ہین کہ جاگتے ہین
افسر نے کہا ابھی سو کے اُٹھے ہین اسباب سحر تیار ہو رہا ہی برق بلا تکلف سامنے آیا جھک کے سلام کیا
کاؤس نے پوچھا کیون جان جہان آج نہین عرصہ لیعنی ہوا کہا حضور آپ نے بلانیکا انتظار تھا کنیز
خود بیقرار رہی جگر ہوا بیٹھو کہا آج گلعذار کیا کیون کر لیا تکلیف نذری کل پھر مقابلہ ہی گلعذار نے باتون مین
لگایا مسکرا کے اسکے ہاتھ مین گلوری لیکر کہا پان نوش کیجیے کاؤس نے جیسے ہی گلوری کھائی گلوری
کھاتے ہی بیہوش ہوکے گرا برق فرنگی خنجر لیکے چلا کہ اسکو قتل کرون کہ زمین شق ہوئی ایک زنگی نے
سر نکالا برق فرنگی دیکھتے ہی کود کے بھاگا زنگی نے کاؤس کو ہوشیار کیا اب پلٹ کے دیکھا گلعذار
غائب ہی ہوا کہ عیار بشکل گلعذار آیا تھا سامری جمشید نے بچالیا خبر لو گلعذار پہ کیا گذری ملازم

دو دستے ہو رہے لگے ناگاہ یہ حال سنکر رونے لگی تمام مکان مین ڈھونڈھا دیکھا پتا نہ پایا۔ بی گلعذار بیچاری
پڑی ہوئی ہین گلعذار کو سب نے ہوشیار کیا لیکن سحر چھوٹی ہر گلعذار بین شہری مگر وہان کاؤس
سوار ہوا لشکر کو ہمراہ لیکر طرف میدان کارزار کے چلا میان تمام سرداران نامی دمیوانان گرامی
بدولت صاحبقران پہ حاضر ہین کہ صاحبقران زمان برآمد ہوے چار سو ساحران غدار سرداران
نامدار سات لاکھ ساحر لشکر پر ایک جانب بہرام گردن خاقان چین لشکر غیر ساحران لیے
ہوے صاحبقران سب لشکر کو ہمراہ لیے ہوے طرف میدان کارزار کے چلے قریب اپنی رکاب کے
خواجہ عمرو کو جو نہ پایا فرماتے تھے نہین معلوم خواجہ عمرو پر کیا گذری۔ برق فرنگی عرض کرتا ہے
مین اس فکر مین تھا کہ کاؤس کو پکڑ لاؤن یا اس ملعون کو قتل کرون مگر کچھ نہ بن پڑا صاحبقران کلام حسرت
کرتے ہوے میدان کارزار مین آئے ملکہ معدوم گلپوش لشکر ساحران کو جمانے لگین بہرام بھی لشکر
غیر ساحران درست کر رہا ہے ادھر سے کاؤس لشکر ساحران لیکر بڑے زور و شور سے میدان کارزار مین
آیا صفین جمائین جب صفین مثل جسم چلیپا تو کاؤس میدان مین نکلا اور پکارے۔ بازدی ہے فرقۂ خدا پرستان و
اے زبردستان حیلہ تمامرگ کی ہو سکے ملکہ شیداے شعبدہ باز مادر آفتاب شعلہ مزاج نے طاؤس
اپنا بڑھایا ملک اخضر نے پلٹ کے دیکھا ملکہ شیداے شعبدہ باز پاس صاحبقران کے پہونچین
دست بستہ عرض کی اجازت میدان صاحبقران زمان نے اجازت دی ملکہ شیداے شعبدہ باز
طاؤس اڑا کے سامنے کاؤس کے پہونچین آپس مین سحر چلنے لگے مگر کاؤس بلاے روزگار ہے جو سحر ملکہ
شیداے شعبدہ باز نے کیا ہنس ہنس کے کاؤس نے دفع کر دیا آخر مین ایک دو پتھر زمین پر مارا ایک برق
بجلی شیداے شعبدہ باز کا نشانہ ہوا شیدا لہرائی کاؤس نے چاہا کہ گرگ کے گردن اسکو
دو ٹکڑے کردن آفتاب شعلہ مزاج کو تاب نہ آئی جھپٹ کے جا پڑی سینہ سپر کر دیا کاؤس نے
پھر سحر کیا ایک برق پھر چمک کے گری آفتاب شعلہ مزاج کا بھی سر زخمی ہوا دونون مان بیٹیان زخمی
ہوئین معدوم گلپوش تڑپ کے جا پڑی زبان کا خون کاٹ کے پھینک مارا کاؤس پر جو خون زبان کا
پڑا کاؤس بیہوش ہو کے گرا معدوم گلپوش نے چاہا اسکو لون تمام ساحر دوڑ پڑے اپنے مالک کو
اٹھا لیا ادھر سے ملک اخضر وغیرہ پہونچے شعلہ ہونے لگی ملک اخضر جا کے مصروف جنگ ہوا اب تو
صاحبقران زمان بھی نعرہ کرتے پہونچے بعد چند ساعت کاؤس کو ہوش آیا شعلہ مین شریک ہوا
دوپہر تک خوب تلوار چلی اور خوب سحر ہوے معدوم گلپوش نے پھر کاؤس کو ملکا تا کاؤس سحر سے
معدوم گلپوش کے زخمی ہوا اب اسنے ناچار ہو کے ساتھ والون سے کہا یا نود و پہر لڑتے لڑتے
گذرے اگر تم سب کی خوشی ہو تو طبل امان بجے سب نے عرض کی جو آپ کے نزدیک مناسب
ہو وہ سامان کیجیے حکم ہوا اسی وقت طبل بازگشت پر چوب پڑی لشکر جا بجا سے الگ ہوے
صاحبقران زمان سب ساحرون و غیر ساحرون کو لیے ہوے پہونچے شیداے شعبدہ باز و ملکہ
آفتاب شعلہ مزاج زخمدار ہین آ کے ائی صاحبقران نے زخمدوزی کرائی کاؤس نہایت حیران
و پریشان پلٹا جب اپنے لشکر مین آیا بارگاہ مین آ کے بیٹھا کہا یارو بڑے غضب کی بات ہے صاحبقران
کے ساتھ بڑے بڑے ساحرون کا مجمع ہے یہ اقبال مندی صاحبقران ہے ہر تنہا لیا انکا دیڑھی

اس طور سے جالا ساحر شریک ہوئے ملکہ صعدہ دم گلپوش رازداران طلسم سے صاحبقران
کی شریک ہیں آج اسکے سحر سے میں زخمی بھی ہوا تم سنبھوں کی اگر صلاح ہو تو ایک عرضی شہنشاہان طلسم کو
لکھوں سب نے کہا بہت مناسب ہے اُسیوقت کاؤس نے ایک عرضی لکھی سب حال جنگ مندرج
کر دیا سحر العجائب کو یہ عرضی پہونچی کہا یارو حقیقت یہ ہے کہ کاؤس اپنا مثل نہیں رکھتا مگر جنگ مسلمانان
میں بہت پریشان ہوا صعدہ دم گلپوش کے ہاتھ سے زخم کھایا ہر چند اُسنے وہ کارنمایان کیا کہ کسی ساحر
سے نہ ہو سکتا یعنی عمرو عیار کو گرفتار کرکے جاکر باغ کاؤسیہ میں قید کیا جو عمرو و پیندری ہو حال اُسکا تحریر ہوگا
سحر العجائب نے کہا یارو تم میں سے ایک ساحر کو چاہتا ہوں کہ جاکے کاؤس کی مدد کرے محرم اسراردان
ایک ساحر زبردست ہے بڑا اسکو ناز ہے کہ میں رازدار طلسم ہوں سب شاہان طلسم مجھے دباتے ہیں بول کے اُٹھا
کہا غلام ابھی جاتا ہے تین لاکھ فوج ساحران ساتھ ہولی محرم اسراردان چلا ایک صحرا میں آکے اترا
رات کو وہاں مقام کیا صبح کو بموجب قاعدے کے دھوتی باندھے ہوئے برنجی لٹیا میں پانی بھرا ہوا بارگاہ
سے نکلا ساتھ والوں سے کہا یارو دیکھو تو یہاں کوئی شوالہ بھی ہے تاکہ جاکر نہلا دیں پھر سوار ہوں
ملازموں نے جاکے دیکھا کنارے پر قریب کے ایک شوالہ ہے قریب والے وہاں پوجا پاٹ کرنے آتے ہیں
محرم اسراردان بھی جاکر پہونچا مورت کو نہلائے باہر نکلا ہی چاہتا ہے طرف اپنے لشکر کے جاؤں کہ دیکھا
اُدھر سے قریب سے ایک برہمن خوب ماتھے کو رنگے ہوئے پڑھتا ہوا آتا ہے معلوم ہوتا ہے بھنگ کے نشے
میں ہے قریب پہونچکر محرم اسراردان کو سلام کیا محرم نے جواب دیکر کہا کیوں دیوتا کہاں چلے کہا آپ
کون صاحب ہیں کہا میرا نام محرم اسراردان ہے افسر لشکر ہوں برائے مقابلہ مسلمانان جاتا ہوں اس
صحرا میں آکے اُترا تھا پوجا کرنے شوالے میں چلا آیا برہمن نے کہا ای محرم اسراردان مجھے ایک بات
میں بڑا تردد ہے ہمارے باپ دادا سامری و جمشید پرست رہے لیکن خیال جو کیا تو سب جلسانہ جمشید کا
تھے مسلمانوں کا خداے نادیدہ بڑا زبردست ہے اُنکے مہان کی کتاب میں لکھا ہے ایک لفظ کن کہدیا
زمین و آسمان تیار ہو گیا حقیقت میں خدا ایسا ہی ہونا چاہیے ایک دن تو وہ تھا کہ سامری و جمشید
کنارے دریا کے چٹائی بچھائے ہوئے بیٹھے رہتے تھے جسدن کسی نے دو چار من اناج ملگیا انہیں
بسر اوقات ہوتی تھی یا چار مصاحب ساحر ایسے ملے انہیں دس پانچ نے ملکر انکو خداوند بنایا یہ خدائی
کیسی ہے تو شک ہوتا ہے آپ اُس مقام پر جاتے ہیں کہ جہان وزیر اعظم موجود ہیں اُنسے ذرا یہ سوال
ضرور کیجیے گا برہمن نے جو ایسے ایسے سوال کیے کہ محرم اسراردان کے اعتقاد میں فرق آگیا اب بھی
خیال میں ہے کہ جاکر پوچھونگا دل سے باتیں کرتا ہوا چلا برہمن تو سوالات بتاکے چلا گیا محرم اسراردان
دل میں حیران ہے کہ یہ کیسے سوالات برہمن نے کیے کہ جسکے جواب ذہن میں نہیں آتے ہیں یہ سوچتا ہوا
محرم اسراردان اپنے لشکر میں آیا اسی وقت سے اسنے جنیو توڑ ڈالا بتوں کو ایک لات ماردی
نہایت گھبرایا ہوا لشکر میں آیا سرداروں نے دیکھا افسر صاحب کچھ گھبرائے ہوئے ہیں پوچھا کیوں مزاج کیسا
ہے کہا صاحبو بڑے تعجب کی بات ہے اگر دو مرچی کی ہانڈی بھی لیتے ہیں تو اُسے بھی ٹھونک بجا لیتے ہیں نہ کہ
مقدمہ مذہب اگر تصور کرتے ہیں تو کوئی جواب ذہن میں نہیں آتا ہے اسوقت غیب سے ایک برہمن پیدا ہوا
حسب و نسب سامری و جمشید بیان کیا ایسے سوال کیے کہ ہم اسکو رد نہیں کرسکتے ہیں سنبھوں نے کہا

حضور مالک جواب کافی ہی کہ جو باپ دادا ہمارے کرگئے ہیں وہی ہم بھی کرتے ہیں محرم اسراروان ہنسا کہا
یارو بڑے شرم کی بات ہی کہ آدمیوں کو خدا بنایا آدمی بھی کون سے قوم کے برہمن ہاتھ پھیلانے والے یاتو
کنارے دریا کے بیٹھے رہتے تھے جو کچھ نصیب ہوا وہی وجہ معاش تھی یا خداوند بن بیٹھے صاحب جو کارساز
ملے انھوں نے گھر گھر مشہور کردیا حالات بودنا پچہ سامری میں یہی مضمون لکھا ہی وہی سوال کرتا ہی کیا جواب
دیا جائے سبھوں نے کہا حضور ان خیالات کو دل سے دفع کیجیے دل میں شک پڑتا ہی محرم اسراروان نے
کہا یارو میرا دل نہیں مانتا اب میں چلو وزیر اعظم سے سوال کرونگا محرم اسراروان کے سرداروں کے دل میں
بھی شک پڑا ایک سے ایک کہتا ہی میں نے تو یہ سبق پڑھا تھا پر میں نے کبھی ترجمہ کیا عالمان مذہب اس
مقام کو ساتھ تفریح کے پڑھاتے ہیں محرم اسراروان کے سارے لشکر میں ہر مقام پر یہی چرچا ہی کہ یارو یہ
کیا چیز ہی اس حال کا نہ تحقیق کرنے والا نہایت بدتمیز ہی جس سے پوچھتا ہی وہ کہتا ہی ہمیں بھی اس بات میں
تردد ہی مں لاکھ ساحروں میں یہی ذکر ہو رہا ہی ایک مقام پر دس بارہ افسر بیٹھے ہیں کہ پھر ایک برہمن
آیا افسروں نے کہا ای برہمن دیوتا اسوقت کہاں چلے ہم تم سے کچھ پوچھا چاہتے ہیں برہمن نے کہا داتا پوچھو
ان سبھوں نے کہا آپ نے سب پوتھیاں پڑھی ہیں کہا ہاں داتا اگر پوتھیاں نہ پڑھتا تو ستارہ شناسی
کو کیونکر اوج ہوتا سب آئین مقامات سیارگان سب ثابت ہوتا ہی اپنی بیزاری پر دل روتا ہی برہمن نے
کہا مہاراج جو کچھ پوچھنا ہو پوچھو سب نے کہا برہمن دیوتا یہ بتلاؤ کہ خداوند سامری و جمشید کون تھے
برہمن نے کہا ہم سے بتلاؤ تم افسروں نے کہا دیکھو کتب میں ہمارے تمہارے لکھا ہی کہ قوم کے برہمن
تھے کنارے دریا کے بیٹھے رہتے تھے جو لوگ آتے تھے دھیان دھرتے تھے کچھ دیجاتے تھے وہ بسر اوقات تھی
جب تیس برس کا سن ہوا ایک دن ہی خدا ل کہ کنارے دریا کے کچھ پیڑ تھے وہ خشک ہوگئے تھے
انکو سرسبز کیا یہ ظاہر ہی کہ نوشتہ سحر تھا ہم بھی خشک درخت کو ہرا کرسکتے ہیں انہیں ہم میں کیا فرق ہی اسی زمانے
سے خدائی بڑھ گئی تمام زمانہ خداوند جاننے لگا اب بتاؤ کہ وہ خداوند کیونکر بے مثل ہمارے تمہارے
ساحر تھے علم نیرنج و شعبدہ سے ماہر تھے برہمن نے کہا ہاں مہاراج تو سب ٹھیک ہی سوال یہ لکھے ہیں
جواب کہیں نہیں مرقوم ہی اس بے احتمالی کی وجہ سے ہی اسکے آگے نہیں معلوم ہی خدائی مانتا انکو اپنا پایا
معلوم ہی انکی باتیں ہیں انکو نہ پوچھو خداوند جانو یہ کہکر برہمن نے پوتھی بند کرلی چلا گیا سب ساحر
آپس میں تکرار کرتے ہوئے سامنے محرم اسراروان کے آئے عرض کی ای شہنشاہ ساحران ابھی ایک
برہمن آیا تھا ہمنے سوال اس سے آپ کے لیے اسنے کہا بہت اچھا جواب دیا الغرض یا وہ شک پڑا یہی وہ
کہ گیا کہ انکی باتوں میں دخل نہ دو محرم اسراروان نے کہا خیر کہا جائیگا مگر ان باتوں کو دل میں رکھو
کسی کے سامنے بیان نہ کرو ورنہ بڑی ذلت ہوگی ہی مذہب کے قصے میں بڑی خجالت ہوتی ہی از سر
ملت ہم یہیں مقام کیا صبح کو کوچ کرکے چلے پہلے مقام بت خونریز پر پہونچے بت خونریز سب کو لیکر باہر آ
کر و آیا ہو جا باشندے مقام بنانے لگا لو جا فرود کیجیے ان مقاموں پر بزرگان دین دفن ہیں محرم نے
کہا کیوں بھائی یہ سب کون تھے کہ سجدہ دیکر بیٹھے بت خونریز نے کہا ہمارے بھائی بند تھے محرم نے
کہا دل خوب موم ہو جانور کا تماشا کہا یہ جا کر بیٹھ بت خونریز نے کہا تمہارا طریقہ کلام سعد و مم کا ہو تک
سے بہت مشابہ ہوا ایسے ہی اسنے بھی سوالات کیے تھے محرم اسراروان خاموش ہورہا اتنا کہدیا

زمین ہو جاتا پاٹ نذر وتنگ سات بجر وہان رہا صبح کو کوچ کیا کاؤس جادو کی میدان داریان کرچکا برق فرنگی
نے بھی کئی عیاریان کین کاؤس جادو گرفتار ہوا کبھی کوئی زنگی زمین سے پیدا ہوا کبھی کسی طائر نے آواز دی
برق فرنگی حیران ہو گیا چار دن میدان داریون بینا سب سردار تاجدار زخمی ہین صاحبقران زمان کو
نہایت انتشار ہو دل خواجہ عمرو کے واسطے بہت بیقرار ہو کہ کاؤس کو ہرکارون نے خبر دی کہ ایک ساحر
محرم اسراردان آتا ہی کاؤس خوش ہو گیا کہا یارو شاہان طلسم نے بڑے شخص کو بھیجا یہ تو ایک ہی دن مین
خاتمہ کریگا حکم دیا جاؤ اسکو استقبال کر کے لاو جب کئی سو ساحران خود سر بڑے استقبال کو گئے تب
محرم اسراردان کو لیکر آئے محرم بارگاہ مین کاؤس جادو کی آیا کاؤس نے صاحب سلامت کی محرم اسراردان
نے کہا اے کاؤس مجھے تجھسے چند باتین پوچھنا ہین کاؤس نے کہا بھائی بیٹھو شراب وکباب کا چرچا ہو گیا
جو باتین کرنا منظور ہونگی وہ باتین کرنا محرم اسراردان نے کہا کسی شی کو دل نہین چاہتا کاؤس جادو
نے اپنے لشکر کو ہٹوا دیا تخلیہ کیا جب تخلیہ ہوا کاؤس نے پوچھا فرمایئے آپ کیا فرماتے ہین محرم اسراردان
نے کہا مجھے عقیدۂ مذہب مین چند سوال کرنا منظور ہین کاؤس نے کہا اے بھائی کیا ضرور ہی میرے خود طلب ناصبور
ہو محرم اسراردان نے کہا تم وزیر اعظم دستور معظم ہو اور تم عاجز ہوئے تو شاہان طلسم نور افشان بالکل
نابینا ہین وہ مذہب کا خیال نہین کرتے صاف صاف بتاؤ کہ سامری وجمشید کون تھے کاؤس نے
کہا سامری وجمشید پیر مین تھے محرم اسراردان نے کہا خداوند کیونکر ہے کاؤس نے کہا انکے مصاحبون نے
خداوند بنایا محرم اسراردان بول اٹھا جعلساز شعبدہ باز ہوئے خداوند کیسے خداوند حقیقی مالک حقیقی
خدائے نادیدہ ہے کہ جسنے زمین وآسمان بنایا ستارے آسمان پر روشن کیے ماہ وخورشید کو کیا لیاقت دی
کہ ایک تسبیح انجمن شب ہی ایک کو دن کی گردش سے مطلب ہے جس شی کو دیکھتے ہین اس سے ظہور قدرت ہویدا
پایا جاتا ہی نام سے سامری وجمشید سے نفرت ہوتی ہی ہمنے تو اس مذہب کو چھوڑا یہ سنتے ہی کاؤس
کانپنے لگا کہا اے محرم اسراردان تم وحشیون کی باتین کیون کرتے ہو ارے ہمارے باپ دادا کیا یہ
دیوانے تھے کہ اس مذہب کو اختیار کیا ایسے کلمات دوبارہ مذہب نہ کہو اس سے ذلت مذہب ظاہر ہوتی
ہے محرم اسراردان نے کہا ذلت کیسی مذہب مین تحقیق ضرور ہی چاہیے ہے کہ آدمی مناظرہ کرے مذہب کے
عیوب نکالے جو مذہب پاک وصاف ہو اسکو اختیار کرے کاؤس جادو نے کہا آپ مذہب کے عیب
نکالیے مسلمانون کے شریک ہو جایئے سب عیب کھل جائینگے محرم اسراردان نے کہا اگر مسلمانون کی شرارت
سے مذہب پاک ہوتا ہے تو ضرور شریک ہونگے یہ خبر بارگاہ وقت محرم اسراردان اٹھا ساحرون کو حکم دیا
کہ ہماری بارگاہ الگ استادہ کرو اسکے سردار سمجھ تو سب پھرے ہوئے ہین اسی شک مین سب مبتلا ہین
اپنے مالک کے واسطے الگ بارگاہ استادہ کی جائے محرم اسراردان وہان بیٹھا سردار سب آکے جمع ہوئے
کہا صاحبو تمنے سوال وجواب سنے سب نے کہا حضور خوب سنے جب سے برہان آیا اور یہ فقرے کہ گیا اسی وقت
سے انتشار ہے دل بیقرار ہے ہزار طرح جواب سوچتے ہین مگر نہین ملتا محرم اسراردان نے کہا بھائیو یہ
سمجھو شاہدون شراکت مسلمانون کے نہین مقام افسوس ہے کہ مسلمانون کے کیونکر شریک
ہون کیا منہ لیکر صاحبقران کے سامنے جائین کوئی ایسا کار نمایان ہوتا کہ انکو کچھ فائدہ پہونچتا اگر یون
گئے تو کیا قدر ہوگی ایک بول اٹھا کہا ہی مجھے یاد ہے کہ کام ہتا ہین کہ صاحبقران پر احسان ہو یہ تو خوب

آپ کتاب سامری مین دیکھ چلے کہ یہ طلسم فتح ہوگا اور صاحبقران ضرور فتح مین منازل عجائب وغرائب
سیاحت مین پس ہمکو بھی بخوبی ظاہر ہوا بلکہ آپ کو بھی یقین کامل ہوا کہ صاحبقران زمان طلسم نور افشان
فتح کرینگے طلسم اب نہین بچیگا عمر طلسم اب تمام ہوئی سب کتابون مین جو جو علامتین مرقوم ہین وہی
ہو رہی ہین کوہ عجائب وغرائب پر شمس کا نکلنا اور وہان سے جانا یہ کیا چھوٹی بات ہوئی جنکو سب لوگ
بزرگان دین جانتے ہین اے محرم اسراردان وزیر اعظم صاحب خواجہ عمرو کو قید کر آئے ہین دریافت
کرکے انکو رہا کیجیے اور عمرو کے ساتھ بخدمت صاحبقران چلیے محرم اسراردان کو یہ بات بہت
پسند آئی کہا اب زیادہ بلوہ نہ کرو ابھی مین جا کے کاوس سے پوچھتا ہون کاوس برہم بیٹھا ہوا
بارگاہ مین کہہ رہا ہے صاحبو محرم اسراردان کو بھی سودا ہوا اب وہ ہماری شراکت نہ کرینگے امروز
فردا مین بخدمت صاحبقران چلے جائینگے کہ خبر لوگون نے پہونچائی کہ محرم اسراردان آتے ہین اسنے
اپنے سردارون سے کہا اب اگر ویسے سوال وجواب کرین تو چارون جانب سے گھیر کے گرفتار کر لینا سب
ساحر سنبھل سنبھل کے بیٹھے اسباب سحر بھی آگے رکھ لیے کہ محرم اسراردان ہنستے ہوئے آئے کہا بھائی
کاوس میری باتون کو معاف کرنا مین اپنے ہوش مین نہ تھا ایک برہمن دیوانہ ہمات ہا نہین مجھے
بہکا گیا تھا اسوقت جا کے جو مین نے سوچا تو یہ خیال دل مین آیا کہ باپ دادا ہمارے کیا بیوقوف تھے
کہ جو مذہب جمشید پرستی مین مصروف تھے جو بزرگون نے کیا اُسکی پیروی واجب ولازم ہی جو اُنکے
نزدیک ستھ تھا وہی ہم بھی بہتر جانتے ہین کاوس جادو نے کہا بھائی سچ کہتے ہو کاوس نے کہا
بھائی جو مذہب کا نہ اعتقاد کرے وہ دیوانہ ہی بزرگون نے ہمارے ان سب عیب وہنر کو سمجھ لیا ہوگا ہم کیون
تفتیش کرین جب ہمین اتنا کافی ہی کہ باپ دادا اسی مذہب پر رہے چاہے سر کٹ جائے مگر مذہب مین
فرق نہ آئے محرم اسراردان نے کہا بھائی ہم اس بات پر قائم ہین کاوس نے محرم اسراردان کو گلے
لگا لیا شراب وکباب کا چرچا ہوا جب محرم اسراردان نے دیکھا کہ یہ بھی محرم ہوا سمع رنج والم ہوا طرز
کلام مین کچھ مل کے پوچھا بھائی مین نے سنا ہی کہ عمرو عیار کے شاگرد تلاش مین پھر رہے ہین ایسا نہو
عمرو کو رہا کر لین تمنے کوئی انتظام ایسا کیا ہی کہ عمرو چھوٹ نہ سکے بے اختیار خندہ سے کاوس جادو
نے کھلکھلا کہا بھائی ایک شاگرد کیسا اگر ہزار شاگرد اسکے پیروی کرین اور جان بھی اپنی مٹا دین تو کبھی ممکن
نہوگا کہ مقام قید عمرو تک پہونچ سکین محرم اسراردان نے کہا ایسا تو کوئی مقام نہین دیکھو قریب
کوہ عجائب وغرائب آ گیا دشوار تھا سب مسلمان بھی آ گئے عیار بھی پہونچے کاوس نے کہا بھائی
مین نے اسکو باغ کاوسیہ مین قید کیا ہی جس قصر سے سلسلہ مکان محل کا ملا ہی اور قصر اسرا بھی قریب ہی
وہ سب مکان ایک ہی سلسلے مین ہین سوائے ہمارے تمہارے کون جا سکتا ہی جو کوئی جائیگا گرفتار
ہوگا پہلے کوہ عجائب وغرائب ملیگا اسکے بعد جو جو مقام ہین وہ تم خود جانتے ہو یہ سنکر محرم اسراردان
چپ ہو رہا رات کو اپنی بارگاہ مین آیا کاوس سے یہ بھی کہہ آیا کہ آپ ایک ہفتہ تامل کیجیے اب ہم چاہتے ہین کہ عمرو
تکلیف نہو فقط ہر مقابلہ مسلمانون کو ہم سمجھ لینگے ہمنے ایک سحر تیار کیا ہی کہ ایک ہفتہ مین وہ سحر کامل تیار ہو جائیگا
تب سب تسکین پائینگے جب محرم اسراردان اپنی بارگاہ مین آیا گلگون جادو کل لشکر کا سپہ سالار ہی اس سے
کہا اے گلگون مین تو جاتا ہون یا تو اپنی جان دونگا یا عنایت سے خدا کے نادیدہ کے عمرو کو رہا کرکے لاؤنگا

جسنا خوبی کا یہ ثابت ہی وہ سیارہ ہی

سراپا سانچے مین ڈھلا ہوا معشوق پریچہرہ حسین جمیل خوش خلق آنکھین نرگس شہلا دہن غنچہ بادام موے میان غنچہ دہان برق فرنگی صورت زیبا دیکھکر تڑپ گیا جی مین کہتا ہی ای برق ایسا حسن و جمال کبھی نگاہ سے نہین گذرا ملکہ گلفام کو ہر بار نے جھک کے محرم اسرار دان کو سلام کیا محرم نے مسکرا کر جواب دیا ملکہ گلفام نے پوچھا ای محرم اسرار دان مزاج کیسا ہی محرم نے کہا ای ملکہ عالم تمنے سنا ہوگا کہ طلسم پر بڑی آفت پڑی ہی طلسم کشا آگیا مجھکو شہنشاہ نے بڑے مقابلہ کو مسلمانان بھیجا مین صحرا ے فرح افزا مین سحر تیار کرنے جاتا ہون مسلمان تو خیر مگر عیار مسلمانان قیامت کے پر کالے ہین اُس نازنین نے محرم اسرار دان کو لاکے مسند پر بٹھایا برق فرنگی پشت پر کھڑا ہو کر مگس پرانی کرنے لگا مگر نظر بینی گلشن جمال کی اُس نازنین کی کر رہا ہی سراپا کو دیکھتا ہی سب اعضا درست چالاک و چسپت نہایت حسین و جمیل باتین کر رہی ہی مگر لو ہونٹان جو کھلجاتے ہین برق ہی کہ دل کو جلا دیتی ہی بالآخر اُس ماہ پیکر نے پوچھا ای شہریار ہر چند کہ آپ صاحب ہین آپ کے برابر کسکا مرتبہ ہو سکتا ہی اس وقت آپ سے مجھکو عجب طرح کی بو آتی ہی کہ اُس بات کو زبان پر نہین لاسکتی مجھکو شرم آتی ہی کہ آپ کے خلاف نہ گذرے مگر مین یہ عرض کرتی ہون کہ آپ پلٹ جائیے طرف صحرا ے فرح افزا کے جانا مناسب نہین ہی سنکر رو سے محرم اسرار دان آرزدہ کیا ملکہ یہ کوئی بات ہی مین ملتوی نہین جا سکتا ہون مین ایک کار ضروری کو جاتا ہون صحرا ے فرح افزا مین وہ سحر تیار کرون کہ مسلمانون کو خبر نہو اور سب گرفتار ہو جائین اور کہین ایسا سحر تیار نہین ہو سکتا ملکہ گلفام کو ہر بار نے کہا سنیے بھلا مغنی نذر بیگا ارے نرگس کو ذرا بلا وا ایک کنیز نہایت حسین و جمیل سامنے آئی کہا نرگس ایک غزل تو گا مگر نہین میان محرم اسرار دان پر بدگمانی ہی اسی مضمون مین غزل ہو اُس کنیز نے عرض کی حضور ایسا ہی ہوگا وہ نازنین گنگنائی یہ غزل گانا شروع کی غزل

مسیحا مجھکو درد عشق کو تیرے دوا سمجھے — تری خاک قدم کو ای صنم خاک شفا سمجھے
یہان تم بیوفا عجب کہ تم باوفا سمجھے — سمجھ بیا فرین ہی آپ کی سمجھے تو کیا سمجھے
تمہارے غم کو شادی جانتے ہین ہیچ کو راحت — شہید ناز کوچے کو تمہارے کربلا سمجھے
تمہارے بار غم سے لبون پر جان آئی ہی — ارے او نا سمجھ اب بھی سمجھ تجھے خدا سمجھے
ہوئی گر جان صدقے عاشقون کی تیرے خدنگ سے — تغافل کیش کیا یہ نہ سمجھے تیری بلا سمجھے
فراق یار مین اوقات کاٹی اس مصیبت سے — دلون کو روز محشر رات کو کالی بلا سمجھے
خیال گلبدن مین سیر گلشن کی جو اے بلبل — تو عارض گل کو اور سنبل کو ہم زلف رسا سمجھے
طریق عشق مین ایمان جانا کفر کو سمجھے — مکان اُس بت کا قبلہ نقش پا کو سجدہ نما سمجھے
رخ و زلف صنم جو نظر آئے جو ای رعنا — اسے والیل سمجھے او اسے بدر الدجیٰ سمجھے

جیسے ہی اُس نازنین نے یہ غزل گائی محرم اسرار دان کا رنگ رو متغیر ہونے لگا جب غزل تمام کی تو محرم اسرار دان گھبرا کے بول اُٹھا مین تو عمرو عیار کو تجزانے جاتا ہون یہ کہنا تھا کہ گلفام کو ہر بار نے زندگی آداب و تسلیمات اب مین آپ کو جانے دونگی محرم اسرار دان کو بھی ہوش آیا کہا تو مجھے اولگا نہ کیا روک سکتی ہی جیسے ہی محرم اسرار دان اپنے مقام سے اُٹھا برق نے ایک ستون کی زنجیر کی گلفام کو ہر بار نے ایک

تیغ ماری کہاں نامحرم کہاں جاتا ہے اسے اس باغ طلسمی سے دشمن نکل نہ پائیگا یہ کہتے ہی ملکہ گلفام گوہر بار سے
کے جتنے گل تھے قہقہہ مار کے ہنسے غنچے مسکرائے شاخیں سر پیٹنے لگیں پتے درختوں سے گرکے خاک پر
تھرائے بلبلوں نے دھوم مچائی طائر سر پیٹتے تھے ہر ایک کی زبان پر یہی فقرہ تھا دشمن شہنشاہ
جاتا ہے چند قدم محرم اسرار دان چلا تھا کہ ایک جھونکا ہوا کا چلا کہ لہرا کے محرم اسرار دان گرا زبان میں
لکنت آئی آنکھیں بند ہوں درد مند ایڑیاں زمین پر رگڑنے لگا آنکھیں کھلیں مگر حیران و پریشان چاہتا ہے
آنکھوں دل بیٹھا جاتا ہے گلفام گوہر بار نے چیخ کہا چلی کہ سر کاٹ لوں آواز دی کیوں ای محرم اسرار دان
دیکھا اسطرح قبولوا لیتے ہیں یہ باغ طلسمی ہے باغی کے لیے راستہ بند ہے کیا مجال کوئی باغی جاسکے گل حیات
مرجھائے غنچہ آرزو نہ کھلے جانے والا خاک میں ملے برق فرنگی نے جو دیکھا کہ محرم اسرار دان اب مارا
جاتا ہے حال سے تو اسکے بخوبی تمام محرم ہے حیران ہوگیا کہ ای برق غضب ہوگیا ہم سمجھتے تھے کہ اس چیلے
سے استاد کی رہائی ہوگی اور جب اتنا بڑا ساحر یوں گرفتار ہوگیا ہم کیونکر جاسکتے ہیں ادھر یہ قتل ہوا
پھر ہماری بھی فکر ہوگی یہ سوچ کے برق فرنگی تڑپ گیا کلیجہ تھام کر کے ایک کنیز کی صورت بنا دوپٹہ
ڈھلکا ہوا پائنچے پھوٹے ہوئے بال کھلے ہوئے تڑپ کر دوڑا پکار کے آواز دی واری اس ظالم کی مشکیں
باندھیے مجھے سپرد کیجیے میں اس نگوڑے کو قتل کروں تو آپکو مزا ملے یہ تو اپنے منہ سے قبول چکا یہ
نگوڑا عمرو عیار کو رہا کرنے جاتا ہے اسی جلدی میں برق فرنگی قریب گلفام گوہر بار کے آیا کہ معلوم ہوا بجلی
چہار طرف سے کان میں گلفام گوہر بار کے آواز آئی ارے بچنا برق فرنگی عیار آگیا یہ بجلی ہے اپنے کو بجلی سے
بچانا گلفام گوہر بار اس سے سنبھلنے نہ پائی تھی کہ برق فرنگی نے خنجر مارا محرم اسرار دان حیران ہے کہ باغ سے کیا
آوازیں آرہی ہیں یہ خنجر اسنے کیسا مارا خنجر جو لگا شکم چاک شد پاک گلفام گوہر بار دو ٹکڑے ہوکر گری اندر باغ
کے جتنے ذی حیات معلوم ہوتے تھے سب جلنے لگے درختوں سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے طائر سب اپنے
اپنے پروں سے سر پیٹتے ہوئے اور جل جل کر گرنے لگے ہر طرف سے آوازیں آتی ہیں ہائے غضب ہوا باغ
طلسمی میں ظالم نے غضب کیا محرم اسرار دان گھبرا اسنے بھی کچھ کو لے پھینکے دیواریں گریں مکانوں میں بھی
آگ لگ گئی درخت جلکر خاک ہوئے برق فرنگی محرم اسرار دان کے پیچھے پھر خدمتگار کی صورت بنکر
کھڑا ہوا اور خدمتگار دوسرا یہ ہنگامہ دیکھکر بیہوش ہوگیا زمین پر پڑا ہوا ایڑیاں رگڑ رہا ہے محرم اسرار دان
نے اب جو نگاہ غور دیکھا تو معلوم ہوا کہ سارا باغ جلکر خاک ہوا دیواریں گر گئیں قصر سب جلے محرم اسرار دان
نے دوڑ کر برق فرنگی کو گلے سے لگا لیا کہا ای برق کیا کہنا کیا بات ہے یہ عیاری ہے یا کرامات ہے تم کیونکر
آئے ای برق تمنے میرا دل شاد کردیا برق فرنگی نے کہا حضور جب شب کو آپ نے صلاح کی میں سمجھ گیا
اب آپ استاد کو رہا کرنے کو جاتے ہیں میں نے اس خدمتگار کو بیہوش کیا وہ تو وہیں کہیں پڑا ہوگا میں آپکے
ہمراہ ہوا آپ کا حال دیکھکر میرے ہوش اڑ گئے محرم اسرار دان نے کہا ای برق فرنگی جوان یہ کوئی
یہ راستہ ایسا سخت ہے کہ کبھی اس راستے سے کسی نے گذر نہیں کیا سامری نامے میں یہی تحریر ہے کہ ایک
... زبردست اس راہ سے گذر کریگا لیکن ای برق اس راہ سے گذرنا نہایت دشوار ہے اب مقام سے
متعلق جادو سے گذرنا بہت دشوار ہے ای برق فرنگی تمہارے ہونے سے دل کو بڑی تقویت ہوئی
مجھے ... و جمشید سے مناسبت ... ہوئی یہ دل میں میرے بھی تھا کہ اگر کوئی عیار میرے ساتھ

شاید دماغ میں گرمی کی شکل پڑے مگر شکر ہے کہ تمہارا ساتھ ہوا جب تم پہونچے ہو مقام ہت خونریز پر گیا مقام اولہ کہ عجائب و غرائب چلنے لگا میں حیران تھا کہ پھر کیا مرکز ہو اب کھلا کہ تمہاری وجہ سے پہاڑ کا نپتا تھا اسقدر شیطان اُس پہاڑ پہ جمع ہیں کہ مسلمانوں کو قدم رکھنا دشوار ہی برق فرنگی نے کہا کہ چلیے یہاں اب ٹھہرنا مناسب نہیں آپ تو ساحر زبردست ہیں دیکھیے ہوا میں تکلف چل رہی ہیں محرم اسراردان نے پہنچے خدمتگار کو جو بیہوش ہو گیا تھا اُسکو اُٹھایا وہ خدمتگار کانپتا ہوا اُٹھا روتا ہوا کہتا ہے حضور میرا بھائی کہاں گیا یہ کون صاحب ہیں محرم اسراردان نے کہا چپ رہو تیرا بھائی بخیر و عافیت ہے کیوں گھبراتا ہے محرم اسراردان و برق فرنگی اور وہ خدمتگار تخت پر سوار ہوے لاشہ گلفام گوہر بار کا پڑا ہوا سنسان ہو گیا ساتھ ہی محرم اسراردان کا تخت اُڑا اُٹھ کر آسمان سے بلند ہونے کو آواز آئی اے محرم اسراردان تو نے باغ گوہر بار کو برباد کیا گلفام گوہر بار کو مارا میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیگا برق فرنگی تخت سے کود کر کنارے ہو، آواز آئی او نا عیار پتوں میں کیوں چھپتا ہے گلہ بستہ تیز اٹھایا جنے تیری جیاری میں شاخ لگائی محرم اسراردان نے دیکھا ایک ساحر ترسول ہاتھ میں سیاہی کی گانٹھ بنا ہوا ایک اژدر مہیب پر سوار اژدہا قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا اژدہے کے زمین پر آتے ہی اُس ساحر نے ترسول زمین پر مارا آواز دی او قاتل گلفام گوہر بار میرے سامنے آ میں تجھے قتل کرونگا اب میرے ہاتھ سے زندہ بچ کر کہاں جائیگا برق فرنگی باز ابرہی میں چھپا ہوا تھا با فریاد کرتا ہوا نکل آیا محرم اسراردان نے پلٹ کے دیکھا برق فرنگی بصورت اصلی کمند میں اناسے پھینک دیں تو بڑا پتھروں کا ایک جانب پھینکا اپنے ہوش میں نہیں ہاتھ باندھے ہوے آتا ہی اُس ساحر نے آواز دی منہ باغبان جادو کیوں ای محرم اسراردان اسی پر بڑا ناز تھا یہ کہکر ترسول کو جنبش دی ہزار ہا شعلہ ہاے آتش محرم اسراردان پر گرے محرم اسراردان چمک کے شعلہ ہاے آتش سے نکلا اڑ کے جو گرا باغبان جادو تو الگ ہوا اژدہے کے دو ٹکڑے ہوے محرم نے چاہا تھا کہ چمک کے بالاے آسمان جاؤں کہ باغبان جادو نے ایک چیخ ماری آواز دی ارے کیا میں اپنے صدمے سے جاتا رہا گلہاے رنگا رنگ جھڑ گیا سنگ سحر ہی منایہ جاسنے پکار کے کہا زمین سے ایک گلدستہ پیدا ہوا محرم اسراردان پر کئی شعلے گرے ان شعلوں کو چاہتا ہی بجھاؤں لیکن وہ شعلہ ہاے آتش نہیں بجھتے دیکھا محرم اسراردان نے کہ میں مبتلاے سحر ہوا چاہتا ہوں برق فرنگی تو فریاد کرتا ہاری ہی او سمدم کہتا ہی میری خطا معاف فرمائیے میں نے بہت برا کیا محرم اسراردان نے میان لا کے مجھکو مرم کیا آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اسقدر روتا ہی یقین ہی کہ روتے روتے جان دیدیگا محرم اسراردان نے دیکھا برق فرنگی ہوش میں نہیں ہے باغبان جادو نے سحر کی بوچھار کردی ایک دستک دی اور ایک گلدستہ زمین سے نکلا طرف محرم اسراردان کے یہ اشعار پڑھتا ہوا اسلام اشعار

وصل کی شب میں مراد دل لگونسکی شاخ — بار انگور سے سجدے میں ہی انگور کی شاخ
بیٹھ جاؤں جو کبھی باغ میں ہوکر سرمست — بڑھ کے ہاتھوں کو مرے تھامتے انگور کی شاخ
ابھی تو میں ہی شب نور دیدہ پر ای ساقی مست — نشے سے آپ جھک جاتی ہی انگور کی شاخ
باغ سیراب نہ دیکھا ناصح بیکیف مجھے — ہو لدی آجکل انگور سے انگور کی شاخ
مست ساقی ازل ہوں جو ہوس ہو مے کی — شجر طور سے بیونہ ہو انگور کی شاخ

برق فرنگی نے کہا خدا ہمارا فضل شریک کرے جو آپ کی آرزوے دلی ہے اسکو خدا پورا کرے جسکو آپ لینے
آپ جاتے ہیں وہ رہا ہو جائیں محرم اسرار دان تخت کو اڑاتا ہوا چلا آتا ہے جو جو راستہ طے ہوتا ہے برق فرنگی
دیکھ رہا ہے کہ رنگ روے محرم اسرار دان متغیر ہوتا جاتا ہے تخت پر سب اسباب سحر مہیا ہے محرم اسرار دان
کہتا ہے اے برق فرنگی جوان یکدل اب مقام قید خواجہ عمرو قریب آگیا ملعون جادو ہشیبہ کوکب روشن ضمیر کا
مقام بھی تھوڑے سے عرصے میں ملا چاہتا ہے یہ ذکر ہو رہا تھا کہ دور سے ایک دھواں سا معلوم ہوا برق فرنگی نے
دکھایا کہ دھوئیں کو دیکھ کر آتش غم والم اور زیادہ مشتعل ہوئی محرم اسرار دان وہ دھواں دیکھ کر گھبرا گیا
کہا اے برق فرنگی ہوشیار ہو جاؤ یہی مقام کوہ بطلیموس ہے اس حکیم با فراست نے نہایت تکلف سے
اس مقام کو آراستہ و پیراستہ کیا ہے چنانچہ برق فرنگی نے دس حباب دسوں انگلیوں میں دہانے حلقہ ہاے
مانند ہاتھوں میں لیے تو بڑے پتھروں کا اندیشہ پر رکھا خوب چاق و چوبند ہو کے بیٹھا محرم اسرار دان نے
بھی جھولی پر ہاتھ ڈالا کل اسباب سحر جھولی سے نکالا اسباب سحر ہاتھ میں لیے ہوے پرسنا تا بھرے ہوے
بیٹھے بند و بست تخت کو اڑائے ہوے جاتا ہے اب جو قریب پہنچے دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ ہے اس
کوہ سے دھواں نکل رہا ہے اور کوہ سے دس گز بلند ایک ساحر ہشیبہ کوکب روشن ضمیر ہوا پہ کھڑا ہوا ہے
جو طائر اُدھر سے نکلا اُسکے ہوش اُڑ گئے اس ساحر نے اشارہ کیا ایک شعلہ بھڑک کے اس طائر پر گرا وہ
وہ طائر کباب ہو کے زمین پر پہونچا وہیں سے ایک زلزلہ پیدا ہوا اٹھے اس کباب کو کھا لیا یہی تماشہ جاری ہے اگر
محرم اسرار دان کو تھرا رہا ہے دل بید کا نپ رہا ہے تیماں کے حالات بے جا بی محرم ہی مگر احوال میاں کا دیکھ کر
مبتلاے غم والم ہے جیسے ہی ہشیبہ کوکب نے محرم اسرار دان کو آتے ہوے دیکھا وہیں سے آواز دی
کیوں اے محرم اسرار دان کہاں جانے کا قصد ہے تمہارے حال سے بے خبر ہی محرم ہیں اب مناسب یہی ہے
کہ پلٹ جائیے آگے جانے کا قصد نہ کیجیے جنکی رہائی کے واسطے آپ جاتے ہیں وہ تا قید حیات سر اب ہا سنگے
محرم اسرار دان نے یہ سنتے ہی سب اسباب سحر سنبھالا چاہا کہ سحر کروں برق فرنگی نے چاہا کہ میں توپچے
زمین پر گرادوں کچھ بیہوشی وغیرہ اڑاؤں یا کمین چلاؤں کہ خفی ہو جاؤں ہشیبہ کوکب نے آواز دی کیا کرتا ہے
او برق فرنگی جوان یکدل یہ مقام ادب ہے اسکو کوہ بطلیموس کہتے ہیں یہاں بڑے بڑے حکما یونان
اشراقین آکے اس کوہ فلک شکوہ کی زیارت کرتے تھے تو نے اس کوہ کو ایسا حقیر سمجھا اب راستہ نہ ملیگا
غیرت آرزو نہ دیکھیگا محرم اسرار دان غصے میں آیا سب اسباب سحر پاش کے دانے ہاتھ میں کر ہوا نے
تیغ تاریخ کے پیکان سے چند مارے ہزاروں برتن ہشیبہ کوکب پر آکے گرے ہشیبہ کوکب
جنس پکار کے آواز دی یا بطلیموس تو کہیں روپوش تھا یا مصروف تھا اسوقت میری مدد کو آ
اس ظالم کے ظلم سے بچا یہ فقرا اس ساحر کے منہ سے پورا نہ نکلنے پایا تھا کہ سب سحر باطل ہو کے زمین
پر گرے برق فرنگی نے جھولی پر ہاتھ ڈالا بیہوشی نکالی چاہا کہ بیہوشی اڑاؤں ہوا کی وجہ سے
تا بہ دماغ پہونچے یہ ساحر مرکے گرے یا بیہوش ہو تو قتل کر ڈالوں بیہوشی برق فرنگی کے ہاتھ
میں نہ آئی اس ساحر نے پکار کے آواز دی میاں برق فرنگی اب تڑپتے نہیں لوا ہمارا کب ہو زبان
پڑنے لگیں تمہارا تڑپنا مناسب ہے تم پر خوف کیوں غالب ہے برق فرنگی دیوانہ ہو گیا محرم اسرار دان
نے دو چار سحر اور کیے لیکن کوئی سحر پاس اس ساحر کے نہ پہونچا اس ساحر نے ایک قہقہہ مار کے

آوازدی لیون ای محرم اسرار دان حوصلہ پست ہوا اب تو کبھی سحر کا نام نہ لو گے محرم اسرار دان نے فریاد
کی آوازدی ای ہشبیبہ کوکب اب تو یہ کرتا ہون کبھی قصد ایسا نہ کرونگا یہ کہکر محرم اسرار دان نے ایک چیخ ماری
سب اسباب سحر پھینک دیا تخت سے اترا برق فرنگی کا ہاتھ پکڑ لیا وہ جو دوسرا خدمتگار رہا تو تھا جل کے
خاک ہوگیا برق فرنگی کا ہاتھ محرم اسرار دان نے تھام لیا زیرکوہ رقص کرنے لگا چلا چلا کے یہ غزل
عاشقانہ گانے لگا غزل

ترے رعب کا کچھ جوش سودا ہوا ہی
محبت دن کا یہ خواب دیکھا ہوا ہی
سنے تیبی آگے مرے نام وحشت
وہی حال اگلا سا میرا ہوا ہے
وہ وادی ایمن پہ موقوف کیا ہی
کہی مدتون مین دل اچھا ہوا ہی
تعلق ہے ہر نو والی تمنا رہی
محبت بسے ظاہر مین پردا ہوا ہی
نہ گھبراؤ جانان ابھی ہم بھی ہنسے
بہت روز لعروز فردا ہوا ہی
تنسیم اب کہان قدردان سخن ہین

خدا جانے ابکی مجھے کیا ہوا ہے
نہ عالم مین کھسیانہ کھسیا جہان ہین
ابھی کل کی ہر بات پیدا ہوا ہی
کہر بار سے دیدۂ اشک زا سے
ہمارا ہر اک دشت دیکھا ہوا ہی
کہا مین نے تنہائی ہر بات سن کو
ابھی کیا ہوا ہی ابھی کیا ہوا ہی
ہمارے تمہارے تو ہین دل کی باتین
لیبن اور بھی آج وعدا ہوا ہی
اگر تم بھی دیکھو تو رونے لگو
لئے شعر یہ بھی جو چھپا ہوا ہی

عشق ان آنکھون سے پیدا ہوا ہی
نہ ایسا ہوا ہی نہ ویسا ہوا ہے
پھر اٹھتا ہی درد محبت جگر سے
مرا دامن آغوش دریا ہوا ہی
ذرا دم تو لینے دے ای چشم جادو
کہا ہنسکے تمکو تو سودا ہوا ہے
حجاب نظر سے ملے بھید دل کے
تماشا اگر اسکا چرچا ہوا ہے
تماشین گے ہم آج تو بے چلینگے
مری جان یہ حال اپنا ہوا ہی
اسی حال پر ملال مین یہ رو دون

اسی بہانے سے پھر رہے ہین اور ہشبیبہ کوکب قہقہہ مار کے ہنس رہا ہی جب پکار کے پوچھتا ہی کہ میان
محرم اسرار دان کہان چلے تھے محرم اسرار دان سب حال بیان کرتا ہی کہ مجھے مذہب سامری و جمشید
سے نفرت ہوئی مذہب مسلمان سے محبت ہوئی برے رہائی خواجہ عمرو چلا تھا کہ انکو رہا کرون یہان آکے
پھنسگیا اب اگر تم رہا کردو تو مجھے کبھی ایسی خطا نہو گی ہشبیبہ کوکب آواز دیتا ہی ای محرم اسرار دان ایسے
خطا وار کو رہائی نہیں ملیگی مہینا ہو کے بعد شاہان طلسم نورافشان جب ادھر سے گذر کرینگے تو انکی خدمت مین
تمکو پیش کیا جائیگا وہ جیسا حکم تمہارے واسطے دینگے ویسا ہوگا ہم کچھ دخل نہین دے سکتے دیکھین
اب کیا ہوتا ہی یہ دونون تو اس حال پر ملال مین میان مبتلا ہوے ہین دیکھیے انپر کیا گذرے انکا
حال تحریر کیا جائیگا لیکن اب حال مصیبت مال مترجمان دمشق بیان و سرہنگ سرہنگان بساط بلاد
بنی آدم مولانا سے علم و کرم جامع الفضل والکرم رونق بزم رنگ قلعہ گیر سپہ جنگ مردان راہ سنگ
و نامردان را پالنگ صاحب منظور نظر رنگ اعنی کہ جناب قطرت مآب شیخ الاصحاب خنجر گذار
عیار طرار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بیان کیا جاتا ہی کہ جب کاوس جادو نے لاکے خواجہ کو ایک
مکان تنگ و تاریک مین قید کیا جس وقت خواجہ عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا کہ مین ایک مکان تنگ و تاریک
مین قید ہون بہت حیران و پریشان ہوے دل سے کہنے لگے کہ ای خواجہ یہ کس مقام پر قید ہوے چھوٹنے
کی راہ غیر ممکن ہر دن و رات یکسان معلوم ہوتا ہی اپنی مصیبت پر دل روتا ہی عجب طرح کا سامان ہو جاتا ہی
دن جب گذر چکا شام قریب ہوئی تو کیا ایک خواجہ عمرو نے دیکھا کہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تاجدار شاہی

سر پر در دو نیان ایک آبخورہ پانی کا ہاتھ مین سامنے سے نمایان ہوے کہا لو خواجہ نوش کرو عمرو نے
خوش ہوکے کہا اے شہنشاہ کیا آپ نے سحر سے تشنگی کی آپ میان تاب کیونکر ہوے نجم کوکب وہ دونیان
اور آبخورہ پانی کا رکھکر چلے گئے خواجہ عمرو نے لاکھ لاکھ پوچھا کوکب نے کچھ جواب نہ دیا جب کئی دن
خواجہ عمرو نے یہی طور دیکھا بلکہ ایک ہفتہ گذر گیا جب کوکب کچھ نہ کہتا تھا اور خواجہ عمرو پوچھتے ہین کچھ جواب
نہین ملتا جب ایک مہینا اسی حال پر ملال مین گذرا ایک دن خواجہ عمرو نے کوکب کا دامن پکڑ لیا کہا اے
شہنشاہ مقام افسوس ہے ہم آپ سے حال پوچھتے ہین آپ جواب نہین دیتے محبتہاے سابقہ مین فرق آیا
یہانتک آپ کیونکر پہونچے یہ خدمت کیونکر متعلق ہوئی میرا حال آپ کو کیونکر دریافت ہوا جب عمرو
نے دامن پکڑا تو وہ جادوگر بصورت کوکب روشن ضمیر تھا قہقہہ مار کے ہنسا کہا او بازاری زنا سے
کچھ دیوانہ ہوا ہے کیسا کوکب مجھکو متعلق جادو حشبیہ کوکب کہ دامن میرا چھوڑ دے خواجہ عمرو نے کہا
اے شہنشاہ ساحران آپ ایسا ساحر صاحب عجائب و غرائب میری نگاہ سے نہین گذرا حشبیہ کوکب خوب
قہقہہ مار کے ہنسا کہا خواجہ یہ تو بتاؤ کہ تم یہان کیونکر پہونچے خواجہ عمرو نے کہا کہ وسیس جادو
وزیر اعظم شاہان نور افشان نے مجھکو گرفتار کیا قید کرکے یہان پہونچایا ایک مہینا گذر چکا اس ساحر
نے کہا مجھکو کوکب نہ جاننا کوکب تیرا دوست ہے مین تیرا دشمن ہون وہ تیرا رہبر تھا مین تیرا رہزن ہون
ایک مہینا تمھاری میعاد مین اور باقی ہے فورک مارو کہ دم ہو جاؤ گے بعد ایک ہفتے کے ہر گوشے سے
سامان سیاہ و پیدا ہونگے وہ تمکو ڈس لینگے بس تمھاری عیاری ہوچکی اے خواجہ یہ طلسم نور افشان
ہے کہا یان سابق نے جو جو مقام تعمیر کیے ہین وہ اب تک قائم ہین اس راہ کا انتظام بڑے لطف
کا کیا ہے خواجہ عمرو نے اس ساحر کو باتون مین پھنسایا وہ ساحر باتون پر خواجہ کی ہنستا جاتا ہے عمرو
نے کہا کیا کرون اے شہنشاہ ساحران مین ایک لالچ مین پھنسا ایک شاہزادی نے مجھکو بلایا کہین پیغام
بھیجا تھا مدت سے کسی فرزند حمزہ پر عاشق تھی مجھکو اُسکا رازدان جانکے بلایا مین نے اسکو اپنے پاس
رکھ لیا حیران ہون کہ اس بیچاری کو کیون بلا مین پھنسا دے کیون نہ دیا اب اُسکو کسکے سپرد کرون یہ فقرہ
سنکر حشبیہ کوکب خوش ہوگیا کہا خواجہ اس عورت کو ہم بھی دیکھین اگر پسند آئی جو کچھ کہوگے وہی تمکو
دینگے خواجہ عمرو نے کہا مین اس عورت کو بیچ نہین سکتا اگر وہ بھی پسند کرے تو لیجانا حشبیہ کوکب
نے کہا اچھا اس عورت کو لاؤ تو خواجہ عمرو نے کہا آپ منہ پھیرے کھڑے رہو تو مین اُسے نکالون
حشبیہ کوکب منہ پھیرے کھڑا رہا خواجہ عمرو نے زنبیل سے ایک نازنین کو نکالا نہایت حسین و جمیل سرو قد
خورشید خد کہا حضور یہ حاضر ہے آپ کو دیکھکر بیقرار ہوگئی وہ بھی ہنسنے لگی وہ ساحر حشبیہ کوکب
پیشا جمال جہان آراے نازنین کو دیکھکر مبہوت ہوگیا اب تو منہ کیا کہا خواجہ میری تو جان اس نازنین
پر جاتی ہے جو کہو مین دینے کو موجود ہون خواجہ عمرو نے کہا اسکی قیمت سر حضور ہے یہ سراسر بیقصور ہے
یہ نازنین رشک حور ہے حشبیہ کوکب نے کہا سر کیا خواجہ عمرو نے کہا اسکو راضی کرو بس ساحر حشبیہ
کوکب نے اس نازنین کے آگے ہاتھ باندھے کہا اے جان جہان وا آرام دل مشتاقان مین اس
محلے کا حاکم ہون اس صحراے سبزہ زار کا ناظم ہون خاتون کل قرار دونگا دو ہزار کنیزین خدمت پر پیش
حاضر خدمت کرونگا محل نہایت عمدہ رہنے کو دونگا دن کو کار سرکاری مین مصروف رہتا ہون

یعنی عشق ہوا پیدا کرتا ہون شام کو پیغمبری ہر وقت قیدی کو کیا نا پہونچایا کہ شام سے آپ ہی کی خدمت مین رہونگا کبھی خدمت سے گردن تابی نہ کرونگا جب اُس ساحر نے یہ باتین کین اور نازنین نے کچھ جواب نہ دیا خواجہ عمرو نے کہا اے شہنشاہ ساحران آپ ذرا منہ پھیر کے بیٹھیے نہین اُسکا منشا معلوم ہو کہ پوچھون کہ اسنے آپ کو منظور کیا یا نہین نام اس نازنین کا غنچہ دہن ہی نہایت کم سخن ہی مجھسے مانوس ہی حال دل بیان کریگی یا آپ دم بھر کے واسطے باہر چلے جائے ہشتبیہ کوکب اُٹھکر باہر گیا خواجہ عمرو نے اس نازنین کو اپنی صورت بنایا اور آپ اُس نازنین چہار دہ سالہ کی صورت بنکر تیار ہوے بلک بلک کے رونا شروع کیا اور اس نازنین کو سکھا دیا کہ میری صورت بنی تو بیٹھ رہ تین مقتول کرنا آواز دی اے شہنشاہ آئیے اب جو وہ ساحر ہشتبیہ کوکب اندر آیا دیکھا وہ نازنین بلک بلک کے رو رہی ہی خواجہ عمرو سر جھکائے بیٹھے ہین ہشتبیہ کوکب نے کہا کیون صاحب کیون اسقدر روتی ہو اُس نازنین نے کہا کیا کہون صاحب اپنی تقدیر کو روتی ہون کہ میری تقدیر کہان آ کے کھلی کہ تم تو دن بھر مجھسے جدا رہو گے ہجر کی رات مشہور ہی لیکن ہجر کا دن کیونکر کٹیگا میان رہو تو بیقرار شب تڑپ کے مر رہیگی میری تو یہ کیفیت ہی کیون صاحب نظم

پہنچے منصوبے ملے اُس سے نہ کچھ تدبیر کے
یون سنا ہی کہ رہائی کب سے گلے تقدیر کے

مبتلا اکثر رہے ہم گردش مہ و ماہ پر
تنگ ہو سے کیا کیا نہ دست یار کی تو نیر کے

یہ حرارت ہی کہ دونون شمع کے اڑائے ہین دھوئین
عشق سے نر حلقہ ہین شعلے نالہ شبگیر کے

کانٹے لیوے ہین ہم گھران نفت کیون کرین
مار کاکل کی پڑے شکر ہون گیسو معنبر کے

ہلکے کاکل بلا دل پھنسے کیا ہی منین
دام کے پھندے نہ یہ حلقے ہین کچھ زنجیر کے

ق

گل شبستان تصور مین عجب دیکھا ہی خواب
صبح اٹھے ہوتے ہیں بیٹھے لب گلگیر کے

جلد ہو گا شمر وصل مجکو بھی نصیب
ہمنشین مشہور یہ ہین اس خواب کی تعبیر کے

مر گئے حسرت مین لاکھون کشتہ تیغ نظر
دیکھیے بنتے جو ہیں وہ قاتل تری شمشیر کے

جان کردی ہم تمہارے زلف وابستہ پر نثار
قتل کے قابل نہ ہم لائق ہین دار و گیر کے

بت پرستی چھوڑ کی صورت پرستی اختیار
ہین خریدار اے ہماری یوسف تری تصویر کے

خستگان خاک ہونگ آشین نہ رعنا کی طرح
شور ہین گو رغریبان تک مری زنجیر کے

اسی طرح سے اس نازنین نے ان اشعار کو پڑھا کہ اتنے مین ہشتبیہ کوکب بیٹھا تھا اب ہاتھ باندھ کے بیٹھ گیا کہا اے جان جہان و اے آرام دل عاشقان مین تمہارا دل و جان سے تابعدار ہون مین تمکو اپنے مقام خاص پر لیے چلتا ہون مکان تجرید مشہور ہی یہ کہکر ہشتبیہ کوکب نے خواجہ عمرو بنے اُس نازنین کی کمر مین پنجہ دیا ے اُڑا عمرو نقلی نے پکار کے آواز دی کیون اے شہنشاہ ساحران ہم بھی ہین ہشتبیہ کوکب نے کہا اے خواجہ تمہاری بھی مدد کرونگا یہ کہکر وہان سے چلا ایک مکان مین لیکر آیا نازنین نقلی بنے خواجہ عمرو نے دیکھا ایک مکان نہایت تکلف سے سجا ہوا ہی ایک طرف ایک چھپر کھٹ بچھا ہوا ہی ایک گوشے مین اس مکان کے کھڑکی لگی ہوئی تھی خواجہ عمرو نے جو سر جھکا کے دیکھا ایک صحرا معلوم ہوا اُس صحرا مین ایک ساحر کو دیکھا کہ برق فرنگی کا ہاتھ پکڑے ہوے تمام صحرا مین لگاتا پھرتا ہی رتی سے

نکل سکتے کہ تنگ دہن جانے ہین مشکل سے ہین خواجہ عمرو نے حیران ہوکے پوچھا کہ یہ ساحر کون ہے
ہشتیبہ کوکب نے کچھ جواب نہ دیا لاکے پلنگ پر بٹھایا کوٹھری بند کر دی خواجہ عمرو نے پھر پوچھا یہ ساحر
کون ہے تو اس ساحر ہشتیبہ کوکب نے کہا محرم اسراردان مصاحب شہنشاہ نورافشان عمرو کی رہائی
کو جاتا تھا یہان آکے اس بلا مین پھنسا اور مین عمرو کو دم دیکے تمکو لے آیا ہے دونون سحر مین مبتلا
ہین یہ باتین کرکے اس ساحر نے گلابی اٹھالی خواجہ عمرو نے اسکے ہاتھ سے گلابی چھینکر کمانی سے پیالہ مین
کی ڈالدی جام لبریز کرکے کہا لو صاحب یہ ہشتیبہ کوکب نے خوشی مین وصل کی کچھ خیال نہ کیا ایک آئینہ
قد آدم وہان لگا تھا اسمین ایک سنہرا بچہ وہ جنبش کر رہا ہے عمرو اسطرف پیٹھ کرکے بیٹھا ساحر خوش ہو
آرزوے وصل مین جام پی گیا پیتے ہی جام کے ہشتیبہ کوکب کے ہوش اڑے لڑکھڑاتا ہوا قریب خواجہ
کے آیا ہاتھ بیجا ڈالنے لگا عمرو نے دل سے کہا یہ تو بڑا غضب ہوا اسکا قصد آبرو لینے کا ہے ایسا نہو کہ لعین
اصل مطلب پر آرہے تو عمر بھر کی آبرو خاک مین ملائیگا یہ سوچکر خواجہ عمرو نے کہا صاحب گلابی اٹھاو
ایک جام ہم بھی تو پین تمھے شراب پی ہین نہ پلاؤگے ہشتیبہ کوکب اٹھا کہ گلابی اٹھاؤن بیہوشی تاثیر کر چکی
تھی لڑکھڑا کے گرا چار طرف سے ہان ہان کی آواز آئی خواجہ عمرو نے ہزارون ساحرون کو دیکھا کہ
چلے آتے ہین آئینہ شق ہوا ایک ساحر اسمین سے نکلا آواز دی اے عمرو کیا کرتا ہے خواجہ کب مانتے ہین
خنجر مارا ہشتیبہ کوکب کا شکم چاک قصہ پاک سب ساحر دنیا لینا کہکر دوڑے خواجہ عمرو نے حقہ ہاے
آتشبازی مارا ہزارون ساحرون کے منہ جلے اس صحرا مین محرم اسراردان لڑکھڑا کے گرا برق فرنگی بھی
تڑپا ان دونون کو ہوش آیا محرم اسراردان نے دیکھا خواجہ عمرو ایک صحرا مین گھرے ساحرون سے
لڑتے ہین حقہ ہاے آتشبازی مار رہے ہین محرم اسراردان نے کہا لاو برق خواجہ نے ہشتیبہ کوکب
کو مارا محرم اسراردان تو ان ساحرون پر آپڑا برق فرنگی نے خنجر کھینچا ساحرون سے لڑنے لگا خواجہ عمرو
کو اب اور زیادہ تقویت ہوئی محرم اسراردان نے آواز بھی دی کہ خواجہ نہ گھبرانا مین آپہنچا عمرو نے بھی
بڑھکر ایک ساحر کے خنجر مارا محرم اسراردان تو لڑنے لگا برق فرنگی جوان پر رنگی حقہ ہاے آتشبازی مار رہا
ہے خواجہ عمرو نے جو اس ساحر کو مارا زمین شق ہوئی خواجہ زمین مین سماگئے الامان الامان کرتے ہین لیکن کچھ
زور نہین چلتا آنکھ بھی بند ہو گئی اب جو خواجہ کی آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان تنگ و تاریک ہے لیکن اسمین
شمع ہاے مومی و کافوری روشن ہین ایک تخت پر ایک نازنین مہ جبین مسلسل و مطوق بیٹھی ہے آنکھ سے آنسو
جاری زبان مین سوزن ہاتھ پاؤن مین ماران سیاہ لپٹے تھے وہ ڈھلگے ہین لیکن حیران حیران چارجانب
وہ نازنین دیکھ رہی ہے شمعین لہرا لہرا کے گل ہوئین اس نازنین نے خواجہ عمرو کو آتے ہوے جو دیکھا
سوزن کی جانب اشارہ کیا اور انگلی سے تخت پر یہ بھی لکھا کہ اگر آپ خواجہ عمرو ہین تو میری زبان سے
سوزن نکال لیجے مین دل و جان سے آپ کی شریک ہون شکر ہے کہ وقت رہائی میرا آیا خواجہ عمرو
ہر چند کہ اس راز سے آگاہ نہ تھے لیکن تیور اس مہ جبین کے دیکھکے گھبرا گئے محبت دیکھ رہی ہے یہ حسرت
یہ کلمہ کہا کہ میری زبان سے سوزن نکالے کئی برس اس بلا مین گذرے رات کو خواب مین بندگان دین
نے انھون نے بھی فرمایا تھا کہ کل خواجہ عمرو آئینگے تمکو قید سے چھڑائینگے عمرو نے جو نازبان سے سوزن
لیا چار طرف سے آواز آئی او ظالم یہ کیا کیا لنگاماں شاہی کو قید سے رہا کر دیا فانہ دل ہم سبھون کا

عمرو الم سے بھر دیا خواجہ عمرو نے دیکھا دس ہزار جادو زرگوشتہ قطرے سے پیدا ہوئے سحر کرتے ہوئے خواجہ
چلے ایک ساحر نے دوڑ کے ایک دو پتھر مارا اور پکار کے آواز دی یاروہ اس عیار بانا دے کو پکڑو لو اسنے
روح لطلیموس کو صدمہ دیا ساحر سلق مارا گیا اب ہمارے دل کو کمان آرام ہے عمرو وہ کھڑا آگے گیا وہ
نازنین اپنے مقام سے اُٹھی صرف آنکھ سے اشارہ کر دیا تیر چلے تیر مژگان نے سینہ ہا کے لپٹے مشبک کیے
لیکن وہ نازنین مہ جبین بسبب ضعف کے تھوڑی ہی جدھر نگاہ اُٹھا کے دیکھا کسی پر تیر پڑا کسی پر
تلوار پڑی تھی سو ساحر کشتہ ہوکے گرے تو یکایک ایک طرف سے نعرہ ہوا منم محرم اسرار دان عمرو
مرنے سے ساحروں کے اُٹھا خنجر ہاتھ میں جماعت بات بات میں سب کو خنجر مار آ سکے دو ٹکڑے ہوتے
محرم اسرار دان نے جو اس نازنین کو دیکھا سراپا خوب محبوب مرغوب سب اعضا چالاک و چست ارادہ درست
بُرج بدر و شوخی سے لڑ رہی ہے فقط ہاتھ ہلا دیتی ہے یا نگاہوں سے تیر چل رہے ہیں تیر مژگان سے
خدا نے کوئی قربان ہوتا ہے کوئی سہم کے بھاگا کوئی گوشہ گیر ہوا محرم اسرار دان نے بھی آگے زمین
بلادی ساحران زبردست تاک تاک کے مارے خواجہ عمرو پر جب کسی ساحر نے سحر کیا لڑکھڑا کے
گرے اس نازنین مہ جبین نے تاک کے اس ساحر کو مارا زبان میں سوزن ہے حصہ دہان سے دبا ہوا تھا
اب جو سوزن نکلا ابھی زبان قابو میں نہیں ہے زبان کو دہن میں لیا قصد کرتی ہے کہ نعرہ کرے چونکہ زبان
قابو میں نہیں ہے تو زبان کھول کے رہ جاتی ہے مگر نگاہوں سے لڑ رہی ہے یہ مژگان چل رہے ہیں جس پر اشارہ
کیا وہ مر کے گرا ہی ہزار ساحر مرے محرم اسرار دان بھی خوب خوب لڑ رہا ہے ساحر بھی کم نہیں ہوتے اگر دس
مرے تو سوا سو پیدا ہو گئے مجمع قائم ہے اس نازنین نے پکار کے آواز دی ای محرم اسرار دان تم ہشیار ہو کر
ایسی حرکت کرتے ہو منم خورشید برق وش دختر سیماب تاجدار یہ سحر کو کر مقصود جادو کا ہر ہوگا
اسکو قتل کرو تب مہلت ملیگی وہ خدا اس لڑائی میں جان جائیگی ایسا نہ ہو شاہان طلسم نورافشاں کو خبر
ہو جائے یا ت خونریزی چل نکلے پھر کون سنیگا میرا سحر رفتہ ابھی قابو میں نہیں آیا ہے دو برس کے بعد یہ
دن نصیب ہوا انتشار حشر ب مدعائے دلی حاصل ہوگا ای خواجہ عمرو شب کو بندگان دین آئے تھے
سب کچھ بتائے ہیں جال بکمال صاحبقران دیکھ گئے ہیں محرم اسرار دان دیکھ تو کے چلا تھا کہ ملکہ
خورشید برق وش نے زمین عنبرین کو گردش دی ایک کرہ قمر پہ ہو امکان کرا دیکھا ایک ساحر زبردست
ایک تخت پر بیٹھا ہوا گریبان آئینے کی بنا بنا کے پھینک رہا ہے جنین کو لیکن ستے سے سحر پیدا ہو سکتا
ملکہ خورشید برق وش نے پکارا ای مقصود جادو اب تیرے قتل میں قصور نہ ہوگا مقصود جادو
پسندا نے مقام سے اٹھا چاہا کہ دو مارے ہوں محرم اسرار دان نے جست کے کارد ماری مقصود جادو
نے کارد سحر کو نامہ خورشید برق وش نے ایک ٹکڑا کارد کا اٹھایا اپنی زلفوں سے جو مس کیا پوری
کارد بنگئی ملکہ نے تان کے سینہ پر کھینچا مقصود جادو پر پھینک ماری ایسی چیخ کو نکلے ہیں گذری
اندھیرا ہوگیا زمین و آسمان نہ دکھائی دیتا تھا اب جو صدائے انا اللہ کی گستی مرنام من مقصود جادو ہے مقصود
کا مرنا اندھیرا انتہا کا ہوا سب ساحر بھی جتنے تھے کوئی جلا کوئی خاک ہوا کوئی قطرۂ آب نایاب تھا زمین میں
جذب ہو گیا کوئی سرنگوں تھا کوئی کنوئیں میں جا کے گرا کسی نے اپنے کو چیل بنا کر گرا دیا محرم اسرار دان
قریب ملکہ خورشید برق وش کے پہنچا تھا خواجہ عمرو و برق فرنگی بھی قریب ہیں کہ ایک ڈنکا ہوا

اب جلد لشکر کشی کا سامان کرو وزیر زادی نے عرض کی ڈیڑھ لاکھ ملازمان شاہنشاہی کہ وہ شراب خواران
ہیں قید ہیں کنیزیں وہاں جاتی ہیں شراب خوار کو مارے سب کو رہا کر لائے تب سامان لشکر کشی ہو جو حسن
ہو ملکہ خورشید برق وش نے کہا کہ جا خواجہ عمرو کی تو خدمت کنیزوں نے کی ایک عمدہ مکان رہنے کو
محرم اسراردان کو ملا میاں برق فرنگی تڑپتے پھرتے ہیں کبھی اس تعمیر میں کبھی اس قصر میں خواجہ عمرو
نے کہا بھی اپنے کہاں دوڑا دوڑا پھرتا ہے ایک جگہ نہیں بیٹھتا برق فرنگی نے کچھ جواب نہ دیا محرم اسراردان
نے کہا خواجہ برق نے بڑا کام نمایاں کیا اگر برق ساتھ نہ ہوتا تو اس راہ کا طے ہونا نہایت دشوار تھا
ایسی جادوگرنی کو مارا کہ میں تو مجبور ہو چکا تھا یقین تھا کہ گرفتار ہو جاتا مگر انہنے اسکو مارا خواجہ عمرو نے
کہا کوئی ایسی ویسی شخص ہو گی محرم اسراردان جو جو تعریفیں کرتا ہے خواجہ عمرو خفا ہوتے ہیں کہتے ہیں
بھائی یہ عیاری کیا جانے سپاہیوں میں نوکر تھا لشکر میں رہا میں نے اسکو شاگردوں میں داخل کر لیا اب
اور عیاروں کو دیکھ کے کچھ حاسن جان لیا ہوگا وہ بیچارہ عیاری میں کیا دخل رکھتا ہے شب کو کمال لطف
سے ملکہ خورشید برق وش نے دسترخوان بچھایا محرم اسراردان و خواجہ عمرو و برق فرنگی کو بھی شریک
کیا رات بھر جلسہ عیش و نشاط گرم رہا وقت سحر دیکھا گلعذار رنگین قبا ڈیڑھ لاکھ ساحروں سے
آگے پہنچیں خیمے بارگاہیں سراپردے اژدروں پر لدے ہوئے ملکہ خورشید برق وش نے کہا لو
خواجہ عمرو سامان ہو گیا اب جو کچھ کیفیت ہوگی آپ کو معلوم ہو جائیگی گلعذار رنگین قبا وزیرزادی سے
کہا احسان کا بدلا احسان کرو وزیرزادی نے اسی وقت ایک تخت طاؤسی کو نہایت لطف سے آراستہ
کیا اسپر ملکہ خورشید برق وش سوار ہوئیں پہلو میں گلعذار رنگین قبا وزیرزادی پانچ ہزار کنیزیں
ڈیڑھ لاکھ ساحران زبردست پشت پر علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے نوبت نقارے بجتے
ہوئے اس کروفر سے ملکہ خورشید برق وش کوچ کرکے چلیں خواجہ عمرو تو منزلیں طے کرتے ہوئے
ساتھ ساتھ ملکہ خورشید برق وش کے جاتے ہیں کہ انکا ذکر وقت پر تحریر کیا جائیگا لیکن اب
حال لشکر صاحبقران زمان والی قاف و دنیا تحریر کیا جاتا ہے کہ امیر عالیشان داخل بارگاہ آسمان جاہ
ہیں ملکہ معدوم گلپوش عرض کرتی ہیں اے شہنشاہ اب دیر کرنا اس پہاڑ پر مناسب نہیں ہے جلد اس
پہاڑ کو فتح کرکے طلسم نورافشان کو چلیے اب لڑائی کیوں معطل ہے فکر کیجیے لڑائی شروع ہو جائے یہاں
ٹھہرنا مناسب نہیں ہے نقصان کار مسطور جبار زنار عیار کاؤس اے ایک دن بھیجیے کاؤس سے
کہا قصور یہ کیا ہے کہ تھا کہ اول میں تو آپ نے جلد جلد طبل جنگی بجوا کے لڑائیاں ہوئیں اب توقف کیسا
ایسا ہو کہ لڑائی موقوف رہنے سے کچھ خرابی پڑے اب جنگ آغاز کیجیے کاؤس نے کہا اے مسطور
ایک مقدمے میں مجھکو بڑا انتظار ہے کہ سب میں محرم اسراردان جسدن آئے خدا جانے کہاں ہیں
ہمسے حالات کیے کچھ ہوتے تو دو ہفتہ یا کم ایک ہفتے کا وعدہ کرکے گئے ہیں ابھی تک پلٹ کے
نہیں آئے ہم جانتے ہیں اسی فکر میں وہ گئے مسلمانوں سے انکو رغبت ہے طلسم کشا کا کچھ پیغام سلامتی
ہو مسطور نے کہا میں ہر دن متفق کیونکر دخل دون کاؤس نے کہا تم کہاں سے ہو خدا دیانت کرو مسطور
[illegible] ہنکر چپکا ہو رہا ایک ساحر کی شکل بنکر بارگاہ محرم میں آیا گلگون بارگاہ میں موجود ہے سب سرداروں کو
سنجاتے ہوئے اگر کسی نے کچھ ذکر کیا گلگون خاموش ہو رہا مسطور ساحر بنا ہوا ایک گوشے میں جگہ دینے لگا

لوگون نے پوچھا کیون ای برادر خیر تو ہی رو کر کہا نہین معلوم ہمارے آقا پر کیا گذری ابھی تک
واپس نہ آئے کیون حضور راہ بھی بہت بڑی ہی گلگون نے کہا خدا انکا حافظ و نگہبان ہی عجب
مقام پر تشریف لے گئے مین گلگون کے منہ سے نکلا اگر خواجہ کو رہا کر دیا تو بڑا کمال ہی اگر خواجہ نہ رہا
ہوئے تو بیشک مشکل پڑیگی اب تو مسطور نے کھود کھود کے پوچھنا شروع کیا باتون باتون مین
گلگون نے سب ذکر کر دیا کہ جس سے سب حال ظاہر ہو گیا کہ مجرم براے رہائی خواجہ گیا ہی
بخوبی دریافت کر کے مسطور بھاگا خدمت مین کاؤس کی آیا عرض کی ای شہنشاہ حقیقت مین مجرم
مسلمان ہو گیا جا کر مسلمانون سے ملگیا براے رہائی خواجہ عمرو گیا ہی صرف دو خدمتگار ساتھ مین
کسی مصاحب کو بھی ہمراہ نہین لیا ہی سب احوال مفصل میان گلگون کی زبانی معلوم ہوا کہ
میان مجرم نے بھی سوچا کہ آخر صاحبقران سے کیونکر ملون عمرو کو چھڑا لاؤن یا صاحبقران
سے جا کر ملون یہ سنکر کاؤس غصے مین کانپنے لگا کہا کل اسکے لشکر کو قتل کر دونگا کوئی حاضر ہی
چند آدمی حاضر آئے کہا کہ جاؤ گلگون کو پکڑ لاؤ اول تو بسہولیت کہنا اگر آنے مین عذر کرے
تو مشکین باندھ لانا چند سردار کمیدان رسالدار بارگاہ مین گلگون کے گئے گلگون سے
بسہولیت کہا آپ کو ہمارے آقا میان کاؤس نے بلایا ہی گلگون نے صاف کہا کہ ہمارا بھی مرام
جانیکا دربار مین نہین ہی ہمارے آقا ہمکو منع کر گئے ہین جب وہ تشریف لائینگے تب ہم بھی حاضر
ہونگے ہم انکی غیبت مین حاضر خدمت نہین ہو سکتے اب تو سردار بگڑے سردارون نے کہا ای
گلگون اسکے کیا معنی وزیر اعظم تمہین بلاتے ہین اور تم انکار کرتے ہو گلگون نے کہا ہم ہرگز نجائینگے
پندرہ دن ہوے جبسے ہم غم و الم مین مبتلا ہین ہم دربار مین بے آقا کے تشریف لائے ہوے
نہ حاضر ہونگے ان مقدمات کو آقا سے نامہ ارجاتے ہین ایک سردار بول اٹھا کہ ای گلگون
اب تمہاری شامت آئی ہی تمہارے آقا تمکو ڈبو گئے تم لوگون نے غضب کیا تمکو مناسب یہ تھا کہ جو
مجرم سے خطا ہوئی تھی اسکو ہم لوگون سے اطلاع کرتے آپ نے خبر نہ کی آپ گنہگار ہین آپ کو
دربار مین حاضر ہونا پڑیگا اگر آپ حاضر نہ ہونگے تو طرف سے شہریار کے تمہین سزا ہوگی آپ لشکر
کشی کی جائیگی شہنشاہ کاؤس کا ایسا حکم نہین کہ اسکو کوئی منسوخ کر سکے اسکو مزاج مین
سحر العجائب و مصر الغرائب کے کیسا دخل ہی دربار مین ہر مقدمات انہین کی راے پر ہوتی
آپ نے اپنے حق مین برا کیا گلگون نے کہا جاؤ جو تمسے ہو سکے وہ ہمارے حق مین کرو جو ہمارے
آقا نے کیا وہ مناسب لیا ہم بھی تمہارا حکم نہ مانینگے وہ لوگ چلے گئے جا کر کاؤس سے کہا
کہ گلگون کو حاضر ہونے مین بڑا عذر ہی ہرچند ہمنے کہا مگر وہ کہتا ہی کہ ہم اپنے مالک کے بے آئے
ہوے نہ جائینگے مین نے دریافت کیا مفصل معلوم ہو گیا کہ وہ دل و جان سے اطاعت
مین مسلمانون کی ہین بدون حکم صاحبقران پتہ نہ ملیگا یہ سنکر کاؤس نے حکم دیا کل صبح کو
لشکر تیار ہو ملازمون کو مجرم کے گرفتار کیا جاے گرفتار کر کے ہمارے دربار مین لاؤ سرکشی
کی انکو سزا اسلیے انکو بھی دریافت ہو کہ عدول حکمی کا یہ انجام ہی مگر اس وقت کوئی جبر اسنے
نہ کیجاے یہ حکم دیکر خاموش ہو رہا گلگون صبح کو بیرون بارگاہ کرسی پر بیٹھا تھا کہ سب سردار آئے

جاتے ہین گلگون نے شب کا ذکر کیا کہ یہ معرکہ ہو سب سرداروں نے کہا سمجھا جائیگا یہ باتین تھین
کہ سامنے سے دو سو جوان مسلح و مکمل موجود ہوئے کہا ای گلگون چلو تمکو سرکار نے بلایا ہی
گلگون نے کہا ہم نہین جائینگے تکرار ہونے لگی تھوڑے عرصے مین اور فوج آئی تھوڑے عرصے
کے بعد دیکھا نقارے پر چوب پڑی کاؤس نیرنگ ساز گینڈے پر سوار پشت پر سات لاکھ کا لشکر
حکم عام دیا ان سبکو پکڑ لو لینا لینا کہکے سات لاکھ ساحر چلے اب تو گلگون گولے لیکر اٹھا کاؤس
نے پکار کر آواز دی کہ یہ سب جانے نہ پائین گنہگاران شہنشاہ طلسم مین سارے لشکر مے بلوہ
کیا گولے تیغ ناچخ چلنے لگے گلگون لڑ رہا ہی ہرکارے لشکر اسلام کے وہان حاضر تھے سب
کیفیت دریافت کرکے چلے خدمت مین صاحبقران کی پہونچے جملہ ساحران نامدار بیٹھے ہین
ایلچی شاہ ملکہ معدوم شعبدہ ساز ایک جانب ملکہ سبز پوش ملکہ آفتاب شعلہ مزاج وغیرہ اپنے اپنے
مقام پر سب بیٹھی ہین کہ ہرکارے آکر حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ لشکر کفار مین فساد
ہوگیا مجرم مع سرداران برلئے رہائی خواجہ عمرو گیا ہی ملازمان کاؤس کی زبانی معلوم ہوا
کہ مجرم برائے رہائی خواجہ عمرو گیا ہی اسی جرم پر کاؤس کا حکم ہے کہ سبکو گرفتار کر لو یہ بیچارے
کم و بہت دیکھیے کیا ہو ابھی تک تو تلوار چل رہی ہی اخضر سبز پوش نے کہا ای شہریار یہ خبر غلام
کو بھی ملی تھی برائے مدد گلگون جانا واجب و لازم ہی ہرکارے تو اسے جاسوسی جو حاضر تھے بغل
لشکر پھر بھاگے آکر عرض کی لڑائی ہو رہی ہی ملازمان گلگون بہت مارے گئے وہ سات لاکھ یہ تین
لاکھ آنکا بلوہ ہی یہ لوگ شکست کھایا چاہتے ہین مگر گلگون بڑا شیر جوان ہی خوب زور و شور سے
لڑ رہا ہی اتنے ہی عرصے مین ہزارہا کا کھیت ہوا لاشے پڑے پھڑک رہے ہین یہ سنتے ہی صاحبقران
اپنے مقام سے اٹھے فرمایا جس شخص نے بلا تکلف اطاعت کی اسکی مدد کرنا واجب و لازم ہی
صاحبقران بھی سوار ہو کر روانہ ہوئے سب ساحر آئے سب کے پہلے ملک اخضر چلا معدوم
نے پکار کر آواز دی ای اخضر ٹھہر جاؤ تم غیر ملک کے ساحر ہو مجھے جانے دو یہ کہکر معدوم بڑھی
ایک طرف سے شیدا اسے شعبدہ باز و آفتاب شعلہ مزاج آسمان پر چلی کاؤس لڑ رہا ہی کہ معدوم
کے نعرے کی آواز آئی گلگون کو آواز دی ای گلگون نہ گھبرانا اگر تیرا آقا گیا ہی تو ہمارے
آقاے نامدار موجود ہین بجرات و جلالت تشریف لائے ہین معدوم نے کرتے کرتے گولا مارا
کئی ہزار جادوگر مر کر گرے شیدا نے جو سحر کیا ہزاروں کے سر پھٹے آفتاب گرمی زنار نے آکر
زمین ہلادی فیروزہ بھی آکر گری جو پہونچا اسنے ہزاروں جادوگرونکو مارا کہ نعرۂ صاحبقران
کی آواز آئی زمین میدان کارزار تھرائی نعرہ ہوا انسم زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر
عالیشان و امادو نوشیروان تلوار کھینچکر گرے کفارونکو قتل کرنا شروع کیا ایک طرف سے ساحر عزیز
آکر گرے تلوار چلنے لگی معدوم نے علم فوج کو قلم کیا شیدا نے ایسے گولے مارے کہ تہ و بالا کر دیا جو سامنے
آیا اس نے زمین ہلادی غیر ساحر بھی لڑ رہے ہین عین گرمی جنگ مین مہتر قران نے کاؤس کی
زبان سے یہ سنا کہ مجرم کے ساتھ برق بھی گیا یقین ہے کہ خواجہ عمرو کی رہائی ہوئی ہو مہتر قران
بھی لبندہ لیے ہوئے لڑ رہے ہین ہنگامہ گیرودار بلند ہوا امیر لڑتے ہوئے قریب کاؤس کے پہونچے

کاؤس نے بہت سحر کیے امیر نے اسم اعظم پڑھا تا ثیر نہ ہوئی اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے روک کے ہاتھ مارا کہ سر کاؤس کا زخمی ہوا کاؤس کُشتے اپنے کو زمین پر گرا دیا لوٹ مار کر بھاگا علم فوج کا گر گیا تھا اسکا تخت جو گرا سب بھاگے ہر چند افسر روکتے ہیں اب نہیں کسی کا قدم رکتا بھاگتے بھاگتے قریب کوہ عجائب و غرائب پہونچے کاؤس نے آواز دی اے بت خونریز مسلمان یہان تک آگئے معدوم نے جو کڑک سے کوہ کے بارے پہاڑ پر پڑے پتھر پھٹے تین جادوگر لمبے لمبے قد آنکھیں زرد جسم برہنہ نکلے آواز دی اے بت خونریز کہیں انا ہم سنوبان دکوبان و فیلان پہلو نشین سامری دو سو برس پہلو سے سامری میں رہے کیا کیا رنگ دیکھے کہ لایق بیان نہیں کیا ذکر کرین الیسا لیسی اتفاق نہ ہوا تھا بڑے بڑے کمالات خلوت سامری میں ہیں ان سبکو مار ڈالیں یا بھگا دیں یا گرفتار کریں یا زمین کو حکم دین کہ انکو نگل جاسے کوئی ان میں سے بچنے نہ پاسے بت خونریز نے کہا اے عالمان مذہب سامری تمہاری ذات سے سب امید ہے تمہارا اسم جمشید ہے انھون نے پتھر اٹھا کے طرف آسمان کے پھینکے لشکر اسلام پر پتھر برسنے لگے جسکے سر پر پتھر پڑا پتھر کا ہو کر رہ گیا کوئی سنبل زمین پر گرا کوئی سنگ رہا ہر کسی کے ہوش نادرست کوئی بیہوش ہو گیا کوئی بھاگا کسی نے فریاد کی اے بت خونخوار الامان ہم تیرے تابعدار ہیں بنے مسلمانوں کا ساتھ چھوڑا ایرا روکنے قلب الٹ گئے اب ہمسے کبھی ایسی خطا نہ ہوگی ہزار بار دیوانہ وار وحشی بشان پر اشعار عبرت آثار پڑھتے تھے نظم

رات دن زلف رخ یار پہ رونا ٹھہرا
چشم پرنم نہ ہوئی آنکھ مجھے لا ٹھہرا
نہ ہوئی مہر تو نکلی دم فریاد کبھی
ورنہ ہر روز ہوا رنگ حنا کا ٹھہرا
دم ترشتن جو کیے قتل ہزاروں آ نکلے
مثل بیتاب کبھی حال ہمارا ٹھہرا

جھنپتا وقت ہوا پر نہ یہ در پا ٹھہرا
حسرت دید ہے دم بھر کے لیے تعافل
شہر کو آ آ کے کئی بار کلیجا ٹھہرا
یار و اغیار میں ہر وقت قرائی ہے کیا
سر مہ نظر دین مری تیغ کا ڈورا ٹھہرا

اے ستم پیشہ جو لطف دنگا چرا یا ہوتا
پھر خنجر کو مرے حلق پہ ٹھہرا ٹھہرا
ہاتھ میں اسکے کبھی تھے کبھی تلواریں
بدن زار مرا ساہی کا کانٹا ٹھہرا
ہر نفس تیر جین اے خدا ترستے کوئی

ہر چند ساتھ والے سمجھاتے ہیں بھائی کس حال میں ہو کیوں ملال میں ہو بھائی کا بھائی کہنا نہیں مانتا بھائی کو بھائی قتل کرتا ہے سیکڑوں نے پہاڑ سے سر ٹکرا کے سیکڑوں دلدل جھیل میں گرے غوطے کھاتے بحر فنا میں ڈوبے تمل بیڑا نہ لگا کشتی حیات موفانی بڑی مشکل پناہ پالی ہوئی وہ تینوں ساحر کھڑے ہوئے ہاتھ پار رہے ہیں آواز دیتے ہیں اے کاؤس لشکر کو جاؤ شکست نہ ہو نر ائی کا بندوبست ہو آج تیرا کوئی مثل نہیں ہے ہم تیرے معین و مددگار ہیں ہم کیا مجبور رہا چار ہیں سامری جمشید نے ہمکو سیر کا اختیار دیا ہے دو سو برس خدمت سامری میں رہ کے عجائب و غرائب سحر کے دیکھے اب ہمیں کس بات کی پروا ہے ایکدم میں شعبدے ہیں مسلمانوں کا حال تباہ ہے آخر بھاگ کر کہاں جائینگے ہمارے ہاتھ سے کیونکر امان پائینگے دیکھو ہزاروں پامال ہوئے اور ابھی سحر کامل نہیں ہوا جسوقت سحر کامل کرینگے لاشوں سے میدان بھر دینگے آج ان سب پر جفا سے کامل ہے صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہیں مال اسکا یہ ہے کہ خود بچتے ہیں اور کوئی اسم اعظم سے محفوظ نہیں رہتا صاحبقران بھی گھرے ہوئے ہیں ساحران کاؤس پیا تو بھاگ جائے گے اب تو پلٹ پڑے کاؤس نے آواز دی حمزہ کو تیر و تفنگ سے مار لو سحر نہ کرو نیزہ

تلوارین لیکر کئی لاکھ ساحر صاحبقران پر ٹوٹ پڑے صاحبقران بھی بڑے لطف سے جنگ کر رہے ہین ہمہ تن چشم بنے ہوئے اعضائے جسمی تیرو نے چھنے ہوئے کوئی نیزہ مارکر بھاگا کسی خطا شعار نے تیر مارا قریب نہین آتے دور سے وار کرتے ہین جو صاحبقران کے قریب آیا امیر نے اسم اعظم پڑھکے ہاتھ تیغہ عقرب کا ماردیا اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوگئے اشقر دیوزاد بھی اپنے آقا کو بچا رہا ہی طرار سے بھر رہا ہی کسی کو تاپ ماردی کسی کو پشتک کسی پر دولتی بہار سکا مرکب بھی جنگی ہی جب صاحبقران زمان لڑتے ہوئے قریب کوہ عجائب وغرائب پہونچے ساحران ہمراہی صاحبقران کڑک کڑک کے پہاڑ پر گرے ان تینون نے پتھر برسائے لشکر صاحبقران تباہ ہونے لگا امیر نے جو دیکھا کہ سب ساحر حیران پریشان پھر رہے ہین اول مرتبہ جو ساحرون نے گولی ماری اور پہاڑ پر گرے سو ہان وکوہان دفیلان تین جادوگر پہاڑ سے نکلے اور بت خونریز نے فریاد کی ان بتون نے نکل کر ایک ایک پتھر طرف آسمان کے پھینکا اور آواز دی اے سامری جمشید تینون ساحر ننگے کمر سے ہوئے ہین موٹے زنار بڑے ہوئے پتھر اُچھال رہے ہین صاحبقران نے خیال کرکے دیکھا کہ معدوم وشیدا تو اس لائق ہین کہ سحر کر رہے ہین اور سب ساحر زخمی ہوگئے کسی کا سر زخمی کسی کا شانہ اور معدوم وشیدا بھی سحر کر رہے ہین اپنے کو بچاتے ہین صاحبقران بیقرار ہوگئے دعا مانگنے لگے پکارتے ہین اے خالق لیل ونہار اے پروردگار وقت مدد ہی **نظم**

بندۂ ناچیز فریادی خدا فریادرس	آدمی مظلوم و ذات کبریا فریادرس
بندہ را در بندگی دار و خدا سے لایزال	کے پسند د مبتلا را در بلا فریادرس
کارفرما سے عدالت منصف انصاف دست	صاحب صدق و صفا و بے ریا فریادرس
بشنود فریاد بخشد داد خلق آن دادگر	میرسد بہر حمایت جابجا فریادرس
از ستمگاران عوض گیرد جناب منتقم	ظالمان را میدہد سنگین سزا فریادرس
در زمانہ چون مدار معدلت بر ذات اوست	بیخبر ز احوال ما باشد چرا فریادرس
چون کند فریاد بہر دادخواہی دادخواہ	از زبان صد بار گوید مرحبا فریادرس
میدہد در عالم ایجاد از راہ کرم	مدعا سے خلق حسب المدعا فریادرس
پرورت آمد ز نکس خویش بندی دادخواہ	گوش کن فریاد این مظلوم یا فریادرس

صاحبقران نے جو بیقرار ہوکے دعا کی تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا بقدرت سبحان فوراً دفعتاً میدل آسمان پر ابر تیرہ وتار پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی کڑک شرارہا بر قین چپک چمک کے گرتی ہین سب اُسی جانب دیکھنے لگے کہ وہ ابر اُس کوہ عجائب وغرائب پر لہرایا ایک قرنا کی آواز آئی کہ تمام کوہ تھرانے لگا وہ تینون ساحر جو برہنہ کمر سے تھے گھبرا کے ان تینون نے آواز دی اے بت خونریز اس ابر کو تو پہچان دیکھ تو اس ابر مین کون ہی معلوم ہوتا ہی کہ حق اپنے مرکز پر آگیا دہشت نے زور دکھایا اے بت خونریز غضب ہوا بت خونریز نے کہا مین پہچان گیا مگر نام نہ لونگا اے بزرگان دین زبان اینٹھی جاتی ہی طبیعت بہت گھبراتی ہی بربادی کوہ کا وقت قریب آگیا وہ ابر آسمان پر آکے چرخ مارنے لگا اُسکے چرخ مارنے سے یہ دفع ہوا

کہ پتھر برس رہے تھے اُس ابر پر آکے ابر ٹھہرا اُس ابر کو اس ابر نے لوٹا پتھر برس رہے ہیں
لیکن یا تو پتھر اہل اسلام پر گرتے تھے سحر شکستہ و معدوم کے باطل ہوئے جاتے تھے یا
زبانوں نے قوت پائی یا تو جھولیاں شانون پر بار تھیں اب جھولیوں سے اسباب سحر نکلنے لگا
جس ساحر کو گولا مار دیا اسکا سر پھٹا سوہان و کوہان و فیلان ننگے پہاڑ پر دوڑے اور رستے
پھر رہے تھے بت خونریز کا یہ وقت دل میں قلق پکار رہے ہیں کہ اے بت خونریز کچھ تدبیر کرو
بت خونریز کہتا ہی میں کیا کروں آپ بزرگان دین میں جب آپ ایسے تمہارے آگے تو میں کیا کر سکتا
ہوں سات مرتبہ اُس ابر نے چیخ مارا پتھر برسنے ہزاروں ساحروں کو مارا شعلہ لونکے سر پھٹے ہزاروں
سر کٹے جا بجا پڑے تڑپ رہے ہیں کہ وہ تینوں ساحر برہنہ پتھر اٹھا اٹھا کے طرف اُس ابر کے
پھینکتے ہیں جیسے ہی یہ پتھر جاکے ابر پر پڑے ابر سے آواز آئی او نامردو بیدا کرنے دسنہ دبالکل بھولے
مکر و حیلہ کرکے ایسے ہوئے گڑگڑ کے بیٹھے ہمارے حق کو فراموش کیا منہ تو خورشید برق وش
مالک طلسم نور افشان صاحب شوکت و شان یہ جو آواز آئی صداے معشوقانہ تھی مگر وہ
ہیبت ہوئی کہ یہ تینوں ننگ خاندان پہاڑ پر دوڑنے لگے ایک کو ایک نے نگاہ قہر دیکھا پھر
سوہان نے کہا او کوہان بیہودہ تو کیوں نکل آیا کوہان نے کہا بت خونریز نے پکارا میں
کیوں نہ نکلتا فیلان نے لپٹ کے طمانچہ مارا کوہان نے سوہان کے موے زہار پکڑ کے جھٹکا
مارا فیلان نے کہا اے کوہان کیا کرتا ہی اُس نے اُسکے موے زہار پکڑ لیے کیونکہ تار کھینچنے لگے
جب چرچر بال ٹوٹتے ہیں وہ اف اف کرکے بیٹھ جاتے ہیں فیلان نے سوہان کے گلے میں
موے زہار ڈال دیے ملکہ خورشید نے چمک کر آواز دی ہاں او نامردو ایک کا ایک بدلا لے
اور لشکر سے آواز دی ہاں یہ دو بینا گلعذار رنگین قبا نے جو یہ آواز ملکہ کی سنی کہا خواجہ تخت سے
اتر جادو وزیر زادی ڈیڑھ لاکھ فوج لیکر پہاڑ پر گری جب ان تینوں کے موے زہار ٹوٹے اور خون کے
قطرے ٹپکے تینوں دور سے بت خونریز سے لپٹے کہا اے نامرد تیری دھوتی کھول جیسا تو نے
ہمکو ستایا اُسی طرح ہم تجکو ستائینگے بت خونریز نے گھبرا کے دھوتی کھولی پھینکدی اب ہوئے
موٹے چوتڑ جو ہلے فیلان اپنا ستون لیکر دوڑا ستون جو اسکے جسم سے لگایا بت خونریز نے
ایک چیخ ماری کہا ارے میرا دم نکلا جاتا ہی کوہان نے کہا میں بھی تو شریک ہوں تینوں پہنچے
بت خونریز کو لے پڑے ایک تو چار مرتبہ ہلکر بیٹھا دوسرے نے کہا میں بھی آیا وہ بیٹھا تیسرے نے
کہا میں بھی آیا ملکہ خورشید برق وش نے آواز دی اے گلعذار رنگین قبا استغفر مستے منہ پھیر لو
یہ بڑے سامری پرست ہیں کیا آپس میں چہل ہو رہی ہی بت خونریز چیخ رہا ہی کہ ارے اب
مجکو چھوڑ دو میں مرجاؤنگا یہ بڑے بڑے شعبون میرے واسطے تھے اب مجھے صدمہ زرگری
نہیں اٹھتا ارے اپنے اپنے گھر میں جا دو دیکھ لیتے ہیں اب گھر میں کیونکر جاسکتے ہیں اب ہمارا
مقام بند ہو گیا یہی دروازہ کھلا ہے اسی دروازہ میں جائینگے ارے ابھی سمجھے کیا سمجھ میں آیا ہی
ابھی سے ترستا ہی ہمارے سر کہاں جائینگے اسی کھڑکی میں رہینگے اب یہاں کی جفا دیکھیے بت خونریز
کہتا ہے ایک بار سر کاٹ لو ارے خطا معاف کرو ابتو میرے ہوش درست نہیں ہیں میرا

دم نکلا جاتا ہے اب کہاں تک صبر کرون کیونکر دل پر جبر کرون اب جبر و صبر نہین ہو سکتا ہے مگر تینون
بچے جو ہیٔے ہین ملکہ خورشید تڑپ تڑپ کے گرنے لگین جس گھاٹی پر گرین اُسے جلا دیا سیکڑون
گھاٹیان ویران کر دین کسی گھاٹی سے شیر و ببر و کالا مار کے نکلا ملکہ خورشید برق وش تڑپ کے گرین
دو ٹکڑے ہیٔے کسی گھاٹی سے ہاتھی نکلا سونڈ ہلاتا ہوا باہر آیا چاہا تڑپ کر گردن کسی ساحر پر بھسنڈ مارا
وزیر زادی نے آواز دی داری دیکھیے گھاٹی سے ہاتھی نکلا لگی سو جوان کو پامال کر چکا برق بنکر ملکہ گرین
ہاتھی کے بھی دو ٹکڑے ہیٔے ایک گھاٹی سے ایک عقاب نکلا چاہا اُس نے جا کر بت خونریز
پر سایہ ڈالون اس جفا و مصیبت سے اس کو بچاؤن ملکہ گلعذار نے چیخ کر آواز دی وہ عقاب کہان
جاتا ہے آگے نہ بڑھنا عقاب حیران حیران دیکھنے لگا ملکہ گلعذار نے ایک دستک دی ایک طاؤس
اُڑتا ہوا آیا طاؤس سامنے پر سے طمانچہ مارا عقاب کے پر نوچکر پھینک دیے عقاب نے چیخ ماری طاؤس نے
بت خونریز پر سایہ نہ ڈالنے دیا راہ مین روکا کئی طمانچے مارے آخر منقار سے سر عقاب کا فگار کیا
عقاب جھوم کر پہاڑ پر گرا ایک صدائے مہیب آئی کہ او بت خونریز تو نے ہمکو مصیبت مین پھنسایا
کیون ہمکو بلا بلا کے ذلیل و رسوا کرایا سب نے دیکھا عقاب تو جلکر خاک ہوا اُسی مقام سے ایک
طاؤس ہفت رنگ پیدا ہوا طاؤس گلعذار پر جا پڑا طاؤس ہفت رنگ نے طاؤس کو گلعذار کے مارا طاؤس
جھوم کر گرا صدائے ہیبت ناک آئی گلعذار کا سر بھی زخمی ہوا تمام جسم خون سے رنگین ہوا طاؤس ہفت رنگ
چلا کہ جا کے سر پر منقار مارون وزیر زادی نے آواز دی داری مجکو بچا لیجیے ملکہ خورشید نے
جو پلٹ کے دیکھا وزیر زادی خون مین نہائی ہوئی سر زخمی طاؤس چلا وزیر زادی لہرا رہی ہے ملکہ
خورشید دوڑ پڑین آواز دی او ہفت رنگ دیکھ کہان دغیرہ کیا غرور سے مین بت خونریز کا
کیا حال ہے یہی حال تیرا کرون یہ کہکے دستک دی طاؤس ہفت رنگ نے منہ سے شعلہ چھوڑا خورشید نے
انگلی ہلا دی شعلہ بجھا جھونکا ہوا کا چلا طاؤس اندھیرے مین ہو گیا تھوڑے عرصے کے بعد اندھیرا
موقوف ہوا سب نے دیکھا ایک زنگن بہت موٹی تازی برہنہ کھڑی ہے اور ہنس رہی ہے ملکہ خورشید
نے آواز دی کیون او فاحشہ اب کیا چاہتی ہے زنگن نے کچھ جواب نہ دیا چاہا ملکہ کے تل جاؤن
ملکہ خورشید تڑپ کے پاس کی گھاٹی پر گری اس گھاٹی سے سات زنگی پیدا ہوئے جھپٹ کر زنگن
سے لپٹ گئے جو بت خونریز پر جفا تھی وہی آفت زنگن پر ہونے لگی زنگن چیخ رہی ہے آواز دیتی ہے
ای ملکہ عالم تو یہ ہوئی یہ زنگی ہمکو مار ڈالینگے مین زندہ نہ بچونگی ای بت خونریز تو نے کیا گناہ کیا جس
معاذ اللہ مجھے لیا کیا کوئی جواب نہین دیتا زنگن کا چھینا غل مچایا خواجہ عمرو نے جو یہ نگاہ دیکھا ملکہ
خورشید برق وش دریا سے خون مین نہائی ہوئی پھر زمین پر آئی عمرو نے دوڑ کر ہاتھ چوم لیے
کہا ملکہ تم نے ان بیچاؤن کو خوب سزا دی ملکہ نے کہا خواجہ اب لشکر کفار گھبرایا ہوا ہے اب آپ
بھی ان سب کو قتل کیجیے ماشاء اللہ صاحبقران زمان بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین یہ
سنتے ہی عمرو نے ایک آواز دی ہان بیدو بینکار جھپٹ کے دوڑے عمرو نے الگ ہو کر کھینچا
اپنے نام نامی کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

عمرو دو چشم مشتہر ہندستان	مری شکل سے مکر پیدا ہوا
میرا نام ہے خواجہ اخو جگان	مرے نام پہ غدر شیدا ہوا

خدا نے تمکو بھی آفتاب جمال مرحمت فرمایا ہی ایک طرف سے محرم اس اردوان امرے کر تا ہوا چلا آتا ہی خوشی میں سامنے صاحبقران کے آیا جھک کے سلام کیا عمرو نے آکر سب حال بیان کیا کہا اے شہریار حقیقت میں محرم نے ایسا کار نمایان کیا کہ امکان بشر سے باہر ہی اپنی جان نثار کی ہر ہر مقام پر ایسے ایسے مقابلے پڑے آخر ساحر معلق نے ایسا سحر کیا کہ دیوانہ کر دیا کئی دن دیوانہ وار وحشی مثال اُسی صحرا ے ریگستان میں پھرا محرم نے کہا خواجہ کو خدا سلامت رکھے کہ معلق کو کس مزے سے مارا صاحبقران نے محرم کو گلے سے لگایا محرم گلے سے لپٹا عرض کی شکر پروردگار کہ خدا نے اس خستہ کو اس رتبہ پر پہونچایا یہ مرتبہ ہاتھ آیا کہ غلام صاحبقران مشہور ہوئے کہ دیکھا امیر نے ملکہ خورشید برق وش لڑتی ہوئی چلی آتی ہین ان تینوں جادوگرون نے لاکر شربت خونریز اندر کیا ملکہ نے کہا اے فیلان کوہان طعن کرتا ہی تو کیا اسکا علاج نہین کر سکتا فیلان نے عرض کی غلام اس کے باپ سے لڑ سکتا ہی ملکہ نے اشارہ کیا کہ مارے فیلان کوہان پر جا پڑا فیلان نے کوہان کا سر کاٹ لیا سوہان نے جو دیکھا کہ ایک بھائی مارا گیا یہ جھلا کے جا پڑا اور آواز دی او نامرد یہ تو نے کیا کیا ان دونون مین سحر چلنے لگے کیا کیا غضب کے سحر دونون پہ چلے ہین ہزارون اور جادوگر جل گئے ہین شعلے بھڑک اٹھ کر رہے ہین نخل جل رہے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین دور سے ساحر دیکھ رہے ہین انکی طرف والے کہتے ہین اے بزرگان دین یہ کیا کرتے ہو ذرا دل کو سنبھالو آپس مین نہ لڑو مذہب مین فتور آتا ہی جب یہ نہ سالڑتے لڑتے تھم جاتے ہین ملکہ بھی نگاہ ڈال دیتی ہین نگاہ لڑتی اور غضب ہو وہ جوش و خروش ہوتا ہی کہ دونون کے چہرے سرخ ہو جاتے ہین بیتاب ہو ہو کے پکارتے ہین دیکھیے تقدیر کیا دکھاے اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

الجھے نہ زلف سے جو پریشانیوں میں ہم — کرتے ہیں اسپ ناز ادا دانیوں میں ہم
سر گرم رقص تازہ ہیں قربانیوں میں ہم — سمند سے کسکی آگے ہیں جولانیوں میں ہم
ثابت ہی جرم شکوہ نہ ظاہر لب ار رشک — حیران ہیں آپ اپنی پشیمانیوں میں ہم
مارے خوشی کے مر گئے صبح شب فراق — کتنے سبک ہوئے ہیں گران جانیوں میں ہم
آتا ہی خواب میں بھی تری زلف کا خیال — بے طور گم ہوئے ہیں پریشانیوں میں ہم
دیکھا ادھر کو تو نے کہ بس دم نکل گیا — آتر سے نظر سے اپنی نگہبانیوں میں ہم
اب قید سے امید رہائی نہیں رہی — ہمدرد پاسبان ہیں زندانیوں میں ہم
در وزبان میں اُس جگہ سرگین ہے وصف — تلوار کر رہے ہیں صفا ہانیوں میں ہم
آہوں نے اپنی بوالہوسوں کو رُلا دیا — ہیں رشک چشم یار فسون خوانیوں میں ہم
وہ صید ناتوان ہیں اے رشک خضر اسیر — اُچھلے نہ آب تیغ کی طغیانیوں میں ہم
معمور اسقدر ہیں تری وحشیوں نے دشت — کرتے ہیں شہریوں کو بیابانیوں میں ہم
پیش نظر ہی کسکا رخ آتشیں گداز — روتے ہیں اپنے حال پہ حیرانیوں میں ہم
کھا کھا کے زخم سوے نمک زار بیدریغ — کھو بیٹھے اپنی جان تن آسانیوں میں ہم
مومن حسد سے کرتے ہیں سامان جہاد کا — ترسا صنم کو دیکھ کے نصرانیوں میں ہم

عشق کے جوش میں ظاہر میں ہوشیار ہیں مگر انتہا کے مدہوش ہیں جب یاد کرتے ہیں کہ ہم کس بلا
میں پھنسے ہیں چیخیں مار مار کے روتے ہیں مگر غیرت یہی کہتی ہے کہ بھائی کا سر کاٹ لیں معشوق کے
آگے پیش کریں شاید راضی ہو جائے وعدۂ وصل کرے دل شاد ہو جائے ورنہ تڑپ تڑپ
کے مر جائینگے اسی جوش و خروش میں لڑ رہے ہیں جب ملکہ نے دیکھا کہ عرصہ دراز گذرا ایک کی
ایک چوٹ نہیں کرتا للکار کر آواز دی ارے نالائقو اسقدر دیر کی ایک نے ہاتھ مارا ایک کا
سر اڑ گیا اپنے گلے پر تلوار رکھی آواز دی کہ حضور میں نثار ہوتا ہوں ملکہ نے کہا خوشی تمھاری
ہم تو تمھاری خوشی کے پابند ہیں اسنے اپنے گلے پر تلوار پھیری سر کٹ کے گرا قہقہہ لگا رہا آندھیان
بلند ہوئیں آندھیاں سیاہ چلیں بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من کوہان وسوہان و قیلان
جادو بود پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کے اڑ گیا چشمہ آگ برسی جب پہاڑ گرا تو کئی طاؤس کئی فیل سیاہ
جل جلکر گرے پہاڑ سے نکلے اپنی ہی آگ میں آپہی جلے پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوا آخر میں ایک ہوائے
سیاہ چلی اس زور سے جھونکا آیا پہاڑ اڑ کر آسمان پر پہونچا ایک گڑھا اس مقام پر پڑ گیا خورشید برق وش
نے بڑھکر ایک سو ایک تختی الماس کی نکالی صاحبقران کو نذر دی عرض کی ای شہریار مبارک
ہو کہ حضور نے کوہ عجائب و غرائب کو فتح کیا ان بھیاؤں نے کیسے کیسے ظلم کیے خدا نے اگر فضل
کیا تو اسکا بدلا ہو گا ان ظالموں نے بڑے بڑے ظلم کیے کوکب تو بادشاہ عادل و منصف تھا ظلم
کرنے کے خیال عدالت میں رک گیا ان بھیاؤں نے اپنے زمانے میں قیامتیں برپا کر دیں ہر چند
سبھنے چاہا کہ اپنے کو بچائیں مگر نہ بچ سکے آخر قید کیا اس مقام پر قید کیا تھا کہ جہاں ہوا کا بھی گذر
نہو سکے جب وقت رہائی آیا خواجہ بھی اسی مکان کے متعلق جاکر قید ہوئے کاوس نے دیکھا
کہ پہاڑ اڑ گیا بت خونریز مارا گیا بزرگان دین پر یہ زوال آیا ساتھ والوں نے کہا یارو اب نہیں کوئی
بچ سکیگا طلسم کشا صاحب تم اعظم خورشید برق وش جیسا رو رہا ہے اسکے سحر کو کون روک
سکیگا اب میں جاتا ہوں تم سب بھی نکل آؤ ملکہ خورشید اسکی جانب چلیں کاوس تڑپ کر بلند ہوا باز بنکر
بھاگا لڑائی سے باز آیا طائر ہوش اڑ گئے اسکے ساتھ والے بھی باز اور قرقرہ بنکر نکلے اکثر مارے گئے
کاوس نے آسمان پر جاکے آواز دی یا طلسم کشا آپکی دوہائی ہے امیر نے خورشید کا ہاتھ پکڑ لیا
خورشید بھی رک گئیں سب ساحر بھاگ کر نکل گئے کوئی زخمی کسیکا ہاتھ کٹا ہوا کسیکے چہرے پر
زخم ہر کوئی بھائی کا نام لیکر روتا کوئی بیٹے کا نام لیکر روتا تھا کوئی کہتا تھا سیان ہماری تو جان
بچی روتے پیٹتے سب تو نکل گئے کہ انکا حال وقت پر تحریر ہوگا لیکن صاحبقران بفتح و فیروزی
پلٹے دربار میں پہونچے تاج بڑا در بار دربار ہے ملکہ خورشید برق وش وزیر زادی انکی گلعذار
رنگین قباد و ملکہ سعد دم گلپوش و آفتاب شعلہ مزاج و فیروزہ فیروزہ پوش و ملکہ فیروزہ
خورد و لالہ عذار و ماہ رخسار و ناہید و گلشن و یاسمن گلگون پوش و ملکہ اختر پیشانی
و مہر طلعت و ملکہ سحاب جادو و ملک اخضر سبز پوش وغیرہ چار سو ساحران زیر دست عہد
تھیں صاحبقران کے پیچھے میں ایک جانب بہرام وغیرہ سرداران غیر ساحر ہیں گھری بستہ
تھیں خورشید برق وش اپنے مقام سے اٹھیں دست بستہ عرض کی ای شہریار اب حضور

دیر نگرین خواجہ کو ساتھ لیکر واسطے تلاش لوح کے جائین کیتز ہمراہ چلیگی شاید وہ بھیا وہان سے
لوح کا کچھ انتظام کرین ہر چند کہ یہ ممکن نہین ہر ایسا نہ ہو لاچاری گنین اور ہر روا نگرین تو پھر تلاش
کرنا لوح کا دشوار ہو گا صاحبقران آمادہ ہوئے لیکن کاوس جو بھاگ کے گیا دربار مین جا کے
سحر العجائب کے پہونچا تمام کیفیت بربادی کوہ عجائب و غرائب بیان کی اور کہا خورشید برق کو
کے آنے سے لڑائی فتح ہوئی اور خبر دگان دین کی کیا گذارش کرون ایک سے ایک ہوتے نہار
نوچتا تھا ایک نے ایک کو مارا مذہب کی آبرو مٹی بہت خونریزی ہوئی جفا پڑی سیہ تاب جادو
نکلتی تھی زمن نیکے آسپ اوری اتر گئی ملکہ خورشید نے بہت ذلیل کیا آپ کے خون کی پیاسی مین
کاوس وزیر و نیحوار خوش تدبیر ان دو وزیر دنکو واسطے رو گئے صاحبقران سے روانہ
کیا یہ فوجین چلتی ہین کہ ذکر انکا کیا جائیگا یہان صاحبقران تلاش لوح مین جانیکو ہین اب
ان سب کو اس حال مین چھوڑ دو

دو کلمہ داستان سکندر زرین پوش زرین علم تحریر ہوتے ہین مخمس غزل ساقی نامہ

منادل گل روے تو گلعذار انند | اسیر دام بلاے تو دل شکار انند | غبار راہ وفاے تو شہسوار انند
غلام نرگس مست تو تاجدار انند | خراب بادۂ لعل تو ہوشیار انند

ہماری مد نظر ہے بہت نشیب و فراز | نہ کوئی واقف اسرار تھا نہ محرم راز | پہ کیا کرے کوئی ہر اقتضاے راز و نیاز
ترا صبا و مرا آب دیدہ شد غماز | وگرنہ عاشق و معشوق رازدار انند

خرام ناز سے پامال ہین جہان کیسر | ہر عاشقو کا ترے ساتھ ہرک سفر | ولے نہین تجھے احوال پر کسی کے نظر
ز زیر زلف دوتا چون گذر کنی بنگر | کہ از یمین و یسارت چہ بیقرار انند

ہمارے جلنے سے کیا تجکو کیون لگی ہر آگ | سنے نہ ایک تری تو بناسے باتین سو | یہان نہین کوئی دیوانہ جو کرے تک و دو
نصیب ماست بہشت ای خدا شناس برو | کہ مستحق کرامت گناہگار انند

لے ہر پیر مغان دیکھنا یہ رنگ سخن | ہر تازہ توبہ ابھی یاد کر شراب کہن | سے ہر تیرہ و دروں واعظ اسکی باتون
سیاہ سپید و جہرہ و ار غوانی کن | مرو بصومعہ کانجا سیاہ کار انند

وہ کون ہر کہ نہین پاسے بند دام ہوس | ہوے ہین زمزمہ سنج وفا کس و ناکس | پڑا ہی شور زمانے مین اے نسیم نفس
نہ من بران گل عارض غزل سرایم و بس | کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند

سیاہ پوش ہر اک خلق اک جہان گلگون | وہ کون ہر کہ پریشان و خستہ حال نہین | ہمارے کہنے کا تجہ کو اگر نہ آئے یقین
گذر کن چو صبا بر بنفشہ زار ببین | کہ از تطاول زلفت چہ سوگوار انند

مین اور چند ہوسناک عاشق دلگیر | ہیے مین راہبر و جلوہ گاہ شکر | ہیے مین خار یان تیر یاد ان جین بیدران باکمر
تو دستگیر شو اے خضر پے خجستہ کہ من | پیادہ میروم و ہمرہان سوار انند

یہین امید رہائی نہ آرزوی خلاص | نہ چھوٹنے کی تمک و دو نہ جستجوے خلاص | ہر نکو اور بلاجی کو گفتگوے خلاص
ز دام زلف تو دل را مباد روے خلاص | کہ بستگان کمند تو رستگار انند

ہر سو ز خاک کو رسی لباس بدن	کدورت دل تمکین عبیر پیراہن	خیز رفتی سے آئینہ جبین روشن
زنقش چہرہ حافظ ہمی توان دیدن	کہ ساکنان در دوست خاکسار تند	

چہرہ ساکنان منازل بہ حول مخموری و فرخندہ گان مراحل سد سکندری داستان حیرت بیان سکندر کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف ✦ لبالب ہست زخون جگر پیالۂ ما ✦ نوشتہ ہست زین خون ہین قبالۂ سابق مین تحریر کیا ہی کہ سکندر زرین پوش زرین علم باتہ سے شاہزادہ ضیغم شیر شکار کے زخمی ہو ضیغم کے ساتھ ملا برقان برق وش ضیغم پر عاشق ہین اور انہین کے ساتھ مین لیتی ہین سکندر کو بڑی فکر ہوئی کہ یہ نقابدار کون تہا شب کو تخلیہ مین آئے ملکہ نسیم آتش خو نے دیکھا شاہزادہ خاموش ہین ملکہ نے پوچھا کیون صاحب مزاج کیسا ہی سکندر نے کہا اے ملکہ عالم بعنایت خداوند جمشید بڑے بڑے پہلوانون سے مقابلے پڑے ہین کبھی کسی مقام پر کسی سے دبا نہین مگر اس نقابدار نے ایسا پریشان کیا کہ مین مجبور ہو کے زخمی ہوا اسقدر جلد نکل گیا کہ مین تعاقب نہ کر سکا عقل سے یہ معلوم ہوا کہ کوئی ساحرہ اسکے ساتھ ہی جھٹ پٹ نکل گیا ہر کارے مین نے بھیجے ہین اگر پتہ مل جائے تو چہرہ جاؤن ملکہ نے کہا اتنا خیال رہے کہ یہ آپ کو واضح ہو چکا کہ کوئی ساحرہ اسکے ساتھ ہی اگر پتہ ملے تو ہم کو اطلاع کر کے جایئے گا اکیلے جانیکا قصد نہ ہو شب بھر یہی باتین رہین صبح کو سکندر نے بیٹھے نسیم وشاہین ودلکش زنانے خیمہ مین ہین سلطان تخت پر بیٹھے ہین سلطان نے بھی کئی مرتبہ پوچھا کہ اے نور نظر مزاج کیسا ہی سکندر نے کہا کیا عرض کرون مجھے نقابدار سبز پوش کا ایسا افسوس ہی ایسا لاچار کر کے مجھے زخمی کیا یہ ذکر تہا کہ عیار آ کے پہونچا عیار نے کان مین عرض کی نقابدار سبز پوش یہان سے بارہ کوس پر ایک صحرا ہی وہان پڑا ہوا فروکش ہی اور یہ بھی عرض کرتا ہون ایک ساحرہ نہایت حسین وجمیل اسکے ساتھ ہی عیار بھی اسکا نہایت طرار و فریبدہ ہی خود بھی صاحب حشمت ووقار ہی سپاہی بے لشکر صاحب جاہ وتوقیر دنگل زرین پر جما تہا لشکر فروکش ہی آپ ہی کے لشکر کا ذکر کر رہا تہا نہین معلوم آپ نے کیا کہا سکندر نے کہا اے عیار اب اس بات کا ذکر نہ کرنا مین اکیلا ہی جاؤنگا خداوند جمشید نے چاہا تو پامال کر کے آؤنگا عیار نے کہا حضور اسکے ساتھ ساحرہ ہی جب آپ پر کوئی جفا پڑیگی ساحرہ ضرور سحر کریگی سکندر نے کہا سحر کی کیا حقیقت ہی تلوار وہ چیز ہی کہ جب کھنچی سب سحر بلید بھاگ جاتے ہین عیار چپ ہو رہا شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا سلطان نے پوچھا اے نور نظر کہان جاؤگے سکندر نے کہا فقط لشکر کو دیکھنا منظور ہی لشکر کے دیکھنے کے حیلے سے چلے رسالے پلٹنین دیکھتے ہوئے عیار ساتھ ہی ایک مقام پر آ کے ہوا جو لگی مرکب نے پھریری لی اب جوانی کی طرارہ بھرتا ہوا گھوڑا چلا عیار چاہتا ہی مین ساتھ دون مگر گھوڑا طرارہ بھر کے نکل گیا عیار پیچھے دوڑا ہوا جاتا ہی سکندر صحرا مین آ کر پہونچے ایک مقام پر دورا ہا ہی اب سکندر حیران ہو کر رک گئے کہ ادھر جاؤن نہین معلوم نقابدار کسطرف ہی یہ سوچ کر رہے کے خیال ہوا کہ عیار ہمارا آتا ہو گا وہ راستہ بتائیگا اس سوچ مین کھڑے ٹہل رہے ہین کہ دیکھا ایک تیموادم? ہوا آیا سکندر نے اسپر تیر مارا چیختے کہ مین اسکو اٹھا لون کہ ایک فقیر سا شخص سے پیدا ہوا

ہو حق کرتا ہوا اُس فقیر نے ترتیب کرکے سبو کو اٹھا لیا ساتھ سہولیت کے نرم کیا کہا اے شہریار آپ کو
تکلیف نہ ہو مین کباب لگا دون اُس فقیر نے کباب بنائے اپنے پاس سے نمک نکالا کباب پر
ڈالا سکندر نے کباب کھائے کھاتے ہی دل گھبرایا اٹھکر ٹہلنے لگے لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوئے نعرہ
سنکر سعید شعبدہ باز یہ کہکے پشتارہ باندھا لیکر بھاگا ناظرین پر واضح ہو کہ اسی حوالی مین ایک قلعہ ہو
وہان کا حاکم مسحور سنبزہ وبا نہایت زبردست ہو اُسکی بیٹی ملکہ ارمغان زعفران پوش نے خواب مین
ایکدن سکندر کو دیکھا بیقرار و بیتاب ہوئین جب حال ابتر ہوا ولید پیر وزیر زادی نے پوچھا دردِ
حال بیان کیا کہ میری یہ کیفیت ہو اس صورت کے جوان کو خواب مین دیکھا ہو جب دوبارہ ارمغان
نے خواب دیکھا ملکہ نے خواب مین نام پوچھا کہا سکندر زرین پوش نام ہمیرا نام ہو ملکہ نے
سعید کو نام بتایا تصویرین تصویر دکھائی سعید اپنی سن کی خاطر سے تلاش کرنے نکلا جب شاہزادے
کو دیکھا پہچانا یقین کامل ہو یہی نوجوان ہو جب کباب کھلا کے تو نام بھی پوچھا جب شاہزادے
نے نام بتایا دیقین کامل ہوا کہ اسی نے متاعِ صبر و شکیب ملکہ کو لوٹا پشتارہ لیے ہوے بھاگا بھاگ
جاتا ہو دو کوس راہ طے کی تھی ایک چشمے پر پشتارہ رکھدیا پانی پیا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش پیدا
ہوا چادر چہرے سے ہٹ گئی تھی قریب آکر پوچھا ارے تو کون ہو یہ کسکا پشتارہ ہو کہان لیے جاتا ہو
عیار نے سب حال مفصل بیان لیا کہا اپنے مالک کے واسطے لیے جاتا ہون نقابدار نے
تیر سے سعید کو زخمی کیا کہا تو بردہ فروش معلوم ہوتا ہو سعید جان بچا کر بھاگا نقابدار نے
ساتھ والون کو اشارہ کیا ساتھ والون نے شاہزادے کو اٹھا کر گھوڑے پر ڈال لیا سکندر کو اپنے
باغ مین لایا مسند پر بٹھا کر ہوشیار کیا اپنی صورت دکھائی برق نگاہ نام ساحرہ زبردست ہو ملازم
سحر العجایب ہو سکندر بھی عاشق ہوئے برق نے اپنے باغ مین سکندر کو رکھا یہان پھر
سعید جو پلٹ کے آیا ملکہ ارمغان سے کیفیت بیان کی کہ حضور وہ جوان نہایت صاحب جرأت
ولیاقت ہو بہادر جری صف شکن ہو مین نے صحراے پر آشوب مین اُسکو گرفتار کیا ایک نقابدار
چھین کر لیگیا ارمغان نے کہا تو جانتا ہو وہ نقابدار کون تھا کہا حضور اُسنے تیر سے مجھکو زخمی کیا مین
گھبرا دیکھا کیا ایک جانب نکل گیا ملکہ نے کہا اے سعید پتہ لگا تو نے بڑا کار نمایان کیا لیکن نہین معلوم
یہ دشمن سخت کہان سے پیدا ہو ا ہو سعید نے کہا حضور جان لگا دونگا ملکہ نے لاکھ روپے کا
سو تیونکا مالا دیا کہا اے سعید اگر پتہ لگا لایا دولت دنیا سے نہال کر دونگی سعید قلندر ہو زر لیتی
لگا کے چلا لیکن جواہر خنجر زن تلاش مین شاہزادے کی آتا تھا اُس صحرا مین آکے دیکھا صرکب
شاہزادے کا کوتل کھڑا ہو کباب لگانے کا نشان پایا بیہوشی پڑی پائی پشتارہ باندھنے کا نشان پایا
جی مین کہا اے جواہر یہ کیا معرکہ گذرا کون دشمن لگا ہو شاید یہ سوچکر نشان پا پر چلا کوس بھر آگے دیکھا
ایک چشمے پر پشتارہ رکھنے کا نشان ہو چند قطرات خون بھی پڑے ہوئے ہیں جواہر کو اور حیرت
بڑھی کہ ایک طرف سے آواز زنگ کی معلوم ہوئی جواہر نے اپنے کو ایک جھاڑی مین چھپایا دیکھا
ایک عیار بدجواس چلا آتا ہو چپ و راست جانب حیران حیران دیکھتا ہو کبھی غصہ کرتا ہو کبھی حیرت مین
اس حال مین قریب کسندون کے آیا جواہر نے خبر کی آواز دی سعید رکا جواہر نے جھٹکا مارا سعید گرا

جواہر نے نکلکر حباب مارا بیہوش کر کے اُسکی مشکین باندھین ایک درخت سے باندھ کے
چلا گیا سعید نے جو جواہر کو دیکھا دل مین ایک محبت پیدا ہوئی کہا اے معتبر والا گہر مین
سب حال مفصل کہدونگا جواہر کو بھی یقین ہوا کہ یہ دھوکا نہیں ہے جواہر نے کہا بھائی
ہمسے مکر نکر سعید نے سب حال مفصل کہا جواہر نے کہا کچھ یہ بھی معلوم ہے نقابدار کون
تھا کہان گیا سعید نے کہا مین بھی اسی تلاش مین نکلا ہون جواہر نے کہا میرا آقا ہے اب دونون
ملکر تلاش مین چلے سعید جواہر کا شاگرد ہوا تلاش کرتے پھرتے ہین تیسرے دن قریب اس باغ
کے پہونچے رات کو گانے کی آواز سنی جواہر کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیکھا کہ آقا ے نامدار سولا ے
قدر شناس پہلو مین ایک معشوق کے بیٹھے ہین جواہر خوش ہو گیا سعید نے پوچھا کیون استاد
یہی نقابدار تھا جواہر نے کہا اب تو مین نے پہچان لیا مگر چاہتا ہون بلا تکلف سامنے نہ جاؤن
تم کنارے شہر مین جا کر نخلستان مین چھپتا ہون کوئی کنیز آئے تو اُسکی شکل بنکر محفل مین
جاؤن سعید بالتو پر جواہر کی سمت حیران ہے سعید ایک گوشے مین چھپ کے بیٹھا جواہر
چبوترے سے دس قدم ہٹ کر ایک نخل کی پشت پر چھپا قضاے کار ایک کنیز رنگین نامی
واسطے پیشاب کے آئی جواہر نے اس کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکے محفل مین آیا جب گانے کا
وقت آیا گنگنا کے یہ غزل گانے لگا غزل

پابند زیست تھا نہ اسیر مزار تھا
مدفن کی بات ہے کہ شریک بہار تھا
دلوں تنے خبر سلد رہا اضطراب مین
پہ صدمہ کو عکس بجے جو رداے مزار تھا
سیت سے بچنے کے مریجان جلگئی
جو زخم تھا بشکل شگاف مزار تھا
اے جوش شوق تو نے کیا بے سپید
مین سینہ مزار کا اپنے غبار تھا
منت بھی کی مگر نہ کیے مری سنی
سیدان مین زبان نکلی جو خار تھا
مشل خیال یار مین گرد خیمن کے
مین روز بازپرس بھی ننگ مزار تھا
اسے لحد مین بالش و مسند ہے اک نسیم

تھا جوش اشتیاق قدمبوس یار کا
کیون جانتا تھا حسن پریشانیان کی
پاس کفن مجھے نہ لحاظ مزار تھا
اس جسم میں بلبل کیا تو نے اے ہوس
ہر پرو بال زخم و دہان مزار تھا
پاتے تھے اہل درد خبر سرگزشت کی
ورنہ مجھے تہیہ خواب مزار تھا
برسون رہا زبان صغیر و کبیر پر
مانند قول یار مین بے اعتبار تھا
اے روزگار مجھسے دو رنگی تھی کیا غرض
آیا اُسکے دل مین جو امیدوار تھا
ثابت ہوا کشاکش دنیا سے یہ مین
انجام عیش اسیر کنج مزار تھا

کیا پوچھتے ہو اب تو اسیر قفس ہون مین
اے روز گار مین بھی مگر زلف یار تھا
وہ بھی مثال سیاہی زلف سے
دو آنکھون کے واسطے شوق مزار تھا
مرتے تھے مرگ بازوے قاتل پہ قیس
مین بعد مرگ خط جبین مزار تھا
کھٹکا کیا ہون خاک کو بھی خاک ہو کے
میر افسانہ بھی ستم روزگار تھا
مین نے وہان آبلہ مین اُسکو لے لیا
مین حسرت خزان نہ امید بہار تھا
پوچھی نہ مجھسے یار نے کچھ میری سرگزشت
تھے رنج چند نام فقط روزگار تھا

ملکہ برق نگاہ بیقرار ہو گئین
کہا رنگین آج تو کیا رنگ جمایا ہے قلیل رات آئی اول کی تاریکین ہین فراش ماہتاب سے
فرش چاندنی بچھایا ہے وہ رات دیکھے سے بہتر جواہر باتین بنا رہے ہین قضاے کار آسمان پر سناٹا ہوا
ابر فیروزی چمکتا ہے بجلیان ٹوٹ ٹوٹ کے زمین پر گرین ملکہ برق نگاہ نے کہا معلوم ہوتا ہے
ہمشیرہ آتی ہین ابر رفع ہوا دیکھا ایک نازنین تخت پر سوار سامنے جھک کے سلام کیا کہا کہ ہوا

شیرین عذار کھانے آئی ہو شیرین کی نگاہ جو جمال جہان آرائے سکندر پر پڑی بیٹھی ہوئی
باتین کرنے لگین گھبرا کر پوچھا اس شہریار کا کیا حسب و نسب ہی برق نگاہ نے کہا یہ ایک سوداگر
صورت شکن تیغزن لڑکے ہین تنہا اپنے ملک سے نکلے اسطرف گذر ہوا مین نے بھی ہاتھ پکڑ کے واسطے
روک لیا سامان دعوت مہیا کیا شیرین نے کہا ای شہریار ایک شب کے واسطے ہمین بھی سرفراز
فرمایئے نگاہون سے کھائے جاتی ہی سراپا کو دیکھ رہی ہی برق نگاہ حیران کہ بوا شیرین کا
تو عجب حال ہی ویسے باتین کر رہی ہی کہ اگر مین جانتی کہ بوا شیرین آئی ہین تو اس یوسف ثانی کو چھپا لیتی
یہ تو اپنے آپ سے باہر ہین دیکھیے کیا ہوتا ہی شیرین نے دیکھتے دیکھتے کہا کیون صاحب تمنے
کچھ جواب نہ دیا سکندر نے رنجیدہ ہو کر کہا مین تو ملکہ برق نگاہ کا مہمان ہون مین اور کہین
نہین جا سکتا لیکن بعنایت خداوند شمر کبھی اتفاق ہوگا تو آپ کے مکان پر بھی آؤنگا شیرین
نے کہا کیون صاحب خداوند شمر کون صاحب ہین سکندر نے بدمزاج ہو کر جواب دیا کہ ہی
تو خداوند ہین ابروے خمدار پر سکندر کے بل جو پڑے معلوم ہوا نیچہ ہاے اصفہانی کو جنبش
ہوئی شیرین ذبح ہو گئی اور شاہزادے کو چھلا کرنے لگی کہتی جاتی ہی کیون صاحب یہ نے دوسو
خداوندون مین درمیان شمر کا نام نہین ہی سکندر نے کہا وہ سب انکے بندے ہین انکے
ضمن مین آپ کا نام کیون ہوتا انکے اوصاف مین الگ کتابین ہین انمین اوصاف خداوند شمر
کے مرقوم ہین انصاف کرو اگر خداوند شمر نہ ہوتے بہار کی فصل موقوف ہو جاتی سرسبزی و
شادابی پھول پھل انہین کی قدرت سے پیدا ہوتے ہین کسکی مجال ہی کہ خداوند شمر کے اوصاف
بیان کر سکے شیرین نے کہا ہئے تو صاحب نام بھی نہین سنا تمالات و منات سامری
جمشید ایل خریل یہ سب نام لکھے ہین مگر آپ نے نئی شاخ نکالی جنکا پتون مین بالکل
پتہ نہین کوئی جھوٹی بات کیے سکندر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا او نالائق کیا بیہودہ بکتی ہی کون
خریل خریل وہ سب بندے ہین شیرین ہنس پڑی کہا صاحب غصہ کیون کرتے ہو شیرین
نے کمسن لڑکے جو سکندر سے باتین کین ملکہ برق کو ناگوار ہوا کہا بوا تم ہماری ملاقات کو
آئی ہو تمکو ان سے کیا مطلب اور باتین بھی ایسی کرتی ہو کہ جو انکو ناگوار ہون تمسے بات کرو انسے
کیون بات کرتی ہو شیرین نے کہا بوا تم تو ایسی بگڑتی ہین کیا کسی کے موتی توڑ لونگی کیا انکے
جواہر لیے ہین برق نگاہ نے کہا بوا تم تو شعلہ جوالہ بنگئین ایسی بگڑین کہ آپس مین تکرار ہونے
لگی برق نگاہ کے منہ سے نکلا بوا سیر کرنے آئی تھین اب جاؤگی کہ نہین جاؤگی اب نہ جاؤنگی
کیا وجہ شیرین نے کہا بوا تمکو شرم نہین آتی ایسی بگڑ بگڑ کے کہتی ہو کہ ہمارے گھر سے جاؤ تمہین
شرم نہین آئی تم گھر پر آکے ہمارے دو دو دن رہتی ہو جو اہر اس تکرار پر گھبرا رہا ہی کہ ای جواہر
کیا کرون جو اہر تو اس سوچ مین سعید عیار بھی دیوار پر سے دیکھ رہا ہی کہ استاد ایک کنیز بنکر وہان
پہونچنے مین کمر کیا ہوا جو تکرار ہونے لگی دیکھیے کیا ہوتا ہی سعید حیران و پریشان ہی کہ یہ کیا ہوا
ہو رہے تو اس فکر مین ہی کہ برق و شیرین عذار سے یہان تک تکرار ہوئی کہ شیرین عذار اٹھی
اور کہا بوا کچھ شناسین آئی ہو مین ایک گولہ مارونگی کہ سر پھٹ جائیگا برق نگاہ نے چاہا تڑپون کر

شیرین عذار نے جھولی سے ایک ڈبیا نکالی یا سامری کہکے خاک اُڑا دی جیتے ہی غبار منہ پر برق نگاہ کے پہونچا اوے کہکے بیہوش ہوئی شیرین عذار نے جان جہان کو سکر سکندری کمر مین بجہہ دیا لے اُڑی سعید تو پیچھے پیچھے شیرین عذار کے چلا جواہر نے یہان برق نگاہ کو ہوشیار کیا برق نگاہ نے کہا کیون نرگس یہ کیا غضب ہوا جواہر نے کہا آپ جانتی ہین کہ یہ کہان رہتی ہین برق نگاہ نے کہا یہانسے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے کوہ ستن قلعے کو شکر ریز کہتے ہین وہی اس کا مکان ہے وہان کی حاکم ہے جواہر نے کہا آپ مجھکو پہونچا دیجیے مین اُسکی گردن توڑ لونگی برق نگاہ نے کہا ای نرگس جب اُسنے مجھکو بیہوش کیا تو تیری کیا حقیقت ہے تب جواہر نے اپنا سب حال ظاہر کیا کہ مین اُس شیر بیشۂ جرات کا عیار ہون اُسی کی جگہ مین آیا کنیز کی شکل مین یہان تک پہونچا آپ مجھکو دور سے قلعہ دکھا دین مین اُسکو راضی کر دونگا برق نگاہ بہت خوش ہوئی کہا ای عیار طرار تو نے بڑا کمال کیا جواہر نے کہا اگر یہ ملعونہ نہ آجاتی تو مین اب کا بجا کے آپ کو بیہوش کرتا برق نگاہ نے آواز دی جواہر جلد جواہر نے جاکر دلوہہ دیکھا سعید کو نہ پایا سمجھا کہ وہ اُسی کی فکر مین گیا عیار طرار وفرار ہو گیا تب ہر کوئی کام کر سے برق نگاہ نے تخت تیار کیا جواہر کو ساتھ اپنے بشکل نرگس بٹھا لیا تخت اُڑتا ہوا چلا شیرین عذار کا حال سنیے کہ شاہزادے کو لیے ہوے جمال خورشید مثال دیکھتی ہوئی جی مین کہتی ہے کیا جواہر بے بہا کو لائی تھی اگر مین نہ پہونچتی اُسکا اس سے وصل ہوتا اپنے سر پر مکان بناؤنگی ایسے معشوق شیر صولت کسکو نصیب ہوتے ہین دلمین خوشی خوشی چلی جاتی ہے سوچتی ہے اگر قلعے مین جاؤنگی تو ظاہر ہوگا دل کی عجب کیفیت ہے یادمین اس ظالم کے یہ صورت ہے دلمین سیر کی طلب میں چلی

نظم

حسن جمال یار سے دل شاد کیجیے ۔ معشوق کیجیے تو پریزاد کیجیے
داؤد کا دکھایئے اعجاز آپ بھی ۔ آہن کو موم موم کو فولاد کیجیے
سودا ہوا ہے گیسوئے عنبر شمیم کا ۔ کاجل سے کیا جگر الف آزاد کیجیے
ای شاہ حسن آپکا بندہ غلام ہے ۔ اس صید بادفا کو نہ آزاد کیجیے
مشک ختن جو زلف کو باندھا خطا ہوئی ۔ عفو قصور عاشق ناشاد کیجیے
باغ جہان مین بلبل بے خانمان ہین ہم ۔ ای گل نہ مثل بو ہمین برباد کیجیے
جسکو سوال وصل کا مجھ دیجیے جواب ۔ منظور جو حضور ہو ارشاد کیجیے
تشریف خانہ باغ مین دم بھر کو لائیے ۔ ہم کو نہال صورت شمشاد کیجیے
کرتا ہے جو حضور کے قد سے برابری ۔ سرو سہی کو باغ سے آزاد کیجیے
وہ ہم کہان وہ آپ کہان اب وہ دن کہان ۔ بھولی ہوئی نہ صحبتون کو یاد کیجیے
دل لیجے ہاتھ مین بت نازک مزاج کا ۔ عنقا کو صید صورت صیاد کیجیے
سنتا ہے کب فقیر کی وہ بادشاہ حسن ۔ ای دل ہزار نالہ و فریاد کیجیے
آگاہ واقعہ سے ہون آب حیات کے ۔ بوسہ کوئی تو ہونٹ کا امداد کیجیے
مانے نہ مانے چھوڑے نہ چھوڑے وہ ۔ کیون ہر گھڑی لجاجت صیاد کیجیے

لخت جگر کو حسن کی جا پر لگائیے — اک دور تن میں آپ یہ ایجاد کیجیے
کرنا ہے عرض حال ضروری حضور سے — تنہائی میں کبھی تو ہمیں یاد کیجیے
نالوں نے آسمان کو سر پر اٹھا لیا — اے نور چند اب لب فریاد کیجیے

اس پریشانی میں ایک پہاڑ سے شہزادی سکندر کو ہوشیار کیا کہا اے جان جہان برق نگاہ ستارہ سیارہ وقت میں تم کو آسکے قبضے سے نکال لائی میں تمہارے واسطے وہ سامان کرون کہ تمام عالم تمہارے واسطے رشک کرے سکندر نے کہا او لکادہ کیا بکتی ہے الگ ہٹ کے بیٹھ ورنہ ایک طمانچہ مار دونگا کہ سر اڑ جائیگا تو دیوانے مجھکو کیون اٹھا لائی سعید نے دور سے دیکھا سکندر کو لیکر شیرین عذار ایک پہاڑ پر اتری سعید ایک بڑھیا کی شکل بنکر قریب پہاڑ کے پہونچا دعائین دینے لگا بی بی حسن و جمال کی ترقی ہو معشوق تمہارا تم سے راضی رہے شیرین نے پلٹ کے کہا بڑی بی ذرا یہان آؤ دیکھو یہ ظالم مجھ سے سرکشی کرتا ہے بڑھیا ٹہلتی ہوئی پہاڑ پر آئی سکندر کی بلائین لین کہا میان ایسی معشوق حور طلعت جان و دل سے مہربان کہے ملتے مین کتی ہے بادشاہو نکا مرتبہ کرونگی سر پر لیے پے سپردگی کیون نہین قبول کرتے تمھین کیا عذر ہے سکندر نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہے بڑھیا نے باتین کرتے کرتے حلقہ کمند کے گلے مین شیرین کے ڈالدیے چاہا کہ بے حساب مارا بیہوش کر کے خنجر مار دیا شیرین عذار مری سعید نے اپنے کو سکندر پر ظاہر کیا جب یہان شیرین عذار مری تو اسکے قلعے مین یہ ہنگامہ ہوا کہ جو اس کے سحر کے بنائے ہوئے مکان تھے وہ گر پڑے قلعے کی دیواریں بھی سحر سے بنی تھین وہ و دیوارین بھی گرین اہالیان شہر گھبرائے رعایا کل بھاگی سب نے کہا یارو غضب ہوا معلوم ہوتا ہے شیرین عذار کو کسی نے مارا قلعہ ویران پڑا ہے جواہر دیبرق نگاہ جو وہان پہونچے دیکھا قلعہ ویران پڑا ہے دریافت جو کیا لوگونکی زبانی سنا کہ بنائے ہوئے مکان ملکہ شیرین کے گر گئے اہالیان رعایا سمجھ گئے کہ کسی نے شیرین کو مارا اس وجہ سے شہر والے بھاگے اب جواہر دیبرق نگاہ گھبرائے کہ شیرین عذار کو کس نے مارا یہ کیا غضب ہوا اب جواہر و برق تلاش مین سکندر کی نکلے لیکن احوال لشکر سکندر عرض کیا جاتا ہے کہ جب صبح کو ملکہ نسیم آتش خود کلشن کی بی بی ملکہ نسیم آتش نے یہ بھی سنا ہے کہ جواہر تلاش مین سکندر کی گیا ہے سلطان زرین تک سے کہہ گیا ہے کہ جبتک مین پلٹ کے نہ آؤن کوئی انتظام نہ کرنا نسیم نے کہا میرا دل نہین مانتا یہ کہکر ملکہ نسیم نے ایک طاوس زرین بال آراستہ کیا تلاش مین شاہزادے سکندر کے چلین باپ سے کہدیا کہ لشکر کی حفاظت رکھیے گا آپ تکلیف نہ فرمایئے مین ڈھونڈھ کے اس شیر کو لاتی ہون جھونکا ہوا کا چلا نسیم غائب ہوئی ادھر سے تو ملکہ نسیم برائے تلاش سکندر جاتی ہین اور سکندر سعید کو ساتھ لیکر پہاڑ سے اترے ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے سکندر کہہ رہے ہین اے سعید کس طرح سے چلین سعید کہہ رہا ہے اے شہریار کس طرح عرض کرون کو لشکر وقت تھا جو مین آپ کو چرا کے لایا کیا افتاد پڑی راستہ بنیاد سند کو یاد نہین نہین معلوم استاد جواہر پر کیا گذری یہ باتین ہو رہی تھین کہ سامنے سے گرد اڑی مشتعل تیغزن نا تے پہلوان مع چالیس ہزار فوج سے

واسطے نوڈ کے طلسم کشا کے چلا ہی اسکندر نامہ سحر العجائب و مصر الغرائب کا سمجھا ہی کہ ایک جوان
آفتاب جمال نظر پڑا اپنے عیار سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ کون جوان ہی عیار قریب سکندر کے آیا
رعب و دبدبہ دیکھکے سلام کیا نام پوچھا سکندر نے اپنا نام مفصل بتایا عیار سیماب نامے ترتیب
کے اپنے آقا کے پاس پہونچا مشتقال سے بیان کیا کہ سکندر زرین پوش زرین علم کسی باعث
مین اپنے لشکر سے جدا ہوے صرف ایک عیار ساتھ ہی مشتقال نے کہا یہ جوان تو قید کرنے سے
بھاگا چہار جانب سے گھیر کے اس جوان کو پکڑ لو ساٹھہ ستر ہزار فوج کے سوار چہار جانب سے چلے
سکندر نے بڑھکر ایک سوار کو مارا اسکا نیزہ لیا اور گھوڑے پر سوار ہوکر لڑنے لگے سعید
بھی جانبازی کر رہا ہی سکندر نے دو چار سرداروں کو جو بڑھ بڑھ کے تھے مارا کسیکو کمر مین ہاتھ دیکے
اٹھا لیا جو رنگ ہوائی کا گھوڑا امیز کرتے ہین مشتقال نے جرأت سکندر کی دیکھی حیران ہو گیا
کہ اس جوان کو کیونکر گرفتار کرین یہ جوان برق جہندہ ہی کسی کے روکے نہین رکتا سیماب سے کہا
ای سیماب یہ جوان تو بلاے روزگار ہی جنگ مین گرفتار ہونا اسکا دشوار ہی عیار نے کہا اگر حضور کے
خلاف نہ ہو تو مین اس جوان کو پکڑون مشتقال عاجز و مجبور ہو رہا تھا سکندر نے کئی سو جوان مار کے
ڈالدیے سیماب نے چالیس عیار حلقہ ہاے کمند سب کے ہاتھہ مین پھیرون پھیلا باقی ہی زور شور سے
تلوار چل رہی ہی سکندر لڑتا ہوا درختوں کی جانب آیا سیماب نے ایک رسالدار کو اشارہ دیا
رسالدار نے گھوڑا دوڑایا نیزہ شاہزادے کو مار کے بھاگا سکندر نے چاہا اس مکار کو ماردون
جیسے ہی درختوں کی طرف آئے چالیس عیاروں نے حلقے کمند کے مارے شاہزادے کے ہاتھ پاؤن
مین حلقے پڑے چہار طرف سے سوار بھی ٹوٹ پڑے از ر دے بلو سیکے سکندر کو پکڑ لیا سعید
کنارے ہوا صورت بدل کے لشکر مین پھرنے لگا مگر حیران کہ کیا تدبیر کرون مشتقال تیغ زن
نے جب سکندر کو گرفتار کیا ساتھ والونسے دریافت ہوا کہ یہ جوان بھی زندانخانہ طلسمی سے
بھاگا ہی ملکہ شاخسار کو بڑے ملال ہونگے سکندر کو تو قید کیا ایک عرضی لکھکر شتر سوار کو روانہ
کیا کہ یہ نامہ ہاتھہ مین ملکہ شاخسار کے دینا زبانی بھی عرض کرنا کہ مشتقال تیغ زن نے سکندر کو زیر کیا
کہیے زندہ روانہ کرون کہیے سر بھیجون شتر سوار نامہ لیکر چلا ملکہ شاخسار قصر تاریک پر فرو کش ہی
قیدیونکا انتظام کر رہی ہی کہ شتر سوار آکر پہونچا سلام کر کے نامہ دیا شاخسار نامے کو دیکھکر خوش
ہو گئی اپنے مصاحبون کی طرف دیکھکے آواز دی ای مطیر جادو جاؤ سکندر کی قید ہمارے پاس
لے آؤ مطیر دو سو ساحرون کو ساتھ لیکر چلی تیسرا دن ہی مشتقال اسی صحرا مین فرو کش ہی
سکندر کے قید کی حفاظت کر رہا ہی سعید بھی بصورت سہل پھر رہا ہی چاہتا ہی کہ اپنے کو قید خانے
مین پہونچاؤن شاہزادے کو رہا کرون پہر دن ڈھلا باقی ہی مشتقال نے دیکھا آسمان پر برق چمکی
مطیر جادو دو سو ساحرون سے آکے پہونچی مشتقال کھڑا ہو گیا جھک کے سلام کیا نامہ
شاخسار کا مطیر نے دیا مشتقال نے کہا آپ کو اختیار ہی مشتقال نے حکم دیا سکندر کو لاؤ داروغہ
جیلخانے کا سکندر کو لیکر بارگاہ مین آیا مطیر کی جو نگاہ پڑی ایک جوان حور مثال پری تمثال
زلفین خلیلی تا بدوش صاحب عقل و ہوش بیت، اگر کے پیچ تکے بھی جل یہ چلنا نہ کیونکر گستہ ہون اس کا

سجا ہی پائی تھی کھنچا پائیچہ تب تو دیکھو غضب خدا کا عجز و جلال سطوت و صولت مثل چاکر ہمراہ چہرۂ آسمان خوبی کا ماہ ابر دے تھے ہر طرف نظر پڑتی ہوئی تلوار تیز مژگان دل ، وزکلام میں سوز مطیر دیکھتے ہی مرتی آہ آہ کرنے لگی کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا اُسیوقت اٹھی لیکن بیقرار ہی کہ ہائے افسوس یہ کلائیان بلوری آہین سنگرہایں گورے گورے پاؤن میں بیڑیان گلوے نازک میں طوق حسن کو آفتاب پر رونق ایسا شیر اس مصیبت میں اُسیوقت آ سنے اپنے جادوگر تیار کیے ایک آرا سے پرستار اوسے کو سوار کیا اُسیوقت لیکر روانہ ہوئی سعید نے دیکھا اب ہم اس لشکر میں رہکر کیا کرون یہ یک بہشتی کی شکل بنکر پانی پلاتا ہوا چلا دن تو قلیل تھا پانچ کوس پر آکے تمام ہوگئی مطیر کا مدعاے دلی یہی تھا اسی مقام پر اتر پڑی بیت شب آمد ست نگار عشقبازان را شب آمد راز دار عشقبازان ہ رات کو آ سنے بارگاہ میں تخلیہ کیا مسند آراستہ کی شراب و کباب درست کر دیے سکندر کو تنہائی میں بلایا قید سے رہا کیا کہا اے جان جہان اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

دیکھ او قاتل کہ بسر کرتے ہیں کس مشکل سے ہم
ہائے کیا بیخود کیا ہے غفلت امید نے
رشک اعدا نے کیے روشن یہ کینیا استخوان
اسکو کہتے ہیں وفاداری کہ بعد از قتل بھی
طول تھی راہ عدم گھبرا کے سوئے قبر مین
جسم روشن سے نظر آتے ہیں جلوے روح کے
خالی کہا احسان نہیں یہ بھی کہ وقت اضطراب
آئو آپس میں بتا ہیں عمر کاٹے کو سے ٹٹے
سنگ رو دیتے ہیں اکثر صورت زخم جگر
رشک ہے حسرت پہ اسکی دل میں آتا ہے بھی
سینۂ دل میں ہجوم داغ حسرت ہے نسیم

جب رہ کر رہتے دور دشمن درد سے دل ہے ہم
حال دل کہتے ہیں ہنا پھر اس قاتل سے ہم
شمع محفل ہو کے اٹھے آپکی محفل سے ہم
داغ خون ہوکر نہ چھوٹے دامن قاتل سے ہم
پاؤن پھیلانے تھکے جب دوری منزل سے ہم
حسن لیلی دیکھتے ہیں پردۂ محمل سے ہم
خوش دم ہو جاتے ہیں تیرے وعدۂ باطل سے ہم
ہم ہیں تیرے ہمارے کیوں تھک رہے ہیں ہم
آپ شرماتے ہیں اپنے خندۂ باطل سے ہم
اپنے قالب کو بدل دین قالب بسمل سے ہم
پھول چن لیتے ہیں اپنے گلشن حاصل سے ہم

اگر تم میرا وصل قبول کرو تو میں تمکو رہا کرون سکندر نے غصے میں جواب دیا او بیحیا کیا بکتی ہے عرصہ دراز تک تکرار رہی سکندر انکار ہی کیے گئے جب مطیر نے دیکھا کہ سکندر کسی طور سے نہیں مانتا اور تیغ پکڑ کے اُٹھا مطیر نے سحر کر کے پھر گرفتار کیا قید خانے میں بھیجدیا اپنے سرداروں کو بلایا اُنسے صلاح کرتی ہے کہ صاحبو میں کیا کرون میں نے اپنے مالک کی عدول حکمی کی اگر شاخسار کو خبر ہوئی تو کیسا خلاف گذریگا کسی کا خیال نہ کیا وہ ظالم کسی طرح نہیں مانتا ہے سبھون نے کہا ذرا اسے میدان خونی کی تدبیر کیجیے اور میں استادہ ہون اُسوقت جانکے خوف سے کیا عجب ہے جو قبول کرے مطیر کا تکلیف دینے کو دل نہیں چاہتا کہنے سے مصاحب کار و نکے حکم دیا تیاری میدان خونی کی ہونے لگی اور مشہور یہی کیا کہ کل سکندر کو قتل کرونگی رات بھر ڈھنڈھورا پٹا اشتہار جسپان ہوئے جب کہ سکندر آفتاب تابان راہ عالم ظلمات کو طے کرکے چرخ زبرجدی پر برآمد ہوا آئینہ مہر ہاتھ میں فوج ضیا و شعاع پشت پر میدان چرخ زبرجدی میں صفوف آرا ہوا یہان میدان

خونی تیار ہو چکا مطیر نے سکندر کو آنا بے پر سوار کیا طرف میدان خونی کے چلی جلاد
سنگین لگارہے تھے میں مطیر دیکھ رہی ہے سکندر اسی طور سے شیرانہ سر خم کیے بیٹھا ہے سعید آنکے
ساتھ ہے ایک کونے میں کھڑا ہوا رو رہا ہے جی میں کہتا ہے ہائے یہ شیر اگر قتل ہوا تو ستا کر اپنی جان دیدینگے
رہائی کی صورت نہیں معلوم ہوتی استاد و شاہزادہ پر کیا گذری برق نگاہ و جواہر پھرتے پھرتے عاجز آ گئے
آخر جواہر نے کہا آپ بالائے آسمان آسیے میں یونہیں تلاش کرونگا برق نگاہ نے جواہر کو اوتار دیا
جواہر ڈھونڈھتا ہوا چلا برق نگاہ ایکطرف پریشان ہے جابجا ڈھونڈھتی پھرتی ہے تیسرے دن جواہر
ایک پہاڑ پر چڑھ گیا سر اٹھا کے دیکھا ایکطرف ہنگامہ دیکھا کوہ سے اترکے چلا قریب آ کے دیکھا
شاہزادہ سکندر زیر تیغ بیٹھے ہیں کلیجہ منہ کو آ گیا غضب ہو گیا ایک فقیر کی شکل بنکے لشکر میں
آیا ہر چند کہ خاندان خواجہ سے اسکو عیاریاں نہیں ہوئی تھیں مگر وہی شوخی شرارت غول میں آکر
کھڑا ہوا سر سے کوپین کھولا تاک کر جلاد کو مارا سر اسکا اڑ گیا مطیر نے کہا ارے یہ کیا ہوا کہا
حضور جلاد دیوانہ تھا خنجر پھر اپنے اپنے سر پر مار لیا دوسرے جلاد کو حکم ہوا وہ خنجر کھینچ کر چلا
جواہر کو کب تاب تھی اسکی کلائی پر پتھر مارا اڑ کے اسکا ہاتھ ٹوٹا ایک کنیز نے مطیر کی دیکھ لیا کہا حضور
وہ شخص کھڑا ہوا پتھر مار رہا ہے لینا لینا کہکے جادوگر دوڑے جواہر نے نعرہ کر کے خنجر کھینچا سعید
نے جو دیکھا یہ بھی جا پڑا اتنا تو پکار کر کہا استاد کہاں تھے کہا بھائی کیا بیان کریں فلک نے کیا
گردش دکھائی جیسے ہی ساحر جواہر پر چلے جواہر نے حقہ آتشبازی مارا حقہ چھوٹا کئی ساحر
منہ جلے سعید نے بھی حقہ آتشبازی مارا ادھر برق نگاہ اڑتی ہوئی آسمان پر آتی تھی گیرودار کی
آواز سنی متوجہ ہوئی دیکھا شاہزادہ سکندر ایک جانب مسلسل بیٹھا ہے وہی عیار جو میرے
ساتھ تھا وہ حقہ ہائے آتشبازی مار رہا ہے گھبرا کر ہوگئی دوڑی نعرہ کرکے گری آ کے قریب جو پہنچی کہا
ای جواہر نہ گھبرانا ارے یہ کیا معرکہ ہے جواہر نے کہا حضور میں بھی ابھی آیا آقا کو اس بلا میں مبتلا
دیکھا لڑائی میں مصروف ہوا کہا ای سعید یہ کیا معرکہ ہے سعید نے تمام کیفیت بہ تفصیل بیان کی کہ
استقبال پہلوان سے مقابلہ پڑا اس ملعون نے مکر سے قید کیا مطیر شاہزادہ کو لیکر طرف
شاخسار کے جاتی تھی خواہش وصل کی شاہزادے نے انکار کیا اس حرامزادی نے قتل
کا ارادہ کیا مطیر جادو و ملازمان شاخسار سے ہے برق نگاہ کڑک کڑک کے گرنے لگی دونوں
عیاروں کو بھی بچا کی جاتی ہے علاوہ ہے شاہزادے کی کمر میں پنجہ دون لیکر نکل جاؤں مطیر بلائے روزگار
ہر وہاں تک نہیں جانے دیتی قریب ہے کہ برق نگاہ زخمی ہوکے گرے ساحروں کا چار جانب
سے ہجوم ہے اس نے تڑپ تڑپ کے صدہا کو قتل کیا زخمی ہونے سے مجبور و لاچار مطیر ملازم
شہنشاہ طلسم نور افشان کسی طرح میں بند نہیں ہوئی یکایک ٹھنڈی ہوا چلی غنچے مسکرائے پھولوں
نے آنکھیں کھولیں جوش بلبلان دشت میں روشن ہوئے صحرا ہائے خارستان رشک گلشن ہوئے
جواہر کو یقین کامل ہوا کہ ملکہ نسیم آتشخوار آتی ہیں جواہر نے سر اٹھا کے دیکھا ملکہ نسیم آتشخوار
اطاکیا زرین بال پر سوار رکاب ... سکندر کو جو اس حال پر بلا میں دیکھا مہتاب ہو گئیں
... جواہر نہ ... سنگ دل پھول برسنے لگے گل مرجھائے عندلیبان خوشنوا

مصروف زمزمہ سرائی ہوئین پھولونکی رعنائی زیبائی طائران خوش الحان نے بزبان بے زبانی
یہ اشعار نسیم سے پڑھے

نظم

دل کسی مشتاق کا ٹھنڈا کیا
چین سے والا کوئی پیدا کیا
پھر تو تُنے اُنھیں سمجھا دیا
پھر بھی نگاہوں سے وہ دیکھا کیا
کہ کے آنے مین نہین ہوشیار
آج تو اُسنے کوئی پیدا کیا
نام مرا سنتے ہی شرما گئے
کیا کہون کیا آپ کو سمجھا کیا
پھر وہ نہائے عرق شرم مین
شانہ عبث زلف سے اُلجھا کیا

خوب کیا آپنے اچھا کیا
ہائے رے پیمان شکنی کے عذر
ہم جو گئے آج تو پردا کیا
آہ کی تقصیر نہین ہے مگر
یہ نہ کیا جنے تو پھر کیا کیا
آپکے احسان کی تعریف ہے
تُنے تو خود آپ کو رسوا کیا
مین نے تو اے جان جہان جان دی
کہنے مرے عشق کا چرچا کیا
اُسکی نظر مین ہوا ہلکا نسیم

آج جیا آنکھ کی پھیر اور بہر
جب مین گیا وعدہ فردا کیا
گو کہ نہ تھا میری طرف منہ مگر
بے اثری نے مجھے رسوا کیا
موت سے سونے کو لگتی تھی آہ
مین نے اگر شکوہ اعدا کیا
قدر مری تُنے نہ کی ورنہ مین
تجھسے ادا حق وفا کیا کیا
مین دل صدچاک کا کہتا تھا حال
مجھسے مرے شوق نے یہ کیا کیا

مطیر کو دیکھکر صدا طائران زمزمہ سرائی سنکر جھومنے لگی برق نگاہ انتہائی زنگی ہو برق نگاہ لہرا کے چلی تھی کہ زمین شق ہوئی ایک زنگی نے زمین سے نکل کر ایک چھینٹا پانی کا منہ پانو برق نگاہ مبہوت لب بستہ مہر سکوت تھی یا پھر ہوشیار ہوئی ہم گیا نخل جلنے درختون سے شعلہ ہائے آتش نکلے طفلان غنچہ نے دہن کھولے خون خان کرنے لگے منہ سے شعلہ ہائے آتش نکلے اپنی آگ مین آپ ہی جلے کچھ دنوں مین جو چمنستان تیار ہوئے تھے وہ جلکر رہ گئے مطیر نے پانی برسایا ہوائے سرد چلنے لگی دریا جوش مارکے آیا طرف نسیم کے چلا نسیم نے دستک دی موجے کی تلوار چلنے لگی حباب مثل چشم عاشق بحسرت نگران تھے مثل آئینہ حیران تھے مچھلیان چلین خشک پڑے آخر پانی کی بھی آبرو مٹی پناہ پانی مشکل ہوئی دریا پانی پانی کنارہ دریا سے غار پیدا ہوا اسمین جا کے دریا غائب ہوا مطیر نے جو یہ ہنگامہ دیکھا نسیم سے تھرہونے لگا جب دو چار سحر کیے مطیر نے اتنے سحر کیے کہ نسیم کو عاجز کر دیا نسیم کی ہوا بگڑی جواہر و سعید نے جب یہ معرکہ دیکھا کہ نسیم کے سحر کا ہنگامہ کم ہونے لگا جب مطیر نے بڑھ کے حملہ کیا جسطرح برق نگاہ کو زخمی کیا تھا اسیطرح نسیم کو بھی زخمی کیا برق نگاہ نے جو اُسکے حال پر مہربان پایا قریب کہ نسیم کے اُنکی زخموں مین جھوم رہی تھی برق نگاہ نے شانہ پکڑکے سنبھالا کہا ملکہ عالم ہوشیار ہوجیے لشکر دشمن کا ہجوم ہے نسیم نے آنکھیں کھولین دیکھا کہ برق نگاہ کا بھی رنگ متغیر ہے ہونٹون پر خشکی ہے آنکھون مین تری جوانی مین ابتری نسیم سمجھی کہ یہ بھی شاہزادہ پر عاشق ہے اس پریشانی مین پوچھا کیون لو امزاج کیسا ہے تجھے بہت زخم لگا سا برق نگاہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا کہ حضور سینے مین زخم مین وہ زخم کیونکر دکھاؤن ایسے شعر پڑھتی جاتی ہے

یہ غضب افسوس صد ہزار افسوس ہم
مجھے حسرت ہے یہ کیا ہوگیا آج

خلش ناآشنا کو ہر عدو تھا
ابھی کل تک مرے پہلو مین تو تھا

نہ تھا کچھ خیال گفتگو تھا
خفا ہو ہو کے دلمین رہ گئے کیون

تھین کسکا خیال ہر دم تھا
مرا داغ جگر کیا سمجھا تھا
یہ کلیسا او نہ تھی کسکا لہو تھا

سبدا تھے کیون ہمیرے عضا
کہ وہ کل تھے مگر محتاج تو تھا
قصور اپنی نظر کا تھا نسیم آہ

ابھی کیا ہین بھی عقد آرزو تھا
تجھے ہوتا آشنا دامن سے تیرے
وگرنہ اسکا جلوہ چارسو تھا

نسیم ہنسنے لگی مسکراکر کہا اس شیر کو بھی جس نے دیکھا مائل ہوا کیون نوا تمنے کیونکر انکو دیکھا برق نگاہ نے خلاصہ طور پر اپنا حال بیان کیا نسیم خاموش ہو رہی برق نگاہ نے پوچھا کہ آپ کو اسنے کیا تعرف ہر نسیم نے کہا مین انکو نہین جانتی ہون مجھے عیارے تعرف ہر میرے بیان ملازم رہا اسکو جو مصیبت پڑی سینا دیکھا چلی آئی برق نگاہ سمجھ گئی کہ یہ بھی شائر دب پر مائل ہر مطیر نے جو حالت پائی سحر کرتی ہوئی قریب پہونچی نسیم اور برق نگاہ کو دیکھکر اسنے خاک اڑادی غبار جو اڑا قلب پر غبار غم و الم چھایا ملکہ نسیم و برق نگاہ بیہوش ہوکے گرین مطیر نے اشارہ کیا کنیزین ٹوٹ پڑین ملکہ نسیم و برق نگاہ کو گرفتار کر لیا عیارون کو دیکھنے لگی کہ وہ شخص جو آگ برسا رہے تھے وہ کیا ہوئے یہ دونون بصورت مبدل ایک گوشے سے یہ معرکہ دیکھ رہے تھے سعید نے کہا اُستاد اب کیا ہوگا جوا ہر نے کہا اگر خداوند سحر نے چاہا تو رات کو چھڑا لینگے اپنی جان سے تنگے یہ دونون تو گرفتار ہوئے مطیر ان دونون کو لیکر چلی ہر کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا مشتقال تیغزن ساتھ ہزار فوج کی جمعیت سے آتا ہر مطیر نے دیکھکر اسکا گھوڑا اردگا دیکھا ہزارون لاشہ پڑا ہر ساحر مارے گئے گھبرا کے پوچھا ملکہ عالم یہ کیا ہوا کہ اس نوجوان کے مددگار آئے تھے کہ اسکو چھڑا لین ہین نے آنکھین شاخسار کی دیکھی مین مین نے دونون کی گردن باندھی مشتقال بھی اُترا اب دونون لشکر ایک ہی مقام پر فروکش ہوئے مطیر بہت بیقرار ہوئی دلمین کہتی ہر اس بدعت سے بھی کچھ نہ ہوا کنیزون سے باتین کرتی جاتی ہر کہتی ہر صاحبو کوئی تدبیر کرو اب تو مشتقال بھی آگیا یہ راز کھلے گا ایک فقیرنی نے سوال کیا دیکھا بڑھیا لٹھیا ہاتھ مین ہاتھ پانو مین رعشہ جھریان چہرے پر پڑی ہوئین کمر مین خم دعائین دیتی ہر کہ بی بی آرزوے دلی پوری ہو دل کو راحت رہے مطیر قلق مین مبتلا ٹھنڈی سانس بھر کے کہا بڑی بی آرام جان تو اڑ گیا اب پھر رنج و ملال ہر یہی خیال ہر دیکھین تقدیر کیا دکھائے بڑھیا نے کہا واری یہ صورت زیبا یہ جاہ و جلال رنج و ملال کیسا کہا بڑی بی کیا کہین ایک جلاد کے پاس ہمارا دل ہر وہ صدمے دکھاتا ہر اپنے حال پر رونا آتا ہر جی چاہتا ہر طرف صحرا کے نکل جائین قبر مجنون پر جا کے بیٹھ رہین اپنا حال دل اُس سے کہین شاید کچھ تدبیر بتائین وہ اُستاد والا نژاد ہین انکو بڑے بڑے چلے یاد ہین عشق لیلی مین کیا کیا صدمے اٹھائے ہمیشہ وصل سے محروم رہے آخر مین سنا ہر کہ قبر لیلی پر جاکے انکھین پتھرا دین بڑھیا نے کہا واری وہ کون نامنصف ہر کہ جو آپ سی معشوقہ کو نہین قبول کرتا طرف سکندر کے اشارہ کرکے کہا۔ بیت اینست کہ خون کردہ و دل بردہ بسے را ؛ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را ؛ بڑھیا نے کہا واری اس لڑکے کا راضی کرنا کتنی بڑی بات ہر نگاہون سے تو اسکے یہ معلوم ہوتا ہر کہ تم پر مرتا ہر مگر تمنے کوئی ایسے تکلیف دی کہ تجھے نفرت ہوگئی نگاہ مین محبت کی پڑ رہی ہین تو بشرہ شناس ہون کوئی وقت ایسا تھا کہ ہمارے بھی چاہنے والے تھے

اب بھی نگوڑے دروازہ گھیرے رہتے ہیں میاں میں نے سعید کا دل نہیں دُکھایا وہ وچھا۔ اب بھی سنکھیا لیے گھومے رہتے ہیں بڑھیا نے ایسی خش خش کے باتیں کہیں کہ مطیر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا مادر مہربان تمھاری باتوں سے مزہ ملتا ہی آج یہیں رہیے جاو کہا بی بی اس وقت میں سب نے سب تنہا چھوڑ دیا ایک لونڈی تھی اسکو بھی سامری جمشید نے بلا لیا آج اسکا نقشہ جو سعید کے دکھلا دیا گیا تب سامری بیچ میں اس صورت سے بہت مشابہ تھی ایسے ہی چھوٹے چھوٹے گال ننھے مسکرا مسکرا کے باتیں کرتی تھی بی بی وہ بھی بہت فیاض تھی دروازہ پر لڑکوں کا جماو رہتا تھا لوگوں نے لونڈوں کو میری نام رکھدیا تھا اسکو نظر لگ گئی اتنی برس کے سن میں مر گئے لڑکے فقیر ہو گئے جھولیاں گلے میں ڈالے ہوئے کفنیاں کالی بیچارے ننگے گلے میں ہوحق کیا کرتے ہیں کبھی میں بھی اسطرف جب نکلتی ہوں ایک دن خواب میں دیکھا کھڑی کہ رہی ہی کہ نانی اماں تم نے ہمکو کیوں جلادیا چھاتیاں ورچھوٹی نواسی کو کاٹ رکھا ہوتا چاہتی تھو خشک کرکے ہر وہ بنا رکھا ہوتا جس کا ماتھا ہوتا اسکے بنانے میں اسکو جلادیا جاتا کہ تو جو ان کے ہاتھ ایک تو خاک پہونچتی اور چھوٹی نواسی کا بردہ جب کسیکی مسلمانی ہوتی پردہ اسکا وہاں تک پہونچتا رنج کو راحت قلب کو قوت آنکھوں میں بصارت حاصل ہوتی بی بی میں بہت روئی میں نے جاکے اسکی نذر دلوائی اور قبر پر جاکے کہا کہ بی بی مجھسے بڑی خطا ہوئی اب اپنے واسطے بھی وصیت کرونگی بروقت مرنیکے کہ جاؤنگی کہ یہی کام میرے واسطے کرنا مطیر جاؤ وہ بہشتی ہوئی بڑھیا تو ساتھ والی کہا نانی اماں آج تو یہیں رہجاؤ کہا واری لونڈی کیا بکار رہی اس لونڈے سے جلدی بات نہ کرنا جب کسی بات کا ارادہ کرے کہتا میرے سر میں درد ہی خوب جلانا تڑپانا جب گدھوں پر کسر نکل رکھے وقت پر یہ باتیں کرنا چاہیے میں میرے سر میں درد تھا آج تو مجھے حلال کر ڈالا تمنے اپنا شگفتہ کو شگفتہ کردیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا ہی دیکھو بچارہ جو آیا تھا اچھا کہ ہو سر میں خلل جی بیکل ان باتوں میں مردوے بہت خوش ہوتے ہیں جانتے ہیں ہم بڑے مرد ہیں بیٹا مجھے تو کبھی نہیں ہوئی کا کی پھریری ہی جو دل چاہتا ہی وہ کس سے کہیں مطیر نے ہوئے بارگاہ میں آئی سکندر کو قید خانے میں بھیجدیا کہا بیٹا میں ذرا اس چھوکرے کے پاس جا کر جی چاہتا ہی اس لونڈے کو خوب جلاؤں دیکھو کیا کہتا ہی مطیر نے کہا مادر مہربان آپ کو اختیار ہی جو آپ نے فرمایا ہی اسکو بھی لاؤنگی کہا بیٹا ان مردوں پر اپنی چاہت نہ ظاہر کرے اپنے یاروں میں بیٹھ کے کہتے ہیں فلان عورت ہم پر مرتی ہی جان دیتی ہی نگوڑے پھول جاتے ہیں تو نے اپنی محبت ظاہر کرکے یہ بلا اپنے سر لی اگر اپنا عشق ظاہر نہ کرتی وہ تو خود تمکو دیکھکے مرا جاتا ہی بن جاکے ابھی دریافت کرتی ہوں غرض بڑی بی چلیں سعید بھی ایک کنیز کی شکل بنا باتیں استاد کی سن رہا ہی جی میں کہتا ہی کہ سعید حقیقت میں خاندان میں عمرو کے عیاری کا خاتمہ ہی کیونکہ بیشک بے نظیر ہی کہاں کہاں رہا یہ فرزند ہی سے عمرو کی [illegible] کرتا ہی نہیں کامل ہی کہ اس خاندان سے کوئی لگا نہ رہے جو اہر قید خانے میں آیا سکندر کے قریب آنسیم و برق کا مسلسل بیٹھی ہیں زبان میں سوزن جسم میں مار سیاہ لٹے ہوئے بڑھیا نے سکندر کو سلام کیا کہا کیوں بیٹا ہماری بچی میں کیا عیب ہی ابھی کمسن ایک تو بیس برس کا سن ہی نگوڑی کے دودھ کے دانت بھی ابھی نہیں ٹوٹے تمنے اسکو جلایا نگوڑی بے چین ہی کیوں بیٹا کیا وجہ انکار ہی سکندر نے

کہا وہ بھی ہو جواہر قدمون پر گر پڑا عرض کی آقا اگر آپ کو سمجھا یا کہ جا دگرنی کو ایسی جرأت و شوکت دکھانا سراسر حماقت ہی ہم جو اس خنجر زن آپ چلکر صحبت مین بیٹھین مین ابھی تو اسکی فکر کرتا ہون سکندر نے جواہر کو گلے سے لگا لیا کہا بھائی مین کیا کہون میرا بات کرنے کو دل نہین چاہتا ہی نسیم کا قید ہونا دم بہت شاق ہوا جواہر نے کہا مین سمجھ لونگا آپ تشریف فرما لیجیے کہ بڑی بی سے مین نے سب دلکا حال کہدیا بڑی بی صاحب جو فرمائینگی مین قبول کرونگی ملکہ نسیم نے بھی دامن جواہر کا پکڑ لیا کہا بھیا قید سے چھڑا و طرف برق نگاہ کے اشارہ کیا کہ اس سکوت سے کیونکر بچا چھوٹے یہ تو شاہزادے کے نام پر جان دیتی ہی جواہر نے کہا سب کی تدبیر ہو جائیگی بی بی ان باتون پر رشک نہ کیا کرو یہ گل گلزار جاہ و وقار ہین ہر باغ مین انکے واسطے خار ہین جہان گل ہوگا وہان بلبل کا ہونا ضرور ہی جہان شمع وہان پروانہ تم پروانہ کرنا سکندر کو سمجھا کر جواہر سامنے مطیر کے آیا کہا لو بی بی جو مین کہتی تھی وہی ہوا وہ کہتا ہی میری خود جان جاتی ہی یہ بھولے بھولے گال بڑی بڑی چھاتیان بڑو امیر ہوا چھوئی مطیر کیسی مزیدار ہوگی مگر ملکہ نے مجھے چپ کیا اس وجہ سے مجھکو بھی ضد ہوگئی مگر خبردار دیکھو سفلہ پن نہ کرنا ہم تم شراب پیئے ہین اس نگوڑے کیطرف منھ اٹھا کے نہ دیکھنا مطیر پھولون نہین سماتی مادر مہربان کہکے لپٹ لپٹ جاتی ہی کہ اے مادر مہربان آپنے بڑا احسان کیا اگر اسکا وصل نہ ہوتا وصال ہو جاتا تمنے بڑی مشکل آسان کی بڑھیا نے کہا میخانے کی کنجی مجھے دو مین شراب سبکو بانٹ دون سب پینے والے تڑپ رہے ہین لشکر بھر مین ہڑ ہو جائے کہ آج بی لونڈون گھیری ساقی ہین کوئی باقی نہ رہے مطیر نے خوشی خوشی کنجی دی جواہر میخانے مین آیا داروغہ کا شہد اچھال دیا کہ نگوڑے باہر جا ب شراب تقسیم ہوگی ہم ساقی ہون تو کوئی باقی نہ رہے سپاہیون نے کہا پکار دو کہ شراب لیجاؤ تیچھ اور قرابے باہر نکلنے لگے تھوڑے سے عرصے مین کئی سو چٹلے تقسیم کرکے پچاس گلابیان کشر الماس نگار اسمین مرد ارغوانی بھر کے بڑی بی بیسکے محفل مین آئین بڑی بی تالیان بجاتی ہین تھرکتی ہین کبھی کان پکڑکے دو ٹھاپچے مار دیے کہتی ہین ارے ازاربند مین دو چار گرہین اور دے لے ارے ازاربند کی بڑی ڈھیلی ہی اصل بات کو نہ مانتا مطیر گلے مین ہاتھ ڈال دیتی ہی کہتی ہی مادر مہربان تمنے تو ہمکو مول لے لیا بڑا احسان کیا بڑی بی نے جام بھر گنگنا کے یہ شعر گانا شروع کیے

نظم

کرنے ہین بسمل ذبح بھی مشتاق تھا رقص
ہی خواہش تعلیم جو تیری ہی کمر سے
کرتی ہی تمنا مری ہنگام دعا رقص
ہر وقت رہا کچھ تری بے پردگیو نے
زیبا ہی جو جیب چھپا کرے وزد صبا رقص
غم خوردہ طبیعت کو نہین عیش سے مطلب
بسمل تڑپتے کرتے ہین دم ذبح نیا رقص
آنکھو نے اشارے سے نشش دل کو غضب شیر

رہتا ہی تری اٹھی گیسو کا تصور
سیکھے کی قدم سے ترے کیا زلف دوتا رقص
وہ ناز اٹھ رہے ہین دم مرگ تصادے
کرنے لگی بے ساختہ پابند حیا رقص
خود رفتگی کیف محبت سے خبر کیا
کیا دیکھنے آئیگا گرفتار عزا رقص
جانباز وفا لحد فنا ہوتے ہین زندہ
ہر بار ترے انداز سے ہوتا ہی نیا رقص

آ دیکھ لے بیتابی بسمل کا ذرا رقص
کرتی ہی مری بیش نظر روز جزا رقص
یاد آتے ہین جب لطف طواف در لیلیٰ
فرش سر مقتول پہ کرتی ہی جفا رقص
شکر نے سکھایا تری انداز غضب خیز
مزدور کے نزدیک ہی جال فقرا رقص
ہر منزل بیتابی دل ضعف سے خالی
ہوا سیلے بالاے مزار شہدا رقص
شب چادر مہتاب پچھاتی ہی تو تنک

سنے جو یہ ہنگامہ سنا گھبرا کے پوچھا یارو یہ کیا معرکہ ہے خدمتگاروں نے کہا حضور نہیں معلوم کیا
کیا آفت برپا ہوئی مرنے کی سب خبروں کی علامت ظاہر ہوئی ... زن ہر گشتی مرا کہ نام من ... طیر و برق نگاہ جادو ہوا
یہ کہہ کر ... سے نکلا سوار ہوا دیکھا قیامت برپا ہے عزرائیل ... ہاتھ ترتیب دے رہا ہے سکندر کو دیکھا تو سے
ہوئے آتے ہیں ستارۂ سحری چمک چکا ہے گریبان صبح غم میں گذر کے چاک ہوا شہنشاہ ماہ تابان بعد
پریشانی فوج انجم کو ساتھ لیکر داخل قلعۂ مغرب ہوا شہنشاہ زرین پوش بعد جوش و خروش
تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہو چکا ہے مشقال کی سب فوج تیار ہو چکی ہے سکندر بخوف فوج مشقال
پہنچ پڑے مشقال ہوہو کرتا ہوا سامنے سکندر کے پہنچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا اسکندر
نے تلوار کو تلوار پر روکا غصے میں لرز رہے ہیں کہ مشقال نے متواتر کئی ہاتھ تلوار سے
لگائے سکندر نے سب وار ردکے آخر میں جھلا کے ہاتھ مارا مشقال کا سر زخمی ہوا اچھا ہاتھ خالی گیا
سکندر نے دوسرا ہاتھ مارا مشقال کا گھوڑا مارا گیا مشقال گرا اسکندر کود پڑے مشقال
نے پھر ہاتھ مارا اسکندر نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کے پھینک دی کمر
میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا چاہا زمین پر ماریں مشقال نے آواز دی الامان سکندر نے کہا
امان بایمان عرض کی جب تک زندہ ہوں غلامی سے گردن تابی نکرونگا مشقال بصدق دل
سکندر پرست ہوا تمام فوج کو منع کیا سب اس کے ہمراہی سکندر پرست ہوئے صبح ہوتے ہوتے لڑائی
فتح ہوئی سب فوج کو ساتھ لیکر طرف اپنے لشکر کے متوجہ ہوئے جواہر ضیغم زن ساتھ ہے
قضائے کار مسحوب نیزہ باز باپ ملکہ ارمغان زعفران پوش کا اپنے مقام پر بیٹھا ہے کہ
ہرکاروں نے خبر دی شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم فوج لیے ہوئے آتے
ڈھونڈتے جاتے ہیں مسحوب کو اپنی جراءت پر بڑا ناز ہے یہ تو خبر مل چکی کہ یہ سب لوگ براے
تباہی طلسم نور افشان جاتے ہیں مسحوب نے لشکر تیار کیا کیا بادشاہان طلسم کا نامہ پہنچ
چکا ہے یہ سب جوان براے بربادی طلسم نور افشان جاتے ہیں انکا روکنا واجب و لازم ہے
لشکر تیار ہونے لگا مسحوب محل میں آیا ملکہ ارمغان زعفران پوش سکندر کی یاد میں علیل
ہو گئی ہے آٹھ پہر رویا کرتی ہے باپ جو محل میں آیا زوجہ سے اپنی بیان کیا کہ میں براے مقابلۂ سکندر
جاتا ہوں ملکہ ارمغان نے جو یہ معرکہ سنا پوچھا ابا جان یہ جوان سکندر کون ہے کہا بی بی یہ سب
جوان صاحب جراءت و لیاقت براے فتح طلسم نور افشان جاتے ہیں ہر طرف سے طلسم
بلوہ ہے ہمارے نام حکم آیا ہے کہ یہ لوگ نکلنے نہ پائیں سنتا ہوں کہ جادوگروں کو مار کے پلٹا ہے یہ بھی خبر
ہرکاروں نے دی ہے اسکے ساتھ ایک ساحرہ بہت کامل و اکمل ہے یہ کہکے کمر باندھتا ہوا باہر آیا تخت پر
سوار ہوا نقارے پر چوب پڑی ڈیڑھ لاکھ فوج ساتھ لیکر چلا شاہزادہ سکندر فوج کو لیے بڑھے
آتے ہیں انکو بھی خبر ملی ہے کہ مسحوب نیزہ باز بادشاہ قلعہ ارمغان ہمیں روکنے آیگا لشکر کو
لا کے ایک صحرا میں اتارا جواہر و مشقال ساتھ ہیں ملکہ نسیم ایک بارگاہ میں داخل ہیں سکندر
نے کہدیا اے ملکۂ عالم اگر مسحوب ہمکو روکنے آئے تم دخل نہ دینا جب کوئی ساحر ہمارے
مقابلے میں آوے تو البتہ دخل دو وہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی ملکہ نے کہا صاحب اسنے تو

یہ خدمہ در پیش ہے اور نہ اب تک تا بہ طلسم پہونچتے راہ میں الجھا دے پڑے سے سکندر ملکہ کو سمجھا کر باہر نکلا دیکھا طرف قلعے کے گرد آ رہی مسحوب نیزہ باز ڈیڑھ لاکھ فوج لے کے مقابلے میں پہونچا ملکہ ارمغان زعفران پوش بعد جانے باپ کے پریشان پریشان اپنے باغ میں آئیں یاد میں شاہزادے کی منہ اُٹھا ٹُک ڈھانک کے رونے لگیں وزیرزادی نے پوچھا کیوں ای کیسا مزاج ہے کیوں دل نے آپ کو پریشان پاتی ہوں ملکہ نے آہ کی غم سے حالت ہی تباہ کی کہا وزیرزادی کیا

پڑھتی تھی وصل تو یہ غزل

کعبہ و دیر میں ہے کس کے لیے دل جاتا	یار ملتا ہے تو پہلو ہی میں ہے مل جاتا
خدمت یار میں میں چپکے ہوں سائل جاتا	کچھ نہ کچھ بوسہ و دشنام سے ہے مل جاتا
ترے دانتوں سے جو ہونے کو مقابل جاتا	صورت اشک گہر خاک میں مل جاتا
پھل ملا ہے تری تیغ سے مجکو ای ترب	صورت کیسے ہر اک زخم ہے کہیں کھل جاتا
رخ کے ہوتے ہوئے ڈھونڈھا دہن کا [illegible]	سہل کو چھوڑ کے کیوں جانب مشکل جاتا
پر تو کرتے ہیں یقین ہے کہ چھری بھی پھیرے	زمزموں سے مرے صیاد ہے دل ہل جاتا
زخم کاری کی تری تیغ سے اللہ ری خوشی	رقص کرتا ہوا دنیا سے ہے بسمل جاتا
طرفہ رکھتی ہے خرابات مغان کیفیت	ہوشیار آکے ہے اس بزم میں غافل جاتا
راہ میں شان کری ہے تری [illegible]	سینہ کے خالی جو کسی در سے ہے سائل جاتا
ای صبا تو ہی اڑا کر رخ لیلی دکھلا	دشت مجنوں نہیں تا پردۂ محمل جاتا
کون سی راحت جان کی ہیں یہ آنکھیں مشتاق	گھر کے اندھیر ہے وہ رونق محفل جاتا
آمد یار کی کانوں سے سنی ہے جو خبر	چپکے کانوں سے ہے آنکھوں کی طرف دل جاتا

ملکہ تو اس حال پریشان میں ہیں خواصیں سمجھاتی ہیں ملکہ کو آرام نہیں آتا اب یہ خوف پیدا ہوا کہ باپ سے اور شاہزادے سے مقابلہ ہے اگر کوئی باپ پر زوال آیا تو باعث ہے یاری باپ کی جرأت مشہور ہے اگر باپ نے شاہزادے کو مار ڈالا تو ای ارمغان زندگی بیکار ہے کبھو کر صبر آ سکے جیسے فلک کیا دکھا سکے یہاں مسحوب نے سکندر سے کہلا بھیجا کہ ہمارے ڈانٹے سے نہ جاؤ سکندر نے کہا اب تو واجب و لازم ہوا کہ اس طرف سے جائینگے اب لشکر کو نہ ہٹا لینگے مسحوب نے یہ کہکر طبل جنگی بجوایا سکندر نے جواب میں حکم دیا کہ طبل جنگی یہاں بھی بجاؤ دونوں لشکر دن میں تیاریاں ہونے لگیں مشتاق عرض کر رہا ہے کہ بیراک اندر مسحوب سے ملا ہوا تھا اکثر میں نے دیہات و قریات دبا لیے کبھی کچھ نہ کر سکا اگر اسکے تھانے دار بھی مارے دیہات لوٹ لیے ہمیشہ جڑھ جاتا تھا لیکن پیر مقابلے میں کبھی نہ آیا غلام اس سے مقابلہ کریگا سکندر فرماتے ہیں ابھی تم ہمارے قانون سے آگاہ ہو چکے جب ہمارا نام لیکے پکار رہا ممکن ہے کہ ہم نہ جائیں اور آپنے اگر بطور عالم آرزو دی تو ہمکو اختیار ہے غرض رات اسی ہنگامے میں بسر ہوئی بوقت سحر شاہزادہ سکندر سوار ہوئے طرف میدان کارزار کے چلے جب لشکر تھوڑی دور رہا صحرا میں آ کے صفیں آراستہ کیں باجے بج رہے ہیں صفیں جم رہی ہیں نقیب نقابت کر رہے ہیں مسحوب نیزہ باز نے مرکب نکالا دل

میں اپنے پہولوں نہیں سماتا ہے سطرف تر کا افسر ہر روز کے پکڑونگا اب میرے ہاتھ سے کیونکر
بچیگا گھوڑے کو نکالا مید ان میں آیا سراپا رکھ یا جب کہ خوب غرق عرق ہوا پکار کر آواز دی ای فرقۂ
شجر پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے یہ سن سکندر کا مشتاق ہی مشتاق نے قصد کیا تھا ہوش چہبا
گئے رہگیا سکندر نے مرکب نکالا مقابلے میں مسحوب کے آئے ارمغان زعفران پوش نے
رات کاٹی بوقت سحر کنیزوں نے کہا جا کر ذرا خبر تو لو یہ جو تو وہاں کیا گذری چند کنیزیں فیروزی
کپڑے پہنے ہوے واسطے خبر کے آئیں مسحوب کے مقابلے میں سکندر آئے نیزہ بازی مسحوب
کو بڑا ناز ہے لقب بھی مسحوب نیزہ باز ہے نیزے کو بڑہاتا ہوا سامنے آیا نیزہ چلنے لگا دو گہڑی میں سکندر
نے نیزہ ہاتھ سے مسحوب کے نکالا مسحوب نے ہاتھ تلوار کا مارا سکندر لیٹ پڑا اژدر دن
پر چڑھا ہی سندر صوان برس شروع ہے دونوں سے کشتی ہونے لگی مشتاق دیکھ رہا ہے کنیزیں
ملکہ کو خبر پہونچا رہی ہیں دعائیں مانگ رہی ہے یا لات و منات دونوں کی خیر ہو پہر دن رہے
سکندر و مسحوب سے کشاکش کے زور ہونے لگے ایک مقام پر سکندر ریل کرے چلے
مسحوب بلا سکندر نے چاہا نہ بڑھنے دوں قدم بڑھا یا دبان پر ہوشی نہ تھا دونوں پاؤں
سکندر کے موشخانے میں پڑے مسحوب نے بڑہ مارا کوزہ سکندر کا اتر گیا مسحوب نے کچھ خیال
نہ کیا سکندر کی مشکیں باندھ لیں مشتاق رنجیدہ ہو کر پلٹا جواہر کو بھی انتہا کا قلق ہوا سکندر
کو بلا کے قید خانے میں بھیجدیا کوڑا بٹھانے کا حکم ہوا کنیزوں نے جا کے ملکہ کو خبر دی بیقرار ہو گئی
یہ بھی سنا ہے کہ مسحوب نے حکم دیا ہے کہ صبح کو سکندر کو قتل کریگا نہایت بیتاب و بیقرار سکندر
تڑپی روتے روتے بیہوش ہو گئی جب اسکی وزیرزادی نے آکر گلاب کیوڑا چھڑکا ملکہ کو ہوش آیا
کہا دادی آپکو پریشان پاتی ہوں ملکہ سے ضبط نہ ہو سکا بے اختیار کہہ اٹھیں کہ دلپذیر تو سنتی
شاہزادہ سکندر قید ہو گیا باپ نے قتل کرنے کو کہا ہے کوئی تدبیر ایسی کر دکہ وہ شیر رہا ہو جائے
دلپذیر نے عرض کی کھانا تیار کرائیے بیہوشی ملا کرلے چلیے قید سے سکندر کو چھڑا دوں ملکہ
نے کھانا پکوایا دلپذیر ساتھ ہوئی ملکہ کو بیچ میں کیے قریب قیدخانے کے پہونچی مشغول جو زندان
بعدہ نگہبانی بیٹھا تھا آواز دی کون آتا ہے دلپذیر نے آواز دی اے مشغول ملکہ عالم ہیں پوچھی
ہیں یہ کھانا لات و منات کی نذر کا پکوایا تھا بھیجا ہے کہ قیدی کو بھی کھلا دو مشغول نے کہا رات کو
دروازہ نہ کھلے گا یہ قیدی ایسا نہیں ہے دلپذیر نے کہا تم لوگ تقسیم کر لو ہم کہدینگے کہ قیدی کو
کھلا دیا مشغول نے اپنا بہرا حصہ لیا سب ساتھ والوں کو کھانا تقسیم کیا دلپذیر نے کہا اس کھانے
کو رکھنا نہیں سب ملکے کھالو سب نے ملکر کھانا کھایا کھاتے کھاتے بیہوش ہو گئے دلپذیر نے
کہا اب شاہزادے کو رہا کر لیجیے ملکہ ارمغان اندر گئیں دیکھا شاہزادہ سکندر سر زنجیر بہ
سر خم کیے بیٹھا ہے ارمغان نے دو پٹہ چہرے سے ہٹا یا سکندر کی نگاہ جو چہرے پر پڑی
دیکھا ایک مہ جبین حور تمثال نہایت حسین جمیل آنکھوں میں آنسو بھرے کھڑی ہے سکندر
بیقرار ہو گئے کہا اے شہنشاہ خوبی کس ارادے سے اتفاق ہوا اشرمانے کہا تمھارے حال پر رحم
آیا منظور ہوا رہا کر دیں سنا تھا کہ کو لا اترا ہے اپنے دل میں درد ہے کیسی تکلیف نہیں دیکھی جاتی

سوچ سے یہ اتفاق ہوا یہ کہکے ملکہ نے ہتکڑی کاٹی سکندر نے قید توڑ دی شہزادہ تحفہ ملکہ گھبرا گئی
کہا صاحب ایسی کیا جلدی تھی سکندر باہر نکلے ملکہ کے ہاتھ سے تیغہ لے لیا دلپذیر نے بڑھکر کہا
طرف باغ کے چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ ازلال شبگرد کوتوال شہر کا پہرہ دیتا ہوا آتا تھا ایک سپاہی
نے دیکھا کہ یہ لوگ جاتے ہیں کوتوال سے کہا دیکھیے وہ لوگ جاتے ہیں ازلال نے بڑھکر آواز دی
کون جاتا ہے سکندر نے کہا ملکہ ہٹ جاؤ ازلال گھوڑے کو بڑھا کر قریب آیا ملکہ تو ایک نخل کی آڑ
میں ہو گئیں سکندر نے تیغہ کھینچا ازلال قریب آیا کہا ای جوان تو کون ہے کہاں جاتا ہے صورت پر جو
نگاہ پڑی پہچانا کہا ارے یہ تو وہی قیدی ہے جسکو ہمارے آقا پکڑ لائے تھے کیونکر رہائی پائی یہ کہکے
ہاتھ تلوار کا مارا سکندر نے روک کے ہاتھ مارا کوتوال صاحب کے دو ٹکڑے [illegible] اسی کے
مرکب پر سوار ہوے چاہا کہ نکل جاؤں پیادوں نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ ہمارا ملک مارا گیا چہار
جانب سے سکندر کو گھیر لیا تلوار پڑنے لگی ملکہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ شہزادہ گھر گیا پریشان
وحیران کہ کیا کروں مضطرب ہوئی طرف باغ کے چلیں مگر قدم نہیں اٹھتا پلٹ پلٹ کے دیکھتی ہیں
بلوہ بڑھتا جاتا ہے کسی نے جا کے خبر مسحوب کو بھی کی یہ آنکھیں ملتا ہوا اٹھا گھوڑے پر سوار ہوا
افسران فوج بھی تیار ہو کے دوڑے پلٹنیں رسالے چلے آتے ہیں ہر طرف سے بلوہ ہے کہ قیدی
نکلا جاتا ہے مسحوب اسوقت پہونچا کہ چہار طرف سے شاہزادہ گھرا ہوا ہے مگر سکندر شیرانہ ہنگامہ آرا
ہے جسکو جھپٹ کے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے کرتا [illegible] کا جسم میں بلوہ جو ہوا مسحوب نے
دور سے للکارا او قیدی کہاں جاتا ہے تجھکو کس نے چھوڑا یا ملکہ قریب باغ پہونچی تھیں کہ ایک کنیز نے
بڑھکر خبر دی آپ کے والد آگئے ملکہ بہت پریشان ہوئیں کہ کیوں صاحب اس حال میں یہ شیر
کیونکر مقابلہ کریگا ملکہ جسوقت پہونچی کہ شہزادے اور مسحوب سے مقابلہ ہوا چاہتا ہے
مسحوب قریب آیا شاہزادہ بھی پاس گیا مسحوب نے کہا اے جوان تجھکو کس نے رہا کیا شاہزادے نے کہا
مجھکو خداوند سخن نے رہا کیا مسحوب نے نیزہ مارا شاہزادے نے گلو گاہ بچا کے ڈانڈ پر ہاتھ
ڈالا جھٹکا مارا نیزہ توڑ کے پھینک دیا مسحوب نے تلوار کا ہاتھ مارا شاہزادے نے بچایا کلائی پر ہاتھ
دونوں تلوار چلنے لگی شانہ شاہزادہ کا نشانہ ہوا ایک سپاہی نے بڑھکر نیزہ مارا کہ استخوان توڑ کر سنان
نکل گئی جب کئی زخم سکندر نے کھائے اور چند سردار آ پڑے انھوں نے نیزہ و تلوار سے شاہزادے کو
زخمی کیا شاہزادے کی لاچاری مگر اس عالم میں بھی تلوار چلا رہا ہے کسی نے بڑھکر گھوڑے کو مارا شاہزادہ
گھوڑے سے گرا گھٹنے زمین پر ٹیک دیئے تلوار چلا رہا ہے جو قریب آیا اسکو ہاتھ مار دیا جوانمرد خنجر زن
اپنے لشکر میں بلا یہ دے رہا تھا جبکہ مہ سنکر ہرکاروں سے کہا خبر تو لو کیا معرکہ ہے ہرکاروں نے اگر
یہ حال دیکھا کہ سکندر مجروم رہے ہیں لگتے گئے ہیں مگر تلوار چلا رہے ہیں ہرکارے چلے کہ جا کر [illegible]
سے خبر کریں لیکن مسحوب نے جو یہ حال دیکھا سرداروں سے کہا یارو اسقدر یہ شیر زخمی ہے نہیں
ہو سکتا کہ پکڑو ہم یہ رائے ٹھہری کہ کمندیں مار کے پکڑو چہار جانب سے رسیاں اور زنجیریں جو پڑیں شاہزادہ
گر کے بیہوش ہوا اس حال میں مسحوب نے پکڑ لیا ہے ہوا سکندر پکڑ لیا گیا ملکہ در باغ تک پہونچی تھیں
کہ کنیزوں نے آکے عرض کی ملکہ غضب ہوا شاہزادہ پکڑ لیا گیا وہ دیکھیے کشاں کشاں لیے

غصے میں پلٹا کہتا ہوا کہ یارو اس نقابدار کو تلاش کرو وہاں جواہر کو خبر جو پہونچی کہ شاہزادہ بزرگ اور پیر
منتقال بھی خیمے سے نکلا فوج کو لیکر چلے تھوڑی دور چلے تھے جواہر نے کہا کہ منتقال میں جا کر
ذرا دیکھ آؤں تم ٹھہرتے ہوئے آؤ یہ کہکے جواہر بڑھا تھوڑی دور گیا تھا کہ دیکھا شاگرد روتے پیٹتے ہوئے
آتے ہیں جواہر نے پوچھا کیا ہوا کہا حضور شاہزادہ لڑتے لڑتے گھوڑے لیے گر آن بیچ دشمنوں کے
لشکر میں گرفتار کیا لیکر چلے تھے کہ ایک نقابدار بادلہ پوش اگر پہونچا اسطرح لڑا کہ سو دو سو کو
قتل کر کے شاہزادے کو لیگیا یہ نہیں کھلتا کہ کہاں گیا مسجوب اب پلٹ کے گیا ہے اس سے لڑنا
بیکار ہے منتقال لاچار پلٹا جواہر نے کہا اے پہلوان دوران آپ چلکر اتریے میں جا کے شاہزادے
کو تلاش کرتا ہوں یہ کہکے جواہر باندھے عیاری سے آراستہ ہو کے چلا یہاں جب مسجوب پلٹ کے
آیا اپنی بارگاہ میں بیٹھا اپنے عیار مہتر تیز رفتار کو بلایا کہا اے تیز رفتار نہیں معلوم سکندر کو کون
لے گیا اور یہ نقابدار کون تھا کہ جو چھڑا کے لیگیا کیونکر مہتر ہو سکتا ہے کہ دریافت کر کے آؤ مہتر نے عرض
کی آپکا اقبال شریک حال ہے تو ابھی پتہ لگا کے حاضر ہوتا ہوں یہ کہکے مہتر چلا تمام شہر میں چھانتا
پھرتا ہے خیال میں گذرا شاید کوئی کنیز عاشق ہو کر لے گئی ہو ملکہ کے باغ کی طرف چلوں یہ سوچ کے
طرف باغ کے چلا پشت پر باغ کی پہونچا گانے کی آواز کان میں پہونچی مہتر پشت پر آیا کمند مار کے
دیوار پر چڑھا دیکھا شاہزادۂ سکندر والا حشم پہلو میں ملکہ ارمغان زعفران پوش کے
بیٹھے ہیں ایک گائن سامنے گا رہی ہے ہنگامۂ عیش و نشاط ہے نازنینان مہ جبین بصد انداز و کرشمہ
حاضر خدمت ہیں مہتر یہ معاملہ دیکھکر جل گیا خفا ہو کے ادھر دوسرے کوٹھے کی دیوار پر میاں جواہر آکے
بیٹھے تھے انھوں نے اپنے آقا کو بیٹھے دیکھا بیقرار ہو گیا دیوار سے کودا مہتر تو ادھر بھاگا جواہر
سلطنت سکندر کے پاس بلطف چلا آیا سامنے آ کے سلام کیا عرض کی آقا میں نے ایک سیاہ پوش
کو جاتے ہوئے دیکھا کیا عجب ہے کہ عیار شہنشاہی ہو اب اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں ہے سکندر
نے کہا اے جواہر اگر فوج شہنشاہی آئیگی ایسا مقابلہ پڑیگا کہ وہ بھی یاد کریگا جواہر نے کہا
اسکا ملک ہے فوج بھی زیادہ رکھتا ہے بہتر یہی ہے نکل چلیے جواہر کے کہنے سے سکندر سوار ہوئے
ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈال لی چالیس کنیزیں ساتھ میں باغ سے نکلے مہتر نے جا کر مسجوب
کو خبر کی غصے میں سوار ہوا رات کا وقت تھا اس نے کسی سے کچھ نہیں کہا اکیلا چلا گھوڑے کو ڈالے
ہوئے غصے میں آتا ہے مہتر نے جو دیکھا کہ آقا اکیلے گئے ہیں اسنے لشکر فوج میں خبر کی اہالیان فوج چلے
سکندر کوئی پاؤ کوس نکلے تھے آگے بڑھے ہوئے چلے آتے ہیں کہ سامنے سے گرد اڑی سکندر
نے دیکھا کہ مسجوب نیزہ باز گھوڑے کو ڈالے ہوئے چلا آتا ہے سکندر نے کہا آنے دو وہاں سے
مسجوب نے للکارا کون جاتا ہے سکندر نے جواب دیا کہ دلی خویش آمدنی پیش منی اسکے سمجھ سے
یہ سنکے مسجوب غصے میں بڑھا مہتر کی زبانی تو حال سن ہی چکا ہے کہ ارمغان کی ذات سے یہ سارا
فساد برپا ہوا گھوڑے کو بڑھا کے سامنے سکندر کے آیا شاہزادے نے پلٹ کے کہا کہ ملکہ تم ایک
نخل کی آڑ میں ہو جاؤ نقابدار تو نخل کی آڑ میں پوشیدہ ہو گیا مسجوب اور سکندر سے نیزہ چلنے
لگا تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ طرف صحرا کے گرد اڑی عیار فوج کو لیے ہوئے آ کے پہونچا سکندر نے کہا

جواہر خنجر زن کسی نشان پر چلا جسطرف بچہ شاہزادے کو لیگیا تھا دور سے اسنے دیکھا ایک برق
چمکتی ہوئی چلی ہی معلوم ہوا کہ شاہزادے کو کوئی ساحرہ لیے جاتی ہے جواہر بھی جست وخیز کرتا ہوا
جاتا ہے دیکھا کہ وہ ملکہ ایک باغ مین اتری جواہر کھڑا رہا اندر سے کچھ کنیزین نکلین ایک کنیز کو جواہر نے
بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر اندر آیا یہان مسحوب یہ کہکر ملتا تھا کہ اب لشکر سے سکندر کے مجھکو
مقابل تیغ زن ہونا مردانہ دلیر فرزانہ ہے اس نے کہلا بھیجا کہ جو تجھے ہوسکے قصور نکر مسحوب کا ارادہ ہے کہ
طبل جنگی بجوا دون جواہر جو اندر پہونچا دیکھا ایک جادوگرنی نہایت حسین شاہزادے کو پہلو مین لیے
بیٹھی ہے شاہزادہ بنگاہ حسرت اُسکو دیکھ رہا ہے منتین کر رہی ہے کہ اے شیر بیشہ جرات دلاور یکہ تاز میدان جلادت
سابق مین جب آپ لشکر کو لیکر طرف طلسم نورافشان کے چلے تھے مین نے راہ مین آپ کو دیکھا مائل
ہوئی مین تبکی تلاش مین پھرتی تھی آج دشمن سے لڑتے دیکھا آپ کو اٹھا لائی اے سکندر اگر میرا وصل
قبول کیجیے کا طیران جادو میرا نام ہے دربار مین سحر العجائب کے جاتی ہون آجکل روز انجمن
مشاورت منعقد ہوتی ہے اب مشہور ہے کہ طلسم کشا نے کوہ عجائب وغرائب کو فتح کیا ہے اب تلاش لوح
مین جائینگے ملکہ خورشید برق دش جو بادشاہ سابق کی دختر بلند اختر ہین کہ سحر مین بیکا مثل نہین کوہ
عجائب وغرائب پر آفت برپا کی وہ صاحبقران کے ساتھ جائینگی مین جواب خدمت مین سحر العجائب
کے جاونگی اب جو صلح ہوگی تو مین شاہون سے پوچھ لونگی کہ لوح کسکے پاس ہے اُسکا نام دریافت کرکے
آپ کو خاص اُسی مقام پر پہونچا دونگی سکندر نے کہا اے ملکہ طیران جادو ملکہ نسیم الشیخ دختر شاہ این
بلند پرور سحر بین حاذق شہرۂ آفاق اسکے ساتھ میری نسبت قرار پاچکی ہے طیران نے کہا اے کشور یار
اگر غیر ہے تمام کی ساحرہ سالہا سال تک کدو کاوش کرینگی تو نشان بھی کا نہ ملیگا اور مین پوچھ کے چل اونگی
نسیم الشیخ بیچاری کہان ہین اگر تمام عالم کے ساحر اکٹھا ہو جائین تو بھی لوح کا پتہ نہ ملے سکندر نے
کہا مجھکو بھی ملکہ نسیم کے کوئی نقل ہم نہین کرسکتے طیران نے کہا اے سکندر اگر مجھسے انکار کروگے
بہت پچھتاؤگے جواہر بشکل سنبل کنیز صحبت مین پہونچا جب طیران کو بہت پریشان پایا تو کہا اے ملکہ
عالم آپ رنجیدہ نہ ہون راضی کر دونگی یہ سنکے شراب وکباب کا چرچا کیا چاہتا ہے جھٹ پٹ اسکو مار کے
تیغ جسلون بیٹھکر سامنے طیران کے بایان چھیڑ کے یہ غزل گانے لگا

اپنے گلے کا ہار جو وہ گل اُتار دے　　تربت پہ اپنی چڑھکے یہ پھولا بہار دے
مانگے وہ دل تو جان کوئی جان نثار دے　　اتنا تو حوصلہ مرے پروردگار دے
دل مین مجھے جگہ کوئی کس طرح یار دے　　تو ہاتھ رکھکے دل کو تو پہلے قرار دے
کیا بس چلے مرا جو ابھی پھیر لو تم آنکھ　　الله ان نگاہون کو کچھ اعتبار دے
کافر ہون اس صنم سے جو راحت طلب کرون　　توفیق رنج دینے کی پروردگار دے
آنے لگے جو پردہ نشینون پر اپنا دل　　بہتر ہے اسکے حق مین کہ پہلے پکار دے
کہتا ہے دل جگر سے کہ احسان ہے ترا　　شب بھر کو اپنا ماہ وہ اگر مستعار دے
جب چاہون کھینچ لائے اُسے خوب یا خدا　　مجبور عشق کو بھی تو کچھ اختیار دے
بستی ہے بربون کی یہ دشت جنون بھی کیا　　رہ کے ہین خار راہ کو گھر لے آکر دے

ملتا نہیں ہے یون کوئی ارد مچا ہے جسے آج — بگڑے ہوئے نصیب کو یارب سنوار دے
گھبرا نہ ہجر مین بہت ای جان مضطرب — تھوڑی سی رہ گئی ہے اسے بھی گذار دے
ہو کر گسیگی ابھری ہوئی گات کا خیال — اک چوٹ میرے دل مین ہے اسکو ابھار دے
ہوتی ہے صبح جاگ اٹھین اب کسکے بخت — یہ بھی شب وصال موذن پکار دے
کہدو جلال رہتا ہے اندا ضطراب دل — جعدی حسینیان نہ کوئی بار بار دے

یہ غزل جواہر نے گائی ملکہ طیران جادو چونکہ دلسے شاہزادے پر عاشق ہے آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہا سنبل آج تو تجھے گانے مین زلف محبوب کا مزہ دکھایا دام مصیبت مین پھنسایا سنبل نے کہا نثار لیے آپ تامل کرین مین راضی ہے دیتی ہون طیران نے کہا ای سنبل یہ دعو کا کھانے مین میرے ساتھ رہنے سے پتہ لوح کا ملیگا اگر لوح پا گئے اور ساتھ حیدار مغربی کے فتح طلسم مین مشغول ہونے گیا کہ شاہزادہ میدگا مین خبر پہونچادیگی آپکو بہ تکلف تا بہ طلسم نورافشان کے جاؤ گی ایسے مقام پر لوح کوکب نے رکھی ہے کہ طائر عقل کا بھی وہان گذر نہین ہو سکتا جو جائیگا دھوکا کھائیگا ہرچند کہ طلسم کشا کے ساتھ خورشید برق دخش ساحرہ بینظیر ہے مگر وہ معرکہ پڑیگا کہ طلسم کشا کی جان پر بن جائیگی طلسم کشا مین بڑے بڑے اوصاف ہین صاحب اسم اعظم آپ کے پاس کیا تحفہ ہے عیار انکا عمرو بلا سے روزگار ہے سنبل نے کہا وہ ری عیار تو انکا بھی قیامت کا ہے کالا ہے طیران نے کہا ای سنبل جو عمرو مین اوصاف بھرے ہین وہ اوسقدر مین کون کر سکتا ہے ہوش رہا مین جب عمرو آئے کہلا ملک اخضر کو ہر کوش اپنی چشیون کو لیکے آیا ملک اخضر کو اپنی لیاقت پر بڑا دعویٰ تھا عمرو نے سر میدان پکار کے کہا یہ جو کیند اخضر کے پاس ہے کل چھین لونگا سر میدان اُسنے اُسکے عیاری کی اخضر کو پکڑ لیگیا کسی کا زور نہ چلا کسی کی مجال تھی کہ عمرو کو روکتا جواہر خنجر زن اگر بڑے عیار ہونگے کسی کی صورت بنکر جا بیٹھے جو عمرو پاس چیزین ہین وہ کہانسے لائینگے یہان یہ باتین ہورہی تھین قضائے کار ملکہ نسیم آتشخو تلاش کرتی ہوئی اسما پیر آ کے جھکین دیکھی شاہزادہ مسند پر بیٹھا ہے ایک کنیز بیٹھی سمجھا رہی ہے مگر نسیم آتش زن طیران نے کہا لو ملکہ نسیم بھی آگئین اسنے اب سلام کر کے ملکہ نسیم بھی صحبت مین آ کے شریک ہوئین کہا ای ملکہ عالم تمنے اُنکو فتاح طلسم قرار دیا ہے یہ بتاؤ کہ لوح کی فکر بیہودہ کیوں ہوئی ملکہ نسیم نے کہا خداوند سحر کو اختیار ہے جستجو ہمارا کام ہے آیندہ جو مرضی خداوند سحر کی ایک دفعہ جا کے پھنس چکے ہین اب بھی جان دینے کو موجود ہین یہ جانتے ہین کہ جسوقت ہم کر بیٹھے زمین ہل جائیگی دائرہ کا سحر قیامت ہے طیران نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا جب مقام نہ معلوم ہو گا لیا کیجے گا اپنی کل کیفیت طیران سے بیان کی ملکہ نسیم نے کہا کیا مضائقہ ای شاہزادہ والا قدر ایک خیر خواہ بیسا بھی ممکن ہے اگر یہ ساتھ رہینگی بیشک لوح کا پتہ ملیگا راہ راست بتائینگی ہم اسقدر نہ جان سکین گے یہ دریافت کر کے آئینگی انکی جستجو سے کام نہ بگڑیگا آخر یہ صلاح کامل ہوئی کہ ملکہ طیران کو شاہزادہ قبول کرے اور ملکہ طیران اس مقدمے خاص مین جستجو کرین ملکہ نسیم بھی اسپر راضی ہوئین سکندر نہ قبول کرتے تھے نسیم نے کہا ای شہریار کیا مضائقہ ہے اب آپ لشکر مین چلیے یہ بھی اپنا لشکر تیار کرین ہمارا لشکر بھی تیار ہے فوج کا حال دریافت کرین آپ کو خبر دین صاحبقران

نہ پہونچنے پائیں کہ ہم آپ پہونچ جائیں اس صلاح کو سب نے منظور کیا ملکہ طیران نے اسیوقت
بیس ہزار کنیزان زرین پوش دس ہزار ساحر تیار کیے ملکہ طیران نے کہا آپ لشکر کو لیکر چلیں میں
دربار میں سحر العجائب کے جاتی ہوں حال لوح دریافت کرتی ہوں لیکن ای شہریار تیار د لیسے بہت
مجبور ہوں یہ کیفیت ہے نظم

جلوہ داغ جگر یاد آیا
جب مدت پہ اثر یار آیا
اپنا لوٹا ہوا گھر یاد آیا
بات تک کی نہیں گھر یاد آیا
کیا کسی اور کا گھر یاد آیا

مجکو احسان نظر یاد آیا
بیکسی ابھی وہ رونا ...
کیون لگا دی ہے چھری ہر رگ پر
بوسہ مانگا تو کہا شرما کر
دل ہوا چاک کتان کی صورت
ابر ہی پھر نظر آتی ہے نسیم

جب ترا سوے کمر یاد آیا
مجکو ہنگام سفر یاد آیا
کیا مجھے دیدۂ تر یاد آیا
تھا فراموش مگر یاد آیا
پھر کوئی رشک قمر یاد آیا
طرۂ زلف و دہر یاد آیا

جب ... تھی
لکھنے دل کی گزارش دل لگی
خلد میں جا کے نہ ٹھہرا ہم پھر
کیا آیا ست ہے یہ جلدی تیری
ہمسے رخصت طلبی کا باعث
ملکہ نسیم نے سنتے ہی

نکالیا کہا ای طیران نہ صبر احدا وند سحر اس مشکل کو آسان کرین حقیقت مین معرکہ عظیم ہوا ہم لشکر
یا طیران نے سکندر کے ساتھ کیا سکندر پشت مرکب پر سوار ہوے چالیس ہزار ساحر
پشت پر ملکہ نسیم طاؤس زرین بال پر طیران جادو طرف دربار سحر العجائب کے روانہ ہوئین
میان مسحوب نے طبل جنگی بجوایا مشتقال کب مہلت دیتا ہے اسنے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے
لگین مشتقال کہتا ہے میان مسحوب مقابلہ تو مجھسے کرین شاہزادے کے ہاتھ سے تو بچ گئے میرے
ہاتھ سے نہ بچینگے چار پہر رات گذر گئی ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا ہے مسحوب لشکر کو لیکر میدان مین
آیا مشتقال مقابلے مین نکلا آپس مین پہر بھر کامل نیزہ چلا مطلب حاصل نہ ہوا تلوارین کھینچین مسحوب
نے ہاتھ مارا مشتقال نے چاہا زیر بغل جا کے تلوار رد کرون تلوار پڑی شانہ لشانہ ہوا چاہا سر
کاٹ لون اور کبید ان رسالدار آپڑے مشتقال کو اٹھا کر لیگئے سردار زخمی ہوے کئی جان سے مارے گئے
مسحوب بلبلا رہا ہے کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا شاہزادہ سکندر والا حشم وقت پر
آکے پہونچے چالیس ہزار ساحر پشت پر ایک طرف سے گرد اڑی شاہین بلند پرواز عادل
قزاق و گلشن سحر طراز ڈیڑھ لاکھ لشکر سے آکے پہونچے مسحوب گھبرایا سکندر نے
سبکو منع کیا کہ آپ سب صاحب الگ رہین یہ جو دیکھا کہ چند سردار ہمارے مارے گئے کئی زخمی
ہوئے معلوم ہو رہے ہین آنکھونکے نیچے اندھیرا آگیا سبکو منع کیا آپ لوگ الگ رہین اگر ہم ہو میان
مسحوب قتل کرین کوئی دخل نہ دے مجھے اشتیاق ہو گا ہم دساحری کا موقع طلسم پر جاکے پڑیگا ساحر
الگ جمکر کھڑے ہوے مشتقال نعرہ زن ہر چند زخمدار تھا مگر گھوڑے پر سوار دیکھ رہا ہے کہ سکندر مقابلے
مین مسحوب کے پہونچے نکا ورزن ہوے نیزہ چلا تلوار چلی مطلب حاصل نہ ہوا آخر نوبت کشتی کی
پہونچی آٹھ پہر کی کشتی مین سکندر نے مسحوب کو زیر کیا مسحوب بصدق دل آتش پرست ہوا
مسحوب نے عرض کی میرے قلعے پر تشریف لے چلیے کل لشکر کو ساتھ لیکر سکندر قلعہ ارمغان
مین آئے لشکر بیرون قلعہ اترا سکندر اندر قلعے کے آئے مسحوب کو تخت پر بٹھایا آپ ذی
شوکت پہ آکے بیٹھے مسحوب جو محل مین آیا زوجہ سے کہا کہ صاحب ہم تو آتش پرست ہوے
سکندر کی اطاعت کی تم سب یہ کرو کہ اعتقاد خداوند سحر کیا لات ومنات سے جدا ہوے اب

لات دمنات سے کیا کام ہی ملکہ ارمغان نے جو یہ سنا وزدی ہوئی آئین باپ سے پوچھا کہ والد خیر تو ہی کہا بیٹا سکندر والاحشم کی اطاعت کی انھین کا مذہب بھی اختیار کیا انکا مذہب خنجر پرستی ہی اب ملکہ کو تردد ہوا کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی تنہائی مین آ کے دلپذیر سے یہ کل کیفیت بیان کی دلپذیر نے عرض کی مین آپکے والد سے تقریب کر دون ملکہ نے کہا تمکو اختیار ہی دلپذیر نے جا کے مسحوب سے کہا ایسا خیر جوان صاحب شوکت و لیاقت آپکو میسر ہوا بیٹی کی تصویر دکھائیے عرض دیجیے اگر شاہزادہ قبول کرے بڑا افتخار فخر ہی مسحوب نے اسیوقت عرضی لکھوائی تصویر ملکہ کی کھنچوائی وہ عرضی لاکے پیش گاہ شاہزادۂ سکندر والاحشم پیش کی پہلو مین ملکہ نسیم بیٹھی ہین شاہزادہ تصویر کو دیکھکر بیقرار ہو گیا زانو بدستے لگا پیشانی پر پسینہ آیا شاہزادہ کچھ کہہ نہ سکا مسحوب سے اشارہ کر دیا کہ ہمنے اس مقدمے کو منظور کیا ہمارا ناموس ہی بعد فتح طلسم بحکم خداوند خنجر اس شادی کو کرینگے مسحوب بھی خاموش ہو رہا محل مین آ کے ملکہ سے کہا مبارک ہو کہ شاہزادے نے بعد فتح طلسم وعدہ کر لیا ملکہ کی بیقراری بڑھ گئی کہا کیون دلپذیر یہ زمانہ ہجر کا کیونکر کٹے گا راتین فراق کی ستا ئینگی اس اندھیرے کو کون دفع کرے دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہے رنج و ملال کی ترقی دل کی بیتابی آنکھ کی بیخوابی نظم

افسادگی نے اور ہی عالم دکھا دیا	نقش قدم ہم سے پر اک نہ مٹا دیا	پردہ دو اسقدر تھی مری داستان غم
دریا بہا دیا جسے قطرہ سنا دیا	احسان بجا یہ تو نے کیا ہم پہ اے صبا	اک مشت خاک تھی سو اسے بھی اڑا دیا
بجا دہ کھیل باز قضا و ستم کو	مارا جو چشم سے تو لبوں نے جلا دیا	این خندہ لب نالہ کے زرد و نہ جیسے
داغوں نے بوستان مرا سینہ بنا دیا	یہ حسن تھا کہ آنکھ ہماری جھپک گئی	پردہ و ہجر جو یا سنے پردہ اٹھا دیا
کم گشتگی نصیب کہ دیکھو تو ای نسیم	قاتل نے یاد کر کے مجھے پھر بھلا دیا	دلپذیر زادی سے کہا داری جب

سنیے یہ تو اطمینان ہوا کہ یہ شادی ضرور ہوگی ملکہ نے کہا ای دلپذیر زندگی کی کیے امید ہی ملکہ کو اس حال مین ہر وقت یہی ذکر ہی کہ دیکھین کیا انجام ہو سکندر تیاری مین لشکر کی مصروف ہین تین لاکھ بحر ساحر دو لاکھ ساحران زیر دست طیران نے آنیکا انتظار ہی کہ وہ خبر لیکر آ کے تو چلین طیران جادو کا حال تحریر کرنا واجب و لازم ہی طیران دربار سحر العجائب مین آئی جھک کر سلام کیا عرض کی اکر شہنشاہ طلسم کشا نے کوہ عجائب و غرائب فتح کیا اب سنا ہی کہ تلاش مین لوح کی جائینگے ملکہ خورشید شریک ہوئین ملکہ ہر کار دون سے خبر پہونچائی کہ ملکہ خورشید صاحبقران پر عاشق ہین اب لوح کا حضور نے کیا انتظام کیا کئی دن سے صلاح نہین ہوئی آج سبکو سب مشیران سلطنت و وزیران ابستہ جمع ہون اس مقدمے مین صلاح کامل ہو جاے یہی وسوسہ لگے جاتی ہی کہ حضور لوح طلسمی کہان ہی اب لوح کسکے پاس ہی کئی مرتبہ سحر العجائب نے ٹالا مگر طیران نہین مانتی پوچھتی جاتی ہی اب سحر العجائب کو شک پیدا ہوا کہا گل اندام جادو خواہر مالک باغ سبز پوشان ہی اُسکے پاس لوح ہی اب جیسا تم کہو صلاح دو گے ویسا کرینگے طیران جادو یہ سنکر خوش ہو گئی عشق مین سکندر کے گھبرائی ہوئی کہا رخصت ہوتی ہی شب کو جلسے مین حاضر ہو گی جب یہ چلی گئی تو سحر العجائب نے شیر دون وزیرون سے کہا آج عجب طرح کی بات ہوئی کہدیا طیران گھبرائی ہوئی آئین حال لوح طلسم پوچھتی تھین مین نے کہدیا گل اندام کے پاس لوح ہی جلدی ہولی گئی مین یارو اسکو دریافت کرو سمندر جادو کہ شیرون مین دخل ہی

اس نے کہا صاف طریقے سے ظاہر ہی کہ حال مقام لوح دریافت کرتے ہین کسیکو بھیجیے کہ جاکر خبر لائے
ر غلام جاتا ہی جوش محبت شاہان طلسم مین سمندر جلد کہ جاکر حال دریافت کرون کہ طیران مکان پر
آئی چالیس ہزار فوج کو شاہزادے کے ساتھ روانہ کر چکی اب سو دو سو کنیزین جو باقی ہین آنکھ جمع کیا
آپنے صلاح کر رہی ہو صاحبو بڑی بات ہوئی کہ سکندر نے مجکو قبول کیا بی نسیم نے بھی اقرار کر لیا
اب تم سبھونکی کیا صلاح ہی میرا ارادہ ہی کہ گل اندام کو اپنے یہان دعوت مین بلاؤن مالکہ باغ
سنبل شان سب دو میرے یہان دعوت مین آئین بیہوشی پلا کے انکو پکڑ لون قید کرون یہ صلاح کر لیا
ہی کہ ایک کنیز گلشن نامے آسنے کہا مجکو نامہ دیجیے مین لیکر طرف انکے جاؤن اپنے ساتھ لیکر آؤن
یہان گرفتار کر لیجیے کا طیران نے خوشی خوشی نامہ لکھا گلشن کو دیا مضمون یہ تھا کہ جو ہمارے یہان
جشن ہی تم بھی اگر شریک ہو پھر ہم تم سب ملکر برائے مقدمہ طلسم کرینگے جلدی آنا گلشن نامہ لیکر چلی
ادہر سے گلشن جاتی ہی ادہر سے سمندر جوش و خروش مین آتا ہی سمندر نے جو گلشن کو
دیکھا آواز دی ای گلشن کہان جاتی ہو ذرا ٹھیر جاؤ گلشن ٹھیری سمندر نے ہاتھ پکڑ لیا حال
پوچھا اسنے صاف صاف کہدیا کہ بی طیران نے گل اندام کی دعوت کی ہی بلانے جاتی ہون
سمندر نے کہا صاف صاف کہو کیونکہ تمکو سامنے شہنشاہ طلسم کے بھیجونگا سچ کہو طیران نے
یہان سے جاکے کیا صلاح کی جب بہت دبا ڈالا سمندر آمادہ ہوا کہ قتل کرون گلشن لاچار
ہو گئی اور سب حال بیان کیا کہ ملکہ طیران سکندر پر عاشق ہوئی چالیس ہزار کا لشکر روانہ
کیا اب تدبیر یہ ہی کہ گل اندام کو بلا کے قتل کرین لوح حاصل کر کے سکندر کو دین سمندر
یہ حال سنکر بہت گہبرایا گلشن کو ترغیب دی کہ خبردار نامہ لیکر نہ جانا ورنہ گھر بار تمہارا صاف
ہو جائیگا اور وہ کاغذ بھی چھین لیا کہا خبردار اب پاس طیران کے نہ جانا گلشن تو اپنے گھر چلی
لیکن بڑا قلق ہی جی مین کہتی ہی یہ کیا ہوا حال میرے مالک کا کھل گیا اب یہ جاکے نمک پر دباؤ
ڈالیگا جاکر سکندر سے اطلاع کر دی کہا ای سکندر غضب ہوا ملکہ طیران جادو نے جاکے لوح
کا حال پوچھا وہان سب حال کھل گیا سمندر انکے گرفتار کرنیکو گیا ہی نامہ مجسے لے لیا مجکو منع
کر دیا کہ ملکہ کے پاس نہ جانا ورنہ گھر بار ضبط ہو گا مین آپکی خدمت مین حاضر ہوئی ملکہ نسیم آئین کہا
مین جاکے سمندر سے سمجھ لونگی شاہین نے کہا بیٹا مین جاتا ہون جواہر نے کہا آپ سب صاحب
مین جاکر اُنکی تدبیر کر لونگا ہر چند سکندر نے سمجھایا جواہر نے نہ مانا یکہ و تنہا با نہایت عیاری سے
آراستہ ہو کر چلا سے چتا ہوا چلا آتا ہی کہ ای جواہر جلد اپنے کو پہونچا دیہان ملکہ طیران اپنی بارگاہ مین
بیٹھی ہی یہی ذکر ہی کہ اب گل اندام آتی ہوگی گلشن نامہ لیکر پہونچی ہوگی کہنا بھی بیہوشی ڈال کے
پکوایا شراب مین بیہوشی ملائی کہ آسمان پر برق چمکی سمندر جادو آ پہونچا ملکہ سمندر کو دیکھکر گھبرائین
سمندر نے کہا بی طیران چلو تمکو شاہان طلسم نے یاد فرمایا ہی طیران نے کہا آپ چلیے مین حاضر
ہوتی ہون ابھی تو دربار سے آئی ہون ایسی کیا ضرورت ہی مین آٹھ پہر اسی فکر مین رہتی ہون کہ کوئی
تدبیر ایسی نکلے کہ جاکر طلسم کشا سے مقابلہ کرون سمندر نے کہا او خانہ خراب تو سکندر پر
مائل ہوئی ہی اُس سے وعدہ کر لیا ہی کہ مین لوح دلوا دونگی بربادی طلسم نور افشان چاہتی ہی ملکہ طیران

انکار کر رہی ہو سمندر کہتا ہے میں نے مفصل حال سنا ہے مجھے انکار خدمت میں شاہان طلسم نور افشان سے نہ
کے حال طیران و سمندر سے یہاں تک فساد بڑھا سمندر آمادہ ہوا کہ زبردستی پکڑ لیجاؤنگا طیران
نے کہا میں تو نہ جاؤنگی سمندر پکڑنے کے خیال سے اٹھا طیران نے کہا ای سمندر اپنی آبرو بچاؤ
چپکے چلے جاؤ ایسا نہ ہو خرابی پڑے آخر دونون اپنے اپنے مقام سے آگے آپس میں سحر ہونے
لگے سمندر سحر پڑھ طیران کے سینہ پر کہتا ہے قدرت سامری و جمشید کہ ہمارے مقابلے میں سحر
کرتی ہو اگر سحر کے دریا جاری کرون اگر ثانی سامری ہو تو ڈوب جائے جو سحر طیران نے کیا سمندر
نے دفع کیا دو چار سحر ایسے کیے کہ سر طیران کا زخمی ہوا دوبارہ وشانہ نشانہ ہوا پانچ چار زخم طیران
نے کھائے سمندر نے ایک دو پتھر مارا برکی یکی کنیزین سب بھاگ گئین طیران گر کر بیہوش ہوئی سحر
سمندر نے مشکین باندھین زبان میں سوزن دیا ایک طرف گولہ پھینکا اور آواز دی ای خوشباش کو پکڑ
بلاؤ تھوڑی دیر میں ایک جادوگر دس ہزار ساحر و نیے لیکر پہونچا سمندر نے کہا خوشباش یہ
دشمن شہنشاہ نور افشان ہے اسکو قید لیکر دربار شہنشاہی میں آؤ مابدولت چلتے ہیں خوشباش نے
بہت خوب کہکے آداب بجا کیا سمندر تو اسیطرح جوش مارکے چلا گیا خوشباش قید طیران لیکے چلا
شاہزادہ سکندر انتظار آمد طیران کر رہے ہیں کہ چند کنیزین آکے پہونچین تمام کیفیت بیان کی کہ حضور
شاہان نور افشان نے سمندر کو بھیجا سمندر نے ملکہ طیران کو پکڑ لیا شاہزادے نے چاہا سوار
ہون نسیم آنکے قدمون پر گری کہ حضور تکلیف نہ فرمائیں میں جاتی ہون خدا چاہتا ہے تو انکو رہا کرکے
لاتی ہون نسیم چلی ہر چند شاہزادہ سکندر نے منع کیا مگر ملکہ نسیم نے نہ مانا کہا میرا جانا ضرور ہے ایسا نہ ہو جواہر پر
کوئی افتاد پڑے جواہر عیار ایسا ہی ہے مگر ساحران نور افشان بڑے بڑے ہوشیار ہیں ایسا نہ ہو جواہر
گرفتار ہو جائے سمندر نے کہا کسی ایسے ویسے کو قید کیا ہوگی سکندر کو تو بہت کہہ دیا کہ آپ
قصد کیجیے کا ملکہ نسیم انکو چلین خوشباش قید لیے ہوئے جاتا ہے دور سے جواہر نے دیکھا حیران ہے
کہ سر راہ کیا کرون آخر کنارے آیا رنگ روغن عیاری کا لگا کر سقے کی شکل بنکر تیار ہوا مشک دوش پر
رکھی پانی چھڑکتا ہوا پیاسونکو پلاتا ہوا لشکر کے ساتھ چلا خوشباش نے آواز دی ارے ادبختی تو
کون ہے کہا حضور کا ملازم گرمی کی فصل ہے اس واسطے پانی پلاتا ہون کہ پیاسونکو تکلیف نہ ہو اہل
لشکر سیراب رہین خوشباش نے کہا ارے تیرا نام کیا ہے کہا حضور نام میرا دفتر میں آبرو دار لکھا ہے
خوشگوار کے دیکھ بیچے خوشباش نے کہا میں تجھے نہیں پہچانتا جواہر نے عیاری کی لوگی مگر باتین
کرنے میں کمی آگیا کہا حضور مشک میں پانی نہیں رہا ہے جا کے بھر لاؤن یہ کہکے پیچھے ہٹا خوشباش
سمجھ گیا کوئی عیار ہے ایک دستک دی کہا یارو اسے گرفتار کر لو پیادے دوڑے ایک پیادے کو
جواہر نے خنجر مارا اور دو تین جادوگرون کو مارا اور چاہا تڑپ کر نکل جاؤن خوشباش نے سحر کیا
زمین نے پاؤن جواہر کے تھام لیے رنگ و روغن چہرے سے اڑ گیا دیکھا ایک دبلا پتلا عیار قطور سے
لگائے ہوئے کہا ارے تو کون ہے جواہر نے اپنا نام بتایا ہے جواہر خنجرزن عیار سکندر ہمراہ
ہمراہی طیران آئے تھے یہاں گرفتار ہوئے خوشباش نے انکو بھی گرفتار کیا ہتھکڑیان
بیڑیان پہنا کر برابر طیران کے بٹھا دیا طیران یادین سکندر کی بہت پریشان ہے جواہر کو

ساتھ لایا تو نے طیران کو کیوں قید کیا چہ ساحر یہ سنکے بگڑے کہ ہم تجھکو بھی قتل کرینگے تیرے
خون کا دریا بہائینگے ملکہ طیران اور جواہر کو چھڑا کے لیجائینگے ملکہ نسیم نے کہا ہم خود آئے
ہین نسیم نے بڑھکر طیران کی زبان سے سوزن لیا کھا ہوا اسکو قید میں جو آتشی اس نے جواہر کی قید
کالی نسیم نے کہا تم نکل جاؤ مین خوشباش سے سمجھونگی خوشباش سحر کر رہا ہے مگر تاثیر نہین کرتا نسیم
مقابلہ پر آ طیران نے کہا ملکہ عالم آپ تکلیف نہ کرین مین اس ملعون سے سمجھونگی نسیم تو الگ ہوئین
طیران و خوشباش سے سحر چلنے لگے دو چار سحر چلے تھے طیران نے جھولی سے کارد سحر نکالی نکالکر
خوشباش کو کھینچ ماری سینے پر خوشباش کے پڑی پشت کے پار گذری آندھی اٹھی آواز آئی کشتی
مرا نام مین خوشباش جادو بود خوشباش کا مرنا سب ساحر بھاگے ملکہ طیران و نسیم و جواہر ساتھ
ساتھ سے چلے سمندر بیٹھ کے دربار مین آیا سحر العجائب نے کہا کیا کیا کہا حضور حقیقت مین وہ سکندر پر
عاشق ہوئی جو نام آپنے بتلایا اسکی فکر مین تھی راہ مین مین نے اسے گرفتار کیا جا کر طیران سے لڑا
اسکو گرفتار کرکے پست خوشباش روانہ کیا ہے کیا سبب کہ وہ ابھی تک نہین پہونچا ہرکارونکو حکم ہوا
کہ جا کر خبر لاؤ ہرکارے چلے تھے کہ ہوا ہیان خوشباش آکر پہونچے تمام کیفیت بیان کی کہ خوشباش
کو ملکہ نسیم آتشجو نے مارا طیران کو قید سے چھڑا کر لیگئی یہ سنکر سمندر آتشا کہا حضور یہ بے ادبی تو جرم
ساتھ کی ابھی جا کے گرفتار کرکے لاتا ہون طیران جو ساتھ نسیم کے چلی کہا مین ملکہ گل اندام کے
پاس جاتی ہون مگر اسکے پاس لوٹ ہے تو لاتی ہون نسیم نے کہا کہ پہلے شاہزادے کی ملاقات کو
چلو جیسا کچھ وہ فرمائینگے ویسا کرنا نسیم نے کہا مجکو شرم آتی ہے کہ جا کر کیا روے سیاہ دکھاؤں غرضکہ
ملکہ نسیم نے رد کا طیران نہ رکی تڑپ کے بلند ہوئی طرف مکان گل اندام کے چلی باغ سبز پوشان
مشہور تھا جب پہر دو پہر رہبری کر چکی سامنے سے باغ سبز معلوم ہوا باغ بہشت آئین حقیقت مین
باغ سبز پر جوش بہار ہے ہر طائر بسیار ہے زمزمہ سرائی کر رہے ہین سبزۂ خوابیدہ بیدار ہوا ہر گرداب
بحر آئینہ رخسار ہوا ہر موج دست تمنائے معشوق ساحل کنار مراد نخل سرسبز شاداب پتے
مثل برق کے چمک رہے ہین شاخین ہاتھ بڑھاتی ہین آدمیا۔ کا مژدہ سنانی مین عندلیبان
خوشنوا الصید ادا یہ غزل گا رہی ہین نظم

غزل جو ہے وہ محبوب نکتہ دان سنتا — زمین شعر کا افسانہ آسمان سنتا
فراق غنچہ سے ہے بعد مرگ بھی دشوار — زمین سے نیچے بھی ہون مین تو آسمان سنتا
کھلے نہ حالت دل کا زبان کو احوال — سنا کرے ہے اگر گوش بے زبان سنتا
خوشی سے جامے مین پھولا نہین سماتا ہے — بہار گل کی جو آمد ہے باغبان سنتا
زبان کو نسبی مشغول ذکر خیر نہین — کہان کہان نہین مین تیری داستان سنتا
قریب ہے یہ کہ حاصل کرون حضوری — پتا لگایا ہے دل ہون ترا مکان سنتا
خوشی کے مارے زمین پر قدم نہین پڑتے — جرس سے مژدۂ منزل ہے کاروان سنتا
نہ پوچھ کان مین کیا کیا کہا کسی نے — پھرا ہون تیری خبر مین کہان کہان سنتا
فسانہ رخ رنگین یار کیا کہتے — چمن کو آگ لگاتا جو باغبان سنتا

زبان سے مری یوسف کہا نہیں جاتا
سکتا ہے جو وہ خونخوار ادو پی بستر
کچھ احتیاج نہیں مجھکو خنجر زبان دو کی
مری فغان سے ہر گیسوے یار بل کھاتا
بہار اشک دکھلا رہی ہے حیران ہے
کیا ہے زرد جو سودائے خال مشکین نے
چمن کو کوچہ قاتل سمجھ ہو تو
ہر شوق بوسہ ہے منہ اسکا چوم لیتا ہون
مجھے وہ دشمن خدا نہ یاد آتا ہے
جواب الٹ کے نہ کیونکر مین آئے بد سے تن
رسائی ویرشن ہوتی جو بر بہن کی طرح
ان ابرو دن کو بتا شاعر کی کرتے کجرو
کھون جو بال مین اسکو تو بال شیشے کا
فراق یار مین ہے صبر زرد دست
فلک نے جگر کو دیکھ نشانہ بنتا مین
قصور مجھے ہوا ہو جو کچھ معاف کرو
بنا جو روستم مین مفت الزام
بر جل رہی اثر ہوا باغ ہر شہر کیسی
سنان قد سے ہوس دیکھین جیسے زرد پا

تمھارے حسن سے سودا کیون ہون گران سنتا
ہر اک طرف سے ہون آواز الامان سنتا
اجل کو اپنے ہون اپنا نگاہبان سنتا
ملال ہوتا ہے کافر ہی جب اذان سنتا
ہزار کیسے نہیں ایک باغبان سنتا
وہ رنگ ہے کہ جو تھا رنگ زعفران سنتا
شہید مجکو ہون اے نخل ارغوان سنتا
زبان سے جیسے ترے رخ مین ہون بلبلان سنتا
کسی کے گھر میں جو ہون دوستا میمان سنتا
گری مرے لیے ہر گوش بے زبان سنتا
تمہارے گو چھیڑ کے دو چار گالیان سنتا
کسی سے تیغ کسی سے ہون مین کمان سنتا
کمر کو ہون تن نازک کے درمیان سنتا
پکارتا ہے جسکو ہر میدان سنتا
کوئی جو ابرو سے خدا کے کمان سنتا
خفا مزاج تمہارا ہون مہربان سنتا
وہ ترک اگر فلک پیر کو جوان سنتا
نہ گل ساشاخ نہ تو غنچہ سا ہون دہان سنتا
تمھارا نام ہون مین شاخ زعفران سنتا

عجب باغ پر بہار ہے حیرت بلبلوں کی پکار طیران دیکھتی ہوئی اس باغ سے گذری جاتی تھی غنچہ لب سے ذرا جلے کہ ایک غنچہ مسکرایا چمن سے آواز دی اے ملکہ طیران کہاں جاتی ہو دیکھیے ملکہ گل اندام بلا رہی ہین پلٹ کے طیران نے جو دیکھا چبوترے پر باغ کے ملکہ گل اندام مسند پر بیٹھی ہین گرد کنیزان سو تارمین رہ چین سامان عیش و نشاط مہیا گل اندام نے مسکرا کے کہا آؤ کہان جاتی ہو نسیم سحری نے ہمکو خبر دی تھی کہ ملکہ طیران آپکی ملاقات کو آتی ہیں لہذا علیحدہ جانے کا کیا باعث ہم تو تمہارے بہت مشتاق ہین طیران جادو اتر پڑی دلمے اپنے کہتی ہے اسکی عظمت و شان سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ صاحب بوج ہے اسنے تو ہمارا حال نہ سنا ہوگا اگر سامنے ملکہ گل اندام کے بیٹھی گل اندام نے کہا ہو اخیر و عافیت کہو طیران نے کہا شکر خداوند سامری و جمشید کا تمنے سنا ہوگا طلسم کشانے کوہ عجائب غرائب کو فتح کیا ملکہ خورشید برق وش نے رہائی پائی اب سرکاری طلسم کی تدبیرین ہو رہی ہین یقین ہے کہ طلسم کشا اس راہ سے آئے جو تم اپنے کو بچانا گل اندام نے کہا طلسم کشا یہان تک آیا کریگا طرف سے باغ لالہ زار کے راہ ہو یقین ہے وہ دو دن کا بلے ہرن کہ طلسم کشا کو دو متون پہنچا آپ کے باغ لالہ زار ملا زمان طلسم کشا کو جلا دیگا آجتک کبھی

کی ساحر و غیر ساحر کا صرف باغ لالہ زار سے گذر نہین ہوا ہے دوسری طرف سے گیا باغ مین جب سے
پھنسا آفت مین مبتلا ہوا مجھے تو نہین سنا کہ کوئی اُس طرف سے گذرے ہے [illegible] زمانے مین کوکب نے
کبھی اُس باغ سے گذر نہین کیا ملکہ بہاران شمشیر زن کہ ساحرہ ہر فن تھی وہ بھی بدرجہ سے خون رو رو ن
توڑا باغ لالہ زار کی سیر نہ کر سکی اور بولا یہ باغ سبز پوشان ہے [illegible] بیان بھی آدمی کے ہوش اڑتے
ہین لوح سے ہمین کیا کام ہے اُسکے پاس ہوگی جو سحر شناس یکتا ہوگی تو صورت مالک باغ سبز پوشان کہلاتی
ہون آج کیا باعث ہے تمکو دیکھکر مسکراتے ہین گلون نے آنکھین کھولدین نرگس اسی جانب
تک رہی تھی سنبل نے پیچیان سنوارین عشق پیچہ پیچ و تاب مین چشم معشوق کی کیفیت نہر کے
حباب مین لیا سے شاہان طلسم سے کچھ رنج و ملال ہوا طیران نے کہا نہین تو مجھے کیا ضرورت
تھی جو شاہان طلسم سے تکرار پیدا کرتی جو انھون نے کہا تمام طلسم پر روشن ہے خود انکو مناسب
تھا یا نہ تھا گل اندام نے اپنے ہاتھ سے جام بھر کہا بوا تمہارے دلکی بات تمہارے دلکے ساتھ ہے یہ جام نوش کرو
اپنے باطن کا حال کہو طیران کے موے جسم کھڑے ہو گئے انکار مناسب نہ جانا یہ دل نے کہا
کو شراب پی اور غضب ہوا لیکن پیو [illegible] کیا چارہ ہے لونڈی کی کیا مجال تھی کہ ان تک آتی اور بلا
کے لیجاتی انکا ہی فیض عام ہے نام ملکہ گل اندام ہے ایسی ایسی باتین دلہن کین جام لے لیا جیسے
ہی جام لبون سے لگایا صلصلان غنچہ نے غون غان شروع کی عندلیب خوشنوا ہنسی پتون نے کف افسوس
ملے شاخون نے ہاتھ بڑھائے کہ سر پر طیران کے سایہ کرین ہوا کے معتدل چلنے لگی نہرون
مین جوش و خروش طاؤسان بدمست کو بیہوشی ہین ہوش کا گل سنبل کا کوڑا بنا پنچون کو دل لگی سوجھی
نرگس کی آنکھین ابل آئین جام پیتے ہی طیران کو نشہ ہوا گل اندام نے پوچھا کیون بوا ایسا رنج
ہوا تو صاف صاف کہو کس منزل پر اتفاق ہوا ہمارے واسطے کوئی نامہ بھی لکھا تھا تحریر
غنچہ دہن گل سے ثابت ہوا کہ تقدیر کا لکھا پیشانی تھی اب نہ تامل کرنا شراب و شباب نے پی انکو صاف
صاف کہو کہ یہ باتین جو گل اندام نے کین طیران نے کہا بوا ہم گنہگار شاہان طلسم نور افشان
مین بیٹھے بیٹھے ہاتھ ہمارا پہاڑ کے نیچے دبا شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم بیاہی ہوئی
انکی معشوقہ اصلی کہ جس کے ساتھ نسبت بھی ہو چکی ہے ماں باپ نے آنکھے [illegible] سو ب کیا [illegible]
سینے پر پڑا آخر وہ بھی راضی ہو گئین ہے یہ اقرار کیا کہ فکر لوح طلسم کردینگے عہد و پیمان ہوے شاہان
طلسم سے جاکے پوچھا کہ لوح کسکے پاس ہے انھون نے آپکا نام لیا منظور ہوا آپ کو بلوائین
بیہوشی دیکے قتل کرین کنیز نامہ لیکر چلی تھی راہ مین سمندر نے گرفتار کیا ہم گرفتار ہوے ایک
ساحر ہم کو لیکر چلا نسیم نے آسے مارا اب ہم خاص اسواسطے آئے کہ تمکو قتل کرین لوح لیکر
لیجائین لیکن اب تو دام تمہارے مین پھنسے یہ جو حال ملکہ طیران نے بیان کیا گل اندام نے کہا بوا کیا
کہنا حقیقت مین بڑا کام کیا شاہان نور افشان نے تمکو دھوکا دیا میرے پاس لوح کہان لوح کا
راستہ جہان وہ وہان ہے اس طلسم کا فتح ہونا بہت دشوار ہوگا بوا تمنے ناحق بیٹھے بیٹھے اپنے کو آفت
مین پھنسایا ہماری بوا کے واسطے زیور لاؤ کنیزین دوڑ کے انکے واسطے [illegible] پٹاریان لائین [illegible]
[illegible] سامنے رکھدین بجاے سوزن ایک [illegible] لاکے رکھدیا گل اندام نے کہا بوا یہ زیور

پہنو طیران نے اپنے ہاتھ سے اپنی زبان مین نکلوا دیا ہتھکڑیان بیڑیان سیلین طوق سب گئے ہین
پہن لیا گل اندام نے دوسرا جام دیا جام پیتے ہی ہوش آیا اپنے کو کس مصیبت مین دیکھا حیران
کنیزین کہ مجکو کس نے قید کیا گل اندام نے کہا بی تمہارے واسطے اور ہمنے تمکو گرفتار کیا تھا آواز دی
کوئی حاضر ہو سنبل جادو سامنے آئی کہا سنبل اسکی قید خدمت مین شاہان طلسم کے لے جا راہ مین
ہوشیار رہنا شاہزادہ سکندر بڑے زور و شور سے قلعہ مسحوب نیزہ باز پر فرد کش ہین اگر انکو خبر
ہوگئی وہ ضرور انکی رہائی کو آ ملینگے بی نسیم آتشخو یک حقیر ساحر کو مار کے بہت بلبلائی ہین کچھ بھی ہوا
بیگم بھی گرفتار ہو کر آملینگی ایک بار قید ہو چکی ہین سنبل نے طیران کو اژدہے پر سوار کیا پانچ سو کنیزین
اسکے ساتھ مین قید لیکر طرف شاہان طلسم کے چلی یہان شاہزادہ سکندر قلعہ مسحوب پر فرو کش
ہین ملکہ نسیم و جواہر آکر بیٹھے کیفیت رہائی طیران بیان کی کہا حضرت ملکہ طیران فکر لوح مین گئی
ہین سکندر نے زانو پر ہاتھ مارا کہا یارو ہمسے تو صلاح کرلی ہوتی کیون ملکہ کو روانہ کر دیا ہے صلاح
کہی ایسا نہو کسی بلا مین پہنس جائین نسیم نے مسکرا کے کہا آپکو بڑا قلق ہے سکندر نے کہا
مقام انصاف ہے کہ آپنے ہمارے واسطے گھربار چھوڑا شاہان طلسم نور افشان کی دشمن ہوئی ہم
کیونکر اسکا خیال نکرین اسکی رنجیدگی کا ملال نکرین سکندر نے اسیوقت حکم دیا خبر لاؤ اگر خدا نخواستہ
طیران کہین گرفتار ہو گئی تو مجھکو بڑا قلق ہوگا جواہر نے اسیوقت ہرکارے روانہ کیے دوسرے
دن ہرکارے پریشان آکر سیدھے عرض کی اے شہریار غضب ہے ملکہ طیران کو گل اندام نے قید
کیا سنبل جادو قید لیے ہوے جاتی ہے اسی ڈانڈ لیے فوج گذریگی سکندر نے ارادہ کیا تھا جواہر
قدمون پر گر پڑا کہا حضور تکلیف نکرین مین انکو رہا کر کے لاتا ہون سلطان زرین پوش بیقرار
ہو گئے کہا اے جواہر طلسم نور افشان کے ساحر بڑے ہوشیار ہین ایسا نہو کوئی آفت آجائے
جواہر نے کہا کہ ہمکو افسر شاطران کیا ہے یہی ہمارا کام ہے عیاری مین ہمارا نام ہے حضور منع نہ کرین یہ
کہکے جواہر خنجر زن برائے رہائی طیران چلے سوچتے ہوے کہ کیا کرون جواہر ابھی قریب لشکر نہ پہنچے
تھے کہ گل اندام اپنے باغ مین بیٹھی ہر طرف سبزہ پر بہار ہے عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی
ہین ایک عندلیب نے پرونکو جنبش دی ملکہ گل اندام سے آنکھ ملائی پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم ذرا
ہوشیار ہو جائیے آپ باغ سبزپوشان کی حاکم ہین اس مقام عجائب و غرائب کی ناظم ہین ہر وقت
ہوشیار رہنا چاہیے آپکو کچھ معلوم ہوا غنچے مسکرا رہے ہین گلون نے آنکھین کھولین سرو چمن اکڑ
رہے ہین بی طیران جادو کی قید لیے ہوے بی سنبل جاتی ہین سکندر کو خبر ملگئی میان جواہر
صاحب عیاری کرنے چلے ہین یہ سنتے ہی اٹھکر تالی آواز دی ارے کوئی حاضر ہو بی نسیم نے مجکو ہوا کا
جھونکا جانا ایک لڑکے کو ساتھ لیکر ہمارے فتاح طلسم نور افشان چلی ہین کیا کہین سمجھی ہین یہ بھی
گل اندام نے آواز دی بارہ ہزار کنیزین سروقد غنچہ دہن ہنستی ہوئی سامنے آئین کہتی ہوئی دائی
کیا ارادہ ہے ہم سمجھ گئے بی سنبل کو پریشانی ہوئی گل اندام نے کہا اب انکی شامت آئی ہے بی نسیم
نے اپنے نزدیک بہت بڑا کام کیا تھا مین و گلشن بھی ساتھ ہین ایک اشارہ مین ہوش نہ درست
رہینگے جب حاکم باغ سبزپوشان نکلے گشت کرے میان طلسم کشا بھی گرفتار ہون اس لڑائی کا خاتمہ

بھی کر دین تمام ملکون مین خبر ہو گئی کہ طلسم نور افشان پر چار جانب سے بلوہ ہے طلسم کشا
نے کوہ عجائب و غرائب کو فتح کر لیا اب تلاش کی جو کرنے پائین راہ مین گرفتار کیا جائے یہ سنکے
تخت پر سوار ہوئی تحریر جادو سیلہ تین ہزار ہی کہا ایک نامہ واسطے سکندر کے لکھو مضمون
یہ ہو کہ عیار کو ہمارے سنبل کیون بھیجی خود تشریف لائیے منتظم باغ سبز پوشان حاضر ہوتی ہے
بی نسیم اور شاہین و گلشن یا آپ طیران کو رہا کیجئے باہم آپ سے دل سے ارادہ فتاحی طلسم کا ہے
تحریر نے نامہ لکھا جو مضمون گل اندام نے کہا وہ درج ہوا گل اندام نے کہا نامہ کیونکر بھیجون
صلاح ہوئی کہ قاصد صبا کے سپرد کرد تحریر نے نامہ ہتھیلی پر رکھا جھونکا ہوا کا نامے کو اڑا لیگیا ملکہ
گل اندام چلین یہان سکندر قلعہ مسحوب مین بیٹھے ہین شہنشاہ زرین پوش تخت ہے ملکہ نسیم
و شاہین و گلشن سحر طراز سب دربار مین حاضر ہین دربار سکندر معمور کہ ایک ہوا چلی سب کی آنکھ
بند ہو گئی اب جو نسیم نے آنکھ کھولی ایک نامہ اپنے ہاتھ مین پایا اب جو پڑھا تو مضمون مذکور تو یہ تھا
لکھا ای شہریار ملکہ گل اندام مالک باغ سبز پوشان آپ کو تحریر فرماتی ہین کہ ای شاہزادہ سکندر والا
حشم آپ ارادہ فتاحی طلسم نور افشان رکھتے مین مقام افسوس ہے کہ عیار کے ہمراہ ہے طلسم کشائی
اگر دعوی فتاحی طلسم ہے تو خود لشکر کشی کر کے آئیے مقابلہ پڑے احوال کھلے سکندر نے کہا
لشکر تیار کرو اسیوقت لشکر تیار ہونے لگا ملکہ نسیم و شاہین و گلشن صلاح کر کے سوار ہوے
ملکہ نسیم نے شفقت کی ایک بازو بند عمدہ تیار کر کے بازو پر سکندر کے باندھا اور کہدیا آپ پر کسی
ایک کا سحر تاثیر نہ کریگا جو سپر غالب آئیگا اسکا سحر تاثیر کریگا یہ انتظام کر کے لشکر نے کوچ کیا جواہر کا
حال تحریر ہوتا ہے کہ یہ جو قریب لشکر سنبل پہونچے ایک پہاڑ پر سے چڑھ کے دیکھا ایک خیمے مین
ملکہ طیران قید ہین سنبل کی بارگاہ استادہ ہے جادوگر نیان جابجا پھر رہی ہین جب جواہر پہاڑ سے
اترا ایک ضعیفہ کی صورت بنا چاہا لشکر مین جاؤن اب جو نگاہ اٹھائے دیکھا صحرا خالی معدوم ہوتا ہے
لشکر سنبل کا کہین نشان بھی نہین تین مرتبہ جواہر پہاڑ پر چڑھا اور تینوں مرتبہ اترا جب پہاڑ پر
جاتا ہے لشکر نظر آتا ہے جب زیر کوہ آتا ہے لشکر معدوم ہو جاتا ہے دل مین کہتا ہے جواہر کچھ سمجھ مین
نہین آتا جب پہاڑ پر جاتا ہون لشکر نظر آتا ہے جب پہاڑ سے اترا لشکر غائب ہو گیا اس تردد مین تھا
کہ پشت سے گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک ساحرہ نہایت حسین و جمیل زیور گل
مین لدی ہوئی بارہ ہزار فوج پشت پر نہایت کروفر سے لشکر پیدا ہوا اب جواہر نے دیکھا کہ سنبل
بھی استقبال کو آئی نہایت درجہ جواہر حیران ہے کہ یہ کیا ہوا کہ اب تو سنبل جادو بھی ظاہر ہوئی ملکہ عالم
کے پایہ تخت پر سنبل نے ہاتھ ڈالا دوسری گرد اڑی جواہر حیران ہو کے دیکھنے لگا دیکھا لشکر
سکندر والا حشم بڑے کروفر سے پیدا ہوا شاہزادہ بخت مرکب پر ملکہ نسیم طاؤس زرین بال پر
شاہین بلند پرواز یک عقاب پر سوار و گلشن سحر طراز طاؤس زرین بال پر شہنشاہ زرین پوش
تخت پر ساحر و غیر ساحر ملا کر تین لاکھ کا لشکر اس کروفر سے شاہزادہ بھی آکر پہونچا ملکہ گل اندام
نے پکار کر آواز دی ای شاہزادہ والا قدر آپ عیار کے بھروسے پر طلسم کشائی کرنے نکلے ہین
آپکا عیار طیران کو رہا کرنے آیا تھا پہاڑ پر چڑھا کئی مرتبہ اترا بیچارہ اس کشتی سے حیران تھا آپ

اب لشکر کو بیکار کیے حال کھینچا جائیگا بی نسیم ہوشیار رہنگی میں حاکم باغ سبزپوشان ہوں برائے گرفتاری سکندر آئی ہون نسیم نے کہا کیا مجال جو شاہزادے پر نگاہ کرے آنکھیں پھوڑ دون گل اندام ہنسنے لگی کہا غصہ نہ کیجیے لشکر آثار نے جب ہمارے آپکے مقابلہ پریگا تو حال کھینچا جائیگا دونون لشکر آکر مقابلے میں اترے گل اندام نے پکار کے کہا آج شب کو انتظام ہوگا مگر میان جواہر ہمارے لشکر میں آنیکا ارادہ نہ کیجیے گا آپ شہزادے کوس پر تھے ہمکو خبر ہوگئی دونون لشکر مقابلے پر اترے تھے لشکرون میں تیاریان ہونے لگین ساحرون نے جابجا بارگاہیں استادہ کین بارگاہ سکندر استادہ تھی گل اندام نے اترتے اترتے ایک بدھنی سونے کی اپنے گلے سے اتار کے پھینکی ایک ابر سیاہ پیدا ہوا لشکر پر سکندر کے آکے چھایا ملکہ نسیم تڑپ کے بیٹھی میں شاہین نے کہا ای فرزند بڑے ظالم سے مقابلہ ہے یکایک برظاہر ہوا گلشن نے کہا لو بی بی سحر شروع ہوگیا ملکہ نسیم باہر نکل آئین دیکھا ابر چھایا ہوا ہے لشکر کو گھیرتا جاتا ہے ملکہ نسیم نے کمر سے ہو کر سحر کیا جیسے ہی گو ٹکڑے ابر کے پھینکا ابر پھٹا ابر سے ایک نازنین مہ جبین خوش آواز باکرشمہ و ناز گوری گوری صورت کم سن ارادہ درست مسکرا کے سامنے نسیم کے آئی فرش ماہتاب نے فرش چاندنی بچھایا ہے قب کی رعنائی دیکھکر اس نازنین نے جو ابر سے نکلی ہے ملکہ نسیم سے ہنگامہ ملاقی کہا بی بی یہ چند شعر نسیم کے میری زبان سے سن لیجیے یہ کہکے با الحان یہ اشعار آبدار گانے لگی

نظم

طرۂ مشکیں سے ہے جلوہ آبدار شب | نسبت زلف یار ہے باعث افتخار شب
شفق من تصور معرفت ہے [illegible] | چشم [illegible] ہے صاف حسرت انتظار شب
کہیں جلد بے وفا دل نہیں [illegible] | چہرۂ روز پر جھکا گیسوئے تابدار شب
حال کہو چہ ہمنشیں ہجر غم دلبر [illegible] | شعلۂ آہ آتشیں ہوتا ہے ہمکنار شب
وعدہ ہے وصل یار کا وہ ہے بخت نارسا | اول شام سے ہوا اسلیے ہی انتظار شب
ہر کوئی آسمان جناب جسنے کیا یہ انتخاب | حافظ روز آفتاب ماہ ہے پاسدار شب
نالۂ آتشیں سے ڈر تب کہیں نہ ہو جگر | ہوتی ہے شام صبر کر اے دل خواستگار شب
جیتے ہیں بس ہو ایکدم فرقت یار کے ستم | صبح نہ ہونے دیتے ہم ہوتا گر اختیار شب
دیکھتے ہیں نسیم ہم لحظہ بہ لحظہ ہے ستم | ہجر میں طول روز غم وصل میں اختصار شب

جب اس نازنین نے یہ غزل سامنے ملکہ کے گائی نسیم نے کہا میں تعجب کرتی ہوں کہ تو ایسے اشعار آتش خیز شعلہ انگیز گا رہی ہے تیرے منہ سے کوئی شعلہ نہیں نکلتا جل نہیں جاتی کیا ہے جلتی ہے مثل شمع کیون پگھلتی ہے شاہین نے شرارت کی ایک شعلہ جھڑک کر اس نازنین پر گرا بدن سے اسکے نازنین کے آگ نکلی جلتی ہوئی قریب ابر کے پہونچی ابر میں رونی کے گالے سمجھے وہ بھی جلنے لگے ابر جلکر خاک ہوا شور ہوا کشتی مرا نام من ریحان سبزپوش بود گل اندام اپنے مقام پر بیٹھی تھی کہ یہ آواز کانون میں آئی بس یہ آواز سنکر گل اندام جھلا گئی آواز دی ارے کیمرنگ تونے سنا کیسا مکر کیا بی نسیم نے اپنی ہوا باندھی میان شاہین نے اپنی بلند پروازی دکھائی بی گلشن نے بڑا سحر کیا دو کیا کری آنکھ اٹھنے نہ دی ایک کنیز تھی عرض کی حضور شاد ہو گیا سحر ایجاد ہوئی

نیرنگ روتا ہوا بھاگا آکر دیکھا شاہزادہ ضیغم کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے ہیں کہ ناگاہ
نیرنگ روتا ہوا آیا ضیغم نے پوچھا خیر تو ہی عرض کی حضور لشکر سکندر پر بڑی آفت ہی
گل اندام نامے کوئی ساحرہ ہی مالک در بند طلسم نور افشان ہی تمہارے سحر یہ ہی کہ جو امیر خنجر زن
ارادہ و بہانہ عیاری کا کیا وہاں انکو خبر ہو گئی لشکر لیکر آئیں سب کا خاتمہ ایک ہی ساعت میں کیا اب
پھر بھر اور باقی ہی اہالیان لشکر سکندر کا خاتمہ ہو جائیگا ضیغم کا بھی دل کانپ گیا کہا بڑے
افسوس کی بات ہی ہمارا تاجر زادہ نمیا اقبال ہی اسکو اپنا فرزند سمجھتا ہوں وہاں انکی خدمتگزاری
کی انکی مدد بھی کرنا واجبات سے ہی نیرنگ نے عرض کی جادوگر کا مقدمہ ہی سمجھ کے چلیے گا ضیغم
کہا سمجھا بوجھا ہی برقان برق وش کہ عاشق جمال شاہزادہ والا قدر ہی شاہزادے نے جو
بوق ترکی بجایا یہی آواز تھی کہ ای قزاقان تیار شو یہ پہلی آواز میں گھوڑوں پر کہ ٹھیان پڑیں دوسری
آواز میں پشت ہائے مرکب پر سوار ہوئے تیسری آواز میں سب جمع ہوئے سامنے آئے ضیغم
بھی گھوڑے پر سوار ہو چکے تھے دیوانوں کو ساتھ لیکر بڑھے جب لشکر گل اندام میں پہونچے بوق ترکی
بجایا قزاقان بزنید مگر بہوشیاری اب جو قزاق تلواریں کھینچکر گرے لشکر کفار میں ملکہ ڈالدیا
گرد و غبار اڑنے لگا قزاقوں نے ملتے ہی خیموں کی کاٹیں بارود کے فتیلے پھینکے خیمے جلنے لگے
اس اندھیرے میں جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے اول نعرہ نام صاحبقران کا کیا پھر
نعرہ لندھور پھر نعرہ مالک اشتر پھر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ ضیغم شیر شکار تصنیف مصنف

منم ضیغم بیشۂ صفدری
منم تیغ کین در میان صفا
منم نام آوری پہلوان

منم حامل رایت برتری
بلرزند از خوف دیوان تیغ
عدو سکند الامان الامان

منم شیر میدان رستخیز
منم سالک مسلک راستی
منم نیر برج صاحبقران

صف دشمنان میکنم گرد برد
بفوج عدو در ہمی بر ہمی
منم گوہر درج صاحبقران

اس زور و شور سے شاہزادہ آکے گرا کہ لشکر میں غلغلہ ڈالدیا جادوگر دھکے مرنے لگی صدائیں بلند
ہوئیں گل اندام خیمے سے نکلی نکلکر دیکھا سب لشکر قتل ہو رہا ہی جادوگرنیوں سے پوچھا ارے
یہ کیا معرکہ ہی جادوگرنیوں نے عرض کی طلسم کشا آگئے لندھور مالک کے نعرے کی آواز سنی
چالیس لاکھ فوج ہی سارا لشکر آپکا مرا ہوا ہی گل اندام نے کہا حقیقت میں ہر مقام پر تلوار چل رہی ہی
ساحر اپنے تئیں کیا بچا سکتے ہیں آپس میں لڑ رہے ہیں بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل
کیا جو جسطرف نکلا جسکو آتے دیکھا اسی پر جا پڑا تلوار چلنے لگی سحر ہو رہے ہیں نہر رہا جادوگر
مرکے گر پڑے لاشے پھڑک رہے ہیں خیموں میں آگ لگا دی گل اندام حیران ہو گئی اپنے
کنیزوں سے کہا ارے یہ تو دریافت کرو کہ لشکر حمزہ کسطرف ہی اور ہمارا لشکر کہاں ہی کوئی
سردار ہمارا معلوم نہیں ہوتا ہمارے ملازموں کے مرنے کی آواز بھی آتی ہی دمبدم آواز آتی ہی
منم صاحبقران زمان کشندۂ کافران آخر دیکھو تو صاحبقران کدھر ہیں کنیزیں کہتی ہیں
داری اندھیرے میں کدھر جائیں کیا دریافت کریں اسکو کیونکر پائیں اگر دشمن کو دیکھیں تو
قیاس نہیں برپا کریں دشمن سے لڑیں سحر نہیں کر سکتے ہیں خوف ہی کہ ایسا نہ ہو اپنے ساتھ والے زائل
ہوں مقام تردد ہی گل اندام نے کہا پھر آخر کیا کریں لشکر کو قتل ہو جانے دیں یہ کہکے منہ سے

ساحر مارے گئے آپ بڑی صاحب اقبال ہیں یہ کہتا ہوا قریب پہنچا ایک طرف سے برقان بھی پہنچی
قیامت کر رہی تھی دور سے جو دیکھی شاہزادے کو تڑپ کر چلی کئی ہزار آدمیوں کو کاٹ کے چمکی گل اندام
نے چاہا بڑھوں کہا ارے یہ کون جادوگرنی ہے شیر جنگ سے کہا: جیسے دوسرا ملکہ ابر اٹھا جیسے آسمان
گل اندام نے اس طرف کو دیکھا شیر جنگ نے پشت گل پر خنجر مارا اور نعرہ کیا منم شیر جنگ صبا رفتار گل اندام
لڑکھڑا کر گری وہاں ملکہ نسیم کو ہوش آیا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی
کشتی مرا نام تھا گل اندام جادو بدادم نسیم و شاہین و گلشن ہوش میں آکے سحر کرتے ہوئے بارگاہ
سے نکلے سکندر گھوڑے پر سوار ہوئے ضیغم نے جو دیکھا کہ اب لشکر سکندر آتا ہے نقاب چہرے پر
ڈالی بوق ترکی بھی بجایا قزاق ہمراہ کے پشت پر ضیغم کے آئے ضیغم ان سب کو ساتھ لیکر روتے ہوئے
نکل گئے چلتے چلتے خزانہ لوٹ لیا ایک ایک قزاق نے ایک ایک توڑا اٹھا لیا ضیغم ڈرتے بھڑتے نکل گئے
برقان برق وش آسمان پر جا کے چمکی سکندر نے آکر لشکر گل اندام کو تہ تیغ کیا تیغ چلتے ہوئے فتح
نصیب ہوئی ساحروں نے فریاد کی الامان الامان کی صدا بلند ہوئی سب مال و اسباب سکندر نے
قبضے میں کیا جواہر نے عرض کی ای شہریار وہی نقابدار سبزپوش آج کس دھوم سے آکے لڑا گل اندام
کو اسکے یار نے مارا ورنہ آج سرکار کی فتح نہ ہوتی اسی مقام پر بارگاہ زر نگار استادہ ہوئی سکندر
بادشاہ مع سلطان زرین پوش کل سرداران نامی و ساحران گرامی آکر داخل بارگاہ ہوئے محفل عیش و عشرت
آراستہ ہوئی دماغ تر ہیں جام ارغوانی گردش میں ہر ایک کو خوشی ہوئی کہ شاگردان جواہر دوڑے ہوئے
آئے ہاتھ اٹھا کے دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے بعد دعا و ثنا کے عرض کی ای شہریار ابھی خبر ملی ہے
کہ طلسم کشا نے کوہ عجائب و غرائب کو فتح کیا اب تلاش لوح کا قصد ہے سکندر طرف نسیم کے متوجہ
ہوئے کہا کیوں ملکہ عالم اب کیا ارادہ ہے ہم تو طلسم پر جا بیٹھے ہیں مگر تاسف ہے نسیم نے کہا ای شہریار
چلنے کا آپ کو اختیار ہے خواہ جائیے خواہ نہ جائیے یہ ایک ساحرہ وہاں کے در پنہاں تھی کم نظر آتے یہ
رنگ دکھایا خاص ساحران طلسم کیسے ہونگے سکندر نے کہا خداوند سحر مالک ہیں دیکھا چاہئے کیا شاخ
پیدا ہوئی ہم عاجز ہوئے خداوند نے اور سبب پیدا کیا نہیں معلوم یہ نقابدار سبزپوش کون ہے
اس لاچاری میں آکے مدد کی جس دن لوح پائی قیامت برپا کر دی اور اگر آندہ میں نہیں ہے پھر جا کر
قید ہونگے طیران نے عرض کی داری مجھے سحر العجائب نے فقرہ دیا حضور چلیں باغ سبزپوشان
تک یہ آپ کا قبضہ ہوا باغ لالہ زار پر جو کچھ گذرے گی کھل جائیگا میں ہمراہ ہے جانبازی حاضر ہوں
ہر چند کہ قتل گل اندام کا دعوی تھا مگر مرحلہ فتح ہوا اب آگے باغ سبزپوشان کے گذر کر جیسی گذرے
دیکھئے سکندر نے ملکہ طیران کو کل لشکر کا منتظم کیا ملکہ نسیم نے ایک ابر سحری تیار کیا اس ابر
میں مخفی ہوئیں تین لاکھ فوج سکندر ساتھ لیکر بہ ہدایت طیران چلے طیران سب کے آگے
آگے بہ ہدایت رہبری کرتی ہوئی سکندر کو لیے ہوئے جاتی ہے کہ انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا اب انکو رہنے دیجئے

دو کلمہ داستان صاحبقران زمان شریک ہونا ملکہ خورشید برق وش دختر بادشاہ ساحل کا روانہ ہونا
طرف کوہ لالہ زار کے اور ذکر سحر لالہ زار کا دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جلد پھر جام کو
یہ تالاش لوح طلسم نگار
منازل کی طے ہیں مصیبت سے
منازل سے گو لوح کے دور ہیں
فراست کا دم بھر رہا ہے قلم
کہ تالاش مشکل کے سائل ہیں
منم آئینہ ساز میدان جنگ
شہنشاہ اقلیم میدان جنگ
منم ضیغم بیشۂ صفدری
منم قاتل کافر خود سری
ضمیرم چو آئینہ صاف ہست
شدم در جہان مدح خوان امام
نہال گلستان فضل و کمال
نہیں صاحب علم کا قاعدہ
دو سب صاحب فہم موجود ہیں
کرینگے وہ انصاف کے خور کلام
طلسمات کے خوب اور بلے
طبیعت کا بھی ہو گیا امتحان

کہ تالاش کا لوح کی قصد ہے
عجب جستجو ہے بڑی آرزو
کہ ساحر طلسمات کے بھی لڑے
مگر جستجو سے قلم ہے مزور
کہ طے ہو یہ راہ مطیبت شیم
منم سمتم نقل شاعری
بکلام شوا بیرن و کیو شنگ
منم مفتی مسند گیر و دار
منم کاتب جنگ فرمان بری
نہ میدون ملک سخن گستری
دلم مائل نظم انصاف ہست
منم صاحب علم و فضل و ہنر
منم سرو گلزار باغ جلال
سخن سنج ہیں ناظر ی کمال
مطالب مراتب ہیں موجود ہیں
جو ہیں کے با انصاف و لطف عطا
یہ اشعار رنگین بجودت کہے

چلے ہیں امیر عرب نامدار
کہ کرنا پڑی لوح کی جستجو
قلم کی روانی پہ مغرور ہوں
کہ نزدیک ہے عقل سے راہ دور
بڑے ساحروں سے مقابل ہوئے
منم صفدر بزم اسکندری
منم فاتح لشکر روم و زنگ
زنا ظم مشعر و رونق کارزار
منم افسر لشکر شاطری
کہ سہراب یل یافتہ برتری
منم ناظم و نثر خوان امام
سخن آفتاب و تخلص قمر
قمر اس بیان سے ہے کیا فائدہ
کہ انصاف میں ہیں خجستہ خصال
سمجھ لینگے نیکی بدی کو تمام
قمر آفرین مرحبا مرحبا
یہ کہہ دیں ہوں صاف کج مج زبان

پھر وہ رہروان منازل طلسمات و حسرت آیات و گام فرسایان صحراے پر آفات مصیبت سمات کلہاے مضامین خجستہ آئین کو پیش گاہ ناظرین والا یوں پیش کرتے ہیں شعر مصنف سخن سنج و داناے شیریں مقال + چنین می نگارد زکلک جنبال + سابق میں تحریر کر چکا ہوں کہ کوہ عجائب و غرائب پر بڑی لڑائی ہوئی ملکہ خورشید نے وہ ہمیے کہ عاملان مذہب سامری نہایت تنگ ہوے آپس میں معروف جنگ ہوے سب دربار میں آ کے داخل ہوے لاکھوں ساحر کوہ عجائب و غرائب پر مارا گیا کوئی ایسا نہ بچا کہ جا کر سحر العجائب و مصر الغرائب کو خبر کرتا مگر یہ خبر ایسی نہ تھی کہ مشتہر نہ ہو سیماب سیمتن ساحر کہ ہر سال کوہ عجائب و غرائب پہ مال لیکے اترتا ہے اب جو پہونچا تو لشکر صاحبقران اترا ہوا دیکھا یہ تاجر خود سامری پرست ہے خبر دریافت کی مال بھیجا طرف شاہان طلسم کے چلا بعض مقام پر تاجروں نے خبر پہونچائی زاغ و زغن اڑتے ہوے پہونچے ہر ایک کی زبان پر صداے افسوس تھی ہیہات ہیہات پکارتے تھے بت خونریزی کا نام لیکر بلبلاتے تھے ہر ایک طائر کا یہی غل تھا کہ آج رونق طلسم نور افشان سمی بہ سحر شخص مارا گیا سحر العجائب و مصر الغرائب دربار میں تھے وہیں تمام ساحران طلسم بھی بیٹھے ہوئے تھے جہاں گرفتاری طلسم کشا ہو رہی ہے کہ چوبدار نے عرض کی سرکار کا تاجر قدیم سیماب سیمتن در دولت پہ حاضر ہے حکم ہوا آنے دو سیماب سامنے آیا مہتاب دستار

دیکھتے ہیں کیوں آنکھوں کو ہر دم کچھ نہ پوچھ
بے تامل دے دیا ہی اُسنے ظالم کو جو دل
صورت دردشان دلمین ہمارے ہو نہان
خوب ہنستا ہی تڑپ پر دل سے اوز خم جگر
لیگی کیا جانے از خود رفتگی ہملو کہان
حوصلہ ہی میرے نظارے کا دلمین رہگیا
یار مست حسن ہی تم بیخود عشق ای جلال

تجھے جو دیکھے جو رانہیں وہ نظر پاتے نہیں
خود وہ دیکھتے ہین کہ کیسا بے جگر پاتے نہیں
تم جہان ہو جاتے ہین ہم بکر پاتے نہیں
بسمل تیغ ادا کب تجھے پھر پاتے نہیں
بے خبر وہ ہین کہ اپنی بھی خبر پاتے نہیں
آنکھ پالی ہر مگر تاب نظر پاتے نہین
ہوش مین دونون کو ہم دو دو پہر پاتے نہیں

ملکہ خورشید برق دش نے سر جھکا لیا عرض کی حضور طلسم کشا ہین اور حضور کو معرکہ ہائے عظیم درپیش ہین حضور اپنے کو ہوش مین رکھین ایسا نہو ساحران غدار صدمات پہونچا ئین باغ لالہ زار پر خون کے دریا بہانیگے بڑے بڑے ساحر باغ لالہ زار پر آئینگے یہ ذکر تھا کہ برق نے بڑھکے عرض کی آگے آگے ایک نازنین نہایت حسین گیسو کمر کے نیچے تک کھلے ہوے گریبان و دامان پشت پر کئی سو کنیزین اسطرف آتی ہے صاحبقران نے فرمایا پردے بارگاہ کے اٹھادو پردے جو اُٹھے صاحبقران نے نگاہ دوڑائی دیکھا تا ملکہ لیلا ہے عنبرین مو بال کھولے ہوے خراش ناخن غم جابجا پشت پہ کئی سو کنیزین ہائے ملکۂ عالم کہتی ہوئی آتی ہین صاحبقران گھبرا کے باہر نکل آئے لیلائے عنبرین مو مجنون وار بیقرار پکارتی ہوئی ہائے میرے وارث پر کیا گذری کسطرف جا کے ڈھونڈھون امیر کو دیکھکے قدمونسے لپٹ گئی عرض کی ای شہریار بعد تشریف لانے حضور کے میں اور استارہ شناس وہ ہن مصی سے ملکۂ عالم باتین کر رہی تھین کہ ای سیار دیکھو تو صاحبقران عالیشان کہان ہین وہ خبر نزول اجلال و ورود اقبال حضور کی پہونچا رہے ہین کتابہ کوہ عجائب و غرائب پہ دیکھے جو جو لڑائیان ہوئین ان سبکے نقشے کھینچ رہے تھے جیسے نسب سے قصر میں حاضر تھے اسطرح ایک آواز آئی کہ قصر زمرد دین تھرا گیا کئی دیوارین قصر گوہر نگار کی گرین اس صدا نے ایسا پریشان کیا کہ ہم کنیزونکو ساتھ لیکر قصر سے بھاگ نکلے بڑا قصور ہوا باہر نکلکر دیکھا اس قصر پر اندھیر اچھایا ہی بعد عرصہ دراز وہ تاریکی دفع ہوئی قصر مین سے جاکے دیکھا مقبول تاجدار و ملکۂ ماہ گوہر پوش و سیار اختر شناس غائب ہوگئے آج ایک ہفتہ گذرا حضور کا پتہ دریافت کرتے ہوے گرتے پڑتے یہان تک پہونچے صاحبقران بیتاب ہوگئے کلیجا تھام لیا حال مہمات عالم کا نام لیا سب سرداروں نے دیکھا کہ صاحبقران کا رنگ متغیر خواجہ عمرو سے فرماتے ہین کیون خواجہ یہ کیا ہوا کچھ تمھاری سمجھ مین آیا کہ یہ کیا سحر کیا ہوا کچھ حقیقت بین رہنا عجب مقام ہی یہ کیفیت ہی نظم

خدا یاد آگیا مجکو بتونکی بے نیازی سے
ملا بام حقیقت زینۂ عشق مجازی سے

رسائی مصر تک اصلی تو کملی عرش تک سحر
مہ کنعان کو کیا نسبت ہی خورشید مجازی سے

طرحداری کریگی عاشقون کو جامے سے باہر
گریبان چاک ہونگے یار کی دامن درازی سے

صفائے قلب سے زیر نگین مین بحر و بر دونو
ملا رتبہ سکندر کا مجھے آئینہ سازی سے

جبین سائی سے اے بت تیرے کوچے کو حرم سمجھے
پناہ اے بدر فر ہو قہر سے اللہ کے مانگو
ہزاروں کشتی تن پار اتری نوک سے آگے
تن مغرور کا میرے پڑے انبر جو یہ حیوان
رہے بین بند اک کان ملامت کے نقوروں
غضب آدینہ بھی آتا نہیں کوز حسیبان پر
کیست خامہ خوش رفتار ہر کس مرتبہ آتش

نہ دکھلاے خدا اس کعبہ کو خالی نمازی سے
سزا دیتا ہی حاکم آدمی کو قلب سازی سے
رہے دریاے خون جاری تری تیغ حجازی سے
یقین ہی موم ہو شرما جاے آہن کی گدازی سے
مزا لوٹا ہی آنکھوں نے مری نظارہ بازی سے
ہنوز آگے نہیں وہ شمر دستکین نوازی سے
دم میں نزد سے آگے رہا سر پٹ میں تازی سے

اسطرح صاحبقران نے یہ اشعار پڑھے کہ عمر دے کلیجہ تھام لیا دست بستہ عرض کی ای صاحبقران آپ کیون گھبراتے ہیں ملکہ خورشید برق وش کو بلائیے وہ علم کہانت میں بھی کامل ہیں فقط سمت بتلا دینا ہی پتہ لگانا انکا تردد نہ ہوا اسیوقت ملکہ خورشید برق وش کو طلب کیا یہ بھی صاحبقران جانتے ہیں کہ ملکہ خورشید برق وش مجھپر عاشق ہیں شرما کر فرمایا ای ملکہ عالم دیکھو تو ملکہ سلماے کو ہم پوش کو کون لے گیا ہی دست بستہ عرض کی ابھی کنیز دیکھتی ہی خواجہ سمت کیے ہیں نام و نشان سب تعلیم کرونگی میں سب پتہ نشان آپ کو تعلیم کرلی ہون لیکن صاحبقران زمان سے عرض کیجیے کہ آپ برائے تلاش لوح تکلیف فرما دیں ایسا نہ ہو کوئی اور انتظام ہو جاے ملکہ نے اسیوقت تختۂ تعقل پر قرعۂ تفکر کو پھینکا بعد عرصۂ دراز سر اٹھایا عرض کی ای شہریار شاہان طلسم کا یہ کام نہیں ہی خنار جادو مالک باغ نیلگون اڑا ہوا جاتا تھا حال جہان آرا ے ملکہ کو دیکھکر عاشق ہوا یہ اسکی بیت ناک آواز تھی ملکۂ عالم و سیار ستارہ شناش کاہن و مقبول تاجدار کو اٹھا کرلے گیا باغ نیلگون میں جاکے رکھا ہی اگر حکم ہو تو کنیز خود جاے اور ملکہ عالم کو رہا کرکے لاے خواجہ نے کہا پھر آپ کی ضرورت نہیں ہی باغ نیلگون کی کیا کیفیت ہی عرض کی ای خواجہ عمر و بالیں پر اسی صحرا کے صحراے نرگس ہی خوش نگاہ جادو وہان کی حاکم ہی وہ ضرور فساد برپا کریگی اگر اس صحرا سے آپ نکل گئے تو آگے بڑھکے باغ نیلگون ملیگا وہیں ملکۂ عالم و مقبول تاجدار قید ہیں خواجہ یہ سنکر چلے برق نے بھی یہ حال سنا چلے برق فرنگی چلا خواجہ نے پلٹ کے دیکھا کہا ای شہریار میان برق گئے اب جاکر ہوشیار رکھینگے میں ہر چند منع کرتا ہون وہ نہیں مانتے اب جاکر آفت برپا کرینگے یہ کہکے خواجہ بھی چلے گئے برق کا حال تحریر ہوتا ہی کہ یہ شنکین لگاتا ہوا جاتا ہی کہ جاکر خوش نگاہ کو مارون سامنے پہونچا دیکھا ایک صحرا لہلہاے نرگس لاتعد و لاتحصی ہیں برق فرنگی ایک بڑھیا کی شکل بنکر چلا جیسے ہی قریب نخلستان نرگس پہونچا ایک آواز آئی کوئی سکار آیا ہی ای خوش نگاہ آگاہ ہو جاؤ آخر میں صحرا کے ایک گنبد تھا اسکا دروازہ کھلا ایک ساحرہ کو دیکھا کالے کپڑے پہنے ہوے بڑی بڑی آنکھیں جھکاتی ہوئی چارو طرف دیکھتی ہوئی برق بھاگ کر ایک غار میں پہونچا خوش نگاہ نے پکار کر آواز دی ای محافظان صحرا کیا ہی گلون سے آواز آئی نام ہم نہیں جانتے کوئی سکار اس صحرا میں آیا ہی یہی عرض کرتے ہیں کہ وہ مرد مسلمان ہی کہ اسکا عکس جو زمین پر پڑا تھا دلپر صدمہ پہونچا خوش نگاہ نے چارجانب نگاہ اٹھا کے دیکھا کسی کو نہ پایا کہا دیوانے ہوے ہو

یہان کون آسکتا ہی یہ کہکے پھر گنبد مین چلی گئی دروازہ کھلا ہی چند کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے
سامان رقص شروع کیا وہان تو گانا ہونے لگا برق فرنگی بیٹھے بیٹھے سوچا اب مین باہر نکلون
اپنے کو پاس خوش نگاہ کے پہونچاؤن گڑھے مین بیٹھے بیٹھے برق نے پوست آہو نکالا اُسکو اپنے
جسم پر آراستہ کیا آہوے وحشی بنکر گڑھے سے نکلا جیسے ہی گڑھے سے نکلا صحرا مین چرا کرنے لگا وہان
کے آہوون نے آکے گھیرا کوئی سینگ مارتا تھا کوئی دولتی ماردیتا ہی کوئی لپٹنگ مارتا ہی برق
طرف گنبد کے بھاگا خوش نگاہ دیکھ رہی ہی آنکھ ملتے ہی یہ سمجھی یہ آہو ملول و حزین بھاگا ہوا آتا ہی
اسنے آنکھ ملا کر پچکارا وہ آہو بھاگ کر قریب خوش نگاہ کے پہونچا اور آہو در گنبد پر بیٹھے غل مچا
رہے ہین سب آہو آکر دروازے پر جمع ہین دیکھا برق جو بھاگا خوش نگاہ کے قدمون سے
آکے لپٹ گیا رانون مین منھ ڈال دیا خوش نگاہ نے پشت پر ہاتھ پھیرا پچکارتی جاتی ہین آہو قدمون
پر سر رگڑ رہا ہی کنیزون سے اشارہ کیا کہ یہ آہو کسی کا پالو ہی دشت کا نام نہین آہوان صحرا اسکو ستاتے
ہین یہ کہکے کنیزون سے اشارہ کیا کنیزون نے ساز بجائے ایک نازنین گانے لگی آہو کو دیکھا کہ سم
پر پاؤن پڑتا ہی خوش نگاہ نے کہا حقیقت مین کسی نے خوب سکھایا ہی دیکھو تو کیا کمال کر رہا ہی
سم بھی پاؤن پڑتا ہی جس دھن مین گانے والے گاتے ہین اُسیطرح زبان ہلتی ہی پاؤن کو بھی لطف
سے گردش ہی خوب سکھانے والے نے سکھایا یہ ذکر تھا کہ کنیزون نے عرض کی آج کیا ہو گیا
گل ہاے صحرا غنچہ ہاے گل بیتے غل مچاتے ہین کوئی غیر آیا یہ کون پکار رہے ہین ایک کنیز نے
بڑھکر [illegible] کی پھول غل مچاتے ہین خوش نگاہ نے جھلا کے کہا ایک یہ آہوے وحشی غیر صحرا سے
آگیا تو پھولون کو یہ جوش ہی غل مچا رہے ہین مین اسکو پالونگی آہو بھی ملکہ کو لپٹا جاتا ہی کبھی گرد
پھرتا ہی کبھی رانون مین منھ ڈالدیتا ہی کبھی منھ سے منھ ملاتا ہی کہ ایک کنیز نے عرض کی ایک بیچارہ
بڑھا گویا در گنبد پر حاضر ہی فقیر بھیک مانگنے والا حضور کو دعائین دیتا ہی اُسی کو دیکھکر پھول غل
مچا رہے ہین خوش نگاہ نے نگاہ قہر پھولون پر ڈالی آواز دی اے کمبخت جب عیار آئیگا تو کوئی اندر
کرو عجائب وغرائب ایسا مقام وہان مردود کا سب سلمان وہان جاکر پہونچ گئے کسی موکل نے نہ روکا
پیکے جو نگاہ قہر ڈالی سب پھول جل گئے چند ماش کے دانے آہوون پر مار دیے آہو بھی جل کر
خاک ہوے موکلون کو ہزارون باتین سنائین سبکو جلا دیا گویا اندر آیا دیکھا ایک شخص نحیف ضعیف
آب روان کا کرتا پہنے ہوے اُسپر چکن کی بوٹیان بنی ہوئین مگر ان بوٹیون کو کیڑے کھا گئے ہین
گھر سرخ دوپٹہ جسکو چیرا کہتے ہین سر پر باندھے ہوے جوتا گھٹیلا بھاری زردوزی سلما ستارے اُدھڑے
اُدھڑے ہوے زردہوت ظاہر ہی چلنے مین خاک اُڑ کر سر کو پہونچتی ہی طنبورہ بڑا سا ہاتھ مین کھڑے ہوکر
دعائین دینے لگا آہو نے بھی پشت کے بڑے میان کو دیکھا کانپنے لگا بڑے میان نے کہا بیٹا
اچھے رہے آہو دوڑ کے بڑے میان کے قدمون سے لپٹ گیا خوش نگاہ نے کہا بڑے میان
اس آہو کو خوب سکھایا سم پر پاؤن بجاتا ہی زبان اس طور سے ہلاتا ہی صاف معلوم ہوتا ہی کہ
غزل گاتا ہی بڑے میان نے کہا حضور غریب کا گھر تھی کھول کے بھاگ آیا یہ آہو مرا پالو ہی اب اسکی
کرامتین دیکھیے میرے ساتھ شریک ہوگا خوش نگاہ سمجھی کہ بڑے میان کیا گا لینگے کچھ سمجھا ہین

کر نیلے آواز بھی نہ نکلی کی کچھ کیفیت ہوگی مگر آہو خوب ناچے گا بڑے میاں نے طنبورہ ملایا خوش نگاہ سے آنکھ ملاتے کہا ملکہ عالم سنیے کیا یہ بیٹا آہو کو دیکھا کہ طنبورے کا ساتھ دینے لگا گنگنانے کی آواز آتی ہی اور بڑے میاں نے گنگنانے کے ساتھ تکلف کے دھن میں دوبارہ صاف ثابت ہوتا تھا کہ کوئی عمدہ گویا یہ اشعار گا رہا ہی نظم

بہار آئی چھلکا ساقی شراب سرخ پرور سے
صفائے قلب کو حاصل کیا میں نے مقدر سے
نگاہ ناز کا سائل ہوں خوبان ستمگر سے
جدائی دل کو پیش آئی ہی کس پاکیزہ گوہر سے
کیا ہی عشق پیدا گردش چشم فسون گر سے
نہ خط لیجائے پیر آتا کوئی پیر جان سے فرصت
لکھے میں سیکڑوں یک لخت مضمون لب شیریں
کمال عشق حسن گل سے بلبل کو ہوا حاصل
شگفتہ خاطر افسردہ کیے نالوں کے بدلے
پھنسایا چاہتا ہی باغبان بلبل کو چندیں
صف مژگان کی جنبش نے غبار خط کیا پیدا
کسی دیوار کے سامنے کا عالم یاد آئے گا
خرید اراک نہیں اسکا ہزار دن آنکھ کا سکتہ
بلیگا وہ پری رو نگو میں دیوانہ ہوں جسکا
جنبانے حسن کا جو بکو گلہ ہی سخت نادان ہی
نفس میں بھی بہار باغ سے حاصل حضوری ہی
خیال سینہ کب آتا ہی دل کو کعبے رو میں
عداوت بے شعوروں کی خبر ہو بچا نہیں سکتی
خدا نے حسن کا رتبہ کیا ہی عشق پر غالب
پری زادوں کے کوچے میں ہوے ہیں گرد آلودہ
ہوس بوسے کی خط کے پشت لب سے [illegible]
قیامت کی دل مشتاق پر سیر گلستان نے
وہ ماتم دوست ہوں رو یا کیا ہوں رات بھر آگ

خزاں کا غم بھلا دے بادۂ گلگوں کے ساغر سے
یہ آئینہ مرے ہاتھ آ گیا بخت سکندر سے
قضا کے تیر کا مشتاق ہوں ترکوں کے لشکر سے
تری ہر رشتۂ باریک اپنے جسم لاغر سے
یہ کیفیت نہیں حاصل ہوئی ہی دود ساغر سے
جواب نامہ لکھا یار نے خون کبوتر سے
کھوے خامہ کو بھر بھر دیا ہی میں نے شکر سے
صیاد و پھول آڑا لائی تھی کدن تیرے بستر سے
دل بیمار کو صحت ہوئی معجون عنبر سے
کمر شبہ بھولی ہی صیاد کی پھولوں کی چادر سے
نہ ور گرد کی بنیاد ہی تحریک لشکر سے
قیامت ہوگی ہمسر گرمی خورشید محشر سے
دل وحشی مرا بیقدر ہی سنگ کبوتر سے
شکر خورے کو رزق اللہ پہونچاتا ہی شکر سے
نہیں خالی کوئی شمشیر تو خنجر بنا کے جوہر سے
چمن کی سیر کر لیتا ہوں میں داغ صنوبر سے
پھیرا ہو کون جاکر جیتک اللہ کے گھر سے
سوا کس روز دیوانہ کوئی لڑکوں کے پتھر سے
جو اسکو باز رکھے ہی شوق تو مجکو تونگر سے
ہمارے پاؤن کو دھو دینگے آب حوض کوثر سے
کسی نے قہقہہ کو چھوڑا نہیں زنبور کے ڈر سے
کبھی بوٹا سا قد یاد آگیا مجکو صنوبر سے
چراغ گور اگر گل ہو گیا ہی باد صرصر سے

اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ خوش نگاہ رونے لگی اب یہ کیفیت ہی کہ خوش نگاہ پھول لئی مانے آثار آثار کے دی رہی ہی اب عمرو نے اپنا رنگ جمایا برق بھی آہو بنا ہوا اپنے تماشے کرتا ہی منہ کھول کھول کے گاتا ہی خوش نگاہ کہتی ہی اے صاحبو بڑا غضب یہ ہی اسکی زبان سے لفظیں معنی اشعار کی سمجھ میں آتی ہیں بڑے میاں صاحب آپکا نام کیا ہی آپنے آہو کو بڑی مشقت سے پالا ہی

نرے میاں نے کہا کہ مجکو اُستاد خورد و برد کہتے ہیں میری زوجہ شیان خانم رات رات بھر اسکے سامنے الاپتی ہیں خود بھی پیر بجاتے ہیں اُسکو بھی سکھاتے ہیں رات کو اپنے پاس لیکر سوتے ہیں ای حضور آپ ہر رات کو اُس پر چڑھ بیٹھتا ہی میں نے اکثر دیکھا مگر ٹال گیا سوچا کہ آدمی سے بچے آہو میرا رقیب ہی دوا سکے اوپر ہی اب خواجہ کا تعجب ہوا کہ رنگ جم چکا انہیں جلیبیں سب تعریف کرتی ہیں کوئی کہتی ہی میاں خورد و برد دہی غزل گاؤ سب خواجہ کے قہقہے ہیں ہیں برق بشکل آہو اشارے کر رہا ہی کہ عمرو نے کہا ملکہ عالم سمجھیں یہ کیا اشارے کرتا ہی میری زوجہ اسکو شراب پلاتی ہی اب اسوقت شراب منگوایئے دیکھیے کس مزے سے یہ شراب پیتا ہی حضور شراب پیکر یہ آہو ہزار رنگ لائے گا شراب کا جو نام لیا آہو اچھلنے لگا کودتا ہی میخانے کی طرف اشارے کرتا ہی خواجہ کا رنگ بندھا ہوا ہی چاہتے ہیں کہ شراب منگاؤں کنیزیں دوڑیں کہ جاکر شراب لادیں آہو بڑے تماشے کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی عمرو نے دیکھا ایک کرگدن مست کس زور شور سے آتا ہی جس نخل پر ٹکر ماری وہ نخل زمین پر گرا سیکڑوں نخل گراتا ہوا چلا آتا ہی عمرو سمجھے کرگدن صحرائی ہی صحرا میں آتے آتے غائب ہو گیا خوش نگاہ نے دیکھا گنبد کی چھت ٹوٹی ایک ساحر سیہ فام نعرے کرتا ہوا اور کہتا ہوا باش او ساربان زادے عمرو گھبرا کر اٹھا چاہا گلیم اوڑھ لوں جست و خیز کرکے نکل جاؤں مگر اُسنے نعرہ کیا منم کرگدن جادو ایک دو ہتھڑ مارا کہ خواجہ لڑکھڑا کر گرے آہو کی گردن پکڑی کہا ای ملکہ عالم عجب سحر گذر آپ جانتی ہیں میں صحرا اندر رہتا ہوں باغ نیلگون میں برائے ملاقات چناور گیا تیرے منہ سے نکلا ای چناور تنے بڑا غضب کیا کہ مقبل تاجدار اور سلماے گوہرپوش اور سیارہ ستارہ شناس کو پکڑ لائے اب ستاری تلاش میں عیار چلینگے ساربان زادہ ہوا کی خاصیت رکھتا ہی انھوں نے ورق سامری نکالا اُس میں دیکھ کے منہ پیٹ لیا اور کہا بڑا غضب ہوا عمرو بشکل پیر کلاہوت گنبد خوش نگاہ میں پہونچ گیا اور ایک غضب یہ ہی کہ مہتر برق فرنگی آہو بنا ہوا عیاری کیا چاہتا ہی تب میں وہاں سے چلا کرگدن بنکر آیا چھت توڑ کر پہونچا خواجہ باتیں بنانے لگے کہ میں تو کچھ نہیں ہوں کوئی یار دوست نہیں رکھتا کرگدن نے منہ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ روغن عیاری کا اڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی برق فرنگی پر کو ادا پکڑ کے کھڑا ہوا کہ میاں برق اب نکلو آہو بن چکے برق نے کھڑ یاں کھولیں اب برق بھی ظاہر ہوئے خواجہ کا بھی حال کھلا خوش نگاہ کے ہوش اڑ گئے کہا ای کرگدن ان دونوں کو لیتے جاؤ کرگدن نے کہا آج چناور خدمت سحر العجائب و مصر الغرائب میں گئے ہیں یہ بڑے غضب کی بات ہی کہ وہ ملکہ سلماے گوہرپوش پر عاشق ہیں سلماے گوہرپوش قبول نہیں کرتی شاہ کو اپنا معین قرار دیجیے سب کنیزوں کو رخصت کیجیے یہ جاکر صحرا میں ٹھہریں ہم آپ شب بھر ان دونوں کی حفاظت کریں صبح کو خدمت چناور میں لیجاؤنگا خوش نگاہ کے ہوش و حواس پراگندہ برق کو آہو سے انسان بنتے دیکھا عمرو کا گانا سنکے دل بیقرار کنیزیں سب سحر کی تھیں خوش نگاہ نے اشارہ کیا سب کنیزیں غائب ہوئیں کرگدن جادو و ملکہ خوش نگاہ نے عمرو و برق کو ایک کونے میں بٹھا دیا اب دونوں شراب خوری میں مصروف ہیں کہ مہتر قران نامدار جب خواجہ و برق چل چکے مہتر قران بھی انکے

تعقب میں آئے برق کا گھونچے جانا دیکھ ایک گوشے میں بیٹھے وجد کر رہے تھے کہ حقیقت میں برق نے
کس لطف سے گنبد میں مہوئی پھر دیکھا قران نے کہ استاد کو تیغ بکف سیدھے پھیر دیکھا
کہ کرگدن نے آکر خواجہ برق کو پکڑ لیا مہتر قران کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا اب دیر ہونے
میں مہتر قران کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں کہ کرگدن اور خوش نگاہ شراب خواری کر رہے ہیں
استاد اور برق سرنگوں آخر سوچے کہ ای مہتر قران یا تو آج جان دی یا استاد کو چھڑایا یہ تو سمجھ لیا
کہ استاد و برق کرگدن کے سحر میں ہیں اسی کی گردن تو یہ سوچ کے مہتر قران نے شیر کی کھال نکالی
اپنے جسم پر آراستہ کر کے شیر بنے ہوئے جست و خیز کرتے ہوئے چلے کئی آہو گوشۂ صحرا سے
نکلے مہتر قران کو دیکھ کر چھپا لیں بھرنے لگے قران نے جھپٹ کر ایک آہو کو چیر ڈالا اور آہو
بھاگے کرگدن نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ تو ملک شیر آتا ہے بہ حکم سحر کر دوں اسکے ہاتھ پاؤں بیکار یہاں
در گنبد میں گھس آئے گا ہم سا ستمگار اتو کیا کر سکتا ہے قیدیوں کو کھا جائے گا یہ کہکر کرگدن
نکلا مہتر قران نے جھولی سے بیہوشی نکالی وہ بیہوشی زمین پر گرا دی پنجوں سے اڑاتے ہوئے
چلے جیسے ہی کرگدن جھپٹ کے آیا اور قصد کیا کہ گولہ ماروں یا ایسا سحر کروں کہ زمین اسکے پاؤں
تھام لے مہتر قران نے ایسا ہتھوڑا مارا کہ کرگدن کے ہاتھ سے گولہ چھوٹا یہ جھکا کہ گولہ اٹھا لوں
قران نے دونوں پنجے زمین پہ مارے غبار جو اڑ کر منہ پر کرگدن کے پڑا ارے کہکر گرا مہتر قران
نے ایک پنجہ مارا اسکا کلہ نوچ لے گئے دوبارہ دونوں ہاتھوں سے پاؤں تھام کے چیر ڈالا
کرگدن کو چیر کر پھینک دیا خوش نگاہ غل مچانے لگی کہ ارے شیر نے کرگدن کو مارا کرگدن جو
مرا اندھیرا ہو گیا خواجہ برق لوٹ کے بھاگے خوش نگاہ سحر کرتی ہوئی باہر نکل آئی مہتر قران
تو ایک جانب بھاگ گئے اب یہ کب ٹھہرتے ہیں عمرو نے کلیم اوڑھ لی برق ایک غار میں جا کے
چھپا خوش نگاہ یہ کہتی ہوئی دوڑی کہ ارے شیر صحرائی نے کرگدن کو مارا جب اسنے دیکھا
کہ شیر بھاگ کے نکل گیا پلٹ کے طرف گنبد کے چلی کہ قیدیوں کو جا کے دیکھوں کہ پہلو سے
آواز آئی منم کرگدن جادو ای خوش نگاہ کیوں گھبرائی ہے شیر صحرائی مجکو کیا مار سکتا ہے اسی دن
واسطے ہم شبیہ رکھتے ہیں خوش نگاہ نے پلٹ کے دیکھا کہ کرگدن اکڑتا ہوا چلا آتا ہے کہا ای
کرگدن یہ لاشہ کسکا پڑا ہے کہا ای خوش نگاہ ایسے شعبدے ہزاروں کرتا ہوں شیر کی آواز
سے میں بیہوش ہوا میرے گرتے ہی میرا ہم شبیہ آیا مجکو ہٹا دیا اپنی جان دی مجھے کون مار سکتا ہے
خوش نگاہ خوش ہو گئی کہا ای کرگدن بڑی چالاکی کی کرگدن باتیں کرتا ہوا طرف گنبد کے چلا
اور کہا غضب ہوا قیدی بھاگ گئے گنبد میں سناٹا معلوم ہوتا ہے خوش نگاہ نے کہا کہاں جائینگے
اب میں صبح کو ایسے سحر کرونگی کہ جہاں کہیں ہونگے چلے آئینگے گرفتار کرا دونگی کرگدن نے
ہنس کے کہا وہ دیکھیے گلستان میں دونوں بیٹھے ہیں صورتیں بدل رہے ہیں ملکہ میرے تو ہوش
درست نہیں تم سحر کرو گولہ مار کر ان دونوں کے پاؤں زمین سے تھام لے خوش نگاہ نے جیسے ہی
منہ پھیر کر کہا کہاں کرگدن نے حلقے کمند کے گلے میں ڈال دیے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو

مرا نام ہے خواجہ خواجگان	عمر فکر کشم مہتر مہتران	مری نسل سے ہے پیدا ہوا	ارے نام پر غدر سید بیا

اڑاتا ہوں گھٹا کے میں بھی ... | جھکاتا ہوں غدار کو میں ... | سر اگر ہو گستاخ قیامت و قتال | مری چال سے ہی سپاہ پامال
فلک کی جو گردش کا سامان ہے | نشان تمہاری گرد پاپوش کا | سر افسر و غنیمت نامدار | امیر عرب شیر پروردگار
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے | اڑا آئے ہمارا جہانگیر ہے

خنجر مارا کہ ہی خوش نگاہ کا بھی خاتمہ ہوا آواز آئی
لتی مرا نام من خوش نگاہ جادو بود عمرو نے دونوں کے کپڑے اتار لیے برق سے یہ بات کی
کہا بے نذر تو سمجھتا ہے نہ جھتا ہے عیاری کر سکتا ہے کہ مثنہ قران بھی آگے عمرو نے کہا اے قران تم
آج بہت مستنبے ہوا اپنے نزدیک آپ نے بڑی عیاری کی یہ کوئی بات نہ تھی قران نے کہا استاد میں
ابھی دخل بھی نہیں دیتا ہوں عمرو نے کہا اب میرے ساتھ کوئی نہ آئے میں طرف باغ نیلگون
کے فکر میں چلا کی جاتا ہوں اگر خدا چاہتا ہے تو ان قیدیان بلا کو لیکر آتا ہوں یہ کہکر خواجہ طرف
باغ نیلگون کے چلے برق و قران الگ گئے اور خواجہ عمرو دو تین کوس راستہ طی کر کے ایک
صحراے ویران میں پہونچے دیکھا بیچ میں صحرا کے ایک باغ ہے دیواری سنگ مرمر سفید کی ایک
ابر نیلا آسمان پر چھایا ہوا ہے خواجہ ڈرتے ڈرتے قریب باغ کی دیوار کے آئے کمند مار کر دیوار
پر چڑھے باغ میں اترے دیکھا اس باغ میں ایک چمن لگا ہوا ہے سناٹا ہے خواجہ حیران کہ انسان کا
یہاں نشان بھی نہیں ہے یا مرکز ہے خواجہ گلیم آدھر سے بیٹھے جب گل آفتاب شاخ کہکشان
پر چھایا ہوا ہے خزان چلی برگ سیارگان ثابت ہوے گل صد برگ ماہتاب بصد رعب و داب
باغ اخضری میں کھلا ہوا اسے سر چلی اب جو خواجہ عمرو نے نگاہ اٹھا کے دیکھا سبحان اللہ ایک
باغ دلکشا دیکھا کہ گلہاے رنگا رنگ شگوفہ ہاے بوقلمون ہر پھول قطع دار باغ پر جوش بہار ہے
چمن سبزہ روش داب سنبل کا پیچ و تاب نرگس آنکھیں لٹو ہے ہر عندلیبان خوشنوا دقت عجب ہے لیکن
یہی مطلب ہے کہ پہلوے گل میں پھول سے زمزمہ سرائی کریں باغ کے بھید دیکھیں جوانان
چمن اگر رہے میں بلبل خوشنوا چاہتی ہے غزل حافظ شیراز گا کر پھولوں کو لبھاؤں **قطعہ**

مطرب خوش‌نوا بگو تازہ بتازہ نو بنو
باصنمی چو لعبتی خوش بنشین بخلوتے
بر زحیات کی خوری گر نہ مدام می خوری
ساقی سیم ساق من ہست میم بیا بپیش
شاہد دلربای من میکند از برای تو
باد صبا چو بگذری بر سر کوے آن پری

بادۂ دلکشا بجو تازہ بتازہ نو بنو
بوسہ ستان بکام از و تازہ بتازہ نو بنو
بادہ بخور بیاد او تازہ بتازہ نو بنو
زود کہ پر کنم سبو تازہ بتازہ نو بنو
نقش و نگار و رنگ و بو تازہ بتازہ نو بنو
قصۂ حافظش بگو تازہ بتازہ نو بنو

نہرین فوارے چھوٹ رہے ہیں حباب نہر مثل چشم معشوق موجہ آب روان تیغ براں یا چینہ
صاف و شفاف کیوں آب مروارید آب آب ہو اگر آب ہو تو ایسا آب ہو آئینہ کہو تو زیبا ہے یا صفائی کو
شکم محبوب سے مثال دوں خود غرق آب خجالت ہوں دریا دلی دیکھا مزہ دکھاتی ہے سامنے
اس پانی کے دریا کی بھی آبرو مٹی جاتی ہے خواجہ حیران تھے کہ تھوڑے ہی عرصے میں صرف
یک خشکی باغ تیار ہو گیا وہ نخل چنار جو وسط باغ میں ہے پتیان اسکی دہکنے لگیں مثل بادہ تابان
چمکنے لگیں بیچ نخل شق ہوئی ابر نیلگون سے ایک ساحر نکلا لباس دو ملہ پہنے کمر سیہ فام بدانجام

کالی کالی صورت پاکالی کی سورت ٹہلتا ہوا قریب پنج نخل چنار آیا چبوترے کی جانب اشارہ کیا ایک ہوا
چلی پلک جھپک گئی بعد چشم زدن دیکھا کہ نہایت عمدہ فرش بچھا ہو اب اُس ساحر نے پنج نخل پر
ہاتھ ڈالا پنج نخل چنار شق ہوئی تھی تین قفس لیکر ایک زنگی نکلا یہ جو ساحر ابر سے آیا تھا آگے تینوں قفس
لے لیے صاحبقران نے جن صورتوں کا پتہ دیا تھا ایک قفس میں مقبول تاجدار کو دیکھا ایک
قفس میں سیارۂ ستارہ شناس ایک میں ملکہ سلمائے گوہر پوش کو دیکھا جمال بیمثال سلما دیکھکر عمرو
کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا جی میں کہتا ہی ای عمرو و حمزہ کی بیتابی بجا ہے سر جھکائے ہوے
قفس میں بیٹھے ہیں آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں صاف ظاہر ہی کہ مشاطۂ تقدیر نے موتیوں کا سہرا
چہرے پر آراستہ کیا ہی چند اشک اٹک کر نوک مژگان میں سجے ہیں شاخ مژگان پھل بار لائی
ثمر لاگیرے چھلا جسم میں ننھے پتلے ہونٹھ گوہر دندان سفید و براق جب چمک جاتے ہیں ستارہ ہاے
آسمان شرماتے ہیں عمرو دیکھ رہا ہی کہ اُس ساحر نے تینوں قفس قریب مسند کے اکیلا بیٹھا ہی ملکہ
سلما کے سامنے ہاتھ باندھ کے اٹھا کہا ای ملکہ عالم چنار جادو میرا نام ہی اس باغ نیلگون پر
میرا قبضہ ہی سحر العجائب و مصر الغرائب شاہان طلسم حال میری نہایت آبرو کرتے ہیں کوئی کام
بدون میری صلاح کے نہیں ہوتا اب طلسم کشا سے مقابلہ ہی مجکو سب خبرین معلوم ہیں ای ملکہ عالم
یہ جاہلوں نے مشہور کیا ہی کہ طلسم شکست ہوگا اسی طلسم میں طلسم کشا کے قتل کا بند و بست ہوگا
حکمایان اشراقین نے ایسے انتظام سے اس طلسم کو بنایا کہ اگر طلسم کشا لوح بھی پا جائے تو مرحلہ جات
فتح نہ کر سکے ہر مرحلے پھر وہ وہ مصیبت پڑے کہ انسان اُسکی برداشت نہ کر سکے وہ سختیاں لوح بنے
موقوف ہیں لوح ملنا تو ممکن ہی نہیں یہ گمان آپ ہرگز نہ کریں ای مقبول تاجدار تمھاری بھی صفائی
سامنے شاہان طلسم نور افشان کے کرا دونگا سیان کاہن آپ بھی اپنی خیر منا لیجے آپکے مسلمان
ہونے سے شاہوں کو بڑا صدمہ ہوا اتم کاہن ہو کر اس بات کے قائل ہوے کہ طلسم نور افشان
فتح ہوگا نہایت ناممکن ہی سیار کی زبان میں سوزن جنبش سے دام رنج و محن لیکن جواب دیا کہ ای
چنار جادو کیوں غرور کرتا ہی طلسم کشا صاحبقران زمان ہیں جنھوں نے کوہ عجائب منزل
کو فتح کیا اب صاحبقران کو کون روک سکتا ہی مرحلے خواہ سخت ہوں یا نرم صاحبقران فرود
اس طلسم کے فتاح ہیں بزم جرأت کے مصباح ہیں سبھی بہادر انکے مداح ہیں ہم آسکے
خیر خواہ ہیں ای چنار جادو یہ گمان تمھارا باطل ہی ہماری اگر موت آگئی جب بھی طلسم فتح ہوگا اور
ہمکو آرام سے پا لینگے ہماری روح کو راحت ہوگی پروانہ بنکے صحبت عیش و حشمت میں آئینگے خواب
میں مبارکباد دینگے یہ کلمات سیار کے سنکر چنار کانپنے لگا کہا ای سیار کیوں سودا ہوا ہی یہ
خیالات دل سے نکال ڈالو ملکہ سلما کی جانب متوجہ ہو کہا ملکہ عالم ابتک میں نے اپنی بیقراری کو
آپکی راے پر چھوڑا اپنی غلامی میں قبول فرمائیے کہانتک جفائیں اٹھاؤں ڈر ہی کہ تڑپ تڑپ
سے مر جاؤنگا اب تو یہ کیفیت ہی نظم

قبضہ ہوا اسیر تمھارے حسن سے خونریز کا شکستہ ہو سو جان سے دل نرگس خونریز کا	کام ابرو کے اشارے سے ہی تیغ تیز کا سر کو سودا ہے تری زلف بلا انگیز کا

جب سب شیرین سے گالی دی ہر مجکو یار نے
تا بد دل کو نہ ہووے گی ملاحت یار کی
بیستون پیچھے بنا کھود اُسکو پہلے کوہکن
چاہیے آغاز خط ہو گل سے رخ پر یار کے
عاشقون کے خون مین غلطان تیغ یار نے
نشے مین دکھلا کے آنکھین قتل کرتا ہر وہ ترک
کھولتی آنکھین نہین اکدم مجھے دیکھ شہسوار
جیسے دکھلایا ہر آنکھون نے تماشا حسن شباب
کم نہین عباسیون سے مفسد و پرداز غیر
مہربانی حال پر میرے نہ فرماہین طبیب
خط نہ لکھا یار نے اچھا کیا تھا ناگوار
صور اسرافیل کا پھکنا اُسے افسانہ ہی
مین کنائے کی کبھی جو گفتگو کرتا نہین

ذ لقہ حاصل ہوا ہی شہد زہر ہمیشہ کا
عشق ہی روز ازل سے حسن شور انگیز کا
دل مین شیرین کے یہ ہر وہ جو گھر پرویز کا
دل کو لہراتا ہی جو بن سبزہ نوخیز کا
رنگ گلگون کر دیا اُس ماہ کے شبدیز کا
کام کرتی ہی شراب تند تیغ تیز کا
یا د تیری دل سے رکھتی ہی خلش مہمیز کا
نشہ رہتا ہی ہمین اک ساغر لبریز کا
تو ڑ دیتے دکھلا کے آنکھ ابر غضب چنگیز کا
درد سر ہوگا نہ مجھ بیمار سے پرہیز کا
ہا تھ سے قاصد کے آنا اُسکی دستاویز کا
کشتہ ہر جو تیرے بالائے قیامت خیز کا
ناگوار آتش ہر سننا حرف طنز آمیز کا

ملکہ سلما نے جواب دیا ای چنار اگر تو جان کا خواہان ہر بسم اللہ مگر ہماری عصمت پر حرف نہ آئیگا اپنے اختیار پھر تو نہ قبول کرینگے دیوانے ہوجائین سڑی ہوجائین جو کچھ چاہے ہوجائے چنار نے کہا ای ملکہ عالم شاہان نورافشان کے پاس ایک گلدستہ ہر اُسکی یہ صفت ہر جسکو سنگھا دیا جاوے وہ اُسپہ مائل ہو جائے عشق کا دم بھرے عمر بھر انکار نہ کرے ای ملکہ عالم دور دراز سمجھاتا ہون ورنہ وہ گلدستہ پھر پھر کو مانگ لاؤنگا تب آپ کو معلوم ہوگا جو میری کیفیت ہر وہ آپکی صورت ہوگی ملکہ سلما رونے لگی کہا ای چنار اگر تو نے ایسا کیا تو جب کبھی ہوش مین آؤنگی مجھے مردہ پائے گا زندہ نہ دیکھے گا اول تو خدائے حقیقی نے ازل سے میرا پیوند ساتھ طلسم کشا کے قرار دیا ہر جب کبھی یہ ذکر سنتی تھی پھر دن سوچتی تھی کہ نہین معلوم کس خاندان سے ہونگے مگر شکر کرتی ہون پروردگار کا کہ طلسم کشا فرزند سجادہ نشین خانہ کعبہ ہمہ فراش راہ دین اسلام ملقب صاحبقران اعظم محترم و محتشم یقین ترا یہ ہر کہ اگر تو نے یہ حرکت کی تیرے اہل و عیال سے ایک کو باقی نہ رکھینگے جتنے حال دل اپنا کہدیا اب تجکو اختیار ہی چنار مجبور رہ مقبول تاجدار و سیارۂ ستارہ شناش کو سمجھا بجھا کیا کتا ہمتفس ملکہ کا رکھا ہی شگفتہ ہوا اور باغ پر آیا دیکھا طرف سے صحرا کے ایک بڑھیا بال سفید اطلس کا پائجامہ پہنے ہوئے محمودی کی چادر سر پر ڈالے آتے ایک نخل کے سایے مین بیٹھی بلک بلک کے رونے لگی کبھی لات و منات سے فریاد کرتی ہر کہ یا لات و منات میرے واسطے حکم بھیجا کرمین اپنے فرزند کو دیکھون کبھی سامری و جمشید کو پکارتی ہر کہ یا سامری و جمشید آؤ میرے فرزند کی صورت مجھے دکھاؤ چنار قریب پہونچا کہا ای مادر مہربان کیون روتی ہو تمہارے رونے سے دل ٹکڑے ہوا جاتا ہی بڑھیا نے منہ کھول کے صورت چنار کی دیکھی بلائین لینے لگی کہا مین تصدق سامری و جمشید کے ہوجاؤن کہ ابھی میرے فرزند کی صورت دکھا دی کہ دن ای نور نظر

تیرا کیا نام ہی چنار نے کہا مادر مہربان کیا نام بتاؤن اس رنج والم مین مبتلا ہون کچھ کہہ نہین سکتا جی چاہتا ہی کسی صحرا مین نکل جاؤن فلک نے وہ رنج دکھایا ہی کہ قبر مجنون پر جا کے فقیر بنکے بیٹھون استاد مجنون سے پھر سیکھون شاید رنج و ملال رفع ہو اتنی یہ کیفیت ہی نظم

محبت حلقہ در گوش دل ماست	چہ دریاها کہ در یک قطرہ خون است	فراموشی فراموش دل ماست
مئے الفت فراموشی ندارد	دو عالم بیخودی ہوش دل ماست	زمین و آسمان جوش دل ماست
ادب یک جام سر جوش دل ماست	مئے معنی کشد از جام صورت	بنا لے چیدہ ام از سینہ صافی
		اسیر آئینہ ہوش دل ماست

یہ سنتے ہی بڑھیا نے بلائین لین کہا بیٹا کیا درد ہی کیا رنج ہی ہمارے مین تو آج شاد ہو گئی اصل حقیقت یہ ہی کہ مین قریہ گرد آباد کی زمیندارنی ہون شوہر میرا بڑا صاحب دولت وجاہ ایک اولاد چھوڑ کر مرا اُس بیٹے کے ساتھ جان و مال صرف کیا اتنا بڑا تماشا نہین ہوا کہ لاکھون روپیہ مٹانے مین نے اسکے واسطے لاکھون بہو بیٹیون کو آوارہ کر دیا گھر پر ہجوم رہتا تھا ڈولیان چلی آتی ہین وہ شیر بیٹھا گرج رہا ہی وہ ترکیبین بتائی تھین جو آئی اُس پر عاشق ہوئی جو تھا دن ہوا کہ بیمار ہو کے مرا گلیان چھانتی پھرتی تھی کہ میرے بچے کو کون لیگیا صدہا عورتین اسکی عاشق زار روتی پھرتی ہین اب بھی میرے پاس سب کچھ ہی جس چیز کی خواہش ہو تو لے مثل اسکی صورت کے تیری صورت زیبا دیکھی بالکل یہی صورت یہی جمال یہی خط یہی قد زیبا یہی رعنائی زیبائی اسوقت بلک کے جو مین نے دعا کی سامری جمشید نے اسکے ہمشبیہ کو دکھا دیا بیٹا جو ضرورت ہو مجھسے لو رنجیدہ ہونیکا کیا باعث ہی کیون رنج کرو علاقہ موجود ہی نیچ ڈالو روپیہ پیسا سب کچھ حاضر ہی چنار نے بھی مادر مہربان کہکر گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا اے مادر مہربان تمنے بیٹھے بیٹھے اپنی جان کو ایک عذاب لگایا قصر زمرد نگار جو مشہور ہی وہان کی شاہزادی ملکہ سلماے گوہر پوش اپنے قصر مین جلوہ فرما تھی میرا اُدھر سے گذر ہوا عاشق ہو کے اُسے اٹھا لایا آج سات دن گذر رہے ہین کہ منت خوشامد کرتے کرتے زبان گھس گئی وہ کسی طرح قبول نہین کرتی ہی سوائے انکار کے اقرار کا نام نہین سب سامان عیش مجھسے ترک ہوا دن بھر حفاظت مین رہتا ہون ایک خادم تک پاس نہین رکھا بڑا ڈر یہ ہی کہ وہ معشوقہ ہی طلسم کشائی کا ہمراہ سلیمان زادہ اُدھر کا قصد کرے اس خوف مین خادم تک ساتھ نہین رکھا بڑھیا نے کان پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا ارے مور کہ تو جو مرنگاہ اٹھا دے صفین پامال ہو جائین معشوقان پری چہرہ آرام نہ پائین تو نے پھر غلوت کیا ہی تو خطا ایسی سرزد ہوئی کہ معشوق کو اسقدر ناز ہی تیری باتون مین سوز و گداز ہی مین تو اسکو ابھی رام کرون وہ سرکش کون ہی چنار خوشی خوشی بڑھیا کو اندر لیکر چلا کہ ایکطرف ایک نازنین مہ جبین دیوانہ وار ٹہلتی مثال اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی زبان پر یہ الفاظ جاری نظم

روے گلگون چو یاد آمد بعدلان بہار	سود کشتہ خوش شد خاک شہیدان بہار	صبحدم بر عارض گل طرہ سنبل شکست
شد صبا مشاطہ حسن عروسان بہار	باغبان ہر دم بیاد ساغر چشم نگار	جام گل بر ہی نہد بر طاق بستان بہار
لوح تعلیم ست ہر برگ درختان غنچہ را	تا بخواند وصف تو طفل دبستان بہار	صبحدم تکلیف سیر بوستانم داد عشق
گفت دل جاے گل فشاند صبا ماں [illegible]	خار و پیراہن گل دیدم و میران خدم	کاین چنین نشتر چرا بشکست در جان بہار
غنچہ با من در سخن آمد کہ بشنو ہیچ گفت	بسمل یکتا چمن بیرا ے لبستان بہار	تا نگرد و دست فرسود نگاہ عندلیب

خار در پہلوے گل آمد نگہبان بہار | حیف چون گردا گہ آباد صیاد م شہید | خانہ ہو دش ہو از یاد دستان بہار

پکار کر آواز دی صاحب ٹہر جاؤ ذرا مین صورت زیبا دیکہہ لون میری جان جاتی ہو دوڑ کے ٹس نازنین نے چنار کا ہاتہہ پکڑ لیا کہا کیون صاحب کہان تہے خواب مین اگرچہ صبح دشاپ کو لوٹ لیا اور پہر چہپتے پہرتے ہو قریب آکر دامن تہام لیا چنار حیران ہو کہ یہ کون ہو کہا صاحب یہ کیفیت ہوئی مین اپنے تعزمین پڑی سوتی تہی تمام مبت سے قلب کو نفرت شعر غزل رباعی کا پڑہنا عیب جانتی تہی دست دعشق نے دیوان سے دیوان یاد کرا دیے اب آٹہہ پہر بیتابی بیخوابی ہو آج تین دن کے بعد آپ کو پایا اگر باغ مین جاتی ہون خاک اڑاتی ہون عندلیبان خوشنوا ہمارے حال پر ہنستے مین پہول آوازے کستے ہین دل کی یہ کیفیت ہو نظم

خاکم از یاد خط سبزش بدوران بہار
باد چون پروانہ میگردد بعفران بہار
در گلستان گر کنم وصف بیاض گردنش
لالہ سر برزد برنگ لعل از کان بہار
تاز رخسار خوش نمک سود ملاحت شد چمن
من زشوخی باد را افتادم بہ بستان بہار
از ازل ربط نیاز آمد بناز بے نیاز
عادت خمیازہ ورد صبح خندان بہار
دردا کہ آباد یاد گلشن وارم شہید

ہمچو طاؤس ست رقصان در گلستان بہار
آسمان یک لخت گلگون شد صبح چمن
گل کند صبح قیامت از گریبان بہار
دامن گلگون چرا از گریہ من میکشی
گل زشور عندلیب آمد نمکدان بہار
دہنا در ہجر ہر سالہ میدوزد چہ سود
تا قیامت دست گلچین مست دامان بہار
در میان زندگی گل سبز دستان چمن
در قفس خواہم وصال ہم صفیران بہار

بسکہ از گلہا فروزان شد چراغان بہار
بعد ازین خون شفق بارد ز باران بہار
تا حدیث آن لب گلرنگ آمد بر زبان
کا ہے از شبنم نشد آلودہ دامان بہار
سنبل و گل بود باہم خفتہ در آغوش ہم
غیرت طلعت ہست شب جیب و دامان بہار
تا صفائی گردن آن ماہ پیکر دیدہ است
اندرین باغ ہست جبل نوح طوفان بہار

چنار حیران ہو کہ یہ نازنین کون مجہپر عاشق ہوئی صورت کو دیکہکر ترساجاتا ہو بڑہیا نے جو اس نازنین سے آنکہین ملائین کچہ اشارے بہی آپس مین ہوے بڑی بی قہقہہ مار کر ہنسی کہا دیکہہ نگوڑے خواب مین تو نے جا کر اسکی دولت صبر کو لوٹا دیوانی ہو کر گہر سے نکل آئی یہ میری بہو ہو اب عمدہ مکان بنواؤنگی بہو کو اس مکان مین بٹہاؤنگی اپنی بہو کی خدمت کرونگی نازنین حور وش بڑہیا نے اپنی چادر سے آنسو پونچہے کہا بی بی کیون روتی ہو تمکو یہ خاتون محل قرار دیگا کیون بیٹا جو مین کہتی تہی وہ ظاہر ہوا اصطبل بنا ناآتی گہوڑیان آئینگی کہ شکل پڑیگی وہ کونسی عورت ہو کہ جو تجہ ایسے شیر سے انکار کرتی ہو نازنین رونے لگی کہا ہو امان جان میری سوت بہی ہو سوت کا کیو نکر ساتہہ دونگی جان دیدونگی بڑہیا نے کہا بی بی کیون گہبراتی ہو تو بیاہتا ہوگی وہ اڑہری ہو گہروالی وہ بازاری کیون بیٹا اسکو دیکہکے راضی ہوئے چنار پہولا جاتا ہو دل مین اپنے خوش ہو کہ مادر مہربان نے کیا مرتبہ بڑہایا یہ نازنین گہر سے آوارہ ہو کر نکلی میری محبت مین یہ سودا ہوا اب دونون کو ساتہہ لیکر طرف باغ کے چلا بڑہیا کہتی جاتی ہو بیٹا اس سے بات نہ کر تا منہہ پہیر کر بیٹہنا مین سمہادونگی نازنین کہتی ہو سوت سے دن رات جہگڑا رہیگا بڑہیا گلے لگا لیتی ہو کہتی ہو بی بی تم کیون روتی ہو شب کو میرا بچہ تمہارے ہی گہر مین رہیگا وہ بہی پڑی رہیگی مرد ہی اسیر طبیعت آگئی اب مین وہ نقرے کرونگی کہ وہ خود عاشق ہو جاے آٹہہ پہر تڑپے اسکو بہی لطف زندگی نہ ملے بیٹا اسکے پاس آنا اسکو ترسانا چنار دیکہہ رہا ہو غنچہ دل مہک رہا ہو پہولا ہوا دل مین کہتا ہو اے چنار کیا خوش نصیبی ہو یہ معشوق اس سے زیادہ خوبصورت ہو اگر ماننے مانے نہ مانے تو دہلی

لیکن میری مادر مہربان اسکو بھی رضی کر دیگی کیا زبان مین تاثیر ہی بڑی بی ہنستی جاتی ہین نازنین پہلی جاتی ہو صاحب مین تو بہت بیقرار ہون کبھی بڑھیا سے کہکر ملاکے کہتی ہی جلد کام ہو مطلب نکلے بڑھیا ہنستی جاتی ہی کہتی ہی پھر کیون گھبراتی ہو سب مطلب ہوگا اب زمانہ قریب ہی مقام تردد نہین بڑا کام کیا اب کام کیے لیتے ہین نازنین کہتی ہی خوشدامن صاحب مین تو جانتی تھی کہ میری ساس بڑی خلیق ہی رفیق ہی شفیق ہی ویسی ہی آکر پایا اب باسانی مطلب نکلے گا یہی باتین کرتی ہوئی اندر باغ کے آئی قفس ملکہ سلما سے کو بر پوش کا رکھا ہی یاد مین صاحبقران کے رو رہی ہی حسن بیقراری اشکباری ہین یہ اشعار عبرت آثار زبان سے نکل جاتے ہین نظم

غنچہ ساں خاموش بیٹھے ہین سخن کی ہی ہوس — آتا فیہ سب تنگ ہی وصف دہن کی فکر مین
دامن قاتل کو وقت قتل گیہ نکر چھوڑتا — بیکسی سے جان تھی اپنی کفن کی فکر مین
شوق مردن کو بھی سامان سفر درکار تھا — بس ہی از خود رفتگی ترک وطن کی فکر مین
تلخی خسرو ہی شیرین کام شادی مرگ کیا — جیسے نا گمکنی ہی انتقام کوہکن کی فکر مین
ہم عشق لالہ روسے داغ دل کیا کیا کھلے — جا نگر گلچین کو تاراج چمن کی فکر مین
سر سے شعلے اٹھتے ہین کسطرح ماکون کیا کرون — جل گیا جی ضبط آہ شعلہ زن کی فکر مین
ہر گریبان گیر وان ناز تغافل اب تلک — جی جلا ہون باعث دیر آمدن کی فکر مین
اگر یقینی وان دعا ہوتی ہی موذن قبول — جا بیٹھے مجھسے بھی طفل برہمن کی فکر مین

چنار نے دیکھکر کہا ای مادر مہربان دیکھیے طلسم کشا کے واسطے رو رہی ہی کہا اے کہ دے احمق تیرے واسطے بیقرار ہی طلسم کشا کیا تجھسے بہتر ہوگا یہ نارسا قد قابل مرقد یہ کالی کالی صورت یہ بھدے بھدے گال قلب پر ہجوم غم و ملال یہ صفتین طلسم کشا مین کہان ہین مین نے تصویر دیکھی ہی چربی کا پتلا ہی ایسے پر عورت کیا مائل ہو خیال کر تیرا المحم لے لیکر رو رہی ہی ان نکتون کو ہم سمجھتے ہین تو کیا سمجھے گا مین انکو جانتی ہون نازنین تو لیتی ہی جاتی ہی بڑھیا بڑھکے قریب قفس کے آئی کہا بیٹا تم اپنی معشوقہ سے باتین کرو مین انکو سمجھاتے بیٹی ہون بعد اسکے اس سے بھی مطلب ہو جاویگا چنار تو خوشی خوشی اس نازنین پر دست اندازی کرنے لگا نازنین نے پٹ پکڑکے رو طمانچے مارے کہا نگوڑے چھیلے میرے دل کا تو حال پوچھ مطلب کی جانب رجوع ہوتا ہی ارے ایک جام شراب کا پلا دے مین کمبخت بیہوش ہو جاؤن بیہوشی مین سر کاٹ لے خنجر سے بر بھیر دے یون تو نا ممکن ہی میرے سینے پر چھری پھر جائے اتر تیرے قابو مین ہون جسطرح جی چاہے جان لے گھر بار چھوٹا میلا شوہر ڈھونڈھتا پھرتا ہوگا ایک ایک سے کہتا ہوگا کہ میری جورو بھاگ گئی ہائے کہان ڈھونڈھون مجھے اسکی بھی یاد ہی کبھی کبھی وہان بھی جاؤنگی اسکی بھی خیر و عافیت پوچھ آؤنگی ورنہ گھر برباد ہو جائیگا مزا یہ ہی کہ دونون گھر آباد رہین بسے رات کو اس سے دن کو بڑھیا نے یہان سر جھکا کر ملکہ سلما سے کہا ملکہ نہ گھبراؤ منم مہر سپہر عیاری وہ میرا شاگرد برق فرنگی ہی دم بھر مین پہنسانے ہین اب قتل کیا چاہتے ہین دیکھو برق اپنا رنگ جما رہا ہی تم بھی اشارۃً زبان سے کہدو کہ میری تجھپر جان جاتی ہی تو نے ابتدا سے ظلم و دہشت کی اسوجہ سے نفرت ہوئی اگر تو میرے ساتھ محبت کریگا مین تجھے کیا انکار کرونگی ملکہ نے کہا کہ خواجہ خدا تمکو سلامت رکھے

کچھ مال رکھا ہے صندوق کھلے ہوئے رکھے ہیں عمرو نے کہا برق سے کہ بیٹا تم تو آگے بڑھو میں آتا ہوں
برق نے کچھ خیال نہ کیا برق تو آگے بڑھا خواجہ درہ کوہ میں آئے اسباب اٹھا کے زمین میں رکھنے
لگے خواجہ اسباب اٹھا اٹھا کے زمین میں رکھتے جاتے ہیں چہار جانب دیکھ رہے ہیں انسان کیسا
حیوان بھی نہیں ایک نخل پر دیکھا کہ ایک بندر بیٹھا ہے اُسنے بہ نگاہ غور طرف خواجہ کے دیکھا مثل انسان
کے آواز دی کہ او ساربان زادے میں نے دیکھ لیا مال تو نے اٹھا کر زنبیل کیا یہ مال ہے ملکہ
نرجان سبز پوش کا تو نے غضب کیا خواجہ نے کچھ خیال بھی نہ کیا اب جو چاہا دوسرا صندوق
اٹھاؤں بندر نے کہا او بے ادب اب بھی نہیں مانتا یوں نہ مانے گا آواز دی اے سیمتن کہاں ہے
صندوق سے ایک پتلی چاندی کی اچک کے نکلی خواجہ نے چاہا جست کر کے نکل جاؤں پتلی
ہاتھ میں لپٹ گئی بندر تو جلکر خاک ہوا پتلی نے اس زور سے خواجہ کا ہاتھ پکڑا یقین ہوا کہ ہڈی
ٹوٹ جائیگی ہر چند خواجہ چیختے پیٹتے ہیں وہ چاندی کی پتلی جواب بھی نہیں دیتی کمر میں لپٹ کر کے اڑی
خواجہ نے دیکھا ایک دریا بیچ میں موج مار رہا ہے کس زور شور سے بہ رہا ہے کہ دیکھکر خوف آتا ہے قلب تھراتا
ایک بڑی مچھلی منہ کھولے ہوئے بیٹھی ہے کہا اے سمک بل مچھلی نے منہ کھولا پتلی نے خواجہ کو مچھلی کے
منہ میں ڈال دیا خواجہ بیہوش ہو گئے یہ نہ معلوم ہوا کہ میں کہاں گیا شکم میں کیا معرکہ گزرا اب جو آنکھ کھلی دیکھا
ہاتھ پاؤں میں بیڑیاں ہتھکڑیاں ایک زنجیر کمر میں بندھی ہے دو زنگی کشاں کشاں لیئے جاتے ہیں خواجہ
نے گھبرا کے کہا بھائیو ہمنے تمہاری کیا خطا کی ایک زنگی نے ایک گھونسا منہ میں مارا کہ ساربان بچہ
مال ملکہ نرجان سبز پوش کا لیکر زنبیل میں رکھ لیا اور پھر کہتا ہے کہ میں نے کیا خطا کی میمون نے منع
کیا اسکا بھی کہنا نہ مانا پھر ہمسے پوچھتا ہے اب تیری روبکاری سامنے ملکہ نرجان سبز پوش کے ہوگی
جیسا حکم دینگی ویسا کیا جائیگا علاوہ اسکے اُنکے بھائی چنار کو مارا باغ نیلگون کو برباد کیا اب تو
خواجہ خاموش ہوئے اندر شہر کے آئے دیکھا شہر نہایت آباد ہے دوکانیں رنگی ہوئیں شہر میں آئینہ بندی
نازنینان مہ جبین گردن پر ناچ ہوئے کر رہی ہیں دوکانوں میں بزاز صراف جوہری بچے سبز سرخ زرد
پگڑیاں سروں پر ہنگامہ خرید و فروخت گرم دلال بے شرم خواجہ دیکھتے بھالتے زنگی خواجہ کو لیے
جاتے ہیں جسطرف سے گزرتے ہیں وہ ان زنگیوں سے پوچھتا ہے کہ کیوں بھائی یہ کون ہیں زنگی
روتے ہیں جواب دیتے ہیں کہ یارو یہ ساربان زادہ عمرو عیار قاتل چنار جادو ہے گستاخی تو دیکھیے درہ
کوہ میں جو مال رکھا رہتا تھا وہ اٹھا لیا جس سے زنگی مارے جانے کا چنار کے حال کہتے ہیں
وہ چیخیں مار مار کے روتا ہے یہی کہتا ہے کہ ہائے ایسا ساحر زبردست مستقل کار کا اس طور سے مارا گیا
کچھ زور نہ چلا عمرو یہ باتیں سنتا ہوا دل میں کہتا ہے کہ عمرو کس مصیبت میں پڑے برق کا بھی ساتھ
چھوٹا اسکو بھی رخصت کیا وہ بیباک چست و چالاک تھا بہت جلد عیاری کرتا تھا زنگی لیے ہوئے خواجہ
کو دار الامارہ شہنشاہی پر آئے دروازے پر چوبدار یساول حاجب دربان بڑے بڑے ساحر
شغل رہے ہیں جس نے عمرو کو دیکھا آنکھیں بند کر لیں اور یہی کہا ای افسر سیہ پوشاں تم اس کو اس
شہر میں کیوں لائے ساحری کو جمشید سبکی جان بچائیں جب ظالم کا قدم آیا ہے جہاں اسکا گزر ہوا
وہ ملک ویران و برباد ہوا دیکھیں اس شہر آباد پر کیا گزرے زنگی خواجہ کو لیے ہوئے اندر بارگاہ کے

آگے عمرو نے دیکھا بڑی بارگاہ ہے کئی سو جادوگر رنگون پر بیٹھے ہین تخت پر ایک ساحرہ سیہ پوش
بہ نخوت تاج سر پر رکھے بیٹھی ہوئی عدل و انصاف کر رہی ہے زنگیون نے پکار کر آواز دی ای ملکہ نیریمان یہ
قیدی حاضر ہے اسنے چنار کو مارا تمام راستہ ویران ہوا سرکار کا مال بھی لے لیا میمون نے ہر چند
کہا کہ یہ مال ملکہ نیریمان کا ہے اسنے نہ مانا یہ سنکر نیریمان نے چیخ ماری رو کے کہا صاحبو غضب ہوا اب
مین اسکو قتل کرونگی زندان سیاہ مین لیجا کر اسے قید کرو اس اقلیم کے آفتاب کو اسنے مارا زندان سیاہ
مین شب بھر قید رہے کل تمام اہل شہر کو خبر کر دی جائے ڈھنڈھورا سنکے لگا زنگی خواجہ کو لیے ہوے
ایک مکان کہ قفل اسکا بند تھا زنگیون نے خواجہ کو اس مکان مین داخل کیا عمرو نے دیکھا مثل گور
بیہودان تنگ تاریک ہے حقیقت مین پردۂ ظلمات ہے بلکہ ظلمات کی سیاہی بھی مات ہے حال حیرانی کا غضب کہون
آنکھے توے سے مثال دو دن اس حال کے تحریر مین چشم قلم سے اشک سیاہ ٹپک رہے ہین کہ خواجہ
ایسے مکان مین جا کے قید ہوے عمرو دیوانہ ہو گیا چیخین مار مار کے روتا ہے کسی شی پر نگاہ نہین جمتی ہے
اپنا ہاتھ اپنے کو آپ نہین معلوم ہوتا ہے گھبرا کے عمرو اپنے اعضاے جسم کو ٹٹولتا ہے کہ میرے اعضا
تو سب صحیح ہین یا اعضا کٹ گئے اس مصیبت مین یہ دوست بھی ایسے وقت مین جدا ہوے اور چیخین
مار مار کے روتا ہے ایک آواز غیب کان مین آئی کہ او ساربان نادے تو نے ملک سے ملک ساحرون
کے تباہ کیے آج آ کے مصیبت مین پھنسا مصیبت ساحران کو سہول کیا ذرا سی مصیبت جو پڑی
تو روتا ہے آج روح سامری کو راحت ہوئی تجھ ایسا دشمن اس بلا مین پھنسا اب صبر کرو اب نہین بچو گے
صبح کو دار پر کھنچو گے عمرو چپ ہو جاتا ہے رات بھر عمرو نے کیا کیا فقرے کیے ہر مرتبہ پکارتا ہے ای آواز دینے
والے ذرا سامنے تو آؤ ہم تجھے کچھ کہینگے جواب ملتا ہے کہ ہماری قضا دامنگیر نہین ہے ہم تمہارے
سامنے نہ آئینگے ہمنے کتاب سامری پڑھی ہے صاف لکھا ہے کہ عمرو سے آنکھ ملی اور مارا گیا اسلیے
ہم پردے مین تجھے بات کرتے ہین تمہارے سامنے آنا نہین چاہتے ہم تمہارے سامنے نہ آئینگے
صبح کو صورت دکھا دینگے رات بھر خواجہ تڑپے غل مچایا یہی پردے مین باتین رہین ہر چند خواجہ نے
آوازین دین کوئی سامنے خواجہ کے نہ آیا وہ وقت آیا کہ قیدی زندان فلک یعنی ماہ تابان جا کر داخل
قید خانہ مغرب ہوا اور شہنشاہ زرین پوش بعد جوش و خروش خنجر مہر کرن نیزہ شعاعی ہاتھ مین
فوج صباح ہمراہ بعد شوکت و جاہ میدان فلک زبرجدی مین قدمکین لگانے لگا دروازہ زندان کا کھلا
بارہ ہزار زنگی با تیغ برہنہ آ کر پہونچے خواجہ کو قید خانے سے نکالا باہر نکل کر دیکھا کہ لاکھون ساحر
فیل فیل ذیل ذیل طرف میدان خونی کے جاتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ آج روز عید ہے وہ شخص
قتل ہو گا جس نے نام سامری مٹانے کا قصد کیا چنار ایسے شخص کو مارا گھر کے گھر ویران کیے
آج قتل ہو گا روح سامری شاد ہو گی درپے لات و منات کی مخالفت ہوئی زنگی خواجہ کو کشان
کشان لیے جاتے ہین کہ ڈنکے پر چوب پڑی دیکھا عمرو نے کہ ملکہ نیریمان تخت پر سوار گرد ساحر گھیرے ہوے
لاکھ جادوگر پشت پر ملکہ نیریمان کہتی ہوئی کہ ارے قیدی کو لاؤ تمام شہر والے چلکر تماشا دیکھین اپنے اپنے
گھرون مین عید کرین آج وہ شخص قتل ہوتا ہے کہ جسنے چنار ایسے شخص کو مارا اب ہم یہان سے خروج
کرینگے طلسم کشا کو بھی دم دیکر پکڑ لائینگے وزیرون نے عرض کی واری طلسم کشا پر کیونکر فتح قابض ہو گا

کہا اب تو آسان ہو گیا عمرو کو قتل کر کے اسکی لشکر نہین گے لشکر حمزہ بیدین بنجین سے آتم اعظم حمزہ کا بند کر کے گرفتار کر لا سینگے اب بہت آسان ہوا ذرا بہ میر خوشیان کرتے ہوے خواجہ کو لیے ہوے طرف میدان خونی کے جاتے ہین حال عنبر برق عرض کرتا ہون کہ جب خواجہ سے برق جدا ہوا انکی کوس پر جاکے ٹھہرا جب خواجہ نہ آے اور خواجہ باٹ کے نہ آئے برق کا دل ٹھٹکا کہ استاد کسی بلا مین پھنسے خیال مین آیا کہ جلد تدبیر کرین چلو صاحبقران سے اطلاع کرون استاد کہین لالچ مین پھنسے جیسی مجھسے کہا تم آگے بڑھو مین آتا ہون مین ساتھ ہوتا تو کوئی تدبیر کرتا اسی سوچ مین برق جاتا ہی لیکن ملکہ خورشید برق وش لیدجا نے خبر دی عمرو و برق و قران ایک دن شب کو بیٹھ کر علم نجوم مین دیکھنے لگین کچھ ایسا مضمون دیکھا کہ صبح کو رنجیدہ کبیدہ خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئین صاحبقران نے کہا کیون ملکہ مزاج کیسا ہے ملکہ خورشید نے کہا کیا عرض کرون عجب معاملہ شب کو نجوم مین دیکھا کہ خواجہ عمرو پر کوئی آفت ہی ہر چند کہ میری بھی تاکید رہتی ہی کہ حضور براے تلاش نوح چلین مگر اب عرض کرتی ہون کہ جبتک خواجہ نہ آئین تب تک سفر نہ کیجیے لیکن براے تلاش خواجہ عمرو جاتی ہو بڑا خوف ہی کہ ملکہ طیران جادو کا ہر چند ہی تو خواجہ غالب آئینگے برق کی زبانی تمام حال معلوم ہوا بروقت انکی روانگی کے مین نے شب کو سمجھا دیا تھا ملکہ یاسمن گلگون پوش گھبرا کے اٹھی عرض کی ای ملکہ عالم آپ تکلیف نہ کرین مقام طیران مجھکو بتا دیجیے ملکہ خورشید نے جواب دیا ای یاسمن گلگون پوش تم تمہارے حالات کو دیکھتی ہون کہ ہر وقت پریشان رہتی ہو یاسمن کا یاد مین خواجہ کی دل بھرا ہوا تھا بروقت رخصت خواجہ سے ایسی ایسی باتین ہوئین کہ اسکی یاد مین بول اٹھین ای ملکہ بروقت روانگی خواجہ عمرو نے از راہ ستم

لگے الطاف عنایات سے فرمانے بہت
صورت مہر فلک خوف سے تھرانے لگے
ایک صورت پہ نہ دیکھا جس دنیا کو
منع کر دو مرے سر پر یہ جلانے بہت
خودنمائی سے سوا ہو گئی انکو نخوت
چھوڑ کر مجھسے ملاقات وہ گھبرانے لگے
خط جو قاصد نے دیا آگیا غصہ انکو
سنکے دیوانے سے چڑ اوہ چڑانے بہت
سیر گلشن کو دم صبح جو وہ جانے لگے

مجکو بیتاب جو دیکھا تو وہ گھبرانے بہت
یار سے بوسہ رخسار جو مین مانگا
شعبدے پیچ فسون سا نئے دکھلانے بہت
یار سے بوسے پہ تکرار نہین نازم ہی
شکل آئینہ مین دیکھی تو وہ اترانے لگے
مرغ دل دام مین آیا نہ کسی صورت سے
نام پڑھکر مرا سر نامہ پہ جھنجلانے بہت
ایسا معشوق زمانے مین لہان ملتا ہے
دیکھکر غنچہ گل باغ مین اترانے بہت

کان مین تذکرہ سنکے جو وہ گھبرا گیا
سر جھکائے ہوے بیٹھے رہے شرمانے لگے
سن کے غل نالہ عاشق کا ناحق بگڑے
باتون باتون مین نہ جھگڑا کہین پھر بگڑے
ہاتھ ملتے رہے مہندی کے بہانے بہت
تاڑ نے کو جو صیاد نے پر کھانے بہت
نہ رہی دشت نوردی سے کوئی جا خالی
خار صحرا کے عاشق پہ ترس کھانے لگے
واسطے تقدیر کہا یار نے در بانون سے
تو رسے کمند دکھ مین نہ رہنے آئے

صاحبقران گفتگو سنکر پریشان ہو گئے یاسمن نے سب کو رد کیا کہ مین جاؤن اور جو حال خواجہ پر ہو اسکی تدبیر کرون خورشید نے کہا بی بی خواجہ بصورت واجد مقام چنار سے پہلے بڑے زور و شور سے چنار کو مارا برق بھی خواجہ سے ملگیا تھا دونون نے ملکے عیاری کی دونون نے ملکر اسے مارا وہان سے خواجہ چلے راہ مین آکے طمع مین پھنسے تم اس مقام پر دو پہر شب کو پہنچو مجھے بڑی بیقراری ہی مین جانتی ہون کہ خواجہ کسی آفت مین پھنس گئے

مین نے شب ہی کو قصد کیا تھا کہ جاؤن پھر خیال مین آیا کہ صاحبقران سے عرض کرون تو جاؤن اب
میرا ٹھہرنا مناسب نہین ہی ایسا نہ ہو اُنکے دشمنون پر کوئی افتاد پڑے مین خود پریشان ہون کب دل چاہتا
ہو کہ سامنے سے صاحبقران کے آٹھون آٹھ پہر یہی خیال ہی کہ انکو لوح طلسمی مشکل کشا کی طلسم مین معرفت ہو ان
کا جوانی تو یہ کیفیت ہی **نظم**

سبار عشق نگارین ہی یار کے باعث
ہنوز گل کی ہی صورت ہزار کے باعث
نہ کوئی چاہنے والا تھا جب مین عاشق تھا
فزاے باغ ہی گل ہزار کے باعث
لگے نگاہ کے گنہگار ہو لب آنکھو
حواس باختہ مین انتشار کے باعث
ہنوز حسن ہی عاشق کی جہان انکا
حال ہوتا ہی اب دل کو یار کے باعث

نہان ہون چشم سے مین غم زار کے باعث
چمن بکام ہی اس گلعذار کے باعث
گرا دیا مری غفلت نے انکی نظرون سے
ترقیان ہوئی ہین خاکسار کے باعث
شگفتہ گلشن دل رنج سے ہی پھولون کے
تجل ہوے ہین فشار ضار کے باعث
نہ اختلاط مناسب تھا نہ رنج انکے
ہجوم بلبل [illegible] بہار کے باعث
[illegible]

خدم ہون عشق میان نگار کے باعث
محبت [illegible] نالہ عاشق سے تنگ ہین
سبب ہوا ہون مین کوہ وقار کے باعث
خزان مین پھرے کہان چہچہے عنادل کے
بہار باغ ہی اس لالہ زار کے باعث
بلا ہی زلف پریشان یار کا سودا
شعار [illegible] ہوگئے [illegible] کے باعث
[illegible]

[illegible] اور دو تین آدمی خواجہ کی مدد کو جاتی ہین
خورشید برق وش نے [illegible] کوشش کیا [illegible] کا صاحبقران زمان نے فرمایا کہ
ملکہ جاؤ ایسا نہ ہو ہمارا یار [illegible] ملکہ خورشید اسیوقت طاؤس زرین بال پر سوار
ہوئین اسباب [illegible] تلاش مین [illegible] عمرو کے چلین یہان خواجہ عمرو رات بھر قید خانے
مین جلانے [illegible] گریبان تھا اُنکے غم مین چاک ہوا عمرو کو قید خانے سے نکالا قید
خانیان [illegible] دیکھا ملکہ زیجان جادو تخت پر سوار اگے مین جا بیٹھی گھیرے
ہوے خواجہ کو [illegible] میدان خونی کے چلی دلبر عمرو نے دارین استاد مین جلاد تیغین لگا رہے
مین زیجان نے پکار کر آواز دی خواجہ رات بھر خوب مکر کیے کوئی پیش نہ آیا یہ مقام طلسم نور افشان ہی
یہان کوئی مکر و حیلہ نہین چلتا خواجہ نے کہا ملکہ عالم آپ ایسی ساحرہ میری نگاہ سے نہین گذری مجھے
اپنی خدمت مین رکھیے بہت راضی کرونگا زیجان نے کہا آپ مہربانی فرمایے ای عمرو میری بھیس کتابین
میرے پاس تصنیف کردہ سامری موجود ہین سب مین یہی مرقوم ہی ہر ایک ساحر کو بھی یہ حال معلوم ہی کہ
عمرو کی قضا کسی جادوگر کے ہاتھ سے نہین آج مین حکم سامری جمشید مثال ہون اب اگر [illegible]
بھی لکھا ہی تو مین زمانون سرکات کے بیچون خواجہ تمھین غنیمت تھا اگر میری سرحد مین نہ آتے
چنار جادو کا مارے جانا میرے [illegible] شاق ہوا جسوقت چنار جادو کو تجھے مارا ہی اسیوقت خبر ہوئی
تجھے انتظام تمھاری گرفتاری کا کر لیا عمرو کو لا کے میدان خونی مین پہونچا یا ہر چند خواجہ [illegible]
مگر زیجان نے کچھ سماعت نہ کی جلادون کو اشارہ ہوا جلادون نے خواجہ کا پیچ باندھ [illegible]
لٹکایا زیجان جادو نے تیر و کمان لیا بارہ ہزار جادوگرنیان پشت پر آگئین اسوقت عمرو نے [illegible] سے
دعا کی پکار رہا ہی کہ ای رب کارساز ای مالک بے نیاز مین کس بلا مین آکے پھنسا [illegible] اچھا
اب تو جان بچانا دشوار معلوم ہوتی ہی آقا سے نامدار انتظار کرتے ہونگے کہ ہمارا غلام نہین آیا ہی [illegible]
اس بلا مین پھنسا یہی آرزو ہی کہ اپنے آقا کی زیارت کرون اس خیال مین بیقرار ہو کے آواز دی ای

آقا سے نامدار ای مولائے قدر شناس قطعہ
زیر تیغش طپیدنم ہوس است
کہ گریبان دریدنم ہوس است
یارب آتش فتنہ بہ بال پرم
از لب او شنیدنم ہوس است
چون قبا سرو جامہ زیب ترا
وصل در خواب دیدنم ہوس است
گل ز وصل تو چیدنم ہوس است
چہ قدر آرمیدنم ہوس است
بکشائید بند از پایم
از قفس گر پریدنم ہوس است
چہ قدر وحشت است در طبعم
تنگ در بر کشیدنم ہوس است
خار از دل کشیدنم ہوس است
بگذارید دست من یاران
سر بصحرا کشیدنم ہوس است
زان بچشم آرمش کہ ہفتاے
کہ ز خود ہم رمیدنم ہوس است
روز و شب خواب میکنم واقف

عمرو نے جو ملک بلک کے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا عیار نے تیر پھر کمان مین پیوست کیا بارہ ہزار کنیزین لیس ہوئین نریجان نے کمان کو کھینچا عمرو نے بیقرار ہوکر آنکھین بند کرلین بارہ ہزار تیر چھوٹے طرف سینۂ بے کینۂ خواجہ کے چلے جب قریب خواجہ کے پہونچے ایک ہوا کا جھونکا چلا کہ تیر اُلٹے پلٹے انھین کنیزون کے سینون پر پڑے توڑ کر پشت کو پار ہوگئے بارہ ہزار کنیزین گرین عمرو نے دیکھا جادوگرنیون کے مرنے کی صدا بلند ہوئی پھر بجلی چمکی اور تین ایک برق زنگیون پر گری زنجیر کٹی خواجہ عمرو زمین پر گرے دیکھا ملکہ خورشید برق دش اُس اندھیری مین خواجہ کے جسم کی قید دور کررہی ہین خواجہ نے کہا ای ملکہ تمنے بڑا احسان کیا ملکہ نے کہا خواجہ اب ٹھہرنا نہین نکل جاؤ خواجہ تو کود کر ایک جانب ہوے یہ بھلا کب بھاگتے ہین ہزارون کنیزون کے لاشے پڑے ہین کنیزین زیور پہنے ہین گلیم اُوڑھ کے زیور اُتارنے لگے نریجان نے جو یہ حال دیکھا ایک چیخ ماری کہ یہ کیا معرکہ ہے گرد وار کے اندھیر اچھا ہوا اتنے مین خورشید نے ایک گولا مارا اُس گولے سے شعلے نکلے تاریکی کو برطرف کیا نریجان نے دیکھا عمرو دار پر نہین ہے ملکہ خورشید نے چاہا کہ اُڑ کر بالائے آسمان جاؤن نریجان نے گولا مارا آواز دی او گیسو بریدہ تو نے عمرو کو چھڑایا میری اقلیم سے نہ جانے پائیگا ای سوفار عمرو کر لینا ای پیکان عمرو کے کلیجے کو مشبک کردے یہ کہکے نریجان طرف ملکہ خورشید کے متوجہ ہوئی نریجان نے گولا مارا ملکہ خورشید نے اشارہ کیا دس ہزار یا برق گری کئی ہزار کنیزین نریجان کی داخل جہنم ہوئین بجلی چمکنے کی رعد گرجا تھندیان پڑین جسپر بوندیان پڑین جلکر رہگئی بوندی کیا تباہی ہے کئی ہزار کنیزین قتل ہوے گرین خواجہ مردون کو لوٹتے پھرتے ہین کسی کے کپڑے اُتارے کسی کا زیور اُتارا کسی کے مرے کو گود مین لیکر بھاگے ایک درخت کے سایے مین آکے بالکل زیور و لباس اُتار لیا لاشہ پھینک دیا کنیزون نے دیکھا لاشے کنیزون کے برہنہ پڑے ہین زمین پر تڑپ رہے ہین ہر طرف الامان الامان کی صدا بلند ہے کنیزین چاہتی ہین ہم بھاگین کیا مجال جو وہان سے ہل سکین صاف ظاہر ہے کہ پاؤن مین زنجیر پڑی ہے ہنگامۂ گیر و دار بلند ہے خواجہ نے ہزار منکے لباس اُتار لیے گلیم خواجہ نے اُتاری خورشید نریجان سے لڑ رہی ہین پکار کر آواز دی خواجہ تمھارا ٹھہرنا بہتر نہین ہے دیکھو کوئی اُفتاد نہ پڑے خواجہ کب مانتے ہین گلیم اوڑھ کے کہا مین گیا ملکہ خورشید تو سمجھین کہ خواجہ نکل گئے خواجہ لوٹتے پھرتے ہین خزانے پر جاکے ہل مارا اور سے لیکر زر زنبیل کیے خزانہ دار کو یہ فقرہ دیکر بٹھایا کہ تمھین ملکہ بلاتی ہین جب وہ ہٹا خزانہ لوٹ لیا خورشید و نریجان سے اسقدر سحر چلا کہ ہزار ہا نخل جلے ہزار ہا کنیزین نریجان کی قتل ہوئین جو باقی ہین وہ بھاگی پھرتی ہین اسقدر آگ برسی کہ تمام لشکر

زریمان کا قتل ہونا ساحر جل جلکر گرے زریمان نے دیکھا خورشید کے سحر کو ترقی ہے آفتاب سحر ہوا لوگ
بند کفار درد مند اسنے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور چلا کے آواز دی اے پیکان دستوفا زمیرے پاس
ہو کے تیر اندازی نہ دکھاؤ گے پہلو سے آواز آئی حاضر تو ہون بس اسنے ایک تیر نکالا تیر کو
اپنے خون مین رنگین کیا پھر کمان مین پیوست کرکے مدالکا خورشید نے دیکھا یہ تیر خالی نہ جائیگا نشانے
کو نشانہ کریگا اپنی انگلی کاٹ کے چند قطرے خون کے زمین پر ٹپکا دیے اسی خون پر آکے وہ تیر گرا
زریمان نے جو دیکھا کہ میرے سحر کو باطل کیا گھبرائی ملکہ خورشید نے وہی تیر اٹھایا سینگ کی کمان بنالی
وہی تیر زریمان پر مارا زریمان کا شانہ نشانہ ہوا قطرے خون کے جو گرے وہی خون اسنے چلو مین
ایک کھینچ مارا ملکہ خورشید پر خون برسنے لگا کئی خنجر بھی گرے خورشید ایسے سحرون کو کب مانتی ہنس
ہنس کے ایسے سحر دفع کرتی ہے زریمان نے زبان اپنی کاٹی وہ خون پھینکا خورشید نے اسکو بھی
دفع کیا زریمان نے خوب آگ برسائی خنجر گرے تلواریں کھینچیں ملکہ خورشید نے سب حربون کو دفع کیا
نیمچہ ہلالی بنام انتقام سے کھینچا آواز دی اے زریمان مین چلو نگی یہ کہکے نیمچہ کھینچ مارا زریمان نے ہرچند
چاہا دفع کرون عین گلوگاہ پر آکے پڑا سر کٹ کے زریمان کا گرا اندھیر ہو گیا قلعہ ویران ہونے لگا سب
جادوگر بھاگے ملکہ خورشید نے تڑپ تڑپ کے دکھون کو قتل کیا بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا
نام من زریمان جادو بود ان سب کو مار کر خورشید نے چہار جانب دھونڈھا آواز بھی دی مگر خواجہ کو
نہ پایا دل گھبرایا کہ اے خورشید یہ کیا ہوا خواجہ کو کیا کوئی لے گیا آپ سے تو وہ نہ گئے ہون گے
خدا نخواستہ کوئی پکڑ لے گیا سب طرف سے خاک چھان کے ایک جانب چلین خواجہ پر یہ سانحہ
گذرا کہ مردون کے کپڑے اتارتے پھرتے تھے جب زریمان کا سر کٹا اور لاشہ زمین پر گرا خواجہ
نے پہلے تاج لیا پھر چاہا لاش کے کپڑے اتارون لاش خواجہ کو لپٹ گئی اسی اندھیرے مین لیکر
روانہ ہو گئی ملکہ خورشید تلاش کر کے ناچار ہوئین حیران و پریشان کہ خواجہ کیا ہوے اس بدحواسی
مین لاشے کا زریمان کے خیال نہ کیا ایک جانب چلین خواجہ کا احوال سنیے کہ وہ لاشہ خواجہ کو لیے ہوے
ایک پہاڑ پر پہونچا وہان پہونچ کے آواز دی کہ اے سامان جادو یہ قیدی خدمت مین سحر العجائب
کی لیجا لاشہ زریمان کا زمین مین غرق ہو گیا ایک جادوگر زمین سے نکلا اسنے خواجہ کو گرفتار کیا ایک قفس
آہنی مین بند کر کے ایک سمت چلا منصوبہ یہ ہے کہ خدمت مین سحر العجائب کے عمرو کو لے جاؤن خواجہ
حیران ہین باتین کرتے ہین وہ جواب تک نہین دیتا اب خاموش چلے جاتے ہین کہ دیکھین کیا ہوتا ہے کس
بلا مین پھنسے کا پیکو اسکے کپڑے اتارے وہ ساحر خواجہ کو لیے ہوے پھر کابل اڑا ایک مقام
پر آیا ایک نخل کے سایے مین ٹھہرا دم لینے لگا چاہتا ہے دم سے لون ٹھہر کر تو پھر اڑون خواجہ منتین
خوشامدین کر رہے ہین فرماتے ہین اے سامان تم ایسا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا
مین تمہاری اطاعت کرتا ہون مین سامری پرست ہون پہلو مین اسی نخل کے ایک شوالہ تھا بولا
اس مین سے آواز آئی سامان جادو ہمارے دشمن کو ہمارے سامنے لاؤ ہم اسکو جہنم مین
پھینک دین سامان حیران ہو گیا اب جو خیال کر کے دیکھا تو ایک پرانا بت شوالے مین رکھا ہے
ہار وغیرہ وہان بت سے پڑے ہین معلوم ہوتا ہے کسی کا گذر گاہ ہے سامان نے بت کے سامنے

کانپ گیا کہا اے ملکہ غضب کیا تم نے شاہان طلسم سے بغاوت کی چاہا عمرو و برق کو لیکر چلوں ملکہ
نے دو تھپڑ مارا ارقم منھ کے بل زمین پر گرا عمرو و برق چھوٹے جستیں کر کے بھاگے ارقم وزاگر
عمرو و برق کو پھر گرفتار کروں ملکہ نے حرف عمرو و برق کے نہ جانے دیا ملکہ پر گولا مارا ملکہ نے گوپ
و کانٹا کی ہوا سے گئے ملکہ نے خالی دیئے جب پانچ چار سحر پڑ چکا تو آواز دی کہ ارے ہمارا بھی کوئی
داد رس ہیگا آواز دی اے سیاہ پوش لینا کالی کالی صورت کا ایک آدمی سامنے ہوا ارقم نے گولا مارا
سیاہ پوش نے گولا ہاتھ میں رکھ لیا جب سحر ارقم نے کیے سیاہ پوش نے پوشین رد کیے آخر کو
تلوار چھین لی اور نگین ارقم کی پکڑ کے چیر ڈالیں سلام کر کے سیاہ پوش رخصت ہوا کہ گیا جب
غلام کو یاد کیجیے گا حاضر ہونگا ملکہ خواجہ و برق کو ساتھ لیکر چلا یہاں بیان صاحبقران سنیئے رہے
مین کبھی یاد خواجہ کی آتی ہے کبھی ملکہ کے گوہر پوش کے واسطے طبیعت گھبراتی ہے اخفر نیزہ نے
عرض کی سرکار کو بہت منتشر پاتے ہیں امیر نے فرمایا کیا پوچھتے ہو خواجہ اب تک پلٹ کے نہیں آئے
خورشید کو بھی لینے گئے ہوئے کئی دن گذرے اب تک کچھ حال نہ معلوم ہوا نہایت انتشار ہے نظم

دل بیتاب کو گر باندھ کر رکھوں نہ ٹھہریگا
طپش سے خاک میں بھی عاشق مدفون نہ ٹھہریگا
نہ ٹھہرا بوسہ تو ہوگا دل مفتون نہ ٹھہریگا
اگر گردش یہی ہے مجنون کی چشم سیکون کی
وہ سے خط میں شکایت اسکی شکیبا نظر کی ہے
آسے خورشید کی ہے طرح زانوے جانان کی
سراپا بس کہ محو شوخی قاتل ہون محشر تک
کیا پھر عیادت کا ارادہ اسنے آنے کا
ہوئی تاثیر گر تصور لیسی بھی اس سرو موزون کو
نہ لوٹینگے ہم طول شبہاے جدائی سے
وہ شاعر ہون کہ باندھونگا مضمون زنجیر کاکل سے
طواف کعبہ کا خوگر ہی دیکھو صد ہے ہونے دو

سوا اس در کی زنجیر دن کے یہ مجنون نہ ٹھہریگا
کہ گنبد قبر کا جون گنبد گردون نہ ٹھہریگا
اگر وان در دن نہ ٹھہریگا تو وان بھی یون نہ ٹھہریگا
کف ساقی مین جام بادہ گلگون نہ ٹھہریگا
پر و بال کہ بجز یک اک آنکھ مین نہ ٹھہریگا
یہ سر کیسے ہمدم جسطرح رکھون نہ ٹھہریگا
سرے زخمون سے جاری ہے اپنا خون نہ ٹھہریگا
تو جبتک جان ہے درد دل محزون نہ ٹھہریگا
زمین کیا آسمان پر نالۂ موزون نہ ٹھہریگا
کہانتک دیکھیے وہ حسن روز افزون نہ ٹھہریگا
اگر دل لے تمق کے دعسیان یہ مضمون نہ ٹھہریگا
وہ صدور ہوا مین ہمی مومن یون نہ ٹھہریگا

دربار مین صاحبقران کے یہی ذکر ہو رہا ہے ملکہ زنار نے کئی مرتبہ عرض کی کہ کنیز جائے انکی خبر لائے
امیر نے فرمایا کہ وہ راستہ ایسا ہے کہ آپ لوگون کو نہ ملے گا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی سیار مقبول ماجدا
کو تخت پر سوار کیے ہوئے پسینے پسینے گھبرایا ہوا آکر پہونچا مقبول دوڑ کے صاحبقران کو لپٹ گیا
عرض کی خدا حضور کو سلامت رکھے کہ اس قید مین حضور نے مدد کی خواجہ نے جو رخشار کو مارا مگر ابھی
تک خواجہ تشریف نہیں لاسے امیر نے فرمایا کہ مین نہایت مشتاق ہون آپ لوگون نے خواجہ کو کہان
چھوڑا مقبول نے عرض کی جہان چنار مارا گیا خواجہ نے ہمسے کہا تم چلو مگر نجوم ہماری خبر دیتا آخر
کو راہ مین بڑے بڑے مصائب اٹھائے امیر نے کہا ملکہ خورشید برق وش انکی تلاش مین گئی ہین
سیار نے کہا فضل الٰہی شامل حال ہے ملکہ خورشید کا حضور رشک نہیں جب سحر العجائب و مصر الغرائب

سے مقابلے پر نکلے آج وہ بیجیا سحر و ساحری مین طاق مین شہرۂ آفاق ہین لیکن حضور یہ بھی اُنکے سحر کا
جواب دینگی وہ بادشاہ عالم پناہ کہ اس طلسم کا حاکم تھا کوکب نے کسی فتور سے اُسکو پکڑا ملک و مال
پر قبضہ کیا یہ صاحبزادی اُسی شاہ کی دختر بلند اختر ہیں حضور صاحب اقبال ہین کہ ایسی ساحرہ اس طرح آکے
شریک ہوئی اُسکی جستجو سے لوح طلسمی حاصل ہوئی ورنہ لوح طلسم نور افشان کا کون پتہ لگا سکتا ہے اُنکو
نشان ملگیا ہے چند کہ غلام کا من طلسم ہی حال لوح سے آگاہ نہین یہ ذکر تھا کہ دوسری برق چمکی دیکھا خواجہ
عمرو و برق فرنگی و ملکہ خورشید برق کوش آکے پہونچے ملکہ لیلا سے عنبرین مو کہ اپنی شاہزادی
کی مشتاق تھین گھبرا کے نکل آئین عمرو جیسے ہی سامنے آیا ملکہ لیلا نے پکار کر آواز دی خواجہ برا سے خدا
ملکہ کا حال تو بتاؤ عمرو نے جو نگاہ اُٹھائی دیکھا ایک ماہ تابان مہر درخشان تاجدار اقلیم معشوقان زلیخا سے
مصر خوبی لیلا سے نجد محبوبی شیرین قصر فرہاد دلربائی عذرا سے گلعذار گلستان زیبائی گورے گورے
گال زلفین عنبرین کا اُسپر لہرانا صبح و شام کی کیفیت عارض کو صبح شب وصل عاشقان کیے گیسوے
خمدار کو شب ہجر دلخستان کیے کان کان ملاحت خوبصورت حسین و جمیل دہن غنچہ دلربائی عذار گل بوستان
زیبائی قد سرو باغ دلبری نخل حدیقہ خودسری کمالات ظاہر و باطن سے معمور حور مقصود عمرو کے ہاتھ
پانون مین رعشہ آگیا بے اختیار یہ اشعار پڑھنے لگا **نظم**

عیش ابرو ہو وفا بین بہشت تیر عبث
آنکھین کھل جائین جو خاک قدم یار عبث
کیون مین کہنچوا اون بیدلا ساکی تصویر عبث
سر سے جائیگا نہین زلف سیہ کا سودا
گالیان دیتا ہے کیون بابت سے پیر عبث
بستر ہجر اگر مرا دم تن سے نکل جائے گا
کیون فلک سے مین کرون شکوۂ تقدیر عبث
زلف دلدار کا پابند مین دیوانہ ہون
آنکھین کھینچے ہو سرے کی تحریر عبث
تو یادون سے بھی پیاس کہین بجھتی ہے

کشتہ ابروے تمھارا ہون مین مرت
آگے اس خاک سے ہو جاے پھر اکسیر عبث
بوسۂ زلف کا مذکور کیا کب مین نے
غل مچی آج مرے پاؤن کی زنجیر عبث
کاسہ کی بولی ہے وہ یار کا بت بوتا سا
تنگ کرتا ہے مجھے طوق گلوگیر عبث
فائدہ صورت بلبل جو تڑپاؤن مین گلا
جکڑا صیاد تو بیتا ہے زنجیر عبث
حال عاشق یہ تو اے گل ہے مقام گریہ
ہر مرے پیش نظر یار کی تصویر عبث

تو دو ابروے نگہ یار ہے شمشیر عبث
قتل کرنے کو مرے لاے ہو شمشیر عبث
ہر دم آنکھون کے تلے پھرتی ہے صورت تیری
بجھے کرتے مین وہ الجھی ہوئی تقریر عبث
دہن تنگ کا سوتے مین لیا کب بوسہ
کیون ہوس مین کرون خواہش اکسیر عبث
پیش آئیگا وہی جو کہ ہے پیشانی مین
کیون مین صیاد کرون نالۂ شبگیر عبث
جوہرون کی نہین شمشیر نگہ کو حاجت
سخت کیا ہے صفت غنچۂ تصویر عبث
ہے کہ رلا کر اُسے جو کرے زہر تنگ

ہوسکے ملکہ حیران کہ یہ کیا معرکہ ہے امیر نے دوڑ کے سر تو عمرو کا زانون پر رکھا اور ہنس کے کہا کہ بھائی صاحب
تمنے بڑی آفت برپا کی ہمارے عیار کو ہاتھ سے کھویا اتنا سمجھ لو کہ اب یہ بیجیا نہ چھوڑینگے لیلا نے کہا حضور
تو بجا فرماتے ہین مگر یہ تو پوچھیے کہ ملکہ کہان ہے سیار و غیرہ نے کہا خواجہ کی زنبیل مین ہین ہمارے سامنے اُنکو
زنبیل مین رکھ لیا تھا امیر نے گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا خواجہ کو بڑی دیر مین ہوش آیا لیلا کو بنگاہ
حسرت دیکھ رہے ہین لیلا نے کہا خواجہ ہماری ملکہ کو تو لا دیجے عمرو نے کہا صاحب مین بیکر چلا را ہ مین
ایک قرضدار ملگیا اُسنے ملکہ کو چھین لیا روپیہ دیا جاے تو وہ ملین نہین تو زیور آپ دیجیے امیر نے کہا ارے
احمق معشوق کا زیور لیگا عمرو نے کہا قرضداری تو بہت بری چیز ہے نہین آپ ادا کیجیے امیر نے کہا میرا مال
تمھارے دینے کے لایق نہین ہے ساحرون نے دو دو ہزار چار چار ہزار کر کے دس بارہ ہزار روپیہ دیے

مین جانا اور خواجہ صاحبقران سے کہہ رہے ہین قاصر ہے مقدمہ مین عمرو فرماتے ہین نے دو بیٹے ملکہ
سلما کے اپنی جان نثار کی صاحبقران فرماتے ہین لیلا کو اختیار ہے نہ مانین گی تو مین کیا زبردستی کرونگا
عمرو نے کہا میں سکے دن ہو یقین ہے کہ میرے کاٹنے پر اسکو بھی توجہ ہوئی رات کو اشارے بھی بہت توجہ
پائی جاتی تھی صاحبقران فرماتے ہین مجھے تو یہ کہتی تھی کہ مین کسی طرح عمرو کو قبول نہ کرونگی عمرو نے عرض
کی خدا آپ کو سلامت رکھے آپ میری سفارش کر دیجئے مقبول تاجدار کو بھی یہی منظور ہے کہ خواجہ کا
عقد ساتھ لیلا کے ہو یہ باتین ہو رہی تھین در بیت الخلا پر کھڑی ہین جب عرصہ گذرا تو انھون نے آواز دی کچھ
صدا نہ آئی ایک کنیز نے پکار کر کہا خواجہ یہان تشریف لائیے ملکہ و وزیرزادی کو بیت الخلا گئے ہوئے
عرصہ ہوا ہے کئی آوازین دین کوئی جواب بھی نہین دیتا عمرو گھبرا کے دوڑا کنیزون سے کہا تم راز دار ہو
اندر جاؤ کنیزین جو اندر گئین دیکھا ملکہ سلما و لیلا نہین ہین زمین سے معلوم ہوتا ہے کوئی نکلا طبقہ زمین کا
پھٹا ہوا کچھ ماش کے دانے بھی پڑے ہین عمرو نے تو ہائے ملکۂ عالم کہکے چیخ ماری صاحبقران
عمرو کی آواز سنکر دوڑے پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہے عمرو نے کہا ای شہریار بیت الخلا سے شاہزادی اور
وزیرزادی غائب ہو گئین صاحبقران گھبرا کے دوڑے مقبول تاجدار سیار کا اختر شناس
قریب آیا ملک اخضر و آفتاب وغیرہ ملکہ خورشید برق وش سب نے آ کے جا کو کیا ہر چند جستجو کی عقل
دوڑائی یہ ذہن مین نہ آیا کون لیگیا امیر نے فرمایا کوئی حامی طلسم ہو جبتک ملکہ کا پتہ نہ ملیگا حمزہ تلاش
لوح کو نہ جائیگا عمرو کا تہ بنا پھرتا عرض کرتا یہ کون دشمن لگا ہوا تھا ملکہ خورشید برق وش نے کہا خواجہ
بیقرار نہ ہو صبر کرو یہ مقدمہ معشوق طلسم کشا ہے پتہ ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا کوئی آنکھ رکھ نہین سکتا تقدیر
مین جو رنج و ملال ہے وہ ضرور ہوگا خواجہ کو ہاتھ پکڑ کے الگ لائین کہا خواجہ صاحبقران کو تلاش
لوح پر آمادہ کرو عمرو نے کہا انکے ہوش درست نہین ہین تلاش لوح کون کریگا ملکہ خورشید نے کہا خواجہ بدون
حصول لوح کوئی مطلب نہ نکلے گا لوح کنجی ہے قفل طلسم کی مقامات طلسم باطن پر پہونچنا دشوار ہوگا
یہ بخوبی ظاہر ہے کہ سب ساحر آپ کے نام سے دشمن ہین میرے واسطے بھی رہزن ہین آخر پھر سب کو
یہی فکر ہے کہ ملکہ خورشید کو صاحبقران سے جدا کرین مین سلطنت طلسم کی ذی حق ہون میرے
باپ کو اس بدعت سے مارا مین سالہا سال قید رہی اتفاق کی بات یہ بات بن گئی مگر آپ تلاش لوح مین
تامل نہ کرین عمرو نے کہا مین عرض کرونگا جانے نہ جانے کا انکو اختیار ہے صاحبقران جو پلٹ کے
بارگاہ حشمت مین آئے سر جھکا کے بیٹھے کسی سے کلام نہین کرتے عمرو نے عرض کی ملکہ خورشید
فرماتی ہین کہ آپ تلاش لوح مین مصروف ہون امیر نے فرمایا کہ خواجہ میری تو عجب کیفیت ہے مجھے تو
کلام کرنا دشوار ہے کیا کہون کہ کیا کیفیت ہے جی چاہتا ہے آب و دانہ ترک کرون طرف کسی صحرائے وحشت
خیز کے نکل جاؤن اور مجنون بنجاؤن فقیر بنکے بیٹھون ابھی جفا سے اسکے مہلت پائی تھی فلک نے پھر
گرفتار رنج تقدیر کرایا مجھسے نہین ممکن ہے کہ مین تلاش لوح مین جاؤن یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے
ہوئے آئے عرض کی سمندر جادو طرف سے شاہان طلسم کے ایک لاکھ فوج لیکر آیا ہے امیر نے
رو کے فرمایا ہم اپنے حال پر ملال ہین شاہان طلسم جین نہین لینے دیتے ملک اخضر نے عرض کی
حضور اسکا تردد نہ کرین ملکہ خورشید برق وش بھی تباہ ہو گئین اخضر نے عرض کی ای ذرہ ساحران

ایک بجو ہو اُسی وقت نقارے پر چوب پڑی ملکہ خورشید برق وش نے سب لشکر تیار کیا لشکر
ساحران سے آگے بڑھ کے اُتری ملکہ خورشید و آفتاب شفق رہی ہین سب ساحر و سرداران استادہ ہین
ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ سمندر جادو نہایت جوش و خروش مین دریا دلی دکھاتا ہوا
فوج مین سہلکہ اُسکی فوج مین تین لاکھ ساحر اُسکی پشت پر کھڑے ہوکے سمندر دیکھنے لگا کہ ملکہ خورشید
سب سے آگے زنار وغیرہ نہایت رعنائی سے کھڑی ہین آمد آمد فوج ساحران دیکھ رہے ہین دو کوس
لشکر لشکر کو اُتارا ساحران عذار جا بجا اُترنے لگے ساحرون نے اپنے اپنے خیمے استادہ کیے اب سب
ساحرون پر حکم ملکہ خورشید کا ہے سب لشکر کا انتظام کر رہے ہین خیمے مین کانپ کے فرماتی ہین کہ
تمکو امون کہ کچھ خوف خدا اور رسول نہین ملک و مال لیا ہر دو کی خواہش ہوئی اب جان کے طالب ہین
کیا یہی تھا ہم پر غالب ہین سمندر نے جو ملکہ خورشید برق وش کو دیکھا دور سے سلام کیا ملکہ نے فرمایا
اونکو انجام بد انجام رد و دخاص و عام تجھ پر ہے ہمین اتی ہمکو سلام کرتا ہے طعن و تشنیع کرتا ہے خیر میدان کارزار
مین سمجھا جائیگا سمندر کا منہ اُترا بارگاہ مین آیا مشیرون وزیرون سے صلاح کرنے لگا کہ صاحبو بڑی مشکل
کی بات ہے کہ ملکہ خورشید برق وش سب کی افسر ہین اور زنار و آفتاب بھی موجود ہین مین سب سے
مقابلہ کرونگا اگر ملکہ خورشید نکلین تو مجھے اُنسے مقابلے مین حجاب ہوگا ایک دن وہ تھا کہ مین بطور ملازم
اُنکے والد کے پاس حاضر ہوا اب شاہان نور افشان کو نامہ لکھا جاے کہ ایک ساحر کوئی اور
روانہ کیجیے کہ اگر ملکہ خورشید میدان مین نکلین تو اُنسے مقابلہ کرے ورنہ مین سب سے سمجھ لونگا اسی
مضمون کا نامہ روانہ کیا شاہان نور افشان تخت پر بیٹھے ہین نامے کو پڑھ کے سحر العجائب نے آواز
دی کہ سمندر نے مدد طلب کی ہے ایک ساحر ہے مشیران سلطنت مین کہ نام اُسکا سرخاب دریا نشین ہے
اپنے مقام سے اُٹھ کہا حضور خورشید سے جا کر مقابلہ کرو کہ میان سمندر عبث خوف کرتے ہین مین جاکر
مقابلہ کرونگا ابھی خورشید کی مشکین باندھ کے لاؤنگا سحر العجائب نے تین لاکھ ساحر اسکے بھی ساتھ کیے
سرخاب دریا نشین اُسیوقت لشکر تیار کرکے چلا سمندر کو آلیے ہوے دو دن گذرے طبل جنگ
نہین بجوایا کہ ہر بار مجھے بڑا خوف ہے بڑے شرم کی بات ہے جسکے ملازم رہے اُسی سے مقابلہ کرین جب
سامنے جا بیٹھے تو اُنکو جھیلیں ہم کیونکر مقابلہ کرینگے یکایک ہرکارون نے خبر دی کہ سرخاب دریا نشین
آتا ہے سمندر نے جو سنا کہ سرخاب دریا نشین قریب اُپہونچا ہے برائے استقبال چلا سرخاب دریا نشین
گھوڑے پر سوار تین لاکھ ساحر پشت پر راہ مین دونون سے ملاقات ہوئی سمندر نے سرخاب کو
سلام کیا سرخاب نے جواب دیا سمندر نے کہا بھائی بڑے تعجب کی بات ہے تم مجھسے زیادہ مقرب ہے
اگر ملکہ خورشید برق وش میدان مین نکلین ایک دن وہ تھا کہ اُنکے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے
رہتے تھے آج اُنسے مقابلہ کرین سرخاب نے کہا ہم تو ملکہ خورشید کی مشکین باندھینگے کیا اُنسے
سحر مین کم ہین سمندر نے کہا بھائی ذرا سمجھ کے بات کرو ایسے کلمات سخت نہ کہو حقیقت مین سحر العجائب
و سحر الغرائب نے بڑی نمک حرامی پر کمر باندھی ہے ملکہ کو قید کیا کچھ خوف نہ آیا دیکھیے اُنکی خدا نے کیا مدد کی
کسطرح عمرو پہونچا کس لطف سے رہا کیا خداے نادیدہ کے گھر مین انصاف ہے سرخاب نے کہا اے سمندر
تجھے کیا ہوگیا ہے کہ تو شاہان نور افشان کو برا کہتا ہے اور تعریف مذہب خداے نادیدہ کرتا ہے کیا سامری پر تجھے

جمشید پرستی بری چیز ہو اگر تیرے نزدیک برا ہو تو مسلمان ہو جا ملکہ کا بڑا پاس ہو لو انکی شراکت کر سمندر
نے کہا اے برادر دل تو یہی چاہتا ہو اصل یہی ہو کہ مذہب سامری مین ہزارون خرابیان مین کسی مسلمان
نے کیا کتاب لکھی ہو جسکا تردید مذہب سامری نام ہو فقرۂ اول اسمین یہ لکھی ہو کہ سامری و جمشید قوم
کے برہمن تھے جسدن گہن پڑتا تھا کنارے دریاے نیل کے بیٹھکے ذبح لیتے تھے یا یکا یک دعوی خدائی
کیا صاحب ہود و سطوت ہوئے انہون نے کم کم انکی تعریف کی خدائی کرنے لگے یہ کیا حرکت ناشائستہ تھی کیونکر انکو
خدا کہین سرخاب نے کہا تو تو پورا مسلمان ہو جس کتاب مین سامری کی برائی تھی وہ کیون پڑھی اب تو
سمندر بھی بگڑا جوش مین آیا کہا کتب بینی سے روشن ہوتا ہو انسان کو چاہیے نیکی بدی کو سمجھے اسناد آگاہ ہو
کہ مذہب مین کیا برائی ہو کیا بھلائی ہو انسان کو چاہیے اسکو سمجھے یہانتک آپس مین تکرار بڑھی کہ رفقائے
دونون کے رفیق جمع ہوے کسی کے منہ سے نکلا آپ بادشاہ مین آپس مین تکرار نہ کیجیے ایک نے بڑھکے
اسکو گولہ مارا ایک کا سر پھٹا اب تو آپس مین گرز و تیغ و نارنج چلنے لگا لاکھون کا بلوہ ہوا اسدن سلوم کے گروہ
سمندر نے پکار کر کہا سامری پر لعنت ہو ساتھ والون نے کہا جمشید پر لعنت ہو یہ جو سرخاب نے سنا
بھن گیا کہا ارے کمبخت لات و سامری و جمشید تین پر لعنت کرتے ہو سرخاب والون نے کہا ان سبکی
زبانین کاٹ ڈالو ارے جاتی چون سے خداوندون پر لعنت کرتے ہو اور پکار پکار کے سرخاب کو اپنا
سحر پڑھا مانا ہو سحر کرتا ہوا طرف سمندر کے بڑھا ان دونون مین آپس مین سحر چلنے لگا سرخاب نہایت
تیز ساحر ہو دو چار سحر جو سمندر نے کیے وہ خالی گئے سرخاب نے جو سحر کیا برق تڑپ کر گری سر سمندر کا
شق ہوا اور ساحر بیچ مین پھاند پڑے رفیقون نے اپنی جان دی سمندر کو بچایا غصے مین سرخاب
قتل کرتا ہوا آتا ہو لشکر پر سمندر کے طریقہ شکست ہو ظاہر ہو جانے کا بندوبست ہو ملکہ خورشید برق ادرخش
ملک احمر و زنار و آفتاب وغیرہ سب بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آے
ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجا لاے عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان عجب معرکہ درپیش ہوا کہ
سرخاب و سمندر سے مقابلہ پڑا سمندر راہ اصل پر ہو اب لڑائی ہو رہی ہو جانبین کے ہزارون ساحر
مارے گئے سمندر زخمی ہوا اب وقت شکست ہو ملکہ خورشید نے فرمایا سمندر کی خیر آفتاب شعلہ زن
زبان سے اٹھی زنار نے کہا مین بھی آئی ملکہ خورشید نے فرمایا آفتاب کافی ہو مین جا کے کیا کرونگی
پکار کر کہا اے آفتاب زبان سے سحر کرنا سرخاب کو بڑے گھمنڈ ہوگئے ہین سمجھونگی تو مشکین باندھکے
لاؤنگی زنار نے کہا رشتہ زنار سے گلے مین پڑون دیکھیے تو کس رنگ سے لاتی ہون آفتاب جو باہر نکلی اور جھلک کے
بلند ہوئی جس وقت پہونچی کہ سمندر کے لشکر کو شکست ہوئی سرخاب ہنستا ہوا آتا ہو کہتا ہو کیون ملاعنو
پھر تینون پر لعنت کروگے سمندر کہتا ہو ہزار بار بھی لعنت کیے جاؤنگا بیشک سامری و جمشید برے
تھے اور برے نہ ہوتے تو مذہب مین رخنہ کیون ڈالتے بیچارون نے مذہب حقیقی کو یون مٹایا قوم کے برہمن
مانگنے والے برسون بتون کو سجدہ کرنے والے پھر آپ خداوند بن بیٹھے آفتاب نے آسمان سے
دیکھا کڑک کر گرمی کی وہ گرمی ہوئی کہ ہمراہیان سرخاب تپنے لگے اُف اُف کی صدا بلند جیسے ناک
کی راہ گرنے لگے ہزارون جہنم مین پہونچے کڑک کے جو گری کئی ہزار کو قتل کرکے چلی نعرہ کیا منتقم
تھا جیسا شعلہ ہزار ہیچ نسل معصوم سے آفتاب مژدہ دیتی ہو زنار نے بھی کتنے ہزارون کو مار ہی ہٹایا

پھر کر ان دونوں کو پکڑ لو چار طرف سے ساحر بلوہ کرتے ہیں جب آفتاب نے اشارہ کیا غول سے نکلکر
شمشیر اعظم چمکی ہر جس غول پر جا پڑی ہزاروں کے سر کاٹ لیے زنار نے بڑھکر سرخاب پر سحر کیا آفتاب
خوب زد و بد شور سے لڑ رہی ہے سرخاب کا جو سامنا پڑا للکارا او نامرد کہان جاتا ہے آگے نہ بڑھ عناد ورز
بہت پچھتائیگا سمندر نے کہا جیا کیا مذہب کو پختہ کرتا تھا تجھے کیوں ناگوار ہوا جو ہزارہا بندگان خدا
کو قتل کرایا کیا تجکو نفع ہوا سرخاب نے گولا مارا آفتاب نے چمک کے وہ گولا کاٹا گولا جو کٹ کے
گرا اسمین سے برق چمکی سر پر سرخاب کے گری سرخاب کا سر زخمی ہوا سرخاب نے اپنا خون ملک
آفتاب پر کھینچ مارا آفتاب تڑپ کر الگ ہوئی اپنے کو گولے سے بچایا ہاتھ جو ہلایا برق تڑپ کر
گری کہ سر سرخاب کا زخمی ہوا تو سمندر بھی پلٹ پڑا فوج سرخاب کو قتل کرنا شروع کیا سرخاب
چاہتا ہے بھاگ کے نکل جاؤں آفتاب و سمندر نے فوج کو گھیر لیا بڑے زور و شور سے قتل کر رہے
ہیں قضائے کار ملکہ مہران آسمان سیر واسطے سیر و شکار کے نکلی ہیں تخت پر سوار سات آٹھ لاکھ
ساحر ہمراہ سیر کرتی ہوئی جاتی ہیں کہ ہاہو کی صدا کان میں پہونچی ہوں جو سر اٹھا کے دیکھا ملکہ
آفتاب شعلہ مزاج تڑپ تڑپ کے لڑ رہی ہیں ایکطرف سمندر جادو جوش و خروش میں قتل کرتا ہوا
سرخاب کے لشکر کو جاتا ہے مہران یہ کہہ رہی ہے کہ میرے سامنے سمندر واسطے مدد کے طلسم کشا کے
گیا تھا اور سرخاب اسکی مدد کو بھیجا گیا تھا انکے لڑنے کا کیا باعث کنیزوں نے بڑھکر خبر دی کہ ان
دونوں میں تکرار ہوئی آپس میں لڑنے لگے آفتاب نے اگر سمندر کا ساتھ دیا سرخاب کو زخمی کیا اب
لشکر سرخاب نے شکست کھائی وہ قتل کرتی ہوئی چلی آتی ہیں کئی لاکھ جادوگر مارے گئے لاشوں کے
انبار ہیں کنیزیں یہ عرض کرتے ہیں کہ سمندر نے مسلمانوں سے فریاد چاہی کی انھوں نے خبر پائی وہ دوڑ کے
پڑے انکو نہیں معلوم خبر کسنے دی یہ سنکر مہران کو غصہ آیا کہا مسلمان بڑے ظالم ہیں یہ لوگ آپس میں
لڑتے تھے انھوں نے کیوں دخل دیا لڑتے بھڑتے ہمارے دربار میں فریادی آتے انصاف کیا جاتا
جسکی خطا ہوتی اسکو سزا دیجاتی یہ کہکے تخت سے اتری ساتھ لاکھ جادوگر بھی نکلکر بڑھے حضور
تکلیف نہ کریں جسکو حکم ہو مشکیں باندھ کے سامنے لائیں کہا صاحبو آفتاب کو دیکھکر میرا کلیجا جل گیا
بے ادبی میں کر دربار میں بیٹھا کرتی ہیں مسلمان مجرا کر کے گئے ہیں تب طلسم کشا کی عاشق معشوقہ ہیں بی زنار
نے بھی یہی کام کیا ایک طلسم کشا پر یہ صدہا نازنینان سرجبین عاشق ہوگئی ہیں حمزہ کے میاں اصطبل پر
جاتیگا ایک میان طلسم کشا اگر اسقدر معشوقان دہر پھر وہ ان حرامزادیوں نے اپنی خرابیان کی ہیں میں آج
آفتاب کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکے تخت سے اتری جیسے ہی آفتاب کرتی کے جلوے سے نعرہ ہوا شعلہ
مہران آسمان سیر خاتون محل شہنشاہ طلسم آفتاب کی جو نگاہ پڑی گھبرا گئی چاہا نکل جاؤں مہران نے
سحر کیا آفتاب میں گھن لگا ایک عقرب سیاہ پیدا ہوا آتے ہی ڈنک مارا آفتاب تھرا گئی لڑکھڑا کر
گری چہرہ سیاہ حال تباہ کنیزوں نے چاہا سنبھالیں مہران نے سحر کیا کنیزیں جلنے لگیں کئی ہزار کنیزیں
جلکر گریں سمندر پر نعرہ کیا اور سمندر بڑا جوش و خروش ہو کے مسلمانوں کو بلا کے مدد بلا کے سمندر
نے پلٹ کر جواب دیا کیا بیہودہ بکتی ہو ہم انکے غلام ہیں ہمارے مالک نے خبر پائی ابھی آتے ہیں تمکو ہرگز
زد جسے ہر ظلم اسوں کو پکڑ پاس نہ آیا شہنشاہ کو کب کو قید کر لیا انہی پر یہ غرور اور ظلم ہے ان کی ظلم سے زیادہ

زبان خود ترا سامنے سے ہٹ جا ورنہ ہٹ پچھتائیگی کل کا ذکر ہی شہر مہرانیہ مین گرے پہنچی تھی جا کر
سحر العجائب کے گھر مین بیٹھی بڑی شاہزادی ہو گئی مہران جل گئی سمندر پر سحر کیا ایک حباب کو ایچ
دریا زنجیر بنکر گلے مین پڑی سمندر کو پکڑ لیا چہار سمت سے ساحر ٹوٹ پڑے کشان کشان سامنے لیکر
آئے تخت اسکا ٹھہرا ہوا ہی کل ساحر جمع ہین آفتاب و سمندر مشکین بندھی ہوئی سامنے آئے مارے
غرور کے زبان مین سوزن بھی نہین دیا مہران نے پکار کر آواز دی ارے دیکھو جنگل مین اسوقت
مہیب آدم خوار پھر رہا ہوگا انکو کھا جاویگا کنیزین گئین جا کے دیکھا جنگل مین نخل کے سایہ مین یک
جانور گر بیٹھا ہی جانور مرے ہوے اسکے سامنے پڑے ہین ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ گوشت انکا کھاؤن آپ ہی آپ
کہ رہا ہی کہ بھلا کس جانور کو کھاؤن جو کوئی کئی دن کا مرا ہوا ہو اُس سے شروع کرون کنیزون نے پکارا اے
مہیب آدم خوار چلو ملکہ مہران آسمان سیر بلاتی ہین وہ گنہگار تمکو کھانیکو دینگے مہیب جھومتا ہوا
چلا یہان جب آفتاب اور سمندر پکڑے گئے تو زنگار سبائی لشکر مین آئی اور خورشید برق وش سے خبر
کی خورشید یہ سنکر اُٹھی کہا ابھی جا کر حرامزادی سے سمجھونگی مہران آسمان سیر بڑی مغرور ہو گئی ہی آصف
وغیرہ ہان ہان کرتے ہوے آگے کہ حضور تکلیف نہ فرمائین ہم لوگ جاتے ہین انکو چھڑا کر لاتے ہین خورشید
کے ساتھ سب ساحر تیار ہونے لگے کوئی کمر باندھ رہا ہی کوئی اسباب بہم جمع کر رہا ہی کوئی کہتا ہی ابھی
جا کر قیامت برپا کرینگے مگر آصف نہایت عقلمند ساحر ہی بادشاہ طلسم بلند سواد یہ کہہ رہا ہی کہ مین نے مہران
کو نہین دیکھا سنتا ہون کہ سحر العجائب کی جدہ ہی انھون نے زد جا کو تحفے وغیرہ بھی دیے ہونگے اسباب
طلسم اُسکے قبضے مین ہونگے ملکہ خورشید سے اسکا مقابلہ ہونا مناسب نہین صاحبو جہانتک ہو سکے
ملکہ کو روکو یہ برائے مقابلہ مہران آسمان سیر نہ جائین اول تو اس بات پر وہ زیادہ رشک کریگی کہ معاذ اللہ
اسکا عاشق بنتا قید کیا تھا اسی واسطے کہ اپنے قبضے مین کرون خواجہ عمرو رہا کر لائے وہ دونون بھیا
اکثر پھر اسی فکر مین رہتے ہین کہ صاحبقران سے اور فلان ساحر سے کیا گذری پتلی مشتبہ سامری
اُنکے پاس ہی مرأت واقعہ مین بھی حال آئینہ ہو سکتا ہی ایسا نہ ہو وہ خود آ پڑے کنیزین ملکہ سے بڑھ
بڑھ کے عرض کرتی ہین ملکہ جواب دیتی ہین صاحبو تم ان باتون مین دخل نہ دو بڑے افسوس کی بات ہی
کہ ہمارا سردار جا کے قید ہو ہم اُسکی مدد کو نہ جائین کل کو کوئی ہم سے کیا امید رکھیگا صاحبقران زمان
اپنے ملازمون کا کسقدر پاس کرتے ہین دیکھو اُنکی سلطنت کو کیا دخل ہی اگر ایک خدمتگار کہین قید
ہو جاتا ہی تو آپ اُسکی کدوکاوش کرتے ہین میں بھی تو اُنہین کی کنیز ہون کیون اپنے ساتھ والون کو عزیز رکھون
یہان تو ساحر خورشید کو روک رہے ہین ملکہ نہین مانتی اختیار سے سحر ذات پیراستہ کر رہی ہین تاج یاقوت نگار
عطیۂ صاحبقران سر پر رکھا ہی بھاری لباس زیب جسم فرمایا کنیزین بھی آراستہ ہوئین گلعذار رنگین قبا
اہالیان لشکر کو ترغیب دے رہی ہین کہ آج خوب مقابلہ پڑیگا مہران سے مقابلہ ہی کنیزین کہتی ہین وہ کیسی
بازاری لیا دے گی فورًا بھاگ نکلے گی یا مشکین باندھ لائینگے لشکر مین تلاطم ہی یہ خبر صاحبقران کو پہونچی
بارگاہ سے نکل آئے خواجہ عمرو بھی ساتھ ہین امیر نے اسکے ہاتھ پکڑ لیا فرمایا اے ملکہ عالم تم کیون
غصہ کرتی ہو اگر اُنپر کوئی جفا پڑیگی ہم خود جا بیٹھے رہا کر کے لائینگے خواجہ عمرو سے کہا تمکو تکلیف
کرنا بہتر نہین ملکہ نے سر جھکا لیا دست بستہ عرض کی حضور ایسا نہ فرمائین مین ضرور جاؤنگی امیر کے آنے

نجات نار جہنم سے غیر ممکن ہے ٭ ہو لوز صرف حال ثقف کفن میں ہے

حبیب نے کہا چپ رہ کیا بیہودہ بکتی ہے یہ کہکے دونون کو ہاتھ پر اٹھا لیا کہا ملکہ عالم لیے جاتا ہون
مہران نے کہا تمھین اختیار ہے حبیب اسیوقت آفتاب وسمندر کو لیکر چلا چلتے وقت ایک پرچہ کاغذ
کا ہاتھ مین دیا کہا ملکہ اسکو پڑھ لیجیے گا غلام نے اسکی میٹھے مین اتنے آدمی کھائے تب سے اقبال سے حکم
پر رہتا ہے پرچہ پھینک کر حبیب ہنستے ہوئے دونون کو بھاگا چشم زدن مین آنکھون سے مخفی
ہوا مصاحبون نے کہا ملاحظہ تو فرمایئے اس پرچے مین کتنے آدمی لکھے ہین ملکہ نے جو پرچہ کھولا
اُس مین لکھا تھا او ملعونہ تیری مجال تھی کہ ملازمان صاحبقران کو قید کرے الغرہ قران ضیغم مصاف

رفیق السیر چون باد بہاری ٭ جہان سر سنگ در خنجر گذاری ٭ ہمیدان اژدہا کش قتالم ٭ منم مہتر قران شیر ربانم

اوتجہ دیکھا تو نے ملکہ آفتاب وسمندر کو لیے جاتا ہون مہران آسمان سیر کو سناٹا آگیا رنگ رو متغیر
ہوا مصاحبون نے پوچھی حضور خیر تو ہے مہران نے کہا صاحبو بڑا غضب ہوا حبیب آدم خوار
مارا گیا مہتر قران نے پہلے ہی اسکو پکڑ کے زندہ درگور کر دیا اسی کی شکل بنکر بیٹھا تھا جنے اسے بلوایا
ہی آفتاب وسمندر کو لے گیا یہ کہکے رنجیدہ ہوئی کہا مین جب کر شاہان طلسم نور افشان سے فریاد کرونگی
مہتر قران نے یہ حرکت کی عذاب شہنشاہی مین مبتلا ہو گا یہ کہکے رنجیدہ ہوئی طرف قلعۂ طلسمی کے
جاتی ہے یہان صاحبقران زمان وغیرہ مع خورشید برق دش کو بھاڑے مین کے سامنے سے گرد
اٹھی دیکھا کہ مہتر قران سمندر و آفتاب کو لیے ہوئے زبان سے سوزن نکالتے ہوئے آپہونچے
آفتاب وسمندر نے دیکھا کہ چند ساحران نامی وسرداران گرامی ایک مقام پر کھڑے ہین لشکر ساحران
تیار ہو رہا ہے سمندر بڑھکے صاحبقران سے قدمبوس ہوئی وجہر نے لگا صاحبقران نے فرمایا کیونکر
رہائی پائی عرض کی آپ کے عیار مہتر قران عالی وقار ہمکو بچا کر کے لائے صاحبقران نے مہتر قران
کو بہت بھاری خلعت دیا عمرو نے کہا یہ کیا بڑی بات ہوئی ایک جادوگر کی شکل بنکر سا کے چلے گئے
واہ کیا خوب عیاری ہے اے میان قران خلعت اتار دو بادشاہون کی دی ہوئی چیزین آٹھ پہر نہین پہنے
رہتے مین ہم احتیاط سے رکھ چھوڑینگے قران نے سہولیت مین خلعت اتار دیے بدیا خواجہ نے
چوم چاٹ کے زنبیل کیا شاہان نور افشان دربار مین بیٹھے تھے کہ مہران روتی ہوئی آ کے بیوی
شاہون سے سب حال بیان کیا پرچہ بھی دکھایا کہ مہتر قران نے یہ بے ادبی میرے ساتھ کی
سحر العجائب بائین طرف بیٹھے تھا اسے ہی خاطر ہو قلماق جادو برادر ارماق ایک ساحر ہے اپنے
فلک سے اٹھا ارماق دوسرا ہے کہ ذکر آنیکا جب قلماق سامنے آیا اور کہا غلام کو حکم ہو کہ غلام جاکے
مسلمانون کو سزا دے سحر العجائب نے کہا کہ ہمکو عیارون سے بڑا رنج ہو رہا ہے مناسب ہے کہ جاکر پہلے
عیارون کی فکر کرو عمرو و قران و برق اگر ان تینون کو ساتھ پکڑ لائے تو عہدہ وزارت ملیگا کئی وزیر
مارے گئے جگہ انکی خالی ہے یہی عہدہ تمکو ملجائیگا قلماق نے کہا غلام ایسا ہی کریگا یہ کہکے قلماق تخت
پر سوار ہوا تین لاکھ فوج کی جمعیت سے چلا جب یہ خبر کہ تو ارماق اسکا بھائی بیقرار ہو کے آیا کہا اے برادر
اگر عمرو کو گرفتار کرنا تو میرے پاس روانہ کرنا مجھے عمرو کے دیکھنے کا بڑا اشتیاق ہے اسکی عیاریان
جو ہوش ربا مین دیکھین تو ہوش اڑ گئے کہ یہ عیاریان اسکو کہان سے دستیاب ہوئین میرے پاس

آئے تو میں قتل کرون اور پوچھون کہ یہ عیاریان کہان سے دستیاب ہوئین قلماق نے کہا مین خود رقید عمرو کی روانہ ہونگا یہ کہکے تین لاکھ ساحرون کی جمعیت سے طرف لشکر سوسم کے چلا بیچ منزل مین راہ مین ایک قلعہ ہے کہ زرمہر جادو وہان کا حاکم ہے خبر سنی کہ قلماق آتا ہے سنا کہ مصاحبان شہنشاہ سے ہے زرمہر جادو تخت پر سوار ہو نکل آیا استقبال کرکے قلماق کو اپنے قلعے مین لایا سامان دعوت مہیا کیا قلماق واسطے سیر کے نکلا پھرتے پھرتے قریب ایک باغ کے نزدیک ہوا سحر کرکے بلند ہوا باغ جو دیکھا تو سبحان اللہ باغ بہشت آئین بیچ مین باغ کے چبوترہ بلور کا مسند پر ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین بیٹھی ہے گانا ہو رہا ہے ایک نازنین شوخ و شنگ موسوم بہ ادرنگ یہ غزل گا رہی ہے

نظم

سوسم گل مین عبث کرتی ہے نالے بلبل
دست صیاد سے اللہ بچائے بلبل
شک بھر آتے ہین آنکھون مین برنگ شبنم
گھر کو صیاد اگر باغ سے جائے بلبل
آتش گل دم نظارہ فروزان جو ہوئی
جھومنے لگتے ہین ہر نخل پہ ڈالے بلبل

کوئی صیاد کے ڈر سے نہ چھوڑے بلبل
موسم گل ہے کہان در کہان کنج قفس
یاد آتے ہین جو برسات کے جھالے بلبل
گھات سے ہاتھ نہین لاسا لئے جھپکا یا
پھر کسے پاس سحر مین مرے چھانے بلبل

ہے کئی روز سے وہ فکر گرفتاری مین
بجمد اللہ مصیبت سے نکالے جا
شوق سے شاخ گل تر پہ نشیمن کرنا
آشیانے سے نہ بازو کو نکالے بلبل
وجد گلزار کو ہوتا ہے ترے نغمون سے

کنیزون کے نام لینے سے معلوم ہوا کہ ملکہ منیر آفتاب طلعت دختر زرمہر جادو اپنے باغ مین بیٹھی ہیں ناچ گانا ہو رہا ہے قلماق مر گیا لاکھ ضبط کیا نہ ہو سکا آخر سحر کرتا ہوا اتر آیا ملکہ منیر کو خبر ہوئی کہ قلماق جادو جسکو باد جان نے بطور دعوت اتارا ہے وہ بلا تکلف ہمارے باغ مین چلا آیا منیر نے بنفشہ جنبش سے کہا جاکر انکو روکو کہنا کہ یہان ملکہ منیر آفتاب طلعت دختر شہنشاہ جلوہ فرما ہین مرد کا اس جلسے مین کام نہین یہان آنے کا ارادہ نکرنا بنفشہ نے جاکر قلماق سے کہا قلماق بنفشہ کے قدمون پر گر پڑا کہا اے بنفشہ ہماری تقریب کردو عمر بھر تمہین سردار کرین بنفشہ نے جب کہ ملکہ سے کہا ملکہ نے سنکر اسکے کہا کچھ دیوانہ ہے کہدینا کہ خبردار سنا مت نہ آوے مجھے بڑے بڑے شاہون نے مانگا ہے مین نے انکو نہین قبول کیا تم کس شمار مین ہو اپنی صورت تو دیکھو ہمارے یہان وہ کنیزین پری چہرہ جمع ہین کہ اگر راجہ اندر کا گذر ہو تا پریون کو بھول جاتا یہ اپنے دل مین کیا سمجھا ہے جو ایسی باتین کرتا ہے جادو جا کر کہدو کہ باغ سے باہر جائے بلا تکلف بے ہمارے پوچھے باغ مین چلے آئے تم والد کے مہمان ہو تمہیں کیا کام ہے قلماق نے کنیزون سے کہا ملکہ عالم سے کہنا کہ میرا یہ عرض کرنا بالا بالا جائیگا اب ہم آپکے باپ سے کہین کے زرمہر کبھی ہمسے انکار نہ کریگا ہم شہیران سلطنت سے مین برائے گرفتاری عیاران جاتا ہون عہدہ وزارت مانگیگا یہ کہکے قلماق غصے مین کانپتا ہوا آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چہرہ اداس عالم یاس دل سے باتین کرتا ہوا کہ مین شکار کو آیا تھا خود شکار ہوا ایسا مجبور و لاچار ہو دیکھون زرمہر کیا کہے اگر اسنے انکار کیا تو فساد ہوگا یہ تو دل سے یہ باتین کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا نہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جو سامنے صاحبقران کے آئے دیکھا صاحبقران عدول بیٹھے ہین پوچھا کیون شہریار خیر تو ہے امیر نے فرمایا خواجہ کل سے بدیع الزمان واسطے شکار کے گئے ابھی تک پلٹ کے نہین آئے مین نے تاکید کی تھی کہ اگر نور نظر ساحرون سے یہ ملک مملو ہے شب کو کہین نہ رہنا نہین معلوم کیا معرکہ گذرے امیر نے غرار [illegible]

بیهوش ہی بیقرار ہی کہ کیا کرون گیا مگر ہوشیار ہو کہ کام کرون نہین معلوم کس گلستان کا پھول ہی کس فلک کا قمر ہی بائین شانے پر کمان کیانی پڑی ہوئی ہی نیمچۂ ہلالی زیب کمر سپر فولادی پشت پر زرہ سونے چاندی کی کڑیون کی زیب جسم حیران حیران روے زیبا کو دیکھتی ہی اس خیال مین ہی کہ صحرا سے گرد اڑی کچھ پیلے فرادل سا منے سے معلوم ہوے شرم آئی دل مین یہ خیال ہوا کہ اسی کے ملازم آتے ہین شہزادی ناچار سر زمین پر رکھدیا اپنی مادیان پر سوار ہو کر طرف اپنے باغ کے چلی یہان جو پیلے فرادل آکے پہونچے شاہزادے کو بیہوش پایا گلاب کیوڑہ بید مشک چھڑکا شاہزادہ ہوشیار ہوا گھبرا کے چہار جانب دیکھنے لگا ملازمون نے پوچھا کیون شہریار مزاج کیسا ہی شاہزادے نے بیقرار ہو کے فرمایا کیا حال بیان کرون عجیب حالت ہی کیا کیفیت اپنی کہین کہ دیکھ کر خاموش رہین دل نہین مانتا نظم

اور کیا الفت مرد مین ولا ملتا ہی
عشق کامل جو بتون سے ہو خدا ملتا ہی
مین سنتا ہون جو انکو تو وہ یہ کہتے ہین
دہن تنگ کا غنچون سے پتا ملتا ہی
کس زبان سے کرین ہم شکر تری محبت کا
وہ کہ تیغ سے قاتل کی گلا ملتا ہی
تا دل فکر سے کرتا ہون عشق کو شمار
لیا ہتا ہی لب و غمزہ کشتا ملتا ہی
دیکھکر ہوتی ہو نہ تسکین شب غم مین لکو

سر کو اک داغ جنون ہو شمر یا ملتا ہی
کیون یہ بیکار جلاتے ہین دل عاشق کو
گالیان کہاتے ہین کچھ مجکو مزا ملتا ہی
فرقت یار مین اتنا بھی نہ گھبرا اے دل
جو کہ ہم مانگتے ہین اس سے سوا ملتا ہی
داغ دل ہوتے ہین افراد خوشی سے زیادہ
مر یار کا مضمون جو نیا ملتا ہی
تو نیا جان کے آنکھو نہین لگاتے عشق
جاندنی یار کا نقشہ جو ذرا ملتا ہی

نہ ابدا عشق مجازی ہی حقیقی کی دلیل
داغ دیتے ہین جو ہمدم انہین کیا ملتا ہی
رنگ گل تو گمر یار سے اشبہ ہی گل
جو کچھ جاتا ہی لک روز وہ آ ملتا ہی
شوق سکتے ہین نا سے شوق شہادت ہی
جب گلے سے مرے وہ داد لقا ملتا ہی
کھولتا ہی گرہ دل کو وہ ناخن کیطرح
نہین اس گل کا غبار کت یا ملتا ہی

ساتھ والے حیران کہ شاہزادہ کیا فرماتا ہی نہین معلوم مزاج پر کیا لغزش ہی شاہزادہ اسی فکر مین ہی کہ خواجہ بھی اسی مقام پر آکے پہونچے دیکھا بدیع الزمان زمین پر ہیلا سے بیٹھے ہین گریہ و زاری کر رہے ہین نہایت پریشان ہی عمرو نے آگے کان پکڑ لیے کہا تم تو یہان بیٹھے رو رہے ہو وہان آقاے نامدار کا عجب حال ہی تمہاری یاد مین بیقرار ہین چلو گھر چلو بدیع الزمان کی آنکھون سے آنسو نکلنے لگے کہا عمر نامدار عجیب کیفیت ہی اگر آپ مجکو گھر لے جا لیجیے زندہ نہ پاینگے اسوقت یہ کیفیت ہی نظم

صفحہ پر اک مرے دیوان کا سعف ماتم ہی
دل مین آتا ہی کہ اب اپنے گلے کو کاٹون
نسخۂ مجموعہ کا ہر ایک ورق برہم ہی
دل کو آنکھون نے کیا کشتۂ رخسار صنم
عالم الغیب سوا کوئی نہین محرم ہی
کھینچ لاتا ہی جو چل جاتی ہی جذبہ دل کی
شانہ و آئینہ نا واقف و نامحرم ہی
وعدہ کہ شربت دیدار ہی بیمارون سے
منتظر شب ہجر لیجیے وصل تمام ہم ہی

خاکساری سے جھکا ہی سر شوریدہ مرا
ہم جان چھوڑ کے قاتل کو ندامت کم ہی
سے دیکھا ہی محبت کی نظر سے آنکو
نہ سمجھتے تھے ہم اسکو بھی نمک بھی کم ہی
زندگانی سے جو تنگ آکے ہی دل گھبراتا
منتظر یار کا ہون آنکھون میں جو نشہ دم ہی
بام پر جب سے ہی اک رشک پری دیکھا
دم کو دینے کو مسیحا بھی مرا جاتا ہی
دم ملتا حور کی حسرت نہ ملیگی الکس

واقعہ دل کا جو موزون ہی تو مضمون ہم ہی
وائے بر حال ندامت سے جو گردن خم ہی
دل کہین جان کہین چشم کہین گوش کہین
صف مژگان ہی تلے زلف سیہ برہم ہی
کیا کھون مین کہ یار ہی کیسی نازک
پوچھے جاتا ہون مرد دل سے کہ کیسا غم ہی
زلف رخ کو مین جیا سے وہ چھپاتے کیسے
روح دیوانہ سپہر فلک اعظم ہی
مرد مندان محبت کا ہی تو تسکین کش
خلد میراث سمجھ اپنی بنی آدم ہی

عمرو نے نامہ عمرو ... جلدی اپنے باوا کے ساتھ بیان کیجیے مین یہ معاملات نہین سُنتا آج دو دن آپ کو
آئے ہوے ہوے بدیع الزمان نے بازو سے جوشن کھولا کہا عم نامدار یہ بازوبند ملکہ سمیحہ خاتون نے تحفہ دیا تھا
کہ وہ مان ملکہ گوہر ملک کی ہیری خوش دامن ہین ایک سال کا خراج ملک سنجان کا اسمین صرف ہوا عمرو نے
کہا بیٹا حمزہ وہان روتا ہی رونے دو مجھے اب احال مفصل کہو بیٹا مان باپ بھی تو بیٹی بیٹا کے بیاہ سے
خوش ہوتے ہین مسعود مصر کے شادی کرین کہ ہین پردے والی لاؤ بیٹا یہ بازوبند مجھے دو مفصل حال کہو
بدیع الزمان نے بازوبند دیکر غرض کی ہین شکار کھیلتا ہوا آتا تھا ایک قاتل عالم کو اس نخل کے
سامنے ہین دیکھا مین بیہوش ہو کے گرا یہ لیجیے نشان سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ قاتل یہان بیٹھا
سر ہیرا از الغیر رکھا ملازمون کی آمد دیکھکر جب ہوئی عمرو نے کہا بیٹا تم یہان اترو مین فکر مین جاتا ہون
مین تلاش کرکے لاتا ہون انشاء اللہ پتہ لگا کے آونگا بدیع الزمان نے اسی مقام پر بارگاہ استاد
کرائی حیران لشکر حیران اترے خواجہ جستجو کرتے ہوے چلے یہ تو خبر زبانی ہرکارون کی پا چکے تھے قلماق
واسطے روکنے لشکر اسلام کے آتا ہی اب قلعہ زرمہر پر ٹھہرا ہی خواجہ عمرو اسی طرف چلے یہان
قلماق جب بہت گھبرایا زرمہر نے اپنی صحبت مین کہا کہ قلماق تجھ دیوانہ ہوا ہی اپنی صورت تو دیکھے مصر کیا
نے پیغام دیا تھا کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ کردے تو قبول نہ کیا لو یہ بھیجا کیا سمجھا ہی قلماق کے
ہرکارے گئے ہوے تھے آنھون نے آکر قلماق سے کہا قلماق یہ سنکر برہم ہوا کہا یہ زرمہر کیا سمجھا ہی
تن دم بھر مین ٹکڑے ٹکڑے کروا کے معشوق لونگا یہ کہکے ایک نامہ لکھا کہ ای زرمہر بہتر یہ ہی کہ بیٹی کی شادی
ہمارے ساتھ کر دو ورنہ بہت پچھتاؤ گے یہ نامہ جو زرمہر کے پاس پہونچا زرمہر نے نامے کو چاک کیا اور
جواب صاف دیا قلماق نے لشکر اپنا علیحدہ کیا قلعے سے تین کوس ہٹ کے اترا زرمہر نے بھی
سامان لشکر کشی کیا جانبین سے طبل جنگی بجے صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے قلماق میدان
مین نکلا چار ہزار دو گرز زرمہر کے دن بھر مین قتل کیے زرمہر رنجیدہ وکبیدہ ہوا زرمہر کو بڑا تردد ہی قلماق
یہ لکھا کہ ای زرمہر کل میدان مین میرے تمہارے مقابلہ ہوگا کمر دے قلعہ لونگا یہ کہکے بیٹا
ایک ہفتے کی مہلت قلماق سے زرمہر نے لی پریشان تھا کہ کیا کرون کبھی خیال مین آتا ہی کہ شاہان
نور افشان کو عرضی لکھون اس تردد مین یہ کہکر مہلت لی ہی کہ آٹھوین دن یا شادی کردونگا یا مقابلہ
کرونگا یہ تو اس تردد مین تھا ہی خواجہ جو وہان پہونچے یہ معرکہ دیکھا رات کو ایک کنیز کی شکل بنکر باغ مین اگر
منیر نے آئے جب جلسہ آراستہ ہوا اس جلسے مین پہونچے ملکہ سے ملاقات کی … حال ظاہر کیا ملکہ
رونے لگی کہا خواجہ تمہارا احسان ہوگا یہان قیامت برپا ہی قلماق نے والد کو بہت حیران کیا
ہی ایک ہفتے کی مہلت بہ مشکل لی ہی شاہزادہ یہان آتے ہین اسکے ساتھ نکل جاؤن خواجہ جا کر
بدیع الزمان کو اس باغ مین لائے عاشق معشوق سے ملاقات ہوئی اور دفتر حکایت وشکایت
کیلیے جب جلسے مین آئے بیٹھے خواجہ نے اس روز خوب لن ترانی کی ملکہ منہ دیکھ رہی تھی بیٹھے
شعلہ رخسار اسیر خواجہ مائل ہوے ملکہ سے کہا یہ میری بلا مین لیتی ہی شعلہ رخسار نے کہا
اس نگوڑے کے منہ مین آگ لگے اس نگوڑے کی آنکھون مین چربی چھائی ہی …
خواجہ نے بمشکل اسکو بھی راضی کیا لیکن بدیع الزمان نے ملکہ کو بہت مترود پایا شاہزادہ …

بدیع الزمان نے بہ مشکل پوچھا ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار کیا عرض کرون بڑا غم آپ کے آنے کا تھا تقدیر نے آپ کو بلا دیا مجھے اپنے محبت دار لوگون سے یہ امید نہ تھی مگر خدا نے نادیدہ نے بڑا فضل کیا اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

ای جنون خار ہون صحرا کی ہوا سے پیدا
ہو گئے رنگ یہ دنیا کی ہوا سے پیدا
لالہ و گل ہین زمین پر تو فلک پر شفق
گل کی ہر بات ہوے تھے جو ذرا سے پیدا
وصوپ مین تو جو نکلتا ہی کبھی ای حسن
کیسے ربط کسی مہر لقا سے پیدا
رعد کا شور ہو ورد کی صدا سے پیدا
آبلے ہوتے ہین اپنے کف پا سے پیدا
چاہیے اشک بھی ہون آنکھ کے پیچھے پیچھے
رنگ کیا کیا ہوے خون شہدا سے پیدا
تحت پریون کے اڑا لائے جو دیوانون کی
سایہ ہوتا ہی پر و بال ہما سے پیدا
جو تھا ابر بہاری ہو ہوات پیدا
نہ تو جو کے ہوے تھے ہم ہوا سے پیدا
آمد قافلہ ہر بانگ درا سے پیدا
تند کشی آج وہ سر دون سے مین کہہ
یارب ایسی کوئی آندھی ہو ہوا سے پیدا
غور ہو موسم سرما تو قریب ای آتش

کہا خواجہ مجرا ستم یہ ہی کہ قلماق جادو نہایت زبردست ہی ادر دبا وذ الاستادی کا طالب ہی بدیع الزمان سنکر خاموش ہو رہے بلکہ کہا اُسکی کیا مجال ہی سمجھا جائیگا وعدے کا ہفتہ گذرنے دو ملکہ نے عرض کی ای شہریار اگر خدا نخواستہ یہ ہفتہ گذرا اور اُسنے طبل جنگی بجوایا اور والد پر غالب آیا تو باغ مین آنیکا قصد کریگا کنیز کی آرزو یہ ہی کہ چار دن گذرے ہین چار دن مہلت باقی ہین ابھی آپ مجکو نکال لے چلیے مشہور ہو جائیگا ملکہ غائب ہو گئین اگر والد پر غالب بھی آئے گا تو کیا کریگا ہمکو بھی کتنا مناسب ہو گا کہ ملکہ کا نشان نہین بدیع الزمان نے کہا ملکہ دو شب چور دن کے ہم تمکو نکال لے جائین مصنف اس داستان کو یون تحریر کرتا ہی کہ چار شبانہ روز اسی گریہ و زاری مین گذرے خواجہ بھی شعلہ رخسار کی محبت مین ہین پڑے ہوے ہین یہ بھی بدیع الزمان سے نہین کہتے کہ چلیے وہان ساتوین دن قلماق نے غصے مین طبل جنگی بجوایا ملکہ نے عرض کی ای شہریار اب رات بیچ مین ہی صبح کو قیامت برپا ہو گی وہ ملعون لڑائی فتح کر کے ادھر توجہ کریگا اسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی مجھے بھی اُسنے سوال وصل کیا تھا مین نے اپنے باغ سے نکال دیا بدیع الزمان نے کہا کل کی لڑائی کا ذکر سن لین تو تمکو لے چلین گے پھر رات تک یہی باتین رہین پھر رات رہے شہزادہ بدیع الزمان نے مرکب تیار کیا کہا ملکہ تمھارے باغ کے قریب صحرا ہے سبزہ زار ہی ہم شکار کھیلنے آئینگے تمکو لے چلینگے ملکہ کہنے لگین کہا ای شہریار مین آپ کے لشکر کا مقام دریافت کر چکی ہون لشکر صاحبقران کا دشت کوہ عجائب و غرائب پر فرد کش ہی مین وہان چلی جاؤن گی صاحبقران سے اپنا حال عرض کرونگی کہ ای شہریار ہر مسلمان ہان وہ کا فر بھیر چر کرتا ہی مجھے کافر نظام سے بچا کے اپنے سایہ دامن دولت مین چھپا لیجیے بدیع الزمان نے کہا بعد ہمارے آنیکے سمجھا جائیگا بدیع الزمان گھوڑے پر سوار ہو کر طرف صحرا کے روانہ ہوے صحرا مین جاکر نقاب چہرے پر ڈالی یہان رات بھر لشکر زر مہر مین اور قلماق مین طبل جنگی بجے رات بھر تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے قلماق جو شان خردشان تخت پر سوار ہلو مین کر گردن مسلح اس جاہ و حشم سے کھڑا دیکھ رہا ہی صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کو کا لیکر چلے میدان مین سناٹا ہوا قلماق میدان مین آیا کر گردن کو جنبش کیا پکار کر آواز دی ای زر مہر مجھ سے مقابلہ کر زر مہر تخت سے اترا کمر باندھنے لگا ساحرون نے آ کے کمر ا کہا ای شہریار ہم جا کے مقابلہ کرین زر مہر کی آنکھون سے آنسو

سے کہا یارو آج وہ خود میدان میں آیا ہے تم میں سے کوئی اسکے مقابلے کے لائق نہیں اگر میں جا کر آگ برسا
دونگا قلماق کو مہلت نہ دونگا مگر میرا حربہ سحر چلگیا تو میں نے اسکو مارا حقیقت میں نہایت زبردست
ہر بادہ سحر و ساحری سے مست ہے میں بھی آج کوئی بات اٹھا نہ رکھونگا لشکر میں زر مہر کے ایک غریو
مسرت قوموں سے اٹھے ہوے کہ رہے ہیں کہ ہم حضور کو نجانے دینگے غلامان جانثار جاگے لڑیں آپ
تماشا دیکھیں زر مہر نہیں مانتا اسباب سحر جمع کر رہا ہے قلماق نے جو یہ معرکہ دیکھا غصہ میں پکار کر آواز
دی ای زر مہر کیا میں دمین اگر خدمت کردن زمین ہلا دونگا میرا کہنا نہ مانا اب میرے مقابلے میں
کیون نہیں آتے ہو قصور کر پہ دنداری بلند ہے کیون اپنی جان دیتا ہے اب بھی معاف کرتا ہون کہ اگر
منیر آفتاب طلعت کی شادی میرے ساتھ کر دے یہ قلعہ تجھکو جاگیر میں دونگا جہانتک میرے
اختیار میں ہے تیرے مرتبے کی ترقی ہوگی ورنہ دم میں آگ کے سبکو پھونک دونگا میرے ہاتھ سے بچنا
دشوار ہے میں وہ ساحر ہون کہ شاہان طلسم نے واسطے رد کرنے طلسم کشا کے مجھکو قرار دیا ہے اور
عیارون کے قتل کا بھی میرے نام حکم ہے تمھاری کیا حقیقت ہے قلماق بلبلا رہا ہے یہان زر مہر کو
جب سردارون نے بہت سمجھایا تو اسنے بیقرار ہوکے کہا میں نے آٹھ دنکی مہلت لی ہونے
دو سو خداوندون سے التجا کی کہ کوئی سبب ایسا پیدا ہو کہ قلماق سے میری جان بچے پوسنے
دو میں سے ایک نے میری نہ سنی یہ آٹھ دن مجھکو پوجا پاٹ کرتے گذرے اسوقت یاد میں عہد کرتا ہون
مسلمانون کے خداے نادیدہ کو یاد کیا اگر وہ خداے برحق ہے میری مدد کرے میں طلسم کشائی اختیار
کرونگا یہ کہکے فلک کے اسنے آواز دی ای آسمان کے خداے نادیدہ میرے حال پر رحم کر اپنی
جانب سے مدد بھیج میں مجبور و لاچار ہون خوب سمجھتا ہون کہ یہ سحر میں مجھسے زیادہ ہے تیرا نہیب اعتقاد
کرنے پر یہ حقیر آمادہ ہے ملک سے جو اسنے دعا کی قلماق نے گینڈے کو منیر کیا آواز دی کہ او زر مہر اب
نہیں میں خود آتا ہون چاہتا ہے گینڈے کو بڑھاے سب نے دیکھا کہ ازبر دلہ بیابان گرد سے
برخواست ایک طرف گرد باریک اڑتی دیکھا ایک نقابدار زمرد پوش بصد جوش و خروش گھوڑا
کوداے ہوے آتا ہے مرکب باد رفتار طرارے بھرتا ہوا اڑین سے نقابدار نے نعرہ کیا او قلماق
خبردار اس لشکر کی طرف نجانا میں تیرا حریف آپہونچا سب حیران ہیں کہ یہ نقابدار عالی مقدار
کون ہیں من عشیکون میں مرکب نقابدار کا قریب قلماق کے پہونچا ایک تختی مثل ستارہ سحری
کے گلے میں پڑی ہوئی زر مہر کی طرف آواز دی ای زر مہر دیکھون کمر باندھتا ہے ہم تیری مدد کو
آئے ہیں نقابدار جب سامنے قلماق کے آیا قلماق نے کہا ای نقابدار عالی مقدار تو کیون
اس معرکے میں دخل دیتا ہے نام تیرا کیا ہے نقابدار نے کہا ملک الموت جان کافران نام ہے راز بان
سنان نیزہ بتا دیگی قلماق نے غصے میں آکر ایک گولہ مارا ہزار ہا شعلہ آتشی نقابدار پر گرے گھوڑا
چراغ پا ہوا نقابدار کو کچھ صدمہ نہ پہونچا مرکب شعلہاے آتش سے چمک کے نکلا قلماق نے جھک کے
نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا قلماق جب نیزہ مارتا ہے سحر بھی پڑھتا
جاتا ہے مگر سحر تاثیر نہیں کرتا فنون سپہگری کو صرف کر رہا ہے سحر کا بھی دم بھر رہا ہے نقابدار نے کاٹھ
سے پھیرا مارا نیزہ ہاتھ سے قلماق کے نکل گیا آسمان پر جا کے چمکا زمین پر گرا لشکر زر مہر

مین ٹریہ ہو اده مار اقلماق نے غصے مین آ کے تیغہ سحر کھینچا کئی سحر پڑے خبردار خبردار کہکر پر غضب مارا لقابدار نے گرد اسپر کا آگے کیا تختی کو بھی جھکایا صاف وار کورد کیا جیسے ہی وہ تلوار مار کے پلٹا نعرہ شیرانہ کیا بیت تو ضرب زدی ضرب من نوش کن ✤ ہمہ شادی از دل فراموش کن ✤ ودر مجلس گذشت و نوبت ماست ✤ ہر کہ او تیغ رد نہ نوبت دست ✤ یہ نہ کہنا خبردار نہ کیا تھا تیغہ برق مثال نیام انتقام سے کھینچا صاف ثابت تھا کہ مار سیاہ و کبھی بجلی چمک کے نکلا یا کہ ابر سیاہ سے خورشید درخشان نکلا یا آہ دل مظلومان لقابدار نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا تختی کا بھی عکس کی الامان روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ برق تاب جو گرا ابر سپر کے ٹکڑے اڑ گئے سپر کو کاٹ کر تلوار سر پر گری تاج کو کاٹ کر یا تو سر پر گرکی تھی یا زیر تنگ تلوار نے بوسہ دیا الامان لشکر نے جو اپنے آقا کو اس طرح پایا تین لاکھ سوار پیدل فوج کے دل کے دل بدیع الزمان پر آ پڑے بدیع الزمان نے نعرہ کیا ستم بزیر دشت و غا کہ تاز میدان ہیجا نعرہ کا بدیع الزمان تصنیف مصنف بطرز نو

ستم قاتل کا قران جہان
زتیغم شود در صف کافران
علم تیغ در باختر شد بہ رنگ

نہال گلستان صاحبقران
ہر ساحران الامان الامان
لقا گشتہ حیران جو آئینہ رنگ

بدیع الزمانم یل شیر دل
زکنجاب تیغم چون جنگ کنا
یل صف شکن نامور پہلوان

کہ سہراب و رستم زتیغم خجل
فراسی شد آن کافر پر دغا
بدیع الزمان ابن صاحبقران

تلوار کھینچکر جا پڑے سب ساحرون سے تلوار چلنے لگی ادھر سے زر مہر نے حکم دیا کہ یارو اس شیر کو بچاؤ مشتاق جادو بھائی قلماق کا اس جنگ مین شریک ہے اس نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ بھائی میرا ان ہاتھ سے لقابدار کے مارا گیا اور نعرے سے معلوم ہوا کہ بیٹا صاحبقران کا شاہزادہ بدیع الزمان ہے اپنے کنارے آکر اپنے سحر سے دریافت کیا کیا باعث ہوا جو بھائی میرا مارا گیا سحر سے اسکو معلوم ہوا کہ اس شاہزادے کے پاس لوح زنبیل ہے اسپر سحر تاثیر نہین کرتا جنگ سے نکل کے بھاگا کا ملکہ منیر کی صورت یہ بھی دیکھ چکا ہے جی مین کہتا ہے کہ بھائی صاحب اس حسرت مین گئے مین اس معشوق کو اپنے قبضے مین کرون یہ سوچ کے میدان جنگ سے نکلا خواجہ عمرو الگ سے یہ معاملہ دیکھ رہے ہین کہ یا تو یہ افسر اعلی فوج کو حکم دے رہا تھا یا فوج سے نکلا کیا معاملہ ہے خواجہ عمرو دیکھتے ہوئے چلے جب مشتاق جادو نکلا پانچ سو ساحرون کو اسنے اشارہ کر کے اپنے ساتھ لیا طرف باغ ملکہ منیر کے چلا خواجہ الگ الگ دیکھتے چلے آتے ہین قریب باغ ملکہ کے آگے ساحرون کو حکم دیا چارون جانب سے گھیر لے مارو ملکہ منیر فراق شاہزادہ والا قدر مین پریشان بیٹھی ہین کنیزون سے کہہ رہی ہین کہ معلوم ہوتا ہے شاہزادہ جاکر شریک جنگ ہوا ہمارا کہنا نہ مانا ہر وقت فلک درپے آزار ہے اپنے اوپر مصیبت ہے قلب کی یہ کیفیت ہے

نظم

ابھی مین فارغ قید وحشت سے ہو کے بھی مین رہا
وال پر پریشان تھی سو آنسو بھی پریشان ہو گئے
آنے نہ آئے تاکہ سوز نفس سے جل گیا
پر نہ پہنچا حق فرق کب عصمت مین آیا آپ کی
گلے ملتے تن لبان رشتۂ باریک تھا

پاؤن مین زنجیر تھی طوق گردن مین رہا
ایک قطرہ آنکھ مین تو ایک دامن مین رہا
ایک دم بھی کوئی پیراہن نہین تن مین رہا
پردۂ نظارہ میرا چشم روزن مین رہا
مدتون مسکن ہمارا چشم سوزن مین رہا

ہی صفائی غیر سے لیکن کدورت کم نہین	بعد صیقل ہو رچہ ویسا ہی آہن مین رہا
کافر و دیندار ہم مشرب محبت مین ہوے	فرق کیا تسبیح و زنار برہمن مین رہا
ابتدا مین راحت دامان مادر تھی نسیم	انتہا کا ہم مزا آغوش مدفن مین رہا

اسی تردد مین تھین کہ چہار جانب سے باغ پر گولے پڑنے لگے ملکہ نے گھبرا کر پکارا ارے یہ کیا ہوا کنیزون
نے دوڑ کے دیکھا کہ ایک جادوگر آیا ہے آگے پانچ سو ساحرون سے باغ گھیرا ہے یہی سب گولے
مار رہے ہین ملکہ نے اشارہ کیا ان سب کو روکو کنیزین توکوشون پر چڑھ کے گولے روکتی ہین اور گولے
مار رہی ہین مگر مشتاق بلند ہوا آسمان سے دیکھا کہ ملکہ ایک نخل کے سایہ مین کھڑی ہوئی ہین
نگران حیران پریشان کہ یہ کیا سحر ہے کہ مشتاق سحر کرتا ہوا آسمان سے اترا قریب نخل آکر خاک سحر
جسکی چھینکین ملکہ بیہوش ہوکے گرین مشتاق نے ملکہ کی کمر مین پنجہ دبا لے اڑا کنیزون نے جو دیکھا ایک
ساحر ملکہ کو پنجے مین دبائے لیے جاتا ہی غل مچا کر بھاگے لیکن کوئی کہین نکل گئی کوئی کسی مقام پر چھپی خواجہ
اسوقت قریب باغ پہونچے کہ مشتاق ملکہ کو لیکر مع پانچ سو ساحرون کے باغ سے چلا عمرو نے
اسکا پیچھا کیا سمجھ گئے کہ ملکہ منیر آفتاب طلعت کو لیے جاتا ہی یہان بدیع الزمان نے لڑائی فتح کی سب
ساحر بھاگ گئے زرمہر شاہزادہ بدیع الزمان کو باعزاز و اکرام لیے ہوے پلٹا بارگاہ مین آکر عرض کی
تاج و تخت حاضر ہی جلوہ فرمایئے بدیع الزمان نے کہا اے زرمہر تاج و تخت تمکو مبارک ہو
ہمین خواہش تاج دین حقیقی ہی اطاعت اسلام کی اختیار کرو زرمہر بصدق دل مطیع ہوا مگر حیران ہی کہ اس
شیر نے میری مدد کیون کی تخت پر بیٹھا ہی مگر سر جھکائے بیٹھا ہی وزرا امرا سے کہ رہا ہی کہ اس شہریار سے
اسکا سبب دریافت ہوا اور بارگاہ سے رونیکی آواز آئی دیکھا چند کنیزین روتی پیٹتی سامنے آئین عرض کی
اے شہریار آپ تو باغ سے اسطرف آئے وہان مشتاق جادو پانچ سو ساحر لیکر پہونچا ملکہ کو گرفتار
کر کے لیگیا یہ سنکر بدیع الزمان پریشان ہوے اب زرمہر کو بھی کنیزون کی زبانی دریافت ہوا کہ
شاہزادے پر ملکہ عاشق ہین شاہزادہ باغ سے ملکہ کے حال سنکر یہان آیا گویا اپنے رقیب کو مارا
بدیع الزمان نے کہا کچھ تمکو معلوم ہوا کہ کس مقام پر گیا زرمہر نے عرض کی اور تو مجھے نہین معلوم ایک
خبر مین نے سنی ہی کہ یہان سے بارہ کوس پر ایک صحرا ہی وہان کا حاکم کہ اسکو اخرس صحرا نشین
کہتے ہین اسکے نام پر اسکو بڑا گھمنڈ تھا کئی مرتبہ آپنے ذکر کیا کہ اگر اخرس کو معلوم ہو تو وہ آکے قیامت
برپا کر دے کیا تعجب ہی کہ وہین گیا ہو بدیع الزمان نے کہا لشکر تیار کرو اسی وقت لشکر تیار ہوا
بدیع الزمان پشت مرکب پر سوار ہوے زرمہر تخت پر سوار ہوا بارہ ہزار ساحر ساتھ ہوے
طرف صحراے اخرس کے چلے لیکن خواجہ عمرو جو عقب مین مشتاق کے چلے تھے خواجہ نے
دیکھا مشتاق جادو اترا جیسے ہی یہ زمین پر آیا ملکہ کی زبان مین سوزن دیکر ایک محافے
مین سوار کیا اسی صحرا مین کھڑا ہی کہ پہلوے دشت سے گرد اڑی دیکھا ہزارہا خرس آگے
آگے ایک خرس کلان ایک خرس خورد پر سوار آکر پہونچا زمین پر اترا پکار کر آواز دی کیون بھائی
مشتاق کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مشتاق نے اپنے بھائی کے قتل کا حال بیان کیا اور کہا
اس معشوق خوبرو کو مین نکال لایا چاہتا ہون کہ تمہارے ملک مین رہون اخرس نے کہا تمہارا

… سے مخالف کو ساتھ لیا مشتاق بھی ہمراہ ہوا خواجہ پیچھے پیچھے چلے گوشہ صحرا میں جاکر
سب غائب ہو گئے عمرو نے دیکھا وہی صحرائے ویران نہ انسان نہ حیوان کف دست میدان عمرو
حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا اسی سوچ میں تھے جنگل سے باہر نکلے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا شاہزادہ
بدیع الزمان و زرد مہر مع لشکر کے آکر پہونچے خواجہ عمرو نے بدیع الزمان سے ملاقات کی پوچھا
ای نور نظر تمنے اس صحرا کی کیونکر خبر پائی کہا زرد مہر نے بیان کیا خواجہ نے پوچھا ای زرد مہر یہ کیا معرکہ
ہو کہ اخرس اگر مشتاق کو لے گیا اسی صحرا میں جاکر غائب ہوا میں تلاش کرتا ہوں مگر نہیں ملتا
زرد مہر نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری یہاں سے بارہ کوس پر ایک باغ ہے اسمین اخرس مشتاق کو
لیگیا ہے میں آپ کو بطور ایلچی کے روانہ کرتا ہوں اور ایک انگشتر دیتا ہوں وہ دستگیری کریگی مقام آباد کا
تب لوٹیگا آپ اپنے کو پاس اخرس کے پہونچائیے سحر جو کچھ آپ سے بن پڑے دیکھیے بدیع الزمان
نے کہا ای زرد مہر بشکل ایلچی مجھکو روانہ کر میں دربار میں اسکے جاکے ہنگامہ ڈالدونگا خواجہ نے کہا
ای نور نظر تمہارا جانا مناسب نہیں ہے زرد مہر نے نامے میں یہ مضمون لکھا ای اخرس صحرا نشین
ہمارے تمہارے بھی مدت سے ملاقات ہے مقام تاسف ہے کہ تونے مشتاق کو اپنے گھر میں جگہ دی
وہ ہماری دختر کو چرا کر لیگیا بہتر یہ ہے کہ دختر کو ہماری روانہ کرو خواجہ یہ نامہ لیکر ایک جادوگر
کی شکل بنے انگوٹھی زرد مہر سے لی طرف باغ اخرس نگار کے چلے کوئی تین کوس راستہ طے کیا تھا
کہ دور سے دیکھا ایک صحرائے ہولناک وحشت انگیز بیچ میں ایک باغ ہے گرد اسکے ہزارہا ساحر
اترے ہیں باغ سے شعلے نکل رہے ہیں خواجہ عمرو حیران کہ یہ ساحر مجھے کاہیکو جانے
دینگے ضرور روکیں گے ایک چشمے پر آکر ٹھہرے ٹہل رہے ہیں کہ آسمان سے برق چمکی ایک
ساحر آکر پہونچا اسنے قصد کیا کہ چشمے پر پانی پیوں خواجہ بشکل ساحر تھے پکار کر آواز دی او
بیچا کیا کرتا ہے خبردار پانی نہ پینا ورنہ آبرو دیر بگی ہمیشہ موج میں رہیگا بہت بڑی جفا سے کا پناہ
پانی مشکل ہوگی غرق دریائے خجالت ہوگا اس ساحر نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر گالیاں دیتا
ہوا آتا ہے کلمات سخت کہتا ہے اس ساحر نے کہا بھائی زبان سنبھالو عمرو نے کہا ای گدھے تیرے
واسطے زبان کیا سنبھالیں مناسب یہ تھا کہ جوتا سنبھالتے تجھکو ذلیل کرتے لوگوں ہے جو بلا تکلف پانی
پینے کا ارادہ کرتا ہے یہ مقام ورود سامری و جمشید ہے اس پانی میں بڑا بھید ہے بیا اور مرا اس ساحر
نے کہا سحر العجائب و مصر الغرائب نے مجھکو بھیجا ہے کہ جاکر اخرس کو آگاہ کرو کہ مشتاق کو مع معشوق
کے ہمارے پاس بھیجدے ہمارا اتنا بڑا سردار مارا گیا ہم انتقام لا کر ینگے یہ نامہ لیکر پاس اخرس
کے جاؤنگا عمرو نے کہا بھائی اب معلوم ہوا کہ ہم تم ایک ہی سلسلے کے ہیں ہم بھی شاہان
طلسم کے ملازم ہیں اس پانی کو سوائے سامری و جمشید کے کوئی نہیں پیتا ہے ساحران یہاں
آکر نہاتی ہیں جب وہ بال دھوتی ہیں ہزارہا ماران سیاہ انکے بالوں سے گرتے ہیں وہ سب سانپ
اسی میں گل کے رہجاتے ہیں جو کوئی اس پانی کو پیتا ہے پانی ہو کر بہجاتا ہے اسواسطے تجکو منع کیا ہے
اگر پیتے پانی ہو کے بہجاتے وہ ساحر منت کرنے لگا عمرو نے باتوں میں لگا کے
اس ساحر کو بیہوش کیا وہ نامہ اسکی جیب سے نکالا اس ساحر کو درہ کوہ میں ڈالدیا آپ اسکی شکل

بجے جب قریب ان ساحرون کے پہونچے ان سبھون نے پوچھا میاں پلنگ جادو یہان سے
آتے ہو کہا نامہ لیکر آتا ہون ساحرون نے جاکر اخرس کو خبر کی اخرس پہلو مین مشتاق کے بیٹھا
ہوا تھا کہا ہی مشتاق سنا تمنے یہ نامہ دار آتا ہی سمجھے کہ نامہ دار کون ہی مشتاق نے کہا بھائی مین نہین
سمجھا اخرس نے کہا عمرو عیار ہی پلنگ جادو کو بیہوش کرکے مدال آیا اُسکی شکل بنکر آیا ہی لیکن آنے دو
مین گرفتار کرونگا چند ساحر لئے انہون نے کہا میاں پلنگ صاحب چلیے عمرو نے دیکھا ساحرون نے
گھیر لیا خواجہ سمجھ گئے کہ شاید تمکو پہچانا ساحر کہتے ہوے کہ میاں پلنگ چلو شہنشاہ اخرس نے یاد
فرمایا ہی خواجہ سرنگون مگر سوچ مین رہ آگے قبضے سے کیونکر نکلون ساحرون نے چہار جانب
سے گھیر لیا سوچتے ہوے چلے آتے مین اندر باغ کے پہونچے دیکھا ہر نخل مثل شمع کافوری جل رہا ہی
شعلہ بید الطائر آگ کے پتے بنے ہوے خواجہ عمرو کی جانب دوڑتے ہین وہ ساحر جو گرد ہین وہ
منع کرتے ہین کہ یہ گنہگار نہین ہی پلنگ جادو کو ملک اخرس نے بلایا ہی شعلے ٹھہر جاتے ہین آتے
آتے دربارگاہ اخرس پر پہونچے دیکھا ایک بارگاہ کلان استادہ ہی پردۂ زنبوری کھنچا ہوا اور کرسی زر کی
نصب ہوا ہی جن جادوگرون نے خواجہ کو گھیرا ہی ان سب کا افسر قتیل جادو ہی عمرو نے کہا
ای قتیل یہ دربار شاہان طلسم ہی بادشاہون کا دستور ہی بقول سعدی کہ بے بسلامے نرسند گدا
بادشاہ طاعت دہند تم جاکر عرض کرو دیکھو کیا ارشاد ہوتا ہی خواجہ کو چھوڑ کر قتیل اندر گیا
خواجہ نے ساحرون سے کہا ذرا الگ کھڑے ہو مین کچھ اشیا پوچھا پاٹ کے نکالونگا شہا کرو
تسلی کی اور ساحر پیچھے ہٹے عمرو نے بارگاہ دانیال نکال کے استادہ کی اب ساحرون نے دیکھا
ایک پلنگڑی نہایت معقول گنگا جمنی پائی اُس پر خواجہ بیٹھے ہین ایک کنیز نہایت حسین پاؤن دبا
رہی ہی پانچ کرکے سیاہ سونٹے ہاتھون مین لیے ہوے مشغول رہتے ہین کنیز نے جو پیر دبائے خواجہ
نے آنکھ کھول کے کہا ارے تو نے مہندی لگائی ہی رنگ حنا میرے پاؤن مین چھپتا ہی جا کر ہاتھ
دھو آ جواب تو ساحر لینا لینا کہکر دوڑے جو قریب بارگاہ پہونچا طناب پر ہاتھ رکھا سر پیچھے ٹانگین اوپر
دم سے گرا اکثانہ ساحر لپک کر کے لے دوڑے سونٹا مارا بیہوش مرتکیں آنکی صدا بلند ہوئی ہزارہا
ساحر مرنے لگے گرگن کا سونٹا چل رہا ہی وہان قتیل نے جاکر عرض کی کہ دروازے پر ہنگامہ لگی
حاضر ہی اخرس نے چاہا تھا کہ جواب دے کہ در بارگاہ پر ہنگامہ ہوا لپیٹو پکڑو کی آواز آئی
مشتاق نے کہا ارے یہ کیا معرکہ ہی ہرکارون نے حاضر عرض کی عمرو عیار پکڑ گیا ہزارون جادوگر
کے مارے ہوے ہین اخرس اٹھکر دوڑا مشتاق نے کہا کیا آفت میرے ملک مین لائے مشتاق
نے کہا آپ نہ گھبرائیے کیا مجال کسیکی جو آپ سے آنکھ چار کر سکے جادوگرون نے پردہ بارگاہ کا اٹھا
دیکھا ہزارون جادوگر مرے پڑے ہین خواجہ عمرو اپنی چارپائی پر بیٹھے ہوے ہین کنیز پاؤن
دابتی ہی مشتاق چلایا کہا ارے اس ساربان زادے کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹ لو ایک جادوگر نے کہا
کہ آپ زمین مین ٹانگ پکڑ کے کھینچے مشتاق جو چلایا دوڑ کے قصد کیا کہ بارگاہ مین گھس جائے
طناب پر جیسے ہی ہاتھ رکھا دم سے منہ کے بل گرا گرگے نے ٹانگ پکڑ کے کھینچا دونون سونٹا مارے
مشتاق فریاد کرنے لگا اخرس پکارتا ہوا دوڑا کہ ارے کیا کرتا ہی عمرو نے کہا اسکی ٹانگ کاٹ لو

اخرس نے کڑکڑے ہو کے سحر کیا اسقدر سحر کیا کہ آسمان سے آگ برسی ہزارون جادوگر جلے تیمور برساتا
صدہا کے سر پھٹے جادوگرون نے کہا حضور رحم فرمائیے آپ کا لشکر تباہ ہوا جاتا ہے اخرس نے ہاتھ
روکا دیکھا ہزارون کے لاشے پڑے تڑپ رہے ہین اخرس نے ہاتھ روکا سحر کر کے بھی شرمندہ
ہوا دیکھا مشتاق کی چھاتی پر ایک کرگا چڑھا بیٹھا ہے اب یہ منتین کرنے لگا کہ اے عمرو یہ میرا امتحان
ہے اسکو چھوڑ دو عمرو نے کہا اے اخرس اگر تو اسکی زندگی چاہتا ہے تو ملکہ کو میرے حوالے کر دے
نہین تو اسکو مار ڈالونگا اور ملکہ معشوقہ بدیع الزمان ہے اسکو کوئی رکھ نہین سکتا زمین و آسمان
ملا دیگا لشکر لیے ہوے صحرا مین اترا اس وقت مین واپس جاؤنگا تو وہ یکہ و تنہا تمہارے لشکر
مین گھس آئیگا صاحب لوح محفوظ ہے کوئی جواب نہ دیگا اسطرح عمرو اور اخرس سے کلام ہو رہے
اپنے مشیرون سے صلاح کی سب نے یہی کہا کہ حضور اس بلا کا ٹالنا ہی بہتر ہے ایسا نہ ہو کہ ملک پر کوئی
آفت آ جائے اپنے ملکہ کو بلوایا ملکہ بہت دن سے آب و دانہ بند تھا ہزار ہزار سمجھانے والون نے
سمجھایا یہ خبر کنیزون نے آکر کہی کہ آپ کے واسطے عمرو نے قیامت برپا کر دی مثل گل کے شگفتہ ہو کہا
دیکھو کون رکھ سکتا ہے شکر ہے کہ انکو ناگوار ہوا اس حرامزادے نے عین گرمی جنگ مین یہ فساد برپا کیا ہوگا
تھا کہ اخرس آکر پہونچا کہا اے ملکہ عالم عمرو نے قیامت برپا کی ہے چلیے ملکہ کو لیکر آیا ملکہ نے نقاب چہرے پر
ڈالی عمرو نے ہمان رنگے سے کہا مشتاق کی زبان تو کاٹ تو اسنے فوراً زبان کاٹ لی اخرس نے کہا
خواجہ مشتاق کو چھوڑ دیجیے ملکہ کو لیجیے عمرو نے کہا ملکہ کو لا کر ملکہ کو اپنے پاس بلا لیا پاس بٹھا لیا
اخرس سے کہا مین مشتاق کو ابھی دیتا ہون آپ خاطر جمع رکھیے یہ کہکر کچھ دیر ٹھہر کے عمرو نے ملکہ کو
داخل زنبیل کیا اخرس سے کہا کچھ نقد دلوایئے بڑا اسقدر خرچ ہوا لاچار ہو کر دس ہزار روپیہ بھی دیے
خواجہ نے کہا اب آپ سب لیے جاتے ہین مین مشتاق کو چھوڑ کر نکل جاؤن سبھون نے دیکھا کہ
مشتاق بیہوش پڑا ہے سب کو ہٹا کے عمرو نے بارگاہ دانیالی کو اٹھایا پکار کر آواز دی لو بچا ہو جاتے
ہین سب نے دیکھا خواجہ غائب ہوے دو چار تختے آتشبازی کے بھی مار دیے کچھ ساحر جلے کچھ
جادوگر ڈر کے بھاگے اب دوڑ کے اخرس نے آکر مشتاق کو اٹھایا دیکھا تو منہ سے نہین بولتے
کہا بھائی بات کا جواب تو دو مزاج کیسا ہے منہ جو کھولا دیکھا زبان کٹی ہوئی ہے تڑپ تڑپ کے
اسی صدمے مین مشتاق مر گیا جلا کے اسنے کہا عمرو میرے ساتھ بڑا فریب کر گیا جہان ملیگا اسکو
لاؤن گا قہر و غضب مین آکر تلاش عمرو مین چلا یہان خواجہ لشکر بدیع الزمان مین آئے بدیع الزمان
نے دیکھتے ہی پوچھا کہ عمر عیار کیا ہوا عمرو نے کہا بیٹا معشوق کا ملنا بہت مشکل ہے بدیع الزمان
کے منہ پر ہوائیان اڑنے لگین سینے پر ہاتھ ڈال کے اٹھے کہا ابھی جا کے لاؤنگا اسوقت
بدیع الزمان اٹھے عمرو نے کہا بیٹا ٹھہر جاؤ وہان سے تو مین لایا راہ مین قرضدارون نے چھین لیا
زرمہر نے کئی ہزار روپے دیے تب خواجہ نے ملکہ کو دیا زرمہر نے بڑی دھوم سے سامان شادی
کیا اپنے قلعے کو پلٹ گئے آئے خواجہ و دیبہ زادی پر عاشق ہین خواجہ یا مجھا کہتے پھر رہے ہین
کہ خوش اڑتا ہوا آیا اسنے جو خواجہ کو دیکھا کڑک کے گرا آواز دی منم اخرس جادو خواجہ کو
اٹھا لے چلا لشکر مین ہڑبڑ ہوا ہرکارون نے جا کے بدیع الزمان سے کہا بدیع الزمان نے

دوسرے داستان صاحبقران کے لکھے جاتے ہیں کہ جانا واسطے تلاش لوح کے اور خواجہ کا براے تلاش ملکہ سلماے گوہرپوش اور لیلاے عنبرین مو کے جانا باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

چل ای توسن کلک جادو نگار
خبر تجھکو کچھ ہے کہ میلا ہوا
ترے گلشن نظم میں ای نگار
ہوے نسخے ہر سمت تحسین کے
شگفتہ ہیں گلہاے اوراق نظم
سنیں قصۂ نو بطرز کہن
شگفتہ ہوا غنچۂ آرزو
سراپا سے ظاہر ہے رنگ ادا
سراپا کی تعریف و توصیف ہے
کہ مضمون رنگین مجھے مل گیا
مسیحا لب یار کو لکھدیا
نگینے ہیں یاقوت کے بیدرنگ
یہ ہے زلف پرخم کہ دام بلا
کہ منزل سیاہی کی کرتا ہے طے
قد دلکش سرو گلزار شیرین ادا
کہ ابھرے ہوے دو ہیں جیسے ثمر
دل مائل سیر بستان حسن
ہوا طبع نازک کا پھر امتحان

دکھا مجھکو باغ سخن کی بہار
ہوے جمع زندان سخنوریان
ہوا جوش پر رنگ فصل بہار
ہر اک سمت ہے ابر چھایا ہوا
بلندی پہ ہے قصۂ طاق نظم
کرے ہے بلبل طبع پھر نغمہ زن
نئے رنگ کی ہے مجھے جستجو
رخ یار کو چاند کیونکر کہوں
مجھے منزل تسخت کرنا ہے طے
دہن درج گوہر تو دندان گہر
مرا کلک ہے آج معجز نما
یہ اعجاز طبع رسا پڑ گئی
شب ہجر عاشق کا دھوکا ہوا
گلو ہے صراحی آب بقا
لبش قوت جان و دل خستہ ہا
دیا ہیں حباب یم حسن یار
قمر چون ضیا شمع ثناخوان حسن

بہار مضامین کا ریلا ہوا
ثمر کا ہوا آج پھر امتحان
شگفتہ ہوے گل مضامین کے
صبا نے یہ مژدہ چمن میں دیا
کدھر ہیں سخن سنج قدردان سخن
سناتا ہے رنگ بہار چمن
مرا ساقی گلعذار آگیا
ضیا دیکھکر رنگ خاموش ہون
مرا غنچۂ آرزو کھل گیا
چمکنے میں ہیں قمر شمس و قمر
دکھایا ہے سرخی نے کیا خوب رنگ
مرے کلک میں جان پھر آگئی
یہ ہے مانگ یا راہ ظلمات ہے
وہ یا شیشۂ پر لطف و عطا
وہ سینہ جسکے مضمون کی مدنظر
وہ ہیں مرہم زخم جان فگار
نثار سراپاے جان جہان

چہرہ کشایان طلسم پرآفت سحر و ساحری و مشاطیان تلاش لوح افسون گری اس داستان شوکت بیان کو گوہر گوش سامعان ذیہوش کرتے ہیں قطعہ مرا بلبل طبع پھر نغمہ زن ✤ سناتا ہے پھر قصۂ صفشکن ✤ لکھوں اب طلسمات کے مرحلے ✤ کہ حالات ظاہر کردن لوح کے ✤ جب خواجہ عمرو خدمت بدیع الزمان سے پلٹ کے آئے سب حال جنگ و جدل بیان کیا ملکہ خورشید برق دم نے عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری آپ آگاہ نہ تھے جس مقام پر آخر میں کو قتل کیا تھا وہیں سے پتہ ملتا تو وہاں ملکہ سلماے گوہرپوش و لیلاے عنبرین موکی ہلاکت کو کہ اس حیلے سے وہ چھپا مارا گیا اب صاحبقران کا واسطے تلاش لوح کے جانا واجب و لازم ہے خواجہ عمرو نے بھی عرض کی کہ بدیع الزمان منزلیں طی کرتے ہوے آتے ہیں قلعۂ زرد مہر میں آیا یقین ہے کہ پہونچیگے در مہر جادو دانے ساتھ ہیں ساتھ نبرد و ساحروں کا لشکر ہمراہ قاسم نے

روپے جمع کرتے جاتے ہین خواجہ عمرو بھی بالا ے کوہ پہونچے دیکھا دروازہ حجرے کا کھلا ہی صنعت دو زانو ترس نو اسر
حجرے مین ایک شخص صنعت وضع بت سنگین کے آگے بیٹھا ہی ایک حوض ہر کہ اسمین جواہرات بیکر ڈھیر کرتا جاتا ہی سنا ہان
جلیل نے کشتیان جواہرات کی چڑھائی ہین سامنے اُس بل کو رکھ دیتے ہین ہزار ہا تھیلے معجون کھڑے ہین اس مقام
پر جو نذر چڑھاتا ہی ایک بار گیندے کا صنعت سے بہا ہی خواجہ کھڑے دیکھ رہے ہین حوض کو جو جواہرات سے بھرے
ہوے دیکھا منہ مین پانی بھر آیا جی مین کہتے ہین یہ صنعت بڑے خوش ہین خواجہ نے کنارے اکر رنگ روغن جو دکہ
کا نکال ایک تاجر جلیل کی شکل بنکر تیار ہوے دو کشتیان جواہرات کی بڑی بڑی تختیان الماس کی کنٹھے توڑا
احجر کے وریچہ اخریان ایک کشتی مین دو گلابیان شراب کی دو کشتیون مین کباب سر بر سینہ لیے ہوے بتکے پاون
تعریفین خداوند ہفت جوش کی کرتے ہوے آتے ہین صاحبو مین مدت سے بیکار تھا خداوند ہفت جوش
کے یہان دعا مانگی اب ڈیڑھ سو محل مین چار سو لڑکا پیدا ہوا کوئی میرے نام کا آباد ہی یہ ہوا کہ یک تاجر آیا ہی
جواہر اعلیٰ واسطے نذر کے لایا ہی جسنے دیکھا کہا تاجر جلیل کس خضوع و خشوع سے آتا ہی خواجہ جاتے جاتے قریب
حجرے کے پہونچے وہ کشتیان سامنے صنعت کے رکھین سجدے کے واسطے جھکے صنعت اٹھ بیٹھا خواجہ نے
سجدہ کیا دو سنگ بدن کی محراب بنا کر دلے عرض کی سجدہ بندہ گار کو زیبندہ ہی دست بستہ سامنے صنعت کے کھڑے
ہوے کہا میری مراد دلی پوری ہوئی خداوند نے مجھکو مرد بنایا یقین ہو تو دیکھ لیجیے یہ کہکے خواجہ نے دامن
ہٹایا صنعت کو کمر اُکر کے دکھایا کہا آپ نایب خداوند ہین ذرا ہاتھ لگا دیجیے سوال اور کرون صنعت ہٹا جاتا ہی خواجہ
سب کو دکھا رہے ہین جو دیکھتا ہی منہ پھیر لیتا ہی فرماتے ہین یارو دیکھو یہ فیض خداوندی ہی کہ حمل کمر نہین ہوتا
تھا جبھی ان سے خداوند نے نظر عنایت کی ڈیڑھ سو محل میرے ہین صنعت جو پیچھے ہٹا خواجہ نے کہا آپ کو ہاتھ
لگانا پڑیگا بہت ہاتھ لگا دیجیے آخر صنعت نے لاچار ہو کر ہاتھ لگایا خواجہ نے غل مچایا دیکھو صاحبو جب صاحب نے
جو ہاتھ لگایا وہ کمر اور بڑھ گیا یہ کہکے ہاتھ باندھکے سامنے کھڑے ہوے جواہر تو سب حوض مین ڈال دیا حوض کو دیکھکر
وجد کر رہے ہین دل سے کہتے ہین کہ خواجہ اگر یہ جواہرات ملے تو اس سال کا سودا ہو جاے کہا صنعت جی صاحب یہ
شراب نذر خداوندی کی ہی اگر میسر کریں تو کسکو پلاؤن امیدوار ہون کہ ایک جام نوش فرمایئے اگر قبول فرمائین تو ایک
جام خداوند کو پلایئے بت سنگین سے آواز آئی اے نایب قدرت اسکا کہنا دل و جان قبول ہی ایک جام بھر کے قدرت سے
دہن سے لگا دو اسکی اولاد کئی قریہ آباد ہوا بت عمرو نے جام بھر ادہن سے بت سنگین کے لگا دیا وہ پتھر کا بت شراب پی گیا ایک
چھینک کی آواز آئی اندر اس بت کے ہفت جوش رہتا ہی شراب پیتے ہی بیہوش ہو گیا کہ صنعت صاحب آپ بھی نوش
فرمایئے عمرو سمجھ گیا کہ جو کوئی ملعون اس مین تھا وہ بیہوش ہوا دروازہ حجرے کا بند کیا عمرو والد آیا پکارا کہ آواز دی کوئی اور
نہ دیکھے قدرت سے راز و نیاز کا وقت ہی صنعت کے سامنے ہاتھ باندھے ہاتھ جام پلایا صنعت پیتے ہی گھبرا گیا کہا سودا کر
صاحب اس شراب مین کیا تھا دل گھبراتا ہی عمرو نے کہا اٹھ کے ٹہلیے جیسے ہی صنعت اٹھا لڑکھڑا کے گرا عمرو نے اسکو
اُٹھا کے نذر زمین کیا صنعت کی شکل بنکر بیٹھے دروازہ کھولا نذر چڑھانے جو لوگ آئے تھے انسے کہا میلے مین آواز دو
مٹکے شراب کی لیکر آؤ آج فیض خداوندی جاری ہوگا لوگون نے جو میلے مین آواز دی سب دوڑے امیر دوکان پر بیٹھے تھے
امیر نے دیکھا انکے پرچوب پڑی اسرار تاجدار دوڑا ہوا آیا عرض کی خواجہ شمس صاحب بالا ے کوہ جا کے
فیض خداوندی جاری ہوتا ہی امیر نے فرمایا آپ چلیے مین آتا ہون امیر کو یقین کامل ہوا کہ عمرو پہونچا یہ انہی کا فقرہ ہی
امیر عقب مین اسرار تاجدار کے چلے یہان تھوڑے عرصے مین ہیا ہو گیا ہر جا کے ہر سمون نے لا کر مٹکے شراب

تیر اہا جس شاہان نورافشان کے بھونکا جو کھلا سے ایک تیغ خون آلود نکال لیا جیسے عمرو کے
چلا اسوقت خواجہ کی بیقراری ملک بلاب کے دعا مانگنے لگا اور پڑھنے لگا اس وقت یہ ہی الظلم

خداست واحد و یکتا و بی مثال احد / خداست ذات صمد لم یلد و لم یولد
ز رنگ احمر و اخضر عیان شدن نگین / نمود جلوہ گہ از ابیض و گہ از اسود
انیس بیکسی است و جلیس تنہائی / شناخت غم و عجز و درد و رنج و دمد
بہر لطیفہ روی خداست پوشیدہ / خداست وصل بہر عضو و استخوان جسد
بچشم اہل بصیرت ہمی دہد جلوہ / خدا بہ بتکدہ و دیر و کعبہ و مسجد
خدا مطالب ہر بندہ بی طلب بخشد / دہد مآرب و مقصد بصاحب مقصد
گدا و فقیر و امیر و غریب و دولتمند / ز دار و ہر مکان آخرش بکنج لحد
نہ والیان ولایت نہ مالکان مکان / نہ اہل تخت بماند و نہ صاحب مسند
بغیر ذات جناب احد بوقت حساب / بود ہمہ لقا یا نہ صد ہزار نہ صد
بہر شمار برون ست فضل ربانی / لطافات زیادہ عنایتش بے حد
خدا در آئینۂ دل صفا نظر آید / چو پاک سینہ شود از غبار کبر و حسد
ز شست ناظم ہندی بحمد باری نظم / چنان نفیس کہ مطبوع اہل طبع شود

عمرو نے جو بلاب سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پہ بیٹھ گیا جیسے ہی ہفت جوش تیغ کھینچ کر چلا صاحبقران گوشے میں کھڑے دیکھ رہے ہیں اب جو پلٹ کے دیکھا کہ عمرو تڑپتا زمین میں لوٹ رہا ہی دل بیزار ہو گیا ایک ساحر تیغ کھینچے ہوئے قتل کرنے جاتا ہی ہوش درست نہ رہے وہیں سے آواز دی او بیحیا کیا کرتا ہی میرے سامنے میری قوت بازو و زینت پہلو کو قتل کرتا ہی نعرۂ صاحبقران

تصنیف مصنف بطرز نو
منم قاتل کافران حسابان
سگ کعبہ ملعون کردہ فرار
گلدرچون بجولان گہ قاف شد
بلرزید از خوف دیوان قاف
در انجا چہ جاہ و ادب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم فراری انوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
ہزار اہرمن عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ شکار
ز شاہان شاہی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رستم بمیدان ہیبت گیر و دار
ببازو شدہ فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
گرا رجنگ ہمچو ذلیل و نزار

پلٹ کے ہفت جوش نے دیکھا آواز دی او حمزہ کیا کرتا ہی ٹھہر جا آگے نہ بڑھ صاحب خداوند ہفت جوش محافظ مقام لوح طلسم نورافشان او حمزہ کیون بیہودہ کاوش کی ناحق کو گنگ رہی ہی لوح تک نہ پہنچیگا اگر تمہی تامل کرو ان اور ساتھ ہم روان ہی مقام تک لوح کے نہ پہنچیگا صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے چلے ہفت جوش نے کئی سحر کیے صاحبقران پر بسبب اسم اعظم کے تاثیر نہ ہوئی قہقہہ مارکے ہفت جوش ہنسا آواز دی ای ہو ہفت جوش جلد بتا کیا باعث ہی کہ حمزہ پہ سحر تاثیر نہیں کرتا ہی یہ جواب سنے آواز دی ایک طائر سبز تورنج کے نکلا لکارکے آواز دی اور ٹہنی تناخ پر جاکے بیٹھا نغمہ سرائی کرنے لگا بفصاحت آواز دی یا صاحبقران یہ اشعار سنیے

نعتیں ہزار حضرت پسند خاطر ہوئیں آپ کے بزرگان دین کی تعریف و توصیف ہے یہ مقطع حقیقت میں کشف ہے نظم

ہوں عاشق دیوانہ جو معشوق خدا کا	غل ناز ہو شمشیر ہر اک فصل سے غل کا
ہوش کیا ہر کسی بار پرسش نے مجھکو	جھگڑا نہ رہا روز حساب دوسرا کا
سنسنا تیرے او شاخ روح و تن عاشق	وہ غیظ میں اب ذات ہو دعوے کی وفا کا
تو مینا طرب روح لشد شوق ہم آغوش	اب ہاتھ نہ احسان اٹھا سکینگے دعا کا
رونما ہو کجا وہ عرق شرم سے اپنے	اچھا ہو جو تیری نگہ لطف فزا کا
عرشے پہ بھی لال نہ تری نکہت گیسو	احسان نہ ہوا رخ پہ کبھی باد صبا کا
خبر بیخودی شوق نگریہ ہے نہ فریاد	اے دوست چھٹا مجسے تعلق رفقا کا
کیا فکر عذاب لحد مردود دلوں کو	ہے اور ہی جھگڑا اترے مفتون لقا کا
خاموش زبان شرم سے آنکھیں سوز الفت	ہیں صدقے یہ انداز ہے تسلیم و رضا کا
شمشیر محبت سے ہوا چاک جو سینہ	ہر زخم جگر نقطہ بنا وصل کے حلے کا
قربان اٹھا عارض پر نور سے پردہ	مرجاؤں نہ عاشق پہ ہوا احسان قضا کا
مدت سے ہے یہ دھن ترے کوچے میں نہ جا	ہوا درج پہ اقبال مرے بخت رسا کا
عاشق کی ہے یہ خاک قدم رکھئے نہ گندا	بوسہ ہی ملے کر لی عذار کف پا کا
مطلب ہے مرا عارض پر نور کا جلوہ	عاشق ہوں ترا نام کو بندہ ہوں خدا کا
اعمال نسیم ہے برے ہیں کہ بھلے ہیں	لیکن ہے کرم ہر دو سرا ہیں محبوب خدا کا

اس طور سے اس کلام کے یہ اشعار نعت پڑھتے تھے کہ صاحبقران جیسے ہو گئے آنکھوں سے آنسو جاری ہیں حضرت کا نام سنتے ہیں اور روتے ہیں تلوار کو ہاتھ سے پھینک دیا پیرانہ پشت سے گری کمان کیا ہی میں خم خنجر بیدم دل درد مند طائر تیر پہ بند ہوش و حواس باختہ ہوئے اپنے جسم کا ہوش نہ رہا کئی نعرے سر ای کیے جاتا ہے قصیدے اشعار پڑھتا ہے کبھی حمد میں کبھی نعت میں منقبت ہوش تیغہ کھینچ کر طرف صاحبقران کے چلا کہ حمزہ بیٹے مجکو قتل کر ہونگا اسکے عمرو کو قتل کر دوگا یہ کہکر طرف صاحبقران کے چلا صاحبقران ایسے مبہوت ہیں کہ خود گھبراتے ہیں یا میں خود جان دینے پر آمادہ ہوں ای نفت جوش میری مشکل آسان کر دے میں اپنی زندگی سے بیزار ہوں تصور کیا تو دنیا نا پائدار ہے اس چند ساعت کا کیا اعتبار ہے نظم

نہ بر بخت شہی شاہنشہ فرمان روا ماند	نہ ماند حالت شکل قصیہ جیتو اماند
نہ حسن جانفزا ماند نہ شکل دلربا ماند	نہ یار و آشنا ماند نہ خویش و اقربا ماند

درین دنیا سے دون چیزی که باقی از فنا ماند
خدا ماند و حق ماند و خدا ماند و خدا ماند

نہ این دولت نہ این حشمت نہ این شوکت نظر آید	نہ این تمکنت نہ این عزت نہ این حرمت نظر آید
نہ این فخر نہ این وقر نہ این عظمت نظر آید	نہ این حسن و نہ این خول نہ این صورت نظر آید

درین دنیاے دون چیز که باقی از فنا ماند

خدا ماند و خدا ماند و خدا ماند و خدا ماند

کند ہم باد چون باد خزان ہر تختہ گل را
نماند خواہش سیر چمن اہل تجمل را
نہ ریحان را بود جلوہ درین بستان نہ سنبل را
نہ بیند کس درین گلزار بلبل با صلصل را

درین دنیا ے دون چیز یکہ باقی از فنا ماند
خدا ماند خدا ماند و خدا ماند و خدا ماند

نہ دارا ماند در دار جہان باقی نہ اسکندر
نہ آن تخت و نہ آن بخت و نہ آن تاج و نہ آن افسر
نہ آن ملک و نہ آن مال و نہ آن گنج و نہ آن لشکر
نہ آن انبار سیم و زر نہ آن گنجینہ گوہر

درین دنیا ے دون چیز یکہ باقی از فنا ماند
خدا ماند و خدا ماند و خدا ماند و خدا ماند

چو فرمان قضا آید درین دوران نماند کس
بدار الملک دنیا از شہنشاہان نماند کس
بدیوان خانہ عالم ز دارا تا ان نماند کس
ہم از وحشی ہم از طیر و ہم از انسان نماند کس

ازین دنیا ے دون چیز یکہ باقی از فنا ماند
خدا ماند و خدا ماند و خدا ماند و خدا ماند

صاحبقران نے رو رو کے یہ اشعار پڑھے ہفت جوش نے کہا حمزہ دنیا کو تو جانتا ہی کہ ناپائدار ہی
ہزارون جادوگر تیرے ہاتھ سے مارے گئے تمام ملکون مین کھلبلی ڈالدی امیر نے اس حال مین
رسیوت ہو رہے ہین طائر کی زمزمہ سرائی موقوف نہین ہوئی اسی طرح پہ کھول کھول کے آنکھین
صاحبقران سے ملائے ہوے تعریف خدا و رسول کر رہا ہی ہفت جوش چاہتا ہی کہ صاحبقران
کو قتل کرون عمرو تو ہوش مین ہی بلک بلک کے دعائین مانگ رہا ہی کہ پروردگار میرے آقا کو بچانا
مجھکو روز سیاہ نہ دکھانا حقیقت مین کس بلا کا سحر ہی اسی طائر کی جانب متوجہ ہین کہ خود اپنی زبان سے
فرماتے ہین ای ہفت جوش بار میرے سر سے اتار دے اب ذلت و رسوائی گوارا نہین چاہتا ہون
دنیا کو چھوڑون خدمت مین اوسکی پہونچون جسکی طائر صفت کر رہا ہی تعریف اس معبود کی زیبندہ و درشان
ہی صفت جناب اشرف انبیا صفت پروردگار ہی وہ مقبول بارگاہ خدا محبوب کردگار ہی عمرو نے
بلک کر چیخ ماری اور ہفت جوش سے کہا تو قتل کر میرے آقا پر ہاتھ نہ اوٹھانا اب نہ قدم بڑھانا
ہفت جوش کب سنتا ہی طرف صاحبقران کے تیغہ کھینچے ہوے چلا چاہتا ہی ہیبت سے ہاتھ پاؤن
کا سر صاحبقران کا اوڑ جائے تھا ے کار ملکہ خورشید برق وش جو پریہ باز پیدا کیے چلی تھین
اسوقت آگے آسمان پہ چلین پہلے سے دل کو یقین تھا کہ ہفت جوش پہ فساد پڑیگا نجوم مین
کامل سحر و ساحری مین عاقل رازدار طلسم خورشید برق وش اسم مقامات عجائب و غرائب کو دیکھتی چلی
آسمان پہ چلین اول تو جیلے کو کتا ہوا پایا دل مین اپنے خوش ہوئین کہ خواجہ کا تشریف لے جانا
خالی کب جاسکتا ہی ملکے عمرو حیلے سے فلک بھی کو سکتا ہی سب وہ کام ہین اعجاز پیمبر ہین دل مین
خوش ہوئی ہوئی چلی آتی ہین ایک طرف سے کراہنے کی آواز آئی ملبت کے ملکہ نے دیکھا تو
ہفت جوش پر ہزاروں لاشہ تڑپ رہا ہی کسی کا ہاتھ کٹا ہی کسیکا منہ کٹا ہی کسی کا شکم چاک ہی

کہ دل عاشقوں کا اسی میں پھنسا | یہ رخ کی توصیف مشغلہ رہے | کہوں میں پری یا کہ وہ حور ہی
حباب یم حسن میں چھپا تاں | تو ہیں شعلہ رنگ کے گیسو دھواں | سحر ہی رخ پر ضیا یار کا
گلستان ہوں آسکے دیدار کا | قد یار ہی سرو گلزار حسن | تو ہی زلف جاناں شب تار حسن
سراپا کی ہی وصف مرقوم ہے | کہ عالم میں اس شکل کی دھوم ہے

صاحبقران کی نگاہ جو اس تمثال جمال پر پڑی ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا قلب تھرایا آہ کرکے لرز گئے ہر چند چاہا ضبط کروں نہ ہو سکا آخر کو بیہوش ہوے وہ سوار خراماں خراماں قریب صاحبقران آیا جمال جہاں آرا دکھلا کر پھر ادھر کو بھاگ کر چلی گئی مگر پلٹ پلٹ کے دیکھتی جاتی ہی یار ساتھ والیاں پیچھے رہ گئی تھیں مانگو دیکھ کر دوڑیں قریب آئیں دیکھا رنگ متغیر ہونٹھوں پر خشکی سرنگوں کلیجہ خون گرفتار دام محبت آوارۂ دشت مودت آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے چاہتی ہیں کہ کلام کروں مگر صاحب ربط و ضبط دل پر سودا و خبط یہی قصد ہی کلام کروں دہان تا زمین نہیں ٹھنڈی سانس بھر کے کہا صاحبو جگر دیوانہ نہ بناؤ بیہودہ بات کرنے کو جی نہیں چاہتا ہی ناظرین پر واضح ہو کہ دختر صحر العجائب مقبول خاص و عام غنچۂ آرزوے دلکشا نام سحر و ساحری میں طاق شہرۂ آفاق اسوقت یہی جی چاہا کہ آہو پر سوار ہوکے نکلی صحراے طلسم کی سیر کر رہی تھی آہو پر سوار ہوئی شکار ہوکے پلٹی اپنے باغ میں آئی چپ خاموش دریاے حیرت کا مونس کنیزوں سے کہا ذرا یہ تو دریافت کرو کہ صحراے نیرنگ آخر میں طلسم کشا کا داخلہ ہوا کس فکر میں آئے ہیں کنیزیں واسطے خبر کے چلیں صاحبقران جب بیہوش ہوے گر کے عرصہ دراز تک اسی ریتی میں پڑے رہے آنکھ جو کھلی وہی ہو کا مقام چہار جانب گھبرا گھبرا کے دیکھنے لگے دل پر ہجوم غم و الم غم کی ترقی راحت کم مزاج برہم زلف پر پیچ کی یاد دل نالاں فریاد آنکھوں کو شغل اشکباری دل پر تھی بیقراری کبھی آہ کرتے ہیں کبھی ٹھنڈی سانسیں بھرتے ہیں کبھی گریبان دریدہ ہیں کبھی یہ اشعار ورد زبان

نظم

اے دل سمجھ نہ پاس عزیز و یگانہ فرض | عاشق کے واسطے نہیں رسم زمانہ فرض
تدبیر کی ضرور ہی ہر قصد کے لیے | کر تو ابھی ہے قتل عدو کا زمانہ فرض
تاج کی چند لمحہ احباب سن بچے | کرتے نہیں کسی کو ہم اپنا یگانہ فرض
رسائی ہو کی خدمت صیاد عندلیب | درد دل کے واسطے نہیں ہم آشیانہ فرض
رک جاؤ گفتگو میں نہ ہنگام بازپرس | عاشق کے قتل کا کوئی کرلو بہانہ فرض
زینت سے کیا غرض ہو بس یہ کہ ہم نفس | چادر کی ہے ضرور نہ ہی شامیانہ فرض
کمل بس تہی خلعت زرتار کہ نہیں | محتاج پر نہیں ہی لباس شہانہ فرض
کرتے ہیں ہم وہی کہ جو آتا ہی ذہن میں | کب جانتے ہیں طاعت رسم زمانہ فرض
مفلس ہوں اسقدر کہ میسر مجھے نہیں | گنتا ہوں اپنے سایہ کو دیوار خانہ فرض
خدمت کا پاس ہی تا ہی ظالم کو بھی ضرور | صیاد جانتا ہی مرا آب و دانہ فرض
ایجان جان خدنگ نگہ میں کمی نہ ہو | کرلو ہمارے دل کو بھی کوئی نشانہ فرض
اظہار مدعا سے بگڑنا ضرور کیا | ایجان سمجھیے سخن دوستانہ فرض

شائستگی ہے حسن خداداد پاک ہی
بگڑا ہوا ہی عشق کا رہوار اس لیے
صدمے اٹھا رہا ہون وہ نازک دماغ ہون
کیونکر نہ تیرے صدمے رہین جیسے سائیان
چھوڑینگے خاک ہوکے بھی تیرا نہ آستان
آتا ہی تا بچشم تماشے برزق مین
عالی دماغیان نہ گئین بعد مرگ بھی
پاداش قتل سے مری ڈرتے ہو کس لیے
مضمون کے بھی شعر اگر ہون تو خوب ہین
ہردم جلا رہی ہین دم گرم ہچکیان
جو قابل شنید نہو داستان غم
دیتا لو تم بھی خمس سخن جلوہ ای نسیم

زلفون کے واسطے نہین تزئین شانہ فرض
کرتا ہی ہر شہید نقش تازیانہ فرض
کرتا ہون موج نکہت گل تازیانہ فرض
عشاق کو ہوا ادب آستانہ فرض
ایمان کروفا مین یہین تو رہیگا نہ فرض
دامن ہر ایک اشک کو کرتا ہی دانہ فرض
کرتے ہین ہم رہا سے فلک شامیانہ فرض
لاکھون فریب ہین کوئی کرو بہانہ فرض
کم ہو نہین گئی غزل عاشقانہ فرض
کرتے ہین سوز دل کو ہم اپنے زبانہ فرض
کرتے ہین سمجھیے اسے تیر افسانہ فرض
ہر بالعار ہی زکوۃ خزانہ فرض

اسی حال مین کہ یکہ و تنہا نہ دوست نہ مونس نہ ہمدم رفیق حسرت و غم دیر تک اسی مقام پر بیٹھے رہے آخر ایک جانب چل نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ سامنے سے ایک شیر صحرائی دھاڑتے ملتا ہوا نمایان ہوا صاحبقران کو دیکھکر بڑھا امیر نے چاہا کہ آجائین مگر وہ شیر جست کرکے قریب آیا جھپٹ کے چاہا صاحبقران کو پنجہ مارے امیر نے کئی مرتبہ پنجہ خالی دیا وہ کب مانتا تھا جب صاحبقران کو بہت ستایا صاحبقران نے ایک مقام پر جھکائی دیکر کلائی الٹا لی تو دال کے گھونسا مارا کہ شیر کا سر پھٹ گیا جب وہ شیر مارا گیا تو صحرا مین اندھیرا ہوگیا علامت ساحر کے مرنے کی ظاہر ہوئی بعد چندے آواز آئی کشتی مرا نام من حیران جادو بود صاحبقران کو معلوم ہوا کہ چند ساحر مجھکو گھیرے ہین ہاتھ ہتھیار چھپائے قصد کرتے ہین کہ امیر کو ستائین امیر تلوار اٹھانے لگے بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا چند غلامان حبشی لاشہ اُس ساحر کا اٹھا رہے ہین لاشہ اٹھاکے لیگئے امیر حیران کہ یہ کیا معرکہ تھا اس صحرائے ہول خیز مین ساحر کہان سے آیا پھر جاکر اسی مقام پر کھڑے ہوئے یاد مین اُس نازنین مہ جبین کے بہت بیقرار ہین چہار جانب سر اٹھا اٹھا کے دیکھتے ہین کہ اُس محبوب کا کیونکر پتہ پاؤن کیونکر اس ظالم سے ملون مگر خیال کرکے دیکھا کہ وہ صحرا بدل گیا صاحبقران ناچار ایک جانب چلے خیال مین آیا کہ اُس کاغذ مین دیکھون اب کیا لکھا ہی مگر وہ لوح کا کاغذ بھی پاس نہ پایا صاحبقران نہایت پریشان چونکہ پیاس کی شدت تھی سر اٹھاکر دیکھا تو سامنے کوہ چشمہ آب ہی صاحبقران پہاڑ پر قریب چشمے کے پہونچے تھے کہ دیکھا ایک عورت سن رسیدہ بیٹھی رو رہی ہی امیر نے قریب آنکے اے مادر مہربان کیون روتی ہو اُسنے کہا میری لڑکی نے انتقال کیا اُسی کی یاد مین روتی ہون صاحبقران نے کہا بڑی بی صاحب تمھارا مکان کہان ہی اُسنے کہا ملکہ غنچہ آرزو سے دلکشا دختر سحر العجائب کی ملازم ہون کہ جو اکثر آہو پر سوار ہوتی ہین صاحبقران سمجھے اسی نازنین کا پتہ دیتی ہی امیر نے فرمایا اے مادر مہربان یہ ہوسکتا ہی کہ ہم بھی اسے ساتھ لیچلو بڑھیا نے کہا اے فرزند

اس حوض میں نہا دھو کر معشوق کے سامنے چلنے کو صورت زیبا چاہیے امیر راضی ہو گئے پیرہن
اتار کر رکھی بڑھیا نے اپنے پاس سے لنگی دی امیر نے لنگی باندھی لباس اپنا کنارے حوض کے رکھا
جیسے ہی حوض میں غوطہ مارا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک شہر وسیع میں پایا صرف لنگی باندھے
ہوئے حیران و پریشان کہ یا صاحبقران یہ کیا ستم ہوا خیال کرتے ہیں تو اسم اعظم بھی فراموش اب تو
صاحبقران کو بڑا افسوس ہوا کہ یہ کس بلا میں مبتلا ہوا مگر وہ ضعیفہ موسومہ فرتوت جادو جب
ہفت جوش مارا گیا اور لاشہ ہفت جوش پاس سحر العجائب و صبر الغرائب کے پہونچا واسطے
ہفت جوش کے بہت افسوس کیا اور فرتوت جادو سے فرمایا کہ اسکو صحرائے ریگستان
آخرش میں پہونچا دو اگر ہو سکے طلسم کشا کو دھوکا دو فرتوت نے وعدہ کیا بصورت مذکور آئی اتنا
فرتوت کو ضرور ثابت ہوا کہ طلسم کشا غنچۂ آرزوے دلکشا پر عاشق ہوا ہے جسطرح عرض کیا
اسی طور سے لباس صاحبقران کمع تیغ عقرب سلیمانی و سپر گرشاسب و خنجر رستم و خود ہود و نیزہ
داودی و حرز سہیل و اسم اعظم دھوکا دیکر لیگئی صاحبقران آوارہ و پریشان اُس شہر کی سیر کو پہونچے
ہر طرف جاتے ہیں کوئی ایسی دوکان نہیں جہاں نہ دیتا دن بھر صاحبقران اُس شہر میں پھرے شام کو
ایک گوشے میں جا کے ٹھہرے کہ دیکھا ایک جوان سپاہی وضع ایک دروازہ کھولکر نکلا صاحبقران کو
دیکھکر رونے لگا کہا اے جوان یہ کیا حال ہے کس بلا میں اپنے کو پھنسایا صاحبقران نے فرمایا گردش
فلکی اس طرح ایک ضعیفہ دھوکا دیکر سب اسباب لیگئی اُس جوان نے کہا میرے غریب خانے میں آئیے
اس شہر میں سب کافر رہتے ہیں کوئی آپ کو کیونکر آنے دیتا میں مرد مسلمان ہوں یہ بھی مشہور ہو گیا
کہ آپ غنچۂ آرزوے دلکشا پر عاشق ہیں اسی وجہ سے وہ آپ کا اسم اعظم لیگئی اگر آپ مجھے سرفراز
کریں ملکہ کی ایک کنیز ہے گوہر آبرو و خیر میت سے سپرہی میری جان جاتی ہے تو میں آپ کو تا صحبت ملکہ
غنچۂ آرزوے دلکشا پہونچا دوں یوں اگر آپ یہیں سے گرفتار ہو جائینگے اسم اعظم لیکر فرتوت
گئی ہے وہاں سے حکم آئیگا سپاہیان کے ساتھ آپ گرفتار ہو جائینگے اگر حضور گوہر آبرو کے ساتھ میری
شادی کرا دیں تو میری ماں حرم کی ماں ہے وہ زیور لیکر سو رہتی ہے آپ کو بھی اپنے ساتھ لیجائیگی
امیر نے فرمایا اے جوان میرے لباس کے ملنے کی تدبیر کر پہر اسم اعظم و حرز سہیل بھی خدا دلوا دیگا
کہ میں اس ذلت سے نجات پاؤں وہ جوان موسوم بہ گلفروش کہا صاحبقران کو لیکر اپنے مکان میں
آیا بڑھیا ماں اسکی بیٹھی ہوئی زیور لیکر سنوار رہی تھی صاحبقران کو دیکھکر کھڑی ہو گئی عرض کی اے شہریار
آپ نے کیونکر میان سرفراز کیا امیر اپنے حال زار پر بہت روئے فرمایا کہ اے مادر مہربان کیا بیان کروں
فلک نے یہ سامان دکھایا اسی آوارگی میں یہانتک آیا تمہارے بیٹے کو میرے حال پر رحم آیا اب
میری کفالت کرو کسی طرح میرا لباس مجھکو ملے کہ میں کہیں جانے کے لائق ہوں بڑھیا نے کہا اے فرزند
آج رات کو میں تمکو صحبت ملکہ عالم میں لیچلونگی میرا فرزند بھی ایک کنیز پر عاشق ہے وہ بھی ساتھ جائیگا روز
اس سے وعدہ کرتی ہوں مگر بخوف اب تک نہیں لیگئی کہ ایسا نہو حال کھل جائے تو خرابی ہو جب تم ساتھ
ہو گے تو کیا خوف ہے اسکا بھی وعدہ وفا ہو گا تمہیں ملکہ کو دیکھ لینا خبردار کسی مقدمہ میں دخل
نہ دینا یہ کہکر بڑھیا نے پلاؤ مرغ کا تیار کیا صاحبقران و گلفروش نے بیٹھکر کھانا کھایا دی بڑھیا

مکان میں آرام فرمایا جب دن تمام ہوا شام ہوئی گل ماہتاب گلستان چرخ زبرجدی میں شگفتہ ہوا
غنچہ ہائے سیارگان چمن چرخ نیلوفری میں ظاہر ہوئے شاخ کہکشان پھول پھل ستاروں کے
سرسبز و شگفتہ ہوئے ضعیفہ نے کہا اے فرزند چلو امیر نے کہا اے مادر مہربان برہنے شرم کی بات ہے
کہ میں اسطرح برہنہ تمھارے ساتھ جاؤں اگر کسی نے دیکھا کیا کہیگا بڑھیا نے کہا اے فرزند میں
غریب آدمی ہوں جو لباس میرے پاس موجود ہے اگر وہ پسند ہو تو بسم اللہ حاضر ہے امیر نے فرمایا برہنہ
ہونے سے تو بہتر ہے بڑھیا ایک پشتارہ اٹھا کر لائی کہا اے فرزند کل ایک سبد فروش میرے
ہاتھ یہ پشتارہ بیچ گیا ہے اُسنے کہا تھا کہ اسمیں لباس قابل شاہان جہان کے ہے میں نے قیمت
دیدی مگر کھول کے نہیں دیکھا اسکو کھولو بسم اللہ جو اسمیں سے نکلے اسکو زیب جسم کرو امیر نے
جو اس پشتارے کو کھولا مثل گل کے شگفتہ ہوگئے خاص اپنا لباس اُسمیں پایا زرۂ داؤدی
خود و تیغہ صمصام و مقام صاحبقران نے کہا اے مادر مہربان یہ لباس تو میرا ہے کہا بیٹا مبارک
ہو سنو کل ایک دست فروش بیچتا ہوا آیا کئی ہزار روپیہ دیکر یہ لیا دیکھا بھی نہیں کہ اسمیں
کیا ہے بسم اللہ اگر تمھارا لباس ہے تو زیب جسم کرو صاحبقران نے خوشی خوشی وہ لباس زیب جسم
کیا بڑھیا کے ساتھ چلے وہ جوان بھی ساتھ ہوا گلی کوچوں میں چھپتے ہوے طلایہ پھر رہا ہے ہر شخص
سے اپنے تئیں بچائے ہوئے ساحر پکار رہے ہیں کہ طلسم کشا اس شہر میں آوارہ ہے جو کوئی اپنے
گھر میں جگہ دیگا سزا پائیگا چاہیے کوئی اپنے گھر میں جگہ نہ دے بڑھیا راہ میں کہتی جاتی ہے کہ اے
فرزند سنتے ہو تمھاری تلاش ہو رہی ہے اگر کسی نے دیکھ لیا تو میں بھی گرفتار ہو جاؤنگی صاحبقران
نے فرمایا کیا مجال کہ تمپر کوئی دست انداز ہو سکے ایک کوچے سے نکلے ہیں دس جوان کھڑے
تھے انمیں سے ایک افسر نے دیکھا پکار کر آواز دی کون جاتا ہے جوان گلفروش نے آگے
بڑھکر کہا میں ہوں گلفروش کہا پیچھے تمھارے کون ہے کہا میں ہوں اور مادر مہربان ملکہ عالم
کے باغ میں جاتے ہیں اُسنے کہا تیسرا شخص کون ہے بڑھیا دونوں سے اشارہ کیا اس تیسرے
شخص کو پکڑ لو امیر نے تلوار کھینچی پیادے نے جیسے ہی چاہا ہاتھ پکڑے امیر نے تلوار ماری
اس جوان کے دو ٹکڑے ہوئے اب تو پیادوں نے چار جانب سے گھیرا امیر نے پلٹکر دیکھا
کہ وہ جوان گلفروش اور وہ بڑھیا غائب ہوگئی صاحبقران تنہا پیادوں سے لڑ رہے ہیں کہ ایک
نقارے کی آواز ہوئی دیکھا ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ضیائے نیر اعظم ظاہر ہوئی ڈنکے پر چوب
پڑی دیکھا ایک بادشاہ تخت پر سوار پکارتا ہوا آتا ہے کہ اس جوان کو گرفتار کرو اسنے ہمارے جوانوں کو
مارا میرے ملازم اسقدر مارے گئے سب کے خون کا بدلہ لونگا اب جو اس بادشاہ نے
یہ آواز دی چار جانب سے سب ٹوٹ پڑے نیزے کی سنانیں امیر پر پڑنے لگیں امیر نے
خیال کرکے دیکھا کہ میرا لباس میرے جسم پر نہیں ہے حیران ہوئے کہ میں جو لباس پہنے تھا
وہ کیا ہوا اگر وقت جنگ دل دردمند سوائے خاموش ہو رہنے کے اور کیا چارہ تھا جب زخم
جسم پر آئے تب یقین کامل ہوا کہ وہ اشیا مارے ہیں مجھے تلوار بھی واہیات سی ہاتھ میں ہے گرز
عوض نیمچہ گرشاسب کے سپر وہ ہاتھ میں ہے کہ پھول چھلکے کے ہوے سپاہی نہ اسد خود و لباس سا

طلسم کشا قید ہو گئے پاس منیجوار کے لیے جاتے ہیں سرشار دم ہوش پڑا پایا اب رو لکاری ہو گئی اب
وہ حکم دیگا ملکہ آہ کر کے اٹھیں کہ آسمان پر سناٹا ہوا فرتوت ... دو اگر بڑے جناب کے سلام کیا
خود ہو دو زرہ داؤدی وغیرہ سلاح صاحبقران و حرز ہیکل شیشہ اسم اعظم سامنے ملکہ کے رکھدیا کہا
واری طلسم کشا کی آپ کے نام پر جان جاتی ہے میں نے آپ کے نام پر خونخوار میں غوطہ کھلایا
اسم اعظم بند کر لیا سلاح اپنے قبضے میں لیے اب آپ کو مژدہ ہے آئی ہوں طلسم کشا آوارہ ہو گیا
اب اپنے شہر میں پہونچیگا منیجوار کے ملازم گرفتار کرینگے ملکہ نے کہا ای فرطوت بیٹھو ہم تمہیں خدمت
میں والدہ کی با آبرو روانہ کرینگے تمنے بڑا کار نمایاں کیا ہے ہوشیار رہو ان سے اسم اعظم و حرز ہیکل
لینا سہل ... کام تھا فرتوت کا ہاتھ تھام لیا ایک کمرے میں لائیں کہا ای فرتوت شراب
پیجیو یہ کہکر جام شراب پلایا فرتوت اٹھ اٹھ کے سلام کرتی ہے ملکہ ہر مرتبہ جام لبریز کر کے
اسی کو دیتی ہیں ایسی شراب پلائی کہ فرتوت بیہودہ بکنے لگی اٹھی کہ کمرے سے نکلوں دھڑ سے
گری بیہوش ہو گئی ملکہ نے ایک گوشے میں اسے قتل کیا لاشہ کنج باغ میں دفن کر دیا حرز ہیکل و سلاح
شیشہ اسم اعظم صاحبقران مخفی کر کے ایک کنیزوں سے کہا خبردار میرے پیچھے کوئی نہ آئے
میں کار ضروری سے جاتی ہوں کنیزوں کی کیا مجال تھی کہ پیچھا کریں ملکہ یکہ و تنہا چلیں پرواز پیدا
کر کے آسمان میں نمود ہیں یہاں صاحبقران کو لیکر دربار میں منیجوار مردار خوار کے آئے صاحبقران
نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی سب کافر بگڑنے لگے منیجوار نے اشارہ کیا کہ یہ شخص
چراغ سحری آفتاب لب بام ہو رہا ہے اس سے تکرار کیا کرنا پکار کر آواز دی کیوں یا صاحبقران
کوہ عجائب و غرائب کو فتح کر لیا اب کوشکین ضروری اس چھوکری کے تانے پر ادھر چلے
آئے شاہان طلسم نے اس کو مہاراک تمہارے پاس بھیجا ہے کہ تم کو آوارہ دشت ادبار کرے یہ سودا
خام ہے کہ لوح طلسمی کے متلاشی ہو طلسم نور افشان کی لوح ہی نہیں ہے امیر نے کہا بیہودہ
بکتا ہے کوئی مشکل ایسی نہیں ہے کہ جسکا حل نہ ہو انشاء اللہ لوح طلسمی حاصل کرینگے منیجوار نے کہا جا کر
قتل کرو صاحبقران کو ساحروں نے کھینچا بیرون قصر شاہی لا کے ماریں استادہ ہوئیں جلاد
شمشیریں لگانے لگے منیجوار اپنے نائب کو ہمراہ لیے ہوئے میدان خونی میں آیا حکم دیا کہ حمزہ کو
جلد قتل کرو آج یقین ہوا کہ ابھی زندگی ہم لوگوں کی ہے نہ یہ شخص گرفتار ہوا اگر یہ شخص زندہ رہتا تو
کوئی ساحر اسکے ہاتھ سے نہ بچتا جلاد نے جیسے ہی بڑھکر صاحبقران کو کھینچا چاہا کہ تلوار کا
مارے ایک برق گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے بادشاہ و وزیر دونوں سمجھے یہ تھے جو
کرادے یہ کسکا فعل ہے کہ زیر تخت سے ایک اژدہا پیدا ہوا دونوں نے چاہا کہ دوڑ کے بھاگیں
جیسے ہی بادشاہ و وزیر ہو کے اٹھے اژدہے کے منہ سے شعلہ آتش چھوٹا دونوں کی آنکھوں میں
اندھیرا آگیا اژدہے نے دم کھینچا مع تخت دونوں کو نگل گیا ایک برق چمک کے گری زنجیر کٹی
صاحبقران بیہوش ہو گئے اب جو آنکھ کھلی اپنے جسم پر اپنا سلاح پایا حرز ہیکل گلے میں
اسم اعظم بازو پہ خنجر عقرب کا قبضہ ہاتھ میں اب تو صاحبقران نعرہ کر کے جا بجا نے دیکھا
ایک ساحرہ سیہ فام سب کا افسر لیتا ہے کہ ناگاہ امیر کے کان میں آواز آئی یا صاحبقران

ایک قلعہ معلوم ہوا بالکل چاندی کا مصفا اُسپر کیا ہوا عکس جو اُسپر نیر اعظم کا پڑتا چمک رہا ہے خوب سے
قلعہ کے دامن قلعہ معمور روشنی اُسکی نزدیک و دور مہمان نواز نے عرض کی اے شہریار یہ قلعہ
نقرہ نگار ہے جس روز سے اس قلعے کی بنا ہوئی جو بادشاہ تخت پر بیٹھا ایک نے ایک کو یہی وصیت
کی کہ وہ بادشاہ خوش نصیب ہو آرام و راحت سے قریب ہو کہ جس تاجدار کے زمانے میں طلسم کشا
تشریف لائے جس وقت غلام کو ہرکاروں نے خبر دی کہ طلسم کشا تمہاری حوالی میں آگئے مجھے
بڑا تعجب ہوا کہ میلے سے صحرائے ہفت جوش کے کیونکر مملکت پائی صاحبقران نے فرمایا
اے مہمان نواز وہاں کے عجائب و غرائب کیا بیان کروں حقیقت میں فضل خدا شریک حال
ہوا ورنہ تمکر سے ہفت جوش کے نکلنا بہت دشوار تھا مگر خدا نے اپنا فضل کیا خواجہ عمرو نے مید
لڑنا کیوں اے مہمان نواز خواجہ عمرو سے اب کیونکر ملاقات ہوگی مہمان نواز نے عرض کی جہاں حضور
ہونگے خواجہ وہیں پہونچینگے اُنکی بھی تعریفیں ہمارے یہاں کتابوں میں مرقوم ہیں اُنکے نام کی
دھوم ہے ہر ساحر اُنکے نام سے تھرتا ہے وہ ضرور آپ کے پاس آئینگے اس شوکت و شان سے
صاحبقران کو ساتھ لیے ہوے مہمان نواز داخل قلعہ ہوا امیر نے دیکھا جیسے ہی میدان اندر قلعے میں
ہوا تمام مردم کا ہنگامہ اپنی دوکانوں سے کر دے کوئی سلام کرتا ہے کوئی دعائیں دیتا ہے کہ آج ہمارے
واسطے فخر ہوا بزرگ ہمارے اسی تمنا میں مر گئے تیرے جمال جہان آرا نہ دیکھا کلاہ فخر کو عرش اعلی پر
پہونچائیں تو زیبا ہے صاحبقران نہایت خوش ہیں کہ یہاں کے لوگ ہمارے بہت مشتاق تھے
خود بھی صاحبقران خلق مجسم ہیں ایک ایک سے خلق ملتے ہیں کسی سے مصافحہ کسی سے معانقہ
سب سے باتیں کرتے ہوئے قریب دار الامارہ شاہی پہونچے دردولت پر سب کا سلام لیتے ہوے
اندر بارگاہ کے آئے ایک جانب تخت زبرجدی ایک دنگل معقول بشکل دنگل رستم دیکھا امیر حیران ہو گئے
فرمایا اے مہمان نواز یہ دنگل تمنے کہاں سے پایا یہ دنگل ہے جسپر ایک نامدار نوزاد الدہر سے فسانہ
اسکے کارنامے ہمکو زبانی یاد ہیں عرض کی جب نگہبان طلسم نے آپ کی تصویر کھینچی اور ملکہ تحیر آرزو و انکشاف
سے عشق لکھا نام ملکہ تحیر آرزو کا سنکر خوش ہو گئے فرمایا کہ آپ اوس نام سے اس محبوب جانی
یار جادو وانی کے نجوبی آگاہ ہیں مہمان نواز نے کچھ جواب نہ دیا اور باتوں میں ٹالا دنگل رستم کا
جواب دیا کہ آپ یہ نہ جانیں کہ یہ دنگل رستم ہے آپ کے واسطے اسباب شوکت و حشمت ہے مہمان نواز
کر صاحبقران نے تخت زبرجدی پہ بٹھایا آپ اُس بصورت دنگل رستم پر بیٹھے وزرا امرا بھی اپنے
اپنے مقام پہ ہر ایک کی زبان پہ یہی جاری ہے کہ آج طلسم کشا نے سرفراز کیا صاحبقران بھی
خوش بیٹھے ہیں کہ چند ہرکارے دوڑے ہوئے آئے ہاتھ اُٹھا کے دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ
روئیدہ باشد بباغ * گل سرخ تابد چو روشن چراغ * نگین سعادت بنام تو باد * ہمہ کار
عالم بکام تو باد * شہریار عالم کی عمر دراز ہو نقابدار جواہر پوش تشریف لاتے ہیں ہوشیار
ہو جائیے مہمان نواز نے ایک کرسی جواہر نگار پہلو میں اپنے تخت کے بچھا دی آٹھ کھڑا ہوا
صاحبقران سے کہا ہوشیار رہیے امیر نے کئی مرتبہ پوچھا کہ نقابدار جواہر پوش کون ہے
عرض کی کہ آپ پہ حال کھلیگا دیکھا چوبدار و پردہ بارگاہ کا اُٹھا کئی ہزار نقابداران جواہر پوش آئے آگے

اہتمام سواری کرتے ہوئے بیچ میں نقابدار جواہر پوش نہایت شوکت و شان سے نقاب چہرے پر
لیکن ماہ حسن و جمال نہیں کو نور کی چہرۂ زیبا سے نکل رہی ہے ہر چند چہرہ پر نقاب ہے صاف ثابت
ہوتا ہے کہ آفتاب تابان پر پردہ سحاب ہے مرکب مشکین پر نظر اسکے پڑتا ہوا دم سے چہرہ کرتا ہے جہاں
مرکب کا نقش قدم پڑتا ہے جلوۂ ہلال ثابت ہوتے ہیں صاحبقران نے جو نقابدار کو دیکھا اسقدر شیفتہ و
فریفتہ ہوا کہ صاحبقران بھی کھڑے ہوگئے نقابدار خرامان خرامان دربارگاہ یہانتک پہونچا مرکب نے
بدلگامی کی صاحبقران بنگاہ غور دیکھ رہے ہیں جب گھوڑے نے بدلگامی کی تو نقابدار نے گھوڑے
پر کوڑا مارا گھوڑے کے مارا پھر اصاحبقران نے دیکھا پردہ نقاب چہرہ منظر سے ہٹا اسی جو پیکر
قمر منظر رشک قمر آفتاب تابان مہر درخشان ملکہ غنچۂ آرزو سے دلکش جسکو آہو پر سوار دیکھا تھا اسی پر
نگاہ پڑی صاحبقران بے اختیار پکار اٹھے نظم

اس شعلہ رو سے عشق ہے چشم پر آب کو
بجلی سے ربط ہوئے جیسے کہ سحاب کو

کرتے ہیں لاش نشے میں بدمست سیر شب
اس واسطے حرام کیا ہے شراب کو

ساقی تمام خشک و تر کائنات میں
بخشے کیا پسند شراب و کباب کو

ہر صاحب خزانہ کو ہے اوج ہی زوال
بھیجے نہ کیوں اچھال کے فوارہ آب کو

بلکہ داغ عشق چارہ تر و تازگی نہیں
کرتی ہے خشک گرمی خورشید آب کو

مقصود لوگوں سے عیب ہے کرنا سوال کا
زنبور سے مانگتی ہے مگس پیچ و تاب کو

درکار ہے پلنگ کے بدلے عبا نہ آج
فرقت میں ہجر مرگ سے بدلا ہے خواب کو

محروم میری آنکھیں ہوں پا فرس سے ہی
بوس و کنار ہے پاسے خالی رکاب کو

اس شعلہ رو کو ربط ہو مجھ ناتوان سے کیا
پہنچا نہیں کمان کی تیرہ شہاب کو

ساقی جان دل کی اسی سے ہے روشنی
کیونکر نہ آفتاب کہیں ہم شراب کو

ہے مشتعل جو فرقت ساقی میں سرگرم
منہ سے لگا کے جام جلا دوں شراب کو

طالب نسب وصال میں ہو کیوں نہ شام سے
شوق اسکی دید کا ہے کمال آفتاب کو

حبس سے کیا ہے قتل درگوش یار نے
پہچان تیغ کہتے ہیں موتی کی آب کو

اے عندلیب میں ترے گلہائے باغ کیا
مرجھائے میری آہ گل آفتاب کو

الٹے طفل اشک نہ باہر کہ ضبط نے
گرداب کر دیا مری چشم پر آب کو

آنکھیں تمام [illegible] میں سفینہ
مدت سے ہم ترستے ہیں قاصد جواب کو

بحر جہان میں تیری عدالت ہے اسقدر
ہر موج سیل سرمہ ہے چشم حباب کو

صدمہ اٹھانے والے ہیں روز فراق کے
کیا لائینگے ہم شمار میں روز حساب کو

جیتا ہے مجھا تیاں عبث اس بحر حسن کی
ناسخ ستم ہے ہاتھ لگانا حباب کو

صاحبقران یہ غزل پڑھتے ہوئے چپ غنچۂ آرزو سے دلربا نے مسکرا کے کہا اے شہریار آپ طلسم کشا
ہیں جرأت و لیاقت میں یکتا ہیں آپ کو ضرور چاہیئے گوشہ نشین نہ یار ہے نہ مددگار ہے نہ مونس
نہ غمگسار کس سے حال دل کہیں نہ کوئی ایسا ہے کہ آپ تک اپنی خبر تو بھیجیں اگر چاہتی ہوں کہ نامہ لکھوں

تجربہ ہے یہ شاہ فولاد نثار کے ہمارے پاس بیہودہ اگر اسکے خلاف کیا تو قلعے کو کھود ڈالینگے مہر منہ کر کے نامہ ہاتھ میں مہمان نواز کے دیا مہمان نواز نے اس نامے کو پڑھا کاغذ کو چاک کر دیا ساحر نے کہا او مہمان نواز تو نے ہمارے شاہ کے نامے کو چاک کیا میں طلسم کشا کو پکڑ کے لیجاؤنگا یہ کہکر اٹھا اور نعرہ کیا منہ ریگستان خاک بار اسقدر خاک اڑی کہ صاحبقران آنکھیں بند ہو گئے امیر نے اسم اعظم الہی پڑھا وہ گرد و غبار دفع ہوا ساحر صاحبقران کے قریب آ گیا سمجھا جاتا ہوں کمر میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لوں امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالا اور ایک طمانچہ مارا ریگستان گرد سر انگیس مارتا تھا کہ اندھیرا چھا گیا دونالی تفنگ مرزا مرزا ریگستان خاکبار مہمان نواز نے کہا حضور نے بڑا غضب کیا اب خارستان قیامت برپا کریگا صاحبقران نے ہنسکر فرمایا ای مہمان نواز بڑے تعجب کی بات ہے کہ جو ہم پوچھتے ہیں اسکا جواب نہیں دیتے ہو مہمان نواز باتوں میں ٹال رہا ہے بادشاہ جو ریگستان کا بیرون لشکر چھپا کھڑا ساحروں نے جا کر خارستان کو خبر دی خارستان نے لاشہ لشکر ریا حکم دیا طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی امیر مہمان نواز سے فرماتے ہیں کہ ہمارے دل کی عجب کیفیت ہے تم جواب باصواب نہیں دیتے ہو ہماری تو اب یہ حالت ہے

نظم

ہوئے پتلی کے ہو وہ نور نظر آنکھوں میں
کھنچ گیا تار نظر ہو کے کمر آنکھوں میں

پھر رہا ہے وہ صنم آٹھ پہر آنکھوں میں
یان سفر دشت میں ہے اسکو سفر آنکھوں میں

گر ہو جائینگے ہم منہ نہ چھپا او خورشید
عارضی زرد ہیں یان شکل قمر آنکھوں میں

کس سے شکوہ میں تاثیر کی ڈالی آنکھیں
ہو سیاہی و نگہ تیغ و سپر آنکھوں میں

نشے سے لال ہوئی ہیں جو یہ چشمان سیاہ
آپ کی ہے شفق شام و سحر آنکھوں میں

خلش اگر دل میں نہ ہووے کہیں نشتر جگر
دیکھیے اچھے ہیں حیا ہو نہ اگر آنکھوں میں

گرم سے ہو رنج نہ اس نازک کو
ہو سیان تار نظر اس لیے آنکھوں میں

ہو جدا جیسے کہ وہ لخت جگر آنکھوں سے
پھر نکلتیں ہیں یہاں لخت جگر آنکھوں میں

اسقدر کھب گئی ہے تری سنہری رنگت
آئی پری اب تو سماتا نہیں زر آنکھوں میں

اسقدر سرمہ ہوا اسکو نزاکت سے گراں
نکہ سلائی نہ پھیری بار دگر آنکھوں میں

ہمکو پیری میں بھی ہے شوق نظر بازی کا
شب کا ہے اثر تا سحر آنکھوں میں

جب وہ خورشید درخشاں نظر آجائیگا
صدقے ہو جائینگے دہن شمس و قمر آنکھوں میں

ایک نگہ کرتی ہے قتل ایک نگہ لیتی ہے جان
آپ رکھتے ہیں قضا و قدر آنکھوں میں

سات دن وصوم تجا میں جو مرے طفل سرشک
کہ تو ہے خواب کا کیونکر ہو گذر آنکھوں میں

بھٹکا گیسووں کے عالم میں جا کر ایسا
پھر ہوا مرغ نگہ کا نہ گذر آنکھوں میں

کوٹ کر موتی بھرے ہیں تری آنکھوں میں
قطرہ اشک یہاں بھی ہیں گہر آنکھوں میں

ہو جہاں یار وہیں آوے یہ دکھائی ہمیں
میری پلکیں ہوئیں پرواز کو پر آنکھوں میں

مستقیل آپ سے پانی یہ ہوا ہے ناسخ
جائے اشک آنے لگے دل سے شرر آنکھوں میں

ہر چند صاحبقران یہ اشعار پڑھتے ہیں مگر مہمان نواز جواب با صواب نہیں دیتا کہ سرکار سے
دور سے ہوئے آگے بعد دعا و ثنا کے عرض کی رخسارستان نے طبل جنگی بجوا دیا اب اُسکا ارادہ
ہے کہ لشکر معرکہ آرا ہے پرده ہوا آتش کین دشمنا کو دو بالا کرے مہمان نواز نے حکم دیا کہ ہمارے
یہاں بھی بعنایت رب اکبر طبل جنگی بجے عرض کی ای شہریار بستہ رہیگا یہ بڑا ساحر ہے سحر کی
حوالی کا یہی حاکم ہے پہلے اسی سے مقابلہ پڑیگا اور ساحر بھی تمہید کرینگے یہاں بھی طبل جنگی بجا ہر چند
صاحبقران نے پوچھا ذکر جنگ و جدل میں مہمان نواز نے ٹالا حال مفصل نہ بتلایا تیاریاں لشکریوں
ہونے لگیں جب خاصے کا وقت آیا اور صاحبقران آکے بیٹھے امیر نے کھانے سے ہاتھ کھینچا
اور فرمایا ای مہمان نواز ہم ہرگز کھانا نہ کھائینگے تم مجھے مہمان نواز ہوکر ایک بات نہیں بتاتے
ہم ہرگز کھانا نہ کھائینگے تمہارے گھر میں رہینگے مجھے آب و دانہ ترک کیا مہمان نواز نے عرض کی
حضور خاصہ نوش کریں میں مفصل عرض کر دونگا غلام کو افسوس آتا ہے اور حضور کا انتشار بڑھ جائیگا جب اس
جنگ سے حضور مہلت پاتے میں مفصل عرض کر دیتا حضور ضد کرتے ہیں تو عرض کیے دیتا ہوں اصل کیفیت
یہ ہے کہ جب حضور کے آنے کی خبر مشہور ہوئی کہ ہفت جوش ملک گرشسپ سے فتح ہوا وہ بھی حضور پر
مائل ہوئی ہیں کہ آپ سے زیادہ اُنکا حال ابتر ہے اور ہر شکار کو آئیں آپ کی خبر معلوم ہوئی صرف آپ کی ملاقات
کو آئی تھیں طلسم کے قاعدے نے اُنکو نہ ٹھہرنے دیا روتی ہوئی پلٹ گئیں وہ اب باغ نگارین میں ہیں
باغ بہار کہ خاص اُنکا مقام ہے آپ ہی کے فراق میں انہے باغ بہار بیچ نا باغ بہار میں اُنکو حضور
کی خبر نہ ملتی تھی اور باغ نگارین سے لمحہ لمحہ کی خبر اُنکو ملتی ہے صرف آپ کی خبر کے واسطے باغ نگارین
میں رہنا اختیار کیا صرف اسلیے کہ آپ کی خبر ملتی رہے شاہان طلسم نے اعتراض بھی کیا کہ ملکہ عالم
باغ نگارین میں کیوں جاکے رہیں نگار جادو اُس باغ کی نگہبان ہے نگار جادو نے تحریک کیا تو ملکہ
عالم کی طبیعت بے لطف ہے صاحبقران نے فرمایا ای مہمان نواز میں تمہارا سب ممنون و مشکور
ہوں اور بڑا احسان ہوگا کہ تا بہ باغ نگارین مجھکو پہونچا دو عرض کی حضور اب تو طبل جنگی بج چکا
کل اس سے مقابلہ کیجیے شب کو میں حضور کو باغ نگارین میں لیجاؤنگا جو جو کام میرے اختیار میں ہیں
اُسمیں تامل نہوا ہے نہوگا اتنا کہنے سے مہمان نواز کے صاحبقران کو تسکین ہوئی خاصہ نوش کرکے چھپرکھٹ
آکے لیٹے اختر شماری کر رہے ہیں ٹھنڈی سانسیں بھر رہے ہیں کبھی اُٹھتے ہیں کبھی بیٹھتے ہیں خادموں نے
کئی مرتبہ عرض کی مزاج اقدس کیسا ہے حضور آرام کیوں نہیں فرماتے صبح کو خارستان سے سامنا ہے
امیر نے کہا تم لوگ باہر جا کر سو رہو ہمارے مقدمے میں دخل نہ دو جب مہمان نواز نے باغ نگارین
ذکر کیا تھا تو ہاتھ اشارے نشان بتلا دیا تھا کہ فلان جانب باغ نگارین ہے جب خادم باہر گئے تو امیر
اپنے مقام سے اُٹھے لباس شبروی جسم پر آراستہ کر کے حلقہ ہائے کمند بازو پر باندھے سپر و شمشیر
لیکر چلے جو نشان مہمان نواز نے بتلایا تھا اُس نشان پر چلے قریب دیوار قلعہ آئے کمند مار کر اُس پار
اُترے شب کا وقت ہو کا سناٹا ہے امیر اُکا وفور انطبیعت پر انتشار دل بیقرار سوچتے ہوئے یا صاحبقران
اُترتا یہ باغ نگارین پہونچے اُس محبوب کو دیکھا مشقت قبول ہوئی اور اگر زیارت سے محروم رہے
تو بڑی مشکل ہوئی وکہین قالب کیا مجھنے حقیقت میں فلک نے انقلاب دکھایا ہے اب تو صبر نہیں ہو سکتا نظم

میدان کارزار کے چلے نہ سوچ رہے ہیں کہ یا صاحبقران یہ واقعہ تمنے خواب میں دیکھا یا اصل میں رستم
طراز سے آگیا کسی سے ذکر یہ خواب تو نہ تھا میں بیداری تھی تقدیر کی کج مزاجی کی برائی دیکھیں
اب میدان کارزار میں کیا گذرے افسوس ہو کہ ملکہ سے کلام نہ کرنے پائے صحبت میں بھی جاکر نہ بیٹھے
تھے مبتلا سے دام مصیبت سے کچھ کلام ہوتا امیر تو اس خیال محال میں میدان کارزار میں پہونچے صفیں
جمیں خارستان صحرا نشین لشکر کو ساتھ لیے ہوئے زرستان خوش چشم سیاہ پتھر کھڑا ہوا اول صفیں
جمیں نقیبوں نے نقابت کی رنگیت نے کرکا کہا زرستان نے اپنا مرکب نکالا میدان میں آکے
آواز دی ای مہمان نواز تو نے یہ غضب کیا اپنے گھر میں طلسم کشا کو مہمان کیا اب میرے مقابلے میں آ
صاحبقران نے مرکب باد رفتار بڑھایا سامنے مہمان نواز کے آئے کہا ای مہمان نواز اجازت میدان
مہمان نواز تخت سے کود دست بستہ عرض کی آپ ہمارے مہمان عزیز ہیں غلام مقابلے میں جائیگا
دشمن کو جواب دیگا حضور تکلیف نہ کریں ایسا ہو سکتا ہی کہ میزبان تماشا دیکھے اور مہمان میدان کارزار
میں جائے یہ ہمارے یہاں کا دستور نہیں ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ای مہمان نواز یہ غیر ممکن ہی
ہرچند صاحبقران چاہتے ہیں میدان کارزار میں جاؤں مگر مہمان نواز قدموں پر گرتا ہی کہ میں آپکو
میدان میں نہ جانے دونگا صاحبقران ہرچند غصہ کرتے ہیں مگر مہمان نواز قدموں سے نہیں ہٹتا ہی
یہ جو ہولی زرستان نے آواز دی تم میں سے کوئی میرے مقابلے کو نہیں آتا میں وہیں آتا ہوں
صاحبقران نے فرمایا ای نا ہنجار جلیل کیوں ساحر سے ذلیل کراتے ہو اس ملعون کی یہ مجال ہی
کہ ایسے کلمات کہے میں ابھی جاکے اسکی زبان تیغ سے جواب دیتا ہوں صاحبقران دامن چھڑا کے
چلے ہیں کہ اتنے میں وہ بیہودہ بیان گردے برخاست گردید یک بارگی سب اسی طرف متوجہ ہوئے دیکھا ایک
مرکب مشکین یہ نعرہ یا سازم صف کارزار سے بڑھتا ہوا آتا ہی (نظم)

رشک جو خامہ کا پا تک ہی
ٹھہرتا ہی میدان میں سیماب وار
قدم با قدم مائل جنگ ہی
ڈکارے کا محتاج ہی کسطرح

ملا ہی لقب رنگ مشکین اسے
صبا نام رکھوں تو بے ننگ ہی
قدم کی روانی کو دریا کہوں
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

قمر وصف توسن رقم کیا کرون
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
سراپا نعل پر خیمہ بیٹھا ل
جگر گرد گران ہی دو پا سنگ ہی
اس کیفیت سے مرکب آتا ہی

صبا شعور کرنی لکھا رہی ہی دونوں لشکروں سے آفرین و آفرین کی صدا آرہی ہی پشت مرکب پر نقابدار
جواہر پوش نیزہ ہلاتا ہوا گھوڑا چمکاتا ہی سنان نیزہ مثل زبان افعی چمکتی ہی ہلالی تیغہ ہلالی حمائل کمر میں
سپر فولادی پشت پر خنجر کمر سے لگا ہوا نہایت سج دھج سے قریب زرستان آکے پہونچا آواز دی
او نامرد مردون کیے بھاگ یہاں کی گرد مہمان نواز نے تیرا کیا نقصان کیا ہی کہ تو اسپر لشکر کشی کرکے آیا جلد
حربہ کر زرستان نے کہا ای نقابدار بقول شخصے دریا میں رہنا اور مگر مچھ سے بیر نا ہان طلسم کی
عملداری میں رہتا ہی اور ہمارے مقابلے کو آیا جو نقابدار نے کہا زبان سنبھال ری بنا تیرا طلسم کدر گیا
اب زمانہ شاہی طلسم کشا کا ہی وہ جلیل سامنے کھڑا ہی ایسا نہو اسکو غصہ آوے حربہ کر زرستان
نے کہا ای نقابدار تیرا کیا نام ہی اگر شاہان نور افشان پر چھینٹے کس سے تقابلہ کیا کریا نام باؤن
نقابدار نے کہا نام ہمارا سنان نیزہ و جوہر شمشیر سے آشکار ہوگا تیرا سحر کرنا بیکار ہوگا صاحبقران

دل بیقرار ہو گیا دل سے کہتے ہیں خواجہ عمرو نہیں معلوم اُس گوہر یکتا سے بحر خوبی پر کیا گذری ہوگی
بے اختیار گانے لگے

نظم

تمھارے ہجر میں جیسے ملال ہی کہ نہیں
ملاحظہ ہو مرا غیر حال ہی کہ نہیں

خدا ہی جانے انھیں کچھ خیال ہی کہ نہیں
ہمارے فراق کا دل میں ملال ہی کہ نہیں

کلام میں ابھی صدمۂ ملال ہی کہ نہیں
بتاؤ یار سے اب بول چال ہی کہ نہیں

دکھاکے عارض پرنور وہ لگے کہنے
ترقیوں پہ یہ ماہ کمال ہی کہ نہیں

مبت وہ کہتے تھے نفرت ہی تیری صورت سے
اُڑا لیا انھیں مجھ میں کمال ہی کہ نہیں

ہزاروں انگلیاں اُٹھتی ہیں مہر نظارہ
وہ کہ رہے ہیں کہ ابرو ہلال ہی کہ نہیں

چکھا کے ذائقۂ عناب لب کا وہ بولے
بتاؤ اب تو طبیعت بحال ہی کہ نہیں

رکاب ہی جو مہ نو تو کہکشان ای چرخ
سمند نازکی یہ سر دوال ہی کہ نہیں

یہ آفتاب پہ سمتوسے پوچھیے اک دن
ضیا میں مہر درخشان وہ گال ہی کہ نہیں

سوال ہی مرا ای دل یہ مو شگافوں سے
ثبوت اُنکی کمر کا محال ہی کہ نہیں

یہ بات پوچھنی زیبا ہی خوش جمالوں سے
وہ ماہ حسن عدیم المثال ہی کہ نہیں

کمر کو تار شعاعی کہا تو وہ بولے
کہ یار داوہ بھی کوئی مثال ہی کہ نہیں

کھلیگا سب یہ معما یہ غیب دانوں سے
دہان یار میں جائے مقال ہی کہ نہیں

ہلاک چاہ کیا زنخدان عاشق کو
خزم یار بھی چوسر کی چال ہی کہ نہیں

عبث ہی عذر تمھیں دل کے پھیر دینے میں
تمھارے پاس امانت یہ مال ہی کہ نہیں

کیا اسیر بلا میرے طائر دل کو
تمھارا گیسوئے پرپیچ جال ہی کہ نہیں

پس فنا ہی قیامت کا سامنا غافل
کچھ اپنے جرم پہ بھی انفعال ہی کہ نہیں

وہ گل ہی صبح سے مصروف سیر گلچینی
شجر ہر ایک چمن میں نہال ہی کہ نہیں

وہ عکس زلف کا عارض پہ دیکھکر بولے
اس آئینے میں بتاؤ تو بال ہی کہ نہیں

سیاہ نقطہ دخل نور ہی گنا ہوں سے
مآل کار کا بھی کچھ خیال ہی کہ نہیں

ان اشعاروں کو خواجہ پڑھتے ہوئے شب ماہ میں چلے جاتے ہیں یہی خیال ہی کہ اپنے آقا تک پہونچوں
نہیں معلوم آقاے نامدار پر کیا گذری خدا کرے لوح ملگئی ہو لیکن ای عمرو لوح کا ملنا بہت دشوار
ہی قلیل رات باقی رہی کہ خواجہ تھک گئے ایک نخل کے سایے میں لیٹے انتشار میں نیند نہیں آتی
خواجہ تڑپ رہے ہیں کہ یکایک دیکھا کہ عیارۂ کامل ماہ تابان چرخ نیلی سے جست و خیز کرتا ہوا
فوج شاطران ثوابت وسیارگان ہمراہ جاکر قلعہ مغرب میں مخفی ہوا خواجہ عمرو تڑپ رہے ہیں
سپیدۂ سحری ظاہر ہونے لگا کہ زنگ کی آواز کان میں آئی خواجہ نے سر اٹھا کے دیکھا ایک
عیارہ طرارہ منظورہ ہاے زند نفتی سے آراستہ چست و چالاک جیسا اک پشتارہ دوش پر کھینچی ہوئی
آتی ہی عمرو حیران ہو گیا کہ یہ کون ہی پشتارہ کسکا لیے جاتی ہی خواجہ آنکھیں ملتے ہوئے اُٹھے
شاہراہ ایک مقام دیکھکر حلقہ ہاے کمند خس پوش کیے وہ عیارہ آتے آتے قریب کمند کے پہنچی

اسکے کپڑے نہ اتارو ہم دشمن کی ذلت نہیں چاہتے داروغہ نے دست بستہ عرض کی آپ کا حکم سر آنکھوں پر
لیکن غلاموں کی تنخواہ میں کمی نہ آئیگا اختیار نہیں فرشتہ پوچھیگا حساب پوچھا جائیگا عورت کے کپڑے کیوں
نہیں اتارے امیر نے داروغہ کو جھڑک دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے داروغہ سرنگون ہوا صباے صبادم
اسی میدان میں دوڑنے لگی بقول شخصے ہوا چل رہی ہے حیران ہے کہ کیونکر یہاں سے نکلوں ایک طرف سے
ایک حجرہ آنے لگا اس حجرے سے ایک شاہزادی اتری کئی ہزار کنیزان زمین پوش صباے صبادم
نے جھک کر سلام کیا شاہزادی نے پوچھا بی بی تم کون ہو یہاں کیونکر آنے کا اتفاق ہوا معلوم ہوتا ہے
تازہ وارد ہو صباے صبادم نے سب حال بیان کیا اور رونے لگی شاہزادی نے کہا ہمارے پاس
رہو بہنے اپنی کنیزوں میں شریک کیا طرف قصر زبرجدی کے چلی صباے صبادم نے پوچھا آپ یہاں کی
حاکم ہیں شاہزادی نے کہا ہم خواجہ عمرو کی کنیزان ہیں صباے صبادم کے ہوش اڑ گئے صبا تو
اس حال پر [illegible] میں ہے لیکن خواجہ عمرو نے بعد داخل کرنے صبا کے [illegible] عیاری کا نکالا
صباے صبادم کی شکل بنکر تیار ہوئے ایک [illegible] راہ میں جاتا تھا اسکو [illegible] مار کے بیہوش کیا
حلق میں اسکی گنبد عیاری کا شوشہ دیا اپنی شکل اسکو بنا کے پشتارہ اسکا دوش پر لگایا طرف باغ
نگار جادو کے چلے یہاں نگار جادو رات بھر انتظار میں حالی کنیزوں سے کہہ رہی ہے کہ صباے صبادم
صاحبقران کو گرفتار کرنے گئی ہے ابھی تک واپس نہیں آئی کیا ماجرا گذرا کہ زنگ کی آواز آئی دیکھا
صباے صبادم پشتارہ بدوش آتی ہے پکار کر پوچھا اے صباے صبادم کیا ماجرا گذرا عرض کی
واری اس شخص کو گرفتار کیا کہ جسکی وجہ سے صاحبقرانی صاحبقران کی روشن ہے خارستان اسلام اسی کی
وجہ سے رشک گلشن ہے گلزار صاحبقرانی عیار [illegible] ملک فلکی آباد [illegible] نگار دفع [illegible] اسی نے
منایا جرمش کو دریا دل بحر قلزم میں جاکر گرفتار کیا نگار جادو نے پوچھا مفصل حال کہو عرض کی واری
میں حمزہ کی فکر میں تھی بیرون باغ سے زنگ کی آواز آئی میں نے نکلکر دیکھا عمرو آتا ہے میں اسپر چار پہر
رات بھر کچھ چلا صبح ہوتے گرفتار کیا لیکن واری اسکو ہوشیار نہ کیجیے آج مجھکو بڑی خوشی ہے اسکے
عیاری کا پردہ دنیا سے خاتمہ ہوا صحبت جشن آراستہ کیجیے خوب شرابیں پیجیے [illegible] ہم عمرو کو
قتل کریں نگار نے کہا ہوشیار کرکے اسکا حال تو پوچھیں کہا واری نہیں معلوم کیا کہیگا میرا تو اسکے
سینے سے دل کانپتا ہے رات بھر میں اسنے ہزاروں عیاریاں کیں میں نے نہیں مانا آخر گرفتار کر لیا
ہے [illegible] کہتا تھا کہ میں عمرو نہیں ہوں ہوشیار ہوکے نہیں معلوم کیا قیل و قال کریگا لہذا اسکا
خواجہ [illegible] مناسب نہیں ہے یہ کہ عمرو نقل کر ایک ستون سے باندھ کر آج صباے صبادم
فوج شاطر [illegible] نہیں ہیں نگار جادو نے دیکھا آنکھ پھرتی ہے لیکن عمرو حیران ہے کہ اسکے قتل
سپیدہ سحری کیا حاصل ہوگی لوح کا پتہ کیونکر ملے نگار جادو سے مچھکر باتیں کرنے لگے
عیارہ طرار [illegible] باغ نگارین میں نہ آئیگا اگر حکم ہو تو میں لشکر مہمان نواز میں جاؤں
آتی ہے عمرو حیران ہے مقابلے میں اترا ہے وہاں جاکے عیاری کروں حمزہ کو پکڑ لاؤں لیکن ضرور
شاہزادہ ایک مقام [illegible] یا تو حمزہ کو دام لگایئے تو غضب ہو [illegible] تو حمزہ کا مقابلہ نہیں
قول بانگ سب اکرم نگار کے منہ سے نکلا کہ صباے صبادم [illegible]

مبہوت ہوئی بی برق جادو شریک تھین اس سے چاہ الماس مین قیامت بپا تھی ہر گلی کوچے مین
یہی شور تھا کہ آفتاب چاہ الماس غروب ہوا اے صباے صبادم تو نے جسطرح نی بجائی قسم ہی
سامری و جمشید کی یہی صدا تھی کہ دل کو برماتی تھی صدا اسے دلربا و ستار کو شرماتی تھی اسی
سے آج تو نے نی بجائی صباے صبادم نغمہ سنے عشق کی ماری یہ کہا سا قبگڑی کرو مجھے اسطرح
سب شراب مین بیہوش بھی ہون حکم ہو تو سب کو قتل بھی کرون اب کیا چوکو گی ایک ایک سے
منہ مین تھوک گی واری میری باتون کو خیال نہ فرمائیے مین آج خوش ہون جو دل مین آئیگا وہ کہونگی
نگار نے کہا اے صباے صبادم شاہان طلسم کے سامنے تیری آبرو بیان کرونگی وہ مرتبہ ملیگا
کہ شاہان جہان رشک کرینگے صباے صبادم نے جام لبریز کرکے نگار کو دیا اور یہ اشعار
جھوم جھوم کے پڑھنے لگی نظم

ساقیا دے مجھے شتاب شراب
دل کو کردیتی ہو کباب شراب
ہو سزاوار عیش آخر عمر
ساتھ اتھے مین جناب شراب
فصل مین کیا عجب نہین ہی اگر
داغ دل رشک ماہتاب شراب
داغ دل مین نمک چھڑک اپنے
منہ مطرب مین سحاب شراب

کب سے کرتا ہون مین شراب شراب
مین قلوب اسکے نور سے روشن
صبح پیری ہی آفتاب شراب
ہو مری مستی اور ہشیاری
ابر برسانے جاے آب شراب
نرگس مست یار کے آگے
کرے اے محتسب خراب شراب

ہجر مین آگ ہوگیا پانی
کیون نہ کہلاے آفتاب شراب
ہو مرا جام زندگی لبریز
کہ ہی لطف وقت خواب شراب
ساقیا ہو تری جدائی مین
ہوئی غیرت سے آب آب شراب
نہین ساقی تو کیا کرون ناسخ

اس غزل کو اس نوع سے گایا اور نگار کو جام پلایا تمام کنیزین
سب شراب پیے مست ہوگئین اب تو خواجے دورہ باندھا نگار نے کہا اری حرامزادیو اپنے مقام
اُٹھتی نہین ہو اپنے اپنے ہاتھ سے پیو وہ نازنین پریوش دربار مین شاہ کے بھی کبھی اسطرح نہین
اُٹھی آج اسکو ایسی ہی خوشی ہی کہ خود سب کو شراب پلا رہی ہی تم بھی اپنے اپنے ہاتھ سے پیو
کنیزین اپنے اپنے ہاتھ سے پینے لگین محفل مین ہنگامہ گرم ہوا تھوڑے ہی عرصے مین عمرو نے
دیکھا دست درازیان ہونے لگین کسی نے کسی کی چوٹی پکڑ کے کشاکش ہونے لگی کسی نے پائجامہ
اُتار کے پھینکدیا ننگی دوڑی دوڑی پھر رہی ہی دوسری نے آواز دی او ننگ خاندان کچھ شرم ہی
تیسری نے کہا تو اس کام مین سرگرم ہی ہر طرف غل ہو رہے ہین صباے صبادم کہہ رہی ہی
کہ بی نگار آج دیکھیے ان مستانیون کو کیا ہوا ہی کوئی جواب نہین دیتی کوئی چمن مین جا کر گری بیہوش
ہوگئی کوئی شاخ نخل سے جا کے لپٹی کہہ رہی ہی پیارے کہان تھے وعدے کے خلاف کیا
آج بعد مدت کے آئے کوئی درخت سرو سے لپٹی جب دس مین یون بیہوش ہوئین سب کنیزین
دورہ باندھکر اٹھین کوئی غزل گاتی ہی کوئی صباے صبادم سے آواز ملاتی ہی کوئی لڑکھڑاتی
ہی سودو سو یون بیہوش ہوئین نگار چلائی کہا ارے ان کمبختون کو کیا ہوا کیون دیوانی ہوئی ہین
نگار نے چلا کے کہا ارے ایک جگہ بیٹھو دیکھو تو صباے صبادم خوب گا رہی ہی جیسے ہی
چلا کے اٹھی لڑکھڑائی عمرو نے نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو | مرا نام ہی خواجہ خواجگان

آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا بارہ دری مین جا کے سو رہی اب جرلشہ آغاز آگے کا بیان ہنگامہ دیکھا آپ کو دیکھکر دل کو تسکین ہوئی سیلاب نے کہا ای نازنین خونِ مین جو شکل غم و فریادی ہے یہ کون ہے کہا حضور کسی گنوار کو اپنی شکل بناکے لایا سیلاب چہرۂ زیبا کو دیکھکر شگفتہ ہو گیا کہا آؤ پاس بیٹھو مگر ظالم نام نہ بتایا دل کو بیقرار کیا ہے آنکھون سے حاضر ہون تم میرے باغ مین رہا کرو اپنے مصاحبون مین شریک کرونگا وہ مرتبہ کرون تمام نازنینان مہجبین رشک کرین نام تو بتادے کہ دل کو تسکین ہو وہی نام ورد کرون اُس مہجبین نے کہا مجکو نہال آرزو کہتے ہین مان باپ کے یہان اولاد نہ ہوتی تھی ایک شاہ صاحب نے آکے آواز دی کہا لڑکی پیدا ہوگی لیکن اسکی ذات سے بڑے بڑے فساد برپا ہونگے جسکے گھر مین جائیگی اُس گھر کو ویران کریگی میان تم بھی اپنے کو بچانا سیلاب نے کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین تجکو خاتون محل قرار دونگا شاہان طلسم کو یہی حکم تھا کہ جس شاہزادی کے ساتھ دل مین آئے شادی کرو سب شاہان طلسم شریک ہونگے حاکمان مرحلہ بھی آئینگے اس دھوم سے شادی ہوکہ سب عالیجاہ لوگ جمع ہون اب مین تمکو خدمت مین شاہان طلسم کے بھی لیچلونگا نہال آرزو سے باتین کرتا ہوا سیلاب طرف اپنے باغ کے جاتا ہی ملکہ بہار سے کہلا بھیجا نگار بھی تخت پر پڑا ہی بعد جانے سیلاب جادو کے ساحرون نے ملکہ سلماے گوہرپوش کو قید خانے سے نکالا لیلاے عنبرین مو بھی ساتھ ہی ملکہ سلما دبلی ہو گئی ہین آنکھون مین حلقے پڑے چہرے پر زردی ہو رہی مشکین پریشان کمر مین غم لیوں پر دم جب بہت بیقرار ہوتی ہین بلک بلک کے روتی ہین یہ اشعار عبرت آمیز وحشت انگیز زبان پر جاری ہین

نظم

ہیبت سے مرغ روح بدن سے نکل گیا
تیرِ نگاہ جب کوئی تن سے نکل گیا

تکلیف ہو نہ بازوے قاتل کو اسلیے
اک ایک استخوان مرے تن سے نکل گیا

کیا تنگ گور کن دل بیتاب سے رہے
تڑپا مین جب مزار کہن سے نکل گیا

کیا کیا نہ دود آہ نے کین سربلندیان
ایسا بڑھا کہ چرخ کہن سے نکل گیا

اللہ رے سوز ہاتھ ابھی تک جند شہ نہ تھے
شعلہ بھڑک کے تار رسن سے نکل گیا

بخشی دراز دستی وحشت نے مخلصی
لاشہ مرا حجاب کفن سے نکل گیا

اب جائے حسن سبزۂ نوخیز رنگ رو
آب حیات چاہ ذقن سے نکل گیا

لاشہ مرا لحد سے ہوا جاکے ہمکنار
دولھا کا اشتیاق دلھن سے نکل گیا

مضمون آبدار لے جنبش لبون کو دی
گوہر سخن کا درج دہن سے نکل گیا

تن کاہش فراق سے مثل خیال تھا
لہذا لحد سے صاف کفن سے نکل گیا

باقی نہ قدر میرے سہی قد کے روبرو
بل راستی کا سرو چمن سے نکل گیا

اصلاح کی یہ نکہت گیسوے یار نے
سودا دماغ مشک ختن سے نکل گیا

یاران رنج و دست سے تھے مین وہ از بسکہ
مین منہ چھپا کے اپنے وطن سے نکل گیا

ناسخ ہوئی نہ کچھ سیر آسمان نسیم
ہر تیر آہ چرخ کہن سے نکل گیا

گھبرا گھبرا کے پوچھتی ہین کیون صاحبو آج مجھ کمبخت کو قیدخانے سے کیون نکالا آج کیا مہربانی ہے

ہمین تو زندگی مین امید نہین کہ ہم قید سے نجات پائین سیلاب نے ہمارے بزرگون سے ہمین چھڑا
لائے ہو بچایا خدا اسکا بدلا اسکو دیگا بھیا دعوی عشق کرنا ہی ہمیں مرتا ہی خدا اسکو موت دے
وہ یہ تڑپ تڑپ کر مرے یا مارا جائے ہمارے وارث کو خبر نہین ہوئی لیکن یہ ناممکن ہی ضرور
خبر ہوجائیگی رونا یہ ہی کہ ایک سر ہزار سودے یقین تو ہی کہ ضرور کوشش کرین خلاف ضرور
کندہ راہو کا وقت پر موقوف ہی یہ کہتی ہین اور ملکہ سلمائے گوہر پوش بلک بلک کے روتی ہین ساحر
منتین کرتے ہین کہ ای ملکہ عالم بڑے افسوس کی بات ہی سیلاب جادو ساحر زبردست بادشاہ ملک کا
آجکل اور زیادہ اعتبار رکھے ہین اسے آپ کیون نہین قبول کرتی ہین ہم لوگون نے آج اسی واسطے
آپ کو نکالا ہی کہ تنہائی مین سمجھائین وہ عاشق صادق ہی ایسا نہ ہو حضور کے ساتھ کچھ دغا کر بیٹھے
اتنا ہم عرض کرتے ہین کہ اب وہ لاچار ہو رہے ہین گرد تمام ساحر ہین بیچ مین ملکہ سلمائے گوہر پوش
ولیلائے عنبر مو شاہزادی ذربرزادی سے لپٹ لپٹ کے روتی ہی لیلائے عنبر مو
بھی انتہا کی بیقرار ہی کہتی ہی حضور صبر کرین یہ مناسب نہین کہ آپ اپنے کو اسقدر پریشان کرین
ایسا نہ ہو دشمنون کی جان پر بنجائے ملکہ سلما فرماتی ہین ای بہن ہمارے برابر کوئی بدنصیب ہوگا
جس دن سے ہوش سنبھالا رنج و ملال ہی اٹھائے جس دن سے یہ جشن ہوا اس دن سے
گرفتار مصیبت ہین دانائے اسرار الفت ہین اب دیکھین تقدیر کیا دکھائے صاحبو ہے ان لوگون کا
ذکر کرو جنھین ایسے امر کو ماننا ہی نہ مانینگے ساحرون کے بیچ مین ملکہ سلما بھی ہین اور ساحر سمجھاتے ہین
کہ ای ملکہ سیلاب جادو عمر بھر آپ کو قید مین رکھیگا اور قید سے نہ چھوڑیگا [illegible]
آپ کھوتی ہین کیون اسقدر پریشان ہوتی ہین مناسب ہی کہ جو سیلاب کہتا ہی اسکو قبول کیجیے ملکہ
انکار کر رہی ہین ملکہ اپنے حال زار پر بلک بلک کے روتی ہین کبھی شکوہ بخت و تقدیر کرتی ہین
آنکھین بھیون نیلا سمجھاتی ہی کہ زاری اپنے کو سنبھالیے اسقدر بیتاب نہ ہوجیے ایسا نہ ہو دشمنون
کی جان پر بنجائے تو ہم کدھر کے ہونگے سیلاب جادو تو اس کنیز کو لیے ہوئے آتا ہو مگر گرداب جادو
اپنے مقام پر بیٹھا تھا یہ سیلاب کا بڑا بھائی ہی اپنی صحبت مین بیٹھا تھا کہ اسکو خبر لگی کہ نگار جادو کو
کسی نے قتل کیا گھبرا کر اسنے کہا ارے پہونچنے والا نگار جادو تک کیونکر پہونچا قصر سے باہر نکلا
طرف قصر نگار کے نگاہ اٹھا کر دیکھا آندھیان کالی اٹھ رہی ہین طائران نغمہ سرا غل و شور
مچا رہے ہین جل جل کر گر رہے ہین کچھ طائر اڑتے ہوئے اس طرف بھی آئے ایک طائر سے اسنے پوچھا
ارے تمھاری تباہی کا کیا باعث ہوا طائر نے کہا ہمارے مالک کو مار ڈالا پوچھا ارے کسنے مارا
طائر نے کہا یہ ہمین نہین معلوم یکایک بلوا ہوا کہ نگار قتل ہوگئی ہم لوگ قید سے چھوٹنے کو بھاگے
گرداب اپنے مقام سے چیخ مارتا ہوا اٹھا آسمان مین ڈوبا ہوا جاتا ہی گذر اسکا طرف مکان
سیلاب کے ہوا نگاہ جو پڑی دیکھا سب ساحر بیٹھے ہین بیچ مین ایک نازنین سرو قد خورشید خد
چہرہ آفتاب عالمتاب ایسا حسن و جمال کبھی نگاہ سے نہین گذرا تھا صورت زیبا دیکھکر ٹھہر گیا
آسمان سے اترتا ہوا زمین پر آیا سب ساحرون نے گرداب کو سلام کیا گھبرایا ہوا تھا پوچھا
بھائی سیلاب کہان ہین سب نے کہا حضور مرنے کی نگار کے خبر پائی مکان پر نگار کے گئے ہین

حضور کچھ پریشان معلوم ہوتے ہین گرداب گھبرایا ہوا تھا بے اختیار پکارا تھا بار دراپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

اسکو وقت ہین خواہش گل ہے
تھا جو گل آگے اب وہ بلبل ہے
بلبل نالان ہوا اسیر اجل
پائمدار اسکے نقش کا گل ہے
خود بخود فصل بہار ہو شرا
سجدہ گہ نقش پائے دلدل ہے

پانی پینے مین پان تامل ہے
نہین تلوار آپ کی خمدار
مثل زنجیر زلف مین غل ہے
جلگیا تیرے رشک سے گلزار
بندہ بدست ساغر گل ہے

تیرے عاشق ہوئے ہین سنبل
تلازم عشق کا یہی ہے
گل گلزار مین بہشت کہان
ہے وہ گل میرے ہاتھ کا گل ہے
بندہ مرتے ہون مین ناسخ

ملازمون نے کہا حضور یہ آپ کیا فرماتے ہین غلامون کی سمجھ مین نہین آیا امیدوار ہین کہ مفصل فرمایئے بس یہ بیچارہ ٹہلتا ہوا قریب ملکہ سلما کے آیا کہا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی مجکو بغلامی قبول کیجئے سیلاب بیہودہ کیا ہی اسکا اختیار بھی کم ہی بہ نسبت میرا اُس سے زیادہ ہی جو ارشاد ہو بجا لاؤن سب طرح کا مجھے اختیار ہی شاہان طلسم مجکو اپنا قوت بازو جانتے ہین نشان راہ و لوح میری ذات پر موقوف ہین اگر نہ بتاؤن عمر بھر طلسم کشا جنگل میرے ہاتھ سے آخر کو قتل ہو مجسے کون مقابلہ کر سکیگا طلسم کشا مجسے کیا لڑ سکیگا عمر بھر بھٹکیگا پتہ تک نہ سونگیگا عمر بھر بھٹکا دونگا یہ باوہ گوئیان سنکر ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ای شخص یہ اختیارات مجسے کون پوچھتا ہی مجکو قتل کر ڈال ایسی باتین نہ کر مجھے ناگوار ہوتا ہی اگر طلسم کشا کا دشمن ہی تو ہمارا بھی رہزن ہی مجسے کیون کلام کرتا ہی کیون ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی جب گرداب نے دیکھا کہ میری باتین نہین مانتی بالعکس مجھے قائل کرتی ہی چہار جانب دیکھ کے ساحرون سے کہا ماہروا و ساحر دکھو غصے مین بھرا کا دہ تو سب خوف جان سے ہٹگئے اسنے کچھ پڑھا تو اُتنا طبقہ زمین کا پھٹا اُس طبقے کو اُٹھا لیا طرف اپنے قصر کے چلا لاکے اپنے قصر مین پہونچایا جب ملکہ نے نہ مانا تو قفس مین بند کیا لیکن سیلاب جادو وہ حسین کنیز کو ساتھ لیکر اپنے مکان پر پہونچا دیکھا ساحر سب ہین پر چارہ کیا ہی کہا حضور آپ کے بھائی صاحب ملکہ سلما کو لیگئے یہ سنکر سیلاب چلایا کہا ارے تم نے کیون جانے دیا کہا حضور ہمکو جبر کا کہا بہانے ہٹاؤ ہمکو کچھ بن نہ پڑا مجبور و لاچار ہوئے ایسا سحر کیا کہ طبقۂ زمین پھٹا طبقے سمیت ملکہ کو اُٹھا لیگیا یہ سنکر سیلاب کو جوش آیا کہا ابھی جا کے ملعون کو سزا دونگا دیکھون تو کیسا ساحر ہی اپنے نزدیک عاقل زیرک و شعبدہ سے بہت ماہر ہی یہ کہکے کمر باندھنے لگا وہ کنیز نسکی کہا ای شہنشاہ اس کنیز کی بیان کیونکر بسر ہوگی تڑپ تڑپ کر جان دونگی وہ گھر برباد ہوا آپ نے ہاتھ اُٹھا اگر آپ پر کوئی جفا آئی کہا جاؤنگی سیلاب نے کہا مین ابھی آتا ہون اُس بیحیا کا سر لاتا ہون میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا مجسے کیا مکر کریگا کنیز نے کہا مین ساتھ نہ چھوڑونگی اب چاہتی ہون کہ سایہ سان آپ کے ساتھ رہون ہمزاد کی طرح کسی وقت ساتھ آپ کا اور میرا نہ چھوٹے ہر چند سیلاب نے کہا کنیز نے نہ مانا لاالشہ نگار تو چھینکا ساحر و نے کہا اسکو جلا دو آپ تخت پر آ بیٹھکر بیٹھا کنیز بھی پہلو مین آ کے کہا صاحب مین بھی ساتھ رہونگی تم اُس سے لڑو مین تماشا دیکھونگی بلکہ اگر موقع پڑیگا ایک ہاتھ تلوار کا ماردونگی کسی طور سے اُسکا سر کاٹونگی اُسکو زندہ نہ چھوڑونگی سیلاب نے تخت اُڑایا کنیز بھی ساتھ ہی یہان گرداب مکان پر لیٹے بیٹھا ہی قفس ملکہ کا لٹکا ہوا ہی ہر مرتبہ گھبرا کے اُٹھتا ہی ہاتھ باندھتا ہی

کہ اے ملکہ عدو بند ام کو قبول نہ ہے جان وہاں سب حاضر ہے ملکہ فرماتی ہیں اے گرداب قتل کر ڈال ایسے کلمہ
زبان سے نہ نکال ہم بخوشی جان دینگے بربادی عصمت نہ گوارہ کرینگے سامنے سے نعرہ ہوا او ملعون
یہ تو نے کیا حرکت کی ہے شرط کہ قصر وغیرہ تیرا سب پھونکدوں گرداب یہ کہکر اُٹھا کہ کیون شامت
لی ہے بس اب اس بات کا ذکر نہ کر ہو سکتا ہے کہ اس محبوب جانی کو تیرے حوالے کردوں اپنی صورت
تو دیکھ کہ بہ منظر بصورت خار صحراے جہالت بدسیرت میں شہریار ملک لیاقت ہوں دیکھ کیسا
خوبصورت ہوں سیلاب تخت سے اُتر کر زمین پر آیا نازنین لوگو وسے غائب ہوئی دونوں
میں سحر چلنے لگا سیلاب نے کیسے کیسے سحر کیے تیر برسے خنجر گرے گرداب نے سب کو دفع کیا
دو گھڑی کامل سحر چلے گرداب نے غصے میں آ کر کئی ایک سحر کیے جب وہ سحر دفع ہوئے ایک قصر
کی جانب بھاگا کارد سحر نکالکر لایا اپنی پیشانی کا خون اُس کارد پر ڈالا آواز دی اے سیلاب جادو
اسی میں خیر ہے کہ چلا جا میں وہ سحر لایا ہوں کہ جسکا دفعیہ سامری و جمشید کو بھی نہیں معلوم تھا یہ
کہکے لاکھ لاکھ ڈرایا دھمکایا مگر سیلاب جوش میں ہے گرداب نے بہت بہت سمجھایا نہ مانا خیر پھینک مارا
نشانہ گرداب کا نشانہ ہوا گرداب غصے میں پیچھے ہٹا وہی کارد سحر نکالی اُسپر اپنا خون ڈالا وہی کارد
کھینچ ماری سیلاب نے ہر چند رد کا مگر چھری آ کر سینے پر گئی پر پڑی نور گر لیٹ کو پار گذری
لاشہ سیلاب کا گرا جلنے لگا ایک بونڈلا گرد کا اُٹھا آواز آئی کشتی مرا نام میں سیلاب جادو بود
وہ بونڈلا لاشہ اُٹھا کے لیگیا گرداب چرخ مارتا ہوا سامنے قفس کے آیا کہا ملکۂ عالم آپ نے دیکھا
میں نے آپ کی جوش محبت میں اپنے بھائی کو مار ڈالا آپ نے میرے سحر کو دیکھا ملکہ نے کہا او بھیا
تجھپر لعنت ہے کہ بھائی کو تو نے یوں مارا اُسپر فخر کرتا ہے جادو ہمارے سامنے نہ آنا ہے جیسے تو
ویسی ہی کارد سحر ہمکو بھی مار دے گرداب قدموں پر گرنے لگا ملکہ چیخ مار کر اُٹھیں کہا او کمبخت
خدا تجکو غارت کرے کیوں ہم غریبوں کو ستاتا ہے سامنے سے ہٹ جا کلمات بیہودہ زبان سے نہ نکال
ہم اپنے حال میں ہیں زندگی سے بیزار مجبور لاچار اب یہی بہتر ہے کہ ہمکو بھی ایک تلوار مار دے ہم
اسی رشک میں اپنی جان دینگے اب نہ زندہ رہینگے قلب پر دفور غم و حسرت اپنی وہ کیفیت تیری
یہ صورت بس قتل کر ڈال یہی بہتر ہے ہم نہ جانتے تھے کہ یہ جفائیں اُٹھانا ہونگے کلفتیں جان جائے اس
کشاکش سے چھوٹیں یہ راتیں سیاہ مثل پردہ ظلمات تڑپ تڑپ کر کٹتی ہیں جان وہ سخت ہے کہ جسم سے
نہیں نکلتی آہ کرنے میں کوئی شے نہیں چلتی اپنے حال پر تاسف آتا ہے اب تو یہ کیفیت ہے نظم

بعد از فراغ روح بھی قید عدو میں تھا
خنجر زبان نکالے ہوئے آرزو میں تھا
یا وہ کوئی عروس ہے ساقی کہ رات بھر
یہ مدعا وہ ہے جو تری گفتگو میں تھا
دشمن سے بھی ہمیشہ رہا مجکو اتحاد
اتنی تو آبرو تھی کہ میں آبرو میں تھا
منظور تھی جو شہرت حسن سخن نسیم

میں صورت نوالہ عدو کے گلو میں تھا
نالے ہمارے زخم جگر کے اُلجھ گئے
ہر مست کی نظر سے حجاب سبو میں تھا
پیوند نالہ چاک دہن میں ضرور ہو
مانند دست یار میاں عدو میں تھا
مطلب کی بات کہہ نہ سکے اپنے رات بھر
مانند غنچہ پرورش رنگ و بو میں تھا

کیسا مزا ہمارے جگر کے لہو میں تھا
بل مثل موے زلف جو تار رفو میں تھا
افسانہ میرا کیوں نہ سراپا فریب ہو
آج انتہا کا نعمت صد آرزو میں تھا
تھا گو کہ ایک نقطہ تنہا ہزار شکر
معنی بھی منہ چھپائے ہوئے گفتگو میں تھا
اے گرداب کیوں اپنے تئیں

اس دریائے مصیبت مین ڈالا اس گرداب سے کیونکر نکلیگا یہ پریشانی کیون ہاتھ پانو مارتے ہو ان
پانون پر گرداب جھلا رہا ہی کہتا ہی ای ملکہ عالم مین نے آپ کے واسطے جدا اپنے بھائی کو قتل کیا
ہمشیرہ صاحبہ بھی آپ ہی کی وجہ سے قتل ہوئین اور آپ ایسا فرماتی ہین نگار سے مارے جانے سے
بازو ہمارا ٹوٹ گیا ہمکو بڑا افسوس ہی کہ نگار کو کسنے مارا نگار وہ علم شعبدہ سے ماہر تھی نہین معلوم
اسکو کیونکر مارا یہ باتین کر رہا ہی اور ملکہ سلما اپنے حال زار پر روتی ہین کہ ایک طرف سے آواز آئی
کہ بہنا کیون روتے ہو اشکون سے منھ دھوتے ہو مین اس ظالم کو راضی کر دونگی اسکی مجال ہی کہ تمکو
بشوہری نہ قبول کرے مجکو کون مار سکتا ہی مین نے بھی انتظام کر لیا تھا گرداب نے جو نگار جادو
کو آتے ہوئے دیکھا بحال ہو گیا کہا مین تمکو دیکھکر دل شاد ہوا سارہان زادے سے کیونکر جان بچائی
نگار نے کہا ای گرداب خود بخود میرے دل مین آیا کہ مین نے اپنے ہمشبیہ کو چھوڑ دیا جب اتنا
دل مین خیال آیا تھا کہ کوئی آفت آنیوالی ہی مگر کیون بھائی سیلاب کو کسنے مارا گرداب نے کہا
سیلاب میرے ہاتھ سے مارا گیا مین تمھارے قتل کی خبر پا کر چلا باغ سیلاب مین گذر ہوا اس جبین کو
دیکھکر عاشق ہوا اٹھا لایا سیلاب کی قضا دامنگیر تھی دوڑے آئے مجھسے لڑنے لگے مجسے
لڑے تھے ہو گئے مین نے ایک کاری وار دی خاتمہ ہو گیا نگار واسطے سیلاب کے بہت روئی کہا بھیا تمنے
غضب کیا قوت بازو زینت پہلو کو مارا انکو یہ مناسب نہ تھا گرداب نے کہا اب تو میرے ہاتھ سے
مارا گیا جو گذری وہ گذری اس نازنین پر میری جان جاتی ہی اگر اسنے قبول نہ کیا تو اپنی جان دونگا
نگار نے گلے سے لگا لیا کہا بھائی صاحب اسقدر کیون بیتاب ہوتے ہو اسکو ہم راضی کر دینگے یہ معشوقہ
طلسم کشا کو بھی ہین تم گرفتار کرینگے پھر چپکے سے کان مین کہا بھائی عورت کی رازدان عورت
ہوتی ہی جلسہ آراستہ کرو مین ابھی راضی کر دونگی تمھارے پہلو مین اسکو بٹھاؤنگی کیون گھبراتے ہو
نگار نے ایسی باتین کین کہ گرداب کو تسکین ہوئی نگار نے کنیزون کو آواز دی اری تم کیا
تکر تکر دیکھ رہی ہو دیکھتی ہو کہ مالک بیقرار ہی شراب و کباب لاکے رکھو مین اپنے بھائی کے ساتھ
اگا دن اور باتین بھی ہونگی اس نگوڑی کو ترساؤن گرداب حیران ہی کہ ہمشیرہ صاحبہ کیا
کہتی ہین نگار نے کان پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا ارے گیڑے بجھ مین اسمین کیا فرق ہی جو اسکے
پاس وہ میرے پاس بھی ہی بس پہلے مجسے مطلب حاصل کرو یہ دیکھا کیے جب یہ سوال کرے انکار کرو
آخر بیقرار ہو کر خود راضی ہو جائیگی گرداب نے کہا ہمشیرہ خوشی تمھاری شراب لاکے رکھی گئی کشتیان
کباب کی گرداب کو مسند پر بٹھایا نفس ملکہ کا حجت مین لگا دیا آپ بیچ مین آکے بیٹھی گلے سے لگالی کہا
بھیا سنو اور وصل پر بہار سے آمادہ ہو یہ کہکے یہ غزل عاشقانہ موافق وقت کے شروع کی

نظم

میرے مرنے کی خبر سنکر وہ کچھ شادان نہین
ہاے اب کیجے یہ بھی اسے ارمان نہین

اشک میرے پاؤن دھوئین خون کے لال رہے حنا
تم اگر آؤ تو حاضر کونسا سامان نہین

آہ میری نامرادی کسقدر مشہور ہے
لطف بھی وہ اسنے سوچا ہین کچھ احسان نہین

التماس حال کرتا ہون مین رو رو کر تو کیا
ذریعت ہی اشک کا قطرہ کوئی طوفان نہین

سرنگون مجکو کیا کیون ای ہجوم انفعال
یہ تو شرم گفتگو ہی شکوہ جانان نہین

[illegible] کیا سکھا جلد [illegible] سے	تر ہو الیکن کہین نزدامن مژگان نہین
اس ترش روئی سے [illegible] ہنسا تھا خوب	کو لیے ہوے مگر کچھ بھی مزا ای جان نہین
کسکی در دیدہ نگاہین سینے مین کرتی ہین گھر	پھر یہ کیون کہتے ہو میرے دل مین کچھ ارمان نہین
تو مسلسل ہی کہ مین ہون اور کبھی دیکھے نہ غیر	آدمی ہون کچھ تمھارا خندہ پنہان نہین
ہی جو اس پر رحم کی مرضی تو برسون سے نسیم	کشمکش ہے جسپر کو حاصل فراق جان نہین

اس رنگ سے اس غزل کو بجایا کہ گرداب اختر بہن سے لپٹ گیا کہا ای ہمشیرہ کیا خوب تو بجائی ہے دل بیقرار کر دیا نگار نے کہا بھیا ابھی کیا سنا ہی آج ساری محفل کو خوش کرونگی مگر کیون بھیا طلسم کشا اوتا ہے یا آتا ہی لوح کہان پا سکیگا گرداب کے منہ سے نکلگیا یہانسے بارہ کوس پر باغ ہسکلان بن قہار ہی اسی ساحر کے قبضے مین لوح ہی یہ کہکے بہت منت کرنے لگا کہا ہمشیرہ اسوقت جوش مین میرے منہ سے یہ نکلگیا کسی سے اسکا ذکر نہ کرنا آجتک کوئی ہسکلان بن قہار کے نام سے بھی آگاہ نہین سات سو نابکار میرے یہان قید ہین وہ سب واسطے طلسم کشائی کے آئے آخر یہان آکر پھنسے طلسم کشا بھی آکر پھنسیگا باغ ہسکلان عجائب و غرائب ہی اگر ارسطو و لقمان بھی وہان جائین تو دام فریب کرین پھنسین یہ کہکے کہا بہن یہ فن نوازی تھا کہ جسے بتائی کہا بجا ہے صاحب ایک دن رات کو سامری و جمشید خواب مین آئے یہ سب کمال بتاگئے اب شراب پلانا دیکھو یہ کہکے نگار نقلی نے جام بھرا اشعار عاشقانہ پڑھے کہا لو بھیا جام ہو گرداب نے جام پیا اسطرح عمرو نے دور شروع کیا ایک گھڑی بھر مین دست درازیان ہونے لگین جوش مین گرداب اٹھا چرخ مارنے لگا سمجھا یہ جاتا ہی گرداب مین بہن کے پاس سوونگا بہن سے بہتر کون معشوق ہی یہ کہکر گرا بیہوش ہوا عمرو نے خنجر کھینچکر چلایا کہ اسکو قتل کرون کہ پہلو سے آواز آئی او سارباں زادے کیا کرتا ہی تم گلرنگ جادو مصاحب گرداب دانغ ہو کہ گلرنگ واسطے شکار کے گیا تھا جس وقت پلٹ کے آیا یہ معرکہ دیکھا عمرو نے چاہا جست کرکے نکلجاؤن اسنے ایک دوتہ زمین پر مارا جسکے پاؤن زمین نے تھام لیے گلرنگ نے بڑھکر باران سحر برسایا گرداب کو ہوشیار کیا گرداب نے اٹھتے ہی سر پیٹ لیا کہا ای گلرنگ تم خوب وقت پر پہونچے گلرنگ و گرداب باتین کرنے لگے باران سحر جو برسا اور ساحر بھی ہوشیار ہونے لگے جو اٹھا یہی کہتا ہوا اٹھا کہ گلرنگ جادو نے ہماری جان بچائی عمرو نے جو دیکھا کہ پاؤن میرے زمین نے تھام لیے گرداب و گلرنگ آپسمین بغلگیر ہو رہے ہین اپنے بچنے پر بڑا ناز ہی عمرو کو خیال آیا کہ زنبیل مین صاحبقران موجود ہین گرداب و گلرنگ خوشیان کر رہے ہین عمرو نے منہ زنبیل کا کھولا صاحبقران کو زنبیل سے نکالا کیا آقا اسم اعظم پڑھتے ہوئے نکلے امیر نے زنبیل سے نکلتے ہی اسم اعظم پڑھا عمرو کے پاؤن چھوٹے امیر نے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران ہیجا ہر کہ داند و اند و ہر کہ نداند بشناسد نعرہ صاحبقران تصنیف مصنف

منم صاحب چتر و تیغ و علم	امیر عرب حمزہ ذی حشم	منم قاتل کافران جہان
ز تیغم فراری ز انوشیروان	چو رستم بسنجان بے گیرودار	ز گنجاب ملعون کردہ فرار
چو در باختر جنگ شد آشکار	ببازو رسدہ فتح و نصرت شعار	گند رجون بیجا نگہ قاف شد

جسز اثر پر از عصل النساق شد
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

ز دم دیو عفریت را در مصاف
کہ از جنگ بیمین ذلیل و خوار

بلرزند از خوف دیوان قاف
در انجا چو جاہ و ادب یافتم

نعرہ کرکے صاحبقران لڑنے لگے عمرو حقۂ آتشبازی مار رہا ہی
تھی سو ساحر جلکر رہے پہلو مین صاحبقران کے کھڑا حقۂ آتشبازی مار رہا ہی گرداب نے جو یہ رنگ
یہ آفت دیکھی ہوش پراگندہ ہو گئے سحر کرنے لگا بسبب اسم اعظم کے سحر امیر پر تاثیر نہین کرتا تا
کوڑ حلقہ امیر نے نیزہ مارا سینے کو توڑکر پار گذرا گاڑ نگ کے سر کٹے اندھیرا ہوا قفس سے ملکہ
سلماے گوہر پوش و لیلاے عنبرین مو دیکھ رہی ہین ملکہ فرماتی ہین کیون لیلا تو نے دیکھا
عمرو نے کیا غضب کیا حقیقت یہ ہی کہ عمرو کا عیاری مین مثل نہین کس وقت پر صاحبقران کو
نکالا ہی دیکھیے اب تقدیر کیا دکھائے دل چاہتا ہی عمرو کے نثار ہون کس جرأت و شوکت سے جنگ
کر رہا ہی اگر دور ہوتی تو عمرو کو یہ نامہ لکھکر بھیجتی نظم

قاصد جو پڑھ چکین وہ مرا ماجراے خط
کہنا کہ اور آتا ہی اک خط قفاے خط

گم گشتگی کا حال جو لکھا تھا یار کو
وہ پڑھتے پڑھتے بھول گیا ماجراے خط

افسانہ ہاے ہجر کی طولانیان یہ تھین
برسون پڑھا کیے نہ ہوئی انتہاے خط

فرصت کہان ہی ضعف سے کچھ حال لکھ سکین
قاصد ہمارا شوق ہی بس ہی بجاے خط

نازک مزاج ہین کہین آزردگی نہ ہو
جلدی نہ کیجیو مرے قاصد براے خط

کیا ذکر نامہ بر کہ دم واپسین ہی آن
اب اور ہی ہوا ہی نہین ہی ہواے خط

تھا وعدہ جان نامہ برین لگا وقت واپسین
نکلا ہزار بار ہی منھ سے ہاے خط

سمجھین نہ گر صاف کہین حال واقعی
کیونکر لکھون کہ وہ ہین مرے آشناے خط

آجاے نامہ بر جو پس مرگ ہمنشین
دینا مرے مزار پہ لاکر ہواے خط

قاصد جواب نامہ لکھا یار نے مجھے
تعریف مدعا مین کرون یا ثناے خط

پرہیزگار شوق وہ ہمکو ہین جانتے
مضمون پاک ڈھونڈھ رہے ہین براے خط

قاصد زیادہ اس سے ہوس کیا مزدوری
دیتا ہون نقد جان مین تجھے رونماے خط

لیلا ملک بلک کے رونے لگی کہا الٰہی دعا کرو کہ انجام بخیر ہو چارطرف سے ساحر سحر کر رہے ہین
خدا انکو سحر سے ان ساحرون کے بچائے آگ برس رہی ہی وہ دیکھو نگوڑے گرداب نے دریاے
سحر بنایا صاحبقران جب کسی ساحر کو قتل کرتے ہین اندھیرا ہو جاتا ہی صاحبقران اسی اندھیرے
مین ساحرون کو قتل کر رہے ہین ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی تیغۂ عقرب علم کافرون کے لہو پر دم گرداب
گھبرا کے کہتا ہی ارے یارو طلسم کشا کیونکر آگیا ساحر کہتے ہین عمرو نے زنبیل سے امیر کو نکالا نکالتے
نکالتے یہ کہدیا کہ آقا ہوشیار ہو جائیے برق شمشیر تڑپنے لگی ممکن نہین کہ کوئی اس سے بچے حمزہ
صاحب اسم اعظم حرز ہیکل کا جسکی قتل کفاران کی کوشش نگاہ صاحبقران کی کفار پر پڑ رہی ہے
سرمرتبہ چاہتے ہین تابہ گرداب جادو گرداب سحر کرکے تھکا تا ہی ساحرون کو پکار رہا ہی کہ یارو
اسکو مارو سحر کرو نیزہ دیتے ہیں ساحر ہر چند کوشش کرتے ہین ارادہ قتل صاحبقران پر مرتے ہین

کی ہے تعلیم میاں تیغ ادب آموز نے — اسلئے منھ کھولتے ہیں زخم شرماتے ہیں آج
خندۂ دزدیدہ کی ہر ہر دہان زخم میں — شادی اندوہ سے دل اپنا بہلاتے ہیں آج
شام فرقت نے سکھائے ہیں مجھے کیا کیا خیال — ای فلک ہشیار بیمار مرے آتے ہیں آج
آؤ قبل از حشر ملکر فیصلہ کرلیں ہم — زندہ کر لینا ہمیں لو تیغ مرجاتے ہیں آج
ہیں خیالی نامہ و پیغام اُنسے ای نسیم — متصل پیک تصور اپنے دوڑاتے ہیں آج

عمرو نے کہا آقائے نامدار صبر کیجیے انشاء اللہ وقت پر ملاقات ہوگی نہیں معلوم کون دشمن بگاڑ ہوتا
خواجہ سمجھا رہے ہیں صاحبقران کی بیقراری بڑھتی جاتی ہے ہر مرتبہ چاہتے ہیں گریبان چاک کردیں
عمرو کہتا ہے ای آقا صبر کیجیے مطلع مصنف ناب جامہ دری و پاس عزیزان کیسا ٭ دامن
یار کے چھوٹے تو گریبان کیسا ٭ امیر ہر دم اثنا میں فرماتے ہیں خواجہ اب کہاں تلاش کریں
وہ ماہتاباں کس ابر میں چھپا اُس آہوے رم خوردہ پر کیا گذری یہ کہتے ہوئے باہر نکلے ہیں
کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ غنچۂ آرزوے دلکشا ہنس پر سوار تاج سر کو آگے پہونچیں عرض کیا
آقائے نامدار اجداد نے اپنا غسل شراب کیا گرداب و سیلاب دونوں مارے گئے اب یہ رستہ نکلے
یہانسے دو کوس پر جائیے ایک چشمہ آب ملیگا کہ پانی اُسکا مثل آب گہر صاف و شفاف ہے اُس
چشمے میں بسم اللہ کہکے پھاند پڑیے گا قریب باغ ہیکلان بن قہار پہونچیے گا لیکن تدبیر کہ خواجہ بھی
ساتھ ہوں خواجہ کا وہاں جانا واجب و لازم ہے امیر نے عمرو کو ہمراہ لیا امیر سے ملکہ نے عرض کی
کیلئے حضور بائیں سمت جائیں دو کوس پر جائیے ایک چشمہ آب ملیگا اسی چشمے میں اپنے تئیں گرادیجیے
یہی راستہ باغ ہیکلان بن قہار کا ہے یہ کہکے ایک کاغذ بھی اپنے پاس سے دیا کہ اس پرچے کو
ملاحظہ فرمائیے گا جو ضرورت سرکار کو ہوگی موافق اُسی ضرورت کے اس پرچے کو ملاحظہ فرمائیے گا
پرچہ امیر نے اپنے پاس رکھا ملکہ غنچۂ آرزوے دلکشا تو امیر کو سمجھا کر چلیں صاحبقران بھی
جانب ملکہ غنچۂ آرزوے دلکشا اسی سمت روانہ ہوئے خواجہ عمرو ساتھ ہیں دو کوس
راستہ طے کرکے صاحبقران زمان نے پرچے کو دیکھا اسمیں مرقوم تھا کہ سامنے چشمہ آب ہے اسمیں
اپنے تئیں پہونچاؤ یہی راستہ باغ ہیکلان بن قہار کا ہے صاحبقران قریب چشمہ آئے عمرو نے کہا
آقا میں تو پانی سے ڈرتا ہوں پناہ پانی مشکل ہوگی میری آبرو کیونکر بچیگی امیر نے پھر کاغذ کو دیکھا
مرقوم تھا کہ ای طلسم کشا واسطے شہنشاہ اوج عیاری کے یہ راہ مقرر ہے جب آپ پانی میں داخل ہوں
خواجہ کو مناسب ہے اسم حاشیہ کاغذ ورد زبان کریں صحرا سے ایک اژدہا پیدا ہوگا منہ کھولے اشارہ کریگا
خواجہ اُسکے دہن میں کود پڑیں آپ سے پاس پہونچینگے عمرو نے کہا ای آقائے نامدار میں دہن اژدر
میں کیونکر پھاندونگا امیر نے فرمایا کہ خواجہ یہی حکم نکلتا ہے صاحبقران قریب چشمے کے پہونچے دوڑ
پیر جمائے جسم سے کود پڑے پانی نے جوش مارا عمرو نے وہ اسم ورد زبان کیا ایک اژدر صحرا سے
پیدا ہوا عمرو لاچار ہوکر اسکے منہ میں پھاند پڑا صاحبقران کی جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحرا میں
پایا صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا ہوا بہار عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کررہی ہیں ہاران
صحرا اچھل کود میں نہریں آب صاف و شفاف سے مملو قمریان کوکو کررہی ہیں فاختہ قلندر مشرب

ق بآفرین رب حسیم ... صدائے حق سرو باغبان قضا و قدر کا انتظام ہر من جانب کے عکوس جام ہوتے
باکی کلہ بیان سیاب مرغ دل طائر سست صاحبقران کو صحرا پسند آیا راہ کو طی کرتے ہو جاتے ہین
لیکن خواجہ عمرو وجود ہین اژدر مین گرے یہ بھی اُسی صحرا مین پہونچے صورت بدلی ایک مرد مسافر
کی صورت بنے ہوئے کہ ایک طرف سے آواز آئی اے فرزند تھوڑی دیر کا وعدہ کر کے نکلے تھے
آج کئی روز سے کیون نہین آئے عمرو یہ صدا سُنکر گھبرا گیا ایک ضعیفہ گوری صورت معقول وضع نے
آکر عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون بیٹا مجھسے کیا خطا ہوئی کہ تم جنگل مین مارے مارے پھرتے ہو بہنین تمھاری
رو رہی ہین قصبے والے پوچھتے ہین کہ بڑی بی صاحبہ تمھارا فرزند اسعد جوان کہان گیا خواجہ ان
باتون پر حیران ہین مگر خاموش ضعیفہ کی صورت دیکھ رہے ہین ضعیفہ نے سر سے پاؤن تک
بلائین لین کہا میرے بچے کو کسی نے کیا کر دیا کچھ جواب نہین دیتا خواجہ اس ضعیفہ کی باتون پر
حیران ہین کہ کیا جواب دین بڑھیا نے ہاتھ پکڑ لیا ہاتھ پکڑ کے چلی خواجہ چپکے چلے آتے ہین جب
بھاگنے کا ارادہ کرتے ہین تو بڑھیا روتی ہے کہتی ہے بیٹا میری خطا تو بیان کرو آخر گھر مین کس سے ملال ہے
تھوڑی دور راہ طے کی تھی کہ ایک لڑکی بارہ تیرہ برس کے سن کی پکارتی ہوئی کہ ای اماں بھیا ملے
بڑھیا نے رو کے جواب دیا کہ بھائی تمھارے ملے مگر کچھ تمسے نہین بولتے نہین معلوم کسی نے
کیا کر دیا وہ لڑکی آئی بھائی بھائی کہکے لپٹ گئی یہی کہے جاتی ہے بھیا اسعد نوجوان کچھ تو بولو بات
جواب دو کس سے تمکو ملال پہونچا تھوڑا ہی راستہ خواجہ نے بڑھیا کے ساتھ طے کیا تھا دس بارہ
لڑکیان جمع ہو گئین بھیا بھیا کہکے لپٹی جاتی ہین خواجہ کسی کو جواب نہین دیتے سر جھکائے ہوئے
چلے جاتے ہین جب اس جنگل سے نکلے دیکھا ایک قریہ نہایت آباد جا بجا کسان لوگ زراعت
کر رہے ہین جنھے اپنے کھیت پر سے دیکھا پکار کر آواز دی میان اسعد نوجوان کہان تھے بڑھیا
روتی پھرتی ہے تمھاری مان کا رونا ہمسے دیکھا نہین جاتا عمرو سر جھکائے چپکا چلا آتا ہے کہ ایک
نازنین چہاردہ سالہ سامنے سے آئی میان کہکے لپٹ گئی کہا اماں جان آپ بیٹھے مین اپنے وارث سے
سبب پوچھ لونگی اب عمرو حیران کہ یہ نازنین کون ہے کہ مجھے وارث بتاتی ہے ضعیفہ نے اُسکے ہاتھ
مین عمرو کا ہاتھ دیا کہا بی بی تمھارا راج سہاگ قایم رہے نہین معلوم تمھارے شوہر کو کسی نے
کیا کر دیا کہ بات کا جواب نہین دیتے وہ نازنین رونے لگی ہر مرتبہ لپٹ لپٹ جاتی ہے اور کہتی ہے
کہ ارے میرے وارث کو کیا ہو گیا بات کا جواب نہین دیتے عمرو حیران کہ اس بڑھیا سے چھوٹا تو
اس جوان عورت نے لیا لپٹی جاتی ہے دم بدم یہی کہتی ہے کہ صاحب کچھ بات کا جواب دو اگر تمھین
اپنی مادر مہربان سے کچھ ملال پہونچا ہے مجکو الگ لیکر رہو سب گرستی کرنا پڑیگی لیکن الگ ہونا
تو یہ خیال رکھو جو اسباب مجکو جہیز مین ملا ہے وہ اپنا پہچان کے الگ کر لینا ورنہ خانہ داری
مین مشکل پڑیگی عمرو حیران کہ کیسا اسباب کیسی شادی قریے مین جو ملتا ہے وہ یہی کہتا ہے کہ ای
اسعد نوجوان کہان گئے تھے زوجہ تمھاری کل سے بہت بیقرار تھی کھیت کھیت اسنے تمکو
ڈھونڈھا عمرو انکو بھی کچھ جواب نہین دیتا گویا منہ مین زبان نہین ہے قریے مین جاکے قریب ایک
مکان کے پہونچے دیکھا کہ مکان چھوٹا سا مٹی سے لپا ہوا دروازہ مکان کا کھلا ہے قریب دروازے پہونچے

پانچ سات لڑکیان دوڑ پڑین گھر مین غل ہوا کہ صاحبزادہ آیا ایک بڑھیا نکلا فرزند کہکر سے لگا لیا
کہتا ہی بیٹا کہان چلے گئے تھے مان تمھاری روتی تھی اب عمرو اور زیادہ حیران سب ملا کر عمرو کو
مکان کے لائے ایک طرف کو نے مین اُس زن سین نوجوان نے عمرو کو کمرے مین لیجا کر کہا اجہا
صاحب بیان مجھو ہمین کس سے کیا واسطہ میرے ساتھ کیا لاتے ہو جو مناسب ہی خوشی ہو وہ کرو ان کو
منظور ہے تو مکان کرانے کا روپیہ باپ کے وقت سے دیا درخت لگے ہین اُنہو لگوائے وہ میان ہوا
زمین زمیندار سے لو مکان بنواؤ وہان اُٹھ چلین گے زہرہ نے عمرو کو کہا نہین یہی لیے جاتے ہین کہ بات
کر وہ لڑکیان بڑھیا بڑھا دوڑ آیا گھر اعتبر کے شراب لایا مان لو بیٹا شراب پیوا ہو بات کر عمرو نے
کہا تک خاموش بیٹھا رہونگا اب ان سب کی گردن مارون بڑھے سے کہا ابا جان میرے کہنے سے وہ کیا
اُس قلق سے دل پر صدمہ ہے اس وجہ سے بات نہ کرتا تھا بڑھے نے کہا بیٹا شراب پیو کہا کہ
زمیندار کا روپیہ مین ادا کرونگا تم کیون صدمہ کرتے ہو بڑھیا نے پکار کے بڈھے سے کہا صاحب
تمنے سنا تمھارے بیٹے کی زراعت خراب ہو گئی اس وجہ سے وہ بات نہین کرتا ہے وہ روپے جو مالک
رکھے ہین وہ لا کر اسکو دیدو روپے کا نام سنکر خواجہ نے بڑھیا سے کہا ای مادر مہربان مجھکو ڈر
معلوم ہوتا تھا ایسا نہو زمیندار مجھکو پکڑ لیجائے اور قید کرے اسی ڈر کے مارے نہ بولتا تھا بڑھیا
پچاس روپے لا کے عمرو کے آگے رکھے اب تو عمرو بھی اماجان سے لپٹ گیا سونے کے کڑے
بڑھیا پہنے تھی کہا ای مادر مہربان کڑے تمھارے میلے ہو گئے ہین لاؤ مین اُجلے کر دون بڑھیا نے
اُسی اُتارے عمرو نے کڑے بدل لیے پیتل کے کڑے بڑھیا کو پہنا دیے اب تو عمرو نے زردست درازی
شروع کی لڑکیان جو بیٹیا بجیا کے پاس بیٹھین تھین عمرو نے انکے بھی زیور اُتارے اب بدل بدل کے
سب کو دیتے جاتے ہین شراب مین بھی بیہوشی ملائی جام بھرے میان کو دیا کہا ابا جان پہلے آپ ایک
جام پیجیے تو پھر ہم لوگ پئین بڈھے نے کہا بیٹا مین تو تمھارے واسطے لایا ہون عمرو نے کہا پہلے
آپ پئین تو مین پیونگا عمرو نے زبردستی بڈھے کو شراب پلائی دوسرا جام بڑی بی کو پلایا زوجہ
جو اشارے کرتی ہے خواجہ کہتے ہین ٹھہر جاؤ تمھین بھی دیتا ہون پہلے بڑے بوڑھون کو پلانا اچھا ہے
اب تو عمرو نے اُن لڑکیون کو بھی پلایا بعد اُسکے زوجہ کو جام دیا جھک کے ایک بوسہ لیا زوجہ نے
ایک طمانچہ مارا عمرو نے بیہوشی ملا کر سب کو شراب پلائی تھی تھوڑے ہی عرصے مین قیامت برپا ہوئی
چھوٹی بیزار آپسمین جلنے لگی بڈھا یہ کہکے اُٹھا او اسعد تو نے یہ کیسی شراب پلائی دیکھ تو لڑکیان
ننگی ہو گئین سب چیزین اُنکی دکھائی دیتی ہین کیا اُنکے ساتھ بھی کوئی حرکت کریگا تجکو کیا منظور ہے کہکے
طرف عمرو کے دوڑا بیہوش ہوا بڑھیا پکار مرا وارث کہکر چلی یہ بھی گری دو عورت نوجوان جو پہلو مین عمرو
کے بیٹھی تھی وہ یہ کہکے اُٹھی کہ جا تو شب مین تیرے گھر سے نکل جاتی ہون یہ کہکے دوڑی لڑکھڑا کر گری
بیہوش ہو گئی اب تو عمرو نے جھٹ پٹ اُٹھا پہلے سارے گھر کی تلاشی لی صندوقون مین اسباب بھرا تھا وہ سب عمرو
نے اڑا لیا برتن بھی اُٹھا لیے زر زنبیل کیے اب عمرو نے پہلے بڑھیا کو خنجر مارا دو ٹکڑے ہوئے پھر بڈھے
کو قتل کیا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کسنے ہمارا نام نہ لیا بہران جادو بولا عمرو گھر سے باہر نکلا سب قریے والے
دوڑے ہر طرف یہی غلغلہ ہے کہ بہران جادو کو کسنے مارا عمرو نکلکر جا کا قریے والے دوڑے چلے آتے ہین

سب بیکار ہے بہت جتن کیا کہ یہ چور جانے نہ پائے ارے اس مکار نے غضب کیا ہیران کو دم دیکے مارا
ابھی سلامت ہے طلسم سنا گیا عمرو نے کئی حقہ ہائے آتشبازی مارے شعلہ ہائے آتش بھڑکے جب اُن
سواروں سے شعلے جنگلوں میں گرے یہ عمرو کے کان میں آواز آئی کہ ہیران جادو ایک ساحر کو لگا کر
لائی تھی اُسنے سب کو قتل کیا اب نکلا بھاگا جاتا ہی عمرو بھاگکر صحرا میں پہونچا اب عمرو نے یہ سنکر دیکھا وہ سب
بنشانے عمرو صاحبقران کو تلاش کرتا ہوا چلا مگر صاحبقران صحرائے سبزہ زار کو طی کرکے ایک نخل کے
سائے میں ٹھہرے حیران ہیں کہ نہیں معلوم عمرو پر کیا گذری کیونکر یار وفادار کا پتہ ملے اسی سوچ میں کھڑے تھے
کہ صحرائے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک تاجدار تخت پر سوار ساٹھ ہزار فوج پشت پر علمہائے زرنگاری کے
پھریرے کھلے ہوئے اُس تاجدار نے جو صاحبقران کو دیکھا عیار سے کہا دریافت تو کرو یہ کون ہی کہ
حقل تو کہتی ہی کہ سوا طلسم کشا کے اس مقام پر اور کوئی نہیں آسکتا ہی یہ سنکے اُس تاجدار نے عیار کو
بھیجا عیار قریب صاحبقران کے آیا مجمعہ سلام کیا صولت و سطوت دیکھکر چپکا کھڑا ہی نام نہیں پوچھ سکتا
صاحبقران نے کہا کیوں ای عیار کیا ہی دست بستہ عیار نے عرض کی ہمارے تاجدار کا مستان تاجدار
لقب ہی قلعہ مینوشان کے حاکم واسطے گشت کے نکلے تھے آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی دریافت
فرماتے ہیں صاحبقران خیال میں عمرو کے کھڑے تھے طبیعت مکدر بیدل رہی تھی کی غصے میں فرمایا
ای عیار جاکے اپنے تاجدار سے کہدے تو نے نام سنا ہوگا زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
امیر عالیشان داماد نوشیروان دوانا دشہپال بن شہرخ شوہر آسمان پری سرکوب پردہ قاف
مورد عدل و انصاف سرفراز راہ دین اسلام مشہور خاص و عام برائے فتاحی طلسم نور افشان
آیا ہوں یہ سنکر عیار بھاگا مستان تاجدار سے کہا صاحبقران زمان تشریف لائے ہیں مستان تاجدار
نے طرف فوج کے دیکھا کہا جو یہی شخص واسطے طلسم کشائی کے آیا ہی اگر تم سب نے گھیر کر گرفتار کر لیا
شاہان طلسم ... بہت خوش ہونگے لمبی جاگیر میں ملیگا اہالیان فوج نے کہا انکو گرفتار کرنا
کتنی بڑی ... رو پیدل لیا لیا کھینچے طرف صاحبقران کے چلے صف سے گھوڑا بڑھا کر
ایک سوار ... امیر نے نیزے کو خالی دیکر اُس سوار کو گھوڑے سے اُتار لیا پشت مرکب پر
سوار ہو ... نعرہ کیا نعرہ صاحبقران تصنیف نو عنصف

منم تا مل کا ذان جہان
چو در باختر جنگ شد شکار
ز روم و به عفریت دادم عیان
در انجا چو جاہ و ادب باختم

منم قراری الو غبر و ان
بازو شدہ فتح و نصرت نثار
بلرزند از خوف دیوان قاف
سلیمان ثانی لقب یافتم

منم صاحب نیزہ و تیغ و علم
چو در کشتن ... بکیودار
گذر چون کنم جو بر آن کوہ قاف
شدند دشمن بدبخت گشتہ شکار

امیر عرب ... کہ گنجا ... جرار ... کہ ارد ... نعرہ صاحبقران سے
رہ میں ... سفوں کو درہم برہم کرتے ہوئے جاتے ہیں کئی رسالداروں کو مارا سب بلندوں میں پیچ
تو کہ ... مستان تاجدار غل مچارہا ہی کہ جلد اس جوان کو گرفتار کر لو بچنے نہ پائے شاہان طلسم
خو ... شاہ طلسم نور افشان ہی کہ جو طلسم کشا کو گرفتار کرکے لے جائیگا دولت دنیا سے نہال ہوگا
... بڑھ بڑھ کے جاپڑتے ہیں جب اُنھوں نے بڑھکر ایک تلوار کا مارا امیر نے ایک ہاتھ مارا
دو ٹکڑے ہوئے کئی پہلوان نامی ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے مستان تاجدار

نہایت گھبرایا ہوا لیکن کیسے پہلوان جنکو جرأت پر ناز تھا وہ اس جوان کے ہاتھ سے یون مارے گئے کہ جسکا
عدیل و نظیر نہ تھا صاحبقران ہر مرتبہ گھوڑے کو بڑھاتے ہین کہ تاجدار پر جا پڑون ساٹھ ستر ہزار
سوار جمعدار گیر و دار بلند نیزے تلوارین گرز کمندین پڑی ہین صاحبقران سب کے حملون کو
دفع کرکے جسپر جا پڑے اُسکو تہ تیغ کیا اور جس غول پر گئے صفون کو درہم و برہم کیا علمدار فوج کو دیکھا
کہ بڑی جستجو کر رہا ہے علم کو گردش دیتا ہے صدا بھی دیتا ہے کہ ہان یارو بڑے افسوس کا مقام ہے کہ ایک
شخص کو تم ستر ہزار جوان گرفتار نہین کرسکتے دنیا پائندار ہے کیا ایک جوان سب کو مار ڈالیگا ایک دن
مرنا ضرور ہے اس حال سے قلب ناصبور ہے خیال تو کرو بڑے بڑے شاہان جلیل جنکی تلوار کی دھاک تھی
وہ کیا ہوئے کہان گئے نظم

وجہ ہوا اسکی یہ تھا ہر عقلا کے اوپر
سفر دو روزہ دراز است و ما بیخبریم

ہمنے دیکھا ہو تواریخ مین ای اہل نظر
ہے بنے وہ کتنا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

ہاتھ رکھے گئے سکندر نے کفن سے باہر
زاد رہ و ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم

جب علمدار ایسے اشعار پڑھتا ہے فوج کا جوش بڑھاتا ہے چارطرف سے
ہجیا صاحبقران پر ہجوم کرکے ہین مستان تاجدار للکار رہا ہے یارو ایک اکیلے کا گرفتار کرنا اتنا دشوار ہے
چار جانب سے بلوہ کرکے گرفتار کرلو کل فوج نے بلوہ کیا صاحبقران مصروف جنگ ہین کہ خواجہ عمرو
بھی آکر پہونچے ہیران جادو کو مار کر آئے ہین بھاگے ہوئے چلے جاتے ہین کہ ہا ہو کی صدا کان مین آئی
ایک پہاڑ پر چڑھ کے دیکھا کہ صاحبقران زمان ستر ہزار فوج مین گھرے ہوئے جنگ مستانہ کر رہے ہین
قلب ہلگیا عمرو نے یہ بھی دیکھا کہ سب غیر ساحر ہین عمرو پہاڑ سے اُترا سامنے آکر خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرہ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

مری نسل سے ہر ایک پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب سا ہے شیر پروردگار

مرا نام ہے خواجہ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا لکڑ ہے گلشن قیل و قال
نشان ہے مقامی گرد پوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

عمرو و دیکھتم ہنر ہنروران
اڑاتا ہون کفار کے مین جوین
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا میر زعیم تاجدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

نعرہ کرکے عمرو نے آواز دی اے آقائے نامدار غلام بھی آپہونچا یہ کہکر عمرو نے بھی جنگ آغاز کی اپنی
جنگ کا طریقہ شروع کیا اول دو تین حقہ ہائے آتشبازی مارے ایک مقام پر سوار جن سے کھڑے تھے
عمرو نے چھچھوندر زنبیل سے نکال گھوڑے کی دم مین باندھدی یہ دوا کی کہ اُسے داغ دیا القصہ تھے
کا فرون کو داغ دیا اب رسالے مین کھلبلی پڑی کئی ہزار سوار پائمال ہوگئے امیر نے جو اتنی مہلت پائی
تلوار کھینچے ہوئے قریب علمدار کے پہونچے علمدار علم کو گردش دے رہا تھا صاحبقران نے نعرہ کیا گھوڑے
جوڑا آنکھون مین ملا دونون تا ہین گئے ہاتھی کی مستک پر کھدین علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
بھی اُسکا وار رد کرکے ہاتھ تلوار کا مارا مع ہاتھی علمدار کے دو ٹکڑے ہوگئے ہاتھی جو گرا گھوڑا اپنا امیر
مرکب سے جدا ہے کہ مستان تاجدار نے فوج کو لیکر بلوہ کیا گھوڑا امیر کا مارا گیا مسعود رصد گرفتار
عیار اسکا تین سی بکھون کو لیکر آیا صاحبقران کو جو پیدل پایا حلقہ ہائے کمند پڑنے لگے امیر کمندین
کٹنے چار جانب سے ہجیار رہے بلوے کے ٹوٹ پڑے گرفتار کرلیا عمرو یہ حال دیکھکر ٹوٹ پڑا
مسعود نے کہا یارو ساربان نذر دے کو پکڑلو عمرو دگلیم اوڑھکر پوشیدہ ہوا مسعود نے ہر چند ڈھونڈھا

عمرو کو نہ پایا خواجہ اسی فکر میں تھے کسی طرح صاحبقران کو رہا کرون ان عیارون نے صاحبقران کو
سلسل و مطوق کیا مستان نے جو شمار کیا چھ ہزار آدمی مارے گئے کہا یاروا کیلے طلسم کشا نے چھ ہزار آدمی
مارے عمرو ایک سپاہی کا لباس پہنے ہوئے قریب آرابے کے ہے مستان تاجدار نے مسحور عیار سے
بلا کر کہا مارے عمرو کو تلاش کیا مسحور نے چپکے سے کہا حضور وہ عیار نہیں ہے چھلاوہ ہے لڑنے کی طاقت نہیں
لیکن صاحبقران قید ہوئے ہر لہ رہائی آئیگا میں فکر میں ہون یہ کہکے اسنے عیارون کو مقرر کیا
دس کہیں کھڑے ہوئے دس آرابے کے ساتھ ہیں کچھ عیار اپنے پیچھے رکھے مستان تاجدار نے اسیر کرا کر اسے
پر سوار کیا اب یہ فکر ہے کہ بخدمت شاہان نورافشان لیچلون جاکر انعام لون جب طلسم کشا کو پیش کرونگا
یقین ہے ملک جاگیر میں ملے اسی وقت اسنے کوچ کر دیا عمرو نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا
نکالا ایک بہشتی کی شکل بنکر مشک دوش پر لگائی کٹورہ کھنکناتے ہوئے سب کو پانی پلاتے ہوئے
چلے مسحور نے دور سے دیکھا عیارون کو اشارہ کیا کہ عمرو بہشتی بنا ہوا آتا ہے ہوشیار رہنا عیار سا
کرتے ہوئے چلے عمرو نے قریب آکے صاحبقران سے آنکھ ملائی کہا ارے قیدی پانی پیے گا ایک
سپاہی نے کہا قیدی کو پانی نہ پلانا اسیر نے آنکھ سے اشارہ کیا خواجہ بچاؤ عیار تمھاری تلاش میں ہیں
عمرو سمجھا مجکو قریب بلاتے ہیں عمرو کٹورہ بڑھا جام میں پانی چھلکاتا ہوا آخر صاحبقران بول اٹھے کہ
خواجہ عیار تمہاری فکر میں ہیں عمرو نے چاہا ہٹون مسحور نے پکارا ارے بہشتی پانی اس طرف لا
عمرو پیچھے ہٹا مسحور نے کہا او بہشتی ہم بلاتے ہیں ہمارے پاس نہیں آتا عمرو نے کہا آپکے پاس آکر کیا اون
جواب کا مطلب ہے وہ میں سمجھ گیا عمرو نے کہا پانی پیجیے آپ عیار خونخوار ہیں ہم بھی اپنی فوج میں بروار ہیں
مسحور جھپٹ کر قریب آیا اسنے تو ہاتھ بڑھایا کہ یہ کٹورہ مجھے دے تو میں پی لون عمرو نے وہ کٹورہ
کھینچ مارا مسحور کی پیشانی پر پڑا آواز دی ارے اسکو لینا جانے نہ پائے چار طرف سے تین سو عیار پیچھے
عمرو پر ٹوٹ پڑے عمرو نے بھی تیغ کھینچا لڑنے لگا کل فوج میں غل ہوا عمرو کو مسحور نے گھیرا ہے
مستان تاجدار گھوڑا بڑھائے ہوئے آگے فوج کے تھا یہ خبر سنکر پلٹا دیکھا تین سو عیارون میں عمرو تنہا
لڑ رہا ہے اسنے سوارون کو اشارہ کیا سوار بڑھے اب تو عمرو گھبرایا کئی ہزار نیزونکے وار چلے عمرو نے
جست کی کہ ان سب کے بیچ سے نکلجاؤن عیار چھپا کے چلے آتے ہیں ایک مقام پر ایک سوار نے نیزہ
مارا عمرو نے خم ہو کے خالی دیا بیٹھ کے پلٹ کا ہاتھ مارا وہ سوار گرا سب سوارون نے نیزے مارے
کئی نیزے جسم پر لگے عیارون نے آگے حلقہ باندھ کے کمند مارے سب عیار ایک ہی مرتبہ ٹوٹ پڑے ہاتھوں ہاتھ
عمرو کو بھی گرفتار کر لیا اب تو مستان تاجدار پھول گیا کہا صاحب میری اقبالمندی دیکھی عمرو و حمزہ دونون
گرفتار ہوئے اب انکو لیکے خدمت میں شاہان نورافشان کے جاؤنگا ملک جاگیر میں ملینگے بادشاہ
خوش ہونگے عمرو کو بھی گرفتار کر کے اسی آرابے پر سوار کیا لیکر چلا صاحبقران فرماتے ہیں خواجہ
برا حال اپنی ظاہر ہے کس کس مقامات سے اسیر لوگ کا پتہ اتنا ملا تھا کہ باغ ہیکلان بن قہار میں
جانا چاہیے اب نہیں معلوم یہ ہمیں کہان لیجائینگے افسوس ہے کہ اس باغ سے الگ ہوئے جاتے ہیں عمرو کو
بھی بڑا افسوس ہے کہ باغ ہیکلان بن قہار سے دور ہوئے جاتے ہیں صاحبقران کو بڑا افسوس ہے
رات کو ایک منزل پر اترے خواجہ بھی شب میں عمرو نے رات کو ایک جا

یہ عیار کو بلا کہ

باتون مین لگاکے بیہوش کیا سحور کا بھائی ہی منظور اسکا نام ہی عمرو نے منظور کی شکل بنکر باہر نکلا اس
خیال مین کہ جاکے بادشاہ کو بیہوش کرون اسی کی شکل بنکر صاحبقران کو چھڑا دون مسحور کو یہ خیال ہی
چارپائی کے نیچے بادشاہ کی یہ سویا جیسے ہی عمرو بارگاہ کے اندر آیا مسحور نے دیکھا ایک سیاہ پوش
آتا ہی زیر پلنگ حلقہ ہائے کمند بچھائے جیسے ہی خواجہ قریب پلنگ کے پہونچے مسحور نے جھٹکا مارا
عمرو گرا مسحور چھاتی پر چڑھ بیٹھا خواجہ کے گرنیکا دھماکا ہوا ستان تاجدار بھی جاگا کہا ای مسحور
کیا ہی کہا حضور مین جانتا تھا کہ اس سارباں زادہ کی ذات سے فساد برپا ہوگا مین زیر پلنگ آکے
سویا جو مین نے خیال کیا تھا وہ ہوا دیکھیے میرے بھائی کو گرفتار کرکے آیا ستان نے کہا ای مسحور
ایک بڑی مشکل ہی سنا ہی ان مسلمانون کے مددگار مثل قطرات باران بجل پیدا ہوتے ہین سرکاٹ کے
بیجلو حفاظت انکی نہ ہوسکیگی مسحور نے کہا حضور میری بھی یہی راے ہی خواجہ دوبارہ گرفتار ہوئے
اب جو صبح کو ستان اٹھا مقام کو لدیا کہ آج سب اسی مقام پر رہین میدان خونی کی تیاری ہو عمرو
و صاحبقران کو قتل کرینگے ایک منزل مین تو انسے یہ قیامت برپا کردی ہی آتی منزلین کیونکر طے ہونگی
اسی وقت میدان خونی کی تیاری ہونے لگی سب افسرون نے بھی کہا کہ حضور ہم بھی یہی چاہتے ہین
انکا سر پہلے زندہ انکا جانا بہت دشوار ہی اسی وقت میدان خونی کی تیاری ہوئی دار ربن
استاد ہوگئین جلاد آکے سنگین لگانے لگے ہر طرف یہی غلغلہ تھا شعر سلطنت سلطان کند فریاد
بر جلاد چیست ٭ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ٭ کسکا رشتۂ حیات منقطع ہوا کسکا ساغر عمر
لبریز ہوا کون مغضوب درگاہ سبحانی ہی تیغہ بازعدا رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے
قلم کرتا ہون قتل کرنا ہمارا کام جلانا کامرات و سنات کا ستان نے حکم دیا صاحبقران و عمرو کو لاؤ
دار و غہ زندانخانہ گیا صاحبقران و عمرو کو میدان خونی مین لائے عمرو نے دیکھا میدان خونی کی
تیاری ہی دار ربن استاد جلاد سنگین لگا رہے ہین عمرو گھبرا گیا دعائین کرتا ہی کہ خداوندا آقاے نامدار کو بچا
بلک بلکر دعائین کرتا ہی نظم

بہر را حامی تو ہی ای کردگار
گلشن فردوس و جنات النعیم
تو قدیری و غفوری و شکور
بہر عاصان ہر زمان لطف عمیم

ہم گنہگاران کرم کن یا کریم
او نمیدار روز دشمن خوف و غم
بیکسی اے چارہ ساز جان و دل
تو تہ ہی و علیمی و حکیم

ہم غریبان رحم فرما یا رحیم
خاکساران از تو حاصل میکنند
چارۂ بیماری درد الیم
بہر خاصان ہست لطف خاص تو

عمرو تو بلک بلک کر دعا کر رہا ہی جب زیر دار صاحبقران کو لائے
جلاد تلوار کھینچکر سر صاحبقران پر آیا عمرو نے آواز دی او بیحیا نامنصف یہ آقاے نامدار مین انکا غلام
خاکسار پہلے مجھکو قتل کر آقا پر ہاتھ نہ اُٹھا جلاد طرف عمرو کے لپٹا امیر نے فرمایا او نامرد پہلے مجھکو قتل کر مین
طلسم کشا ہون جرأت و ہمت مین یکتا ہون اس بیچارے کے قتل کرنے سے کیا حاصل ہوگا ستان تاجدار
نے اشارہ کیا دونون کے سر کاٹ لو جب جلاد طرف عمرو کے چلا امیر نے بلک کے دعا کی ای معبود حقیقی
اتنی مہلت دے کہ طلسم نور افشان کو فتح کرون کوکب کو قید سے رہا کرون تیر دعا امیر کا ہدف اجابت
پر پہونچا نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فگن رہتا ہی صحرا مین شکار کھیلتا تھا کہ آواز
گیر و دار کان مین آئی عیار سے کہا دیکھو تو یہ کیسا غلغلہ ہی عیار مثل عقاب کے آیا مثل پیک نظر پہنچکے

ارے نامعقول یہ موقع ہے شہریار صاحبقران بہادر زیر تیغ بیٹھے ہیں جلاد قتل کیا چاہتا ہے نقابدار نے مرکب
ابھی ... بارہ ہزار جوان ایک ایک کے بے زبانیکا رستم و سہراب ذکر قتل صاحبقران سے سب بیتاب
... لیے ہوئے نقابدار نے قریب فوج کفار کے نعرہ کیا باشندو کافران بیحیا و ای نابکاران بیوفا
نقابدار زرین پوش ... ہر دو جہان بانیکا صاحبقران صاحب شوکت و شان سب سردار اسکے
تلوار کھینچکر ... نقابدار نے دور سے دیکھا کہ جلاد صاحبقران کو قتل کیا چاہتا ہے نقابدار نے تیر سے
دونوں جلادون کو مارا صاحبقران سے آنکھ ملا کر آواز دی حضور نہ گھبرائیں غلام آپہونچا یہ کہکے پھر نعرہ کیا
زمین تھرائی صاحبقران کو غیرت آئی ہلکہ مارا ہتھکڑی ٹوٹی غصے میں قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کے
پھینکدیا عیار نقابدار نے آکر عمرو کو رہا کیا یہی کلمہ کہا خواجہ یاد رکھنا احسان کو فراموش نہ کرنا عمرو
نے ... کہا ... عیاری ہنر دشمن ... غلام صاحبقران عالیمقدار عمرو بن
امیہ ضمری نامدار نقابدار نے جو صاحبقران کو پیدل دیکھا قریب آکے گھوڑے سے کودا عرض کی
حضور سوار ہوں صاحبقران نے فرمایا ای نقابدار یہ احسان کیا کم ہے کہ تم عین وقت پر آئے امیر نے
یہ کہکے ایک سوار کو مارا مرکب لیا لڑنے لگے جنگ میں مصروف ہیں نقابدار ہر مقام پر ادب کرتا ہے
جہان صاحبقران نے مرکب بڑھایا نقابدار بسم اللہ کہکے پیچھے ہٹتا ہے عرض کرتا ہے غلام تو یہی
چاہتا ہے کہ حضور کے دست حق پرست سے لڑائی فتح ہوگی میری کیا مجال ہے کہ آپکے سامنے لڑون
صاحبقران فصاحت و بلاغت نقابدار کی دیکھکر حیران ہیں دمبدم یہی عرض کرتا ہے ای شہریار میری
عرض قبول نہ ہوئی صاحبقران تلوار کھینچے ہوئے پلٹ پڑتے ہیں فرماتے ہیں ای نقابدار یہ گوے
میدان ابھی امتحان ہو جائے نقابدار ہاتھ باندھ کے عرض کرتا ہے میری کیا مجال ہے کہ سرکار سے
مقابلہ کرون یہ ضرور چاہتا ہون کہ ہاتھ اسے صاحبقران لمین امیر فرماتے ہیں ای نقابدار بہادران
بانون کا ملنا بہت دشوار ہے جب تک مجکو زیر نہ کروگے جانے نہ پاؤ گے نقابدار عرض کرتا ہے میری
کیا مجال کہ جو سرکار کے سامنے نام جناب دہدلوں یا بے ادبی کرون ہاتھ اسے صاحبقران کی خواہش
ہی ہر وقت یہی کاہش ہے اگر میری صاحبقرانی تا یہ بزدلی سے ہے تو ضرور جانے ملینگے اور اگر مین نے
دعوی باطل کیا ہے تو جانے نہ لینگے صاحبقران فرماتے ہیں ای نقابدار بہادر جب ساتھ ہر تیغ شمشیر زنی کی
تمام عالم کی گشت ہوئی تب یہ اشیاے ... میسر ہوئے کیونکر ہو سکتا ہے کہ انکو بے لڑے بھڑے حوالے
کر دون خواجہ عمرو دیکھتے ہیں کہ عیار بھی ہیک چلکر رہا ہے مسعود صبار فتار تین سو عیارون کو ساتھ
لیے ہوئے معروف جنگ تھا عیار گیا و تنہا مسعود پر جا پڑا آواز دی ای نامرد ہے تو مقابلہ کر تین سو عیارون
مین شمشیر چلنے لگی عیار کے ... مارے لڑتا بھڑتا برابر مسعود کے پہونچا مسعود نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے عیار
نقابدار نے سب وار خالی دیے جب دو تلوار مار کے پلٹا آواز دی ای ... مردان عالم کا تو قبول کر
یہ کہکے پاٹ کا ہاتھ مارا دونوں بازون مسعود کے اڑ گئے گرتے گرتے عیار نے سر بھی مسعود کا کاٹ لیا
نیزہ پر رکھ کے بلند کیا سب نے دیکھا کہ مسعود مارا گیا ہوش و حواس پراگندہ ہوئے ہمراہ سپاہی
بھاگنے لگے ہر طرف یہی ہنگامہ ہے کہ مسعود صبار فتار ہاتھ سے عیار نقابدار کے مارا گیا اب انتظام لشکر
بہت دشوار ہے صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب مستان تاجدار پہونچے افسران فوج نے دیکھا کہ

صاحبقران ہمارے افسر رجات ہیں ہمارا جانب سے امیر بڑھ کیا غابد دست بردی دکھا رہی منقار شمشیر زنی کی کئی سو کا فر ہاتھ سے لقا بدار کے مارے سرداران لقا بدار ابھی اسی مقام پر پہونچے امید نے ذرا مہلت پائی اڑتے بھڑتے جنگ رستانہ کرتے قرب تخت تاجدار پہونچے اور بے ساختہ تلوار کا وار امیر پر بڑھ چلا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین کے پھینکدی اور زنجیر میں ہاتھ ڈالا نعرۂ شیرانہ کیا نعرہ

ہے نعرہ ... ہیبت صاحب		کہ سیمرغ از زہرہ دریدہ تافت		... نعرہ ... عجب
کہ ... دلی را دریدہ جبر				

برد کرتی تک صدا سے نعرہ صاحبقران پہونچی زمین ہل گئی آسمان تھرا گیا طائر آشیانو سے اُڑے غلغلہ ہوا صاحبقران اعظم نے نعرہ کیا لقا بدار نے عیار سے کہا اے عیار حقیقت میں یہ صاحبقران اعظم ہیں اسقدر نون ہو ڈال سکتا ہے لڑائیان جھیلے ہوئے جب سن کے جھیلے ہوئے بقوت صاحبقران کے اثر رہے ہیں جس عورت پر ہاتھ پڑے اسکو درہم و برہم کر دیا الہی ہون سے امیدان کا ہزار بعد دیا جب مستان تاجدار کو امیر نے اُٹھا یا دست حق پرست پر بلند کیا مستان نے عرض کی ای شہریار امان حاصل ہو یہ ترک میں یا صاحب اقبال آپ کو نہ سمجھا تھا امیدوار ہون کہ قدمبوسی میری قبول ہو میں بصدق مسلمان ہوتا ہون صاحبقران نے ہاتھ سے رکھدیا مستان کلمہ پڑھکے بصدق مسلمان ہوا ہالیان فوج کو آواز دی خبردار اب کوئی ہنگامہ نہ کرے سب امیران سلطنت و پہلوانان پایۂ ہمت رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر ہوئے پچاس ہزار سوار سے مستان مسلمان ہوا ہر خرد وکلان صاحب ایمان ہوا مستان تاجدار صاحبقران کو لیے ہوئے اہتمام سواری کرتا دم محبت صاحبقران عالیشان کا بھرتا ہوا لیکر قلعہ مہوشان میں آیا پہلے قلعے میں خبر پہنچی کہ ہمارا بادشاہ مسلمان ہوا جشن کی آمد ہے سب وزرا و امرا و دوکاندار واسطے تماشے کے دروازون میں کھڑے ہیں جب صاحبقران قلعے میں آئے دونون طرفون سے سب کا سلام لیتے ہوئے دارالامارۂ شاہی میں آئے مستان تاجدار نہ مانتا تھا امیر نے اُسکو تخت پر بٹھایا آپ دنگل پر آکے بیٹھے خواجہ عمرو کرسی پر صحبت عیش آراستہ ہوئی امیر نے فرمایا خواجہ آج مدت کے بعد یہ دن نصیب ہوا فراق نے ملکہ سلماسے گوہر پوش کے ہمارا دل بیقرار ہے اصل کیفیت تو یہ ہے کہ خواب و خور حرام ہے بے چینی مدام ہے بیتابی دل سوا ہے زندگی شاق ہے ملکہ کے ملنے کا اشتیاق ہے کیفیت دل یہ ہے نظم

سمجھاتا ہے نہایت دل وخط رخسار جانان کا	کھینچیگا مجھے کالان میں سبزہ اس گلستان کا
روان رکھتا ہے خون آنکھو نسے ہر اک مہربان کا	شفق آلودہ رہتا ہے ہلال اپنے گریبان کا
خدا سر دے تو سودا دے تری زلف پریشان کا	جو آنکھیں ہون تو نظارہ ہو اپنے سنبلستان کا
جگر خون پان کھا کر کرچکے لعل بدخشان کا	لو مہندی جو پھیرا چاہتے ہو پنجہ مرجان کا
دل صد پارہ کو سودا ہے اک گیسوے پیچان کا	نگہبان افعی مشکین ہے اس گنج شہیدان کا
یہی جو آتش حسن بتان کی گرمجوشی سے	جلا ہندو کے مردے کیطرح زندہ مسلمان کا
حسینون کو دیا دل جسنے اپنی جان پر کھیلا	روا رکھتے ہیں خون یہ لوگ بے تقصیر انسان کا
گریبان گیر قاتل ہونگے ہم فردا ے محشر کو	ہمارا معتبر خون ہے ہر اک ہاتھ اُسکے دامان کا
لب و دندان سے تیرے لعل و گوہر کو ہے کیا نسبت	نہ وہ ہمسنگ ہے لب کا نہ وہ ہمپلہ دندان کا

صاحب فوج کو بلا کے حکم دیا سات ہزار فوج میں تیاری ہونے لگی دوسرے دن عرض ہوئی کہ سب لوازم
ممتنا ہی تیار ہیں صاحبقران زمان سوار ہوئے لشکر کو ساتھ لیکر بیرون قلعہ مین کوس تک بڑھکے ارشاد
ارادہ ہے کہ صبح کو کوچ ازینجا بسمت باغ سیکلان بن قہار کے کے جو الفاقات قضا و قدر مستان تاجدار سے
صاحبقران سے عرض کی اے شہریار یہاں سے صحراے غولان قریب ہے لشکر سرکاری بھی اس مقام پر
آکے اترا ہے ایسا نہ ہو کہ رات کو غولان بیابانی صحرا سے نکل آئیں لشکر سرکاری کو ستائیں اسکا انتظام
حضور ضرور کرلیں صاحبقران نے فرمایا ہم خود طلایہ دینگے ہرچند سرداروں نے عرض کی کہ حضور
تکلیف نہ فرمائیں غلامان جانباز انتظام کرینگے صاحبقران نے نہ مانا چند سوار ساتھ لیے خواجہ عمرو
بھی ہمراہ ہیں سواروں کو ہمراہ لیکر بازوؤں کا انتظام کرکے دو پہر رات رہے صرف خواجہ عمرو ساتھ
ہیں کہ صاحبقران کے کان میں آواز کراہنے کی آئی صاف کان میں آواز آتی ہے اے فلک کجرفتار کہانتک
میرے ساتھ جفا کریگا اب تو میری یہ کیفیت ہے

نظم

باغبان ممنون ترے ہم اس گلستان میں نہیں — جز دل صد چاک گل اپنے گریبان میں نہیں
ذکر کیا شاہ و گدا کا اصل میں دونوں ہیں ایک — فرق مرجانے کے بعد انسان و حیوان میں نہیں
سعت حق جوش پہ ہے کیوں نہ عصیان کیجیے — شغل سرسبزی سے ابر باران میں نہیں
اسفل و اعلےٰ سنا ہے ہیں ہم لیکن ہے فرق — اوج انجم دیدۂ غول بیابان میں نہیں
قدر کیا اسکو بھلا داغ دل عشاق کی — داغ جبتک تک کوئی اعضاے جانان میں نہیں
غول کی آنکھیں چراغ اور آشیان قندیل ہے — اک شب تاریک ابھی کنج ویران میں نہیں
کیا مرے کوچے میں کاتا ہے کسی نے دیکھنا — غیر کا نقش قدم تو کوے جانان میں نہیں
کسقدر گھونگھٹ میں تابان ہے وہ روے آتشین — روشنی ایسی چراغ زیر دامان میں نہیں
جب نہ دل ہے مشتاق آہ بے تاثیر سے — آجتک روزن کوئی دیوار جانان میں نہیں
کیون ہے حسن سبز کو عمر ابد مانند خضر — آب حیوان گر ترے چاہ زنخدان میں نہیں
ایکھیے جذب زلیخا کھینچتا کیونکر اسے — کیا اثر یوسف ترے چاہ زنخدان میں نہیں
دم دبا جاتے تھے جنکے سامنے شیر تربان — غیر رواہ دشمنال اب انکے ایوان میں نہیں
کیا تری بالوں کی ترقی میں چمکتا ہے بدن — یہ فروغ اے سرو قد سرو چراغان میں نہیں
آمد موسیٰ و ہارون کی قوی ہے یہ دلیل — کونسا فرعون ہے جو فکر و سامان میں نہیں
آب حیوان پر سکندر رہے یہ ساقی نے کہا — مسکیتی کہ لطف کچھ بھی آب حیوان میں نہیں
مثل مجنون کیلیے صحرا بصحرا ہے خراب — کیا رسائی تجھکو ناسخ کوے جانان میں نہیں

صاحبقران اس صدا کو سنکر بیقرار ہوگئے کہا خواجہ یہ کس ہجران زدہ آفت کشیدہ کی آواز ہے کلیجہ ٹکڑے
ٹکڑے ہوتا ہے کوئی بلک بلک کے روتا ہے کسی مصیبت میں فیہ ہے پھر آواز آئی کہ یا خداوند ملک الموت کو
حکم دیجیے کہ میرا قبض ارواح کرے اب مجھسے صدمات ہجران نہیں اٹھ سکتے امیر نے فرمایا بیشک کوئی ہجران
آفت کشیدہ ہے مبتلاے درد فراق ہے ... کا مشتاق دیکھیں ہو کہ یہ کون ہے عمرو نے ہرچند منع کیا
کہ آقا وقت شب ہے نہیں معلوم کیا مطلب ہے یا کوئی غول بیابانی دھوکا دیتا ہے کیا ضرورت ہے صاحبقران نے

ندا ہائی ہی حرف جلے عبدا مبدم کان میں آتی ہی کبھی اشعار عاشقانہ کبھی الفاظ وحشت صاحبقران
گھبراتے ہیں دمبدم یہی فرماتے ہیں کہ خواجہ مصیبت زدہ کوئی شخص معلوم ہوتا ہی یہ کس درد سے دل گداز
کوئی شخص عجب سوز و گداز سے روتا ہی عمرو ساتھ ساتھ صاحبقران کے صاحبقران نے مرکب بھی
نارے شبدیز کے چھوڑ دیا جو جو قریب جاتے ہیں آواز سوز و گداز کان میں آتی ہی طبیعت زیادہ
گھبراتی ہی دو کوس راہ طی کی تھی کہ دیکھا ایک درخت ہی اُسکے سائے میں ایک جوان حسین و جمیل
خاک کا پتلہ بنا ہوا مطابق مضمون شعر فرد از خاک کوئیت پیراہن است بر تن + آن ہم ز آب اشک صد
صد چاک تا بدامن + کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی اگر کوئی آہوے صحرائی سامنے سے گذرا اُسکے پیچھے
یہ کہتا ہوا دوڑا کہ ای آہوے صحرائی میرے غزال رم خوردہ کی خبر بتا آہو کر چھال بھر کے نکل گیا زمین
پر گر پڑا پھر اُٹھا طائران صحرا ملنے پر اُس جوان کے اشک حسرت بہاتے ہیں بعضے جانور
یہ کہکے اُڑ جاتے ہیں بقول قمر بہت جانور کہتے ہیں یہ آپسمیں + دل نہ ہو آہ غیر کے بس میں ہائے
کہ وقت شب پر طائر آشیانوں سے منہ نکال دیتے ہیں اشک حسرت آنکھوں سے بہاتے ہیں بولنے
سے طائروں کے یہ ثابت ہوتا ہی کہ یہ بھی سمجھاتے ہیں کہ ای جوان صبر کر تیری آہ سے دل ٹکڑے
ٹکڑے ہوتا ہی زمین کو جنبش ہوا کو سناٹے کی کوشش صاحبقران جناب ہوئے زیر درخت
وہ جوان پڑا ہی آہ آہ کر رہا ہی کبھی آنکھیں بند کین کبھی کھولین امیر نے قریب آکے فرمایا ای جوان
تو کون ہی اپنے نام نامی سے آگاہ کر کئی مرتبہ صاحبقران نے فرمایا اُسنے کچھ جواب نہ دیا امیر کو
رحم آیا اُسی مقام پر بیٹھ گئے فرش خاک کو اپنا بستر بنایا سر اُسکا اُٹھا کر اپنے زانوں پر رکھکر گرد
غبار رخسار سے پاک کیا تب اُس جوان نے آنکھ کھول سر اپنا زانوں پر صاحبقران کے پایا
کہا ای غریب نواز تو کون بزرگ ہی کہ مجھ مصیبت زدہ کے حال پر یہ رحم کیا جب سے ہم دیوانے ہوئے
جو اپنے تھے وہ بیگانے ہوئے تو نے بڑی مہربانی فرمائی یہ کہکے رونے لگا صاحبقران زبان لطف
سے سینے سے لگا لیا فرمایا ای جوان بس تیری آہ دل پر تاثیر کرتی ہی حال اپنا بیان کر انشاء اللہ میں
تیرے مطلب کی کوشش کرونگا اگر اپنے معشوق سے چھوٹا ہی اُس سے ملاؤنگا تیرے معشوق کو تیرے
پہلو میں بٹھاؤنگا یہ جو امیر نے محبت کہا وہ جوان اُٹھ کے گرد پھرنے لگا کبھی کہتا ہی ای مسیحاے درد
الفت وای چارہ گر حال مصیبت زدہ ایسے کلمات تو نے کہے ہر چند کہ اصل امر کا ہونا ناممکن ہی مگر یس
حسرت و یاس میں تڑپ تڑپ کر مر جاتے دل کو بیقراری آنکھوں کو اشکباری تو نے ایسا کلام کیا
کہ دل پر تاثیر کر گیا دل کو تقویت روح کو راحت آنکھوں میں بصارت زبان کو خدا نے صاحب
تاثیر کیا اصل کیفیت یہ ہی یہاں سے قریب ایک قلعہ ہی کہ اُس قلعے کو قلعۂ گلپوشان کہتے ہیں
باپ میرا گلپاش سبز رنگ ساز وہان کا حاکم ہی مجھ بدنصیب کا نام نرگس تاجدار ہی جس دن سے
پیدا ہوا علمداری کو اپنے قلعے کی زور دیا کئی قلعے تسخیر کیے دور تک عملداری ہوئی ایک دن برائے
شکار صحرا میں آیا پہلے سے قریب ایک باغ ہی بوستان رضوان کو داغ ہی حقیقت میں ایسا باغ
نگاہ سے نہیں گذرا لقب اُس باغ کا باغ سبز رنگ ہی عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کرتی ہیں
اتفاقات قضا و قدر وہاں کا حاکم کوئی ساحر ہی مین اُس باغ کے نام سے بھی آگاہ نہیں ہوا اُسکی

دختر بلند اختر ملکہ نیرنگ گلپوش وہ بھی واسطے شکار کے صحرا مین آئی مین نے اُسکو دیکھا اُسنے بھی مجھ پر نگاہ ڈالی آپسمین عاشق ہوئے چند ساعت اُسی صحرا مین صحبت رہی آپسمین وعدے رہے دوسرے تیسرے دن یہان آنے لگی اُسی صحرا مین ملاقات ہوتی تھی اب یہ وعدے ہوئے تھے کہ اُسنے ہمارے قلعے مین آنیکو کہا تھا ایک کنیز دراندازنے اُسکے باپ سے کہدیا اُس ظالم اظلم نے حکم لگایا کہ خبردار صحرا مین شکار کو نہ جائے اُس روز سے مین آوارہ ہون اُس باغ مین ہزار ہا ساحر وزدکش یکی سبب جانیکا ارادہ کیا اُن نگہبانون کے سبب سے ہوا بھی عراقی ہوتی جاتی ہی فراق مین اُس محبوب دلفریب کے مہینون تڑپا باپ نے میرے خبر سُنی اُسنے وزیر وندیم بھیجے مین نے حال بیان کیا سنا ہون کہ باپ نے اُسکو نامہ لکھا باپ نے اُسکے جواب سخت دیا کہ اگر تم ساحر ہوتے تو ہم اپنی بیٹی کی شادی تمھارے بیٹے کے ساتھ کرتے باپ نے مجکو آکے جواب صاف دیا کہ ای فرزند اُس سے ہاتھ اُٹھاؤ ایسی باتون کا ذکر نہ کرو ورنہ باعث خرابی ہی باپ کے سامنے مین نے کچھ جواب دیا باپ نے کہا اگر اُسکا باپ انکار کرتا ہی مین تمھاری اور جگہ شادی کرتا ہون جب دل بہت بیقرار و پریشان ہوا دیوانہ ہوکر نکل آیا ایک ہفتہ گذرا کہ اسی صحرا مین پریشان ہون چاہتا ہون روح قالب سے نکلجائے صاحبقران نے ہاتھ پکڑ کے گلے سے لگالیا کہا ای نرگس تاجدار اپنی اس ضرورت کو موقوف رکھو پہلے تمھارے کام کو چلونگا تمھاری شادی کرکے اپنی ضرورت کو جاؤنگے نرگس تاجدار کو اپنے ساتھ لیا لشکر مین لیکر آئے مستان تاجدار کو خبر ہوئی فرزند کو لیکر لپٹ گیا کہا ای شہریار یہ میرا نصیبا ہی پھر کہا ای فرزند تمنے یہ کیا حالت بنائی ہی پھر کہا ای شہریار وہ بڑا ساحر زبردست ہی آپ کن کاموں مین پھنستے ہین اُسکے باپ نے بڑے انتظام کیے کئی سیکڑوں بلائے بڑے بڑے حکیم آئے کاہن نجومی پنڈت جمع ہوئے مگر کوئی مطلب نہ نکلا ایسا نہ ہو دشمنون پر کوئی خرابی واقع ہو صاحبقران نے فرمایا ای مستان تاجدار ہم ایسی مصیبت کو راحت جانتے ہین کچھ مقام تردد نہین ہی صاحبقران نے لشکر کو طلب کیا یہ خبر قلعہ گلپوشان مین پہونچی نرگس تاجدار کے باپ نے سُنا کہ میرے فرزند کو بجست صاحبقران اپنے ساتھ لیگئے بیس ہزار فوج لیکر یہ بھی آکر صاحبقران سے ملا فرزند کو بہت خوش وخرم پایا نہال ہوگیا کہتا تھا ای شہریار آپ نے بڑا احسان کیا اس دیوانے کو ہوش مین لائے آپکی وجہ سے پھر یہ ہوش مین آیا مین تو مایوس ہوچکا تھا صاحبقران نے فرمایا انشاء اللہ بڑے دھوم سے اسکی شادی کرینگے باپ بیٹے صاحبقران پر نثار ہوئے کئی دن صاحبقران نے اُسی مقام پر قیام کیا ایک دن نرگس نے بھی کہا حضور غلام صبر کریگا دل پر جبر کریگا حضور ابھی کوچ نہ کرین صاحبقران نے فرمایا تمھارا حال دیکھا ہے مجھے خود افسوس ہوتا ہے لشکر صاحبقران نے حکم دیا کہ لشکر تیار کرو لشکر آراستہ ہوا صاحبقران کوچ کرکے چلے نرگس بھی رہبری کر رہا ہی تین منزلین طے کرکے چوتھے دن ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا سامنے ایک باغ ہی دروازہ اُسکا کھلا ہی ساتھ ہزار اُس خروج ساحرون کی درہ باغ پر فروکش ہی صاحبقران نے اُسی مقام پر قیام لشکر کا حکم دیا بارگاہ فلک اشتباہ استادہ ہوئی طبل پر ڈانڈے کی چوب پڑی جمشید خود پسند بارہ دری مین بیٹھا تھا ذرا سے کہا دیکھو تو یہ نوبت دلقارہ کیسا بجا عیار اُسکا کرگا وساری اُسکا نقب سے دوڑا ہوا گیا تھوڑی دیر کے بعد

نے آیا عرض کی صاحبقران زمان جو فکر فتح طلسم نور افشان ہین کسی وجہ مین نرگس تاجدار
سے ملاقات ہوئی سرکار کی دختر کے خواہان ہوکر آئے ہین لشکر صاحبقران اُتر رہا ہی جمشید خود پسند
نے عل آیا لشکر صاحبقران کو دیکھکر ہنستا ہوا اپنی بارگاہ مین داخل ہوا کہا حمزہ کی قضا دامنگیر
ہوئی نرگس تاجدار کے ساتھ مین اپنی بیٹی کی شادی کرونگا میرے خدمتگار بھی اُس سے بہتر ہین اگر زبان
ہلا دون تو زمین کو آسمان پر پہونچا دون سحر کرکے نرگس کو اور انکے مددگار کو جانور بناکر ہوا مین چھوڑ دونگا
یہ کہا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے بہت نابدولت کو ناگوار ہوا کہ اس طرح بلا تکلف ہمارے لشکر کے سامنے
چلے آئے اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی لشکر صاحبقران فروکش ہو رہا ہی امیر داخل بارگاہ ہوئے
صداے طبل جنگی کان مین پہونچی امیر نے مستان سے پوچھا کہ دریافت کرو یہ کیسا نقارہ بجا ہے
عرض کی ہرکارے گئے ہین خبر لیکر آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر سو بچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی
جمشید خود پسند نے طبل جنگی بجوا دیا کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد
دو بالا کرے صاحبقران نے فرمایا خواجہ کمدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے
جیسا کچھ نقاش ازل و کاتب قدرت نے ہماری قسمت مین رقم کیا ہی وہی پیش آئی ہی بموجب ارشاد
صاحبقران خواجہ نے حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا خواجہ ٹہلتے ہوئے نکلے کنارے پر لشکر کے
آکے دیکھا کہ لشکر کفار مین تیاری ہو رہی ہی خواجہ ٹہلتے ہوئے ایک خدمتگار کی شکل بنکر لشکر کفار
مین آئے دروازے پر جمشید کے پہونچے دروازے پر درگہ سالار چوبدار لیبادل جو حاضر تھے
ایک چوبدار سے عمرو نے کہا کہ جاکر شہنشاہ سے عرض کرو در دولت پر ایک خدمتگار حاضر ہے
سرکار سے کچھ عرض کریگا درگہ سالار نے جاکر عرض کیا حضور ایک خدمتگار در بارگاہ پر حاضر ہے
عیار اسکا گاو سامری کرسی پر بیٹھا ہی اُسنے کہا حضور بلا لیجیے مین خوب جانتا ہون لشکر مین امیر
کے عیارون کا بڑا ہنگامہ ہی کیا عجب ہی کہ کوئی عیار آیا ہو غلام تو حاضر ہی میرے سامنے وہ کیا
عیاری کرسکیگا بادشاہ نے کہا بلا لو چوبدار نے جاکے کہا خدمتگار اندر آیا بادشاہ کو جھککر سلام کیا
بادشاہ نے کہا کیون اے خدمتگار کیا ضرورت ہی عرض کی حضور کے مقابلے مین طلسم کشا آیا ہی حضور
کنارے چلین کچھ عرض کرونگا گاو سامری اپنے مقام سے اُٹھا کہا ذرا میرے پاس آو جیسے ہی
خواجہ اُسکے قریب گئے اُسنے یہ کہکے حلقے کمند کے مارے کہ او عیار غدار غضب کیا مین تو جانتا تھا
کہ لشکر حمزۂ عرب کا آیا اب عیار ضرور آئینگے جیسے ہی اُسنے حلقہ ہاے کمند مارے گردن و کمر مین خواجہ
کی پڑے خواجہ نے چاہا جست کرون یہی قصد تھا کہ سبک ہوکر نکل جاؤن عمرو نے جست کی اب
گاو سامری نے دیکھا کہ حلقہ ہاے کمند گرے عیار تڑپکر نکلا تو بھی ملحوظ رہے کہ یہ پہچانتا نہین
یہ سمجھ گیا کو عیار ہی جیسے ہی عمرو جست کرکے الگ گرا گاو سامری کسیقدر سحر بھی جانتا ہی اُسنے
یا سامری کنکر دو پتھر زمین پر مارا عمرو لڑکھڑا کر گرا زمین نے پاؤن تھام لیے جمشید خود پسند
گھبرا کے کھڑا ہو گیا کہا ای عیار گرفتار کیا ہی گاو سامری نے کہا ای شہنشاہ یہ عیار لشکر مسلمانان کا
ہی یہ کہکے مُنہ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا چند کس نے کہا عمرو عیار ہی عیاری کو کرنے
آیا تھا اسی نے تمام ملک برباد کیے حمزہ کی سب لیاقت اسی پر ہی گاو سامری نے کہا اگر اسکو مارا

تو دنیا کو پاک کر دیا روح سامری و جمشید بھی شاد ہوگی یہ کہکر گاؤ سامری برائے قتل خواجہ بڑھا پکار کر آواز دی او ساربان زادے اب تجکو قتل کرونگا یہ خیال آیا کہ گاؤ سامری وہان موجود ہے جیسے ہی تیغہ کھینچکر بڑھا پہلو مین ایک چوبدار چاندی کا عصا لیے کھڑا تھا اُسنے کہا مہتر صاحب یہ عیار طرار مقبول بارگاہ خداوند جمشید ہے اسکی بزرگی مین بڑا بھید ہے اسکو قتل نکیجیے اسکو قتل کرکے بہت پچتائیے گا چل نہ پائے گا گاؤ سامری نے کہا تو کون ہے تجھے ہمارے مقدمات مین کیا دخل ہم ضرور قتل کرینگے چوبدار نے کہا دیکھیے بادشاہ بھی منع کرتے ہین ایسا نہ ہو کہ آپ کو خفا ہون دیکھیے کیا فرماتے ہین گاؤ سامری پلٹا جیسے ہی اُسنے مُنہ پھیرا مرد ہے اُسنے عصا سر پر مارا کہا او میان ہمارے استاد کو قتل کرنا ہم دیکھ سکتے یہ ممکن نہین نعرۂ قران

جہان سر سنگ در خنجر گذاری	بمیدان اژدر آتش فشانم
سریع السیر چون باد بہاری	منم مہتر قران شیر زیانم

عصا سر پر گاؤ سامری کے پڑا کر سر اسکا پھٹا رتے ہی اسکے اندھیرا ہوا خواجہ کے پاؤن چھوٹے مہتر قران ایک جانب نکلگئے خواجہ نے اندھیرے مین جمشید کو ہچہ مارا جمشید جھک نیچے کی دبکر بھاگا وار خواجہ کا خالی گیا جمشید نے چاہا سحر کرون خواجہ بارگاہ سے نکلکر بھاگے باہر نکلکر دیکھا عیار طرار جانگرد ماہتابان مع شاگرد تو بت و سیارگان قلعۂ مغرب مین پنہان ہو چکا شہنشاہ روز مع فوج ضیا و شعاع بصد رونق تخت چرخ فلک زبرجدی پر جلوہ فرما ہو لشکر سلطان طرف میدان کارزار کے جا رہا ہے عمرو حیران ہے کہ شب گذر گئی اُس وقت لشکر مین پہونچا کہ امیر گھوڑے پر سوار تخت پر شہنشاہ گلپاش ساٹھ ہزار فوج پشت پر خواجہ عمرو کو جو دیکھا گھبرائے ہوئے آتے ہین امیر نے پوچھا خواجہ خیر تو ہے عمرو نے سب کیفیت گذشتہ بیان کی کہا حضور جان بخش میرا وقت پر پہونچا امیر نے فرمایا مہتر قران کیونکر آیا عمرو نے کہا نہین معلوم کیونکر پہونچے کہ دیکھا سامنے سے مہتر قران بھی آتے ہین امیر نے فرمایا ای قران تمہارا کیونکر آنا ہوا عرض کی غلام حضور کی تلاش مین صحرا مین پھر رہا تھا راہ مین چند راہگیر جاتے تھے انکی زبانی سُنا کہ صاحبقران زمان نرگس تاجدار کو ساتھ لیکر گئے ہین غلام ڈھونڈھتا ہوا یہان پہونچا شکر ہے کہ بہ کام بن پڑا یہ سنکر مہتر قران بھی صاحبقران کے ساتھ ہوئے ادھر سے دیکھا تو آمد آمد لشکر جمشید خود پسند ہے جمشید گینڈے پر سوار ہنا بن ٹھنے ہین تاج کج کیے ہوئے کمیدان رسالدار کھڑے ہوئے ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار پشت پر صدا ہے یا سامری و جمشید بلند ساحران خود پسند یہ جو خبر پائی کہ غیر ساحرون سے مقابلہ ہے نہایت خوش چلے آتے ہین کہتے ہین ایک دم مین خاتمہ کرینگے جب لشکر جمشید میدان کارزار مین پہونچا صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرچکے کوکبیت ہٹے جمشید نے پلٹکے طرف ساحرون کے دیکھا ضیغم مغرور جادوگر نامی پہلو مین کھڑا ہے طاؤس کو اپنے بڑھا کر سامنے آیا عرض کی اجازت میدان جمشید نے ضیغم مغرور کو اجازت دی یہ ملعون میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان مین درکسی کا دوکان نہین ہون جو مدد کا نرگس تاجدار نے ہین فتاح نور افشان لقب پایا ہے اگر وہ آ مین تو حال معلوم ہو نرگس تاجدار کا ارادہ تھا کہ مین سامنے صاحبقران کے جان دون میرے واسطے کد و کاوش ہے اسکے باپ کے بھی ملازم کھڑے ہین ہر ایک کا یہی قصد ہے کہ میدان کارزار مین جائین اپنے مالک پر جان نثار کرین

اُسنے فرمایا خوب چنانچہ سب نے ترکش و کمر و دستے کھولے دشمنی کو اچھالا سب کو معلوم ہوا کہ خود صاحبقران
تشریف لائے پیدل ہو کر قریب صاحبقران کے آئے امیر جب آپ سے رخصت ہوئے اُسوقت نرگس کی
جیگداری نے عرض کیا تھا کہ آپ تاجدار آپ غلام کے واسطے یہ کد و کاوش کرتے ہیں حکم ہو تو میں ملکوت
اسے فرمایا وہ سیراب نام سکر بکار ہے اہر سب رہے صاحبقران نے گھوڑے کو بڑھایا جب سامنے
ضیغم کے پہونچے فرمایا کہ ای ساحر بہتر ہے کہ جا کر اپنے بادشاہ کو سمجھا کہ اپنی دختر کی شادی ساتھ
نرگس کی جیدار کے کرے ورنہ بہت پچھتاوے گا ضیغم نے امیر پر سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر باطل ہوا
آپس میں دشمنی کی دلیل سحر بنایا کسی سحر نے صاحبقران پر تاثیر نہ کی امیر اسم اعظم پڑھتے ہوئے قریب
ضیغم کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر تیغہ عقرب سلیمانی پر روکا
جیسے ہی وہ تلوار مار کے پلٹا مگر ایسا سحر کیا تھا کہ صاحبقران پر آگ برسی پانی گرا خنجر برسے تلواریں برسیں
تیر چلے مگر کسی نے کی سبب اسم اعظم کے تاثیر نہ ہوئی امیر نے نعرہ شیرانہ کیا ہاتھ تیغہ عقرب سلیمانی کا
مارا ضیغم نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر ہاتھ مارا ضیغم کے دو ٹکڑے ہوئے
ضیغم کا مارا جانا دلیم مرد انتو بر ہجانی اسکا آپڑا دو گھڑی کامل سحر کیے صاحبقران پر کسی سحر نے
تاثیر نہ کی امیر نے اسکو بھی ہاتھ مارا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے خنجر بران ایک ساحر تھا وہ آپڑا نام تک
صاحبقران سے لڑا سحر کرتا ہے اور بچ گنتا ہے کبھی جست کرکے شاخ نخل پر جاتا ہے کبھی بلکہ ابر میں چھپکے
پانی برساتا ہے جب دو پہر کامل اُسنے صاحبقران کو حیران کیا عمرو کے منہ سے نکلا کہ یا صاحبقران
تیر ماریئے یہ موذی ایک مقام پر قائم نہیں ہوتا ہے امیر نے تیر مارا خنجر بران بھی ہلاک ہوا گیارہ
ساحر طرف سے جمشید خود پسند کے نکلے سب کے ہاتھ سے فرداً فرداً مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا
جمشید خود پسند جھلاتا ہوا اپنی بارگاہ میں آیا کہا یارو میں خود لڑونگا سبھوں نے کہا آپ ایسا کام
نہ کیجیے گا غلامان جانثار کسواسطے ہیں سب سے کہا یارو یہ تو بتلاؤ کہ حمزہ پر سحر کیوں نہیں تاثیر کرتا
ایک شخص نے جواب دیا کہ میں نے سُنا ہے حمزہ صاحب اسم اعظم ہیں جمشید نے کہا میں اسکی بھی تدبیر
کرونگا اسنے طبل جنگی بجوایا صاحبقران زمان جو مدت سے آکے بیٹھے تھے کہ صدائے طبل جنگی کان
میں آئی یہ بھی سرکار دولت میں عرض کی کہ آج اُسکے مصاحبوں نے اُس سے حضور کے اسم اعظم کا ذکر
کیا ہے اُسنے دعوی کیا ہے کہ کل میں اسم اعظم بند کرلونگا امیر نے فرمایا خدائے ما بزرگ است
اپنی جان دونگا مگر اس جگہ سے منہ نہ پھیرونگا نرگس تاجدار جو بارگاہ صاحبقران سے
اپنی بارگاہ میں آیا مصاحبوں سے کہا باہر جاکے ٹھہرو سب کو رخصت کرکے تنہا بیٹھا تصویر معشوق
کی آنکھوں کے آگے پھری دل سے باتیں کرنے لگا کہ ای نرگس دیکھیں تقدیر کیا دکھائے گیارہ سردار
آج صاحبقران نے مارے لیکن جمشید خائف نہ ہوا اب اُسنے یہ دعوی کیا ہے کہ اسم اعظم حمزہ
بند کرونگا اگر خدا نخواستہ اُسنے اسم اعظم بند کرلیا تو بڑی مشکل ہوگی معشوق کا ملنا بہت دشوار ہے
گیارہ سردار نامی صاحبقران زمان نے مارے اُسپر بھی جمشید آمادہ حرب و پیکار ہے معشوق
کا ملنا مشکل ہوگا دل جو بیقرار ہے معشوق کے ملنے سے قلب کو یاس ہے حواس اُسکے اختیار میں نہیں

یہ اشعار عاشقانہ زبان سے نکل گئے نظم

بیخبر ہی انجمن بیہوش ہی جاتا نہ آج
خوب چکر دی ہی گردش پیمانہ آج

حسرتین عاشق کی اپنے دیکھ لے ہنگام نزع
ایک دم تو اور بھی پہلوے ظالم جا نہ آج

صحبت اک حور بہشتی سے جو حاصل ہی مجھے
رشک فردوس معلا ہی مرا کاشانہ آج

تیری ناخن سے دامان جراحت چاک ہی
امتحان عشق کرتا ہی ترا دیوانہ آج

جان جان ثابت ہوا شب حرف بیداری ہی ملی
محو خواب شرم ہی کیون نرگس مستانہ آج

فیصلہ ہو جائے باہم اب ادھر ہون یا ادھر
گفتگو کرتے ہین خود قاتل سے بیباکانہ آج

بنگیا اشک ندامت دیدۂ زنجیر مین
شرم سے پانی ہوا ایسا ترا دیوانہ آج

صورت بسمل طپان تھا مین فراق یار مین
کیا کہون کیا کیا رہا ہی حال بیتابانہ آج

خیر ہی کس واسطے گھبرا رہے ہو اسطرح
کسطرف جلتے ہو کیون ہی حال بیتابانہ آج

پھر بہار آئی بڑھے جوش جنون کے ولولے
پھیلا پھر سوے صحرا شوق بیتابانہ آج

جام گیا غم کے خالی نہ کردین تو سہی
دیکھ لے ساقی کمال ہمت مستانہ آج

کیا ادب ہی محفل رندان ساغر نوش کا
کرتی ہی موج حباب بھی لغزش مستانہ آج

ہی ہجوم کیف مستی لڑکھڑاتے ہین قدم
پیچلے دیکھین کدھر کو لغزش مستانہ آج

چشم ساغر دل ہی مینا شوق می کیفی ہی روح
آمد انفاس مین ہی لغزش مستانہ آج

ہاتھ مین ساغر بغل مین شیشہ سر پر ہو سبو
کیجیے پیر مغان کی خدمتین مستانہ آج

دیکھنا ہی سوے ساغر کیون نگاہ تیز سے
دیکھیے لاتا ہی آفت کیا دل مستانہ آج

جوش مستی پاؤن کسکے نہ ڈالیگا نسیم
گردشین کیا کیا نہ دیگی گردش پیمانہ آج

فراق محبوب مین اسقدر بیقرار ہوا یہ بھی خیال کیا کہ ای نرگس تاجدار ملنا معشوق کا بہجلہ ہی اسکو بھی تمھاری یاد ہوگی وہ گوشہ نشین کیا کرے مگر ایک بات مشکل کی ہی کہ وہ ہم سے آگاہ تھی اگر قصد کرتی تو ہم تک چلی آتی ہم مجبور ولاچار تھے وہ مجبور ولاچار نہ تھی یہ تمنے ذکر کیا تھا کہ ہم سحر مین کامل ہین مگر فلک نے کیا گردش دکھائی اب معشوق تک پہونچنا بہت دشوار ہی جوش جو آیا تو لباس شبروی پہنکر ہتھیار لگائے یکہ وتنہا سمت باغ آتش فشان چلا اول سامنے فوج کے آیا ادھر سے پلٹا پشت باغ پر تمام خارستان تھا پھرتا ہوا وہان پہونچا دیکھا دیوار باغ تک پہونچنا سبب کانٹون کے دشوار ہی کروکر سحر مین پرتار غنچہائے خار سے الجھتا ہوا قریب دیوار باغ پہونچا کمند مار کے دیوار پر چڑھا کچھ باتین کرنے کی آواز کان مین آئی دیوار سے اترا ایک نخل کے سائے مین آکر کھڑا ہوا دیکھا ملکہ نیرنگ سر نگون بیٹھی ہین گرد کنیزین سمجھا رہی ہین کہ واری آپ اسقدر کیون ملول ہین اسقدر فکر نہ کیجیے ملکہ ٹھنڈی سانس کھینچتی ہین کہتی ہین صاحبو کسی کو کسی کی کیا خبر ہی جو مجھ پر گذرتی ہی وہی خوب جانتا ہی نظم

باغ مین گر یار آکر وہ لالہ رو ہو جائیگا
رنگ گل غیرت سے پنہان مثل بو ہو جائیگا

بارے کچھ ہوتی چلی ہی آشنائی عشق سے
آرزو مند اب دل بے آرزو ہو جائیگا

آب جو مین اوسہی قامت نہ اپنا عکس ڈال
شرم سے سرو لب جو آب جو ہو جائیگا

سخت حیران ہون جو بگڑونگا تو سننے کے نہین
گر دبونگا اور بھی وہ تندخو ہو جائیگا

پڑ گئی ہی خو شراب تند پینے کی اُسے
اب تو آگے سے بھی دونا تند خو ہو جائیگا

دل مرا کہتا ہی صاف آئینہ کہتا ہی کہ میں
پاک یہ قصہ تمہارے روبرو ہو جائیگا

ہیں وہ میکش اٹھ کھڑا ہونگے اگر مستی میں ہم
دستگیر اپنا وہیں دست سبو ہو جائیگا

کوزۂ مو اعظا خالی اگر ہو گا یہاں
تیری مسجد کے لیے ظرف وضو ہو جائیگا

عشق اگر خونخوار ہی تو ہی یہاں بھی جوش خون
غم نہیں کچھ ای جنون کار رفو ہو جائیگا

غم اگر مجکو نہیں ہی اُس لباس تیرہ پوش کا
جسم تو کیا زرد سب میرا لہو ہو جائیگا

چاک اگر مجھ سوختہ کا ہی گریبان ناصحا
رشتہ ہائے شمع سوزان سے رفو ہو جائیگا

کیا یہیں مے ہی جو ساقی میں کہ لگیا وہی ڈاک
بس گلو میرا بھی شیشے کا گلو ہو جائیگا

گر پڑینگے لڑکھڑا کر نشے میں ہو گی نماز
زاہد اپنا چشمۂ غم سے وضو ہو جائیگا

بیں سے سویا کرون تیری جا ہو دولت حشر تک
خواب ہی میں میری تربت پر جو تو جائیگا

چھوڑ دیگا غیر سے ملنا اڑانا آنکھ کا
صلح پر راضی اگر وہ تند خو ہو جائیگا

کاکل پیچان جانان کا اگر غم ہی یہی
سوکھکر مار سیہ مانند مو ہو جائیگا

دوڑتے ہیں اطفال سے کہنے کو ناسخ تلک
شہر واب اپنے جنون کا کو بکو ہو جائیگا

آنکھوں سے آنسو جاری کنیزیں سمجھا رہی ہیں کہ واری صبر کیجیے ملکہ فرماتی ہیں صاحبو کیا خاک صبر کروں
انصاف کرو کہ وہ ہجران دیدہ آفت کشیدہ کیونکر تا بہ طلسم کشا پہونچا طلسم کشا کو لیکر یہاں آیا سنا ہی
کا وہ سامری عیاری سے مارا گیا رہا مران نامی صاحبقران نے قتل کیے امیر بھی والدین دیکھے
کل کے معرکے میں دیکھیے کیا ہو ہوشخانے میں داخل ہی اُنکا سحر زمین کو ہلا دیگا سُننے والوں کے
کان بہرے اگر صاحبقران کا اسم اعظم اُنھوں نے بند کر لیا تو ایک سحر میں سارے لشکر کو گرفتار کر لینگے
اگر میری رسائی اُس کمبخت تک ہوتی تو کشتی کرا دیے خدا بچا لیگا ابھی کیا اس باغ پر پڑے جادو ہونگے اگر
بھائی صاحب نے اُنکے خبر پائی تو وہ لشکر لیکر مدد کو آئینگے صاحبقران کا یہاں سے نکلے جانا بہت
دشوار ہی ساحروں کا تار بندھ جائیگا اے میری بدنصیبی طبیعت کہاں جاکے الجھی یہ کہکے بیقرار ہوکے
دوپٹہ منھ پر رکھکے رونے لگی اشک جو آنکھوں سے معشوق کی نکلے تیر بنکے کلیجے پر پڑے کہ قلب کو شکیب
تاب نہ رہی چیخ مارکے رو دیا ہائے جان جہان کہکے زمین پر گرا ملکہ یہ کہکے دوڑیں ارے یہ آواز
اُسی سوختۂ آتش محبت کی ہی یہ کہکے دوڑیں دیکھا زیر نخل گلستان محبت سرو روان باغ مودت
بیہوش پڑا ایڑیاں رگڑ رہا ہی اپنے عاشق کو دیکھکر بیقرار ہو گئیں زمین پر بیٹھکے سر زانو پر رکھ لیا
جوش محبت میں منھ پر منھ رکھ دیا پکارکر آواز دی ای عاشق صادق وای یار موافق تیری محبت
میں معشوق حاضر ہی آنکھیں کھولو منھ سے بولو اشک حسرت جو آنکھوں سے ٹپکے اشکوں نے کام گلاب
کا کیا بوئے زلف عنبر دماغ میں پہونچی اُسنے کام لخلخے کا کیا اُس کشتۂ تیغ ابرو نے آنکھ کھولی تو
سر اپنا زانوئے محبوب پر پایا دماغ عرش اعلیٰ پر پہونچا لوٹ مارکے اُٹھ بیٹھا جوش محبت میں
گرد پھرنے لگا اُس مہ جبین نے ہاتھ پکڑ لیا کہا صاحب جوش محبت کو موقوف کیجیے میں ابھی تمھارا
ذکر کرتی تھی عشق صادق کی کیا تاثیر ہی کیوں صاحب کہتے یہ کیا غضب کیا نرگس تاجدار سے

آپ کی ذرا سنکر ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا پلٹ کر کہا لو خود با جان آگئے ایک سحر مین ہم ایسے ہزارون کو پامال کردینگے جمشید جست کرکے سامنے آیا نرگس نے چاہا تھا کہ گھوڑا بھگاکے نکلون جمشید نے آواز دی ہان مرکب خبردار زہر دی نہ کرنا اسی مقام پر ٹھہر جا گھوڑے نے پانون زمین مین گاڑ دیے نرگس کوڑے مارتا ہے مگر مرکب قدم نہین اٹھاتا ملکہ خیرنگ نے چاہا پر پرواز پیدا کرکے بھاگون جمشید نے ایک دو تھپڑ مارا خیرنگ بھی زمین پر گری جمشید کی پشت پر اور لوگ آگئے تھے سب کو منع کیا کوئی یہان نہ آئے شرم آتی اگر ہمارا فوج آئینگے تو طعن و تشنیع کرینگے ایک سوار سے کہا کچھ کنیزین لاؤ وہ سوار دس بارہ کنیزین یا سوسن و گلبدن و یاسمن وغیرہ حاضر حاضر کیں کر دوڑین وہان پہونچین جہان جمشید خود کھڑا تھا جمشید نے کہا ہر چند یہ گنہگار ہین مگر ہمارا دربار مشہور ہے انکی مشکین باندھو کنیزون نے بمشکل نرگس کو گھوڑے سے اتارا مشکین باندھین غصے مین اسنے ملکہ کی زبان مین سوئین بھی نہ دلوایا کہا اس گیسو بریدہ کی بھی مشکین باندھ لو ملکہ خیرنگ و نرگس کو گرفتار کرکے لیکے پاپا ماہ کو لو محل مین بھیجا کنیزون سے کہا خبردار انکی حفاظت کرنا چالیس پچاس کنیزین ملکہ کو لیکر محل مین گئین وہان جو یہ ہوشیار ہوئی بلک بلک کے رونے لگی یہی پکارتی تھی ای فلک کجرفتار وای گردون غدار یہ کیا کجروی ہے کہ جو میرے ساتھ کی کاشکے باپ نے قتل کیا ہوتا مین اس کشاکش سے چھوٹ جاتی ہائے افسوس صد افسوس نظم

انصاف کی ترازو مین تولا عیان ہوا — یوسف سے تیرے حسن کا پلہ گران ہوا
اہل زمین سے صاف کہان آسمان ہوا — نرگس روز برج ماہ مین فرش کتان ہوا
معدوم داغ عشق کا دل سے نشان ہوا — افسوس بجھ چراغ ہمارا مکان ہوا
دو ٹکڑے ایک وار مین خود حباب ہر — گرداب موج تیغ کو سنگ فسان ہوا
دیکھا جو مین نے اسکے سمندر کی آنکھ کے — گلزار آگ ہو گئی سنبل دھوان ہوا
ملتا نہین دماغ ہے گیسوے یار کا — کچھ ان دنون مین مشک کا سودا گران ہوا
خوش چشمون کے فراق مین حالت یہ ہو گئی — سناخ غزال اپنا ہر اک استخوان ہوا
سختی راہ عشق سے واقف ہوئے نہ پانون — جوشش جنون مرے لیے تخت روان ہوا
ابنوہ عاشقان سے ہوا حسن کو غرور — کثرت سے مشتری کی یہ سودا گران ہوا
پیوند خاک ہو گئے اک بت کی راہ مین — پتھر ہماری قبر کا سنگ نشان ہوا
پھینکا کبھی نہ پیر فلک لعل کی طرح — کوئی نہ طفل اشک ہمارا جوان ہوا
تو دیکھنے گیا لب دریا جو چاندنی — استاد تجکو دیکھ کے آب روان ہوا
انسان کو چاہیے کہ نہ ہو ناگوار طبع — سمجھے سبک اسے جو کسی پر گران ہوا
اس گل سے عرض حال کی حسرت ہی رہ گئی — کانٹے پڑے زبان مین جو میل بیان ہوا
انصاف مین نے عالم اسباب مین کیا — ہوائی چاندنی جو میسر کتان ہوا
قاتل کی تیغ سے رہ ملک عدم ملی — آہن ہمارے واسطے سنگ نشان ہوا
فکر بلند نے مری ایسا کیا بلند — آتش زمین شعر سے پست آسمان ہوا

ملکہ اس حال پر ملال مین مان نے جو خبر سنی تو جب آ کے کہا بیٹا خاموش رہو ایسا نہ دہ ظالم آکے قتل کرے

نیرنگ نے کہا ای مادر مہربان اگر مجھکو کوئی قتل کر ڈالے تو مین جانون میری مشکل آسان ہوئی
وہ تاجدار وہین جاکے قید ہوا دیکھیے اب صاحبقران کیا کرین یہان صبح کو صاحبقران زنانہ
آکے بارگاہ مین بیٹھے گلپاش تاجدار آکے تخت پر بیٹھا صاحبقران نے پوچھا تمہارا فرزند کہان ہے
عرض کی ای شہریار خوشی مین اُسکو ملال ہوا جس وقت سے حضور میدان سے ملتے ہین اُسکو
نہایت غمگین پایا یقین ہے کہ اپنی بارگاہ مین ہو صاحبقران نے فرمایا کسی کو بھیجو اگر اُسکی خوشی ہو تو
مین ابھی تلوار پکڑ کے گھس جاؤن لڑ بھڑ کے نیرنگ کو نکال لاؤن شاہ نے عرض کی حضور یہ تو ہم
گوارہ نہ کرینگے کہ حضور لشکر دشمن مین اکیلے جائین یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے
عرض کی ای شہریار غضب ہوا نرگس گرفتار ہو گیا گھبرا کے صاحبقران نے فرمایا کیا باعث
ہوا رفیقون نے سب کیفیت بیان کی صاحبقران نے فرمایا خواجہ بڑھکے دیکھو تو بخدا اگر
ایک موے جسم نرگس کم ہوا تو جمشید کی آنکھین نکال لونگا خواجہ بھی بیقرار ہو کر اُٹھے صورت بدلکر
لشکر جمشید مین آئے دیکھا لشکر مین جابجا یہی چرچا ہے کہ اب جمشید نرگس کو قتل کریگا عمرو بارگاہ
جمشید مین آیا دیکھا جمشید تخت پر بیٹھا ہے مگر نہایت درہم و برہم کوئی رفیق بات نہین کر سکتا ہے
تھر تھر کانپ رہا ہے رفیقون سے کہتا ہے نرگس کو جلد لاؤ عمرو نے دیکھا نرگس تاجدار زنجیر وزنین
بند معاً ہوا سامنے جمشید کے آیا زنجیرین ہلاتا ہوا خانۂ زنجیر مین غل ہے جمشید نے پکار کے آواز دی
کیون او نرگس تو نے ناموس شہنشاہی مین رخنہ اندازی کی کچھ خوف نہ آیا نرگس نے کچھ جواب
نہ دیا جمشید نے کہا جلد میدان خونی کی تیاری کرو دار استادہ ہو اس سردار کو دار پہ کھینچو کل
حمزہ سے سمجھ لونگا اُسی وقت ملازمون نے بیرون بارگاہ میدان خونی کی تیاری کی دار استادہ ہوئی
جلاد بُلائے گئے عمرو نے دیکھا بڑا غضب ہوا آقا کو جاکر خبر کرون یہان تو یہ رنگ ہے کہ جمشید
کانپتا ہوا نکلا رفقا سب خوف کر رہے ہین کہ دیکھیے آج کیا ہو عمرو بھاگا خدمت مین صاحبقران
کی آیا امیر نے پوچھا کیون خواجہ کیا گذری عمرو نے کہا آقا کیا عرض کرون وہ حال پر ملال
دیکھا کہ عرض نہین کر سکتا جمشید نے بیٹی کو تو محل مین قید کیا نہین معلوم اُسپر کیا گذری نرگس
کو گرفتار کرکے سامنے بلوایا اُس سے خطاب کیا وہ بیچارہ کیا جواب دیتا اب اُس ظالم نے میدان
خونی کی تیاری کی ہے یہ سُنتے ہی صاحبقران نے قبضے پر عقرب کے ہاتھ ڈالا یہ کہکے اُٹھے کہ
اگر نرگس قتل ہوا میرے قلب پر صدمہ پہونچیگا باپ نرگس کا یہ جلالت صاحبقران دیکھکر
تخت سے اُٹھا قدمون پر گر پڑا کہا ای شہریار خدا آپ کو سلامت رکھے معلوم ہوا اسکی یونہین قضا تھی
وہ ساحر زبردست ہے ایسا نہ ہو دشمنون پر سرکار کے کوئی افتاد پڑے مین سلامتی کو حضور کی فراق
فرزند سے اچھا جانتا ہون صاحبقران نے فرمایا ای عم نامدار آپ ایسا نہ فرمائین جہان
نرگس قتل ہوگا وہان حمزہ کا بھی سر پڑا ہوگا جز زبان سے مردان کا لہنے کہا وہ کیا نرگس کے باپ کو
یہ کہکے ہٹا دیا فرمایا کہ اب آپ دخل نہ دین جو آپ فرمائینگے مین قبول نہ کرونگا ایسا نہ ہو آپ کو
ملال ہو یہ کہتے ہوئے صاحبقران بارگاہ سے نکلے کیفیت یہ ہے کہ تیغ عقرب کے قبضے پر ہاتھ
زلفین خلیل پیچ و تاب کھا رہی ہین لشکر مین جو یہ خبر مشہور ہوئی سب سرداران نامی افسران گرامی

رجمع ہوئے صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہوئے سب خواجہ کو بُرا کہتے ہین کہ خواجہ نے
غضب کیا یہ خبر صاحبقران سے مفصل نہ کہنا تھی عمرو نے کہا یارو تم کیا جانو یہ شیر بیشۂ عربستان
طوطا چشم بھی ہے اگر یہ خبر نہ کرتا مجھپر آفت آتی اُس وقت یہ کسی کی بات نہ مانتے مجھے فرماتے کہ
نرگس تاجدار کو حاضر کرو مین کہانسے لاتا بس یہی مناسب تھا کہ جو کیا صاحبقران پشت مرکب
پر سوار ہوئے بصد غضب تمام چلے پشت پر سرداران نامی ہر ایک کا یہی قصد ہے کہ ایسے آقا پر
جان نثار کرین ہمارے سردار کے واسطے کیا کد و کاوش کر رہے ہین ایسے جلیل بھی پردۂ دنیا
مین ہین کہ غیر کے واسطے اپنی جان دیتے مین یہان جمشید نے اشارہ کیا نرگس تاجدار کے پاؤن مین
زنجیر باندھی دار مین اُس سردار کو سرنگون لٹکا دیا بارہ ہزار تیرانداز پشت پر خود بھی تیر و کمان
ہاتھ مین لیکر کھڑا ہوا سب تیراندازون سے کہا جمکر کھڑے ہو یہی جوان تمہارا نشانہ ہو اگر کسی کے
تیر نے خطا کی فوراً اُسکو قتل کرونگا بارہ ہزار تیرانداز پشت پر سجے ہوئے سپر کمان چڑھائے کھڑے ہین
طائران تیر پکھولا چاہتے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا صاحبقران زمان تیغہ برقتاب
دست زبردست مین دہن سے نعرہ کیا با شہداے کفاران بچیا نم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان اگر ایک موے جسم نرگس کم ہوا خون کے دریا بہا دونگا نعرۂ
صاحبقران سے زمین تھرائی سوارون کے ہاتھ سے تیر و کمان گر پڑے جانور آشیانون مین
غلچاتے تھے نخل کانپ رہے ہین ہر کارے دوڑے دوڑے پھر رہے ہین صاحبقران اُن
تیراندازون پر آکے گرے گوشہ ہاے کمان قلم کیے سو دو سو تیرانداز جو مارے گئے تیرانداز
سہمے ہوئے گوشون مین جاکے چھپے عمرو نے حقہ ہاے آتشبازی پھینکے دس پانچ کے منہ جلے
جمشید نے بڑھکر سحر کیا آگ برسنے لگی ہمراہیان صاحبقران گھوڑون سے گرے بعض گھوڑے
بدلگامی کرنے لگے مارے بھرے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا جمشید کے سحر کی تاثیر نہ ہوئی امیر
اُلٹتے بڑھتے قریب دار کے پہونچے نرگس کو سرنگون دیکھ قلب تھرا گیا جھپٹ کر زنجیر کو قلم کیا
نرگس رہا ہوتے ہی قدمون سے لپٹ گیا اور اپنی آنکھین قدمون پر ملین باپ نرگس کا تصدق
ہوتا تھا کہ اے آقاے نامدار آپکے تصدق سے مین نے اپنے فرزند کو پایا صاحبقران زمان نے
نرگس کو گھوڑے پر سوار کیا نرگس پروانہ دار گرد صاحبقران پھرتا ہے ایک طرف گلیاش تیغ
ہاتھ مین لیے ہوئے صاحبقران چاہتے ہین جمشید پر جا پڑون جمشید نے سحر سے آگ برسا دی
طرف جنگل کے گولہ مارا دریاے قہار پیدا ہوا مچھلیان نہنگ لشکر والون کو ہلاک کرنے لگین جسکے
سینے پر مچھلی پڑی توڑ کر پار گذر گئی کئی سو جوان لشکر کے مارے گئے جو قتل ہوا صاحبقران کو بہت
ناگوار ہوتا ہے امیر نے اسم اعظم پڑھکے اس دریا کو بھی مٹایا جمشید نے جب دیکھا کہ صاحبقران
نے قیامت برپا کر دی جو ساحر لڑتا ہے صاحبقران بے قتل کیے اُسکو نہین چھوڑتے یہ بھی
اپنے دیکھا کہ بہت سے ساحر مرے زبان کاٹ کے خون ایک توے پر ڈالا گولہ طرف صحرا کے
پھینکا آواز دی اے کبوس مردار خوار جلد آکر حاضر ہو مین نے عمر بھر تجکو خوراک کھلائی جنگل سے
مردہ ڈھونڈھ کے لاتا تھا ہمیشہ بھوگ دیا تجکو راضی رکھا یہ وقت مدد کی ہے جو اسنے آواز دی

صحرا سے ایک گرگدن مست اُسپر ایک زنگی زبردست تیغ بدست ہاتھ میں صاحبقران کو للکارتا ہوا نام لیکر پکارا
یا صاحبقران ذرا مجھسے مقابلہ کیجیے صاحبقران طرف زنگی کے چلے دوسری طرف سے ایک غزال
پیدا ہوا اُسپر ایک جادوگر سوار ان دونوں نے کیا فتور کیا جب امیر طرف غزال سوار کے چلتے ہیں تو
گرگدن سوار پکارتا ہی نام لیکر للکارتا ہی کہ یا صاحبقران مجھسے مقابلہ کیجیے آپ کے جرأت کی بڑی
تعریف سُنی تھی آکے مقابلہ کیجیے ہم تو ہمیشہ سے سُنتے ہیں کہ آپ نے بڑے بڑے پہلوانوں سے مقابلہ کیا
یہ صداے حیرت افزا سُنکر صاحبقران پلٹ پڑتے ہیں تب غزال سوار ایسے ایسے طعن و تشنیع کرتا ہی غزال سوار
گرگدن سوار نے ایسا صاحبقران کو حیران کیا ہی کہ پسینے پسینے ہو گئے جمشید کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی جب
سحر کرتا ہی زمین تھرا جاتی ہی آسمان سے الامان کی آواز آتی ہی چاہتا ہی صاحبقران کو اس حیرت میں
ڈالکے اسم اعظم بند کروں اس سحر سے یہ بھی ہوا کہ صاحبقران کی طبیعت پراگندہ ہی گردد پڑھتا جاتا ہی
چہرہ اُداس عالم یاس جمشید چاہتا ہی کہ صاحبقران تھک لیں تو اسم اعظم بند کردوں عمرو نے جو یہ
معاملہ دیکھا ایک ساحر کی شکل بنکر چلا ساحروں کا اسقدر انبوہ ہی کہ راہ چلنا دشوار ہی قضاے کار
شبیہ جادو ماں ملکہ نیرنگ کی یکایک گھبرائی ہوئی سامنے عمرو کے آئی کہا بی بی بڑا غضب ہوا
ابھی مجکو کنیز نے خبر دی تمھارے باپ نے نرگس تاجدار کے قتل کرنیکا ارادہ کیا تھا صاحبقران
دامادِ نوشیرواں یہ خبر سُنکر آپڑے سُنا ہی کہ ہزار ہا جادوگر مارے گئے مگر تمھارے باپ سحر میں طاق
شہرۂ آفاق یہ بھی مشہور ہی کہ صاحبقران پر سحر تاثیر نہیں کرتا صاحبقران صاحب اسم اعظم ہیں
اسی وجہ سے اُنپر سحر تاثیر نہیں کرتا ملکہ نرگس نے گھبرا کے کہا والدہ ماجدہ آپ کا احسان ہوگا کوٹھے
پر تشریف لے چلیے میں بھی ذرا تماشا دیکھوں دونوں طرح مجکو مشکل ہی اگر وارث مارا گیا تو عمر اپنی گوشے
میں بیٹھ کے بسر کرونگی زندہ نہ رہونگی کیا تعجب ہی فقیرنی بنکر اُسکی قبر پر بیٹھوں اگر باپ پر کوئی افتاد پڑی
اُنکا بھی غم نہ اُٹھیگا اُنھوں نے کس ناز و نعم سے مجکو پالا دل پر ہجوم غم و الم ہی دیکھوں تقدیر کیا دکھاتی نظم

رنج راحت کا مرے واسطے ساماں ہوگا — مشکل راہ عدم داغ عزیزاں ہوگا
گیسووں سا نہ کوئی رہزن ایماں ہوگا — نال سے دوسے ترے خون مسلماں ہوگا
رنگ بدلا نظر آتا ہے ہوا کا مجکو — گل تازہ کوئی اس باغ میں خنداں ہوگا
مجھ جگر سوختہ کی خاک ہی سرمے سے سیاہ — گوشۂ چشم کوئی گوشۂ داماں ہوگا
عود کرنے کی نہیں روح نکلکر تن سے — پھر نہ ہوگا یہ گھر آباد جو ویراں ہوگا
نالۂ بلبل شیدا میں اگر ہے تاثیر — دست صیاد میں گلچیں کا گریباں ہوگا
بوے مے رکھتی ہی اس میکدے میں کیفیت — محتسب توڑ کے شیشے کو پشیماں ہوگا
تیری فریاد کا محتاج میں واماندہ نہیں — اے جرس میرے لیے قافلہ نالاں ہوگا
سایے میں اسکے مری گور کھدیگی اکدن — اے پری رو تری دیوار کا احساں ہوگا
آتش عشق سے ہونا ہی سراپا تن داغ — وہ گنہگار ہوں جو سرو چراغاں ہوگا
خط کا آغاز قیامت ہی رخ رنگیں پر — خار و گل دیدۂ انصاف میں یکساں ہوگا
دست گستاخ میں قزاق کا پاتا ہوں ہنر — ایک دن یار مرے ہاتھ سے عریاں ہوگا

حسن کا خاتمہ تو عشق کا ہین خاتمہ ہون
بعد میرے نہ گرفتار ملیگا مجھسا
بے نیازی سے فریب ای بت عیارہ دے
اُسکے عاشق ہین زبس خرد و بزرگ ای آتش
نہ گدا مجھسا نہ تجھسا کوئی سلطان ہوگا
زلف خوبان کا بہت حال پریشان ہوگا
ہم نہ مانینگے خدا صورت انسان ہوگا
رشک ہوگا مجھے گر طفل بھی گریان ہوگا

اس طرح بلک کر یہ اشعار پڑھے کہ شبیہ جادو رونے لگی کہا بیٹا میرے جوش دخروش سے کلیجے منہ تک آ رہے کہا ای مادر مہربان میں جون ہو گئے مجھے ضبط کرتے ہوئے تاب ضبط وصبر باقی نہین رہی یقین ہے کہ دل پہلو کو توڑ کے نکلجائے بیلیون کا دام روکے ہوئے ہی اس دام میں دل پھنسا ہے دو دو مرے دام اک دام زلف معنبر محبوب اُسکے حلقون کی کشاکش معشوق ہوش دوسرا جال پہلو کا دیکھو دو دو جال کشاکش کر رہے ہین شبیہ جادو کا دل بیقرار ہو گیا بیٹی کو لیکے کوٹھے پر آئین ملکہ نیرنگ نے سر اُٹھا کر دیکھا شاہزادہ نرگس تاجدار پہلو پر صاحبقران کے تیغہ آبدار ہاتھ مین کھینچے ہوئے لڑائی پر تلا ہوا جب کسی نے سحر کیا اور نرگس بیکار رہا صاحبقران نے پڑھکر اسم اعظم ہر ساحر کو قتل کیا اسی طرح نرگس کو بچا رہے ہین جہان حربہ ہائے سحر چلے اپنا سینہ سپر کر دیتے ہین نرگس کو بچاتے ہین ملکہ نیرنگ دعائین دینے لگین کہ ای پروردگار ای آسمان کے خدا اس نادیدہ اس جلیل کو آفت ارضی و سماوی سے بچا نا کسی آفت مین پھنسانا خدا اسکو ہر بلا سے بچائے ای رحیم ہر کی نجات سے سب پیدا امید کی تیری مشیت مین بھید ہے نظم

حسن خلق و دوستی و اتحاد
میرساند خاک را بر اوج چرخ
در سخاوت میر کو دست خود کشاد
باش ساکت مثل خاک ای خاکسار
کن کمر مضبوط بہر این جہاد
خرج کن در راہ مولے خرج کن
ہر کہ اندر خاک گنج زر نہاد
کن کرم یارب بحالش کن کرم

بندہ ورا چیز کو شایستہ کند
عجز و تسلیم و نیاز و انقیاد
دم غنیمت ہست در دنیاے دون
بندگی و بندگی کن تا خدا باد
بر گنہ کردن مکن خود را دلیر
تا شود دولت غلام خانہ زاد
ہر کہ باشد شاغل اندر بندگی
ہست ہندی خاکسار و خانہ زاد

نامرادان را کند اہل مراد
اعتقاد است اعتقاد ست اعتقاد
حق نسازد بند باب دولتش
چون نباشد بر قیامش اعتماد
جنگ کن با نفس کافر جنگ کن
بلکہ کن تدبیر بہر انسداد
خاک ہم حاصل نشد زان دولتش
ہست نعم العبد از جملہ عباد

جھک جھک کے زمین پر سجدے کرتی ہین لیکن صاحبقران کو عمرو نے جو اس آفت مین دیکھا کبھی غزال سوار کی جانب جھپٹتے ہین کبھی گرگدن سوار کی جانب جاتے ہین عمرو ایک ساحر کی شکل بنکر چلا اس فکر مین کہ ایسا نہ ہوا تھا ہر کوئی زوال آجائے یہ جو عمرو نے دیکھا کہ صاحبقران اسم اعظم رک رک کر پڑھتے ہین جمشید نے سحر کی بوچھار کر دی ہی ایک شخل کے سائے مین کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی کبھی زمین پر ڈنکے مار کبھی ان سوارون کو زور دیا پکار پکار کے کہتا ہی کیوں مردار خوار مین تیرے واسطے دریا بہے بھیجکے مرنے لا یا تیرا جوگ کبھی نا نہ نہین کیا آج اُسکا بدلا کر حمزہ کی زبان بند ہو مسلمان دو دو ٹکڑے ہو در دمند ہو کبھی ساحرون پر لعنت مارتا ہی کہ ارے یار دو تم بہت ہو گئے گھیر کر سب کو مار لو ساحر حملہ کرکے آتے ہین صاحبقران شیرانہ لڑ رہے ہین کہ عمرو قریب جمشید کے پہونچا ہنر لیباس

اُس مقام پر موجود ہی اسکے حکم سے جنگ کر رہے ہیں کہ عمرو نے پکارکے آواز دی ای جمشید ذی علم
جمشید ہو تیری ذات سے علم ساحری کو رونق ملی پلٹ کے جمشید نے دیکھا کہ ایک ساحر
تعریفیں کرتا ہوا آتا ہے نہایت نحیف وضعیف جمشید نے جھکر سلام کیا ساحر نے کہا بیٹا جیتے رہو
کیا کمال کر رہے ہو تھوڑی کسر اور باقی ہے اسم اعظم حمزہ بند ہوا چاہتا ہے تمھارا پیر کیا کام کر رہا ہی
اسکو ہٹا دو کہ چست وچالاک ہو کے آئے ہیں ہمنے سامری کی آنکھیں دیکھیں ہیں جب چست وچالاک
ہوکے آئینگے ابھی دور ہے ہیں یہ ضرور گرفتار ہونگے جمشید نے دستک دی کہ گردن سوار دغزال ہوا
غائب ہوئے ساحر قریب آیا کہا ای جمشید اب ٹھہر کے بدلنا کمال سحر دکھانا جمشید کہا ای
آپ کی مہربان آپ کا نام کیا ہے کہا مجتبیٰ اسی جنگل میں بستے ہیں چالیس برس سے پوجا پاٹ کرتے ہیں
اب سرکار سامری سے دو پوریان دو بچہ پیان دو آئی ایک روح ہی ہمارے واسطے آئی ہے
آلو ہم کھائیں اور وہ تمھاری ہو دکھلا میں تمکو بھی سامری وجمشید نظر آئیں وہ دیکھو درے
سے سامری اشارے کر رہی ہیں آج تو ہمنگا بھاری ہیں کے آئی میں چندری بھی اوڑھے میں
تم بھی بیٹھے ہیں جمشید ادھر لپٹا ملتا تھا کہ بجلی جی کی عمرو نے جال الیاسی مارا جمشید کو جال
میں لیا جمشید چیخا کہ یارو مجھے بچاؤ ساحر دوڑے عمرو نے جال زنبیل میں ڈالا جمشید کو لے بھاگا
غلغلہ ہوا ارے لے گیا ملکہ نرگس جو گوشے سے یہ دیکھا ماں سے کہا کیوں ای
مادر مہربان آپنے دیکھا کہ بابا جان کو خواجہ عمرو پکڑے گئے ساحر ہوئے جب جمشید خود بدولت
غائب ہوا صاحبقران لشکر ساحران پر اسم اعظم پڑھنے لگے ساحر جو تھے عمرو نے دو چار
حقہاے آتشبازی مارے ساحروں نے فریاد کی صدا بلند کی ہر طرف یہی ہنگامہ تھا
یا صاحبقران الامان آپ کا مذہب اختیار کرتے ہیں ہر قتل شمشیر سے پناہ نہیں ملتی اب ہمکو
پناہ دیجیے غریبوں کو تباہ نہ کیجیے امیر نے یہ صدا سنکے تلوار روکی افسران فوج جمع ہوکر حاضر ہوئے
اطاعت اسلام قبول کی صاحبقران نرگس تاجدار کو ساتھ لیے ہوئے اُس باغ میں آکے بیٹھے
شمشیر جادو نے بیٹی سے کہا کہ ای نور نظر اب کیا ہوگا ملکہ نے کہا اب تو ہمارے تمھارے منقطع ہوئی
اب دیکھیں بابا جان کیا گذرے صاحبقران نے نرگس کو حکم دیا زنانی ڈیوڑھی کا بندوبست کرو
کوئی غیر اندر جانے نہ پائے نرگس دعائیں دیتا ہے آنکھیں قدم اقدس پر ملتا ہے اپنے ملازم زنانی ڈیوڑھی
پر بھیجدیے ملکہ کو خبر پہونچی کہ نرگس کا زنانی ڈیوڑھی پر انتظام ہے کہا کو مادر مہربان صاحبقران زبان کے
انتظام یہان کا آپ نے خویش کے سپرد کیا ہمیں کے ملازموں کا پہرا ہے شمشیر کو تردد ہے کہ دیکھوں
سر سے شوہر پر کیا گذرے یہان صاحبقران نے جب انتظام سے فوج کے فراغت پائی فرمایا
خواجہ جمشید کو لاؤ عمرو نے زبان میں سوزن دیکر مشکیں بندھی ہوئی جمشید کو پیش کیا ستون سے
باندھ دیا اب عمرو نے جمشید کو ہوشیار کیا جمشید کی جو آنکھ کھلی دیکھا تخت سلطنت پر گلپاش تاجدار
نرگس کا باپ جلوہ فرما ہے نرگس تاجدار کرسی پر صاحبقران زمان دنگل شوکت پر جلوہ فرما ہیں
تمام رئیسان شہر و وزیران سلطنت دست بستہ کھڑے ہیں صاحبقران نے فرمایا ای جمشید خدا
سے حق جانو اور اُس سے ڈرو دیکھو پروردگار نے کیا سامان کیا نرگس تاجدار کو بہ دامادی قبول کر

نرگس تاجدار ہمارا فرزند ہی نرگس کے واسطے ہمنے آنکھون سے استقبال کیا عین آرزو ہی کہ یہ دامادی قبول کرو پروردگار وحدہ لاشریک ہی یہی اعتقاد ٹھیک ہی لات و منات کیا سامری و جمشید کون تھے چند کلمے امیر نے مذمت کفر مین اور چند باتین ثبوت وحدانیت مین اس فصاحت و بلاغت سے ارشاد فرمائین زنگ کفر آئینۂ قلب سے جمشید کے دور ہوا دل کو سرور ہوا پکار اٹھا کہ مین تابعدار ہون بیٹی میری حضور کی کنیز ہی حضور بعنایت عزیز فرماتے ہین اپنے غلامون کا مرتبہ بڑھاتے ہین صاحبقران نے اپنے دست حق پرست سے سوزن زبان سے نکالا جمشید رہا ہوتے ہی قدمون پر گرا جمشید حق پرست نام ہوا بصدق دل مطیع اسلام ہوا اسی وقت ترنج خوشبوئی سینے پر نرگس تاجدار کے لگا با نرگس کی آنکھ دم مین کھلی دل کو فرحت روح کو راحت ہر مرتبہ آنکھین قدم اقدس امیر کے ملتا تھا جمشید خوشی خوشی محل مین آیا زوجہ اسکی شبیہ جادو دوڑی ملکہ شیر نگ چھپکلی جمشید نے کہا صاحب مبارک ہو ہم مطیع اسلام ہوئے صاحبقران نے نرگس کو فرزند فرمایا کیا رتبے کی بات ہی کہ صاحبقران زمان کو سمدھی ہون بیٹی کو بلا دین اسپر قربان ہون اسی کے تصدق مین یہ مرتبہ حاصل ہوا ملکہ شیر نگ شرمائی ہری آئین باپ نے بیٹی کے ہاتھ آنکھون سے لگائی کہا بی بی نرگس سے مین نے تمکو منسوب کیا ملکہ شیر نگ نے سر جھکا لیا دست بستہ عرض کی جو حضور نے مناسب جانا وہ کیا لونڈی کو کیا دخل ہی ملکہ شبیہ بھی مطیع اسلام ہوئی مصنف عرض کرتا ہی صاحبقران نے بڑے دھوم سے نرگس کے ساتھ شیر نگ کی شادی کی عاشق و معشوق صاحبقران زمان کو دعائین دیتے تھے جب جشن شادی سے صاحبقران نے فراغت پائی جمشید حق پرست تخت پر ایک تخت پر عالی جاہ نرگس تاجدار بھی کرسی پر بیٹھا ہی وہ دورہ سردارون کا بندھا ہی جمشید نے دست بستہ عرض کی اب حضور کا کیا قصد ہی صاحبقران نے بیقرار ہو کے فرمایا ای جمشید حق پرست کیا بیان کرون دو طرح کی جستجو ہی واجب و لازم ہی اول تلاش قید سلیمان کوہ لکن کہ مقام تردد کیا گم ملنا انکا منظور پروردگار نہ تھا اور کوئی اٹھا کے لیگیا ان دونون زینیان جنین کا قید ہونا مجھے بہت شاق ہی دل انکی ملاقات کا مشتاق ہی دوسرے تلاش لوح مین اسقدر خاک چھانی ہی کہ جسکا ذکر نہین کر سکتا لشکر کہین مین کہین کیا باعث پریشانی ہی دختر بادشاہ سابق طلسم نور افشان ملکہ خورشید برق وش کہ خواجہ عمرو نے جان اپنی مٹا کے انکو رہا کیا اسی کی ہدایت سے مین یہان تک پہونچا اب یہ پتہ ملا تھا کہ باغ ہیکلان بن قہار مین لوح ہی اس جستجو مین تھا کہ نرگس سے ملاقات ہوئی دل نے یہ کہا کہ جو رہائی قید کوکب کا ہی اسمین فرق نہ پڑیگا خدا اسکو رہا کرے باغ ویران کو کسیکو کہ وہ کاوش سے فتح کیا شاخسار جادو کہ جب کچھ بن نہ پڑا قید کوکب و بہران و لاچین کو لیکر اور کہین چلیگئی ملکہ ـــــ نے مجھسے کہا کہ اب آپ انکی رہائی کی فکر نہ کرین جب جب لوح طلسمی ملیگی اور مرحلہ جات فتح ہو گئے اسی ضمن مین رہائی کوکب کی بھی ہوگی اب مین جستجوے لوح مین مصروف ہون جمشید نے کہا ای شہریار ہیکلان بن قہار رشتے مین میرا بھائی ہوتا ہی حضور یہان سے لشکر کشی کرین لشکر تو مقابلے مین اترے وہ تو آپ سے جنگ مین مصروف ہو پشت پر ہے یکہ و تنہا داخلہ کیجیے مین عرض کرتا ہون کہ وسط باغ مین ایک نخل چنار ہی پتیان اسکی

مثل شعلہ جوالہ رہتی ہین اُسکی تیغ بین لوح بیگم غلام کا شریک ہوتا اس مکار کو ضرور خبر ہو گی
و نیز یہ عرض کرنا کہ حضور یکہ و تنہا جاتے ہین اب لشکر کشی ضرور ہے اسی سے کوئی پہلو نکل آئیگا یہ سب
حال سُنکے صاحبقران نے خواجہ سے بیان کیا عمرو نے عرض کی بہتر ہے اسی حیلے مین لوح ضرور
ملیگی صاحبقران نے تیاری لشکر کو حکم دیا ساٹھ ہزار سوار و پیدل نرگس تاجدار و نرگس کا باپ
تخت پر جمشید نے اپنے بیس ہزار سوار ساتھ لیے ساتھ صاحبقران کے ہو لیے اب کوچ کرکے
بفر فریدونی و بہ حشمت جمشیدی طرف باغ ہیکلان کے چلے کہ انکا ذکر وقت پر تحریر ہو گا

دو کلمہ داستان شاہزادہ ملک قاسم لال خفتان خونریز خاور سپاہ کہ تلاش مین تیغہ سحر گُش کے روانہ ہوئے ہین و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا

خمسہ عوض ساقی نامہ

من ز پیش آمد اغیار چو رفتم رفتم | مرد از راہ کہ بیزار چو رفتم رفتم | یا چنین رنجش و آزار چو رفتم رفتم
از جفاے تو من زار چو رفتم رفتم | لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

جب کہ جی بیٹھ گیا ناز اُٹھانا معلوم | اُٹھ گیا دل تو سماجت سے بٹھانا معلوم | آ بنی جان پہ جب دم تو بچانا معلوم
پھر کہین جیسے طبیعت تو پھر آنا معلوم | لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

در سے ہم جو گئے آتے ہین گئے جاتے ہین | ہم نہین آ کے ہر بار سے کہہ جاتے ہین | جو بھیر فرقہ کسی سے بھی سہے جاتے ہین
اِنکی پھر خاطر الفت سے رہے جاتے ہین | لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کسلیے کوئی حریف غم و حرمان ہوگا | پائمال ستم رشک رقیبان ہوگا | تختہ مشق جفا ہاے نمایان ہوگا
چھوڑ دے جو رہنین دیکھ پشیمان ہوگا | لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کیا ہی دیوانہ سمجھ کا تری ای یار ہون مین | قابل لطف عدو لائق آزار ہون مین | غیر کو عیش ہو اور زیست سے بیزار ہون مین
اُٹھ سے جو کو لعو دیکھو وفادار ہون مین | لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

صبر آئے جو عدو کو بھی ستائے تو کبھی | نہ لگے آگ جو اُسکو بھی جلائے تو کبھی | جی مین ہے جا رون ہان پہ نہ آئے تو کبھی
گم کرون آپ کو ایسا کہ نہ پائے تو کبھی | لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

رحم ہرگز نہین آتا ہے تجھے بیرحم ظالم | دل ٹھہرتا نہین ٹھہرے کوئی کیونکر ظالم | تیری محفل سے چلے سخت مکدر ظالم
اے دل زار جفا پیشہ ستمگر ظالم | لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

ایسے دکھ دیکھ کے پھر شکل دکھائیگا کوئی | ہاے کیا کرکے یہ غم دل سے بھلائیگا کوئی | کونسی بات ہے جس بات پہ جائیگا ولے
سر پھرا ہے کہ ترے پاس پھر آئیگا کوئی | لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کیون آزردہ ہون کچھ جان سے بیزار نہین | مجھ مین تاب ستم غیرت اغیار نہین | جس کے لیے تھے وہ چھٹ کے وہ آزار نہین
ای سر ترک وفا سے تو دل دار نہین | لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کیا ترے عشق مین پائی ہے سراسر رنجش | یعنی موجود تھی ملنے کی برابر رنجش | بسکہ ہونی گئی ہر بار فزون تر رنجش
ای بے حد و نہایت ہے ستمگر رنجش | لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

ملک

پھیلاؤن تمکو بادشاہ بناؤن جب قاسم نے نہ مانا ایک مکان مین قید کرتے آتھی چونکہ ملکہ زرین گیسو کشا کی مصاحب ہے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری تھا اس مین ابتری سامنے ملکہ کے آئی ملکہ نے صنم جادو کو جو اس حال مین دیکھا پوچھا کیون صنم جادو آج مزاج کیسا ہے صنم جادو کا دل بھر آیا تھا ضبط نہ ہوسکا عرض کی واری کیا کہون میرا تو یہ حال ہے نظم

سرکشی اور ہوا ب کسل گوارا مجھکو ۔ راست خوش آگئے نہ جب گردن مینا مجھکو
ہاتھ پر رکھکے دیا جام شراب پرنور ۔ آج ساقی نے دکھایا ید بیضا مجھکو
نکہت گل کی طرح باغ جہان مین ہے محیط ۔ تجھسے خالی نظر آئی نہ کوئی جا مجھکو
گل سے چھپتی نہین بو راز چھپیگا کیونکر ۔ گر نہ دے چاک گریبان کہین رسوا مجھکو
رد ٹھکرا اپنے صنم سے جو چلا مین افسوس ۔ نہ پکارا کوئی ناقوس کلیسا مجھکو
آج مہمان ہون اک مہر لقا کے گھر مین ۔ عشق مین بار سے ملا اوج مسیحا مجھکو
وہ تو غفلت سے یہ کہتا ہے کہ کل آؤنگا ۔ اور اک دم نہین جینے کا بھروسا مجھکو
کھینچے جلاد اجل خط مری گردن پہ کہین ۔ یاد آیا ہے اب اس طفل کا گنڈا مجھکو
بستر غم پہ یہ ہے ضعف کہ رہتا ہے خیال ۔ نہین ڈالے نہ کہین صورت دیبا مجھکو
تو بھی اشکون کی روانی کا نہ ہو مجھسے بیان ۔ بہہ تقریر ملین گر لب دریا مجھکو
دست پیغامبر یار مین مکتوب نہین ۔ آکے موسے نے دکھایا ید بیضا مجھکو
رنج ہجران صنم دل کے برابر ہے عزیز ۔ ہے سوا اور شب دیجور سویدا مجھکو
وہ خریدار ہون بازار جہان مین تلخ ۔ غیر سودا نہین ملتا کوئی سودا مجھکو

ملکہ زرین گیسو کشا نے فرمایا کیون اے صنم جادو مزاج کیسا ہے یہ تمنے اشعار کیسے پڑھے یہ پہیلی میری سمجھ مین نہین آئی ہے صنم جادو وہ رونے لگی کہا اے ملکہ عالم کیا عرض کرون عجب سانحہ کنیز پر گذرا حضور تو بخوبی واقف ہین کہ ملکہ شاخسار جادو کہ جو داروغہ باغ ویران ہین میرے اُنکے بہناپا ہے ایک دن جو ملاقات کو گئی تھی سبزہ صاحبقران وہان قید تھا یعنے شاہزادہ خاور سپاہ صاحب عزت و جاہ اُسکو دیکھکر کنیز مائل ہو گئی اُسکے حسن و جمال کی تعریف کرون ایسا جوان رعنا صاحب شوکت و لیاقت میری نگاہ سے نہین گذرا کوئی باعث ایسا ہوا کہ وہ قید سے چھوٹ گئے مین تلاش مین تھی آج اُسکو ایک صحرائے سبزہ زار مین پایا ہاتھ لائی لاکھ لاکھ طرح پر سمجھایا وہ ظالم نہین مانتا اس طرح پر رو رو کے صنم جادو نے حال بیان کیا کہ ملکہ کے دل پر تاثیر ہوئی دل مشتاق ہوا کیونکر اُس جوان کو دیکھون کہا کیون صنم جادو تو نے اب کیا کیا صنم جادو نے کہا مین نے قید کیا ملکہ نے کہا اے صنم تمکو اُسکے حال زار پر رحم آیا صنم جادو رونے لگی کہا واری اُسکی بھولی بھولی باتون نے مجھکو مارا مگر بڑا اکسیا ہے جو بات کہی اُسکا جواب ٹکا سا دیا ملکہ اب جھٹکاتا ہے اس طرح جو صنم جادو نے حال قاسم کا بیان کیا کہ ملکہ کو بھی رغبت ہوئی کہ مین کسی طرح اس نوجوان کو دیکھون اور باتین کرون بلکہ اگر ہوسکے تو قید سے رہا کر دون اس وقت خاموش ہو رہی پھر پوچھا اے صنم جادو اب کیا کروگی کہا واری پھر سمجھاؤنگی شب کو ارادہ ہے کہ جلسہ آراستہ کرون اس جوان کو سمجھاؤن اگر اسنے مانا تو خیر ورنہ شاہان طلسم نور افشان کا یہ دشمن ہے اسی کا جد بعد جد ملک فتح کرتے ہوئے

مٹے ہین یہ جوان کب سی فکر مین ہی ملکہ خاموش ہو رہی مین صنم جادو گئی ملکہ نے کنیزون سے کہا صاحبو صنم جادو وایسی باتین کر گئی کہ میرا خود بخود دم گھبراتا ہی مجکو بخوبی یاد ہی کہ ایک دن والدہ نے بھی ذکر کیا تھا نہین معلوم کیا باعث تھا کہ پوتا حمزہ کا شاہزادہ خاور سیاہ براے فتاحی طلسم نور افشان جاتا ہی جانا تھا آج مین والدہ سے پوچھونگی یہ سوچکر چپ ہو رہی دن تو ملکہ نے تڑپ تڑپ کر کاٹا شام کو یہ کہکر کوٹھے پر چڑھی کہ دیکھون بی صنم جادو کیا کرتی ہین جس وقت سے وہ گئی ہین دل کو خود بخود بیقراری ہی دل چاہتا ہی کہ مین نکلجاؤن گریبان چاک کرون دل کی یہ کیفیت ہی **نظم**

بس ہی عذاب ہجر ترے دل کباب کو ۔ مرقد مین آئینگے نہ فرشتے عذاب کو
بھنیے نہ دیکھ دیکھ کے چشم پر آب کو ۔ حاجت نہین ہی برق کی کچھ اس سحاب کو
ہم رند بے شراب تھے ساقی مرے ہوئے ۔ عیسی کا لب کہین لب جام شراب کو
دی عشق رخ نے قید غم دہر سے نجات ۔ چھٹی ملی جو پڑھ چکے ہم اس کتاب کو
چھٹکر بھی ہم ملینگے کبھی اُنسے ای فلک ۔ پہر انقلاب ہوگا ترے انقلاب کو
کہتے ہین مجھسے بوسہ دہ دیکر شب وصال ۔ صاحب ذرا نہ بھولیے گا اب حساب کو
دکھلا دے ساقیا لب ساغر کا معجزہ ۔ اٹھا دے دود آتش مے سے سحاب کو
لو پھر کند جنبش موج ہوا ہوئی ۔ شوق چمن ہوا دل خانہ خراب کو
قطرے کی جا ٹپکنے لگے غنچہ ہاے گل ۔ دھویا جو یار نے رخ رشک گلاب کو
دل مین ہراے رخ کو ترے دیتے ہین جگہ ۔ رکھتے ہین بند غنچے مین بوے گلاب کو
آغوش پر کرم تو بظاہر نہین مگر ۔ چھپکر وہ میری آنکھون مین آتے ہین خواب کو
بھکا ہی بام پر تہے جلوے کو دیکھکر ۔ بھولا ہوا ہی وقت غروب آفتاب کو
زیبا ہی سب غرور حسینون کے واسطے ۔ ہی ماہ کو جمال جلال آفتاب کو
خالی پلانہ شربت دیدار وقت قتل ۔ قاتل ملالے تیغ تبسم کی آب کو
جوتے سے رند ڈالیے مجھ سوختہ کی خاک ۔ سرمہ ضرور چاہیے چشم رکاب کو
دو بار دور ساقی کوثر نے ای صفیر ۔ پھیرا ہی جام مے کی طرح آفتاب کو

ملول و حزین ملکہ زرین گیسو کشا حیران و پریشان و مضطر و بیقرار کوٹھے پر آئین سر اٹھا کے دیکھا کہ صنم جادو سر نگون بیٹھی ہی سامنے ایک آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شبہت افروز جانداری نہنگ بحر جرات آفتاب عالمتاب آسمان جلالت ہتھکڑیان بیڑیان پہنے بیٹھا ہی صنم جادو منتین کر رہی ہی ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی کبھی کہتی ہی کیون او ظالم میرے قتل کا طالب ہی تیرا عشق میری جان پر غالب ہی ای قاسم جان دیدہ ونگی جب صنم جادو بہت کہتی ہی او دل لے قاسم کچھ جواب نہین دیتے جب یہ درہم و برہم ہو کے کہتی ہی کہ او مغرور جواب تو دے ہاے کیا کرون فلک نے کیا سامان دکھایا راتون کو نیند نہین آتی ہی طبیعت رہ رہ کے گھبراتی ہی کدھر نکلجاؤن کسکو اپنا حال دکھاؤن نام کمبختون کا مشہور ہو گیا اس شب کو کیسی کیسی تڑپی کسی طرح نیند نہ آئی ہر مرتبہ غل مچاتی تھی تڑپ تڑپ کے رات کاٹی جب دم لبون پر آیا تب گریبان سحر چاک ہوا روتی ہوئی اُٹھی زبان پر

ملکہ نے سوسن سے پوچھا کہ تیغ تو آپ نے خزانے مین رکھا ہی مگر اُسکی کنجی کہان ہی سوسن نے کہا کنجی اُسکی میرے
پاس ہی خبردار اِی فرزند اُسکا ذکر کسی سے نہ کرنا ورنہ میری جان پر بنیگی ملکہ چپ ہو رہی مگر دل کو خلش
بیقراری کہ اُس جوان سے کیونکر ملاقات کردن با سید لون اگر تیغ اُسکے پاس پہونچگیا تو قیامتین
برپا کریگا شاہان طلسم سے بھی مقابلہ پڑ چکا اپنے پلنگ پر جاکے سو رہی بیقراری مین نیند کہان
جب ملکہ زرین گیسو کشا نے دیکھا کہ رات کم باقی رہی اور محل مین سناٹا ہوا دبے پاؤن اُٹھی قریب
باپ کے آئی ازار بند سے اُسکے کنجی کھول دوڑی ہوئی قریب خزانے کے پہونچی قفل کھولا نشان تو
دریافت کر چکی تھی تیغ کو اپنے قبضے مین کیا لیکن دیکھا کہ رات بہت کم باقی ہی گھبرا کر چلی اسقدر
بیقرار تھی کہ ایک کنیز سوسن نامے جو پاس تھی اُسکو ہمراہ لیا دروازہ محل کا کھولکے چلی کہا اِی
سوسن اسوقت صنم جادو کیا کر رہی ہوگی کہا حضور اُسی قیدی پر ظلم و بدعت کرتی ہوگی ہرچند جلد چلی
مگر تیغ بران مہتابان نیام مغرب سے نکلا یہان صنم جادو رات بھر قاسم کو لیے بیٹھی رہی ذرا سا دھکا یا
یہ لحوظ رہے کہ جسم پر قاسم کے جسقدر قید ہی وہ سحر صنم جادو کی ہی جب صنم جادو نے دیکھا کہ
صبح ہوگئی یہ کہکر اُٹھی کہ اِی جوان آج تجھکو قتل کرونگی قتل کرکے مین بھی زندہ نہ رہونگی خاور سیاہ
بارہ دری مین بیٹھے سب یاران سیاہ سحر جسم مین بیٹھے ہوئے ہین پہلو بدل رہے ہین صنم جادو
غصّے مین چلی اس خیال مین کہ کمرے سے تلوار نکالکر لاؤن اسکو ڈراؤن شاید جان کے خوف سے
قبول کرے ملکہ زرین جو چلی تلوار قبضے مین سوسن کنیز پشت پر خوف بھی دل کو ہی کہ صنم جادو
ساحرہ ہی اتفاق سے جس کمرے مین آ کے ملکہ چھپین منظور یہ ہوا ہی کہ چھپ کر دیکھون قاسم کے
ساتھ کیا کر رہی ہی ملکہ نے دراسے دیکھا کہ صنم جادو افتان و خیزان آتی ہی شب بھر شراب پی
اُسکا خمار غصہ مزاج مین کہ ہاے رات بھر شراب پی ہی اُسکا بھی خمار نہ دفع ہوا غصہ از حد کہ
ہاے اس ظالم نے میرا کہنا نہ مانا تیغ برہنہ کھینچکر سامنے جاؤن شاید بخوف قبول کرے اسی سوچ مین
دل سے باتین کرتی ہوئی ڈگمگاتی ہوئی آتی ہی زرین گیسو کشا نے دیکھا کہ صنم جادو اسی کمرے مین
آتی ہی تیغ کھینچکر سے نکل للکارا کہ او صنم جادو ایک بندۂ خدا کو رات بھر ستایا تیرے کیا
ہاتھ آیا کوئی ایسا ستم کرتا ہی وہ تیرے اوپر مرتا نہین اور تو جان دیتی ہی عشق دعا غلی زبردستی
بھی ہوتی ہی صنم جادو نے جو سر اُٹھایا چونکہ اسکی نوکر ہی تھی ہنس پڑی کہا واری آپ کیون میرے
مقدمات مین دخل دیتی ہین حقیقت مین اس ظالم کو قتل کرونگی ملکہ نے تیغ کھینچ کہا حرامزادی مین تجھکو
قتل کرنے آئی ہون صنم نے حقیر جانکر آنکھ سے اشارہ کیا [illegible] تو نے جھوٹے پڑھے کچھ
اسم سحر بھی پڑھا وہ تیغ سحر کش ہی سحر کب تاثیر کرتا ہی [illegible] آنکھون کے نیچے جھپکا
یہ سحر بھول ملکہ نے پیترا بدلکے ہاتھ [illegible] اِی صنم جادو [illegible] ہوئے ملکہ کے بے اختیار منہ سے
نکل گیا وہ مارا سوسن خواص نے کہا واری کیا کارنمایان کیا [illegible] تو خوب واصل جہنم کیا یہی مناسب تھا
ہو حضور نے کیا صنم جادو کے مرنیکی علامت برپا ہوئی سیر تلملانے لگے قاسم کے جسم سے یاران سیاہ
جلکر گرے قاسم بھی اُٹھے سمجھے کہ کسی نے صنم جادو کو مارا اب تو ہمنے رہائی پائی جابجا ساحرون سے
ہوا دی پڑی تا [illegible] آگاہ ہو گئے مین دم مکتے قاسم چاہے ہتھیار لگے اُسی مقام پر رکھے تھے تیغ حمائل کیا

لکمان کیانی دوش بدوش پر ڈالی صحن کی جانب چلے دیکھا تو آسمان سے آگ برس رہی ہے آواز آ رہی ہے کشتی مرا
نام من صنم جادو بود قاسم حیران ہین کہ کس دوست صادق نے اسکو مارا ایسا ن ہمارے ساتھ دوستی کرنیوالا
کون تھا سبحان اللہ حقیقی نے غیب سے یہ سامان کیا ادھر سے ملکہ زرین گیسو کشا آتی ہین ادھر قاسم بارہ دری
سے نکلے اب قاسم کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین حور وش ماہ آسمان حسن وجمال خورشید درخشان چرخ جلال
بوٹا سا قد کمسن لباس بھاری پہنے ہوئے دریائے جواہر مین غرق فرد مانگ اسکی کہکشان زہرہ جبین
ابرو ہلال پنجہ خورشید اسکے گیسو کا شانہ تھا پنجہ ہلال جھمکاتی ہوئی غنچہ دہن داغو ہر ادا سے صف
نکل رہی ہے خواص سے فرماتی ہوئی آتی ہین کہ ایک بندۂ خدا کو اس حرامزادی نے ناحق قید کیا قتل کرنے
چلی تھی یہ نہ سمجھی تھی کہ ہماری موت قریب ہے قاسم کی جو نگاہ پڑی بیقرار ہو گئے پکار اٹھے ای تمنائے قبول
ای رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی تحسین ہے اس سینہ دل کو مارا ہمپر بڑا احسان کیا ملکہ نے شرما کر سر جھکا لیا
ادھر سے قاسم جاتے ہین ادھر سے ملکہ زرین گیسو کشا مسکراتی آتی ہین کبھی ہنسکر سر جھکانا کبھی شرمانا
کبھی جلدی مین منہ سے نکلگیا کہ صاحب الگ رہیے میرے قریب نہ آیئے اسوقت خون میرے سر پر
سوار ہے ایسا نہ ہو تمپر چلجائے قاسم مسکرا کر فرماتے ہین میرے واسطے تیغ کی کیا ضرورت ہے جنبش ابرو
کافی ہے ہم تو گرفتار طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ہو چکے اب تم کیون ۲ ہلال فراق ہو تیر مژگان دل پر پڑے ہم تو
زخمی بخوبی ہو چکے ہاتھ کیون ہلاتے جنبش ابرو کافی ہے ملکہ نے مسکرا کر کہا صاحب ان باتون کو مین نہین
جانتی کہ آپ بے تلوار ذبح ہو گئے ان باتون سے کیا فائدہ البتہ قلق تو ضرور ہوا ہوگا تمہاری جیسی قتل ہوئی
یہ باتین اگر آپ اس سے کرتے تو زیبا تھا یقین ہے کمبخت کونے کی بیٹھنے والی سحر و ساحری کو بھی نہین جانتی
ان باتون کو کیونکر سمجھون آپ بھی تلوار کھینچیے اپنے چاہنے والے کا بدلا لیجیے بیان تو یہ رنگ ہے وہان
گیسو مردار خوار کی جو آنکھ کھلی آواز آئی کشتی مرا نام من صنم جادو بود گھبرا کر تہ خانہ مین آیا سر اٹھا کر
دیکھا فقر صنم سے یہ آوازین آ رہی ہین یون پلٹ کے دیکھا خزانے کا دروازہ کھلا ہوا پڑا ہے ازار بند پر
ہاتھ ڈالا کنجی کو جو نہ پایا منہ سے نکلا یا غضب ہوا نہ تھا اسکی صہبا سے جادو کہتی ہوئی دوڑی
صاحب کیا ہوا اسنے کہا صاحب غضب ہوا رات کو تمہاری صاحبزادی بلند اقبال نے تختہ حرص
کا مجھسے حال پوچھا تھا شاید صنم جا دیکھی ہے اسکے مرنیکی آواز کیون آئی یہ کہکے بلند ہوا آسمان پر
آ کے دیکھا کہ تیغ سحر کش زرین گیسو کشا کے ہاتھ مین ہے قاسم عذر کرتے ہوئے چلے آتے ہین یہ
تصویر قاسم دیکھ چکا ہے تلوار کو بھی پہچانا کہ ملکہ کے ہاتھ مین ہے پکارنے کو ہے کہ صاحب
اپنا تحفہ لیجیے ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے لشکر کو جائیے مین آوازے نہین سمجھی قاسم فرماتے ہین تیغ
تمھارے پاس اتنا تیز ہے کہ ایک ہاتھ ہمکو بھی لگا دو وہی تو یہ کیفیت ہے نظم

کس منہ سے کہتے ہو کہ ترا وقت ٹل گیا — اچھا آپ کا مزاج نہ تھا جو بدل گیا
خالق کو بھی پسند جو ہے گرگشتگی مری — پتلا ہزار بار بنا اور بدل گیا
اب جائے خون وہان جراحت مین پیپ ہے — کیا انقلاب ہے کہ لہو تک [illegible] ل گیا
مانند طفل اشک ہون ابتر سرشت مین — پیدا ہی ہوتے آنکھ سے باہر نکل گیا
انجام عمر سے بڑھی کیا کیا امید کی — دن کم رہا تو سایۂ دیوار ڈھل گیا

اللہ ری بیکسی کہ یہ نوبت ہے آجکل — ارمان تک بھی دل سے ہمارے نکل گیا
پہنچی شنائی یار سے آئے ہلال عید — ملنے کو جھک کے جو مین قریب بغل گیا
ان التفات یار سے بیمار جان بلب — اچھا تو کیا ہوا ہے مگر کچھ سنبھل گیا
بوسون سے غیر کے لب شیرین ہوئے ہین تلخ — بگڑی وہ چاشنی وہ قوام عسل گیا
کب برہمی کی شکل نہ پیش نظر رہی — کس روز تیرے طرۂ گیسو سے بل گیا
ممکن نہین کہ راست کبھی کج مزاج ہو — اس چرخ پیر کا نہ جوانون سے بل گیا
پھر کہدیا کچھ اس بت وعدہ خلاف نے — پھر کیون دلون مریض محبت سنبھل گیا
تھا خوف اسقدر چمن روزگار سے — جب کوئی گل ہنسا تو مرا دل دہل گیا
صیاد ساتھ ہی چمن کائنات مین — قسمت نو یا کریگی اگر دل بہل گیا
مدت کے بعد ربط سخن پھر بڑھا نسیم — مضمون کی تازگی سے ذرا دل بہل گیا

آسمان سے یہ سحر کیوس مردار خوار نے دیکھا بیٹی کو للکارا کہ او گیسو بریدہ کیا کرتی ہے خبردار تیغہ نہ دینا ورنہ بوٹیان کاٹ کے کھا جاؤنگا باپ کی جو آواز سنی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا اس زور سے کیوس نے آواز دی کہ زرین گیسو کشا تھر تھر کانپنے لگی تیغہ ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا گھبراہٹ مین منہ سے نکلا ابا جان مجھے خطا ہوئی لیکن اس جوان کو قتل نہ کیجیے گا اب تیغہ تو زمین پر پڑا ہے کیوس کندے باندھے چلا کہ تیغہ اٹھالون قاسم نے جو دیکھا کہ یہ ساحر بڑے زور وشور سے آتا ہے ملکہ خوف سے زمین پر گر پڑی اٹھتی ہے مگر دل بیٹھا جاتا ہے باپ کے خوف سے قلب تھراتا ہے قاسم نے چاہا دوڑ کے تیغہ اٹھالون کیوس مردار خوار قریب آچکا ہے خیال مین آیا کہ اے قاسم پہلے اسکو مار دو اگر اس محسن کو پکڑ کے لیجائیگا وہ سزا دیگا کہ یہ اٹھا نہ سکیگی کیوس تو کندے باندھے ہوئے آتا ہے بیٹی کا بالکل خیال نہین یہ منظور ہے کہ تیغہ اٹھالون قاسم نے قربان سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی زنبورک خدنگ سخت سوفار زہر پیکان عقاب پر بصد کر و فر کمان مین پیوستہ کیا جیسے ہی کیوس نے چاہا تیغہ پر گردن قاسم نے تاک کے تیر مارا سینہ پر کیسنے کیوس پر پڑا مہرۂ پشت کو توڑ کے پار گذرا کیوس دم سے زمین پر گرا تڑپ تڑپ کر جان دی ملکہ اٹھ کھڑی ہوئین کہا صاحب کیا کمال کیا اگر تیغہ اسکے قبضے مین جاتا قیامت برپا ہوتی ملکہ جھاڑ پونچھ کے زمین سے اٹھین اب قاسم بڑھے کہ مین تیغہ اٹھالون وقت وہ ہے کہ سحر العجائب ومصر الغرائب اپنے دربار مین بیٹھے ہین ذکر طلسم کشا ہو رہا ہے مصاحبون نے کہا حضور سامری سے پوچھیے اب طلسم مین کیا ہو رہا ہے کوٹھا کھولا سونہری پتلی ہنستی ہوئی نکلی سحر العجائب نے کہا اے ہم شبیہ سامری طلسم مین کیا کیفیت ہے پتلی نے کہا ادس معرکہ تو بیان کرونگی اس وقت ایک معرکہ حیرت اثر گذرا ہے شاہزادہ قاسم نبیرۂ صاحبقران اپنے دادا کے لشکر سے جدا ہوا دیکھیے موت نے کیونکر گھیرا صنم جادو مدت سے عاشق تھی سامری و جمشید نے یہ تقدیر کی کہ زرین گیسو کشا دختر کیوس اسپر عاشق ہوئی تیغہ سحر کش چرا کے لائی اسی تلوار سے صنم جادو کو مارا کیوس مردار خوار پہونچا پسران حمزہ سب صاحبان لیاقت وجرأت ہین بہرام فلک سے بھی نہین ڈرتے قاسم نے کیوس کو تیر مارا اسپر مجکو ہنسی آئی اس

تیغہ زمین پر گرا یہ سنتے ہی سحر العجائب نے آواز دی ای عقاب لینا ایک جادوگر تڑپکر اُٹھا عقاب بنکر چلا اُس وقت پہونچا کہ ملکہ قاسم کی دور سے بلائیں لے رہی ہیں کہتی ہیں صاحب کیا کمال کیا قاسم کہ رہے ہیں ای جان جہان تمھاری محبت نے یہ کام کرایا ورنہ مجھسے کیا ہو سکتا تھا تمنے بڑا کار نمایان کیا صنم جادو کو مارا اگر اب میرے حال پر مہربانی فرمائے میری عجب کیفیت ہی اپنے قابو میں نہیں ہون

نظم

شبنم زابر دیدہ فشانیم بر چمن
آتش نگویم در دل شمع اثر کنیم
تحفی قطار رفتہ ایام بگسلد
تو ہمدمے کہ نغمہ داؤد سر کنیم
بہائے غنچہ سرخ چو خون جگر کنیم
صد روز ہجر شب شو کشے کہ وصل بود
در کوئے عاقبت چو نسیم گذر کنیم
آہ دلے بہرہ با دعہ سحر کنیم
از آہ سر خویش نہ بدیم چون اثر
نگذاشت روزگار کہ شامی سحر کنیم

ملکہ نے کہا ای شہریار پہلے تیغہ اُٹھا لیجیے اب میں آپ کے ساتھ ہون اب کہاں جاؤنگی باپ مارا گیا ماں صہبائے جادو رہ گیا کیونکر کام آئیگی کہ صہبا بھی وہانسے چلی اُس وقت پہونچی کہ قاسم و ملکہ سے باتیں ہو رہی ہیں لاشہ کیوس کا زمین پر تڑپ تڑپ کر سرد ہوا پکار کر آواز دی او گیسو بریدہ تو نے باپ کو قتل کرایا ملکہ نے جوان کو دیکھ ہاتھ باندھنے لگی کہا ای مادر مہربان میرے حال پر رحم کیجیے وقت فتح ہونے طلسم نور افشان کا آگیا اسی شوہر کا ساتھ دیجیے صہبائے جادو نے کہا او گیسو بریدہ شوہر کا لاشہ دیکھون اور صبر کرون اور قاتل شوہر کا ساتھ دون میں اول تیغہ تو قبضے میں کرون یہ کہکے تڑپی کہ تیغے پر گرون اور اسی تیغے سے قاسم کو قتل کرون کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم عقاب جادو خبردار او صہبا تیغہ نہ اُٹھانا صہبا نے پلٹ کے کہا او ظالم میرے شوہر کو یہ تیغہ سرکار شاہان طلسم نور افشان سے ملا اب اسکی میں نگہبان ہون عقاب نے کلمات سخت کہے کہا او گیسو بریدہ اپنے گھر میں دشمن شاہ کو بٹھایا بیٹی کو پیش کیا شوہر کو قتل کرایا اب باتیں بناتی ہی اب میرے ہاتھ سے بچ کے کہاں جائیگی صہبا نے سحر کیا عقاب جادو اسکے سحر کو کب انتا ہی جھپٹ کے ایک منقار ایسی سینے کو توڑ کے صہبا کے پار گذری لاشہ صہبا کا زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا صدا ہائے ہیبناک آنے لگیں آخر میں آواز آئی کشتی مرا نام من صہبائے جادو بود قاسم و ملکہ ٹٹولنے لگے عقاب جو تڑپ کے گرا اُسی تاریکی میں اُسنے تیغہ اُٹھا لیا اب جو روشنی ہوئی قاسم نے دیکھا ایک عقاب بلند پرواز تیغہ منہ میں دبائے قندیل فلک ہو چکا ہی ملکہ نے کہا صاحب غضب ہو گیا یہ ساحر پاس سے شاہان نور افشان کے آیا ہی تلوار لیے جاتا ہی قاسم نے تیر پھینکے عقاب تک نہ پہونچے ملکہ نے سر پیٹ لیا کہا صاحب بڑا غضب ہوا قاسم نے کہا ای ملکہ عالم خدا پہ نظر کرو اگر تیغہ ہماری تقدیر کا ہی جو جو حرکت طلسمے کا فرشاہ نہ پائینگے کسی تدبیر سے تو ہمکو تیغہ ملیگا یہ جو تلوار گھر میں ہی جہان سے نکلے گی ہمین ملیگی درہم و برہم کر دونگا کئی سو کنیزان ملکہ آکر پہونچیں کئی سو ساحر آئے ملکہ نے پکار کے آواز دی صاحبو یہ صف شکن تیغ زن نبیرہ صاحبقران ہی صہبا و کیوس دونون مارے گئے یہ بھی تم لوگ بخوبی سمجھے کہ عمر طلسم آخر ہی اب طلسم نور افشان ضرور فتح ہوگا ان شیرون کو کون روکیگا ہے اپنی آنکھونسے کتاب سامری میں دیکھا جو مسلمانون کا ساتھ دیگا عزت و آبرو پائیگا ورنہ بذلت مارا جائیگا اسطرح ملکہ نے سمجھایا کہ کنیزین ملکہ کی اور ساحر قاسم کے شریک ہوئے اطاعت اسلام اختیار کی قاسم نے کہا

ملکہ ہمارا لشکر وہاں پریشان ہوگا لشکر کو ساتھ لے لیں تو طرف طلسم نور افشاں کے چلیں ملکہ نے کہا
صاحب یہ ملک ویران یونہیں پڑا رہیگا قاسم نے اُنھیں ساحر ولن میں سے ایک ساحر کو قائم کیا پانچ ہزار
ساحر باقی غیر ساحر سب شاہزادے کے ہمراہ ہوگئے ملکہ زرین گیسو کشا کو محافے میں سوار کیا آپ
بپشت مرکب پر سوار ہوئے اس فوج کو ہمراہ لیکر چلے تلاش لشکر میں جاتے ہیں ہر مقام پر یہی فکر ہی
کہ لشکر ہمارا کسی جگہ پر ہی نہیں معلوم بادشاہ عالیجاہ پر کیا گذری ہمارے عمرو گور زاد ختنی کسقدر حیران
و پریشان ہونگے قیماس خان وغیرہ بیقرار ہونگے مگر اب حال سماک بلداقی کا عرض کیا جاتا ہی کہ
تلاش میں شاہزادہ خاور سیاہ کے صورت ایک سپاہی کی بنا ہوا قریہ قریہ تلاش کرتا پھرتا ہے
میں شبانہ روز پھرا جب نشان شاہزادے کا نہ ملا ایک نخل کے سائے میں بیٹھ کے رونے لگا جی میں
کہتا ہی ای سماک لشکر میں کیا جاؤن خاک روسیاہ دکھاؤن شاہزادہ عمرو گور زاد ختنی نے تجھے
کیسا فرزند ظہور دیا ہمیشہ ہمچشمی کا دعوی کرتا ہی اپنے آقا کو تلاش کرکے نہ لایا سامنے ایک جھیل ہے
اُس جھیل پر باز و بط و قرقرے کر رہے ہیں پانی پینے میں مصروف ہیں رو آکر بیٹھ جاتے چلے جاتے سماک
اُنکا تماشا دیکھ رہا ہی رات سے آب و دانہ بھی ممکن نہیں ہوا ہی خیال میں آیا کسی جانور کو شکار کر کے
اُسکے کباب لگا کے کھاؤن سر سے گوپھن کھولا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ کلہ گوپھن میں دبا
نخلستان سے نکلا طائروں نے جو صیاد کو دیکھا سب جانور اُڑ گئے سماک بہت پریشان ہوا کہا
ای سماک کیا بدنصیبی ہی کہ سب جانور اُڑ گئے اب کوئی اور طائر تلاش کرون یا کوئی آ جو بیٹھے تو
اُسکو شکار کرون اس خیال میں چہار جانب دیکھ رہا ہی آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک عقاب
برابر طاؤس کے تن بات پر ہی کہ ایک تیغہ منقار میں دبائے ہوئے پر مارتا ہوا آتا ہی سماک حیران ہی
کہ یہ کیا عقاب ہی جسکو دیکھکر دل بیتاب ہی کسی کی تلوار اُٹھا لایا پانی کو دیکھکر عقاب اُترا سماک
آڑ میں چھپ گیا عقاب نے جھیل پر آکے تیغہ منقار سے زمین پر رکھا منقار پانی میں ڈالی پانی پینے لگا
یہ سمجھا تھا کہ پناہ پانی مشکل ہوگی جیسے ہی عقاب نے منقار کو پانی میں ڈالا سماک نے تاک کے پتھر مارا
پتھر سر پر عقاب کے پڑا اسکے ہزار ٹکڑے ہوئے مرتے ہی عقاب کے اندھیرا ہو گیا سماک گھبرایا
کہ یہ کیا معرکہ ہی پانی کی طرف دوڑا دیکھا لاشہ ایک ساحر کا پڑا ابھر رہا ہی سر پھٹا ہوا سماک حیران ہی
کہ یہ کیا معرکہ ہی تیغہ سماک نے اُٹھایا قاسم محافہ ملکہ زرین گیسو کشا کا لیے ہوئے آتے ہیں راہ
میں ملکہ ہر مرتبہ فرماتی ہیں کہ ای شہریار میں نے یہ سختی اُٹھائی کہ ماں باپ کو قتل کرایا افسوس یہ ہے
تیغے پر قبضہ نہ ہوا دیکھیں حضور شاہان طلسم نور افشاں ہمہ دان و ہمہ گیر ہیں معلوم ہوتا ہی اس معرکے
کی اُنکو سب خبر پہونچ گئی عقاب جادو اُنھیں کا فرستادہ تھا کتنا بڑا ساحر زبردست تھا کہ مادر مہربان
کے سحر نے تاثیر بھی نہ کی قاسم نے کہا ملکہ یہ آواز کہاں سے آئی ملکہ نے کہا معلوم ہوتا ہی کسی نے
عقاب جادو کو مارا ہی تیغہ منتشر ہوا آپ کا قبضہ ہوتا تو مجھے خوشی ہوتی قاسم نے کہا ملکہ
خدا کو یاد کرو رب اکبر ہمکو تیغہ دلائیگا یہ کہکے گھوڑے کو بڑھایا محافہ بھی پیچھے چلا آتا ہی دیکھا مرغابیان
باز و بط بنکر ملتے ہیں ایک کنیز نے دیکھا کہ لاشہ عقاب جادو کا زمین پر پڑا ہی ایک عیار طرار
قلندرانہ زربفتی سے آراستہ تیغے کو ہاتھ میں لیے ہوئے بنگاہ حیرت جوہر شمشیر کو دیکھ رہا ہے

دریائے جواہر مین غرق ہو گئی یہ سنکر قاسم کو خبر دی قاسم نے گھوڑے کو جھکایا تازیانہ کیا دور سے اپنے
یار وفادار کو دیکھا کہ تیغہ ہاتھ مین ساحر کے کپڑے اُتار رہا ہی سمک ملیدا فی ہے جو اپنے آقا کو آتے دیکھا
بیتاب ہوکے دوڑا عرض کی ای شہریار آج تین شبانہ روز گذرے کہ غلام آپ کو تلاش کرتا پھرتا ہی
شکر ہے کہ آپ کو بخیر و عافیت پایا ابھی ایک جادوگر کو مارا عقاب بنا ہوا آیا تھا یہ تیغہ غلام نے اُسکی منقار
سے پایا قاسم نے سمک کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای سمک یہی تیغہ سحر کش ہی سب حال بیان کیا
سمک نے کہا آپ صاحب اقبال ہین قاسم اُس تیغے کو لیکر قریب محافے کے آئے کہا لو ملکہ خدا نے
تیغہ یون دلوایا راہ مین ہمارے عیار نے میان عقاب کی گردن لی ملکہ تیغے کو دیکھکر خوش ہوگئین
کہا ضرور آپ کے ہاتھ سے طلسم نورافشان فتح ہوگا اب قاسم طرف اپنے لشکر کے چلے تیغہ سحر کش
بھی کمر سے حمائل کیا طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے قضائے کار سکندر زرین پوش زرین علم طیران جادو
ہو انکو لیکر چلی راہ مین کہا حضور اپنے چہرے پر نقاب ڈال لین کوئی آپ کو پہچانے نہین مین لوح کا
پتہ لگا دونگی وہ نشان تو خارق شہرا نقاب چہرے پہ ڈالے ہوئے طیران و نسیم و شاہین بلند پرواز
و ملکہ گلشن یہ چارون ساحر رسالدارون کی شکل بنے ہوئے پشت پر سکندر کے نوبت کو نقارے بجتے ہوئے
جواہر خنجر زن بھی نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے دیہات و قریات ویران کرتے ہوئے چلے آتے ہین
ادھر سے قاسم جاتے ہین کہ دیکھا گرد اُڑی ایک نقابدار گلگون پوش مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر
فوج جرار کس زور و شور سے آتا ہی ادھر سکندر کی نگاہ جمال جہان آرای قاسم پر پڑی کہ ایک
مختصر فوج ہمراہ سکندر نے عیار سے کہا کہ دریافت کرو عیار نے تمام کیفیت دریافت کی کہ شاہزادہ
ملک قاسم کسی جنگ سے واپس آتے ہین سکندر نے گھوڑا روک لیا عیار سے کہا اس شہریار سے
جا کر بیان کرو کہ طرف طلسم نورافشان کے جانیکا قصد نہ کرو ہتھیار اپنے ہمکو والے کرو و قاسم
جو جا کے عیار نے کہا قاسم نے کہا نقابدار کی شامتین آئی ہین ہمارے بیپائی منہ پر ڈال لیا جو جا
کہدیا عیار نے جا کے سکندر سے کہا کہ حضور وہ بہت خفا ہوتے ہین سکندر نے کہا انکو زیر کیجے
آگے نہ بڑھونگا یہ بھی دریافت ہوا کہ یہ ایرج نوجوان کے والد ہین کہا ای سکندر اگر انکو زیر کیا
تو لطف ملیگا یہ کہکے اُسی مقام پر اُتر پڑے قاسم نے بھی بارگاہ استادہ کرائی ملکہ زرین گیسو کشا
بارگاہ مین داخل ہوئین قاسم نے ایک بارگاہ اپنے واسطے الگ استادہ کرائی سکندر کو بھی کہہ کر کہ
انکو زیر کرکے اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤن حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پہ چوب پڑی سمک ملیدا فی
نے آکر یہ خبر قاسم سے کہی قاسم نے کہا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے دونون
لشکرون مین نقارہ رزمی گرگڑایا تیاریان ہونے لگین یہ دونون لشکر تیار کر رہے ہین لیکن
ضیغم شیر شکار ملکہ برقان برق وش کو لیے ہوئے طرف طلسم کے جاتے ہین رات کو اس
دشت ہمین آکے تماشہ ہوتا دیکھا دو لشکر مقابلے مین فرو کش ہین ضیغم نے صبا رفتار سے کہا دریافت
تو کرو یہ کون لوگ ہین عیار نے آکے خبر دی کہ حضور یہ لشکر نقابدار گلگون پوش کا ہی وہ لشکر شاہزادہ
خاور سپاہ نبیرۂ صاحبقران کا ہی ضیغم بھی ایک گوشے مین اُتر پڑے جب پہر رات گذری کے
ستارہ سحری آسمان پر چمکا سکندر نے لشکر کو لیکر میدان مین آئے ادھر سے قاسم لشکر کو لیے ہوئے

میدان میں ہوجیے گرلشکر بہت قلیل ہی جب قاسم مرکب کو چھیڑ کر چلے ملکہ بیقرار ہوگئیں کہا ای شہریار
یہ نقابدار کون ہی کہ جو آپ سے مصروف کارزار ہی رات سے مین بیقرار ہون شاہزادہ قاسم نے کہا
اس نقابدار کی قضا لیکر آئی ہی لشکر ہمارے پاس کم ہی تا اب لشکر معقول ہوجائیگا ملکہ رونے لگین
کہا ای شہریار میرا خانمان سب برباد ہوا اب چاہتی ہون عمر میری زیر سایہ دامن دولت بسر ہو
آپ میدان مین نہ جائیے اور جادوگرنیان موجود ہین اگر مین اس کو جیسے سحر سے نابلد ہون ورنہ
سحر کرکے گرفتار کر لیتی قاسم نے کہا لیاقت کے خلاف ہی کہ وہ جوان صاحب شوکت ولیاقت
معلوم ہوتا ہی نہیں معلوم نقاب کیون چہرے پر ڈالی ہی ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار مین کیا کہکے
دل کو سمجھاؤن جی چاہتا ہی مین بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب چلون آپ کو تنہا میدان کارزار
مین نہ جانے دون اس طور سے ملکہ نے یہ باتین کہین کہ قاسم کا بھی دل بھر آیا ملکہ سے فرمایا
کہ ای ملکہ اگر مین اسکے مقابلے مین نہ جاؤنگا تو وہ جوان بھی صاحب لیاقت و جلالت معلوم ہوتا ہی
مجھے طعن و تشنیع کریگا مناسب وقت نہیں ہی کہ مین میدان کارزار مین نہ جاؤن تم خاطر جمع رکھو ہر حال
مین فضل خدا شریک حال ہی کیا ملال ہی اگر خدا نے چاہا تو اس مغرور کو زیر کرتا ہون جب ملکہ نے
دیکھا کہ شاہزادہ اب نہ رکیگا مجبور ہوگئی کہا صاحب یہ تو آپ سب صحیح و درست فرماتے ہین آپ کے
مقابلے کی کسکو تاب ہی کون ہو سکتا ہی لیکن میرا دل نہیں قبول کرتا اصل مین دل کی یہ کیفیت ہی نظم

کیا مری آغوش سے نفرت ہی اس بے پیر کو
کر پہننے سے طلائی نقرئی زنجیر کو
غش کیا موسی نے جب دیکھا تری تنویر کو
کھیلنے مین لگ گئی مٹی جو اسکی چشم پر
ہون وہ گریان اشک کر دینگے مرقع کو خراب
اس ستانے کیا دیوانہ مجھکو ای پری
ضبط مین کرتا نہیں آتی ہی غیرت دوستو
گر موافق ہوتی ہی تقدیر سے مجھے زاہدا
ہی بشر گو خاک کا پتلا نہ جانو تھا فلو
ہوگیا ہی اسقدر بیقدر عالم مین ہنر
کیون نگہ ہم خاکسارون پر نہیں پڑتی کبھی
اس پری رو کے مسخر کرنے مین حیران ہون مین
کچھ نظر آیا نہ اس غفلت کدے مین غیر حسن
یار کو پہنچاؤن اپنی ناتوانی کی خبر
آ ہماے تیرا مدفون رہنے لگا تیر اولغ
نہ نہ ماہی ترا ای شمع رو جام آج
دو غیر نا سنگ عبادت ہی جو دیدہ اعلی

اسقدر وحشت نہیں ہوتی کمان سے تیر کو
کالبد تیرا بنایا گوندھ کر اکسیر کو
آگئی لکنت زبان مین سنتے ہی تقریر کو
کر دیا خاک مذلت رشک نے اکسیر کو
کھینچنا بے چشم او مانی مری تصویر کو
ڈالدے میرے گلے مین زلف کی زنجیر کو
کیا بھلا منھ سے نکالون آہ بے تاثیر کو
ترک کرتا ہون کسی تدبیر سے تقدیر کو
ایک ہی صورت ملی ہی خاک اور اکسیر کو
کیا عجب گر عیب سمجھین جوہر شمشیر کو
خاک تودہ سے صنم ہی کام ہر دم تیر کو
ورنہ آسان جانتا ہون دل کی تسخیر کو
چاہیے یوسف ہارے خواب کی تعبیر کو
موقلم درکار ہی مکتوب کی تحریر کو
چاہیے رنگ شفق ظالم تری تصویر کو
کیون نہ مجنون ایک اب مقراض اور کفگیر کو
دیکھ لیتے ہین ملائک سر تصویر کو

قاسم نے کہا خدا کو یاد کرو انشاء اللہ تعالے میدان کارزار سے ابھی پلٹ کے آتا ہون پھر نوع
سمجھا کر میدان کارزار مین تشریف لائے سکندر لشکر مین کھڑے ہین میدان مین آ کے خوب صفین
آراستہ ہو چکی تھین نقیبون نے نقابت کی کر کمیت کو کاکہکر بڑھے سکندر نے گھوڑا بڑھایا سلح شوری
دکھلا کے آواز دی یا نبیرہ صاحبقران میرے مقابلے مین تشریف لایئے آپ کی جرأت کے بڑے
ہنگامے ہین ایک گوشے سے یہ معرکہ ضیغم شیر شکار بھی دیکھ رہے ہین ہر چند کہ نیرنگ نے اپنے
بیان نہین کیا طریقے سے لشکر کے ہو گئے کہ یہ لشکر سکندر کا ہے سکندر نے جو قاسم کو پکارا قاسم نے
مرکب کو صف سے نکالا دو تلوارین حمائل ایک طرف تیغہ سحر کش دوسری جانب دوسری تلوار اور
کمان کیانی دوش پر ہزار تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس خود زرین سر پر اس جاہ و حشم سے
سامنے سکندر کے آ کے پہونچے آپسین تکا درجلی پانچ قدم مرکب سکندر کا اور تین قدم مرکب
قاسم کا پیچھے ہٹا سکندر کی نگاہ جمال بمثال قاسم پر پڑی حیران جمال و محو دیدار جی مین کہتا ہے
ای سکندر یہ جو کچھ ایرج نوجوان نے کہا تھا اسکا ظہور ہوتا ہے بالکل میری صورت سے مشابہ ہے
زلفین خلیلی سطوت و صولت و جلالت و رعب و دبدبہ و شوکت سب باتون مین طاق شہرہ آفاق
دیر تک جمال جہان آرا کو دیکھا کیا قاسم نے کہا او نقابدار کیا مجھے دیکھتا ہے یہ میدان کارزار ہے
زبان شمشیر سے کلام ہونا چاہیے سکندر نے نیزہ اٹھایا قاسم کو مارا قاسم نے نیزے کو نیزے کی
سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا قاسم جہان دیدہ کارآزمودہ سکندر سے بڑے زور و شور سے
نیزہ چل رہا ہے قاسم نے اکثر مقامات پر خانۂ زرہ مین نیزہ رکھدیا اور فرمایا ای جوان ہوشیار ہوجا
جسم اقدس لوہے کے سانچے مین ڈھلا ہوا ہے جب سنان نیزہ جسم پر پہونچتی ہے قطرہ خون کا ابھر آتا ہے
صاف ثابت ہوتا ہے کہ تختۂ بلورین پر شنجرف کے نقطے دیے ہین پھر بھر کامل نیزہ چلا آخر قاسم نے ایک
مقام پر گانٹھ کے تھپیڑہ مارا نیزہ ہاتھ سے سکندر کے نکل گیا زمانہ سکندر کی آنکھون مین تیرہ و
تار ہوا بقہر و غضب تمام قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا قاسم نے چاہا تلوار پہ
رد کون سکندر نے اس کن سے ہاتھ تلوار کا مارا سپر کو کاٹ کے جو تیغہ گرا سر قاسم کا زخمی ہوا
قاسم نے زخم کھا کے ہاتھ تیغہ بلارک افراسیابی کا مارا لمحوظ رہے ملکہ طبران و نسیم
و شاہین و گلشن سحر کر رہی ہین کہ سکندر کا زور بڑھائین اور قاسم کا زور گھٹے مگر تیغہ سحر کش
زیب کمر شاہزادہ والا قدر ہے اس وجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا لیکن قاسم نے جب ہاتھ مارا اسی قدر
زخم سر پر سکندر کے آیا گھوڑا بھی مارا گیا سکندر نے جیتے گئے ہاتھ مارا مرکب قاسم کا بھی
مارا گیا اب دونون کو دے دونون آتش خو شعلہ مزاج سکندر کو یہ غصہ ہوا کہ اس جوان
نے نیزہ کیون میرے ہاتھ سے نکالا ہاتھ اسکے قلم کرونگا قاسم کو زخمی ہونیکا ملال اس زخمداری
مین کشتی ہونے لگی زخمی ہونے پر سکندر کے نسیم بیقرار ہو گئی گھبرا کر اپنے باپ سے کہا بابا جان
ہمنے تو اس مذہب کو ترک کیا روح سامری و جمشید مین تاثیر باقی رہی ہے دیکھئے قاسم
لپٹے ہی یاد تہمان کرنا شروع کیں جب پکڑ لائے دو چار تھپڑ ایسے مارے کہ زخم سکندر زیادہ
کھل گیا زرہ پارہ پارہ لباس خون آلود نسیم نے بڑھکر کچھ اشیاے سحر پھینکے نیرنگ سنمار قتال

ہم شیہ سامری نے آواز دی تبلی ہنسی ہنسی نکلی کہا شہنشاہ شاید عقاب جادو کا حال نہ پوچھیے کامیاب نہ ہوا
عقاب بیچارہ پکڑے گئے خدمت سامری تک پہونچے اس وقت تیغہ سحر کش میدان میں رکھا ہے
قاسم ایک زنگی سے لڑ رہا ہے کوئی ایسا ساحر جلدی کرکے جاکے تیغہ اٹھا کے آپ کے پاس لاسکے
ابیض جادو دربار سے اٹھا کہا اے شہنشاہ یہ غلام کا کام ہے سحر العجائب نے کہا بہت جلد جاؤ
شیہ سامری سرداروں سے باتیں کرنے لگی سب اپنے اپنے حالات پوچھ رہے ہیں جس کسی نے
حال فتح طلسم نور افشاں پوچھا تبلی ہنس کے چپ ہو رہتی ہے جب کوئی بہت کہتا ہے تو یہ کہتی ہے
ان باتوں کو سامری جانے ہم نہیں جانتے ابیض جادو بلند ہو گیا طرف میدان قلعہ زرنگار
کے چلا مصورت سامری نے پلٹ کے پوچھا اے شہنشاہ کسکو بھیجا سحر العجائب نے کہا ابیض جادو
ہمارا مصاحب گیا ہے تبلی نے کہا اے شہنشاہ آپ نے بہت غلطی کی ابیض جادو کا جانا مناسب نہ تھا
کیونکہ قلب ابیض جادو کا صاف نہیں ہے تیغہ لیکر آپ کے پاس نہ آئیگا یہ سنتے ہی سحر العجائب
نے میگون جادو سے کہا اے میگون جلدی جا ابیض جادو کو اس طرف پلٹا دینا تم تیغہ
لیکر ہمارے پاس چلے آنا کیونکہ مصورت سامری کہہ رہی ہے کہ دل ابیض کا ہماری طرف
سے صاف نہیں ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی افتاد پڑے تیغہ ہمکو نہ ملے تو مشکل ہو میگون جادو
چلی دو کوس پر ابیض پہونچا تھا دل میں اپنے سوچ رہا ہے کہ تیغہ سحر کش تو تحفہ نایاب ہے یہ
تیغہ قبضے میں رہے تو طلسم کشا بھی اطاعت کرے بڑے عجز سے مانگیگا اے ابیض چلکر تیغہ
قبضے میں کر جو ہو سیاست دکھاؤ اپنے گھر میں بیٹھ رہو جب طلسم کشا تشریف لائیں یہی تیغہ پناہ دیگا
اسی ذریعے سے طلسم کشا سے ملینگے کہ سامنے سے دیکھا میگون جادو آئی ہے ابیض کو جو صحرا میں
چلتے دیکھا پکار کر آواز دی اے ابیض جادو تمکو شہنشاہ نے یاد فرمایا ہے تمکو تکلیف نہ ہو تیغہ
میں لے آؤنگی ابیض کو یہ سنکر بڑا غصہ آیا کہا اب ہم اس حکم کو نہیں مانتے تم پلٹ جاؤ میگون
نے دیکھا ابیض تو آمادہ حرب و پیکار ہے کہتا ہے کہ آپ پلٹ جائیے میں خود جاکر تیغہ لاؤنگا ایسے تحفے
نایاب کو کیونکر چھوڑوں ایسی عمدہ شے سے منہ موڑوں تم جاکر طلسم کشا کو پکڑ لاؤ بڑا نام ہوگا میگون
نے کہا اے ابیض حکم شہنشاہ نہیں مانتے ابیض نے کہا ایسے حکم کا نہ ماننا مناسب ہے بی میگون
پلٹ جاؤ میگون نے دیکھا ایسا نہ ہو فساد ہو کہا کیوں اے ابیض میں ہی جاکے شاہ سے کہہ دوں
ابیض نے کہا میں نہ پلٹونگا یہ کہکے پر پرواز پیدا کیے طرف میدان زرنگار کے چلا دل سے
باتیں کرتا ہوا کہ جب تیغہ میرے پاس ہوگا طلسم کشا ہماری خواہش کریگا میگون سوچی کہ اب
اگر میں پلٹ کے خدمت شاہ طلسم میں جاؤنگی تو وہ فرماینگے کہ تونے کیوں جانے دیا میں چلکر
الگ سے دیکھوں کہ ابیض کیا کرتا ہے یہ سوچکر ایک طائر کی شکل بنکر ملی ابیض سے الگ الگ
دل میں کہتی ہے مہ شیہ سامری کا کہنا شاید تخت نشین ہوا ابیض کے دل میں فساد ہے شاید
ابیض کا چراغ عقل روشن سالکان مسلک سامری کا رہزن ہوا یہاں شاہزادہ خاور سیاہ
نے زنگی کو اٹھکر مارا چاروں شانے چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوئے سمک سنگاہ خورد کیا کے
قاسم نے گندہ زانوں دبا کر کہا اے لعاں چمک دکھا چکے اب اطاعت میں کیا کہتے ہو لعان

اے شہریار میری یہی شرط تھی کہ جو مجھکو زیر کرے مین اُسکی اطاعت کرون قاسم نے چھوڑ دیا لمعان
قدمون پر گرا قاسم نے سر سینے سے لگا یا کلمۂ طیبہ زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا لمعان کلمہ پڑھکر
بصدق مسلمان ہوا قاسم نے سلاح میدان کارزار مین رکھے ہوئے ہین خیال ہوا کہ جسم پر
آراستہ کرون لمعان طرف فوج کے متوجہ ہوا پکار کر آواز دی یارو مین نے لات و منات پر
لات ماری مذہب اسلام قبول کیا جن صاحب کو مسلمان ہونا ہو وہ شریک ہون نہین تو ہمارے
لشکر سے نکل جائین سب اہالیان فوج نے آواز دی ہم آپ کے تابعدار ہین جو مذہب آپ نے
قبول کیا وہی ہمکو بھی منظور ہے آپ کی رفاقت سے ہم خوش ہین سماک سنتے دوڑے قاسم کے
قدمون پر سر رکھا کہا اے سردار یا سردار ملا ہے قاسم بھی خوش ہو رہے ہین کہ ابھین آکر ہوشیار
سنو دیکھا حقیقت مین تعجب ہے کہا ہے قاسم سماک سے باتین کر رہے ہین ابھین تڑپ کے گرا
تیغۂ سحر کش اٹھا لیا سماک نے جو پڑا چاہین دیکھی کہا اے شہریار غضب ہوا ساحر تیغۂ سحر کش
لیے جاتا ہے جب تک قاسم جھپٹے وہ تیغ لیکر بلند ہو گیا آسمان پر جا کے نعرہ کیا منم ابھین جادو
فرستادہ شہنشاہ طلسم نور افشان دور سے میگون نے بھی یہ معاملہ دیکھا قاسم تڑپکر رہ گئے
سماک بیقرار ہو گیا کہا اے شہریار بڑا غضب ہوا تیغۂ سحر کش ساحر لیگیا قاسم نے کہا از صدقہ
پاپوش کہان جیسلتے پھرین حقیقت مین شاہان طلسم نور افشان ہمہ دان و ہمہ گر ہین قلعۂ طلسمی
سے بیٹھے ہوئے سب حال دیکھ رہے ہین سلمان زرنگار بھی قریب شاہزادہ خاور سیاہ کے
آ عرض کی اے شہریار خوشا نصیب کہ حضور نے غلام کو سرفراز کیا امیدوار ہون کہ قلعے مین
تشریف لے چلیے قاسم نے کہا اے بادشاہ جمجاہ اگر ہمسے محبت ہے تو دین اسلام قبول کرو سلمان
نے عرض کی اے شہریار آپ کے قدمون کی قسم کھاتا ہون کہ جب لمعان زنگی نے مجھے مغلوب کیا
تو دل سے مین نے کہا کہ اے آسمان کے خدا اے نادیدہ میری مدد کر دل سے دعا مانگ رہا تھا
کہ صحرا سے گرد اڑی آپ ظاہر ہوئے دل کو یقین ہوا کہ خدائی خدائے نادیدہ کی برحق ہے
قاسم نے کلمہ پڑھا یا سلمان زرنگاری بصدق دل مسلمان ہوا لمعان زنگی و بادشاہ
داخل قلعۂ زرنگار ہوئے تمام رعایا واسطے تماشا دیکھنے کے آئی ادھر ملکہ زرین گیسو کشا کا
قاسم کے ساتھ ہی تمام سوار و پیدل گھیرے ہوئے قضائے کار ملکہ الماس گلنار پوش
دختر سلمان اپنے محل مین بیٹھی ہین کہ کنیزون نے خبر دی آج عجب طرح کا معرکہ ہوا لمعان
نے آکے آپ کے والد کو گھیر لیا تھا نبیرۂ صاحبقران فرزند رستم بیٹے قاسم نوجوان مدد کو
آئے لمعان زنگی کو زیر کیا آپ کے باپ بھی بصدق مسلمان ہوئے اب شاہزادہ والاقدر
قلعے مین آتے ہین تمام اہالیان شہر واسطے تماشے کے گئے ہین ملکہ الماس نے کہا ہم بھی
تماشا دیکھنے کے جائینگے چوک مین جو مکان شہنشاہی ہے اُسکو چلکر جلد آراستہ کرو کنیزین
سوار ہوئے گئین مکان جا کر آراستہ کیا ملکہ آکر بیٹھی اول دیکھا فوج شاہی جاتی ہے
اسکے بعد لمعان زنگی چوب و چماق ہاتھ مین لیے ہوئے مثل فیل مست جھومتا ہوا ملکہ نے جو
لمعان زنگی کو دیکھا کہا کیون صاحبو اس دیو کو کیونکر زیر کیا ہوگا کنیزون نے کہا واری

اس پر کشتی ہوئی لیکن وہ شیر اسپر غالب آیا الماس کو حیرت ہوگئی ایک طرف سے دیکھا ہزار ہا
کنیزان ماہ پیکر بھاری بھاری لہنگے پہنے ہوئے دریاے زیور مین غوطہ مارے ہوئے چند نازنین بیگمات
ایک عیار پایے پر محافے کے ہاتھ رکھے ہوئے کنیزون نے کہا واری یہ محافہ ملکہ زرین کمر سوگند
دختر کیومرس مردار خوار کا ہی یہ معشوقہ شاہزادہ والا قدر ہین مشہور ہی کہ حسن وجمال مین رشک
بدر ہین ملکہ حیران حیران محافے کو دیکھنے لگین ہنسکر کہا کہ یہ کیو صاحب انکا بڑا چاہ و پیار ہی محافہ
ساتھ رہتا ہی کنیزون نے کہا کہ حضور ہمنے سُنا ہی کہ یہ مدت تک عاشق رہین کسی وجہ سے ملاقات ہوئی
ماں باپ انکے مارے گئے تب شاہزادے کو انکے حال پر رحم آیا محافہ اپنے ساتھ رکھا ایک طرف سے
اپنے باپ کو دیکھا کہ تاج پہنے ہوئے چوب وچماق ہاتھ مین انتظام آمد شاہزادہ خاور سپاہ
کرتے ہوئے چلے آتے ہین اب ملکہ بغور دیکھنے لگین سب دوکاندار جھک جھک کر سلام کررہے ہین
قاسم دونون ہاتھون سے جواب سلام دیتے ہوئے ایک ایک سے تملق واخلاق مزاج پوچھتے
سلمان زرنگاری سب کے نام بتاتا جاتا ہی جمال جہان آرا لے خاور سپاہ دیکھکر ملکہ کو
تاب نہ رہی بیقرار ہوکر پکاری نازنین ارے صاحبو حقیقت مین یہ شیر تو بےمثل وبے نظیر ہی حقیقت
مین ایسے شیر نگاہ سے نہین گذرے اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

روئے گئے ہین جسکو سب وہ تن ہی نا ہین — آدمی کے صورت ہی جہان مین خار ہین
غیرت کا ہے کو غیری انجمن مین خار ہین — ان ہین بس ایک ای گل اس چمن مین خار ہین
یہ گل رعنا کی ہیلی ہی گلشن مین بہار — پھول ہین ای رشک گل جتنے چمن مین خار ہین
سبزہ خط سے بہار حسن دونی ہوگئی — خط نہین گالون پہ گل ہاے سمن مین خار ہین
ای گاو گنج لحد مین صورت راحت کہان — رنج دینے کو حریری تک کفن مین خار ہین
سینۂ عاشق پہ لوٹے پھیر کر وہ ہاتھ کو — رہ گئے ہین یا تمہارے تن بدن مین خار ہین
کیا ہوا اس رشک گلشن کو جو گھیرے ہین رقیب — قرب گل دیکھو ہزارون ہی چمن مین خار ہین
ہجر گل مین آسمان پہ دیکھکر خط شعاع — مین یہ سمجھا دامن چرخ کہن مین خار ہین
خشکی لب مانع گفتار ہوتی ہی صنم — یہ زبان عاشق تشنہ دہن مین خار ہین
چبھتے ہین ہاے نظر مین صورت مژگان یار — کم نہین ہین نقش سے جتنے چمن مین خار ہین
جسم نازک مین چبھے جاتے ہین کانٹو کی طرح — گو کہ وہی دامن گل پیرہن مین خار ہین
وصل مین ملتے جو چپتا مین تو باز و چل گئے — ٹکڑی ہی یا تمہارے نور تن مین خار ہین
دل مین ماسہ کے کھٹکتے ہین سخن زن جو — ہون مین حیران کیا مرے شعر وسخن مین خار ہین

کنیزون نے عرض کی حقیقت مین ایسے صاحبان سطوت وشوکت ولیاقت نگاہ سے نہین گذرے
مگر یہ شاہزادی کیا صاحب نصیب ہی کہ اپنے شاہزادے کے ساتھ رہتی ہی جب سواری شاہزادے کی
سامنے سے نکل گئی ملکہ کو پسینہ آگیا اعضا کانپتے تھے چہرے پر ہوائیان کنیزون نے عرض کی
واری خیر تو ہی ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھری کہا صاحبو جس بات کو عیب جانتی تھی اسی کا سامنا
ہوا چاہتا ہی حقیقت یہ ہی کہ ایسے صاحبان شوکت ولیاقت کوئی دیکھکر کیا کہ لمعان زندگی

انھون نے زیر کیا میرے والد کے بیان کیسے کیسے پہلوان ذکر ہین کوئی سامنا نہ کرسکا زور مین طاقت مین اپسے بینظیر مقبول بارگاہ خدا صاحب جاہ چہرہ رشک بدر اس وقت طبیعت قابو مین نہین ہی اس شاہزادے سے کیونکر ملاقات ہو کنیزون نے کہا حضور اس ملکہ کی مصاحب کوئی صنم جادو نامے وہ قاسم پر جبر کرتی تھی انھون نے اپنے باپ کے خزانے سے تیغ سحر کش چرایا اُسی کیتغے سے صنم جادو کو مارا پھر ملکہ کے ماں باپ مارے گئے قاسم کے ساتھ احسان کیا تھا ملکہ نے کہا مین صورت اس نازنین کی دیکھا چاہتی ہون عرض کی واری متصل ڈیوڑھی خاص بازار جا کر اُتری ہین کل ملاقات کو تشریف لیجلیے آہ کرکے کہا کل تک زندگی کا بھروسا ہی آٹھ پہر کیونکر گذرینگے یہ پہاڑ سا دن کیونکر بسر ہوگا جو کچھ دل پر گذرتی ہی اُسکو کیا بیان کرون چشم زدن مین یہ کیفیت دل کی ہو گئی جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون دل کو اشتیاق ہی قبر قیس مجنون پہ جاؤن اُسکی قبر پہ فاتحہ پڑھون اور عرض کرون کہ ای استاد والانژاد آپ پر عشق لیلی مین کیا گذری سنا یہ کچھ جواب ملے فرہاد نے اپنی جان شیرین گنوائی سنگدل مشہور ہوا ان پہاڑ کو کاٹنا جو لی بات کرنا بھی پہاڑ ہی دیکھون تقدیر کیا دکھائے کنیزین سمجھاتی ہین واری اپنے کو سنبھالیے کسی کو کہین لطف نہین ملا فرہاد نے کیا پھل پایا پہاڑ سے سر ٹکرا کے مرا تیشہ سر پر مار لیا عاشقون مین مشہور ہوئے قیس مجنون کہلائے اب کوئی نام بھی نہین لیتا حضور اس کوچے مین نہ جائین ملکہ نے کہا صاحب مین کیا کرون دل قابو مین نہین گویا پہلو سے نکلگیا قلب کو دھڑکن روح قفس جسم مین گھبرائی ہی دو ہوش لوگون نے کلیجے کے دھڑکنے کی آواز آئی ہی کنیزون نے جوش وخروش دیکھکر منھ پیٹ لیا ایک کنیز نے کہا واری اگر حکم ہو تو مین اپنے کو تابہ خاور سیاہ پہونچاؤن آپ باغ مین بلا کے لاؤن ملکہ نے منھ پیٹ کے کہا کہ یہ اور زیادہ ذلت ہی مرد دے پر ثابت ہو کہ عورت ہمپر جان دیتی ہی کتنا مغرور ہو گا جو کام بی زرین گیسو کشا نے کیا یہ کام مستورات پردہ نشین کا نہین ہی اپنے ماں باپ کی آبرو دھوئی اپنے کو دریا ہے معصیت مین ڈبویا بازاری عورتین ایسے کام کرتی ہین ہمسے تو یہ نہ ہو گا تڑپ تڑپ کے جان دینگے اپنے پاس بلا تکلف نہ بلاینگے ماں باپ کو اختیار ہی اپنی خوشی سے جہان چاہین شادی کر دین مگر زرین گیسو کشا سے ضرور ملاقات کرینگے ای شکم چین تو نے اُس عورت کو دیکھا ہی کہا واری مین نے دیکھا نہین سنتی ہون کہ بہت حسین وجمیل ہین ملکہ نے کہا اُنکو یہ زیبندہ نہ تھا کہ باپ کے یہان سے تلوار چرا لائین تیغہ لیکر دوڑی گئین بڑا کمال کیا ماں باپ کو قتل کرایا ہر چند میرے دل کی یہ حالت ہی عجب کیفیت ہی نظم

جسم مین موجود ہی کیفیت مینا نہ آج　　روح مثل بادہ تن ہی صورت پیمانہ آج
دیدے کے قابل نہین ہی محفل رندانہ آج　　دختر رز کو لیے ہی گود مین پیمانہ آج
بیخودی آغوش ہی مین کر رہی ہی مستیان　　ہی خیال یار سے دل ہی مرا بیگانہ آج
بن گئے پیلے ہی کیفی ہم نگاہ مست سے　　لب تلک آنے بھی نہین پایا ابھی پیمانہ آج
ایک زاہد اسقدر پہلو سوے میخانہ چلین　　دیکھ لے تو بھی بہار صحبت رندانہ آج
دل منور ہی خیال عارض پر نور سے　　مطلع خورشید تابان ہی مرا کاشانہ آج

خون ہو کر ٹپکتا ہے دہان زخم سے
ہنس نہین سکتا وہ کہ ہے بخیہ دوزی شوق نے
محتسب نے آکے محفل کو نمازی کردیا
روح اپنا گھر سمجھتی ہے تو عشق اپنا مقام
زلف مین ہنگام آرایش نہان ہو جائیگا
للتیام زخم کر دیگی یہ آرایش تری
جل رہا ہون وصل مین بھی شعلۂ رخسار سے
ناز کرتا ہے تصور بھی جمال یار کا
حشر پر روحین زمانے مین بشر مشتاق ہین
شمع بالین کی تمنا ہے نہ پروا سے چراغ
بعد مدت آمد آمد ہے عروس مرگ کی
جلگیا پروانہ دیکھو ایک ہی انداز مین
یہ غزل فرمایش احباب سے لکھی نسیم

بن گیا ہون مین شگاف ہوے پیمانہ آج
ہے دہن گویا کہ یہ ہم لب پیمانہ آج
جھک گئے خم گر پڑا سجدے مین ہر پیمانہ آج
دو دکھین ہین ایک قصر جسم مین ہمخانہ آج
جسم سو پیدا کریگا استخوان شانہ آج
چاک گیسوے صنم بھر دیگا چاک شانہ آج
بنگئی تقدیر میری قسمت پروانہ آج
دل کو حاصل ہے مرے تکلیف معشوقانہ آج
نا رسا نالان ہو گیا شاید مرا افسانہ آج
بیکسی دکھا رہی ہے ہمت مردانہ آج
جلوۂ مدفن دکھاتا ہے مرا کاشانہ آج
یار سے کی شمع کو تعلیم معشوقانہ آج
ورنہ یہ سودا سے سجا اپنے کسر مین تھا نہ آج

اسی کمال پر ملال سے سوار ہو ہوئین اپنے باغ مین آئین یہان جب شاہزادہ خاور سیاہ آئے ایک قصر معقول واسطے ملکہ زرین گیسو کشا کے خالی کردیا اُسمین ملکہ زرین گیسو کشا اُترین چوبداران قلماقنیان ترکنین حبشنین در دولت پر حاضر ہین ملکہ زرین گیسو کشا دلنواز دختر حشمت سلمان نے سامان عیش و نشاط وہان بھیجا ملکہ نے مکان کو آراستہ کرایا ملکہ بڑے تکلف سے اُس قصر مین داخل ہین سلمان زرنگار جب محل مین آیا بیٹی نے پوچھا کیون والد یہ کیا معرکہ گذرا بادشاہ نے سب معرکہ بیان کیا اور یہ بھی بیان کیا کہ ناموس شہریار کا اس قصر مین داخل ہے ملکہ نے کہا باجان ہم بھی اُنکی ملاقات کو جائین بادشاہ نے کہا تمہاری مہمان ہین ضرور جاؤ دعوت کرو دعوت کا نام سُنکر ملکہ خوش ہو گئین کہا مین پیغام کیونکر دون کہا بیٹا جلد اریا ناظر کو حکم دو کہ وہ جاکے اور جا کر پیغام دے یہان محل مین تیاری کرو کاتنون کو بلواؤ اس طرح سامان دعوت کرو وہ بھی شاہزادی ہین ملکہ کو سہلو ملو کہا حضور مجکو عدم و تغیبت ہے حضور پیغام کر دین تو بڑا احسان ہو بادشاہ نے کہا بیٹا مین آج کہلا بھیجونگا خود شاہزادے سے عرض کرونگا کیا عجب ہے جو غلام نوازی فرمائین یہ فرماکر بادشاہ باہر آئے شاہزادہ خاور سیاہ سے دست بستہ عرض کی کنیزین بھی چاہتی ہین کہ جمال بیمثال ملکہ کو دیکھین دختر حقیر کی ملکہ الماس گلنار پوش چاہتی ہین کہ ملکۂ عالم کی دعوت کرین قاسم نے کہا کیا مضائقہ ہے کہا حضور فرمادین کل جلوہ فرما ہون قاسم نے کہا مین کہدونگا شب کو قاسم محل مین آکے ملکہ سے ذکر کیا کہ دختر بادشاہ تمہاری ملاقات کی مشتاق ہین مقتضی دعوت مین جانا ہوگا ملکہ نے کہا مین ضرور حاضر ہونگی اگر وہ میری مشتاق ہین تو مین بھی اُنکی مشتاق ہون دوسرے دن صبح کو ناظر محافہ لیکر در دولت پر حاضر ہوئے ایک ناظر اندر آیا ملکۂ عالم کو سلام کیا

عرص کی مجلو ملکۂ الماس گلنار پوش نے بھیجا ہے آپ کی مشتاق ہیں قدم میمنت لزوم سے آپکے
کاشانے کو منور فرمائیے ملکہ نے کہا ہم شہریار سے پوچھ لیں یہ کہکے قاسم کو بلوایا قاسم نے کہا ملکہ
بسم اللہ دلشکنی کسی کی ہمارے مذہب میں جائز نہیں بہت خلق سے پیش آنا اُنکی کنیزوں کو
خلعت دینا اور اسباب ضروری اپنے ہمراہ لو ملکہ نے کئی سو کشتیاں خلعت کی صندوقچے جواہر
کے اپنے ہمراہ لیے لمعان زنگی کو حکم ہوا ملکہ کے ہمراہ جاؤ ملکہ سوار ہوئیں لمعان زنگی
انتظام کرتا ہوا سواری کے ساتھ چلا نقارے پر چوب پڑی ملکہ کے کان میں آواز جو نقارے کی
پہونچی کنیزوں نے کہا سواری سواری آتی ہے حضور بڑے اہتمام ہیں لمعان زنگی جو لشکرکشی
کرکے آیا تھا انتظام کرتا ہوا آتا ہے بازار میں حکم ہے سب دوکانیں بند کردو عصمت کا ملکہ کو بڑا
پاس ہے تمام شہر کی عورتیں تماشا دیکھنے کو آتی ہیں مردوں کو حکم ہے کہ کوئی اپنے اپنے مکان سے
نہ نکلے ملکہ بھی کوٹھے پر آئیں دیکھا بڑے کروفر سے سواری آتی ہے لمعان زنگی اہتمام کرتا ہوا
کوٹھوں پر عورتوں کا ہجوم عورتوں نے چارپائیاں کھڑی کی ہیں کسی نے کسی کے پاؤں سے
سر نکالدیا کسی نے کسی کے کاندھے پر سر رکھدیا ہمہ تن آنکھیں ہی آنکھیں معلوم ہوتی ہیں
ملکہ کوٹھے سے اُتریں دل تو استقبال کو نہ چاہتا تھا مگر چونکہ مہمان تھا یا ہو ڈیوڑھی میں آکے
ٹھہریں ملکہ زرین گیسو کشا محافے سے اُتریں بسم اللہ الرحمن الرحیم کی صدا بلند ہوئی ملکہ الماس
نے ہاتھ بڑھایا ہاتھ تھام کے اُتارا صورت زیبا کو دیکھکر حیران ہوگئیں سراپا کو دیکھ رہی ہیں
جی میں کہتی ہیں اُسی شہریار کے یہ لائق ہے کبھی جمال جہان آرا کے ملکہ کو دیکھتی ہیں کبھی آرسی
میں اپنے چہرۂ زیبا کو دیکھا خیال میں آیا کہ کیا مجھسے زیادہ خوبصورت ہے صرف جوبن کا چڑھاؤ ہے
دریائے جواہر میں غرق قدم بقدم زرنثار ہوتا ہوا چوبدار نقیب آوازیں لگاتی ہوئیں جب ملکہ آتی ہیں
تو ملکہ چپ ہو جاتی ہیں خیال مہمان نوازی سے کنیزوں کو اشارہ ہوتا ہے ہر مرتبہ سونے چاندی کے
پھول لٹتے ہیں اس عز و شان سے لیکر داخل بارہ دری ہوئیں سب سامان دعوت آگے مہیا ہے
کنیزان زرین پوش بھاری جوڑے پہنے محفل میں آئیں ناچ گانا شروع ہوا ایک کنیز شوخ و طرار
موسومہ بہ گلعذار سامنے بنسکر چلنے لگی اور یہ غزل شروع کی

نظم

لاؤ بیداغ بتصا کوئی گلشن میں نہیں — ایک بت اس حسن کا دیر برہمن میں نہیں
یاسمین میں عالم اُس رُخ کی صباحت کا کہاں — جو ملاحت خال مشکین میں ہے سوسن میں نہیں
باغ ہے سب بے یار اپنی آنکھ میں ماتم سرا — اشک ہیں شبنم کے قطرے گل کے دامن میں نہیں
فصل گل میں سامنا چاک گریباں سے ہنوز — ہے نگہ بھی میں بلکہ شمع چشم سوزن میں نہیں
خط کو رکھوا کے نہ کر اندھیرا ای خورشید رو — تیرہ و شب ہی روشنی جب نور روشن میں نہیں
شہر سے جاتا ہوں میں دیوانہ صحرا کی طرف — سنگ رنجے اب کسی لڑکے کے دامن میں نہیں
شہر سے دیوانوں کو نفرت تھا ہر آرائی سے کی — پاؤں میں بیڑی نہیں ہے طوق گردن میں نہیں
قبریاں کھدوا کے چھلاوے ہیں اس سفاک نے — عاشقوں کے مردے اپنے اپنے مدفن میں نہیں
جلوۂ حور شہید کر جادو نگاہ سپہر کا برق — قطرۂ شبنم جلن دانے اپنے خرمن میں نہیں

پھانسی ہے بلا حلقے ہیں زلف یار کے
جسم میں ہیں کا نہیں اندیشہ حسن یار کو
گھر میں اس خورشید رو کے ہشتی ہے جاں صبا
بے خبری کرتے ہیں کافر عاشقوں کو اپنے ذبح
آب کے بدلے شراب سرخ نہروں میں بہا
سنگ کے سجدے کا میرے سر کو سودا چاہیے
ہو رہے مانند نے ہر چند جسم انکا گداز
اشتیاق تیغ قاتل کا نہ کم ہو حال پرچہ

ابروؤں کی کج ادائی تیغ رستم میں نہیں
کونسا ہے حرز جو بازو کے جوشن میں نہیں
ذرے کو پروا اگی آہنکی روزن میں نہیں
جوہر قصاب کس مقتل برہمن میں نہیں
باغبان جو پھول ہے وہ تیرے گلشن میں نہیں
بر باد دوست میں ہوں فکر دشمن میں نہیں
سینے کی سختی جو ڈھونڈو سنگ آہن میں نہیں
جان کو دل بھیجتا کس روز گردن میں نہیں

ملکہ زرین گیسو کشا نے لٹ کے دیکھا کہ غزل عاشقانہ جو گائی ان نے گائی ملکہ الماس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے ہچکی لگ گئی ملکہ زرین گیسو کشا نے پوچھا بہن تم اسقدر کیوں بیقرار ہو ملکہ الماس نے سر جھکا لیا جب ملکہ نے بہت پوچھا تو ٹھنڈی سانس بھر کے کہا کہ آپ کو خدا نے صاحب نصیب کیا ہے آپ کے سامنے کیا ذکر ہیں ایسے کلمات ملکہ نے کہے کہ ملکہ زرین گیسو کشا سمجھ گئیں کہ یہ کسی پر عاشق ہیں اپنے ڈوپٹے سے آنسو پاک کیے اور کہا بہن خدا تمھاری مراد پوری کرے مگر افسوس ہے کہ تمنے حال مفصل نہ بیان کیا ملکہ خاموش ہو رہیں کہ پہر رات گئے تک جلسہ رہا دو پہر رات گئے ملکہ زرین گیسو کشا گھبرائیں یاد آیا کہ اب شاہزادہ محل میں آیا ہوگا بیقرار ہو کے کہا کہ تو اب ہم رخصت ہوتے ہیں ملکہ الماس نے کہا آج شب کو اسی مقام پر رہیے ملکہ زرین نے جواب دیا تو شہریار کو تکلیف ہوگی ملکہ الماس کو ناگوار ہوا دل میں کہتی ہیں کہ بے دھڑکے سے جس نہیں ہے مگر تقاضائے کار لمعان زنگی جو یہاں مسلمان ہوا ملازم شاہان طلسم کا ہے قلعۂ اشراقیہ میں ملک اشراق شاہ فنون سپاہ گری میں نہایت طاق ہے نیزہ ہلانا خوب جانتا ہے لمعان زنگی نے بھی اسی سے نیزہ ہلانا سیکھا ہے چند سوار جو یہاں سے بھاگے قلعۂ اشراقیہ میں گئے ملک اشراق بارگاہ میں بیٹھا تھا ان سواروں نے آکر زیادتی پوچھا ارے کیا ہوا کہا حضور لمعان زنگی جا کر قلعۂ زرنگار پر لڑے نبیرۂ حمزہ کے ہاتھ سے زیر ہوئے مسلمان ہو گئے اور سب بھی مسلمان ہوئے ہمکو منظور نہ ہوا کہ پوجنے دو سو خداوندوں کو چھوڑیں اشراق نے زانوں پر ہاتھ مارا اور پوچھا کہ نبیرۂ حمزہ وہاں کیونکر آیا کہا حضور راہ جاتے تھے ہنگامہ سنکر ادھر بھی آ گئے اس وجہ میں مقابلہ ہوا ملک اشراق شاہ نے ان سواروں کو اترنے کا حکم دیا آپ تخلیے میں اکر بیٹھا شادان صبار فتار عیار اسکا جو دربار میں آیا پوچھا شہنشاہ کہاں ہیں ملازموں نے کہا نہیں معلوم کیا صدمہ پہونچا کہ تنہا جا کے بیٹھے ہیں ایسے ملول و حزین ہیں کہ کسی کے آنیکا حکم نہیں شادان سایہ پرورش ہیں گستاخ بھی ہے یہ کمرے میں آیا اشراق نے پوچھا کون کہا غلام آپ کا شادان کہا باہر ہی ٹھہر و اسنے کہا غلام ضرور حاضر ہوگا کیا ہوا جو آئینۂ رخسار پر گرد ملال ہے اشراق نے آنکھوں میں آنسو بھر کے کہا اے یار شاطر تجکو بار خاطر کیونکر جیسا کہ آج صدمۂ عظیم گذرا ہے شادان بیان نہیں کر سکتا

ہو رہے ہیں معان زنگی کی فوج کے جاؤ قلعے میں نہیں سما سکتے بیرون قلعہ
سے میں پڑے ہیں لوگوں سے پوچھتا ہوا اول اُس قصر پر آیا جہاں ملکہ زوکش میں اُس
معرکے کے ... آیا پوچھا آج یہاں کیوں سناٹا ہے کسی نے بیان کردیا کہ ہماری ملکہ عالم
دعوت میں ملکہ الماس کے یہاں تشریف لے گئی ہیں عیار طرار ہے سنتے ہی بھاگا در باغ پر آ کے
پہونچا ملکہ زرین گیسو کشا سوار ہو رہی ہیں کچھ کہاریاں اندر جاتی ہیں کچھ باہر آتی ہیں دیکھا
وقت کہ یہی موقع ہے ایک کہاری کی صورت بنکر اندر پہونچا ہے یہ عیار طرار ہے ایک کنیز کو
بیہوش کرکے کنارے ڈال دیا اُسکی شکل بنکر انتظام کرنے لگا ملکہ زرین گیسو کشا سوار ہو گئیں
بعد اُنکے جانے کے ملکہ الماس بارہ دری میں آ کے بیٹھیں اب غم کی اور زیادہ ترقی ہوئی جب
خیال آتا ہے کہ ہائے یہ عورت اُس شہر کے پہلو میں بیٹھتی ہے ہائے کیا کروں اس سوچ میں بیٹھی ہے
شادان جو اندر آیا جمال جہان آرا ملکہ کے جو نگاہ پڑی ہوش و حواس پراگندہ ہوئے
جی میں کہتا ہے کیونکر بادشاہ کا غیر حال نہ ہو ایسی محبوب مرغوب خوش اسلوب حقیقت میں
نہیں معلوم بادشاہ کے دل پر کیا گذرتی ہوگی اب جابجا پھرنے لگا باورچی خانے میں پہونچا
کھانے میں جلکے بیہوشی ملائی پانی میں جابجا بیہوشی ملاتا پھرتا ہے جہاں پانی پایا بیہوشی اُسمیں
ملادی جہاں کھانا پکتا دیکھا وہاں پہونچا وہی کھانا سب کو تقسیم ہوا کنیزوں نے ملکہ سے
عرض کی ملکہ نے کہا میں کھانا نہ کھاؤنگی پلنگ پر جا کے لیٹیں مگر ملول و حزیں یہی خیال ہے
کہ کیوں اے الماس یہ کیا معرکہ ہے یہ کیا خواب پریشان دیکھا دیکھیے اسکی کیا تعبیر ہو اب بہوت
دراسنگی ہے جب رات کم رہی سب کنیزیں جابجا بیہوش ہیں جب سناٹا ہوا شادان نے
اوپر آکے دیکھا شمع ہائے مومی و کافوری روشن ہیں سب گل کیں پاؤں کی آہٹ جو ہوئی
ملکہ نے آنکھ کھول کے دیکھا ایک سیاہ پوش آتا ہے ملکہ نے کہا کون شادان پیچھے ہٹا
ملکہ نے جب زیادہ آوازیں دیں خواصوں کے نام لیے کسی نے صدا نہ دی ملکہ الماس
خود اُٹھیں باہر کوئی دو چار حبشنیں جو باقی تھیں آواز سنکر پوچھا ملکہ عالم کیا ہے کہا ایک
سیاہ پوش جاتا ہے حبشنیں دوڑیں شادان دیوار کو دے کے بھاگا قفلے کار بیرون باغ
فوج تھا سمع زوکش ہے سماک ملیدا فی طلایہ دے رہا ہے سماک نے آواز سنی کہ حبشنیں
غل مچا رہی ہیں ایسے چور جاتا ہے سماک نے جھپٹ کے دیکھا ایک سیاہ پوش دیوار باغ سے
پھاند ... سماک نے اُسکا پیچھا کیا عیار بھاگا جب صحرا میں پہونچا سب نور رشتے سماک ملیدا فی
چلا آیا شادان پلٹ کے کہا اے شخص تو کیا مجھے ملوہ سمجھا ہے حالانکہ آ... ہر یہ لشکے لپٹ پڑا
جانتا ہے میں عیار ہوں جھکائیاں دیکر مار ڈالونگا سماک تیغ کھینچ کر جا پڑا اب جو شادان سے
تلوار چلی سماک خالیاں بھی دے رہا ہے تلوار کو گانٹھ لیتا ہے ہر چوٹ کا جواب دیتا ہے
اتنے میں شادان گھبرایا چاہتا ہے بھاگ کے نکل جاؤں سماک نے للکار کے آواز دی میں
سمجھ گیا تو عیار ہے یہ حقہ فرزند عمرو نامدار ہے تجھ ایسے ہزاروں میرے شاگرد ہیں اب
میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیگا ایک مقام پر پہونچ کر شادان نے پیچھا مارا کہ دونوں پاؤں

سمک کے ارادون سماک نے جست کی شاخ نخل سر پڑکی سماک گرا نے جھپٹ کر حباب بیہوشی مارا سماک بیہوش ہوا اسنے مشکین باندھین ایک سوار پیچھے چلا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ سماک کی ایک عیار مشکین باندھ رہا ہے اسنے پکار کے آواز دی ارے تو کون ہے ہمارے آقا کے عیار کی مشکین باندھتا ہے اسنے پکار کے کہا منم شادان صبا رفتار عیار ملک اشراق شاہ آیا تھا ملکہ الماس کو لینے مگر یہ شکار ملا یہ کہکے پشتارہ لے بھاگا سوار رو تا پیٹتا لشکر مین ہلچل ہے کہ ایک چور ملکہ الماس کے باغ مین آیا تھا سماک اُسکے پیچھے گیا وہ دستبرد پاہتا یان جا کر قلعۂ مغرب مین چھپا ہے قاسم باہر نکل آئے لباس بزم پہنے ہوئے ہین ایک ایک سے پوچھ رہے ہین کہ سماک کہان گیا کہ وہ سوار آگے پہونچا اُس سوار نے رو رو کر عرض کی اے شہریار وہ سیاہ پوش عیار ملک اشراق شاہ تھا اُسی کی زبانی معلوم ہوا کہ دختر شاہ کو لینے آیا تھا سماک کو پکڑ لیگیا جب قاسم نکلے تو ملک سلمان زر نگاری بھی نکل آیا قاسم نے پوچھا اے سلمان یہ اشراق شاہ کون ہے کہا حضور یہانسے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے وہان کا حاکم و ناظم مجھسے دشمنی رکھتا ہے سابق مین اُسنے مجکو پیغام دیا تھا کہ اپنی بیٹی کو میرے ساتھ شادی کر دو مین نے نامنظور کیا یہ سُنا کرتا تھا کہ انکا ارادہ ہے کہ مجھپر لشکر کشی کرین اب اُسنے یہ فتور کیا ہوگا قاسم نے کہا ہمارا مرکب لاؤ سلمان زر نگاری نے عرض کی اے شہریار فوج کو لیکر چلیے قاسم نے کہا اگر خدا نخواستہ اس عرصے مین میرے عیار کو قتل کر ڈالے تو مین لشکر مین کیا منھ دکھاؤنگا اس عرصے مین اور سردار بھی آگئے قاسم نے کسی کا کہنا نہ مانا پشت مرکب پر سوار ہوئے یکہ و تنہا چلے عقب سے قیاس خان خاور ہی و لمعان بھی چلے یہان اشراق رات بھر جاگا ہے اپنے عیار کے انتظار مین صبح کو اسنے دیکھا کہ شادان پشتارہ بدوش آتا ہے پکار کر پوچھا اے شادان کیا کیا کہا حضور بڑا انقلاب ہوا لیکن ایک شکار معقول لایا ہون قاسم کے عیار کو پکڑ لیا سماک ملیداقی فرزند عمرو اشراق نے کہا اسکو بیڑیان پہنا کے لاؤ اسکو روپے کا لالچ دو کہ دختر سلمان زر نگاری کو مجھ تک لائے عیار نے کہا بہت مناسب ہے ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کر سماک کو ہوشیار کیا سماک نے جو اس دربار کو دیکھا مثل اہل اسلام سلام کیا ملک اشراق نے کہا اے عیار طرار جسقدر روپیہ مانگے مین دینے کو موجود ہون مگر دختر سلمان زر نگاری کو لا دے سماک نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے باتون مین مکرا ہوئی اشراق نے جلاد سے کہا اسکو قتل کر جلاد نے سماک کو آگے کھینچا بیرون بارگاہ زیر تیغ بٹھایا ہنگامہ جو ہوا تمام فوج تیار ہوگئی جلاد حکم کا مشتاق ہے کہ لشکر مین زمین ہلنے کی اوپر ہوئی نعرہ شیر کی آواز آئی نعرہ قاسم تصنیف مصنف

منم شیر میدان جنگ و جدل	منم قاسم نقد تیغ و ظفر	منم ابن رستم یل نامور
فن جنگ من غیرت ساحری	منم نعمت خوان جنگ و جدل	فریدون حشم رعب اسکندری
منم شیر دل صف شکن پہلوان	ز سیف الملک جنگ شد آشکار	منم حامل رایت گیر و دار
	منم ابن فرزند صاحبقران	اب جو سمجھون گا ہو بڑی اباب

شیر غضبناک کو دیکھا کہ صفین درہم و برہم کرتا ہوا آتا ہے عقب مین لمعان زنگی بھی آگے گرا

قاسم نے اول سمک کو … کیا جلاد کو واصل جہنم کیا اشراق شاہ تخت پر ساٹھ ستر ہزار فوج تیار ہوئی
قاسم کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی قاسم چلتے ہیں تا بہ اشراق پہونچیں بیچ میں انبوہان فوج آجاتے ہیں
قاسم وہان تک نہیں پہونچ سکتے ہیں کھلنے کا رامیض جادو تبعہ سحر کش جو لیکر بھاگا تو قلعہ امیض کا حاکم
خیال میں آیا یہ تحفہ نایاب بادشاہ کو جلکے نہ دون آوارہ مارا مارا پھر رہا ہے اس وقت ادھر جو گذر ہوا
گیر و دار کی آواز کان میں آئی جھک کے دیکھا دو ہی جوان صاحب شوکت و جاہ شاہزادہ خاور سیاہ
شیرانہ و دلیرانہ لڑ رہا ہے خیال میں آیا ای امیض اسی کو اٹھا کے چلو یہ سوچ کر ایک شکل پر آیا ہے
جو کیا قیماس خان نے دور سے دیکھا لڑتے لڑتے تلوار ہاتھ سے قاسم کے گری رنگ رو متغیر ہوا
قیماس خان خاور کی تعجب کرتے ہیں ہائے شاہزادے کو ہشیار کرو یہ لڑتے لڑتے سست
کیون ہوگئے امیض نے جب دیکھا کہ قاسم مرکب پر مجبور رہتے ہیں تڑپ کے گرا قاسم کو اٹھا کے
لیگیا یہان مغلوبہ میں لمعان زنگی و قیماس خان وغیرہ بہتاکے زخمی ہوئے سمک نے جو دیکھا کہ
آقا کو کوئی اٹھا لیگیا یہ روتا ہوا قریب سلمان زرنگاری کے آیا کہا آپ ہمارے بادشاہ ہیں آقا
کو کوئی ہمیں گرمی جنگ میں اٹھا لیگیا تلاش کرونگا سب سردار زخمی ہیں جس طرح بنے ان سب کو
نکال لیچلیے سلمان نے ان سرداروں کو بیچ میں لیا بارہ چودہ ہزار تیر انداز آگے تھے انھوں نے
تیر چلائے خطا شعار پیچھے ہٹے سہم کے بھاگے گوشوں میں جا کے چھپے سلمان زرنگاری سرداران
قاسم کو لڑتا بھڑتا لیکر نکل گیا ہر چند اشراق نے چاہا مگر کون تیر اندازوں نے خوب جانبازی کی
قلعہ زرنگار میں آکے داخل ہوئے لیکن اشراق نے پیچھا نہ چھوڑا یہ بھی فوج لیے ہوئے برابر
پہونچا سلمان زرنگاری نے قلعہ بند کر لیا سمک لیداقی تو تلاش میں قاسم کے نکل گیا اسکا ذکر تو آگے بیان
تحریر ہوگا اشراق شاہ نے آکے قلعہ کو گھیرا آب و آذوقہ بند کیا سلمان زرنگاری حیران و
پریشان اندر قلعے کے آیا خیمہ میں … تو اپنے زخم سب کے بھر گئے ہیں اشراق قصد کرتا ہے
کہ یلغار کرکے قلعہ فتح کر دن وزرا نے کہا سرکار کو تکلیف ہوگی جلدی میں ان لوگوں نے قلعے کو
بند کر لیا ہے قلعے میں زراعت نہیں ہوتی ہے اندر ایک ہفتے کے بیقرار ہو کے نکل آوینگے اشراق
کو یہ بات پسند آئی یہ تو قلعہ کو گھیر کر اترا امیض جادو قاسم کو لیے ہوئے اپنے قلعے میں آیا اب
حیران ہے کہ کیا کرون قاسم کو قید کیا نخرا اپنے پاس رکھا یہانسے تین کوس پر قلعہ ہے تشکیل جلاد
میں اسکی جادوگری زبردست ہے خیال میں گذرا کہ ان کو بلاؤن اس سے صلاح کرون انہیں کو نامہ
لکھا جادوگر اسے نامہ لیکر چلا کہ جا کر تشکیل کو نامہ دون سمک لیداقی مرتا پھرتا آج کئی دن سے
مارا مارا پھر رہا ہے ایک نخل کے سایہ میں بیٹھا ہوا یاد میں اپنے آقا کے بیتاب و بیقرار کبھی کہتا ہے
ای سمک کون دشمن پیدا ہوا تھا کہ آقا کو ہمارے اٹھا لے گیا یہ داغ دیکھا اسی سوچ میں بیٹھا ہے
کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا ایک جادوگر پسینے پسینے دوڑا ہوا آتا ہے سمک لیداقی نے جھٹ پٹ صورت
اپنی فقیر کی بنائی دو چار چلے بھی رکھ لیے ایک نشہ سلگا لیا پکار کر آواز دی میاں جانیوالے کیون
اسقدر دھوپ میں جاتے ہو دو گھونٹ پی لو بچا ہی ساحر پلٹ آیا سمک نے کہا ای برادر اپنی جان
خیال ضرور ہی ساحر نے کہا جانی ذکر کی بڑی چیز ہے مجبور ہیں آج ہی نامہ لیکر جائیں آج ہی جواب لائیں

بسان صیاد با رشتۂ نازک خیال ہو / ہزاروں طائر مضمون کو ہم پر بند کرتے ہیں
وہ رشک حور جب رخسار تابان کھولتا ہو / ملک اپنی آنکھیں جو بندھیا کر بند کرتے ہیں
مرے چاک گریبان سے جنون جو سما گئے ہیں / دکانیں چوک کی سارے رفوگر بند کرتے ہیں
اسی صندوق میں کل انکی لاشیں بند ہونی ہیں / یہ غافل بے سبب کیوں اب بھلا در بند کرتے ہیں
تعجب کیا تو لی اد لی اگر غالب ہوا علی پر / پیادے بھی شہ شطرنج کا گھر بند کرتے ہیں
نہ دم مارے اگر غواص دریائے محبت ہو / کہ غواصی میں دم اپنا شناور بند کرتے ہیں
بہت کرکے گرمی غیرت سے وہ سوخت دیتا ہے / ابھی دل سوختہ کے مضمون ہم اکثر بند کرتے ہیں
اڑ جائیگا شوق چمن تکیے کے تکیے کو / محبت صیاد تکیے میں مرے پر بند کرتے ہیں

شکیل نے آواز دی اے سرطان میں کل چلکر سب علمے صاف کردوں گی لاشہائے مسلمانان سے سب میدان بھر دوں گی رات کو سامان دعوت وضیافت کا ہوا سرطان نقلی سامنے شکیل کے خوب گایا بجایا شکیل جادو کو خوب راضی کیا شکیل بہت خوش ہوئی کہا اے سرطان خوب گاتے ہو کہا حضور میں نے اپنا لاکھوں روپیہ اسمیں صرف کیا تب یہ کمال حاصل ہوا ساقی گری بھی خوب کرتا ہوں سرکے شراب پلاؤں ساری محفل کو راضی کروں شکیل نے کہا تمکو اختیار ہے کہا میخانے کی کنجی مجکو دیجیے کنجی سمک بلداقی کو ملی جابہ شراب کو خراب کیا حکم دیا کہ آج سب شراب پیجائیں شراب تقسیم ہونے لگی جو نہ پیتے تھے وہ بھی اڑانے لگے شراب تقسیم ہوگئی بقول شخصے مفت کی شراب قاضی کو بھی حلال ہے پیتے ہی ہر طرف ہنگامہ گرم ہوا یہاں سمک بلداقی نے گلا ہیان جنین سرطان جادو کی شکل بنا ہوا پیشواز بھاری پہنی اہل محفل کو صورت کرنکو یہ غزل گائی کہ جسکی ردیف بھی رقص ہے رقص

آفت جان ہے ترا اے سرو گل اندام رقص / ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہے ہمارا کام رقص
طبع عالی باز رکھتی ہے تماشے سے مجھے / بام پہ گویا کہ میں ہوں اور زیر بام رقص
کس طرح کرتا ہے وہ ذلت گوارا آدمی / فی الحقیقت کچھ نہیں غیر خیال خام رقص
چہرۂ محبوب پر گیسو نہیں لہراتے ہیں / بت کے آگے کرتے ہیں کفار نافرجام رقص
اے دل پر داغ بیتابی سے کچھ حاصل نہیں / ہو سکا طاؤس سے کب قابل انعام رقص
دم فنا ہوتا ہے دامن کی ہر اک ٹھوکر کے ساتھ / خرمن امید کو ہے برق کا پیغام رقص
حرص دنیا حسن غارتگر کو رکھتی ہے خراب / بہر زر کرتے ہیں محبوبان سیم اندام رقص
سینہ کوبی کی صدا ہے یہ کہ گھنگرو کی صدا / بیقراری ہے تری یا اے دل ناکام رقص
ایک دن لایا تھا جام مے ترے ہونٹوں تلک / آج تک کرتا ہے یہ گردون مینا فام رقص
چشم راحت کار ذلت میں خیال خام ہے / عمر بھر رقاص کو رکھتا ہے بے آرام رقص
اپنی صورت سامنے اپنے تماشا گاہ ہے / کیا سمجھکر یہ روا رکھے ہیں خاص و عام رقص
میکدے میں چلکے سیر عالم نیرنگ کر / قلقل مینا ہے نغمہ اور دور جام رقص
دل اسی پہلو میں آتش میں ازبس بیتاب کا / یہ وہی جا ہے جہان ہوتا ہے صبح وشام رقص

تمام اہل محفل تعریفیں کرنے لگے شکیل جادو کہتی ہے کہ مرے اے سرطان کیا طبع پردازی کی ہے

حقیقت مین تمنے ناچنا خوب سیکھا ہی طبیعت مین کیا موزونی ہی ناچنے کے بعد وہ غزل گائی کہ جسکی ردیف
رقص تھی ہم تمھاری صفت نہین کر سکتے سماک بلداقی نے جھککر سلام کیا کہا آپ کی عنایت ہی کبھی آپکو
بہت راضی کرونگا یہ کہکے جام پیش کیا شکیل نے جام پیا دو گھڑی کے عرصے مین سماک نے ساری محفل
کو شراب پلائی لازم ہون کا بیہوش ہونا جا بجا تحریر کر چکا سب بیہوش ہوئے سماک نے شکیل جادو کے
دماغ پر بھی بیہوشی کی چڑھائی صندوق مین بند کر دیا اسکی شکل بنکر سو رہا صبح کو سب کی آنکھ کھلی تلاش ہوئی کہ
سلطان جادو کہان گیا شکیل نقلی نے کہا کہ کہین چلا گیا ہوگا مصاحبون کو بیدار کیا کہا مصاحبو
بھائی صاحب نے مجکو طلب کیا ہی میرا جانا واجب و لازم ہی مگر مین نے قسم کھائی ہی کہ مسلمانون پر ضرور
کرونگی تم تخت اُڑا کے لیچلو مصاحبون نے عرض کی کنیزین حاضر ہین اسی وقت تخت پر سوار ہوکے چلا
جادوگرنیان کامل و اکمل اپنے پاس بٹھالین سحر سے تخت کو اُڑائی ہوئی چلی یہان ابیض جادو
جس دن سے شاہزادہ خاور سیاہ کو لایا ہی تیغہ سحر کش قبضے مین ہی گھبرایا کرتا ہی مصاحبون سے
اکثر کہا ای شہریار حقیقت مین آپنے برا کیا مشہور ہی کہ جہان ان مسلمانون کو رستا پایا کیسی بلا نازل ہوئی کہ وہ
قلعہ ویران ہوجاتا ہی ہزار ہا ساحر اطراف طلسم نور افشان مین مارا گیا طلسم کشائے اصلی کوہ ہفت جوش
کو فتح کر چکے اب تلاش لوح مین نکلینگے یہ فرزند انکے سب انہین کے مددگار ہین آپ تردد کرین ہمارے
نزدیک یہ بہتر ہی کہ دونون چیزین خدمت شہنشاہ نور افشان مین روانہ کر دیجیے ابیض جادو کہتا ہی
مین نے ہمشیرہ کو نامہ لکھا ہی اگر وہ بھی یہی صلاح دیگی تو روانہ کر دونگی انکا صلاح ضرور ہی یہ ذکر تھا کہ
شکیل نقلی کا تخت سامنے سے نمایان ہوا کہا لو صاحب ہمشیرہ صاحبہ بھی آگئین جادوگرنیون نے تخت اتارا
سماک بلداقی نے ابیض جادو کو دیکھا ایک ساحر سفاک غدار کہا کیون ہمشیرہ کیا مناسب ہی
مین تیغہ سحر کش لایا اور قاسم کو بھی پکڑ لایا اب تمھاری کیا صلاح ہی شکیل نقلی نے کہا بھائی صاحب
یہ نوجوان بھی نایاب ہی تیغہ بھی اسکا پاس ہی اگر اسکو رہنے دیجیے گا ضرور طلسم کشا چھینیگا آج شب کو
جلسہ کرو کل صبح سے قلعے پر لشکر جمع کرین اول طلسم کشا سے مقابلہ کرینگے اگر غالب آئے گرفتار کر لیا تو
شاہان نور افشان سے میل کرینگے اگر عاجز آئے یہی چیزین دیکر اپنی جان بچا لینگے ابیض نے کہا دیکھو
بھائیو ہمشیرہ صاحبہ نے کیا خوب صلاح بتائی دو باتون مین جو مناسب ہوگا وہ کرینگے مذہب سامری
و جمشید پختہ نہین اس زمانے مین ہزارون جادوگر مسلمان ہو گئے طلسم مینو سواد طلسم گنبد وغیرہ
فتح ہوگئے راہ طلسم کھلیگی اب مرحلہ جات پر مقابلہ پڑیگا طلسم کشا کو ضرور لوح ملیگی شکیل کے کہنے سے
جلسہ آراستہ ہوا سماک نے اپنی عیاری قدیم پر شراب منگوائی ناچ گانے لگے ابیض بہت خوش ہے
کہ میری بہن خوب ناچتی گاتی ہی اسی میں اسپر جا پڑونگا مدعائی دلی حاصل کرونگا بھر رات رہے
سماک بلداقی نے سب کو بیہوش کیا جب سب بیہوش ہوگئے تو سماک بصورت اصلی بنا اب منظور ہوا
کہ قاسم کو رہا کرون میکون جادو غصے مین تڑپتی پھرتی تھی اسکو یہ خیال تھا کہ اگر شاہان نور افشان
کے پاس جاونگی وہ فرمائینگے ابیض کو کیون نہ پکڑ لائی تو مین کیا جواب دونگی ہائے تیغہ سحر کش یہ
ملعون لیگیا چنانچہ اسکے قلعے مین دیکھون کہ کیا کر رہا ہی ایک باز کی شکل بنی ہوئی آسمان پر اڑتی ہوئی آئی
اسنے دیکھا قلعہ ابیض مین عجب ہنگامہ ہی دوکاندارون نے دوکانون کو چھوڑ دیا ہی بازار و دن مین

جا چلے یہ دونوں ساٹھ ہزار کا لشکر لیے ہوئے جاتے ہیں راہ میں ملک اشرق شاہ سے ملاقات ہوئی
اشراق نے کہا ای ابیض کہاں جاتے ہو ابیض نے سب حال بیان کیا اشراق نے کہا قلعہ زرنگا ا
ر اسکا ناموس موجود ہی اور سردار قاسم کے بھی وہین ہیں چلکر سب کو گرفتار کریں میرے ہاتھ سے
شکست کھاکے بھاگے ہیں میں نے سب کو زخمی کیا ہی میرے ہاتھ سے بھاگ کے گئے ہیں ابیض نے کہا
جلد چلو ابیض و تشکیل و اشراق شاہ تین لاکھ کا لشکر لیکر اس کرّ و فر سے طرف قلعہ زرنگار کے چلے
یہاں سلمان زرنگاری شکست کھاکے آیا المعان زنگی و قیاس خان وغیرہ کا علاج ہوا سب سے
زیادہ بیقراری ملکہ الماس گلنار پوش کو ہی یہ خبریں جو گوش زد ہوتین سنبزون سے رو رو کے کہنے لگیں
ہمنے خبر سنی ہی کہ قلعے کو آکر اشراق شاہ نے گھیرا ہی ایک ساحر نے خبر دی کہ ساحر بھی ہمراہ ہیں اشراق نے
کہلا بھیجا کہ ای شہنشاہ زرنگار آپ اگر اپنی جانبری چاہتے ہیں تو اپنی دختر بلند اختر کو سوا اسکے ہمارے
پاس بھیجدو تو ہم پلٹ جائیں ورنہ ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے بادشاہ گھبراتا ہوا محل میں آیا سامنے ملکہ کے
ذکر کیا کہ ملک اشراق شاہ یہ پیغام دیتا ہی ملکہ نے کہا بابا جان میرا سر کاٹ کے دیدیجیے میں
زندہ تو نہ جاؤنگی یہ کہکر بلک بلک کر رونے لگی سلمان زرنگاری نے کہا ای نور نظر کیوں گھبراتی ہو میں
تمھارے خلاف نہ کرونگا اگر سب قتل ہوں تو ہو جائیں مگر میں نہ گوارا کرونگا یہ کہکے بالائے قلعہ آیا آلات
حرب و ضرب سے قلعے کو آراستہ کیا توپیں لگائیں گولہ انداز و برق انداز مقامات پر مقرر کیے اشراق شاہ نے
طبل جنگی بجوایا تشکیل و ابیض اسکے شریک ہیں آراستگی قلعے کو دیکھکر ہنس رہے ہیں جب اشراق
نے طبل جنگی بجوایا اور قلعے میں خبر پہونچی تو سلمان گھبرا گیا کہنے لگا کہ اسکو جواب کون دیگا اُسکے
سحر سے ہاتھ پاؤں بیکار ہو جائینگے قلعے میں ملکہ پڑا ای ابیض کہ رہا ہی ہاں یہاں قلعے کی شامتین
آئی ہین تو مین ہار اکیا کرینگی جب سحر کرینگے گولہ اُگل دینگی بلکہ کہو تو یہ سنین اُنکو ہلاک کریں گولہ
پلٹ کے اُنھین پر پڑیں ہمارے لشکر والوں کو خبر بھی نہ ہوگی تو مین اُنھین کو پامال کریں ساحروں میں
تیاریاں ہو رہی ہین تشکیل کہتی ہی میں ایسی صورت کردونگی تڑپ کے آسمان پر جاؤنگی ایک لکہ ابر
تیار کرونگی آسمان سے پانی برسیگا تمام قلعے میں دریا جوش مارے کہو تو آگ لگا دوں کہو پانی برسا دوں
دونوں باتوں کا اختیار ہی مجھسے کون مقابلہ کر سکیگا غیر ساحروں کا مار لینا ہمارے نزدیک کتنی بڑی بات
ہی سب ساحر الگ ہوگئے ہین تیاریاں کر رہے ہیں کوئی کہتا ہی آگ برساؤں ایک کہتا ہی آگ لگاؤں
ایک کہتا ہی میں پہ سنین گھسا ہوا چلا جاؤنگا منہ سے اُف اُف کرونگا شعلے نکلینگے غیر ساحر بھاگینگے
جبکہ جمشید زرین پوش بصد جوش و خروش صحنانہ مغرب سے برآمد ہوکر چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا
مشعل مہر گلے میں ڈالے ہوئے سیہ تار شعاع تیار میدان گاہ چرخ زبرجدی میں ٹہلنے لگا سحر ضیا
نے تمام عالم کو گھیر لیا یہاں ابیض جادو و تشکیل جادو و ملک اشراق گھوڑوں پر سوار ہوئے
فوج ساحران کو پشت پر لیا آکر قلعے کو دیکھا ایک اژدہا منہ پھیلائے بیٹھا ہی گولہ انداز ٹہل رہے ہیں
ملک سلمان زرنگاری تخت پر بصد شوکت و صولت جلوہ فرما ہی ملکہ الماس گلنار پوش
سہ منزلے سے کھڑی تماشا دیکھ رہی ہین اور ملکہ زرین گیسو کشا اپنے محل میں بیٹھی ہین جام زر کے
بھر کر رکھے ہیں کنیزوں سے فرما رہی ہیں صاحبو اگر کسی نے یہاں آنیکا ارادہ کیا تو ہمین زندہ نہ پائیگا خبر

اُنکو برابر پہونچانا کنیزیں آمادہ ہیں کہ ہم بھی آپ کے ساتھ جان دینگے چار سو کنیزیں ملکہ کے سب تم
جان دینے پر آمادہ ہیں چند کنیزیں واسطے خبر کے مقرر کین کوٹھے سے ملکہ الماس بھی ملاحظہ کر رہی ہیں
اشراق شاہ نے اپنی فوج کو لیکر بلوہ کیا بیانسے وہ گولے پڑے کہ پانچ ہزار آدمی واصل جہنم ہوئے
اشراق شاہ نے کہا ای ابیض دیکھا تمنے قلعہ بڑے لطف سے آراستہ ہے گولہ غضب کا پڑ رہا ہے
ایسے وقت میں نہایت مشکل ہے اشراق شاہ نے کہا ای ابیض کوئی تدبیر بناؤ ابیض جادو نے کہا
ہم تدبیر کیے دیتے ہیں یہ کہکے ابیض نے پڑھا ایک گولہ اسم سحر پڑھ کے مارا قلعہ پر آیا توپیں پھٹ گئیں برجیوں پر
گر پڑیں بتیوں میں آگ لگگئی گولہ انداز منہ کے بھل زمین پر گرے ایک طرف سے شکیل جادو نے
کنبا سحر برسنے لگا جسپر قطرہ گرا وہ بیہوش ہوا شکیل تو آسمان سے سحر کر رہی ہے ابیض جادو نے
اسمانسے دو چار گولے مارے زمین تلے کی اوپر ہو گئی دھواں نکلنے لگا پانی نے خاصیت آگ کی
پیدا کی جسپر قطرہ پڑا جلگیا نخل جل رہے ہیں برج ہاے قلعے سے شعلے نکل رہے ہیں ملکہ الماس نے جو
کوٹھے سے یہ معرکہ دیکھا بیقرار ہو گئیں دونوں ہاتھ طرف آسمان کے اٹھائے پہلے کئی سجدے کیے
پکار اٹھیں ای کس بیکسان دادرس ای دستگیر افتادگان ہمارے حال زار پر نظر **نظم**

کن بحال زار خود ہر وقت ای عاصی نگاہ — توبہ کن توبہ ندامت کش بدرگاہ اله
دور کن گرد بندہ ای از سر دماغ سرکشی — نہ جبین عاجزی بر آستان بارگاہ
مثل خور ہر روز اندر بندگی سرگرم باش — در اطاعت باش ہر شب مشتعل مانند ماہ
خاکسار و دست شو تا زر شوے ای خاکسار — خوگر اے کوے جانان تا کہ گردی بادشاہ
ذکر حق لذت نہ بخشد مر ترا در کام جان — گر بود اندر دلت خیلے خیال مال و جاہ
اشک غم ہر بار بر زرد ہاے اشکبار — شستہ گردد تا کہ زاب دیدہ ات روے سیاہ
نیک و بد منسوب ان باذات پاک ایزدی — قدرت خلاق اکبر ہین تو اندر کوہ و کاہ
نور حاصل کن ز نور معرفت در بندگی — کن دل تاریک را روشن کہ ہر شام و پگاہ
حاضر و ناظر ببین در ہیئت خدا آید نظر — زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

بلک بلک کے دعائیں مانگ رہی ہیں کنیزیں گھبرا کر کہتی ہیں واری آپ کیوں اسقدر بیقرار ہیں
آپ کے تو نام پر وہ عاشق ہے آپ کے والد کو پیغام دیا تھا اگر ملکہ عالم کو میرے حوالے کر دے تو
میں پلٹ جاؤں آپ کے ساتھ یہ بدی نہ پیش آئیگا ملکہ الماس کہتی ہیں خدا اسکو غارت کرے
وہ دن پروردگار مجکو نہ دکھائے کہ میں اس بیحیا کے پہلو میں جاؤں میں یہ دعائیں مانگتی ہوں
خدا میری دعا کو سنلے افسوس ہے میں نے حال زار اپنا اس شیر بیشۂ جرأت کو نہ لکھا اب تو
دل اسی شیر کو ڈھونڈھ رہا ہے خدا اُنکے قدموں تک پہونچا دے مثل ماہی بے آب دل تڑپ رہا ہے
دیکھو کلیجہ دھڑک رہا ہے ابتدا ہی یہ کیفیت ہے **نظم**

کاٹے راہ طلب میں جو قدم اٹھتے نہیں — چھوڑ دے اس سر کو جس سے کہ وہ غم اٹھتے نہیں
مر کے اٹھنے کی دعا ہے یوں تو ہم اٹھتے نہیں — ہاتھ اٹھتے ہیں ترے در سے قدم اٹھتے نہیں
ایک دو جھٹکے اگر ہوں دل اٹھائے عشق میں — لاکھ پیچ ای گیسوے پر پیچ و خم اٹھتے نہیں

ای گرانباری کو وڑا احسان تیرے بعد مرگ
آرزو ہمکو بھی ہی رہجائین بنکر سنگ در
بیٹھکر پہلو مین میرے چٹکیان لو دل مین تم
آنسوون کے مینھ کا اور آہون کی آندھی کا ہی ساتھ
جسکو راہ شوق مین ای دل تھکا دیتی ہی یاس
شام فرقت کی سحر کو حشر برپا ہو گیا
دور ہو غفلت تو دیکھین سبزا جلوہ چشم و دل
کسقدر نادم ہوا ہون لکھکے شکوے یار کے
مٹ نہین سکتی مٹائین لاکھ اپنی سرنوشت
ناتوانی نے ہمین کیا دل کو بھی بھلا دیا
نقش پا ہین بیٹھتے ہین خاک ہونے کو وہان
پڑ گئی ہی ایک مٹھی اُڑکے خاک کوے یار
بیچے گا نمک ہین ای زاہد ترے ایمان کے
طرفہ دکھلاتے ہین سر اُسکی گلی مین دونون پانون
حشر برپا کر دیا ٹھکرا کے اُٹھنے میری قبر
سنگ بنکر کب نہین گرتے نظر سے ای جلال

کوچہ محبوب مین لاکھون نے ہم اٹھتے نہین
بیٹھکر جس بت کی چوکھٹ پر صنم اُٹھتے نہین
ایسے صدمے ایسے رنج ایسے ستم اُٹھتے نہین
کب یہ دو طوفان فرقت مین بہم اُٹھتے نہین
بیٹھ جاتے ہین جہان پر لیکے دم اُٹھتے نہین
رات بھر جو جاگتے ہین صبحدم اُٹھتے نہین
پردۂ دروازۂ دیر و حرم اُٹھتے نہین
انگلیان حرفون پہ اُٹھتی ہین قلم اُٹھتے نہین
حرف اسکے صورت نقش قدم اُٹھتے نہین
ناز بھی تیرے ترے سر کی قسم اُٹھتے نہین
سایۂ دیوار در مین گرکے ہم اُٹھتے نہین
بار احسان سر پہ ہی اس سے قدم اُٹھتے نہین
ہیچ ڈال اک جام مے پر دام کم اُٹھتے نہین
سو تو جاتے ہین ہم لیکن ہم اُٹھتے نہین
دیکھئے یہ سبز یاران عدم اُٹھتے نہین
دور ہو کب کسی محفل سے ہم اُٹھتے نہین

اُس وقت قلعے مین عجب تہلکہ پڑا ہی تمام اہالیان قلعہ بلک بلک کر دعائین مانگ رہے ہین کبھی ملکہ کہتی ہین ای پروردگار عالم زمین کو حکم ہو کہ پھٹ ہو مین سما جاؤن برق گرے کہ میرے دو ٹکڑے ہون اس مکار کا سامنا نہو جب ابیض نہاد دعقیل جادو نے یہ سحر کیا کہ اہالیان قلعہ یکبار ہوئے فریاد فریاد کی صدا بلند ہی ملکہ سمان زرنگاری نے بیقرار ہوکے کہا یا پروردگار دوش ظاہری کا تو وقت نکلگیا اب مجھے دین شاہزادے کا اختیار کیا ہی یہ بھی اُنھون نے فرمایا تھا کہ پروردگار ہر مقام پہ حاضر و ناظر ہی بس ہمارے حال کو دیکھ رہا ہی ضرور نظر کریگا یہ کہکے تاج سر سے اُتار امصروف دعا ہو رجوع قلب سے پکار اُٹھا نظم

حق ببخشد عاصیان را بیشک از افضال خویش
اہل غفلت مفت ضایع میکنند عمر عزیز
مال بیگانہ تا آل اندیش مے اندوزاں
خود ببازار محبت قیمت گردد فزون
کے کنند اہل خرد بر حالت دیگر نگاہ
ہوسکے بر مال و دولت میکنند مرد عقیل
بہر مرد بے تعلق ہست در حق از جہان
شکر کن ہندی کہ در دنیاے فانی مر ترا

اگر گشتہ بار ندامت بندہ از افعال خویش
بگذراند در تغافل روز و ماہ و سال خویش
ہر چہ دارد در تصرف ملک خویش مال خویش
گر چو یوسف خود درین سودا شوی دلال خویش
زانکہ ہست او را نظر بر صورت احوال خویش
نیست نازان بندۂ مقبول بر اقبال خویش
اقربا عقرب عدو اولاد دشمن آل خویش
پرورش حق میکند در سایۂ اجلال خویش

جب قلعے مین فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی ابیض و شکیل آئے آگے سب سے زیادہ ماشراق شاہ کو
خوشی بڑھا ہوا آتا ہی ابیض سے کہتا ہی مال قلعہ و مال مردمان قلعے کا تمکو بخشا ہی مجھے صرف معشوق سے
مطلب ہی ابیض و شکیل کہتے ہین صرف قلعے پر ہم اپنا قبضہ کرینگے شاہان طلسم کو باج و خراج
پہونچیگا بڑی مشکل سے عملداری ہوگی یہ قلعہ زرریز ہی اسم بامسمی ہے اسی وجہ سے قلعۂ زرنگار
نام ہی بخدمت شاہان نور افشان سال بسال کئی کرور روپیہ جاتے ہین سلمان زرنگاری بیتاب
و بیقرار ہوکر پکارا کہ ای معبود ہماری ذلت گوارا ہی علاوہ ہماری ذلت کے اس شہریار کا
ناموس تباہ ہوا جاتا ہی ہاے کیسا ستم ہی ہم کیا جواب دینگے بلکہ جو سب نے دعا کی صحرا
سے گرد اڑی دیکھا سب نے کہ آگے آگے ہزبر دشت وغا یکہ تاز میدان ہیجا صاحب رای
صفوف آراے صاحب عزم مبارز رزم شاہزادہ ملک قاسم لال خفتان خونریز
خاور سپاہ پشت مرکب پر سوار پشت پہ ساحر و غیر ساحر فریاد فریاد کی جو صدا اٹھی سماک نے
عرض کی ای شہریار قلعۂ زرنگار پر کفار نے بلوہ کیا ہی قلعہ ہاتھ سے جایا چاہتا ہی قاسم نے
مرکب باد رفتار بڑھایا دہن سے نعرہ کیا باشید ای کفاران بیحیا و ای نابکاران پر عار کہ
داند داند و ہر کہ نداند بشناسد نعرۂ قاسم بتصنیف تو مصنف

منم ابن رستم یل نامور
تن تنہا بجنگ من حیرت ساحر کا
منم ابن فرزند صاحبقران

منم شیر میدان جنگ و جدل
ز سیف الملک جنگ شد آشکار

منم نعت خوان جنگ جدل
منم حامل رایت گیرودار

منم ہاشم بفتح و ظفر
فزودہ ز حشم رعب سکندری
منم شیر دل صف شکن پہلوان

ساتھ والے بھی سب دوڑ پڑے ابیض نے جو دیکھا دیکھتے ہی ہوش اڑ گئے
اتنا البتہ منہ سے نکلا غضب ہوا کہ وہ شیر آگیا تیغ سحرکش موجود ہی دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ایسا
گھبرایا کہ فوج کو بھی نہ اشارہ کیا تڑپ کر زمین مین گرا چاہا کہ اڑ کے نکل جاؤن جیسے ہی بلند ہوا
قاسم نے تیر مارا توڑ کر پشت کو پار گذر گیا ابیض کا زمین مین گرنا سلمان زرنگاری کے
ہاتھ پاؤن کھلے اہالیان قلعہ مطمئن ہوئے پھاٹک کھولکر باہر نکل آئے لشکر کفار پر جا پڑے تلوار
چلنے لگی سرداران قاسم لعان زنگی و قیماس خان وغیرہ یہ جو فوج ساحران پر گرے
جسکو پایا چیر کر پھینکا لعان زنگی مثل فیل مست جھومتا ہوا آتا ہی جس ساحر کو پایا کلائی اسکی
مروڑ ڈالی اسنے کئی ساحرون کو مارا اس طرح لڑتا ہوا آتا ہی جس صف پہ جا پڑا اس صف کو
درہم برہم کیا شاہزادہ خاور سپاہ بصد شوکت و جاہ جنگ رستمانہ کرتے ہوئے آتے ہین
لڑ رہے ہین جب ابیض مارا گیا شکیل کے ہوش اڑ گئے عاشق جمال بیمثال شاہزادہ ہو دل آگے
بھی ہو گئی ساحر سامنے سے بھاگنے بھی لگے شکیل نے مینہ برسانا موقوف کیا غول مین آ کی سماک
سے ملاقات کی کہا ای عیار طرار و ای رفیق و شفیق شاہزادہ عالیوقار مین چاہتی ہون شاہزادے
کی اطاعت کرون سماک نے قبول کیا سماک شکیل جادو کو لیکر پاس شاہزادہ قاسم کے
آیا عرض کی ای شہریار یہ مطیع اسلام ہوتی ہی چاہتی ہی خدمت مین حاضر ہی شکیل نے
قدمون پر سر رکھدیا کہا کنیز مدت مدید سے ملازمت کی خواہش رکھتی تھی گلرخسار قاسم کو
دیکھکر شگفتہ ہوئی جاتی ہی دل مین یہی خیال ہی کہ حاضر خدمت رہونگی قاسم نے پشت پر ہاتھ رکھا

فرمایا کہ تمکو اختیار ہی یہ سُن چکی ہوگی اور کتاب سامری مین دیکھا ہوگا کہ عمر طلسم تمام ہوئی انشاء اللہ
دست حق پرست زلزلۂ قاف سے یہ طلسم فتح ہوگا انشاء اللہ ہم لوگ بھی جا کے شریک ہونگے شکیل
قدمون سے لپٹ گئی عرض کی چاہتی ہون بقیہ عمر زیر قدم اقدس بسر کرون قاسم نے سماک کو
ساتھ لیا شکیل نے آواز دی ہے کوئی ہو جو کہ جسکو قدمبوسی منظور ہو وہ رہے جسکو محبت سامری
جمشید ہو وہ ترک رفاقت کرے سب ساحر دست بستہ حاضر ہوئے اشراق ہاتھ سے قاسم
کے واصل جہنم ہوا رفیق اسکے بھی حاضر خدمت ہوئے یہانسے تا بہ قلعۂ اشرافیہ قاسم کی
عملداری ہوئی ملکہ الماس نے کوٹھے سے دیکھا کہ آتے ہی قاسم کے لڑائی فتح ہوئی طرف قلعے
کے چلے لیکن چند ساحر یہانسے جو بھاگے طرف طلسم نور افشان کے گئے یہان قاسم جو آکے
داخل قلعہ ہوئے محل مین ملکہ زرین گیسو کشا کے آگئے ملکہ زرین نے جشن کیا اُس جشن مین یہ
خیال آیا کہا ای شہریار ایک بات کا بڑا خیال ہی خدا آپ کو سلامت رکھے پروردگار نے اِس
بلاے ناگہانی سے بچایا آپ کے آتے ہی لڑائی فتح ہوئی لیکن ملکہ الماس گلنار پوش نے
میری دعوت کی خدا نے فضل بھی اپنا شریک کیا آج سامان جشن ہی آپکی خوشی ہو تو ملکہ الماس کو
طلب کرین قاسم نے کہا بسم اللہ یہ تو واجب و لازم ہی ملکہ زرین نے کہا ای شہریار ایک
مقدمے مین مجکو بڑی حیرت ہی ملکہ الماس نے مجھسے ایسے طور سے باتین کین اس طور سے
ملین کہ جیسے کوئی کسی سے رشک کرتا ہی قاسم نے کہا وہ بھی شاہزادی والا قدر ہی حسن و جمال
مین رشک بدر ہی کچھ خیال اپنے جاہ و جلال کا ہوگا اسکے تصور نہ کرو پیام بھیجو اُسی وقت ناظر کو
حکم ہوا کہ پیام بھیجو اور ملکہ الماس گلنار پوش کو پیغام دو کہ ملکہ زرین گیسو کشا نے آپکو دعوت
مین طلب فرمایا ہی خدا نے فضل کیا فتح نصیب ہوئی راحت قریب ہوئی کسی کو اپنی جان و آبرو
بچنے کی امید نہ تھی خدا نے فضل شریک کیا ناظر در دولت ملکہ پر پہونچا ملکہ خود بیقرار ہین صاحب
عصمت و ثروت اسیر مصیبت و یاس ہی کہ اُس شیر بیشۂ جرأت سے کیونکر وصل نصیب ہوگا نہایت
خیال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی کنیزون سے یہی باتین ہو رہی ہین اس وقت ملکہ یاد مین قاسم
کے رو رہی ہین کہ ایک کنیز نے عرض کی کہ ناظر فرستادہ ملکہ زرین گیسو کشا ڈیوڑھی پر حاضر ہی
امیدوار باریابی ہی ملکہ نے مسکرا کے فرمایا بلالو ناظر سامنے حاضر ہوا جھککر سلام کیا پیغام ملکہ کا پہونچایا
ملکہ یہ پیغام سنکر خوش ہوگئین فرمایا انھون نے مجکو سرفراز فرمایا ہی ضرور حاضر ہونگی میری جانب سے
عرض کرنا کہ آپ نے بڑی سرفرازی فرمائی ناظر پلٹ گیا ملکہ چونکہ پابند احکام مادر و پدر ہین ماں
باپ سے پوچھا باپ نے کہا بیٹا تمکے جو دعوت کی تھی یہ اُسکا معاوضہ ہی بہت خلق و محبت سے ملنا
ملکہ نے کہا ای والد نامدار مین نے خیال کرکے دیکھا مزاج مین ملکہ کے غرور بہت ہی بادشاہ
نے کہا بیٹا اُنکا غرور بجا ہے کہ رستم جلیتن کی بہو رشتے کے طور پر نقد روح روان شاہزادہ
خاور سپاہ ایرج عالیجاہ کی والدہ ماجدہ کیونکر غرور نہ کرے اُنکا غرور بہت بجا ہی ملکہ نے
کہا سبحان اللہ آپ نے تو اسقدر اُنکو بڑھایا کہ آسمان پر پہونچا دیا بادشاہ نے کہا ای نور نظر
مین نے انصاف کیا جو بات مین نے کہی اسمین کیا خلاف ہی بادشاہ نے جو ملکہ کی تعریفین کین

ملکہ نے منہ پھیر لیا فرمایا بس حضور آپ نے تعریفوں کے انبار لگا دیے بادشاہ باہر گئے ملکہ نے تیاریاں کیں محافۂ زرین طلب ہوا ملکۂ کمال زیب و زینت سے سوار ہو کر ملکۂ زرین گیسو کشا کے استقبال کے لئے آئین ملکہ الماس اُتریں آج چہرۂ زیبائے زرین گیسو کشا کو دیکھا کہ مثل ماہتاب ہے ہر عضو مثل ماہ فلک چہاردہم درخشان ہے قد سرو باغ محبوبی دہن غنچۂ گلزار خوبی آنکھیں بادام کی شکل بادام ہر اعضا قابل پسند خاص و عام الماس نے ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا ملکۂ زرین نے بڑے عز و اکرام سے مسند پر لاکے بٹھایا زر و جواہر بھی نثار کیا قاسم کوٹھے پر بیٹھے تھے جب ملکہ الماس داخل ہوئیں قاسم نے دیکھا صحن خانے میں روشنی ہو گئی حیران ہو گئے کنیز سے پوچھا کہ دیکھو یہ روشنی کیسی ہے کنیز نے کہا ہماری ملکہ الماس جو تشریف لائی ہیں اُنکے حسن کی چھوٹ پڑتی ہے قاسم کو دیکھنے کا اشتیاق ہوا یہاں سامان دعوت ہوا قاسم کوٹھے پر بیٹھے رہے دربار میں بادشاہ کے گئے بعد دو پہر رات گئے قاسم محل میں آئے ملکۂ زرین واسطے استقبال کے گئیں ملکہ الماس کو اور رشک ہوا خاموش ہو رہیں مگر اشتیاق ہے کہ اے الماس شاہزادے کو جا کر دیکھوں قاسم تو کوٹھے پر گئے یہاں ملکہ الماس کو زرین گیسو کشا نے شب بھر کا مہمان کیا اُسی وقت ایک شوخ و شنگ یہ غزل گانے لگی

نظم

دو دو لوں اکھواتی ہی جو تیری چار آنکھیں ہو گئیں — شکل نرگس اور بھی بیمار آنکھیں ہو گئیں
درج اشک گوہر بھرے اے آنکھیں گوہر — کر دیا دُر جوہری بازار آنکھیں ہو گئیں
دل میں تھا کیا کیا شکایت جمع کرینگے یار سے — تنگ نکلی نہ عبدم چار آنکھیں ہو گئیں
سچ ہے کہ نور چشم کھو دیتا ہے نور آفتاب — پرتو رخسار سے بیکار آنکھیں ہو گئیں
ہر کس و ناکس پہ اپنی کب بھلا پڑتی ہے نظر — تیری آنکھیں دیکھکر ہشیار آنکھیں ہو گئیں
رات دن منہ کی طرح آنکھوں سے برساتا ہوں — حیرت رخسار ای یار آنکھیں ہو گئیں
جان سے مارا اُسے بھر کر نظر دیکھا جسے — قتل عاشق کرنے تلوار آنکھیں ہو گئیں
نشۂ الفت چڑھا رہتا ہے آنکھوں میں مدام — عشق چشم مست سے سرشار آنکھیں ہو گئیں
پتلیاں دل کی طرح ہر گام پر پس پس گئیں — اسقدر رو ار فتنہ رفتار آنکھیں ہو گئیں
کیا کسی گل نے لی ہے اپنے ہاتھوں میں حنا — بلبلوں کی آج جو خونبار آنکھیں ہو گئیں
ای زہے قسمت وہ گل رکھتا ہے آنکھوں پہ مجھے — آشیان بلبل گلزار آنکھیں ہو گئیں
چار سو جلوہ اُسیکا نور آتا ہے نظر — اسقدر محو جمال یار آنکھیں ہو گئیں

یہ غزل جو نازنین نے گائی ملکہ الماس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے زرین گیسو کشا نے آنسو پاک کیے اور کہا بُوا تم اشعار عاشقانہ پر بہت روتی ہو معلوم ہوتا ہے کہ دل میں سوز و گداز ہے ملکہ نے سر جھکا کے کہا بُوا سوز و گداز تمہارا ہے ہم تو اس کوچے سے آگاہ نہیں آپ البتہ اس کوچے سے ماہر ہیں آپ پر یہ حال ظاہر ہیں ملکۂ زرین کو ناگوار تو ہوا خیال میں آیا یہ مہمان آئی ہیں جواب دینا کیا ضرور ہے گا نا موقوف ہوا ابکا دل نے آکر دسترخوان بچھایا دونوں شاہزادیوں نے ملکر خاصہ کھایا کھانا کھانے میں کچھ طعن و تشنیع کے کلام رہے

بعد خاصے کے دونون صاحبون نے آرام فرمایا الماس جو پڑے پڑے گھبرائین پلنگ کاٹے کھاتا
ہے پلنگ درندہ معلوم ہوتا ہے آخر اسی بیتابی مین اُٹھین باہستگی کوٹھے پر چلین اس اشتیاق مین
کہ اس ظالم کو ایک نگاہ دیکھ لون یون دل کو صبر دون ادھر قاسم کو بھی اشتیاق مین نیند نہ آئی
یہ بھی جوش مین اُٹھے ہین کہ ملکہ جمال بے مثال ملکہ الماس دیکھون اُدھر سے قاسم آتے ہین ادھر سے
ملکہ الماس جاتی ہین دونون کی نگاہین اُٹھین قاسم نے دیکھا ایک حور پیکر سمن بر غنچہ دہن سرو قد
خورشید خد چہرہ رشک آفتاب روشن ہے اندھیرے مین معلوم ہوتا ہے ماہتاب نکل آیا رعب
حسن و جمال سے تھرا کے گرے بیہوش ہو گئے الماس نے سرہانے بیٹھ کر بوے زلف معنبر دماغ
مین پہونچائی قاسم کو ہوش آیا مضطرانہ سر قدمون پر رکھ دیا کہا صاحب کوٹھے پر چلو چند
ساعت بیٹھے باتین کرین تمھارے تیر مژگان نے قلب زخمی کیا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا ساتھ
ساتھ قاسم کے کوٹھے پر آئین قاسم کمرے مین گئے یا کمرے مین بیٹھ گئین قاسم نے کہے مین لا کر
فرمایا ملکہ عالم آئیے ملکہ حجاب سے آگے نہ بڑھین ملکہ زرین گیسو کشا کی جو آنکھ کھلی ملکہ الماس کا
پلنگ خالی پایا خواص کو آواز دی ایک چوبدارنی نے آنکھ کھول کر عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہے
ملکہ اُٹھ بیٹھین کہا ارے دیکھ تو ہماری مہمان کہان ہین ایک خواص نے کہا داری مین پھر رہی تھین
گھبرا کے اُٹھین کوٹھے پر تشریف لے گئین ہین ملکہ زرین غصے مین بھری ہوئی ہین کہ سبحان اللہ صلاح
نشد بلا شد گھر مین آکر ہمارے یہ گستاخی کہ آج شہریار سے ہین بہت لطف سے پوچھونگی کہ کیون
صاحب یہ کیا معرکہ ہے لونڈی کو رخصت کیجیے میرے ماں باپ قتل ہو گئے مین نے کیا کیا
جفائین اُٹھائین یہ جفا مجھے نہ اُٹھیگی مین اپنی جان دیدونگی یہ کہتی ہوئی طرف کوٹھے
کے چلین قاسم نے جو آواز ملکہ زرین کی سنی گھبرا گئے ملکہ الماس سے کہا صاحب غضب ہوا
ملکہ جاگ اُٹھین ملکہ الماس نے چاہا مین اپنے کو کوٹھے سے گرا دون جان دون بڑا غضب ہوا
بڑی ذلت ہماری ہوئی یہ خبر والد تک پہونچیگی کیا فرمائینگے یہ سوچ کے چاہا اپنے کو گرا دون
قضائے کار دلیر جادو آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی ہے اسنے جو دیکھا کہ ایک نازنین بیچارہ سا
کوٹھے پر کھڑی ہے متردد و متوحش کانپ رہی ہے تڑپ کر گری ملکہ الماس کو اُٹھا لیگئی قاسم
حیران کھڑے تھے جانتے تھے اب ملکہ زرین کوٹھے پر آئیگی کہ قاسم کے کان مین آواز آئی اسے
شہریار کنیز کو کوئی لیے جاتا ہے قاسم جھپٹ کر باہر آئے دیکھا ایک جادوگرنی ملکہ کو لیے جاتی ہے
آواز دی او ملعونہ کہان لیے جاتی ہے اُسنے جواب بھی نہ دیا قندیل فلک ہوئی قاسم بیقرار
کوٹھے سے اُترے ملکہ زرین نے پوچھا کیون شہریار کیا ہوا قاسم نے کہا ملکہ کوئی دشمن
سلمان زرنگاری کو اُٹھا لیگیا ملکہ نے مسکرا کے کہا چاہ کنندہ را چاہ در پیش اب جائیے انکو
ڈھونڈھیے آئی تھین مہمان کوٹھے پر کیون گئین قاسم نے کہا صاحب تمنے دیکھا نہین وہ اُٹھ کر
صحن قصر مین آئین کوئی جادوگرنی اُڑی ہوئی جاتی تھی اسکو اُٹھا لیگئی سمک پیدا ہوئی یہ خبر
سنکے دوڑا ہوا محل مین آیا دیکھا قاسم رنجیدہ کھڑے ہین دعائین مانگ رہے ہین ملکہ زرین
قاسم پر غصہ کر رہی ہین سمک نے کہا ملکہ کیا ہے قاسم نے سب حال بیان کیا کہا اے سمک

غضب ہوا سمک نے کہا حضور نہ گھبرائین غلام ابھی پتہ لگاتا ہی شہزادہ قاسم نے اشارے سے
کہا ای سمک بڑا غضب ہوا باپ سے اسکے مجھکو بڑی شرمندگی ہوگی مگر دلیر جادو ملکہ کو لیے ہوے
اپنے قبضے مین آئی ملکہ کو ایک قصر مین لا کے پہونچایا دست بستہ عرض کی حضور کا نام نامی و
اسم گرامی کیا ہی یہ کیفیت دیکھکر ملکہ رونے لگین کہا ای ساحرہ تجھے میرے لانے سے کیا فائدہ
ہوا کہا حضور اصل یہ ہی کہ حجت شہنشاہ نور افشان مین ہی ذکر ہی کہ طلسم کشا تلاش لوح
مین آتا ہی اسکے فرزندون نے چہار جانب سے بلوہ کیا ہی جو جسکو جہان پائے وہ مار ڈالے
مین نے جو آپکو دیکھا مین سمجھی کہ متعلقین طلسم کشا مین سے ہین مین اٹھا لائی ملکہ الماس نے جھلاکے
جواب دیا او نادان نبیرہ صاحبقران کمرے مین کھڑے تھے انکو نہ اٹھا لائی کہ ذرا انکو بھی
پڑتی دلیر جادو کو خیال آیا کہ یہ نازنین بہت حسین ہی اسکی تصویر اور عرضی اپنی خدمت مین شہنشاہ
نور افشان کی بھیجون یقین ہی کہ بہت پسند فرماینگے دلیر جادو نے اسی وقت تصویر ملکہ الماس
کی کھنچوائی اور ایک عرضی بڑی شد و مد سے لکھی کہ ای شہنشاہ طلسم نور افشان معشوقہ نبیرہ
حمزہ کو لائی ہون حقیقت مین معشوق بینظیر چہرہ رشک ماہ منیر اگر حکم ہو تو حاضر کردون شدید جادو
گر کو کہ اسکا ہی اسکو بلا کے کہا تو جلد جا اور دربار مین جا کر یہ نامہ شاہ کے ہاتھ مین دینا شدید
وہ عرضی لیکے چلا ادھر سے سمک بلیداقی تلاش ملکہ مین چلا تھا صحرا مین پھرتے پھرتے ایک تخق
کے سائے مین ٹھہرا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک جادوگر گھبرایا ہوا جلدی جلدی جاتا ہی سمک
نے جلدی مین ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ شدید آواز
سنتے ہی پلٹ پڑا کہا بھائی کیا کہتے ہو سمک نے کہا کہان جاتے ہو اس دھوپ مین اسقدر جلدی
اسنے کہا بھائی نوکری بری چیز ہی ہماری ملکہ عالم نے حکم دیا ہی نامہ لیکر خدمت شاہ طلسم مین جاتا
ہون اسوجہ سے بہت جلدی ہی سمک نے پوچھا کس بات کا نامہ ہی شدید نے کہا معشوقہ نبیرہ
حمزہ کو اٹھا کر ملکہ دلیر لائی ہین منظور یہ ہی خدمت مین شاہ طلسم کی پیش کرین سمک نے قلعہ
دلیر جادو کا نشان پوچھا اسنے سب بیان کر دیا سمک نے سب حال پوچھ کر اسکو بیہوش کیا
ایک درہ کوہ مین ڈال دیا نامہ اسکی کمر سے نکالا پشت پر اس نامہ کے تحریر کیا کہ ای دلیر جادو
اس معشوق پریچہرہ کو لیکر میرے پاس جلد آؤ تمھارا مرتبہ اعلی کرینگے سمک طرف قلعہ دلیر کے
چلا آ کے نامہ دیا دلیر نے جو پشت عرضی کو دیکھا خوش ہوئی کہا ای شدید اسے کسطرح بھجوا دون
کہا حضور آج رات کو جلسہ آراستہ ہو اس نازنین کو سمجھا دیا جائے کہ خدمت شاہ مین جو جائے
بہت لطف سے کلام کرے شدید نقلی نے کہا حضور ذرا کنارے چلین مین کچھ عرض کرونگا یہ
معشوقہ نبیرہ حمزہ ہی ضرور فساد برپا کریگی اسکو سمجھانا بیکار ہی حضور کنارے چلین تو مفصل
عرض کرون دلیر جادو اسکے ہمراہ کنارے آئی سمک نے باتین کرتے کرتے بیہوش کرکے
کنارے ڈالدیا آپ اسکی شکل بنکر باہر آیا چند جادوگرنیون کو قریب بلایا کہا صاحبو مین تو
قسم کھا چکی ہون جب مسلمانون سے مقابلہ ہوگا تب اپنا زور سحر دکھاؤنگی تم تخت کو اڑا کے
لیچلو چار جادوگرنیان اپنے پاس بٹھا لین ملکہ کو چپکے سے اپنا نام بتا دیا کہ منم سمک بلیداقی

کہدیا حضور نہ گھبرائیں آپکو خدمت شاہزادۂ خاور سیاہ میں لیے چلتا ہوں یہ سنکر ملکہ خاموش
ہو رہی سرنگون ہو بفارقت سے کلیجہ خون سمک تو تخت اڑاتا ہوا چلا قضارا کار مصداق
سحر العجائب کا نیلگون جادو کسی کام کو اس صحرا میں آیا دیکھا ایک جادوگر درۂ کوہ میں
بندھا ہوا پڑا ہے نیلگون نے اسکو اٹھایا شدید جادو تھا پہچان لیا نیلگون نے پوچھا ارے
تو کون ہے کسنے تجھکو بیہوش کر کے ڈالدیا شدید رونے لگا کہا حضور ملکہ دلبر جادو نے
مجھے نامہ و تصویر دیکر بھیجی تھی خدمت شاہ طلسم میں جاتا تھا نامہ و تصویر کوئی لیگیا اور مجھکو بیہوش
کر کے یہاں ڈال گیا نیلگون نے سب حال پوچھا اسنے سب کیفیت بیان کی نیلگون نے
کہا یہ کام کسی عیار کا ہے اور بست جادوگر بھی اسکے آگئے اسنے کہا جس عیار نے یہ کام کیا وہ اب
قلعۂ دلبر جادو میں گیا ہوگا ملکہ کی فکر میں آیا تھا اب طرف قلعے کے چلنا چاہیے نیلگون جادو
شدید جادو کو لیکر طرف قلعۂ دلبر کے چلا تھا کہ سامنے سے تخت پیدا ہوا شدید نے کہا لو ملکہ عالم
آتی ہیں نیلگون نے کہا اے شدید یہ تمہاری ملکہ نہیں ہیں مجھے یقین ہے کہ وہی عیار ہے سمک نے جو
اسی ساحر کو دیکھا ایک پہاڑ پر اتر پڑا نیلگون نے پکار کے آواز دی کہ اے عیار مکار اب
تیرا مکر و حیلہ نہ چلیگا بہتر یہ ہے کہ ملکہ کو ہمارے حوالے کردے تو جدھر چاہے چلا جا سمک نے
چاروں جادوگرنیوں کو آمادہ کیا کہا صاحبو کیا غضب کی بات ہے ہم معشوقۂ شاہ کو لیے جاتے
ہیں اور نیلگون جادو ہمکو لینے آتا ہے کسطرح بن پڑے ہمکو بچاؤ یہ سنکر سب جادوگرنیاں آمادہ
ہو گئیں نیلگون نے چاہا پہاڑ پر چڑھے جونہی چاروں جادوگرنیوں نے سحر کیا کئی ساحر نیلگون
کے سر ٹکرا کے مرے تب تو نیلگون نے جھلا کے پکار کے آواز دی او نالائقو تمہاری بھی یہ لیاقت
ہوئی کہ ہمپر سحر کرو یہ کہکر کوئی سحر کا پڑھا اسکے اثر سے سب کے ہاتھ پاؤں بیکار کیے نیلگون
تیغ پکڑے طرف پہاڑ کے چڑھا سمک نے بھی پاؤں زمین نے تھام لیے ملکہ الماس حیران
دیکھ رہی ہے کہ نیلگون جادو تیغ لیے ہوئے آتا ہے چہرے سے ملکہ کے گونہ رد اکاہٹ گیا
جمال آفتاب مثال پر جو نیلگون کی نگاہ پڑی یہ ثابت ہوا کہ ماہ تابان و مہر درخشان
ملکہ کو دیکر جھک رہا ہے کلیجے پر ہاتھ رکھے ہوئے یہ وہما حیران طے کر رہا ہے ملکہ دعا کر رہی ہے نظم

خداست مظہر انوار و فالق الاصباح
برائے مصلحت بندگان کند اصلاح
بخواہ ہرچہ طلب داری زبندہ ای [illegible]
کہ از جناب دل و جان ورد ارواح
صلاح خاتم یکجا است زان تسبیح
خداست مرہم دل [illegible]
خدا کند شکر از حب [illegible]
[illegible]
[illegible]

خداست کاشف ستار و فاتح و فلاح
شرق و غرب [illegible] کند روشن
بصد نیاز و بصد عجز و زاری و الحاح
نجات کشتی نوح از بلای طوفان یافت
ملاح کرد جہان [illegible] فلاح
[illegible] بیدر بے نوا نور می بخشد
[illegible] ذائقہ شور و لذت الملاح
[illegible] آسمان و زمین
[illegible] مفتاح

بہر معاملہ کان مصلح جہان خواہد
برائے روز سیہ ہر شب دگر مصباح
کہ از وجود و بہ جلوۂ حضرت موجود
وران جہاز چو گردید خود خدا ملاح
بحکم اوست ہمہ نیش و نوش در عالم
بہ بست الہ راہ ہدایت خداست مصباح
بہ اختیار کند کار حضرت مختار
خداست حامد و محمود و راحت دلگان مراح
بیقرار ہو گئے جو ملکہ نے دعا کی

صحرائے گرد اڑی سب نے دیکھا شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر پہلوان تہمتن شہزادہ
بدیع الزمان گرد لشکر شکن پشت مرکب پر سوار لگتی لوح محفوظ کی گلے میں پڑی ہوئی امیر عمرو
رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے سمک کو جو امیہ نے دیکھا کہا ای شہریار غضب ہوا سمک بلیدائی پہاڑ
پر چھپا ہی کوئی معشوقہ بھی ساتھ ہی یہ سنتے ہی بدیع الزمان نے گھوڑا بڑھایا فوج کو اشارہ کیا کہ تم
یہیں ٹھہرو آپ گھوڑا بڑھا کے تنہا چلے للکارا او ہیجا کہاں جاتا ہی اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ

بدیع الزمان تصنیف تو مصنف
بدیع الزمانم یل شیر دل
ہمہ ساحران الامان بالامان
علم تیغ در باختر شد بجنگ
بدیع الزمان ابن صاحبقران

ستم قاتل کافران جہان
ز سہراب و رستم ز تیغم خجل
ز گنجاب گشتہ جو جنگ آزما
نقا گشتہ حیران جو آئینہ دنگ

نہال گلستان صاحبقران
ز تیغم شود در صف کافران
فراری شدہ آن کافر پر دغا
یل صف شکن نامور پہلوان

نیلگون جادو نے جو پلٹکر دیکھا فوج تو سب ٹھہر گئی ایک شیر
تر بصد کر و فر گھوڑا ڈالے ہوئے آتا ہی نیلگون جوش میں اپنے کمال کے تیغہ سحر کھینچکر دوڑا ا
بدیع الزمان کے قریب پہونچا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار
پر روکا لوح محفوظ بھی ہزار ہا شعلے شاہزادے پر گرے مگر شاہزادے کو گزند نہ پہونچی بدیع الزمان
نے الجا دے سے ہاتھ نکال کے وار کیا کہ نیلگون جادو کے دو ٹکڑے ہوئے تخت سیاہ کا سنا
ہوا انکے ساتھ کے ساحر دوڑ پڑے سب ملکر سحر کرنے لگے بدیع الزمان تلوار کھینچکر اُن ساحروں
پر جا پڑے تھوڑے عرصے میں سب کو قتل کیا کچھ ساحر جانور بنکر بھاگے شہزادے نے اُسی مقام
پر بارگاہ استادہ کرائی امیہ سمک و ملکہ کو پہاڑ پر سے بلا لایا ملکہ کو ایک خیمے میں داخل کیا کنیزین
واسطے خدمت کے مقرر ہوئین تمام کیفیت سمک بلیدائی سے بیان کی مگر آنا شہزادہ بدیع الزمان
کا سمک کو بہت ناگوار ہوا جی میں کہتا ہی آقا کو بہت رنج ہوگا بدیع الزمان نے قاسم کا حال
پوچھا سمک نے کل کیفیت بیان کی کہ کئی ملک فتح کیے اُن ملعون پر حاکم مقرر کر دیے اب بقصد
فیروزی کوچ کیا چاہتے ہین طرف طلسم نور افشان انشاء اللہ آپکی دعا سے طلسم نور افشان
شہزادہ خاور سیاہ فتح کرینگے بدیع الزمان نے کہا جی خدا ایسا ہی کرے شب بھر سمک کو
مہمان رکھا صبح کو ایک عمدہ محافہ منگایا آسمین ملکہ کو سوار کیا چند سوار ساتھ کیے ہر چند سمک
نے چاہا سوار ساتھ نہ لون بدیع الزمان نے نہ مانا کہا ای سمک ایسا نہو راہ میں کوئی افتاد
پڑے معاملہ ناموس ہی سمک لاچار ہوا سوارون کو ساتھ لیکر چلا راہ مین سمک سے ملکہ
نے پوچھا کیون سمک یہ کون صاحب ہین سمک نے کہا یہ عم نامدار ہین شاہزادہ والا قدر کے انہین
سے یہ سمک ہی یہ مدد کرنا شاہزادے کو ناگوار ہوگا کیا عجب ہی کہ وہ قصد کرین جاکر سیر ادون بیان
کرتا ہوا قریب لشکر کے پہونچا شہزادہ خاور سیاہ کنارے پر لشکر کے انتظار مین سمک کے
ٹہل رہے ہین ملکہ کے باپ کا عجب حال ہی قاسم نے دیکھا سمک پایۂ محافہ پر ہاتھ ڈالے
ہوئے چند سوار بھی ساتھ مین بڑھکر پوچھا ای سمک کیا معرکہ گزرا سمک نے چاہا چھپاؤن
قاسم نے کہا ہمارے سر کی قسم مفصل بیان کرو قسم دلانے سے سمک لاچار ہوا مفصل سب

ین آئے

حال بیان کیا یہ سنکر قاسم مثل بید کے کانپے کہا او نالائق تیری وجہ سے ہمیر احسان ہوا عمر جاری
گذر گئی انکی مدد کرتے کرتے آج تیری وجہ سے ہمکو خفت ہوئی دھوبی بچے کا احسان ہوا اب وہ
جابجا ذکر کرینگے بارگاہ مین طعن و تشنیع کرینگے بارگاہ مین بیٹھنا مشکل ہوگا تمھارے نزدیک تو آسان
ہی سلمان زرنگاری کو جو خبر پہونچی بیٹی سے حال پوچھا بیٹی نے کہا اے والد نامدار اصل تو
یہ ہی کہ شاہزادہ والا قدر کے عیار نے بڑا کام کیا اگر یہ نہ پہونچتا ہمارا آپسے ملنا بہت دشوار تھا
خدا نے اپنا فضل شریک کیا ہم تو بہت ممنون ہوئے سلمان زرنگاری نے ملکہ کو محل مین داخل
کیا قاسم کو بڑا ملال ہوا سلمان زرنگاری محل مین آیا بیٹی سے کہا اے نور نظر میرا ارادہ ہی تجھین
ساتھ شاہزادے کے منسوب کرون ملکہ دل مین تو خوش ہوگئین ظاہر مین عرض کی حضور کو
اختیار ہی سلمان زرنگاری نے باہر نکل کر تصویر ملکہ کی خدمت مین شاہزادے کے پیش
کی شاہزادہ خاور سیاہ نے بہ نگاہ محبت اس تصویر کو دیکھا سلمان زرنگاری نے ترنج خوشبو
سینے پر شہزادے کے لگایا قاسم نے کہا اے سلمان عقد شرعی ہو جائے ہم بر سر راہ ہین جب
پروردگار طلسم نور افشان فتح کرائیگا اسوقت دیکھا جائیگا سلمان نے ایسا ہی کیا مگر شہزادہ
قاسم کو بڑا ملال ہی حکم ہوا لشکر تیار کرو لمعان زنگی نے فوراً لشکر تیار کیا سب لشکر اپنے ہمراہ
لیکر شہزادہ قاسم تعاقب مین بدیع الزمان کے چلے یہی منظور ہی کہ کسی مقام پر گرفتار کرین
سمجھا دون کہ پھر کبھی ایسی حرکت نہ ہو قاسم تو فکر مین بدیع الزمان کی جاتے ہین کہ جس مقام
پر پالین تو چچا بنا کے چھوڑ دون کہ عمر بھر یاد کرین ایک سے ایک جادوگر کو مار کے ہمیر احسان
کیا ہم ایسا احسان کب مانتے ہین اگر خدا چاہے تو ایسا بدلہ لین کہ عمر بھر یاد کرین کوئی [illegible]
اس رمز سے آگاہ نہین مگر قیماس خان خاوری نے لمعان زنگی سے کہا کہ آقا ہمارے فکر مین
بدیع الزمان کی ہین دیکھیے پیچھے مین کیا گذرے بیشک فساد عظیم ہوگا لمعان کہتا ہی کسکی
مجال ہی جو ہمارے آقاے نامدار سے آنکھ ملاسکے اب حال شہزادہ قاسم کا اسی مقام پر چھوڑا
جاتا ہی کہ ذکر شہزادہ بدیع مین جاتے ہین

دو کلمے داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران کہ بر آ تلاش لوح زبانی جمشید حق پرست کی سنکر براے تلاش باغ ہیکلان بن قہار مین چلتے ہین اور پہونچکر باغ مین لوح کا ملنا اور پھر کھو جانا لوح کا اور امیر کا تباہ و پریشان ہونا

باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

اے کلک سیاہ مست و طناز — ساقی نامہ کر ایک آغاز — کر وصف شراب ناب تحریر
مضمون ہو لاجواب تحریر — اے ساقی گلبدن گل اندام — دے بھرکے شے سرور کا جام
دے بادۂ خوشگوار ساقی — اب رند ہین بیقرار ساقی — بے بادہ ہی اضطراب ساقی
ہوتا ہی جگر کباب ساقی — دے بادہ تو روح کو ہو طاقت — اللہ رکھے تجھے سلامت

پوری ہو جو دل کی آرزو ہو
توروے زمین کا بادشا ہو
بیٹھا ہون لگائے تاک جسپر
ہین دیر سے تجکو تاکتا ہون
ہی حسن کی جسکے چار سو دھوم
ہر شب ہو وہی پری بغل مین
غارت گر ہوش ہی سراپا
شوخی چنچل ہی ہر ننگ مستی
منہ جام شراب سے ملا دون
کچھ دل کے ہین جو حوصلے نکالون
بو آئے شراب کی دہن سے

ساقی دنیا ہوا در تو ہو ٭
ہان پردے حجاب کے اٹھا دے
پہلو مین بٹھا دے اسکو لاکر
خود سو نگہ راہ جسکی بو مشک
کہتے ہین جسے رحیق مختوم
ہر گام پہ دل سے کام لون مین
عشوہ غمزہ ادا کرشمہ
آواز ملی ہی کیا رسیلی
بوسے لب دختِ رز کے لے لون
کیفیت مئے لالہ گون سوا ہو
مستی ٹپکے مرے سخن سے

ای پیر مغان خدا بھلا ہو
شکل بنت العنب دکھا دے
اُس دختر رز کا آشنا ہون
جسکا ہی لقب خطائے ہو مشک
آرام کرون جو ہین محل مین
جو درد سے دل کو تھام لون مین
ہی فرق سے تا قدم جو مستی
آنکھین پائی ہین کیا نشیلی
آغوش مین کھینچکر بٹھا لون
مستی مین مساس کا مزا ہو

چہرہ کشایان طلسم تحریر دلفریب دستولیان لوح حالات مرحلہ جات بنظیر اس داستان شوکت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر
سخن سنج و دانا ے این داستان ٭ چنین می نگارد زکلک بیان ٭ تحریر کر چکا ہون کہ جب صاحبقران نے جمشید کو مسلمان کیا اور اسنے بیان کیا کہ لوح طلسم نور افشان باغ ہیکلان مین قہار مین ہی ظاہر مین تو حضور لشکر کشی کرین شب کو آپ داخلہ نشیط باغ سے بیچ وسط باغ مین نخل چنار ہی جب اسکو کھود یگا تو ایک صندوقچہ نکلیگا اسمین لوح طلسم نور افشان ہی غلام نے یہ کیفیت زبانی سحر العجائب کی سنی ہی جب صاحبقران نے شاہزادہ کیہان تا بہ گو زیر کیا لوح طلسم لیکر کوکب روشن ضمیر نے اُس لوح کو پایکے ہیکلان ملک قبضہ کی ہیکلان نے آج تک کسی کو واقف نہین کیا ہی یہ باتین سنکر صاحبقران چلے ہیکلان جو ٭ اُسنے فرقوت جادو وزیر جو وہ آنے کی ساحران زبردست ہو فرشتہ نقال نے یہ بھی کہدیا کہ ہلاکیر آنے نہ پائے گھر مین آ تو کہ وہ اسی شکل سوتی رہا مین گر پایا ن تو ہر لوح و ملکہ شب وصل سے رہتا ہی دور انا بہرام و غیرہ ہر ایک شعلہ خون کی ناسخ

لہو اپنا لئے قاتل کے نہ دامان مین کبھی
نظر آئے نہ گہر غنچہ مرجان مین کبھی
نہ رکھے باد صبا پاؤن گلستان مین کبھی
لاشہ اپنا نہ رہے گور غریبان مین کبھی
جنگ دیکھی نہ اگر ہو سگ دربان مین کبھی
برق چمکی نہ مرے سامنے باران مین کبھی
دخل ہوتا نہین خورشید کا میزان مین کبھی
گرم پہلو ہوا فصل زمستان مین کبھی

ملکہ افسر کو آمد بیہرو کرکے عرض کرتا ہی ای شہریار رضا انجام تجکو اب ابھی بڑی بڑی جفائین ہو گا وہان کے عجائب و غرائبات نے عرض کی ای شہریار وہ سامنے لشکر کے کنارے پر ہیکلان نہایت حسین سامنے آگے تلب رفیق شفیق ہین اور ایک امر اور یہ ہی کہ ہیکلان کو اپنے سحر پر بھروسہ رکھے تو بھی اُسنے جو زیادہ شاہ طلسم نے بنا دوست معتبر جانکر لوح طلسمی اسکے پاس رکھی تو البتہ رہ سکتے ہین غرض اسی مقام پر اتر پڑے بارگاہ استادہ ہوئی سب بارگاہ مین آ گئے

حاصل جاہ و حشمت آپکی خدمت مین رہنا باعث ہماری بہبودی کا ہوگا اگر آپکو منظور ہو تو ہمارے تاجر صاحب کے پاس چلیے اُنسے تقریب کیجیے وہ ضرور ہمکو آپکے ساتھ کر دینگے یا جو قیمت مانگین دیدیجیے آپکی فصاحت و بلاغت دیکھکر ہمکو بھی ہوس ہوئی کہ آپکے پاس رہین مگر مجبور ہین کہ دوسرے کے قبضے مین ہین ملک اخضر نے گانا سنا دل پر تاثیر ہو چکی ہی اسلیے اُس نازنین کے ساتھ چلے یہان دروہ کوہ مین فرتوت و بہبوت تاجر بنے بیٹھے ہین وہ نازنین لگا کر ملک اخضر کو لائی دست بستہ عرض کی سوداگر صاحب عرصہ دراز گذرا کہ ہم جو کچھ کماکے لاتے ہین آپکی خدمت مین حاضر کرتے ہین یہ بادشاہ لشکر صاحبقران ہین اگر مناسب ہو ہمکو انکے ہاتھ فروخت کیجیے فرتوت و بہبوت سحر تو کر ہی رہے ہین اُٹھ کھڑے ہوے اخضر کی تعظیم کی اور کہا کہ آپنے ہمین سرفراز کیا جو حضور ویدینگے ہم لیلینگے ہمنے لاکھون روپیہ دیکر انکو علم موسیقی سکھلوایا ہی امید ہو کہ انکی بدولت جو سیکھے پیدا کرین اخضر کو محویت تو ہو ہی چکی ہی انکی باتون پر ہان ہان کر رہا ہی فرتوت و بہبوت نے ایک جام شربت کا لبریز کرکے سامنے ملک اخضر کے پیش کیا کہا اسکو نوش فرمایئے ہم اپنے طریقۂ مذہب کے اسکے ساتھ عقد کیجیے ہم یہی چاہتے ہین کہ اب اس سے توجہ کردی چھوٹے آپکے ساتھ بہ عیش و راحت رہے اخضر نے جوش محبت مین اُس نازنین کے جام لیا انجام سے آگاہ نہ تھا پیتے ہی بیہوش ہوا فرتوت و بہبوت نے ملک اخضر کو تو قید کیا دروہ کوہ مین رکھا اور ایک جادوگر اخضر کی صورت بنا کر روانہ کر دیا بصورت اخضر وہ ساحر بارگاہ اخضر مین بیٹھا حکمرانی بطور اخضر کے کرنے لگا دوسرے دن ایک پری رقص کرتی ہوئی سامنے خیمہ آفتاب شعلہ مزاج کے آئی وہ غزل عاشقانہ گائی کہ آفتاب مبہوت ہوئی آفتاب کا چہرہ ... کیا پیشہ کرتی ہی ہم تمکو اپنے مصاحبون مین درج کرین یہ سنکر وہ نازنین مجال ہی جو ہمارے آقاے نامدار ... کچھ دن پیدا کرتی ہون اُنکی خدمت مین جاتا ہو کہ فکر شہزادہ مریع مین ...لین ہمارے تاجر صاحب کو

دوکلمے داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان اعظم اُس نازنین کے ساتھ چلی دو آفتاب کو بھی دم دیکے تلاش لوح زبانی جمشید حق پرست کی سنکر براے تلاغس باغ بہیہ شکل بنا کر بھید پاکر اسکے ہین اور پہونچکر باغ مین لوح کا ملنا اور پھر کھو جانا لوح کا اور امیر کا ناظرین عرض کرتا ہی کہ وعدہ عبدالجبار و عبدالقہار خدمت میگان مین

باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

اے کلک سیاہ مست و لطنان
مضمون ہو لاجواب تحریر
دے بادۂ خوشگوار ساقی
ہوتا ہی جگر کباب ساقی

ساقی نامہ کر ایک آغاز
اے ساقی گلبدن گل اندام
اب رند ہین بیقرار ساقی
دے بادہ کہ روح کو ہو طاقت

گروصف صاحبقران آپکے ساتھ
صاحبقران کو گرفتار کرنیکے قتل
ہو صید راجن اجل آمدہ
افتاد ... کہ مسلمان ہو کر
امان کرکے بارگاہ دین کر

بیٹھا اپنے سردارون سے کہہ رہا ہے کہ یارو دیکھو شاہان طلسم نے بڑی غفلت کی ہاکمان کوہ عجائب بحر اخضر سے بھی کچھ نہ بن پڑا اہفت جوسق بھی مارا گیا ساحر بڑی تعریف عیارون کی کرتے ہین عیار کیا سیا کرینگے ابھی صاحبقران ہمارے مقابلے مین نہین پہونچے اور ہمنے لشکر اپنے قبضے مین کر لیا ہے دو بارگاہ کے اُٹھے ہوئے ہین لشکر سامنے تین لاکھ ساحرون کا فرو کش ہے بخوف ہیکلان بن قہار بیٹھا ہی اپنی کوشش پر ناز سیکار شعبدہ باز لہ صحرا سے گرد اُڑی ہیکلان بن قہار با ہزار حیل آیا آمد لشکر صاحبقران دیکھنے لگا اول اثالہ بارگاہ کا پہونچا بعد اُسکے جمشید حق پرست و نرگس تاجدار وگلپاش باپ نرگس تاجدار کا رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے نرگس عیرہ ساتھ باپ نرگس کا تخت پر دو یا ڈھائی لاکھ فوج صاحبقران کے بھی ساتھ ہے ہر وقت یہی فکر ہے کہ لوح طلسم ملے تو طلسم باطن پر داخل کون سحر العجائب وبصر الغرائب سے جنگ شروع ہو جب ملکہ سلما کے گوہر پوش کا خیال آتا ہی قلب تھرا جاتا ہے فرماتے ہین خواجہ نہین معلوم سلما سے گوہر پوش پر کیا گذری عمرو کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑتے ہین عمرو فرماتے ہین ملکہ کو ملاے عنبرین مو معشوق خوشخو نہین معلوم کس حال مین ہون کہتی ہونگی کہ خواجہ ہمسے دعوی محبت رکھتے ستھے ہماری رہائی کو نہ آئے امیر فرماتے ہین خواجہ کیا اپنا حال کہین نظم

ٹکڑے ہین نہین خالی غم جانان مین کبھی
کبھی زانو پہ مرا سر ہے گریبان مین کبھی

ناتوان ایسے ہین ہم سایۂ گل بن کر جو پڑے
نکہت گل سے نہ جنبش ہو گلستان مین کبھی

بکہ ہے میرے دل صد چاک سے نفرت اُسکو
شانہ کرتا نہین وہ زلف پریشان مین کبھی

فائدہ کیا کہ جرس کی بھی صدا وحشت سے
نہین آتی مرے کہ ہول بیابان مین کبھی

عالم آہون کے شرار و بکا ہے رونے کا
جسطرح اُڑتے ہین جگنو شب باران مین کبھی

ہم ہین وہ وحشی عریان کہ اگر قتل بھی ہون
لہو اپنا لگے قاتل کے نہ دامان مین کبھی

فائدہ قرب تونگر سے تہی دستون کو
نظر آئے نہ گہر نخچۂ مرجان مین کبھی

راہ پائے ترے کوچے مین جو وہ آنے کی
نہ رکھے باد صبا پاؤن گلستان مین کبھی

شوق قاتل کی گلی کا ہو فرشتہ نقال
لاشہ اپنا نہ رہے گور غریبان مین کبھی

کہدے اک روز کہ پھر آنے نہ پائے گھر مین
جگر دیکھی نہ اگر ہو سگ دربان مین کبھی

یار آیا نہ نظر برسون رہا مین گریان
برق چمکی نہ مرے سامنے باران مین کبھی

دن جدائی کا شب وصل سے رہتا ہے دراز
دخل ہوتا نہین خورشید کا میزان مین کبھی

سر دھری ہے یہی شعلہ رخون کی تا صبح
گرم پہلو نہوا خسل زمستان مین کبھی

عمرو کا دل بھر آتا ہی ضبط کر کے عرض کرتا ہے ای شہریار خدا انجام بخیر لائے ابھی بڑی بڑی جفائین سرکار کو اُٹھانا ہین کہ ہرکارون نے عرض کی ای شہریار وہ سامنے لشکر کے کنارے پر ہیکلان بن قہار تہل رہا ہی گرد اُسکے سب رفیق شفیق ہین اور ایک امر اور یہ ہے کہ ہیکلان کو اپنے سحر پر بڑا دعوی ہے ایسا شخص ہے کہ بادشاہ طلسم نے اپنا دوست معتبر جانکر لوح طلسمی اسکے پاس رکھی ہے صاحبقران یہ سنکر اسی مقام پر اُتر پڑے بارگاہ استادہ ہوئی سب بارگاہ مین آئے

اپنے مقام پر بیٹھے ہیکلان جو لیٹا تھا اسنے کہا یارو دیکھا تمنے حمزہ مع لشکر آگیا آنے کا مزہ چکھیں گے میرے
ہاتھ سے کہاں جاتے ہیں یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اُسی وقت طبل جنگی بجا نقارے جو لشکر امیر کے
ہیں مرجاسوسی حاضر تھے خبریں لیکر حاضر خدمت ہوئے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے
ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ حضور ہیکلان بن قہار نے طبل جنگی بجوایا ہے صاحبقران نے فرمایا خواجہ
کہدو ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے یہاں بھی نقارۂ رزمی پر چوب
پڑی دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں صاحبقران جمشید سے صلاح کر رہے تھے
رات کو فرمایا ای برادر بجان برابر تمہاری کیا رائے ہے میں پشت باغ سے اندر باغ کے جاؤن
جمشید نے عرض کی ای شہریار مناسب تو یہی ہے خواجہ عمرو کو تو صاحبقران نے لشکر میں چھوڑا جب
زلف لیلائے شب کمر سے گذری صاحبقران نے لباس شب روی جسم پر آراستہ کیا تیغہ عقرب سلیمانی
کو بغل میں دبایا طرف صحرا کے صاحبقران چلے تمام راہ طی کرکے پشت باغ پر پہونچے قریب پہونچکے
دیکھا دیوار بہت بلند ہے صاحبقران نے خارستان کو جو طے کیا تمام جسم غربال ہوگیا لیکن برابر دیوار کے
کے پہونچے کمند ماری کسی نخل میں جا کے کمند پھنس گئی پہلی جست کرکے دیوار باغ پر آئے لیکن خواجہ عمرو
بھی لشکر سے چل نکلے انکے دل کو چین کہاں شمع جمال صاحبقران پر پروانہ عمرو نے دور سے دیکھا
کہ صاحبقران دیوار پر چڑھے اور باغ میں کودے عمرو نے بھی برابر دیوار کے آکر جست کی
اپنے کو دیوار پر پہونچایا دیکھا صاحبقران چمنستان کو طے کرتے ہوئے جاتے ہیں عمرو بھی دیوار
سے کود ادھر ہو لیا امیر اُس نخل چنار کو تاکے ہوئے جاتے ہیں جب قریب نخل چنار پہونچے خنجر
خنجر کی کمر سے نکالی زمین کھودنے لگے عمرو کا رنگ کیا ہے عمرو بنگاہ غور دیکھ رہا ہے ہر چند کہ وقت شب
ہے ہوائے گرم چلی عمرو دعائیں مانگ رہا ہے کہ ای پروردگار ای خالق لیل و نہار آقا کو لوح ملجائے
اگر صاحبقران نے لوح پائی افتتاحی طلسم میں مصروف ہوں گے کئی سال گذر چکے لڑتے ہوئے ابتک
ادن طلسم نہیں پائی کبھی بکار آمدہ ہے ای بانی بنائے عالم ای رب اکرم وقت مدد ہے تیری عنایت
سے یہ بلائے مبرم بھی رد ہو نظم

ساتھم بر در گہہ والاے تو
ای شہنشاہ معلی کن کرم
رحم کن بر بندگان زار خویش
بر مریض خود مسیحا کن کرم
مہر کن بر ذرہ ای ذرہ نواز
بادشاہ کار فرما کن کرم

بر من مسکین خدایا کن کرم
اندرین حالت کریما کن کرم
کن کرم ای صاحب جود و سخا
بر دعا گویان رحیما کن کرم
کن نظر بر حالت ما بیکسان
خود برین قطرہ چو دریا کن کرم

کن کرم ای شاہ والا کن کرم
لطف کن ای بادشاہ دو جہان
فیض بخش دین و دنیا کن کرم
دہ دوا ای چارہ ساز درد دل
بر ہمہ اہل تمنا کن کرم
بندۂ ہندی غلامم زار ست

عمرو تو دعائیں مانگ رہا ہے یا تو جھونکا ہوائے گرم کا چلا تھا یا
طائروں نے آشیانوں سے نکلے چیکاریں مارنے لگے بعضے اشعار عبرت آمیز پڑھتے تھے بعضے
کہتے تھے یارو غضب ہوا طلسم کشا آگیا چار جانب سے گھیر لو طائر غل مچا رہے ہیں عمرو گھبرا رہا ہے
جی میں کہہ رہا ہے کہ میرے آقا جلدی لوح پا جائیں عمرو تو بیقرار ہے اور صاحبقران جلدی جلدی
زمین کھود رہے ہیں ایک طرف سے سناٹا ہوا ایک طائر سبز رنگ پیدا ہوا چونچ کے اُنکے امیر کو دیکھا

آئی تو زمین صاحبقران کھود چکے ہین جب تخجار سے زمین طبقہ زمین کا شق ہوتا ہی انگلیون سے
قطرات خون ٹپک رہے ہین وہ طائر صاحبقران کو بہ نگاہ غور دیکھا دیوار باغ پر آیا پکار کے
آواز دی ای ہیکلان بن قہار حفاظت لوح مین یہ غفلت ارے تجھکو کچھ خبر بھی ہی کہ کیا معرکہ گذرا
طلسم تماشا باغ پر بہار مین آگیا قریب نخل چنار پہونچا زمین کھود رہا ہی ارے جلد آ نگہبان کو اسقدر
غافل ہونا مناسب نہین زردک جادو طلایہ پر تھا زردک دمردک طائر کی آواز سنکے ہوش
تو اڑے طرف ہیکلان کے بھاگے ہر چند سب نے منع کیا مگر ایک ائین سے بارگاہ کے اندر گھس گیا
ہیکلان کا پاؤن پکڑ کے کھینچا وہ گھبرا کے اٹھا زردک نے حال جو کہا ہیکلان نے کہا یہ رویہ
یہ پتہ کسنے بتایا اسنے کہا جلد باہر نکلیے دیکھیے ہفت رنگ جادو غل مچا رہا ہی اور بھی ہزارہا طائر
غل مچا رہے ہین ہیکلان باہر آیا دیکھا دیوار باغ پر طائر ہفت رنگ غل مچا رہا ہی ہیکلان نے ایک
چیخ ماری کہ یارو جلدی دوڑو چہار طرف سے ساحر چلے کل لشکر تیار ہوگیا ہفت رنگ نے جو
دیکھا کہ صاحبقران زمین کھود چکے دیکھا ایک پختہ طاق بنا ہی اسپر ایک صندوقچہ رکھا ہی غلاف مخمل
کاشانی کا اسپر چڑھا ہی کلید اسمین لگی ہی صاحبقران نے صندوقچہ اٹھایا ہیکلان تو بلوہ کیے ہوے
آتا ہی طائر ہفت رنگ نے جو دیکھا کہ صاحبقران نے صندوقچہ نکالا ایک چیخ ماری کہ ای جانوران صحرائی
کیا تم سب مرگئے امیر صندوقچہ لیکر سیدھے ہوے ہین کہ ایک طرف سے ایک آہوے وحشی شاخون کو جنبش
دیتا ہوا ایک طرف سے ایک کرگدن مست ایک طرف سے ایک فیل ایک طرف سے شیر ببر سات جانور سات
قسم کے پیدا ہوے جبعث جبعث کے صاحبقران پر حملہ کیے اب امیر کو واجب ہوا کہ انکے حربے
روکون امیر نے صندوقچہ زمین پر رکھدیا تیغ عقرب سلیمانی نیام انتقام سے کھینچا شاخ آہو پر پھیلا کر
شیر ببر پر قبضہ مارا کرگدن کو دو حصہ شیر کی دی ہاتھی نے بھسونڈا مارا امیر نے بھسونڈا اسکا قلم کیا
فیل نے زنجیل دی ایک چیخ ماری آسمان سے ایک عقاب پیدا ہوا وہ طائر تو سب بھاگے فیل کے بھسونڈ
سے خون ٹپکتا ہوا غل مچا رہا ہی کہ یارو دوڑو اگر اسوقت غفلت کی بہت پچتاؤگے وقت وہ ہی کہ فتح
طلسم تاریکی یعنی نیر اعظم نصب حشم لوح ضیا ہاتھ مین لیکر مرکب کہکشان فدنگ پر سوار میدان چرخ
زبرجدی مین آیا فیل نے ٹکر ماری نخل چنار گرا صاحبقران پیچھے ہٹے بھسونڈا جو ہاتھی کا کٹا تھا
اس سے قطرات خون ٹپک رہے تھے جو قطرہ خون کا گرا طائر بنکر تیار ہوا ہزارہا طائر بنگئے شور و غل
کر رہے ہین ہیکلان ادھر پہونچا کہ جدھر امیر مصروف جنگ تھے فیل پر امیر نے کئی ہاتھ مارے ایک رخ
کٹ کے گرا جب ہاتھ مارا زخم کھاتا ہی مگر ہٹتا نہین گھسا پڑتا ہی ہیکلان نے وہین سے نعرہ کیا یا صاحبقران
ہوشیار ہوجائیے ہیکلان نے ایک گولہ طرف آسمان کے مارا وہ گولہ پھٹا اس گولے سے برق چمکی
برق سے ایک طائر پیدا ہوا وہ طائر بجائے عقاب کے تھا تڑپ کے گرا صندوقچہ منقار مین لیا اور بلند
ہوگیا اور ہاتھی پر ہاتھ تلوار کا پڑا اسکے دو ٹکڑے ہوے عمرو نے تو سر پیٹ لیا صورت تبدیل کرکے
جادوگرون مین ملگیا وہ سب سحر کر رہے ہین ہاتھی کے مرتے ہی ایک ہنگامہ ہوا اسقدر اندھیرا ہوا
معلوم ہوتا تھا کہ پردۂ ظلمات ہی ملکہ تاریکی پردۂ ظلمات کی مات ہی اس اندھیرے مین کوئی امیر کے
حرز ہیکل پر ہاتھ ڈالتا ہی کچھ ہاتھ تلوار پر پڑ رہے ہین جس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ قصد تلوار چھین لینے کا ہی

اُس اندھیرے مین صاحبقران تلوار بلا رہے ہین ایک اژدھا سامنے سے پیدا ہوا جب اُسنے منہ
سے شعلہ ہائے آتشین چھوڑا تب کسی قدر روشنی ہوئی وہ اژدھا منہ پھیلا کر صاحبقران پر آیا قصد کیا کہ
صاحبقران کو نگل جاؤن ایک آواز کان مین آئی کہ یا صاحبقران خیر چہ تجھ کیا منتر کیا اس اژدھے
کے منھ مین پھاند پڑیے ورنہ جانبری بہت دشوار ہی اُس آواز سے ایک بجٹ پائی گئی صاحبقران
نے سر اُٹھا کے دیکھا ملکہ خورشید مثل ستارۂ سحری کے چمک جاتی ہی ہر مرتبہ یہی کہتی ہین کہ اپنے کو
دہن اژدر مین گرا دیجیے ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جائیے تم طلسم کشا ہین جرأت و طاقت مین یکتا ہین
تقدیر ہماری یہ کہکر مثل ستارۂ سحری چلین آسمان مین ڈوب گئین ہیکلان نے پکار کے کہا یارو یہ
کہنے آواز دی شاید طلسم کشا کا کوئی دوست تھا جیسے ہی وہ اژدہا قریب آیا صاحبقران تو کل
بخدا کر کے دہن اژدر مین پھاند پڑے عمرو کے کان مین آواز آئی خواجہ دیر نہ کرنا اگر ہمراہی
صاحبقران چاہتے ہو اپنے کو دہن اژدر مین گرا دو عمرو نے کہا پناہ بخدا ہم سا غدار بنے سے
باز آئے چاہا کہ دیوار پھاند کے بھاگون کسی نے پنجہ کمر مین دیکر اُٹھا کے پھینکا خواجہ دہن اژدر
مین گرتے ہی بیہوش ہو گئے الامان لشکر صاحبقران جمشید وغیرہ جو فرد کش تھے اُنھون نے
جو یہ ہنگامہ دیکھا کل لشکر کو تیار تو کیا ہی تھا کہ برائے مدد صاحبقران جائین ایک آواز کان
مین آئی یارو تمھارا اُڑھنا مناسب نہین وہ صدائے ہیبت ناک تھی کہ جمشید حق پرست
نے کہا یارو یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی نکل چلو یہ سنکر تمام لشکر نکل چلا ایک جانب قدم اُٹھا
تھوڑی دور چلے تھے کہ وہ صحرا نابود ہو گیا دوسرے صحرا مین جا کر جمشید نے لشکر اُتارا الغرض عمرو
کو جو کسی نے دہن اژدر مین پھینکا ایک چیخ ماری کہ اوظالم یہ کیا کیا اب جو آنکھ کھلی دیکھا مین ایک
درخت کے نیچے کھڑا ہون خواجہ نے گھبرا کے جلدی سے گلیم اوڑھ لی حیران ہین کہ یہ کون صاحب
تھے جنھون نے مجھے دہن اژدر مین پھینک دیا اسی سوچ مین خواجہ کھڑے تھے کہ سامنے سے
دیکھا صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین لیکن بہت گھبرائے ہوئے چوکنا چار جانب دیکھتے
ہوے عمرو نے گلیم اُتاری جھک کے سلام کیا کہا آقائے نامدار خیر تو ہی صاحبقران نے فرمایا
خواجہ مین نے بڑی کدو کاوش کی اپنے ہاتھ سے زمین کھودی صندوقچہ نکلا تھا مگر ایسا معرکہ پڑا
سات جانورون نے مجھپر حملہ کیا ایک عقاب آسمان سے آیا وہ صندوقچے کو منقار مین اُٹھا لے گیا
اب مصنف مقدمۂ لوح تحریر کرتا ہی کہ جب صاحبقران باغ ہیکلان بن قہار مین داخل ہوے
اور ہوائے گرم چلی اور طائرون نے آنکھین کھولین ایک طائر اُن مین سے اُڑ کے گیا خدمت
مین سحر العجائب کی پہونچا یہ پڑا ہوا سو رہا تھا طائر نے بالون پر منقار ماری سحر العجائب
نے آنکھ کھولی طائر مثل انسان کے گویا ہوا کہا اے شہنشاہ طلسم طلسم کشا نے باغ ہیکلان مین
داخلہ کیا اب لوح لیا چاہتا ہی سحر العجائب گھبرا کے اُٹھا ایک چیخ ماری آواز دی اے محافظ
طلسم جلد حاضر ہو لیک عقاب اُترتا ہوا سامنے آیا کہا اے عقاب جلد باغ کی خبر لے وہ عقاب تحت
پر پہونچا یہان سے تجھ سحر العجائب نے بھی کیے بھائی اسکا صفر الغرائب بھی دوڑا ہوا آیا
دونون بھائیون نے ملکر دست نمکین دین تھوڑے ہی عرصے مین وہ عقاب صندوقچے لیکر آیا جسوقت

صاحبقران کی رہائی باغ سے ہوئی وہ حال بھی عرض کیا جائیگا جب صندوقچہ سحر العجائب نے
اپنے ہاتھ میں لیا صبح تو ہو ہی چکی تھی سب وزیران سلطنت و مشیران ثابت حاضر ہوئے سحر العجائب
نے سب کیفیت بیان کی کہا کہ میں نے عقاب سحر کو اس لیے بھیجا تھا کہ طلسم کشا کو مع لوح لاوے وہاں
کوئی دراندازموجود تھا کہ اُسنے حمزہ کو باغ سے نکال دیا خیر اور تدبیر ہو جاویگی مگر اب یہ بتاؤ کہ لوح
کو کہاں رکھوں سب نے کہا ہیکلان بن قہار کے پاس بھجوا دیجیے سحر العجائب نے کہا اب اُس
مقام سے صاحبقران آگاہ ہو چکے اسوقت تو وہاں سے چلے گئے جس رہبر نے وہاں تک پہنچایا
وہ پھر پہونچا دیگا اب لوح کا اُس باغ میں جانا مناسب نہیں ہیکلان بن قہار سے خوف بھی ہے
اُسکا بھائی مسلمان ہو چکا اب تو وہ بھی طلسم کشا کی شراکت کرے لوح کا کسی اور مقام پر رہنا
مناسب ہے دربار جمع ہو گئی سو شاہزادے و کشاہان جلیل دربار میں حاضر ہیں پکارکے سحر العجائب
نے آواز دی کہ یاران ہم میں کوئی ایسا ہے کہ لوح کو بحفاظت اپنے پاس رکھے کہ لوح کی حفاظت
ہو ملکہ زمام ابلق سوار ایک ساحرہ نہایت سخت مزاج سیاہ رو تیرہ درون بڑے قد کی عورت
بدصورت اس مجمع سے اٹھی کہا اے شہنشاہ اگر مناسب ہو تو لوح مجھے دیجیے اس طور سے لوح کو
رکھوں کہ اگر طلسم کشا سامنے آجائے ایک چیخ ماردوں تو کلیجہ پھٹ جائے جو صاحب اُسکی حفاظت
کرنے میں اُنکا بھی پتہ لگا دونگی ایک سحر میں سب کو شکست دونگی سحر العجائب و مصر الغرائب
خوش ہو گئے کہا اے ملکہ زمام ابلق سوار ہمارے دل میں تھا کہ تجھے کہیں مگر تُنے اسوقت ہمکو
شاد کردیا خود ہی کہا اتنا سمجھ لینا کہ تمام اہالیان طلسم کی اس صندوقچے میں جان ہے اسی کی بدولت
قوت ایمان ہے زمام نے کہا حضور نہ گھبرائیں ایسے طور سے لوح رکھوں اور وہ حفاظت کروں
کہ پیک خیال بھی کسی کا نہ پہونچ سکے سایان زادہ اور صاحبقران اور جو کوئی معین اُنکا ہے
ان سب کو آپ بھرے بیٹھے ڈیڑھ لاکھ کنیزیں سحر العجائب نے ساتھ کین زمام تخت پر سوار
ہوئی اسکا باغ صحرائے زنگار رنگ میں کہ صیدگاہ غزالان اُسکا لقب ہے طرف اپنے باغ کے
چلی اپنے باغ میں آئی ایک قصر معقول سحر سے بنایا مکان کچھ اصلی کچھ نقلی اسمیں صندوقچے کو رکھا سب
جادوگرنیوں کو حکم دیا کہ گرد اس قصر کے رہو ایک برج کنہ تھا اسمیں خود آکے بیٹھی آٹھ پہر حفاظت
لوح میں مصروف رہتی ہے انشاء اللہ ذکر اسکا وقت تحریر کیا جائیگا صاحبقران زمان نے جب عمرو
سے ملاقات کی عمرو نے سب کیفیت سنی عرض کی اے شہریار اب لوح ایسے مقام پر جائیگی جہان
پیک خیال بھی نہ پہونچ سکیگا امیر نے فرمایا خدا قادر و توانا ہے اگر ہم اس طلسم کے فتح میں کوئی رہبر
کامل رہبری کریگا تا بہ لوح پہونچینگے امیر نے فرمایا خواجہ اب تم لشکر میں جاؤ سب ساحروں کو
اسی صحرا میں لیکر آؤ پھر سامان لشکر کشی ہو پھر باغ ہیکلان بن قہار پر چلنا چاہیے عمرو نے عرض کی
اے آقائے نامدار مولائے قدرشناس راہ ایسی خلاف ہے کہ تا بہ لشکر پہونچنا دشوار ہو گا امیر نے فرمایا
اب اس مقام پر رہبر کیونکر ممکن ہو یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ خورشید برق وش مگر پریشان
جناب و بیقرار خواجہ عمرو و صاحبقران کو جو ایک مقام پر دیکھا اتر کے زمین پر آئی صاحبقران
کو سلام کیا صاحبقران خوش ہو گئے ملکہ نے عرض کی کیوں شہریار بڑی مشقت پڑی حقیقت میں آپنے

بڑی مشقت اٹھائی ہر مقام پر لونڈی بھی موجود تھی آپکی جرأت کو دیکھا کی ماشاء اللہ آپ ایسا شیر صولت کنیز کی نگاہ سے نہیں گذرا کیا کیا کارہاے نمایان سرزد ہوے کسی مقدم پر جرأت مین کمی نہیں ہوئی مزاج مین بدیہی ہین برائی نظم

عدم سے جانب ہستی جوان تجھسا نہیں آیا
بہ پشت اسپ تک تیری سواری کو یہ زین آیا

کیا شکر اللہ آب بقا پی کے اُسے سے نے
جو اس ظلمت سرا مین لب تک آب آتشین آیا

غنیمت جان اے دل نقش عشق یار جانی کو
شرف ہے اُس مکان کا جسمین مہمان حسین آیا

کبھی قسمت کے لکھے سے زیادہ لکھ نہین سکتا
وہ نادان ہے جسے خوف کراماً کاتبین آیا

اثر اپنا کیا آخر ہمارے عشق کامل نے
فرشتہ بھی جو قبض روح کو آیا حسین آیا

جگہ بدبین نے کی پہلوے یار نیک طینت مین
الٰہی خیر کیجو گرگ یوسف کے قرین آیا

بجا ہے عرش کے اوپر دماغ اُس شاہ خوبان کا
دل اپنا نذر لیکر سیکڑون کرسی نشین آیا

دکھائے جوہر اپنے اُسنے نے فکر رنگین کے
مقر منکر ہوئے باطل گمان کو یقین آیا

سنو گا حسن کا تجھسا بھی عاشق کوئی دنیا مین
نیاز اُس سے کیا پیدا نظر جو ناز نین آیا

صباحت سے تری تشبیہ دی جو شعر مین اسکو
زبان پر میری صدقے ہونے ماہ یاسمین آیا

نہ دیکھینگی کبھی جسکو مری آنکھین وہ تماشا ہے
غنیمت جان جو پیش نگہ و اپسین آیا

کیا دجال کو پیوند خاک اقبال حیدری نے
خدا کے فضل سے خائف گیا آتش امین آیا

صاحبقران نے فرمایا اے ملکۂ عالم حقیقت مین ہاتھ مین آکے لوح نکل گئی یہ آفت نہ تھی کہ سات جادوان درندے نے چار جانب سے گھیرا آتش دہنچ مین تھا کہ کیا کرون جب انھون نے حملے نہ روکنا پڑے بلا سے عوض کی اے شہریار حقیقت مین مین نے بڑی کوشش کی کہ اپنے کو وقت پر پہونچاؤن جو پیشانی مین لکھی ہے وہی پیش آئی ہے اگر چند ساعت اور قبل پہونچتی حضور صندوقچہ زمین پر نہ رکھتے اسم اعظم ورد زبان کرتے کسی کا حربہ آپ تک نہ پہونچتا اب نہین معلوم کہ لوح کہان گئی اب حضور کے گل لشکر کا آنا ازحد لازم ہے امیر نے فرمایا مین نے بھی خواجہ سے کہا تھا تم ہمارے لشکر مین جاؤ ملک احتشم وغیرہ کو لاؤ انکو راہ بھٹکنے کا ڈر تھا ورنہ اتبک چلے گئے ہوتے ملکہ خورشید نے کہا خواجہ آپ چلیے مین رہبری کرونگی آپکو تا بہ لشکر پہونچا دونگی خواجہ آمادہ ہوے ملکہ خورشید نے کہا خبر لینا صاحبقران کی ضرور ہے آپ بائین پر جائین درۂ کوہ سیاہ ملیگا اُس درے مین داخلہ کیجیے لیکن خواجہ عرصہ گذر چکا ہے لشکر مین سمجھ کے جانیگا میرا دل کھٹکتا ہے عمرو نے کہا سمجھا جائیگا خواجہ چلے کئی کوس کے بعد کوہ سیاہ ملا عمرو داخل ہوے اور درۂ کوہ کو طے کرکے نکلے دیکھا سبد جا ساتھ ہے کوئی دو کوس پر جاے لشکر کی علامتین معلوم ہونے لگین یہان لشکر صاحبقران مین اُن چالیسون جادوگرون نے یعنی بر ہوت و مبہوت کے مقرر کیے ہوے تیر جادو و صفدر جادو و رہبر جادو وغیرہ ان چالیسون نے یہ کیا ہے کہ دو چار کو ایسے کسی کام کو بھیجتے ہین کہ صحراے خارستان مین شیر پھیر لیے کھا جائین کئی ہزار ملازمون کو یون تباہ کر چکے ہین عمرو ایک نخل کے سائے مین تھک کے بیٹھا سوچ رہا ہے کہ ملکہ خورشید برق دش نے کیا کلمہ کہا تھا کہ اے خواجہ ذرا لشکر مین سمجھ کے جانا اس سوچ مین عمرو بیٹھا

کر دیکھا آسمان پر سناٹا ہوا عمرو نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ ایک جادو اُڑا ہوا آتا ہے عمرو نے رنگ روغن عیاری
کا لگا کے ایک نازنین کی صورت بنائی پکار کے آواز دی میاں جانے والے ہم راہ بھول گئے ہیں ہمیں راہ
بتادو اس ساحر کا نام اذفر جادو ہے اُسنے دیکھا ایک عورت کمسن خوبصورت پکار رہی ہے جلد بلندی
سے اُتر آیا مسکرا کے پوچھا کیوں صاحب کیا کہتی ہو عمرو نے کہا بھیا ہم راستہ بھول گئے ہیں ہمکو راستہ
بتادو اذفر جادو نے کہا کیوں صاحب کہاں جاؤ گی عمرو نے کہا نسیم آباد ایک گانوں ہے کون خان
زمیندار حصینین اُنکے نائب ہیں میں اُنکی دائی ہوں نال میری جاتی تھیں اُنھوں نے انتقال کیا اب میں
جا کر اپنا رنگ جماؤں اُنکی جورو زہرالنسا حاملہ ہے میں بھی جا کے بیٹھ جاؤں گی بچے کو ہاتھ ڈال کے
نکال لونگی مگر سنا ہے اُس بیبی کا لڑکا بڑے بڑے فیل لاتا ہے منھ نکال کے پوچھتا ہے اماں میں آؤں تب
رنگا تمہارے منھ میں بجا مانگ دونگا بھول تو جمع کر دو نیچے چھچھے بہار آئی ایسی ایسی باتیں لونڈا کرتا ہے نائی گر
کیا کرتی تھیں اُسنے کہا کیا تم وہیں جاؤ گی کہا ہاں بھیا میرا ہاتھ پکڑ کے وہیں پہنچا دے ساحر خوش ہو گیا
کہ خوب معشوق ملی یہ کہکر پوچھا بھیا تم کہاں جاؤ گے جیسے مجھے اپنا حال کہدیا ویسے ہی تم بھی اپنا حال بتادو
ساحر نے کہا ہمارے افسر اعلیٰ ہیکلان بن قہار ہیں اُنھوں نے برہوت و مبہوت دو جادوگر بھیجے
تھے مبہوت و برہوت نے چالیس سرداران مسلمانان جو کہ داخل تھے اُنکو پکڑ لیا اور گرفتار
کر کے لیگئے چالیس جادوگر ہمارے افسر اُن سب کا قیصر جادو کہ ملک اخضر ہے ہمراہ بیسوں جادوگر لشکر
مسلمانان پر حکومت کر رہے ہیں اب میں نامہ لیکر جاؤنگا مراد ہیکلان بن قہار کی یہ ہے کہ سب لشکر کو لیکر آؤ
یہاں سب کو تباہ کیا اور باقی اب برباد کر دیا جائیگا عمرو کے ہوش اُڑ گئے کہ چالیس ساحروں نے لشکر اسلام
پر قبضہ کیا عمرو نے پوچھا وہ چالیسوں افسر کہاں ہیں ساحر نے جواب دیا کہ برہوت و مبہوت کی قید
میں ہیں قریب باغ ہیکلان ایک برج ہے اُسکو برج شغال کہتے ہیں اُسی میں چالیسوں افسر قید ہیں
عمرو نے سب حال سُنکے ایسی لگاوٹ کی باتیں کیں ساحر خوش ہو گیا نازنین نے ہنس کے کہا میاں کہیں سے
شربت کا کٹورا لاؤ ایک جام پیئیں پھر راستہ چلیں اذفر جادو دوڑا ہوا گیا بھٹی سے شراب لایا تو جب
نے اذفر کو پلا کے بیہوش کیا جیب سے اسکی نامہ نکالا اسکو تو گڑھے میں ڈال دیا عمرو بصورت اذفر
لشکر میں آیا دیکھا تو لشکر عجب تباہی میں ہے افسر نوکریاں سخت لیتے ہیں فوج کو رنج و ملال دیتے ہیں اصلاح
کرنے پر آمادہ ہیں عمرو بصورت اذفر تنہائی کے وقت پاس بصورت اخضر کے آیا نامہ ہاتھ میں دیا کہا
ای ملک اخضر یہ نامہ مبہوت و برہوت نے بھیجا ہے ہیکلان بن قہار کی طرف سے تاکید ہے کہ لشکر
مسلمانان لیکر چلے آؤ لوح ہمارے قبضے سے نکل گئی اب چلے آنا مناسب ہے یہ سنتے ہی اخضر نے کہا آج
رات کو جلسہ کرو سب کو شراب پلا کے بیہوش کریں سب کو قتل کر کے نکل چلیں خواجہ عمرو نے اس بات کو
منظور کیا خواجہ کے خیال میں یہ ہے کہ آج رات کو ان سب کو بیہوش کر دوں انکو قتل کر کے نکل جاؤں شب کو
بارگاہ حشامی میں سب سردار آ کے بیٹھے اہلیان فوج سے کہلا بھیجا کہ آج جلسۂ عام ہے کل یہاں سے
کوچ کرینگے سب کمیدان رسالدار آ کے جمع ہوئے اخضر آ کے مقام صدر پر بیٹھا اور سب سردار
بنگلوں پر اور کرسیوں پر خواجہ نے کہا ای ملک اخضر تمہیں نہیں معلوم میں نے فن علم موسیقی کو
خوب حاصل کیا یہ کہکر اذفر نقلی یعنی خواجہ عمرو نے ساحروں کے متوجہ کرنے کو یہ اشعار شروع کیے غزل

فصل گل ہی و ہی کیفیت صہبا نہ آج
دولت ساقی سے مالا مال ہی پیمانہ آج

بادشاہ وقت ہی اپنا دل دیوانہ آج
داغ سودا ہمکو دیتا ہی جنون نذرانہ آج

دولت دنیا سے مستغنی ہون مین دیوانہ آج
گنج اگل دیتا ہی میرے واسطے ویرانہ آج

جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہی فصل گل
عقل کل کہیے اُسے جو گل ہی دیوانہ آج

خوبرو بکتا کوئی بازار عالم مین نہین
قیمت یوسف نہ تھی جو ہی ترا بیعانہ آج

وصل کی شب ہی اندھیرے کا ہی وعدہ یار سے
شمع کا جلنا نہین ممکن کہان پروانہ آج

نزع کی حالت ہی کوئی آشنا اپنا نہین
دیکھیے جسکو نظر آتا ہی وہ بیگانہ آج

آمد آمد اُس سراپا نور کی ہی بزم مین
شمع اُڑ جاوے جو آوین پر پروانہ آج

اثم بزخوب و زشت اپنے زمانے مین نہین
ایکسان ہی آہوے مست و سگ دیوانہ آج

جان سے بیزار ہون اک شمع رو کے عشق مین
ساتھ لیکر مجھکو کودے آگ مین پروانہ آج

مجھے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہی شراب
دیکھتا ہون مین بھی ظرف شیشہ و پیمانہ آج

نقش آسیب پری ہی صورت زیبا تری
ہوش مین آتا ہی مجھکو دیکھکر دیوانہ آج

زلف کو لٹکاتے ہین رخسار پر سو سو طرح
آئینہ اُنکا مصاحب ہی مقرب شانہ آج

میرے مرنے کی دعا مانگے وہ بت پڑھ کے نماز
کس طرف جا کر کرون مین سجدۂ شکرانہ آج

دیکھون تو کیونکر پری ہوتی نہین شیشے مین بند
بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج

مال ہی اپنا جو یوسف آگیا بازار مین
ہی زر قیمت کمر مین ہاتھ مین بیعانہ آج

چشم وحدت بین مین اپنی نیک و بد دونون ہین ایک
گرگ و یوسف سے برابر ہی ہمین یارانہ آج

خال مشکین کو ترے ارزان سمجھکر مول لون
قیمت خرمن بھی گر دیکر ملے یہ دانہ آج

نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہی آتش نہ ڈر
شاہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

ب عمرو نے شراب سلطانی آکر رکھی تھی گلابیان عمرو نے اب آب دستہ کین بیہوشی ملائی اب اس بات پر آمادہ ہوا کہ سب کو شراب پلا کر بیہوش کرون قضائے کار وقت وہ ہی کہ جیکلان بن قہار نے جب دیکھا کہ امیر غائب ہوئے تمام صحرا اسنے چھانا لشکر تک تھا صاحبقران کا پتہ نہ پایا حیران ہی کہ یہ کیا سحر گذرا کہ لشکر بھی غائب ہو گیا صاحبقران کہان غائب ہوئے اسی تردد مین اسنے مبہوت دیو مبہوت کو بلایا کہا یارو تجویز کرو کہ حمزہ کہان گیا مین سوچا تھا کہ بعد نکلنے لوح کے حمزہ کو پکڑ لینگے حمزہ تو مع لشکر غائب ہوا ان دونون ساحرون نے کہا خبر اسکی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی حمزہ کا مددگار رسا تھا شاید اسی شخص نے حمزہ کو آگاہ کیا طرف صحرائے ابر چشم کے نکل گئے لشکر بھی وہین چلا گیا جیکلان نے کہا ای مبہوت و دیو مبہوت تھے لشکر حمزہ کے چالیس سردار قید کر لیے چالیس ساحر وہان اپنے چھوڑ دیے جس مددگار نے حمزہ کو بھگا دیا اور لشکر کو ہٹا دیا ایسا نہو کہ لشکر کو بھی ملاوے یا اس رمز سے آگاہ ہو جاوے تو بڑے غضب کی بات ہی دریافت کرنا مناسب ہی کہ وہان کیا رنگ ہی کہ اوراق پریشان جیکلان نے نکالے اُسے دیکھنے لگا سر پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا ساربان زادے کو مارا چاہتا ہی ای مبہوت و دیو جلد جاؤ دونون ساحر بہ ہراس ہو کے اُڑے جوش و خروش سے جاتے ہین

یہان عمرو سب شراب اُڑوا کر باہر نکلے ہین کہ اپنے افسران قدیم کو بھی اندر بلاؤن عمرو دربارگاہ پر کھڑا ہی
اپنے افسرون سے کہتا جاتا ہی کہ یارو اندر چلو یہی خیال مین ہی کہ انکے بگاڑین انکو بلاؤن اسی فکر مین کھڑا ہی
افسرون کو بلا رہا ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا عمرو نے دیکھا دو جادوگر آسمان پر اُڑتے ہوئے چلے آتے ہین وہین
سے دونون نے نعرہ کیا باش او ساربان زادے ہم تیری تلاش مین نکلے تھے اب بھاگ کے کہان جائیگا
یہ کہتے ہوئے وہ دونون جیب سے گرے تھا خواجہ نے جست کی گلیم اوڑھ کے بھاگے مگر بدحواس کہ یہ کیا غضب
ہوا بھاگ کر خواجہ نکل گئے ان دونون نے دیکھا تمام افسران فوج اکبر جمع ہین ایسا نہو ہمارے
جانے مین کوئی فتور ہو پلٹ چلو عمرو کو لوٹ جگا دیا خواجہ بھاگ کے نکل گئے یہان لوگون نے اندر بارگاہ
کے خبر دی کہ دو جادوگر آسمان پر آئے عمرو کو پکڑنے چلے خواجہ بھاگ گئے نہین معلوم وہ جادوگر کہان گئے
اخضر نقل نے کہا خیر خواجہ بھاگ گئے کل فوج کی تیاری کرو اب یہ سوچے کہ معلوم ہوتا ہی کہ عمرو سمجھ گیا
ایسا نہو کچھ فتور برپا کرے خواجہ اس فکر مین بھاگے کہ مین جا کے صاحبقران کو خبر کرون کہ آکا غضب
ہو گیا چالیس جادوگر لشکر مین افسر بنے ہوئے بیٹھے ہین وہ صاحب اسم اعظم ہین سب کو مار لینگے یہ سوچ کر
خواجہ چلے ہین خیال مین ہی کہ اپنے کو پاس صاحبقران کے پہونچاؤن عمرو بھاگا ہوا جاتا ہی قضا کا
ایک مقام پر جو گذر ہوا سامنے دیکھا ایک باغ ہی اسکے دروازے پر کرسیان بچھی ہوئی ہین ایک نازنین
سب کی افسر اور چند کنیزین بیٹھی ہین عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک ساحر کی شکل بنکر طرف
اُس نازنین کے چلا اُس نازنین نے جو دیکھا پکار کے آواز دی ای کیست جادو کہان سے آتے ہو عمرو
سوچا مین جو صورت بنا ہون یہ صورت کیست جادو کی ہی دست بستہ عرض کی بنام ملکہ عالم طلسم کشا
باغ ہیکلان بن قہار سے غائب ہوا حکم ہی کہ تلاش کرو اسی تلاش مین نکلا تھا کہین پتہ نہین ملا ملکہ
نے کہا ای کیست ہمارے ساتھ چلو آج ہم بھی ہیکل خال پر جا بیٹھینگے ایک کنیز کی زبانی معلوم ہوا کہ اس
نازنین کا ثمرن جادو نام ہی اور آشنا تنبر منوت کی آج انہون نے لکھ بھیجا ہی کہ ملکہ ہمارے پاس آنا
عمرو نے کہا اچھا ملکہ ہم بھی چلینگے اب عمرو ثمرن کے ساتھ باغ مین آیا دیکھا باغ نہایت آراستہ ہی عندلیبان
خوش گلو زمزمہ سرائی کر رہی ہین نہرین جاری باغ پر بہار طائرون کی پکار ثمرن باغ مین گئی بارہ دری
مین جا کے بیٹھی عمرو نے ایک کنیز کو بیہوش کیا اسکی شکل بنکر پھرنے لگے جب عیار طرار عالم گرد شہنشاہ
زرین پوش گشت عالم سے فارغ ہوا اور قلعہ مغرب مین جا کر داخل ہوا ثمرن نے بناؤ کیا دریا سے
جواہر مین غوطہ مارا ایک تخت بہت معقول آراستہ ہوا عمرو سب سے پہلے قریب آیا ثمرن نے کہا ابھی تک
کیست جادو کو ٹھہرایا تھا وہ چلا گیا کہ واری باغ مین کوئی نہین ہی ملکہ کو خیال ہوا چلا گیا ہوگا ثمرن تخت
پر سوار ہوئی خواجہ بھی اُچک کے تخت پر بیٹھے تخت اُڑتا ہوا چلا خواجہ ثمرن سے باتین کرتے ہین کہا
واری مین نے آپ سے بیان نہین کیا کل مجھپر عجب معرکہ گذرا شب کو جو مین سوئی جبتک جاگتی رہی خیال
مین تھا کہ افسوس اتنا سن ہمارا آیا مگر پیدا کرنے والون کو نہین دیکھا نہین معلوم خداوند کیسے ہونگے وہ تو
خداوند ہین آٹھ پہر کچھ ہی کھاتے ہونگے وہ ایسی ویسی چیز کا ہیکو کھاتے ہونگے بادشاہون سے بھی مرتبہ
بڑھ کے ہی اس سوچ مین جو سوئی تو مین نے خواب مین سامری و جمشید کو دیکھا مجھسے فرمایا تجھے کیا ادنے
ہین آج سے تو گانے مین طاق ہوئی شہرہ آفاق ہوئی ناچنے کا بھی کمال تجھے دیا اور ایک جام شراب بابلی کی

سو برس عمر بڑھ جائیگی تو واری مین جب سے سوچ رہی ہون کہ آپکو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤن آپکی عمر بڑھاؤن ثمرن کہتی ہے کہ یہ تو تیرے واسطے بڑا اقبال ہوا آج سامنے برہوت کے ذکر کر بیٹھے بھلا ہمارے سامنے گاؤ تو یہ سنکر عمرو نے راہ مین گنگنا کے سامنے ثمرن کے یہ چند اشعار گائے نظم

اُٹھایا اُسنے بیڑا قتل کا جو دل مین ٹھانا ہے
زمانے مین زبان زد ہر بشر کی یہ فسانا ہے
جسے سب گنج کہتے ہین وہ اپنا گنج دولت ہے
اس آہ آتشین سے کام اب قاصد کا لیتے ہین
خدا سے بھی معاذ اللہ مجھکو رشک ہوتا ہے
براق حسن کو معراج ہے اُس جعد مشکین سے
تلاش خانہ بر انداز مین گھر گھر بکتے ہین
قریب ابرو کے ہے اُس آنکھ مین دنبالۂ سرمہ
جفائین سیکڑون اُس ترک ظالم کی سہین لیکن
مرقع چین کا برہم کر دیا تصویر جانان نے
خضر سے پوچھتے ہین راہ ہم بھی کوے جانان کی
ہماری مرگ پر شادی عبث اغیار کرتے ہین
وصال یار جنت ہے فراق یار دوزخ ہے
ہم اُسکے وصل سے کسطرح ہاتھون کو نہ دھو بیٹھین
عجب اللہ اکبر ہوگا اُسکے حسن کا عالم
نہین کم طائر سدرہ سے مرغ شوق بھی اپنا
مجھے اب بیٹھنے دیتے نہین غیر اُسکے کوچے مین
ہمارے طائر جان کی تعلی کر لی سیا جانے
ڈبو دیتی ہے دولت مفت کی دنیا مین انسان کو
خدا جانے اُنھین رعنا سے دل مین کیا کدورت ہے

چبانا پان کا بھی خون بہانے کا بہانا ہے
مین یکتا عشق مین وہ حسن و خوبی مین یگانا ہے
اجل دنیا مین ناجنسون نے گویا منہ چھپانا ہے
صنم کے گھر تلک یہ تار برقی بھی ٹانا ہے
جو سنتا ہون کہ اُنکو بھی خدا کو منہ دکھانا ہے
کمند جا سو بافت زرین اور اُسپر تازیانا ہے
کبھی بیت الحرم بیت الصنم اپنا ٹھکانا ہے
لگایا شاخ مین آہو کے اور اُلٹی شاخسانا ہے
وہ ابتک بھی یہ کہتا ہے کہ مجھکو آزمانا ہے
بت چین نے ادا انداز کو مانی نے مانا ہے
ارادہ حج بیت اللہ کا اب دل مین ٹھانا ہے
جہان سے رفتہ رفتہ ایک دن اُنکو بھی جانا ہے
فقط ہیم و رجا کے واسطے باقی بہانا ہے
کبھی مہندی کبھی مسی لگانے کا بہانا ہے
تو جسکا ہے آئینہ شعاع مہر شانا ہے
نشیمن دل ہے باغ جان مین اُسکا آشیانا ہے
الٰہی جلد دنیا سے اُٹھانے کر اُٹھ جانا ہے
نشیمن عرش ہے اور لامکان پر آشیانا ہے
کیا قارون زمین مین بار غم سر پر خزانا ہے
ہمیشہ جب سنو غمزہ ہے حیلہ ہے بہانا ہے

عمرو نے یہ اشعار گائے کہ ثمرن عمرو کی ہیچ پڑھنے لگی تعریفین کرلی ہے کہتی ہے کیون نرگس عجیب خدا دند نے نگاہ ڈالی تیرے خانۂ دل کو کمال کے خزانے سے بھر دیا خواجہ کہتے ہین ملکہ ابھی آپنے کیا دیکھا ہے یہ بات تو ابھی نکلی لیکن تم میرے شراب پلانے سے عمر بھی بڑھے گی یہ رنگ جاتے ہوئے خواجہ سامنے برج سنگال کے پہونچے پہلو مین اُس باغ کے ایک باغ بہشت آئین نئے تکلف سے آراستہ طائرون کی زمزمہ سرائی گلزارون کی رعنائی وسط باغ مین ایک چبوترہ ہے مسہوت دیو برہوت دونون بھائی بیٹھے ہین مسہوت کی معشوقہ گلفذار جادو پہلو مین بیٹھی ہے جیسے ہی ثمرن پہونچی برہوت بھی کھڑا ہو گیا کہا ملکۂ عالم بڑا ہو صدقہ کیا کوئی اسقدر دیر لگاتا ہے ہم شام سے انتظار کر رہے ہین ثمرن نے کہا اے برہوت آج مجھکو بڑا فخر حاصل ہوا ہماری کنیز نرگس اس نظارہ دیدار مین ہوئی کہ خداوند نے حال جہان آرا دکھایا

تم چار چشم ہو ایک کہتا ہو ادہر نہ دیکھو تم تو آنکھوں میں کھائے جاتے ہو ایک کہتا ہی تم پڑ دہاے چشم کے
حساب بتاتے ہو یہاں خواجہ نے شراب پلائی اور مبہوت اور برہوت نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ
نرگس دیکھو تو یہ کیا ہو رہا ہی نرگس نے کہا واری عمر بھر طبعیت ہو رگوں میں خون جوش مار رہا ہی عمر کا
جوش و خروش ہی دم بھر میں آپ دیکھیں گے کہ نرگس دنالس بیہوش ہی عمرو نے بہ تعجیل پاؤں میں گھنگھرو
باندھے اور گت ناچنا شروع کی ایسی گت ناچے کہ اہالیان محفل کی بڑی گت کر دی اشعار موافق مقام نظم

ناچی گت اسطرح وہ دلفگار
جسکی جانب تاکے بسمل کی
وجد کرنے لگا ہر درد آشنا
جان اُسنے سسک سسک کر دی
سر پہ رکھا لگن کے جب ابخل
ہاؤ تا ہان پہ بچ گیا بادل

گت ناچ کے عمرو نے جام بلورین سر پر رکھ کر گاتے
ہوے ناچتے ہوے ہر طرف بڑھے کہ نرگس نے کیا کمال کیا جام بلورین سر پر توڑے سے رہی ہو ایک
قطرہ شراب کا نہیں گرتا سامنے مبہوت کے آکر سر جھکایا مبہوت نے خوشی میں آکر جام لیکر موتیوں کا
مالا گلے میں ڈال دیا دوسرا جام برہوت کو دیا اب نزدو پہ باندھا تھوڑے ہی عرصے میں سب اہالیان
محفل کو شراب پلائی محفل میں بھی دست دراز یاں ہونے لگیں کوئی خود بخود ناک پکڑ کے غوطہ مارتا ہی
کوئی اُٹھکر دوڑا عورتیں ننگی بھاگی جاتی ہیں تماشبینوں کی بن پڑی رنڈیوں کو گود میں لے بھاگے عمرو
نے مسکرا کے کہا شہنشاہ بڑے تعجب کی بات ہی کہ آپکی محفل بازار معلوم ہوتی ہو دونوں چھلا کے اُٹھے
پکار کے آواز دی اور نالا نعو کیا ہماری محفل کو بازار سمجھا ہی مرگس نقلی نے کہا لیناب کوئی سنبھے دونوں
جھلا کے چلے پانچ چار قدم بڑھے تھے کہ لڑکھڑا کے گرے عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ تصنیف مصنف

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
اڑاتا ہوں کفار کے میں نشان
فلک کی جو گردش کا ساماں ہوا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی
عمرو ذوالحشم سرور عیاران
جھکاتا ہوں گردن کو ہر دم گردنکشان
نشان تمھاری گردن پوش کا
کہ آقا ہمارا حیدر تکبیر ہی
مری نسل سے ہی مکر پیدا ہوا
ہمیشہ مکر ہی ہمکشتی قتیل و قتال
مرا فیض ذیحشم نامدار
مرے نام پہ خورشید ابھرا
مری چال سے ہی صبا پائمال
اسیر عرب شیر پروردگار

پیچھے کھینچ کر عمرو جا پڑا کلا ہیں دونوں کی اُتار لیں ایک
ایک بچہ جو عمرو نے مارا دونوں کے سر کٹ کے اندھیرا ہو گیا اب تو عمرو نے قتل کرنا شروع کیا وقت
وہ ہو کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا ہی ہیکلان اپنے باغ میں بیٹھا ہی مصاحب گرد جمع ہیں یہی ذکر ہو رہا ہی
کہ نہیں معلوم طلسم کشا پر کیا گذری رفقا کہ رہے ہیں ہم پتہ لگا کے صاحبقران کو ڈھونڈھ کر لا ئینگے مگر
یہاں عمرو نے جو انکو قتل کیا وہ برج گرا چالیسوں جادوگر پانو بیہوش پڑے تھے ملک خضر وغیرہ کو بھی
ہوش آیا ترک کرک کے اُٹھے کہتے تھے ہو دو یہ ہمیر کیا بات تھی نذر اکے بیہوش پڑے تھے ملک اخضر کہتے
ہوے نکلے کہ ہمیں اتنا یاد ہی کہ ایک نازنین ہمکو ملنے کے وہ گرد میں لیکئی اُسنے جام شراب دیا پھر ہمکو
خبر نہیں کہ ہمپر کیا گذری ملکہ آفتاب نے کہا کہ مجھی کو یہ رات ساتھ کسی نے مکر کیا ملکہ یاسمن گلگون پوش
نے کہا کہ خدا مددگار لشکر اسلام کو سلامت رکھے خواجہ عمرو نے اُنکو مارا ہو گا جسنے ہمارے ساتھ
یہ مکر کیا نازرت نے کہا اب سمجھ کے نکلو اتنا ہم سمجھا دیتے ہیں کہ معرکہ عظیم ہو گا یہ سرحد ہمکو تو باغ
ہیکلان بن قہار کی معلوم ہوتی ہی اور تو وہاں کیا ممکن ہی کچھ جتنے تھے کچھ سنگار کیے سب نے اُٹھا لیے
سرحد برج سے یہ سب نکل جاتے ہیں کہ ہیکلان بن قہار کے کان میں آواز آئی کہ شتی مرا نام مبہوت
و برہوت بود اسنے زدو نیزہ بار تھر مار دکھ لو بار دگر میری ڈٹ گئی دو رفیق مارے گئے کہ جنکا قتل

صاحبقران پر ہجوم عالم انبوہ خلائق ہی عمرو دیکھ رہا ہی ہیکلان بن قہار پکار رہا ہی کہ یارو طلسم کشا کو
گرفتار کر لو اسقدر انعام ملیگا کہ دولت دنیا سے نہال ہو جاؤ گے چہار جانب سے یہی غلغلہ ہی کہ جسنے
طلسم کشا کو گرفتار کر لیا مالامال ہو جاویگا چہار جانب سے جادوگر بلوہ کر کے آتے ہین صاحبقران شیر دل
جرأت و یکہ تاز میدان جلالت شیرانہ ننگا ناز لڑ رہے ہین جب غول ساحرون کا جمع ہو کر آیا صاحبقران
اُس غول کو منتشر کر دیتے ہین جب مارا افسر کرتا کر قتل کیا رسالون کو بے افسر کر دیا ایک طور پر
لڑ رہے ہین مگر جنگ سے عاجز ہو گئے ہیکلان نے سحر کیے صاحبقران پر تاثیر نہوئی امیر بآواز
بلند اسم اعظم پڑھ رہے ہین ہیکلان نے فوج کو پھر حکم دیا تیر و شمشیر و نیزہ سے جنگ کرو بلوہ کر کے
طلسم کشا کو گرفتار کر لو تمام جادوگر کمندین اور زنجیرین اور رسیان لیکر بڑھے اب عمرو بیقرار ہوا کہ یکایک
برج سے گڑگڑاہٹ کی آواز آئی ایک برق کڑکتی گری کہ کئی ہزار ساحرون کے سر اڑ گئے نیزون
مین قوت نہ باقی رہی خنجر بیدم جرأت حمزۂ صاحبقران بکر جسپر گرے اسکو قتل کیا بار برق چمک رہی
گر رہی تھی اب جو دیکھا تو ملک اخضر سبز پوش و آفتاب شعلہ مزاج و زنار جادو وغیرہ چالیس جادوگر
نامی گرامی ایک طرف سے بہرام و مقبل و عبد الجبار و عبد القہار تلوارین کھینچے ہوئے آگے گرے
امیر حیران ہین کہ یہ افسر کیونکر یہان پہونچے نہین معلوم فوج پر کیا گذری لیکن اخضر وغیرہ نے گرتے ہی
سینے سپر کر دیے لاشہائے کفار سے میدان کارزار بھر دیے اخضر لڑتا بھڑتا قریب صاحبقران
کے پہونچا امیر نے جو اتنی مہلت پائی ایک سوار کو مار کے گھوڑا لیا مرکب مقبول تھا طرارے بھرنے
لگا اخضر نے قدمون کو بوسہ دیا امیر نے اُس ہنگامۂ جنگ مین پوچھا کہ تم لوگ یہان کیونکر پہونچے فوج
کہان ہی عرض کی مبہوت و مدہوش ہمکو قید کر کے لائے تھے خواجہ نے انکو مارا برج شغال
گرا تب رہائی پائی اسوقت آکے جنگ مین شریک ہوئے دیکھیے عیار و سردار بھی آپکے موجود ہین
نہین معلوم لشکر پر آپکے کیا گذری یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی وہ چالیسون جادوگر بشکل اخضر وغیرہ
لشکر خستہ و شکستہ راہ مین ان ہی جادوون نے صحرائے خارستان مین ہزارون کو تباہ کیا اسوقت آکے پہونچے
اب دیکھا کہ مغلوب ہو رہی ہی اُن چالیسون نے قصد کیا کہ لشکر صاحبقران پر جا پڑین اخضر و آفتاب
نے اپنی صورتین دکھائین اور پکار کے فوج کو آواز دی ان چالیسون کو مار لو ہم تمھارے افسر ہین یہ
چالیسون مکار شعبدہ باز ہین ہماری صورت بنکر تم سب کو تباہ کیا اب یہ نہ بچنے پاوین لشکر والے
حیران کہ ہم کسکو قتل کرین اخضر اپنے ہمشبیہ پر جا پڑے زنار نے اپنے ہمشبیہ کو مارا آفتاب نے اپنے
ہمصورت کو جلایا ملک اخضر نے ایک باغ بنایا اسمین کئی ہزار ساحرون کو قید کیا بہرام اپنے ہمشبیہ پر
چلے تھے اُسنے سحر کیا بہرام کے پاؤن زمین نے تھام لیے ملکہ فیروزہ کی نگاہ پڑی کہ بہرام اصلی کو بہرام
نقلی نے سحر سے بیکار کیا فیروزہ نے بڑھکر ایسا مارا کہ اسکے سینے کو توڑ کے پار گذرا مقبل کے ہمشبیہ کو
زنار نے بڑھکر ٹوکا ایک سحر مین واصل جہنم کیا یہ چالیسون ساحر جو مرے انکے مرنے کی آوازین کان مین
ہیکلان بن قہار کے آئین یہان سب ساحران زبردست و رازدار ان طلسم ملک اخضر بادشاہ طلسم موجود
زمین ہلا دی دریا سحر کے خشک کیے آگ برسائی اخضر لڑتا بھڑتا ہیکلان پر جا پڑا ہیکلان نے للکارا او
اخضر اس طلسم والے کسی ملک کے ساحر سے نہین دبتے ہیکلان نے وہ سحر کیا کہ برق چمک کر سر پر اخضر کے گری

نازنینان مہ جبین نے جو اس سحر کو ملاحظہ کیا سب کے سب جو صد ہو کہ ہم بھی اسیر ہی سحر کرین ہزار در ہزار ساحر
ناامیدانہ مارے ہر نازنین نے اسی طرح سے سحر کیے کوئی گریبان چاک کرتا ہے کوئی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے کوئی
کہتا ہے دشت نجد کہان جاؤن کوئی گھبرا کے کہتا ہے ہزار شیرین کو ہجر ہے کوئی کہتا ہے اپنے تن پہ بار سر ہے کوئی غل مچاتا ہے
کسی کو ربط کسی کو ضبط کسی کو خبط دس بارہ ہزار ساحر تڑپتے پھرتے ہین کوئی مثل زنار کے پکارتا ہے کوئی روے
آفتاب دیکھکر ذرہ ہوتا ہے کوئی غم معشوق مین گرد برد ہوتا ہے کوئی سر جھکائے بیٹھا رو رہا ہے کوئی آنسوؤن سے
اپنا چہرہ دھو رہا ہے کوئی کہتا ہے میری فصد کھولو اور پھر آپ ہی یہ بھی کہتا ہے میری فصد نہ کھولو شعر فصد میں کیا
بدن سے نکلیگا ؛ خون تو خون مجھ مین دم بھی نہین ؛ عجب ہنگامہ اسوقت برپا تھا امیر باتدبیر نے تو
ہیکلان بن قہار کو ٹوکا ہیکلان نے دیکھا جتنے ساحر طلسم کشا کے ساتھ آئے ہین سب نے میرے لشکر
کو دیوانہ کر دیا کوئی اپنے ہوش مین نہین ہے دور ؛ سحر کے بجھا دیے اگر کسی ساحر نے سحر کیا زنار وغیرہ نے تو
سب سے زیادہ کد و کوشش ملکہ آفتاب نے کی ہے جس ہاتھ مین گیس بڑی بڑے بڑے ساحرون کو مار ڈالا
ہیکلان گھبرایا ہوا بھاگا جاتا ہے صاحبقران نے ٹوکا ای ہیکلان بن قہار کہان جاتا ہے یہ سنتے ہی ہیکلان پلٹا
تلوار امیر پر کھینچ ماری ہزارون تلوارین صاحبقران پر گرین امیر نے اسم اعظم پڑھا سب تلوارین ٹوٹ کر زمین
پر گرین امیر قریب پہنچے اُسنے خنجر پھینک مارا امیر نے اسم اعظم پڑھکے اُسکو بھی رد کیا جبتک امیر قریب
ہیکلان کے پہنچے اسنے کئی سحر کیے امیر نے قریب پہنچ کر تیغہ برق تاب ٹیکا یا جب ہیکلان نے دیکھا کہ اب کچھ
بنا نہین پڑتا ہے اور طلسم کشا قریب آ گیا اسنے اسم پڑھکے تیغہ مارا امیر نے دم سے تیغہ عقرب پر رد کا گھری بھر
کامل تلوار چلی اسنے امیر کو سنبھلنا مشکل کر دیا امیر نے للکار کے کہا او نامرد شعر تو مزہ بے زور ضرب من نوش
کن ؛ ہمہ شادی از دل فراموش کن ؛ یہ کہکر اُچھل کے ہاتھ نکالا اس گیتی سے [ہاتھ] مارا کہ ہیکلان کے
دو ٹکڑے ہوئے ہیکلان کا مرنا کہ ایک ہنگامہ برپا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من ہیکلان بن قہار بود ناظرین
پر واضح ہو کہ جسقدر افسران طلسم ہین سب کی تصویرین دربار مین شاہان طلسم کے آراستہ ہین یہان ہیکلان مرا وہان
اسکی تصویر مین آگ لگ گئی سحر العجائب نے کہا یارو ہیکلان مارا گیا پلٹ کر طرف ساحرون کے دیکھا کہا یارو
برعت طلسم کشا کی بڑھتی جاتی ہے سمجھے ہو کہ چالیس سردار جو جو طلسم کشا کے شریک ہوئے ہین انکو قید کر لیا اب
مردہ بیجنگی تھی اب وہ بھی شریک جنگ ہوئے ہین مسبوت دیر ہوت نے بڑا کام کیا تھا یہ چالا کی
انکی پیغام موت تھا اب راہ زمام الملک سوار ہے کے باغ کی کھل گئی کہ ان ایسا ہے کہ اپنے گروہ جلد پہ پہنچا کے
طلسم کشا گروہ کے نہ زمام نہ جانے دے شہرنگ برق رو ایک ساحرہ اپنے مقام سے اُٹھی کہا لونڈی
جاکے انتظام کریگی اسی جنگ مین طلسم کشا کا بھی خاتمہ کر دونگی سحر العجائب نے بہت بھاری خلعت اسکو دیا
اور کہا اگر تو نے جاکر اپنا رنگ جمایا اور طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہم تجھکو وزیر طلسم کرینگے اسنے کہا ایسا ہی
ہوگا شہرنگ برق رو تین لاکھ ساحرے کہ جنکا بیان ہوگا نہ گیر و دار بلند ہے تلوار بڑے زور و شور سے چل
رہی ہے آب شمشیر کی طغیانی ساحرون کی پریشانی سب بھاگنے پر آمادہ وہین سحر ملک اخضر وغیرہ سے لاچار اتنا بڑا آہا
مارا گیا ہے کہ رونے والا نہین سب بھاگ نکلے بیٹھے فریاد کر رہے ہین بیٹھے پکارتے ہین ای طلسم کشا بچا ے ہم سب کے
جان دے کہ آسمان پر ایک ٹکڑا ابر سیاہ بڑے زور و شور سے پیدا ہوا شہرنگ برق رو مع تین لاکھ ساحر
کے آکے پہونچی آتے ہی اسنے اشارہ کیا سب ساحر پھر لڑنے لگے شہرنگ کد و کاوش کر رہی ہے

اسنے بھی کئی سحر صاحبقران پر کیے جب تاثیر نہوئی تو گھبرائی مقبل کو اسنے دیکھا بارہ ہزار تیر اندازون سے تیر زنی
کو تیار کر رہا ہی جب بارہ ہزار تیر اندازون نے تیر مارے بہت سے ساحر مرگئے گرے شبرنگ نے بھی کئی سحر ایسے
مقبل پر سحر کیا بہت سے تیر انداز گرے اسنے ساحرون کو اشارہ کیا انکو مار لو ملکہ آفتاب نے دور سے دیکھ
کر شبرنگ کے سحر نے مقبل کے تیر اندازون کو بیکار کر دیا پکار کے آواز دی بی شبرنگ اسقدر بیدھڑک یہان تک
خوش قدم رہو ایسا نہو کہ ذلیل ہو یہ قدم بڑھاؤ ساحرون پر کوڑا اکر وہ شبرنگ برق رو نے جو یہ دیکھا کہ
آفتاب غصے مین میری طرف آتی ہی گھبرا کے نیچے ہٹی آفتاب نے اپنا سپر گرایا مقبل کے تیر انداز جھپٹے
پھر تیر اندازی مین مصروف ہوے ہزارہا ساحر مارے گئے الغرض شبرنگ نے دیکھا کہ لڑائی اب بگڑ چکی سنبھالنا
دشوار ہی اسوقت میدان سے نکلنا بہتر و مناسب ہی پھر تدبیر کرکے اتنے ڈھنگے یہ سوچا کہ اسنے قدم پیچھے ہٹایا
اپنے ہمراہیون کو علیحدہ ایک مقام پر جمع کرکے ایک دو ہتھوڑے زمین پر مارے ایک آندھی چلی کہ صحرا مین دور تک
اندھیرا چھا گیا دو گھڑی کامل رعد گرجا برق چمکی ساحران امیر با توقیر نے اپنے اپنے سحر کیے تو وہ تاریکی دفع ہوئی
بعد تھوڑے عرصے کے اس تاریکی مین سے آواز آئی کہ خبردار شمشیر کشا اسوقت مین نے تمسے مقابلہ کرنا مناسب
نہ جانا پھر اور وقت تمسے سمجھا جائیگا اور بی آفتاب وغیرہ تم سب کو بھی دیکھ لیا جائیگا تم ملکہ شبرنگ برق رو
اب ہم جانتے ہین جسکا جی چاہے روکے ہم کسی سے روکے نہ رکینگے تھوڑی دیر کے بعد اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی
اب جو سب نے دیکھا سب لشکر شبرنگ سامنے سے غائب ہو گیا تھا بارگاہ مین سب سردار و امیر حیران ہوگئے
ایک ایک کو یہ تردد تھا کہ یہ لوگ کہان گئے صاحبقران بفتح و فیروزی پہنچے بارگاہ حشمتی آراستہ ہوئی جو جو
سردار زخمی ہوے تھے انکی زخمداری کرائی گئی صحبت عیش آراستہ ہوئی جشن لعبہ بازی کی بنا ہوئی تین دن
اس فتح کی خوشی رہی تیسرے روز اس جشن سے فراغت حاصل ہوئی کہ آسمان سے برق چمکی دیکھا ملکہ خورشید
ابر نہار کی سر پر سایہ فگن ہی تخت پر سوار تاج شفق ہی سر پر طائر گرد اسکے زمزمہ سنجی کرتے ہوے آ پہنچی
خورشید آئین سب نے ملکہ کی تعظیم کی ملکہ نے امیر کو ایک سو ایک تخت الماس کی نذر دی عرض کی اے شہریار مبارک
ہو خدا نے بڑا فضل شریک کیا بڑا ساحر مکار و غدار رہ گیا مگر حضور اب رنج مین نہ لائین جلدی کرین کنیز نے دریافت کر لیا
لوح زمام ابلق سوار کرلی ہی اب عقاب جادو و شبرنگ برق رو حضور کو ڈھونڈینگے میری رائے مین لشکر مین مناسب
نہین لوح آپکو مل جائے تو عجب نہین ہاتھ آئے ایسا نہو کہ دشمن کسی آفت مین مبتلا ہو جائین تو طبیعت کو بڑا قلق ہوگا کنیز
رخصت ہوتی ہی صبح کو انشاء اللہ آپ اس صحرا مین جائین ایک طائر پیدا ہوگا قصد کریگا کہ آپکو اٹھا لیجائے اسوقت جرات
و شوکت کو کام فرمائیے گا جست کرکے اسکی پشت پر سوار ہوجیے گا پھر وہ جانور آپکا دوست ہو جائیگا مگر اسوقت
وہ آپکی جرات و شوکت کو آزمائیگا ایک دم بھر مین وہ آپکو صحرا سے بر فشار مین پہونچا دیگا آپ اسکی پشت سے
اترکے جو وہ کہے اسپر عمل کیجیے گا اگر اور وقت وہ آپکی مدد کریگا بڑی دقت دشمنی ہے لہذا آپکی لوح زمام
ابلق سوار ہوگی انشاء اللہ اگر موقع ہوگا تو مین بھی حضور کی شراکت کرونگی اور ملک اخضر سبز پوش کو
سمجھا دیا کہ تم لشکر کو طرف سے صحراے فیروز نجات کے ڈیرے جلد ہو جاؤ سب سردار حیران ہین کہ کیا باتین ہوئی
ہین ملکہ خورشید صاحبقران کو سمجھا کر اسی وقت ابر نہار کی مین جاکے غائب ہوئی شب کو امیر نے آرام کیا
بوقت سحر سرداران نامور سے رخصت ہوے صحرا مین آئے کہ دیکھا آسمان پر سناٹا ہوا صاحبقران اسی جانب
متوجہ ہوے دیکھا ایک طائر قوی الجثہ پیدا ہوا تڑپ کے گرا چاہا کہ منقار کمر مین دے کر صاحبقران کو

اُٹھا لیجائے جب صاحبقران نے صفحہ ہاے کُشنہ مارے وہ طائر زمین پر گرا امیر جست کر کے اُسکی پشت پر سوار ہو
طائر نے کر امیر کو اُڑا جب بلندی پر پہونچا تو منھ پھیر کے عرض کیا کہ ای طلسم کشا خدا آپکو مظفر و منصور کرے محفوظ جنی
میرا نام ہے ہر وقت سے لوح کے جہان دشمنون پر سختی پڑیگی فوراً حاضر ہو کر خدمتگذاری کرونگا مگر حضور کو بھی میرا
خیال رہے شہرنگ برق رو آتی ہے جو اپنا رنگ جمائیگی یہی اُسکو خیال ہے کہ لوح طلسم کشا کو نہ ملنے پائے میں
مقام پر خیرخواہی کو حاضر ہون پھر کامل محفوظ اُڑا بعد پہر بھر کے مائل بہ پستی ہوا ایک پہاڑ پر آکے امیر
کو اُتار کے اب دو دن آپ اسی مقام پر رہیئے تیسرے دن ایک زنگی اس مقام پر آئیگا اُسکو قتل کیجئے گا پھر
میں آکے عرض کرونگا یہ کہکر محفوظ غائب ہوا امیر پہاڑ پر کھڑے رہے دیکھا بوقت سحر ہواے سرد چلی
اب جو امیر کی نگاہ پڑی سب پہاڑ سفید ہو گئے جو شیشے سے معلوم ہوا کہ برف پڑی ہے کہیں صحراے برفبار ہے جو
ہو دن چڑھا نیر اعظم کی حدت سے برف غائب ہوئی تیسرے دن امیر نے دیکھا ایک زنگی تلوار کھینچے ہوے
آیا پکارے کے آواز دی ای طلسم کشا یہ صحراے برفبار ہے آپ تلاش لوح کو جائیے یہان رہنا مناسب نہین
صاحبقران نے سُنتے ہی ہاتھ ڈالا زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے روک کر ہاتھ مارا زنگی نے ہاتھ بڑھا دیا
اسکا ہاتھ کٹ گیا ہاتھ کٹتے ہی زنگی بھاگا کان مین امیر کے آواز آئی ای امیر اسی زنگی کے پیچھے جائیے امیر بھی
چلے صحراے برفبار مین ایک کنواں تھا زنگی اُسمین پھاند پڑا امیر کے کان مین آواز آئی ای طلسم کشا
تم بھی اسی کنوئین مین گرادو پھر قدرت پروردگار کا تماشا دیکھو امیر فوراً کنوئین مین پھاند پڑے بعد
دیوانہ پائون زمین سے آشنا ہوے دیکھا ایک صحراے سبزہ زار ہے اُسکی سیر دیکھتے ہوے امیر جاتے ہین
یہ محفوظ جنی آکے پہونچا عرض کی یہ انگشتر حضور کو دیتا ہون جب آپکے سامنے کوئی ساحرہ آئے اس
انگوٹھی کو اپنے جسم سے مس کیجئے گا اور فرمائیے گا ای انگشتر سلیمان نبی سلیمانی میری صورت مثل شبیہ سوار
رسالہ داران ہو جائے ایک جوان ہے کہ اسے میناے سیفروش کہتے ہین اُسکی شکل آپ بن جائیے گا
اُسی کی شکل پر اپنے کو مخفی زمام ابلق سوار مین پہونچا مناسب ہے انشاء اللہ ضرور لوح دستیاب
ہو گی یہ کہکر محفوظ تو چلا گیا امیر آگے بڑھے نخل کے سایے مین آکے مُنھ پر سے اُسی انگوٹھی کو بسم اللہ
کہکر ہاتھ مین پھیرا اب جو دیکھا صورت اپنی مبدل پائی بصورت میناے سیفروش ہوگئے اب امیر یک
جانب چلے یہ بھی سمجھ چکے کہ جسکی صورت پر ہین ہمین نام اُسکا میناے سیفروش ہے اسی سوچ مین چلے جاتے
ہین زمام ابلق سوار اپنے قصر مین رونق افروز ہے ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ شہرنگ برق رو آگئی
مرد کر آکے ملکہ نے مصاحب اپنے براے استقبال بھیجے شہرنگ آکر پہونچی کہا کہ سنا ہے طلسم کشا کے ساتھ
بڑے بڑے واقعکار ہیں طلسم کشا یہان ضرور آئیگا مین فکر مین طلسم کشا کی جاتی ہون زمام نے کہا کہ انکو اختیار ہی
مین نگہبان لوح طلسمی ہون یہان سے ہٹ نہین سکتی ہون جب میرے مقام تک آئینگے تدبیر ہو جائیگی
شہرنگ جو پرپرواز پیدا کر کے چلی لشکر امیر بازقیر پر آکے نظر انی منظور ہوا کہ دو دن سحر
ایسے کرون کہ سب مسلمان بیکار ہو جائین اسی فکر و تردد مین ایک نخل پر آکے بیٹھی قضاے کار خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری جانے سے امیر کے مکدر لشکر سے باہر نکلے ہین خیال مین یہ ہے کہ جاکر آقا کو تلاش کرین
ای عمرو واپس آؤ ایسے نامدار گرفتار ہو جائین تو بڑا غضب ہوگا پھر کچھ کسی کے بنائے نہ بنیگی شہرنگ
نے جو خواجہ عمرو کو دیکھا خوش ہوگئی جی مین کہتی ہے اگر اس ساربان زادے کو مار ڈالون طلسم کشا کے لشکر کا خاتمہ کیا

کرنگ کے گری کمر مین پھر دیگر خواجہ کو لے اُڑی لشکر مین ہلڑ ہوا ملک اخضر نے خبر سنی کہ کوئی خواجہ کو اٹھا لیگیا اخضر نے قصد کیا کہ مین تعاقب مین خواجہ کے جاؤن ملکا آفتاب نے کہا ہم اس ملک کے واقفکار ہین ہم تلاش مین جاتے ہین زنار نے کہا مین جاؤنگی فیروزہ نے کہا مین فکر کرون زنار نے کہا اے اخضر تم لشکر لیکر آؤ یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے ملک اخضر نے اُسی وقت لشکر تیار کرایا زنار تلاش مین خواجہ کی چلین شبرنگ نے خواجہ کو لا کے ایک پہاڑ پر اُتار اٹھا کیون او ساربان زادے اب تجھے کس عذاب سے قتل کرون یہ شرط کر تجھکو جانور بنا کے چھوڑدون کر طائران صحرائی تجھکو کھاجائین عمرو نے ہر چند منت کی مگر شبرنگ نے نہ مانا عمرو پر سحر کیا کہ عمرو کی صورت ایک عندلیب خوشنوا کی بن گئی شبرنگ نے ہانکے ہٹا دیا کہ جا ساربان زادے اب کوئی باز وغیرہ تجھے شکار کر لیگا عمرو زمزمہ سرائی کرتا ہوا ایک جانب چلا گیا کبھی کسی نخل پر ٹھہرا جس شاخ پر جا بیٹھا ہزارون طائر جمع ہو گئے عمرو کو بیٹھنا مشکل ہو جاتا ہے یک جادو گرنی سنیر جادو نہایت شوقین علم موسیقی مین کامل اُڑی ہوئی آسمان پہ جاتی ہے کہ کان مین آواز آئی کہ کوئی اہل شوق عجب رنگ مین یہ غزل اگار رہی ہے غزل

حکم تمہارو زگذشتہ ہین کہ ہم آتے ہین آج　　　جو کہا قاتل نے ہی گا آپ فرماتے ہین آج
حال دل کیونکر کہین سب براٹھین پانے ہین کج　　　میرے بوسون کی لب نازک قسم کھاتے ہین آج
رنگ عارض غیر کے بوسون نے پھیکا کر دیا　　　دیدۂ بیدار انکے ہم سے شرماتے ہین آج
مژدہ اے دل ہاتھ سوے دامن قاتل بڑھا　　　پانون آغوش اجل مین چل کے پھیلاتے ہین آج
اب تو یہ نوبت ہوئی تم بھی قدم رنجہ کرو　　　جا بجا عیسیٰ احبا دیکھنے آتے ہین آج
منزل مقصود تک جانے کی طاقت جو نہین　　　جا بجا آنسو مرے تھک تھک کے رہجاتے ہین آج
ہم نہین لیتے جو منہ کھولین دہان کے واسطے　　　متصل تیر نگہ وہ ہم پہ برساتے ہین آج
آرزو مند تعلق ہے مری دیوانگی　　　دیکھ کر دیدۂ زنجیر ترساتے ہین آج
غفلت قاتل سے حاصل ہے ہمین پژمردگی　　　زخم ہین اپنے ہرے ہو ہو کے مرجھاتے ہین آج
دیکھتے ہین ابر رحمت سے ترے کیا کیا ملے　　　اے فلک ہم دامن فریاد پھیلاتے ہین آج
کی ہے تعلیم حیا تیغ ادب آموز نے　　　اس لیے منہ کھولنے مین زخم شرماتے ہین آج
خندہ و زدیدہ ہم ہر دہان زخم مین　　　شادی اندوہ سے دل اپنا بہلاتے ہین آج
شام فرقت نے سکھائے ہین مجھے کیا کیا عمل　　　اے فلک ہشیار ہم نالے رسا کرتے ہین آج
او قبل از منزل کر نعبد کرین ہین بس　　　زندہ کر لینا ہمین لو ہم پہ مر جاتے ہین آج
ہین خیالی نامہ و پیغام انکے اے اسیر　　　متصل پیک تصور اپنے دوڑاتے ہین آج

سنیر جادو بیقرار ہو گئی بلندی سے چہار جانب دیکھنے لگی جب کہین کوئی آدمی نظر نہ آیا شاخہاے نخل پر نگاہ ڈالی دیکھا ایک عندلیب خوشنوا یہ اشعار ذکر کر رہی ہے تمام طائرون کی آنکھون سے آنسو جاری بعض طائرون نے اپنے پرون کا اسپر سایہ کیا ہے وہ عندلیب بد نصیب کیا چہکارین مار رہی ہے سنیر بیتاب ہو گئی جی مین کہتی ہے یہ طائر خوش الحان کس لطف سے زمزمہ سرائی کر رہا ہے خوش آواز صدا مین سوز و گداز اشعار بخوبی ثابت ہوتے ہین گانے مین تاثیر ہے ایک ڈھیلا اٹھا کے مارا سب طائر تو اُڑ گئے عندلیب کے پاؤن

اُس شخص نے پکڑ لیے عندلیب زمزمہ سرا ہٹ گئی خواجہ نے دیکھا ایک جادوگرنی آئی اُسنے مجھکو اٹھا لیا
دل مین حیران ہین کہ دیکھون عذاب کیا دکھائے منہ سے منہ ملا کر باتین کرنے لگی منیر جادو بیچ بوسے
خواجہ کو اپنے باغ مین آئی سامنے اپنے بٹھا لیا سازندون سے کہا ساز ملاؤ دیکھو میری بلبل کیا گاتی ہے
سازندون نے ساز ملائے منیر جادو نے چٹکی بجا کے کہا بی گاؤ عندلیب نے ستار کھولی تال سم پر
گانے لگی منیر جادو کیسی خوش ہوتی ہے کبھی قفس سے نکال لیا بلبل کی اسکے سینے پر منہ رکھدیتی ہے کبھی بازو
مین منہ ڈالتی ہے جاتی ہے دل مین گھس جاؤن منیر چھاتی سے لگا لیتی ہے کئی دن اسی رنگ مین گذر رہے
منیر جادو اپنے پاس سے جدا نہین کرتی ایک دن گود مین لیے بیٹھی ہے پیار کر رہی ہے جب چٹکی بجا کے کہتی ہے
عندلیب اشعار عاشقانہ گاتی ہے اسکے دل کو لبھاتی ہے منیر کے ہوش تو ضرور اڑتے ہین مگر دل باغ باغ
ہو کر مارے خوشی انجان مجھکو ملا ہے ہاتھ سے پرون کو چھونے لگی سر پر جو ہاتھ پڑا کچھ سختی سی معلوم ہوئی اب جو پر
ہٹا کے دیکھا ایک کیل آہن کی سر مین کسی نے ٹھونک دی ہے منیر نے سب کنیزون کو ہٹا دیا ہے کیل کو نکالا کیل
کا نکالنا تھا کہ عندلیب زمین پر گری فلک مار کے اٹھی دیکھا ایک انسان دبلا پتلا تانتیا ہے اٹھتے ہی
اشعار پڑھنے لگا منیر عاشق تو آواز کی ہو ہی رہی تھی گھبرا کے کہا ای شخص تو کون ہے عمرو نے کہا ای ملکہ عالم
اس گانے کی بدولت یہ مصیبت اٹھائی ایک جادوگرنی شبرنگ جادو تھی اسکے یہان مجرے مین گئے
رات بھر گائے صبح کو چار آنے پیسے دینے لگی ہمنے بگڑ کے کہا صاحب ہمارے پانچ روپیہ مجرے کے ہین
اسنے جھلا کے یہ کہا کہ وہ سزا دون کہ کوئی باز مجھکو کھا جاسکے میرا ہاتھ پکڑ کے نہین معلوم کیا کر دیا کہ مین
بشکل طائر بن گیا جنگل مین مارا مارا پھرتا تھا خوش نصیبی کہ آپ ایسی قدردان کو ملا بازہری سے بچا منیر نے
کہا نام تیرا کیا ہے کہا مجھکو استادی نواز کہتے ہین حضور نے میرے نانا جان کا نام سنا ہوگا سہان سنکدر خان
نیپالی نانی امان میری بی جنگلو بیچ ہاز اب تلک میرے ساتھ دربے آزار ہے مسلمانون نے سب ملک کو
قبضہ کر لیا ہمارے رہنے والے نذر ہے جہان جاکے دیکھو مسلمانون کی حکومت ہے انہین لوگون کی عملداری
کی کثرت ہے مسلمان کسی کو ایک پیسا نہین دیتے منیر یہ باتین سنکر بہت خوش ہوئی کہا استاد نہ گھبراؤ
اب اس طلسم مین سب شاہان طلسم جمع ہونگے بہت بڑا جلسہ ہوگا آجکل طلسم کشا نے بڑے بڑے مقام
فتح کیے ہین تمکو لباس معقول پہنا کر خدمت مین شاہان طلسم نور افشان کی لے چلین گے یہان سے قریب
باغ ہے ذی زمام الجن سوار کا اب لوح طلسمی انکو ملی ہے بڑی حفاظت کرتی ہے آٹھ پہر تین لاکھ جادوگر
نگہبانی کیا کرتے ہین وہ میری بڑی بہن ہین انکے یہان بھی جلسے مین لیچلونگی سب تمھارا گانا سنینگے بہت کچھ
انعام تمکو دلوا دینگے عمرو نے کہا ملکہ کیا طلسم کشا کا بھی پتہ ہے جہان گئے یہی ذکر سنا منیر نے کہا عمرو گرفتار
ہوگیا خبر پائی ہے تیغ شمشیرو کی زبانی سنا کہ طلسم کشا صحرا سے برف بار تک آئے بلعدہا ساحرون کو ٹھنڈا کیا
اب نہین معلوم کہان ہے جان زمام الجن سوار سنکر خواجہ کو اشتیاق ہوا کہ اپنے کو باغ زمام مین پہنچاؤن
[illegible] اپنا [illegible] منیر سے کہا استاد تمھارے گانے کا دل بہت مشتاق ہے ایک تو جانور کے بھیس
[illegible] مین [illegible] ایک غزل سناؤ خواجہ عمرو نے منیر کے راضی کرنے کے واسطے زنبیل سے نی
نکالی نئے طور سے نئی بجائی غزل

[illegible] ہر کبھو تر خشک ہو	[illegible] کے دامن تر ہون ہر کب دیدۂ تر خشک [illegible]

آہ کی گرمی سے دنیا مین ہو جو تر خشک ہو
نوح کا طوفان بھی ہو تو خشک ہو پر خشک ہو

اُن سے سوز نالہ واللہ سے سیل سرشک
اس سے تر ہووے زمین اُس سے سمندر خشک ہو

سوز دل آہ جگر لینے دے دم ڈک تک
تر رہین آنکھین ہمیشہ اور لب اکثر خشک ہو

موجزن ہے ایک دریا ہے جوش اشک جو
آستین ہو جائے تر دامان تر گر خشک ہو

شمع سان مین سوز گریہ سے سراپا جل گیا
ہے تعجب گر مجھے پانی کے اندر خشک ہو

ابر بھی گھل جائے ہے دریا بھی گر تھم جائے ہے
دیدۂ پرنم کبھی تو بھی تو دم بھر خشک ہو

روز محشر آپکے اس تشنۂ دیدار کا
حلق تشنہ تر نہو اور حوض کوثر خشک ہو

گریۂ خونی کو غصہ عالم بالا ہے بھر
کیون نہ خون روحانیون کا آسمان پر خشک ہو

تشنہ کام عشق ہون کہ خاک سے میری بنے
آب جو جون جون بھرے وہ دون دون ساغر خشک ہو

رونے کی جا ہے اگر ہو بعد مرنے کے فراق
ہے غضب گر نخل گریہ پھول پھل کر خشک ہو

شعر تر وہ مین مرے مومن کہ ہنگام جواب
خون سے منہ اور زبان ہر سخنور خشک ہو

خواجہ نے اس رنگ مین یہ غزل بجائی منیر جادو بیتاب ہو گئی کہا اُستاد چلو تمہین باغ بہشتیرۂ ملکہ زمام ابلق سوار مین لے چلین وہ تمھاری بڑی قدر و منزلت کریگی عمرو نے کہا ملکۂ عالم میرے کمال کا تمام عالم مین شہرہ ہے گاتے مین اکثر نازبی کیا ہے جادو ز میرے نام کے دشمن ہین ایسا نہو کسی عیار کی شکل بناکے مجھے بجلے منیر جادو نے کہا صورت کیونکر بدلی جائے عمرو نے کہا ایک بہروپیے کا اور میرا ساتھ مدت تک رہا ہے مین روپ بدلنا بھی خوب جانتا ہون جس کنیز کو یہان چھوڑنا منظور ہو اسی کی شکل بنکر آپکے ہمراہ چلون آپ لکھ لیجیے گا کہ پانچ ہزار روپیہ صرف کرکے اپنی کنیز کو گانا سکھلایا ہے منیر نے کہا کیا مضائقہ ہے زعفران نامے ایک کنیز تھی منیر جادو نے کہا اُستاد اُسکی شکل بنکر آؤ خواجہ نے کنارے آکے رنگ و روغن بٹوا کا نکالا زعفران کنیز کی صورت بنکر تیار ہوے سامنے منیر جادو کے آئے منیر بیقرار ہو گئی کہ اُستاد کیا کنا خال مین خط مین کسی بات مین کمی نہین عمرو نے کہا مین خدمت مین حاضر ہو کر اور کمالات اپنے حضور کو دکھاؤنگا منیر جادو بہت خوش ہے خواجہ نے کہا حضور میرے چند کمال آج باغ مین اپنی شہزادی صاحبہ کے جلسہ ملاحظہ فرمائیے گا سب کو آپکے سامنے شراب پلاکے بیہوش کرون اور پھر ہوشیار کرون جی مین آئے تو سب کو قتل کر ڈالون منیر نے کہا اُستاد کچھ گستاخی نہ کرنا آج سب کاملین جمع ہونگے آج ہنگامۂ عظیم ہے اُستاد ایک بڑا باعث ہے بانیان طلسم نے لکھا ہے کہ آج کی تاریخ شب کو خواجہ عمرو اور صاحبقران بھی اُس محفل مین ضرور آئینگے ملکہ زمام نے اسی واسطے یہ جلسہ کیا ہے اور شاہان طلسم کو لکھ بھیجا ہے کہ آج طلسم کشا کے اصلی اور عیار اسکا خواجہ عمرو میرے باغ مین ضرور آئینگے اسواسطے جلسہ کرتی ہون کہ جس صورت مین آئین گرفتار کرون اسی واسطے آج مین نے دانشکاران طلسم کو بھی طلب کیا ہے خواجہ نے کہا آپکی عنایت سے جس رنگ مین طلسم کشا آئیگا ہم پہچان دینگے ملکہ نے کہا اُستاد تم نے بھی طلسم کشا کو دیکھا ہے عمرو نے کہا برسون مین اُسکی صحبت مین رہا حمزہ سے مجھے بڑی ملاقات تھی جس رنگ مین آئینگے مین ضرور پہچان لونگا منیر جادو بہت خوش ہوئی تخت پر سوار ہوکے خواجہ کو بشکل زعفران اپنے پہلو مین بٹھا لیا چند کنیزین اور خواجہ یہ ہنو گرفتہ منیر جادو سے باتین کرتے ہوے چلے تھوڑی دور

راہ طے کی تھی سامنے باغ معلوم ہوا منیر نے کہا استاد دیکھو وہ سامنے باغ ملکہ زمام کا ہے ہر طرف سے جو دیگر
چلے آتے ہیں ملکہ ہائے ابر سیاہ و سرخ اُٹھ کر رہے ہیں سب افسر و تاجدار چلے آتے ہیں خواجہ دیکھتے ہوئے
جاتے ہیں کہ وہ ابر شق ہوا کسی تخت پر کوئی نازنین کوئی ساحر غدار کسی ابر میں آفتاب کی ضو دکھاتا ہے کسی سے ہرا
کنیزیں لیے ساتھ ساحر سیاہ رو چلے آتے ہیں ملکہ منیر کا بھی تخت آکے پہونچا دیکھا باغ وسیع عمارات ہائے رفیع
گرد باغ عندلیبان خوشنوا اپنے اپنے آشیانوں میں چہچہے ہیں الاشجار مثل قطرہ ہائے نور روشن بہار پر گلشن ہر
طائر کا نغمہ و زبان سنبل پر پیچ و تاب سے باغ رشک گلشن سبز گری بہار پر ہے بامدار میوے بار بر رہے ہیں خواجہ
سیر باغ کرتے ہوئے ساتھ منیر کے تخت سے اُترے منیر زعفران نقلی کا ہاتھ پکڑے ہوئے آکے محفل میں پہونچی
زمام اہلق سوار تخت شاہی پر بصد نخوت لباس فاخرہ پہنے ہوئے اسباب سحر سامنے رکھا ہے شعلہ ہائے
آتش بھڑک رہے ہیں اکثر طائر زمرد پر آکے کاندھے پر بیٹھے سرگوشی کرنے لگے پھر اُڑ کے چلے گئے ایکجانب
ملکہ کمیت تیز قدم مگر سرنگوں غم سے کلیجہ حزن رنجیدہ کبیدہ معلوم ہوتی ہے ملکہ زمام اہلق سوار نے پلٹ کے
پوچھا کیوں کمیت مزاج کیسا ہے عرض کی واری سب ساحر آتے ہیں شوہر میرا مینائے مینوش نہیں معلوم
کیا سبب ہوا ابتک تشریف نہیں لائے کنیز کو بڑا تردد ہے ملکہ زمام نے کہا بی کمیت تمہارے شوہر
بدلگام ہیں طرارے بھرتے ہیں اس صحرا میں صدہا گھوڑیاں پھرا کرتی ہیں اُنپر سواری گانٹھتے ہونگے آتے
ہونگے کیوں گھبراتی ہو عرض کی واری آج مجمع عام ہے میں چاہتی ہوں میرے شوہر پر کوئی بات نہ آنے
پائے دروازے پر باغ کے کنیزان خوش طبع حاضر ہیں مستانیاں مردوں کے نام پر جان دیتی ہیں ایسا نہو کہ
کسی پر انکی نگاہ پڑے بیٹھے بیٹھے کون ان مستانیوں سے لڑے ملکہ زمام نے کہا کیا مجال کوئی تمہارے
شوہر سے کلام کر سکتا ہے منیر جادو مصاحبوں میں آکے بیٹھیں زعفران نقلی گویا جھونکا ہوئے خزان کا
ہے سہری گھڑی ہوئی ملکہ منیر کے رومال جھل رہی ہے چپکے چپکے منیر سے پوچھ رہی ہے لوح کس مکان میں رکھی ہے
منیر جادو نے فرمایا پہلو میں جو قصر ہے اسی قصر کے بام پر لوح کو بڑی حفاظت سے رکھا ہے کوٹھے پر کسی کو
جانے کا حکم نہیں ہے ملکہ خود دن رات میں کئی مرتبہ کوٹھے پر جاتی ہیں لوح کو دیکھ آتی ہیں اندر باغ کے یہ
جماؤ ہے گرد باغ یہ کیفیت ہے کہ لاکھ ساحران غدار خروش رہتے ہیں آج سب جمع ہیں ایک ایک ساحر ہے ہم
جمشید زمان اپنے کمال پر سب کو ناز ہے شعبدہ ہائے سحر کا آغاز ہے اب صاحبقران کا حال تحریر کرتا ہوں
کہ بشکل مینائے مینوش طرف باغ ملکہ زمام کے چلے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ محفوظ جنی آکے پہونچا
پکار کے آواز دی آقائے نامدار و زر الشہر جانیے مجھے کچھ حضور سے عرض کرنا ہے صاحبقران گھبرا گئے کہ
میرا تو نام مینائے مینوش زنگی ہے محفوظ قریب آیا ہاتھوں کو امیر کے بوسہ دیا عرض کی اے شہریار اگرچہ
آپ جاتے پہچاننے والے پہچان لیتے یہ انگشتر ہاتھ میں رکھیے کسی کا سحر تاثیر نہ کریگا یہ کہکر انگوٹھی صاحبقران
کو دی کہا اسکو حضور لیلیں یہ دستگیری کریگی آپ انگشت نما ہونگے میں بھی وقت پر پہونچونگا چند باتیں
عرض کرنا منظور تھیں اسواسطے حاضر ہوا ای شہریار آپکا نام نامی مینائے مینوش زنگی دوسرے یہ کہ
کمیت تیز قدم آپکی زوجہ ہے اُس سے اسی طور سے باتیں کیجیے گا غلام حضور کو آگاہ کرتا ہے کہ خواجہ گرد
پہونچ گئے شبرنگ جادو نے خواجہ کو بشکل عندلیب بنایا منیر جادو اڑکر بیٹھی ایکے ساتھ خواجہ نے
داخلہ باغ زمام اہلق سوار میں کیا زعفران کنیز کی شکل پر ہیں اول ملاحظہ کیجیے گا یہ کہکر محفوظ سچے

بسر ہو صبح کو مژدہ خوشخبری جا کر شاہان طلسم کو سنائیں قواعد میں مرقوم تھا کہ اگر آج کی شب لوح کی حفاظت ہو گئی تو ہزار برس تک طلسم کشا کو لوح نہ ملیگی دو پہر رات بسر ہو گئی دو پہر رات اور باقی ہے اسی عیش و عشرت میں رات بسر ہو بی زعفران گمان ہیں جیسے ہی امیر نے گانے کا نام سنا یاد آیا کہ محفوظ جنی نے سمجھا دیا تھا کہ یہ انگشتر جسم میں عمرو کے بھی مس کر دیجیے گا ورنہ صورت تبدیل ہو جائیگی صاحبقران نے فرمایا کہ بی زعفران ذرا میرے پاس آؤ عمرو حیران سراپا کو دیکھتا ہے کہ آخر میرے آقا کہاں ہیں مطلق نہ پہچان سکا قریب صاحبقران کے آیا امیر اس خیال سے کہ شاید یہی خواجہ ہوں یہ بھی پہچان نہ سکے صرف گمان سے ہاتھ پکڑ لیا باتیں کرتے کرتے انگشتر جسم سے عمرو کے مس کر دی اب خواجہ تڑپ کر سامنے ملکہ زمام کے آئے جھک کے سلام کیا زمام کی نگاہ پڑی نازنین مہ جبین گلرخسار کبک رفتار شیرین گفتار گلعذار خوشنما خال ہندو چشم جادو خنجر ابرو سرو قد خورشید خد نہایت سلاست سے سلام کیا ملکہ زمام نے دیکھکر مسکرا کے پوچھا بی زعفران مزاج تو اچھا ہے عمرو نے ہاتھ اٹھا کے دعا دی حضور کے علیے عالے مراتب رہیں کیا لطف سے آپنے لوح کی حفاظت کی ہے یہ کہکر چار جانب دیکھا جس ناچدار پر نگاہ مل گئی اسنے کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا زمام نے کہا بی زعفران تجھے خوب گانا سکھ ہے عمرو نے شرما کے کہا واری رو پہ ملکہ عالم کا شفقت کنیز کی آج آپکو خوب راضی کرونگی سننے والے کہینگے کہ ایسا گانا نہیں سنا چاہتے ہیں خواجہ گانا شروع کریں کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک لکۂ ابر گلنار اس سے خون ٹپکتا ہوا طاؤس سان ذریں بال رقص کرتے ہوئے زمام نے ابر کو دیکھکر کہا لو زعفران ذرا ٹھہر جاؤ ہماری دوست صادق خلیل مجرب طلسم ملکہ شبرنگ تشریف لاتی ہیں نام شبرنگ کا سنکر عمرو کے ہوش اڑ گئے سر جھکا لیا محفل میں دبیٹھا مگر ہاتھ پاؤں میں رعشہ پڑ گیا ابر شق ہوا عمرو نے دیکھا شبرنگ جادو ایک مار سیاہ پر سوار بڑے کروفر سے آئی کئی سو کنیزیں گرد گھیرے ہوئے محفل میں آئی زمام کو بہ ادب سلام کیا زمام نے کہا بوا شبرنگ آج کی تاریخ کو لکھا تھا کہ عمرو و صاحبقران اس صحبت میں ضرور آئینگے میں نے جلسہ آراستہ کیا ابھی تک تو کسی کا گذر نہیں ہوا شبرنگ جادو نے کہا حضور خواجہ کو کوئی باز یا بہری نے کھا لیا ہو گا میں نے جانور بنا کے چھوڑ دیا ہے اسی واسطے میں گئی تھی بھلا اب اس صحبت میں کیا آسکتا ہے اب تو اسکی ایک ہڈی بھی نہ باقی ہو گی ملکہ منیر جادو نے کہا بوا کس رنگ کا جانور بنایا تھا شبرنگ نے کہا گانا سنو تمہاری کنیز زعفران کے گانے کے سب مشتاق ہیں عمرو نے بھی ساز ندوں سے کہا جلد ساز درست کرو ساز درست ہوئے عمرو نے لنگنا کے سامنے زمام ابلق سوار کے وہ وہ تمر بان گائیں زمام تعریفیں کر رہی ہیں بانے کا یہ رنگ ہے جو ٹھمری شروع کی ایک ایک مغلا کر سو سو طرح بتایا تمام اہالیان محفل رجوع عمرو نے اس غزل کو شروع کیا سب کی طرف بتا بتا کے گانے لگے

نظم

ہمارے دشمن کے وہ عالم مزا جاتا رہا
ایسے لب چوسے کہ بوسوں کا مزا جاتا رہا

زلف جو ہاتھ میں نہیں کچھ مجھکو بیہوشی سی ہے
ڈھونڈھتا ہوں یہ نہیں معلوم کیا جاتا رہا

وہ نشہ غربت میں نکلا منزلوں سے موت کی
اب تنفیرا ابھی وہ احسان جفا جاتا رہا

[illegible]
پاؤں سے اس شوخ کے رنگ حنا جاتا رہا

[illegible]
مر گیا دشمن تو کیا تیرا گلا جاتا رہا

کہکے تم کچھ رہ گئے سمجھوں اُسے کیا خاک مین — لفظ جب پورا نہ نکلا مدعا جاتا رہا
وہ نہ سمجھے میری بیتابی مین بہکی گفتگو — ہائے عرضِ شوق سے بھی مدعا جاتا رہا
مجھسے وہ مین اُنسے لپٹا ازدیادِ شوق مین — یان لحاظِ وضع وان پاسِ حیا جاتا رہا
تم رقیبون سے ملے ہمنے بھی دل بہلا لیا — اب ہمارا آپکا وہ واسطہ جاتا رہا
کیا گلا اسکا خلافِ وضع دونون ہو گئے — ضبط مجھسے تمسے اندازِ وفا جاتا رہا
عالمِ پیری مبارکباد مومن ای [illegible] — ولولے ٹھنڈے ہوے سب حوصلہ جاتا رہا

اس رنگ سے یہ غزل خواجہ نے گائی کہ تمام اہالیان محفل تعریفین کر رہے ہین یہان تو خواجہ گا رہے ہین صحبت عیش و نشاط آراستہ اب عمرو کا ارادہ پھر کر جا شراب کا [illegible] محفوظ جنی کے دل کو لگی ہوئی ہی لشکر صاحبقران ایک صحرا مین فروکش ہی وہی باغ قبضے مین ہی جہان پر سیکلان بن قہار کو مارا سرداران صاحبقران بارہ دری مین بیٹھے مین ملک اخضر و آفتاب وغیرہ صلاحین کر رہے ہین کہ نہین معلوم ہمارے آقاے نامدار کو لوح طلسمی دستیاب ہوئی یا نہین کسکو بھیجین کون خبر لائے کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا محفوظ جنی گھبرایا ہوا آگے پہونچا کہا ای سردارانِ صاحبقران امیر اور خواجہ عمرو کا داخلہ قصر زنام ابلق سوار مین ہوا جلد آپ لوگ انکے پاس پہونچائین اب حال کھلا جاتا ہی یہ سنتے ہی چالیس جادوگر اٹھ کھڑے ہوے بہرام و مقبل نے کہا ای محفوظ جنی ہم بھی کسی طرح وہان پہونچین محفوظ جنی نے کہا آپ لوگ بشکل پرند ہو کے ساحرون کو جانے دیجیے ملک اخضر و زنار وغیرہ جتنے مقدر ساحر تھے باز تیتر قمری بنکر روانہ ہو گئے کوئی طاؤس بنکر روانہ ہوا کوئی مار سیاہ بنکر غرق زمین ہوا کوئی اژدہا بنکر اور محفوظ جنی نے خبر دی کہا کہ میرا نام محفوظ ہی جا کر صاحبقران کی خدمت کرون ایک جادوگر کی شکل بنکر پہونچا سر پر صاحبقران کے رومال جھلنے لگا عمرو نے محفل مین اپنا رنگ باندھا ہی رباب ترنجے کے گا رہا ہی اہالیان محفل کو بیقرار اور محو کرنے کو سب تھے یہ غزل شروع کی نظم

دفن جب خاک مین ہم سوختہ ساماں ہونگے — فلسِ ماہی کے گلِ شمع شبستان ہونگے
ناوک انداز جدھر دیدۂ جانان ہونگے — نیم بسمل کئی ہونگے کئی بے جان ہونگے
تابِ نظارہ نہین آئنہ کیا دیکھنے دون — اور بن جائینگے تصویر جو حیران ہونگے
تو کہان جائیگی کچھ اپنا ٹھکانہ کر لے — ہم تو کل خوابِ عدم مین شبِ ہجران ہونگے
ناصحا دل مین تو اتنا تو سمجھ اپنے کہ ہم — لاکھ نادان ہوے کیا تجھسے بھی نادان ہونگے
کرکے زخمی مجھے نادم ہون یہ ممکن ہی نہین — گر وہ ہونگے بھی تو بے وقت پشیمان ہونگے
ایک ہم ہین کہ ہوے ایسے پشیمان کہ بس — ایک وہ ہین کہ جنھین چاہ کے ارمان ہونگے
صبر یارب مری وحشت کا پڑیگا کہ نہین — چارہ فرما بھی کبھی قیدیِ زندان ہونگے
منتِ حضرت عیسیٰ نہ اٹھائینگے کبھی — زندگی کے لیے شرمندۂ احسان ہونگے
غور سے دیکھتے ہین طوف کو آہوے حرم — کیا کہین اُسکے سگِ کوچہ کے قربان ہونگے
داغِ دل نکلینگے تربت سے مری جون لالہ — یہ وہ اخگر نہین جو خاک مین پنہان ہونگے
عمر ساری تو کٹی عشقِ بتان مین مومن — آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی محفوظ جنی رو ہان بیٹھا ہی زمام ابلق سوار ہر مرتبہ صاحبقران کو دیکھتی ہی
اور رکمیت سے کہتی ہی بوا خفا نہ ہونا مجھے و سہم تمہارے شوہر پر شک ہوتا ہی کمیت جادو خفا ہوتی ہی اور
کہتی ہی بات سمجھ کے کہو میرا شوہر تو کبھی اس صحرا کے باہر نہیں گیا اور ادھر عمرو نے اہل محفل کو دنگ کر دیا ہی ہر نقد
کو بچاس بچاس طرح سے بتایا قیامت برپا کر دی تمام اہلیان محفل نے کلیجے پکڑ لیے صاحبقران بیٹھے دیکھ رہے ہین
کہ پشت پر سے کسی نے چٹکی لی امیر نے پلٹ کے دیکھا محفوظ نے کہا اے آقاے نامدار اب رات بہت کم باقی ہی
آپ کوچے پر جائین لوح حاصل کرین اب جلوہ ہوا چاہتا ہی صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے زمام ابلق سوار
نے پوچھا کیون اے میناے مینوش کیا ارادہ ہی کہا ضرور کوچے پر جا کر لوح کی حفاظت کر آؤن یہ ذکر تھا
کہ آسمان پر سناٹا ہوا آواز آئی اے زمام ابلق سوار ہوشیار ہو جا منم فرستادہ شہنشاہ نور افشان سب نے
دیکھا ایک طائر ہفت رنگ زمزمہ سرائی کرتا ہوا چلا آتا ہی آواز دی جبکہ کتاب مین لکھا پایا امیر کیون ذہل کیا
تجھ پر سامری جمشید کیسی غلطی ہوتی ہی ایسی غفلت یہ جو بیٹھا گا رہا ہی ساربان زادہ ہی اور میناے مینوش
جوان یکتا طلسم کشا ہی دونون کو گھیر کے مار لو صاحبقران سپر سیمون پر کوچے کے ہونچے تھے یہ ہنگامہ سنکر
پلٹے دیکھا رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے عمرو کے اڑ گیا اس طائر نے امیر پر عکس ڈالا انکی بھی صورت
تبدیل ہو گئی سامنے آئینہ تھا اُسمین جو اپنی صورت دیکھی اصلی پائی اب تیغ نیام انتقام سے کھینچی اپنے نام کا
نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

زبیم فزاری انوشیروان
بہ بازو شده فتح و نصرت بنام
لرزند از خوف دیران قاف
سلیمان ثانی لقب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
چو رستم بہ سجستان ہی گیر و دار
گذر چون بہ جولانگہ خان شوم
سمندون بہ بخت گشتہ شکار

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
کہ کتاب ملعون کروه فراز
ز ہر ارض بر از عدل و انصاف شد
کرار جنگ ہیں ذلیل و خوار

منم قاتل کافران جہان
چو در باختر جنگ شد آشکار
زرزم دیو عفریت را وبصاف
د سانجا جو جاه و ادب یافتم

نعرۂ امیر کی جو آواز عمرو نے سنی انہنے بھی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
اڑاتا ہون کفار کے جی حوض
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
چھپاتا ہون دشمن کا ہر دم گزند
نشان تھا مری گرد پا پرش کا
کہ آقا ہمارا حبا گمیدی

مری نسل سے کفر پیدا ہوا
مرا لکھا ہی گلشن قتیل فعال
ہوا افسر ذی حشم نامدار

مرے نام پر عذر شیدا ہوا
مری چال لیے ہی صبا پامال
امیر عرب شیر پروردگار

تمام ساحران غدار جھپٹ جھپٹ کر قریب صاحبقران آ
کے آتے روکنے لگے کہ یہ کوچے پر نہ جانے پائین چہار جانب سے گھیر لیا ہزارہا ساحر ہی ہر ایک کا یہی قول ہی
کہ طلسم کشا کو گھیر کے مار لو مگر صاحبقران و عمرو دونو نہنگانہ و پلنگانہ لڑ رہے ہین صاحبقران کا یہ حال ہی کہ جسکے
جھٹکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے عمرو پر بھی اسم اعظم پڑھتے ہین عمرو بن امیہ ضمری بھی شعلۂ جوالہ بنا ہوا
لڑ رہا ہی صد ہا حقہ ہاے آتشبازی مارے کسی پر حباب مارا کسی پر حلقہ ہاے کمند مارے ہزارون ساحرون
کے لاشے پھڑک رہے ہین بجلی چمک رہی ہی ابر سحر گرج رہے ہین ساحرون کے سحر سے مکان جل رہے ہیں
ابر سحر سے کسی نے آگ برسائی پانی کے دریا بہ رہے ہین ہزارہا ماران سیاہ دوڑتے پھرتے ہین مگر امیر پر
کوئی حربۂ سحر مطلق تاثیر نہین کرتا جو سحر آیا برکت اسم اعظم سے باطل ہوا زمام ابلق سوار نے بڑھ کے
آواز دی یارو تم آٹھ سات لاکھ ساحر جمع ہو دو شخص تم سے نہیں گرفتار کیے جاتے اگر ایک مرتبہ تم سب کے
سب ملکر جلوہ کرلو تو ابھی طلسم کشا سب کو مار ڈالیگا دس پانچ ساحر مارے جائینگے باقی سب ملکر گرفتار کر لینا یہ سنکر

ساحرون نے بلوہ کیا سب طرف سے لینا لینا لیکر چلے حربے ہاتھون مین نیزے اٹھاتے ہین تلوارین چمکاتے ہین دو دورے دھمکاتے ہین امیر جھپٹ جھپٹ کے انھین قتل کرتے ہین سنبر اور ننگا نہ بلنگا نہ لڑ رہے ہین خواجہ عمرو نے لاشون کے انبار لگا دیے جادوگر کو مارا اور گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے جادوگر ڈھونڈھتے پھرتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے ارے وہ دبلا پتلا تا تھیا ابھی تو اسی مقام پر تھا ایک مقام پر گیتون نے جو کڑکا کھا یکار کے یہ بند پڑھا بند مسدس

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای با نظر	ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر	وجہ ہوا اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر
یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر	زاد رہ ہیچ نہ داریم چہ تدبیر کنیم	سفر دور و دراز است و ما بیخبریم

بعض بکار رکھتے ہین تتمہ

گئے کل سوے گورستان جو ہم باخستہ حالی تھے	مقابر جتنے دیکھے ہمنے خستی با کمالی سے تھے
یہ دو مصرعے لکھے اس جا پہ مضمون خیالی تھے	مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے

سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

ججوم ججوم کے ساحر جاتے ہین صاحبقران پر جا پڑتے ہین مگر امیر ہاتو تیر تلوار چمکاتے ہین سب کا زبھاگتے ہین اپنی جان کا خون کرتے ہین جو بڑھا مارا گیا ہزار ہا لکھ ہا ابر گرج رہے ہین یہ معرکہ درپیش ہو کر ایک لکہ ابر سیاہ برسے ہوا جس سے دور دور شور سے پیدا ہوا اب ساحر اسی طرف دیکھنے لگے کہ یہ کون آتا ہے وہ ابر آکے سامنے شق ہوا سب نے دیکھا ملک اخضر وزنار جادو آفتاب شعلہ مزاج و نابید دو گلشن وغیرہ یہاں ہونچے اخضر کے قریب شبرنگ کے ہونچا شبرنگ نے بڑھکر سحر کیا ساتھ والون سے کہتی جاتی ہے ارے یارو مین نے تو ساربان زادے کو طائر بنا کے چھوڑ دیا تھا یہ یہان کیونکر پہونچا مسلمانون کی باتین سمجھ مین نہین آتین اخضر سے مقابلہ جنگ کا ئی سحر اسے اخضر پہ کیے اخضر نے سب سحر دفع کر دیے اسنے جھپٹ کر پنجہ مارا اخضر نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچا مارا کہ سر شبرنگ کا اڑ گیا منیر جادو حبشی جادو اخضر کو مارون آفتاب بیچ مین آ پڑی منیر و آفتاب سے سحر چلنے لگا گھڑی بھر کامل دونون مین سحر چلے مگر زمام ابلق سوار نے جو دیکھا للکارا کہ او نمک حرام تجھے کچھ نمک شاہی کا پاس نہین آفتاب شعلہ مزاج نے جواب دیا او مکارہ جس بادشاہ کا نمک کھایا تو نے اسکا پاس نہ کیا ان نمک حرامون کا کیا خیال کرین فطور و فساد برپا کرنے والے جنہون نے اپنے ولی نعمت کو قید کر لیا انکا کیا پاس زمام جادو نے ایک چیخ ماری کہ ارے شعلہ مزاج کو لینا ایک مار سیاہ دفعۃً ابر سے پیدا ہوا طرف آفتاب کے وہ مار سیاہ چلا آفتاب کے پیچھے پری فیروزہ نے پڑھ کر سحر کیا ایک عقرب اسکے سحر سے پیدا ہوا عقرب نے اس مار سیاہ پر ڈنک مارا کہ مار سیاہ پانی ہو گئے بیکبار زمام ابلق سوار کے ہوش اڑ گئے ساتھ والون سے کہتی ہے کہ صاحبو دیکھو رازداران طلسم طلسم کشا کے شریک ہین کیونکر اسکو قوت ہو طلسم کشا بھی مرد مردانہ شیر فرزانہ حقیقت مین ایسے جری نگاہ سے نہین گذرے جب ساحر آگے گئے تو صاحبقران نے ایک ساحر کو مار کے گھوڑا اسکا لیا اس قصر سے لڑتے ہوے باہر نکل آئے چالیس ساحر نامی سحر مین گرامی کس حسن سے لڑ رہے ہین اس گرمی جنگ مین محفوظ جتنی فریب صاحبقران کے آیا عرض کی ای شہریار آپ لڑتے ہوے باہر کیون چلے آئے اب آپکو کوٹھے پر جانا پڑیگا لوح طلسمی کوٹھے پر ہے اب جو صاحبقران کوٹھے پر جانے کا قصد کرتے ہین تو لاکھون

جادوگرون نے پرے باندھے کسی طرف سے جانے نہین دیتے سب یہی کہتے ہین طلسم کشا کو مار لو کہ طبل سکندری
پر چوب پڑی دیکھا تمام لشکر آگے پہونچا سب کے آگے آگے بہرام بڑھا ہرا طبل سکندری بجتا ہوا ایک جانب
مقبل وفادار بارہ ہزار تیراندازون کو ساتھ لیے ہوے کس دھوم سے آگے لشکر پہونچا مگر ساحر صاحبقران
کو کہیں پر نہین جانے دیتے کئی مرتبہ صاحبقران کو تھے بر لاہم بڑھکے پہونچے مگر لاچار ہو کے پلٹ آئے جب امیر
نے ساحرون کا بلوہ زیادہ دیکھا لشکر پر تو کئی تاجدار جا بڑھے لشکر پامال ہو رہا ہے جب ساحرون نے پڑھ کر
سحر کیا کوئی منھ کے بھل گرا گھوڑے بدلگامی کرنے لگے پیدل پابگل سوار مضمحل کئی ہزار سوار و پیدل
مارے گئے مقبل اپنے کو سحر سے بچائے ہوے ایک گوشے سے تیراندازی کر رہا ہے جب تیر چلے ہزار دو ہزار
مر کر گرے چاہا مقبل پر سب ملکر جا پڑین مگر یہ کسی کو قریب نہین آنے دیتا جو بڑھا وہ تیر قضا کا نشانہ ہوا مگر
ہزارہا غیر ساحر بھی کام آئے عیارون نے حقہ ہاے آتش زنی مارے ایک طرف مہتر قران لغبعہ بڑھے
ہوے لڑ رہے ہین برق فرنگی نے کرچ سے سیکڑون کو ٹھنڈا کیا جسپر جا پڑا اُسکی کو حباب مارا کسی پر کمند کے
حلقے مار دیے ساحرون نے زمین ہلا دی زنار جادو نے جب جنیر کو گردش دی اُسنے ہزارون آدمی مارے
آفتاب نے آگ لگا دی جب آفتاب جنگ چمکی وہ حیرت ہوئی کہ جادوگرون کے بھیجے نکلے عین گرمی جنگ ا
مگر صاحبقران خیال کرتے ہین کہ فتح کو لاکھون جادوگر گھیرے ہوے جاتے ہین صاحبقران نہ جانے پائین کہ
نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش پشت مرکب سہ چشمی پر سوار بارہ ہزار جوان شمشیر زن صف شکن
پشت پر اس زور و شور سے آکے گرا بارہ دری کے برابر آکے جنگ کی لاشے ساحرون کے لوٹنے لگے با
سفید سر پر سایہ فگن جسپر عکس ڈال دیا جل کر رہگیا ہے اور منقار سے جنگ کر رہا ہے جسنے نقابدار پر سحر کرنے کا قصد
کیا باز نے اُسپر سایہ ڈالا منقار ماردی نقابدار نے پکار کے آواز دی اے زلزلہ قاف ثانی سلیمان آپ اس
جانب تشریف لائیے جا کر لوح کو قبضے مین کیجیے صاحبقران لڑتے ہوے اُسی مقام پر پہونچے نقابدار صفون کو
توڑتا ہوا جاتا ہے جو صف توڑی صاحبقران اُس صف پر پہونچے زمام نے دیکھا کہ کئی سو تاجدار مارے گئے
ایک صف پر دو ساحر منقار آتش ریز و شیدائے سبک خیز موجود تھے ان دونون نے اسقدر لشکر سے
نقابدار سے جنگ کی کہ کئی ہزار جوان لشکر نقابدار کے مارے گئے نقابدار لا تنے اپنے رفقا کے اٹھتا
دیکھکر آنکھون سے اشک حسرت ٹپک رہے ہین جب دیکھا کہ میرے رفقا سب مارے گئے منقار آتش ریز
کو تاکا ایک تیر کمان مین جوڑ کے مارا اُسکے سینے پر پڑا پشت کو توڑ کے پار گذرا منقار کے مرنے سے اندھیرا
ہوا شیدائے سبک خیز بڑھا کہ نقابدار کو مار ڈالے پہلو سے آواز آئی بس او کافر ادھر کہان جاتا ہے جسے
مقابلہ کر شیدا نے پلٹکر دیکھا امیر لڑتے ہوے قریب پہونچے اسنے ترنج سحر مارا امیر نے اسم اعظم پڑھ کے
گھوڑے پر کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کے قریب پہونچا شیدا نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے غصے مین کلائی پر ہاتھ
ڈال دیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کے شیدا کو اُٹھا لیا طرف آسمان کے پھینکا گرتے گرتے جو رنگ
ہوائی قلم کیا نقابدار یہ شوکت و جرأت دیکھکر ہم مر گیا تعریفین کرنے لگا اے شہریار گیتی کشا حقیقت مین
آپ فراش راہ دین اسلام ہین آپ سے کون مقابلہ کر سکتا ہے صاحبقران لڑ بھڑ کے قریب بارہ دری کے
پہونچے دامن گردان کر گھوڑے سے کودے نقابدار نے گرد صاحبقران پھر کے جنگ کی صدہا کافرون کو قتل
کیا اسم اعظم بھی ورد زبان سر پر باز سفید سایہ فگن شمشیر زنی واقع ہو رہی تھی . جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہو

اسی شاخ پر بسم اللہ کہکر ہاتھ ڈالیے امیر بڑھے تھے کہ زمام ابلق سوار ٹوٹ پڑی پکارے کہا باش او حمزہ
پہلوان جانیگا یہ کہکر جا شاخ پر ہاتھ ڈالا امیر نے جھٹکی کا ہاتھ مارا کہ ہاتھ زمام کا ٹوٹ گیا دوسرا ہاتھ مارا کہ
مقبل ہو گئے وو ٹکڑے ہوئے استحکام تھا کہ تمام ساحران غدار بھاگنے لگے آسمان سے آگ برسنے لگی آوازین
ہو کب اٹھین آخر مین آواز آئی کشتی مرا نام من زمام ابلق سوار بود، امیر نے جھپٹکر ہاتھ مارا جھپٹنے کی
آواز آئی اب جو دیکھا ہاتھ مین لوح طلسم نور افشان ریشم مین سندی ہوئی ہے ماس کی تختی یاقوت کے حرف
امیر نے بسم اللہ کرکے لوح لے گئے ہین ڈالا کوٹھے سے اترے جادوگرون نے دیکھا کہ صاحبقران
لوح لینے ہوئے آتے ہین تجوت جان بھاگنے لگے ہزارون رومال سے ہاتھ باندھ کر قدمون پر گرے کہتے تھے ای
شہریار ہم تو تابعدار ہین سحر العجائب و مصر الغرائب کے نام سے نفرت کرتے ہین ان دونون بھائیون
نے غضب کیا شہنشاہ کوکب کو قید کرلیا ہم تو دل و جان سے آپکے تابعدار ہین ہزار اسطرح حاضر ہوے
صاحبقران نے انکو دامن پناہ دیا ایک اور مقدمہ ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ منیر جادو کو
جو صاحبقران نے گرفتار کیا قدمون پر گر پڑی کہا ای شہریار خواجہ عمرو کے لانے کی تو مین باعث ہوئی
شبرنگ جادو نے انکو طائر بنادیا تھا میرے دل کو تقویت تھی کہ جب صاحبقران تشریف لائینگے اور
لوح طلسمی حاصل کرینگے تو ہم ملازمت مین حاضر ہونگے مین دل و جان سے اطاعت، سلام قبول کرتی ہون
دل مین تو منیر کے غلو رہی تھا ظاہر مین اپنے اطاعت کی صاحبقران نے چھوڑ دیا بڑے بڑے افسرون کو اپنے
لا کے ملایا انتظام مین مصروف ہی نقابدار تو بعد فتح جنگ روانہ ہوگیا صاحبقران سے چلتے چلتے کہہ گیا کہ
بامنے حضور سے ضرور لونگا امیر نے خود نہی جواب دیا کہ آپ کہکر چلے جاتے ہین جسدن مزاج اقدس مین
آوے ٹھہر جائیے طبل جنگی بجوائیے میدان مین نکل کر میرے آپکے امتحان ہو جائے نقابدار نے کہا خیر جو حضور
یہی چاہتے ہین تو مین مجبور رہون مین یہ نہین چاہتا کہ آپ سے مقابلہ کرون اگر آپکو یہی منظور ہے تو بندہ مجبور
ہے آجکل ہر دو قانت مین یک مقابلہ درپیش ہے مجکو پس وپیش ہے اس سے فراغت کرکے حاضر ہونگا یہ باتین
کرکے نقابدار تو جبروت و شوکت روانہ ہوا دو لاکھ جادوگر صاحبقران کے شریک ہوے منیر جادو
نے منظر جادو و رہبر جادو و معتبر جادو تین، افسر لا کے ملائے کہا ای شہریار یہ رازداران طلسم ہین
وقت پر رہبری کرینگے صاحبقران نے فرمایا ای منیر مین رہبری اپنے پروردگار کی چاہتا ہون دیکھو
بعنایت پروردگار لوح ملی اب مرحلہ جات بھی فتح ہو جائینگے ای منیر خوشی یہین اُس دن ہوگی کہ اپنے
برادر دینی کوکب روشن ضمیر کو قید سے رہا کرینگے منیر جادو نے کہا یقین کامل ہے کہ حضور کے دست حق پرست
سے یہ سب کام انجام پائین تو بعد صاحبقران جملہ سردارون کو لیے ہوے داخل بارگاہ ہوئے سحر العجائب
میدان سے جو زخمی ہو کے گیا بارگاہ مین مصر الغرائب بیٹھا ہے تمام اہل دربار جمع ہین کہ سحر العجائب آگے
پہونچا مصر الغرائب نے گھبرا کے پوچھا بھائی صاحب خیر تو ہے اور وقت وہ ہے کہ ملکہ مہران آسمان سیر
زوجہ اسکی بھی حاضر تھی اپنے شوہر کو زخمی دیکھکر رونے لگی سحر العجائب نے کہا صاحب کیون روتی ہو
مصر الغرائب نے کہا کیون بھائی جو جو کچھ کئی دن مین تماشا ہے وہ گوشہ نشین ہو رہا ہے اگر آپ سب ساحرون
کی رائے ہو تو ہم کوکب سے اصلاح کرلین سردارون نے کہا حضور مناسب تو یہی ہے سب کو یقین کامل
ہوا اب طلسم ٹوٹ جائیگا طلسم کشا لڑتا بھڑتا قلعہ طلسمی تک آئیگا سحر العجائب کے تخت سے نکل کر ایک نامہ

شاخسار جادو کو لکھا جائے کہ قید کو کب لیکر آئے مصر الغرائب لے گیا تھا جانی صاحب کیا بیہودہ
بکتے ہو سامری و جمشید کے ہاتھ میں قلم تھا جو چاہا لکھ دیا لوح ملنے سے کیا ہوگا وہ سحر کرین کہ حمزہ کو برسون
یہ ثابت نہو کہ ہم زندہ ہیں یا مردہ جس مقام پر ہیں وہان سے جنبش نہ کرسکیں فتح طلسم میں کوشش نہ
کرسکیں مرحلہ جات طلسم ایسے کہ جنکو ایک انسان ضعیف البنیان فتح کرسکے مقام حکما کہ جہان تخنگ تک
کے صاحبقران رہینگے فتو سنسنے کیا کہی بات اٹھا رکھی ہوگی ہم دیکھین تو صاحبقران کیسے مذہب کے پابند
ہیں جلیم وہ دھوکے دیتے کہ تم کمبخت اپنی زندگی سے بیزار ہو جائیگا ہمارا کیا نقصان ہے جس مرحلے پر جائینگے
بڑے بڑے صدمات اٹھائینگے جانی صاحب نے یکایک فرمایا اب جیسے سلطنت کا مزا نہ چھوٹیگا کئی برس جینے
حکمرانی کی اب کیونکر ہو سکتا ہے کہ اب سپہ سالار بنکے رہین دوسرا سلطنت کرے یہ تمسے کب ہو سکیگا جب لوگ
کریاد آئیگا کہ انہون نے ہمکو تنبیہ کی ہمارے ساتھ فطور فساد کرینگے بادولت سے کلمات سخت نہ سنے جائینگے
وہ لڑائیان پڑینگی کہ اگر صاحبقران کے جملہ دوست جمع ہو جائیں تو ہمارے ہاتھ سے مہلت نہ پائیں ایک سحر
میں دس بیس لاکھ کو مار سکتے ہیں مہران آسمان سیر نے کہا ایک مقدمہ دریافت کرو کہ منیر جادو پر کیا گذری
وہ ہماری بہن کی بیٹی ہے وہ ضرور فساد برپا کریگی ہرکارے جائیں مفصل خبر لیکر آئیں کون کون سردار لشکر کے
کون کون مارے گئے یہ باتیں سب کو پسند آئیں کہ اسکا دریافت کرنا واجب و لازم ہے دو ساحر تیز رو سرخاب
و عقاب واسطے خبر کے روانہ ہوئے یہ دونوں ساحر لشکر اسلام میں پہونچے بیابان دو وقت ہے کہ صاحبقران
داخل بارگاہ ہیں صحرائے برفبار تک لشکر اُترا ہوا ہے منیر جادو انتظام کرتی پھرتی ہے فکر میں ہے کہ کسی طور سے
لوح طلسمی سے نکلون میری خالہ زاد بہن گھبرائی ہوگی عمرو نے کئی مرتبہ صاحبقران سے کہا بھی کہ اے آقا اور
سردار تو دل و جان مطیع و منقاد ہوئے مگر منیر جادو مکار معلوم ہوتی ہے اسکے مکر سے خدا بچائے
اسکا لشکر میں رہنا مناسب نہیں امیر نے فرمایا خواجہ تم خود مکار ہو اوروں کو بھی مکار جانتے ہو منیر جادو
نہایت راسخ الاعتقاد ہے ہر وقت خدمت میں حاضر رہتی ہے مرحلہ جات کا پتہ دیتی ہے دونوں ہرکارے مفصل
خبریں لیکر بھاگے دربار میں سحر العجائب و مصر الغرائب کے پہونچے اپنے سب افسرون کے نام بتائے
اور منیر جادو کا حال کہا کہ انتظام لشکر کر رہی ہے ہمارا یہ مقصد تھا کہ ہم اُس سے بات کرتے مہران نے
کہا کوئی ایسا ہے کہ پاس ملکہ منیر کے جائے تنہائی میں جا کے ملاقات کرے اسفل جادو مصاحب خاص
ہے مہران فلک سیر نے کہا کنیز جائیگی مہران نے اپنے ہاتھ سے نامہ لکھ کر دیا مضمون یہ تھا کہ اے نور نظر
مقام افسوس ہے کہ ہمارا نوز وال دولت ہوا اور ہم آرام سے مہجور اب بڑی خیر خواہی یہ ہے کہ کسیطرح لوح
طلسم کشا سے لاؤ اسفل یہ نامہ لیکر چلی لشکر اسلام میں بصورت مبدل آئی کنیز بنکر پھرنے لگی کہ دیکھا
منیر جادو خدمت امیر سے اٹھکر نہین درسالے کہ صحرائے خارستان میں فروکش تھے انکو سب کو اسنے لا کر
صحرائے برفبار میں اُتارا کہ یہ مقام محفوظ ہے آپ لوگ یہان رہیں اب جبتک لشکر یہین فروکش رہیگا
صاحبقران برائے فتح طلسم جائینگے جبتک آپکی خدمتگذاری میں رہینگے منیر جادو صحرائے برفبار سے ٹہلتی
ہوئی آتی ہے ایک نخل کے سایہ میں اسفل جادو کھڑی تھی اسفل نے ہاتھ کے اشارے سے کہا ملکہ منیر جادو مجھکو کچھ
عرض کرنا ہے منیر ہٹ پڑی نیزہ بنکے ہی دور ہٹا دیا اسفل نے نامہ پیش کیا منیر جادو آنکھون میں
آنسو بھر لائی نامے کو پڑھا نامہ تو ہاتھ میں چھپا لیا کہا اے اسفل خالہ جان کو میری طرف سے آداب تسلیمات عرض کرنا

اور کہنا حضور اسی واسطے مین رہتی ہون طلسم کشا سے اپنا اعتبار ظاہر کرتی ہون جسوقت موقع پاؤنگی لوح لیکر
حاضر خدمت ہونگی ای اسفل جادو اب تمہارا ٹھہرنا مناسب نہین ہی جدائی مین ملکہ کی آٹھ پہر تڑپا کرتی ہون
مگر اسوقت جو امر مین نے کیا یہی بہتر تھا یہ باتین کرکے اسفل جادو تو طرف دربار سحر العجائب کے روانہ
ہوئی نامہ منیر جادو وہ ہاتھ مین اسکے [illegible] تی ہوئی چلی آئی تھی کہ اسطرف سے خواجہ عمرو کا گذر ہوا دیکھا کہ
منیر جادو اُداس ایک کاغذ ہاتھ مین اُسکو پڑھتی ہوئی چلی آتی ہی عمرو نے بڑھکر سلام کیا منیر نے کہا ای شہنشاہ
عیاران اسوقت کہان سے آتے ہو عمرو نے کہا بازار بزازان مین گیا تھا پھرے سفر کرایا تھا یہ کاغذ تمہارے
ہاتھ مین کیسا ہی منیر جادو نے جلدی سے کاغذ کو چاک کر ڈالا کہا اسمین کچھ گھر کا حساب لکھا تھا اس حرکت سے عمرو
کے کان کھڑے ہوئے اسی وقت دوڑ خدمت مین امیر با توقیر کی آیا کہا ای آقاے نامدار جو گمان میرا تھا وہ
کرسی نشین ہوا منیر جادو کے پاس کوئی نہ کاغذ پاس سے شاہان طلسم کے آیا تھا ایک عورت کو بھی مین نے
اُسکے پاس ست جاتے دیکھا امیر نے فرمایا خواجہ تمہارا گمان سراسر غلط ہی وہ بڑی مخلص ہی دیکھو چند
رسالے صحراے خارستان مین تھے انکو بھی جا کر صحراے برفبار مین جگہ دی باغ جو خالی پڑے تھے وہ بسا لئے
عمرو نے کہا آپ یون نہ مانینگے مین اسکو اچھی طرح ثابت کر دونگا خواجہ اسی فکر مین ہین منیر جادو نے
کسی کنیز کو بھی رازدان نہین کیا اس راز کو سب سے پوشیدہ کیا ہی بارگاہ مین آکر بیٹھی سوچ رہی ہی کہ کیونکر
صاحبقران پر پنجہ قابض ہو گیا مہر کرون کہ لوح لیکر نکل جاؤن وہان میری خالہ امان کیسی پریشان ہونگی
فرانی ہونگی منیر جادو نے بھی ہماری خیر خواہی کی اگر آج میری والدہ ماجدہ زندہ ہوتین تو انکو کیسا قلق ہوتا
ضرور اُنسے خالہ امان شکایت کرتین یہی سوچ رہی ہی اکیلی بارگاہ مین سر جھکائے بیٹھی ہی کبھی سوچتی ہی کہ آج رات
کو لوح طلسم لون مگر کیونکر دست[illegible] ہوسکیگی خوابگاہ صاحبقران پر زنار و آفتاب شعلہ مزاج کا پہرا
رہتا ہی ملک اخضر بھی آٹھ پہر اسی انتظام مین مصروف ہی اور بڑا غضب یہ ہی کہ اور چالیس سرداران نامی
نگہبان طلسم کشا مین اگر کسی کنیز نے پکارا کہ مین حاضر ہون جواب دیا بھی باہر ہی ٹھہرو سب کنیزین در دولت پر حاضر
ہین تا اندر بارگاہ کے بیٹھی ہی جا بیٹھی ہی غرق زمین ہو کر اپنے گرپا گاہ صاحبقران مین پہنچاؤن جاکر لوح گلے سے
اُتار لون پھر سوچتی ہی کہ اگر کسی نے دیکھ لیا زندہ نہ بچونگی سب ساحر ہا کر دشمنی کرینگے سب سے زیادہ ملک اخضر کو
امیر کی محبت کا جوش ہی ہر ایک زندہ مشرب اُنکی سے ولا مین بیہوش ہی کچھ بن نہین پڑتا کہ پیچھے سے آواز آئی بیٹیا
مزاج کیسا ہی کیون چپ بیٹھی ہو منیر جادو نے پلٹ کے دیکھا کہ ملکہ مہران آسمان سیر لیکن بدحواس ژولیدہ حال
ہوا بیقرار و مضطر منہ پر خاک ملے ہوئے چہرے پر گرد آلود جس سے ثابت ہوتا ہی کہ غرق زمین ہو کر آئی ہی منیر نے
جھک کے سلام کیا کہا مادر مہربان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مہران نے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا بی بی جسوقت
ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ منیر مطیع اسلام ہوئین تمہارے خالو صاحب بہت بگڑے فرمانے لگے کیون صاحب
تمہاری بھانجی سنگ دل محبت اہل اسلام تھین ایسی کہ اب لشکر اسلام کا انتظام کرتی پھرتی ہی محبت امیر مین مرتی
ہی جہان تمہاری بھانجی گئی تم بھی جاؤ بس بیٹھے مین بڑے بڑے صدمے اٹھائے مین نے دربار مین جانا چھوڑ دیا
اسوقت بیٹھے بیٹھے گھبرائی کہ جاکر اپنی بچی سے ملاقات کرون سنو بی بی اگر تم بصدق مطیع اسلام ہوئین تو مجھے بھی
چلکر قدمون پر صاحبقران کے گرا دو اور اگر بمصلحت یہ کام کیا تو لشکر سے نکل چلو جاکے اپنے خالو سے ملاقات کرو
یہ سنکر منیر رو دی کہا [illegible] تکلیف [illegible] سے مسلمان ہوتی مجھکو مسلمانون کے نام سے نفرت

آپکا نامہ آیا تھا مین نے اسفل جادو سے زبانی بھی کہدیا تھا کہ خالہ اماں نہ گھبرائین مین حاضر ہوتی ہون مگر یہ
کام کرکے آؤنگی مین ابھی یہی سوچ رہی تھی کہ غرق زمین ہو کر جاؤن لوح گلے سے صاحبقران کے اُتار لاؤن
مگر خوف یہ ہے کہ اے مادر مہربان یہ چالیس ساحران نامی رازداران طلسم دل وجان سے کوشش کر رہے ہین
کہ کوئی دست اندازی ممکن نہین ملکہ اخضر عقاب بنکر قبۂ بارگاہ پر بیٹھے ہین بی آفتاب شعلہ مزاج وغیرہ
یہ لوگ حسن مین رشک ماہ منیر سحر مین بےنظیر یہ سب رازداران طلسم ہین جس کام کو کرتے ہین بحفاظت وبسلامت
کرین انکی بات کا جواب دے سکتا ہے اور ملکہ اخضر نے وہ انتظام کیا ہے کہ سارا لشکر آٹھ پہر آراستہ وپیراستہ
رہتا ہے ساحرون کو سحر سکھالے جاتے ہین کم علم تعلیم پاتے ہین وہ انتظام لشکر دریا بار کنیز کو بڑا تردد ہے کہ
لوح کیونکر دستیاب ہو مین اسی فکر مین ہون ملکہ مہران نے کہا بیٹا مین جو پلٹ کے جاؤنگی تو خالو تمھارے اور زیادہ
تردد وہم ہونگے مین چاہتی ہون کہ انکا عقدہ [illegible] منیر جادو نے کہا [illegible] عشرے مین یہ سب انتظام ہو جس
ہوجائیگا آپ تردد نہ فرمائین مین ہر وقت مقام نشیب وفراز دیکھتی رہتی ہون لوح ضرور لاؤنگی صاحبقران
کو دم کا دونگی مہران نے کہا بیٹا میرے نزدیک ایک بات بہتر ہے کہ تم اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ لکھو مضمون اُسکا
یہ ہو کہ خالو جان مین کرکے مطیع صاحبقران ہوئی ہون اسی فکر مین ہون کہ کوئی تدبیر بن پڑے تو لوح لیکر
آؤن جس دن موقع پاؤنگی لوح آپکی خدمت مین حاضر کرونگی یہ بھی ذہن مین ہے کہ اگر ذرا طلسم کشا کو غافل پاؤن تو
بعنایت سامری اُسے بھی گرفتار کر لاؤنگی ورسا ربان زادے کو ضرور لاؤنگی یہ سب مضمون اپنے ہاتھ سے
ایک پرچے پر تحریر کرکے مجھے دیدو مین جا کے تمھارے [illegible] کو دکھا دون پھر بیٹا تمھارا نام ہو جائیگا مجھکو بھی بڑی
تقویت رہیگی منیر نے کہا بہت خوب خالہ [illegible] نہین چاہتی منیر نے اُسی وقت کاغذ اُٹھایا پہر
مضمون مذکور اپنے ہاتھ سے بتصریح لکھا [illegible] مہران آسمان سیر نے وہ کاغذ ہاتھ سے منیر جادو کے
لیلیا کہا تو بی بی جاتے ہین تمھارے خالو صاحب کو تسکین دینا منیر نے کہا کدھر سے جائیے گا مہران نے کہا
بی بی تم منہ پھیرو تو مین نکل جاؤن مین غرق زمین ہوکے جاؤنگی کہ مجھے کوئی نہ دیکھ سکے منیر نے منہ پھیرا مہران
سراپچہ چاک کرکے نکل گئین صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین اخضر وغیرہ جمع ہین مرحلہ جات پر جانے کی فکرین
ہو رہی ہین صاحبقران فرماتے ہین مجھے اب مرحلہ جات طلسم پر جانے کی جلدی ہے اخضر کہتا ہے جہان آپ جائیے گا
ہم لوگ بھی بفضل خدا وقت پر پہونچیگے آفتاب شعلہ مزاج نے عرض کی اے شہریار کل مین تلاش پر تھی کہ ملکہ
منیر جادو اپنی بارگاہ سے نکلی آئی بارگاہ کو دیکھ رہی تھی جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ آپکے دشمنون
کی فکر مین ہے مجھکو کھٹکا ہوتا ہے ذرا اُسکے مقدمے مین لوح سے دریافت کیجیے امیر نے تیور بدل کے کہا اے آفتاب
مجھے ناگوار ہوتا ہے منیر کی برائی نہ کرو منیر نہایت راسخ الاعتقاد ہے کس خضوع وخشوع سے وہ خدمتگزاری
کرتی ہے جو فوج اُسکے سپرد ہے آٹھ پہر تیار رہتی ہے یہ صاحبقران فرما رہے تھے کہ در بارگاہ سے نعرہ ہوا انّم ملکہ
مہران آسمان سیر باش اے گروہ اعراب کہان بھاگ کے جاؤگے میرے ہاتھ سے امان نہ پاؤگے ایک ایک
کو جلا دونگی خاک مین ملادونگی یہ آواز سنتے ہی سب کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑگیا آفتاب کے منہ سے نکلا
لو یارو غضب ہوگیا زوجۂ سحر بلبا [illegible] آگئی اسوقت بڑے غصے مین ہے اے شہریار ہوشیار ہو جائیے صاحبقران
نے تیغۂ عقرب سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا آواز دی ہاں لگانا خبردار کہان جاتی ہے منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
امیر عالیشان صاحبقران زمان خبر امیر بازو [illegible] دوڑ [illegible] تو مہران آسمان سیر نے جھپٹ کے کہا اے صاحبقران

ذرا ہوش میں آ لیجیے ایسا نہو تلوار ہاتھ سے گر پڑے اسم اعظم تو یاد کیجیے صاحبقران نے جو آنکھ ملائی بلبلا کر
کہا او ساربان زادے ہر بات میں حیران کر دیتا ہے یہ کیا ہے مجھے مسخرا پن سوجھا سب سردار حیران کہ شاہ
صاحبقران سحر میں پھنس گئے یا تو یہ غصہ تھا یا ہنس ہنس کر باتیں کر رہے ہیں امیر نے فرمایا دوستو یہ ساربان زادہ
کی ہر بات اسکی ایسی ہی قیامت کی ہوتی ہے میٹھے میٹھے غمزے دکھاتا ہے سب سردار خوش ہو گئے اخضر نے دوڑ کے
خواجہ کو گود میں اٹھا لیا کہا خواجہ بے سبب آپنے صورت مہران کی بنائی عمرو نے وہ نوشتہ ملک اخضر کو دیدیا
ملک اخضر نے بڑھکر سر پیٹ لیا کہا آقائے نامدار ذرا اس پرچے کو ملاحظہ کر لیجیے خواجہ نے بڑا کام کیا انکے
جو باطن میں تھا اُس سے دریافت کرا لے غلامان جانباز کو حکم دے کہ ہم ابھی اُس گیسو بریدہ کو گرفتار کر کے لائیں
صاحبقران نے فرمایا میں کسی کا حقیر کرنا نہیں چاہتا اے زنار تم جا کر منیر سے کہو اب تم چلی جاؤ لشکر میں تمہارا رہنا مناسب
نہیں ہے اور جس فکر میں تم ہو اسکا ہونا بہت دشوار ہے طرف سے سحر العجائب کے زن جنکے آنا ہے کو دھوکا دینا جسطرح
بن پڑے اُسکو لینا یہ ذکر تھا کہ منیر جادو آ کر پہونچی اُسکو تو اس بات کی خبر نہ تھی بلا تکلف بارگاہ میں چلی آئی خواجہ
بشکل مہران آسمان سیر سب سے ہنس ہنس کے باتیں کر رہے ہیں منیر جادو کے ہوش اُڑ گئے صاحبقران نے
فرمایا اے منیر آؤ دیکھو تمہاری خالہ اماں بھی تشریف لائی ہیں اطاعت اسلام قبول کرتی ہیں عمرو نے قریب آ کے
کہا بیٹا میں تو جان آ کے گھر گئی تھی جو کاغذ دیا تھا وہ چھن گیا امیر نے فرمایا کیوں منیر ہم نہ تھے یہ امید نہ تھی منیر
قدموں پر گر پڑی کہا اے شہریار اب مجھکو اعتقاد دین اسلام ہوا اب دل سے مطیع ہوئی ہوں عمرو نے پیشانی
دیکھ کر کہا بیشک نور اسلام اب اسکی پیشانی پر چمکا صاحبقران کو بہت خوشی ہوئی ملکہ منیر بصدق دل مطیع اسلام
ہوئیں ہرکارے شاہان طلسم کے حاضر تھے یہ خبر لیکر بھاگے یہ نامہ جو معرفت اسفل کے پہونچا مہران آسمان سیر
نے خوش ہو کے کہا کہ دیکھیے کیسا قول کرسی نشین ہر آدہ کبھی صدق دل سے شریک مسلمانان نہوگی اب دو چار
روز میں موقع پا کر لوح طلسم کشا سے چھین لائیگی اور اگر موقع ہوگا تو طلسم کشا کو بھی قید کر کے لائیگی یہ ذکر تھا کہ
ہرکارے دوڑے ہوے آئے تمام کیفیت جو بیان کندی تھی سب بیان کی کہ ساربان زادے نے آپکی صورت
بنکر تمام حال دل ملکہ سے دریافت کر لیا اور جا کے اپنے آقا طلسم کشا سے کہدیا ملکہ قدموں پہ طلسم کشا کے گر کر
اور منت کرنے لگیں کہ آقائے نامدار و مولائے قدرشناس ابتک تو میرے دل میں مکر تھا مگر اب بصدق دل مسلمان
ہوتی ہوں مہران کے ہوش اُڑ گئے کہا اے اسفل تم کسی طرح اپنے کو بھیس لشکر مسلمانان میں پہونچا دو باطن
منیر کا دریافت کرو اسفل نے کہا میں ابھی جاتی ہوں یہ کہکر اسفل جادو چلی ایک عقاب کی شکل بنکر لشکر اسلام میں
آئی دیکھا منیر جادو پہلو میں آفتاب کے بیٹھی باتیں کر رہی ہے عقاب پر نگاہ پڑی دیکھتے ہی پہچانا ملک اخضر سے
کہا اے ملک اخضر اسفل جادو آئی ہے آپ لوگ اسکو گرفتار کریں میری نکہ میں بیٹھی ہے یہ سنتے ہی ملکہ آفتاب
تڑپ کے اُٹھیں عقاب سے آنکھ ملائی چاہا عقاب نے کہ اُڑ کے نکل جاؤں آفتاب نے ایسا سحر کیا کہ اسفل [illegible] دم
بصورت عقاب منھ کے بھل گری زنار نے ایک تیر مار دیا کہ اسفل اُٹھ نہ سکی اتنے عرصے میں آفتاب جا پڑی
عقاب کو پکڑ لیا ملکہ فیروزہ دوڑ کے آئیں صاحبقران فرماتے ہیں کہ اسکو گرفتار نہ کرو مگر آفتاب و زنار نے
اپنے سحر میں مبتلا کیا منیر نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا اسفل بصورت اصلی ہو گئی کہا اسکو لیجا [illegible] اسفل قید ہو گئی کئی ساحر
اسی طرح طرف سے شاہان طلسم کے آئے منیر نے سب کو پہچان پہچان کے گرفتار کرایا تیسرے دن امیر نے فرمایا
دوستو ہم اب رخصت ہوتے ہیں اب تم سب صاحبوں کو مناسب ہے لشکر کی حفاظت کرنا اپنے کو ہارے ہوئے [illegible]

عمرو دوڑ کے قدمون سے لپٹ گیا کہا مین بھی آپکے ساتھ چلونگا امیر نے فرمایا خواجہ تمھارا جانا مناسب
نہین طلسم کشائی مین قید ہی کہ طلسم کشا اکیلا جاتا ہی عمرو و برق و قران الگ الگ روانہ ہوے کہ انکا ذکر
تحریر کیا جائیگا صاحبقران نے صبح کو بعد نماز سحری لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا ای فتاح طلسم اگر
پروردگار فضل کرے اور لوح طلسمی حاصل ہو جس مقام پر تخت تمھارے بادشاہ کا بچھا ہی اُس تخت کو بزور
صاحبقرانی اُٹھاؤ ایک نقب پیدا ہوگی اُسمین سے ایک اژدھا پیدا ہوگا قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا تمھارے
سامنے آئیگا دہن اژدر مین اپنے تئین گرا دو یہی راہ مرحلۂ قارن بقدرت بن مقرون کی ہی نہایت
مکار و حیلہ ساز شعبدہ باز فسون ساز ہی بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کرنا صاحبقران سب سے رخصت
ہوے سب نے یہی عرض کی یا صاحبقران جہانتک ہو سکے بے لوح دیکھے قدم نہ بڑھائیے گا ورنہ لوح قبضے سے
نکل جائیگی امیر بانوقیر نے بزور صاحبقرانی تخت اُٹھایا فرش کو ہٹایا ایک نقب پیدا ہوئی اُسمین سے ایک اژدہا
قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا نکلا صاحبقران بسم اللہ کہکر دہن اژدر مین پھاند پڑے بعد عرصۂ دراز پانؤن اُن
کے زمین سے آشنا ہوے دیکھا کہ ایک صحرا جسمین خس و خاشاک کا مطلق نشان نہین سنسان ویران
کنعت میدان بونڈلے واسطے استقبال کے اُٹھے صداے جغد و بوم شوم بھی اُس مرز و بوم مین نہین آتی
ہوا گرم چل رہی ہی نخلون مین شاخین جل گئین ہین کف افسوس ملتے ہوے معلوم ہوتے ہین اپنی بے ثمری
پہ نخل گریان اگر زبان قائم ہوتی یہی صدا دیتے کہ افسوس خارستان دنیا مین ثمر نہ لائیے آرزو نہ کھلا کسی دشت
مین پھول کا نام نہین غنچے کا کچھ کام نہین دام زلف سنبل کھنچا نرگس شہلا سرنگون آنکھون کے آگے بینائی
عالم کا نقشہ پھر رہا ہی صحرا کی بے برگی پر بونڈلے اُٹھتے ہین خاک اُڑاتے ہین صحرا مین دوڑے دوڑے پھرتے
ہین کبھی منہ کے بل گرتے ہین امیر بانوقیر اس حال پریشان کو دیکھکر حیران منتظر اس صحراے ہول خیز کو
طے کر رہے ہین تلاش مین سایے کے بہت دور رہ نوردی کی مگر سواے دھوپ کے جب کہین سایہ نہ ملا بہ
تمازت و حرارت آفتاب نے پریشان کیا ایک پہاڑ کی آڑ مین آکے کھڑے ہوے حیران تھے کہ دیکھیے انجام کار
کیا ہو کہ ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا پشت مرکب پر بہرام گردن خاقان چین چلا آتا ہی پشت پر دس بارہ سردار
ایک خیمہ چھکڑے پر لدا ہوا بہرام نے آکے سلام کیا صاحبقران نے گھبرا کے پوچھا ای بہرام کیونکر آنے کا
اتفاق ہوا عرض کی بعد تشریف آوری حضور کے سحرالعجائب نے لشکر ساحران بھیجا سب ساحر آپکے طرف
لڑے ملک اخضر مارے گئے آفتاب وغیرہ کو گرفتار کر لیا جب غلام نے دیکھا لشکر تباہ ہوا ان چند جوانون نے
میرا ساتھ دیا حضور کی خبر پائی کہ ایک صحراے وحشتناک مین گذری غلام تلاش کرتا ہوا آیا شکر ہی کہ حضور سے
ملاقات ہوئی جتنے نامی ساحر آپکے لشکر مین تھے وہ گرفتار ہو گئے باقی تمام لشکر اُسی مقام پر بیکار پڑا ہی
غلام پہلے ہی نکل آیا اگر لشکر مین رہتا مین بھی گرفتار ہو جاتا یہ کہکر خیمہ استادہ کیا عرض کی خیمے مین تشریف لائیے
کہ حضور دھوپ سے بیچین صاحبقران ساتھ بہرام کے خیمے مین داخل ہوے تباہی لشکر کا حال سنکر نہایت ملال
ہوا غصے مین کانپ رہے ہین فرماتے ہین ای بہرام عجب خبر وحشت اثر سنائی ان شاہزادیون کے گرفتار ہونے
کا بڑا ملال ہی یہ نازنینان مہ جبین اپنی اپنی افسری چھوڑ کے میری شریک ہو گئین انکے لیے کوئی خرابی ہونا
باعث رنج و ملال ہی اگر مجھکو معلوم ہو جائے کہ قید ان افسرون کی فلان مقام سے جاتی ہی تو اپنے کو فوراً وہان
پہونچاؤن جا کے اُس ساحر کو راہ کہین روکون اپنے سردارون کو قید سے چھڑاؤن بہرام نے عرض کی آقا

اب انکا ملنا مشکل ہی انشاء اللہ حضور وہان تک پہونچینگے یہ ظاہر ہی کہ وہ ان سرداروں کو قتل نہین کرسکتے
جس سردار نے بڑھکر سحر کیا اور کسی کو گرفتار کیا وہ یہی کہتا تھا کہ بڑی لاچاری ہی ہے تم رگ داخل سرحد طلسم ہو
قتل تم سب کا بدون اتمام میعاد ممکن نہین سب قید رہینگے عقاب زندان معیبت سہینگے صاحبقران سے بہرام
باتین کرتا ہوا خیمے مین لیکر آیا امیر آکے بیٹھے بہرام نے عرض کی آقا آپنے اس صحرا مین بڑی معیبت اٹھائی ہی
غلام کے ساتھ جو حکم ہو تو حاضر کرون یہ کہکر جام بلورین مین پانی بھر کے لایا امیر نے گھبرا کے ہاتھ بڑھایا مگر
دل دھڑکا خیال مین گذرا یا صاحبقران مرحلۂ طلسم پر آنا اور لوح طلسم کو نہ دیکھنا جیسے ہی یہ خیال آیا امیر نے
پانی پینے سے ہاتھ روکا بہرام نے عرض کی کہ حضور پانی نوش فرمائین کیون تامل فرماتے ہین امیر نے کچھ جواب نہ دیا
لوح پر جو نگاہ پڑی صاف مرقوم تھا کہ ای فتاح طلسم یہ آپکا سردار بہرام نہین ہی یہی جام اس ملعون پر
پھینک مارئیے امیر یا تو قہر نے وہی جام آب ہاتھ سے بہرام نقلی کے لیا چاہا بہرام نے گر کھینچ لے امیر نے وہی
جام اسپر پھینک مارا قطرے پانی کے جو جسم پر پڑے مثل ہیزم خشک جلنے لگا ساتھ والے چیخ مار کے بھاگے
مگر بہرام نقلی جل کے خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من اشرار جادو دربان طلسم بود عرصے تک اندھیرا رہا
بعد اسکے صاحبقران نے اپنے کو صحرائے سبزہ زار مین پایا ایک نخل کے سایے مین آکے ٹھہرے سوچ رہے
تھے کہ ای امیر خداوند کریم نے بڑا فضل اپنا شریک حال کیا کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی علم ہائے سیاہ
نشان لشکر کافران خیل خیل ساحر چلے آتے ہین ایک ساحر بدصورت کریہ منظر تخت پر سوار گرد ساحران
غدار نعرے کرتا ہوا کہ ای طلسم کشا تجھی تو نے بے ادبی کی سم قارن بن قدرت بن مقردن مین منتظم مرحلۂ
طلسم ہون اب تو یہان سے نہ گذر سکیگا تمام لشکر صاحبقران کے سامنے اسی صحرا مین اتارا صاحبقران
حیران کھڑے ہین کہ کیسے افسوس کی بات ہی کہ ہمارے ساتھ کوئی نہین بارگاہ یا خیمہ بھی کوئی ہمراہ نہ آیا یہ خیال
دل مین آیا ہی کہ لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا ای طلسم کشا مقیدان مرحلۂ اول اسی مقام پر ہین وہی تمھاری فوج ہی
انہین رہا کرو اور یہ جو جادوگر آیا ہی یہی منتظم مرحلۂ اول ہی صاحبقران نے حیران ہوکے پھر لوح کو دیکھا مراد
یہ تھی کہ آخر وہ قیدخانہ کہان ہی حاشیۂ لوح پر یہ مضمون نکلا کہ جس نخل کے سایے مین آپ کھڑے ہین اسم حاشیۂ
لوح پڑھ کے دم کیجیے قصر قیدخانہ ظاہر ہوگا امیر نے حاشیۂ لوح پڑھ کے دم کیا دوڑتا ہوا دیکھا ایک قصر
سیاہ ظاہر ہوا دروازے پر قصر کے ایک جادوگر بیٹھا ہی چند ساحر اسکے گرد اسنے دیکھتے ہی آواز دی لو یارو
طلسم کشا آیا اسکو گرفتار کرلو امیر نے بموجب حکم لوح تلوار نہ کھینچی لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا اجل گیا دارو غہ
نے چاہا پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن جیسے ہی یہ اڑکے بلند ہوا صاحبقران نے تیر مارا دارو غہ مرکے گرا
سب ملازم بھی اسکے مرے دروازہ ٹوٹا صاحبقران اندر قیدخانے کے آئے دیکھا کئی ہزار بندگان خدا مسلسل
و مطوق بیٹھے ہین ماران سیاہ گرد انکے جو بیٹھے تھے وہ سب پانی ہوکے بہگئے آپس مین سب قیدی کہنے لگے کہ آج
کسی جلیل نے داروغۂ زندانخانہ کو مارا کہ ماران سیاہ ہمارے قریب سے جتنے تھے پانی ہوکے بہگئے خدا اس جلیل کا
جمال جہان آرا ہمکو دکھائے کہ سامنے سے صاحبقران کو سبنے آتے دیکھا سب جوان اپنے اپنے مقام سے
برائے استقبال اٹھے جھک جھک کے سلام کرنے لگے ایک جوان کو دیکھا تاج یاقوتی سر پر مگر گنہ سرنگون بیٹھا
ہوا رورہا ہی امیر بشکر یان بیڑیان سب کی کاٹتے ہوئے قریب اس جوان کے آئے فرمایا ای برادر ذرا سر
اٹھاؤ اب تمھارا وقت رہائی آگیا تم کیون ملول ہو اس تاجدار نے کہا ہمارے واسطے رہائی کہان ہم قید تعلق

سے رہائی چاہتے ہیں امیر باتوقیر نے فرمایا ای تاجدار تمھارے ساتھ کے سب قیدیوں نے رہائی پائی خداوہ دن دکھائے کہ ہم لوگ تنے بعجلت اپنے برادر کے قید خانے تک پہونچیں تم قید تعلق سے کیوں رہائی چاہتے ہو کیا پس وپیش ہے کونسی مصیبت درپیش ہے اُس تاجدار نے رو کے عرض کی مین افسوس کرتا ہوں آپکے حال اور اپنے حال پر قارن بن قدرت بن مقرون آپکے مقابل آیا ہوگا افسوس ملعون سے مقابلہ سخت پڑیگا آپنے ان قیدیوں کو رہا کیا انکی رہائی قید حیات تک ممکن نہ تھی مگر وہ بڑا مکار وجعلساز ہے ہر چند کہ حضور نے بڑا احسان کیا کہ ہم لوگون کو رہا فرمایا مگر آپکو خدا اُسکے مکر وحیلے سے بچائے مین اسی حرالی کا تاجدار ہون یاقوت گلگون میرا لقب ہے اور ایک ساحرہ الماس جگرخوار جادوگر وہ اس حرالی مین بطور انتظام آئی مجھ بدبخت کو دیکھکر عاشق ہوئی مجھکو گرفتار کرلائی ہر روز در پے آزار ہے آج شب کو اُسنے خبر دی تھی کہ کل طلسم کشا آئیگا سب کو رہا کریگا مین نے سامان ایسا کیا ہے کہ تجھکو اور طلسم کشا کو قتل کرونگی لہذا غلام کو حضور رہا نہ کرین اسی مقام پر رہنے دیجیے امیر باتوقیر نے فرمایا ای برادر تم اس بات کا مطلق تردد نہ کرو انشاءاللہ اس ملعونہ کو بھی قتل کرینگے تم ہمارے ساتھ چلو انشاءاللہ فتح نصیب ہوگی اس حرالی کی سلطنت تمکو پھر ملیگی صاحبقران نے اُس تاجدار کو رہا کیا چالیس ہزار آدمی رہا ہوے یاقوت نے اُٹھتے ہی اُن سبکو اشارہ کیا کہا یارو سجدۂ شکر پروردگار کرو کہ طلسم کشا نے آکے رہا کیا اُس قدرت سے یہ بھی یقین ہے کہ جانین سب کی بچ جائین طلسم کشا مرد جلیل ہے ظلم سے اُس ظالم کے امان پائینگے کہ تہ خانون مین اسباب تھا تھوڑے عرصے مین اُن سب چراغون نے مال اسباب نکالا ایک بارگاہ زربفتی صاحبقران نے لدوائی یاقوت کو تخت پر سوار کیا اس عظم وشان سے مقابلے مین قارن بن قدرت بن مقرون کے آئے اب جو قارن نے صاحبقران کو اس شان سے دیکھا گھبرایا ایک نامہ اُسی وقت لکھا الماس کو جب نامہ اُسکے پاس پہونچا اُسنے جواب دیا کہ ای قارن کیون گھبراتا ہے تو طبل جنگی بجوا یہ مرحلہ طلسم نورافشان ہے اسکا فتح ہونا نہایت دشوار ہے مین بھی وقت پر آؤنگی طلسم کشا کی سرکشی مٹاؤنگی قارن نے طبل جنگی بجوایا امیر نے بھی طبل جنگی بجوایا رات بھر تیار ہان رہین ہمراہیان امیر باتوقیر بھی آمادہ حرب و پیکار رہیں جب پہر رات گذر کے صبح کردو دونون لشکر میدان مین آئے قارن نے گھوڑا میدان مین نکالا پکار کے آواز دی ای طلسم کشا میرے مقابلے مین آجا باغا امیر نے کہ مقابلے مین اُس ملعون کے جائین کہ صحرا سے گرد اُڑی امیر نے دیکھا کہ ملکہ آفتاب چارسو جادوگرنیان ہمراہ ہین وہین سے پکار کے آواز دی ای شہریار آپ ہرگز قصد نہ کیجیے گا کنیز اس ملحد سے مقابلہ کریگی حضور کے فراق مین کنارے دریا کے گئی اور پریشانی کے کنیزون سے بیقرار ہو کے کشتی تھی ای فلک کجرفتار میرے امیر نہون اور مین دریا کی سیر کرون افسوس صد ہزار افسوس دل بھر آتا ہے اپنے حال پر رونا آتا ہے

نظم

عاشق مہجور کے مانند ہے بیتاب موج
کھینچے کشتی کو اپنی جانب گرداب موج
اپنا مہمان طفیلی جانتے ہین ہم اسے
اب دریا خشک ہوجائے تو ہو نایاب موج
چاندنی کی سیر کو آیا اگر وہ بحر حسن
خواب مین بھی پھر نہ دیکھے صورت بیتاب موج

رکھتی ہے دریا مین حال ماہی بے آب کا
ڈوبے ہین دریا مین تیرے عاشق جنبگی
آگئی گھر مین ہمارے ہمرہ سیلاب موج
کیا سمجھکر بحر ہستی مین کرون راحت طلب
قدرت اللہ دیکھیگی شب مہتاب موج
گنج بادآورد بہالاوے جو خسرو ہو کوئی

غرق ہوتا پار اُتر جاتا ہے بحر عشق سے
شکل جوہر کیا عجب پیدا کرے سیماب موج
دم فنا ہووے تو ممکن ہے سخن گوہر نگار کی
تکتا ہون روز وشب دریا مین پیچ وتاب موج
بحر اُلفت کے شناور ہو اگر سیری طرح
ابکی ہے آتش بیان عالم اسباب موج

اس رنگ سے یہ اشعار پڑھے کہ جس سے رنگ بخوبی ثابت ہوا جو جادوگرنیان ساتھ مین آئی تھی طرف امیر کے
بھیجا آپ مقابلے مین قارن کے ہو بجی صاحبقران نے دیکھا کہ قارن و آفتاب سے سحر ہونے لگے جو سحر ملکہ نے
کیا ملکہ نگین شجاع گران بنیاد کھائی سحر کو قارن کے دفع کیا لڑتے لڑتے قارن نے ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ آفتاب
نے آواز دی او بیجا سمجھ کر سحر کو دیکھ تو خطوط مار شجاعی مین اُلجھا شمشیر گلکستان علم ہے اپنا گلا کاٹ لے یہ آواز سنکے
قارن بے حواس ہو گیا چہرہ اداس ہوا اور اپنے گلے پر رکھ لی ملکہ نے کہا جوہر جرأت دکھا اب مثل تلوار کے خم ہوتا
قارن نے کہا ملکہ کیا مجال مین عشق مین تمہارے شمشیر بران ہون مثل سپر سیاہ رو ہونگا یہ کہکر تلوار کھینچی سر
اُتر گئے کرا ملکہ آفتاب نے چار سو جادوگرنیون کو ساتھ لیکر لشکر قارن پر جا پڑین امیر نے دیکھا آفتاب عکس زور دو
شور سے لڑ رہی ہے کہ ساری فوج کو شکست دی کچھ بھاگ گئے کچھ مرے کچھ گرفتار ہوئے قریب شام ملکہ لڑائی فتح
کرکے پلٹین قدم اقدس صاحبقران کو بوسہ دیا عرض کی اے شہریار فتح مبارک ہو مرحلہ اول کے حاکم کو آپنے مارا
یاقوت تاجدار دم بدم عرض کرتا ہے اے شہریار ایک مقدمے مین مجھکو بڑا انتشار ہے کہ الماس جو مرحلہ اول سے واسطے
رکھتی تھی وہ کیون نہ آئی آفتاب نے جل کر جواب دیا اے یاقوت تو بھی کیا کیا سوجھتی ہے اسکی مجال تھی کہ ہمارے
مقابلے مین آسکتی اب کل تک لشکر صاحبقران کل آجائیگا اے شہریار زنار وغیرہ نے بڑے کام کیے جب آپ یہان
چلے آئے تو زبرجد کے راستہ پیدا کیا مجھے آپکی قدمبوسی کا بڑا اشتیاق تھا مین سب سے آگے بڑھ آئی دو تین دن
کے عرصے مین سب لشکر حضور کا آجائیگا اے یاقوت اب اسی طرح لڑتے بھڑتے مرحلہ جات کو مٹاتے ہوئے تا بہ طلسم
نور افشان پہونچینگے قلعہ طلسمی پر اُن نگہبانون سے مقابلہ پڑیگا۔ مشتاق دیدار صاحبقران ہین آگے بڑھ آئی ہون
اے یاقوت اب در، ذرا ذکر ہوا کیسے سب سامان کر لیا اپنی کیفیت کس سے کہین ہمارا عجب حال ہے

بزم مین رنگین عذارون کے جو ہو روشن چراغ
شبستان ہو شبستان لالہ گلشن چراغ

چاند سے مکھڑے کو دیکھا آنکھین روشن ہو گئین
پر زہے مہتاب سے بن جاتے ہین روزن چراغ

روشنی طور ہو یا ہو ذکر ممکن نہین
تیرے سرمے کا گمان سے لائیگا روغن چراغ

دن کو بیداری مین رہتا ہے خیال روے یار
رات بھر مین دیکھتا ہون خواب مین روشن چراغ

سیکڑون پروانون کو اسنے کیا خاک سیاہ
موم کر سکتا نہین آہنا دل آہن چراغ

دل ہمارا امردہ ہے سینہ ہمارا گور ہے
داغ سینے کا ہے گویا نور پر روشن چراغ

یار کو بھڑکا کے مجھ سے کہی جاتا ہے فروغ
آتش افروزی سے ہونے کا نہین دشمن چراغ

صبح تک جلتی ہے آہون سے ہماری باد تند
شام سے فانوس رکھتی ہے تہ دامن چراغ

دھیان آجاوے جو معشوق چراغ کشتہ کا
واسطے شب کے بو دین گل سوسن چراغ

کنج زر زلب سے لیلیٰ نے کیا منہ یار کا
لعل لب کو مین نے سمجھا ہے روشن چراغ

منزل ہستی مین دشمن کو بھی اپنا دوست کر
رات ہو جاوے تو دکھلاوے تجھے رہزن چراغ

داغ دل کی روشنی کافی ہے آتش گور مین
غم نہین اسکا نہوا پنے مدفن چراغ

کی قدرت سے یقین کامل ہے کہ نگہبانون کا انتظام کامل ہو جائیگا جسقدر سردار ان مرحلہ جات مین وہ سب
جمع ہو کے پاس ساحرہ عجائب و مصر الغرائب کے گئے ہر ایک نے یہی کہا کہ طلسم کشا لوح طلسمی پا گیا وہ بڑا امرد
گیلا ہے بڑے بڑے طلسم توڑ چکا یا نانک کہ طلسم ہزار اسپ مین داخل ہوا بڑے بڑے مکار عذار ساحرہ ہان

جع تجھے کسی کے کیے کچھ نہ ہوسکا صاحبقران نے وہ طلسم بھی شکست کیا اپنا بندوبست کیا لہذا اب اصلاح
کرو کوکب کو بادشاہ کرو موافق قدیم طریقے کے منتظم امورات سلطنت رہو ان صاحبان غرور نے یہ جواب دیا
ہمنے اب سلطنت لی ہمسے نیابت نہو سکیگی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ جب کوکب کو خیال آئیگا کہ ہمکو قید کیا صدمہ دیا
طالب ہونگے کہ سزا دین ہمسے یہ جفائین نہ اٹھینگی دیکھو تو مرحلہ جات پر کیا گزرتی ہی کیا مجال کوئی طلسم شکست
کرسکے اس طلسم کے آگے کسی طلسم کی کیا حقیقت ہی وہ وہ عجائب و غرائب اس طلسم مین بھرے ہین کہ انسان کو زبان
بلا نا دشوار ہوگا مرحلہ جات پر جب طلسم کشا جاویگا فورا گرفتار ہوکے آویگا لہذا ای شہریار حضور اسی مقام پر دو
چار روز رہین امیر نے فرمایا ای ملکہ عالم انشاء اللہ بلطف فتح ہو جائیگا ان قیدیون کو بیگ کر قید کرو جیسی تمہاری
رائے ہوگی ویسا کیا جائیگا یہ ذکر تھا صحرائے مہر گرد آئی ملکہ آفتاب نے عرض کی ای شہریار مبارک ہو لشکر
بھی آپکا آکے ہوئیگا کنیز انتظام کرکے آئی تھی جو مین نے سوچا تھا وہ ہی ہوا لشکر ہی کہ مین نے قارن کو مار لشکر
کو اسکے شکست دی یہ ذکر تھا کہ ملک اخضر سبزپوش و ملکہ زنار و فیروزہ آکر ہو تجھے قدوم میمنت لزوم کو
امیر کے بوسہ دیا عرض کی ای شہریار انشاء اللہ اب بہت جلد طلسم کشائی ہوگی صاحبقران سب کو ساتھ لیے
ہوئے خوشی خوشی بارگاہ مین آئے نہایت خوش ہین اب سب سرداروں نے صاحبقران کو گھیرا یاقوت
کو پاس نہین جانے دیتے جو جو شاہزادیان صاحبقران پر عاشق ہین وہ اپنے اپنے ناز و کرشمہ دکھا رہی
تھین صاحبقران سب کے بیچ مین بیٹھے ہین جب یاقوت تاجدار کسی بات مین بولتا ہی ملکہ آفتاب
منع کرتی ہین کہتی ہین ای شہریار اپنی سرحد پر آپ قبضہ کیجیے ہلرگ افسر خدمت صاحبقران مین آگئے اب لشکر
بھی آجائیگا یاقوت دمبدم یہی چاہتا ہی کہ مین امیر سے عرض کرون کہ حضور قارن مارا گیا لڑائی فتح ہوئی
سب آپکے رفیق آگئے اور بھی ملاحظہ فرمایئے آفتاب و زنار یاقوت کو کلام نہین کرنے دیتین ان سبھون نے
ملکہ صاحبقران کو بارگاہ مین بٹھایا جلسہ آراستہ ہوا ہی اپنی جرات سامنے صاحبقران کے بیان کرتے ہین
کوئی کہتا ہی اب بہت جلد طلسم فتح ہو جائیگا کوکب رہائی پائیگا کوئی کہتا ہی ای ملکہ فیروزہ تم ساحرہ جلیل ہو
اہل اسلام کی کفیل ہو تمکو تخت پر سوار کرکے لے چلینگے صاحبقران فرماتے ہین ہمنے ملک اخضر کو بادشاہ کیا
یہ عہدہ انہین کو دیا سب جادوگرنیان عرض کرتی ہین ہم انکے بادشاہ ہونے سے رضامند ہین اب بھی انہین
کی رائے سے کام کرتے ہین اسطرح سب نے ملکہ صاحبقران سے باتین کین کہ صاحبقران نے یہ گونہ دیکھا
آفتاب نے جھپٹ کر ایک جام شراب لبریز کیا کہا حضور نوش فرمائین تنہائی مین بڑی بڑی تکلیفین گذرین
اسباب عیش و نشاط مہیا نہوے امیر نے جام نوش کیا آفتاب نے ایک نازنین سے کہا ابرا مجرا کرو جب لشکر
آئیگا سب سامان مہیا ہو جائیگا امیر جب جام نوش کرچکے تو ایک نازنین نے بڑھ کر پان اپنے ہاتھ سے چھڑا یہ سنا

آمیز ار بصد ناز و ادا گانے لگی غزل

شرف بخشا گہر کو صرف کرکے اپنے زیور مین
نگین کو نام نے تیرے بٹھایا خانۂ زر مین

رہا کرتا ہی نظم شعر کا سودا مرے سر مین
عروس فکر ان روزون لدی رہتی ہی زیور مین

تکلف برطرف ای نازنین سو قرت آرائش
نزاکت سے دبا جاتا ہی کیون پھولون کی زیور مین

کرینگے سیر شب کو کیا گر تیرے کوچے کی
نکلو دینگے فتیلے روغن گل گرداحمر مین

قیامت تک ہی گردش رہیگی روز و شب اسکو
رہ و خورشید حسن یار سے آئے ہین چکر مین

مرے ویرانے کی حد مین کبھی اُڑ کر جو آ نکلے
ہما دُون چند گر پائی ہما کے کاٹ سر مین

نکل کر کنج عزلت سے نہ کر ہنگامہ افروزی
شرر یاقوت کا ہمسنگ ہی جبتک ہی پتھر مین

کرے پیدا سا قد ہر چند پیدا اسکی موزونی
ترے کانون کے بیتون سے کہان ہی حسن وہ بر مین

شرن اللہ نے بخشا ہی آدم پر محمدؐ کو
فضیلت ہی مقدم سے زیادہ پان موخر مین

جہان چاہے بسر اوقات کر لے چار دن بلبل
چمن مین آشیانہ ہو قفس صیاد کے گھر مین

خدا چاہے تو نالون سے مرے تڑپے دل اُس بت کا
یہ شان اُسکی ہی نرمی موم کی پیدا ہی پتھر مین

نہ جبتک ہم پیالہ ہو کوئی مین مے نہین پیتا
نہین مہمان تو فاقہ ہو خلیل اللہ کے گھر مین

الٰہی بازوے قاتل مین زور دست قدرت دے
روانی ہو اُسی کے دم سے آب خشک خنجر مین

دگرگون عشق حسن یار سے ہی رنگ عالم کا
کری اچہرہ دجال اب ہم جو سنتے ہین نو دفتر مین

کیا شمشیر کی صورت نہ اک عاشق کو دو ٹکڑے
نہ پاوے جو ہر الفت قاتل تیرے خنجر مین

دہن اے حور رہا ہی تیرا اچینہ چشمہ جنت کا
شمر سے ترے نیتی ہین لہرین موج کوثر مین

خیال ام سودا ہی ترے دروازے تک پہنچے
پر جبریل پیدا ہون جو بازوے کبوتر مین

یہ راہ و رسم خودبینی حسینون مین ہی مدت سے
نکلتے تھے جو ہر اس آئینے کے عہد سکندر مین

خیال آتا ہی جنت کا تو آنکھون مین ہین پھر جاتے
وہ شہد و شیر کی نہرین زمین مشک و عنبر مین

ترے دانتون کا دھوکا دے چکا تھا میری آنکھون کو
صفا ہوتی چمک ہیرے کی ہی ہوتی جو گوہر مین

قناعت دی ہی مثل قبر مجھکو خاکساری نے
رہے ہونگا باغ باغ آتش مین اک پھولوں کی چادر مین

اس غزل کے سنتے ہی صاحبقران کو ایک بیہوشی سی ہو گئی سر دُھننے لگے جام شربت بنا کر آفتاب شعلہ مزاج نے مسکرا کے کہا یہ نوش فرمائے اسوقت حضور پر ہجوم گرمی کا معلوم ہوتا ہی اسکے پینے سے طبیعت کو خنکی حاصل ہو امیر با توقیر استغفار پڑھ چکے تھے وزراوہ سب شربت بھی پی چکے جب شربت بھی امیر پی چکے تو آفتاب نے عرض کی لوح طلسمی ذرا اُتارے حرز ہیکل بھی مجکو دیجیے کہ مین دیکھتا ہی امیر نے لوح طلسمی اور حرز ہیکل اُتار کے بلا تکلف دیدی ملک اخضر نے سر اُٹھا کے کہا وہ مار از نا رہے کہا مشکین باندھو لو فیروزہ نے کہلے کاٹ ڈرتے بڑے بڑے شاہان طلسم مارے گئے ہمارے کلیجون پر چھریان چل رہی ہین ہمارے دل کو کیا آرام آئیگا آفتاب نے لوح طلسمی اور حرز ہیکل رومال مین لپیٹ کر سامنے امیر کے جھولی مین رکھ لی اخضر لقلق نے کہا اے الماس کیا کتنا نے وہ کار نمایان کیا اگر اسوقت ارسطو و لقمان ہوتے تو حلقہ غلامی تمہارا کان مین ڈالتے ایسے تو مکر کبھی کسی نے نہ کیے ہونگے آفتاب نے کہا کہ اے برادر یہ طلسم نور افشان ہی اسمین بڑے بڑے رگ موجود ہین بڑے بڑے کار نمایان کیے زنار جسکا نام تھا اُسکے بڑھ کر آدو نہ دی باش او حمزہ اسی بھروسے پر ارادہ تھا کہ طلسم فتح کرین اب کیونکر بچ کے صاحبقران نے اب جو سر اُٹھا کے دیکھا جو بصورت آفتاب تھی ایک ساحرہ سیہ فام بد انجام کریہ منظر لباس سیلا عجب شکل ہی بقول سعدی زنگی تا قیامت زشت روئی بر و ختم است بر یوسف نکوئی تو اُسنے نعرہ کیا منسم الماس جگر خوار کیون حمزہ ہمارا مکر دیکھا صاحبقران نے چاہا اسم اعظم پڑھون اسم اعظم بھی فراموش الماس نے شنبہ اُٹھا کے دکھا دیا کہا دیکھ یہ اسم اعظم بھی چھینکا امیر تھلا کے اُٹھے سینہ عقرب سلیمانی

کھینچ چکے الماس نے کہا حمزہ ہوش مین آ اب تلوار نہ کھینچ یہ کہکر ایک دو تھپڑ مارا امیر پڑھ کر پھر غش کر گرے تلوار
ہاتھ سے چھوٹ گئی ہاتھ پاؤن بیکار اپنے مقام سے اٹھ نہین سکتے ہر چند قصد کرتے ہین کہ اٹھون مگر اٹھ نہین سکتے کئی مرتبہ
اٹھ کے گرے الماس نے آواز دی ارے طلسم کشا کو گرفتار کرلو چہار طرف سے جادوگرنیان ٹوٹ پڑین امیر
کو ہاتھون ہاتھ گرفتار کرلیا ایک گوشے سے قارن بھی نکل آیا کہتا ہی ای الماس کیا کہنا جب تجھے لکھا تھا کہ مین
وقت پر آونگی تو مین دل مین کہتا تھا کہ ملکہ یہان آکے کیا بنا لیگی یاقوت تاجدار کو بھی گرفتار کیا اور جلد قیدیان
معہ حمزہ کو امیر نے ہاتھ لیے تھے اُن سبھون کو بھی مسلسل و مطوق کر لیا اشارہ کیا کہ آزرا بہ لاؤ اُس سب قیدیان
باندھ کو اُسپر ڈال کہ مجلو لیجاکر شاہان طلسم کے سامنے پیش کرین قارن کہتا ہی ای الماس بڑا کام کیا مین یقین
نہ تھا الماس کہتی ہی ای قارن اگر ارسطو اس زمانے مین ہوتا تو حلقۂ غلامی کان مین ڈالتا مگر دہ کہ مودون
ہوئے شاہان طلسم کیسے خوش و مسرور ہونگے جس روز سے حمزہ کو لوح طلسمی ملی ہی اُس دن سے دربار مین شاہان
طلسم کے آٹھ پہر شور گریہ و زاری ہی سحر العجائب و مصر الغرائب بھی یہی کہتے تھے کہ یارو نہ گھبراؤ سعد جات
پر طلسم کشا ضرور دھوکا کھا جائیگا جانتے تھے کہ الماس ایسی ساحرہ مکارہ موجود ہی یہ میرا ہی کلیجہ تھا کہ اُس کل
آفتاب جگمگی حمزہ کو آب سے باہر کر دیا پہلے جام مین ہوش اُڑا دیے دوسرے جام مین اسم اعظم بند کیا
سب تعریفین کر رہے ہین کہ ای ملکہ الماس کیا کہنا حقیقت مین تیرا مثل و نظیر نہین کیا خوبصورت مکر کیا ہی
کون ایسا تھا کہ اس مکر مین نہ پھنستا عاشقانہ اشعار کیسے کیسے پڑھے ہین اخفر منتم یہ سنکر ہی یہ سب مین ہنسی
تھی ان ساحرون کو اُسی صورت پہ لائی جاتی تھی کہ مین گئی اور لوح لے لی ہائے ملکہ مہران آسمان سپہر
نے آب و دانہ ترک کر دیا ہی سحر العجائب کے دل کو بڑی تقویت ہی وہ کہتے تھے کہ اگر کچھ نہ بن پڑیگا تو ہم لشکر کو
اُڑا دینگے ہمارے سحر سے زمین کانپتی ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا سب نے دیکھا تخت پر شہنشاہ سحر العجائب
پہلو مین مہران آسمان سپہر چہرہ اُداس عالم یاس مین سحر العجائب کہتا ہوا صاحب اب کیون گھبراتی ہو الماس
نے خاتمہ کر دیا لقنوبر سامری نے مجھکو خبر دی اب چلکر آنکھون سے دیکھو مہران کہتی ہی صاحب مجھکو یقین
نہین آتا حمزہ گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ و لوح طلسمی پاس موجود ہی اُسپر کسکا مکر چل سکتا ہی
سحر العجائب کہتا ہی صاحب اسقدر نہ گھبراؤ ہماری سلطنت اب کون مٹا سکتا ہی ہمارے رعب و دبدبے
سے فلک کج رفتار کو سکتا ہی ارے صاحب مجھے بے سبب نہین طلسم پر قبضہ کیا سب تحفہ جات طلسمی ہمارے
قبضے مین ہین اگر مین اُن تحفہ جات کو صرف کرونگا زمین و آسمان کو تزلزل ہوگا لاکھ سحر العجائب سہی
مہران کی بیقراری موقوف نہین ہوتی الماس نے کہا ارے یارو شہنشاہ خود تشریف لاتے ہین دیکھو دو
بیچارے ہین مگر اُنکی بیقراری موقوف نہین ہوتی حقیقت مین اتنی بڑی سلطنت اُسکا یکایک یون تباہ ہونا
کیونکر نہ ہو الماس نے پکارکے آواز دی ای شہنشاہ آپکو مبارک ہو کہ مین نے حضور کے اقبال سے طلسم کشا
کو گرفتار کر لیا لوح طلسمی بھی ملی مہر سلیمان بھی ہمارے پاس ہی اسم اعظم بند کیا اب طلسم کشا بالکل بیکار ہی سیاہ
یاقوت تاجدار شریک ہوئے تھے رات سے بلک بلک کے روتے تھے مین نے نگاہ چڑھے انپر تھے
کہ خبردار آپ کسی معاملے مین ہمارے دخل نہ دیجیے یہ ہر مرتبہ یہی چاہتے تھے کہ کون مکر مین نے مستحق فرمایا کہ
تم طلسم کشا سے بات نہ کرو ورنہ یہ صاحب فطرت ضرور آگاہ کر دیتے انکی بھی گردن لی ایسے طور سے ڈالنا کو تھے
سنو سے بات نکل سکی سحر العجائب نے مہران سے کہا لو صاحب اب تو خوشی کرو ملکہ الماس نے کیا کار نمایان کیا

ای الماس ہم تو خبر رنجیدہ تھے یا خوش تھے ملکہ عالم نے جسوقت سے سنا آپ دوانہ ترک کردیا کھتی ہین اب لعنت سمجھتی ہی ہاے ہلو کب بڑے ظلم سے قتل کریگا اُسنے اُسپر بڑے بڑے ظلم کیے اُسکی جی کو قید کرلیا قید خانے مین بڑے بڑے آزار دیے اُس بدعت کے خیال سے غضب کھڑا اتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی ای الماس ذرا انکو قیدیون کو دکھادو سب ساحر دوڑے پایۂ تخت ملکہ سے پٹ گئے تخت لاکے اُتارا سب ساحر گرد آکے جمع ہوے مہران نے کہا طلسم کشا کو لاؤ ایک ساحر گیا سر زنجیر تھام کے صاحبقران کو لایا ہاتھون ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق بغلون مین خاردار لٹو باہون پر چوڑے فولاد کے ہر چند کہ اسم اعظم بند دل دردمند تحمل کرتے ہوے آئے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی پکارکے کہا سامری و جمشید پر لعنت کرتا ہون سحر العجائب نے کہا ای حمزہ خوف کرکل ابالبان طلسم نام سے تیرے جل رہے ہین بڑے بڑے افسر انھو سے تیرے مارے گئے اب تمھارے لشکر پر بھی لشکر کشی ہوگی میان اخضر وغیرہ کو ایک سحر مین شانگے بی آفتاب کی بھی حدت دیکھی جائیگی بی زنار کا جنیو کمر سے ٹکڑے ہوا اُس رشتہ تمام پر اُسکو بڑا ناز ہی ایکدم ایک کی فکر کی جائیگی اب آپ کو مگر میرے ہاتھ سے امن پائیگا امیر نے کہا تیری کیا مجال ہی مہران بیچ کھینچ کر اُٹھی الماس نے ہاتھ پکڑلیا کہا واری آپ کیون تکلیف کرتی ہین غلامان جانباز حاضر ہین آپکے لازم قتل کرینگے ارے یاقوت تاجدار کو بھی لاؤ یاقوت نے کہا او ملعونہ جو تجھسے ہو بچین تصور نہ کر ہم آمادہ مرگ دنیاے قضا مین اپنے اپنے طور پر سب کلام کرنے لگے یاقوت نے صاحبقران سے کہا ای شہریار افسوس ہی آپنے لوح کو ملاحظہ نہ کیا امیر نے فرمایا ای برادر بجان برابر جو قضاو قدر کو منظور تھا وہ ہی ہوا یہ کیا ہمارے قتل پر قابض نہین ہی اور اگر قضا دامنگیر ہی کون روک سکتا ہی اور اگر قضا نہین ہی تو خداوند عالم کو سب طرح اختیار ہی ان ملعونون کو یہ غرور بالکل بیکار ہی بقول سعدی

ای نظارہ بنی سر بہار کی جبہ
تا بردہ رنج گنج میسر نمی شود
سعدی بہر نفس کہ برآورد در سحر

کا ابلیس را غرور منی خاکسار کرد
فزون گرفت جان برادر گنہگار کرد
چون صبح در بسیط زمین آشکار کرد

بخشندہ کہ سابقۂ فضل و رحمتش
ہر گو عمل نہ کرد عنایت ابتدا
شاید گر التفات کند خلقت بہر

لارا بحسن عاقبت امید وار کرد
دانا نہ کرد ابلہ و دل افتخار کرد
سعدی کہ شکر نعمت بہر دو گانہ کرد

صاحبقران نے اس فصاحت و بلاغت سے یہ اشعار پڑھے کہ یاقوت کے دل کو تقویت ہوئی کہا ای شہریار بہت بجا ارشاد فرمایا اُس کریم و رحیم کی رحمت پر نگاہ کرنا چاہیے اُسی کو سب طرح کا اختیار ہی انسان بالکل مجبور و لاچار ہی کیا اشعار آبدار حضور نے پڑھے کہ اُنکے سننے سے دل کو میرے تقویت ہوئی کوئی ہمارے قتل پر قادر نہین اگر وقت آگیا تو انتشار بیکار ہی ایک دن پیوند خاک ہونا ضرور ہی اُسکی عنایت بے نہایت سے کیا دور ہی کہ ان دشمنون کے ہاتھ سے بچالے اُنکی کیا لیاقت ہی جو ہم سب کو قتل کرین صاحبقران نے فرمایا اپنے معبود حقیقی و رب تحقیقی سے رجوع کرو امیر نے جو یہ فرمایا یاقوت نے بیقرار ہوکے دست دعا طرف آسمان کے بلند کیے پکار اُٹھا ای خالق لیل و نہار ای کریم کارساز ای صاحب الدعوات ای رحیم و کریم اس عبد خاکسار کو ان دشمنان خدا کے ہاتھ سے بچالے

نظم

خدا قائم خدا دائم خدا ناصر خدا حافظ
ہر وقت و ہر حالت خداے کبریا حافظ
بجز ذات خداے واحد و یکتا و لاثانی

خدا والی خدا حامی خدا مشکلکشا حافظ
خدا در ابتدا مالک خدا در انتہا حافظ
نمی باشد کسے اندر سراے دوسرا حافظ

بہر شہر و ہر قریہ نگہبانی کنند موکلے — بود حق گو بہ گر خانہ بخانہ جابجا حافظ
برائے بندۂ مسکین مسکینی و تنہائی — خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ
بنہ در مخزن حق نقد سیم و زر کہ بیداری — کہ تا در عاقبت سالم رساند مر ترا حافظ
نباشد خوف رہزن سالک راہ طریقت را — اگر باشد براہ حق رسی آن رہنما حافظ
کجا آن بلبلان خوش بیان طوطی زبان رفتند — کجا سعدی کجا جامی کجا صائب کجا حافظ
ہمہ جسم و جان عالم در حفاظت روز و شب داری — بجان تہدی ہمیشہ کرم فرما تو یا حافظ

سبز ار ہوئے یا قوت دعا مین کررہا ہو صاحبقران آمین فرماتے ہین لیکن مہران آسمان سیر
نے کہا صاحب سنو میرا دل دھڑک رہا ہے کلیجہ بھڑک رہا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ظالم رہا ہو جائے یہ تمہارے یہان
کا برا قاعدہ ہے کہ دشمن کو پکڑ کر قید کر دیا سی عرصے مین وہ لوگ چھوٹ جاتے ہین کون کون لوگ قید تھے
کس کس طور سے رہائی پائی صدہا ملک اسلام آباد ہو گئے ایک طرف وہ شجر پرست قیامتین برپا کر رہا ہے
جس ملک مین پہنچا اُسے شجر پرست کیا کئی ملک اُسکے بھی قبضے مین آگئے اسی طرح جب سالہا سال قید
رہینگے کوئی صورت انکی بھی رہائی کی نکل آئیگی اسوقت طلسم کشا کو قتل کرو سحر العجائب نے کہا بہتر صاحب
تمہاری خوشی کے واسطے مین یہ بھی گوارا کرونگا تمھیں یاد ہوگا کہ بندۂ حمزہ کا بھی تو قتل کرنے کا ارادہ کیا
تھا مگر اسی وقت کنگرہ مکان کا گر ا اپنی سو ساحر ایک شخص کو نہ قتل کرینگے بلا ئے طلسم برباد ہو جائیگا مگر وعدہ
مین تمہارا کُنا کرونگا اے الماس جگر خوار شراب لاؤ ایک منتر مجھے یاد ہے سامری نامے مین لکھا ہے وہ منتر اگر
دم کرونگا جو اس شراب کو پئے گا سو برس عمر بڑھ جائیگی الماس نے کہا اے شہنشاہ آج تک اسکو کیون نہ
ظاہر کیا کیسے کیسے رفیق مر گئے سحر العجائب نے جواب دیا کہ اے یار دیرینہ جو میرے پاس نہین
بڑے بڑے حالات درج ہین ایک مقام پر سامری نے یہ منتر بھی لکھا ہے سامرین اندی پڑھ کر تب
سامری نے یہ منتر تصنیف کیا شراب پیالی لینا جھاڑ کے آٹھ گھڑی پہنچ پھر اندی بھی تحقیق ہو مین
شراب کا شکالا کے رکھا گیا سحر العجائب نے ایک بڑا سا منتر پڑھا جسمین القاب سامری سے لیکر
دو سو جمشید ونمرود کے نام سے منتر لکھا وہ منتر پڑھا جو چکا تھا کہا سحر العجائب نے اپنے ہاتھ سے جام
الماس کو بلایا مہران آسمان سیر نے کہا صاحب مجھکو پلا یا ہوتا کہا صاحب یہ میری جان کی نگہبان ہے مین نے
اسکو آج سے اپنا وزیر اعظم کیا انتظام طلسم اسی کی ذات پر چھوڑا اسکے ساتھ بڑے بڑے احسان کرونگا
الماس نے اُٹھکے سلام کیا جام پیکی اب تو جام بے اندیشہ انجام چلنے لگا بتوں کے ہنسنے بے پاؤن جام حلوہ
پینے والے خوش ہو رہے ہین مہران دمبدم کہتی ہے صاحب سب کے پیچھے حمزہ کو قتل کرو سحر العجائب
کہتا ہے تمہاری خاطر سے مین نے یہ بھی گوارا کیا بلائے طلسم برباد ہو جائیگا تمہاری خوشی تو ہو گی ابھی کہنے اُسکے
سے قتل کرینگے طلسم کشا کے خون سے ہاتھ بھر بھرنگے سر اور لاشہ اسی مقام پر چھوڑ دینگے کہ آکر ہر ایک بھی دیکھین
ہر جگہ مشہور ہو کہ طلسم کشا مارا گیا سب شراب پینے لگے سحر العجائب کہنے جاتے ہین کہ سب کو راضی کرونگا کبھی
یہ احسان کسی پر نہین ہوا اے مہران آسمان سیر تمہارے کہنے سے وہ چیز صرف کی یہ انجام اپنے واسطے رکھا تھا
کہ جب طلسم کشا قلعہ علمی پر آئیگا یہی جام پی کے مجبور رہونگا مگر آج اپنے معشوق کا کہنا دل و جان سے قبول
کیا سب کو شراب پلا دی یہ چالیسون جادوگر مقبول بارگاہ سامری و جمشید ہوئے کیون الماس

تو اب کیا معلوم ہوتا ہی الماس سے کہا ای شہنشاہ مجھے کرئی آسمان پر لیے جاتا ہی سحر العجائب ہنسنے لگا کہا ای الماس اب تم مقبول خداوند ہو مین اب خداوند کی خدمت مین جاؤنگی جو تجھے کیا تھین بہت عہد انعام ملا جاہ گنندہ راجا وہ ہیش الماس نے کہا ای شہنشاہ یہ باتین میری سمجھ مین نہین آتین سحر العجائب نے کہا اب سمجھ مین آجائینگی تھوڑی دیر مین خاتمہ ہوتا ہی اب دم گھبراتا اپنے مقام تک پہونچ جاؤنگی آج نامدولت کی زبان سے ایک غزل بھی سُن لو اسے یاد رکھنا دیکھو ہمارے شہر کے اُستاد ناسخ والا جناب کیا خوب ارشاد فرماتے ہین

نظم

مر چکا ہون جلد ساقی سے کہو لائے شراب — حسرت اگر باقی نہو ہی مستم لائے شراب
ہون وہ صاحب ظرف پی جاتا ہون جیحون کی شراب — ایک کوزے مین سماجاتا ہی دریاے شراب
بزم مین کیا دوڑتے پھرتے ہین ای ساغر کشو — دست ساقی کو کہون کیونکر نہ مین پاے خراب
مست ہون دیوانہ بھی اور سنگ زن اطفال بھی — غم نہین سر کا کہین ٹوٹے نہ میناے شراب
ساغر داغ جنون سے مست مین دیوانہ ہون — کیا خرابات جہان مین مجھکو پرواے شراب
تجھسے کب ای محتسب ڈرتے ہین رند سرفروش — کر رہے ہین ہم سر بازار سوداے شراب
ہجر ساقی مین ہوا ایسا شور بختی کا اثر — سرکہ ہو جاے جو میری بزم مین آئے شراب
ہو گیا لبریز ہی بس تی پیالہ عمر کا — فرقت ساقی مین ہی کسکو تمناے شراب

سحر العجائب نے اس رنگ مین یہ غزل گائی مہران کی آنکھون سے آنسو بہنے لگے کہا ای شہنشاہ ماشاء اللہ کیا الماس جگر خوار گھبرا کے اٹھی کہا ای شہنشاہ آپ گاتے ہین تو مین ناچونگی سحر العجائب نے کہا جلد اپنے مقام سے اٹھو پھر خاتمہ ہو قارن نے کہا ای ملکہ مین بھی تمھارا شریک ہون قارن و الماس دونون اقدام کے اٹھے دونون کا اٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوے اور ساحر لینا لینا کہکر بچے جو اُٹھارہ جہان سے اُٹھا چالیسون جادوگر بیہوش ہوے سحر العجائب نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

میرا نام ہی خواجہ ہو خواجگان
ڈراتا ہون کفار کے مین جوان
فلک کی جو گردش کا سامان ہی
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمرو ذی حشم مست مہتران
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کمان
نشان تمھاری گرد پاپوش کا
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

مری تیغ سے ملک پیدا ابھرا
مرا گرز ہی کشتن فیل و قتال
مرا افسر ذی حشم نامدار

مرے نام پر قدر رشید ابھرا
مری چال سے ہی صبا پائمال
امیر عرب شیر یزدان کا

عمرو دیکھ کر چپکے اٹھا ملکہ خورشید برق درخش کی خواجہ مہران آسمان سیر کی صورت بنا کر لائے تھے یہ معرکہ اسطرح پر گذرا کہ جب بیان امیر گرفتار ہوے خواجہ عمرو فکر مین پھر رہے تھے کہ مین اپنے کو خدمت مین آقاے نامدار کے پہونچاؤن ایک صحرا مین پہنچے رو دیے تھے کہ افسوس مین اپنے آقا سے جدا ہون کہ ملکہ خورشید آکے پہونچین گریہ دیدہ کہا خواجہ تمنے سنا صاحبقران مرحلہ قارن بن قدرت بن مقرون پر قید ہو گئے الماس نے یہ فکر کیا صاحبقران نے بڑا دھوکا کھایا اگرچہ مین سحر مین اُس سے کم نہین ہون مگر مقدمہ مرحلہ طلسم ہی اگر کسی آفت مین پھنس گئی تو رہائی دشوار ہو گی عمرو نے کہا ملکہ مجکو بچاؤ خواجہ بصورت سحر العجائب اور خورشید کو بصورت مہران بنا کر بشکل مذکور آکے پہونچے عیاری ہی بڑی سب کی بیہوش کیا خواجہ نے جھپٹے کے الماس و قارن کو قتل کیا ملکہ خورشید نے برق چمکائی اور سب ساحرون کے سر اُڑ گئے عمرو نے سب کے کپڑے اُتار لیے صاحبقران کی قید خود بخود جسم سے دور ہوئی شہنشاہ اسم اعظم کا ملکہ نے زور ڈالا صاحبقران ہوشیار ہوے خورشید نے قدمون پر

سر پر کھینچا یاقوت تاجدار خواجہ سے گرز ہمسرے لگا کہا خواجہ آپ خوب وقت پر پہونچے خورشید نے کہا
اے شہریار ایسی غفلت آپکو لازم نہیں اگر حضور لوح کو ملاحظہ فرما لیتے تو اس آفت میں مبتلا نہ ہوتے امیر نے
فرمایا اب انشاءاللہ ایسا نہ ہوگا اب قدم بقدم لوح کو دیکھتا رہونگا خواجہ عمرو نے کہا آقا خادم بھی ساتھ رہیگا امیر نے
کہا طریقہ طلسم کشائی سے سراسر خلاف ہے میں تنہا طلسم کشائی کر جاؤنگا عمرو نے تمام مکان لوٹ لیا اسباب
بہت ہاتھ لگا ہر چند صاحبقران نے کہا خواجہ اس مال میں غازیوں کا حق ضرور ہے عمرو نے کہا غازیوں کے واسطے
دانہ گھانس بہت ہے اپنے اپنے مکان پر بھنایا کریں اب وہ تین ہزار جوان جو قید سے چھوٹے وہ بھی ہمراہ ہیں
یاقوت تاجدار کو بڑی خوشی ہوئی خورشید نے کہا حضور اب دیر نہ کریں دیکھیے لوح کیا خبر دیتی ہے امیر نے
لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم دائی سیاح یہ عجائبات اگر خدا اپنا فضل کرے تماشا ہیں جو خواب
سے مہلت ملے تو اسی کے قصر میں بیٹھ کے یہ اسم ورد زبان کرو جو کچھ مقدمات ظاہر ہوں لوح کو دیکھ کر کام کرنا
ملکہ خورشید تڑپ کر بلند ہوئیں خواجہ کلیم اور شہزادے الگ ہوئے صاحبقران نے ایک گوشے میں بیٹھ کر
اسم حاشیۂ لوح پڑھنا شروع کیا قضائے کار ایک نخل رنگا رنگ جڑی دیکھا کہ گملے رنگا رنگ و شگوفہ ہائے
بوقلموں اسمیں بے انتہا ہیں ایک عندلیب خوشنوا اسپر آکے بیٹھی اس عندلیب نے شاخ گل پر بیٹھ کر زمزمہ سرائی
شروع کی پہلوئے گل میں [illegible] نظارۂ چہرۂ محبوب [illegible] عندلیب ہوا در رقص گر رہی ہے دم محبت کا بھرتی
ہر رنگ محبت گل میں ڈوبی ہوئی بلبل کی خوش ادائی پر عنقریب غنچہ مسکرا رہے ہیں ایک آہ بھی جو کرتا ہے بھرا
میں آہ و دونوں [illegible] مثل زلف محبوب پیچ و تاب کھا رہی ہے پشت پر سفید لکیر مثل کہکشاں فلک آہ نے
بہت کر کے جو طرارہ بھرا چند پھول بہت زور سے آہ کے زمین پر گرے بلبل تڑپ گئی پھولوں کا گرنا بار ہوا
آہ پر ہیبت سے منقار ہوئی [illegible] منقار پر نشت آہ پر لگا کے ہد پھولوں کو پامال نہ کر سکا ایک غنچہ بھی شاخ
سے گرا تھا بلبل نے [illegible] اس [illegible] غنچے کو منقار میں اٹھایا شاخ گل پر بیٹھی زمزمہ سرائی کو موقوف
کر دی جو بیتی تھی [illegible] اسی مقام پر [illegible] صاحبقران [illegible] حاشیۂ لوح پڑھ رہے تھے جو طلسم کشائی
میں سب کچھ دیکھے ہوئے تھے بلبل نے جو غنچے کو منقار میں اٹھایا آہ کر کے گا یا گلوں کو پامال نہ کرنے دیا غنچے کو منقار
میں لیے ہوئے شاخ گل پر بیٹھی ہے صاحبقران نے اسم پڑھنا موقوف کیا اس تماشے کو بنگاہ غور دیکھا غنچے
ٹوٹ کے گرنا آہ کا [illegible] جو طلسم کشائی میں بیٹھے یا ہم موقوف کرتے ایک آہ کی ناظرین کو یاد ہوگا کہ حقیر
تحریر کر چکا ہے کہ صاحبقران غنچۂ آرزوئے دلشاد نزہت طلسم پر عاشق ہوئے تھے وہ تو بالکل بھولے ہوئے
تھے اب اسوقت اس حرکات پر عندلیب کے صاحبقران [illegible] آگیا [illegible] ہوگئے آنکھوں کے نیچے تصور غنچۂ آرزو
پھر گئی اسم وغیرہ موقوف کر دیا تڑپنے لگے بیقرار دفعۃً ہوش کے پکار اٹھے نظم

آہ مظلوم سے ڈر اے گل تر
کل ہنستے ہیں خوب کھلکھلا کر
توبہ توبہ خدا خدا کر
انصاف تو ہوئے خدا کر
وہ آپ سے بیٹھے پاس آ کر
پچھتائے ہم تو دل لگا کر

اڑتے ہوش سید بن [illegible]
اے دل ہے یہ مقتضائے الفت
اللہ بچائے مرغ دل کو
ہو تو اسکی کمر میں ڈال احمل
قسمت [illegible] شب [illegible] کی
ہی صورت ہی [illegible]

بلبل [illegible] مرد [illegible]
تنگی سے زبان پہ تنگ آ کر
پھرتے ہیں وہ زلف کو بنا کر
عشق کو سنگار کر بلا کر
سوئے سر شام سے وہ آ کر
ناخن سے زر گشت کو جدا کر

عاشق ہے [illegible] سبب جفا کر
رونا ہوں چمن میں جا کر
کیا نام ہوں کا جب رہا کر
کیا رحم سے کام ہے بتوں کو
ممنون ہیں جب شوق کے [illegible]
تا زیست نہ نام عشق لیجئے
ہے سامنا عہد مرگ کس کا

غافل اعمال سے حساب کر
اندھیر نہ دن کو مہ لقا کر
خود کو صرف رہ وفا کر
شیشے میرے پاس سر جھکا کر
دیکھو تو ادھر نظر اٹھا کر
بو سیم طبیعت کی شگفتہ کر
پردے سے جمال کو دکھا کر

مانگے کا جو مانگتا ہون بوسہ
دونی ہو تا عبارت چشم
عاشق سے نہ چاہیے کدورت
اللہ نے دی ہو گر عبارت
شیشے نکلین نہ کیون دہن سے
کرجاؤ گے خلق کی نفرت

کہتے ہین کہ بوسہ کی دوا کر
خاک اُسکے قدم کی توتیا کر
دل آئینہ ہو اُسے صفا کر
آنکھون کو نثار نقش پا کر
دل خاک کیا صبا جلا کر
سر پر اُٹھا رکھو چڑھا کر

بالون سے چھپا نہ روئے روشن
غافل لازم ہی فکر عقبیٰ
صدقے اس شرم اس حیا کے
مشتاق نگاہ لطف کا ہون
دنیا کی بساط لوٹ کے کھویا
سیر و شش کیا برنگ ہوگی

صاحبقران نے اسم پڑھنا بالکل موقوف کیا اُس عندلیب خوش نوا نے پنجے کو منقار سے پھیلا کر اُڑنے چلی اب حال سنئے اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کا بھی ضرور ہوا کہ ملکہ غنچۂ آرزو اپنے باغ دلکشا مین گرد کنیزین آج جو شب کو محل مین گئی سحر العجائب نے آ کے کہا بڑا غضب ہوا اے پارہ جگر اب بڑی مشکل ہوئی طلسم کشا کو لوح مل گئی وہ وہ ساحر قتل ہوئے جو مشکل ممکن نہ تھا غنچۂ آرزو کو کچھ تسکین ملی کلی آرزو کی کھلی بوقت سحر باغ مین شگفتہ ہو کے آئین کنیزین پرا باندھے کھڑی ہین ملکہ صحن باغ مین آکر بیٹھین کنیزون سے کہنے لگین کہ صاحب طلسم کشا بڑھتا ہوا چلا آتا ہے الماس جگر خوار نے گرفتار کیا تھا وہ بھی قتل ہوئی دیکھیے اب وال کیا انتظام کرتے ہین لاکھون جادوگر واسطے انتظام کے بھیجے گئے ہین ہر ایک کو یہ حکم ہے کہ جسطرح ہو سکے مکر سے سحر سے زور سے زر سے طلسم کشا کو گرفتار کرو زندہ نہ بچین ہر طرف سے ساحر گئے ہین اُنکا خداے نادیدہ دشمنون کے شر سے اُنکو بچائے ایک جمری دبا در اُسکے لاکھون دشمن یہ باتین کر رہی تھین کہ دیکھا ایک عندلیب خوشنوا اُڑتی ہوئی جاتی ہے غنچۂ آرزو نے آواز دی اے عندلیب جادو کہان جاتی ہو کہا واری مین نے اپنے دام مکر مین طلسم کشا کو پھنسایا تو اسم پڑھ رہے تھے اب کچھ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین ملکہ نے کہا تو نے کیا حرکت کی عندلیب جادو نے کہا غنچۂ گل جو شاخ سے ٹوٹ کے گرا مین نے اُسکو منقار مین اُٹھا لیا طلسم کشا بیتاب ہو گیا رنگ تبدیل ہوا اُسوقت سے اسم نہین پڑھا حیران حیران چہار جانب دیکھ رہے ہین مین شہنشاہ کو خبر کرنے جاتی ہون اب بلا نازل ہو گی طلسم کشا گرفتار ہو جائیگا ساحران غدار فکر مین چلینگے ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے طرف اپنی کنیز نسترن کے دیکھا کہا اے نسترن حقیقت مین کیا خوب کسی نے شعر کہا ہی فرد میان عاشق و معشوق رمزیست ❖ کراماً کاتبین را ہم خبر نیست ❖ اور اس مقام پر میان نعمت خان عالی کیا خوب ارشاد فرماتے ہین دل کو عاشق کے بڑھاتے ہین اشعار

اب کہ عاشق در خیالش گفتگو دین می کند
تا شدی در سینہ پنہان آرزو در خاطرم
ہر نگاہ چشم حیرانش بہارے دیگر است
مردم ای یاران گرن جان اندچون سنگ مزار
عالی از خود در فشر دل در فکر یارے گم شدہ است

تا مزہ اکمال را رب گل رعنا کند
ہر نفس گردو برنگے تا ترا پیدا کند
گر تو سودا اسیکی عاشق دکان را وا کند
کو سبک روحی چو بوئے غنچہ در دل جا کند
سید ہمہ جان مژدگان گر کسے پیدا کند

کہدن نسترن اگر یہ جا کے شاہ سے کہیگی تو کیا ہوگا نسترن نے کہا واری بڑی آگ لگیگی ملکہ نے باتون مین عندلیب جادو کو روکا ملکہ چاہتی ہے عندلیب کو جانے نہ دون اگر یہ جائیگی تو بڑی آفت برپا ہوگی یہ کہکر کہا اے عندلیب جادو ذرا ٹھہر تو جاتا کہا واری طلسم کشا کے مددگار بہت ہین ایسا نہو کوئی ہوشیار کر دے

لوح کو جلد ملاحظہ فرمایئے آپنے لوح طلسمی دی اور غضب ہوا امیر نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا کہ آواز دینے والا
تمھارا دوست ہی اگر تمنے لوح دیدی تھی تو تمھاری جان نہ بچیگی یہی لوح اُسکے جسم سے مس کر دیجیے سمندر نے
پلٹ کر طرف طائر کے دیکھا کہ یہ طائر نے کیا آواز دی پکار اُٹھی کہ او فتنہ انگیز مین نے تجھکو پہچان لیا اتنے عرصے
مین صاحبقران نے لوح طلسمی جسم سے خورشید نقلی کے لگا دی اُسنے ایک چیخ ماری آواز دی او امیر کتنا
غضب کیا مگر کہان جاتیگا منہ سے سمندر کے ایک شعلۂ آتش نکلا اُس سے سارے جسم مین آگ لگ گئی
دم بھر مین جل کے خاک ہو گئی آواز آئی کشتی مرا نام مین سمندر آب بار ہون وہ طائر زمین پر گرا امیر نے
دیکھا ایک کنیز کمسن چلی آتی ہی آنکے اُسنے کہا اے شہریار ملکہ غنچۂ آرزو دلکشا نے بعد اشتیاق ملاقات کے
عرض کیا ہی کہ طلسم کا ایک ایک گل بوٹا آپکے واسطے خار ہی بہت ہوشیاری سے کام کیجیے امیر نے اُسکو پکڑ لیا کہا کہ
ناز مین تجھکو واسطے اپنے دین و مذہب کا مجھکو ابھی پاس اپنی ملکہ کے لیچل مین اُسی کے اشتیاق مین مبہوت ہون
اسوقت کسی شے کا ہوش نہین ابھی عندلیب نے عجب رنگ دکھایا غنچہ کو زمین سے اٹھایا چاہتی ہی شاخ
پر نصب کرے یہ کیفیت جو مین نے دیکھی بس تصویر خیالی ملکہ کی میری آنکھون کے نیچے پھر گئی بقول مصنف
فرد ہون تصور مین ترے صورت تصویر گئی ٭ جسم بیحس ہی مرا پیکر بیجان کی طرح ٭ اے قاصد ملکۂ عالم
نام نامی تو اپنا بتا دے کہ اسوقت ملکہ نے تجھکو ہم تک بھیجا ہمارا یہ مطلب نکل گیا کہ سمندر آب بار کو
مین نے قتل کیا نسترن نے دیکھا کہ انکی باتون سے اشتیاق پیدا ہی یاد زلف معنبر مین پریشان تصور مین
آئینہ رُخ کے حیران بیتاب و بیقرار آہ آہ کرتے ہین کہا حضور اب کنیز کو جلد رخصت کیجیے یہان میرا زیادہ
ٹھہرنا مناسب نہین مین منسوب صحبت ملکۂ عالم ہون اگر کسی دور انداز کے کان خبر کو سُن لیا یا مجھکو یہان
دیکھ لیا ملکہ پر گمان کریگا اور وہان شاہان طلسم سے جاکر کہدیگا ملکہ سے یہ صدمات نہ اُٹھ سکینگے اگر
سحر العجائب وغیرہ نے انکی گرفتاری کا قصد کیا وہ فوراً جان دیدینگی نسترن نے جو یہ باتین کہین امیر
نے جلدی ہاتھ چھوڑ دیا قصد کیا تھا نسترن نے اب چلون کہ پہلو سے نعرہ ہوا اباش او لکاتہ مین نے
تجھکو پہچانا مین ذخار جادو برادر سمندر دیکھا امیر نے کہ ایک ساحر زبردست جھومتا ہوا پیدا ہوا
جیسے برق تڑپ کے آسمان سے گرتی ہی اسطرح ستون پر گرا نسترن کی گردن لی یہ بھی کہتا جاتا ہی کہ مین نے
پہچانا تو ہی نے میری بہن کو قتل کرایا اب تجھکو شاہ کے سامنے لیجاؤنگا نسترن نے آواز دی یا امیر
غضب ہوا مجھکو ذخار جادو لیے جاتا ہی امیر نے جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا اگر ذخار نسترن
کو لیگیا تو تمھارے دوست کا پردہ کھل جائیگا یہ بھی امیر نے دیکھا کہ ذخار جادو بلند ہو چکا نسترن مثل
مرغ بسمل تڑپ رہی ہی مگر اُسکے پنجۂ قدرت سے نہین چھوٹتی امیر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری
تیر کو چلہ کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا اُسنے تیر کو جلا دیا اسطرح امیر نے کئی تیر لگائے اُسنے سب کو
جلا دیا تیر دن نے خطا کی امیر تڑپ کے ہنستے دل مین کہتے ہین کہ یا صاحبقران غضب ہوا جو نسترن
کشتنی تھی وہی ہوا اگر یہ گرفتار ہوکے سامنے ٹھکوا مرون کے گئی کنیز ہو اگر کہہ جیتی کہ تجھکو ملکہ نے بھیجا تھا
امیر اس سوچ مین کھڑے ہین یاد مین غنچۂ آرزو کے سب کچھ بھولے ذخار جادو لیکر نسترن کو چلا
ایک صحرا مین آکے ٹھہرا نسترن کو نخل سے باندھ دیا مجروح ہوا تھے بیہوش ہو گئی تھی اُسنے ہوشیار کیا
کوڑا ہاتھ مین لیکے سامنے آیا کہا کیون نسترن اب تیرا کیا حال کرون نسترن نے آنکھین کھول کے دیکھا کہ ایک

ساحر ظاہر ہوا اور کہہ رہا ہی کہ تو نے طلسم کشا کو کیون ہوشیار کیا اور سمند رکاب بار ایسی ساحرہ کو قتل کرایا تجھکو
کیا نفع ہوا یہ کہکر اسنے ایک کوڑا مارا نسترن بلبلا گئی جسم کی دھجیان اڑنے لگی بلک بلک کے اسنے کہا ای ذخار
مین جسکی کنیز ہون اُسنے جو حکم دیا وہ مین بجا لائی میری کیا خطا ہی اگر مجھکو سزا دینا چاہتا ہی تو کوڑا نہ مار ایک ہاتھ
تلوار کا مار دے کہ سر اڑ جائے یہ صدمے میرے اٹھانے کے لائق نہین ہین مجھکو قتل کر ڈال مگر انصاف شرط ہی
کہ مالک نے میرے مجھکو بھیجا تھا مین کیونکر نہ اُسکے حکم کو بجا لاتی ذخار نے کہا ای نسترن زیادہ باتین نہ بنا کیا
مجھکو ملکہ غنچہ آرزو نے بھیجا تھا وہ بھلا کیون اپنے باپ کا گھر برباد کرتی نسترن ایک کوڑا کھا چکی ہی نہایت
بیتاب ہی ضبط نہ ہو سکا کہنے لگی کہ وہ تو طلسم کشا پر جان دیتی ہین ایک روز صحرا مین براے شکار گئی تھین وہان
طلسم کشا سے آنکھ لڑی اُس دن عاشق ہو گئے آئے ہین جیسے طلسم کشا اُنکے واسطے وہ براے طلسم کشا بیقرار ہین
آٹھ پہر رویا کرتی ہین عندلیب جادو کو گرفتار کر لیا بیہوش کرکے ایک چمن مین ڈال دیا مجھکو اسواسطے بھیجا
تھا کہ جا کے طلسم کشا کو آگاہ کر دے دشمنون کے شر سے بچانے مین چلی آئی میری اسمین کیا خطا ہی جو مالک نے
حکم دیا وہ کیا ذخار جادو نے کہا مین ابھی جا کر اُسکو بھی گرفتار کراتا ہون ہر چند کہ وہ دختر بلند اختر بادشاہ
طلسم ہی صاحب قہر و خشم ہی مین جا کر غفلت مین سحر کرکے بیہوش کر لونگا یہ کہکر اسنے کنیز کو درخت سے کھولا
کمر مین پنجہ دبا چاہتا ہی کہ لیکر اڑے دون کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی ذخار جادو آواز کی طرف
متوجہ ہوا دیکھا ایک عورت منہ ڈھانپے ہوے رو رہی ہی ذخار نے نسترن کو پھر نخل سے باندھ دیا آپ
قریب آیا چادر عورت کے منہ سے ہٹائی اب جو اس نازنین سے آنکھین چار ہوئین نازنین نے پھر منہ ڈھانپ
لیا اور کہنے لگی ای شخص تو نامحرم ہی میرے روبرو چلا آیا دھر کیون ہاتھ لگایا ذخار جادو صورت زیبا دیکھکر
بیقرار ہوا خوشامد سے پوچھنے لگا ای نازنین تو کون ہی اُسنے شرما کے چپکے سے کہا مین خواجہ جمشید بازرگان
کی دختر ہون میرے باپ کا قافلہ اس صحرا سے جاتا تھا مین بھی اُنکے ہمراہ تھی کہ قزاق آ کے گرے سب مال
لوٹ لیا سب سے آدمیون کو جان سے مار ڈالا نہین معلوم میرے باپ پر کیا گذری مین نے یہ معرکہ دیکھکر
اپنے تئین ایک جھنڈی مین چھپا دیا مین رو رہی ہون بے آب و دانہ اس جنگل ویران مین پڑی ہون
ایسا نہ ہو کوئی جانور درندہ مجھکو کھا جائے ذخار جادو نے جو یہ سانحہ مذکور سنا بہ وفور محبت پاس بیٹھ گیا کہا
ای نازنین سن جس مین شہنشاہ نور افشان کا سردار معزز و سرفراز ہون بڑے ساحرون مین ممتاز ہون
یقین ہی کہ اب مجھکو عہدہ وزارت ملیگا تجھکو خاتون محل قرار دونگا قزاقون کو گرفتار کرا دونگا مان باپ کو تیرے
قید سے چھڑا دونگا اس نازنین نے کہا صاحب اگر تمکو اسوقت میرے حال زار پر رحم آیا تو اتنا احسان اور کیجیے
ایک ہاتھ تلوار کا مار دو کہ مین اس کشاکش سے نجات پا جاؤن ذخار نے کہا میری جان تیرے نثار ہی مین تجھکو اپنے
ساتھ لیچلونگا یہ کہکر نازنین کا ہاتھ پکڑ لیا کہا میرے ساتھ چلو مین تخت سحر تیار کرتا ہون سیر بہار دکھاونگا وہ جو سامنے
نخل سے کنیز بندھی ہوئی دیکھتی ہی اُسکو بھی لیلونگا جلدی وہ نازنین شرمائی ہوئی ساتھ ساتھ ذخار کے چلی
چند قدم چلکے گر پڑی کہا صاحب تھک گئی ہاے میرا عجب حال ہی قدم اٹھانا محال ہی ذخار نے پھر ہاتھ تھام لیا
نازنین نے کہا صاحب میرا ہاتھ چھوڑ دو دیکھو کوئی مرد ادھر چلا آتا ہی ذخار اُدھر دیکھنے لگا نازنین نے اپنے نام کا نعرہ

تماشا کنندہ ریش گفتار ہون	مرے مکر سے کانپتا ہی جہان	عمرو ہون مین عیار صاحب ہنر	کیا نعرہ خواجہ عمرو
اڑا دون صبا کے بھی ہوش کو	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم	مرا تیز رفتار ہر ہر قدم	زمانے کا مکار عیار ہون

ان سے لشکر کی رہائی اور بہت دعائیں پایا امیر نے فرمایا ہم گرفتار ہو گئے تھے مگر حافظ حقیقی نے بچا لیا دو
ایک ہی ترکیب دونوں سے نجات پائی ابھی ذرا جادو کو میں نے گرفتار کیا مگر تم سب صاحبوں کا اس وقت
آنا بہت غنیمت ہوا میں نہایت فکرمند تھا تین شبانہ روز ایک طور پر گزرے میں نے طلسم ہزار اسپ
میں جب داخل ہوا تب وہان کے بھی ساحر تھے … غدر رہے مگر یہان کے ساحر نہایت زبردست
اور حیلہ ساز ہیں خدا ادا کرے ہم ان ظالموں سے دو چار ہوے بجا ہے آپ نامور بارگاہ استادہ ہوئی امیر
داخل بارگاہ ہوئے شادیانے بجنے لگے تین ہزار دوان بھی گرد بارگاہ اترے سردار نے اپنے اپنے خیمے استادہ
کئے بارگاہ امیر کو نول دل کے بیچ میں لئے ہوئے صاحبقران بارگاہ میں خواجہ کا انتظار کرتے ہوئے فروکش
ہوئے خواجہ سے بہت … خدمت میں غنچہ آرزو و گلشنای پہنچا و دیدار ملکہ کا دل مشتاق ہی ایک
ایک پل صبر نہیں ہر شخص ہے عمر دوست کہا قاصد گرنگا یہ باتین کرتے تھے کہ ایک لکہ ابر سیاہ آسمان پر
پیدا ہوا دیکھا ایک ساحر سیہ پوش پشت پر اسکے بارہ ہزار آدمی سب سیاہ کپڑے پہنے ہوئے علم ہائے
سیاہ … ہوے مقابل میں لشکر صاحبقران کے آکے اترا سامنے اسکے آواز دی کہ … علم کش
منم سیہ پوش جادو بہتر ہی کہ یہان سے آپ ہٹ جائیے اب ایک قدم آگے نہ بڑھنے دونگا مجھکو
حکم ہی شاہان نور افشان کا کہ طلسم کشا کو جو گرفتار کرکے لاو اگر آپ ہٹ جائین تو مین شاہون سے
جا کے عرض کر دونگا کہ طلسم کشا سے ملاقات نہین ہوئی مین جس مقابلے پر گیا کبھی خالی نہین پلٹا تین دن کی
آپکو مہلت ہی یہ کہکر لشکر مقابلے مین اتارا صاحبقران نے جواب مین کہا وہ بیہودہ کیا کہتا ہی اجل تیری شاید
گریبان گیر ہی جو تیرے قتل کی تدبیر ہی یہ کہکر امیر داخل بارگاہ ہوے سیہ پوش جادو لشکر مین داخل ہوا
مگر طبل جنگی نہ بجوایا صاحبقران نے انتظار کیا جب سہ پہر گئی تھی تو آنے کہا تھا کہ اے شہریار
یہان سے تین کوس پر باغ ہی کہ اسکو باغ گلعذاران کہتے ہین وہان ملکہ تشریف لاتی ہین اگر آپ شب کو
وہان جائیے تو کیا عجب ہی کہ ملاقات ہو جائے صاحبقران کو یہ بات یاد تھی پہر رات گئے دربار برخاست
کیا خواجہ کو اس بات کا خیال نہ تھا امیر سے وعدہ کیا کہ مین پتہ لگاؤنگا جب رات زیادہ آئی دل امیر کا
بہت گھبرایا اٹھ بیٹھے خیال آیا کہ اس وقت چلکر شب محبوب مطلوب کو دیکھو آئین باغ بتایا ہوا تھوڑی دور
ہی راہ طی ہو جائیگی یہ سوچ کر لباس شبروی جسم پر آراستہ کیا تیغہ عقرب سلیمانی کو بغل مین دبایا اس شب
تیرہ و تار مین راہی ہوے صحرا کا سناٹا درختون کی ہوا بڑے بڑے پہاڑ جب ہوا چلتی ہے تو کھڑکھڑا
کرتے ہین جانوران درند کی آوازین کسی طرف سے شیر ببر دھاڑ کا مارے نکلا کسی جانب سے اژدہا منہ
سے شعلہ آتشین چھوڑتا ہوا اٹھا ہر ہوا کسی سمت مالان سیاہ جنگل مین دوڑتے پھرتے ہین صاحبقران
جوش اشتیاق ملکہ مین چلے جاتے ہین قلیل رات باقی ہی کہ اسی صحرا مین دور سے ایک سمت روشنی معلوم
ہوئی صاحبقران نے بنگاہ غور دیکھا تو چار دیواری باغ کی معلوم ہوئی جب قریب پہنچے تو معلوم ہوا
کہ دروازہ باغ کا بند ہی سناٹا معلوم ہوتا ہی امیر پہلو پر باغ کے آئے دیوار پر کمند ماری کسی کنگرہ
مین جا کے پھنسی امیر کمند مار کے دیوار باغ پر آئے دیکھا کہ باغ مین سناٹا ہی امیر دیوار سے اترے
ایک نخل کی آڑ پکڑ کے بیٹھے یہان وہ وقت ہی کہ ملکہ آرزو و گلشنا بیٹھے گھبرا کے اٹھین کہا جو اس وقت
میرا دل گھبراتا ہی کچھ منہ کو آتا ہی کیا کرون صحن باغ مین چلو ذرا روشنی کرو عجب مزاج کی کیفیت ہوئی جاتی ہی

طرف صحرا کے نکل جاؤن کیون ہوا نسترن صباحت کو تمنے ہمارے واسطے تکلیف اُٹھائی یہ تو بتاؤ کہ طلسم کشا کس کام مین ہین کیونکر وہان کی خبر ملے نہایت پریشان ہون نظم

تا چند کرون سینہ مین مین آہ و فغان بند
کب تک رہے اس گھر مین الٰہی یہ دھوان بند

اس قلزم ہستی مین ہین وہ گوشہ نشین ہم
دن رات رہا مثل حباب اپنا مکان بند

ہم الفت دشمن ہی اسے ہم لذت دنیا
دو رنج ہی دل حسین ہی نقد دو جہان بند

تنہا دیکھتا ہون یار کا گھر یہ نہین سکتا
آنکھین تو کھلین مین مری لیکن ہی زبان بند

گردش ہی جو قسمت کی سو موجود ہی دوران بھی
گر شیشۂ ساعت مین رہے ریگ روان بند

پھرتا ہی یہ کوئی ز نزے کوچے مین شب کو
تا صبح نہین ہوتی ہی آواز سگان بند

ٹھنک آگے شب وصل مین ہوجاے برہنہ
اندام کو اس گل کی قبا کے ہون گران بند

سبزہ گلستان ہون چلے باد بہاری
کھولے اسے ساقی جو ہی مدت سے دکان بند

آواز ہی کرتیہ قاتل سے ہی آتی
ہوتا ہی جدا بند سے انسان کا یان بند

سودے نے تری زلف مسلسل کے کیے ہین
زندان محبت مین ہزارون ہین جوان بند

دکھلا نگا اللہ مجھے یار کا کوچہ
کوچہ مین ہون رہے گا در باغ جنان بند

قسمت مجھے کیون گنبد افلاک مین لائی
آتش خفقانی کو تپ ست ہی مکان بند

نسترن نے عرض کی داری صبر کیجے دل پر جبر کیجیے یہ تو خبر کنیز دیتی ہی کہ سیہ پوش جادو بڑے زور و شور سے مقابلے مین اُترا ہی کچھ مکر و غدر کی فکر کر رہا ہی اب نکا خداے نادیدہ اس ملعون کے ہاتھ سے اُنکو بچاے اِدھر ورود گلستان مین سے صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ کنیزون نے آگے چبوترے پر فرش بچھایا ملکہ غنچہ آزردہ شکلی کو دیکھا کہ گل سا چہرہ مرجھایا ہوا بال پریشان حسن مین لاثانی آئینۂ رخسار پر حیرانی اُسوقت صاحبقران کی بیقراری ہر مرتبہ یہی قصد کرتے ہین کہ جاکے قدمون پر سر کو رکھ دون اور دست بستہ عرض کردن کہ تقصیر اُتار لیجے اب ہمسے بار سر نہین اُٹھتا مگر جبر کرکے رک جاتے ہین دل دھڑک رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی ملکہ بھی جو کنی چہار جانب دیکھ رہی ہین فرماتی ہین کہ آج کیا ماجرا ہی کہ بیتابی کو ترقی ہی جی چاہتا ہی گریبان چاک کردن بوے لباس صاحبقران آتی ہی طبیعت لہراتی ہی نسترن ہر مرتبہ سمجھاتی ہی کہ داری مین نے شہریار سے کہدیا تھا کہ بعد فتح جنگ سیہ پوشان آپ باغ کا عذار ان مین آئیے اب یہ دعا کیجے کہ پروردگار انکا سیہ پوش سے انکو مہلت دے آئینۂ آرزو مین صورت فتح و ظفر دکھائی دے رنج و غم دفع ہون ملکہ نے کہا اے نسترن ہمین اپنا بخت واژگون و طالع نگون سے یہ اُمید نہین کہ باغ سیاہ پوشان فتح ہو اور ہم اُنسے بفجر و عافیت مین باغ مین دیکھو ہر وقت انقلاب ہی دیکھا غنچہ کھلا گل ہوا عندلیبان خوشنوا پھول کے سہرے گل مین چمن مین امرار کرنے لگین اُسی وقت گلچین آیا اُسنے دست بیرحمت دراز کیا پھول کو توڑ لیا بلبل بحسرت نگران ہی کہ صیاد کا گذر ہوا اُسنے دام بچھایا بلبل گرفتار ہوئی کنج قفس جاے مسکن ہوا بلبل کا کچھ زور نہ چلا عاشق و معشوق دونون کو ثبات نہین ہم بھی مثل حباب سب جو دنیا سے کنارہ کیے ہوے ہین زندگی کا کیا بھروسا اگر بعد ہمارے اُنسے ملاقات ہو تو میری طرف سے عرض کرنا ہی شہریار وہ کشتۂ تیغ حسرت و یاس انتقال کرگئی اب قبر پر جاکے فاتحہ پڑھیے کیا عجب ہی کہ نسترن لا مین ہمکو یاد رہنا ہماری روح کو شاد کرین نظم

چون کند پردہ نشین چہرۂ نور افشان پیدا
دوشش بر دوش رود دانۂ اشکم ز نظر
بے مہ روے تو روشن نشود خانۂ دل
غنچۂ شیرین نکند لب ز تبسم بہ چمن
نالہ آہستہ کہ خاموش محبت مخفی

بچہ در پنجۂ مژگان کند مژگان را
حلقہ در حلقہ بود سلسلۂ طوفان را
بے سر زلف تو ایمان نبود ایمان را
پر ز خوناب جگر تا نہ کند دامان را
صید صیاد نکند بلبل خوش الحان را

مسترن نے عرض کی داری کیون اسقدر حضور مایوس ہوتی ہین خدا نے چاہا تو یہ لطف ملاقات ہوگی یہ کلام حسرت انجام سنکر صاحبقران کو تاب نہ رہی بیقرار ہوکے آواز دی ای جان جہان ای آرام دل مشتاق یہ سیبت زدہ حاضر ہی اپنی محفل خلد منزل مین ہمکو بھی جگہ دیجیے یہ سنکر صاحبقران بیتابانہ دوڑے ملکہ نے پلنگ پر دیکھا امیر لباس شبروی پہنے ہوے تیغ برق مثال بغل مین دبایا ہوا دیکھتے ہی ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین پکارکے آواز دی ای شہریار ذیوقار آیے تشریف لائیے فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ؛ جیسے ہی صاحبقران جو چلے ایک نخل کی ٹھوکر لگی لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوے نہین معلوم کتنے عرصے تک بیہوش رہے آنکھ جو کھلی دیکھا خواجہ عمرو سر زانو پر رکھے ہوے کہہ رہے ہین کیون شہریار خیر تو ہی کیا آپ ہم خواب ہوے امیر نے بہ نگاہ حیرت طرف عمرو کے دیکھا کہا ای یار وفادار یہ کیسے عجائب و غرائب ہین کہان تھا اب کس مقام پر ہون جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون یہ کیا ستم ہوا کہ نکلے روح قالب خاکی سے نکل جائے کیا کرون کہا ساتھ گذر گیا دل میرا قابو مین نہین ہی جی جاتا ہی خورشید

نظم

خیال یار مین دل شادمان ہی
تماشا ہی تو آتش پر جوان ہی
تکلم ہی فقط ہی اسکے منہ کا
طلوع صبح ہی وقت اذان ہی
نقاب اُٹھی گل عارض سے اُسکے
گرہ دل کا مثال آسمان ہی
بہا تا کوے جانان مجھکو پہنچاے
زمین فیض قدم سے آسمان ہی
خیال زلف مین نادان جو ہی دل
کعبۂ حسینان آشیان ہی
غزل اک اور پڑھیے اس زمین مین

نہین ہی غم جو نظرون سے نہان ہی
تصور اس پری کا دل مین ہی کچھ
خدا کی طرح گر وہ بے دہان ہی
سراپا ہون غم فرقت سے مین قید
گل خورشید کی بھی اب خزان ہی
نہ کیون اُس شمع رو سے گرد ہو خلق
کہ سر میرا جدا استخوان ہی
دہان سنگ مین ہی مانند مشعل
لبسان اژدہا آتش فشان ہی
ہر اک انگلی ہی اُسکی شمع کافور
کہ سب مشتاق بزم دوستان ہی

مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہی
خیال یار کا کل پاسبان ہی
کرون نالے ہوئی آخر شب دل
مرا قد مثل شاخ زعفران ہی
تصور ہی جو اک خورشید رو کا
کہ فانوس خیالی آسمان ہی
ستارے جھڑتے ہین جو کفش پا سے
یہ سوزان میرا ہر اک استخوان ہی
برنگ طائر رنگ حنا ہون
تجلی اک بلورین شمعدان ہی
بحمد اللہ مرا ممدوح نامی

حکم شہ امام انس و جان ہی ۔ اس طور سے امیر نے یہ اشعار آبدار پڑھے کہ عمرو نے گھبرا کے کہا ای آقا مفصل ارشاد فرمایئے کیا ماجرا گذرا جو آپ اسقدر بیقرار و مضطر ہو رہے ہین امیر نے فرمایا ای رفیق تنہائی شب کو مین آج طبیعت میری گھبرائی فراق یار نے بہت پریشان کیا اس کنیز نے جسے رخصت مجھے اتنا فقرہ کہا تھا کہ آج کی شب ملکہ باغ گلعذاران مین تشریف لائینگی مین خود لباس شبروی پہنکر

غلط بیان کیا ہاں اگر مجھکو نوکر رکھو تو بیشک تمہاری خدمتگزاری کرون خوب ساختی کردن ہرچند عمرو نے
خوب خوب باتیں بنائیں سیہ پوش جادو کب مانتا ہے اگر اسکے دل میں کچھ مزہ بھی آیا تو اس بات کو سردار
سنا دیتے ہیں رنگ نہیں جمنے دیتے آخر کار لاچار ہو کے خواجہ چپ ہو گئے بیٹھے جی میں کہتے ہیں میں نے تو
ایسی بری چیز کو یاد بھی نہیں کیا وہ جو شخص مجھ کو متفرق کر دیتے ہیں عورتوں کو بیوہ لڑکوں کو یتیم کرتے پھرتے
ہیں میں بھی انکا نام بھی صفحۂ قلب پر تحریر نہیں کرتا اور اگر زبردستی وہ قصد کرتے ہیں تو انکی بزرگی سے
امید ہے وہ بھی جانتے ہیں کہ عمرو مرد سعید ہے وہ میرے پاس نہ آئینگے اس عرصے میں جلاد بھی آگیا لیکن
تڑپتا ہوا اور زرد بنا ہوا اے شہنشاہ کون مغضوب درگاہ سلطانی ہے ناحق کی حیرانی ہے ایک ہاتھ میں سر کو
تن سے قلم کرتا ہوں یہان تو جلاد نے گردن پر کرے کا خط دیا جہاں سپاہ لشکر اسلام موجود تھے خبریں لیکے
بھاگے اُفتان و خیزان لشکر میں جو پہنچے ہر شخص خبر پوچھتا ہے کہ استاد پر کیا گذری مگر ہرکاروں کے منہ سے
بات نہیں نکلتی گھبرا گھبرا کے ہر ایک سے یہی کہتے ہیں خدا استاد کی جان بچالے تو بڑی بات ہے سارا دربار
دشمن ہے ہر ایک سپاہ ہر در ہر ان ہے روتے بیٹھے ہوے سامنے صاحبقران کے پہونچے امیر نے گھبرا کے
پوچھا ارے خیر تو ہے ہرکارے رونے لگے دست بستہ عرض کی استاد گرفتار کیے گئے تھے اب وہ ملعون
استاد کو قتل کیا چاہتا ہے ہمارے سامنے استاد کے قریب جلاد آچکا تھا گردن پر کرے کا خط دیا صرف حکم
لینے کی دیر تھی یہ سنکر صاحبقران نے فرمایا اے مقبل وفادار مرکب جلد تیار کرو مقبل وفادار نے
مرکب تیار کیا امیر جھٹ پٹ سوار ہوے یاقوت ناچار نے قصد کیا امیر نے فرمایا خبردار کوئی
میرے ہمراہ نہ آوے میں اپنی جان دونگا یا اپنے یار وفادار کو رہا کر کے لاؤنگا یہ فرماکے امیر باتدبیر
چلے فرماتے ہیں کہ یارو برق فرنگی کہاں ہے ہرکاروں نے عرض کی حضور وہ تو عاشق جمال خواجہ عمرو
ہے جس وقت سے اُسنے خبر سنی کہ خواجہ گرفتار ہوے اُسی وقت سے غائب ہے یقین ہے کہ بارگاہ سیہ پوش
میں پہونچا ہو یہ فرما کے امیر نے مرکب کو مہمیز کیا یہان سیہ پوش نے جلاد سے اشارہ کیا ارے جلد
سیاہ باطن نادرے کا سر کاٹ لے خبردار اب مجھسے حکم نہ لینا جلاد نے کہا اُسکے ساتھ بہت سے سر کٹینگے بعض
نے کہا حضور دیکھیے جلاد کب کہتا ہے جلد دے کہا گیا میں بچا کنا ہوں سب مسلمان مارے جائینگے
یہ کہکر وہ جلاد قریب خواجہ عمرو کے آیا عمرو نے جو نگاہ ملائی دیکھا میرا بھیرہ یا جلاد بنا ہوا آیا ہے
اشارہ کیا اُستاد سنبھل بیٹھے عمرو درست ہو بیٹھے برق فرنگی نے لپک کے تیغہ مارا عمرو نے ہاتھ اٹھایا
وہ وار خالی تو پڑا خواجہ کے برابر ہتھکڑی کی دوسرے ہاتھ میں بیڑی بھی کاٹ دی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ

برق فرنگی تصنیف مصنف

تڑپ تھی میں برق رفتار ہوں
ارسطوے ذی علم شاگرد ہے
یہ زیر قدم غرب کی شرق ہے

لقب ہے مرا برق خنجر گزار
کہے کون مکار عیار ہوں
بدو بہ گر ہے میرا اصرار ہا
چھلاوا ہوں میں نام ہے برق کا

اے استاد ہیں خواجہ نامدار
کر دون سپر دن کرس کی راہ لی
تڑپ سے مری چرخ بیزار ہے
خواجہ عمرو بھی نہ لگے اُچکے ہی فیتو

نے حقہ ہائے آتشبازی وا عناصر دیکھ کر دیے بارگاہ و سیاہ پوشان میں چہار سمت اندھیرا چھا گیا اس
دھوئیں نے صدہا کو بیہوش کیا اندھیرے میں دونوں نے بڑے بڑے ساحر مارے برق فرنگی نے کہا
استاد اب یہان سے جلدی نکل چلو خواجہ عمرو و برق فرنگی لڑتے بھڑتے باہر بارگاہ کے نکلے بارگاہ میں

نعرہ ہوا ای برادر نہ گھبرانا مین آپہونچا اسم نیلی پوش جادو سب نے دیکھا ایک جوان نیلی پوش لکہ ابر
سے پیدا ہوا بارہ ہزار ساحر اُسکے ساتھ تھے نیلی پوش بھی مع اپنے ہمراہیون کے آکے شریک جنگ ہوا جب
امیر نے دیکھا کہ ہمارے ساحر دوا سے قتل ہونے لگی اب صاحبقران تو مشکل ہی اگر سردارون کو بچاتے ہین
تو ساحر ارادہ لوح لینے کا کرتے ہین لوح کو بھی بچاتے ہین سردارون پر بھی سینہ سپر کرتے ہین اس آمد ورفت
مین صاحبقران نے چند زخم بھی کھائے ایک مقام پر انتہا کا بلوہ ہوا ہی صاحبقران کو کئی ہزار ساحرون
نے گھیرا ہی چاہتے ہین لپٹ پڑین امیر کو نہایت پریشانی ہوئی کہ اب لوح کا بچنا دشوار ہی بیقرار ہو کے
دعا کی ای پروردگار مجکو اس آفت سے بچالے امیر نے دعا جو کی آسمان سے ایک برق کڑک کے گری
کئی سو ساحرون کے سر اڑگئے برق گر کے پھر بلند ہوئی سیاہ پوش نے ایک گرز مارا برق شق ہوئی سب
نے دیکھا ایک طاؤس زرین بال پر ایک مہ جبین مثل پری بیٹھا ہاتھ ہلا رہی ہی دسون انگلیون سے دس
برقین چمک کے گرتی ہین سو سو کے سر اڑجاتے ہین سیاہ پوش نے ملکہ خورشید برق وش کو پہچانا کہا
کیون ای خورشید تمھین مٹانے سے ساحرون کے کیا حصول ہوا ملکہ نے آہ سرد کھینچ کر فرمایا او ظالم
ہمارے باپ کی سلطنت کو جو تم سب نے مٹایا کیا پھل پایا اب انشاء اللہ تم سب کتے کی موت مارے جاؤگے
یہ کہکر بچہ بالای کمر سے کھینچا پہلو پر صاحبقران کے آکھڑی ہوئین جب پنجہ مارا دس دس کے سر اڑگئے جب گرز مارا
کافرون کے سینون کو پھاڑ کے نکل گیا کبھی تاج کے دانے مار دیے سو دو سو بدمعاش یون قتل ہوے ملکہ کے
لڑنے سے امیر کو مہلت جو ملی جھپٹ کے قریب نیلی پوش کے آئے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے لوح کو چھپایا
نیلی پوش کی آنکھون مین اندھیرا چھایا امیر نے ہاتھ تلوار کا مارا نیلی پوش کے دو ٹکڑے ہوے دور
سے سیاہ پوش نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ نیلی پوش اور تے طلسم کشا کے مارا گیا گھبرا گیا سوچا ہی کیا تدبیر کرون
مگر کچھ بن نہین پڑتا بھاگنا کام آتا ہی چاہتا ہی پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن صاحبقران اسکا تعاقب کرتے
ہین ملکہ خورشید برق وش نے قیامت برپا کر دی ہی جسطرف سحر کیا ہزارون ساحرون کو مارا دریاے
خون بارگاہ مین بہا ہی کشتی جسم کافران طوفانی ہمیاؤن کو حیرانی آب تیغ کی طغیانی دریاے خون کی روانی
ہزارہا سر مثل حباب تیر رہے ہین تسمہ مثل ماہیان دریا دریاے خون مین پیر رہے ہین خون برس رہا
ہی صاحبقران کا یہ قصد ہی کہ مثل نیلی پوش کے سیاہ پوش کو بھی مارون مگر وہ اپنے کو بچاتا پھرتا ہی خوف
جان سے منہ کے بل گرتا ہی ہر منہ ساحر چار طرف سے امیر کو گھیرتے ہین ملکہ خورشید برق وش
جب تڑپ کے گرتی ہین مجمع متفرق ہو جاتا ہی کچھ ساحر بھاگتے ہین کچھ قتل ہوتے ہین پھر بلند ہو جاتی ہین ملکہ
سیاہ پوش نے بڑے بڑے سحر کیے کسی سحر نے ملکہ خورشید پر تاثیر نہ کی ایک مقام پر خورشید کو جن
کئی سو کو مارا چاہا تڑپ کے بلند ہو جاوین کہ سیاہ پوش نے پشت پر آکے گرز مارا چونکہ ملکہ کا خیال
اُس طرف دعا کرنے سے ایک برق گری کہ شانہ ملکہ کا نشانہ ہوا شانے سے خون جاری ہوا امیر نے
جو پلٹ کر دیکھا کہ ملکہ زخمی ہوئین صاحبقران غصے مین جھپٹ کر سیاہ پوش پر جا پڑے سیاہ پوش
نے پرواز پیدا کیے اڑتا ہوا چلا امیر نے دیکھا کہ یہ ملعون نکلا جاتا ہی جلدی لوح پر نگاہ ڈالی مرقوم تھا
اگر یہ مفسد نکل گیا تو بڑا فساد برپا کریگا امیر نے قربان سے کمان زرکش سے تیر نکال کے چلہ کمان مین جوڑ
کیا دست زبردست امیر جہانگیر تین عالم کا تیرا پیچ تاک کر مارا سینہ پر سیاہ پوش کے پڑا کر

پشت کو توڑتے پار نکل گیا لاشہ سیاہ پوش کا زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا آندھی سیاہ چلی بعد عرصۂ دراز آواز
آئی کشتی مرا نام تھا سیاہ پوش جادو منتظم طلسم نور افشان بور ملکہ خورشید برق وش نے آکے امیر کے
قدموں کو بوسہ دیا عرض کی نسیم انقلاب مرحلہ سلسلہ بن مسلسل پر گذر ہوگا ذرا بہت سمجھ بوجھ کے کام کیجئے گا
وہاں بڑی مشکل سرکار کو پڑیگی صاحبقران نے دیکھا وہ بارگاہ جل گئی کسی ساحر کا پتہ نہیں صحرا بھی سنسان
معلوم ہوتا ہے امیر اپنے ہمراہیوں کو لیے ہوئے یہاں آئے جہاں لشکر اترا ہوا تھا دیکھا وہ مقام بھی ویران
پڑا ہے بارگاہیں نہ خیمے سراپردے وغیرہ موجود ہیں صاحبقران بہت پریشان ہوئے مگر یاقوت تاجدار
سے کہا تم اسی مقام پر اترو ہم اب مرحلے پر جاتے ہیں یاقوت تاجدار لشکر کو لیکر فروکش ہوئے ملکہ
خورشید تو قتل ہوتے ہی سیاہ پوش کے چلی گئیں امیر نے اب لوح کو دیکھا جو ملکہ خورشید برق وش نے
کہا وہ ہی اسمیں بھی مرقوم تھا کہ سلسلہ بن مسلسل سے مقابلہ کرنا ہوگا اے طلسم کشا اب مقام ہوشیاری ہے امیر
نے فرمایا میں کیا ہوشیاری کر سکتا ہوں وہ حافظ حقیقی مالک ہے جو مناسب وقت ہوگا وہ کریگا خواجہ عمرو
بہت پریشان تھے امیر نے فرمایا خواجہ تم بھی اسی مقام پر رہو عمرو نے کہا میں کدو کاوش کرونگا حضور
کے پاس پہونچوں جب حضور نہیں ہوتے تو مجھے کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے امیر نے فرمایا خواجہ چندے صبر کرو
دل پر جبر کرو لاچار خواجہ بھی اسی مقام پر رہے صاحبقران نے لوح کو دیکھا لکھا تھا اے فتاح طلسم وہ ہی
سہارا ہیں عجائبات اگر پروردگار فضل کرے بعد قتل سیاہ پوش اسی اسم کو ورد زبان کرو پھر قدرت خدا
کا تماشا دیکھو امیر نے حصار کرکے اسم شروع کیا دیکھا صحرا پر بہار ہوا طائروں کی زمزمہ سنجی بڑھی عندلیبان
خوشنوا نے نواسنجی شروع کی گل خودرو سے جنگل غیرت گلشن ہونے لگے اسکے صاحبقران دیکھ رہے ہیں کہ
ایک بونڈر گرد کا بہت بڑا اٹھا پیچ و تاب کھا رہا صحرا میں بڑھنے لگا اسقدر وسیع ہوا کہ تمام صحرا کو اس
بونڈرے نے گھیر لیا اب جو امیر نے لوح کو چھپایا دیکھا تو وہ صحرا نہیں ہے سامنے ایک باغ ہے کہ دروازہ مثل
آغوش عاشق کھلا ہے امیر حیران ہو رہے ہیں کہ وہ صحرا کیونکر تبدیل ہو گیا لوح کو دیکھا اسمیں لکھا تھا
کہ یہ باغ سیاہ پوش کا ہے بالائے قصر جاکے بیٹھو جو سانحہ گذرے اسکو ملاحظہ کرو مگر خبردار خبردار بے دیکھے
لوح کے کوئی کام نہ کرنا صاحبقران باغ میں آئے دیکھا باغ ویران روشیں اجڑی بات ٹوٹی ہوئی درختوں
خم شاخیں بے دم نہ پتے نہ ثمر نہ پھول کسی شاخ میں نہیں غنچے کا نشان کیا جانور حیران و پریشان سرنگوں
ان شاخوں پر ویران بیٹھے ہیں بنگاہ حسرت امیر کو دیکھنے لگے کوئی طائر منقار نہیں کھولتا ہے امیر اس باغ
ویران کو دیکھتے ہوئے بالائے قصر تشریف لائے دیکھا جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے وہی جنگل ویران معلوم
ہوتا ہے نخل بڑے بڑے گرے پڑے امیر دیکھ رہے تھے یکطرف نظر جو اٹھائی گنواروں کو دیکھا دوکانیں طریقے سے
لگانے لگے آکے جابجا جمنے لگے ایک ٹوکرے میں بہت سی ہنڈیاں ایک مٹکی میں مٹھائی سب طرح کی بھری
ہوئی صحرا میں آکے مٹی کی ہانڈیوں میں مٹھائی چن دی ایک چادر گاڑھے کی اسپر ڈال دی زمیندار آتے
جاتے ہیں ڈھال پیٹھ پہ باندھے ہوئے دوہری مرزائی نیچے نیفہ اوپر نیفہ دھوتیاں گاڑھے کی باندھے
ہوئے کسی درخت کے نیچے ایک دوکاندار بیٹھا ہے ایک سفید چادر پر بہت سا تنباکو لاکے ڈھیر کر دیا ایکطرف
کنڈے سلگا دیے کسی گنوار نے آکے ایک پیسا پھینکا کہا بھائی کا نیچہ بھرا دو اسنے ایک کلی کا نیچہ اٹھائی
ذرا مروڑ کے چلم میں رکھی اوپر سے کنڈے کی آگ توڑ کے رکھدی کہا لو میاں دم لگاؤ گنوار نے بیٹھ کر دم مارا

نکال ن کھمین نکل بیٹھی لٹھ کاندھے پر رکھکر چلا گیا میلے مین گشت کرنے لگا بعض نے آگے کہا ایک پیسے کی چرس
پیاؤ دس دکانداروں نے جلدی سے چلم تیار کر اُسمین کنڈھے کی آگ رکھدی گنوار کچھ ہنسا یا کچھ فقرات مہمل زبان پر لایا
ایک فقرہ اسمین یہ تھا کہ یارو یہ چرس ہی اسکا بیٹا والا ہی اور گانجہ اسکا بھائی گانجے نے یہ آواز سنائی کھانسی کرون
کھا کرون اسپر بھی نہ مرے تو کیا کرون کسی طرف کچھ کھڑے ہین مولی گاجر کے جھوتے آگے رکھے ہوے ایک موتی
بھڑے بیٹھی ہین کالی صورت ملکہ کالی کی صورت گنوارون سے اشارے کر رہی ہین اس طرح کا میلہ جمع ہی سب
طرف گنوار ہی گنوار جمع ہین بہت سے گنوارون نے آکر لکڑیون کا انبار کیا صاحبقران حیران ہو رہے
ہین کہ یہ سب لکڑیون کا انبار کیون کرتے ہین بغور اس میلے کو دیکھ رہے ہین ایک مرتبہ ڈھول کی آواز آئی
دیکھا امیر نے دف بجتا ہوا ہزار ہا گنوار لٹھ بڑے بڑے کاندھون پر رکھے ہوے بڑھتے ہوے چلے آتے
ہین جب ہزار ہا گنوار گذر گئے دیکھا ایک تخت پر ایک مہ جبین چہاردہ سالہ نہایت حسین خوبصورت
بھاری لہنگا پہنے ہوے چندری بہت بھاری پُر زر کسقدر وہ چندری اُس نازنین پر زیب دیتی ہی دریاے
جواہر مین غوطہ مارے ہوے نتھ ناک مین ایک موتی اُسمین پڑا ہوا مثل برق نتھ کے موتی سے صاف
ہویدا [illegible] الماہ کا ستارہ ہی صاحبقران اُسکی صورت دیکھکر بیقرار ہو گئے مگر وہ نازنین پاؤن پھیلائے
ہوے کہ بہت ستے روشن پاؤن اُن لڑکون پر رکھے ہوے اُسپر ایک دیگچی رکھی ہوئی ست پکارتی
ہوئی چلی آتی ہی ایک تخت پر ایک لاشہ تابوت مین لپٹا ہوا وہ بھی اُسکے ہمراہ ہی صاحبقران اُس نازنین کو
دیکھکر بیقرار ہو گئے تمام میلے والے دو ورث پکارتے ہوے کہ ستی آگئین ستی آگئین ہمارا میلہ قبول ہوا ایک
ٹھاکر صاحب کی کل شادی ہوئی نہین معلوم رات کو کیا ہوا کسی نے سوتے مین ٹھاکر صاحب کو مار ڈالا
اُسی کی جورو ستی ہونے آئی ہی ہمارے واسطے بڑا شرف ہی اب گنوار خوش ہو رہے ہین صاحبقران
مبہوت ہو کے قدرت الٰہی کے دیکھون اب کیا ہوتا ہی شاید ان سب کا یہی ارادہ ہی کہ زندے کو بھی مردے
کے ساتھ جلادین ایسی مہ جبین آگ مین جل جائے امیر سوچتے ہوے طرف میلے کے چلے جاتے ہین اور قریب
پہونچے کہ جب تخت پر لاش مردے کی رکھی ہی وہ قریب آگ کے رکھا گیا ہی اور وہ مہ جبین بھی ست کہتی
ہوئی قریب آگ کے ہوئی ہی چاہتی ہی کہ لاش کو لیکر لکڑیون پر چڑھ جاؤن کہ صاحبقران نے قریب آکے
نعرہ کیا خنجر دار ای کافرون تمہارا یہ کیا بدعت ہی کمر باندھی ہی گنوار [illegible] صاحبقران لڑنے لگے دس گنوار
قتل ہوے امیر نے نعبت سے اس نازنین کا ہاتھ پکڑ لیا گنوار سب بھاگ گئے فرمایا ای نازنین مہ جبین ای قمر
منظر ای پری پیکر یہ کیا حرکت ہی سراسر حماقت ہی اپنے کو مردے کے ساتھ جلاتی ہی ہمارے پاس آ ہمین
طالع کشائی کرنے جاتا ہون یہ جو اُس نازنین نے دیکھا اور یہ باتین سنین بنگاہ محبت صاحبقران کو
دیکھنے لگی صاحبقران نے اس نازنین سے فرمایا اصل تو یہ ہی کہ جان دینے سے کچھ فائدہ نہین ہی

کیا خوب نسیم دہلوی فرماتے ہین نظم

بندہ سمجھا تھا یا تو آپ کشنیدہ ہوگیا
آدمی کیسے فرشتے سیکڑون موجود تھے
مین نہ کہتا تھا نہ دیکھو آئنہ اچھا نہین
اب تو افسانے کی سب ہر طرف اک دھوم ہی

ہن تو دیوانہ تھا ای نا سمجھ کب ہوگیا
سب لائے پر جو وہ آئے تماشا ہوگیا
صدقے جاؤن حال میرا سا تمہارا ہوگیا
مر گیا گر مین بابت نام تیرا ہوگیا

شکر ہے دنیا سے اُٹھا آج شہید آپ کا — جان دینا اس مرض والے کو اچھا ہو گیا
دشمنی کی مجھسے میرے از دیار شوق نے — اضطراب ایسا بڑھا آخر کو پیدا ہو گیا
سو گئے اُنکے فریب وعدہ سے شب کٹ گئی — ہائے اب جو نکے تو جب ایسا سویرا ہو گیا
کوئی ناواقف اگر کہتا تو کہتا غم نہ تھا — کیوں جی تم ہی مجھکو کہتے ہو کہ رسوا ہو گیا
یہ ذکا یہ عقل ایسے ہوش سب جاتے رہے — بہر حیرت ہے خدا جانے مجھے کیا ہو گیا
پھر وہی دھومیں ہیں وحشت کی مری اے نسیم — پھر وہی جوش گذشتہ دل میں پیدا ہو گیا

نازنین نے سر جھکا لیا کہا اے شخص تو نے بڑا غضب کیا اتنی خونریزی کرکے مجھکو بچا لیا اب میں برادری سے لائق نہیں رہی مجھکو چھوڑ دو میں اسی صحرا میں سر ٹکرا کے مر جاؤنگی اب کسکو یہ روئے سیاہ دکھاؤنگی گاؤن والے کہینگے یہ مکار تھی تیری جرأت پر مجھے بھی تعجب ہوئی ہمارے مذہب لات ومنات میں یہ منع ہے کہ جب کوئی عورت ستی ہونے کا ارادہ کرے اور پھر اپنے فعل سے باز رہے تو اسنے لات ومنات پر جبر کیا امیر نے فرمایا تو میرے ساتھ چل میرا لشکر ہی فوج ہے اُس نازنین نے پوچھا آپکا نام نامی واسم گرامی کیا ہے امیر نے فرمایا صاحبقران زمان فتاح طلسم نور افشان داماد نوشیروان ثانی سلیمان میرا لقب ہے اُس نازنین نے کہا اے شخص تو اپنی جلالت مجھپر ظاہر کرتا ہے مجھے یقین نہیں اگر تو اپنے زمانے کا صاحبقران ہوتا تو لاکھو دو لاکھ فوج ساتھ ہوتی رفیق شفیق وزرا امرا سب تیرے ساتھ ہوتے اگر یہ نہیں ہیں تو آپ صاحبقران ہونگے مجھے کیا معلوم نہ تیرے ساتھ فوج نہ لشکر امیر نے فرمایا اے نازنین تو بھی جانے کیسی ہے میں واسطے فتاحی طلسم آیا ہوں یہی حق کا حکم ہے کہ طلسم کشا اکیلا مرحلہ جات فتح کرے اُس نازنین نے کہا پھر مجھے کہاں لیجائیے گا میں گاؤن میں جانے کے لائق نہیں ہوں بڑے بڑے مکانات میرے گاؤن میں بنے ہیں مگر اب میرا وہاں جانا ممکن نہیں امیر نے توقیر نے فرمایا تم ہمارے ساتھ چلو اُسنے شرما کے سر جھکا لیا کہ اب تو میں تمھارے ساتھ ہوں اور کہاں جاؤنگی اب صاحبقران محبت میں اس نازنین کی طلسم کشائی بھولے اُس نازنین کے ساتھ ہوئے امیر تو یہ سوچ کر لیجا کر آگے بڑھکر ہمارا لشکر ملیگا وہیں اسکو چھوڑ دینگے اور ہم پراے طلسم کشائی چل آئینگے اپنے دل سے یہ باتیں کرتے ہوئے اُس معشوقہ کو ساتھ لیکر چلے دن بھر رہروی کی مگر لشکر کا کہیں نشان نہ معلوم ہوا ایک مقام پر آکے پہونچے دیکھا آبنوں کا باغ ہے اسمیں ایک چھوٹی سی منڈیا پڑی ہاوی ہے اندر اُسکے مست سا پیال بچھا ہے وہ نازنین امیر کو لیکر اُس باغ میں آئی منڈیا میں جا کر بیٹھ گئی اور ڈھیں مار کے رونے لگی کہا اے شہریار اب مجھسے نہیں راستہ چلا جاتا ہے صاحبقران نے کہا اچھا شام بھی ہو گئی ہے اسی جگہ مقام کرو امیر بھی اُسی جھپریا میں آبیٹھے وہ نازنین بھی قریب آبیٹھی امیر نے فرمایا غربت میں چراغ کہاں جب لشکر میں پہونچینگے سب کچھ ممکن ہوگا آنکھوں میں آنسو بھرکے اُس نازنین نے کہا اے شخص میں نے تیرا ساتھ دیا کل عزیز و اقارب سے چھوٹی دن بھر گذر رہا ہے کہ میں نے کچھ کھایا نہیں ہے امیر نے تیر وکمان ہاتھ میں اُٹھا یا باہر نکلے سب طرف نگاہ دوڑائی دیکھا ایک آہو ایک مقام پر چرا کرتا ہے امیر نے تیر کو کمان میں پیوست کیا ایک کر مارا وہ آہو تڑپا کے گرا امیر جھپٹ کے قریب گئے اُس آہو کو قربانی پہونچا یا سینہ کر اندر باغ کے لائے گوشت عمدہ عمدہ صاف کر کے نکالا سنگ چقماق ہی سے آگ نکالی لکڑیاں صحرا سے چنکر لائے آنکو روشن کیا جب دھواں نکل گیا کوئلوں پر کباب لگائے جب تیار ہوے نازنین

کے ساتھ پیش آئے کہا تو صاحب آج ہی غنیمت ہو آپنے ایک کباب اٹھا کر ہاتھ بڑھایا کہا اب تو تمھین ہمارے مالک ہو بخدا لات و منات پر لات ماری تمھاری ہمراہی اختیار کی اب تمھین ہمارے ہاتھ سے کباب کھاؤ امیر نے بطرز محبت اسکے ہاتھ سے کباب نوش کیے جب امیر کباب کھا چکے وہ نازنین اٹھی اپنی اٹھے ہوے تھے تو بچھونے بچھے ایک ڈوپٹہ اوڑھے کرتی ڈلائی اپنی بچھادی کہا امیر بیٹھیے اب ہم تمھارے ساتھ ہین جس حال سے تمھین رکھوگے ہم رہینگے صاحبقران اس نازنین کے پاس بیٹھے اختلاط ظاہری کرنے لگے اسے جو بیٹھا پاتو جیبی سکی پیار کیا کیون صاحب یہ کیا ہی یہ تختی میرے چبھتی ہو اسکو اتار کے رکھ دو امیر نے لوح کو اتار کے رکھا اندھیرے مین اس نازنین نے لوح اٹھا لی کہا مین رفع حاجت کر آؤن یہ کہکر باہر نکلی پکارے تو ندتی باش او طلسم کشا منم سلسلہ بن مسلسل اب جو امیر نے دیکھا ایک ساحرہ بڑے قد کی عورت بد صورت دسون انگلیان مثل شمعون کے روشن ہین پرواز پیدا کرکے اڑ گئی صاحبقران گھبرا کے جھپٹ باہر نکلے گر حیران و پریشان رات کا سناٹا صحرا بے ہول اب نہایت تردد ہوا کس طرف جاؤن تاریکی اسقدر ہو کہ کچھ معلوم نہین ہوتا اسی انتشار و تردد مین امیر خاموش کھڑے ہین کہ ایک طرف سے روشنی معلوم ہوئی صاحبقران نے دیکھا ایک نازنین خوبصورت کمسن ایک شمعدان ہاتھ مین لیے ہوے جابجا تلاش کرتی ہوئی کئی مرتبہ یہ بھی ٹھنڈی سانس بھر کے آواز دی بڑے افسوس کا مقام ہو ساری رات مجھکو اسی صحرا مین گذری گر افسوس ہو کہ صاحبقران نہین ملتے صاحبقران نے جو یہ آواز سنی کہ کوئی مجھکو تلاش کرتا ہو پکارے آواز دی ای نازنین آوارگان دشت محبت و دیوانگان صحرائے الفت اس مقام پر حاضر ہین کیون نازنین مجھکو بھی خبر دو کہ کیا مطلب ہو جو تلاش کرنے نکلی اپنی تو اب یہ کیفیت ہو بقول آتش نظم

حسن کس روز ہم سے صاف ہوا
دزد اس مین ہو اگر صاف ہوا
زہر پر سبزہ ہو گیا مجھکو
سینہ اپنا زمین صاف ہوا
وعدہ جو تم نے کردہ مرد نہین
سنگ قبر اپنا کوہ قاف ہوا
رند مشرب ہون مجھکو کیا ہر وقت
وہ زبان ہون دم مین سے دون ہوا

گنہ عشق کب معاف ہوا
تیغ قاتل پر اپنا خون مجھکو
درد درمان سے المضاف ہوا
لکھ یار نے دکھائی آنکھ
خون سے قتل جب خلاف ہوا
اس کمر کے ثبوت مین عاجز
مذہبون مین جو اختلاف ہوا
گرد اس کوچے کے میرا آتش

لے لیا شکر کرکے ساقی سے
محمل سرخ کا غلاف ہوا
خاکساری کی ہو چکی معراج
مردم دیدہ خال ناف ہوا
نالجحہ گر جو وہ بدی آیا
شکر کرکے موشگاف ہوا
وہ دہن ہون نہ نکلا حرف غرور
حاجی سے کعبے کا طواف ہوا

اب جو وہ نازنین قریب آئی امیر نے پہچانا دہی کنیز غنچہ آرزو دلکشا کی نسترن ہو دیکھتے ہی شگفتہ ہوئے صاحبقران نے پوچھا ای نسترن کیونکر آنے کا اتفاق ہوا لوح ہمارے قبضے سے نکل گئی نسترن نے منہ پیٹ لیا کہا ای شہریار حقیقت مین کہنے والون نے سچ کہا ہی کہ دل کو دل سے راہ ہو آج دن ہی سے ملکہ کچھ پریشان تھین وہ معدوم ہی فرمانی تھین کہ اب طلسم کشا کا گذر مقام سلسلہ بن مسلسل ہو وہ ازحد مکارہ ہو جب شام کو وقت ملکہ کو بہت متردد پایا تو عرض کی حضور کنیز جائے ملکہ خوش ہو گئین کہا ای نسترن اگر ایسا کام کرو تو مجھپر بڑا احسان ہو مین وہان سے چلی شام سے اس صحرائے عجائب و غرائب مین تھک گئی

کھاتی پھرتی ہوں کہ ملکہ نے یہ فرمایا تھا کہ ای نسترن خدا ہمارا نہ کرے کہ ہم بتقدیر کو تنہا چھوڑیں تو آپ کی
زبان سے یہ کلمات سنے کہ دل بیقرار ہو گیا یہ سانحہ گذرا امیر نے فرمایا کہ بخت یاری کرے تو ہم تجھ سے بگڑ کے
بیٹھی اُنہے عرض کی حضور مہمان سے باغ ملکہ بہت قریب ہی تشریف لیجائے نسترن ہمراہ ہوئے امیر
کو نسترن پیچھے پیچھے رہبری کرتی ہوئی جب قریب باغ پہونچی نسترن نے کہا حضور ٹھہر جائیں میں جا کے
ملکہ سے اطلاع کر دوں یہاں ملکہ سر نگوں بیٹھی ہیں اگر کسی کنیز نے کچھ کلام کیا فرمایا صاحبو میرا بات کرنے کو
جی نہیں چاہتا یا سر جاکے ٹھہرو کنیزیں ہیں ہم وزن ہا ملکہ کی آتش ملکہ کیلی بیٹھی رو رہی ہیں کہ نسترن نے پہونچی
اشارے سے عرض کی کہ میں طلسم کشا کو لائی ہوں حضور لوح قبضے سے جا چکی ملکہ نے سنتے ہی منھ پھیر لیا کہا
نسترن بڑا غضب ہوا سلسلہ ... بیگمی ہوگی ... ترجاتی تھی وہ بڑی مکارہ ہی بڑے دام مکر میں طلسم کشا پھنسے
خدا صاحبقران کو بچائے سچ سے میں کہہ رہی تھی کہ آج بڑے مقام سخت پر طلسم کشا کا گذر ہوا نسترن کنیزوں
کو ہمراہ لے کسی پر ظاہر نہ ہونے پائے پشت باغ سے طلسم کشا کو لاؤ نسترن نے آکے کنیزوں سے کہا جاؤ سب
اپنے اپنے مقام پر آرام کرو آتی رات آ چکی مگر تم سب کو نیند نہیں آتی ملکہ اسوقت تنہائی میں کسی کتاب
کا مطالعہ کرینگی یہ سنکر سب کنیزیں اپنے اپنے مقام پر گئیں نسترن باہر گئی صاحبقران کو پشت باغ پر
لائی کھڑکی کھول کے اپنے کو اندر باغ کے پہونچا یا ساتھ صاحبقران ملکہ باغ میں ٹہل رہی ہیں کہ
گلستان میں روشنی ہوئی صدق ثابت ہوتا ہے کہ ماہ تابان شب تیرہ و تار میں نمایاں ہوا ملکہ نے بغور
دیکھا آگے آگے نسترن پیچھے صاحبقران مگر پریشان حال باغ کو بنگاہ حسرت دیکھتے ہوئے جب امیر
قریب پہونچے تو ملکہ کو حجاب آیا نسترن کے پیچھے چھپ کر کھڑی ہوئیں صاحبقران نسترن لے ہمراہ ملکہ
بارہ دری کے تشریف لائے بارہ دری کو خالی پایا فرمایا کیوں نسترن ہمارا آنا ملکہ کو اسقدر ناشاق ہوا
بارہ دری خالی پڑی ہے نسترن نے لاکے صاحبقران کو مسند پر بٹھایا ملکہ ستون کی آڑ سے دیکھنے لگیں
نسترن نے آکے عرض کی حضور مہمان کی خاطر داری ضرور ہے ملکہ نے کہا ای نسترن مجھے شرم آتی ہے
نامحرم کے سامنے یکایک چلے جانا ... میں تیرے ہمراہ چلتی ہوں تیری خاطر سے بات بھی
کرونگی نسترن نے کہا حضور تشریف لے چلیے ... نسترن ملکہ آگے پیچھے چھپی ہوئی نسترن
نے لاکر ملکہ کو قریب صاحبقران پہونچایا ملکہ سر نگون شرم سے پسینے پسینے کلام نہیں کرتیں نسترن نے
دیکھا صاحبقران بھی خاموش بیٹھے ہوئے ہیں اسنے گلابی کھینچ کر سامنے کی دست بستہ عرض کی ایک
جام نوش فرمائیے صاحبقران نے گلابی کھینچی اپنے ہاتھ سے جام لبریز کیا ملکہ کے سامنے پیش کیا ملکہ نے
حجاب سے پھر دو قدح کی جام نوش کیا پھر اپنے ہاتھ سے جام بھر کے صاحبقران کے سامنے کیا امیر
نے جام پر ہاتھ رکھدیا ملکہ کو بہت ناگوار ہوا تیور پر بل پڑ گئے خنجر ابرو جنبش میں آئے ضبط کیا مگر نہو سکا
فرمایا سبحان اللہ شاید اگر ہمارے ہاتھ کے جام سے انکار ہے بی خورشید نے اپنی چمک دکھائی تو عہد پیما
ہوگا کہ کسی کے ہاتھ سے شراب نہ پیا امیر نے فرمایا ملکہ مجھکو کوئی شے نہیں کر سکتی صرف مذہب کا خیال ہے
ملکہ نے سر جھکا لیا فرمایا فرد کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست ؛ ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست
ہم تو اس کوچے میں قدم رکھکر سب کچھ کھو بیٹھے جو آپ فرمائیے بسر و چشم ہے میں جام پیا لشتے بھی ہوگا
خیال خیر و شر دل سے دفع ہے امیر نے کلمۂ طیبہ زبان سے ارشاد فرمایا ملکہ غنچۂ رز روے دلکشا نہ کھا

ای شہریار ابھی آپکو مقدمات سخت درپیش ہین اور طلسمی آپنے کھوئی ساسلہ کے دام تزویر مین پھنسے آج دیرے مین نیتر ارتقی مین لے اطاعت دین اسلام بدل وجان قبول کی اب اوّل کوشش و تجویز یہ ہی واجب ولازم ہی صاحبقران اور ملکہ اور نسترن تیر بخت یہ بیچ مین لالٹین یاقوت احمر کی روشن ہی صاحبقران منہ سے باتین کررہے ہین ملکہ حجاب سے سر جھکائے ہوئے جواب دے رہی ہین یکایک وہ لالٹین یاقوت احمر کی خود بخود زمین سے اٹھی کمر کے برابر جاکے غائب ہوگئی ملکہ صاحبقران سے لپٹ گئین کہا ای شہریار شاید اس مقام کسی بھوت پلید کا گزر ہوا یکایک نسترن نے ایک چیخ ماری کہا ای ملکۂ عالم غضب ہوگیا خدا غارت کرے کسی نے منھ پر میرے منھ رکھدیا عجب طرح کا کلمہ کہا کہ اسکو مین کہہ نہین سکتی کہکر صاحبقران سے لپٹی کہا حضور نگوڑے کے ہاتھ تو مین سینے پر بھی ہاتھ رکھدیا کان مین آواز دی ہائے مرتا ہون یہ کون نگوڑا سوا موذی کا ٹاہی خدا اسکو غارت کرے ہاتھ مین کروٹ نہ کہا صاحبقران سے لپٹنے لگی ملکہ کو ناگوار ہوا کہا دیکھو بی نسترن اپنی حد سے آگے نہ بڑھو کہا واری میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی امیر بھی گھبرائے دعا مین پڑھنے لگے کہ ملکہ نے پلٹ کے دیکھا پاندان غائب ہوا اب تو ملکہ نے گھبرا کے کہا دیکھیے میرا پاندان بھی غائب ہوگیا امیر کچھ سمجھے پکار کے فرمایا کہ خواجہ سامنے آؤ یہ باتین کیا ضرور ہی بھائی ایسا نہ کرو نسترن نے کہا حضور بھوت پلید بھی آپکے بھائی ہین امیر نے فرمایا بی نسترن چپ رہو خواجہ آؤ ہمارا دل تمکو ڈھونڈھتا ہی ملکہ بھی دیکھ رہی ہین نسترن کے پہلو سے آواز آئی یہ غلام حاضر ہی مگر میری سفارش کیجے نسترن نے گھبرا کے دیکھا ایک شخص عجب الخلقت سامنے کھڑا ہی تمو سے کا کرتا تمو سے کی ٹوپی کھاروے کی جانگھیا کا زے کی گوٹ اسمین ٹانکے ہوئے نسترن نے ایک چیخ ماری کہا ارے یہ بن مانس کہان سے آیا عمرو نے ہنسکر کہا مین تو اچھا خاصا بھلا مانس ہون ملکہ بھی حیران حیران تکنے لگی پوچھا ای شہریار یہ کون صاحب ہین دل خود بخود کانپ رہا ہی امیر نے فرمایا یہ ریش تراشندۂ کافران جنون نے اپنے پیشاب سے زمرد شاہ بے ایمان کی ریش تراشی کی ملکہ نے کہا آئیے تشریف لائیے خواجہ آکے بیٹھے نسترن کنکھیون سے دیکھ رہی ہی کھلا کھلا کے ہنس رہی ہی دمبدم یہی قول ہی کہ گور سے کے اندر زمین امیر نے فرمایا خواجہ اسوقت کچھ گاؤ ملکہ تمھارے گانے کی بہت مشتاق ہین ملکہ نے بھی کہا ہان خواجہ مناسب نہی خواجہ تو جانتے ہین کہ میری صورت کوئی پسند نہین کرتا جبتک سیرت نہ ظاہر ہوگی کوئی پسند نہ کریگا عمرو نے اپنے اترنے دیان چھیڑا سامنے ملکہ کے بے تکلف آبیٹھے بے تکلف تمام سامنے ملکہ کے گنگنا کے یہ غزل شروع کی

غزل

بسا تا ہی عنایت دل کو خط رخسار جانان کا	کھسیگا مجھے کا خون مین سبزہ اس گلستان کا
روان رکھتا ہی خون آنکھوں سے ہر اک مژہ کا	شفق آلودہ رہتا ہی ہلال اپنے گریبان کا
یہی جو آتش حسن بتان کی گرم جوشی ہی	جلا ہندو کے مردے کی طرح زندہ مسلمان کا
حسینون کو دیا دل جسنے اپنی جان پر کھیلا	روا رکھتے ہین خون یہ لوگ بے تقصیر انسان کا
گریبان گیر قاتل ہونگے ہم فردائے محشر کو	ہمارا خنجر خون ہی ہر اک پاک اسکے دامان کا
لب و دندان سے تیرے لعل و گوہر کو ہی نسبت	نزدہ ہمسنگ ہی لب کا نہ وہ ہمپلہ دندان کا
خط شبرنگ ہمت ہوگیا جو اسکی ظلمت پر	دہان یار کو سمجھا مین چشمہ آب حیوان کا

چونکہ آگاہ ہوں کہ طلسم کشا صاحب اسم اعظم الٰہی ہے حرز کی شکل بھی گلے میں موجود ہے میرا حوصلہ نہ پڑا کہ طلسم کشا
کو گرفتار کروں مقیدۂ لوح جو حکم ہو بجا لاؤں اپنے باغ میں بیٹھی ہوں اور نشست ہے عرضی پر طرف سے شاہ
کے جواب تحریر ہوئی سلسلۂ سلسبیل حقیقت میں تجھ سے بڑا کار نمایاں کیا جہاں تک ہو سکے گرفتاری طلسم کشا
کی تدبیر کرو اور روانہ کرو فوراً ہمارے پاس روانہ کرو ایسا نہ ہو کوئی خرابی پڑے ملکہ اس نامے کو لیکر بیٹھیں
صاحبقران کے آگے وہ نامہ دکھایا خواجہ نے یہ مضمون نامے کا سنا کہا ملکہ کوئی تدبیر ایسی کرو کہ مجھکو
اسکے باغ تک پہونچا دو عقاب جادو کو تو ملکہ نے مار ڈالا کہ خواجہ میں خود چلتی ہوں عمرو نے کہا مجھے
ساتھ لیجیے حضور میں جانے کی ہوس ہے لیکن عمرو نے کہا میں تو بشکل کنیز چلوں صاحبقران کو بھی بصورت کنیز
بنالیں صاحبقران نے فرمایا کہ میں تو لونڈی کی شکل بنکر نہ جاؤنگا خواجہ عمرو نے کہا آقا یہ اب خدا
اب ایسی امر میں تامل نہ فرمایئے لوح ہاتھ سے جاتی ہے یہ تدبیر خدا کی طرف سے نکل آئی امیر نے کہا لوح کے نہ ملنے
سے جان جاتی ہے ازبسکہ مقدر ہے میں جان دونگا مگر یہ امر گوارا نہ کرونگا ملکہ نے کہا ای شہریار وہ میرے نام پر جان
دیتی ہے اسکا ہمیشہ مقصد رہا کہ ملکہ مجھکو صحبت میں جگہ دیں میں حاضر خدمت رہوں وہ بڑی فاحشہ ہے عورت عورت
میں جو مقصد ہوتے ہیں انہیں کی طالب رہی ہے میں نے کبھی منہ نہیں لگایا میں جو اسکی صحبت میں جاؤنگی وہ بہت
خوش ہو جائیگی عمرو نے کہا امیر آپ یہیں رہیے میں جاکر لوح لے آؤنگا ملکہ غنچۂ آرزو دلکشا نے کہا
خواجہ قاعدہ ہے سراسر خلاف ہے کتاب سامری میں مرقوم صاف صاف ہے کہ سوا طلسم کشا کے مالک مرصد بھی
کسی کے ہاتھ سے قتل ہوگا اسکا قتل دست طلسم کشا پر موقوف ہے وہ ملعونہ یہی انتظام کر رہی ہے آخر بعد حجت بسیار
یہ رائے قرار پائی ملکہ نے کہا افغان تیغزن میرا سپہ سالار جوان ترکی ہے سب طلسم والے اسکو بخوبی
پہچانتے ہیں اسکی صورت پر آپ میرے ہمراہ چلیں خواجہ نے امیر کو بشکل افغان تیغزن بنایا آپ ایک
کنیز کی شکل بنکر سامنے آئے نسترن سے کے لپٹ گئے کہا کیوں صاحب تم بھی ملکہ کے ہمراہ چلوگی نسترن
جمال دیکھکر بیتاب ہو گئی گلے میں ہاتھ ڈال دیئے کہا اری نوبہار آج تو غضب ڈھا رہی ہے سینہ پر ہاتھ رکھے کہا
یہ تجھ حسن کا قہر ہے صاحبقران نے ملکہ سے اشارہ کیا کہ دیکھو خواجہ نوبہار بنکر آئے ہیں انسے ملکہ نسترن
بالعمل ملکر باتیں کر رہی ہیں ہنسنے دیکھا کسطرح گلے مل رہی ہیں صاحبقران جو ہنسے ملکہ نے ہنس کے کہا اری لڑکی
نرگس سے گل مل کے باتیں کر رہی ہے یہ نوبہار نہیں ہے وہی نگوڑا جعلساز شعبدہ باز ہے نسترن ایسی شرمائی
کہ پسینے پسینے ہو گئی پلٹ کے ایک دوہتڑ مارا کہا موئے خدا تجکو غارت کرے سب کے سامنے تو نے میری
آبرو لی عمرو نے کہا میاں یہی مزے ہیں کسی کا اجارا ہے حمزہ کے مزاج میں تو فساد کرانا ہے یہ نہ بتاتے تو کیا
ہوتا اب عمرو نے امیر کو بشکل افغان تیغزن بنایا ملکہ نے تقریر میں ضرور دکھلائی عمرو نے وہی نقشہ دیا
ملکہ بہت خوش ہوئی میں صاحبقران ہتھیار لگاکے ملکہ کے ساتھ تخت پر سوار ہوئے عمرو بشکل نوبہار چند
کنیزوں کو ملکہ نے ساتھ لیا تخت اڑ اے ہوئے چلیں چالیس کنیزیں باغ میں چھوڑ دیں ایک کنیز تھی اسکا نام
بدباطن جسوقت سے اسنے صاحبقران کو دیکھا ہے جلی بھنی ہے کسی کنیز نے پوچھا کیوں بدباطن
آج تم کچھ جلی بھنی ہو خود بخود غصہ چلا آتا ہے آج کیا باعث ہے بدباطن سے ضبط نہ ہو سکا ناظرین ملاحظہ
فرمائیں جتنے صاحبان کم ظرف ہوتے ہیں انکے مزاج کا یہی طریقہ ہوتا ہے جب کسی نے پوچھا کیوں بی بدباطن
کیا کیفیت ہے کیا تردد ہے بدباطن نے جھلاکے جواب دیا صاحب میرا غصہ ظاہر ہے کہ بی غنچۂ آرزو ایسی

بہلا دین دیکھا ہے کو بلا کے پہلو میں بٹھا لیا یا تو یہ ستمگرہ و حجاب تھا کہ باغ میں جب برائے سیر جاتی تھیں اگر پھول
کوئی مردانے نام کا ہوتا تھا تو فرماتی تھیں یہ نگوڑا پھول مجھکو بنگاہ غور دیکھتا ہے اُس پھول کو توڑ کے پاؤں
سے ملتی تھیں یہی ہمیشہ قول تھا کہ سرو کو شاعروں نے قد سے مثال دی ہے میں اسکے سامنے میں نہ جاؤنگی اُسکا
عکس مجھپر پڑیگا یا یہ کہ مرد واجد خوبصورت پایا پہلو میں بٹھا لیا وہ شرم حجاب اُٹھ گیا ہوا ہم لوگوں کے دیکھنے
کی باتیں نہیں ہوا ہیں سچ کہوں مجھکو بہت ناگوار ہوا میں چاہتی ہوں عاشق و معشوق دونوں تہِ تیغ ہوں پہلے
تیغ بیدریغ شاہان طلسم سے مہلت نہ پائیں جسوقت شہنشاہ کو خبر ہو جائیگی وہ اس زور و شور سے آئینگے کہ انکو
جان بچانا دشوار ہو گا شاہان طلسم انتظار کر رہے ہیں کہ کسی تدبیر سے طلسم کشا کو گرفتار کریں خبر پاتے ہی
گرفتار کر لینگے لوا میں تو جاتی ہوں ابھی خبر کرتی ہوں سنو صاحبو ناک چوٹی ہماری تمہاری کاٹی جائیگی شاہ
یہی فرمائینگے کہ تم لوگوں نے بھی ہمکو خبر نہ کی ہماری بات کون مانتا ہے بی غنچہ آرزو اسقدر بیچ لیں کہ نامدار
کو بھی اپنے باپ کے مار ڈالا یہ جوش محبت کا کہ کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ اسکا انجام کیا ہو گا میں سب حال جا کر کہونگی
ذرا خاموش نہ رہونگی لوا مجھکو بہت ناگوار ہوا کنیزون نے گھبرا کے کہا لوا بد باطن تمھیں ان باتوں سے کیا کام
کہا واہ ہوا کام کیوں نہیں ہم سب اُنکی سلطنت میں ہیں پھر بڑا افسوس آتا ہے ہوا میں نے سچ کہا ہے تو اُس بات
پر بھی راضی نہیں مگر طلسم کشا کے مذہب میں یہ قید ہے کہ مرد و زن عقد و نکاح فعل باطنی کی جانب توجہ نہیں کرتے
دوسرا بڑا اعتراض یہ ہے کہ ملکہ سامرہ ہیں جب سحر سے توبہ کریں سامری و جمشید کو برا نہیں ابھی ہوا ملکہ
کو اب سزا دکرانا ہیں تو اب سامری جمشید کو برا کہیں اب تو انکو قتل کرنا سامری جمشید کو راضی
کرنا ہے ہر چند کنیزوں نے سمجھایا مگر بد باطن نے نہ مانا کہا لوا بیٹھو بھلا میں اُٹھنے بیٹھنے دونگی جب تک قتل
پر کمر باندھی ہے سب سامری پرست قتل ہو جائیں خدائے نادیدہ کا مذہب جاری ہو دیکھ میں خداوندوں کو
گرجہ موت میں پڑا رہنا ہیں مجھے نہ سمجھاؤ میرے آگ لگی ہوئی ہے اور کنیزیں بیچاری چپکی رہگئیں مد باطن اُس
ادھر سے چلی گئی دربار میں شاہان طلسم کے جاؤں کنیزیں دعا مانگ رہی ہیں کہ خدا ملکہ کی آبرو بچائے
یہ حرامزادی دشمن خدا افشائے راز کرنے گئی ہے وہاں صاحبقران کا حال سنیے کہ ساتھ ملکہ کے چلے ہیں تنگل
افغان و خواجہ بنگل نوبہار ملکہ راہ میں سمجھاتی جاتی ہیں کہ ای شہریار اگر ایکی مرتبہ لوح نہ ملی تو بڑا غضب ہو گا
خواجہ کہتے ہیں میں بچنے ہی رنگ جادو نگا ملکہ نے کہا اُس حرامزادی کی کیا حقیقت ہے ایک سحر میں اُسکو
نشانہ سکتی ہوں یہاں سلسلہ بنت مسلسل دربار کو آراستہ کیے بیٹھی ہے لوح طلسمی صندلی میں رکھی ہے گھبرا کے
کہتی ہے ارے کیا ستم ہو گیا ابھی تک نامہ دار میرا ہاتھ کے نہیں آیا افسوس ہے طلسم کشا کو گرفتار نہ کر سکی
علاوہ لوح طلسمی کے طلسم کشا پر سحر تاثیر نہیں کرتا ہے صاحب اسم اعظم الہی ہے میں نے جلدی کی ورنہ اسم اعظم
بھی بند کر دیتی یہی خیال تھا ایسا نہو کوئی دست انداز آ جائے انکو ہشیار کر دے اسوجہ سے لوح لیکر بھاگی اسی کمرہ
میں بیٹھی ہے کہ چند کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں عرض کی ملکہ غنچہ آرزو آتی ہیں سلسلہ بنت مسلسل اُٹھی کہ
اے آج کیا ہے کہ جو ملکہ میرے یہاں آتی ہیں میرا دل کھٹکتا ہے برسوں سے میں کہا کرتی تھی کہ کبھی گھڑی بھر
آ کے میرے پاس بیٹھیے یا مجھکو صحبت میں اپنی بلا لیجیے کبھی ایسا اتفاق نہوا آج کیا باعث ہے صاحبو جا بجا سے
یہی خبریں سنتے ہیں ہم ہیں کہ شاہزادیاں فرزندان حمزہ اور حمزہ پہ عاشق ہو کے سلطنتوں کے مٹانے پہ
آمادہ ہو گئیں ایسا نہو کہیں ملکہ بھی حمزہ پر بھیلی ہوں حقیقت یہ ہے کہ طلسم کشا نہایت حسین و جمیل ہے

سلسلہ نے جو طلسم کشا کو دیکھا بھاگی کنیزون نے جو عمرو کو گھیرا خواجہ نے سب کے پیچھے بدباطن پر تیغ مارا
اسکے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اسکے عمرو نے ایک حقۂ آتشبازی داغ دیا کنیزین جل گئین سلسلہ نے پھر نقش
کیا کہ زرب کے نکل جاؤن لوح کو چھپاکے جھولی مین رکھا جیسے ہی وہ بلند ہوئی امیر نے تیر مارا سینہ پر کینہ پر پڑا
زرہ کے پشت کو پار ہو گیا سلسلہ نے سلسل جیخ کھا کر گری ملکہ نے اسکی جھولی سے لوح لی گلے مین صاحبقران
کے بسم اللہ کہکر ڈال دی امیر نے لوح کو ملاحظہ کیا اسمین مرقوم تھا اے سیار این عجائبات اے فتاح طلسم
اگر بعد قتل سلسلہ لوح حاصل ہو تو مناسب ہے کہ اُسی وقت واسطے طلسم کشائی کے جاؤ مرحلہ ماران زہر بار
ہوگا اپنے کو ماران سے بچانا بدون ملاحظہ لوح قدم نہ بڑھانا سب کنیزین سلسلہ کی قتل ہوئین ملکہ نے سب کو
لگنے مین دیا خیال تھا جو انمین سے بچ جائیگی شاہان طلسم سے جاکے اطلاع کریگی راز کھل جائیگا جب سب کی
صفائی ہو چکی خواجہ نے تمام اسباب مکان کا لوٹ لیا امیر نے فرمایا خواجہ سلسلہ اس مرحلہ کی خزانہ بیان
نہین نکلا عمرو نے کہا آقا کچھ بھی نہین تھا پھٹی ہوئی دریان چاندنیان پڑی تھین امیر نے فرمایا خواجہ تمھاری
وجہ سے خزانہ نہین بچتا عمرو نے کہا آقا اگر خزانہ نہو تو مین کیا کرون امیر طرف ملکہ کے متوجہ ہوئے کہا اے ملکہ
ہم مرحلۂ ماران زہر بار کو جاتے ہین ملکہ بیقرار ہو کے رونے لگین عرض کی شہریار وہ مقام بہت سخت ہے
ایسا نہو وہ سانپ آپکو آزار پہونچائے جی چاہتا ہے مین بھی ساتھ چلون اپنی بدنامی کا خیال ہے امیر نے فرمایا کہ
تمام مدارج لوح مین مین دیکھ چکا ہون سوا ذات پروردگار کسی کی احتیاج نہین ہے لوح نے مجھکو خبر دی ہے تم
دمبدم لوح کو دیکھنا ملکہ نے کہا بہتر ہے کہ میرا راز ابھی تک نہین کھلا ابھی تو یہ مقام ہے کچھ مرحلہ جات طلسم باطن
جو متعلقہ طلسم ہین باقی ہین جب تمسے نجات حاصل ہو تب دوسری تدبیر کی جائیگی ملکہ مع نسترن کی طرف
اپنے باغ کے چلین خواجہ ایک طرف راہی ہوئے صاحبقران نے بموجب حکم لوح تخت سلسلہ کو اُٹھایا
دہنہ نقب کا ظاہر ہوا پختہ نقب بنی ہوئی تھی امیر اُس نقب مین داخل ہوئے جب نقب کو طے کر چکے تو
دیکھا صحرا ہے خارستان ہے اُسمین ہزارہا مار سیاہ دوڑتے پھرتے ہین امیر کو ماران سیاہ نے دیکھا اپنے اپنے
پھن بلند کر کے طرف صاحبقران کے چلے ایک ایک قدم امیر کو اٹھانا مشکل ماران سیاہ کا زمین پر فرش ہے
ایک طرف سے روشنی معلوم ہوئی صاحبقران روشنی کی جانب دیکھنے لگے دیکھا ایک اژدر مہیب منہ سے
شعلۂ آتشین چھوڑتا ہوا آتا ہے اُس پر ایک ساحر سیہ فام بدانجام دہن سے للکارتا ہوا آتا ہے اے عجب زبان حرام
بلا کرتا ہے یہ آواز سنتے ہی وہ ماران سیاہ اژدہے ساحر بن بنکے صاحبقران پر گرنے لگے وہ ساحر چلاتا ہوا
نعرہ مارتا ہے تم ماران زہر بار ارے یارو تم اتنے ہو اور طلسم کشا اکیلا ہے جلدی چارون طرف سے گھیر کے
مار لو یہان سے طلسم کشا کہ نجانے پائے ساحرون نے حملہ کیا امیر بھی لڑنے لگے سب ساحر اژدر سوار
سمجھتے ہے لڑتے ہین صاحبقران نے لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا اندھا ہو گیا جب ساحر بہت سے
مر گئے امیر قریب ماران ہو گئے ماران نے اژدہے پر تاخت کی مار دو مشین کا مارا آب اژدر سے وہ جڑا
اژدر تڑپ کے چلا منہ سے شعلۂ آتشین چھوڑا درخت جلنے لگے دم کھینچا جسم اقدس صاحبقران کو ...
ہوئی امیر خود جھپٹ کے قریب اژدہے کے پہونچے اژدہے نے چاہا امیر کو منہ مین لون امیر نے ...
لوح کا عکس ڈالا اژدر اندھا ہوا ماران نے جو دیکھا اژدھا بیکار ہوا قریب آکے چاہا کہ ...
امیر نے قالب کا ڈالا ماران زمین پر گرا چاہا غرق زمین ہو جاؤن عکس لوح سے زمین سنگلاخ ہو چکی تھی

امیر نے تیغۂ عقرب سے اسکو قتل کیا ماران سیاہ اُچھلنے لگے اژدہے کے جسم سے شعلے نکلے سب جلکر خاک ہوے آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من ماران زہربار بود امیر نے دیکھا سامنے سے خواجہ آتے ہین ملکہ خورشید برق وش بھی آگے ہو گئین ایک جانب کو دیکھا ملک یاقوت شاہ لشکر لیے ہوے پہونچا ایک جانب سے گردنیلم طلسم پری ملک اخضر و زنار زرد آفتاب شعاع مزح وغیرہ مع لشکر ظفر اثر آگے پہونچے صاحبقران نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اے طلسم کشا یہ سب تمھارا لشکر تھا کوئی شدید نہین اب بڑی ہوشیاری چاہیے کہ مرحلہ جات سخت باقی ہین امیر خاور شاد و خرم ہوے لشکر ہین ملکہ خورشید نے وہ خلعت کیا صاحبقران اور سب سردار بارگاہ مین آ کے بیٹھے امیر نے اس فتح کا بڑا جشن کیا دو سرا دن ہی مصروف جشن تھا ہین کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک لشکر گردون اک نامور اژدہے سوار بارہ رو ساحر پشت پر بڑے کروفر سے آکے اُترا ایک بارگاہ کلان استادہ ہوئی وہ نامدار امیر کے لشکر کو دیکھتا ہوا بارگاہ مین داخل ہوا ملکہ خورشید نے کہا اے شہریار صفیر کوہن نامدار حضرت غرائب آپکے مقابلہ کو آگیا اب اس سے مقابلہ پڑیگا صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین وہ منتظر ہین کہ تو آنے ہارا ابھی خداوند کریم مددگار ہو

دو کلمے داستان شوکت بیان حال شاہزادہ بدیع الزمان و قاسم نوجوان بعبد عظم و شان تحریر ہوتے ہین غزل خوش ساقی نامہ

حق نے پیدا کیا یار سے اغیار کو
ہو یقین دیکھے جو دونون ابروے خمدار کو
دی ہو خالق نے ازل سے آبرو تلوار کو
ہو بجا مشکل جو گھر مین بیٹھنا ہو یار کو
رحم آجائے اگر موران کو سے یار کو
کون ہو گلگشت کا عازم کہ استقبال کو
آپلے جبتک نہون جاتا نہین صحرا کو مین
چربی و نرمی بجا لیتی ہو خونخوارون کو بھی
قتل کرنا ہو مجھے تیرا یہ انداز ناز
ہو گردبان سلامت یار کا تیر نگاہ
کہا دو شکوہ بتون کا قصۂ موسیٰ ہو یاد
سورہ یٰسین سے بدلے حشر کی صورت پڑھون
ہین جو خونریزون کے پیرو شاد رہتے ہین مدام
سامنے خلق کے ہی نا سنج کرانا کانہین

جسطرح نشوونما ہو گل سے اول خار کو
دوسری بھی چٹکی ہو کھینچے جو اک تلوار کو
یون نہ آنکھون پہ جگہ ہو ابروے خمدار کو
جو کہ ہو سنگ ہو بجا دے کسطرح بازار کو
کھینچ لیجا مین لحد سے میرے جسم زار کو
گل پیادہ ہو کے گلشن سے چلے بازار کو
تا کہ میرے سخت تلوون سے ہو ایذا خار کو
زنگ کھا جائے نہ چلنا مین اگر تلوار کو
سجدہ گہ ہو سنگ تیغ ابروے خمدار کو
غم نہین زنبند کردے روزن دیوار کو
رنج دیتا ہو خدا بھی طالب دیدار کو
مرنے دم مین یاد کرتا ہون خرام یار کو
بات دن بیٹھتے ہی دیکھا ہو سب سوفی رکو
روز لیجاتے ہین لکھ لکھ کر مرے اشعار کو

چہرہ کشایان عالمگیر و وارد کہ نازان میدان بلاغت شعار اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین

شعر عقل تیغ و غوص دریاے ہوش ✿ چنین ریخت گوہر بدامان گوش ✿ اب حال شہزادہ قاسم و بدیع الزمان

خبردار خبردار کہکر مارا ایرج کا بھی سر زخمی ہوا دونون لشکر تیار ہو گئے آپس مین تلوار چلنے لگی صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے عرض کی کہ ای شہریار قاسم و بدیع الزمان سے راہ مین تلوار چلی یہان ایرج و نور الدہر آپسین لڑ رہے ہین لشکرون مین ہنگامہ ہو گیا تین لاکھ جوانون مین تلوار چل رہی ہی ہزارہا لاش گر گئی صاحبقران تیغہ عقرب کے قبضے پر ہاتھ ڈالکے اُٹھے فرماتے ہوئے ان جھگڑون نے کلیجہ کباب کر دیا دور سے آکے دیکھا لشکرون پر نعرہ کیا امیر کو دیکھکر لشکر والے الگ ہوے ایرج و نور الدہر نے جو صاحبقران کو آتے ہوے دیکھا نور الدہر گھوڑا بھگا کے بھاگے ایرج نے اپنے تئین ایک جانب پوشیدہ کیا صاحبقران نے پکار کے فرمایا خبردار اگر اب کسی نے دست چپ و دست راست کا نام لیا اُسکو قتل کرونگا یہ کہکر صاحبقران طرف صحرا کے چلے ایرج و نور الدہر کو سرداران لشکر شفاخانے مین لائے یہان قاسم و بدیع الزمان مین تلوار چل رہی ہی لشکرون نے بھی بلوہ کیا ہی مین گرگی جنگ ہی بعضی پلٹنین خاموش کھڑی ہین کبھی ذکر ہو رہے ہین کہ بار دیکیا کرین چچا بھتیجے کی جنگ مین کیا دخل دین کہ صحرا سے گرد اُڑی زنجین بن سہراب سات لاکھ فوج سے جاتا تھا شاہان طلسم نور افشان سے کہکر چلا ہی کہ مین طلسم کشا کی جلکو شکین باندھ لونگا اس مقام پر جو پہونچا دیکھا دو شخصون مین تلوار چل رہی ہی عیار سے کہا بڑھکر دریافت کر یہ کیا ماجرا ہی عیار آیا سب حال دریافت کرکے عرض کی فرزندان طلسم کشا آپس مین مصروف جنگ ہین لاکھون روپیہ کا مال ساتھ ہی اس بجیانے گینڈا بڑھا کے کہا دونون کو قتل کرکے اُس مال پر ہم قبضہ کرینگے یہ کہکر فوج کو اشارہ کیا ان سب کو مار لو سات لاکھ فوج نے جو بلوہ کیا قاسم نے پلٹکر کہا ای عم نامدار غضب ہوا فوج کفار آپڑی بدیع الزمان نے کہا ای فرزند تم اپنے کو بچاؤ مین ان سب سے سمجھ لونگا قاسم نے کہا اگر خدا نخواستہ آپکو کچھ ہوے حشم میلا ہو تو مین دادا جان کو کیا منھ دکھاؤنگا بدیع نے کہا تم بھائی کے نور نظر ہو اگر تمپر کوئی آنچ آئی تو مین انکو کیا منھ دکھاؤنگا دونون شیر دلیر زخم باندھ کے لشکر کفار پر گرے ایک طرف سے قاسم نے نعرہ کیا نعرہ قاسم بطرز تصنیف مصنف

منم قاسم سمند فتح و نصر
منم نکہت خوان جنگ و جدل
ز سیف الملک جنگ شد آشکار
منم ابن فرزند صاحبقران

منم ابن رستم یل نامور
فریدون حشم رعب اسکندری
منم حامل رایت گیر و دار

منم شیر سبحان جنگ و جدل
فن جنگ بن غیرت ساحری
منم شیر دل صف شکن پہلوان

نعرہ کرکے لشکر کفار سے لڑنے لگے بدیع الزمان دوسرے پہلو پر فوج کے آئے زنجین بن سہراب کرتا کا بڑھکے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان تصنیف مصنف

منم قاتل کافران جہان
کہ سہراب و رستم ز تیغم خجل
ز تیغم جاب گشتہ چو جنگ آزما
اتفاق گشتہ حیران چو آئینہ دنگ

نہال گلستان صاحبقران
ز تیغم شود در صف کافران
فراری شد آن کافر پر دغا
یل صف شکن نامور پہلوان

بدیع الزمانم یل شیر دل
ہمہ ساحران الامان الامان
علم تیغ در باختر شد بجنگ ؛
بدیع الزمان ابن صاحبقران

دونون شیر جنگ مین مصروف ہوے سردار بھی انکے آپڑے بدیع الزمان کے سر مین زخم تھا بڑھ بڑھ کے جو لڑے سر سے اسقدر خون جاری ہوا کہ غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین کیا ہاتھ گردن مین گھوڑے کی ڈال دیے فرمایا ای مرکب اصیل اگر تجھسے ہو سکے تو مجکو اس جنگ سے نکال کے لے چل

بدیع الزمان کو گھوڑا ے لگاتا قاسم پشت مرکب پر جھوم رہے ہیں سمک نے آگے بڑھ دی کہ حضور لشکر
بدیع الزمان کو بچائیے وہ تو زخمی ہو کے کسی سمت نکل گئے لشکر انکا مصروف جنگ ہے پھر ایک جوان جنگ
آزما بیجن بن سہراب لڑتا بھڑتا ہوا چلا آتا ہے قاسم کو جو آتے دیکھا آواز دی او جوان کہاں جاتا ہے میرے
مقابلے میں آ منم بیجن بن سہراب یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت میں لاثانی فوراً جا پڑے اُسکے لڑتے ہی تلوار
چلنے لگی انکی آنکھوں پر قطرے خون کے آتے ہیں اُسنے جو ہاتھ مارا زخم سر قاسم چہار پارہ ہوا قیماس خان
وغیرہ بیچ میں آ پڑے قاسم کو ہٹایا سینہ سپر کرکے مقابلہ کیا بیجن نے سرداروں کو بھی زخمی کیا اب بیجن جنگ کرتا ہوا
بڑھتا ہوا چلا آتا ہے چاہتا ہے کہ شہزادۂ خاور سپاہ کو گھیر کے ماروں بیچ میں میدان رسالدار آ پڑتے ہیں اسکا ہاتھ
بے پناہ چل رہا ہے تیغہ سنگدار جوان طاقت دار جسپر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے کسی کو زخمی کیا لڑتا بھڑتا ساتھ
آتا ہے سب سردار پریشان ہیں کہ ایسا نہو ہمارے آقا پر کوئی چشم زخم پہونچے جانبازی کرکے لڑ رہے ہیں کہ یک
بے نعرۂ شیر کی آواز آئی جوانان تہمتن کے کلیجے سینوں میں ہلنے لگے سب نے دیکھا کہ ثانی سلیمان امیر عالیشان
حمزۂ صاحبقران زمان پشت اشقر پر سوار بہت برتاب ہاتھ میں آگے پہونچے دیکھا قاسم انتہا کا زخمی ہے
بیجن بن سہراب کو دیکھا کہ ایک عفریت خود سر بصد کرو فر مصروف جنگ ہے بڑے بڑے پہلوانوں کو جسنے
قتل کیا امیر نے وہیں سے نعرہ کیا منم ہژبر بیشۂ وغا یکہ تاز میدان ہیجا نعرۂ صاحبقران بلرزد

منم صاحب چتر و تیغ و علم
زتیغم فراری انوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزا ئم ز عدل انصاف شد
سمند دلم بخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رستم بہ سنجان بے گیر و دار
بہ بازو شدہ فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
کہ از جنگ میدان ذلیل و نزار

منم قاتل کافران جہان
از گنجاب ملعون کردہ فرار
گذر چون بہ جولانگہ قاف شد
بلرزید از خون دیوان قاف
در انجا بجاہ و ادب یافتم

صاحبقران لڑتے بھڑتے بطرف بیجن کے چلے یہ بیجیا عفریت مثال
جھومتا ہوا بڑھے زور و شور سے آتا ہے صاحبقران جس غول پر گرے اُسکو درہم و برہم کر دیا علمدار
کی جانب چلے علمدار نے ہاتھی بڑھایا علم کو گردش دیتا ہوا آتا ہے نقیب آوازیں لگا رہے ہیں پکارتے
پھرتے ہیں یارو دنیا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے بیان بڑے بڑے نامی و نامدار آئے اور حسرت
و یاس لے کر اٹھ گئے

نظم

کی شود آباد اندر دار و بنیاد ار حرص
در بہار باغ دل کی شگفد گلزار حرص
ان سنبہ بر دوش خود تا زندہ انبار حرص
از مسیحا کی کند حاصل دوا آزار حرص
حق کند اہل طمع را در جہان خوار و ذلیل
تا دم آخر بہ زندان طمع پابند ماند
سینہ گر خواہی مصفا از غبار ماسوا
کور باشد در طمع چشم جہان بین خرد

زانکہ بے بنیاد باشد سر بسر دیوار حرص
کی بر آید بندہ را از پاے خاطر خار حرص
زانکہ روزے گردنت خواہد شکست این بار حرص
کی شفا یابد ازین مہلک مرض بیمار حرص
از فلک نازل بران مدبر شود ادبار حرص
شد مقید ہر کہ مثل نقطہ در پرکار حرص
اولا از آئینۂ دل دور کن زنگار حرص
ورنہ تا است خون بگرید دیدۂ خونبار حرص

صاحبقران کس زور و شور سے لڑ رہے ہین کہ تمام کفار بھاگے پھرتے ہین اس عرصے مین بہرام وغیرہ بھی
آگئے ایک طرف دیکھا کہ بارہ ہزار تیرانداز بیگ مقبل بھی آگئے انہون نے آتے ہی تیرون کی بوچھار کر دی
سیکڑون خطاشعار گھوڑون سے گر رہے ہین گوشون مین چھپ رہے ہین بعضے سہم کے چلاّنے ہین بہرام کے
چینی بھی معروف گلچینی ہین چن چن کے افسرون کو مار اجس غول پر جا پڑے اُسے پراگندہ کر دیا تھوڑے عرصے
مین میدان کارزار لاشون سے بھر دیا سب بھیا الامان الامان کر رہے ہین صاحبقران لڑتے بھڑتے
اول سامنے علمدار کے پہونچے علم فوج کر دیا علمدار قلم کیا علمدار کو قتل کرتے ہے تھے کہ بجن سامنے آیا کہا
حمزہ تیری جرأت کے بڑے شہرے ہین مگر آج میرے ہاتھ سے تیری قضا ہے یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا امیر
نے تلوار کو اسکی تیغ عقرب سلیمانی پر گا تھا جیسے ہی تلوار رکے پٹا خبردار خبردار کہکر امیر نے
ہاتھ مار دیا بجن کا سر زخمی ہوا بیچ مین سے سر دو رتے پڑے ورنہ امیر کا یہ ارادہ تھا کہ یہ نکل کے جانے
نہ پائے بے بس ہوئے رہگئے یہ سوچ رہے ہین کہ اے معبود مدیع پر کیا گذری عمرو نے آکے خبر دی
کہ حضور بدیع الزمان کو جنگ سے گھوڑا نکال لیگیا جیسے دونون شیر آپس مین لڑے بھتیجے کے ہاتھ سے
زخمی ہو چکے تھے لڑائی مین قوت و توانائی نہ ہوتی رہی ہر کارون نے خود دیکھا کہ مرکب انکو نکال لیگیا
صاحبقران نے ٹھنڈی سانس بھر کے فرمایا انکو خدا کے سپرد کیا پروردگار انکا حافظ و نگہبان ہو دن
بھی کم باقی رہ گیا تھا بجن زخمی ہو چکا علم فوج بھی گر چکا دیکھا اپنے لشکر کو شکست فاش ہو بھاگنے کی تلاش
نہواب اگر جنگ ہوگی شکار نہ رک سکیگا گھبرا کے عیار سے کہا مین تو بدون قتل حمزہ یہان سے واپس ہونگا
تو جلدی طبل بازگشت بجوا دے طبل بازگشت پر چوب پڑی صاحبقران نے تلوار روک لی سردار ان
بدیع الزمان دقاسم کو پیترو خوش شکر ہوے مقابلے مین لشکر بجن کے آگے لشکر امیرا امیر نے یہان قاسم کی
زندوزی کی ہر کارون کو حکم دیا دیکھو تو بدیع الزمان کو گھوڑا کہان لیگیا امیر نے اسی وقت روانہ ہو
اور ہر کارے بھی چلے صاحبقران نے کئی مرتبہ دربار مین فرمایا دیکھیے دنگل رستم کا جھگڑا کیا کرتا ہے کیونکہ جو
دست راستی و دست چپی مذہب ہو گیا ہے روزہی جھگڑا اور مبیضہ ہر کس مرنے سے لشکر آتا تھا آپس مین
رہکے اپنے کو پراگندہ کیا نہین معلوم انکو مرکب کہان لے گیا مگر اب شہزادہ بدیع الزمان کا حال تحریر ہوتا ہے
کہ انکو جو مرکب جنگ سے لیکر نکلا ہاپ دے دلیرن کی صدا کان مین بھری ہوئی تھی ایک سبزہ زار مین پہونچا
صبح کا وقت ہے نسیم سحری چل رہی ہے گھوڑے نے کہنس پر گھوڑا امن کو جنبش دی بدیع الزمان عالم غشی
مین تھے زمین پر گر پڑے گھوڑا ہر مرتبہ ٹھنڈے ٹپک دیتا ہے زبان سے ہر مرتبہ زخم کو چاٹتا ہے یہان سے
ذکر کیا جاتا ہے کہ جب سحر العجائب و مصر الغرائب کو خبر پہونچی کہ سعد بن مسلسل کو صاحبقران نے مارا
اور لوح اپنے قبضے مین کر لی اور اب مع لشکر قادرن صحرا مین فرودگش ہین گھبرا کے کہا یاروسنتے ہو کیسی خرابی ہوئی
سلسلہ نے کیا کام کیا تھا لوح طلسم کشا سے لے لی تھی ہمین خیال تھا کہ اب طلسم کشا بھی گرفتار ہو جائیگا
یارو یہ مین نے سنا کہ امیر مکان پر سلسلہ کے پہونچے یہ نہ معلوم ہو کہ کیسے وہان تک طلسم کشا کو پہونچایا
سب سرداروں عرض کرتے ہین بیشک حضور اس بات کی مفصل خبر نہین ملی رات کا وقت ہے دربار مین یہی
ذکر ہو رہا ہے کہ آسمان پر برق چمکی لگا ابر سیاہ بڑے زور و شور سے پیدا ہوا سب اُسی سمت دیکھنے
لگے دیکھا ملکہ نجم درخشان ایک ساحرہ نہایت حسین و جمیل سرحد طلسم کی حاکم قریب سرحد سلسلہ کے

اسکا ملک واقع ہوا ہی قتل سلسلہ بن سلسل کی خبر سنکر گھبرا گئی دربار مین شاہان طلسم کے آئی اگر سحر العجائب
ومصر الغرائب کو سلام کیا سحر العجائب نے پوچھا ای نجم درخشان اسوقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا
انجم درخشان نے کہا حضور مین نے قتل ملک سلسلہ کی خبر سنی ہی کہ اُسکو طلسم کشا نے اُسکے مکان ہی پر آکے مارا
کنیز گھبرائی خیال ہوا کہ اب جا کر کچھ تدارک کرون یہ یقین ہوا کہ اب طلسم کشا میرے ملک کی جانب توجہ کرینگے
اسوجہ سے چلی آئی کہ مین خود اُنکا استقبال کرون سات لاکھ کا لشکر جمع کرکے لائی ہون اب طلسم کشا کا دن
ہون علم وشان بڑھتا ہی نمک حرامون نے بہت سر اُٹھایا ہی سحر العجائب نے کچھ تحفہ جات اسکو دیے اور
کہا مقابلے مین طلسم کشا کے بیجن بن سہراب ہو چکا گیا تم بھی جاؤ ہم اور فوج بھی عقب سے روانہ کرینگے اور
سردار پہونچینگے حکم لیکر نجم درخشان مع فوج دریا موج روانہ ہوئی اسے بھی اُسی صحرا مین لشکر اُتارا
انجم درخشان ٹہل رہی ہی کہ ایک کنیز کی نگاہ پڑی کہ ایک گھوڑا شل رہا ہی باگین کٹی ہوئی زین ڈھلا ہوا
کنیز نے عرض کی داری دیکھیے کسی کا گھوڑا اکرتل پھر رہا ہی ایک کنیز نے کہا حضور سوار بھی اُسکا زخمی پڑا ہی
نجم درخشان یہ سنکر دوڑی کہ ارے کسی جلاد نے ایسے کو خنجر کے مارا اور رستے دیکھتی ہی کہ وہ نخل نخل
وادی ایسی معلوم ہوتا ہی صاف ستارۂ سحری چمک رہا ہی جب قریب پہونچی دیکھا ایک جوان نورانی قوی تن
طریقے سے ظاہر ہی کہ صف شکن قبضہ نکو [illegible] رکابی زین [illegible] اگر زر جواہرات پہنے ہوئے زرہ سونے چاندی
کی کڑیون کی سپر پر نیمون کا جال پڑا ہوا کمر مین نیزہ ایک سمت پڑا ہی خون کے لچھے جسم پر جمے ہوئے
نجم درخشان جمال بیمثال دیکھ کر گھبرا گئی تھرتھر کانپنے لگی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ٹھنڈی سانسین
بھرنے لگی پلٹ کے کنیزون سے کہا جلد چارپائی لاؤ جوش محبت مین سینے پر ہاتھ رکھا یا آنکھون مین آنسو
بھر آئے تھے یا آہ وشیون [illegible] دیکھا خوش ہوگئی کہا یہ سامری وجمشید کی عنایت ہی ابھی تک اس جوان
مین روح باقی ہی مین لاکھون روپیہ صرف کرونگی مگر اسکا علاج ضرور کرونگی کنیزین دوڑکے چارپائی اُٹھا
لائین ملکہ نے کہا ارے اس پر رستے [illegible] چارپائی پر ڈال لو کنیزین رکین ملکہ نے خود سر کے نیچے ہاتھ دیا اب تو
سب کنیزین بھی لپٹ گئین ہاتھون ہاتھ اُٹھا کے شاہزادے کو پلنگ پر ڈالا نجم درخشان کبھی پاؤن پر ہاتھ
رکھتی ہی کبھی کہتی ہی صاحب کمال کیا صدہا تیر اس گورے گورے جسم پر لگے ہین مگر جان بچائی کیا کمال کیا
کہ ملک اپنا نہین دیا صاف ظاہر ہی کہ قزاقون نے کسی مقام پر اس شیر کو گھیر لیا ایسے لڑے کہ اسباب نہین دیا لڑ
بھڑ کے نکل آئے سامری وجمشید اس جوان کی جان بچالین کنیزین دیکھتی ہین کہ ملکہ انتہا کی پریشان ہین
یہ باتین کرتی ہوئی اپنی بارگاہ مین بدیع الزمان کو لیکر آئین کنیزون سے کہا جو جراح کہ اعلے درجے کا
کاریگر ہو اسکو جلد لاؤ کنیزین فوراً گئین جراح کو لیکر آئین ملکہ نے ہاتھ باندھ کے جراح سے کہا ای جراح
جو تو کہیگا وہ دونگی مگر اسطورسے علاج کر کہ اس جوان کو تکلیف نہو دیکھ تو زخمون مین جو ریزہ [illegible] داری
جراحت کر لڑائی سے [illegible] طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کئی ہزار جوانون سے لڑائی ہی جسم پر تیر بھی
پڑے ہین سب نشان معلوم ہوتے ہین جراح نے عرض کی حضور مین نے زخمون کو کھول دیکھا کوئی زخم [illegible] تھا
ایسا نہین ہی کہ جس سے خوف ہلاکت ہو یہ کہکر جراح نے زخمون کو شراب سے دھویا ٹانکے لگانے لگا
شاہزادہ تو بیہوش ہی جب سوئی کسی مقام پر رکتی ہی تو ملکہ جراح کا ہاتھ تھام لیتی ہین فرماتی ہین ای شخص
تیرے دل مین ذرا رحم نہین ہی انسان کا گوشت ہی یا زمین ہی ذرا اسہولت سے ٹانکے لگا ورنہ [illegible] پہونچیگا

میرا صرف یہ مطلب ہے کہ یہ جوان صحت پائے اور ہوشیار ہو میں اس سے حال لڑائی کا پوچھوں اس عملداری میں ہم لوگوں کا دخل ہے سقدر قزاق کمان سے آئے کچھ نہ نشان پایا جائیگا قرابت والوں کا یہ کام ہے سب قریے ویران کردو کل زمینداروں سے کہا جائیگا ایک مسافر گھرا اور تمنے اپنے مقام سے نکل کے مدد نہ کی اگر لینا لینا نمکر نکل آتے تو چوروں کی حقیقت کیا تھی بھاگ جاتے جراح تو زخم دوزی کرکے پٹیان مرہم کی چڑھا کے گیا ملکہ نے کنیزوں کو بھی ہٹا دیا پلنگ کے پاس خود تنہا بیٹھی مگس رانی کر رہی ہیں کبھی تلوے سہلائے کبھی پیشانی پر ہاتھ پھیرا بعد دو پہر کے بدیع الزمان کو ہوش آیا۔ آنکھوں کے دیکھا ایک خیمہ شاہانہ ایک نازنین مہ جبین سرو قد گل اندام معقول طرح خاص و عام پھول سے رخسار خنجر ابروے غمزار سرنگوں بیٹھی ہوئی مگس رانی کر رہی ہے دل و جان سے مصروف خدمتگذاری ہے جیسے ہی بدیع الزمان نے آنکھ کھولی نجم درخشان نے مگس رانی سے ہاتھ روک لیا مسکرا کے پوچھا کیون صاحب مزاج کیسا ہے بدیع الزمان نے کہا الحمد للہ چاہا اُٹھ بیٹھوں فرط ضعف سے قلب گھبرایا پھر غش آگیا ملکہ رونے لگیں اشک جو عارض پر گرے بدیع الزمان نے آنکھ کھول دی ملکہ نے کہا صاحب لیٹے لیٹے بات کرو اُٹھو نہیں ابھی آپنے قصد کیا تھا کہ اُٹھوں پھر غش آگیا اب نہ اُٹھئے گا مگر دل میں یہ کھٹکا گذرا کہ بیٹے اس جوان نے الحمد للہ کہا سمجھ گئی کہ یہ مسلمان معلوم ہوتا ہے پوچھا کیون صاحب قزاقوں نے کس مقام پر گھیرا تھا مال کے واسطے تمنے اپنی جان لگادی بدیع الزمان نے کہا قزاق کیسے ہم تو غافل آتے تھے بیچ میں سحر اب ہم پر آپڑا زخمی ہوئے گھوڑے پر جھک گئے غش آگیا گھوڑا لیکر اسطرف یہیں نکل آیا ملکہ نے گھبرا کے کہا کیا طلسم کشا آپ ہی ہیں بدیع الزمان نے کہا میرے والد نامدار صاحبقران عالی وقار طلسم کشائی میں مصروف ہیں ہمارے بھی باقوت اکثر ملک فتح ہوئے طلسم کلید فتح ہوا اسکی بھی کنجی ہمارے ہاتھ آئی لوح محفوظ گلے میں پڑی ہے اسپر سحر تاثیر نہیں کرتا حسب و نسب شہزادیکا سنکر ملکہ خاموش ہو گئیں کہا اے شہریار اسوقت جیسے آپنے صاف صاف کہدیا کنیزوں کے سامنے یہ ذکر نہ کیجئے گا بدیع الزمان نے کہا اگر مجھسے کوئی نہ پوچھیگا تو ہمیں ذکر کرنے کی کیا ضرورت ہے اگر کوئی پوچھیگا ہمیں جھوٹ بولنے کی عادت نہیں ہے ملکہ خاموش ہو گئیں بدیع الزمان نے تکیہ پر سر رکھا پھر بیہوش ہو گئے ملکہ وہاں سے اُٹھیں گھبرائی ہوئی دربار میں آکے تخت پر بیٹھیں کنیزوں نے کہا کیون واری مزاج کیسا ہے ہم آپکو اسوقت بہت پریشان پاتے ہیں ملکہ نے کہا سب طرح خیریت ہے مگر خود بخود دل کی عجب کیفیت ہے جی گھبراتا ہے میں کیونکر نہ گھبراؤں ایسے شخص کے مقابلے میں جاتی ہوں جسپر سحر تاثیر نہیں کرتا کیسے کیسے ساحر مارے گئے کنیزوں نے عرض کی واری آپنے دعوی کیا شاہان طلسم سے اجازت دی ملکہ نے کہا اگر ارادہ نہ کرتی تو کیا کرتی بعد تباہی سرحد سلسلہ بسلسلہ میری عملداری میں طلسم کشا کا ضرور گذر ہوتا شاید اسی تدبیر سے کوئی بات نکل آئے میں تم سبوں سے ایک صلاح کرتی ہوں جواب باصواب دینا شاہان طلسم نور افشان کے دشمن طلسم کشا ہیں اگر انکا کوئی ہمیار پڑتا ہمارے پاس رہے تو شاہوں کا کیا ہرج ہے کنیزوں نے کہا واری شاہان طلسم یہ کاہیکو گوارہ کرینگے ضرور فساد بڑھیگا آخر آپکے پاس کون شخص ہے ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا کیا بیان کروں میرے منہ سے نہیں نکل سکتا کلیجہ خود بخود اُچھلتا ہے کہاں تک خاموش رہوں اپنے دل کا حال کس سے بیان کروں نظم

ہنگام نزع محو ہوں تیرے خیال کا		مشتاق ہوں فرشتۂ صاحب جمال کا	

پیراہن اس جوان نے جو پہنا ہی چھال کا
آلودہ ہو گیا ہرن کے خون سے ہی تیغ چرخ
شانہ بنینگے بعد فنا اپنے استخوان
زینکر سہیل مشتری و زہرہ گرش زمین
کس کس بشر کو لائی ہی دنیا فریب مین
لاتی ہی وان قضا و قدر مرغ زرفسے کو
امرد بدست ہی تو گلستان کی سیر کر
اک دم مین جا ملوگے عزیزان رفتہ سے
سرخ و سفید رنگ سے ہوتا ہی آشکار
تیری نفس نہ آئے اُدھر تنگی نہ باندھو
بوسہ دیے سے حسن مین ہوگی کمی نہ یار
وہ چشم ہی نہین دل وحشی کی نظر مین
زنجیر و طوق ہو ہوس آ کے بھا گئی
روز سیاہ ہجر مین میرے جلے چراغ
رونے کے بدلے حال پر اپنے ہنسا کیے
دکھلا یا بے نقاب جسے بندہ ہو گیا
کرتی ہی بیان زبان کسی یار مین کلام
آتش لحد سے اٹھونگا کہنا یہ روز حشر

ملتا نہین چمن مین مزاج اک نہال کا
ناخن کو گمان ہی شفق مین ہلال کا
عقدہ کھلیگا گیسوون کے بال بال کا
قطب سپہر حسن ہی تل تیرے گال کا
کیا لب جوان مرید ہی اس پیر زال کا
پانی جہان قفس کا ہی دانہ ہی جال کا
ہر نونہال رشک ہی بیان خوردسال کا
کیا عرصہ ہی زمانہ ماضی سے حال کا
وہ جسم نازنین ہی عبیر و گلال کا
گولی کا سامنا ہی یہ نظارہ خال کا
ہوتا نہین زکوۃ سے نقصان مال کا
سبزہ ترک کر ہی شوق شکار غزال کا
دیوانہ ہون مین باد بہاری کی چال کا
ہر وا زن کو نصیب ہوا دن وصال کا
پروانہ فاش ہمارے ملال کا
وہ روے سادہ نقش ہی صاحب کمال کا
معدوم ہی جواب ہمارے سوال کا
مشتاق ہون مین یار کے حسن و جمال کا

اس حسن و خشوع سے ملکہ نے یہ غزل پڑھی کنیزین گھبرا گئین سب نے عرض کی داری ہمارے ذہن مین کچھ نہین آتا بہت حضور کو پریشان پاتے ہین ملکہ نے کہا صاحبو کیا بیان کرون جو دل پر رنج و ملال ہی یہ جوان جو زخمی ہو کے آیا یہ فرزند صاحبقران ہی مجھکو خوف ہی ایسا نہو کہ شاہان طلسم کے خلاف گذرے کنیزون نے سنہ پیٹ لیا کہا داری غضب ہوگا اگر شاہان طلسم سن لینگے تو فساد برپا کرینگے حضور سے انکو ملال ہوگا ملکہ نے کہا جو کچھ ہوگا دیکھ لیا جائیگا اب تو مین نے اسکا علاج کیا اب بعد صحت اسے کیونکر رخصت کرون دل کو بڑا قلق ہی کنیزون نے کہا داری اس بات کا انجام بہت برا ہوگا دیکھیے کیا آفت برپا ہوتی ہی ملکہ نے کہا اب جو قضا و قدر کو منظور ہوگا وہی ہوگا میرے کلیجے پر تو چھریان چل رہی ہین ملکہ یہ سوچتی ہوئی بارگاہ مین تہلنے لگین کنیزون نے عجب طرح کا نقرہ سا شاہان طلسم درد مسنی کرینگے مگر اسوقت دیکھا جائیگا جان لینا پیدا کرنے والے کے اختیار ہی جان کنیزون نے آپس مین یہ صلاح کی کہ ملکہ تو اپنے ہوش مین نہین ہین یہ کلمہ فرماتی ہین کہ اگر شاہان طلسم مجھسے آزردہ ہونگے تو میرا کیا بگڑ جائیگا ایسا فساد برپا ہوگا کہ بڑی خرابی ہوگی زنی ہ دل کی بیتابی ہوگی ملکہ نے شعر سانس بھر کے کہا مین کیا کرون دل نہین مانتا جو گذرے گی جھیلنگے جان پہ کھیلینگے نظم

آنیکی طرف نہین آتا خیال دوست	قربان شان حسن عدیم المثال دوست

پتلی ہوا ہے آنکھوں کی اپنی خیال دوست
یان تو یہ حال ہے نہیں معلوم حال دوست

حسن شباب تک نہیں طفلی گئی ہنوز
ظاہر نہین ہوا ابھی ہمکو کمال دوست

سنکر فسانۂ یوسف و یعقوب کا کہا
کرتا ہے چشم یار کو روشن جمال دوست

اُن ابرؤون کے حسن کی تعریف کیا کرون
دو چار دو سے ہین بہتر ہلال دوست

یاد آئی دن کو رات طاقت ست یار کی
شب کو رہا تصور روز وصال دوست

مشتاق آنکھ پھیرے نہ عاشق سے ای کریم
وحشی سے اپنے ہے نہ گریزان غزال دوست

دل پر یقین ہوتا ہے مجھکو اسی کا
جان عزیز کرین. سمجھتا ہون مال دوست

وہ قد ہے مثل سرو ہمیشہ بہار پر
اندیشۂ خزان نہین رکھتا نہال دوست

رخسار سے صباحت کا نور ہے عیان
بوے لطیف مشک سے رکھتے ہین خال دوست

چین جبین یار سے بنتی ہے جان پر
ہوتا ہے ناگوار طبیعت ملال دوست

مرّیخ کی طرح سے ہے خونریز عاشقان
پہنے لباس سرخ تو ہے سب حال دوست

گر گر گئے ہین سرو چمن قد کو دیکھکر
گردن کشون کے سر ہوئے ہین پائمال دوست

انداز جو ہی یار کا ہے مصلحت وہی ہے
اک ایک سے ہے خوب جمال و جلال دوست

رہتی ہین آنکھین بند تصور مین یار کے
تا رنگ سے اپنے جدا ہے خیال دوست

دل کو خیال یار کا ہر آن چاہیے
آئینہ چاہیے مہر سے بے مثال دوست

مانگین جو بوسہ ہم تو نہ انکار کیجیے
ای یار دوست رد نہین کرتے سوال دوست

رخسار یار پر ہی کے آرزو سے خط
ہو رو سیاہ اُسکا جو چاہے زوال دوست

آتش یہ وہ زمین ہے کہ صاحب نے ہے کہا
خوشتر ز گرخوارہ بود گر شال دوست

ملکہ نے کنیزون سے کہا کہ صاحبو تمکو اختیار ہے جس کسی کو درد اندازی کرنا منظور ہے وہ فوراً جا کر ابھی شاہان طلسم سے کہدے کہ اسیر طلسم کشا کو اپنے گھر مین نجم درخشان نے مہمان کیا ہے کنیزون نے عرض کی حضور ہماری کیا مجال ہے تم ایسی گستاخی کرین سرکار کو اپنے فعل کا اختیار رہے ہے آپسے براہ خیر خواہی عرض کیا تھا کہ تمام اہالیان طلسم کو حضور سے ملال ہوئے گا سب کو حضور کے دشمنون کی بربادی کا خیال ہوگا آئندہ ہرچہ رائے مولا از ہمہ اولی ملکہ نے کہا جو کچھ ہوگا سمجھا جائیگا وہان سے اٹھکر ملکہ قریب شاہزادے کے آئیں دیکھا شاہزادہ بیٹھا ہے کچھ زخمون نے صحت پائی ہے ملکہ نے آکے اسی وقت بدیع الزمان کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ای شہریار بارگاہ مین تشریف لے چلیے لیکن شہزادہ بدیع الزمان کسی قدر مکدر ہین خیال آتا ہے کہ یہ ساحرہ ہے شاید سحر سے ایسی صورت بنائی ہے ملکہ نے جو شہزادے کو مکدر پایا عرض کی ای شہریار باعث پریشانی کیا ہے بدیع الزمان نے کہا ای ملکۂ عالم ہمکو یہ خیال ہے کہ ملک ساحران مین بھرے جال ہے ساحرون کے آگاہ ہین تمھاری صورت پر توجہ ہوتی ہے بلکہ دل بخوبی مائل ہے بڑا خیال یہ ہے کہ شاید تم نے سحر سے صورت ایسی بنائی ہے صورت زیبا دکھا کے ہمکو مائل کرو ملکہ نے کہا ای شہریار یہ طلسم زرافشان ہے یہان کی کسب شاہزادیان حسین و جمیل کوکب نے جب دیکھا کہ ہوش ربا کو افراسیاب نے نازنینان مہ جبین سے متمتع کیا کوکب نے بھی بڑے بڑے ملکون سے شاہزادیان بلوا بلوا کے اپنے طلسم مین بسائین ہمارے

بزرگون کی سکونت قدیم طلسم ہفت پیکر مین ہی مہر عالم افروز میرے والد کا خطاب تھا مادر مہربان
مال ماہ تابان مشہور تھین مجھکو کمسنی مین کو عجب نے طلب کیا اپنے طلسم مین بسایا اپنی جاگیر مرحمت فرمائی
ہمیشہ صحبت شہنشاہ مین جاتی تھی لطف مجلس اُٹھاتی تھی اب بھی اکثر طلسم ہفت پیکر سے میرے نام نامے
آتے ہین ہمارے عزیزون نے کئی مرتبہ طلب کیا ہمنے قبول کرنا مناسب نہ جانا کہ شاہان نور افشان
بڑے اعزاز و اکرام سے پیش آتے ہین ای شہریار طلسم ہفت پیکر عجب مقام ہی ہوش ربا دل نور افشان
کی آنکھ سامنے کیا حقیقت ہی طلسم وسیع ممالک بیشمار شاہزادیان حسین و جمیل بادشاہ وہان کا ہفت پیکر
خورشید جمال دعوی خدائی رکھتا ہی نایب اُسکا آفتاب ماہ کمال زوجہ اُسکی ملکہ سیارہ عالم افروز
دختر بلند اختر شہنشاہ طلسم ملکہ پروین آسمان سیر مشہور ثریاے فلک شکوہ ایسے سامان طلسم
ہین خداوند کا کوہ آتش بار پر ظہور ہی حقیقت یہ ہی کہ آج وہ سامان طلسم ہفت پیکر مین ہی کہ کبھی اہالیان
نور افشان نے نظر سے بھی نہ دیکھا ہوگا بہار کے دن بہ خلعت آیا ہی خداوند کی تصویرین ہر کوہ پر ہزار جلوہ زار
کی حاجت ہر مقام پہ دفع ہوتی ہی ہر کوہ پر ہر ہفتے مین میلہ ہوتا ہی تمام شاہان طلسم جمع ہوتے ہین حضور سیلون
کی رعنائی ہر ہفتے مین ہر کوہ پر جانا عاشق تن بھی جمع ہوتے ہین بڑی بڑی شاہزادیان سمنبر حور پیکر
بالاے کوہ اپنی اپنی بارگاہون مین جلوہ فرما ہوتی ہین خداوند کی عدالت بادشاہون کی شوکت ایک سمت
مرادمندون کا جمع ہونا جو لوگ مبتلاے ہجر ہین انکا ملک ملک کے رونا جب عاشق تن بیقرار ہوکے
تصویر کے پاس جاتے ہین تو خداوند عدالت فرماتے ہین اُنکے ماں باپ کو حکم ہوتا ہی کہ جن عاشقون نے
جفائین جھیلین ثابت قدم رہے ظلم عشق سے اُنکے ساتھ اُنکی شادیان کر دی جائین سب عاشق تن معشوقون
کے وصل کی امید پاکر نکلتے ہین بازو وہ پریشان تھے یا خندان و فرحان نکلتے ہین شاہون کو جھک جھک کے
سلام کرتے خداوند کا شکریہ انہین بہار کے دن پر شادیان ہوتی ہین ناشادون کی شادیان ویرانے مین خانہ
آبادیان حضور آپکے سامنے کون کون سی کیفیت عرض کرون صرف مصنف کا ایک نشان دینا منظور تھا اگر
مجمل حالات تحریر کرون تو دو چار جزو سیاہ کر دون تب ناظرین کو پتہ ملے مصنف عرض کرتا ہی کہ انشاء اللہ
بعد ختم فتنۂ نور افشان اس طلسم حیرت عنوان کو ضرور تحریر کرونگا اگر کوئی اہل مطبع یا کوئی رئیس بلند اقبال
اسکی فرمایش کریگا تو تحریر ہوگا ملکہ نجم درخشان نے عرصۂ دراز تک اس خوش بیانی سے حال طلسم
ہفت پیکر بیان کیا کہ بدیع الزمان کو کیک لطف حاصل ہوا فرمایا کہ اے ملکہ تمنے عجب طرح کا جلوہ بیان کیا
مجھکو اس طلسم کے دیکھنے کا شوق ہوا ملکہ نے عرض کی حضور کیا مجال بہرام فلک کی کہ اُس طلسم کا نظارہ کر سکے ہر
رو بر تصویر خداوند ہم وہان ہمیشہ اس لاکھون کے مجمع مین اگر ایک بھی غیر مذہب کا آیا تصویر خداوند سے
آواز آئی کہ فلان شخص ہمارا پرستار نہین ہی تاجرون کے ہمراہ اکثر غیر لوگ آگئے مگر خداوند نے پہچان لیا
اُنکو سزائین دین لیکن کیا مجال کہ وہان غیر کا گذر ہو جائے اور لوح اُس طلسم کی مفقود ہی کبھی ہمنے لوح کا
نام بھی نہین سنا اگر کبھی شاہ کے سامنے لوح کا ذکر آیا تو شاہ نے یہی فرمایا کہ ہمارے طلسم کی لوح نہین ہی
بانیان طلسم نے اس قفل کو بے کنجی کا بنایا کسی شخص کی کیا مجال ہی اس طلسم پر دست اندازی کر سکے اگر لاکھو
جان رکھتا ہو تو ایک سلامت لیکر اسمین سے نہ نکل سکے اور علامتین بھی اس طلسم کی ایسی سخت ہین کہ اگر طلسم کشا
کیسا ہی جری و بہادر ہو مگر علامت دیکھکر گھبرا جائے کیسا ہی دلیر ہو مگر قلب تھرا جائے بدیع الزمان نے فرمایا

کہ اسکی قدرت سے کیا بعید ہے کہ ہم لوگوں کا اس طلسم میں داخلہ ہو انشاء اللہ کلیجہ پتھر کا بنا لینگے اور میلوں
میں بھی جائیں لطف میلے کا اٹھائیں بدیع الزمان کو جب اطمینان ہوا کہ ملکہ کی صورت اصلی ہے پھر گفتگوے
جاں کی کرتے ہوئے ملکہ کے ساتھ بارگاہ میں آکے بیٹھے چونکہ بدیع الزمان نے غسل صحت بھی کیا ہے ملکہ نے
حکم دیا کہ روشنی کی تیاری ہو ملکہ کے حکم دیتے ہی روشنی کی تیاری ہونے لگی جھاڑ کنول لگ رہے تھے
صحرا تمام پاک و صاف ہو رہا ہے کہ صحرا کے گرداگرد ملکہ بھی دیکھنے لگیں نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی
ہزار ہا علمہاے زرنگار ہی کے پھریرے کھلے ہوئے اسپر تعریف سامری و جمشید مرقوم ملکہ ادھر متوجہ ہوئیں
سب کنیزیں بھی دیکھنے لگیں یک ابر تیرہ و تار بھی گرد چھایا ہوا ہے قریب آکے ابر شق ہوا گرد و غبار اُٹھا
دیکھا ایک بادشاہ عالیجاہ نہایت شان و شوکت سے تخت پر سوار اسباب شکار ہمراہ چھ لاکھ فوج ہیبت
ہمراہ نوبت نقارے بجتے ہوئے ملکہ نے دیکھکر کہا اے شہریار آپ تھوڑی دیر کے واسطے دوسرے خیمے میں
تشریف لیجائیے ملک مہران آفتاب سیر شکار کھیلتا ہوا آتا ہے خاص سفیران سلطنت شہنشاہ طلسم سے
ہے مجکو جاکے اسکی ملاقات کرنا چاہیے بدیع الزمان اٹھکر دوسری بارگاہ میں چلے گئے ملکہ نجمہ درخشاں
کنیزوں کو ساتھ لیکر واسطے استقبال مہران کے چلیں مہران تخت پر سوار شکار کھیلتا ہوا آتا ہی تھا کہ وزرا
نے بڑھکر عرض کی ملکہ نجمہ درخشاں تشریف لاتی ہیں طریقے سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی کے مقابلے جاتی تھیں
یہاں لشکر انکا فرودگاہ تھا حضور کو دیکھکر واسطے استقبال کے نکل آئیں مہران نے سر اٹھاکے دیکھا عروس دوراں
ہوا کہ اپنے بارگاہ شہنشاہ میں دیکھا نقاب جو نگاہ پڑی ایک شعلہ جوالہ گویا زلفیں عنبریں چہرے پر لہرا رہی ہیں
عارض انور رشک قمر پیشانی تختی زر دندان گوہر در لب ظہور گلا صراحی دار سینہ پر ابھار دوپٹہ ناز سے ڈھلکا
ہوا پائنچے سنبھالے ہوئے گرد کنیزان ماہ طلعت جیسے ہیں وہ آفتاب شوکت قدم با قدم رکھتے وہ پامال ہوتے
ہیں نقش قدم اپنی بدنصیبی پر روتے ہیں کہ ہم قدموں سے جدا ہوئے مہران جمال جہان آرا دیکھکر گھبرا گیا
پیشانی پر پسینہ آگیا بے اختیار زبان سے نکل گیا اے ربے بہارے بجز حسن و جمال و رشک ماہ درخشاں آسمان
کہ بلی اس صحرا میں یہ لکھ آنے کا اتفاق ہوا ہرچند کہ ملک مہران بہت مغرور ہے جوش اشتیاق میں تخت
سے کود ملکہ کا ہاتھ تھام لیا ملکہ لیکر مہران کو اپنی بارگاہ میں گئیں مہران کا یہ حال ہے کہ سراپاے ملکہ
کو بغور دیکھ رہا ہے مگر رعب ملکہ کا اسقدر غالب ہے کہ زبان سے کچھ کہہ نہ سکا مگر دل دھڑک رہا ہے قلب مثل مرغ
بسمل پھڑک رہا ہے ملکہ کو یہاں یہ بیقراری ہے کہ یہ ملاقات کو آیا ملاقات ہو چکی اب پھر اسکا بیٹھنا دشوار ہے
اب یہ اپنی بارگاہ میں جائے تو میں شاہزادے کو بارگاہ میں بلاؤں وہ شیر بیشہ صاحبقرانی تنہا بیٹھا ہوا
گھبراتا ہوگا ادھر شاہزادے کو بھی ملکہ کی جدائی کا خیال ادھر مہران کے دل پر ہجوم فرح رنج و ملال دونوں
متردد اسکو انتشار وہ بیقرار معشوق کے راز و نیاز عاشق کو سوز و گداز اسکو حیرت اسکو نفرت دو ذوق
خاموش آخر دامن صبر دست استقلال مہران سے چھوٹا شیشۂ دل ہو عنت سنگ عشق سے ٹوٹا ضبط
نہ ہوسکا دریاے محبت نے جوش مارا آخر بے اختیار دست بستہ ہوکے کھڑا ہو کہا اے ملکۂ عالم میں کچھ
عرض کیا چاہتا ہوں اگر آپ حکم دیجیے تو عرض کروں ملکہ نے مسکراکے فرمایا ہم آپ تو ایک ہی محل کی شاہزادیاں
ہیں یہ تو آپ پر ظاہر ہو گیا ہوگا کہ میں مقابلۂ طلسم کشا میں جاتی ہوں یہ صحرا پسند آگیا یہاں چندے کے
واسطے ٹھہر گئی اور آپکے طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ براے شکار چلے تھے مہران آفتاب سیر نے کہا

ای ملکہ عالم تم بخوبی جانتی ہو صرف شکار کے طور پر چند لاکھ آدمی ساتھ مین اگر لشکر کشی کرون تو کاو زمین بار نہ اٹھا سکے دشمن آنکھ نہ ملا سکے برائے شکار بہت چند کس ہمراہ ہو گئے تجھکو بھی یہ خبر پہنچی معلوم ہی کہ طلسم کشا کی مدعت بڑھتی جاتی ہے چند ملک حرام بھی شریک ہو گئے ہین وہ رہبری کرتے ہین مذہب کے شانے پر سب پڑھ مرنے ہین لیکن کیا ہو سکیگا جسدن کوئی خدا جنگ ارفسد کریگا مسلمانون کو بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا ملکہ نے کہا کہ صاحب جو تمکو کہنا ہو لکھ بھیجا مہران لڑکھڑاتا ہوا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے خاموش ہو رہی اپنی بارگاہ مین آکے بیٹھا مشیرون سے کہنے لگا صاحبو تمنے سنا کیا غضب ہو گیا میری تو عجب کیفیت ہو دم الٹ رہا ہے اب مجھکو جینا دشوار ہو گیا **نظم**

سامنا تجھسے جو اے ناوک فگن ہو جائیگا
چوکڑی کو بھول کر زدہ ہرن ہو جائیگا

نام تیرا جسکو ورد اے گلبدن ہو جائیگا
غنچۂ گل کی طرح خوشبو دہن ہو جائیگا

موسم گل مین بدن کو کپڑے بھاری جائینگے
دھجیان لینے کے قابل پیرہن ہو جائیگا

تیرے آنے کی چمن مین ہوگی ہر گل کو خوشی
سرخ تر لالہ سے رنگ یاسمن ہو جائیگا

حسن کا عالم دکھا دیگی تجھے سیر چمن
چشم نرگس گوش گل غنچہ دہن ہو جائیگا

عشق شیرین مین عبث دونون کو داغ رشک ہے
کوہکن خسرو نہ خسرو کوہکن ہو جائیگا

خلعت شاہی نہین اے بوالہوس تشریف عشق
جسنے پہنا اسکو یہ جامہ کفن ہو جائیگا

بعد مردن بھی رہیگا شوق عریانی مجھے
روح کو جسم مثالی پیرہن ہو جائیگا

ہمکنار اک دن مری قسمت ہوگی یار سے
آئینۂ مہر وش صفاے دو بدن ہو جائیگا

بچپنا ہٹنے پہ ہونگے ہم جنون گرد دیکھا ہر برس
پیرہن ذرۂ درویش کا دل گلشن ہو جائیگا

چشم کے چشمون مین انکا اتفاق اچھا نہین
اشک کے قطرون سے دریا موجزن ہو جائیگا

موت کے آنے کی ہوگی اسقدر شادی مجھے
جیب کے اڑینگے شگوفے پیرہن ہو جائیگا

روے بت پر آنکھ میری طرح رغبت کی نہ ڈال
سامنا نقاب کا اے برہمن ہو جائیگا

سکۂ داغ وفا اک دن مرے کام آئیگا
عشق کی بازار مین انکا چلن ہو جائیگا

دیکھ کیا تشنۂ دیدار ہو دیکھے ترے
آب زمزم دیکھ کر چاہ ذقن ہو جائیگا

چار دن ہے گرم بازار شباب اے نونہال
گرد رخسارون کے مو پہ چاہ ذقن ہو جائیگا

شاعرون کے کہنے پر اتراؤ نہ اے گیسوے یار
عنبر سارا نہ تو مشک ختن ہو جائیگا

خط کے آنے کی خبر بھی روے رنگین پر کیسے
کیا سمجھتا تھا مین خارستان چمن ہو جائیگا

دختر رز ہوگی جلسے مین ہمارے بے نقاب
خلوتی کو اشتیاق انجمن ہو جائیگا

منزل مقصود دکھلا دیگی توفیق ازل
دوست دشمن ہونگے رہبر راہزن ہو جائیگا

یار مہمان ہوگا آتش وصل کی شب آئیگی
خانۂ شادی مرا بیت الحزن ہو جائیگا

ملک مہران نے کہا یارو مین نے جسوقت سے اس قاتل عالم مہر درخشان کو دیکھا عجب دل کی کیفیت ہو دل پر چھریان چل گئین جی چاہتا ہے جاکے قدمون پر گر پڑون سر کاٹ کے تصدق کر دون اس ظالم کے جور سے مجھکو اور بھی مزہ ملتا ہے لیکن مین اب ایک نامہ اس معشوق سرکش کو لکھتا ہون دیکھو

قلم ہاتھ میں لیا پرچہ کاغذ پر لکھا اے شہنشاہ اقلیم خوبی نوبادۂ حدیقۂ محبوبی آفتاب آسمان حسن و جمال گوہر بحر ذخائر فضل و کمال لعل بدخشان دلبری الماس خزانۂ حسن پروری عندلیب بوستان فصاحت گل خوشبوئے حدیقۂ بلاغت رتبہ شناس عاشق بیدل توجہ فرمائے حال پر ملال گریۂ عنادل انیس و مونس شب تنہائی رونق بخش محفل عاشقان بے صبر و شکیبائی سرفراز و معشوق طناز صاحب عشوہ و ناز بہ معشوقان نشانہ دوام دامت حسنہٗ۔ عالم عالم آرزوے محبت و جان جانان تمنائے مودت جس وقت سے اس حقیر نے جمال بیمثال حضور کو دیکھا آئینۂ دل کو حیرت ہے کیا عرض کروں جو کیفیت ہے ان اشعار سے ظاہر ہے بقول مصنف

ہاتھ پاؤں میں درد رہتا ہے	رنگ چہرے کا زرد رہتا ہے	صبر و طاقت نے ہاتھ چھوڑ دیا
تیری فرقت نے دل کو توڑ دیا	ناتوانی چڑھی ہے زور دوں پر	رنگ لاتا ہے روز خون جگر
اب تو دل پر قلق زیادہ ہے	جان دیدیں یہی ارادہ ہے	

اے ملکۂ عالم سرفرازی فرمایئے یہ نیاز نامہ حاضر خدمت فیضدرجت ہوتا ہے سرفرازی حاصل ہو تسکین دل ہو اگر سرفراز نہ فرمایا تو ہم اپنے چاہنے والے کو زندہ نہ پاؤگی سر جسم پر بار ہے دل کی عجب کیفیت ہے ہر چشم اشکبار اگر اشتیاق دل مفصل لکھوں ہزار تختۂ کاغذ پر بخط ریحان نہ تحریر ہو آخر میں عرض کرتا ہوں معرفت قاصد صبا کے پیام ہے آپکی خدمت میں روانہ کرتا ہوں نظم

نامہ بر حال کیسے یہ سارا	اس غزل کو قمر کی پڑھ دینا	کیا لکھوں حال چاک دامان کا
تار باقی نہیں گریبان کا	بھر گئے دو گھڑی میں سب جل تھل	دو ٹکڑا تھا یہ ابر مژگان کا
نہ تڑپیو ذرا دل مضطر	زخم اٹھا بیچو تیر مژگان کا	کاغذ و خامہ دونوں جلنے لگیں
حال لکھوں جو آہ سوزان کا	خشک ہو کر مرا تن لاغر	ہے عصا اب تو دست دربان کا
ناریستان کی کیا لکھوں تعریف	یہ تو میوہ ہے باغ رضوان کا	اے قمر نقد جان عوض میں دوں
پاؤں چھلا جو دست جانان کا	دیگر اوج پر اب تو درد فرقت ہے	میرے جینے کی کون صورت ہے
در و دیوار کو میں تکتا ہوں	وحشیوں کی طرح سے بکتا ہوں	امیدوار ہوں کہ طلب فرمایئے

صحبت میں بار حاصل ہو آفتاب عالمتاب حسن و جمال تابان و درخشان رہے۔ یہ نامہ لکھکر اپنے ایک محرم کو دیا اور کہا ملکۂ عالم کو دینا اور زبانی بھی حال اشتیاق عرض کرنا کہ غلام نوبت بجان و کارد بہ استخوان ہے وقت عنایت و پرورش ہے ملازم نامہ لیکر چلا ملکہ اپنی بارگاہ میں بیٹھی ہیں شاہزادہ بدیع الزمان پہلو میں بیٹھے ہیں فرماتے ہیں ملکہ ہم زیادہ نہیں ٹھہر سکتے ہیں جنگ درپیش ہے ایسا نہو سرداروں پر کچھ افتاد پڑے ساحروں کا ہجوم ہے یہی دھوم ہے کہ طلسم کشا کو مار لو چار طرف سے کافر چلے آتے ہیں میرے سامنے بیژن بن سہراب آیا تھا اسکو اپنے زور بازو پر بڑا ناز تھا سنا ہے کہ جنگ میں قبلہ و کعبہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا مگر پھر اُس سے مقابلہ پڑیگا کیا عجب ہے کہ اسکی مدد کو جادوگر آویں قبلہ و کعبہ لڑتے مرتے آگے بڑھیں یہ ذکر تھا کہ محرم نے سامنے آکے عرض کی در دولت پر نامہ دار مہران آفتاب سیر کا حاضر ہے امیدوار باریابی ہے ملکہ نے بے تکلف فرمایا بلالو نامہ و پیام کا کیا کام ہے ابھی تو وہ خود ہمارے پاس سے گئے ہیں یہ ذکر تھا کہ نامہ دار سامنے حاضر ہوا ہاتھوں پر رکھکر نامہ پیش کیا ملکہ کو یہ خیال ہوا کہ شاید اس نامے میں جنگ و جدل کا ذکر ہوگا فوراً ہاتھ میں لیکر کھولا دیکھا تو اسمیں القاب معشوقانہ مرقوم ہیں اپنی بیتابی کو

بیزاری تحریر ہی جوں جوں ملکہ نامہ پڑھتی جاتی ہیں غصہ بڑھتا جاتا ہی چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا ملکہ نے نامہ دار
سے پوچھا یہ کیا مہملات لکھا ہی نامہ دار نے عرض کی کچھ زبانی بھی عرض کیا ہی کہ ہماری جان پر بنی ہی تو ترس
رحم ہی ہمکو سرفراز فرمایئے ورنہ غلام آپکے قدموں پر نثار ہو جائیگا ملکہ نے غصے میں نامہ چاک کر ڈالا کہا
او نامہ دار بس خبردار زبان بند کر بیہودہ نہ بک جاکے اُس بیحیا سے کہدینا کہ کیوں شامتیں آئی ہیں
سامنے شاہان نور افشان کے جا سے تمہارے کلام ہو گا نامہ دار نے جو ملکہ کے تیور بد دیکھے مارے
خوف کے تھر تھر کانپنے لگا جلدی دربار سے بھاگا ملکہ کو کمال غصہ آیا کنیزوں نے کہا حضور اس نامے
میں کیا مرقوم تھا فرمایا خدا کی قدرت ہی کہ میاں مہران صاحب ہم پر عاشق ہوئے ہیں اشعار عاشقانہ
لکھے ہیں اپنی بیقراری تحریر کی ہی کیوں شہریار آپکو یاد ہو گا میں نے ایسے فقرے خاتم طلسم ہفت پیکر
میں یہ دستور ہی کہ عاشق تن سامنے حضور خداوندی کے حاضر ہوتے ہیں لطف یہ حضور خداوندی سے انصاف
ہوتا ہی عاشقوں کی شادیاں سامنے معشوقوں کے ہوتی ہیں لیکن یہ رغبت و رضائے جانبین اُنکے ماں باپ
سے بھی پرسش ہوتی ہی مگر یہ صاحب ایسے بابلائے اور آپ سے باہر ہوئے کہ فرماتے ہیں ہمکو بلا لیجیے
اپنی صحبت میں جگہ دیجیے بدیع الزمان نے جو یہ کیفیت سنی غیظ و غضب میں آئے لعین خلیلی کی پیچ و تاب
ہوا چہرہ سرخ ہو گیا غصے پر ہاتھ ڈالا کہا اگر حکم ہو میں ابھی جا کر زبان تیغ سے جواب دوں ملکہ نے فرمایا آپ
غصہ نہ کریں اُس ملعون کے کہنے سے کیا ہوتا ہی اپنے مقام پر بکا کرے اب وہ اگر ملاقات کا بھی مجھسے طالب
ہو گا تو ملاقات نہ ہو گی مجھے صرف یہ خیال گذرا تھا کہ صاحبان خاص شاہان طلسم میں سے ہی ایسا نہ ہو کہ مجھسے
شاہ شکایت کریں کہ تُنے مہران کا استقبال نہ کیا نہیں معلوم وہ اپنے دل میں اسی تعظیم کو کیا سمجھا آپ غصہ نہ کریں
مجھے تو وہ جواب صاف دیا گیا اب بھی اگر کچھ خیال دل میں رہے تو محض بیغیرتی و نادانی ہی الغرض کیا کیوں نامہ دار
وہاں پلٹ کے جو پہونچا ملک مہران نے پوچھا ای قاصد خوشخرام محبوب خوش رو نے کیا جواب دیا نامہ بر
نے کہا حضور انہوں نے نامے کو پڑھ کے چاک کر ڈالا ملکہ کو نہایت غصہ آیا آپکی شان میں کلمات سخت و سست
کہے بھلا حضور کو وہ کیا قبول کرے پسر حمزہ کو پہلو میں لیے بیٹھی ہی بوس و کنار آپس میں ہو رہا ہی یہ سنتے ہی
مہران پر آگ جلنے لگا بل کرنے لگا کہ ملکہ کو جا کے پیغام دو کہ آمادہ حرب و پیکار ہو جائیں کل صبح کو اگر
گرفتار کرکے دلا یا اور جبر سے وصل نہ حاصل کیا تو نام اپنا مہران آفتاب سیر نہ پایا دربار میں لکھے
کرن آنکو چار کر سکتا ہی گر ہم یہ پیغام شاہان طلسم کر دیتے تو وہ بھی ضرور قبول کر لیتے تھے ہمکو یہ جواب سخت
دیا کل ہم تمکو اور پسر طلسم کشا کو سر میدان قتل کرینگے دیکھیں ہماری مدعت سے تم دونوں کو کون بچاتا ہی اور
پسر طلسم کشا ہمارے ہاتھ سے بچ کے کہاں جاتا ہی تجھے غضب کیا شاہوں کا کچھ خوف نہ آیا مسلمان کو اپنے
گھر میں جگہ دی تم شاہنشہ نور افشان کی دشمن ہو اب کل سب کیفیت تم پر ظاہر ہو جائیگی گرفتار کر کے تمکو
بھیجینگے جب وہ حکم تمکو دینگے تب تو راضی ہو گی یہ باتیں سمجھا کر اور ساحر کر روانہ کیا اُسنے جاکے دربار میں یہ سب
باتیں بیان کیں ملکہ کو سناٹا آگیا مگر بدیع الزمان نے غصے میں فرمایا اس نامرد سے کہدینا کہ تجھکو داغ
لڑکا کہاں نا حرام ہی اگر طبل جنگی بجواکے میدان کارزار میں نہ آئے دیکھو کیسا تلوار کھیلتے ہیں کیا شاہان طلسم
کا کوئی لونڈی غلام ہی کہ جو تو انکے نام سے ڈراتا دھمکاتا ہی اگر وہ بادشاہ ہیں اپنے گھر کے بادشاہ ہیں کسی کی
صحت پر انکا کیا اختیار ہی یہ کہکر حکم دیا اس بیحیا کی گردن میں انڈا دو نامہ دار نے شاہزادے کے دیکھکر بھا

مہران سے کہا ملکہ تو کچھ نہیں بولیں مگر اُنکے آشنا سب حجاب لے شاہان طلسم کو گالیاں دینے لگے
یہ سنکر مہران سب جلا بھنا خیمے مین حکم دیا لشکر مین طبل جنگی کے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے اُسکے
سامنے شہزادہ بدیع الزمان سے خبر کی کہ اُس ملعون نے طبل جنگی بجوا دیا ملکہ شہزادے کو سمجھا رہی ہین کہ ای
شہریار یہ بڑا ساحر زبردست ہے بدیع الزمان فرماتے ہین ملکہ تمھیں اسین کیا دخل ہے تم لشکر کو ساتھ لیکر علیحدہ
کھڑی ہوکے تماشا دیکھنا ہرکارون کی زبانی جو بدیع الزمان نے سنا کہ اُسنے طبل جنگی بجوا دیا ارشاد فرمایا کہ
ملکہ کمدد بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی تمھارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے لیکن اگر مجھے محبت ہے تو لات و منات
پر لعنت کرو ملکہ بصدق مطیع الاسلام ہوئین کنیزون نے بھی اطاعت کی تمام لشکر مین مشہور ہوا کہ ملکہ
نجم درخشان مطیع الاسلام ہوئین شہزادہ بدیع الزمان کی اطاعت کی دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے
ملکہ کی شب بھر بیقراری فرماتی ہین آپکے مذہب مین سحر کرنا عیب ہے میرا دل دھڑکتا ہے ساحر کو کیونکر جواب دیجئے گا
بدیع الزمان فرماتے ہین ملکہ بر وقت دیکھ لینا کہ کیا ہوتا ہے جتنے بڑے بڑے ساحر ہین سب کتے کی موت
مارے جائینگے انشاء اللہ ہمارے ہاتھ سے امان نہ پائینگے جسوقت شہنشاہ زرین پوش آفتاب خروج
ثابت و سیارگان کو شکست دیکر چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا لشکر ضیاء و شعاع نے صف باندھی تیغہ
حائل کیے ہوئے کمان کہکشان کا منھ پر اس شان و شوکت سے تماشاے جنگ مین مصروف ہوا ادھر
سے ملکہ نجم درخشان نے لشکر تیار کیا بدیع الزمان بھی سلاح جسم پر آراستہ کیے ہوئے خیمے سے برآمد
ہوے ملکہ تخت پر سوار ہوئین بدیع الزمان اسپ خوش خرام پر سوار ہوئے تمام فوج کو پشت پر لیا
طرف میدان جنگ کے روانہ ہوئے نجم درخشان فرماتی ہین آپ کہان تشریف لیجیے گا مین ہمراہ چلونگی بدیع الزمان
فرماتے ہین ہمارے مذہب مین عورت پر جہاد ساقط ہے ہمارے ہوتے تم کیونکر جاؤگی تم دل گھبراؤ ای ملکہ عالم
مگر ہمکو میدان قضا لیکر آئی ہے کچھ حد نہیں ورنہ ملاحظہ کروگی کہ کسطرح اُس ملعون کو مارتا ہون تم ناحق پریشان
ہوتی ہو دوسری طرف سے مہران بھی لشکر لیے ہوئے میدان مین آکے پہونچا دیکھا اُسنے کہ سب سے
آگے بڑھا ہوا شہزادہ بدیع الزمان مرکب کو جولان کر رہا ہے قلب لشکر مین تخت ملکہ نجم درخشان کا ساتھ
لاکھ فوج جنگی ہمراہ سامان جنگ تیار سب اشیاے جنگ و جدل ہمراہ ہین صفوف لشکر آراستہ ہوئے نقیبون نے
بلند آواز سے نقابت کی کیفیت کو ملکہ لشکر سے مہران نے قصد کیا تھا کہ لڑین کہ پہلے شنگال نیزہ دروں
بارہ ہزار فوج کا سپہ سالار ہے گھوڑے کو کُدا کے سامنے مہران کے آیا کہا ای شہنشاہ غلام بہت
مشتاق ہے کہ حضور میدان مین جائین اور غلام دیکھا کرے مین جاتے ہی ایک سحر مین ہرے کے ہرے
غارت کرونگا مہران نے اجازت دی شنگال میدان مین آیا پکار کے آواز دی ای دشمنان
شہنشاہ طلسم جسکو شامت مرگ کی ہو نکلے ملکہ کی کنیزون نے ارادہ کیا تھا کہ بدیع الزمان نے گھوڑا بڑھایا
سامنے ملکہ نجم درخشان کے آئے موافق اپنے لشکر کے قاعدے کے دست بستہ عرض کی ای ملکہ عالم
اجازت میدان مرحمت ہو ملکہ نے تخت رکھوا دیا بیقرار ہوگئین کہا ای شہریار کس زبان سے عرض کرون کہ
آپ میدان کارزار مین جائیے کیونکر مین گوارا کرون آپ تو جرات کے پابند ہین وہ سب ساحر ان
خود پسند ہین جاتے ہی آپکے وہ ایک سحر کردیگا آپ بیکار ہوکے زمین پر گر پڑینگے بدیع الزمان
نے کہا ملکہ تم نہ گھبراؤ ہم بھی سحر توڑینگے ملکہ نے کہا کہ آپکے مذہب مین تو سحر کرنا بہت بد ہے بدیع الزمان

ب ملاحظہ کر لینا یہ کہکر شہزادے نے مرکب بڑھایا گھوڑا طرارہ بھر کے چلا مرکب باد رفتار سوار بہادر
دیندار کس سج دھج سے مرکب میدان میں آتا ہی طرارے بھرتا ہوا کنکھا مثل ماہ نو کے کیے ہوے دم سے
چنور کرتا ہوا سامنے شنگال کے پہونچا بدیع الزمان نے للکارا کہ او نابکار اپنی شعبدہ بازی دکھا
اپنی ساحری سے باز نہ آیا یہ سنتے ہی شنگال نے سحر کیا کچھ ماش کے دانے مارے مراد اس سحر سے یہ تھی
کہ یہ گھوڑا شہزادے کو اپنی پشت سے گرادے بدیع الزمان نے لوح جھکائی وہ دانے بے اثر ہوگئے
شنگال نے اپنے دل میں کہا شاید سحر حقیر تھا کچھ اثر نہ دکھایا کوئی سحر کامل کرنا چاہیے یہ سوچ کر گینڈا بڑھا
تلوار پر خوب سحر کیے خبردار خبردار کہکر ہاتھ تیغہ سحر کا مارا بدیع الزمان نے تختی لوح جھکا کے سپر
رد کا بہت سی تلواریں برسیں خنجر گرے آگ کے شعلے بھڑکے یہاں کلیجہ پکڑ لیا کنیزوں نے کہا صاحب
غضب ہوا ارے شہزادے پر تلواریں برس رہی ہیں ہاے میں جا کے سپر ہو کے گردون میں روگئی تھی مگر سے
کہنے کا مطلق طاقت نہ کیا میری بات کے خلاف جانا یہاں شہزادہ بدیع الزمان نے تختی کو جھکایا سب سحر
باطل ہوے آگ برسی خنجر گرے مگر سب چیزیں مرکب سے الگ گریں کسی شے نے بدیع الزمان پر تاثیر
نہ کی اب تو بدیع الزمان نے نعرہ تکبیر بلند کیا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا جنگ کے جوش میں بے تحاشا گرا
قرص سپر کے دو ٹکڑے ہوے جس طرح ابر تیرہ و تار سے برق جہندہ تڑپ کے گرتی ہے سپر کو کاٹ کر کاسہ سر
میں تلوار در آئی سراسر کٹ چہرے کو کاٹا یا زخم قبضہ سپر پر چلی تھی یا بزہ تنگ تلوار نے دو حصہ دیا ملکہ
تو اچھل پڑیں کہا صاحب خدا نے نامہ ہر نے کیا فضل کیا ہے دوسرا ساحر لشکر مہران سے آپڑا برستا ہوا
آیا ہزاروں سحر کیے زنگی بھی سامنے آئے فیلان سحر نے بھی حملہ کیا شیر ببر دھاڑ کے مارے آئے شیر نے
شہزادے پر حملہ کیا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا بدیع الزمان گھوڑے سے کود کے شیر نے چنگل مار دیا
بدیع الزمان نے گھونسا مارا شیر کا سر پھٹ گیا کئی شیر اسی طرح آئے بدیع الزمان کے ہاتھ سے
مارے گئے جب ساحر نے سب سحر اپنے باطل پائے جھپٹ کے ترسول مارا بدیع الزمان نے قلم کیا سر
کو ہاتھ کمر پر ہاتھ مارا ساحر کے دو ٹکڑے ہوے مصنف عرض کرتا ہے کہ سوا ساحر شام تک شہزادے کے
ہاتھ سے واصل جہنم ہوے مہران نے بنگاہ غور دیکھا کہ ساحروں نے وہ وہ سحر کیے کہ زمین ہلادی مگر
شہزادے پر کسی سحر نے تاثیر نہ کی بدیع الزمان نے نام لیکر بھی للکارا کہ او مہران کیوں ان بیچارے
غریبوں کو نیل ماش کرتا ہے تو خود میرے مقابلے میں آ تو کیفیت ظاہر ہو تو بھی میرے کمال سے واقف ہو
مگر مہران خاموش کھڑا رہا ہے ذہنکلا حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہے آخر شام کو واسطے طبل بازگشت
بجوایا رنجیدہ و کبیدہ بارگاہ میں آکے بیٹھا ملکہ نے بدیع الزمان کو آگے روک لیا زر نثار کرتی ہوئی
ساتھ ساتھ مثل گل شگفتہ پوچھتی ہوئی کہ اے شہریار یہ کیا باعث تھا وہ وہ سحر ہوے کہ زمین ہلگئی مگر آپ
پر مطلق تاثیر نہ ہوئی بدیع الزمان نے کہا عنایت پروردگار شامل حال تھی جب ملکہ نے بہت کہا میں نہ مانوں گی
مجھے مفصل فرمائیے بدیع الزمان نے کہا اے ملکہ یہ عنایت پروردگار لوح محفوظ میرے پاس ہے اسی کے
سبب سے کسی ساحر کا سحر مجھ پر تاثیر نہیں کرتا یہ بات سنکر ملکہ کو بڑی خوشی ہوئی کہا اے شہریار مجھے اس
بات کا بڑا اندوہ تھا کہ آپ سحر ساحروں سے کیونکر محفوظ رہتے ہیں بدیع الزمان نے کہا اے ملکہ جا بجا بڑے
بڑے ساحروں سے مقابلے پڑے یہ عنایت حضرت حمزہ عم کریم طلسم کلید کو فتح کیا مال طلسمی دستیاب ہوا اگر یہ

لوح محفوظ نہ ہوتی تو ان ساحروں سے کیونکر مقابلے پڑتے مالا بہت خوش ہیں کہتی ہیں ای شہریار اب قلب
کو قوت روح کو راحت ہوئی یہاں زملکہ نے جشن کی تیاری کی ساقی بچے جمع ہیں ناچ ہو رہا ہی جام مے
ارغوانی گردش میں صراحے ہوشا ہوش دو نوشا نوش ہی لیکن مہران جو میدان سے پلٹ کے آیا جو
درواز تک تو خاموش بیکار رہا بعد عرصہ دراز سرداروں سے کہا یارو دیکھو ایک غیر ساحر کے ہاتھ سے
سو لساحان نامی و نامدار مارے گئے اسکا کیا باعث ہی آؤ یہ خیال کرو کہ نجم درخشان نے بیان
سحر کردیا کہ بدیع الزمان پر سحر نے تاثیر نہیں کی تو میں ہنگامہ غور دیکھ رہا تھا اور میں نے خود بھی اپنے سحر
پوشیدہ روانہ کیے تھے کوئی سحر ملکہ نے نہیں کیا اپنے اپنے طور پر سب سردار کہہ رہے ہیں مہران کہتا ہی
یارو وہ بات کہو کہ قرین قیاس ہو اور دل بھی اُسے قبول کرے خوب کوئی بات دلگی تو اسنے کہا صاحبو
کیا میں کسی بات میں عاجز ہوں ابھی دریافت کیے لیتا ہوں یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پتلی کو نکالا
ایک چراغ روشن کیا چراغ کو روشن کرکے پتلی کو سامنے بٹھایا پوچھا ای ہنرمند جلد آگاہ کر دے
کہ کیا سبب ہی اگر حمزہ کے فرزند پر سحر نے کیوں نہ تاثیر کی یہ سنتے ہی وہ پتلی قہقہہ مار کے ہنسی کہا ای
مہران آفتاب سپر اتنا بڑا ساحر زبردست ہو کے مجھسے سبب پوچھتا ہی اتنے ساحر جو تیرے مارے گئے
انہیں سے کوئی برا نہ تھا ایک ایک ساحر عہد جمشید زمان تھا مگر کسی کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ ہمارا
سحر کیوں جواب دے رہا ہی آخر کتنے کی موت مارے گئے ارے بے وقوف پسر طلسم کشا کے گلے میں
لوح محفوظ ہی جسمیں اسماے خداے نادیدہ تحریر ہیں سحر کی کیا مجال کہ جو اُسکے قریب جا سکے اگر
اُسکے مقابلے میں تو بھی جائیگا تو فوراً مارا جائیگا جانبری دشوار ہوگی ای مہرو ہے پر پسر حمزہ تم لوگوں کے
مقابلے میں آیا ورنہ ساحروں سے کیا لڑ سکتا تھا یہ سنکر مہران کے ہوش اُڑ گئے چہرہ زرد لب پر آہ
سرد دل میں درد چہرہ پر گرد رفیقوں سے کہنے لگا یارو اب کیا کروں جب تو حمزہ طلسم کشائی کرنے نکلا
ہی بڑے بڑے تحفہ جات حاصل ہو چکے ہیں وہ پتلی پھر بول اُٹھی کہا ای مہران اس جوان کا بھتیجا شاہزادہ
خاور سیاہ ہی اُسکے قبضے میں تیغہ سحر کش ہی آپس میں دونوں جوانوں میں جھگڑا ہی ساحروں کی شامت
آئی ہی آپس تما دعوے رہتے ہیں کہ کسنے زیادہ کافر قتل کیے آپس میں لڑتے ہیں ساحروں پر آفت
برپا ہی ان دونوں کے دو فرزند ہیں کہ نام اُنکے ایرج و نور الدہر ہیں اُنہوں نے اب ہاتھ پاؤں
نکالے ہیں وہ جس لشکر پر جا پڑتے ہیں اُسے بالکل تباہ و برباد کر دیتے ہیں جتنے ملک اس طلسم
کے ان چاروں جوانوں کے قبضے میں آئے اس پتلی موسوم بہ ہنرمند نے بسبب یہ سب جھگڑے سامنے
مہران اور اسکے رفقا کے بیان کیے یہ سب باتیں سنکر مہران اور زیادہ گھبرایا سب سرداروں کو
اپنے پاس سے ہٹا دیا صرف اپنے عیار سمند تیز رو کو بلایا یہ عیار بھی ہی اور سحر بھی جانتا ہی کہا ای یار
شاطر کیا تدبیر کی جائے تجھ سے ہو سکتا ہی کہ تو پسر طلسم کشا کو پکڑ لائے بڑے غضب کی بات ہی پسر حمزہ
کے پاس لوح محفوظ ہی اُس پر سحر تاثیر نہیں کرتا میں فراق دیدہ ہجران کشیدہ مرتا ہوں راتیں ہجر کی
تڑپ تڑپ کے کٹتی ہیں اُسکے جمال کہاں گر اپر جیسے نگاہ پڑی ہی ہر وقت دل ہی جاتا ہی سامنے اُس محبوب
کے یہ اشعار عاشقانہ پڑھے نظم

رخ جو ترے گیسو میں الجھ پڑ آیا	خورشید تہ سلسلۂ مو نظر آیا	ظلمت میں مجھے نور کا پہلو نظر آیا

رخسار چراغ شب گیسو نظر آیا
میزان عدالت مین میرے دیدۂ پرآب
بت پر جو تمھارے قسم زہرہ نظر آیا
میرے کا جو بیمار تری آنکھوں کو سمجھا

قربان اجل تھا کبھی جلاد کے صدقے
ہمو زن ہر آنسو کا ہر آنسو نظر آیا
قاتل ادب ذبح سکھایا گیا ہر روز
اک ناوک بتران پیس آبجو نظر آیا

ای یار حسد ہر آنکھ پڑی تو نظر آیا
سمجھا مین ہم جو رو ہلال ای فلک حسن
ہر سو مرا سینہ تہ زانو نظر آیا

رو رو کر عیار کے سامنے جو استفسار
کہا عیار نے کہا حضور نہ گھبرائین غلام پسر طلسم کشا کو پکڑ لاویگا حضور کیون پریشان ہوتے ہین اسنے کہا اگر تو پسر حمزہ کو پکڑ لائے تو نجم درخشان کا گرفتار کرنا کوئی بڑی بات نہین ہی میرے سحر کے سامنے کیا دم مار سکتی ہی یہ کہکر سمند تیز رو بانہایت عیاری سے آراستہ ہو کے چلا لشکر مین ملکہ نجم درخشان کے آکے دیکھا جشن کی تیاریان ہو رہی ہین سب ملازم خوش بیٹھے ہین جہان ایک سپاہی کا بھی پہرا ہی وہان بھی ناچ ہو رہا ہی طائفے درست ہو رہے ہین سمند بشکل خدمتگار پھرتا ہوا بارگاہ مین ملکہ کی آیا دیکھا ملکہ نجم درخشان تخت بھاری جوڑا اپنے ہوے تخت پر بیٹھی ہین اور شہزادہ بدیع الزمان دلکش شوکت پر مسلح و مکمل بیٹھے ہین سمند ہر نگاہی کرنے لگا دل مین یہی خیال ہو کر افسوس ہمارے آقائے نامدار اس معشوق پر جان دیتے ہین اور یہ ظالم پہلو مین پسر طلسم کشا کے بیٹھی ہی کیا شادان و فرحان ہو رہی ہی بڑے افسوس کی بات ہی ایک گوشے مین کھڑا ناچ دیکھا کیا دورہ جام بھی چل رہا ہی جب رات کم باقی رہی بدیع الزمان نے فرمایا ملکہ کیا سبب ہی کہ لشکر حریف مین طبل جنگی نہین بجا ہرکارون نے عرض کی کہ حضور آج انجمن مشاورت منعقد تھی کچھ صلاحین ہو رہی تھین حضور ہوشیار رہین سمند تیز رو عیار اسی فکر مین حضور کی نکلا ہی ملکہ نے چند جادوگرنیون کو حکم دیا کہ تم سب گرد خیمہ شہزادہ کے رہنا یہ خبر سنکر مجھے بڑا تردد ہوا ہی چالیس جادوگرنیان شاہزادے کے ساتھ رہین شاہزادہ بدیع الزمان خیمے مین آئے سب جادوگرنیان باہر خیمے کے کھڑی ہین سمند تیز رو فکر مین پھر رہا ہی جادو سامنے والون کا انتظام کر رہی ہین اگر کسی نے قصد کیا کہ قریب سے بارگاہ کے گذرے سب نے منع کیا آسمان کا بھی انتظام کر رہی ہین اگر کوئی طائر بھی نکلا تو اُسے تیر مار دیا وہ زمین پر گر پڑا سمند تو عیار مشہور دہر پھرتے پھرتے قریب ایک مزبلے کے آیا نقب کھودنا شروع کی مہرہ نقب کا بارگاہ بدیع الزمان مین فورًا اگر دین اٹھا ہوا نکلا شمعدان سوسن و کافوری کو گل کیا قریب بدیع الزمان کے آیا کاسے سے دو شانہ ہٹایا دیکھا ایک تختی گلے مین پڑی ہی گوشے مین بیہوشی ڈال کر شاہزادے کے دماغ مین پھونکا شہزادہ چھینک مارکے بیہوش ہو ا دروازے پر سے آوازین حاضر باش و ناظر باش کی آرہی ہین سمند نے پشتارہ باندھا دوش پر لگایا اُسی نقب سے سے نکلا سوچا کہ اگر سید ھا راستہ جاؤنگا شاید کوئی روکے ٹوکے پشت لشکر پر تھل غبیا جاکر وہان سے چلا صحرا کو طے کرتا ہوا آتا ہی جب دو کوس راہ طے کی چونکہ تھک گیا تھا ایک تختۂ سنگ پر پشتارہ رکھا جبیل پر منہ دھو یا شیطنے لگا قضائے کار امیہ بن عمرو جو تلاش مین اپنے آقا کی نکلا تھا رات کو اسی صحرا مین درۂ کوہ مین پڑا رہا صبح کو اُٹھا چاہا کہ سر راہ ہون کہ نگاہ پڑی ایک عیار بانداز عیاری سے آراستہ ٹہل رہا ہی پشتارہ پر نگاہ نہین پڑی خیال مین آیا دریافت کرون کہ یہ عیار کون ہی ٹہلتا ہوا قریب سمند کے آیا پکار کے آواز دی ای عیار تو کون ہی سمند زور دن پر چڑھا ہوا ہی بیساختہ بول اُٹھا مین عیار ہون مہران آفتاب سیر کا اُسنے حکم دیا ہی کہ پسر طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤ اُسے گرفتار کیے ہوے لیے جاتا ہون وہ سامنے تختۂ سنگ پر پشتارہ رکھا ہی امیہ کچھ کھینچ کر سامنے آیا کہا او ملعون

سنو امیہ بن عمرو عیار اب میں تجھے کب جانے دیتا ہوں آپس میں پیچ چلنے لگا امیہ تو بلائے روزگار ہی چوٹ کے
ہاتھ چل رہے ہیں امیہ کی پلک نہیں جھپکتی تیغ بے پناہ چل رہی ہے سمند کے جیسے حباب ہوش ہی پڑ رہے ہیں بیابان لڑائی
میں بڑے زور و شور سے دونوں لڑ رہے ہیں امیہ نے کئی زخم بھی لگائے جب سمند زخمی ہوا خیال میں
آیا ای سمند کہانتک مکر حریفانہ کروگے ثابت قدم رہنا چاہیے طرار ہے مگر ہوں سحر کردوں یہ سوچ کے
لڑتے لڑتے پندرہ دانے سنگ نکالے وہ دانے اس بدمعاش نے امیہ پر پھینک مارے امیہ بن عمرو
لڑکھڑا کے گرا اسنے جیب سے اسکی بھی مشکیں باندھ لیں آنا تھا امیہ نے کہا کہ ای شخص تو نے مجھکو سحر سے
بیہوش کیا عیاروں کا یہ شیوہ نہیں ہے سمند نے جواب بھی نہ دیا دونوں پشتارے لیکر چلا امیہ نے راہ میں
کئی مرتبہ کہا ای عیار میں فرزند عمرو ہوں تیرا شاگرد ہوتا ہوں سمند کب مانتا ہے دونوں کا پشتارہ لیے ہوئے
خدمت میں اپنے آقا کی پہنچا مہران نے لوح محفوظ لے لی اپنے خزانے میں داخل کی امیہ و بدیع الزمان
کو قید خانے میں بھیجدیا منتظر ہے کہ شام ہو تو طبل جنگ بجواؤں یہاں صبح کو ملکہ جوانجبیں بارگاہ میں آئیں کہا کیا
شہریار آج برائے نماز نہیں اٹھے خود طرف خوابگاہ کے چلیں در بارگاہ پر دیکھا چالیسوں کنیزیں دروازے
پر موجود ہیں انسے پوچھنے لگیں کیا باعث ہوا کہ شہریار ابھی تک بیدار نہیں ہوئے یہ کہتی ہوئی اندر بارگاہ
کے آئیں دیکھا پلنگ خالی پڑا ہے پہلو میں مہرہ نقب کا پایا ایک چیخ ماری کہ صاحبو غضب ہوا کوئی شہریار
کو چرا لیگیا کنیزیں دوڑیں ہرکاروں نے عرض کی ہمنے تو حضور کو سرشام خبر دی تھی کہ سمند عیار فکر میں شہزادے
کی چل چکا ہے ہوشیاری چاہیے ملکہ نے کہا پردہ پڑے غضب کر گیا روتی ہوئی بارگاہ میں آئیں کہ ہرکارے دوڑے
ہوئے آئے عرض کی حضور ہمنے اپنی آنکھوں سے دیکھا عیار شہزادے کا امیہ بن عمرو راہ میں اس سے خوب
لڑا سمند خود کہتا تھا کہ میرا کچھ زور اس سے نہ چل سکا آخر سحر کرکے گرفتار کر لیا عیاری میں امیہ غالب نہ
آسکا لوح تو اسنے لیکر اپنے خزانے میں داخل کر دی اور دونوں کو قید خانہ میں قید کر دیا ملکہ نے سر پیٹ لیا
کہ صاحبو غضب ہوا اب اس ملعون کے ہاتھ سے کیونکر ہم سب کی جان بچیگی افسوس صد ہزار افسوس
اپنی تو عجب کیفیت ہے

نظم

تیری بالائی کا شہرہ سب سے بالا ہو گیا　　تو نرالا کیا ہوا عالم نرالا ہو گیا
شام مرقد چاندنی تھی تیرے رخ کے دھیان سے　　جو اندھیرا سامنے آیا اجالا ہو گیا
وہ سخی تھا بعد مردن دین عبا کر بڑ بان　　گوشت باقی تھا سو مرقد کا نوالا ہو گیا
حلقۂ رخ زلف میں تھا نور رخ کا گرد زلف　　ہالۂ مہ شب ہر اک مرشب کا ہالا ہو گیا
اوس گل کو زندگی تھی زہر مو ذی کو بولی　　سانپ نے چاٹی جو شبنم منہ میں چھالا ہو گیا
ساغر امید بن جانی ہی انسان کی دعا　　ہاتھ جب سوئے فلک اٹھا پیالا ہو گیا
دل مشبک ہے تو سینہ ہر طرف سے ہے شگاف　　تیرے مژگان کا تصور ہمسکو بھالا ہو گیا
ابر نیسان کی جڑیں بوندیں جو تیری زلف پر　　موتیوں کا گردن افعی میں مالا ہو گیا
مرگئے تیغ نگاہ یار سے جھگڑا مٹا　　چین بر سون کا ہوا دم بھر کسالا ہو گیا
انتظار سنگدل میں سنگ برسے آنکھ سے　　تا بہ دامن اشک آتے آتے ژالا ہو گیا
تا سحر مغفور تھا آہستہ دیکھتا ای نسیم　　غنچۂ دل ان میں نہ سب سے نرالا ہو گیا

سوز دل ہو خاک روشن آئینہ مجھ دلگیر کا
وہ کھڑے ہو کر اُدھر گرم سخن ہیں غیر سے
اب کہاں وہ بزم مہرویان کہاں عیش ونشاط
ہم الگ بیٹھے ہیں تو دیکھا ہی کہ خیر ہم
کیا کسی کے جلسہ میں بیٹھیں وہ دن جاتے رہے
خشمگین ہوتے ہیں تجھپر غیر ہیں سرگرم کار
شیشے خالی ہوتے تھے کل تک تو بزم عیش میں
شاعرون نے ایسا آنا جانا چھوڑا ای صفیر

آگ زبان ہے وہ بھی گو بجھی شمع محفل کی طرح
ہم ادھر جلتے ہیں بیٹھے شمع محفل کی طرح
داغ دل پر رکھیا ہی شمع محفل کی طرح
کیون سمٹتے جاتے ہو تم فرش محفل کی طرح
بزم عالم سے اُٹھا دل فرش محفل کی طرح
بے طرح بگڑی ہوئی ہے تیری محفل کی طرح
آج دل خالی کرین رو رو کے محفل کی طرح
خوف ہے جلسہ نہ اُٹھے فرش محفل کی طرح

مہران بہت تڑپا بجز کا ملکہ نے جواب سخت دیے جب تو اسنے پکار کے آواز دی ای ملکہ عالم آپ بھی ہیٔ
اب تو مجھسے بے ادبی ہوگی ملکہ نے گاتی باندھی جھولی سحر کی سنبھالی طاؤس زرین بال کو اُڑا دیا آپس میں
سحر چلنے لگا آگ برس رہی ہے دریاے آب سحر جوش مار رہے ہیں گرم مزاجی سے نخل جل جل کے
گر رہے ہیں ہزارہا طائر صحرائی مارے گئے زاغ و زغن خوف کے مارے بھاگ گئے ملکہ کے سحر سے
عندلیبان خوشنوا پیدا ہوتی ہیں زمزمہ سرائیان کر رہی ہیں کئی مرتبہ مہران جھوم جھوم گیا ملکہ نے
ستارے چمکائے اس ملعون نے سورج پیدا کیا سب ستارے غائب ہو گئے آخر جب مہران
نے دیکھا کہ یہ معشوق سرکش میرے سحر کو نہیں مانتی بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہے اسنے اپنی جھولی
سے ایک بیضۂ دندان فیل نکالا اُسکو ہتھیلی پر رکھا ہوا پر پھینکا پکار کے آواز دی ای سر پوش سامری
اس معشوق سرکش کو لینا اسکے آواز دیتے ہی آسمان پر ایک دھماکا ہوا ایک برج چرخ مار کر ملکہ نجم
پر گرا سب نے دیکھا اُس برج میں یہ ماہ تابان بند ہو گئی غصے میں لشکر پر جا پڑا اسکے ساحروں
نے بھی بلوہ کیا کنیزیں خوب خوب لڑیں ہزاروں قتل ہوئیں جب اہالیان فوج نے دیکھا کہ مہران
نہیں رکتا جسطرح جتنا سحر کرتا ہے ہزاروں بے گناہوں کے خون سے ہاتھ بھرتا ہے آخر میں سورج سحر
چمکایا آفتاب نے حدت دکھائی ہزاروں گرمی سے ہلاک ہوئے ہزاروں شدت گرمی سے بیہوش ہو کے
گرے جب سب بیہوش ہو گئے بارگاہ میں اس ملعون نے قبضے میں کنیزیں خزانہ اُٹھوا لیا قریب برج کے گیا
یا سامری کہکر دستک دی برج کا دروازہ کھلا سب نے دیکھا ملکہ نجم درخشان مبہوت بیٹھی ہیں زبان بند
دل دردمند خاموش دریاے حیرت کا جوش اس ملعون نے بڑھ کے ملکہ کو ایک قفس میں بند کیا جب یہ
لیکر ملکہ کو چلا دل میں بہت خوش ہے اور دوسرا باعث ملکہ کی گرفتاری کا یہ ہوا کہ لوح محفوظ اسنے اپنے گلے میں پہن لی
تھی جب یہ کسی سحر کے رد کرنے میں عاجز ہوتا تھا لوح کو چمکا دیتا تھا اب قفس سامنے کیا ملکہ ایسی مبہوت تھیں
کہ خود قفس میں چلی گئیں اسقدر اسکو اپنے سحر پر ناز تھا کہ ملکہ کی زبان میں سوزن بھی نہ دیا قفس اُٹھا لیا چند
سردار جنگرے نیے انکے اپنے ہمراہ لیے ہوئے اپنی بارگاہ میں آیا تمام لشکر والے اسکے مالا مال ہو گئے خزانے
لوٹے قبضے میں کیے کنیزیں تو سب بھاگ کے نکل گئیں یہی خیال ہے کہ اگر ہم گرفتار ہونگے ہماری آبرو ریزی ہوگی
ساٹھ ہزار عورتیں صحرا میں جا کر پوشیدہ ہو گئیں اس خیال سے کہ دیکھیں انجام کیا ہو اگر خدا انکو استاسنے
ملکہ عالم کو قتل کیا ہم لوگ کہیں چلے جائینگے اور اگر خداے نادیدہ نے اپنا فضل شریک حال کیا اور کوئی صورت

رہائی کی پیدا ہو تو اپنے مالک کا ساتھ دینگے ہر طرح اپنی آبرو بچینگے ہر کارہ تعینہ مقرر کر دیے گئے کہ ہمکو ہر دم
کی خبر و رفتار کہین سب بجا لگا رہتی ہو مہران آفتاب سیر نے اسی وقت ایک عرضی بخدمت شاہان طلسم روانہ کی
مضمون یہ تھا کہ ای شہنشاہ ملکہ نجم درخشان برائے مقابلہ مسلمانان چلی عین راہ مین پسر طلسم کشا پر مائل
ہوئیں وہ پسر حمزہ جسکے پاس لوح محفوظ تھی مین نے پسر حمزہ کو قید کر لیا فرزند عمرو امیہ بھی قید ہے ملکہ
نجم درخشان کو اس جرم پر گرفتار کیا اب جو ارشاد ہو بجا لاؤن نامہ دار نامہ لیکر روانہ ہوا اسحر عجائب
تخت پر بیٹھا ہوا تھا نامہ دار نے آکر نامہ دیا نامہ جو پڑھا گیا سحر العجائب نے سر پیٹ لیا کہا یارو دیکھا ون
کا کیا اقبال ہے کس قسم کی بات ہمارے سردار جو ہراک کے ہمرنگ ہوتے ہیں نجم درخشان کیسی راسخ الاعتقاد
تھی نام پر خداوندوں کے جان دیتی تھی مسلمانون کا نہیں [illegible] اب وہ پسر طلسم کشا پر مائل ہوئی
نامہ دار نے سب حال بیان کیا کہ حضور سمندر عیار نے بڑا کام کیا پسر طلسم کشا کو مع عیار گرفتار کر کے
لایا مہران نے اپنے عشق کا بھی حال لکھا تھا کہ ایک بات کا امیدوار ہون کہ میری شادی ساتھ نجم درخشان
کے ہو جائے سرکار کا غلام ہر احسان ہو گا وعدہ کرتا ہون کہ طلسم کشا کو بھی قید کر لاؤنگا وہ عیار طرار میرے
پاس ہر گز قیامتین ہو پائیگا ساربان زادے کی مشکین باندھ لاؤنگا سحر العجائب نے نامہ دار کو حکم دیا
کہ تو جا کر مہران سے کہنا کہ ای مقتاح ملکہ سامری و جمشید کے نائب تجھے بڑا کار نمایاں کیا ہم تجھسے بہت
راضی ہوئے تمہاری شادی تجویز ہوئی [illegible] ساتھ نجم درخشان کے کرینگے نجم درخشان کو تمھین کر
بخش دیا یہی زبانی نامہ دار کی ثابت ہوا کہ مہ اسپر عاشق ہو کچھ تردد نہ کرنا ہم اس دھوم سے تمہاری
شادی رچینگے کہ شاہان جہان رشک کرین یہ جواب دیکر نامہ دار کو روانہ کیا یہان مہران ملکہ کو قفس
مین بند کرکے لایا اب کر بٹھا دیا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا کہا ای ملکہ عالم تیرے فراق مین مرتا ہون
کل ملک وہان کا آپکو اختیار ہے پسر حمزہ کو مین نے پکڑ لیا لوح محفوظ میرے گلے مین پڑی ہوئی ہے اب تو
سامری و جمشید بھی مجھسے مقابلہ نہین کر سکتے قیامتین برپا کرونگا طلسم کشا میرا کیا کر سکیگا میرا عیار سمندر
ساربان زادے کو پکڑ لائیگا واسطہ سامری و جمشید کا مجھکو قبول فرمایئے ملکہ نے سر جھکا لیا آنکھون سے آنسو
جاری ہوئے جب اسنے بہت کہا تو ملکہ نے رو کے جواب دیا کہ او مہران خبردار مجھکو ہاتھ نہ لگانا مین اپنی
جان دیدونگی مگر تجھکو قبول نہ کرونگی شیر بیشہ صاحبقرانی کا کیون نام لیتا ہے آنکھ کیا خفا مین جان دینے
آمادہ ہون قسم ہے خداے نادیدہ کی کہ تونے مجھے ہاتھ لگایا یہ سمجھ لے کہ مجھے زندہ نہ پائیگا بہت تجھے سمجھایا
جب بہت منت کی اور ملکہ نے دھتکارا چند کنیزون کو بلایا قفس ملکہ کا انکے سپرد کیا کہا آج شب بھر تم سب
ملکہ کی حفاظت کرو صبح کو وہ سحر کرونگا کہ یہ خود مجھپر عاشق ہو جائیگی یہ کہکر ہو محافے مین داخل ہوا
چونکہ دیگر مصروف سحر خوانی ہوا شب بھر مین اسنے سحر کامل تیار کر لیا صبح کو بڑے جوش و خروش مین آکر دربار
مین بیٹھا اپنے سحر کے عیاد کرنے پر پڑا مغرور ہو کنیزون سے پکار کے کہا قفس ملکہ کا جلد میرے سامنے لاؤ کنیزین
گئین بارگاہ مین قفس لیکر حاضر ہوئین مہران نے کہا پسر طلسم کشا اور عیار کو بھی اسکے میرے دربار مین حاضر
کرو آج دونون کو اس ظالمہ کے سامنے قتل کرون کہ وہ ناامید ہو کر کہ عاشق تو میرا مارا گیا اب کون میرا
چاہنے والا ہے جسپر اپنی جان فدا کرونگی جب تو مجھے قبول کریگی دایہ و غیرہ زندان کو گیا اور جا کے شہزادہ
بدیع الزمان اور امیہ بن عمرو کو سلسل و طوق سامنے مہران کے لایا اسنے دیکھتے ہی حکم دیا جلاد کو بلاؤ

جلاد طلسم بولے میدان خونی کی تیاری ہونے لگی ہنگامہ گرم ہوا بدیع الزمان اور امیہ جب سامنے آئے تو اسکو منظور یہ ہوا کہ ملکۂ عالم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ عاشق صادق میرا قتل ہوا اب کون میرا چاہنے والا ہے یقین ہو ضرور قبول کرے جلاد صاحب بیداد خنجر بکف ہیں شور و غل مچا رہے ہیں ملکہ کا قفس سامنے رکھ ہوا ہے ملعون جوش قہر و غضب میں کہتا جاتا ہے کہ اے ملکۂ عالم یہی تمہارا عاشق صادق ہے تمکو قفس میں قید دیکھتا ہے اور تمہیر رہائی کی نہیں کرتا اب میں اسکو تمہارے رو برو قتل کرتا ہون کہ تمہارے دل پر صدمہ ہو تجھے اب تو مجھے قبول کرنا پڑیگا ملکہ نجم درخشان کی بیتابی و بیقراری بلک بلک کے دعائیں مانگ رہی ہیں ای کریم کارساز ای رب بے نیاز واسطے تجھکو اپنے عزت و جلال کا اس شیر بیشۂ جرات کو اس بلائے ناگہانی سے بچالے مجھ حقیر کے واسطے یہ شاہزادہ بے گناہ قتل ہوتا ہے تو ہی اسکی جان کا حافظ و نگہبان ہے اگر تیری عنایت شریک حال ہو تو کیا بڑی بات ہے تیرا حکم کرامات ہے تو نے زمین و آسمان کس کیفیت سے بنائے ہیں و انس کو پیدا کیا چاند و سورج کو کیا ضیا و شعاع عطا فرمائی بہشت و دوزخ کو بنایا تو عالم تو تجھ ہی کیا کیا چیز پیدا کیں نعت و حقیقی ہے

نظم

از دل ہر تیرہ باطن شعلۂ ایمان نمود — روشن از انوار دین ہر کلبۂ احزان نمود
در عوض بخشش خدایا صاحب عصیان نمود — لطف فرمود و تسلی کرد و اطمینان نمود
خاک را از فر شرافت پایۂ افلاک داد — ذرہ را بر اوج خوبی مثل خور رخشان نمود
ہر زبان را گوہر اوصاف خود لب اللسان — خامہ را در شرح ذکر خود گہر افشان نمود
از کمال حکمت آن چارہ گر بیچارگان — درد عصیان را بچون کرم درمان نمود
سر بسجدہ از وجود بندگی واحسرتا — کار نادانی سراپا بندۂ نادان نمود
خارج از فرمانبرداری شد در زمانہ آدمی — مثل حیوان وحشیانہ حرکت این انسان نمود
ناتوانان را عطا فرمود حق تاب و توان — جسم بیجان را بفضل خود عنایت جان نمود
در دوای درد [illegible] ان صافی طینت را پسند — عمدہ مضمون نے کرم [illegible] درج این ایمان نمود

ملکہ بدل ہا کے ملکہ قفس میں دعائیں کر رہی ہیں ادھر شہزادہ بدیع الزمان اور مہران آفتاب سیر سے تحت لفظو ہوئی ہے عجب یہ کہتا ہے کہ او سپیر طلسم کتا تجکو ابھی قتل کرتا ہون میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا تو نے غضب کیا میری معشوقہ پر قبضہ کرلیا تھا اب وہ مجھے ملنے ہی والی ہے ایک تختی کے بھروسے پر مجھسے لڑنے سب سے سولہ سال سے بھی مارے یہ نہ سمجھے کہ انجام اسکا کیا ہوگا میں سب باتون پر قادر ہون عالم ہون نبک عیار ناچیز ہے تجکو گرفتار کر لاتا ہون اب تجکو قتل کردونگا بدیع الزمان نے تیور پر بل ڈال فرمایا او کمینہ یہ بہت ہی بیہودہ بکتا ہے زیادہ یاوہ گوئی بیکار ہے تو ہمارے قتل پر ہرگز قادر نہیں ہے ہم اپنے پیدا کرنے والے کو قادر و توانا جانتے ہیں وہی ہماری مدد کریگا یہ بلا غیب سے رد کریگا تو کیا قتل کرسکتا ہے مہران نے جو یہ گفتگو شہزادے کی سنی بہت جھلایا کہنے لگا دیکھو ابھی قتل کرتا ہون یہ باتین ہورہی ہیں کہ آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی قضائے کار اتفاقات روزگار لقا بدار زمین پر تخت زبرجدی پر سوار سر پر چتر سفید سایہ فگن عیار پشت پر مگس پرانی کر رہا ہے عیار کی نگاہ پڑی کہا ای شہر یار غضب ہوا دیکھیے وہ سامنے شہزادہ بدیع الزمان مسلسل و مطوق زیر تیغ بیٹھے ہیں

نقابدار یہ معرکہ دیکھتے ہی بیقرار ہو گیا کہا یارو حقیقت میں اس زمانے میں فرزندان حمزہ بڑی آفت مصیبت
میں ہیں طلسم نورافشاں فتح ہو رہا ہے صاحبقران کو لوح طلسمی حاصل ہو چکی چند مرحلے فتح ہو چکے
تمامی طلسم میں مصروف ہیں خدا اس طلسم سے اگر مہلت دے ارے جلد مرکب لاؤ دیوزادوں کی فوج
کو بتاؤ فوج دیوان طرف صحرا کے روانہ ہوئی بارہ ہزار جب ان قریب آئے نقابدار پشت مرکب پر سوار ہوا
بارہ ہزار جوانوں سے زمین پر اتر آیا نعرہ کیا منہ نقابدار زرین پوش سحر کش بردبحر بارہ ہزار
جوانوں نے تلواریں کھینچیں عیاروں بھی خنجر زنی کرتا ہوا ایک جا جس ساحر نے ارادہ کیا سحر کردن خنجر گنج میں رکھکر
مار دیا کسی کو حباب مارکے بیہوش کیا نقابدار زرین پوش شہزادہ نشانہ لڑتا بھڑتا طرف مہران
کے جاتا ہے مہران نے کیسے کیسے سحر کیے مگر کوئی سحر تاثیر نہیں کرتا جو سحر کیا نقابدار نے اسم اعظم پڑھا
سحر دفع ہوا باز سفید نے اپنا سایہ سر پر نقابدار کے ڈالا اُس ساحر پر سایہ کر دیا سحر اسکا باطل کر دیا
ساحر جل کر خاک ہوا نقابدار لڑتا ہوا قریب شہزادہ بدیع الزمان کے پہنچا آواز دی ای فرزند امیر
اُٹھیے لیکن خیال رہے کہ صاحبقران زمان کو سمجھائیے اس حقیر سے مقابلہ نہ کریں بانہ اے صاحبقرانی
ہو آسانی دیدیں بدیع الزمان نے کچھ جواب نہ دیا جوش میں آکے ایک بگہ مارا سب قید ٹوٹ گئی
نعرہ شہزادانہ کر کے اُٹھے مصروف جنگ ہوئے مگر جب کوئی ساحر سحر کرتا ہے تو پاؤں شہزادہ بدیع الزمان
کے زمین تھام لیتی ہے جب کوئی اُسے مارتا ہے تب یہ رہائی پاتے ہیں نقابدار کے باز سفید نے جو ملکہ کو
قفس آہنی میں دیکھا بڑھکر اپنا عکس ڈالا قفس ٹوٹا ملکہ قفس سے نکلیں زبان میں بھی طاقت آئی تڑپ کر
اٹھیں مہران نے جو نجم درخشاں کو تڑپتے ہوئے دیکھا گھبرا گیا قریب تھا کہ جوش عشق میں لڑکھڑا کے گرے
مگر سنبھلا کر نقابدار جھپٹ کے سامنے آیا للکار کے آواز دی او بھیا خبردار کہاں جاتا ہے اپنے سحر کہکے ملکہ کو
بیکار کیا نقابدار لڑتا ہوا سامنے اسکے آیا اسنے نقابدار پر سحر کیا نقابدار نے ہاتھ مارا کہ مہران
کے دو ٹکڑے ہوئے لشکر ملکہ نجم درخشاں کا جو درہ کوہ میں پوشیدہ تھا اسکو جو ہرکاروں نے خبر دی
کہ ملکہ عالم نے رہائی پائی ایک نقابدار نے آکے مدد کی ملکہ رہا ہو گئیں لڑ رہی ہیں یہ سنتے ہی تمام لشکر آپڑا
فوج مہران کو گھیر لیا اہلیان فوج مہران گھبرا گئے کہ ایک طرف سے آواز آئی کشتی مرا نام ہے مہران
آفتاب سیر ہو سب کو معلوم ہوا کہ افسر مارا گیا سب بھاگنے لگے بعض نے چادر بطالی فریاد کرنے لگے ای
شہریار ہم آپکی اطاعت دل و جان سے قبول کرتے ہیں بدیع الزمان نے تلوار روک لی لوح محفوظ اسکے
گلے سے اتار لی آپ بسم اللہ کہکر پہنلی جب لوح محفوظ گلے میں آئی ہاتھ پاؤں میں طاقت زیادہ ہوئی شکر
موزون ہوا بدیع الزمان بفتح و فیروزی ملکہ نجم درخشاں کو ساتھ لیے ہوئے چلے مگر ملکہ نجم درخشاں
کو بڑا انتشار ہے کہ اب کیا ہوگا یقین ہے شاہان نورافشاں کو ضرور خبر پہنچ گئی ہوگی یہ سوچتی ہوئی طرف
بارگاہ کے جاتی ہیں ابھی بارگاہ تک نہیں پہنچے پائیں ہیں کنیزیں بارگاہ میں استادہ کر رہی ہیں بازاریں آراستہ
ہو رہی ہیں نجم درخشاں جا رہی ہیں کہ بارگاہ میں داخل ہوں بدیع الزمان اہلیان فوج کو تسکین
دے رہے ہیں نقابدار بعد فتح اپنے لشکر کو علیحدہ کرکے ایک طرف کو روانہ ہو گیا یہاں سب اہالیان
لشکر ہیں مشغول رہے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا علمہائے سیاہ نمایاں ہوئے صمصام
زرین پوش چڑھا کر جادو گردوں سے آگے پہنچا صمصام نے آتے ہی دیکھا کہ صحرا میں لاشوں کا انبار ہے

لوگوں سے پوچھا جو ہمزبان مہران ہی سے کے پیچھے تھے وہ آئے حاضر ہوئے صمصام سے سب حال بیان کیا
کہ حضور مہران نے ذکر کیا کہ وہ تھا کہ مسلمانوں کی مدد غیب سے ہوئی ہے ایک نقابدار زرین پوش
آگیا ہو گا اُسنے سب کو رہا کیا پسر طلسم کشا کو لوٹ دلوائی لڑائی فتح ہوئی مہران آفتاب سیر مارا گیا
ملکہ نجم درخشان نے بڑی بغاوت پر کمر باندھی ہے بادشاہ کی دشمن ہو گئی ہے صمصام نے کہا شاہان طلسم
نور افشان ہمہ دان ہمہ گیر ہیں وہیں سے سنتے تھے اُنکو معلوم ہوا کہ مہران مارا گیا حکم ہوا کہ جا کے پسر
حمزہ کو بد دکو میں وہان سے لوح محفوظ لیتے یا پھر ایک دن میں سارے لشکر کا خاتمہ ہو گا میرے
ہاتھ سے نجم درخشان کی قضا ہے اب اُنکے قتل کی تدبیر ہوتی ہے ملکہ صمصام زرین پوش اُترا حال
مہران سنکر بہت قلق ہوا بارگاہ میں بیٹھ کر سوچ کرنے لگا کہ یارو کیا تدبیر ہو ساتھ والے کہ رہے
ہیں کہ اول تو ملکہ نجم درخشان ساحرہ زبردست صاحب سحر جلد ہے اور پسر حمزہ کے پاس لوح محفوظ
موجود ہے کہ جسپر سحر اثر نہیں کرتا ہے نہایت تدبیر سے مقابلہ کیجیے بدیع الزمان بارگاہ میں آئے
ملکہ بھی آکے مسند پر بیٹھیں یہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ صمصام زرین پوش برائے
مقابلہ حضور آیا ہے بدیع الزمان نے کہا میں دیکھ چکا ہوں سمجھا جائیگا یہ کہکر باہر آئے لشکر صمصام
کو دیکھنے لگے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار سوار پشت پر نیزے
ہاتھوں میں تلواریں لیے ہوئے ہمراہ آئے صمصام کے لشکر کے پاس اُترا جا کے صمصام سے ملاقات
کی کہا حضور میرا نام شعبدہ جنگ آزما ہے شاہان طلسم نے مجھکو حکم دیا کہ برائے مقابلہ طلسم کشا جاؤ
ہرکاروں نے مجھکو خبر دی کہ صمصام زرین پوش بمقابلہ پسر حمزہ دو کش ہے غلام اسوجہ سے حاضر
ہوا ہے کہ میں فیصلہ کرتا ہوا طلسم کشا کے مقابلہ کر جاؤں پسر حمزہ کو گرفتار کر کے آپکے سپرد کروں پھر جا کر
طلسم کشا سے لڑوں یہ سنکر صمصام خوش ہو گیا کہا اے شعبدہ جنگ آزما تمہارے آنے سے مجکو بڑی
تقویت حاصل ہوئی شعبدہ جنگ آزما یہ باتیں کر کے اپنے خیمے میں آیا بدیع الزمان کو بھی آکے امیہ
نے خبر دی کہ ایک ساحر موسوم بہ شعبدہ جنگ آزما آپکے مقابلے کے واسطے آیا ہے شہزادے نے
فرمایا کیا خوف ہے وہاں شعبدہ جنگ آزما نے طبل جنگی بجوایا بدیع الزمان نے ہرکاروں کی زبانی خبر
سنی اُنہوں نے بھی طبل جنگی بجوایا نجم درخشان نے مہرآسا کہا اے شہریار اب شاہان طلسم سے مقابلہ پڑا
ہے سعدر فوجیں جنگی کہ ہونگے تمکو لہذا مشکل ہو جائیگا بدیع الزمان نے کہا ملکہ ہمارا مددگار وہ ہے کہ
جو سب سے قادر و توانا ہے ہم خود قصد رکھتے ہیں کہ اُنکے تعاقب پر جائیں یا وہ خود مقابلے میں ہمارے آئیں
تو بہت بہتر ہے دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں بدیع الزمان نے غیر ساحروں کا لشکر علیحدہ
کر لیا فرمایا اے ملکہ عالم یہ خیال رکھیے گا کہ شاید شعبدہ جنگ آزما سوال کرے کہ میں پہلوان ہوں اور
مجھسے مقابلہ کرے کوئی ساحر سحر کرنے نہ پائے اور اُسکے سحر کا بھی دھیان رکھنا اُسکے ساتھ ساٹھ ہزار جوان ہیں
میرے ہمراہ بیس ہزار غیر ساحر ہیں یہ کہکر آگے بڑھکر لشکر کو اُتارا صمصام نے شعبدہ سے کہا یار
اگر نیت جنگ آغاز کرتی ہو تو میں تمکو لڑنگا میں ایک سحر نایاب تیار کرتا ہوں ملکہ نجم درخشان نے ہرچند کہا
کہ شہریار سب لشکر کا ایک مقام پر رہنا مناسب ہے مگر بدیع الزمان نے قبول نہ فرمایا لشکر آگے بڑھا کے
اُتارا شعبدہ جنگ آزما جب اپنی بارگاہ میں آکے بیٹھا اپنے مشیروں سے پوچھنے لگا کہ پسر حمزہ کے ہاتھ سے

صف شکن نامور پہلوان | بدیع الزمان ابن صاحبقران | نعرہ کرکے تلوار کھینچی شعبدہ

کئی سو پہلوانون کو لیے پھر رہا ہے غضب مین جیحون کی کا تماشا پھرتا ہے بڑھ کے اپنے طناب خیمۂ بدیع الزمان
کاٹی اپنے نزدیک یہ ذہن مین ٹھہرا کہ پسر حمزہ دب جائیگا بارگاہ گری اور کئی سو نگہبان دب گئے بدیع الزمان
نکل بھاگے تھے نعرہ شیر کی صدا آئی اسنے دیکھا شیر بیشۂ صاحبقرانی صفون کو درہم و برہم کرتے ہوے آنے مین
جرات سے بدیع الزمان کی فوج کے پانون رک گئے ہین یا تو سب بھاگے جاتے تھے یا صدائے بدیع الزمان
سنکر تھم گئے مگر فوج شہزادے کی سب کم ہے شعبدہ کے اسی ہزار جوانون نے چار جانب سے گھیرا
تلوار چل رہی ہے لاشون کے انبار کر دیے شعبدہ نے ساتھ والون سے کہا پسر حمزہ کو گھیر لو چار جانب سے
پہلوانون نے گھیرا ایک نے سامنے سے ڈنکا دوسرے نے پشت پر سے آکے ہاتھ تلوار کا مار دیا شہزادہ زخمی
ہوا اسکے خون بہہ رہا ہے لیکن خون کے جسم پر بہے ہوے مثل شاہزادے نے اس عالم مین بھی کئی سو آدمی مارے
جب ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا کنیزون نے یہ خبر ملکہ نجم درخشان کو پہنچائی ملکہ نجم درخشان بصد شوکت و
شان اپنے مقام سے اٹھیں گھبرائے کہا ہم تو پہلے ہی کہتے تھے یہ سب ستارہ بین نجومی دور کرینگے آخر تباہ
ہوا کہ شبخون مارا مین اپنے دل کے حالات کس سے کہون مجھ کمبخت کے کہنے کو نہ مانا مین نے کہا تھا کہ یہان سے
اپنا لشکر علحدہ نہ لیجائیے مگر میری بات کی کچھ ساعت نہ کی آخر یہ انجام ہوا اب دشمنون کی جان پر بنیگی سب
بچ کر جو نکل جاؤن اور کیا کرون

نظم

الغرض اس بات پر آتا ہے تبسم مجھکو
آئے عیسیٰ بھی تو فرمانے ہو ہے قم مجھکو
کیا ہنسی ہے کہ دہن یار کا اب کم رہتا
رات بھر آتی ہے آواز تکلم مجھکو
لخت دل مضطر باہر کو آیا سوئے چشم
دیکھتا تھا میں فلک کو ہے وا انجم مجھکو
مستعد نیش زنی پر رگ جان بچھو ہے
ظلم کے ڈھنگ اسے آئین تظلم مجھکو
بیخودی سی جو شب وصل رہی دو دو دن
ہو گئی موت کی ہچکی کی صدا قم مجھکو
عمر ضبط میں محبت کی نوخش کا کیا کام
سر شوریدہ طلاطم ہے غم مجھکو
کوکب بخت سیہ کی یہ اثر ری قسمت
مجھ کو ستاتا ہے مین اندر از تکلم مجھکو

دہن انکو ملا تاب تکلم مجھکو
دل کو تعویذ دو قتل کرو تم مجھکو
کچھ نشان نہ ملے آثار تبسم مجھکو
یا رب آباد رہیں زیر فلک ہے وہ بت
دے رہا ہے خبر اشکون کا تلاطم مجھکو
کاٹنا حلق کا آسان نہیں لیکن مشکل
سانس گنتی ہے کہ تھمے رہو کر دو مجھکو
سب کی آنکھون کی مین تیلی ہون وہ بت کہتا
بدگمانی انھین ہوتی ہے تو غم مجھکو
دامن دشت جنون ہے مجھے پڑھنے دیتا
کہیں ہنسنے تو نہ آتا ہو تبسم مجھکو
ڈھنگ سے چھٹنے ہین ہر گام ترے کوچے مین
آنکھ شب بھر جو دکھایا کئے انجم مجھکو
خوش ہو دل یہ کہ گھر آؤ نہیں جاکے جلال

اپنے کوچے سے اٹھاتے ہین الٰہی تم مجھکو
حال دشمن پہ بھی آتا ہے ترحم مجھکو
دل کو سمجھانی تھی کچھ یاد تری ہجر مین
لاکے بہکانے مین کانٹا ہے تو غم مجھکو
اک تماشا نگہ یاس ہوئی بھی تجھ پر
قطع کرلی ادھر امید تو تم مجھکو
عشق ضعف بھی ہے ایسا کہ بتا ہو نہ سکا
وہ مکے نہیں اسوجہ سے مردم مجھکو
کوئی آیا جو دم نزع کرین جی اٹھا
تربت قیس پہ کرنا ہے تبسم مجھکو
دل سرشلہ تغافل مین ہری جلتے ہو
غیر کے نقش قدم ہو گئے گندم مجھکو
لاکھ احسان تری بزم مین خاموشی کے
عقل کستی ہے وہان ہنستے کرو گم مجھکو

الغرض ملکہ نے یہ اشعار ملکہ سے پڑھے تھے کنیزون نے کہا واری آپ نہ گھبرائین ہم ابھی خبر لاتے ہین کنیزین
دوڑین اس وقت یہ کیفیت تھی کہ شہزادہ بدیع الزمان مجمع مین پہلوانون کے گھرے ہوے زخم کھا رہے تھے
سوزنیا جو آئی عمر کی دی ملکہ عالم غضب ہوا شاہزادہ انتہا کا زخمی ہو رہا ہے چارون طرف سے کافرون نے

گھبرا رہا ہے کہ نشین ہے کہ شہزادہ قتل ہو جائے ماشاءاللہ کس کمال سے اتنے ظالموں میں تنہا جنگ کر رہا ہے یہ
سنتے ہی ملکہ نجم درخشان کا قلب بھر آیا بیقرار ہو کے چپکے چپکے گریہ فرماتی جاتی ہیں کہ ہاے میں کیا کروں دیکھیے
انکی محبت میرے ساتھ کیا کرتی ہے آخر پھر مجھے یہی خیال ہے قلب پہ ہجوم غم و ملال ہے لطف زندگی سے
ہاتھ دھو بیٹھی خدا انکو اس آفت سے بچائے ہر طرف سے بلاؤں کا سامنا ہے لشکر غنیم میں گھرا ہوا ہے
میرا دل بہت بیقرار ہے

نظم

سنگ دادم کہ زمن رنجہ شود یار عبث — پس چرا درد دل خود کنم اظہار عبث
صبح روشن شدن از راز تو درست بنور — شو تو از خواب عدم ساختہ بیدار عبث
ہست در این ہمہ پیدا شدہ پنہان شدہ — نیست گردیدن این گنبد دوار عبث
سعی بردیم بکار این ہمہ نا فہمیست کہ — سعی بیجا و طلب بیہودہ و کار عبث
گر نشد کام رواشکوہ ز تقدیر مکن — گلہ تلخی دارو ست ز بیمار عبث
ای کہ برداشتہ پاے طلب در رہ آز — دست بردار چرا ای کشی آزار عبث
از بلندی نشود خاک بجز آفت چشم — دیدہ بکشا و مکن نخوت پندار عبث
گر دل آزار شدی از شتر بدان — رنج نادیدہ کسے را مگزد مار عبث
در نیاید بدل مردہ دلان روح سخن — پیش ما چہ گشاید لب گفتار عبث
بہرہ نیست ز نرمی بہ اراذل کردن — آب باری بہ زمین ہاے پر از خار عبث
قول زحلش ہمگی ہیچ بر آید چو حباب — بہ تنک ظرف مدہ ساغر سرشار عبث
ذکر پیوستہ بہ تسبیح مسلسل نے کرد — تہمت کفر چہ بندید بہ زنار عبث
نخل پر غنچہ شد و غنچہ گل و گل زر بر — تو بیا تا نہ شود محنت گلزار عبث
شکوہ خالی از این سنگدلان نیست بجاے — جنگ دیوانہ بود بادر و دیوار عبث

اسوقت ملکہ نجم درخشان میدان جنگ میں پہونچین کہ شہزادہ بدیع الزمان زخموں میں چور چور
ہو کے ایک نخل کے سایے میں ٹھہرے ہیں جب فوج حملہ کرتی ہے دو چار کو مار ڈالتے اور پھر اُسی نخل کے
سایے میں آ جاتے مگر اب گھوڑے سے گرا چاہتے ہیں بجوش جرأت اس طور سے لڑ رہے ہیں یہ کیفیت
جو ملکہ نے دیکھی کلیجہ منہ کو آ گیا قلب بھر آیا چیخ مار کے آواز دی یارو غضب ہوا شہریار تنہا کے زخمی ہو
جھپٹ کے ایک گرز مارا دیا کئی ہزار سوار گھوڑوں سے گرے قریب تھا کہ شعبدہ شکست کھا کے بھاگے
یہ خبر ہرکاروں نے صمصام کو پہونچائی کہ شعبدہ نے پسر طلسم کشا کو زخمی کیا تھا قریب تھا کہ قتل کرے
نجم درخشان نے آ کے قیامت برپا کر دی کئی گولے مارے لشکر والے بھاگتے ہیں تو جب صمصام
یہ خبر سنتے ہی فوراً روانہ ہوا اُسوقت آ کے پہونچا کہ ملکہ نے آگ برسا دی جب بدیع الزمان پر نگاہ پڑتی
ہے دل بیقرار ہو جاتا ہے بدیع الزمان اس حالت میں بھی غل مچاتے ہیں اے ملکہ عالم کیا کرتی ہو خبردار
سحر کرو ہم پر شاق ہوتا ہے ایسا نہو یہ خبر مشہور ہو ہمارے واسطے بڑی بدنامی ہوگی ملکہ نے منہ پھیر لیا
گرز کے گرین کئی بجلیاں گرا اُٹھا لیکن چہرے چہرے پھینکا یا صمصام نے جو آ کے سحر کیا شعلے جو آسمان سے
گر رہے تھے انگوروں کا دریا سے سحر جو جوش مار رہا تھا اُسکو مٹایا چار جانب دوڑا دوڑا پھرتا ہے جس مقام

اسنے پہلوان جیوش باے اُٹھو ہوشیار کیا آواز دی ای شعبدہ جنگ آزما مین آپ بچا لی نجم درخشان
کرلیتا ہون اب شکست دیتا ہون امیہ بن عمرو نے پشت پر شہزادے کے پشتیبانی کر رہا تھا اسنے کہا ای شہریار
آپ ناحق ملکہ کو منع کرتے ہین اسطرف سے صمصام بھی آ گیا جنگ سحر آغاز ہوئی دیکھے صمصام نے دریا
سحر کو مٹا یا اسے آپ نہ منع کیجیے بدیع الزمان لاکھ اپنے کو سنبھالتے ہین مگر سنبھل نہین سکتے ملکہ نجم درخشان
نے بڑھ کے صمصام کو ٹوکا کہ او بدانجام کہان جاتا ہے اب تیرا زندہ بچنا دشوار ہے کمر کی لڑائی پر بڑا
نازکیا صمصام پلٹ پڑا آپس مین سحر چلنے لگے صمصام نے تلوار کمر سے نکالی کہ اسم سحر پڑھ کے ملکہ پر
کھینچ ماری ہر چند ملکہ نے روکا تلوار سپر کی سر پر پڑی کہ ملکہ زخمی ہوا اب کنیزین دوڑ پڑین ملکہ کو ہوادار
پر ڈال لیا شہزادہ گھوڑے پر جھوم رہا ہے کہ سامنے سے کنیزین ہوادار ملکہ کا لیے ہوے پہونچین ملکہ کے سر سے
خون جاری چہرہ گلنار ہاتھ پاؤن مین رعشہ جھولی زمین پر گر گئی شعبدہ نے جو بدیع الزمان کو اس حال
مین دیکھا جھپٹ کے قریب آیا شیر دلیر پر برس پڑا بدیع الزمان نے اُس حالت مین بھی کوئی ہاتھ خالی دیے
ایک ہاتھ سر پر پڑ گیا زخم سر شہزادے کا چہار پارہ ہوا شعبدہ نے قصد کیا کہ سر کاٹ لون لوح محفوظ کے
اُتارنے والون سب سردار ہر چند کہ زخمدار تھے مگر بیچ مین آ پڑے امیہ نے دیکھا شہزادے کو غش آ گیا
آواز دی یارو شہزادے سے ہوشیار رہنا اُس ہنگامے مین ملازم دوڑے ہوادار لائے شہزادے کو
ہوادار پر ڈال لیا تکان جو سوچی شہزادے نے آنکھ کھول دی دیکھا سردار ان تمتن زخمدار ہوادار
لیے ہوے بھاگے جاتے ہین بارہ ہزار تیر انداز تیر و کمان لیکر آگے بڑھ آئے ہین اُن سب کا افسر کہتا ہے ای ای
تم شہزادے کو لیکر نکل جاؤ ہم اپنی جان دینگے مگر شہزادے تک کسی کو نہ آنے دینگے شعبدہ جنگ آزما
تیر اندازون پر آ پڑا امیہ کو بدیع الزمان اور نجم درخشان کو لیکر بھاگا فوج پر شکست فاش ہوئی سب
کو بھاگنے کی تلاش ہوئی شعبدہ و صمصام نے سب پڑاؤ لوٹ لیے بارگاہین اپنے قبضے مین کین لشکر
بدیع الزمان کو شکست ہوئی بھاگے جاتے ہین صمصام و شعبدہ مارتے ہوے چلے آتے ہین جلاد فلک تیغہ
مہر کھینچے ہوے نمایان ہوا حکم قتل عام دیا صمصام سحر کرتا ہوا شعبدہ گینڈے کے کر چڑھائے ہوے ہزارون
کو قتل کر رہا ہے صمصام کے سحر نے زمین ہلا دی غبار ہر مقام سے اُٹھ رہا ہے ہنگامہ گیر و دار بلند ہے ان سحر
آسمان سے برس رہا ہے دریاے سحر کی طغیانی سر مثل حباب کے دریاے خون مین بہ رہے ہین سپرین ہزارون
ہاتھون سے گرین صاف ثابت تھا کہ کچھوون نے دریا سے سر نکالا ہے تیر جو ترکشون سے گرے معلوم
ہوتا تھا کہ مچھلیان پیر رہی ہین بدیع الزمان نے اُس عالم زخمداری مین سر اُٹھا کے دیکھا کہ چہار جانب سے
بلوہ ہے کفار چڑھتے چلے آتے ہین ہمارے لشکر کو شکست ہوئی آنکھون سے آنسو جاری ہوگیا بوانتہا کے
بیقرار زخم اٹھا شکستہ دست دعا طرف آسمان کے اُٹھا دیے بہ ہزار کے دعا کرنے لگے ای خالق کارساز

بندہ نواز اب تو وقت مدد ہے **نظم**

خدا نمود بہر یک طریق صبح و صلاح — خدا رساند لمبان را بمنزل اصلاح
بہ کشش باب امید مخلوق است — بدست حضرت فتاح ہر زمان مفتاح
مطیع حکم خدا و خداوند مالک الملک است — ہمہ ولایت اجسام و عالم ارواح
بدل قرار و بہ تن قوت و بجان آرام — رسد ز فضل کمالش بہ صبح فرحت و راح

خدا بہر دل تاریک می کند روشن　　ز نور روشن ایمان و معرفت مصباح
ز نور روز نماید خدا شب تاریک　　کند ز شام ہویدا ظہور نور صباح
بشرق و غرب بگردد فلک بفرمانش　　بحکم اوست مہ و مہر بر فلک سیاح
بہ بارگاہ مقدس سران ملک کنند　　ہمیشہ سجدۂ تسلیم و زاری و الحاح
خدا بہ آئینۂ سینہ روشنی بخشد　　ہمیشہ حالت ما را خدا کند اصلاح
بذکر اوست ہمہ خلق در جہان مشغول　　زمانہ ہست ثنا خوان و واصف و مداح
خدا بہ کشتی امید نا خدا باشد　　درین جہاز نہ باشد کسے دگر ملاح
بہ اوج معرفت حق رسید در یک دم　　کشادہ ہر کہ سیان برائے شوق جناح
جہاد بر سر میدان بہ نفس شیطان کرد　　ز صبر و شکر و ریاضت بہ بست ہر کہ سلاح
چو ہست سائل درگاہ پاک تو ہندی　　کشادہ دار بہ او باب فضل یا فتاح

بدیع الزمان نے جو بیقرار ہو کے دعا کی تو کئی کوس تک بھاگ کے آ چکے ہیں ایک صحرا میں آ کے ٹھہرے ہیں بدیع الزمان نے زخم سر باندھا فرمایا یارو بس بھاگ چکے اب اس مقام پر ٹھہر جاؤ لڑ مر کے مر جائیں اپنی جان دیں یا کافروں کو قتل کریں بڑی شکست اٹھائی بدیع الزمان نے زخم سر کو باندھا فرمایا مرکب لاؤ امیہ نے مرکب حاضر کیا شہزادہ بپشت مرکب پر سوار ہوا انجم درخشان نے آنکھ کھولی سر پیٹ لیا کہا اے شہریار آپ کیا غضب کرتے ہیں فوج کفار بے حساب ہے وہ ملعون بلوہ کرتے ہوئے آتے ہیں بدیع نے کہا ہمیں خود لڑ مر کے مر جانا منظور ہے اسکی عنایت سے کیا دور ہے کہ وہ ہمکو فتحیاب کرے لشکر جا بجا ہو تباہ و برباد ہوا اسی مقام پر جان دینا بہتر ہے ملک سے اٹھا نہیں جاتا زخم سر بہت کاری ہے بدیع الزمان آمادہ حرب و پیکار ساتھ والے بھی زخم باندھ باندھ کے تیار ہوئے کہ دیکھا شعبدہ جنگ آزما و صمصام جہانگام لشکر کو ساتھ لیے ہوئے آتے ہیں بدیع الزمان نعرہ کر کے جا پڑے نجم درخشان کو بھی اٹھنا پڑا اپنے کو ہوا اور سے گرا دیا کہا صاحبو ہم بھی اپنی جان دیتے ہیں شاہزادہ زخمداری میں جاتا ہے کہ شعبدہ اور صمصام نے آ کے گھیرا بدیع الزمان نے دیکھا کہ ہاتھ دستگیری نہیں کرتا جھکے ہاتھ مارا تلوار نے دو انگل کاٹا نجم درخشان سحر کر رہی ہیں صمصام رنگ سحر نجم جمنے نہیں دیتا آگ برسا دی بدیع الزمان نے اپنی بیکسی پر بلبلا کے عرض کی اے معبود مرنے سے انکار کیا اتنی مہلت چاہتے ہیں کہ ہمارے سامنے نور افشان فتح ہو جائے اس دوست صادق کو دیکھ لیں اے کریم و رحیم اب وقت گرم ہے ہم تو لڑنے سے معذور ہو چکے بدیع الزمان نے جو تہ دل سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دیکھا صحرا سے گرد اڑی ایک نقابدار بادلہ پوش تاجدار ہمراہ رکاب ساٹھ ہزار جوان ایک ایک اپنے وقت کا رستم و اسفندیار نیزے ہاتھ میں سنانہائے نیزہ چمکتی ہوئی قبضوں پر ہاتھ پڑے ہوئے نقابدار نے جو یہ ہنگامہ گرم دیکھا ہر کاروں سے کہا دریافت کرو یہ کیا معرکہ ہے ہرکارے نے بڑھ کے خبر دی کہ فرزند حضور ان شہزادہ بدیع الزمان قتل ہوا چاہتے ہیں انکے زخم کاری ہیں مگر اس زخمداری میں بھی جرأت کر رہے ہیں ہمت نہیں ہارے ہر چند کہ بہت جنگ میں مگر معروف جنگ ہیں نقابدار نے گھوڑا اڑایا نام فرزند امیر سنکر زیر نقاب اشک حسرت جاری ہوئے زانو پر ہاتھ مارے کہا بڑا غضب ہوا گھوڑا بڑھا کے نعرہ کیا منم شہنشاہ گیتی ستان

باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا اب کہان جاتے ہو چار نقابدار زمرد پوش و گلگون پوش
دست راست و دست چپ شمشیرہاے بران الغرض مین آ گئے ہی جنگ مین معروف ہوے پرے درہم
و برہم کردیے جب کوئی ساحر سحر کرتا ہی تو نقابدار کے گلے مین ایک تختی پڑی ہی اُسکو جنبش دیتا ہی سحر
باطل ہوتا ہی اگر کوئی اور بھی پھنس گیا تو نقابدار نے تختی کا عکس ڈالا اُسنے بھی سحر سے رہائی پائی چارون
نقابدار اُس نامدار کے ساتھ نہنگانہ جنگ کر رہے ہین اس زور و شور سے نقابدار لڑے کہ پرے فوجون کے
درہم و برہم کردیے ساحرون مین صداے الامان بلند غبر ساحر دردمند فریاد فریاد کی صدا آتی ہی جرات
نقابدار کی دھوم ہی بڑھکر علم فوج کو ختم کیا جب علم فوج گرا علم ماتم دشمنون پر چھٹ پڑا زبن تیر و گلہ عمود
سے صداے الامان آتی تھی طائران تیر پر شکستہ یا طائر پر بستہ اڑ نہین سکتے ترکشون سے نکل نکل کے گر پڑے
نشان لشکر کفار قلم کیے بقول شاعر ز دو تیغ او تا بہ سجدہ بود ۔ کہ آید سر سرکشان در سجود ۔ ہزارہا لاشہ
جابجا پڑا ہی کفار کے لاشے اونچے پڑے تھے زخمی سسکیان لیتے تھے مگر پہلا بیان نقابدار کسی کو نہ چھوڑتے
تھے جرات نقابدار کی پکار تھی یا زلیخا الینا کی صدا تھی یا باپ بھاگو بھاگو کی پکار ہی ہر ایک کافر بیحواس
ہو رہا ہی یہی جابجا غلغلہ ہی کہ ہاتھ سے نقابدار کے بچنا دشوار ہی اب کد وکاوش لڑائی فتح کرنے کی بالکل
بیکار ہی کس زور و شور سے نقابدار لڑا کہ ہر طرف اسکی جرات کی دھوم ہو گئی بدیع الزمان تو زخمون مین
چور چور جھوم رہے تھے خون لگا کر گھوڑے سے نہ گرے مین امیہ برابر گھوڑا اٹھا کر نقابدار لڑتا ہوا قریب
بدیع الزمان کے آیا کہا اے شہریار شیر بیشۂ صاحبقرانی ماشاء اللہ کس حال مین جنگ و جدل کی ہی اسقدر
زخمی ہوکے کسکی مجال ہی کر سکتا ہی آپ فرزند رشید صاحبقران ہین بدیع الزمان نے صداے نقابدار سنکر
آنکھ کھول دی کہا اے نقابدار تمنے ہمپر احسان عظیم کیا سب بندگان خدا تمھارے سبب سے بچے ورنہ لشکر
کفار نے تو خاتمہ کردیا تھا نصف شب سے لشکر پر گرا تھا مین لڑتا بھڑتا تھا نہ کسی تک آیا مگر ان بیحیاؤن
نے بیچیا نہ چھوڑا ہمارے فرق پے منہ موڑا امیدوار ہون کہ تمھارے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ
ہون سامنے والد نامدار کے تمھارا ذکر جرات کرونگا نام صاحبقران سنکر نقابدار اسقدر رویا کہ ہچکی
لگ گئی کہا اے شہزادۂ والاقدر وہ صاحبقران اعظم فراش راہ دین اسلام بندۂ خاص رب انام ہین ہم
ایسون کا ذکر انکے سامنے کیا مجھسے کیا ایسا کام سرزد ہوا کہ جو نام بتاؤن اس سرزمین آئے ہین اگر
پروردگار فضل کریگا آرزو تو یہ ہی کہ ہم ایسے گناہون کا نام آپ ظاہر ہو اگر تقدیر مین رسوائی ہی
تو نام ظاہر ہو جائیگا بدیع الزمان کے کلیجے پر تیر پڑ گیا کہا اے نقابدار یہ عظم و شان ہمراہ ایسے ایسے جوان
ماشاء اللہ یہ چارون نقابدار خضر رستم و اسفندیار کیا رنج ایسا پہونچا ہی کہ ایسی باتین کرتے ہو نقابدار
نے کہا اے شہریار دنیا عجب مقام ہی کوئی اس دار فانی سے خوش نہ گیا اپنی اپنی حقیقت کے موافق سبکو
رنج بہ پہونچتا ہی اتنا صاحبقران آگاہ ہو جائین کہ ہمارا ایک نیازمند اس قید مین آیا ہی اور رکھا ہو کلک
ہی انکے ساتھ والون کی خدمتگذاری کرینگے طلسم مین ہمارا حصہ ہی ناحق کا قصہ ہی یقین ہی لڑتے بھڑتے
تا بہ قلعۂ سحر العجائب پہونچین اور ان گمراہون کو سزا دین بدیع الزمان کو باتون سے نقابدار کی
کچھ عبرت و حسرت حاصل ہوئی ہرچند پوچھا نقابدار نے نام نہ بتایا یہی کہے گیا کہ بھائی صاحب نام وہ
بتا دے جو مثل تمھارے بہادر ہو بدیع الزمان نے کہا اے نقابدار بہادر حقیقت یہ ہی کہ آپ اُس

جرات سے اوسے لشکر کفار کو شکست دی کہ جی تمہارا ہمسر دنیا مین نہیں ہی بلکہ آج تمہاری ہی شجاعت نے نقشہ جنگ
صاحبقران دکھا دیا نقابدار نے کہا بجا ہی صاحب یہ مثال نہ دیجئے صاحبقران کے بہت مرتبے ہین مثل انکے
کون شمشیر زنی کر سکتا ہی اونہون نے پردۂ قاف کو جا کے فتح کیا دیو عفریت کو مارا ہمہ وقت غدار زبردست کو
للکارا کون انکا سامنا کر سکتا ہی کسکی مجال ہی کہ صاحبقران کے سامنے جرأت کا دم بھرے ۔ انکو سلامت رکھے
دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی بڑے بڑے نامی شمشیر زن پیوند خاک ہو گئے تو ہمارا کیا ہی اسطرح
کے کلام حسرت انجام نقابدار نے کیے کہ بدیع الزمان عرصہ دیر تک روتے رہے خود بھی اہل فصیح
ہین مگر باتین نقابدار کی تلخ سن ہوش سنائے ہر گلے پر یہی فرماتے تھے کہ نقابدار ہو تمہارے کلمات
نصیحت آمیز نے اسوقت دل کو دنیا سے ہٹا دیا دل چاہتا ہی آپکے ساتھ رہون نقابدار نے کہا خدا آپ
لوگون کو سلامت رکھے آپ ایسے فرزندون کی وجہ سے نام صاحبقران روشن ہی آپ لوگون نے بڑے
بڑے کام کیے ہین خدا مجکو بھی اس طلسم پر مظفر و منصور کرے بدیع الزمان سے نقابدار باتین کر رہا تھا
کہ دیکھا شعبدۂ جنگ آزما و صمصام بڑھے ہوئے آتے ہین بدیع الزمان نے کہا وہ بچا پھر آپہنچے
نقابدار نے کہا انکی قضا لائی ہی مین ابھی انکی خدمت کرتا ہون یہ کہکر نقابدار نے شعبدۂ جنگ آزما
پر جا پڑا اور للکار کے کہا او نامرد فتور پرست مردان عالم سے یون نہین لڑتے ہین دو زمردار بیقرار تجکو مارا
اپنے نزدیک بڑا کام کیا بدیع الزمان دیکھ رہے ہین کہ نقابدار پر شعبدہ نے تلوار کا وار کیا نقابدار
نے بہ آسانی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھینکر پھینک دی گرز بجز مین ہاتھ ڈال کے اوٹھا لیا سامنے بدیع الزمان
کے طرف آسمان کے پھینکا چرخ کھاتا ہوا آتا تھا نقابدار نے چوٹ بچا لی قدم سے بدیع الزمان
اوچھل پڑے کہا ای نقابدار کیا کیا کس خوب سر کو مارا نقابدار لڑتا ہوا طرف صمصام کے بڑھا صمصام
نے سحر کیے کسی سحر نے نقابدار پر تاثیر نہ کی جب نقابدار چاہتا ہی کہ صمصام کو قتل کرون یہ دور بھاگتا ہی
جب اسنے دیکھا میرا سحر تاثیر نہین کرتا تو مرکب پر سحر کیا مرکب بدلگامی کرنے لگا نقابدار نے تختی کا سایہ
ڈالا گھوڑے نے بدلگامی موقوف نہ کی اسنے سحر کا اور زور دیا بدیع الزمان بنگاہ غور دیکھ رہے ہین
جب گھوڑے نے نقابدار کو بہت پریشان کیا نقابدار نے کئی کوڑے مارے گھوڑا اندر کا چاہتا ہی کسی مقام
پر نیچا کے سوار کو گرا دون کہ آسمان پر ایک ٹکڑا ابر سیاہ پیدا ہوا اوس ابر سے ایک آواز مہیب آئی کہ او
مرکب کیون بدلگامی کرتا ہی صمصام نے بڑھ کے دوسرا سحر کیا بدیع الزمان نے دیکھا کہ ابر سے
ایک پنجۂ نگارین خورشید نما پیدا ہوا بدیع الزمان بنگاہ غور دیکھنے لگے دیکھا ایک نازنین حسینہ چالاک
سحر و ساحری مین بیباک چہرہ ماہ تابان نہایت ناز و عشوے سے طاؤس پر سوار جمال بیمثال اوسکا دیکھکے
بدیع الزمان حیران ہو گئے اوس نازنین نے کچھ اشارہ مرکب پر کیا مرکب نقابدار کا بدلگامی سے رکا وہ
نازنین مسکرائی دندان گوہر نما سے برق چمک کے صمصام پر گری صمصام تو یہ سمجھا کہ یہ آفت آسمانی
کہان سے آئی سحر کر کے رونے لگا وہ برق جہندہ تھی کیونکر گئی تڑپ کے گری سر پر صمصام کے پڑی
مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے صمصام کا مرنا صداے ہائے ہائے بلند ہوئی زاغ و زغن منڈلانے لگے طائرون
نے جھرمٹ کیا دم بھر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من صمصام دریں پیش بود جس مقام پر صاحبقران
جلوہ فرما تھے اتفاق سے اسوقت باہر بیٹھے ہین سب ساحر گرد جمع ہین ملکہ خورشید برق وش کہہ رہی ہین

کسی بجیانے ہار اراستہ رو کا ایک دنا نا ہو ا تنی ہزار تحمل جلے ملکہ خورشید برق وش نے کہا ای
سنہرا بار جسنے ہار اراستہ رو کا تھا وہ مارا گیا مرد غیبی حضور کی شریک ہی اسی وقت کوچ کیجیے صاحبقران
لشکر کو تیار کرنے لگے کہ حال انکا وقت پر تحریر ہوگا بیان جب صمصام و شعبدہ مارے گئے لڑائی فتح
ہوئی عنبر ساحرون نے آواز الامان بلند کی بدیع الزمان نے امان دی تلوار روک لی لڑائی فتح ہوئی ال
و اسباب کفار کا لوٹ لیا بارگاہین قبضے مین کین نوبت نقارے بجاتے ہوے پلٹے سات روز اسی صحرا
مین رہے بعد جشن کے کوچ کیا ملکہ نجم درخشان ساٹھ ہزار ساحر سات ہزار کنیزین زرین پوش جادوگرنیان
زبردست عنبر ساحر تین لاکھ کا لشکر آراستہ ہوا لعبہ عظم وشان شہزادہ بدیع الزمان نے طرف امیر کے کوچ کیا
کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا

دو کلمے داستان شوکت عنوان و لزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحبقران زمان امیر عالیشان کہ مرحلہ جات کو فتح کرکے خاص طلسم مین پہونچنا و ذکر سرکردہ حاکمان طلسم یعنی اشراق الحکمت و ذکر عشق دختر حکیم از صاحبقران زمان باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا مجکو وہ جام مَی
سے مجھے جام صہباے گلگون پلا
سحر کو اٹھا ہاتھ ملتا ہوا
کہ اس بیخودی مین مجھے ہوش ہی
پلا جلد جام مئے لالہ رنگ
خبر میکدے سے یہ آنے لگی
مہیا ہی اسباب آرام و عیش
سکھاتا ہی رندون کو نازو ادا
لکھون چند اشعار عبرت طراز
گل اشرفی کھلکھلا کے ہنسا
دو رنگی زمانے کی ہی آشکار
اکڑنے لگے آپ سرو سہی
ہوا زلف سنبل کو بھی پیچ و تاب
مژہ نوک مژگان کا ہی خار مین
قمر ساقی ماہوش آگیا
ہر رنگ مضامین و سامان ہم

کہ غائب کا احوال ظاہر ہو کل
شب غم بھی آخر بسر ہوگئی
خم مے کی صورت اُبلتا ہوا
ہوا جلسۂ مے پرستان بہم
کیا ہی تری خود پسندی نے ننگ
کہ مین جمع رندان شیرین کلام
بچھایا ہی سنبل نے بھی دام عیش
یہی آرزو ہی یہی جستجو
کہ ظاہر ہو رنگ نشیب و فراز
جو صیاد و گلچین گئے باغ مین
کہین ہی خزان اور کہین ہی بہار
گلون نے دکھائی ہو اپنی بہار
کہ ہی گیسوے ماہ وش کا جواب
ہوا باغ پر جوش فصل بہار
مزہ سیر گلزار کا پا گیا
کہ مشتاق ہین ناظرین جابجا

سیرے ساقیے مہ لقا خوش ادا
سحر ہو گئی ہو گئی سحر ہو گئی
قمر طبع روشن کہ پھر جوش ہی
تجھے ساقیا میکدے کی قسم
صبا ناز اپنا دکھانے لگی
چلے آج صہباے گلگون کا جام
اٹھا ای ساقی سیمین رلقا
کہ ای ساقیے سیمتن خوش گلو
چمن مین جو بلبل نے نالہ کیا
تو سوزش بڑھی لالہ کے داغ مین
بہار گلستان کی آمد ہوئی
ہوا چشم نرگس کو پھر انتظار
صبا از گلہای ہی گلزار مین
عروسان گلزار کے ہین نکھار
کہ اب داستان مرصع رقم
جہان کا ترے خوب شہرا ہوا

چہرہ و سالکان مسلک طلسم کشائی و فنا حاکمان مرحلہ جات رعنائی داستان شوکت عنوان صاحبقران زمان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر سخن سنج و دانائے رازِ کہن ÷ چنین می کند امتحان سخن

مصنف پہلے گوش گذار سامعین والا احتشام کر چکا ہی کہ صاحبقران زمان امیر عالیشان صحرائے پرفضا
مینو سواد مین مع لشکر ظفر اثر فروکش ہین اور ملکہ خورشید برق وش بھی ہمراہ ہین دوسری فکر مین مصروف
ہین کہ کسی طرح سے امیر باتوقیر کا گذر قلعۂ طلسمی پر ہو شہریار رجا کے جلد طلسم فتح کرین قیدیان بلا رہائی پائین
یہ تدبیرین ہو رہی ہین یکایک ایک طرف دناٹا سناٹا ہوا کچھ آوازین مختلف آنے لگین کچھ غبار بلند
ہوا ملکہ خورشید برق وش نے عرض کی ای شہریار عالیمقدار آپ بڑے اقبالمند ہین مبارک ہو
جس ساحر مکار غدار نے حضور کا راستہ روکا تھا وہ ملعون اسوقت مارا گیا کسی دوست نے یہ کام کیا
کیا یہ علامت اُسی کے قتل کی ظاہر ہوئی ہی یہ دیکھیے صحرا اجلا ہوا اسکے مکر کے نکلے اسنے یہی فکر کی تھی کہ حضور
کے دشمنون کو بھکائے آگے نہ بڑھنے دے مگر کسی نے اُس مکار کو قتل کر ڈالا صاحبقران نے فرمایا ای ملکہ
ہمارا تکیہ اُس معبود حقیقی پر ہی کہ جسنے مجھ حقیر کو مرتبۂ صاحبقرانی مرحمت فرمایا بڑے بڑے زبردست میرے
ہاتھ سے زیر ہوے ہر مقام پر رہبر کامل حامی و مددگار ہی کوئی ہماری راہ کب روک سکتا ہی یہ کہکر امیر
نے فرمایا ملکہ ہمارے لشکر مین تیاری کا حکم دو کل یہان سے ہمارا کوچ ہی کہ آسمان پر ایک برق چمکی
صاحبقران نے دیکھا بعد عرصۂ دراز سیارۂ ستارہ شناس کاہن طلسمی آتا ہی مگر عجب کیفیت مین ہی
بال سر کے بڑھے ہوے ناخن دست و پا کے دراز سامنے صاحبقران کے آکے پہونچا برائے تسلیم
خم ہوا قدمون کو صاحبقران کے بوسہ دیا عرض کی ای شہریار والا تبار غلام عجب مصیبت مین مبتلا ہو گیا
تھا سامنے ملکہ سلماے گوہر پوش و لیلاے عنبر بن مو کے غلام بھی قید ہو گیا تھا شاہان طلسم نے
گرفتار کر کے مجھکو صمصام زرین پوش کے سپرد کر دیا تھا اور خطا غلام کی اُن لوگون نے یہ ثابت
کی تھی کہ جب اُن دونون نے کسی سردار یا کسی دوست کا آپکے قتل کرنے کا ارادہ کیا فوراً مجھکو آگاہی
ہو گئی مین نے جاکے دونون کو کتاب سامری کے احکام دکھائے اور کہا کہ آپ خود ملاحظہ فرمائیے
خداوند نے منع کیا ہی قیدیان طلسمی کے واسطے میعاد قرار دے گئے ہین اب جو اُنھون نے دریافت
کیا تو مین نے کچھ فقرات عبرت آمیز اپنے ہاتھ سے تحریر کر دیے تھے مجھے ہمیشہ دین اسلام کی طرف توجہ رہی
اب کئی روز ہوے کہ وہ ملعون صمصام زرین پوش برائے مقابلہ شہزادہ بدیع الزمان گیا تھا
آج فضل خدا سے اُسکو شہزادہ بدیع الزمان نے واصل جہنم کیا اُسکے مرنے ہی قید خانہ شکست ہوا اُسی سے
قیدیان بلا اُس قید خانے مین قید تھے سب نے رہائی پائی غلام تو رہا ہوتے ہی نکل بھاگا یقین تو ہی
کہ وہ سب قیدی بھی حضور کی خدمت فیض درجت مین حاضر ہونگے اب حضور عرصہ نہ کرین لوح طلسمی کو جلد
ملاحظہ فرمائین اُسکے حکم پر کاربند ہون ابھی بڑا مرحلہ سخت باقی ہی کہ جسکے حاکم حکمایان طلسم ہین وہ لوگ بھی جو
بڑے شعبدے دکھائینگے اس مرحلے پر آپکو بڑی ہوشیاری چاہیے جلد یہان سے مراجعت فرمائیے حسب
اشراق الحکمت سرگروہ حکما ہین کیا تعجب ہی کہ اسی راہ مین ملکہ سلماے گوہر پوش کی بھی قید کا پتا لگے
وہ بھی رہائی پا جائے یہ باتین کر کے سیارۂ ستارہ شناس بھی داخل ہو گا۔ ہوا ملکہ خورشید
نے اُسکو ایک دنگل زرین پر اپنے قریب جگہ دی سامان خیمہ و خرگاہ وغیرہ بھی اور ملازم بھی اُسکو ملے
صاحبقران زمان نے غسل کر کے نماز ادا کی بسم اللہ کر کے لوح پر نگاہ ڈالی اُسمین مرقوم تھا کہ ای
طلسم کشا ای جوان یکتا ای سیار این عجائبات حسب خدا فضل کرے اور صمصام مرا انجام قتل ہو

وہان بھی طرح طرح کے شعبدے دکھینگے جسطرح بن پڑیگا اپنی آبرو بڑھاتے [illegible] کوشش کرینگے کہ آپکو دام تزویر مین
پھنسائینگے اسوقت حضور کا حکم یاد رکھنا اور ہماری بے قوتی کا خیال کرنا وہ امورات ایسے ہین کہ
جنکو اسوقت مین عرض نہین کر سکتی ان باتون کے حجابات سے دل بیقرار ہے صاحبقران نے فرمایا
ای ملکہ عالم اگر ہزار مکر ہون اور مین فریب مین پھنسون [illegible] اور شہزادی تم سے [illegible] مگر اسوقت
تمھارا اعزاز و اکرام سمجھا گیا ہے [illegible] مین کبھی فرق ہوا ہے [illegible] باتین جو عاشق و معشوق مین ہوئی مین
سب شاہزادیان آکے جمع ہوئین سب نے [illegible] رو دئے صاحبقران کو رخصت کیا صاحبقران
سے رخصت ہوے ملک اخضر سے امیر نے وصیت کی کہ اگر ہو سکے تو اس مرحلے پر مجھسے ملاقات
کرنا اخضر نے خود عرض کی کہ بہ تصدق قدم اقدس حضور جہان آنا ہوگے وہین غلام اپنے کو
پہونچائیگا اگر بوجہ عجائب و غرائب طلسم مجبور رہا تو تنہا حاضر ہونگا صاحبقران نے یہ باتین یہ کلمہ
ارشاد فرمایا کہ ای ملک اخضر یہ طلسم نہایت وسیع ہے جس زمانے مین اول گرگ روشن ضمیر
سے ملاقات ہوئی تھی تو اپنے مقام پر یہ فرماتے تھے کہ ہمارے طلسم مین وہ وہ آفتین ہین
کہ انکا جھیلنا انسان کا کام نہین ہے ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے تک پہونچ ہی نہین سکتا
اور لوح تو ایسے مقام پر رکھی ہے کہ وہم انسان کی مجال نہین کہ وہان تک پہونچ سکے قدرت خدا
تھی کہ لوح طلسمی مل گئی صاحبقران نے سب [illegible] خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ آقا میرے
مقام سخت پر جاتے ہین بیتاب ہو گیا بیقرار [illegible] رونے لگا اپنے تئین قدمون پر امیر کے
گرا دیا عرض کی اس [illegible] سخت پر غلام کا ساتھ [illegible] خورشید نے کہا ای خواجہ
سواے صاحبقران کے ساحر و غیر ساحر [illegible] مجال نہین کہ امیر کے ساتھ جا سکے اور آپ تو
عیار طرار نامی و نامدار [illegible] مشہور ہین کیا عجب ہے کہ آپ پہونچ جائین
مگر ہمراہ صاحبقران کے آپکا بھی جانا دشوار ہے صاحبقران سب کو سمجھا کر صحرا مین ایک نخل تھا
بموجب ہدایت لوح اسکے سایے مین تشریف لائے تجدید وضو کرکے زیر نخل بیٹھے اسم [illegible]
لوح پڑھنا شروع کیا [illegible] تعداد اسم تمام ہوئی تھی کہ ایک طائر آسمان سے رقص کرتا ہوا سامنے
صاحبقران کے آیا صاحبقران نے اسم پڑھتے ہوے اس طائر کی جانب دم کیا وہ طائر قریب آکے
بیٹھ گیا صاحبقران جست کرکے پشت پر طائر کی سوار ہوے طائر بلند ہو کر روانہ ہوا الامان
لشکر امیر کو [illegible] دینے لگے عمرو کی بیقراری [illegible] اور تڑپ [illegible] تئین مار کے رونے لگا اسی
وقت ملکہ خورشید برق وش بھی ایک طاؤس پر سوار ہوکے ایک جانب روانہ ہو گئین بعد انکے
جانے کے ملک اخضر بھی ایک طاؤس پر سوار ہوکے ایک سمت راہی ہوا بعد ان دونون کے
ملکہ زنار و آفتاب شعلہ مزاج وغیرہ یہ سب افسردہ دل روانہ ہو گئے امیر با توقیر
نے جب دیکھا کہ طائر اسقدر بلند ہوا کہ برابر نشان فلک کے ہو گیا دور سے امیر نے ملاحظہ
کیا کہ صحرا مین ایک قلعہ عالی [illegible] عمارتین عمدہ [illegible] قصر کے بیچ مین [illegible] برج متعدد بنے ہوے
ہین اور ان برجون مین ایک ایک زنگی کھڑا ہے اور ایک ایک قرنا ان زنگیون کے ہاتھ مین ہے اس قصر ہفت
منزل کے سامنے طائر نے لاکے امیر کو اتارا امیر طائر کی پشت پر سے اتر کے زنگیون کے سامنے پہونچے

ایک محل کی آڑ پکڑے ہوئے کھڑے ہین کہ پہلو سے آواز آئی السلام علیکم امیر نے کہا علیکم السلام پلٹ کے دیکھا پہلو مین محفوظ جنی خاموش سر جھکائے ہوئے قریب صاحبقران کے آیا عرض کی ای آقاے نامدار پروردگار عالم نے آپکو اس مقام تک پہونچایا اب وہ وقت بھی خدا دکھائے کہ ہفت منزل کے عجائب و غرائب سے آپکو مہلت حاصل ہو صاحبقران نے فرمایا ای محفوظ جنی تم یہان تک کیونکر پہونچے محفوظ جنی نے عرض کی مین عرصے سے آرزوے قدمبوسی حضور رکھتا تھا قبل از پہونچے حضور کے غلام اس مقام پر آگئے تھا امیر نے فرمایا ای محفوظ جنی مجکو بڑا خیال اس امر کا ہی کہ بڑے بڑے مرحلے فتح ہوے تجھے کیسے مقام پر گذر ہوا مگر آج ملکہ خورشید برق وش بہت بیقرار ہین اور وہ باتین حسرت آمیز کہین کہ میرا دل ٹکڑے ہو گیا میرا دل اُس سے جدا ہونے کو نہین چاہتا تھا مگر حکم لوح سے مجبور ہو گیا اُسکو روتا ہوا چھوڑ کے چلا آیا اسوقت تصویر ملکہ کی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی دل کی یہ کیفیت ہی نظم

کہا کو نہ مجھکو دیکھ کے بے اختیار رو دور ای گرد کان ابھی تو ہی فصل بہار رو دور
مانند مرغ قبلہ نما آتش جستہ ہی وہ کعبۂ مراد ہو تمسے ہزار دور
عیسی نے نسخے مین ترے بیمار کے لکھا درد فراق کو کرے یہ درد کار دور
ای خضر راہ منزل مقصود الغیاث چھوٹا ہی مجھ غریب کا مجھسے دیار دور
گردن نہ خم ہو شمع صفت گرچہ نیان تن پر سے میرے سر کو کرین لاکھ بار دور
مضمون باندھ لاتی ہی فکر اہی عرش سے ڈھونڈھا ہی جب تو مجکو ملا ہی شکار دور
روپوش ہی جو ناز سے اسکا گلا نہین نزدیک دل سے ہی رہے آنکھون سے بار دور
جلتی ہی جان پر جو حرارت سے عشق کی کرتا ہون آہ کھینچ کے دل کا بخار دور
تسکین کے لیے گئے منزل مین گور کی پہونچے تڑپ تڑپ کے ترے بیقرار دور
وصل حبیب حاصل عمر عزیز ہی وہ گل شگفتہ جسکا ہو خار خار دور
فرقت مین یار کی یہ سخن تکیہ ہی مرا کچھ دم سے دوا بنے ہو خود شگزار دور
پیری مین ترک می کا ارادہ نہ کیجیو آتش صبوحی کرتی ہی شب کا خمار دور

محفوظ آنکھون مین آنسو بھر لایا کہا ای شہریار اس مقام پر امتحان اقبال معشوقان بہ چہرہ کا ہوگا اسی وجہ سے وہ متردد تھین اور حقیقت مین حضور کی ذات بابرکات سے بڑی امید ہی کہ جو غلامان جانباز و کنیزان حضور ہین اُنپر توجہ خسروانہ رہیگی مگر اب بڑے بڑے مقامات انتشار ہین بسم اللہ اب جو لوح حکم دے وہ آپ عمل مین لائین غلام بروقت حاضر خدمت ہوگا کسی مقام پر لوح کے دیکھنے مین کمی نہونے پائے صاحبقران محفوظ سے رخصت ہو گئے سامنے قصر ہفت منزل کے تلے آئے نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ پیشانی پر قصر ہفت منزل کے بخط جلی مرقوم ہی کہ ای طلسم کشا مودب باش یہ مقام حکمایان اشراقین ہی یہان بہت سمجھ کے قدم رکھنا اس قصر کا لقب قصر ہفت منزل ہی امیر نے لوح کو دیکھکر ایک اسم پڑھنا شروع کیا پڑھ پڑھ کے طرف قصر کے دم کیا یکایک ایک طائر جانب صحراے اُڑتا ہوا آیا سر قصر پر آکے بیٹھ پکار کے کہا دروازی او طلسم کشا خبردار خبردار اسطرف آنے کا قصد نہ کرنا ورنہ بہت پچھتائیگا تیرے ہاتھ کچھ نہ آئیگا امیر نے لوح کو دیکھا بموجب احکام لوح

کمان کاندھے سے اُتاری جیسے ہی اُس طائر نے دہن کھولا صاحبقران نے تاک کے تیر مارا تیر حلق مین
اُس طائر کے پڑا ہڈی کو توڑتا ہوا پار گذرا طائر چرخ کھا کے زمین پر گرا صحرا مین اندھیرا چھا گیا آوازین
ہیبتناک آنے لگین اُن آوازون سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ اے طلسم کشا اب بہت ہوشیار رہنا یہ مقام
جاے امتحان ہے صاحبقران اُس اندھیرے مین کھڑے لوح کو چمکا رہے ہین لوح کے چمکانے کی وجہ سے
خود بخود صحرا مین روشنی ہوئی اب صاحبقران نے دیکھا نہ وہ صحرا ہے نہ وہ قصر ہفت منزل سامنے ہے سواد
شہر کا معلوم ہوتا ہے اور اطراف مین اُس شہر کے چھوٹے چھوٹے قریے اُنمین زراعت ہو رہی ہے کسان وغیرہ
بونے جوتنے مین معروف کوئی کھیت مین پانی لگا رہا ہے کوئی کاشت مین معروف ہے زراعت سرسبز
ایک طرف کنارے شہر کے کاہ فروش گٹھے گھانس کے لیے ہوے بیٹھے ہین خریدار جمع ہین گھانس خرید رہے
ہین یہ جو کیفیت صاحبقران نے دیکھی حیران ہوگئے کہ دم بھر مین کہان سے کہان پہونچگیا متحیر ہوکے
ایطرف سے چند قدم راستہ طے کیا تھا کہ وہ جو قریے سامنے معلوم ہوتے تھے اُنمین سے چند زمیندار
پیدا ہوے ٹٹوؤن پر سوار انگوچھے میلے سرون پر بندھے ہوے مرزئی گاڑھے کی پہنے ہوے
ہر زمیندار کی پشت پر ایک باسی لال ساذ سر پر لٹھ کاندھے پر چالیس زمیندارون نے قریب آکے
صاحبقران کو گھیر لیا ٹٹوؤن پر سے اُتر پڑے جھک جھک کے امیر کو سلام کرنے لگے ہر ایک زمیندار
صاحبقران سے منت کرتا تھا کہ حضور چلکر ہمین سرفراز فرمائین اور ایک شہر وسیع بھی سامنے معلوم ہوتا ہے
چالیسون زمیندار اپنے اپنے طور پر خوشامدین کر رہے ہین صاحبقران حیران ہین کہ کس سے انکار کرون
کسکے ہمراہ جاؤن آخرکار وہ سب زمیندار صاحبقران سے خوشامد کرتے کرتے آپس مین لڑنے لگے امیر
ہان ہان کر رہے ہین مگر زمیندارون مین تلوار چلنے لگی ایک دوسرے سے یہی کہتا ہے کہ مین زیادہ مشتاق
جمال بیمثال طلسم کشا ہوکے چلا تھا کسواسطے چلا آیا صاحبقران ہان ہان کرتے رہے مگر اُن سب
مین خوب تلوار چلی کچھ تو مارے گئے تھوڑے باقی رہے اُنمین بھی تلوار چلنے لگی اب جو اُن سب مین زبردست
تھا اُسنے سب کو مار ڈالا کچھ بھاگ گئے کوئی اُس سے لڑ نہ سکا صاحبقران حیران کھڑے ہین کہ یہ کیا معرکہ
گذرا پھر آگے بڑھے چند قدم آگے چلے تھے کہ دروازہ شہر کا بہت قریب معلوم ہونے لگا یکایک بائین پر
سے گرد اُڑی اور ایک گرد دابنے پر سے شہر کے اُٹھی اُس گرد سے دو تاجدار پیدا ہوے ایک تاجدار
زمرد پوش دوسرا سرخ پوش تاج سرون پر رکھے ہوے بارہ بارہ ہزار فوج دونون کے ہمراہ اوّل
تاجدار زمرد پوش قریب آکے بصد ادب صاحبقران کو سلام کیا پھر دست بستہ ہوکے عرض کرنے
لگا حضور کو مبارک ہو کہ قصر ہفت منزل کو آپنے فتح کیا اسوقت غلام اُس فتح کی نذر دینے آیا ہے گرد دوسرے
تاجدار نے بھی آکے اُسی طرح سلام کیا اُسنے بھی دست بستہ عرض کی حضور نے بڑا کارنمایان کیا کہ قصر
ہفت منزل کس تکلف سے فتح فرمایا اور یہ زمرد پوش بڑا بادہ گو اور دروغگو ہے اسکی بات پر مطلق اعتبار
نہ فرمائیے غلام کے غریبخانے کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے روشن و منور فرمائیے مین نے اسباب عیش و نشاط
حضور کے واسطے مہیا کیا ہے بڑے بڑے بادشاہ آپکے دیدار کے مشتاق ہوکے آئے ہین جب آپ تشریف
لیجیےگا وہ سب خوش ہوجاینگے میرے واسطے بڑی سرفرازی ہوگی میری دعوت قبول فرمائیے دیکھیے کیا
لطف ہوتا ہے آپکی تنہائی پر میرا دل رو رہا ہے اُس تاجدار نے کہا اے طلسم کشا یہ سراسر جھوٹا ہے دونون مین

استقدر گفتگو سخت ہوئی کہ تلوارین کھینچ کے دونون آپس مین لڑنے لگے بعد تھوڑے عرصے کے اندر سے شہر
کے گرد اکے کی ہم مرکب کے آواز آئی صاحبقران نے دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش گھوڑا اُڑاتے
ہوے بڑے زور و شور سے آتا ہے مرکب باد رفتار زیر ران گھوڑے کو اُڑاتا ہوا قریب آیا دونون تاجدار
للکارا اے خبردار او نامردو یہ کیا حرکت ناشائستہ ہے آپس مین بے فائدہ جنگ کرتے ہو طلسم کشا تمہارے یہان
ابھی آ جائیگا تمہاری بھی یہ لیاقت ہے کہ طلسم کشا تمہارے گھر مہمان جائے وہ جوان صاحب شوکت و شان
ذی حشمت و ذی لیاقت ہے مہمان حکیم اشرف الحکمت ہے زمرد پوش نے کہا اے نقابدار ہمارے مقدمے
مین دخل نہ دے ورنہ بہت پچھتائیگا نقابدار نے جھپٹ کے ایک ہاتھ مارا کہ تاجدار زمرد پوش کا سر
کٹ کے گرا گلگون پوش نے کہا اے نقابدار تو بڑا ظالم ہے تونے بے خطا زمرد پوش کو مار ڈالا خواہ طلسم کشا
اُسکی مہمانی قبول کرتے یا مجھے سرفراز فرماتے تونے کیون ہمارے درمیان مین دخل دیا نقابدار نے
یہ سنتے ہی ایک ہاتھ گلگون پوش کو بھی مارا اسکا بھی سر کٹ کے گرا ہمراہیان زمرد پوش و گلگون پوش
نے جو یہ دیکھا دوہائی دیتے ہوے بھاگے تھوڑی دور جا کے وہ سب غائب ہو گئے امیر نے دیکھا دم
مین وہ سب میدان خالی ہو گیا لاشے بھی دونون تاجدارون کے نہین معلوم ہوتے اور وہ نقابدار بھی چلا گیا
یہ بھی طرفہ خاطر ناظرین والا مقام ہے کہ اول زمیندارون نے صاحبقران کو گھیرا وہ بھی سب غائب ہوے
پیشتر آپس مین لڑ کے جان دی کسی نے امیر سے تعرض نہ کیا ان نقابدارون نے بھی صاحبقران کو
گھیرنے کے گھیرا وہ بھی آپس مین لڑنے لگے آخر نقابدار نے آگے مارا صاحبقران حیران کھڑے رہے یہ
مقدمات عجائب و غرائب در پیش ہین ان وجوہات مین صاحبقران نے کوچ کر نہین ملاحظہ کیا حیرت
مین کھڑے ہین کہ شہر سے غول کے غول عشرے کے نوجوانان سفید پوش کے پیدا ہوے ان جوانان
سفید پوش کے آگے آگے ایک ہوادار اُسپر ایک مرد بزرگ اریش سفید ایک عمامہ بہت بڑا اسپر
قباے اطلس زرد اندود سلیمانی زیب جسم پائجامہ شرعی پیشانی پر گھٹا عبادت کا مثل ستارہ سحری
چمک رہا ہے ایک کٹھا ہاتھ مین اُسکے پڑھتے ہوے وہ ہوادار روادوی مین آتا ہے تھوڑے عرصے مین وہ ہوادار
قریب پہونچا وہ بزرگ ہوادار سے اتر پڑا بہت ادب سے جھک کے سلام کیا دست بستہ عرض کی اے یاور
غریبان اے دادرس بیکسان اے معاون عاجزان اے طلسم کشاے طلسم نور افشان داماد نوشیروان
امیر عالیشان ہم اپنی تقدیر پر ناز کرتے ہین کہ آپکے قدوم جلالت لزوم اس مقام تک آئے ہم لوگون کو
بڑا شرف حاصل ہوا دولت کرین اے آقا اب حضور عذر نہ فرمائین بسم اللہ ہوادار پر سوار ہون میرے
غریب خانے کو سرفراز فرمائین اس عجز و انکساری و خوش بیانی سے اُس مرد بزرگ نے صاحبقران
سے باتین کین کہ صاحبقران کو سواے بہت خوب کہنے کے اور کچھ بن نہ پڑا اُسکے اُٹھے ہوادار
پر سوار ہوے کہارون نے ہوادار کو کاندھے پر اُٹھایا وہ مرد بزرگ پایۂ ہوادار پر ہاتھ
رکھکر ہمراہ ہوا صاحبقران نے فرمایا یہ آپ کیا کرتے ہین مین ہوادار سے اتر پڑونگا مگر آپکا پیادہ چلنا
گوارا نہوگا آپ یہ تکلیف نہ فرمائین مرد بزرگ نے کہا اے صاحبقران زمان آپ تشریف رکھیے مین آپکے
ہمراہ پا پیادہ چلنا اپنا شرف جانتا ہون مجھکو بڑا فخر حاصل ہوا کہ آپ ایسے جلیل القدر و عالی منزلت نے
مجھ حقیر کو سرفراز فرمایا اہتمام سواری کرتا ہوا وہ مرد بزرگ صاحبقران کو ہمراہ لیکر داخل شہر ہوا

امیر نے دیکھا شہر آباد رعایا دلشاد بازارین عمدہ دوکانین آراستہ گذر امیر کا چوک کی طرف سے ہوا
جوہری بازار کو دیکھا بڑے لطف سے آراستہ ہے کیسے کیسے مہاجن جواہر فروش پنا لال چنی لل یاقوت نیلا
سبزہ الماس جنکا فیروزہ گماشتہ جواہرا علیٰ وبیش قیمت کا دوکانون پر انبار بڑے تکلف سے درست اُن
دکانون پر کمرے عمدہ کیے سجائے چھت پر دودن سے آراستہ اُنپر نازنینان مہ جبین و پریزادان مرصع پوش
زر دو گوش بانو بصد ناز و ادا اپنے کمرون پر بیٹھی تھین صاحبقران کو جیسے ہی اُن مہجبینون نے دیکھا
جلدی سے برائے تعظیم اُٹھین جھک جھک کے تسلیم کرنے لگین دکاندار بھی اپنی دکانون پر کھڑے ہو گئے
اُن دکانون کے نیچے کنجڑون کی دکانین بڑی کیفیت دکھاتی تھین گنگام کے لہنگے پہنے ہوے چنبر بان اوڑھے
ہوے چاندی کی بالیان کانون مین ہنسلیان سرخی سوئی گلون مین پہنے ہوے خریدارون کا جماؤ جیسے ہی
صاحبقران کو دیکھا جلدی سے اُٹھ کھڑی ہوئین صاحبقران پر روپے اشرفیان نثار کرنے لگین ہر
ایک کی زبان پر یہی کلمہ ہے حکیم اشرف الحکمت کے خوشا نصیب کہ طلسم کشا جوان یکتا اسطرح سرفراز فرمائے
ہمارے بزرگ اسی حسرت مین مر گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ جمال جہان آرائے طلسم کشا دیکھین ہمارے
نصیب جاگین جب جمعہ کی نماز مین جاتے تھے اور عالم ہمارا طلسم کشا کے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ
سر منبر بیان کرتا تھا ہمارے بزرگ وجد مین آ جاتے تھے ہر شخص یہی کہتا تھا کہ کسی روز سعید بہتر از
روز عید ہوگا کہ طلسم کشا تشریف لائینگے اپنی صورت زیبا ہکو دکھائینگے صاحبقران ہوادار پر سوار
دیکھتے ہوے چلے جاتے ہین دل مین کہتے ہین کہ کیا عمدہ مقام ہے کہ سب دکاندار فصیح و بلیغ مرد مسلمان
صاحب ایمان باتون سے اُنکی یہ سب اوصاف پائے جاتے ہین امیر شہر کو دیکھکر بہت خوش ہوے ہر
گلی کوچے سے جوق جوق گروہ گروہ شرفا چلے آتے ہین امیر کے کوئی قدمون کو بوسہ دیتا ہے کوئی ہاتھ چومتا
ہے جسکو میسر ہے وہ امیر پر نثار کرتا ہے اور ہاتھ اُٹھا کے دعائین دیتا ہے کچھ لوگ سواری کے ہمراہ چلے
آتے ہین جاہ و حشم بڑھتا جاتا ہے تا بہ دار الامارہ شاہی پہونچے دیکھا چوبدار یسا ول حاجب دربان سب
مستعد در دولت پر حاضر ہین امیر پر جو نگاہ پڑی سب برائے تسلیم خم ہوے حکیم صاحب نے بہ تکلف تمام
صاحبقران کا ہاتھ تھاما امیر ہوادار سے اُترے طرف بارہ دری کے چلے پردۂ زنبوری کھینچا درگہ سالار
نے بھی اُٹھ کے سلام کیا جب امیر اندر چلے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی صدا بلند ہوئی صاحبقران بہت ہی
خوش ہوے کہ یہان کے امیر و غریب و فقیر سب مسلمان ہین جسنے سلام کیا بسم اللہ و لفظ الحمد للہ
زبان پر جاری کیا صاحبقران اندر بارگاہ کے آئے دیکھا مقام صدر پر ایک تخت زر جدی بچھا ہے اُسکے
گرد اُسکے دنگلہائے زرین و کرسیان مرصع کار جواہر نگار بچھی ہین حکیم صاحب نے عرض کی حضور تخت
پر جلوہ فرما ہون صاحبقران نے بفصاحت فرمایا جناب حکیم صاحب مین مرد سپاہی ہون آجتک کبھی تخت
پر نہین بیٹھا مین تاج بخش ہون تاج گیر نہین ہون خدا میرے تخت نشین کو سلامت رکھے حکیم صاحب مجبور
ہوے پہلوے تخت مین ایک دنگل یاقوت نگار بچھا ہوا تھا اسی دنگل پر صاحبقران بیٹھے حکیم صاحب
نے سامان عیش و نشاط مہیا کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہونے لگے جام دست بدست
گردش مین آئے امیر نے نظر اُٹھا کے دیکھا ایک آئینہ قد آدم سامنے لگا ہے صاحبقران نے دیکھا سب لوگ
صاحب ایمان مسلمان الفاظ اچھے عمدہ زبان پر جاری سب نمازی پرہیزگار آ آ کے جمع ہونے لگے

عین گرمی صحبت میں حکیم صاحب نے عرض کی آج ہمارے واسطے بڑے فخر کی جا ہے آج آپ ہم سب کو نماز پڑھائیں بارے تم سب فخر کرو کہ مجاور خانۂ کعبہ تمہارے گھر کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے روشن و منور فرمائیں سب نے وضو کر کے صاحبقران کے ساتھ نماز مغرب میں پڑھی بعد فراغ نماز صاحبقران پھر محفل میں آکے بیٹھے امیر نے دیکھا کہ اول تو محفل عام تھی اب محفل خاص ہے صرف حکیم صاحب بیٹھے ہیں اور چند مصاحب خاص جمع ہیں اور جتنے لوگ پیشتر تھے اُنمیں کا اب کوئی نہیں معلوم ہوتا جب محفل عیش و نشاط گرم ہوئی تو چند جام حکیم صاحب نے صاحبقران کو پلائے باقی اور مصاحبوں کو ساقیان سیمین ساق نے جام دیے جب صاحبقران کو سرور ہوا حکیم صاحب نے بڑھ کے وہ پردہ جو آئینہ پر پڑا تھا اُٹھا دیا اب صاحبقران نے جو اُس آئینے کو معائنہ کیا وہ سامان نظر آیا کہ ایک باغ رشک بہشت عنبر سرشت سب طرح کے پھول اُس باغ میں موجود ہیں پستان محبوب کا جواب امرود ہیں نکھاے چمن بشکل قد عروس زیبا سرو کا اکڑنا عندلیبان زمزمہ سرائی قمریوں کی کو کو فاختہ قلندر مشرب کی صداے حق سرہ چشمے جوش بہار دیکھکر اُبل رہے ہیں حباب ہم چشم معشوق موجہاے بحر شمشیر براں سے مقابلہ کرتے ہیں پانی نہروں کا وہ صاف و شفاف کہ اُسکے سامنے آب گوہر پانی بھرے صفا اُسکی دیکھکر منھ میں پانی بھر آئے مچھلیاں اُسمیں شناوری کر رہی ہیں صاحبقران کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں اس باغ پر بہار میں خراماں خراماں چلا جاتا ہوں کیفیت بہار دیکھ رہا ہوں ٹہلتے ہوے روشوں پر جاتے ہیں لطف بہار چمن اٹھاتے ہیں عجب ہنگامۂ بہار ہے ہر طرف طائران زمزمہ سرائی پکار رہے ہیں دل یہ کیفیت دیکھ کے بیقرار ہے بقول شاعر

نظم

صبا جو لے گئی گل کو جانب گلشن — بہم مناظرہ آرا تھے رنگ و بوے چمن
تو اپنی خوشبوؤں کی مدح میں سخن پیرا — وہ اپنی خوبیوں کے وصف میں تھی گرم سخن
یہ کہہ رہا تھا کہ صدقے ہیں مجھ پہ شاہد گل — وہ کہہ رہی تھی کہ مجھ پر فدا عروس چمن
یہ کہہ رہا تھا کہ مجھ پر ہیں شیفتہ گل رو — وہ کہہ رہی تھی کہ عاشق ہیں مجھ پہ غنچہ دہن
یہ کہہ رہا تھا کہ میں جان اور جسم ہے گل — وہ کہہ رہی تھی کہ میں روح اور عطر بدن
یہ کہہ رہا تھا کہ گل اک مری دریدہ قبا — وہ کہہ رہی تھی کہ سنبل مرا لباس کہن
یہ کہہ رہا تھا کہ میں اور پرنیان بہار — وہ کہہ رہی تھی کہ میں اور باغ کا دامن
یہ کہہ رہا تھا کہ میں اور کلاہ لالے کی — وہ کہہ رہی تھی کہ میں اور گل کا پیراہن
اسے تھا ناز بہار چمن مرا گلگون — اُسے تھا ناز کہ باد صبا مرا توسن
اسے تھا ناز کہ میں ہوں شراب کی سرخی — اُسے تھا ناز کہ میں ہوں گلاب کا جوبن
اسے تھا ناز میں اک شاہد پری پیکر — اُسے تھا ناز میں اک نازنین نازک تن
اسے تھا ناز کہ نوشاہ مجھ میں ڈوبا ہے — اُسے تھا ناز کہ مجھ میں بسی ہوئی ہے دلہن
اسے تھا ناز کہ میں ارغوان کا جلوہ فروز — اُسے تھا ناز کہ میں ناز کی فزاے چمن
اسے تھا ناز کہ مجھ پر بسی ہوئی ہے حنا — اُسے تھا ناز کہ مجھ سے بسے ہوے ہیں چمن
اسے تھا ناز کہ میری کلاہ ہے شوخی — اُسے تھا ناز کہ فتنہ ہے میرا پیراہن

یہ مدعی لب گلبرگ کا ہین رنگ بیان | وہ مدعی دہن غنچہ کی ہین بوے سخن
یہ مدعی کہ ہین گلگونۂ نگار کی زیب | وہ مدعی کہ ہین عطر بہار کی، بون پھبن
یہ مدعی کہ مری شوخیان ہین ہوش ربا | وہ مدعی کہ مری مستیان ہین توبہ شکن
یہ مدعی کہ ادائین مری نگاہ فریب | وہ مدعی کہ مرے ناز ہوش کے رہزن
یہ مدعی لب گلبرگ ہی مرے اوصاف | وہ مدعی کہ مری گفتگو مین ہی سوسن
یہ مدعی کہ ہین پیرایۂ عروس بہار | وہ مدعی ہین گلے بند شاہد گلشن
یہ مدعی ہی ثناخوان ہی عندلیب مری | وہ مدعی کہ مرے وصف مین ہی چہچہہ زن
اسے تھا فخر کہ لعل یمن کا فخر ہون مین | اُسے تھا فخر کہ نازان ہی مجھپہ مشک ختن
اسے تھا فخر کہ گھر میرا لالہ زار نشاط | اُسے تھا فخر کہ گلزار عیش میرا وطن
اسے تھا فخر کہ میرا مقام محفل جشن | اُسے تھا فخر کہ عشرت سرا مرا مسکن
مین سن رہا تھا کھڑا بحث رنگ و بو جسکا | برنگ غنچۂ گل گوش شوق تھا ہمہ تن

صاحبقران ہنگامۂ عیش باغ دیکھکر شگفتہ ہو رہے ہین عندلیبان خوشنوا کی نغمہ سرائی رنگ و بوی گلعذار خانۂ باغ دل کو گلہاے عیش سے بھر دیا شمیم گل نے مبہوت کر دیا صاحبقران جھومتے ہوے باغ مین جاتے ہین نہ سراپا کا ہوش و دید گل کا جوش صاحبقران خرامان خرامان روشون پر جاتے ہین کہ ایک طرف سے چند نازنینان پریچہرہ گلرو غنچہ دہن رشک مہ سیمتن سامنے آئین جھک جھککے سب نے امیر کو سلام کیا عرض کی ای شہریار یہ باغ ملکۂ صنیع بادلہ پوش کا ہی آپ بے تکلف اسمین چلے آئے لیکن بہتر اسی مین ہی کہ آپ یہین سے واپس جائیں اب آگے قدم نہ بڑھائین ملکۂ عالم بارہ دری مین جلوہ فرما ہین اگر انکو خبر پہونچیگی تو آنکو سب خوان گذریگا امیر نظارۂ گلزار مین ایسے مبہوت تھے کہ کچھ جواب نہ دیا اسی طرح بند قبا کھلے ہوے خرامان خرامان قریب بارہ دری کے تشریف لائے سیر چمن کرتے کرتے نگاہ جو اٹھ گئی اندر بارہ دری کے دیکھا صحبت عیش و نشاط آراستہ گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی اور گرد مسند کے چند کنیزان ماہ رخسار مؤدب بیٹھی ہین خاص مسند پر ایک نازنین جو رشک سمنبر غنچہ دہن آنکھین رشک دیدۂ غزال ابروے خمدار کو نیمچۂ اصفہانی کہون تو بہ لحاظ نظم و نثر کے سراسر خلاف ہی مضمون شان صاف ہی تیر مژگان دلدوز عاشقان ناز و ادا کنیزان کمترین کی طرح صباحت و ملاحت سطوت حاضر خدمت ہین جمال جہان آرا سے رنگ معشوقانہ ٹپک رہا ہی لباس پر زرین سراسر مسرور خود موزون سراپا کی کیا تعریف کرون بقول مصنف

نظم

تیرے چہرے کو آفتاب کہون
شب تاریک کا خیال آیا
ہم خطا و ختن کہین کیونکر
یا کہ شام و سحر مین ملتے ہین
ثمر سرو خوب صورت ہین
وہ ہے جسکی دل ہوا ہے کل

چھاتیون کو اگر حباب کہون
یا کہون مشک ہی یہ طرز سخن
زلف و عارض ہین رشک شام و سحر
نارپستان کا وصف مشکل ہی
یا حباب ہم لطافت ہین
ساق پا مین تو نور کا ہی ظہور

زلف شبگون نے مرتبہ پایا
جسکے اوپر نثار ملک ختن
جسکے گیسو وہ رخ پہ ہلتے ہین
روشنی بخش ماہ کامل ہی
شکم صاف نور کی مشعل
یا تماشی بھری ہی شاخ بلور

کہ میں کس رنگ میں ہوں صاحبقران چہار جانب گھبرا کے دیکھتے ہیں اُس آئینے پر پردہ کھنچا ہوا تھا
گھبرا کے صاحبقران اُٹھ بیٹھے فرمایا کہ کیوں جناب حکیم صاحب اس آئینہ پر یہ پردہ کیسا پڑا ہے
حکیم صاحب نے بڑھ کے پردہ آئینے پر سے ہٹا دیا صاحبقران نے دیکھا مثل آئینے کے اپنا عکس معلوم
ہوتا ہے امیر نے گھبرا کے فرمایا کیوں جناب حکیم صاحب یہ میں نے ابھی کیا خواب پریشان دیکھا حکیم صاحب
نے کہا میں اور کچھ نہیں جانتا میں نے صرف یہ دیکھا کہ حضور دنگل پر بیٹھے بیٹھے گر پڑے غلام گھبرا گیا قریب
آ کے گلاب کیوڑا چہرے کا تب آپ ہوشیار ہوئے اب میں حضور کو بہت متحیر پاتا ہوں کہیے تو فرمایئے
آپکے قلب کی کیا کیفیت ہے امیر نے کہا کیا کہوں قلب کی عجب حالت ہے کیا بیان کروں کہ کیا سامان
میری آنکھوں میں نظر آیا کنیزوں کے نام لینے سے معلوم ہوا کہ صبیح بادلہ پوش کو دیکھا ہے اُسوقت کلیجہ میرا
پاش پاش ہو گیا دل گھبراتا ہے جگر منہ کو آتا ہے ہاتھ پانوں میں رعشہ پڑا ہے اب پھر اُسی محبوب مطلوب
کے جمال جہان آرا کا مشتاق ہوں چاہتا ہوں کہ ایک بار پھر اُس محفل خلد منزل کو دیکھوں کیونکر ہم
اپنے کو وہاں تک پہونچاؤں حکیم صاحب نے کہا جسقدر مکانات حقیر کے ہیں وہ سب برائے سیر
حاضر ہیں حضور سیر کریں امیر نے فرمایا میں نے ایک باغ رشک بہشت دیکھا وہ باغ کہاں ہے وہاں
مجھکو لے چلیے حکیم صاحب نے عرض کی وہ باغ اسی حوالی میں ہے لیکن حضور کا وہاں تک پہونچنا دشوار ہے
اگر حضور چلنے کا قصد کریں تو میں ساتھ چلوں صاحبقران نے کہا بسم اللہ مجھکو بہت اشتیاق ہے حکیم صاحب
اُسی وقت بیرون بارگاہ آئے پکار کے آواز دی مرکب بادرفتار واسطے صاحبقران کے لاؤ حضور سوار
ہونگے مرکب باساز و یراق مرصع کار نوکر لے کر آئے صاحبقران اُسی وقت پشت مرکب پر سوار ہوئے
حکیم صاحب نے بھی اپنے واسطے ایک مادیان مشکین طلب کی اُسپر خود سوار ہوئے کئی سو جوان سفید پوش
سب عابد و زاہد گھوڑوں پر سوار ہوکے صاحبقران کے ہمراہ ہوئے حکیم صاحب نے اپنی مادیان کو آگے
بڑھایا رہبری کرتے ہوئے روانہ ہوئے شہر میں پہونچ کر حکیم صاحب طلسم کش کو طرف باغ دلکشا کے لیے
ہوئے جاتے ہیں اب جو صاحبقران شہر میں چلے تو کوئی دکاندار امیر کو سلام نہیں کرتا نہ برائے تعظیم
اُٹھتا ہے صاحبقران حیران ہیں کہ یہ کیا معاملہ ہے صاحبقران خود پکار کے جب صاحب سلامت کرتے
ہیں تو وہ سب دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ اب حضور برائے سیر باغ دلکشا جاتے ہیں اب ہم آپسے
صاحب سلامت نہیں کرتے صاحبقران حیران ہیں کہ یہ کیا مضمون ہے میری سمجھ میں نہیں آتا جب
قلعے سے باہر نکلے تھوڑی دور بڑھے تھے کہ سامنے دیکھا ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق
کھلا ہے جب قریب پہونچے تو صاحبقران نے پہچانا کہ میں اسی باغ میں گیا تھا امیر نے چاہا تھا گھوڑے سے
اُتر کے اندر باغ کے داخل ہوں کہ دفعتاً گرد اُڑتی دیکھی ایک جوان حبشی گینڈے پر سوار بارہ ہزار
جوان پشت پر اسباب جنگی [illegible] سامنے باغ کے [illegible] آواز دی کوئی ایسا جوان
جری بہادر ہے کہ مادر دولت کے مقابلے میں آئے یہ تمام بے ادبی نہیں ہے تم سب یہاں سے ابھی ہٹ جاؤ
ورنہ سب کو قتل کرونگا [illegible] اندر سے باغ کے کڑاکے کی سم مرکب کے
آواز آئی امیر نے دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش نعرے کرتا ہوا آتا ہے اور کہا بیہودہ بکتا ہے باغ
کے سامنے سے ہٹ جا ورنہ مارا جائیگا اُس پہلوان نے گینڈا بڑھایا نقابدار مرصع پوش جا پڑا اُسی

پہلوان سے نیزہ چلنے لگا کس کس فن بل سے وہ پہلوان لڑ رہا ہے کچھ نہیں ہو سکتا نقابدار سب وار
اُسکے بہ آسانی رد کر رہا ہے جب نقابدار نے نیزہ مارا پہلوان کو زخمی کیا سر اُٹھے خون کے جسم سے اس
پہلوان کے نکل رہے ہیں ایک مقام پر پہلوان نے نیزہ سینہ پر کینہ نقابدار تاک کے مارا نقابدار
نے پھیر مارا اکہ پہلوان کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا پہلوان نے تلوار کھینچی کئی ہاتھ چپٹ جھپٹ کے مارے
نقابدار نے روک کے ہاتھ مارا پہلوان نے بھی سپر پر روک لیا نقابدار پہلوان پر چھایا ہوا ہے پہلوان
وار پر وار کر رہا ہے نقابدار خالی دے رہا ہے ایک مقام پر جھکائی دے کر نقابدار نے ہاتھ مارا پہلوان
کے دو ٹکڑے ہوئے اسکی فوج والے آ پڑے اکیلے نقابدار نے کل فوج کو شکست دی سب بھاگے
نقابدار بادلہ پوش نے مرکب کو اُدھر سے ادھر پھیرا طرف صاحبقران کے آکے آواز دی یارو تم میں
کوئی ایسا مرد ہے کہ آگے ہمسے مقابلہ کرے صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا تاب نہ رہی گھوڑا بڑھایا
مرکب نے طرارہ بھرا ہر چند صاحبقران نے اپنے کو سنبھالا مگر نہ سنبھل سکے پشت مرکب سے گرکے بیہوش
ہوئے نہیں معلوم کتنے عرصے تک بیہوش رہے اب جو آنکھ کھلی اپنے کو اپنی خوابگاہ میں پایا حکیم صاحب قریب
بیٹھے ہیں فرما رہے ہیں کیوں شہریار کیسا مزاج ہے امیر نے جواب بھی نہ دیا حکیم بیٹھے رہے جب کئی مرتبہ
حکیم صاحب نے پوچھا امیر نے فرمایا آپ یہاں سے تشریف لے جائیں یہ وقت میرے آرام کرنے کا ہے
حکیم صاحب نے کہا میں حضور کو بہت شفتہ پاتا ہوں غلام سے کچھ حال کہیے یہ نقابدار کون تھا حکیم صاحب
نے عرض کی ملکہ صبیح بادلہ پوش ہے یہ پہلوان عاشق تھا حماقت بے ادبی زبان پر لاتا تھا آج دعوے
جرأت میں آیا تھا یہی ارادہ تھا کہ باغ میں گھس جاوے تھا ملکہ عالم نے جو یہ خبر سنی بہت ناگوار ہوا آخر خود
نقابدار بنکر نکلیں اسکو مار اُسکے لشکر کو تنہا شکست دی حضور کا بہت برہم مزاج ہیں جاہلوں کے سر کی
تاج ہیں آیندہ حضور کو اختیار ہے غلام مجبور و ناچار ہے امیر نے کچھ جواب نہ دیا خیال یہ ہے کہ حکیم صاحب
میرے پاس سے جائیں تو میں شب کو تنہا جاکے باغ میں ملکہ سے ۔ تاڑ گئے تھا امیر نے کچھ آنکھیں بند کر لیں
حکیم صاحب اٹھ گئے امیر نے لباس شبرنگ جسم پر آراستہ کیا اس مکان کے صحن میں آئے سوچے کہ اگر
دروازے سے جاؤنگا سب آگاہ ہو جائینگے یہ سوچ کے بذریعہ کمند دیوار سے اُترے رہروی کرتے
ہوئے قریب باغ کے پہنچے دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا ہوا ہے امیر بسم اللہ کہکر باغ میں تشریف لائے دیکھا
باغ کی وہی کیفیت وہی بہار امیر جوش نظارہ تھا ملکہ صبیح بادلہ پوش میں جاتے ہیں لیکن باغ میں کسی
انسان و حیوان کا نام نہیں سناٹا پڑا ہے صاحبقران سمجھے کہ بارہ دری میں صحبت ہوگی وہیں سب کنیزیں
بھی جمع ہونگی بارہ دری میں تشریف لائے دیکھا بارہ دری میں بھی سناٹا پڑا ہے چہار طرف دیکھنے لگے دیکھا
ایک قصر شیشہ بنا ہوا ہے کچھ کرسیاں کچھ دنگل بیچ میں ایک تخت زبرجدی بچھا ہوا ہے صاحبقران اُس قصر
شیشہ کو دیکھنے لگے یقین ہے کہ اب ملکہ تشریف لائینگی یکایک اسی قصر شیشہ میں ہنگامہ ہوا امیر نے دیکھا
ملکہ صبیح بادلہ پوش تاج زرین سر پر لباس زرین در بر بصد ناز و ادا تشریف لائیں بسم اللہ الرحمن الرحیم
کی صدا بلند ہوئی دیکھا ملکہ آکے تخت پر بیٹھیں دل صاحبقران کا بہت بیقرار ہے چاہتے ہیں میں بھی اُسی قصر
میں داخل ہوں سامنے بارہ دری کے ایک نخل ہے نہایت سرسبز و شاداب اُسپر ایک طائر خوش آواز
بیٹھا ہے جب صاحبقران اُٹھنے کا ارادہ کرتے ہیں وہ طائر آواز دیتا ہے ای طلسم کشا مودب باشش

صاحبقران رک جاتے ہیں طائر کی آواز میں تاثیر آج جب کئی مرتبہ امیر نے قصد کیا اور طائر نے یہی
آواز دی صاحبقران ایک گوشے میں بیٹھے دیکھ رہے ہیں کہ ملکہ صبیح بادلہ پوش سامنے تخت زرنگار
پر جلوہ فرما ہیں فرمایا میرے سامنے ملک اخضر کو لاؤ امیر نے دیکھا کہ چند کنیزیں ملک اخضر کو لیے
ہوئے آئیں اخضر نے آگے پایہ تخت کو بوسہ دیا ملکہ نے فرمایا بی زنار کہاں ہیں جو عشق طلسم کشا
میں بہت بیتاب دن رات انہیں کا دم بھرتی ہیں اخضر نے کہا ابھی حاضر کرتا ہوں امیر نے دیکھا زنار آئیں
مودب کھڑی ہو گئیں جب ملکہ نے نظر اٹھائی سلام کر کے ملکہ کو کنیزوں میں شریک ہو گئیں پھر ملکہ نے
فرمایا کہ بی آفتاب شعلہ مزاج کدھر ہیں ملک اخضر نے کہا حاضر ہوتی ہیں صاحبقران نے دیکھا سامنے
سے آفتاب طالع ہوئیں بصد ادب ملکہ کو انہوں نے بھی سلام کیا کنیزوں میں ملکر کھڑی ہو گئیں پھر
امیر نے دیکھا فیروزہ فیروزہ پوش آئیں یہ بھی تسلیم کر کے زمرۂ کنیزان میں شامل ہوئیں اب ملکہ
صبیح بادلہ پوش نے فرمایا سب موجود ہیں بی خورشید برق وش کو لاؤ انہوں نے کیوں دیر لگائی
امیر نے دیکھا سامنے سے بی خورشید برق وش ناز و غمزہ سے پر غرور آگے ہوئیں واسطے تسلیم
کے جھکیں ملکہ صبیح نے فرمایا ہوں بی خورشید اب تو کچھ گھمنڈ ہو گیا ہے دست بستہ عرض کی کیا مجال ہے
کنیز کی کہ آپکے سامنے گھمنڈ کرے ہیں حضور کی دعا گو ہوں ملکہ نے خورشید کو کرسی بیٹھنے کو دی ملکہ نے فرمایا
کاہن طلسمی کہاں ہیں اُسے جلد بلاؤ صاحبقران نے دیکھا سیارہ ستارہ شناس بھی آیا ملکہ نے
فرمایا وہ لوگ کہاں ہیں طلسم کی سلمائے گوہر پوش و لیلائے عنبر مو کہاں ہیں دونوں کو بلاؤ ان کو
جلد بلاؤ کاہن نے عرض کی میں ابھی حاضر کرتا ہوں لیکن حضور وہ تو قید ہیں ملکہ نے فرمایا واسطے چند ساعت
کے لاؤ پھر چلی جائینگی صاحبقران نے دیکھا کہ ملکہ سلمائے گوہر پوش میلے کپڑے پہنے ہوئے بال بکھرے
پریشان مگر حسن آفتاب عالمتاب لیلائے عنبر مو بھی کہتی ہوئی کہ واری جلدی مجھے حضور نے
بلایا ہے ایسا نہو کہ غصہ ہو جائے ملکہ سلمائے گوہر پوش سامنے آئیں واسطے تسلیم کے خم ہوئیں ملکہ
صبیح بادلہ پوش نے کہا کیوں صاحب تم کس وجہ سے قید ہوئیں سلما نے عرض کی میں جرم عشق طلسم کشا
میں قید ہوں ملکہ نے فرمایا اب تم اس محبت سے ہاتھ اٹھاؤ تم سب صاحبوں نے خبر سنی کہ طلسم کشا کو
ہماری جانب توجہ ہوئی اور ہم کو منظور ہے کہ جب تک اقرارنامہ کامل نہ لیں کہ سب معشوقیں اُنکی ہمارے
زیر حکم رہیں اگر طلسم کشا نے یہ اقرارنامہ لکھدیا تو خیر کیا مضائقہ ہے کلام ہوگا میں بھی انکو قبول کر دونگی آپ
سب صاحبوں میں سے اگر کسی کو انکار ہو تو ابھی مجھے کہدیں خورشید برق وش و سلمائے گوہر پوش و
لیلائے عنبر مو و فیروزہ فیروزہ پوش و ناہید و آفتاب و زنار نے متفق اللفظ عرض کی حضور
نے بہت مناسب تجویز فرمایا ہم سب کو زیر حکم شہنشاہی رہنا منظور ہے ملکہ سلما کو بھی کرسی ملی لیلا
کھڑی رہی دست بستہ ملکہ سلما نے عرض کی بعد مدت رہائی کنیز کو حکم ہوتا ہے ملکہ نے فرمایا کیوں گھبراتی ہو
اب رہا ہو جاؤ گی اے سیارہ ستارہ شناس طلسم کشا صاحب کو لاؤ سیارہ نے آواز دی اے شہریار آپ
کیوں چھپے ہوئے بیٹھے ہیں آپکو ملکہ عالم یاد فرماتی ہیں صاحبقران اپنے مقام سے اٹھے اسی قصر
شیشہ میں آئے عرصے تک کھڑے رہے ملکہ صبیح بادلہ پوش منہ پھیرے ہوئے مسکرایا کیں بعد تھوڑی دیر کے
فرمایا انسے کہو کہ بیٹھ جائیں صاحبقران ایک دنگل زریں پر بیٹھے سیارہ ستارہ شناس نے عرض کی

حضور نے سماعت فرمایا جو کچھ ملکۂ عالم نے ارشاد فرمایا امیر نے کہا مجھکو بدل وجان منظور ہے سیارہ نے
قلم دوات کاغذ پیش کیا کہ اقرار نامہ تحریر فرمائیے صاحبقران نے بقاعدۂ عرب تحریر فرمایا کہ مینے
بدل وجان قبول کیا جو کچھ ملکہ صبیح بالہ پوش فرمائینگی بدل وجان قبول ہے کل مقدمات مین ملکہ کو اختیار ہے
ہم کسی بات مین کبھی دخل نہ دینگے امیر نے وہ اقرار نامہ پیش کیا ملکہ نے مسکرا کے فرمایا کیون اسی سیاہ
اقرارنامہ پر دو ن گواہی کے جو نہ نہین کرا ہون گواہی لاؤ صاحبقران نے دیکھا بہرام وعبدالجبار حلبی
وعبدالقہار حلبی وخواجہ عمرو سب بیٹھے آتے ہین اور جسقدر جادوگر لشکر مین صاحبقران کے تھے سب
دست بستہ حاضر ہوے ہر ایک کا یہی قول ہے ہم اس سرکار کے نمک خوار ہین امیر نے خواجہ کی گواہی لکھی
بہرام وعبدالجبار وغیرہ نے اپنی اپنی گواہیان تحریر کین امیر نے اس کاغذ کو مرتب کرکے سامنے ملکہ
کے پیش کیا ملکہ نے فرمایا ایک نقل اسکی آپ اپنے پاس رکھین اور ایک ہمکو دین امیر نے فوراً اسکی نقل بھی
دوسرے کاغذ پر کرلی ایک قطعہ اپنے پاس رکھا ایک ملکہ کو دیا اور جوش محبت مین اپنے مقام سے اٹھے
چاہا قریب تخت کے جاکے بیٹھون کہ اختصر نے کہا دیکھیے دیوار حقرانی ہے صاحبقران نے بڑھکے دیوار
کو روکا روزنے مین جو نظر کیا آنکھ بند ہوگئی اب جو آنکھ کھلی دیکھا مین دنگل یاقوتی پر سامنے تخت
حکیم اشرف الحکمت کے بیٹھا ہون تمام دربار جمع ہے نازنینان مہ جبین ومہ جبینان مہر تمکین
واسطے رقص کے حاضر ہین سازندے ساز ملا رہے ہین ایک نازنین بعد سوز وگداز یہ غزل
عاشقانہ گا رہی ہے

نظم

لغزش اس در دی مین پائے خضر کو ہر گام ہے — نقش پا میرا شراب بیخودی کا جام ہے
رتبہ میری خانہ ویرانی کا ایسا ہے بلند — [illegible] ن کہتے ہین جسکو میرے گھر کا بام ہے
ہو گئی صبح شب وصل اسکے جاتے ہی سیاہ — آفتاب اپنی نظر مین اک چراغ شام ہے
آکے وحشت شہر سے تھی اب ہے دنیا سے گریز — یہ وہ آغاز جنون عشق ہے انجام ہے
جان باب ہون پر نہین صحبت کی مجھکو آرزو — کیا مرض ہے عشق جسکے درد سے آرام ہے
کعبۂ مردان کعبۂ مقصود کو ہین جبین سے ہم — [illegible] جب حرم وہ کعبۂ احرام ہے
روز تیر اخط بنا کر قتل کرتا ہے ہمین — کیا ہماری جان کو جلاد یہ حجام ہے
دیکھنا جالی کی ٹوپی مین رکھے ہین اسنے پھول — بلبلون کے دام تھے اب یہ گلون کا دام ہے
دیکھتا ہے جب نہ تب کج دی نگاہون سے ہمین — چشم قاتل ہے کہ گولی تلخ یہ بادام ہے
جب مین ناکام اس سے کہتا ہون کہ ہر جا میر بان — ہنسکے کہتا ہے ضرور اے مدعی کچھ کام ہے
گرچہ تو بازار مین کہتے ہین مجھکو دیکھکر — ہے یہی آتش زبان ناسخ اسی کا نام ہے

اور سب گائین دعائین دے رہی ہین کہ خداوند وہ دن کرے کہ طلسم کشا کے ساتھ آپ اڑتے پھرتے تابہ
قلعہ طلسمی پہونچین ہم سبھون کی مرادین بر آئین وہ دونون بادشاہ بڑے جابر وقاہر ہین امیر سناٹے
مین ہین کہ ہمی مین کس مقام پر تھا اور اب کہان آگیا اب امیر ہوشیار ہو کے دنگل پر بیٹھے مگر سر نگون
تصویر خیالی اس جبے کی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و
ثنا کے عرض کی کہ ای شہریار ضحاک مار دوش جادو تمہین اکر ساحرون کی فوج سے اکر پہونچا بڑا سامرہ

زبردست ہی صاحبقران نے فرمایا آہا تو آنے دو مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است
دوسرے ہرکارے نے آکے خبر دی کہ ای شہریار ضحاک نے لشکر تیار کیا ہے طرف باغ ملکہ صبیح کے
جاتا ہے اب تو صاحبقران تیغہ پکڑ کے اٹھے باہر تشریف لائے دیکھا حقیقت میں ضحاک ماردوش جادو
تین لاکھ فوج سے طرف باغ ملکہ صبیح کے جاتا ہے دیکھتے ہی صاحبقران نے وہین سے نعرہ کیا یا شیدائی
کفاران بدنہاد ای ناکاران بدکردار منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان ایسے یاد مین ملکہ صبیح کے صاحبقران پر
ہین کر لشکر اتنا پڑا دوکھانڈ دیا ساحرون پر تلوار کھینچ کے لڑنے لگے لوٹ نہ دیکھی ساحرون نے نعرہ کیا امیر نے دیکھا
ایک طرف سے برق تجلی ملکہ خورشید برق وش و ملک اخضر وغیرہ آکے پہونچے جو سرداران نامی
و پہلوانان گرامی آئے گرے ایک طرف سے نعرہ خواجہ عمرو کا ہوا ایک طرف سے گرد عظیم بلند
ہوئی کل لشکر ساحران زیر ساحران امیر کا آگیا علامات سرخ و سفید کے پھریرے کھلے ہوئے سب
لا دم آتے ہین تو سمت ہی ہنگامہ ہوا کہ طلسم کشا کو بچاؤ بہرام نے جو اپنے آقا کو گھرے ہوئے دیکھی
تلوار کھینچ کے پہونچا ملکہ خورشید بھی چکاچک کے لڑنے لگین ان ساحران نامی نے جو جو سحر کیے
ہر سے کے ہوئے اثر دیکھ خیمہ صاحب نہ ہوئے گھوڑا قریب صاحبقران کے پہونچا امیر پشت
مرکب پر سوار ہوئے خواجہ عمرو ایک طرف حقہ ہائے آتش زنی مار رہے ہین امیر لڑتے لڑتے قریب
ضحاک ماردوش پہونچے ضحاک بہت کے امیر پر برس پڑا امیر نے لوح کو سامنے کیا کسی سحر
نے تاثیر نہ کی اژدہے سے ہاتھ نکال کے ہاتھ تلوار کا مار کر ضحاک کے دو ٹکڑے ہوئے ضحاک
کا مرنا کہ ایک دنیا ہوا تمام سحر خراب ہوا نخل سحر اجلنے لگے دو گھڑی کامل تاریکی رہی بعد دو گھڑی کے آواز آئی
کشتی مرا نام تھا ضحاک ماردوش جادو اب جو روشنی ہوئی دیکھی امیر نے سب ساحر لڑنے والے
بھاگ گئے تو وہ بہت زندہ شہزادہ خیمہ صاحب ہین اپنے لشکر مین اپنے کو پایا ملکہ خورشید
ملکہ زنار و ملک اخضر وغیرہ نے آکے صاحبقران کو گھیرا عمرو نے دیکھا کہ صاحبقران متحیر ہوئے
ہین پوچھا ای شہریار خیر تو ہے امیر نے وہ اقرارنامہ دکھایا عمرو نے کہا حمزہ ہم سب اس حال سے
متعلق آگاہ نہین ہین یہ کاغذ سراسر جعلی ہے اخضر وغیرہ بھی اس کاغذ کو دیکھکر حیران ہوئے خورشید برق وش
نے کہا ای شہریار آپ طلسم کشا ہین یکتا ہین حکیم کو اپنی دختر کا مرتبہ بڑھانا منظور تھا آپسے یہ کاغذ لکھوایا
اب کنیز کی حقیقت کا خیال رہے اگر حضور انصاف کریجے تو یہ سب لوگ ہمارے والد کے ماتحت رہے مگر
ملازمان خاص تھے ہرچند کہ مرتبہ حکیم سب سے اعلےٰ ہے لیکن دختر شاہ اُسکی مطیع رہے یہ کب زیبا ہے
اور آپکو یہ بات کیونکر گوارا ہوگی امیر نے فرمایا ای ملکہ خورشید مین سب صاحبون کے مرتبے خوب
سمجھتا ہون مگر وہ خط ایسا ہی تھا کہ مجھکو کچھ کہتے نہ بن پڑا آپ لوگ مطمئن رہین مگر حالت یہ ہے کہ امیر ہر
بات مین آہ کرتے ہین صاحبقران نے خواجہ عمرو کا ہاتھ تھام لیا بارگاہ مین تشریف لائے مگر رنگ
رو متغیر عمرو نے کہا آقا مین آپکو بہت متردد پاتا ہون امیر نے کہا میرے اختیار مین رنج پیدا ہے دل کی عجب
کیفیت ہے اصل مین اسوقت میری عجب حالت ہے نظم

جگر مین درد لگا جی مین آئے دام یہ ٹھہرے	غم دو دون کی لیتا ہون تو کیونکر ایک جا ٹھہرے
ہمارے آگئے دل ہم دل سے آگے بیوفا ٹھہرے	اب انکے روبرو جاتے ہین جو کچھ فیصلہ ٹھہرے

لڑتی ہوئی ملکہ آفتاب شعلہ مزاج قریب ملکہ خورشید برق وش کے آئین آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے
کہنے لگین ملکہ اب بڑا غضب ہوا اگر سحر العجائب و مصر الغرائب خود آتے تو یہ آفت برپا ہوتی جو جو
ساحر پر زور داران طلسم میں سب گھبرا رہے ہیں خورشید برق وش نے کہا صاحبو کچھ گھبرانے کا مقام نہیں
ہم لڑینگے بھڑینگے جان دینگے ہم تم چالیس افسر ہیں مرنا ہر نوع ہی دنیا کے جھگڑے چند روز کے ہیں مگر اس لڑائی
میں مارے گئے انجام ہم سب کا بخیر ہوگا صاحبقران نے دیکھا سب ساحر گھبرائے ہوئے ہیں کچھ لوگ چھپ چھپ کر
بھاگنے لگے امیر نے کہا جسکو بربادی لشکر کا خیال ہوا اور اپنی جان بچانا ہو اسی وقت لشکر سے نکل جائے اگر ہمکو
فتح حاصل ہوئی پھر آکے ملنا سب صاحبوں کا گھر ہے اگر شکست کھائی ہم قتل ہوئے انکو اختیار ہے ثابت قدمان گروہ
جرات نے دست بستہ عرض کی غلامان جانباز اسی مقام پر جان دینے کو عزت جانتے ہیں عمرو کے منہ سے نکلا
کہ انشاء اللہ اگر اس معرکہ میں بھی شب کو زمار لیں تو نام اپنا عمرو رکھا پایا لیکن خرابی یہ ہے کہ میں بیچارہ غریب گیا
کرون روز مرہ کی تکلیف سے جان رو رہی ہیں بچوں کی عسرت نہیں دیکھی جاتی ملکہ اخضر نے کہا ہم کس لئے کہنے
کے واسطے حاضر ہیں عمرو نے کہا خدا آپ سب صاحبوں کو سلامت رکھے میں جانتا ہوں آپ سب صاحب خود
کفالت کرینگے مجھکو آپ لوگوں سے بڑی امید ہے ملکہ اخضر نے دس توڑے ملکہ خورشید نے پچیس توڑے
پیش کیے اب تو دو سو پچاس توڑے ہو گئے غرض توڑے جمع ہیں صبح ظہور ہو گیا ملکہ خورشید نے کہا خواجہ ذرا اسپر
عیاری شروع کرنے جاتا یہ نہایت ساحر زبردست اور ہشیار ہے تحفہ جات طلسمی بھی اسکو بہم پہنچے ہیں اسپر
فتح پانا بہت دشوار ہے عمرو نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ پروردگار مددگار ہے پہر رات گئے عمرو لشکر سے نکلا
صحرا میں آکے بہ فکر عیاری سوچنے لگے مگر برق کو تاب نہ آئی یہ تڑپ کے بھاگا لشکر میں سلطان کرگدن سوار
کے آیا ایک نازنین عورت کی شکل بنکر دو پہر دن ڈھلے دروازے پر سلطان کرگدن سوار کے آیا اسکو
خدمتگاروں نے روکا برق فرنگی نے کہا جاکے شہنشاہ سے عرض کرو کہ کنیز کو آپکے لشکر والوں نے لوٹ لیا
میاں رسالدار صاحب مجبر جبر کرتے ہیں میں بھی شہر میں ایسی رہتی ہوں ایسے ظالم مردوں سے میری نگاہ سے
نہیں گزرے ایسے شہنشاہ عادل کا دور اور یہ ظلم و جور شہنشاہ کو خبر تو ہے نہیں کہ ہمارے لشکر میں یہ بدتمیزیاں
ہوتی ہیں خدمتگاروں نے جاکے سلطان کرگدن سوار سے کہا کہ حضور آپکے پاس ایک عورت فریادی
آئی ہے اسکی خبر لینا حضور کو واجب و لازم ہے سلطان نے مسکرا کے کہا بلا لو ملازموں نے پردہ بارگاہ
کا اٹھا دیا میاں صحبت نے دیکھا ایک نازنین نہایت حسین مگر مرجھائی ہوئی پریشان حواس [illegible]
کہا اے شہنشاہ دوہائی ہے دوہائی ہے میاں ختل نے جو صورت زیبا دیکھی زانو بہ ٹلنے لگے منہ میں پانی بھر آیا ہر شخص
بھی کہتا ہے میں شاہ سے اسکو مانگ لونگا مگر سلطان کرگدن سوار نے ہنسکر کہا کس ظالم نے غضب کیا ہے
ایک وزیر نے کہا کیا حضور اسکو جانتے ہیں کہا ہم سب کو کچھ پہچانتے ہیں لیکن سلطان نے اس
نازنین کو قریب بلایا کہا کیوں بی تمہارا کیا نام ہے برق نے شرما کے کہا مجھکو تمتمی بی کہتے ہیں ہاں میری
مجھکو پیاری ہے چند روز ہی کی ساکرنی تھیں مگر انکی حماقت تھی مجھکو ذلت سے پکارتی تھیں میرے مقدمے میں انکو
ایسی باتیں زیبندہ نہ تھیں سلطان کرگدن سوار نے کہا پھر کیا ظلم ہوا کہا حضور کے رسالدار حبشی لڑکین
کے رسالے کے حاکم میاں کالے خان بانکوڑے کو ٹھوہا کیوں اُسے حضور پانچ روپے مجھکو خرچی کے
دیے جب رات کو گھوڑا آکے میٹھا ایک مارسیاہ تھا کہ اُسکے پائجامے سے نکلا میں جلبلا گئی چاہے نکل گئی

وہ نگوڑا اپنچلی جھاڑ کے جو بیٹھا حضور میری جان پر بن گئی جھیں ڈرتی تھی تو بیان در دانے پہ پوپٹ رہی تھی اسی طرح
یہی ہنگامہ تھا کہ امی جان کو نگوڑا مارے ڈالتا ہو ایسے ظالم کے ہاتھ سے آج امی جان کیونکر بچینگی آخر بمشکل نگوڑی
سے نجات پائی بیہوش ہوگئی حضور دانت میرے بیٹھ گئے خون جاری تھا نیا معاملہ تھا اُس بیہوشی میں نگوڑی
نے سونے کا طوق میرا اُتار لیا تو جیون نے آکے مجکو ہوشیار کیا کہا امی جان طوق آپکا کیا ہوا سرہانے جو دیکھا
وہ پانچ روپیہ خرچ کے بھی نذر دو نگوڑا جان وبال دونوں لیگیا ہیں جو تھنے تھنے لگی رسالے والے مجکو
مارنے دوڑے رسالدار صاحب مجکو اشاروں سے بلاتے تھے میں نے کہا صاحب بیچ لی ہزار نعمت کھائی
اب میں اُس بات کو ہرگز نہ قبول کرونگی میرا طوق خواہ کردو حضور میرا طوق سولہ تولے کا تھا جب میرا سر
ڈھانکا گیا تھا تو ایک راجہ نے وہ طوق دیا تھا ہماری تو جان بچی روٹی کو رسالدار صاحب کے سائیس
مارنے دوڑتے ہیں لونڈی نے رات سے کچھ نہیں کھایا حضور سب رئیسوں میں پوچھی جاتی ہوں نچانا اور
گانا بھی دونوں باتوں میں کمال رکھتی ہوں سلطان کرگدن سوار ہنستا جاتا ہے کہتا ہے شتّو بی سچ کہتی ہو
یہ کہکر آواز دی ارے کوئی حاضر ہے جیسے ہی سلطان نے آواز دی پہلوے بارگاہ سے ایک طائر زمزمہ سرائی
کرتا ہوا آیا پہلے برق پر اپنا سایہ ڈالا پھر سر برق کے بیٹھا جیسے ہی طائر بیٹھا رنگ و روغن عیاری کا سب
اُڑ گیا سلطان نے کہا شتّو بی ذرا اپنی صورت تو دیکھو یہ کہکر آئینہ دکھایا جیسے ہی قلعی کھل چکی تھی اب وہ
صفائی کہاں سلطان نے کہا او نا عیار منم سلطان کرگدن سوار حسب وقت نامہ شہزادی طلسم کا میرے پاس
پہونچا اور مضمون اُسمیں یہ تھا کہ تم برائے مقابلہ مسلمان جاؤ اور حکیم اشرف الحکمت کا تو حال کھل گیا وہ تو
بیچارا مسلمان ہے لیکن اے سلطان جب تم مقابلہ مسلمانان ہیں یہ بخوبی تو عیاروں سے اپنے کو بچانا ہمکو اپنے
علم کے قاعدے سے معلوم ہو گیا کہ پہلے برق فرنگی عیاری کرنے آئیگا میں حیران تھا کہ مجھ تک کیونکر پہونچیگا
ڈر لگی برق کیا کہتا کب کام کیا ہے برق نے دیکھا سر سے پیر تک زمین تھامے ہوئے ہے سلطان نے کہا او مکار
غدار ساحروں پر کہیں عیاریاں چلتی ہیں جب تو لشکر سے چلا تھا جب ہی ہم سمجھ گئے تھے ہمکو ہمارے سحر نے
خبر دی تھی کہ برق عیاری کرنے آتا ہے یہ طلسم نور افشان ہے سرو بار اس بات کو کہتا ہوں کہ صاحبقران
کو خبر ہو جائے کہ سلطان کرگدن سوار ارشاد فرماتے ہیں کہ آپنے لوح طلسمی پائی مرحلہ جات فتح کیے مگر کسی
ساحر سے مقابلہ نہیں ہوا اب ساحر آئینگے دیکھیں کہ آپ لوح طلسمی لیکر لشکر کو کھڑے کھڑے شکست
دیگا دیکھوں تو عیار ہو نگر مجھپر عیاری کرنے میں ابھی بچہ اُس ساربان زادے کو دیکھا ہے اسکو اپنی عیاریوں
پر غرور ہے ابھی جائے اسکو بھی لاتا ہوں یہ کہکر حکم کیا کہ برق فرنگی کو لیجاکے قید خانے میں قید کردو ہم
بڑے عیار طرار کو لیئے جاتے ہیں جسکا تمام عالم میں شہرہ ہے یہ کہکر بارگاہ سے باہر آیا تلاش میں خواجہ کی
چلا تحریر کرچکا ہوں کہ خواجہ عمرو بیک نکل کے سائے میں بیٹھے ہوئے سوچ رہے ہیں کہ کس تدبیر سے تا بہ
سلطان جاؤں کہ دیکھا سامنے سے برق فرنگی دوڑا ہوا آتا ہے خواجہ نے پکار کے کہا ارے خیر تو ہے
برق نے گھبرا کے کہا استاد میں نے عیاری کی مگر پہچانا گیا بمشکل نکل آیا خواجہ نے جو آنکھ اُٹھائی دیکھا میرا
بھورا نہیں ہے گھبرائے کہ یہ کیا مکر کیا خدا خیر کرے خواجہ گھبرا کے اُٹھے برق نے پکار کے کہا استاد کہاں
سب چمر و نے کہا میں صاحبقران سے اطلاع کرنے جاتا ہوں برق نقلی دوڑا کتا ہوا استاد پہنچے تو خواجہ نے
جلدی سے کمند ڈالی برق نقلی چہار جانب دیکھنے لگا دور سے شاگردان عمرو نے دیکھا کہ ایک ساحر غدار

کھڑا ہوا خواجہ عمرو کو ڈھونڈھ رہا ہے خواجہ عمرو بھاگ کے خدمت صاحبقران میں پہنچے امیر نے دیکھا
میرے پہلو سے آواز آتی ہے مگر کسی کی صورت نظر نہیں آتی کہا ہاں کہ رہا ہوں آقا ہوشیار ہو جائیے معلوم ہوتا ہے
برق پکڑا گیا اسی کی صورت بنا کوئی ساحر میری تلاش میں آیا ہے صاحبقران نے کہا خواجہ مجھے صورت
تو دکھاؤ عمرو نے سر سے گلیم اُتاری صاحبقران کے سامنے عمرو کھڑا ہے دونوں شاگرد ان عمرو نے
دیکھا وہ ساحر غائب ہو گیا شاگردان عمرو دوڑے ہوئے آئے عرض کی استاد جو آپکی تلاش میں آیا
تھا وہ ساحر تھا ابھی غائب ہو گیا عمرو نے کہا آقا آپنے سنا کہ دوسرے ہرکارے دوڑے ہوئے آئے
عرض کی استاد برق فرنگی نے جاکے عیاری کی تھی مگر پکڑے گئے بڑے لطف کی عیاری کی تھی اُسنے
سر دربار یہی کلمہ کہا ہے کہ لوح بھی لے لونگا اب تو ایک ساحر مقابلے میں صاحبقران نے کہا کہ لوح
طلسمی حمزہ کے پاس ہے کیا کر سکتے ہیں میں ایک تدبیر کرتا ہوں دیکھوں طلسم کشا کیونکر بچتے ہیں امیر نے
فرمایا خدائے ما بزرگ است ہرکارے کھڑے ہوئے ہیں خواجہ بھی موجود ہیں مثل بید کانپ رہے ہیں
گرد چند سردار حاضر ہیں کہ دربارگاہ پہنچ تو اسپ سے دیکھا سلطان کرگدن سوار باہر سر کے
کمر کے نیچے لٹکتے ہوئے بارگاہ میں گھس پڑا اور اپنے نام کا نعرہ کیا منم سلطان کرگدن سوار او
حمزہ اگر لوح طلسمی بحکم ملکی اسیر نا زنہ کرنا دم بھر میں لوح چھین لونگا جاتا تھا ملکہ خورشید برق وش
نے کہا کہ تھوں عمرو نے چاہا جست کرکے بھاگوں اسنے جھپٹ کے عمرو کو پکڑ لیا ملکہ خورشید نے گولہ مارا
برق جو گری شانے پر سلطان کے بڑی شانہ اسکا نشانہ ہوا ملکہ خورشید نے چاہا بڑھ کے ہاتھ بیچے کا
ماروں سلطان خواجہ عمرو کو پکڑے ہوئے ہے تھی سے ایک طائر چھوڑا اُسنے آواز دی ای خورشید
بے ادب یہ سلطان وزیر طلسم ہے کہ وہ طائر جل کے خاک ہوا خاک اُسکی سر پر خورشید کے گری
خورشید برق وش کی آنکھیں بند ہوئیں سلطان کرگدن سوار نے خورشید کو بھی لیا قصد کیا کہ آفتاب
پر بھی جا پڑوں ایک بغلے میں دونوں کو دبا لیا ہے صاحبقران نعرہ کرکے اُٹھے لوح جو چھینا ہے سلطان
نے کہا حمزہ یہی تو بڑا گھمنڈ ہے بے پرواز پیدا کرکے نکل گیا لشکر میں داخل ہوا خورشید برق وش
و خواجہ کو سلطان کرگدن سوار بارگاہ صاحبقران سے لیگیا اُڑتا ہوا لشکر میں آیا سرداروں کو حکم
دیا کہ سیاہ بان نزادے کو اور خورشید کو قید خانے میں لیجاؤ ملازم دونوں کو وہاں لائے جہاں پر
برق فرنگی قید تھا انکو بھی وہیں قید کیا یہاں صاحبقران بارگاہ میں افسوس کر رہے ہیں کہ خواجہ
و خورشید کو لیگیا ہرکارے واسطے خبر کے گئے تھوڑی دیر میں پلٹ کے آئے عرض کی خورشید
و خواجہ و برق قید خانے میں بھیجے گئے سلطان بارگاہ سے پھر غائب ہوا ہے ملک اخضر و آفتاب
بیرون بارگاہ آئے لشکر کو ترغیب دے رہے ہیں کہ ہر وقت تیار رہو آمادۂ حرب و پیکار رہو یہ
ملعون بڑا ساحر زبردست آیا ہے ایسا گستاخ ساحر ہماری نگاہ سے نہیں گذرا کہ سامنے سے امیر
بازو فیروز کے خورشید و خواجہ کو لیگیا ملک اخضر اور آفتاب کھڑے ہیں کچھ کمیدان رسالدار عرض
کر رہے ہیں ہم سب ہوشیار رہتے ہیں کہ دیکھا سامنے سے سلطان کرگدن سوار بصورت ہیبتناک
آتا ہے للکارتا ہوا کہ ای آفتاب میں تو تمہاری تلاش میں تھا آفتاب نے جھپٹ کے سحر کیا اسنے ہنس کے
دفع کر دیا کہا ای آفتاب اسقدر مد اتراؤ حمزہ کو لوح طلسمی ملکی شہنشاہ نے بخشا ہے ہم سے نہ کہا ورنہ

ابتک سب کا خاتمہ کر دیتے آفتاب زرنگار اخضر نے چاہا سحر کرین سلطان نے چپ چپکا لیں
اخضر و آفتاب شعلہ مزاج کو لیا ایک جانب زنار رکھڑی ہوئی تھی اسنے جو دیکھا بیتاب ہو کے بڑھی
کہ اخضر و آفتاب کو چھڑا دین جیسے ہی یہ قریب آئی سلطان نے ایک موے سر کو اپنے جنبش دی ایک
زنجیر آہنی تڑپ کے گلے مین زنار کے پڑی آفتاب و زنار و ملاب اخضر کو سلطان نے بھاگ کے اپنے لشکر
مین آیا اہالیان لشکر سے کہا ان تینون سردارون کو بھی وہین قید کرو جہان وہ قید ہین یہ بھی تینون قید
ہوئے یہ خبر صاحبقران کو پہونچی کہ سلطان بڑا ساحر زبردست ہی اخضر و آفتاب و زنار
کو بھی لیگیا امیر نے ناہید وغیرہ سے فرمایا کہ صاحبو ہشیار رہنا ناہید و فیروزہ یہ کہکر نکلین کہ لشکر تو
ہم آراستہ کرین دونون نکل کے کنارے پر لشکر کے کھڑی ہوئی ہین کہ پیلو سے نعرہ ہوا منم سلطان گرگدن سوار
کیون بی ناہید باپ کی خدائی برباد کرا کے یہان آئین یہ طلسم نور افشان ہی یہ کہکر دونون نازنینون
پر گرا اسطرح باز کنجشک کو دبوچتا ہی ہرچند دونون نے چاہا سحر کرین سحر زبان سے نہ نکل سکا اسنے دونون
کو گرفتار کر لیا صاحبقران نے جو خبر سنی لوح طلسمی نکالتے ہوے بارگاہ سے باہر نکلے دیکھی سلطان
ناہید و فیروزہ کو لیے ہوے جاتا ہی نعرہ کر کے بڑھتے تھے کہ سلطان سحر کر کے ملبد ہوا صاحبقران
رنجیدہ و کبیدہ پلٹے اب تو لشکر مین چار سمت ایک ہنگامہ برپا ہی کہ یہ بڑے غضب کی بات ہی لشکر پر بات
مین کرامات ہی اسقدر تھوڑے عرصے مین ان ساحران عالیوقار کو گرفتار کر لیگیا جو سارے لشکر کی جان تھے خدا اب
سب کو ہر آفت سے بچائے امیر حیران بیٹھے ہین فرماتے ہین ہمین گرفتاری عمرو کا نہایت قلق ہی اکثر مجھسے شہنشاہ
کوکب روشن ضمیر بھی ذکر کیا کرتے تھے کہ ساحران طلسم نور افشان قیامت کے پرکالے ہین ایک ایک بلای روزگار
ہی اب یقین کامل ہوا کہ طلسم برباد ہوتا ہی یہ ساحران دونون نے کائنات کے مرے مقابلے کے واسطے
روانہ کیے ہین صاحبقران نے اسی فکر و تردد مین دن بسر کیا سلطان گرگدن سوار نے تھوڑے ہی عرصے
مین پندرہ سولہ ساحران نامی گرامی گرفتار کیے صاحبقران کو نہایت سناٹا ہی شام کو یکایک صداے
طبل جنگی لشکر سے سلطان گرگدن سوار کے آئی صاحبقران نے سر اٹھا کے فرمایا خیر تو ہی اسوقت یہ کیسا
نقارہ بجا ہی ہرکارون نے آگے عرض کی کہ سلطان گرگدن سوار نے طبل جنگ بجوا دیا یقین ہی کہ کل صبح کو
خود نکل کے معرکہ آرائے نبرد ہوا شہریار سلطان گرگدن سوار اپنے مقام پر ناز کرتا ہی کہ کوئی دنیا
مین مجھسے مقابلہ کر سکتا ہی دیکھو پہر بھر مین سولہ سردار لشکر اسلام سے گرفتار کر لایا اب تو مین نے طبل جنگی بجوایا
ہی دیکھون لوح طلسمی میرا کیا کرتی ہی صاحبقران نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وہ بتائید ربانی
طبل جنگی بجے ہرکارون سے فرمایا کہ ہمارے یار وفادار خواجہ عمرو نامدار کی خبر رکھنا جب تک یہ خبر مفصل
نہ معلوم ہوگی کہ خواجہ عمرو پر کیا گذری مجھکو خبر ہی پر ہیونچا تا شب کو ہر دو لشکر مین تیاریان ہین
ساحران لشکر سلطان گرگدن سوار سب مبتلاے ہوے ہین یہی آپس مین چرچے ہو رہے ہین کہ کل ہم
طلسم کشا کو گرفتار کر کے سامنے شاہان طلسم کے بھیجینگے ایک مسلمان زندہ نہ بچیگا ہر طرف یہی ہنگامہ ہی یکایک
مالک بام خانہ مغرب سحر کرتا ہوا نشان خانہ مغرب مین جا کے چھپا ثابت و سیارگان کو اپنے ساتھ لیگیا جمشید زرین کلاہ
فلک چہارم پر سحر کرتا ہوا آیا حمایل ضیا کی گلے مین نیزہ ہاے خطوط شعاع ہاتھ مین تخت زرجدی فلک پر
جلوہ فرما ہوا عالم تمام نورانی ہوا طائرون نے زمزمہ سرائی کی بادالہی مین مست صبا ساغر عیش دست بدست

لالے نے جام اپنا شراب شبنم سے مخمور کیا نرگس نے کلاہ سر پر رکھی واسطے تماشاے جنگ دونون جانب کے متوجہ ہوا صاحبقران روح طلسمی گلے مین ایرج و نور الدہر سا تھ ساتھ لیکن ایرج کی بدپیشانی آئینہ رخسار پر حیرانی یاد مین ملکہ بران شمشیر زن کے بیزار شب بھر کی سختی اٹھائے ہوے شاپور شیر دون نے جواب آقا کو متغیر دیکھا پہوکے قریب آیا عرض کی کہ قاسم اشرف زمانہ رہائی ملکہ قریب آیا ہے اسقدر غم نہ کیجیے یہ ساحران نامی و نامدار جو لشکر کفار مین قید ہوگئے ہین انشاء اللہ بہت جلد وہ رہا ہو جائینگی ایرج نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا اے برادر دادا جان کے ساتھ رہنا ہمارا مناسب نہین تھا اگر علیحدہ لڑتے بھڑتے جاتے تو اپنے کو بہت جلد تا بہ قید خانہ پہونچاتے ملکہ کو چھڑاتے اے برادر کیونکر ہمارے قلب کو تسکین ہو فلک نے عجب رنج و ملال دکھاتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے قلب مضطر ہے کس سے اپنا حال دل کہین کیونکر خاموش رہین اسوقت اُس محبوب کے خیال مین یہ کیفیت ہے

نظم

نہ دیکھنے پائی آنکھ انکو اگر اٹھی بھی نقاب عارض
کسے دکھاتے ہو انجمن مین جمال آئینہ تاب عارض
کہان یہ بو سنبل ختن مین کہان یہ نکہت گل چمن مین
یہی ترے حسن کی ہے گرمی تو ڈر ہے اے نازنین یہ مجھکو
ہزار جا کے ڈھونڈھتے ہین مگر کہان پائیے چمن مین
اٹھے ہین لطف وصل کا جب کرم اٹھا دو وصال کی شب
غرور جوبن پہ انکو ناحق ہمین جوانی پہ ناز بیجا
پسند اگر زلف نے کیا دل پسند رخسار نے کیا قتل
یہان ہر [illegible] نگاہ ہر دم ہے سفید و سیاہ عالم
ہماری تربت پہ ... گھر وہ تو ہو گئی ساری قبر خوشبو
شرار وہ انگار شعلہ بجلی فروغ طور آتش تجلی
نظارہ بازون سے ہو مقابل تو سامنے پردے بھی ہون حائل
چمک چکا آفتاب محشر نہ سمجھے اس سے تو دیدہ تر
ہمارا حال خراب دیکھو رقیب کے پیچ و تاب دیکھو
نہ بھولتا ہون جمال انکا نہ بھولتا ہون جلال انکا

ہوئی نگاہون کی اتنی کثرت کہ بنگئین خود حجاب عارض
یہان تو حیرت ہوئی وہ عارض کہ ہو گئی جو حجاب عارض
انہین کا گیسو مثال گیسو انہین کا عارض جواب عارض
کہین پسینے کی طرح رخ سے گرے ٹپک کر نہ آب عارض
وہ نرگس فتنہ خیز جانان وہ سبزہ محو خواب عارض
حیا کا پردہ مژہ کی چلمن حجاب دیدہ نقاب عارض
نہ معتبر حسن عارضی ہے نہ اعتبار شباب عارض
یہ نقطۂ انتخاب گیسو وہ نقطۂ انتخاب عارض
سواد گیسو بیاض گردن صحیفۂ رخ کتاب عارض
جب آئے عارض پہ ڈھلکے آنسو تو بنگئے گلاب عارض
سنوگے محفل مین دلجلون کے بہت سے ایسے خطاب عارض
جھلک دکھا جائے اپنا کر دل وہ شوخ دیدہ ہے تاب عارض
خود آؤ تم سامنے چمک کر دکھاؤ اب آفتاب عارض
سپہر کا انقلاب دیکھو کبھی تو الٹو نقاب عارض
نظر مین ہے اک جلال انکا وہ جلوہ ہے عتاب عارض

ایک جانب شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بصد شوکت و شان ایک جانب بہرام و عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی وغیرہ ہمراہ ہین خواص عمرو کا لشکر مین ہونا ایک ادا سی علیحدہ ہے ہے صاحبقران آگے بڑھے ہوے ادھر سے آمد آمد لشکر کفار کی شروع ہوئی تمام ساحران غدار اسباب سحر جھولیون مین بھرے ہوے بڑھے ہوے چلے آتے ہین افسران فوج فوج کو درست کرتے ہوے آپس مین سب کے یہ قول ہین کہ اب چلکر اہل اسلام کو لوٹ لین لشکر صاحبقران کو شکست ہو دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچے امیر نے سر اٹھا کے دیکھا سب فوجین آگئین افسران ساحران بھی ہو گئے مگر سلطان گرگدن سوار نہین معلوم ہوتا ہرکارون سے امیر نے پوچھا کچھ تمنے دریافت کیا کہ سلطان گرگدن سوار آج ساتھ نہین کیا

ہرکاروں نے عرض کی حضور بوقت سحر وہ بوم خانے سے نکل کے بارگاہ میں آیا آپ افسران فوج سے
یہ کہکر غائب ہوا کہ لشکر کو لیکر میدان کارزار میں چلنا میں بھی فکر کرکے آجاؤنگا نامی ساحر لشکر حمزہ سے میں
گرفتار کرلایا ہوں بجان کیدان رسالدار اور سرداران مذکور پشت پر حاضر ہیں صاحبقران چالیس قدم
آگے بڑھے ہوے بمرتبہ صاحبقرانی کھڑے ہیں کہ طرف سے لشکر کفار کے گرد اڑی صاحبقران نے دیکھا خواجہ عمرو
بے حواس و پریشان دوڑے ہوے چلے آتے ہیں سر بھی کسی قدر زخمی ہے صاحبقران عمرو کو اس حال سے
دیکھکر گھبرا گئے پکار کے آواز دی خواجہ خیر تو ہے کیونکر تمنے رہائی پائی خواجہ نے عرض کی ای شہریار میں نے
سب ساحروں کو رہا کردیا ہوتا مگر عین وقت پر نگہبان ہوشیار ہوگئے منتظم قیدخانہ کو میں نے بیہوش
کیا تھا سرداروں کی قید کاٹنے چلا تھا کہ کئی ساحر وہاں پر پہونچے میں تو حقہ ہاے آتشبازی داغ کے بھاگا
اور قیدیوں کو رہا نہ کرسکا یہ باتیں کرتا ہوا عمرو صاحبقران کے قریب آیا پیچھے سے عرض کی ذرا پشت
اشقر سے اتر لیے میں کچھ عرض کروں گا صاحبقران اتر پڑے عمرو نے کہا آقا لشکر کفار میں الٹی کر لوح
طلسمی بھیجنے طلسم کشا سے [illegible] ذرا لوح کو تو ملاحظہ فرمائیے صاحبقران نے چاہا لوح کو دیکھیں عمرو نے
کہا مجھے دیجیے میں سمجھ لونگا امیر نے لوح اتار کے عمرو کے ہاتھ میں دی عمرو لوح لیکر چاہتا ہے لوح کو کمر میں
رکھے صاحبقران دیکھ رہے ہیں عمرو نے کہا حرز ہیکل بھی دیکھوں امیر نے حرز ہیکل بھی گلے سے اتاری
جیسے ہی ہاتھ میں عمرو کے دی عمرو حرز ہیکل اور لوح طلسمی لیکر پیچھے ہٹنے لگا امیر نے کہا خواجہ لوح لیکر
کہاں چلے ہیں للکارے عمرو نقلی نے آواز دی باش او حمزہ دیکھ یوں مری ہوا لوح لے لی چاہا ازلب کے
بلند ہوں نیزہ امیر کے ہاتھ میں تھا امیر نے نیزہ مارا نیزہ سینۂ پر کینہ پر بیٹھا پشت کو توڑ کے پار گذرا
وہ شخص زمین پر گرا امیر نے دوڑ کے لوح طلسمی اور حرز ہیکل کو اٹھا لیا دیکھا ایک ساحر سیہ فام بدانجام پڑا
تڑپ رہا ہے جب صورت تبدیل ہوئی دیکھا سلطان کرگدن سوار نہیں ہے اور کوئی ساحر مکار و غدار ہے
کہ طرف سے لشکر کفار کے نعرہ ہوا سنو سلطان کرگدن سوار اور حمزہ میں تو جانتا تھا کہ لوح طلسمی کا لینا
تمھارے ایسے صفشکن سے بہت دشوار امر ہے مگر اسی واسطے اپنے غلام کو بھیجا تھا اب اور کوئی تدبیر ہو
جا بجلی خود صف سے آگے بڑھ کے کھڑا ہوا صفوں کو درست کرنے لگا جب صفیں آراستہ ہو چکیں نقیبوں
نے نقابت کی کوکبت گرشت کرکے سلطان کرگدن سوار نے پلٹ کے طرف اپنے لشکر کے دیکھا ایک
ساحر انتقام عجائب [illegible] نامی نے گھوڑے کو بڑھایا عرض کی غلام برائے مقابلہ جاتا ہے سلطان نے
اجازت دی مگر یہ کان میں پیچھے سے بھی کہا یہ بھی سمجھا دیا کہ ای انتقام طلسم کشا سے مقابلہ ہے بہت سنبھل
کے مقابلہ کرنا انتقام نے کہا صاحب خوب ایسا ہی ہوگا یہ کہکر انتقام نے میدان میں آکے سخنوری دکھائی
آواز دی ای فرقۂ مذاہب پرستان جسکو تمنائے مرگ کی ہو میرے مقابلے میں آئے صاحبقران نے قصد کیا
کہ میں میدان میں جاؤں قضاے کار لشکر سکندر زرین پوشش زرین علم ایک صحرا میں فردوش تھا
اسی طرف سے نقابدار سبز پوش جیسے ضیغم شیر شکار کا گذر ہوا یہ تو ناظرین کو یاد ہوگا کہ برقان برق وش
انکے ساتھ میں دل لگی جو سوجھی بطور شبخون لشکر سکندر پر جا پڑے تھے و غیرہ گرادیے ملکہ برقان نے
منع بھی کیا تھا کہ ای شہریار یہ کیا مزہ ہے مگر یہ شیر بیشۂ اسد نامدار انکا کہنا کب مانتے ہیں کہنے سے اور زیادہ
ضد پر آئے لیکن جب شاہزادہ برائے شبخون گیا چونکہ عاشق ہیں انکے دل کو کب تاب آتی ہے یہ بھی آسمان

جنگ شاہزادہ والا قدر کو ملاحظہ فرما رہی ہیں سکندر رند زرین پوش زرین علم کرچکے انکے عیار جواہر
نے خبر دی یہ سنتے ہی سکندر غصے میں اُٹھا باہر آکے اپنے نعرہ کیا ضیغم نے ترکی میں آواز دی ای
قزاقان بد ر روید برق کی آواز سنتے ہی قزاق لڑنے ہوئے نکلے ملکہ نسیم آتشیں خو جو تھیں انھوں نے دیکھا
ایک نقابدار ببر پوش بھاگا ہوا جاتا ہی اور شہزادہ سکندر تعاقب میں چلے جاتے ہیں اور آسمان پر
ایک ابر چھایا ہوا ہی اُس ابر سے برق کی چشمک زنی ہو رہی ہی نسیم آتشیں خو نے ایک گولہ اُٹھا کے ابر
پر مارا آواز دی اس ابر میں کون پوشیدہ ہی ابر شق ہوا نسیم نے ایک نازنین مہ جبین چاردہ سالہ کو
دیکھا کہ طاؤس زرین بال پر سوار ہاتھ چمکا رہی ہی وہ برقین لشکر پر نہیں گرتین صرف بجلی چمک دکھا رہی
ہیں نسیم آتشیں خو نے للکارا اری بے تمیز ذات کا فساد ہی میں سمجھ گئی شاہین و گلشن بھی آپہونچے تینوں جادوگرنیوں
نے مل کر سحر کیا ملکہ برقان برق وش کو پکڑ لیا نسیم آتشیں خو نے کہا اسی ساحرہ کے بھروسے پر وہ نقابدار
شبخون آیا تھا سکندر نے اُدھر نقابدار کا پیچھا کیا نقابدار پلٹ کے لڑتا ہوا چلا آتا ہی نسیم وغیرہ ساحرہ چلی
آتی ہیں ان زنوں نے پکار کے کئی مرتبہ کہا آپ ہٹ جائیے ہم سحر کرکے پکڑ لیں سکندر فرماتے ہیں اُسنے تو یہ
قیامت برپا کی کہ میرے شبخون مارا ہیں کیونکر حکم دوں کہ تم لوگ غیر ساحر پر سحر کرو ملحوظ خاطر ناظران والا مقام ہی
کہ ضیغم اسطرح لڑتے بھڑتے ہوئے جاتے ہیں اور شہزادہ سکندر تعاقب میں اور یہ وہ وقت ہی کہ انتقام
نے میدان میں نعرہ کیا ہی صاحبقران انکے مقابلے میں نکلے انتقام نے بڑے بڑے حربے کیے مگر صاحبقران
پر بسبب لوح کے تاثیر نہوئی امیر گھوڑا اُڑاتے ہوئے قریب پہونچ گئے بڑھ کے ہاتھ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے
ہوئے سلطان کرگدن سوار نے جو دیکھا کہ میرا رفیق شفیق مارا گیا کہا صاحب لوح سے مقابلہ مشکل ہی
یہ سوچ کے طبل امان بجوا کے ہٹ گیا صاحبقران اپنی طرف پلٹے لشکر میں آئے رہ رہ شب طلایہ صاحبقران
تھی ہر چند سرداروں نے عرض بھی کی کہ غلامان جانباز شب بھر انتظام کرینگے دشمن سخت سے مقابلہ ہی حضور
تکلیف نہ کریں امیر نے فرمایا سال بھر کے بعد ایک دن خدمت سپاہیان لشکر کا میرے ذمہ ہی میں کیونکر
اُسے ترک کردوں لیکن جو ساحر کہ لشکر میں باقی ہیں اُنھوں نے بہت بہت عرض کی کہ ایسا نہو کہ آپ طلایہ
پر جائیں اور سلطان کرگدن سوار آکے کوئی مکر پھیلائے اور خدانخواستہ آپکے سینے سے لوح نکل جائے
تو ہم لوگ کیا کرسکینگے آپ لوح سے بہت ہشیار رہیے گا صاحبقران نے فرمایا مجھے ہر وقت خیال رہتا ہی
یہ باتیں کرکے امیر اندر بارگاہ کے آئے بکاول نے دستر خوان چنا صاحبقران کو اپنے سردار یاد آئے رونے
لگے آخر امیر نے خاصہ تناول فرمایا ہتھیار جسم پر لگائے لوح طلسمی و حرز ہیکل گلے میں پہنی تیغ آفتاب
ہاتھ میں لیا طلایہ پر آئے عمرو کے ساتھ نہونے سے نہایت رنجیدہ و کبیدہ ہیں صرف مقبل وفادار ہمراہ
رکاب سعادت انتساب ہی پہر رات گذری ہی امیر کنارے پر لشکر کے ٹھہرے ہیں لباس سبز دی جسم پر
ڈھاٹا باندھے ہوئے کہ مورچے گرد اُڑی امیر نے دیکھا ایک نقابدار ببر پوش دریا سے خون میں نہایا
ہوا گھوڑا اُڑاتے ہوئے تیغے مارتا ہوا جاتا ہی اور ایک جوان آفتاب مثال گھوڑے کو اُڑاتے ہوئے
اسکے تعاقب میں کہتا ہوا آتا ہی کہ او ببر پوش ٹھہر جا نو جوان جرأت کہے ببر پوش جواب دیتا ہی ایسوں کی
خدمتگذاری کی اور چلتے پھرتے نظر آئے کیا ضرورت ہی کہ ٹھہروں میں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں صاحبقران
اس حال کو دیکھکر ہنسے جب ببر پوش قریب پہونچا وہاں سے سکندر نے آواز دی ای جوان ذرا

اسکے گھوڑے کی باگ پکڑ لے صاحبقران نے دیکھا کہ یہ نقابدار ہٹتا ہوا جاتا ہی چاہتے تھے کہ ہاتھ
ڈال دیتے مگر فرمایا کہ ای نقابدار نکل جا نقابدار تو نکل گیا سکندر کو بہت ناگوار ہوا تعجب آئے کہ
او جوان تونے بہر پوش کو روک لیا ہاں وقت کے لشکر پر شبخون مار کے بھاگا امیر نے فرمایا ای بہادر
جو اپنے سر سے بھاگے اسکا تعاقب کرنا کیا ضرورت ہی اب مہربانی فرمایئے پلٹ جائیے یہ کہکر امیر نے گھوڑے
کو بڑھایا سکندر نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا سکندر اور صاحبقران سے
نیزہ چلنے لگا سلطان زرین پوش بھی آکے پہونچا سب تماشا دیکھنے لگے سکندر کو یہ نہیں معلوم کہ یہ
صاحبقران زمان ہیں اتنا سمجھا کہ یہ سوار سیہ پوش ہی دو گھڑی کامل نیزہ چلا شب تیرہ و تار سکندر جلایا
ہوا امیر بھی ہر مرتبہ چاہتے ہیں کہ نیزہ نکال دوں سکندر رکتا ہی کہ او جوان کہیں مردوں عالم کے ہاتھ سے نیزہ
نکلتا ہی دو پہر سے شب گذر چکی تھی امیر نے بند صاحبقرانی لگا تھا تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے سکندر کے نکل گیا
سکندر کو نہایت غصہ آیا قبضے پر تلوار کے ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا مارا ہر چند کہ وقت شب ہی چہرہ آفتاب
مثال جب چمک جاتا ہی تو صاحبقران حیران جلد ہوتے ہیں امیر نے وار بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا سکندر
نے گریبان پر ہاتھ ڈال دیا کشتی ہونے لگی تھوڑے عرصے میں گریبان سحر چاک ہوا یہ خبر سنکر ایرج و نور الدہر
آئے ایرج نے دیکھا کہ سکندر و صاحبقران میں کشتی ہو رہی ہی بیقرار ہو گیا ٹہلتا ہوا تعریفیں کرتا ہوا
قریب آیا پکار کے آواز دی ای سکندر واہ شاباش تم صاحبقران زمان سے مقابلہ کر رہے ہو اب سکندر
نے جمال جہان آرائے صاحبقران کو دیکھا دنگ ہو گیا جی میں کہتا ہی ای سکندر اب دیکھئے کیا ہوتا ہی ایرج
سکندر کو بنگاہ حسرت دیکھ رہے ہیں صاحبقران سے کشتی ہو رہی ہی ضیغم جو گھوڑے کو اڑاتے ہوئے
ایک صحرا میں پہونچے عیار نے خبر دی کہ ای شہریار سکندر و صاحبقران سے مقابلہ پڑ گیا صاحبقران جلانے
پہونچے انھوں نے راہ میں روکا مقابلہ ہو گیا ضیغم نے کہا تم ہو کون دیکھیں عیار نے کہا کنارے پر چل کے
تماشا جنگ کا دیکھیے لشکر ساتھ نہ ہو ضیغم شیر شکار نے مرکب بڑھایا ایک نخل کے سائے میں آکے ٹھہرا
دیکھا صاحبقران سے اور سکندر سے کشتی ہو رہی ہی سکندر کسی مقام پر کمی نہیں کرتا صاحبقران بھی
لڑ رہے ہیں وہ رات گذری تھی دن بھی اسی کشاکش میں گذرا رات ہوئی امیر نے روشنی منگالی شہزادہ
سکندر کے لشکر سے بھی روشنی ہوئی پھر اسی طرح کشتی ہونے لگی سکندر کو اس خاندان سے کیوں سبا بگڑی
نہیں پہونچے تیسرے دن الجھ الجھ کے لڑنے لگا ایرج کی پریشانی شہنشاہ زرین پوش کی حیرانی
بیرون رہی سکندر نے کہا ای صاحبقران آج تین شبانہ روز گذرے دونوں لشکر بیخور و خواب
ہیں سلطان کرگدن سوار بھی تماشا دیکھنے آتا ہی اور پلٹ جاتا ہی صاحبقران نے زلفین خیلی و خال
سبز و رگ ہاشمی کو دیکھا ہی حیران ہیں کہ یہ شیر کسکا فرزند ہی عین گرمی جنگ میں امیر ایرج کو دیکھتے ہیں
کہ نہایت بیقرار ہو رہا ہی کلیجے پر ہاتھ رکھے ہوئے کھڑا ہی سکندر کی شکست بہت ناگوار ہی مگر کچھ چارہ نہیں ہی
سکندر صاحبقران کو لے دوڑا سات آٹھ قدم پر لاکے کمر مارا پایان گھٹنا آشنا بہ زمین ہوا سکندر اوپر
آکے چڑھا یا صاحبقران جنگ دیدہ کار آزمودہ گرم و سرد عالم چشیدہ ایرج و نور الدہر و بدیع الزمان و قاسم
کو زیر کر چکے ہیں اسی گن سے نکلے ہیں کہ سکندر نے کیسے کیسے زور کیے مگر صاحبقران کے لنگر میں جس و حرکت
نہوئی گھٹنک کے ہاتھ اٹھا لیا کہا اب آپکے زور کا مشتاق ہوں صاحبقران اپنے مقام سے مثل شیر غضبناک

اٹھے

اُٹھے دونون مونڈھے تھام کے سکندر کو دے دو زتے بوجہ سکندر یہ صورت شکست ہوئی ہی منوچہر
سلطان زرین پوش کے ہوائیان اڑتی جاتی ہین کہتا ہی دیکھیے یہ ہے فرزند کی حمزہ سے با عزت
کیونکر جان بچے یہان صاحبقران سکندر کو دے دو ریلے ہر چند شہزادہ سکندر جاہشاہی مین رکون
کو شیر بیشۂ عربستان کے قبضے مین ہی کیونکر تم سے ایک قدم تک اسیر ریلے کے لانے ایرج کی پریشانی
کبھی دل ہے کبھی بامین کبھی حیران و مضطر پریشان و ششدر صاحبقران کی ضرب ہین کرتے اپنے سردارون
سے کہہ رہے ہین یارو اب اس جوان کا بچنا ممکن نہین صاحب عزت ہی بڑا صدمہ ہو گا کبھی فرماتے ہین
کیون ای شاہپور دیکھا تمنے فلک نے کیا سامان دکھایا یقین تو یہی ہی کہ یہ جوان ہمارا فرزند ہی دیکھین
اب کب تھرتی ہی پردے ہمارے اور اس جوان کے درمیان مین پڑے ہین پروردگار ان پردون کو دور
کرے ایک قدم پر لا کے صاحبقران نے یکبار ادونون کھینچے سکندر کے آشنا بزمین ہوے
صاحبقران نے ہاتھ ڈھیلے کر دیے فرمایا ای جوان ابھی طرح تنگ ہاتھ کرے کوئی حذر باقی ہو رہے
سکندر نے تنگ مارا کہ تا بگھٹنہ غرق زمین ہوا فرمایا کیون ای شیر بیشۂ جرأت مین کی زور کرون سکندر نے
کہا تین زور کا آپکو اختیار ہی صاحبقران نے کہا ایک روز مین سے راہ حذر معاف کیا یہ بندگان خدا
تین روز سے بے حذر خواب ہین ہمارے تمھارے اشتیاق مین بیتاب ہین ایک زور انکے دیکھنے کی وجہ سے
معاف کیا ایک زور کرتے ہین اگر تم اٹھا لیا تو غالب آئے اور اگر نہ اٹھا سکے تو مغلوب ہوے سکندر
کے چہرے پر تو ہوائیان اڑنے لگین سر جھکا کے کہا آپکو اختیار ہی صاحبقران نے دست حق پرست بڑھا
کمر زنجیر مین ڈال کے نعرہ شیرانہ کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنا دوسرے زور مین تا بہ سینہ سکندر
ترپ رہا ہی پھڑک رہا ہی تنگ مارتا ہی مگر کچھ نہین ہو سکتا تیسرے زور مین سر سے بلند کیا سکندر صدمے
سے بیہوش ہو گیا قلب پر صدمہ ہوا صاحبقران نے سنگین بازو مین پکار کے آواز دی ای سلطان
زرین پوش آپکو تشریف لانا چاہیے ہین آپسے کچھ پوچھنا ہی اگر تشریف لانے مین عذر ہو تو ہم اور ذرہ ہم
کرین سلطان نے ہاتھ باندھ کے عرض کی مین حاضر ہوتا ہون صاحبقران نے سکندر کو ایرج کے
سپرد کیا فرمایا اس شیر کو بھی طرح حفاظت سے رکھنا ایرج زرجوان نے لا کے سکندر کو ایک خیمے مین قید
کر دیا علم و طبل کو حکم دیا کہ جب یہ ہوشیار ہو شراب و کباب ہم کھانا فرش وغیرہ کچا دینا صاحبقران تین
دن کے جاگے ہوئے تھے بارگاہ مین جا کے آرام فرمایا سلطان گرگدن سوار نے یہ سب سیر اپنی آنکھ سے
دیکھا یہ بھی ہرکارون کی زبانی خبر سنی کہ صاحبقران نے سلطان زرین پوش کو طلب کیا ہی اور اپنے
مقام پر یہ بھی فرمانے لگے کہ سلطان زرین پوش سے پوچھا جائیگا کہ یہ لڑکا تمنے کہان سے پایا ہی
ابھی تو سلطان چپ ہو رہے صاحبقران سے کہا اپنی اولاد کی نشانیان اس جوان مین پائی جاتی ہین
دریافت کرینگے کہ تمھارے ہاتھ یہ لڑکا کیونکر لگا کہان سے پایا سلطان کچھ سوچ کے خاموش ہو رہا رات کو اپنے
مقام سے اٹھا طرف لشکر سلطان زرین پوش کے سلطان گرگدن سوار چلا رات کو آکے سلطان
کو گرفتار کیا اپنے ملازم کے ہاتھ سلطان زرین پوش کو تو اپنے لشکر مین بھیجدیا اور آپ بصورت
سلطان بستر سلطان پر سو رہا بوقت سحر وہان صاحبقران نے سکندر کو طلب فرمایا اور فرمایا اے
سکندر والا ہمم تم مین سب نشانیان ہمارے خاندان کی پائی جاتی ہین اپنا حال مفصل بتاؤ کہ تم تا بہ

شہنشاہ کیونکر پہونچے یہ ذکر تھا سکندر سر جھکائے کھڑا ہے کچھ جواب نہیں دیتا کہ خبر ہوئی سلطان آتے ہیں عیاری
ساتھ ہے صاحبقران نے تاجداروں کو واسطے استقبال کے بھیجا سلطان زرین پوش حاضر دربار صاحبقران
ہوے آتے ہی صاحبقران کو بعد ادب سلام کیا قدموں کو بوسہ دیا عرض کی اے شہریار غلام کو حضور نے
کس واسطے طلب کیا ہر چند کہ آپکے مذہب سے بیگانے ہیں حضور دریافت کریں کہ ہمیشہ آپکی فتح و نصرت کی دعا
کرتے ہیں ہمارے فرزند نے بھی قصد کیا تھا کہ طلسم فتح کریں ہم اپنے مقام پر یہ کہا کرتے تھے کہ صاحبقران
کے سوا کوئی اس طلسم کو نہیں فتح کر سکتا اے فرزند تمہارا خیال بالکل بیکار ہے جو سانحہ مفصل ہو وہ بھی عرض
کرونگا کسی بات میں دروغ نہ کہونگا راز چھپانے کی کیا ضرورت ہے صاف صاف کہدونگا اسطرح کی باتیں سامنے
امیر کے جو سلطان نے بفصاحت و بلاغت کیں صاحبقران بہت خوش ہوے فرمایا اے سلطان
ہم تجھسے بہت راضی اور خوش ہیں سلطان نے کہا حضور آپنے میرے فرزند کو یہ جرأت و شوکت زری کیا ہیں
بہت خوش ہوا مجھکو تو ہر وقت فتح طلسم کی فکر رہا کرتی ہے میں نے کل جو لشکر سلطان کرگدن سوار میں اپنے
ہرکارے واسطے خبر کے روانہ کیے کہ مفصل خبر لاؤ انھوں نے وہاں یہ ذکر سنا کہ جب سکندر اور صاحبقران
سے مقابلہ پڑا تھا تو لوح طلسم اور حرز ہیکل سلطان کرگدن سوار نے بدل لی براہ خیر خواہی عرض
کرتا ہوں کہ حضور لوح اور حرز ہیکل کو ملاحظہ کریں نہیں تو غلام کو رخصت ہو ہر چند کہ مذہب میرا شجر پرستی ہے
مگر ہمیشہ دین اسلام کی تعریفیں کرتا تھا اور یہی کہتا تھا کہ سب حق دین ناحق نہیں ثابت ہوتا غلام کو رات سے
بیقراری ہے اس عجز و انکساری سے سلطان زرین پوش نے بیان کیا کہ صاحبقران نے بلا عذر لوح و حرز ہیکل
نکالے اور تب کہا اے سلطان تمکو … اسی بیان میں تو تھا ہی لو لوح اور حرز ہیکل کو دیکھ لو لوح اور حرز ہیکل
جو امیر نے … سامنے … دی سلطان زرین پوش نقلی نگاہ غور سے دیکھنے لگا دیکھتے دیکھتے کہا دیکھیے سکندر
… صاحبقران کا … سنا تھا کہ … سلطان کرگدن سوار دیکھو اور حمزہ یہ نہیں لوح
اور حرز ہیکل لیتے ہیں وہاں لشکر سکندر میں ملکہ نسیم آتشخو وغیرہ کنارے پر لشکر کے ٹہل رہے ہیں کہ یکایک
ہنگامہ ہوا دیکھا سلطان کرگدن سوار نعرے زن برآمد ہے صاحبقران تیغ کھینچے ہوے تعاقب میں ہیں بصورت
بھی اسکی … لوح و حرز … اسنے اپنی جھولی میں رکھی شاہین نے للکارا کہ او مکار نامرد کہاں جاتا
ہے قضاے کار … کسی سے … ہے ملکہ برقان برق وش کی سوزن نکالی اور برقان تو بجلی
جاتی تھی … صاحبقران … ترپ کے باہر نکلی دیکھا شاہین اور سلطان کرگدن سوار
سے سحر چل رہا ہے شاہین بھی بلاے روزگار ہے ایسے دو چار سحر کیے کہ سلطان عاجز ہو گیا شاہین
جھپٹ کے جو بڑھا کہ ہاتھ تیغ سحر کا ماروں کہ اسکے دو ٹکڑے ہوں سلطان نے لوح چمکا دی شاہین کی
آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا … گرا اس ملعون نے او بہت ہاتھ تلوار کا مارا شاہین کے دو ٹکڑے
ہوے آسمان سے کڑک کے برقان برق وش گری اس ملعون نے ہاتھ ہلا دیا اسکا بھی سر زخمی ہوا
اور زخم بھی کھائے پر تو کڑک کے نکل گئی اسکا ذکر پھر تحریر کیا جائیگا گلشن سحرطراز زوجہ شاہین نے جو یہ
معرکہ دیکھا تڑپ کے گری سلطان کرگدن سوار گھبرایا ہوا اسکے لشکر والوں کو خبر ہوئی یہ خود کہ
آیا تھا کہ وقت پر آجاتا … اسکے جلوہ کرکے آگے بڑھے اپنے گلشن پر بھی لوح چمکا دی چند ساحروں نے
گرزے بھی مارے گلشن کا بھی سر پھٹ گیا ہائے اپنے شوہر کے لاشے پر گر کے گری نسیم نے یہ جو دیکھا … آئے

غم مادر و پدر مین گرگدن سوار پر گری گسی زخم لگائے جب اسنے جھولی پر ہاتھ ڈالا ڈری کہ اب یہ لوح چمکا چاہتا ہے تسیم تو نام ہی اور ساحرون کے ہاتھ سے زخم بھی کھائے جو نکتا ہو کا شکر چلی گئی سلطان نے ساحرون کو اشارہ کیا کہ طلسم کشا کو مار لشکر اسلام پر لوے ترنج نارنج پڑنے لگے تمامی سردار تو گرفتار پنجۂ تقدیر ہو چکے ہین کوئی سامنا کو باقی نہ تھا جب گرنے پڑے کوئی بیہوش ہو کے گرا کوئی غرق زمین ہوا تمام لشکر سکندر مبتلائے مصیبت اسکے ساحرون نے دونون لشکرون کو بیہوش کر دیا بارگاہین لٹنے لگین صاحبقران نے جو یہ حال پر ملال دیکھا نعرہ کرکے جا پڑے سلطان کرگدن سوار نے لوح اور حرز ہیکل تو اور ساحر کو دیدی آپ صاحبقران کے سامنے آیا ایک شیشہ بغل سے نکالا اسمین سے طائر چھڑا طائر نے گرد سر صاحبقران چرخ مارا صاحبقران زخم کھا کے گرے طائر کو اپنے شیشے مین بند کیا اب لشکر پر قیامت برپا ہوئی سب سردار وغیرہ سردار سپاہی وغیرہ بیہوش ہوگئے لشکر سکندر بھی اسی بلا مین پھنسا اور ما نے سلطان زرین پوش کو بھی وہین قید کیا عیاران خواجہ عمرو وغیرہ قید تھے سکندر کو بھی جاکے بارگاہ امیر سے اٹھا لایا اطلس بھی وہین لاکے قید کیا اب سلطان کرگدن سوار نے جب نقارے بجاتا ہوا اپنا شیشہ اسم اعظم و حرز ہیکل و لوح اپنی بارگاہ مین ایک میز پر رکھا گرد اسکے دور دور مادران سیاہ و شعلہ ہائے آتش بھڑک رہے ہین اسکی ایک کنیز سمنبر نام اسکو اس مقام پر برائے حفاظت مقرر کر دیا اور ایک عرضی اسنے بخدمت سحر العجائب زمرد الغرائب تحریر کی مضمون یہ تھا کہ ای شاہان نامدار غلام عیاذ بااللہ مسلمانان ہو نچا عمرو برق فرنگی اور خورشید و اختر زن تارہ آفتاب و حمزہ اور سرداران حمزہ کو مین نے اپنے سحر مین مبتلا کر لیا سب پڑے تڑپ رہے ہین اور لوح و حرز ہیکل اپنے قبضے مین مہیا کر لی اسم اعظم حمزہ بھی بند کر لیا اب ان سب کے بارے مین کیا ارشاد فیض بنیاد ہوتا ہی ایک طائر سحر سے بنایا نامہ اسکے گلے مین باندھ دیا اس ملعون کو یہ خیال ہوا کہ شاید ساحر جائے اور راہ مین کوئی دوست طلسم کشا کا روک لے طائر اڑتا ہوا روانہ ہوا ملکہ غنچۂ آرزوئے دلکشا دختر سحر العجائب اپنے باغ مین بیٹھی تھی جب بہت گھبرائی کہا صاحبو ذرا لشکر طلسم کشا کی خبر لاؤ کنیزون نے قصد کیا ہی کہ وہ اسکی خبر کے جائین ملکہ بلک بلک کے رو رہی ہین فرماتی ہین صاحبو مین کیا کرون کیا گردش تقدیر ہی کہ عاشق و معشوق مین یہ جدائی

ای فلک کجرنگ یہ نیرنگی دکھاتا ہے نظم

وہ گلرو بحدم جلنے جو ہو سیر گلشن مین — برنگ بو چھپا لین شرم سے گل منھ کو دامن مین
بہار گل مین مین دست جنون سے تنگ آیا ہون — گریبان کی طرح باقی نہین ہی تار دامن مین
دم آنکھون مین وفور شوق سے ہی شکل دکھلاؤ — تمہارے دید کی حسرت لیے جاتے ہین مدفن مین
دھڑی مسی کی لا لکھا ہان کالب پر قیامت ہی — یہ سرخی ہی شفق مین یہ اودا پن ہی نہ سوسن مین
وہ گل ہی فکر جہان تک بھی نخچیر جان دینے مین — تڑپتی ہی تڑپ نقارے کہ بلبل نشیمن مین
برنگ آسیا گردش مین وہ میرا ستارہ ہی — ہوس دانے کی ہی بجلی لگا دے آگ خرمن مین
مین وہ آتش قدم ہون سیر کو گر باغ مین جاؤن — لگا دے آتش گل بے تکلف آگ گلشن مین
الٰہی کون سا خوش چشم بہر سیر آتا ہی — نہایت شوخیان کرتی ہی نرگس آج گلشن مین
سنا ہی بیڑیان اس سرو کے پڑنی ہین منت کی — برنگ قمریا دور رشتہ پھنوں طوق گردن مین

جو دل پر گذرتی ہی اُسکا خدا مالک ہی ہمیشہ سے کتابون مین یہی خبر ملتی تھی کہ ملکہ صبیح بادلہ پوش جانشین
طلسم کشا ہوگی ور طلسم کشا وہ شخص ہی کہ جو شوہر ملکہ مہر نگار و شوہر ملکہ آسمان پری و داماد شہپال
بن شہرخ مسحر کن برق مجر جاں جہان آرا ابھی دیکھو ملکین مگر سر جھکاکے رنگین صرف اتنا کہ کر حضور رعب کا
بڑا خیال ہی ایسا نہو کہ دشمنون کی قید پاس شاہان طلسم کے روانہ ہو جائے بادشاہ طلسم اگر اُنکو پا جائیگا جلد
ہوا ہی فوراً قتل کر ڈالیگا مجھ کو اب توقف لازم نہین ہی اشرف الحکمت نے اُسی وقت اپنے مقام سے اُٹھ ایک
چوکی سنگ مرمر سفید کی چارون پاؤن زمین پر چوکی کے چار نقش باندھے آپ چوکی پر بیٹھے پھر اسم پڑھا چوکی اُڑتی
ہوئی چلی یہان وہ وقت ہی کہ سلطان لرکدن سوار بارگاہ مین بیٹھا ہی مشیر و وزیر سب اسکے دربار مین جمع
ہین سب سے صلاحین ہو رہی ہین کہ یارو تم سب کی کیا راے ہی ابھی تک ناصر درمیٹ کے نہین آیا سب نے کہا
حضور آپنے وہ کام کیا ہی کہ کسی انسان سے ممکن نہین یہ بھی مشہور ہی کہ مسلمانون کی مدد آسمان سے پیدا
ہوتی ہی اس طلسم مین کئی مرتبہ طلسم کشا کے دوست گرفتار ہوے مگر یہی سنا کہ نا گہانی آکے چھڑا لیگیا ساحر
طلسم مین یہی معرکہ گذرا ہر چند عمرو عیار قید ہی کون مدد کریگا اب مسلمان نہین چھوٹ سکتے ہین سنکر حکم دیا کہ
قیدیون کو لاؤ مین سب کو قتل کرونگا مین صرف خورشید برق وش سے خوف رکھتا تھا کہ اُسکو مین نے
کس بطن سے گرفتار کیا ایک جوان سکندر نامے جسکو طلسم کشا نے زیر کرکے قید کیا تھا وہ بھی گرفتار
ہوا اُسکے لشکر کو بھی مین نے بیکار کر دیا قیدیان بلاے میدان کارزار بھیج دیا داروغہ زندانخانہ کو حکم ہوا سب
قیدیون کو لاؤ ہم شاہ کو جواب دینگے داروغہ گیا جاکے دیکھا صاحبقران ایکطرف خواجہ عمرو
و برق فرنگی و ملکہ خورشید برق وش و آفتاب شعلہ مزاج و ملک اخضر وغیرہ ساحرون کی زبان
مین سوزن مگر قضاے کار جب سلطان زرین پوش اور شہزادہ سکندر بھی آکے قید ہوے شاپور
بھی انکے ہمراہ ہی ایرج بھی قید ہوکے آئے ہین قید خانے مین سب کا ساتھ ہوا شاپور نے کہا اے سکندر
والا حشم تنے دیکھا کہ کیا ہوا جو ہمنے کہا تھا وہی پیش آیا ہم کہتے تھے جس دن امیر سے مقابلہ پڑیگا بے زیر کیے
نہ چھوڑینگے جو حال ہمنے کہا تھا وہ اب بتانا پڑیگا کسی طرح تم سلطان کے فرزند نہین ہو سکندر نے
کہا اے مستر شاپور مین نے بموجب ارشاد تمھارے اپنے والد سے دریافت کیا مگر والد نے یہی فرمایا کہ یہ
لوگ سب غلط کہتے ہین تمکو اپنے دام تذویر مین لیتے ہین ایرج نے قید خانے مین سلطان کو گلے سے
لگا کہا اے سلطان زرین پوش تمھاری شفقت ضایع ہوگی تم ہم سب کے محسن کہلاؤگے تمنے ہماری اولاد
کو پرورش کیا اگر صاف صاف نہ کہوگے تو بڑی خرابی ہوگی مین نے تمسے اپنا حال بیان کیا کہ مجھے نام سے
مسلمانون کے عقدہ تھا کہ جو کوئی نام مسلمانون کا لیتا تھا مجھکو ناگوار ہوتا تھا آخر صاحبقران نے دریافت
کرلیا خواجہ فرخ بازرگان جنھون نے مجکو پرورش فرمایا تھا صاحبقران نے اُنسے تجارت ترک
کرادی بادشاہ بنادیا اب اُنکی سلطنت لازوال ہی جب کوئی غنیم اُنکے مقابلے کو آتا ہی وہ ہم مین سے کسی
کو بلا بھیجتے ہین ہم لوگ اُنکی مدد کو جاتے ہین اے شہنشاہ ابھی تم صرف ایک ملک کے بادشاہ ہو پھر کیا اس
ملک کی سلطنت تمھین ملیگی جہان کی سلطنت مانگوگے اسی ملک کی سلطنت تمکو دینگی آج تک فرخ بازرگان
کا وہ اعزاز و اکرام ہی سب فرزندان امیر اُنکا پاس کرتے ہین شاہان جہان کو اُنکے مرتبے پر رشک ہوتا ہی
خود صاحبقران زمان کا قول ہی کہ فرخ بازرگان ہمارے محسن ہین ہماری اولاد کو پرورش کیا

اور اس بات کو تو کوئی قبول نہ کریگا کہ تم خود یہ ہماری اولاد ہو جب یہ بات کہو گے بہت شرمندہ
اور پشیمان ہوگے تین شیر مقام ہوش ربا سے نکلے فرزند شاہنشاہ جہجاہ اور فرزند نورالدہر دو روزگار
وصدر نامور آخر جو تھے صاحب کیا ہوے یہ کہکر ایرج دست بستہ اور کہا ای سلطان زرین پوش ایک
بات کا اور خیال رکھنا کہ اب تم اعتقاد وحدانیت خدا پر تو بہت قدم ہو جاؤ سکندر ان باتون کو چپکے
سن رہے ہیں جب ایرج نے بفصاحت و بلاغت سمجھایا سلطان زرین پوش قدمون سے ایرج کی
لپٹ گیا مخمور ہے کہ عیار سکندر جوہر جواہر خنجر زن بھی سن رہا ہی جب ایرج نے کلمات وحدانیت
اور مذمت سحر پرستی میں کلام کیے کہا ای سلطان خبر شہ کوئی سا تھو نہ جائیگا معاذ اللہ وہ شی جو ہر وقت
معرض زوال میں ہو اسکو اپنا خدا جاننا سخت نادانی ہے سلطان رونے لگے کہا ای شہریار اب میں مسلمان
ہوا اور سب باطل پر لعنت کی اصل کیفیت یہ ہے کہ جب شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کو تمھارے بہمن سیاہ قبا
نے شکست دی اور جمشید مارا میری عملداری میں یہ شاہزادہ نور افشاں مع کو چرمین شکار سے پلٹ گئے اسوقت
یا توان لڑکون کو ایک گہوارے میں پایا اس خیمے میں سوا ے دو گہوارون کے اور کوئی نہ تھا ایرج نے
سکندر کو گلے سے لگا لیا کہا شکر ہی کہ تم ہمارے فرزند ہو جن سے مدد یزدان شمشیر زن بکنے ادرے جرام
کوشش پورے لگے سے لگا تمھ یہاں کے قید خانہ میں تھے مسلمان ہوئے اب وہ سب تیغ کھنچنے گا جب ایرج
نے رنگ کی چھٹی کی تھی طلسم اسکندریہ سے تمکو ہزار دو بند یعنی اقلیم جہان کا تحفہ ایرج کے قبضے میں تھا وہ بازوبند
بازو پر رکھے گئے بعد وہ بازوبند جب اور حرف پہچانا ایرج باغ باغ ہو گئے رنج و ملال قید ہونے
کے دور ہوئے اس بات کے بعد دربار میں سلطان کرگدن سوار کے سب کی طلب ہوئی داروغہ زندانی
سب کو لے کر چلا صاحبقران سب کے آگے آگے سب سرداران نامی امیر کے عقب میں آکے داخل
بارگاہ سلطان کرگدن سوار ہوئے صاحبقران و ایرج و نورالدہر و سکندر وغیرہ نے مثل اہل اسلام
کے جب سلامت کی خواجہ عمرو کہتے ہیں ای حمزہ خدا کا نام نہ لے سلطان خفا ہوگا ارے اپنی جان
کے بچانے کی فکر کر جب صاحبقران صاحب سلامت کر چکے خواجہ عمرو نے پکار کے آواز دی ای سلطان
میں مدت سے لات پرست ہوں سامری و جمشید کے نام پر جان دیتا ہوں سامری میرے خواب میں
آتے ہیں سلطان کرگدن سوار نے کہا او مکار غدار کیون خواہمخواہ باتیں بناتا ہی میں بھلا تیرے کہنے
کو کب سماعت کرونگا خواجہ بے اختیار رونے لگے ہر مرتبہ یہی کہتا ہی کہ بادشاہ عالیجاہ ای چرخ سحر
وسامری کے ماہ تجھ ایسا بادشاہ جلیل میری نگاہ سے نہیں گذرا حمزہ کو جلد قتل کر ڈالیے میں اگر تمھارے
ساتھ رہونگا تھوڑے ہی عرصے میں آپکو سلطنت طلسم نور افشاں دلوا دونگا اگر مجکو رہا کر دیجیے تو ابھی اپنے
اپنے ہاتھ سے حمزہ کو قتل کر دون صاحبقران بیٹھے ہنس رہے ہیں فرماتے ہیں ای سلطان اپنی زبان سے
کہدو ہمنے خطا معاف کر دی اس ساربان زادے کو امان دو یہ بیشک لات پرست ہوا سلطان
نے کہا آپ کیا فرماتے ہیں صاحبقران فرماتے ہیں میں سامری و جمشید پر لعنت کرتا ہون خواجہ کا کہنا
مان لو انکو اپنا رفیق بناؤ یہ بیشک تمھاری خدمت خوب کریگا کرگدن سوار نے کہا یا صاحبقران آپسے
پہلے میں اس ساربان زادے کو قتل کرونگا میں ان مکاریون کو کب مانتا ہوں اسکی باتون کو سراسر
جھوٹ جانتا ہون ارے جلاد دون کو بلاؤ کئی سو جلاد ان خرس طینت میمون خصلت فوراً حاضر ہوے

سلطان نے اشارہ کیا سب کو قتل کرو ملکہ خورشید برق وش کہ عالم یاس دل کا دھڑکنا تعب کا پھرکنا فرمائی ہین کیون ہوا زنار ظالمون کی کسقدر رسی دراز ہوئی اس ملعون نمکحرام کی یہ مجال تھی کہ ہمین گرفتار کرتا لوٹتے کے جھگڑے سے کچھ نہ بن پڑا اب دیکھیے ہم سب کی جان کیونکر بچتی ہی وہ ملعون تو آمادہ قتل ہی افسوس صد ہزار افسوس فلک کو یہی منظور تھا نظم

کھاؤ ڈالے دل میں مضمون خط تقدیر نے　　خون رلوایا تمہاری شوخی تحریر نے
رات کو کیا کیا جگایا نالۂ شبگیر نے　　ایسی سوتی تھی کہ کروٹ تک نہ لی تقدیر نے
زخم میں جب درد اٹھا چین یہ بھی ہو گیا　　کتنے پہلو دل میں جب ہین تمہارے تیر نے
قید میں عالم دکھائے تو نے ای جوش جنون　　رکھ لیا زندان کو سر پہ شورش زنجیر نے
نالہ و فریاد پھرتے ہین جگر پکڑے ہوئے　　وقت پریون آنکھ انسے پھیرا تاثیر نے
طالب دیدار سے وہ گفتگو پردے مین کی　　ہوش کھوئے لنترانی کی تیری تقریر نے
دفعتاً اسکی نگہ میرے جگر کے پار تھی　　تیر کو تڑپا دیا بیتابی نخچیر نے
داد خواہون کا دل پر آرزو مین شور ہی　　حشر کر رکھا ہی ہمپر حشر کی تاخیر نے
دیکھ لینا ہی فلک وہ بھی ہمارے ہو گئے　　جسدن اپنا کر لیا تقدیر کو تدبیر نے
رات کی بیتابیون نے کچھ نہ دکھلایا اثر　　قبضے پہ ہین لگائے ناوک شبگیر نے
اس ادا سے آگے گردش جام کو ساقی نے کی　　ساتھ توڑ ہی بزم مین تو پیر و جوان و پیر نے
کھینچ لانا دل کا سینے سے بہت دشوار تھا　　بے ترے جو کچھ کیا پیکان تمہارے تیر نے
یاد دلوا کر مجھے پڑھنا کسی کا ای جنون　　ٹکڑے اڑوائے گریبان خار دامنگیر نے
ایسی کچھ میرے تصور نے دکھائین شوخیان　　خود اسے آغوش مین کھینچا تری تصویر نے
تکتے ہین بزم مین ہمکو وہ پھر پھر کر جلال　　کوئی بیٹا آج کھایا گردش تقدیر نے

تمام نازنینان مہ جبین مہر تمکین کا یہی حال ہی کوئی روتا ہی کوئی دعا مانگتا ہی خواجہ عمرو اپنا سر زانو پر کر رہے ہین بار بار پکار کے فرماتے ہین ای سلطان گرگ زنون سوار آجتک تجھ ایسا ساحر ہماری نگاہ سے نہین گذرا مین تو سامری و جمشید پرست ہون میری اطاعت قبول کر مین ایسی خدمت کرونگا تو بھی راضی ہو جائیگا سلطان کہتا ہی او ساربان زادے مین تیری باتین کب اتنا ہون سارا سامری نامہ تیری شکایت سے بھرا ہوا ہی تمام پہ خداوندون نے یہی تحریر کیا ہی ہمارے بندے اپنے کتنے تنگ ہو سکے ساربان زادے کی ترغیب کرتے ہیں قتل مین اسکے کوشش کرین موت اسکی کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی آج ہم حکم سامری و جمشید کو مٹاتے ہین سامری و جمشید نے بڑے فخر سے لکھا ہی جلاد کو اشارہ کیا جلاد قریب صاحبقران آیا خضر و آفتاب وغیرہ نے بلک کے آواز دی او ہیجا خبردار ادھر نہ جانا پہلے غلامون کو قتل کر آقا سے یہ ادا کر کہ ہم خاک و خون مین غلطان نہ دیکھین پہلے ہم نثار ہو جائین کشاکش دنیوی سے نجات پائین جلاد سر صاحبقران پر آیا اب تو خواجہ عمرو بھی بیقرار ہو گئے ایرج و نور الدہر و سکندر وغیرہ سب ہتھکڑیون سے سر پٹک رہے ہین اور سلطان زرین پوش سکندر سے کہہ رہا ہی ای فرزند یہ ہماری خوش نصیبی ہی کہ مشرف باسلام ہوئے تمہارا فرزند ہونا ایرج نوجوان کا ثابت ہوا لیکن ہر ایک محفل مین یہی ذکر ہوگا کہ سلطان سبز قدم تھا

ان دونون کے پہونچتے ہی لشکر شاہ ہوا ابرام وغیرہ مٹ جنگ سے دست آسمان کے دیکھا عرض کی ای کریم کارساز تو ہی اپنے بندون کے حق مین ہر درد کی دوا ہی اور گرفتاران مصیبت کا مشکلکشا ہی اسوقت بیکسی و بے بسی مین ہماری مدد کر نظم

چارہ جو یدازتو ای شافی مریض لاعلاج — مرگ خواہد درد مند درد باطن باعلاج
چون توئی چارہ گر بیچارگان ای چارہ ساز — بخش از دست شفا ہر دل شیدا علاج
لطف کن بعد ای شفا بخش مریضان جہان — تا شود از جیب ہر درد دل پیدا علاج
لادوا را شربت دیدار کی بخشد شفا — شربت دیدار می باید بے آن لاعلاج
ہر بیمار تپ ہجران و ہمرہ بر فراق — ہست در دست شفا بخشت خداوندا علاج
از فلک ہر دوائے دل مسیحا جو فرست — ہر ما نازل بکن از عالم بالا علاج
ہر صفرائے دل صفرا زدہ کن چارہ — ہر سودائے دل سودا زدہ فرما علاج
ز اعتدال خود طبیعت در غمت برگشتہ است — کن کہ ہر این مرض دانی تو ای دانا علاج
از جنابت طالب صحت ہمی خواہد مرد — از تو می جوید مریض علت و تب علاج
درد مند درد شفقت نیست محتاج طبیب — عاشق زارت نمیدارد تعلق با علاج
چون طبیبان زمانہ جملہ بیمار تواند — از کہ گردد جز تو حاصل ہر درد ما علاج
بر لب آمد جان بہ جراحت دل بیمار را — منحصر بر ذات پاک تست با مولا علاج
از تو حاصل تا نگردد مرہم داغ جگر — ہر بیمارت اثر نکند دگر اصلا علاج
غم مخور ہندی ز درد دل درین بیت کرن — خود کند آن شافی مطلق کرم فرما علاج

اسوقت سب قیدیون کا بلکنا تڑپنا دعا مین مانگنا سلطان کرگدن سوار نے اشارہ کیا ارے حمزہ کا سر جلد کاٹ لے کہ یہ فریاد و الغیاث موقوف ہو جلاد تیغ پکڑ کے جھپٹا چاہا ہاتھ مارے ایک برق گری کہ سر جلاد کا اڑگیا غل ہوا وہ مارا اب جو سلطان نے دیکھا جلاد کا سر کٹا ہوا پڑا ہی اب جو کڑک کڑک کے برق گرنے لگی کئی سو ساحران سلطان کے سر اڑ گئے سلطان کرگدن سوار نے سر اٹھا کے دیکھا دیکھا ایک ٹکڑا ابر سیاہ گھرا ہوا ہی اسمین سے برقین کڑک کڑک کے گر رہی ہین اسنے ایک گولا اٹھا کے مارا اور نعرہ کیا خبردار یہ کیا حرکت ہی تو کون ہی کہ بادولت کے سردارون کو قتل کر رہا ہی وہ گولا جا کے قریب ابر کے پھٹا اور ان کو تو نہ معلوم ہوا مگر سلطان کرگدن سوار نے دیکھا ملکہ غنچہ آرزو سے دلکشا طاؤس مین بیٹھی سحر کرنے مین مصروف ہین اسنے آواز دی او کسبی بریدہ مین نے پہچانا میرے ہاتھ سے کہان جاؤگی سحر کی رد و قدح دونون مین ہونے لگی ملکہ حیران ہین کہ لوح طلسمی کیا ہوئی اگر لوح طلسمی طلسم کشا کو ملجائے اور طلسم کشا رہائی پا جائے تو یقین ہی یہ ملعون قتل ہو یہ معلوم نہین کہ لوح طلسمی کہان ہی ملکہ نے اس طرح سحر کیا ہی کہ کوئی ملکہ کو دیکھ نہین سکتا لیکن سلطان دیکھکر ملکہ کو سحر کر رہا ہی اور ملکہ سحر کو اسکے بہ خوبصورتی رد کر رہی ہین اسکے سحر کا رنگ جمنے نہین پاتا ہی تب اسنے ناچار ہو کے اپنی زبان کاٹی داستامری کہکر خون پھینک مارا ٹکڑا ابر شق ہوا ملکہ غنچہ آرزو دلکشا الٹ گئین ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا کہ بیچارے ستا تا ہوا دیکھا ایک چوکی سنگ مرمر سفید کی اسپر ایک مرد بزرگ اسپر بیٹھے ہین دم جو کی بڑے زور و شور سے آئی ہی غنچہ آرزو کا یہ حال مرد بزرگ

آواز دی اسکو سنبھال لینا یہ کہتے ہی ایک جوان خوشرو پیدا ہوا اُس جوان نے جھٹ کے ملکہ غنچہ آرزوے دلکشا
کے منہ پر ہاتھ پھیرا ملکہ پھر تڑپ کے بلند ہوئی مین اتھ پانوؤن مین طاقت آ گئی اب جو بلند ہو کے اشرف الحکمت
کو دیکھا کہ سر بارگاہ سلطان کرگدن سوار پر پہونچے ملکہ تو اب ایک گوشے مین مینچ کے تماشا دیکھنے لگین اپنا
سحر کرنا موقوف کر دیا ادھر اشرف الحکمت نے دستک دے کر ایک آواز دی کہ اتنے میں بامر کے تلوارین آسمان
سے برسنے لگین ہزارون ساحرون کے سر کٹ کے گرے سلطان اپنے کو بچا رہا ہے سپر فولادی بنا کے سر پہ
اپنے حائل کر لی کبھی تڑپ کے ہٹ جاتا ہے کبھی ستون کی آڑ پکڑتی ملکہ غنچہ آرزوے دلکشا نے دیکھا ہزارہا
کفار بدکردار سر کٹ کے گر رہے دو جوان خوشرو پشت پر حکیم صاحب کی مستعد لڑائی کر رہے ہین اُن دونون
سے حکیم صاحب نے کہا ہوشیار ان اسم اعظم لوح طلسمی لیکر گئے ہین طلسم کشا کے ڈالدو دونون جوان زمین
پر اُترے لوح طلسمی جس مقام پر رکھی گرد ماران سیاہ تھے ہین اُن جوانون نے ماران سیاہ کو جلا دیا شعلے
بجھا دیے شیشہ اسم اعظم کا توڑا ہرچند سلطان کرگدن سوار نے سحر کیے مگر اُن جوانون نے نہ مانا شیشے
کو توڑا جیسے ہی شیشہ ٹوٹا اسم اعظم جو تھا اُسی جوان نے لوح طلسمی بھی گلے مین صاحبقران کے ڈالی جیسے ہی
اسم اعظم جو تھا لوح طلسمی گلے مین صاحبقران کے آئی امیر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا نعرہ شہرانہ کیا نعرہ امیر

اسپ جہانگیرِ والا حشم	شدہ رب اکبر و بالا حشم	زتیغم بود در صف کافران
کند ساحران الامان الامان	شہنشاہ اقلیم جرأت منم	مہ آسمان جلالت منم
سخن گوئی ملک ہندوستان	لقب گشت در دہر صاحبقران	امیر جو اُٹھے سب ساحرون کا زہ

سے سوزن لیا جسپر لوح کا عکس ڈالا اُسکی تیسید لشکر کر پڑی جو ساحر تھا قیامت برپا کرنے لگا حکیم صاحب
نے اپنے نام کا نعرہ کیا آواز دی یا صاحبقران اب غلام رخصت ہوتا ہے منم اشرف الحکمت صاحبقران
نے سر اُٹھا کے دیکھا دعا یہ آپکا سب ممنون و مشکور رہوا حکیم صاحب نے جواب دیا آپ فراش راہ دین
اسلام مقبول بارگاہ رب انام ہین خیرخواہان دولت اسی دن کے واسطے ہوتے ہین صاحبقران لڑتے
بھڑتے چلے ساحران غدار ملک اخضر و آفتاب و زنار وغیرہ بھی لڑ رہے ہین مگر ملکہ خورشید برق دش جو
تڑپ رہی تھی اکار او مکار حیلہ باز اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے کیونکر امان پائیگا خورشید پر سلطان جا پڑا
آپس مین سحر چلنے لگا اول تو حکیم صاحب سب کو خاک مین ملائے تھے بارگاہ مین دریاے خون بہ رہا ہے عیاران
عمرو لوٹ مار کر رہے ہین جو لاشہ گرا اُسے برہنہ کر دیا جال الیاس پڑنے لگا ہنگامہ گیر و دار بلند خورشید
ہمانے کئی سحر کیے ملکہ نے بجنس بہت سے دفع کر دیے کہا او نمک حرام اب وہ وقت گیا لوح طلسمی نے جکو بہر
کیا تھا یہ کہکر چشم نرگسی کو گردش دی ایک برق تاریک چمکی اُسنے سر کو اس خود سر کے زخمی کیا سامنے سے ہٹا کر
چلوے نعرہ صاحبقران کی آواز آئی اسنے بلشکر صاحبقران پر کئی سحر کیے امیر نے لوح کو چکایا سب
سحر باطل ہوے لاچار ہو کے اپنے تلوار کا ہاتھ مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اور تیغ عقرب سلیمانی کا
مارا سلطان کے دو ٹکڑے ہوے اسکا مرنا کہ اندھیرا چھا گیا آندھی سیاہ اُٹھی اہالیان فوج صاحبقران
ہشیار ہوے اور فوج سکندر نے جو رہائی پائی سکندر کی آواز سنی آپس میں کٹتے ہوے چلے کر چارے
آگاہ نوبت کی آواز آئی ہر نوبت نقارے باتے ہوے اُچھے لشکر اسلام سے طوق حیران کر دو
علم اژدہا پیکر لیکر ہم چلے تھوڑے عرصے کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام سن سلطان کرگدن سوار ہو

بجا ور ہنے کی ہر طرف سے آواز الامان الامان آئی ملکہ خورشید نے پکار کے آواز دی ارے صاحبو تم کیوں اب
لڑتے ہو ستم دختر شہنشاہ فیروزہ پوش نام شہنشاہ سنکر ہر ایک یہی کہنے لگا کہ صاحبو یہ ہماری شاہزادی ہے اسکا
کہنا بدل و جان قبول ہے اب تو سعادت دارین حصول ہے سب افسران فوج شریک ہونے لگے امیر نے خواجہ عمرو کو
خواجہ عمرو نے خوشی خوشی سب خزانہ نذر زنبیل کیا سر جھکائے ہوئے سامنے امیر کے آئے عرض کی آج غلام کا
بڑا نقصان ہوا صاحبقران نے کہا سب مردوں کے کپڑے اتارے مردوں کی پگڑیاں ہیں سب خزانہ لیتے
ہیں کیا ابھی بہت نہیں ہوا لیکن صاحبقران نے دیکھا کہ یا تو اس حوالی میں کسی شہر کا نام و نشان نہ تھا اب جو
بارگاہ سلطان سے نکلے دیکھا صحرا کی صورت تبدیل ہو گئی نشان سواد شہر معلوم ہوتا ہے جابجا قریات آباد
ہیں زمین زراعت ہو رہی ہے ہر ایک یہی ذکر کرتا پھرتا ہے کہ امیر نے کس زور و شور سے سلطان کرگدن مسعود اثر
کو مارا امیر حیران ہیں کہ صورت یہاں کی کیونکر تبدیل ہوئی جو علامتیں نہ معلوم ہوتی تھیں وہ تمام ہو رہی ہیں خواجہ
کنارے کنارے آتے ہیں کہ تڑپ کے ایک پنجہ گرا عمرو کو اٹھا لیگیا صاحبقران سب کے آگے تھے عمرو نے
بیتاب ہو کے آواز دی ارے لیجانے والے مجھے کہاں لیے جاتا ہے حمزہ کو لیجا کہ جس سے کچھ نفع ہو امیر نے جو نگاہ کی
دیکھا ایک ساحر عمرو کو لیے جاتا ہے امیر نے فرمایا اے برق ذرا خبر لے برق تڑپ کے چلا صاحبقران بعد لشکر
کو لیکر داخل بارگاہ ہوئے مگر متردد ہیں خورشید نے کہا اے شہریار یہاں سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہے اسکو قلعہ
فیلسران کہتے ہیں فیلان سیہ پوش وہاں کا حاکم ہے کچھ تعجب نہیں کہ ملکہ سلماے گوہر پوش و لیلاے عنبر مو
اسی مقام پر قید ہوں یہ نام سنکر سیارہ ستارہ شناس بیقرار ہو کے اٹھا کہا اے شہریار حقیقت میں ملکہ سلما
اسی مقام پر قید ہیں ملکہ خورشید نے کہا حضور تامل کریں کنیز جاتی ہے امیر نے کہا کل لشکر چلے صاحبقران نے
کہا اے اخضر جلد تیاری کرو اخضر نے کہا حضور اب شام قریب ہے کل صبح کو لشکر تیار ہوگا امیر نے کہا لشکر میں
ہر گروہ سب کو خبر پہونچی کہ صبح کو امیر طرف قلعہ فیلسران کے جائینگے صاحبقران باتیں کر رہے تھے کہ دیکھا
ایرج خوشی خوشی سکندر و سلطان زرین پوش کو لیے ہوئے حاضر ہوئے سلام کیا سکندر کو لا کر قدموں پر
امیر کے گرایا سلطان نے نذر دی عرض کی مبارک ہو یہ جوان سکندر شہزادہ ایرج کے فرزند ہیں زندان میں
جو میرا انکا ساتھ ہوا اسعرصہ میں زبان معجز بیان سے فرمایا اور سمجھایا کہ غلام سمجھ گیا شکر خدا کہ مسلمان ہوا حال یہ سب
کہدیا سب کیفیت گذشتہ سامنے امیر کے بیان کر دی امیر بہت خوش ہوئے سلطان کو بڑا بھاری خلعت
دیا اور یہ بھی فرمایا کہ انشاء اللہ اس مہم کی مہلت کے بعد جس ملک کی آپ خواہش کرینگے اسی ملک کی حکومت
آپکو ملیگی سلطان زرین پوش نے عرض کی میں نے اسواسطے اطاعت نہیں کی ہے کہ قدم اقدس سے جدا
ہو جاؤں ہمراہ رکاب رہنے کی خوشی ہے صاحبقران نے پہلو میں جگہ دی سکندر کا دخل ماتحت ایرج
نوجوان بجا دست چپ ہوں تم بڑی خوشی ہوئی کہ سکندر ایسا شیر دلیر صف شکن حسین و جمیل ہماری صف
میں آگے بیٹھا رونق بارگاہ صاحب جاہ و حشم محترم و محتشم نور الدہر کو نہایت قلق ہوا کہ نہیں معلوم ہمارے
شیر دلیر کہاں ہیں ابتک ہماری نظروں سے نہاں ہیں ضیغم شیر شکار دیر ہوا سکندر کو دیکھ کر اپنے لشکر میں
آ سکتا تھے مگر برق فان برق وش جو یہاں سے زخمی ہو کے گئی تھیں وہ پھر پلٹکر نہ آئیں نہیں معلوم انپر
کیا گذری ذکر اسکا کیا جائیگا ضیغم جو اپنے لشکر میں آئے سرداروں سے اپنے کہنے لگے کہ دیکھو صاحبو تمنے جو
تجویز کیا تھا کہ یہ فرزند تاجر زادے کا ہے وہی بات نکلی میں بھی جا کے شریک ہوں کچھ مختلف صلاح ہوئی ضیغم نے کہا

سمجھا جائیگا غرض بعد لشکر صاحبقران کا اُسی مقام پر رہا صبح کو لشکر آراستہ ہوا قطع منازل وطے مراحل کرتے
ہوئے صاحبقران چلے برق فرنگی جو تلاش میں اپنے اُستاد کی جدا ہوا پانچ کوس پر آکے ٹھہرا ایک نخل کے
سائے میں بیٹھا سوچ رہا ہے کہ اُستاد کا کیونکر پتہ ملے اسی سوچ میں بیٹھا ہے کہ دیکھا ایک ساحر اُڑا ہوا آتا ہے
برق ایک گوشے میں چھپا وہ ساحر زمین پر اُترا پانی پینے چلا ایک جھیل پر آکے پانی پیا برق مسافر بنکر ساحر
کے پاس آیا خود بھی پانی پینے لگا کہا کیوں میاں ساحر کہاں سے آتے ہو ساحر نے کہا قلعہ فیلسران کے رہنے
والے ہیں وہاں کا حاکم فیلان سیہ پوش ہے اور نگہبان یہاں کا سلطان کرگدن سوار ہے تو اُسکے مارے
جانے سے پردہ اُٹھ گیا ملک ظاہر ہو گیا فیلان جاکے عمرو کو پکڑ لایا قید خانے میں قید کیا ہے میں نامہ لیکر
خدمت شاہ طلسم میں جاتا ہوں اور یہی وہ عمرو ہیں یہاں قید ہیں باعث یہ ہوا تھا کہ فیلان سیہ پوش کا اُدھر سے
گذر ہوا ملکہ سلماے گوہر پوش ولیلاے عنبرین مو دو شہزادی ہیں ہمارا بادشاہ سلما پر عاشق ہوا ہے انہی جیسے
گذر چکے مگر وہ سرکش وصل نہیں قبول کرتی اب بادشاہ کو منظور ہوا کہ شاہان طلسم کو آگاہ کریں کہ جیسا حکم
وہ بجا لاؤں ارادہ ہوا تھا کہ ساربان زادے کی قید روانہ کردے تب دل سے سمجھی یہ ساحر [illegible] میں کوئی
اُستاد پڑے آپ صرف خبر کردیجیے شاہ طلسم کسی ساحر کو بھیج کر بلوا لینگے اسوجہ سے مجھکو بھیجا ہے اور یہ بھی خبر ملی
ہے کہ لشکر صاحبقران بھی اسی طرف آتا ہے شاہان طلسم کو خبر ہو جانا ضرور ہے برق نے یہ حال دریافت کرکے
نام پوچھا اُسنے کہا میرا نام مقاتلہ بن مقیم ہے برق نے باتوں میں لگا کے اسکو بیہوش کیا نامہ [illegible] جیب سے
نکال لیا اُسکی پشت پر طرف سے شاہان طلسم کے جواب لکھا کہ تم بڑے خیر خواہ ہو مقاتلہ بن مقیم کو تو نے
یہاں روک رکھا وہ علیل ہو گیا ہے بعد یک ہفتے کے وہ آئیگا سرگردان جادو اپنے معتبر ملازم کو روانہ
کرتے ہیں عمرو کی قید اسی کے ہاتھ روانہ کرو یہ نامہ لیکر چلا ایک ساحر زبردست کی شکل بنا ہوا موم کے سانپ
جاکے بازوں میں باندھے ایک چھپکلی گلے میں پڑی ہوئی اس صورت سے قلعے میں آیا تمام ساحر رہتے ہیں سبھی
ہیں ہر گھر سے دھواں اُٹھ رہا ہے برق دیکھتا بھالتا ہوا قریب دربار شاہی پہنچا دیکھا اسباب عیش
مہیا ہے چوبدار یساول حاجب دربان درگہ سالار دروازے پر بیٹھے ہیں برق نے آکے سلام کیا کہا جاکے
فیلان سیہ پوش سے اطلاع کیجیے کہ صاحب شہنشاہ طلسم در دولت پر حاضر ہے جواب نامہ لیکر آیا ہے امیدوار
باریابی ہے درگہ سالار نے جاکے عرض کی فیلان نے کہا بلاؤ برق فرنگی اندر آیا دیکھا ایک بادشاہ ساحر
زبردست گرد اُسکے ہزارہا ساحر بیٹھے ہیں تمام سامان عجائب وغرائب کسی طرف شعلے بھڑک رہے ہیں کہیں پانی
برس رہا ہے برق نے پایہ تخت کو بوسہ دیا نامہ پیش کیا فیلان نے نامے کو پڑھا پوچھا اے سرگردان جادو ہمارا
سرپرست سلطان کرگدن سوار مارا گیا صاحبقران یہاں تک آ پہنچے اب لشکر کشی کرکے آتے ہیں
اگر یہ قلعہ فتح ہوا تو قلعہ طلسمی پر مقابلہ پڑیگا شاہوں نے کچھ تدبیر کی ہے سرگردان نقلی نے کہا حضور وہ وہ
سامان ہیں کہ طلسم کشا کا ڈھونڈھے کے جانا دشوار ہو مرحلے ٹوٹنے سے کچھ شاہوں کا نقصان نہیں ہوا وہ وہ
ساحران نامی جمع ہیں کہ زمین ہلا دینگے طبقات زمین آسمان پر ہو جا دینگے عمرو کو طلب فرمایا ہے فیلان سیہ پوش
نے کہا ساربان زادے کو لاؤ اے سرگردان جادو مجکو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو عمرو کو کسی کے ہاتھ روانہ کروں
یہ بھی مشہور ہے کہ طلسم میں ان لوگوں کے مددگار غیب ہیں سلطان نے جاکے کیا کار نمایاں کیا مگر سنا کہ بلائے
آسمانی آئی آسمان سے برف ہی گری ہیں ۲ فرگروہ قتل ہوئے اسوجہ سے میں نے عمرو کو نہیں روانہ کیا اسپ

برق فرنگی سوچا کہ اگر خالی استاد کو رہا کیا تو کیا کمال کیا ملکہ سے کہا اے گوہر پوش ولیلائے عنبرین مو
کو بھی لیلون کہا حضور راہ دور و دراز طے کر کے آیا ہون اگر حکم ہو تو شب کو یہین رہجاؤن فیلان
نے کہا بجا ہے تمہارا گھر ہے جہان چاہو رہو کہا حضور اس زمانے مین کشایان طلسم سے کیا کیا سامان مہیا کیا ہے
کیسے کیسے ساحران نامی مقابلے مین طلسم کشا کے گئے جو ساحر گیا مارا گیا اے بادشاہ عالیجاہ اصل یہ ہے کہ طلسم کشا
صاحب لوح طلسمی ہے لوح ہر نیک و بد کی خبر دیتی ہے کسطرح کوئی طلسم کشا پر غالب آسکے یہ کہکر برق فرنگی
نے اپنا رنگ جمایا جلسہ آراستہ ہونے لگا قرابے شراب کے گشتیان کباب کی ملازم لا لاکے رکھنے لگے ساز درست
ہوئے اب برق فرنگی محفل مین آکے بیٹھا کہا اگر حکم ہو گاؤن فیلان نے کہا کیا مضائقہ ہے اول برق نے
ہمزبان گائین مجرے یہ غزل شروع کی نظم

جہان مین نقش پیری سے عالم نے کم پایا
کہ پشت تیغ قاتل کو ہمیشہ بے خم پایا

مکان [illegible] نہین ہوتے ہین از خود عجب سے پیدا
کہ چشم مردہ کو بھی منزل خواب عدم پایا

بشر کا ایک صورت پر ارادہ رہ نہین سکتا
کبھی دیکھا دل ممسک کبھی ابر کرم پایا

کبھی دیکھی نہ ہرگز [illegible] نے
مری آنکھون کو دامن نے صدا ابر کرم پایا

نہین ممکن [illegible] کے سلسل مین
بشکل عاشق و معشوق دونون کو بہم پایا

کھلا [illegible] جگہ بعد مرنے کے
اُسے بالائے سر دیکھا جسے زیر قدم پایا

رہا ترک ادب [illegible] اس قدر باقی
مین دوڑا سر کے بل لینے کو جب تیرا ستم پایا

بشر سے [illegible] رکھتا ہے
ہمیشہ سینۂ شمشیر قاتل کو دو دم پایا

ہزارون [illegible] خلاف اُس سے نہین دیکھا
تمہاری ہٹ کو بھی ای وہان جان نے قسم پایا

جہان سینے مین دل ہی آرزو بھی ساتھ ہی نکلے
ہمیشہ دو لبون کی طرح دونون کو بہم پایا

جھکا دیتی ہے حاجت پیشتر عالی مزاجون کو
سدا اپنے سر مضمون کو پابوس قلم پایا

نکل جائیگی دل مین حرص جو جو کر آ ملینگے
کہ گردش کو مرے مضمون نے میدان قلم پایا

خوشنود سیر ان مجھسے ہر طرح قسمت مین بہتر ہے
کہ جب مین نے اُسے دیکھا ہم آغوش صنم پایا

تصدق جائیے سو سو طرح تقدیر عاشق کے
ملی راحت نہ دنیا مین نہ آرام عدم پایا

نسیم اب شعر کی جا ہی لحاظ انکار کا [illegible]
ملی ہمکو اجازت لطف پہلوے صنم پایا

اس رنگ مین برق نے اس غزل کو گایا کہ فیلان خوش ہو گیا برق نے توجہ جام شراب کا شروع کیا شراب
گر آتش [illegible] کرنے لگا اب اسکا ارادہ ہوا کہ شراب مین بیہوشی ملاؤن برق نے اول ہی دیکھا تھا کہ
بیچ مین ایک کمرہ ہے اسمین چند طائر بیٹھے ہین کچھ شاخین نخل کی خشک لگی ہین ان شاخون پر وہ طائر بیٹھے ہین
مگر خاموش حرکات برق فرنگی کو بغور دیکھ رہے ہین حیرانی و پریشانی اُنکے چہرے سے ظاہر ہے برق جو فکر
بیہوش کرنے کی کرتا ہے وہ طائر اسی طرف نگران ہوئے ہین برق نے کچھ خیال بھی نہ کیا جام لبریز کرکے اُسمین
بیہوشی ملانے کی ہمت ہوا اسکے سامنے فیلان سیہ پوش کے آیا کہا حضور جام نوش فرمائین انجام بخیر ہو گا [illegible]
نہ دیکھا جیسے ہی وہ جام فیلان سیہ پوش نے اپنے ہاتھ مین لیا ایک طائر نے چہکار کے پکار کے کہا او گستاخ
ہم تجھسے نگاہ ملاتے ہین ہماری جانب خیال نہین کرتا حقیقت مین یہ مقام صدر ہے طلسم مین سرافرازی

اس ظالم پر جان دیتے ہین سب آپ بیٹھے جان دے کر رہینگے ان باتون مین عمرو نے فیلان کو سمجھایا کہ سب اہل دربار کا یہی قول ہی کہ حضور اگر یہ مجبور رہا قتل ہو گیا سارا بان زدے کا بازو ٹوٹ جائیگا خواجہ نے باتون مین لگا کے فیلان کو بہلایا ہی کہا حضور دیکھیے ہمارے ایک دوست نے چند اشعار کہے ہین انکو سماعت فرمایے آپ خوب آگاہ ہین کہ مجھکو گانے کے نام سے نفرت تھی رات کو میرے خواب مین سامری و جمشید آئے کئی علم مجھے تعلیم کیے مین پہلے علم موسیقی کا امتحان کرتا ہون یہ علم سب مین سخت ہی یقین تو یہ ہی کہ جو یہ علم آگیا تو سب علم آگئے ہونگے سماعت فرمایے برق کے بجانے کی فکر مین عمرو نے یہ اشعار شروع کر دیے ساری محفل میں ہنگامہ ہی عمرو جان توڑ کے گا رہا ہی نظم

بستگی سے ہی یہ آنکے دہن تنگ کا رنگ
ٹپکا پڑتا ہی لبون سے مے گلرنگ کا رنگ

ہجر مین ہی یہ ترے عاشق بے ننگ کا رنگ
زرد گینے کی طرح ہی گل خوشرنگ کا رنگ

ساقیِ مہر لقا کا جو پڑا پرتوِ رخ
آفتابی نظر آیا مے گلرنگ کا رنگ

ہم فقیرون کے شہنشاہ بھی ہین دست نگر
مٹ گیا بوریے کے سامنے اورنگ کا رنگ

نکلیا ساغر مے عکس لب گلگون سے
متغیر ہوا ایسا قدح بنگ کا رنگ

عکس خال و رخ گلگون سے ترے اے شہ حسن
لاجوردی نظر آیا گل اورنگ کا رنگ

دیکھکر کٹتا ہی رنگ شفق شام ادہر
شوخ اس مرتبہ ہی رخت بت شنگ کا رنگ

سرخ جو صورت گل یار کے گلکے ہین
پھوٹ نکلا ہی یہ رخسارہ اورنگ کا رنگ

کان دہر کر وہ مرا حال نہین سنتے ہین
گل سے بگڑا ہوا ہی عاشق بے ننگ کا رنگ

بجلیان شام سے آئی ہین بڑنگ مینا
کج چلا ہی ترے عاشق بے ننگ کا رنگ

رات بھر سامنے میرے وہ بجاتے ہین ستار
پردے پردے مین جمایا ہی عجب ڈھنگ کا رنگ

پرتو رخ سے وہ گلنار ہو رنگ شراب
سبزۂ خط کے سبب سبز ہوا تنگ کا رنگ

بستگی ایسی نہ آگئے تھی نہ ایسی سرخی
غنچۂ گل نے اڑایا دہن تنگ کا رنگ

مجھکو تا عاشق یک رنگ زمانہ سمجھے
میری تصویر مین ہی چہرہ گلرنگ کا رنگ

سبزہ رر این پہ کہان فوق ہی گلر دیون کو
سنئے گلرنگ یہ طرہ شبگون تنگ کا رنگ

ان جنون کی ہو بھلا یک سی صورت کیونکر
مختلف ہوتا ہی اک نور ہر اک سنگ کا رنگ

قضارا سے کار خواجہ تو دربار مین فیلان کے گا رہے ہین برق کے بجانے کی فکر مین ہین معان جادو ناظم فیلان کا ہین لاکھ فوج ہمراہ لیے ہوے طرف ادہر سے جاتا ہی کسی راجہ نے سرکشی کی ہی اس وجہ سے اسنے فوج بھی زیادہ لی ہی پانچ کوس پر قلعہ سیاہ پوشان سے نکلا ہی ایک مقام پر اسنے قیام کا حکم دیا سراپردے لگے خیمہ بارگاہین استادہ ہونے لگین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا لشکر زلزلہ قرین تانی سلیمان بڑے زور و شور سے آتا ہی لشکر ساحرون کو ساتھ لیے ہوے ملک اخضر کئی لاکھ ساحرون سے آتا ہی اسنے دیکھا یہ صحرا پر بہار ہی مقام بھی معقول ہی اور کسی کی بارگاہ استادہ ہو رہی ہی پہنچکر دیکھا سیارہ ستارہ شناس چلا آتا ہی اخضر نے کہا ہم اور اس بارگاہ کو جا کے اکھڑوا دو اس مقام پر بارگاہ طلسم کشا استادہ ہوگی زنار ہیلوے کا ہین مین تھی اسنے اپنا طاؤس بڑھا کے کہا اے شہنشاہ طلسم مشو سواد کیا ارشاد ہوتا ہی اخضر نے کہا کہ یہ بارگاہ اکھڑوا دو بہان

بارگاہ صاحبقران استادہ ہوگی زنّار نے جو طلادس پڑھا یا ملکہ انجم نے کہا ہو یہ بارگاہ ناظم تشنہ کی ہو رہی ہیں
جاتے ہیں ہم بھی جا کے ہٹائے دیتے ہیں ملکہ انجم و مہر طلعت دونون شاہزادی و وزیرزادی طلادس پڑھ کے
چلیں جیسے ملکہ انجم اُڑ جاتے دیکھا کسی نے اپنا طازبل بڑھایا کسی نے تخت بڑھایا نعمان جادو نے جو دیکھا کہ ہزاروں
ساحر میری جانب آتے ہیں اپنے ساحرون کو اشارہ کیا ادھر ادھر سے آنے دو اسکے ساحر بھی سحر کرنے لگے
انجم نے اُڑتے ہی آگ لگا دی مہر طلعت نے پانی برسایا عجب لشکر میں ملکہ خورشید آئی تھین پوچھا کیا جو یہ
کیا ہنگامہ ہے لوگون نے کہا لشکر نعمان سے مقابلہ پڑ گیا ملکہ خورشید نے حبس کو اُڑایا اُسوقت آگئے ہو گئین
کہ ملکہ انجم و مہر طلعت نے ہزارون جادوگر مارے ڈالے جا بجا ہی میں بارگاہ کو جلا دون کہ ملکہ خورشید کا نعرہ
بلند ہوا جو ہلائے شعلۂ آتش گرے بارگاہ نعمان جلنے لگی اسنے حکم دیا قربات میں خبر کرو سب زمیندار آ کے
مدد کرین کہدیا کہ ناظم فیلان سیہ پوش جاتا تھا اُسکو مسلمانون نے لوٹ لیا ہنگامۂ گیر و دار بلند ہے
دیہات میں جو یہ خبر پہونچی سب زمیندار اپنی اپنی گنوار لیکر چلے ملکہ خورشید نے جو دیکھا گاؤن کی گنوارنی ہے
آگے آگے زمیندار کانے ٹٹو پر سوار ساتھ میں نذرانہ بجائے زین پوش دری پڑی ہوئی پشت پر کئی ہزار گنوار وہی
کی گنوار ڈھال پھٹکے باندھے ہوئے کسی کے ساتھ بانس ہی ہیں کوئی سپاہیون کو ساتھ لیکر آیا ہے دھوتیان باندھے ہو
بجرنگ بجرنگ کرتے ہوئے آپڑے ملکہ نے جو اس حال کو دیکھا کہ ایسا تو ساحرون کے پیرا تو جاتی ایک زمیندار
کو دیکھا نہایت قوی تن قوی من بارہ ہزار اسی پشت پر آنے کا ارادہ کیا ہے کہ سپاہیون کو حکم دون کہ ان کا جانو تیر
چلیں جیسے ہی زمیندار نے ارادہ کیا ملکہ خورشید نے بڑھ کے عرض کی ٹھاکر صاحب آداب تسلیمات عرض ہے جیسے
آنکھ ملانا چاہے جیسے ہی اُس زمیندار نے آنکھ اُٹھائی نگاہ سحر آگین جو اسپر پڑی بلک گیا جمال جہان آرا دیکھ
ہوش پراگندہ ہوئے دیکھ اس معشوق نے کیا قد موزون پایا ہے سرو لب جو اسی قد کا سایہ ہے بے اختیار
قد کی تعریف میں پکار اُٹھا

نظم

ہے یہ بیجا جو اُسے سرو و صنوبر کہتے ہیں
جان جبتک ہے یہ پیکا ہے نظر بازی کا
دشت وحشت نے کیا چاک گریبان مرا
داغ فرقت سے میں غربت میں جلا جاتا ہون
شکل یعقوب ہمیں عشق ہے اُس یوسف سے
چپ اگر بیٹھے ہیں ہم تو وہ بگڑ بیٹھے ہیں
جو نصیحت نہ سنے اور نہ آشفتہ ہیں سے
سبزہ رنگی مرے آگے ہو رفت کیا خاک
اُڑ چلا حسن ترا اُسکے نکلتے ہی منہ
ہم ہیں مفلس جو پری غم سے مبدل ناسخ

گر وہ ذی عقل ہے کیون اُسکو پری کہتے ہیں
کہ رگ جان ہے جسے تار نظر کہتے ہیں
کیا اسی کو شب فرقت کی سحر کہتے ہیں
راست کہتے ہیں سفر کو سقر کہتے ہیں
اپنے محبوب کو ہم اپنا پسر کہتے ہیں
منہ بنا لیتے ہیں جو منہ سے اگر کہتے ہیں
شکر ہم کرتے ہی سنتے ہیں جو کہتے ہیں
زرد و شی کو نظر میں جسے زر کہتے ہیں
جسکو سب کہتے ہیں خط ہم اُسے پر کہتے ہیں
ساغر بادہ کو ہم دیدۂ تر کہتے ہیں

وہ زمیندار تعریفین ملکہ کے حسن و جمال کی کرنے لگا ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا ملکہ خورشید نے فرمایا ای
ٹھاکر صاحب یہ جو ہماری آپکے ساتھ ہیں انسے کہیے لشکر نعمان کو قتل کرین تو ہم رضامند ہون یہ سنتے ہی زمیندار کی
آنکھین سرخ ہو گئین بہت خوب بہت خوب کہتا ہوا دوڑا ملکہ نے اسکے ساتھ والون کو بھی جمال با کمال دکھا دیا سب

زہے حذائے عز اوعز شاہ و شاہنشاہ کہے خداو کہے البشر و کہے اللہ	شہان ملک ولایت غلام آن درگاہ زہے خدا کہ ز انوار ذات خود دریم	کہے رحیم بگوید کہے بجوید رام نمود جلوہ روز و شب و سفید و سیاہ

خواجہ عمرو رو رہے ہیں کلاہ دوزن شاہزادیان بھی رو رہی ہیں مرجان گھبرا ہوا اچھل رہا ہے جلاد سے کہتا ہے جلد اس ساحر بانو زادے کو قتل کر یہ زندہ نہ بچے اسکے قتل ہونے سے طلسم کشا کی کمر ٹوٹ جائیگی جلاد تڑپ کے قریب خواجہ کے آیا مرجان نے کہا سر کاٹ لے جلاد نے لپک کے خنجر مارا ایک برق کڑک کے گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے مرجان نے لاشہ جلاد کا جو دیکھا گھبرا گیا کہا ارے یہ کیا ہوا چار جانب دیکھنے لگا دوسرے جلاد کو اشارہ کیا دوسرے نے خنجر کھینچا تھا پھر برق تڑپ کے گری اور اسکا بھی اڑ گیا جلاد تختہ ہوا اچھلا مرجان نے دیکھا یک لخت ابر آسمان پر بے وقت چھایا ہوا ہاتھ اٹھا کے گرز مارا ابر پھٹا سیارہ ستارہ شناس لکہ ابر سے مثل آفتاب کے ظاہر ہوا کوک کے گرا قید جسم سے خواجہ کے گری کئی ساحر گر کے مارے خواجہ جو رہا ہوئے گلیم اوڑھ کے پوشیدہ ہوئے سیارہ و مرجان سے سحر چلنے لگا چند ساحر جو اسکے قریب ہیں جب قصد کرتے ہیں کہ سیارہ پہ جا پڑیں مگر اسنے کسی کو گولہ مار دیا کسی کو جلا دیا کسی کو پانی برسا کے ٹھنڈا کیا سب ساحران زبردست تو فیلان کے سب تھے گئے ہیں رعایا کے لوگ اپنے اپنے گھروں میں ہیں یہ دیکھتا سنتا ہے جو ہوا اپنے اپنے کوٹھوں پر چڑھ کے دیکھا قید خانے کے دروازے پر کئی سو ساحر مرے پڑے ہیں مرجان گھبرا کے لڑ رہا ہے سیارہ مثل آفتاب چمک رہا ہے ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ کہرے میں گھس جاؤں ملکہ کو رہا کروں مرجان سینہ سپر ہوتا ہے آگے نہیں بڑھنے دیتا دو گھڑی کامل مرجان و سیارہ سے سحر چلا سیارہ کا بیٹا طلسم ہے ہر مرتبہ یہی کہتا ہے او ملعون تیرے مرنے میں چند ساعتیں اور باقی ہیں انشاء اللہ تجھے قتل کرتا ہوں تیری قضا میرے ہاتھ سے ہے اپنی جان بچا یا اطاعت دین اسلام قبول کر یہ ملعون کہتا ہے ای سیارہ کیا ہمارے باپ دادا بے وقوف تھے جنہوں نے اس مذہب کو رواج دیا ہے ہم پرانے دو سو کو چھوڑ کے ایک کو قبول کریں سراسر عقل کے خلاف ہے سیارہ کہتا ہے تیرا قلب سیاہ ہے اوسکا پیدا کرنے والا وحدہ لاشریک ہے مرجان کب مانتا ہے یہی چاہتا ہے ایسا سحر کروں کہ سیارہ قتل ہو یا بھاگ جائے کسی طرح میری جان بچے چاہتا ہے غرق زمین ہو جاؤں مگر سیارہ نے ایسا سحر کیا ہے کہ زمین سنگ لاخ ہے قصد کرتا ہے اڑ کے جاؤں راستہ نہیں ملتا سحر چل رہا ہے ایک مقام پر مرجان نے ایک گولے پر اپنا خون ڈال کے مارا سیارہ نے گولے کو روک لیا وہی گولہ ہاتھ میں لیکر پیچھے ہٹا چند قطرات خون اپنے جسم سے نکالے گولے پر ڈالے مرجان پر وہی گولہ مار دیا مرجان پیچھے ہٹا ہر چند زمین میں سر لایا سامری و جمشید کو پکارا کوئی کام نہ آیا گولہ سینے پر پڑا پشت کو توڑ کے پار گذرا مرجان مر کے گرا وہاں صاحبقران اور فیلان سے سامنا پڑا فیلان نے بہت سے سحر کیے کسی سحر نے تاثیر نہ کی آخر تلوار کا ہاتھ مارا امیر نے لوح کو آگے کر دیا پلک فیلان کی جھپکی اسی عالم میں صاحبقران نے ہاتھ مارا تلوار سر پہ پڑی سراسر کے چیرتے ہوئے کاٹتا صندوق سینہ سے گذری تلوار نے زمین میں بوسہ دیا فیلان کے دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا ہو گیا آوازیں مہیب آنے لگیں بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من فیلان جادو بود قلعہ سیاہ پوشان کا پھاٹک گرا مکانات گرنے لگے آسمان پر عرصہ دراز تک اندھیرا چھایا رہا معلوم ہوتا تھا قلعہ نہیں ہے دود ظلمات ہے چار سمت سے صدائیں ہیبتناک آتی تھیں سیارہ نے بہ عجلت تمام شاہزادی اور وزیر زادی کو ایک تخت پر سوار کیا کہا اب اس قلعہ سے نکل چلو جلدی تخت روانہ ہوا یہاں آواز جو آئی کشتی مرا نام من فیلان سیہ پوش بود ملکہ خورشید کو دیکھا

تھی سو انسر شریک ہو چکے تھے باقی اب فریاد کرتے ہوئے دوڑے ملکہ خورشید نے سب کو لا کے امیر کے قدموں پر گرا دیا سب مطیع اسلام ہوئے امیر نے بہرام سے فرمایا اے بہرام مقام افسوس ہے مجھے یہ سنا تھا کہ اس قلعے پر ملکہ سلماے گوہر پوش کا پتہ ملیگا افسوس اُس پروردہ صد ناز و نعم اُمید یہ رنج و الم اُس وقت مقبول تاجدار بھی قریب آگئے صاحبقران کو ملول دیکھکر عرض کی حضور شکر ہے کہ آپکی فتح ہوئی پروردگار نے اپنا فضل کیا [illegible] فتح ہوئی مگر حضور کو بہت ملول پاتا ہوں آنکھوں سے صاحبقران کی آنسو ٹپک پڑے فرمایا اے برادر کیا بیان کریں ہمارے دل کی عجب کیفیت ہے بقول شاعر

نظم

کعبہ نہیں ہے زاہد غافل نشان دوست — دل ڈھونڈھ عاشقوں کا یہی ہے مکان دوست
افسانہائے دوست میں کہتے ہیں رات دن — رہتی ہے لب پہ آٹھ پہر داستان دوست
گر خاک بھی ہوا تو ہوا کوے یار کی — بعد فنا بھی چھٹ نہ سکا آستان دوست
جھگڑا مٹا عذاب گیا مخلصی ملی — رکھتے تھے ایک دل سو ہوا اسہان دوست
نکلی نہ منھ سے بات بجز ذکر یار کے — لب آشنا کسی سے نہیں جز بیان دوست
بینا ہے تو تو دیدۂ بینا سے دیکھ لے — پیدا ہے ہر خفی و جلی میں نشان دوست
کیا تاب مدعی جو لگائے نظر انھیں — رہتے ہیں آہ و نالہ مرے پاسبان دوست
جان دے کے بھی خوشی نہوئی میرے یار کی — راضی نہو سکا دل نامہربان دوست
ہوتی ہے مشق بے ادبی گالیوں کے ساتھ — رکھتی ہے اور طرح کا چسکا زبان دوست
ہے سرفروشیوں پہ بہائے جمال یار — ارزاں ہے آج کل تو متاع دکان دوست
ہیں داغ سینہ صورت آتش دہک رہے — ہاں آج کل بہار پہ ہے گلستان دوست
خندۂ گل دہان جراحت شگفتہ ہیں — ہے اور رنگ پر چمن بے خزان دوست
دل صاف ہو تو راز حقیقت کھلے تمام — دیکھا کرے بصورت آئینہ شان دوست
دیکھے جو برگ گل تو لبوں کا ہوا گمان — غنچہ نظر پڑا تو میں سمجھا دہان دوست
دھوکے دیے نزاکت جاناں نے اے نسیم — پایا عدم میں بھی نہ نشان میان دوست

بہرام نے بڑھ کے عرض کی اب حضور طرف قلعے کے متوجہ ہوں وہاں حال کھلیگا امیر نے ہٹ کے طرف قلعے کے دیکھا قلعہ گر گیا مکان سب جل گئے علامتیں بالکل شہر کی معدوم قریات ذرا دور یا تو جا بجا زراعت ہوتی تھی یا تمام ریگستان معلوم ہوتا ہے صاحبقران اجاڑ مقام کو دیکھکر فرماتے ہیں صاحبو یہ مقام تو بالکل بدل گیا قلعہ سارا جل گیا طرف اپنی بارگاہ کے چلے بہرام سے فرمایا قلعہ تو معدوم ہوا اب وہاں قیہ کا کیا نشان دریافت کریں یہ ذکر تھا کہ برق فرنگی دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ استاد اور سیاوش ستارہ شناس ملکہ سلما کو لیے کر آتے ہیں سب حالات وہاں کے برق نے بیان کیے امیر نے مقبول تاجدار کو گلے لگا کے بکشادہ پیشانی کہا کہ آپکی صاحبزادی رہا ہو کے آتی ہیں انکے واسطے ایک بارگاہ علحدہ استادہ کرائے کنیزان زرین پوش برائے خدمت حاضر ہوں مقبول نے خوشی خوشی بارگاہ استادہ کرائی کنیزیں حاضر ہوئیں مقبول رفیقوں کو لیکر بڑھے تھے کہ سیاوہ تخت پر نمایاں ہوئے ملکہ سلما و لیلا محمودی کی چادر سے چہرہ چھپائے ہوئے بڑے حجاب سے نمایاں ہوئیں بیٹے مقبول نے اشارہ کیا مقبول نے بڑھ کے بیٹی کو داخل بارگاہ خورد نقش کیا دروازے پر انتظام ہوا امیر اپنی بارگاہ میں گئے

خواجہ نے فرمایا اب بیان سے روانگی منظور ہے اور زبانی کاہن کی سنا کر اب طرف سے شاہان طلسم کے لشکر کشی ہوگی لہذا مقبول تاجدار کو رضامند کرو کہ ہمارا عقد ساتھ سلما کے ہو جائے عمرو نے کہا اگر میرا عقد لیلا سے ہوا مین اپنی جان دیدونگا امیر نے کہا لیلا تکو نہین قبول کرتی ایمین کسی کو کیا دخل ہے عمرو نے کہا بہت خوب ہم اپنا انتظام کر لینگے سرداروں نے مقبول سے جا کر عرض کی مقبول نے اُسیوقت وزرا کو حکم دیا سبنے پر امیر کے ترنج خورشید لی لگا یا سعادت مبارکباد ملنے ہوئی اور شاہزادیان جو امیر پر مائل مین طول ہوئین مگر زہرہ بی بہرام کی سب کر دیا ہوا کہ جب آپ رنگ ممرے نائب ہو کر گھر پڑھیے گا تب آپ کے ساتھ عقد ہو گا اب لشکر مین تیاریان عقد امیر کی ہونے لگین لیکن خواجہ در دولت ملکہ بصورت مبدل آئے گل اندام نامے کنیز ملکہ کی کسی کام کو آئی وہ بہ کنیز معتمد بھی ہے لیلا بھی اسپر توجہ فرماتی ہین عمرو نے الگ جا کے گل اندام کو بیہوش کیا اُسی کی صورت بنا اندر آئے دیکھا ملکہ سلما کے گوہر پوش مسند پر جلوہ فرما ہین لیلا مودب پہلو مین حاضر ہے گل اندام نقلی ہنستی ہوئی سامنے آئی عرض کی مبارک ہو تیاری عقد کی ہو رہی ہے جوڑے تقسیم ہو رہے ہین ملکہ سلما نے تو منہ پھیر لیا لیلا نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہے گل اندام نے لیلا کے گلے مین ہاتھ ڈال دئے کہا بی وزیرزادی تمہارا عقد ساتھ عمرو کے ہوگا لیلا نے کہا مین کسی کی زرخرید نہین ہون کیا مجبر صاحبقران زبردستی کرینگے ملکہ سلما نے کہا ای لیلا تمہارے والد کو اختیار ہے چاہے بھاڑ مین جھونک دین ماں باپ کے مقدمے مین تجھکو کیا دخل ہے گل اندام نے کہا ای وزیرزادی رات کو ایک بزرگ میرے خواب مین تشریف لائے علم موسیقی مجھکو تعلیم کر گئے ذرا امتحان تو لیجئے میرا خواب صحیح ہے یا غلط یہ کہکر عمرو نے باجا آگے رکھ دیا کہا سید عاشقیکا چھیڑے جاؤ لیلا بجانے لگی گل اندام نقلی نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کئے

نظم

تیوری چڑھی ہوئی ہے کشیدہ نظر ہین آپ
کچھ اور حوصلہ ہے جو آئے اِدھر ہین آپ

صیاد رنج فکر اسیری ہے کس لیئے
سوز نفس سے خاک مرے بال و پر ہین آپ

ناحق اٹھائین منت فصاد ہم نفس
موجسم ناتوان پہ یہان نیشتر ہین آپ

ہے آمد آمد نفس واپسین حضور
ہیو نکچا یہان یہ حال مگر بے خبر ہین آپ

آگاہ ہے ضرور نہین عمر مدعا
کیا کہئے خوب واقف درد جگر ہین آپ

ہر روز شان حسن نئی ہے جمال مین
خورشید ہین کبھی کبھی رشک قمر ہین آپ

حسرت فزا ہین جذب محبت کے حوصلے
یان اپنے نالہ ہائے سحر بے اثر ہین آپ

ای آہ و نالہ عہد فنا بھی نہ کم ہو جوش
اشتار ہے خیال شریک سفر ہین آپ

کوسون ضیائے حسن نے بخشی ہے روشنی
کھلتا یہی ہے نور کے شاید بشر ہین آپ

ہے انتہائے شوق سے پرواز مرغ روح
قاصد ہم اپنے حال کے خود نامہ بر ہین آپ

بگڑے ہین رشک گمعہ ذ آہ کیا سنون ہے
ہنگامہ آفرین مرے زور نظر ہین آپ

آنکھون مین ہے لحاظ تبسم فزا ہین لب
شکر خدا کہ آج تو کچھ راہ پر ہین آپ

فریاد ای جرس شب وصلت مین کس لیے
ہم دلفگار نالۂ مرغ سحر ہین آپ

یا باغزل سے طول سخن کم ابھی امنگ
کچھ خبر ہے نسیم کہان ہین کدھر ہین آپ

اس غزل کو خواجہ نے اسطرح گایا کہ لیلا تعریفین کرنے لگی ای گل اندام تو نے تو اصل گانے مین خوب کمال پیدا کیا ہے

کر بتانے کا تو خاتمہ کر دیا گل اندام نقلی نے گلے میں ہاتھ ڈال کے کہا ابھی حضور نے کیا ستایا مجھکو خوب راضی کرونگی دو پہر رات گئے تک ناچ گانا رہا اب ملکہ نے آرام کرنے کا ارادہ کیا گل اندام لیلا کے ساتھ ہوئی جب لیلا اپنے مقام پر آئی کہا میں بھی یہیں پڑ رہونگی یہ کہکر چھپر کھٹ کی پائنتی دبانے لگی جب لیلا سو گئی خواجہ نے رنگ دروغین دور کر کے پلنگ میں سو رہے صبح کو ملکہ سلما کی جو آنکھ کھلی دیکھا کنیزیں آپس میں کہہ رہی ہیں کہ بی لیلا کو بڑا اسکا رنج تھا تو عمرو کو ساتھ لیے سو رہی ہیں ملکہ خود اسی مقام پر آئیں کنیزیں بھی جمع ہو گئیں خواجہ نے پہلے آنکھ کھولی کہا واہ حضور آپکو مناسب نہیں ہے کہ یہاں بی بی سو رہی ہیں اور آپ یہاں چلی آئیں کہ لیلا نے آنکھ کھولکے یہ معرکہ دیکھا عمرو تو کود کے بھاگا لیلا سر پیٹنے لگی کہا حضور میں تو اپنے ساتھ کنیز گل اندام کو لائی تھی یہ نگوڑا یہاں کیونکر آیا میں ابھی جان دونگی یہ خبر جو ہوئی امیر محل میں تشریف لائے کہا اے لیلا تو کیوں اپنے کو پریشان کرتی ہے یہ سارباں زادہ جسپر عاشق ہوتا ہے اُسے ذلیل بھی کرتا ہے امیر نے بمشکل لیلا کو راضی کیا شب کو جلسۂ عقد آراستہ ہوا عمرو نے بزرگ اُمید کو جال کر کے مُلائے الحمین کی صورت بنکر بارگاہ میں آئے خوب اڑکے امیر سے جاگیر و نقد و جنس لیا پھر اپنی اصلی صورت بنائی سہرا اپنے پاس سے نکالا اپنے سر پر باندھا کہا آقا اب میرا عقد آپ پڑھیے امیر نے کہا او سارباں زادے تو نے بزرگ امید کو کیا کیا عمرو نے کہا انکو دست آرہے ہیں پھر آپکا عقد کون پڑھتا اب میرا عقد پڑھیے امیر نے مقبول تاجدار سے کہا آپ جا کے لیلا سے دریافت کیجیے مقبول اندر آئے لیلا سے پوچھا لیلا نے کہا میں اپنی جان دونگی اور سارباں زادے کے ساتھ عقد نہ کرونگی اسنے مجھکو ذلیل کیا ہر چند مقبول نے سمجھایا لیلا نے کہا میں ہرگز قبول نہ کرونگی مقبول نے امیر سے آکر بیان کیا کہ حضور وہ جان دینے پر آمادہ ہے عقد نہیں قبول کرتی امیر نے کہا اب میں کیا کروں عمرو نے کہا اب آپ کچھ نہ فرمائیے ہم تدبیر کر لینگے آپ تو وصل سے ملکہ سلما کے مشرف ہوں ہمارا خدا مالک ہے اب ذرا کیفیت طلسم کی

گیسوئے یار سے دل کو جو نہ وحشت ہوتی
اگرچہ نازل نہ بلائے شب فرقت ہوتی

شمع بجھتی تو ملاقات کی صورت ہوتی
باعث لطف شب وصل کی ظلمت ہوتی

مر رہے ہجر اُٹھے ابھی حشر کی صورت ہوتی
آپ قامت جو دکھاتے تو قیامت ہوتی

یار کی بادہ کشی پر جو طبیعت ہوتی
اور ہی لطف ابھی اور ہی صورت ہوتی

ہے حسینوں شوق جو ہر نہ مجھے خود بینی کا
آئینہ کیا کہ سکندر کو بھی حیرت ہوتی

یاد گیسو نہ رہی قدر ہی خوب ہوا
شعر کہنے میں پریشان طبیعت ہوتی

امیر نے عمرو کو روتا دیکھکر فرمایا خواجہ اسقدر پریشان نہو میں ملکہ سلما سے کہونگا کہ ہماری جانب سے لیلا کو سمجھائے عمرو نے کہا اب آپ دخل نہ دیں صاحبقران کو اس عقد کے ہونے کی بہت خوشی ہوئی قصد ہی کر جا کر داخل حرم ہوں کہ یکایک شور ہوا ناظر پکارنے کہ یہاں سب رونی ہوئی ہے آنے ہیں امیر شور گریہ و زاری سنکر گھبرا گئے مقبول سے کہا دیکھیے تو یہ کیا ہنگامہ ہے عمرو دوڑا اندر آئے دیکھا سب شہزادیاں پیٹ رہی ہیں عمرو نے کہا ارے یارو کیا ہوا ایک کنیز نے کہا حضور ملکۂ عالم آپکے واسطے لیلا کو سمجھا رہی تھیں کہ زمین شق ہوئی اسطرح کی صدائے مہیب آئی کہ سب بیہوش ہو گئے پھر ایک برق چمکی کئی کنیزیں قتل ہوئیں اب جو سب بیدار ہوئے ملکہ سلما و لیلا کا پتہ نہ پایا اور ایک آواز آئی کہ منم سحر العجائب اے حمزہ اب تجھکو یہ حوصلہ ہوا دیکھ یوں لیجاتے ہیں کوئی ایسا ہے کہ ہمکو روکے صاحبقران نے جو یہ خبر سنی نہایت

پریشان ہوئے فرمایا ابھی لشکر تیار ہو میں بدسر قعدہ لشکر کشی کرونگا ملک اخضر نے عرض کی حضور تکلیف نہ فرمائیں غلام جاکے انتقام کرے گا ملکہ کو لے آئیگا ملکہ خورشید و انجم و مہر طلعت وغیرہ بھی آمادہ ہوئیں امیر نے فرمایا آپ لوگوں کے جانے سے کچھ نہ ہوگا بقول کوکب کہ بمقام طلسم نور افشان ہی انشاء اللہ قدر اگر جل کے سرسوار قلعہ دلیا تو نام اپنا صاحبقران نہ پایا عمرو نے عرض کی حضور تامل فرمائیں میں قدر کرکے ملکہ کو لاتا ہوں ہر چند امیر نے قصد کیا مگر عمرو نے کہا یہ میری آہ کی تاثیر ہے وصل بی لیلاد کی بھی تدبیر ہے ہر چند ہر ایک ہی کنیز کر رہی غرض میں وہ بھیجا بڑا فساد برپا کریگا عمرو نے کہا ای آقائے نامدار اگر میں گرفتار ہو جاؤں اور ذرا بے خبر ہو جائے تو آپکو اختیار ہے عمرو نے امیر کو نخوبی سمجھایا بانہائے عیاری سے آراستہ ہوا تلاش ملکہ سلما میں روانہ ہوا بعد جانے عمرو کے امیر نے قصد کیا کہ میں بھی جاؤں ملکہ خورشید اپنے مقام سے اٹھیں عرض کی کنیز بھی اسی فکر میں جاتی ہے ہر چند امیر نے روکا ملکہ نے منانا طاؤس پر سوار ہو کے روانہ ہوئیں اسکے بعد زبردست شبل شمشیر و انجم آرا کو بھی جرأت ہوئی اپنے اپنے مقام سے اٹھے یہ بھی سب روانہ ہوگئے بعد چند ساعت جو امیر نے دیکھا سب چلے گئے امیر نے بہرام کو بلا کر کہا ای برادر یہ سب ضرور جاکر مقابلہ کرینگے کوئی سحر میں اسیر غالب نہ آئیگا لہذا لشکر تیار کرو میں اسی وقت کوچ کرونگا دونوں بجائی سحر میں طاق ہیں کوئی سحر میں اثیر غالب نہ آئیگا بہرام نے اسیوقت فرمایا کہ ای لشکر تیار ہونے لگا اشقر سامنے آیا قصد ہی کہ سوار ہوں کہ صحرا سے گرد اڑی تمام صحرا سیاہ ہو گیا نوبت نقارے کی بھی آواز آئی امیر نے دیکھا دامن گرد کا شگافتہ ہوا ایک پہلوان گینڈے پر سوار نہایت قوی تن قوی سر گویا دیو قالب انسان میں سمایا ہوا پشت پر تین لاکھ سوار بہیدل فوج کے دل کے دل اوپر بنے ہوئے وہ جوان فسر اعلی تھا اسنے بڑھ کے آواز دی یا طلسم کشا آپکی جرأت کے تمام عالم میں شہرت ہوئے بڑے بڑے ساحر مارے گئے ماہ دولت کا ابھی خبر ہوگئی اپنے بیٹے کے قتل کا باپ پکا پچھا شہرا سر ہوا شاید آپنے ماہ دولت کا نام سنا ہو تمام عالم میں مشہور ہے جنید شمر لب جو طرف سے میرے ملک کے آیا ہے ہمارے ہاتھ سے مارا گیا صاحبقران نے لشکر کے ٹھہرنے کا حکم دیا لیکن یاد میں ملکہ کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے کبھی بیقرار ہو کر فرماتے ہیں یارو اس ملعون کا آنا مجھپر بہت شاق ہوا اب دیکھوں تقدیر کیا دکھائے اصل میں ہماری تو یہ کیفیت ہے

کیا سبب کیوں چپ ہیں زخم نکلے دہن تصویر سے
ہو گئی رنجیدہ کی شاید زبان تیر سے

حل مشکل کیجیے آہ رسا کے تیر سے
چھوٹ جائے مرغ زریں دام چرخ پیر سے

کھینچتا ہی نقشہ گلزار مانی کب عجب
بلبل تصویر نکلے بیضۂ تصویر سے

بخت خفتہ نے سلایا تیرے دیوانے کا پاؤں
جنبش غفلت ہی پیدا ہو نہ زنجیر سے

محنت دیوانگی سے کچھ نہ پیدا کیا
نخل کی جا شور نکلا دانۂ زنجیر سے

خندۂ دزدیدہ ہی زخموں میں قاتل کس لیے
دیکھ کیا پانی چڑھا ہے ہر تری شمشیر سے

کم نہیں ہوتا کسی صورت سے زخموں کا سکوت
کر لی انسوں دم کیا قاتل دم شمشیر سے

بعد مردن بھی وہی رکھتی ہے باہم اتحاد
تیرے دیوانے کی مٹی دانۂ زنجیر سے

چشم وحشت خیز سے دیکھیں بیابان کی بہار
نا نکلیں آنکھیں ہرن کچھ دن اگر زنجیر سے

عصمت دیوانگی میں ننگ آزادی ہوا
شرم ہے کیوں تم نہ نکلو خانۂ زنجیر سے

کیا کہیں ہم داستان دشت وحشت ای نسیم
پوچھ لو تم خود زبان خار دامنگیر سے

تمام سرداران صاحبقران کو افسوس ہوا لیکن ہر ایک بہادر کا یہی قول ہے کہ جمشید کو اپنے بڑے قدرت مستبد
بڑا ناز ہے انشاءاللہ میدان میں جب نکلیگا تب حال جرأت کھلیگا دربار میں سب سرداران نامی جلوہ فرما ہیں
سکندر رہے ایرج نوجوان باتیں کر رہے ہیں کہ صداے طبل جنگ لشکر کفار سے بلند ہوئی امیر نے فرمایا
دریافت کرو یہ کیسا نقارہ بجا ہے ابھی یہ کلمہ تمام ہوا تھا کہ ہرکارے آگے حاضر ہوے بعد دعا کے عرض کی جمشید
نے طبل جنگی بجوا دیا کل اُسکا ارادہ ہے کہ حضور سے مقابلہ کرے امیر نے فرمایا ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی
طبل جنگی بجے دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگین لیکن عمرو بن حمزہ اصنی چالاک بن عمرو تلاش میں ملکہ
حیرت جادو کی نکلا ملکہ سلما جب خانہ عروسی میں سے غائب ہوگئین خواجہ ملکہ کی تلاش میں نکلے سحر العجائب
جب سلما کو لیکر دربار میں آیا ایک قفس ہے سلما کو ایک قفس میں قید کیا کو بند کیا تجھ کو آگاہ ہے کہ یہ سحر کتنین
جاتی ہیں سوزن کو حکم نہ دیا قفس سامنے کھا ہے نگاہ حیرت دیکھ رہی ہے کنیزیں وغیرہ سمجھا رہی ہیں ملکہ نہیں
بولتین لیکن چالاک جو جستجو میں حیرت جادو کی چلا تھا جنگل جنگل مارا مارا پھرتا ہے کبھی روتا ہے کہ اے
چالاک افسوس ہے لشکر بھی مجھے چھوٹا مدت گذری آوارہ دشت مصیبت و سرگردان وادی غربت ہوے
اپنے حال پر روتا ہے حیران ہے کہ اے چالاک کیا تدبیر کروں کہ دیکھا آسمان پر ایک ساحر اُڑا ہوا جاتا ہے جھیل پر
اُترکے پانی پینے کا قصد کیا چالاک نے سخ کیا باتیں پوچھا کہاں سے آتے ہو کہاں جاتے ہو ساحر نے کہا
شہنشاہ طلسم نے پاس ملکہ شاخسار کے مجھکو بھیجا ہے ملکہ حیرت بھی وہیں قید ہیں اُنسے کہونگا کہ قید حیرت کی
پاس شہنشاہ کے بھیجو چالاک نے یہ سب ذکر دریافت کرکے اُس ساحر کو بیہوش کیا اُسکو غار میں ڈال دیا آپ
اُسی کی صورت بنکر طائر کرتا ہوا چلا یہاں شاخسار کی قید میں کوکب ولا ہیں حیرت قید ہیں کہ یہ ساحر فرستادہ
شاہ کے پہونچا نامہ شاخسار کے ہاتھ میں دیا شاخسار نے نامہ پڑھ کے کہا اے یاران جادو بہت اچھی طرح سے
قیدیوں کو بھیجنا چالاک نے کہا اے ملکہ عالم مجھے تم سے کچھ کہنا ہے یک گوشے میں شاخسار کو لاکے بیہوش کیا آپ
اُسکی شکل بنکر باہر نکلا سب کو شراب پلاکے بیہوش کیا مع شاخسار جادو سب کو قتل کیا اب کوکب ولا ہیں
دیران کشمیر زن وغیرہ کو ہمراہ لیکے چلا ہو اسحر العجائب بارگاہ میں بیٹھا تھا کہا یارو خود بخود میرا دل گھبراتا
ہے کہکر جمشید ساحری کو طلب کیا اُس سے پوچھا ہے یاران کو روانہ کیا تھا ابھی تک وہ پلٹ کے نہیں آیا چغلی نے
کہا اے شہنشاہ شاخسار کو یہ چل بلا پہنچا آرزو دکھلا اور خواجہ بھی بصورت سہیل دربار میں سحر العجائب کے
موجود ہیں چغلی نے جو یہ معاملہ بیان کیا سحر العجائب نے سر پیٹ لیا آواز دی ملکہ سیمتن جادو جلد حاضر ہو
ایک ہوا سے سرد چلی ایک ساحرہ کمسن دریاے جواہر میں غوطہ مارے ہوے سامنے آئی کہا حضور کیا حکم ہوتا
ہے سحر العجائب نے کہا لینا خبردار جلد جا فلان صحرا سے چالاک حیرت جادو وغیرہ کو لیے ہوے جاتا ہے جاکے
گرفتار کرے کوئی بچ کے نہ جانے پائے یہ سنتے ہی وہ ساحرہ فوراً روانہ ہوئی یہاں کوکب ولا ہیں دربان
دنا سپید وغیرہ ایک طرف روانہ ہوے چالاک قفس حیرت ہاتھ میں لیے ہوے کئی دن سے حیرت جادو
کو کھانا نہیں ملا گل سا چہرہ مرجھایا ہوا چالاک کو منظور ہے کہ کسی سبزہ زار میں آکے ٹھیرے دن کو آسمان سے نعرہ ہوا
سنو ملکہ سیمتن او چالاک کیونکر شاستین آئی ہیں اسنے چاہا سحر کروں چالاک نے بہ چالاکی اپنے تئین
ایک نخل کی آڑ میں چھپا دیا قفس چھوٹ گیا حیرت قفس میں بیہوش ہوگئی سیمتن نے لپٹنے نہیں زمین پر جا پڑا
قفس حیرت اُٹھا لیا نے کر اُڑی بڑی تیزی سے سامنے سحر العجائب کے لیکر آئی سلما تو ایک قفس میں

سامنے موجود ہی نگاہ جو جمال جہان آرا سے حیرت پر پڑی تیر مژگان کلیجے کے پار ہوگئے پیشانی پر پسینہ آگیا کہا ای سیمتن حیرت کو ہمارے وصل پر راضی کر دو ای سیمتن یہ شاہزادی ملک ہوش ربا کی ہی جوانے رنگ دیکھے چشم فلک نے کبھی یہ اختیارات کبھی خواب مین بھی نہ دیکھے ہونگے سیمتن نے کہا ای شہنشاہ دو ایک روز تامل فرمائیے مین ذرا آشنا سا ہو جاؤن پھر انکار راحتی ورنا کتنی بڑی بات ہی سحر العجائب نے کہا ای سیمتن یہ بھی آگاہ کر دینا کہ اسکا خیال نہ فرمائیں کہ طلسم کشا لوح لیے ہوے آتا ہی جسدن مابدولت قصد کرینگے اُسی دن خاتمہ کر دینگے ابھی تک مابدولت نے تحفہ جات طلسمی صرف نہین کیے علاوہ اسکے ایک نامہ مین نے خداوند ہفت پیکر کو لکھا ہی کہ جسکے قبضے مین طلسم ہفت پیکر ہی اُسنے بھی لکھا کہ ہم پرستار سامری و جمشید ہوا گر مابدولت کو سجدہ کرو تو ایسے شخص کو روانہ کرون کہ زمین و آسمان ہلا دے حقیقت مین ایسا مقام وسیع ہی اور ایسا طلسم ہی کہ اگر ہزار سال مسلمان فکر کرین تو لوح نہ دستیاب ہو ملحوظ شائقین والا مقام رہے کہ حیرت اُسی طرح بیہوش پڑی ہی جب ملکہ حیرت کو سیمتن نے کہ چیلی چالاک نے بھیجا کیا جب سیمتن قریب قلعہ طلسمی پہونچی چالاک باہر رہ گیا بعد تھوڑی دیر کے سیمتن قفس حیرت کا لیے ہوے باہر نکلی اور طرف قصر ماہیار کے کہ ہمشیرہ شاہ خسار ہی چلی چالاک بھی الگ الگ چلا قریب اُس قصر کے پہونچا دیکھا دروازے پر اُس قصر کے کئی سو ساحر بیٹھے ہین سیمتن اندر چلی گئی وہ قفس تو اُسے چھت مین لٹکا دیے گھر سوچنے لگی کہ ای سیمتن شہنشاہ ہمارے اسیر بال ہوے ہین اگر اُسنے شاہ کو قبول کیا تو شاہ مجھسے بہت خوش ہونگے لیکن آوارہ دشت بلا و محنت و گرفتار زندان صعوبت گریبان چاک یعنی مہتر چالاک ایک مقام پر بیٹھ کر اپنی مصیبت پر رونے لگا زبان پر یہ اشعار عاشقانہ جاری تھے

نظم

گلشن عالم مین کب دست جنون چالاک ہی
جیب گل سے تا گریبان سحر صد چاک ہی

اسفل و اعلی جو ہین ملجائینگے سب خاک مین
آسمان اس رتبہ عالی پہ زیر خاک ہی

پست ز کرنے کو گردون سب کو کرتا ہی بلند
اشک کا آنکھون مین آنا دل سے مہر خاک ہی

حسن ہو کیسا ہی پر رہتا ہی بالا دست عشق
ہی زلیخا کو جنون اور جیب یوسف چاک ہی

دیتے ہین تشبیہ ان دونون مین سو بیہوش ہین
ہی زہر تریاک چشم مست جانان پاک ہی

چوک ہو کیونکر نہ اپنی چشم گریان کی نگاہ
اب جسپر سے گذرتا ہی وہ شی پاک ہی

آن بیچ بیٹھے ہین معنی و الستا بجات
ہر ستارہ میرے بحر اشک مین پیراک ہی

سانپ جیسے کینچلی ڈالے وہ یون عریان ہو
جو حسین ہی جسم پر اسکے عبث پوشاک ہی

جلتے ہین سودائی میری گریے بازار سے
شعلۂ آتش ہون مین عالم خس و خاشاک ہی

روح ہی ہر جسم مین مشتاق اخبار اجل
اسلیے بیتاب ہون ورنہ نفس کی ڈاک ہی

قتل کرنے کو تو آخر گھر سے باہر آئیگا
ہر دم امید کی جا یار اگر سفاک ہے

مثل نکہت جسم اسکا ہی لطافت سے نہان
غم نہین ٹکڑے بہ رنگ گل اگر پوشاک ہی

ڈر کے مارے صبح کا دیو سفید آتا نہین
کس قدر صورت شب فرقت کی دہشتناک ہی

خار ہی نکلا جو کوئی صورت ہمجنس سے
جب تلک دریا سے قطرہ مشتمل ہی پاک ہی

نقش اغیار مین ہوا جاتا ہی بنا از عشق
زخم سے بدتر ہی ہنسنا مل اگر غمناک ہی

اور کرن مس کر ہین ناسخ ہمارے دست و پا
فکر یان غواص ہی طبع روان تیراک ہی

ہیں یہ نور ہو گی یہ سوچ کے کہا اے چالاک ایک کام کر کہ قفس ملکہ سلماں و لیلا کا اٹھا لا ایسا نہ ہو کہ فراموش کریں
امیر سے بھی ذریعۂ ملاقات ہے چالاک نے دونوں قفس اٹھائے حیرت نے وہ سحر کیے کہ مکان میں آگ
لگا دی کئی سو کنیزیں جل گئیں جو ہیں چالاک بلا حیرت کے ساتھ ہے حیرت کانی باندھے ہوئے پنجہ ہاتھ میں کھینچا
ہوا خون ٹپک رہا ہے چالاک اس آن بان کو دیکھکر نثار ہو رہا ہے یہی خیال ہے کہ دیکھوں اب تقدیر کیا دکھائے چند
ساحر جاگے ہوئے سامنے سحر العجائب کے آئے عرض کی اے شہنشاہ ملکہ حیرت نے قید سے رہائی پائی ہر چند
ماہیار روک رہی ہے مگر وہ حیرت اسکے سحر کرتی نہیں مانتی ہے سحر العجائب نے کہا اے افغان بلند آواز بڑھ کے لینا
حیرت جادو جانے نہ پائے یہ سنتے ہی افغان دیو رنگل سے بلند کر کے اٹھ کہا اے شہنشاہ ابھی گردن پکڑ کے
لاتا ہوں اپنے سحر کو پھونک فوراً ہی ایک سحر میں بھول جائیگی کیا مجال کہ ماہرو مست کوئی سحر میں مقابلہ کر سکے یہ لاف
و گزاف کر رہا تھا کہ اُٹھا سو ہزار فوج کا افسر ہے سب ملازم اسکے نثار ہوتے ہیں اس عجیب سے افغان چلا حیرت
چالاک کی حفاظت کرتی ہوئی اس غضب سے نکلی ماہیار نے سوکے سحر کیا حیرت نے نگاہ قہر دیکھا اور آواز
دی کیوں ہو ماہیار آج کوئی غزل نہ سناؤ گی یہ سنتے ہی ماہیار نے کہا واری ہی آپکے حکم سے گردن تابی کر سکتی
ہوں سماعت فرمائیے اشعار

دل میں ساکن ہے خیال اک بت بے پروا کا
آشیانہ مرے ویرانے میں ہے عنقا کا

جب لگا نقش مری دستگی ظاہر یہ ہوا
نور ہے دست مسیحا میں کف موسیٰ کا

کٹ گئے گیسو کے تصور میں ہے طوفان سرشک
حلقۂ زلف ہے گرداب مرے دریا کا

شجر طور ہے فدا اور ہے رخ شعلہ طور
دست دلدار میں عالم ہے ید بیضا کا

کیوں ملیں عالم بالا سے نہ مضمون بلند
ہے دم فکر خیال اُسکے قد بالا کا

ہو گیا سیلیے (?) اُستاد سے تغییر برنگ
چہرۂ یار میں عالم ہے گل رعنا کا

تو وہ خورشید ہے اُسپے جو گستا نہیں (?) نقاب
چہرۂ گل میں تلوّن ہے وہیں حمرا کا

کیا جنون کم ہو مرا سنگ ملامت سے بھلا
جو پڑا نیل وہ اک داغ ہوا سودا کا

باغبان بیچ گل و میوہ وے رہ خاطر (?)
میں تو مشتاق چمن میں ہوں چمن آرا کا

بعد مردن بھی تو ہے نرگس مشگون کا خیال
گنبد قبر میں ہے جوش نسیم صبا کا

عشق کی یہ ہے کہ دم سیر اخفا ہو تا کہ
گھر ٹوٹتا ہے جو کوئی دست گلا مینا کا

یا دو مژگان میں جو ایدن (?) جوش پہ ہے سیل سرشک
تشنہ لب کیا کوئی کاشا ہے کسی صحرا کا

دیکھتے ہی ترے ہاتھوں کو ہوا ریز ا
ید بیضا سے ہوا ہے یہ خلل سودا کا

جاتے ہیں عالم بالا سے ہو نالے سیدھے
ہے خیال آج مجھے ایک سہی بالا کا

دین و دنیا کی عبث فکر ہے تجھکو ناسخ
وہ ہی ہو گا جو ارادہ ہے مرے مولا کا

ماہیار نے اس دھن میں یہ غزل گائی کہ سب سننے والے محو سننے لگے ہر ایک کا جی تو لگ رہا کہ حیرت
کی تابعداری کرنا واجب و لازم ہے لشکر میں ماہیار جادو کے تباہی ہے ہمراہیان ماہیار نے جو سحر کیا حیرت
نے اشاروں ہی میں دفع کر دیا حیرت نے ایک کنیز کو اشارہ کیا وہ ماہیار پر جا پڑی آپس میں پنجے چلنے جب
اس سے مطلب حاصل نہ ہوا گولے چلنے لگے آخر ماہیار نے ایک پنجہ مارا کہ کنیز کے دو ٹکڑے ہوئے حیرت نے

ہوش ربا تحیر ہوا ہنسنے تو لگے کیسی کیسی خورنک بیہ بچائی سو وقت چشم پوشی مناسب نہین ہم زمین پر گرا چاہتے ہین یہ کہکر جو دستک دی ایک مینا نا ہر ایک طایر زمعفت رنگ زمزمہ سرائی کرتا ہوا آسمان سے اُترا آواز دی اے شہنشاہ اقلیم سحر و ساحری از غضب ملک افسونگری یہ حقیر حاضر ہی حیرت نے کچھ اشارہ کیا اوس طایر نے سبکے ہوش اوڑانے کے شعبدے دکھائے کر شانے پر حیرت کے بیٹھ گئے پر اپنے زخمون پر حیرت کے مس کیے جون جون زخمون کو زخمون سے مس کرتے ہی زخم بھرتے آتے ہین خون بہنا بالکل موقوف ہی ایک لحظہ بھر مین وہ جو سرکا زخم کاری تھا سب غائب ہوگیا حیرت نے صحت پائی اب طایر شانے سے حیرت جادو کے ہم اوپر طرف آسمان کے چلا حیرت نے کہا ای خیرخواہ جسنے ہمکو زخمی کیا اُسکی تو خبر لو یہ سنتے ہی طائر پلٹا برہان جادو رو رہا ہی مگر اسی فکر مین ہی کہ حیرت کو گرفتار کر لون کہ طایر نے سر پر برہان جادو کے پنا سایہ ڈالا آواز دی او مغرور دو آنکھین کھول دنیا ناپائیدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی دیکھو تو صاحبان راز و نیاز نے کیا تحریر فرمایا ہی

تیرے غرور نے آتش حسد کر ہی کا بای بند

سنتے دیکھا ہی تو اوراق مین ای اہل نظر		ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر	
وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر		یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دیکھ ذرا	

تا در وہ ہیچ نہ در ریم بہ تدبیر نسیم
سفر دور و دراز بست و ما بے خبریم

از نادان اتنا بڑا بادشاہ جلیل مردان عالم کا تھا سب کو خالی ہاتھ دکھاتا تھا کہ ای غافل دیکھ تو خالی ہاتھ آئے تھے اور تہیدست جاتے ہین منزل خارستان عدم سے بہت گھبراتے ہین برہان ہوگس ہو وے پر مغرور ہی واضح ہوا کہ عقل دور ست سے دور ہی دیکھو ملکہ عالم کیا فرماتی ہین برہان یہ صدا طائر کی سنکر طرف حیرت کے بلبانگاہ سحر آگین جو حیرت جادو کی پڑی برہان کی آنکھین سرخ ہوئین ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہوا پیشانی پر پسینہ آیا پکارکے آواز دی ای عندلیب گلزار حسن دخوبی دای رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی ملکہ حیرت سر اُٹھاکے مسکرائین آئینہ رخسار جو چمکا جمال بیمثال حیرت جلکہ یہ ان کو حیرت ہوئی مزاج کی عجب کیفیت ہوئی کہنے ہوئے طرف حیرت کے چلے پکار نظم

	دیکھتا ہی تو اگر وقت سحر آئینے کو	مہر تابان جانتا ہی ہر بشر آئینے کو	
	زشت رو جیسے ہو نادم دیکھکر آئینے کو	یون خجل کرتا ہی وہ رشک قمر آئینے کو	
	شانے کو تو سینہ چاک اور چشم تر آئینے کو	عاشقون کا دھیان جو ہی جانتا ہی وہ صنم	
	دوست رکھتے ہین حسین ای فتنہ گر آئینے کو	یون مرے آئینۂ دل کو نہ تو دے دے بے شک	
	وہ صنم حیران اپنا دیکھکر آئینے کو	عکس افگن اب کبھی ہونے سے بھی ہوتا نہین	
	زنگ مین آلودہ پایا بیشتر آئینے کو	دل مین رکھتے ہین کدورت جو کہ ہین ظاہر مین صاف	
	ہی ترے تیر نگہ کا خوف ہر آئینے کو	پہنے رہتے ہین زرہ جوہر کی اپنے جسم مین	
	دم سے ہوتا ہی ارے غافل ضرر آئینے کو	گر صفاے دل تجھے منظور ہی کر حبس دم	
	جاے جوہر ہاتھ آئینگے شرر آئینے کو	پڑ گیا گر عکس اُسکے شعلۂ رخسار کا	
	ڈھونڈھتا ہی اک جہان ماہ صفر آئینے کو	دیکھتا ہون مین فقط آئینۂ رخسار یار	

خرہ ہوا اسم ملکہ خورشید برق وش واضح ہو کہ یہ تلاش میں ملکہ سلما و لیلا کی نکلی تھیں تلاش کرتی ہوئی جاتی
تھیں کہ دیکھا ایک جگہ ساحروں میں جنگ ہو رہی ہے قریب آکے دیکھی ایک غار میں چالاک نفس سلما و لیلا
لیے ہوئے بیٹھا ہے اور حیرت پر ساحروں کا بلوہ ہے حیرت جادو بھی جھپٹ جھپٹ کے لڑ رہی ہے ملکہ خورشید
صورت زیبائے سلماے گوہر پوش کی بہت مشتاق تھیں اب جو دیکھا حقیقت میں ایسی صورت کبھی نگاہ
سے نہ گذری تھی سرو قد خورشید خد عنبریں مو خال ہندو چشم جادو سپ نزدیک بہت پسند کیا مد تبسم
کے قریب آئیں کہا ہوا بیقرار ہوئی صاحبقران کی خلاف نہیں حقیقت میں یہ عورت نہایت حسین مہ جبین
غارتگر دین خوش تمکین مہ جبین کیا انکے اوصاف کوئی بیان کرسکے حقیقت میں اسم با مسمی ہیں وزیرزادی بھی
مثل ستارہ پہلوے ماہ ہے وہ بھی بڑی ذیجاہ ہے یہ کہکر لڑائی میں مصروف ہوئیں یہ تینوں سردار نامی جو آگرے
زمین کر ہلادیا مگر فوجیں قلعے کے اندر سے چلی آتی ہیں جب کسی نے جاکے شاہان طلسم سے کہا فوج کم ہے اور ساحر
روانہ کرتے ہیں خورشید برق وش جو تڑپ تڑپ کے گری ہزاروں کو قتل کیا اور جھڑکے اپنے تئیں
قریب چالاک کے پہونچایا زر بھی جھپٹ کے پہونچی جلدی سے ایک تخت پر چالاک کو سوار کرلیا دونوں
نفس بھی تخت پر رکھ لیے آپ پایہ تخت پر ہاتھ ڈال دیا اڑ کے لڑتی بھڑتی نکل کے چلی افغان کی جو نگاہ پڑی کہ زر
نے غضب کیا سلما و لیلا کو نکال کے لیے جاتی ہے افغان نے آگے بڑھ کے فوجوں کی صفیں باندھیں جب
کسی نے قصد کیا کہ روکے ملکہ خورشید نے اپنا سینہ سپر کیا بڑھ بڑھ کے غول میں جا پڑیں چالاک
زنار سے کہتا ہے ملکہ زنار مجھے تخت سے اتار دو میں نکلی جاتی ہے تم صرف نفسوں کی حفاظت کرو یہ باخبر
کران دونوں نازنینوں پر کوئی افتاد پڑے ہم ایسے لاکھوں عیار ہیں اور یہ دختر بلند اختر مقبول تاجدار
ہیں انکے نام پر صاحبقران نثار ہیں یہ خبر ہرکاروں نے سحر العجائب و مصر الغرائب کو پہونچائی یہ سنکر
سحر العجائب نے کہا اے خطور جزیرہ نشین جلد جا حیرت جادو کو گرفتار کر کے لے آ خطور اٹھا
بارہ ہزار ساحروں کا افسر ہے مع فوج چلا اسوقت آکے پہونچا چار جانب ہنگامہ گیر و دار بلند دشمن درد مند
یہ بھی آکے شریک جنگ ہوا زنار کو روکنے لگا سحر جو اسنے کیا سر ملکہ زنار کا زخمی ہوا بہت بیقرار ہوئیں سر پر
رومال باندھ کے سحر کرنے لگیں مگر سنبھالیں جاتا الجھ الجھ کے سحر کر رہی ہیں افغان گرگ باران دیدہ گرم
سرد عالم چشیدہ ہے اسنے جو زنار کو سست پایا جھپٹ کے قریب آیا زنار پر سحر کرنے لگا اسی ہنگامے میں
خطور جزیرہ نشین نے پشت پر سے آکے ایک گرز مار دیا سینے کو توڑ کے پار گذر گیا لاشہ ملکہ زنار کا زمین
پر گرا گھوڑوں سے ریسمان بجا ڈالے نوحہ اٹھا آواز آئی کشتی مرا نام من زنار طلا افگن بود
ہنگامہ ہوا ہر طرف سے یہی آواز آتی تھی ہائے زنار تیرا شباب یہ سن وسال اس عمر کا نکل بھی نہ کہ صاحبقران
زمان اپنے مقام پر بیٹھے ہیں کہ ہرکارے روتے ہوئے سامنے آئے ہاتھ اٹھا کے دعا دی شعر اختر جاہ
تو از اوج شرف طالع باد ۞ مہر فضل از افق عزت تو طالع بود ۞ شہریار عالم کی عمر دراز ہو ملکہ زنار جاکے
لڑیں حضور پر تصدق ہوگئیں صاحبقران کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے فرمایا بڑا غضب ہوا تلوار ٹیک کے
اٹھے ہر چند ساحروں نے منع کیا صاحبقران نے نہ مانا پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوے طرف لشکر گاہ کے
چلے اسوقت آکے پہونچے کہ افغان بلند آواز سے زور و شور سے لڑ رہا ہے خطور اپنی فوج کو لیے ہوے
کہ صاحبقران زمان کے نعرے کی آواز آئی منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر عالی شان نعرہ اسپر

بیکسی میں ای فلک ملتے نہیں مجھکو کباب | گر لوں تیرے مرغ زریں کو میں بریاں تو سہی

ہر طرف لشکر میں ہنگامہ شور و فریاد بلند ہی خطور نے جو دور سے دیکھا کہ فوج میں ہنگامہ ہی لشکر کو لیکر بڑھا
خدا ہے کار ملکہ غنچہ آرزو سے دلکشا باغ میں صاحبقران کی جو پریشان ہوئیں طاؤس زرین بال پر سوار
ہوئیں کوہ و دشت و بیابان کی سیر کی دل کو بہلایا چند ساعت صحرا میں گھر میں مجبور بیٹھیں مگر دل دھڑک رہا ہی
قلب پھڑک رہا ہی کوئی کنیز تک ہمراہ نہیں آنکھوں میں آنسو بھرے ہوے چہار جانب حیران حیران دیکھ رہی
ہیں وہ جفا کیش سنی ہیں کہ دمبدم ترقی غم و الم ہی اسطرف سے طاؤس نکلا کہ جہان صاحبقران مصروف جنگ تھے
دستور ہی کہ جب طبیعت کسی پر مائل ہوتی ہی قلب پھڑکتا ہی دل گھبراتا ہی یہی چاہتا ہی کہ دو گھڑی باتیں کیجیے باتوں باتوں میں
کوچہ محبوب کا راستہ لیجیے ہاتھ کہتے ہیں کہ گریبان چاک کرو آنکھوں کو دیدار کی ہوس ہی تلوے کھجلاتے ہیں تلاش میں مجنون
میں جانے کی کد ہوتی ہی ملکہ اس حال میں طاؤس پر سوار چلی آتی ہیں کہ دیکھا امیر پر کافروں کا ہجوم ہی خطور جزیرہ نشین
یہی کہہ رہا ہی یارو افغان مارا گیا اب طلسم کشا کو مار لو خورشید بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہی کہ زبان [illegible]
عمرو سے صداے احسنت و آفرین بلند سحر العجائب نے خطور جزیرہ نشین سے کہلا بھیجا اگر تجھسے ہو سکے طلسم کشا
کو گرفتار کرو وہ بیش بہا ہاتھ کے پلٹ آئیے تدبیر کیا ہی طلسم کشا کو گرفتار کر لیجیے تم سب کو خوف غالب ہی کہ طلسم کشا صاحب
لوح ہی مگر ہم تدبیر کر چکے ہیں جبتک قبضے سے طلسم کشا کے لوح نہ نکلیگی اسپر سحر تاثیر نہ کریگا خطور نے جواب
کہلا بھیجا حضور نہ گھبرائیں یہ خیر خواہ سب تدبیریں کریگا یہ جواب ساحر لیکر اسطرف گیا یہان اسنے علیحدہ
ہو کے شانے سے جھولی سحر کی اتاری اسمیں سے چند دانے ماش کے نکالے وہ دانے [illegible] زمین پر رکھ
بٹھا کے ان دانوں کو بویا اسیوقت ایک نخل زمین سے پیدا ہوا اسمیں پھلیاں روئیدہ ہوئیں ایک پھلی توڑ کے
چار دانے ہاتھ پر رکھے وہ دانے چار طائر معلوم ہونے لگے کچھ اشارہ کیا وہ طائر اڑ کے غائب ہوے امیر
مصروف جنگ ہیں جسوقت سے لاشہ زنار بلا افگن دیکھا ہی دل تڑپ رہا ہی ہزارہا ساحر قتل کر ڈالے
ایک طرف سے ایک ساحر سیہ فام نے آواز دی ای طلسم کشا یہ کیا معرکہ ہو امیر نے پلٹ کر دیکھا کہ
ملکہ فیروزہ کے جسم سے شعلہاے آتش نکل رہے ہیں تمام اعضا مثل ہیمۂ خشک جل رہے ہیں امیر سے
جو آنکھ چار ہوئی بیقرار ہو کے فیروزہ نے کہا حضور یہ سحر شاہان طلسم کا ہی اگر ہو سکے تو لوح طلسمی میرے
گلے میں ڈال دیجیے ورنہ براے ملاقات زنار جاتی ہوں تھوڑے ہی عرصے میں جل کے خاک ہو جاؤنگی
اب اس آتش سحر سے امان نہ پاؤنگی صاحبقران حال پر ملال فیروزہ دیکھکر بیقرار ہو گئے بہ تعجیل تمام لوح
گلے سے اتاری گلے میں فیروزہ کے ڈال دی آگ تو جسم سے فیروزہ کے موقوف ہوئی لیکن مثل قطرہ
آب زمین میں غرق ہو گئی امیر حیران ہیں کہ یہ کیا معرکہ ہوا کہ سامنے سے خواجہ عمرو ظاہر ہوے آواز دیتے
ہوے کہ حضور اسم اعظم پڑھیں ورنہ گرفتار ہو جائینگے امیر نے جیسے ہی اسم اعظم شروع کیا عمرو نقلی نے
مشت سے ایک طائر چھوڑا طائر نے گرد سر امیر کے چرخ مارا امیر کی زبان میں لکنت آئی عمرو نقلی نے
نعرہ کیا منم خطور جزیرہ نشین دیکھو حمزہ لوح بھی لے لی اسم اعظم بھی بند کیا یہ کہکر وہ شیشہ اور لوح طلسمی
جھولی میں رکھی اب پکارکے ساحروں کو آواز دی یارو اب کمی نہ کرو طلسم کشا کو گرفتار کر لو لوح طلسمی تو
میرے قبضے میں ہی اب ساحروں نے چہار جانب سے امیر پر ہلہ کیا اب امیر کو بخوبی ثابت ہوا کہ یہ
مکر ہوا میرے قبضے سے لوح نکل گئی چونکہ حرز ہیکل گلے میں امیر کے ہی سحر کسی کا جسم پر تاثیر نہیں کرتا

بجرأت و شوکت لڑ رہے ہیں سرداران امیر نے جو یہ ہنگامہ دیکھا تو لوح خلطور نے کرکب لے لی بسامی نعرہ و تلوار سے کرتے ہیں جنس نے قشر پن سنبھالین نسیم سبک رو عیار خطور جزیرہ نشین کا دو سو سپک بچے ساتھ لیکر چڑھا پکارتا ہوا ای شہنشاہ ساحران آپ تساہل فرمائیے ہم بھی طلسم کشا کو گرفتار کیے لیتے ہیں خطور نے سب ساحروں کو منع کیا عمرو نے دیکھا نسیم سبک رو طرف آقا کے عیاروں کو لے کر جاتا ہے جناب بو کر دوڑ پڑا نعرہ کیا او عیار مکار خبردار اسطرف نہ جانا نعرہ تو خواجہ عمرو

مرا نام ہی خواجہ عمرو نجی
مرے نام پر عذر رشید اجرا
مرا لکرہ ہی گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد با پرنسن کا
ہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمرو ذوالجسم میں ستمگران
اڑاتا ہوں کلاہ گیں جو میں
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذوالجسم ماسدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

مری نسل سے عمر پیدا ہوا
جھکاتا ہوں دشمن کو ہر دم کو کرکن
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

نعرہ کرکے جا پہنچے مرد برق عمرو کے ساتھ ساتھ ہی دو سو عیار دون پر د کس بچے کھینچ کر جا پڑے برق نے جو استاد کو لڑتے ہوے دیکھا کہ بجلی کی طرح تڑپ رہے ہیں جیسے خبیث کے بچہ ہزار ہا ٹکڑے ہوے برق فرنگی نے بھی حریف کے نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی

تڑپنے میں ہیں برق رفتار ہوں
ارسطو سے ذلیلم شاگرد ہی
ہے زیر قدم غرب ہی شرق ہی

لقب ہی مرا برق خنجر گزار
کے کرن مکار عذار رہوں
دہر کر پہ سبحہ اسرار ہا
کھلاد ہوں میں نام بھی برق ہی

کہ استاد ہیں خواجہ نامدار
کروں سیکڑوں کی راہ طے
تڑپ سے مری چرخ ہیرار ہا

دونوں استاد و شاگرد جا کے دو سو عیاروں پر گرے اڑنے لگے بچاس شاگردان نسیم کو مار کے ڈال دیا تلوار چل رہی ہے ہنگامہ گیر و دار بلند عیاروں کو تو عمرو نے روک لیا جو بڑھا اسکو مار کے ڈال دیا وہ مقام مزبلہ قصابان جا دیا لیکن اب ساحروں کا امیر پر ہجوم ہے سنین و کمندیں و زنجیریں لیکر بڑھے ہیں خلطور دور سے پکار رہا ہے یارو طلسم کشا کو گرفتار کرو کسی طرح امیر پر قبضہ نہیں ہوتا ادھر ملکہ غنچہ آرزو سے دلکشا طاؤس زرین بال پر سوار دور سے یہ معرکہ دیکھ رہی ہیں اور جنابی کو ترقی ہو گئی چاہتی ہیں کسی طرح امیر تک پہنچیں زار زار رو رو کے یہ اشعار پڑھ رہی ہیں

نظم

جلوہ ترے جمال کا مہر صفت کہاں نہیں
نیچہ ہوں دل سے میں فدا تجھ پہ وہ ہونگے شیفتہ
دور فلک کے ہاتھ سے جاؤں کہاں نکل کے میں
چھدگئے کیوں دل و جگر لگتے ہی آنکھ ای قمر
لعل بہار نو صدا دیتی ہی رو رو کو مزا
کتنی ہی خلق دیکھکر حسن کو تیرے ای قمر

کون سا وہ مقام ہی کو ترا جہاں نہیں
روز کی محنتیں ولا جانیگی رائگاں نہیں
کون سی وہ زمین ہی جسپہ یہ آسمان نہیں
تیر اگر مژہ نہیں دونوں بھوین کماں نہیں
باغ ہی ایک دلفزا گو چمن گل خزاں نہیں
دور میں پیر چرخ کے ایسا کوئی جوان نہیں

اس حال پر ملال میں جو یہ معاملہ دیکھا کہ صاحبقران زمان دشمنوں میں گھرے ہوے معروف جنگ ہیں زنگداری سے جنگ میں ایک جانب خواجہ عمرو لڑ رہے ہیں برق زخمی ہو گیا ہے مگر قدم نہیں ہٹتا خلطور جزیرہ نشین پکار رہا ہے یاروں میں سے لوح لے لی اسم اعظم بند کر دیا اب گرفتار کر لینا کتنی بڑی بات ہے ملکہ غنچہ آرزو نے اپنی

جھولی پر ہاتھ ڈالا چند دانے ماش کے نکالے خطور نے ہاتھ اُٹھایا پھر کر فوج طلسم کشا پر سحر کرون ملکہ نے وہ دانے
کھینچ مارے خطور کا ہاتھ اُڑ گیا اسنے چاہا بھاگ کے نکل جاؤن ملکہ نے برق جھکالی نگاہ اُٹھائی ایک بجلی گر کر
گری خطور کے دو ٹکڑے ہوئے سب نے دیکھا آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من خطور جنبہ پر نسیبہ بود
اب تو اہل اسلام نے دبا ڈالا خواجہ نے نسیم پر ہاتھ مارا اُسکی بھی ہوا بگڑی دو ٹکڑے ہوئے لشکر کفار بھاگا
خواجہ عمرو نے جیب کے جھولی سے خطور کی لوح طلسمی نکال کے امیر کے گلے مین پہنا دی شنبہ اسم اعظم تو دیدہ
امیر کو اسم اعظم یاد آیا غنچہ آرزو نے ایک گل سے دیکھ کر صاحبقران زخمدار سب سردارون کو ساتھ لیے آئے
مین ملکہ نے ارادہ کیا کہ امیر سے ملاقات کرون مگر حجاب مانع ہوا طرف اپنے باغ کے روانہ ہوئین ملکہ خورشید
چالاک و حیرت و سلماے گوہرپوش و لیلاے عنبر بو کو ساتھ لیکر طرف بارگاہ کے چلین
صاحبقران آگے داخل بارگاہ ہوے کہ خورشید آگے پہنچین امیر نے حکم دیا سلما و لیلا کو الگ بارگاہ مین
داخل کرو مگر حیرت و چالاک سبب زخمداری کے بیہوش تھے حیرت کو امیر نے دیکھکر کلیجہ پکڑ لیا فرمایا افسوس
یہ اُس شخص کی زوجہ ہو کہ جسکا لوا سے شوکت اٹھارہ سو ملک تک پہونچا تھا اب اسکی زوجہ اس پریشانی مین ہو
صاحبو اسکی بڑی خاطر کرو ایک بارگاہ زر بفتی استادہ ہوئی حیرت کو اُسمین داخل کیا دس ہزار کنیزین معہ عینو دروی
براے خدمت ملکہ حیرت مقرر کر دین بعد مانے حیرت جادو کے چالاک کو بھی ہوش آیا صاحبقران کو
دیکھکر رونے لگا قدمون سے لپٹ گیا عرض کرتا تھا حضور کی زیارت کو ترس گیا امیر نے گلے سے لگا لیا فرمایا اے
فرزند ہم تمھارے واسطے پریشان تھے کہان کہان رہے چالاک نے کہا کیا عرض کرون آوارہ دشت ادبار
مضطر و بیزار تباہ و برباد رہا خواجہ نے عرض کی ای شہریار آپنے سنا اسنے کیا کیا مصیبتین اٹھائین اگر مناسب
ہو اسکا عقد ساتھ ملکہ حیرت جادو کے ہو جائے امیر نے فرمایا یہ مقدمہ ذات پر ملکہ بہار کی موقوف ہو
یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی شہنشاہ کوکب و لاچین و بالقیس و بران
شمشیر زن و ناہید و بہار و مخمور تشریف لاتے ہین یہ سنتے ہی امیر مثل گل شگفتہ ہوگئے فرمایا جو ہمارے سر
کو عزیز رکھتا ہو وہ ان سب کو استقبال کرکے لائے سب سردار چلے بڑے لطف سے استقبال کیا کوکب و
لاچین کو تخت پر سوار کرکے لائے امیر اُٹھ کھڑے ہوے پہلے لاچین سے ملے پھر کوکب سے بغلگیر ہوے
ملکہ بہار نے سلام کیا مخمور گرد پھرین امیر نے سب کو بارگاہ مین جگہ دی مین گرمی صحبت مین امیر نے
ذکر جانبازی چالاک بیان کیا بہار سے فرمایا آج کی لڑائی بہت سخت تھی خدا نے جان بچائی ہمکو یقین نہ تھا کہ
چالاک زندہ دیکھینگے کیونکہ قفس سلما و لیلا کے اسی کے پاس تھے سب ساحر یہی چاہتے تھے کہ قفس چھین لین
حیرت نے بڑے کارہاے نمایان کیے پروانہ وار چالاک کے گرد پھر کے لڑ رہی تھین اے بہار ہم یہ چاہتے ہین
کہ چالاک کا عقد حیرت کے ساتھ ہو جائے بہار نے جواب دیا کنیز کو بھی یہی منظور ہے بندہ جو حیرت کی
راے ہو مین اُس سے عرض کر دونگی یہ کہکر بہار اُٹھین بارگاہ حیرت مین آئین حیرت بہار سے بہت شگفتہ ہو
لین بہار نے سب کیفیت بیان کی حیرت نے شرما کے سر جھکا لیا کہا مین تمکو اختیار ہے بہار خوشی خوشی باہر
آئین صاحبقران سے سب بیان کیا سامان شادی حیرت ساتھ چالاک کے شروع ہوا شاہزادہ سکندر
آگے اپنی مان سے ملے سب کو بڑی خوشی ہوئی لیکن جنید شتر لب نے جو طبل جنگی بجوایا تھا یہان تو تیاریان ہورہی
تھین جنید شتر لب نے کہلا بھیجا کہ کل غلام سے مقابلہ کیجیے امیر نے خوش ہوکے فرمایا کیا مضائقہ ہو چار پہر رات گذر

ستارہ سحری آسمان پر چمکا نوشاہ زرین پوش مہر شعاع زرتاری کا سر پر باندھ کر زمین فلک پر سوار ہو ا برائی ضیا کے ہمراہ بصد شوکت و جاہ تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا زہرا و مشتری مجرا کر کے داخل نہان خانۂ مغرب ہوئین تمام جہان روشن و منور ہوا ادھر سے صاحبقران زمان مع ایرج و سکندر و نور الدہر آ کے میدان مین پہونچے ادھر سے آمد آمد لشکر ضلالت اثر کی ہوئی فوج مین تمام پہلوان بھرے ہوے گینڈون پر سوار سب کے آگے جنید شیر لب ایک کرگدن مست پر سوار بڑی شد و مد سے آگے پہونچا صفین آراستہ ہونے لگین جب صفین جم چکین نقیبون نے نقابت کی گرد کیت کرکے کھڑے ہوے پہلو مین جنید کے اشراق مازندرانی پہلوان قوی تن توی من گینڈے کو کھڑا کر کے نکلا میدان مین آ کر خوب نیزہ ہلایا جب خوب عرق عرق ہو چکا دونون پیرون سے یون پسینہ ٹپکا جیسے دو گھٹا مین برسنی مین پکار کے آواز دی ای فرقہ خدا پرستان جس کو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ایرج و نور الدہر نے قصد کیا تھا کہ سکندر نے مرکب باد رفتار بڑھایا صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے فرمایا ای نور نظر تمھارا جانا ہم بہت شاق ہی سکندر نے عرض کی اب تو غلام قصد کر چکا اجازت دے امیر نے بمجبوری اجازت دی ایرج کے چہرے پر ہوائیان اڑنے لگین سکندر سب کو سلام کرتے ہوے میدان مین پہونچے اول تکاور زن ہوے تین قدم مرکب سکندر کا باگی قدم گینڈا اشراق مازندرانی کا پیچھے ہٹا مسل سے گینڈے کو سلایا کیا قریب آ کے اٹھے نیزہ مار آپس مین نیزہ چلنے لگا دونون لشکر نگران ہین کہ سکندر کس لطف سے نیزہ بازی کر رہے ہین دونون لشکر تعریفین کر رہے ہین سکندر نے ایک مقام پر نیزہ گا تھ کے نمبر امار اکہ نیزہ اشراق کے ہاتھ سے نکل گیا دونون لشکرون مین غریو ہوا اشراق نے جھلا کے تیغہ نیام سے کھینچا خبردار خبردار کہکر سکندر پر ہاتھ مارا سکندر نے روک کے ہاتھ مارا اُسنے خالی دیا جب نتیجہ ہلالی سکندر کا چمکتا ہی اشراق کو آئینہ شمشیر مین جلوہ عروس مرگ دکھائی دینا ہی چاہتا ہی وار نہ رد کرن سکندر اپنے کو بڑھاتے ہین جب دو چار وار رد و بدل ہوے اشراق نے کہا دیکھو تیرے لشکر کا افسر تجکو نیزہ مارا چاہتا ہی سکندر نے پلٹ کے دیکھا اشراق نے ہاتھ تلوار کا مارا سر سکندر کا زخمی ہوا اشراق نے چاہا سر کاٹ لون ایرج نے دہن سے نعرہ کیا نعرہ ایرج ملک ایرج آن آتش بسیر نہ کر سا جنبر ایم و آفاق گیر + اتنی جلدی مین آ کے کر سینہ سپر کر دیا آپس مین تلوار چلنے لگی کوئی کسی مقام پر کمی نہین کرتا اشراق عاجز ہوا گھبرا گیا کہا ای جوان دیکھ تیرا لشکر آتا ہی جیسے ہی ایرج بلٹے اس ظالم نے ہاتھ تلوار کا مارا چک سے تلوار کی ایرج جیٹ پڑے زخم کاری سر پر آیا ایرج نے خون رومال سے پونچھا اشراق نے چاہا دوسرا ہاتھ مارون سرداران باجگ کو تاب نہ آئی فرداً فرداً آ پڑے لیکن جو آیا وہ زخمی ہوا دوپہر ڈھل چکی تھی کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش آگے آگے دوسرا نقابدار گلگون پوش بارہ ہزار جوانان جرار کاٹ کر پشت پر گلگون پوش جھپٹ کے آ پڑا بادلہ پوش صف پر ٹھہر ا رہا اشراق نے ہاتھ تلوار کا مارا گلگون پوش نے خالی دے کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا اشراق نے روکا دو چار وار پیچھے ہٹے اشراق تکرمین طاق شہرۂ آفاق ایسا ہی کچھ مکر کے اسکو بھی زخمی کیا چاہا سر کاٹ لون بادلہ پوش نے دہن سے نعرہ کیا او ملعون خبردار ہاتھ اٹھانا یہ کہکر نقابدار بادلہ پوش بڑھا آ کے سینہ سپر کر دیا فرمایا او ملعون تو کمر مین جو اکائل واکمل ہی لوگون نے کہا حضور اسنے جو ہر دان کم تین سکھی ہین ، یہی صرف کرتا ہی اشراق نے

بکھرا غبار نقابدار نے روک کے سر کو بچا کے کمر پر ہاتھ مارا اشراق کو دو ٹکڑے ہوئے ہنگامہ بلند ہوا
اب نقابدار بادلہ پوش نے بلبلا کے آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے طعن کرکے جو کہا گل گلزار خلیل آگے
نور الدہر بن بدیع الزمان تلوار کھینچ کر جا پڑے تلوار چلنے لگی نقابدار کبھی خالی دیتا ہے کبھی روکتا ہے رہتے
نقابدار نے پھر ہری لی قضہ ے کا شہزادہ ضیغم شیر شکار فرزند اسد نامدار رات کو ایک قائد لوٹا لوٹ کے
بلند سے بچے آئے ہی نگاہ اٹھا کر جو دیکھا نور الدہر نقابدار بادلہ پوش سے مقابلہ ہو رہا ہے بہت ناگوار
گذرا گھوڑے کو بڑھا کے آواز دی ای نور الدہر یہ کب تحمل حرکت ہے بہتر اسی میں کہ پلٹ جاؤ یہ کلام سنتے
ہی ضیغم سے ہاں کیا لی درش سے اتاری داغ رہے کہ ضیغم نقابدار بیر پوش بنے ہوئے ہیں ضیغم نے
تیر مار دیا پوتے مرکب نور الدہر پر پڑا گھوڑے نے طرارہ بھرا ہر چند نور الدہر مرکب کو سنبھالتے ہیں مگر
نہیں سنبھلتا گھوڑا لیے ہوئے دوڑ دوڑا پھرتا ہے ضیغم کھڑے ہوئے ہنس رہے ہیں دو تیر اسی طرح مارے
گھوڑا زخمی ہوا ایک مقام پر نہیں تھمتا نقابدار بادلہ پوش کو آواز دی ای کہ تاز میدان جرأت گھوڑا پھیر کے
پلٹ جاؤ بادلہ پوش نے مرکب پھیرا اپنے لشکر میں داخل ہوا ضیغم یہ تماشا دیکھ کر پلٹے اپنے فوج میں آ کے
گھوڑے سے اترے نور الدہر اپنے مقام پر آئے فرماتے تھے یہ جوان بیر پوش کون تھا عیار
نور الدہر شبرنگ بن عمرو چپکا سر جھکائے ہوئے بیٹھا تھا نور الدہر نے فرمایا ای یار دوست اور خبر تو لا کہ یہ
بادلہ پوش اور بیر پوش کون تھا کہ مسخرا بن کرکے چلا گیا میں اسکو سزا دونگا شبرنگ نے کہا میں ابھی جا کر
خبر مفصل لیکر آتا ہوں [illegible] عیاری سے آراستہ ہو کے طرف لشکر ضیغم کے چلا جہاں وہ وقت تھا کہ ضیغم اپنے
مقام پر بیٹھے تھے عیار انکا پہلو میں حاضر ہو کر [illegible] کا دل بیٹھے بیٹھے گھبرایا اٹھ کے باہر آیا دیکھا ایک جاسوس
ہمارے آقا کا نام پوچھتا پھرتا ہے عیار پشت پر آیا ملتے کمند کے مار کے پکڑ لیا کہا سچ بتا تو کون ہے شبرنگ نے کہا
میں یہاں کا نوکر ہوں میں رہتا ہوں اسوقت اتفاق سے ادھر آیا عیار ان باتوں کو کب مانتا ہے مشکیں باندھ لیں
لے کر سامنے ضیغم کے آیا کہا ای شہریار یہ شخص حضور کا نام لوگوں سے پوچھتا تھا میں نے اسکو گرفتار کیا اصل
نہیں بتاتا ہے [illegible] شیر شکار نے کہا چھوڑ دو کوئی ہوگا عیار نے کہا میں ہرگز نہ مانونگا جس کو اے دار پر کھینچونگا یہ
کہکر شبرنگ کو قید کیا عیار اپنے بڑے محافظت مقرر کیے بوقت سحر ہر چند شبرنگ نے غوغے بجائے عیار
نے نہ مانا جلاد آ کے حاضر ہوئے دار استادہ ہوئی ضیغم بھی ٹہلتے ہوئے آئے عیار سے کہا اسکو چھوڑ دو تاکید
کر دو کہ اب یہاں نہ آنا عیار نے کہا کہ یہ جب تک مفصل نہ بتائیگا میں اسے ہرگز نہ چھوڑونگا یہ کہکر جلاد کو اشارہ کیا
جلاد قریب آیا کہ گلے کا خط گردن پر کھینچا شبرنگ کی پریشانی کو تماشا لوگ شیر دل عیار ایرج نے جو خبر پائی ایرج
نے سامنے آ کے بیان کی ایرج کو بہت ناگوار ہوا مرکب طلب کیا گھوڑا کسا ہوا آیا ایرج یکہ و تنہا طرف
لشکر ضیغم کے چلے اسوقت آ کے پہنچے کہ جلاد شبرنگ کو قتل کیا چاہتا ہے کہ ایرج نے نیزہ مارا جلاد زمین پر
گرا شبرنگ کی قید کاٹی گھوڑے پر سوار کیا قصد ہوا کہ نکل جاؤں کہ پہلے نعرہ ضیغم کا ہوا قریب پہنچ کر
گرز بچا کے سر پر ہاتھ مارا سر ایرج کا زخمی ہوا ایرج لڑتے بھڑتے چلے کئی سردار لشکر ضیغم کے قتل ہو گئے
لڑتے بھڑتے نکل گئے یہ معاملہ جو ضیغم نے دیکھا بہت ناگوار ہوا اپنے مقام پر فرمایا کہ میں اس جوان سے
سمجھونگا ایرج جو شبرنگ کو لے کر آئے نور الدہر نے جو خبر سنی بہت ناگوار ہوا مگر خاموش ضیغم نے شب کو
خیمے سے نکل کے بوقت کوچ بجایا سب قزاق تیار ہوئے شہزادہ ضیغم چلے یہاں ایرج نوجوان اپنی بارگاہ میں تھے

تسلیم وتسلیم طلایہ دے رہے ہیں کہ صحرا میں روشنی معلوم ہوئی تسلیم وتسلیم بڑھے آواز دی کون آتا ہے ضیغم نے
آگے بڑھ کے کمان کیانی دوش سے اتاری تیر کو کمان میں پیوست کیا تاک کر دونوں کے گھوڑوں پر
کئی تیر مارے گھوڑے زخمی ہوئے تسلیم گھوڑے سے گرے ضیغم لشکر میں گھس آئے تلوار سے جھموں کی کاٹنا
شروع کیں جو سامنے طلایہ سے زخمی کیا یہ خبر ایرج نوجوان کو پہنچی غصے میں آ گئے گرہ بن الشقر پر سوار ہوئے
نعرہ کیا اور نقابدار مفلوک ہو گیا حرکت ناشائستہ ہے یہ کہکر مقابلے میں ضیغم کے پہنچے ضیغم نے کئی تیر
ایرج پر لگائے ایرج نے وہ تیر زخم کیے جب مقابلے میں پہنچے آپس میں نیزہ چلنے لگا شب تیرہ و تار
فراق آئے گرد لشکر ایرج بھی تیار ہو گئے آیا سب تماشا دیکھ رہے ہیں کس زور و شور سے نیزہ بازی
ہو رہی ہے سب تعریفیں کر رہے ہیں قضا سے کار نور الدہر بن صاحبقران اپنی بارگاہ میں تھے کہ ہرکاروں نے
خبر دی کہ نقابدار ببر پوش نے ایرج کو خوب تنگ کیا اب نیزہ چل رہا ہے نور الدہر بھی مشتاق ہوکے
چلے اسوقت آگے پہنچے کہ دونوں میں نیزہ چل رہا ہے دونوں لشکر جمے ہوئے کھڑے ہیں نور الدہر کو دیکھ کر
نقابدار اور تیز ہوا چاک چک کے لڑنے لگا۔ اتنے میں باقی تھی کہ گریبان سحر چاک ہوا آفتاب نے دوال روشن ہوا
صاحبقران زمان مع جمیع سرداروں کے تشریف لائے پکار کے آواز دی بھائیو کیوں آپس میں لڑتے
ہو ایرج نے کہا اے جہاں پناہ اب دخل نہ دیں اس ببر پوش نے بڑی جہالت کی ہے میرے لشکر پر شبخون
آیا اب میں کیا اسکو جانے دیتا ہوں ببر پوش نے کہا شہریار حضور دیکھیں میں اس نابکار دست کی ادب
سکھیں بازو سے تب ہوں ایرج نے کہا دیکھیے اب حال کھلتا ہے آخر دونوں کے نیزے ٹوٹے قبضوں پہ ہاتھ
پڑے امیر کو بڑا ازد دہوا کہ جہالت کی لڑائی شروع ہوئی ایسا نہ ہو کسی کی جان پر بنے تلوار چلنے لگی جب کئی
ہاتھ ببر پوش نے لگائے ایرج نے ہاتھ بڑھا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ببر پوش نے گریبان میں ہاتھ ڈالا
دونوں کھینچتے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی صاحبقران زمان تعجب سے دیکھ رہے ہیں کہ ببر پوش
کسی مقام پر کمی نہیں کرتا ایرج جہاندیدہ کار آزمودہ مگر ببر پوش نے دنگ کر دیا ہے لڑتے لڑتے تمام دن
گذر گیا کہ آفتاب بارنگ زرد لرزاں و ترساں آشیانہ مغرب میں جا کے چھپا آمد آمد شاہ خاور کی شروع ہوئی
ایرج نوجوان رک کے کھڑے ہوئے فرمایا اے نقابدار لپٹ جا ورنہ میرے ہاتھ سے بچنا مشکل ہوگا ببر پوش
نے کہا نہ گھبرائیے تمہیں زیر کیے ہوئے نہ ہٹینگے جہالت کی باتیں ہونے لگیں ایرج نے خنجر کمر سے کھینچا کہا او
ببر پوش ڈھیر کر دونگا ببر پوش نے بھی خنجر کھینچا کہا وہ تم جیسا ادنے ہیں کیا کسی بات میں تجھ سے بند ہوں
جھلیجا مزا اٹھا نہیں آتے تھا دونوں نے خنجر کھینچے عمرو نے ایک چیخ ماری کہا او حمزہ غضب ہوا دو میں سے ایک کا
خاتمہ ہوتا ہے امیر بیقرار ہوکے دوڑے اپنے اسم کا نعرہ کیا سنکر زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر کے نعرے کی آواز
بارہ کوس تک جاتی ہے اس طرح نعرہ کیا کہ زمین تھرا گئی غار کہستان سے لرزے دونوں جوان تھرا گئے بچے امیر نے بیچ
آ گئی دانستہ ہاتھ بیچ میں پر ببر پوش کے بازو ہاتھ سینے پر ایرج کے رکھا فرمایا یہ کیا حالت ہے دونوں نے سر
جھکا لیا ببر پوش نے کہا حضور آپ ہٹ جائیں ایسا نہ گستاخی ہو امیر دونوں کے بیچ میں کھڑے ہوئے
ہیں ایرج کو جو غصہ آیا نقاب پر ہاتھ مارا کہا او مفلوک تو کون ہے نقاب چہرہ سے کھنچی ثابت ہوا کہ ابر
شبانہ سے ماہ تاباں نکل آیا دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال بصد شوکت و کمال کھڑا ہوا محروم رہا عیاروں نے
بڑھ کے عرض کی حضور کا نور نظر پارہ جگر فرزند اسد نامور ہے صاحبقران نے ضیغم کو گلے سے لگا لیا ایرج کو بہت ندامت

دور کیا ہوا ہر کارہ ون نے کل کیفیت بیان کی اسے برق کو یقین کامل ہوا کہ کوئی زندہ نہ بچیگا شہروان باجے روزگار ہے
لیکن چلنا چاہیے یہ سوچ کے یہ بھی چلا جب لشکر تھوڑی دور رہ گیا رنگ ورو فن عیاری کا نکالا ایک زنگی کی شکل
بلکر تیار ہوا لشکر میں آیا جیسے ہی بازار میں پہونچا شہروان کا ایک غلام ہے کہ اسکو سیہ تاب جادو کہتے ہیں
اودھر سے آتا ہے دھرسے برق زنگی جاتا ہے شہروان نے بھیجے تھے اپنے مقام پر کہا ای سیہ تاب برق فرنگی چلا
کو لینا ناظرین پر واضح ہو کہ برق بازار میں ہے شہروان اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہے جسکا نام سیہ تاب ہے وہ اور مقام
پر تھا یہ جو شہروان نے کہا برق چلا آتا تھا کہ یک زنگی سامنے سے آیا اسنے برق کا ہاتھ پکڑ لیا کہ چلو تمکو ہم سے
آقا بلاتے ہیں برق نے ہر چند انکار کیا لیکن اسنے دبایا برق کو کشان کشان لے چلا بارگاہ شہروان میں آیا
جب دربار گاہ پر پہونچا زنگی نے کہا ای برق اندر جاؤ برق اندر آیا دیکھا شہروان بن گرداب تنہا بیٹھا ہے برق
کو دیکھکر کہا کیون سکار تونے کچھ عہد دولت کا خیال نہ کیا برق نے ہاتھ باندھ کے کہا ای شہنشاہ ساحران میں مدت سے
مشتاق تھا میں نے کچھ کر نہیں کیا آپنے طلب کیا میں حاضر ہوا یہ کہکر بیٹھ گیا باتین کرنے لگا کہا حضور میرا گانا سنیے غلام
اس فن کو حاصل کیا ہے اسی کا مشتاق تھا کہ میں آپکی خدمت میں جاؤن تو اپنا کمال دکھاؤن یہ کہکر گنگنایا یہ اشعار
سامنے شہروان کے شروع کیے اشعار

بال آئینے میں آیا خودنمائی ہے عبث
خط ہوا اور بھی کدورت اب صفائی ہے عبث

بے تصور وہ نہیں تھوڑا جو تا چھوڑ دے
بندہ پرور اجتناب دور رسائی ہے عبث

عاشق جانباز سے کیا بانکپن کی گفتگو
راست بازوں سے مریجانی کج ادائی ہے عبث

قفل گل میں کر دیا بے بال و پر صیاد نے
ای دل مایوس اب شوق رہائی ہے عبث

کاٹ کر پہلے سے سر رکھدیگا قاتل ہاتھ پر
ای دل شوریدہ شوق جبہ سائی ہے عبث

کام کیا نکلیگا ای دل آہ بے تاثیر سے
یہ قدر افزائی تاثیر ہوائی ہے عبث

نکہت زلف معنبر سے معطر ہے دماغ
ای صبا تو بوئے گل پھر پاس لائی ہے عبث

خاکساروں کے لیے ہے خاک سے زینت نسیم
آسمان پر ان قبروں کی چڑھائی ہے عبث

اس رنگ میں برق نے یہ غزل گائی کہ شہروان بیقرار ہو گیا کہا ای برق تم خوب گاتے ہو ہم تمکو کچھ کہتے
ہین مجکو خداوند سنت پیکر نے حکم دیا ہے کہ جاکے مسلمانون کو شاہ سحرالعجائب وسحرالعذاب کی مدد کا
کر رہو میں جو ملکون پہ سے قبضہ اٹھا ہے انھیں بھی قبضہ کرادو ہم زرگرن کو شل ساحران ہوش ربا و نور افشان
نہ جاننا اس طلسم والے اگر زبان ہلاتے ہین زمین کو آسمان پہ پہنچاتے ہین ہمارے سامنے کوئی نہیں چڑھتا برق
بجا بجا عرض کر رہا ہے کہتا ہے حضور حقیقت میں بارہ برس وہ ہیں ہوش ربا میں رہے بڑے بڑے ساحر قتل کیے
نور افشان میں بھی مدت ہو چکا بڑے بڑے ساحر مارے جاتے ہیں لشکر میں بھی بڑی بڑی جادوگرنیان موجود ہیں
مگر آپ ایسا ہیلا مغز ہماری نگاہ سے نہیں گزرا میں اپنے عرض کرتا ہوں کہ عمرو عیار کو شک نکل گیا ہے یہی آپکی
کا سحر تھا شہروان نے کہا یہ بھی ایک شعبدہ تھا جو کھلا ایک پردہ اٹھایا کہا ای برق دیکھو یہ بت سنگین جو سامنے
رکھا ہے یہ بصورت خداوند ہے جو سانحہ لشکر میں گذریگا یہ بت مجکو بتادیگا برق فرنگی نے کہا حضور ہم بھی یہی
چاہتے ہین کہ ایک مالک کے پابند ہو کے پڑے رہیں سالہا سال ڈھونڈتے ہوئے گزر گئے رو رو کے ساحروں سے مقابلہ
ہوا ہے آقا کا یہ حال ہے کہ سب دو عیار یان کیونکہ بیس ساحر قتل کیے انعام و اکرام ملینگے اگر ساحر کو نہ قتل کیا

کوئی دمڑی کہیں پر چھت میں روپیہ ہونا خشک ملتا ہے سو کہیں روپیہ افسر صاحب کے ہیں ہمارے پلے تین روپیہ ہیں
اگر بھوکوں کے مارے مر جائیں تو صاحبقران نہ پوچھیں کہ مرتے ہو یا جیتے ہو ہم اب یہی چاہتے ہیں آپکی خدمت میں
رہیں اگر آج ہم حضور کی اطاعت کریں کل بھیجے کل افسروں کو بھیجے ہم سب کو ایک دن میں گرفتار کر دینگے قتل
و عدم قتل کا آپکو اختیار ہے نہروان برق کی باتوں سے بہت خوش ہوا کہا اے عیار تو تو بہت معقول آدمی ہے
برق نے دست بستہ عرض کی حضور کو بہت راضی کرونگا حضور مسلمانوں نے ہمارا مذہب بگاڑا ہمارے ملک پر لشکر کشی
کر لے گئے ہمارے دل پر مسلمانوں سے داغ ہے اگر کوئی ہماری دستگیری کرے ہم ان ماؤں کے مٹانے پر آمادہ ہوں
تو ایک ہی دن میں خاتمہ کر دیں لیکن آپ پہلے عمرو عیار کو قتل کرڈالیے یہ بڑا مکار دغاباز ہے ملک کے ملک اسنے
صاف کر دیے مگر حضور آپنے خوب پہچانا ورنہ اسکو کوئی پہچان نہیں سکتا اب میں اُنکے چونا لگاؤنگا میں تو اب
سرکار کا ملازم ہوگیا ہمنے تنخواہ جو امیر سے مانگی تو ارشاد فرماتے ہیں کہ ساحروں کو قتل کرو لوٹ مار و کماؤ
ساحروں کے پاس جو مال نکلے اُسکو خزانے میں داخل کرو تو تنخواہ لو اور جو خزانہ سرکاری میں داخل کرو تو تنخواہ
لکو ہیں ملیگی حضور ہم دن بھر مارے مارے پھرتے ہیں کسی کو قتل کیا مسافروں کی خبر سنائی جو کچھ اُنکے پاس نکلا اُسکو
غنیمت جانا میں تو اب حضور کا تابعدار ہو چکا عمرو کو بلوائیے اُس سے پوچھیے اگر وہ بغاوت کرے تو ابھی اُسکو قتل کروں
اگر قبول ہمارے حضور کی غلامی اختیار کرے اُسکی بھی سرفرازی فرمائی جاوے نہروان نے پلٹ کر آواز دی ارے
کوئی حاضر ہو ساربان زادے کو لاؤ عمرو جب وہیں خیمے میں گرے آنکھ بند ہوئی اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک خیمے
میں مقید پایا سرنگوں بیٹھے تھے کہ ایک زنگی نے آکے ہاتھ پکڑا کہا چل تجھکو شہنشاہ بلاتے ہیں عمرو جو بارگاہ میں آیا
دیکھا نہروان جزیرہ نشین بیٹھا ہے میاں برق کا رنگ جما ہوا ہے باتیں کر رہے ہیں برق نے عمرو کو جھک کے
سلام کیا کہا اُستاد اب تک خوب جمے رہے کہ بچے ساحروں کو مارا اب خداوند ہفت پیکر کو غصہ آیا ہے سب خداوندوں
کے باپ ہیں ہمنے تو اب شہنشاہ کا ساتھ دیا کیوں اُستاد آپکو کیا منظور ہے اگر آپ اطاعت نہ کرینگے ہمارے
آپکے مقابلہ پڑیگا جب ایسا ہمکو سرپرست ملا ہم بہرام خان سے بھی نہیں دبتے عمرو نے کہا میاں تو اب ضعیف
ہوا تمھاری عقل پر کاربندی ہے اگر تمنے اطاعت کی میں بھی اطاعت کرونگا ایک مالک جنبوؤ ملے پھر تو ہم قیامت
برپا کر دینگے برق نے کہا اُستاد ہم تو سمجھ گئے آبھی جا کر اپنا بستر لشکر سے اٹھا لاؤنگا عمرو نے کہا ہم بھی شریک ہیں
لیکن اے شہنشاہ تنخواہ ہماری کئی مہینے کی چڑھی ہے حمزہ وہ بھی دبا لیگا نہروان نے کہا وہ رقم ہم دینگے یہ کہکر دو خیمے
میں گیا دو تھیلیاں اٹھا دیا ایک عمرو کو دی ایک برق کے آگے رکھا دی اور کہا یہ روپیہ تمکو بطور انعام کے
دیا جاتا ہے تنخواہ الگ مقرر ہوگی عمرو نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا اب ہمیں یقین کامل ہوا کہ حضور نے ہمکو نوکر رکھا
بس اب ہم قیامت برپا کر دینگے ہمارے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا ہم سارے لشکر کے رازداں ہیں ایک دن میں خاتمہ
کر دینگے خواجہ عمرو و برق فرنگی ہنسے مگر ایسی باتیں کہیں کہ نہروان خوشی میں بھول گیا کئی ہزار روپیے بھی دیے
جب دوسرے خیمے میں جاتا ہے وہاں سے روپیہ اٹھا لاتا ہے ذکی جو نہروان اُس خیمے میں گیا برق نے کہا استاد
یہ بت جو سامنے رکھا ہے سب کچھ تمھارا دیتا ہے اب یہاں کبتک بیٹھے کا کل جیبے عمرو نے جھپٹ کے وہ بت دبا لی
میں لپیٹا فرش بھی وہاں کا اٹھا لیا اُستاد شاگرد باہر آئے خادموں نے پوچھا کیوں صاحب کیا فیصلہ ہوا عمرو نے
کہا ہمارے شاہ کے معاملہ ہو گیا اب ہم مسلمانوں کو پکڑنے جاتے ہیں یہ کہکر دونوں بھاگے نہروان جو بارگاہ
میں آیا دیکھا بت ندارد فرش بھی غائب کہا ارے یہ دونوں کہاں گئے خدمتگاروں نے کہا حضور وہ تو لشکر گئے ہیں

کہ ہمارا فیصلہ ہو گیا مسلمانوں کو گرفتار کرنے جاتے ہیں نہروان نے منہ پیٹ لیا کہا صاحب غضب کیا وہ سحر کہ جس پر میرا بھروسا تھا وہ مٹ گیا اب سر دست تیار ہونا ناممکن بڑھ کے خبر لو سیہ تاب غلام بھی گھبرا ہے کہا کیا سیہ تاب بڑھ کے دیکھو تو سیہ تاب ایک جانب چلا خادم خدمتگار بھی دوڑے نہروان دردازے پر بارگاہ کے ٹہلتا ہے یک بیک ایک ساحرہ کہتا ہے ارے ذرا بڑھ کے دیکھو ساحر برابر چلے جاتے ہیں برق و عمرو ایک صحرا میں پہونچے کہ پشت سے گرد اڑی عمرو نے کہا بیٹا برق الگ ہو جاؤ برق الگ ہوا خواجہ الگ چلے برق ایک درہ کوہ سے بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہے دیکھا کہ سیہ تاب آتا ہے چار جانب ڈھونڈھ رہا ہے اور بھی جادوگر جا بجا پھر رہے ہیں برق نے اپنی صورت تبدیل کی ایک نازنین کی صورت بنا کر نکلا آنکھیں جھکاتا ہوا سامنے سے جو گذرا سیہ تاب نے آواز دی جانے والے ذرا ٹھہر جا مجھ سے کچھ باتیں کر لو برق نے جھٹ سے آنکھیں جھکا لیں کہا کیا ڈانکا مارنے آئے ہو راستہ چلتیں پر سنتے ہی سیہ تاب نے کہا ہم تو تمہارے ہیں اس نازنین نے کہا تمہارا اپنی جورو کے ہو گے کہو تمہارا مطلب کیا ہے میری دیور نی کے درد زہ اٹھا ہے میں دائی کو بلانے کے واسطے جاتی ہوں مجھے ٹھہرنے کی فرصت نہیں رنڈیا پڑی تڑپ رہی ہے گھر میں دوسری عورت بھی نہیں ہے لونڈیا بالکل اکیلی ہے اسطرح برق نے تراق پڑاق باتیں کیں سیہ تاب بیتاب ہو گیا کہا اے جان جہان اے آرام دل مشتاقان میرے ہمراہ ذرا اس درہ کوہ میں چل کے ٹھہر و مجھ سے دو دو باتیں کر کے چلی جانا برق نے کہا چلیے کیا مجھے وہاں جاکے کھا جاؤ گے کا مطلب دل مجھ سے صاف صاف بیان کیجے میں بازاری عورت نہیں ہوں یہ کہتے ہوئے قریب آئے ٹپکے دو طمانچے مارے سیہ تاب ان گت خیمن ہے اور مرا جاتا ہے وہ مسلم بھی کہتا ہے ارے میں افسر لشکر نہروان جری نشین ہوں مسلمانوں کے مٹانے کے واسطے ہم لوگ آئے ہیں شاہان نورافشان ہم کو بہت کچھ دیتے نذریں گذرتی ہیں شاہ نہروان بھی گرداب کا بڑا اعزاز و اکرام ہو گا یہ باتیں کرتا ہوا برق کو درہ کوہ میں لایا جلدی سے اپنی کمر سے چادرہ کھول کے زمین پر بچھا دیا برق پاؤں پھیلا کے اس چادرے پر بیٹھ گیا اب آپس میں باتیں ہونے لگیں برق نے کہا ای میاں سیہ تاب تم تمہارے ملک کے پاس بھی پہنچے سیہ تاب کہتا ہے ہم بڑے حیران ہیں ہمارے ملک کے مزاج میں کوئی بات معقول پسند ہے یہ نہیں دشمنوں کے مٹانے کی تدبیر نہیں باتیں کرتے کرتے سیہ تاب دست اندازی کرنے لگا نازنین کی تیوری پر بل پڑے بیچ پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہے خبردار مجھے ہاتھ نہ لگانا میرا نہ اسے ہو جائیگا اگر تجھے بوسے لینے ہیں سے دمڑی کا گھر آئے تو میں بھی جام پیوں تو میں پی کر جام بھی پیوں سب شیشہ دیکھ سیہ تاب ابھی بجلی ہو گیا وہاں سے دو آنے کا عطر لے کر آیا تھا کہا مشرم آؤ کچھ پلا دو ہے دیا کہا جان جہان یہ شراب کی بوتل اپنے ہاتھ سے شراب ملی برق کے ہاتھ میں دی برق نے جام لے کر کہا ارنا پہلے تم پیو سیہ تاب نے کہا ہاں لو برق نے جام میں شراب کر بھر کر دیا کہ نہ رکھے سیہ تاب بے اندیشہ انجام جام پی گیا برق نے دو جام پلائے جام پیتے ہی غش آنکھیں بند کیں گھبرا کے چار جانب دیکھنے لگا برق نے کالی کھال لی سیہ تاب نے گھبرا کے کہا مجھے کو آسمان بھی ہے تاک برق نے کہا ذرا اٹھ کے ٹہلو شاید شراب تیز ہے کہتی سیہ تاب گھبرا کے اٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا برق نے تڑپ کے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی

غضب ہے مرا برق خنجر گذار	کرانستاد دیں میں خراب نہ مرا	تڑپنے میں میں برق رفتار ہوں
کیے کون مکار غدار ہوں	کرون سیکڑوں کو کری رد دو	ارسطوے ذی علم گرد ہی

جان نثاری کے مزے عاشق سے پوچھا چاہیے
عاشقون کی آرزو بعد فنا بھی ہے یہی
آتی ہی آواز عاشق کی کنار قبر سے
مجھکو سمجھاتا ہی کیا ہمدم تجھکو سمجھانا پڑے
دل تڑپتا ہی طبیعت میں ہی کیا کیا کچھ خیال
تکتکی ہی دیدۂ حیران کی ہر لحظہ نسیم

ای خوشا وہ سینہ جو آئے تہ زانوے دوست
ہو لے جنت کے ملے دو گز زمین کوے دوست
آج خالی دوست کے پہلو سے ہی پہلوے دوست
تو بھی دیوانہ ہو ناصح دیکھ لے گر روے دوست
دیکھیے کسدن میسر ہو ہمین پہلوے دوست
دیکھتے ہین رات دن آئینۂ زانوے دوست

اس رنگ مین ان اشعار کو خواجہ نے سامنے نہروان کے گا یا ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا آنکھون سے آنسو جاری ہوے خواجہ سے نے دامن پکڑ لیا کہا کیون حضور خیر تو ہی مین اسوقت آپکو بہت ملول پاتی ہون نہروان نے آہ کی کہا ای نسیم تجھسے کیا بیان کرون اگر کہتا ہون رو محبت افشا ہوتا ہی اگر چھپاتا ہون آتش فراق قلب کو جلائی دل کے جلنے سے کباب کی بو آتی ہی خدا انجام سب کا بخیر کرے نسیم تقلی نے کہا ای شہنشاہ کون ایسا ظالم ہی کہ آپ ایسے کامل واکمل کو قبول نہ کرے حسین جمیل بلیق ناک بڑی آنکھین چھوٹی پیشانی اونچی قد لانبی مرقع بچھیا ئی چہرے پر برستی ہی اسطرح عمر والے تعریفین کین نہروان خوش ہو گیا کہا ای نسیم کیا بیان کرون جو دل پر گذرتی ہی بیان نہین کر سکتا ہمارے شاہ کی صحبت مین ملکہ نیرنگ جادو آتی ہی تھی مین مدت سے اُنپر مرتا ہون اسوقت اس معشوقہ کی تصویر میری آنکھون کے نیچے پھر گئی نسیم تقلی نے کہا حضور اُنکو اس محفل مین بلوائیے مین نے سیکڑون مہ جبینون کو آوارہ کر دیا آپ اسوقت بلوا لیجیے مین تو راضی کر دونگی نہروان خوش ہو گیا کہا ای نسیم اگر یہ کام تو نے کر دیا تو گو یا مجھے زندہ کر دیا یہ کہکر اسنے ایک نامہ ملکہ اشتیاق آمیز خلاصہ مضمون یہ تھا کہ ای ملکہ عالم مین برائے مقابلہ مسلمانان آیا ہون قریب ہی کہ مقابلہ پڑے آج ہم اپنے مقام پر بیٹھے ہین اگر مناسب ہو تو برائے چند ساعت سرفراز فرمائیے یہ نامہ لکھکر دستک دی ایک طائر اڑتا ہوا آسمان سے آیا اسنے وہ نامہ طائر کے گلے مین باندھ دیا طائر اڑ کے زقندین مارتا ہوا چلا نیرنگ اپنے قصر مین جلوہ فرما ہین یہی ذکر درپیش ہی کہ جو شخص برائے مقابلہ مسلمانان گیا ہی دیکھین کیا گذرتی ہی قضائے کار ملکہ نیرنگ کی بہن شمع رخسار نے پوچھا کیون بہن مسلمانون سے لڑنے کو کون شخص گیا ہی نیرنگ جادو نے کہا ہمارے شاہ کے مشیر نہروان خونتابہ نورافشان سے نامہ آیا تھا ہمارے شاہ نے برائے مدد نہروان کو روانہ کیا شمع رخسار نے مکرر پوچھا کیون بہن یہ وہی لوگ ہین جنھون نے ہوش ربا فتح کیا تھا نیرنگ نے کہا ہان وہی سب لوگ ہین شمع رخ کانپنے لگی کہا برا ہو وہ لوگ بلائے روزگار ہین افراسیاب نے وہ وہ کار ہائے نمایان کیے لیکن کچھ نہین ہو سکے کی موت مارا گیا بڑے بڑے سردار بڑے بڑے سامان مہیا تھے مگر کچھ نہ بن پڑا اور مسلمانون مین ایک شخص ایسا ہی کہ اُسکا نام لینا مناسب نہین اُسکے نام مین تین تاثیرین ہین جہان پہلی مرتبہ نام لیا کہین ہو مگر اُسکو خبر ہو جاتی ہی جہان دوبارہ نام لیا وہ اُس محفل کی طرف متوجہ کرکے بیٹھتا ہی جہان تیسری مرتبہ نام لیا وہ اُس محفل مین پہونچ جاتا ہی اُسکا محفل مین آنا غضب خداوندی ہی آفت برپا ہوتی ہی نیرنگ جادو نے کہا مجھکو بھی نہروان کے جانے کا بڑا خیال ہی ایسا نہو کہ اُسپر کوئی آفت در پیش ہے شمع رخسار نے کہا مین ابھی دیکھتی ہون کہ اسوقت میان نہروان کیا کر رہے ہین نیرنگ جادو نے کہا بوا تمکو کیونکر معلوم ہوگا شمع رخسار نے کہا بوا کیا وہ کتاب تمکو نہین ملی کہ وہ مشغلہ رہے جسیدن خداوند نے طلوع فرمایا اور وعظ بھی کہی تم کمسن تھین اس زمانے مین کوہ مشغلہ

سب رہنمایان اقلیم جمع تھے کسی شیر بار زرہنے ذکر مسلمانان کیا قدرت نے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا ہوگا کہ طلسم
ہفت پیکر مین مسلمان آئینگے معرکہ ہائے عظیم پڑینگے بڑے بڑے نامی سردار جمع ہونگے وہ لڑائیان پڑینگی
کہ کہنے والے اپنے مقام پر بیٹھے کہینگے کبھی ایسی جنگ وجدل کسی مقام پر نہین ہوئی دریائے خون ہر کوہ و برزن مین
بہینگے فرزندان حمزہ طلسم کشائی کا قصد کرینگے یہین اُفتادین پڑینگی بڑے بڑے ساحر مارے جائینگے اُسوقت
ہمارے بندون کو ضرورت ہوگی کہ کون کیا کرتا ہے کون کہان گیا ہے لہذا اُسی مضمون کی کتاب تیار ہو جائے
کہ ہمارے بندون کو خبر آئندہ وگذشتہ کی مشکل نہ پڑے اُسی وقت کتاب تیار ہوئی قدرت نے بھی اُس کتاب
کو ملاحظہ فرمایا سب جادوگرنیون نے کہا ہان حضور ملکہ سچ کہتی ہین ہمارے بھی سامنے کتاب بنی تھی شمع رخسار
نے وہ کتاب نکالی یا خداوند ہفت پیکر کہکر کھولی نیرنگ جادو نے دیکھا جون جون شمع رخسار کتاب کو پڑھتی
جاتی ہے رنگ رو متغیر ہوتا جاتا ہے نیرنگ نے گھبرا کے پوچھا کیون بوا خیر تو ہے کہا بوا غضب ہو گیا جلوانے کو
وہان پہونچا دو نسیم جو عیارنی ہے اُسکی شکل بنا ہوا ساسان زادہ نہروان سے باتین کر رہا ہے نیرنگ نے منہ پیٹ لیا
کہا بوا اُنکو تو بڑی احتیاط تھی شمع رخسار نے کہا کوئی کیا کر سکتا ہے جو مقابلہ مسلمانان مین گیا اُسے عیارون نے
گھیر لیا بھلا اُنکے ہاتھ سے کب بچ سکتا ہے ہر چند کہ ہمارے خداوند صاحب بڑے ہوشیار مین کہ قبل آمد مسلمانان
کتاب انتظام خبر آئندہ وگذشتہ تیار کرادی خداوند دن نہ دکھائے کہ مسلمان اس طلسم مین آئین نیرنگ جادو
نے کہا پھر کیا کرون شمع رخسار نے کہا اپنے کو جلد پہونچا دو جاتے ہی عمرو کو گرفتار کرلو ورنہ وہ بڑا ہوشیار ہے آنکھ
ملتے ہی پہچان جائیگا کہ ہماری گرفتاری کو آئی ہین نیرنگ نے کہا بوا تم تو ایسی باتین کرتی ہو کہ علم خداوندی کی بھی
کچھ حقیقت نہین شمع رخسار نے کہا خداوند کیسے وہ ہے شعبدے روز بنایا کرتا ہے ایک ایک شاگرد اُسکا
بلائے روزگار ہے ایک ایک عیار طرار مکار خنجر گذار ہے ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ شاگرد اُسکا ہے ایک ایک
اُنمین کا دکھون مین کاٹتا ہوا ہے جس ملک پر جا بیٹھے آفتین برپا کردین نیرنگ جادو اپنے مقام سے اُٹھی کہا بوا
مین ابھی جاتی ہون جا کے اُس بیچارے کو بچاتی ہون شمع رخسار نے کہا بہتر رہنا نیرنگ نے کہا ہم خوب سمجھ
ہین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک طائر کو دیکھا اُڑتا ہوا آتا ہے وہ طائر آکے دیوار باغ پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے
لگا نیرنگ نے کہا بوا طائر کیا زمزمہ سرائی کر رہا ہے نیرنگ نے کہا اس طائر کو دیکھکر میرے بھی ہوش اُڑے ہین
نیرنگ جادو نے اشارہ کیا طائر آکے کانسے پر بیٹھا اب نامے پر نگاہ پڑی ملکہ نے نامہ کھول لیا اب جو اُسکو
پڑھا مضمون مذکورہ بالا درج تھا شمع رخسار نے کہا بوا جلد جاؤ اُسی وقت نیرنگ جادو ایک طاؤس پر سوار
ہو مین اُڑتی ہوئی چلین بیان خواجہ عمرو کے باتین کر رہے ہین نیرنگ اپنا جا رہا ہے کہ آسمان پر برق چمکی کئی سو
غلام پشت پر نہروان کی کھڑے ہوئے مگس پرانی کر رہے ہین کہ نیرنگ جادو آکے پہونچی نہروان مثل گل شگفتہ
ہوگیے بے اختیار پکار اٹھے فرد رونق منظر چشم من آشیانہ تست کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ تست
ملکہ مسکرا کے بیٹھین نہروان نے پوچھا ملکہ عالم اشتیاق نامہ ہمارا پہونچا نیرنگ جادو نے کہا ہم تمہارا ہی ذکر
کر رہے تھے نیرنگ نے نسیم کی جانب دیکھا نگاہ ملتے ہی خواجہ سمجھ گئے کہ اُسنے مجھکو پہچان لیا اُسکے تیور سے
یہ ثابت ہوتا ہے کہ میری ہی فکر مین آئی ہے اتنا ہی کہ منہ سے نکلا تھا کہ ہم تمہارا ہی ذکر کر رہے تھے عمرو نے قصد کیا کہ
نکل جاؤن نیرنگ نے کہا کیون نسیم کہان جاتی ہو کہا بوا ۔ ہے نسیم نقلی نے کہا مین کہان جاؤنگی عجب تم بھی
حضور اس مقام پر ہین ہر وقت لڑائی جھگڑے فساد در پیش ہین مین کہان جاؤنگی یہ کہکر نیرنگ نے قصد کیا کہ

ہی دلِ سوزان میں طور اُسکی تجلی گاہ کا
وصل کیا ہم خاکساروں کو ہی پاس دلخواہ کا
نورافشان جب سے ہی دل مین خیال اُس ماہ کا
ہر فرد مایوں سے پہلے زنگ امید لنغ مین
قامت موزون نظر آئے مجھے جاے الف
مجھے میکش دیکھ کر ابروترے بالاے چشم
آہو خطامین تو ہونے دے نگاہوں کا گذر
جابرا ہی دل مادر مین ہر شر زندگی
خلق نے قرآن دیکھا جب ہوا ماہ رجب
آتے ہی اُس طفل کے روشن سیہ خانہ ہوا
زرد یا گل کو فلوس داغ سودائی مجھے
سفلہ ہوتا ہی ہوقت امتحان بے آبرو
دیکھکر مجھکو نہ کیونکر نعرہ زن ہون سب نہ تعجب
یار کا ناسخ بھتا ہی ہیرہن تو عیب کیا

روے آتشناک پر شعلہ ہی میری آہ کا
خاک مین آلودہ ہوتا کب ہی ممکن ماہ کا
طور کا شعلہ دھوان ہی میری شمع آہ کا
ہاتھ بے منت نہین آتا ہی پانی چاہ کا
تھا شروع عاشقی دل میری بسم اللہ کا
سیکڑے سے مرتبہ اعلیٰ ہی بیت اللہ کا
دیکھ لے بچے نہین پاتا ہی سبزہ راہ کا
رتبہ زیر خاک یکسان ہی گدا و شاہ کا
ستے ہمنے دیکھی مصحف رخسار اپنے ماہ کا
شمع سان جلوہ ہی اُسکے قامت کوتاہ کا
اے فلک رسم یہی تھا میری بھی تنخواہ کا
ہی دلیل اس ادعا پر لوٹ جانا جاہ کا
جنبش مژگان کو سمجھا تا ہی جلوہ ماہ کا
ہے کتان کو چاک کرنا کام نور ماہ کا

عجب دربار مین ہنگامہ ہی لیکن خواجہ بیرنگ جادو کو مار کے بازار بزازہ مین پہونچے ایک جوہدار کی شکل بناے ہوے جاتے ہین کہ جوہری بازار مین گذر ہوا ایک کر دیکھا تمام عالم کا جواہر اسی مقام پر جمع ہی دلال اپنی زبانون مین باتین کرتے پھرتے ہین جوہری پنا لال جنی لال سب طرح کے لوگ جمع ہین جواہر انبار لگے ہین خواجہ کے منھ مین پانی بھر آیا مردے کی شکل بنکر ایک جوہری کو جھکے سلام کیا کہا حضور جب سے آپنے ہماری قدردانی نہین کی ہجسے گنے بھی حاضر ہونا موقوف کر دیا کچھ کنکر پتھر لاے ہین آج ملاحظہ فرمائیے جوہری نے کہا آئیے خواجہ بیٹھ گئے ایک پڑیا جیب سے نکالی مہاجن نے دیکھا اسمین مروارید ہے بیا ضوٗ دکھا رہے ہین جوہری کی رال ٹپک پڑی قیمت طے ہونے لگی عمرو نے کہا تم چھوٹے سے تھے تمہارے باپ کے پاس مین آیا تھا جب سے اب مین آیا ہون جو قیمت مناسب جانو دو قصہ دو بیان یہ ردو قدح ہو رہی تھی وہان بیٹھے بیٹھے نہروان نے کہا یارو کیا ستم کی بات ہی کہ میری مشعوقہ کو قتل کرکے ساربان زادہ نکل گیا افسوس ہی کہ مین موجود رہون اور کوئی تدارک نہ کر دن جھولی مین ہاتھ ڈال کے ورق جمشیدی نکالا سب مشیر دوز بیرحم ہین سب نے دیکھا کا غذ پڑھ رہے ہین آنکھون سے آنسو بہ رہے ہین کہتا ہی یارو اس ساربان زادے کا بڑا کلیجہ ہی میرے ہی لشکر مین بیٹھا ہی جوہری کو ٹھگ رہا ہی یہ کہکر قصد کیا کہ خود جاؤن زلال جادو اسکا رفیق ہی وہ سلام کو آیا تھا اُسنے پوچھا حضور کہان جاتے ہین نہروان نے سب حال بیان کیا زلال نے کہا حضور تکلیف کیون کرین مین ابھی اُسکو لاتا ہون حقیقت مین آپسے بڑی گستاخی کر گیا ہر چند نہروان نے کہا زلال نے نہ مانا بل کرتا ہوا بارگاہ نہروان سے نکلا بازار غلہ فروشان مین میان برق فرنگی کھڑے ہین دوکانداروں سے باتین بنا رہے ہین یہ بھی خبر سن چکے کہ اُستاد نے معشوقہ نہروان کو مار اگر ہے ہین کہا اچھا جی مارا تو مارا اب کہان جائیگا گرفتار کرلائیگے سزا دینگے سر طلسم ہفت پیکر کی ہیکلیگا

ذرا وہاں کا مزا چکھے خارستان طوفانیہ میں جھونک دیا دیکھے وہاں کا قیدی زندہ نہیں نکلتا یہ باتیں برق کر رہے
تھے اُدھر سے زلال جادو آتا تھا برق نے جھک کر سلام کیا عرض کی حضور کہاں چلے زلال نے کہا عمرو کے
پکڑنے کو جاتا ہوں اُسنے غضب کیا معشوق کو ہمارے افسر کے مارا ہم بدلہ لینے جاتے ہیں برق بھی ساتھ ہو لیا
باتیں بناتا ہوا چلا ایک مقام پر دوراہہ تھا برق دور سے بڑھ کے رکا کہا حضور دیکھیے عمرو آتا ہے جلدی سمجھیے
ایسا نہ ہو بھاگ جائے انعام میں مجھکو بھی شریک کیجیے گا زلال رکا برق نے حلقۂ کمند زلال کے گلے میں ڈال دیے
زلال اڑے لنگر چلا برق نے پیٹ کے خنجر مارا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی

زر استاد میں خواجہ نامدار
کروں سیکڑوں کی راہ طے
تڑپ سے مری ہے ساغ بسار ہا

تڑپے میں بس برق رفتار ہوں
ارسطوے ذی علم شاگرد ہے
ہے زیر قدم غرب تا شرق بھی

غضب ہی مرا برق عجب کزار
کئے کون مکاروں غدار ہوں
دیو مکر پہ میرا ہے مدار
چھلاوا ہوں میں نام بھی برق ہے

زلال زمین پر گرا بازار میں ہلڑ ہوا برق نکل گیا ملازمان نہروان آکر لاشۂ زلال اٹھا کر لیچلے سامنے نہروان
کے لائے نہروان نے کہا ارے یہ کیا ہوا ملازموں نے سب کیفیت بیان کی نہروان کو بڑا قلق ہوا خود اپنے
مقام سے اُٹھ کہتا ہوا کہ بار دو غضب ہوا زلال جادو کی بھی آبرو لی اب پناہ بڑی مشکل ہوگی اب جاتے ہی
ساربان زادے کو مار ڈالونگا یہاں برق فرنگی زلال کو مار کے اُستاد کو ڈھونڈھتا ہوا بازار جوہری فروشان
میں آیا دیکھا استاد بلا تکلف ہتھا پھیری کر رہے ہیں کچھ اپنے موتی نکال کے رکھے ہیں کچھ موتی اُس سے نکلوائے
ہیں آپس میں گفتگو ہو رہی ہے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم نہروان جزیرہ نشین برق بھی خواجہ کے قریب
آکے کھڑا ہوا تھا یہ جو تڑپ کے گرا دونوں کی کمر میں پنجہ دے کر لے اڑا دل میں سوچتا جاتا ہے کہ میں پیش
خداوند نہ لیچلوں وہاں جا کر سزا دونگا پھر سوچتا ہے کہ ابھی تک حمزہ کی قید بادشاہ طلسم نورافشان کے پاس
بھیجتا ہے حمزہ کی قید میرے پاس ہے یہ سوچتا ہوا بارگاہ میں آیا سب سردار جمع تھے یہی چرچے ہو رہے ہیں
کہ ہمارے آقا کو عیاروں نے بہت حیران کیا کہ نہروان آ کر پہونچا کہا دیکھو صاحبو ان دونوں کو لایا جس قید
میں صاحبقران قید تھے سلیم جادو سپہسالار کو حکم دیا کہ وہیں لیجا کر عمرو و برق کو بھی قید کر دو جہاں
صاحبقران سے رہیں یہ دونوں بھی آگے پہونچے اب اور زیادہ امیر کو قلق ہوا لیکن ہرکارے جو لشکر
اسلام کے وہاں موجود تھے یہ خبریں لے کر جا کے بیان کی وہ وقت ہے کہ چند سرداران امیر سرنگون بیٹھے
ہیں یہی ذکر کر رہے ہیں کہ خواجہ عمرو پلٹ کر آئیں تو صلاح کر کے لشکر دشمن پر دھاوا کریں ملکہ خورشید برق پس
ملکہ انجم اختر پیشانی زہرہ طلعت وزیر زادی و ملک اخضر وغیرہ صلاح میں مصروف ہیں کہ اپنے آقا کو کسی تدبیر سے
جلد رہا کریں کہ ہرکارے آکے پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ خواجہ و برق پکڑے گئے یہ سنتے ہی سب سرداروں کے
ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا ملک اخضر نے کہا کہ خواجہ کا گرفتار ہونا باعث خرابی ہے سب انہیں سے صلاح لے کر
کام کرتے تھے اب صلاح کس سے لیں ہرکاروں سے ملک اخضر نے کہدیا کہ تم جاؤ وہیں پر موجود رہنا جس وقت
اُنکا لشکر کوچ کرے ہمکو خبر کرنا سب کے سب ہوا کر کے جا بیٹھینگے یا اپنی جان دیدینگے یا اپنے آقا کو رہا کر کے لائینگے
قید تا طلسم نورافشان نہ جانے دینگے ہرکارے اُسی وقت روانہ ہوئے اور یہاں نہروان نے اُسی وقت
کوچ کیا صاحبقران کو آرامہ پر ڈال لیا لشکر روانہ ہوا ہرکارے یہ دیکھ کر بھاگے ملک اخضر کو
خبر دی ملک اخضر چاہتا تھا کہ میں کسی کو اپنے ہمراہ نہ لیجاؤں یکہ و تنہا جا کر اپنے آقا کو چھڑاؤں سب کے پیچھے

اپنے مقام سے ملکہ خورشید برق وش الجبین ملکہ فیروزہ بھی چلین اسی طرح سب سرداران نامی روانہ ہونے
لگے اُسوقت شاگردان عمرو ایک ایک کے آگے ہاتھ جوڑتے تھے کہ بارے چند ساعت تامل کرو ہم ابھی خبر لاتے
ہین اُس ملعون کو قلعہ طلسمی تک نہ جانے دینگے ہر چند عیار قدمون پر گرے مگر کسی سردار نے نہ مانا فوراً سب
روانہ ہوگئے بہروان کو بڑا غصہ ہوا یہی قصد ہوا کہ بادشاہ طلسم نورافشان سے ملاقات کرکے حمزہ کرے کر
طلسم ہفت پیکر مین جاؤن آجکل قدرت کرہ مشغلہ پر ہو گئے بدنہادان زرد زرگوش مرصع پوش جنات دیونژاد
سب جمع ہوگئے وہین میرا اس ملکہ کی رے کے پہونچون فوراً خداوند کا حکم قتل دینگے یہان سحر العجائب و سحر الغرائب
قلعہ طلسمی مین تخت پر بیٹھے مین یہی ذکر ہو رہا تھا کہ خداوند ہفت پیکر نے دستگیری کی وہان سے بھی مدد آگئی اب
تو تماشا بندہ جائیگا اب یہان سے تحفہ جات روانہ کیجئے جاتے شکریہ ادا ہو کہ آپنے عنایت فرمائی بہروان ایسے
ساحر کو برائے مدد روانہ کیا امیدوار ہین کہ ہمارے آپکے ہمیشہ رسم نامہ و پیام رہے یادآوری دورافتادگان
ضرور رہے ہم سب ممنون ہوے یہ ذکر تھا کہ کئی سو ساحر ہنستے ہوئے گلا مین اچھالتے ہوئے سامنے آکے پہونچے
کافرون نے کافر کو بہ دعا دی

قطعہ

اے سرت سبز تا فراز سپہر
گرز تو آتش ہزار در انگار رنگ
شکست مسبل تا سگان ہر زمہ
بر سر زمو کلان بہ زخند

وزیرون نے کہا جلد بات کہو بھئی کیا خوشخبری لائے سب نے عرض کی اے شہنشاہ عالیجاہ بہروان بن
گرداب کو عیارون نے ایسا عاجز کیا کہ معشوقہ کو اُسکی مار ڈالا ازلال جادو اُسکے مشیر خوش تدبیر کو قتل کیا
لیکن بہروان جزیرہ نشین نے خود جاکے عمرو و برق کو پکڑ لیا اب قید لیے ہوئے بڑے زور و شور سے
آتا ہے آرزو اُسکو یہ ہے کہ آپسے ملاقات کرکے بعد طلسم کشائی کے طرف طلسم ہفت پیکر روانہ ہو سحر العجائب
کہا یہ تو نا ممکن ہے مگر اثر دوران زہربار کو بلاؤ لگا ہاے وہ تیار کرے ہم سب کو بخیر و عافیت مقابلہ مسلمانان مین
پہونچاؤ ایسی لڑائی پڑے کہ ایک ہی جنگ مین خاتمہ ہو افسران فوج کھڑے ہوگئے کارگذارون کو بلا کر حکم دیا ہیں
رسالے تیار ہوے طلسمات زنگاری کے پھر ہوے کھلے دونون بھائی تخت پر سوار ہوے ستر لاکھ ساحرون
کی فوج ساتھ ہوئی اس کروفر سے قلعہ طلسمی سے نکل کر برائے مقابلہ مسلمانان چلے نوبت نقارے بجے گردین اُڑین
زمین متزلزل و متحرک ہوئی مگر ملکہ غنچہ آرزو سے دلکشا ہجران دیدہ آفت کشیدہ حریق آتش اشتیاق غریق بحر
فراق اسیر حلقہ گیسو ذبیح خنجر ابرو اپنے باغ مین ملول و حزین بیٹھی تھی انیس جلیسین ہمدم ہمراز جمع ہین
یہی ذکر ہو رہا ہے کہ دیکھین اب طلسم کشا صاحب مہر و عطایہ کیا گذرتی ہے کہ بیرون باغ سے چند کنیزان بہ چشم
بیتاب و بیقرار دوڑی ہوئی آئین آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے بال سر کے پریشان کردیے دو ایک نے
اپنے تئین سامنے ملکہ کے زمین پر گرادیا ملکہ نے گھبرا کے کہا کیا سانحہ گذرا جلد بیان کرو میرا کلیجہ منہ کو آتا ہے
قلب تھراتا ہے کنیزون نے رو رو کے عرض کی داری بڑا غضب ہوگیا شاہزادون نے طلسم ہفت پیکر دا کرنا مہ
برائے روانگی مدد لشکر عارضہ سے ایک پہلوان بہروان جزیرہ نشین بن گرداب آدمخوار آیا اُسنے
آتے ہی قیامتین برپا کردین بڑے بڑے کام کیے عیارون کو پکڑ لیا طلسم کشا بھی مع چند سردارون کے
اُسی کی قید مین ہین وہ قید لیے ہوئے طرف قلعہ طلسمی کے جاتا ہے یہان سے آپکے والد اور چچا بھی سوار ہوے
ستر لاکھ فوج اُنکے ساتھ ہے اب مسلمانون کی کیفیت معلوم ہوگی جس مقام پر یہ لشکر اُترتا ہے آب و آذوقہ ممکن نہین ہوتا

سحر البحائب وسحر الغرائب نے کہا ای نور نظر جیسا ہم سنتے ہیں کہا کرتے تھے کہ ہم جب مقدر کرینگے طلسم کشا کو زرا گرفتار کرینگے دیکھو وہی ہوا کس لطف سے ماہ وش کے ایک ملازم نے گرفتار کر لیا اب ہم سے لشکر وہیں جلتے ہیں پہلو میں ایک تخت اور آکے بچھا مرزا اسپر بیٹھنے کی اجازت ملی پھر اُسی طرح جلسہ آراستہ ہوا عالی کو حکم ہوا سب حاضر ہونے لگے جام مئے ارغوانی گردش میں آیا ایک نازنین بصد ناز و ادا سامنے شاہون کے یہ غزل گانے لگی

غزل

سازِ مطرب تری آواز سے ہین کیا خاموش — اختیار ہوے وادو دہی شاہا خاموش
ہم ہین اُس گل ہین جلین باغ مین جو تقریرین — ساتھ غنچون کے ہوئی بلبلِ شیدا خاموش
مست بیتک نہین ہوتے نہین ہم کہتے بات — کہ اگر ہوتی نہین رہتی ہے مینا خاموش
کسکو اَی نورِ مجسم ترے آگے ہو فروغ — کر دیا تو نے چراغِ ید بیضا خاموش
تو وہ اعجاز بیان ہو کہ تری محفل مین — شرم سے صورتِ مریم ہے مسیحا خاموش
ناطقہ بند کیا تو نے ہر اک ناطق کا — سترک کر ہوے صورت عزّا خاموش
تاب دم مارنے کی کسکو عطا تیرے حضور — ہو گئی شمع تجلی ت [illegible] خاموش
آنکھ رہتی ہوگئے ہین تری ہیبت سے شرم — کیون نہو سیکدہ و ہر مین مینا خاموش
جب تری سجدہ افروز مین اذان ہونے لگی — شل بت ہو گئے ناقوس کلیسا خاموش

شب بھر اسی ہنگامہ عیش و نشاط مین بسر ہوئی صبح کو وہ دو نون شاہون نے کوچ کیا منزل در منزل ادھر سے یہ جاتے ہیں اُس طرف سے نہروان مع قید صاحبقران و خواجہ عمرو و برق وغیرہ آتا ہے ادھر آمد بہار و حیرت وغیرہ بھاگا بھاگ آتی ہیں یہ فکر ہے کہ کسی طرح امیر کو رہا کرین مگر حیرت نے تنہائی مین چالاک سے کہا ای مشروالا گرتمکو مناسب ہو کہ امیر کی رہائی کی تدبیر کرو نہروان نے ہمارے والد نامدار کو گرفتار کر لیا سب سردار جان دینے پر آمادہ ہین اور سب فکر مین تم ہو وہ بغیر رہائی امیر غیر ممکن ہے اس لطف سے حیرت جادو نے چالاک کو سمجھایا کہ اسکو بھی خیال ہوا کہ ملکہ سچ کہتی ہین خود آفتاب عیاری سے آراستہ ہو کر فکر رہائی امیر مین ہوا ادھر سحر البحائب سحر الغرائب جو لشکر کشی کر کے جا قریب لشکر جمشید شہر طلب پہنچے پلٹن دیکھنے کا لیلھانے لگا کہتا ہے کیون تکلیف کی ہین اکیلا کل مسلمانون کو کافی تھا [illegible] ایک دن مین کل مسلمانون کا خاتمہ کردونگا آپ بیٹھ جائیے جب اسنے سب کہا تو ان دو [illegible] ہو ان فیر ساہرما کیے اور بارگاہ و زرلفتی جلا دی اسکو دیدی اور کہا کہ تم اسکے سرکرآگے [illegible] شاہی کا لے کر روانہ ہوا ادھر لشکر اسلام میں ملک اخضر سبز پوش کا حکم سب مانتے ہین اور ملکہ خورشید سب کی افسر ہین اخضر کی صلاح سے ایرج کو اماردہ بارگاہ کا ملا مع اپنے سردارون کے آگے ہی روانہ ہوے انکے بعد نور الدہر ہے انکے بعد ساحران نامی ترتیب سے لشکر اسلام جاتا ہے مگر یہ مشہور ہو چکا کہ نہروان بڑا نامی گرامی جادوگر ہے خواجہ عمرو نے بڑے بڑے کام کیے ہیں چاہتے تھے کہ کسی طرح اسکو مارین لیکن اُسنے دو روز اُستاد و شاگرد کو پکڑ لیا قید کر لیا اب بڑی ہوشیاری سے لشکر لیے ہوے جاتا ہے یہ خبر تمام عالم مین مشہور ہو گئی کہ طلسم کشا گرفتار ہو گئے ایسے وقت مین اُفتاد پڑی کہ سب طلسم فتح کر چکے تھے اب شاہان طلسم سے صرف مقابلہ باقی تھا فلک نے یہ گردش دکھائی کہ وہ بھی قبضے سے گئی خود بھی گرفتار ہوے شاہان طلسم بڑی بڑی جفا اُٹھا چکے تھے سب امیر سے جلے ہوے ہین

جسکو جہان خبر ہوئی بیتاب ہوگیا ہر شخص اپنے مقام سے یہی سوچ کر چلا کہ چلکر اپنے آقا کو رہا کرین ایسا ہو کہ طلسم
نورافشان پر قتل ہو جائین ہر طرف سے خواجگزاران امیر چلے ہین کہ سب کا ذکر وقت پر تحریر کرونگا غرض معرکہ
درپیش ہی کل اہل اسلام کو پس وپیش ہی اکثر عرض کیا ہی کہ لشکر ظفر اثر امیر غروبیہ باختر پر مقابلہ دودہ زنگی فروکش
ہی اس داستان کو لکھنا منظور نہین جسنے اس دفتر کا ترجمہ کیا ہوگا اُسنے وہ داستانین لکھی ہونگی اتنا تحریر کرنا واجب ولازم
ہی کہ مقابلہ ہاے عظیم پڑے دودہ زنگی شکست کھا کر قلعۂ غروبیہ باختر مین محصور ہوا ہی بادشاہ نے آکے گھیرا
بارگاہ سلیمانی مین جملہ سرداران بیٹھے ہین یہی ذکر ہورہا ہی کہ کئی سال کا زمانہ گذرا کہ امیر بازو قیر بارادۂ فتح
طلسم نورافشان تشریف لیگئے نہین معلوم کیا گذری اب تک چندے سے کچھ نامہ و پیام بھی نہین آیا یہ ذکر تھا
کہ پرچۂ اخبار شاہ کے ہاتھ مین آیا بادشاہ نے پڑھنا شروع کیا سب سردار گوش برآواز ہین فتح ممالک وشکست
مرحلہ جات کا ذکر ہی جملہ سرداران ذکر کو سن کر بہت خوش ہوے لندھور عاشق جمال صاحبقران مین نہایت
وجد ہوا کہا تشریف لیجانا ہمارے آقا کا خالی از لطف نہین ہم صاحبو انصاف تو کرو اُن جیالون سے مقابلہ پڑا
کہ جو دعوی خدائی کیے ہوے تھے اُنکے اعتقاد کا مٹانا اُن شہرون کا فتح ہونا اُسکے بعد اب گذر طلسم پر ہوا
خدا انکو سلامت رکھے حصول لوح پر اُن مکارون سے مقابلہ انھین کا کام ہی سب سردار خوش ہی کہ ایک
تاجر کچھ اسباب لیکر آیا عرصۂ دراز سے فروکش تھا کچھ مال اُسکا نہین بکا اسوقت اُسکا ذکر جو ہوا شاہ نے
فرمایا اُسکو بلاو مال واسباب لیکر آئے تاجر آگے حاضر ہوا سرداران نامی وپہلوانان گرامی اُس تاجر سے مال
خریدتے ہین کہ فرزند صاحبقران علمشاہ عالیشان مع جملہ سردارون کے تشریف لاے تاجر سے متوجہ ہوکے
پوچھا تمھین کچھ اپنے ملک کا بھی حال معلوم ہی تاجر نے کہا ای شہریار آجکل تو وہان معرکہ ہاے عظیم درپیش ہین
شاہان طلسم نورافشان کو بڑے پس وپیش ہین لوح طلسم نورافشان مخفی تھی کوئی نہ جانتا تھا کہ لوح کہان ہی لیکن
یہ اقبال امیر ہی کہ لوح کا حال کھلا اور لوح امیر کو دستیاب ہوئی سب مرحلے فتح ہوے اب قصد تھا کہ جاکر
شاہون سے مقابلہ کرین کہ ایک پہلوان جنید شترلب آیا اُسکے ہاتھ سے امیر زخمی ہوے گھوڑا لڑائی سے نکال
لیگیا شاہون کو خبر جو ملی اُنھون نے ایک ساحر کو روانہ کردیا اُسنے آکر عالم غشی مین لوح بھی لے لی امیر کو قید کرلیا
شاہان طلسم نے اور مدد بھیجی پیکر سے منگائی وہان سے بھی ایک ساحر زبردست آیا وہ بھی اُسی قید کے ہمراہ ہی عمرو و
عیاران بھی کہین گم کچھ شہزادہ بھی قید ہوے اب قید امیر کی طرف قلعۂ طلسمی کے جاتی ہی ایک نامہ میرے گھر سے آیا تھا
اُسمین سب کیفیت مرقوم تھی اور یہ بھی لکھا تھا کہ شاہان طلسم ... لاکھ فوج لیکر قلعے سے باہر نکل آئے اُتارا ہوگا
شاہون کا جنید شترلب لیکر چلا ہی ادھر سے جملہ سرداران امیر ساحر وغیر ساحر اس ارادے سے
چلے ہین کہ لڑبھڑ کے امیر بازو قیر کو رہا کرین یقین ہی کہ درمیان قلعۂ طلسم مین مقابلہ پڑیگا یہ حال مصیبت سنتے ہی
بارگاہ مین شور گریہ وزاری بلند ہوا سب سے زیادہ لندھور بن سعدان عاشق جمال صاحبقران بیقرار
ہوگئے بادشاہ کے سامنے دست بستہ آئے عرض کی صاحب غلام کو اجازت ملے کہ جاکر لڑبھڑ کے جان دون
یا اپنے آقا کو چھڑا لاؤن بادشاہ نے فرمایا ای دوست چند یہ مقدمہ ایسا ہی کہ کوئی تامل کرے سب چلکر اپنی اپنی
جان دینگے خدانخواستہ اگر آقاے نامدار و مولاے قدر شناس کسی بلا مین پھنس گئے تو غضب ہوگیا ایک طرف سے
شاہزادہ جہانگیر بن صاحبقران یہ کہکر اُٹھے کہ آپ لوگ تکلیف نہ فرمائین قبلہ وکعبہ نے بے وجہ دیر لگائی ہی
وہی نورافشان ہی کہ مین نے جانے کے ساتھ ہی لوح طلسمی اور گل مہمات کو کب حاصل کرلیا تھا ایک مہینا اگر قبلہ وکعبہ

نہ جانے میان کوکب روشن ضمیر کا خاتمہ ہوا اب جاکے بچو انکا غلشاہ نے کہا کہ بزور رزم کیون تکلیف دو بر
فرزند قاسم وہان موجود ہی ایرج نوجوان بھی ہمراہ ہی میں جاتے ہی فیصلہ کردونگا جنید شترلب کو جو دو
ہی فعل وفراست سے دور ہی ایک مقابلے مین سمجھ جائیگا مقابلے مین مردان عالم کے نہ آئیگا بادشاہ نے دیکھا
اسوقت دربار کا عجب نقشہ ہی ہر ایک سردار یہی چاہتا ہی کہ اسی وقت جائین لڑائی پڑ جائے سر کٹ جائے
یا زخمی ہون لیکن اپنے آقا کو رہا کرین بادشاہ یہ حال دربار کا دیکھکر گھبرا گئے ایک ایک کو روکتے ہین فرماتے ہین
صبر جوانانا تامل کرو کہ ہم مفصل خبر منگاتے ہین اس خبر کا کچھ اعتبار نہین ہرکارے جاتے ہین مفصل خبر لے کر آئین تب
کوچ کرین یزک خطائی سامنے حاضر تھا فرمایا کہ یزک جلد خبر لاؤ یزک نے حکم دیا گھباد و کلباد دونون
جب ہی بہر خبر صاحبقران چلے کئی منزلین طے کرکے ایک نخل کے سایے مین پہونچے وہان ایک فقیر بیٹھا تھا اس
فقیر سے دونون نے ملاقات کی خبر صاحبقران پوچھی فقیر کو جو معلوم ہوا کہ یہ عیاران لشکر اسلام ہین لپٹ کے
دونون سے خوب رویا کہا بیٹا مجھ پر غضب ہوگیا چار برس سے مین اشتیاق مین اسکے لشکر سے نکلا تھا کہ حیرت سے
شادی کرونگا اب وہ سامان مہیا ہوا تو فلک نے یہ گردش دکھائی صاحبقران وخواجہ عمرو برق وغیرہ قید
ہوے گھباد و کلباد کو جو یہ معلوم ہوا کہ یہ چالاک بن عمرو ہی خیریت اور بھی دریافت کین چالاک طرف
صاحبقران کے چلا گھباد و کلباد پلٹ کر سامنے بادشاہ کے آئے دست بستہ عرض کی اے شہریار حقیقت
مین جو خبر حضور نے سنی تھی وہ سب بالکل سچ ہی چہار جانب سے کفاران بدخو گھیرے کر کے بیٹھے ہین جنید
سات لاکھ فوج سے اتالہ بارگاہ بحر العجائب کاٹے کر چلا ہی ادھر سے ایرج جاتے ہین یقین ہی کہ معرکہ ہاے
عظیم پڑین یہ سنتے ہی بادشاہ عالیجاہ تلوار ٹیک کر اٹھے فرمایا یارو تیاری کرو مین اسی وقت روانہ ہوتا ہون
مرکب خنگ سیہ قیطاس مع ساز و یراق اصطبل سے آیا بادشاہ سوار ہوے لندھور کا شبرنگ تازی
حاضر ہوا اب تو مرکبون پر کاٹھیان پڑنے لگین پچیس ہزار پانچسو بھین سردار سات ہزار نامدار اسی وقت
سوار ہوے جوانان ترکی و رومی بھی مسلح ہوکے تیار ہوے ہر ایک کا یہی قصد ہی کہ ہم سب کے پہلے پہونچین
اپنے آقا کو رہا کرین عیاران نامی اپنے افسرون کے ساتھ حقہ ہاے آتشبازی ہاتھ مین لیے بازو ہوے چلے
یہ تو روا روی کرتے ہوے جاتے ہین اب حال جنید شترلب تحریر کرتا ہون کہ یہ اتالہ بارگاہ کاٹے ہوے
بارہ کوس آگے بڑھ ہوا ایک صحرا مین آکے اترا ادھر سے شہزادہ ایرج نوجوان اتالہ بارگاہ حسنا کی کاٹے
ہوے آتے ہین پہلے کرہ مین اترے منتظر رہی کچھ نام کرین ادھر بادشاہ جمجاہ کا ذکر کرچکا ہون کہ دارا ہے جنید
لندھور بن سعدان اولاد کے ہمراہ ہون کو ساتھ لیے ہوے فیل پیکر نہ مبارک پر سوار دست راست کی طرف
فرہاد خان تکیصری دست چپ ارشیوان پریزاد دونون جوانان شیر دل قوت بازو و زینت پہلو
لندھور کے ساتھ ساتھ ہین جوق جوق فوج منازل و مراحل طے کرتے ہین جس منزل پر اترے یہی ذکر سنا کہ نساخ
طلسم نورافشان گرفتار ہوے، درشاہان طلسم ہفت پیکر نے مدد کی ہر فوجین وہان سے اب برابر چلی آتی ہین اہل اسلام
ہر لشکر کشی ہی ہر قریات مین یہی ذکر ہی کہ اب مسلمان زندہ نہ بچینگے لندھور بارہ کوس بادشاہ سے آگے تھے یہ خبرین
جو پہونچین فوراً بیٹھ کر خدمت مین بادشاہ کے آئے کہ خداوند نعمت اب عرصہ کرنا مناسب نہین ہی صید شریف
سے پہلے بادشاہ نے فوج کو حکم دیا کہ دن رات لشکر چلے جب کسی مقام پر بادشاہ ٹھہر جاتے ہین تو غلشاہ
روتے ہوے قریب بادشاہ آجاتے ہین کہتے ہین نماز سحر بار مین نے خواب ہاے پریشان دیکھے قبلہ و کعبہ

بڑی مصیبت میں ہیں یہ بھی خبر سنی کہ منہ وان بن گرداب بڑے زور و شور سے آیا ہی شاہان سخت پکڑ لے گئے بھاگا ہی تب کو بادشاہ نے آنکھوں میں آنسو بھر کے فرمایا یارو چلنے میں جلدی کرو کہ کہیں ہم بے سبب جلد تابہ صاحبقران پہونچین اپنے آقا کو رہا کرین لندھور بن سعدان کو تاب باقی نہ رہی گر نیکے اُسنے بادشاہ سے فرمایا اب غلام سے ملاقات ہوگی اگر ہمکو موت لیے جاتی ہی تو جانے ہی نثار ہوجائینگے اور اگر حیات مستعار باقی ہی تو انشاء اللہ فوراً اپنے آقاے نامدار و مولاے قدرشناس کو چھڑا لائینگے یہ کہکر باہر بارگاہ کے تشریف لائے ہرچند ساتھ والوں نے کہا کہ حضور تامل کرین بادشاہ کے ہمراہ چلیں لندھور بن سعدان نے جواب دیا یارو ہم عاشق صادق جمال باکمال امیر کہلاتے ہین ہکو نو سب سے پیشتر پہونچنا واجب و لازم ہی یہ کہکر فوراً اپنے فیل پر سوار ہوے اور روانہ ہوے جہان بادشاہ نے بھی جلدی کی لیکن لندھور سے پانچ سات کوس پیچھے ہین مگر یہ بھی رواروی کرتے ہوے جاتے ہین قضاے کار ایک دن جو لندھور نے کوچ کیا کوہ و دشت کو طے کرتے ہوے قریب ایک پہاڑ کے پہونچے فیل سے اُترے پہاڑ پر چڑھ گئے نگاہ اُٹھا کے جو دیکھا اُس پہاڑ پر ایک قلعہ سربفلک کشیدہ بارہ سو برج ہر برج میں ایک ایک زنگی پہلو میں ایک ایک معشوق پریچہرہ میکشی کر رہے ہین وہ نازنین پریچہرہ اپنے عاشق کے سامنے یہ اشعار گا رہی ہی اشعار

ذوق صہبا سے عجب طرفہ مزا دیتا ہی — میرے لب کو لب پیمانہ بنا دیتا ہی
مسکرا کے مجھے دشنام وہ کیا دیتا ہی — زہر مین تیغ تبسم کو بجھا دیتا ہی
زلف کا جال ہر کا نشہ پہ دکھا دیتا ہی — طوطے ہاتھون کے وہ صیاد اڑا دیتا ہی
تیرا دشنام مجھے لطف سوا دیتا ہی — یہی سم ہی جسے کہا دو تو مزا دیتا ہی
منہ پہ منہ رکھکے لپٹ جاؤ تمھارے صدقے — بوسہ وہ چیز ہی دونون کو مزا دیتا ہی
بجھ گئی گندھوا تا ہی زلفین کبھی جوڑا تا ہی — وصل مین تو تو بکھیڑون مین پھنسا دیتا ہی
ای مسیحا یہ دوا بھی ہی تماشہ بھی ہی — کیون نہین شربت دیدار پلا دیتا ہی
کبھی دشنام سے خالی نہ سنا اسکا سخن — اور اسپر یہ مزا ہے کہ مزا دیتا ہی
خاک ہونے پہ بھی بیکس کی زبان بند نہین — لب پیمانہ سے ساقی کو دعا دیتا ہی
رہبری کشور الفت کی بہت مشکل ہی — یہی رستہ ہی جہان خضر دغا دیتا ہی
بس ترے شربت دیدار کا پیاسا ہر نفس — کس لیے عاشق کو شرم و حیا دیتا ہی
جو مقدر ہی بہر کیف پہونچتا ہی نصیب — اپنا حصہ مجھے کیا چرخ اُٹھا دیتا ہی

بارہ سو برج سے اسی طرح گانے کی آواز آتی ہی کیسی کیسی نازنینان مہ جبین گا رہی ہیں کہ سننے والون کے کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہین جو اس راستے سے گزرا دیوانہ ہوکے پہلو سے کوہ مین جا بیٹھا گریبان چاک کیا منہ پر خاک ملی ہو حق کر رہا ہی ہر سمت سے آوازین ہاے واے کی آ رہی ہین چار سو برج اسطرح پر آراستہ ہین ہر ایک برج مین ایک ایک پہلوان مسلح و مکمل پشت پہ چار ہزار جوان اُسی برج مین قواعد ہو رہی ہی فنون سپاہ گری کا مرقت ہی ایک دریا بہت بڑا جسمین پانی جوش مار رہا ہی ہزار ہا کشتیاں بھرے اُسمین چھوٹے ہوے امیر شاہزادیان سوار ایک ایک آفت جان قیامت کا پرکالہ کرسیون پر بیٹھا

کبھی گنگنا کے دو چار اشعار عاشقانہ گا دیے سننے والے بیتاب ہو گئے ہزار ہا مچھلیاں نکل کر گرد پھرتی ہیں نہنگان
خون آشام کی حیرانی و سیم و پریشانی عجب لطف دیتی ہے ایک جانب کچھ روح میں آتشبازی چھوٹ رہی ہے کہیں
ناچ ہوتا ہے کہیں گانا کہیں میکشی کہیں شکار ہو رہا ہے کسی شکاری نے تیر مارا آہو تڑپا کے گرا سوار گھوڑے سے اتر آیا
آہو کو بقربانی پہنچا ذبح کرے کہ آسمان سے آواز آئی او اجل گرفتہ یہ صحرائی طلسم ہفت پیکر ہے ظلم و ہوس یہاں
کسی پر جائز نہیں فوراً آہو غائب ہو گیا اگر کل عجائب و غرائب اس قلعۂ ہفت پیکر کے تحریر کروں ایک دفتر
اسی مقام پر ہو جائے لہذا طول کو موقوف رکھا عجب مقام دلکشا لندھور نے دیکھا کہ فرحت تازہ و سرور
بے اندازہ حاصل ہوتا ہے لندھور پہاڑ پر سے اترے مگر وجد میں فیل کیموشہ پر سوار ہو کر چلے ساتھ والوں سے کہتے
ہوئے کہ یارو کیا مقام دلکشا ہے بہت فرحت افزا ہے ساتھ والے کہتے ہیں کہ ای افسر یہ خبر ملی ہے کہ یہ
صحرائی طلسم ہفت پیکر ہے یہ باتیں کرتے ہوئے لندھور بن سعدان جاتے ہیں قضائے کار سمار جزیرہ نشین کہ
اپنے مقام پر بیٹھا ہے کہ یک مرتبہ چھت مکان کی شق ہوئی انہیں سے ایک جوان نامہ دار پیدا ہوا نامہ
میں سمار جزیرہ نشین کے دیا اسنے پوچھا یہ نامہ کسکا تو لایا ہے اسنے کہا خداوند ہفت پیکر نے یہ
نامہ بھیجا ہے یہ سنتے ہی سمار نے نامہ لیکر آنکھوں سے لگایا سر پر رکھا بعد اسکے کھول کے نامہ کو دیکھا ایک رقعہ
لکھا تھا کہ ای پہلوان قدرت لندھور بن سعدان فلاں صحرا سے لشکر کشی کیے ہوئے جاتا ہے تم جا کے اسکو
رد کرو یہ دیکھتے ہی سمار نے حکم دیا لشکر تیار ہو فوراً سات لاکھ کا لشکر تیار ہوا فوراً یہ بھی ایک کرگدن مست
پر سوار ہو کے کل لشکر کو ہمراہ لے کر چلا یہاں لندھور بن سعدان اس پہاڑ پر سے عجائب و غرائب دیکھ کر
اترے ہیں وہ سیر کرتے ہوئے تھوڑی دور بڑھے ہیں کہ صحرا سے گرد اٹھی سامنے آ کے دامن گرد کا شگافتہ ہوا
دیکھا ایک پہلوان قوی تن قوی ہیکل پشت پر سات لاکھ فوج دریا موج ہمراہ ہے وہ پہلوان للکارتا ہوا
کہ ای آوارہ ہندو ٹھہر جا اب آگے نہ بڑھنا لندھور نے یہ سنتے ہی فیل کو روکا وہ آتے ہی نیزہ زن ہوا
دونوں میں نیزہ چلنے لگا سرداروں نے دیکھا دونوں جوان نیزہ بازی کر رہے ہیں لشکر سے ہو کے کہتا
ہیں کہ بادشاہ عالیجاہ بھی آگے پہنچے دیکھا لندھور ایک پہلوان زبردست سے نیزہ بازی کر رہے ہیں مگر حملہ
بھی کسی مقام پر کبھی خالی نہیں کرتا ایک طور پر نیزہ چل رہا ہے پہر بھر کامل نیزہ چلا لندھور نے چاہا نیزہ نکال دوں
ممکن نہ ہوا آخر دونوں نیزے ٹوٹ گئے گرز دونوں پر ہاتھ پڑے خبردار خبردار کہتا اسنے گرز مارا لندھور نے گرز کو
گرز پر روکا حلق گرد و پیچیدہ ہوا داراب کشور کشا دوڑے دل گردہ جاتے دیکھا لندھور جھوم رہا ہے پوچھا
پانی کا مارا لندھور نے آنکھ کھول دی داراب نے پوچھا ای شہریار کیا مزاج ہے لندھور نے کہا مچھی کا دودھ
زبان پر لذت دے گیا مگر خدا نے بچایا بلکہ رانی کو بڑھایا دونوں ہاتھ سے گرز کو اٹھایا دو دستی گرز سر پر
سمار جزیرہ نشین کے مارا یا اسنے اپنا گرز اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا مگر لندھور نے گرز دو دستی بقہر و غضب
تمام مارا تھا وہ گرز جو اکر پڑا فرد تراق موہ دان چنان خاستہ کہ بگذشت زمین طاق آراستہ گرد ازو
سمار کا ہاتھ کا بنا دونوں گرز آکے سر پر پڑے سر گردن میں گردن سینے میں سینہ اور تمام جسم گھٹنوں سے بیچ
متصل خون کا ہو گیا اہل یمان فوج لندھور پر آ پڑے ادھر سے ہندیان جنگجو و جوانان صف شکن
فوراً جا پڑے دونوں لشکر مل گئے ہندیوں کی تلوار کی کون تاب لا سکتا ہے لاشوں کے انبار لگا دیے لندھور
و فرہاد خان گیخرلی وار شیروں پر بزار لڑتے ہوئے قلب فوج میں پہنچے لندھور نے علم فوج کو قلم کیا

تو ہیں بھاگیں مال وغیرہ فوج لندھور سے لوٹتا ملازموں نے کہا دیکھیے حضور بادشاہ بھی آگئے لندھور نے کہا جا کے
میری طرف سے آداب عرض کرو اور کہو کہ حضور رونق افزا رہیں غلام ابھی حاضر ہوتا ہے لڑائی فتح کر چکا ہوں سمار
جزیرہ نشین جو طلسم آیا تھا چاہتا تھا کہ بندگان شاہی کو روکے آخر جہنم واصل ہوا اب مال لوٹ رہا ہوں ہرکارے
نے جا کے بادشاہ کو خبر دی بادشاہ مع سپاہ نے وہیں پر اپنی بارگاہ استادہ کرائی علمشاہ بھی آ کے پہونچے اب تو سب
سردار کہتے جاتے ہیں سب کہ لندھور بن سعدان کے آنے کا انتظار ہے بادشاہ ذکر کر رہے ہیں لندھور
نے بہت ہی جلد لڑائی کو فتح کر لیا دشمن کو شکست دی یہ ذکر ہو رہا تھا کہ لندھور بن سعدان آ کے پہونچے
دونوں بیٹے فرہاد خان بکفرلی وارشیدون پریزاد ہمراہ ہیں فوج سب در بارگاہ پر ٹھہری سعد بن
قباد تخت پر جلوہ فرما ہیں اور سرداران لندھور بھی موجود ہیں ایک جانب علمشاہ وغیرہ بیٹھے
ہیں سب صاحب لندھور بن سعدان کی جرات کے اوصاف بیان کر رہے ہیں لیکن اب حال بیان کیا جاتا ہے
کہ ملازمان سمار جزیرہ نشین جو لاشہ اسکا لے کر طرف صحرا کے بھاگے تا کہ یہیں پر داغ ہو کر ہفت پیکر نے
سات پہاڑ آراستہ کیے ہیں فصل فصل میں ان پہاڑوں پر بتا ہے کہ ساتوں پہاڑوں کا ذکر وقت وقت پر ہوگا
فی الحال خداوند ہفت پیکر کوہ لعل ان پر جلوہ فرما ہیں اس حوالی کے لوگ ہر وقت بر لب کعبہ حاضر ہوتے ہیں
صبح کا وقت ہے دروازہ دیر کا کھلا ہوا ہے گھنٹے ناقوس بج رہے ہیں کہ یک بیک لاشہ سمار جزیرہ نشین لے کر ملازمان
سمار پہونچے سب نے فریاد و فریاد کی صدا بلند کی سات بت طلائی زرنگاری تخت پر اندر دیر کے رکھے ہیں گرد اور بھی ہزارہا
بت پتھر کے رکھے ہیں جیسے ہی ملازمان سمار نے صدائے فریاد بلند کی بت کلان نے ایک جماہی لی مثل انسان کے
گویا ہوا کہ حمد نامہ سمار کے سنے مار اسپ نو خرجی کی باخداوند لندھور بن سعدان جانشین حمزہ صاحبقران سے مقابلہ
پڑا اس نے گرز دودستی اسکے سر پر مار دیا یہ ہاتھ اٹھا کر رہ گئے اس گرز نے خاتمہ کر دیا اب وہ لوگ لڑتے بھڑتے تابہ
طلسم نورافشان جا پہونچے یہ سنتے ہی اس بت نے ایک چیخ ماری آواز دی کہ مسلمانوں نے یہ بھی خیال نہ کیا کہ یہ بندہ
خداوند ہفت پیکر کا ہے ابھی سزا دیتا ہوں یہ سنکر کچھ ملازم اٹھے دست بستہ عرض کرنے لگے خداوند آپ رحم کیجیے اب
تو ہم لوگوں پر بھی زوال آ جائے آواز آئی خاموش رہو ہم اپنے پہلوان کے قاتل کو سزا ضرور دینگے یہ کہکر
حکم دیا نصف دیر میں پردہ کھینچ دو فوراً پردہ کھینچ گیا بعد مشرہ دن حکم دیا پردہ اٹھا دو اب پردہ جو اٹھا دیکھا
لندھور بن سعدان و فرہاد خان بکفرلی وارشیدون پریزاد کھڑے ہیں جھکے ہوئے فریاد کر رہے ہیں کہ یا
خداوند ہم حمزہ سے برگشتہ کیا آج سے قدرت کو پہچان لیا بت کلان سے آواز دی ای بندہ خاص الخاص جو آرزو
ہو بیان کرو لندھور نے کہا میری کل فوج بلا دیجیے حکم ہوا فوج کا رہے سپہ سالار کی لاؤ اب لندھور دست بستہ
کھڑے ہیں وہاں اہالیان فوج لندھور بیرون بارگاہ کھڑے ہیں قصہ ہے کہ خیمہ وغیرہ استادہ کریں کہ زمین شق ہوئی ایک
کنواں ظاہر ہوا وہ سوار لشکر لندھور کا گھوڑا اٹھا اسی کنوئیں کو دیکھکر اپنے کو کنوئیں میں گرا دیا اب تو تار بندھ گیا
سب اہالیان فوج لندھور کے اس کنوئیں میں گرنے لگے تھوڑے ہی عرصے میں سب اسی کنوئیں میں گر پڑے
زمین برابر ہو گئی بادشاہ کو خبر معلوم ہوئی کہ لندھور بیٹے غائب ہوئے اب ملازمان لندھور ایک کنوئیں میں گر گئے
اور پھر کنواں برابر ہو گیا یہ سنتے ہی بادشاہ باہر آئے دیکھا تو کوئی ملازم لندھور بن سعدان باقی نہیں ہے سب
غائب ہوئے سب سرداروں کے ملازم افسوس کر رہے ہیں بادشاہ پریشان ہو کے پلٹ آئے بادشاہ نے فرمایا
ای لندھور وغیرہ بیٹے تم سب کو خداوند کریم کے سپرد کیا اب صاحبقران زمان سے سب کیفیت عرض کیجا لیگی

اتنا ہم کو معلوم ہوا کہ اہالیان ہفت پیکر سے فساد پیدا ہو گیا اب جان بچانا دشوار ہوگا دیکھیں اب کیا ہوتا ہے
لاچار بادشاہ صبر کر کے طرف لشکر صاحبقران کے چلے گرد آرا سے ہنوز نے جب اپنے کو سامنے خداوند ہفت پیکر
کے پایۂ عرش کی یہ خداوند عمر بھر مجھ سے گناہ سرزد ہوئے اب امیدوار ہوں کہ مجھ کو حکم ملے کہ جا کر حمزہ کو
سرکشی کی سزا دوں پسران حمزہ کی شکلیں بانوں کے وہاں آواز آئی کہ معذور ہے جو خوشی تمہاری لشکر ہوں
چلکر گھوڑے پر سوار ہوئے باہر نکل کے دیکھا سب فوج تیاری پرے جانتے ہوئے گھڑی ہی لشکر ہور سے سب
ساتھ لیا طرف صاحبقران کے روانہ ہوئے ہفت پیکر نے اپنے بادشاہ ضحاک سیاہ قلب کو کہ یہی
کوہ لمعان کا بادشاہ ہے جا کر کہا ہمارے بندہ کی ہر مقام پر مدد کرنا ایک خیال یہ بھی رہے کہ عرصہ دراز ہوا
جب ہمنے مسلمانوں کو پیدا کیا عتاب صورتیں بھی ان سب کی بھول گئے ایک شخص کو اولاد حمزہ سے ہمارے سامنے
لے آؤ یہ کہکر خاموش ہو رہا ضحاک سیہ قلب نے عرض کی بہت خوب ایسا ہی ہوگا پلٹ کر کام اندی کہ بیڑہ
حمزہ کو لاؤ یہاں بادشاہ مجاہد روا روی کرتے ہوئے جاتے ہیں یہی فکر ہے کہ جلد ہی پہونچیں لیکن شہزادہ
ضیغم شیر شکار ایک مقام پر لشکر لیے ہوئے تحمل رہے ہیں عیار انکا تیز تک صبار فتار آگے بڑھ کر خبر
دی کہ جنید شتر لب بارگاہ شاہان نور افشاں کا اتار لیکر اسی راہ سے گذریگا اور میں نے یہ بھی خبر پائی
کہ لشکر مع روان قاسم عالیشان شہزادہ ایرج نوجوان اتار بارگاہ حسامی کا لے کر وہ بھی اسی سمت آتے ہیں
اور یہ بھی خبر پائی کہ شہزادہ ایرج نوجوان جنید شتر لب کو ضرور روکینگے یہ سنکر ضیغم شیر شکار بھی اسی سمت
روانہ ہوئے اس خیال پر کہ پہلے میں جنید شتر لب سے مقابلہ کرکے اتار بارگاہ کا چھین لوں اس ملعون کو قتل کر دوں
اگر ممکن ہو صد عالی تبار کو بھی قید سے رہا کر دوں لوح بھی ممکن ہو جائے سب افسروں میں میرا نام ہو اپنے فرزانوں سے یہی کہتے
ہیں کہ یارو جلدی چلو جاتے ہی لشکر دشمن کو خاک میں ملا دو دائیں بائیں لڑا دو مگر اس ملعون کو سر کر دو اسمیں تمہارا نام ہوگا اور
میری بھی آبرو بڑھیگی میں نے یہ بھی سنا ہے کہ وہ ملعون جنید شتر لب بڑا مغرور عقل و فراست سے بالکل دور ہے شاہان طلسم
کو راہ سے پھیرے دیتا تھا کہ حضور آپ خود طلسم میں جا کے جوت ہوکے نتیجے میں کل مسلمانوں کا خاتمہ کیے دیتا ہوں ایک کو
بھی زندہ نہ چھوڑونگا مگر انشاء اللہ اگر اس بھیا کو کتے کی موت نہ مارا تو نام اپنا ضیغم شیر شکار نہ پایا جائے والی
تا مارنے کو کتنا بڑا طلسم فتح کیا کہ دور دور شہرت ہو گئی اکثر لشکر صد عالی تبار پر بیٹھے بیٹھے شبخون مارے ہیں بھی انہیں
کا فرزند ہوں اگر وقت شب مقابلہ پڑا تو ایک ہی شبخون میں سب لشکر کا خاتمہ کردونگا مجھ کو نام کرنا چاہیے یہ باتیں
کرتے ہوئے گھوڑے گلگشت اڑاتے ہوئے چلے جاتے ہیں انکا ذکر وقت پر تحریر کیا جائیگا اب حال طرف نامی شہزادہ
ایرج نوجوان بعد شہد و مدد تحریر کرتا ہوں کہ شہزادہ ایرج نوجوان سب افسروں سے آگے بڑھتے ہوئے چلے جاتے
تھے کہ دیکھا سامنے سے گرد عظیم بلند ہوئی ایرج گھوڑا روک کر کھڑے ہوئے طرف گرد کے متوجہ ہوئے دیکھا
جنید مع فوج آگیا جنید کو دیکھکر بڑا غصہ آیا نیلم دلیلہ سے عمر و عیار اس ملعون سے جا کر مل گئیں وہ چالیس سردار اپنے
اپنے نام کے نعرے کر کے لشکر جنید پر جا پڑے تلوار چلنے لگی مگر جنید وہ مردان ہے جسنے صاحبقران کو زخمی کیا
یہ چالیسوں سردار بھی جنید کے ہاتھ سے زخمی ہوگئے فوج بھی اسکے ساتھ بہت ہی عرصہ دراز تک تلوار چلی ایرج
نے جو دیکھا کہ سردار میرے زخمی ہوئے خود ہی مرکب کو کے جا پڑے نعرہ ایرج ملک برج آن آفتاب سپہر گرد
صاحبقران ہم و آفاق گیر نعرہ لگاتے بڑھتے قریب جنید شتر لب کے ہو گئے یہی ارادہ ہے کہ جنید سے مقابلہ کروں
کہ ناگاہ ایک بوق ترکی کی آواز آئی زمین تھرائی ایرج حیران کہ یہ کونشان میرے دادا نے اسد کا معلوم ہوتا ہے

نیزہ دیکھا نقابدار بیرپوش لڑتا بھڑتا ہوا چلا آتا ہے لیکن آتے ہی صفوں کو درہم و برہم کر دیا ایرج دیکھ رہا تھا
ہے کہ حقیقت میں بالکل طرز جنگ اسد نامدار کی ہے تیر چلے پھر نیزہ بازی ہوئی اب تلواریں کھینچ کر جو گرے صفوں کو
درہم و برہم کر دیا ایرج تیز زبان نقابدار کی دیکھکر خشمگیں ہو رہا ہے کہ جس غول میں زیادہ سوار دیکھے ایک گھوڑا
کی دم میں کچھ ندر بازو دی اسکی وجہ سے سیکڑوں جوان پامال ہوئے کبھی حقہ آتشبازی کا مار دیا کبھی کسی کے گھوڑے
کی پشت میں نیزہ مار دیا وہ گھوڑا اچھلا کودا ایک جانب نکل گیا اُسکے نکلنے میں کئی ہزار سوار پامال ہوئے خود بھی
جنگ کرتا ہوا بڑھا آواز دی او کرباس فروش بازاری خبردار الگ رہنا جنید ہ دست انداز ہوتا یہاں سے
چلا جا ہم اس ملعون سے سمجھ لینگے ایرج خوفناک تند خو شعلہ مزاج یہ لفظ سنتے ہی للکارا کہ او مغرور یہ لفظ تجکو دیتا ہے
اسد کہا کرتا تھا تو کون ہے نقابدار نے کہا میں بھی تیرا سر کوب ہوں تو قوم کا تاجر بچہ مجھکو سپاہگری سے کیا کام
ایرج گھوڑا اچھاکر نقابدار پر جا پہنچا ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار بیرپوش نے وار خالی دیا خالی دے کر آواز
دی ارے اس تاجر زادے کا سر کاٹ لے ایرج بچ کر بیری پشت کو ٹل آگیا مگر اسکے بچتے نقابدار بیرپوش
نے پیچھے سے تلوار کے خود سر ایرج سے گرا دیا اور پہلے ہاتھ تلوار کا مارا سر ایرج زخمی ہوا ایک ہاتھ شانے پر
مار دیا اسطرح ایرج کو زخمی کرکے نقابدار لڑتا ہوا چلا ایرج کو سرداروں نے ہٹالیا بیرپوش یکجا نہیں چھوڑتا
کہ صحرا سے گرد اٹھی شہسوار جو منہ کیا تازی اسد بن کرب غازی سامنے سے پیدا ہوا حضرت عامر شیر دل نے
خبر دی ای شہریار اور تماشا دیکھیے کہ بیرپوش نے میاں تاجر زادے کو خوب ٹھونکا ہے ایرج کے سوار ایرج
لیے ہوئے بھاگے جاتے ہیں تنہے بقال بچارہ لڑتا بھڑتا کیا جانیں اسد غازی کو حیرت ہوئی کہ یہ جوان کون
ہے بڑا جری و بہادر معلوم ہوتا ہے لیکن شہزادہ ایرج نوجوان کو زخمی دیکھکر بیقرار ہو گئے وہیں سے للکارا او
نقابدار یہ کیا ناشائستہ حرکتیں کرتا ہے بیرپوش آواز سنکر پلٹ پڑا اسد نے نیزہ مارا بیرپوش نے نیزے کو سنان
پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا اور رو ازمان جانبین بھی آپس میں لڑنے لگے اسد غازی شیر بیشہ جانبازی اسنے
جو پلٹ کر دیکھا کہ بیرپوش نے سکہ ڈال دیا اسد نے غیظ میں آکے نعرہ کیا نعرۂ اسد غازی

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ | بدرم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران | اسد شیر دل ابن صاحبقران

بیرپوش بھی آگے بڑھا بیرپوش نے نیزہ اٹھایا اسد کے گھوڑے کی
آنکھ کو تاکتے ہیں اسد حیران کہ یہ کون مکار غدار ہے ہماری حرکتیں ہم ہی پر صرف کرتا ہے لیکن بیرپوش
نے جھکائی دے کر نیزہ مارنے کا قصد کیا اسد نوجوان نظر کردہ بزرگان گھوڑے سے کود پڑے آواز دی ہائے
یہ کیا حرکت ہے جھکر بائیں کلا ہاتھ مارا چار زین بازوئی بیرپوش کے گھوڑے کے اڑنگے نقابدار گرا اسد چاہتے تھے کہ اسکو
گرفتار کر لیا جاتا لیکن ہاتھ روک لیا شرم دامنگیر ہوئی للکار کر آواز دی ای جوان تو کون ہے بیرپوش نے جواب نہ دیا مگر
زیر نقاب آنسو جاری ہوئے ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے تلوار کو تلوار پر روکا بیرپوش بڑھ کے لپٹ گیا اسد کب چوٹ
کھاتے ہیں خالیاں دیتے رہے ہیں ایک مقام پر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کے باشاہ مرداں کہکر
ضیغم شیر شکار کر اٹھا لیا چاہا اگر پکار مار دوں عیار نے آواز دی ای شہریار مروت شرط ہے زمین پر نہ پٹکیے گا
اسد نے ہاتھ سے رکھ دیا اب جو نگاہ جانِ جہان آرا پر پڑی اپنے کو شتاب میں پایا عیار نے بڑھ کر عرض کی
اُنکا نور نظر پارہ جگر ہے از بطن مقدسہ جبین الماس پوش یہ ذکر تھا کہ دوسری گرد اٹھی کہ صحرا میں اندھیرا
ہو گیا روئے آفتاب چھپ گیا مگر ہائے ابر سیاہ و سرخ تارے چمکتے ہوئے دو بادشاہ ایک تخت پر

نعج سرون پر دریا سے جو ہرین غوطہ زن ہوئے غرور سرداری دماغون مین گرد ہزار ہا ساحر گھیرے ہوئے
بائیس لاکھ ساحرون کے پرے بندھے ہوئے لکہ ہاے ابر سرخ و سیاہ و کبود جوشش زن آگے دہان
آتش فشان پر ساحران پرفن ان شاہون نے نعرے کیے اپنے نام ظاہر کردیے کہ منم سحر العجائب و مہر العجائب
شاہان طلسم نور افشان اسد و ضیغم و ایرج وغیرہ کو جنگ کرتے ہوئے دیکھ اور جنید شترب کو ضیغم
نے زخمی بھی کیا تھا مگر اس حالت زخمداری مین بھی مصروف حرب و پیکار ہے ہر چند ساحرون کو اشارہ کیا کہ ارے
ان سب کو گرفتار کرو مربوط برق انداز یک افسر دس ہزار ساحرون کو بھی دریاے لشکر سے جدا کرکے
بڑھا اور شیاے سحر ہاتھ مین لیے ارادہ ہوا کہ سحر کرون اسد نے طرف ضیغم کے دیکھکر فرمایا اے فرزند ہمارا
لقب شہنشاہ قزاق ہے ساحرون سے جنگ ہر سنبھل جاؤ یہ سنتے ہی اسد کی طرف دیکھا کہ ضیغم نے تیور بدلنے
کمر سے نکالکر برق شرر کو بلایا صدا یہ تھی کہ بزنید و بہ بندید اسی ہزار جوان مرکبون کو چمکا چمکا کے مثل برق جا
پہونچا پڑے کہ ساحر سحر نہ کر سکے جنے سحر کرنے کو منہ کھولا قزاق نے تیر تاک کر خطا شعلے کے دہن مین مارا کہ
پشت سر کو توڑ کر پار گذرا ایک حملے مین دس ہزار ساحر ہاے کھوڑے اسطرح دوڑاے مین کہ گرد کا اٹھی
بنکر غبار ہوا مربوط برق انداز نے پلٹ کر دیکھا دس ہزار کے لاشے پڑے ہین اب یہ سب قزاق منجل
قصد رکھتے ہین کہ کل فوج پر جا پڑین قہر و غضب مین نعرہ کر کے کولہ مارا اور برق چمکائی کہ پانچ ہزار جوان
گھوڑون سے گرے ضیغم نے بڑھکر ارادہ کیا کہ مربوط پر جا پڑون اسنے اشارہ کردیا ضیغم کا مرکب
بدکا اور ہرنے لگا اسوقت ضیغم کی بیقراری کہ بیٹے کے سامنے یون مجبور و لاچار ہو رہا ہے خود کو ٹہلے مار کر جاتا
ہر کہ مرکب کو روکون گھوڑا نہین رکتا جاتا ہے اپنی پشت سے گرادون نگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھکر
پکارا اٹھا اور یہ نظم پڑھنے لگا **نظم**

خاکساری پیشہ کن ای خاکسار
تا خدا بخشد ترا تاج و وقار
خاصیان را ہست امید کرم
رفت زال و رستم و اسفندیار

ذکر حق کن بندہ کن لیل و نہار
سجدہ کن بر خاک عجز و انکسار
ہیچ دنیا کار دنیا ہیچ ہیچ
بر جناب حضرت آمرزگار
ہیچکس اندر جہان باقی نماند

تا نشوی از دام دنیا رستگار
سرنگون شو سرنگون شو سرنگون
ہیچ مال و ملک و عز و اقتدار
رفت دارا و سکندر از جہان
غیر ذات حضرت پروردگار

اسطرح بیقرار ہو کر ضیغم نے دعا کی کہ تیر دعا ہدف اجابت تک پہونچا دیکھا سب نے کہ صحرا سے گرد اڑی
ہر چند کہ اسمین ان دونون شہنشاہون کے اتنی بڑی گرد اڑی تھی کہ تمام صحرا سیاہ ہو گیا تھا مگر گرد کے
نزدیک یہ گرد قلیل معلوم ہوتی ہے اس گرد شگافتہ ہوا علم ہاے گلبرج ان سرخ پوش بصد جوش و خروش
مرکب ہاے باد رفتار پر سوار لشکر معقول آراستہ نعرے کی آواز آئی باشیہاے کفاران بجہاد ای نابکاران
پر روغا ہر کہ داند داند ہر کہ نداند شناسد **نعرۂ قاسم**

منم شیر میدان جنگ و جدل
رسید الملک جنگ شد تنگ کار

منم لعنت خوان جنگ و جدل
منم حامل رایت گیر و دار

منم قاسم لقد تیغ و ظفر
قمر بیدل خصم عیب سکندری
منم شیر دل اسد شکن سیوان

منم ابن رستم یل نامور
فن جنگ مین غیرت سامری
منم ابن فرزند صاحبقران

ناظرین کو یاد ہوگا کہ قبضے مین شاہزادہ احاد رسیاہ کے تیغہ صحرا شہر ہے اسکا ذکر بھی کرچکا ہون اب جو قاسم
نے دیکھا کہ ساحرون نے قیامت برپا کی ہے اسد نامدار و ضیغم شیر شکار سحر مین مربوط برق انداز کے مبتلا
ہین اسیسے ہی شیر دل ہین کہ مصروف جنگ ہین بھی زندگی سے تنگ ہین گھوڑا اپنے اختیار مین نہین تو اپنی

پانچ ہزار جوانان زرین پوش مع ساحران دیکھکر مورے جسم کھڑے ہو گئے طرف شہنشاہ لاچین کے دیکھا
لاچین نے تلوار کھینچکر شمشیر زنی شروع کی کوکب کا اسوقت قصد ہوا تھا کہ سحر کرون زمین پر دوڑ لاچین
کو دیکھکر یہ بھی شمشیر زنی کرنے لگے۔ یکطرف کوکب نے دیکھا کہ چالاک بن عمرو بھی لڑ رہا ہے کوکب نے مرکب
بڑھا کر آواز دی ای حضرت والا گہر عیاری تو بیشک زندگی تھی لیکن آہو وحشی بھی رام ہو چالاک نے سنکر جواب
دیا کہ آپ بزرگون کی عنایت سے کیا تعجب ہے کہ فیضیاب ہون آقائے نامدار صاحبقران عالی وقار کو خدا سلامت
لائے تو دل کو آرام آئے مگر نہروان بن گرداب نے جو ساحرون کا جلوہ دیکھا تو طرف بدیع و قاسم کے چلا
شتاب سحر کرتا ہوا بڑھا کہ ادھر سے ملکہ فیروزہ سحر کرتی ہوئی آتی ہے کہ نہروان نے ٹوکا تیغ مقتل حسن و جمال ماہ
آسمان علم و کمال پلٹ پڑین نہروان پر گرز مارا یہ ہیبا طلسم ہفت پیکر کا رشتہ دار تھا اسکے سحر بھی نئے طور کے
ہین اسی گولے پر نگاہ قہر ڈال کر آواز دی کہ آہن کیا تجھکو خداوند ہفت پیکر نے نہین دیا کیا عقل خداوند ہفت پیکر
پلٹ جا ملک اخضر وغیرہ نے دیکھا کہ گولہ اسی مقام سے پلٹا طرف سینہ بے کینہ فیروزہ کے چلا کئی کنیزون نے
قصد کیا بڑھکر اس گولے کو روکے لیکن ان سب کے سینون سے گذر کر گولہ قریب فیروزہ کے پہونچا یہ بھاگی غول
مین ملک اخضر کے پہونچی وہ گولہ بھی اسی مقام پر پہونچ کئی ہزار ساحرون کو مارا فیروزہ نے پنجے کو طاؤس
سے گرا دیا گولہ زرکا سینے پر پڑا توڑ کر پار گذر اور فیروزہ لہرا کر گری صاف ثابت تھا کہ ستارہ سحری آسمان سے
ٹوٹ کر گرا شور گریہ و زاری کنیزون مین بلند ہوا اور ملکہ خورشید برق وش نے لاشہ فیروزہ کا دیکھا دریا اشک کا
چشم سے جاری ہوا پکار کر آواز دی ای ملک اخضر اس ملعون نے غضب کیا ایسی سنا ہزار می کو [illegible]
آج فیروزہ زنار کی ہم پہلو ہو مین لیکن بقول شاعر بیت ای دوست بر جنازہ دشمن چو بگذری ٭ شادی مکن کہ بر تو
ہمین ماجرا رود [illegible] یہ ہے کہ سب صاحب ہوشیار ہو جائین ہتو یہ چالیسون سحر کرنے لگے لیکن سحر نہروان تک
نہین جاتا اسکے سحر سے امیر وغیرہ افسر قتل ہو رہے ہین کہ آسمان سے بجلے برق کے گرنے لگے لاچین و
کوکب نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ملکہ حیرت طاؤس زرین بال پر [illegible] شیدا [illegible] ہیبا [illegible]
پیر دغا منشن کنیز امیر جہان گیر صف [illegible] آگے [illegible] دیکھا لشکر کے پاؤن اٹھا جاتے ہین ملک اخضر وغیرہ
پسر جنید کو کوشش کرتے مین کسیکا سحر وہان تک نہین پہونچتا نہروان بے ایمان بلا تکلف کھڑا ہوا سحر
کر رہا ہے ہزار ہا ساحر اسکے سحر سے قتل ہوے ہین ایک سمت سے جلوہ ساحرن سحر العجائب و [illegible]
کا ہے یہ دونون ہیبا سحر تو نہین کرتے لیکن افسرون کو اشارہ کرتے ہین کہ ہان یارو طلسم کشا [illegible] آج [illegible]
لڑائی کو فتح کر دو اور اصلت پائین تو طلسم کشا کو قتل کرین حیرت نے جو یہ ہنگامہ دیکھا معرکہ ہا [illegible]
آنکھون کے نیچے پھر گئی [illegible] لیکن اب جو کالی باندھ کر سحر کرنا شروع کیا کئی لاکھ ساحر قتل کیے قریب
بہجت مشاہان نور افشان ساتون تاجدار کھڑے ہین عنبر تاجدار جمال حیرت دیکھکر [illegible]
بڑھا کہ ای شہنشاہ اس عورت کو گرفتار کرکے لاتا ہون سحر العجائب نے کہا یہ ساحرہ لاجواب زوجہ افراسیاب
بلائے روزگار ہے اسکے منہ نہ چڑھو [illegible] عنبر بیتاب تھا ہی پکار [illegible] ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان
ذرا ادھر بھی دیکھو حیرت نے مسکرا کر آواز دی آؤ صاحب ہم تو خود [illegible] سے مشتاق تھے جیسے ہی آنکھ
چار ہوئی سنان مژگان تو دل کے پار ہوئی [illegible] کرکے کلیجہ پکڑ لیا گھبرا کے پکار اٹھا نظم

ہم اسکی بزم سے اٹھے تو درد ہوتے آگے	سرشک بنکے گرے اور سرد ہوتے آگے

نقیب کر کیفیت آوازین لگا رہے ہین قاسم نے جو علمشاہ کو دیکھا دور سے سلام کیا اب تو صفون کو
درہم و برہم کر دیا کہ بسبب تیغہ سحر کش کے سحر کسیکا ان پر تاثیر نہین کرتا جب غول پر جا پڑے زمین پلادی
بدیع الزمان سے نگاہ مل رہی ہی اگر بدیع نے بڑھکر رستم اور کو مار ا قاسم نے کسیدان کو لالکارا بڑھکر ہاتھ مارا
بادشاہ تجب وا نے کو صورت بچا رہے ہین سات تاجدار تخت سلیمانی کو گھیرے ہوے لڑ رہے ہین جہانتک
نگاہ کام کرتی ہی برق شمشیر و سنان نیزہ و تیر پیکان کے علاوہ کچھ نہین معلوم ہوتا مصنف تحریر کرتا ہی کہ وہ میدان
روبروے قلعہ طلسمی ہی چالیس منزل کے گرد مین وہ میدان ہی فوجون سے بھرا ہوا ہی جب سمع العجائب
و مصر الغرائب قصد کرتے ہین کہ ہم تخت سے جدا ہو کر سحر کرین افسران فوج مانع ہوتے ہین کہ حضور تکلیف
نفرمائین سب ساحرون مین شہردان بن گرداب بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی جسپر جا پڑا بے دون قتل کیے واپس
نہوا کئی مرتبہ اسنے قصد کیا کہ حیرت پر جا پڑون اور حیرت نے بھی ارادہ کیا لیکن بیچ مین اور ساحر ونکے
مقابلہ پڑ گیا دور سے اکثر سحر ہوے حیرت نے کئی زخم کھائے مگر اسی زور و شور سے مصروف جنگ ہی
جب تخت بادشاہ اسلام ایک جانب آگے قاسم ہوا اور بادشاہ لاچین و کوکب ہر ایک طرف دیکھا
تخت پر ملکہ مہ جبین کنیزان پایۂ تخت دسا ترے ہوے بہادرون اور نوجوان کو اشارے کر رہی ہین بہادرون نے
جھک کر شاہ کو سلام کیا چونکہ قید خانے مین بڑی جفائین اٹھائین رنگ رو متغیر چہرہ اداس سحر سے تو تالے ہین
جب حیرت کو سحر کرتے دیکھتی ہین پیاری جان کہتی ہین ہم تو مجبور و ناچار ہین بالکل بیکار ہین ای محمود رشک
مہتاب و کس قیامت کے سحر کر رہی ہین خورشید برق وش نے لاچین و کوکب سے ملاقات کی اخضر
بھی زخمی ہی لیکن اسی ولولے سے مصروف جنگ ہی قاسم نے بڑھکر نعرہ کیا نعرۂ شاہزادہ قاسم لقا کیفن

سنم قاسم قسمت فتح و ظفر
فریدون حشم رتبہ سکندری
سنم شیر دل صف شکن پہلوان

سنم ابن رستم یلی نامور
فن جنگ مین غیرت سامری
سنم ابن فرزند صاحبقران

سنم شیر میدان جنگ و جدال
ضعیف ملک جنگ شاہ اشکال

سنم نعمت خوان جنگ و جدال
سنم حامل رایت گیر و دار

اب قاسم نے طرف تخت شاہان نور افشان کے
قصد کیا ایک جانب ایرج نوجوان کوکب نے جو دیکھا کہ ایرج دریاے خون مین نہائے ہوے باپ کی
پشتبانی کرتے ہوے جاتے ہین انکے عقب مین انکے حملہ سردار ادھر پشت بدیع الزمان پر شاہزادہ
نور الدہر صف شکنی کر رہے ہین بولن اسوقت بیقرار ہم باپ سے کہہ اگر کہتی ہی ر کیسے سحرون مین گھرے
جاتے مین خدا انکو ان بیچارون سے بچالے جی چاہتا ہی کر تو بہ شکنی کیجیے جنگ مین شریک ہونا واجب دلا
مگر جان اللہ ملا انجم ستارہ وپیشانی کس حسن سے سحر کر رہی ہین وکوکب کہتے ہین ای نور نظر جان رہتے باجاسکے
ایمان مین فرق نہ آنے کئی سال کی قید قبول کی اگر خدانخواستہ جان پر بنے مگر ای فرزند تو یہ شغل غیر ممکن ہی
لیکن شمشیر زنی کر کے جہاد کرین اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کرین. بیٹے بارہ ہزار جوانان زرین پوش لیکر
کوکب بھی جا پڑے قاسم نے کئی مرتبہ اشارہ کیا کہ ای قبلہ آپ قصد نہ کرین کوکب نے نہ مانا بڑے
لطف سے مصروف جنگ ہوے قاسم بھی بڑھکر افسران فوج پر جا پڑتے ہین صفین اسطرح نہ بہ جی کاٹ رہی ہین کہ
تحریر سماعت دشوار ہی علمشاہ ایک پہلو پر لڑ رہے ہین قصد ہی کہ شاہان نور افشان پر جا پڑون فوجین
روکتی مین خوب خوب تلوار چل رہی ہی لاکھون سر خود سر دن کے محمود کرون مین پہلوانون کی مین بیٹھے آواز دیتے ہین
فسردہ کاسۂ چینی برای سنم نذرا آشنا خودرو + بیٹے دیکھا شدو کرین کھاتے سر لشکر کو وہ اب جابین کی فوجین جم گئین

افسران نامدار مرکب ہائے بادرفتار اڑاتے ہوئے نعرے کرتے ہیں ہاں بجائیو قدم پیچھے نہ ہٹے چالاکو
روک لو بلوہ لشکر کا روک لو بادشاہ اسلام حیران ہیں یہی خیال ہے ساعت دن سے پروردگار سر دہروں کو بچائے
جب افسران لیجا سفر ملکے کلام کرتے ہیں جنگ کو جوش ہوتا ہے قاسم نوجوان کو عرض کر چکا ہوں کہ اس لطف
سے لڑ رہے ہیں زبان تیر دلاور دے صدائے تحسین آفرین آرہی ہے تمام فوجیں پشت پر جمی ہوئی ہیں تیغہ سحر کش
ہاتھ میں مصروف جنگ ہیں ادہم بدیع الزمان جواب دیتے جاتے ہیں کہ اے فرزند سبحان اللہ کس لطف سے لڑ رہے
ہو آجتک ایسا معرکہ نہ پڑا تھا قاسم کو اسقدر زیادہ جوش ہوتا ہے دونوں فوجیں جمی ہوئی لڑ رہی ہیں بادشاہ اسلام
سعد بن قباد مع بڑے تکلف سے تشریف لائے ہیں تمام سردار پشت پر پشتیبانی کر رہے ہیں کہ صحرائے گردائی
سبنے دیکھا کہ دارائے ہند لندھور بن سعدان فیل میمونہ پر سوار ایک طرف فرہاد خان بکیفرلی
ایک جانب ارشیون پریزاد دشت بر ولاکھ ہندی جمے ہوئے چلے آتے ہیں جو طرحلے ان ہتھیاروں سے ہیں اپنے
رنگ میں جمے ہوئے پشت پر اپنے آقا کے چلے آتے ہیں لندھور نے آتے ہی طرز جنگ کو دیکھا آتے ہی
نعرہ کیا کہ منم دارائے صاحبقران سوار اعظم ملک ہندوستان دشمن مسلمانان افسر ناموران ہند خداوند ہفت پیکر
یہ جو لندھور نے نعرہ کیا سب حیران ہو گئے مالک نے پکار کر آواز دی کو یارو یکا دنیا دار آیا اسے یہ تو اس سے
پوچھو کہ خداوند ہفت پیکر کون شخص ہے یہ سنکے مالک نے ولائتی دکھائی لندھور نے وہیں سے آواز دی
او عرب سوسمار ریگ بیابان شمار سامنے تو مردن عالم کے آ بادشاہ سے پکار کے آواز دی اے شہریار مجھے
آپ کا سیقدر پاس ہے ورنہ اس سے ہاتھ باندھ کے چلے آئے ہیں خداوند سے خطا معاف کرا دونگا اب بھیجا اپنے
پیدا کرنے والے کو پہچانا اب تک نہ بے تھے کہ خداوند کون ہے آہ تک حمزہ نے ہمکو برگشت کیا اب آنکھیں کھلیں
بادشاہ نے منہ پھیر لیا فرمایا یہ دجالنشین صاحبقران کو کیا ہوگیا دست چپیوں نے کہا وہ ہمیشہ کا قالب پرست ہے
یون جان بچائی اب خداوند ہفت پیکر کا پرستار بنا آیا مگر لندھور رودکہ ہندیوں کو لیکر مصروف جنگ ہوا فیل پر وہ
پرسوار کئی مرتبہ فیل سے کود کود پڑا دو چار کو قتل کیا پھر سوار ہوئی شبرنگ تازی پر سوار ہوئے لڑتے بڑھتے
جاتے ہیں کہ ادھر سے قاسم آتے تھے پکار کر آواز دی او ہندی یہ کیا حرکت ہے ادھر آ یہ سنتے ہی لندھور مثل
شعلہ جوالہ جا پڑا آپس میں نیزہ چلا قاسم نے نیزہ لندھور کا توڑ ڈالا قاسم نے ساتھ والوں سے کہا
تم دم بھر کو ہٹ جاؤ کہ میں اس ہندی سے سمجھ لیتا ہوں یہ قالب پرست اسی دن کا مشتاق تھا پھر تو یہ ملال
اسکا یہ حال خداوند ہفت پیکر کا پرستار ہوا قاسم نے جب نیزہ لندھور کا توڑا لندھور نے گرز پر ہاتھ ڈالا
چاہا سر قاسم پر لگاؤں قاسم لپٹ پڑے لندھور بھی لپٹ گیا آپس میں کشتی ہونے لگی دونوں لشکر نگران ہیں
کہ کس زور و شور سے قاسم و لندھور لڑ رہے ہیں صدائے احسنت و آفرین بلند ہوئی یہ دونوں شیر نر گرا رہے
ہیں بادشاہ اسلام بھی قریب آگئے سحر العجائب وغیرہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ لندھور و قاسم سے کشتی ہو رہی
ہے کہ علمشاہ قریب آکے پکار کر آواز دی اے نور نظر یہ ہندی بچنے نہ پائے قاسم جھپک کے لڑنے لگے کئی مقام
پر پکڑ لائے ایسے دو چار گھسے مارے کہ لندھور کی پسلیاں کڑک گئیں چاہتے تھے میں نکلوں نکل نہیں سکتے دو ایک
مقام پر قاسم نے ایسی لندھور پر زیادتی کی کہ لندھور گھبرا گیا سر اٹھا کر طرف کوہ کے معبدان کے دیکھا پکار کر آواز
دی یا خداوند ہفت پیکر بچا لیجیے جیسے ہی لندھور نے یہ پکار کر کہا ایک غبار زرد ظاہر ہوا تھوڑے عرصے
میں وہ غبار رفع ہوا دیکھا ایک طائر زمزمہ سرائی کرتا ہوا چلا آتا ہے طریقے سے یہ ثابت ہوا کہ طائر فضا اڑتا ہوا

چلا گیا لندھور پھر چپک کے لڑنے لگا ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا علمشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ قاسم نے کئی زور
عمدہ کیے کہ لندھور گھبرا گئے مالک انکی فوج پر آ پڑے یہ لشکر ان ظالموں کو مارن پچھاڑن کو کچھ پار رشتہ کا پاس
نہیں عربوں سے اور ہندیوں سے تلوار چلنے لگی کئی ہزار عرب کئی ہزار ہندی مارے گئے فرہاد خان و دارشیون
کو مالک نے زخمی کیا عادل شیر دل وقانص شیر دل بجا بجے لندھور کے فوج کو لیکر پیچھے ہٹے یہاں لندھور و
قاسم سے یہ نوبت پہونچی کہ قاسم لندھور کو کھڑا لئے ہیں چاہتے ہیں چت کروں لندھور ایسا جوان نہیں
ہے کہ قاسم کے چت کرنے سے چت ہو جائے قاسم نے گردن پر ہاتھ رکھکر چاہا کہ ماروں داراب عیار کھڑا ہی
ہو دیکھ رہا ہے کہ قاسم نے قصد کیا تو داراب بھی پکار اٹھا یا خداوند صفت پیکر وقت مدد ہے جیسے ہی داراب
نے یہ آواز دی زمین کانپی لندھور و قاسم زمین میں غرق ہو گئے جسطرح قطرۂ آب زمین میں غائب ہوتا ہے ایک کنواں
ظاہر ہوا اہالیان فوج لندھور نے جھک کر دیکھنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ اس کنوئیں میں دو بیہ بھرا ہے زری کی چاہ
میں گرنے پر پھاندنے لگے تھوڑے ہی عرصے میں تو لاکھ ہندی کنوئیں میں کود کر غائب ہوے بادشاہ حیران ہو گئے
سیارہ میں عمرو عیار قاسم یہ میدان میں دیکھ رہا تھا چاہا سپر شمشیر آقا کی اٹھاؤں جسطرح پر کہ قاسم و لندھور
غائب ہوے تھے اسیطرح سپر و شمشیر بھی گئی اب تو سب حیران ہو گئے کہ یہ کیا معرکہ ہوا تھوڑی دیر آ کر اپنے اپنے
بستروں پر جا کر سر جھکا کے بیٹھے ہی ہر ایک سے ذکر تھا کہ یارو دیکھا تم نے کہ خداوند صفت پیکر کیا صاحب کرامات
ہیں لیکن لندھور کا حال سنئے کہ یہ جو غائب ہوے یہ زمانہ وہ تھا کہ خداوند صفت پیکر نے کوہ مشک فام پر
ظہور فرمایا ہے سب جگہ سے جمع ہیں سجدے ہو رہے ہیں بیچ میں ایک تصویر کلاں سونے کی مثل انسان کے باتیں
کر رہی ہے حکم و احکام جاری ہو رہے ہیں کہ ایک مرتبہ لندھور کی آواز آئی تصویر نے کہا ہمارے بندہ کو یہ کیفیت
ہے اسکا حریف بھی ساتھ آئے یہ کہکر تصویر ہنسی وہاں لندھور و قاسم غرق زمین ہوے یہاں سب نے دیکھا
لندھور بن سعدان و قاسم نوجوان خود بخود مثل بید کے کانپے اور دونوں غرق زمین ہوے لشکروں میں بھاگا
جو سمت جاتے کہتے تھے کہ سب نے آواز دی یا خداوند صفت پیکر تو برحق ہے کیا تیری صفت بیان کریں ہم
تیری قدرت کاملہ کو دیکھ رہے ہیں یہ کہکے سب نے طرف فرہاد خان کے دیکھا کہا کہ افسر اعلی چلیے خداوند یاد
فرماتے ہیں فرہاد نے یہ سنتے ہی باگ کو پھیر اپنی لشکر کو ہمراہ لیا طرف صحرا کے روانہ ہوے بادشاہ اسلام نے
ہرکاروں سے اشارہ کیا دیکھو یہ سب کہاں جاتے ہیں خامیان خیبری چلے دو کوس تک گئے دیکھا کہ ایک
مقام پر صحرا میں کنواں ہے اس کنوئیں سے آواز آئی اے بندگان من کیا جانتے ہو اگر دیدار قدرت کے مشتاق ہو
اسی کنوئیں میں پھاند پڑو ہرکارے تو یہ صدا سے سبب سنکر دنگ ہو گئے فرہاد و دارشیون نے آواز دی یارو آگے
اب نہ رکو دیکھو کیا قدرت خداوند صفت پیکر ہے پردہ ہمارے حجاب ہماری تمہاری آنکھوں اٹھائے گئے یہ کہکے
گھوڑا اپنا کنوئیں میں ڈال دیا سب اہالیان فوج نے گھوڑے اسی چاہ میں ڈال دیے پیدل بھی پھاند پڑے
کوئی جانے سے ڈر کر ہندی کنوئیں میں گر پڑے جب وہ سب گر چلے ہرکارے رزان و ترسان قریب
چاہ کے آئے جھک کر دیکھا کہ کنواں خالی ہے ایک آئینہ بجائے آب چاہ میں لگا ہے ہرکاروں نے آئینے کو دیکھا تو ایک
عکس کی دیکھا ایک کوہ ہے وہاں خلقت کا ہجوم ہے اور وہ پہاڑ فیروزے کا ہے ایک تصویر سونے کی تین تصویریں
دست راست پر اور تین دست چپ پہ کھڑی ہیں بیچ میں وہ تصویر سونے کی اور ہزارہا آدمی سجدے کر رہے ہیں
کہ لندھور و قاسم بھی سامنے جا کر پہونچے لیکن ہرکاروں نے دیکھا کہ لندھور دست بستہ سرنگوں کھڑے

کہ رہے ہیں یا خداوند اس بندۂ خوابی کو بلوائیے نبیرۂ حمزہ بڑا سرکش ہی ہرکاروں نے دیکھا کہ اس تصویر نے آواز دی ارے بندۂ خوابی کو جلد لاؤ کہ جھنکار کی زنجیر کی آواز آئی قاسم نوجوان مسلسل و مطوق سامنے تصویر کے آئے ایک زنگی زنجیر کو تھامے ہوے جیسے ہی قاسم اس مقام پر آئے مثل اہل اسلام کے سلام کیا تصویر سے آواز آئی او بندۂ خوابی اپنے پیدا کرنے والے کو نہیں پہچانتا او زنگی اسکو سو دب کر اس زنگی نے سونٹا اٹھایا پس قاسم نے قید توڑ ڈالی اس زنگی کو ایک طمانچہ مارا کہ سر اسکا اڑ گیا بے سر کا جوان کو سپاہی او نبیرۂ حمزہ قدرت کے سامنے یہ بے ادبی دیکھو کیا قدرت ہی کہ سر جسم پر نہیں ہی لیکن کلام کر رہا ہوں اب دیکھو سر بھی میرے جسم پر موجود ہی قاسم نے دیکھا حقیقت میں سر اسکا اسیطرح جسم پر درست ہی لیکن چند کس نے قاسم کو گھیرا قاسم نے اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ قاسم تصنیف مصنف

منم ابن رستم یل نامور
فن جنگ میں غیرت سامری
منم شیر میدان جنگ و جدل
زسیف ملک جنگ شد آشکار
منم نعمت خوان جنگ و جدل
منم حامل رایت کردگار
منم قاسم نقد فتح و ظفر
فرید دین چشم رعب اسکندری
منم شیر دل صف شکن پہلوان
منم ابن فرزند صاحبقران

نعرہ کر کے قاسم نے دو چار جو ان کو مارا تھا کہ تصویر نے آواز دی او بندۂ خوابی کیا بے ادبی ہی بر من نگر منم خداوند ہفت پیکر ای فیروز سیاہ پوش تو رہبر قدرت ہی اس بیٹھے ہوے کو ہدایت نہیں کرتا ہرکاروں نے دیکھا ایک تاجدار لباس فیروزی پہنے ہوے سامنے سے آیا کہا ای خیر مشتہ صاحبقران ای یوسف ثانی یہ کیا بے ادبی ہی پیدا کرنے والے کے سامنے یہ گستاخی بس اب دیکھو جنکو تم نے قتل کیا وہ سب صفت خداوند کر رہے ہیں یہ دیکھو تصویریں سونے چاندی کی سب صفت خداوند میں ہر زبان ہیں اسی واسطے یہ سامان قدرت عیان ہیں ادبر گشتہ بخت جلد سجدہ کر اب دیر نہ کر نا ورنہ غضب خداوندی میں مبتلا ہوئے رہو نہ پس قاسم نے تلوار پھینکدی اس سونے کی تصویر کے سامنے واسطے سجدے کے جھک پڑے آنکھوں سے آنسو جاری ہوے اور پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر اب میں نے آپ کو پہچانا تو خداوند برحق ہی ایک قطرۂ نجس سے ہمکو پیدا کیا ہم کیا تیری صفت کر سکتے ہیں حمزہ نے ہمکو برگشتہ کیا حکم ہو کہ میں ابھی جاؤں اور حمزہ کی مشکیں باندھ کر لاؤں خداوند سے زیادہ ہمیں کون پیارا ہی خداوند ہمارا ہی اس بادشاہ تاجدار کو حکم ہوا کہ اس بندہ کو قصر عشرت میں لیجاؤ ایک ہفتہ بھر او بیر زاد ان مرصع پوش کے عیش کرے بعد اسکے جاکر مسلمانوں سے معروف جنگ ہو فیروز تاجدار نے اٹھکر قاسم کا ہاتھ تھام لیا اشک پاک سے اور اپنے ساتھ لیکر چلا ملحوظ رہے کہ ہرکارے یہ سب معاملہ دیکھ رہے ہیں کہ فیروز تاجدار قاسم کو لیکر ایک قصر میں آیا دیکھا ایک قصر عالی ہی ہر کنگرۂ قصر پر ایک ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا ہوا ہر زبان بے زبانی اگر پہ خداوند ہفت پیکر میں مصروف ہی دروازہ قصر کا فیروزی چمک رہا ہی اندر سے قصر کے چند نازنینان حور مثال آفتاب جمال نکلیں آگے آگے ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین دریاے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن سمن ذقن مسکراتی ہوئی سامنے قاسم کے آئی قاسم کی جو نگاہ اسکے جمال بیمثال پر پڑی تیر مژگان تو دل کے پار ہوے انتہا کے بیقرار ہوے پکار اٹھے

نظم

وہ خود حسن ہے اپنے مثل رہا
زمین مدہوش وہ مست ناز و ادا
یہ کیسی ہوا باغ میں چل گئی
ہر آئینہ اپنے مقابل رہا
عجب رات بھر رنگ محفل رہا
عجب رنگ کوئی ادا دل ربا
سدا زلف جاناں پہ مائل رہا
دل ابروے جاناں پہ بسمل رہا
سے لا مفر سودہ ہوتا ہو کیا
لپٹ کر وہ سویا کہ سانپ ہو
اسیر بلا طرہ دل رہا
سدا کشتہ تیغ قاتل رہا
جو آگے نقاب وہ نہیں دل ربا
مرا مدعا مجھکو حاصل رہا

اُس مہ جبین نے مسکرا کر جواب دیا صاحب اسقدر نہ گھبراؤ ہمارے قریب آؤ اسم اقدس آپکا کیا ہی تمکو خداوند
ہفت پیکر نے تمہارے ہی واسطے پیدا کیا ہی قاسم حیران تھے کہ ہمارے قبضہ پر مرقوم تھا کہ اس قصر مشرف و قبہ نمبر ۲
قمر ۲ میں یہ حیرت تھی کہ دشمن تک کیونکر پہونچینگے مگر نہ یہ قدرت خالی سے جلالت خداوندی کس ملاطفت سے ہمکو
اپنے بلایا آپ اپنے ہمارے نام سے آگاہ فرمایئے قاسم نے خوش ہو کے کہا ای جان جہان دارام دل عاشقان میرا
قاسم ابن رستم لقب ہی طالب جان بلب ہی قریب آؤ قصے وصل کے سنا تو اُس آفت جان نے قریب آکر
ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا قاسم کو ساتھ لیکر اُس قصر جلالت نشان میں داخل ہوگئی ہر کارے بغور دیکھ رہے تھے
کہ اُس قصر میں ایک خانہ باغ ہی غنچہ لبیان خوش نوا نے زمزمہ سرائی سنائی پھولوں نے آنکھیں کھولیں ہنگامہ حیرت قاسم
نے دیکھا طفلان غنچہ مسکرانے آوازدی ای سرو خرامان حسن و جمال ای کوکب درخشان برج کمال کج تو سدہ جیدہ ہم
کیا ساعت سعید ہی کہ معشوق پر پردہ پہلو میں باغ جنت برائے سکونت طالب غنچہ آرزو کھلا اُس مہ جبین نے قاسم
کو مسند پر بٹھایا کنیزوں سے آواز دی ارے صاحبو آج کیوں خاموش ہو راگ و رنگ کا جوش ہو یہ سنتے ہی ایک
کنیز اپنے مقام سے اُٹھی سامنے قاسم کے ہوکے یہ اشعار گانے لگی

نظم

رہتا ہون مین مدام طلبگار آفتاب	کھلا دے ساقیا مجھے دیدار آفتاب
اس خاکسار کی یہی خالق سے ہی دعا	ذرے کو بھی نصیب ہو دیدار آفتاب
وہ رخ فلک ماہتاب اگر بے نقاب ہو	ہو حیا سے سرد گرمی بازار آفتاب
خورشید کو وہ اپنی جبین دے جو حسن دام	گردون پہ مشتری ہو خریدار آفتاب
کوتاہ اس سے حسن ہو اور اس سے خوف چشم	یہ کار ماہتاب ہی وہ کار آفتاب
اُس مہ کو پیچھے دیکھتا ہون رات کو شراب	شب کو نصیب ہی مجھے دیدار آفتاب
تصویر ابروؤن کی ہی ابرو ہلال کا	رخسار رون کی شبیہ ہی رخسار آفتاب
تارے سے جبین خط و خشا ہی کو دیکھکر	چمکے جو نور نیزا خونخوار آفتاب

قاسم گانا اُس مہ جبین کا سنکر جھوم رہے ہین اختلاط ظاہری اُس نازنین سے ہو رہا ہی کہ تھوڑی دیر کے بعد
اُس معشوق نے کہا کیون ای شہریار اسقدر کی تخت خداوند نے کیا فرمایا تھا آپ کو کچھ یاد ہی قاسم نے کہا سوا ے
تمہاری آرزوے وصل کے مجھے سب کچھ فراموش ہی تمہاری محبت کا جوش ہی نازنین نے کہا صاحب میرا دل
دھڑکتا ہی خداوند سے پوچھو تو قاسم نے کہا مین کیونکر پوچھوں اُسنے کہا یہ جو سامنے ہی نخل دری اسکا لقب ہی
قدرت کا نام لیکر ایک برگ توڑے اُسی برگ مین حکم تحریر ہوگا قاسم نے اُٹھکر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر کیا
حکم ہوتا ہی ای نخل دری حکم دے یہ کہتا تھا کہ ایک برگ پر بخط جلی رقم ہوا کہ ای شیر بیشۂ شجاعت دلاور یکہ تاز میدان
جلالت آسمان عز و شرافت کے ماہ شہزادہ خاور سیاہ تیرہ درخش خداوندی ہی چونکہ تمکو خداوند نے طلب
فرمایا ہی اب تجھے اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانا ہی چونکہ تمکو تنہا طلب کیا اہالیان فوج تمہارے عاشق زلیخا
قیماس خان وغیرہ فوج دریا موج کو ساتھ لیے ہوے در قصر عشرت پر حاضر ہوے ہین مسلح ہو کر باہجد
اپنے ساتھ لیکر ان سب کو جو سابالا قدرت اصلی پر لشکر کشی کرو مشکین باندھکر باغیون کی لاؤ تمین عہدہ
جلیل ملیگا اور دارا ے سند لشد صورت سعد ان کو تمہارے ماتحت کیا گیا ہی انکو بھی ہمراہ لو بہت جلد جاؤ
اس معاملۂ عظیم سے مہلت کرو برگ نخل سے جو یہ حکم ہوا اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ یہ معشوق خوبرو خوشخصم

ہما سے سحر منسوب ہوئی یہ کہکر آئے کہ وہ صاحب تمہین خداوند ہفت پیکر کے سپرد کیا وہ مہ جبین رونے لگی کہا کیون صاحب ہمین رنج فراق کی کیونکر کاٹون گی عمر کیا گذرے گی جب تمکو یاد کرون گی بیقرار ہو کر فریاد کرونگی نظم

دشت وحشت مین ہمے فکر تن عریان نہین
خار ہون لیکن خیال گوشۂ دامان نہین

باغ مین وہ گل ہی خندان ناسخ گریبان نہین
ہی طلسم تازہ خالی برق ہی باران نہین

ذرہ نہین گرد قت بے وقت آئینا بار طفل شک
تیر کے ناخن کی ہیکل ہی صف مژگان نہین

ایک شق آفتاب اسمین نمایان وہ ہلال
ہی عیان رد معجزے خندان لب جانان نہین

شکل فانوس خیالی گرد تصویرین بھی ہین
کون ہی جس قمرو کا جو بلا گردان نہین

نور رخ مین یہ عیان پنہان ہی مثل آفتاب
تیر کے دانتون کے برابر اختر تابان نہین

خار اور خونخوار ہین باغ جہان مین ہم سبب
موسم گل ہین شگفتہ غنچۂ پیکان نہین

شکل صاحب دو دیدہ ایک سی ہو کر فرق
زخم ہین ہر چند خندان پر لب خندان نہین

جانے کا فور بھی مشک افشان ہی فلک
سایۂ زلف صنم ہی پر شب ہجران نہین

ہنسے گل دیکھے ہزار رونا سوجھتا ہی اسکو خاک
نرگس شہلا ہر رنگ دیدۂ حیران نہین

دون مین آنکھون مین ہر رنگ وہم دیدہ جگہ
پر کرون کیا بزم عالم مین کوئی انسان نہین

لاغری سے یان نہین ہی جسم لیکن جان ہی
جسطرح سے جسم تصویرون کا ہی اور جان نہین

کیا عجب گر سیکشی ہو عہد پیری مین مباح
شرب اکل طفل ہی منہ مین اگر دندان نہین

کو نظر آتا نہین لیکن رہان یا رہا
کون کہتا ہی جہان مین چشمۂ حیوان نہین

نامۂ اعمال ناسخ ہی تری زلف سیاہ
آفتاب حشر ہی یہ عارض تابان نہین

قاسم نے آنسو پونچھے کہا ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان نہ گھبراؤ مین بہت جلد آؤنگا عاشق ومعشوق کی رخصت کلمات حسرت دونون کی عجب صورت ہوئی غرضکہ قاسم رخصت ہوے جمال بے مثال اُسکا دیکھتے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے باہر تنے اپنے کو جو دیکھا مسلح مکمل پایا حیران تھے کہ کس نے ہتھیار میرے جسم پر آراستہ کیے مگر تیغ اسم کش نہ تھا اور سب ہتھیار قدیم پاس اُدھر عیاران خداوند ہفت پیکر کرتے ہوے باہر آئے دیکھا قیماس خان خاوری فوج کو لیے ہوے کھڑے ہین عمر وکو رزاد حقی بادشاہ لشکر دین عیار سیارہ بن عمر و موجود ہی سب سامان قدیم سردار ندیم صف بستہ حاضر ہین سب نے سلام کیا سیارہ لا لے مرکب زہرہ وکیمیں سلیمانی حاضر کیا قاسم پشت مرکب پر سوار ہوے چاہتے ہین لشکر لیکر چلین کہ گرد اڑی دیکھا راجہ ہند لندھور بن سعدان فیل ہیوشہ پر سوار دو لاکھ ہندی پشت پر فرہاد و ارشیون ہمراہ آتے کے ساتھ قدمبوس ہوے لندھور فیل سے کودے قاسم کی قدمبوسی کی کہا ای شہریار اب آنکھین کھلین حقیقت مین دنگل رستم آپ کا حق ہی مین نے ناحق کشتی گیری کی پہلوانی کی اسی کر سے کشتی گیر کو میوند خاک کرونگا قدرت خداوند ہفت پیکر کو دیکھو کہ مجھکو اور تمکو ملایا قصر بہشت مین داخل ہوا حور مقصور بلی ہزار برس وہان رہے طائران جنت نے آگاہ کیا کہ ای لندھور جلد جاؤ نبیرہ صاحبقران ہرطرف منتظر ہی صاحبقران دستے مین ہین قصر بہشت سے نکلا بیرون قصر اپنی فوجون کو پایا ہاتھی پر سوار ہوا خداوند ہفت پیکر کا نام لیا تمہارے پاس آکر پہونچا قاسم نے کہا ای عم نامدار مین بھی قصر عشرت مین تھا معشوق

پری چہرہ کو چھوڑ کر آیا ہوں قلب پر صدمہ ہی دیکھیے یہ دن جدائی کے کیونکر گذرین میرے قلب پر صدمہ ہی نظم

نکلتی ہی سبیل خون عرش برین سے
اتر جاتے ہیں روش نازنین سے
نہیں ہی عشق میں تو دل لگی کو
پسینہ جنکا وہ پونچھے جبین سے
گئے وہ غیر کے گھر ہنس ہنس کے
مجھے شکوہ ہی زلف عنبرین سے
نہیں ہی غیر تو منہ سے ہماری
اٹھے ہیں سیکڑوں فتنے کمین سے
تمہیں دیکھا ہی جب سے غیر کے ساتھ
تری اس شرم آلودہ جبین سے
ہماری خاک جس تربت میں ہوگی
ذرا بچنا نگاہ واپسین سے
نہیں اسکو لحاظ دشمن و دوست
بڑھی ہی وہ قدم روح الامین سے

ٹپکتا ہی یہ میری آستین سے
لیے جاتا ہی پھر انکی بزم میں شوق
تماعم بیٹھے جاتے ہیں نہین سے
نہیں ہم قابل الفت تو شاید
قیامت کو بلاؤ ان کہین سے
یہ کیسی موت ہی جو خضر عیسیٰ
وہ ہنستے ہیں ہمارے ہمنشین سے
قیامت ہی ترے صدقے محبت
بڑھا ہی وہم کا رتبہ یقین سے
نصیبوں کی خرابی عشق میں ہی
سبب ہوگی پیدا اس زمین سے
ہمیں کو قتل کرنا سمجھ کر
مقدر کر دی آہ آتشین سے
نہ نکلا دم بسمل تو نواب

نزاکت کر رہی ہی تو فرستے
ابھی میں اُٹھکے آیا ہوں وہین سے
الٰہی ایسے بھی دنیا میں ہونگے
ملائک آ گئے عرش برین سے
یہ ہی غش وصل میں خوشبو سے انکی
خجل رہتی ہیں میرے وقت واپسین سے
یہ کون آیا کہ جھکے بیٹھتے ہی
مجھی کو مانگ رب العالمین سے
کھلا جاتا ہی راز وصل دشمن
عیان ہی تری چین جبین سے
غضب حسرت بھری ہی آہ میری ظالم
پھر اُٹھا اسکا شکوہ بھی ہمین سے
وہی ہی آہ میری جو فلک پر
ہوئی دل کو تسلی آفرین سے

ان اشعار آبدار کو پڑھکر قاسم بہت روئے کہ کان میں آواز آئی ای بندۂ قدرت خداوند ہفت پیکر کو تیرا ملال ناگوار ہی جہل سترل پر شب کو تو نگاہ اس حور بے تصویر کو اپنے پہلو میں پائیگا ملال قلب دفع ہو جائیگا تصویر بھی تو تیرے گلے میں موجود ہی دیکھ لے قاسم نے سر جھکا کر دیکھا تصویر اپنے محبوب مطلوب کی اک کاغذ پر کھنچی ہوئی گلے میں پڑی ہی قاسم نے تصویر کے بوسے لیے وہ نازنین ہنسی قاسم بے اختیار پکار اُٹھے ہر دم نقشہ بنا کے مانی نے مانگی جو اپنی داد ؁ تصویر بول اُٹھی مرے حاضر جواب کی ؁ اب قاسم خوشی خوشی لشکر کو ساتھ لیکر برائے مقابلہ صاحبقران چلتے ہیں اس داستان کا ذکر طلسم ہفت پیکر میں ہوگا لشکر کشی قاسم بلند صور پر صاحبقران و مقابلہ ہائے عظیم از طلسم شاہ روحی کہ ہی اس طلسم کے فتاح میں اب حال حیرت مآل اس مقلوبہ کا گذارش ہوتا ہی ناظرین بغور ملاحظہ فرمائیں کہ سحر العجائب و سحر الغرائب بائیس لاکھ فوج سے مورچے میں لشکر صاحبقران کی تباہی و شہروان پر گرداب کر جو طلسم ہفت پیکر سے آیا ہی سالار لشکر صاحبقران عاجز و لاچار ہو رہے ہیں ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش وملکہ مہر طلعت و انجم اختر پیشانی ساحران لاثانی ہاتھ سے شہروان کے بسیار گلشن جنان ہو چکے صاحبقران قید میں خواجہ عمر و برق بھی گرفتار ہو رہے صرف بچا۔ ملکہ اختر فوج ساحران کو ساتھ لیے ہوے ہمکو میں چور چور قصد ہی کہ طرف صحرا کے نکل جاؤں لیکن فوج شہروان گھیرے ہوے ہی بدیع الزمان شیر اژدہا رہے ہیں ہر سبب بی محفوظ کے اثر کسیکا کچھ قابض نہیں ہوتا اس زور و شور سے لڑ رہے ہیں کہ پرے کے پرے پامال کر دیے دامان صحرا لاشوں سے بھر دیے اب شہروان نے کہا کہ یارو پسر حمزہ کو گرفتار کرو تمہارا طرف سے فوجیں چلیں اب یہ قصد ہی کہ سحر نہ کریں اور بدیع الزمان کو گرفتار کریں بدیع الزمان ایک نخل کے سائے میں خون میں

تماشے ہو رہے ہیں کہ ملک اختر خون میں نہایا ہوا آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے قریب بدیع الزمان
آیا عرض کی اے شہریار بڑے بڑے ساحر مارے گئے ملکہ انجم اختر پیشانی بھی سیارہ گلشن جان ہستی میں
ملکہ حیرت خوب لڑیں آج حیرت نے خون کے دریا بہا دیئے مگر جب سامنے شہروان کے گئیں سحر کی
کرتا ہی حقیقت میں اگر شہروان نہ ہوتا تو کوئی حیرت کا جواب نہ دیسکتا اے شہریار ابھی تک بحر العجائب و
سحر الغرائب نے سحر نہیں کیا مغرور رہگئے ہم ساحروں کو طرفدار ہے ہیں جب وہ سحر کرینگے کیا غضب ہوگا
کون جواب دے سکیگا اگر حضور کے خلاف نہ ہو تو دست چپ کا پہلو خالی ہی میں بڑھکر سحر کروں نکل سے چلے
بدیع الزمان نے کہا اے ملک اختر قبلہ و کعبہ قید میں ہیں طلسمی پاس شہروان کے ہیں حضور بیکل بھی لے چکیں
لیکن نکل چلیں خواجہ عمرو و برق بھی قید میں افسوس کوئی صورت رہائی کی نہ نکلی یہ باتیں کر رہے تھے
کہ ایک طرف سے جلوہ ہوا دیکھا کوکب روشن ضمیر شہنشاہ لاچین و بہار و محمود و ملکہ مہ جبین الماس پوش
واسد غازی و شاہزادہ ضیغم شمشیر شکار وغیرہ تین کو سردار زنخدار زنجیر ار جاتے ہوئے اگر سپند بیچے لشکر ملوک
انکے تعاقب میں چاہتے ہیں ان نامیوں کو پکڑ لیں مگر بارہ ہزار سواران زرین پوش ہمراہیان کوکب بجان بازی
لڑ رہے سب سرداروں کو بچاکے لائے ہیں سامنے بدیع الزمان کے آکر فریاد کی کہ حضور جمیع ساحران
نے ان ثابت قدموں کو زخمی کیا اب چاہتے ہیں ان کو پکڑ لیں مٹنے جانیں دیں اختروں کو بچایا ایسا
حضور فرمائیں وہ کریں بدیع الزمان نے کہا میں ابھی جاکر سب کو شکست دیتا ہوں یا اپنی جان دونگا لشکر
کوکب میں جا پایا نعرہ کیا تقاضائے کار شہروان بن گرداب نے سرجوش جادوگر سے کہا لاکھ ساحروں کے
حکم دیا ہی کہ کوکب و لاچین کو پکڑ لو کوئی سردار باقی نہ رہے سرجوش آگے بڑھا ہوا سحر کرتا ہوا چلا آتا ہی کہ
بدیع الزمان سامنے سے پہونچے آواز دی او ملعون کہاں جاتا ہی سرجوش پلٹ پڑا دیکھا ایک جوان
ساحروں کو قتل کرتا ہوا آتا ہی بس اسنے ہی کوئی ساحر ہوگا گولہ مارا بدیع نے لوح محفوظ کو چمکایا سحر باطل ہوا
لیٹنے کو دہشت کر گرائی ہی سحر سرجوش نے کیے لیکن بدیع الزمان پر تاثیر نہ ہوئی تیغ سحر کھینچ کر جا پڑا اسکی ہاتھ
مارے شعلے بھڑکے پتھر برسے بدیع الزمان پر تاثیر نہ ہوئی بدیع الزمان نے ابجاد کے ہاتھ اچھال کر
لوح محفوظ کو چمکایا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا شہروان بن گرداب نے سپر سحر کو آگے کر دیا تیغہ جو چمک کے
گرا تو سپر سرجوش کے دو ٹکڑے ہوئے شہروان تو مطمئن ہوا تھا کہ اب سرجوش سب کا خاتمہ کریگا
اسنے امیر کو قیدخانے سے نکالا عمرو و برق کو بھی بلایا کہا کیوں ساربان زادے تو نے سامری و جمشید پرستوں
کو مارا ہم بندگان بہتر و برتر ہیں بیٹے خداوند ہمارے ہفت پیکر ہیں تیرا کہنا ہے میرا نہ چلا بیٹے کیونکر گرفتار کر لیا
میں پیغمبر خداوند ہوں تجھکو ہدایت کرتا ہوں کہ خداوند ہفت پیکر کا ہر جگہ منصور ہو تو ہم پہ سلوک کریگا برابر
گھس جائیگا عمرو نے کہا اے پیغمبر نامرسل حقیقت میں خدائی خداوند ہفت پیکر کی درست ہے ہم سب سامنے
کھڑے تاج رہے ہیں میں نے بیہوشی سجدہ کیا میری خطا معاف ہوئی یہ سنکر شہروان خوش ہو گیا مخلف
لاؤ میں اسکو سرفراز کروں چہار جانب سے ملازم دوڑے جاتے تھے عمرو کو ... کہ ایک داغ
سیاہ نے آواز دی او شہروان کیا کرتا ہے یہ بڑا دغاباز حیلہ ساز مکار و غدار قاتل دہ ما و جمشید ہے اسکو بیناہی
ہمشتی ہر شہروان ڈر گیا تیغہ کھینچ کر چاہا کہ او ساربان زادے پیغمبر کے سامنے مکر و حیلہ کرتا ہے
اپنی عیاری سے ٹالا چاہتا تھا کہ عمرو کو قتل کرے آندھی سیاہ آئی کان میں آواز آئی کہ تمہی مرا نام من

کیا تمام ہفت پیکر زبان آسمانی کے قاسم سے تڑپتے اب قاسم مانند صورہ رزن غرق زمین ہو جائے
ہمین معدوم۔ اسپر کیا الزم ہی تین شب نازروزگذرے ہین کہ مقتول ہوا ہی ہاں شہردان بن گرداب نے
قیامت برپا کی ہر حیرت ہی سبب ہی حروہ ذکر اسکے سحر سے بچتی ہو ورنہ سترہ سرداران نامی مثل ملکہ انجم و مہر طلعت
اسیکے ہاتھ سے راہی ملک عدم ہوئے ہر چند سردار کوشش کرتے ہین کہ امیر کو رہا کرین ممکن نہین ہوتا
حضرت شاہزادہ بدیع الزمان بجرأت بڑے ہین کہ اسپر کسیکا سحر تاثیر نہین کرتا نہین معلوم اسکا کیا سبب
ہی دور ابھی تک آپکے والدہم ناصار نے سحر نہین کیا صرف فوج کو جگہ دیا تو جب ہم لوگ خبر لیکر چلے تھے اسیوقت
شہردان نے امیر وعمر و برق کو بلوایا تھا کہ قتل کردن ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ وہ طلسم بھی اسی مقام
پر رکھی ہی شیشۂ اسم اعظم بھی اسی مقام پر موجود ہی یہ حال مصیبت مال سنکر ملکہ غنچۂ آرزوے دلکشا نے
آہ کی زمین پر گرین مثل مرغ بسمل تڑپنے لگین اب بیقراری نے سر اٹھایا ہوش وحواس مین خلل آسی حالت
اضطرار مین منہ سے نکل گیا کہ ای فلک کجرفتار ای گردون غدار اے ای عشق خانہ خراب اب مجھکو کیا منظور ہی
قلب ناصبور ہی ہاے یہ کیا غضب ہوا یہ کلمات جو ملکہ نے کہے آنکھین پھرنے لگین موت کے آثار چہرہ زیبا پر
ظاہر ہونے لگے کنیزین پیٹنے لگین ملکہ غنچۂ آرزوے دلکشا کی وزیرزادی ملکہ عندلیب خوش نوا اپنے
خیمہ مین بیٹھی تھی یہ شور سنکر نکل آئی کنیزون نے پکارکے کہا اے خیر خواہ شمشاد قد اکڑتی ہوئی سامنے آئی کہا حضور
ذرا ملکہ کا تو آکر حال دیکھیے ہم سب پٹتے ہین ملکہ عالم سے چھٹتے ہین ہیئے کرا تو منہ سے بجز آہ کے آواز بھی نہین
نکلتی ہم اسپر تصدق ہو جائین ہماری بھولی بھالی بی بچ جائین یہ سنکر عندلیب خوش نوا ردلی ہوئی قریب آئی یہ
حال دیکھکر سر اپنے زانون پر رکھ لیا منہ پر منہ رکھکے آواز دی واری آنکھین کھولیے اپنی کنیز قدیم سے حال
دل کہیے آسمان کے تارے توڑکر لا دون ارشاد تو ہو کہ یہ کیا سحر کہ ہین آنکھون سے بجا لا دون اگر کہین طبیعت
مائل ہوئی ہو تو مجھسے ظاہر فرمایئے ملکہ نے آنکھین کھول دین کہا ای خیر خواہ کیا پوچھتی ہی ہم اب رخصت ہوتے ہین
لیکن ایک احسان کرنا کہ جنازہ اس طرف لیجانا اور کہنا مسیحائی فرمایئے ٹھوکر لگایئے میری روح کو راحت ہو نظم

گردشِ چشم سے سر سے کا گزر کیا ہوگا پھیرے جیسے وہ بے دید نظر کیا ہوگا	دیکھو گے نہ ادھر ایک نظر کیا ہوگا لخالق اس رشک مسیحا کو سلامت رکھے	ہم بھی اپنے دل بیتاب کو سمجھا لینگے ہین اگر جان بھی دونگا تو ضرر کیا ہوگا

اس سوز وگداز سے ملکہ نے یہ اشعار حسرت آثار پڑھے کہ عندلیب خوش نوا رونے لگی کہا واری بس ایسے
کلمات نفرت لیے کنیز خیرخواہ کا دل نہ دکھایئے برائے خدا اس معشوق کا نام تو بتا دیجیے مین جا کر لاتی ہون آپکے
وصل مین مشتاق ہون ملکہ نے کہا ای عندلیب کس زبان سے کہون غضب ہو گیا امید ملاقات نہ رہی وہ صاحب
شوکت دشمنون مین قید مین قتل کے سامان ہو رہے ہین اصل یہ ہی کہ مین طلسم کشا پر مائل ہوئی ابتک خبر
آنکی فتح کی باقی رہی دل تردد منزل کو سمجھاتی رہی اب شہردان بن گرداب طلسم ہفت پیکر سے آیا تمام ساحر
نامی انکے لشکر کے مارے گئے صرف ایک فرزند انکا اس آفت کو جھیل رہا ہی جان پر کھیل رہا ہی اب تین دن
گذر چکے مین کہ شکست ہو چکی ہی دو سردار جاکر ہفت پیکر کے مطیع ہوئے ساحرون مین فقط ملک اخضر ولی
ہو دو آخر کہا تنک اور کیا نام طلسم کشا سنتے ہی عندلیب نے سر پیٹ لیا کہا واری اگر طلسم کشا کی فتح ہوئی سلطنت
کوکب کو ملیگی آپ کے باپ دیکھا قتل ہونگے یہ خیال دل سے دور کیجیے غنچۂ آرزو نے کہا ای وزیرزادی
امید اسی مین نام زندگی تھی تو مجھکو سمجھا یگی اور میرا دل میرے اختیار مین نہین ہی سمجھانے سے دل

گھبراتا ہی اگر ہو سکے تو کچھ علاج کرو ورنہ مجھکو ہمارے حال پر چھوڑ دو جسوقت مین سنونگی کہ دشمن کے قتل ہو گئے فوراً جان دونگی اتنے عندلیب کنیز نے کہا واری اگر سحر ممکن نہین ہی تو ہم پردہ پوشی کیسی چلئے آپکی شریک ہو جیے اگر نہروان کو مارا انکو رہا کرکے لڑائی فتح ہوگی نہین اپنی اپنی جان دیگے یہ سنتے ہی ملکہ شگفتہ ہوئین کہا اچھا خیر خواہ مجھکو گوارا ہی تیاری کرو عندلیب نے آواز دی بارہ کنیزین آراستہ ہوئے انہین اسباب سحر جسم پر لگا کے سامنے ایک قصر تھا اسمین قفل لگا ہی ملکہ نے کہا ای عندلیب یہ قصر مکمل بجواہر زبانی باباجان کی سناتھا کہ اسمین سرمہ سامری ہی جو اسکو آنکھ مین لگالیگا اسپر ایک تاثیر کریگا جلد اسکو کھولو کنجی تلاش کی جب کلید نملی ملکہ نے کچھ مارکے قفل کاٹا اندر اس قصر کے تنہا گئین دیکھا ایک سنہری پتلی ایک سرمہ دانی ہاتھ مین لیے کھڑی ہی ملکہ کو دیکھکر کہا کیون حضور وقت بربادی طلسم آگیا یہ سرمہ حاضر ہی چشم تمنا مین لگائیے براے مقابلہ دشمن جائیے یہ کہکے اسنے سرمہ دانی ہاتھ مین دی ملکہ نے وہ سرمہ آنکھون مین لگایا جسم مین قوت آگئی باہر نکلین کنیزون نے جواب جمال جہان آرا کو دیکھا ضوے عارض انور سے آفتاب و ماہتاب شرمندہ تھے چشم کی یہ کیفیت ہی رعب و دبدبہ آنکھون سے ہویدا ہی عجب جلال تیور سے پیدا ہی عندلیب نے کہا واری ہمارے اعتقاد مین تو اب ایسے کوئی مقابلہ تمہارے نہین کرسکتا اسوقت عجب جلال و تیور آپ کے چہرے سے ہویدا ہی صاف ظاہر ہی کہ اگر سامری و جمشید بھی مقابلے مین آئین تو شکست کھائین ایک جانب سے ملکہ عندلیب خوش نوا اسباب سحر ذات پر آراستہ کرکے آئی شعلہ جوالہ بنی ہوئی بارہ کنیزین دُر در گوش مرصع پوش زرہ بر اسپے آتشین پر سوار آگے سب کے ملکہ غنچہ آرزو سے دلکشا پہلو مین عندلیب خوش نوا پشت پر بارہ کنیزین سر پر ابر مروارید کا سایہ فگن اس زیب و شکوہ سے طرف میدان کارزار کے چلین اور ایک مقام پر کا ذکر منظور ہی انکا تو حال تحریر ہوگا لیجئے کہ جناب حکیم اشرف الحکمت دختر بلند اختر انکی ملکہ صبیح بادلہ پوش کہ عشق انکا صاحبقران سے لکھ چکا ہون صاحبقران کو حکیم صاحب نے عجائب دہر اسب بھی اپنے دکھائے تھے یہی صاحبقران پر و منع ہوا تھا کہ جو معشوقین ملکہ صبیح بادلہ پوش کی خدمت مین حاضر ہوئین تھین یہ اسیر بجابت زکریا حکیم جامع الکمالات مین از نسل حکیم بقراط لا واقف کار ان طلسم انہین کو بقراط ثانی بھی کہتے ہین اپنے قصر حکمت مین جلوہ فرما ہین جبھی جو فتح مرحلہ جات کی باتین خوشی خوشی محل مین آکے بیٹی کے سامنے بیان کیا کہ بی بی تجھے سنا صاحبقران کو بھی طلسم بھی فلان مرحلہ جات فتح ہوا فلان ساحر مارا گیا ہنگامہ عظیم برپا ہی جب خبر فتح ملکہ صبیح بادلہ پوش نے سنی باپ کے جانے کے بعد جا نماز بچھائی دو رکعت نماز شکرانے کی پڑھی کچھ رقم نکالکر خیرات کی محل مین چہل پہل ہوگئی ایک شب کو کہ صبیح بادلہ پوش بیٹی ہین صاحبقران کے بیٹھی ہین کنیزان سے باتین کر رہی ہین فرماتی ہین کیون صاحبو کچھ حال صاحبقران کا معلوم ہوا کنیزین عرض کرتی ہین آپ کے والد ہرکارے بھیجے ہین یقین ہی خبر آئے ملکہ صبیح کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا آج دل کی عجب کیفیت ہی اسکی یہ صورت ہی نظم

دل اسکو دیا جسنے تقصیر اسے کہتے ہین	مارا ہمکو فرقت نے اکسیر اسے کہتے ہین
ہم خواب مین وان ہوشیے تدبیر اسے کہتے ہین	وہ نیند سے چونک نکے تقدیر اسے کہتے ہین
جو مجھسے گریزان تھا کل اسکو مین گھیر لائے	باتون مین لگا مارا تقریر اسے کہتے ہین
مین خاک ہو مرکر وحشت سے کو آیا	اکسیر اسے کہتے ہین تسخیر اسے کہتے ہین

دیوانی سی جنگل میں پھرتی ہو پڑی لیلی
پی جبکہ شراب اسنے کندن سا بدن کا
شکل اسکی مصور نے کھینچی ورق دل پر
بے جرم کیا بسمل لاکھوں ہی جوانوں کو
محفل سے اٹھانے کا جب قصد کیا اسنے
سو قتل کیے خون ہوا ابرو میں نہ مژگان میں
جتنا وہ گریزان ہو دیدۂ دل نالان سے ہے
انجام کو کچھ سوچو کب قہر بناتے ہو
ہیں پیش نظر اپنے ہر وقت تصور میں

جذب دل عاشق کی تاثیر اسے کہتے ہیں
سونا اسے کہتے ہیں اکسیر اسے کہتے ہیں
نقش اسے کہتے ہیں تصویر اسے کہتے ہیں
سفاک اسے کہتے ہیں بے پیر اسے کہتے ہیں
دانستہ میں غش لایا تزویر اسے کہتے ہیں
شمشیر اسے کہتے ہیں اور تیر اسے کہتے ہیں
صیاد اسے کہتے ہیں نخچیر اسے کہتے ہیں
آباد کرو دل کو تعمیر اسے کہتے ہیں
بس یوں کی بس ای ناسخ تسخیر اسے کہتے ہیں

تنیز دن نے عرض کی حضور نہ گھبرائیں خیر خیر و عافیت ملا چاہتی ہے ملکہ نے کہا صاحبو دل کو دل سے راہ ہے اپنا حال بہت تباہ ہے ذرا والد سے دریافت تو کرو کسی حیلے سے کہ صاحبقران پر کیا گذری ہے جو علوم محکم کیے شباب میں عمل پڑھے تسخیرات کی جنات حاضر ہوتے ہیں موکل دست بستہ رہتے ہیں یہ علم کب کام آئیگا اک شب کو میں نے اوراد یا رب جو کیا سو کل سامنے آیا ملول و حزین تھا ہر چند پوچھا صرف اتنا کہا کہ آپ کو کیا خیال ہے زمانہ رنج و ملال ہے ہر چند میں نے بلایا پھر نہ آیا اسوقت سے طبیعت کو انتشار ہے کہ یہ کیا ہو گیا یہ کہکے ملکہ نے مسیح عشرت افزا وزیر زادی کو آواز دی مسیح سامنے آئی کہا ذرا خدمت میں والد کی جا کر صاحبقران اعظم کا حال دریافت کرو یہی کہنا کہ بعد فتح مرحلہ جات کچھ حال نہ معلوم ہوا ای مسیح ایسی حکمت سے پوچھنا اگر الکنا ثابت نہ ہو میں بھی مجبور ہوں بزرگان دین لکھ گئے ہیں کہ میرا شوہر صاحبقران اعظم ہے بس میں کیوں فکر نہ کروں دل کو خود بخود بیقراری ہے مسیح عشرت افزا چلی ملکہ صبیح بیٹھی دعا میں مانگ رہی ہیں کہ پروردگار خیر سنوائیو رنج و ملال کی صورت نہ دکھائیو

حق بیان حق خواہ و حق گو حق نیوش
سیلی باکرش قدرت ای مسیح
میزند سینہ بشکل دیگ جوش
بار کی پابند و در بار تو
تا سبک گردم از ان بار دوش
گاہ در بیداری گاہے بخواب
بر کمال فضل تو امیدوار

خاک انسان را تو کردی پر رحمت
عرض حال بندگان زار گوش
عیش و غم یکسان بود نزدیک شان
مردم گندم نما و جو فروش
بندہ در فکر مآل خویشتن
گاہ اندر بیہشی گاہے بہوش

ذات پاک تست یارب پردہ پوش
مال و جاہ و علم و فضل و عقل و ہوش
عاشقانت راز سوز عشق تو
ہر یکے مانند برابر نیش و نوش
دور مرز ما از سر مر بار گناہ
گاہ خاموش است و گہ اندر خروش
ہست این ناچیز عاجز خاکسار

سجادہ بچھا ہوا ہے دعا کر رہی ہیں مسیح عشرت افزا خدمت اشرف آ حاضر ہوئی دیکھا حکیم صاحب بیٹھے رو رہے ہیں مسیح نے عرض کی کیوں حضور خیر تو ہے حکیم صاحب نے کہا ای مسیح کیا بیان کروں غضب ہو گیا میرے بزرگ لکھ گئے ہیں کہ ملکہ صبیح بادلہ پوش زوجۂ صاحبقران اعظم ہیں میں نے اس تحریر پر فخر کیا صاحبقران سے تقریر بھی کی لیکن غضب ہوا ابالیان جام ہفت پیکر نے شاہان نور افشان کی مدد کی صاحبقران قید ہو گئے ابھی مجھکو طائر راز نے خبر دی کہ تین شبانہ روز گذر گئے ہیں مغلوب ہو رہے ہیں بڑے بڑے نامی سردار ساحران غدار مارے گئے لشکر صاحبقران کا خاتمہ ہے میں رو رہا ہوں

دہ جہت جوش کے پہونچے بارگاہ مین استادہ ہوئین ایک کنیز نے آکر سلام کیا کہا ای شہریار آپ کو ملکہ عالم نے یاد کیا ہی گلے مین جو تصویر قاسم کے پڑی تھی اسنے مسکرا کر کہا ای شہریار جلد چلیے ملکہ آپکے واسطے بہت بیقرار ہین آپکی تصویر آنکھے سینے پر ہی اسقدر ملول وحزین ہین کہ عرض کرنا مناسب نہین قاسم کنیز کے ساتھ چلے تھوڑا ہی راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا وہی قصر عشرت سامنے معلوم ہوا نازنین دروازے پر کھڑی انتظار کر رہی ہی قاسم بڑھے اُس نازنین نے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا اندر داخل قصر عشرت کیا سیمرغ دارا سے بند وفرہادخان دار شیبون داخل قصر میمون ہوئے ایک ایک ماہ جبین تمینون کے پہلو مین نازنینان مہ جبین ومہ جبینان مہر کیین رقص کر رہی ہین ایک مہ جبین شوخ و شنگ سر سے پانوتک یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

کجا یگی ترے وحشی کی رائیگان فریاد — یقین ہی کہ ہو تسخیر آسمان فریاد
فلک تو کیا ہی لب عرش تک یہ جائیگی — مین ناتوان ہون نہین میری ناتوان فریاد
شب فراق بڑے لطف سے گزرتی ہی — انیس نالہ فغان دوست مہربان فریاد
بہت دنون مین ہمین نیند آج آئی ہی — نہ ہو مزار پہ رو رو کے نوحہ خوان فریاد
یہ ضعف ہی کہ ہم اک آہ کو ترستے ہین — اسیر سینہ ہی کیا آسکے تا دہان فریاد
کمال قاعدہ دان ستم ہی بر سوتے — اٹھا چکی ہی بہت صحبت بتان فریاد
اثر بھرا ہی وہ درد فراق کا مجھ مین — کرینگے بعد فنا میرے استخوان فریاد
بہت دنون مین دل آزاریان یہ سیکھے گی — ابھی نہین ہی تتمہ ری مزاجدان فریاد
نہ تخت عرش نہ کرسی نہ لامکان دیکھا — کجا ئیگی ابھی میری کہان کہان فریاد
کبھی تو جذب محبت اثر دکھائیگا — کبھی تو لائیگی انکو کشان کشان فریاد
خیال کاکل شب رنگ سے ہے خلل ہوا — مرے دہن سے نکل کر ہوئی دھوان فریاد
یہی ہی اے فلک پیر صورت الفت — شنین وہ نغمہ مطرب کرون مین یان فریاد
نسیم مرغ دل مین پریشان ہی کچھ سو فوت — کہان کہان نہ بنائیگی آشیان فریاد

بعد صرور قاسم سرور وقت عیش وجیش حسن امرد خواہش ہوئی خداوند بہشت حیدر کا نام لیا فوراً اجابت مرفوع ہوگئی ہر سپاہ اُٹھ پر سجدہ کرنے کو جاتے ہین وہان سے تحفہ جات لاتے ہین لیکن گرداب دریا نشین بعد جوش وخروش ساٹھ ہزار ساحر ہمراہ قریب اُس دیوار کے پہونچے ایک طائر آسمان پر نہیں پیدا تھا ایک شعلہ دیوار سے نکلا طائر کو جلا دیا آواز آئی افسوس شہروان نے بھیجا تھا پاس خداوند جمشید کے نہ پہونچا یہ معاملہ حیرت خیز دیکھ کر گرداب دریا نشین بہت صبر آیا سمجھا کہ صبح کو دیکھا جائیگا ناگاہ دشمن تیر اعظم فوج انجم سے شکست ہوکر داخل قصر مغرب ہوا شہنشاہ انجم سپاہ بعد شوکت وجاہ تخت زرنگار پر متمکن ہوا گرداب نے کھڑے ہو کر دیوار پر ایک گولہ مارا ساتھ والے ساٹھ ہزار جوان سب نے ایک ایک گولہ مارا دیوار پر جو گولے پڑے ہزارہا ٹکڑے پیدا ہوئے اُن ٹکڑون سے شعلہ ہائے آتش بھڑکنے لگے نکلکر جو فوج پر گرے اہالیان فوج جلنے لگے گرداب جو جو سحر کرتا ہی آگ کو ترقی ہوتی جاتی ہی ہر چند گرداب نے سحر کیا پانی نہ برسا شکر اسکا ایک ایک قطرۂ آب کو ترسا ایک پہر کے عرصے مین ساٹھ ہزار جوان جلکر خاک ہو جب گرداب نے کئی گولے مارے ایک جوان حسین سر دیوار پر آیا پکار کر آواز دی او مردود

منسوب بارگاہ معبود مستعان ہی جان بچی اُس سفّت پیکر شعبدہ باز سے بیان کرو یکہ وہ کیا کہتا ہی یہ سنکر
گرداب بھاگا کوہ ہفت رنگ پر آیا ہفت رنگ تا جلد اُسکے سامنے تصویر کے دست بستہ عرض کی کہ گرداب
چیخ مارتا ہوا آیا چلّا کر آواز دی یا خداوند فریاد ہی وقت امداد ہی دیوار پر جاکر سحر کیا سب ساتھ والے جلکر
خاک ہوئے دیوار کا خاتمہ نہیں ہوتا ایک جوان خوشرو نے سر دیوار پر آکے ہدایت کی کہ جاکر اپنے خداوند
سے کہو دیکھو لیا فرمانے مین تصویر سے آواز آئی ہمارے بندہ خاکی نے شعبدہ کیا ہی قدرت نے اُسکو
مجبور نہیں کر دیا ہی حسب شوکت و لیاقت موسوم بہ حکیم اشرف الحکمت خاک پا ہماری لیجاؤ دیوار پر ڈالدو
دیوار خاک ہوکے گر پڑیگی گرداب نے خاک پائے تصویر کی بصد جوش وخروش دوڑا سامنے جو دیوار
کے آیا دیکھا وہی جوان خوشرو بہ سر دیوار کھڑا ہی اُسنے ایک ڈانٹ دی کہا او گرداب کیون شامتین آئی
ہین پلٹ جا خاک یہہ ڈالتا ہے ایسے خبیثات کو ہم کب مانتے ہین گرداب اُسکو کیا سمجھتا ہی خاک پھینک ماری
جیسے ہی خاک دیوار پر پڑی ایک دہکتا ہوا ایک شعلہ بھڑک کر گرداب پر پڑا پڑتے ہی شعلے کے گرداب جلنے
لگا پکارتا تھا یا خداوند ہفت پیکر دوڑو ہر چند چیختا تھا آگ بڑھتی جاتی تھی کچھ نفع نہوتا تھا اپنی تقدیر کی تحریر
روتا تھا جل جل کر خاک ہوا آواز آئی کشتہ مرا نام من گرداب دریا نشین بود مہروان بن گرداب
جس جلسہ پر ٹھہرا ہی اسکے کان مین آواز آئی یہ بیٹا گرگیا یارو غضب ہوا میرے باپ کو کسی نے مارا مین نے
طائر بھیجا تھا وہ بھی بات لایا یہ سکے رو رہا ہی تم سے کرچکا ہون لکھا صاحبقران آڑائے پرچے ہوئے
ہین خواجہ عمرو برق مسلسل شیشے مین لوح طلسمی و شیشہ اسم اعظم و حرز سبیل حکمت پر رکھی ہی شاہزادہ
بدیع الزمان پڑھ رہے ہین سحر اعجائب دمر العرائب نے دیکھا کہ کیا سامان ہوا مہروان کیون بیٹھے
اٹھا پکار آواز دی ای مہروان کیا ہوا کہا ای شاہان نورافشان ثابت نہین ہوتا کہ باپ میرا کہان مارا گیا
ابھی میرے کان مین آواز آئی بڑے تعجب کی بات ہی کہ مین نے طائر روانہ کیا وہ بھی پلٹ کے آ جاتا
خداوند ہفت پیکر آرام فرماتے ہین جب سوتے ہین تو حالات سے بندون کے غافل ہوتے ہین ورنہ
ممکن نہ تھا کہ یہ طائر جاتے اور پلٹ کے نہ آتے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چلی پہلو مین مہروان کے
معراج جادو کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی منتظر ہی کہ بدیع اختضر کو [illegible] مہروان کہتا ہی ای معراج جادو
کیا سحر کرتے ہو مجکو غفلت خداوند کا بڑا ملال ہی یہان پکار رہا تھا کان مین آواز آتی تھی آج کیسا پکارا
لیکن آواز نہین آئی یہ دوسرا غضب ہی کہ باپ کے مرنے کی آواز آئی وہ خدمت خداوند مین تھے انکو
کسنے مارا معراج کہتا ہی او مہر خداوند کے غفلت کا کچھ عجب نہین ہی وہ ملاقات گئے ہونگے یا خفت آسمان
سے متوجہ ہونگے اور یہ شعبدہ ہم ہیبان حمزہ نے کیا ہی کہ تجکو آواز دی مرنیکی گرداب کے اب مین خاتمہ
کیے دیتا ہون آپ کے باپ کا مرنا سراسر خلاف ہی خداوند کی غفلت پر کچھ خیال نہ کرو یہ کہکے معراج
بڑھا جس مقام پر بدیع الزمان پڑھ رہے تھے اُسیطرف گولہ مارا اُنکی سحر جوان بیہوش ہوکے گرے زمین سے
دھوان نکلا مرودے اُٹھی سحر دود سے کئی سو جوانون کو نابینا کیا ہر طرف سے صدائے فریاد بلند
ہوئی اہل اسلام پکارنے لگے ای بے نیاز کارساز بچالے اس آفت سے نجات دے

نظم

دریں بہار چند روزہ ہست گل خندان چرا	دل دہد بر حسن فانی بلبل نالان چرا
بادہ نوش عقل انسان عیشو دیوان چرا	سیہ کند با این لیاقت کار نادانان چرا

بندہ مہ جا ناد و سردار آپ کے لینے قاسم دلبند صور طلسم ہفت پیکر میں جا کر قید ہوئے ظاہر میں عمر صرف
عیش و عشرت میں باطن میں گرفتار دام مصیبت میں امیر رستے ہوئے چلے لاتے تھے جو اپنے سرداروں کے دیکھے
آنکھوں سے اشک حسرت ٹپکانے لاتے آنکھ آنسو آتے جاتے ہیں فرماتے ہیں ملکہ انجم اختر پیشانی کا قتل ہونا
برا اتفاق ہوا مہر طلعت وزیرزادی نے بھی جان دی افسوس کون کون سے سردار مارے گئے اس نہرواں
بے حیا نے غضب کیا ساحروں میں اب اخضر باقی ہے سب کا دل بدداغ ہے لیکن خواجہ عمرو لاشے لوٹتے پھرتے ہیں
برق نے جو دو چار ساحروں کو برہنہ کیا خواجہ نے ایک لات ماری کہا کیوں بے مردوں کو چھوتا ہے برق نے
کہا جو استاد کرتے ہیں وہ شاگرد بھی کرتا ہے عمرو نے کہا ابے بدنام کریگا میں کب مردہ چھوتا ہوں یہ کہکے برق سے
کپڑے چھین لیے اپنی زنبیل میں رکھے برق تڑپتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا کہا دیکھیے استاد مجھکو پریشان
کرتے ہیں امیر نے کہا بھئی استاد و شاگرد کے معاملے میں کون دخل دے تم جانو وہ جانیں یہ فرما کر مصروف جناب
ہوئے سحر العجائب و سحر الغرائب نے کل فوج کو حکم دیا حمزہ کو مارو تو غضب ہوا کہ لوح طلسمی پا گیا مگر میں گرمی
جنگ میں رستم پیل تن علمشاہ نوجوان ایک جانب لڑ رہے تھے برابر آنکے شاہزادہ جہانگیر بن صاحبقران
مصروف جنگ تھے بڑھ کر ہوا چابک بن عمرو سے کہا دریافت تو کرو کیسا شور ہے چابک گیا اور دریافت کرتا ہوا آیا
عرض کی حضور غضب ہوا شاہزادہ اخضر و رسیاہ گرفتار طلسم ہفت پیکر ہوئے یہ سنکر جہانگیر نے قبضے پر ہاتھ رکھا کہا کون
کون روک سکتا ہے ابھی جا کر زمین ہفت پیکر الٹ دونگا یہ کہکے چابک سے اشارہ کیا کہ فوج کو آراستہ کرو
چابک نے آواز دی مہران شیر صولت سپہ سالار لشکر جہانگیر فوج کو ایک جگہ کرکے لایا کہ پلٹ کے علمشاہ
نے دیکھا تم میں فرزند کے رو رہے تھے بڑھکر فرمایا بھائی کیا ارادہ ہے جہانگیر نے کہا میرے شیر دلیر کو اہالیان
ہفت پیکر نے روکا ہے علمشاہ نے کہا اس لڑائی سے فراغت ہولے تو ہم بھی چلینگے سنا ہے کہ یہ طلسم بہت
وسیع ہے ہفت پیکر کوئی ساحر شعبدہ باز عجائب و غرائب ساز بڑا رنگ باندھے ہوئے ہے جہانگیر نے کہا بھائی
جب مردان عالم نے تلوار کھینچی سب عجائب و غرائب معدوم ہو جائینگے علمشاہ خاموش ہو کے کہا بھائی کچھ
موقع نہیں ہے جہانگیر کو منظور ہوا میں غفلت میں جاؤنگا یہاں سحر العجائب نے تخت اپنا بڑھایا اب جو اس
ملعون نے سحر کیا ایک ملگجا ابر تیرہ و تار آسمان پر آیا پانی برسنے لگا دھواں نکلا تلواریں برسنے لگیں نخل جلنے لگے
بوندیوں نے کیفیت چنگاریوں کی دکھائی تمام جنگل جلنے لگا صاحبقران نے دیکھا حکیم اشرف الحکمت
نے بڑھکر فرمایا حضور لوح کو ملاحظہ کریں یہ سحر شاہان طلسم کا ہے دیکھیے کوکب و لاچین دختران و بہار محجوب
شعلہ ہائے آتش میں پھنس گئے فریاد کر رہے ہیں دیکھیے لشکر بادشاہ پر بھی تلواریں برس رہی ہیں کئی ہزار جوانوں
کے سر اڑ گئے کسی سے سنبھالے یہ ہنگامہ نہ سنبھلیگا لوح کو جلد دیکھیے بموجب حکم لوح کے کاربند ہوجیے امیر نے
لوح کو ملاحظہ کیا مرقوم تھا کہ فتاح طلسم وا ہی سیار اس عجائبات کے حیرت بار ان شمشیر بار کا اپنے ہاتھ سے سحر
کر رہا ہے حسب قاعدہ مقرر لوح اپنے کو اسکے پاس پہونچاؤ ورنہ تھوڑے ہی عرصے میں کل لشکر تباہ ہو جائیگا یہ حال
نہ پاؤ گے امیر گھوڑے کو بڑھا کر چلے حکیم اشرف الحکمت دیکھ رہے ہیں کہ صاحبقران قریب ایک نخل چنار کے
پہونچے گھوڑے سے اترے اسم حاشیہ لوح پڑھا سر اٹھا کر دیکھا کہ بیچ میں ایک قلعے کے ایک ساحر سیہ فام کالا
سیاہ کپڑے پہنے ہوئے مثل سیاہ ہے اور پہلو میں ایک باغ ہے کہ اسی میں گلہائے رنگا رنگ شگوفہ ہائے بوقلموں
جا بجا ان کو شگوفہ شاخ نخل پر بیٹھے ہوئے زمزمہ سرائی کر رہے ہیں اور یہ اشعار پڑھ رہے ہیں نظم

لڑنے کی کئی ہزار ساحر قتل کیے اس پریزاد نے بڑھکر مہران آسمان سیر کے بال پکڑے کھینچتی ہوئی سامنے
ملکہ صبیح کے لائی صبیح نے ایک طمانچہ مارا کہ سر مہران آسمان سیر کا اڑ گیا لاشہ تڑپ کر زمین پر گرا آندھی سیاہ
اٹھی آوازیں آئیں کہ ہائے مرا نام میرا مہران آسمان سیر پور سحر العجائب نے یہ معاملہ دیکھا منہ پیٹ لیا کہا غضب ہوا
میری زوجہ کو دختر حکیم نے مارا اب اسکو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر تخت سے کودا سحر کرتا ہوا چلا دو جوان زنگی طلب
کیے وہ جوانان زنگی پریزادوں پر جا پڑے پریزادیں جنہیں اب ہنسنے دیکھا وہ جوانان زنگی نہیں ہیں دو تاجدار
تاج شہریاری برسر ہیں ان کے ہاتھ لگے ہیں کھنچے یاقوت احمر کے پہنے ہوئے پریزادوں سے کچھ ایسی
باتیں کیں کہ پریزادیں متفرق ہو گئیں اپنے ہوش میں نہ تھیں کانپ رہی تھیں صبیح بادلہ پوش نے یہ معرکہ دیکھا ہر چند
دستک دی کچھ نہ ہوا پریزادیں ساتھ ان تاجداروں کے جاتی ہیں ہر چند ملکہ پکارتی ہیں پر پریزادیں آواز نہیں
دیتی ہیں اسی جانب جاتی ہیں اسوقت صبیح بادلہ پوش گھبرا کر اپنے باپ کے پاس آئیں کہا حضور نے سنا خبیثات نے
اندھا دھند کیا دونوں تاجدار پریزادوں کو لیے جاتے ہیں کہ میں نے مہران آسمان سیر کو مارا اسنے قیامت برپا
کی کہ پریزادوں کو تسخیر کر لیا حکیم صاحب نے فرمایا اے نور نظر تو نے عمل شب موقوف کیا تھا شب میں فرق آیا
یہ اسیکا باعث ہے یہ کہکر دو جوان سے اشارہ کیا دونوں تاجداروں کو لیا یہ کہکر دستک دی دونوں جوان تڑپکر
پہلے قریب ان تاجداروں کے پہونچے آواز دی اے خبیثان کہاں جاتے ہو یہ کہکر نگاہ ڈالی دونوں تاجدار پانی
ہو کر بہ گئے آواز آئی ایک صدا سے پست تا بلند ہوئی کہ تاجداران سحر کو مارا اب یہ کیونکر جیتے ملکہ غنچہ آرزو
نے دیکھا سحر العجائب گھبرا گیا کہا بڑا اتحفہ تماشہ یہ کہکر اپنے ہاتھ سے سحر کرنے لگا دریائے آتش پیدا ہوا آتش
آگ نے ہزاروں بندگان خدا کو جلایا حیرت نے تڑپ تڑپ کے مر گئے جو جو سحر کرتی ہیں جو تجلی دریائے آتش
کا بڑھتا جاتا ہے اس دریا سے شعلے جدا ہوتے ہیں جسپر پڑا جل گیا حیرت پسینے پسینے ہو گئیں کہا اے صاحبقران
آپ لوح لیکر پہونچیے ورنہ یہ دریا کسیکو زندہ نہ چھوڑیگا صاحبقران لڑتے ہوئے لوح کو لیکر قریب دریائے
آتش پہونچے عکس لوح کا دریا پر ڈالا جیسے عکس لوح کا دریا پر پڑا ایک آواز مہیب پیدا ہوئی سیکڑوں
آدمیوں کے کلیجے پھٹ گئے لیکن دریا نابود ہوا دیکھا سب نے ہزاروں مچھلیاں پڑی ہوئی ہیں تمام پر دریا کے
خاک اڑ رہی ہے سحر العجائب دمبدم سحر کر رہا ہے اس ظالم کے سحر سے ہزاروں بندگان خدا پامال ہوئے مگر
صاحبقران لوح چمکا رہے ہیں لوح چمکانے سے کسیقدر تسکین ہوتی ہے ورنہ سحر العجائب کا سحر کسی سے رد کیے
نہیں رکتا ملکہ حیرت استقدر زخمی ہے کہ تمام چہرہ سرخ ہو رہا ہے قطرات خون ٹپک رہے ہیں جب تڑپ کر گرین تو
دو ہزار کو مارا انگادہ سحر کیں اٹھا دیں صدہا دیوانے ہو کے مرے اس سحر نے حیرت کے سحر العجائب کو حیران
کیا ہے اگر پیدل ہو میں پہنے آنکا سحر آتا ہے دس سواروں کے سر پر دشلت سوار رہے ہوں گھوڑے سے بدلا میں
کرنے لگے سواروں کو پیدا اور بیچارے مجنون جادو کہ شاہان ورشد سے ہے کہا اے شہنشاہ آپ طلسم کشا
کو لیجیے میں حیرت کو روکتا ہوں یہ کہکے مجنون بڑھا ملکہ غنچہ آرزو نے دیکھا ایک سیہ فام بد انجام طرف
ملکہ حیرت کے جاتا ہے سحر کرتی ہوئی بڑھیں دیکھکر مجنون کو پہچانا فرمایا ارے دیوانے کہاں جاتا ہے جیسے جاتا تھا
پہلے میں سحر کریں ابھی بے غیرت نے نچایا پردہ اٹھانا ہے ابھی مجنون نے گولہ مارا ملکہ غنچہ آرزو نے ہاتھ سے
اشارہ کیا گولہ پلٹ کر مجنون کے ساتھ والوں کو پامال کیا ایک طرف سے بڑھکر حیرت نے نگاہ ڈالی
کئی ہزار ساحر مبہوت ہو کر مجنون پر جا پڑے غل مچاتے ہیں آوازیں دیتے ہیں القصہ کیفیت ہے بقول شاعر نظم

چشم جانان پھرتے ہی دشمن زمانہ ہوگیا | دل میرا نخچیر حوادث کا نشانہ ہوگیا
سوت آئی دوبو اپنے لور دانہ ہوگیا | اسکا جانا میرے مرنے کا بہانہ ہوگیا
دوست دشمن ہوگیا اُلٹا زمانہ ہوگیا | انقلاب لکھنؤ بھی اک فسانہ ہوگیا
جب ارادہ اس مہ خوبی نے زینت کا کیا | پنجۂ خورشید بہر زلف شانہ ہوگیا
روئے انور کا بہانے سے ہوا دونا فروغ | غیرت مہتاب عکس رخ سے دانہ گیا
ہاتھ اُٹھا کر اسقدر مانگی دعائے وصل یار | پنجۂ مریم کی صورت فشک شانہ ہوگیا

یہ شعر حسرت آثار پڑھتے ہوئے قریب مجنون کے آئے چاہتے ہین اسکو قتل کرین مجنون بھاگا الفضول سے خفے دیو۔ نہ ہو گیا مگر ان جوانون نے نہ چھوڑا مجنون ساحر زبردست تھا سحر کرکے سبکو مارا خوب رویا کہ ہائے ہائے رفیق مارے گئے ملکہ غنچۂ آرزو نے بڑھکر وار سحر مارد می سینے کو توڑکر پار گذری مجنون مرکر گرا اسکے کئی بھائی جا پڑے جاتے تھے غنچۂ آرزو کو پکڑین غنچۂ آرزو مثل برق کے تڑپ رہی ہے صبیح بادہ پوش نے اپنی پریزادون کو اشارہ کیا جس راہ سے گذرین ساحرون نے گلے کاٹ لیے نعرے رونے ہوئے بھاگے جسپر عکس پڑا دیوانہ وار وحشی مثال سر مارتے ہین سحر العجائب نے دیکھا دونون شاہزادیون نے ہزارون ساحر مارے اب میری طرف آتی ہین للکارکر آواز دی او ناکم ام کہان جاتا ہے تو نے غضب کیا اپنے آقا کو قید کیا تھا اب کہان جائیگا سحر العجائب نے ایک چیخ ماری طرف طلسم ہفت پیکر کے منہ کرکے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر مین آپکا بندہ ہون سامری و جمشید نے مجھے منہ پھیرا آپ نہ منہ پھیرئیے مدد کیجیے طلسم میرا تباہ ہوتا ہے فقناسے مار کوہ الماس پر جشن ہو سونے کی تصویر دیر الماس مین بیٹھی ہے الماس کو وہ پیکر تاجدار بیان کا عاشر ہے اپنی عرض دیر مین کر رہا ہے جواب باصواب ملتا ہے کہ ایک آواز آئی تصویر نے کہا ای الماس کوئی مجھے فریاد کرتا ہے پہلو سے ایک طائر نکلا اُسنے آواز دی یا خداوند بادشاہ طلسم نور افشان آپ سے فریاد کر رہا ہے اور طلسم کشا نے قیامت برپا کی طلسم تمام ہوا چاہتا ہے تصویر سے پھر آواز آئی ای الماس مکنون جادو کو بھیج کر جاکر سحر العجائب کی مدد کرے مکنون سامنے تیار دس ہزار ساحر جنگی ساتھ لیے آواز دی کہ ایک طائر پیدا ہوا اُسنے آواز دی کہ یا خداوند دام مین دیوار اٹھا کن پچی ہے مکنون جانہ سکیگا کچھ تدبیر بتلیے تصویر نے آواز دی پہلوئے دیر مین شیشہ آب سحر رکھا ہے سلو اٹھالے دیوار پر ہمارا نام لیکر پھینک مارنا دیوار گرجائیگی تو اپنے کو پہونچانا مکنون نے شیشہ اُٹھا لیا بارہ ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر اژدر کو اُڑاتا ہوا چلا قریب دیوار کے پہونچا آواز دی یا خداوند ہفت پیکر اور شیشہ پھینک مار احکیم اشرف الحکمت اسوقت غافل سے دیوار گر گئی مکنون چلا اُسوقت پہونچا کہ امیر بانو تیر ڈال رہے ہین موج چمکا رہے ہین جسپر عکس پڑا جل گیا کہ مکنون نعرہ کرکے پہونچا غنچۂ آرزو کو زخمی کیا حیرت کو للکارا کہا سامنے سے ہٹ جاؤ ہمکو خداوند نے بھیجا ہے دشمنان نور افشان معتقد مذہب خداوند ہفت پیکر ہوئے ہم انکو وہان لیجائینگے اب یہ وہان رہینگے صبیح بادہ پوش چلین کہ جا نور دکون مکنون نے ایک چیخ ماری یا خداوند اس نازنین کی صورت دیکھکر جلا جاتا ہون مجھکو بچائیے ایک نخل اُلکر راہ مین حائل ہوا ملکہ صبیح اسطرف ہوگئین ہرچند قصد کرتی ہین کہ اسطرف جاؤن راستہ نہین ملتا یہ معاملہ دور سے حکیم اشرف الحکمت نے دیکھا دوڑکر قریب آئے کہا ای نور نظر مقام تعجب ہے کہ خشیات تمکو رہ نماز شب مین کمی ہوئی تھی مین بری ہوئی یہ فرماکر ایک جوان خوش رو کو اشارہ کیا جوان نے بڑھکر درخت کو

جلا اگر آسمان سے یک گنبد پیدا ہوا قریب ہی کہ حکیم پر گرے حکیم نے یا قہار کہکر دستک دی زمین تھرائی بیچ
ڈوبا اُسکے لشکر پر گرا دو ہزار جوان دب مرے مکنون نے پھر فریاد کی چند زاغ و زغن ظاہر ہوئے چاہتے تھے کہ حکیم
ہلاک کرین حکیم نے اشارہ کیا ایک کوہ سے عقاب پیدا ہوا عقاب نے زاغ و زغن کو مارا مکنون نے جو یہ حال
دیکھا چاہا نکل جاؤن کہ نعرہ صاحبقران کی آواز آئی امیر نے للکارا او بھاگا کہان جاتا ہی مکنون برس پڑا
امیر پر کسی سحر نے تاثیر کی دفع کرتے ہوئے قریب مکنون کے پہونچے مکنون نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر
نے تیغہ عقرب کو آگے لیا ہزار دن تلوارین برسین کچھ ضرر نہ ہوا امیر نے تیغہ عقرب کا ہاتھ مارا مکنون کے
دو ٹکڑے ہوئے جیسے ہی مرکر گرا اُسکے مرنے کی آواز نہ آئی ایک ساحر زمین سے پیدا ہوا آواز دیتا ہوا منم
مکنون ثانی خوب سمجھئے چار مرتبہ صاحبقران نے قتل کیا ہر مرتبہ ایک ساحر پیدا ہوتا تھا اور آواز دیتا تھا
منم مکنون سوم و چہارم امیر نے حیران ہوکر لوح کو دیکھا لوح مین مرقوم تھا یہ قبضہ ہفت پیکر ہی اسم حاشیہ
پڑھکر ہاتھ مارو مکنون پنجم پیدا ہوا امیر نے اسم حاشیہ لوح پڑھا مکنون پنجم دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اب
آواز آئی کشتی مرا نام من مکنون جادو بود کوہ فیروزہ پر ہفت پیکر عجائب و غرائب دکھلا رہا تھا کہ مکنون کے
مرنے کی آواز آئی قصور نے کہا ای فیروز تاجدار کسی کو روانہ کرو مکنون کو بھیجے برائے سیر انجم فلک
بھیجا یا قصور جادو بل کرکے نکلا آواز دی یا خداوند مین جاؤن آواز آئی جا مگر دو رنگ نامرد رہو بالیسندی
ای فیروز قصور کو جانے دے یہ جاکر خاتمہ کریگا قصور چلا جیسے ہی پہاڑ سے اُترا دس ہزار ساحر اُسکے
ساتھ ہوئے کوس بھر چلا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی محراب قزاق چالیس ہزار فوج سے آیا تھا فوج قصور
کو دیکھکر جا پڑا قصور نے سحر کیا محراب پر تاثیر نہ ہوئی لڑائی ہونے لگی محراب بھی سحر کر رہا ہی دو دن مین
لشکر قصور کو پامال کیا قصور نے چاہا اب نکل جاؤن یہ کیا بلا نازل ہوئی کبھی پکارتا ہی اور درد مین صاحب
خداوند ہفت پیکر ہون مجھ پہ تلا کرنا قدرت مجھکو دیوانہ کر دینگے آرام نہ پاوینگا محراب نے کہا مین بندہ
سامری و جمشید ہون مین ہفت پیکر کو کیا جانون حکم ہوا ہی کہ اسکو قتل کر قصور بھی جا پڑا خوب آپس مین
سحر ہوئے قصور عاجز ہوا محراب نے ہاتھ مارا قصور کے دو ٹکڑے ہوئے ہنگامہ گرم ہوا کوہ فیروز
پہ آواز آئی کشتی مرا نام من قصور جادو بود فیروز تاجدار نے گڑگڑا کر عرض کی یا خداوند یہ کیا ہوا قصور نے
کیا قصور کیا تھا کہ تم نے جلد مارا گیا تصویر سے آواز آئی ہمارا بندہ منصوب محراب قزاق آتا تھا یہ کیون نہ ہٹ گیا وہ
لوٹ مار کرنے کیا بڑا داغ دے گیا راستہ بند کر دو اور ہمارے پاس کوئی نہ آوے اب مال و دولت کو بڑا غصہ ہی
اگر اسوقت کوئی ہے بات کریگا سنگ سیاہ کر دینگے اب مجھکو ناگوار ہی فیروز تاجدار نے پڑھکر سحر کیا ایک بڑا پہاڑ
ظاہر ہوا راستہ بند ہو گیا ہفت پیکر کا یہ حال ہی کہ سات دن مین ساتوں پہر رو رو پڑتا ہی اسقدر شعبدے اُسکے
مشہور مین ساحرون کے قتل ہونے سے ایسا لاچار ہوا کہ راستہ بند کیا مطلب یہ تھا کہ کوئی ہمسے فریاد کرنیکو نہ آوے
ورنہ مجھکو ناگوار ہوگا فیروز نے راستہ بند کر دیا تمام عالم مین غل ہی قدرت نے آشوب کیا فیروز نے آگے ساحت
تصویر کے دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند راستہ بند کر دیا اب کوہ الماس پر نہ آوینگے یہان سے کوئی جا سکیگا
یہان تو یہ انتظام ہوا قاسم دلشاد صورت قصر عشرت مین داخل ہیں ایک ایک محبوب و مطلوب پہلو مین بیٹھی ہی عیش
کر رہے ہیں تاجدار ان کو دیکھے نجومیون نے کہا اپنے گھر مین آپ نے مسلمانون کو رکھا ہی ایک دن اسکا فساد
ہوگا شاہون نے کہا خداوند کو اختیار ہی ہم دخل نہیں دیسکتے یہان تو یہ رنگ ہی لیکن جب مغلوبہ کو ایک ہفتہ گذر گیا

سحر العجائب نے آواز دی ارے نائب ہمارا معجوق کوہ شکن کہاں ہے حاضر نہیں ہوتا کہ ایک طرف سے گرز زدی
ایک ساحر پہلوان وضع گینڈے پر سوار تین لاکھ جوانوں کی فوج پشت پر آتے ہی نعرہ کیا منم معجوق کوہ شکن
صف شکن آفت بر پا کرون زمین ہلا دون اے شہنشاہ نور افشان غلام کو کیوں طلب کیا کہا سارا طلسم تباہ
ہو گیا سحر العجائب نے کہا شاہان نامی مارے گئے سات دن گذرے ہیں کہ معرکہ میں لڑ رہا ہون وحشر برپا ہے
مسلمانان ہوئی زوجہ قتل ہو گئی تمامات اسکے قریب ہے اگر طلسم کشا قلعے مین داخل ہوا سب عجائب وغرائب
شجاعانہ کسی کار سازی و شعبدہ بازی سے طلسم کشا کو گرفتار کر لے جیتے جی سات دن مین لشکر حمزہ کو مٹادین
سب ساحر قتل کیے اب طلسم کشا پر پنجہ قابض نہیں ہوتا سحر تاثیر نہیں کرتا صاحب لوح صف شکن تیغ زن کون
اُسکے منہ پر جاے طلسم ہفت پیکر سے کیسے کیسے ساحر آئے آخر مارے گئے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ وہان کارستم
بنو ہوا ملک ہفت پیکر طلسم وشیخ ہے معجوق نے کہا اب آپ کنارے ہون مین تدبیر کرونگا اسکی تدبیر ابھی جلد ہوگی
یہ کہکے اسنے آواز دی اے شبیر شعبدہ باز جلد آؤ وقت دستگیری ہے عمر بھر ہماری خاطر مدارات کی آج وقت ہے
گرد زمین شق ہوئی ایک ساحر زمین سے نکلا آواز دی اے نائب شہنشاہ آپ کے حکم سے کسکو انکار ہے یہ کہکر
شبیر پڑھا تقاضائے کار خواجہ عمرو لوٹتے پھرتے ہین ملکہ غنچہ آرزو کی وزیر زادی ملکہ عندلیب خوش نوا
ہمراہ ہے ہمین ادھر عالم باخبر فرمایئے خواجہ نے مردون کو لوٹ لیا سب برہنہ پڑے ہین عمرو نے ایک ساحر کو
جو مارا اسنے ہاتھ مارا تیغ بیشا اسمین سے قطرہ ہائے آب نکلے وہ ساحر بیہوش ہو کر گرا عمرو نے سر کاٹ
لیا کہ یہ اُسکے آثار رہے ہین کہ شبیر کی نگاہ پڑی معجوق سے اشارہ کیا یہ شخص پڑھنتی پر جلال ہے اسکا
تو اسنے مارا یہ سنتے ہی معجوق نے کہا بیٹا شبیر تڑپ کر گرا عمرو کی کمر میں پنجہ دیا لے اڑا عندلیب خوش نوا نے
جو دیکھا کہ عمرو کو ایک ساحر لیے جاتا ہے تڑپ کر چاہتی تھی عمر کیا شبیر نے ایک چیخ ماری ملکہ عندلیب اُلٹ گئین
شبیر نے انکو بھی لیا غنچہ آرزو نے بڑھکر سحر کیا اُسکے گلے مین طوق آہن پڑ گیا ہر چند چاہا روکون نہ ہو سکا
صبیح بادل پوش جنین عمرو نے بلند کر آواز دی ارے یارون مجھے بچانا ساحر مجھکو لیے جاتا ہے عمرو نے پلٹکر
دیکھا صبیح بادل پوش نے چاہا بڑھکر شبیر کو روکون شبیر پر تیغ چند وبا ہوا جاتا ہے سنتا نہین صاحبقران
نے خیال کر کے دیکھا کہ خواجہ عمرو و غنچہ آرزو و عندلیب خوش نوا کو لیے جاتا ہے جھپٹ قربان سے کمان
ترکش سے تیر نکالکر ہر کمان میں پیوست کیا تک کر مارا شبیر کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا خواجہ عمرو
زمین پر گرا غنچہ آرزو گر کر لشکر کفار پر گرین کئی ہزار جادوگر مارے عندلیب خوش نوا بھی کڑک کر گرین
سحر العجائب منم الغرائب دیکھ رہے ہین معجوق کوہ شکن شبیر ذکو قتل کر رہا ہے ایک گوشے میں آیا ایک سحر کیا
صاحبقران پشت اشقر پر تھے ایک ساحر نے مقابلہ کیا گھوڑے سے اتر کر اسکو مارا چاہا کہ پیچھے پہلو سے
رونیکی آواز آئی صاحبقران اس جانب کو چلے صحرا مین آ کر دیکھا ایک جادوگر قاسم کی چھاتی پر چڑھا ہوا
سر کاٹنا چاہتا ہے قاسم رو رہے ہین بلک کر فرماتے ہین ہمارے دادا جان کو خبر ہوگی امیر نے خنجر سے اس
ساحر کو مارا قاسم کو ہاتھ پکڑ کر اٹھایا پوچھا بیٹا تم کیونکر گرفتار ہوئے قاسم نے کہا مین بیٹھا ہوا کوہ ہفت پیکر سے
آتا تھا اسنے مجھکو گرفتار کر لیا آپ کو خدا نے وقت پر پہنچایا لیکن میرا دل گھبراتا ہے یہ ساحر فرستادہ معجوق تھا
شاید اسنے سحر کیا میرے سینے مین درد ہے ذرا لوح طلسم دیجیے مین سینے سے مس کرون امیر نے لوح اتار کر
ہاتھ کلاہ دیدی قاسم لوح لیتے ہی بھاگے اور نعرہ کیا منم معجوق کوہ شکن دیکھو حمزہ یون لیجاتے ہین اب یہ

وسیع عشرت افزا دریاے موج مین غوطہ زن ہین مگر یہ سب قریب صاحبقران کے آگے دہنے باین سحر اور
عمل کی تیاری ہی صاحبقران موج چمکاتے ہوے بڑھتے جاتے ہین ایک جانب بادشاہ اسلام تخت پر پانچہزار
پانچ سو چیدہ سردار سات سو تاجدار بارہ سو جوانان فرنگی تیر و سو جوانان مغربی تیغ بکف فوج کفار پر گرے
جب غول ساحران کے بڑے امیر نے تلوار کا ہاتھ اٹھایا ساحران اسلام کا سحر چلا سرداروں نے برق شمشیر
چمکائی حکیم اشرف الحکامت نے فرنگی آزردی آتشکوار تیر بیچ ایک نقش کھینچکر مقابل نیر اعظم کیا ہزارہا سر کٹکے
[illegible] مدد پائے [illegible] رستم جہانگیر مع اپنے سرداروں کے کد و کوشش کر رہے ہین پشتون مین تلوارین
کھینچ گئین ملمہاے زنگاری کے [illegible] قفل سکندر پر چوب پڑی طوق حران گردو الوا عجب گہ حملہ اژدہا پیکر کر جس
مقام پر گاڑ دیتے ہین ہم کر لوگ ٹکڑے ہین جبکہ خون کی آثر رہی ہین تحریر کرتا ہون کہ ایسی مغلوبہ کبھی کسی مقام پر دیکھی تھی
تین شبانہ روز تلوار چلی اسقدر صفین جمی تہین کہ صاحبقران کو بڑی مشکل تہی دسویں دن لڑتے بھڑتے جنگ
رستمانہ کرتے قریب سحر العجائب کے پہونچے ایسی اس مقام پر تلوار چلی کہ کئی لاکھ کا کھیت ہوا آٹھ سو سردار
دو تاجدار صاحبقران کے [illegible] ہوے اب امیر و سحر العجائب کا سامنا ہوا علمے مین جا پڑا
جانتا تھا کہ طلسم کشا کو مار نہین سکتا کوکب روشن ضمیر کو ماروں کوکب نے بھی اس معرکے مین دو شمشیر زنی کی
کیا عجب ہے کہ زبان تیغ کار نمود دست صداے احسنت و آفرین بلند ہوچلیں منڈلا رہی ہین نقیبون کی آوازین
سرداروں کی جانبازی کی حیرت کو یہ حال ہوا کہ لاکھون ساحر مارے دیوانہ وار پھر رہی ہین ہر طرف سے صداے
الامان بلند سحر العجائب خود پسند بیقرار و دردمند ہوتا ہوا اثر ہار جب دو تیر مار زمین شق ہوئی ایک غار پیدا
ہوا ہزار دو ہزار اسمین غرق ہوے کہین آگ برسی کہین دریا بہے آپ نے جو تیغ مارا کبھی اژدہاے سیاہ آگ لاکھون
سر ٹکرا کر مرے سحر العجائب نے بڑھکر کوکب پر گولہ مارا ملک اخضر نے دیکھا کہ یہ گولہ خالی نہجائیگا اگر [illegible]
طلسم مر امیر کو بڑا قلق ہو گا بڑھکر سینہ آگے کر دیا حیرت نے بڑھکر گولے پر گولہ مارا جب وہ گولہ پیشانی پر [illegible]
ساحر و غیر ساحر مر گرے امیر چند جا چکے ہین ساتھ کو بڑھا کر گھوڑا قدم نہین اٹھاتا زبان حال سے عرض کرتا ہے
آقا قدم نہین اٹھتا ہے سحر العجائب کے پاؤن مین بیڑیاں ڈالدین امیر نے فرمایا اے رفیق مرحبا صد مرحبا
دس دن گذرے ایک طور پر تلوار چلی خون کے دریا بہے تو نے بڑا کام کیا کہ ایسے وقت مین ساتھ دیا اب مین
پیدل جاتا ہون یا تو قضا قریب ہی یا جس ظالم نے لاکھون بندگان خدا کو مارا اسکی قضا مجھکو لیے جاتی ہے پہونچکے
مار ڈالونگا یا اپنی جان دیدونگا یہ کہکر گھوڑے سے کودے دست راست مین تیغہ عقرب دست چپ مین لوح طلسم
چمکاتے ہوے جاتے ہین سب سردار امیر کو پیدل دیکھکر گھوڑون سے کودے مگر صفین [illegible] ہین مگر ایک
صف کو توڑا [illegible] صفین بڑھ گئین سحر العجائب [illegible] سے باہر کہ یارو طلسم کشا کو مار لو دنیا تماشا تا برق شمشیر کی
چمک سے زنگ کا [illegible] سنان ہاے نیزہ مثل ستاروں کے چمک رہی ہین سحر العجائب جستجو کرکے طرف
کوکب کے چلا کوکب نے للکارا او نمک حرام کیدن ادھر آتا ہی سحر العجائب نے آواز دی کوکب روشن ضمیر تو ہی
قتل کی فکر مین ہون لیا تجکو سلطنت نصیب ہوگی مغضوب بدگاہ سامری و جمشید ہو اب بچنا دشوار ہے کوکب
نے پشت دست کاٹ کر کہا افسوس ہے کہ مین سحر سے توبہ کر چکا ورنہ مین مزہ چکھاتا خدا نہ کرے کہ مین تو یہ [illegible] گردن
سحر العجائب چلا کوکب نے تلوار چمکائی اسنے ہاتھ [illegible] پھیلایا تلوار ہاتھ سے گر پڑی [illegible]
صاحبقران نے دور سے دیکھا کہ گھوڑا چاہتا ہے کوکب کو گرا دے کوکب کی پریشانی دیکھکر امیر نے آواز

دی او نامرد مجھے آنکھ چار کر یہ جواب دیکر ساحر العجائب نے دوسرا گولہ مارا صاحبقران پہ بے تاثیر ہوا پھر لوح کو چمکا دیا اسم اعظم پڑھا گولا اُلٹ پلٹا پہونچا مگر ساحر العجائب کمر ابا چاہتا ہو کہ ہمشون صاحبقران نعرہ کرکے قریب پہونچ گئے سحر العجائب نے ایک دستک دی آواز دی اے ناسزا ساحری ہو طلسم کشا گے زناد لیے یہ کہتے ہی ایک طائر عقاب پر رعنا زیبا آکر نخل پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا آواز دیتا تھا اے طلسم کشا دنیا ناپائیدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے بڑے بڑے شاہان ذوالنظم دارا کے قباد منوچہر جمشید جم ضحاک مار ان نوشیروان یہ سب پیوند خاک ہوے نام کا نشان بھی نہیں تاج و تخت ساتھ نہ لیگئے حسرت یاس لیکر پردہ دنیا سے اُٹھے اشعار ناسازی زمانہ کیسے کہاں کہاں تنگ ✤ بیزار ہوگئی ہے حسیم حزین سے جان تنگ رکھکر لحد میں مردہ کوئی نہ ہاں ٹہرا ✤ خویش و عزیز سارے سب تھے فقط یہان تنگ ✤ کس کسکو یاد کریں کسکے واسطے فریاد کریں اصل یہ ہے کہ

نظم

وصل کی شب سو گیا تھا میں سو مجھے عمر بھر
خلق کی آنکھوں نہیں جا ہو دیکھنا توقیر خواب
کر مسیحا کو نہیں میری عیادت کا خیال
اے الٰہی ہی مبتلائی ہو مجھے تعبیر خواب
یار سو جائے تو جاگیں طالع خفتہ مرے
ہو گیا پیغام اجل کا مجھکو ناسخ تیر خواب

روز شب غم اب نہیں اسکے سوا تدبیر خواب
آنکھ پھر لگنے لگی میری سپے تعویذ خواب
بعد مدت خواب میں آیا جو وہ میں بیچ کنا
پڑ گئی پھر کیا اجل کے پاؤں میں زنجیر خواب
طاقت جنبش شب فرقت کے صدموں سے نہیں
وصل کی شب قتل کرتی ہے مجھے شمشیر خواب

چھٹکے قید زیست سے کرتے میں ہم تدبیر خواب
عالم اسباب میں اسباب غفلت ہیں بہر
یہ کس کا بخت خوابیدہ ہوا تفسیر خواب
میں نے خواب وصل کو اس سے کیا
پنجہ مژگان ترکیونکر ہو دامنگیر خواب
اسکی مژگان نہ لباس دیکھی ہم سمجھ گئے تھا

اسطرح زمزمہ سرائی کی کہ صاحبقران متوجہ ہوے بگوش ہوش سن رہے تھے میں دو رسے غنچہ آرزو نے دیکھا تڑپ کر چشمین آواز دی اے شہریار آپ کیا کرتے ہیں لوح کو داخلہ کیجیے یہ طائر ہوش اُڑا دیگا نہیں معلوم کیا کر گذریگا اپنے کو بچائیے صاحبقران نے لوح کو ملاحظہ کیا لوح کو دیکھا اسمین یہ مضمون نکلا کہ اے فاتح طلسم وارث سیارہ عجائبات جب طائر زمزمہ سرائی کرے متوجہ نہ ہونا مگر متوجہ ہو سے تو خیال کرکے دیکھیے اسکی پیشانی پر ایک خال سیاہ ہے تیر تاک کر مارو اگر تل بھر کا فرق ہوگا تو پتھر ہو کر رہجا ئے گا کوئی نہ چھڑا نہ سکیگا صاحبقران نے کانپ کر قربان سے کمان ترکش سے تیر لیا تاک کر تیر مارا خال ہی پر جا کر پڑا تو وہ پشت کو توڑ کر پار گذرا سحر العجائب نے تلوار کا ہاتھ مارا امیر نے روک کر ہاتھ بدلا سحر العجائب کے دو ٹکڑے ہوے سحر العجائب کا مرنا تھا کہ سیاہ چلی آوازیں بیحد آگ اُٹھیں جیسے ہی صدا بلند ہوئی کا نشتی مرا نام من سحر العجائب بود سحر الغرائب نے جو یہ سنا چند مشیر وزیر باقی بچے تھے اُنسے صلاح کی سبنے کہا آپ بھاگ کر نکل چلیے سحر الغرائب نے آواز دی یارو میں خدمت میں ہفت پیکر کی جاتا ہوں جا کر فریاد کرونگا شاید کچھ مطلب نکلے کہ لاکھ ساحر پشت پر شکست کھا کر بھاگا ساحر بچے بچے امیر کے سردار بیہوش ہو کر گرے تھے امیر نے سبکو اُٹھوایا فتح نے دزدی داخل قلعہ طلسم ہوے حلاتین وغیرہ سب بیٹھکین سب سرداروں کو لیے ہوے امیر محل میں آئے بادشاہ اسلام تخت پر بیٹھے سب سردار اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوے ایک مردہ پیر حاضر ہوا اُسنے کہا کنجیاں پیشکش کین کہا خزانہ طلسم کی کنجیاں میں امیر نے وہ کنجیاں کوکب کو دین کہا یہ مال تمہارا ہے کوکب کو تخت پر بٹھایا اول خود نذر دی انکو نذرین گذرنے لگین مگر امیر نے پلٹ کر جو دیکھا دلگیر لندھور و قاسم خالی جگہ ہے فرمایا یارو غضب ہوا لندھور و قاسم طلسم ہفت پیکر میں جا کر قید ہوے اُنکی رہائی کی تدبیر کرنا چاہیے عمرو نے عرض کی حضور یہاں کے انتظام سے فراغت

میں گرفتار کر لاؤنگا میرے ہاتھ سے لیو کر بچیگا چابک یہ حال دیکھکر پلٹا سامنے جہانگیر کے آیا سب کیفیت
بیان کی جہانگیر نے کہا کہ میں ابھی جاتا ہوں ان کو پکڑ کے مردود کے لاتا ہوں ہرچند چابک نے منع کیا
جہانگیر نے نہ مانا پشت بد مرکب کی سوار ہوئے طرف بارگاہ ضحاک کے چلے ہرکاروں نے ضحاک کو خبر
دی کہ فرزند صاحبقران آتا ہے ضحاک نے حکم دیا خبردار کوئی نہ بولے ایک دنگل زرین بچھوادیا کہ خانزادہ
جہانگیر آکے پہونچے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ضحاک نے کہا یہ سب نام ہمارے خداوند کے
ہیں آئیے تشریف رکھیے جہانگیر دنگل زرین پر بیٹھے ضحاک نے ساقی بچے کو … جہانگیر نے جام نہ پیا
کہا ای ضحاک میں اس نامرد کو لینے آیا ہوں ضحاک نے کہا کہ آپ اپنی بارگاہ میں جائیے میں طبل جنگی بجواتے
میدان میں آونگا اجز یہ میری پناہ میں ہے معاف فرمائیے جہانگیر اٹھے ضحاک پہونچانے آیا اور میں سمجھا یہ بولا
کہ ای شہریار یہ سرحد طلسم ہفت پیکر ہے جو نام آپ نے اپنے خداوند کے لیے یہی ہمارے خداوند کے نام ہیں جہانگیر
نے کہا سارا اسماء ہم وسازی کا ہے ضحاک ہنس پڑا کہا ای شہریار آپ قدرت خداوند کے قائل نہیں ہیں زمین
و آسمان گواہی دیتا ہے جس شے سے پوچھیے وہ گواہی دے مگر آپ لوگ سیہ قلب ہیں آپ کے سرداروں میں
لندھور و قاسم سامنے قدرت کے جاکر مشرف ہوے عیش خانے میں داخل ہیں چین کر رہے ہیں جس دن
خداوند حکم دینگے آپ سے آکر ملینگے جہانگیر ہنستے ہوے اپنے لشکر میں آئے ضحاک نے بموجب رسم
طبل جنگی بجوایا جہانگیر نے بھی جواب میں نوازش طبل جنگی کو حکم دیا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے سکان ضحاک
کے ساتھ ہے جب صفیں آراستہ ہوئیں ضحاک نے گینڈے اپنا نکالا میدان میں اگر سارا زمین کی تھی کہ آسمان پر
سناٹا ہوا دیکھا چار دیو ایک تخت اٹھائے ہوے ایک جوان تخت پر سوار مگر بالکل برہنہ ہوے جسم پر بس میں
ایک چوب دستی کاندھے پر جب ہوا ہے بال چہرے پہ اڑتے ہیں چہرہ آفتاب مثال ظاہر تھی دیوزادوں نے اگر
تخت زمین پر رکھا وہ بلاے سیہ تخت سے کودا چوب دست ہلاتا ہوا قریب ضحاک کے آیا زبان اسکی
کسیکی سمجھ میں نہیں آتی دیوانہ وار حرکات لغو کرتا ہوا سامنے ضحاک کے پہونچا جست کرکے ایک چوب لگائی
ضحاک نے گرز اٹھایا گرز پر جو چوب دست پڑی تراقے کی آواز ہوئی ضحاک مع گینڈے قتل ہوا خون کا ہو کر
رہ گیا وہ جوان ضحاک کو مار کر طرف جہانگیر کے پلٹا ایک دیو نے آواز دی ای شہزادہ جہانگیر تمکو جوان
پہلوان طلب کرتا ہے جہانگیر نے مرکب اٹھایا نوبت نقارے ہوے جب وہ جوان … دیوزاد دست
آگر لپٹ گیا اشارہ کرتا ہے کہ بھاگو ہرچند دیوزادوں نے کہا بھاگنا عیب ہے بدنامی ہوگی پہلوان نام ڈبوئینگے مگر
طلسمات نگاری کے … دیکھکر وہ جوان اسقدر خائف و پریشان ہے مثل بید کانپ رہا ہے دیو سے
سامنے ہاتھ جوڑتا ہے کہ مجھے لے بھاگ ناچار ہوے ہرچند وہ جوان پھر تخت پر سوار ہوا ہاتھوں
سے اشارہ کرتا ہے کہ مجھکو لے بھاگو آخر لاچار چاروں دیوزاد اس بلاے سیہ کو لیکر ایک طرف روانہ ہوگئے جب
جہانگیر نے سکان کو آواز دی کہ ضحاک مع واصل ہوا اب یہی بہتر ہے کہ میرے پاس چلے آؤ یا ہمارا اسلام
اختیار کرو ورنہ ہم قتل کرینگے زندہ نہ چھوڑینگے بچے بچے کو سر میدان زیر کیا ہے سکان نے دیکھا یہ ہونہ مانیگا فساد
بڑھیگا لاچار ہو کر چلا سامنے جہانگیر کے آیا کہا حضور میں غلام تابعدار ہوں میرے قلعے میں لشکر بھی لے
چلیے کل لشکر کو اجارہ کیا چلے آئے جہانگیر کو … نوبت نقارے بجاتا ہے جہانگیر کو ساتھ لیکر قلعے میں آیا
کہا تخت پر تشریف رکھیے جہانگیر نے کہا ہمارا دستور نہیں ہے کہ ہاتھ پکڑ کے سکان کو تخت پر بٹھایا چابک سے

پہونچے اُس سے لڑائی پڑی کمر میں ہاتھ دیکر اُٹھا لیا سکان بصدق مسلمان ہوا اور داراب کو لیکر اپنے قلعے
میں آیا مگر داراب نے فتاح سے کہا جہانگیر کو تلاش کرو ایسا نہو کہ اس شہر پر کوئی آفت پڑے میں قبلہ کعبہ
کو کیا جواب دونگا ارشاد فرما دیجئے تھے یہ حال دیکھا اور جستجو شہزادگی فتاح کشوری بہت خوب کہکر چلا شاہزادے
کو لیکر دربار میں آیا سکان شاہزادہ نے تخت پر بٹھایا آپ دنگل پر بیٹھے ناچ ہونے لگا کہ ہرکارے دوڑے
ہوے آئے عرض کیا ای شہریار ایک پہلوان گینڈے پر سوار بڑے زور و شور سے یہ کہتا ہوا آتا ہے
کہ سکان نے غضب کیا خداوند ہفت پیکر کو برا کہا قدرت کو بہت ناگوار ہوا اب سزا ملیگی یہ ذکر تھا کہ دربارگاہ
پر بلا پہنچا ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال پردہ اُٹھا کر بارگاہ میں آیا نعرہ کیا میں پہلوان پرشور ہوں کہکر
سکان پر جا پڑا سکان نے ہاتھ تلوار کا مارا پرشور نے باز و بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینک
دی کمر زنجیر میں ہاتھ دیکر اُٹھا لیا چاہا کہ ملعون داراب نے نعرہ کیا او ملعون کہاں جاتا ہے پرشور پلٹ پڑا
داراب پر ہاتھ مارا داراب نے پیچھے ہٹکے کہا لوگ مجھے بدنام کرینگے سکان کو چھوڑ دے پھر مجھ
سے مقابلہ ہو پرشور نے جواب دیا او پسر حمزہ مجھے کچھ اسکی پروا نہیں تجھ لیے بہت ہے کہ سکان
کو ہاتھ ریلے ہوے چرخ دیتا رہا جب داراب نے بہت کہا کہ تو اسکو چھوڑ دے یہ بھاگے کا نہیں تب
اسنے بمشکل سکان کو چھوڑا اور داراب کے سامنے آیا آپس میں نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا پرشور نے
نیزہ داراب کا توڑ ڈالا تلوار کی نوبت پہونچی تلوار میں رہا حاصل نہوا آخر داراب نے کلائی پر ہاتھ
ڈالا دیر تک کشاکش رہی پرشور نے کہا او پسر حمزہ کیا ارادہ ہے داراب نے کہا منظور ہے کہ کشتی میں تیری
مشکیں باندھوں پرشور نے تلوار چھوڑ دی دامن گردانے آستین چڑھا کے کشتی میں مصروف ہوے سب
دیکھ رہے ہیں دربار میں اسپے ہنگامے بیچ میں سکان بھی کھڑا دیکھ رہا ہے پھر کامل کشتی ہوئی دو چار
پیچ بھی ہوئے پلٹے ستے پہلوان پرشور دو کر لے دو ڈالے ہر چند داراب چاہتے ہیں کہ روکیں مگر
کھسکتے چند قدم ریل سے لایا لاسکے مارا اور دونوں گھٹنے شاہزادے کے آغوش میں ہوے پہلوان
نے کمر میں ہاتھ ڈالا ایسے زور میں تھا کہ گھٹنہ دوسرے زور میں تھا سینہ تھیم سے زور میں سر سے بلند کیا ایک ہاتھ
سے سکان کو اٹھایا دونوں کو چسدہ دیتا ہوا لے نکلا باہر آیا فوج نے چاہا کہ چھا کریں یہ کہ اس
نے آواز دی کیوں نکھارے ہی قضا آئی ہے ایسا نہو غضب خداوندی میں مبتلا ہو تھئے پسر حمزہ کی اعانت اختیار کی
کچھ خوف قدرت نکیا بس خداوند کا زمین و آسمان مع حوران ہر مرتبہ قدرت سب سے بالا ہے اس خداوند نے قتل
نہو گا اخر داراب سے پیچھے نہ آنا سب رک گئے پرشور دونوں کو لیکر طرف صحرا کے روانہ ہو گیا اور نظروں
کی آڑ میں جا کر غائب ہوا سب بیقرار ہیں مگر فتاح کشوری پلٹ کر آیا دیکھا دربار میں رونا پڑا ہے
فتاح نے پوچھا خیر تو ہے سب نے رو رو کر حال بیان کیا کہ اعرف ایک پہلوان آیا دونوں کو گرفتار کر کے
لیگیا یہ سنکر فتاح بہت رویا کہا یارو کوئی ساحر ہوگا ورنہ کسکی مجال ہے کہ فرزندان حمزہ کو یوں قید کر کے
لیجائے یہ کہکے عیاری سے اپنے کو آراستہ کیا جسطرف خبر پائی تھی اسیطرف جستجو میں چلا جنگل کو طے کر کے
گوشہ صحرا میں ایک قصر دیکھا نہایت تکلف سے آراستہ دروازے پر بادل حاجب دربان موجود ہیں فتاح
کونے میں چھپا ایک خدمتگار کسی کام کو آیا فتاح نے اسکو بیہوش کیا اسکی شکل بنکر در قصر پر آیا دیکھا
ڈیوڑھی میں چراغ روشن ہے ایک کنیز اندر سے گھبرائی ہوئی آئی چراغ کو انگلی سے درست کیا تیل جو

ایک آندھی سیاہ چلی آسمان سے ایک ساحرہ تخت پر سوار کئی سو جادوگرنیان پشت پر آکر چڑھی و اسکے بعد
کے ختم ہوئی تصویر نے آواز دی دیکھ تیرے پہلو مین کیا پڑا ہی آسمان نے دیکھا ایک پرچہ کاغذ کا پڑا ہے
اسمین بخط جلی لکھا ہی ای آسمان بلاخیز جلد جا مصر الغرائب کو خدمت قدرت مین پہونچا حمزہ کو گرفتار
کرکے لاؤ وہ عیار مکار کہ جسکا نام لینا مناسب نہین پہلے اسیکو گرفتار کرنا یہ سنکر آسمان بلاخیز نے
دست بستہ عرض کی نام لونڈی کو معلوم ہو پڑے قہر و غضب سے آواز آئی ارے عمرو نام ہی پڑا ہے
اسکا یہ ہی کہ قاتل و رہزن مشہور ہی یہی نشان کافی ہی جو قدرت نے نام لیا اب یہ نام کبھی نہ لینا
ورنہ باعث خرابی ہی اس ظالم کے ظلم سے قدرت کو بیتابی ہی آسمان بلاخیز چلی مگر مصر الغرائب شکست
خوردہ بھاگا کوہ و دشت کو طی کرتا ہوا قریب قلعہ ہفت پیکر کے پہونچا دیکھا اسنے کہ قلعہ سر بفلک کشیدہ سات
برج کلان ساتون برجون مین سامان عیش و نشاط ہی نوبت بج رہی ہی صدہا پریتن دھوتیان باندھے
ہوئے مصروف پوجا پاٹ مین کسی مقام پر ناچ ہو رہا ہی شراب چل رہی ہی معشوقان پریپیکر مصروف
رقص و سرود ایک خندق کلان اسمین آگ جل رہی ہی طائر اگر اسمین گرتے مین جلتے نہین اپنے آشنو کی
سے جلتے مین صحیح و سالم اس آگ سے نکلتے ہین جب آگ سے نکلے بزبان بیزبانی بطور اظہار تعریف
خداوند ہفت پیکر کرتے ہوئے غائب ہوتے ہین کچھ زاغ و زغن اڑ رہے ہین جب قریب آگ کے
آتے ہین جھونکا ہوا کا چلا طائر خوش ہو کر پکار رہے ہین خداوند کے صدقے جو اپنی تعریف کے واسطے
ایکبار نام اسکے نام پر نثار مین مصر الغرائب نے یہ عجائب و غرائب دیکھے ساتھ والون سے
کہہ رہے ہین کیون یارو کیونکر گھلے مین جادین ساتھ والے کہتے ہین حقیقت مین قلعے مین جانا مشکل
ہی لو ایک آندھی سیاہ آئی آسمان بلاخیز آگرہ یہ گئی آواز دی ای مصر الغرائب تم سب اپنے کو اس
آتش مین گرا دو باعتقاد نام خداوند ہفت پیکر کا لو کوئی نہ جلیگا کیون جلتے ہو یہ مقام خداوند خدائی
ہفت پیکر کا ہی یہان کسیکو تکلیف نہین خداوند نے سبکو پیدا کیا اور ہر بگڑ دشمن آسمان بلاخیز ہین
تمھارے دشمنون کو پکڑنے جاتی ہون یہ آواز جو مصر الغرائب نے سنی گھوڑے کو بڑھایا ہفت پیکر
ہفت پیکر کہتا ہوا خندق مین گر پڑا لاکھ ساتھ والے بھی کود پڑے اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک باغ
مین پایا عندلیبان خوشنوا غزلین گا رہی ہین سننے والے کے دل لوٹ رہی ہین

زمین جسکی چہارم آسمان ہی
دل روشن ہی روشنگر کی منزل
قبائے گل مین گل بوٹا کہان ہی
برنگ بو ہون گلشن مین مین بلبل
قناعت بھی بہار بے خزان ہی
بہت آتا ہی یاد ای صبر مسکین
ہزارون بت ہین یان ہندوستان کی
وطن مین اپنے اہل شوق کیطرح
گل و بلبل سے دوبار میان ہی

خدا پنہان ہو عالم آشکارا
یہ آئینہ سکندر کا مکان ہی
پسیجے گا کبھی تو دل کسیکا
بغل غنچے کی میرا آشیان ہی
چمن کی سیر یہ ہوتا ہی جھگڑا
خدا خوش رکھے تجھکو تو جہان ہی
یقین ہوتا ہی خوش شعلی سے اسکے
سفر مین روز و شب ریگ روان ہی
سعادتمند قسمت پر ہین شاکر

یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہی
نہان ہر گنج ویرانہ عیان ہی
تکلف سے بری ہی حسن ذاتی
ہمیشہ اپنی آہون کا دھوان ہی
شگفتہ رہتی ہی خاطر ہمیشہ
کمر سیری ہی دوست باغبان ہی
الٰہی ایک دل کس کسکو دون مین
کسی گلرو کا غنچہ عطردان ہی
سحر ہو وے کہین شبنم کرے کوچ
چمن کو سفر باد دم آشنان ہی

میدان میں پہونچنے دو ان کا غنچۂ آرزو دلکشا کو حکم ہوا تھا کہ تم میدان کارزار میں نہ آؤ ورنہ میں
علی ہو گا مگر جا کر یہ سوار قریب اشقر عرض کر رہی میں فقط سرکار کے اشارے کی دیر ہی ایک اشارے
میں نہ لشکر ہی نہ لقا بدار ہی حکم ہو تو دیوانہ گردوں لاشوں سے میدان بھر دوں امیر فرماتے ہیں ابھی
کنیزوں کو بیکار لگ ہو جائیے خبردار نہ بان نہ بدیے میں شرمندہ ہونگا خود مقابلہ کرونگا جو گذرے ہر جسد
سو فقط لقا بدار ہی اعتراف ہی لیکن اٹھنے پڑے بڑے احسان کیے ہیں کیا سر اٹھا سکتا ہوں یا مقابلہ کرنے
میں ہیر سے شک ہی یہ کہتے ہوئے میدان میں پہونچے لشکر کو آراستہ کیا میمنہ میسرہ درست ہوئے نقیبوں
نے بڑھکر اشعار عبرت آمیز پڑھے اور ریگزار سے تھے

نظم

نہ سکندر ہی نہ آئینہ حیرت افزا
سیکڑوں قافلے ماہی ہی جرس منزل سے
جسکو گل کر گئی جنبش دامان قضا
اس بیابان کا یہ اک نخل ہی نخل ماتم
اے سلیمان عدم حال کہو کیا گذرا

نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی
گور دارا نے کبھی دیکھی نہ کبھی بانگ درا
وہ گل تازہ وہ اسباب ہیں بنتے کہ وہ
لف افسوس ہی اک برگ ہی گلشن کا

تخت جمشید و خسرو جام ہو نقش فنا
کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
کسکی اس بزم میں روشن ہوئی شمع اقبال
شمع کی سانسیں نہ ہوئے جسکے لیے باد ہوا
ہر ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھیں

یہ اشعار جو نقیبوں نے پڑھے سار رجوع ہونے لگے خنجر شمشیر چمکنے
لگے کہ لقا بدار نے اپنا مرکب بڑھایا نیزہ ہلاتا ہوا میدان میں آیا پکار کر آواز دی یہ نیاز مند آپکا مشتاق ہی
صاحبقران نے فرمایا خواجہ میدان کو قرق کرو عمرو نے کلاہ نمدی کو اچھالا سب سردار پیدل ہو کر
… ہر ایک کا یہی مقصد تھا کہ ہم میدان میں جائیں امیر نے سیکورو کا گھوڑے کو بڑھایا اگر لقا بدار
سے تا دو دن ہوئے کہ دو دو چار چار قدم گھوڑے سے اب بجائے سنبھالے نیزہ چلنے لگا ہنگامہ گیرودار
بلند ہوا دونوں مشتاق فنون سپاہ گری میں شہرہ آفاق دونوں لشکر نگران ہیں کہ کوئی کسی مقام پر کمی نہیں
کرتا ایک طور پر نیزہ چلا بعد پھر ہم کے سنانیں بنائیں بیکار ہوئیں نیزے ٹوٹے اب تلواریں کھینچیں وار چلنے
لگے بجلیاں بار چمک دکھاتی ہیں جب دو گھڑی کامل تلوار چلی مطلب کسیکا نہ حاصل ہوا امیر نے بازو بڑھا کر قبضہ
پکڑا مگر لقا بدار نے گریبان پکڑا آپس میں جھٹکے چلنے گھوڑے سے میٹھے گھوڑوں نے زبانیں نکالدیں
رخ حیران سے ہیں مرکب نہیں اٹھتے آخر گھوڑوں سے کود کے کشتی ہونے لگی دونوں لشکر نگران ہیں کس
زور و شور سے یہ دونوں لڑ رہے ہیں دیکھنے والے دنگ بڑے بڑے شہسوار تھے ایک نے ایک کو عاجز
کیا مگر ایک یہی چاہتا ہی کہ حریف کو اٹھالیں مگر ممکن نہیں پسینے کے دریا بہہ رہے ہیں کشتی ایک طور پر رہی کبھی …
کی بیقراری کبھی سر پر لقا بدار کے سایہ پڑتا ہی کبھی سر پر صاحبقران کے آتا ہی جب یہ سر پر صاحبقران سے
علس گوالتا ہی امیر کا دل گھبراتا ہی اسم اعظم پڑھتے ہیں تب دل قائم ہوتا ہی اسی رنگ میں وہ دن تمام ہوا آفتاب
عالمتاب با رنگ زرد لرزاں و ترساں کاشانۂ مغرب میں جا کر چھپا سرداروں نے لا کر روشنی کی رات کو
بھی اسیطرح کشتی رہی شب شمشیر مردان عالم سے رات کٹی ستارۂ سحری آسمان پر چمک رہا ہی ایک طور پر
کشتی ہو رہی ہی ہر مرتبہ لقا بدار عرض کرتا ہی اے شہریار دو چار دن میں حال کھلے گا اب جائیے حقیر
مصنف تحریر کرتا ہی کہ چار شبانہ روز اسی رنگ میں گذرے پانچویں دن اول وقت ہی کشاکش ہو رہی ہی کہ ایک
لشکر لقا بدار میں بلند ہوا پلٹنوں رسالوں میں تلوار چلنے لگی ہزاروں کے سر کٹنے لگے لقا بدار نے جو یہ ہنگامہ
دیکھا کہا اے شہریار لشکر میں اشتباہ ہوتا ہی ہزاروں سر کٹے گرتے ہیں رنگ لشکر صاحبقران میں ہوا تھا

امیر کو خبر پہونچائی کہ اقوال نے طبل جنگی بجوایا ہے امیر نے فرمایا خواجہ کہدو ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی ہو تا ہے
زبان طبل جنگی بجے جو کچھ نقاش ازل دکاتب قسمت نے ہماری تقدیر میں تحریر کیا ہے وہی پیش آئیگا خواجہ نے آکر
حکم دیا طبل سکندری پر چوب پڑی لشکر میں تیاریاں ہونے لگیں جا بجا یہی ذکر ہو کہ فرزندان صاحبقران نکل گئے دیکھیں
انجام کار کیا ہو سب اپنے اپنے مقام سے سنتے ہیں جا بجا لڑائیاں پڑی ہونگی وہ شیر ہر کنے والے نہیں ہیں لشکر کی
اقوال کے تیاری ہو رہی ہے بڑے بڑے پہلوان ساتھ لایا ہے اپنے زور پر بل بلا رہا ہے غرض پہر رات گذر کر وہ وقت آیا
کہ شہنشاہ ماہ تاباں نے شہنشاہ زرین پوش کے ہاتھ سے شکست کھائی یعنی لشکر ثاقب پر غالب آئی شہنشاہ ماہ تاباں
نے قلعۂ مغرب میں جا کر قیام کیا شہنشاہ زرین پوش تخت فلک چہارم پر جلوہ فرما ہوا فوج ضیا و شعاع نے تمام عالم کو
گھیر لیا فوج سب روپوش ہوئی صدائے مرغ سحر بلند تھی اقوال کو دیکھیے گینڈے پر سوار ہوا سات سو پہلوان چار لاکھ جوان
پشت پر پرے باندھے ہوئے اس شوکت و حشم سے آکر میدان میں پہونچا ادھر سے آمد آمد صاحبقران بادشاہ
اسلام تخت پر طلب سپاہ میں تخت ٹھہرا امیر چالیس قدم آگے بڑھے ہوئے پریدہ علم میدان میں ٹھہرے صفیں جمیں
میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ درست کیے گئے طرفین سے آراستہ نقیبوں نے نوبت لی کہیں نے یہ اشعار پڑھے بیت
اگر کسی نے سبب کیا جو کرتا ٭ دل مرد کا بھی سبب ہے ٭ ہیں نمود وہ نام کرتا ٭ رستم سے نہ ہو وہ کام کرتا
رستم نہیں اب نہ سام باقی ٭ مردوں کا فقط ہے نام باقی ٭ مردوں کی آنکھوں میں نشہ نیام ہر یک کا یہی ارادہ تھا
کہ نکلکر مقابلہ کریں نام بزرگوں کا روشن کریں قدم نہ ہٹنے پائے کہ اقوال کو دیکھکر جنگاوری طرف فوج سے
دیکھا شیدائے فیلتن گینڈا بڑھا کر نکلا حرب کی اجازت میدان کی چاہی اقوال نے رخصت دی شیدا گینڈہ بڑھاتا ہوا
میدان میں آیا صلح شوری کرنے لگا جب خوب شوق ہو چکا پکار کر آواز دی کہ فرقہ خدا پرستان دعویدار جستان جس کو تمنا
مرنے کی ہو نکلے امیر نے دیکھا کہ بہرام خاقان چین مرکب اپنا صف سے نکالتے ہیں بادشاہ کے آکر سلام کیا
حرب کی اجازت میدان کی چاہی بادشاہ نے فرمایا خدا کے سپرد کیا بہرام مرکب کو جست دیتا ہوا سامنے شیدائے فیلتن
کے آیا پیچ تاب سے دوچار ہوئے دونوں پہلوان سامنے ہوئے شیدائے فیلتن نے نیزہ مارا بہرام
نے نیزہ کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا شیدا کا وار خالی گیا شیدائے غضب میں آکر تیغ
کھینچی بہرام نے سپر پر روکا بہرام نے ایک ہاتھ مارا شیدا زخمی ہوا
زخمی ہوتے ہی گینڈا اپنا پیچھے ہٹا کر آواز دی یا خداوند آسمان سے شعلہ سا نکلا جہاں
بہرام کھڑے تھے وہاں اندھیرا ہو گیا ایک تھوڑی دیر سے روشنی ہوئی دیکھا بہرام غائب ہو گئے شیدائے نے
زخم اپنا باندھا پھر پکار کر آواز دی یا صاحبقران امیر نے عمرو سے فرمایا خواجہ یہ
ہو گیا مر گیا بہرام کو کون لے گیا یہ کیا جادو تھا عمرو نے عرض کی کچھ میرے ذہن میں نہیں آتا
شیدائے نے پھر آواز دی جمہور جہان سوز نے صاحبقران سے گھوڑا نکالا سامنے
صاحبقران کے آیا دست بستہ عرض کی حضور غلام کو مہلت دیں گردن باندھ کر لشکر میں
لا ڈالوں گا بادشاہ نے فرمایا یہ بھی شعبدہ دیکھا ہے بہرام غائب ہو گئے ساتھ ہی کوئی حسرت
ہو کر آیا ہے جمہور نے عرض کی جب تلوار بھی کوئی شعبدہ نہ آئیگا بادشاہ نے فرمایا کہ خدا کے سپرد کیا
جمہور نیزہ ہلاتے ہوئے طرف میدان کے چلے شیدائے کے قریب ہوئے تھے کہ شیدائے نے
پکار کر آواز دی یا خداوند صنعت پیکر میں زخمی ہوں لڑنے کے لائق نہیں ہوں دشمن کے ہاتھ سے بچائیے یہ کہکر

پیچ ماری کہ صحرا ست گرداوری دیکھا سب نے ایک آہو ختنی صحرا سے پیدا ہوا قریب مرکب جمہور آیا چاہا ایک گھوڑے کو
سینگ مارے جمہور نے گھوڑا اٹھایا آہو بچا جمہور نے اسکے پیچھے گھوڑا دوڑایا آگے آگے آہو پیچھے پیچھے جمہور
صحرا میں جا کر غائب ہوئے امیر انتظار کر رہے ہیں جب عرصہ ہوا شیدا نے پھر آواز دی ای فرقہ مسلمانان سخت عجب
ہے کوئی ہمارے مقابلے پر نہیں آتا کیا ہم دین آذین بادشاہ کو سخت ناگوار ہوا طرف دست راست کے دیکھا فرامرز عاد جنگی
صف سے گھوڑا اچھال کر نکلا کہتا ہوا یہ دست بیگانہ عجب خلل میں بزرگوں کا نام بدنام کرتے ہیں گئے تھے میدان میں آہو کا
پیچھا کیوں کیا گئے تو بیٹھے ہی نہیں رہ سکتے ہوئے قریب بادشاہ کے آئے اجازت لی طرف میدان کے چلے بازدار
فرامرز کا پہلو میں کھڑا تھا فرامرز نے کہا دیکھو طاؤس اڑا ہوا جاتا ہے باز کو چھوڑ دو شکر کرو یہ سنتا تھا کہ بازدار نے باز کو ہاتھ
سے لیا باز نے آیا طاؤس کو دیکھا کر باز کو سکا بازو طاؤس کے پیچھے چلا آگے طاؤس پیچھے باز چاہتا ہے کہ شکار کروں فرامرز نے بھی
گھوڑا اڑا دیا سب لوگ ہاں ہاں کرتے ہیں کہ آپ کہاں جاتے ہیں فرامرز نے کہا میں اپنے باز کو لیکر آتا ہوں تھوڑی دیر میں
وہ باز طاؤس نظروں سے مخفی ہوئے فرامرز لنور ابھی گلستان میں غائب ہوا امیر نے کہا لاحول یہ کیسے دل دادے
نکلے ہیں کہ برائے مقابلہ حریف گئے شکار میں کیوں مصروف ہوئے باز چھوڑ دیا وہ آہو کے پیچھے چلے آئے غرض ٹھیک دوپہر کا
وقت ہوا آفتاب تابان وسط سما پہ شیدا نے پھر آواز دی یہ کیا سبب ہے کہ کوئی ہمارے مقابلہ پر نہیں آتا صاحبقران کو
غصہ آیا اشقر کو صف سے بڑھایا سامنے بادشاہ کے آئے تخت رکھوا دیا بادشاہ نے کہا ای شہریار آپنے کیوں قصد کیا اور
اور ہے پایا ماہ میں سب سردار گرد آگئے عرض کرتے ہیں ای شہریار غلام بھاجا نہ جائینگے آپ ارادہ کیجیے صاحبقران نے
کہا میں تو اب قصد کر چکا اب مجھے اجازت ملے لاچار بادشاہ نے کہا ای شہریار خدا کے سپرد کیا اب امیر نے اشقر کو زرجار
گھوڑا طرارہ بھر کر چلا اشقر الیسا مرکب سوار صاحبقران زبان خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے امیر میدان
کارزار میں پہونچے عمرو نے کہہ دیا تھا کہ اسم اعظم ورد زبان کیجیے شعبدہ کا معلوم ہوتا ہے امیر اسم اعظم پڑھتے ہوئے
قریب شیدا کے پہونچے آتے جو دیکھا تابان امیر کو دیکھا سطوت وصولت دیکھ کر کانپنے لگا کہا یا امیر تم سے تو کچھ ہول لا
مقابلہ نہیں اپنے بھائی کو جا کر بھیجتا ہوں امیر نے کہا جاؤ شیدا الگنیدے کو پھر جا کر سامنے اقوال کے آیا کہا ای
پہلوان سرداران ای گرشاسب جہاں مجھکو ایسا خوف ہوا کہ اس جوان کے ہاتھ سے جان نہ بچیگی فقرہ دیکر چلا آیا اپنے
بھائی ابدال فیلدندان کو بھیجتا ہوں وہ جیسے پچھاڑ کر پھیکدیگا اقوال نے کہا غیرت کی بات ہے میدان سے پلٹ آیا لیکن
خوشی تیری شیدا نے طرف اپنے بھائی ابدال فیلدندان کے دیکھا کہا جا بھائی صاحب آپ مقابلہ میں حمزہ کے جائیے جیسا
کے پھیکدیجیے خوف کچھ نہ کا ابدال نے کہا میں ابھی جاتا ہوں یہ کہکر ابدال فیلدندان گینڈے کو ڈپٹاتا ہوا اچھلتا
سامنے صاحبقران کے آیا آتے ہی اسنے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر رد کیا آپسمیں نیزہ چلنے لگا
گیارہ سو تان میں امیر نے نیزہ ابدال کا نکالا ابدال نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر رد کیا بیچ میں
وہ تلوار مار کر پلٹا امیر نے خنجر از جنہ وار کھینچکے ہاتھ تیغہ عقرب کا مارا برق شمشیر تیز کر کے سپر کو کاٹ کر چکنیے ابدال
کے چار ٹکڑے ہوئے لشکر میں اقوال کے غریو بلند ہوا اقوال نے بائیں جانب دیکھا مستزاد شہزادہ دریو کا
مارکر صف سے باہر نکلا کہا میں ابھی جا کر سر لاتا ہوں لیکن کیوں اقوال خداوند نے مدد کی وہ جوان تو آوارہ ہوئے
ایک غائب ہوا اس جوان پر کیا نظر رحمت خداوند ہے کہ سرداری پہلوان کو مارا میں ابھی سر لاتا ہوں آپ خداوند کو پکاریے
مستزاد بھی چلا اقوال نے پکار کر آواز دی یا خداوند بخت بیکر بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ کا بندہ مارا گیا
مستزاد کی مدد کیجیے مستزاد غرضکہ صاحبقران کے نزدیک پہونچا تھا کہ صحرا سے ایک شیر پیدا ہوا اشقر نے بدلگامی کی

گود میں لیا ہوا اور پر سوار کیا لڑتے ہوئے لے نکلے امیر دوڑتے ہوئے قریب اقوال کے پہونچے اقوال نے للکارا
اے حمزہ میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا دوکتے ہی امیر پلٹے اقوال سے مقابلہ ہوا اقوال بڑھ پڑا امیر نے اسکے وار سے
ہاتھ نکالا غصہ جو انتہا کا تھا ہاتھ میں جو سہراب یل کا مارا برق تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے تلوار سر پر گری خود کو
اکٹرتا دوابرو پہونچی اقوال نے واسطے نار اسینہ جھٹکر نکلا چادر خون کی آنکھوں میں آئی اور پہلوان بیچ میں کود پڑے مالک کو
اپنے بچایا اقوال نے چیخ مار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر دوڑو حمزہ مجھکو مارے ڈالتا ہے قضائے کار آج خداوند
خداوند ہفت پیکر کوہ نیلگون پر بہ نیلگون تاجدار سنا تھا حاضر ہو عجائب و غرائب بیان ہو رہا ہے ایک نجومی سامنے
حاضر ہوا تھے کہا یا خداوند اقوال پکار رہا ہے تصویر سے آواز آئی ارے یار و لینا سیگون سرشار کو بھیجو سیگون سرشار
کہاں ہے جیسے ہی تصویر نے یہ آواز دی آسمان پر ایک ابر پیدا ہوا سیگون سرشار آکر اترا آواز دی کیا حکم ہے تصویر سے آواز
آئی جاکر اقوال کو بچا دو یہ سنتے ہی سیگون سرشار جھومتا ہوا چلا پہاڑ پر ایک ٹکر ماری زمین شق ہوئی اسمیں سما گیا یہاں
جب اقوال زخمی ہوا تھا لشکریان فوج صاحبقران نے خیموں میں آگ لگا دی مال و اسباب لوٹ لیا کفار کے پاؤں ہٹے
بھاگے ہوئے جاتے ہیں سرداران صاحبقران جھپٹ جھپٹ کر گھلکر رہے ہیں جو کافر پڑا جھپٹ کر مارا لاحق ناگاہ
ابوالحسن گرد دونوں بھائی علیحدہ ہمراہان لشکر ایک بھائی کا ذمہ ہے ایک بھائی ضیائی کرتا ہوا علم لوٹا کر ایک مقام پر
کاٹا ہی اسکے سامنے میں دونوں بھائی کھڑے ہیں ایک حبہ کا ہی گا جلا دو دونوں علم وار مع علم غائب ہوئے اقوال
بھی بھاگا جاتا تھا پلٹ پڑا فوج بھی پلٹی یا تو بھاگے جاتے تھے یا لڑنے پر مستعد ہوئے عمرو نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ
... سے پاس صاحبقران کے آیا عرض کیا اے شہریار ابھی ایک آواز آئی آپ کے ساتھ والے وہ آواز سنکر پریشان ہو گئے
کفار دلیر ہوئے وجہ یہ اقوال کس زور و شور سے آتا ہے کئی سرداروں کو زخمی کیا اور خود بھی اسکے سر پر بھی زخم کا نشان
کہاں اسم اعظم یاد ہے کا گرد و رہے تو بہت مناسب ہے امیر اسم اعظم پڑھتے ہوئے بڑے اقوال بڑھتا ہوا آتا ہے
ایک خنق کے سامنے میں آکر ٹھہرا ہی کہ زمین شق ہوئی سیگون سرشار زمین سے نکلا آواز دی اے پہلوان دوران
تمکن اسکو بچا خداوند نے تمہاری مدد کو بھیجا ہے میں مدد دونگا لیکن دو سرداروں نے گرفتار ہی کر لیے ابھی اصل مطلب
میری سمجھ میں نہیں آیا کہ باعث شکست کیا ہے طبل بازگشت بجوا دو ہٹ چلو پھر طبل جنگی بجوا دونگا میدان میں گر تیار نہیں
پیدا کرونگا پھر سے شعبدوں سے کوئی نہ بچے گا اقوال نے حکم دیا طبل پر چوب پڑی لشکر علیحدہ ہوئے
اقوال بھی پلٹا کہ داروغہ زندان نے بڑھکر عرض کی دو سردار میرے قبضے میں ہیں علم اژدہا پیکر بھی فرزند
نے سوچ کیا قیدیوں کے بارے میں کیا حکم ہوتا ہے اقوال نے کہا چھپا کر قید کرو سمجھا جائے کا حال قید ظاہر ہونے
نہ پائے داروغہ زندان خلاف وق حیران گرد و ابوالحسن کو لیکر ایک خیمے میں آیا دونوں کو خیمے میں قید کیا آپ دروازے
پر بیٹھا چار سو ساحر ساتھ لیے نگہبانی کر رہا ہے خواجہ عمرو جو بارگاہ اقوال میں آئے دیکھا اقوال ایک
سنگے پہلوان سے صلاح کر رہا ہے کوئی اسمیں شریک نہیں خواجہ وہاں سے بیٹھے بیرون بارگاہ جو آئے دیکھا
ایکطرف خیمہ استادہ ہے کرسی پر ایک پہلوان چار سو پہلوانوں کو ساتھ لیے بیٹھا ہے عمرو نے ایک خدمتگار سے پوچھا
اس خیمے میں کون ہے اسنے جواب دیا کہ سردار صاحبقران کے اس خیمے میں قید ہیں عمرو کنارے
ہوا قریب بھٹی کے شراب کی تھا ایک چند شراب کا سول لیا آپ ایک چوبدار کی شکل بنے مزدور کے
سر پر تیلہ رکھوایا اس خیمے کے سامنے آئے سمند نے پکار کر آواز دی کون آتا ہے عمرو نے کہا
اقوال نے تمہارے واسطے شراب بھیجی ہے سمند کے ساتھ والے دوڑے ہاتھوں ہاتھ لیا اُتروایا اپنے پاس کیا

مرجان کو بھیج کہ حمزہ کو گرفتار کرلائے قدرت بھی اُسکی مدد پر ہے مرجان چلا ادھر سے خواجہ جاتے تھے اواز
رنگ کی کان میں آئی سر اُٹھا کر دیکھا مرجان عیار آتا ہے عمرو نے ایک گوشے میں آکر کمند کے حلقے خسپوش
حلق میں مرجان کی پہنچے کہ مرجان آگے پہونچا چاہتا ہے کہ اتنے میں عمرو نے شیر کی آواز دی مرجان نے کا
کمند کا جھٹکا پھر مرجان گرا خواجہ نکلے حباب مارکے بیہوش کیا سنگین باندھین پشتارہ باندھ کر وحش پر لگا یا
ایک جانب چلے وسط صحرا میں پہونچے تھے کہ آسمان سے آواز آئی اے بندہ منصوب شاطر قدرت کو لیکر کہان لیے جاتا ہے
عمرو کی پشت سے پشتارہ گرا خواجہ نے قصد کیا کہ مین بھاگ کے نکل جاؤن کہ آسمان سے تڑپ کے ایک طرف
گری آواز دی ہنر کو بان سنگین ادا عمرو کو لے اُڑی ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری میان جو مرجان کی آنکھ کھلی اپنکو
دیکھا حیران تھا کہ عمرو کو کون لیگیا آواز آئی اے شاطر قدرت کیون گھبراتا ہے عمرو کو کنیز قدرت اُٹھا لیگئی ہے
وہ زندہ نہ بچیگا یہ خوب ثابت ہوا کہ سارے فساد عمرو کی ذات سے ہین جسوقت عمرو نہ ہوگا حمزہ سے لڑ
سکیگا مگر کوہان سنگین ادا عمرو کو لیکر ایک پہاڑ پر جو اتری خیال مین آیا عمرو کو ہوشیار کرون اپنا حال
زار دیکھے یہ سوچکر ہوشیار کیا جیسے ہی خواجہ کی آنکھ کھلی کوہان جھک جھک کے سلام کرنے لگی کہا کہ
اے خواجہ قدرت کو تمسے بڑا ملال ہے خود فرماتے تھے کہ عمرو کا قتل ہو تو بہتر ہے اب خواجہ تم زندہ نہ بچ سکو گے
عمرو نے کہا دشمنون نے میری جانب سے لگایا مین قدرت کا بندہ ہون اُنکی خدمت مین لیچلو مین راضی کرلونگا
کوہان نے کہا خواجہ تمہاری خطا معاف نہوگی عمرو نے کہا تم میری محسن ہو کچھ مال میرے پاس ہے وہ بھی اپنے
پاس رکھو اگر زندہ بچ گیا لے لونگا تم مجھکو بڑی ایماندار معلوم ہوتی ہو کوہان نے کہا مین تمہارا مال بہت حفاظت
سے رکھونگی عمرو نے نکال کے ایک پڑیا دیا کہا اسکو کھولکر دیکھنا کچھ لنگر ہے اسمین کچھ روپیہ ہے جنکی بدنصیب تھی
اسی کے واسطے روپیہ جمع کیا تھا اگر اسکی تقدیر کا ہوگا پہر ملیگا دیکھو یہ ایک پرچہ بنائی تھی ذرا دیکھو کیسی بنی ہے
کوہان جانتی ہے اب اس سے یہاں نہ جائے پرانی ہری کھالی جس مین آگ لگ گئی کہا اب میرا دل گھبراتا ہے عمرو نے
کہا ذرا ٹھنڈا کرو کوہان جیسے ہی اُٹھی تھی وہ گر پڑی بیہوش ہوئی عمرو نے سر کاٹ ڈالا لباس اُتار لیا بھاگا ایک
آواز آئی او سیاہ بان زادے تیرے ہاتھ سے کوہان کو قتل کیا ورنہ تجکو گرفتار کرے پہلی تھی عمرو آواز سنکر
بھاگا کئی مرتبہ کان مین آواز آئی مگر عمرو نے کچھ جواب نہ دیا بھاگا ہوا لشکر مین آیا امیر سے سب حال بیان کیا
صاحبقران نے فرمایا اب شدید سے شروع ہوگئے اپنے کو بچاؤ دمبدم بیرون بارگاہ نہ جاؤ عمرو نے کہا بروقت
ضرورت دیکھی جائیگی اُس وحشی ہر سہ مرجان نے آکر سب حال اقوال سے کہا کہ مجھکو عمرو نے پکڑ لیا تھا
ایک ساحرہ اسکو لیگئی اقوال نے کہا تو جاکر حمزہ کو گرفتار کرلا سحر مین ایک سحر مین سب کو مار ڈالونگا میرے ہاتھ سے
بچکر کہان جائینگے مرجان بصورت مہمل چل لشکر اسلام مین آیا پشت بارگاہ پہ دیکھا کچھ کوڑا پڑا ہے کوڑے کی آڑ
پکڑکر مرجان نے نقب دی مہرہ مارا صاحبقران نیند تڑا سر نکالکے دیکھا صاحبقران بیٹھے ہوئے رو رہے
ہین قلعہ ظلمات حصار کی یاد آئی معشوق کو یاد کرکے رو رہے ہین کبھی اُٹھتے ہین کبھی بیٹھتے ہین بیقرار ہوکر اشعار پڑھتے ہین شعر

وہ نہ آئینگے احباب اگر سمجھائینگے سب	پہلے ہی قسمت نے ٹھہرا دی ہے ٹھہر ا نکلے گیا
وائے قسمت کو ستے مین دور ہی سے دیکھکر	کس لیے تکلیف کی ہے اب تو مانگے کیا
دلکو کھل تا عمر آئی بھی نہ فراق یار مین	ناامے فغ و شرمندہ ہین ہم تکمرے ٹیلے گیا
یہ غلط ہے حشر کو پردہ کرین وہ ماہ سیم	ہاں شوق کو وعدے سے بھی اپنی ترسا ئیلے گیا

اُسے قریب آکر للکارا نقابدار رجا پڑا پہلوان نے اس کن سے اتر کر نقابدار پر ایسا صف شکن زخمی ہوا
پہلوان نے چاہا سر کاٹ لوں نقابدار پیچھے ہٹا ملازمان نقابدار گرد آگئے اپنے آقا کو جو زخمی دیکھا اور یہ
بھی دیکھا کہ میرا آقا گھوڑے سے گرا چاہتا ہے سرداروں نے سنبھالا ہوادار پر ڈالا لے کر جاگئے پہلوان جانے نہیں
دیتا ہنگامہ جو ہوا خواجہ ٹہلتے ہوئے اسطرف نکلے دیکھا نقابدار زخمی ہے کفار چاہتے ہیں قتل کریں چار جانب
سے گھیرے ہیں عمرو بدحواس جا گے آکے امیر بازو قریب سے عرض کی کہ نقابدار قتل ہوا چاہتا ہے امیر نے مرکب
تیار کرنے کا حکم دیا اشقر پر سوار ہو کے چلے اُس وقت آگے پہونچے کہ لشکر نقابدار کا خاتمہ تھا نقابدار اس
حال پر ملال میں بھی لڑ رہا ہے کئی سو جوان اپنے دست حق پرست سے مارے خون کے دریا بہا دیئے کارکنون
نے اقبال کو آواز دی کہ نقابدار زرین پوش نے آکر جو جوان ابھی آیا تھا اُسکو مارا اب زخمی ہوا ہے اور دہلیون
طرف سے حملہ زن ہے آیا اُسنے نقابدار کو زخمی کیا صاحبقران بھی آگئے ہیں جنگ رستمانہ کر رہے ہیں اقوال
یہ سنکر چلا اسکی بھی کل فوج تیار رہی آکے یہ بھی مع ... گرا نقابدار بیدل ہو رہا ہے نقابدار زخم ... جرم
امیر آواز دیتے ہیں اے ملازمان نقابدار آقا تمہارا ایسا بے سلف ہے کہ نکل جاؤ روکنے والے روک رہے
ہیں امیر نے لڑائی کو سنبھالا ورنہ یقین تھا لشکر نقابدار کو شکست ہو عجب ہنگامہ ہے صاحبقران کا کچھ زور
نہیں چلتا قریب نقابدار کے نہیں پہونچ سکتے نقابدار پر آفت ہے بار آخر صاحبقران نے عیار نقابدار کو
بلا کر فرمایا اے عیار طرار اپنے آقا کو لے کر نکل جا ایسا نہ ہو کہ دشمن انکے مار ڈالیں ... پشت بے لطف
ہو رہا ہے عیار نے بڑھ کر سرداروں کو اشارہ کیا اسلحہ شمشیر زنی کرو کہ خوف کفار ہے نقابدار کو لے نکلیں یہ
سنکر سپہ سالار بڑھے جم کر شمشیر زنی کی لڑتے ہوئے نقابدار کو لے نکلے صاحبقران نے بھی فوجوں کو درہم
برہم کر دیا جب نقابدار کو ملازم لے کر نکل گئے تب صاحبقران سے اور اُس پہلوان سے مقابلہ پڑا دیر تک ردوبدل
رہی صاحبقران پر ہزاروں فوج ٹوٹے پڑتے ہیں لیکن صاحبقران پشت دیکھے ہوشیار سب کو جواب
دیتے ہیں سرداران صف شکن بھی سینہ سپر کیے ہوئے لڑ رہے ہیں خوب خوب لڑائی ہوئی آخرکار بعد
جنگ بسیار افسر فوج کفار مارا گیا امیر لڑتے بھڑتے چلے اقوال روتا ہوا سامنے سے آتا تھا چونکہ پاؤن
لشکر کفار کے اُکھڑ چکے تھے اقوال نے بکوس آوندی پاس صاحبقران سپر نازہ کر ناصح کو میدان میں ... امیر
نے فرمایا سب طرح کا تمکو اختیار ہے کیا کسی بات سے فضل ایزدی کم ہے اقوال اُسطرف بڑھا صاحبقران بھی
پلٹ کے اپنے لشکر میں آئے لیکن نقابدار کا بڑا خیال ہے فرمایا اے خواجہ عمرو خبر لاؤ کہ نقابدار کہاں چلا گیا
عمرو نے ہرکاروں سے دریافت کیا اُنسے معلوم ہوا کہ نقابدار طرف پردہ قاف کے چلا گیا جہاں کی آبکو ہوا
موافق ہوئی صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ کسی کو بھیجو اُسکے لشکر کا جو کوئی ملے اُس سے دریافت کیا جائے
ہمارے ساتھ نقابدار نے بڑے بڑے احسان کیے ہیں خواجہ عمرو نے کہا میں تدبیر کرونگا مجھے بھی
نقابدار کا خیال ہے میں خود جاتا ہوں یہ کہکر خواجہ عمرو روانہ ہوئے جس مقام پر لشکر نقابدار کا اُترا ہوا
تھا وہاں جا کے لشکر کو اس مقام پر نہ پایا مایوس ہو کے پلٹے آکے سب حال صاحبقران زبان سے بیان
کیا کہ لشکر نقابدار اُس مقام پر نہیں ہے صاحبقران نہایت پریشان ہوئے یہ ذکر تھا کہ دیو خدنگ فرستادہ
ملکہ قمر شیشہ سلطان آکے پہونچا نامہ ہاتھ میں صاحبقران کے دیا صاحبقران نے اس نامہ کو پڑھا مرقوم تھا
کہ فی الحال دیو معمار نے خروج کیا ہے سب طرف کو پامال کر رہا ہے ملک پر نقارہ اُسکے چڑھ گیا تھا بڑی زبردستی

سوسن پری نے سامان دعوت مہیا کیا بارگاہ سلیمانی استاد جی ملکہ آسمان پری صاحبقران کو لیے ہوئے بارگاہ
میں آئیں سامان دعوت مہیا ہوا صاحبقران نے فرمایا ای ملکہ عالم میں عنقریب سخت بڑی لڑائی درپیش ہے اقوال کو پیکر
یک پہلوان زبردست طلسم ہفت پیکر کا آیا ہے ایسا نہ ہو بادشاہ پر کوئی اُفتاد پڑے آسمان پری نے کہا
ای عرب تو تھا چشم بد دور برسوں کے بعد تو اتفاق آنے کا ہوا اب دو چار روز بھی رہنا شاق ہے بڑی مشکل سے آسمان پری
نے امیر کو روکا یہاں کا بیان سنئے اقوال نے طبل جنگی بجوایا تھا چار پہر رات گذری صبح کو دونوں لشکر میدان میں گئے
میگون سرشار نے جو خبر سنی کہ امیر پردۂ قدرت میں گئے اقوال سے کہا میں کل قیامت برپا کرونگا میں خود میدان
میں نکلونگا جب لشکر میدان میں آئے صفیں جانبین کی درست ہوئیں میگون سرشار نشے میں جھومتا ہوا سامنے
اقوال کے آیا کہا ای سردار دوران اجازت میدان دیجئے اقوال نے خوش ہو کر رخصت دی میگون سرشار
میدان میں آیا اس وقت گریبان سے کچھ نکال کے پھونکے اُن ٹکڑوں کو چہار جانب پھینکا پانچ ہزار ہالا تلوار چمکائی
جب خوب اپنی تدبیر کر چکا تو پکار کر آواز دی ای بادشاہ اسلام کسی کو میرے مقابلے میں بھیجیے بادشاہ نے سر
اُٹھایا مندویل صفہانی نے گھوڑا اپنا صف سے نکال بادشاہ کو سلام کیا عرض کی ای شہریار اجازت ملے میں جا کے
اس ملعون کا سر لاؤں بادشاہ نے کہا خدا حافظ جاؤ مندویل گھوڑا چمکا کر چلے میگون نے جو دیکھا ایک جوان تیز رفتار
آواز دی ای آہو چشم صحرائی لینا آج وہ دن ہو کہ کوئی مسلمان زندہ نہ نکلنے پائے آج حمزہ لشکر میں نہیں ہے کہنا تھا کہ
گرد اُٹھی ایک غول آہوؤں کا صحرا سے پیدا ہوا طرف مندویل کے سب آہو چلے ایک آہو نے بڑھ کر گھوڑے پر
سینگ مارا گھوڑا مندویل کا زخمی ہوا مندویل نے گھوڑا جھکایا پیچھے آہو کے چلا آہو طرف صحرا کے بھاگے
مندویل اُن کے پیچھے پیچھے جنگل میں جا کے غائب ہوا میگون نے پھر آواز دی کوئی میرے مقابلے میں بھیجیے مندویل
غصے میں جا پڑا گھوڑے پر گر پڑا کیا گھوڑا طرارہ بھرنے لگا صف میدان طے کیا تھا کہ میگون سرشار نے آواز دی
ای ہنر پیشہ افسونگری جلد آ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایک شیر ببر پیدا ہوا اجلیل کو للکار کے اجلیل جا پڑا ایک
جھٹکا ہوا کا چلا اجلیل اور شیر دونوں غائب ہوئے تیرہ پہلوان دوپہر تک نکلے کوئی مقابلے میگون کے
ہو نہ سکا کوئی آہو کے پیچھے گیا کسی کو شیر لگا کے لے گیا کوئی جھونکے سے ہوا کے غائب ہوا دوپہر کے بعد میگون سرشار
نے پلٹ کے اقوال سے کہا اب مناسب ہے کہ لشکر مسلمانان پر یکبار سب ملکر حملہ کرو اسی طور سے یہ سب
مال وغیرہ لوٹ لیں اور سب مسلمانوں کو گرفتار کر لیں اقوال نے اسکی صلاح کو بہت پسند کیا اسی وقت سب لشکر کو
اُسنے حکم دیا کہ سب ملکر حملہ کرو اسکے حکم دیتے ہی سارا لشکر چلا بادشاہ نے تاج و تخت کو بوسہ دیا پشت فرس
پر سوار ہوئے لشکر اسلام بھی بڑھا دونوں لشکر مثل دریا کے شور و شر سے ملے تلوار چلنے لگی میگون سرشار
طلسم میں شمشیر زنی کر رہا ہے جسکے سحر بھی کرتا جاتا ہے اب ہر سے کے ہر سے پامال ہونے لگے بادشاہ بھی زخمی ہو
چالاک بن عمرو نے جو دیکھا کہ لشکر کو شکست ہوئی ہے بیتاب ہو گیا روتا ہوا قریب بادشاہ سلامت کے آیا عرض
کی حضور آپ تخت پر سوار ہو اور پر سوار ہوں لشکر کو لیکر کسی جانب نکل چلیں اب قدم فوج کے نہیں ٹھہرتے دیا
ملازموں نے بادشاہ کو ہوادار پہ ڈال لیا لیکر بھاگے بارگاہ سلیمانی کا اثاثہ بھی ہمراہ لے لیا بھاگ نکلے اقوال
و میگون سرشار نے تعاقب کیا پیچھے مارتے ہوئے سحر کرتے ہوئے چلے آئے جنہوں کسی طرح پیچھا نہیں چھوڑتے
مخفی خاطر ناظرین عالی مقام ہو کہ جب ملکہ بہار نے صاحبقران سے عرض کی تھی کہ ملکہ حیرت کا مقدمہ چکا
چالاک بن عمرو کے کر دیکھئے اُسکی جانبازی و سرفروشی پر ہمشیرہ صاحبہ کو رحم آیا صاحبقران نے فرمایا تھا

مین اس جھگڑے سے مہلت پاؤن تو اسکی تدبیر بھی کرون اب ملکہ حیرت تو ایک بارگاہ مین ہزاروں کی مین شب وروز رہتی ہی جب لشکر کو شکست ہوئی تو چالاک روتا ہوا آیا کہا کہ عالم جلد سوار ہوجیے آج نئی طرح کا سحر کر ہوا تیغ برا فرد افرد غائب ہوے اب لشکر پہ شکست ہوئی چڑھ دوڑ گیا حیرت جادو نے کہا یہ تو معاملہ سحر معلوم ہوتا ہی لشکر پامال ہوا لا ایک گھوڑی کھائی فوراً طاؤس پر سوار ہوئے جبین لشکر کو جو پریشانی مین دیکھا کہ جا گا جاتا ہی کسی کا قدم نہین جمتا میگون سرشار سب کے آگے بڑھا ہوا اوہ ہی جب سحر کرتا ہی سوار بھاگتے ہین پیدل منہ کے بل زمین پر گرتے ہین مارتے ہین دغیو لشکر کی حد بالا اسکی فوج والے قتل کرتے ہوئے چلے آتے مین حیرت جادو نے بڑھ کر جھیلی کان سے اتاری کچھ اسم سحر پڑھ کے پھینک ماری ایک برق چمکی سب فوج والے خاموش ہوے لڑنا بھولے پھر قہقہا مار ہنسے کمیدان رسالدار پکار اُٹھے نظم

بعد از فراغ رسم بھی قید عدو میں تھا
کیسا مزا ہمارے جگر کے لہو میں تھا
ٹانکے ہمارے زخم جگر کے اُلجھ گئے
بادہ کوئی عروس ہی ساقی کہ رات بھر
افسانہ میرا کیون نہ سراپا فریب ہو
پہنچو نالہ جب کہ دہن میں مزہ در رہا
دشمن سے بھی ہمیشہ رہا مجھکو اتحاد
مت گو کہ ایک لقطۂ شب ہزار شکر
مطلب کی بات کہہ سکے اُنسے بات بھر
منظور تھی جو شہرت مسیحی نسیم

مین صورت نزار لحد کے گلو مین تھا
خنجر زبان نکالے ہوے آرزو مین تھا
بل مثل موے زلف جو تار رفو مین تھا
ہر مست کی نظر سے حجاب سبو مین تھا
یہ مدعا ہی جو تری گفتگو مین تھا
آج انتہا کا ضعف صدا ستو یہ ہو مین تھا
مانند دست یار رسیان عدو مین تھا
اتنی تو آبرو دلی کہ مین آبرو مین تھا
سمجھا ہی منہ چھپائے ہوے گفتگو مین تھا
مانند غنچہ پرورش رنگ و بو مین تھا

کوئی سر دے مارتا ہی کوئی گریبان چاک کر رہا ہی بارہ ہزار جوان تباہی مین پڑے ہین میگون سرشار نے جو یہ معاملہ دیکھا یا تو پوشیدہ سحر رہا تھا یا ظاہر مین سحر کرنے لگا ایک گرز مارا کئی ہزار جوان لڑکھڑا کے گرے حیرت نے پانی برسایا جس قطرہ گرا اسے صحت پائی دو چار سحر کر کے حیرت نے آواز دی اے میگون سرشار مین نے تھکا دیا میگون نے گرز پھینک مارا ملکہ قہقہا مار کے ہنسین وہ گرز لیٹنے پر میگون سرشار کے پڑا اسیکے گرز سے پار گزرا میگون کا مارے جانا فوج اسلام اب دلیر ہوئی جو خوف تھا وہ دفع ہوا وہ تیرہ سردار جو غائب ہوے تھے وہ بھی جنگل مین کھڑے تھے جب میگون مرا تیرہ سردار ہوش مین آئے معلوم کر کے دیکھا وہ بھی آپڑے بادشاہ لڑتے ہوے بے اقوال پکار اُٹھا یا خداوند بخت پلٹ کر دیجیے یہ جو اسنے پکار کے کہا ایک برق چمکی پانی زور سے برسا آسمانی سے ایک شخص سامنے اقوال کے آیا کہا اے اقوال کیون گھبراتا ہی تو نے بیزار ہوکے خداوند کو پکارا قدرت نے مجھکو بھیجا ہی میرا نام شاہین فتح نصیب ہی دیکھ کیسی قیامت برپا کرتا ہون یہ کہکر چلا کچھ ہاتھ ہلانے لگا غل مچایا ہو از دور سے چلی چالاک نے دیکھا خالی طاؤس مثل رہا ہی ملکہ حیرت غائب ہوگئین شاہین نے سحر کرنا شروع کیا لشکر اسلام نے شکست کھائی آخر بھاگتے بھاگتے ایک صحرا مین پہونچے سب ایک پہاڑ پر چڑھ گئے اقوال نے چارون طرف سے گھیر لیا کہا اب تو شام ہو چکی ہی صبح کو سب کو قتل کرونگا اس طرح سب اہل اسلام گھر گئے کہ کہین نکلنے کا راستہ نہیں چالاک فوق حیرت مین دیوانہ ہوگیا اسکو سب سے زیادہ رنج گرفتار ہونے کا تھا

اور بہادرون نے گھاٹیان درست کین جابجا تیر انداز سنگ انداز برق انداز قائم ہوے یہان گھاٹیان روکین گئو رہان
صاحبقران آمادۂ مرگ وجہاے قضا بیٹھے ہین اقبال کردہ دیگر شاہین جب اپنی بارگاہ مین آئے تھوڑی دیر کے بعد
حکم دیا طبل جنگی بجے صبح کو ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑینگے ہرکارے یہ خبر لیکر بھاگے خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہوے
یہان بادشاہ اسلام زخمدار بیقرار واپس ہو گئے آتے زخم دوزی کرکے بارگاہ مین سلاطین نے بٹھایا سردارون نے
کہ رہے ہین کہ آپ لوگون نے یہ کیا حرکت کی پہاڑ پر کیون چڑھ آئے سب نے دست بستہ عرض کی ای شہریار
مجبوری سے اس پہاڑ پر چڑھ آئے ورنہ سب قتل ہو جاتے اگر قضا آئی ہے تو مجبور رہنا چاہیے ابھی گھاٹیان درست کی ہین
یہ ذکر تھا کہ ہرکارہ نے خبر دی کہ کافر پورا مجمع و عادت نہ کے عرض کی کہ طبل یورش بج گیا بادشاہ نے فرمایا ہمارے یہان بھی
طبل جنگی بجے خبردار مرتے مرتے قواعد مین فرق نہ آوے اسی وقت نقارۂ رزمی بجا تیاریان ہونے لگین سب
گھاٹیان سپاہیون سے معمور ہوئین نگہبان مقرر ہو رہے ہین ادھر لشکر کفار مین غریو ہے کفار غلغلہ کر رہے ہین
کہ صبح کو سب کو دیکھ لینگے ایک مرتبہ مسلمانون پر بڑی شکست ہوئی گو حمزہ نہین ہے شاہین کو رہا کر حمزہ ہوتا تو کیا
کرتا ہم اسکو بھی دیکھ لیتے ایک اشارے مین گرفتار کرتے کیا ہم اس سے عاجز ہین آگے یہ سب تیرہ سردار قید
کیے یہان تو یہ کیفیت ہے وہان صاحبقران زمان کی ملکہ آسمان پری نے بڑی دھوم دھام سے دعوت کی صبح کو جو
اٹھے روتے ہوے ساقی فرمایا کہ مین نے بعقدمہ لشکر خواب پریشان دیکھا ہے مین اب دیر نہ کرونگا یہ کہکر فوراً سوار
ہوے حاملان تخت دیو اکمان دیو کیوان دیو برق دیو برقان تخت لے کر چلے قریب شکارگاہ سلیمانی کے پہونچے
تھے کہ کان مین امیر ہمرہ واسکی آواز آئی سر جھکا کے دیکھا نقابدار زرین پوش کو فوج قہقہا نے گھیرا ہے
ساٹھ ہزار جوان ہمراہیان نقابدار زخمی ہوے خود بھی زخم ہے بیچ مین گھرا ہوا ہجوم ہر سردار جانبازی
کر رہے ہین جب کسی دیو نے بڑھ کر حملہ کیا اپنا سینہ سپر کر دیا نقابدار کو بچایا صاحبقران نے جو یہ ہنگامہ دیکھا
حاملان تخت سے کہا بچھا تارو غضب ہوا نقابدار قتل ہوا چاہتا ہے یہ کہکر تخت سے اترے اپنے نام کا نعرہ

کیا نعرۂ صاحبقران
جو ہم بود در صف کافران
بہ آسمان جب [illegible] الست منم

منم [illegible] جہانگیر والا حشم
[illegible] ساحر [illegible] زمان الامان
[illegible] ملک [illegible] بستہ دستان

الستند رب اکبر دو بالا حشم
شہنشاہ اقلیم جرات منم
[illegible] گشت [illegible] صاحبقران

نقابدار نے جو یہ آواز سنی ہرن ہوئی جان آنکھ چمک چمک کے لڑنے لگا ہرچند کہ زخمدار تھا مگر ہمت کو مضبوط
باندھ کر سردارون کو آواز دی یارو تھوڑی مردی اور واسطے صاحبقران آگئے سب کو دکھاوش کر دو سب دار
نقابدار مصروف جنگ ہوے مگر فوج دیوان بہت ہی ہرچند صاحبقران قتل کرتے ہین مگر مجمع کم نہین ہوا
قہقہا پکار رہا ہے مارو حمزہ کو بھی مارو حمزہ بھی آکے ہمارے قبضے مین آگیا کہ حمزہ کو مارو تو سلطنت قاف
کی دیوزادون کا بلوہ ہو رہا ہے یہ رنگ امیر نے جو دیکھا فرمانے لگے ایسی مجبوری کبھی نہوئی تھی بیقرار ہو کے
دعا کرنے لگے ای خالق کارساز اس جنگاہ سے کر فتح و ظفر

ہر بندہ است بندگی کردگار فرض
واجب اطاعت است باحکام ایزدی
بر ذات خود محبت محبوب در جہان
در کارگاہ دہر جہان کار کن شدام

شام و سحر اطاعت پروردگار فرض
صدق و نیاز و عاجزی و انکسار فرض
دانند ہمیشہ بندہ امیدوار فرض
کارے کہ ہست بر تو ای کردگار فرض

امیر نے بیقرار ہو کے دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی چار نقابدار دو گلگون پوش دو زرد پوش یارہ ہزار
فوج سے آگے پہونچے مصروف جنگ ہوے چاروں نقابداروں نے آکر فوج دیوان کو گھیر لیا جنگ کرنے
لگے چاروں نقابدار صاحبقران کے گرد پھر رہے ہیں جیسے شمع کے گرد پروانے پھرتے ہیں اب امیر
بڑھے کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک جوان جسکو بلاے سیاہ کہا تھا تمام جسم اُسکا سیاہ چہرہ آفتاب و مہتاب
خال سبز ورنگ ہاشمی چہرے پر جوشان و خروشان چار دیو تخت کو اُٹھائے ہوے چوب دست
گران سنگ کاندھے پر یہ ہنگامہ دیکھکر اشارہ کیا مراد یہ تھی کہ ہمیں اتارو دیوون نے زمین پر اُتارا
اُسنے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی چوبدست مارنے لگا جس دیو پر چوبدست ماردی پرانچا ہو گیا جسوقت سے
امیر نے دیکھا یہ جوان بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہے جسکے چوبدست مارتا ہے اُسکا کام تمام ہوتا ہے اسکے حربے سے
کسی کو امان نہیں صاحبقران تعریفیں کر رہے ہیں فرماتے ہیں اے جوان مرحبا کیا لطف سے جنگ کر رہا ہے امیر
نے دیکھا وہ جوان ہماری زبان نہیں سمجھتا زبان جنی میں جو تعریف کی تب وہ جوان سمجھا ہنستا جاتا ہے کبھی طرف
صاحبقران کے آتا ہے دیوانگی کی حرکتیں کبھی بحیرت دیکھتا ہے زبان جنی میں کہتا ہے تم بھی بڑے بہادر ہو میرے
سامنے آکر لڑو صاحبقران تیغ عقرب کھینچے ہوے پہلو پر اُس جوان کے آکر جنگ رستمانہ کر رہے ہیں
جب صاحبقران ہاتھ تلوار کا لگاتے ہیں دیو کے دو ٹکڑے ہوتے ہیں وہ جوان بلاے سیاہ خوب ہنستا ہے
کہتا ہے تم بھی جنگ فرقہ دیوان سے خوب آگاہ ہو چرخ جرأت کے ماہ ہو وہ جوان جست و خیز کرتا ہوا قریب
قہقہاکے پہونچا اپنی زبان میں آواز دی او حبشیا کہاں جاتا ہے میں آ پہونچا قہقہا نے بچکر چوبدست لگائی دیوانے
نے چوبدست کو چوبدست پر روکا تڑاقے کی آواز آئی مگر دیوانے نے روک لیا امیر نے بڑی تعریف کی
اُس جوان نے چوبدست کھا کر چوبدست کو گردش دی جسکے سر پر پڑ گئی اُسکا سر پھٹ گیا کئی دیو مارے گئے
دیوانے نے جست کر کے چوبدست سر پر قہقہا کے لگائی قہقہا نے چوبدست کو گرز پر روکا تڑاقے کی آواز
گنبد گردون تک پہونچی وہ ہوئی قہقہا لڑکھڑا کے زمین پر گرا بیہوش ہوا دیوانے نے ایک چیخ ماری چاہا
دوسری چوبدست لگاوے کہ سر اسکا پھٹ جاے دیو زاد دوڑ پڑے گود میں قہقہا کو اُٹھا لیا لے کر بھاگے دیوانہ
دو تین دیوون نے بیڑیاں کمر لیں وہ بیڑیاں جو چکیں وہ دیوانہ اُن بیڑیوں کو دیکھکر ایک چیخ مار کے بھاگا ہر چند
امیر نے پکارا کہ اے جوان ٹھہر جا ذرا میرے قریب آ لیکن وہ نہیں ٹھہرتا دیو زادوں کی بغل میں منھ ڈال دیا
اشارہ کرتا ہے مجھے لے بھاگو آخر دیو زادوں نے گود میں اُٹھا لیا تخت پر سوار کیا بھاگے صاحبقران نے
دیکھا کئی دیو زاد اُس دیوانے کو لے کر چلے گئے امیر اب نقابدار کے پاس آئے نقابدار زرین پوش
انتہا کا زخمی تھا مگر امیر سے ملاقات کی امیر نے پوچھا اے نقابدار بہادر یہان کیونکر پہونچے نقابدار نے کہا میں یہان
اُترا ہوا تھا کسی نے قہقہا کو خبر کر دی اُسنے آکے گھیر لیا میں انتہا کا زخمی ہوا آپنے میری جان بچالی امیر نے
فرمایا تمنے ہماری جا بیجا مدد کی اگر ہم بھی شریک ہوے تو کیا کمال کیا تمہارا ہم پر بڑا احسان ہے نقابدار نے
کہا میری کیا مجال ہے کہ میں آپ پر احسان کر سکوں آپ اپنی کیفیت تو مجھسے ارشاد فرمایئے کہ اسوقت آپ
کہان سے تشریف لاتے تھے جو یہان پہونچے امیر نے فرمایا میں پردہ قاف گیا تھا اب وہان سے واپس ہوا
ہوں اپنے لشکر میں جاتا ہوں نقابدار نے کہا میں نے خبر پائی ہے کہ آپکے لشکر پر بڑی آفت ہے آپ جلد پہونچئے
امیر نے فرمایا اے دیو زادو مجھے جلد پہونچاؤ میں نے خبر وحشت اثر سنی ہے یہ کہکر تخت پر سوار ہو کے چلے قریب باغ سلیمانی

امیر نے پوچھا دیوزادون سے پوچھا یہ کیا مقام ہے دیا قوال نے کہ یہ باغ سلیمانی مشہور ہے جب حضرت بلقیس کو حضرت سلیمان نے بلایا وہ خواہان ہوئین کہ ہمارے واسطے ایک باغ تیار کروائیے حضرت سلیمان نے یہ باغ تعمیر کرایا اسی وجہ سے اس باغ پر بہار کو باغ بلقیس کہتے ہیں جب حضرت کا انتقال ہوا جس دیو نے جو مقام پسند کیا قبضہ کر لیا یہان بھی کسی نے قبضہ کیا ہوگا امیر نے فرمایا ذرا اس باغ مین ہمکو اتار دو امیر کہے کر دیو باغ مین آئے امیر اتر سے دیوزادون کو اسی مقام پر چھوڑا آپ سیر کرتے ہوئے چلے گلہائے رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون نخل عمدہ بلبل شیدا شاخ گل پر پھول پھول کر زمزمہ سرائی کر رہی ہین تعریف باغبان قضا و قدر مین پکار رہی ہین

نظم

ہست در کلک قدرتت تقدیر
خاک را لطف کردہ توقیر
نیک و بد را تو ساختی تقسیم
سجدۂ عجز مے کند ہر پیر
ذاتِ پاک تو ہست عالم غیب
حاجت خلق با سمیع و بصیر

ہر زمان تازہ نقش تو خیرا
مرحمت کردی تو انسان را
رزق شان بے توقف و تاخیر
خامہ عاجز ز شرح اوصافت
واقف و محرم و علیم و خبیر
بے مثالی و لاشریک ہستی

آدمی را شرف تو بخشیدی
دولت علم و دانش و تدبیر
سرنگون ہر جوان بخاک درت
ہر زبان است لال از تقریر
تو بدانی و بینی و شنوی
تو نداری دگر عدیل و نظیر

عرش و فرش و طبیعی و بستی
یافتہ از تو صورت ہستی

امیر عرصہ دراز تک زبانی بلبل شیدا کی یہ اشعار سنا کیے پھر آگے بڑھے قمریان نخل سرو پر کوکو کر رہی ہین کبھی حمد مین ذکر یکتا الٰہی مین ای شہباز ای بندہ نواز نظم مسدس

نطفہ را انسان تو ای خلاق اکبر ساختی
گاہ بحر را جزیرہ کردی بحر را بر ساختی
قطرہ را گوہر نمودی خاک را از زر ساختی
گاہ تر را خشک کردی خشک را تر ساختی
مہر تابان ساختی ماہ منور ساختی
شمع حسن خود بہر محفل منور ساختی

ساختی حلقہ بگوش خود سران ملک را
خم نمودی گردن گردن کشان ملک را
سرنگون کردی بہ سجدہ سروران ملک را
تابع فرمان خود کردی شہان ملک را
گاہ دارا ساختی گاہے سکندر ساختی
گاہ بہ رب فتی و گاہ اکبر ساختی

تو خبر داری ز ہر احوال یا خیر الخبیر
قدرت کامل بدست تست یا رب قدیر
در خدائے لاشریکی بے مثالی بے نظیر
اہل دولت را گہے کردی تو درویش و فقیر
سنگستان را ہاں و ز تو گلزار ساختی
بیکسان را اہل حشمت میر لشکر ساختی

امیر نے جو زمزمہ سرائی قمری کی سنی وجد کرتے ہوئے چلے ایک طرف سے آواز آئی کہ اے ملک الموت کو حکم دے کہ میری قبض روح کرے یہ سنتے ہی امیر بیقرار ہو گئے اسی طرف چلے دیکھا ایک مکان مختصر بنا ہے اُسمین ایک پریزاد بہت معقول صورت سرو قد خورشید خد ابرو ہلال صراحی گردن سینے پر ابھار مگر آلسر دہ ہجر یار بے ہوش ہے تڑپ کر آواز دی

کیون ای فلک بجز نشار یہ کیا سامان دل کی بات آنکھون مین ندھیرا آیا لظم

دل بھی در دزرات بھی کیون ہی فراقِ یار مین — کاہے بے فرق آگیا گردشِ روزگار مین
بس کہ بن آئی مر گئے ہم شبِ انتظار مین — دن جو رہے تھے عمر کے جیتے رہے مزار مین
خاک مین دہ تپش نہین خار مین وہ خلش نہین — کیون نہ ہین زیادہ ہر جوشِ جنون بہار مین
ہوگئی کیا بلاے جان بوسہ زلف کی ہوس — بھرتے ہین زبان کو ہم کام و دہانِ یار مین
مرگ ہی انتہا سے عشق یان ہے ابتدا سے شوق — زندگی اپنی ہو گئی رنجش بار بار مین
پوچھا ہی اُسنے کیا مری بیخودی دقلق کا حال — ہوش نہین تو ہی مین تاب نہین قرار مین
کیون نہ گلے کا ہار ہو شوقِ اجل پہ روئے ہین — پھول عدو کی خاک کے اُسنے گلے کے ہار مین
خاک اُڑا ای گل نے یہ کیسے جنون عشق مین — آئی اڑ کے اڑائی ہو ئی بادِ صبا غبار مین
لاکھ شکستگی سے بھی دل کی گرہ نہ کھل سکی — عقدہ موہی پدر شکن طرۂ تابدار مین
دھیان مین مومن آگئی ہمت جبر و اختیار — قابو ے یار مین ہین ہم وہ نہین اختیار مین

امیر نے جو یہ اشعار سنے بے اختیار ہو گئے قریب اُس پریزاد کے بیٹھ گئے فرمایا ای گرفتار دام مصیبت و ای آشفتہ وادی مودت یہ کیا حال ہی کیون قلب پر ہجوم ملال ہی کس سرکش کا خیال ہی صاف صاف بیان کرو تمھاری آواز نے بیقرار کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا یہ سنکر اس نازنین نے سر اُٹھا کر جمال امیر کو دیکھا فرمایا ای شہر یار پردۂ چہارم قاف کی شاہزادی ہون محبت آسمان پری مین حاضر تھی کہ دیو کیوس اُڑا ہوا جاتا تھا مجھکو دیکھکر عاشق ہوا یہان اُٹھا لایا کئی مہینے گذر چکے کوئی خبر لینے والا نہین اگر ملکہ آسمان پری یا ملکہ قریشیہ سلطان کو خبر ہو جاوے تو ضرور میری مدد کرین صاحبقران نے فرمایا تو قاتل عفریت و سمندون کو پہچانتی ہی کہا حضور آپ کی پیشانی مین فرق ہی کیا عجب ہی کہ آپ ہی ثانی سلیمان ہون یہ کہکر امیر سے رو رو کر سب حال بیان کیا اب جو امیر بیٹھے اُس پریزاد نے بخوبی پہچانا کہا حضور اب وہ دیو آتا ہوگا امیر نے کہا مین خود اُسکا متلاشی ہون یہ ذکر تھا کہ ہواے تند چلی دیو کیوس پیدا ہوا دور سے صاحبقران کو دیکھکر آواز دی او آدم زاد میری معشوقہ سے بات کرتا ہی امیر نے کہا بجا آؤ تو کیوس قریب آیا کئی چوبستین لگائین امیر نے خالی دین آخر اُسکا پنکل مارا امیر نے عمود تھام کر ایک گھونسا مارا ایل کرے دو ٹکڑے الکھنز کر مارا جا رہی شانے چت گرا کر دو کر چھاتی پر سوار ہوے کہا بہتر یہ ہی کہ شیطان پر لعنت کر اُسنے جواب سخت دیا امیر نے سر کھینچ کر پھینک دیا پریزاد نے اُٹھ کر ہاتھ چوم لیے امیر نے کہا چلو تکو محبت آسمان پری مین پہونچا دون پریزاد نے کہا یہان سے قریب میرا قلعہ ہی وہان تشریف لیچلیے بعد ایک ہفتے کے چلے جایے گا امیر نے فرمایا مجھکو بغداد مین لشکر پڑا انتشار ہی مگر دل نہین چاہتا کہ تمھارا عذر رد کرون امیر نے پوچھا تمھارا نام کیا ہی اُسنے کہا مجھکو نرگس پری کہتے ہین امیر نے تخت پر نرگس کو سوار کر لیا طرف قلعۂ نرگس کے چلے تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ نرگس نے کہا ای شہر یار مجھے کی طرف سے دھواں اُٹھ رہا ہی اسی دیو کی مان جادوگرنی بھی ہی شاید وہ قلعے پر چڑھ آئی امیر نے فرمایا اگر ایسا بھی ہی تو دیکھا جائیگا جب امیر قریب قلعے کے پہونچے دیکھا قلعے پر آگ برس رہی ہی ایک دیونی غیظ سے ہونٹ چبا رہی ہی امیر تخت سے گر دے اُس دیونی سے مقابلہ کیا اُسنے سحر کیا جب قریب ہو نچے ایک ہاتھ تیغۂ عقرب سلیمانی کا مارا جب دیونی کو قتل کر چکے اُسکے ساتھ والون کو ایک دم بھر مین قتل کر ڈالا نرگس کو لے کر قلعے مین داخل ہوے

کیونکہ امیر اسیر مائل ہوے تھے نرگس سے عقد کیا گوہر مراد حاصل کیا ملکہ نرگس حاملہ ہوئین کہ اسکا ذکر
وقت پر تحریر ہوگا طلسم ہفت پیکر مین ملکہ نرگس نے کہا ای امیر یہ خبر ملکہ آسمان پری کو ہوگی میرے ساتھ
دشمنی کریگی امیر نے فرمایا جب ایسا اتفاق ہو مجھکو نامہ لکھنا مین فوراً آؤنگا یہان سے بھی امیر رخصت ہوے
حاملان تخت نے تخت کو اُڑایا امیر کو لے کر طرف پردہ دنیا کے چلے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا اُسمین ایک گنبد
ہی اُسمین مشعل جست سر روشن ہی ایک دیو تاج سر پر رکھے ہوے جیسے ہی اُسنے امیر کو دیکھا اُٹھکر سلام کیا کہا ای
آقا [illegible] آپکا کیونکر آنا ہوا میرا تو قصد تھا کہ آپکے لشکر کو جاؤن دیو ہومان میرا نام
ہی مالک ہفت مشعل سلیمانی شہزادہ بدیع الزمان نے جنگ رستانہ سے کے مجھکو مطیع و منقاد کیا مین لشکر شہا
مین انکی حاضر ہوا تھا اُسی زمانے سے اس صحرا کا مالک ہون کل نیا سحر گذرا آپکا فرزند شہزادہ قمرزاد ادھر
شکار کے یہان تشریف لائے دن کو یہان آہو بہت آتے ہین مین آگاہ نہ تھا ایک آہو پر اُنہون نے تیر مارا وہ
عفریتہ جادو ماور [illegible] تھی اُسنے تیر کھاتے ہی ایک چیخ ماری کئی ہزار دیو یہان جمع ہو گئین لشکر کو قمرزاد
کے پیوند زمین کیا قمرزاد کو پکڑ کر لیگئی اس پہاڑ پر ایک قصر عجائب ہی اُسمین لیجاکر قید کیا مین نے یہ خبر پائی کہ شہزادہ
پر عاشق ہوئی ہی طالب وصل ہی وہ شیر انکار کرتا ہی وہ منت کرتی ہی کچھ ملازم بھاگ کر پاس لشکر قمرچہر کے گئے
وہ بیتاب ہوکر آئین عفریتہ قصر عجائب سے نکلی قمرچہر کو بھی گرفتار کرکے لیگئی مین نے چاہا تھا بدیع الزمان
کو نامہ لکھون مگر شکر ہی کہ آپ تشریف لائے صاحبقران نے فرمایا کیا افسوس کی بات ہی کہ مین بھی منزل ہمن
بعد مدہ شکر خواب پریشان دیکھا ہی بیان یہ کیفیت ہی اب کیونکر گوارا کرون کہ قمرزاد و قمرچہر قید رہین مین ابھی
جاتا ہون ہومان صاحبقران کو ساتھ لے کر چلا جیسے ہی کوہ عجائب پر آئے دیکھا ایک قصر سر بفلک کشیدہ
سر قصر پر ایک زن بیٹھی ہی جیسے ہی امیر باتوقیر کو اس زن نے دیکھا اپنی آواز مین ایک چیخ ماری آسمان سے
ایک طاؤس پیدا ہوا تڑپ کر گرا دیو ہومان کو وہ طاؤس اُٹھا لے گیا ہومان نے آواز دی ای شہریار
غلام کو بچائیے جب تک امیر بچے وہ طاؤس ہومان کو لے کر داخل قصر عجائب ہوا ایک آندھی سیاہ چلی
بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران نے دیکھا وہ قصر و پہاڑ غائب ہو گیا اپنے کو قریب ایک گنبد کے پایا دیکھا
ایک کرہ خاک [illegible] حال اسکا وقت زمین قصر کے لکھا ہی دن کو طائران زمزمہ سرا رہتے ہین رات کو
پریزادون کا دخل ہوتا ہی اُن پریزادون نے امیر کی دعوت کی صبح کو صاحبقران نے ارادہ کیا کہ اپنے تئین
قصر عجائب مین پہونچادون مگر سوچے کہ قصر عجائب غائب ہوا [illegible] کر دعا کی ذرا غنودگی سی معلوم ہوئی ایک
بزرگ عالم خواب مین آئے اُنہون نے فرمایا جب بیدار ہو تا یہ اسم سایۂ نخل مین بیٹھ کر پڑھنا اور صورت کو
داخلہ قصر عجائب کی بیان کی کہ اسطرح جانا ہوگا امیر بیدار ہوکے سایۂ نخل مین آئے وہ اسم تعلیم کردہ
بزرگ بہ تعداد مذکور پڑھا ایک جھونکا ہوا کا چلا ایک طائر آکر نخل پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرکے آواز دی ای
امیر باتوقیر اسی نخل کو اُکھیڑیے دہنہ نقب کہنہ کا ظاہر ہوگا اُسی نقب مین جائیے قصر عجائب مین پہونچیگا
مگر مقام بہت سخت و صعب ہی ذرا سمجھ کر جائیے گا امیر نے نخل کو اُکھیڑا نقب مین بسم اللہ کہکر داخل ہوے
بعد تھوڑے عرصے کے صاحبقران بالاے کوہ عجائب پہونچے دیکھا چند دیو جلاد وضیع دیو ہومان کو
قتل کیا چاہتے ہین امیر نے جا کر جلادون کو مارا ہومان کو رہا کیا فرمایا ای ہومان قصر عجائب مین چلو
ہومان صاحبقران کو ساتھ لے کر ایک صحرا مین آیا کہا غلام نہ جائے ایک گوشے مین پوشیدہ ہو تا ہر اسی صحرا

عفریتہ آ دیکھی اور آپنے اُسکو مارا راستہ قصر عجائب کا ملیگا امیر اُسی پہاڑ پر بیٹھے تھے دیکھا کہ صحرا سے گرد اٹھی
چند فراش مگر دیوزاد ایک بارگاہ لے کر آئے بارگاہ استادہ کی بعد تھوڑی دیر کے ایک محافہ زرین آکر اترا
اُسمین سے ایک پریزاد نکل کر خیمے مین گئی بعد تھوڑی دیر کے ایک جوان نہایت خوبصورت تخت پر سوار
آکر اترا اندر خیمے کے گیا پردہ خیمے کا اُٹھا دیا اُسمین بیٹھ کر وہ جوان اُس پریزاد سے اختلاط ظاہری و باطنی
کرنے لگا امیر کو بہت ناگوار ہوا نعرہ کر کے پہاڑ سے کودے وہ پریزاد بھاگ کر نکل گئی مگر وہ جوان تیغ کھینچکر
سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران پر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا منظور یہ کہ اسکو
زیر کرین مگر وہ جوان زور رہا ہے امیر کو پنجہ قابض نہین ہوتا خیال کرتے ہین اسم اعظم فراموش ہو رہا ہے امیر
بیتاب ہو کر دعا کی دلیو ہومان نے سامنے آکر آواز دی یا امیر اسم اعظم پڑھیے ورنہ گرفتار ہو جائیگا
یہ اُسی عفریتہ کا سحر ہے امیر نے ہشیار ہو کے اسم اعظم پڑھا جیسے ہی امیر نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا
وہ جوان ہاتھ چھڑا کر بھاگا امیر اُسکے پیچھے چلے ہومان نے آواز دی اسی جوان کے ہمراہ قصر عجائب
مین جائیے اب تھوڑی دور جا کر امیر نے دیکھا دور سے قصر نمایاں ہے وہ جوان بھاگ کر خندق مین گرا امیر بھی
بسم اللہ کہکر پھاند پڑے پانوُن آشنائے زمین ہوے اب جو دیکھا ایک دیو نعرہ کرتا ہوا چلا آتا ہے کہتا ہے اے
او حمزہ میرے ہاتھ سے سب امیرزادے قاف کے مارے گئے ہین تقریت بن عفریت اب کہان جا
یہ کہکر چوبدست لگائی امیر نے چوبدست پر ہاتھ ڈالا جھٹکا مارا چوبدست چھین کر پھینک دی دیو لپٹ
پڑا امیر سے دو پہر کشتی ہوئی کہ پھر ہومان نے آواز دی حضرت اسم اعظم پڑھیے امیر نے اسم اعظم ورد
زبان کیا تقریت کے دو ٹکڑے کر کے پہلو پر دے مارا چھاتی پر چڑھ کر گردن کھینچ کر پھینک دی مرنا تھا اُس دیو
کا آندھی سیاہ چلی آواز آئی کشتی مرا نام تقریت جادو بردار کے اسکو امیر آگے بڑھے دیکھا دور
سے دیکھا ملکہ قمر چہرہ آتی ہین مگر چہرہ اُداس آنکھون مین آنسو بھرے ہوے امیر کو آکر سلام کیا کہا ای شہریار
جلد چلیے آپکے فرزند کو عفریتہ قتل کیا چاہتی ہے امیر ساتھ قمر چہرہ کے چلے قمر چہرہ نے امیر کو لا کر ایک باغ
ویران مین پہونچایا کہتی ہے ای شہریار وقت قتل قریب ہے کچھ میوہ نوش فرمائیے پھر آپکو لے چلون ایک سیب
لا کر امیر کو کھلایا سیب کھاتے ہی امیر بیہوش ہوے قمر چہرہ نقلی یعنی کنیز عفریتہ میمونہ نے ایک چیخ ماری
چاروں طرف سے بارہ ہزار دیو آئے امیر کو قید کیا آئینے پر ڈال کے میمونہ لے کر چلی بارہ ہزار دیو امیر کو گھیرے
ہوے جاتے ہین قضائے کار ملکہ قریشیہ سلطان جنگ کریت ہوئی تھین پلنگ نشستہ بلور پر اتری آسمان کی
نے کہا ای نور نظر تجکو خبر ہے کہ تمہارے والد پر کیا گزری دیو جو امیر کو لے کر گئے تھے وہ ابھی تک پلٹ کے
نہین آئے پریشان ہو کر خواجہ عبد الرحمن کو بلوایا کہا جلد دیکھیے والد پر قریشیہ کے کیا گزری خواجہ عبد الرحمن
نے قرعہ پھینکا قریشیہ سے کہا ای نور نظر اپنے کو جلد پہونچو میمونہ نے امیر کو گرفتار کیا ہے لیے جاتی ہے کہتا ہے عفریتہ
پہونچ گئے وہ عشق قمرزاد مین مبہوت ہے فوراً قتل کر دیگی قریشیہ نے حکم دیا تخت تیار ہوا سوار ہو کر قریشیہ
چین پیچھے پیچھے راشد و ارشد بیتاب ہو کر چلے اب جو آسمان سے دیکھا صاحبقران آ رہے ہیں ایک دیو نے
صاحبقران کو لیے ہوے جاتی ہے بارہ ہزار دیو چار جانب سے گھیرے ہوے امیر کو بیہوش لیجاتے مین قریشیہ
کو تاب نہ رہی قربان سے کمان ترکش سے تیر تین پھل کا نکالا چلہ کمان مین پیوست کیا میمونہ کو تاک کر مارا اپنے پر
اُسکے تیر چار پشت کو توڑ کر پار گزرا امیر کو ہوش آیا فوراً توڑ ڈالی دیوون سے لڑنے لگے مگر امیر نے بلند دیکھا

ہمراہیان قریشیہ مصروف جنگ مین ملکہ قریشیہ نہین معلوم ہوتی ہین دیو تندک سے پوچھا اسنے کہا ای شہریار والاتبار جب ملکہ قریشیہ نے میمونہ کو مارا اُسی وقت ملکہ غائب ہو گئی صاحبقران نے کلیجہ تھام لیا آخر نوکر سب دیوزادون کو شکست دی اُسی مقام پر سامنے قصر عجائب کے اُتر پڑے مگر بہت حیران ہین کہ کیا کرون ہومان نے آکے عرض کی ای شہریار عفریتہ نے یہ طلسم عجائب بنایا ہے جبتک حضور کو لوح اس طلسم کی دستیاب نہوگی کچھ نہوگا امیر نے جو یہ سنا بیتاب ہو کر ایک جانب چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ کان مین کسی کے رونے کی آواز آئی دیکھا ایک نخل کے سایہ مین ایک جوان رو رہا ہے چہرہ اُداس پریشان خاطر امیر نے فرمایا ای شخص تو کون ہے وہ شخص اور زیادہ رونے لگا کہا ای شہریار مجھکو نعمان جنی کہتے ہین میرا بیٹا ارشد تاجدار اسپر عفریتہ عاشق ہوئی ایک روز اُسے اُٹھا کر لے گئی ہین اب اُسی کے فراق مین فقیر ہو کر بیٹھا ہون آپ اپنا نام نامی ارشاد فرمائیے امیر نے اپنے نام سے جو اُسے آگاہ کیا اُس تاجدار نے دامن امیر کا تھام لیا عرض کی ای یاور غریبان ای دادرس بیکسان تکا دامن نہ چھوڑونگا میرے بیٹے کو مجھسے ملا دیجیے امیر نے فرمایا ای برادر مین خود خواہان ہون کہ اپنے کو طلسم عجائب مین پہونچاؤن میرا ایک فرزند قمرزاد اور مان اُسکی قمرچہر اسی طلسم مین قید مین دیو ہومان نے مجھسے کہا کہ لوح حاصل کیجیے اب مین کیونکر پتا لگاؤن اور کیونکر جاؤن نعمان جنی نے کہا سامنے باغ فرح افزا ہے درمیان سے لوح کا پتا لگیگا غلام نے نجومیون سے دریافت کیا تھا امیر نے نعمان جنی سے وعدہ کیا طرف باغ مذکور کے روانہ ہوے جب باغ مین پہونچے دیکھا باغ پر بہار عنبر بیان خوشنوائی بلبلان نہرین لبصد آب و تاب جاری دیوارون پر گلکاری مگر باغ مین سناٹا نہ انسان نہ حیوان امیر زورخنہ گلستان مین چھپ کر بیٹھے شام کے وقت ملاحظہ کیا خود بخود روشنی ہوئی وسط باغ مین ایک چبوترا تھا اسپر فرش بچھا مگر کوئی بچھانے والا نہ معلوم ہوا امیر کی حیرت بڑھی گرد دیکھا آسمان پر سناٹا ہوا ایک جوان تاجدار آکے مسند پر بیٹھا آواز دی ای سرخاب و کمخواب جلد حاضر ہو اندر سے بارہ دری کے دو غلامان زنگی حاضر ہو کر سامنے آئے جھک کر سلام کیا اُس تاجدار نے کہا ارے اُس سرکش کو لاؤ وہ دونون غلام گئے ایک قفس لائے اُسمین امیر نے ملکہ قمرچہر کو دیکھا کپڑے میلے چہرہ پژمردہ آنکھون مین حلقے جیسے ہی اس تاجدار کو دیکھا تھر تھر کانپنے لگین اُس تاجدار نے قفس ہاتھ مین لیا کہا کیون ای جان جہان آرام دل مشتاقان کہان تک تیرے ہجر مین جلون اب تو مجھکو قبول کر ورنہ ابھی تیرے سامنے اپنا گلا کاٹ کر مرجاؤنگا میرا اب بہت غیر حال ہے جینا محال ہے بقول شاعر

نظم

وہ جو ہم مین تم مین قرار تھا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہی یعنی وعدہ نباہ کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ جو لطف مجھپہ تھے بیشتر وہ کرم کہ تھا مرے حال پر
مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ نئے گلے وہ شکایتین وہ مزے مزے کی حکایتین
وہ ہر ایک بات پہ روٹھنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی بیٹھے سب مین جو روبرو تو اشارتون ہی مین گفتگو
وہ بیان شوق کا برملا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ہوے اتفاق سے گر بہم تو وفا جتانے کو دمبدم
گلۂ ملامت اقربا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کوئی بات ایسی اگر ہوئی کہ تمہارے جی کو بُری لگی
تو بیان سے پہلے ہی بھولنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم مین تم مین بھی چاہ تھی کبھی ہمسے تمسے بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

سنو ذکر ہے کئی سال کا کہ کیا اک آپنے وعدہ تھا
سو نباہنے کا تو ذکر کیا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

اسی گٹکے کو زبان سے نہیں نکالا تھا چونکہ تم میری جان جانی ہو اسوجہ سے میں نے یہ بیان کردیا مگر ای ملکۂ عالم دار
سامری و جمشید کا ان اشخاص کو کبھی زبان سے نہ نکالیےگا ورنہ میرے واسطے باعث خرابی ہے میں نے اپنی
موت کا نشان آپ سے بیان کردیا یہ مقام طلسم عجائب ہے اکثر ساحریاں ایسے ہیں کہ جنکا شکل نہیں اور ملکہ
عفریتہ جادو نے بادشاہ طلسم ہے اسکا یہ توقیت کا ہے ملکہ قرنیشہ نے اگر امیر کو رہا کیا وہ بھی قید ہو گئیں صلاح
ہو چکی ہے کہ قرنیشہ کو قتل کریں مگر کہنا تھا یہ ہے کہ ابھی کسی کو نہ قتل کرو طلسم کشا درپے آزار ہے ایسا نہو
کہ کارگذار ملجا دیں اور طلسم کشا کو لوح ملے تو بڑی خرابی ہوگی غرضکہ دیر تک ملکہ قمر چہرہ سے یہی باتیں
رہیں پھر اسنے ناز و غمزہ کرکے کہا اب تو میں نے اپنا راز دل کہدیا اب تو مجھے وصل سے شاد کیجیے کوئی باعث
نہیں کا ارشاد کیجیے ملکہ نے کہا ای شہرت کیوں گھبراتا ہے جو تو کہیگا وہی ہوگا اب ہمارے دل کو تسکین
ہوئی ایک دن تامل کر تو التجا کرینگے شہرت نہال ہو گیا کہا ای ملکۂ عالم میں تو غلام ہوں جو ارشاد فرمائیے گا
بجا لاؤنگا رات بھر یہی باتیں رہیں کہ ستارۂ سحری چمکا شہرت نے کہا ای ملکۂ عالم وقت سپیدہ جانے کا آگیا
آپ بھی تشریف لیجائیے یہ کہہ دونوں نام پے گئے غش اٹھ کر گئے شہرت تخت پر سوار ہو کر گیا صاحبقران
کو شیشے اڑکر باغ دری میں آئے قمر چہرہ پری سے سنا امیر میں نے حال لوح پوچھ لیا یہ جو سامنے نخل
چنار ہے اسکی بیخ میں لوح ہے جاکر کھود لیجیے مگر کسب کام اپنے دست حق پرست سے کیجیے خدا آپکو مظفر و منصور
کرے میرے رنج و غم دل سے دور کرے طلسم بہت سخت ہے بڑے بڑے ساحر ہیں خدا اپنا فضل شریک کرے ملکہ
قرنیشہ پر بڑی ہی مصیبت ہے چاہتے ہیں قتل کریں لیکن کاہن نے ابھی منع کیا ہے شاید اپنا مذہب چھوڑ کے
آپکا مذہب اختیار کیا ہو اس وجہ سے منع کرتا ہو کنیز کو بڑا تردد یہی ہے اب جو وہ شب کو آویگا بہت
مرمت کریگا صاحبقران نے کہا میں ابھی جاکے لوح لاتا ہوں یہ کہکر امیر چلے جب قریب نخل کے آئے طائر
زمزمہ سرائی کرنے لگے بلبلیں ایک درخت سے اڑکر دوسرے درخت پر آگئیں ہر طرف سے آوازیں آنے
لگیں ای طلسم کشا خبردار قریب نخل کے نہ جانا ہائے یہ راز کسنے کہا طلسم کشا درخت کے پاس پہونچ گیا امیر
نے طائروں کے غل کا خیال نہ کیا بیخ نخل کھودنے لگے جیسے ہی دو ہاتھ زمین کھودی ایک صندوقچہ
نکلا امیر نے اس صندوقچہ کو کھولا دیکھا اسمیں لوح طلسم عجائب رکھی ہے امیر نے ارادہ کیا کہ اٹھا دیں
کہ ایک طرف سے آواز آئی ای شہریار ٹھہر جائیے میں بھی حاضر ہوتا ہوں امیر نے دیکھا خواجہ بزرگ امید
چلے آتے ہیں فرماتے ہوئے ای فرزند مجھکو خبر ہوئی کہ تم طلسم عجائب میں گئے ہو میں دوڑا آیا کہ جاکر دیکھوں
لوح یا میں کچھ فتور تو نہیں ہے یہ کہتے ہوئے قریب امیر کے آئے صاحبقران کو گلے سے لگایا کہا ذرا لوح طلسمی
مجھے عنایت کیجیے میں بھی دیکھوں کچھ فتور ہو امیر نے لوح طلسم اٹھا کر خواجہ بزرگ امید کو دی خواجہ
نے جب لوح ہاتھ میں لی اچھلے بڑھ کر نعرہ کیا باش ای حمزہ دیکھو لوح عیسی مجھ سے ہوشیار رہے یوں لیتے
ہیں ہم شہرت جادو رات ہی مجھکو اسکی باتوں سے تردد ہوا تھا مگر جوش محبت میں میں نے سارا
حال کہدیا ہے یہ انجام نہ جانتا تھا یہ کہتا ہوا شہرت جادو بھاگا صاحبقران نے دست افسوس
ملے کہ غضب ہوگیا لوح لیے جاتا ہے ہم نے سخت بڑا دھوکا کھایا میں کیا جانتا تھا کہ یہ مکار غدار
ہے صاحبقران نے جو بیتاب و بیقرار ہوکے دعا کی افسوس یہ ہے کہ ملکہ اسی طرح قید ہیں کہ میوے
باغ سے ایک جوان خوش رو خوش وضع پیدا ہوا اسنے آواز دی ای شہرت جادو تجھے بڑا کار نمایاں کیا

سح کر دیا تمھارے ہی ڈر سے آگ لگی تھی بڑی خیر ہوئی تم نے سب حال معشوقہ سے کہدیا لاؤ دیکھوں وہی لوح ہے
یا اور کوئی میرے پاس جو لوح رہیگی کوئی نہ پاویگا بڑی حفاظت سے رکھونگا شہرت نے کہا ای اجل جنی
خوب وقت پر آئے تمھارے آنے سے دل کو تقویت ہوئی لوح اجل کو دی اجل لوح لیکر پیچھے ہٹا کہا ای
شہرت ہم تم ملکر صاحبقران کو گرفتار کرلین یہ کہکر اجل جھپٹ کر قریب امیر کے آیا پکار کر آواز دی ای
شہریار مین خیرخواہ دولت ہون یہ لوح حاضر ہی شہرت نے سر پیٹا کہا ای اجل یہ کیا کرتا ہی طلسم کشا کو لوح نہ دینا
اجل نے لوح پھینکی امیر نے لوح قبضے مین کی نعرہ کرکے شہرت پر جا پڑے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
وار رد کیا نعرہ کرکے ہاتھ مارا شہرت جادو کے دو ٹکڑے ہوے شہرت کا مرنا تھا کہ اندھیرا ہوگیا لوائیکے
ایک آواز آئی کشتی مرا نام تھی شہرت جادو بود باغ مین آگ لگ گئی سارا باغ جل گیا اجل نے کہا
اب جلد ملکہ قمرچہر کی خبر لیجیے امیر اور اجل طرف بارہ دری کے چلے بارہ دری مین جو آکے دیکھا قفس ٹوٹا پڑا ہی
ملکہ قمرچہر اسمین نہین ہین امیر نے کہا ای اجل یہ کیا ماجرا ہوا قمرچہر پری کو کون لے گیا اجل نے عرض کی شہرت
کا بھائی مخبوط فیلسر بڑا ساحر زبردست وہی ملکہ کو لے گیا اب تو حضور فتح طلسم مین مصروف ہون دیکھین
امیر نے لوح کو دیکھا اسمین لکھا تھا ای فتاح طلسم اگر شہرت قتل ہوا اور لوح طلسمی اسکے کلی آرزو کی کھلے تو مناسب
ہی کہ اپنے کو پاس مخبوط جادو کے پہونچا دے کہ وہی ملکہ قمرچہر کو لے گیا ہی بہت جلدی جانا مناسب ہی امیر باغ سے
باہر نکل کر اسم حاشیہ لوح پڑھنا شروع کیا ایک طائر پیدا ہوا امیر اسکی پشت پر سوار ہوکے چلے اس طائر نے
امیر کو لاکر ایک گوشہ قصر مین اُتارا طائر تو علیحدہ ہوا امیر ایک طرف ٹہلتے ہوے چلے ایک طرف سے آواز رونیکی
آئی اس رونے مین کوئی رو رو کے یہ اشعار پڑھتا ہی نظم

ڈر تو مجھے کسکا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
پر حال یہ افشا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

ناصح یہ گلا کیا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
تو کب مری سنتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

مین بولون تو چپ ہوتے ہین اب آپ جبھی تک
یہ رنجش بیجا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

کچھ غیر سے ہونٹون مین کہے ہی یہ جو پوچھو
تو رو مین تکرتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

کب پاس پھٹکنے دو ہو رقیبون کو تمھارے
پر پاس تمھارا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

ناصح کو جو چاہون تو ابھی ٹھیک بنا دون
پر خوف خدا کا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

کیا کیا نہ کہے غیر کی گر بات نہ پوچھو
یہ حوصلہ میرا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

کیا کیجیے نصیبون کو کرو اغیار کا شکوہ
سُن سُن کے وہ چپکا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

مت پوچھو کہ کس واسطے چپ لگ گئی ظالم
بس کیا کہون مین کیا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

چھکے سے ترے ملنے کا ڈر ڈالون تو تیرے
اسواسطے جھچا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

ہان تنگ دہانی کا نہ کرنے لگے بے بات
ہر عذر پر ایسا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

ای چارہ گرو قابل درمان نہین یہ
ورنہ مجھے سودا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

ہر وقت ہی دشنام ہر اک بات مین طعنہ
پھر اسپہ بھی کہتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

کچھ سن کے جو مین چپ ہون تو تم کہتے ہو بولو
سمجھو تو یہ تھوڑا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

مومن بخدا سحر بیانی کا جبھی تک
ہر ایک کو دعوی ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

ہلکی کی قید کیا ہم بیکنا وہین امیر نے سب کو رہا کیا ارشد تاجدار کو سب کا افسر قرار دیا چار سو جوان لیکر نکلے قصد ہوا کہ دوسرے مرحلہ پر جاوین مگر قضا سے کار ظہیر جادو نے ایک شاہ کی دختر کو لیکر پالا تھا موسوم بہ نسیم عنبرین مو مکان مین ظہیر کے بیٹھی تھی کہ کنیزون نے آکے خبر دی ملکہ ظہیر کو طلسم کشا نے قتل کیا سب قیدی رہا ہو گئے یہ سنکر نسیم نے کہا بڑا غضب ہو مین ابھی جاتی ہون طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاتی ہون یہ کہکر نسیم عنبرین مو چلی صاحبقران آگے ایک مقام پر اُترے ہین وہ چار سو جوان ساتھ ہین امیر دلکل پر بیٹھے ہین سیر صحرا دیکھ رہے ہین گل خودرو سے جنگل نمونہ گلشن ہو رہا ہے طائران کی زمزمہ سرائی گل خودرو کی رعنائی نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن صد زبان کی غمازی سرو کا سبزہ ہر ایک نہال کا آپس مین لڑنا کسی کو رنگ و بو کا ناز ہی کسیکو اپنی غنچہ دہنی پر ناز عاشق ہو اُن پر گلہائے ہر شجر سے گرانی ہی ہر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے معمور کیفیت بہار مین محو سرور طائران زمزمہ سرائی زمزمہ سرائی سے صاحبقران خوشی کر رہے ہین ارشد تاجدار پہلو مین فرما رہے ہین اے ارشد تاجدار تمھارا باپ لقمان تاجدار تمھارے فراق مین سخت بیقرار ہی خدا وہ دن کرے کہ تمھارے اُنکے ملاقات ہو ملکہ نسیم عنبرین مو عتاب بنی ہوئی آکے ایک نخل پر بیٹھی اس خیال مین کہ امیر کو گرفتار کرونگی لگاہ جو جمال جہان آرا کے صاحبقران پر پڑی کلیجہ تھام لیا بے اختیار یہ کہا ساتھین

نظم

لگا لی آہ نے غیرون سے گھر آگ	ہوئے کیا وہ اسی بات پر آگ	دو رخ تک و طغیان فغان ہے
کہ مر جاؤن اُدھر بولی اُدھر مرگ	سمندر کر دیا آتش رخون سے	کہ گر پڑتا ہون آتے ہی نظر آگ
جلایا آتش ہجران نے دل کو	تربت کو مین گی [illegible] پھر آگ	نہ سمجھو [illegible] ہم اپنا دامن تر
جہنم مین ہوا ہی واعظ اک آگ	دہان تاب تیغ دی دی آتش دل	جدھر دیکھو اُدھر ہی جلوہ گر آگ
چلے کیا گیا سحر تربت پہ میری	دلی کی لاش کے بدن مگر آگ	زبس غیرون سے ہر دم گرم صحبت
مرا جلتا ہی جل گیا دیکھ کر آگ	[illegible] دل سے وقت گھر	بجھا دی تو نے کیا اے چشم تر آگ
متصل سینہ و دل جگر داغ کباب ہوا	کہ قتل شعلہ لاتا ہی بشر آگ	نکالا رنگ عالم سوز کیسے
یہ کیون بھڑکی بڑھا ہی دربدر آگ	پڑتے مومن سے کہا کہ گرم اشعار	بھری تھی دل مین یارب کس قدر آگ

جمال صاحبقران دیکھکر سخت بیتاب ہوئی آئی تھی اس فکر مین کہ صاحبقران کو قتل کرون یا خود زخمی ہوئی اب حیران ہو کہ کیونکر ملاقات کرون ناچار یہی اپنے باغ مین آکے ٹہلنے لگی حیران ہی کہ ای نسیم عنبرین مو اب کیا کرون اس سوچ مین کھڑی تھی کہ آسمان پہ سنا ٹا ہوا ایک جادوگرنی موسوم بہ غنچہ جادو آکے اُتری نسیم عنبرین مو نے پوچھا بوا غنچہ کہان سے آتی ہو غنچہ نے کہا اماں ہو کہ طلسم کشا کی مشکین باندھ لاؤ اور کھینچتی ہوئی لاؤن اس ظالم نے بڑی قیامت برپا کی بڑے بڑے ساحرون کو مار ڈالا سے بچا ئی ہمند مارے گئے ہم بھی بری طرح سے پیش آوینگی دیکھو کیا حال کرتے ہین غنچہ نے بہت یہ کلمات سخت کہے نسیم عنبرین مو نے کہا بوا استقدر نہ بلبلاؤ کسی شریف کی غیبت مین ایسے کلمات کہنا کیا ضرور ہین غنچہ جادو نے کہا کیون بوا تمہین کیا معلوم ہوتا ہو کیا تمھارے دوست ہین نسیم عنبرین مو نے کہا ضرور دوست ہین کسی مرد آدمی کی برائی کیون ہو اگر منہ کھول دیا کہنا شروع کیا اب اگر برا کہو گی منہ توڑ ڈالونگی غنچہ نے کہا مین بادشاہ طلسم سے کہونگی نسیم طلسم کشا سے ملتی ہین نسیم نے کہا جاکے کہہ دو غنچہ چپ ہو رہی اپنے جی مین خیال کیا اب سوچتی ہوئی کھڑی ہو کہ دیکھین انجام کیا ہو غنچہ جادو چلی جاتی ہی سامنے عفریتہ خونخوار نے آکے کہا ای ملکہ عالم اپنے

سب کنیزوں نے ملکہ کو پکڑ لیا تڑپ گئے زد یا انھیں زبان مین سوزن دیا لیکن چند کنیزین بھی گئیں تلاش
مین صاحبقران کے چلین یہان صاحبقران ارشد تاجدار کو اُسی مقام پر چھوڑ کر بموجب حکم لوح چلے
ایک صحرا مین آکے پہونچے نخل جادو وہان کا حاکم تھا آکے صاحبقران پر حربہ کیا امیر نے لوح پکڑائی آخر
امیر کے ہاتھ سے مارا گیا نخل کے مرنے کی صدا بلند ہوئی کنیزوں نے جو آواز سنی اسی طرف دوڑین آکے
صاحبقران سے ملاقات کی صاحبقران کے سامنے آکے رونے لگین صاحبقران نے پوچھا تم کون ہو
انھون نے دست بستہ عرض کی ہم ملکہ نسیم کی کنیزین ہین آپ کے واسطے ملکہ گرفتار ہوئی ہین گلنار گرفتار
کیے ہوے اسی طرف سے آئیگی حضور کو مدد کرنا واجب و لازم ہے ملکہ نے ہمیں بھیجا تھا کہ صاحبقران کو
اطلاع کرنا ہماری کمک کرین اس آفت سے بچالین ہم بھی کسی کام آئینگی صاحبقران کنیزون کے ساتھ
چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا گلنار پریزاد نسیم کی قید لیے ہوے جاتی ہے صاحبقران نور کرکے
جا پہونچے نسیم کی جو نگاہ پڑی بیتاب ہوگئی یہ بھی خوف ہے کہ امیر کو کچھ زوال نہ آجائے صاحبقران
کو خدا دشمنوں سے بچائے دعائیں مانگ رہی ہے کہا خداے نادیدہ مین شرف مذہب سے بخوبی
آگاہ نہیں ہون لیکن عرض کرتی ہون کہ صاحبقران کو دشمنوں کے ہاتھ سے بچائے صاحبقران شیر
شمشیر نہنگانہ بلنگانہ لڑتے ہین جس طرح بچاتے ہین جادوگر بیہوش ہو ہو کے گرتے ہین سیکڑون جادوگر
ہو مین ہنگامہ گیر و دار بلند ہے ایک کنیز جانبازی کرکے قریب نسیم کے پہونچی زبان سے سوزن نکالا نسیم
جو قید سے چھوٹی آفت برپا کردی کرنگ لوٹ کے گرنے لگین جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے گلنار پریزاد
نے جو نسیم کا سحر دیکھا گھبرائی پریشان تھی کہ اب کیا کرون قصد ہوا قتل جو کرون کہا نا ممکن ہے مارے
نسیم سحر کرکے آتی ہے چاہتی ہے گلنار پریزاد کو قتل کرون گلنار اپنے کو بچا کے ہٹ جاتی ہے اب
گلنار نے پریزادون سے کہا ارے صاحبو اگر ہو سکے تو بادشاہ سے جا کے خبر کرو میری جان بچے شجھو
لڑائی تمام ہوتے نہیں معلوم ہوتی شاید وہ کسی کو بھیجے مدد کو آئین پریزادین کمک میں واری
کیون جائین نسیم رہا ہوگئی اُسنے آفت برپا کردی طلسم کشا کے سامنے کس زور و شور سے لڑ رہی ہے
کمال اپنا ظاہر کرتی ہے صاحبقران پر عاشق ہے اپنا زور و شور دکھا رہی ہے حقیقت مین کس لطف سے
لڑ رہی ہے نسیم کی یہ کیفیت ہوئی ہے صدہا پریزادون کو مار کے ڈالدیا گلنار پریزاد حیران و
پریشان مضطر و بیقرار اپنی جان سے بیزار کہتی ہے دیکھیے اب تقدیر کیا دکھائے کیونکر کون بھاگون
پاؤں ایک گوشے میں کھڑی ہوئی سینا لینا کر رہی ہے کہ صاحبقران کے نعرے کی آواز آئی
نہین تھا انکو گلنار پریزاد نے گو کہ اٹھا کے مارا صاحبقران نے لوح دیکھا یا گرز ہاتھ میں تھا اُسی کو ہے
اسطرح مارے امیر زور سے پہلو بچا گئے گلنار تڑپ کے زمین پر گری بے پروا نہ ہوا کرتی
جیلی چھپا کے جادوئن صاحبقران نے لوح دیکھی لکھا تھا کہ اگر گلنار زندہ رہی فساد برپا کریگی ابھی حملہ
باقی ہے امیر نے کمان کیانی دوش سے اتاری تیر یازدہ مشتی خدنگ سفید سوفار
زمرد پیکان عقاب پر بیجر لگا ہوا پیوست کرکے تاک کر مارا سینے پر گلنار پریزاد کے پڑا
دو شانہ پشت کو پار کر گیا پریزادون نے جو یہ دیکھا کہ گلنار ماری گئی سب بھاگ گئین صاحبقران نے اُس
مقام پر اتر کے قیام کیا تھا کہ اب آگے زیر چمن شب اسی مقام پر بسر ہو گئی صبح کو آمادۂ سفر ہونگے اسی لیے

کر چلا ۔ فرمانروائی ارشد تاجدار سے چار سو کمال ان کے آنے سے پہونچا صاحبقران نے بارگاہ سے دلراز
ملکہ نسیم بھی ساتھ تھی جب داخل بارگاہ ہوئی سب ہمراہ تھے نسیم نے شہر کا ماجرا سب اپنا حال بیان کیا اور جوش
عشق میں منہ سے نکلا

نظم

کسی کا ہوا آج دل تک کسی کا
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا
مجھے اڑا لے ہوا انکا سے پھر
کہ دل پر نہیں زور چلتا کسی کا
دو کرتے ہیں جیسے عاشق تسلی کو
نہیں میری جان شکوہ بیجا کسی کا

نہ ہو تو کسی کا نہ ہو گا کسی کا
نہ میری ہے وہ نہ میں نا صحون کی
یہ کہنا کہ کیا ہے دعویٰ کسی کا
صبا نکہت یار لائی کہاں سے
نسبت کرو دنیا میں گویا کسی کا
دم الفت اور عشق جانان سے

ابھی سے قتل جان آپ نظر میں
نہیں مانتا کوئی کہنا کسی کا
پھر جائے اس پر فدا ہے تو جائز
نہیں وصل اس کو میں وصلا کسی کا
کرو گی کیا کرے آپ ہر جائی ہو تم
مجھے قدر آئی ہو من ایسا کسی کا

صاحبقران زمان نے فرمایا اے شہنشاہ خوبی اے سرو باغ محبوبی انشاء اللہ اگر خدا نے فضل کیا اس میں نے
عفریتہ خونخوار کو ہلاک سب کرے گا تمکو طلسم کا بادشاہ کرونگا نسیم نے سر جھکا لیا کہا کنیز کو سلطنت
کی ہوس نہیں ہے چاہتی ہوں آپ کے ساتھ ہوں بہرحال ہو کہ آپ کو معرکہ عظیم درپیش ہے یعنی طلسم ہفت پیکر
کے بادشاہ سے بگڑی اکبر گئی ہے ہم جس کے نام آتے تھے ملکہ عفریتہ خونخوار کی ہمرکابی جا کے
شریک ہو سارا شہر اور وہ عجائب و غرائب دیکھے کہ ہوش و حواس درست نہ تھے آخر یہ نوبت پہنچی
پہونچی کہ عفریتہ خونخوار کہ پرانی ساحرہ ہے اسنے خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کیا ہمکو بھی اطاعت کرنا پڑی
اب دو کنیز نے پڑھے دو سو پلستن کی خلعت نادرہ سے رہا ہوگئی وہ دعا قبول ہوئی آج مجھکو یہ نہ تھا
تمنا کر بادشاہ طلسم سے بغاوت ہوئی آخر کہاں بیٹھکر بسر کرونگی اگر طلسم سے نکلا دیا ہاں ہفت پیکر دست
ہوتے مدد کر رہی ہوں کہ آپ تک پہونچ گئی آج شب حضور میان بسر کریں میں کل حضور کو منزل پر یعنی
پہونچی الماس شعلہ تن اس مقام کی حاکم ہے انشاء اللہ اسکے سر پہ پہونچا دونگی طلسم ہفت پیکر میں سات
پہاڑ ہیں ہوتے ہیں ہفت پیکر ایک دن میں ساتوں پہاڑوں پر اپنا ظہور دکھاتا ہے جس پہاڑ پر جاتے
اسی کو دیکھیے سب کے دلوں کا حال بتاتا ہے ایسے ایسے عجائب و غرائب دیکھکر عفریتہ نے سجدہ کیا اس
طلسم کے سبھی لوگ وہیں کے ملک میں بدلے یقین ہے کہ جب طلسم فتح ہوگا اہلیان طلسم ہفت پیکر ہی
دشمن ہو جائینگی صاحبقران نے حال طلسم ہفت پیکر شنکر فرمایا کہ اے نسیم میرا جانشین اور میرے گھر فرزند
گئے اس سے ہفت پیکر بہت ہے اسکے شعبدہ سے غضب کے ہیں ہر ایک آسکا طلسم ہو اور یہاں سے نکلا
تا بادشاہ ہمدم نسیم نے کہا کنیز وہاں بہت کام آئیگی ساتوں پہاڑوں کی سیر کی ہر ہر پہاڑ پر عجائب و غرائب قائم ہیں
ہیں مگر میری ایک بہن اکثر شعبدہ بازوں کی مشکل کار ہے بلکہ مشہور ہے کہ عجائب و غرائب کا انتظام
اسی کی ذات سے ہے اگر کنیز اسکو بلا لیگی سب انتظام بگڑ جائیگا صاحبقران نے فرمایا اے نسیم اب تو سرورست
تم میرے ہمراہ ملکہ قریشہ سلطان و قمر زادہ ہونا چاہیے نسیم نے عرض کی حضور تشریف لیچلیں کنیز ساتھ ہے
صاحبقران نے لشکر تیار کیا ارشد تاجدار ان جادوگران کو ساتھ لیکے سامنے لایا صاحبقران
سوار ہوئے قضائے کار الماس شعلہ تن مالک تماشا گاہ طلسم اپنے مقام پر بیٹھی تھی کہ چند ساحر بھاگے
ہوئے پہونچے سب حال مفصل بیان کیا کہ یہ سحر گذرا ملکہ نسیم عنبرین مو طلسم کشا کی خدمت میں گئیں

دوست جس گل کا رہا میں وہ مرا دشمن رہا	باغ عالم کی ہوا آتش نہ راس آئی مجھے

نسیم کی بیقراری پر صاحبقران گھبرائے لوح لیکر چھینٹے لوح کا عکس نسیم پر ڈالا نسیم کو ہوش آیا قدموں سے
صاحبقران کے لپٹ گئیں کہا آپ نے اس لونڈی کی جان بخشی کی صاحبقران لوح چمکاتے ہوئے چلے
سرمست جادو و الماس شعلہ تن نے ملکر خوب سحر کیا آگ برسائی برق چمکائی لیکن بسبب لوح کے کچھ
تاثیر نہوئی لوح کو چمکا کے الماس شعلہ تن پر جا پڑے تیر مہر کمان میں پیوست کرکے سینہ پر کینۂ الماس
کو تاکا تیر چھوٹا طائر تیر اڑتا ہوا چلا سینے پر جاکے پٹا توڑ کے مہر پشت کو پار کر گذر علاوہ الماس شعلہ تن
کو زمین پر گرا آندھی سیاہی آئی سنگباری و برفباری ہونے لگی بعد ہونے دراز آواز آئی کشتی مرا نام من الماس
شعلہ تن بود سرمست جادو نے جو یہ آواز سنی گھبرا گیا کہا یارو بڑا غضب ہوا طلسم کشا نے ڈکو طلسم ا
اب بادشاہ طلسم کو خبر ہوگی بڑا ملال ہوگا خبر یہ ضرور جائیگی یہ کہکے لشکر سے نکلا ایک چیخ ماری آواز دی
ای سالار کنگرہ شکن جلد آؤ طلسم کشا نے سب کو ستا رکھا ہے طلسم کشا کسی کا سحر تاثیر نہیں کرتا تم طلسم میں
مشہور ہو اتنے نہ نہ ہونا چاہتا ہے جیسا حمزہ کا پھوٹا چاہتا ہے یہ الفاظ پورے زبان سے نہ نکلنے پایا تھا کہ
صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان گرگدن سوار برچھا ہاتھ میں لیے سامنے آکے پہونچا جسطرف ملکہ قریشہ سلطان
فوج میں تھیں اسطرف اُسنے آکے نعرہ کیا منم سالار کنگرہ شکن ملکہ قریشہ سلطان نے پلٹ کے چاہا
چاہتی تھیں اُسنے نیزہ مارا ملکہ قریشہ سلطان نے سنان نیزہ کو بچاکے ڈانڈ پر ہاتھ ڈالا یا نیزہ توڑ کے پھینکدیا
اُسنے تیغے پر ہاتھ ڈالا ملکہ قریشہ پر ہاتھ مارا ملکہ قریشہ نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا کہ سالار
زمین پر آرہا اُسنے چاہا جسطرح پہلوانوں کو لپٹتے ہیں اسی طرح قصد کرکے لپٹ جاؤں ملکہ قریشہ سلطان نے
کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ سر سالار کنگرہ شکن کا چنبر گردن سے اڑ گیا سالار کنگرہ شکن جو
مرے گرا اسکی فوج والوں نے بلوہ کیا ملکہ قریشہ سلطان ان سب پر جا پڑیں خوب تلوار چلی بارہ
ہزار آدمی اسکے ساتھ تھے جب سبھوں نے دیکھا کہ روز میں کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا چار جانب سے
حلقہ باندھ کمند پھینکنے لگے بارہ ہزار کمندیں جو چار جانب سے پڑیں ملکہ قریشہ سلطان گرفتار
ہوگئیں آنا سے بیڑ ڈال لیا ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں مسلسل و مطوق کرکے نہ پٹ کیا چیلے
آواز دی یا صاحبقران ہمارا افسر مارا گیا اسکے بدلے ہمنے قریشہ سلطان کو لیا خدمت میں بادشاہ
طلسم کے لیجائینگے ورنہ پرسش ہوگی ملکہ عفریتہ خونخوار کا حکم تھا کہ جاکے طلسم کشا سے مقابلہ کرو وہ
دن نصیب نہوا اُنکی موت ملکہ کے ہاتھ سے تھی صاحبقران زمان نے جو یہ کیفیت قریشہ سلطان
کو لیے جاتے ہیں قصد کیا کہ جاکے رہا کروں بارہ ہزار جوان آکے حائل راہ ہوے صاحبقران
زمان والی قاف و دنیا کو وہاں تک جانے نہیں دیتے رکے ہوے لڑ رہے ہیں صاحبقران
جانتے ہیں کہ وہ بحر کے پار آئی ہے پہونچ جاؤں مگر وہ لوگ نہیں جانے دیتے صاحبقران
بیقرار ہوے پکار اٹھے

نظم

ای رفیقان تا بکجا چند گوئید مرا
ہوس عشق اگر ہست بگوئید مرا
چہ خوش گفت قیس بسگان کوچہ لیلی

پی دل گم شدہ ام آہ مجوئید مرا
نامحارے شبا از خدا نہ شاید
کہ شما جلد بجائے کس دگر گوئید مرا

گل دیوانگیم بستہ ز خاک مجنون
داغ از دیدن آن بوی بگوئید مرا
کار من بازگذارید بہ ابر کرمش

اسم سنیدن خدس مرگ مشو ہید مرا | اگر از راز دہان دگر یار شدم | بعد ازین واقف اسرار گو شد را

اس طرح کی دعائین کرتے ہوے صاحبقران ان بارہ ہزار پہ جا پڑے خوب لڑے ان بارہ ہزار نے
ہر چند زور کا صاحبقران نہ رکے قریشہ سے امیر نے فرمایا ای نور نظر قید توڑو قریشہ نے جھٹکا مار کر

ہتھکڑی کو توڑا آواز دی قبلہ | گرمی بازار عشق از لعل خون من است | خانۂ تاریک عنکبوت بزنجیر عشق
صبر میں حاضر ہوں یہ کہکے نعرہ کیا ظفر | بر سر دار فنا غانہ شغو غاے من | بشکنم این بند را وقت جنون من است
شعلہ شمشیرشان شمع جگر سوز من | باک ندارم نہ دار چوب ستون من است | قید توڑ کر آرا لے کو اُٹھا لیا اُسکو

جو گردش دی سیکڑون کے سر جھکنے لگے قریشہ نے ہلکہ ڈالدیا ایک طرف صاحبقران معروف
جنگ ہین ایک طرف قریشہ نے لاش پر لاش گرادی کہ آسمان سے نوبت و نقارے کی آواز آئی دیکھا
امیر نے نقابدار زرین پوش بڑے علم و نشان سے آکر پہونچا لڑتا بھڑتا ہوا طرف سرمست کے
چلا صاحبقران کو آنا نقابدار کا ناگوار ہوا عین گرمی جنگ مین بشت مرکب پر سوار ہوئے
تیغ الک جا کے منہ سے جاری فوج کو گردش دیتے ہوئے قریب سرمست کے پہونچ گئے جب تک
نقابدار کوشش کرنے تب تک صاحبقران پہونچ گئے اُٹھے جا ہا تکلما کون صاحبقران گھوڑے سے
کود پڑے اُس مقام پر بڑی جنگ ہوئی ہوا یہان سرمست چاہتے تھے امیر کو تا بہ سرمست
نہ جانے دین امیر او خنجر سپر کی لگائے ہوئے بڑھکر قریب سرمست کے پہونچے نقابدار زرین پوش
بھی جانبازی کرکے برابر پہونچا سرمست نے چاہا صاحبقران پر وار کردن نقابدار گھوڑے سے
کود پڑا اسم اعظم پڑھتا ہوا بڑھ کر سرمست کے پہونچا لپٹ پڑا اُسنے چاہا سحر کرون ایک طمانچہ مارا
دانت ٹوٹ کر حلق میں گئے وہ چلا کر خون اُگلتا ہوا نقابدار نے لپٹا نقابدار نے کولے پر
لادکر دے مارا چھاتی پر چڑھ کر سر کھینچ لیا ہنگامہ ہوا سرمست مارا گیا تمام فوج نے فرار پر قرار کیا
نقابدار ... معروف ... جب سب ساحر بھاگ گئے جو باقی رہے اُنہین آواز الامان بلند ہوئی
امیر نے سب کو امان دی اسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی نقابدار کا ہاتھ پکڑے ہوئے بارگاہ میں لے
نقابدار کی بہت خاطر کی بعد اسکے فرمایا ای نقابدار بہادر افسوس ہے کہ ہمارے تمھارے
فیصلہ نہین ہوتا لڑائی بھی ہوئی اب تو آج نہ جاؤ ہمارے تمھارے فیصلہ ہوجائے نقابدار نے
یہان کیا موقع ہے آپ برسر راہ ہین جب اپنے لشکر مین پہونچئے منصف بھی وہان ہون ہماری
آپکی شمشیر زنی دیکھین آرزو تو یہ ہے کہ عزو جہ با ختہ پر مقابلہ ہوتا وہان دیکھنے والے موجود
ہین راہ پردہ قاف کون انصاف کریگا امیر نے فرمایا کیسا انصاف آپ خود منصف ہین جو امر
واقع ہوگا آپ خود فرما دیجئے کہ مناسب ہوا نقابدار نے بہت عذر کیا اور کہا ای شہریار
مین کسی طرح آپ کے مقابلے کے لائق نہین ہون مگر عہدے کا مقدمہ ایسا ہے کہ کچھ بن نہین پڑتا
فی الحال ایک نقابدار نے خروج کیا ہے ہمارا آپ کا ہم مذہب ہے ہر جگہ مدد کو آتا ہے جب کبھی
آیا یہی سوال کیا کہ بانے صاحبقرانی نہین پائے مین شرماتا ہون دل مین یہی آرزو ہے کہ آپ سے
مقابلہ ہو اور بلانے لگا مین آپ جو اسے خدا بزرگان دین سے دریافت کرین دیکھے وہ کیا فرماتے ہین یقین ہے
یہی ارشاد ہو کہ نقابدار مذہب پوش لائق بنانے صاحبقرانی ہے صاحبقران نے فرمایا میرے مقدمہ

سپہ گری میں بزرگان دین کو کیا دخل ہے میں اُنسے کیوں پوچھوں کیا میں جنگ میں عاجز ہوں جس طرح مزاج میں آوے امتحان کریجیے نقابدار خاموش ہو رہا لاچار ہو کر کہا حضور کو اختیار ہے امیر نے فرمایا ای نقابدار تمنے جو کمان معرفت نورالدہر کے بھیجی تھی وہ کمان خزانے میں بطور حفاظت رکھی ہے اگر حکم ہو تو اُسکو منگوا دوں آپ کے سامنے کھینچوں آپ کو حال معلوم ہو نقابدار نے کہا یہ سب باتیں وقت پر موقوف ہیں کمان کھینچنے کا محل نہیں ہے ہر چند صاحبقران نے چاہا کسی طور سے نقابدار نے منظور نہ کیا نقابدار صاحبقران سے رخصت ہوا چلتے چلتے کہہ گیا کہ ہمارے آپکے مقابلہ خاص عنقریب باختر میں ہوگا امیر نے کہا تمہیں اختیار ہے جہاں بلاؤ گے وہیں آئینگے نقابدار رخصت ہو کر روانہ ہوا منتظم زندانخانہ حاضر ہوا امیر نے فرمایا قیدیوں کو لاؤ اور قیدی بھی آئے شاہزادگان والا قدر تھے سب مطیع اسلام ہوئے ملکہ قریشیہ و قمر بانو امیر سے ملکر رخصت ہوئے قریشیہ نے عرض کی کنیز جانا مناسب نہیں جانتی اگر حکم ہو تو فوج کو بلاؤں راشد و ارشد حبشی و سیاہ مک سیاہ کلاہ قریب کوہ بلور کے فرودکش ہیں کوہ نورافشاں پر انکو خبر لگی تھی کہ صاحبقران داخل طلسم عجائب ہوئے یا تو برائے شکار جاتے تھے یا اُسی مقام پر لگے کنیز اُنکو ساتھ لیکر حاضر ہے جانتی تا بہ عفریتہ خونخوار فوج ہے بیتاب پڑی ہیں آپ کو رد کرینگی امیر نے فرمایا جو پڑیگی اُسکو جھیلینگے جان پر کھیلینگے عفریتہ خونخوار سے ضرور مقابلہ ہوگا قریشیہ کو امیر نے کچھ جواب نہ دیا لاچار ہو کر ملکہ قریشیہ رخصت ہوئیں بعد جانے قریشیہ کے صاحبقران نے ارشد تاجدار اجمل حبشی کو حکم دیا لشکر تیار رہے صبح کو کوچ ہوگا رات ہی سے تیاری ہونے لگی مگر صاحبقران بارگاہ میں آ کر بیٹھے لشکر کا خیال آیا دل تڑپ گیا گھبرا کے اُٹھے سوچتے تھے کہ کس کام کو جاتے تھے کس کام میں پھنسے فلک نے مجبور کردیا افسوس صد ہزار افسوس نظم

بیری سے تیر راست کو اپنے نگون کیا | جواب خضر تن کو ہمارے ستون کیا
جاتے ہے جسم کے بھی میں دیوانہ تنگ ہوں | ایک بہار میں اسے نذر جنون کیا
دیوانے تیرے یوں تو ہزاروں ہیں ای پری | شیشے میں جسنے تجکو اُتارا فسون کیا
مجھ صوفی کے جو نعرے سے حال اُسکو آگیا | مطرب نے ٹکڑے سر سے مرے ارغنون کیا
کس کس نگاہ ناز سے دیکھا مری طرف | کیا کیا نہ چشم یار نے مجھپر فسون کیا
زرگ سبق کو پہلو میں دل کی طرح رکھا | یوسف سے بھی عزیز اُسے مجنے فزون کیا
آرایش اہل حسن کو جادو سے کم نہیں | بے تیغ تیرے دست نگارین نے خون کیا
آئی بہار کیوں سے لگا پھاڑنے جنون | عامل نے سال جان کا اپنے شگون کیا
فرہاد سر کو پھوڑ کے تیشے سے مر گیا | شیرین نے ناپسند مگر بیستون کیا
دریا بہا شراب کا بے یار رات بھر | مثل حباب کاسہ سر واژگون کیا
مضمون بندھا نہ جیسے کبھی داغ کا | بیرون لب زبان سے خون درون کیا
جوہر دہ کون سا ہے جو انسان میں نہیں | دیکر خدا نے عقل اسے ذوفنون کیا
کیا کیا نہ داغ مجکو دیے شوق ... نے | کیفی شراب نے جو وہ رخ لالہ گون کیا
آنکھوں سے جانے اشک ٹپکنے لگا لہو | آتش جگر کو دل کی مصیبت نے خون کیا

نہیں معلوم اُن پہ کیا گذری دشمن سر پر کوئی معین و مددگار نہیں اسی خیال میں صاحبقران سو گئے عین خواب
میں دیکھا کہ بادشاہ کھڑے ہوئے رو رہے ہیں امیر نے پوچھا حضور خیر تو ہے بادشاہ نے فرمایا حضور
کو یاد نہیں آپ کے جانے کے بعد لڑائی پڑی شکست حاصل ہوئی ہم بھاگ کر چھپ رہے پہاڑ پر چڑھ سنا
سب کے خلاف ہوا میں یہ سوچا کہ اسی وقت قتل ہوئے ہم بھی کے بعد جان جائیگی شاید پروردگار
مدد کرے آپ کے امیدوار ہیں اُسی پہاڑ پر اشکبار و بیمار ہیں یہ خواب پریشان دیکھا صاحبقران
جو چونکے دل پر قابو نہ رہا چیخ مار کر رونے لگے نسیم جلائے پڑکھی بت سب ہو کر دوڑی قریب صاحبقران
کے آئی پوچھا کیوں حضور خیر تو ہے امیر نے فرمایا میں نے اپنے لشکر کو عجب تباہی میں دیکھا میرا
خواب کبھی جھوٹا نہیں ہوتا اجمل نے عرض کی حضور لوح طلسمی پا چکے ہیں اسی حال میں چھوڑ کر جائیے گا
اہالیان طلسم آپ کا پیچھا کرینگے تعاقب نہ چھوڑینگے جہاں حضور جا کر رہینگے یہ لوگ برائیاں کرینگے انسے
بچنا دشوار ہے لہذا حضور مقصد کامل کریں عفریتہ خونخوار جلد قتل ہو طلسم میں آپ کی عملداری
اچھی طرح سے ہو جائے صاحبقران نے فرمایا میں نے کھانا سب کھانا پینا حرام کیا فکر میں عفریتہ خونخوار
کی جاتا ہوں اُسی وقت صاحبقران اُٹھے لشکر والے کہتے تھے دن کو جائیے گا امیر نے فرمایا
کیسا دن کیسی رات میں نے وہاں اپنے لشکر کو عجب حال میں دیکھا ہے کہ بیان نہیں کرسکتا عمر اور بادشاہ
کو عجب ملال میں دیکھا ہے جاتا ہوں ابھی سوچو نہیں یہ کہکے روتے ہوئے باہر آئے لوح کو دیکھا جو کچھ
لکھا پایا بموجب اُسی کی ہدایت کے صحرا میں جا کر اسم حاشیہ لوح پڑھا ایک طائر آسمان سے آیا
امیر اُسکی پشت پر سوار ہو کر چلے یہاں عفریتہ خونخوار بعد روانہ کرنے سرمست کے مطمئن بیٹھی تھی یہی قال تھا
کہ سرمست جا کر قیامت بپا کر یگا دربار میں بیٹھا ہے کہ یکایک رونے کی صدا آئی دیکھا چند جادوگر لاشہ
سرمست و الماس لیے ہوئے روتے ہوئے آ کر سب نے عرض کی حضور معرکہ عظیم پڑا سرمست و
الماس مارے گئے مسلمانوں کی مدد غیب سے ہوتی ہے ایک نقاب دار آیا اُسکی پہچان یہ ہے کہ باز سفید اُسکے
سر پر سایہ فگن ہے نہایت تیز زبان و صف شکن ہے اُسنے آ کر قیامت برپا کر دی فتح کر کے قلعے کو چلا گیا
یقین ہے حمزہ طلسم پر آ پڑا ہو ذہن فکر کیجیے کسی کو جلد روانہ کیجیے ایسا نہ ہو اس طرف کا قصد کریں
تو پھر روکنا مشکل پڑیگا یہ سنتے ہی عفریتہ نے پکار کر آواز دی یارو تم نے سنا طلسم تمام ہوتا ہے حمزہ نے
اپنی بیٹی کو چھڑا لیا کیا عجب ہے ادھر آوے تم میں سے ایسا کوئی ہے کہ جا کر روکے سب نے کہا حضور
یہ بڑی مشکل ہے کہ طلسم کشا صاحب لوح ہے سحر اُسپر اثر نہیں کرتا کسی پہلوان کو تجویز کیجیے کہ وہ جو ورد ہے
لوح چھینکر جدے آپکے طلسم میں بڑے بڑے لوگ ہیں آپ کے والد نے ہر دو دنیا سے پہلوان
بلا کے اُنکو جاگیریں دیکر آباد کیا اُنکو بلوائیے اور صاف صاف کہیے کہ ہمارا طلسم برباد ہوتا ہے تمہاری
بربادی ہے ہمارا دل روتا ہے جا کر طلسم کشا کو روکو حق نمک ادا کرو وہ خیرخواہان دولت ہیں جا کر اپنی
جان لڑا دینگے حمزہ کی مشکلیں باندھ کر لا دینگے سرخاب رعد آواز کو نامہ لکھیے عفریتہ خونخوار نے
بموجب صلاح وزرا ایک نامہ مندرجہ حالات مذکورہ اپنے ہاتھ سے لکھا باران جادو کو دیا کہا جلد
یہ نامہ سرخاب رعد آواز کو پہنچا باران روانہ ہوا سرخاب رعد آواز ایک پہلوان زبردست
بادہ کبر و نخوت سے مست اپنے مقام پر بیٹھا ہے چالیس کوس کے گرد میں اسکی عملداری ہے کاشانہ عفت میں

ایک کوہ بے بہار کنارہ سیمتن غنچہ دہن نازک اندام سیمین عذار نام اتفاق سے بڑے بڑے پہلوان
اس اطراف کے سرخاب نے زیر کئے ایک پہلوان موسوم بہ خورشید فیلزور کہ اُسپر چڑھ کے گیا
زیر نہ ہو سکا جب یہ چلا آیا تب اُسنے پیغام دیا کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ کردو ورنہ قلعہ
سرخاب کی اینٹ سے اینٹ بجوا دونگا سرخاب نے کچھ عذر کیا وہ لشکر کشی کرکے چلا حوصلہ
بڑھا ہا کر دختر سرخاب کو چھین لاؤن منزل در منزل آتا ہی سرخاب نے بھی لشکر کشی کی ہی تقضائے کار
صاحبقران کو عارِ طلسمی نے ایک دشت ہول خیز مین اتارا یہ کہکر چلا گیا کہ جب میری ضرورت ہو
یہی اسم پڑھیے گا حاضر ہونگا صاحبقران بموجب ہدایت لوح ایک جانب چلے قاموس جادو
اپنے مقام پر بیٹھا ہو کہ اسکو خبر ملی طلسم کشا بیشۂ بیرانیہ مین آگیا قاموس اپنے مقام سے اُٹھا کہا
مین ابھی طلسم کشا کو لاتا ہون قلعے سے نکلکر بارہ ہزار ساحر ساتھ لیے ایک صورت پر چلا کہ ناظرین پر
واضح ہو جائیگا صاحبقران آتے ہین خیال خواب ہین پریشان دل سے کہتے ہین دیکھیے یہ سرگردانی
کیا دکھاوے کہ ایک طرف سے گرد اڑی دیکھا لندھور بن سعدان پشت مرکب پہ بارہ ہزار سوار
پشت پہ امیر کو دیکھکر پشت مرکب سے کود کے امیر کو جھککر سلام کیا آواز دی ای آقائے نامدار
خدا نے آپ تک پہونچایا حضور کے جمال کو دیکھا صاحبقران نے بغل لندھور سے
ملاقات کی صاحبقران نے فرمایا کہ ای لندھور تمھارا کیونکر آنا ہوا لندھور نے عرض کی خداوند ہفت پیکر
نے مجھکو پاس قاموس کے خراج لینے کو بھیجا تھا شب کو بزرگان دین خواب مین آئے اُنکی نگاہ پڑی
ہوش مین آگیا آپ کو بخیر و عافیت پایا کیسے آپ کئی دن سے اس طلسم مین سرگردان ہین اب اُس
قلعے پر تشریف لیچلیے مین نے قاموس کو مارکر بھگا دیا اب میری عملداری ہی حضور تشریف لیچلین امیر
کو لندھور نے ساتھ لیا باتین کرتا ہوا چلا مگر ایسا اُنکو باتون مین لگایا ہی کہ لوح نہ دیکھنے پائین صاحبقران
بھی ایسے بہوت ہین کہ لندھور سے باتین کرتے ہوئے جاتے ہین ناگاہ قلعہ نمایان ہوا ہزارہا
آدمی واسطے استقبال کے آئے جب صاحبقران قلعے مین پہونچے لندھور بھی گھوڑے سے
کودا صاحبقران کو لیکر دارالامارۂ شاہی مین آیا تخت بچھا تھا عرض کی تخت پہ قدم رنجہ فرمائیے
امیر نے فرمایا ای لندھور تم آگاہ ہو کر یسی بات کہتے ہو لندھور نے ہاتھ باندھکر کہا مین [illegible]
امیر کو کھٹکا ہوا کہ مین ایک شخص کے ساتھ یون چلا آیا طلسم کے جعل و فریب سے بچنا چاہیے یہ دل مین
سوچ کر دنگل پہ بیٹھے لندھور نقلی یعنی قاموس جادو اور سرداروں سے اشارہ کہنے لگا کہ مین
صاحبقران کو لگا کر یہان لے آیا اب کسی حیلے سے گرفتار کرلو امیر نے اتنے عرصے مین لوح پر
نگاہ ڈالی نوشتہ یا صاحبقران تم جسکے ساتھ آئے ہو یہ لندھور نہین ہی قاموس جادو ہی ملک طلسم
تمکو مکر سے لگا کر لایا ہی اپنے کو اس مکر سے بچاؤ ورنہ عیب لوح کی فکر مین ہین چونکہ صاحبقران عالیشان
ملکدر ہورہے تیغہ کھینچکر اُٹھے اور نعرہ کیا او قاموس مین نے پہچانا قاموس نے آواز دی یارو لینا
طلسم کشا نے لوح دیکھ لی اب اسکو مار لو چار جانب سے لینا لینا کہکر ساحران بخرس دیو ضلالت میمون
الیمنت آمادہ ہوئے کہ امیر کو گرفتار کرلین امیر لوح کو دیکھ چکے ہین لڑ رہے ہین جب لوح کو ملاحظہ کرتے ہین
احکامات حفاظت لکھے ہین امیر اُسی احکام کے پابند ہوتے ہین لڑتے ہوئے بڑھے جب لوح

چمکاتے ہیں ہزاروں ناچیا ہوتے ہیں صدہا سردار ساحران غدار آب دم شمشیر چلے واصل جہنم ہوئے
قاموس کمبخت کوشش کر رہا ہے کہ کسی طرح سے طلسم کشا کو گرفتار کریں لیکن ایسا گھبرایا ہوا ہے کہ چاہتا ہے پرواز کرکے
نکل جاؤں زمین پر گرا ایک عقاب کی شکل بنکر چاہا کہ اڑ جاؤں امیر نے تیر مارا مہرہ پشت کو توڑ کے پار گذرا
امیر مصروف شمشیر زنی ہیں جب سب نے دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا اب زور نہ چلیگا الامان الامان کا غل ہوا
امیر نے سبکو امان دی قلعۂ قاموس تسخیر ہوا کہ ناگہاں صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ارشد تاجدار و
اجمل جنی و ملکہ نسیم آ پہونچے سب نے امیر کی قدمبوسی کی امیر نے حال قتل قاموس بیان کیا
بارگاہ استادہ ہوئی کہ داخل بارگاہ ہوئے مگر سرخاب رعد آواز کو نامہ عفریتہ خونخوار پہونچا نہایت
مغرور ہے ہرکاروں سے کہا دریافت کرو کہ طلسم کشا کہاں ہے ہرکاروں نے خبر دی کہ قلعۂ قاموس
کو تسخیر کیا ہے اور وہیں فروکش ہیں سرخاب دو لاکھ فوج ساتھ لیکر برائے مقابلۂ صاحبقران چلا یہاں
امیر بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ ہوا سے گرد اڑی سرخاب گینڈے پر سوار دو لاکھ فوج پشت پر
آ پہونچا ایک سوار کو پاس صاحبقران کے بھیجا کہ جاکر طلسم کشا سے کہو کہ بہتر یہ ہے میری برائی
سے نکل جاؤ کوئی میرے ہاتھ سے زندہ نہیں بچا امیر نے سوار کو نکلوا دیا اور فرمایا کہ کہدینا کہ جو تیرے جیسے
تصور کرو ہم وہ ہیں کہ فتح کئے نہ چھین گے یہ سنکر سرخاب نے طبل جنگی بجوایا امیر کو ہرکاروں نے
خبر دی ہاتھ اٹھاکر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے عرض کی اے شہریار سرخاب نے طبل جنگ بجوایا
کل کے روز اسکا ارادہ ہے کہ لشکر معرکہ آرا سے نبرد ہو صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی
بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہاں بھی نقارۂ رزمی بجا تیاریاں ہونے لگیں جس وقت کہ کوتوال
لشکر ذباہستان طلایہ دار داخل قلعۂ مغرب ہوا شہنشاہ زرین پوش آکر تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا
دونوں لشکر میدان کارزار میں آ پہونچے صف بصف نقیبوں نے نقابت کی گرد کیت کڑکا کمک ہٹے
سرخاب رعد آواز نے اپنے گینڈے کو میدان میں نکالا نعرہ کیا کہ طلسم کشا میرے مقابلے میں آئے
تو حال معلوم ہو صاحبقران نے مرکب بڑھایا نسیم وغیرہ قدموں سے لپٹ گئیں کہ اے شہریار آپ اس
دیو خصال کے مقابلے میں نہ جائیں کنیزیں غلام حاضر ہیں صاحبقران نے فرمایا وہ بہت استلاغی ہے میں
اس سے مقابلہ کرونگا یہ کہکے گھوڑا بڑھایا مقابلے میں سرخاب کے پہونچے بعد گفتگوئے بسیار
آپس میں نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا امیر نے ایک مقام پر نیزے کو کاٹکر نیزہ مارا کہ نیزہ ہاتھ
سے سرخاب کے نکل گیا مثل ابر کے گرجکر آواز دی یا صاحبقران آپ نے غضب کیا دو دریائے
لشکر دیکھ رہے ہیں کہ تمنے نیزے کو میرے ہاتھ سے نکالا لیکن تلوار جلال جہات مردوں عالم ہے
برسوں کے تجربے دم بھر میں فیصلہ کرتی ہے اگر پہاڑ پر ماروں تا بہ پیچ گاؤں یہ کہکر تیغ لنگر دار جوہر دار
نیام سے کھینچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ بلند امیر نے گھوڑے کو بڑھایا مطلب یہ تھا کہ زیر بغل مارکر
تلوار کا ٹھوں قضا سے کام آئی ہر دو طرف نشانہ تھا دونوں پاؤں گھوڑے کے غرق زمین ہوئے گھوڑے نے
سکندری کھائی لشکروں میں غل ہوا کہ صاحبقران کو سرخاب نے مارا یا حقیقت میں صاحبقران
زخمی ہوئے ملازمان صاحبقران آگے بڑھے ارشد تاجدار آکر شریک جنگ ہوا سرخاب نے بھی آواز دی
اسکی بھی فوج آ پڑی دونوں لشکر ملگئے صاحبقران کا یہ حال ہے کہ زخم ہوئے آنکھوں کے نیچے اندھیرا ہے

فوج عمر والے گھبرا ہو ہو کر اُٹھ رہے ہیں ارشد و تخت الحنک سے زخم سر کو باندھا اُس کی دوا میں مصروف ہیں جب زخم سر کھلتا ہے صدمۂ عظیم ہوتا ہے اور ملکہ نسیم کو صاحبقران نے قسم دی تھی کہ خبردار سحر نہ کرنا ہمارے طریقے سے سراسر خلاف ہے غیر ساحر پر سحر نہیں کرتے بیچاری دور سے کھڑی حال صاحبقران کا دیکھ رہی ہے بیقرار ہو ہو کے تڑپ تڑپ کر روتی ہے یہ اشعار زبان پر جاری ہیں **نظم**

مثل جنت دور میرا باغ ہے
جام مے شیشے کا استفراغ ہے
کیا پریشان غل سے کرتا ہے دماغ
خط میں مضمون دل مجھ داغ ہے

رشک دوزخ سینہ پر داغ ہے
ہے یہ داغ اُس آستان سے تیری دور
کچھ خبر قاصد کی بھی اے زاغ ہے
خط نہیں ہے رُخ گل بے خار ہے

ہجر میں کیا ہی جیون میں ساقیا
لب پہ سجدے کا جبین پہ داغ ہے
مہر تو قاصد لفافے پر نہیں
گل نہیں ہے لالہ بے داغ ہے

ساتھ والیوں سے کہتی ہے کہ کیوں صاحبو میں کیا کروں صاحبقران نے منع کیا ہے سحر نہیں کر سکتے ہیں آزردہ ہونگے منع کر چکے ہیں کنیزوں نے عرض کی حکم کے خلاف نہ کیجیے ورنہ امیر کو ناگوار ہوگا دوپہر تک صاحبقران لڑے جب یہ خوف ہوا کہ اب گھوڑے سے گر پڑونگا ہاتھ دستگیری نہیں کرتے پاؤں میں قوت نہیں لاچار ہو کر تلوار کو نیام میں کیا ہاتھ دونوں گردن مرکب میں حائل کیے گر پایا کہ اے مرکب اصیل ہکولے نکل گھوڑا صاحبقران کو لے نکلا پشتکیں دولتیاں مارتا ہوا ارباب کو اپنے بچاتا ہوا ایک طرف روانہ ہو گیا آتے آتے شب کو قریب جھیل کے پہونچا صاحبقران وہاں پشت مرکب سے گرے گھوڑا اُدھر بھڑنے لگا سر کسی قدر جھیل میں تمام جسم بیرون آب امیر تو اس حال میں ہیں لیکن بعد جانے صاحبقران کے ارشد تاجدار بھی ہاتھ سے سرخاب کے زخمی ہوا شکست فاش ہوئی جان بچانیکی تلاش ہوئی بھاگ کر قلعے میں آئے پھاٹک بند کر لیا خندق کو پر آب کر دیا ملکہ نسیم تڑپ رہی ہے اجل جنبی وار ارشد تاجدار نے قلعے کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کیا سرخاب نے قلعے کو گھیر لیا چونکہ سرخاب بھی زخمدار ہے اپنے ساتھ والوں کے کہا زخم اچھے ہو لیں تو قلعے کو تسخیر کرونگا سرخاب تو اس فکر میں ہے حال اسکا وقت پر تحریر ہوگا لیکن صاحبقران وہاں پر جو گرے تھے سر پانی میں ہے خون کی ایک لکیر بندھی ہوئی جھیل میں جاتی ہے قضائے کار اسی صحرا میں ایک باغ ہے جسمیں ملکہ سیمین عذار دختر سرخاب رہتی ہے صبح کو جو سو کر اُٹھی کنیزوں نے اسی جھیل کے قریب کرسی بچھا دی ملکہ نے بہ ناز پائے نازنین چاند کے ٹکڑے جھیل میں ڈالدیے پانی سے کھیل رہی ہیں اُس وقت حباب بنگاہ حسرت نظارہ جمال کر رہے ہیں یا جھیل کی آنکھیں ڈبڈبائی ہوئی ہیں قدمبوسی کے جوش موجۂ جھیل پاؤں پر نثار ہو رہے ہیں مچھلیاں پائے اقدس کا بوسہ لینی ہیں مگر مہتاب و بیقرار نظارے سے کنارہ نہیں ربط و ضبط کا یارہ نہیں ملکہ کی نگاہ پڑی کہ پاس سے جو پانی آتا ہے اسمیں ایک سُرخی کی لکیر ہے ملکہ نے وہ پانی چلو میں لیا سونگھا خون کی بو آئی گھبرا کر کہا دیکھو سبحان کیا ہے کنیزیں یہ سنکر کنارے کنارے جھیل کے چلیں بیرون باغ آکر دیکھا کنارے جھیل کے ایک جوان آفتاب مثال شہنشاہ اقلیم کمال قبضہ ہاتھ میں جاہ و جلال الامراء دو جہان کا زیور جسم پر آراستہ یہ معرکہ دیکھکر نرگس نامے خواص دوڑی ہوئی سامنے ملکہ کے آئی کہا قربان اقوام نے کسی بادشاہزادے یا تاجزادے کو مار کر کنارے

مشتاق بند شوق کے ہیں جی بھی نکلوا کر
ہاتھوں سے تیرے جو ہیں تیغ و سپر گلے
چلنا پڑیگا یار کی خدمت میں سر کے بل

بند ہوا ہیں شاعر و نے جو اٹکی کر گلے
مطلب سرنوشت کا سمجھا تو شکر کر
بے ہو کیا جو بیٹھے ہو آتش کے تلے

ٹرکی نہ اس سے چوٹ نہ چلتے ستو گلا
دیوانہ ہو بحال قضا و قدر سے
اسی بیتابی و بیقراری میں داخل

باغ ہو مثنی پارہ وزری میں الاثر پہونچایا ملکہ نے اسی وقت جراح کو بلایا فرمایا زخم پر ملکے دو جراح نے زخم کو دیکھا عرض کی حضور نہ گھبرائیں کوئی رگ پٹھا نہیں کٹنے پایا بہت جلد صحت دونگا یہ کہکے زخم دھویا ٹانکے لگائے پٹیاں چڑھائیں ملکہ پاس سے نہیں ہٹتی دمبدم کنیزوں سے فرماتی ہیں صاحبو مجھے یہ بلدی ہے کہ یہ شخص بیہوش ہے جب یہ ہوش میں آئے تو میں اس سے حال پوچھوں اس وجہ سے قریب بیٹھی ہوں مگس پرانی کر رہی ہوں کہ صاحبقران کو ہوش آیا دیکھا ایک مکان جنت نشان ایک نازنین مہ جبین رشک قمر حور پیکر سرو سہی قد آفتاب عالمتاب آسمان حسن و جمال چرخ خوبی کی بدر کمال سرنگون بیٹھی ہے صاحبقران جمال جہان آرا کو دیکھکر عاشق ہوئے فرمایا ای شہنشاہ اقلیم خوبی فدائے رنگ بوئے گل صد لقہ مجبوبی آپ کا نام نامی واسم گرامی کیا ہے دل خود بخود تڑپتا ہے گھبراہٹ کی زبان مبارک معجز بیان سے فرمائے اصل تو یہ کیفیت ہے نظم

عالم بہار کا ہے یہ آغاز سال میں ｜ دیوانے رنگ لاتے ہیں جیسے بہار میں
ساتھ اٹھکے خوش کبھی کبھی میسے لال میں ｜ ہے ایک دل شریک ہے دونوں کے حال میں
بیٹھے ہیں ایک ہی سے تغیر مآل میں ｜ معشوق کے مزاج میں عاشق کے حال میں
حیران سے ہیں دونوں کسی کے خیال میں ｜ آکر اپنی رنگ میں ہے تو دل اپنے حال میں
ہم خواب میں گئے تھے فقط دیکھنے نہیں ｜ کیا کچھ گذر گیا نہ تھا سے خیال میں
مستی میں بلبلوں نے نشیمن کے واسطے ｜ تاکیں ہیں جھومتی ہوئی شاخیں نہال میں
گردش سے چشم مست کے دل کو خدا بچائے ｜ دیکھے ہیں شیشے ٹوٹتے مستانہ چال میں
جس بات سے میں ہر بار دل آگاہ ہو گیا ｜ اندھر کی آنکھیں کھل گئیں شوق جمال میں
ہر اک قدم پہ آئی ہے آواز اب گرا ｜ بجلی کا اضطراب ہے عاشق کی چال میں
کیا بدگمان ہے دل جو وہ پہلو سے اٹھ گئے ｜ دھوشا کیا انھیں ہے وہم و خیال میں
رفتار یار نے اسے مردہ سا کر دیا ｜ سرعت کمانے آئی قیامت کی چال میں
کیفیتیں دکھائی ہے کرشمہ گناہ کی ｜ رنگ شراب ہے عرق انفعال میں
کچھ ڈر نہیں ہے شوق سے کر سو ہیں ہم آج ｜ کوئی گھڑی بری نہیں روز وصال میں
اس بت کی بندگی میں نکیرین سے بیٹے ｜ نکرا ب مجھے ہو گئی سہلے سوال میں
سینے ہی میں پتا دل پر داغ کا لگا ｜ قد سے کچھ جھکتے ہیں گرد ملال میں
ٹھکرا گیا تھا کوئی اسے راہ میں کبھی ｜ اجتناب ہے وہ غرور سراپا کمال میں
ہر وقت اسی خیال میں رہتے ہیں محو حال ｜ کچھ تو انھوں نے دیکھ لیا ہے جلال میں

ملکہ نے شرما کے سر جھکا لیا فرمایا ماشاءاللہ آپ کو دیوان کے دیوان یاد ہیں آپ کو قزاقوں نے کسان گھیر اتھا مال و اسباب خوب بچایا جان دینے کا ارادہ کیا صاحبقران سمجھے قزاق سرخاب سے

مقابلہ پڑا اُسکے ہاتھ سے میں زخمی ہوا گھوڑا اس طرف نکال لایا انشاء اللہ جا کر اُسکی سر کوبی کرونگا
ملکہ کے ہوش اُڑ گئے فرمایا سرخاب رعد آواز سے کیونکر مقابلہ ہوا صاحبقران نے سب کیفیت
بیان کی ملکہ نے سر جھکا کر فرمایا یہ ملک اُسی کا ہے میں اُسکی دختر ہوں اب جو کوئی پوچھے یہ ذکر کیجیے گا
صاحبقران نے فرمایا اے ملکہ عالم یہ امر میرے واسطے کچھ فخر کا نہیں ہے اگر کوئی مجھسے پوچھیگا صاف
صاف کہدونگا زخمی ہونا زیور جرأت اسباب شوکت ہے ملکہ نے کہا صاحب مجکو یہ خوف ہے کہ تمھارے
ساتھ کوئی برائی نہ کرے صاحبقران نے فرمایا مجھے اسکا خوف نہیں ہے میں اُس سے جا کر ضرور مقابلہ کرونگا
ملکہ لاچار ہوئیں علاج کرنے لگیں زخم قلیل تھا تیسرے دن صاحبقران نے غسل صحت کیا ہتھیار
لگا کر آمادہ ہوئے ملکہ گھبرا گئیں پوچھا اے شہریار کیا ارادہ ہے صاحبقران نے فرمایا اب میں آج جاونگا
جا کر اُس سے مقابلہ کرونگا ملکہ نے کہا اے شہریار مجھے تردد ہے کہ اُسکے ہاتھ سے آپ کیونکر بچے اب جو
مقابلہ پڑیگا بڑی خرابی ہوگی صاحبقران نے فرمایا نہیں معلوم میرے سرداروں پر کیا گذری ملکہ نے
آہ کی کہا اے شہریار مجکو تو بڑا خوف ہے کہ اگر آپ سے ایک مرتبہ مقابلہ پڑا نہیں معلوم کیا کیفیت ہوگی میں
کیونکر راتوں کو کاٹونگی کیا عرض کروں نئی تعجب کیفیت ہے نظم

وہم سا ایک اے بت مغرور پیراہن میں ہے — نام کو میرا تن رنجور پیراہن میں ہے
شمع ایمن وہ سراپا نور پیراہن میں ہے — داغ سینہ یاں چراغ طور پیراہن میں ہے
جسم سے جانے کو بھی دیکھا تو ہے زندان تنگ — سخت دیوانہ ہے جو مسرور پیراہن میں ہے
موج عنبر ہے کہ سیلی ہے شکم پہ یار کے — ناف ہے یا چشمۂ کافور پیراہن میں ہے
نیش سی لگتی ہے ٹھنڈی سانس بھر پیراہن — روح قالب میں نہیں زنبور پیراہن میں ہے
عطر کیا ملتا ہے غافل آخر کار ایک دن — بو سے آب سدرہ کا فور پیراہن میں تنہا ہے
یار کی تصویر کھنچواؤں تو کہتا ہے وہ شوخ — قالب بیجان کے منظور پیراہن میں ہے
چار دیوار چمن ہے یاں لباس خستہ تن — داغ کا گل زخم کا انگور پیراہن میں ہے
مشتبہ ہو جاتا ہے مجکو شمع کا فانوس میں — نور کا عالم ترا اے حور پیراہن میں ہے
ناتوانی سے ہے یکساں ظاہر و باطن مرا — تار پیراہن تن رنجور پیراہن میں ہے
عالم نیرنگ ہے دنیا طبائع مختلف — تنگ ہے غنچہ تو گل مسرور پیراہن میں ہے
مصرع رقت کو پڑھے کہ لے آتش پہاڑ لے — ہے قبا میں عقرب اور زنبور پیراہن میں ہے

اُس وقت عجب طرح کی صحبت ہے عاشق و معشوق کو حیرت دل پہ ہجوم غم و حسرت ملکہ نے کہا اے
شہریار میں تو ابھی نہ جانے دونگی یہ ذکر تھا کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی خورشید فیلزور
با فوج گران قریب آپ کے اسی صحرا میں آکر اُترا ہے مدت سے آپکے نام پر عاشق ہے آپکے والد
نے جواب خلاف دیا تھا اور یہ فرمایا تھا کہ میں اپنی بیٹی کی شادی تیرے ساتھ نہ کرونگا اب آج
اُسکا یہ ارادہ ہے کہ آپ کی ملاقات کرے باغ میں آکے بھلا کوئی اسکو روک سکیگا یہ سُنکر ملکہ گھبرا گئیں
کہا اے شہریار والا مدار یہ سر قلعۂ قاموس مع فوج جنگی فرد کش ہے یہاں اسکا ارادہ سرکشی کا
کون رد کریگا آپکی وجہ سے میں یہاں ٹھہری ہوں ورنہ اپنے باپ کے پاس چلی جاتی وہاں

انکو کیا مجال ہی کہ جا سکتے یا زبان ہلا سکتے اب جو منظورات و منات کو صاحبقران نے فرمایا ملکہ
ان بھیاؤن پر لعنت کرو پروردگار کو خدا جانو جسنے پیدا کیا یہی اعتقاد ٹھیک ہی وہ وحدہ لاشریک ہی
جب ملکہ بہت بیقرار ہوئین صاحبقران نے فرمایا تم نہ گھبراؤ ہم سر خورشید فیلزور کا لاکر تمہین دینگے
ملکہ نے گھبرا کر کہا اے شہریار یہ وہ بلا ہے روزگار ہی کہ جسکو والد نے زیر نہ کیا تم لاکر چلے آئے امیر نے
فرمایا یہ کیا ضرورت ہی کہ جسکو سرخاب نہ زیر کرے اُس سے کوئی لڑ نہ سکے حال کھلجا جائیگا دن تو امیر
نے بسر کیا شام کو مرکب آراستہ کیا فوج ثوابت و سیارگان نے صفین باندھین شہنشاہ
ماہتاب ان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا صاحبقران نے مرکب کو تیار کیا با ایک گھبرا کے
ملکہ نے پوچھا خیر تو ہی صاحبقران نے فرمایا مین برائے مقابلہ خورشید جاؤنگا مجھے بہت شاق ہی
یہ زبردستی کہ صاحبجانہ یہان نہین ہی اُسکی بیٹی کو دیکھنے آتا ہی ہم اُس سے ضرور پوچھینگے کہ تجھکو کیا
اختیار ہی کہ پرائے ناموس مین چلا آتا ہی اسکا جواب کچھ دیگا ملکہ رونے لگین کہا ہان صاحب وہ بڑا
بدمزاج ہی کچھ جواب سخت دیگا امیر نے فرمایا جواب سخت دیگا تو ہم زبان تیغ سے جواب دینگے
یہ سُنکر ملکہ جلتی ہین فرمایا للہ اے شہریار وہ اپنے زمانہ کا دلیر ہی یون اُسکو کون جواب دیسکتا
اُسکے ظلم و بدعت دیکھکر فلک گرفتار کو سکتا ہی اُس حوالی مین کوئی پہلوان رہنے نہین پاتا ہے
صاحبقران نے کسی طرح سے نہ مانا مرکب تیار کیا سلاح جسم پر آراستہ کیے سیر دن باغ چلے ملکہ پیچھے پیچھے
آگے آگے صاحبقران آپسمین کنیزین اشارے کرتی ہین کہ دیکھو صاحب جوانی کے ساتھ کیا کیا
ناز ہو رہے ہین مگر وہ انکا کہنا نہین مانتے ایسا ستم کہین نہ دیکھا ہوگا مرد بھاگتا ہی عورت دوڑی چلی ہی
یہ زمانے کی خوبی ہی دیکھیے اب کیا ہو لطف باغ صاحبقران نے طے کیا تھا کہ محلدار دوڑی ہوئی آئی
کہا اے شہریار خورشید فیلزور آتا ہی اُسکو کسی نے خبر پہنچا دی کہ یہان صاحبقران آئے ہین بہت
غصہ ہو تلملاتا ہوا آتا ہی ملکہ یہ سُنکر قدمون پر گر پڑی کہا حضور وہ بڑا جاہل اجہل ہی سپاہگری مین
کامل و اکمل ہی مین اُس سے باتین کرکے ٹال دونگی آپکو دیکھیگا تکرار کریگا صاحبقران نے سر
ملکہ کا اُٹھا کر چھاتی سے لگایا کہا اے شہنشاہ خوبی ایسے مقام پر فرش بچھواؤ کہ تم ہمارے پہلو مین
بیٹھو بلا تکلف دروازہ کھولدو آتا ہی تو آنے دو جسطرح آیا ہی ویسا چلا جائیگا ملکہ بہت خفا ہوتی
صاحبقران نے جو کہا تھا وہی کیا اُسی مقام پر فرش بچھوا کر بیٹھے ملکہ کو پہلو مین جگہ دی کنیزون نے
غصہ کیا کہ تم کیون گھبرا گئین گانے سے کہا تم بیٹھکر گاؤ گانا تھر تھر کانپ رہی ہو منہ سے آواز نہین نکلتی
ہر چند قصد کرتی ہو کہ گاؤن منہ کھولکر بھاگا ہی کنیزین آپسمین اشارے کر رہی ہین کہ دیکھو عجب مزہ ہو
وہ بدمزاج آکر انکو مار ڈالیگا ملکہ کو قید کرکے لیجائیگا کسی سے کچھ نہ ہو سکیگا یہ میان زبان کے
بہت تیز ہین یہان تو یہ ذکر ہی خورشید فیلزور آکر دروازے پر جیسا گیند سے کو زور اتیغ ہاتھ مار
بل کرتا ہوا اندر باغ کے آیا محلدار سے پوچھا ملکہ کہان گئی ہین محلدار نے کہا کا اُس سپہری کی تو
صاحبقران پہلو مین بیٹھے ہین یہ سنکر خورشید فیلزور غصے سے تھرانے لگا چمنستان طے کرتا ہوا اُس
مقام پر آیا جہان صاحبقران بیٹھے تھے دور سے اسنے دیکھا صاحبقران پہلو مین ملکہ کے بیٹھے ہین
آواز دی او حمزہ تونے غضب کیا میری معشوقہ کے پہلو مین بیٹھا ہی صاحبقران نے ملکہ کو اُٹھا کر

تو دین لیا عارض انور کو بوسہ دیا خورشید جا لگیا تلوار کھینچکر چلا صاحبقران بیٹھے رہے کنیزین
آپسمین کہتی ہین باتو ریان بڑی تلوار برساتے تھے یا چپ بیٹھے ہین تصویر خیالی بنے اُٹھو نہین سکتے
خورشید فیلزور نے قریب آکر ہاتھ مارا صاحبقران نے گھٹنا ٹیک کر ایک تھپکی ماری تلوار پر پڑی
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک طمانچہ مارا کہ خورشید چرخ کھا کے گرا بیہوش ہوگیا صاحبقران اُسی طرح
بیٹھے رہے کنیزین اشارے کرتی ہین کہ سر کاٹ لیجیے صاحبقران عالیشان فرماتے ہین ایسے کا
کیا سر کاٹون جو ایک طمانچے مین بیہوش ہوگیا ایسے کو کیا مارنا خورشید کا یہ حال ہے کہ چہرہ
زرد آنکھون کو کھولکے پھر بند کرلیتا ہے صاحبقران کی جو نگاہ پڑی فرمایا اُٹھ چلا جا اب ہم تجھے قتل
نہ کرینگے خورشید نے جو یہ سُنا اُٹھکے بیٹھا خاک جھاڑتا ہوا بھاگا کنیزون نے کہا ای شہریار آپ نے
غضب کیا ایسے شخص کو کیون جانے دیا اب یہ فساد برپا کریگا صاحبقران نے فرمایا دیکھا جائیگا
اُسی طرح بیٹھکر ناچ دیکھنے لگے خورشید فیلزور گینڈے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے
چلا دو چار مصاحب جو ساتھ تھے اُنھون نے راہ مین پوچھا کیون حضور کیا گذری کہا مین لوٹ آیا
مین نے دخل نہین دیا حمزہ وہان بیٹھا ہے یہ سُنکر مصاحب چپ ہو رہے خورشید لشکر مین آیا اُسی دن
لشکر تیار کیا طرف قلعۂ قاموس کے چلا یہان سرخاب رعد آواز نے سمت پائی ارشد تاجدار
قلعے مین گھبرا رہا ہے کہ سرخاب نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے یہ خبر قلعے مین پہونچائی کہ
سرخاب نے طبل جنگی بجوایا ارشد نے کہا یہان بھی طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین
نسیم کی بیقراری دمبدم کہتی ہے کہ ای ارشد بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تم مجکو حکم نہین دیتے
ورنہ قبا طلعت بہار کرون اے جدائی صاحبقران کی مجھے اشتیاق ہے نہین معلوم اُنپر کیا گذری
کون جانے کون خبر لائے

نظم

درازی یاد دلاتی ہے اُس زلف پریشان کو
عزیز اسواسطے رکھتا ہون مین شبہائے ہجران کو

کیا مین عالم وحشت مین جب سیر بیابان کو
لٹایا شیر قالین کی طرح شیر نیستان کو

نہ دیکھا ساتھ گلشن مین جو اُس سرو خرامان کو
کیا سیر چراغان آوے سرو گلستان کو

کسی دن آکے دیکھے شانۂ علاج اُسکی زلفون کا
کبھی دیکھا نہ ہو جسنے ید بیضا مین ثعبان کو

یقین ہے شوق کامل سے اگر ریگ روان بنکر
روان ہو جائے میری بعد مردن کوئے جانان کو

جو دعوائے خدائی ہے نکال اغیار کو گھر سے
خدا نے ای صنم باہر کیا جنت سے شیطان کو

جنون نے جبکہ دی روز ازل زنجیر پائی
گریبان صبح کو بخشا دیا دامن بیابان کو

سنا تھا سانپ آتے ہین نظر برسات مین اکثر
مین رویا ابر برسا برسون نہ دیکھا زلف پیچان کو

ہم ای جراح برسون روکے ہین دو دن تو ہنسنے دے
ترس پھر خدا الحمد للہ ان زخم خندان کو

ہزارون صدمۂ جانکاہ جن پر ہین نہین مرتا
ہون اب آب حیوان ظلمت شبہائے ہجران کو

اثر بارے دکھایا بعد مدت میرے رونے نے
گرایا سر پہ سیل اشک نے ایوان زندان کو

مقابل اُس پری کے ہوتے ہی پرواز ایسی کی
کہ میرے ہوش نے پیچھے رکھا تخت سلیمان کو

حنا خالق نے پیدا کی جو تیرے پاؤن کے خاطر
بنایا میرے تلوون کے لیے خار مغیلان کو

دکھا کر وہ سہی قامت حنائی ہاتھ رکھتا ہے	کیا شمشاد سے پیدا خدا نے شاخ مرجان کو
نہ کیونکر چشم مست یار غش ہو میرے رونے سے	کہ ناسخ دست رکھتا ہے ہر اک میخوار یاران کو

ارشد نے کہا اے ملکہ نسیم ہم خلاف حکم آقاے نامدار کیونکر کرین اُنکی زبان فیض بنیاد
سے ارشاد ہوا ہی کہ ہم ساحر سے غیر ساحر کو لڑوانا نہین چاہتے یہی جلالت ہی کہ ملکہ آسمان پری زوجۂ صاحبقران پری
لاکھون ہزار سے دیو کی مالک اگر ذرا اشارہ کر دین تمام عالم کو ایک دن مین مٹا دین مگر وہ وہان
نامہ و پیغام بھی آنا مناسب نہین جانتے اپنے یہان کے لوگو بھی نہین آنے دیتے وہ کیونکر
گوارہ کرین کہ ساحرہ سحر کرے غیر ساحر عاجز ہو نسیم نے کہا یہ سب سچ ہی لیکن آبرو تو بچانا چاہیے
ارشد نے کہا آبرو خدا بچائیگا اعتقاد مین فرق نہ ڈالو کوئی کلمہ خلاف حکم صاحبقران منہ سے نہ نکالو
اسی سامان مین رات گذری بوقت سحر بعد کر دفرِ بالاے قلعہ آکر بیٹھے ارشد تاجدار نے توپونکو
آراستہ کرایا گولہ انداز بھی آمادہ ہین کہ سامنے سے دیکھا سرخاب رعد آواز گینڈے پر
سوار فوج جنگی پشت پر سامنے آکر قلعے کو دیکھا آلات حرب و ضرب سے آراستہ ارشد تاجدار
بیٹھا ہی پہلو مین نسیم تمام سپاہی دست بستہ کھڑے ہین کئی ہزار جوان در قلعہ پر اڑے ہوئے کہ جب
حکم ملے قلعہ کھولکر نکلجائین جاکر لڑین بھڑین جان دین اپنے کو مٹائین نسیم نے کہا اب حکم دیجیے مین
سحر کرون لشکر آگے نہ بڑھ سکیگا یا لشکر پر آگ گراؤن تلوارین برساؤن ارشد تاجدار نے کہا
اے نسیم میرے اعتقاد کو نہ زور ہی کوئی تو مقدمہ ایسا پڑیگا کہ یہ دشمن خدا پلٹ جاویگا اگر اُسنے
آکر قلعہ فتح کیا مین مقابلہ کرونگا جب مین قتل ہو جاؤن تمکو اختیار ہی چاہنا سحر کرنا یا جان بچا کر
بھاگ جانا مین ہرگز حکم نہ دونگا خلاف حکم آقاے نامدار نہ کرونگا بجرأت جان دونگا پھر جنگل
مین پڑے کرنا وہان سرخاب نے قلعے کو دیکھکر آواز دی اے ارشد بہتر اسی مین ہی کہ رومال پیچ
ہاتھ باندھکر نکل آؤ ایسے اپنے گھروندے مین نے بہت سے بگاڑے کھڑے کھڑے قلعے کو فتح کر دونگا
یہانسے جواب دیا کہ جو بنے ہو سکے ضرور نہ کر سرخاب نے یہ سنکر حکم دیا بڑھ کر قلعے مین گھس چلین
تمام سوار و پیدل لینا لینا کہکے چلے ارشد تاجدار نے ہوائی کر داغا گولہ اندازون نے
توپون کو جھکا جھکا کے فیر کیا یکایک جو سب توپین چلین آگ برسی جیسے ہی کا فر بڑھکر چلے تھے
بارہ ہزار جوان اُڑ گئے میدان مین ہنگامہ ہوا ہزارون لاشہ میدان مین تڑپا یا لشکر والے
لیز کرکے چلے تھے یا پیچھے ہٹے یہ کٹتے ہوئے بھاگے کہ گو سخت مٹی کی لڑائی ہی قلعے سے آگ برس رہی ہی
کیونکر آگے بڑھین یہان ارشد تاجدار نے حکم دیا توپون کو رو کو دیکھین اب سر کیا گذری
گولہ اندازون نے ہاتھ کو روکا ہر اجلی دھوان برطرف ہوا دیکھا تمام فوج بھاگکر دور جا کر
ٹھہری ہی مگر سرخاب زنجیرون سے کمر باندھے رہا ہی فوج والون سے بغیظ و غضب کہتا ہی یارو
کیا مین تمھارے بھروسے پر آیا تھا مین آپ جاکر قلعہ فتح کرونگا کوئی ذیحیات میرے ہاتھ سے
زندہ نہ بچیگا ان سب کی شامت آئی ہی اگر بہ اصلاح چلے آتے مین خطا معاف کر دیتا اب نہ مانونگا
یہ کہکے گینڈا بڑھایا گرز ہاتھ مین لیا گینڈہ عکر اکر چلا اہلیان قلعہ نے دیکھا ایک سوار آتا ہے
ارشد تاجدار نے کہا یارو دیکھے یہ کون شخص آتا ہی سب نے کہا سرخاب رعد آواز آتا ہی

اسکو اپنے زور بازو پر بڑا گھمنڈ ہی دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ کہکے حکم دیا پھر گولے اولوتوپین چلنے لگین یہ بچا گینڈے کو لگا دے پر ڈالے ہوئے کبھی پشت گردن پر کبھی زیر شکم گردن اپنے تئین بچاتا ہوا قریب خندق پہونچا پکار کر آواز دی ای ارشد کیون مال خراب کرتا ہی ہن سے قلعے لے لیا اب کچھ عذر نہ ہوگا کہنے مین گھس ہی پڑ گئی زمین تلے کی اوپر ہوئی اہالیان قلعہ نے چاہا کل پڑین ارشد نے کہا یارو گھبراؤ نہین اسوقت پروردگار سے دعا کرو کہ جان بچے یہ کہکے تاج اُتار اسپ کو پشت پر لیا پکار اُٹھا ای رحیم و کریم اے سمیع و علیم گنہگارون کو بچالے ظالمون کے ظلم سے نجات دے نظم

خداست ذاکر و شاغل بہر زمان ہر روز | خداست حاضر و ناظر بہر مکان ہر روز
ہمیں ز رنگ گہ از بوئے و طلعت خوب | نمایہ او رخ روشن بوستان ہر روز
باہل علم شود راز ذات حق معلوم | ز ہر خطاب و ز ہر نام و ہر نشان ہر روز
ہزار قافلہ آید دریں سرا ہر دم | رود ہزار ازین شہر کاروان ہر روز
دریں چمن ہمہ اوقات تازہ گل خندد | بشمع تازہ شود روشن این مکان ہر روز
نوشت روز ازل ہرچہ کاتب قدرت | رقم بصفحۂ عالم شود عیان ہر روز
بخاک عجز فلک سر نہادہ در ہر سال | مطیع حکم جہان و جہانیان ہر روز
ہزار شکر کہ مشغول بندہ ہندی است | بحمد حضرت خلاق دو جہان ہر روز

سرہنگ سب ملازم عرض کرتے ہین کہ حضور حکم دیجیے ہم لوگ نکل جائین لڑین اپنی جان دین ملکہ نسیم کو ملکہ دیکھا بتو سحر کرین نسیم بھی پھڑک رہی ہی ارشد تاجدار کہتا ہی میرا اعتقاد تو یہ ہی کہ کوئی بات ایسا ہوگا یہ خود دبلیجانیکا اندر قلعے کے نہین دیگا بد اعتقاد دو دانت میں رہے ہین ارشد تاجدار پر آوازے کس رہے ہین سرخاب نے چاہا کر خندق فراؤن گینڈے کو اُڑاؤن کہ بقدرت سبحان لم یزل دعزیز جیبل از پردۂ بیابان گردے برخاست گو تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گردہ آسمان رسید و پاے گرد بزمین دوزیدہ غلطان و پیچان مثل زلف پریشان صحرا سے پیدا ہوئی سب دیکھنے لگے دیکھا خورشید فیلزور گینڈا اڑھائے ہوئے وہین سے پکارتا ہوا ای سرخاب رعد آواز دلاور پہلوان دوران وای کرشا سب جہان ٹھہرجائیے مجکو کچھ کہنا ہی تسخیر قلعے سے ہاتھ اُٹھائیے میرے پاس آئیے مین کچھ عرض کرونگا یہ سنتے ہی سرخاب حیران ہوگیا لیکن پلٹا اُدھر سے خورشید فیلزور آیا ادھر سے سرخاب پہونچا بیچ میدان مین دونون سے ملاقات ہوئی سرخاب نے پوچھا ای پہلوان دوران وای رستم زمان وای صاحب شوکت دشان کیونکر آنیکا اتفاق ہوا خورشید نے کہا ای برادر کیا کہون عجب معرکہ گذرا ہی کہ جسکے کہنے سے شرم آتی ہی ہم تم تو آپسمین ایک ہین مجھے تمھاری دختر کا پیغام دیا تھے خلاف جواب بھیجا ہم وہانسے چلے کہ منت و خوشامد کرکے راضی کرینگے جب قریب باغ ملکہ کے پہونچے خیال مین آیا کہ ذرا ملکہ سے ملاقات کرلین اندر باغ کے جو پہونچا وہ معرکہ دیکھا کا شکے نابینا پیدا ہوتا لیٹے حمزۂ عرب پہلو مین تمھاری دختر کے بیٹھا ہی مین نے چاہا قتل کرون باغ کی کنیزین جادون جادون کرکے مجکو لپٹ گئین میرا کچھ زور نہ چلا آخر جان بچاکر چلا آیا ورنہ سب ملکے مجکو مار ڈالتین سرخاب نے کہا وہ تو میرے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا وہان

کیونکر سیو بچا خورشید نے کہا اگر حضور چلین تو ہم آپ چلکر صاحبقران کو قتل کرین گیسو بریدہ سے
لگوے اڑا دون یہ سنتے ہی سرخاب کانپ گیا کہا ای برادر ابھی چلتا ہون چلکے مثاؤنگا مین یہان
پہلے ہی مار ڈالتا جب اسکا حال ابتر دیکھا اپنا ہاتھ روک لیا اگر یہ انجام جانتا اسی وقت قتل کرتا
قلعے والے بھی اس معرکے کو دیکھ رہے ہین خورشید اور سرخاب گینڈے کو ڈالکر چلے لوگ
حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا آیا تو قلعہ لیتا تھا جنگل کی جانب بھاگا ارشد نے ایک ہرکارے سے کہا جاکر
خبر تو لاؤ یہ کہان گیا ہی کیون پلٹا ہرکارہ چلا سرخاب و خورشید بھاگ بھاگ جاتے ہین یہان امیر کو
ملکہ سیمین عذار کے ساتھ دن عید رات شب برات ہی امیر جب چاہتے ہین کہ چلون ملکہ نہین جانے دیتی کہتی ہین
مین بھی ساتھ چلونگی صاحبقران فرماتے ہین یہ مناسب نہین ناموس کو یون ساتھ لیجانا صورت بدنامی
کی ہی تمھارے باپ کو بھی ذرا خبر ہو جائے یا اُنسے مقابلہ ہو اُنکو مسلمان کرین تب البتہ ہوسکتا ہی یون غیر ممکن
اب پہلے قلعہ قاموس کو جاؤن طلسم کے کئی مرحلے باقی ہین یقین ہی تمھارے باپ سے مقابلے پڑے
قلعے کو کسنے گھیرا ہوگا ارشد تاجدار گھبراتا ہوگا یہ ذکر تھا کہ ایک لونڈی دوڑی ہوئی آئی عرض کی
ای ملکہ عالم غضب ہوا آپ کے باپ کو خبر ہو گئی خورشید لیے ہوئے آپ کے باپ کو آتا ہی دو تین بلاؤن
کی فوج ساتھ ہی ملکہ یہ سنکر بدحواس ہو گئین رونے لگین صاحبقران نے فرمایا ملکہ کیون گھبراتی ہو بہت
مناسب ہوا مین خود متلاشی تھا کہ اُس سے مقابلہ پڑے فیصلہ ہو جائے اب آتا ہی تو تردد کیا ہی
انشاءاللہ لطف اُٹھائیگا طریقے سے معلوم ہوتا ہی یہ نامرد جو بھاگ گیا اسنے جاکر سرخاب کو
اطلاع کی تم متردد ہو مین کسی کو یہان نہ آنے دونگا یہ کہکے صاحبقران عالیشان گھوڑے پر سوار ہو
ہتھیار لگا کر چلے اس وقت ملکہ کی بیقراری و اشکباری چاہتی ہین مین بھی ساتھ جاؤن قدم اقدس کو
نہ چھوڑون صاحبقران زمان نے بہت سمجھایا فرمایا ای ملکہ عورت کا نکلنا بہتر نہین ہمارے واسطے
باعث بدنامی و ذلت ہوگا لوگ کہینگے ناموس صاحبقران سر میدان آیا دشمنون کو خیال ہوگا
ہمکو سخت ملال ہوگا ہمارے کہنے پر خیال کرو ایسا نہ ہو وہ قریب آجاوین اب ہمارا جانا مناسب ہی ایسا نہ
ہو گھر جائے اگر کوئی باغ مین چلا آیا تو ہمکو بہت شاق ہوگا جان دینے سے بھی یہ بدنامی نہ مٹیگی ملکہ بہت
روئین کہا جس طرح آپ پشت دکھا کر جاتے ہین اُسی طرح پھر ساتھ خوشی کے چہرۂ زیبا کو دکھین امیر
نے فرمایا انشاءاللہ تمھارے باپ کو لیکر آتا ہون یہ فرماتے ہوئے بیرون باغ تشریف لائے ملکہ دباغ کا
ایک بنگلہ بنا ہوا تھا اُسمین آکر بیٹھین فرماتی ہین صاحبو اگر میرے وارث پر کوئی نوعد گرہوئی اپنے کو
اس قصرے گرا دونگی اسی طرح جان دونگی اب مین زندہ رہکر کیا کرونگی ہماری موت اسطرح لکھی تھی تقدیر

الٰہی اپنی گیسوے دلستان کاٹے	اجل کہین مرے پاؤن کی بیڑیان کاٹے
برنگ غنچۂ پژمردہ دل گرفتہ سے چلے	شگفتہ ہوکے نہ دو دن بھی ہنسے یان کاٹے
لگا لے پہلے ہی تیشے کو اپنے سر پر کاش	پڑا پہاڑ یہ فرہاد خستہ جان کاٹے
کہیگا اُس سے پیام زبانی کیا قاصد	جو ذکر سے مرے غماز کی زبان کاٹے
شمع آئینے مین جو دیکھے وہ غیرت یوسف	ادھر یہ ادا ادھر عکس انگلیان کاٹے
ہزار بار اگر زندہ ہون نئے سر سے	تو پھر بھی سر وہ مرا بہر امتحان کاٹے

نکلا ہی حسینون کے قد موزون سے　　درخت سرو کو تھوڑا سا باغبان کاٹے
خدا کے واسطے اک وار اور بھی قاتل　　تڑپ تڑپ کے کہانتک یہ نیمجان کاٹے
بتر لگا کے گیا تھا وہ ترک گلشن مین　　شہید تازہ جو یاد آئے ارغوان کاٹے
قیامت آتی ہی اس عمر چند روزہ کو　　زمین کی طرح غریبی سے آسمان کاٹے
بساتا ہی خط گلچہرہ یار یون حجام　　چمن کی گھاس کو جسطرح باغبان کاٹے
زبان چلتی ہی قینچی کی طرح سے ہر بار　　یقین ہی بات کو بیرون کی وہ بدزبان کاٹے
سزا ضعیف کا ایذا دہندہ پاتا ہی　　وہ زرد ہوتا ہی جو کشت زعفران کاٹے
ملاؤن جسا کہ مین اہل سخن کے دشمن کو　　اکھیڑون جڑ سے مین وہ دانت جو زبان کاٹے
کسی کا ہو رہے آتش کسی کو کر رکھے　　دو روزہ زیست کو انسان نہ رائیگان کاٹے

تڑپ تڑپ کر یہ اشعار پڑھے کنیزین سمجھاتی ہین کہ واری صبر کیجیے ایسا نہ ہو دشمن ہلاک ہو جائین بعضیان کہتی ہین کہ واری کس مزے سے ہماری گذرتی تھی مگر جس دن سے یہ تشریف لائے روز آفت تازہ در پیش ہی اپنی جان کا پس و پیش ہی ملکہ تو اس حال مین ہین مگر صاحبقران عالیشان گھوڑے کو بڑھا کر باغ سے دس قدم آگے جا کر کھڑے ہوے اس انتظار مین کہ دشمن آئین تو جا پڑین وہان سرخاب نے خورشید سے کہا اتنی فوج ہم لیکر چلے ہین ایسا نہو وہ شخص خبر سُنکر بھاگ جائے تو باعث خرابی ہی ایک شخص کو حکم دو کہ بڑھکر دیکھے یک سوار کو اشارہ کیا سوار گھوڑے کو جھپکاتا ہوا بڑھا دور سے آکے دیکھا صاحبقران پروردگار پر تکیہ کیے ہوئے کھڑے ہین مرکب کو جھپکا رہے ہین سوار دیکھکر پلٹا اور سرخاب سے کہا وہ جوان یکہ و تنہا باغ سے چند قدم آگے بڑھا ہوا کھڑا ہے سرخاب نے کہا کہ دیوانہ ہوا ہی کہ اتنی فوج کی آمد سُنکر بھاگنے کی تدبیر کر رہا ہوگا نہ کہ بڑھکر کھڑا ہوگا سوار نے کہا مین نے آنکھون سے دیکھا ہی خورشید نے کہا مین بڑھکر دیکھتا ہون اگر کھڑا ہوگا تو جا پڑونگا یہ کہکے گینڈہ بڑھایا دور سے دیکھا حقیقت مین صاحبقران کھڑے ہین صورت زیبا دیکھکر گھبرا یا الٹا پایا کہا ای سرخاب حقیقت مین وہ جوان سینہ سپر کھڑا ہی میرا تو حوصلہ نہین پڑتا سرخاب نے کہا مین جا کر سر کاٹے لیتا ہون میرے سامنے کا بھاگا ہوا ہی صورت ماہ دولت کی دیکھکر بھاگیگا مگر مین بھاگنے نہ دونگا یہ کہتا ہوا بڑھا سامنے صاحبقران کے پہونچا للکار کر آواز دی او حمزہ غضب کیا کہ واسطے بھاگ کر یہان آیا ہی باغ مین رنگ جما یا ہی صاحبقران نے فرمایا مین آپ کا متلاشی تھا شکر ہی کہ آپ تشریف لائے مین تو گرد ہون آپ کو کس بات کا غصہ ہی اگر مجکو قتل کیجیے گا تو جوان بیٹی کو بٹھا کر افسوس ہوگا مین نے کیا نان و نفقہ نہین دیا کیا ایسی خطا کی سرخاب رعد آواز جھلا کر جا پڑا نیزے مین شکست کھا چکا تھا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا آواز دی او حمزہ پہچان لے اسی تلوار نے تمھارے خون کا مزہ چکھا تھا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا صاحبقران نے بار بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا سرخاب رعد آواز نے گریبان پر ہاتھ ڈالدیا دونون نیچے ہو زمین پر آئے خورشید کا چہرہ زرد ہی تماشا دیکھ رہا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی یارو بلوہ کرکے پکڑلو سب کہتے ہین ہمارے آقا پہ نہین غالب آئیگا مشکین باندھ لیجئے سابق مین ہمارے آقا کے

ہاتھ سے زخمی ہو کر بھاگا تھا یہاں پہونچی یہاں رنگ جمایا اب نہیں بچیگا جب صاحبقران زیادتیاں کرنے لگے
خورشید فیلزور جھلا کر تلوار کھینچکر چلا صاحبقران جنگ میں مصروف ہیں کہ پشت پر آ کر خورشید نے
ہاتھ مارا چابک تلوار کی دیکھکر صاحبقران پلٹ پڑے جیسے ہی آئے ہاتھ مارا امیر نے سرخاب
کو دھکا دیا خورشید سے لپٹ پڑے کہا او نامرد یہ کیا حرکت کی کوئی ایسی حرکت کرتا ہے مثل مشہور ہے
زود رامینوان زود نگاہ میں زود حقیر بنا تیرے بیچ میں آ گھیر کر جو مارا کود کر چھاتی پہ سوار ہو گئے
فرمایا ایک مرتبہ تجکو بھی تنے چھوڑ دیا تھا تجکو یہ خیال ہوا تھا کہ سرخاب کو یا اپنا شناخت میں ہم وردگار کے
کیا کہتا ہے ہم سمجھے تھے کہ صاحب غیرت ہے اب ہمارے سامنے نہ آئیگا خورشید نے کہا میں مسلمان
نہ ہونگا اے جوان تو نے غضب کیا میری معشوقہ پر قبضہ کر لیا میں تیری اطاعت کروں یہ مجھے
نہ ہوگا صاحبقران کو انتہا کا غصہ تھا خورشید فیلزور کو چیر کر پھینکدیا سرخاب رعد آواز
نے جو یہ معاملہ دیکھا گھبرا گیا صاحبقران نے فرمایا اے سرخاب آؤ پھر ہمارے تمہارے کشتی ہو یہ
سنکر سرخاب اور زیادہ بدحواس ہو گیا کہا ذرا ٹھہر جائیے میں اور تلوار لے آؤں تو آپ سے
مقابلہ کروں صاحبقران نے کہا جائیے وہ تلواریں لائے ارادہ تو ہم آپ کا سمجھ گئے اب آپ میں
حوصلہ لڑنیکا باقی نہیں یہاں ملکہ سیمین عذار نے جو یہ معرکہ نکلتے ہوئے دیکھا سجدے کے واسطے
جھکا گئیں ایک کنیز سے پوچھا بابا جان سے کیا باتیں ہوئیں اپنے لشکر کو کیوں جاتے ہیں کنیز
نے خبر دی کہ صاحبقران نے خود مہلت دی ہے کہا اور تلوار لاؤ ملکہ نے اپنا منہ پیٹ لیا
کہ صاحبو کیا غضب کیا ہے کیوں مہلت دی خورشید کا تو شق القمر کیا تھا اسے کیوں چھوڑ دیا
عقل کا بالکل نام نہیں سب سے سادے سپاہی ہیں وہاں جو سرخاب لشکر میں پہونچا افسردہ تھے
کہا یارو دیکھ رہے ہو چار جانب سے گھیر کر مار لو فوج والے چلے فوج نے صاحبقران پر
بلوہ کیا ملکہ نے منہ پیٹ لیا کہا اے صاحبو دیکھو غضب ہوا اُنھوں نے مکر کیا صاحبقران زماں
نے جو فوج کی طرف دیکھا گھوڑے کو بڑھایا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ صاحبقران تصنیف مصنف

منم صاحب چتر و تیغ و علم
زتیغم فراری انوشیروان
چو در تاختم جنگ شد آشکار
جزائر چو از عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رفتم کیشمان کجے گیر و دار
بہ بازو رکفہ و فتح و نصرت نگار
زدم ولو بوعفریت را در مصاف
کہ از جنگ بیدین ذلیل و نزار
مسخر کنم ملک ہندوستان

منم قاتل کافران جہان
کہ تنگاب ملعون کرد و فرار
گذر چون بہ والگہ قاف شد
بلرزید از خوف دیوان قاف
در انجا چہ جاہ و ادب یافتم
لقب گشتہ والا دہر صاحبقران

چار جانب سے لشکر کفار نے بلوہ کیا صاحبقران لشکر کفار پر تیغ ہلالی علم کرکے جا پڑے
تلوار چلنے لگی ملکہ کو تیغے پر گھبرا گئی کہا او صاحبو اس مکار و غدار نے فتور کیا خدا انکو اس دشمن
سے بچانے اے پروردگار وہ اکیلے ہیں فوج کفار کے ریلے ہیں انکو غالب کرنا تیرے نزدیک کیا مشکل ہے

بود بہشت منور بدیدہ جلوۂ رب
کہ اوست مہر و مہر دین و ملت و مذہب

بہ در صورت خورشید و مثل ماہ و قطب
سپہر دیار مقیم است حضرت قیوم

چہ پیر و کعبہ بود ذات واحد حق موجود
چہ ہند و سند و چہ ایران چہ روم و شام و نجف

برای روزی برو ز حضرت رزاق
رو ز خاطر غمناک درد و رنج و تعب
به دست طالب حق را رجوع از دل و جان
که نیست قدر حسب پیش حق نہ فخر نسب
ببر داین گل بستان جان ز ال ز مبل
بابر جوش و خروش و بر عد شور و شغب

وسیلہ گردد و پیدا کند ز غیب سبب
بلاغ دہر گل از خار میکند پیدا
بہر ارب و بہر مدعا و ہر مطلب
بجان و جسم ہمیشہ تعلقش باشد
بحسن تازه و رنگ عجیب و بوئے عجب
بجمد خان اکبر گمذار بندی عمر

بجسم زرد و بہ تن طاقت از خدا آید
ز خاک سبزه بر آرد ز چوب خشک رطب
برای بنده فقط بندگی بکار آید
که ہست جلوه ذاتش ز ہر قریب اقرب
ببر گردعا نور لازوال خدا
بگے بروز کن این کار نیک گاه بشب

ملکہ نے یہ دعا کی تھی اُسے کر آواز نوبت و نقارے کی آواز آئی دیکھا نقابدار زرین پوش
بصد جوش و خروش سر پر اسفند سا نگلن پشت پر بارہ ہزار جوانان صف شکن عیار رکاب
سے لپٹا ہوا نقابدار زرین پوش نے نعرہ کیا اشہدای کفاران بدکار ای ناکاران پر دغا کہاں
جاتے ہو ہم آواز دی ای شہریار یہ خیر خواہ دولت حاضر ہوا یہ کہکے آگ تلوار چلنے لگی ہر چند کہ لشکر کفار
بہت ہو نقابدار نے دو بلونی مٹیٰ فوج کو پراگنده کردیا جنگل کو لاشوں سے بھردیا لوٹتا ہوا آیا
صاحبقران نے جو اتنی مہلت پائی رستے ہوئے چلے افسروں کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر مارا علم فوج کو تلم کیا
نقار مار چاہتا ہو کہ سرخاب کو بین قتل کرون صاحبقران کو آنا نقابدار کا ناگوار ہوتا ہے تیور پر
بل مرکب بادرفتار کی جولی لگنوزا طرسے بھرا ہر سرکشان پامال کرتا ہوا لوتے بھڑتے سامنے
سرخاب رعد آواز کے پہنچے فرمایا او نامرد میدان عالم کہ ہاپوش کی گرد بھی حوصلہ تنگ کیا قدرت
پروردگار کو دیکھا سمین آگیا اب کیونکر بچو گے مرگ تنگ کر سامنے آسکے سرخاب نے ہاتھ تلوار کا مارا
صاحبقران کو سرخاب کا خیال بھی ہو کہ اگر مارا جائیگا ملکہ کو ضرور ملال ہوگا کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا
تلوار چھین کر پھینکدی دست حق پرست کو زنجیر میں ڈالا یا نعرہ کرکے زور کیا تا خانہ زین سے اٹھایا سرخاب
نے کیسے کیسے جھٹکے مارے صاحبقران نے اٹھالیا سر سے بلند کیا افسران سرخاب تلوارین
کھینچکر آپڑے چاہتے تھے کہ اپنے افسر کو چھڑا لیں نقابدار زرین پوش نے اُس مقام پر آکر بڑھے
کر وفر سے شمشیر زنی کی لاشہ پر لاشہ کر دی یہ کام کیا کہ کسی کو قریب صاحبقران نہ آنے دیا امیر
حمزہ نے سے کو دے اُس سرکار احیاء کی پہ سوار ہوگئے فرمایا شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہے
سرخاب نے دیکھا اب اگر کچھ خلاف کہو نگا شش خورشید کے مارا جاؤنگا جان بچانا مناسب ہے
دست بستہ عرض کی جو ارشاد ہو بجا لاؤں صاحبقران نے کلمہ فرمایا دل میں کینہ رکھکر مسلمان ہوا
طوطے کی طرح کلمہ پڑھا صاحبقران نے چھوڑ دیا نقابدار زرین پوش تو اُسی طرح لڑتا بھڑتا چلا
گیا سرخاب صاحبقران کو ساتھ لیے ہوئے بارگاہ استادگان افسرون فوج سے بھی
اشارہ کردیا صاحبقران سے دو بھی قبول کرو بات کو بمجبوری لگا یہ سوچ کر صاحبقران کو مقام
صدر پر جا دی آپ دست بستہ کھڑا ہوا تھا ہمین افسرون کو بھی کلمہ پڑھایا صاحبقران نے
فرمایا میں باغ میں ہوا اون ملکہ کو تسکین دون سرخاب نے کہا جائیے صاحبقران تو اندر باغ
کے گئے ملکہ بہان بیقرار تھیں جب صاحبقران آئے لگی کہنے کہا آپ نے یہ کیا غضب کیا یہ بڑا مکار ہے
صاحبقران نے فرمایا پروردگار مالک ہے جو مناسب ہوگا وہ ہوگا ملکہ نے کہا یہ تو کیجیے کہ اسکی صحبت میں

نہ جائیے ایسا نہ ہو کچھ فتور کرے صاحبقران نے کہا مین وعدہ کرکے آیا ہون شب کو آج ضرور جاؤنگا مین نے وعدہ کیا ہی ہرچند ملکہ نے کہا صاحبقران نے نہ مانا پھر رات گئے ملکہ سے رخصت ہوکے اُس وقت ملکہ کی بیقراری اشکباری یہی کہتی ہین آپ باہر نہ جائیے کنیز بہت بیقرار ہی مجکو خوف آتا ہی ایسا نہ ہو کہ آپکے ساتھ برائی کرے وہ بڑا مکار وحیلساز ہی کہ ایسا نہ ہو یہی سوچ کر اُسنے اطاعت کی ہو میرے دل کو صبر نہین آتا دل گھبراتا ہی اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

روانہ کشتی عمر رواں ہی
معطر آتش گل کا دھوان ہی
زمین جیسے حجاب آسمان ہی
دہن ہی غنچۂ گلزار فردوس
غبار توسن عمر روان ہی
کیا ہی آگ سے مچھلی کو پیدا
زمین اوپر ہی نیچے آسمان ہی

ابھی ہی چند دن وہ بت نوجوان ہی
کہ منھ پر گیسوے عنبر فشان ہی
تصور مین مجھی روے عرقناک
کہ اک عالم کی نظرون سے نہان ہی
تصور مین ہے اک انگیا کی چڑیا
یہ اعجاز کف رنگین عیان ہی
بحمد اللہ مرا ممدوح ناسخ

ہمارا ہی نفس اک بادبان ہی
سفیدہ اُسکا گرموے میان ہی
تن خاکی مین قدر اپنی نہان ہی
بجاے دل بغل مین عطردان ہی
کرون کیا اعتبار جسم خاکی
یہ دل گنجشک کا اب آشیان ہی
زبس دا اژدہا ہی اپنا کربخت
جگر بند امام انس و جان ہی

ہرچند ملکہ بیقرار ہوئین دامن بھی تھام لیا بہت روئین پیٹین صاحبقران عالیشان نے نہ مانا آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے بیرون باغ آئے سرخاب انتظار مین بیٹھا تھا خبر جو سُنی صاحبقران آتے ہین استقبال کے واسطے دوڑا صاحبقران کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین لایا خاطر کرنے لگا قدمون کو چومتا ہی ایک ایک کے سامنے کہتا ہی بار دین نے کیا فخر پایا ایسا آقا ے نامدار ملا غنچۂ آرزو کھلا کیونکر فخر نہ کرون یہ کہتے کہتے ناچ گانے کو حکم دیا جب ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہوا تب ایک جام شراب بھرا اُسمین بیہوشی ملائی ہاتھ پر رکھکر بعد ادب سامنے کھڑا ہوا عرض کیا اے شہریار مین چاہتا ہون مجکو سرفراز فرما ئیے میرے ہاتھ سے جام پیجئے صاحبقران عالیشان خلق مجسم مترحم ومحتشم ہین ہاتھ سے سرخاب کے جام لیکر فوراً پیلئے سرخاب رعد آواز بیٹھ گیا ناچنے والی کو اشارہ کیا وہ گانے لگی چٹکی سے دامن تھامے ہوئے بتاتی جاتی ہی باتون مین صاحبقران کو بھاتی ہی صاحبقران جب جام پیچکے سرخاب نے کئی جام پلوائے دماغ صاحبقران کا اُلٹ گیا گھبرا کر فرمایا کیون اے سرخاب شراب مین کیا تھا سرخاب نے کہا پاس او حمزہ اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا مین نے اپنا بدلا لیا صاحبقران زبان غصے مین تلوار ٹیک کر اُٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی گر کر بیہوش ہوگئے سرخاب نے آواز دی یارو لینا قلعۂ قاموس ہی جلد قتل کرونگا جب اُسکے سردارون کو بھی مارون تب دل کو آرام آئیگا چارونجانب سے سپاہی ٹوٹ پڑے آہنگر بلائے گئے صاحبقران کے ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان گلے مین طوق پہنا کر مسلسل ومطوق کیا اب جو امیر کو ہوش آیا اپنے کو اس حال مین پایا نہایت غصہ آیا فرمایا او مکار یہ تو نے کیا حرکت کی انشاء اللہ سمجھا جائیگا سرخاب رعد آواز نے کہا صبح ہونے دو اُس گیسو بریدہ کی مشکین باندھ کر لاؤن تمکو اُسکو دونون کو سزا دونگا صاحبقران کو بڑا انتشار ہی کہ ہم تو خیر مرد ہین قید ہونا زخمی ہونا ہمارا کام ہی نہین معلوم اُس آتشخو شعلہ مزاج پہ کیا گذریگی

سرخاب رعد آواز نے فوج والون سے کہا لشکر مین نقارہ ہو سب تیار رہین صبح کو طرف قلعہ
قاموس کے چلینگے مگر سیمین عذار کو بھی قتل کرونگا ایسی نالائق کا زندہ رہنا بہتر نہین
یہ کہتا جھلکتا ہوا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا ایک خیمے مین صاحبقران کو قید کیا اب صبح کا انتظار ہی کہ
صبح ہوے تو جاکر باغ کو گھیرون قفلے کار کنیز ملکہ کی کسی کام کو گئی تھی یہ حال سب دیکھکر کے
دوڑی ہوئی سامنے ملکہ کے پہونچی کہا حضور بڑا غضب ہوا صاحبقران کو سرخاب نے قید کر لیا ہے
اب ارادہ ہے کہ لشکر لیکر آپ کے باغ کو گھیرے یہ سنکے ملکہ گھبرا گئین کہا صاحبو بڑا غضب ہوا جو مجھکو
خوف تھا وہی ہوا مین جانتی تھی کہ ضرور یہ فتور کریگا کس زور مین زیر ہوا یہ دام مکر پھیلایا ابتم
سبھون کی کیا صلاح ہے کنیزین بھی گھبرا گئین ایک نے کہا حضور ابھی پہر رات باقی ہے اتنے
عرصے مین دس پانچ کوس نکلجاوینگے ملکہ نے کہا صاحبو ایسی زندگی پر لعنت ہے بہتر اپنی جان
سمجھا مین آنکھے دشمن قتل ہو جائین ہم اپنی جان کنوئین مین گرکے دینگے زندہ نہ رہینگے یہ خبر
وحشت اثر سنکر اپنی تو یہ کیفیت ہے

نظم

وصل کے واسطے کل کہنا جانان میرا — آج کیا حال کر گئی شب ہجران میرا
بوسے ہین نے نہ لیے گو کہ اجازت بھی ملی — آپ کا مجھپہ کرم آپ پر احسان میرا
ہاے کیا فکر ہے کچھ میری طرح اب یہ بھی — منہ چھپا لینا ہے دل مین مرے ارمان میرا
خوف تکلیف ہے سر کاٹیے اپنا کیونکر — روز شرماتا ہے آکر مجھے احسان میرا
ہاتھ آئی کی اجازت نہ ملی گر چند سے — ہاتھ ہو جائیگا پھر نذر گریبان میرا
مجکو باتین تری تاثیر کرین کیا واعظ — پاس ہے اس بت بے کیش کے ایمان میرا
آنکھ کو دھیان ہے زلفون کی کمان ہی دشت — ساتھ رہتا ہے مرے خواب پریشان میرا
سوؤن کیا ساتھ عدو کے تجھے پھر دیکھونگا — دھڑکے دیتا ہے مجھے خواب پریشان میرا
تجھ وصل بھی سنکر یہ نہین خوش ہوتا — سفید یار سے آزردہ ہے ارمان میرا
چاہون جب چاک گریبان کو کرون قاصد ہون — روح کی طرح مرے ساتھ ہے احسان میرا
اب ہے مجھے وصل پر دل کی خوشی ای غم — کیون مکدر ہے مزاج شب ہجران میرا
صلح کے بعد جو سوچا تو یہ تو لا کافر — ہاے منہ دیکھیگا آکر وہ مسلمان میرا
ہاے اس پاس مروت نے گرانبار کیا — پھر گلے آکے پڑا میرے گریبان میرا
چارہ کر رکھو نہ کسی داغ جگر پر پھاہا — کیون بجھا ہے چراغ تہ دامان میرا
بوسے لیتے ہین لبون کے گلہ بدعہدی — روز منہ چومتے ہین شکوہ جانان میرا
کثرت گریہ الفت سے یہ عالم ہی نسیم — کم سمندر سے نہین گوشہ دامان میرا

آخر صلاح ہوتے ہوتے یہ صلاح قرار پائی اور کنیزون نے بھی عرض کی کہ جانین ہماری حاضر ہین
اگر حکم ہو تو سر کاٹ کے رکھدین ملکہ نے کہا شمار تو کرو کسقدر کنیزین ہین تین سو کنیزین قرار پائین
غنچہ دہن جو سب کی افسر ہے اُسنے عرض کی حضور ڈیڑھ سو کنیزین بھاگ گئین یہ تین سو برابر کے
جانبازی حاضر ہین جو حکم ہو بجا لائین ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈالی مردانہ لباس پہنا سب

کنیزین بھی اسی طرح آراستہ ہو بعض نیزہ ہاتھ مین لیے ہوئے پنجہ ہلالی زیب کمر کمان کیانی دوش پر
ہزار ہزار تیرون کے ترکش بائین ہاتھ پر لٹکائے اس شان سے گھوڑون پر سوار ہین آپسمین
صلاح کرلی کہ جب ہم تیر لگائین تم سب تیر لگانا جب ہم نیزہ اُٹھائین تم نیزہ اُٹھانا سہ بارہ مین
تلوارین کھینچ کر بڑھینگے اگر تا بہ قید خانہ لڑتے بھڑتے پہونچ گئے صاحبقران کو چھڑا لیا ورنہ اپنی
جان دینگے یہ کہکر آپسمین صلاح پختہ کرلی ملکہ نے گھوڑا آگے بڑھایا تین سو کنیزین ساتھ لین یہان
سرخاب رعد آواز جاگ رہا ہے اس امید پر کہ قیدی زندان مغرب جیسے ماہتابان گشت سے
جب فراغت پائے لشکر لیکر باغ پر جاؤن سیمین عذار کو گرفتار کرکے لاؤن سب اہالیان لشکر
جاگ رہے ہین پانچہزار جوان سوار و پیدل اُسی مقام پر حربہ ہائے جنگ سے آراستہ و پیراستہ ہین
جہان صاحبقران مقید ہین پردہ اُس خیمے کا اُٹھا دیا ہے صاحبقران سو رہے ہین کہ دیکھا سامنے
سے گرد اُڑی ایک نقابدار بادلہ پوش بصد جوش و خروش سامنے آکر پہونچا اور نعرہ کیا کہ باشید
اے کفاران بیحیا و اے نابکاران پر دغا منم نقابدار بادلہ پوش جب تک سوار اپنے مقام سے
اُٹھین نقابدار نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تین سو جوانون نے کمانین دوش سے اُتارین تیراندازی
کرنا شروع کی کسی تیر نے خطا نہ کی تین سو جوان سہم کے گرے گوشون سے آواز آئی زہے تیراندازی
تین سو جوان گرے نقابدار نے تیراندازی کرکے بجائے کھینچائے اُنھین سوارون پر جا پڑے کچھ سوار
مارے گئے کچھ بھاگے صاحبقران عالیشان سر زنجیر غم کیے سو رہے تھے یہی خیال مین تھا کہ اس حریق
آتش اشتیاق و غریق لجہ فراق بیتاب و بیقرار ملکہ سیمین عذار پر کیا گذر رہی ان ظالمون کا قصد ناسزا
ندا انکی آبرو بچائے کہ یکایک ہنگامہ گیر و دار بلند ہو صاحبقران نے آنکھ کھولکر دیکھا کہ چند نقابدار مضطر و
بیقرار لڑ رہے ہین نیزے پھینک کر اب پنجہ ہائے ہلالی علم کیے ہین مغلوب لڑ رہے ہین صاحبقران
حیران ہوئے کہ یہ نقابدار کون ہے کہ شب تیرہ و تار مین کیلئے مدد آیا مگر گھبرایا ہوا ہے جو سب کا
افسر ہے وہ پکار رہا ہے یا صاحبقران آپ نہ گھبرائیے گا مین آن پہونچا مگر صاحبقران نے دیکھا
کہ نقابدار زخمی ہوا ہے مگر لڑنے مین شیرانہ لڑ رہا ہے جب جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے کئے
ایک طرح پر لڑ رہا ہے سرخاب رعد آواز جو اپنے مقام سے ہلڑ سنکر اُٹھا پوچھا یہ کیا معرکہ ہے لوگون نے
بیان کیا ایک نقابدار بادلہ پوش آیا ہے جان اپنی لڑا رہا ہے سرخاب نے ایک جوان کو حکم دیا
کہ جا کر صاحبقران کا سر کاٹ لے وہ سوار ہٹو ہٹو کرتا ہوا در زندان خانے پر آیا جھپٹ کر ہاتھ
تلوار کا مارا مگر خالی پھینکا تھا صاحبقران نے ہتھکڑی اُٹھا دی ہتھکڑی کٹ گئی صاحبقران نے ہتھکڑی
کٹتے ہی قید کو توڑ ڈالا اُسی جوان کی تلوار چھین لی کافرون پر جا پڑے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے
لڑتے بھڑتے باہر قید خانے کے نکلے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا اپنے نام کا نعرہ کیا نقابدار نے
جو صاحبقران کی آواز سنی سبب خون بہ رہا تھا ایک پہلوان نے جو چھپا کیا بے اختیار پکار اُٹھا
صاحبقران مجکو بچائیے صاحبقران جھپٹے اُس پہلوان کو مارا نقابدار پشت پر صاحبقران کے
ہو گیا صاحبقران کو آواز سے معلوم ہوا کہ نقابدار عورت ہے بچاتے جاتے ہین خود سینہ سپر کرتے ہین
نقابدار کسی کو نہین آنے دیتے ساتھ والے نقابدار کے بھی پشت پر صاحبقران زمان کے آگئے

صاحبقران پر واجب ہوا کہ کوئی سوار یا پیدل نقابداروں پر چلا صاحبقران جا پڑے اُسکو مارا
نقابدار بادلہ پوش سب کا افسر ہر مرتبہ پکارا اُٹھتا ہے اے شہریار نامدار الغرض یہ خبر سرخاب کو پہنچی
کہ نقابدار نے زبردستی صاحبقران کو پچھاڑ لیا اب صاحبقران بھی لڑ رہے ہیں سرخاب رعدآواز
غصے میں چلا اس وقت آکر پہونچا اُسنے دور سے دیکھا ہر چند کہ صاحبقران زخمی ہیں مگر بڑے
زور و شور سے لڑ رہے ہیں نقابداروں کو بچاتے جاتے ہیں ہنگامۂ گیر و دار بلند ہے سرخاب بخوف امیر
کانپ رہا ہے کہ اگر ایکی صاحبقران نے مجکو پایا مار ہی ڈالینگے فوج کو ترغیب دینے لگا کہ یارو خود و
زرہ صاحبقران کے پاس نہیں ہے گھیر کر مار لو صاحبقران نے جو سرخاب رعدآواز کو دیکھا ہیبت سے
نعرہ کیا او مکار اب کہاں جائیگا دور سے کھڑا ہوا ترغیب دے رہا ہے خود سامنے نہیں آتا سرخاب
جا پڑا اس بھروسے پر کہ میرے ساتھ والے مجکو بچا لینگے صاحبقران نے جو سرخاب رعدآواز
کو آتے ہوئے دیکھا گھوڑے کو بڑھایا صفوں کو درہم و برہم کرتے ہوئے چلے قریب سرخاب کے
پہونچے ہر چند سرخاب آواز دیتا ہے کوئی سوار نہیں بڑھتا منہ پھیر لیتے ہیں بات جواب کا بھی
نہیں دیتے صاحبقران اور سرخاب سے مقابلہ پڑ گیا سرخاب نے ہاتھ مارا صاحبقران نے
کلائی پر ہاتھ ڈالا یا تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈالکر زور کیا قاش زین سے اُٹھا لیا فرمایا کہ زمین
پر ماروں اے سرخاب مجھے تیرا بڑا پاس ہے نقابدار گھوڑا اُڑاتا ہوا قریب پہونچا پکار کر آواز دی
اے شہریار اسکی خطا پر خیال نہ فرمایے اب یہ ممنون ہے صاحبقران کو خیال آگیا یہ سمجھے یہ نہیں ہوا
کہ یہ خود ملکہ سیمین عذار ہیں باپ کے واسطے بیقرار ہو گئیں صاحبقران نے زمین پر رکھدیا کہا
اے سرخاب اگر خطاے گذشتہ کا خیال کرتا بہتر یہی تھا کہ سب کو قتل کروں لیکن بعنایت پروردگار
میں نے اسکی خطا معاف کی کہ جسنے مجکو نو مہینے پنجرے میں بند رکھا تھا تجھے ایسی کیا خطا کی لہذا
معاف ہو جاؤ عذر خطاے گذشتہ کرو اپنی جان کو نہ ڈرو یہ جلالت دیکھ کر سرخاب قدموں سے
لپٹ گیا عرض کی میں غلام ہوں امیدوار ہوں کہ میری خطا معاف فرمایے مجھے بہت ملول ہوں
صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا نقابدار اپنے ساتھ والوں کو لیکر چلا گیا صاحبقران زمان
ساتھ سرخاب کے بارگاہ میں آئے سرخاب کو گلے سے لگا لیا کلمۂ طیبہ زبان سے ارشاد فرمایا
سرخاب بصدق دل کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا اُسی وقت صحبت عیش و نشاط آراستہ کی
وزرا سے صلاح کرنے لگا کہ اگر تم سب کی صلاح ہو ملکہ سیمین عذار کو ساتھ صاحبقران کے
منسوب کر دیں سب نے صلاح دی بہت مناسب ہے یہ تو ظاہر ہو چکا کہ آپس میں عشق ہوا اب
پردہ پوشی بیکار ہے سرخاب رعدآواز نے اُسی وقت ترنج خوشبوئی منگوا کر سینے پر
صاحبقران کے لگایا ظاہر ہوا کہ سرخاب رعدآواز نے بیٹی کو ساتھ صاحبقران کے
منسوب کیا ملکہ سیمین عذار یہاں باغ میں تشریف لائی ہیں رنج دوری ہو رہی ہے ملکہ
فرما رہی ہیں کہ صاحبو [illegible] کر دو ہاں کیا گذری ایسا نہ ہو کہ سرخاب پھر کچھ مکر کرے
مجکو بڑا تردد ہے میرے دل پر جو [illegible] ان پر گذر رہی ہے کسکو بھیجوں کون خبر لائے اپنی تو یہ نوبت ہے نظم

آئے ہیں اے فلک بہت آہ و فغان قریب	پہونچے ہیں حد سے دل دوستان قریب

کنج لحد کا حال کہین ہم کسی سے کیا — ہمدرد پاس ہے نہ کوئی مہربان قریب
لب وا ہین اشتیاق مین آنکھین ہین منتظر — پہونچا ہے لخت دل کا مرے کاروان قریب
ہر روز بعد چرخ مین تھکتے ہین بال و پر — ای مرغ روح ڈھونڈھ کوئی آشیان قریب
ای عندلیب جان قفس جسم سے نکل — جلدی پہونچ بہشت کا ہے بوستان قریب
فریاد جانگزا سے زمانہ تنگ ہے — بدلینگے کوئی اور لباس فنان قریب
ای آہ بے محل ادب لب ٹھہر یہین — اب آچکا ہے مسکن کروبیان قریب
ای مرگ اب وصال مین تاخیر چاہیے — آیا ہے وقت وصل بت دلستان قریب
کبتک یہ انتظار کہ فرصت قلیل ہے — رخصت طلب ہے یار ترا میہمان قریب
شاید بہانے کوچہ جانان ہے متصل — آتا چلا ہے دغدغہ پاسبان قریب
ای دل بتا بتا کہ سکونت وہین کرین — ہے پیر میفروش کی جب جا دکان قریب
ای عندلیب رنگ چمن بے ثبات ہے — آخر ہوئی بہار اب آئی خزان قریب
جینا ہجوم آہ شرربار سے محال — تن پھونک دینگے شعلہ سوز نہان قریب
ای دل سنبھل کہ دام مصیبت ہے سامنے — دیکھ آچکا ہے کوچہ زلف بتان قریب
کس طرح وہ دوا سے جیتا ہے تو نسیم — رکتا ہے دم وہان کہ جہان ہو دھوان قریب

ملکہ رو رہی ہین کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی خوشی خوشی ہانپتی ہوئی عرض کی کہ ملکۂ عالم مبارک ہو آپ کے والد نامدار نے اسلام اختیار کیا اور آپ کو ساتھ صاحبقران کے منسوب کر دیا ملکہ نے شرما کے سر جھکا لیا کنیزون نے مبارک مبارک کہنا شروع کیا ملکہ نے جھلا کر جواب دیا صاحبون مبارک سلامت کیسی مان باپ کو اختیار ہے چاہین جس سے بیاہین مجبور ہین بیٹیان کیا انکار کر سکتی ہین اب صاحبقران نے سرخاب سے فرمائش کی کہ ای سرخاب مجکو مرحلہ جات طلسم عجائب درپیش ہین عقد مہ لشکر مین خواب پریشان دیکھا ہے جس سے کہ دل کو پریشانی ہے اب ہمارا رکنا مناسب نہین سرخاب نے اُسی شب کو سامان عقد مہیا کیا صاحبقران کا عقد ساتھ ملکہ سیمین عذار کے ہوا صاحبقران نے اُس شب کو گوہر مراد حاصل کیا اُس شاہزادی کے بطن سے ایک شیر دلیر پیدا ہوگا کہ ذکر اُس شاہزادے والاقدر کا خاص طلسم ہفت پیکر مین تحریر کرونگا صاحبقران نے سرخاب سے فرمایا جلد تیاری کرو ہم طرف قلعۂ قاموس کے جائینگے سرخاب نے لشکر تیار کیا صاحبقران سوار ہوکر طرف قلعۂ قاموس کے چلے یہان ارشد تاجدار ظہور قدرت پروردگار پر وجد کرتا تھا اور ملکہ نسیم سے کہتا تھا کیون ملکۂ عالم آپ نے ظہور قدرت پروردگار دیکھا کہ سرخاب رعد آواز کیونکر پلٹ گیا ملکہ نسیم کہتی ہین تمھارے اعتقاد پر ہنسے وجد کیا جو تمنے کہا تھا وہی ہوا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین یہ سنکر ارشد تاجدار و ملکہ نسیم وغیرہ واسطے استقبال کے گئے صاحبقران کے ساتھ سرخاب کو دیکھا سب حیران ہوگئے ہر ایک کا تعجب کی تھا کہ صاحبقران نے سرخاب کو کیونکر پایا صاحبقران نے سب کیفیت بیان کی

اور فرمایا آپ سب صاحب اسی مقام پر رہین ہمین اسے فتاحی طلسم عجائب جاؤ نگا دوسرے دن امیر نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ حسب مراد پایا سب سے رخصت ہوئے سرخاب رعد آواز کو سب کا افسر کیا آپ طرف صحرا کے چلے سب تماشا دیکھنے کو آئے تھے دیکھا کہ صاحبقران صحرا مین پہونچے اسم حاشیہ لوح پڑھا اجل جنی حاضر ہوا امیر نے فرمایا اے اجل لوح مین جو دیکھا ہم تجھے اطلاع کرتے ہین لوح مین یہی حکم تھا کہ سیران شعلہ افزا کے رستے پر جانا ہوگا اجل سے اطلاع کر دینا اجل نے کہا بسم اللہ اے شہریار مراد اس سے یہ ہر کہ مین وقتاً فوقتاً خدمت مین حاضر ہونگا سیران شعلہ افزا جری سکارہ ہو اجل نے صاحبقران کو بجز لی سمجھا دیا صاحبقران قریب ایک درخت کے آئے بقوت صاحبقرانی اس نخل کو اکھیڑا نقب سے ایک اژدہا پیدا ہوا صاحبقران بموجب حکم لوح دہن اژدر مین چھاند پڑے بعد عرصہ دراز زمین پر پاؤن قائم ہوئے دیکھا صحرا نہایت عمدہ شیرون کا مسکن صحرا رشک گلشن آخر وقت ہر طائران نغمہ سرا درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین ایک جانب نہرین جوش مار رہی ہین حباب چشم محبوب آب مرغوب آب مروارید سے زیادہ آبدار مثل عاشقان دل گرفتہ بیقرار مچھلیان ابھر رہی ہین نہنگان خون آشام سیر کرتے ہین ہان ابر رحمت کا دم بھرتے ہین ایک جانب چراغ لالہ روشن ہر بالا لا اچھے کلاہ کج سر پر رکھی ہر نسیم سحری کا پھونک پھونک کے قدم رکھنا یہی خیال تھا کہ دامن گل پر گرد نہ ہو سے نرگس شہلا سے آنکھ نہ لڑے سبل کی پیچ و تاب زلف مہ وشان کا جواب لیکا سرو گلشن پر قربان کو کو کر رہی ہین فاختہ قلندر مشرب دلق خاکستری زیب جسم صدائے حق سرہ ذکر ہے سنبل گردن کا غل پیچ و تاب سنبل صحرا کی رعنائی زیبائی ایک جانب آہوان صحرا اچھل کود کر رہے ہین وہ مقام ہر کہ دل کو سرور تازہ فرحت بے اندازہ حاصل ہو ہر صبا اپنی بدنصیبی پر روتی ہر باغبان اس باغ بیخزان کا نظارہ نہین کرنے پاتا صاحبقران صناعی باغبان ازل پر نازان ہوئے جاتے ہین بہتر سے باغ کی توصیف ہر کون ہان کھولے بیتر افیض سب پہ جاری ہر اصل کیفیت یہ نظم

ہست سرکار الہ العالمین سرکار فیض	ہست دربار خداوند جہان دربار فیض
حق مہار عاقبت آباد دارد دار فیض	محکم از سد سکندر حق کند دیوار فیض
تازہ رنگ و بو دہد در ہر چمن گلزار فیض	باخزان کارے ندارد گلشن بیخار فیض
جلوہ گر از بزم مقبولی است شمع فیض حق	روشن است از داغ خوبی ہمچو ماہ انوار فیض
آفتاب فیض بخشد روشنی ہر چار سو	جابجا گوہر ببارد ابر گوہر بار فیض
مستفیض از فیض ربانی است مخلوق خدا	نیک و بد دارد ہمیشہ بر زبان اقرار فیض
سعی کن تا فائدہ یابد ز تو خلق خدا	گوشئہ نزاکہ از دست بر آید کار فیض
کن روان مانند دریا فیض بر روے زمین	تا شود جاری ازان بحر روان انہار فیض
محمد باری کن رقم ہندی درین نظم عجیب	تاکہ یابد فیض ہر شاخ ازین اشعار فیض

عرصہ دراز تک صاحبقران اس مقام پر ٹھہرے تماشا صحرا کا دیکھا کیے ایک طرف سے گرد اڑی ایک آہوے وحشی جنگلی سامنے صاحبقران کے چوکڑیان بھرنے لگا صاحبقران زمان نے کمان کیانی دوش سے اتاری تاک کر تیر مارا پیچھے پڑا آہو کے تیر پڑا دوسرے پیچھے کو

توڑ کر پار گذر اب وہ چیخیں مارتا ہوا بھاگا صاحبقران اُسکے تعاقب میں چلے اس خیال سے کہ زخم کاری
لگا ہے کسی مقام پر گر کر جان دیگا آہو بھاگا جاتا ہے ایک طرف درختوں میں جا کر غائب ہو گیا امیر
ڈھونڈتے ہوئے آہو کو نخلستان میں آئے ایک طرف رونیکی آواز آئی کہ کوئی فرزند
کیلئے رو رہا ہے صاحبقران اُس آواز کی جانب چلے ایک مقام پر آکر دیکھا ایک جنگلی عورت ایک طفلک
دوازدہ سالہ کا سر زانو پر رکھے ہوئے رو رہی ہے پہلو پر اُس طفلک کے زخم ہے صاحبقران نے قریب آکر
فرمایا اے بدبخت یہ کیا سحر کہ ہوا کہ اُس جنگلی عورت نے سر اُٹھا کر کہا او ظالم اس بچے کے تو نے تیر مارا
ایسا ہی صدمہ تجھکو بھی پہونچیگا جب تجھکو معلوم ہوگا کسی کی اولاد کے ستانیکا کیا لطف ہوتا ہے
یہ کہکے صاحبقران سے بدزبانی کرنے لگی صاحبقران کو کب تاب ہو ویسا ہی جواب دیا وہ عورت
عصا لیکر اُٹھی چاہا صاحبقران کو مارے صاحبقران نے بدست چپ چاہا ماریں عورت
نے ایک چیخ ماری گوشۂ صحرا سے کئی زنگیں پیدا ہوئیں تلواریں لیکر صاحبقران پر آ پڑیں امیر
نے کئی کو قتل کیا اُس زنگن کو بھی ہاتھ مارا جب زنگن قتل ہوئی لاشے سب کے معدوم ہوگئے
صرف لاشہ ایک عورت کا پڑا ہے صاحبقران حیران تھے کہ یہ کیا شعبدۂ طلسم تھا سامنے
سے آواز آئی السلام علیک اے طلسم کشا اے جوان یکتا صاحبقران نے دیکھا اجل جنی آکر
حاضر ہوا عرض کی اے شہریار آپ نے سیاہ تاب جادو ظالم سیران شعلہ افزا کو مارا
اب آگے اُسکا مقام ملیگا بہت ہوشیار ہو کر جائیے گا یہ کہکے غائب ہوا کہا زیادہ میں نہیں
ٹھہر سکتا ہوں حضور ہوشیار رہیں صاحبقران نے فرمایا پروردگار مالک ہے اجل تو گیا کہ ایک
جانب سے رونیکی آواز آئی ملتفت ہو صاحبقران نے دیکھا زاغچہ غلام عمرو کا ایک درخت سے بندھا
امیر نے قریب آکر فرمایا کیوں اے زاغچہ تجھے کون لایا ہے زاغچہ نے عرض کی اے شہریار میں لشکر سے
واسطے خرچ کے نکلا تھا ایک ساحر مجکو اُٹھا لایا یہاں باندھ گیا یہ کہہ گیا کہ تیرے آقا امیر کو قید کیا ہے
اُسکو قتل کر لوں تو آکر تجھے بھی قتل کروں صاحبقران نے زاغچہ کو کھول لشکر کا حال پوچھتے ہوئے چلے
زاغچہ عرض کرتا ہے کہ شاہین فتح لقب بڑے بڑے صدمے بادشاہ کو پہونچانے میں آج اسی کی
خبر کو نکلا تھا کہ یہ ساحر اُٹھا لایا صاحبقران تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک دروازہ باغ کا ملا اُس
نے فرمایا اے زاغچہ دیکھوں زرگری ساحر عمرو کو اس باغ میں نہ لایا ہو یہ کہتے ہوئے صاحبقران
باغ میں آئے دیکھا باغ پُر بہار ہر سمت طائروں کی چہکار پانی نہروں کا مثل آب گوہر آبدار جھاڑ کی
شادابی نخل سرسبز عروس چمن کا ہر روش اسپ پر گلشنی جوانان چمن سبز پوش بہار ہمدوش خزان روپوش
ایک جانب سے دعا مانگنے کی آواز آئی کہ کوئی ملک ملک کر پکار رہا ہے کہ افسوس جمال آقائے نامدار
نہ دیکھا سفر عدم کا وقت قریب آگیا اے رحیم و کریم و اے سمیع و علیم آقائے نامدار کی صورت دکھا دے
صاحبقران نے زاغچہ سے فرمایا عمرو کے بلکنے کی آواز آتی ہے امیر اُس آواز کی جانب چلے گر آواز
عمرو سنکر پریشان ہوئے چند نخل طے کئے تھے کہ دیکھا سرو چمن پر عمرو کی مشکیں بندھی ہوئی ہیں سرنگون
آنکھوں سے آنسو جاری عالم بیقراری دعائیں مانگ رہا ہے ایک ساحر سبز فام چمکتا ہوا تیغہ
کھینچے ہوئے کہتا ہے عمرو کو قتل کروں صاحبقران نے نعرہ کیا او نامرد کیا کرتا ہے بیگناہ کے

خون سے ہاتھ بھرتا ہے صدائے نعرۂ صاحبقران سنکر ناخرچہ بیا کا نخلستان میں جاکر غائب ہوا
امیر نے آکر عمرو کو رہا کیا عمرو صاحبقران سے لپٹ کر خوب رویا کہا آقا خدا نے آپکو عین
وقت پر پہونچایا صاحبقران نے فرمایا خواجہ حال لشکر کا تو بیان کرو خواجہ نے کہا اے امیر
کیا عرض کروں ساحران طلسم ہفت پیکر نے لشکر پر بڑے بڑے فساد برپا کیے غلام اسی فکر
مین نکلا تھا کہ جاکر شاہین کو ماروں کہ یہ ساحر مجھے اٹھا لایا آپ نے بہت عرصہ کیا صاحبقران
نے فرمایا میرا داخلہ طلسم عجائب مین ہوا یہ طلسم کی سرحد ہو گئی ہے پہنچتے سے اسکی فتاحی مین مصروف ہو کر
بقا اللہ عفریتہ خونخوار سے مہلت پاؤں تو طرف لشکر کے چلوں عمرو صاحبقران سے
باتین کرتا ہوا بارہ دری مین لایا صاحبقران کو مقام صدر پر بٹھایا کچھ پھل توڑ کے لایا تھا امیر
سے عرض کی یہ نوش فرمائیے مین نے ذکر سنا کہ یہ مقام سیران شعلہ افزا ہے خدا اسکے سبب سے
آپ کو بچائے دیکھوں کوئی گلابی کہین ہو تو حاضر کروں دیکھا طاق مین گلابی اور جام بلوری
رکھا ہے عمرو نے وہ گلابی اتاری جام لبریز کیا دو چار اشعار عاشقانہ بہ الحان پڑھکے جام
لبریز کرکے پیش کیا [illegible] فرمائیے صاحبقران نے ہاتھ بڑھایا چاہا کہ جام لیکر پیوں
سر جو اٹھایا دیکھا الحمل پر ایک طائر زرین بال بیٹھا ہوا رو رہا ہے اپنی زبان مین کہتا ہے افسوس کا
مقام ہے کہ جسکا استاد آسکے [illegible] ساحر چہ دون پرستش استاد کوئی کام کرے معلوم ہوا وقت زوال
اور آنکھوں سے اشارہ کرتا ہے کہ صاحبقران جام نوش نہ فرمائیے گا صاحبقران نے
اس طائر کی حرکت دیکھکر بے اختیار لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ یہی سیران شعلہ افزا ہے
مکر و فریب مین یکتا ہے جام نوش نہ فرمائیے گا اگر نوش فرمائیے گا پائمال ہوکے رہ جائیے گا یہ مضمون
دیکھکر صاحبقران نے فرمایا خواجہ مین تو پیتا ہوں تم بھی شریک ہو سیران حیران ہوا کہ
صاحبقران کو کیسے منع کروں پھر سوچی کہ مین بھونگی تو صاحبقران بھی جام نوش فرمائینگے
بہت خوب پیجیے [illegible] صاحبقران نے وہی جام سر پر اسکے انڈیل دیا اس نے ایک چیخ ماری کہ ہائے
یہ فعل [illegible] سیران [illegible] جلنے لگی صاحبقران نے بھی عکس لوح کا ڈالدیا جل ملکے
سیران شعلہ افزا خاک ہوئی وہ ساحر جو بسمل زانچہ کھڑا ہوا تھا ایک شعلہ اسپر بھی گرا وہ بھی
جلگیا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من سیران شعلہ افزا بود باغ مین اندھیرا ہو گیا
ہزاروں درخت جلے پڑی دیر کے بعد روشنی ہوئی دیکھا وہ باغ بھی غائب ہوا اپنے کو ایک صحرا
مین پایا ایک طرف سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا سرخاب رعد آواز دار شہ تاجدار ملکہ نسیم
کو لیے ہوئے پہونچے بارگاہ استاد ہوئی صاحبقران نے سب حال اپنے سرداروں سے
بیان کیا لیکن عفریتہ خونخوار نے قلعے مین تخت پر بیٹھی ہوئی دروازے سے [illegible] کی آمد
دیکھا چند ساحر ایک لاشہ لیے ہوئے آکر پہونچے فریاد کرنے لگے کہ بادشاہ طلسم عجائب
سیران نے مکر کا جال بچھایا تھا ایک ساحر کو عمرو کی صورت بنایا خود عمرو بنکر امیر سے
ملاقات کی شراب پلانا چاہا ارادہ کیا نہین معلوم کیسے کہدیا کہ طلسم کشا نے سیران کو جلا کر
خاک کیا عفریتہ خونخوار نے کہا ثابت ہوتا ہے کہ اجل جسکی آتی ہے ساحر ہو وہی یہ فتنہ برپا کرتا ہے

مدت ہے رازدار طلسم ہزن خدمت اسکو مقرر ہی کہ طلسم کشا کو بھگا دے اسوقت طلسم کشا کو آگاہ کرتا ہوا اب
ہم خود نکلینگے یہ ذکر تھا چند ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کیا ای ملکہ عالم بالاے قلعہ سے
ملاحظہ فرمائیے لشکر طلسم کشا پانچ کوس پر فرودگش ہی کل قریب قلعہ آجائیگا کون انکے ہاتھ سے امان پائیگا
عفریتہ نے کہا مین سمجھ گئی مرحلہ جات شکست ہوئے برباد ہی قلعے کے بند و بست ہوے یہ کہتی ہوئی
بالاے قلعہ آئی دیکھا لشکر طلسم کشا صحرا مین فرودگش ہو تیاری روشنی کی ہو رہی ہی نسیم بڑے لطف سے
انتظام کرتی ہی صاحبقران اپنی بارگاہ سے نکلکر دنگل پر بیٹھے ہین عفریتہ یہ معاملہ دیکھکر قلعے سے
اتری سفاک خونریز سپہ سالار سے کہا لشکر کو تیار رکھو گوش بر آواز رہو جب میری صدا سننا
فوراً آپڑنا اگر مین پڑتا ہی تو مین جاکر لوح لیتی ہون یہ کہکر چند کنیزین ساتھ لین طرف قیصر اکے روانہ ہوئی
یہان صاحبقران دربارگاہ پر جلوہ فرما ہین شام ہو چکی ہی فراش ماہتابان نے فرش چاندنی
بچھایا ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے آسمان سے آنکھ ملاتے ہین کہ صاحبقران نے
دیکھا چند کنیزین خستہ و شکستہ حیران و پریشان پوچھتی ہوئی آتی ہین کہ صاحبقران عالیشان
کہان ہین امیر نے فرمایا ای سرخاب دیکھو ان کنیزون کو جلد ہمارے پاس لاؤ سرخاب رعد آواز
خود دوڑ گیا کنیزون کو پکارکر آواز دی کہ ادھر آؤ آپ سامنے روتا ہوا صاحبقران کے آیا عرض کی
ای شہریار خدا خیر کرے یہ مین عذا اسکی چند کنیزین حیران و پریشان آپ کو پوچھتی ہوئی آتی ہین
نہین معلوم قلعۂ قاموس پر کیا معرکہ گذرا اور کنیزین وہ ہین کہ جو ہر وقت خدمت مین حاضر رہتی ہین
یہ بھی حضور کو ظاہر ہی کہ وہان کوئی پہلوان زبردست اور کوئی ساحر معقول نہین معلوم ہوتا کہ
کہین عفریتہ خونخوار نے کچھ بیجا نہ ہو یہ سنکر صاحبقران گھبرا کر اٹھے کہا ای سرخاب خدا خیر کرے
دل میرا ابھی بیقرار ہو گیا یہ فرماتے ہوئے بڑھنے لگے کہ بارہ چودہ کنیزین بحال پریشان سامنے آئین
صاحبقران کو دیکھکر فریاد کرنے لگین صاحبقران نے کہا ارے کمبختو کچھ حال تو بیان کرو کنیزین
رونے لگین کہا ای شہریار پہلے تو چند لازمون نے آکر خبر دی سفاک خونریز نامے ایک سپہ سالار
عفریتہ خونخوار کا با فوج گران آتا ہی ملکہ نے چند کس واسطے خبر کے بھیجے حضور کبھی آگاہ ہین کہ کوئی ساحر بہت
وہان نہین بعد تھوڑی دیر کے آسمان سے سلین پتھر کی برسنے لگین مکان گرنے لگے ہم تو بھاگ نکلے
ملکہ عالم چالیس کنیزون کو ساتھ لیکر ہمارے سامنے صحن قلعے مین آئی تھین دور سے ہمنے بھی دیکھا کہ
بہت گر رہے ہین مکانون مین آگ لگ گئی نہین معلوم ملکہ پر کیا گذری یہ سنکر صاحبقران گھبرا گئے
فرمایا غضب کیا ارے ذرا بڑھکر خبر تو لو افسوس صد ہزار افسوس سرخاب رعد آواز کچھ
لوگون کو لیکر تم جاؤ دریافت تو کرو کہ کیا معرکہ گذرا اسیری لکھ عجب کیفیت ہی کیا اپنا حال کہون نظم

راز مخفی لب تک آسکے کہان مقدور ہی
دل ہمارا جلوہ گاہ شاہ مستور ہی

ایک شعلہ داغ سوزان کا ہی میرے آفتاب
آسمان نیلگون دود دل محرور ہی

دل مرا پیری مین ہی موج خیال زلف یار
نافۂ مشک ختن پر پردۂ کافور ہی

سا قبا مین زخمی تیغ نگاہ مست ہون
ہر دہان زخم مین خون بادۂ انگور ہی

ناتوانی سے خط باریک ہی ایسا بدن
ہو چکی ہین مدتین زنجیر پائے مور ہی

حسن عالمتاب سے تیرے مشعل مہر کیا
کسی صورت نہیں کا شانۂ تن ظلمت سے
ہو گیا بیہوش سپہر آنکھ تیری پڑ گئی
ور بھی شاعر زمانے میں ہیں اگر اہ نسیم

یہ سراسر نور ہے وہ اک چراغ دور ہے
ہر نفس دل جلوہ گاہ حسن رشک حور ہے
کسقدر لبریز مستی نرگس مخمور ہے
پر جناب پاک کا کچھ اور ہی دستور ہے

صاحبقران نے کلیجہ تھام لیا کنیزون نے ایک مقام پر اُتارا سرخاب نے چاہا تھا کہ چلے صبر صحرا سے دیکھا دس میں سپاہی فنس کو اُٹھائے ہوئے چند کنیزین ساتھ صورتون پر خرابی پریشانی ڈوپٹے ڈھلکے ہوئے پائچے ہاتھ سے چھوٹے ہوئے بدحواس دوڑی ہوئی آئی ہین ایک ایک سے پوچھتی ہوئین کہ صاحبقران کہان ہین سرخاب رعد آواز نے بڑھکر آواز دی ارے اس طرف آؤ کنیزین بڑھکر قریب آئین سرخاب نے بڑھکر کنیزان ملکہ کو پہچانا کہا اس سواری مین کون ہے عرض کی حضور کی صاحبزادی سرخاب کی آواز سنکر ملکہ نے پردہ ہٹایا سرخاب نے بیٹی کو عجب حال سے دیکھا زیور ندارد لباس کنیزون کا پہنے ہوئے چہرے پر ہوائیان اُڑی ہوئین سرخاب قریب آیا بیٹی نے باپ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا یہ تو فرمایے صاحبقران تو خیر و عافیت سے ہین سرخاب نے کہا بیٹا یہان سب طرح خیر و عافیت ہے مرحلہ جات فتح ہوئے بلکہ قلعے پر لشکر کشی ہے صاحبقران تمھارا حال سنکر بہت پریشان ہوئے ماتھے پر ہاتھ رکھے ہوئے بیٹی سے حال پوچھتا ہوا چلا آتا ہے ملکہ نے رو کے کہا مین فلک کج رفتار کا کیا حال بیان کرون پہلے تو یہ خبر آئی کہ سفاک خونریز وزیر اعظم عفریتہ خونخوار کا تلاش مین نامرس صاحبقران کے آتا ہے مین نے چاہا تھا کہ قلعے کو آلات حرب سے آراستہ کرون کہ ایک ابر سیاہ آسمان پر آیا قلعے پر پتھر برسنے لگے مکان گرنے لگے برج ہائے قلعہ گرنے لگے قلعے والے بھاگنے لگے مجکو خبر آئی کہ میری ہی تلاش ہے مین نے زیور اُتار کر پھینکدیا کہ کوئی مجکو نہ پہچانے لباس کنیزون کا پہن لیا چند کنیزین ساتھ دیا یہ لوگ نکال لائے باہر نکلکر مین نے دیکھا کہ قلعہ پامال ہوا رعایا کا عجب حال ہوا مین نے یہ سنی کہ صاحبقران فلان صحرا مین فروکش ہین خیر و عافیت سے یہان پہونچی صاحبقران منتظر تھے کہ اول سرخاب نے آکر یہ خبرین بیان کین کہ خدا نے بڑی خیر کی کہ آپ کی عزت و آبرو بچ گئی صاحبقران نے کہا ملکہ کو اُتروا دو بلکہ انشاء اللہ اس شکست کا معاوضہ ہوگا قلعے پر جا کر وہ آفت برپا کرون کہ اہل قلعہ یاد کرین ابھی مین نے خبر سنی کہ سفاک خونریز وزیر اعظم دستور معظم ہے انا لم ہے انشاء اللہ کل اسکا مرلہ ہوجائیگا سرخاب نے ملکہ کو اُتروا دیا صاحبقران برائے تسکین تشریف لائے دیکھا ملکہ حیران و پریشان رو رہی ہے کنیزون سے زبانی ہین صاحب خداوند کریم نے عزت و آبرو بچائی شکر ہے ورنہ بڑی خرابی تھی نظم

کیا بادہ گلگون نے مسرور کیا دل کو
مشتاق ہوتا ہون کعبے کی زیارت کا
تو رہے دل عاشق کو وحدت تو عجب کیا ہے
نظارۂ صورت سے معنی کا خیال آیا

آباد رہے دانا ساقی تری محفل کو
آنکھین بھری جاتی ہین طوف حرم دل کا
کافر ہی سمجھتا ہے کیا کعبے کی منزل کو
لیلی کے ہوئے مجنون ہم دیکھکے محمل کو

آب دم تیغ سے انگوٹھے ای قاتل کر | مستی کی طرح پاتا ہون رقص مین بسمل کو
رخ سے جو نقاب اپنے وہ آئینہ رو اُٹھے | حیران ہو بیخود ہو سکتا ہو محفل کو
سودائیون کی تیزی سے رقت آئی ہے قالب مین | اے زلف سیہ مشکل آؤ از سلاسل کو
ہیہات نہین اپنے اُڑنے کو یہ شہپر ہے | ... کا تیرے تل سمجھا کافور نے فلفل کو
کشتہ ہو دل کیونکر ابرو سے بچا ہے | شمشیر سے دو ابرو دیکھو مرے قاتل کو
تاثیر نہ کر کوسے محبوب سے سپنے مین | ... نہین رکتے ہین فردوس کی منزل کو
جسطرح پھنسا ہے تو اُس زلف کے پھندے مین | ... دل تیری مشکل کو
جو چاہے سو مانگ آتش درگاہ الہی سے | محروم کبھی پھرتے دیکھا نہین سائل کو

صاحبقران نے اشک دامن سے پاک کیے کہا ملکہ نہ گھبراؤ مین اس تمھاری پریشانی کو دفع
کرونگا کہ ساحر یاد کرین ملکہ خاموش ہو رہین صاحبقران نے فرمایا ای سرخاب کل لشکر کو
کہدے سرخاب رعد آواز نے عرض کی سب سامان تیار ہے تمام اہلیان فوج کو یہی خیال ہے
کہ جس وقت صاحبقران چلین اُسی وقت تیار ہون ہر وقت یہی تدبیرین ہین کہ جس وقت صاحبقران
قلعے پر حملہ کرین اُسی وقت قلعے پر جا پڑین اہلیان قلعہ قاموس یہان جمع ہین اپنے عزیزون کو یاد کرتے ہین
کہتے ہین یار وہ لوگ تباہ ہو گئے نہین معلوم کہان چھپ گئے اب ہمسے کیونکر ملاقات ہوگی یہی جا بجا
چرچا ہے کہ دو پہر رات کو دربار برخاست کرکے امیر اُس خیمے مین تشریف لائے کہ جس خیمے مین
ملکہ سیمین عذار تشریف رکھتی ہین ملکہ سیمین عذار نے استقبال کیا صاحبقران کو لاکر
مسند پر بٹھایا امیر نے واسطے شگفتہ ہونے ملکہ کے گائنون کو حکم دیا سامنے ملکہ کے ناچ گانا ہونے
لگا نازنینان مہ جبین و مہ جبینان پرتمکین ٹھمریان غزلین گا رہی ہین کہ اپنے مقام سے سیمین عذار
اٹھی کنارے آکر ایک گلابی کو اپنے ہاتھ مین لیا اپنے ہاتھ سے جام بھرا جام لبریز کرکے امیر کے
سامنے پیش کیا کہا کنیز کے ہاتھ سے یہ جام نوش فرمایئے صاحبقران نے جام ہاتھ مین لیا
قصد کیا نوش کرین کنیزین بھی کہتی جاتی ہین جلد نوش فرمایئے صاحبقران کو یہی منظور ہے کہ یہ پچھوان دیدہ
آفت کشیدہ رنجیدہ ہو گئی ہے فوراً جام لے لیا قصد کیا نوش کرون جام لینے مین جو جھکے لوح پر
نگاہ پڑ گئی یہ نوشتہ پایا کہ خبردار جام نہ پینا ورنہ پانی ہو کر بہ جاؤگے دوسری صورت یہ ہے کہ جب
صاحبقران نے قصد کیا کہ جام پیون زمین شق ہوئی اجمل جنی پیدا ہوا کہا ای شہریار
جام نہ پیجے گا یہ خود عفریتہ خونخوار ہے اگر جام پیا پانی ہو کے بہ جایئے گا صاحبقران نے فوراً
نعرہ کیا او مکارہ کہان جاتی ہے اجمل جنی نے کہا حضور یہ جانے نہ پائے عفریتہ خونخوار کے ساتھ
سنیے جو ساتھ تھین وہ سب ساحران زبردست بادہ کبر و نخوت سے مست تھے وہ سب امیر پر
ٹوٹ پڑے امیر نے کسی پر ہاتھ تلوار کا مارا کسی پر قبضہ مارا کسی کو ادھر سپر کی لگائی ادھر پھینک
دیے دیکھا عفریتہ خونخوار لشکر کو پامال کر رہی ہے جس غول پر جا پڑی ہزار دو ہزار کو پامال کیا
کبھی بارش کے دانے پھینکے کبھی گولہ مارا کبھی ترنج مار دیا صاحبقران نے دہن سے نعرہ کیا
او ملعونہ کیا کرتی ہے عفریتہ خونخوار اپنے سپہ سالار سفاک خونریز سے کہکے آئی تھی کہ جب

لشکر مین غلغلہ ہوا کہ خبر لینا سفاک لشکر لیے بیٹھا ہے سب ساحر تیار ہین سفاک کہہ رہا ہے کہ یارو آج کی
لڑائی پر خاتمہ ہے ملکہ عالم گئی ہین اگر انکی تدبیر چل گئی تو طلسم کشا کو لاتی ہین فوراً قتل کرینگی انکے خون سے
ہاتھ بھرینگی اگر انکی عیاری کھل جائیگی تو باعث خرابی کا ہے ایسا جھگڑا ہو کہ مسلمانون کے دانت کھٹے کر دو
کوئی زندہ بچنے نہ پائے یہ ذکر تھا کہ صدائے گیر و دار لشکر اسلام سے آئی سفاک خونریز نے
سرکارون کو حکم دیا دریافت تو کرو یہ کیسا ہنگامہ ہے ملکہ نے جو عیاری کی تھی وہ خالی گئی یا پوری ہوئی
سرکار سے بھاگے ہوئے گئے تھوڑے عرصے مین پلٹے سامنے سفاک خونریز کے آئے عرض کی اے
سپہ سالار ملکہ نے یاسمین عذار بنکر امیر سے ملاقات کی ایسا رنگ جمایا تھا کہ مار لینا کچھ بات
نہ تھی جب ملکہ نے قصد کیا کہ شراب پلاؤن امیر نے پہلے لوح کو دیکھا بڑا غضب یہ ہوا کہ جبل حق
زمین سے نکلا صاحبقران کو آگاہ کیا کہ خبردار شراب نہ پیجیے گا صاحبقران سے ہماری بادشاہ
یعنی ملکہ عفریتہ خونخوار بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہین مسلمانون کو پامال کر رہی ہین اے سفاک
جلد چلو اب دیر نہ کرو یہ سنتے ہی سفاک اُٹھا قرنا کرائی سب افسر تیار ہو کر آنے لگے ایک
جادوگر افسران فوج سے ہے کہ صفدر جادو اُسکا نام ہے وہ بھی تیار ہو کر آیا دس ہزار جادوگر
افسر ہے سفاک خونریز سب کے آگے ترغیب دیتا ہوا میدان کارزار مین آیا اب لشکر امیر
سامنے کس بھرپور ہے سفاک خونریز نے کہا اے صفدر تمنے دیکھا انکو امون نے یہ حال پہونچایا
کہ سلطنت ملکہ عفریتہ کو پامال شمشیر کی ہے اب یہ بندھی کہ طلسم کشا کے ساتھ ہین ہر چند کہ حسن چلین
طلسم کشا ساحرہ کو قبول نہین کرتا اُسپر جان دیتی ہین یہان سرخاب رعد آوازے اپنی بیٹی کی شادی
کر دی انکو امون کو یہ مناسب نہ تھا اے صفدر ہمکو خوف معلوم ہوتا ہے تم لشکر کو لیے آگے بڑھ جاتے ہو
یہ خیال تو نہین ہے کہ جاکر طلسم کشا کے شریک ہو جاؤ آج اختتام کی لڑائی ہے آپ اپنی فوج کو لیکر
پیچھے رہیے دیکھیے اب پلٹ کر قلعے مین آتین یا نہ آتین ملکہ عفریتہ خونخوار صرف طلسم کشا سے
عاجز ہین کہ وہ صاحب لوح ہے اور سب کو مٹا دیگی آج کوئی نمک حرام زندہ نہ بچیگا قیامت کی لڑائی ہو گی
صفدر نے کہا اے سفاک تمہارے ہوش درست نہین اتنا بڑا کلمہ تمنے کہہ دیا کہ ہم شریک ہو جائینگے
ہم سے زیادہ خیرخواہ دولت کون ہے کہ ہم پیچھے رہینگے تم خود الگ رہو ہم سب سے آگے جائینگے
سفاک نے کہا ہم تمکو نہ جانے دینگے صفدر نے کہا اس جادو پر غرور نہ کرنا آپسمین اسقدر تکرار ہوئی
کہ صفدر نے تلوار کھینچی سفاک خونریز نے کہا او بے شرم مجھپر تلوار کھینچتا ہے بیشک تو طلسم کشا
سے ملگیا ہے مذہب تو نے ترک کیا دیکھون تو تیرا خدائے نادیدہ کیونکر بچاتا ہے مسلمانون کے دلائل
عقل مین نہین آتے فلاسفہ نے انکی خوب تردید کی ہے جواب بھی نہین دے سکے یہ کہکے سفاک نے
گولہ مارا صفدر نے تلوار ہلا دی گولہ کٹ کر زمین پر گرا آپسمین سحر چلنے لگا صفدر کے ساتھ والے
بھی مصروف جنگ ہوئے آپسمین تلوار چلنے لگی جو عقلمند ہین وہ سمجھتے ہین دیکھو یارو یہ بھی ایک
زوال کی صورت ہے کہ آپسمین جنگ ہوئی دیکھیے کیا ہو اس زور و شور سے تلوار چل رہی ہے ہزارون
کے سر کٹ کے گر رہے ہین ہر مرتبہ سفاک چاہتا ہے کہ صفدر پر جا پڑون لیکن صفدر روکے ہوئے ہے
کہ سفاک قریب نہین آسکتا ہمراہیان صفدر پکارتے اے افسر بھاگ سے چلکر صاحبقران کی

شراکت کرو انکا ساتھ دینا بیکار ہے اس مذہب سے بھی ہمارا جی بیزار ہے اطاعت مذہب خدائے نادیدہ
اختیار کی حمزہ جوہر شناس فلک اساس سرخاب کی کیا آبرو کی اُسکی بیٹی کو بزوجیت سرفراز کیا
یہان تو یہ جنگ ہو رہی ہے وہان عفریتہ خونخوار اکیلی لڑ رہی ہے ساتھ کی کنیزین قتل ہوئین ملکہ نسیم
تڑپ تڑپ کر گر رہی ہین ہر مرتبہ چاہتی ہین عفریتہ خونخوار پر جا پڑین اس ملعونہ کی صورت ہیبتناک
گویا ایک پہاڑ ہے جسم درخت تاڑ ہے قوم کی دیونی ظالم سفاک ہے کنیزان نسیم کو جلا جلا کر مارا اسکے
سامنے سب بھاگتی پھرتی ہین یہان عفریتہ خونخوار نے پلٹ کر اپنی پشت پر دیکھا چند کنیزین
باقی ہین اُنسے کہتی جاتی ہے کیا معرکہ ہے کہ ہماری فوج نہین پہونچی مجھے عرصہ گذرا جنگ کرتے ہوئے
مین سفاک سے کہہ آئی تھی کہ اگر عیاری میری چلیگی تو طلسم کشا کو لاؤنگی اگر عیاری کھلیگی صدائے
گیر و دار بلند ہو تو فوراً فوج لیکر آنا جلو ہونے ہوئے عرصہ گذرا ابھی تک کوئی نہین آیا ذرا تم جاکر
خبر تو لو کیا ہوا گذرا سفاک ایسا خیر خواہ ابھی تک نہین آیا جلد جاؤ خبر تو لو ایک بھاگی اُس وقت
آکر پہونچی دیکھا آسمین لڑائی ہو رہی ہے صفدر دس ہزار ساحرون سے لڑ رہا ہے سفاک کل
فوج کا افسر عاجز ہو رہا ہے کہ یارو بادشاہ طلسم سے ہو گئے ملکہ عفریتہ خونخوار کو کیا منھ دکھلاؤ گے
اُسی کے ملک مین تمھارا گھر بار ہے اہل و عیال کو قتل کر دیگی ایک کو زندہ نہ چھوڑیگی اہالیان فوج
جواب دیتے ہین او سفاک کیا بیہودہ بکتا ہے جو لوگ نکلگئے اُنکا عفریتہ نے کیا کر لیا اُنکے
اہل و عیال بھی نکلگئے بی عفریتہ اپنی جان بچائین اب طلسم کشا کے زور و شور ہین ملکہ خود لب گور ہین
کنیز نے جو یہ حال دیکھا روتی پیٹتی سامنے سفاک کے آئی پوچھا اے افسر اعلیٰ یہ کیا معرکہ ہے
سفاک نے کہا عجب کیفیت ہے حقیقت مین زوال دولت ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہان صفدر
کو پیغام طلسم کشا آگیا تھا کہ ہمسے ملجاؤ وہ فقط حیلے کے جو یہ مجھے راہ چلتے چلتے بگڑ گئے لڑائی ہو گئی
نام اُسکا صفدر ہے دس ہزار فوج کا افسر ہے مین آج تین لاکھ فوج لیکر چلا تھا کہ فوج طلسم کشا
کو پامال کر دونگا اسقدر لوگ مارے گئے دس ہزار نے سب کو روک لیا ملکۂ عالم سے کہنا مین آپ تک
نہین آسکتا مجھے فوج صفدر نے روک لیا اگر ہو سکے آپ یہان تک آئیے فوج کا حال دیکھیے
کہ کیا کیفیت ہے صفدر کو آکر سزا دیجیے اسنے بڑا غضب کیا فوج کو پراگندہ کر دیا اہالیان شہر بھی
آمادہ ہین کہ اس جنگ مین آپ کا ساتھ دین اس بلوے کو دیکھکر رہگئے اپنے اپنے گھرون مین
گوش بر آواز ہین اُنکو زخمی کرنے پر طلسم کشا کے ناز ہین کنیز یہ حال دیکھکر بھاگی پاس عفریتہ خونخوار
کے پہونچی سب حال بیان کیا کہ وہان یہ ہنگامہ درپیش ہے سفاک کو بڑا پس و پیش ہے یہ سُنکر
عفریتہ خونخوار گھبرا گئی قصد ہوا لڑائی سے نکل جاؤن جا کر صفدر کو سزا دون رات بہت قلیل باقی
ہے سلطان جہانگرد ماہتاب عالمتاب گشت کرکے مع فوج ثوابت و سیارگان قلعۂ مغرب مین جا کر چھپا
شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش فوج شعاع و شعاع ساتھ لیکر چرخ زبرجدی پر صف بستہ ہوا
یعنی ستارۂ سحری چمکا عفریتہ خونخوار لڑتی ہوئی جاتی نسیم جواہر کئی مرتبہ کڑک کڑک کر گری ہاتھ
سے عفریتہ خونخوار کے زخمی ہوا ایک طرف لڑ رہی ہے عفریتہ اُس طرف پہونچی نسیم نے ہرچند
روکا عفریتہ خونخوار بھلا کب رُکتی ہے سحر کرکے نکلگئی ہے کہ عفریتہ جاتی ہے صبا حبشزادان نے

اشقر کو مہمیز کیا سامنے عفریتہ کے پہونچے اس دیو کو جو پیدل لڑتے ہوئے دیکھا متعجب ہوا کہ مین
اسپر کیونکر حملہ کرون گھوڑے سے کود پڑے عفریتہ خونخوار نے امیر کو جو پیدل دیکھا چنگل مارا خیال
مین تھا کہ صاحبقران کو اُٹھا کر کھا جاؤن صاحبقران نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک طمانچہ مارا کہ
عفریتہ منھ کے بل زمین پر گری صاحبقران نے چاہا اسپر جا پڑون عفریتہ لوٹ مار کر بھاگی امیر
اسکے پیچھے چلے سر اُٹھا کر دیکھا دور صحرا مین تلوار چل رہی ہے شعلہ ہائے آتش بلند ہزارون لاشین
لوٹ رہی ہین صاحبقران تعاقب مین عفریتہ کے چلے حیران ہین کہ کسکا لشکر لڑ رہا ہے عفریتہ لڑ
اس خیال مین جاتی ہے کہ صفدر کو جاکر سزا دون ساتھ والون کو اُسکے چیر پھاڑ کے کھا جاؤن
جیسے ہی اُس مقام پر پہونچی سر اُٹھا کر دیکھا صفدر رجا نبازی کر رہا ہے دس ہزار اسکے ساتھ والے
نہایت اطمینان سے لڑ رہے ہین جس غول پر جا پڑے پسے کے پسے پامال کر دیے سفاک نے
جو عفریتہ خونخوار کو دیکھا فریاد کرتا ہوا قریب آیا کہا اے شہنشاہ طلسم عجائب دیکھیے صفدر نے
کیا قیامت برپا کی ہم فوج کو لیکر چلے تھے کہ آپ کی شرکت کرین اس ظالم نے فساد برپا کیا ہمکو
روک لیا یہ سنکر عفریتہ بہت جھلائی چاہا صفدر پر جا پڑون کہ پہلوے نعرہ صاحبقران کی
آواز آئی نعرہ امیر تصنیف مصنف

ز تیغم بود در صف کافران
سپہر آسمان جلالت منم

امیر جہانگیر والا حشم
سند ساحران الامان الاماں
مسخر کن ملک ہندوستان

کند رب اکبر دو بالا حشم
شہنشاہ اقلیم حیرت منم
لقب گشتہ در دہر صاحبقران

نعرہ صاحبقران کی صدا سنکر عفریتہ خونخوار گھبرا گئی سوچی کہ یہان قدم نہ جمیگا قلعہ شش کا نیہ پر
بھاگی میر اشکال مردم در ساحر زبر دست ہے وہان کھیلون کہ کشاکش سے مہلت پاؤن
یہ سوچکر تڑپ کر نکل چلتے چلتے صاحبقران نے تیر مارا پاؤن عفریتہ کا زخمی ہوا مگر نکلگئی سفاک
لڑ رہا ہے اسکو خبر نہین کہ عفریتہ نکلگئی صاحبقران آگر گرے ملکہ نسیم بھی پہونچی ارشد تاجدار
سرخاب رعد آواز مع سب سرداروں کے آپڑے وقت وہ تھا کہ صفدر حیران ہو رہا ہے
کہ دس ہزار فوج سے تین لاکھ کو کیونکر روکون سحر کر رہا ہے ساتھ والون سے کہتا ہے ایک
تم مین سے کسی طرح نکل جائے جاکر صاحبقران عالیشان کو خبر دے کہ آپ کا غلام قتل ہوتا ہے
آکر ہماری خبر لیجیے ساحر چلا تھا دوسرے نے خبر دی کہ نہ گھبراؤ صاحبقران مع فوج آگئے دیکھیے
تلوار چل رہی ہے علم گلگون نشان فوج اسلام ظاہر ہوا مجبور کا ہوا کا چلا نسیم بھی لڑتی ہوئی آئی
ارشد تاجدار بھی پہونچا سرخاب رعد آواز کے بھی نعرے کی آواز آئی زمین تھرائی اب جو
پلٹ کر صفدر جباد و نے دیکھا زمین تلے کی اوپر ہے سردار لڑتے ہوئے آتے ہین ہر طرف
سے یہی صدا ہے کہ کفار کو گھیر لو بڑھتے ہوئے آگئے۔ غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار و پہلوانان
نامدار صاحبقران عالیتبار لڑتے جاتے ہین ہر طرف سے صدائے گیر و دار بلند سفاک خونریز
نے جو یہ جلوہ دیکھا گھبرا گیا ساتھ والون سے کہا یارو دیکھو تو ملکہ عالم کہان ہین دس ہزار فوج کا
بار کیونکر اُٹھیگا اب شکست ہوتی ہے یارو جبکہ لڑو مسلمانون کا جلوہ ہے یہ کہ رہا تھا کہ نعرہ امیر
کی آواز آئی صاحبقران لڑتے ہوئے قریب پہونچے سفاک نے چاہا کہ بھاگون صفدر نے

آواز دی یہ غلام جد یہ حاضر ہے بسبب زخمداری کے جنگ سے قاصر ہے صاحبقران نے نسیم سے آنکھ ملائی نسیم عاشق جمال باکمال صاحبقران ہے نہال ہوگئی دست بستہ عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہے صاحبقران نے فرمایا صفدر کا خیال رہے اتنا زخمی ہوچکا ہے ایسا نہ ہو کچھ اسپر زوال ہو ملکہ نسیم چلکر اُس غول پر جا پڑیں کنیزیں جو ساتھ تھیں اُنسے فرمایا خدا صاحبقران کو سلامت رکھے کس محبت سے فرمایا ہے کہ صفدر کی خبر لو ہیں کیونکر نام نامی پہ جان نہ دون ابھی تو یہ کیفیت ہے نظم

عشق کے بندے ہیں مذہب ہے سب کا رسم و راہ | طور کچھ اُس بت سے بھی رہتا ہے یاد اللہ کا
داغ الفت نے مٹایا نقش مہر و ماہ کا | یہ تو رتبہ ملچکا آگے ہے نام اللہ کا
ہے دعا گو اضطراب دل کہ روز افزون ہو عشق | نام ہے درد جگر میرے ترے تنخواہ کا
جلد پہنچائی ہے کوئے دوست تک سرگشتگی | خضر بہکا کرتے ہیں اس راہ میں گمراہ کا
حضرت موسیٰ کے ہوش گم شدہ ملتے نہیں | پوچھنا اُنسے پتا تیری تجلی گاہ کا
ہشت خلد اک ادنی گلزار محبت کے ہیں پھول | ہفت دوزخ اک شرارا ہے ہماری آہ کا
نام جب اُس بت کا لیتا ہوں ٹھہر جاتا ہے دل | یا صنم میں بھی اثر پاتا ہوں یا اللہ کا
گھر سے اُٹھکر سیدھے جاتے ہیں جو کوئے یار کو | پھیرتے ہیں طواف کعبہ کو بھی راہ کا
لامکان تک بس نکلکر دل سے جائیگا ہے قصد | حوصلہ کتنا گھٹا ہے نالۂ جانکاہ کا
قتل کرنے پہ جو پایا مستعد اُس ترک کو | تھا ہر اک بسمل کے لب پر نعرہ بسم اللہ کا
کانپ اُٹھتے ہیں جو سُنتے ہیں کسی کو دردمند | اُنکے دل میں کچھ اثر اب تک ہے میری آہ کا
حشر سے کتنے پھرے ہم جلوہ اُسکا دیکھکر | حوصلہ یان بھی نہ نکلا شوق خاطر خواہ کا
جستجو اُسکی نگاہ شوق کو منظور رہی | ساتھ اس موقع پر اچھا تھا دل آگاہ کا
کشور الفت میں سب کی ایک سی ہے منزلت | ساتھ بجتا ہے جہاں ڈنکا گدا و شاہ کا
بت ہی بت کعبے میں ہمکو چلے آتے تھے نظر | اب نہیں کوئی رہے نام ای جلال اللہ کا

کنیزیں عرض کرتی ہیں حضور آپ کے شریک ہونے سے لشکر صاحبقران کو رونق ہوگئی ملکہ نے کہا توبہ کرو خدا نے اُنکو جاہ وجلال دیا ہے مجھ ایسی ہزاروں کنیزیں ہیں صاحبقران نے قبول نہیں فرمایا ورنہ بڑے بڑے جادوگر ہمراہ ہوتے مکمل خان جادو ساحر خونخوار بادشاہ طلسم گوہر نگار شہنشاہ و شہریار شاہان طلسم ہزار اسپ وہ بھی غلامان صاحبقران ہیں ملکہ برق جادو کیتے بادشاہ زہرجبیں نگاران نامیوں کے نام لیے اور ہزارہا ساحر ہیں اگر سب کے نام لوں تو ایک کتاب ہوجائے میری کیا حقیقت ہے کہ میری وجہ سے رونق ہو صاحبقران لڑتے ہوئے قریب سفاک خونریز پہونچے سفاک برس پڑا آگ برسائی دریائے آب نے جوش مارا امیر پر تاثیر نہ ہوئی صاحبقران گھوڑے سے کودے تلوار چلنے لگی ہزاروں ساحروں نے اُس مقام پر جان دی ملکہ نسیم نے بھی خوب خوب سر کیے بڑا کھیت ہوا خوب تلوار چلی ہزاروں ساحر مارے گئے صاحبقران بڑھتے جاتے ہیں قریب سفاک کے پہونچے سفاک سے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے لوح طلسمی کو آگے کیا عکس جو پڑا آنکھوں میں اندھیرا چھایا چاہتا تھا کہ گھبرا کر جا گون مگر کب

نکل سکتا تھا برق شمشیر تڑپ کر گری ہر چند اسنے سحر کیا کوئی سحر نہ چلا برق شمشیر نے خرمن حیات کو جلا دیا
سفاک خونریز کے دو ٹکڑے ہوئے ایک ہنگامہ ہوا آندھی سیاہ چلی بعد عرصۂ دراز آواز آئی
کشتی مرا نام تھا سفاک خونریز پود لشکر والون نے جو یہ آواز سنی گھبرا گئے ہر صف مین یہی ہنگامہ تھا
کہ یارو غضب ہوا افسر ہمارا مارا گیا اب کیا کرین یا دو اطاعت کرو یا بھاگ چلو ہزارون جادوگر بھاگ گئے
افسران فوج نے آپسمین صلاح کی رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے عرض کی ای شہریار غلامان
جانباز اسپہ دار ہین کہ خطا معاف ہو صاحبقران نے ایک ایک کو گلے سے لگایا مطیع اسلام کیا
سب قدمون پہ گر پڑے صفدر زخمی ہو کر ایک مقام پر بیٹھ گیا تھا صاحبقران نے آکر اسکو اٹھایا
صفدر نے آنکھ کھولکر جمال جہان آرا ے صاحبقران کو دیکھا قدمون سے لپٹ گیا عرض کرتا تھا
ای شہریار مجکو سعادت کونین حاصل ہوئی روے زیبا دیکھکر تسکین دل ہوئی غلام کو خدا نے
راہ ضلالت سے نکالا چشمۂ ہدایت پر پہونچایا جو ارشاد ہو بجالاؤن صاحبقران نے مسلمان ہونے کو
فرمایا صفدر نے عرض کی ابھی حضور یہ معرکۂ عظیم کیا اس سے فراغت ہوئے تو پھر کام ہمسون اول تو
حضور نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ عفریتہ خونخوار ابھی بچکر نکلگئی دیو شنکال ساحرہ کی دوست ہے
عفریتہ کا بھائی دہین گئی ہوگی اور وہ ہزار نرہ ہاے دیو کا مالک ہے وہ ضرور فساد برپا کریگا مقابلہ
شہنشاہی مین آدیگا حضور ہوشیار رہین صاحبقران سب کو ساتھ لیکر قلعۂ طلسمی مین تشریف لائے
خزانہ دار جسنے کہ گنجبان ہین کھن خزانۂ طلسمی نکلنے لگا درج ہاے جواہر زر ہاے بیحساب سب مال
صحن قلعے مین جمع ہوتا جاتا ہے صاحبقران بیٹھے ہین کئی ہزار جادوگر جمع ہین نثار مال ہو رہا ہے کہ
آسمان سے نوبت و نقارے کی آواز آئی نقابدار زرین پوش غل برق چندہ آکر ہو بجا مال طلسمی
اٹھا کر متوجہ ہوا [illegible] لیکر بھاگا صاحبقران نے آواز دی ای نقابدار یہ کیا حرکت ہے نقابدار نے
آواز دی ارے [illegible] مین نے [illegible] آپنے قبول نہ کیا اب غل کرونگا اس مال طلسمی کی ضرورت ہی
فوج کی [illegible] لیے جاتا ہون آپ ہمارے بزرگ ہین اور کس ہے لیکن
لڑکے بچن [illegible] سامنے بیٹھے عرض کی آپ کو خلاف نہ ہو صاحبقران زبان ہان ہان
کرتے رہے نقابدار [illegible] مال نہ [illegible] صاحبقران کو بہت خلاف گزرا تین ہزار جوان اور قید تھے
انکو بھی چھڑایا صاحبقران نے کئی دن وہان مقام کیا انتظار مین عفریتہ کے رہے کہ شاید کچھ آفت
برپا کرے کچھ فساد نہ ہوا آخر صاحبقران نے صفدر جادو کو سب ساحرون کا افسر کیا مال طلسمی جو
لیجانے سے نقابدار سے بچا تھا اسکو آگے روانہ کر بعد ایک ہفتے کے وہانسے کوچ کیا اول آکر
نعمان تاجدار سے ملاقات کی ارشد کو نعمان سے ملایا اسنے اس صحرا مین آئے جہان دیو ہوبان
مالک مشعل ہفت سر سلیمانی رہتا ہے آکر اسکی ملداری قائم کی دعائین دیتا تھا کہ آپ کے تصدق مین
یہ صحرا صاف ہوا ہمیشہ ساحرون کی بدعت رہتی تھی صاحبقران نے فرمایا کہ اہالیان لشکر کو
اشتیاق ہے عفریتہ خونخوار اور دختر شاہ طلسم زندہ نکلگئی عرض کی اسکے مقدمے مین حضور کو اختیار ہے جو مناسب
جانین وہ کرین آج غلام کی دعوت قبول ہو صاحبقران نے سب لشکر اسی صحرا مین اتارا مہمان
نے سب سامان عیش و نشاط مہیا کیا پری زادین ہر اسپ رقص طلب کین شب کو جلسہ آراستہ ہوا

صاحبقران بمقام صدر پر فرد کش ہیں یہ خبر ملکہ فریشہ سلطان کو ہوئی بھی شریک صحبت ہوئیں نامور
ایک پریزاد کہ ہمیشہ صحبت آسمان پری میں رہتی ہے یہ غزل عاشقانہ بصد سوز و گداز گا رہی ہے نظم

غنچہ سے دل میں نکلا وہ اگر تو ہوکر
چین پیشانی اتار سے گرے ابرو ہوکر

مجھ سے جھگڑا جو ہے رہ جائیگا یکسو ہوکر
بوسہ اُٹھا یار اگر دل کی طرف تو ہوکر

کیسے ملتے ہو کہ اُٹھتے نہیں گھر سے اپنے
کیا ستم ہے کہیں چلتے نہیں صیاد ہوکر

اللہ اللہ شب وصل ادھر آنے میں
پانوں پھیلاتی ہے کیا یار کا گیسو ہوکر

اُس سر انگشت حنائی کا تصور آیا آنکھ
دیکھ ٹپکے نہ کوئی خون کا آنسو ہوکر

نہ ڈرو تم گل عارض ہوئے بوسہ سے جو سرخ
پیتے دیکھا ہے اسی رنگ کو تو بو ہوکر

شیر ہی سیدھی ہیں عجب عشق بتان کی چالیں
ابلق بنکر کہیں نکلا کہیں ابرو ہوکر

ہم ضعیفوں کے شب وصل میں کچھ کام آیا
تیری ای دست ہوس قوت بازو ہوکر

دل میں آیا تھا کوئی دیکھیے یہ حنا دل کا
گر بغل بنکے جگہ دی کبھی پہلو ہوکر

ناوک یار کلیجے میں رہا دل میں مرے
ڈھونڈھ لیتا نہیں پیکان کو وہ دلجو ہوکر

ہو گیا بھرے ہو گم نافۂ لیلی نہ کہیں
وحشت قیس کی تاثیر سے آہو ہوکر

رہ بلا دوست میں آئی ہے بلا جو سر پر
جلوہ گر ہوتی ہے معشوق پری رو ہوکر

آبلہ دل کا بھی اک روز [illegible] نکلے
ہجر میں آرزو خون شدہ کی بو ہوکر

دامن یار ہی لو [illegible] یا رفیق
پرورش دل کی کرے سایۂ گیسو ہوکر

کیوں نہ لگ سینۂ عاشق میں چبھے [illegible]
نکلے کچھ درد جگر سے کچھ آنسو ہوکر

یار تک آہ رسا اپنی جو پہونچی تو کیا
لیں بلائیں کبھی چہرے کی نہ گیسو ہوکر

پیار کی باتیں [illegible] یا دشمن کو اُچھال
کچھ تو خفگی ہے کہ ہم آپ ہوئے تو ہوکر

ساری رات اسی عیش و عشرت میں گذری ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ملکہ فریشہ سلطان واسطے
رفع حاجت کے اُٹھیں چند پریزادیں پشت پر ایک پریزاد آفتابہ ہاتھ میں لیے ہوئے فریشہ سلطان
خیمے سے گئیں ایک جھونکا ہوا کا چلا وہ خیمہ زمین سے اُڑا پچاس قدم پر جا کر ہوا پر قائم ہو گیا
وہ پریزادیں بھی اُڑیں اُسی خیمے میں جا لپٹ گئیں غل ہوا چند پریزادیں دوڑی ہوئی سامنے امیر
کے آئیں عرض کیا اے شہریار غضب ہوا ملکہ فریشہ سلطان پر یہ سانحہ گذرا ملکہ فریشہ سلطان مع
چند کنیزوں کے بلا میں مبتلا ہوئیں صاحبقران یہ سنکر دوڑے سامنے اُس خیمے کے آئے دیکھا زمین
سے بلند ہے ہوا پر قائم ہے جو پریزاد سامنے سے جاتی ہے اُسکا بھی یہی حال ہوتا ہے زمین سے اُڑی جا کر
خیمے میں لپٹ گئی صاحبقران عجائب و غرائب دیکھ رہے تھے جس صحبت میں بیٹھے تھے وہاں سے
رونیکی آواز آئی پلٹ کر دیکھا کہ ساری صحبت پر اندھیرا چھا گیا غبار بلند ہوا صاحبقران زمان
اُسی طرف دوڑے اب تو سارے لشکر میں یہ آفت برپا ہوئی کہیں دیوار حائل ہوئی کہیں اندھیرا ہوا
کہیں دھواں گھر گیا ہر طرف سے صدائے گریہ و زاری بلند ہے ہر کس و ناکس درد مند ہے صدائے
فریاد و فریاد آرہی ہے زمین تھرا رہی ہے عجب لشکر میں ہنگامہ ہے صاحبقران زمان دیوانے ہو گئے

سب خرد و کلان اسی مین مبتلا ہوے کوئی صاحبقران کو پکارتا ہی ہر ایک اپنی اپنی بلا مین مبتلا ہین کون کسی کو بچارے سیار الشکر نوبت بجان کار دیہ استخوان صاحبقران کا کلیجہ منہ کو آگیا ایک ساحر بیرون لشکر سے آیا کہ وقت پر یہان موجود تھا صاحبقران کو جو تڑپتے پھڑکتے دیکھا پکار کر آواز دی ای شہریار لوح طلسم عجائب ملاحظہ فرمایئے بادشاہ طلسم عجائب ابھی زندہ ہی اسی کی ذات سے یہ فساد ہوا صاحبقران نے فوراً لوح کو ملاحظہ کیا اسمین حکم نکلا ای فتاح طلسم والی سیار زین عجائبات عفریتہ خونخوار بھاگ کر نکلگئی قلعۂ شنکال پر پہونچی اُسی نے زرا نئے آفت برپا کی ہی بلاخیز جادو کر کے سحر کر گئی جب تک بلاخیز قتل ہوگی جب تک یہ بلا دفع ہوگی اپنے کو قلعۂ شنکال پر پہونچایئے اجمل جنی کو طلب فرمایئے طلب کرنے مین اجمل جنی کے یہ صورت ہی حاشیۂ لوح پر جو نقش لکھا ہی اُسکو نقل کیجیے لیکن قاعدہ نقش بھرنیکا ملحوظ رہے اس نقش کو آگ دکھایئے آواز دیجیے کہ ای اجمل جلد آ تو وہ فوراً حاضر ہوگا صاحبقران نے بتعجیل نقش کو نقل کیا آواز دی ای اجمل جنی جلد ہمارے پاس آ دیر نہ کر دیکھ اب صبر نہین ہو سکتا ہی جب صاحبقران نے یہ آواز دی اجمل نے زمین سے سر نکالا عرض کی ای شہریار ہر چند کہ مین آپ سے رخصت ہو کر کوہ قاف گیا تھا یہ تردد دل مین تھا کہ عفریتہ خونخوار زندہ نکلگئی ایسا نہ ہو کہ کچھ آفت برپا کرے یہ خوف تھا وہی ہوا مگر آج میرے کاندھے پر سوار ہون مین آپ کو باغ بلاخیز مین لیچلون صاحبقران کاندھے پر اجمل جنی کے سوار ہو کے طرف باغ بلاخیز کے چلے مگر بہت بیقرار ہین فرماتے ہین ای اجمل جنی واسطے نسیم کے بہت بیقراری ہی نظم

گیسو نکا ترے سودا غنبرا رکھتے ہین | یہی باعث ہے جو یہ فکر رسا رکھتے ہین
تاب دیدار نہین رکھتے ہین [illegible] رکھتے ہین | چشم بینا ترے مشتاق لقا رکھتے ہین
تیرے خونی کفنون کی یہ ادا رکھتے ہین | پھول لالے کے لباس شہدا رکھتے ہین
دست و پا تن ہو مسین رنگ حنا رکھتے ہین | خون ہفتاد و دو ملت کا روا رکھتے ہین
سچ تو یہ ہے کہ نہین دوسرا تجھسا کوئی | ای صنم جھوٹ نہ بولینگے خدا رکھتے ہین
کون سے پارہ دل پر نہین اک عشق کا داغ | پہ نگین وہ ہین کہ جو نقش وفا رکھتے ہین
نرم کر دیگے دل سخت صنم کو دم سرد | شرط الفت کی بھی اعمال جزا رکھتے ہین
قلزم عشق مین تنکے کا سہارا بھی نہ ڈھونڈھ | آسرا وہ نہین لیتے جو خدا رکھتے ہین
روے خورشید پہ افشان کا جو عالم دکھا ہین | یہ شرف ذرہ خاک شہدا رکھتے ہین
پاؤن کو منزل مقصود مین معذور سے | طاقت اٹھنے کی اگر دست دعا رکھتے ہین
حال دل کہتا ہے یوسف نہین سنتا کوئی | گوش کر قافلے والون کے درا رکھتے ہین
محتسب عقل جو رکھتا ہے تو ہمی سے نہ جا | شیشہ و جام سبھی ہم سر با رکھتے ہین
لامکان دیر و حرم مین نہین ہاتھ آنیکا | ماکن توڑین وہ جو یہ سر ہین ہوا رکھتے ہین
جامہ زیبون سے ہین تشبیہ گلون کو کیا دون | جسمین اک بند نہین وہ یہ قبا رکھتے ہین
تیرے صدقے کا سبجے ہین مگر مورا | چار ابرو کو بھی آزاد صفا رکھتے ہین
بحر الفت مین تباہی کا ہے اندیشہ کسے | ناخدا جو نہین رکھتے وہ خدا رکھتے ہین

عارض معنی حسن دو روزہ ہے منہ جا دیکھے	عمر کوتہ ترے گیسوے رسا رکھتے ہیں
دہن یار کو ہم تو نہ کہیں جوہر فرد	منطقی اسمیں جو حجت کریں جا رکھتے ہیں
جسم خاکی کے سوا جسم مثالی بھی ہے	اک قبا اور بھی ہم زیر قبا رکھتے ہیں
خون جگر ہوتا ہے جو سنتا ہے رو دیتا ہے	درد آمیز نفس اسکی صدا رکھتے ہیں
اپنے ہر شعر میں ہے معنی تہ دار آتش	وہ سمجھتے ہیں جو کچھ فہم و ذکا رکھتے ہیں

یہ باتیں کرتے ہوئے اجمل جنی سے ملے ہیں اجمل کہتا ہوا اے شہریار آپ طلسم کشا ہیں جرأت میں یکتا ہیں
آپ کو صبر لازم ہے بہانہ ہو کسی کے دام مکر میں پھنسیے تو غضب ہو طلسم کا تو خاتمہ ہوا بادشاہ طلسم باقی ہے
دیو شنگال سے بھی مقابلہ پڑیگا قلعۂ شنگال خوب آباد ہے خود بھی زبردست جادوگر بھی ہے بڑے بڑے
فساد برپا کریگا خوب سمجھکر اس قلعے میں کام کرنا ہوگا ہر چند کہ غلام ہر مقام پر پہونچیگا بعض مقام
ایسے ہیں کہ نہ پہونچ سکونگا قصد کرکے رہجاؤنگا ابتداءً اول بلا خیز سے مقابلہ ہے یہ کہتے ہوئے قریب ایک باغ
کے پہونچا اجمل نے عرض کی بسم اللہ اس باغ میں جائیے بلا خیز سے مقابلہ پڑیگا مگر براے خدا لوح کا مدد
خیال رکھیےگا ایسا نہ ہو کہ کوئی دشمن لوح لے لے تو بڑی خرابی ہوگی سارا کارخانہ آپ کا بلا میں مبتلا ہے اگر
ابکی کوئی افتاد پڑی تو باہر نکلنا مشکل ہے دیر تک اجمل نے کھڑے ہوکر صاحبقران کو سمجھایا اجمل تو
غائب ہوا صاحبقران بسم اللہ کہکے داخل باغ ہوئے دیکھا باغ پر بہار ہے گل سایہ دار عندلیبان خوش
کی پکار ہر جانب جوانان چمن گر رہے ہیں نرگس شہلا کی آنکھ میں لال ڈورے پڑ رہے ہیں ایک جانب
قمریاں بر سر سرو [illegible] سے کوکو بلند کرتی ہیں بلبل شیدا پہلوے گل میں چھوڑکر بیٹھی ہے صاحبقران عالیشان
دیکھتے ہوئے ایک مقام پر سے دیکھا ایک درخت کی بیخ سے دھواں نکل رہا ہے صاف ظاہر ہے زیر شجر
آگ روشن ہے وہ جگہ مثل کرۂ نار ہے چند شعلے بھڑک کر صاحبقران پر آئے صاحبقران نے لوح کو
دیکھا مرقوم تھا ای فتاح طلسم دو سیارہ ہیں تھا باب لوح کو نخل آتش سے مس کرو پھر قدرت باری
بناے گرم و سرد کا تماشا دیکھو صاحبقران نے ہتھیلی لوح کو مس کردیا ایک دھماکا ہوا دھواں
شق ہوا آتش بجھی درخت گر دیکھا ایک تخت بچھا ہوا ہے ایک ساحرہ بیٹھی ہے منقل آتش روشن کیے ہوئے بیٹھی ہے
صاحبقران کو دیکھکر ہی منقل آتش پھینک ماری جیسے ہی اُسنے منقل آتش پھینکی تمام باغ آتش بار ہو گیا
ہر برگ و بار سے آگ شعلہ زن ہوئی زمین سے شعلہاے آتش نکل رہے تھے صاف ظاہر تھا کہ آسمان سے
بھی آگ برس رہی ہے مگر بسبب برکت لوح جس مقام پر صاحبقران کھڑے تھے وہاں آگ کا نام نہ تھا
وہ ساحرہ منقل پھینک کر پرواز پیدا کرکے چاہتی تھی کہ اڑکر نکل جاؤں صاحبقران نے لوح کو دیکھا زمین پھر
شق ہوئی اجمل جنی نے سر نکالا پکارکر آواز دی یا صاحبقران بلا خیز جاتی ہے اگر یہ نکل گئی آپ تو یہاں
رہینگے یہ جاکر سارے لشکر کو قتل کرڈالیگی صاحبقران نے لوح پر نگاہ ڈالی لوح نے بھی یہی خبر دی
صاحبقران نے بہ تعجیل تمام کمان کیانی دوش سے اتاری تیر کو جگر کمان میں پیوست کیا سینہ پر کھینچ کر
کو تاک کر مارا تیر جاکر سینے پر پہونچا مہرۂ پشت کو توڑ کر پار نکل گیا لاشہ بلا خیز کا زمین پر گرا بلا خیز نے تڑپ
تڑپ کر جان دی تو ورا آوازی شق ہوا نام من بلا خیز جادو بود کشتہ باغ سے کئی ہزار جب دو گر
پیدا ہوئے نعرہ کرکے صاحبقران پر آ پڑے پکارتے ہوئے کہ اے جوان غضب کیا ہماری شہزادی کو مارا

ہم تجکو زندہ نہ چھوڑینگے صاحبقران نے لوح کو چمکایا اجمل جنّی ساتھ ہی عرض کرتا جاتا ہے اے شہریار یہ
سب ملازمان بلاخیز ہین جو انمین سے بچکر نکلجائیگا ضرور آفت برپا کریگا دیو شنکال کو خبر پہونچ جائیگی
ابھی تک وہ بیخبر ہے ملکہ عفریتہ خونخوار کی دعوت کر رہا ہے ہنگامہ نوشا نوش گرم ہے صحبت عیش و عشرت
آراستہ ہے صاحبقران بجرأت لڑ رہے ہین اجمل جنّی بھی ساتھ ہے یہ بھی شمشیر زنی کر رہا ہے تھوڑے عرصے مین
کچھ ساحر مارے گئے کچھ فریاد فریاد کرکے بھاگے صاحبقران و اجمل جنّی اُس باغ مین آکر بیٹھے اجمل نے
عرض کی مین جاکر خبر لاؤن یہ جو ساحر شکست کھاکر گئے ہین ضرور خبر کرینگے شنکال سنتے ہی فساد برپا کریگا مین
خبر لاکر حضور کو پہونچاؤنگا یہ کہکر اجمل جنّی روانہ ہوا صاحبقران باغ مین بیٹھے ہین اجمل جنّی کے
مشتاق ہین اجمل صحبت مین شنکال کی پہونچا یہان شنکال نے عفریتہ خونخوار کی دعوت کی ہے
دیو نیان جمع ہین اچھل کود رہی ہین شراب چل رہی ہے بقول شخصے جام شراب لاکھون سے چل رہا ہے ہنگامہ
عیش و نشاط گرم ہے عفریتہ خونخوار رو رو کر سب حال بیان کر رہی ہے کہتی ہے اے برادر عجب طور سے طلسم
ہوا ہین کیا کرون معین و مددگار طلسم کشا کے پیدا ہوئے ان لوگون نے رہبری کی اور مرحلون کے نشان
بتائے جب تو جلدی طلسم فتح ہوگیا شنکال کہہ رہا ہے کہ نہ گھبراؤ اگر صاحبقران فتح کرکے چلے گئے اور
تمھارا پیچھا نہ کیا تو بعد جانے طلسم کشا کے طلسم پر قبضہ کرینگے اگر طلسم کشا نے ادھر آنیکا قصد کیا تو
قیامت برپا کردونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا وہ رنگ کردون کہ طلسم کشا خود اپنی جان دیدے
یہ باتین تھین کہ رونے پیٹنے کی صدا آئی شنکال نے سر اٹھایا کہا ارے کیا ہوا سب نے کہا
طلسم کشا باغ آتش بہار مین پہونچا بلاخیز جادو کو مارا ہم لوگون نے مقابلہ کیا لیکن طلسم کشا پر غالب آئے
آخر شکست کھاکے چلے آئے طلسم کشا اسی باغ مین ہے عفریتہ خونخوار نے منھ پیٹ لیا کہا اے برادر سنتے ہو سنا
یہ کیا آفت برپا ہوئی بلاخیز نے اپنے کو مخفی کیا تھا لیکن طلسم کشا وہان پہونچ گیا شنکال نے کہا
ارے کوئی حاضر ہے ایک سرکش کو چاہتا ہون فوج لیکر جائے طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائے یہ سنتے ہی
دیو سالوس اپنے مقام سے اٹھا کہا ابھی جاتا ہون سر طلسم کشا کا لیکر آتا ہون شنکال نے بارہ ہزار
دیو ساتھ کیے کہا کیون یار کوئی دنیا مین ایسا انسان ہے کہ بارہ ہزار دیو طرار سے لڑیگا جلد گرفتار کر
پکڑ لینگے سالوس بارہ ہزار دیو لیکر چلا صاحبقران نے جب بلاخیز کو مارا وہان لشکر جو خفت مین
مبتلا تھا سب نے نجات پائی لشکر مین خوشی ہونے لگی ہر ایک کا یہی قول تھا کہ کسی ساحرہ نے ہمپر
سحر کیا تھا وہ قتل ہوئی اس وجہ سے ہمنے نجات پائی یہان صاحبقران زمان باغ مین بیٹھے
اجمل جنّی کا انتظار کر رہے ہین کہ اجمل آوے تو حال معلوم ہو کہ ایک طرف سے آواز آئی صاحبقران
اُس طرف چلے جاکر دیکھا کہ ایک مکان سے آواز آتی ہے صاحبقران نے اُس مکان کو کھولا دیکھا
دو دیو جوان اُس مکان مین قید مین صاحبقران کو بڑا افسوس ہوا سب کو قید سے رہا کیا ایک جوان
اسمین تاجدار سر جھکائے ہوئے رو رہا تھا صاحبقران نے اسکو بھی رہا کیا فرمایا زیادہ رونے کا
کیا باعث ہے اُس تاجدار نے کہا اے شہریار سرباز بیرکش میرا نام ہے پہلو سے صحرائے سلیمانی مین
ایک قلعہ ہے اپنے زمانے مین حضرت سلیمان نے آباد کرکے قلعہ بہار پیرا نام رکھا دیو زادون سے تاکید کی
کہ اگر آدمزاد برائے شکار نکلین کوئی دیو تعرض نہ کرے غلام ہمیشہ شکار کھیلنے کو شکارگاہ سلیمانی مین

آتا تھا اگر کسی دیو نے تعرض کیا اسکو ہمارا لشکر دیو زاد میرے ہاتھ سے مار گئے ایک دن شکار کھیل رہا تھا کہ یہ ساحرہ پہونچی یعنی بلا خیز جادو مجکو دیکھکر عاشق ہوئی یہان پکڑ لائی طالب وصل تھی مین نے قبول نہ کیا میرے قلعے کے قریب ایک قزاق رہتا ہے سرمست فیل پیکر نام ہے اُسکی بیٹی شعلہ رخسار ہے اُسپر عاشق ہون اس قید خانے مین بھی وہ آئی لیکن مجبور تھی کہ سحر ساحری سے آگاہ نہین ڈر کے مارے اس ساحرہ کے وہ بھاگ گئی جب یاد آتی ہے طبیعت گھبراتی ہے اب تو غلام کی یہ کیفیت ہے

نظم

حال زار اپنا فنا کے بعد بھی روشن رہا / زرد رُو لیدہ ہمارا سبزہ مدفن رہا
مردے سے بدتر زبس احوال مجھ مجنون کا تھا / خانۂ زنجیر مین دن رات اک شیون رہا
میلے کپڑے یار کے سونگھے تھے مین نے ایکدن / نکہت گل پر گمان بوے پیراہن رہا
آشیان بلبل و قمری ہوا روزن ہر ایک / چار دن جس گھر مین تو اے غیرت گلشن رہا
باغ عالم مین ہوا حسن سیہ سے سبکو عشق / مین وہ بلبل ہون کہ جو محو گل سوسن رہا
صورت عاشق سے درپردہ اُسے بھی عشق ہے / غرفے مین خالی رہی دیوار مین روزن رہا
شمع ساں رو رو کے یادگور مین شب روز کی / جب تلک میرا چراغ زندگی روشن رہا
اسکو یرقان ہے تو اسکو ہے یرقان زرد / خندہ زن نرگس کے اوپر کیا گل سوسن رہا
چہرے کو اپنے سوارون مین بھی ہم لکھ چکے / سالہا داغ ابلق ایام سا تو سن رہا
گرد رہ نے میری اُڑ کر اسکی آنکھین بند کین / ہاتھ ملتا مجھ مسافر کے لیے رہزن رہا
چند روزہ عمر زنجیر تعلق مین کٹی / اک پری کا دست نازک حلقۂ گردن رہا
دم مین دم جب تک رہا تیری جلو مین ای جنون / مین گریبان چاک بھی باندھے ہوئے دامن رہا
سختی دوران تب خار جنون نے سہل کی / موم مجھ دیوانے کی زنجیر کا آہن رہا
دیکھکر اُس ماہ رو کو غش رہے دو دو پہر / حال پر اپنے ستارہ اپنا چشمک زن رہا
باغ عالم کی ہوا آتش نہ راس آئی مجھے / دوست جس گل کا رہا مین وہ مرا دشمن رہا

سرباز بیرکش بلک بلک کر رو رہا صاحبقران بیزار ہو گئے فرمایا نہ گھبراؤ ہم تمھاری بھی مدد کرینگے انشاء اللہ قزاق سے بھی ملینگے یہ کہکر قید سے رہا کیا سب جوان دائرۂ اسلام مین آئے صاحبقران سب کو لیکر اُس جگہ سے نکلے سب حال رو رو کر سرباز اپنا بیان کرتا ہے اگر قلعہ میرا تباہ ہو چکا ہوگا والد نے انتقال کیا وزرا نے اہتمام کیا کیا ہوگا بڑے بڑے دشمن قریب ہین بارگاہ مین بھی اس باغ سے نکلین باہر آئے وہ سب جوان رو رو کے اپنا حال بیان کرتے ہین کوئی کہتا ہے شکارگاہ مین آئے خود شکار ہو گئے بعضے کہتے ہین ایسے مجبور و لاچار ہو گئے بلا خیز نے ہمکو لوٹ لیا مال و اسباب سب تباہ ہوا صاحبقران نے بارگاہ استادگرائی فرماتے ہین اجل جنی کا انتظار کر رہا ہون بارگاہ استادہ ہوئی بارگاہ مین داخل ہوکے پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیے سرباز بیرکش پہلو مین بیٹھا ہے باتین ہو رہی ہین سرباز بیقرار ہے کہ اجل جنی آکر پہونچا عرض کیا اے شہریار ساکومس بارہ ہزار دیو طرار سے آتا ہے شنکال نے حکم دیا ہے کہ جلوہ کرکے طلسم کشا کو پکڑ لینا صاحبقران نے فرمایا سمجھا جائیگا اجل جنی بھی آکر داخل صحبت ہوا دیکھ رہے تھے کہ صبح کے گرد اُڑی دیو ساکومس بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا مقابلے مین صاحبقران کے اُترا

جا بیٹھین مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین قضائے کار ملکہ شعلہ رخسار دختر سرمست فیل پیکر فراق بالائے کوہ قلعہ ہے اکثر کنیزون سے پوچھا کرتی ہے کچھ حال نہ معلوم ہوا کہ سرباز ببر کش پر کیا گذری ایک کنیز نے آکر عرض کی ہمنے خبر سنی ہے کہ طلسم کشا آکر پہونچے سرباز ببر کش کو رہا کیا دیو شنگال سے مقابلہ ہے بادشاہ طلسم عجائب بھاگ کر آئی ہے اسکی وجہ سے فساد برپا ہے یہ سنکر ملکہ شعلہ رخسار مضطر ہوئین کسی کنیز سے کچھ نہ کہا رات کو انجمن آرا و دلشاد و دلنسرین و دلنسترن چار کنیزون کو الگ بلایا کہا صاحبو اس وقت ہمارا ساتھ دو ہم براے ملاقات سرباز ببر کش جاتے ہین چارون کنیزین غرضکہ ہمراہ ہین ملکہ سپاہ سے اُترین ہتھیار لگائے ہوئے تلاش مین سرباز کے چلین پانچون گھوڑے صحرا مین چلے جاتے ہین صبح ایک جبل پر ہوئی اُسی مقام پر ٹھہرین ارادہ ہے کہ سوار ہون صبح کو وہان ہاتف جو اسکا سوکر اُٹھا کنیزون نے خبر دی کہ ملکہ اور چار لونڈیان غائب ہوگئین سرمست نے دو چار کنیزون کو کوڑے مارے کہا سچ بتاؤ کیا معرکہ گذرا ایک نے کہا حضور وہ مدت سے سرباز ببر کش پر عاشق تھین رات کو نکلین سرمست غصے مین سوار ہوا تلاش مین بیٹی کے چلا یہان ملکہ نے منہ ہاتھ دھویا انجمن آرا نے عرض کی حضور جلد چلین ملکہ نے کہا روح کو بیقراری ہے صدمۂ عظیم کا سامنا ہے جی جاتا ہے جان لبے دون اتنو یہ کیفیت ہے

نظم

تصویر کھینچی اُسکے رُخ سرخ فام کی ‖ اک صفحے مین قلم نے گلستان تمام کی
اللہ رے نکہت ساقی بہار مین ‖ مے کی گلابیان ہین مرصع کے کام کی
نا سازی ہے یہ انجمن دہر کی ہوا ‖ مطرب نے راہ بھولی ہے اپنے مقام کی
کیا اہل انجمن مین صبا کو مین راہ دون ‖ کلیون مین بو ہے خلوت خاص و عام کی
خط سبز ہوا رخ پر نور رشک باغ ‖ صبح بہار سبزۂ نورس نے شام کی
اصلاح لینے آئے ہین رنگین خیال لوگ ‖ خدمت ہے اس چمن مین مجھے انتظام کی
ہمسر چلے مثل قلم اے خوشنوعان ‖ تربت ہماری تختی ہے مشق خرام کی
سر گوشۂ محتسب کا جو اس میکدے مین آئے ‖ جام آہنی صراحی ہے سنگ رخام کی
بلبل قفس مین حسرت کے اوپر داغ ہے ‖ حالت وہی ہے نکہت گل سے مشام کی
استادہ دیکھتا ہون گلستان مین سرو کو ‖ آزادی پہنچ نہین بدلی غلام کی
ملتا ہون مشعل کف افسوس روز و شب ‖ حسرت ہے میرے ہاتھ کو کسکے سلام کی
مضمون کا چور ہوتا ہے رسوا جہان مین ‖ نکہت خراب کرتی ہے مال حرام کی
آتش کمال مشہد دین کا ہے اشتیاق ‖ آنکھون کو آرزو ہے ظہور امام کی

کنیزون نے کہا حضور اسقدر نہ گھبرائین یہ مصیبت کٹجائیگی ضرور اس مقام تک پہونچے قضائے کار نعمان مغربی بارہ ہزار فوج سے طرف پردہ دنیا کے جاتا ہے کسی دیہاتی واسطے دعوت کے بلایا تھا اب پلٹ کر گھر جاتا ہے اسی مقام پر گذر ہوا ملکہ بلا تکلف پھر رہی ہین نعمان مغربی کی نگاہ جمال بے مثال ملکہ پر پڑی بیقرار ہوگیا فوج کو پیچھے چھوڑا خود گھوڑے کو بڑھا کر چلا ملکہ نے کنیزون سے کہا اسکو منع کرو کنیز نے بڑھ کر اسکو آواز دی میان آنے والے اسی مقام پر ٹھہرو ہم اس مقام پر ٹھہرے ہین نعمان مغربی نے

کہا کہ شہنشاہ خوبی سے عرض کرو نعمان مغربی بادشاہ تمہارا عاشق ہوا چاہتا ہوں قریب آؤں یہ سنکر
ملکہ نے منع کیا جمال کو اپنے چھپایا دس قدم پیچھے ہٹیں کنیزوں سے کہا منع کرو انجمن آرا نے بہت بہت پکارا
مگر نعمان مغربی بیتاب و بیقرار ہو ہر مرتبہ بڑھتا ہو وہاں سے کنیز آواز دیتی ہو اے شخص خبردار یہاں
نہ آنا ہماری مالک منع کرتی ہیں جب اسنے اس منع کرنے پر نہ مانا اور بڑھا تب تو ملکہ نے تیر مارا نعمان نے
تیر کو بچایا اشتیاق میں بڑھا یہ کہتا ہوا کہ اس تیر کو دل میں جگہ دوں اصل کیفیت یہ ہو فرد تیر نگاہ دست
تو دانی کجا نشست * بر دل نشست خوب نشست و بجا نشست * مطلع مصنف یاد آگیا مطلع
انکھڑیاں رہزن نگاہ یار بھی شمشیر ہو * ہر اشارے میں ہمارے قتل کی تدبیر ہو * کبھی چلا کر یہ اشعار
پڑھتا ہو کبھی پکارتا ہو اے جان جہان یہ اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو کا ہے کو جیئے گا اسی مقام پر جان دیگا
پلٹ کر نہ جائیگا مجھے صبر نہ ہوسکیگا نظم

غیروں پہ کھل نہ جائے کہیں راز دیکھنا
میری طرف بھی غمزۂ غماز دیکھنا

اڑتے ہی رنگ رخ مرا نظروں سے تھا نہاں
اس مرغ پر شکستہ کی پرواز دیکھنا

دشنام یار طبع حزیں پر گراں نہیں
اے ہمنفس نزاکت آواز دیکھنا

دیکھ اپنا حال زار منجم ہوا رقیب
تھا سازگار طالع ناساز دیکھنا

بد کام کا مآل برا ہے جزا کے بعد
چال سپہر تفرقہ انداز دیکھنا

مت رکھیو گرد تارک عشاق پر قدم
پامال ہو نہ جائے سرافراز دیکھنا

کشتہ ہوں اس کی چشم فسوں گر کا اے مسیح
کرنا سمجھ کے دعوی اعجاز دیکھنا

میری نگاہ خیرہ دکھاتے ہیں غیر کو
بیطاقتی پہ سرزنش ناز دیکھنا

ترک صنم بھی کم نہیں سوز جحیم سے
مومن غم مآل کا آغاز دیکھنا

نعمان مغربی جوش جنوں میں اشعار پڑھتا ہو فوج کو لیکر بڑھتا ہو ملکہ بیباک سے تیر مارتی ہیں یہ روک لیتا ہو اپنے کو
بچاتا ہو اور ان کے ہاتھ کے تیر اکثر خطا کرتے ہیں کبھی کسی سوار پر پڑ گئے وہ زخمی ہوکر بھاگتا ہو چاہتا ہے
لشکر بڑھا کر جا پڑے دن نعمان مغربی منع کرتا ہو کہ دیکھو حکم سے کبھی خلاف نکرو ایسا معشوق سرکش کبھی نگاہ سے
نہیں گذرا اے ملکہ عالم میں بادشاہ سرحد مغرب ہوں ہمیشہ خدمتگذاری کرونگا خاتون محل قرار دونگا ملکہ
دشنام دیتی ہیں کہ تیری سلطنت پر آگ لگاؤں خاتون محل تیری چولہے میں پڑے ہمیں جان دینا گوارہ ہے
پر زنانہ مانینگے ہم غریبوں کو کیوں ستاتا ہو ہم آوارۂ دشت غربت گرفتار دام مصیبت جان دینگے تیر کھا
نہ مانینگے کیوں مفت میں ہمیں ستاتا ہو تھوڑی دیر نعمان مغربی نے منت و خوشامد کی اب فوج کو لیکر
حملہ کیا۔ بڑھا ملکہ نے بلک کر دعا کی پکارتی ہیں یا معبود حقیقی جو میرے وارث نے مذہب اختیار کیا
وہی میرا بھی اعتقاد ہو بخوبی دل میں مضبوط ہو کہ سوا تیرے کوئی رحم کرنے والا نہیں نظم

بر گنہگاران کرم کن یا کریم
از نہیبہ لا دور کن دشمن غرق و بیم
خاکساران از تو حاصل سکینہ
بیچارہ ہا بیاری درد الیم

بر غریبان رحم فرما یا رحیم
پرورش یابند از نعمائے تو
گلشن فردوس و جنات النعیم
تو قدیری و غفوری و شکور

ہر کرا حامی توئی ای کردگار
بندگان عاجز و مسکین یتیم
بیکسی ای چارہ ساز جان و دل
تو قدیمی و علیمی و حکیم

بہر عاصان ہست لطف خدا

جب قریب پہونچا ملکہ نے ہیں تو بہر عاصان ہر زمان لطف عمیم ایک بلک کر دعا یہی کرتی ہیں نعمان
جان لیتا ہے دیکھ ملکہ اپنی پیچھ کھینچکر گلے پر رکھا کنیزون نے پکار کر کہا اوناسمجھ ہمارے مالک کی کیون
جاتا تھا یا رک گیا پکار کر آواز دی ہے نعمان نے جو دیکھا کہ ملکہ نے پیچھ کھینچکر گلے پر رکھا یا تو بڑھا ہوا
غلام ہون بلکہ غلام حلقہ بگوش ہون ای شہنشاہ خوبی ورای سرو باغ محبوبی جان دینے کا ارادہ نہ کرو میں
گروا دی سرمست قزاق جب تم اُن ملکہ سے پیچھ نہ ہٹا یا کنیزون پیچھے لگین ملکہ نے بلک کر دعا کی کہ صحرا سے
رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ہمعنان ملکہ میں چلا تھا چار ہزار فوج ساتھ مطرب تیز رو عیار
بادشاہ نے گھیرا اپنا قبضہ کیا چاہتے ہیں لیے پر عیار کی نگاہ پڑی کہا ای شہریار دیکھیے ایک گھڑی میں کسی
اور ملکہ سے کہا او گیسو بریدہ گھوڑے سے نکلکر بنا یہ حال کیا کہ گلا کاٹنے پر آمادہ ہے دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہے
یہ کہکے فوج نعمان پر جا پہنچا تلوار چلنے لگی نعمان مغربی کے ساتھ بارہ ہزار عیار ان میں سرمست چار ہزار
جوانون سے آیا ہی مگر قزاق طریقۂ جنگ و جدل سے خوب واقف تھے اب جو گھوڑے دوڑاے
نیزے مارے ایک ایک قزاق نے چار چار جوان گرے ہزارون لاشین لوٹنے لگین یہان کنیزون نے
ملکہ سے کہا آپکے والد لڑائی کو فتح کرینگے نہیں معلوم آپ کو کیا سزا دینگے اس وقت سب جناب
میں مصروف ہیں ہمارے آپ کے حال سے بیخبر ہیں طرف صحرا کے نکل چلیے اس ظالم کے ظلم سے امان پائیے
ملکہ کو یہ رائے پسند آئی مادیان شکین پر سوار ہوئین طرف صحرا کے نکل گئین یہان جنگ تلوار چل رہی قزاق
لڑتا بڑھتا قریب نعمان مغربی کے پہونچا نعمان مغربی نے کئی ہاتھ تلوار کے قزاق پر لگائے پر قزاق
قزاق جنگ دیدہ کارآزمودہ سب وار خالی دیے ہوتے ہوتے اُلجھاو سے ہاتھ نکالا نعمان پر
ایسا کس کے ہاتھ مارا کہ سر نعمان مغربی کا اڑ گیا سر کا جو سر کٹا فوج والون کے پاؤن اُکھڑ گئے بھاگے کچھ
مارے گئے قزاق نے سب مال و اسباب لوٹ لیا جب لڑائی سے مہلت پائی عیار سے کہا دیکھو تو وہ گیسو بریدہ
کہان گئی لاکر اس خیمے میں اُتار دو عیار نے اگرچہ دیکھا کسی کو نہ پایا کہا حضور وہ تو نکلگئین سر آپ
جنگ میں مصروف رہے کسی نے نہیں دیکھا سرمست قزاق بہت جھلایا پھر لشکر کو آراستہ کر کے تلاش
میں ملکہ کی چلا ملکہ جا کر ایک صحرا میں پہونچی کنیزون سے کہا اب تو شام ہوگئی درخت پر سب چڑھ جاؤ دیکھو کہ ہم
پڑھو آنا ہر طرف سے سبزی کی دوڑ تی ہے کنیزون نے ملکہ کو درخت پر چڑھایا اب چاہا خود بھی چڑھیں کہ
جنگل سے دو شیر ببر پیدا ہوے کنیزین بھاگ نہ سکین شیرون نے چارون کو چیر پھاڑ کے پھینکدیا
گھوڑون کو بھی مارا ملکہ شاخ نخل پر لرزان و ترسان اپنے کو پتون میں چھپائے ہوئے مثل بید کانپ رہی تھی
خوف ہوا ایسا نہ ہو کہ گر پڑون کمر میں کمند یں باندھ لین دونون شیر گھوڑون کو مار کر چلے گئے اب صبح کو مصیبت
پیادہ روی آبلے پاؤن میں ملکہ کے حال پر پھوٹ پھوٹ کر روتے ہیں ملکہ مجبور دلا چار روتی پیٹتی چلی جاتی ہے
شکوۂ فلکی زبان پر ایک جنگے پر جا کر گر پڑین کبھی آنکھ کھلجاتی ہے تو بیقرار ہو کر روتی ہیں اور کہتی ہیں ای
فلک کجرفتار وای گردون غدار یہ کیا تو نے دکھائی ہر چار کنیزین ساتھ تھین اُنکا بھی ساتھ چھوٹا
گھوڑا سواری کا گیا بقول زیب النسا مخفی روز نومیدی چو آید آشنا دشمن شود + غم جدا شادی جدا
دولت جدا دشمن شود + سب نے چارا ساتھ چھوڑا عیش و راحت نے منھ موڑا اس حال میں اُس جنگل پر

بڑے بڑے افسر تھے ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے ایسا جوان زبردست ہماری نگاہ سے نہیں گذرا
یہ خبر سنکے دیو تو چلا گیا ملکہ دُرِ دانہ نے بعد جانے دیو کے پریزادوں سے پوچھا آخر یہ جوان کون ہی کہ جسنے
دیوزادوں کو قتل کیا بساط طلسم فتح کر لیا عفریت خونخوار ایسی دیو نے شکست کھائی ایک پریزاد نے
عرض کی واری یہ جوان بڑا جری بہادر ہی جس زمانے میں دیو عفریت نے سلطنت شہپال پر ہاتھ ڈالا شہپال
بھاگ کر ایک صحرا میں اترے اپنے وزیر خواجہ عبدالرحمن سے کہا از روئے رمل کے دیکھو عفریت کسکے
ہاتھ سے مارا جائیگا خواجہ عبدالرحمن نے رمل دیکھکر عرض کی یا امیر حمزہ خانہ کعبہ میں رہتے ہیں وہ اگر
آئیں تو عفریت مارا جائے شہپال نے امیر حمزہ کو بلایا حمزہ نے پردہ قاف میں آکر ایک عفریت کیا
بہت سے سرکشان قاف کو مارا سمندون ہزار دست ایسا کہ جسکو دیوزاد خداوند دیوان قاف کہتے تھے
بڑے بڑے سرکش اُسکی مدت میں رہتے تھے اُسکو جاکر مارا پردہ قاف میں اس جوان کے نام سے
دیوزاد کانپتے ہیں آخر میں دیو شہپال نے اپنی دختر آسمان پری کی شادی ساتھ اس جوان کے کردی صلب
حمزہ و بطن آسمان پری سے ایک صاحبزادی بلند اقبال صاحب جاہ و جلال پیدا ہوئی کہ جسکا لقب ہو
ملکہ قریشہ سلطان قاتل دیوان مشہور ہی اُسنے قیامتیں برپا کی ہیں بڑے بڑے سرکشون کو مارا چال
جو کنیزون نے بیان کیا ملکہ دُرِ دانہ کو اشتیاق ہوا کہ میں بھی اس شخص کو دیکھوں کنیزون نے عرض کی چلیے
شکارگاہ سلیمانی میں لشکر فروکش ہی چلکر ملاحظہ فرمائیے ملکہ دُرِ دانہ اُسی وقت سوار ہوئیں چند کنیزون کو
ساتھ لیا طرف شکارگاہ سلیمانی کے چلیں یہاں اُس دیو نے نامہ لاکر شنگال کو دیا شنگال نامہ
پڑھکر بہت جھلایا کہا سالوس ایسا گھبرایا ہی اور مدد بھیجتا ہوں ہا دولت کو فرصت کہاں کہ وہاں
جاؤں یہ کہکر آواز دی ارے کوئی حاضر ہو کہ جاکر طلسم کشا کو چیر پھاڑ کے کھا جائے یا مشکیں باندھکر
ہمارے سامنے لائے دیو چنگال کوہ تن اپنے مقام سے اٹھا کہا ای شہنشاہ دیوان یہ کتنی بڑی بات ہی
مشکیں باندھکر لاؤں کہیے جلاتے ہی کھا جاؤں شنگال نے کہا مرحبا شاباش سالوس بڑا نامرد ہے
ایسا ڈر گیا چنگال غرور کرتا ہوا چلا یہاں سالوس اترا ہوا ہی کہ دیو چنگال جا کر پہونچا کہا کیوں سالوس آدمزاد
ہم لوگوں کی خوراک ہی کہیں ہی طرح گرم نہ ہو کہ اس سے یہ خوف کرو بادشاہ کو نامہ لکھا سب تیرے
حال پر ہنستے تھے دیوزاد آوازے کستے تھے کہ انسان سے ایسا خوف اس طرح نامہ لکھا سالوس نے
کہا اب آئے ہو احوال کھل جائیگا چنگال نے طبل جنگی بجوایا کہا کل صبح کو سر میدان چیر پھاڑ کے
کھا جاؤنگا طبل جنگی پر چوب پڑی صاحبقران کو خبر ملی صاحبقران نے بھی طبل جنگی بجوایا دونوں لشکروں
میں تیاریاں ہوئیں صبح کو دیو چنگال غُل کرتا ہوا میدان کارزار میں آیا اُدھر سے دیکھا صاحبقران
ایک پہلو پر سر باز یا طرف دہ دو سو جوان مسلح کمل پرے جمائے ہوئے میدان کارزار میں آکر کھڑے ہوگئے
صاحبقران نے جو دیکھا کہ دیوزاد پیدل آتے ہیں آپ بھی گھوڑے پر نہیں سوار ہوئے آگے بڑھکر کھڑے ہو
صفین میں چنگال غرور کرتا ہوا میدان میں آیا پکارکر آواز دی کہ طلسم کشا کہاں ہی میرے مقابلے میں
آوے میں تو حال معلوم ہو چیر پھاڑ کے کھا جاؤنگا صاحبقران بڑھے دیو چنگال کے مقابلے میں پہونچے
دیو چنگال نے آواز دی او حمزہ دیکھ میں احسان کرتا ہوں میرے منہ میں کود پڑ پھیلاکر نگل جاؤں
ورنہ چبا چبا کر ہڈیاں کھا جاؤنگا صاحبقران نے فرمایا کیا بکتا ہی جو ہو سکے قصور نہ کر

اس محبت و دلداہی سے حال پوچھا شعلہ رخسار بہت روئی کہا حضور کیا عرض کروں شاہزادہ
سر باز ببر سوار اپنے ملک کا شاہزادہ مجھپر مائل ہوا میں اُسپر عاشق ہوئی اسی جوش میں وہ جاکر
ایک ساحرہ کی قید میں پھنسے خدا نے یہ فضل کیا کہ صاحبقران زمان داماد شہریار نوشیروان
فتح کرتے ہوئے طلسم عجائب کو اس سرحد میں تشریف لاتے ہیں میں نے خبر پائی ہے کہ سب قیدیوں کو
رہا کیا اُس تیر دلیر کو اپنا رفیق بنایا میں یہ خبر فرحت اثر سنکر گھر سے نکلی سرمست قزاق پیرا پہنچے
راہ میں ایک اور ظالم نے مجکو گھیرا سرمست نے آکر اُس سے مقابلہ کیا میں بھاگ کر نکلی راہ میں تیز دکھو
شیر نے کہا گھوڑے بھی ہلاک ہوئے اور نیشے پر بیہوش پڑی تھی شکوہ لنگی کر رہی تھی کہ حضور یہ یقین
مجھے اُٹھا لائیں میں کیا حال اپنا کہوں آپ نے محبت پوچھا سب کیفیت بیان کردی ملکہ دردانہ نے
جو نام صاحبقران سنا کہا اے شعلہ رخسار میرا بھی دل اُنھیں کی زلف میں پھنسا کوئی تدبیر ایسی کرو
کہ مجھے صاحبقران سے ملاقات ہو شعلہ رخسار نے کہا اگر میں وہاں تک پہونچوں اور اپنے معشوق سے
ملوں تو ضرور تقریب کروں ملکہ دردانہ نے کہا اے شعلہ رخسار ایک ایک گھڑی کٹنا دشوار ہے
سر پر عشق سوار ہے شعلہ رخسار نے کہا ذرا ضبط کرو کام فرمایئے دن میں تشریف بیچئے میں جاکر اُنکے
رفیق سے ملوں آپ کا بھی حال کہوں دردانہ کو اب کب ہوش رہا چلو ہم تمھارے ساتھ چلتے ہیں گھر
سے آوارہ ہو کر نکلے ہیں اب تو دم بدم ترقی جوش وحشت ہے دیکھیں تقدیر کیا دکھائے شعلہ رخسار نے
کہا بسم اللہ ملکہ دردانہ گوہر پوش اُسی وقت تخت پر سوار ہوئیں دونوں عشق میں مبتلا کبھی ملکہ
دردانہ فرماتی ہیں اے شعلہ رخسار تجھے بڑی تسکین دی دل پر جان نہ کیسی ابتر یہ کیفیت ہے نظم

یہ دھیان آیا نہیں ہم مرچلا تھا
تمھارا بھی تو آخر آشنا تھا

کہو کیسے تم کہ عاشق ہو چلا تھا
جلا مال آدمی ستی ہو گئی کسی کا

گرو تم بھی دل مردہ کا ماتم
تم آئے آپ میں یہ آج کیا تھا

دونوں عاشق و شیدا مائل مبتلا آپس میں باتیں کرتی ہوئیں تخت ہی ساتھ گھر میں قضا سے کار پرداز
اس حال پر ملال میں جاتی ہیں لیکن دیو شنکال کے پاس دیو سالوس بھاگ کر آیا عفریتہ خونخوار
نے کہا اے برادر جب تمھارے افسروں کا یہ حال ہے کہ آدمزاد کے مقابلے سے بھاگے میں اب چلی جاؤں
ایسا نہ ہو کہ تمھارا بھی ملک برباد ہو شنکال نے کہا اے ہمشیرہ جدا اپنی خوراک ہے مجھ سے کیا جدا ہوگی
طلسم کشا سے ملک چھینو نگا تم بھی چلو میں بھی چلتا ہوں تم نظر کرنا میں زور سے لڑونگا طلسم کشا پر
ضرور غالب آئینگے عفریتہ نے کہا کیا مضائقہ ہے میں بھی جان لگاونگی مجھے بھی مقابلہ طلسم کشا کے
دیکھنے کی ہوس ہے دیکھیں سحر کیونکر تاثیر نہیں کرتا جان لگا دونگی آگ برسا دونگی سب کو ساتھ لیکر چلا
رواروی کرتا ہوا جاتا ہے ملکہ دردانہ و شعلہ رخسار ایک پہاڑ پر آکر ٹھہریں آپس میں صلاح کر رہی ہیں
دیو شنکال کا تخت اُڑا ہوا آتا تھا پشت پر لشکر اسکی نگاہ پہاڑ پر پڑی دیکھا دو ستارے پہاڑ پر
چمک رہے ہیں حیران ہو کر بہ نگاہ غور دیکھنے لگا جمال بیمثال دردانہ پر نگاہ پڑی سراپا کو دیکھنے لگا
ہر اعضا درست چالاک و حسین و مہ جبین گل رخسار دہن شیرین سخن کبک رفتار شیرین گفتار
صورت زیبا دیکھکر مر گیا عفریتہ سے کہا یہ کون ظالم ہے سری تو جان لیتی ہو خون ہر دم سے
عفریتہ نے کہا دونوں کو اُٹھا لاؤ دیو شنکال نے کہا احسان ہوگا لڑائی فتح کرکے اسکے ساتھ

عجب نہیں شب وعدہ بھلا دے تو اے ور … کبھی بہشت میں شام و سحر نہیں ہوتی
بڑھاپے کی یہ غنیمت بڑی حرارت اک دم ہے … کبھی بقا سے چراغ سحر نہیں ہوتی
عدم کے جانے میں کیونکر نہ چھوٹ جائیں عزیز … کہ بدرقہ کبھی گرد سفر نہیں ہوتی
نگاہ ہے تو اشکوں میں بے شبہ لعل لب کا خیال … کبھی یہ شوخی خون جگر نہیں ہوتی
بہار میں گل و بلبل سے کیا ہے سرگوشی … یہ کان زن کان کسی کو خبر نہیں ہوتی
خدا ہزاروں کے دیکھے ہوئے ہے یہ دنیا … نظر گذر یہ حسن کی نظر نہیں ہوتی
غم فراق سے فارغ ہیں محو وصلت دوست … کہ بلبلوں کو خزان کی خبر نہیں ہوتی
یہ آشیانے میں عزت کی مشق کی سہنے … قفس میں بھی ہوس بال و پر نہیں ہوتی
ہر ایک چیز سے مایوس ہو تو ہو جائے … خدا سے قطع امید بشر نہیں ہوتی
نگاہ بازوں کی تمیز کیا کریں خوش چشم … ہزار آنکھیں بڑی ہوں نظر نہیں ہوتی
اثر لبوں کا نہ پائے نگاہ زہر آلود … کرشمہ کبھی مثل شکر نہیں ہوتی
کمال دانوں کی آب و تاب اور ہی ہے … ہر ایک بوند گہر آب گہر نہیں ہوتی
بیان … آتی کشش کچھ اسیا صفیر … لبیان دام کمند نظر نہیں ہوتی

الکو شنکال نے شیرین خوشنامد میں لیکن گو ملکہ دردانہ نے یہی جواب دیا کہ اے شنکال اپنے دل سے یہ خیال خام دور کرو۔ تمام نکال ڈال نہیں معلوم ہم کس آفت میں مبتلا ہیں مجکو کیوں روکا ہے نکلجانے دے ہمیں کیوں بلا میں پھنسایا ہے شنکال نے کہا اے شہنشاہ اقلیم خوبی و اے سرو خرامان حدیقۂ محبوبی الحو میں مقابلے میں حمزۂ عرب کے آیا ہوں میری بہن کی سلطنت اُسی نے لی ہے دولت لشکر لیکر آئے ہیں بعد قتل حمزہ سمجھا جائیگا یہ نام جو ملکہ دردانہ نے سُنا اور زیادہ بیقرار ہوئیں دل میں یہی خیال ہے کہ اس مردود سے جو مقابلہ پڑیگا کیا انجام ہوگا لیکن خاموش بجز محبت کا جوش صاحبقران نے جو دیکھا کہ لشکر شنکال آگیا لیکن سرباز کو آج بیقراری ہے دمبدم کہتا ہے کہ اے شہریار میرے رہا ہونیکی خبر تمام عالم میں مشتہر ہے یقین ہے کہ ہماری معشوقہ کو خبر پہونچی ہو وجہ یہ ہے کہ اب اُنکا فراق کے اندازوں کا مشتاق ہے ہر وقت یہی فکر رہتی ہے کہ کوئی تاجر جلیل آتا ہے اُسکی خبر پاؤں جاکر لوٹ لوں ہرکارے عالم عالم میں بھیجے رہتے ہیں یقین ہے کہ خبر پہونچائی ہو صاحبقران فرماتے ہیں کہ نہ گھبراؤ شنکال سے مہلت پائیں پھر قلعہ سرمست پر چڑھ جائیں انشاء اللہ تمہاری شادی کر دینگے اس دعا کل مرادسے بھر دینگے سرباز خاموش ہو رہا یہاں دیو شنکال نے جب دیکھا کہ دردانہ پری اپنی ہی کہے جاتی ہے لاچار ہو کر بارگاہ میں آیا عفریتۂ خونخوار پہلو میں بیٹھی ہے تمام نزہ والے دیو جمع ہیں شنکال نے کہا اے ہمشیرہ طبل جنگی بجواتا ہوں کل میدان میں قیامت برپا کرونگا عفریتۂ خونخوار نے کہا میرے واسطے بھی ہر تخانہ تیار کرو کل وہ سحر کروں کہ زمین ہلا دوں ایک خیمے میں ہر تخانہ آراستہ ہوا عفریتۂ جاکر بیٹھی سحر تیار کرنے لگی شنکال نے حکم دیا طبل جنگی بجے ہرکاروں نے صاحبقران کو خبر دی کہ شنکال نے طبل جنگی بجوایا یہ سنکر صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہاں بھی نقارۂ رزمی کو گردایا صاحبقران کے ساتھ دیو دیوان چین

سرباز سب کا افسر ہو طلایے کا سامان کرکے باہر نکلا دیکھا ایک خیمے سے لشکر شنکال میں شعلے نکل رہے ہیں
کبھی پانی برستا ہے کبھی ملکہ ابر سیاہ پیدا ہوتے ہیں عجب طرح کا اُس خیمے پر ہنگامہ ہے سرباز حیران ہے کہ
یہ کیا معرکہ ہے عقل سے ثابت ہوتا ہے یہ سحر تیار کر رہا ہے مگر حیران ہے کہ کس سے خبر منگواؤں پلٹ کر خیمہ
صاحبقران میں آیا تمام کیفیت عرض کی کہ حضور ایک خیمے سے شعلۂ آتش نکل رہے ہیں لشکر شنکال
میں بڑی تیاری ہے صاحبقران فرماتے ہیں کسیکو واسطے خبر کے بھیجیے کوئی عیار ہوتا تو جاتا قضائے کار
ملکہ فریشہ سلطان جو گلستان ارم میں آئیں آسمان پری نے سب حال پوچھا فریشہ نے کہا اے
مادر مہربان قبلہ وکعبہ نے طلسم حجاب کو فتح کیا لیکن بادشاہ چھپا ہے اب قبلہ وکعبہ اسکی تلاش میں
گئے ہیں ملکہ آسمان پری نے کہا اے فرزند ایک نامہ روانہ کرو ملکہ فریشہ نے اُسی وقت نامہ لکھا
مراد یہ تھی کہ حضور کے واسطے یہاں سب کو انتظار ہے اپنی خیر وعافیت سے آگاہ کیجیے دیو تندک کو
وہ نامہ دیا کہا اپنے کو شکارگاہ سلیمانی میں پہونچا دو خواجہ عبدالرحمن نے بھی نشان پتہ بتادیا دیو
تندک چلا یہاں صاحبقران سرباز سے باتیں کر رہے ہیں کہ دیو تندک آکر پہونچا نامہ ملکہ فریشہ
کا پیش کیا صاحبقران نے نامے کو پڑھکر فرمایا اے تندک اس وقت تمھارا آنا بہت غنیمت ہو گیا لشکر
شنکال سے خبر تو لاؤ سحر کون تیار کر رہا ہے دیو تندک بصورت مبدل چلا لشکر شنکال میں آتا ہوا
اُس مقام پر پہونچا جہاں وہ خیمہ ہے دیکھا کہ سو خیمے سے آگ نکل رہی ہے تندک نے ایک دیو سے پوچھا
کہ کیوں بھائی اس خیمے میں کون صاحب ہیں دیو نے کہا ملکہ عفریتہ خونخوار ہمشیرہ دیو شنکال
سحر تیار کر رہی ہیں دیو تندک پشت خیمے پر آیا دل میں سوچا یہ سحر سب کل ہمارے آقا پر چلینگے اگر
بن پڑے تو برباد کر دیجیے شنکال کے سامنے میں بیٹھکر نقب لگانے لگا پہر رات رہے گوشۂ خیمے میں
آکر تندک نے مہرہ نقب کا توڑا سر نکال کر دیکھا عفریتہ سحر کرتے کرتے سو گئی ہے تندک نقب سے نکلا
خیمے میں بیہوشی لیکر چلا قریب عفریتہ کے پہونچا خواجہ عمرو کا شاگرد ہے بستر سے کھڑا ہوا جیسے ہی
تندک نے چاہا کہ بیہوشی اسکے دماغ سے نکالوں عفریتہ کی آنکھ کھلگئی کہا ارے تو کون تندک
بھاگا عفریتہ نے چلا کر آواز دی اے اہالیان طلایہ چور جاتا ہے اسکو لینا تندک باہر نکلا بہت جیتا ہوا
جاتا ہے شنکال نے جو بہن کی آواز سنی گھبرا کر خیمے سے نکل آیا دیکھا ایک سیاہ پوش بھاگا ہوا جاتا ہے
شنکال نے للکارا او دزد کہاں جاتا ہے تندک نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤں شنکال جست کرکے
قریب آیا بڑے قد وقامت دیو ہو شلنگ لگا کر قریب پہونچا چاہا پکڑ لوں تندک نے حباب بیہوشی مارا
شنکال بیہوش ہو کر گرا تندک نے چاہا سر کاٹ لوں دیکھا کئی سو دیو دوڑے ہوئے آتے ہیں
تندک ایک نخل کی آڑ میں چھپ گیا دیوزادوں نے آکر شنکال کو ہوشیار کیا شنکال نے کہا وہ
دزد نکلگیا سب نے کہا ہمنے کسی کو نہیں دیکھا شنکال پلٹا خیمۂ عفریتہ میں آیا پوچھا ہمشیرہ کیا ماجرا تھا
عفریتہ نے کہا ایک عیار مجکو پکڑنے آیا تھا میں جاگ پڑی وہ بھاگا شنکال نے کہا وہ نکلگیا مگر ہمشیرہ
ہوشیار رہنا یہ کہکے خیمۂ عفریتہ سے نکلا جیتا ہے تو پھر ہی رہا تھا خیمۂ ملکہ دُردانہ میں آیا دیکھا ملکہ دُردانہ
وشعلہ رخسار آپسمیں باتیں کر رہی ہیں شعلہ رخسار سمجھا رہی ہے کہ حضور نہ گھبرائیں پروردگار فضل کریگا
کہ دیکھا شنکال آکر پہونچا ملکہ چپ ہو گئیں سر جھکا لیا شنکال نے کہا اے ملکہ عالم اے مہوش اے

معشوق سرکش میرا یون ہی برہم ہوا ہے یہ عالم ہے نظم

گھلگیا ہے پیرہن میں جسم مجھ مایوس کا — ایک عالم کو گمان ہے شمع اور فانوس کا
ہو کہ ہین بیدرد کیا انکو ہے قدر داغ عشق — مرتبہ زخمی سمجھتے ہین پر طاؤس کا
آتے ہاتے بزم جانان مین تو یہ بالیدہ ہو — پیرہن ہو تنگ جسم شمع پر فانوس کا
گل نہین جز داغ حسرت بوستان دہر مین — طور ہے ہر برگ شجر مین ہے کف افسوس کا
ہجر مین نالے ہین ہوتے ہون پر گریبان ہاتھ مین — وصل مین کام اپنے لیتے تھے کنار و بوس کا
کافر عشق بتان ایسا ہون گر ہو جاؤن قتل — شور ہے حلقوم بریدہ سے اٹھے ناقوس کا
گھونٹتے ہین نغمے میرے سامنے بلبل عبث — سو گئے والا ہون اک گل مین ترے ملبوس کا
ہون مین وہ وحشی کہ مثل حلقۂ زنجیر پا — شوق ہے چشم غزالان کو مری پابوس کا
جو کہ ادنی ہین خوشامد سے وہ اعلی ہوگئین — مور چھل افسر ہوا ہے دم طاؤس کا
زینت ظاہر کے جو پابند ہین بے فیض ہین — کسکو دنیا مین ملا سونا دم طاؤس کا
اہل زینت کو نہین اعلی و ادنی مین تمیز — ہے سر طاؤس بسایہ دم طاؤس کا
خاک ہو میرے تن پر داغ کی بربادی — گرد بادون پہ گمان عالم کو ہو طاؤس کا
ہو رہین ہر غنچہ آور آغوش ہر شاخ گل — شوق گلچین کو ہے کیا غیر سے کنار و بوس کا
مدتین گذرین کہ قدمون سے جدا ہوتے نہین — کسقدر ہے شوق کانٹون کو مری پابوس کا
سچ تو ہے فردوسی و طوسی کو نسبت مجھسے کیا — دل سے ہون مداح ناسخ بادشاہ طوس کا

اس طرح ہاٹ ہاٹ کر اور رو رو کر یہ اشعار شنگال نے پڑھے ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا جب اس ملعون نے بہت کہا تو ملکہ نے کہا تو ہمکو بھا جا ہماری عصمت بیٹے کا ارادہ نہ کر قصلے کا رد دیو تندک جو خالی پتا ایک نخل کی آڑ مین چپ رہا تھا پیچھے پیچھے شنگال کے چلا چلے عفریتہ خونخوار کی باتین سنین پھر آکر یہ معاملہ جو دیکھا حیران تھا کہ یہ پری زاد نازنین کون ہے کس آفت مین مبتلا ہے جب شنگال وہان سے نکلا دیو تندک نے قصد کیا انمین سے کسی کو لیجاؤن ادہر ادہر ہوشیار پاسے نگہبانون کو بیٹھے دیکھا حیران ہو کر طرف خیمۂ عفریتہ کے چلا آکر گوشے سے دیکھا کہ عفریتہ مئی سحر تیار کر رہی ہے تندک دیکھا کیا تھوڑی دیر کے بعد عفریتہ خونخوار نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہے تندک حاضر حاضر کر کے پہونچا عفریتہ کے سامنے ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا عفریتہ نے کہا گلابی شراب کی اٹھا لا تندک چھپا بدن مین جان آگئی گلابی کو لیکر چلا بیہوشی ملاتا ہوا جب قریب عفریتہ پہونچا کہا حضور یہ گلابی حاضر ہے فوراً جام بھر کے دیا عفریتہ شام سے سحر کر رہی تھی بجوش بیکسی کچھ انجام کا خیال نہ کیا پیتے ہی گھبرا گئی کہا ارے یہ شراب کیسی تھی میرا سر گردش کرتا ہے تندک نے کہا اٹھ کر ٹہلیے جیسے ہی عفریتہ اٹھی بیہوشی تاثیر کر چلی تھی لڑکھڑا کر گری تندک نے زبان مین سوزن دیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگا خیمے کی آڑ پکڑتا ہوا جاتا ہے شنگال جو خیمہ در دانہ سے نکلا ملکہ نے منھ لگا کر تالی بجاتا ہوا جاتا ہے ساتھ والون سے کہتا ہے ارے جا کر ہمشیرہ کی حفاظت کرو ایسا نہ ہو کہ کوئی پکڑ لیجائے تو بڑا قلق ہوگا مین نے انکو دامن پناہ دیا ہے ایسا نہ ہو کوئی بیان افتادہ پڑے کہ نگاہ اسکی پڑی کہ کوئی عفر درختون کی آڑ پکڑتا ہوا جاتا ہے پکار کر اسنے آواز دی کون جاتا ہے تندک نے جب آواز نہ دی دیو زلزلہ دو

تندک نے دیکھا کہ کل نہ سلونگا پشتارہ پھینک کر بھاگا دیوزادون نے پشتارہ عفریتہ خونخوار کا اٹھایا
لاکر سامنے شنگال کے کھولا شنگال نے اپنی بہن کو دیکھا گھبرا گیا آخر ہوشیار کرکے پوچھا عفریتہ خونخوار
نے کہا مجھکو ایک دیو نے شراب پلائی مین شراب پیتے بیہوش ہو گئی مجھکو لے بھاگا خوب جان بچی حمزہ نے
عیارون کو حکم دیا جب تو آکر مجھکو چھڑایا خداوند راشد الشیاطین سے جان بچائی شنگال عفریتہ خونخوار
کو لیکر بارگاہ مین آیا صبح قریب تھی لشکر میدان کارزار مین جانے لگے دیو تندک پشتارہ عفریتہ خونخوار
کا پھینک کر بھاگا خدمت مین صاحبقران کی حاضر ہوا صاحبقران نماز سے فراغت کرکے بیٹھے تھے سرباز
خدمت مین حاضر ہوکر کہا ای شہریار شب کو مین نے حال معشوق کا پریشان دیکھا رات بھر
تڑپا ہون قرار نہ آتا تھا نہین معلوم کیا باعث ہے کہ دمبدم پریشانی زیادہ ہے صاحبقران فرماتے ہین
انشاء اللہ حال کھلا جاتا ہے یہ ذکر تھا کہ تندک آکر پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہ ای شہریار مین نے
عفریتہ خونخوار کو گرفتار کیا تھا لیکن وہ صاحب نصیب تھی دیوزاد دوڑ پڑے آخر چھوڑ کر بھاگا مگر
ای شہریار ایک نیا معاملہ دیکھا ایک خیمے مین ایک پریزاد نہایت حسین و جمیل ایک شاہزادی
آفتاب جمال خورشید مثال پریرو خوشخو خال ہندو چشم جادو اسکو بہت بیقرار پایا دیو شنگال
اُس پریزاد پر عاشق ہے وہ مشتاق خوشامد مین کیا کیا اُس پریزاد نے نہ مانا بلکہ ای شہریار اکثر آہ سرد
کھینچکر آپ کا نام لیا دل سے کہا او بیجا ہماری یہ کیفیت ہے زندگی کی کوئی صورت نہین نظم

نہ انتظار رہین ہائی آنکھ ایک آن لگی — نہ ہائے ہائے سے مین تالو سے شب زبان لگی
بلا جگر پہ غم سے پڑ گئی جان لگی — الٰہی خیر کہ اب آگ پاس آن لگی
گلی مین انکی نہ پھر آتے ہم تو کیا کرتے — طبیعت اپنی تو جنت کے درمیان لگی
جفائے غیر کا شکوہ تھا شبر تھا کیا ذکر — عجب ہے بات تیری تجھکو بدگمان لگی
ہنسو نہ تم تو مرے حال پر ہین ہوئے ذلیل — کہ جسکی ذلت و خواری سے تمکو شان لگی
کہان وہ آہ و فغان دم بھی لے نہین سکتے — یہین ہے تیری دعا سے یہ آسمان لگی
مین اور اسکو بلاؤ نگار روز وصل یہ اور — اجل بھی کرنے محبت کا امتحان لگی
ہر ایک صورت بلبل نہین نوا سنجی — یہ کیا ہوا کہ چپ ای گلستان بیان لگی
سدا تمھاری طرف جی لگا ہی رہتا ہے — تمھارے واسطے ہر دل کو مہربان لگی
وہ کینہ ور تھا مومن تو دل لگا کیون — کہو تو کیا تھی کہ ایسی بھلی وہ آن لگی

غلام نے جو یہ حال دیکھا بڑی حیرت ہوئی سرباز نے عرض کی حضور سنتے ہین دیو تندک خادم ملکہ
شعلہ رخسار کا بندہ رہا ہے کل غلام نے خبر پائی تھی کہ غلام کی تلاش مین ملکہ شعلہ رخسار نگین راکب
ہوا افتادہ تیری غلام کی بیقراری کا یہی باعث ہے کیا تدبیر ہو صاحبقران نے فرمایا تم نہ گھبراؤ انشاء اللہ
ظاہر کرینگے یہ باتین ہو رہی ہیں کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا لشکر تیار ہونے لگا صاحبقران عالیشان
ہتھیار لگائے سرباز سب سوار سوار ہوا طرف میدان کارزار کے چلے اُدھر سے دیو شنگال دیو
عفریتہ خونخوار نے کر دوڑے آکر بیچ جا بیٹھین صفین جمنے لگین جب صفین جم چکین دیو شنگال نے
اشارہ کیا دیو بہروان اُس ستم کرتا ہوا اُس میدان مین آکر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان وا زبرستان

جسکو تمنا مرگ کی ہو سو نکلے یہ سنتے ہی صاحبقران بڑھے میدان کارزار میں پہونچے دیو شہروان سے مقابلہ پڑا
اُسنے ہاتھ دو اکہا مارا صاحبقران نے وار کو خالی دیا اس زور سے وار زمین پر پڑا کہ پانی نکل آیا شہروان
نے آواز دی وہ مارا اور کام تمام کیا صاحبقران نے فرمایا او بیحیا کسکو مارا میں موجود ہوں شہروان
دوڑ کر لپٹ گیا صاحبقران سے کشتی ہونے لگی شنکال نے یہ اور غضب کیا ہے کہ اُس خیمے کا پردہ
اُٹھا دیا ملکہ دردانہ گوہر پوش دیکھ رہی ہیں کہ صاحبقران اور شہروان سے کشتی ہو رہی ہے
ملکہ دردانہ گوہر پوش دعا مانگ رہی ہیں کہ اے پروردگار اسکے شر سے امیر کو بچانا کبھی بیقرار ہو کر پڑھتی ہیں نظم

روان از تست یارب در جہان فیض
بہر نیک و بد و خرد و کلان فیض
تو کردی ابر نیسان را گہر بار
رسانیدی بہر کام و دہان فیض
کنی جاری تو در کون و مکان فیض
کند حاصل ز الطاف زمانہ
تو بخشیدی بدریا ہے روان فیض
فقط از فیض تو اوشاہ فنا من
رسد از ذات پاک تست الٰہی
بہر یک لحظہ ہر دم ہر زمان فیض
زبان کردی بذکر خویش گویا
بہر سائل رسد اندر جہان فیض

کبھی پکارتی ہیں اے خالق لیل و نہار اس آفت عظیم سے بچانا صاحبقران کو یہ روز سیاہ نہ دکھانا ادھر ملکہ
شعلہ رخسار کی نگاہ جمال جہان آرا سے سرباز ببر سوار پر پڑی کلیجہ تھام لیا ملکہ دردانہ سے کہا اے بادشاہ
پریزادان وہ سامنے مرکب پر جو جوان سوار ہے وہی سرباز ببر سوار ہے اسی ظالم نے متاع صبر و شکیب کو لوٹا
اُنہیں کی وجہ سے وطن چھوٹا اس افتاد میں پڑی کہ دیوزادوں میں آکر قید ہوئی دیکھیں تقدیر کیا دکھائے
ملکہ دردانہ نے کہا حقیقت میں شیر بیشۂ جرأت و یکتا ز میدان جلالت ہے بیان امیر نے شہروان کو
اُٹھا کر مارا عفریتہ خونخوار نے چپکے چپکے سحر کیے مراد اُس سحر سے یہ ہے کہ صاحبقران کا زور گھٹاؤں
شہروان کی قوت بڑھاؤں مگر لوح طلسم گلے میں صاحبقران کے پڑی ہے کسی سحر نے تاثیر نہ کی امیر
کود کر چھاتی پر کہا او شہروان شناخت میں خدا کے کیا کہتا ہے شہروان نے کہا او حمزہ تونے سرمیدان
ذلیل کیا اب میں بھلا مسلمان ہونگا صاحبقران نے دیو شہروان کو چیر کر پھینکدیا پکار کر آواز دی
او شنکال تو خود نہیں نکلتا شنکال کانپ گیا کہ شہروان کو صاحبقران نے چیر کر پھینکدیا اُسنے پکار کر کہا
یارو کوئی حمزہ کو جواب نہیں دیتا دیو مرغ سر استتم کرتا ہوا سامنے دیو شنکال کے آیا کہا حضور
اجازت میدان شنکال نے اجازت دی عربدہ کرتا ہوا میدان میں آیا کئی حربے لگائے صاحبقران
نے خالی دیتے دیتے ایک مقام پر نعرہ کیا او بیحیا کہاں جاتا ہے یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا کمرگاہ پر پڑا
مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہو گئے اس دیو کا مارا جانا تھا کہ صاحبقران نے پھر نعرہ کیا او شنکال تو
خود نہیں آتا ان بیچاروں کو بھیجتا ہے شنکال نے منہ پھیر لیا افسروں کو اشارہ کرنے لگا عفریتہ خونخوار
کو بہت ناگوار ہوا ارادہ ہے کہ میں خود میدان میں نکلوں صف سے بڑھی شنکال نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا
کہا اے ہمشیرہ یہ کیا ارادہ ہے عفریتہ نے کہا جا کر میدان ہلادوں طلسم کشا کو خاک میں ملادوں طبقات
زمین آسمان ہو جائیں دشمن منہ نہ دکھائیں شنکال نے کہا آپ نے طلسم کشا کی شوکت و جرأت دیکھی
ہم سب کی طاقت دیوان سے پست ہوگا وہ نہ بچے گا کہ ایسا زبردست ہو گا حقیقت میں حمزہ
بلائے روزگار ہے طبل امان بجوا کر لیٹ رہیے صلاح کر کے کام کیا جائیگا جو مشیر و وزیر صلاح دینگے
اُسپر کاربند ہونگے عفریتہ کا خود دم نکلتا تھا شنکال کے کہنے سے عفریتہ پلٹی شنکال نے طبل امان بجوا دیا

لشکر لٹیا اور صاحبقران زمان واپس ہوئے شنکال جو آیا امیرون کو وزیرون کو جمع کیا صلاح ہونے لگی
انجمن مشاورت کو منعقد کیا صلاحین ہونے لگین اپنی اپنی عقل کے موافق سب نے کہنا شروع کیا کوئی
کہتا ہو مقابلہ ہو کوئی کہتا ہو سحر سے لڑو آخر مین یہ صلاح قرار پائی کہ لشکر طلسم کشا پر شبخون مارین عفریتہ
ساحرہ عفریتہ خونخوار نے اسکو قبول کیا کہا وہ سحر کرون کہ زمین پھٹ جاے لشکر طلسم کشا امان نہ پائے اب
اس صلاح کو قائم کر کے شنکال بیٹھا ہرکارون کو بھیجا کہ جا کر مقام بارگاہ صاحبقران دریافت کرو
ہرکارے گئے جا کر مقامات دریافت کیے سب حال آکر شنکال سے بیان کیا شنکال نے کہا آج
رات کو لشکر تیار رہے ہم شبخون مارینگے لشکر مخفی تیار ہونے لگا قضائے کار دیو تندک کے دل کو
لگی ہوئی ہو کہ آج کل استاد بھی یہان نہین ہین ایسی عیاری کرو کہ جب صاحبقران لشکر مین جائین اور
سردارون مین ذکر کرین کہ تندک نے وہ عیاری کی کہ خواجہ عمرو بھی ایسی عیاری نہ کرتے اسی
سوچ مین لشکر سے نکلا بصورت مبدل لشکر شنکال مین آیا جا بجا ٹھہرا اب جو دیکھا دیوزاد تیار ہو کر
طرف صحرا کے چلے جاتے ہین تندک نے ایک دیو سے پوچھا کیون بھائی آج شہنشاہ دیوان کا کیا
ارادہ ہو اس دیو کے منہ سے نکل گیا کہ آج ہمارے شہنشاہ نے صلاح کی ہو کہ لشکر اسلام پر شبخون مارین
اسی وجہ سے نامہر کر طرف صحرا کے جاتے ہین یہ خبر سنکر دیو تندک بھاگا یہان صاحبقران عالیشان دربار
برخاست کر کے بیٹھے ہین کہ دیو تندک آکر پہونچا بعد دعا کے عرض کی کہ حضور آج شنکال کا ارادہ ہو
کہ لشکر پر آپکے شبخون مارین یہ سنکر صاحبقران نے اُسی وقت سردارون کو طلب کیا آپسمین
صلاح ہونے لگی آخر کو یہ صلاح ٹھہری کہ ہم سب چلکر درہاے کوہ مین چھپین جب سب آپڑین
مال لوٹ کر چلین ہم لوگ جا کر کافرون کو قتل کرین یہ سوچ کر اُسی وقت سوار ہوکے درہاے کوہ
مین چھپے دو پہر رات گئے شنکال نے سب دیوون کو جمع کیا طرف لشکر صاحبقران کے چلا جب
لشکر صاحبقران مین پہونچے خیمون مین گھسنے لگے جس خیمے کو دیکھا خالی پایا مال لوٹنے لگے سب
دیوزاد مال لوٹ لوٹ کے بیزار ہوکے جاتے ہین شنکال کہتا ہو مسلمان بھاگ گئے ہمین مطلب اُنکی
شکست سے ہو ہمنے سب کو بھگا دیا خوشی خوشی پہر رات رہے پلٹے اب صاحبقران نے گھوڑے کو نکالا
القصہ ہشت پہری وقت آکر پہونچے کہ کنار لشکر صاحبقران سے نکلکر طرف اپنے لشکر کے چلے ہین کہ نعرہ
صاحبقران کی آواز آئی ایک طرف سے سرباز ببر سوار دوسرے جوانون سے آکر تلوارین کھینچکر گرا
شنکال نے جو نعرہ صاحبقران کی آواز سُنی گھبرا گیا ساتھ والون سے کہا یارو غضب ہوا حمزہ آگیا اب
دیوزاد چاہتے ہین کہ بھاگکر جائین مگر اب نکلنا دشوار ہو مسلمانون نے آکر گھیر لیا اسباب پھینک پھینک کر
بھاگتے ہین اہل اسلام نے تیر اندازی شروع کی جس دیو پر تیر پڑا خطا نہ کی سینے پر پڑا تو توڑ کر مہرۂ پشت
کو پار گذرا دیو تندک بھی شب تیرہ و تار مین لڑ رہا ہو جس دیو کو بھاگتے دیکھا زرغ نول مار دیا گھسنی
ارہ مار کئی سو دیو قتل ہوئے شنکال نے جو یہ معرکہ دیکھا عفریتہ خونخوار کو پکار کر آواز دی ہمشیرہ
کہان بھاگی جاتی ہو جواب ایسے سحر کرو کہ یہ مسلمان ہلاک ہون یہ سنکر عفریتہ خونخوار الٹی پلٹ کر جو اُسنے
سحر کیا آگ برسنے لگی جس پر شعلہ گرا جلگیا لشکر مین جو یہ ہنگامہ ہوا دیو تندک نے بڑھکر صاحبقران
سے خبر کی کہ عفریتہ نے سحر کیا دیکھیے آگ برس رہی ہو چند آدمی جلگئے صاحبقران عالیشان نے پکار کر

اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہونے لگا آگ جو برس رہی تھی موقوف ہوئی عفریتہ نے دوسرا سحر کیا کہ پانی جوش مارتا
آیا تندک نے بڑھکر شیشہ پان کا صاحبقران کو دیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر وہ پانی دریا سے
سحر مین ڈالا ایک دنا تا ہوا دریا جوش مار کر غائب ہونے لگا جب دریا بھی ناپدید ہوا اور صاحبقران
لڑتے ہوئے چلے آتے ہین عفریتہ خونخوار کو انتہا کا غصہ تھا صاحبقران پر جا پڑی دو چار گرز
ایسے مارے کہ تلوارین برسین خنجر گرے لیکن صاحبقران پر نا شیر نہ ہوئی سمجھی ہوئی بھاگی شنکال نے
دیکھا کہ عفریتہ بھاگی جاتی ہی پکارکر آواز دی ہمشیرہ یہ کیا حرکت ہی عفریتہ نے کہا مین کیا کرون سحر
تاثیر نہین کرتا حمزہ وہ بہادر ہی کہ بجز جرأت کا بے جا ڈر ہی اُس سے کیونکر لڑون اگر کوئی ایسا ویسا
ہوتا چیر پھاڑ کے کھا جاتی مگر حمزہ شیرانہ جنگ کر رہا ہی مصنف عرض کرتا ہی کہ شنکال بھگا ہوا پڑاؤ پر
پہونچا اہل اسلام نے وہان بھی پیچھا نہ چھوڑا جب پڑاؤ پر یہ لوگ آگئے دیوزاد پر بار بار پھینک
پھینک کر جاگے قفلے کار ملکہ دردانہ گوہرپوش و شعلہ رخسار جس خیمے مین قید ہین دیونیان
پہرا سے حفاظت مقرر تھین یہ سُنکر دیونیان بھاگین ملکہ دردانہ نے جو دیکھا کہ دیونیان بھاگ گئین
کہا ای شعلہ رخسار نکلو شعلہ رخسار اُٹھی یہ دونون اُس اندھیرے مین خیمے سے نکلین دیکھا
تلوار چل رہی ہی انھون نے جو یہ قصد کیا تھا کہ لشکر مین صاحبقران کے اپنے کو پہونچائین لیکن تاریکی
بہت تھی طرف سحر کے تہ اُٹھ گیا جب جنگل مین نکل آئین حیران ہو کر چہار جانب دیکھنے لگین لشکر صاحبقران کا
نشان نہ پایا حیران ہو کر ایک جانب نکلین یہان جب شنکال بھاگا پڑاؤ لٹنے لگا تو گھبرا کر اپنے مشیرون سے
کہا یارو یہ تو اُلٹی ہو گئی فتح کرنے گئے تھے شکست حاصل ہوئی سب نے کہا طبل امان بجوا دیجیے
مسلمان لوگ پلٹ جاینگے انکے یہان کا یہی طریقہ ہی کہ صدائے طبل بازگشت سُنکر پلٹ جاتے ہین یہ سُنکر
شنکال نے اشارہ کیا طبل امان پر چوب پڑی صاحبقران نے تلوار کمر میان مین کیا سب سردار
پلٹے نقارے فتح کے بجاتے ہوئے کئی ہزار نرہ ہاے دیو قتل کیے تھے خون ٹپکتا ہوا دریاے خون مین
نہائے ہوئے اس رنگ سے پلٹے تندک نے جو دیکھا کہ لشکر علیحدہ ہوئے بصورت مہمل لشکر کفار
مین آیا خدمتگار بنا ہوا کھڑا ہی خبر سُن رہا ہی شنکال کہتا ہی یارو یہ بھی نہ بن پڑا اب کیا تدبیر کیجئے دل
مشیر و وزیر ابھی کہ رہے ہین کہ ایک دیو دوڑا ہوا آیا عرض کی ای شہنشاہ دیوان آپ نے
کچھ سُنا کہ کیا ہنگامہ ہوا آپ تو شبخون مارنے گئے آپ پر شبخون پڑ گیا ملکہ دردانہ گوہرپوش
و شعلہ رخسار دونون نکل گئین یہ سُنکر دیو شنکال گھبرا گیا کہا یارو غضب ہوا اب مین کیونکر زندہ رہونگا
ایسی پریزاد نہایت حسین اُسکا یون جدا ہونا میرے واسطے آفت ہی ہاے کیا کرون کیا غضب ہوا **نظم**

مجکو تیرے عتاب نے مارا
آپ کے اجتناب نے مارا
کیا پسند آئی اپنی جور کشی
ترک آرام و خواب نے مارا
خون کیونکر مرا اسکے کہ مجھے
دہر کے انقلاب نے مارا

یا مرے اضطراب نے مارا
لیکے دل بھی کہی نہین جاتی
چرخ کے انتخاب نے مارا
تشنہ کامی وصال کی مت پوچھ
اک سرابِ حجاب نے مارا
لب میگون پہ جان دیتے ہین

بزم مے مین بس ایک مین محروم
زلف کے پیچ و تاب نے مارا
خاک اُٹھیئے خاک سے جو نہین
شوق تیغ خوش آب نے مارا
یاد ایام وصل یار افسوس
ہمین شوق شراب نے مارا

چہرہ سالی کا بھی نہین مقدور
حسرت فرش خواب نے مارا
یون کبھی نوجوان نہ مرتا مین
غم روز حساب نے مارا

اُنکی چال عتاب نے مارا
کس پہ مرتے ہو آپ پوچھتے ہین
تیرے عہد شباب نے مارا

نازک آرام سے لگی ہو آنکھ
سب مجھے فکر جواب نے مارا
مومن از بس ہین بیشمار گناہ

مشیرون نے عرض کی حضور جان پر سب کے بنی ہوئی ہی آپ کو معشوقہ سے عجب ہی شنکال نے کہا یارو مین کیا کہون میرے دل پر کیا گذرتی ہی لاکھ ضبط کرتا ہون ضبط نہین ہو سکتا چند دیوزاد جائین تلاش کرین جو اُسکو ڈھونڈھ کر لائیگا دولت دنیا سے نہال کرونگا چند دیوزاد واسطے تلاش کے چلے تندک پلٹا صاحبقران بفتح و فیروزی تشریف لائے پہلو مین سرباز ہیر سوار ملول و حزین ہو کر دمبدم یہی عرض کرتا ہی ای شہریار میری بیتابی بڑھتی جاتی ہی نہین معلوم معشوق پر کیا گذری یہ ذکر تھا کہ تندک آکر پہونچا سب کیفیت بیان کی کہ اس قلعہ مین دردانہ و شعلہ رخسار ہمگین دیو شنکال نے چند دیوزاد واسطے تلاش کے بھیجے ہین سرباز ہیر کش بیقرار ہو کر اُٹھا کہا ای شہریار اب غلام سے صبر نہ ہوگا عجب کیفیت ہی عاشق صادق کو ناصحون نے خبر دی ہے

نظم

کہین ہر چند مسک جلوہ زر خرچ
وہ کالے سانپ دو گیسو مین جنکے
نزاکت کرتی ہو اُنکی کمر خرچ
وہی دو لگا لب شیرین کا بوسہ
ترا ہوتا ہی کیا ای سیمبر خرچ
رہا کرتی ہو فکر شعر گوئی
یہ توشہ ہو یہ ہی بہر سفر خرچ
حسینون نے بھی جب آتش کو لوٹا

کہان اب طاقت صبر و تحمل
تماشے مین ہوگئے ہین گنج زر خرچ
خدا دے دولت قارون تو کیجے
ممنون کرتا ہی جو رازق شکر خرچ
جنون عشق ہی غارت گر ہوش
کیا کرتے ہین ہم خون جگر خرچ
ملا جو اُسکو بے من و سلوی
رہا فرمایشون سے خرچ پر خرچ

رہ الفت مین نقد عمر کر خرچ
یہ دولت ہو چکی ہی بیشتر خرچ
نہین یہ بار گیسو سے لچکتی
نہ حاتم نے کیا ہوا اسقدر خرچ
ہم اپنے نقد جان پر کھیلتے ہین
کرے کیا عقل نادان بشر خرچ
چلے دنیا سے داغ عشق لیکر
توکل پر رہا شام و سحر خرچ

صاحبقران نے ہر چند سمجھایا سرباز ہیر سوار نے نہ مانا امیر نے سو جوان اسکے ساتھ کیے فرمایا ای بہادر خدا انجام بخیر کرے میرا خود بخود دل گھبراتا ہی ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس جاؤ سرباز نے عرض کی غلام ضرور جائیگا اور مسلح ہو کر سو سوار ساتھ لیکر چلا ملکہ دردانہ و شعلہ رخسار خیمے سے نکلکر چلین صحرا مین پہونچین حیران و پریشان چہار جانب دیکھتی ہوئین ملکہ دردانہ فرماتی ہین کیون شعلہ رخسار تقدیر مین دشت پیمائی ہی لکھی تھی یہ صحرائے خارستان ہمارا انتظار کر رہا تھا بقول مصنف شعر مصنف تلوے لپک رہے ہین کہ صحرا نورد ہون + تعظیم کو اُٹھی ہو یہ گرد راہ کی + شعلہ رخسار رونے لگی کہا حضور حقیقت مین ایسے وقت پر گوسے لگے کہ راحت نصیب نہ ہوئی اب یہ آوارگی ہوئی کہ اس صحرائے ہولخیز مین پہونچے اب دیکھین تقدیر کیا دکھائے دشت نجد مین ہو چلین استاد مجنون کی زیارت کرین شاید کچھ ہدایت ہو یہ مصیبت سہل ہو راحت ہو یہ باتین کرتی ہوئین ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہری ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی شعلہ رخسار نے دیکھا سرباز ہیر کش گھوڑے پر سوار سو سوار پشت پر اسی جانب آتا ہی شعلہ رخسار نے کہا ملکہ مشکل آسان ہوئی ہمارا

شاہزادہ آپہونچا اب آپ سے بھی صاحبقران سے بلطف ملاقات ہوگی دیکھیے چہار جانب دیکھتے ہوئے
آتے ہیں معلوم ہوتا ہی کہ ہماری تلاش میں نکلے ہیں ڈھونڈھتے ہوئے آتے ہیں ملکہ دردانہ نے کہا پکارلو
شعلہ رخسار شرمائی تو بہت پر پکارتے حجاب آیا حیران تھی کہ کیونکر اطلاع کرون مضطرب کیا ہو سکا پکار اٹھی نظم

سمند شوق درین راہ ہر کہ راند تیز ۔ رسد بمنزل مقصود خود باندک خیز
ولی بخواہش دل کار درمیان جہان ۔ کہ ہست نفس شریرت خبیث و شر انگیز
بچار سوے جہان مثل ابر گوہر بار ۔ چو خور بمشرق و مغرب ز دست خود زر ریز
چو ہست توسن نفس تو سرکش و چالاک ۔ بشو سوار بہ پشتش بقہر زن مہمیز
بسرخ و زرد جہان در جہان مشو مائل ۔ مبند دل بچنین بوستان رنگ آمیز
وصال حضرت مطلوب گر طلب داری ۔ ز قرب طالب دنیا و ماسوا پرہیز
نصیب ماند بہ بنیانہ صاحب دولت ۔ وجود خاکی ہر یک بخاک شد آمیز
چہ نظر نشست بجد جناب حق ہندی ۔ ہمین براے نجات بس است دستاویز

یہ جو اشعار عبرت آثار ملکہ شعلہ رخسار نے پڑھے سرباز نے جو آواز اپنے مطلوب کی سنی دل
بیقرار ہوگیا سر اٹھا کر دیکھا ملکہ شعلہ رخسار قریب ایک پریزاد کے بیٹھی ہی چہرہ گرد آلود لباس
میلا کچیلا لیکن رعنائی و زیبائی چہرے پر ظاہر ہی سرباز نے گھوڑا اٹھایا سو قدم کا فاصلہ ہے کہ
دوسری گرد اڑی دیکھا سرمست قزاق گھوڑے پر سوار آتا ہی پشت پر بارہ ہزار جوان دوڑے
جو اسنے سرباز کو دیکھا جلگیا وہین سے آواز دی اوسرباز غضب کیا یہ کہکے فوج کو اشارہ کیا ایک تیر
رسو کا کھا چکا ہر چند سوارون کو اشارہ کیا ان دونون عورتون کو گھیر لو سوارون نے جاکر ان دونون
کو گھیر لیا ان نازنینون نے ڈوپٹون سے منہ چھپا لیے تھر تھر کانپنے لگین سرباز مرکب اٹھا کر جا پڑا بارہ ہزار
پر سو جوان کرسے جاتے ہی لپٹ گئے تلوار چلنے لگی سرباز پہلوان نہایت زبردست ہی فوج لا تعد و لا تحصی
قزاقون سے کمی کرکے لڑتے ہین سو جوان یون مارلیے جس طرح مرغ دانے کو چن لیتا ہی سرباز نے
پلٹ کر جو دیکھا کہ ساتھ والا کوئی باقی نہ رہا آنکھون مین آنسو بھر آئے یقین مرگ ہوا دعائین مانگنے لگا جی مین
کہتا ہوا اوسرباز آ کے نامدار نے فرمایا تھا کسی افتاد مین نہ پڑنا وہی بات اسوقت پیش آئی افسوس ہی
کہ ملکہ بھی گرفتار ہوئین نہین معلوم کہ یہ ملعون کیا آفت برپا کریگا نہایت بیقرار ہی لگا رہا ہی اے معبود بینیاز
داد اے رب کارساز اس مشکل کو آسان کر نظم

نور حق جلوہ نما بہ زہرہ با لاپیش و پس ۔ میشود ظاہر ظہور ذات والا پیش و پس
شہرت اندر چار سوے عالم است از عدلش ۔ افتد اندر گوش خلق این شور و غوغا پیش و پس
ہست سالک بر طریق حق بسی ثابت قدم ۔ کے فتد او راز راہ راستی پا پیش و پس
مرد طالب پیش و پس حاصل کند مطلوب خویش ۔ بر مراد خود رسد اہل تمنا پیش و پس
بندہ محکوم و زار و عاجز و فرمان پذیر ۔ کے کند در حکم حق چون و چرا پیش و پس
کار ہاے خلق را حق منحصر بر وقت داشت ۔ کے کند یکدم دران آن کار فرما پیش و پس

باب ملاپ اِدھر سرباز نے دعا کی اُدھر ملکہ شعلہ رخسار بھی تڑپ رہی ہی اپنی عزت کا خیال معشوق کے

اور ہار ہی یہ سنکر نقابدار پلٹا برائے شکار آیا تھا چار سو جوان ساتھ تھے سب کو آواز دی کہ یارو ایک
بندۂ خدا کی جان جاتی ہے چار سو جوان صف شکن تیغزن آواز دیتے ہی جھپٹ آئے نقابدار چلا اُس وقت
پہونچا کہ گھوڑا سرباز کا مارا گیا پیدل لڑ رہا ہے اسقدر تلواریں پڑیں کہ گھٹنے ٹیک دیے ہیں خون سر
سے جاری لختے خون کے جمے ہوئے مگر شیر کے تیور ہیں جسکو منظر غور دیکھا تلوار پھینکر کا فرہا کا کہ صحرا
سے گرد اڑی عیار نے کہا حضور جلدی کیجیے دشمن اُس جوان کے قتل ہوا چاہتے ہیں سامنے طلسم کشا
کے آپ کو شرمندگی ہوگی اب میں نے پہچان لیا اس جوان کو ساتھ صاحبقران کے دیکھا ہے ابھی
بالکل نوجوان صاحب شوکت و لیاقت ایسا لڑا کہ صبح سے ابتک تلوار چل رہی ہے کسی کو اپنے قریب
نہیں آنے دیا نقابدار نے نعرہ کیا اے شیر بیشۂ جرأت داد اے صاحب شوکت و لیاقت نہ گھبرانا میں
آپہونچا ہشیار اے کفار ان بیچارہ اے نابکاران پُر دغا منم نقابدار زرین پوش چار سو جوانان
شیردل کو لیے ہوئے قریب پہونچا طریقۂ جنگ سے تو نقابدار ایسا ماہر ہے پہلے آتے ہی تیر مارے
تیروں نے خطا نہ کی ہر ایک تیر تو دہا سینہ کافر پر پڑا ادھر پشت کر توڑ کر پار گذرا سہم کر چار سو
جوان چلا کر گھوڑوں سے گرے دوبارہ نیزے کا وار کیا چار سو جو دن نیزے سے مارے اب نیزے بھی
ہاتھوں سے پھینکے قریب پہونچکر تلواریں کھینچیں نقابدار نے ہاتھ اٹھایا چار سو تلوار برابر بلند ہوئی چار سو
برق شمشیر ایک مرتبہ تڑپ کر گری بارہ سو جوان تینوں حملوں میں مارے گئے بارہ سو سر اڑے خون کے فوارے بلند
فوج میں سرمست قزاق کی سناٹا ہو گیا سرمست گھبرایا سرباز لہرا کر زمین پر گرا عیار نقابدار نے
خبر دی کہ اے شہریار وہ جوان زمین پر گرا ہے ایسا نہ ہو اُسکو کوئی قتل کر ڈالے تو آپ کو صاحبقران سے
حجاب ہوگا نقابدار لڑتا ہوا قریب سرباز کے آیا گھوڑے سے کودا سرباز کو گود میں اٹھایا
ہوادار پر ڈال لیا ساتھ والوں سے کہا اسکی حفاظت کرو نقابدار لڑتا ہوا طرف سرمست قزاق
کے چلا سرمست بھی جلگیا ہے کہتا ہے کہ اس نقابدار کی قضا لائی ہے یہ کون ہے کہ جو آکر شریک جنگ ہوا
نہایت جری بہادر صف شکن ہے نہایت تیغزن ہے ایسے شیر کم نگاہ سے گذرے لیکن بلوہ کر کے مار لو یہ
جانے نہ پائے فوج نے بلوہ کیا نقابدار کے ساتھ والے بھی سنبھلے جمکر تلوار چلی نقابدار نے لاش پر
لاش گرادی لڑتا بھڑتا قریب سرمست قزاق کے پہونچا سرمست نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے
نقابدار نے خالی دیے ایک مقام پر نعرۂ شیرانہ کر کے ہاتھ مارا برق شمشیر تڑپ کر گری خود چیرتا
کو جادیا سرمست کے ارے جانیکا لڑ ہوا عیار نے جو دیکھا فوج کا بلوہ ہے سر قزاق کا کاٹ کر بلند کیا
اب جو قزاقوں نے سر اپنے افسر کا دیکھا گھبرا گئے سر اٹھے بھاگنے لگے ہر طرف یہی ہلڑ تھا کہ یارو افسر
مارا گیا الحملہ نقابدار سرمست کو مار کر اس طرف پلٹا کہ سوار و پیدل جہاں عورتوں کی حفاظت کر رہے تھے
جاکر اس غول پر گرا فوج بیسردار کب ٹھہر سکتی ہے کچھ لڑے کچھ بھاگے نقابدار نے ساتھ والوں کو حکم دیا
انہیں بھی قبضہ کرو عیار سے اشارہ ہوا بارگاہ استادہ ہو سب لوٹ کا مال و اسباب لوٹ لیا عورتوں کو اپنے
قبضے میں کیا نقارہ فتح بجاتا ہوا اپنی بارگاہ میں آیا عورتوں کو ایک زرد خیمہ میں داخل کیا سرباز کے
زخموں میں ٹانکے دیے مشک فکر کرنے لگا بعد تھوڑی دیر کے سرباز کو ہوش آیا آنکھ کھولکر اُس جنگ کے
قریب اپنے نقابدار کو پایا ہاتھ ٹیک کر اٹھنے لگا نقابدار نے منع کیا کہ اے بہادر تم زخمی ہو ایسا نہ ہو

تا سکے تو بجا ہین لقا بدار نے پہلے یہی حال پوچھا کہ ای بہادر یہ کیا معرکہ تھا سرباز نے کہا پہلے یہ فرمایئے
ان عورتون کو آپ نے کہا کیا اُسمین ایک پریزاد صاحبقران زمان پر عاشق ہے اور ایک کو حضور سے
سلسلہ ہے اُنکی کیا کیفیت ہوئی لقا بدار نے سب کیفیت بیان کی اور فرمایا آپ نہ گھبرایئے وہ
دونوں صاحب موجود ہین بہت حفاظت سے ہین آپ خاطر جمع رکھیے سرباز نے اُس حال پر بھی آہ کی
کہا ای لقا بدار بہادر کیا حال بیان کرون ایسی مقدمے مین بڑے بڑے صدمے اُٹھائے گھر بار چھوڑا امیر
کو خدا سلامت رکھے اُنکی ذات سے تسکین ہوئی یہ دن نصیب ہوا اب مژدہ خوشخبری کا
پایا اب اس وقت تو طبیعت کو تسکین حاصل ہے اگر دم نکل جائے خوشی حاصل ہو بقول شاعر نظم

گو مرا آتا ہے یار دن کا وبال دوش ہے ۔ گور تو میرے لیے کھولے ہوئے آغوش ہے
کیا چمکتا ہے ترے نور بدن سے پیرہن ۔ ایک عالم کے گمان مین تو تمامی پوش ہے
خوب بزم دہر مین آتش زبانی کر چکے ۔ آج کل اپنا چراغ زندگی خاموش ہے
پنجۂ خورشید کیا ہے پنجۂ پا کے حضور ۔ حسن مین خورشید سے بڑھ کر تری پاپوش ہے
ہون مین وہ بیکس ہوا کوئی نہ مجھپر نوحہ گر ۔ آدمی کیا چراغ گور تک خاموش ہے
کھیل کھلتا ہے فغان عاشق جانباز کو ۔ کھیل ایسا کھیل مین وہ طفل بازی کوش ہے
مرگ کے سامان مہیا ہین قضا کی دیر ہے ۔ باڑھ وان تلوار پر ہے یان لہو کا جوش ہے
چاند پہ یہ خاک ہے یا اُسکے چہرے پر بھبوت ۔ بدلی مین سورج ہے یا محبوب کمل پوش ہے
عید ہے اک شب چلو مگر نہین ہم تم شراب ۔ آج وہ دن ہے کہ میخانون مین نوشا نوش ہے
ہون وہ میکش رات دن رہتا ہون لبریز شراب ۔ طائر جان تک بدمی کی طرح بیہوش ہے
مثل نارنج چاہیے بیہوش ہو پیکر شراب ۔ اس خرابات کہن مین جو کوئی ذی ہوش ہے

لقا بدار نے تسکین دی کہا ہم تمکو بہ احتیاط پاس صاحبقران کے پہونچا دینگے دو دن لقا بدار
نے بہت اچھی طرح سے سرباز کا علاج کیا جب زخم قریب اندمال پہونچے تب لقا بدار نے کہا ای
سرباز شب کو ہمارے ملک سے نامہ آیا ہے کچھ دیوزاد غرہ ہو گئے ہین سرحد سے بڑھ گئے ہین میرا ٹھہرنا
مناسب نہین ہین کل ضرور جاؤنگا ملکہ دُردانہ کو سرپوش پریزاد و شعلہ رخسار شاہزادی کو
تخت رواں سے زرین مین سوار کرکے چند سوار اپنے ساتھ کے اپنی طرف سے ایک نامہ لکھا اصل مراد یہ تھی
کہ تینون آدمی زن ذمہ و خدمت مین بھیجتے ہین مین پر وہ قاف جاتا ہون مہلت کرکے آؤن تو حضور
سے بھی رخصت کرون سرباز کو دُردانہ کہا آپ طرف بہ وہ قاف لے گیا سرباز پشت مرکب پر سوار
ہاکے پر تھا دُردانہ کے ہاتھ سے ہوکے سوار پشت پر طے منازل و قطع مراحل کرتا ہوا جاتا ہے یہان امیر
سے اور شنکال سے کئی مقابلے پڑے جب طبل جنگی بجا اور شنکال میدان مین آیا دو چار دو صاحبقران
کے ہاتھ سے ارکے شنکال اپنی جان سے بیزار ہے ساتھ والون سے اکثر کہتا ہے مین یہ آفت
جانتا تو عفریت خونخوار کو دامن پناہ کیون دیتا اب کیا کرون ایسا گھبرایا ہوا تھا صاحبقران سے
کہلا بھیجا ایک ہفتے کی مجھے مہلت دیجیے بعد ہفتے کے مقابلہ کرونگا یا عفریت خونخوار کو آپ کے
حوالے کرونگا صاحبقران نے مہلت دی کئی مرتبہ ارشاد فرمایا کہ کچھ حال سرباز کا نہ معلوم ہوا

اور تندک ذرا دریافت تو کرو کہ سرباز پر کیا گذری تندک واسطے خبر کے چلا حیلہ ساز سرمست کا ایک
قلعے مین ہو چاہا جائی اسکا کافور قزاق جب اسنے یہ معرکہ سنا ہیبت جھلایا کہا ارے غضب کی بات ہو کہ میرا
بھائی یون مارا جائے مین اپنی جان دونگا تلاش کرکے شعلہ رخسار کو لاؤنگا ہر چند کہ رشتہ مین بھتیجی ہو
مار ہو اسے عزیز کے لیا ایسے سے تو بہتر ہو یہ کہکے دس ہزار جوان اپنے ساتھ لیے تلاش مین سرباز کے چلا
سرباز ایک صحرا مین فروکش ہو ایک ساحر بھی اس پہاڑ پر رہتا ہو مبہوت جادو نام ہو قزاقی کرنا
اسکا کام ہو دو ہزار لشکر مرم جہان خبر ملی کہ فلان قافلہ جاتا ہو جاکر لوٹ لیا اپنے پہاڑ پر بیٹھا تھا کہ سرباز کو
اترا پہاڑ پر سے دیکھا ایک خیمے مین دو شہزادیان اتری ہین دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے
ایک جوان تاجدار چند سوار و پیدل ساتھ مبہوت کو یہ خیال ہو کہ آج رات کو سب مال لوٹ لونگا
اسی فکر مین تھا سرباز دربارگاہ بیٹھا ہو کہ صحرا سے گرد اڑی کافور قزاق دس ہزار قزاق اپنے
ساتھ لیکر اسی مقام پر اترا مبہوت پہاڑ سے دیکھ رہا ہو ساتھ والون سے کہتا ہو آج تو بڑی ریل پیل ہی
اگر ان دونون کو لوٹا بڑا مال ہاتھ لگیگا کافور نے دریافت کیا سرباز کی خبر پائی چلبلا اپنے ایک ملازم کو
روانہ کیا کہ جاکر سرباز سے کہو کہ ملکہ شعلہ رخسار کو ہمارے حوالے کردو ورنہ بڑی خرابی ہوگی
سرباز کو جو خبر پہونچی ملازم کو نکلوا دیا کہا جاکر اس مغرور سے کہنا کہ کیون شامتین آئی ہین ناموس
صاحبقران میرے ساتھ ہو اگر کوئی فتور پڑا یہ سمجھ لینا کہ زمین ملجائیگی ملازم نے آکر کافور سے کہا اسنے
غصے مین طبل جنگی بجوایا سرباز نے بھی حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا سرباز کو بڑا تردد ہو کہ میرے ساتھ
لوگ کم ہین دیکھون فلک کیا دکھائے ایسا نہ ہو ناموس صاحبقرانی پر کوئی افتاد پڑے تو بڑی
خرابی ہو مین منہ دکھانے کے لائق نہ رہونگا یہ بھی ملحوظ رہے کہ جب شنکال نے صاحبقران سے
ایک ہفتے کی مہلت لی تو صاحبقران برائے تفریح طبع چند جوانون کو ساتھ لیکر واسطے شکار کے صحرا مین
آئے دن بھر شکار کھیلا اب شام کو اسی صحرا مین اترے پڑے یہان دونون نے طبل جنگی بجوایا ادھر
مبہوت دس ہزار قزاقون کو ساتھ لیکر واسطے لوٹنے دونون لشکرون کے چلا پہاڑ سے اترا اور
اسنے ساتھ والون سے کہا یہ جو سب ہین پہلے انکو لوٹنا چاہیے وہ تو بہت قلیل ہین سب نے کہا
جو آپ کے نزدیک مناسب ہو لشکر کافور پر آکر گرا قزاقون کی دہائی مچی جلا دیے خیمون کی طنابین
کاٹین گھوڑے دوڑائے غبار اڑا اس ہنگامے مین کہ آگ جل رہی ہو گھوڑے دوڑتے پھرتے ہین
ملازمان کافور آنکھین ملتے ہوئے گھبرائے ہاتھ سے ملازمان مبہوت کے قتل ہوتے ہین قضائے کار
سرباز جاگا ہوا سو رہا تھا ملازمون نے آکر جگایا کہ حضور اٹھیے لشکر دشمن پر عجب تلاطم ہو ملازمان
کافور کو گھبراہٹ کا باعث ہو کہ مبہوت سحر بھی کرتا ہوا آتا ہو کہین آتش اصلی کہین آتش سحر
روشن ہو شب تیرہ و تار فریاد و الغیاث کی پکار سرباز بھی سوار جو باہر نکلا اسنے دیکھا لشکر
دشمن مین آگ جل رہی ہو عجب ہنگامہ ہو سرباز نے ہتھیار لگا کے فوج کو تیار کرکے باہر کھڑا ہوا
عجائبات دیکھ رہا ہو ہرکارون سے کہا ذرا خبر تو لاؤ دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہو کیسا ہنگامہ ہو ہرکارے
گئے خبر لیکر آئے کہا حضور مبہوت جادو قزاق اس پہاڑ پر رہتا ہو اسنے آکر لشکر کافور کو لوٹ لیا
تلوار چل رہی ہو یہ خبر پاکر کہ مبہوت ساحر بھی ہو اسنے سحر بھی کیا ہو ملازمان کافور لڑ رہے ہین ہنگامہ برپا ہو

سرباز حیران ہوا اُسنے کہا کہ مین خود جاتا ہون بڑا خیال مجکو ناموس صاحبقران کا ہے خدا نخواستہ کوئی تکلیف نہ پہونچے یہ کہکے گھبرایا ہوا اُس خیمہ مین آیا ملکہ دردانہ گوہرپوش و ملکہ شعلہ رخسار اُٹھکر بیٹھی ہین اور رو رہی ہین بار روش کو یہ کیا ہنگامہ ہے خدا خیر کرے بوجہ بدنصیبی کے کیا کیا افتادین پڑین آج تک ظلم فلک کجرفتار سے مہلت ملی دیکھین انجام کیونکر بخیر ہو فلک ہمارے ساتھ برسر آزار ہے ہماری کد و کاوش بیکار ہے اصل مین یہ کیفیت ہے دامنگیر خاک صحرائے غربت سے

نظم

مرد وارستہ کہیں فکر مکان کرتا نہیں — طائر نکہت خیال آشیان کرتا نہیں
روز اک شام و سحر کرتا ہے پیدا بہر خلق — صبح میری شام غم کو آسمان کرتا نہیں
رشک ہے جسکا خدا کو بھی یہ وہ ہیں زہد — کچھ تو دکھاتا ہے جو میں ترک بتان کرتا نہیں
عشق میں دیوانہ ہوا گر چپ تو چپ ہی رہ گیا — اسلیے میں ایک دم ضبط فغان کرتا نہیں
ہے ہر اک آفت سے ایمن مسکن اہل فنا — باغ جنت کو خدا ہرگز خزان کرتا نہیں
رحم کر عشاق پر گر چاہیے عمر دراز — پیر گردوں اہل عالم کو جوان کرتا نہیں
کیا خرابات جہان ہے اپنی توبہ سے خراب — کوئی بھی اب میفروشی کی دکان کرتا نہیں
عیب اپنے آپ کر دیتے ہیں ہم مے پرست فاش — شیشۂ مے جسطرح مے کو نہان کرتا نہیں
ہے یہ کہنا ہزار کہکر مری جاتی ہے بات — انجز اس دم نالۂ آتش فشان کرتا نہیں
جام مے میں دیکھتا ہوں میں جہان کو مثل جم — دو سکندر کی طرح سیر جہان کرتا نہیں
ہے بہان بار ملکن جسم ناسخ ممتنع — عشق ایسا بھی کسی کو ناتوان کرتا نہیں

سرباز نے دست بستہ عرض کی حضور عجب معرکہ گذرا مبہوت جادو اس پہاڑ پر رہتا ہے لشکر کافور مین شبخون آیا ہے اُسکا یہ ارادہ ہے کہ ہمکو بھی لوٹ لے خدا اُسکے شور و شر سے بچائے یہ سنکر ملکہ دردانہ گھبرائین سرباز نے عرض کی حضور نہ گھبرائین غلام جان دیگا کسی کو آپ تک نہ آنے دیگا پروردگار غیب سے مدد کریگا حضور ہوشیار رہین غلام آپ جاتا ہے جاکر اُسکو دیکھتا ہے ایسا نہ ہو اُس سے فراغت کرکے یہان آئے یہ کہکے سرباز باہر نکلا سو جوان نقابدار زرین پوش کے اسکے ہمراہ ہین سب بہادر جانباز اشارہ کرتے ہی تیار ہوئے خدمت مین آئے سرباز نے کہا میرے ساتھ کسی کی ضرورت نہین ہے تم لوگ سب خیمے پر ملکہ دردانہ گوہرپوش کے حاضر رہو اس طرف کوئی نہ آسکے سبھے لگا پڑا اس ہے اپنی جان جائے انکو کوئی لال نہ پہونچے یہ کہتا ہوا سوار ہوا دن کو مدد دولت پر تور کر باہر نکلا وہ سب جوان سرباز کے قریب آئے سب نے عرض کی حضور ہم یہ کیونکر گوارا کرین کہ آپ اکیلے جائین ہم ضرور ساتھ چلینگے نقابدار بہادر نے فرمایا تھا کہ سرباز کو بخیر و عافیت پہونچانا امیر کے رسپہلانا یہان تک مین یہ افتاد پڑی ہے ہمین آپ کا ساتھ دینا ہے سب سے سرباز نے کہا مین حفاظت ناموس کو مقدم جانتا ہون اب وقت یہ ہے کہ لشکر کافور تو مست ہو رہا ہے قتل ہو رہا ہے وہ ادا ان سے پر لوٹنے کے آئے ہین جب اُس سے فراغت پائینگے ہمکو دیکھ چکے ہین کہ ہمارے ساتھ لوگ کم ہین یہ سمجھ گاہ ہین کہ انکے ساتھ عورتین ہین اور زیادہ دباؤ ڈالینگے مین اپنی جان دونگا مجھے ننگ ناموس ہے کسی کو نہ آنے دونگا یہ کہکے سب کو بہت خوشامد سمجھایا تنہا قصد کیا کہ جاؤن ملکہ دردانہ گوہرپوش و شعلہ رخسار کے

رو شکی آواز آتی ہے شعلہ رخسار اُلٹ ملک کر دعائیں کر رہی ہیں نظم

نشانہ ندارد نشان بے نشانے
خدا حاکم بات تسلیم خدائے
خدا باقی ہمہ مخلوق فانے
خبر گیر گروہ جن و انسان
کشد افشا جو اسرار نہانے
کے رنگین بہار باغ گردد

خدائے لاشریکے بے نظیرے
خدا مالک ملک جادوانے
ز ہمہ تابع حکمش سب درونہ
بوقت عجز وضعف و ناتوانی
گے گر ہر سود گہ بحر مواج
گے مصروف اندر باغبانے

مکاندار مکان لامکانے
کہ دروحدت ندارد دخل ثانے
خدا موجود جملہ خلق معدوم
نگون سر در اطاعت آسمانے
خدائے واحد از وحدت بکثرت
گے سبزہ گہے یاقوت کانے

سرباز ببر سوار نے یہ اشعار
سنکر ایک مرتبہ پلٹ کہا اے ملکۂ عالم آپ استقدر بیقرار و مضطر نہ ہوجیے صبر کو کام فرمائیے اپنے
پیدا کرنے والے کو یاد کیجیے وہان مبہوت نے سحر کرکے کافور کو بار ا مرتے ہی اُسکے ساتھ والے بھاگے
مبہوت لوٹنے لگا پلٹ کر ایک سوار سے کہا اُن لوگون سے جاکر کہو کہ مال و اسباب چھوڑ کر چلے جاؤ
جو اپنی جان عزیز ہے سوار نے آکر سرباز سے کہا سرباز نے جواب دیا جاکر اُس سے کہا ہے کہ دو ہمارا
مال جان کے ساتھ ہے مبہوت سُنتے ہی ساتھ دلون سے لکے لپٹا کہ تم مال جمع کرکے پہاڑ پر جاؤ مین
ان سب کو ایک سحر مین بھگا دونگا یا اُنکی قضا آئی ہے مبہوت سحر ہاتھ مین لیکر چلا ذکر کرچکا ہون کہ
صاحبقران واسطے شکار کے صحرا مین آئے ہوئے ہین دن بھر شکار کھیلا رات کو خیمے مین آرام فرمایا
پہر رات رہے لشکر مین لُٹ ہوا چلے قراول ساتھ ہین صاحبقران لشکر باہر نکلے دیکھا کہ ایک غول بیابانی
بندگان خدا کو آزار پہونچاتا ہے صاحبقران گھوڑے پر سوار ہوکے نعرہ کیا او بے ادب کیا کرتا ہے
غول بھول سدا ہے صاحبقران سُنکر ہنسا کہ صاحبقران نے پوچھا کیا رات کا وقت تھا چاہتا ہے
کہ بھاگ کر نکل جاؤن نخلستان مین گیا درہ ہا ت کرہ مین چھپا صاحبقران نے پہچانا گھوڑا جبکہ غول
میدان گرد چرخ چہارم یعنی شہر اعظم صحرائے مغرب تک نکلا پھر اسے زیر عدم مین گشت کرنے لگا امیر
غول پر جا پہنچے غول چاہتا تھا مرکب کو صاحبقران کے مارے صاحبقران گھوڑے سے کود پڑے
غول نے چاہا لپٹ پڑے امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر طمانچہ مارا کہ سر غول کا اُڑ گیا غول کو مار کر
مرکب پر سوار ہوکے اپنے نزدیک طرف لشکر کے چلے راستہ فراموش کیا ایک درہ کوہ سے نکلے تھے
کہ دیکھا صدائے فریاد و الغیاث بلند ہے سر اُٹھا کر جو دیکھا سرباز ببر سوار کو سر سے پیٹتے ہیں
آمادۂ مرگ ہو رہا ہے قضا کھڑا ہے ایک طرف سے ایک ساحر اسباب لیے ہوئے جاتا ہے صاحبقران نے
گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی اے سرباز یہ کیا معرکہ ہے سرباز نے جو امیر کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہوگیا
پکار کر آواز دی اے آقائے نامدار آپ کی عاشق صادق ملکہ دردانہ گوہر پوش میرے ساتھ ہین
یہ مبہوت جادو بھولو لوٹنے آتا ہے خدا نے مدد کی کہ آپ آئے صاحبقران نے گھوڑا بڑھایا میں
نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

منم قاتل کافران جہان
کہ گنجاب ملعون کردہ فرار
گذرچون بجوہ گمہ قاف شد

منم صاحب جیش و تیغ و علم
رستیم فراری الوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
خبر آمد بر از عدل انصاف شد

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رفتم بسنجان پے گیرودار
بیا زو شدہ فتح و نصرت نثار
ز دم دو عفریت را در میان

بلرزند از خوف دیوان قاف
درانجا چو جاہ و ادب یافتم

ستمندون بدبخت گشتہ شکار
مسلمان تا ان لقب یافتم

کہ از جنگ بیدین ذلیل و نزار
نعرہ صاحبقران کی صدا جو

بلند ہوئی بہوت نے جو پلٹ کر دیکھا طرف سے صحرا کے ایک شیر دلیر للکارتا ہوا آتا ہے بہوت
طرف صاحبقران کے پلٹا کئی سحر کیے لوح طلسم عجائب صاحبقران کے گلے میں ہے اسم اعظم ورد زبان
ہے سحر بیکار ہو کر گرے بہوت گھبرا گیا کہ یہ کیا معرکہ ہے ساتھ والون کو اشارہ کیا کہ اس جوان کو گرفتار کر لو
سب ساحر امیر پر جا پڑے تلوار چلنے لگی امیر نے جسکو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے اس طرح لڑتے ہوئے
صاحبقران چلے سرباز بھی آ پڑا خیمے سے ملکہ دردانہ نے دیکھا کہ سر پر صاحبقران کے خود بھی نہیں ہے
زلفین خلیلی ہوا سے اڑتی ہوئیں ملکہ دردانہ نے فرمایا اے شعلہ رخسار خدا کی قدرت کو دیکھو کس وقت
صاحبقران کو ہو چکا یا ہئے جو کچھ کیا مناسب ہے اب دیکھیں تقدیر کیا دکھائے ابھی تو یہ کیفیت ہے نظم

دیکھ اپنے روئے آتشناک کی تاثیر کو
بعد ایام جوانی ہے یہی مو کا بھی حال
کیا بھلا نسبت ہے شمشیر نگاہ یار کو
دل لگی ہے راندن تیرے تصور سے ہمین
راست بازون کو نہ کج سمجھ لینے کیونکر ہو گریز
ہاتھ زلفون کو لگاؤن یہ کہان میری مجال
آسمان پر اندلون ہے لگا تیر اوماغ
بند ہو چلے مضمون صفائے عارض جانان کہ آج
شام سے تا صبح فرقت میں نہیں مجکو قرار
کچھ کمانداری میں اے قاتل نہ کی تو نے خطا
جمع کیا کرتے ہو معمارون کو تم اے غافلو
ہے سب رفت کی تاریکی میں بھی تو کیا عجب
کون اُس وادی میں ہے اہل فنا کا سد راہ
تیرے روئے آتشین کا وصف کرنے کے لیے
جو کرے احسان اسکو چاہیے افتادگی
شعلۂ داغ جنون سے ہیں گردش کردن
ہونے میں عاشق کہے عالم میں اور معشوق ہم
خط کشیدہ ہے نزا اے سمعد وجب م آت
واقعی ناسخ عبادت ہے جو دیدار علی

تیرے سنی نے جلایا کاغذ تصویر کو
حکم ہے جو بعد ایام رضاعت شیر کو
بستر دیکھا ہے گرتے برق کی شمشیر کو
رکھتے ہیں ہم کالہ دل میں تری تصویر کو
رابطہ دم بھر نہیں رہنا کمان سے تیر کو
چھو نہیں سکتا تیرے دروازے کی زنجیر کو
چاہیے رنگ شفق ظالم تری تصویر کو
اب سیاہی کیا سفیدی چاہیے تصویر کو
میں گواہ لکھ رکھتا ہون جوان و پیر کو
لاغر ایسا ہون نہیں ملتا نشانہ تیر کو
قبر پر جا بیٹھے ہیں ہم چھوڑ کر تعمیر کو
ہو اگر مشغل کی حاجت نالۂ شبگیر کو
کیا تعلق ہے کفن سے خار دامنگیر کو
شمع کو درکار ہے منہ اور زبان گلگیر کو
پیش پائے شمع دیکھا ہے سر گلگیر کو
مثل پروانہ جلا دون شمع سے گلگیر کو
شمع سے پایا ہے سوم آہن طلا گلگیر کو
کیون نہ سمجھون کہ اب عرض اور گلگیر کو
دیکھ لیتے ہیں ملائک سر تقصیر کو

شعلہ رخسار کہتی ہیں آپ نہ گھبرائے جناب صاحبقران سب دیکھ رہے ہیں دعا میں دیتے ہیں کہ پروردگار
صاحبقران کو دشمنون سے بچانا خلوده وہ سیاہ نہ دکھانا یہ سن صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب
بہوت کے پہنچے بہوت نے ہاتھ شیر کا مارا امیر نے کئی وار اسکے روکے اُٹھا دے میں سے

ہاتھ نکالکر سر پر مبہوت کے مارا مبہوت کے دو ٹکڑے ہوئے اُسکے ساتھ والے بھاگے سر باز نے لوگ
آپہنچے قزاقون کا مال لوٹ لیا سر باز صاحبقران کو ساتھ لیکر لیکر ملکہ دردانہ کو کنیزون نے خبر دی کہ
صاحبقران لڑائی فتح کرکے آتے ہین ملکہ نے مسند بچھوائی صاحبقران تشریف لائے ملکہ دردانہ کو دیکھکر
بہت پسند کیا مسند پر آکر بیٹھے شعلہ رخسار نے جھککر سلام کیا صاحبقران نے سب حال پوچھا ملکہ
شعلہ رخسار نے رو رو کر سب حال بیان کیا صاحبقران نے تسکین دی فرمایا ای شعلہ رخسار اب چلکر
تمھاری شادی کرینگے شعلہ رخسار نے یہ سنکر سر جھکا لیا ایک دن صاحبقران اُسی صحرا مین رہے
دوسرے دن سوار ہوکے صاحبقران نے فرمایا ای سر باز ایسا نہو دیو شنکال کوئی اور فساد برپا کرے
لشکر اُسکے پاس بہت ہی بڑے بڑے معرکے ہوے مگر اللہ نے ہر روز فتح دی اب آخر کا معرکہ ہوگا
دیو شنکال بڑا زبردست ہی عفریتہ خونخوار سحر مین طاق شہرۂ آفاق وہ بھی سحر سے لڑیگی ملکہ شعلہ رخسار
و ملکہ دردانہ دعا مین رہتی ہین صاحبقران سوار ہوکے طرف لشکر کے چلے حقیقت مین یہان دیو شنکال
نے خبر پائی کہ صاحبقران واسطے شکار کے گئے ہین عفریتہ نے کہا لشکر تو اُنکا تباہ کردیا چلکے طبل جنگی
بجوایا ملازمان صاحبقران یہ خبر وحشت اثر سنکر گھبرائے ناچار ہوکر جواب مین طبل جنگی بجوایا یہی انتشار کہ
کہ عفریتہ خونخوار سحر کریگی کون جواب دیگا امیر صاحب اسم اعظم ہین آخر ایک سوار کو صلاح کرکے روانہ کیا
کہ خدمت مین صاحبقران کے جاؤ شکارگاہ مین تلاش کرنا عرض کر دینا کہ دیو شنکال نے طبل جنگی بجوایا ہے
یہان کوئی مقابلے کے لائق نہین ہی سوار گیا صحرا مین آکر خبر سُنی کہ صاحبقران ایک غول کے تعاقب مین
چلے گئے سوار وہان سے پلٹ کر آیا سرداروں سے سب کیفیت بیان کی یہ سنکر سردار بہت پریشان ہوکے جب رات
گذر کر ستارۂ سحری چمکا مسلح ہو کر میدان مین آئے سب سردار آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے پکار رہے ہین کہ
بے نیاز ہم سب کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے شنکال سے کون مقابلہ کریگا تو بچانیوالا ہی تیرا مرتبہ اعلیٰ ہی نظم

بحق میکند آشنا بندگی
رہا سازد از ہر بلا بندگی
ملک گردد از بندگی آدمی
کند ہر کہ صبح و مسا بندگی
شود بندہ آزاد از بند غم
بہر مطلب و مدعا بندگی

رساند بقرب خدا بندگی
گہر میکند بندگی آب را
کند بندہ را بادشا بندگی
بود بہر ہر بندۂ ناتوان
کند گر بصدق و صفا بندگی
درین دہر بیہودہ دل مگسلید

زدام تعلق دہد مخلصی
کند خاک را کیمیا بندگی
بر آن بندہ باشد خدا مہربان
بہر کار مشکل کشا بندگی
وسیلہ بدرگاہ حق میشود
ز ہر رشتۂ ماسوا بندگی

یہ تو سب بیقرار و اشکبار ہین شنکال نے عفریتہ سے اشارہ کیا کہ میدان مین جا کر سحر کر و سب کو
بیکار کر دو ہم جاگے سب کو کھاتے ہین عفریتہ خونخوار اسباب سحر ہاتھ مین لیکر میدان مین آئی اور پکار کر آواز دی
باشند ای مسلمانان آج تمھارا قصہ پاک ہی تمھارا لشکر دیوان خونخوار کی خوراک ہی یہ کہکے گولا مار دیا آسمان
سے آگ برس رہی ہی یہ سب گھبرا کے پکار رہے ہین پروردگار اس آتش سحر سے بچالے جسم
شعلہ آسا ہو کر بیہوش ہوا ہے پانی رگ و ریشہ ہی آتش کا شور بڑھتا جاتا ہی عفریتہ سحر کرتی ہوئی
طرف لشکر اسلام کی چلی شنکال نے کل فوج کو اشارہ کیا اب تم ان سب کو کھا لو بچنے نہ پائین دیوزادون نے
عرض کی حضور سب طرح مشکل ہی خوف آتا ہی کہ کہین حمزہ نہ آجائے شنکال نے کہا تم سب کیون

کھبر نے ہو کوئی نہیں آئیگا جلد سب کو کھا لو سب دیو بلوہ کر کے چلے اہل اسلام نے بانگ کر دعا کی کہ تیر دعا
ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز ہمیدل از پردہ بیابان گردی برخاست سب نے دیکھا کہ
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نمایاں ہوئے سرداران اسلام جو مبتلائے
مصیبت تھے بے اختیار پکار اٹھے ای شہریار جلد آیئے ان خونخواروں کے ہاتھ سے ہمکو بچائیے امیر نے

نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران
لے کے تیغ صمصام دقتام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر عرب ضیغم روزگار
لیے تیغ عقرب بیکے ذوالحسام

بحکم خدا بستہ شمشیر جبار
ازین کافران ازجہان پاک کرد

نعرہ کرکے جا پڑے سب کے آگے عفریتہ خونخوار ہر عفریتہ نے امیر
جو واسطے ہوسے دیکھی جھلائی ہوئی تھی سب اسباب سحر صاحبقران پر کھینچ مارا تلواریں برسیں پانی نے جوش مارا
تیر برسے کسی شی نے تاثیر نہ کی عفریتہ نے چاہا بھاگ کر نکل جاؤں امیر نے فرمایا او عفریتہ خونخوار تو نے
بہت پریشان کیا آج دام اجل میں پھنسی اب کیونکر نکلیگی عفریتہ نے زاغ لولی مارا امیر نے تیغہ عقرب
سے اسکو قلم کیا عفریتہ نے چاہا رہ پشت ہنک کا وار کرے دن صاحبقران نے مہلت نہ دی لوح کو
جھپکایا عفریتہ کی آنکھوں میں اندھیرا آیا ذرا اودھر کو مڑی امیر نے دوسرے ہاتھ مارا عفریتہ کے دو ٹکڑے ہوئے
شنکال ہائے بہن کرکے دوڑا دیوزادوں سے کہا یارو گھیر کر حمزہ کو مار لو میری بہن قتل ہوئی اب حمزہ
نہ بچے دیوزادوں نے چہار جانب سے بلوہ کیا امیر نے تیغہ سہراب یل کو کھینچا جسپر ہاتھ مارا اسکے
دو ٹکڑے کئے ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا لازم صاحبقران نے سحر عفریتہ خونخوار میں مبتلا تھے ان سب نے
نجات پائی تلواریں کھینچکر دیوزادوں پر جا پڑے سرباز بھی سوار ہو کے چڑھے جوش و خروش سے لڑ رہا ہر عجب
آفت بپا ہوئی شنکال مصروف جنگ ہو گراہی جان سے تنگ ہو خوب جانتا ہے کہ حمزہ عرب بجز جرأت کا
ہونا کی ایسے شیر سے جنگ ہو یقین ذہن ہو کہ ہم فتح کریں مسلمانوں سے نہ ڈریں عجب طرح سے
لڑائی پڑی ہو شنکال لڑتا ہوا جاتا تھا نہایت مغرور اپنی عقل و شعور سے دور کہ سامنے سے
صاحبقران لڑتے ہوئے آتے ہیں دیو شنکال نے بڑھکر حملہ کیا صاحبقران نے خالی دیکر ہاتھ مارا
شنکال کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا شنکال کا دیوزاد بھاگے صاحبقران نے جاکر ٹھڑا لوٹ لیا لوٹ کے
نقارے بجاتے ہوئے پلٹے لشکر میں آکر داخل ہوئے چہار جانب اسلام ہوا صاحبقران نے فرمایا
ای سرباز جلد تدبیر کرو بیابان کرح کرکے چلیں نہیں معلوم ہمارے لشکر پر کیا گذری سابق میں ہمنے
خواب پریشان دیکھا تھا ہمکو بڑا تردد ہے سرباز نے اسی ملک سے پھر دیو طلب کیے ملکہ دردانہ سے
عقد کیا گوہر مراد بھی حاصل ہوا اس پریزاد سے بھی ایک اولاد ہوگی کہ ذکر اسکا خاص طلسم ہفت پیکر
میں ہوگا دیوزاد جو طلب کیے تھے تخت آراستہ کیا صاحبقران نے اُس تخت پر سوار کیا
ملکہ دردانہ کو رخصت کر دیا آپ تختون پر سوار ہو کر طرف لشکر ظفر پیکر چلے ایک طریقہ یہ بھی
بیان کر دینا ضرور ہے کہ سرباز کا عقد ساتھ ملکہ شعلہ رخسار کے کیا گیا ملکہ دردانہ کو سرپوش کے
بطن سے جو فرزند صاحبقران پیدا ہوگا ملکہ شعلہ رخسار کے بطن سے جو دلبر پیدا ہوگا ملکہ دردانہ کے
فرزند کا یہ رفیق ہوگا ناظرین آگاہ ہوئے ابھی سابق میں ذکر کرچکا ہوں کہ شاہین فتح نصیب جو جادوگر
طلسم ہفت پیکر سے آیا تھا اُسنے لشکر اسلام کو شکست دی تھی بادشاہ مجباہ شکست خوردہ پہاڑ پر جا کر

چھپے بیٹھے چہار جانب سے آکر کفار نے گھیرا جب خواجہ عمرو نے گھاٹیاں درست کین بادشاہ جمجاہ
فرمانے ہین خواجہ اس سے کیا ہوگا وہ ساحر ہین سحر کریگا سب کے ہاتھ پاؤن بیکار ہونگے عمرو بلبلکر
رو کہا ہی عرض کرتا ہون نہین معلوم آقائے نامدار پر کیا گذری آجتک کچھ حال نہ معلوم ہوا کہ چہار جانب سے
کفار نے گھیرا ہی پہاڑ پر شور گریہ و زاری کفار مین ہنگامہ ہر مقام پر یہی ذکر ہی کہ کل مال مسلمانان لوٹ لینگے
کسی کو زندہ نہ چھوڑینگے مسلمانون نے بڑا مال جمع کیا ہی سب لوٹ لینگے مہلت نہ دینگے اہل اسلام بڑی بڑی
فکرین کر رہے ہین لیکن آمادہ مرگ مہیا ہے تقضاے خیال ہی کہ چہار جانب سے گھیرا ایسا نہ ہو کہ کوئی نکلکر
بھاگ جائے ساحرون کا بلوہ چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لشکر
کفار تیار ہوا چہار جانب سے آکر پہاڑ کو گھیرا اہل اسلام نے گھاٹیان آراستہ کین شاہین سب کے
آگے بڑھا ہوا کہتا ہی ای یارو کبھی مسلمان ایسے نہ تھے ہونگے بادشاہ اسلام دنگل بچھاڑ بالائے کوہ
بیٹھے ہیں تو ناظرین کو یاد ہوگا کہ کل فرزندان صاحبقران طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہونگے لندھور
وغیرہ گئی سردار اس جلسانہ کے دام مکر مین پھنسے ہوئے ہین اسکو سجدہ کر چکے ہین بلکہ آمادہ ہین کہ اگر
حکم ملے تو ہم صاحبقران پر لشکر کشی کرین لیکن ہفت پیکر نے ابھی حکم نہین دیا ورنہ وہ لوگ آجاتے
لندھور و قاسم وداراب آنیکو ہین کہ آمد انکی تحریر کرونگا ناظرین بہت پسند فرمائینگے عجب طور سے
آمد شاہزادگان والا قدر کی ہوگی مراد اس بیان سے اس مقام پر یہ تھی کہ فرزندان صاحبقران ادھر
جا چکے کل سردار بادشاہ کو گھیرے ہوئے بیٹھے مین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ای شہریار سحر سے ہم لوگ
لاچار ہین ورنہ جی چاہتا ہی کہ پہاڑ سے اترین جانین قدم اقدس پر نثار کرین مگر یقین کامل ہی کہ
شاہین بلند پروازی دکھائیگا ہم کیا کر سکینگے عیار گھاٹیون پر بیٹھے ہین تیر و کمان ہاتھ مین لیکن
شاہین صف سے نکلا کئی مرتبہ پکارا کہ ای فرقہ خداپرستان وای زیر دستان بہتر اسی مین ہی کہ پہاڑ
سے اتر آؤ ناحق دولت کو تکلیف نہ دو ورنہ ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے یہ کہکے نعرہ کیا لیکن کسی نے
جواب نہ دیا عیارون نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہو سکے وہ کر ہم کبھی پہاڑ سے نہ اترینگے
جب تو شاہین بڑھا فوج کو اشارہ کیا چہار جانب سے فوج نے بلوہ کیا ساحر و غیر ساحر دوڑ پڑے
عیارون نے جو فوج کو آتے ہوئے دیکھا ہر طرف سے بلوہ کرکے چاہتے تھے کہ کفار کو نہ آنے دین تیراندازی
شروع کی ہزار تیر چلے کسی تیر نے خطا نہ کی بارہ ہزار جوان گرے لشکر مین ہنگامہ ہوا اہالیان فوج
بھاگے شاہین نے جو یہ معاملہ دیکھا صف سے بڑھا ہزار ہا سحر کے دانے پھینک دیے تمام عیار بیکار ہوگئے
ہاتھون سے کمانین چھوٹ گئین عیارون نے غل مچایا کہ ای شہریار ہم بیکار ہوئے کمانین ہاتھ سے گر گئین اب
ہمسے کچھ نہین ہو سکتا بادشاہ پریشان سردار حیران سردارون نے قبضے پر ہاتھ ڈالا عرض کیا ای
شہریار اب غلامون سے صبر نہین ہو سکتا جاکر جان دین بادشاہ بھی اٹھے فرمایا کہ مین تمھارے ساتھ
چلونگا ایسا کب ممکن ہی کہ تم جاؤ اور مین بدنصیب اسی مقام پر رہجاؤن اور پھر بادشاہ کہلاؤن یہ
کہکے آگے آگے بادشاہ پیچھے جملہ سردار چاہا کہ پہاڑ سے کودین شاہین نے جو دیکھا کہ جملہ سردار اور
بادشاہ نامدار پہاڑ سے اترا چاہتے ہین جھپٹ کر گولہ مارا گولہ پھٹا بادشاہ مع سردارون کے پاگل
ہوئے سردار بھی مختل ہوگئے اور دو تین گولے مارے کہ ابر تیرہ و تار پیدا ہوا پانی برسنے لگا جسپر

شکست کھا کے جو اُٹھے ہین کٹ منھ سے جا رہی تلوارین کھنچی ہوئین جو بڑے صفین پامال کر رہین ہزارون کو
در گرد الدیا بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد سب سے آگے بڑھے ہوئے تیغ قمقام صف شکن ہاتھ مین لئے ہوئے
جلتے ہین ساتھ سے جوان پشت پر شمشیر زنی کر رہے ہین شاہین نے کیسے کیسے سحر کیے زمین کا ہی صدہا شجر بلکہ
اُس سے صدہا کو قتل کیا جب صاحبقران نے سحر کی ترقی دیکھی، اسم اعظم پہ آواز بلند پڑھا کہ سحر باطل ہوا
سب کے آگے بڑھے ہوئے ہین سب سے زیادہ چالاک بن عمرو بیقرار ہین ذکر کر چکا ہون کہ اسی شاہین
کے مقابلے مین جا پڑی تھین، سنئے سحر کیا تھا کہ ملکہ حیرت غائب ہو گئی ہین چالاک کلیجہ پکڑے پکڑے
پھر رہا ہے ملکہ بہار گلعذار سے کہ دیا ہے کہ شاہین کے سحر سے ملکہ غائب ہوئی ہین جسوقت شاہین
مارا جائیگا یہی سحرا مین پتا ملیگا ہرچند کہ ہنسے سحر چھوڑا اُسکے طریقے تو خیال مین ہین، اِس سحر کا یہی طریقہ ہوگا
چالاک دیوانہ وار جاتا ہے شاگردون نے پوچھا اُستاد خیر تو ہے چالاک نے کہا کیا بیان کرون اسی بجیلے
سحر سے ملکہ عالم غائب ہوئین اُنھین کو تلاش کرتا پھرتا ہون دیکھین پروردگار کس دن مطمئن کرے نظم

اللہ ہو دے بلبل ناشاد کی طرف
برسوں سے قمر یار کا مضمون نہیں بندھتا
مستی سے اُن لبون کی تعلق ہے بیون کو ہر
چلنے مین کی جو شوق شہادت نے رہبری
اے جذب دل بغل مین سمجھتا ہون یار کو
آئینے کی طرف نہ خیال آیا آپ کا
عاشق ہی داد خواہ نہین ورنہ روز و شب
نکلا ہے تیری زلف کا سبب سے کہ سلسلہ
دھوکا دیا ہے دام نے کس کس کی زلف کا
شیرین بھی چاہتی تو اُسے پیر زن تو کیا
آتش یہ وہ زمین ہے کہ جسمین شفیق مین

گلچین بھی اُلٹا ہے تو صیاد کی طرف
جنت ہوئی نہین گئے شمشاد کی طرف
مشکو کین کبھی نہ سوسن آزاد کی طرف
گردن جھکائی کو چہ جلاد کی طرف
جاتا ہے دھیان جب تری امداد کی طرف
دکھا نہ تجھے جو ہر فولاد کی طرف
فریادرس کے کان ہین فریاد کی طرف
آواز سے ہین اسیرون کے آزاد کی طرف
بلبل اشارے کرتے ہین صیاد کی طرف
خسرو نہ دیکھ سکتا تھا فرہاد کی طرف
سودا ہوا ہے میر سے اُستاد کی طرف

چالاک کے کلام مین وہ سوز و گداز ہے کہ شاگرد بے اختیار رو دیئے کہا اُستاد اپنے کو سنبھالیے ورنہ
ہلاک ہو جائیے گا چالاک نے کہا بجا ہے اپنی جان کا پاس نہین کیا ہر جگہ اپنے کو کنوین مین گرایا اس ملک نے بچایا اب
جب اُس سرکش کے منھ سے اچھا نکلا فلک نے یہ سامان دکھایا کہ سحر سے شاہین کے غائب ہو گئین مجھے
کیونکر آرام آئے ذرا اس چار پانچ کوس مین خیال رکھو شاگرد بھی اس جستجو مین چلے دست حق پرست
صاحبقران سے کئی ہزار ساحر و غیرہ ساحر مارے گئے شاہین ہر مرتبہ یہ خیال کرتا ہے کیا غضب کی بات ہے
کہ حمزہ پر سحر نہین چلتا اِدھر گھبراؤن کوئی بیتاب ہو کر پکارتا ہے کہ خداوند ہفت پیکر آپ کے بندے سخت
بیقرار و مضطر ہین آپ کی خدائی کا یہ طریقہ تھا کہ جس بندے نے جہان پکارا ہفت کوہ آپ کا مقام سکون
ہے لیکن ہر مقام پر آپ نے اپنے بندون کی مدد کی آج کیا ہے کہ یہ بندہ پکارتا ہے کوئی علامت نہین تھا سر سبز
لشکر جس طرح آواز دی یا خداوندا آپ کا مذہب چھوڑ دونگا مذہب لات و منات اختیار کرونگا
یہ کہتے ہی جو ایک چیخ ماری زمین کانپی ایک جھونکا ہوا کا چلا وقت وہ تھا کہ کوہ لاجورد پر جلسہ ہے تمام ساحر

نامور دربان ہیں انکے مرتبے صاحبان راز پر عیان ہیں یہ ہو کر تا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا
ایک عزّا تنیہ ہاتھ میں کہا کیون سپہسالار قدرت ہماری بات کا جواب نہیں دیتے خداوند ہفت کشور
وہ خداوند ہیں کہ سات پہاڑ کس تکلف سے آباد ہیں وہانکے باشندے دلشاد ہیں لات و منات
پرست و سامری و جمشید پرست حقیقت میں نامرد ہیں جنہوں نے آپ کو آگاہ کیا کہ قدرت نے ہر مقام
آپ کی مدد کی زمانہ طفولیت میں پردہ قاف پہونچایا دیوزادون کے ہاتھ سے آپکو بچایا آسمان پری
دختر شہپال آپ پر کس لطف سے عاشق ہو گئیں تسخیر کیا کیا آپ پر جفائیں ہوئیں قدرت نے ہر مقام پر
آپ کو بچایا نوشیروان ایسے بادشاہ عالیجاہ کو آپکے ہاتھ سے شکست دی ملک سلیمان
با خفت سپرد ہوئے لقا ایسے مغرور کو قدرت نے در بدر خاک بسر کر دیا آپکی آنکھ نہیں کھلتی ایسا نہ ہو
قدرت کو ناگوار ہو اور دریائے خداوندی جوش مارے تو بڑا غضب ہو گا بس بہتر یہ ہے کہ میرے
ساتھ چلیے قدرت نے مجھکو تجویز کیا ہے ہزار دن سے بیزار جانتا ہون ایک سال عبادت اور
کرون طرۂ پیغمبری ملے کل آرزو کی ہے۔ صاحبقران کے منہ سے نکلا میں نے لعنت بیشمار
لعنت کرتا ہون یہ کہہ صاحبقران نے سنجر بن سنجاب کاٹ لگا تلوار جو ہاتھ میں تھی کھینچکر
ہاتھ مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر رد کا اسم اعظم پڑھ کر ہاتھ مارا سنجر بن سنجاب کے دو ٹکڑے ہوئے
سنجر بن سنجاب کے دو ٹکڑے ہوتے ہی آندھی سیاہ چلی زمین ہلنے لگی ہزاروں درخت گرے
پہاڑ شق ہو گیا ایک آواز ہیبتناک آئی بعد اُسکے زاغ و زغن نے صدا دی کہ ہے ہے مارا نام میرا
سنجر بن سنجاب ہو۔ کوہ زبرجدی پر تصور ہے نے کی سب سے باتیں کر رہی ہے یکایک
کوہ زبرجدی پر ایک ابر تیرہ و تار آیا اسمین سے ایک طائر پیدا ہوا زمزمہ سرائی کرتا تھا آواز میں
دیتا تھا ای اہالیان کوہ زبرجدی آگاہ ہو جاؤ کہ بڑی بڑی خواہان ہیں خداوندی قدرت بہت بڑی ہے

ہر چشم کو دیدار سے مد نظر ہے
اُس خال اُس ابرو کی ہمیں خوب خبر ہے
موج رگ گل ہے کہ زنار کمر ہے
بیکار ہوا جاتے نہیں آنکھوں کے پیالے
غالب کی طرح رونق دکھائی نہیں دیتی
گردش ہے اشارے سے ترے صفت فلک کی
سوتے جو اُسے سانپ کے سوتے کا ہے عالم
دیدہ کمر یار کی مشتاق ہیں آنکھیں
یہ صدمے اُٹھائے ہیں جدائی میں کسی کے
شبنم کو رُلا کر وہ ہنستا ہے گل تر کو
آفت ہے کوئی ذکر فقیر اسے ہمارا
کھول آنکھ کو اُٹھ خواب سے بیدار ہو غافل
کس گل کے ہوا خواہوں میں ہے آتشِ مسکین

جو گوش ہے مقصود آئے تیری صبر ہے
ہر گوشے سعادت ہے وہ جو گان ظفر ہے
میں ہیچمدان ہوں مجھے کیا اسکی خبر ہے
دیدار کا سائل ہے جو یار اسے نظر ہے
پنہان یہ مسافر ہے عیان گرد سفر ہے
چشمک رخی انجم کی تجھے مد نظر ہے
اُس زلف کی الجھن میں سیم اجنبی کا اثر ہے
ہستی میں تماشائے عدم پیش نظر ہے
دو قطرہ خون ہیں نہ تو دل ہے نہ جگر ہے
خورشید سے بھی گرم سوا شاب قمر ہے
اک نعرہ ہو میں دو جہان زیر و زبر ہے
حاضر لیے آئینہ خورشید سحر ہے
کس نور کے بچے کے لیے خاک بسر ہے

طائر نے اسقدر زمزمہ سرائی کی تمام اہل ایمان کوہ زبرجدی متوجہ ہوئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ
نمود قدرت خداوند ہفت پیکر ہے دیکھو طائر کیا بیقرار و مضطر ہے ایسا طائر بھی کسی کی نگاہ سے نہیں گزرا
دیکھو کیا زمزمہ سرائی کر رہا ہے قدرت کی محبت کا دم بھر رہا ہے تصویر یکایک ہنسی زبرجد آگے بڑھا
کہا ای طائر حال مفصل تو بیان کر اصل کیا کیفیت ہے یہ اشعار جو تو نے پڑھے ہماری سمجھ میں نہیں آئے
تصویر نے کہا ای زبرجد اسی طائر سے پوچھو کہ مغرور کا کیا انجام ہوتا ہے طائر مثل انسان کے گویا ہوا
کہا صاحبو جو مغرور ہے عقل و فراست سے دور ہے حماقت سے مجبور ہے صاف صاف بیان کرنے سے
دل ناصبور ہے چالیس برس سنجر سنجاب نے وہ عبادت کی کہ سب کو رشک ہوا قدرت نے وعدہ فرمایا تھا
کہ تجکو بعد ایک سال کے طرہ پیغمبری ملیگا چنانچہ اوروں کو ملا لیکن اُسکے دماغ میں غرور سمایا تھا سالار
قدرت کو سمجھانے گیا تھا ایک لفظ میں مردود درگاہ خداوندی ہوا قدرت نے اُسکے غرور کو باطل کیا
فوراً جہنم واصل کیا کوئی اُسکا غم نہ کرے قدرت نے خواب ندر کیا ہے شتاب وہ کا حال کھلیگا اسی روز
اس طلسم میں مسلمان آئینگے اپنا اپنا جاہ و جلال دکھائینگے جو کوئی غرور کریگا انہیں مسلمانوں سے
ہاتھ سے مارا جائیگا امان نہ پائیگا بہتری اسی میں ہے کہ غرور نہ کرنا تمام ہفت پیکر پرست کانپ گئے
تھرانے لگے کہتے تھے یار سنجر بن سنجاب کو جو یہ مرتبہ حاصل تھا غرور کیا بری چیز ہے کہ یوں مردود درگاہ
خداوندی ہوا وہ سپہ سالار قدرت ہے بڑا صاحب شوکت و لیاقت ہے اُسپر دست اندازی
کمال دشوار ہے سر پر فوج ہنگامہ گیر و دار ہے لشکر حمزہ طلسم میں آگئے جابجا لڑائیاں بھی شروع ہو گئی ہیں
بعض نے ملک بھی فتح کئے ہیں ان کی خبر مفصل نہیں آئی اب جب ملک اچھی طرح فتح ہونگے اُس دن خدا
قدرت کو خبر ہوگی اور وہ اپنے بندوں کو حکم دینگے عبادت کرو ایسا نہ ہو غضب میں مبتلا ہوں سب رستم
بیقرار ہے ہی کہ طائر نے ایک چیخ ماری بیقرار ہوا اسی وقت تصویر بھی خاموش ہوئی بیان صاف عرض کی
لاتے لاتے اُس ساحر کو قتل کر کے شاہین پر جا پڑے شاہین نے بہت سحر کیے کچھ مجبور میں
نہ ہوئی خبر ہفت پیکر کا نام لیکر گالیاں دینے لگا اور سخت و سست کہنے لگا کہ کیا خدمت
بجوا ہے اب اس مقام پر بجا ہی رہ نہیں کرتا ہے نقد پر پھوٹی ایسے وقت میں قدرت نے مجھے
آنکھ پھیری ہم کو سادہ ہنگا میں مر کے ان جائیں یہ کہتا ہوا صاحبقران عالیشان پر جا پہنچا اُنکی
ہاتھ تلوار کے مارے صاحبقران نے جو روک کر ہاتھ مارا شاہین بلند پرواز کے سر پر پڑا
اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے جتنے ساحر تھے سب مارے گئے آخر فوج والے شکست فاش کھا کر بھاگے
تو دست بستہ حاضر خدمت ہوئے صاحبقران نے سب کی خطا معاف کی نقیع فیروزی
بجائے لیکن چالاک بن عمرو جس وقت سے شاہین بلند پرواز واصل جہنم ہوا صحرا میں پھا جا
بیقرار و مضطر دوڑا دوڑا پھرتا ہے بیٹے کہ پھر یاں بھر رہی ہیں کہ ہائے چالاک کیا غضب ہوا
ملکہ حیرت جادو کا کہیں پتہ نہیں ملتا کیا کروں جیسے سحر سے غائب ہوئی تھیں وہ بھی نا کام
اب بھی پتہ نہیں ملتا اس حال پر ملال میں روتا پیٹتا قریب ایک درہ کوہ کے پہونچا کہ یکایک
کراہنے کی آواز کان میں آئی یہ آواز دردناک تھی کہ ای فلک کج رفتار دا ای گردون غدار یہ کیا کج روی
میرے ساتھ کی ہیش و راحت نے تجسے منہ پھیرا فوج غم و الم نے گھیرا عجب وقت انقلاب تھا

عالم کی مصیبتوں نے ہمارا ساتھ دیا عیش وعشرت نے ہمارا دامن چھوڑا بلاؤن کا نزول ہوا کاشکے
طائر روح قفس جسم خاکی سے پھڑک کر نکل جائے دل آرام پائے اب زندگی ناگوار ہے اس تردد مین
قریب کوہ کے پہونچا درہ کوہ سے صدا ہچکیان لینے کی آئی چالاک صدا ہچکیون کی سنکر اندر
درہ کوہ کے آیا نگاہ پڑی کہ آرام دل عاشقان معشوق خوش گو ملکہ حیرت جادو اک قفس آہنی
مین بہ ہزبان ہین سوزن بیہوش قفس مین پڑی ہین چالاک کا قلب بھر آگیا کلیجہ منہ کو آگیا جست کر کے
اپنے کو قریب قفس پہونچایا اپنے ہاتھ ٹوٹنے کا خیال نہ کیا قفس کو اُتارا جب قفل کاٹنے لگا تو ملکہ
حیرت نے آنکھ کھولی اپنے عاشق صادق کو دیکھا کہ سوہن سے قفل کاٹ رہا ہے ملکہ حیرت نے
دل مین خیال کیا کہ یہ ہر مقام پر مصیبت ہی مین کام آیا حیران تھی کہ اس بلندی سے قفس کیونکر
اُتارا ہر چند کہ ناز معشوقانہ مانع تھا کہ کلام نہ کرون لیکن دریاے محبت نے چالاک کے جوش مارا
کہا اے چالاک تو نے بڑا کام کیا اس مقام پر تو ہی پہونچا دوسرے کا یہ کام نہ تھا چالاک نے عرض کی
لاکہ جان میری نثار ہو ایسی ہی مجال تھی کہ نہ آتا جس وقت سے آپ غائب ہوئین مین نے تمام صحرا
چھان ڈالا اس پہاڑ کے قریب کئی مرتبہ آیا مگر آپ کو نہ پایا نہین معلوم یہ کیا باعث تھا چالاک نے
قفس کہولا زبان سے سوزن نکالا ملکہ حیرت جادو نے فرمایا یہان پر کیونکر ملتا سحر اُسکا حائل تھا شاید
وہ مارا گیا چالاک نے کہا مین وقت پر صاحبقران عالیشان آگئے اور کئی ساحر بڑے بڑے وغیرہ کے
سپاہ ہفت پیکر نے بھیجے مگر خدا صاحبقران زمان کو سلامت رکھے سب واصل جہنم ہوئے جب شاہین
[illegible] اُسی وقت مین نے چالیس شاگرد روانہ کیے خود بھی جستجو مین نکلا شکر ہے کہ اس مقام پر پہونچا
کوہ زبر [illegible] کو بخیر وعافیت پایا صاحبقران عالیشان آپ کے واسطے بیتاب و بیقرار ہین ملکہ
دبتا تھا [illegible] ملکہ مخمور و ملکہ مہ جبین آٹھ پہر یہی کہتی ہین کہ چالاک تنے بڑی جانبازی کی مگر مقام
حسرت ہے کہ اب ملکہ حیرت جادو کو نہین تلاش کرتے شاہین بلند پرواز نے کہین قید کر کے
[illegible] ملکہ بہار و مخمور و مہ جبین وغیرہ افسوس کرتی تھین کہ اگر ہم سب سحر سے تائب نہ ہوتے
تو اُسکو تنکے چنوا کرا رتے مگر افسوس ہے کہ ہم بیکار ہوئے آٹھ پہر یہی ذکر رہتا تھا چالاک بن عمرو
نے باتین کرتے کرتے شیشی عطر کی تو بڑے سے نکالی کہا ملکہ عالم یہ عطر کیا عمدہ ہے ذرا سونگھیے
ملکہ حیرت جادو نے کہا ہا تو مجکو دھوکا نہ دو تم لوگون کی عیاری سے مین بخوبی آگاہ ہو گئی ہون
آخر مجکو بیہوش کرنے سے کیا فائدہ ہے چالاک بن عمرو نے عرض کی اے ملکہ عالم آرزو یہ تھی کہ آپ کا
پشتارہ باندھ کر لیجاؤن ملکہ حیرت جادو نے فرمایا مین چلی آؤنگی تم چلو ابھی تو مین نے سحر سے توبہ نہین
کی ہے یہ سنکر چالاک درہ کوہ سے نکلا ملکہ حیرت جادو بلند ہوئین چالاک بن عمرو نے سر اُٹھا کر
دیکھا کہ ملکہ حیرت جادو نے ابر مروارید تیار کیا طاؤس زرین بال پر بصد شان و شوکت سوار ہوئین
ابر مروارید ہی چلا چالاک یہ تماشا دیکھتا ہوا چلا آتا ہے ابر مروارید کس لطف سے جاتا ہے
چالاک بن عمرو ہزار جان سے نثار ہو رہا ہے اس فتح کی لشکر اسلام مین بڑی خوشی حاصل ہوئی
لشکر اسلام مین آج کے دن بڑی دھوم دھام ہے ہر مقام پر جشن ہو رہا ہے شاہزادے و شاہزادیان
کام کرتی پھرتی ہین ملکہ بہار جادو بھاری جوڑا پہنے ہوئے ملکہ مہ جبین دروازے پر لازمونکو کھانا پہونچا رہی ہین

نگاہ جو پڑی دیکھا ابر مروارید ی آتا ہے خوش ہو گئیں کنیزوں سے کہا خبر صاحب آتی ہیں مخمور سے جو یہ خبر
سنا واسطے استقبال کے دوڑیں آج تک ملکہ مخمور اپنے گھر ملازم ملکہ حیرت جاتی تھیں واسطے استقبال
کے زمین کو اپنے شوق ہوا دیکھا ملکہ حیرت جادو تخت زرین بادل پر سوار بڑی رعنائی سے آتی ہیں پہنچیں
ملکہ بہار بھی بڑھ گئیں ہر چند کہ ملکہ بہار کا بڑا مرتبہ ہے مگر اپنی بہن کے استقبال کے واسطے بڑھیں ملکہ
حیرت جادو آ کے پہنچیں بہار و مخمور نے اُن کے قدم لیا سب حال پوچھا ملکہ حیرت نے سب کیفیت بیان
کی کہ اس قید سے نجات چالاک ہی نے دلائی جو کچھ تم کہو ہم قبول کریں آوارگی کی اب دل میں طاقت
نہیں رہی اُسی وقت صاحبقران بھی بارگاہ سے نکل آئے چالاک بھی ساتھ سر جھکائے ہوئے کھڑے
ہیں صاحبقران کو دیکھ کر سب پہنچے ملکہ حیرت نے جھک کے سلام کیا امیر نے جھپٹ کے حیرت جادو
کو گلے سے لگا لیا فرمایا اے ملکہ عالم تمہاری خرابی پہ سب نے سرگردانی کی سب حالات جبھی سنے
بڑا افسوس ہوا اب شکوہ نہ مناسب ہے اگر انتظام ہوشربا و چالاک کو اپنی غلامی میں قبول کرو حیرت جادو
نے شرم سے سر جھکا لیا ملکہ بہار نے بڑھ کر عرض کی جیسا ارشاد فیض بنیاد ہوا اُسی طرح یہ بجا لائیں گی
چالاک نے اُنکے ساتھ بڑی جانبازی کی ہر مقام پہ اپنی جان دینے کا قصد کیا اسی مقام پہ وہ نہیں
رکا اب انکو حکم شہنشاہ کیا عذر ہے صاحبقران نے فرمایا اے ملکہ بہار اب تم سے بہتر کون، انکا عزیز نہیں
ہے تمہارے کی جانب کہتے ہیں اور چالاک ہمارا فرزند ہے جیسا ہمارے فرزند ہو کوئی جدا ہو اس وقت
میں چالاک بھی مبتلا ہو تو ہم بیٹے چالاک کی رہائی کی تدبیر کرتے یہ خیال نہ کرنا کہ یہ عیار ہے خدا
نے اسکو مثل فرزندوں کے پرورش کیا جو تمہارا حکم ہوگا ہم آنکھوں سے بجا لائیں گے اب ملکہ حیرت تم
اپنے ملک کو گراں نہ کرنا ملکہ حیرت جادو قدموں سے صاحبقران کے لپٹ کے رونے لگیں عرض کی
میں حضور کو اپنا پیر و مرشد جانتی ہوں جو سرگردانی تقدیر میں لکھی ہوئی تھی وہ ہوئی آپ بھی مجبور ہیں
بھی اچار صاحبقران نے ایسے کلمات فرمائے کہ ملکہ حیرت کو بہت تسکین ہوئی ملکہ بہار حیرت
کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ میں آئیں ملکہ مہ جبین نے تعظیم کی ملکہ حیرت جادو کو پہلو میں جگہ دی جشن کی
لشکر میں ہو رہی [illegible] ملکہ بہار نے بڑی دھوم سے مانگا واسطے چالاک کے روانہ کیا میاں
چالاک مانگا لیکر بارگاہ سلیمانی میں حاضر ہوئے صاحبقران نسان کو نذر دی جب بادشاہ کو بھی
نذر دے چکا تو بادشاہ نے فرمایا اے چالاک تم نے بڑا کام کیا جب [illegible] یہ بات مشہور ہوئی کہ
چالاک حیرت جادو پر عاشق ہیں تو لوگ ہنستے تھے کہ کیا چالاک کی حیرت ملکہ کا رہنا باقی
کیا کہ شادی کر کے چھوڑا اسی وقت طائفے حاضر ہوئے میاں چالاک بادشاہ کے پہلو میں آ کے
بیٹھے ایک نازنین مہ جبین نے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

اگر تیری کمر ہی مجھے جستجو ہے
کمر کا تیرے مضمون کا ایک مو ہی
گرانا نہ ہرگز نہیں جان دو دوگا
نظر سے نشان سنگ بھی مثل بو ہی
نہیں ہوں مخاطب نہ تو ہی مخاطب

دہن بھی نشان بھی گفتگو ہی
یہ اندھے ہیں جو کہتے ہیں ہم ہی ہم ہیں
[illegible] زاہد مری آرزو ہی
کیا پانی پانی ترے قد نے ایسا
رہی میں وہی تو نہ میں ہوں نہ تو ہی

جو ہیں موشگافی اُنکی یہ گفتگو ہی
جو [illegible] ہوں روشن تو پھر تو ہی تو ہی
[illegible] ہوا ایسا کہ [illegible]
کہ سرو لب آبجو آپ جو ہی
مجھے ہوش آیا تو کیا جوش آیا

مراد صاحبقران یہ ہی کہ ملکہ حیرت کو ملال نہو وہ شاہزادی والا قدر ہی چالاک کو بدل و جان قبول
کرے بیان شہنشاہ لاچین و بلقیس ثانی و ملکہ مہار و مخمور انتظام مین مصروف ہین سب سے زیادہ
ملکہ مہار محفل کو آراستہ کرتی پھرتی ہین محفل آراستہ بزم پیراستہ شہنشاہ لاچین و ملکہ مہار دربارگاہ
پر کھڑے ہین جب قصر مین ملکہ حیرت جادو ہنا کنیزون نے چلمنین ڈالنے کے انتظام کیا ملکہ حیرت جادو
نے کہا تھا کہ برات ہم بھی دیکھینگے کنیزون نے چلمنون سے دکھائی ملکہ حیرت نے بچشم دیکھا صاحبقران زمان
چالاک کو گود مین لیے بیٹھے ہین باغ باغ ہوگئین دل سے کہتی ہین کہ صاحبقران بڑے جوہر شناس ہین مگر
ہماری تقدیر مین آوارگی تھی کہ ایسے قدردان سے جدا ہے جیسے قریب بارگاہ سلیمانی پہونچے مہار نے جھک
طشت مین پانی بھرا ہاتھی کے پیٹ کے نیچے پھینکدیا کہ ہمیشہ دولہا پانی بھرے کنیزین ٹوٹکے کررہی ہین ڈومنیونکے
گانے کی آواز طبلے کھنچے ہوے فرد وہ طبلون کی آواز نہ انکی صدا وہ گانا کہ اچھا بنا لاڈلا دولہا امیر چالاک
گولنگیا اترے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے نوشاہ برابر گذرے ہین کہ اسی انتظام ہین صاحبقران نے ارشاد نہین
فرمایا صحبت مین بیٹھے رہے منظور یہ ہی کہ کسی طرح کی دلشکنی نہو حکم ہوا قاضی صاحب کو لاؤ چوبدار دوڑے خواجہ
بزرگ امید بنے ہوے بیٹھے ہین چوبدار نے اگر کہا قاضی صاحب چلیے قاضی صاحب ایک عبا پہنے دھاتا باندھے
ہوے کنٹھا ہاتھ مین لیے قرأت درود پڑھتے ہوے قریب بارگاہ سلیمانی پہونچے حکم ہوا گانا موقوف کرو اب
قاضی صاحب آتے ہین رنڈیان باہر نکالی گئین ساز سب بند کیے گئے قاضی صاحب اندر آئے صاحبقران
نے فرمایا قاضی صاحب پہلے اٹھ جائیے جاکے پوچھیے مہتر چالاک فرزند صاحبقران ای ملکہ عالم
قبول ہی تین ملک واسطے پان کھانے کے دیے وہ صرف پاندان کو رہے اور اقلیم ہوشربا کی حکومت بطور
عطیہ سرکار ہی قاضی صاحب اندر پہونچے مسند نشین محو ہین قریب محلہ عروسی آئے پکار کے پوچھا اسوقت
ملکہ مہار حیرت کو گود مین لیے بیٹھی ہین قاضی صاحب نے پکار کے پوچھا بڑی دیر مین ہرن کی آواز آئی
قاضی صاحب چکنے مہار نے بڑھکر پوچھا جناب قاضی صاحب ذرا ٹھہر جائیے کیون جناب صاحبقران
نے کیا مرحمت فرمایا دیکھا ملکہ مہار سد دریا ہے جواہر مین غوطہ مارے ہوے ہی قاضی صاحب نے مہار سے
ہاتھ ملایا کہا ای ملکہ عالم صاحبقران زمان نے اقلیم ہوشربا بطور سلطنت مقرر فرمائی اور تین ملک
واسطے پان کھانے کے دیے مہار خوشی خوشی چلین قاضی صاحب باہر نکلگئے مہار نے بعد تھوڑی دیر کے
جو ہاتھون کو دیکھا پانچ انگوٹھیان کہہ ہوگئین حیران ہین کہ کسکو کہون آخر پاس ملکہ حیرت کے بیٹھین اب
قاضی صاحب محفل مین آئے چالاک سے متوجہ ہوکر فرمایا ملکہ حیرت دختر بلند اختر حیات جادو تین ملک
واسطے پان کھانے کے اور اقلیم ہوشربا بطور سلطنت ای چالاک منظور ہی یہ سنکر قریب تھا کہ چالاک کے
بند قبا ٹوٹ جائین خوشی کے مارے پھول گیا سر جھکا کر کہا قبول کیا قاضی صاحب عقد پڑھا دولہے کے
کشتیان جواہرات کی لین صاحبقران دیکھتے ہین کہ سب عیار موجود ہین مہتر قران تک حاضر ہین مگر
خواجہ عمرو نہین ہین قاضی صاحب کو دیکھا کہ دامن پھیلائے ہوے سامنے عیارون کے کھڑے ہین
فرمارہے ہین کہ بھائیو تمہارے بھائی کی شادی ہی ہمنے عقد پڑھایا کچھ دلواؤ امیر نے ہاتھ پکڑلیا کہا او
ساربانزادے خواجہ بزرگ امید کو جال کرنے دیجیے تو خرچ کریگا عمرو نے کہا خدا آپ کو سلامت
رکھے آپ نے وہ پرورش فرمائی ہی کہ جسکو بیان نہین کرسکتے یہ کہکر ہاتھ چھڑا کے بھاگے صاحبقران سے

اُسکے دلپر داغ ہوگا فرزند کو وکادو شنا کرینگے عمرو نے کہا حضور یہ گیا مین غفلت تو حقیقت مین ہوئی مگر مین تلاش
کر دونگا مین شادی مین رنج ہوا اس بدنصیب کی شادی ہوئی ہماری نامرادی ہوئی تاج سر آتے گیا
اب سب عیارانکے جمع ہوے اپنے اپنے طور پہ کہنے لگے چالاک نے کہا مین ابھی پتہ لگاؤنگا یہ کہکر باہر آے
عیاری سے آراستہ ہوا ملکہ حیرت کے پاس آیا رخصت ہوا ملکہ حیرت نے کہا اے چالاک اگر چلے تو تم
وہان جاؤ جسے اپنے عہد دولت مین سنا تھا درمیان سیم بابہ کوہ پرابابب قلعہ ہے کہ قلعہ زہادیہ اسکا لقب
ہے سرداب جادو اسکا حاکم ہے وہ بھی ہفت پیکر کا خواجگراس ہے چھپا ہی ہو کہ اُسنے ایک قلعہ آباد کرایا ہے
اسکا قلعہ شاطران نام ہے سرداب جادو نے وہ قلعہ شاطرون کو دیدیا ہے اُسکا اصل بھی وہی رنگ
پاسنے مین ہر ایک کے ساتھ ایک عیار ہے ہر عیار کو یہی دعویٰ ہے کہ میرا مثل نہین قنطور تیز رو
اسکا عیار ہے شاید اُسنے یہ فکر کی ہو لیا وجہ کہ شاید اُسنے خوشی ہو کہ ایسے ایسے ساحر مارے گئے
شروع اُسکے خلاف ہوا ہوگا شاید اُسی نے قنطور کو بھیجا ہو ایک زمانے مین سرداب جادو ہمارے ملک
پر بھی آیا تھا ہم سمجھے کہ میرے پاس پہونچا کچھ حال راز و نیاز کہہ رہا ہے تھے مگر قنطور اُسکے ساتھ
تھا سو جیسے یہ حال تھے کہدیا مین تمہارے ساتھ ہو شہر جاؤنگی اگر فرصت ہوئی اُسطرف آنا چالاک
یہ سنکر بہت سو یا کہا اے ملکہ عالم یہ معتمد سا لیا واقع ہوا کہ شبکو بیتاب جو دل واسطے آفت کے نامدار
کے بہت بیتاب ہے مین پہلے قلعہ زہادیہ مین جاتا ہون ملکہ حیرت نے کہا یہ خیال رکھنا کہ اپنے کو
عیارون سے بچانا قنطور سب کا استاد ہے چالاک باہر نکلا برق فرنگی سے ملاقات ہوئی چالاک
نے حال قلعہ زہادیہ کا برق سے بیان کیا برق نے کہا خلیفہ کچھ عجب نہین کہ وہان شر اُسکے چالاک
برق ساتھ چلے خواجہ ایک جانب روانہ ہوے اور بھی عیار چلے یا تو لشکر مین سب کو خوشی تھی یکبیک جسنے سنی
پریشان ہوگیا ہر ایک کا یہی قول ہے کہ بڑا کوئی دشمن زبردست تھا ایسے وقت مین آیا کہ سب غافل تھے
بادشاہ مجاہ بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے دلگیرون پہ بہم لگا ہوشی کہدے ملکہ علشاہ ولوزرا الدہر
وغیرہ جملہ فرزندان صاحبقران کے خالی پڑے ہین بادشاہ کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے
فرمایا یا لعل کیا غضب کی بات ہے ہم بیٹھے رہے یہ سب شیر دلیر طلسم ہفت پیکر کے گئے اب یقین کامل
تھا کہ صاحبقران بھی اُسی طرف جائینگے ہم مین یہ شہید ہوگئی کیا اب دیکھین خالق بزرگ وار کیا دکھاوے
مگر چالاک اور برق چلے جب قلعہ زہادیہ کے قریب پہونچے دور ہی سے دیکھا دروازہ قلعے کا کھلا
ہوا ہے خلقت کی آمدورفت ہے دونون نے صورتین بدلین چالاک فقیر بنا برق فرنگی چیلے کی شکل بنکر داخل
قلعہ ہوے پھرتے ہوے جاتے ہین اب چاہتے ہین کسی مقام پر ٹھہر جاؤ تو حال دریافت کرین ایک جگہ
جاتے ہین چونکہ فقیر کی صورت بنے ہوے ہین سوال بھی کرنا ضرور ہے وہان کے لوگون کو معتقد طلسم ہفت پیکر
پایا جس سے سوال کیا آوازدی یہی خداوند ہفت پیکر کچھ فقیرون سے بھی واسطہ ہو ہوتا ہے چالاک
نے دیکھا شہر والے کچھ دیتے نہین چالاک حیران ہے کہ یہان کا کیا طریقہ ہے فقیر کو نہین دیتے اس عرصہ مین
بازار مین کھڑے تھے کہ دیکھا ایک طرف سے قنطور تیز رو سوار ہے ایک بیجہ پشت پر قنطور ہے اور
زرہ بکتر سے آراستہ جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین قنطور کو دیکھ چالاک نے اپنے ساتھ والون سے کہا
یہ فقیر عجب شخص معلوم ہوتا ہے ساتھ والون سے کہا کہ ہمارے سامنے بلاؤ ایک شاگرد نے جھکر کہا وہ ی

شاہ صاحب ذرا ادھر آئیے بہادر استاد بلاتے ہیں چالاک نے کہا بابا فقیر کا کیا کام ہے اگر کچھ دینا منظور ہو دیجیے نہ دینا ہو تو اختیار ہے فقیر کا تو یہی قول ہے جب فقیر جیب خیر شاگرد نے کہا شاہ صاحب باتیں نہ بناؤ استاد کے سامنے چلو چالاک نے کہا ہم نہیں جاتے یہ اُس شاگرد نے جھٹ کمند کے بارے کہا شاہ صاحب بڑے نقیر ہے ہو حلقہ اسکے کمند چالاک کی گردن میں ذکر میں پڑے برق نے دیکھا کہ چالاک گرفتار ہوتا ہے ایک خنجر مارا کہ اُس عیار کا شکم چاک تھا پاک قنطور نے آواز دی لینا یہ جانے نہ پائیں سب عیار دوڑے اسد برق و چالاک جدھر جاتے ہیں وہ دوکاندار بھی دوکانوں سے کود پڑتے ہیں قصد کرتے ہیں کہ چالاک و برق کو پکڑ لیں دونوں نیمچے کھینچے ہیں لڑتے ہوئے جاتے ہیں جو انکے قریب آیا اُسکو مارا بھاگتے بھاگتے ایک کوچے میں دونوں پہونچے اُس کوچے کے گوشے میں ایک نخل تھا برق نے کہا اس درخت پر چڑھ چلو اس شہر میں کوئی اپنا یا دوست نہیں ہے آخر بھاگ کے کہاں جائیں یہ رائے دونوں کو پسند آئی اسی درخت پر چڑھ گئے پتوں میں چھپ کر بیٹھے عیار ڈھونڈتے ہوئے ادھر بھی آئے کسی کو نہ پایا پلٹ گئے قنطور بھی اُسی مقام پر آیا درخت کے نیچے ٹھہر رہا ساتھ والوں سے کہا یارو عمرو عیار کے شاگرد دمے میں جانتا تھا کہ یہ لوگ اب ضرور آئینگے لیکن کیا مجال کہ عیاری کریں یہ کہتے ہوئے پلٹ گئے برق و چالاک اسی طرح پتوں میں چھپے ہوئے بیٹھے رہے ناگاہ اُٹھا کے دیکھا پہلو میں اُس نخل کے ایک قصر ہے وہاں فرش بچھا ہے چالاک نے دیکھا ایک جوان نحیف و ضعیف ایک کمرے سے نکلا فرش پر آ کے بیٹھا لیکن اکیلا ہے چاروں جانب دیکھ کر رونے لگا ایک تصویر بغل سے نکالی اُس تصویر کو دیکھ دیکھ کے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اشعار

برق خرمن تھا کبھی نالہ دل ناشاد کا — حوصلہ باقی نہیں ہے آہ نہ فریاد کا
شوق نادیدہ نے کھلوایا ان آنکھوں کا حجاب — الفت گل سامنا کرواتی ہے صیاد کا
عرصہ محشر میں جاتے ہی صنم میں پڑا — اور نالے یاں ارادہ تھا مجھے فریاد کا
دیکھ مجھکو کرتے ہیں سب بالا بلند — کیا بلا ہے ہر بھی سایہ پڑ گیا شمشاد کا
قتل کرتا ہے اشارے سے تیرے عاشق کو ناز — حکم سلطان سے ہے خونریزی عمل جلاد کا
دل نہیں جلتے ہیں کی لبوں سے برگشت پا — ہیں پریشانی سے باہر ہے الف آزاد کا
نالہ دنیا تنگ کرتی ہے نہایت ہی مجھے — ہے مگر اس بیوفا کا کیا بدن فولاد کا
دوستی بھی نظر آتی نہیں محبوب سے — نازیبائی اشتہ نہیں وہاں شغل ہے بیداد کا
استعدا ہنا ہمیں دی ہے جنون کے عشق نے — وسوسہ جاتا رہا دل کو خدا کی یاد کا
قامت موزون سے قمعا گے نکل چلنے کا ہے — ناشتے نا پہنچے قد اک روز ہم شمشاد کا
دام میں لا کر کیا صیاد نے چھری اسنے حلال — باغباں بھی ہو گیا عاشق مرے صیاد کا
ضبط جوش گریہ سے کہتا ہوں اشک آنکھ میں بند — گرد میں ہوں دشمن ہوں لیکن سیل کی بنیاد کا
بار درونا افتادگان ہے آتش اس بت بے نید — دھیان اب سولی کو آیا سند آزاد کا

چالاک و برق حیران ہوئے کہ یہ کیا معرکہ ہے معلوم ہوتا ہے یہ شخص کسی پہ عاشق ہے برق نے کہا میں دریافت کرتا ہوں چالاک نے کہا ایسا نہو کچھ خرابی پڑے تو مشکل ہو برق نے کہا بیہوش کرکے الگ لاؤنگا چالاک نے کہا یہ مضائقہ نہیں برق نخل سے اُترا وہ جوان روتے روتے سو گیا تھا برق نے اُسکو جا کر بیہوش کیا

ساتھ لیے ہوئے دوکانوں پر حکم دیتا ہوا آتا ہے کہ خبردار کسی نئے آدمی سے معاملہ نہ کرنا عمرو عیار شہر میں آگیا ہے
اسی گلی میں بھی تلاش کرتا پھرتا ہوں میں ہی جانونگا سوداگر صاحب نے جو آواز سنی دوکان سے ہما جنس لی تھے
قنطور نے دور سے دیکھا پکارکے آواز دی او سوداگر ٹھہر جا سوداگر جا کے گلی میں غائب ہوا قنطور نے کہا
یہ رو یہ سوداگر وہی ساربان زادہ تھا چار جانب چابک بچے دوڑے چالاک و برق دیکھا کیے جب قنطور
اور طرف گیا چالاک و برق مکان کا پتہ پوچھ چکے تھے اُس مکان کے سامنے آئے دور سے دیکھا کئی سو
ساحر بیٹھے ہیں چالاک و برق آپس میں صلاح کرتے ہیں چالاک نے کہا میں جاتا ہوں برق نے کہا خلیفہ
تامل کرو تماشا دیکھو میں ابھی سب کو بیہوش کیے لاتا ہوں چالاک نے کہا دیکھو بھائی برق تمنے بھی ہمارے
ساتھ باتیں فسادی نکالیں تم کنارے رہو میں جاتا ہوں برق کنارے ہوا چالاک رنگ و روغن
عیاری کا نکال کے ایک کلوار کی صورت بنکر تیار ہوا ایک گھڑا شراب کا لیے ہوئے لہرے گاتا ہوا چلا ساحروں نے
جو کلوار کو آتے ہوئے دیکھا آپس میں کہا یارو شراب اس سے چھینو ایک جادوگر بڑھا لپکا کے آواز دی میاں
جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ کلوار نے گھڑا شراب کا رکھدیا پڑا گانے لگا آپ ہی گاتے گاتے لہرائے گا ساحر
گھڑا لیکر بھاگا آپس میں شراب تقسیم ہوئی ہلا پلی کے سب ساحر بیہوش ہوئے اب برق بھی چالاک کے
پاس آیا کہا خلیفہ صاحب ماشاءاللہ کیا کہنا دونوں کے دونوں قید خانے میں گھسے قیدخانے میں جاکر
دیکھا شہزادیاں بیڑیاں کٹی ہوئی پڑی ہیں اور دہنہ نقب کا لگا ہے اب تو چالاک و برق دونوں بہت
گھبرائے کہ یہ کیا ماجرا ہوا دہنہ نقب کا لگا تھا انہیں کو بڑے دو سے سہرے پر جاکے نکلے ایک
بنیے کی دوکان بھاگا کسیکی حیران ہوکے چلے دیکھا کہ قنطور تیز دوڑا آتا ہے یہ دونوں ایک گوشے میں
چھپ گئے قنطور آیا اُسنے دیکھا سب جادوگر بیہوش پڑے ہیں گھبرا کے قنطور دوڑا جادوگروں کو
ہوشیار کیا اندر قید خانے کے آیا اُسنے صاحبقران کو نہ پایا گھبرا گیا یہ کہتا ہوا نکلا کہ دیکھو یارو میں کہتا
تھا کہ ساربان زادہ شہر میں آگیا وہی حمزہ کو لیگیا لیکن اتنا جانتا ہوں کہ شہر سے نکلنے نہ پائے ہونگے
جلد دروازے پر شہر کے حکم پہونچا کہ کوئی غیر نہ جانے پائے کہتا ہوا سب کو ہوشیار کرکے چلا گیا مگر
برق و چالاک اب وہاں سے یہ ارادہ کرکے کہ چھپ کر پاس استقلان کے چلیں شاید اُسکو معلوم ہو
میاں استقلان انتظار کر رہا ہے یا دمشوق میں غمزدہ بیٹھا ہے سینہ بھر رہا ہے اور کہتا ہے کہ دیکھیے
ب معشوق پریچہرہ سے وصل ہو

نظم

مہر یا سندی سے نہیں اس بت خودکام کے ہاتھ | دست آویز ہے خون کی گلی یار کے ہاتھ
بندگی کی یہ تمنا ہے کہ بکی ہے سدا میں | بکتے ہیں گوریوں کے دل خریدار کے ہاتھ
نیم جان دل ہے طلبگار سکوں کے خنجر | آبرو اپنی ہے اب ابروے خمدار کے ہاتھ
حق خدمت میں نہیں کوئی کمی کی ہمنے | جانفشانی کا اب انصاف ہے سرکار کے ہاتھ
پاؤں کو اُنکے چھوا میں نے تو جھنجھلا کے | کاٹے جاتے ہیں ترا ایسے ہی لغزش کے ہاتھ
نہیں پہونچا ہوئے اشارہ [illegible] | عشقبازوں کو بتاتے ہیں یہ تلوار کے ہاتھ
درد سا محبوب ستمگار نہیں اُسکے لیے | بیچتے سر کو جدا [illegible] کے ہاتھ
[illegible] دکھایا کریں ہر ایک کو آپ | قدر اس قدر کی نہیں جو ہے دو چار کے ہاتھ

تو نے ای کیسہ حسن لبون سے عناب
کام جسکا ہو اُسی سے ہی تعلق رکھتا
وعدہ وصل کی شادی سے فنا دم ہو وہ
نہ جلائے نہ تو گاڑے کوئی جملو آتش

ضعف رکھے جو نہ باندھے تب حیا کے ہاتھ
پاؤن کی طرح سے زیبا نہیں فتراک کے ہاتھ
قتل کرتا تو پر اپنے نہ ضیغم مارے ہاتھ
مردہ اپنا نہ پڑے کا فر و دیندار کے ہاتھ

چالاک و برق گھر پر استقلان کے آئے استقلان نے حال پوچھا دونون نے سب کیفیت بیان کی کہ صبا حیتون قید خانے سے غائب ہو گئے استقلان کے ہوش اُڑ گئے کہا ای چالاک و برق یہ کیا غضب ہوا اپنے نہین تماشا کہ کیا مہر گُذار دیکھے اب تقدیر کیا دکھاتی ہے دونون عیار بھی پریشان ہوئے اب اُن دونون عیارون نے یہ دستور کیا دن کو تو بیابان بسر کرتے ہین رات کو باہر تلاش کرنے نکلتے ہین گلی کوچہ چھانتے ہین کہین پتہ نہین ملتا سرداب جادو نے قنطور تیز رو سے تاکید کی ہو کہ ای قنطور جسطرح ہو سکے تلاش کرکے لاؤ کہ صبا حیتون کو کون چرا کے لیگیا ہی قنطور بھی ڈھونڈھتا پھرتا ہی قضا کار ایک دن چالاک ڈھونڈھنے کو نکلا تھی کانے دیکھا ڈھنڈھورا پھرتا ہی کہ کل دامادشاہ کشتی لڑینگے جسکو تماشا دیکھنا ہو تماشا دیکھے چالاک یہ خبر سنکر مکان مین استقلان کے آیا تمام کیفیت بیان کی استقلان نے کہا شاداب قلندر ایک پہلوان ہی کہ اپنے زور مین مثل نہین رکھتا شاہ کی دختر بلند اختر جو ملکہ مہوش شیرین کلام اُس سے پہلوان منسوب ہی ہر سال بہر کے آکے کشتی لڑتا ہی تمام شہر جمع ہوتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ وہی زمانہ ہی یہان سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہی اُس قلعے کو زبردستی سے لیا ہی شاہ پر دباؤ ڈالتا ہی کہ ہم پہلوان و ہم ساحر ہی اسی قصبے مین پہلوانون کو زیر کرتا ہی وہی آ گیا چالاک و برق چپ ہو رہے کہا ہم بھی تماشا دیکھنے جاینگے دوسرے دن چالاک و برق بصورت سپاہی پھر رہے ہین قنطور تیز رو سے ڈرتے ہین کہ ایسا نہو دیکھ کے پہچان لے ایک گوشے مین کھڑے ہین قنطور تماشا دیکھ رہا ہی شاداب قلندر کیا دیکھتا ہی کہ ایک گرد اُڑی شاداب قلندر رنگین چہرہ سوار و پیدہ پہلوان پشت پر اور ایک پہلوان دربر حمائل عزت مثال زنجیرون سے کمرین باندھے ہوئے ساتھ کمندے لے چلے آتے ہین بڑے زور و شور سے وہ پہلوان لگ پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی پہلوان بھی سب اُسکے ساتھ تھے آکے اُترے بارگاہین استادہ ہو گئین اُسی میدان مین اکھاڑہ کھدنے لگا تیاری ہو رہی ہی ایک فیل مست زنجیر مین بندھا ہوا دروازے پر بارگاہ کے باندھا گیا چالاک و برق نے کسی سے پوچھا کہ یہ ہاتھی کیسا ہی لوگون نے کہا کہ اول اکھاڑے مین آکے آواز دیگا کہ کوئی ایسا پہلوان ہی کہ مجھسے مقابلہ کرے جب کوئی جواب نہ دیگا تب اس فیل مست کو کہا کہ سے مین گلوانگا اس فیل سے لڑیگا اور لڑ کے چیر کر پھینک دیگا چالاک و برق چپ ہو رہے یہ دونون ادھر اُدھر ٹہل رہے ہین کہ رنگین کی قدرتی عزا گاہ دیکھا کہ سرداب جادو تاج پہنے ہوئے اُس خیمے مین آیا جہان وہ پہلوان اُترا ہوا تھا ضرور نے استقبال بھی کیا سرداب جادو آکے بیٹھا شاداب پہلوان نے کہا ای شاہ ہمارے مقدمے مین اب کیا منظور ہی کئی سال ہوئے وعدہ کرتے چلے آتے ہین سرداب نے جواب دیا ابکی دفعہ تم خالی نہ جاؤ گے ہمنے انتظام کیا ہی ضرور شادی کردینگے مگر ملکہ عالم ابھی انکار فرماتی ہین باغ مین تشریف رکھتی ہین شب کو مین نے بلوایا تھا مین نے جو ذکر کیا تو فرمایا کہ شاداب سے کہو کہ اس سال اور تامل کرے شاداب نے غصے مین آکے جواب دیا

پریزادوں نے منہ اپنا چھپایا مارے غیرت کے
ارے سوچو ذرا کیا حسن ہے اولاد آدم کا

ازل سے جو کہ باہم ہیں جدا ہوتے ہیں دنیا میں
دلیل اسپر جدا ہونا ہے یاں طفلان توام کا

حماقت ہے غرور جاہ اہل فقر کے آگے
یہ تاج و تخت ہے سد کردہ ابراہیم ادہم کا

سخاوت جسکو کہتے ہیں کمائی ہے زمانے میں
بخیلوں کی یہ دولت رکھیا ہے نام حاتم کا

مری آنکھوں میں پڑ جائیں نہ کیونکر اسقدر حلقے
تصور رات دن رہتا ہے محبوب زلف پر خم کا

میں ایسا پاکدامن ہوں یقین ہوگی یہ مردوں کی
بجائے سبزہ تربت پہ اگیگا نخل مریم کا

تماشائے جہاں ہم دیکھتے ہیں کنج عزلت میں
ہمارے بوریے کا نقش خط ہے ساغر جم کا

گذر ناگاہ جو میرا ہوا شہر خموشاں میں
عجب نقشہ نظر آیا وہاں شاہان عالم کا

کہیں آئینہ دارا و سکندر کا شکستہ تھا
کسی جانب پڑا تھا کاسہ سر خاک میں جم کا

صاحبقران کا ملکہ نے دامن پکڑلیا صاحبقران نے فرمایا اے ملکۂ عالم کیوں اپنے کو غم کا پتلہ بناتی ہو جہاں
ہما سو ہزار آدمی ہونگے ایک گوشے میں جاکے ہم بھی تماشا دیکھ لینگے تھوڑے عرصے میں آتے ہیں وہاں
دوست دشمن سے کیا کام مصنف عرض کرتا ہے کہ حقیر نے اس مقدمے کو تحریر نہیں کیا اب یہاں اطلاع
عرض کرتا ہوں جب صاحبقران کو قنطور جہلے لایا قریب قلعے کے آکے اسنے شاہ کو عرضی لکھی کہ میں قید
صاحبقران کو لیکر آیا ہوں شاہ نے کچھ سوار و پیدل بھیجے آنا ہے پر امیر کو سوار لیا اسطرح قید کو لیکر آیا جبکہ
صاحبقران جو شہر میں پڑا ہوا کہ قید داماد شیروان کی آتی ہے ملکہ نے بھی خبر سنی ایک مکان سے آکر پہلے
صاحبقران کو دیکھا دیکھکر مائل ہوئیں قنطور نے صاحبقران کو لاکے قید خانے میں قید کیا ملکہ نے
حال اپنا تباہ کیا اسکا ذکر کیا ہے ہلال تیغ باری قنطور کا شاگرد ہے قید خانے میں نقب دیکر نکال لایا جب ملکہ
نے صاحبقران کو بہت آمادہ پایا کہ کسی طرح نہیں رکتے تو ہلال تیغ باسے کہا کہ تم بھی ذرا ساتھ جاؤ
بخیر و خوبی پہونچا کر لے آنا بہت احسان ہوگا ہلال بھی ساتھ ہوا برق و چالاک بھی ہمراہ ہیں لیکن بصورت
مبدل یہ بھی عرض کر چکا ہوں کہ خواجہ عمرو بھی اس قلعے میں آئے ہوئے ہیں کل مقام پر قنطور نے بھاگ تا
کسی بھاگ کے نکلنے نہیں لڑے بھڑے ایک ویرانے میں رات کو سو رہتے ہیں عمرو نے جو بات کو
یہ ہنگامہ سنا کہ صبح کو شاداب فیلدر کشتی کا نمونہ دکھائیگا بصورت مبدل اکھاڑے پر آکے شہر سے
دل کو یقین ہے کہ آج ضرور صاحبقران سے ملاقات ہوگی صاحبقران میاں سے چلے ڈھاٹا باندھ لیا
ہوا نے کو مخفی کرکے اس مجمع میں آگے پہونچے دیکھا ہزاروں آدمی جمع ہیں عاشق تن چلے آتے ہیں
ایک بلندی پر تخت سرداب جادو بچھا ہے سرداب کو آج تردد بہ غرض دربار سے فکر کرتی منظور نہیں
کرتی اور شاداب جو زبان سے کہتا ہے وہی کرتا ہے دیکھیے بعد انتظام کشتی کیا گفتگو ہو کہ ڈھول بجنے کی
آواز آئی دیکھا سب نے کہ شاداب فیلدر لنگوٹ باندھے ہوئے بارہ ہزار پہلوان پشت پر آگے آگے
شاداب فیلدر مٹی بازو پر چھڑکی ہوئی ڈھول بجتا ہوا چند ملازم اسکے فیل مست کی زنجیر تھامے ہوئے
وہ فیل مست کہ صورت اسکی دیکھکر خوف آتا ہے چاروں کھمبیاں ٹپکتا ہے دانتوں پر چڑھے فولاد
کے چڑھے ہوئے اس سطوت و شور سے آگے پہونچا مغرور نے بادشاہ کو سلام بھی نہ کیا آنکھ ملاکے
کہا آج آپ کو ہمارا وعدہ وفا کرنا ہوگا سامان ہمارا سب تیار ہے فقط آپکے حکم کی دیر ہے بادشاہ

[illegible]

اب ہفت پیکر والون کی شامت آئی بڑے بڑے ساحر چلے آتے ہین بادشاہ قنطور ہے باقی مین ناعرف
صاحبقران جو لے دوڑے ستے چالیس قدم پیدل سکر لے بقوت تمام کہ مارا دونون ٹکڑے شاداب کے
آشنائے ہو ہوئے چاہا کہ تا قائمہ کردن حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہی کمر خنجر مین ہاتھ
ڈالا چنیک ہنجا حال ظاہر کرنا تھا صاحبقران کو قنطور نصیب تھا مگر جوش جرات مین منہ سے نکلا قصیدہ ؎

صاحبقران ز تصنیف مصنف	منم صاحب چتر و تیغ و علم	امیر عرب حمزہ ذی حشم
منم قاتل کافران جہان	ز تیغم فزاری الوشیروان	چو رستم بہ سنجانی پئے گیر و دار
ز گنجائے ملعون کردہ شمار	بود در باختر خانہ شد آشکار	بہ باز و شدہ فتح و نصرت نثار
گذر چون بجولانگہ قاف شد	جزائر پر از عدل و انصاف شد	زدم در رہ عفریت را در مصاف
بلند ندا ز خوف دیوان قاف	سمندون بدبخت گشتہ شکار	لمار جنگ رسیدہ زلیل و نزار
دراشب چو جا ہاو دب یافتم	سلیمان ثانی لقب یافتم	حمزہ شیر انکی کرتے رزم کیا اس

خودسر کو جیسے بلند لیے زمین پر مارا اس مغرور کے گرتے سب خوش ہو گئے ہر ایک کا یہی قول تھا
کہ شمشیر یلین کو مارا صاحبقران حسب کرکے چیاتی پر سوار ہوئے کندہ نالی و بانکے فرمایا او مغرور نشناخت
مین پروردگار کی کیا کہتا ہی جیسے صاحبقران نے کلمہ کہا شاداب قیلدر نے پکار کے ہمراہیون کو
آواز دی ارے یارو مسلمان ہی اسکو مارو جیسے مسلمان ہونے کو کہتا ہی سب پہلوان دوڑے امیر نے
بہ تعجیل ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا ایک ہاتھ ٹھوڑی پر رکھکر بلہ مارا جو زور سے گردن جھٹکا جیپک دی
خون ہوا سیلن پہلوان جو دوڑے اب امیر نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ کا لا نعرہ کیا ہاشیدائی کفاران بیاد ای
نابکاران بے وفا ہرکہ داند داند و ہرکہ نداند بشناسد منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر
عالیشان پہلوانون نے چاہا تھا کہ لپٹ جائین جنہنے جنہنے ہاتھ رکھا امیر نے اکھیڑ کے مارا سر پاش پاش
بجار ہر و ماہ صدمہ و شعلہ افروز نار حسنم ہوا بادشاہ حیران دیکھ رہا قنطور سے کہتا ہی کیون ای قنطور
حمزہ کو شاداب سے کیا دشمنی تھی قنطور عرض کرتا ہی میری عقل میں تو یہ آتا ہی کہ شاہ ما نے ملکہ کا نام سلیمان
اسی وجہ سے شاداب سے زیادہ آپ پر بادشاہ بھی قرار تھا حمزہ چونکہ بادشاہ جلیل ہی مگر شاہان عالم کا
کفیل ہی اسکو گوارا ہوا اسوجہ سے حمزہ نے شاداب کو مارا سرداب نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی وہ صاحب
عصمت و عفت کبھی باغ سے نہیں نکلتی اسکو حمزہ کیا جانے اب سرداب نے فوج کو اشارہ کیا صاحبقران
المعاشے سے لڑتے بھڑتے نکلے ایک سوار کو مارے گھوڑا لیا عمرو چالاک بھی قرہ کرکے لڑنے لگے خواجہ عمرو
نے جواپنے آقا کا یہ جلوہ دیکھا تاب نہ آئی اللہ اکبر کرکے جا پڑے چستی بالائی امیر کا کرنے لگے شاہزادہ اسقلان خوسر
بھی اس گچ مین آیا ہمراہی کئی مرتبہ قصد کیا کہ مین بھی جنگ مین شریک ہون مگر چونکہ تنہا ہی وصلہ نہ پڑا
اب پہلوانان شاداب دائیان فوج سرداب صاحبقران کو گھیرے ہوئے ہین چاہتے ہین گرفتار کرلین
خواجہ عمرو چالاک و برق مصروف جانبازی ہین کسی کو پشت پر جمنے نہ دیے جو پشت پر آیا اسکو
مار کے گرا دیا صاحبقران بھی حفاظت عیارون کی کرتے ہین کہ ایسا نہو کہ گرفتار ہو جائین قنطور تیز سیر
نے جو یہ معاملہ دیکھا بیک بچون کو ساتھ لیکر چلا چاہتا ہی کہ ان تینون عیارون کو صاحبقران سے الگ
کرون گرفتار کرون امیر بھی لڑتے ہوئے نکلے جاتے ہین یہی قصد ہی کہ اژدہا سے نکل جاؤن مگر نہ نکل

گھیرے ہوئے ہیں امیر پڑے روتے قریب ایک کوچے کے پہونچے آپ جا چھپتے ہیں کہ لڑ بھڑ کے اسی کوچے سے
نکل جائیں ہلال عیار ملکہ یہ معاملہ دیکھ کے بھاگا کر ملکہ مہنوش شیرین کلام جسوقت سے صاحبقران
گئے ہیں حیران و پریشان بیٹھی ہوئی رو رہی ہیں گھبرا گھبرا کے فرماتی ہیں ہائے کیا غضب کی بات ہے کہ خبر
صاحبقران کی نہیں معلوم ہوتی ہائے کیونکر دریافت کروں کسکو بھیجوں دم تنہا شعلہ مزاج ہیں ایسا نہو
اس سے لڑ بیٹھیں اور انہیں بچانے والا ہے ہائے کیا غضب کی بات ہے بہت لاکھ سمجھایا مگر میرا کہنا
نہ مانا افسوس صد ہزار افسوس **نظم**

شہر کی طرف کے ساتھ بُرا وقت ٹل گیا | سنتے ہیں دوران کہ میں تجھ پہ سنبھل گیا
نشانے کی راستی پہ بھی کیسا نشانہ سیل | ہر مندلی کرینگے جو نظروں سے بل گیا
دو دو خدا کے واسطے دیکھو اسکیا ہوا | کہتا ہر کوئی ہائے کلیجہ نکل گیا
کیون لائے دوست اسکو عیادت کیواسطے | دیکھا جو میرے زخم جگر کو دہل گیا
موقوف کر کا نگا بچا ہے کہاں کہاں | ای چارہ گر تمام کلیجہ ہی چھل گیا
جھوٹی تسلیوں کی توقع کہاں کٹی | جلد آئے مریض کا دم کا بھی ڈھل گیا
افسوس کر رہا ہے جو بھیجا تھا نہیں | اس حال پر نثار میں ایسا بدل گیا
توبہ کرتا ہے بلا سے جو دلیا نہیں ہر دل | زاہد کے شیشہ ہی کیون اُبل گیا
افسوس ہم جہان سے بے آرزو چلے | وہ بھی آکے خود کف افسوس مل گیا
دیکھا جو اسکو آنکھ جھپکی بجھ نہ سکا | داغ کا بھی آتشدم نہ جا کے بسمل گیا
سامان سفر کے ساتھ میں ہر وقت ای قسیم | کیا خاک اس جہان میں مرا جی بہل گیا

کہ ہلال اسکے پہونچا تمام کیفیت عرض کی ملکہ نے کہا کیون ای ہلال اب اس بلوے سے کیونکر نجات ہوگی
ہلال نے کہا خواجہ عمرو بھی لڑ رہے ہیں برق و چالاک نے بھی اپنے کو ظاہر کر دیا عجب رنگ سے جنگ
ہو رہی ہے صاحبقران اس لطف سے لڑ رہے ہیں کہ ہزاروں کافروں کو مار ڈالا ہے ہزاروں سامنے سے
ہٹنے پر تڑپ رہے ہیں ملکہ نے کہا ہے جا کر خبر لا اگر ہوسکے تو اپنے کو قریب صاحبقران کے پہونچا اور عرض
کرنا کہ ای شہریار اگر ہوسکے تو باغ تک اپنے کو پہونچایئے یہ جنگ کب تک فوج بڑھتی جائیگی سرداب
جادوگر بھی ہیں اسلیے سرسے اپنے کو بچائیں ایسا نہو کہ دشمن گرفتار ہو جائیں ہلال چلا اسوقت آکے پہونچا
دیکھا قطورشہ حسب الحکم لڑتے لڑتے حلقہ اسے کمند کا نے خواجہ عمرو برق و چالاک الگ ہوگئے صاحبقران
نے ایک سرکو بچا کے چند تیر مارے کافر پیچھے ہٹے صاحبقران دوسرے کوچے میں پہونچے جانتے
ہیں کہ خواجہ عمرو برق و چالاک میرے ساتھ آتے ہیں مگر عمرو و برق و چالاک ساتھ [illegible] صاحبقران
کے نہ پہونچے صاحبقران ز کوچوں میں ہو کر قریب باغ ملکہ مہنوش شیرین کلام سے پہونچے ملکہ دروازے
پہ کھڑی ہیں بے اختیار پکار اٹھیں **نظم**

ہجران کا شکوہ لب تلک آیا نہیں ہنوز | لطف وصال غیر نے پایا نہیں ہنوز
ای جذب دل وہ شوخ ستمگر ذرا کیطرف | پیغام بھیجکے بھی کوئی آیا نہیں ہنوز
جا جلد خدا کے واسطے ای موسم بہار | خاک عدو پہ پھول وہ لایا نہیں ہنوز

خواجہ عمرو نے ارادہ کیا ہے کہ قنطور کو مار کے نکل چلوں مگر خیال ہے کہ باغ تو سارا گھر گیا تلوار کھینچکر طرف
باغ کے چلے جاتے ہیں کہ باہر نکلوں ایک ہرکارہ نے خبر دی کہ جلد نکلیے حکم ہوا کہ باغ کو جلا دو اسوقت آپ
مقدمے میں حکم ہوا ہے کہ گرفتار کر لو اپنے کو بچائیے جسطرح جانپڑے نکل چلیے صاحبقران نے فرمایا خداوند
ہے وہی معبود حفاظت کریگا مگر تم بھی تیار رہو ملکہ نے اپنے کو نقاب سے آراستہ کیا تیغ ہلالی ہاتھ میں لی
یہی قصد ہے کہ جا کے جنگ کروں ملکہ دیوار باغ کی گریں برق تند نگی وجالا آگ اپنے اپنے
مقامات اُٹھے عمرو نے دور سے یہ بھی دیکھا کہ چار طرف سے ساحر آ گئے ملکہ نے کنیزوں کو
تیار کیا اپنے کو بچا رہی ہیں خواجہ عمرو قنطور سے بچ چل رہا ہے عمرو نے رستے لڑتے ایک مقام پر
کہا قنطور کا سر کاٹ لے قنطور سمجھا کہ کوئی میرے پیچھے آ گیا نہ دیکھ سکا پلک جھپکی عمرو نے حلقہ ہائے
کمند مارے وہ حلقے کمند کے گردن میں پڑے عمرو نے جھٹکا مارا قنطور گرا عمرو نے حباب مارا اب جو عمرو
نے دیکھا سب ساحر اندر باغ کے آ گئے شاگردان قنطور نے دیکھا کہ استاد بیہوش ہوئے ایسا نہ ہو کہ
سر کاٹ لے دس پانچ شاگرد آ پڑے اپنے استاد کو بچایا عمرو پلٹ پڑا حقہ ہائے آتشبازی مارے
لگی سو ساحر جلنے لگے ملکہ جو اسباب سحر لیے اُنھیں مثل برق جہندہ لڑ رہی ہیں جسپر سحر کیا اسے جلا دیا
صاحبقران نے دیکھا دیتے وہ ہے میں ایک ساحر کو مار کے گھوڑا لیا اب مرکب کو جھکا کے چلے ساحروں کو
قتل کرنے لگے اسم اعظم باآواز بلند پڑھ رہے ہیں کہ سحر تاثیر نکرے ساحر کس کس طور سے سحر کرتے
ہیں مگر صاحبقران پر سحر کسی کا تاثیر نہیں کرتا عمرو دور سے دیکھ رہا ہے کہ اب ساحروں کا بلوہ ہو گیا ہے
باپ نے جو بیٹی کو دیکھا ملکہ مادولیبو یہ دیو ساحروں کے واسطے سکھایا تھا کہ ہمارے دشمن
کو اپنے گھر میں جگہ دے اب اُسکے جسمے لڑ رہی ہے تلوار کھینچکر گستا ہوا چلا قضا سے کارندو صنوبر جادو
صنوبر جادو محل میں اپنے بیٹھی تھی کہ ایک کنیز نے آ کے خبر دی کہ حضور غضب ہو گیا مہوش شیرین
نے نہیں معلوم کیا کیا کہ آٹھ ہزار سواروں کو لیکر آپکے شوہر گئے ہیں یہ کلمہ زبان پر تھا کہ ملکہ
مہوش شیرین کلام کو قتل کریں صنوبر یہ ماجرا سنکر گھبرا گئیں طاؤس پر سوار ہو کر چلی دس پانچ
کنیزیں ساتھ ہیں اُنسے کہتی ہوئی میری یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اُس سے کیا خطا ہوئی کل کا ذکر ہے
کہ رو کے رونی مانگتی تھی بات کرتا تک نہیں جانتی ساتھ والیاں کہتی ہیں کہ حضور باعث یہ ہوا
کہ آپ کے شوہر نے کچھ بجومی ذکر کیے تھے اُنھوں نے حکم لگایا تھا کہ زوال دولت آپ کا ہاتھ سے
حمزہ عرب کے ہے اُنھوں نے صاحبقران کو بلوا منگایا قنطور تیز رو ہلال کا عیار ہے اسنے جا کے
نقب لگائی صاحبقران کو لے آیا بادشاہ نے قید کیا ملکہ نے ہلال عیار کو بھیجکر صاحبقران
کو چھڑا منگایا قنطور نے پتہ لگایا ہے اب بادشاہ لشکرکشی کر کے گئے ہیں صنوبر نے کہا اتنا اسکا کلیجہ نہیں یہ
حرکت کنیزوں نے کی ہوگی خیر سمجھا جائیگا یہ کہکر چلی اُسوقت آ کے پہونچی کہ باغ سے چند جادوگروں کو مارا
کہ سرداب ٹرک نے گرا ملکہ جیب ہو گئیں سرداب نے سحر کے زبان کو بند کیا ملکہ میں پنجہ دیکھے اُٹھا
ایک طمانچہ مارا کہا کیوں او نالائق ہمارے دشمن کو بچا لیا ہے دیکھ مہوش شیریں کلام نے ایک
چیخ ماری کہ شہریار کنیز کو بچائیے صاحبقران نے پلٹ کے دیکھا کہ مہوش کو سرداب لیے جاتا ہے
مگر بیٹھ ہو چکا ہے اسی وجہ سے امیر نے تیر نہ مارا صنوبر نے آسمان سے یہ جو معاملہ دیکھا کہ بیٹی کو سرداب

صنوبر مین چلون وہ قلعۂ ملکہ کے نزدیک سے آبادی وہان چلکر تلاش کرونی یہ سوچکر چلا میان یہ سمر کہ گذرا کہ صنوبر منوش کو لیے ہوے جاتی تھی راہ مین دیکھا ایک لشکر اترا ہوا ہی ایک بادشاہ واستادہ ہی قضاے کار سفاک تاجدار اپنے ملک سے جاتا تھا اس مقام پر اترپڑا تھا اسکی جو نگاہ پڑی کہ ایک ساحرہ ایک ماہ پیکر کو لیے جاتی ہی اسنے سحر کیا دونون زمین پر گرین سفاک منوش شیرین کلام کو دیکھکر عاشق ہوا اسی وقت قریب آیا کہا صاحبو تم کون ہو کہان جاتے ہو ملکہ صنوبر گھبراگئین کہا اے شخص ہم آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار گھربار چھوٹا فلک کجرفتار نے ہمکو رونا ہمسے تعرض نکرو ہمین نکل جانے دو سفاک نے کہا اپنا حال تو بیان کرو ملکہ صنوبر نے کہا میان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ اسکو قلعۂ زہاد یہ کہتے ہین ہمارا شوہر وہان کا حاکم ہی ایک بدگمانی پر اسنے قصد کیا کہ میری بیٹی کو قتل کرے مین اسکو لے بھاگی میان سے تین کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اسکو قلعۂ صنوبر کہتے ہین مین اپنی بیٹی کو وہان لیے جاتی ہون تمنے ناحق روکا سفاک نے ہاتھ باندھکر کہا اے ملکۂ عالم مین غلامی کرونگا اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کرو ملکہ صنوبر نے سر جھکا لیا کہا اے شخص ایسی بات زبان سے نکال یہ غیر ممکن ہی سفاک برہم ہوا کہا اے ملکہ صنوبر اگر یہ بات نمانوگی تو مین تمکو جانے نہ دونگا یہ کہکر ملازمون کو آواز دی ملازم آکے حاضر ہوے کہا ان دونون کو قید کرو ایک قفس مین ملکہ صنوبر کو ایک قفس مین منوش شیرین کلام کو بند کیا ملکہ منوش کا تڑپنا پھڑکنا پکار کے کہا اے مادر مہربان اب اپنی تو یہ کیفیت ہی بقول شاعر

نظم

ہجر جانان سے زوال کاستہ بینا ہو گیا
مشکل مرنا ہو گیا دشوار جینا ہو گیا

جو پری پیکر نظر آیا وہ ہے نند کا ملیح
ہر قدم گویا سلیمان کا نگینا ہو گیا

کیون نہوا لیسا وہ جانشنۂ مرسا تھا
تا فلک مریخ ہوا کوکب ہی زینا ہو گیا

وادی دل ہی تجلی گاہ جانان نات دن
ان دنون سینہ ہمارا طور سینا ہو گیا

سال بھر سے مصحف روے صنم دیکھا نہین
وہ رجب کیا اس رجب کا بھی مہینا ہو گیا

پارل شمشیر ابرو اس قدر ہی آبدار
تیغ پہ قلت سے ہر جوہر پسینا ہو گیا

کون ہے اس ماہ کا جو گرم نظارہ نہین
چشمۂ خورشید بھی اب چشم بینا ہو گیا

خاک کا آب ہی فصل بہاری مین شراب
شیشۂ ساعت بھی مہر کا آبگینا ہو گیا

گر گئے طلین زمین مین دیکھکر وہ ساتی مد
تھا کف گل مین جو زر گویا دفینا ہو گیا

جس طرح مسدوم ہوتے ہین ستارے صبح دم
حسد پیری مین مرا خالی خزینا ہو گیا

ہر تو جانان ہے میرے کالبد مین جا سے روح
آئینے کی پشت گویا اپنا سینا ہو گیا

رنگ پان سے منہ سونا جیسے کندن ہے گال
جب دل تشبیہ ہی سونے پہ مینا ہو گیا

فرقت ساقی مین ایسے چھنگے ہم پارسا
کر خاطرسے خیال جام و مینا ہو گیا

ہی تصور مین جو محبوب ہلبی رات دن
کعبۂ دل صاف اے ناسخ مدینا ہو گیا

دونون شہزادیون کی بیقراری و اشکباری سفاک دیدہم کنیزون کو بھیجتا ہی کہ جاکے ہمارے واسطے راضی کرو کنیزین آتی ہین سمجھاتی ہوئی لپٹ جاتی ہین آکے سفاک سے عرض کرتی ہین حضور وہ کسی طرح نہین مانتی ہین سفاک کیسا جھلاتا ہی کہتا ہی کہ کیا سبب ہی کہ ہمکو نہین قبول کرتی ایک کنیز نے عرض کی طریقے سے

معلوم ہوتا ہی کہ وہ شہزادی کسی پر عاشق ہی ملکہ صنوبر کسی طرح راضی نہین ہوتی مگر وہ تو استقدر بدمزاج ہی
بات نہین کرنے دیتی بگڑ گئی ہی گو کہتی ہی مجھے قتل کرین لیکن قنطورہ جو چلا تھا پھرتا پھراتا اسی طرف
آیا لشکر جلا اترے ہوے دیکھا لوگون سے پوچھا لوگون نے کہا سفاک تاجدار واسطے شکار کے آیا تھا دو
شہزادیون کو گرفتار کیا ہی ایک سے طالب وصل ہی ملکہ صنوبر نام ہی مہنوش شیرین کلام دختر بند
اختر ہی دونون کو ایک خیمے مین قید کیا ہی اسی سودے مین یہان فروکش ہی قنطورہ یہ خبر وحشت اثر سنکر اپنا
بھاگا پاس سرداب کے آیا کہا اے شہریار آپ نے سنا ملکہ صنوبر بیٹی کو لیکر بھاگین لشکر سفاک مین جاکر
قید ہوئین اب وہ طالب وصل ہی سرداب یہ مضمون سنکر جلگیا اسی وقت فوج دریا موج لیکر سوار ہوا بقہر و
غضب تمام چلا کہا اے قنطورہ تم آگے جاؤ جاکے سفاک سے کہنا کہ بہتر اسی مین ہی کہ ہماری زوجہ و دختر کو
لیکر جلد حاضر ہو ورنہ آکے آگ لگا دونگا تم کیا مطلب تھا ان بیٹیان جاتی تھین قنطورہ آگے بڑھ گیا
سفاک سے آکے پیغام کہا سفاک نے بقہر و غضب جواب دیا کہ اے قنطورہ سرداب سے کہنا کہ کیا
مجھکو اپنا ملازم سمجھا ہی مہنوش پر ہماری جان جاتی ہی تجھکو مناسب ہی کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے
ساتھ کردے تو ہم بھیجدین اگر اسکے خلاف منظور ہی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر سامری و جمشید کو
اختیار ہی قنطورہ وہان سے پلٹا سرداب فوج لیکر چلا تھا قلعے سے نکل چکا تھا کہ قنطورہ آگے پہونچا سب
کیفیت بیان کی سرداب غصے مین چلا یہان سلیم تاجر نے یہ سب خبرین صاحبقران کو پہونچائین
صاحبقران بھی فورًا مسلح و مکمل ہوکے چلے اصل مطلب یہ ہی کہ صاحبقران کو یہ سنکر بہت ناگوار ہوا
کہ وہ بھیا مہنوش کا نام لیتا ہی مہنوش نام پر صاحبقران کے عاشق ہی زخم کو باندھکر صاحبقران بھی چلے
یہان ہلال نے یہ سب خبرین خواجہ عمرو و برق و چالاک کو پہونچائین اُنھون نے کہا ہمین بھی جانا چاہیے
دیکھیے وہان کیا گذرے استقلال خوشتر و بہرقت جانے ان عیارون سے رونے لگا خواجہ نے
پختہ وعدہ کیا کہ انشاءاللہ تمھاری سلطنت ملیگی یہان سفاک نے لشکر تیار کیا فوج سب ہوشیار ہی اور
کمربندی ہورہی ہی سفاک اسباب سحر لیے ہوے ٹہل رہا ہی ناگاہ کہ لشکر سرداب نمایان ہوا تو مین جانب و
یہ دن کچھ باقی ہی کہ سرداب آکے پہونچا سفاک نے جو دیکھا گھوڑے کو مہمیز کرکے میدان مین آیا اور پکارتے
پکارکے آواز دی یہ ہماری سرحد ہی یہان اترنے کا ارادہ نہ کرنا ملازمان سرداب نے نہ مانا خیمے
استادہ ہونے لگے خواجہ [illegible] سفاک نے دو چار مرتبہ آواز دی کہ خبردار یہان ٹھہرنے کا
ارادہ نہ کرو جب لوگون نے نہ مانا خیمے وغیرہ استادہ ہونے لگے اب تو سفاک کو بہت ناگوار ہوا کہ ہم
یہان اترنے کو منع کرتے ہین یہ لوگ نہین مانتے بڑھ کر پانچ چار لوٹے مارے کئی خیمے گرے کئی ہی
جادوگر ہلاک ہوے اب سرداب خود بڑھا آپس مین کھینچنے لگے تیرے اور تلوار سے کچھ مطلب نہ حاصل
ہوا سفاک نے برق چھنال سر پر سرداب کے گری سرداب کا سر زخمی ہوا آخر کار ناچار ہوکے بیٹا
ہی بھی سمجھ گیا کہ سفاک مجھسے سحر مین زیادہ ہی بل جو مقابلہ پڑگیا تو مین اسکے ہاتھ سے مارا جاؤنگا جنگل
مین جاکے لشکر اتارا سرداب جیسا کہ کے اپنا سوتا ہوا بارگاہ مین آیا کہ قنطورہ کو بھی جب قنطورہ آیا دیکھا
کہ بادشاہ بیٹھے ہوے رو رہے ہین زخمون کو باندھا ہی اسباب سحر سامنے رکھا ہی قنطورہ نے پوچھا کہ
حضور یہ کیا حال ہی مین عجب دنگ ہون سرکار لوٹا ہوا ہون پریشانی حضور کی دیکھکر بہت گھبراتا ہون سرداب

ظاہر ہو چکا کہ صاحبقران مینوش پر عاشق ہیں جلد ہم بھی ذکر کریں دیکھیں کیا رنگ ہی یہ سب بچے ہوے چلے
لشکر سفاک میں آئے دو پہر رات گئے ایک عیار کو دیکھا کہ پشت خیمہ پر نقب لگا رہا ہی چونکہ وقت شب ہی
سلیں عقل سے سمجھ گئے کہ قنطور ہوگا کہ غرب دیکھا کیے جب بشتارہ لیکے قنطور نکلا خواجہ کو یقین کامل ہوا
قنطور سردو دونوں عورتوں کو لیے جاتا ہی یہ کیا خیال یہ ہی کہ لشکر میں تعرض نہ کرو جب لشکر سے نکلیگا دیکھا
جائیگا قنطور جب لشکر سے باہر نکلا خواجہ نے پکار کے ٹوکا کہ او عیار کہاں جاتا ہی اسنے جو خواجہ عمرو
کو دیکھا ہوش اڑ گئے لیکن نیمچہ پکڑ کے پلٹ پڑا پشتارے کو لیے خواجہ سے لڑنے لگا اب جو نیمچہ چلا قنطور
نے دیکھا یہ تو بلاے سفاکی ہی ہر مرتبہ خواجہ عمرو وار ادہ کرتے ہیں کہ پشتارہ چھینلوں جیبٹ جیبٹ کے نیچے
مارتے ہیں لیکن قنطور سوشاگرد جنگل میں چھوڑ آیا تھا اور کہہ آیا تھا کہ خیال رکھنا وہ شاگرد پھرتے ہوے
جو اسطرف آئے دور سے دیکھا دو عیار لڑ رہے ہیں آواز دی تم کون ہو قنطور نے شاگردوں کی آواز سنکر کہا
یارو جلد آؤ سارہ بان نامے نے مجھکو گھیرا ہو سوشاگرد اپٹ پڑے چالاک و برق بھی خواجہ کے تعاقب میں چلے
تھے انھوں نے دور سے دیکھا کہ استاد کو سوشاگردوں نے گھیرا ہی برق و چالاک و ہلال بھی آپڑے
سوشاگردوں سے یہ چار عیار شیرانہ لڑ رہے ہیں قنطور نے پشتارہ اٹھائے شاگردوں سے کہتا ہی انھیں
روکو تو میں نکل جاؤں جب قصد کرتا ہی کہ نکلوں خواجہ جیبٹ کے سامنے آجاتے ہیں نعرہ کرتے ہیں کہ او نامرد
مردان عالم کی پاپوش کی گرد کہاں جاتا ہی میں مطلب تیرا سمجھا یہ جھگڑا ہوتا ہی یہاں سفاک ہوش میں آیا سوتا تھا
تمہارے رونے سویا ہی عالم خواب میں دیکھا ملکہ کو کوئی لیے جاتا ہی گھبرا کے اٹھا اسقدر بیقرار تھا لیکن
منا ہما طرف قید خانے کے دوڑا لیکن اسکا یہ حال ہی کہ ادھر ادھر دیکھتا ہی کلیجہ دھڑک رہا ہی یہ اشعار
پکار کے پڑھتا ہوا جاتا ہی

اشعار

اگر زنجیر کش سوے بیابان اپنی وحشت ہو
ہمارے قتل سے قاتل نہ کیوں غیروں کو عبرت ہو
سبکا ہمدست فرش غم کا کشتہ ہوں عجب کیا
دم بسمل خیال شکوہ قاتل گر آجانے
سمجھتا ہوں میں اس بیاورش کی لگاوٹ کو
ہو سر بخواب آہ نیم شب سے ذرا کہنے
جلا جاتا ہوں سوز رشک سے مانند پروانہ
صدمے نیم جاں ہو رہی رشک زنی لیا کیا
بجا ہی سبز ہونگے خاک سے میری زبان ظلم
بھلا ہیے صنم کر خاک دل سے کوئی ہو من

قربانے قیس کا ہی ایک عالم چشم حیرت ہو
ہم جو ہے ہو ہر نخل کا جیب دست حسرت ہو
جو میری ہو خاک سے تعمیر محراب عبادت ہو
نہ تم تم حشر میں دشنا انگشت ندامت ہو
قسم کھاؤ نگا گر تیرے دل میں کچھ محبت ہو
کہ سوتوں کو جگا دیتے ہو تم بھی کیا قیامت ہو
جلا دست او رلو نگر پہ مہر کی گلیم تربت ہو
نہ دیکھا حال سیہ تم بھی کتنے بے مروت ہو
دل نالاں بہا مردن جو سرگرم شکایت ہو
نہ جسکو کچھ عزت ہو نہ خاطر ہو نہ الفت ہو

دل سے لپٹا جاتا ہی کہ جاکے قدموں پر گرد لگا ابراے نہ مانا تو بجبر کرو نگا یہی قصد کرکے لگا گھبراتا ہوا دروازہ
قید خانے پر آیا دیکھا نگہبان بیٹھے ہیں کہا اسے خیر تو ہی سب نے کہا حضور خیر و عافیت ہی کچھ ہوش میں
خیمے کے اندر گیا دیکھا قفس خالی رکھے ہیں قفسوں کو خالی دیکھکر سر دے مارا نگہبانوں کو آواز دی اسے یہ دم
یہ کیسی خیر و عافیت ہی ملکہ صنوبر مینوش شیریں کلام کیا ہوئیں اب تو سب نگہبان حیران ہوے

لیکن سفاک پھر بچ گیا سوائے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑا امیر افسوس کر رہے ہیں فرماتے ہیں کبھی اس طرح نہ
چلا تھا محیط سے مقابلہ پڑ گیا اب لشکر کشی کرکے چلونگا یہ ذکر تھا کہ پیچھے سے محیط باہر آیا فکر میں ہی کہ جھٹ پٹ
صاحبقران کو گرفتار کرون عمرو نے جو محیط کو دیکھا کہا اے شہریار اسکی پیشانی تو سیاہ معلوم ہوتی ہے امیر
نے کہا خواجہ بیہودہ نہ بکو عمرو نے کہا آپ پر حال کھلیگا امیر نے کہا جو جیسی خطا کریگا ویسی سزا پائیگا یہ
ذکر تھا کہ زنگ کی آواز کان میں آئی دیکھا چالاک بن عمرو دو پشتارے پشت پر لگائے ہوئے
بھاگا ہوا چلا آتا ہے مگر جو سنا ہے نہ بیان جاؤں ایسا نہ ہو کسی مقام پر شنطور وغیرہ ملجائیں یا سفاک تعاقب
میں آئے امیر و عمرو کو جو دیکھا چالاک دوڑا امیر نے پکار کے پوچھا اے چالاک یہ پشتارے کس کے
ہیں اشارے سے بتلایا کہ صنوبر مینوش شیرین کلام کو چرا کے لایا ہوں امیر نے فرمایا بڑا کام کیا محیط سے
امیر نے فرمایا کہ ایک خیمہ خالی کرا دو اسی وقت ایک خیمہ استادہ ہوا صاحبقران نے چالاک سے کہا
چالاک نے لاکے دونوں کو رکھدیا زبان سے سوزن نکالے دونوں کو ہوشیار کیا مینوش شیرین کلام
تو آنکھ کھلتے ہی چالاک کو دعائیں دینے لگی کہا اے چالاک تمنے بڑا احسان کیا مجھکو جلادوں کے قبضے سے
نکالا خدا نے عصمت کو بچایا ماں سے کہا اے والدہ ماجدہ اُٹھیے ہم خدمت صاحبقران میں آگئے چالاک
نے بڑا احسان کیا صنوبر جو ایسی تھی ظاہر میں تو خوشی کرنے لگی مگر دل تو ناگوار کہ ہائے میرا شوہر لعین برباد ہوا
اب میں اسکو کیا منہ دکھاؤنگی یہ سوچکر خاموش ہو رہی دل میں پیچ و تاب ہے کہ کسی طور سے مینوش
کو نکال کے چلوں خدمت میں شوہر کے پہنچوں محیط نے یہ خبر سنی کہ صاحبقران جسکے مشتاق تھے عاشق
تھے اسکو عیار چرا کے لائے ہیں چند کنیزیں واسطے خدمت کے بھیجدیں فرش معقول بچھا ایک میز پر اسباب عیش کا
قرینہ سے رکھا گیا کھانا بھیجا شراب کی کشتیاں کباب کی گئیں عمرو نے طریقہ محیط کا خلاف پایا دل سے کہتا ہے کہ
صاحبقران دھوکا کھائینگے لیکن واجب و لازم ہے سمجھانا تو یہ صورت ہے لیکن سفاک بعد تھوڑی دیر کے
قیدخانے میں آیا قفس میں دونوں کو نہ پایا سر پیٹنے لگا کہا یہ بڑا غضب ہوا شیب جادو کی شکل بنکر عیار
آیا مجھکو دھوکا دیگیا یہ سوچتا ہوا بارگاہ میں آیا شیرون وزیر دنی سے سب حال بیان کیا کہا اب وزیر نے
کہا حضور آپ سرداب جادو سے دشمنی سکتے ہیں کیا مزہ ہے اب اسکو بلا لیجیے اسکے ساتھ لیکر تلاش میں چلیے
وزیر کا کہنا سفاک بجا لایا خود وزیر کو بھیجا کہ تم جاؤ سرداب سے سب حال کہنا عیاران حمزہ عیاری کرکے
ملکہ صنوبر مینوش شیرین کلام کو لیگئے تم میرے پاس آؤ میں اور تم تلاش میں چلیں وزیر پاس سرداب
کے پہونچا سب حال بیان کیا سرداب نے جو یہ خبر وحشت سنی آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہا یار دیکھو تو برباد ہوگئی
بیٹی بھی گئی اور زوجہ بھی افتاد پڑی یہ سرداب میں حیف ہوں یہ کہکر تیار ہوا شنطور بھی ساتھ ہے جب خبر ہوگی
سفاک کو کہ سرداب آتا ہے واسطے استقبال کے نکل آیا بولا صاحب کیسا بلا کیسا ہوا کہا حضور عیار مجکو
بچا ہوا کا دیکھا اب تلاش کرکے گرفتار کرونگا سرداب و سفاک نوبت نقارے بجاتے ہوئے تلاش میں
صنوبر مینوش کے چلے میاں خواجہ عمرو کو فکر ہے کہ محیط کا مکر ظاہر کروں پھرتے پھرتے محیط کے
باورچی خانے میں آئے دیکھا اسکے ملازم کھانا پکا رہے ہیں تمام کارگزار دل و جان سے مصروف ہیں مگر
اشاروں سے انکے ثابت ہوا کہ کھانے میں بیہوشی ملا رہے ہیں خواجہ عمرو خاموش ہو رہے اب آکے
صاحبقران سے عرض کی کہ آقائے نامدار ذرا باورچی خانے سے کھانا تو منگائیے ابھی آپ پر حال کھلیگا

زندگی ہی جن لب پر ہیں یہ لب دو وقت
بجا گئی کرتی وہ بات جون کی دے نہ
عوض ملک جہان ملک سخن ہی ناسخ

لوگ کثرت سے بیٹے کا کہان سے لکھتے ہیں
شکر ہے یہین کا فت نہ وہان سے رکھتے ہیں
گرنہ یا جسلہ رودن طبیع روان سے لکھتے ہیں

رقاصہ نے عرض کی حضور خیر تو ہے محیط رونے لگا کہا یاسو مین نے اس عورت کو دیکھا وہ تو شعلہ جوالہ ہی نکلی
شعلۂ حسن نے رشتۂ دل کو جلا دیا رقاصہ نے کہا یہ نام نہ لیجیے وہ دونوں مان بیٹیان سحر کرتی ہین کبھی گرفتاری
صاحبقران کی خبر سنی تھی اگر نہ بچین تو لشکر کو سونگ دیکھین جلد ہوش مین کر نہ کہو کے بیہوش کیجیے اگر سن پائیگی
کہ آپ نے صاحبقران کو پکڑ لیا ابھی بگڑ کے کہین قیامت برپا ہو جائیگی محیط نے اسی وقت میوے مین
بیہوشی ملا کے کنیزون کی معرفت وہ میوہ بھیجا کنیزون سے کہا تھا کہ صاحبقران نے بھیجا ہے کنیزون نے
لا کے میوہ حاضر کیا نام صاحبقران سے وہ میوہ تو لے لیا لیکن مہوش شیرین کلام نے کہا اے مادر مہربان
آج خود بخود دل گھبراتا ہے صاحبقران کہین نہین تشریف لائے صنوبر نے جھلا کر جواب دیا وہان مردانی صحبت
مین ہونگے تم چاہتی ہو کہ آٹھ پہر ہاتھ ہی بیٹھے رہین خواہ لشکر مین جانے کی فکر ہو یا نہ ہو ہے تمھارے سبب سے بھلا
منگا یا تھا یہ جنجال مچ گئے اب آئے لشکر پر چلنا ہو گا سب شاہزادیون سے ملاقات ہوگی صنوبر کو دلات
یہ منظور ہے کہ دھوکا دے کے پکڑ کو نکال لیجاؤن پاس اپنے شوہر کے بھیجاؤن کنیزون نے باتین کرتے کرتے
میوہ کھلا دیا میوہ کھاتے ہی چھینکین اور لڑکھڑا کے گرین بیہوش ہو گئین کنیزون نے زبان مین سوزن دیا ہاتھ
پاؤن مین ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین محیط خوشی خوشی اندر بارگاہ کے آیا کنیزون سے کہا اب انکو ہوشیار کرو
اب یہ دونون ہوشیار ہوئین اپنے کو اس حال مین پایا بے اختیار رونے لگین محیط نے کہا اے ملکہ مہوش اب
مین نے صاحبقران کو پکڑ لیا قتل کرونگا خواجہ عمرو وچالاک بھی میرے یہان قید ہین سب کو مٹا دونگا
اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاسکتے ہو اے مہوش مجھکو قبول کرو ورنہ قیامت برپا کر دونگا مہوش نے
سر دے مارا کہا ہماری تقدیر مین یہی مصیبت لکھی ہے صنوبر کے بھی ہوش اڑ گئے حیران تھی کہ مین نے کیا
سوچا تھا یہ کیا ہو گیا ملکہ نے جو کلمات سخت کہے محیط حیران و پریشان ہوتا ہوا اپنے وزیرون مشیرون مین آیا
کہا یہ دونو عورت کسی طرح نہین مانتی ہین سب نے کہا حضور آپ کی سلطنت بچی کہ اس عورت کے سبب سے
مین بڑا انتشار ہو گیا خود وہ مکر کرکے اپنے کو رہا کرا دین تو آمور ہو گیا سحر کرکے سارے لشکر کو خاک مین
ملا دینگی آپ کی سلطنت قائم رہے اس سے بہتر صورت ممکن ہے ان سب کو قتل کیجیے محیط یہ بات پسند
ساقی ہوا اسی شب کو حکم دیا ڈھنڈورا پٹوایا اشتہار چسپان ہوے تمام لشکر مین خبر ہوئی کہ کل امیر و عمرو
وچالاک وصنوبر ومہوش کو محیط قتل کریگا تیاریان ہونے لگین قضاے کار سفاک وسرداب جو
آسمین صلاح کرنے چلے تھے ایک جنگل مین انکا لشکر روکش تھا منظور نے زبانی ماہگیرون کے خبر پائی گھبرایا ہوا
خدمت مین سفاک وسرداب کے آیا کہا حضور نے کچھ سنا محیط قزاق نے امیر و عمرو وچالاک ومہوش کی
وصنوبر کو قید کیا مہمان خوری کی تیاری ہو رہی ہے دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہے سفاک وسرداب نے کہا
جلد لشکر تیار کر بھلا قزاق کی کیا حقیقت ہے ہم چلکر دبا دو لینگے یہ سب قیدی جانب سے اسکا حکم دست
یہ سب ہمارے دشمن ہین تمھین قتل وعدم قتل کا کوئی اختیار نہین ہو کرا مین دخل دیگا اگر تامل کریگا سحر کرکے سب کو
گرفتار کرینگے وہ قزاق لٹیرا ہمسے کیا لڑ سکتا ہے یہ صلاح کرکے سوار ہوے روانہ ہوی کرکے چلے

یہاں لشکر محیط میں رات بھر ہنگامہ رہا جب صبح کو میدان خونی تیار ہوا جلاد وغیرہ آگئے محیط نے ایک آرابے پر
امیر و عمرو و چالاک ایک آرابے پر مینوش و صنوبر کو سوار کرکے لے چلا میدان خونی میں پہونچا ملکہ تو حیران
حیران حیا رہا جب دیکھو ہیں امیر جو نکلا بے اختیار رونے لگیں صنوبر بھی بیقرار ہوئی لیکن محیط چونکہ
عاشق ہو چکا ہے جمال بے مثال ملکہ دلمبیل (؟) تڑپ تڑپ جاتا ہے کنیزوں سے کہتا ہے راضی کرو اگر یہ راضی ہو جائے
تو ہاتک (؟) کروں جب کنیزیں جاکر ملکہ سے کہتی ہیں ملکہ جواب دیتی ہیں اس ملعون سے کہنا کہ او حیا اگر ہماری
زبان سے سوزش نکلتا تو ان باتوں کا مزا ملتا ایک سحر میں زمین و آسمان ایک ہو جاتا درخت ہرے گرتے
طائران صحرا ہلاک کرتے شیر و چیتے صحرا سے آتے تو سب کو کھا جاتے جو تجسے ہو سکے قصور نہ کر خیال
خام و تصور نا تمام تیرے دل میں ہے مگر زبان پر نہ لا اب اگر کوئی کنیز ہم سے پیام لیگی تو ہم سر ٹکرا کے
جان دے دینگے محیط نے یہ سنا جھلا جلادوں سے اشارہ کیا ادھر استاد کرو ہم بھی جانتے ہیں کہ انکو قتل کرنا ہی ہوگا
جلاد چلے تدبیریں کرنے لگے لشکر سب محیط کا تیار ہو کر صحرا سے گرد اڑی سفاک و سرخاب مع لشکر کے
پہونچے پشت پر ساری فوج ساحروں کی دونوں سردار گھوڑوں سے کودے جھولیاں ہاتھوں میں [illegible]
آگے بڑھ کے پکارے او ملاذی او قزاق خبردار ارادہ قتل صاحبقران و چالاک و عمرو نہ کرنا مینوش و
صنوبر کو ہمیں حوالے کردے ورنہ ابھی لشکر میں آگ لگا دینگے ابھی کہو تو زمین و آسمان الٹ پلٹ کر دیں کیا
مجال تمہاری کہ ملکہ مینوش و صنوبر کو قتل کرو محیط یہ باتیں سنکر گھبرا گیا دیکھتا ہے کہ وہ دونوں آمادہ کھڑے
ہیں کہ نیا جواب سخت ملے تو ہم جا پڑیں حیران ہے کہ انکو کیسا پکار کے کہا تھوڑی وزیروں سے صلاح کر لے میں جواب
دونگا جو فرمائیگا وہ بجا لاؤنگا میں خلاف حکم سرکار کر سکتا ہوں اب تو میں سب کو قید کر چکا آپ کے سامنے
سے بھاگ کے کہاں جاؤنگا بڑے بڑے تھا ہوں نے مجھسے سرکشی کی جب میں اپنے پہاڑ پر چڑھ گیا کوئی کچھ
نہ کر سکا آپ ساحر ہیں آپ کے سامنے زمین و پہاڑ سب برابر ہیں مگر مجھکو ایک ہفتے کی مہلت ملے موافق رائے
سرکار کے عرض کرونگا سفاک و سرخاب نے کہا ملکہ مینوش و صنوبر کو ہمارے پاس بھیجدو محیط نے عرض
کی آج تو مجھے معاف کیجیے میں اسی طرح دو چار روز میں جواب باصواب دونگا سرخاب و سفاک پھر گئے
ادھر جب محیط نے سب کو قید خانے میں بھیجدیا اب مشیروں اور وزیروں سے صلاح کرتا ہے کہ کیونکر
بار رہیں کیا کروں کیونکر ان ساحروں سے جان بچے مشیروں نے عرض کی ملکہ مینوش و صنوبر کو حوالے
کر دیجیے سرخاب کو زوجہ و دختر کا بڑا قلق ہے انکار کرنا بہتر نہیں ہے صاحبقران و عمرو و چالاک کو قتل کر سکتے
ہیں مگر انکو وہ بھی قتل کر [illegible] اگر آپ ہی قتل کریں تو مناسب ہے ان تینوں کی جان کسی طرح
نہ بچے آپ کو اگلی رائے کے خلاف کرنے سے کیا فائدہ یہ خیال جو آپ کو ہے کہ مینوش کو تم لینگے میں کیوں [illegible]
ہے یہ سودا دل سے نکال ڈالیے محیط نے کہا میں کیا کروں ہر چند دل کو سمجھاتا ہوں مگر دل کسی طرح نہیں مانتا
ضد کرتا ہوں عقل نہیں

نظم

انسان کا ہے تو ہارے سوال کر بیٹھے　　بھلا حضور بھی دل کو سنبھال کر بیٹھے
ہزار بسم پریشان حال کر بیٹھے　　تمہارے واسطے اپنا جو حال کر بیٹھے
فنا وہم میں رقیبوں میں ڈال کر بیٹھے　　جو بیٹھے بزم میں تو یہ کمال کر بیٹھے
کہاں تم اور کہاں ہم [illegible] خیال نہیں　　مقابل اسکے رخ بے مثال کر بیٹھے

باتین کرتے کرتے کہا بیٹا دیکھو شاید تمہارے باپ کے بھی لشکر مین یہ خبر ہوگئی ہو بزیرہ و تار ماشادی مینوش کو ادھر دیکھنے لگی صنوبر نے سحر کیا کہ ملکہ مینوش بیہوش ہوئین صنوبر نے پنجے مین دبا یا بھاگی یہاں کا ذکر سنیئے کہ سفاک و سرداب یہ باتین کر رہے تھے کہ یکایک غل ہوا ہر کارون نے آکے خبر دی کہ صاحبقران رہا ہوگئے سفاک جادو نے گھبرا کے کہا ارے یہ تو دریافت کرو کہ ملکۂ عالم نے بھی رہائی پائی یا نہین میری تو عجب کیفیت ہے **نظم**

ہے عشق و معشوق سب مرتے ہین میرے یار پر	ذرہ کیا خورشید عشق ہے روزن دیوار پر
جب غزل کرتے ہین موزون قامت دلدار پر	تو الف لکھتے ہین جا ہے صاد ہم اشعار پر
خوف آتا ہے کسی مفقود کی خرگاہ ن سے	دشت مین پڑنے نہین دیتا قدم مین خار پر
زینۂ بام ترقی ہے بلند و پست دہر	دم مین پہونچا تا فلک عیسیٰ چڑھا جب دار پر
ہے یہ میرے ضعف کا سفر جدائی مین اثر	شام ہو اسد سوپ چڑھ سکتی نہین دیوار پر
عاق کعبہ پر لگایا ہے کسی نے آئینہ	یا جبین صاف ہے یہ ابروے خمدار پر
شب جو اُٹھی اُسنے سعے حیرت افزا نقاب	چاندنی مثل سفید ی رہگئی دیوار پر
سر برہنہ ہوگیا جوش جنون سے آفتاب	دیکھ کر تقیش کا طرہ تری دستار پر
باغبان کا کیون نہ رضوان مت مالی تردماغ	آج پھولون کا ہے طرہ یار کی دستار پر
مجھسے ردپوشی کا شکوہ سنکے بولا وہ صنم	گرتی ہے بجلی خدا کے طالب دیدار پر
دیدۂ گریان سے اشکی ہوگی تو مثل برق	کیا ہنسی آتی ہے مجکو ابر دریابار پر

سرداب نے کہا اپنی جان بچاؤ تمہارے سر پر عشق سوار ہے اگر حمزہ آگیا تو غضب ہے یہ ذکر تھا کہ سامنے سے برق چمکی دیکھا ملکہ صنوبر مینوش کو بچے مین دبائے ہوئے آکر پہنچی سفاک نہایت خوش ہوگیا سرداب نے کہا کیونکر آنے کا اتفاق ہوا صنوبر نے کہا اپنا گھر جانکر آئے ہین یہ تمہاری جو بیٹی ہوگئی تھی اُسکو بھی لائی ہون سفاک نے کہا میری بارگاہ مین چلو مین تمہین بچاؤن سرداب نے کہا ٹھہر جاؤ ورد جب سے پوچھا دختر کو یہ خوشی لائی ہو یا جبر صنوبر نے کہا سواے صاحبقران کے وہ اور کسی سے راضی نہین جس مرد کا نام اُسکے سامنے لیا جاتا ہے ہزارون باتین سناتی ہے یہان محیط بھی عاشق ہوے تھے لیکن اسنے انکار کیا مین اسکو لیا بھاگی ہون سفاک نے کہا مین راضی کر لونگا سرداب نے کہا یہان سے تو نکل چلو پھر دیکھا جائیگا مین تو تمھارے ساتھ منسوب کر چکا اب کیون گھبراتے ہو اسی طرح ملکہ کو قفس مین بند کیا علاج ٹھہری کہ سو رہو مے لا کر ہوشیار ہوگی آفت برپا کریگی یہ کہکر اسی وقت لشکر مین نقارہ کوچ لشکر تیار ہوا صنوبر نے سرداب سے سب حال بیان کیا کہا صاحب مین اتنا سمجھاے دیتی ہون کہ عشق صاحبقران جس مینوش بھوت ہے سفاک کو کبھی قبول نہ کریگی سرداب نے کہا اب تو یہان سے نکل چلو اسی وقت طرف قلعۂ زہادیے روانہ ہوے یہان صاحبقران لڑتے بھڑتے سامنے محیط کے پہونچے محیط نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے محیط کو اُٹھا لیا ہاتھ پر تول کے طرف آسمان کے پھینکا چو رنگ ہوا ظلم کیا مطربد زرین قبا بھائی محیط یہ معاملہ دیکھکر گھبرا گیا رومال سے ہاتھ باندھکر کانپتا ہوا خدمت صاحبقران مین آیا کہا میں مسلمان

حیران ہیں جس ساحر کا اشارہ کرتے ہیں وہ کہتا ہوا آپ ہی میدان میں جاتے ہم لوگ نہ جائینگے دانائے جادو
پکار رہا ہے کسی کو بھیجو یا خود میرے مقابلے میں آؤ نہیں تو میں خود آتا ہوں مہوش شیرین کلام بادل
شکستہ کہہ رہی ہے ہائے مادر مہربان تمہاری محبت نے ہمکو اس مصیبت میں ڈالا اگر یہ قلعہ پیا نیگا دیکھیے کیا
کر ڈالے کچھ نہیں ہو سکتا سر کاٹ کے میرا دیدیجیے کہ جھگڑا پاک ہو جائیگا یہ کہکر بے اختیار رونے لگی
کہا ہائے مادر مہربان تمہارے لات و منات کو خوب دیکھا اب میں اپنے خدائے نادیدہ سے فریاد کرتی
ہوں یہ کہکر پکار اٹھی اے رب کارساز اے خالق دنیا نازی والی غریبان حامی دستگیر بیکسان میں نے اپنا
زیر دامن صاحبقران چھپایا ہے میری آبرو بچالے یہ الفاظ پورے زبان سے ادا ہونے پائے تھے
کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا صاحبقران پشت مرکب پر ساتھ بہادروں تنہا ساتھ ہیں خواجہ عمرو
رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے بڑے نعرہ و شور سے آکے پہونچے صاحبقران نے دیکھا فوجیں ساحر لاشیں
سیدھی کھڑی رہی ہیں اور ایک جادوگر بے نام جانا ہے کہ اہل اسلام رہا ہے پکارتا ہے کسی کو بھیجو لیکن آ جیسے دلاور
کوئی نہیں نکلتا امیر نے فرمایا خواجہ عمرو ذرا دریافت تو کرو کہ یہ کیا معرکہ ہے یہ ساحر کس کو پکارتا ہے یہ
لاشیں کسکی پڑی ہیں خواجہ عمرو گئے تھوڑی دیر میں پلٹ کر آئے عرض کی شہنشاہ خاص ستمگر ایک ساحر
زبردست ہے آئی کا یہ وزیر ہے جو میدان میں کھڑا للکار رہا ہے اور کل کیفیت لفظا لفظا صاحبقران سے
بیان کی بیان ابھی ختم نہ کیا تھا سہرداب سے نکلا وہ بھی دانائے جادو کے ہاتھ سے مارا گیا دانائے جادو
نے پھر مبارزت آواز دی مارے ان اسیروں کو کیا سمجھتا ہے کسی ایسے کو بھیج کہ مزا شجاعت کا سمجھے اب تو
صاحبقران کو تاب نہ باقی رہی عمرو نے دیکھا کہ چہرہ اقدس گلنار ہو اور کہ مرکب کیا آواز دی او نامردان
دو چار ساحروں کے مارنے سے اسقدر آپ سے باہر ہوا ہم تیرے مقابلے میں آتے ہیں سنبھل سنبھلنے ملکہ
مہوش نے جو آواز صاحبقران کی سنی کہا ہاے مادر مہربان خود صاحبقران آ پہونچے اب ساحروں کا سلام
ہوگا میاں سفاک کیا جواب دینگے ہم لوگ خدا کا شکر صاحبقران میں پہونچا دو اب تامل نہ کرو ملکہ
صنوبر نے کہا بیٹا دیکھو تو کیا ہوتا ہے صاحبقران سامنے دانائے جادو کے پہونچے دانائے جادو
سنکر وار امیر نے اسم اعظم پڑھ کر پھونک کے زمین پر گرادیا نامسبت جھلایا کہا اے شخص تو نے بھی کچھ سحر
حاصل کیا ہے کسی بڑے مرد کا نوشتہ ہوا ہے یہ کہکر ماش کے دانے پھینکے صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہیں
چلے آتے ہیں سحر تاثیر نہیں کرتا امیر بڑھکر پہونچے نیزہ مارا دانائے جادو نے سحر کر کے سینہ سپر کر دیا
نیزہ سینے پر ہوا پشت کو توڑ کے پار نکلا دانائے جادو مارا گیا اسکا بھائی بینائے جادو آیا اسنے
بھی صاحبقران پر سحر پڑھے ہنس کر کے امیر نے اسکو تلوار سے مارا اسی طرح تیرہ جادوگر نکلے صاحبقران
کے ہاتھ سے مارے گئے شام کو شنگل نے طبل بازگشت بجوایا یہ کہکر بیٹا کہ آج تو نہیں معلوم سیہ سے
جاہ ملعون کو کیا ہو گیا اب کی دفعہ سمجھونگا جلاکے سب کو خاک تمام کر دونگا میرے ہاتھ سے بچکر
کہاں جائے گا دم بھر میں گرفتار کر کے قتل کر ڈالونگا کوئی دخل نہ دیگا ادھر لشکر فوج کہتے ہیں نہیں
معلوم آج کیا مصرعہ تھا کہ آپ کے ساحروں کا سحر تاثیر نہ ہوا تھا کی موت مارے گئے ادھر سفاک
سہرداب نے مہوش شیرین کلام بیتاب و بیقرار ماں سے کہتی ہیں ہائے مادر مہربان تم نے ہمارا
کہنا نہ کیا افسوس انکے قلب پر کیا صدمہ ہوگا افسوس ہم انکے پاس نہ پہونچے یارو دل کی کیفیت بہ نظم

رات دن رہتا ہی پامال عدم کا اشتیاق — کوئی سبب نامہ بر تپسد طائر بسمل نہین
گر شبیہ اُس طفل کی بجاے ہر نقش بر سنگ — ہی مصور تیری صناعی کو کچھ مشکل نہین
سبزۂ خطکی اُسی سے آب ایک دن ہوگی نمود — تخم ریحان ہی غدر یار پہ یہ تل نہین
کسکا نالہ ہی نہین ہی جسمین خون یاد جبر سی — کون وہ سینہ ہی جس لیلی کا جو محمل نہین
غرق دریاے شہادت ایک عالم ہوگیا — ناسخ آب تیغ قاتل کا کہین ساحل نہین

ہرچند تشکل چنچا چیتا ملکہ نے کوئی جواب نہ دیا طرف لشکر صاحبقران کے چلین قضاے کار صاحبقران زمان اپنی بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ عمرو نے آکے خبر دی کہ مین نے مینوش کو رہا کردیا صاحبقران بہ اندکدر بیٹھے سے باہوش ہوکے باہر نکل آئے دیکھا ملکہ مینوش لڑتی بھڑتی آکے پہنچین صاحبقران کا ایسا خوف ساحرون کو تھا سفاک نے ہرچند کہا سرداب نے کہا نامناسب نہین ہی حمزہ خود صاحب اسم اعظم ہی کئی جادوگر صاحبقران کے ہاتھ سے مارے گئے تشکل خارشکن بھی دیکھتا رہگیا اسکا بھی حوصلہ نہ پڑا یہان ملکہ مینوش داخل بارگاہ صاحبقران ہوئین سفاک و سرداب کو سبب رنج ہوا آپس مین صلاح مین کر رہے ہین سفاک محل مین آیا دیکھا صنوبر پڑی ہی پوچھا صاحب یہ کیا ہوا صنوبر نے تمام کیفیت بیان کی کہ عمرو عیار کے پہونچا اُسنے آکے یہ نشتر چبھا کیا جب دو چل مین نے روکا ہے ایسا تھوڑی سحر سکھاتا تھا کہ وہ کسی سے رہنے نہ دیتی ایسا اُسنے سحر کیا کہ سر میرا زخمی ہوگیا وہ لڑتی بھڑتی نکل گئی اب کہو کیا کیا جائیگا سرداب نے قنطور کو بلایا تمام کیفیت بیان کی کہا دیکھا تمنے اے قنطور کوئی تدبیر ایسی کر کہ ملکہ مینوش گرفتار ہو سفاک سے مین نے سیل کرلیا یہ مین جانتا تھا کہ مینوش قبول نہ کریگی وہ تو حمزہ کے نام پر جان دیتی ہے قنطور نے کہا آپ نہ گھبرایئے مین گرفتار کرلاؤنگا یہ کہکر باہر نکلا باضابطہ عیاری سے آراستہ ہوکے چلا ایک بڑھیا کی شکل بنا ہوا لشکر صاحبقران مین آیا پھرتا پھرتا قریب بارگاہ صاحبقران پہونچا لشکر صاحبقران مین بڑی خوشی ہی ہر مقام پر یہی ذکر ہو رہا ہی کہ اب لڑائیان پڑینگی تشکل فساد برپا کریگا ہرچند کہ تشکل کا بھی چھوٹا بھائی ہی لیکن ہوش محبت مینوش مین طبل جنگی بجوا دیا اور کسی کی مجال نہین کہ ایسے ساحرون کے مقابلے مین تاقم بے ہرکارون نے آکے صاحبقران کو خبر دی کہ تشکل نے طبل جنگی بجوایا ہی سفاک و سرداب بھی آمادۂ حرب و پیکار ہین صاحبقران نے یہ خبر سنکر فرمایا ہمارے لشکر مین بھی نقیب ابندی کہدے طبل جنگی بجے اُسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی تیاریان ہونے لگین سرداب و سفاک نے بھی طبل جنگی بجوا دیا پہر رات تک دربار صاحبقران رہا پہر رات گئے صاحبقران نے دربار برخاست کیا ملکہ مینوش شہزادی کلا ایک خیمہ سنہری کو ملا قنطور کا حال عرض کرچکا ہون کہ قنطور فکر مین ملکہ مینوش کے پھرتا ہی دو پہر رات تک قابو نہ پایا دیکھا نگہبان بہت ہوشیار مین پھرتے ہین کچھ حاضرباش و نظر داش صبا دیتے ہین قنطور قریب بارگاہ جاتا ہی پھر پلٹ آتا ہی قضاے کار تشکل نے طبل جنگی تو بجوادیا تھا تھوڑی رات گئے اپنی بارگاہ سے نکلا دور سے گھوڑا ہوا ملکہ مینوش کے خیمہ کو دیکھا اور ہر مرتبہ تصدق کرتا ہی کہ خیمے پر ملکہ مینوش کے جا پڑون قنطور بھی دیکھ رہا ہی ہر مرتبہ تصدق کرتا ہی کہ زدرا نگہبان غافل ہون تو مین جاؤن اگر تشکل بیقراری مین یہ اشعار پڑھتا ہی

اشعار

چین دنیا مین زمین سے تا فلک دم بھر نہین — داغ ہین یہ گل نہین ناسور ہین اختر نہین

شیر سے تا شربت مرگ ایک سی تلخی ہے یاں
عمر لگ کھانے دہن انسان حیران پیدا ہوا

ہوں وہ دریا جس میں ہے اک عرش اعظم پر حباب
ہلتی اک بہر حسد اک حباب پیدا ہوا

یہ دہن ہے تنگ اُس کا جو ذرا لگتے ہیں
سب لگے کہنے یہ لڑکا بے دہان پیدا ہوا

رشک ہے میرے سخن پر خلق ہوتی ہے ہلاک
حیف دنیا میں نہ کیوں میں بے زبان پیدا ہوا

وصل کی شب غل موذن نے مچایا قبل صبح
کیا خروس بے محل بے وقت اذان پیدا ہوا

دادی ہستی میں آتے ہی عدم کی راہ لی
ساتھ اپنے توسن عمر روان پیدا ہوا

بیگنہ کرتا ہے اے ناسخ ہزاروں کے وخون
دوسرا دنیا میں اب چنگیز خان پیدا ہوا

آزار خوش ہو گیا عمرو سے کہا اجی حضور نے کیا سنا بیچانے کی بھی مجکو دیجیے سا قیگری کرون کسی کو باقی نہ چھوڑون مگر حضور رنجیدہ • کیون ہین آزار اور رنگ نشین ایسا عمرو کے گانے پر مبہوت تھا لگی مینا نے کی نکال کے دیدی خواجہ عمرو مخانے مین پہونچے سب شراب کو خراب کیا پکار کے آواز دی آج ہم ساقی ہین کوئی باقی نہ رہے وہ نشہ ہوگا کہ پردے آنکھوں سے اُٹھ جاینگے عجب تماشے نظر آئینگے قدردان تعریف کرینگے شراب کا نام سنکر سب دوڑے کسی نے گلابی کسی نے کنٹل کسی نے پیالہ اُٹھا لیا ہے پیکر آئے سب ملکر پینے لگے ہنگامہ گرم ہوا میان خواجہ نے جو جلسہ کلان دیکھا تین سو گلابیان مملو از شراب جلسے مین لائے آزار اور رنگ نشین ونداسے کہ رہا ہے دیکھو صاحب کس سلیقے سے شراب لایا ہے اگر دو صد سالہ ہو تو رال ٹپک پڑے عمرو نے گلابیان شراب کی لا کے محفل مین رکھین اول چند اشعار پڑھے کہ محفل مین رنگ بندھا اب عمرو نے جام شراب لبریز کیا آزار تعریفین کر رہا ہے خواجہ نے جام شراب سر پر رکھا اب اسوقت محفل مین شور بلند ہے کہ اے بینوا کیا کہنا ہے خواجہ دربار آزار پہنچے چار جام دون کہ دربار کا پر ہلڑ ہوا آواز رنگ کی آئی در را اطراف دیکھنے لگے آزار اور رنگ نشین نے کہا ہمارے متر دالا گہر عیار زنگی شب خواب تیز رو آئے ہین عمرو بھی جام لیے ہوے رک گیا کہ ایک عیار طرار خنجر گذار حسب دخیز کرتا ہوا دربار مین آیا باہر کا حال دیکھ کر آیا ہے کہ جو پیتی پینے اسامین جل پڑتی ہے پینے بیہوش پڑے مین کچھ لوگ نشے نے جوش مین برہنہ دوڑتے پھرتے ہین اب جو اندر آیا دیکھا کہ ایک شخص جام شراب آزار اور رنگ نشین کو پلایا چاہتا ہے شب خواب نے آواز دی اے شہریار ابھی جام نہ نوش فرمایئے گا مین نے آجتک صورت نہین دیکھی ذکر سنا ہے کہ عیار حمزہ کا جلابے روزگار ہے کیا عجب ہے کہ یہ وہی عیار ہے یہ کہتا ہوا قریب عمرو کے آیا کہا اے بینوا خوب رنگ جمایا مگر یہ جام بادشاہ نے تمکو بخشا ہے تم پی جاؤ عمرو نے کہا متر صاحب مقام ادب ہے کہ یہ جام نام بادشاہ کے قرار پایا ہے مجکو مناسب نہین ہے کہ اسکو نوش کرین شب خواب نے کہا بس اسی مین تمہاری جان بخشی ہے کہ جام پی جاؤ ورنہ بری طرح پیش آؤنگا خواجہ چاہتے ہین کہ لگا • بھیرے تو مین مانع بیہوشی جام مین ملا کے پیون شب خواب نے کہا او مکار مین مطلب دلی تیرا سمجھ گیا یہ کہکر قصد کیا کہ عمرو پر دست انداز ہون عمرو نے وہی جام منہ پر عیار کے پھینک مارا اور بچا گے عیار کے چوٹ دل کی مگر شاگردون کو آواز دی پاپوا اسکو لینا یہ جانے نہ پائے شاگرد پیچھے خواجہ کے دوڑے عمرو دوڑتا ہوا صبح سے کلان سے بر لشکر کے پہونچا تھا کہ شب خواب کا نعرہ ہوا جب جنگل مین آئے عمرو نے دیکھا عیار اکیلا چلا آتا ہے جب تو خواجہ یہ کہکے تم نے مجکو حقیر سمجھا ہے اب ہاں بس مین پہونچے لگا

سلطنت نوشیروان کشا یا لقا ایسے سرکش کرینگا باب فی احوال طلسم نور افشان فتح ہوا اور وہ ساحر باسم
کہ جسکا نسل بکشن نہ تھا بادشاہ ہو چکا تھا کہ عمرو کا کہنا مانو خطا اسکی معاف کردن عمرو ملازمی کررہا ہی قضا کار
ستمبر برق فرنگی جو ٹہلتا ہوا آتا تھا پھرتا پھرتا اس قطعے میں آیا کہ اپنا خواجہ عمرو آئے تھے پڑ ہیے گئے
فقیر بنا ہوا دربار کا دربان مہتاب نامی خلیفہ شب خواب کا دروازے پر کھڑا تھا برق نے اشارہ سے
بلایا مہتاب نے پوچھا کیوں شاہ صاحب کیا ہی برق نے کہا ایک فقیر بیابان جنگل میں بیٹھا ہی اسکے پاس
ذرا اسبر کا ہی ہم تم چلکے چھین لیں مہتاب ساتھ ہوا جب ایک نخل کے سائے میں پہونچا برق نے کہا
وہ دیکھو چاندی کی بنڈا ہی مہتاب ادھر دیکھنا برق نے حلقے کمند کے مارے حباب مارکے بیہوش کیا اسکو
کنوے میں ڈالدیا مہتاب کی شکل بنکر بارگاہ میں آیا دیکھا استاد بیٹھے ہیں آزار اور رنگ نشین سے باتین
کررہے ہیں بادشاہ تو رونق ہوتا ہی عیار رنگ سنا ہے ہی برق نے قریب آکے کہا استاد ذرا باہر چلیے میں
کچھ عرض کرونگا اور عیار بھی آئے ہیں شب خواب نے بادشاہ سے کہا میں تو ایک کام کو جاتا ہوں ابھی
حاضر ہوتا ہوں اس مکار کو جلد قتل کیجیے مہتاب نے کہا استاد ابھی پلٹکر آتے ہیں ہم اپنے ہاتھ سے اس
ساربان زادے کو قتل کرینگے یہ کہکر دونوں باہر چلے برق باتون میں لگاتا ہوا باہر لایا کہا استاد عمرو کا
بیٹا چالاک آیا ہی ضرور عیاری کریگا ایک نخل کے سائے میں بیٹھا ہی لہنگا پہنے ساری چلکر ہم آپ گرفتار
کرینگے شب خواب ساتھ ساتھ چلا آتا ہی باتین کرتے برق اسکو ایک نخل کی آڑ میں لایا کہا دیکھیے وہ سامنے
چالاک بیٹھا ہی جیسے ہی شب خواب نے منہ پھیرا برق نے حلقے کمند کے گلے میں ڈالے بیحباب مارکر
بیہوش کیا کنارے ڈالکر آپ شب خواب کی شکل بنا ہنستا ہوا چلا راہ میں جو شاگرد ملے اُنسے کہا چالاک
کا میں نے پاؤن کاٹ دیا عیاری کرنے آئے تھے ہیں تک نشتر کا کون علاج کرے آپ ہی تڑپ تڑپ کے
مرجائیگا شاگرد ساتھ ساتھ ہیں شب خواب اندر آیا خواجہ آزار سے کہ رہے ہیں کہ حضور کو ملک ہفت پیکر
کا بادشاہ کرونگا میاں ہفت پیکر کو قتل کر ڈالونگا میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی آزار کہتا ہی خواجہ
وہ جادو گری حرت کا خداوند ہی اُسکا مارنا جانا دشوار ہی عمرو نے کہا تو دیکھیے میں نے جا کے شمش کو
دو باتوں میں مار ڈالا آزار کہتا ہی خواجہ تنہا بڑا ساحر ہی مسلم نیرنگ رشید وہ بخوبی ماہر ہی ساری
جہان میں خیال اپنا ہی ہر جادو کا طریقہ بتاتا ہی جب اُس ملک میں چلوگے تب حال کھلیگا عمرو نے
کہا آپ دیکھا کیجیے سبھی آپ کرتا شا دیکھو دن چند منٹ میں بہتر صورتین تبدیل کردون یہ باتین
سنتے ہی شب خواب نقلی آگے پہونچا عرض کی حضور یہ کیا کہتا ہی آزار اور رنگ نشین نے کہا اے
شب خواب حقیقت میں عمرو اسی لایق ہی ندا اسکو تعویذ باندھا ہی یہ کہکر حکم دیدیا کہ عمرو کو جلد
رہا کیجیے بادشاہ نے سرانا یا خواجہ عمرو اُٹھے لیکن حیران ہین کہ یہی عیار میرے قتل کرنے میں
کد و کشش کرتا تھا اسنے کیون رہا کرایا نگاہ جو ہوئی خوش ہوگئے دل میں کہتے ہیں میرا صبوحیا آگیا
اب عیاری میں ہڑیگی خوش ہوکے سامنے شاہ کے کھڑے ہوے آنکھ سے آنکھ ملائی گنگنانے لگے
یہ غزل گائی

غزل

سرمیں چشم سے کیون تہہ نظر کرتا ہی
سب وہ حیرت زدہ حیرت پہ نظر کرتا ہی

اب مرا نالہ ترے دل میں اثر کرتا ہی
[illegible] صد گلہ آئینہ گھر کرتا ہی

اب پیغام ملا ہمزہ [illegible] شکستیں باندھ کر لا رہا ہے بڑے حمزہ نے نقد باندھے ہیں اب سب حال کھل گیا بادولت کے
بیٹے پرسی کے [illegible] لشکر کشی نہیں کی ہے لیکن اسی وقت سوار ہوا ساٹھ ہزار سواران جنگی ہمراہ لیے منزل در منزل
چلا فتنگل کو آگے ہرکاروں نے خبر دی کہ قتال زرین کمر آ پہونچا فتنگل نے سرداروں کو واسطے استقبال کے
بھیجا نوبت نقارے [illegible] صاحبقران کو بھی خبر ہوئی بارگاہ سے نکل آئے قتال کا تن و توش دیکھ کر حیران ہو گئے
قتال دیکھنا صاحبقران کو دلخستہ ہوا داخل بارگاہ فتنگل ہوا فتنگل بڑی خاطر سے پیش آیا دن بھر گذرا شام کو طبل جنگی
بجا صاحبقران نے بھی طبل جنگی بجوایا سفاک و سرداب نے بھی طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاریاں ہوئیں صبح کو
قتال بڑے زور و شور سے میدان کارزار میں آیا جب نقیب نقابت کر چکے سب کو امید قوی ہے کہ قتال
صاحبقران پر غالب آئیگا قتال نے گینڈا نکالا فتنگل سے اجازت لی میدان میں آکے سلسلہ شوری کرنے لگا
ارادہ ہے کہ صاحبقران کو [illegible] کے گذار دی ہے ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہے کہ شاہزادہ سکندر رو
ضیغم ظاہر ہو چکے صاحبقران کے ساتھ ہیں اب جو دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش تخت پر
نقابدار گلگون پوش [illegible] سپہ سالاری لشکر پر بڑے زور و شور سے آکے پہونچے سکندر رو نے ایرج
سے کہا ای والد نامدار طریقے سے ثابت ہے بلکہ یقین کامل ہے کہ شاہزادہ سرو سہی قد مہران جوان بخت
ہوں جیسے ہی لشکر آ کے ٹھہرے گلگون پوش گھوڑے کو بڑھا کے چلا میدان میں آکے قتال سے لگا ور چلی
گلگون پوش غالب رہا اب نیزہ قتال سے چل رہا ہے دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں گلگون پوش نے نیزہ
قتال کا نکالا قتال مثل ببر کے گرجا پکارا او جوان گلگون پوش تو نے غضب کیا نیزہ میرا نکالا یک بیک تیغہ
کھینچا اور حال سر من کا چھوڑا تیغہ مثل برق کے چمکتا ہوا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا گلگون پوش نے گھوڑا
بڑھایا منظور یہ ہے کہ زیر بغل تا کے لپیٹ پڑوں وہاں پرورش خانہ تھا گھوڑے نے سکندری لگائی گردا
سپر کا ہٹا تلوار سر پر پڑی سر گلگون پوش کا زخمی ہوا قتال نے چاہا سر کاٹ لوں نقابدار بادلہ پوش جو تخت
تھا بیقرار ہوکے گھوڑے پر سوار ہوا فوراً کیا اور قابو پر [illegible] دست بدست ہاتھ نہ اٹھانا میں تیرے مقابلے کو
آتا ہوں یہ کہکر اتنی جلدی آیا گلگون پوش کو بادلہ پوش نے ہٹایا بیچ میں آپڑا سینہ سپر کر دیا قتال نے
ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر کاٹا تھا اسکا [illegible] سے ہاتھ نکال کے تیغہ ہلالی کو چمکایا خبردار خبردار
کہکر ہاتھ مارا صاف ثابت تھا کہ برق سیاہ پر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے قتال کا سر زخمی ہوا دستانہ
مارا بھوچ تا کے نکلا گینڈے کی گردن پر پڑا گردن گینڈے کی قلم ہوئی گینڈا چرخ کھا کے گرا قتال
ایک جانب گرا اسکے ساتھ والوں نے جانا کہ ہمارا افسر مارا گیا ساٹھ ہزار سوار و پیدل سب ملکر آ پڑے
قتال کو اٹھایا مگر نقابدار گلگون پوش کا جو سر زخمی ہوا بسبب کٹنے نقاب کے چہرہ کھلگیا یہ ثابت ہوا کہ ابر سے
مہ تاباں نکل آیا اس مقام پر روشنی ہوگئی جسوقت سے سکندر رو ضیغم نے پہچانا کیا تھا کہ یہ نقابدار شاہزادہ
سرو سہی قد مہران جوان بخت ہوں تو کچھ عجب نہیں ہماری خبر پاکے چلے اب کیوں پردہ کرتے ہیں
بڑی آرزو دسیک طلسم نور افشان فتح کرنے کی تھی وہ ماں باپ نے فتح کیا نہیں معلوم اب کیا منظور ہے
یہ چرچا سارے لشکر میں ہو رہا تھا جب نقابدار کی نقاب ہٹی چہرہ بے نظیر ظاہر ہوا بادشاہ سعد بن
قباد بے اختیار پکار اٹھے کہ سکندر زرین علم [illegible] کہتا تھا اب آئینہ ہوا کہ بالکل مشابہ
بصورت بادشاہ جمجاہ ہے گلگون پوش نے جو دیکھا کہ شہریار زخمی ہوئے ہرچند کہ خود بھی زخمی تھا مگر [illegible]

بس اُٹھ ملا چلے تمکو وہ لاکھ دین تسکین
پکارتی ہی تڑپ امتحان باقی ہے
یہ شوق دید سے آنکھون مین ایڑیان رگڑین
اُڑے مے نے نہین رنگ نشان باقی ہی
جو پوچھے کوئی تو کچھ ذکر سوز عشق کرین
جگر مین پڑ چکے چھالے زبان باقی ہے
لبنٰی سے لیگئے دل پھر وہ مطمئن نہوے
ابھی ہماری طرف کچھ گمان باقی ہی
شب فراق کہا تک بڑھیگی دیکھین تو
ابھی بہت سی تری داستان باقی ہی
ادھر سے اُٹھکے ادھر بیٹھ جاتی ہی کچھ خاک
تری گلی مین ہمارا نشان باقی ہے
جلال اسی کو عدم کے عوض جلا ہے آہ
بہت رقیب اگر آسمان باقی ہے

برق نے رو رو کے جو یہ اشعار پڑھے ملکہ انجم ماہ طلعت کو رحم آیا کہا اے برق اصل یہ ہی کہ مجھے تیرا گانا بہت پسند آیا مین بھی صبح سے بیقرار ہون اگر تو نہ آتا تو مین خود پہونچتی لیکن اپنے کو سفاک سے بچانا یہ تمھاری لشکر مین ہی بلاے روزگار ہے اسکا وہ غدار ہی نعمان کو اسقدر فکر نہین ہی برق نے کہا اے ملکہ عالم کل ان سب کو مار کے تمکو لیجاونگا ملکہ نے کہا اے برق یہان کلام کرنے کا موقع نہین شہر سے باہر جو باغ ہی نہایت پر بہار ہی مین صبح کو وہان سوار ہو کے جاؤنگی تم بھی وہین آنا وہان جلسہ بھی جمیگا تمھارا گانا سنینگے ملکہ سے وعدہ لیکے برق تو چلا آیا اپنے مقام پر آکے سو رہا ملکہ کو رات بھر خیال رہا صبح کو ملکہ نے محافہ منگایا سوار ہو کے باغ مین آئین انتظام ہونے لگا اُن کنیزون کو ملکہ اپنے ساتھ لائی ہین کہ جنکو علم موسیقی مین دخل ہی جب نعمان سو کے اُٹھا برق نے کہا ہم آپ کے دیہات کا جنگل دیکھ آئین جنگل کٹوا کے گانون آباد کرینگے ہزار ہا روپیہ کا نفع ہوگا نعمان بہت خوش ہی کہ کیا رفیق ملا ہی سب بادشاہ کا اسکو خیال ہی یہ کہکر برق چلا پشت باغ پہونچا کمند مار کے اندر پہونچا دیکھا ملکہ انجم ماہ طلعت مثل عروس شب اول بنی ہوئی کنیزون سے کہ رہی ہین جلد انتظام کرو یقین ہی برق فرنگی آتے ہونگے غرض یہ ذکر تھا کہ دیکھا میان برق فرنگی بہت وخیز کرتے ہوے آکے پہونچے ملکہ نے کہا اے مہتر برق فرنگی مجھکو تردد ہی کہ سفاک تمھاری فکر مین ہی خدا اُسکے ہاتھ سے بچاے لیکن یہ بڑی بات ہی کہ یہ باغ شہر سے باہر ہی اس مقام سے نکل چلینگے آج شب کو صندوقچہ جواہرات کا اپنے قبضے مین کرونگی عاشق ومعشوق مین بجولی وعدے ہوے اب ملکہ نے کہا اے مہتر برق فرنگی لیجہ گا تھوڑی دیر دل بہلاؤ برق نے تڑپ کے یہ اشعار سامنے ملکہ کے شروع کیے اشعار

مشتاق سب ہین بدر سے افزون ہلال کے
دنیا مین تشنہ رہان نہین صاحب کمال کے
مجنون گیا جو مرقد لیلی پہ بہنس گیا
جالی نہین مزار کے حلقے ہین جال کے
عالم ندامتی آہ مین ہو گرد باد کا
تو دے ہمارے دل مین ہین گرد ملال کے
تارے سیاہ ہوتے ہین تشبیہ کے لیے
مضمون ڈھونڈھتا ہون اگر تیرے خال کے
مرنا مت ہول ہے مجھے دنیا نہین قبول
غرفے اُٹھینگے مجھسے نہ اس پیر زال کے
ہمت نہین اگر فلک دون کو کیا ہے غم
دون لب بھی آشنا نہین حرف سوال کے
آنسو ٹپک پڑا جو کوئی بزم یار مین
دریا بہے مژے سے عرق انفعال کے
گلشن مین مضطرب دمیان جو صحرا کو آگیا
نرگس کے پھول بنگئے دیدے غزال کے

لیکن صورت دریا کا مشتاق ہون بلا تکلف تشریف لائیے یہان سے پانچ کوس پر سرکوہ عالی شکوہ
قلعہ ہو کہ اُسی قلعے کو قلعۂ ابر لقیہ کہتے ہین اسطرف کے جو بڑے بڑے شاہ ہین وہ نام سے ابدولت کے
ڈرتے ہین سب نے جاگیرین مقرر کر دی ہین اور جس شاہ نے جاگیر نہین مقرر کی اُسکا مال و اسباب اصطبل
لوٹ لیتا ہون ملکہ نے جو یہ دیکھا کہ قزاق اپنی تعریفین کرتا ہوا بڑھتا چلا آتا ہو ایک گوشے مین آ کے
کھڑی ہوئین اور ایک کنیز نے بحکم ملکہ جواب دیا صاحب اگر تم تمام دنیا کے بادشاہ ہو تو ہمین کچھ کام
نہین ملکۂ عالم ارشاد فرماتی ہین کہ ہمارے قریب نہ آؤ ورنہ خطا اٹھاؤ گے بھلا وہ قزاق ایسی باتون کو
کب مانتا ہی فوج کو اشارہ کیا کہ چار جانب سے ملکہ کو گھیر لو اور کوہ ابر لقیہ پر لے چلنا ہوگا یہ جوانسر نے
کہا سوارون نے دیکھا کہ علاوہ ملکہ کے آٹھ عورتین اور ہین ہم لوگ آپس مین تقسیم کر لینگے اب تو سب
سوار نیزے لیکر چلے ملکہ نے کمان کیانی دوش سے اتاری سب کنیزون نے تیر بجر کمان مین پیوست
کیے برق فرنگی جو اِن بیرنگی پہ سب معاملہ ایک نخل کی آڑ سے دیکھ رہا ہو کر ملکہ کی طرف سے تیر چلے
کہ تیغے خطا نہ کی آٹھ سوار گھوڑون سے گرے اب تو شاپور قزاق بہت گھبرایا اسنے اپنے ساتھیون کو
کہا اب تم لوگ الگ رہو مین ابھی گرفتار کیے لیتا ہون ظاہر مین تو معشوق مہوش ہی مگر نہایت
سرکش ہی یہ کلمات کہکر زنجیرون سے کمر ڈالنے لگا ملکہ بسما طلعت گوشے مین رنجیدہ و کبیدہ
کھڑی ہین شاپور قزاق چاہتا ہی کہ سپر فولادی لیکر جا پہونچے بموقع فرنگی ایک نخل کی پشت پہ
چھپا ہوا کھڑا ہی جگہ تب رہا ہو دعائین مانگ رہا ہی کہ الہی کریم کارساز وہی خالق ہے پہونچا سکو اس
ظالم کے ہاتھ سے نجات دے بفضل و کرم اپنا تیر ایک کہ شاپور قزاق نے مقصد کیا کہ آگے بڑھون
کہ طرف سے قصبے کے گرد غبار بلند ہوئی جیب و دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا نعمان زمیندار و سفاک جادو
آگے آگے پشت پر پاسی تیر کھینچے ہاتھون مین لیے ہوے بڑے شور و شر سے چلے آتے ہین مدد سے جو
نعمان زمیندار نے اپنی بیٹی کو دیکھا کہ تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہرسو ہولسی کو پاس قریب نہین آنے دیتی
سفاک جادو سے نعمان زمیندار نے کہا دیکھو بہادر دیکھو مین نے اُسکو ایسا تعلیم کیا کہ پانچ سو سوار الگ
کھڑے ہین کوئی اُسکے قریب نہین آ سکتا ہو ورانداز ون نے خبر دی کہا سوچو تو عیار کی یہ حقیقت تھی لا ایسے
سیاہ در پے دست انداز ہو تا اب کہو وہ عیار کہان ہو اب اُسکا پتہ نہین معلوم ہوتا سفاک جادو نے کہا
تم آگے بڑھ جاؤ ان مین ایسا سحر کیدون کہ قزاقون پر آگ برسنے لگے لیکن قزاقون نے جو دیکھا کہ ملکہ کے
مددگار آگئے سفاک جادو بڑھا کہ ہین سحر کیدون شعلہ اور قزاق نے تاک کے تیر مارا ہر چند سفاک نے
اپنے کو سب طرح بچایا پاسے طرف سے تیر برچھے اور طرف دیکھنے لگا شاپور قزاق کا تیر سینے پار کے
سفاک کے پشت کو توڑکے باہر نکلا سفاک جادو کا گرنا اب قزاقون نے نعمان زمیندار پر حملہ کیا
پاسیون نے تیر مارے قزاق بلائے روزگار گھوڑے دوڑا کے پاسیون پر جا پڑے و شمشیر زنی کی کہ
پاسی مارے گئے نعمان زمیندار زخمی ہوا آخر بھاگا قزاقون نے پیچھا لیا برق فرنگی نے گوشے سے
نکلکر آواز دی اے ملکۂ عالم نکلیا اسوقت کوئی تمھاری جانب متوجہ نہین ہی ملکہ نے دیکھا حقیقت مین
کوئی میری جانب متوجہ نہین ہی آٹھون کنیزون کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے رخ کیا برق فرنگی بھی ترچھے
نکلکیا یہان قزاق بھاگا کر جب نعمان پلٹ کے آئے آکے دیکھا عاجل گئین شاپور قزاق نے

ایک چیخ ماری کہا صاحبو غضب ہوا وہ سرکش نکل گئی مین ابھی تلاش کرتا ہون یہ کہکر آپ گھوڑے کو بڑھایا
پیچھے سب قزاق چلے لیکن ملکہ انجم ما و طلعت جو بھاگ کے نکلین ایک صحرا مین پہنچین صحراے ہول خیز
وحشت انگیز تودے گرد کے آنکھنے لگے جو نسیم وہان چلی ہے لپٹ چاہتا ہے صداے چند دم میں
صحراے خونخوار شوم مین آ رہی ہو وصدا توارہی ہو کنیزین جستجوے آب مین دوڑ دھوپ کر رہی ہین کیسا
گھوڑا لڑکھڑا کے گرا منہ سے نیلا نیلا پانی گرا گھوڑا تڑپ کے مرگیا کنیز مگر گھبرا کے اٹھی جھونکا ہوا کا چلا منہ
پھینک گیا لڑکھڑا کے گری ملکہ نے دیکھا تھوڑے ہی عرصے مین آٹھون کنیزین ہلاک ہوئین اب ملکہ نے
قصد کیا گھوڑا دوڑا کے صحراے پر آشوب سے نکل کر ہوا دیان جو دوڑ کے چلی جھونکے ہواے گرم کے
چل رہے ہین گھوڑا گرا تڑپ تڑپ کے مرگیا اب ملکہ پیدل چلین کہ برق فرنگی آکے پہونچا ملکہ کو برق
نے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ کنیزین آٹھون مرگئین ملکہ انجم ما و طلعت پیدل چلی ہین تڑپ کے قریب پہنچا
کہا ای ملکہ عالم تقدیر نے یہ کیا سامان دکھایا ملکہ رونے لگین کہا ای مہتر برق فرنگی فلک نے عجب
سامان دکھایا تقدیر مین ہماری بیابان گردی لکھی تھی اب بلبین فلک کیا نیرنگی دکھاے
اب تو قدم منین اٹھتے نظم

ساعقہ ماتے ہے حب علی مشرب ہی — روز روشن ہو گئی مین اثنا عشری مذہب ہی
حسن انسان لا حت ہر اک شعر مین یان مطلب ہی — ...سامنے ہو جو ہر بت مری تا لب ہی
سروا دل ہو میری آنکھو مین ٹل انسب ہی — جو کہ ہو خوب ہی اسکا عالم سب ہی
ابلق یار کا پھرتا ہی خیال آنکھون مین — روز نقشہ وہ جو بہارا ہی تو مشکل شب ہی
تو میرا ہی بت سرکش تو یہ عاجز ہی غضب — حسن جا گیر تری عشق مرا منصب ہی
مرد میدان کی حرارت ہی شجاعت کی دلیل — دل شیر نیستان کے لیے اک تب ہی
کنج تنہائی مین آگے خفقان ہوتا تک — انجا پر جو جا ہین کی صورت سے بھی نفرت اب ہی
عشق نے حسن کا دیوانہ کیا ہی مجھکو — زلف زنجیر ہی زندان مجھے کنج لب ہے
ایک سے ایک کو پاتا ہون یہان بالا دست — زیر لب ہی جو ذقن زیر ذقن غبغب ہی
ترک خونخوار ہی یار او رمین مسکین شاعر — تیغ مقصود اسے جو ہر سے مجھے مطلب ہی
جلوۂ یار سے یان سینہ ہوا ہی روشن — مین وہ ذرہ ہون کہ خورشید مرا کوکب ہی
عشق کامل ہی سبب حسن سے یکرنگی کا — شمع پروانے کا جلجانے مین اک مذہب ہی
موذیون کا بھی ہی یہ خاک کا پتلا موذی — زیر پا پوش کسے مار وسر عقرب ہے
شہسوار دن کو گرتا ہی یہ پشت زین سے — کس قدر سابق ایام ہوا مرکب ہے
مجھکو لغزش نہو ہر چند زمانہ الجھا سے — قطب تارہ جسے کہتے ہین مرا کوکب ہی
روح کی طرح سے مہمان رہا کرتا ہون — گھر کو اپنے یہ سمجھتا ہون مرا قالب ہی
زور و قوت سے ڈراتا ہی یہ کسکو آتش — مین بھی شمشیر علی ہون جو عدو مرحب ہی

ملکہ انجم ما و طلعت یہ اشعار پڑھکر بہت روئین برق نے کہا آپ نہ گھبرائیے اس صحرا سے نکال لے چلونگا
ملکہ انجم و برق نے قصد کیا ہی کہ طرف آبادی کے چلین برق فرنگی کو منظور ہی کہ ملکہ کے واسطے کوئی جانور بہم

کلام حضرت واغط نصیب دشمنان باشد
اسکین ہیں طبیعت میں بجھی ہیں مستیان دل میں
عذاب غفلت قاتل سے رنج کشمکش میں ہون
برکیا پوچھتا ہی ہمنفس کیونکر گذرتی ہی
ادا و ناز ایما چشم غمزہ کو وہ کوئی ہو
پسند آئی ہی اسدرجہ اذیت وہ ستی ہمکو
خیال میزبانی اے نسیم دہلوی کبتک

اندھیری ہو سماں کہاں پھر تو جواتی ہے
ہوئی جاتی ہیں آنکھیں بند کیفیت جوانی ہی
مدد امرگ بے تقصیر ہون جانفشانی ہی
جگر جلتا ہی دل پھٹتا ہی اشکون کی روانی ہی
تعلق جس سے ہو جائے بلائے ناگہانی ہی
نظر میں دھوپ بھی دشت مصیبت کا سہانی ہی
مجھکو بڑھتے ہوئے اب رخصت لطف جوانی ہی

ہرچند چاہتا ہی برق اپنے کو سنبھالن دل نہین سنبھلتا جنگل مین خاک اڑاتا پھرتا ہی کبھی منھ کے بل گرتا ہی اٹھتا ہی لیکن دل بیٹھا جاتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی قضا ے کار خواجہ عمرو بتلاش مین برق کی نکلے تھے سب طرف خاک چھانی دل سے کہتے ہین ای عمرو یہ تو ظاہر ہی کہ برق کو سفاک جادو لیگیا لیکن نہیں معلوم کہان پہونچا کہین پتہ نہین ملتا ایک پہاڑ پر ڈھونڈتے ڈھونڈھتے چڑھ گئے دل سے کہتے ہین ای خواجہ عمرو ایسے عیار طرار کا جدا ہونا بڑے غضب کی بات ہی کیا جھٹ پٹ عیاری کرتا تھا انتہی یہ اپنی مرتا تھا اگر خدانخواستہ برق پر کوئی افتاد پڑی لشکر مین صاحبقران کے کوئی ایسا عیار جانباز سرفروش نہین ہی اسی سوچ مین خواجہ عمرو پہاڑ پر بیٹھے تھے کہ برق کے تڑپنے کی آواز کان مین آئی خواجہ عمرو نے سر اٹھا کے دیکھا برق فرنگی جنگل مین مارا مارا پھرتا ہی شعر عاشقانہ پڑھتا ہی اسقدر برق فرنگی کو بیقرار پایا کہ خواجہ عمرو گھبرا گئے پہاڑ سے اترے پکار کے آواز دی ای برق کیون ای فرزند خیر تو ہی برق فرنگی دوڑ کے لپٹ گیا کہا استاد مین تو کسی کام کا نہ رہا دل دلبر کے پاس ہی زندگی سے یاس ہی خواجہ عمرو نے جو پوچھا برق فرنگی نے رو رو کے سب حال بیان کیا کہ نعمان زمیندار کی دختر بلند اختر ملکہ انجم ماہ طلعت کو مین نے نکالا تھا کی بھائیون نے گھیرا پروردگار نے اسکو بچایا اب کوئی جادوگر اٹھا لیگیا مین اسی صحرا مین تڑپ تڑپ کے جان دونگا اس صحرا سے کہین نہ جاؤنگا عمرو نے ہرچند سمجھایا لیکن برق کا جوش وخروش بڑھتا جاتا ہی اب خواجہ گھبرائے کہ یہ جنگل مین تڑپ تڑپ کے مرجائیگا آخر خواجہ نے ناچار ہو کے شیشی عطر بیہوشی کی زنبیل سے نکالی کہا برق دیکھو یہ عطر کیسا ہی برق پیچھے ہٹا جاتا ہی کہتا ہی استاد مجھے بیہوش کیجیے گا خواجہ کہتے ہین اس بیہوشی مین ہوشیاری ہی ہرچند برق پیچھے ہٹا عمرو نے شیشی عطر بیہوشی کی ناک سے لگادی برق بیہوش ہوا خواجہ نے برق کا پشتارہ باندھا طرف اپنے لشکر کے بھاگے یہان صاحبقران زمان بموجب جنگ گذشتہ دربار مین بیٹھے ہین تمام سردار جمع ہین فرمارہے ہین کہ نہین معلوم برق پر کیا گذری چالاک بول اٹھا کہ آج کئی دن سے قبلہ وکعبہ بھی تلاش مین گئے ہین نہین معلوم کیا معرکہ ہوا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے بعد ہر ہوسلام نے عرض کی خواجہ عمرو برق فرنگی کا پشتارہ لیے ہوے آتے ہین امیر یہ خبر سنکر گھبرا گئے بادشاہ بھی تخت سے اٹھے دربارگاہ پر آکے ٹھہرے دیکھا خواجہ عمرو پشتارہ بدوش آتے ہین امیر نے پکار کے آواز دی خواجہ خیر تو ہی عمرو نے کہا یا امیر عجب معرکہ گذرا برق تو سیڑی ہوگیا مین بیہوش کر کے لایا ہون امیر عمرو کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے خواجہ نے برق کو ہوشیار کیا

برق فرنگی پھر وہی دیوانے پن کی حرکتین کرنے لگا آخر صاحبقران نے بہ صلاح عمرو برق
کو بیہوش کرکے قید کیا یہ سب حالات وقت پر تحریر کرونگا صاحبقران دربار مین بیٹھے ہین وگل لندھور
بارگاہ پری اب جو سر اُٹھاتے ہین وگل علمشاہ وگل بدیع الزمان مقام قاسم وایرج وگل نظر
دیکھا کہ ان بن حمزہ وغیرہ جو صاحبقران نے خالی دیکھے غضب ٹھہر گیا کلیجہ منھ کو آگیا بادشاہ وست متوجہ
ہوکے فرمایا غضب ہوا قاسم کی فکر تھی سب فرزند ہمارے گئے نہین معلوم ان پر کیا گذری اسوقت
دربار مین سناٹا ہوگیا رفیقان نکما بزرگوار والا قدر چیخین مار مار کے رونے لگے بادشاہ خاموش بیٹھے
صاحبقران فرماتے ہین یارو کیا غضب کی بات ہے بدیع الزمان نے قیامت برپا کی ہوگی قاسم کے
سب عاشق ہین کیونکر اُنکو گوارہ ہوگا قاسم ولندھور نے بالا علان بیعت پہ پا پر جد دیکھا نہین کلام
کس ساحر کے پیچھے پھر دوڑی کہ جب وہ قتل ہو تو ان دونون کو ہوش آئے دن کو تو بارگاہ دیکھی یہ فکر
ہے کو جو بادشاہ اسلام ہی ہوا لگا وہین آئے تنہا بیٹھے مین سوچنے لگے کہ ای سعد بن قباد
بات ہی ہے فرزند صاحبقران برائے رہائی قاسم ولندھور نے بم مرغ زرین بنے
نہ نکل سکے سواروں کی نگاہ مین حقیر ہو جائینگے یہ سوچکر اسی شب تاریک مین اُٹھے مرکب سمند سیہ قیطاس
پر تیار کیا سوار ہوتے تھے کہ فیروزہ بن عمرو شہنشاہ دیکھتا ہوا آیا قدمون سے لپٹ گیا کہا حضور کہان تشریف
لیجاتے ہین کہا سب فرزند ہمارے چلے گئے ہین وہین مین بھی جاتا ہون فیروزہ نے کہا غلام کا ساتھ ضرور ہے
یہ کہکر رکاب پہ ہاتھ رکھدیا بادشاہ چپکے نہ رہے لشکر کے ایک سوار بلا اس سے کہدیا کہ باہر کہدیا کہ غلام
بھی بلاسر رہائی قاسم کیا سوار نے دست بستہ کہا مین رسالہ تیار کرکے لاؤن بادشاہ نے فرمایا اچھا رسالہ تیار
سوار ما سوار لیا بادشاہ نے فیروزہ سے فرمایا کہ اب تمام لشکر مین خبر ہو جائیگی ایسا نہو والا جان کو خبر ہو وہ لشکر
لائیں تو جانا نہوگا فیروزہ نے کہا حضور تشریف لیچلیں شاہ نے مرکب بڑھایا طرف صحرا کے روانہ ہو گئے تھوڑی دیر بعد
رسالہ تیار ہوکر آیا بادشاہ کو وہان نہ پایا اب تو ساری فوج مین خبر ہو گئی کہ بادشاہ بھی بارادہ رہائی قاسم
صبح قریب تھی امیر بیدار ہوئے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ بادشاہ بھی مع فیروزہ تشریف لیگئے امیر نے آہ
کرکے فرمایا ان نوجوانون نے کلیجہ خون کردیا خاکہ دل غم و الم سے بھر دیا خواجہ نے بھی آکے معاملہ سنا
بڑا قلق ہوا امیر نے فرمایا کہ عادی کو بلاؤ عادی جو حاضر ہوئے امیر نے فرمایا کہ اتالیق بارگاہ سلیمانی
لیکر طرف طلسم ہفت پیکر کے چلو اسی وقت صاحبقران بارگاہ روانہ کرکے بغرض خبر گیری وہ حشمت
جمشیدی طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوئے کہ ایک مبارک کا ذکر فرمائے اور وقت پر تحریر کیا جائیگا
بشرط حیات یہ تماشا جو جاے تحریر ہوگا طلسم ہفت پیکر جو سارے طلسم مذکورہ بالا کی جان ہے انشاء اللہ
ہوگا ناظرین والا طلسم ہوشربا طلسم فتنہ نور افشان کو فراموش کرینگے ایسے طور سے طرلقہ
طلسم مذکور واقع ہوا ہے کہ ابتک کسی دفتر مین یہ ترکیب واقع نہوئی ہوگی تمام شد والسلام والاکرام

تقریظ نتیجہ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین متخلص بہ شہنیل

زہے صنعت خالق انس و جان کس تکلف سے دن کی سلطنت برائے مہر تابان و انتظام مملکت شب
برائے مہ درخشان کو عطا کی لیکن ثابت ہوتا ہے کہ ماہ و مہر ایک کی حسرت دیدار و فرحت آثار مین رات دن